۱

تعداد صفحات کتاب ہذا دربار آصف

گلزار اول	-	۷۶۰
گلزار دوم	۴ -	۲۴۴
گلزار سوم	۲ -	۱۰۰
گلزار چہارم	-	۳۲۰
گلزار پنجم	۴ -	۱۲۰
کارآمد و مفید معلومات		۴۰
دیسی ریاستیں		۱۴۴

صفحہ ۱۵۹ سے ۱۶۰ ندارد

۱۰

جملہ تعداد صفحات کتاب ہذا ـ ۱۷۲۸



ہند و دکن کا فرق اور اُن کا وجہ تسمیہ

کوہ بندھیاچل سے جو گجرات سے شمال مشرق کو کٹک تک چلا گیا ہے برِّ اعظم ہند و
ے کہ تمام جنوبی اور وسط ہو جاتے ہیں۔ ایک شمالی ہند دوسرا جنوبی ہند اسکے شمالی ملک
ہندوستان خاص اور جنوبی کو دکن کہتے ہیں۔

بعض کا قول ہے کہ اس ملک کا نام جو دکن ہوا ہے وہ لفظ ڈنڈکا
ے جس کے معنی جنگل کے ہیں اور جس میں راجہ رامچندر نے بن باس لیا تھا۔ مگر یہ خیال نہایت
بعید ہے۔ یہ دکن کا لفظ سنسکرت کے لفظ دکھشن کا بگڑا ہوا ہے جو جنوب کے معنی میں ہے او
بالکل صحیح ہے۔

غرض کہ مسلمانوں کے زمانہ میں ہندوستان خاص اور دکن کی مصنوعی حد فاصل
دریاے نربدا تھا۔ مگر چونکہ قوموں کی قدرتی تفریق پہاڑوں سے ہوا کرتی ہے اسلئے ہمنے بندھیاچل
ہی کو حد فاصل مانا ہے۔ بنگالہ جو بندھیاچل کے مشرق کی طرف ہے اور گجرات جو اسکے مغرب میں ہے
شمالی ہند میں داخل سمجھے جاتے ہیں یا جنوبی ہند میں۔ یہ دونوں حصے جدا ہی ہیں۔

شمالی ہند کی قدرتی تقسیم

ہندوستان خاص اون اضلاع کا نام ہے جن میں دریاے گنگا اور سندھ بہتے ہین اور اسمین
دریاے سندھ کے قریب کا ریگستان اور وسط ہند کا ایک حصہ بھی داخل ہے۔ دریاے سندھ
کے قریب کا حصہ تا دریاے جھیلم کے مشرق تک نہایت زرخیز اور دلکشا ہے۔ اور جھیلم
کے مغرب میں ناہموار ہے اور جہان پانچون دریا ملتے ہین۔ اور انکی دھارا ایک ہوکر پہاڑون
دریا باران کے بیچ کے میدان مین بہتی ہے اور مین پانی ہے جسقدر زمین سیراب ہوتی ہے
وہ قدر حصہ اوس میدان کا سرسبز ہے اور جب یہ دھار دریاے سندھ کی بھی کر قریب سمندر کے
پہونچتی ہے تو اسکی کئی دھارین ہوجاتی ہین اور ان سے ایک وسیع قطعہ زمین کا ایک
مثلث کی صورت بنجاتا ہے جو نہایت زرخیز ہے۔ وہ تمام میدان جسمین گنگا بہتی ہے باوجہ
اسکے زمین ندیون سے وہ تمام سیراب ہوتا ہے۔ اون کا مخرج اکثر کوہستان ہمالیہ مین ہو
ہے اور اوس [illegible] میدان کی زمین سری بھلی [illegible] طرح کی ہے جو نہایت وسیع اور زرخیز
اور آباد ہے۔ یہی سرزمین اون لوگون کی بودوباش کا مقام ہے۔ جو ہندوستان کی تاریخ
مین اول [illegible] رکھتے ہین اور اب بھی ہندوستان کے اور حصون سے یہانکے باشندے
تعلیم و تربیت مین بڑھے ہوئے ہین۔ اور اس ملک کے موقع وسطی اور آب وہوا کے لحاظ
سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ ہنرمندی مین یہ بڑھکر ہی رہین گے۔ اراولی پہاڑ کا سلسلہ
مغربی ریگستان اور وسط ہند کے بیچ مین حد فاصل ہے۔ اور بندھیاچل کے مغربی سرے
گجرات کے حد پر ملتا ہے۔ اور اجمیر سے آگے دہلی کے جانب پھیلتا چلا گیا ہے۔ یہہ مغربی
ریگستان ایک ریتیلی [illegible] ہے۔ اس کے جنوب و مشرق میں جودھپور کا زرخیز قطعہ ہے۔ باقی

وس کا تمام حصہ ریت ہی ریت ہے۔ درکوہ اراولی اور دریائے سندھ کے بیچ میں شمال کو
ستلج تک اور جنوب میں سمندر تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کہیں کہیں زرخیز قطعات بھی ہین۔
جسمین سب سے بڑا قطعہ جیلمیر کا ہے اور ایک چھوٹا حصہ کچھ ریگستان اور کچھ سمندر
کے درمیان ہے جو ملک سندھ اور گجرات کے لئے ایک قسم کا پل اور رہگذر ہے۔ وسط ہند
ان چار [illegible] اس کی ناہموار [illegible] فیٹ
[illegible] جنوب
[illegible] مشرق میں [illegible] کی پہاڑیون کا سلسلہ ہے شمال مشرقی کونے
حصہ کی زمین ڈھلوان ہوکر ان قطعات [illegible] زمین [illegible] ہوا [illegible] بنگالہ
[illegible] یہ زمین بھی زرخیز ہے۔

ہند کا وجہ تسمیہ

جیسا کہ دریائے [illegible] کے مشرقی ملک [illegible] جن سے ماوراء [illegible] اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ دریائے سندھ کے [illegible] جو ممالک تھے اون کو سندھ یا ہند خطاب دیا جو عجمی
تصرف سے ہندوستان ہو گیا ورنہ سنسکرت میں جو قدیم زبان ہندوستان کی ہے
ہند یا ہندوستان نہین ہے۔ عربون کی چڑھائی سے پہلے کل ہندوستان کا صرف ایک
نام بھارت ورش تھا جس کے شمالی حصہ کو آریہ ورت اور جنوبی حصہ کو دکھن کہتے تھے
مسلمان مورخون نے بھی ہند کے جنوبی حصہ کو دکن لکھا ہے۔ یورپ والون نے اخیر
زمانہ میں ہند کو انڈیا کردیا اور دکن کو اپنے تلفظ میں ڈکن کہنے لگے۔

وسعت ورقبہ

مملکت ہندوستان کل یورپ سے اگر روس خارج کردیا جائے تو بڑی ہے۔ بلاشمولیت بلوچستان
کے (جسکا رقبہ ۱۳۲۰۰۰ مربع میل ہے) اور جو کہ ہندوستان کے ایک حد تک ماتحت یا دیس کا
باجگذار ہے۔ ہندوستان ۸ سے لیکر ۳۷ درجہ عرض بلد شمالی اور ۶۷ سے (۱۰۰) درجہ طول
بلد شرقی پر بمقام گرینچ سے ہے۔ اگر روس کا دارالخلافت کلکتہ ۸۸ درجہ مشرقی طول بلد پر واقع
ہے برہما (شمالی برہما) کا رقبہ ۲۳۶۷۳۸ مربع میل ہے۔ ماتحت ریاستہائے ثان کا رقبہ تخمیناً
۴۰۰۰۰ مربع میل ہے۔ ان کے علاوہ کشمیر کا رقبہ ۸۰۹۰۰ مربع میل اور منی پور کا رقبہ ۸۰۰۰
مربع میل اور سکم کا رقبہ ۲۵۵۰ مربع میل میں شامل کر لیا جائے تو کل ہندوستان کا رقبہ
مع باجگذار ریاستوں کے قریب ۱۶۰۰۰۰۰ میل ہی کے ہو جاتا ہے جس میں سے ۶۷۵۹۵ مربع
میل زیر حکومت ریاستہائے دیسی اور باقی ماتحت سلطنت انگلشیہ ہے۔

آبادی ہندوستان

سنہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان کی آبادی ۲۹۴۲۹۶۰۰۰ ہے جو
سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری ۲۰۷۳۴۱۰۰۰ کے مقابلہ میں بقدر دو کروڑ کے زیادہ ہے۔ مگر
یہ زیادتی چونکہ دس سال کے عرصہ میں ہوئی ہے اس لئے اُسکی سالانہ اوسط گذشتہ مردم شماری کے
اوسط سے بدرجہا کم ہے۔ ۲۹۴۲۹۶۰۰۰ آدمیوں میں ۲۳۱۰۸۷۰۰۰ آدمی برٹش علاقہ میں رہتے
ہیں اور باقی ۶۳۱۱۸۰۰۰ شخص ریاستوں میں آباد ہیں آبادی کے لحاظ سے سب صوبوں میں
اول درجہ پر صوبہ بنگال ہے۔ دوسرے درجہ پر صوبہ جات متحدہ اودھ۔ تیسرے درجہ پر صوبہ بمبئی
چوتھے درجہ پر پنجاب۔ اور پانچویں درجہ پر صوبہ مدراس ہے۔ ہندوستان کی آبادی کا شمار
کرتے وقت اس میں برہما۔ آسام۔ اور انڈیمین بھی شامل کر لئے جاتے ہیں۔ مگر لنکا بلحاظ آبادی و

نظام وغیرہ کے ہندوستان سے بالکل مختلف ہے۔

سنہ [illegible] کی مردم شماری کے [illegible] جزیرہ انڈمان کی آبادی [illegible] مگر سب [illegible] خاندان کے کہیں [illegible] ہے۔

مذہب

[illegible]

زبانیں

ہندوستان میں بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ مطابق مردم شماری سنہ ۱۸۹۱ع یورپ زبانیں [illegible] زبانیں ایک ہزار سے کم آدمی بولتے ہیں۔ وہ زبانیں [illegible] اپنی [illegible] زبان سمجھتے ہیں [illegible] ۱۲ مختلف زبانوں کی شاخیں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو کم از کم ۱۰۰۰۰۰ آدمی بولتے ہیں۔

تقسیم و حالات طبعی پیداوار وغیرہ

صوبہ برہما اس قطعہ کے جو پہلے خود مختار تھا اور اب اپر برہما کہلاتا ہے۔ اور جو سنہ [illegible] کی ابتدا مین
ایشیائی مقبوضات انگریزی سے ملحق کیا گیا تھا۔ خلیج بنگالہ کے مشرق مین واقع ہے اور جزیرہ
نمائے ہندوستان کا کوئی حصہ نہین ہے۔ لہذا اس صوبہ کو علیحدہ کرکے ہم بغرض تسہیل جغرافیہ
ان تین حصص مین تقسیم کرتے ہین۔ طبقہ ہمالیہ شمالی دریائی سطحات اور جنوبی قطعات مرتفع انمین
سے پہلے مین ہمالیہ کے سلسلہ کوہ اور اون کے جنوبی متعلقات شامل ہین۔ چونکہ یہ طبقہ علاقہ
سرکار انگلشیہ سے علیحدہ ہے۔ لہذا اسی ہندوستان کی قدرتی شمالی سرحد ہی سمجھنا چاہئے
کہ اس مین دو سلسلہ کوہ ہین۔ جو شمالی مغرب سے جنوبی مشرق تک چلے گئے ہین اور اسکے بیچ
ایک سلسلہ کوہ و دور تک وادیون کا چلا گیا ہے۔ جنوبی سلسلہ جو ترائی کے جنگل سے بلند ہونا
شروع ہوتا ہے۔ جو گنگا کے شمال مین اور اسکے منبع کے متوازی ہے۔ بیس ہزار فیٹ کی بلندی
تک سطح سمندر سے ہے۔ اور جس مین تین بلند چوٹیان ہین۔ یعنی مونٹ ایورسٹ ۲۹۰۲
فیٹ بلند کنچن چنگا ۲۸۱۷۶ فیٹ بلند اور دھولگری (۲۶۰۰۰ فیٹ سے زاید بلند ہے
ہمالیہ صرف ایک محافظ فصیل ہی نہین ہے۔ بلکہ اس کے نیچے جو منطقہ حارہ کے
قطعات ہین اُن کے واسطے پانی کا ذخیرہ ہے۔ اور اون قطعات کو سیراب کرتا ہے۔ ہمالیہ
کے اطراف ایک قابل تعریف یکسان حالت کرہ ارض کی قدرتی مختلف اقسام کی ظاہر
کرتے ہین جیسے جیسے جون جون نیچے سے انسان اوپر چڑھتا ہے۔ اوسکو منطقہ حارہ۔ منطقہ معتدلہ
اور منطقہ باردہ بہ تدریج ملتے ہین۔ ہمالیہ کے پیداوار نباتات مین درخت خرما کے مختلف اقسام
انگور کے درخت بکثرت۔ ناشپاتی۔ جو۔ لوبیا۔ اور بہت سے خانگی استعمال کی ترکاریان مین
تجارت کے لئے اس قطعہ مین چاول۔ کوٹلہ۔ جو۔ لوبیا۔ اور شہد بہت افراط سے پیدا ہوتا ہے۔
پھل پھول کے طرح حیوانوں وچرند پرند کی بھی مختلف اقسام ہین۔ اور جانوروں مین سے

جنگلی بھینسا، مشکی ہرن، ریگستانی گائے، جنگلی بھیڑ، اور بکری، ریچھ، عقاب، چکور، اور بہت سے
اقسام تیتر وغیرہ کے ہیں۔ یہاں کی رہنے والی اقوام آریہ، تورانی اور کچھ دونوں کی ملی جلی [illegible]
ہیں۔ شمالی پہاڑی سلطنتیں جو ہمالیہ کے دامن میں واقع ہیں۔ اور ایک ساحل بحیرۂ [illegible]
ساحل تک چلے گئے ہیں۔ ان میں وہ قطعے ہیں جو دریائے سندھ، گنگا، [illegible]
[illegible] ان کے منبعوں سے سیراب ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے قریب تین بڑے دریا
ہمالیہ سے نکلتے ہیں [illegible] سے دو پہاڑ کے شمالی [illegible] ہیں۔ ایک تو سندھ [illegible]
طرف بہتا ہے [illegible] برہمپترا جو مشرق کی طرف جاتا ہے۔ [illegible]
ہیں۔ ان میں سے ایک تو [illegible] ہے جو کہ مغرب اور جنوب مغرب کے [illegible]
اور دوسرے [illegible] سندھ میں آملتا ہے۔ اور دوسرا [illegible]
جو جنوب مشرقی طرف کو [illegible] کا سمٹے کے خلیج بنگالہ میں آگرتا ہے۔ [illegible]
ہیں۔ برہمپترا جو شمال کی طرف پہاڑ کے ساتھ ساتھ جاتا ہے جب ہمالیہ کی مشرقی حد
پہنچ جاتا ہے تو یکبارگی جنوب کے طرف پھر جاتا ہے اور پھر مغرب کے طرف بہتا ہے
اور آخر میں گنگا سے آملتا ہے اور پھر یہ دونوں دریا مل کر خلیج بنگالہ میں آگرتے ہیں۔ دریائے
سندھ [illegible] میل لمبا ہے اور برہمپترا قریباً [illegible] میل۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔
کہ کوہ ہمالیہ وہ پانی ہندوستان کو بھیجتا ہے۔ جو اس کے شمالی اور جنوبی دونوں ڈھالوں
پر جمع ہوتا ہے۔ اس خصوصیت کی وجہ زمین کی عجیب وضع ہے۔ اور اس لئے با دولت
ملک کو صرف زرخیزی اور شادابی ہی نہیں حاصل ہوتی۔ بلکہ اسی کی وجہ سے ملک
حملہ کنندگان کی آماجگاہ بنگیا۔ سب سے بڑھ کر دولتمند و زرخیز سب سے بڑھکر آباد و سرسبز
اور سب سے بڑھ کر خوش حال و مرفہ حصہ ہندوستان کا وہ حصہ ہے۔ جو ان تین بڑے دریاؤں

[illegible] میں واقع ہے اور [illegible] مربع میل ہے ان میں سے ہر ایک
دریا [illegible] سلطنت کے واسطے جنکو [illegible] اور خصوصاً گنگا [illegible]
[illegible] بنگال کا [illegible] کاشتی [illegible]
[illegible] جہاں [illegible] ممکن ہوئی وہاں بہت ہی آبادی
ہوئی [illegible] تین ضلعوں [illegible]
[illegible] فصل [illegible]
[illegible] فصل [illegible] بعد سب [illegible] پیدا [illegible] بنگال
[illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible] ہندوستان [illegible] طرف شمال [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] ہیں اور [illegible] وغیرہ بھی شامل ہیں [illegible] تربوز [illegible]
[illegible] پیدا ہوتے ہیں [illegible]
کی طرف اور کوہ [illegible] شمال مغرب کے طرف ہندوستان کی قدرتی [illegible] ہیں
ہیں [illegible] خلیج کیمبے سے مشرق [illegible] کی طرف [illegible] ہے
شمال کی [illegible] کی ایک مستحکم جنوبی سرحد ہے جنوبی ہند [illegible]
[illegible] ہے اور زمانہ قدیم سے موضوع ہے اس کے [illegible] طرف ساحل [illegible]
اور مالابار ہیں جو ان پہاڑی پر [illegible] ہیں اور تیسری طرف [illegible] ہے جو
دریائے نربدا کے شمال میں واقع ہے جن پہاڑوں سے یہ قطعہ [illegible] ہے اس کے

کوہستانی مثلث کو مشرقی اور مغربی گھاٹ مکمل کرتے ہین۔ چونکہ مغربی گھاٹ ساحل سمندر کے
قریب واقع ہے اور دریا کے واسطے کوئی راستہ نہین ہے اور یہی وجہ ہے کہ ساحل مالابار پر دریائے
تاپتی کے جنوب مین ہمکو کوئی ندی نہین ملتی تمام دریا جو بکثرت اور بڑے عظیم ہین۔ مشرق کی
طرف بہتے ہین اور مشرقی گھاٹ کے درون وغیرہ مین سے گرتے ہوے خلیج بنگال مین آگرتے
ہین۔ چار بڑے دریا یہ ہین۔ جنوب کے طرف مہاندی ۵۲۰ میل طول۔ گوداوری ۹۰۰ میل طول
کشنا ۸۰۰ میل طول۔ اور کاویری ۴۷۲ میل طول۔ شمال مغرب کے آخر مین بہی اور بندہیاچل کے
جنوب مین اور اون کے متوازی۔ گر گھاٹ مغربی کے شمال مین ہمکو نربدا۔ اور تاپتی ملتے ہین۔
جو مغرب کی طرف بہتے ہین۔ ست پڑا ان دونون کے عین بیچ مین واقع ہے۔ جنوبی
ہندوستان کے جغرافیۂ طبعی مین اس کی تواریخ کا بہت کچھہ حصہ ہے۔ جنوب مغربی ساحل
جو پہاڑون سے بندھے اپنی بالکل ابتدائی حالت مین ہے۔ اور بہت ہی کم ڈھلوان ہے۔
جنوب مشرقی سمت بہت کشادہ اور زیادہ تر قابل آمد و رفت ہے۔ اور اسی وجہ سے تجارت
تہذیب اور شایستگی کا بہت اثر پڑا ہے۔ ان طبقات کے کوہستانی سطحات اور خصوصًا مغربی
گھاٹ اب تک منطقۂ حارہ کے جنگلی درختون سے ڈھپنے ہوے ہین۔ آبنوس۔ ٹالی۔ یا شیشم
اندین ہوگنی بکثرت ہین۔ اور یہی حال بانس صندل وغیرہ درختون کا ہے۔ کافی کی کاشت
بہت عمدہ ہوتی ہے اور چاء اور سنکونا (وہ درخت جس سے کونین بنتی ہے) پیدا ہونے لگے
ہین۔ ہاتھی۔ چیتا۔ جنگلی بھینسا۔ ہرن۔ بھیڑیا۔ اور بہت سے چھوٹے شکاری جانورون سے
شکاریون کو بہت کچھہ شغل ملجاتا ہے۔ وادیون اور سطحات مرتفع مین بہت سی فصلین بکثرت
پیدا ہوتی ہین۔ جنوبی سطح مرتفع سے پچھلے ایام مین بہت کچھہ پیداوار معہ سونے کے حاصل
ہوئی ہے اور اب جو چیزین نکالی جاتی ہین۔ وہ زیادہ تر جونہ۔ کوئلہ۔ اور لوہا ہین۔ بعض جگہ کی

. ذن پر بھی میسورمین کامیابی سے کام ہوتا ہے۔

ہندوستان کی انتظامی تقسیم

ہندوستان مین تین طرح کی سلطنتین ہین (۱) سلطنت انگلشیہ (۲) ہندوستانی ریاستین (۳) غیرملکون کی عملداریان۔

(۱) اس عظیم الشان سلطنت کا ۳/۵ حصہ تخت برطانیہ کے براہ راست زیر حکومت ہے۔ اور بغرض انتظام (۸) صوبون پر منقسم ہے۔ بنگال۔ ممالک متحدہ آگرہ و اودہ۔ دلسکے قبل اسکا نام ممالک مغربی و شمالی و اودہ تھا) پنجاب۔ ممالک متوسط۔ برہما۔ آسام۔ مدراس۔ اور بمبئی۔ ہرایک صوبہ ایک گورنر کے زیر حکومت ہے مگر سب نائب السلطنت (وایسرائے) گورنر جنرل بہادر ہند کے زیر فرمان ہین۔ اور وایسرائے بہادر سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا وزیر ہند کے ماتحت ہوتا ہے۔ جو ایک کونسل کی امداد سے کام کرتا ہے جسمین ۱۵ ممبر ہوتے ہین۔ اس کونسل کا نام انڈیا کونسل ہے۔ اور ولایت (لنڈن) مین قایم ہے۔ اور یہ بجائے اسٹیٹ انڈیا کمپنی اور بورڈ آف کنٹرول کے ہے۔ ۱۹۰۷ء کے ایک قانون کی رو سے سکرٹری آف اسٹیٹ کو اجازت ہے۔ کہ پانچ جگہ کونسل مین خالی رکھے۔ فی الحال کونسل مین ۱۳ ممبر ہین۔ شاہی توضیع قوانین۔ طرز حکومت سپریم گورنمنٹ کے صیغون وغیرہ کی تفصیل و جوڈیشل و انتظامی وغیرہ کی صراحت آیندہ بہ تفصیل حسب موقع درج کیجائے گی۔

(۲) ہندوستانی ریاستین دو قسم کی ہین۔ ایک تو باجگذار جن کے حکمران گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایۂ حمایت ہین۔ دوسری خود مختار جنکے فرمانروا باختیار خود حکومت کرتے ہین۔ یعنے باقی ۲/۵ دیسی ریاستون کے زیادہ تر ماتحت ہین۔ اور یہ دیسی رئیس سوائے نیپال اور بھوٹان کے جو شمال مین واقع ہین سب شہنشاہ معظم ایڈورڈ ہفتم کی سلطنت اور فرمانروائی کو تسلیم کرتے ہین۔

(۳) غیر ملکون کی عملداریان وہ ہین جو فرانس اور پرتگال کے زیر حکومت ہین۔

نوٹ۔ ہم نے ہندوستان کا رقبہ آبادی حدود اور انتظامی تقسیم وغیرہ جو بتلائی ہے وہ موجودہ حالت کے لحاظ سے ہے۔ کیونکہ سابقہ حالت اب باقی نہین رہی ہے۔ پس ایسی صورت مین اوسکا بتلانا بے ضرورت و غیر مفید تھا۔



گل اول

زمانہ ہنود

لفظ ہنود کا ماخذ اور اوسکی تحقیق

یہ ایک عجیب بات ہے کہ وید سمرتی ور شن وغیرہ اہل ہنود کی قدیم سنسکرت کی کتابون مین لفظ ہندو نہین ملتا ہے۔ لیکن اہل فارس کی قدیم دینی کتاب ژند اواسطہ مین ہندو نام ایک لفظ پایا جاتا ہے۔ جسکو قدیم فارسی محرزطی حروف کے کتبون مین ہیدوس کہا گیا۔ لہذا معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ہندو ژند زبان کا ہے۔ اور اہل ہنود کو یہ لقب پہلے فارسیون سے اور بعدازان اور قومون سے حاصل ہوا۔

سلپت سندہو اور ہپت ہندو

رگوید مین کئی جگہ سپتہ سندھو کا بیان آیا ہے۔ سپتہ کے معنی سات اور سندھو کے معنی دریا کے ہین
پس سپتہ سندھو سے سات دریا مراد ہین۔ ژند آواستا مین بیان ہے کہ (اہورمزد) یعنے ہرمزد نے ابتدا
مین سولہ سرزمین پیدا کین۔ جنین سے ایک کا نام ہپتہ ہندو تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سنسکرت
سپتہ سندھو اور ژند ہپتہ ہندو ایک ہی لفظ ہے۔ صرف زبان کے قاعدے کے مطابق حرف
س ھ سے بدل گیا۔ گمان غالب ہے کہ یہ وہ سرزمین تھی جس مین سات دریا بہتے تھے۔ اس
ہپتہ ہندو زمین کے باشندونکو ہندو یعنے دریا والی زمین کے رہنے والے نام دیا گیا۔ بعض
عالم گمان کرتے ہین کہ ہندو لفظ کے اصلی معنی سیاہ ہین۔ اور ہندو سے کالا آدمی مراد ہے۔ انکے
خیال کے مطابق اہل فارس نے بہ سبب دشمنی کے اونکو یہ لقب دیا۔ پر اس لفظ کے استعمال پر بغور
سوچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کا یہ گمان غلط ہے۔ کیونکہ سنسکرت لفظ سندھو اکثر سمندر کے
واسطے استعمال ہوتا ہے۔ زمانۂ حال مین سمندر کا اک عام لقب کالا پانی ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے
کہ سندھو یا ہندو لفظ کے پہلے معنی سیاہ تو تھے۔ پر بعد ازان پانی کے رنگ کے لحاظ سے سمندر
یا دریا کے واسطے مین استعمال ہوا اور آخر کار سات دریا والی زمین کے رہنے والون کو بھی دیا گیا۔
اکثر علما یہ گمان کرتے ہین کہ ان سات دریاؤن سے دریاے سندھ سرسوتی اور پنجاب کے پانچ
دریا مراد ہین اور انہین دریاؤن کے کنارے پر اہل ہنود کے اجداد پہلے آباد ہوے۔ یونانیون نے
اہل ہنود کو اندوئی لقب سے ملقب کیا اور معلوم ہوتا ہے کہ اُنھون نے یہ لفظ اہل فارس سے سیکھا۔

ہندوستان کی حالت قدیم

ہندوستان مین ابتدا گویدون کا زمانہ مانا گیا ہے۔ ہندؤن مین وید کو انادی اور ایور رشیہ اور
پرم آتما کے سانس سے پیدا ہونا مانا گیا ہے۔ نہ کہ انسان کی تصنیف یورپ کے علما پہلے

ویدوبارہ سو برس یا چھ سو سال مسیح کے قبل کا تبلاتے تھے۔ پھر پروفیسر جے کوبی صاحب نے نجوم اور موسمون کے واقع ہونے سے حساب لگاکر یہ تحقیق کیا کہ وید مسیح سے چار ہزار سال قبل نازل ہوے مگر اس بات مین تو کسی کو بھی شبہ نہین ہے کہ دنیا کے تمام علمون مین وید سب سے پرانا ہے۔

ویدون مین رگوید سب سے پہلا ہے۔ پھر اوپنشدون کے بہت سے منتر اس سے ہی لئے گئے ہین اور منوجی وغیرہ نے بھی صرف تین ویدون کو مستند مانا ہے۔ ہندؤن کا ہمیشہ سے یہی یقین چلا آتا ہے کہ جیسے دنیا کا آغاز نہین ہے۔ اوسیطرح ویدون کی بھی ابتدا نہین ہے اور جو کرم جس جس متنفس کے پہلی سرشٹی مین تھے۔ وہ ہی کرم اوس متنفس کے اس سرشٹی مین بھی ہین رشیون کے نام اور جو جو سرشٹی ویدون مین بیان کئے گئے ہین اور ہر مخلوق کی صورت اور کرم ایشور نے وید کے شبدون سے ہی بنائے ہین۔ پرلی ہین۔ یہ سب بیج روپ سے رہتے ہین اور سرشٹی کے ظہور مین پھر ظاہر ہو جاتے ہین جیسے کہ ہر موسم کے علامات اس موسم مین ظاہر ہو کر آخر مین فنا ہو جاتے ہین اور پھر وقت پر ظاہر ہوتے ہین۔ ویسی ہی حالت سرشٹی کے ظہور اور فنا کی ہے۔ برہما۔ بشن۔ مہیش وغیرہ دیوتا۔ اور ہر متنفس کے کرم اور دھرم برابر ظاہر اور فنا ہوتے رہتے ہین۔ یہ ہی وجہ ہے کہ شبد یعنے وید جو دنیا یعنے سرشٹی کے ظہور اور فنا بتلاتا ہے۔ اناد ی ہے۔

اس بارہ مین کہ منترون کا سلسلہ کب مقرر ہوا اور کس نے مقرر کیا۔ اور کونسا منتر کس رشی کو ملا اختلاف رائے ہو سکتا ہے۔ مگر ست اور دھرم اور گیان کی اصلی غرض کش مین کوئی فرق نہین ہو سکتا وید ایشور کا علم باطنی ہے۔ اور ہر نیہ گربھ (برہما) وغیرہ کو جو ایشور کے طرف سے ویدون کا ظہور ہوا اور جس کا ذکر شاسترون مین ہے۔ وہ یہ بتلاتا ہے کہ جن جن رشیون اور

مہاتماؤن نے اپنے گیان اور تپ سے منتر درشن کی شکتی حاصل کی وہ منتراون کو سمادہی کے ذریعہ سے حاصل ہوئی۔
اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ فلان رشی کو فلان منتر کا درشن فلان وقت مین ہوا تو ہوسکتا ہے لیکن یہ کہنا کہ وہ گیان یعنے علم جو اوس منتر مین ہے۔ اوس رشی ہی سے شروع ہوا ہوگا۔ معمولی طور پر ارتھہ سے شبد پہلے ہوتا ہے۔ یعنے اشیاء موجودہ کو ہی لفظ ظاہر کرتے ہین۔ لیکن وید کے شبد اور ارتھہ دونون نیتہ یعنے دوامی ہین۔ اوراون کا آپس کا تعلق بہی دوامی ہے دیوتاؤن وغیرہ کی جتنی سرشٹیان ہین وہ سب شبد کے ساتہہ ساتہہ ہوئے ہین۔
ویاس جی کا نام ویدویاس ہوا اوسکا سبب یہ ہے کہ ان ویدون کو اونہون نے ترتیب دی۔ اور اکھٹا جمع کیا۔
وید سے قدیم آریہ لوگون کے اوضاع و اطوار رسم و رواج طرز معاشرت کا حال معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حکمت اور فلسفہ مین انہین کہانتک دخل تھا۔ وید کا اصل اصول خدا کی توحید ہے۔

راماین

راماین تمام دنیا کے اتہاسون مین سب سے پرانی ہے۔ یورپ کے علماء اوس کو پانسو برس قبل مسیح تبلاتے ہین۔ کوئی یہ بھی کہتے ہین کہ وہ روپک ماتر (خیالی قصہ) ہی ہے۔
اور اوس سے صرف آریون کا لنکا مین جانا ثابت کرنے کا مطلب ہے۔
راماین ایک اتہاس ہے۔ جسکو والمیک جی نے رام چندر جی (جو راجہ دسرتھہ والی اجودھیا کے بیٹے تھے) کے زمانہ مین بنایا تھا۔ اور رامائن مہابھارت سے پہلے کی ہے۔ رامایین مین چوبیس ہزار اشلوک ہین۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ اجودھیا کے مشہور راجہ دسرتھ کے چار لڑکے تھے۔ پہلی بی بی کوسلیا سے
لچھمن سے رامچندر۔ دوسری بی بی کیکئی سے بھرت۔ اور تیسری بی بی سومترا سے۔ لچھمن
اور سترگھن تقریباً اٹھارہ برس کی عمر مین رام چندر جی ... راجہ جنک کی بیٹی سیتا جی
سے بیاہ کیا۔ جب راجہ دسرتھ ضعیف ہوے۔ اُن کا ارادہ ہوا کہ گدی اپنے بڑے بیٹے
رام چندر جی کے سپرد کرکے سلطنت سے کنارہ کش ہوجائین۔ بھرت کی مان کیکئی ...
نہ بھائی۔ اوس نے اپنے شوہر کو اس پر راضی کیا کہ رام چندر جی کو چودہ برس کے لئے جلاوطن
کردیا جائے۔ اور بھرت گدی نشین ہو۔ رام چندر جی نے باپ کا حکم بلاعذر قبول کرلیا۔ جب سیتا جی
نے سنا کہ اون کا شوہر بن کو جاتا ہے۔ وہ ساتھ ہولین۔ رام چندر جی اپنی بی بی سیتا جی اور اپنے
سوتیلے بھائی لچھمن جی کے ساتھ ونداک کے جنگل کو نکل گئے۔ بیٹے کے فراق کا صدمہ راجہ کو ایسے
شاق گذرا کہ تھوڑے ہی دنون مین وہ عالم بقا کو راہی ہوا۔ بھرت نے جو اپنے نانا کو دیکھنے گیا تھا
نہین چاہا کہ اپنے بڑے بھائی کے ہوتے تخت پر بیٹھے۔ رام چند کے نام سے سلطنت کرتا رہا۔

اس زمانہ مین لنکا کا راجہ اون سیتا جی کو پکڑ کر لیگیا۔ رام چندر جی نے دکن کے
راجہ سگریوا اور اوس کے سپہ سالار ہنومان کی تائید سے اون کو شکست دیکر ہلاک کیا۔ اور سیتا جی
کو واپس لائے۔ اس عرصہ مین جلاوطنی کا زمانہ ختم ہوچکا تھا۔ سیتا جی کے ساتھ رامچندر جی
اجودھیا کو واپس آئے۔ اور آخر اپنے باپ کی گدی پر بیٹھے۔ سیتا جی کے نصیب مین ابھی بہت سی
مصیبتین جھیلنی باقی تھین۔ لوگون کا خیال تھا کہ لنکا سے اونکا پاکدامن آنا ممکن نہین۔

رام چندر جی اونکو بہت چاہتے تھے۔ مگر عوام کی رائے سے بے اتفاقی نہ کرسکے۔ آخر بیچاری
سیتا جی کو جو اسوقت حاملہ تھین جلاوطن ہونا پڑا۔ بالمیکی رشی نے سیتا جی کو اپنے آشرم
مین جگہہ دی۔ یہان اونکے دو جڑوان بیٹے لب اور کش پیدا ہوے۔ بالمیکی نے سیتا جی کو

رامچندر جی سے ملانے کی کوشش کی۔ لیکن اسمین کامیابی نہ ہوئی۔ تاریخ کے اعتبار سے رامچندر جی کا جنوبی ہند اور لنکا پر حملہ کرکے فتح پانا اسمین کا سب سے بڑا واقعہ ہے۔

مہابھارت

دوسرا اتہاس مہابھارت ہے۔ ہندوستان کی کوئی دینی یا دنیوی چیز ایسی نہین ہے جو اسمین نہ ہو۔ اس مین کوئی شک نہین کہ اس کتاب مین بہت حصہ وقتاً فوقتاً شامل کیا گیا ہے۔ مگر تھوڑے غور سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کونسا حصہ بعد مین ملایا گیا ہے اور کونسا اصلی ہے لیکن پیچھے کے شامل کئے ہوئے حصہ سے بھی ہر طرح کے معلومات ہوتے ہین۔ مہابھارت کی تین تہہ ہین۔ پہلی تہہ آٹھ ہزار آٹھ سو اشلوکون کی ہے۔ اور اوس کی باری مین بیاس جی کہتے ہین کہ ان اشلوکون کو مین جانتا ہون اور شک جانتا ہے سنجے ممکن ہو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ یہ اشلوک مہابھارت کے اصلی اشلوک ہین۔ دوسری تہہ چوبیس ہزار اشلوکون کی ہے۔ کہ جنمین مہابھارت بغیر کہانیون کے کہی گئی ہے۔ تیسری تہہ ایک لاکھہ اشلوکون کی ہے کہ جو آجکل مہابھارت کے نام سے مشہور ہے۔

ہری ونش پرب جو مہابھارت کا ایک حصہ سمجھا جاتا ہے۔ بلاشک بعد مین لکھا گیا۔ یہ نہین معلوم ہوتا کہ مہابھارت چوبیس ہزار اشلوک سے ایک لاکھہ اشلوک کی کب ہوئی۔ مگر ان ایک لاکھہ اشلوکون کا ذکر جو تھی۔ و پانچوین صدی عیسوی کی وان پترون مین اور اسنولاین گرہ سوتر مین موجود ہے۔ مہابھارت مین اون لڑائیون کا ذکر نہایت اہم کہلاتا ہے۔ جو خاندان بھرت کی دو شاخون کی درمیان واقع ہوئی تھین۔ جس کا اصل واقعہ یون ہے کہ کسی زمانہ مین بھرت نامی ایک راجہ تھا۔ جس کی شہرت اس قدر تھی کہ ہندوستان آج تک

متصل مرہٹون نے اون کا تمام اسباب چھین لیا۔ اور اسی سال دکن و برہانپور کی دیوانی کی خدمت دیانت خان ابن امانت خان کی معزولی سے حیدر قلی خان اسفرائی عرف میرزا محمد رضا کے نام بادشاہ نے عطا کی۔ چونکہ حیدر قلی خان میر جملہ (جو بادشاہ کے مزاج مین کمال رسوخ رکہتا تھا) کا متوسل تھا۔ اس لئے اوس کے گھمنڈ پر اوس نے متصدیان وکروڑیان پر سختی اور ظلم وزیادتی شروع کی۔ جب آپ نے یہ سنا تو سخت برہم ہوئے۔ اور حیدر قلی خان کو دیوان خانہ مین طلب کر کے محمد غیاث خان اور سعد الدین خان خانساماں کے ذریعہ سخت ملامت کی۔ اور آیندہ اخلاق ونرمی کے برتاؤ کی ہدایت فرمائی۔ مگر وہ خود بہت پیچ وتاب کھاکر بغیر بار یابی کے رخصت ہو گیا۔ اور اپنے کردار بد کو نہ چھوڑا۔ اس عرصہ مین خبر آئی کہ نواح جالنہ مین مرہٹون نے رعایا پر ظلم وزیادتی شروع کی ہے۔ آپ اس خبر کے سنتے ہی پہلے بہادر خان عرف ابراہیم خان کو روانہ فرمائے۔ اس کے بعد آپ نے بھی لشکر ظفر موج کے ساتھہ کوچ کیا۔ راستہ مین حیدر قلی خان بھی اپنے جمعیت کے ساتھہ آملا۔ اور سلام کرنا چاہا۔ آپ نے جالفشان خان میر تزک کو حکم کیا کہ جب تک وہ اپنے کردار کی اصلاح نہ کرے سلام کا موقع ندیا جائے۔ آخر حیدر قلی خان خفیف ہو کر بیدہ کے جانب مراجعت کیا۔ اور آپ بھی چندروز کے بعد بیدہ داخل ہوئے۔ انہین ایام مین خبر آئی کہ کنکاجی دستاجی وراوجی سرداران مرہٹہ نے محمد انور خان ضلعدار اٹنور وپہولمری و بیجاپور کو قید کر کے پرگنہ اٹنور کے قلعہ مین (جو مرہٹون نے داؤد خان کی فوجداری کے زمانہ مین یہ قلعہ نہایت مستحکم بنالیا تھا) رکھا ہے۔ آپ نے ورا بہادر خان بخشی عرف ابراہیم خان کو چار ہزار سوار و دو ہزار پیادہ کے ساتھہ اون کی گوشمالی اور انور خان کی رہائی کے لئے روانہ کیا۔ خوب جنگ ہوئی۔ مگر اتفاقاً ابراہیم خان غنیم کے محاصرہ مین آگیا۔ اور آپ کے پاس کمک کی التجا کی۔ چنانچہ آپ نے ایک جمعیت شایستہ محمد غازی الدین خان بہادر معین پور ریاست کی سرکردگی مین (جن کی عمر اس وقت نہہ سالہ تھی) ابراہیم خان کی کمک کو روانہ کی اور محمد غیاث خان داروغہ توپخانہ کو اتالیق مقرر کیا۔ اور میر بہا خان بخشی کو بھی ہمراہ کر دیا۔ جب یہ گئے تو

آخرش تھوڑی سی جنگ کے بعد مرہٹے بھاگ گئے۔ اور لشکر اسلام نے اتنی کوس تک اون کا تعاقب کیا۔ اور اونکے
امیرکنٹونونے اندور کے قلعہ کو مسمار کرکے زمین کے برابر کردیا بہت سی غنیمت ہاتھ آئی۔ اور لشکر اسلام فتح
فیروزی کے ساتھ واپس آیا۔ محمد غیاث خان نے عرض کیا کہ یہ فتح صاحبزادہ بلند اقبال کی وجہ سے ہوئی
لہذا صاحبزادہ کو فیروز جنگ کا خطاب عطا فرمایا جائے تو مناسب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے
ایسا ہی ہوگا دو چار روز کے بعد ایک آبلہ آپ کے سینہ کے پاس پیدا ہوا۔ ہر چند اطبا یونانی و ہندی نے علاج
کیا مگر صحت نہ ہوئی اتفاقاً ایک جراح گجرات سے تازہ وارد تھا اوس کے علاج سے بیس روز میں بفضلہ تعالے
شفا ہوگئی۔ آپ نے اس معالجہ کے صلہ میں ایک ہزار اشرفی روپیہ اوس کے وزن کے موافق معہ خلعت کے عطا فرما
اور نوروز تک جشن رہا ہر امیر و سردار کو جاگیر و خلعت و جواہر وغیرہ سرفراز کیا۔ غازی الدین خان بہادر خلعت خاصہ
و سرپیچ مرصع و اضافہ پانصدی ذات و پانصد سوار سے ممتاز ہوئے۔ اس اثناء میں محمد غیاث خان نے عرض کیا کہ
کہنڈوجی مرہٹہ بگلانہ میں ایک قلعہ تعمیر کرکے بندر سورت و احمد آباد کے قافلوں کو تاراج و تباہ کررہا ہے
آپ نے خان موصوف کو اوس کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ محمد غیاث خان نے وہاں پہونچکر اوس قلعہ کو
مسمار کیا اور کہنڈوجی کو اسیر کرکے لے آیا۔ آپ نے اس حسن خدمت کے صلہ میں جاگیر و منصب سے سرفراز کیا
اور چند سین پسر دھناجی جادو سیناپتی نے ملازمت حاصل کی۔ منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار علم و نقارہ
سے ممتاز ہوا۔ اور بائیس لاکھ روپیہ کی جاگیر بھی بہالکی میں اوسکو عطا ہوئی۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ عزت [illegible]
فوجدار کرناٹک نے عبد النبی خان فوجدار معزول سے شکست پائی ہے۔ آپنے اوس کی تنبیہ کے لئے کوچ فرمایا
قصبہ انبڑ میں قیام تھا کہ خبر آئی حسین علی خان کو بادشاہ نے دکن کی صوبہ داری عطا کی ہے۔ اس خبر کے

+ کہتے ہیں کہ حسین علی خان امیر الامرا کو جو دکن کی صوبہ داری بادشاہ نے عطا کی اوس کے اسباب یہ تھے کہ میر جملہ بادشاہ کا عقل کل
ہوگیا تھا۔ اور بادشاہ خود فرماتا تھا کہ میر جملہ کی زبان و دستخط مثل میری زبان و دستخط کے ہے۔ میر جملہ کی یہ حالت تھی کہ بغیر وساطت

سنتے ہی آپ نے وہان سے معاودت کی اور خجستہ بنیاد آئے۔ اس عرصہ مین پادشاہ کا فرمان آپ کی
طلبی مین آیا۔ اور ۱۱۲۶ھ مین آپ عازم دار الخلافہ ہوئے۔ پادشاہ نے آپ کو منصب و مرادآباد کی فوجداری
عطا فرمائی۔ اور آپ زمینداران کوہ سوالک کی تادیب کے لئے روانہ ہوئے چنانچہ آپ نے اون سرکشون
کی قرار واقعی تادیب کی۔ اور اپنے مفوضہ صوبہ کے انتظام مین مشغول ہوئے۔ ادہر پادشاہ اور وزیر مین
روز بروز عداوت بڑہنے لگی۔ اور امیر الامرا بھی دو تین سال خجستہ بنیاد مین اقامت کرکے اپنے بھائی قطب الملک
وزیر کے بلانے سے دار الخلافہ چلا آیا۔ اب یہ دونون بھائی پادشاہ کے قید کرنے کی تدبیرین سوچنے لگے
ادہر پادشاہ نے بھی صلاح و مشورے کیلئے (اعتقاد خان رکن الدولہ کے کہنے سے) نواب نظام الملک بہادر
سربلند خان۔ راجہ اجیت سنگہ کو اون کے صوبجات سے بلالیا۔ مگر افسوس ہے کہ پادشاہ سے کچہ بن نہ پڑی
اون دونون بھائیون نے میدان جیت لیا۔ یعنے پادشاہ (فرخ سیر) کو قید کرکے چند روز کے بعد قتل کر ڈالا

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۸) وزیر کے جس کو چاہتا منصب و جاگیر عطا کرتا۔ اور یہ امر عبداللہ خان قطب الملک وزیر کے خلاف طبیعت تہا۔ اور
میر جملہ ہمیشہ پادشاہ کو قطب الملک و امیر الامرا کے خلاف سمجہاتا تہا۔ اور ان دونون بہائیون کے جانب سے پادشاہ میر جملہ کے کہنے سے
سخت بدظن تہا۔ حالانکہ ان دونون بھائیون نے اوس پادشاہ کے ساتہ اوس کی تخت نشینی کے متعلق کیا کیا جانفشانیان کی تہین
اور ایک دفعہ جب اجیت سنگہ نے سرکشی پر کمر باندہی اور اکثر مسجدون کو گرایا۔ اور اذان کی ممانعت کی۔ گاؤکشی کو موقوف کیا تو پادشاہ نے
اوس کی تنبیہ کے لئے امیر الامرا کو بھیجا۔ جب یہہ وہان گیا تو اجیت سنگہ خوف کے مارے کوہستان مین مع عیال و اطفال کے جا چہپا اور
مصالحت چاہی۔ امیر الامرا نے وہان کے بتخانون کو توڑا۔ نئے مسجدین تعمیر کرائین اور پیشکش کثیر لیا۔ اس کے علاوہ پادشاہ کے لئے
اجیت سنگہ کی لڑکی ڈولہ دینے کی شرط کی۔ چنانچہ پادشاہ کے خالو شائستہ خان نے وہان جاکر اوس کی لڑکی کو پادشاہ کے لئے
لایا۔ بہر حال امیر الامرا اوس پادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور بہبودی و خیرخواہی مین ہمیشہ کوشان رہتا تھا۔ مگر میر جملہ کی بری شرارت
نے ان سب خدمات پر پانی پہیر دیا۔ اور پادشاہ کے دونون بہائیون کا جانی دشمن بنگیا۔ آخر یہ دونون بھائی ملازمت شاہی کو

اور ابو البرکات رفیع الدرجات کے سر پہ تاج رکھا۔ یہہ واقعات ہم یہان پر بالکل مختصر کرکے بیان کرتے ہین
کیونکہ ہم کو تو نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر کے حالات تحریر کرنا ہین۔ علاوہ برین اسکے قبل ہمنے فرمانروایان
ہندوستان کے حالات مین یہی تمام واقعات تفصیل کے ساتھہ لکھہ چکے ہین۔ مکرر انہین حالات کا لکھنا جسب د
باعث طوالت ہے۔ الغرض رفیع الدرجات نے تخت نشینی کے تیسرے مہینے مین انتقال کیا۔ اور رفیع الدولہ
(شاہ جہان ثانی) سریر آرا ہوئے۔ مگر یہہ بھی ایک ماہ ۲۰ روز کے بعد راہی خلد برین ہوئے۔ اب سادات بارہہ
(قطب الملک و امیر الامرا) نے بہادر شاہ کے پوتے روشن اختر کو تخت نشین کیا۔ اور محمد شاہ بادشاہ لقب شہرا
خیر آمدم بر سر مطلب نواب نظام الملک بہادر چند روز پادشاہ و وزیر کی مخالفت اور پادشاہون کے رنگ ڈھنگ
تماشا دیکھتے رہے۔ اور اس کے بعد آپ کو مالوہ کی صوبہ داری تفویض ہوئی۔ چنانچہ آپ مالوہ تشریف
لے گئے۔ اور اوس نواح کے سرکشون اور مفسدون کی گوشمالی اور تنبیہ مین مشغول ہوئے۔ اور اطراف
واکناف کے بعض تعلقات کو قبض و تصرف مین لائے۔ اور جمعیت سابقہ مین نو ملازم بھرتی کرکے فوج
شایستہ ترتیب دی۔ جب یہ خبر سادات بارہہ کو پہونچی تو آپ سے بدظن ہوئے۔ چنانچہ حسین علی خان نے

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۹)۔ ترک کرکے خانہ نشین ہوگئے۔ بعدازان بادشاہ کی والدہ قطب الملک کے گھر جاکر دونون بھائیون کو سمجھا کر اور اطمینان و تسلی
دیکر بادشاہ کے دربار مین حاضر ہونیکی تاکید کی چنانچہ یہ دونون بھائی پھر آئے۔ اور یہ تصفیہ ہوا کہ میر جملہ اور امیر الامرا بادشاہ کے پاس دار الخلافہ مین نہ رہین
چنانچہ امیر الامرا کو اس لئے دکن کے صوبہ داری عطا کرکے پادشاہ نے دکن کے جانب روانہ کر دیا۔ اور آپ (آصف جاہ بہادر) کو طلب فرمایا
اور میر جملہ کو عظیم آباد کی صوبہ داری پر بھیجا گیا۔ اس کے بعد داؤد خان کا مارا جانا میر جملہ کا عظیم آباد سے آنا اور پنجاب
پر مامور ہونا۔ اور امیر الامرا کا چند سے خجستہ بنیاد مین رہنا۔ پھر وہان سے دار الخلافہ کو آنا وغیرہ وغیرہ تفصیل طور
پر ہم نے اسی تاریخ کے حالات فرمان روایان ہندوستان مین لکھہ چکے ہین۔ اب مکرر اعادہ کی ضرورت
نہین ہے ۱۲ مولف

آپ کو لکھا کہ "صوبہ جات دکن کے بندوبست کے لئے صوبۂ مالوہ کو مین اپنا مستقر بنانا چاہتا ہون پس آپ اکبرآباد۔ الہ آباد۔ برہانپور۔ ملتان۔ ان چارون صوبون مین سے جس صوبہ پر طبیعت چاہے اطلاع دیجئے تاکہ پادشاہ سے اوس صوبہ کی ماموری کا فرمان آپکے خدمتین بھیجدیا جائے" جب یہ تحریر آپکو پہونچی تو آپ سخت برہم ہوئے۔ اور سادات بارہہ کی خودمختاری و پادشاہگری۔ سلطنت مغلیہ کی برہمزنی و تباہی پر نظر کرکے توسل و تعلق شاہی کو ترک کرنا مناسب سمجھا۔ اور یہ دو امر مرکوز خاطر ہوئے۔ **اوّل** سادات بارہہ کے مقابلہ مین علم مخالفت بلند کیا جائے۔ اور اس ارادہ کو مصمم و مکمل کرنے لئے آپنے فضل علی خان کو راجہ بت سنگھ کے پاس روانہ کرکے اپنا مافی الضمیر لکھدیا۔ مگر اوس نے حسب مرضی آپکے جواب نہ دیا۔ جس سے اس ارادہ کی تکمیل نہوسکی **دوم** دکن کے جانب جانا چاہئے۔ کیونکہ اس کے قبل مبارز خان ناظم حیدرآباد نے اپنے معتمد محمد علی کے ذریعہ یہ کہلا بھیجا تھا کہ اگر آپ دکن تشریف لائے تو پادشاہ کے خون کا انتقام سادات بارہہ سے لینے مین آپ کی ہمراہی کرتا ہون۔ اور حیدر حسین اسپر دہنا جادو بھی آپکے طلب مین ایک عرضداشت روانہ کیا تھا۔ اور محمد غیاث خان (جو آپکے خیرخواہ و خیرسگال تھے) نے بھی دکن چلنے کی رائے دی تھی۔ بالآخر امر مذکور طے قرار پایا۔ چنانچہ وسط جمادی الثانی ۱۱۳۲؁ھ مین آپ شیخ ابوالخیر خان۔ مرحمت خان۔ دلیر خان وغیرہ کو ہمراہ لیکر مع لشکر جرار سرونج کے طرف سے (دارالخلافہ آنے کی شہرت دیکر) روانہ ہوئے۔ جب موضع کاٹیا پہونچے تو پھر وہان سے دکن کے طرف کوچ فرمائے۔ جب آسیر پہونچے تو اول طالب خان قلعہ دار آسیر قلعہ کے تفویض کرنے مین پس و پیش کیا۔ مگر مرحمت خان نے جاکر کچھ ایسی پٹی پڑھائی۔ اور ڈرایا دھمکایا کہ آخر قلعہ کی کونجیان پیش کرتے بن پڑی۔ اسکے بعد آپنے صاحبزادگان بلند اقبال اور محلات مبارک کو بحفاظت تمام قلعۂ آسیر مین چھوڑکر برہانپور داخل ہوئے۔ یہان محمد انور اللہ خان دیوان برہانپور حاضر تھا۔ اور محمد انور خان ناظم برہانپور عالم علی خان کے پاس خجستہ بنیاد گیا ہوا تھا۔ چنانچہ انور اللہ خان نے برج و بارہ کا بندوبست کرکے انور خان کو آپکے آنیکی اطلاعدی۔ اور انور خان یہ خبر سنتے ہی راہ رہنا بنالکر کو لیکر دو روز کے

عرصہ میں برہانپور آگیا۔ اور شہر کی حفاظت میں مشغول ہوا مگر آپ کی بہادری ملاحظہ سے اکثر اعیان شہر اور
راو رنبھا نمبالکر بھی آپکے شریک و موافق ہو گئے۔ اب محمد انور خان کے ہوش پراگندہ ہوئے ناچار
کمر دل اطاعت خم کی اور مصالحت پر کمر باندہی۔ اور ۲۴ رجب ۱۱۳۲ھ کو شہر کا قبضہ دیدیا۔ آپ نے
میر متین اکبر حسن کو برہانپور کی صوبہ داری اور محتشم خان کو بخشی گری عطا کی۔ اسی اثنا میں عوض خان بہادر
صوبہ دار برار (جو آپکے پھوپھا ہوتے تھے) ایک ہزار سوار سے حکیم محمد تقی اصفہانی کو معہ پانسو سوار کے
ہمراہ لشکر آپکے پاس پہونچے۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ امیر الامرا نے سید دلاور علی خان بخشی فوج کو آپکے تعاقب میں
روانہ کیا ہے۔ سنتے ہی آپ محلات وغیرہ کا انتظام کرکے راج مکرائی پہونچے۔ ۱۳ شعبان کو طرفین سے ہنگامہ
کارزار گرم ہوا۔ سید دلاور علی خان مارا گیا۔ اور غنیم کے چار ہزار سوار و پیادے قتل ہوئے۔ آپکے جانب
صرف بدخشی خان و تہور خان مارے گئے۔ اور عوض خان محمد عباس خان عزیز بیگ خان۔ قادرداد خان زخمی
ہوئے بعد ازاں آپ بفتح و فیروزی داخل برہانپور ہوئے۔ اسی عرصہ میں عالم علی خان (جو امیر الامرا کا بھتیجا اور نیابتہ
دکن میں حکومت کرتا تھا) نے نیابت بنیاد سے آپ کے مقابلہ کے لئے تیس ہزار سوار کی جمعیت سے کوچ کیا
رستہ میں جب اوسکو دلاور علی خان کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو سخت مشوش ہوا۔ سرداران مرہٹہ (جو
اوس کے ہمراہ تھے) اسنے صلاح دی کہ اورنگ آباد سے واپس چلنا بہتر ہے۔ مگر اس نے نشہ جوانی کے ترنگ
میں نمانا اور آگے بڑھا۔ جب آپ کو اوس کی آمد معلوم ہوئی تو آپ نے دلاور علی اور شیر علی خان کے
تابوت کو باعزاز تمام اوس کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ مناسب یہ ہے کہ تم اپنے چچاؤن کے پاس
دار الخلافہ چلے جاؤ۔ اودہر سے کوئی مزاحمت نہ ہوگا مگر اوس نے آپ کی نصیحت کو قبول نہ کیا۔ آخر آپ نے
برہانپور سے کوچ فرمایا اور دریائے پورنا پر مقام کیا۔ شدت بارش سے دریا طغیانی پر تھا۔ طرفین کو
چند روز ساحل پر قیام کرنا پڑا۔ اسکے بعد آپ دریا کے کنارے کنارے عبور کرنے کے غرض سے
برار کی سمت روانہ ہوئے۔ آخر ایک مقام پر دریا پایاب تھا۔ اس لئے آپ نے معہ لشکر دریا کو عبور فرمایا

اودہر سے عالم علی خان بھی مقابلہ کے لئے آیا۔ مگر بارش کی شدت اور راستے کے کیچڑ سے طرفین کو چند روز
بیکار رہنا پڑا۔ اسی اثنا مین غلہ کی کمی اور کاہ و دانہ کی عدم موجودگی سے آپکے لشکر کو تکلیف اوٹھانی
پڑی۔ الحاصل ۴ شوال سنہ الیہ کو بالاپور کے نواح مین جنگ کا آغاز ہوا۔ اس جنگ مین عالم علی خان نے
باوجود کم سنی کے (۲۲ سالہ تھا) کمال جرات و دلاوری سے مقابلہ کیا۔ لیکن زخمون مین چور ہوکر سفر
آخرت کیا۔ اور اوسکے طرف کے اکثر نامی سردار مارے گئے۔ اور بعض سردار مثلاً امین خان عمر خان
ترکتاز خان۔ فدوی خان۔ جنگ کے اختتام پر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور آپکے جانب بجز
سید سلیمان (جو حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی اولاد مین تہا) اور شیخ نوراللہ کے کسیکو بھی ہلاکت کا
صدمہ نہ پہنچا۔ البتہ متوسل خان۔ محمد حیات خان محمد شاہ۔ کامیاب خان وغیرہ زخمی ہوئے۔ اور مرہٹون
کی دست برد وشوخی سے کسیقدر خزانہ برباد گیا۔ جب یہ خبر تخبتہ بنیاد پہونچی تو عالم علی خان اور حسین علیخان
کے تمام متعلقین قلعہ دولت آباد مین سید مبارک خان قلعدار کے پاس پناہ گزین ہوئے۔ انہین ایام مین
مبارز خان صوبہ دار حیدرآباد اور اوس کا ہمزلف دلاور خان چہ سات ہزار سوار سے آپکے خدمت مین
حاضر ہوئے اور آپ بہ فتح وفیروزی داخل ظفر موج ہوئے۔

اب اودہر دارالخلافہ کی حالت ملاحظہ کیجئے کہ جب امیر الامرا کو دلاور علیخان اور عالم علیخان وغیرہ کے
مارے جانیکی خبر پہونچی تو نہایت متردد ہوا۔ اور قطب الملک کو دارالخلافہ روانہ کرکے بادشاہ کو ہمراہ
لیا۔ اور پچیس ہزار سوار سے آپکے مقابلہ کو اکبرآباد سے کوچ کیا۔ چونکہ فرخ سیر بادشاہ کے قتل
کیوجہ سے اکثر امرا و سردار۔ رعایا و لشکریان بہائیون سے متنفر ہوگئے تھے۔ اور ہر ایک ان کے
قلع وقمع کے درپئے تھا۔ چنانچہ محمد امین خان اعتماد الدولہ چین بہادر (جو نواب نظام الملک بہادر کے قریبی
رشتہ دار تھے) نے میر حیدر کاشغری (جو ترکان دوغلات اور میر حیدر صاحب تاریخ رشیدی کی اولاد
مین تھا) کو امیر الامرا کے قتل پر آمادہ کیا۔ اور اس راز مین بجز بادشاہ کی والدہ (صدر النساء محل) اور

سعادت خان بنیاپوری فوجدار ہنڈول و بیانہ کے کوئی دوسرا شریک نہ تھا۔ ۶ ذیحجہ سنہ ۱۱۳۲ھ
کو مقام توڑہ مین منزل ہوئی۔ اور امیر الامرا بادشاہ کو محل سرا مین پہونچا کر اپنے مقام کو واپس
آیا۔ جب گلال باڑ کے دروازہ پر پہونچا تو میر حیدر نے اپنا معروضہ پیش کیا۔ امیر الامرا پڑہنے مین
مشغول ہوا۔ پھر کیا تھا میر حیدر نے ایک خنجر اوس کے پہلو مین ایسا مارا کہ خاتمہ ہو گیا۔ سید نور اللہ خان
پسر سعد اللہ خان مشہور بہ نواب اولیا (جو امیر الامرا کے ہمراہ پیادہ پا چل رہا تھا) نے میر حیدر کا تلوار
سے کام تمام کیا۔ مغلون نے نور اللہ خان کو مار ڈالا۔ اور امیر الامرا کا سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس
لے گئے۔ جب حسین علی خان کے آدمیون کو معلوم ہوا تو کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا۔ خواجہ مقبول خان
ناظر سادات اور حسین علیخان کے سعد و خاکروب نے نہایت جرات و دلاوری سے جنگ کر کے مارے
گئے۔ اور حق ملازمت ادا کیا۔ اتنے مین سید غزت خان (جو حسین علیخان کا بھانجا تھا) کو جب یہ کیفیت
معلوم ہوئی تو چار پانچ سوار لیکر ہاتھی پر سوار بادشاہ کے دولتخانہ پر پہونچا۔ حیدر علی خان اور سعادت خان
نے مدافعت پر کمر باندہی۔ اور اعتماد الدولہ نے پرتال ڈالکر ہیجا با محل مین پہونچے۔ اور بادشاہ کو ہاتھی پر سوار
کر کے آپ خواصی مین بیٹھے۔ غیرت خان سے مقابلہ ہوا۔ آخر غیرت خان مارا گیا۔ اور بادشاہ بفتح و ظفر
داخل دولتخانہ ہوا۔ جب یہ خبر قطب الملک کو پہونچی تو کمال رنج و غم کیا۔ اور دہلی پہونچکر شاہزادہ سلطان
ابراہیم ابن رفیع الشان کو قید سے رہا کر کے تخت نشین کیا۔ اور ابوالفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب قرار دیا
اسکے بعد جمعیت کو فراہم کرنا شروع کیا۔ چنانچہ ایک لاکھ سوار سے بھی زیادہ جمعیت جمع ہو گئی۔ اب بادشاہ
کے مقابلہ کے لئے کوچ کیا۔ ۱۳ یا ۱۴ محرم سنہ ۱۱۳۳ھ کو ہنگامہ کا بازار گرم ہوا۔ اور قطب الملک مسموم ہو کر انتقال
کیا۔ اب ادہر کی سنئے کہ جب آپ (نواب نظام الملک بہادر) کو امیر الامرا کے مارے جانے اور قطب الملک کے
گرفتار ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے دوگانہ شکرانہ ادا کیا۔ اور شاہجہان آباد جانے کیلئے خجستہ بنیاد
سے کوچ فرمایا۔ اور مبارز خان رخصت لیکر حیدر آباد روانہ ہوا۔ جب آپ کتل فرداپور پہونچے تو سننے مین آیا

بدھ مذہب کا بڑا حامی اور اوس کی ترقی مین کوشان تھا۔ راجہ اشوک نے ۲۶۰ قبل از مسیح سے ۲۲۳ سنہ تک بادشاہت کی۔ اور اوس کی سلطنت نیپال۔ کشمیر۔ سورت۔ اور قرب و جوار کے ملکون۔ افغانستان مین کوہ ہندوکش تک اور سندھ و بلوچستان تک تھی۔ راجہ اشوک کے بعد مگدھ دیش کی شان و شوکت جاتی رہی اور اندھیر دیش کے راجاؤن کو فروغ ہوا۔ اور ساڑھے چار سو برس تک اون کا راج رہا۔ اس راجہ کو شو داشٹ کہتے تھے جو اب سورت ہے۔ اندھر کے بعد وشنو پران سے پایا جاتا ہے۔ کہ ابھیر۔ گردابااس۔ شاک۔ یون۔ توسار۔ مونڈ۔ مودن۔ وغیرہ راجہ جنوبی ہندوستان مین ہوے۔ شمالی ہندوستان مین راجہ کنشک ۷۰ برس بعد مسیح کے ہوا اور اوسکا راج کابل سے یارقند اور آگرہ اور گجرات تک تھا۔ اسی زمانہ کے قریب ہندوستان پر یونان و توران و کابل و قندہار کے لوگون نے حملہ کیا۔ مگر کوئی اور پتہ اونکے حالات کا نہین ملتا اتنا معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ بکرماجیت کے سمبت اور شالیواہن کے شاکھے کے گپت نام سے بھی ایک سمت جاری تھا۔ یہ سمت گپت راجاؤن نے چلایا تھا اور وہ سنہ عیسوی سے ۳۱۹ منہا کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ ان راجاؤن کی تاریخ سکون سے معلوم ہوتی ہے اور الہ آباد مین جو اشوک کی لاٹھ ہے۔ اوس سے پتا لگتا ہے۔ کہ یہ لوگ بھی ایک مرتبہ ہندوستان کے راجہ تھے اور سو برس تک اون کی حکومت رہی۔

پھر وسط ایشیا سے ایک قوم جو ہن نام سے ہند پر حملہ کیا۔ وہ قنوج مالوہ اور گجرات فتح کرکے کچھہ عرصہ تک حکمرانی کرتے رہے آخر مالوہ کے مشہور بادشاہ بکرماجیت نے ہندوستان سے اُن کو نکال باہر کیا۔

قوم آریا کی سلطنت

اگلے زمانہ میں کوہ ہند وکش کے شمالی جانب ایک قوم رہتی تھی جسکو آریا کہتے تھے جون جون اُن کی تعداد بڑہتی گئی۔ اُن میں سے اکثر وقتاً فوقتاً اپنا وطن چھوڑ کر مختلف جوانب کو راہی ہوئے جو پچھم کو گئے وہ یونان۔ اطالیہ۔ جرمن اور دوسرے ملکون مین جا بسے۔ اور جو دکن کی طرف آئے انہون نے پنجاب کو اپنا مسکن بنایا۔ اور ہند کے قدیم باشندون کو تتر بتر کرکے جنگل اور پہاڑون کا رستہ بتایا۔ اور ان کے ملک پر پورا قبضہ کرلیا۔

قوم آریا نے اپنی کوئی ایسی مسلسل وار و معتبر تاریخ نہیں لکھی جس سے اونکے قدیم حالات اچھی طرح روشن ہون۔ اس کے حالات صرف قصہ کہانیون اور نظم اور مذہبی تحریرون میں مندرج ہین ان تحریرون سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم آریہ لوگ خانہ بدوشون کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے زراعت اون کا خاص پیشہ تھا۔ مویشی اون کی اصلی پونجی۔ اپنے آبائی وطن چھوڑنے کے قبل ہی سے وہ ایسے ہنرون اور دستکاریون سے واقف تھے جو آسایش کے ساتھ مہذبانہ طور پر زندگی بسر کرنے کے لئے ضروری ہین پنجاب مین آنے کے بعد اُنہون نے کاشتکاری اور صنعت مین ترقی کی۔ وہ خوش نما شہرون اور خوش قطع مکانون مین رہنے لگے۔ ان شہرون مین حجام۔ دھوبی بڑہئی لوہار۔ سنار۔ اور دوسرے پیشے والے موجود تھے۔ وہ کشتی بنا کر سفر دریا بھی کیا کرتے تہذیب مین بھی آریہ لوگ اپنے ہمعصرون سے کہین بڑہے ہوئے تھے۔ وہ عورتون کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور شادی کو ایک متبرک رسم جانتے تھے۔ اس وقت ملک کا انتظام کسی راجہ یا سردار کے متعلق نہ تھا ہر گھرانے کا بزرگ اپنے خاندان کا حاکم ہوا کرتا۔ اور وہ اُن کا پروہت یعنی پیشوای دین بھی ہوتا تھا۔ آریہ لوگ مخلوقات کے فیض رسان اور عظیم الشان چیزونکی (جیسے آسمان چاند سورج۔ آگ۔ پانی۔ ہوا وغیرہ) مورتین بنا بنا کر پوجتے تھے۔ مگر جو عقلمند اور پڑہے لکھے تھے وہ صرف ایک خدا کے قائل تھے۔ اُسیکو سب کا خالق جانتے اور مانتے تھے۔

ابتدا مین قوم آریہ کا ہر شخص سپاہی اور کاشتکار رہتا - اور ہر بادشاہ ہونا پروہت کا کام بھی
انجام دیتا - جب ان جوان قوم آریہ کی تعداد بڑھتی گئی اور ان کی سلطنت وسیع ہوتی گئی ہر کام ایک
خاص گروہ کے ذمے ہوتا گیا - جب اُن کے … جنگ مین ان … مصروف ہوئے
پیروہ پروہت کے فرائض انجام دینے سے قاصر رہے تو پروہت کا ایک فرقہ علیحدہ ہو گیا اور جب
ان کی سلطنت نے اور بھی ترقی کی اور ان کے دشمن بہت سے پیدا ہوئے تو لشکریون کا ایک گروہ
تیار کرنے کی ضرورت ہوئی - اور سپاہیون کا فرقہ کاشتکارون سے علیحدہ کیا گیا یون پیشہ کے
اعتبار سے قوم آریہ کے تین فرقہ ہو گئے - اول برہمن یعنے پروہت کا فرقہ جو مذہبی سوم ادا کرتا اور راجاؤن کا
مشیر و صلاح کار رہتا - دوسرا چھتری یعنے جنگی فرقہ جو ملک کی حفاظت اور قوم پر حکمرانی کرتا - تیسرا
ویش یعنے کاشتکارون کا فرقہ جو زمین جوتتا اور تجارت کرتا - ان کے علاوہ ایک چوتھا فرقہ
شودر یا ناموں کا تھا - جو اور فرقون خصوصاً برہمنون کی ٹہل خدمت کرتا - ابتدا مین قوم آریہ کی یہ
خاص تقسیم انتظام مملکت اور حسن معاشرت کی آسانی کے واسطے کیگئی تھی ورنہ سب آپس مین ایک
تھے قومیت کا چندان بچار نہ تھا - مگر زمانہ جون جون گذرتا گیا - رئیسون کی تعداد اور ثروت مین
ترقی ہوگئی - آخر ان کی نسل مین شرافت کا سلسلہ بھی قایم ہوگیا - چونکہ برہمن عالم پرہست اور
فیلسوف تھے ان کی قدر و منزلت بہت بڑھ گئی - راجاؤن سے انکی عزت زیادہ کی جاتی تھی -
* لیکن ان کی طرز زندگی نہایت دشوار قرار دیگئی تھی - انہین حظ نفسانی سے باز رہنا اور تمام
عمر دولت و حشمت شہرت و ناموری سے پرہیز کرنا پڑتا تھا پہلا حصہ انکی زندگی کا تجرد اور تحصیل
علم مین صرف ہوتا تھا - دوسرا حصہ امورات خانہ داری کی انجامدہی مین - تیسرا جگ مین جب انکو
تارک الدنیا ہوکر جنگل مین رہنا پڑتا اور چوتھا محض یاد الٰہی مین -

* آریہ لوگ پہلے پنجاب کے اُس مقام پر بسے جو کہ دریای سندھ

اور دریائے سرستی[1] کے درمیان واقع ہے اور پھر دریائے درسوونی کے کنارے تک پہونچے اسوقت ان دونون دریاؤن کے درمیان کا خطہ برہاورت کے نام سے مشہور تھا قوم آریہ کی علداری مین یہ جگہ سب سے زیادہ متبرک سمجھی جاتی تھی۔ بعدازان آریہ لوگون نے روہلکھنڈ جیپور۔ متھرا وغیرہ فتح کئے۔ اور اس حصہ کا نام برہمرشی رکھا اسیطرح رفتہ رفتہ قوم آریہ نے شمالی ہند کے کل ملکون کو فتح کرلیا۔ اور چند روز کے بعد دکن بھی ان کے قبضہ مین آگیا۔ ان مین جو بڑے نامی گرامی لشور کشا تھے اونہون نے راجہ اور مہاراجہ کا خطاب اختیار کیا انکے زیر حکومت ملک آباد اور معاشادرہی۔ اس زمانے تک قوم آریہ یا تو جنگلیون کے ساتھ لڑائی جھگڑانے رہی یا کاشتکاری مین مشغول رہی بعد مین جب اُن کے فتوحات مستحکم ہوگئے اور لڑائی جھگڑائی سے انہین فرصت ملی۔ ان مین سے چند نے علوم وفنون کی طرف رغبت کی اور ان کو اس مین اس قدر کامیابی حاصل ہوئی کہ استاد زمانہ بن گئے۔ بعض علم وفن مین تو یونانیون پر بھی سبقت لیگئے۔ ان لوگون نے فلسفہ کے چھہ مختلف مذاہب نکالے تھے جنھین درشن کہتے ہین۔ علم ریاضی خصوصاً علم ہیئت مین بڑی دستگاہ حاصل کی تھی طبابت۔ موسیقی۔ قانون۔ ادب وغیرہ مین بھی کمال دخل رکھتے تھے۔

جون جون آریہ لوگون کی تعداد اور قوت بڑہتی گئی اُنہون نے بڑی بڑی سلطنتین قایم کین۔ قدیم سلطنتون مین سے ایک اجودھیا کی سلطنت تھی جسے اب اودہ کہتے ہین یہان کوسلون کی حکومت تھی۔ راجہ دسرتھ کے بیٹے راجہ رامچندرجی یہان کے بڑے مشہور راجہ

[1] زمانۂ سابق مین دریای سندھ اور اسکی پانچ شاخون کے علاوہ پنجاب مین ایک دریا سرستی کے نام سے مشہور تھا اب یہ دریای سندھ تک نہین پہونچتا ہے بلکہ راستہ ہی مین ریگستان مین جذب ہوجاتا ہے۔ ۱۲ مولف

ہو گذرے ہین۔

دوسری سلطنت متھلا کی ہے جسے آجکل ترہت کہتے ہین۔ متھلا ویدیہون کے قبضہ مین تھا۔ جسکا مشہور راجہ جنک بڑا علم دوست اور خود بھی بڑا ذی علم تھا۔ آریہ لوگونکی دو اور قدیم علاقے پانڈون اور پنچلون کے نام سے ہو گذرے ہین۔ پانڈونکی راجدہانی ہستنا پور دہلی سے اتر پورب گوشہ پر واقع تھی۔ اور پنچلون کا پایۂ تخت کمپلا مین قنوج کے نزدیک تھا۔

دوسری مشہور سلطنت مگدھ کی تھی۔ بنگالہ۔ اوڑیسہ۔ اور گجرات بعد مین آریہ لوگون کے قبضہ مین آئے۔ اندھرا۔ پنڈیا۔ چیرا۔ اور چلا۔ ان چار خاندانون کے راجاؤن نے دکن مین بڑی بڑی سلطنتین قایم کین جنکا ذکر آگے آئے گا۔

بہار مین قوم آریہ کی ایک بڑی سلطنت تھی۔ جو مگدھ کی سلطنت کہلاتی تھی پاٹلی پتر جو آجکل پٹنہ کہلاتا ہے اُسکا پایۂ تخت تھا۔ حضرت عیسیٰ سے ۷۰۰ برس پیشتر نندا نام ایک مشہور راجہ نے نصف صدی تک حکمرانی کی۔ ہندوستان مین سکندر کا حملہ اسیکے خاندان کے اخیر راجہ کے زمانہ مین ہوا۔ سکندر کے چلے جانیکے بعد چندر گپت نے چانک نام ایک مدبر برہمن کی مدد سے شاہی خاندان کے کل لوگون کو مروا ڈالا اور خود تخت نشین ہوا۔

مارین نس اسی سے چلا۔ اس خاندان کے زمانۂ حکومت مین مگدھ دیس کی شوکت و عظمت کو بڑا عروج ہوا۔ چندر گپت نے کل شمالی ہند فتح کرکے بڑے کروفر سے تین برس سلطنت کی۔ اور حضرت عیسیٰ کی پیدایش سے ۲۹۲ برس قبل وفات پائی۔ بندوسر اپنے باپ چندر گپت کے قدم بقدم چلا اور قریب پچیس برس تک حکومت کی۔ اسکا بیٹا اشوک اگلے زمانہ مین ہند کا بہت بڑا راجہ گذرا ہے۔ باپ کے مرنے پر وہ میلاد عیسیٰ سے ۲۶۵ برس قبل تخت نشین ہوا۔ اس کا بڑا بھائی باپ کے مرتے وقت راجدہانی سے غیر حاضر تھا۔ واپس آکر اشوک سے مقابلہ کرنا

جاتا۔ مگر راوہ آپت نے جو اشوک کا بڑا قابل وزیر تھا۔ اوس کے چھکے چھڑا دئے۔ آیندہ کی طرف سے بے خوف رہنے کے لئے۔ اشوک نے اپنے کل بھائیون کو قتل کر ڈالا۔ اگرچہ ابتدا ئے سلطنت مین اسنے اسطرح خونریزی کی۔ لیکن آگے چلکر بدھ مذہب اختیار کرنے کے بعد اشوک ۔ انا ایماندار عدل اور محسن خلائق بن گیا۔ اُس نے بدھ مذہب کی اشاعت کے لئے بہت تدبیرین کین اسکی بڑی خواہش رہتی کہ کسیطرح رعایا کا بھلا ہو۔ اور اون کی بھلائی کے کامون مین جی جان سے کوشش کرتا عمدہ عمدہ نصایح اور احکام ملک مین جابجا چٹانون اور ستونون پر کہدواتا۔ اور اون کے ذریعہ سے رعایا کی تعلیم کرتا۔

راجہ بالکل خود مختار تھا۔ اور ہر شئے اوسکے حکم کے تابع تھی۔ شاہی حکم لوگون کو ایک صدر دفتر کے ذریعہ سے معلوم ہوتے تھے۔ کرچسکے نائب عموماً شاہزادے یا شاہی رشتہ دار ہوتے تھے۔ ان افسرون مین سے ایک ٹیکسلا مین کہ جو ضلع راولپنڈی مین شاہ ڈہیری کے قریب دریافت ہوا ہے رہتا تھا۔ اس کے تحت مین وہ تمام ملک تھا کہ جو ستلج کے مغرب مین ہندوکش تک ہے۔ دوسرا اجین مین رہتا تھا۔ اُس کے تحت مین تمام غربی ہندوستان تھا اپنے باپ کے وقت مین اشوک خود اس حصہ پر حکمران تھا۔ تیسرا نایب جو سونگری مین رہتا تھا۔ وہ جنوبی حصہ پر حکمران تھا۔ مفتوح ملک کے لئے ایک چوتھا نائب مقرر تھا اور وہ توسلی مین رہتا تھا۔ جو کہ غالباً آجکل جوگدہ کہلاتا ہے۔ راجدہانی کے قرب جوار کے ملک نائبون کے تحت مین نہین تھے۔ اونکا انتظام خود راجہ کرتا تھا شاہی نائبون کے نیچے رجوک یعنے کمشنر ہوتے تھے۔ جو کہ ہزارون رعایا پر حکمران تھے۔ اونکے نیچے پردیشک یعنے افسر ضلع تھے۔ اون کو عام طور پر مہاماتر کہتے تھے۔ اُن کا فرض تھا کہ راجہ کے رعایا اور یون وغیرہ لوگون مین دہرم کو پھیلائین رعایا کے آرام کا لحاظ رکہین۔ نامناسب قید یا سزا کی شکایت کو دور کرین۔ اگر کوئی قیدی ضعیف العمر ہو یا اوس پر کسی بڑے خاندان کے پالنے کا بوجھ ہو

اور اوس کو پھانسی کا حکم ہو چکا ہو تو وہ اوس کو معافی دلوائین۔ شاہی خیرات تقسیم کرین۔ عورتون کی نگرانی کے لئے خاص افسر ہوتے تھے۔ یہ تمام افسر خاص افسر ضلع کے ساتھہ کام کرتے تھے۔
جانورون کو ناجایز طور پر مارنے یا تکلیف دینے یا ذبح کرنے کیلئے منع کرادیا تھا۔ انسان اور حیوانون کے لئے شفاخانے بنوائے۔ سڑکین تعمیر کرائین۔ کنوئین کھدوائے۔ رفاہ عام کے بہت سے کام کئے بیٹونکو ماں باپ سے گستاخی کرنے پر سزا مقرر تھی انتظام جنگی کی اوبھی عجیب کیفیت تھی۔ سپاہی تلوار دونون ہاتہون سے مارتے تھے تاکہ زور کا ہاتہہ پڑے۔ سوارون کے پاس دو بھالے ہوتے تھے۔ مگر پیادون کے مقابلہ مین اونکی ڈھالین چھوٹی ہوتی تہین۔ وہ گھوڑون پر کاٹھی کستے تھے نہ ہانہ لگاتے تھے۔ بلکہ اون کے منہ پر ایک گول چیز بیل کے چمڑے کی جسمین لوہے کی کیلین اندر کو لگی ہوتی تھین لگاتے تھے۔ گھوڑے کے منہ مین ایک کیل دیجاتی تھی اور آہن بس لگتی تھی جس وقت سوار اس کو کھینچتا تو اوس کیل سے گھوڑا رک جاتا تھا کیونکہ اسکی وہ کیلین چبھنے لگتی تھین راجہ کے پاس چھہ لاکھہ پیادے تیس ہزار سوار اور نو ہزار ہاتھی علاوہ رتھون کے تھے۔ اس تمام فوج کا انتظام تیس شخصون کے سپرد تھا۔ اور اون کی چھہ جماعتین تھین۔ اور ہر ایک کے متعلق فوج کا ایک حصہ ہوتا تھا۔
(۱) فوج بحری کا حصہ (۲) رسد باربرداری وغیرہ کا معہ باجے والون اور سائیسون کاریگرون اور گھسیارون کے (۳) پیادہ فوج کا حصہ (۴) سوارون کا حصہ (۵) لڑائی کے رتھونکا حصہ (۶) ہاتہیون کا حصہ۔ رودرمن مین جو پتھر ۱۵۰ء مین کھودا گیا اس سے معلوم ہوا کہ کاٹھیاوار کے حاکم نے اشوک کے حکم کی تعمیل مین نہرین اور پل کرنار کے مصنوعی جھیل سے پانی لینے کیلئے بنائین۔ مالگزاری جمع کرنیکے افسر علیحدہ مقرر تھے اور یہ ہی زیادہ تر آمدنی کا صیغہ تھا تمام زمین راجہ کی تھی۔ بعضون کا قول ہے کہ کاشتکارون کو پیداوار کا صرف ¼ ملتا تھا بعض کہتے ہین کہ وہ ¼ سرکار مین دیتے تھے۔

بہرحال کاشتکار دنپر ظلم و زیادتی نہ تہی۔ علاوہ اس کے ان کو اور بھی کچھ دینا پڑتا تھا۔ شہر پاٹلی پتر کہ دار الخلافہ تھا۔ دریائے گنگ و سون کے میل پر جنوبی کنارہ پر اوس جگہ تھا کہ جہان آجکل پٹنہ، بانکے پور واقع ہین دریائے سون اب دوسری طرف ہو کر جاتا ہے اور اب گنگا دینا پور مین ملجاتا ہے مگر پرانی دہار اب بھی معلوم ہوتی ہے یہ شہر ایک چوکور طول مین ۹ میل اور عرض مین ۱½ میل تھا اوسکی چاردیواری لکڑی کی بنی ہوئی تہی جسمین ۶۴ دروازے تھے اسکے چارون طرف ایک بڑی گہری خندق تھی اور بلند برج تھے۔ مگر اشوک نے باہر کی چاردیواری چونہ کی بنوائی اور بہت سی پتھر کی عمارتین ایسی ایسی نادر بنوائین کہ انکو لوگ بعد مین دیوتاون کی بنائی ہوئی کہنے لگے۔ اس شہر کا بہت سا حصہ بانکے پور کے نیچے دبا ہوا ابھی نکلا ہے اور چند عمارتون کے اب بھی نشانات پائے گئے ہین اور چند جگہون پر کھودنے سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یونانی مسافرون نے جتنی اوسکی وسعت بتلائی تھی وہ صحیح ہے۔

اس وسیع شہر کا انتظام مثل فوج کے انتظام کے تیس آدمیون کے سپرد تھا۔ اور اونکی بھی ویسی ہی چھہ جماعتین بنائی گئی تھین۔ پہلی کے متعلق صنعت اور کاریگرون کا انتظام دوسری کے ذمہ۔ پردیسیون کے رہنے اور کھانے پینے کا انتظام بیمار پردیسیونکو دوا دیجاتی تھی۔ اور اگر وہ مرجاتے تھے تو اون کو دفن کرادیا جاتا تھا۔ اور اونکی جائداد ون کا انتظام سرکار کرتی تھی۔ اور جو کچھہ آمدنی ہوتی تھی وہ انکے ورثا کو پہونچا دیتے تھے۔ تیسری کے ذمہ پیدائش اور موت کا لکھنا تھا۔ چوتھی کے ذمہ تجارت کا اہتمام تھا۔ جو ناپ اور وزن کی نگرانی کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ اس زمانہ مین ہر ایک موسم کی چیز مناسب وقت پر عام اشتہار کے ذریعے سے بیچی جاتی تھی۔ اور قیمتین مقرر تھین جو بیوپاری کہ ایک سے زیادہ چیزون مین تجارت کرنا چاہتا تھا۔ اُس کو دُگنا محصول دینا پڑتا تھا پانچوین کے متعلق کارخانہ جات کا انتظام تھا۔ اور اون کی بنائی ہوئی چیزین اسی طرح سے بکتی تھین جس طرح کہ باہر کی آئی ہوئین۔ چھٹی کے متعلق تمام فروخت شدہ چیزون پر محصول جمع کرتا تھا

اس سے نیچے کی سزا موت تھی چندرگپت کا قانون فوجداری بہت سخت تھا۔ اشوک نے اس مین
چند ترمیمات کین۔ جب راجہ شکار کو جاتا تھا تو اگر کوئی شخص اس راستہ کے اندر جو رسی سے علیحدہ کردیا
جاتا تھا آجاتا تھا تو اوس کو موت کی سزا دیجاتی تھی۔ اگر کسی کاریگر کے ہاتھ یا آنکھ کو نقصان پہونچایا
جاتا تہا تو مجرم کو موت کی سزا ملتی تھی۔ اگر کسی کے اور کسی عضو کو نقصان پہونچایا جاتا تہا تو ایسا کرنیوالے
کا وہی عضو اور ساتھ ہی ہاتھ کاٹ ڈالا جاتا تہا۔ جھوٹی گواہی دینے کی سزا مین ہاتھ پاؤن کی اُنگلیان
کاٹی جاتی تہین۔ بعض بعض جرایم کی سزا سر مونڈ ڈالنا تھی۔ جسکو لوگ سب سے برا خیال کرتے تھے۔
جو سلطنت کہ اشوک کو چندرگپت سے ملی تھی اوسکی وسعت سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کامل انتظام
فوج کا بیرونجات کے حملہ روکنے کے لئے تھا۔ ویسا ہی کامل اندرونی انتظام بہی تھا۔ پاٹلی پوترا ایک
بڑی بادشاہت کا تین نسل تک دارالخلافہ رہا۔ اور گو آجکل کے مہذبانہ طریقے وہان پر جاری ہین تھے
مگر پھر بھی اشوک نے کابل اور گرنار مین کہ جو وہان سے ایک ایک ہزار میل سے زیادہ دور تھے اپنی
حکومت چلائی۔ وہ اتنا طاقتور تہا کہ اپنی سلطنت مین اپنے عہد حکومت کے نوین سال مین لڑائی بند
کردی۔ اور سرحد کی جو بڑی جنگلی قومین تہین اون پر بردباری سے حکومت کی۔ بہت سی عمارتین بنائین
اور اپنے قلمرو مین لوگون کو پرہیزگاری اور نیک چلنی سکھائی۔
جسطرح اشوک کو ان باتون مین بزرگی تھی اسی طرح وہ بڑا جنگجو اور بہادر بھی تہا اس نے صرف کل
شمالی ہند ہی کو فتح نہین کیا۔ بلکہ علاوہ اس کے ہند کی سرحد کے باہر اور کئی ملکون مین بھی اپنا سکہ
بٹھادیا تہا۔

اوس کے احکام جو بڑے بڑے لاٹون پر کندہ کئے گئے تھے یہ تھے۔

(۱) کوئی جانور کہانے یا یگ کے لئے ذبح نہ کیا جاوے (۲) انسانون اور حیوانون کے لئے دواخانے
مقرر رہون۔ اور درخت و کنوئین سڑکون پر بنائے جاوین (۳) پانچ برس مین ایک دفعہ سب لوگ اپنے

انہون کا اظہار کرین اور بدھ مذہب کے اصول مشتہر کئے جاوین (۴) زمانۂ سابق وحال کا مقابلہ کیا
جاوے تاکہ لوگ راجہ کی حکومت مین خوشی سے بسر اوقات کرین (۵) بدھ مذہب کے وعظ کرنے والے
غیر ملکون مین جاوین اور غیر ملکون [illegible] کا مقابلہ کیا جاوے (۶) رعایا کی چال چلن کے نگران افسر مقرر
ہون (۷) [illegible] ظاہر کیا جاوے کہ مذہب ایک ہے اور سب لوگ برابر ہین (۸) سابق راجاؤنکی
آرام طلبی کا [illegible] چال کی پاکیزہ [illegible] ون سے مقابلہ کیا جاوے (۹) نیکی کا کہ جس سے بہبودی ہوتی ہے
بیان کیا جاوے (۱۰) [illegible] جہان فانی کی چیز [illegible] وہ خوشی اور اوس بہبودی آخر کا کہ جسکو راجہ چاہتا ہے
مقابلہ کیا جاوے (۱۱) [illegible] بڑی خیرات خیال کیجاوے (۱۲) انسکو
[illegible] مباحثہ [illegible] لاٹہون پر کندہ کئے گئے تھے۔ چنانچہ دہلی۔ میرٹھ۔ الہ آباد۔
نندگرہ۔ رام پوروا۔ سانچی وغیرہ مین اب بھی یہ لاٹہین موجود ہین۔ بعض انکا مینارون پر بھی کندہ
کئے گئے تھے۔ ون مین سے شہباز گرہی مین جو پشاور سے چالیس میل پر ہے منسیرا ضلع ہزارہ پنجاب مین
کالسی مین جو [illegible] میل [illegible] سوپارا ضلع تہانہ مین جو بمبئی کے قریب ہے۔ کوہ گرنار مین
جو خلیج بنگالہ پر واقع ہے بہو [illegible] رمین جو ضلع کٹک مین ہے۔ اور جوگڈہ مدراس مین موجود ہے۔ اوس وقت
مین سنگ تراشی کی بڑی ترقی تھی اور [illegible] سامان آسایش جو مغلون کے وقت مین مہیا تہا سب موجود
تھا۔ لکڑی کا کام بہت خوبصورتی کیساتھ کیا جاتا تہا۔ اور نقاشی ایسی ہوتی تھی۔ کہ گویا چیز منہ سے بول رہی ہے

راجہ اشوک چالیس برس حکومت کرکے سنہ ۲۳۲ قبل از مسیح مرا۔ کہتے ہین کہ اوس نے
اپنے مرتے وقت تمام راج دہرم ارتھ برہمون کی جماعت کو پن کردیا اور یہہ کہا کہ مین اندر کے سورگ یا برہما
کے لوک مین رہنا نہین چاہتا مین ایسی جاہ وحشمت گو کہ جو مثل گنگا کی لہر کے آتی جاتی رہتی ہے چاہتا ہون
مین تو اوس نفس کشی کا خواستگار ہون کہ جسکو رشی بڑا مانتے چلے آئے ہین مجھے وہ بہبودی درکار ہے کہ جس مین
کبھی کمی نہین ہوتی۔

اوس زمانہ مین زبان پراکرت جو سنسکرت اور پالی کے بیچ مین تھی بولی جاتی تھی۔ بعض ناٹکون مین جو پراکرت زبان ملتی ہے وہ پالی سے بہت کچھہ مشابہت رکھتی ہے۔ اسی پراکرت زبان سے ہندی زبان بنی ہے۔ بڑے آدمی ہمیشہ سنسکرت بولتے تھے پالی یا پراکرت عوام مین رائج تھی تمام مورخون کو جنہون نے اس بارہ مین تحقیقات کی ہے اتفاق ہے کہ ہندوستان کے لوگون نے خود اپنے حروف ایجاد کئے کسی غیر قوم سے لکھنا نہین سیکھا۔ یہ حروف مشابہ اُن حروفون کے تھے کہ جمین اب سنسکرت اور ناگری لکھی جاتی ہے۔

مگدہ دیش مین اشوک کے بعد دو سو برس تک جتنے راجہ ہوے ان کے مفصل حالات معلوم نہین ہین۔ سنہ عیسوی کے شروع مین مگدہ دیس کی آزادی جاتی رہی۔ قوم اندہرا نے اوسپر قبضہ کر کے قریب چار سو برس تک راج کیا۔ پھر مگدہ سلطنت قنوج کا ایک جزو بن گیا۔

جین مذہب کے واقعات

یہان پر کسیقدر جین مذہب کے واقعات بھی ناظرین کی معلومات کیلئے بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مذہب بھی بہت قدیم ہے۔ جب بدھ مذہب ہندوستان سے رفتہ رفتہ اوٹھ گیا تو جین مذہب کو برابر ترقی ہوتی رہی۔ اور اس وقت بھی یہان پر اون کے ۱۴۱۴۳۳۰ متعدد موجود ہین۔ یہ لوگ بڑے مالدار اور تجارت پیشہ ہین۔ اون مین آپس مین بڑا اتفاق ہے۔ اور اون کی خیرات کی کوئی حد نہین ہے بہت سے خوبصورت جین مندر پارسناتھ کے پہاڑ پر۔ بنگال۔ کاٹھیاوار۔ پالیٹانہ۔ آبو۔ وغیرہ مین موجود ہین۔ اور ہر بڑے شہر مین ایک نہ ایک مندر ان لوگون کا ضرور ملیگا۔ وشنوی ہندؤن کو انکے خلاف کہین کہین سخت تعصب ہے۔ اور کہین نہین۔ اور بعض پورانون مین یہ لکھا ہے کہ متوالے ہاتھی کے سامنے چلے جاؤ مگر جین مندر مین نہ جاؤ بعض جگہ وشنوی ہندؤن اور جینیون مین روٹی اور بیٹی کا بیوہار ہوتا ہے۔ بعض جگہہ نہین اس فرقہ کی شروع تاریخ مین بہت اختلاف ہے عقلاء یورپ انکو پہلے بارھوین صدی مسیح سے قبل کا

نہین مانتے تھے مگر پروفیسر جیکوبی نے یہ ثابت کیا ہے کہ جین شاستر چوتھی صدی قبل از مسیح مین بنایا گیا
اور پانچوین صدی عیسوی مین وہ شاستر تحریر مین آیا۔ سو جین لوگ اپنے مذہب کو بدھ مذہب سے پہلے کا
بتلاتے ہین اور اس مین کوئی شبہ نہین ہے کہ دگمبری جین فرقہ اشوک کے وقت مین یعنے تیسری صدی
قبل از مسیح موجود تھا بدھ مذہب کے لوگون کا قول ہے کہ بدھ بھگوان کو پانسو تنتالیس برس قبل از مسیح
اور مہابیر جینیون کے دیوتا کو پانسو چھبیس برس قبل از مسیح نروان پد ملا۔ اور جین شاسترون کے موجب وہ
بدھ بھگوان کے گرو اور اون سے بڑے ہوے تھے۔ جینیون کے یہان قریب قریب اوتنا ہی بڑا شاستر
ہے جیسا اور ہندؤن مین اون کے گرنتھ بھی پوران کہلاتے ہین۔ اور آدی آوتر۔ چامنڈرائی۔ چتورونشی
وغیرہ پوران اور سدہانت اور آگم موجود ہین۔ آگمون اور سدہانتون کی وہی وقعت ہے کہ جو اور ہندؤن کے
یہان وید کی علاوہ آگم اور سدہانتون کے اونکے یہان گیارہ انگ یعنے اچارانگ۔ سوترکرت انگ۔ استھان
انگ وغیرہ ہین۔ اور ان کے سوائے اخلاق وطریقہ برتاؤ وریاضت وسدہی تیرتھنکرون کے وقایعون پر
سوتر وغیرہ موجود ہین۔ یہ لوگ دو فرقون مین منقسم ہین۔ ایک شویت امبر۔ دوسری دگمبر یعنے ایک جو
کپڑے پہنتے ہین۔ اور دوسرے وہ جو کپڑے نہین پہنتے۔ یہ دونون فرقے ویدون کو نہین مانتے۔ نہ اون کو
ایشور کرت کہتے ہین بلکہ وہ اپنے سدھون کو کہ جنہون نے اپنے تپ سے سدہی پائی دیوتاؤن سے بھی
بڑا سمجھتے ہین۔ جنوبی ہندوستان مین اون مین ذات کی تفریق ہے۔ شمالی ہندوستان مین وہ سب
ایک قوم کے اور بیشتر ویش ہوتے ہین۔ انکے مندرون مین چڑہاوا لینے والے ہمیشہ برہمن ہوتے ہین۔ اون کو
بھوجک کہتے ہین جینیون کی بہت سی رسمین وہی ہین کہ جو اور ہندؤن کی اور شادی غمی مین سوائے وید منتر
بولنے کے باقی سب کام ویسے ہی کیا جاتا ہے جیسے کہ اور ہندؤن مین علاوہ شویت امبر اور دگمبرون کے
جینیون مین ایک یتی ہوتے ہین۔ کہ جو خیرات پر گذر اوقات کرتے ہین اور دوسرے شراوک کہ جنکو عوام الناس
سراوگی کہتے ہین یتی منہ کے سامنے کپڑا باندہتے ہین اور اپنے ساتھ جہاڑو رکہتے ہین تاکہ جانور منہ مین

نہ چلے جاوین یا بیٹہنے سے نہ مرجاوین وہ اپنے بال اکہاڑتے ہین اور بڑے بڑے برت کرتے ہین بعض
اُن مین سے ایک ایک مہینہ تک نہین کہاتے شراوک لوگ معمولی مندرون کا سا برتاو کرتے ہین گو وہ بتون کو بھی
خیرات دیتے ہین۔ اور صرف اپنے تیرتہ انکرون کو ہی مانتے ہین۔ یہ تیرتہ انکروہ لوگ ہوے ہین کہ جنہون نے
اپنی ہمت سے نروان پد کو پایا ایسے چوبیس جن ہوے ہین۔ مگر اسوقت پارسناتہ جی تیسوین اور مہابیر سوامی
چوبیسوین تیرتہ انکر کی زیادہ تر پوجا ہوتی ہے مہابیر جی کنپل کے راجہ کے یہان پیدا ہوے۔ انکے باپ نے انکا
نام بردہمان رکہا تہا۔ اونہون نے یشودہا رانی کے ساتہہ شادی کی اور اٹہائیس برس کی عمر مین خیال لیا
چہہ برس تک اونہون نے مون دہارن کرکے سمادہی لگائی۔ پہر مختلف مقامات پر گئے اور بڑی ریاضت کی زیادہ
تکلیف اوٹہائی۔ نو برس کے بعد اونہون نے اپنا مون برت یعنے زبان بند رکہنا ترک کیا اور کوشمبی مین جاکر سدہی
یہ بپت ساڑہے بارہ برس کا تہا اور اس مین اونہون نے پندرہ دن سے لیکر چہہ مہینے تک نہین کہایا اون کا
بڑا مقولہ یہی تہا کہ جیو ہتیا کبہی نکرو۔ یعنے کبہی کسی کو مت ستاؤ۔ چنانچہ اب بہی جین دہرم کا یہی بڑا مقولہ ہے
کہ اہنسا یعنے کسی کو آزار نہ پہونچانا ہی بڑا دہرم ہے باقی اون کے خیالات او برتاو وہی تھے کہ جو بدہ بہگوان
کے تھے۔ اونہون نے بہت سے چیلے کئے۔ اور ضلع بہار اور الہ آباد اور کوشمبی اور راج گرہ مین اپنا مت
پہیلایا پہر جسم کو چہوڑکر نروان پد کو پراپت ہوئے۔ وہ دنیا کا کوئی لازوال قادر مطلق نہین مانتے تھے نہ پران
علیحدہ کوئی جیو آتما کہتے تھے۔ اون کا مقولہ تہا کہ صرف جیو یعنے پران اور اجیو یعنے مادہ ہی مختلف صورتون کو
اختیار کرتے ہین ان دونون کو فنا نہین۔ صورت اور حالت پلٹ سکتی ہے۔ مگر مادہ اور پران ہمیشہ قایم
رہتے ہین۔ سوائے خاص حالتون کے کہ جہان کوئی خاص پران جسم کا تابع نہ رہے۔ انکی مت مین موکش وہ ہے
کہ جو بدہ بہگوان کا نروان یعنے جسم مین نہ آنا اور آواگون سے چہوٹنا۔ وہ انسان کا آتہہ طرح کے کرمون سے کہ
جن مین چار طرح کے اچہے اور چار طرح کے برے ہین۔ علیحدہ ہونا ہی بہبودی کا باعث کہتے ہین جینیون کے
یہان پانچ مہاوارتا ہین یعنے بڑے کام ہین (۱) کسیکو ایذا نہ پہونچانا۔ (۲) سچ بولنا (۳) ایماندار کا برتاو

کرنا (۴) پاکدامن رہنا (۵) دنیا کی خواہشات چہوڑنا۔ اون کے یہان نیاضی سادہ دلی۔ مذہب کی تعلیم اور تپ۔ یہ چار بڑے دہرم او جسم۔ زبان اور دل کو قابو مین رکہنا۔ یہ تین بڑی قیدین مانی گئی ہین۔ یہہ لوگ بعض موقعون پر خاصکر برسات کے چار مہینون مین نمک۔ سبز ترکاری زمین کے اندر سے نکلنے والی نباتات نہین کہاتے۔ کپڑے مین چہانکر پانی پیتے ہین۔ صابون۔ تیل۔ لوہا وغیرہ کا استعمال نہین کرتے۔ اور بعد غروب آفتاب کے رات کو کہانا نہین کہاتے۔ ان کے سدہونکی مورتیان یوگ کے کسی آسن سے دھیان لگائے ہوئے بنائی جاتی ہین۔ خاصکر پارسناتہ جی اور مہابیر جی کی اور رشب دیوجی اور نیم ناتہ جی کی بڑی مانتا ہے۔ بسنت پنچمی۔ دیوالی۔ اور بہادون کا مہینہ بڑے پاک ہوتے ہین اون کے اتسو اور رتہ جاترا بڑی شان وشوکت سے ہوتے ہین۔ زیادہ تر یہہ لوگ مغربی اور جنوبی ہندوستان مین رہتے ہین مگر کارومنڈل کے کنارے پر بہی پائے جاتے ہین۔ انکا عروج گیارہوین صدی عیسوی مین بہت ہوا اور جنوبی ہندوستان مین اون کے مذہب کے کوئی کوئی راجہ بہی ہوئے۔ بہگوان شنکر آچاریہ جی نے انکی مت کو سپت بہنگی نیائے کہکر کہنڈن کیا ہے۔ مگر وہ سنجیدہ بحث جو اونہون نے کی ہے۔ یہان پر لکہنی ضروری نہین ہے صرف یہ کہنا کافی ہوگا کہ وہ جینیون کی اس بات کو کہ دنیا کا کوئی پیدا کرنے والا نہین ہے یا پران سے الگ کوئی جیو آتما نہین ہے۔ یا ہر ایک جسم مین الگ الگ جیو آتما ہے۔ اور جسم کی گہٹنے بڑہنے کے ساتہہ وہ گہٹتا بڑہتا رہتا ہے۔ جایز طور پر کہنڈن کر سکتے ہین۔

اسکے قبل ہم یہان تک بیان کر چکے تہے۔ کہ قوم اندہرا نے چار سو برس تک راج کیا۔ پہر مگدہ دیس سلطنت قنوج کا ایک جزو بن گیا۔

قنوج کی سلطنت پر سب سے پہلے سورج بنسی راجاؤن نے حکومت کی چوتہی صدی مین یہ سلطنت خاندان گپت کے قبضہ مین آئی۔ اس خاندان کے تیسرے بادشاہ سمودر گپت نے کل شمالی ہند فتح کرلیا۔ تخمیناً چار سو پچاس عیسوی مین قوم ہن نے گپت خاندان کو قنوج سے نکالدیا۔ پہر مالوہ کے راجہ بکرماجیت نے

قوم ہن سے قنوج فتح کرکے اس سلطنت مین شامل کرلیا۔ یہان پر مختصر سا حال راجہ بکرماجیت کا بیان کیا جاتا ہے۔ ہندو مورخون کا قول ہے کہ راجہ بکرماجیت ۵۷ برس قبل از مسیح ہوا ہے۔ جسکا سمت ابتک جاری ہے اور انگریزی سنہ سے سمت ۵۶ برس پہلے کا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بکرماجیت ۵۶ برس قبل از مسیح ہوا۔ لیکن انگریز مورخون کا یہ خیال ہے کہ وہ چھٹی صدی عیسوی مین ہوے۔ اور پانسوچالیس عیسوی مین سمت قایم ہوا۔ اگرچہ سو برس پہلے کا ڈالا گیا۔ ہون تو سین چین کا مسافر کہتا ہے کہ بکرماجیت راجہ شلاوت کے بعد ہوا جس سے پانسواسی عیسوی ہوتے ہین۔ کلہن کشمیر کا مورخ بکرماجیت کو کنشک سے تیس راجاؤن کے بعد بتلاتا ہے جس سے یورپ کے مورخون کا خیال ہے کہ وہ پانچوین یا چھٹی صدی عیسوی مین ہوے۔

امرسنگہ۔ واامیر۔ ولرچی۔ دہنتری۔ کہپنک۔ سنکو۔ بتیال۔ بہٹ گہٹاکرپیکالی داس۔ یہ راجہ بیر بکرماجیت کے نورتن تھے۔ یعنے درج عقل کے نو جواہر ان مین سب سے بڑا ہوا کالی داس۔ تہا جو شکنتلا کا مشہور مصنف ہے۔ ان کے نسبت بھی انگریزی مورخون نے لکہا ہے کہ وہ سب پانچوین یا چھٹی صدی مین ہوے۔ اور مالوے مین جو دہرم دیب بھی اسی راجہ بکرماجیت کے نام سے مشہور رہے بہر حال کچہہ ہو۔ بکرماجیت جیسا راجہ ہندوستان مین بعد جدہشٹر اور اشوک کے نہین ہوا۔

فرشتہ لکہتا ہے کہ راجہ بکرماجیت قوم پوار سے تہا۔ آغاز شباب مین لباس فقیری اختیار کرکے سیاحی کی۔ جب پچاس برس کی عمر کو پہونچا تو غیب سے اس کو حکم ہوا کہ سپاہ گری کر۔ چونکہ خدا کا حکم یون ہی تہا۔ بادشاہی کو پہونچ گیا اور خلق اللہ کو ظالمون کے پنجے سے نجات دی۔ اور روز بروز ترقی کرکے تہوڑی ہی مدت مین ملک نہروالہ اور مالوہ اپنے قبضہ مین لایا اور عدل و انصاف سے ہر شہر و دیار کے آدمیون پر اپنے احسان کا سایہ پھیلا دیا۔ یہانتک کہ مقناطیس نے لوہے کو اور کہربا نے گہاس کو کھینچنا چھوڑ دیا۔ ہندوؤن کا اعتقاد ہے کہ اوسکی حالت اہل دنیا سے بڑہی ہوئی تھی۔ جو کچہہ اوسکے دل مین گذرتا تہا معلوم ہوجاتا

ظلم و ریں تماتا تہا رات کو جو کچہ اپنی رعیت کے حق مین سوچتا صبح کو روز روشن کیطرح ظاہر ہو جاتا۔ حالانکہ
بادشاہ تہا مگر رعیت کے ساتہ برادرانہ سلوک کرتا تھا۔ گہر مین سوائے مٹی کے لوٹے اور چٹائی کے اور کچہہ نرکہتا
تھا اوس نے شہر اوجین کو آباد کرکے اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اور قلعہ دہار کی بنیاد رکھی بلکہ اوس مین سکونت
بھی اختیار کی۔ مہاکال کا مندر اوجین مین بنا کر برہمن اور جوگیون کے وظیفے مقرر کر دئیے اور اون کو اوس
بتخانہ مین رکہا اور حکم دیدیا کہ شب و روز عبادت الٰہی مین مشغول رہو۔ اپنا تمام وقت یا تو خلق اللہ کی خدمت
گذاری یا خالق کی پرستش مین صرف کرتا۔ ہندو اس راجہ کا بڑا اعتقاد رکھتے ہین۔ اور عجیب و غریب باتین
اوس کی نسبت بیان کرتے ہین۔ اوسکی وفات سے ایک سنہ مقرر کرکے اپنے دفترون مین درج کر لیا ہے
اس کتاب کی تحریر تک ۱۰۱۸ سنہ گذر چکے ہین۔ مگر ہندؤن کے حساب سے سمت ۱۹۶۳ بکرمی گذری ہین۔ اردشیر
بکرماجیت کا ہمعصر تہا۔ اور بعض اقوال کے موجب شاہ پور کا ہم عہد ہوا۔ اوسکی سلطنت کے اخیر زمانہ مین
سالباہن دکن کے ایک زمیندار نے اوسپر حملہ کیا۔ دریائے نربدا کے کنارے پر دونون لشکرون مین لڑائی
ہوئی۔ سالباہن غالب آیا اور بکرماجیت قتل ہوا۔ اوس کے عہد کی روایتین بہت ہین۔ چونکہ اون مین سے
کسی کو بھی عقل قبول نہین کرتی۔ اس لئے وہ یہان پر نہین لکہی گئین۔ بکرماجیت کے بعد ملک لوہ خراب رہا۔ اور
کوئی حاکم منصف و سخی پیدا نہوا۔

اس موقع پر بکرماجیت کے پیدایش کے حالات جو مصنف مرآۃ السلاطین نے لکہے ہین وہ مثل قصہ اور کہانی
کے ہین۔ اور اوس مین بجز کذب کے صدق کا نام نہین ملتا۔ چنانچہ ہم یہان پر مختصر ناظرینون کی دلچسپی کیلئے
تحریر کرتے ہین جسکے ملاحظہ سے ہمارے منصف مزاج ناظرین خود اندازہ کرسکتے ہین۔

چنانچہ مصنف مرآۃ السلاطین بحوالہ سنگہاسن بتیسی لکہتا ہے کہ ”راجہ اندر کی محفل مین اوسکا بیٹا گندہرپ سین
ایک حور پر جو اوس کے باپ کی منظور نظر تھی۔ عاشق ہوا۔ جب راجہ کو خبر معلوم ہوئی تو بیٹے کو بد دعا دی۔
جسکے باعث گندہرپ سین عالم علوی سے عالم سفلی مین آیا۔ حالت یہ تھی کہ دن کو گدہا بنا رہتا۔ رات کو آدمی ہوتا

آخر دہار انگری کے نزدیک کسی تالاب مین رہنے لگا۔ دل مین کہا کہ اس راجہ کی لڑکی کو عقد کرنا چاہئے
اتفاقاً ایک برہمن اشنان کیلئے تالاب پر آیا تو اس سنے آواز دی کہ اسے برہمن مین راجہ اندر کا لڑکا
ہون۔ اپنے راجہ سے کہہ کہ اپنی لڑکی مجھے بیاہ دے۔ اوس کے عوض مین جو مدعا ہوا وس کا انصرام
کرون گا۔ اگر اس کے برخلاف انکار کیا تو شہر کو تہ وبالا کردون گا۔ چنانچہ برہمن ایک دو بار تو اس آواز
پر اعتماد نہ کیا مگر تیسرے بار یہ کیفیت راجہ سے عرض کی۔ راجہ متحیر ہوکر تالاب پر آیا۔ اور وہ آواز اپنے
کانون سے بیواسطۂ غیر سنا۔ راجہ نے کہا کہ اگر فی الحقیقت تو گندہرپ راجہ اندر کا لڑکا ہے تو بہت جلد
شہر کے گرد حصار آہنی تیار کردے۔ اوس صورت مین اپنی دختر تجھے دونگا۔ گندہرپ سین نے فوراً
بے وساطت مزدور اور معمار کے شہر کے گرد آہنی حصار تیار کردیا جس سے تمام خلق اللہ کو تعجب ہوا۔ راجہ
ایفائے وعدہ کے لئے تالاب پر آیا اور آواز دی کہ گندہرپ سین باہر نکل آ۔ بمجرد اس کہنے کے ایک گدہا
تالاب سے نکل آیا۔ اس ہیئت کو دیکھکر راجہ نہایت شرمندہ اور متفکر ہوا کہ اگر لڑکی بیاہ دیتا ہون لوگ
مجھے احمق کہینگے۔ اور انکار کرتا ہون تو معلوم نہین کہ یہ کیا آفت لائے۔ غرض طوعاً وکرہاً راجہ نے
اپنی لڑکی کا عقد گندہرپ سین سے کردیا۔ اوسکا معمول یہ تہا کہ دن کو طویلہ مین بشکل خر گہانس کہاتا تہا۔ اور
شب مین آدمی ہوکر راجہ کی لڑکی سے عیش مناتا۔ ایک روز حسب معمول گندہرپ سین رات کے وقت
محل مین گیا تہا۔ راجہ نے قابو پاکر اسکے خلعت خری کو جلادیا۔ گندہرپ سین محل سے نکل کر کہا کہ اسے
راجہ بہت اچھا کیا کہ اس جامۂ خری کو تو نے جلادیا۔ کیونکہ راجہ اندر نے مجھے بددعا دی تھی اور یہ بہی کہا
تہا کہ جب تیرا جامۂ خری کوئی نابود کردے گا تب یہان آنے کی راہ ملیگی۔ قبل اسکے میرا ایک لڑکا بھرتری
نام لونڈی سے ہوا تہا۔ اب بھی تیری لڑکی حاملہ ہے۔ اس مرتبہ وہ شیر نر پیدا ہوگا۔ جسکے ہزار ہاتھی کی قوت
حاصل ہوگی۔ یہ کہکر فوراً آسمان کے طرف اڑگیا۔ راجہ کو خوف ہوا کہ اگر واقعی ایسا ہوا تو میری اولاد کو راج کرنا
دشوار ہے۔ حکم دیا کہ وضع حمل ہوتے ہی لڑکے کا کام تمام کردیا جائے۔ جب اوسکی بیٹی کو یہ کیفیت معلوم ہوئی

تو اوس نے خنجر مار کر اپنی جان دیدی۔ مگر لڑکا زندہ اور صحیح و سلامت پیدا ہوا۔ جب یہ خبر راجہ کو معلوم ہوئی تو نہایت متاسف ہوا اور یتیم لڑکے پر رحم کہا کر پرورش کرنے لگا۔ اور بکرماجیت نام رکہا۔ اور بہرتری کی بھی پرورش شروع کی۔ جب یہ دونون جوان ہوے تو راجہ نے بکرماجیت کو مالوہ کی حکومت عطا کرنی چاہی مگر بکرماجیت نے یہ عذر کیا کہ میرے بڑے بہائی بہرتری کے ہوتے ہوئے میرے لئے سرداری سزاوار نہین ہے مناسب یہ ہے کہ اوسکو مالوہ کی حکومت عطا کیجانے اور مین اوس کی وزارت سے سرفراز کیا جاؤن چنانچہ راجہ نے بکرماجیت کے معروضہ کو قبول کر کے مالوہ کی حکومت بہرتری کو اور وزارت بکرماجیت کو عنایت کی۔ چونکہ بہرتری عیش و عشرت کا دلدادہ تہا۔ اس لئے تمام ریاست کا بوجہہ بکرماجیت کے سر پڑا۔ جس کے باعث بکرماجیت اکثر بہرتری کو نصیحت کیا کرتا تہا۔ لیکن یہ نصیحت بہرتری کی بی بی انگ سیتا (جسے پنگلا بھی کہتے تھے) کو ناگوار گذری۔ اور بہرتری کو ورغلا کر بکرماجیت کو شہر سے نکلوا دیا۔

ایک مدت کے بعد ایک برہمن نے کہین سے امرت پھل لا کر راجہ کے نذر کیا۔ راجہ نے وہ پھل رانی کو دیا۔ چونکہ رانی میر آخور سے مبتلا تھی اس لئے وہ پھل رانی نے میر آخور کے حوالہ کی۔ وہ ایک بازاری قحبہ پر مبتلا تھا۔ اوس نے وہ پھل اوسکو دیدیا۔ اوس قحبہ کو خیال گذرا کہ حیات ابدی مجہہ جیسی بدکار کیلئے وبال ہے۔ اس لئے یہ پھل انعام کے لالچ مین راجہ کے پاس لیجا کر گذرانا۔ جب راجہ نے اوس پھل کو دیکہا تو متحیر ہوا۔ دریافت کرنے پر تمام واقعات طشت از بام ہوے۔ رانی نے کوٹھے سے گر کر جان دی۔ بعض کتابون مین درج ہے کہ یہ رانی صاحب عصمت تھی۔ اور واقعات اس طرح بیان کئے گئے ہین کہ راجہ بہرتری نے شکار کے موقع پر کسی عورت کو اوس کے شوہر کے ساتہہ ستی ہوتے دیکہہ لیا تہا۔ محل مین آکر رانی سے وہ واقعہ بیان کیا۔ رانی نے کہا کہ جلنا تو بہت آسان ہے لیکن محبت کا معنی تو یہ ہے کہ عورت شوہر کے مرتے ہی بلا کسی وسیلہ کے فوراً جان دیدے۔ راجہ اسکی تصدیق کے لئے موقع ڈہونڈتا تہا۔ ایک دفعہ شکارگاہ سے اپنا خون آلودہ جامہ دیکر یہ کہلا بھجوایا کہ راجہ کو کسی نے مار ڈالا۔ مثا اس خبر کے سنتے ہی رانی نے جان تجم پڑدی

بعض نے لکھا ہے کہ راجہ بھرتری کی دو رانیان تھین۔ اور یہ راجہ دونون کو محبت کرتا تھا۔ جو رانی کہ میر آخور
سے مبتلا تھی۔ اوس کا نام اننگ سیتا تھا۔ اور جو راجہ کے مرگ کی خبر سنکر جان دیدی اوسکو پنگلا کہتے تھے
خیر کچھہ ہو۔ اس کے بعد راجہ بھرتری نے ترک سلطنت کیا۔ اور اوس امرت پہل کی بدولت حیات جاوید
پائی چنانچہ اب تک زندہ ہے۔

جب راجہ بھرتری نے راج چہوڑ دیا تو ایک دیو سرنپال نامی نے اُجین کی حکومت کرنے لگا۔ مگر یہ عفریت
آدم خور تھا جس سے شہر کی تباہی اور انسانون کی صفائی ہونے لگی۔ آخر رعایا نے تنگ آکر اوس دیو
سے یہ کہا کہ ایک آدمی آپ کی خوراک کے لئے روزانہ حاضر کیا جائیگا۔ جسکو اوس آدم خور نے قبول کیا۔ اور
یہ حکم دیا کہ جو شخص میری خوراک کے لئے حاضر کیا جائے وہ اوس روز تمام دن حکمرانی کرے اور رات کو
میری خوراک بنے۔ چنانچہ یہ قاعدہ جاری ہو گیا۔ ایک دفعہ گجرات سے کسی بنجارے کا گذر اوجین کے تالاب پر
ہوا۔ اور اس کے ساتہہ بکرماجیت بھی تھا۔ جسوقت رات ہوئی تو ایک شغال نے کہا کہ دو گھڑی بعد اس
تالاب مین ایک لاش آدیگی۔ اوس کے پاس چار لعل گران بہا اور ایک قیمتی فیروزہ ہے۔ جو شخص
اس لاش کو میری خوراک کے لئے باہر نکالے وہ سلطنت پائے۔ چونکہ بکرماجیت جانورون کے زبان سے
ماہر تھا۔ فوراً تالاب پر آبیٹھا۔ جب لاش آئی تو اوس کو باہر نکالا اور لعل و فیروزہ کو ہدست کیا۔
جب صبح ہوئی تو اجین کی سیر کو نکلا۔ شہر پناہ کے دروازے پر تجملات شاہی کا ہجوم دیکھا۔ اور ایک کمہار کے
لڑکے کو حسب دستور تخت سلطنت پر بٹھانے کی کارروائی کیجا رہی تھی۔ مگر اوس کے ماں باپ اوس کے
ساتہہ چیختے چلّاتے جا رہے تھے۔ اس اعجوبہ کارروائی سے بکرماجیت کو حیرت ہوئی۔ دریافت سے معلوم
ہوا کہ یہ کمہار کا لڑکا شام کو اوس دیو لعین کا ناشتہ ہوگا۔ اس امر کے سننے سے اسکو رحم آیا اور کمہار سے
کہا کہ تیرے لڑکے کے عوض مین جاتا ہون۔ ہر چند لوگون نے مسافر کشی سے انکار کیا۔ مگر بکرماجیت نے
نہ مانا آخر بکرماجیت کو سوار کر کے شہر مین لائے۔ اور تخت سلطنت پر بٹھائے۔ اسکے بعد بکرماجیت نے حکم دیا۔

نہ عمدہ عمدہ لذیذ کہانے پکوا کر شہر کے دروازون پر بندھے جائین۔ چنانچہ کارپردازان ریاست نے
اسکی تعمیل کی۔ اور وہ عفریت اپنے وقت مقررہ پر پہونچا اور وہ کہانے جو دروازون پر رکہائے گئے
تھے خوب پیٹ بہر کر کہائے۔ اور [illegible] آیا بکرماجیت کو بھی لقمہ کرنا چاہا لیکن بکرماجیت نے
اوس [illegible] زور آزمائی شروع کی [illegible] کو مغلوب کیا۔ جب [illegible] کا ارادہ کیا تو اوس نے
اس شرط سے امان چاہی کہ [illegible] کا رخ نہ کریگا۔ اور کوئی مہم سخت پیش آجائے تو
مدد کیلیے فوراً حاضر ہوا کریگا۔ [illegible] بکرماجیت نے اوس دیو کو زندہ چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی
تو [illegible] وارکان سلطنت حسب دستور [illegible] بکرماجیت کو زندہ پایا۔ کمال مسرور
ہوئے جب یہ حال [illegible] کا بیان ہے تو بیحد مسرت ظاہر کی۔ [illegible] مدت تک راجہ
بکرماجیت نے نہایت کامیابی کے ساتھ سلطنت کی۔ اور اپنی قوت وشجاعت سے تمام ملک دکن۔
اڑیسہ۔ بنگ۔ بہار۔ گجرات۔ سومنات۔ فتح کیا۔ آخر مین ولایت ہندپت پر بھی اس نے قبضہ کیا۔
اکبرنامہ مین لکھا ہے کہ آخر [illegible] سالباہن نام دکن کے زمیندار سے لڑائی کر کے شکست
پائی اور قیدی ہو گیا۔ [illegible] مین لکھا ہے کہ جب راجہ بکرماجیت نہایت ضعیف و
ناتوان ہو گیا تو سمندرپال جوگی نے (جو راجہ کا معتمد علیہ اور مصاحب تھا) کہا کہ اس پیری ضعیف کو دور
کرنا اور نئے شباب کا جامہ پہننے کی آرزو ہو تو مین اوسکی ترکیب سکہلاتا ہون چنانچہ راجہ اوس کے
دام تزویر مین آگیا۔ اور اس ترکیب [illegible] مہارت کر کے ایک جوان قالب مین اپنی روح داخل کی۔ اور
جوگی نے مثالی اپنی روح راجہ کے قالب مین پہونچائی اور راجہ کی روح کو جو جوان کے قالب مین گئی تھی
قتل کر ڈالا۔ اور خود سریر آرائے سلطنت ہوا۔

بہرحال اس موقع پر ہم نے بکرماجیت کے حالات تاریخ مرآۃ السلاطین سے بحوالہ سنگہاسن بتیسی
اس لئے نقل کیا ہے کہ ناظرین کو اہل ہنود کے اعتقادات کا علم ہو۔ اور مورخون کے اختلاف کے حالات

معلوم ہو جائین۔ ورنہ اس خلاف قیاس قصہ کے لکھنے سے تاریخ کو طوالت دینا یا چڑے چڑیا کی کہانی کا بیان کرنا مقصود نہ تہا۔

راجہ بکرماجیت کے انتقال کی نسبت اوپر دو روایتین بیان کئے گئے ہین۔ ایک تو سالباہن سے میدان جنگ کے مانند شکست پاکر قید ہونا اور بعد مارا جانا۔ دوسرا سمندرپال جوگی کا قالب بدلنا۔ مگر پہلی روایت بہت صحیح معلوم ہوتی ہے جیکا اکثر تواریخون مین ذکر ہے کہ جب راجہ بکرماجیت راجہ سالباہن کی لڑائی مین مارا گیا تو دہلی کے لوگون نے سمندرپال جوگی کو دہلی کی حکومت پر بٹھایا۔ چنانچہ سمندرپال کے خاندان نے دہلی کی ریاست بقول ایک مورخ کے ۶۴۳ برس ۱۹ آدمیون نے ریاست کی۔ اور دوسرا مورخ اس سے کم بتاتا ہے یعنے ۱۳ آدمیون نے ۲۳۲ برس حکومت کی۔ اور اس خاندان کے اخیر راجہ بکرم پال یا بہیم پال سے راجہ تلوک چند یا تلوک چند والی بہڑاہچ پر لشکرکشی کرکے شکست پائی بلکہ جان سے مارا گیا۔

بہڑاہچ کے خاندان مین سے دس آدمیون نے بقول ایک مورخ کے ۱۴۵ برس اور بقول دوسرے کے ... سال حکومت کی۔ چنانچہ اس خاندان کے اخیر راجہ گوبند چند کی بی بی مسماۃ پیم رانی نے بوجہ لاولدی کے ایک سال حکومت کرکے عالم بقا کو سدہاری۔ چونکہ اس خاندان مین کوئی وارث باقی نہین رہا تہا اس لئے ہر پریم فقیر کو گدی نشین کیا گیا۔ اس خاندان مین چار آدمیون نے ۵۱ یا ۳۱ برس حکومت کی۔ جب اس خاندان کے اخیر راجہ مہایاتریا مہا پریم نے ترک سلطنت کرکے فقیری اختیار کی تو اکثر راجاون نے دہلی پر قبضہ کرنا چاہا مگر راجہ دہی سین یا دہی سین والی بنگالہ نے پیشقدمی کرکے دہلی پر قبضہ کرلیا۔ چنانچہ اس خاندان کے ۱۲ آدمیون نے ۱۵۲ یا ۱۵۰ برس تک کمال نیکنامی کے ساتہ حکومت کی مگر اس خاندان کا اخیر راجہ دہورسین یا دمودرسین کی عیش پرستی شراب خواری اور ظلم وزیادتی کے باعث ارکان سلطنت واعیان دولت نے کوہستان سوالک کے راجہ دیپ سنگہ کو بہی سے

ماتحتی میں دہلی پر [illegible] قتل کرکے دہلی کے تخت پر رونق افروز ہوا۔ اس
خاندان کے [illegible] آدمیوں نے [illegible] برس حکومت کی۔ اس کے بعد انلپال تنور نے دہلی پر قبضہ کیا
چنانچہ اس خاندان کے [illegible] آدمیوں نے [illegible] برس سات مہینے [illegible] حکومت کی۔ اس کے بعد اس
خاندان کے [illegible] راجہ [illegible] چوہان نے فتح پائی۔ اور دہلی پر قبضہ کیا۔ اس خاندان کے صرف
سات آدمی [illegible] برس حکومت کی۔ اس کے بعد اس خاندان کے اخیر [illegible] کے
[illegible] پتھورا [illegible] محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری نے [illegible] راے پتھورا
قتل کرکے [illegible] قبضہ کیا۔ اور دہلی کی سلطنت مسلمانوں کے قبضے میں چلی گئی۔

ایک مورخ کا قول ہے کہ راجہ [illegible] کے بعد قنوج اور ایک خاندان کے ہاتھ آیا۔ اس خاندان کا سب
بڑا بادشاہ [illegible] تھا جو [illegible] کے نام سے مشہور ہے۔ اوس نے کل آریہ ورت پر اپنا تسلط کیا
اوس کے مرنے کے بعد سلطنت پر زوال آگیا۔ اور پال خاندان کے راجاؤں نے اوس پر قبضہ کرلیا
سلطان محمود کے حملے تک پال خاندان کے راجہ قنوج میں سلطنت کرتے رہے۔

قدیم زمانے میں بنگالہ ہندوستان کے دوسرے حصوں کی طرح جنگلی قوموں سے آباد تھا۔ مگدہ
کی سلطنت قایم ہونے کے بعد قوم آریہ بنگالے میں آبسی۔ کئی سو برس تک بنگالہ مگدہ کے زیر حکومت
رہا۔ [illegible] کی آمد تک خود مختار راجاؤں کے چار خاندان بنگالے میں حکمران رہے۔ پہلے دو خاندانوں
کے حالات کی کوئی تاریخ موجود نہیں ہے۔ تیسرا خاندان پال کا ہو پال نے نوین صدی عیسوی میں
قایم کیا۔ اس خاندان کے تیسرے راجہ دیوپال نے کل شمالی ہند کو فتح کرلیا اور مہاراج ادہیراج کا خطاب
اختیار کیا۔ اوس کے بعد ایک صدی سے زیادہ شمالی ہند میں پال خاندان کے لوگ راج کرتے رہے۔

پال بنس کے بعد سین بنس دسوین صدی عیسوی میں ادیسور سے چلا۔ کچھ زمانہ تک
راجگان سین صرف شرقی بنگالہ میں حکمران رہے۔ جون جون پال کی قوت گھٹتی گئی۔ سینون کی

عملداری بڑھتی گئی۔ اور گیارہوین صدی کے آخر مین وہ لوگ پورے بنگالے کے مالک ہو گئے۔
بلال سین اس نسل کا [illegible] راجہ تھا اس نے ۱۰۶۰ء سے سلطنت کی۔ [illegible]
[illegible] کرتا [illegible] لچھمن سین تھی۔ [illegible]
تک راج کیا [illegible] ۱۱۹۹ء [illegible] بختیار خلجی نامی ایک سلطان [illegible]
گورواں کا [illegible] [illegible] حملہ آور [illegible]
جب لچھمن سین [illegible] [illegible]
راج لینے والے ہین [illegible] [illegible]
کر محل کے چور دروازے سے فوراً بھاگ [illegible] بنگالے کے
طرف بھاگا وہ فوج جب بختیار خلجی نے [illegible] [illegible]
بنگالے کے دارالسلطنت پر قبضہ کر لیا۔ مشرقی اور جنوبی بنگالے [illegible] اسکے بعد [illegible]
برس تک اپنے اختیارات قایم رکھے۔

اب ہم یہان پر دارالسلطنت اندرپت و دہلی کے [illegible] فرمانروایان کا ایک تفصیلی نقشہ راجہ یدھشٹہر
سے رائے پتھورا تک تاریخ سلسلۃ الملوک مولفہ [illegible] سے نقل کرتے ہین جس سے
جملہ راجگان ہندوستان کے نام وسال جلوس اور مدت سلطنت وغیرہ کی توضیح وتصریح معلوم ہوجاتی
گو دوسری تواریخ مین بھی راجگان ہندوستان کی فہرستین مندرج ہین۔ لیکن
ایک دوسرے مین بہت کچھ اختلاف ہے۔ ہمارے خیال مین تو نقشہ ذیل بہ نسبت اون فہرستون کے
نہایت معتبر و مستند معلوم ہوتا ہے۔ اور اکثر اصحاب کو اس سے اتفاق بھی ہے۔ مگر اس نقشہ کے
درج کرنے سے قبل ہم کو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤن کا اعتقاد پیدائش عالم اور زمانہ طوفان
واختلاف ومطابقت سنین وغیرہ کے حالات کی تفصیل وصراحت وصفاحت کے ساتھ کردیجائے

سازش کرکے دہلی مین بلایا۔ جس نے دمودرسین کو قتل کرکے دہلی کے تخت پر رونق افروز ہوا۔ اس خاندان کے ۶ آدمیون نے ۱۰۵ یا ۱۳۹ برس حکومت کی۔ اس کے بعد انکپال تنور نے دہلی پر قبضہ کیا چنانچہ اس خاندان کے ۲۰ آدمیون نے ۴۱۹ برس سات مہینے ۲۸ دن حکومت کرنیکے بعد اس خاندان کے آخر راجہ پرتھی راج پر بلدیو چوہان نے فتح پائی۔ اور دہلی پر قبضہ کیا۔ اس خاندان کے صرف سات آدمی پچانوے سال حکومت کئے۔ اس کے بعد اس خاندان کے اخیر راجہ ناک دیو کے بیٹے رائے پتھورا پر معزالدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری نے چڑہائی کی اور رائے پتھورا کو قتل کرکے دہلی پر قبضہ کیا۔ اور دہلی کی سلطنت مسلمانون کے گھرانے مین چلی گئی۔

ایک مورخ کا قول ہے کہ راجہ بکرماجیت کے بعد قنوج اور ایک خاندان کے ہاتھہ آیا۔ اس خاندان کا سب سے بڑا بادشاہ پرش بردہن تھا جو سلادت کے نام سے مشہور رہے۔ اوس نے کل آریہ ورت پر اپنا تسلط جمالیا اوس کے مرنے کے بعد سلطنت پر زوال آگیا۔ اور پال خاندان کے راجاؤن نے اوسپر قبضہ کرلیا سلطان محمود کے حملے تک پال خاندان کے راجہ قنوج مین سلطنت کرتے رہے۔

قدیم زمانے مین بنگالہ ہندوستان کے دوسرے حصون کی طرح جنگلی قومون سے آباد تھا۔ مگدہ کی سلطنت قایم ہونے کے بعد قوم آریہ بنگالے مین آبسی۔ کئی سو برس تک بنگالہ مگدہ کے زیر حکومت رہا۔ مسلمانون کی آمد تک خود مختار راجاؤن کے چار خاندان بنگالے مین حکمران رہے۔ پہلے دو خاندانون کے حالات کی کوئی تاریخ موجود نہین ہے۔ تیسرا خاندان پال کا ہوپال نے نوین صدی عیسوی مین قایم کیا۔ اس خاندان کے تیسرے راجہ دیوپال نے کل شمالی ہند کو فتح کرلیا۔ اور مہاراج ادہراج کا خطاب اختیار کیا۔ اُس کے بعد ایک صدی سے زیادہ شمالی ہند مین پال خاندان کے لوگ راج کرتے رہے۔

پال نسل کے بعد سین نسل دسوین صدی عیسوی مین اودیسورسے چلا۔ کچھہ زمانہ تک راجگان سین صرف شرقی بنگالہ مین حکمران رہے۔ جون جون پال کی قوت گھٹتی گئی۔ سینون کی

عملداری بڑھتی گئی۔ اور گیارھوین صدی کے آخر مین وہ لوگ پورے بنگالے کے مالک ہو گئے
بلال سین اس نسل کا ایک راجہ تھا۔ اس نے ۳۵ برس سلطنت کی۔ اور اپنا دربار سرنوگرم۔ ندیا۔
اور گور مین کرتا رہا۔ اس کے بعد اوس کا بیٹا لچھمن سین بھی بڑا ذی اختیار بادشاہ ہوا۔ او رعرصہ دراز
تک راج کرتا رہا۔ آخر ۱۱۹۸ء مین بختیار خلجی نامی ایک مسلمان افسر صرف اٹھارہ لشکریون کے ساتھ
گھوڑون کا تاجر بنکر داخل ندیا ہوا۔ محل شاہی تک وہ بلا مزاحمت چلا گیا۔ اور ایسے وقت اندر گھس پڑا
جب لچھمن سین کھانا کھا رہا تھا۔ چونکہ نجومیون نے پہلے ہی سے پیشین گوئی کی تھی کہ مسلمان عنقریب تمہارا
راج لینے والے ہین۔ بختیار اور اوس کے ہمراہیون کا شور وغل سنتے ہی اس پر ایسا خوف طاری ہوا
کہ محل کے چور دروازے سے فوراً بھاگ کھڑا ہوا۔ غرض اُس نے ایک کشتی کی۔ اور مشرقی بنگالے کے
طرف بھاگا۔ وہ فوج جسے بختیار خلجی نے آس پاس کہین جنگل مین چھپا رکھا تھا۔ باہر نکل آئی۔ اور
بنگالے کے دار السلطنت پر قبضہ کر لیا۔ مشرقی اور جنوبی بنگالے مین ہندؤن نے اسکے بعد بھی اکیس
برس تک اپنے اختیارات قایم رکھے۔

اب ہم یہان پر دار السلطنت اندرپت و دہلی کے ہندو فرمانرواؤن کا ایک تفصیلی نقشہ راجہ جدشٹہر
سے رائے پتھورا تک تاریخ سلسلۃ الملوک مولفہ ڈاکٹر سر سید احمد خان مرحوم کے نقل کرتے ہین جس سے
جملہ راجگان ہندوستان کے نام و سال جلوس اور مدت سلطنت وغیرہ کی تصحیح و تصریح معلوم ہو جائیگی
گو دوسرے تواریخ مین بھی راجگان ہندوستان کی فہرستین مندرج ہین۔ لیکن
ایک دوسرے مین بہت کچھہ اختلاف ہے۔ ہمارے خیال مین تو نقشہ ذیل بہ نسبت اون فہرستون کے
نہایت معتبر و مستند معلوم ہوتا ہے۔ اور اکثر اصحاب کو اس سے اتفاق بھی ہے۔ مگر اس نقشہ کے
درج کرنے سے قبل ہم کو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندؤن کا اعتقاد و پیدائش عالم اور زمانہ طوفان
و اختلاف و مطابقت سنین وغیرہ کے حالات کی تفصیل و صراحت و وضاحت کے ساتھہ کر دیجائے

تاکہ ہمارے معزز ناظرین کے سمجھنے مین آسانی ہو۔ اور کوئی مشکل باقی نہ رہے۔
اول یہ کہ ہندو زمانۂ قدیم کو مانتے ہین۔ اور بہت پرانی تاریخون کا ذکر اور نہایت پرانے حالات بیان کرتے ہین۔ مگر طوفان نوح کے قائل نہین ہین۔
اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھہ سلسلہ اب عالم مین ہے وہ سب طوفان نوحؑ کے بعد کا ہے۔
اب اس اختلاف کے باعث ہندؤن کی تاریخ کی صحت کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے طوفان نوح کا حال بیان کرنا چاہیئے۔
واضح ہو کہ چار قومین مشتبہ بالکتاب ہین (یعنے اگرچہ اپنے پاس اللہ کی بہیجی ہوئی کتاب بتاتے ہین لیکن ہم لوگ اسکو نہین مانتے) اور حضرت نوحؑ کے طوفان کے قائل نہین۔ ایک ہندو (جنکی تاریخ ہم بیان کرتے ہین) دوسرے خطا اور چین والے۔ تیسرے مجوسی (یعنے پارسی آگ کے پوجنے والے) چوتھے اگلے زمانہ کے ترک۔ باقی وہ چار قومین جن پر اللہ نے کتاب نازل کی وہ سب طوفان کے قائل ہین۔
ایک وہ لوگ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اگلے نبیون کی امت مین تھے۔ دوسرے یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت والے۔ تیسرے مسیحی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت والے۔ چوتھے مسلمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امت والے۔
بعضے مجوسیون نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ طوفان تمام عالم مین نہ تہا۔ بلکہ صرف بابل اور اسی کے قرب وجوار مین تھا۔ اور عقبہ حلوان سے جو مدائن مین کا ایک شہر عراق عرب مین بغداد اور اصفہان کے بیچ مین ہے۔ طوفان نے تجاوز نہین کیا۔ اسی سبب سے کیومرث کی اولاد جو مشرق مین رہتی تھی طوفان سے بچ گئی۔ اسیطرح ترک اور ہند اور چین والے بھی کہہ سکتے ہین مگر یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ توریت مقدس سے ثابت ہوتا ہے کہ طوفان تمام عالم مین تھا۔ چنانچہ توریت مقدس کے رسالہ پیدائش کے ساتوین باب کے انیسوین درس مین لکھا کہ پانی نے زمین پر بہت سے بہت غلبہ کیا

کہ جتنے اونچے پہاڑ آسمان کے نیچے تھے سب چھپ گئے۔ اور اسی باب کے تئیسوین درس مین لکھا ہے کہ خدا نے چاہا کہ تمام کائنات جو زمین پر ہے انسان اور چوپایہ اور حشرات اور پرند۔ جانور سب کو زمین پر سے مٹا دے۔ صرف حضرت نوحؑ اور جو اون کے ساتھہ کشتی مین تھے بچ گئے۔ ہندؤن کی تاریخ جو پانچ ہزار برس پہلے کی ہے وہ تو ایک افسانہ سا معلوم ہوتا ہے۔ اِلّا پانچ ہزار برس کی تاریخ جو ہم لکھتے ہین قریب القیاس اور صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ بھی اوسی پر دلیل ہے کہ طوفان کے بعد جو حال ہے وہ صحیح اور اوس سے پہلے کا بطور کہانی ہے۔

اب یہ بات قابل بیان کے رہگئی کہ طوفان کو کتنی مدت ہوئی۔ خاص مسلمانون کے مذہبی کتابون مین طوفان کی مدت کا بیان نہین۔ اِلّا توریت مقدس مین کہ جسکو مسلمان بھی مانتے ہین۔ عالم کی پیدائش اور طوفان کا مذکور ہے۔ توریت مقدس کی کتابین جو پائی جاتی ہین تین ہین۔

ایک توریت سامریہ جسکو انگریزی مین سمارٹین کہتے ہین۔ دوسری اصل عربی۔ تیسری یونانی۔ جس کو انگریزی مین سپٹواجنٹ کہتے ہین۔ ان تینون توریتون سے مدت پیدائش عالم اور زمانہ طوفان کا مختلف نکلتا ہے مگر تاریخ والے یونانی توریت پر اعتبار کرتے ہین۔ کیونکہ اس توریت کا ترجمہ دوسو ستتر برس پہلے سن مسیحی سے بہتر علماء یہود نے بطلیموس ثانی کے لئے جو اسکندر کے بعد دوسرا بطلیموس ہے کیا تہا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کے بعد عبری توریت پر یہودیون کی دشمنی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لانے کے سبب بہروسا نہین کرتے۔ اسی سبب ہم نے بھی جو طوفان کی مدت اختیار کی ہے۔ وہ یونانی توریت مقدس کے حساب پر درست ہے۔ چنانچہ اس مقام پر ہم ان حسابون کو بیان کرتے ہین۔

حساب توریت یونانی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت	نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت
از ہبوط آدم تا طوفان	۲۲۴۲	یہ حساب توریت عبرانی کا ہے	از ظہور بخت نصر تا غلبہ سکندر ربروارا	۴۳۴	
از طوفان تا ولادت ابراہیمؑ	۱۰۸۱		از زمان سکندر تا ولادت مسیحؑ	۳۰۴	
از ولادت ابراہیم تا وفات موسیٰؑ	۵۴۵		از ولادت حضرت مسیحؑ تا ہجرت	۶۳۱	
از وفات موسیٰؑ تا ظہور بخت نصر	۹۷۹		از ہجرت تا الیوم سنہ ۱۹۰۶ء م سنہ ۱۳۲۴ھ	۱۲۸۴	
جملہ میزان (۷۵۰۰)					

اس حساب بموجب طوفان کو پانچہزار دوسو اٹھاون برس ہوے۔ اور یہ نقشہ جو ہند وفرمانروایان ہندوستان کا درج کیا جاتا ہے وہ طوفان سے دوسو ستائیس برس بعد کا ہے۔ ممکن ہے کہ اس مدت مین حضرت نوحؑ کی اولاد تمام عالم مین منتشر ہوگئی ہو۔ اور ہندوستان مین بھی ہو۔ کیونکہ طوفان کے ایک برس بعد بابل آباد ہوا۔ اور انسان عالم مین منتشر ہونے لگے۔ اور زبانون کی تبدیل شروع ہوگئی۔

حساب توریت سامریہ

نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت	نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت
از ہبوط آدم تا طوفان	۱۳۰۷		از وفات موسیٰ تا ولادت حضرت مسیحؑ	۱۷۱۷	[illegible]
از طوفان تا ولادت حضرت ابراہیمؑ	۹۳۷		از ولادت حضرت مسیحؑ تا ہجرت	۶۳۱	
از ولادت ابراہیم تا وفات موسیٰ	۵۴۵		از ہجرت تا الیوم سنہ ۱۹۰۶ء م سنہ ۱۳۲۴ھ	۱۲۸۴	
جملہ میزان (۶۴۲۱)					

اس حساب بموجب طوفان کو پانچہزار ایک سو چودہ برس ہوے۔ مگر اس توریت پر تاریخ والے بھروسہ نہین کرتے

کیونکہ اس توریت سے ثابت ہوا کہ ہبوط آدمؑ اور طوفان مین ایکہزار تین سو سات برس کا فاصلہ ہے۔ اور جب طوفان آیا تو عمر حضرت نوحؑ کی بالاتفاق چہہ سو برس کی تھی۔ اور حضرت آدمؑ کی عمر بالاتفاق نوسوتیس برس کی ہوئی۔ تو اس سے لازم آیا کہ حضرت نوحؑ نے دوسو برس تک حضرت آدمؑ کو دیکھا ہو۔ اور نیز اپنے آبا واجداد سے ملاقات کی ہو۔ اور یہ نہین ہوا۔ اس سبب سے اہل تاریخ نے اس توریت کو چھوڑ دیا۔

حساب توریت عبرانی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت	نام واقعہ	تعداد زمانہ	کیفیت
از ہبوط آدم تا طوفان	۱۶۵۶		از وفات موسیٰ تا ولادت مسیح	۱۷۱۷	[illegible]
از طوفان تا ولادت حضرت ابراہیم	۲۹۲		از ولادت حضرت مسیح تا ہجرت	۶۳۱	
از ولادت ابراہیم تا وفات موسیٰ	۵۴۵		از ہجرت تا الیوم سنہ ۱۹۰۶ء سنہ ۱۳۲۴ھ	۱۲۸۴	

میزان جملہ (۶۱۲۵)

اس حساب بموجب طوفان کو چار ہزار چار سو انہتر برس ہوے مگر اس توریت پر بھی تاریخ والے بھروسہ نہین کرتے کیونکہ اس توریت کے بموجب طوفان مین اور ولادت حضرت ابراہیمؑ مین دوسو بانوے برس کا فاصلہ ہے اور طوفان کے بعد حضرت نوحؑ بالاتفاق ساڑے تین سو برس زندہ رہے۔ اس سے لازم آیا کہ حضرت نوحؑ نے اٹھاون برس تک حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات کی ہو۔ اور یون نہین ہوا۔ کیونکہ حضرت نوحؑ کے بعد حضرت ہودؑ کی امت ہوئی۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ کی امت ہوئی۔ اس سبب سے اہل تاریخ نے اس توریت کو بھی چھوڑ دیا۔

علاوہ اس کے یونانی توریت کے اختیار کرنیکا بڑا سبب یہ ہے کہ کتب بنی اسرائیل مین خبر تھی کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام پانچ ہزار برس کے بعد چھٹے ہزار برس مین پیدا ہونگے۔ یہ خبر یونانی توریت کے حساب بموجب صحیح پڑتی ہے۔ اور اور توریتون کا حساب ٹھیک نہین آتا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کے پیدا ہونے کے بعد یہودیون نے آپکی دشمنی سے زمانہ کی مدت کو کم کردیا۔ اس حکمت سے کہ جس زمانہ مین جو شخص پیدا ہوا تھا اس سے سو برس پہلے کی پیدائش بیان کی۔ مثلاً حضرت آدمؑ کی عمر دو سو تیس برس کی تھی۔ جب حضرت شیثؑ پیدا ہوئے۔ یہودیون نے بیان کیا کہ اس زمانہ مین حضرت آدمؑ کی عمر ایک سو تیس برس کی تھی۔ اسی طرح ہر جگہہ کمی کردی۔ کہ کسی کے عمر مین بھی کمی نہ ہوئی۔ اور زمانہ کی مدت کم ہوگئی۔ جب ایسا کر چکے تو کہنے لگے کہ حضرت عیسیٰ تو شروع پانچوین ہزار برس مین پیدا ہوگئے۔ اُن کی خبر تو چھٹے ہزار برس مین پیدا ہونے کی تھی۔

حساب مختار اہل تاریخ انگریزی۔

سال ماقبل سنہ مسیحی	نام واقعہ	زمانہ مابین الواقعتین	کیفیت	سال ماقبل سنہ مسیحی	نام واقعہ	زمانہ مابین الواقعتین	کیفیت
۴۰۰۴	ہبوط آدمؑ	۰		۳۳۱	غلبۂ سکندر بر دارا	۴۱۶	
۲۳۴۸	طوفان	۱۶۵۶	موافق توریت عبری	۴	ولادت مسیحؑ	۳۲۷	
۱۹۹۶	ولادت ابراہیمؑ	۳۵۲	مخالف تینوں توریتوں کے	۰	شروع سنہ مسیحی	۴	
۱۴۵۱	وفات موسیٰؑ	۵۴۵	″ ″ ″	۰	از شروع سنہ مسیحی تا الیوم ۱۹۰۶ء	۱۹۰۶	
۷۴۷	بخت نصر	۷۰۴					

جملہ میزان (۵۹۱۰)

اس حساب بموجب طوفان کو چار ہزار دو سو چھپن برس ہوے۔ مگر اس حساب پر بھی دو اعتراض ہوتے ہین

ایک یہ کہ تینون توریتون کے برخلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ اس حساب سے بھی حضرت مسیحؑ کی ولادت چھٹے ہزار دین برس مین نہین آتی۔ اس واسطے اس حساب کو بھی چھوڑ دیا۔

اب ہم بیان پر مزید صراحت کے لیئے دوسرے علماؤن کے اقوال بھی لکھتے ہین۔ تاکہ ہمارے معزز ناظرینو کو ہبوط آدمؑ سے زمانہ ہجرت کے مابین مدت مین جو اختلاف ہے۔ وہ کماحقہ معلوم ہوجائے۔

مطابق قول ابوالحسن بن مسعود

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط سے طوفان نوحؑ تک	۲۲۵۶	اس وقت سی اسکندر حمیری تک	۷۱۹
طوفان نوحؑ سے مولد ابراہیمؑ تک	۱۰۷۹	اُس وقت سی مولد عیسیٰؑ تک	۶۷۰
اُس وقت سے بنی اسرائیل تک	۵۶۰	اُس وقت سے خاتم الانبیا تک	۵۲۰
اُس وقت سے بنائے بیت المقدس تک	۶۵۶		

مطابق قول حسین خوارزمی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط سے طوفان نوحؑ تک	۱۰۵۷	موسیٰؑ سے داؤدؑ تک	۵۵۰۰
طوفان سے حضرت ابراہیمؑ تک	۱۲۴۰	داؤدؑ سے عیسیٰؑ تک	۱۲۰۰
ابراہیمؑ سے موسیٰؑ تک	۷۷۰	اُس وقت سے خاتم الانبیا تک	۶۲۰

مطابق قول تباتی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط سے طوفان تک	۲۲۴۲	اُس وقت سے داؤدؑ تک	۵۰۰
اُس وقت سے وفات نوحؑ تک	۳۵۰	اُس وقت سے عیسیٰؑ تک	۱۱۰۰
اُس وقت سے ابراہیمؑ تک	۲۲۴۶	اُس وقت سے مولد نبویؐ تک	۶۲۰
اُس وقت سے موسیٰؑ تک	۷۰۰		

مطابق قول حمزہ اصفہانی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
ہبوط آدم سے طوفان نوحؑ تک	۱۰۵۶	اُس وقت سے بنائے بیت المقدس تک	۴۸۰
طوفان سے ابراہیمؑ تک	۱۸۹۲	اُس وقت سے بیت المقدس کی بربادی تک	۴۱۰
ابراہیمؑ سے وفات یعقوبؑ تک	۳۰۷	اُس وقت سے ظہور اسلام تک	۱۵۵۰

مطابق قول نصیر الدین طوسی

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
بخت نصر سے اسکندر تک	۴۲۴	اُسوقت سے ہجرت خاتم الانبیا تک	۳۳۸
اُسوقت سے آوغسطوس تک	۱۹۷	اُسوقت سے یزدجرد تک	۱۰
اُسوقت سے آنتی یوخس تک	۱۶۶	اُسوقت سے ہلاکو تک	۶۲۶
اُسوقت سے دقیانوس تک	۱۴۷		

مطابق قول یہود

نام واقعہ	تعداد زمانہ	نام واقعہ	تعداد زمانہ
وفات آدمؑ سے نوحؑ تک	۱۰۵۰	اُس وقت سے سلیمانؑ تک	۴۸۰
نوحؑ سے ابراہیمؑ تک	۸۹۴	اُس وقت سے سکندر تک	۵۲۴
اُس وقت سے موسیٰؑ تک	۵۰۰	اُس وقت سے ہجرت نبوی تک	۹۲۴

دوم یہ کہ ہندوؤن کے ہان مہابہارت کے بعد کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی۔ اور اسی سبب سے اگلے راجاؤن کا حال نہین پایا جاتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین یہ رواج تہا کہ ہر ایک خاندان کا بہاٹ اور جگہہ ہوتا تھا۔ وہی اس خاندان کے حال اور نسب سے واقفیت رکہتا تہا۔ اور اس خاندان کا سلسلہ اپنی پوتھیون مین لکھہ رکہتا تہا۔ اور جو کچہہ اور حادثات ہوتے تھے۔ وہ بہی اوسی پوتھی مین داخل ہوتے تھے۔ یہ دستور اب تک قایم ہے۔ ہندوستان کے جتنے قدیم زمیندار اور راجہ ہین۔ سب کے خاندان کے بہاٹ اور جگہہ اب تک موجود ہین۔ اور بدستور اوس خاندان کا حال اپنی پوتھی مین اب تک لکھتے ہین۔ اور درحقیقت جو حال اوس خاندان کا اُس سے معلوم ہوتا ہے اور طرح پر معلوم ہونا ممکن نہین۔ اور یہی دستور فارس کے ملک مین بھی تھا۔ کیونکہ شاہنامہ مین جہان یہ مذکور آتا ہے کہ دہقان کہن سال نے یہ بات کہی۔ اس سے وہی بھاٹ اور جگہہ مراد ہے۔ جبکہ ہندوستان کی حکومت ضعیف ہوگئی۔ اور مسلمانون نے غلبہ پایا۔ تب اُن کے عہد مین ہندوستان کے راجاؤن کا سلسلہ درست کرنا چاہا اور پہلی پرانی پوتھیان اوپنے تلاش ہوے اور اون سے فارسی مین کچہہ کچہہ ترجمہ ہوا۔ ان تاریخ کی کتابون اور پوتھیون کے ترجمون مین کئی خرابیان واقع ہوئین۔

ایک یہ کہ مثلاً کسی تاریخ کے لکھنے والے کو کوئی پتہ پوتھی کا بابت کسی ایک خاندان کے نہین ملا تو اس کتاب مین سے وہ سارے کا سارا خاندان لکھنے سے رہ گیا۔

دوسری یہ کہ کسی پوتھی مین کسی راجہ کے اولاد کا مذکور تھا۔ حالانکہ وہ راجہ نہین ہوے۔ اور مسند حکومت پر

نہین بیٹھے۔ مگر تاریخ لکھنے والے نے ان سب کا نام سلسلۂ حکومت مین داخل کردیا۔
تیسری یہ کہ مثلاً کوئی راجہ دو یا تین نامون سے مشہور رہے۔ اسکو جدا جدا راجہ خیال کرکر مکرر اسکا نام لکھدیا۔
چوتھی یہ کہ مدت سلطنت مین جسکے اسباب بہت متعدد خیال مین آسکتے ہین۔ اختلاف کیا ہے جس نے اپنی کتاب مین سے کوئی خاندان سارے کا سارا حذف کردیا ہے۔ اس نے تو مدت سلطنت حد سے زیادہ بڑہا دی ہے۔ اور جس کسی نے کچہہ نام بڑہادئے ہین اُس نے مدت گہٹادی ہے۔ پھر اسپر بھی حساب کرو تو وہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب یقینی غلط ہے۔ اور ان سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ کاتبون نے ان تاریخون کو غلط کردیا ہے کہ ایک کتاب دوسری کتاب سے نہین ملتی۔
مسلمان بادشاہون کے عہد مین جو کتابین تصنیف ہوئی ہین یہ عیب اون مین بھی ہے۔ کہ اکثر کاتبون نے ان کتابون کو نہایت غلط کردیا ہے۔ یہان تک کہ اگر ایک ہی کتاب کا کسی دوسرے نسخہ سے مقابلہ کیا جاوے تو آپس مین بہت تفاوت نکلتا ہے۔ علاوہ اس کے خود تصنیف کرنے والون نے بھی اسپر خیال نہین کیا۔ کہ جو سنہ اور سال ہم لکھتے ہین وہ حساب کی روسے بھی ٹھیک آتا ہے یا نہین۔ ان خرابیون پر خیال کرنے سے آدمی بہت حیران ہوجاتا ہے اور یقین جانتا ہے کہ ہندوؤن کی تاریخ کا سلسلہ درست ہونا نہایت دشوار ہے۔ ہم نے اپنی دانست مین اپنے مقدور بھر ان سب باتون پر خیال کیا اور جہان تک ہوسکا ان خرابیون کو درست کیا۔ اور جس جگہہ ہم نے راجاؤن کی مدت سلطنت اور سال جلوس مین اختلاف پایا تو اس کتاب کی بات معتبر جانی کہ جسکی مدت سلطنت اور سال جلوس حساب کے روسے بھی صحیح آن کر پڑے۔
علاوہ اس کے بعض سن ایسے ہین کہ وہ نہایت مشہور ہین۔ اور اون مین غلطی کا احتمال نہین۔ جیسے سمت بکرماجیت یا ساکہا سالباہن۔ یا سال کلجگ۔ اس کے سوا بعضے ایسی تاریخین ہین۔ جو اُسی زمانہ کے مکانات پر کندہ ہین جیسے کہ سلطان شہاب الدین غوری کے فتح کرنے کی تاریخ یا سپالی قطب الدین ایبک

مسجد قوت الاسلام کے دروازہ پر کندہ ہے۔ اس قسم کہ سال اور تاریخ کو ہم نے بطور مرکز کے قرار دیا
اور جس حساب سے یہ تاریخین صحیح نکلین اُسی حساب سے ہم نے صحیح جانا غرض کہ ہم نے اس تاریخ کے
لکھنے مین وہ سعی اور کوشش کی ہے کہ ہماری دانست مین اس سے زیادہ صحت متصور نہین
الا صحت نامون مین ہم مجبور ہوگئے کہ راجاؤن کے نامون کی صحت کماحقہ جیسا کہ ہم چاہتے تھے
ویسی نہین ہو سکتی۔ علاوہ اس کے اصلی نام اور مشہور نام راجاؤن کے ہم نے اس کتاب مین لکھے
ہین مگر ہم کو یقین ہے کہ ان نامون کے سوائے اور بھی نام راجاؤن کے مشہور رہون۔ الا ان کا احاطہ
کرنا ایک امر دشوار ہے۔
تیسری یہ کہ اس کتاب مین ہندو راجاؤن کی سقدر مدت سلطنت لکھی ہے وہ سب شمسی حساب سے
ہے۔ اور مسلمان[1] بادشاہون کی مدت سلطنت قمری حساب پر ہے۔ کیونکہ تاریخ کی کتابونمین
اسی قدر لکھا ہے۔ مگر امتداد زمانہ سب بحساب شمسی مندرج ہے۔
چوتھی یہ کہ مولف کتاب دستور العمل نے مدت سلطنت راجاؤن کی انیک پال تنور تک لکھی ہے۔
اس مین ماہ اور یوم کی کسرات جو قلیل تھی چھوڑ دی ہے۔ اور جو کثیر تھی پوری کر دی ہے۔ ہم نے
بھی اسی دستور کو اختیار کیا۔ کیونکہ ان راجاؤن کا سلسلہ بلا کسرات بھی درست ہونا مشکل تھا۔
چہ جائیکہ اس مین حساب شہور اور ایام کا لکھا جاوے۔
پانچوین یہ کہ اس بیان پر یہ تصریح ہوئی ہے۔ کہ اگر کوئی سکہ کسی راجہ کا ہاتھ آوے اور جس قدر مدت
سلطنت اُس راجہ کی اس کتاب مین لکھی ہے۔ اس سے ایک برس زیادہ کا سنہ اس سکہ مین

[1] یہان صرف ہندو راجاؤن کا نقشہ دیا جائیگا۔ اور مسلمان بادشاہون کا نقشہ مسلمان بادشاہون کے حالات
کے آخر مین درج ہوگا۔ ۱۲ مولف

پڑا ہو تو اس کتاب کی غلطی خیال نہ کرین اور جان لین کہ یہ ایک سن کی زیادتی اُس کسر کی بابت ہے جو واسطے سہولیت حساب کے چھوڑ دی گئی ہے۔
تیسری یہ کہ اس کتاب مین جن سنون کا مذکور ہے۔ اُن کی تفصیل بقید مطابقت اس مقام پر لکھتے ہین

جدول مطابقت سنین

نام سنہ	تعداد سال	نام سنہ	تعداد سال
طوفانی	۵۲۵۸	سمت بکرماجیت	۱۹۶۳
ساکہا راجہ جدہشٹر	۵۰۳۱	عیسوی	۱۹۰۶
سال کلجگ	۵۰۰۷	ساکہا سالباہن	۱۸۲۸
اسکندری	۲۲۱۹	ہجری قمری	۱۳۲۴

سلسلہ فرمانروایان دارالملک اندرپت دہلی از ابتدا راجہ جدہشٹر لغایت راے پتہورا

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	ابتدائے فرمانروائی	مدت سلطنت	حالات
۱	راجہ جدہشٹر [۱]	راجہ پانڈو	۲۶۲۶ طوفانی سنہ جدہشٹر ۳۶ سال قبل شروع کلجگ	ہستناپور	۴۹۷۷	۳۶ سال بعد جنگ مہابھارت	کلجگ کے دسوین برس مطابق چھتیسوین سال جلوس جدہشٹر کے کرشن اوتار نے وفات پائی اور راجہ جدہشٹر نے ریاست چھوڑ کر کوہ ہماچل مین اپنے تئین برف مین ڈال کر گلا دیا۔
۲	راجہ پریکہیت	ابہمن بن ارجن بن راجہ پانڈو	۳۶ سنہ جدہشٹر ۱۲ سال کلجگ	”	۴۹۴۱	۶۰ سال	راجہ جدہشٹر کی اجازت سے تخت پر بیٹھا۔ اور سانپ کے کاٹنے سے مرگیا۔
۳	راجہ جنمیجہ	راجہ پریکہیت	۹۶ سنہ جدہشٹر	”	۴۸۸۱	۸۵ سال	

[۱] یہان پر راجہ جدہشٹر کے تفصیلی حالات اور اوسکے بعد کے راجاؤن کا تذکرہ راجہ بکرماجیت تک جو مثل بےسروپا کہانی اور لغو قصہ کے

نمبر شمار	نام راجہ مع عرف	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۴	راجہ ہستنا نیک عرف راجہ اشمید	راجہ جنمیجہ	سنہ ۱۸۱	ہستناپور	۴۷۹۶ م	۳۱ سال	
۵	راجہ بہیمسرانیک عرف راجہ ادہمن	راجہ اشمید	سنہ ۲۶۴	"	۴۷۱۳ م	۸۸ سال	
۶	اسومی دیج عرف راجہ اجہاجی	راجہ ادہمن	سنہ ۳۵۲	"	۴۶۲۵ م	۸۲ سال	
۷	اسین کرشن عرف چتیر رتہہ	راجہ بہاجی	سنہ ۴۳۴	"	۴۵۴۳ م	۷۵ سال	
۸	رہنی عرف راجہ دشت دان	چتیر رتہہ	سنہ ۵۰۹	اول ہستناپور بعدہ کنارہ گوتمی ندی و بعدہ اندرپت	۴۴۶۸ م	۷۶ سال	گنگا کے چڑہاؤ سے ہستناپور بہ گیا۔ اس سبب سے اس راجہ نے پہلے دکن مین گوتمی ندی کے کنارے پر شہر بسانا چاہا اور پہر اندرپت مین چلا آیا۔
۹	راجہ چکر عرف اوگرسین	دشت دان	سنہ ۵۸۵	اندرپت	۴۳۹۲ م	۷۹ سال	
۱۰	راجہ چتیر رتہہ عرف سوگرسین	اوگرسین	سنہ ۶۶۴	"	۴۳۱۳ م	۸۰ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۸)

ہونے کے ابتدا مین چہوڑ دیا گیا تہا۔ وہ یہان پر سلسلہ کے لئے ناظرین کے معلومات کے واسطے ہم اس نوٹ کے ذریعہ تحریر کرتے ہین۔ واضح ہو کہ یہ واقعات تاریخ مرآۃ السلاطین سے اخذ کئے گئے ہین۔ یعنے جب راجہ بچتر برج پانڈون کے دادا نے عالم عقبیٰ کی راہ لی تو اوس کا کوئی وارث نہ تہا۔ کارپردازون نے مشورہ کرکے سری بیاس جی (جسکے طول بقا اور فنونا مین قدرت الٰہی پائی جاتی تہی) کے ذریعہ مرحوم راجہ کے رانیون کو تین لڑکے پیدا کرائے پہلی رانی نے اُس سراپا جلال کے مشاہدہ کی تاب نہ لاکر آنکہہ بند کرلی تہی۔ اسلئے اسکو نابینا لڑکا پیدا ہوا جسکا نام دہرتراشت رکہا گیا۔ دوسری رانی اوس خورشید طلعت کی شعاع سے زرد ہوئی۔ اوس کا لڑکا زرد رنگ پانڈ نام ہوا۔ تیسرے بار مین لونڈی سے بدر نام کا ظہور ہوا۔ چونکہ بڑا لڑکا دہرتراشت نابینا اور بدر لونڈی کے بطن سے پیدا ہوا تہا۔ لہذا پانڈ تخت نشین ہوا۔ یہ راجہ اکثر سیر و شکار مین مشغول رہتا تہا۔ اتفاقاً ایک روز دو آہو نر و مادہ جنگل مین خوش فعلیان کررہے تھے۔ راجہ نے تیر چلہ مین جوڑ کر چلایا دونون گرے۔ درحقیقت یہ آہو نہ تھے۔ کوئی تپسی آہو کے قالب مین اپنی عورت سے دل لگی کررہا تہا۔ نزع کی حالت مین اوسکی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ کہ اے خداوند

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	ابتدا از زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۱۱	کیرتہ عرف سونتہہ	سورسین	سنہ ۷۴۲ جلدشٹر	اندرپت	۴۲۳۳	۶۹ سال	
۱۲	برشت مان عرف رسمی یاسربلجی	سونتہہ	سنہ ۸۱۳	"	۴۱۶۴	"	
۱۳	سوسین عرف راجہ برچپل	رسمی یاسربلجی	سنہ ۸۸۲	"	۴۰۹۵	۶۵ سال	
۱۴	راجہ سونتہہ عرف سکہپال	راجہ برچپل	سنہ ۹۴۷	"	۴۰۲۰	۶۲ سال	
۱۵	راجہ نرچک شو عرف نرہردیو	راجہ سکہپال	سنہ ۱۰۰۹	"	۳۹۹۸	۵۱ سال	
۱۶	سکہی نل عرف سورج رتہہ	نرہردیو	سنہ ۱۰۶۰	"	۳۹۱۷	۴۲ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۹)

جس رنگ سے اس نیرنگ سازنے ہماری صحبت مین تفرقہ ڈالا۔ اوسیطرح یہ بہی زمانہ کی دورنگی دیکہے۔ مگر راجہ بید کیطرح کا نپا اور تخت سلطنت کو چہوڑکر جنگل مین عبادت کرنے لگا۔ اسکے بعد ایک روز اپنی عورت کنتی سے کہا کہ جو شخص بے اولاد مرتا ہے وہ دوزخ مین جاتا ہے۔ اور ہمارے مذہب مین جایز ہے کہ اگر بے اولاد یا رجولیت پر قادر نہو تو برہمن کے ذریعہ اولاد پیدا کرسکتا ہے چنانچہ بوجہ لاولدی ہم تینون بہائیون کی ولادت بہی بیاس جی کے ذریعہ ہوئی ہے۔ کنتی نے جوابدیا کہ جان جانا بہتر ہے مگر غیر مرد کی مقاربت ناممکن۔ ہان البتہ مجہے ایک ایسا افسون یاد ہے کہ جسے چاہون عالم ملکوت سے بلالون اور اوسکی مصاحبت سے اولاد حاصل کرون۔ اگر تمہاری رضا ہے تو اس ڈہب سے اولاد کا ہونا ممکن ہے۔ راجہ نے اجازت دی۔ رانی خلوت مین گئی راجہ باہر پاسبانی کرنے لگا۔ قدرت الٰہی سے رانی بامراد ہوکر باہر آئی۔ نو مہینے کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ جسکا نام جدہشٹر رکہا گیا۔ پہر دوسرا لڑکا بہی اسیطرح پیدا ہوا۔ جو بہیم سین کے نام سے موسوم ہوا۔ بہیم سین نہایت قوی ہیکل تہا۔ چنانچہ ایکمرتبہ جنگل مین شیر نکلا۔ کنتی مارے خوف کے بہاگی۔ لڑکا گود سے چہوٹ کر پتہر پر گرا۔ لڑکے کو تو کوئی صدمہ نہ پہنچا۔ مگر پتہر ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ تیسری مرتبہ رانی نے ارجن کو جنا۔ اور راجہ پانڈ کی دوسری زوجہ سے دو لڑکے نکل اور سہدیو توام پیدا ہوے

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	قبل از عیسیٰ	مدت سلطنت	حالات
۱۷	پرچھو عرف لچھ بھوبت	سورج رتھہ	سنہ ۱۱۰۲ جلد ششم	اندرپت	۳۸۷۵	۸۵ سال	
۱۸	راجہ سونی	بھوبت	سنہ ۱۱۶۰	"	۳۸۱۷	۵۶ سال	
۱۹	راجہ مہدہادے	راجہ سونی	سنہ ۱۲۱۶	"	۳۷۶۱	۵۲ سال	
۲۰	ترپ لسنگے عرف شرون چتر	مہدہادے	سنہ ۱۲۶۸	"	۳۷۰۹	۵۶ سال	
۲۱	ڈوربنہہ عرف بھیکم	شرون چتر	سنہ ۱۳۲۴	"	۳۶۵۳	۴۸ سال	
۲۲	راجہ بنی عرف [illegible] سندرکھیا دارتھہ	راجہ بھیکم	سنہ ۱۳۷۲	"	۳۶۰۵	۴۶ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۰)

یہ پانچون بہائی صورت۔ سیرت۔ شجاعت و دلیری مین یکتائے روزگار تہے۔

ہستنا پور مین سلطنت کا کام دہرتراشٹ انجام دیتا تہا۔ جب دہرتراشٹ کی بی بی حاملہ ہوئی تو وضع حمل کے وقت ایک گوشت کا لوتہڑا پیٹ سے نکلا۔ ہر ایک حیران تہا۔ تجویز ہوئی کہ اسکو باہر پہکوا دیا جائے۔ بیاسدیو نے آکر کہا کہ اس پارچہ گوشت کو نظر سے دور نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے بہت سے بچے پیدا ہونگے۔ بعد ازان بیاسدیو نے اوس پارچہ گوشت پر سرد پانی چہڑکا۔ فوراً اسکے سو ٹکڑے ہوگئے۔ ہر ایک ٹکڑے کو ایک ایک روغن کی ٹھلیا مین بحفاظت تمام رکہا گیا۔ بعد دو سال کے جب اون کو کہولے تو ہر ایک ٹہلیا سے ایک ایک لڑکا برآمد ہوا۔ سب سے بڑا درجودہن تہا۔ کہتے ہین کہ درجودہن ٹہلیا سے نکلتے ہی زمین کو پہاڑ کر گدہے کی طرح رینگنا شروع کیا۔ ان سو لڑکون کے سوا دوسری بی بی سے ایک لڑکا جبہ نامی پیدا ہوا۔ چنانچہ دہرتراشٹ کی اولاد ایک سو ایک تہی۔ ان سب مین بڑا درجودہن تہا اوسپر کوئی حربہ کارگر نہین ہوتا تہا جب راجہ پانڈو نے دنیا کو چہوڑا تو اوسکی چہوٹی بی بی نعش کیساتہ ستی ہوئی۔ اور باقی پانچ لڑکون کو لیکر کنتی ہستنا پور چلی آئی۔ اکثر لوگون نے ان لڑکون کو راجہ پانڈو کا ہونا قبول کیا۔ مگر بعضون نے انکار کیا۔ جنمین سے ایک درجودہن بہی تہا

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	ابتداء زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۲۳	بزبلدرتہہ عرف راجہ دسوان	راجہ بدارتہہ	سنہ ۱۴۱۵ جدہشٹر	اندرپت	۳۵۵۹	۴۵سال	
۲۴	سواس عرف اونی پال یاروپال	راجہ دسوان	سنہ ۱۴۶۳	”	۳۵۱۴	”	
۲۵	ستانیک عرف ابہی دہر	اونی پال	سنہ ۱۵۰۹	”	۳۴۶۹	۱۵سال	
۲۶	دردمن عرف وندپان	راجہ ابہی دہر	سنہ ۱۵۵۹	”	۳۴۱۸	۳۹سال	
۲۷	بہبی نرعرف دربل رائے	وندپان	سنہ ۱۵۹۵	”	۳۳۷۹	۴۲سال	

جو کہتا تہا کہ راجہ پانڈ نے بسبب عاید کی بددعا کے عورت کی قربت چہوڑدی تہی۔ پہر یہ اولاد کیسے ہوئی۔ فوراً آسمان سے آواز آئی کہ یہ راجہ پانڈ کے لڑکے ہین۔ اور فرشتون کے ذریعہ عالم وجود مین آئے ہین۔ اسی آواز کے ساتہہ آسمان سے ان پانچون بہائیون کے سر پر پہول کی بارش ہوئی۔ اور نوبت و نقارے کی آواز بہی آنے لگی۔ اس کے بعد سب نے ان لڑکون کو راجہ پانڈ کی اولاد سمجہنے لگے۔ بہیکم تہامہ جو راجہ پانڈ کا چچا تہا ان لڑکون کی تعلیم و تربیت کرنا شروع کیا۔ اور لایق و ہوشیار استادون کو مقرر کیا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ مین یہ پانچون بہائی ہر ایک علم و ہنر مین طاق اور شہرۂ آفاق ہوگئے۔ چنانچہ جدہشٹر نہایت خوشخو اور نیک رو تہا۔ بہیم کشتی گیری اور گرزافگنی مین بینظیر تہا۔ ارجن تیراندازی مین اپنا ثانی نرکہتا تہا۔ نکل اور سہدیو بہی تیغ زنی اور فنون سپہ گری مین بیمثل تھے۔ دہرتراشٹ کے بیٹے درجودہن کو ان بہائیون پر رشک آتا تہا۔ مگر بہیم سین کی طاقت سے خوفناک رہتا تہا۔ اور اکثر موقعون پر درجودہن بہیم سین کو مارنا چاہا۔ زہر دیا۔ دریا مین ڈالا۔ مگر بفضل آلہی بہیم سین کا بال بیکا نہوا۔ آخر دہرتراشٹ نے جدہشٹر کی حسن لیاقت کو دیکہکر اپنا ولیعہد کیا۔ درجودہن کو برا معلوم ہوا۔ باپ سے شکایت کی۔ دہرتراشٹ نے بپاس خاطر اپنے بیٹے کے نصف ملک جدہشٹر کو اور نصف ملک درجودہن کو کر دیا۔ اور جدہشٹر کو حکم دیا کہ مع اپنے بہائیون کے شہر برناوہ مین مقیم ہو۔ درجودہن نے اپنے ہواخواہون کو حکم دیا کہ شہر برناوہ کے مکانات گوند اور رال سے تعمیر کرین

نمبر شمار	نام راجہ	ولدیت	سال جلوس	دار السلطنت	ابتداے کلجگ	مدت سلطنت	حالات
۲۸	وندپالی عرف شتانک یا دشت پال	دربل رائے	سنہ ۱۲۳۰ جد شہر	اندرپت	۳۳۳۷	۳۶ سال	
۲۹	راجہ نی عرف کہیم پال	شتانیک	سنہ ۱۲۶۷	؍؍	۳۳۱۰	۱۵ سال	
۳۰	کشتی تنک عرف راجہ کہمین	کہیم پال	سنہ ۱۳۰۴	؍؍	۳۲۴۰	۹ سال ۵ ماہ ۱۴ یوم	[illegible] دمیون نے چند بنسیو کی قوم سو اکیس راجات سو [illegible] حکومت کی۔ آخر کو بسراده وزیر نے اوسکہمین کو مارا اور گدی پر بیٹھا۔
۳۱	راجہ بسراده	۰	سنہ ۱۷۰۳		۳۱۹۴	۱۷ سال	۱
۳۲	سورج سین	بسراده	سنہ ۱۸۰۰	؍	۳۱۷۷	۳۴ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۲)

جب پانڈو وہان مقیم ہون توان مکانون کو آگ دیدین تا کہ یہ سب جل کر راکہہ ہو جائین۔ القصہ جب پانڈو وہان پہونچے تو یہ فریب اون پر ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ خود ہی مکانون کو آگ لگا کے نقب کے راستہ سے باہر نکل گئے۔ قضا کار ایک بہیل کی عورت معہ پانچ بچون کے اوسمین جل گئی۔ جاسوسون نے ان لاشون کو پانڈون کے لاشین تصور کرکے درجودہن کو خوشخبری دی۔ پانڈون نے مکان سے نکلتے ہی جنگل کی راہ لی۔ سیر و شکار کرتے ہوئے شہر کمپلہ مین پہونچے۔ جہان کا راجہ دروپد تہا۔ اوس کی لڑکی نہایت حسین او صاحب جمال تہی۔ اوس زمانہ مین اُس لڑکی کا سومبر تہا۔ تمام دنیا کے راجہ جمع تھے۔ راجہ دروپد نے ایک شہتیر میدان مین کہڑا کرکے ایک طلائی مچہلی او سپر آویزان کرائی تھی۔ اور شہتیر کے نیچے ایک دیگ کلان مین روغن بہر کر رکہا تہا۔ اور اوس کے سامنے ایک زبردست کمان معہ تیر رکہی ہوئی تھی۔ شرط یہ تہی۔ کہ جو شخص اس کمان کا چلہ چڑہا کر اُس شہتیر کی طلائی مچہلی کو مار کر دیگ مین گرائیگا۔ وہ اس حسین و مہ جمال لڑکی کا مالک وخاوند ہوگا۔ مگر کسی کی جرات نہ پڑہی۔ آخر ارجن نے تیر لگایا اور مچہلی تڑپ کر دیگ مین گری۔ شرط پوری ہوئی۔ دروپدی کا عقد ارجن کے ساتہہ کر دیا گیا۔ اس لڑکی کے تقدیر مین پانچ شوہر لکہے تھے۔ اس لئے اپنی مان کے ارشاد بموجب پانچون بہائیون نے اوسکو اپنی زوجیت مین قبول کیا۔ اور

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	ابتدائے زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۳۳	راجہ بیرساہ	سورج سین	سنہ ۱۸۴۳ بعد شتر	اندرپت	۳۱۳۴	۵۳ سال	
۳۴	راجہ اینک ساہ یا رب سین	بیرساہ	سنہ ۱۸۹۶	”	۳۰۸۱	۴۸ سال	
۳۵	راجہ ہرجیت یا پترسال	راجہ اینک ساہ	سنہ ۱۹۴۴	”	۳۰۳۳	۳۶ سال	
۳۶	راجہ دربہہ یا نرمینت	راجہ ہرجیت	سنہ ۱۹۸۰	”	۲۹۹۷	۴۴ سال	
۳۷	راجہ سدہی پال یا راجہ ہرجیت	راجہ دربہہ	سنہ ۲۰۲۴	”	۲۹۵۳	۳۰ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۳)

ہر ایک نے ستر ستر روز کی باری مقرر کی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر ہستنا پور پہونچی۔ اور معلوم ہوا کہ پانڈو ابہی زندہ ہین۔ اور دروپدی سے شادی کی ہے۔ راجہ دہرتراشٹ نے اون کو بلا کر وہ بارہ سلطنت کے دو حصے کر کے نصف اپنے بیٹے کورون کو اور نصف پانڈون کو عطا فرمائی۔ اور تاکید کی کہ باہم اخلاص و محبت سے رہین۔ اور پانڈوون کو اجازت دی کہ دریائے جمن کے کنارے شہر اندرپت مین مقیم ہون۔ جسے اب دہلی کہتے ہین۔ جب راجہ جدہشٹر اندرپت مین پہونچا تو اوس کو از سر نو رونق دی۔ اور اکثر ملک تسخیر کئے۔ دولت و حشمت خوب پیدا کی۔ جب ان امور ملکی سے فراغت پائی۔ راجسو جگ کا انتظام کیا۔ راجسو جگ کا معنی یہ ہے کہ قسم قسم کے کہانے ہزارہا برہمنون کو کہلائے جاتے ہین۔ اور چاندی سونے کے برتن خیرات کئے جاتے ہین۔ اور طرح طرح کے عطریات وغیرہ سے ہوم کیا جاتا ہے۔ عمدہ جگ یہ ہے کہ تمام روئے زمین کے راجہ اس مین شریک ہو کر آب کشی اور طعام پزی وغیرہ کی خدمتین اپنی ذات سے کرتے ہین۔ اور یہ عبادت اوس شخص کو نصیب ہوتی ہے کہ جسکے زیر حکومت سارے دنیا کے حاکم ہون۔ بہرحال راجہ جدہشٹر نے جگ کا انصرام کیا تو راجہ درجودہن بھی شریک ہوا۔ اور اس دولت خداداد کو دیکھکر ناسور کہن بھر آنکلا۔ تیغ عداوت نے پرانے زخمون کو اوچرکا دیا۔ جبوقت رخصت ہو کر

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	ابتدائے زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۳۸	راجہ بہرست یا راجہ دربہہ	راجہ سدہی پال	سنہ ۲۰۵۴ جدہشٹر	اندرپت	۲۹۲۳	۴۳سال	
۳۹	راجہ سنجی	راجہ بہرست	سنہ ۲۰۹۷	″	۲۸۸۰	۳۲سال	
۴۰	راجہ امرجودہ	راجہ سنجی	سنہ ۲۱۲۹	″	۲۸۴۸	۲۷سال	
۴۱	امین پال یا راجہ بلارتھ	راجہ امرجودہ	سنہ ۲۱۵۶	″	۲۸۲۱	۲۳سال	
۴۲	راجہ سروہے	راجہ امین پال	سنہ ۲۱۷۹	″	۲۷۹۸	۴۷سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۴) اپنے دار الخلافت ہستناپور مین پہونچا تو اپنے مصاحبون سے مشورہ کیا او کہا کہ کسطرح راجہ جدہشٹر کو زوال پہونچانا چاہئے۔ نالایق مصاحبون نے یہ رائے دی۔ کہ قمار بازی کا نقشہ جانا چاہئے۔ اور اس ترکیب سے سارا کھیل بگاڑ کر اون کو زک دیا جائے۔ چنانچہ یہ بات مستحکم ہوئی۔ اور راجہ درجودہن نے راجہ جدہشٹر کو دعوت دیکر ہستناپور بلایا۔ پہلے پہلے لطف ومحبت سے پیش آیا۔ بعد ازان مجلس قمار آراستہ ہوئی۔ اور بازی شروع ہوئی۔ راجہ جدہشٹر کو سوائے ہار کے جیت کا پانسا تو ایک بھی نہ پڑا۔ چنانچہ ملک ودولت کے علاوہ اپنے چارون بہائی اور دروپدی بلکہ خود کو بھی ہار بیٹھا۔ پھر کیا تھا۔ درجودہن کی مراد برآئی۔ لیکن اسپر بھی چین نہ آیا۔ آخر بازی یہ قرار پائی کہ جو شخص ہارے۔ وہ بارہ برس معہ اپنے بھائیون کے جنگل مین رہے۔ اور جیت کی صورت مین اپنا ملک ومال واپس لیوے۔ گر مقدر تو برائی پر تھے۔ راجہ جدہشٹر نے یہ بھی بازی ہاری۔ اور اپنے بھائیون کو معہ دروپدی کے ساتہہ لیکر جنگل کی راہ لی۔ پورے بارہ[۱۲] سال صحرا نوردی کی۔ بعد گذرنے مدت معہودہ کے درجودہن کو کہلا بھجوایا۔ کہ ہمارا نصف ملک اور مال واپس دے۔ اگر اس مین کچہہ عذر ہو تو بالفعل رفع ضرورت کے لئے صرف پانچ موضع۔ کیتھل۔ کرنال۔ اندری۔ برناوہ۔ اندرپت دئے جائین۔ ورنہ جنگ کے لئے تیار رہے۔ درجودہن نہایت مغرور تہا۔ صلح کی کوئی بات نہ سنی جنگ پر آمادہ ہوا۔ کورکہیت جسکو اب تہانیسر

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	حالات
۴۳	راجہ پرانتہو	راجہ سرودہی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۴۴	[illegible]	راجہ پارشب	[illegible]	،	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۵	راجہ بیمرباہو	•	[illegible]	،	[illegible]	[illegible]	
۴۶	مرارسنگہ	بیرباہو	۲۳۱۹	،	[illegible]	۳ سال	
۴۷	شترگن یا ستترگن	مرارسنگہ	۲۳۴۰	،	[illegible]	۲۱ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ [illegible]) کہتے ہین کہ مقام [illegible] رزم ٹھہرا۔ اڑتالیس کوس تک صف کارزار آراستہ ہوئی کہتے ہین کہ طرفین کے لشکر کی تعداد [illegible] لاکہہ ۲۸ ہزار ایک سو ساٹہہ نفر سوائے فیل اور اسپ وغیرہ حیوانات کے تہی جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مارے گئے۔ بجز ۱۱ نفر کے کوئی نہ بچا یعنے پانچون بہائی پانڈوان اور ایک کشن دوسرا سانگ جادو یہ سات آدمی پانڈوون کے جانب کے۔ اور چار آدمی یعنے کرو استاد کرپاچارج برہمن۔ اور درونہ چارج کا لڑکا اسوتہابان۔ اور کیرت برماجادو ا رجحش کوروون کے طرف کے جملہ ۱۱ نفر زندہ رہے چونکہ یہ جنگ کوروون اور پانڈوون کی نہایت عظیم الشان ہوئی۔ جسکی نظیر اوس وقت سے ابتک نہین ملتی اور نہ آیندہ ملنے کی امید ہے۔ گو راجہ جدہشٹر نے فتح پائی۔ مگر اس قدر خونریزی سے سخت متالم و متاسف ہوا۔ ارادہ کیا کہ ترک سلطنت کرے۔ مگر بھیکم پتامہ جو ہنوز مجروح دنیجان تہا۔ اس ارادے سے باز رکہا۔ چنانچہ بھیکم پتامہ کی فہمایش سے راجہ جدہشٹر نے تخت سلطنت پر قدم رکہا۔ اور بیاس دیو کے حکم سے اسومیدہ جگ کی تیاری کی۔ اس جگ کی حالت یہ ہے کہ ایک گھوڑا تیز رفتار و عمدہ مطلق العنان چہوڑ دیا جاتا ہے اور تمام عالم مین اوس گھوڑے کو پہراتے ہین۔ جس سرزمین مین وہ گھوڑا پہونچتا ہے۔ وہان کا حاکم اوس کا

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	سنہ [illegible]	مدت سلطنت	حالات
۴۸	مہی پت یا مہنی پت	سشترکن	سنہ ۲۳۶۸ جدہشٹر	اندرپت	۲۰۰۹	۳۵ سال	
۴۹	مہاپال	مہی پت	سنہ ۲۳۹۳	″	۲۵۰۲	۴۱ سال	
۵۰	سروپ دت	مہاپال	سنہ ۲۴۳۴	″	[illegible]	۲۸ سال	
۵۱	مترسین	سروپ دت	سنہ ۲۴۶۳	″	۲۵۱۵	۲۳ سال	
۵۲	راجہ سکھ دان	راجہ مترسین	سنہ ۲۴۸۶	″	۲۴۹۱	۱۷ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۶) استقبال کرتا ہے۔ اگر کوئی حاکم استقبال [illegible] سے جنگ [illegible] ہے [illegible] اس گھوڑیکا روکنے والا تمام دنیا مین کوئی نہین ہوتا ہے تو یہ جگ [illegible] حاصل [illegible] یہ جگ بھی نہایت عزت و وقار سے تکمیل کو پہونچایا۔ جب کلجگ کا زمانہ شروع [illegible] تو اپنے بھتیجے کے بیٹے پریچہت بن ابہمن بن ارجن کو گدی نشین کرکے خود مع اپنے بھائیون و دروپدی کے جنگل کو [illegible] ایک عرصہ تک ٹھٹہ ملتان و پنجاب کی سیر کی۔ بعد ازان ہر ایک نے اپنے بدن کو برف مین گلا دیا۔

ہندوون کے اعتقاد مین زمانہ کی گردش کا مدار چار دور پر ہے۔ اول ست جگ ۱۷ لاکھہ ۸ ہزار برس اسکی گردش مین امیر و فقیر چھوٹے بڑے سب راست باز اور نیک خصلت پرہیزگار ہوتے ہین۔ اور اون کی زندگانی کی تعداد ایک لاکھہ برس ہے۔ دوم ترتیا ۱۲ لاکھہ ۹۶ ہزار برس۔ اس عہد مین بہ نسبت اول کے ہر امر کا دسوان حصہ رہتا ہے جیسے کہ عمر کل دس ہزار برس رہجاتی ہے۔ سوم دواپر ۸ لاکھہ ۶۴ ہزار برس بہ نسبت ترتیا کے نو حصہ زائل ہوتے ہین۔ عمر ہزار برس کی ہوتی ہے۔ چہارم کلجگ ۴ لاکھہ ۳۲ ہزار برس اس عہد مین عمر و قوت اور نکوکاری سے دسوان حصہ رہ جاتا ہے۔ عمر طبعی سو برس کی ہوتی ہے

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	امتداد زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۵۳	راجہ جیت مل	راجہ سکھدان	سنہ ۲۵۰۳ جدہشتر	اندرپت	۲۴۷۴	۲۹ سال	
۵۴	راجہ پال سنگہ	راجہ جیت مل	سنہ ۲۵۳۲	″	۲۴۴۵	۴۰ سال	
۵۵	راجہ کلمنی	راجہ پال سنگہ	سنہ ۲۵۷۲	″	۲۴۰۵	۴۲ سال	
۵۶	راجہ شتر مرون	راجہ کلمنی	سنہ ۲۶۱۴	″	۲۳۶۳	۹ سال	
۵۷	راجہ جیون جات	راجہ شتر مرون	سنہ ۲۶۲۳	″	۲۳۵۴	۲۷ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ٦٧) یہ زمانہ گذشتہ تینون دورسے نہایت زبون ہے۔ پانڈو اخیر زمانہ دواپر مین تھے۔ جب کلجگ شروع ہوا۔ اہل عالم کی وضع اور طور مین خلل واقع ہونے لگا۔ چنانچہ تمثیلاً اوسی زمانہ کا ایک قصہ کہا جاتا ہے کہ ایک شخص نے ہستناپور مین ایک مکان خریدا جب اوسکو توڑ کر ازسرنو بنوانا چاہا تو زمین مین سے بے شمار دفینہ نکلا۔ مشتری نے بایع کو اطلاع دی کہ مین نے مکان خریدا تہا۔ دفینہ جو نکلا ہے۔ وہ تیرا مال ہے لیجا۔ بایع یہ کہتا تھا کہ مین نے مکان معہ اوس کے حق مرافق کے فروخت کیا ہے۔ جو کچہہ اوسمین سے نکلا ہے وہ تیرا مال ہے۔ چنانچہ یہ جھگڑا راجہ جدہشٹر کے پاس آیا۔ راجہ نے اوس دفینہ کو چند سے بمد امانت خزانہ مین رکہا۔ جب کلجگ شروع ہوا تو وہ مشتری اور بایع برخلاف سابق کے اوس دفینہ کو حاصل کرنے کی فکر کرنے لگے۔

الحاصل پریچہت تخت پر بیٹھ کر داد و دہش مین مصروف ہوا۔ یہ راجہ بھی اپنے بزرگون کی طرح شکار دوست تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ شکار مین لشکر سے دور ہوگیا۔ پانی کی تلاش مین دوڑ دھوپ شروع کی۔ اتفاقاً ایک فقیر نظر آیا۔ جو یاد خدا مین مستغرق تھا۔ راجہ گہوڑے سے اُتر کر پانی کا خواستگار ہوا۔ مگر وہ فقیر اپنے استغراق مین ایسا محو تہا کہ سر تک نہ اوٹہایا۔ راجہ کو غصہ آیا۔ کسی گوشہ مین ایک مردہ

نمبر شمار	اسماء فرمانروا	باپ کا نام	سال جلوس	دارالسلطنت	قبل از ہجرت	مدت سلطنت	حالات
۵۸	راجہ پریکھیت	راجہ چھوجاتن	سنہ ۲۶۵۵ جدہشتر	اندرپت	۲۳۲۷	۱۴ سال	
۵۹	راجہ بیرسین	راجہ پریکھیت	سنہ ۲۶۶۴	″	۲۳۱۳	۳۵ سال	
۶۰	راجہ اودپت	راجہ بیرسین	سنہ ۲۶۹۹	″	۲۲۷۸	۴۲ سال جملہ ۴۴۰ سال	سولہ آدمیون نے ۴۴ برس تک حکومت کی آخر کو دہرتی دہروزیر نے راجہ اودپت کو مارا اور آپ گدی پہ بیٹھا۔
۶۱	راجہ ہرتی دہر	۰	سنہ ۲۷۴۳	″	۲۲۵۴	۳۳ سال	
۶۲	راجہ سین دہج	راجہ ہرتی دہر	سنہ ۲۷۶۶	″	۲۲۱۱	۵۶ سال	
۶۳	مہی کنٹک	سین دہج	سنہ ۲۸۲۲ جدہشتر سنہ ۱۰ اسکندری	اندرپت اول بعدہٗ دہلی	۲۱۵۵	۴۱ سال	یہ راجہ اسکندر رومی کا ہمعصر تہا اور اسی راجہ کے زمانہ مین قنوج مین راجہ دہلو راجہ تہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوس زمانہ مین دہلی کے راجہ قنوج کے راجاؤن کے تابعدار ہے۔ اسی سبب سے راجہ دہلو نے اپنے نام پر اندرپت مین دہلی شہر بسایا۔ اور اصلی نام دہلی کا دہلو ہے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۸)

سانپ پڑا تہا گوشۂ کمان سے اوٹہا کر وہ سانپ اوس فقیر کے گلے مین ڈال دیا۔ اور آپ اپنے لشکر کی راہ لی۔ اُس فقیر کا ایک بیٹا سنگی نام کسی دوسرے مقام پر عبادت کرتا تہا۔ کسی نے اوسے جا کر کہا کہ راجہ پریکھیت نے تیرے باپ کی گردن پر مردہ سانپ ڈال دیا ہے۔ یہ سنتے ہی اوس نے پیچ و تاب کہایا اور بد دعا دی کہ راجہ پریکھیت تچہک کے کاٹے سے ایک ہفتہ مین نابود ہو۔ جب اوس فقیر کو اپنے بیٹے کے اس بد دعا دینے کی کیفیت معلوم ہوئی تو نہایت افسوس کیا اور راجہ کو خبر کر دی کہ ایک ہفتہ برابر ہوشیار رہے۔ چنانچہ راجہ نے دریائے گنگ مین ایک ستون بنوا کر اوس پر عمارت تیار کیا اور مع اپنے لواحقین کے وہان رہنے لگا۔ مگر وہ دعا قبول ہو چکی تھی۔ اسلئے تچہک مار انسان کی صورت ہو کر راجہ پریکھیت کے کاٹنے کو چلا۔ راستہ مین ایک دہنتر نام حکیم سے ملاقات ہوئی۔ جو سانپ کے زہر کو دور کر سکتا تہا۔ اور اس واقعہ کو سنکر راجہ پریکھیت کے پاس جا رہا تہا تچہک نے

نمبر شمار	نام راجہ	ولدیت	سنہ جلوس	[illegible]	[illegible]	مدت حکومت	حالات
۶۴	مہاجودہ	رہی کنگ	سنہ [illegible]	بلی	۲۰۱۴	۴۵ سال	
۶۵	بیر ناتھہ	مہاجودہ	سنہ ۲۹۰۸	〃	۲۰۶۹	۲۸ سال	
۶۶	جیون راج	بیر ناتھہ	سنہ ۲۹۳۶	〃	۲۰۲۱	۴۵ سال	
۶۷	اودی سین	جیون راج	سنہ ۲۹۸۱	〃	۱۹۹۴	۳۷ سال	
۶۸	راجہ انند جک	اودی سین	سنہ ۳۰۱۸	〃	۱۹۵۹	۳۵ سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۲) اوس کو جواہر [illegible] کر دیا۔ اور آپ اپنے لڑکون کو برہمنون کی صورت بنا کر ہر ایک کے ہاتھہ مین ایک ایک پہل دیکر اور خود ایک چہوٹا سا کیڑہ بنکر ایک میوہ کے اندر جا چہپا۔ اور اس حالت سے راجہ کی محفل مین پہونچا۔ اور راجہ پریچہت کو کاٹکر اوس کا خاتمہ کیا۔ راجہ پریچہت کے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا راجہ جنمیجی تخت نشین ہوا۔ اور لاکہون بلکہ کروڑون سانپون کو آگ مین جلا کر اپنے باپ کا بدلہ لیا۔ اس راجہ کے بعد کے بعد دیگرے جو راجگان ہندوستان ہوئے ہین اون کے نام نقشے سے بخوبی معلوم ہون گے۔ مگر تفصیلی کیفیت کسی تاریخ مین بہی نہین ملیگی۔ اس کیفیت مین اکثر مقام پر بیاسدیو کا نام آیا ہے چنانچہ ہم اس موقع پر ناظرین کی معلومات کیلئے اونکی پیدائش کے حالات جو نہایت بہت دلچسپ ہین۔ بیان کرتے ہین۔ کہتے ہین کہ چندیری مین ایک راجہ تہا ایک روز شکارگاہ مین اپنی چلتی رانی کا خیال آیا۔ شہوت غالب ہوئی۔ منزل ہو گیا۔ راجہ نے کور لے اون قطرات کو کسی درخت کے پتے مین رکہکر شاہین کے حوالے کیا کہ رانی کو لیجا کر پہونچا دے۔ جب یہ شاہین چلا تو کہین دوسرے شاہین کی نظر اس پر پڑی۔ وہ سمجہا کہ کوئی غذا لیجا رہا ہے فوراً جہپٹا۔ باہم آویزش ہوئی۔ اور وہ قطرات

حالات	مدت سلطنت	ابتدائے فرمانروائی	دارالسلطنت	سال جلوس	نام پدر	نام فرمانروا	نمبر شمار
نو آدمیون نے ۳۷۴ برس تک حکومت کی آخیر راجہ سکھونت کماؤن کے راجہ نے دلی کو فتح کیا۔	۳۰ سال جملہ ۳۷۴ سال	۱۹۰۶	دہلی	سمت ۱۰۰۱ [illegible]	راجہ انند جک	راجہ اجیپال	۶۹
بکرماجیت کی لڑائی مین مارا گیا۔	۱۴ سال	۱۸۶۰	؍؍	سمت ۶۰	۰	راجہ سکھونت کماؤنی	۷۰
جبکہ راجہ بکرماجیت راجہ سالباہن دکن کے راجہ کی لڑائی مین مارا گیا۔ دلی کے لوگون نے مل کر سمندرپال جوگی کو دلی کی حکومت پر بٹھادیا۔	۹۳ سال	۱۸۶۰	اوجین	سمت ۹۶ [illegible] سمت ۴۲ بکرماجیت	اگنبرپ سین	راجہ بکرماجیت والی اوجین	۷۱
	۲۴ سال	۱۷۷۴	دہلی	سمت ۱۳۵ [illegible]	۰	راجہ سمندرپال جوگی	۷۲
	۲۰ سال	۱۷۵۰	؍؍	سمت ۱۵۹ سنہ ۱۰۲ع	سمندرپال	راجہ چندرپال	۷۳

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۰) دریائے جمن مین گرے۔ اتفاقاً ایک مچھلی منہ کھولے پھر رہی تھی۔ وہ قطرات اوسکے منہ مین ٹپکے۔ وہ مچھلی حاملہ ہوئی۔ اور ایک بار وہی مچھلی ماہی گیر کے جال مین پھنسی۔ جب شکاری نے اوس کو پاک وصاف کیا تو اس کے پیٹ مین سے دو بچے نر و مادہ توام نکلے۔ ماہی گیر لڑکے کو تو راجہ کے پاس پہونچادیا۔ اور لڑکی کی پرورش خود کرنے لگا۔ راجہ نے اوس لڑکے کا نام مین رکھا۔ جب وہ جوان ہوا تو دریائے ستلج کے کنارے کی جاگیر عطا کی۔ چنانچہ اوسی کے نام کی مناسبت سے اوس ولایت کا نام ماچھی وارہ مشہور ہوا۔ اور لڑکی کا نام ماہی گیر نے مچھودری رکھا۔ بعض دوجن گندہا بھی کہتے ہین۔ الحاصل جب وہ لڑکی جوان ہوئی تو ایک چھوٹی ڈونگی لیکر ہر ایک آیندورروند کو پار کرتی تھی۔ اتفاقاً دریا کے کنارے ایک روز پاراسر بن میکیت بن بشیت بن برہما کا گذر ہوا۔ جوان لڑکی کو دیکھہ کر مباشرت کی لہر آئی۔ اس صحبت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک لڑکا اوسیوقت پیدا ہوا۔ جو پیدایش کے وقت ہی چودہ برس کا نظر آتا تھا۔ باپ نے اوسکا نام بیاسدیو رکھا۔ تصرفات باطنی کی وجہ سے

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	قبل از ہجرت	مدت سلطنت	حالات
۷۴	نی پال	چندرپال	سمت ۱۰۶ ب / سنہ ۱۲۹ ع	دہلی	۱۰۲۳	۲۱سال	.
۷۵	ویس پال	نی پال	سمت ۱۰۳ ب / سنہ ۱۵۰ ع	〃	۱۷۰۲	۱۴سال	
۷۶	سکھپال	ویس پال	سمت ۲۲۱ ب / سنہ ۱۶۴ ع	〃	۱۶۸۸	۱۹سال	
۷۷	گوبندپال	سکھپال	سمت ۲۴۰ ب / سنہ ۱۸۳ ع	〃	۱۶۷۹	۱۸سال	
۷۸	کہہ پال	گوبندپال	سمت ۲۵۸ ب / سنہ ۲۰۱ ع	〃	۱۶۵۱	۲۲سال	
۷۹	ہرچندپال	کہہ پال	سمت ۲۹۰ ب / سنہ ۲۲۳ ع	〃	۱۶۲۹	۱۳سال	
۸۰	مہی پال	امرت پال بن ہرچندپال	سمت ۲۹۳ : / سنہ ۲۳۶ ع	〃	۱۶۱۶	۱۵سال	
۸۱	ہرپال	مہی پال	سمت ۳۰۸ ب / سنہ ۲۵۱ ع	〃	۱۶۰۱	۱۴سال	
۸۲	مدن پال	ہرپال	سمت ۳۲۲ ب / سنہ ۲۶۵ ع	〃	۱۵۸۷	۱۸سال	
۸۳	کرم پال	مدن پال	سمت ۳۴۰ ب / سنہ ۲۸۱ ع	〃	۱۵۶۹	۱۵سال	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۱) کسیکو اس واقعہ کی خبر نہوئی۔ اور مچھودری بعد اس واقعہ کے راجہ سنتن کے عقد مین آئی۔ ہم نے ان طول وطویل واقعات سے جو ناظرین کی سمع خراشی کی ہے۔ اوسکی معافی چاہتے ہین۔ دراصل ہمارا مطلب ہندوؤن کے اعتقادات کو ہدیۂ ناظرین کرنا — اور اون کے پرانے خیالات کو ظاہر کرکے اون پر روشنی ڈالنا تھا۔ ۱۲ مؤلف

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	ابتدا از زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۸۴	بکرم پال یا کہیم پال	کرم پال	سمت ۳۳۵ ب سنہ ۲۹۸ء	دہلی	۱۵۵۴	۱۲ سال جملہ ۲۳۲ سال	تیرہ آدمیون نے دوسو بتیس برس حکومت کی اخیر کو راجہ ملوک چند والی بھڑائچ نے فتح پائی۔
۸۵	ملوک چند	۰	سمت ۳۶۷ ب سنہ ۳۱۰ء	"	۱۵۴۲	۲ سال	
۸۶	بکرم چند	ملوک چند	سمت ۳۶۹ ب سنہ ۳۱۲ء	"	۱۵۴۰	۱۳ سال	
۸۷	پند	بکرم چند	سمت ۳۸۲ ب سنہ ۳۲۵ء	"	۱۵۲۷	ایک سال	
۸۸	رامچندر	کاہن چند	سمت ۳۸۳ ب سنہ ۳۲۶ء	"	۱۵۲۶	۱۱ سال	
۸۹	دبیر چند	رامچندر	سمت ۳۹۴ ب سنہ ۳۳۷ء	"	۱۵۱۵	۱۵ سال	
۹۰	کلیان چند	دبیر چند	سمت ۴۰۹ ب سنہ ۳۵۲ء	"	۱۵۰۰	۱۶ سال	
۹۱	بہیم چند	کلیان چند	سمت ۴۲۵ ب سنہ ۳۶۸ء	"	۱۵۰۰	۱۶ سال	
۹۲	ہرچند	بہیم چند	سمت ۴۳۷ ب سنہ ۳۸۰ء	"	۱۵۰۰	ایک سال	
۹۳	گوبند چند	ہرچند	سمت ۴۳۸ ب سنہ ۳۸۱ء	"	۱۴۷۲	۱۳ سال	
۹۴	رانی پیم دیوی	زوجہ گوبند چند	سمت ۴۵۱ ب سنہ ۳۹۱ء	"	۱۴۵۸	ایک سال جملہ ۸۵ سال	دس آدمیون نے پچاسی سال حکومت کی اور جب رانی پیم دیوی مری تو لوگون نے ملک ہر پریم فقیر کو گدی پر بٹھا دیا۔
۹۵	ہر پریم	۰	سمت ۴۵۲ ب سنہ ۳۹۵ء	"	۱۴۵۷	۸ سال	
۹۶	گوبند پریم	ہر پریم	سمت ۴۶۰ ب سنہ ۴۰۳ء	"	۱۴۴۹	۲۰ سال	
۹۷	گوپال پریم	گوبند پریم	سمت ۴۸۰ ب سنہ ۴۲۳ء	"	۱۴۲۹	۱۶ سال	
۹۸	جیاپاتر	گوپال پریم	سمت ۴۹۶ ب سنہ ۴۳۹ء	"	۱۴۱۳	۷ سال جملہ ۵۱ سال	
۹۹	دنسپت	۰	سمت ۵۰۳ ب سنہ ۴۴۶ء	"	۱۴۰۶	۱۸ سال	

نمبر شمار	اسمائے فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	ابتدائے زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۱۰۰	بلاول سین	دہی سین	سمت ۵۲۱ ب سنہ ۴۶۴ ع	دہلی	۱۲۸۸	۱۲سال	
۱۰۱	کنور سین	بلاول سین	سمت ۵۳۳ ب سنہ ۴۷۶ ع	"	۱۳۷۶	۱۵سال	
۱۰۲	مادہو سین	کنور سین	سمت ۵۴۸ ب سنہ ۴۹۱ ع	"	۱۳۶۱	۱۵سال	
۱۰۳	سور سین	مادہو سین	سمت ۵۶۳ ب سنہ ۵۰۶ ع	"	۱۳۴۶	۶سال	
۱۰۴	بہیم سین	سور سین	سمت ۵۶۹ ب سنہ ۵۱۲ ع	"	۱۳۴۰	۵سال	
۱۰۵	کان سین	بہیم سین	سمت ۵۷۴ ب سنہ ۵۱۷ ع	"	۱۳۳۵	۵سال	
۱۰۶	ہر سین	کان سین	سمت ۵۷۹ ب سنہ ۵۲۲ ع	"	۱۳۳۰	۹سال	
۱۰۷	گہن سین	ہر سین	سمت ۵۸۸ ب سنہ ۵۳۱ ع	"	۱۳۲۱	۲سال	
۱۰۸	نراین سین	گہن سین	سمت ۵۹۰ ب سنہ ۵۳۳	"	۱۳۱۹	۲۷سال	
۱۰۹	دمودر سین	نراین سین	سمت ۶۱۷ ب سنہ ۵۶۰ ع	"	۱۲۹۲	۱۱سال جملہ ۱۲۵سال	بارہ آدمیون نے ۱۲۵ برس حکومت کی۔ اخیر کو ارکان ریاست نے راجہ دیپ سنگہ کوہستان کے راجہ سے سازش کرکے دلی مین بلالیا۔
۱۱۰	راجہ دیپ سنگہ گکہڑ	•	سمت ۶۲۸ ب سنہ ۵۷۱ ع	"	۱۲۸۱	۱۷سال	
۱۱۱	رن سنگہ	دیپ سنگہ	سمت ۶۴۵ ب سنہ ۵۸۸ ع	"	۱۲۶۴	۱۴سال	
۱۱۲	راج سنگہ	رن سنگہ	سمت ۶۵۹ ب سنہ ۶۰۲ ع	"	۱۲۵۰	۹سال	
۱۱۳	شیر سنگہ	راج سنگہ	سمت ۶۶۸ ب سنہ ۶۱۱ ع	"	۱۲۴۱	۴۵سال	
۱۱۴	ہر سنگہ	شیر سنگہ	سمت ۷۱۳ ب سنہ ۶۵۶ ع	"	۱۱۹۶	۱۳سال	

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دارالسلطنت	ابتدائے زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۱۱۵	جیون سنگھ	ہر سنگھ	سمت ۷۲۶ب سنہ ۶۶۹ع سنہ ۵۰ھ	دہلی	۱۱۸۳	۷ سال [illegible]	چھہ آدمیوں نے ایک سو پانچ برس حکومت کی۔ اخیر کو انکپال تنور نے دلی پر فتح پائی۔
۱۱۶	انکپال تنور	اوکھر سین	سمت ۷۳۳ب سنہ ۶۷۶ع سنہ ۵۷ھ	"	۱۱۷۶	۱۸ سال	
۱۱۷	باسدیو	انکپال	سمت ۷۵۱ب سنہ ۶۹۴ع سنہ ۷۵ھ	"	۱۱۵۸	۱۹ سال ایک شہر ۱ یوم	
۱۱۸	گنگ پال	باسدیو	سمت ۷۷۰ب سنہ ۷۱۳ع سنہ ۹۵ھ	"	۱۱۳۹	۲۱ سال ۳ شہر ۲۸ یوم	
۱۱۹	پرتھی پال	گنگ پال	سمت ۷۹۲ب سنہ ۷۳۵ع سنہ ۱۱۷ھ	"	۱۱۱۸	۱۹ سال ۶ شہر ۱۹ یوم	
۱۲۰	جیدیو	پرتھی پال	سمت ۸۱۱ب سنہ ۷۵۴ع سنہ ۱۳۵ھ	"	۱۰۹۹	۲۱ سال ۷ شہر ۲۸ یوم	
۱۲۱	ہرپال	جیدیو	سمت ۸۳۲ب سنہ ۷۷۵ع سنہ ۱۵۹ھ	"	۱۰۷۷	۱۴ سال ۴ شہر ۹ یوم	
۱۲۲	اودی راج	ہرپال	سمت ۸۴۶ب سنہ ۷۸۹ع سنہ ۱۷۳ھ	"	۱۰۶۳	۲۶ سال ۷ شہر ۱ یوم	
۱۲۳	بجھراج	اودی راج	سمت ۸۷۲ب سنہ ۸۱۶ع سنہ ۲۰۱ھ	"	۱۰۳۶	۲۱ سال ۲ شہر ۱۳ یوم	
۱۲۴	انکپال	بجھراج	سمت ۸۹۴ب سنہ ۸۳۷ع سنہ ۲۲۳ھ	"	۱۰۱۵	۲۲ سال ۳ شہر ۱۶ یوم	
۱۲۵	رکھپال	انکپال	سمت ۹۱۶ب سنہ ۸۵۹ع سنہ ۲۴۵ھ	"	۹۹۳	۲۱ سال ۶ شہر [illegible] یوم	
۱۲۶	نیکپال	رکھپال	سمت ۹۳۸ب سنہ ۸۸۱ع سنہ ۲۶۸ھ	"	۹۷۱	۲ سال ۴ یوم	
۱۲۷	گوپال	نیکپال	سمت ۹۴۰ب سنہ ۸۸۳ع سنہ ۲۷۰ھ	"	۹۶۹	۱۰ سال ۳ شہر ۵ یوم	
۱۲۸	سلکھن	گوپال	سمت ۹۵۰ب سنہ ۹۰۱ع سنہ ۲۸۹ھ	"	۹۵۱	۲۸ سال ۲ شہر ۱۰ یوم	

نمبر شمار	نام راجہ	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	امتداد زمانہ	مدت سلطنت	حالات
۱۲۹	جیپال	سلکھن	سمبت ۹۹۳ ب سنہ ۹۲۶ ع سنہ ۳۱۴ ہ	دہلی	۹۲۶	۱۶ سال ۴ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۰	کنورپال	جیپال	سمبت ۱۰۰۰ ب سنہ ۹۴۳ ع سنہ ۳۳۲ ہ	//	۹۰۹	۲۹ سال ۹ شہر ۱۱ یوم	
۱۳۱	انیکپال	کنورپال	سمبت ۱۰۲۹ ب سنہ ۹۷۲ ع سنہ ۳۶۲ ہ	//	۸۸۰	۲۹ سال ۶ شہر ۱۸ یوم	
۱۳۲	بجی پال	انیکپال	سمبت ۱۰۵۵ ب سنہ ۱۰۰۲ ع سنہ ۳۹۳ ہ	//	۸۵۰	۲۴ سال ۱ شہر ۶ یوم	
۱۳۳	مہی پال	بجی پال	سمبت ۱۰۸۳ ب سنہ ۱۰۲۶ ع سنہ ۴۱۷ ہ	//	۸۲۶	۲۵ سال ۲ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۴	اکرپال	مہی پال	سمبت ۱۱۰۸ ب سنہ ۱۰۵۱ ع سنہ ۴۴۳ ہ	//	۸۰۱	۲۱ سال ۲ شہر ۱۵ یوم	
۱۳۵	پرتھی راج	اکرپال	سمبت ۱۱۲۹ ب سنہ ۱۰۷۲ ع سنہ ۴۶۵ ہ	//	۷۸۰	۲۲ سال ۲ شہر ۱۶ یوم جملہ ۴۱۹ سال ۷ شہر ۱۵ یوم	بیس آدمیوں نے چارسو انیس برس سات مہینے ۲۸ دن حکومت کی۔ اخیر کو بیلدیو چوہان نے فتح پائی۔
۱۳۶	بیلدیو	•	سمبت ۱۱۵۲ ب سنہ ۱۰۹۵ ع سنہ ۴۸۹ ہ	//	۷۵۷	۶ سال ۱ شہر ۴ یوم	
۱۳۷	امرگنگو	بیلدیو	سمبت ۱۱۵۸ ب سنہ ۱۱۰۱ ع سنہ ۴۹۹ ہ	//	۷۵۱	۵ سال ۲ شہر ۶ یوم	
۱۳۸	کہرپال	امرگنگو	سمبت ۱۱۶۳ ب سنہ ۱۱۰۶ ع سنہ ۵۰۰ ہ	//	۷۴۶	۲۰ سال ۱ شہر ۵ یوم	
۱۳۹	سمیر	کہرپال	سمبت ۱۱۸۳ ب سنہ ۱۱۲۶ ع سنہ ۵۲۰ ہ	//	۷۲۶	۷ سال ۴ شہر ۲ یوم	
۱۴۰	جاہرا	سمیر	سمبت ۱۱۹۰ ب سنہ ۱۱۳۳ ع سنہ ۵۲۸ ہ	//	۷۱۹	۵ سال ۴ شہر ۹ یوم	
۱۴۱	ناک دیو	جاہرا	سمبت ۱۱۹۵ ب سنہ ۱۱۳۸ ع سنہ ۵۳۳ ہ	//	۷۱۴	۳ سال ۱ شہر ۵ یوم	
۱۴۲	رائے پتھورا	ناک دیو	سمبت ۱۱۹۸ بکرمی سنہ ۱۱۴۱ ع سنہ ۵۳۶ ہ	دہلی و اجمیر	۷۱۱	۹ سال ۵ شہر ایک یوم جملہ ۵۹ سال	سات آدمیوں نے پچانوے برس ۹ مہینے حکومت کی۔ اخیر کو رائے پتھورا معز الدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری کی لڑائی میں مارا گیا اور سلطنت مسلمانوں کے گھرانے چلی گئی۔ اور اگرچہ غور کا بادشاہ غیاث الدین محمد بن سام سلطان شہاب الدین کا بھائی تھا لیکن سلطان شہاب الدین نے ہندوستان کی فتح خود آپ کی تھی اور اس کو بذاتہٖ تسلط عظیم تھا اسواسطے سلطان شہاب الدین ہی فتح کی۔ تاریخ میں دلی کی بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

یہ نقشہ ہند دکھلانِ دہلی کا ہے۔ اب آیندہ بادشاہان اسلام کے ختم حالات پر اون کا نقشہ درج کیا جائے گا۔ اور اب ہم انھین مختصر حالات پر زمانۂ ریاست اہل ہنود کو ختم کرتے ہین۔ جو ہمارے معزز ناظرین کی معلومات کے لئے کافی ہے۔ بلکہ کسی دوسری تاریخ دیکھنے کی ضرورت ہی نہو گی کیونکہ ہم نے جس قدر چوٹی کی باتین تھین۔ وہ اخذ کر کے اسمین درج کر دئے ہین۔ اب آخر مین ہندو راجاؤن کے تاج[۱] کے چند نقشے جو ہمکو کتاب تاج ونشان مولفہ محمد رفیع صاحب رضوی عالی سے دستیاب

---

[۱] تاج شاہی ٹوپی ہے۔ جسکو نظامی گنجوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب سکندر نامہ مین یون لکھاہے کہ ع۔ کلاہ از کیومرث آفاق گیر جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اولاً تاج کیومرث نے بنایا تہا۔

تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان مین جبوقت کہ لباس پہننے کا رواج شروع ہوا تہا۔ اوس وقت بہی سر پر تاج کا نشان موجود تہا۔ یعنے جو گروہ محض وحشیانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اونکے تمام افراد کسی درخت کی پتلی لوچدار شاخ کا حلقہ بنا کر سر مین پہن لیتے تھے۔ اور جس شخص کے حلقہ کی شاخ مین پتیان اور پھول شامل ہوتے تھے۔ وہ اہل قوم کا سردار مثل بادشاہ کے سمجھا جاتا تھا۔

پہلے زمانہ مین تاج۔ بہادری۔ اخلاقی۔ گاؤ زوری۔ مذاکہ زنی اور شہسواری وغیرہ طریقون سے حاصل ہوتا تہا۔ اور جس شخص کو کسی گروہ پر تفوق حاصل ہوتا تھا۔ وہ اپنے لباس مین کوئی امتیازی نشان ضرور قایم کر لیتا تہا۔ پھر اس تاج کی حالت مین تبدیلی شروع ہوئی۔ یعنے پہلے جو تاج درختون کے پتون سے بنتا تھا۔ وہ مصنوعی بیل بوٹون سے بنایا جانے لگا۔ بعدہ جسقدر سلطنتین زیادہ ہوتی گئین۔ تاج مین اور بہی ترقیان ہوتی گئین۔ اور مختلف صورتون کے تاج بننے لگے۔ یونان کے زمانۂ عروج مین جو تاج باوقعت تھا۔ وہ صرف ایک حلقہ تہا۔ جو زمانہ کی ترقی کیساتھ پر تکلف ہوتا گیا۔ مگر درخت کی ایک مصنوعی شاخ معلوم ہوتا تہا۔ اس تاج پر ان لوگون کو استحقاق حاصل ہوتا تھا جو گھوڑ دوڑ اور جسمانی ورزشون مین فتح نمایان حاصل کرتے تھے۔

ہوئے ہین ایزاد کرتے ہین۔ اور اوس کے ساتہہ ساتہہ ہم نے سکہ جات کی بہت کچھہ تلاش کی۔ مگر باوجود تلاش کافی ہمدست نہوے۔ اگر کچھہ ملے بھی تو اون سے یہ پتا نہین چلتا کہ کس راجہ نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۷) سکندر اعظم کا تاج صرف ایک سادہ پٹی سونے کی تہی۔ جسمین بعد فتح ایران مینڈہے کے دو سینگ بھی شامل کرلئے گئے تھے۔

عرب مین پہلے سلطنت نہ تھی۔ لیکن جب اسلام نے عربون مین حکومت کی بنیاد ڈالی تو اوس کے ابتدائی فرمانرواؤن مین تاج کا استعمال نہین ہوا۔ مگر جب عرب کی سلطنت ترکون مین آئی تو اون کے عمامے بتدریج تاج کی صورت ہوتے گئے ترک قبل از اسلام خود پہنتے تھے۔ اور اون کا شاہی خود ایک منقش پٹی تہا۔ جسپر کلغی لگی ہوئی تہی۔ جب عربون کی سلطنت ترکون کے تصرف مین آئی۔ اور بعدہ ترکی حکمران اپنا قدیمی مذہب ترک کرکے مسلمان ہوتے گئے تو اونہون نے اپنی قدیمی وضع مین بھی ترمیم کی۔ اور خود کے اوپر عمامہ باندہنا اختیار کیا۔

اس ترکی خاندان مین ایک خاندان چغتائیہ تہا۔ جس نے ہندوستان مین حکومت قایم کرلی تہی۔ جو مغلیہ کے نام سے اس وقت تک مشہور ہے۔ جب اس خاندان مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہوا تو اُس نے اپنے تاج کی صورت نئی کردی۔ یعنے زمانہ سابق مین مہاراجگان ہندوستان مین کہٹرکی دار پگڑی پر ایک سرپیچ جسپر ترنج بنے ہوئے تھے بطور تاج کے استعمال کرتے تھے۔ اکبر نے اسی طرز کو تہوڑی سی ترمیم کے ساتہہ جاری رکہا۔

خاندان سلجوقیہ نے جو ترکون کی ایک شاخ ہے۔ اوس نے اپنا تاج اسطرح بنایا تہا۔ کہ خود مین جواہرات کے پھول لگائے تھے اور اوس کے اوپر عمامہ باندہ کر اوسمین موتیون کی چند لڑیان لگادی تھین۔

بایزید یلدرم نے جب سلطان کا لقب اختیار کیا تو پہلے سلجوقی تاج کو اپنے خاندان مین جاری کیا تہا۔ یہ تاج اگرچہ اب استعمال نہین کیا جاتا۔ مگر موجود ہے۔

صوبۂ اودھ کے صوبہ دار نواب غازی الدین حیدر کو جب انریبل ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۲۳۵ھ م ۱۸۱۹ء مین لقب شاہی دیا تو

اس سکہ کو تیار کرایا تہا۔ اور کس راجہ کے زمانے مین یہ سکے رایج تھے۔
البتہ ٹاڈ راجستان جلد اول مین چند سکہ جات کے نقشے (جو کہنڈرات اوجین ودیگر شہرہائے قدیم سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۸) اوس کے لئے ایک نئی وضع کا تاج شاہی بنایا گیا۔ اس سے پیشتر جلال الدین محمد اکبر والی مندیل استعمال کیجاتی تہی
ایران ومصر اور بابل کے حکمرانون کا تاج بہت قدیمی ہے۔
روما کے زمانۂ عروج مین تاج کی وہی شکل قایم رہی تہی۔ جو درخت کی مصنوعی شاخ سے بنایا گیا تہا۔ مگر بعد کو اوس مین ظاہری شان وشوکت بہی ظاہر کی گئی۔
قسطنطین کے زمانہ مین تاج پر تکلف ہوکر مرصع ہوا۔ اور ایک اونچی ٹوپی کو چوڑی پٹی کے حلقہ مین لیکر سنہری نصف محراب کی شکل بنایا گیا۔ اور محراب پر ایک کُرّہ قایم ہوا۔ شاہ جسٹی مین نے اوس کرہ پر صلیب بنوائی یہ وضع ایسی مرغوب ہوئی۔ کہ یورپ کے تمام عیسائی سلطنتون نے اوسکی تقلید کی۔
پوپ کو چونکہ دنیا آخرت اور مذہب تینون کے اختیارات حاصل ہین۔ اس لئے اُس نے اپنے تاج کو ان تینون اختیارات کا نمونہ ثابت کرنے کے لئے تین درجہ کا اوپر تلے بنایا ہے۔
انگلستان مین جو تاج بنایا گیا۔ وہ حضرت داؤد کے تاج کی نقل تہا۔ جس مین سونے کی متعدد کونکدار میخین لگی ہوئی تھین۔ اور کھوپری کے طرف کہلا ہوا تھا۔
ولیم اول نے اپنے تاج مین صرف چار میخین رہنے دین۔ جن مین سہ برگہ پھول بڑہا کر خوبصورت کردیا۔ جس سے وہ کسی قدر اونچا بہی ہوگیا۔
ہنری اول نے اپنے تاج کے حلقہ کو جواہرات سے مرصع کرکے اوس مین خوشنمائی اور زیادہ کردی۔
ہنری دوم رچارڈ اول اور شاہ جان کے زمانہ مین اور ترقی ہوئی۔
ہنری سوم کا تاج صرف ایک حلقہ تہا۔ جو چند پتیون یا گھنڈیون سے کسیقدر بلند کردیا گیا تہا۔

برآمد ہوئے) درج ہین۔ جن کے دیکھنے سے نام اور سنہ وغیرہ کچھ نہین معلوم ہوسکتا۔ پس اس مجبوری کی وجہ ہم معزز ناظرین سے اس عدم تکمیل کی معافی چاہتے ہین۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۹) اڈورڈ سوم نے سچے کام سے تاج کو خوبصورت بنایا جس مین چار بڑے اور چار چھوٹی پھولی پتیان خوبصورت دوائر مین نظر آتی تھین۔ حلقہ مرصع تھا۔ جس سے آٹھ پھول ظاہر ہوتے تھے۔

رچارڈ دوم نے بھی تاج کی یہی شکل اختیار کی تھی۔

ہنری چہارم نے تاج کو موتیون سے رونق دی۔ اور اوسکی پتیان جواہرات سے مرصع کین۔

ہنری پنجم نے سب سے پہلے تاج مین محرابی شکل قایم کی۔ اس تاج کے بالائی حصہ پر کرۂ زمین اور صلیب بنائی گئی جو روما کے تاج سے اخذ کیگئی تھی۔ یہ تاج انگلستان مین پسند ہوا۔

ہنری ششم کے تاج مین محرابین تھین۔

اڈورڈ چہارم کے تاج مین چار نصف محرابین تھین۔

رچارڈ سوم نے جو تاج بنایا تھا۔ وہ ہنری پنجم کے تاج سے بہت مشابہ تھا۔ صرف اوسکی پتیان اور صلیب اوسکی نسبت زیادہ خوشنما اور موزون تھین۔

ہنری ہفتم نے اپنے تاج کو شاہان سابق سے زیادہ بلند کیا۔ اور اوسمین دو محرابین قایم کین۔ اور اوس کے حلقہ کو چار محرابون اور چار صلیبون سے اونچا کیا۔

ہنری ہشتم کے وقت مین یہ ایجاد زیادہ ہوئی کہ اسوقت تک جتنے تاج بنائے گئے تھے۔ سب کے پہننے سے سر کھلا رہتا تھا۔ ہنری ہشتم نے اپنے تاج کے نیچے آسمانی مخمل کی ٹوپی داخل کی۔

ملکہ الزبتھ کا تاج ہنری ہشتم کے تاج سے مشابہ تھا۔

جیمس اول اور چارلس اول نے تاج مین چار محرابین بنائین۔ یہ تاج سونے کا بنایا گیا تھا جسکا وزن سات پونڈ چھ اونس

نقشہ ہائے تاج قدیم راجگان ہندوستان

تاج راجہ بکرماجیت	تاج کرشن عرف کنہیا	تاج راجہ رامچندر والی اجودھیا
تاج راجہ ملوک چند	تاج راجہ سالباہن	تاج راجہ بکرماجیت

(بقیہ نوٹ صفحہ ٨٠) اور قیمت گیارہ ہزار ایک سو ایک روپیہ تھی۔ یہ تاج ١٦٤٦ء مین پارلیمنٹ کی رائے سے تلف کردیا گیا چارلس دوم کا تاج سینٹ اڈورڈ کے تاج کے مانند تھا۔

جارج سوم کی تاج پوشی کیوقت جو تاج تیار کیا گیا تہا اوسکی محرابوں مین پہلے تاجون کے محرابون سے کچھ زیادہ خوبصورتی ظاہر کیگئی تھی۔ یہی تاج ولیم چہارم کی تاجپوشی کے وقت بھی سر پر رکہا گیا تہا۔

ملکہ معظمہ وکٹوریہ کا تاج سینٹ اڈورڈ کے تاج سے مشابہ بنایا گیا تہا۔ جو شاہان گذشتہ کے تاجون سے زیادہ قیمتی تھا۔ اوسکا وزن صرف انتالیس اونس اور قیمت تین لاکہہ ساٹہہ ہزار پونڈ تھی۔ یہ تاج سراپا جواہرات سے مرصع تہا۔

موجودہ شہنشاہ حضور ملک معظم اڈورڈ ہفتم دام اقبالہ کے تاج کے دائرے مین بیس ہیرے لگے ہین۔ جنمین سے ہر ایک کی قیمت پندرہ سو پونڈ ہے۔ اس تاج کے وسط مین اوپر کی طرف دو ہیرے جڑے ہین۔ جو ہر ایک دو ہزار پونڈ قیمت کا ہے۔ اول الذکر بیس ہیرون کے زاویون مین چونسٹھ چھوٹے ہیرے نصب کیے گئے ہین۔ اور ہر ایک کی قیمت سو پونڈ ہے۔ تاج کے گرد صلیبین ہین۔ ہر صلیب مین پچیس ہیرے بارہ ہزار پونڈ کے ہین۔ صلیب کے بالائی حصہ پر چار بڑے ہیرے قیمتی چار ہزار پونڈ کے ہین۔ بارہ ہیرونکا ایک پھول دس ہزار پونڈ کا ہے

تاج راجہ دیپ سین	تاج راجہ ہر پریم	تاج راجہ دسپ سنگ
تاج راجہ لبسردا	تاج [illegible]	تاج راجہ دہرنی دہر
تاج پرتھی راج عرف رائے پتھورا		تاج راجہ جدہشتر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۸۶) جسمین اٹھارہ چھوٹے چھوٹے ہیرے جڑے ہین جنکی قیمت دو ہزار پونڈ ہی۔ محرابونپر موتی اور ہیرے لگے ہین اونکی قیمت دس ہزار پونڈ ہے اور حلقہ کے بیچ مین ہیرے جڑے ہین جنکی قیمت دس ہزار پونڈ ہے۔ تاج کے حلقہ مین موتیونکی قطار لگی ہین ان سب کی قیمت تین ہزار پونڈ ہے کل جواہر ملاکر اس تاج کی قیمت ایک لاکھ پونڈ ہے

حضور ملکہ انگلستان کا تاج جو جواہرات سے سراپا مرصع ہے۔ اس مین چار صلیب ہین۔ سامنے صلیب مین کوہ نور نامی ہیرا جڑا ہے

اور باقی تین صلیبون مین تین ہیرے جو قدمین قریب قریب کوہ نور کے ہین جڑے ہین۔ آٹھہ شاندار محرابین نکلی ہین۔ جنمین تہری قطار جواہرات کی ہے۔ بالا کی صلیب سے لیکر نیچے کے حلقہ تک کل جگہ جواہرات سے پٹی ہے۔ اسمین ہیرونکی تعداد تین ہزار چھہ سو اٹھاسی ہے۔ اور وزن اس تاج کا بائیس اونس ہے۔ اتنا ہلکا تاج اسوقت تک کوئی نہین تہا۔ خلاصہ یہ کہ اسوقت دنیا کی سلطنتون مین مختلف قسم کے تاج کا استعمال ہے۔ مگر سب کی اصل کسی درخت کی شاخ ہی سے پائی جاتی ہے۔ جو کہ زمانہ کی ترقی کے ساتھہ تبدیل ہوکر دوسری صورتون مین ہوتی گئی۔ ۱۲ مولف۔



عرب ایک جزیرہ نما ہے جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہے۔ جو برّاعظم ایشیا کے جنوب و مغربی گوشہ مین خلیج فارس اور بحر قلزم کے درمیان واقع ہے جو دکن سے مغرب یہ وہ کوئی ڈیڑہ ہزار میل کے فاصلہ پر ہے اس کے انتہائے گوشہ شمالی پر بحر روم ہے اور شمال و مغربی گوشہ پر نہر سویز ہے۔ جس نے اسکو برّاعظم افریقہ سے جدا کر دیا ہے۔ یعنے مشرق مین خلیج فارس اور بحر عمان۔ جنوب مین بحر عرب۔ مغرب مین بحر قلزم یا بحر احمر۔ شمال مین ملک شام۔ رقبہ (۱۲۱۹۷) مربع میل ہے۔ عرض سے طول دگنا ہے۔ زیادہ سے زیادہ طول پندرہ سو میل ہے۔ عرب کو ایران۔ سریا (شام) مصر۔ اتھی اوپیا (حبش) گھیرے ہوئے ہین۔ ۱۲۔۰ ۔ ۱۴ اور ۳۴ شمالی عرض بلد اور ۳۲۔۰ ۔ ۳۴ و ۶۰ مشرقی طول بلد کے درمیان واقع ہے۔ جزیرہ نمائے عرب کو جزیرۃ العرب بھی کہتے ہین۔ عرب کی وجہ تسمیہ مین اختلاف ہے بعض

انگریزی مورخ لفظ عرب کا ماخذ "عربہ" بتاتے ہین۔ جسکے معنی عبرانی زبان مین ہموار بیابان کے ہین۔ چونکہ یہ ملک ریگستانی تھا۔ اس لئے اسکی رعایت سے اسکا نام عرب رکھدیا ہے۔ مگر موجودہ لغات عربیہ مین عربہ کے معنی نہر جاری کے ہین۔ البتہ "عُرب" بکسر العین سے یہ ماخوذ ہوسکتا ہے۔ جسکے معنی گیاہ خشک کے ہین۔ اور عرب ایک خاص قوم کا نام ہے جو عجم نہ ہو۔ عرابہ کے معنی گندم گون کے بھی ہین۔ یہ سارا ملک نہایت گرم ہے۔ جابجا کثرت سے پہاڑ ہین۔ ملک بھر مین کوئی دریا ایسا نہین ہے۔ جو سمندر مین گرتا ہو۔ اس کے اکثر حصے ریگزار ہین۔ اور کہین کہین شاداب بھی ہین۔ بطلیموس نے اپنے جغرافیہ مین عرب کے تین حصے کئے ہین۔ عرب الحجر۔ عرب الوادی۔ عرب المعمور۔ لیکن یہ صحیح نہین ہے۔ عرب اسکو نہین ملنتے۔ عربی جغرافیون مین ملک عرب کی تقسیم پانچ حصون مین لکھی ہے۔ تہامہ۔ حجاز۔ نجد۔ عروض۔ یمن۔ یمن مین صنعا و حدیدہ وغیرہ مشہور مقامات ہین۔ اس صوبہ کے ایک شہر سبا مین حضرت بلقیس جناب سلیمان علیہ السلام کے زمانہ مین حکمران تھین۔

"عمان" عرب کے جنوب و مشرقی کنارہ پر واقع ہے۔ جو ایک علیحدہ خودمختار سلطان کے ماتحت ہے۔ اور امام مسقط (دارالسلطنت عمان) کہلاتا ہے۔ اسکے شمال و مغرب مین نجد واقع ہے۔ جسکا دارالسلطنت حائل ہے۔ اور جس مین وہابیون کی عملداری ہے۔ یمن کے شمال مین حجاز واقع ہے۔ جس مین مکہ۔ مدینہ۔ طائف تین مشہور مقامات ہین۔ بحر قلزم سے ۶۰ میل کے فاصلہ پر اندرونی جانب مکہ معظمہ ایک درۂ کوہ مین آباد ہے جسکے چارون طرف پہاڑیان محیط ہین۔ چار ہزار برس ہوئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اونکے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ایک عبادت خانہ (جسکو خانۂ کعبہ کہتے ہین) بنایا تھا۔ اور مکہ معظمہ کے بسانے والے بھی اسمٰعیل علیہ السلام ہی ہین۔

مکہ معظمہ سے جانب جنوب ۱۰ میل کے فاصلہ پر "طائف" ایک نہایت سرسبز مقام ہے۔ مکہ معظمہ مین پرانا صرف ایک کنوان ہے جسے چشمۂ اسمٰعیل و بیر زمزم بھی کہتے ہین۔ مکہ معظمہ کے شمال مین ۲۷۰ میل کے

فاصلہ پر مدینہ منورہ ہے۔ یہ مقام مکہ معظمہ سے نسبتاً سرسبز ہے۔ موسم سرما مین یہان اچھی سردی پڑتی ہے
مکہ معظمہ سے بجانب شمال و مغرب ۴۰ میل کے فاصلہ پر بحر قلزم کے کنارے "جدہ" ایک مشہور بندرگاہ ہے
یمن کے جنوب و مشرق مین باب المندب کے پاس عدن کا بندر ہے (سنہ ۱۸۳۹ء سے انگلستان کے
قبضہ مین ہے) عرب کے جنوب و مشرقی کنارے پر مسقط ایک بڑا تجارتی شہر ہے۔

عربون کی غذا کا مدار زیادہ تر کھجور پر ہے۔ جس سال کھجور بار آور نہ ہو عرب مین قحط کا خوف ہو جاتا ہے۔ اسکی
لکڑی کے پلنگ۔ صندوق۔ الماریان۔ پنکھے اور دیگر اشیائے خانہ داری بنتے ہین۔ عرب مین گیہون
اور جو بوئے جاتے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ کھجور کی سو سے زیادہ قسمین ہین۔ اور مختلف طور سے استعمال کیجاتی
ہین۔ عربون مین مشہور ہے کہ ایک منتظم بیوی اپنے شوہر کو ایک مہینے تک مختلف طور سے تیار کی ہوئی
کھجورین کھلا سکتی ہے۔ کھجور کی لکڑی چھت اور لینڈہن کے کام آتی ہے۔ اسکے ریشے رسی بنانے کے کام
مین آتے ہین۔ اور پتے۔ ٹوکرے۔ زنبیل وغیرہ کے بنائے جاتے ہین۔ گو دا خشک ہونے کے اونٹون گایون
اور بھیڑون کو بطور غذا کے دیا جاتا ہے۔ نیل کی بھی وہان کاشت کیجاتی ہے۔ جس کا رنگ عربونکو بہت
مرغوب ہے۔ پودھون کی خاک کو عام عرب صابون کی جگہہ استعمال کرتے ہین۔ چائے یہان کی بہت
مشہور ہے۔ عرب ہی کی بدولت یورپ مین چائے پہونچی۔ اور دنیا کے دوسرے حصون مین کاشت کیگئی
اب عرب مین چائے بہت تھوڑی پیدا ہوتی ہے۔ مگر نہایت عمدہ اور نفیس ہے۔ ایک قسم کا باجرا بھی وہان کا
خاص غلہ ہے۔

عرب کے گھوڑے کل دنیا مین مشہور ہین۔ یہان سے کسی ملک کے گھوڑے اچھے نہین ہوتے۔ جنکی
وفاداری اور جانبازی کے قصے مشہور ہین۔ عرب اپنی عزت و بزرگی گھوڑون ہی پر منحصر رکھتے ہین۔
گھوڑے دو قسمون مین منقسم ہین۔ ایک وہ جنکے نسل کا نسب نامہ لکھا ہوتا ہے۔ اور دوسرے وہ
جنکا نسب نامہ نہین ہوتا۔ گھوڑون کے نسب نامے ایسی حفاظت سے نگاہ رکھے جاتے ہین۔ جیسے بادشاہون

اور شاہزادون کے۔

اس کے بعد اونٹ کا درجہ ہے جو ریگستان کا جہاز کہلاتا ہے۔ اونٹنیون کے دودہ کو اہل عرب غذا کے طور پر استعمال کرتے ہین۔

عرب کی آبادی ۶۰ لاکہہ سے ایک کروڑ تک اندازہ کیجاتی ہے۔ اصلی آبادی کا اندازہ آجتک ٹھیک نہین کیا گیا ہے۔ یہ جو کچہہ بھی ہے۔ یوروپین مبصرون کا ایک قیاس ہے۔ جو اوپر لکھا گیا۔ یہان کے باشندے دو طبقون پر منقسم کئے جاسکتے ہین۔ ایک وہ جو شہرون اور قریون مین رہتے ہین۔ اور دوسرے وہ جو خانہ بدوش ہین۔ اور جنکے رہنے کا کوئی خاص مقام نہین ہے۔ اور بدوی کہلاتے ہین۔ اہل عرب میانہ قد ہوتے ہین۔ ان کے بال اور آنکہین ہندوستانیون کی طرح سیاہ ہوتے ہین۔ انکا رنگ گندمی اور سانولا ہوتا ہے۔ وہ بالعموم قوی اور توانا ہوتے ہین۔

عربون کا قدیم ہی تمدن بھی عالم فریب تھا۔ ملوک حمیر کی یادگارین۔ خط مسند کے کتابے اور الواح تابوت ہین کے آثار۔ بلقیس ملکہ سبا کی ارائیش جیہ من عاد وثمود کے عظیم الشان شہرون کے ڈہئے ہوئے منقر اور قیصر ادریلین کو شکست دینے والی ملکہ زنوبیا (ملکہ زنوبیہ) کی برباد رفتہ عمارتون کے دلچسپ سین یا ایسی چیزین ہین کہ ایک قدامت پسند نگاہ کو خواہ مخواہ اپنی طرف مائل کرلیتی ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ نہین تاریخی یادگا۔ رون پر قدیم عربی تمدن کا سرمایہ یورپ مین فراہم کیا جارہا ہے۔ اور خاص اس طرز تمدن پر کتابین وضع ہو رہی ہین۔

عربون کے قدیم تمدن کا اتنا اثر اب ہی باقی ہے کہ بدوی ہرچند بڑے جاہل اور وحشی ہوتے ہین۔ اور علم سے اونکو مطلق مس نہین۔ لیکن ابر کو دیکھکر بتادیتے ہین کہ یہ برسے گا یا نہین۔ رات کو تہوڑی سی زمین کہود کر اوسمین اپنا سر ڈالدیتے ہین۔ اور چند ساعت کے بعد بتادیتے ہین کہ یہان سے قافلہ فلان سمت کو گیا ہے۔ اور اتنی منزل کے فاصلہ پر پہونچا ہوگا۔ اونٹون کے نقش قدم دیکھکر بقیہ حالات دریافت کرلیتے ہین

کس نسل اور کس قسم کا اونٹ ہے۔ اولدا ہوا ہے یا خالی۔ بشابہ درحقیقت ایک بڑے مدون علم کا بقیہ ہے۔ جو امتداد جہالت کیوجہ سے جاتا رہا۔ مگر نمونہ کے لئے اس کا خفیف سا اثر اب بھی باقی ہے۔ ہمکو اسی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اصلی عرب عاربہ کا تمدن کیا رہا ہوگا۔ اور اون میں علم حیوانات معرفۃ الارض و تغیرات جوی کو کسقدر ترقی رہی ہوگی۔

قدیم زمانہ مین عرب کے لوگ کئی قبیلون پر بٹے ہوے تھے۔ اوس وقت اور ملک کے لوگون کی طرح اہل عرب بھی اکثر آپس مین لڑتے بھڑتے رہتے تھے۔ ذرا ذراسی بات پر خونریزی ہوجاتی۔ اور خون کا بدلہ لینا فرض سمجھا جاتا۔ صلح و امن کا عرب مین نام بھی نہ تھا۔ اون کا کوئی بادشاہ تھا۔ اور نہ کوئی غیر ملک کا بادشاہ اوس ریگزار ملک پر چڑھ کر جاتا تھا۔ اگرچہ ابتدا مین یہان خدا کی پرستش ہوتی تھی مگر رفتہ رفتہ تمام ملک عرب مین بت پرستی پھیل گئی۔ اہل عرب عقبیٰ کے خیال سے اور اعمال نیک و بد کی جزاو سزا سے محض ناواقف تھے۔ اور موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے بعد اگرچہ مذہب یہود و نصاریٰ بھی وہان شایع ہوا۔ مگر چونکہ اون کی صورت بھی بہت جلد بگڑ گئی۔ اس لئے وہ بھی بت پرستی سے کچھ کم نہ تھے۔ عرب مین باشندون کے اخلاق بگڑ گئے تھے۔ کشت و خون۔ شراب۔ قماربازی۔ زنا۔ غارت گری۔ دختر کشی وغیرہ سخت جرایم اون کے روزمرہ کے کام تھے۔ اور جن گناہونکو انسان سنکر کانپ جاتے ہین۔ وہ اون کا کھیل تھا۔ سنہ عیسوی کی چھٹی صدی تک عربونکی یہی حالت رہی۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شارع اسلام کی ولادت مبارک

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش سے پانسوستر برس کے بعد شہر مکہ معظمہ مین ۱۲ ربیع الاول سنہ ۸۸۳ سکندری روز دوشنبہ کو سنہ ہجری سے ۵۳ برس پہلے حضرت اسمٰعیل کی اولاد اور قبیلہ قریش مین حضرت سرورکائنات مفخر موجودات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمقام مدینہ طیبہ پیدا ہوئے۔

آپ کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔ تین چار مہینے پہلے آپ کی ولادت سے آپکے والد کا اور چھ برس کی عمر مین آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد آپ کی پرورش آپ کے دادا عبدالمطلب کرتے رہے۔ ابھی آپ سات سال کے بھی نہ ہوے تھے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے بھی رحلت پائی۔ اور اپنے چچا ابو طالب کی سرپرستی مین آئے۔ تیرھوین برس مین آپ ابوطالب کے ساتھ اور ۲۵ برس کی عمر مین بی بی خدیجہ کے نوکرون کے ہمراہ ملک شام مین تجارت کے واسطے تشریف فرما ہوے تھے۔ اور اسی سال مین آپ نے بی بی خدیجہ سے نکاح کیا جنکے بطن سے حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا علیہا السلام پیدا ہوئین۔

نبوت

آپ عبادت کے واسطے مکہ سے تین میل کوہ حرا کے غار مین اکثر تشریف فرما ہوتے تھے۔ اور کئی کئی روز تن تنہا وہان پر خدائے واحد کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اکتالیسوین برس ۱۷ رمضان کو بقول دیگر ۴۰ سال ۹ روز کی عمر مین اول مرتبہ غار حرا مین آپ پر وحی نازل ہوئی۔ اور حضرت نے پہلے مرتبہ وضو کرکے نماز پڑھی۔ اور اوسی روز حضرت نے اپنی بی بی خدیجہ سے اپنی نبوت کا اظہار فرمایا۔ اور پھر علانیہ لوگون مین تبلیغ رسالت کرنے لگے۔ عورتون مین بی بی خدیجہ اور لڑکون مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ اور جوانون مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوے۔ اسلام کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا مسئلہ توحید ہے۔ حضرت نے بت پرستی کو منع کرنا اور توحید کو پھیلانا شروع کیا۔ مگر مکہ کے باشندے اپنے عقیدون پر جمے ہوے تھے۔ اس سے ناراض ہوئے اور آپ کو وعظ و نصیحت اور مذہب کی اشاعت سے منع کرنے لگے۔ لیکن جب آپ اپنے ارادہ سے نہ پھرے۔ اور اشاعت اسلام مین نہایت سرگرمی ظاہر فرمائی تو اہل مکہ آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والون کو بہت تنگ کرنے لگے۔ اس وجہ سے آپ نے مکہ کے قرب وجوار کے

دیہات مین آنا جانا شروع کیا۔ مگر وہان بھی یہی صورت پیش آئی۔ اس عرصہ مین نبوت سے پانچوین سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے۔ اور ارکان اسلام پر علی الاعلان عمل کرنیکا طریق نکالا جس سے مکہ والے اور بھی ناراض ہوے۔ اور طرح طرح کے سختیان توڑنے لگے۔ اسوجہ سے کچہ مسلمان اپنے وطن کو چھوڑ کر نجاشی پادشاہ حبش کے پاس چلے گئے۔

ہجرت مدینہ

جب نبوت سے گیارہوین سال اہ سال کی عمر مین معراج ہوئی۔ اور بارہوین سال حج کے زمانہ مین کچہہ مدینہ کے لوگ آکر مسلمان ہو گئے۔ اور تیرہوین سال کامل امداد کا وعدہ کیا تو تمام مسلمان مدینے چلے گئے اس پر کفار قریش نے حضرت کے قتل کی تجویز کی۔ تاکہ وہ کہین بہاگ کر اور قوت پاکر اون سے انتقام نہ لین تب حضرت رسالت پناہ اور ابوبکرؓ نے رات کو گہر چھوڑ کر مکہ کو الوداع کہا۔ اور مدینہ کے ارادہ سے ایک غار ثور مین قیام پذیر ہوے۔ تین دن تک وسی غار مین رہے۔ کیونکہ ابوجہل نے حضرت کے قتل یا تلاش کر دینے کے واسطے سو اونٹ انعام مین دینے کا وعدہ کیا تہا۔ چنانچہ چند متلاشی اس غار تک بہی پہونچے۔ مگر وہان کبوتر کے انڈے اور مکہڑی کا جالا دیکہکر واپس چلے آئے تب آپ تیسرے دن اونٹونپر سوار ہوکر وہان سے راتون رات مدینہ روانہ ہوے۔ اور بہزار مصیبت ۱۲ ربیع الاول ۶۲۲ء کو نبوت کے تیرہوین سال مدینہ جا پہونچے۔ یہی دن سنہ ہجری کا پہلا دن ہے۔ مگر حساب کے لئے یکم محرم سے سال ہجری شمار کیا جاتا ہے۔

اسلام کی فتوحات اور حضرت کی وفات

چونکہ اسلام کی اشاعت کی مزاحمت دفع کرنے اور اوسکی عزت قایم رکہنے کے لئے یہ ضرور تہا کہ ایذا دہندونکو

سزا دیکر اپنی حفاظت کیجائے۔ اس لئے مسلمانون کے مدینہ مین آتے ہی جہاد کی ابتدا پڑی۔ اور حضرت نے دشمنون کی تلاش اور غارت کرنے کے لئے مسلمانون کو بھیجنا شروع کیا۔ اور خود بھی غزوات کئے۔ مسلمانون کے پہلے لشکر نے مقام نخلہ مین فتح پائی۔ اور پھر حضرت نے جنگ بدر مین جہان آپ نے صرف تین سو پانچ آدمیون سے ابوسفیان قافلہ سالار قبیلۂ قریش کے تجارتی قافلہ کی تلاش مین گئے تھے اور جسکے بچانے کے واسطے ابوجہل نے ایکہزار آدمیون کے ساتھ کوچ کیا تھا۔ ۱۷ رمضان ۲ سنہ ہجری مین ابوجہل کو قتل کرکے فتح حاصل کی۔ اس فتح سے مکہ والون کے دل شکستہ ہوگئے۔ اور گرد و نواح کے بہت سے قبایل مسلمان ہونے لگے۔ چونکہ اون مین کوئی رشتۂ اتفاق ایسا نہ تھا۔ کہ جسمین پایداری ہوتی۔ اور استقلال قایم رہتا۔ اس لئے اگرچہ اہل قریش کو جنگ احد (شوال ۳ سنہ) مین مسلمانون پر کسیقدر غلبہ ہوا مگر تاہم اسلام کے جوش اور نکوئی کی برکت کے سامنے اون کی ہمتین پست ہوتی چلی گئین۔ اور رمضان ۸ سنہ مین مکہ بھی حضرت کے قبضہ مین آگیا۔ اور قریش مسلمان ہوگئے۔ اور لوگ آنحضرت کو پیغمبر وقت اور سلطان الزمان ماننے لگے۔ اسلام نے اہل عرب کے دلون مین اتفاق و محبت [illegible] الدی آپس کی نااتفاقی دور ہوگئی۔ اور [illegible] ہوکر دور دور ملکون کو فتح کرکے وہان [illegible] کرنے لگے آخر اسقدر اسلام کی ترقی اور اشاعت کے بعد آنحضرت نے ترسٹھ برس کی عمر مین ۱۲ ربیع الاول ۱۱ سنہ م ۶۳۲ء کو راہی روضۂ رضوان ہوے۔ یہ وقت ایسا تھا کہ قریب قریب تمام عرب مطیع یا مسلمان ہوچکا تھا۔ حضرت کو چار صاحبزادے۔ قاسم۔ طیب۔ طاہر۔ ابراہیم۔ اور چار صاحبزادیان۔ فاطمہ۔ زینب رقیہ۔ ام کلثوم پیدا ہوے۔

خلفای راشدین کی خلافت

آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اکبر ۱۱ سنہ م ۶۳۲ء مین

خلیفہ منتخب ہوے۔ آپ کی ولادت سنہ ۲ عام الفیل ہے۔ اسوقت اسلامی حکومت صرف عرب مین محدود تھی۔ آپ نے اولاً عرب کا فساد فرو کر کے عراق اور شام کی طرف لشکر بھیجا۔ اور آپ کی دو سالہ خلافت مین اسلامی فتوحات کا بحر مواج اپنی آن بان دکھلانے لگ گیا تہا۔ سنہ ۶۳۳ء م سنہ ۱۲ھ مین جنگ سلاسل نے مسلمانون پر دیگر فتوحات کا دروازہ کہولدیا۔ اور مسلمان عراق عرب مین داخل ہوے۔ حیرا کا شہر بہی قبضہ مین آگیا۔ چنانچہ ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ سنہ ۶۳۴ء روز چہارشنبہ کو جبکہ آپکی وفات ہوئی۔ دمشق تک یہ ملک فتح ہوگیا تہا۔ آپ نے دو سال تین مہینے ۲۲ یوم خلافت کی۔ آپ کی چار بیبیان تہین۔ جن سے تین لڑکے اور تین لڑکیان پیدا ہوئین۔ لڑکون کے نام عبد اللہ۔ عبد الرحمن۔ محمد۔ اور لڑکیون کے نام اسما (زوجہ حضرت زبیر بن العوام) حضرت عائشہ (زوجہ محبوبہ حضرت رسول اکرم صلعم) ام کلثوم ہین۔

سنہ ۱۳ھ سنہ ۶۳۴ء مین حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ ہوے۔ ولادت یکم محرم سنہ ۱۳ عام الفیل ہے۔ آپ کے عہد مین اسلام کی جو جلد جلد ترقی اور اوس کی بنیاد کی مضبوطی ہوئی۔ ایسی پھر کبھی نصیب نہین ہوئی۔ چنانچہ یرموک مدائن۔ حمص۔ حلب۔ قادسیہ۔ عجم۔ نہاوند وغیرہ کی فتوحات آپ ہی کے عہد بابرکت کا نتیجہ تھین۔ جبوقت حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تھے تو اہل عرب کی سلطنت نے اپنا قدم ملک عرب سے باہر نہین نکالا تہا۔ مگر آپ کے عہد خلافت مین ملک پر ملک فتح ہوتے گئے۔ عرصۂ قلیل مین سلطنت عرب کو وہ وسعت حاصل ہوگئی۔ جسکی نظیر دنیا کی تاریخ مین کمتر ملیگی۔ متواتر فتوح سے سنہ ۶۳۴ء م سنہ ۱۳ھ مین یرموک کی لڑائی سے شام مین سلطنت اسلامیہ کو راہ ملی۔ اور ملک شام پر اہل اسلام کا پھریرا لہرانے لگا۔ سنہ ۶۳۵ء م سنہ ۱۴ھ مین دمشق۔ قادسیہ فتح ہوا۔ سنہ ۶۳۶ء م سنہ ۱۵ھ مین ایمیسا حمص۔ انٹی اوک۔ (انطاکیہ) اور یروشلیم (بیت المقدس) تسخیر ہوے اور سنہ ۶۳۷ء م سنہ ۱۶ھ مین عراق عرب کا قدیمی دار السلطنت مدائن تصرف مین آگیا۔ اور سنہ ۶۳۸ء م سنہ ۱۷ھ مین فتح قیصاریہ سے ملک شام کی فتح درجۂ تکمیل کو پہونچی۔ الجزیرہ پر بھی قبضہ ہوگیا۔ مسلمانون نے بصرہ اور کوفہ کے شہر آباد کئے

خوزستان و تستر کا بھی اس سال اضافہ ہوا۔ ۲۲ ہجری م ۲۱ ھ میں نہاوند کی لڑائی نے ایران کے خاندان ساسانیہ کو بالکل ستیاناس کرکے خاک میں ملا دیا اور سارا ایران مسلمان ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کے ہی عہد خلافت ۱۵ھ یا ۱۶ھ م ۶۳۶ یا ۶۳۷ء میں عثمان بن عاص ثقفی حاکم بحرین و عمان نے حضرت کے بغیر صلاح و مشورہ کے عمان کی راہ سے ساحل ہند پر ایک لشکر جنگ و غزا کے لئے بھیج دیا۔ چنانچہ وہ لشکر بمبئی میں ٹانہ (تھانہ) تک آیا جس پر حضرت عمرؓ نے ناراض ہو کر یہ خط لکھا۔ کہ اے برادر ثقفی تو نے لکڑی میں گھن لگا دیا۔ اس مہم میں میرے آدمی شکست پاکر قتل نہ مارے جاتے۔ بخدا اوتنے آدمی تیرے قبیلہ سے قتل کرتا۔۔

اسی زمانہ میں حکم برادر عثمان جو بحرین کا حاکم مقرر ہوا تھا۔ بہروچ پر فوج بھیجی۔ کشتیاں لشکر سمیت دریا کی راہ سے روانہ کی۔ اور اس لشکر کا سردار اپنے بھائی مغیرہ بن العاص کو مقرر کیا۔ تاکہ اس راہ سے دیبل پر پہونچے۔ اس زمانہ میں ملک سندہ میں چچ بن سیلایج کا راج ۳۵ سال سے چلا آتا تھا۔ سما ین دیوراج یہاں چچ کے طرف سے حاکم تھا۔ افسوس ہے کہ اس لڑائی میں مغیرہ ابن العاص شہید ہو گیا۔

تھوڑے دنوں کے بعد عراق کا حاکم ابو موسیٰ اشعری مقرر ہوا۔ ربیع بن زیاد حارثی کو اوس نے بلاد کرمان و کران میں حاکم مقرر کیا۔ دار الخلافت سے ابو موسیٰ اشعری کے نام حکم آیا کہ "ممالک و مسالک ہند کا حال حتی الوسع دریافت کرکے اطلاع دے"۔ ابو موسیٰ اشعری ابھی مغیرہ کے مہم کا حال دیکھ چکا تھا۔ اوس نے خلیفہ کو جواب لکھا کہ "ہند و سندہ کا راجہ بڑا طاقتور اور متکبر خبیث الباطن و بدہ پرست ہے"۔ اسپر حضرت عمرؓ نے تاکیدی احکام جاری کر دئے۔ کہ ہند پر جہاد نہ کیا جائے۔ بحری مہمات حضرت عمرؓ کو پسند خاطر نہ تھیں۔ اس میں بہت سی مصلحتیں تھیں۔ آپ خوب جانتے تھے کہ اہل عرب سب طرف ساحل بحر پر بحری کاموں میں مشاق نہیں ہیں بحر قلزم کے ساحل پر اہل عرب بحری کاموں میں ایسے مشاق و چست و چالاک نہ تھے۔ جیسے کہ بحر ہند کے ساحل پر۔ جب ملک مصر فتح ہوا تو آپ نے عمر بن عاص سے پوچھا کہ سمندر کا حال کیا ہے تو اوس نے

جواب مین لکھا کہ "سمندر ایک بڑا پوکھر ہے۔ جس مین لعض پانی کو اسطرح کاٹ کے چلتے ہین۔ جسطرح لکڑی کے شہتیرون کو کیڑے"۔ یہ دیکھکر حضرت عمرؓ نے بحری جہات کی ممانعت فرمادی۔ لیکن تاہم بہی آپ کے عہد مین مسلمان تمام۔ مصر۔ شام۔ ایران کے مالک ہو چکے تھے۔

افسوس ہے کہ اس عادل وفاتح خلیفہ نے سلخ ماہ ذیحجہ ۲۳ ہجری ۶۴۴ء روز شنبہ مین ابولولو کے ہاتھہ شہادت پائی۔ ۶۳ سال عمر تھی۔ آپ نے دس سال چھہ ماہ ۴ یوم خلافت فرمائی۔ آپ کی چھہ بیبیان منکوحہ اور دوسریہ جملہ آٹھہ تھین۔ ازانجملہ آپ کی ایک منکوحہ بی بی۔ ام کلثومؓ بنت اسد اللہ الغالب علی مرتضیٰ ابن ابیطالب علیہ السلام بہی تہین۔ لیکن حضرات شیعہ کو اس سے انکار ہے۔ اور اہل تسنن اس کی تصدیق کرتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جملہ ازواج وسریہ سے آپ کو نو فرزند اور چار صاحبزادیان پیدا ہوئین۔ فرزندون کے نام عبد الرحمنؓ عبد اللہؓ۔ زیدؓ۔ زید اصغر۔ عبد اللہ اصغر۔ عاصمؓ۔ عیاضؓ۔ عبد الرحمنؓ اوسط ملقب بابو الخیر۔ عبد الرحمن اصغر اور صاحبزادیون کے نام۔ حضرت حفصہؓ زوجہ رسول خدا۔ رقیہؓ۔ فاطمہؓ۔ زینبؓ ہین۔

۲۳ ہجری ۶۴۴ء مین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوے۔ آپ کی ولادت سنہ ۶ عام الفیل ہے۔ آپ کے زمانہ مین بھی خراسان وغیرہ پر لشکر کشی کیگئی۔ بلخ تک فتوحات حاصل ہوچکی تھین۔ ۱۲ سال آپ نے خلافت کی۔ آخر اہل مصر نے خروج کیا۔ ۱۸ یا ۱۴ ذیحجہ ۳۵ ہجری ۶۵۶ء روز جمعہ کو غافقی شقی نے شہید کیا۔ عمر شریف ۸۲ سال تھی۔ سات بیبیون سے آپ نے نکاح فرمایا۔ آٹھہ فرزند۔ آٹھہ دختر پیدا ہوے۔ جنکے نام یہ ہین۔ عبد اللہ اکبرؓ۔ عبد اللہ اصغرؓ۔ عمرؓ۔ امانؓ۔ خالدؓ۔ ولیدؓ۔ سعیدؓ۔ فرازؓ۔ امانؓ اصغر۔ اروئیؓ۔ مریمؓ۔ ام عثمانؓ۔ عائشہؓ۔ ام امانؓ۔ ام عمرؓ۔ ام خالدؓ۔ روایت غیر مشہورہ مین وارد ہے کہ آنجنابؓ کے سواے فرزندان دو دختران مذکورہ کے اور بہی دو صاحبزادیان پیدا ہوی تھین۔ ایک صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلعم کے شکم محترم سے۔ اور دوسری

صاحبزادی ایک سریہ سے واللہ اعلم بالصواب۔

۳۵ھ م ۶۵۶ء مین حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام خلیفہ ہوئے۔ آپ کی ولادت سنہ ۳۰ عام الفیل م ۲۳ قبل ہجرت ہے۔ آپ کا زمانہ اکثر خانہ جنگیون مین گذرا۔ لیکن حارس نے آپ ہی کے زمانہ مین سندہ کو فتح کرکے بہت کچھہ لوٹا۔ اور بہت سے لونڈی غلام بنا کر لیگیا۔ ۴ سال ۹ ماہ خلافت فرمائی۔ افسوس ہے کہ عبد الرحمن ابن ملجم نہروانی ملعون نے ۔ ا رمضان کو زخمی کیا۔ اور ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ م ۶۶۱ء کو آپ نے شہادت پائی۔

صحیح تاریخون مین ہے کہ جب تک حضرت فاطمہ زہرا بنت رسول خدا صلعم زندہ رہین۔ جناب امیر نے خاتون جنت رضہ کے سوا کسی عورت سے نکاح نہین کیا۔ مگر حضرات شیعہ علل الشرائع مین لکھتے ہین کہ آنجناب ایک کنیز حبشیہ پرشیا اور ابوجہل کی دختر پر فدا تھے۔ پہر بعد وفات حضرت خاتون قیامت کے آنجناب نے بہت سے نکاح یکے بعد دیگرے کئے۔ چنانچہ کبہی ایسا نہ ہوا کہ آنجناب کے چار بیبیون سے کم ہون۔ اور سوائے چار بیبیون کے بہت سی زرخرید لونڈیان وسریہ بھی تھین۔ اور وسے ہی آنجناب کے تصرف مین تھین۔ اور اکثر اون مین سے اولادین بھی ہوئین۔ چنانچہ مشہور ترین ازواج کی تعداد نو تہی۔

اہل سیر آنجناب کی اولاد کی تعداد مین اختلاف رکھتے ہین۔ اکثر کہتے ہین کہ فرزندان و دختران بتیس ۳۲ تھے اور کتاب فصل الخطاب مین روایت پینتیس ۳۵ کی ہے۔ اور بعض کم و بیش لکھتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب

پس موافق روایت اول کے آنجناب کی اولاد امجاد کی تعداد یہ ہے۔ ۱۶ صاحبزادے۔ اور ۱۶ صاحبزادیان۔ حضرت حسن علیہ السلام۔ حضرت حسین علیہ السلام۔ حضرت محسن علیہ السلام۔ محمد اکبر۔ عبد اللہ اکبر رضہ ابوبکر رضہ۔ عمر رضہ۔ عثمان رضہ۔ محمد اوسط۔ عبد اللہ اصغر رضہ۔ محمد اصغر رضہ۔ یحیی رضہ۔ عون رضہ۔ عباس رضہ۔ جعفر رضہ۔ شفیق رضہ۔ زینب رضہ کبری۔ ام کلثوم رضہ۔ رقیہ رضہ۔ ام الحسن رضہ۔ آمنتہ الکبری رضہ۔ ام ہانی رضہ۔ میمونہ رضہ۔ زینب رضہ صغری۔ فاطمہ رضہ۔ امامہ رضہ۔ خدیجہ رضہ۔ ام الکرام رضہ۔ ام سلمہ رضہ۔ ام جعفر رضہ۔ حمانہ۔ نفیسہ رضہ۔

اس کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام خلیفہ ہوئے۔ مسلمانون مین اتفاق نہ رہا۔ خلافت سی سرتابی شروع کی۔ چنانچہ امیر معاویہؓ حاکم شام سے ان بن ہونے لگی۔ گو یہ جھگڑے حضرت خلیفہ چہارم کے ہی زمانہ سے پیدا ہو گئے تھے۔ مگر اب ترقی پذیر ہو گئے۔ چنانچہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے چھ ماہ کی خلافت کے بعد امیر معاویہؓ سے حسب ذیل شرایط پر صلح کر لی۔ اور خلافت سے دست برداری اختیار فرمائی۔

اول امیر معاویہؓ شیعان علیؓ سے کچھ کینہ نہ رکھین۔ دوم خراج لکھا ہوز کا ہر سال ہمارے خرچ کے واسطے مقرر کرین۔ سوم دو لاکھ درہم سوا خرچ مذکور کے اور بھی ہمکو مرحمت کرتے رہین۔ چہارم اہلبیت رسول اللہ کے پورے پورے حقوق ادا کرتے رہین۔ پنجم بنی ہاشم کے ساتھ انعام و اکرام سے پیش آتے رہین۔ اور ہمیشہ انکو اپنے اور اپنے اہلبیت پر ترجیح دیتے رہین۔

بہرحال خلافت کا زمانہ ۱۱ ہجری سنہ ۶۳۲ء سے ۴۱ ہجری سنہ ۶۶۱ء تک رہا۔ اس کے بعد خلفا بنی امیہ کو عروج ہوا۔

عہد خلفاء بنی امیہ

امیر معاویہؓ ۴۱ ہجری سنہ ۶۶۱ء مین خلیفہ ہوے۔ آپ آنحضرتؐ کی قوم قریش میں امیہ خاندان سے تھے۔ اسلئے اس خاندان کا نام بنی امیہ یا اموبہ ہے۔ اس خاندان مین سلسلۂ خلافت قایم ہوا اور اسمین چودہ خلیفہ متواتر ہوے۔ ان کا دار الخلافت دمشق تھا۔

امیر معاویہؓ کے عہد مین مسلمانون نے ۴۱ ہجری سنہ ۶۶۱ء مین ہرات پر قبضہ کیا۔ خلفاء عرب سی کبھی ہندوستان کے کسی حصۂ عظیم کا تعلق نہین ہوا۔ جب اہل عرب نے ہرات کو فتح کر لیا تو اسکے بعد ۴۴ ہجری سنہ ۶۶۴ء مین وہ کابل مین آ دھمکے۔ اور یہان سے ملتان مین اترے۔ بہرحال افغانستان کو فتح کرکے دریائے اندس تک

بڑہتے چلے گئے۔ سنہ ۵۴ھ م سنہ ۶۷۴ع مین بخارا فتح ہوا۔ دو سال بعد سمرقند مفتوحہ ممالک کی ذیل مین داخل
ہوا۔ سنہ ۵۰ھ م سنہ ۶۷۰ع مین قیروان لبا کر اسے مقبوضات افریقہ کا دارالحکومت بنایا گیا۔ سنہ ۷۴ھ م سنہ ۶۹۳ع
مین کارتھیج فتح ہوا۔ اور اہل عرب بحر الکاہل تک جا پہونچے۔ سنہ ۹۱ھ م سنہ ۷۱۰ع مین تانجیر سے ہسپانیہ
مین داخل ہوے۔ سنہ ۹۳ھ م سنہ ۷۱۲ع مین ٹولیڈو فتح ہوا جس کی وجہ سے سلطنت گاتھک تمام وکمال
مسلمانون کے زیرنگین ہوگئی۔ سنہ ۱۰۶ھ م سنہ ۷۲۵ع مین جنوب فرانس کی سمت فوج کشی ہوئی۔ گو چارلس ہمرنے
سنہ ۱۱۴ھ م سنہ ۷۳۲ع مین ٹورس کے قریب فتح حاصل کی۔ مگر مسلمان برابر ناربن پر قابض رہے۔ اور برگنڈی و
ڈوفش پر حملے کرتے رہے۔ اسطرح مغرب مین خلفا کی سلطنت ایک صدی مین دور تک پھیل گئی۔ شمال
مین اناطولیہ (۱) پر جو یونانیون کے قبضہ مین تھا مسلمان متصرف ہو سکے لیکن اونہون نے ارمینیا پر
چڑہائی کی۔ اور سنہ ع مین ارض روم پہونچگئے۔ بہرحال نہایت کامیابی کے ساتہہ خاندان بنی امیہ کے
ارکان نے ۹۲ برس حکومت کی یعنے سنہ ۴۱ھ م سنہ ۶۶۱ع سے سنہ ۱۳۲ھ م سنہ ۷۵۰ع تک انکا عروج رہا۔ اس کے
بعد آنحضرت صلعم کے چچا حضرت عباس رضہ کے خاندان نے اس بنی امیہ خاندان کے آخر خلیفہ مروان ثانی کو
معزول کرکے اپنے خاندان مین سلسلۂ خلافت کو جاری کیا۔ اور سنہ ۱۴۵ھ م سنہ ۷۶۲ع مین بغداد کی بنیاد ڈالی
اور اوس کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ چنانچہ خاندان عباسیہ کا پہلا خلیفہ سفاح تہا۔ جو سنہ ۱۳۲ھ م سنہ ۷۵۰ع مین تخت
خلافت پر رونق افروز ہوا۔ اس خاندان کے ۳۷ خلیفہ ہوے۔ تقریبًا چہہ سو برس تک انکی سلطنت رہی۔
یعنے سنہ ۱۳۲ھ م سنہ ۷۵۰ع سے سنہ ۶۵۶ھ م سنہ ۱۲۵۸ع تک کمال آن بان سے حکومت کی۔ آخر مین اس خاندان کے
آخری خلیفہ مستعصم کو ہلاکو خان نے نیست ونابود کرڈالا۔ گو اسکے قبل ہی خلافت عباسیہ کے اعضا کمزور و ڈہیلے
ہوگئے تھے۔ کیونکہ جب خلفاء عرب کی سلطنت کو یہ وسعت حاصل ہوئی۔ کہ بحر اطلانٹک سے سندہ تک اور
بحر کیاسپین (خزر) سے رود نیل کے آبشارون تک پھیل گئی۔ جب سلطنت نے یہ وسعت عظیم پیدا کی
تو ایک بادشاہ کا یہ کام نہ تھا۔ کہ وہ سب کو یکجا جمع رکہہ کر بادشاہی کرتا۔ پس ضرور تھا کہ وہ حصون مین

جدا جدا منقسم ہو۔ سب سے اول عبد الرحمن (جو بنی اُمیہ کے دسوین خلیفہ ہشام کا پوتا تھا) ۱۳۸ھ م ۷۵۵ء
مین بالکل اندلس (اسپین) کا خود مختار اور آزاد سلطان تسلیم کیا گیا۔ اور اس نے خاندان عباسیہ سے
بالکل تعلق نہین رکہا۔ تیس برس بعد ادریس جو حضرت علیؓ کے اولاد مین سے تھا اور اس لئے وہ خاندان
بنی اُمیہ اور خاندان عباسیہ دونون کا مخالف تھا۔ مراکش (مراکو) مین خاندان علویہ کی آزادانہ سلطنت
قایم کی۔ اور ۱۷۲ھ م ۷۸۸ء مین مدغار (صنعا) کو اپنا دار السلطنت بنایا۔ باقی شمالی افریقہ کا ایک حصہ بھی
خلافت سے نکل گیا۔ اسمین خاندان اغلبیہ کو غلبہ ہوا۔ اور ۱۸۴ھ م ۸۰۰ء مین قیروان کو اپنا دار الحکومت
بنایا۔ آیندہ صدی مین مصر اور شام دونون خلافت کی فرمانبری سے نکل کر خود مختار فرمانروا ہو گئے۔
۲۶۴ھ م ۸۷۷ء مین طولون آزاد بادشاہ ہوا۔ یہ سچ ہے کہ خاندان طولون کی حکومت کے بعد تیس برس
تک خاندان عباسیہ کے طرف سے پھر یہان حاکم مقرر ہونے لگے تھے۔ مگر ۳۲۳ھ م ۹۳۴ء مین اخشیدیہ
خاندان نے اپنی سلطنت جدا جمائی۔ بعد اسکے دریاء فرات کے مغرب مین کسی ملک نے معاملات ملکی
مین خلفاء بغداد کی اطاعت نہین کی۔ مگر دینی اطاعت کو نہین چھوڑا۔ خطبون مین اور سکون مین انہین
خلفاء بغداد کا نام ہوتا تھا مگر اسپین اور مراکش مین نہ سکہ پر انکا نام تھا نہ خطبہ مین انکا نام پڑہا جاتا تھا۔
مشرق مین بھی خاندان عباسیہ کی حکومت سے ملک آزاد ہو جاتے تھے۔ ۲۰۴ھ م ۸۱۹ء مین مامون رشید کا
نامور سپہ سالار طاہر ذوالیمینین جب مشرق مین نائب خلیفہ مقرر ہوا تو اوس نے خلیفہ سے سرتابی کی
اور خود مختار ہو گیا۔ اس کے بعد اور خاندان صفاریہ سامانیہ۔ غزنویہ پیدا ہوے۔ اور جدا جدا اپنی سلطنت
کرنے لگے۔ خلفاء کی دینی بزرگی کو یہ سارے خاندان تسلیم کرتے تھے۔ مگر مشرقی اضلاع ایران اور ماوراء النہر
کی ساری دولت اور حکومت کو اپنے قبضہ اقتدار مین رکھتے تھے۔ تیسری صدی کے وسط سے دولت
عباسیہ مین ترکی سپاہ کا بڑا غلبہ ہوتا جاتا تھا۔ باقی ملک بھی خاندان بنی بویہ کے قبضہ مین آگئے۔
۳۳۴ھ م ۹۴۵ء مین بغداد بھی انہین کے پاس تھا۔ مگر اس انقلاب سے خلفاء کو تبدیلی آقا کے سوا اور

کچھ فائدہ نہ ہوا یعنے پہلا گروہ ترکی غلامون کے زیر اثر تھے۔ تو اب انھین ایک اور غیر قوم دیویہ فرمانروان کا دست نگر بننا پڑا۔ اس وقت سے ۳۳۴ھ ۹۴۵ع سے ۶۵۶ھ تک جبکہ ہلاکو خان نے عباسی سلطنت کو نیست و نابود کر ڈالا۔ خلفائے بغداد محض دربار کرنے کے قابل رہ گئے تھے۔ مگر ان درباروں مین کوئی ملکی معاملہ پیش نہ ہوتا تھا۔ اگرچہ خلیفہ ناصر کی طرح بعض اوقات انکی حکومت محل کی چار دیواری کے باہر یا صوبہ عراق عرب تک بھی وسیع ہوجاتی تھی۔

بہرحال خاندان عباسیہ کے خاتمہ پر ہسپانیہ۔ اندلس۔ شمالی افریقہ۔ مصر۔ شام۔ ایران۔ صوبہ جات آزوی جیحون۔ وغیرہ کے متعدد چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو لئے۔ اور ہر ایک حصہ سے۔ اکثر دس پانچ اور بعض حصون سے تو پندرہ بیس خاندانون کا ظہور رہوا۔ اور ہر ایک اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانے لگا۔ چنانچہ ہسپانیہ سے خاندان حمودیہ۔ عبادیہ۔ سدیری۔ جواہری۔ ذوالنونی۔ نصریہ۔ توجیبی وغیرہ نکلے۔ شمالی افریقہ سے مارینہ۔ حنفیہ۔ حمادیہ۔ محمدتیہ۔ زبانیہ۔ شریفیہ المرادیہ وغیرہ پیدا ہوئے۔ مصر و شام مین طولونی۔ فاطمیہ مملوک۔ اخشیدی۔ ایوبیہ۔ خدیویہ۔ یمن مین نجاحیہ۔ حمدونیہ۔ طاہرہ امامان۔ یعفوریہ۔ صلیحیہ۔ مہدویہ۔ رسولیہ۔ امامان رشید وغیرہ نکلے۔ قس علی ہذا اور بھی چھوٹی چھوٹی بہت سی ریاستین قایم ہوگئین چونکہ ہم اس موقع پر ہندوستان کی تاریخ بیان کر رہے ہین اسلئے ان تمام حالات کا تفصیل کے ساتھ یہان پر لکھنا غلط مبحث ہوگا۔ صرف ناظرین کی معلومات کے لئے اس قدر حالات خاندان بنی امیہ و خاندان عباسیہ وغیرہ کے بتا دئیے گئے ہین۔ انشاء اللہ تعالے آیندہ حسب موقع بالتفصیل و بالتصریح ان تمام اسلامی خاندانون کا حال لکھا جائیگا۔ اب ہم یہان پر وہ حال لکھتے ہین کہ مسلمان ہندوستان مین کب اور کیسے آئے۔ ابتداءً انھون نے کہان قدم جمایا۔ اور پھر کیونکر ترقی کی۔ آخر ہندوستان پر کس زمانہ مین قبضہ ہوا۔

حضرت عمر خلیفہ دوم کے حالات مین ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ آنجناب کو بحری مہمات پسند نہ تھین۔ اسلئے آپ نے تاکید ی احکام

جاری کردئے تھے کہ ہند پر جہاد نہ کیا جائے۔ لیکن یہ ممانعت حضرت عثمانؓ خلیفہ سوم کے عہد مین دور ہوئی۔ پھر تو رفتہ رفتہ بحری جہات کو ترقی ہوئی۔ اور اہل اسلام کو بحری جہات سے فتوحات بھی بکثرت حاصل ہوے۔

ملک ہند پر مسلمانونکی چڑہائی اور فتوحات

جب خاندان بنی اُمیہ کا پانچوان خلیفہ عبدالملک اپنے باپ کی جگہ مسند خلافت پر بیٹھا تو اپنے فتحمند سپہ سالار حجاج بن یوسف کو عراق کا حاکم مقرر کیا۔ اس موقع پر راجہ سراندیپ (سیلون لنکا) نے حجاج کی عنایت و مہربانی حاصل کرنے کی غرض سے آٹھہ جہازون مین بہت سے تحائف عراق نے بھیجے۔ جنمین لونڈی غلام بھی تھے۔ اور راجہ کی عملداری مین جسقدر مسلمانون کے یتیم بچے تھے۔ وہ بھی ان جہازون مین سوار تھے علاوہ برین حج کے ارادہ سے کچھہ مسلمان بھی ان جہازون مین آکر بیٹھے تھے۔ جب یہ جہاز بلاد قادرون مین پہونچے تو باد مخالف نے راہ راست سے برگشتہ کرکے ساحل دیبل پر پہونچایا۔ یہان بحری قزاقون نے اون جہازون کو لوٹ لیا۔ اور مسلمان مرد و عورتون کو گرفتار کیا۔ اور شاہ سراندیپ کے معتمدون کی فریاد پر مطلق التفات نہ کی۔ جب یہ خبر حجاج کو پہونچی تو اوس نے راجہ داہر کے پاس (جو اوس سرحد کا حکمران تھا) سفیر روانہ کیا۔ اور خط مین یہ لکھا کہ مسلمان مرد و عورتون کو رہا کیا جائے۔ اور تحائف وغیرہ واپس کرے۔ لیکن داہر نے اوس کا یہ جواب دیا کہ "بحری قزاقون پر میرا بس نہین چلتا۔ اس لئے مجبور ہون"۔ جب حجاج کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو ہند و سندہ پر فوج کشی کی اجازت چاہی۔ اول تو خلیفہ نے انکار کیا۔ مگر حجاج کے اصرار پر دوبارہ اجازت دیدی۔ پس حجاج نے عبداللہ بن نبہان اسلمی کو دیبل پر روانہ کیا یہان اوسکو شکست ہوئی۔ اور جان سے بھی مارا گیا۔ پھر حجاج نے بدیل صحابی کو لکھا کہ وہ مکران جائے۔ اور محمد ہارون کو حکم دیا کہ سندہ پر چڑہائی کرنے کے لئے تیار رہے۔ عبداللہ بن محطان کو حکم گیا کہ

وہ عمان کی طرف سے وہان پہونچے۔ چنانچہ یہ چل کر نیرون مین بدیل سے ملا۔ بدیل تین سو آدمی لیکر مکران سے چلا۔ راہ مین محمد ہارون کا لشکر ملا۔ جب یہ لشکر لیکر بدیل دیبل پہونچا تو واہر کا بیٹا جے سیہ چار ہزار اسپ و شتر سوار لیکر مقابلہ کیا۔ صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ بدیل کا گھوڑا ہاتھیون سے ڈر کر بگڑ جاتا تھا۔ بدیل نے میدان جنگ مین نہایت جوانمردی وبہادری سے مقابلہ کیا۔ مگر گھوڑے کی شرارت سے نیچے گرا۔ پچھڑ گیا تھا۔ دشمنون نے ہجوم کرکے شہید کرڈالا۔ اور مسلمانونکو سخت شکست ہوئی۔

جب حجاج کو بدیل کے شہادت کی خبر پہونچی تو نہایت غمگین ہوا۔ اور عہد کیا کہ بدیل کا بہت جلد انتقام لون گا۔ اور سرحد چین تک کسی کافر کو حسام اسلام سے زندہ نہ چھوڑون گا۔ اس موقع پر عامر بن عبداللہ نے کہا کہ ولایت ہند کی تولیت مجھے سپرد ہو۔ حجاج نے کہا کہ تجھ کو یہ طمع ہے۔ مگر منجمون نے یہ حکم لگایا ہی کہ ولایت ہند عماد الدین محمد قاسم کے ہاتھ سے فتح ہوگی۔

محمد قاسم کو اکثر مورخ محمد بن قاسم ثقفی اور ابو الفدا محمد بن القاسم لکھتا ہے۔ مگر یہ بات صحیح ہے کہ محمد قاسم نوجوان۔ سترہ سالہ حجاج کا چچا زاد بھائی اور داماد تھا۔ اور ملک فارس مین نہایت عقل و فراست وشجاعت سے کام کر رہا تھا۔ ہند کی مہم اعظم جو اوسکے حوالہ ہوئی۔ معلوم نہین کہ اس مین حجاج کی اس قرابت کو کتنا دخل تہا۔ اور اوس کی فرزانگی و دلاوری کا کتنا اثر تہا۔ مگر اس سفر مین خواہ اسکا سبب کچھ بھی ہو۔ حجاج کی پرلے درجے کی دانائی اور روشن ضمیری معلوم ہوتی ہے کہ اس نے فتح ہند کے واسطے ایسا دلاور شخص مقرر کیا کہ سب طرح سے لایق تھا۔

ولید بن عبدالملک سے حجاج نے ہند پر حملہ کرنے کی اجازت چاہی۔ لیکن ابتداءً خلیفہ نے اس عذر سے درخواست نامنظور کی۔ کہ قوم مخالف ہے اور ولایت دور دست ہے۔ تیاری لشکر اور اسباب جنگ کی درستی مین زر کثیر صرف ہوگا۔ جب حجاج نے مکرر معروضہ کیا اور بتلایا کہ لشکر اسلام کی ہزیمت کا بدلہ ضرور لینا چاہئے۔ اور جنگ کا سامان ہر طرح موجود ہے۔ اور اس مہم مین جس قدر روپیہ صرف ہوگا

اوسکا دوچند خزانہ مین داخل کرنیکو تیار ہون۔ تب تو خلیفہ نے سفر ہند کی اجازت دی۔ اور حجاج کی درخواست پر چھہ ہزار سپاہ شام بھی روانہ فرمادی۔ جمعہ کے روز حجاج نے خطبہ پڑہا۔ اور لشکر کو کہا کہ زمانہ دور کر رہا ہے۔ اور حرب ہی ہمارا فخر ہے۔ ہم خداوند تعالٰی کی ستایش زبان سے اور شکر دل سے کرتے ہین۔ کیونکہ وہ ہمکو عظمت دیتا ہے۔ اور کسی دروازہ کو ہم پر بند نہین کرتا۔ بدیل کے مفارقت کی آواز اب تک کان مین آرہی ہے۔ اور لشکر اسلام کے مصائب یاد دلاتی ہے۔ واللہ سچ کہتا ہونکہ تمام عراق کا مال اور جو کچہہ میرے پاس ہے۔ اوس کو اس کام مین جبتک نہ خرچ کرون اور انتقام نہ لون تب تک آرام وچین نہین ہے۔" محمد قاسم کو بہی بہت کچہہ پند ونصایح کئے۔ جس وقت محمد قاسم کوچ کرکے شیراز مین پہونچا تو اوسکے پاس چھہ ہزار سوار چھہ ہزار جانہ تین ہزار اشتر بختی بارکش موجود تھے۔ جب محمد قاسم مکران پہونچا تو محمد ہارون سے ملاقات ہوئی اور وہ بہی ساتہہ ہولیا۔ لیکن ارمن بلیہ دار رابیل کے مقام پر محمد ہارون (جو پیشتر ہی سے علیل تھا) نے وفات پائی اسکے بعد محمد قاسم نے ارمن بلیہ کو فتح کیا۔ اور وہان سے دیبل کی جانب کوچ کیا۔

داہر کے بیٹے جے سیہ کو جو اسوقت نیرون (جسکو اب سندہ کہتے ہین) مین تھا۔ محمد قاسم کے آمد کی کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے باپ کو مطلع کیا۔ اور جنگ کی اجازت چاہی۔ داہر نے اوسکے جواب مین اجازت دیدی۔ جسمین لڑائی متواتر کئی روز تک ہوتی رہی۔ آخر لشکر اسلام غالب آیا۔ اور دیبل فتح ہوگیا۔ اور وہ مسلمان مرد وزن جو سراندیپ کے جہازون کے لٹ جانے سے قید ہوگئے تھے رہائی پائے۔ اور ان قیدیون کی حراست پر ایک پنڈت برہمن مقرر تھا۔ جو بعد فتح دیبل کے مسلمان ہوگیا۔ جسکو محمد قاسم نے اپنا نائب کرکے دیبل کی حکومت اوس کے سپرد کی۔ اور حمید بن دراع کو وہان کا شحنہ مقرر کیا۔ اور چار ہزار مسلمانون کو آباد کرکے ایک مسجد بنوادی۔ اور اس لڑائی مین جسقدر غنیمت ہاتہہ آیا تہا۔ اوسکا خمس معہ حاکم دیبل کی دو لڑکیونکے

حجاج کے پاس بھیجدیا۔
جب راجہ داہر کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے نیرون کے حاکم کو لکھا کہ دریائے مہران سے عبور کرکے برہمن آباد مین آئے۔ اور حصار وغیرہ کی حفاظت مین سعی کرے۔ چونکہ اس کے قبل ہی نیرون کا راجہ حجاج کا مطیع ہو چکا تہا۔ اس لئے اوس نے داہر کی ایک نہ سنی اور محمد قاسم کے لشکر کو ہر طرح آسایش و آرام دیا۔ چنانچہ محمد قاسم نیرون کا انتظام کرکے آگے بڑہا۔ اور بھرج۔ سوستان۔ سیسم وغیرہ کو فتح کیا۔ اسکے بعد آگے بڑہنے کا ارادہ کیا لیکن اس مقام پر حجاج کا ایک خط وصول ہوا جسمین لکھا تہا کہ کہین اور بڑہو نیرون کو واپس آؤ۔ اور مہران سے عبور کرنے کی تدبیر کرو۔ اور داہر سے لڑائی لڑو“ اس حکم کے دیکہتے ہی فوراً محمد قاسم نیرون کو واپس آیا۔ اور وہان سے جہم ہوتا ہوا ساکرہ مین پہونچا۔ اور کشتیون کا پل بناکر معہ لشکر دریا عبور کیا۔ ادہر راجہ داہر نے لشکر اسلام کے دریا عبور کرنے کی خبر سنکر اپنے بیٹے جے سیہ کو لشکر کثیر دیکر لڑائی کے لئے روانہ کیا۔ جب لڑائی ہوئی تو لشکر اسلام نے فتح پائی اور جے سیہ کا سارا لشکر مارا گیا۔ صرف جے سیہ بچکر نکل گیا۔ اسکے بعد محمد قاسم داہر سے لڑنے کے ارادہ سے آگے بڑہا۔ جب جے وار (جیپور) مین پہونچا تو داہر سے مقابلہ ہوا۔ اور متواتر پانچ روز تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر ۱۰ رمضان المبارک ۹۳ھ روز پنجشنبہ کو داہر مارا گیا۔
لیکن داہر کا بیٹا راجہ جے سیہ اور اوسکی بہن رانی مائی اور بہت سے عزیز واقربا امراو سردار لشکر قلعہ راور مین پناہ گزین ہوئے۔ جب محمد قاسم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو قلعہ راور پر حملہ کیا۔ ادہر سی ساکر وزیر نے جے سیہ کو یہ مشورہ دیا۔ کہ یہان قلعہ مین محصور ہو کر لڑنا اچہا نہین ہے۔ بہتر یہ ہے کہ برہمن آباد چلئے۔ جہان آپکے باپ دادا کی میراث اور خزینے دفینے موجود ہین۔ اور وہان کی رعیت خاندان چچ کی ہواخواہ بھی ہے۔ چنانچہ جے سیہ نے اس رائے کو پسند کرکے معہ اپنے متعلقین اور عزیز واقربا کے برہمن آباد چلا گیا۔ لیکن اوسکی بہن رانی مائی قلعہ مین معہ لشکر موجود رہی۔ اور محمد قاسم سے خوب لڑی

جب شکست کی صورت اور قلعہ کے مفتوح ہونے کی علامت نظر آئی تو ایک گھر مین تیل و روئی جمع کرکے آگ لگادی اور خود مع اپنے سہیلیون کے اوس مین گر کر خاکستر ہوگئی۔

جب قلعہ راور فتح ہوگیا تو قیدیون کا شمار کیا گیا تیس ہزار تھے۔ منجملہ اون کے تیس امیرزادیان اور شہزادیان بھی تھین۔ جس مین ایک راجہ داہر کی حقیقی بھانجی جے سیہ نام موجود تھی۔ چنانچہ محمد قاسم نے داہر کا سر اور قیدیون کا خمس اور غنیمت وغیرہ کعب بن محارق کے ہاتھہ حجاج کے پاس بھیدیا حجاج نے ایک عرضداشت کے ساتھہ داہر کا سر اور اوس کے چتر و اعلام اور لونڈی غلام خلیفہ کی خدمت مین ارسال کیا۔ خلیفہ نے داہر کی بھانجی کے حسن و جمال کو دیکھا تو دنگ رہ گیا۔ عبداللہ عباس نے اوسکے لئے درخواست کی تو کہا کہ اے عم زادے اس لونڈی کا جمال ایسا ہے کہ میرا دل اوس پر فریفتہ ہے گر مناسب یہی ہے کہ تو اسے لے لے۔ چنانچہ خلیفہ کی اجازت سے عبداللہ عباس نے اُسکو اپنے گھر لایا۔ اور اپنی حرم بنایا۔ مگر کوئی اولاد نہوئی۔

اب راور سے محمد قاسم نے برہمن آباد جانے کا ارادہ کیا۔ اثنا راہ مین دو قلعے بہرور اور دھلیلہ واقع ہوئے جنمین سولہ ہزار سپاہی موجود تھے۔ اول بہرور کا محاصرہ کرکے دو مہینے کے عرصہ مین اوسکو فتح کیا۔ اسکے بعد دھلیلہ کو بھی لے لیا۔

اب محمد قاسم نے ہند کے بڑے بڑے نامور امرا اور رؤسا کے نام اس مضمون کے پروانے روانہ کئے کہ دین اسلام یا اطاعت اسلام اختیار کرو۔ جب سی ساگر وزیر داہر نے یہ سنا تو محمد قاسم کے پاس آکر امان چاہی۔ چنانچہ محمد قاسم نے اوس کو امان دیکر عہدۂ وزارت عطا کیا اور نیز یہ پیشہ ور ... کو بلا کر عہد و پیمان کرکے دھلیلہ کا راج اور اوسکے آس پاس کا علاقہ مشرق و مغرب مین حوالہ محمد قاسم وہان سے کوچ کرکے نہر جلوالی کے کنارہ پر برہمن آباد کے مشرق طرف اترا۔ برہمن آباد مین چالیس ہزار لڑنے والے موجود تھے۔ لیکن جے سیہ کو محمد قاسم کی جانب سے ایسا خوف دل مین

بیٹھ گیا تھا کہ محمد قاسم کے آتے ہی سب اہل وعیال ومال کو چھوڑ کر ریگستان کی راہ سے جے وار (جیپور) پہونچا۔ پہر یہان سے طاکیہ ہوتا ہوا کشمیر گیا۔ اور راجہ کشمیر کو اپنے اس بے سروسامانی سے آنے کی اطلاع دی۔ راجہ کشمیر نے نہایت تپاک کے ساتہہ ملاقات کی۔ اور موضع شاکلہا جاگیر کر دی اور پچاس گہوڑے معہ زین وساز اوس کے ہمراہیون کو دو سو خلعت گرانمایہ عطا کئے۔

ادہر برہمن آباد کے مقام پر چہ ماہ تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ آخر شہر والون نے مجبور ہو کر امان چاہی اور برہمن آباد پر محمد قاسم کا قبضہ ہو گیا۔ یہان پر راجہ داہر کی ایک رانی لادی نام اور دو دختران دوشیزہ رہتی تھین۔ دوسرے مرد وزن کے ساتہہ یہ بھی قید ہو کر آئین۔ محمد قاسم نے لادی کو مسلمان کر کے حجاج کی اطلاع سے اپنے نکاح مین لایا۔ اور اون دونون لڑکیون کو معہ دیگر قیدیون کے مال غنیمت کے ساتہہ حجاج کے پاس روانہ کر دیا۔ اور حجاج نے اون تمام کو عرضداشت کے ساتہہ خلیفہ کی خدمت مین بھیجا۔

ادہر محمد قاسم نے برہمن آباد کے قبضہ کے بعد لوہانہ پر بھی قبضہ کیا۔ اور اون پر خراج مقرر کر کے دواع مین حمید النجدی کو برہمن آباد کا انتظام سپرد کیا اور اوس کے نائب اور عمال مقرر کئے۔ اور مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اور جاٹون کے ملک کا انتظام کیا۔ پہر وہان سے ساوندی اور راسمہ کے طرف چلا۔ یہ دونون موضع بلا کسی لڑائی جہگڑے کے قبضہ مین آگئے۔ جب ان دونون کے انتظام سے فارغ ہوا تو الور پر لشکر کشی کی۔ کئی روز تک متواتر لڑائی ہوتی رہی۔ مگر چند ہی روز مین الور کے باشندے مطیع ہو گئے۔ اور قلعہ حوالہ کیا۔ محمد قاسم نے نرواح بن اسد کو یہان کا حاکم مقرر کیا۔

اب تھوڑا سا حال ججے سیہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب اوسکو راجہ کشمیر نے شاکلہا جاگیر دی تو اوس نے وہان چند روز قیام کر کے کوچ کو گیا۔ اور وہان کے راجہ درو ہرائے نے اسکا استقبال کر کے بڑی آؤبہگت کی۔ اور لشکر اسلام سے لڑنے کے لئے امداد کا وعدہ کیا۔ اور ججے سیہ کو اپنا مہمان بنایا۔

اس راجہ کا یہ دستور تھا کہ ہر شنباہی مین ایک روز خلوت خانہ مین عورتون کے ساتھہ شراب پیتا اور ناچ دیکھتا اور گانا سنتا۔ اس مجلس مین کسی اجنبی کو آنے کی ممانعت تھی۔ یہ ایک اتفاق کی بات تھی کہ جے سیہ اوسی روز یہان آیا کہ جو روز راجہ کے عیش وطرب کا تھا۔ راجہ نے بپاس خاطر مہمان جے سیہ کو اوس محفل مین شریک کیا۔ جے سیہ اس محفل مین آیا اور عورتون کے اندر گردن جھکا کر بیٹھہ گیا۔ درودہر کی بہن جانکی جو نہایت حسینہ تھی۔ جے سیہ پر عاشق ہو گئی۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو بناؤ سنگار کرکے جے سیہ کے پاس پہونچی۔ اور مطلب برآری کی التجا کی۔ لیکن جے سیہ نے انکار کیا۔ جب جانکی ناامید ہوئی تو گہر جاکر دوسرے روز درودہر سے کہی کہ کل رات جے سیہ میرے حرم سرا مین فعل بد کی نیت سے آیا تھا درودہر اس کے سنتے ہی غصہ کے مارے آگ ہو گیا۔ اور جے سیہ کے مارنے کی فکر کرنے لگا۔ مگر جے سیہ کو کسی مخبر نے خبر کردی۔ اور وہ رات کو بغیر اجازت درودہر کے کسا (جو جالندہر کی سرحد پر تھا) مین پہونچا اور راجہ بلہرا کا مہمان ہوا۔

جب محمد قاسم الور کے انتظام سے فارغ ہوا تو وہان سے کوچ کرکے دریاء بیاس کے جنوبی کنارہ پر یا ببیہ مین پہنچا۔ یہان کا رئیس گکسہ بن چندر بن سلائج راجہ داہر کا عم زادہ تھا۔ جب لشکر اسلام سر پر آیا تو مع امرا اور رؤسا نذرین لیکر محمد قاسم کے پاس حاضر ہوا۔ چنانچہ محمد قاسم نے گکسہ کی لیاقت و حکمت پر خیال کرکے اوسکو تمام لشکر کا پیشوا بنایا۔ اور خزانہ کی کنجیان اور اپنی مہر اوس کے حوالہ کی۔ غرض وہ سب کامون مین محمد قاسم کا مشیر تھا۔ اسلئے اوسکا نام مبارک مشیر مشہور ہوا۔ اسکے بعد محمد قاسم حصار اسکلندہ پر پہونچا۔ سات روز تک خوب لڑائی ہوئی۔ آخر اسکلندہ کا راجہ بھاگ کر سکہ ملتان (یہ بہت بڑا قلعہ دریائے راوی کے جنوب مین ہے) کے راجہ بجہرہ کے پاس چلا گیا۔ اور اہل شہر نے امان چاہی۔ محمد قاسم نے اہل تجارت و زراعت کو امان دیدی۔ مگر قلعہ مین اگر چار ہزار ہتیار بند سپاہ ہونکو قتل کیا۔ اور اُنکے اہل وعیال کو بردہ بنایا۔ اور قلعہ کا حاکم عقبہ بن سلمہ تمیمی کو

مقرر کے خود معہ لشکر کے سکہ ملتان کیجانب متوجہ ہوا۔ جب حصار کے سامنے لشکر عرب آیا تو اہل حصار باہر نکل کر لڑنے لگے۔ سترہ روز تک ہنگامہ کارزار خوب گرم رہا۔ محمد قاسم کے پچیس دوست اس لڑائی مین شہید ہوے۔ اور لشکر شام مین سے دو سو پندرہ آدمی مارے گئے۔ بجہر دریاے راوی عبور کر کے ملتان چلا گیا۔ محمد قاسم نے اپنے یارون کے مارے جانیکے سبب سے قسم کہائی تہی کہ مین اس قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دونگا۔ پس حکم دیا کہ سارے شہر کو برباد کر دین اور خود شہر کے نیچے جو گہاٹ تہا اتر کر ملتان پہونچا۔ گہاٹ پر دشمنون سے لڑائی صبح سے شام تک رہی۔ چنانچہ اسی طرح روزانہ پورے دو مہینے تک یہ لڑائی ہوتی رہی۔ اسکے بعد سرنگ لگا کر حصار کو منہدم کیا اور اندر داخل ہو کر چھ ہزار جنگی سپاہیونکو قتل کر کے اون کے اہل و عیال کو لونڈی غلام بنایا۔ باقی اہل تجارت و زراعت کو امان دی۔ چونکہ اس قلعہ کی فتح مین سپاہیون نے بڑی مدت تک طرح طرح کی آفتین سہین۔ اور مصیبتین اوٹہائی تہین۔ اس لئے محمد قاسم نے تمام غنیمت سپاہیون مین تقسیم کردی۔ چنانچہ جملہ ساٹھہ ہزار درم چاندی کی تقسیم جب ہوئی تو ہر سوار کے حصہ مین چار سو درم چاندی آئی۔

اس کے بعد محمد قاسم نے کہا کہ اب دارالخلافہ کے خزانہ کے لئے بھی مال حاصل کرنیکی تدبیر کرنا چاہئے وہ اس معاملہ مین متفکر تہا کہ ناگاہ ایک برہمن آیا اور بیان کیا کہ پہلے زمانہ مین اس شہر مین راے کشمیر کی اولاد مین سے جسوبن نامی راجہ تہا۔ اور اپنے مذہب کا بڑا پکا تہا۔ رات دن بتونکی پوجا مین لگا رہتا تہا۔ جب اوس کے خزانہ مین بیشمار روپیہ جمع ہو گیا تو اوس نے ملتان کے مشرقی سمت مین ایک حوض سو گز سے سو گز بنوایا۔ اور اوس کے گرداگرد درخت لگوائے۔ اور اوس کے درمیان مین ایک تبکدہ پچاس گز کا تعمیر کرایا۔ اور اوس مین ایک بت زر سرخ کا بنوا کر رکہا۔ اور چالیس دیگین تین سو تیس من سونے کے ٹکڑون سے بہر کر ان کے نیچے دفن کین۔ اب وہ تمام دفینہ

بجنسہ موجود ہے نکال لیا جائے" چنانچہ محمد قاسم اوس پتہ پر جاکر دیکھا تو واقعی سونیکا بت موجود ہے۔ اور
کہودنے پر وہ سونے کی دیگین بھی برآمد ہوئین۔ بت کا وزن دوسوتیس من تھا۔ اور چالیس دیگین
جو نکلین تو اون مین سے تیرہ ہزار دو سومن سونا نکلا۔ محمد قاسم نے اوس تمام سونے کو معہ بت کے
اور شہر ملتان کی غنیمت مین جو مرواریدو جواہر ملے تھے وہ سب شامل کرکے حجاج کے پاس بہیجدیا۔
یہ اتفاق کی بات ہے کہ جس روز بت خانے کے سونے پر قبضہ ہوا تھا۔ اوسی روز حجاج کا خط اس
مضمون کا آیا کہ" اے ابن عم جس روز تجھکو لشکر دیکر روانہ کیا تہا تو مین اسکا ضامن ہوا تہا۔ کہ اس لشکر کشی
اور مہم مین جتنا روپیہ خرچ ہوگا۔ اتنا روپیہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے خزانہ مین داخل کرون گا۔ اب
اس روپیہ کا ادا کرنا مجہہ پر واجب ہے۔ آجکی تاریخ تک مفصل ومجمل حساب سے معلوم ہوا کہ ساٹہہ ہزار
درم وزن نقرہ تیرے خرچ مین آچکا ہے۔ اور جملہ غنیمت نقود واجناس واقمشہ ایک لاکہہ اٹہائیس
ہزار درم وزن نقرہ پہونچ چکے ہین۔ تمکو چاہیے کہ جہان کہین شہر وقصبہ یا شہر ہو۔ وہان مساجد ومینار
تعمیر کراؤ۔ اور خلافت کے نام کا خطبہ پڑہواؤ۔ اور سکہ جاری کراؤ۔ اب تک تم کو اپنے اقبال اور نصیبہ
کی یاوری اور لشکر کشی سے جو کچہہ حاصل ہوا ہے۔ اس سے یہ توقع ہوتی ہے کہ آیندہ بھی جسطرف
جاؤگے۔ فتح تمھارے آگے آگے آئیگی"۔

تمام روساء وشرفاء شہر سے محمد قاسم نے عہد وپیمان کا فیصلہ کرلیا۔ پہر یہان ایک جامع مسجد تعمیر کرائی
جسکے مینار بڑے بلند تھے۔ امیر داؤد بن نصر بن ولید عمانی کو امیر ملتان مقرر کیا۔ خزیم بن عبدالملک
بن تمیم کو دریاء جہلم کے کنارے پر قلعہ برہمپور مین۔ اور عکرمہ بن ریحان شامی کو سواد ملتان مین اور
احمد بن حزیمہ بن عتبہ مدنی کو حصار اجہا د اور کرور مین حاکم مقرر کیا۔ کشتیون مین خزانہ لادکر دیبل
مین بھیجا۔ کہ وہان سے دارالخلافہ کے خزانہ مین پہونچایا جائے۔ اور وہ خود ملتان مین ٹہیرا۔ اب
پچاس ہزار سوار کے لشکر پر وہ حکمران تہا۔ محمد قاسم نے ابوحکیم شیبانی کو دس ہزار سوار کے ساتہہ

قنوج روانہ کیا۔ اور وہان کے راجہ کو کہلا بھیجا کہ سمندر سے لیکر کشمیر کی حد تک جتنے راجہ فرمانروا ہین۔ وہ سب اسلام کے مطیع اور امیر عماد الدین محمد قاسم لشکر کش عرب کے محکوم ہین۔ جنمین اکثر توخراج دیتے ہین۔ اور بعض مسلمان ہوگئے ہین۔ پس تو بھی اسلام قبول کر یا جزیہ دینا منظور کر کے عہد و پیمان کر لے"۔ اور خود لشکر لیکر کشمیر کی طرف روانہ ہوا جسکو پنج مایات کہتے ہین۔

اوسوقت قنوج مین راجہ ہری چند پسر راجہ جے تھل راج کرتا تھا۔ جب ابوالحکیم شیبانی اردھار تک پہونچا تو اوس نے زید بن عمرو الکلابی کو سفیر بنا کے راجۂ قنوج کے پاس بھیجا۔ سفیر نے راجہ ہری چند کو محمد قاسم کا پیام پہونچایا۔ جس کا جواب راجہ نے یہ دیا کہ "اس ملک مین سولہ سو برس سے ہمارا راج چلا آتا ہے۔ اس عرصہ مین کسی مخالف کا یہ حوصلہ نہوا کہ ہماری سرحد پر قدم تو رکھہ سکے۔ اب تو اُلٹے پاؤن امیر کے پاس چلا جا۔ اور اُس سے کہدے کہ تم ہمارے سامنے آؤ تا کہ طرفین کی شجاعت کے جوہر کھلجائین"۔

جب محمد قاسم کے پاس سفیر نے یہ پیغام لایا تو اوس نے تمام اکابر و اعیان و امرا و سپہدار کو جمع کر کے اون سے مشورہ کیا۔ سب نے لڑنے کی رائے دی۔ چنانچہ لڑنے کی تیاریان ہونے لگین۔

یہان لڑائی کے لئے یہ سرگرمیان اور تیاریان ہو رہی تھین۔ وہان پردۂ غیب سے اور ہی گل کھلا۔ کہ صبح کے وقت ایک سانڈنی سوار خلیفہ کا پروانہ لایا۔ جسکی روایت محمد بن علی ابو الحسن یہ بیان کرتے ہین کہ جب راجہ داہر مارا گیا تھا تو اوسکے دو دوشیزہ دختر اسیر ہوئی تھین۔ جنکو محمد قاسم نے خلیفہ کے پاس حجاج کے ذریعہ بھجوا دیا تھا۔ اور خلیفہ نے اون کو اپنی حرم سرا مین داخل کیا تھا۔ کچھہ مدت کے بعد خلیفہ کو دونون لڑکیان یاد آئین شب کو انہین بلایا۔ اور ترجمان کو حکم دیا کہ ان سے پوچھے کہ بڑی کونسی ہے اور چھوٹی کونسی۔ بڑی ٹھہر جائے۔ چھوٹی چلی جائے۔ وہ کسی اور شب کو بلائی جائے گی۔ ترجمان نے ان سے نام پوچھا بڑی نے کہا۔ میرا نام سوریا دیبی ہے۔ اور

اور چھوٹی نے عرض کی کہ مجھے پرمل دیبی کہتے ہین۔ بڑی کو خلیفہ نے اپنے پاس بلا لیا۔ چھوٹی کو رخصت کیا۔ جب اوس کے چہرہ پر سے نقاب اوٹھایا تو حسن خداداد کا جلوہ نظر آیا۔ خلیفہ کا دل بے اختیار ہو گیا۔ لیکن اوس نے کہا کہ مین بدنصیبی سے حضور کے لایق نہین رہی ہون۔ محمد قاسم نے تین روز تک میری بہار لوٹی ہے۔" خلیفہ نے یہ سنتے ہی قلم دوات منگا کر یہ پروانہ لکھا۔ کہ "محمد قاسم جہان ہو۔ وہ اپنے کو گائی کی کچی کھال مین بند کرکے یہان پہونچائے۔" اوسوقت محمد قاسم اودہاپور مین تھا۔ پروانہ پڑہتے ہی کہا کہ حکم کی تعمیل کیجائے۔ چنانچہ محمد قاسم زندہ چرم خام مین سیا گیا۔ اور صندوق مین بند کرکے خلیفہ ولید کے حضور مین لایا گیا۔ خلیفہ نے دریافت کیا کہ محمد قاسم زندہ ہے یا مردہ۔ جسکا جواب یہ دیا گیا کہ حسب الحکم محمد قاسم چرم خام مین بند کیا گیا تو وہ دوسرے روز مر گیا۔ مگر ملک سندہ مین اُسکے مرنے سے کچہہ خرابی نہین ہوئی۔ ملوک و امرا اپنے اپنے علاقو نکا انتظام بخوبی رکہتے ہین۔ اور خلیفہ کے نام کا خطبہ بدستور پڑہا جاتا ہے۔ خلیفہ نے صندوق کھلوایا اور اون لڑکیون کو بلوایا۔ خلیفہ کے ہاتہہ مین ایک سبز شاخ حنا کی تھی۔ وہ محمد قاسم کے دانتون کو لگاکے یہ کہا کہ اے لڑکیو تم نے دیکہا کہ ہمارا حکم ہمارے عاملون پر کیسا نافذ ہے۔ کہ جبدم محمد قاسم کے پاس ہمارا حکم پہونچا۔ اُسی دم اُس نے ہمارے فرمان پر اپنی جان قربان کردی"۔ دونو لڑکیان لاش کو خوشی خوشی دیکہتی تھین۔ اور خلیفہ کو ہاتہہ اوٹھا کر دعائین دیتی تھین۔ اسکے بعد کہنے لگین کہ بادشاہ عادل پر لازم ہے۔ کہ وہ خطرناک کامون کو بہت سوچ سمجہہ کر کیا کرے۔ اور دوربینی کو کام مین لائے۔ دوست دشمن سے جو بات سنے اوس مین امتحان اور تحقیق کے بعد عدل کے موافق حکم دیا کرے۔ دنیا مین راستی کم اور جھوٹ بہت ہے۔ جب خلیفہ نے اون سے اس تمہید کا مطلب پوچہا تو اونہون نے صاف صاف بیان کیا کہ محمد قاسم بالکل بے گناہ تہا۔ وہ ہمارے باپ اور بھائی کی جگہ تھا۔ اوس نے ہمارے باپ کو مارا سارے خاندان کی دولت حکومت عزت

خاک مین ملائی۔ سکو بے خانمان کرکے جلاوطن کیا۔ رانی سے لونڈی بنایا۔ پس اب ہماری مرادین پوری ہوئین۔ اگر محمد قاسم مین عقل ہوتی تو یہان آتا۔ اور ایک روز رہتا۔ پھر حرم نام مین کھچا تاتو زندہ رہتا۔ اور یقینی خلاص ہوتا۔ مگر اس احمق کی یون جان جانی تھی۔ اور خلیفہ کے انصاف پر یہ بٹہ لگنا تھا۔ کہ دو لونڈیون کے کہنے سے اس بیگناہ جوانمرد کو مار ڈالا جس نے ہندوستان کے راجاؤن کو معزول کرکے اسکی سلطنت کا سکہ جمایا۔ بلکہ لونڈیان اوسکی خدمت مین بھیجین۔ مندرونکو مسمار کرکے مسجدین بنوائین۔ خلیفہ نے جب یہ باتین سنین تو ندامت کے مارے سر جھکالیا۔ اور ایک گھنٹہ تک بیہوش رہا۔ جب ہوش آیا تو یہ حکم دیا کہ ان لڑکیون کو گھوڑون کی دمون مین باندہ کے شہر مین تشہیر کرکے رود دجلہ مین پھینک دین۔ بعض کہتے ہین کہ زندہ دیوار مین چنوا دینے کا حکم دیا۔

محمد قاسم دمشق مین دفن ہوا۔ اوس کی وفات کا افسانہ جو اوپر لکھا گیا ہے۔ وہ چچ نامہ اور تاریخ میر معصوم سے نقل کیا گیا ہے۔ مگر فتوح البلدان مین یہ لکھا ہے کہ خلیفہ ولید حجاج کے بعد جمادی الاول ۹۶ھ مطابق ۷۱۵ء مین اس دنیا سے رحلت کرگیا۔ سلیمان خلیفہ ہوا۔ جسکے حکم سے محمد قاسم معزول ہوکر بلایا گیا۔ قید ہوا۔ پاؤن مین بیڑیان پڑین۔ شکنجہ مین کھینچا گیا۔ غرض اوسکو یہانتک اذیتین پہونچائی گئین کہ جان نکل گئی۔ اوس نے ہندوستان مین کل سواتین برس حکومت کی۔ اس موقع پر فتوح البلدان کا بیان زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ محمد قاسم کے دونون مربی حجاج اور خلیفہ ولید مرچکے تھے۔ اور سلیمان حجاج سے عداوت قلبی رکھتا تھا اس لئے محمد قاسم کو شکنجہ مین کھینچا۔ اور مار ڈالا۔

بعض انگریز مورخ محمد قاسم کی وفات پر یہ اعتراض کرتے ہین کہ گائے کی کھال مین سلوانے کی تعزیر اہل تاتار کے پاس مروج تھی۔ اہل عرب کا یہ دستور نہ تہا۔ مگر پھر انگریز مورخ ہی اس کا جواب دیتے ہین۔ کہ عرب کی تاریخ مین ایک مثال اس زمانہ سے پہلے کی موجود ہے کہ حجاج نے حاکم مصر کو

گدہے کی کہال مین سلواکر بلوایا تہا۔ اور خلیفہ سلیمان نے موسیٰ سے بہی جس نے اسپین فتح کیا تہا محمد قاسم ہی کا سا سلوک کیا تہا۔ محمد قاسم ایسا ہر دل عزیز تھا کہ جب وہ واپس بلایا گیا تو اہل ہند اوسکے لئے روتے تھے۔ اور کیرج مین اوسکا بت بناکے پوجنے کے لئے رکہا۔
خلیفہ سلیمان نے محمد قاسم کی جگہہ یزید کو مقرر کیا۔ وہ یہان سندہ مین آکر صرف اٹھارہ روز زندہ رہا۔ سندہ کے راجاؤن نے سرکشی اختیار کی تھی داہر کے بیٹے جے سیہ نے برہمن آباد پر قبضہ کرلیا۔ سندہ کے مورخ کہتے ہین کہ محمد قاسم کے جانے سے دو برس کے اندر بہت سا ملک محمد قاسم کا فتح کیا ہوا اہل ہند نے مسلمانون کے قبضہ سے نکال لیا۔ عامر بن عبداللہ نے بہی کچہہ دلون سندہ کی حکومت کی ہے۔
جب خلیفہ سلیمان ۹۹ھ م ۷۱۷ء مین دنیا سے رخصت ہوا۔ اور عمر بن عبدالعزیز اوسکا جانشین ہوا تو اس نے تمام ہندوستان کے سلاطین و امراء کو اس مضمون کے خطوط لکہے کہ تم اسلام قبول کرو تاکہ تمکو سارے حقوق مثل مسلمانون کے حاصل ہوجائین۔ چنانچہ اس حکم کی بناپر داہر کا بیٹا جے سیہ اور اکثر امیرزادے مسلمان ہوگئے۔ اور اپنے ہندی نامون کو بدل کر عربی نام رکہا۔
یہان کی سرحد پر نائب خلیفہ عمرو بن مسلم الباہلی مقرر ہوا۔ پہر جنید بن عبدالرحمن المری نے حکومت کی۔ اس کے زمانۂ حکومت مین راجہ جے سیہ نے تمردی اختیار کی تھی۔ خوب لڑائی ہوئی۔ اور جے سیہ قتل ہوا۔ پہر جنید نے کیراج پر قبضہ کیا۔ گجرات و بیلمان کو بہی فتح کرلیا۔ بحر و بر مین اس نے اپنی فتوح سے بہت غنیمت اور دولت حاصل کی۔
۱۰۷ھ م ۷۲۵ء مین جنید کی جگہ تمیم بن زیاد العتبی مقرر ہوا۔ جسکو پہلے سندھ مین حجاج نے بہی بہیجا تھا۔ دباغ اور جبر اس کے دونون ضعیف تہے۔ وہ دیبل کے قریب میٹہے آب مین مرگیا۔ تمیم ایک بڑا فیاض عرب تھا۔ اس نے ایک کرور اسی لاکہہ تاتاری درہم جو خزانہ سندہ مین تہے۔ خرچ کرڈالے

بعدازان تمیم کی جگہہ حکیم بن عوان الکلبی مقرر ہوا۔ کسکے سوا اور ہندؤن نے پھر بت پرستی شروع کردی تھی۔ مسلمانون کے لئے کوئی پناہ کی جگہہ نہ تھی۔ اس لئے اس نے ایک شہر نہر کے مشرقی کنارہ پر آباد کیا۔ اور اوسکا نام المحفوظہ رکھا۔

حکیم کے ہمراہ عمر بن محمد بن قاسم تہا۔ جسکو حکیم نے المحفوظہ سے باہر لشکرکشی کے لئے روانہ کیا۔ اوس نے بہت کچہہ فتوح حاصل کین۔ اور امیر کا خطاب وسکو ملا۔ اوس نے نہر کے اس طرف ایک شہر آباد کیا۔ اور اوس کا نام المنصورہ رکھا۔ کچہہ روزون بعد حکیم مارا گیا۔ اسکے بعد یہان پر متواتر حاکم ہوتے رہے۔ یہان تک کہ خاندان بنی امیہ کا خاتمہ ہوا۔ اور خاندان عباسیہ نے تخت خلافت پر قدم رکھا۔

عہد خلفائے بنی عباسیہ

خاندان عباسیہ کی خلافت کے زمانہ مین ابومسلم نے سرحد سندہ کی حکومت پر عبدالرحمن کو مامور کیا یہ سندمین طخرستان کی راہ سے آیا۔ اور سرحد پر منصور بن جمہور سے مقابلہ ہوا۔ یہ منصور خاندان بنی امیہ کے طرف سے آخری حاکم یہان کا تھا۔ عبدالرحمن کو شکست ہوئی۔ اور مارا بھی گیا۔ بعدازان ابومسلم نے موسیٰ بن کعب التمیمی کو سندہ پر بھیجا۔ پھر منصور و موسیٰ مین لڑائی ہوئی مگر اس دفعہ منصور کو شکست ہوئی۔ اور وہ ریگستان مین بھاگ کر پیاس کے مارے مرگیا۔

چنانچہ سندہ مین یکے بعد دیگرے ہشام بن عمر التغلبی عمر بن حضر بن عثمان ہزار مرد۔ روح ابوالعباس۔ بشر بن داؤد وغیرہ نے حکومتین کین۔ غرض اس عہد خلافت مین ملک سندہ کی حکومت پرشوکت وشان رہی۔ اور شمالی ہند مین بھی راجاؤن کے دل پر اثر ہوا۔ اور خاندان تبت کے دل مین اہل عرب کا خوف پیدا ہوا۔ بہرحال خلافت عباسیہ کے چودہوین خلیفہ المہتدی (جو ۲۵۵ھ مطابق سنہ ۸۶۹ع مین تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ تک اہل عرب کا رعب اور خلافت کی

ہیبت سبھون کے دل مین طاری رہی۔ مگر المعتمد اور القادر کے عہدون کے درمیان جو نو خلیفون کی
سلطنت ہوئی اون مین خلفار کے اقتدار اور اختیار مین بتدریج تنزل ہوتا گیا۔ ترکی ۔ بادشاہ ۔ خود
مختار اور آزاد اور فسادی ہوتی گئی۔ جس کا حال ہم نے مختصر طور پر اسکے قبل یہ بتلادیا ہے۔ کہ خلافت عرب کے
ٹکڑے کیونکر ہوے۔ پس جب دل ہی بیمار ہو تو اور دوسرے اعضا کیسے صحیح رہ سکتے ہین۔ چو کفر از کعبہ
برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

خلافت کی حکومت سے دور کے صوبے جدا ہوگئے۔ ملک سند کی حکومت کے چہرٹے چہوٹے حصے
ہوکر اوس مین جدا جدا فرمانروا ہوگئے۔ گو خلیفہ کے معاملات ملکی مین وہ مطیع نہین رہے۔ اور نہ خراج
بھیجا۔ مگر ہمیشہ صاحب اختیار ہونے کے لئے خلفار کی چاپلوسی اور تملق کرتے رہے۔ ملک سندھ مین
اہل عرب کی حکومت کا خاتمہ خلیفہ المعتمد کے زمانہ مین سمجھنا چاہئے۔ اس نے یہان کا حاکم یعقوب بن
لیث مقرر کیا۔ اور بلخ و طخرستان کے سوا سجستان اور کرمان مین بھی اوسکے زیر حکم رہے۔

۔ اوسکے چند برس بعد دو بڑی ریاستین ملک سندہ مین ملتان و منصورہ قایم ہوئین۔
یعقوب بن لیث کا انتقال ۲۶۵ھ م ۸۷۹ء مین ہوا اوسکے مرتے ہی یہ دونون ریاستین مطلق العنان
اس سبب سے ہوگئین کہ اوسکے جانشین جو ہوے۔ وہ ضعیف العقل اور کم زور ہوے۔ اور
آل سامان کے سلاطین کی سلطنت کا آغاز تہا۔ انکو فرصت نہوئی کہ اس طرف متوجہ ہوتے۔
افسوس یہ ہے کہ اگرچہ اہل عرب کا تعلق ملک سندہ سے تین سو برس تک رہا۔ مگر کوئی اثر اُن کے
اس تعلق کا ملک پر باقی نہ رہا۔ اور کسی سیاح کو اس ملک مین سفر کرنے سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ کبھی
انھون نے یہان قدم بہی رکہا تہا۔ نہ کوئی عمدہ مسجد انکی بنائی ہوئی نظر آتی ہے۔ نہ خانقاہ نہ کوئی اور
عمارت نہ کوئی انکی زبان کا اثر ہے۔ نہ اونکے شہرون منصورہ محفوظہ البیضار کا نام و نشان باقی ہے
حجاج نے جو اس مہم سندہ کا حساب و کتاب کیا۔ وہ اسطرح ہے کہ ساٹھہ لاکہہ درہم اوسنے

خرچ کئے۔ اور بارہ کروڑ درہم پائے۔ چونکہ خلیفہ کا حصہ کل غنیمت کا پانچوان حصہ ہوتا ہے۔ تو کل غنیمت ساٹھہ کروڑ درہم ہوئی۔ اب درہم ہم پائی کے قریب ہوتا ہے تو کل غنیمت ۴ اکروڑ پچہتر لاکہہ روپیہ کے قریب ہوتی ہے۔ ملک سندہ کے باج وخراج کی نسبت مورخون مین بڑا اختلاف ہے یہ اختلاف ہونا ہی چاہئے۔ اس لئے کہ ہر سال مین زمین کی پیداوار کے خراج کی شرح بدلتی رہتی تھی۔ اور ملک کے حدود مین کمی و بیشی ہوتی رہتی تھی۔ ابن خلدون کی فہرست آمدنی سلطنت خلفاء مین لکھا ہے کہ صوبہ سندہ سے ایک کروڑ پندرہ لاکہہ درہم اور پچہتر سیر روغن زیتون خراج مین آتے تھے۔ یہ اب تخمینی معلوم ہوتا ہے۔ یہ خراج چھبیس ستائیس لاکہہ روپیہ سالانہ کے قریب ہوا۔ ہم نے ملک سندہ کی تاریخ اس زمانہ تک لکھی ہے۔ کہ اُس کا تعلق اہل عرب سے رہا۔

خاندان غزنویہ

اسکے قبل ہم نے عہد خلفائے بنی امیہ مین بیان کیا ہے کہ سلطنت اسلامیہ ملک عرب متعدد متفرق حصون مین تقسیم ہوئی۔ اور مختلف خاندان[۵۱] پیدا ہوے۔ چنانچہ منجملہ اون خاندانون کے ایک خاندان آل سامان[۵۲] کا ہی تھا۔ جو سنہ ۲۶۱ ھ م سنہ ۸۷۴ء سے سنہ ۳۸۹ ھ م سنہ ۹۹۹ء تک وسط ایشیا مین ماوراء النہر اور

---

[۵۱] ان مختلف ومتعدد خاندانونکے حالات تفصیلی طور پر انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ حسب موقع لکھے جائینگے۔ ۱۲ مولف۔

[۵۲] سامان بلخ کا ایک ایرانی سردار تہا جس نے اسد بن عبداللہ گورنر خراسان کی تلقین و ہدایت سے زردشتی مذہب چہوڑکر اسلام اختیار کیا۔ اور بیٹے کا نام اپنے محافظ و مربی کے نام پر اسد رکہا۔ اسد کے چارون لڑکون نے خلیفہ مامون کی ملازمت مین ایسی ناموری حاصل کی کہ صوبہ جات کی گورنری پر ترقی پائی۔ نوح سمرقند۔ احمد فرغانہ۔ یحییٰ شاش اور الیاس ہرات کی حکومت پر فائز ہوا۔ نوح اپنے دیگر بہائیون سے زیادہ اولوالعزم تہا۔ وہ نہ صرف سمرقند مین احمد کا قائم مقام

ایران مین سلطنت کرتا تھا۔ اور اپنے وقت مین بھی خراسان اور ماوراءالنہر پر قبضہ و تصرف رکھتا تھا۔ انہین کے امیر الجیش نے خاندان غزنوی کی سلطنت کی بنا قایم کی۔ جس نے ہندوستان مین مسلمانون کی ایک مستقل سلطنت قایم کی۔ گو پہلے ملک سندھ پر اہل عرب کا دوسو برس تک انبساط رہا ہے۔ مگر سندھ کی طرف سے مسلمانون نے آکر اپنی سلطنت کو ہندوستان مین مستقل نہین کیا۔ اسکو تاریخ کی جانب سے آکر اپنی سلطنت کو قایم کیا ہے۔ اسلئے اب کا حال لکہنا ضروری ہے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۴) ہوا۔ بلکہ اس نے کاشغر کا بہی الحاق کرلیا۔ اس کے دوسرے لڑکے اسمٰعیل نے سنہ ۹۰۳ء م سنہ ۲۹۰ھ مین صفاریون سے خراسان فتح کیا۔ اور طبرستان کے علویہ فرمانروا احمد بن زید کو شکست دی۔ اور خلیج فارس کے بڑے صحرا و حدود ہند سے قریب بغداد تک کے ملک پر قابض ہوگیا۔ ماوراءالنہر مین اسکی حکومت خوب مضبوطی سے پایدار ہوگئی تہی۔ اور اوس کے فیض توجہ سے بخارا و سمرقند اسلامی دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ کے لئے تہذیب و شایستگی۔ دینی و دنیاوی علوم اور ہر قسم کے ہنر و فن کے مرکز بنگئے۔ اسمٰعیل سامانی کے جانشین خراسانی اور سجستانی رعایا کی بغاوتون اور خاندان بویہ کے روز افزون عروج کے وجہ سے ضعیف ہوتے گئے۔ یہانتک کہ نصف صدی ہی مین انکی حکومت ماوراءالنہر اور خراسان مین محدود رہگئی۔ ان صوبہ جات مین بہی اصلی اقتدار و اختیار ترکی غلامون کے ہاتہہ مین تہا۔ جنہنے تمام دربار بہر رکہا تہا۔ ان مین سے ایک الپتگین نامی نے غزنوی خاندان کی بنیاد ڈالی۔ جو سنہ ۹۹۴ء م سنہ ۳۸۴ھ مین سامانیون کے اس قطعہ ملک پر جو دریائے جیحون کے جنوب کی سمت تہا۔ متصرف ہوا۔ جیحون کے شمال مین ایلک خان (والی ترکستان) نے ان کی طاقت کی روک روک دیا۔ ایلک خان نے فرغانہ سے سرحد چین تک کے ترکی قبایل کی سرگروہی حاصل کرکے سنہ ۹۹۰ء م سنہ ۳۸۰ھ مین بخارا چہین لیا۔ اور آخر کار سنہ ۹۹۹ء م سنہ ۳۸۹ھ مین اس نے خاندان سامانیہ کو تخت و تاج سے محروم کردیا۔ اگرچہ ابراہیم منتصر سنہ ۱۰۰۴ء م سنہ ۳۹۵ھ تک حصول تخت کے لئے لڑتا رہا۔ بہرحال خاندان سامانیہ نے تقریباً ایکسو انتالیس سال فرمانروائی کی اور اخیر زمانہ مین جملہ دس حکمران ہوے۔ جانشینی خوانین ترکستان و خاندان غزنویہ نے پائی۔ ۱۲ مولف۔

کابل کی ابتدائی حالت اور اہل ہنود کی حکومت

ابوریحان بیرونی نے اپنی تاریخ ہند مین لکہا ہے کہ پہلے زمانہ مین ملک تبت سے آئے ہوئے ترک کابل مین راج کرتے تھے۔ پہلا راجہ اون کا برہ تگین برگ تھا۔ جب برہ تگین اول اول کابل مین آیا تو ایک غار مین رہنے لگا۔ یہ غار ایسا دشوار گذار تہا۔ کہ جب تک کوئی شخص گھٹنون کے بل نہ چلے اندر نہین جا سکتا تہا۔ اس غار مین وہ چند روز کی خوراک رکہہ لیتا تھا۔ پانی پینے کے لئے اُسکے اندر ایک چشمہ تہا۔ جسکا نام اب تک مشہور ہے۔ چند روز بعد دفعتاً برہ تگین غار سے نمودار ہوا۔ غار کے پاس آدمیون کا ہجوم رہتا تھا۔ انکو یہ معلوم ہوا کہ یہ ترک ابھی پیدا ہوا ہے۔ ترکی لباس زیب تن۔ کرتہ بدن پر۔ ٹوپی سر پر۔ بوٹ پاؤن مین۔ اسکی ہئیت عجیب و غریب تھی۔ چنانچہ کابل مین اس نے اپنے کو بادشاہ بنایا۔ اس کی خاندان مین ساٹھہ پیڑہی تک سلطنت متواتر چلی گئی۔

اس خاندان کے راجاؤن مین ایک راجہ کنک تھا جس نے پشور مین وہار بنایا تہا۔ وہ ابتک اوس کے نام سے مشہور ہے۔ کہتے ہین کہ اسکے پاس قنوج کے راجہ نے کچھ تحفے بہیجے تھے۔ جسمین ایک نہایت عمدہ بافت کا کپڑا بھی تہا۔ راجہ کنک نے اوس کی پوشاک بنانی چاہی۔ درزی کو سینے کے لئے دیا گیا۔ لیکن درزی اُس کے سینے مین یہ عذر کیا کہ اس کپڑے پر آدمی کے پاؤن کا نقش ہے۔ جو کتر بیونت مین وہ نقش شانون کے درمیان مین آتا ہے۔ راجہ نے یہ سمجھا کہ قنوج کے راجہ نے مجھے کمتر و ذلیل سمجھکر در پردہ گستاخی کی ہے۔ اور اسی بنا پر لشکر کثیر لیکر قنوج کی طرف روانہ ہوا۔ جب قنوج کے راجہ کو یہ خبر لگی تو اپنے لشکر کی کمی کے باعث سخت ہراسان ہوا۔ وزیر نے یہ صلاح دی کہ میری ناک اور ہونٹ کٹوا کر تو مین ایک ایسی چال چلتا ہون۔ کہ جس سے یہ بلا اوپر کا اوپر ٹل جائے گی۔ چنانچہ وزیر کے ساتھہ یہی عمل کیا گیا۔ یہ نکٹا وزیر سرحد کی طرف چلا۔ جب کابل کے لشکر سے ملا تو اوس نے راجہ کے حضور مین حاضر ہوکر

عرض کیا کہ مین نے قنوج کے راجہ کو آپکی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی فہمایش کی تھی۔ جسکا یہ ثمرہ ملا ہے میری صلاح یہ ہے کہ آپ جس راہ چل رہے ہین۔ وہ بہت دور کا راستہ ہے۔ مین آپ کو ایک نزدیک کا راستہ بتلاتا ہون جسمین ایک صرف ویرانہ حائل ہے۔ جب اوسکو عبور کیجئے تو قنوج آپکے روبرو ہوگا۔ راجہ کنک وزیر کے فریب مین آگیا۔ اور اوس کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلا۔ وزیر نے راجہ کو ایسے ویرانے مین لیگیا۔ جس کی انتہا نہ تھی۔ راجہ نے اُس ویرانہ کا سبب پوچھا تو صاف صاف عرض کیا۔ کہ مین نے اپنے آقا کی سلامتی کے لئے یہ چال چلا ہون۔ اب آپکو اختیار ہے۔ راجہ نے یہ بات سنکر اپنا گھوڑا نشیب کی جانب لیچلا۔ اور تھوڑی دور جا کر اپنا نیزہ گاڑا۔ وہان سے پانی اُبلنا شروع ہوا۔ جب وزیر نے یہ عجیب واقعہ دیکھا تو راجہ سے کہا۔ کہ آپ دیوتا ہین۔ میرا اور میرے آقا کا قصور معاف کر دیجے۔ راجہ نے جواب دیا کہ تو اپنے ملک کو جا۔ تیرے راجہ کو کافی سزا ملگئی ہے۔ چنانچہ جب وزیر قنوج آیا تو دیکھا کہ راجہ کے دونون ہاتھ اور پاؤن اوسی روز سے بیکار ہین کہ جس روز راجہ کنک نے زمین مین نیزہ گاڑا تھا۔

ان راجاؤن مین سب سے آخر راجہ کٹورمان تھا۔ اور اوسکا وزیر کلر نام ایک برہمن تھا۔ وزیر کی قسمت نے یاوری کی۔ کہین سے ایک دفینہ پایا۔ بڑا صاحب مقدرت ہوگیا۔ اسی زمانہ مین راجہ کی قسمت پلٹ گئی۔ وزیر نے راجہ کی بدافعالی اور بدخیالی کی شکایتون پر راجہ کو قید کرکے پنڈت خانہ مین بھیجدیا۔ اور سامند برہمن کو اوس کا جانشین کیا۔ پھر باترتیب یکے بعد دیگرے راجہ ہوتے چلے جنکے نام کملوا۔ بہیم جے پال۔ انندپال۔ نروجن پال۔ بہیم پال ہین۔

نروجن پال سنہ ۴۱۲ھ مین تخت نشین ہوا۔ اوس کے پانچ برس بعد بہیم پال نے تخت حکومت پر قدم رکھا۔ اس راجہ کے عہد مین ہند کے خاندان سے راجائی ایسی نکل گئی۔ کہ اس گھرانے کا کوئی چولہا پر ہاندی چڑہانیوالا بھی کابل مین باقی نہ رہا۔ لیکن اس خاندان کے راجہ نہایت نیک مزاج۔ اور سخی و شجیع

ہوئے ہین۔ چنانچہ اسی خاندان کا ایک راجہ انندپال نام نے باوجود عداوت قلبی ہونے کے امیر محمود والی خراسان کو ایک موقع پر حسب ذیل خط لکھا تھا جس سے اوسکی دوراندیشی۔ اور بلند خیالی۔ صلحجوئی ظاہر ہوتی ہے۔

"مین نے سنا ہے کہ تمھاری مملکت پر ترکون نے حملہ کیا ہے۔ اور سارے خراسان مین وہ پھیل گئے ہین اگر تم چاہو تو مین خود پانچہزار سوار۔ دس ہزار پیدل۔ سو ہاتھی ہمراہ لیکر تمھارے ساتھہ لڑائی مین شریک ہوسکتا ہون۔ اور اگر تم کو یہ زیادہ پسند ہو کہ مین اپنے بیٹے کو دوچند لشکر دیکر بھیجون تو وہ بھی مجھے منظور ہے۔ یہ کام مین اس نظر سے نہین کرتا۔ کہ آپ کی نظر التفات مجھہ پر ہو۔ بلکہ اس خیال سے کہ مین نے آپ کو مغلوب کرلیا ہے۔ مین نہین چاہتا۔ کہ میرے سوا کوئی دوسرا شخص اس امر مین فوقیت حاصل کرے"۔ یہ راجہ مسلمانون کا سخت دشمن اوسوقت سے تھا۔ کہ اوس کے بیٹے نروجن پال کو مسلمانون نے قید کیا تھا۔ مگر اوسکے برخلاف اوسکا بیٹا مسلمانون کا ہواخواہ تھا۔

یہ بھی محققین نے تحقیق کیا ہے۔ کہ کابل مین جو کوہستان تبت سے ترک آئے تھے۔ اون کا مذہب بدھ تھا۔ انھون نے ہی یونانیون کی سلطنت کو مشرق مین استیصال کیا تھا۔ ان ترکون کے ہاتھہ سے برہمنون کے ہاتھہ مین اور برہمنون کے ہاتھہ سے راجپوتون کے ہاتھہ مین سلطنت منتقل ہوئی راجہ کنک کا نام اصل مین کنشکا تھا۔ پشاور مین جو اوس نے دہار (بدھ مذہب والون کا معبد) بنایا تھا۔ وہ اب تک موجود ہے۔ اسکو گورکہتری کہتے ہین۔ اس راجہ کا مذہب بدھ تھا۔ کٹورنان یا کٹورمان جو بیرونی نے لکھا ہے۔ وہ کافر یعنے سیاہ پوش قومون مین سے ایک قوم کا نام معلوم ہوتا ہے۔ چترال و گلگت کے فرمانروا اپنا لقب اب تک شاہ کٹور رکھتے ہین۔ چینیون نے جو ہندوستان کے سفرنامون مین کابل کا حال لکھا ہے۔ وہ ابوریحان بیرونی کی تاریخ الہند سے بہت ملتا جلتا ہے۔

کابل پر اہل عرب کے حملے اور مسلمانون کی سلطنت کا آغاز و تسلط

حضرت عثمان خلیفۂ سوم کی خلافت مین عراق کا والی عبداللہ مقرر ہوا۔ اسکے زمانہ مین اول حملہ کابل پر ہوا۔ خلیفۂ سوم نے عبداللہ کو ہدایت کی کہ اضلاع ہند کا حال جاسوس بھیجکر دریافت کرے۔ چنانچہ جاسوسون کے دریافت سے معلوم ہوا۔ کہ ہند پر حملہ کرنا آسان نہین ہے۔ صدہا مشکلات کا سامنا ہوگا۔ جب یہ خبر خلیفۂ سوم کو معلوم ہوئی۔ تو آپ نے حملہ کرنے سے منع فرمایا۔ مگر عبداللہ نے اپنے عم زاد بھائیون مین سے عبدالرحمن بن سمرا کو حکم دیا کہ وہ سیستان پر حملہ کرے۔ عبدالرحمن زرنج کے طرف بڑہا۔ بعد ازان زرنج اور کش کے درمیان جو ملک تھا۔ اوسکو فتح کرلیا۔ پہر از زرنج اور ضلع داور کے درمیانی بلاد پر بھی قبضہ کیا۔ اور بست کو بھی لے لیا۔ اس کے بعد زابل کی جانب بڑہا۔

۴۵ھ مین جو امیر معاویہ کی خلافت کا زمانہ تھا کابل کے مقابل آیا۔ یہان کے حاکم کابل شاہ (جو لنگڑا تھا) سے خوب لڑائیان لڑا۔ لیکن کابل شاہ قلعہ بند ہوگیا۔ چنانچہ اس محاصرہ نے ایک سال تک طول کھینچا آخر عبدالرحمن نے حملہ کرکے شہر کو لے لیا۔ کابل شاہ مسلمان ہوگیا۔

اس کے بعد مہلب بن ابی صفرہ جو خراسان مین بڑا صاحب اقتدار تھا مرو کے طرف سے زابل و کابل مین آیا۔ اور ہندوستان مین بناہ بنو (اور الہوار (لاہور) تک پہونچا۔ یہان سے دس بارہ ہزار قیدی خراسان کو لیگیا۔

اسی زمانہ مین عباد بن زیاد سجستان کی راہ سے سرحد ہند پر لشکرکشی کی۔ اور رود بار ہندمند (ہلمند) کی راہ سے چلا۔ اور کش مین آیا۔ صحرا کو قطع کرکے قندہار پہونچا۔ اگرچہ یہان کے ملک اس نے فتح کیا۔ مگر بہت مسلمانون کی جانین ضایع ہوئین۔

۶۲ھ مین یزید بن معاویہ نے خراسان و سیستان کی حکومت سلیم بن زیاد کو دی۔ جس نے اپنے چھوٹے

بھائی یزید بن زیاد کو سیستان مین حاکم مقرر کیا۔ یزید بن زیاد کو معلوم ہوا۔ کہ شاہ کابل نے تمرو افتیار کیا۔ اور ابو عبداللہ بن زیاد کو جو کابل مین حاکم تھا۔ گرفتار کرلیا۔ پس فوراً اوس نے کابل پر چڑھائی کی۔ مگر شکست پائی۔ جب سلیم بن زیاد کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے طلحہ بن عبداللہ کو کابل بھیجا۔ اس نے عبداللہ کو پانچ لاکھ درہم دیکر خرید لیا۔ سلیم نے طلحہ کو سیستان کا حاکم مقرر کیا۔ چنانچہ طلحہ نے لشکر غور و بادیس کو کابل بھیجکر اہالیان کابل کو جبراً و قہراً مطیع و منقاد کیا۔ اور خالد بن عبداللہ کو وہان کا حاکم مقرر کیا۔ مگر پھر اوسکو معزول کیا۔ لیکن خالد عراق واپس نہ جاسکا۔ مجبوراً کوہ سلیمان مین جو پشاور اور ملتان کے درمیان ہے سکونت اختیار کی۔ اور اپنی بیٹی کسی مسلمان افغان کو بیاہ دی۔ جس سے دو بیٹے لودی اور سور پیدا ہوے اور انھین کے نام سے لودی اور سوری افغان کہلاتے ہین۔ جنکی پادشاہت کا ذکر آیندہ آئے گا۔

سنہ ۹۹ھ سنہ ۷۱۷ء مین عبدالعزیز حاکم سیستان نے کابل سے لڑائی کی۔ شاہ کابل شکست پاکر مارا گیا۔

۷۵ھ سنہ ۶۹۵ء مین عبدالملک بن مروان نے عبداللہ کو خراسان کی حکومت سے علیحدہ کرکے حجاج بن ثقفی کو مقرر کیا۔ اور عبداللہ بن ابی بکر کو سیستان بھیجا۔ جب عبداللہ نیمروز پہونچا تو حجاج نے کابل جانے کا حکم دیا۔ اس وقت کابل مین رن بل حکمران تھا۔ چنانچہ رن بل نے ایسی چال چلی کہ عبداللہ مجبور ہوکر سات ہزار درم (جسکے تین لاکھ روپیہ سکہ اکبر شاہی ہوتے ہین) رن بل کو دیکر جان بچائی جب حجاج کو یہ خبر پھونچی تو اوس نے عبداللہ کو موقوف کرکے سنہ ۸۰ھ مین عبدالرحمن بن اشعث کو رن بل سے لڑنیکے لئے کابل بھیجا اور چالیس ہزار سپاہ اوسکے ساتھ کی۔ مگر یہ بھی ناکام واپس آیا۔ حجاج نے عبدالرحمن کو لعنت ملامت کرکے مکرر کابل کو بھیجا۔ اور عبدالرحمن نے رن بل سے سازش کرکے اول تو فتح پائی۔ اور دوبارہ شکست کھاکر بست کو بھاگ گیا۔ بست مین اوسکا ایک گماشتہ رہتا تھا۔ جسکے پاس اوس نے پناہ لی۔ لیکن اوس کو رنمک نے حجاج کی خوشنودی کے لئے عبدالرحمن کو گرفتار

کرکے بھیجا جا ہا جب یہ خبر مرزبان کابل کو پہونچی تو اوس نے نسبت پہونچکر عبد الرحمن کو اس بلا سے نجات دلائی اور اپنے ملک مین لایا۔ لیکن حجاج نے ۸۴ھ مین رن بل سے ایسی میٹھی میٹھی باتین بنائین کہ اوس نے اپنے مہمان عبد الرحمن کو باندہ کر حجاج کے پاس بھیجدیا۔ مگر عبد الرحمن نے حجاج کے پاس پہونچنے سے پیشتر راستہ ہی مین ایک بلند ٹیلے سے گر کر جان دیدی۔

۱۰۷ھ مین بعہد خلافت ہشام بن عبد الملک۔ امین بن عبد اللہ قشیری حاکم خراسان نے غور و غرجستان وغیرہ ونکے علاوہ تمام کابل کو بھی فتح کیا۔

خلفاء المہدی اور الرشید کے عہد مین کابل کے راجہ سے خراج لیا جاتا تھا۔ اور جہان لوگ مسلمان ہوجاتے تھے۔ وہان مسلمان حاکم مقرر ہوتے تھے۔ چنانچہ ۱۵۸ھ م ۷۷۵ء سے ۱۹۳ھ م ۸۰۹ء تک یہی صورت رہی۔ جب المامون خراسان کا حاکم مقرر ہوا تو اوس نے دو چند خراج طلب کیا۔ اور کابل کو لے لیا۔ کابل کے راجہ نے اطاعت اختیار کرکے اسلام قبول کیا۔ خلیفہ مامون کے طرف سے شہر کابل مین ایک مسلمان گماشتہ رہتا تھا۔ خلفاء بنی امیہ اور عباسیہ مین یہی حال رہا۔

پھر ۲۵۶ھ م ۸۷۰ء مین خلفاء صفاریہ مین یعقوب بن لیث نے کابل کو فتح کیا۔ اور وہان کے مرزبان کو قید اور شاہ ازرنج کو قتل کیا۔ پھر تو سارا افغانستان مسلمان ہوگیا۔ چنانچہ یعقوب بن لیث کابل سے بہت غنیمت اور تین بادشاہون کے سر اور بہت سے ہندوؤن کے بت لیجا کر خلیفہ بغداد کی نذر کے لئے بھیجا۔

مسلمانون کی مستقل حکومت کابل مین یعقوب بن لیث کے زمانہ سے سمجھنی چاہئے۔ کیونکہ اوسکے نام کے بہت سے سکے جنمین ۲۶۰ھ و ۲۶۱ھ ضرب ہے پنج شیر اور کابل کے شمال مشرق مین ملتے ہین۔

آل سامان کے زمانہ مین اس خاندان کا ایک غلام الپتگین[۱] نام اپنے آقاؤن سے جدا ہو کر غزنین اور

[۱] الپتگین دراصل عبد الملک بن نوح (جو خاندان سامان کا پانچوان بادشاہ تہا) کا ترکی غلام تہا اس خاندان مین

کابل پر متصرف ہوا۔ اور ایک مستقل سلطنت قایم کی۔

الپتگین

عبدالملک ابن نوح سامانی کے زمانہ مین الپتگین اولاً افواج خراسان کا سپہ سالار رہا۔ بعدازان خراسان کا حاکم مقرر ہوا۔ جب عبدالملک نے انتقال کیا تو امرا نے بخارا نے الپتگین کے پاس قاصد بھیجکر راے دریافت کی۔ کہ اب آل سامان مین کسکو تخت نشین کرنا چاہیے۔ اور کون اس بارگران کے اوٹہانیکے لایق ہے جسکا جواب الپتگین نے یہ بھیجا کہ عبدالملک کا بیٹا منصور ابہی نا تجربہ کار اور نوعمر ہے۔ البتہ اوس کا چچا بادشاہی کے لایق ہے۔ مگر قاصد کے پہونچنے کے قبل یہان امرا نے اتفاق کر کے منصور کو تخت شاہی پر بٹھایا تھا۔ جب یہ جواب منصور کی نظر سے گذرا تو اوس کو بہت شاق گذرا۔ اور فوراً الپتگین کو خراسان کی حکومت سے معزول کر کے دربار مین بلایا۔ لیکن الپتگین بہی تجربہ کار تہا۔ اوس نے دربار جانے مین اپنی جان کی خیر نہین دیکھی۔ اس لئے خراسان کو چہوڑ کر اپنے خاصہ لشکر (جو تین ہزار غلامون سے ملو تہا) کے ساتہہ غزنین آیا۔ چونکہ الپتگین کا باپ سامانی فرمانرواؤن کے جانب سے یہان کا گورنر رہ چکا تھا۔ پس الپتگین کو اپنے والد کے قایم مقام ہونے مین چندان وقت پیش نہ آئی۔ اور امیر لوک (جو اوس وقت غزنین کا حاکم تھا) سے غزنین چھین لی۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۲۱) یہ دستور تہا کہ اکثر غلام امانت کے عہدون پر سرفراز ہوتے تہے۔ اور دور دور کے صوبون پر حاکم مقرر ہوتے۔ چنانچہ عبدالملک نے قدردانی سے الپتگین کو افواج خراسان کی سپہ سالاری پر مامور کیا تہا۔ بعدازان ۹۶۱ع مطابق ۳۵۰ھ مین الپتگین خراسان کا حاکم مقرر ہوا جب عبدالملک کا انتقال ہو گیا تو الپتگین کو خراسان کی حکومت سے معزول ہونا پڑا۔ اور سنہ ۹۶۲ع مطابق ۳۵۱ھ مین الپتگین غزنین چلا گیا۔ باقی حالات کتاب کے متن مین ملاحظہ ہون ۱۲ مولف۔

غزنین پر قبضہ کرنیکے متعلق جامع الحکایات مین یہ لکھا ہے کہ جب الپتگین شہر غزنین کے باہر ڈیرے ڈالے پڑا تھا۔ اور شہر والون نے دروازہ بند کر رکھا تھا۔ اتفاقاً ایکدن اُس کے لشکر کے کچھ سوار فتراک مین مرغ باندھے لئے چلے آتے تھے۔ الپتگین نے اون سے پوچھا کہ یہ مرغ دام دیکر خریدے گئے ہین یا یون ہی مفت ظلم سے لئے ہو۔ سوارون نے کہا کہ خرید کر لائے ہین۔

الپتگین کو اس بات کا یقین نہوا گانون کے مقدم کو بلا کر دریافت کرنے سے ظاہر ہوا۔ کہ ہر روز یہ لوگ گانون مین جاکر زبردستی مرغ لاتے ہین۔ اور قیمت نہین دیتے۔ یہ سنکر حکم دیا کہ ان سوارون پر چوری کا الزام پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے فوراً قتل کئے جائین۔ مگر مصاحبون نے تخفیف سزا کے لئے منت وسماجت کرتے پر یہ تجویز کی۔ کہ ان سوارون کے کان چھید کر اوس مین مرغ لٹکائے جائین۔ اور تمام لشکر مین تشہیر کی جائے۔ چنانچہ اسکی تعمیل فوراً ہوئی۔ اور مرغون کے پھڑپھڑانے سے سوارون کے منہ زخمی ہوگئے۔ اور اس انصاف کا اہل غزنین پر یہ اثر ہوا کہ اونہون نے شہر کے دروازے الپتگین کے لئے کھولدیے اور الپتگین بخوشی تمام شہر غزنین مین داخل ہوکر اوس پر قبضہ کیا۔ اسکے بعد ہرات۔ بلخ۔ سیستان کو بھی فتح کیا۔ اور خود بالاستقلال بادشاہ بنگیا۔ منصور نے الپتگین پر دو دفعہ لشکرکشی کی۔ مگر دو دفعہ ہی الپتگین غالب رہا۔ بقول احمد اللہ مستوفی کے الپتگین نے پندرہ برس سلطنت کی۔ اسکے بعد توسیع ملک کے لئے موت نے مہلت نہ دی۔ آخر سنہ ۳۶۵ھ م سنہ ۹۷۵ء مین وفات پائی۔

الپتگین کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین تخت غزنین پر قدم رکھا ہے۔ لیکن تاریخ فرشتہ مین اسطرح لکھا ہے کہ جب الپتگین نے انتقال کیا تو اوسکا بیٹا ابو اسحاق سبکتگین کے ہمراہ بخارا روانہ ہوا۔ اسکے بعد امیر منصور نے ابو اسحاق کو غزنین کی حکومت عطا کی۔ اور انتظام ملکی و مالی سبکتگین کے تفویض پائے۔ چنانچہ ابو اسحق نے ایک سال کچھ مہینے سلطنت کی۔ اور سنہ ۳۶۷ھ م سنہ ۹۷۷ء مین عقبیٰ کی راہ لی۔

ابو اسحق کے بعد بلکتگین (جو الپتگین کا ترکی غلام تھا) بادشاہ ہوا۔ اس نے بھی دو سال حکومت

کرکے دنیا سے وداع ہوا۔ پہر امیر پری (جو بڑا مفسد وظالم تہا) تخت پر بیٹھا۔ اور ابو علی انوک پسر شاہ کابل کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ جب وہ چرخ کی حد مین آیا تو امیر سبکتگین نے پانچ سو ترکی سوارون سے چھاپہ مارا۔ اور اوس کو قتل کیا۔

ادہر سبکتگین کو یہ فتح حاصل ہوئی۔ اور اُدہر امیر پری کے ظلم سے رعایا عاجز ہوگئی تھی۔ اسلئے سب امیرون نے اتفاق کرکے امیر سبکتگین کو غزنین کے تخت پر بٹھایا۔

امیر ناصر الدین سُبکتگین[۱]

جب امیر سبکتگین مسند حکومت پر بیٹھا تو حصار بست پر امیر طغان قابض تھا مگر توزکان[۲] نے (جو آل سامان سے تہا) قلعہ بست کو غصب کرکے طغان کو نکالدیا۔ اور طغان نے امیر سبکتگین کے پاس حاضر ہوکر امداد چاہی۔ چنانچہ امیر سبکتگین نے طغان کی درخواست منظور کی اور قلعۂ بست پر حملہ کرکے توزکان کو شکست دی۔ اور طغان کا قبضہ قلعۂ بست پر کرادیا۔ مگر طغان نے خراج داخل کرنیکا جو وعدہ کیا تہا وہ ایفا نہ کیا۔ ایک روز شکار کے موقع پر امیر سبکتگین کے ہمراہ طغان بہی تھا۔ امیر نے خراج کا تقاضا کیا۔ طغان نے

---

[۱] کہتے ہین کہ سبکتگین اصل مین ایران کا امیرزادہ اور یزدجرد کی نسل مین تہا۔ مگر ایک سوداگر ناصر یا حاجی نصر نام اوسکو ترکستان سے لاکر الپتگین کے ہاتھ بیچا تھا۔ چونکہ سبکتگین فراست۔ لیاقت۔ دانائی۔ شجاعت مین بینظیر تھا۔ اس سلئے الپتگین نے اوسکو درجہ بدرجہ ترقی دیکر سپہ سالاری کا عہدہ عطا فرمایا۔ اور اوس کی نجابت و شرافت کے لحاظ سے اپنی بیٹی کا بہی نکاح کردیا۔ تاریخ فرشتہ مین سبکتگین کا نسب نامہ اسطرح لکہا ہے۔ امیر سبکتگین بن جوقان بن قرا بحکم بن قزل ارسلان بن قرا نامان بن فیروز بن یزدجرد والی ملک عجم۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ ہون۔ ۱۲ المؤلف۔

[۲] تاریخ فرشتہ مین توزکان کا نام نہین ہے۔ بلکہ بایتوز نام لکہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ المؤلف۔

بیہودہ جواب دیا۔ اور تلوار کھینچکر امیر پر چلائی۔ جس سے امیر کا ہاتھ زخمی ہوا۔ پھر کیا تھا امیر سبکتگین نے بہی طغان کے سر پر تلوار ماری۔ آدمیون نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ لیکن طغان امیر کی تلوار سر پر کھا کر ایسا بہاگا کہ پہر اسکو اس ملک کا دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ ادہر امیر نے قلعہ بست پر قبضہ کر لیا۔ اور توزکان یا بقول فرشتہ یا نور کا منشی ابوالفتح علی بن محمد (جو نہایت لائق اور انواع واقسام کے فنون سے ماہر انشا پردازی اور خوشنویسی مین بعدیل وبینظیر تہا) نام قلعہ بست مین خانہ نشین تہا۔ امیر نے اوسکو تلاش کر کے بلوایا اور میر منشی گری کی خدمت پر سرفراز کیا۔ اسکے بعد ابوالفتح کو اپنا وزیر کرنا چاہا۔ مگر اوس نے پیرانہ سالی کا عذر کر کے خدمت وزارت قبول نہ کی۔ اور بقول فرشتہ ایک مدت کے بعد امیر سے کسی بات پر رنجیدہ ہو کر ترکستان چلا گیا۔

جب امیر سبکتگین نے قلعہ بست سے فرصت پائی تو قصدار (جو غزنین کے قریب ہے) پر حملہ کیا۔ اور وہانکے امیر کو شکست دیکر قید کر لیا۔ لیکن اطاعت وفرمانبرداری اور خراج داخل کرنیکا پیمان لیکر اوس امیر کو از سر نو قصدار کی حکومت سپرد کی۔

اسکے بعد امیر نے دیار ہند کا رخ کیا۔ اب یہان پر ناظرین کی معلومات کے لئے یہ بات بتلانا ضروری ہے کہ اہل اسلام نے ہندوکش سے مغرب کیطرف ایشیا مین اور افریقہ اور جنوبی یورپ مین اسپین اور پرتگال تک قبضہ کر لیا تہا۔ مگر پنجاب مین ایک چپہ بھر زمین بھی مسلمانون کے ہاتھ نہ لگی تھی۔ اور ہندوستان کے فتح کرنے مین مسلمانون نے عمداً توقف کیا تھا۔ اس توقف کے دو سبب تھے۔ ایک تو یہ کہ ہند مین بعض قومین بڑی جوانمرد اور دلاور رہتی تھین۔ اور اہل عرب ہی کی شجاعت وجوانمردی تھی۔ جو انکو زیر کیا۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ ہندون کے راج کا جنگی انتظام ایسا مسلسل تھا۔ کہ وہ بیگانہ حملہ آورون کو بڑے بڑے الجہنون مین پھنسا کر کامیاب ہونے نہین دیتے تھے۔

ہندوستان کو ہندہیا چل پہاڑ نے دو شمالی اور جنوبی حصون مین تقسیم کر دیا ہے۔ اور اس پہاڑ کے جنگلون

اور پہاڑیون نے اُترا اور دکن کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی ہے۔ چنانچہ ہندوستان مین جسوقت کہ مسلمان آئے تو اونکو آسانی کے ساتھ آنا نہین ملا۔ کیونکہ بندہیاچل پہاڑ کے شمال مین ہندوٗن کی تین بڑی ریاستین تھین۔ ایک شمال و مغرب مین دریائے سندہ کے میدان مین چارون طرف اور دریائے جمن کے اوپر کے حصہ مین راجپوت سلطنت کرتے تھے۔ یہ پرانے زمانہ کا گدہ ولیش (زمین متوسط) تھا جسکی راجدہانی قنوج تھی۔ دوسری دریائے گنگ کے جنوبی حصہ مین پہاڑ سے نیچے کی طرف بدہ مذہب کے راجہ جنکا لقب پال تھا حکمران تھے۔ بنارس سے بنگالہ کے ڈلٹا تک ملک اونہین کی قلمرو مین تھا۔ تیسری بندہیاچل کے شرقی وسطی حصہ کے اضلاع مین بڑی جنگجو اور تندخو پہاڑی قومین رہتی تھین۔ اور مغربی انتہا مین بمبئی کے ساحل کے طرف مالوہ کی ریاست تھی جسکا راجہ بکرماجیت ہندو راجاوٗن کا آفتاب مشہور ہے۔ اور اونکے جنوب مین تین بڑی ریاستین چیرا۔ چولا اور پانڈیا تھین۔ ان راجون کے مجموعہ کا گروہ خواہ وہ اُتر مین ہو یا دکن مین۔ آپس مین ایسا اتفاق کیا تھا کہ بیگانہ اور غیر قوم کے حملہ آورون کو ہندوستان مین قدم نہین رکھنے دیتا تھا۔ اور ان مین غیر قومون کے مقابلہ کا زور بھی تھا۔ اور ان کی تعداد ایسی کثیر تھی کہ اونکا فتح کرنا بہت مشکل تھا۔ اگر ان گروہون کے مجموعہ پر فتح بھی حاصل کرلی جاتی تھی تو پھر ہر گروہ سے اور ہر گروہ کے افراد سے جدا جدا لڑنا پڑتا تھا۔ پھر بعد فتح کے بھی ہر راج مین سرکشی و تمردی کا مادہ موجود رہتا تھا۔ اور یہی سبب ہے کہ سندہ مین باوجود سخت سعی و کوشش کے مسلمانون کی سلطنت کی ترقی بہت آہستہ آہستہ ہوئی۔ تین صدی بعد شمال و مغرب سے دو بڑے زبردست حملہ آورون کی سعی سے ۱۰۰۱ء و ۱۱۹۳ء کے درمیان پنجاب کے سرحدی حصہ پر مسلمانون کی حکومت قایم ہوئی۔ اور ۱۵۶۵ء مین تالی کوٹ کی فتح سے دکن مین مسلمانون کو مستقل حکومت ملی۔ اور سلطنت اسلام کو شہنشاہ اکبر کے زمانہ مین فروغ ملا۔ لیکن یہ فروغ بھی تھوڑے عرصہ کے لئے یعنے ۱۵۶۰ء سے ۱۷۰۰ء تک رہا۔

اسکے بعد ہی پھر ملک مین ہندوٗن نے اپنا تسلط قایم کرنا شروع کیا۔ اور جنوب سے مرہٹے۔ راجپوتانہ سے

راجپوت۔ اور شمال و مشرق سے سکھہ مسلمانون پر غالب آئے۔ اور جسوقت کہ انگریزون نے ہندوستان پر تسلط کیا تو وہ زمانہ ایسا تہا کہ عنقریب ہندوستان کی حکومت خاندان مغلیہ سے ہندون کے ہاتھ مین جانیوالی تہی۔ بہرحال ہندو اپنی سلطنت کیلئے خاموش نہین بیٹھے۔ بلکہ اکثر مسلمانون سے لڑتے رہے۔ خیر آمدم برسر مطلب۔ جب امیر سبکتگین نے بست و قصدار سے فراغت پائی تو دیار ہند کے جانب توجہہ کی۔ اور ہند کے چند قلعے ایسے فتح کئے کہ جہان نہ اہل اسلام کے گہوڑون کے سُم نہ اونٹون کے قدم پہرے تھے۔ چنانچہ ان مفتوحہ قلعون مین جابجا مساجد بناکر اور تاخت و تاراج سے جو غنیمت ہاتہہ لگی اوسکو لیکر غزنین کے طرف مراجعت کی۔ اس وقت ہندوستان مین اجیے پال بن اننگ پال حکمران تھا۔ اور اسکی سلطنت کی وسعت لاہور سے بلغان اور کشمیر سے ملتان تک تہی۔ جسوقت کہ امیر سبکتگین نے ہند کے چند قلعے فتح کئے تھے۔ اوس وقت راجہ جیپال قلعہ بھٹنڈہ مین تھا۔ جب اوس نے دیکھا کہ امیر نے اوسکی قلمرو مین دست درازی شروع کردی ہے۔ سخت پیچ و تاب کھایا۔ اور آیندہ کے سدباب کیغرض سے لشکر جرار اور فیلان کوہ پیکر لیکر بلغان (جو کابل و پشاور کے درمیان واقع ہے) کے میدان مین امیر سے لڑنے کے لئے آمادہ ہوا۔ ادہر امیر نے بھی غزنین سے جنبش کی۔ چنانچہ سرحد ملتان مین راجہ جیپال و امیر سبکتگین کے فیمابین چند روز تک خوب جنگ ہوئی۔ اس لڑائی مین امیر کا لایق بیٹا سلطان محمود بھی ہمراہ تھا۔

فرشتہ لکھتا ہے کہ سلطان محمود کو کسی نے یہ خبر دی کہ جیپال کی لشکرگاہ کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہے اوسکی تاثیر یہ ہے کہ جسوقت اوس مین تھوڑی سی نجاست ڈالدیجائے تو باد و باران کا ایسا طوفان پیدا ہوگا کہ جیپال کا تمام لشکر تباہ ہوگا۔ چنانچہ اسپر عمل کیا گیا۔ اور اوس شخص کے کہنے کے مطابق ایسا طوفان آیا۔ اور برف باری ہوئی کہ دن کی رات ہوگئی۔ دوسرے تاریخون مین لکھا ہے کہ کسی برہمن نے یہ ترکیب بتلائی تھی۔ کہ جس سے سخت طوفان آیا۔ اور برف شدت سے گرا۔ مسلمان تو سردی کے عادی تھے۔ اسلئے اونکا کوئی نقصان نہ ہوا۔ مگر ہندون نے اس سردی کی آفت کبھی اوٹھائی نہ تھی۔ اسلئے ہزارہا دن میں ہی

اور جانور سردی سے اکڑ اکر مر گئے۔ (یہ وہی میدان ہے جہان سردی کے ہاتھون سے ہنود نے انگریزی افسرون کے ماتحت نو سو برس بعد اوٹھایا تھا) جب جیپال نے اپنے لشکر کی یہ تباہی دیکھی تو امیر سے صلح کی درخواست کی۔ امیر تو صلح پر راضی ہو گیا۔ مگر سلطان محمود نے اپنے باپ کو صلح سے روکا۔ جسکے باعث صلح مین کسیقدر توقف ہوا۔ جب راجہ جیپال کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے مکرر ایک دوسرے ہوشیار و مدبر ایلچی کے ذریعہ سلطان محمود کے پاس کہلا بھجوایا کہ آپ کو ہماری طمع دامنگیر ہے۔ لیکن ہم راجپوتون مین دستور ہے کہ جب مایوسی اور اضطراب بڑھ جاتا ہے تو جو کچھہ نقد وجنس ہوتا ہے اوسکو آگ مین جھونکتے ہین اور ہاتھی گھوڑون کو اندھا بناتے ہین۔ اور اہل وعیال کو آگ کے سپرد کرکے دشمن سے اسقدر لڑتے ہین کہ ایک متنفس بھی نہین بچتا۔ غرض کوئی چیز دشمن کے لئیے سلامت نہین رکہتے۔ اگر اس وقت آپ صلح نہ کروگے تو فتح کے بعد نقد وجنس کی جگہہ راکہہ کا ڈھیر۔ اور غلام و باندی کے عیوض مردون کی ہڈیان دیکھوگے۔ اب محمود نے بھی دیکھا کہ ہندؤن کو مایوس کرنا اچھا نہین ہے۔ معلوم نہین کہ آگے کیا ہو۔ غرض باپ اور بیٹے دونون صلح پر راضی ہوے۔ اور راجہ جیپال نے اقرار کیا کہ دار السلطنت جاکر عہدنامہ کے موافق ہاتھی۔ گھوڑے۔ مال و دولت بھجوا دونگا۔ اور ہر سال خراج بھی دیا کرونگا۔ اسکے بعد راجہ نے اپنے معتبر رشتہ دار او عزیز طمانیت کے لئے امیر کے پاس چھوڑکر امیر کے چند معتمد ملازمونکو اوس مال و دولت وغیرہ کے سپرد کرنے کیلئے ساتھہ لیگیا۔ مگر اپنے دار السلطنت لاہور کو پہونچکر نقض عہد کیا۔ اور امیر کے معتمد ملازم جو ہمراہ گئے تھے۔ اونکو قید کرکے امیر کو لکھہ بھیجا۔ کہ میرے آدمیون کو آپ جبتک نہ چھوڑینگے۔ مین بھی انکو اوسوقت تک قید مین رکھونگا۔

اوس زمانہ کا دستور تھا کہ راجہ کے دربار مین دائین بائین پنڈت وچھتریون کے سردار کھڑے رہتے تھے۔ چنانچہ چھتریون کو راجہ کی یہ حرکت ناشایستہ پسند نہ آئی۔ اس لئے بالاتفاق اونہون نے عرض کیا۔ کہ نقض عہد کسی مذہب مین بھی جایز نہین ہے۔ اور راجاؤن کو اپنے قول و اقرار کی پابندی کرنا ضرور ہے۔ اور بچن کا

توڑنا پاپ ہے۔ مگر پنڈتون نے یہ رائے دی کہ اگر راجہ امیر کو خراج بھجوائیگا تو سارے ہمسر راجاؤن مین خفت اوٹھانی پڑیگی۔ اور شرم وخجالت سے سر اونچا نہوگا۔ راجہ تو اول ہی سے نقض عہد پر تیار رہتا۔ اسپر پنڈتون نے بھی بدعہدی کی صلاح دی۔ چونکہ ادبار ونکبت کا زمانہ بھی سر پر سوار تھا۔ اس واسطے عہد وپیمان بھول گیا۔

جب امیر کو اس راجہ کی بدعہدی کی اطلاع ہوئی تو انتقام کی غرض سے لشکر کثیر ہمراہ لیکر ہندوستان پر چڑھ آیا۔ اور سرحدی مقامات پر ایک آفت برپا کردی۔ ادہر جیپال نے دلی۔ اجمیر۔ کالنجر۔ قنوج وغیرہ کے راجاؤن سے لشکر ومال کی امداد لیکر تقریباً ایک لاکہہ سوار اور پیادہ ہائے بیشمار کے ساتھہ سندہ کے پار رہوا۔ اور لمغان کے میدان مین اترا۔ طرفین نے خوب بہادرانہ کارزار کی۔ آخر جیپال کا لشکر تاب مقاومت نہ لاکر بھاگا۔ لشکر اسلام نے تعاقب کرکے ہزارون کو مارا۔ اور غنیمت وافر سے مالامال ہوگیا۔ گرد ونواح کے پرگنون سے جو لاہور کی سلطنت مین داخل تھے۔ بہت سا محصول وصول ہوا۔ راجہ کے ملک پر دریای اٹک تک قبضہ کیا۔ امیر نے پشاور مین دس ہزار سپاہیونکو ایک افسر کے ماتحت چھوڑکر غزنین روانہ ہوا۔ اس لڑائی کے بعد لمغان کے افغان اور خلجی بھی امیر سبکتگین کے مطیع ہوکر اوسکی سپاہ مین بھرتی ہوے۔

انھین ایام مین امیر نوح بن منصور سامانی نے ابونصر فارسی کے ذریعہ سبکتگین کے پاس کہلا بھیجا کہ فائق امیر بخارا نے اوسکے شہرون مین ظلم وزیادتی شروع کردی ہے۔ ممکن ہو تو اسکا انسداد کیا جائے۔ آل سامان کی اسطرح پریشانی کا حال سنکر سبکتگین کی رگ حمیت حرکت مین آئی۔ اور فوراً ماوراءالنہر کو روانہ ہوا۔ اور نوح بھی ولایت سرخس مین پیشوائی اور استقبال کے لئے آیا۔ امیر نے ملاقات سے پہلے امیر نوح سے یہ التماس کیا تہا۔ کہ ضعف پیری کے سبب سے مجھے گھوڑے پر سے اُترنے اور رکاب پر بوسہ دینے سے معاف فرمائیے نوح نے اوسکے التماس کو قبول کیا تھا۔ مگر جب امیر کی نظر نوح کے طلعت پر پڑی۔ ہیبت شاہی نے بے اختیار اوسکو گھوڑے پر سے اترو ایا۔ اور رکاب پر بوسہ دلوایا۔ امیر نوح اس سے بہت خوش ہوا۔ اور دونون گلے ملے۔ بعد ازان بعد

تجویز قرار پائی کہ امیر غزنین جاکر لشکر تیار کرکے لائے۔ چنانچہ امیر غزنین کو اور نوح بخارا کو گیا۔ جب فائق کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے رفیق امیر ابو علی سمجوری سے مشورہ کیا۔ کہ اگر سبکتگین کے مقابلہ مین شکست ہوجائے تو کہان پناہ لینی چاہئے۔ بعد رد و قدح کے یہ قرار پایا کہ فخر الدولہ دیلمی کے پاس جانا چاہئے۔ بعد ازان ابو علی سمجوری نے جعفر ذوالقرنین کو جرجان کی سفارت پر مقرر کیا۔ اور خراسان کے نفائس و ترکستان کے تحائف اوس کو دیکر فخر الدولہ دیلمی اور اوسکے وزیر کے پاس رشتۂ اتحاد مستحکم کرنیکے لئے روانہ کیا۔ اس عرصہ مین امیر غزنین سے نکلکر بلخ مین آیا۔ اور امیر نوح بھی بخارا سے چلکر اوس سے ملا۔ ادہر فائق اور امیر ابو علی سمجوری لشکر گران لیکر روانہ ہوئے ہرات کے میدان مین لڑائی ہوئی۔ امیر نے شکست دی۔ فائق اور سمجوری بھاگ کر نیشاپور پہونچے۔ اس فتح کے صلہ مین امیر نوح نے سبکتگین کو ناصر الدین کا خطاب اور سلطان محمود کو سیف الدولہ کا خطاب اور منصب امیر الامرائی (جو قبل ازین ابو علی سمجوری کے نام تھا) عطا فرمایا۔ اسکے بعد امیر نوح بخارا کو واپس گیا۔ اور امیر و سلطان محمود نیشاپور آئے۔ فائق اور سمجوری جو پناہ گزین تھے۔ امیر کی آمد سنکر بھاگ گئے۔ اور فخر الدولہ دیلمی کے پاس پناہ لئے وہان سے امیر غزنین روانہ ہوا۔ اور سلطان محمود تنہا نیشاپور مین رہا۔

فائق اور سمجوری کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو فوراً یلغار نیشاپور آئے۔ اور سلطان محمود کا تمام اسباب و مال لوٹ لیگئے۔ ادہر امیر کو فائق و سمجوری کے اس ناشایستہ حرکت کی خبر ہونے پر لشکر جرار کے ساتھ نیشاپور پہونچا۔ اور نواح طوس مین لڑائی ہوئی۔ امیر نے ان دونون کو پھر شکست دی۔ مگر فائق و سمجوری زندہ بھاگ کر قلعہ کلات مین چھپے۔ اس کے بعد امیر سبکتگین نے بیفکری کے ساتھ غزنین مین ایک عرصہ تک حکومت کی۔ آخر ماہ شعبان ۳۸۷ھ م ۹۹۷ء مین حدود بلخ کے اندر ترمذ مین وفات پائی۔ ۵۶ سال کی عمر تھی۔ اوسکا جنازہ عماری مین غزنین لیجا کر دفن کئے۔ مدت حکومت بیس سال ہے۔

امیر سبکتگین کے متعلق یہان دو حکایات لکھی جاتی ہین۔ گو یہ حکایات پایۂ تاریخ سے ساقط ہین۔ مگر ان مین اشیائی مصنفون کی انسانیت اور آدمیت پائی جاتی ہے۔ کہ وہ کسطرح تاریخ سے حسن اخلاق کی تعلیم کرتے ہین۔ اور ہمیشہ سے

ایشیائی مورخ ان خوابون فالون طالعون کو تاریخ کا ایک دلکش جزو سمجھتے ہین۔ مگر انگریزی مورخ انکو بالکل تاریخی اعتبار سے فضول جانتے ہین۔ تاریخ بیہقی مین درج ہے کہ جب امیر بخارا کو جاتا تھا تو منزل خاکستر مین فروکش ہوا۔ اور یہانپر بہت کچھہ صدقہ وخیرات کیا۔ اسکے بعد گھوڑے پر سوار ہوکر تھوڑی دور پر ایک جگہہ کھودنیکا حکم دیا۔ کھودنے پر ایک لوہے کی میخ نکلی۔ امیر نے اوسکو دیکھکر گھوڑے سے اُترا اور بہت رویا۔ جائے نماز منگاکر دوگانہ شکر الٰہی بجالایا۔ جب لوگون نے سبب پوچھا تو بیان کیا کہ میرے آقا کے پاس میرے سوا اور بارہ غلام تھے۔ اوس نے ہمکو جیحون سے پار اُتار کر شہر قان مین لایا۔ وہان سے گورگانان آیا۔ یہان کے بادشاہ نے سات غلام خریدے۔ پھر نیشاپور کے راہ مین مرورود اور سرخس مین چار غلام اور فروخت ہوے۔ اب مین اور ایک دوسرا غلام باقی رہے۔ مجھے سبکتگین دراز کہتے تھے۔ اتفاق سے میرے آقا کے تین گھوڑے میری ران کے نیچے زخمی ہوچکے تھے۔ جب مین خاکستر آیا تو ایک پھر میری ران کا گھوڑا زخمی ہوگیا۔ اسپر میرے آقا نے مجھے بہت مارا۔ اور قسم کھائی کہ نیشاپور مین جس قیمت پر بنے تجھے بیچ ڈالونگا۔ چنانچہ مین اسی رنج وغم مین سوگیا۔ حضرت خضر نے بشارت دی کہ تو بڑا نامور بادشاہ ہوگا۔ اور جب تو پھر اس سرزمین مین آئیگا تو تیرے ساتھہ بہت سا لشکر رہیگا۔ مگر خلق خدا کے ساتھہ انصاف کرنا۔ مین نے اُٹھکر غسل کیا۔ اور پچاس رکعت نماز پڑھی۔ اور اس میخ کو لیکر نشان کے لئے یہان گاڑ دیا۔

صبح ہونے پر میرے آقا نے سفر کیا۔ اور وہ میخ طلب کی جب مین نہ دے سکا تو تازیانون سے خوب مارا۔ اور پھر قسم کھائی کہ تجھے جس قیمت پر ہوسکے بیچ ڈالونگا۔ اور نیشاپور تک دو منزل پیادہ چلایا۔ وہان الپتگین نے مجھے اور میرے ساتھہ والے کو خرید لیا۔ اسکے بعد مین نے یہانتک ترقی کی۔

جامع الحکایات مین لکھا ہے کہ نیشاپور مین جب الپتگین کے خدمت مین سبکتگین رہتا تھا تو اوسکے پاس ایک گھوڑے کے سوا کچھہ اور نہ تھا۔ سارا دن جنگلون مین پھرتا اور شکار کھیلتا۔ ایکدن ایک ہرنی اپنے بچے کے

ساتھ چر رہی تھی۔ اس نے گھوڑا دوڑا کر بچہ کو پکڑ لیا۔ اور خوشی خوشی لیکر چلا۔ ہرنی نے بھی گھوڑے کا پیچھا لیا۔ جب اس نے مڑکر دیکھا تو ہرنی پریشان ساتھ آرہی ہے۔ اس نے ترس کھا کر بچہ کو چھوڑ دیا۔ اوسی رات رسول خدا صلعم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور حضرت نے فرمایا کہ اے امیر ناصر الدین تو نے ایک حیوان بیزبان پر رحم کیا ہے۔ اور خدا نے تیرے نام سلطنت لکھی ہے۔ پس تجھکو چاہئے کہ عامۂ خلائق کے ساتھ بھی یہی رحم کا شیوہ رکھے۔

امیر اسمعیل بن امیر ناصر الدین سبکتگین

امیر سبکتگین کا جب انتقال ہوا تو محمود کی عمر تیس برس کی تھی۔ اور وہ اسوقت نیشاپور مین تھا امیر اسمعیل اسکا چھوٹا بھائی باپ کے پاس تھا۔ بعض مورخ یہ کہتے ہین کہ اس نے میدان خالی پاکر ۳۸۷ھ مین تاج شاہی سر پر رکھا۔ مگر بعض کا یہ قول ہے کہ باپ کی وصیت کے موافق وہ قبۃ الاسلام بلخ مین تخت پر بیٹھا سپاہ کی دلجوئی اور امرا کی خاطرداری مین خزانہ کے منہ کہولدئے۔ جب یہ خبر محمود کو معلوم ہوئی تو اوس نے بھائی کے پاس ایک تعزیت نامہ ابو الحسن حموی کے ہاتھ اس مضمون کا بھیجا۔ کہ امیر سبکتگین میرا اور تمہارا پشت پناہ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اے برادر عزیز مجھے دنیا مین کوئی چیز تجھسے زیادہ عزیز نہین ہے۔ اگر تیری عمر بڑی ہوتی۔ اور تو زمانہ کا تجربہ کار ہوتا۔ اور سلطنت کے دقایق سے اور ثبات ملک و دولت کے قواعد سے ماہر ہوتا تو میری یہی آرزو ہوتی کہ تو تخت پر بیٹھے۔ باپ نے جو تجھکو اپنا جانشین کیا وہ مصلحت ملکی تھی۔ اگر تخت خالی رہتا معلوم نہین کیا فساد برپا ہوتا۔ تو پاس تھا۔ اس لئے تخت پر بٹھا دیا۔ اب انصاف کی نظر سے قائل کر۔ اور شریعت غرا کے بموجب دولت اور ملک کو تقسیم کر۔ دار السلطنت میرے حوالہ کر۔ بلخ وخراسان کا ملک تیرے لئے بصاف کئے دیتا ہون۔ مگر امیر اسمعیل نے یہ منصفانہ کلام بھائی کا نہ سنا۔ ناچار محمود نے بجز لڑائی کے چارہ نہ دیکھا۔ نیشاپور اور غزنین سے دونون بھائی بارادۂ جنگ چلے ہرچند امیرون نے چاہا کہ اسمعیل بھائی کا کہنا مان جائے۔ اور لڑائی نہ ہو۔ مگر یہ بات بن نہ پڑی۔ دونون

بھائیون مین ایک سخت لڑائی ہوئی۔ کھیت محمود کے ہاتھ رہا۔ غزنین فتح ہوگیا۔ اسمٰعیل گرفتار ہوا۔ ایکدن محمود نے بھائی سے پوچھا کہ اگر تو مجھپر فتح پاتا تو میرے ساتھ کیا سلوک کرتا۔ جوابدیا کہ قلعہ مین قید کرتا۔ مگر آرام و آسایش کا سب اسباب مہیا کرتا۔ اس وقت تو اس بات کو محمود نے ٹال دیا۔ مگر پھر اسمٰعیل کو جرجان کے قلعہ مین قید کیا۔ اور سب چین اور آرام کا اسباب اسکے لئے تیار کردیا۔ ساری زندگی قید مین بسر ہوئی پورا ایکسال بھی اسمٰعیل نے سلطنت نہ کی۔ من حفر بیر الاخیہ فقد وقع فیہ۔

امین الملتہ یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی بن امیر ناصر الدین سبکتگین

سلطان محمود کی مان اعیان زابلستان کی نسل سے تہی۔ اسلئے اُسکو محمود زابلی بھی کہتے ہین۔ اور اسکی تاریخ ولادت شب عاشورہ ۳۵۷ھ ہے۔ جب سلطان محمود کو بھائی کی لڑائی سے فرصت ملی۔ اور ۳۸۹ھ مین تخت غزنین پر رونق افروز ہوا۔ تو پہلے بلخ کے جانب توجہ کی۔ اسکا سبب یہ تھا کہ امیر نوح نے خراسان مین امیر الامرائی کا منصب سلطان محمود کو اوسکے باپ کے زمانہ مین ہی عطا کیا تہا۔ (جسکا ذکر اسکے قبل ہوچکا ہے) مگر امیر منصور ثانی بن نوح ثانی نے منصب مذکور بکتوزون کے تفویض کردیا تھا۔ اولاً سلطان محمود نے امیر منصور کے پاس ایلچی کے ذریعہ یہ شکایت پیش کی امیر نے جواب دیا کہ بلخ و ہرات و ترمذ کی عمارت تم کو دیگئی ہے۔ اور بکتوزون کو خراسان کی۔ کیونکہ وہ بھی ہماری دولت کا قدیمی بندہ ہے۔ پہر دوبارہ سلطان محمود نے ابوالحسن جموی کے ہاتہ بہت سے تحائف وغیرہ ارسال کرکے وہی شکایت کہلا بھیجی۔ جب ابوالحسن بخارا پہونچا تو امیر منصور نے اوسکو منصب وزارت سے سرفراز کیا۔ پہر کیا تہا سلطان محمود کا جواب ملتوی رکھا۔ آخر سلطان کو بلخ کے جانب توجہ کرنی پڑی۔ چنانچہ اولاً سلطان نیشاپور گیا۔ بکتوزون کو جب سلطان کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو فرار ہوگیا سلطان نے ایک عرضداشت قطع حجت کے لئے امیر منصور کو لکھی۔ لیکن امیر منصور نے اوسپر مطلق التفات

وکیا۔ بلکہ سپاہ جمع کرکے لڑنے کے ارادہ سے ایکدم خراسان ہوتا ہوا سرخس پہونچا۔ گو سلطان بن امیر منصور سے لڑنے کی طاقت اعلی پیمانہ پر تھی۔ مگر کفران نعمت و بدنامی کی سرزنش سے خوف کرکے نیشاپور واپس چلا آیا۔ وہان سے مرغاب گیا۔ ادہر بکتوزون نے فائق کی صلاح سے غدر مچا دیا۔ اور امیر منصور کو گرفتار کرکے آنکھون مین سلائی پھیر دی۔ اور اوسکے بھائی عبدالملک ثانی کو جو ابھی [illegible] دس سال تھا تخت پر بٹھا دیا یہ سب کچھ کرکے سلطان کے ڈر سے مرو کو چلا گیا۔ سلطان محمود کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو فوراً اونکا تعاقب کرکے اولا مرو پہونچا۔ جہان بکتوزون اور فائق سے مقابلہ ہوا۔ اور اون دونون نمک حرامون نے شکست پائی۔ مگر فائق نے عبدالملک کو لیکر بخارا روانہ ہوگیا۔ اور بکتوزون نیشاپور گیا۔ انہین ایام مین اتفاقاً فائق نے انتقال کیا۔ اور ایلک خان[1] کاشغری نے بخارا پر چڑہائی کی۔ اور عبدالملک و اوسکے تمام تابعین کا کام تمام کرکے دولت آل سامان کو جو ۱۲۸ سال تک فرمانروائی کی تھی۔ تباہ و برباد کر دیا۔

ادہر سلطان محمود بلخ و خراسان کی حکومت مین مصروف ہوا۔ اسی زمانہ مین سلطان کو خلیفہ القادر باللہ عباسی (جو خلفائے عباسیہ کا پچیسوان خلیفہ تھا) نے اوسکی جوانمردی اور شجاعت کا شہرہ سنکر

[1] ان خوانین کے حالات تاریخ مین بہت کم پائے جاتے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ دسوین صدی عیسوی کے اختتام پر مشرقی فرغانہ کے ترکی قبایل کو جو مسلمان ہو چکے تھے متحد کرکے صاحب تاج و تخت ہوئے۔ پہلے انکا دارالسلطنت کاشغر تھا۔ لیکن ۹۹۹ء م ۳۸۹ھ مین سامانیون سے ماوراءالنہر کا ملک فتح کرکے بخارا کو اپنا صدر مقام بنایا۔ جہان سے ایلک خان ترکی قبایل پر جو کیسپین سے بحر چین تک پھیلے ہوئے تھے حکومت کرتا تھا۔ انہون نے جیحون کے جنوبی صوبجات پر بھی دندان آز تیز کئے تھے۔ مگر ۱۰۰۶ء م ۳۹۶ھ مین محمود غزنوی نے انکو شکست فاش دی۔ چنانچہ اسی وجہ سے ایلک خانیون کی حکومت ماوراءالنہر کاشغر اور مشرقی تاتار مین محدود رہی۔ انکے دور حکومت مین ماوراءالنہر سے بہت سی قومون مثلاً ترکمان۔ سلجوق وغیرہ نے ہاتھ پاؤن نکالے۔ جنہون نے بعد مین ایران کا رخ کیا۔ ۱۲ مؤلف۔

ایک خلعت فاخرہ امین الملتہ یمین الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔ بعدازان سلطان اواخر ذیقعدہ ۳۸۹؁ھ مین بلخ وہرات ہوتا ہوا سیستان گیا۔ اور وہان کے حاکم حنیف بن احمد کو مطیع کرکے غزنین مراجعت کی اس اثنا مین ایلک خان نے سلطان کو خراسان کی حکمرانی کی مبارکباد دی۔ جسکا جواب سلطان نے ابوالطیب سہل بن سلیمان صعلوکی کے ہاتہہ ادا کیا۔ اور اوسکے ساتہہ تحائف نفیسہ بہی بہجوائے۔ چنانچہ ایلک خان نے بہی اکثر عمدہ قیمتی اشیاء سلطان کی خدمت میں تیار روانہ کیا۔ اس طرفین کے ہدایا وتحائف نے یگانگت و دوستی کی بنیاد قایم کی۔ مگر یہ دوستی بہت جلد مبدل بہ عداوت ہوگئی جسکا بیان آیندہ ہوگا۔

جب ایلک خان کے ہاتہہ آل سامان کا خاتمہ ہوگیا۔ تو سلطان محمود خود مختار پادشاہ بنگیا۔ خطبون اور سکون سے آل سامان کا نام نکال کر اپنا نام شریک وجاری کیا۔ اور اپنی سلطنت کا انتظام وبندوبست کرکے یہ خیال کیا۔ کہ جہاد کے ذریعہ سے ہندوستان مین اسلام پہیلایا جائے۔ جس سے دنیا مین ہمیشہ کے لئے غازی کہلائے۔ چنانچہ یہ خیال پختہ ہوا۔ اور ہندوستان کیجانب توجہ کی۔

سلطان محمود کے بارہ حملے ہندوستان پر زیادہ مشہور ہین۔ مگر دراصل وہ سترہ دفعہ ہندوستان آیا ہے۔ اور ان مہمات کی نسبت تاریخون مین بہت اختلاف ہے۔ اور ترتیب مین بہی اکثر مہمات کو مورخون نے مقدم وموخر لکہا ہے۔ انگریزی مورخون نے اسمین بہت کچہہ موشگافیان کی ہین۔ اور اوسکی تحقیقات ودریافت مین خوب زور لگایا ہے۔ ہمارے معزز ناظرین کو ذیل کے واقعات دیکہنے سے اوسکی تصدیق ہوجائے گی۔

مہم اول۔ فرشتہ اور نظام الدین احمد نے لکہا ہے۔ کہ ۳۹۰؁ھ مطابق ۱۰۰۰؁ء مین سلطان محمود نے پہلے دفعہ ہندوستان کے جانب توجہ کی اور چند قلعے فتح کرکے اپنے جانب سے وہان حاکم مقرر کیا۔ اسکے بعد غزنین واپس آگیا۔ مگر اسکا ذکر تاریخ یمینی مین نہین ہے۔

مہم دوم ۳۹۱؁ھ مطابق ۱۰۰۱؁ء مین دس ہزار چیدہ سوار لیکر ہندوستان روانہ ہوا۔ پشاور کے قریب اوسکے

باپ کا قدیمی دشمن جیپال والی لاہور بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل اور تین سو زنجیر فیل لیکر آمادہ پیکار ہوا۔ اس جنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۸ محرم ۳۹۲ھ روز دوشنبہ راجہ کو شکست ہوئی۔ پانچہزار ہندو مارے گیے اور خود راجہ معہ اپنے پندرہ عزیزون کے گرفتار ہوگیا۔ اس لڑائی مین غنیمت بیشمار ہاتہ آئی۔ اور جیپال کے گلے مین بیش بہا مالا (جسکی قیمت ایک لاکہہ اسی ہزار دینار سرخ تھی۔) تہا۔ وہ بھی سلطان کے ہاتہہ لگا۔ علاوہ برین مورخون نے لکہا ہے۔ کہ راجہ کے ساتہہ اوسکے پندرہ عزیز جو گرفتار ہوئے تھے۔ ہر ایک کے گلے مین ایک ایک بیش قیمت مالا تہا۔ اون پر بھی سلطان نے قبضہ کیا۔ اسکے بعد قلعہ بہٹنڈہ[۱] (جو راجہ کا مسکن و مامن تھا) کو تاراج و تباہ کیا۔ اور راجہ جیپال کو ساتہہ لیکر غزنین آیا۔ یہان راجہ نے اپنا اور اپنے عزیزون کا زرفدیہ ادا کیا۔ اور خراج کا عہد و پیمان کرکے رہائی پائی۔ مگر جب اپنے ملک مین آیا تو راجہ نے متواتر شکست پانے اور قید ہونے کی ندامت مین اپنے بیٹے انندپال کو تخت نشین کرکے خود آگ مین جلکر خاکستر ہوگیا۔ اور سلطان محمود ماہ محرم ۳۹۳ھ مین سیستان جاکر ضعیفکو غزنین لے آیا۔

مہم سوم[۲] ۳۹۵ھ مین شہر بھاطیہ (بھٹنیر) کا رخ کیا۔ یہان کا راجہ بجے رائے اپنے مستحکم قلعے اور جرار فوج پر

---

[۱] انگریزی مورخون نے قلعہ بھٹنڈہ کی تحقیق مین بہت جانفشانی کی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ دہ ستلج پار تھا سلطان نے روک ٹوک دریا عبور کرکے فتح کرلیا۔ کوئی فیل لوڈ کہتے ہین کہ وہ بڑا آباد اور نامی مقام تہا۔ لاہور کا راجہ کبھی لاہور مین اور کبھی اس قلعہ مین رہتا تہا۔ سر جان الیٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ قلعہ بہٹنڈہ کوئی نیا مقام نہین ہے۔ بلکہ وہ بارہند یا واے ہند ہے۔ جیسا کہ تاریخ یمینی مین لکہا ہی کہ یہ مقام دریاے سندہ کے مغربی کنارہ پر مشہور و معروف ہے۔ اٹک سے پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور لاہور و پشاور کے قدیمی شارع اعظم سے تین منزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہ مشرقی قندہار کا دار السلطنت تہا۔ ابو الفدا۔ بیرونی۔ بیہقی۔ نے سکندر اعظم کو اسکا بانی قرار دیا ہے۔ اب اسکو ہنڈ کہتے ہین۔ ۱۲ مولف۔

کمال ورجہ مخزہ تہا۔ اونسی کو شمار مین نہ لاتا تھا چنانچہ یہان پر تین شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی آخر راجہ نے شکست پائی۔ وہ قلعہ بند ہو گیا۔ مسلمانون نے قلعہ کا محاصرہ کرکے خندق کے بہرنے مین مشغول ہوئے راجہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو ایسا پریشان ہوا کہ رات کو پیادہ پا جنگل مین بھاگ گیا۔ مگر سپاہ سلطانی نے تعاقب کرکے راجہ کو گھیر لیا۔ جب کوئی خلاصی کی صورت نہ دیکھی تو خودکشی کرلی۔[۱]

مہم چہارم[۲] ۳۹۶ھ مین سلطان نے ملتان کے تسخیر کا ارادہ کیا۔ اس ارادہ کا باعث یہ ہے کہ شیخ حمید لودہی والی ملتان امیر سبکتگین کے ساتھہ اخلاص رکہتا تہا اوسکا پوتا ابوالفتح یا داؤد بن نصیر بن شیخ حمید بہی چندروز اپنے دادا کے قدم بقدم چلا۔ مگر جب شہر بھٹنیر کے محاصرہ مین سلطان مصروف ہوا تو اوس نے ناشایستہ حرکات شروع کین۔ اور سلطان مصلحت وقت کے لحاظ سے اوس سال تو کچہہ نہ بولا۔ مگر دوسرے سال سلطان کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ابوالفتح قرمطی[۳] ہوگیا ہے۔ اور ملتان کے مسلمانون کو بہی قرمطی بنانا

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۶

[۱] ہندؤن کا یہ بہی عقیدہ ہے کہ جو راجہ دو مرتبہ مسلمانون سے شکست پائے یا قید ہوجاے تو پہر سلطنت کرنے کے قابل نہین رہتا۔ اس گناہ کا کفارہ آگ مین جلنا تجویز کیا ہے۔ ۱۲ مولف۔

[۳] ہر مذہب کا یہ قاعدہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ جتنی مدت اوسپر گذرتی ہے۔ اوتنی اوسکی تفرقی ہوتی ہے یعنے بدعتی فرقے نئے نئے پیدا ہوتے جاتے ہین۔ مذہب اسلام بہی اس قاعدے سے مستثنیٰ نہ تہا۔ اسمین بہی بدعتی فرقے پیدا ہونے شروع ہوے۔ بعض فرقون نے وہ بدعات اختراع کین کہ اصل اسلام کا حصہ انکے مذہب مین تہوڑا ہی باقی رہا۔ ان بدعتی فرقون سے ایک فرقہ قرمطی بہی ہے۔ یہ فرقہ اسماعیلیہ کی ایک شاخ ہے۔ گو ان دونو فرقون کے مسائل مین فرق ہے۔ مگر مورخ اپنی لاعلمی سے صرف ایک لفظ ملاحدہ لکہکر ایسا خلط ملط کرتے ہین۔ کہ معلوم نہین ہوتا کہ ابتدا کس فرقے سے ہے۔ ایک شخص عبداللہ بن میمون نے جو ایرانی تہا۔ مذہب اسماعیلیہ کو اختیار کیا۔ اس نے عرب کے غلبہ ہی کو مٹانیکا ارادہ نہین کیا بلکہ اسلام اور سارے مذہبون کے خاک مین ملانے کا قصد کیا۔ اوسکے مذہب کا خلاصہ یہ تہا کہ سارے

چاہتا ہے۔ چنانچہ اوسکے انسداد کے لئے عین موسم باران مین ملتان کو چلا۔ راستہ مین تمام دریا طغیانی پر
تھے۔ لہذا سلطان نے راجہ انندپال کو لکھا کہ وہ اپنے ملک مین سے گذر نے دے۔ لیکن اوس نے منظور
نہ کیا۔ اور مقابلہ کیلئے آمادہ ہوا۔ سلطان نے یہی مناسب سمجھا کہ اول انندپال کی گوشمالی کیجائے۔ باوجودیکہ
جنگل گنجان تہا۔ مگر سلطان درختون کو کاٹتا اور وہان کے آدمیون کو قتل کرتا انندپال کے جانب روانہ ہوا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۷) مذہب بیہودہ ہین۔ اس دنیا مین اور عقبیٰ مین نیک اعمالی کی جزا ہے۔ نہ بداعمالی کی سزا ہے۔
اس عبداللہ کے مریدون مین سے ایک شخص احمد نام تہا۔ جو قرامطی مذہب کا بانی ہے۔ چنانچہ اس کا عروج سنہ ۲۷۸ھ مین ہوا۔
قرمطہ معنی عربی مین خط کے باریک اور تنگ لکہنے کے ہین۔ اور کام کے نزدیک رکہنے کے۔ اور احمد کو قرمطا اسلئے کہتے
تھے کہ وہ پوشیدہ و باریک طور پر اپنے مذہب کی تلقین کرتا تہا۔ اسی کے نام سے اوس کے فرقے کا نام قرمطی ہوا۔
جسکی جمع قرامطہ آتی ہے۔ اس نے شہری و جنگلی قومون کو جنکا مذہب کچھہ ہی نہ تہا۔ اور عقل سے بہی خارج تہے۔ اپنے
دین کے طرف دعوت کی۔ اور یہ نامہ لکہا۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فرج بن عثمان رہنے والا قریہ نصرانیہ کا لکہتا ہے کہ
مین مسیح کے طرف سے جو کلمہ ہے دعوت کرتا ہون۔ وہی مہدی تہا۔ وہی احمد بن محمد بن حنفیہ تہا۔ وہی جبرئیل تہا۔ اب
انسان کی صورت مسیح بنا ہے۔ اور مجھے کہا کہ تو داعی ہے۔ اور حجت ہے۔ اور ناقہ صالح و خر عیسی و یحیی ابن ذکریا و روح القدس
ہے۔" اور اون کو یہ بہی بتلایا کہ نماز کی چار رکعتین ہین۔ دو طلوع شمس اور دو غروب شمس سے پہلے۔ ہر نماز کی اذان
یہ ہے۔ کہ موذن تین دفعہ کہے اللہ اکبر۔ اور دو دو مرتبہ کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ اور اشہد ان آدم رسول اللہ۔
اور اشہد ان نوحا رسول اللہ۔ اور اشہد ان عیسی رسول اللہ۔ اور اشہد ان محمد رسول اللہ۔ اور اشہد ان احمد بن
محمد بن الحنفیہ رسول اللہ۔"

بیت المقدس کے طرف قبلہ ہے۔ اور اتوار کا دن یوم سبت ہے۔ اوس دن تعطیل چاہئے۔ اور ہر نماز مین سورہ فتح
اور وہ پڑہے۔ جو احمد بن محمد بن حنفیہ پر نازل ہوئی ہے۔ روزہ دو روز مہرجان اور نیروز کے دن رکہے۔ شراب حرام

جب انند پال نے یہ حالت دیکھی تو شہر سے بہاگ کر جنگل مین پناہ لی۔ اور سلطان بھی اوسکے تعاقب مین وہین سر پر پہونچا۔ آخر انند پال مجبور ہوکر کشمیر بھاگ گیا۔ جب ابوالفتح نے راجہ انند پال کی یہ درگت دیکھی تو خیال کیا کہ ایسا بڑا راجہ تو سلطان کے ہاتون یون مارا مارا پہرتا ہے۔ پہر میری اصل او حقیقت کیا ہے۔ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ تمام مال ہاتہیون پر بار کرکے سراندیپ چلا جاؤن۔ مگر سلطان بھی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۸) خمر حلال۔ جنابت سے غسل کرنا لازم نہین۔ مگر نماز کے واسطے ضرور فرض ہے۔ جن جانورونکو کچلی اور دانت ہون اونکا کہانا درست۔ اس فرقہ نے ۲۹۰ھ مین شام پر بڑا ہولناک حملہ کیا۔ اور ۳۱۱ھ مین بصرہ اور کوفہ کو لوٹا۔ اور ابو طاہر کو اپنا پیشوا بناکر ۳۱۹ھ مین شہر مکہ کو لے لیا۔ اور بہت آدمیون کو قتل کیا۔ اور حجر الاسود کو لیگئے بیس برس تک اپنے قبضہ مین رکہا۔ خاندان عباسیہ کا بیسوان خلیفہ الراضی سالانہ روپیہ انکو اس واسطے دیتا تہا کہ وہ حاجیون کو حج کرنے دین۔ ہلاکو اور منگو خان نے اس فرقہ قرمطیہ اور اسماعیلیہ کے زن و مرد اور بچون کو قتل کیا۔ ابوریحان بیرونی نے لکہا ہے کہ قرمطی مشرق مین وادی سند تک پہیل گئے۔ ملتان کے بت اعظم کو توڑا۔ محمود غزنوی نے اسی فرقہ کا ملتان سے منہ کالا کیا۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہان سے بالکل خارج نہین ہوے محمود غوری نے پہر اون کو ۵۷۱ھ مین ملتان سے نکالا۔ اور ۶۳۴ھ مین دہلی مین ان کا زور ہوگیا تہا کہ یہان کی جامع مسجد مین بہت آدمیون کو قتل کیا تہا۔ مگر آخر کو قرمطیون مین سے کوئی باقی نہین رہا۔ سب قتل ہوے۔

تاریخ مذاہب الاسلام مولفہ مولوی محمد نجم الغنی صاحب رامپوری مین لکہا ہے۔ کہ مذہب قرامطہ کا پیشوا حمدان اشعث معروف بہ قرمط ہے۔ اور حمدان کو قرمط کہنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ وہ کوتاہ پا تہا۔ چلنے مین قریب قریب قدم رکہتا تہا۔ بعض کہتے ہین کہ واسط کے علاقہ مین قرمط ایک جگہ کا نام ہے جہان کا یہ رہنے والا تہا۔ اس شخص نے اپنے مقلدونکا نام قرامطہ کہا تہا۔ اور یہ لقب اوسکے معتقدون مین اس قدر غالب و رائج ہوگیا کہ پہر کوئی آدمی مبارکیہ کو قرامطہ نہین کہتا تہا۔ صرف اوسی کے پیروؤن کو قرامطہ کہا کرتے تہے۔ ورنہ قرامطہ

اور [illegible] عاقل [illegible] قلعہ [illegible] کو محاصرہ کر لیا اور ابو المسیح [illegible] [illegible] ہو گیا۔ پانچ
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] انگریزی [illegible] گا۔ اور الحادث [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سلطان
ان [illegible] اس لئے منظور کر لیا کہ سلطان جانب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
لشکر تباہی [illegible] رہا ہے۔ پس سلطان کو [illegible] [illegible]۔ چنانچہ سلطان [illegible] اس خبر کے سنتے ہی [illegible]
[illegible] [illegible] مہمات [illegible] [illegible] جو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوا [illegible]
تہا [illegible] لوا [illegible] [illegible] ہی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
اسکے قبل ہم نے سلطان اور ایلک خان کے اتحاد کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
مبدل بہ عداوت ہو گئی۔ چنانچہ وہ واقعہ یہی ہے کہ جب سلطان محمود ملتان مین مصروف تہا تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۹) لفظ ما سے مباکیہ کا ہے۔ اس لئے کہ یہ لوگ [illegible] لقب تہا اس کے اتباع اپنے قول کو علم باطن کہتے ہین۔ شرایع اسلامیہ کی تاویل کرتے ہین آیات قرآنی کو [illegible] مانتے ہین۔ اسمٰعیل بن جعفر کو خاتم الائمہ اور زندہ جانتے ہین اور حرام چیزون کو مباح سمجھتے ہین۔ مذہب قرامطہ کی ابتدا [illegible] مین ہوئی۔ ذہبی نے تاریخ الخلفا مین لکہا ہے کہ خلیفہ مقتدر باللہ عباسی نے [illegible] مین حسین بن منصور حلاج کو اونٹ پر سوار کرا کے تشہیر کیا پہر اوسکو سولی دیکر اور لاش کو جلوا دیا۔ اور لوگون مین اعلان کیا گیا۔ کہ حسین فرقہ قرامطہ کا داعی اور الوہیت کا مدعی تہا۔ ابو الفدا نے لکہا ہے کہ حسین مقتدر کے وزیر حامد کے وجہ سے مارا گیا۔ جس کا قصہ بہت طویل ہے۔ بہرحال مذہب قرامطہ کے متعلق جس قدر اختلافات مورخون نے بیان کئے تہے۔ اون کو ہم نے ظاہر کر دیا ہے اب زیادہ طوالت دینے کی ضرورت نہین۔ ۱۲ مولف۔

ایلک خان کو طمع دامنگیر ہوئی۔ اور ملک خراسان کو خالی پاکر اپنے سپہ سالار سیاوش تگین (جو اوس کا رشتہ دار بھی تھا) کو لشکر بیشمار کے ساتھ خراسان بھیجا۔ اور جعفر تگین کو دارالملک بلخ پر شحنہ بنایا۔ ادہر سلطان مہم بھٹنڈہ سکھپال کے سپرد کرکے لشکر جرار کے ساتھ بلخ آیا۔ جعفر تگین کو جب یہ خبر لگی تو بلخ سے بھاگ کر ترمذ پہونچا۔ سلطان نے ارسلان جاذب کو دس ہزار سوار کے ساتھ اوس کے تعاقب مین روانہ کیا۔ اور سیاوش تگین جب جیحون کے کنارے پر آیا تو دریا طغیانی پر تھا۔ اس لئے وہان سے واپس ہوکر مرو پہونچا۔ کہ بیابان کی راہ سے ماوراءالنہر چلا جائے۔ وہان سے سرخس گیا۔ حسن ابن طاق نے روکا۔ مگر سیاوش نے اوسے شکست دیکر قتل کیا۔ ادہر ارسلان جاذب نے اوسے سرخس مین ٹھیرنے نہ دیا۔ آخر سیاوش نیشاپور روانہ ہوا لیکن ہر منزل مین ارسلان جاذب اوسکا پیچھا کیا۔ جس سے اوسکا مال و اسباب بہت ضایع ہوا۔ پھر سیاوش نے شمس المعالی قابوس سے التجا کی۔ اور بہت مشکل کے ساتھ بیابان کی راہ سے مرو روانہ ہوا۔ ارسلان کے انتظار مین سلطان مرو مین ٹھیرا ہوا تھا جب سلطان نے دیکھا کہ سیاوش بیابان کی راہ سے اسطرف آتا ہے تو ابو عبداللہ طائر کو لشکر عرب دیکر تیچھے بھیجا۔ سیاوش اور عبداللہ کے درمیان خوب مقابلہ ہوا۔ اور عبداللہ نے اوس کے بھائی کو معہ سات سو آدمیون کے قید کرکے غزنین روانہ کیا۔ اور سیاوش تگین نے جان بچاکر چند آدمیون کے ساتھ ایلک خان کے پاس پہونچا۔ جب ایلک خان نے یہ حالت دیکھی تو قدرخان شاہ چین سے استمداد چاہی۔ چنانچہ قدرخان پانچہزار کی فوج سے ایلک خان کی کمک کو آیا۔ اور سلطان نے بھی ترکی۔ خلجی۔ افغانی۔ ہندی۔ غوری۔ لشکرون کو جمع کرکے بلخ سے چار فرسخ پر ایک وسیع میدان مین فروکش ہوا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ ہزارون آدمی ایلک خان اور قدرخان کے مارے گئے یہ شکست ۳۹۷ھ سنہ ۱۰۰۶ء مین ایلک خان کو ایسی ہوئی کہ پھر اوس نے خراسان لینے کا نام نہین لیا۔ آخر ۴۰۳ھ مین ایلک خان کا انتقال ہوگیا۔

تاریخ یمینی مین لکھا ہے کہ جب ایلک خان نے شکست کھا کر فرار پر کمر باندھی تو سلطان نے باوجود موسم سرما

ہونے کے اوسکا تعاقب کیا۔ اکثر سپاہی اس تعاقب سے ناراض تھے۔ کیونکہ سردی بہت سخت اور جان گسل تھی۔ مگر مصداق حکم حاکم مرگ مفاجات لشکریون کوناچار سلطان کا ساتھہ دینا پڑا۔ چنانچہ دو کوچ ہوے۔ تیسری کوچ پر برف شدت سے پڑی۔ سلطان کے لئے ایک بارگاہ کھڑی کرکے اوس مین اسقدر انگیٹھیان جلائی گئین کہ اکثر مقربان شاہی نے سرا کے کپڑے گرمی کے باعث اوتار ڈالے۔ اس اثنا مین دلچک نام ظریف (جس سے سلطان اکثر ہنسا کرتا تھا) بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوا۔ سلطان نے کہا کہ تو باہر جاکر جاڑے سے کہہ کہ ہم یہان ایسے گرم ہوگئے ہین کہ کپڑون کو اُتار کر پھینکنے کی نوبت آئی ہے۔ دلچک تعمیلاً باہر گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد آکر عرض کی۔ کہ مین نے سلطان کا پیام جاکر کہا۔ اوس نے عرض کیا ہے کہ گو سلطان اور اوس کے مقربین تک میری سائی نہین ہوسکتی۔ مگر آج کی رات شاگرد پیشا ونکی خوب خبر لون گا۔ جس کے باعث کل کے روز سلطان و اوس کے مقربین کو اپنے اپنے گہوڑون کی آپ خود خدمت کرنی ہوگی۔ حالانکہ یہ تمام گفتگو تمسخرانہ کی گئی تھی۔ مگر اوسکا اثر سلطان کے دل پر ایسا گہرا ہوا کہ فوراً ایلک خان کے تعاقب سے درگذر کرکے مراجعت کا حکم دیا۔

مہم پنجم۔ اس اثنا مین ہندوستان سے خبر آئی کہ سکھہ پال (جسکو آب ساریا نواسہ شاہ کہتے تھے) مرتد ہوگیا ہے۔ چونکہ سلطان نے مہم ملتان کے زمانہ مین ابو الفتح لودی سے صلح کرکے مہم بھٹنڈہ راجہ سکھپال کے تفویض کی تھی۔ اور آپ ایلک خان کی تنبیہ کے لئے غزنین چلا آیا تہا۔ جب اوسکی مرتدی کی خبر معلوم ہوئی تو فوراً کوچ پر کوچ کرتا ہوا ہندوستان آیا۔ مگر سلطان کے پہونچنے کے قبل ابو نصر نے سکھپال کو گرفتار کرلیا تہا۔ چنانچہ سلطان سکھپال کو لیکر غزنین آیا۔ اور اوسکو تمام عمر قید مین رکھا۔

مہم ششم۔ ملتان کی تسخیر کیوقت انندپال بخلطان کے تعاقب سے پریشان ہوکر کشمیر کے راجہ کے پاس پناہ لی تھی۔ گو اوس وقت سلطان نے درگذر کیا تہا۔ مگر وہ خلش اب تک سلطان کے دل مین باقی تھی۔ چنانچہ ۳۹۹ھ مطابق ۱۰۰۸ء مین سلطان نے ایک لشکر عظیم تیار کرکے انندپال کے سر پر پہونچا۔ اور انندپال بہی ان سلطان سے

غافل نہ تہا۔ اوس نے بہی تمام ہندوستان کے راجاؤن کے پاس اپنے ایلچی بہیجکر سلطان کے ارادہ سے مطلع کیا تہا۔ اور کہلا بہیجا تہا کہ اگر تم میری امداد مین تاخیر کروگے تو سلطان محمود تباہ اور خاک سیاہ کردیگا۔ انند پال کی اس درخواست نے راجایان۔ اجین۔ کالنجر۔ قنوج۔ دلی۔ اجمیر۔ گوالیار کے دل مین ایسا اثر کیا کہ ہر ایک نے اپنا اپنا منتخب لشکر انند پال کی کمک کے لئے پنجاب کو بھیجدیا۔ اکثر مورخون کا اتفاق اس پر ہے کہ اس لڑائی مین یہانتک مسلمانون کے دفع کرنےمین کوشش کیگئی تھی کہ ہندوستان کی تمام مالدار عورتون نے اپنا اپنا تمام زیور چاندی سونے کا گلاکر اور جواہر بیچکر اور مفلس عورتون نے چرخہ کات کر لڑائی مین روپیہ دیا تہا۔ غرضکہ اسوقت انند پال کے لشکر کی وہ کثرت اور سازوسامان کی وہ افراط تہی کہ پہلے امیر سبکتگین کے زمانہ مین بہی جیپال نے نہین کیا تہا۔ چنانچہ پشاور کے مقام پر طرفین کے لشکر بلاکسی جنگ کے چالیس روز تک پڑے رہے۔ اور دونون لشکرون نے اپنی اپنی حفاظت کیلئے گرداگرد عمیق خندقین کہدوائی تھین۔ آخر لڑائی کا آغاز ہوا۔ اس اثنا مین بیس ہزار گہکر سروپا برہنہ ہاتون مین طرح طرح کے ہتیار لئے ہوئے خندق پار ہوکر سلطان کے لشکر مین گہس آئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ مین تقریبًا تین چار ہزار مسلمانون کو شہید کرڈالا۔ ان گہکرون کی دلیری دیکہکر سلطان کا ارادہ ہوا۔ کہ آج لڑائی موقوف کرے ناگاہ راجہ انند پال کی سواری کا ہاتہی نفظ و تفنگ کے شوروغل سے بگڑا۔ اور بے تحاشا پیچہے کو بہاگا۔ راجہ کی فوج نے جاناکہ راجہ بہاگا جاتا ہے۔ پہر کیا تہا۔ لشکر مین ہل چل پڑگئی۔ اور سپاہ کا منہ پیچہے کو پہر گیا۔

عبداللہ طائی نے پانچ چہہ ہزار عربی سوار۔ اور ارسلان جاذب نے چار ہزار ترکی۔ افغانی۔ خلجی۔ سوار لیکر دوشبانہ روز اُن کا تعاقب کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آٹہہ ہزار ہندو مارے گئے۔ تیس زنجیر فیل اور ہتیار غنیمت ہاتہہ آئی۔

سلطان نے اس فتح کے بعد نگرکوٹ کا محاصرہ کیا۔ چونکہ تمام فوج راجہ انند پال کی لڑائی مین شامل تھی

اور قلعہ بہادر سپاہیون سے خالی تہا۔ بیچارے پوجاریون نے اپنے سرپر جو یہ آفت دیکھی۔ تیسرے روز جان کی امان چاہی۔ اور قلعہ کے دروازے کہولدئے۔ چنانچہ یہ قلعہ بہت آسانی کے ساتہہ فتح ہوگیا۔ اور سلطان ابو نصر احمد بن محمد والی جرجان کو ہمراہ لیکر معہ دیگر مقربین کے قلعہ مین داخل ہوا۔ جواہر کو خود سمیٹا۔ اور طلا و نقرہ بیش بہا چیزون کو اوس کے دو حاجب توتتاش اور التونگین نے جمع کیا اونٹون پر جسقدر خزانہ بار ہوسکا بار کیا۔ باقی کو افسرون نے دامنون مین لیا۔ کہتے ہین کہ اس قلعہ سے ستر لاکہہ درہم سات لاکہہ دینار سرخ۔ سات سو من آلات نقرئی و طلائی۔ دو سو من کندن دو دو ہزار من نقرۂ خالص۔ بیس من انواع جواہر دستیاب ہوے۔ علاوہ برین طرح طرح کے کپڑے سوس کے تھے۔ جنکو بڑے بڑے آدمی کہتے تھے کہ ہم نے ایسے نفیس کپڑے کبھی نہین دیکھے۔ ایک چاندی کا گھر اتنا بڑا تہا کہ جسکا طول تیس گز اور عرض پچیس گز تہا۔ اور وہ ایسا بنا ہوا تھا کہ جاہو اوسکے ٹکڑے کرلو یا جوڑلو۔ ایک سائبان دیبار رومی کا چالیس گز طول بیس گز عرض کا تہا۔ جو دو سونے اور دو چاندی کے ڈہلے ہوے چوبون پر لگایا جاتا تہا۔ جب سلطان نے یہ بیشمار دولت پائی تو وہان سے غزنین کیطرف معاودت کی۔ چنانچہ ۴۰۰ھ مین غزنین کے باہر بارگاہ سلطانی ایستادہ کرکے چاندی اور سونے کے تختون بر وہ تمام جواہر چن دیا گیا۔ ایک مورخ کا قول ہے کہ اس جواہر مین بعض الماس انار کے مقدار مین تھے۔ اس جواہر کے دیکھنے کے لئے ممالک غیر کے سفیر اور ترکستان کا بادشاہ طغان خان بہی آیا تہا۔ چنانچہ اون سب کا بیان ہے کہ کبہی اتنی دولت دیکھنے مین نہین آئی۔ اور نہ کبھی کتابون مین

سلہ (حاشیہ صفحہ ۱۴۳) اوسوقت قلعہ نگرکوٹ کا نام قلعہ بہیم نگر تہا۔ چنانچہ نگرکوٹ بہیم نگر۔ کوٹ کانگڑہ ایک ہی نام ہین۔ یہ قلعہ نہایت مستحکم بلند پہاڑ پر چارو نطرف پانی سے گہرا ہوا ہے۔ تمام ہندوستان کے راجہ رؤسا امرا یہان کے مندرین نقود و جواہر اور انواع و اقسام کے تحائف و نفائس چڑہانا مین عبادت جانتے تھے۔ اور اسیوجہ سے طلا۔ نقرہ۔ جواہر وغیرہ کے بیانتہا خزانے جمع ہوگئے تھے۔ جو کسی بادشاہ کے پاس بہی اسقدر نہونگے۔ اور یہ شہر ہندؤن کا جمع الاصنام کہلاتا تہا۔ ۱۲ مولف

پڑہی۔ کہ سلاطین ایران اور روم نے جمع کی ہو یہ دولت خزانہ قارون کو بہی مات کرتی تہی۔ تین روز تک یہ جلسہ رہا۔ بڑے بڑے شاہانہ جشن ہوے۔ سلطان نے مستحقین کو بذل و احسان سے مستغنی کیا۔

سنہ ۴۰۱ ہ مین سلطان نے محمد بن سوری والی غور پر لشکر کشی کی۔ (یہ ملک ہرات کے مشرقی پہاڑون مین واقع ہے) بہت سے غوری قتل ہوے۔ اور محمد بن سوری گرفتار ہوا۔ مگر اوس نے خجالت کے مارے زہر آلود نگینے کو چوس کر جان دیدی۔ تاریخ یمینی مین لکہا ہے کہ غوریون نے پہلے اسلام نہین قبول کیا تہا اب قبول کیا۔ لیکن طبقات ناصری وغیرہ مین لکہا ہے کہ غوری حضرت علی علیہ السلام کی خلافت مین مسلمان ہو گئے تھے۔

مہم ہفتم۔ اس دفعہ سلطان نے ہندوستان کا عزم کر کے نارائن کے طرف کوچ کیا۔ ایک دو روز کی لڑائی مین نارائن کے راجہ نے صلح کر لی۔ اور ہر سال پچاس ہاتہی نفائس ہند سے لئے ہوے داخل کرنیکا وعدہ کیا۔ اور دو ہزار سپاہی سلطان کی خدمت کے لئے بہی حاضر کئے۔ چنانچہ ان شرائط کیوجہ سے امن و امان ہو گیا۔ اور ہندوستان و خراسان مین کاروان آنے جانے لگے۔

مہم ہشتم۔ جب ابوالفتح لودہی نے سلطان کو غور کے فتح مین مصروف دیکہا تو پہر سر اوٹھایا چنانچہ اسی باعث سلطان کو ملتان آنا پڑا۔ ابکے دفعہ سلطان نے ملاحدہ و قرامطہ کو خوب درست کیا اور ابوالفتح کو قید کر کے غزنین لیگیا۔

مہم نہم۔ جب ہند مین شعار اسلام کا رواج ہوتا گیا۔ اور مساجد تعمیر ہو گئین تو سلطان نے سنہ ۴۰۴ ہ مین لشکر گران کیساتہہ قلعہ ناردین پر چڑہائی کی۔ یہ قلعہ کوہ بال نات پر واقع ہے۔ یہان کا راجہ نند جہیم تھا۔ متواتر کئی روز تک لڑائی جاری رہی۔ اس کے بعد ہندون نے شکست کہائی۔ ناردین فتح ہو گیا اس لڑائی میں اس کثرت سے غلام ہاتہہ لگے۔ کہ بہت ارزان اور سستے بکے۔ جو لوگ کہ اپنے دیس مین بڑے آدمی تھے۔ وہ یہان دوکاندارون کے غلام بنے۔ چنانچہ دو لاکہہ غلام غزنین آئے تھے غزنین

اس سال مین بلاد ہند معلوم ہوتا تہا۔ سلطان کے لشکر مین ہر متنفس کے ساتہ کئے کئے ہندی غلام تہے
۴۰۳ھ مین التونتاش سپہ سالار اور ارسلان جاذب نے غرجستان کو فتح کیا۔ اسکے بعد
سلطان نے خلیفہ عباسی القادر باللہ کو نامہ لکہا۔ کہ "بلاد خراسان کا اکثر حصہ میرے تصرف مین ہے
باقی حصہ جو حضرت کے غلامون کے پاس ہے۔ وہ بہی مجہے عنایت ہو" خلیفہ نے ناچار اس درخواست کو
منظور کیا۔ مگر دوسری دفعہ سلطان نے خلیفہ کو لکہا۔ کہ "سمرقند بہی عنایت ہو" جب یہ پیام خلیفہ کے پاس
پہونچا تو خلیفہ نے ایلچی کی زبانی کہلا بہیجا۔ کہ "معاذ اللہ یہ کام مجہسے نہ ہوگا۔ میرے بغیر حکم سمرقند کی تسخیر کا
اگر تو ارادہ کرے گا تو ایک عالم کو تیرے برخلاف شورش پر آمادہ کردونگا"
سلطان کو اس جواب سے بڑا رنج ہوا۔ ایلچی کو کہا۔ کہ "جا کر کہہ۔ کہ تو یہ چاہتا ہے کہ دار الخلافہ پر ہزار فیل چڑہا کر
لیجاؤن۔ اور اوسکو برباد کرکے اسکی خاک ہاتہیون کی پیٹہ پر غزنین مین لاؤن"۔ اسکے جواب مین خلیفہ
کے پاس سے ایک نامہ وصول ہوا۔ جب کہولا گیا تو دیکہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم لکہا ہے۔ اور بعد اوسکے
چند سطرون مین حروف مقطعات ال م ال م لکہے ہین۔ اور آخر مین الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ
علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین۔ تحریر ہے۔ باقی کچہہ نہین۔ سب دبیر و منشی حیران تہے کہ یہ کیا جواب ہے۔
تفاسیر مین ان حروف کی تفسیر دیکہی۔ مگر کچہہ نہ معلوم ہوا۔ خواجہ ابوبکر قہستانی نے جرأت کرکے عرض
کی کہ حضور نے جو ہاتہیون کا خوف دلایا تہا۔ اوسکا یہ جواب الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل ہے
یہ سنتے ہی سلطان کے ہوش اُڑ گئے۔ اور جب ہوش مین آیا تو بہت رویا۔ خلیفہ کے رسول سے
معذرت کی۔ اور بہت تحائف نذر کے لئے بہیجے۔ اور ابوبکر کو خلعت خاص عنایت کیا۔ ۴۰۴ھ مین
ہندوستان کی فتوحات کا فتح نامہ خلیفہ کو لکہا اور ایک پتہر جس کی خاصیت یہ تہی کہ زخم پر
لگنے سے اچہا ہو جاتا تہا، ہدیہ بہیجا۔
اسکے بعد ولایت خوارزم پر لشکر کشی کی۔ اور اوسکو فتح کرکے التونتاش کو وہان کا حاکم بنایا۔ اور

قیدیون کو غزنین لایا۔

مہم و ہشتم۔ سلطان نے سنا کہ تھانیسر کے ملک مین ہاتھی بڑے زبردست ہوتے ہین۔ جو میدان جنگ مین خوب لڑتے ہین۔ چنانچہ اسی خیال پر سلطان نے تھانیسر پر چڑہائی کی۔ بقول تاریخ یمینی کے شام تک خوب لڑائی ہوئی۔ ہزارون ہندو مارے گئے۔ کشتون کا خون اس قدر بہا۔ کہ ندی کا پانی لال ہوگیا کوئی اوسکو نہ پیتا تہا۔ بہت سے ہاتہی ہاتہ آئے۔ فرشتہ لکہتا ہے کہ جب سلطان نے تہانیسر کا ارادہ کیا۔ تو انندپال کو رسد کے لئے لکہا۔ انندپال نے رسد کا انتظام کر دیا۔ مگر اپنے بھائی کو دو ہزار سوار کیساتہ سلطان کی خدمت مین بھیجکر یہ معروضہ کرایا۔ کہ تھانیسر ہمارا معبد ہے۔ اگر خراج و محصول مد نظر عالی ہو تو پچاس ہاتہی سالانہ نذر دیا کرون گا۔ سلطان نے جواب دیا کہ بت پرستی کی بیخ کنی کرنا اور شرع اسلام کا رواج دینا ہمارا کام ہے۔ جب دلّی کے راجہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے سلطان کے روکنے کی تدبیرین شروع کین مگر راجہ اپنے تدبیرون مین رہا۔ اور سلطان تہانیسر داخل ہو کر خوب دل کہولکر اوسکو لوٹا بتون کو توڑا۔ سب سے بڑے بت جگ تو م کو غزنین بہیجا۔ کہ وہان پیرون کے تلے روندا جائے۔ غنیمت بیحساب ہاتہ آئی۔ ایک یاقوت جس کا وزن ساٹہہ تولہ تہا۔ حاصل ہوا۔

مہم یازدہم۔ [11] سنہ ۔۔ ہ مین سلطان نے کشمیر کا ارادہ کرکے قلعہ لوہ کوٹ تک آیا۔ چونکہ یہ قلعہ مستحکم تہا۔ اس لئے محاصرہ طول کہینچا۔ اور کشمیر کے راجہ کو کمک بہی پہونچ گئی۔ برف بہی شدت سے پڑنے لگی۔ ناچار سلطان نے محاصرہ چہوڑ کر غزنین کی راہ لی۔ اس سفر مین سلطان کا لشکر ایسے مقام پر آب مین پہونچا۔ کہ جہان پانی کے سوا کچہہ نظر نہ آتا تہا۔ چنانچہ بہت کچہہ فوج ڈوب کر ہلاک ہوئی۔ یہ پہلی دفعہ تہی کہ لشکر اسلام کو اس قدر صدمہ پہونچا۔ اور کوئی مقصد حاصل نہوا۔

مہم دوازدہم۔ [12] پنجاب تو مدتون سے اہل اسلام کے قدم کا رمنا تہا۔ اب سلطان نے وسط ہند کا دروازہ اہل اسلام کے لئے کہولنا چاہا۔ اور ایک لاکہہ سوار اور بیس ہزار پیادے لیکر اولاً کشمیر آیا۔ اور جہلم

راوی۔ بیاس۔ ستلج کو عبور کرتا ہوا ۲۰ رجب سنہ ۴۰۹ھ کو جمنا پار اُترا۔ رستہ مین برن کا قلعہ ملا۔ وہان کا راجہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر دس ہزار آدمیون کے ساتہہ مشرف باسلام ہوا۔ یہان سے قلعہ مہابن پر لشکر کشی کی۔ وہان کا راجہ کل چند چند روز تک لڑتا رہا۔ تقریباً پچاس ہزار ہندو اس لڑائی مین مارے گئے۔ آخر راجہ نے بہی خنجر سے پہلے اپنی بی بی کو مار کر خود بہی مار لیا۔ سلطان کو ایک سو اٹہاون ہاتہی اور بہت سی غنیمت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد متہرا پہونچا۔ یہان ہزارون بتخانے تہے۔ ان مین ایک مندر نہایت عظیم الشان تہا۔ جسمین پانچ سونیکے بت (جنکا طول پانچ گز تہا) ہوا مین معلق لٹک رہے تہے۔ ان بتون مین سے ایک کی آنکہہ مین یاقوت جڑے تہے۔ ہر ایک یاقوت کی قیمت پچاس ہزار دینار سے کم نہ ہوگی۔ چنانچہ ان بتون کا کل سونا اٹہانوے ہزار تین سو مثقال تہا۔ ان کے علاوہ چاندی کے دو سو بت تہے۔ سلطان نے ان سبکو توڑ کر ہاتہیون اور اونٹون پر بار کر لیا۔ اور باقی بتخانے جلا دئے گئے۔ پہر وہان سے قنوج کیطرف کوچ کیا۔ جب قنوج کی فصیلون مین سلطان داخل ہوا تو اوسمین سات قلعے جدا جدا اپنے ہوے تہے۔ اور اوسکے نیچے گنگا بہتی ہتی۔ قنوج مین دس ہزار بت خانے تہے۔ جنکو ہندو کہتے تہے کہ ہمارے باپ دادا نے دو دو تین تین ہزار برس کے قبل انکو بنائے ہین۔ سلطان نے ایک ہی دن مین ساتون قلعے لے لئے۔

قنوج کے راجہ کنور رائے نے اپنے ہاتہہ رومال سے باندہ کر معہ عیال و اطفال سلطان کی بارگاہ مین حاضر ہوا سلطان نے کمال درجہ اوس پر مہربانی فرمائی۔ اور تین روز تک اوسکا میہمان رہا۔ اور یہ وعدہ کیا کہ اگر کوئی دشمن تمکو ستائے تو مین فوراً آکر مدد کرون گا۔ بعد ازان شہر منج (جسکے کہنڈر کانپور سے جنوب مین دس میل کے فاصلہ پر پڑے ہین) کو فتح کرتا ہوا قلعہ آسی یا اسونی[1] کیطرف متوجہ ہوا۔ یہان کا حاکم

[1]۔ قلعہ اسونی گنگا کے گوشہ شمال مشرق مین فتحپور سے دس میل پر ہے۔ یہ بہت پرانا شہر ہے۔ اسکو اسونی کہانی جو سیح کا بیٹا تہا۔ بنایا تہا۔ اوس نے یہان پر جلوس کیا تہا اور اس شہر کو اپنے نام پر بسایا تہا۔ ۱۲ مولف۔

چندیل بہور سلطان کی آمد دیکہکر بہاگ گیا۔ سلطان نے اوس کے پانچون قلعے منہدم کیا اور اکثر سپاہیون کو قتل و اسیر کرکے تمام مال لوٹ لیا۔ وہان سے قلعہ شروا پہونچا۔ یہان کا راجہ چندرائے ہندؤن مین بڑے رتبے کا راجہ تہا۔ لیکن بہیم پال کی نصیحت سے لڑائی تو نہ کی۔ مگر تمام مال و اسباب لیکر پہاڑون مین چلا گیا۔ آخر سلطان ۲۵ شعبان سنہ ۴۱۰ھ م ۶ جنوری سنہ ۱۰۱۹ء کو چندرائے کے سر پر پہونچا۔ اور ہزارون ہندو مارے گئے۔ ایک ہاتہی جو راجہ کا مشہور تہا۔ وہ خود سلطان کیطرف چلا آیا۔ جس کا نام خداداد رکہا گیا۔ اس لڑائی مین تین ہزار درم کی غنیمت ہاتہ لگی۔ مگر قیدی اس کثرت سے ہاتہ آئے کہ دو سے لیکر دس درم تک ایک ایک قیدی فروخت ہوتا تہا۔ دور دور سے سوداگر خریدنے کو آئے۔ سارا ماوراءالنہر۔ عراق۔ خراسان۔ قیدیون سے بہر گیا۔ یہان سے سنہ ۴۱۲ھ مین کشمیر کا قصد کیا۔ کوہ لوہ کا ایک مہینہ تک محاصرہ رہا۔ مگر قلعہ نہایت مستحکم تہا۔ اس لئے سلطان محاصرہ اوٹہا کر لاہور آیا۔ چونکہ جیپال کا پوتا ضعیف ہوگیا تہا۔ اور اجمیر کے راجہ کے پاس پناہ لی تہی۔ اس لئے سلطان شہر لاہور پر قابض ہوا۔ اور اپنے امرا معتمدین سے ایک کو صوبہ پنجاب حوالہ کیا۔ اور اوس کے اضلاع مین عامل مقرر کئے۔ جب ان امور سے فراغت پایا تو غزنین کو مراجعت کی۔

مہم سیزدہم[۱۳]۔ کالنجر کے راجہ نندرائے نے قنوج کے راجہ کو سلطان محمود کی اطاعت کیوجہ سے دبانا شروع کیا۔ چونکہ سلطان نے قنوج کے راجہ سے امداد کا وعدہ کیا تہا۔ اس لئے فورًا کالنجر پر چڑہائی کی۔ مگر سلطان کے وہان پہونچنے تک کالنجر کے راجہ نے قنوج کے راجہ کا کام تمام کردیا۔ اور سلطان نے ہی وہان پہونچکر کالنجر کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اس لڑائی مین پانچسو اسی ہاتہی غنیمت مین آئے۔ اور راجہ نندرائے جان بچاکر بہاگ گیا۔ اسکے بعد سلطان غزنین کو واپس ہوا۔

مہم چہاردہم[۱۴]۔ سنہ ۴۱۲ھ م سنہ ۱۰۲۳ء مین سلطان کو خبر لگی کہ قیرات[له] اور ناردین کے آدمیون نے بغاوت

له قیرات کا شہر ہندوستان اور ترکستان کے درمیان واقع تہا۔ جہان کے باشندے شیر پرست تھے۔ اور اسوقت قیرات و ناردین وہ ملک ہے جس میں سوات ملحق اور ایک حصہ کافرستان کا واقع ہے ۱۲ مولف۔

اختیار کی ہے۔ ان دونون دیار کے باشندے بت پرست تھے۔ چنانچہ سلطان نے قیرات پر حملہ کرکے اوسکو فتح کیا۔ اور یہان کا حاکم معہ تمام شہر کے مشرف باسلام ہوا۔ اور ناردین کی فتح کے لئے سلطان نے حاجب علی بن ارسلان یا صاحب علی بن ایلدر کو بھیجا۔ اوس نے ناردین کو سرواری فتح کرکے اوس مقام پر ایک قلعہ بنوایا۔ اور علی قدر بن سلجوقی کو وہان کا حاکم مقرر کیا۔

مہم پانزدہم ۱۵۔ ۱۳سالہم سنہ ۱۰۲۲ء مین راجہ کالنجر کی تادیب کیواسطے سلطان نے لاہور سے قصد کیا۔ جب گوالیار پہونچا تو پہلے اوس کا محاصرہ کیا۔ چار روز کے بعد راجہ نے امان مانگی۔ اور ۳۵ ہاتھی نذرانہ بھیجے۔ پھر سلطان یہان سے سیدہا کالنجر روانہ ہوا۔ یہ قلعہ سارے ہندوستان مین استحکام و مضبوطی کے باعث بینظیر ہے۔ چنانچہ جب اوس کا محاصرہ ہوا تو نندرائے نے تین سو ہاتھی تحفہ بھیجکر امان چاہی۔ اور بہت سا جواہر اور زر نقد بھی پیش کش کیا۔ سلطان نے اوسکی درخواست منظور کرکے وہان سے غزنین کو مراجعت کی۔

اب محمود کا دل لوٹ مار کے حملون سے بھر گیا تھا۔ اور ایسی مہمون مین اوسکو مزہ نہ آتا تھا۔ قنوج کی فتح کے بعد جسقدر حملے اوس نے کئے۔ وہ سب بمجبوری تہے۔ سلطان کی توجہ اس بات پر تھی کہ بتون کو توڑکر بت شکن کہلاؤن۔ چنانچہ اب اوس نے سومنات کا ارادہ کیا۔

مہم شانزدہم ۱۶۔ سومنات کا حملہ اہل اسلام کا ایک مشہور حملہ ہے۔ اب تو ہندوستان کے لوگ سومنات کا مقام بھی نہین جانتے۔ لیکن وہ اوس وقت بڑے تیرتھون مین گنا جاتا تھا۔ گرہن کے دن لاکھون آدمی دور دور سے یہان آتے تہے۔ مقام اس مندر کا وہان ہے۔ جہان اب جزیرہ نما گجرات مین بہاولگی ہے۔ وہ مہادیو کا مندر تھا۔ جس مکان مین سومنات تھا۔ وہان باہر کی روشنی نہ آتی تھی۔ جواہر اور الماس جو در و دیوار مین جڑے اور جڑاؤ قندیلون مین لگے ہوئے تہے۔ اونکی جوت اور جگمگاہٹ سے دن رات وہان برابر تہے چھپن ستون مرصع جواہرات کے لگے ہوئے تہے۔ دو سو من سونے کی

زنجیر لٹکتی تہی۔ مصارف کے واسطے دو ہزار گانون معاف تھے۔ دو ہزار پنڈے محافظت کے لئے تعین تہے۔ دروازے کے سامنے سومنات کہڑا تہا۔ پورا پانچ گز لمبا تہا۔ دو گز زمین کے اندر اور تین گز باہر تہا گنگا اگرچہ چہہ سو کوس پر ہے۔ مگر روز تازہ گنگا جل سومنات کے اشنان کے لئے آتا تہا۔ پانچ سو گاین تین سو گوئیے پوجا کیوقت بہجن گاتے اور ناچتے تہے۔ اس مندر مین اس قدر دولت تہی۔ کہ کسی راجہ کے خزانہ مین نہو گی۔ جب اس مہم سومنات کی تجویزین غزنین مین ہونے لگین تو ہزارون مسلمان ترکستان اور اور ملکون سے حرارت مذہبی کے جوش مین بلا تنخواہ و ماہوار کے صرف غنیمت کی امید مین سلطان کے ہمراہ ہوگئے۔ چنانچہ ماہ ستمبر ۱۰۲۴ء مطابق ۴۱۵ھ مین یہ فوج غزنین سے روانہ ہوئی۔ اکتوبر مین ملتان پہونچی۔ اب یہان سے جنگل ہی جنگل تہا۔ تیس ہزار اونٹون پر پانی غلہ ز رلادا گیا۔ اور ہر سپاہی کو تاکید تہی کہ اپنے کہانے پینے کا سامان ساتہہ رکہے۔ غرض یہ سب سامان درست کرکے ۳۵۰ میل لق و دق میدان کو طے کرکے سلطان اجمیر کے پاس پہونچا۔ جب اجمیر کے راجہ کو خبر ہوئی تو دار الخلافہ چہوڑ کر بہاگا۔ اسکے بعد تارا گڈہ کا قلعہ نظر آیا۔ مگر محمود نے اوسکے محاصرہ کو بے سود جانا۔ اپنا سیدہا سفر منزل بمنزل طے کرنا شروع کیا۔ راہ مین جو اور قلعے پڑے۔ انکو شکر اتاہوا چلا گیا۔ یہان سے گجرات کے مشہور شہر انہل والہ مین پہونچا۔ یہان کا راجہ بہی فرار پر کمر باندہا۔ مگر سلطان کسیطرح کا مزاحم نہوا۔ سیدہا سومنات کے دہن مین چلا۔ آخر سومنات پہونچا۔ کئی روز تک لڑائیان ہوئین۔ پانچہزار ہندو قتل ہوے۔ اور بہت سے کشتیون مین بیٹہکر گنگا بہاگنے کا ارادہ کیا۔ مگر تعاقب کیوجہ سے کچہہ مارے گئے۔ اور کچہہ ڈوب مرے بعد اس فتح کے محمود مندر کے اندر داخل ہوا۔ اور سومنات کی ناک تبر سے اوڑادی۔ اور توڑ دیکا حکم دیا۔ پجاری پاؤن پر گر کر عرض کئے۔ کہ اس کے عوض جس قدر روپیہ فرمائیے۔ ہم نذر کرتے ہین سلطان نے جواب دیا کہ میرے نزدیک بت فروش نام پانے سے بت شکن نام پانا بہتر ہے۔ چنانچہ اسکے بعد بت توڑا گیا۔ اسکے پیٹ مین سے اسقدر ہیرے موتی۔ جواہرات۔ بیش بہا نکلے۔ کہ اوس

نذرانہ کی اوسکے آگے کچھہ اصل نہ تھی- اوس بت کے دو ٹکڑے مدینہ بھجوایا- اور دو غزنین روانہ کیا- جنمین سے ایک جامع مسجد مین اور ایک دیوان عام کے دروازے پر ڈالدیا- کہتے ہین کہ اس مہم مین کم از کم دس کروڑ روپیہ کا مال ہاتھہ آیا- انہل واڑہ کا راجہ پرم دیو گندابہ کے قلعہ مین پناہ گیر ہوا- یہ قلعہ سمندر مین تھا- جب سمندر کا پانی اُترتا تو اوس تک رسائی ہوتی- محمود نے قلعہ فتح کیا مگر راجہ ہاتھہ نہ آیا- ان فتوحات کے بعد انہل واڑہ مین سلطان نے تمام برسات کاٹی- اور اس ملک کی شادابی اور دل آرائی دیکھکر ارادہ کیا کہ غزنین مسعود کو دیدیجے- اور اپنا یہان جدا دار الخلافہ بنائیے- اور سلطنت کو بڑہائیے- یہان رہنے سے اوسکا ارادہ تہا کہ لنکا اور پیگو کو فتح کرے- مگر مشیرون نے اسکے خلاف رائے دی- اور کہا کہ خراسانکو چھوڑنا اور گجرات کو دار السلطنت بنانا مصلحت ملکی نہین ہے- آخر سلطان بہی مراجعت پر راضی ہوگیا- اور کہا کہ یہان پر کسی کو حاکم کرنا چاہئے- مقربون نے عرض کیا کہ یہین کے کسی شخص کو حاکم کرنا چاہئے- چنانچہ سومنات والون نے ایک مرتاض دابشلیم نام کو پیش کیا- اور کہا کہ یہ اس لائق ہے- بعضون نے اس سے اختلاف کیا- اور کہا کہ ایک اور دابشلیم نہایت عاقل و دانا موجود ہے- جو اس مرتاض سے بہتر ہے اوسکو حاکم کیا جائے- لیکن سلطان نے اس مرتاض کو حاکم بنایا- مرتاض نے کہا کہ دوسرے دابشلیم کو میرے سپرد کیجے- ورنہ وہ تباہی لائیگا- سلطان نے دوسرے دابشلیم کو گرفتار کرکے اوسکے حوالے کرنا چاہا- مگر مرتاض نے کہا کہ بالفعل آپ ہی ساتھہ لیجائیے- جب مین مانگون تو حوالے کیجے- خدا کی قدرت جب یہ دابشلیم غزنین سے گجرات آیا تو مرتاض اندہا ہوگیا تہا- اسلئے وہی قیدی دابشلیم گجرات کا راجہ ہوا- اور جو گڑھا کہ اسکے قید کرنیکے لئے بنایا تہا- اوسمین یہ مرتاض قید ہوا- سچ ہے چاہ کن را چاہ درپیش-

اب جیسا اس ملک مین آنا سلطان کے لئے دشوار تہا- ویسا ہی واپس جانا بہی سخت مشکل تہا- اس لئے سلطان اوس راہ سے نہ گیا- جس راہ سے کہ آیا تہا- بلکہ بیابان اور ریگستان سندہ کی راہ اختیار کی اور ملتان جانیکا قصد کیا- راہبر ساتھہ لیا- مگر رہبر نے دہوکا دیکر ایک لق و دق بے آب جنگل مین پہونچایا جسکے

باعث بہت آدمی ہلاک ہوے۔ آخر ملتان کی راہ سے غزنین پہونچا۔

تاریخ فرشتہ مین سومنات کے توڑنے کا حال جو لکہا ہوا ہے۔ اور جسکو کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے وہ ایک کہانی بے اصل گہڑی ہوئی ہے۔ مگر دلچسپ ہونے سے بیان کی گئی۔ ابو ریحان بیرونی نے لکہا ہے کہ سومنات لنگ کی شکل مین تہا۔ اور لنگ کو پیٹ نہین ہوتا۔ جو اوس مین جواہر بہرے جائین ہندوستان مین بارہ مندر لنگ کے ہین۔ انمین سے ایک سومنات بہی تہا۔ انگریزی مورخون نے ایک اور بے اصل کہانی گھڑی ہے۔ کہ سومنات کا صندلی دروازہ محمود نے غزنین لیگیا تہا۔ جسکو سرکار انگریزی نے ۱۸۴۲ع مین غزنین سے ممالک شمالی مین لائی۔ اور اوسکو فتح کا نشان بنایا۔ یہ سب بے اصل ہے۔ جب سلطان نے سومنات فتح کیا تو خلیفہ القادر باللہ عباسی نے سلطان کو خراسان ہندوستان۔ نیمروز۔ خوارزم کا لوا بہیجا۔ اور کہف الدولہ والاسلام خطاب عطا کیا۔ اور سلطان کے بیٹے مسعود کو شہاب الدولہ جمال الملتہ اور دوسرے بیٹے امیر محمد کو جلال الدولہ جلال الملتہ اور اوس کے بہائی امیر یوسف کو عضد الدولہ موئد الملتہ کے خطابات سے سرفرازی بخشی۔ اور یہ بہی اجازت دی کہ جسکو چاہو اپنا ولیعہد بناؤ۔

مہم ہفدہم۔ بعد ان تکالیف کے بہی سلطان کو چین نصیب نہوا۔ اور ایک دفعہ ہندوستان مین جاٹون کی سرکوبی کے لئے آنا پڑا۔ کیونکہ سومنات کی واپسی کے وقت ان جاٹون نے سلطان کو بہت تکلیف دی تھی۔ چنانچہ سلطان نے چودہ سو کشتیون کا ایک بیڑہ بنوا کر ملتان کے راستہ سے جاٹون پر حملہ کیا۔ اور اون پر فتحیابی حاصل کی۔ اسکے بعد غزنین واپس آیا۔

۴۱۸ھ مین سلطان نے ابو الحرب ارسلان کو امیر طوس مقرر کیا۔ اور سلجوقیون کے استیصال کے واسطے لکہا۔ لیکن ابو الحرب کو اوسمین ناکامیابی ہوئی۔ جس سے سلطان کو لکہا کہ خود تشریف لاکر انتظام فرمائے تو مناسب ہے۔ یہان سے رے مین مجد الدولہ ابن فخر الدولہ کی صغرسنی کے باعث اوسکی مان سیدہ سلطنت کرتی تہی۔ سلطان نے اوسکو لکہا کہ خطبہ اور سکہ میرے نام کا جاری کرو ورنہ لڑائی

کے لئے تیار رہ۔ سیدہ نے جواب دیا کہ سلطان اگر مجھ بیوہ پر فتح پائے تو کچھ نام نہین اور شکست کھائے تو موجب بدنامی ہے۔ اس جواب سے سلطان چندے توقف کیا۔ جب وہ مرگئی تو ۴۲۰ھ مین عراق کو روانہ ہوا جب ماژندران پہونچا تو شمس المعالی قابوس نے بہت سے تحائف نذر گذرانے۔ وہان سے سلطان نے رے کی طرف کوچ کیا۔ مجد الدولہ مع اپنے بیٹے ابودلف کے گرفتار ہوا۔ اور غزنین بھیجا گیا۔ سلطان نے اوسکے تمام ملازمون کو جو فرقۂ باطنیہ سے تھے دار پر کھینچا۔ اور فرقۂ معتزلہ کے کوچے کاٹ کر خراسان بھیجدیا۔ مجد الدولہ کے کتب خانہ مین کتابین بہت تھین۔ ان مین سے جن کتابون مین اقوال اہل اعتزال اور حکما کے تھے اونکو جلا دیا۔ باقی کتابون کو خراسان بھیجا۔ اور سلطان مسعود کو رے اور اصفہان سپرد کیا۔ اور ایران فتح کرکے غزنین آیا۔

پچیس برس کے عرصہ مین سلطان نے ہندوستان پر سترہ حملے کئے۔ ان سب کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ پنجاب کے مغربی اضلاع دولت غزنویہ کے تابع ہوگئے۔ قنوج اور گجرات مین سلطان کے تاخت وتاراج کی یاد باقی رہی۔ سلطان نے ہندوستان پر مستقل سلطنت کرنیکا قصد نہین کیا۔ اوسکا مقصود فرمانروائی کرنے سے زیادہ بت شکنی اور دولت گھسیٹنی تھی۔ اور اوس کے جاہ وجلال کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ تمام اہل عرب اور ایرانی۔ اور ترکی سلطان کی اطاعت پوری پوری کرتے تھے۔

سلطان محمود دو سال سے اسہال یا سوء القنیہ مین مبتلا تھا۔ مگر اس مرض کی حالت مین وہ سارے کام کرتا تھا۔ آخر مرض نے زور پکڑا۔ اور ۲۳ ربیع الاول ۴۲۱ھ م ۹ اپریل ۱۰۳۰ء مین ۳۵ برس حکمرانی کرکے ۶۳ برس کی عمر مین انتقال کیا۔ کہتے ہین کہ دو دن مرنے سے پہلے حکم دیا۔ کہ سارے جواہر خانے دولت وخزانے باہر لاکر سجاؤ۔ چنانچہ اسکی تعمیل ہوئی۔ اور سلطان پالکی مین بیٹھ کر وہان آیا۔ اور تمام چیزون کو دیکھکر سرد آہین بھرتا تھا۔ اور روتا تھا۔ بعد ازان حکم دیا کہ ان سب کو لیجاؤ۔ پھر اصطبل کے گھوڑے اور اونٹ وغیرہ دیکھے۔ اُن کو بھی دیکھکر رویا اور یہ قطعہ پڑھا۔ قطعہ۔

زبیم تیغ جہانگیر و گرز قلعہ کشائے	جہان مسخر من شد چو من مسخر رائے
گہے بعز و بدولت ہمی نشستم شاد	گہے ز حرص ہمی رفتمے ز جائے بجائے
بسے تفاخر کردم کہ من کسے ہستم	کنون برابر بینم ہمی امیر و گدائے
ہزار قلعہ کشادم بیک اشارت دست	بسے مصاف شکستم بیک فشردن پائے
چو مرگ تاختن آورد ہیچ سود نداشت	بقا بقائے خدا لیست و ملک ملک خدائے

اب یہان پر مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ فردوسی اور ایاز کے بہی کسیقدر حالات لکہدئے جائین جو سلطان محمود کے عہد کا ایک اہم اور دلچسپ حصہ ہے۔ کہتے ہین کہ آخر عمر مین سلطان کو خبر ہوئی کہ ایک شخص نیشاپور مین دولت بیشمار رکہتا ہے۔ فوراً حاضری کا حکم دیا۔ اور کہا کہ مجہے خبر لگی ہے کہ تو ملاحدہ اور قرامطہ سے ہے۔ اوسنے جواب دیا کہ مین کچہہ بہی نہین ہون۔ البتہ دولتمند ہون۔ سب مال لے لیجئے۔ اور مجہے بدنام نکیجئے۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ سلطان نے اوسکا مال لیکر اوسکے ایماندار ہونیکا فرمان لکہدیا۔

عراق کی فتح کو تہوڑا ہی عرصہ گذرا تہا۔ کہ وہان ایک قافلہ سوداگرون کا لٹ گیا۔ ایک عورت سلطان کے پاس فریادی آئی کہ چورون نے میرے بیٹے کو مار ڈالا۔ اور سب اسباب غارت گیا۔ محمود نے فرمایا۔ ملک دور و دراز کا انتظام سخت مشکل ہے۔ عورت نے کہا کہ جب تجہہ سے دور کے ملکون کا انتظام نہین ہوسکتا تو پہر کیون ملکون کو فتح کرتا ہے۔ کیونکہ حفاظت و حراست کی جوابدہی تیرے ذمہ ہے۔ اس کلام سے محمود نادم ہوا۔ اور عورت کو انعام وغیرہ سے راضی کیا۔ اور آیندہ کے لئے ایسا انتظام کیا کہ قافلہ کا لٹنا موقوف ہوا۔

گو سلطان محمود کا مزاج سپاہیانہ تہا۔ مگر علوم و فنون و علم ادب کا بڑا شوق تہا۔ اور سب کامون مین کفایت شعار تہا۔ لیکن ہنر پروری اور علم کی قدر شناسی مین دریا دل تہا۔ ایک عظیم الشان دار العلوم بنا کر اوس مین بڑا کتبخانہ جمع کیا تہا۔ عالمون کے وظیفون اور پنشنون مین ایک لاکہہ روپیہ سالانہ

صرف ہوتا تہا۔ اوسکی قدردانی اور جوہر شناسی نے چارون طرف سے اہل کمالون کو لاکر غزنین کے دربار مین جمع کردیا تہا۔ چنانچہ عصائرانی اُستاد رشیدی طوسی۔ مینوچہر بلخی۔ فردوسی۔ حکیم عنصری۔ عسجدی۔ فرخی۔ دقیقی۔ جیسے نامور شعرا اوس کے دربار مین موجود تھے۔ سوا ان شاعرون کے چارسو اور شاعر بھی ملازم تھے۔ فردوسی[1] کل شعرا کا سرآمد تہا۔

نیزدجرد آخر ساسانی شہریار ایران نے ایران کے تمام بادشاہون کے حالات کیومرث کے زمانہ سے لیکر خسرو پرویز کی تخت نشینی تک بڑی تحقیق و تلاش سے یکجا جمع کئے تہے۔ جسکا نام باستان نامہ تہا۔ جب اہل اسلام سلطنت ایران کے فرمانروا ہوے تو یہ کتاب نیزدجرد کے کتابخانہ مین اونکے ہاتہ آئی۔ جب خراسان مین آل یعقوب کے ہاتہ یہ باستان نامہ آیا تو ابومنصور عبدالرزاق بن عبداللہ فرخ معتمد الملک کو یعقوب بن لیث نے حکم دیا کہ خسرو پرویز سے شہریار نیزدجرد کے مرنے تک واقعات جو واقع ہوے ہین۔ وہ لکہکر باستان نامہ مین اضافہ کئے جائین۔ اس حکم کے موافق ۳۶۰ھ مین یہ کتاب مرتب ہوگئی اور اوسکی نقلین خراسان اور عراق مین پہیلین۔ آل سامان کو جب یہ کتاب ہاتہ لگی تو اونہون نے دقیقی شاعر کو حکم دیا کہ اسکو نظم کرے۔ اوس نے دو ہزار شعر لکہا تہا۔ کہ کسی غلام نے اوسکو مارڈالا جب وقت آل سامان کا زوال آیا اور سلطان محمود کا اقبال چمکا تو اوس نے آل سامان کی تقلید کی۔ اور باستان نامہ کو نظم کرنا چاہا۔ فردوسی نے دقیقی کے نسبت یہ اشعار لکہے ہین۔ اشعار۔

یکایک ازو بخت برگشتہ شد	بدست یکے بندہ برکشتہ شد
ز گشتاسب ارجاسب بیتے ہزار	بگفت و سرآمد برو روزگار

[1] فردوسی شاداب ضلع طوس مین پیدا ہوا تہا۔ حاکم طوس نے ایک باغ بنایا تہا۔ اسکا نام فردوس رکہا تہا۔ فردوسی کا باپ مولانا فخرالدین اوسکی باغبانی کرتاتہا۔ اس مناسبت سے وہ اشعار مین اپنا تخلص فردوسی کرتا تہا۔ ۱۲ مولف

ادہر فردوسی کو یہ آرزو ہوئی کہ مین اس کتاب کو نظم کرون۔ مگر باستان نامہ اس کے پاس موجود نہ تھا جب ایک دوست نے باستان نامہ لادیا تو ابومنصور محمد امیر طوس نے فردوسی کو یہ نصیحت کی کہ جب یہ کتاب تمام ہو تو کسی بادشاہ کے نذر کرنا۔ چونکہ تمام ملکون مین مشہور تہا۔ کہ سلطان محمود شاعرون کا قدردان ہے۔ اس لئے فردوسی غزنین آیا۔ سلطان نے جملہ شعرائے دربار سے اسکے نظم کی فرمایش کی۔ مگر سب کی نظمون مین فردوسی کی نظم فائق معلوم ہوئی۔ سلطان نے فردوسی کو حکم دیا۔ کہ تو بہی باستان نامہ کو نظم کر۔ اور یہ بہی کہا۔ کہ ہر ہزار اشعار پر ہزار دینار طلا دونگا فردوسی نے جب ایکہزار اشعار لکہے، تو سلطان نے اپنے وزیر خواجہ احمد بن حسن میمندی کے ہاتہ ہزار دینار بہیجے۔ مگر فردوسی نے کہا کہ مین اسکو ایکدم لونگا۔ اور اس رقم سے طوس کی ندی کی بند آب بناؤنگا۔

جب فردوسی شاہنامہ ختم کر چکا تو سلطان نے اپنے وعدہ کو وفا کرنا چاہا۔ مگر خواجہ احمد بن حسن میمندی وزیر نے (جو فردوسی سے دشمنی رکہتا تہا۔) عرض کی کہ اس بہاری صلہ سے فردوسی کو شادی مرگ ہوجائے گی غرض سلطان کو بہکا کر ساٹہہ ہزار مثقال نقرہ ایاز کے ہاتہ اوسکے پاس بہیجا گیا اسوقت فردوسی حمام مین تہا۔ جب ایاز نے صلہ پیش کیا تو بہت غمگین ہوا۔ اور کہا کہ سلطان نے اپنا وعدہ وفا نہین کیا۔ ایاز نے وزیر کی نیش زنی کا واقعہ سنایا۔ فردوسی نے بیس ہزار مثقال حمامی کو اور بیس ہزار ایاز کو اور بیس ہزار فقاعی کو دیدئے۔ اور ایک پیالہ شربت کا پیا۔ اور ایاز سے کہا کہ سلطان سے عرض کرو کہ مین نے جو رنج اس کام مین اوٹہایا۔ وہ ان مثقال نقرہ کے لئے نہ تہا۔ جب ایاز نے سلطان سے کہا تو سلطان وزیر پر غصہ ہوا۔ وزیر نے عرض کی کہ بادشاہ کا صلہ ایک درم سے ہزار درم تک برابر ہے۔ مگر فردوسی نے جو اوس صلہ کو حقارت کی نظر سے دیکہا ہے۔ سخت گستاخی کی ہے۔ علاوہ برین فردوسی کا مذہب قرمطی اور معتزلی ہونے کے باعث لائق کشتنی و گردن زدنی ہے۔ سلطان بہی وزیر کے بہڑکانے سے سخت مشتعل ہوگیا تہا۔ مگر فردوسی کو جب خبر ہوئی تو اوس نے صبح کو حاضر ہوکر سلطان کے قدمون پر گرا۔ اور کہا کہ بندہ اون مین نہین ہے۔ بلکہ حاسدون نے مجہے ایسا بنایا ہے

اور اگر ہون بہی تو سلطان کی رعایا ہون۔ جیسا کہ دوسری رعایا گبر و یہود و ترسا سلطان کی رعایا ہونے کی وجہ سے مامون و مصئون ہین۔ اوسیطرح یہ بندہ بہی قتل سے معاف کیا جائے۔ چنانچہ یہ اشعار بہی فی البدیہہ پڑہا

چو در ملک سلطان کہ چرخش ستود		بسے ہست ترسا و گبر و یہود	
گرفتند در ظل عدلش قرار		شدہ ایمن از گردش روزگار	
چہ باشد کہ سلطان گردون شکوہ		رہی را شمارد یکے زان گروہ	

ان اشعار سے سلطان کا غصہ فرو ہوا اور قصور معاف کر دیا۔ پہر کیا تہا۔ فردوسی غزنین سے رخصت ہو گیا اور جاتے جاتے جامع مسجد کی (جہان سلطان آکر بیٹھتا تہا) دیوار پر یہ اشعار لکہہ گیا۔ ۲ اشعار۔

خجستہ درگہہ محمود زابلی دریاست		چگونہ دریا کہ آنرا کرانہ پیدا نیست	
چہ غوطہ ہا زدم واندرو ندیدم در		گناہ بخت من است این گناہ دریا نیست	

جب محمود نے یہ اشعار دیکہا اور فردوسی کے احباب نے سفارش کی تو حکم دیا۔ کہ ساٹہہ ہزار دینار طلا مع خلعت شاہی فردوسی کے پاس بہیجدینا چاہئے عجب اتفاق کی بات ہے کہ طوس کے ایک دروازہ سے یہ صلہ آیا۔ اور دوسرے دروازہ سے فردوسی کا جنازہ جا رہا تہا۔ کہتے ہین کہ اس صلہ کی رقم سے سلطان نے طوس کی ندی کا آب بند تعمیر کرا دیا۔ جسکو ناصر خسرو نے اپنے سفرنامہ مین لکہا ہے کہ جب مین طوس گیا تو ایک رباط نو تعمیر دیکہی۔ جسکو لوگ کہتے تہے۔ کہ یہ رباط صلۂ فردوسی سے بنی ہے۔

فردوسی نے سلطان کی ہجو مین ایک مثنوی بہی لکہی ہے۔ جسکے متعلق مورخون کے مختلف خیالات ہین سلطان محمود کے اگرچہ کئی ہزار غلام تہے۔ لیکن اون مین ایاز ممتاز تہا۔ کہتے ہین کہ ایاز والی کشمیر کا بیٹا تہا۔ باپ کے ساتہہ شکار مین گیا تہا۔ چورون نے قابو پاکر پکڑ لیا۔ اور بدخشان لے گئے۔ اور ایک سوداگر کے ہاتہہ بیچ ڈالا۔ سوداگر نے عمدہ طور پر تعلیم و تربیت کی اور غزنین لاکر سلطان کے ہاتہہ بیچا۔ ایاز حسن و جمال ظاہری کے علاوہ اخلاق پسندیدہ و صفات حمیدہ مین بہی فرد کیا تہا۔ اور اسی کے باعث رفتہ رفتہ عروج و تقرب سلطانی حاصل کیا کہ اب تک محمود کیساتہہ ایاز کا نام ضرب المثل ہو گیا ہے۔ چنانچہ طالب آملی نے ایاز و محمود کے نسبت ایک داستان بڑی رنگین لکہی ہے۔

جلال الملتہ جلال الدولہ امیر محمد بن سلطان محمود غزنوی

سلطان محمود کے تین بیٹے تھے۔ امیر مسعود۔ امیر محمد۔ امیر عبدالرشید۔ امیر مسعود اور امیر محمد۔ دونون ایک ہی دن پیدا ہوئے تھے۔ لیکن مسعود چند گھنٹے کا محمد سے بڑا تہا۔ سلطان محمود نے بوجہ لیاقت وہوشیاری شگفتہ مین امیر مسعود کو اپنا ولیعہد کیا تہا۔ اور امیر مسعود باپ کے ساتھہ ہمیشہ جنگ وجدل مین رہتا تہا۔ لیکن بعض ناعاقبت اندیشون نے امیر مسعود کی طرف سے سلطان کے دل مین ایسی بدی ڈالدی۔ کہ تہوڑی ہی مدت کے بعد سلطان نے امیر محمد کو ولیعہد کردیا۔ اور حکم دیا کہ امیر محمد کا نام اور لقب امیر مسعود کے نام اور لقب پر مقدم کیا جائے۔ سلطان کی اس کارروائی سے اکثر امرائے دربار کو رنج ہوا۔ بلکہ بعض معتمد ملازمون نے مسعود سے کہا کہ سلطان آپ سے روز بروز زیادہ بدگمان ہوتا جاتا ہے۔ اگر حکم ہو تو ہم اس قصہ کو پاک کردیتے ہین۔ مسعود نے کہا کہ استغفراللہ مین اور یہ کام۔ مجھے تو اسکا خیال بہی حرام ہے۔

جب سلطان محمود کا انتقال ہوا تو امیر مسعود صفاہان مین جہہ سات سو فرسنگ غزنین سے دور تہا۔ اور امیر محمد کوزکانان مین رہتا تہا۔ جب سلطان کو باغ پیروزہ مین دفن کیا گیا تو حاجب بزرگ امیر علی قریب نے امیر محمد کو کوزکانان سے بلاکر سلطان محمود کی وصیت کے موافق تخت پر بٹھادیا۔ اور امیر مسعود نے باپ کے مرنے کی خبر سنکر تین روز تک ماتم کیا۔ اس کے بعد اپنے بہائی امیر محمد کو یہ کہلا بہیجا۔ کہ ہم پشت ویک دل ہوکر موافقت کرلین۔ اور کل مخالفت کو بالکل دور کردین۔ تاکہ جہان مین ہمارا نام باقی رہے۔ چونکہ مین بڑا ہون۔ اس لئے خطبہ اور سکہ مین میرا نام اول رہے۔ مین عراق وروم کی سلطنت سنبھالتا ہون اور تم غزنین وہندوستان کو قبضہ مین رکھو۔ اگر ایسا کروگے تو بہت بچپتاؤگے۔ امیر محمد نے اسکا جواب اُسکے خلاف دیا۔ جس سے امیر مسعود نے صفاہان سے کوچ کرکے رے آیا۔ یہان پر امیر مسعود کو خلیفہ بغداد کا ایلچی ملا۔ جو بہت سے تحفہ تحائف اور لوا ومنشور لایا تہا۔ خلیفہ کی اس سرفرازی پر امیر مسعود کو بہت خوشی ہوئی اور

اس منشور کی نقلین سب ممالک کے حکام کے پاس بہیجی گئین۔ پہر وہان سے ہرات آیا۔ اور یہان غزنین مین تمام امرا اُسکے بدل تہے۔ چنانچہ امیر یوسف وحاجب بزرگ علی۔ بو سہل ہمدانی۔ وخواجہ علی میکائیل مرہنگ بوعلی۔ کوتوال وغیرہ۔ نے اکثہ والیین غزنین سے امیر مسعود کے پاس بدین مضمون بہیجے۔ کہ تسکین وقت کے لیے ہم نے امیر محمد کو تخت نشین کیا تہا۔ تاکہ کوئی اضطراب پیدا نہو۔ اُس سے سلطنت کا کام نہین چلسکتا وہ شب و روز لہو ولعب مین مصروف ہے۔ چونکہ آپ ولیعہد ہین۔ اس لیے جلد آکر تخت پر بیٹھئے۔ امیر مسعود اس سے اور بہی قوی دل ہوا۔

ادہر امیر محمد اول رمضان ۴۲۱ھ کو تکیناباد آیا اور رمضان کا سارا مہینا یہین رہا۔ عید کے روز اُس کے سر پر سے ٹوپی گر گئی۔ جسکو لوگ بڑی بدشگونی سمجہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ ۳۔ شوال کی رات کو علی خویشاوند اور یوسف بن سبکتگین نے سازش کرکے امیر محمد کو قید کردیا۔ اور خود امیر مسعود کیطرف روانہ ہوے۔ اور امیر مسعود ہرات سے لشکر لیکر تکیناباد آیا۔ یہان امیر محمد قلعۂ کوہ شیر مین حاجب بکتگین کی حراست مین مقید تہا۔ چنانچہ امیر مسعود یہان آکر امیر محمد کو قلعۂ مندیش کو بہیجدیا۔ اور آپ تکیناباد سے پہر ہرات روانہ ہوا۔ وہان سے کوچ کرکے بلخ پہونچا۔ بعد ازان ۱۳ جمادی الاول ۴۲۲ھ کو غزنین کے طرف کوچ کیا۔ امیر محمد کی سلطنت صرف پانچ مہینے رہی۔

جمال الملتہ شہاب الدولہ امیر مسعود بن سلطان محمود غزنوی۔

ماہ جمادی الآخر ۴۲۲ھ مین امیر مسعود غزنین داخل ہوکر تخت شاہی پر رونق افروز ہوا۔ لاکہون روپیہ خیرات و صدقہ مین دیا۔ اور اپنے بہائی امیر محمد کو نابینا کرکے قلعۂ ولج مین قید کیا۔ اور خواجہ احمد بن حسن میمندی کو (جو سلطان محمود کے حکم سے قلعۂ کالنجر مین قید تہا) رہائی دیکر اپنا وزیر کیا۔ گو خواجہ نے اولاً وزارت سے انکار کیا۔ مگر مسعود کے اصرار سے آخر کو منظور کرلیا۔ اسکے بعد خواجہ حسنک میکائی (جو سلطان محمود کے آخری زمانہ کا وزیر تہا

اور سلطان محمود سے اکثر اوقات امیر مسعود کی چغلی کہا یا کرتا تہا) کو قرمطی ہونیکا جرم لگا کر سنگسار کیا۔ اور علی اریارق (جو سلطان محمود کے زمانہ مین سپہ سالار تہا) کو قید کرکے غور بہیجدیا۔ اور اسفتگین غازی کو بہی مکر وحیلہ سے قید کرلیا۔ اور اپنے چچا یوسف بن سبکتگین کو بہی قلعہ درونہ کی ہوا بتلائی۔ بہر حال امیر مسعود نے تخت غزنین پر قدم رکہتے ہی اکثر امراد سلطان محمود وامیر محمد سے (جو ایک زمانہ مین اوسکے خلاف تھے) اپنا دربار پاک وصاف کیا۔ چندروز تو امیر مسعود کو اپنے ہی امیرون کی سرکوبی کرنے مین گذرے۔ انہین ایام مین طغرل بیگ وچقر بیگ (جو آل سلجوق سے تھے)[۵۱] جیحون عبور کرکے دنار پہونچے۔

[۵۱]۔ اسلامی تاریخ مین سلاجقہ کا عہد مسلمانون کے لئے نہایت عروج واقبال کا زمانہ تہا۔ اور اسی خاندان کے نمودار ہونے پر بغداد کی خلافت کا صرف نام ہی نام باقی رہگیا تہا۔ وہ وسیع اور عظیم الشان سلطنت جو بغداد کے ایک خلیفہ کے زیر حکم رہتی تہی۔ اسوقت کثیر التعداد خاندانون مین بٹ گئی تہی۔ اور انہین سلاجقہ کی قوت وزور کے باعث بعد مین اسلامی ایشیا افغانستان کی مغربی سرحد سے بحیرۂ روم تک پہر ایک بادشاہ کے قبضہ مین آگیا۔ جو اجزائے سلطنت بکہر گئے تہے وہ پہر ایک رشتہ مین منسلک ہوے۔ اور یہی وجہہ ہے کہ خاندان سلاجقہ کو تاریخ مین ہم بالشان رتبہ عطا کیا جاتاہے۔ خاندان مذکور سلجوق بن دقاق ترکمان امیر کی نسل سے تہا۔ یہ خان ترکستان کی ملازمت ترک کرکے معہ اپنے قبیلہ کے وادی کرغیز ست جند (بخارا) چلا گیا۔ جہان اس نے اور اسکی قوم نے خلوص قلب سے اسلام قبول کیا۔ سلجوق اور اس کی اولاد نے سامانیون۔ ایلک خان۔ اور محمود غزنوی کی لڑائیون مین حصہ لیا۔ اور خاندان سلاجقہ کے دو بہائیون طغرل بیگ وجغرل بیگ نے رفتہ رفتہ اتنی طاقت پیدا کرلی۔ کہ وہ خراسان پر حملہ کرنے کے قابل ہوسکے غزنوی۔ افواج کو چند بار شکست دینے کے بعد وہ بعض بڑے بڑے شہرون پر متصرف ہوگئے۔ ۴۲۹ھ مین مرو کی مساجد مین چقر بیگ داؤد کا خطبہ نماز کے بعد شہنشاہ کے خطاب سے اور اوسکے بہائی طغرل بیگ کا خطبہ اسیطرح نیشاپور مین پڑہا گیا۔ بلخ۔ جرجان۔ خوارزم۔ اور طبرستان کا بہی بسرعت الحاق ہوگیا۔ اسکے بعد جبل ہمدان۔ دینادار۔ حلوان۔ رے

او. وہان کے رعایا کو خوب لوٹا۔ امیر مسعود نے اونکے دفعیہ کے لئے بکتوزی خان کو سپاہ جرار کے ساتھ بہیجا۔ مگر اونہون نے اسکو شکست دی۔ اور اوسکے بعد سلطان مسعود کے تمام ممالک مین متفرق ہوکر غدر مچا دیا۔ پہر سلطان نے نسیاشی کو سپہ سالار مقرر کرکے ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ وہ بہی تین سال تک ان سے لڑتا رہا۔ مگر ہمیشہ ناکام رہا۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ علی تگین کو سمرقند اور بخارا مین بڑا غلبہ ہوگیا ہے چنانچہ اسکی گوشمالی کے لئے سلطان نے التونتاش کو ۴۲۳ھ مین روانہ کیا۔ اور غزنین سے پندرہ ہزار سوار اونکی مدد کو روانہ کئے۔ التونتاش آب امویہ عبور کرکے بخارا کو فتح کیا۔ اور وہان سے سمرقند آیا۔ یہان علی تگین سے لڑائی ہوئی التونتاش مارا گیا۔ امرا نے صلح کرلی۔ ۴۲۴ھ مین خواجہ احمد بن حسن میمندی وزیر نے وفات پائی۔ سلطان نے اوس کی جگہہ ابو نصر احمد بن محمد بن عبد الصمد کو اپنا وزیر کیا۔ اس اثنا مین سلجوقی دریای جیحون سے گذر کرکے نسا پو ہنچ گئے۔ اور سلطان مسعود نے ہند کے طرف جانیکا ارادہ کیا۔ اعیان سلطنت نے کہا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۱) اسمیں اصفہان مفتوح ہوے۔ ۴۴۷ھ مین طغرل بیگ بغداد مین داخل ہوا۔ اور اس شہر خلافت مین بخطاب سلطان اسکے نام کا اعلان ہوا۔ ترکی اقوام کے جوق جوق سپاہ مین داخل ہونے سے ان کی طاقت درجہ کمال کو پہونچ گئی تمام مغربی ایشیا بسرحد افغانستان سے ایشیائے کوچک کی یونانی و فاطمیہ سلطنتون کی حدود تک کا ملک ۴۶۵ھ لغایت ۴۸۵ھ سے پیشتر ان کے حیطۂ اقتدار مین آگیا۔

طغرل بیگ الپ ارسلان اور ملک شاہ بذات واحد اس وسیع سلطنت پر حکمران رہے۔ لیکن موخر الذکر کے انتقال پر برکیارق اور محمود دو بہائیون مین خانہ جنگیان شروع ہوگئین۔ اور خاندان سلاجقہ کی متعدد شاخون نے سلطنت کے مختلف حصون مین علاوہ علیحدہ خود مختار حکومتین قایم کین۔ چنانچہ یہ تمام تفصیلی ذکر اور ان مختلف حصون کی خود مختار حکومتون کا حال آیندہ حسب موقع بیان کیا جائے گا۔ اب یہان صرف اس مختصر نوٹ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ۱۲ مولف۔

کہ پہلے سلجوقیون کو ملک سے نکالئے تو پہر ہندوستان کا قصد کیجیے. مگر سلطان نے نہ مانا۔ اور ۱۹ ذی حجہ ۴۲۹ھ کو کابل کی راہ ہندوستان کو چلا۔ چنانچہ ۲۵ محرم کو دینار کوٹہ پر دریائے جہلم کے کنارے خیمہ زن ہوا یہان چودہ روز تک بیماری سے فرش رہا. جب صحت ہوئی تو ۶ ربیع الاول کو قلعہ ہانسی پہونچا۔ اور اوسکو فتح کرکے قلعہ سونی پت کے طرف متوجہ ہوا۔ راجہ دیپال ہری جنگل مین بہاگ گیا۔ او یہ قلعہ فتح ہوگیا۔ پہر ان سے دیرہ رام گیا۔ رام نے نذرانہ دیکر صلح کرلی۔ جب ان امور سے فارغ ہوا تو غزنین کو مراجعت کی۔ یہان سلطان کی عدم موجودگی سے سلجوقی ترکمانون کی قوت بڑہ گئی تہی۔ اور مملکت مین شور وفساد برپا ہوگئے تھے۔

سلطان مسعود چند سے غزنین مین ٹہر کر ۴۳۰ھ مین غزنین سے جرجان گیا۔ اور اکثر سرکشون کو سزادی۔ پہر یہان سے بلخ۔ مرو۔ گورکان ہوتا ہوا دندانقان مین آیا۔ ۸ رمضان ۴۳۱ھ کو ترکمانون نے چارون طرف سے ہجوم کرکے غزنین کی راہون کو بند کردیا۔ ناچار سلطان کو لڑنا پڑا۔ اس اثنا مین بڑے بڑے سردار غزنین کے ترکمانون سے جاملے۔ اور جو لشکر کہ سلطان کے ساتھ تہا۔ اوس نے بہی دغا کی۔ آخر سلطان مسعود بہزار خرابی یکہ وتنہا غزنین کو بہاگا۔ اور یہان آکر اون سردارون کو جو لڑائی مین سے بہاگے تہے۔ ہندوستان کے قلعون مین مقید کیا۔ اب سلطان سلجوقیون کے ہاتہ سے ایسا تنگ آگیا تہا کہ اوس نے ارادہ کیا کہ ہندوستان سے فوج جمع کرکے لڑائی کیجائے۔ چنانچہ تمام خزانہ زرودرہم وجواہر وپارچہ اونٹون پر لادکر مع عیال واطفال ہندوستان کا عازم ہوا۔ وزیر نے بہت کچھ فہمایش کی۔ اور ہندوستان کے عزم سے باز رکہنا چاہا۔ مگر سلطان نے ایک نہ مانی۔ اور سارے ملکون کا انتظام ارکان سلطنت کے سپرد کرکے لاہور کے جانب روانہ ہوگیا۔ خود دریائے سندہ سے اوتر آیا تہا۔ اور خزانے دریا کے پار تہے۔ کہ خاص غلامون کے امیر نوشتگین کی نیت بگڑی اور آپس مین اتفاق کرکے خزانون کو لوٹ لیا۔ اور اندہے امیر محمد کے پاس جاکر اوسکو تخت پر بٹھایا۔ ہرچند امیر محمد نے انکار کیا۔ مگر یہ کب ماننے والے تھے۔ آخر امیر محمد کو ماننا پڑا۔ یہ سب اوسکو ساتہ لیکر دریائے سندہ عبور کرگئے۔ اور سلطان مسعود سے لڑنا شروع کیا۔ سلطان مسعود پریشان ہوکر رباط مارکلہ کو بہاگا

بھون نے تعاقب کرکے گرفتار کیا۔ اور سلطان محمدؐ کے سامنے لائے۔ سلطان محمدؐ نے کہا کہ مین تیرے مارنے کا قصد نہین کرتا۔ جس جگہ تیرا جی رہنے کو چاہتے بیان کر۔ تاکہ تجھکو اور تیرے اہل وعیال کو وہان بھیج دون۔ مسعود نے قلعہ کیرتی کو پسند کیا۔ محمدؐ نے اوسکو مع متعلقین کے وہان بھیجدیا۔ اور ایک جماعت اوسکی حراست کے لئے متعین کردی۔ جب مسعود قلعہ کے طرف جاتا تہا تو اوس کے پاس ضروری خرچ کیلئے بھی روپیہ نہ تہا۔ ہمائی سے طلب کرنے پر اس لیت ہمت ہمائی نے پانسو درم بھجوائے۔ ان درمون کو دیکھکر مسعود رونے لگا۔ اور کہا کہ کل میرے پاس تین ہزار خروار بار خزانہ تہا۔ آج ایک درم کا مقدور نہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ جو شخص کہ یہ درم لایا تہا۔ اوس نے ہزار درم اپنے پاس سے امیر مسعود کو دیئے۔
چونکہ امیر محمدؐ اندہا تہا۔ اوس نے سلطنت کا کام اپنے پاس نرکھا۔ بلکہ وہ سب ۳۲ۂ مین اپنے بیٹے احمدؐ کے حوالہ کیا۔ لیکن احمدؐ خود مخبوط الحواس تہا چنانچہ اس مخبوط الحواسی کی وجہ ۳۳ۂ مین سلیمان ولد یوسف بن سبکتگین اور پسر علی خویشاوند سے اتفاق کرکے بلا اطلاع اپنے باپ کے امیر مسعود کو تلوار سے مارڈالا۔ بعض کہتے ہین کہ زندہ کنوئین مین ڈال کر مٹی بہروادی۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس پاگل نے باپ کو مجبور کرکے قتل کا حکم دلایا۔
سلطان مسعود نے دس سال سے کچھ زیادہ سلطنت کی۔ امیر مسعود نہایت شجیع۔ سخی۔ کریم الاخلاق تہا۔ جب امیر مسعود مارا گیا تو امیر محمدؐ بہت رویا۔ اور جنہون نے مارا تہا۔ بہت لعنت وملامت کی۔
امیر مودود بن امیر مسعود کو (جو باپ کے مرنے کے وقت بلخ مین تہا) جب یہ خبر معلوم ہوئی تو ارکین سلطنت کے مشورہ سے بامیان مین تخت نشین ہوا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ مارنگلہ پر فوج کشی کرکے باپ کے خون کا عوض لے لیکن ابو نصر وزیر منع کرکے غزنین لایا۔ سارا شہر اوس کے استقبال کو گیا۔ غرض امیر مودود اچھی طرح سامان درست کرکے اپنے چچا امیر محمدؐ پر چڑہائی کی۔ دیپور مین مقابلہ ہوا۔ تمام دن لڑائی رہی دوسرے روز امیر مودود نے فتح پائی۔ امیر محمدؐ اور اوس کا بیٹا اور نوشتگین بلخی وپسر علی خویشاوند وسلیمان بن یوسف اسیر ہوکر قتل کئے گئے۔

ابو الفتح قطب الملت شہاب الدولہ امیر مودود بن سلطان مسعود

امیر مودود جب [illegible] کے قاتلون سے [illegible] لیکا تو [illegible] اس موضع پر جہان فتح ہوئی تہی۔ ایک رباط بنایا اور [illegible] آباد کیکے فتح آباد نام [illegible] وہان سے غزنین آکر تخت شاہی پر متمکن ہوا۔ اور منصب وزارت ابو نصر بن احمد کو دیا۔ اور ۴۳۳ھ مین ابو نصر کو [illegible] کے خواجہ طاہر بن محمد مستوفی کو وزارت پر بحال کیا اور [illegible] سلطان محمد کے بیٹے [illegible] حاکم پشاور سے لڑنے کے لئے ہندوستان روانہ کیا۔ چنانچہ ابو نصر نے [illegible] ایک فتح پائی۔ امیر مودود کا چچیرا بہائی مجدود [illegible] باپ سلطان مسعود کے مرنے پر ملتان سے لاہور آیا اور ایاز کی اعانت سے [illegible] تہانیسر ہانسی پر اپنا قبضہ کیا۔ جب سلطان مودود کو یہ خبر لگی تو مجدود کی تنبیہ کے لئے ایک لشکر جرار بہیجا۔ مگر یہ لشکر ابہی لاہور بہی نہ پہونچا تہا۔ کہ عید الضحیٰ کی صبح کو مجدود اپنے خیمہ مین مردہ پایا گیا۔ اس کے بعد ایاز نے بہی وفات پائی۔ اور مجدود کے مرنے سے ہند کا علاقہ مودود سے متعلق ہوگیا۔ اور ملوک ماوراء النہر نے بہی اطاعت قبول کی۔ مگر سلجوقیون سے باوجود اس کے کہ امیر مودود نے جغر بیگ کی بیٹی سے نکاح بہی کرلیا تہا۔ پہلی منازعت مین کوئی کمی نہوئی۔

جب سلطان مودود کو ملوک ہند نے دیکہا کہ وہ مغربی فتوحات مین مصروف ہے تو ۴۳۵ھ مین راجہ دہلی اور دوسرے راجاؤن نے اتفاق کرکے ہانسی اور تہانیسر پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد قلعۂ نگرکوٹ کو حاصل کرکے از سر نو بت پرستی شروع کردی۔ ادہر ملک پنجاب کے راجاؤن نے بہی سر نکالا۔ اور دس ہزار سپاہ لیکر لاہور کا محاصرہ کیا۔ مگر اتفاقاً لشکر ہنود مین کچہہ ایسا اختلاف واقع ہوا۔ کہ محاصرہ چہوڑکر اپنے اپنے ملک کو واپس چلے۔ جب لشکر اسلام نے اونکی کم ہمتی ملاحظہ کی تو اون کا تعاقب کرکے خوب قافیہ تنگ کیا۔ اور جسقدر قلعے کہ اون کے قبض و تصرف مین تہے۔ وہ سب واپس لیکر امان دیا گیا۔ اس فتح عظیم کی خبر جب ملوک ہند کو پہونچی تو سب مطیع ہوگئے۔ مسلمان بہت سی غنیمت اور پانچہزار مسلمانون کو جو ہندوون نے

قلعون مین قید کر رکہا تہا. ساتہہ لیکر لاہور آئے۔
سنہ ۴۳۳ہجری مین امیر مودود نے لشکر مرتب کیا۔ اور سنہ ۴۳۴ہجری مین ارتگین حاجب کے ساتہہ طخارستان بہیجا۔ ارتگین نے ترکمانون کو شکست دیکر شہر بلخ مین امیر مودود کا خطبہ پڑہوایا۔ اس کے بعد جب ترکمانون نے بلخ پر حملہ کیا تو ارتگین نے خلیفہ سے مدد مانگی۔ جب خلیفہ نے منظور نہ کیا تو وہ غزنین واپس آیا۔ سلطان نے اس قصور مین اوسکو قتل کرڈالا۔
بعدازان طغرل حاجب کو لشکر بیشمار دیکر ترکمانون کی تنبیہ کے لئے بست روانہ کیا۔ چنانچہ طغرل نے اون کو شکست دی۔ اور سنہ ۴۳۵ہجری مین علم بغاوت برپا کیا۔ سلطان نے اوس کی سرکوبی کے لئے علی بن خادم کو دس ہزار سوار کیساتہہ روانہ کیا۔ مگر طغرل بہاگ گیا۔ اور علی نے اوس کے لشکر کو غارت کیا۔ اور چند آدمیون کو پکڑ کر غزنین لایا۔
سنہ ۴۴۱ہجری مین تمام ملوک ماوراء النہر اور بامیان نے امیر مودود سے عہد کیا۔ کہ ہم آپ کی اعانت کرکے ترکمانون کو خراسان سے نکال دینگے۔ جب امیر مودود اسی سال رجب کے مہینے مین غزنین سے لشکر فراوان لیکر روانہ ہوا تو اول ہی منزل مین درد قولنج پیدا ہوا۔ اور ایک ہفتہ کے بعد انتقال کیا۔ ۲۹ سال کی عمر تہی۔ اور نو سال سلطنت کی۔

ابو جعفر مسعود بن امیر مودود

جب سلطان مودود نے سفر آخرت کیا تو علی بن ربیع نے اوس کے بیٹے ابو جعفر مسعود کو (جسکی عمر چار سال تہی) تخت سلطنت پر بٹہایا۔ مگر باشتگین (جو امراے سلطان محمود سے تہا) نے اوس سے اتفاق نہ کیا۔ آخر آپس مین جنگ ہوئی۔ باشتگین غالب آیا۔ اور ابو جعفر مسعود کو تخت سے اوتار کر اوس کے چچا ابو الحسن کو تخت نشین کیا۔ ابو جعفر نے صرف پانچ روز سلطنت کی۔ اور علی بن ربیع

میرک وکیل کی امداد سے بہت کچھ زر و جواہر لیکر پشاور کو چلا گیا۔ اور وہان ملتان و سندہ پر قابض ہوا

امیر ابوالحسن علی بن مسعود بن محمود غزنوی

غرہ شعبان سنہ ۴۴۱ھ کو ابوالحسن علی تخت نشین ہوا۔ اور امیر مودود کی زوجہ (جو جعفر بیگ کی بیٹی تہی) سے نکاح کیا۔ اور اپنے بہائی ایزد شاہ و مردان شاہ کو (جو قلعہ نائی مین تھے) غزنین بلا کر معزز عہدونپر مامور کیا۔ اس اثنا مین عبدالرشید بن سلطان محمود نے ابوالحسن پر چڑہائی کی۔ اور ابوالحسن بہاگ گیا اور عبدالرشید سنہ ۴۴۳ھ مین تخت نشین ہوا۔ ابوالحسن نے صرف دو سال سلطنت کی۔ جب ابوالحسن گرفتار ہو کر آیا تو عبدالرشید نے اوسکو قلعہ وندی مین قید کیا۔

زین الملتہ سلطان عبدالرشید بن سلطان محمود

جب عبدالرشید تخت نشین ہوا تو نوشتگین حاجب کو ہندوستان کا امیر الامرا بنا کر لشکر کثیر کے ساتہہ ہندوستان روانہ کیا۔ چنانچہ وہ یہان آکر قلعہ نگر کوٹ کو فتح کیا۔ اس کے بعد امیر نے طغرل حاجب کو (جو سلطان مودود کا سالا تہا) سیستان بہیجا۔ طغرل نے سیستان پر قبضہ کر کے جب خوب قوت حاصل کی تو نمکحرامی پر کمر باندہی۔ اور غزنین کو لے لیا۔ اس کافر نعمت نے امیر عبدالرشید اور سلطان محمود کی اولاد (جنکی تعداد نو یا گیارہ تہی) کو قتل کیا۔ اور سلطان مسعود کی دختر سے نکاح کر کے تخت غزنین پر قدم رکہا۔ جب نوشتگین حاجب کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے امراء غزنین کو غیرت دلائی۔ اور طغرل کے مارنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ

۱۔ عبدالرشید کو اکثر مورخ سلطان مسعود کا بیٹا بتاتے ہین۔ مگر صحیح یہ ہے کہ سلطان محمود کا بیٹا ہے۔ جو سلطان مودود کے حکم سے قلعہ بست مین مقید تہا۔ عبدالرزاق بن احمد حسن میمندی کو قید سے نکال کر اپنے ساتہہ لایا۔ اور لشکر کو مطیع کر کے غزنین پر چڑہائی کی۔ ۱۲ مولف

نوروز کے روز جب طغرل تخت شاہی پر تمکن تہا تو ایک ترک سلحدار نے جرأت کرکے اس کو نمک کا تلوار سی
سر اوڑا دیا۔ اس واقعہ کے چند روز بعد جب نوشتگین غزنین آیا تو امیر ناصرالدین سبکتگین کی اولاد مین سے
تین شخص۔ فرخ۔ ابراہیم۔ شجاع۔ (جو قلعون مین قید تہے۔ اور طغرل کی اون تک رسائی نہین ہوتی تہی
ورنہ ان تینون کو بہی قتل کرتا۔) موجود تہے۔ اون کے نام قرعہ ڈالا گیا۔ چنانچہ فرخ زاد کے نام قرعہ
پڑا۔ اور سب امرا نے اتفاق سے فرخ زاد کو تخت نشین کیا۔ عبدالرشید کی سلطنت کی مدت ایکسال
کی سنہ ۴۴۳ و ۴۴۴ کے قریب رہی۔ اور طغرل نے چالیس روز حکومت کی۔

جمال الدولہ فرخ زاد[1] بن سلطان مسعود

جب فرخ زاد نے تاج شاہی سر پر رکہا تو کاروبار سلطنت نوشتگین کے حوالہ ہوے۔ اور داؤد سلجوقی کو غزنوی
خاندان کے انقلاب کی خبر ہوئی تو فوج لیکر غزنین آیا۔ نوشتگین نے مقابلہ کرکے شکست دی۔ پہر فرخ زاد
لشکر عظیم لیکر خراسان روانہ ہوا۔ سلجوقیون کے سپہ سالار کلیسارق نے مقابلہ کیا۔ اور ہزیمت اوٹہا کر بہاگ گیا
چند سلجوقی امرا گرفتار ہوئے۔ جب چغربیگ سلجوق کو یہ خبر پہونچی تو اوس نے اپنے بیٹے الپ ارسلان کو فرخ زاد
سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ طرفین نے خوب جنگ رستمانہ کیا۔ مگر اس دفعہ سلجوقی غالب آئے۔ اور کئی
غزنوی امیر سلجوقیون کے ہاتہہ اسیر ہوے۔ فرخ زاد نے یہ دانائی کی کہ سلجوقی امرا (جو اوسکے پاس قید تہے۔)
کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ سلجوقیون نے غزنویون کی یہ مروت دیکہی تو اوہنون نے بہی غزنوی امیرون کو
رہا کردیا۔ اس کے بعد فرخ زاد نے ۳۴ سال کی عمر مین بعارضۂ قولنج وفات پائی۔ مدت سلطنت چہہ سال

[1] سلطان فرخ زاد کو روضۃ الصفا مین مسعود کا بیٹا لکہا ہے۔ اور احمد اللہ مستوفی کا قول ہے کہ عبدالرشید کا بیٹا ہے
مگر سکون سے روضۃ الصفا کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲ مولف۔

۴۴۳ھ سے ۴۵۰ھ تک ہے۔

ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی

جب سلطان ابراہیم تخت نشین ہوا تو سلجوقیوں سے مصالحت کر لی۔ اور ملک شاہ سلجوق کی دختر کو اپنے بیٹے مسعود سے نکاح کیا۔ جب سلجوقیوں سے سلطان ابراہیم کی خاطر جمع ہوئی تو ہندوستان میں اوس نے لشکر بھیجا۔ جس نے وہ ملک فتح کئے۔ جو اب تک مسلمانوں نے نہیں کئے تھے۔ اور ۴۷۲ھ میں وہ خود ہندوستان آیا۔ قلعہ اجودہن (جو اب پاک پٹن فرید شکر گنج کہلاتا ہے) کو مسخر کیا پھر روپال کا قلعہ لیا۔ وہاں سے قلعہ درہ کو فتح کیا۔ ایک لاکھ لونڈی غلام اسیر کر کے غزنین بھیجے۔ اور غنیمت بھی بہت ہاتھ آئی۔ بعد ان فتوحات کے غزنین آیا۔

سلطان ابراہیم بڑا عابد و متقی تھا۔ باوجود عنفوان شباب کے کل ممنوعات شرعی سے دست کش تھا۔ سال بھر میں تین مہینے کے روزے رکھتا۔ اور خیرات بہت دیتا تھا۔ سلطان کو ۳۶ لڑکے اور ۴۰ لڑکیاں تھیں لڑکیوں کی شادی اکثر سادات عظام اور علماء اعلام سے کی تھی۔ سلطان کی وفات ایک روایت کے موافق ۴۸۱ھ میں اور دوسری روایت کے مطابق ۴۹۲ھ میں ہوئی۔ پہلی روایت کے موافق سلطنت کی مدت ۳۱ سال اور دوسری روایت کے مطابق ۴۲ سال ہے۔

علاء الدولہ مسعود بن ابراہیم بن مسعود

جب امیر مسعود بن ابراہیم تخت پر بیٹھا تو سلطان سنجر کی بہن مہد عراق سے شادی کی۔ اور ہندوستان کی امارت امیر عضد الدولہ کو دی۔ جب وہ مر گیا تو طغاتگین کو ہندوستان کا سپہ سالار مقرر کیا چنانچہ طغاتگین نے دریاء گنگ عبور کر کے وہاں پہونچا۔ جہاں سوا سلطان محمود کے لشکر کے کوئی اور لشکر اسلام

نہین گیا تہا۔ اور بہت سی غنیمت لیکر لاہور واپس آیا۔ امیر مسعود نے بے خرخشہ و اندیشہ ۱۶ برس ۴۹۲ھ سے ۵۰۸ھ تک سلطنت کی۔ وہ ۴۵۳ھ مین بمقام غزنین پیدا ہوا تہا۔ اور بعمر ۵۵ سال ۵۰۸ھ مین دار البقا کو سدہارا۔

تاریخ گزیدہ مین لکہا ہے کہ مسعود کی وفات کے بعد اوس کا بیٹا کمال الدولہ شیرزاد تخت پر بیٹہا۔ ایک سال اوسکی سلطنت پر گذرا تہا کہ ۵۰۹ھ مین اوسکا بہائی ارسلان شاہ نے اوسکو مار ڈالا۔ مگر دوسرے مورخ کمال الدولہ کی سلطنت کا ذکر ہی نہین کرتے ہین۔ بلکہ مسعود کے بعد ارسلان شاہ کی تخت نشینی لکہتے ہین

سلطان الدولہ ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم غزنوی

امیر مسعود کے بعد جب ارسلان شاہ غزنین کا بادشاہ ہوا تو اوس نے اپنے سب بہائیون کو قید کیا۔ لیکن ایک بہائی ابراہیم شاہ اس کے پنجہ سے نکل گیا۔ اور اپنے ماموں سلطان سنجر کے پاس (جو اوندنون اپنے بہائی محمد سلطان بن ملک شاہ کے طرف سے خراسان مین حاکم تہا) جا کر پناہ لی ہر چند ارسلان شاہ نے سلطان سنجر سے بہرام شاہ کو مانگا۔ مگر سلطان سنجر نے ایک نہ سنی۔ اور بہرام شاہ کی مدد پر آمادہ ہو گیا ارسلان شاہ نے اوس کے بہائی سلطان محمد سے سلطان سنجر کی شکایت کی۔ سلطان محمد نے سلطان سنجر کو ایلچی کے ذریعہ یورش سے منع کیا۔ اور ایلچی کو یہ بہی کہدیا۔ کہ اگر سلطان سنجر غزنین روانہ ہو گیا ہو تو کچہہ نہ کہنا۔ جب ایلچی خراسان آیا تو سلطان سنجر کو آمادۂ سفر پایا۔ اس لئے کچہہ نہ کہا۔ جب سلطان سنجر لشکر لیکر بست پہونچا تو ابو الفضل والی سیستان سے ملاقات ہوئی۔ اور دونون ملکر غزنین روانہ ہوے ارسلان شاہ بہی لشکر کو جمع کرکے لڑنے آیا۔ مگر شکست پائی۔ آخر ارسلان شاہ اپنی ماں مہد عراق کے پانون پہ گرا۔ اور دو ہزار دینار بہت سے تحائف دیکر سلطان سنجر کے پاس بہیجا۔ اور صلح چاہی ماں پہلے ہی اس کے ظلمون سے تنگ تہی۔ اور اپنے بچون کو قید مین کب دیکہہ سکتی تہی۔ اوس نے بہائی کی

پاس جاکر اوسکو اور بہی تیز کیا۔ سلطان سنجر نے واپسی کا ارادہ کیا تہا۔ مگر جب اپنی بہن سے ارسلان شاہ کے ظلم کی کیفیت سنی تو غزنین پر حملہ کیا۔ ارسلان شاہ نے تیس ہزار سوار اور بہت سے پیادے اور ایک سو ساٹھ ہاتہی لیکر مدافعت پر کمر باندہی۔ مگر ابو الفضل والی سیستان کے بہادرانہ حملون نے غزنویون کو شکست دی۔ اور ارسلان شاہ ہندوستان کو بہاگ گیا۔ ۲۰ شوال ۵۱۰ھ کو سلطان سنجر غزنین مین داخل ہوا۔ اور خزانو نپر دست درازی کیا۔ بہت کچہ زر و جواہر لیا۔ منجملہ اس زر و جواہر کے پانچ تاج تہے۔ کہ ہر ایک کی قیمت دو لاکہہ دینار تہی۔ اور سترہ تخت سونے چاندی کے اور تیرہ سو زیور جواہر سے مرصع تہے۔

سلطان سنجر چالیس روز غزنین مین رہا اور بہرام شاہ کو تخت نشین کرکے واپس ہوا۔ ادہر ارسلان شاہ ولایت ہند سے فوج جمع کرکے غزنین چلا۔ بہرام شاہ مین لڑنے کی طاقت نہ تہی۔ اس لئے وہ بامیان مین آیا۔ اور سلطان سنجر کے لشکر کو پشت پناہ بناکے دار السلطنت کی طرف متوجہ ہوا۔ ارسلان شاہ خوف وہراس کے باعث افغانون مین بہاگ گیا۔ سلطان سنجر نے تعاقب کرکے گرفتار کیا۔ اور بہرام شاہ نے مروا ڈالا۔ اور خود مستقل پادشاہ ہوگیا۔ ارسلان شاہ نے تین سال سلطنت کی۔ اور ۲۷ سال کی عمر مین وفات پائی۔

معز الدولہ بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم

جب بہرام شاہ نے ارسلان شاہ سے فراغت حاصل کی تو ہندوستان آیا۔ اور یہان کے سرکشون کو گوشمالی دی۔ اس اثنا مین محمد باہلیم سپہ سالار لاہور نے بغاوت کی۔ بہرام شاہ اوسکی سرکوبی کے لئے خود گیا۔ اور ملتان مین لڑائی ہوئی۔ باہلیم نے شکست پائی۔ اور اپنے دس بیٹون کو لیکر سرزمین جہجہ مین بہاگا۔ پہر اوس کا پتا نہ لگا۔ کہ زمین کہا گئی یا آسمان۔ اس کے بعد بہرام شاہ سالار حسین بن ابراہیم علوی کو سپہ سالار مقرر کرکے خود غزنین چلا آیا۔

ایک عرصۂ دراز تک اس بادشاہ کی سلطنت سرسبز رہی۔ مگر آخر وقت غوریون کے ہاتھہ سے سلطنت غزنین خاک مین مل گئی۔

غور جو سلطنت غزنین کا ایک صوبہ تہا۔ بہرام شاہ کے عہد مین قطب الدین محمد غوری سوری (جو بہرام شاہ کا داماد بہی تہا) غور مین حکومت کرتا تہا۔ ان دونون بادشاہون مین کچھ جہگڑا ہوا۔ بہرام شاہ نے قطب الدین اپنے داماد کو غزنین بلاکر زہر دیا۔ جب یہ خبر اوس کے بہائی سیف الدین کو پہونچی تو وہ انتقام لینے کے لئے غزنین پر چڑہائی کی۔ بہرام شاہ نے بہاگ کر کرمان مین پناہ لی۔ اور سیف الدین نے غزنین پر قبضہ کیا۔ اور اپنے بہائی علاء الدین کو غور روانہ کردیا۔ اور خود یہین رہا۔ جب موسم زمستان آیا۔ اور غور کی راہین برف سے مسدود ہوئین تو بہرام شاہ بہت سا لشکر لیکر غزنین پہونچا۔ چونکہ اہل غزنین سیف الدین سے بظاہر محبت کرتے تہے۔ اور در پردہ بہرام شاہ کا دم بہرتے تہے۔ اس لئے سیف الدین کو گرفتار کرکے بہرام شاہ کے حوالہ کردیا۔ بہرام شاہ نے اول تو سیف الدین کا منہہ کالا کرکے تمام شہر مین تشہیر کیا۔ اور اس کے بعد قتل کرکے اوسکے سر کو سلطان سنجر کے پاس بہیجا۔ اور سیف الدین کے وزیر سید مجد الدین کو بہی دار پر کہنچا۔ اور خود بہی چند یوم کے بعد ۵۴۷ھ؁ مین ۳۵ برس حکومت کرکے انتقال کیا۔[1]

ظہیر الدولہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ

بعد انتقال بہرام شاہ کے اوس کا بیٹا خسرو شاہ تخت پر بیٹہا۔ اور سیف الدین کے قتل کی کیفیت (جو

---

[1] ایک روایت یہ مشہور ہے کہ جب علاء الدین نے غزنین پر چڑہائی کی تو بہرام شاہ نے اپنے بیٹے دولت شاہ کو سپہ سالار لشکر مقرر کرکے مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ اور دولت شاہ مارا گیا۔ لشکر نے ہزیمت اوٹہائی۔ بہرام شاہ لاہور بہاگ گیا۔ دولت شاہ کے مارے جانیکا ایسا ملال ہوا کہ ۵۴۷ھ؁ مین انتقال کیا۔ مدت سلطنت ۳۵ سال یا ۴۱ سال ہے۔ ۱۲ مولف۔

بہرام شاہ نے تشہیر کرکے قتل کیا تہا۔ جب علاء الدین کو پہونچی کلیجے مین آگ لگ گئی۔ فوراً لشکر جرار تیار کرکے غزنین آیا۔ اور خسرو شاہ ہندوستان بہاگ گیا۔ اور لاہور مین اقامت کی۔ اگرچہ بہرام شاہ اور اہل غزنین کے ہاتہہ سے غوریون نے بہت سے جور وستم اوٹہائے تہے۔ اور اوس کے عوض مین جو کچہہ علاء الدین کرتا۔ تہوڑا تہا۔ مگر جو اوس نے غضب ڈہایا۔ اور ظلم وستم توڑا۔ اوس کے نام کو دہبہ لگاتا ہے۔ کہ قیامت تک نہ مٹیگا چنانچہ علاء الدین نے غزنین پر قبضہ کرکے آگ لگادی۔ اور اس عروس البلاد کو تین دن یا سات دن تک ایسا جلایا کہ دہوئین سے دن رات معلوم ہوتا تہا۔ اور تمام باشندون کو قتل کیا۔ اور سارے شہر کو لٹوایا۔ اور حکم دیا کہ اس شہر کی تخریب وغارت وقتل مین کوئی بات اوٹہا نہ رکہی جائے۔ جب عوام کے قتل سے فارغ ہوا تو خواص پر ہاتہہ صاف کیا۔ اور منتخب سادات غزنویہ کی ایک جماعت کے گلے مین توبرے خاک سے بہرے ہوئے ڈالدئے۔ اور اون کو فیروزہ کوہ مین لایا۔ اور وہان ان توبرون کی خاک کو اون کے خون سے گارا بنایا۔ اور بمرجع فیروزہ کوہ مین اوس کو لگوایا۔ جب علاء الدین نے یہ سنا کہ سیف الدین کی تشہیر کے وقت عورتون نے دف ودائرہ بجایا تہا۔ تو اون کو بہی قتل کیا۔ کسی پر اوس نے رحم نہ کیا۔ جو چیزین خاندان غزنین کی یادولاتی ہین۔ اون کو بہی برباد کیا۔ قبرین اکہیڑ اکہیڑ کر پہینک دین۔ مردون کی ہڈیون مین آگ لگائی۔ سلطان محمود وسلطان مسعود کی قبرون کو اونکی شجاعت کے سبب سے اور سلطان ابراہیم کی قبر کو اوسکے زہد کے سبب سے چہوڑ دیا۔ غرض شہر غزنین کو جلاکر خاک سیاہ کیا۔ اور اس ظلم وستم کے باعث جہان سوز لقب حاصل کیا۔

علاء الدین جہان سوز کی مراجعت کے بعد خسرو شاہ پائے تخت غزنین کی طمع اور سلطان سنجر کی امداد کی امید مین لاہور سے سپاہ آراستہ کرکے غزنین کا رخ کیا۔ ان ایام مین ترکون نے سلطان سنجر کو گرفتار کیا۔ اور غزنین پر بہی قبضہ کرلیا۔ خسرو شاہ نے ترکون کے ساتہہ لڑنے کی اپنے مین ہمت نہ دیکہی۔ اور واپس ہوکر لاہور آیا۔ چنانچہ دس سال تک غزنین پر ترکان عراق کا قبضہ رہا۔ پہر غوریون نے غزنین کو اون سے

لے لیا۔ اس کے بعد امرا خسروشاہ نے غوریوں سے غزنین حاصل کیا۔

بعض کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ علاءالدین جہان سوز کے خوف سے جب خسروشاہ لاہور چلا آیا تو علاءالدین نے گرم سیر تمد یار زمینداور کو فتح کیا۔ اور سلطان محمد غیاث الدین کے حوالہ کرکے خود غور کو روانہ ہوا۔ جب خسروشاہ ہند سے فوج لیکر غزنین کو چلا تو علاءالدین نے خسروشاہ سے بدین شرط مصالحت چاہی۔ کہ وہ تگین آباد کے شہر و قلعہ کو دیدے اور خود غزنین پر قناعت کرے مگر خسروشاہ نے منظور نہ کیا تو علاءالدین غوری نے یہ رباعی لکھکر بھیجی۔ رباعی

اول پدرت نہاد کین را بنیاد تا خلق جہان جملہ بہ بیداد افتاد
ہان تا ندہی زبہر یک تگیناباد صد تا سر ملک آل محمود بیاد

خسروشاہ کو سلطان سنجر کی امداد کی بڑی امید تہی۔ مگر وہ پوری نہ ہوئی۔ سلطان سعید سنجر کے عہد کا خاتمہ ہو گیا۔ اور خسروشاہ علاءالدین کے خوف سے پہر لاہور بہاگ کر آیا۔ اور علاءالدین غزنین کو تسخیر کرکے غور گیا۔ اور ۵۵۵ھ مطابق ۱۱۶۰ء میں خسروشاہ بمقام لاہور انتقال کیا۔ مدت سلطنت سات سال ہے۔

ختم الملوک خسرو ملک بن خسروشاہ غزنوی

جب خسروشاہ مرگیا تو اوس کا بیٹا خسرو ملک لاہور میں تخت پر بیٹہا۔ اور ہندوستان میں اچھی حکومت

لہ تاریخ قاضی بیضاوی میں لکھا ہے کہ علاءالدین غزنین میں اپنے دو بہتیجوں غیاث الدین اور شہاب الدین کو چھوڑ گیا۔ اور اونہوں نے خسروشاہ کو مطمئن کردیا تہا۔ اسکے بعد خسروشاہ مقید ہو کر ۵۵۵ھ میں انتقال کیا۔ اور خاندان غزنویہ کا خاتمہ ہو گیا۔ چند روز کے بعد غیاث الدین کا بہی انتقال ہوا اور سارے ملک پر شہاب الدین قابض رہا۔ مگر خواجہ نظام الدین احمد نے تاریخ نظامی میں روضۃ سے نقل کیا ہے۔ کہ خسروشاہ کے بعد خسرو ملک اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا ۱۲ مولف۔

جمالی۔ لیکن شہاب الدین غوری (جو علاء الدین کا بھتیجا تھا) نے غزنین پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ ہندوستان کی طمع مین پشاور و افغانستان و ملتان و سندھ کو مسخر کرکے ۵۷۶ھ مین لاہور کا رخ کیا۔ خسرو ملک قلعہ بند ہوگیا۔ شہاب الدین نے خسرو ملک کے ایک بیٹے خردسال ملک شاہ نام کو لیکر غور چلا گیا۔ پھر ۵۸۰ھ مین لاہور آیا۔ اور اس نواح کو تاراج کرکے سیالکوٹ کی بنیاد ڈالی۔ اور ایک حاکم وہان مقرر کیا اس کے بعد جب ۵۸۲ھ مین سلطان شہاب الدین لاہور آیا تو بیس ہزار سوار و اسپہ و سہ اسپہ سے لاہور پر ایک لخت یورش کی اور خسرو ملک کو گرفتار کرکے لاہور پر قبضہ کیا۔ اور دس سال تک خسرو ملک کو فیروزکوہ مین قید رکھا۔ اور اسکے بعد ۵۹۳ھ مین قتل کرڈالا۔ خسرو ملک نے لاہور مین اٹھائیس سال حکومت کی۔ بقول ایک مورخ کے شہاب الدین نے خسرو ملک کو معہ اوس کے بیٹے بہرام شاہ کے ۵۹۸ھ مین قتل کیا۔ بہرحال خسرو ملک پر آل سبکتگین کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ بقول تاریخ نظامی ۲۱۵ برس تک اس خاندان مین سلطنت رہی لیکن قاضی بیضاوی نے سلطان محمود سے خسرو شاہ تک ۱۶۱ برس لکھے ہین۔ اور قاضی یحیی قزوینی نے اس خاندان کے ۱۴ بادشاہ اور ۱۵۵ برس مدت حکومت بتلائی ہے۔

خاندان غوری[1]

جب علاء الدین جہان سوز غزنین کے کامون سے فارغ ہوا تو فیروزہ کوہ آیا۔ اور سلطان کا لقب اختیار کیا اور سلطان سنجر کو جو خراج دیا کرتا تھا۔ وہ نہ بھیجا۔ بلکہ ہرات و بلخ پر قبضہ کرلیا۔ اس پر سلطان سنجر نے لشکرکشی کی۔ اور علاء الدین اسیر ہوا۔ لیکن علاء الدین کی ذکاوت مشہور رہی۔ اور شعر خوب کہتا تھا۔ اس لئے

---

[1] غور کو غورستان بھی کہتے ہین۔ یہ کوہستانی ملک ہرات اور غزنین کے درمیان ہے۔ غوریون کے نسب کے متعلق عجیب روایات ہین۔ طبقات ناصری مین بحوالہ مولانا فخرالدین مبارک شاہ غوریون کے نسب کی ابتدا ضحاک تازی سے کی گئی ہے

سلطان سنجر نے اوس کو رہا کر کے اپنا ندیم خاص بنایا۔ چند روز کے بعد سلطان سنجر نے اوس کو غور کی سلطنت دیدی

جس زمانہ مین کہ علاء الدین قید تہا تو غور مین دنگہ و فساد برپا رہتا تہا۔ اس لئے اعیان غور نے

ملک ناصر الدین محمد کو تخت پر بٹہایا تہا۔ مگر وہ بالکل عیش پرست تہا۔ جب علاء الدین رہا ہو کر آیا تو ناصر الدین کو

غوریون نے بستر مین دبا کر مار ڈالا۔ اور علاء الدین تخت پر بیٹھتے ہی بلاد بامیان اور طخارستان کا انتظام کیا۔ اور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۰) کہتے ہین کہ جب ضحاک پر فریدون غالب ہوا تو ضحاک کے نبیرون مین سے دو شخص جنکے نام سور و سام تہے۔ کوہستان بامیان (جو بلخ و کابل کے درمیان ہے) مین پناہ گزین ہوے۔ اور اس مقام کو مستحکم کیا۔ اور سور اپنے قبیلہ کا سردار اور سام سپہ سالار ہوا۔ سور کی دختر سام کے بیٹے شجاع سے بیاہی گئی۔ جب سام مرگیا تو اوس کا بیٹا سپہ سالار ہوا۔ لوگون نے چچا اور بھتیجے مین ایسا نفاق ڈالا۔ کہ شجاع اہل و عیال کو لیکر غور مین چلا آیا۔ اور یہان پہونچ کر کہا کہ مینڈیش۔ اس لئے اس مقام کا نام مینڈیش یہی ہے۔ جب فریدون کو اس کی خبر لگی تو اوس نے اپنے لشکر کو بہیجا۔ مگر اس امر پر صلح ہوگئی کہ اہل غور خراج دیا کرین۔ اور صرف غور پر قناعت کرین۔ چنانچہ اس خاندان مین سلطنت مدت تک نسلاً بعد نسلاً چلی۔ جب شنسب حکمران ہوا تو وہ حضرت علی علیہ السلام کے دست مبارک پر مسلمان ہوا۔ اور اس خاندان کا لقب شنسبانی ہوا۔ اس کے بعد کے حالات تاریکی مین ہین۔ جس کا یون سلسلہ ملتا ہے کہ سلطان محمود نے محمد سور حاکم غور اور اوس کے بیٹے کو جب قید کیا تو محمد نے اپنے بیٹے سے کہلا کہ میری عمر تو ختم ہوچکی ہے۔ مگر تو غور کو چلا جا تاکہ ہماری نسل باقی رہے۔ چنانچہ بیٹا بہاگ کر غور پہونچا۔ اور محمود کو جب معلوم ہوا تو محمد سوری کو قتل کیا۔ اور حسن ابن محمد سوری کو غور کی حکومت پر قایم رکہا۔ حسن کا ایک بیٹا حسین تہا۔ جسکو سات بیٹے ہوے۔ جب غزنین مین بہرام شاہ سلطان ہوا اور اوسکی سلطان سنجر سے لڑائی ہوئی۔ تو حسین کے بیٹے سے اوس نے مصالحہ کر کے اُن مین جو بڑا تہا۔ اوس کو طلب کیا۔ اور ملک قطب الدین جو بزرگترا ولاد حسین مین سے تہا وہ غزنین گیا۔ اور ایک مدت کے بعد کسی سبب سے بہرام شاہ نے اوس کو قتل کر ڈالا۔ اور یہی اسباب غوریون اور غزنویون مین باعث عناد ٹہرے ایک مورخ کا قول ہے۔ کہ جب محمد بن سوری کو سلطان محمود نے اسیر کیا تو غور کی حکومت اوس کے بیٹے ابو علی کو تفویض

بلاد قروم وبست کو تسخیر کیا۔ خراسان مین قلعہ تولک غرجستان کو فتح کیا۔ اس کی آخر عمر مین ملاحدالموت کی ایلچی بہت آئے۔ اور وہ اُن پر مہربانی کرتا تہا۔ اس لئے بدنام بہی تہا۔ تہوڑے دنون بعد چار برس کچہہ سلطنت کرکے ۵۵۱ھ مطابق ۱۱۵۶ء مین انتقال کیا۔

جب علاء الدین کا انتقال ہوگیا تو سب اہلیان دولت نے متفق ہوکر اوس کے بیٹے سلطان سیف الدین محمد کو فیروزکوہ مین تخت نشین کیا۔

کہتے ہین کہ جب سلطان علاء الدین غزنین کو تباہ کرکے غور مین آیا تو اوس نے اپنے بہتیجون غیاث الدین محمد معز الدین محمد کو سنجر مین حاکم مقرر کیا تہا۔ ان دونون کے مزاج مین سخاوت وشجاعت بہت تہی۔ اس لئے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۶) ہوئی۔ سلطان ابراہیم کے عہد مین جب ابوعلی قید ہوا تو محمد عباس اوسکا جانشین بنا۔ غرض سلاطین غوریہ کا خاتمہ قطب الدین حسن بن محمد بن عباس پر ہوگیا۔ اس کا بیٹا سام سلاطین غزنویہ کے خوف سے ہند مین آیا۔ ایک تہخانہ مین نوکر ہوا۔ لیکن ایک مدت کے بعد دریا کے رستہ سے غور چلا۔ باد مخالف نے کشتی کو غرق کیا۔ مگر اعزالدین حسین بن سام بچگیا۔ اور ایک تختے کے سہارے کنارے جالگا۔ رستہ مین قزاقون سے ملا۔ اور بہ لحاظ جوان وقوی ہیکل ہونے کے قزاقون نے اپنا سردار بنایا۔ چند روز کے بعد سلطان ابراہیم کے آدمیون نے ان سب کو گرفتار کیا۔ سلطان نے گردن مارنیکا حکم دیا۔ جلاد نے جب مارنا چاہا تو حسین نے اپنی بیگناہی کی فریاد مچائی اور جلاد کو اپنی سرگذشت سنائی۔ جلاد نے رحم کہا کر سلطان کے پاس کہلا بہیجا۔ اور سلطان نے بہی اوس کے چہرے سے آثار نجابت ملاحظہ کرکے اپنے مقربون مین داخل کیا۔ چند دن کے بعد اپنی لڑکی کا عقد اوس سے کردیا۔ جب سلطان مسعود بن ابراہیم تخت نشین ہوا تو حسین کو غور کا حاکم بنایا۔ جب حسین مرگیا تو بہرام شاہ اور حسین کی اولاد مین کئی بار جنگ ہوئی پہر صلح ہوگئی۔ اس کے بعد حسین کی اولاد مین سے علاء الدین جہان سوز نے خاندان غزنویہ پر جو جو ستم ڈہائے ہین۔ اون کو ہم نے بہرام شاہ غزنوی کے عہد مین بیان کیا ہے۔ متن مین ملاحظہ ہو۔ ۱۲ مولف۔

وہ مرجع خلائق بنگئے۔ لیکن علاءالدین کو وہم ہوا کہ ان دونون کے باعث میرا بیٹا سیف الدین سلطنت سے محروم نہ ہوجائے۔ چنانچہ اسی خیال سے اوس نے ان دونون کو قلعہ جرجان مین قید کردیا تہا۔ مگر جب سیف الدین تخت نشین ہوا تو اوس نے اپنے چچازاد بہائیون کو قید سے رہائی دی۔ جب یہ رہائی پائے تو ان مین سے سلطان غیاث الدین سیف الدین کی خدمت مین رہنے لگا۔ اور معزالدین اپنے چچا ملک فخرالدین مسعود کے پاس بامیان چلا گیا۔

سیف الدین محمد ایکدن تیر لگارہا تہا۔ اور اوس کے ساتہہ ورمیش بن شیش سپہ سالار غور اور اوس کا بہائی ابوالعباس بہی موجود تہے۔ امراء غور مین یہ دستور تہا کہ جس کسی کو خلعت دیتے۔ اوس کے ساتہہ مرصع دستانے بہی عطا کرتے تہے۔ چنانچہ ملک ناصرالدین حسین نے ورمیش سپہ سالار کو خلعت کے ساتہہ دستانے بہی عطا کئے تہے اور یہ دستانے سلطان سیف الدین کی بیوی کے ہاتہہ کے تہے۔ اور اس موقع پر وہ دستانے ورمیش کے ہاتہہ مین تہے۔ جب سیف الدین نے ان دستانون کو دیکہا تو غیرت آئی۔ اور ورمیش کو کہا۔ کہ چاندماری سے تیر نکال لا۔ جب وہ تعمیل حکم کے لئے چلا تو سلطان نے اوسکو اک تیر ایسا لگایا۔ کہ جگر کے پار ہوگیا۔ اوسکا بہائی ابوالعباس بادشاہ کی اس حرکت سے سخت مشتعل ہوا۔ لیکن اوس وقت تو خاموش رہا مگر موقع کا طالب تہا۔ چند دنکے بعد امراء غزان نے غور کی نواح مین تاخت وتاراجی شروع کی۔ سیف الدین اونکی سرکوبی کی لئے لشکر لیکر نکلا۔ اور شہر ورق پر لڑائی شروع ہوئی۔ اور سلطان بہی لڑائی مین ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ ابوالعباس تو موقع کا طالب تہا۔ سلطان کے پہلو مین آکر ایک نیزہ ایسا مارا۔ کہ وہ گہوڑے سے نیچے گرا۔ جب سلطان گرا لشکریون کے دل چہوٹ گئے۔ اور بہاگ پڑی۔ اس پریشانی مین کسی نے سلطان کی خبر نہ لی۔ وہ زندہ تہا

ﻪ غیاث الدین او معزالدین دونون حقیقی بہائی تہے۔ اور غیاث الدین کی عمر معزالدین سے تین برس کچہہ دن بڑی تہی۔ اور پہلے غیاث الدین کا نام شمس الدین تہا اور اوسکے بہائی معزالدین کا نام شہاب الدین۔ ۱۲ مولف۔

ایک غزکی نگاہ جوپڑی تو کمر کی تلاشی لینی شروع کی۔ جب کمر جلد نہ کہلی تو اوس نے کمربند پر چہری لگائی۔ چہری کی نوک پیٹ مین اُتر آئی۔ اور سلطان سیف الدین کی روح پرواز کر گئی۔

غیاث الدین اس لڑائی مین سلطان سیف الدین کے ساتہہ تہا۔ جب سیف الدین مارا گیا۔ اور لشکر شکست کہا کر بہاگا تو ابو العباس سب امرا و شرفا لشکر کو جمع کرکے غیاث الدین کے پاس آیا۔ اور اوس کو تخت نشین کیا اور سب سے بیعت کرائی۔

جب شہاب الدین نے اپنے بہائی کے بادشاہ ہونے کی خبر سنی تو وہ چچا سے اجازت لیکر بامیان سے بہائی کے پاس فیروز کوہ مین آگیا۔ اور دیکہا کہ ابو العباس تمام امور سلطنت مین دخیل ہے تو اوسکو ملک سیف الدین کا مارا جانا یاد آیا۔ اور بہائی سے مشورہ کرکے ایک روز سر دربار ابو العباس کا سر ایک ترک کے ذریعہ اُڑا دیا گیا۔ اب ابو العباس کے قتل کے بعد ملک فخر الدین مسعود کو بہتیجون کی سلطنت کی طمع دامنگیر ہوئی۔ اور تاج الدین یلدوز حاکم ہرات۔ اور علاء الدین قماج والی بلخ سے استمداد چاہی۔ چنانچہ وہ دونون متفق ہوکر ملک فخر الدین کی مدد کو چلے۔ رستہ مین سلطان غیاث الدین کے لشکر نے ان دونون کو مار ڈالا اور یلدوز کا سر اور قماج کا علم ملک فخر الدین کے پاس بہیجا گیا۔ اوس نے یہ دیکہکر پشیمان ہوا۔ اور مراجعت پر کمر باندہی۔ اس اثنا مین چارون طرف سے افواج غور نے گہیر لیا۔ اور غیاث الدین و شہاب الدین نے پہونچ کر چچا کو اپنے ساتہہ لشکر گاہ مین لایا۔ اور تخت پر بٹہا کر دست بستہ کہڑے رہے۔ اور کہے کہ اگر سلطنت منظور ہے تو لیجئے۔ بہتیجون کی ان سعادتمندانہ حرکات سے ملک فخر الدین ایسا محجوب ہوا کہ غیاث الدین کو تخت پر بٹہا کر خود بامیان چلا آیا۔ اور بہتیجون نے ایک منزل تک اوس کو پہونچا دیا۔

جب ملک غور مین غیاث الدین کا تسلط ہو گیا تو اوس نے داور اور گرم سیر کو تسخیر کیا۔ پہر بادغیش کو لیا۔ اور ۵۶۹ھ مین ترکون کے ہاتہہ سے غزنین کو فتح کیا۔ اور شہاب الدین کو وہان مسلط کرکے خود فیروز کوہ آیا۔ دو سال کے بعد ہرات پر لشکر کشی کی۔ اور اوس کو فتح کرکے پوشنج پر قبضہ کیا۔ جب ملوک

سیستان نے دیکھا۔ کہ سلطان کا تسلط اکثر بلاد خراسان پر ہوگیا ہے تو اونہون نے اطاعت کا اظہار کیا۔
اس کے بعد شاہ باج سنجر کرکے مرو کو تسخیر کیا۔ غرض کل خراسان مین اوسکا فرمان نافذ ہوگیا۔
اب یہان پر سلطان شہاب الدین کے فتوحات اور ہندوستان پر چڑہائی کے حالات بیان کئے جاتے ہین
جب شہاب الدین غزنین کے بندوبست سے فارغ ہوا تو ۵۷۱ھ م ۱۱۷۵ء مین ملتان کو فتح کیا۔ اس کے
بعد اوچھ کو لیا۔ اور ان دونون کو علی کرماج کے حوالہ کرکے خود غزنین آیا۔ ۵۷۴ھ م ۱۱۷۸ء مین گجرات پر
حملہ کیا۔ اور راجہ بہیم دیو نے مسلمانون کو شکست دی۔ اس کے بعد ۵۸۲ھ مین خسرو ملک سے لاہور لیا۔
اور خسرو ملک کو اور اوس کے بیٹے کو قید کرکے اپنے بہائی غیاث الدین کے پاس بہجوا دیا۔ جو بعد مین دونون
قتل کئے گئے۔ جنکا حال اسکے قبل ناظرین ملاحظہ کرچکے ہین۔
۵۸۷ھ م ۱۱۹۱ء مین سلطان شہاب الدین پہر ہندوستان کا رخ کیا۔ اور قلعہ بہٹنڈہ (جو راجگان عظیم الشان کا
پایہ تخت تہا) راجہ اجمیر کے آدمیون سے چہین لیا۔ اور ملک ضیاء الدین تولکی کو حاکم مقرر کرکے مراجعت کا
ارادہ کیا۔ اس اثناء مین خبر لگی کہ راجہ پتھورا اور گوبند رائے دو لاکہہ سوار تین ہزار ہاتہی کے لشکر سے بہٹنڈہ
کے چہڑانے کے لئے آرہے ہین۔ اس خبر کے سنتے ہی شہاب الدین نے مراجعت کو فسخ کرکے مقابلہ پر کمر باندہی
اور تہانیسر و کرنال کے درمیان لڑائی کا آغاز ہوا۔ خوب گہمسان لڑائی ہوئی۔ مگر مسلمانون کو شکست ہوئی۔[۱]
اور چالیس میل تک ہندؤن نے مسلمانون کا تعاقب کیا۔ اور سلطان شہاب الدین بہی اس معرکہ مین
گوبند رائے سپہ سالار لشکر ہنود کے ہاتہ زخمی ہوا۔ مگر ایک خلجی غلام کی چالاکی سے زندہ رہا۔ ورنہ ہندؤن نے

[۱] یہ شکست جو مسلمانون نے اوٹہائی۔ وہ صرف ہندو راجاؤن کی متفقہ کوشش کا نتیجہ تہا۔ کیونکہ سلطان شہاب الدین کے
عہد مین راجپوتون کی چار بڑی سلطنتین ہندوستان مین ہتین۔ چنانچہ دہلی مین راجپوتون کی قوم تواریا تومر راج کرتی ہتی۔
تو اجمیر مین چوہان راجپوتون کی سلطنت ہتی۔ اور قنوج مین قوم راٹہور کے راجپوت حکمران تہے۔ اور گجرات مین گہیلے

اس کے مارنے مین کسر اوٹھا نہ رکہی تہی۔ اس کے بعد شہاب الدین لاہور آیا اور وہان چند روز قیام کرکے غور گیا۔ اور اپنے بہائی سے ملا۔ مگر اس شکست کی خلش اوس کے دل مین ایسی ہوتی تہی۔ کہ اوس نے جبتک ہندؤن سے بدلہ نہ لے لیا۔ تب تک حرم سرا مین بستر پر نہ سویا۔ اور کپڑے بہی نہین بدلے۔ چنانچہ ۵۸۸ھ ۱۱۹۲ء مین ایک لشکر عظیم ترک و تاجیک افغانون کا جمع کرکے کوچ کا حکم دیدیا۔ اور آٹھوین روز خود سوار ہوا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۰) قوم کے راجپوت فرمانروائی کرتے تہے۔ دہلی کے راجہ اننگ پال کو کوئی بیٹا نہ تہا۔ صرف بیٹیان ہی تھین۔ جنین سے ایک کی اولاد قنوج کا راجہ تہا۔ اور دوسرے کی اولاد پرتہی راج تہا جسکو اننگ پال نے متبنیٰ کرلیا تہا۔ اس سبب سے پرتہی راج دونون سلطنتون دلی اجمیر کا راجہ ہوگیا۔ اجمیر کی سلطنت اوسکو اپنے باپ سومیشور سے ہاتہہ آئی اور دہلی کی سلطنت نانا سے میراث پائی۔ لیکن یہ میراث راجہ جے چند (جو قنوج کا راجہ تہا) کو نہ بہائی۔ یہی راج مغربی و شمالی حملون کی ٹکرون کا جواب دے سکتے تہے۔ مگر اون مین ایسی پہوٹ پڑگئی۔ کہ پرتہی راج کے ماتحت ۱۰۸ راجاؤن مین سے صرف ۶۴ راجہ باقی رہگئے۔ اس باہمی نفاق وعداوت پر ایک اور تازیانہ یہ پڑا۔ کہ راجہ جے چند والی قنوج نے جب اشومیدہ یگ کیا تو دہلی کے راجہ پرتہی راج (رائے پتہورا) کو دربانی کی خدمت کے لئے بلایا۔ گر پرتہی راج شریک نہ ہوا۔ راجہ جے چند کو تو اوسکی تہتک وحقارت کرنا مقصود تہا۔ اس لئے پرتہی راج کی ایک بدصورت وبدقطع مورت بناکر دروازہ کے پاس کہڑی کردی۔ اور اس اشومیدہ یگ کے ضمن مین راجہ جے چند کی راج کنیان کا سویمبر بہی (جس مین لڑکی اپنے شوہر کو پسند کرتی ہے) تہا اور اطراف واکناف کے بڑے بڑے راجہ اس محفل مین شریک تہے۔ چنانچہ لڑکی حسب دستور ایک موتیون کا مالا ہاتہہ مین لیکر دربار مین آئی۔ اور تمام راجاؤن کے حلقہ کے طرف اپنی شرگین آنکہون سے دیکہتی ہوئی۔ مغرورانہ رفتار سے دروازہ پر پہونچی۔ اور پرتہی راج کی بدوضع وبدقطع صورت کے گلے مین مالا ڈالدیا۔ سب متحیر ومتعجب ہوے۔ اور راجہ جے چند شرم کے مارے پانی پانی ہوگیا۔ اوسیوقت یہ خبر پرتہی راج کو بہی پہونچ گئی۔ اوس نے منتخب وچیدہ سوارون کے ساتہ یلغار آکر سب کے روبرو سے اس لڑکی کو اپنے گہوڑے پر سوار کرکے چلتا بنا۔ پرتہی راج کے اس قدر جلد موقع پر پہونچ جانے کا

وہان سے تپتا و ہوتا ہوا ملتان پہونچا۔ اور ایک دربار منعقد کرکے سب امیرون اور سردارون کو بلایا۔ اور کہا کہ سال گذشتہ جو دامن اسلام پر داغ لگا ہے۔ اوس کو مٹینا چاہئیے۔ سب نے تلوارون پر ہاتہ رکہکر قسم کہائی۔ غرض شہاب الدین وہان سے نکل کر لاہور آیا۔ اور قوام الملک رکن الدین حمزہ کو ایلچی بناکر رائے پتہورا کے پاس اجمیر بہیجا۔ نامہ کا مضمون یہ تہا کہ اسلام کی اطاعت قبول کرو۔ جب راجہ نے اس نامہ کو دیکہا تو سخت غضبناک ہوا۔ اور غرور و تکبر کے کلمات لکھکر شہاب الدین کے پاس روانہ کیا۔ شہاب الدین نے اوس کے جواب مین نہایت تحمل و بردباری سے یہ لکہا۔ کہ راجہ کی صلاح نیک ہے۔ مگر مین اپنے بڑے بہائی کا فرمانبردار ہون۔ جبتک وہان سے کوئی فیصلہ نہو۔ مین اوس مین کچہہ ردو بدل نہین کرسکتا۔ اور وہان سے جواب آنے کے لئے عرصہ ہوگا۔ لہذا چند روز کی مہلت عطا ہو۔ جب یہ عاجزانہ جواب رائے پتہورا کے پاس پہونچا تو سارے لشکر مین فتح کے نقارے بجائے گئے۔ اور عیش وطرب منانے لگے۔ یہان تو راجہ کا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۱) سبب یہ تہا کہ وہ اپنے چند شجیع اور بہادر سوارون کیساتہہ مخفی طور پر اس محفل کا رنگ دیکہنے کیلئے اس نواح مین ٹہرا ہوا تہا۔

اس واقعہ کے بعد راجہ جے چند نے پرتہی راج کا بہت دور تک تعاقب کیا۔ مگر ناکام پہرا۔ یون تو اول ہی سے راجہ جے چند پرتہی راج سے عداوت رکہتا تہا۔ مگر اس واقعہ سے اس کا زبردست دشمن بن گیا۔ خود مین تو اتنی ہمت وجرأت نہ تہی کہ پرتہی راج پر لشکر کشی کرتا۔ مگر اس کا عوض یون لیا کہ افغانون کو بلاکر دہلی پر حملہ کرادیا۔ اور پرتہی راج کی سلطنت کی بربادی کی۔ آپ الگ رہا۔ لیکن دہلی کی فتح کے بعد مسلمانون نے اس کو بہی نہ چہوڑا۔ اور اس ہندو راجاؤن کی نا اتفاقی نے ہمیشہ کے لئے ہندوستان کی سلطنت کہودی۔ ۱۲ مولف۔



لشکر اس غفلت مین تہا۔ اور ادہر شہاب الدین دریا پار اُتر کربے طرح اون پر ٹوٹ پڑا جس سے راجہ کے لشکر مین بدحواسی پہیل گئی۔ مگر پرتہی راج (جسکو رائے پتہورا بہی کہتے ہین) نہایت دلیر و شجیع تہا۔ لشکر کی اس بدحواسی پر بہی مسلمانون سے کلہ بکلہ خوب لڑا۔ مگر مسلمانون نے شکست دی۔ چنانچہ اس لڑائی مین گوبندرائے نایب السلطنت اور بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ راجہ پرتہی راج بہی گرفتار ہوکر بری گت سے مارا گیا۔ اوس کی رانی بہادری سے چتا مین جل مری۔ اب یہان سے شہاب الدین اجمیر کو گیا۔ اور اوس کو فتح کرکے وہان کی حکومت پرتہی راج کے بیٹے یا اور کسی رشتہ دار کو دیدی۔ اور قطب الدین ایبک کو قصبۂ کہرام مین (جو دلی سے ستر کوس ہے) اپنے طرف سے ہندوستان کا نائب مقرر کیا۔ اور خود غزنین چلا گیا۔

قطب الدین ایسا لائق وہوشیار تہا۔ کہ اوس نے دلی کے اون اضلاع کو جو گنگا جمنا کے درمیان واقع تہے۔ پرتہی راج کے سب رشتہ دارون سے چہین لیا۔ میرٹھ کوئل اور دلی کو فتح کرکے دلی کو اپنا دار السلطنت بنایا۔ اور اسلامی حکومت کے تمام آئین و دستور جاری کئے۔

۵۹۰ہجری م ۱۱۹۴ئمین شہاب الدین پہر ہندوستان آیا۔ اور راجہ جے چند والی قنوج کو اٹاوہ کے جانب شمال مین چندوارہ کے اندر شکست فاش دی۔ راجہ کے آنکہہ مین قطب الدین ایبک کے ہاتہہ سے تیر لگا جس کے باعث راجہ ہاتہی پر سے گرکر مر گیا۔ اس فتح سے مسلمانون کا قبضہ قنوج اور بنارس پر ہوگیا۔ اور بنگالہ کا دروازہ مسلمانون کے لئے کہل گیا۔ اور قنوج کے راٹہور چہتریون نے ملک چہوڑ کر دریائے سندہ کے مشرقی کنارہ پر راجپوتانہ کی ریاستین قایم کین۔ اب شہاب الدین بنارس مین آیا۔ اور ایک ہزار بتخانے توڑے۔ اور بہت کچہہ غنیمت حاصل کرکے غزنین روانہ ہوا۔

اجمیر کا راجہ جو شہاب الدین نے مقرر کیا تہا۔ اوس کے ہاتہہ سے اجمیر کو ہیمراج (جو پرتہی راج کا عزیز تہا) نے چہین لیا۔ قطب الدین نے ۵۹۱ہجری م ۱۱۹۴ئمین ہیمراج پر حملہ کرکے اوسکو شکست دی۔ اور اجمیر پر

قبضہ کیا۔ وہان سے گجرات جا کر خوب لوٹا۔ ۵۹۲ھ ۱۱۹۵ء مین شہاب الدین پہر ہندوستان آیا۔ اور ملک بیانہ پر قبضہ کرکے قلعہ گوالیار کا محاصرہ کیا۔ ہنوز قلعہ فتح نہ ہوا تہا۔ کہ ایک ضرورت کے باعث سلطان نے غزنین مراجعت کی۔ اور ملک بیانہ کا انتظام او۔ قلعہ گوالیار کا محاصرہ بہاء الدین طغرل کے تفویض کیا چنانچہ طغرل نے ایک عرصہ کے بعد گوالیار کو فتح کیا۔ اس کے بعد طغرل مرگیا۔

اس اثناء مین قطب الدین ایبک نے گجرات وناگور کے راجاؤن اور میوات کی پہاڑی قوم سے مقابلہ کیا لیکن شکست پا کر اجمیر مین قلعہ بند ہوگیا۔ جب غزنین سے امداد آئی تو قطب الدین کو رہائی ملی۔ اور رہائی کے بعد دشمنون سے خوب انتقام لیا۔ اور وہان سے گجرات پر چڑہائی کی۔ اور کوہ آبو کے جاگیردارونکو شکست دیکر گجرات کو تہ وبالا کیا۔ دوسرے سال بندیلکہنڈ مین کالنجر وکالپی اور روہیلکہنڈ مین بدایون کو فتح کرلیا۔

امراء غور مین سے ایک امیر محمد بختیار خلجی نام پرگنہ دوآبہ وغیرہ کا جاگیردار نہایت شجیع وجوانمرد تہا۔ قطب الدین نے اوس کو خلعت وغیرہ دیکر بہار کو بہیجا۔ چنانچہ بہار کو اوس نے فتح کرکے بہت سامال لیکر قطب الدین کے خدمت مین حاضر ہوا۔ قطب الدین نے اوسکو اس کارنمایان کے صلہ مین بہار اور بنگالہ کا صوبہ دار مقرر کیا اوس نے وہان پہونچ کر شمالی حصہ صوبہ بہار اور دارالسلطنت لکہنوتی کو فتح کرکے تمام صوبہ بنگالہ پر قابض ہوگیا۔

اودہر ہندوستان مین تو یہ فتوحات ہورہی تہین۔ اور اودہر شہاب الدین خوارزم کے بادشاہ (جس نے سلجوقیونکی سلطنت کو خاک مین ملا کر وسط ایشیا مین اپنی ایک سلطنت قایم کی تہی) سے لڑائی مین مصروف تہا۔ طوس وسرخس کے مقام پر ۵۹۹ھ ۱۲۰۲ء مین شہاب الدین کو سلطان غیاث الدین محمد کے انتقال کی خبر پہونچی چنانچہ سلطان فوراً غزنین آیا۔ اور اپنے بھائی کی وصیت کے موافق تاج سر پر رکہا۔ غرض سلطان شہاب الدین تمام سلطنت کا انتظام کرکے سنہ ۶۰۰ھ ۱۲۰۳ء مین خوارزم پر چڑہائی کی۔ اور خوارزم قلعہ بند ہوا۔ اس اثناء مین بادشاہ خطا کا سپہ سالار قرابیک اور سلطان عثمان پادشاہ سمرقند۔ خوارزم شاہ کی مدد کو پہونچے سلطان نے مصلحت وقت کے لحاظ سے خوارزم کا محاصرہ چہوڑ کر خراسان چلا۔ خوارزم شاہ نے تعاقب کرکے سلطان کو

شکست دی جب سلطان وہان سے بہاگا جاتا تہا تو راستہ مین قراایبگ و سلطان عثمان کے لشکر نے سلطان کو گہیر لیا۔ مگر یہ بہی گرتے پڑتے قلعہ اندخود مین (جو ہرات و بلخ کے درمیان ہے) پناہ گیر ہوا۔ پہر سلطان عثمان کی وساطت سے صلح ہوگئی۔ اور سلطان نے قلعہ اوس کے حوالہ کرکے پریشان حال مراجعت کا قصد کیا۔

جس وقت کہ سلطان میدان جنگ سے بہاگا تہا تو اوس کا ایک غلام ایبک نام ہمراہ تھا۔ اوس نے جانا کہ سلطان مارا گیا۔ اور اس کے ساتھ اوسکو سندہ کی سلطنت کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ سلطان کے مرنے کی افواہ چارون طرف اوڑادی۔ اور خود ملتان آیا۔ اور وہان کے حاکم میر حسن کو خلوت مین لیجا کر قتل کیا۔ اور ایک جعلی فرمان دکھا کر ملتان کا حاکم بنگیا۔ ادہر کہکر کی قوم نے لاہور کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور جہلم و سودرہ مین شور و فساد مچایا۔ اودہر سلطان قلعۂ اندخود سے غزنین آیا۔ مگر یلدوز نے سلطان کو قلعہ مین داخل ہونے ندیا۔ ناچار سلطان ملتان آیا۔ یہان ایبک نے اطاعت نہ کی۔ لیکن سلطان نے لڑکر اوسکو گرفتار کیا۔ اور سرحد ہندوستان سے سپاہ جمع کرکے غزنین پر قبضہ کیا۔ اور یلدوز کا گناہ امرا کبار کی سفارش سے معاف کردیا۔ اتنے مین خوارزم سے صلح ہوگئی۔ غرض اس موقع پر سلطان سے سب پہر گئے تہے۔ مگر قطب الدین ایبک وفادار رہا۔ اب سلطان نے قطب الدین کو ہمراہ لیکر کہکرون[1] کی خوب گوشمالی کی وہان سے لاہور آکر قطب الدین کو رخصت کیا۔

[1] گہکرون کا کچہہ مذہب نہ تہا جب کسیکو لڑکی پیدا ہوتی۔ وہ دروازہ پر کہڑا ہوکر پکارتا۔ کہ اسکو کوئی شخص زوجیت مین قبول کرے۔ اگر کوئی قبول کرتا تو وہ لڑکی اسکے حوالہ کردیتا۔ ورنہ قتل کرڈالتا۔ ایک عورت کئی خاوند کرتی تہی۔ مسلمانونکو تکلیف دینا انکے پاس ثواب عظیم تہا۔ لیکن سلطان کے آخر ایام سلطنت مین ایک مسلمان انکے پاس قید ہوا۔ جس نے اسلام کی خوبیان جتلا کر انکو مسلمان ہونے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ گہکرون کے سردار نے سلطان کے پاس حاضر ہوکر اسلام قبول کیا۔ اور اپنی تمام قوم کو بہی مسلمان بنایا۔ سلطان نے اوسکو خلعت فاخرہ مرحمت کرکر اوس کوہستان کی حکومت کا فرمان لکہدیا۔ ۱۲ مولف۔

جب سارے ہندوستان مین امن وامان ہوگیا تو ۶۰۲ ہجری ۱۲۰۶ء مین سلطان لاہور سے غزنین چلا گیا۔ اور بہاء الدین سلم والی بامیان کو لکھا کہ ہمارا ارادہ ترکستان کے کفارون سے لڑنیکا ہے۔ اسلئے تم ایک لشکر آب جیحون کے کنارے پر جمع کرو۔ غرض کہ اوسی سال ۲ شعبان کو سلطان کا خیمہ موضع دلیک مین دریا سندھ کے ایک پر فضا مقام پر قایم کیا گیا تھا۔ کہ چند بدمعاش گہکرون نے (جنکے عزیز واقارب لشکر سلطانی کے ہاتہہ مارے گئے تھے) آدہی رات کے وقت دریا کو عبور کرکے خیمہ مین گھس گئے۔ اور سلطان شہاب الدین کو چہریون سے قتل کر ڈالا۔ کہتے ہین کہ سلطان کے جسم پر ۲۲ چہریان پڑے تھے۔ آخر سلطان کا جنازہ بڑی شان وشوکت اور جاہ وجلال سے غزنین روانہ ہوا۔ اور بڑے بڑے حکام جنازہ کے ساتہہ تھے۔ کسی شاعر نے وفات کی تاریخ حسب ذیل کہی ہے۔

شہادتِ ملک بحر وبر شہاب الدین ۔۔۔ کز ابتدائے جہان ہمچو او نیامد یک
سوم ز غرۂ شعبان بسال ششصد و دو ۔۔۔ فتادہ در رہ غزنین بمنزل دلیک

سلطان شہاب الدین نے ۳۲ سال کچہہ ماہ حکمرانی کی۔ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ خزانۂ سلطانی مین سوا اور جواہرات کے پانچ من ہیرا تھا۔ پس طلا ونقرہ ودیگر نقود واموال کا اس سے قیاس ہوسکتا ہے کہ کس قدر کثرت سے ہوگا۔ اس نے نو مرتبہ ہندوستان پر حملہ کیا۔ دو مرتبہ شکست پائی۔ اور سات بار کامیاب ہوا۔ سلطان کا کوئی لڑکا نہ تھا۔ صرف ایک لڑکی تہی۔ سلطان اپنے ترکی غلامونکو اولاد سمجہتا تہا۔ اور اونکی تعلیم وتربیت اعلی پیمانہ پر مثل فرزندون کے کراتا تہا۔ چنانچہ تین غلام اوسکی وفات کے وقت بڑے بڑے صوبون پر حکمران تھے۔ یعنے قطب الدین ایبک ہندوستان مین۔ تاج الدین یلدوز غزنین مین۔ اور ناصر الدین قباچہ سندھ اور ملتان مین۔ اگرچہ اوسکی وفات کے بعد اوسکا بھتیجا سلطان محمود تخت پر بیٹھا۔ مگر ساری سلطنت ان غلامون کے ہاتہہ مین ہتی۔ اور بامیان کی سلطنت پر اوس کے عزیز واقارب حکومت کرتے تھے فقط اوس کے پاس غور وہرات وسیستان اور شرقی خراسان باقی تہا۔ فیروزکوہ اوسکا دار السلطنت تہا

جب سلطان محمود تخت نشین ہوا تو اوس نے قطب الدین ایبک کو بادشاہی کا خطاب اور رتبہ بہیجا اگرچہ غزنین کی سلطنت کے دعویدار بامیان کے بادشاہ کی اولاد مین سے پیدا ہوے۔ مگر اوس نے تاج الدین یلدوز کی حکومت مین رخنہ اندازی نہ کی سلطان محمود نے پانچ چھہ برس کے بعد وفات پائی۔ تو اوسکے مغربی ملکون مین لڑائیان اور فساد برپا ہوے۔ اور شاہ خوارزم نے غوریونکے آخری بادشاہ جلال الدین بن بہاء الدین کو قتل کرکے خاندان غوریہ کا خاتمہ کردیا۔ ان لڑائیون کا ذکر یہان مناسب معلوم نہین ہوتا۔ البتہ ہم ان مسلمانون کے حالات وشجرات آیندہ فرمانروایان اسلام کے سوانحات مین بیان کرینگے غرض اب غزنین اور غور سے ہندوستان کو کچھہ تعلق نرہا۔ اور ہندوستان بجائے خود ایک مسلمانونکی سلطنت ہوگئی۔ ہندوستان کا سب سے پہلا بادشاہ قطب الدین ایبک ہوا۔ اور خاندان غوریہ کی حکومت سنہ ۵۴۳ھ م سنہ ۱۱۴۸ء سے سنہ ۶۱۲ھ م سنہ ۱۲۱۵ء تک تقریبًا ستر برس قایم رہی۔

خاندان غلامان

سلطان قطب الدین ایبک

سلطان قطب الدین[1] ۱۸ ذی قعدہ سنہ ۶۰۲ھ روز سہ شنبہ کو دہلی سے آکر لاہور مین تخت نشین ہوا۔ پہر چند روز کے بعد دہلی مین آیا۔ اس اثنا مین تاج الدین یلدوز نے لاہور پر چڑہائی کرکے قبضہ کرلیا۔ مگر انجام اوسکا یہ ہوا کہ

[1] قطب الدین ایبک کو ایک سوداگر ترکستان سے نیشاپور مین لیگیا۔ اور قاضی فخر الدین ابن عبد العزیز کوفی کے جو فرزندان امام اعظم ابو حنیفہ سے تھے کے ہاتہہ بیچا۔ اونہون نے اسکو اپنی اولاد کے برابر تعلیم کیا۔ چنانچہ قطب الدین بہت جلد حافظ قرآن مجید ہوگیا اور عربی فارسی مین اچھی لیاقت پیدا کی۔ پہر ایک سوداگر نے بہت سا روپیہ دیکر قاضی صاحب سے اوسکو خرید لیا اور

سنہ ۶۰۳ ہجری مطابق سنہ ۱۲۰۶ء مین قطب الدین نے اوسکو غزنین سے نکال باہر کیا۔ اور خود چالیس روز تک غزنین مین رہا۔ اور تاج شاہی سر پر رکہکر تخت پر جلوس کیا۔ لیکن تاج الدین یلدوز نے پہر قطب الدین سے غزنین کو لے لیا۔ اور قطب الدین وہان سے لاہور چلا آیا۔ اور عیش و آرام مین زندگی بسر کرنے لگا۔ آخر سنہ ۶۰۷ ہجری مطابق سنہ ۱۲۱۰ء مین چوگان کہیلتے کہیلتے گہوڑے سے گر کر مر گیا۔ قطب الدین نے بیس برس تک دہلی مین حکومت کی۔ سولہ برس سلطان شہاب الدین کی ماتحتی مین اور چار برس خود مختاری مین گذرے۔

قطب الدین کے انتقال کے بعد امراء سلطنت نے اوس کے بیٹے آرام شاہ کو تخت نشین کیا۔ مگر اس مین سلطنت کی قابلیت نہ تہی۔ چنانچہ چند ہی روز مین اکثر ملک قبضہ سے نکل گئے۔ اور حضرات پر دنگا و فساد شروع ہو گیا۔ آخر امیر علی اسمٰعیل اور امیر داؤد دیلمی نے شمس الدین التمش کو (جو قطب الدین کا داماد اور پسر خواندہ تہا) بداون سے طلب کیا۔ اور وہ اپنی جمعیت سے دہلی مین آکر قبضہ کر لیا۔ اور آرام شاہ شہر سے نکل گیا۔ اس کے بعد تہوڑا سا لشکر جمع کر کے شمس الدین سے لڑا۔ مگر شکست پائی۔ اور مر گیا۔ آرام شاہ نے ایک سال بہی سلطنت نہ کی۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۷) سلطان شہاب الدین کے خدمت مین نذر کیا۔ اوسکو ایبک کہنے کا یہ سبب ہے کہ اسکی چہنگلیا ٹوٹی ہوئی تہی سلطان نے اوسپر عنایت و مہربانی شروع کی۔ اکثر ونکا ذکر ہے کہ مجلس عیش و طرب مین سلطان نے اوسکو بہت کچہہ انعام دیا۔ اوس نے یہ سب انعام فراشون اور ملازمونکو بانٹ دیا۔ جب سلطان کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوا۔ اور میر آخوری کے عہدہ سے ممتاز کیا۔ اسکے بعد اجمیر کی فتح پر ہندوستان کا سپہ سالار ہوا۔ سخاوت و شجاعت مین یکتا تہا۔ اور فیاضی اس قدر بڑہی ہوئی تہی۔ کہ لاکہون روپیہ دیتا تہا۔ اور اسی باعث لک بخش لقب ہوا۔ عمائد سلطنت سے محبت پیدا کرنیکے لئے اوس نے اون سے تعلقے رشتے کر لئے تہے۔ چنانچہ تاج الدین یلدوز کی لڑکی سے خود شادی کی۔ اور ناصر الدین قباچہ کو اپنی ایک بیٹی دی۔ جب وہ مر گئی تو دوسری بیٹی سے نکاح کیا۔ شمس الدین التمش کو بہی ایک بیٹی دی تہی۔ ۱۲ مولف۔

اسوقت ممالک ہندوستان کے چار حصے ہو گئے تھے یعنے سندہ ناصرالدین قباچہ کے قبضہ مین تھا۔ اور بنگال پر ملک خلجی کا قبضہ تہا۔ اور دہلی مین سلطان التمش حکمران تھے۔ اور ملک لاہور کبھی تاج الدین یلدوز کے پاس کبھی ناصرالدین قباچہ کے قبضہ مین۔ کبھی شمس الدین التمش کے قبضہ مین رہتی تہی۔

ابو المظفر سلطان شمس الدین التمش

جب سلطان شمس الدین التمش[1] ۶۰۷ھ مطابق ۱۲۱۱ء مین تخت پر بیٹھا تو امرا قطبی نے لشکر جمع کر کے

---

[1] طبقات ناصری مین لکہا ہے کہ شمس الدین التمش ترکان قراختائی سے تہا اور اوس کا باپ قبیلہ البری سے ایلم خان نام مشہور امرا وقت سے تہا۔ اسکو التمش اس لئے کہتے تہے کہ وہ چاند گہن کی رات مین پیدا ہوا تہا۔ اسکا واقعہ حضرت یوسف کے قصہ سے بالکل مشابہ ہے۔ کیونکہ اس کے حقیقی بہائیون نے اس کے حسن وجمال اور لیاقت و فراست پر رشک کر کے باغکی سیر کے بہانے باہر لیگئے۔ اور ایک سوداگر کے ہاتہ بیچ ڈالا۔ اس سوداگر نے بخارا لیجا کر صدر جہان کے ہاتہ بیچا۔ وہان سے حاجی بخاری نے خریدا۔ اور اوس سے حاجی جمال الدین چست قبا نے مول لیا۔ اس کے بعد چست قبا نے اوسکو غزنین لایا۔ التمش کیساتہ ایک اور غلام ایک ہی تہا۔ سلطان معزالدین نے ہر ایک کی قیمت ہزار دینار دینا چاہی۔ مگر چست قبا راضی نہوا۔ سلطان نے ممانعت کر دی کہ کوئی ان غلامون کو نہ خریدے۔ چنانچہ چست قبا ایک برس غزنین مین رہکر بخارا چلا گیا۔ وہان سے پہر غزنین آیا۔ اوسی زمانہ مین قطب الدین گجرات کو فتح کر کے غزنین آیا تہا۔ جب ان دو نو غلامون کی شہرت سنی تو سلطان سے خریدنیکی اجازت چاہی۔ مگر سلطان نے جواب دیا کہ مین نے اسکے قبل ممانعت کر دی ہے کہ کوئی اسکو غزنین مین نلے۔ البتہ دہلی مین یہ فروخت ہو سکتے ہین۔ جب قطب الدین دہلی آیا تو التمش اور ایک کو ایک لاکہہ جیتل مین خریدا۔ اور ایک کا نام طمغاج کہا اور اوسکو بہٹنڈہ کا امیر کیا۔ لیکن طمغاج ملک تاج الدین یلدوز کی لڑائی مین جو قطب الدین سے ہوئی تہی۔ مارا گیا اور التمش کو پہلے میر شکار کا عہدہ دیا۔ بعد ازان گوالیار کا حاکم بنایا۔ جب اوسکی لیاقت زیادہ دیکہی تو بداون کا ناظم مقرر کیا۔ اور اپنی بیٹی کا نکاح بہی اوس کے ساتہ کر دیا۔ ۱۲ مولف

لڑائی شروع کی۔ چنانچہ سلطان نے جمنا کے میدان مین اون کو شکست دی۔ اور نامی سرداروں کو قتل کیا اس کے بعد تاج الدین یلدوز کو (جس نے خوارزم شاہ سے شکست پاکر ہندوستان کی طمع مین پنجاب و تہانیسر پر قبضہ کرلیا تہا) تراوری کے میدان مین جنگ کر کے گرفتار کیا۔ اور قلعہ بداون مین قید کیا چنانچہ وہ وہین مرگیا۔

۶۱۴ہم ۱۲۱۷ءمین ناصر الدین قباچہ سے لڑائی ہوئی۔ اور وہ شکست کہا کر بہاگ گیا۔ اور سلطان فتح و نصرت کیسا تہہ دہلی آیا۔ اس عرصہ مین طوفان چنگیز خانی کی خبر پہونچی۔ اور جلال الدین شاہ خوارزم چنگیز خان کے ہاتہون تباہ ہوکر دریاے سندہ کے اس طرف بہاگ آیا۔ اور اوسکے پیچہے مغلونکی فوج بہی ملتان و سندہ مین داخل ہوئی۔ سلطان التمش بہت سا لشکر لیکر سلطان جلال الدین کے مقابل ہوگیا اور جلال الدین وہان سے نکل کر ہندوستان کی جانب چلتا بنا۔ یہان ناصر الدین قباچہ سے لڑائی ہونے کے باعث کچ و مکران کی راہ سے باہر چلا گیا۔ اوس کے ساتہہ ہی مغلونکی فوج بہی اُلٹی چلی گئی۔ مگر انہنے ہی دنون مین مغلونکی فوج وردو دنے یہ رنگ دکہایا۔ کہ دس ہزار ہندؤن کو لونڈی غلام بنایا۔ اور جب رسد کی تنگی ہوئی تو ان بیچارے قیدیون کو قید حیات سے رہائی دی۔

۶۲۲ہم ۱۲۲۵ءمین سلطان نے غیاث الدین حاکم بنگال پر لشکر کشی کی۔ اور اسکو مطیع کرکے سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کرایا۔ اور اپنے بڑے بیٹے کو ناصر الدین کا خطاب دیکر ولایت لکہنوتی (جسمین تمام بنگالہ داخل تہا) کا حاکم مقرر کرکے خود دہلی مراجعت کی۔ اسکے بعد ۶۲۳ہ مین قلعہ رنتھنبور پر لشکر کشی کی۔ (اس قلعہ کے نسبت اکثر مورخون کا قول ہے کہ ستر سے زیادہ بادشاہون نے اسپر حملہ کیا تہا مگر بوجہ استحکام و مضبوطی کسی سے فتح نہ ہوا تہا) اور چند ہی مہینون مین سلطان نے اوسکو فتح کرلیا۔ اس کے دوسرے سال قلعہ مندور (جو حدود سوالک مین ہے) پر قبضہ کیا۔ اس اثنا مین ناصر الدین قباچہ نے سلطان سے پرخاش شروع کی۔ اس لئے سلطان ۶۲۵ہ مین اوسکی تنبیہہ کے لئے چلا۔ اور قلعہ اوچہ کا

محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور ناصر الدین قباچہ نے اپنے تئین دریائے سندھ مین غرق کیا۔ اسکے بعد سارا ملک سمندر تک سلطان کے قبضہ مین آگیا۔ اور ملک سنان الدین حبش والی دلول وسندھ نے بہی اطاعت قبول کی۔ اور سنہ ۶۲۶ھ مین خلیفہ مستنصر عباسی نے شمس الدین کے لیے خلعت بہیجا۔ چنانچہ سلطان نے نہایت تعظیم وتکریم کے ساتہہ اوسکو پہنا۔ اور بہت خوشی منائی۔ اس عرصہ مین سلطان کے بیٹے ناصر الدین حاکم لکہنوتی کے انتقال کی خبر پہونچی۔ سلطان نہایت مغموم ہوا۔ اور مرحوم بیٹے کا خطاب اپنے چہوٹے بیٹے کو دیا۔ اور سنہ ۶۲۷ھ مین ملکا ملک خلجی (جو لکہنوتی مین غدر مچایا تہا) کو گرفتار کرکے لکہنوتی کی حکومت علاء الدین جانی کو عطا کی۔ اس کے بعد سنہ ۶۲۹ھ مین قلعہ گوالیار کا گیارہ مہینے تک محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور دیول والی قلعہ بہاگ گیا۔ سنہ ۶۳۲ھ مین سلطان نے بلاد مالوہ پر یورش کی۔ اور قلعہ بہیلسہ کو فتح کرکے وہان قدیمی بتخانہ کو مسمار کیا۔ اور راجہ بکرماجیت کی مورت معہ دیگر مورتین کے دہلی کی مسجد کے نیچے دفن کرادیا۔ ان فتوحات کے بعد سلطان نے ملتان وپنجاب کیجانب کوچ کیا۔ مگر یہ سفر ایسا نامبارک ہوا کہ راستہ مین بیمار ہوگیا۔ اور دہلی آکر ۱۹ روز زندہ رہا۔ آخر ۲۰ شعبان سنہ ۶۳۳ھ م اپریل سنہ ۱۲۳۶ع مین اس دار فانی سے رخصت ہوا مدت سلطنت ۲۶ سال ہے۔

ابتک سلطان کی یادگار دہلی مین حوض شمسی اور قطب کی لاٹہہ موجود ہین۔ یہہ لاٹہہ عجائب روزگار ہے ابتک اوسکے پانچ کہنڈ موجود ہین۔ اور اسی گز اونچی ہے۔ ورنہ پہلے سات کہنڈ تہے۔ اور سو گز بلند تہی۔ اوس کا محیط بنیاد مین پچاس گز اور آخر پر دس گز ہے۔ اسمین ۳۷۸ چکردار زینے بنے ہوے ہین۔

سلطان رکن الدین فیروز شاہ بن التمش

سلطان رکن الدین باپ کے زمانہ مین لاہور کا حاکم تہا۔ سلطان نے سند وملتان سے واپس ہوتے ہوے اوسکو دہلی ساتہہ لایا تہا۔ باپ کے مرنے کے وقت رکن الدین دہلی مین موجود تہا۔ چنانچہ سنہ ۶۳۳ھ مین

سلطان رکن الدین تخت نشین ہوا۔ اور کاروبار سلطنت کو طاق پر رکھکر رات دن عیش و طرب ناچ ورنگ مین مشغول ہوا۔ اوس کی مان شاہ ترکان (جو ترکی کنیز تھی) نے رشک و حسد سے سلطان کے چھوٹے بیٹے کی آنکھون مین سلائی پھروا کر قتل کروا دیا۔ اور امور سلطنت مین دخل دینے لگی۔ اوس کے ان حرکات ناشائستہ سے ارکان دولت متنفر ہو گئے۔ اور شاہزادہ غیاث الدین محمد (جو رکن الدین کا چھوٹا بھائی تھا) حاکم اودہ نے اطاعت چھوڑ دی۔ علاوہ برین ملک اعز الدین محمد سالاری صوبہ دار بدایون۔ ملک علاء الدین شیر خان حاکم لاہور۔ ملک اعز الدین کبیر خانی والی ملتان۔ ملک سیف الدین کوچی فوجدار ہانسی وغیرہ نے اتفاق کر کے علم مخالفت بلند کیا۔ سلطان رکن الدین اونکی سرکوبی کیلئے بہت سا لشکر لیکر پنجاب کی جانب روانہ ہوا۔ راستہ مین تمام امرا اوس سے علیحدہ ہو کر دہلی آئے اور سلطان التمش کی بیٹی سلطانہ رضیہ کو تخت دہلی پر متمکن کیا۔ اور رکن الدین کی مان شاہ ترکان کو قید کر لیا۔ جب رکن الدین نے یہ خبر سنی تو دہلی مراجعت کی۔ اور ۶۳۴ھ مین طرفین کے لشکر کا مقابلہ ہوا۔ اور رکن الدین گرفتار ہو گیا۔ چنانچہ چند روز کے بعد اسی قید مین انتقال کیا۔ مدت سلطنت چھ مہینے آٹھ روز ہے۔

ابن بطوطہ لکھتا ہے۔ کہ جب رکن الدین نے اپنے بھائی معز الدین کو مار ڈالا اور رضیہ (جو اسکی حقیقی بہن تھی) کی ملامت پر اوس کے بھی قتل کے درپے ہوا۔ جمعہ کی نماز کو رکن الدین گیا ہوا تھا کہ رضیہ بالاخانہ پر چڑھ کر چلائی کہ رکن الدین نے معز الدین کو مار ڈالا ہے۔ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ لوگون نے یہ سنکر رکن الدین کو گرفتار کر کے رضیہ کے پاس لائے۔ اور معز الدین کے قصاص مین وہ قتل ہوا۔ رضیہ کا بھائی ناصر الدین بہت کم عمر تھا۔ اس لئے رضیہ تخت پر بیٹھی۔

سلطانہ رضیہ بنت سلطان التمش

۱۲۳۶ء م سنہ ۶۳۴ھ مین رضیہ بیگم تخت پر بیٹھی۔ خدا نے اوسکو شاہان عادل کی خوبیان عطا کی تہین۔ اور امور سلطنت مین اوس کو اچھا ملکہ تھا۔ التمش کی زندگی مین ہی اوس کی لیاقت و فراست ظاہر ہو چکی تھی۔ چنانچہ التمش نے گوالیار کی واپسی پر تاج الملک محمود دبیر سلطنت کو حکم دیا تہا۔ کہ رضیہ کو ولیعہد لکہدیا جائے۔ مگر تاج الملک نے بیٹون کا حوالہ دیا۔ اور اون کی حق تلفی جتلائی۔ سلطان نے جواب دیا۔ کہ وہ آوارہ اور لہو ولعب کے دلدادہ ہین۔ اس لئے سلطنت کی سنبھال اون سے نہ ہو سکیگی۔ گو رضیہ عورت ہے مگر اون مردون سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور یہ یاد رہے کہ میرے بعد رضیہ کے سوا کوئی سلطنت کے لائق نہوگا چنانچہ بادشاہ کی وہ پیشینگوئی اسوقت ظہور مین آئی۔ بہرحال رضیہ بیگم نے انتظام ریاست مین دلچسپی سے حصہ لیا۔ اور چند ہی روز مین رکن الدین کے زمانہ کی خرابیون کو دور کیا۔ مگر اکثر امراء دولت اوس کے مخالف ہوگئے۔ رضیہ نے بہی اون کا کئی دفعہ مقابلہ کیا۔ آخر اون مین سے چند مخالفون کا قلع قمع ہوگیا چنانچہ سیف الدین کوچی معہ اپنے بھائی فخر الدین کے قتل ہوا۔ ملک علاء الدین مارا گیا۔ اور ملک نظام الدین کوہ سرمور مین فوت ہوا۔ اس کے بعد رضیہ نے خواجہ مہدی غزنوی کو نظام الملک کا خطاب عطا کرکے اپنا وزیر بنایا۔ اور ملک سیف الدین ایبک کو لشکر کی نیابت تفویض ہوئی۔ اور قتلغ خان خطاب دیا گیا۔ ملک اعز الدین کبیر خانی کو لاہور کی حکومت عطا ہوئی۔ اور قلعہ رنتھنبور مین ہندون نے جن مسلمانون کو قید کر رکھا تہا۔ قلعہ پر چڑہائی کرکے رہائی دلائی گئی۔ اب لکھنوتی سے لیکر دیول و سندھ تک کل امراء اور ملوک رضیہ بیگم کے مطیع و منقاد تھے۔ مگر یہ صورت بہت جلد بدل گئی۔ کیونکہ رضیہ نے امیر جمال الدین یاقوت حبشی میر آخور کو اس قدر بڑہایا۔ کہ امیر الامرا بنا دیا۔ اور ایسا مقرب کیا۔ کہ رضیہ کو گھوڑے پر سوار ہوتے وقت وہی حبشی ہمیشہ بغل مین ہاتھ دیکر سوار کراتا۔ خصوصًا یہ ناشایستہ حرکت امراء ترک کو غیرت دلائی۔ اولًا حاکم لاہور نے اطاعت سے منہ موڑا۔ رضیہ نے لشکر لیکر چڑہائی کی۔ حاکم لاہور نے مصلحت وقت کے لحاظ سے اطاعت کرلی۔ اس لئے رضیہ نے ملتان و قراقش بہی اوسکے تفویض کیا

اس کے بعد ملک التونیہ (جو ترکان جہلگانی سے تھا) نے بغاوت کی۔ رضیہ اوسکی سرکوبی کے لئے
لشکر فراوان کے ساتھہ بہٹنڈہ کی جانب روانہ ہوئی۔ اثنار راہ مین امرا ترک نے یاقوت حبشی کو قتل کرڈالا۔ اور
رضیہ بیگم کو گرفتار کرکے قلعہ بہٹنڈہ بہیجدیا۔ اور خود دہلی مین آکر معز الدین بہرام شاہ بن التمش کو تخت پر
بٹھایا اودہر رضیہ نے ملک التونیہ کو ایسا پرچایا۔ کہ دونون مین نکاح ہوگیا۔ اس کے بعد ان دونون
نے جاٹون اور گہکرون کو جمع کرکے دہلی پر حملہ کیا۔ اور ملک اعز الدین بلبن نے بہرام کے حکم سے انکا مقابلہ
کرکے شکست دیا۔ پہر چند روز کے بعد رضیہ نے اپنے پراگندہ لشکر کو جمع کرکے دہلی پر چڑہائی کی لیکن بلبن کے
ہاتہہ سکر ہزیمت اوٹھائی۔ رضیہ اور ملک التونیہ دونون گرفتار کئے گئے۔ بہرام شاہ نے اونکو قتل کرڈالا۔
رضیہ کی مدت سلطنت تین برس چہہ مہینے چہہ دن ہے۔
ابن بطوطہ لکھتا ہے۔ کہ جب رضیہ شکست کہا کر بہاگی تو بہوک کے مارے ایک کسان سے کہانا مانگ کے
کھائی۔ اور وہین سو رہی۔ اُسوقت یہ مردانہ لباس مین تھی۔ کسان نے دیکھا۔ کہ اسکے کپڑونکے نیچے
ایک قباء مرصع ہے۔ اور غور کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ یہ عورت ہے چنانچہ قبا کی حرص مین اوسکو قتل کرڈالا
تمام لباس اوتار لیا۔ گھوڑا بہی لے لیا۔ اور کہیت مین دبا دیا۔ جب ان کپڑونکو بازار مین بیچنے لگیا تو
اہل بازار نے کوتوال کو اطلاع کی۔ کوتوال نے لیجا کر خوب مارا۔ آخر کو اوس نے رضیہ کے قتل کا اقرار کیا۔ اور
لاش کو بتلادیا۔ آخر بہرام شاہ کے حکم سے لاش کو غسل دیا۔ کفن پہنایا۔ اور جمنا کے کنارے پر جو
شہر سے ایک فرسنگ کا فاصلہ ہے دفن کیا۔

سلطان معز الدین بہرام شاہ بن التمش

در رمضان سنہ ۶۳۷ھ مطابق سنہ ۱۲۲۹ع کو بہرام شاہ تخت نشین ہوا۔ رضیہ سے جسقدر لڑائیاں ہوئین اور جسطرح اوسکا
فیصلہ ہوا۔ وہ اس کے قبل بیان ہوچکا ہے۔ بہرام شاہ برائے نام بادشاہ تھا کیونکہ امور سلطنت کا

اختیار و اقتدار اختیار الدین و نظام الملک مہذب الدین کے ہاتہ مین تہا۔ اختیار الدین نے تو بہرام شاہ کی بہن سے نکاح کرکے گہر پر ہاتہی باندہنا اور تین دفعہ نوبت کا بجوانا (اوس زمانہ مین یہ باتین بادشاہون کے لئے مخصوص تہین) شروع کیا۔ بہرام شاہ ان حرکات سے تنگ آکر دونون کے قتل کے لئے دو ترک مقرر کئے۔ چنانچہ اختیار الدین مارا گیا اور مہذب الدین زخم کہا کر نکل گیا۔ اس کے بعد بدر الدین سنقر سلطنت کے کامون مین دخیل ہوا۔ اور سلطان کے معزول کرنے کے متعلق صفر ۶۳۹ھ مین صدر الملک تاج الدین کے گہر پر امرا کبار کو جمع کرکے مشورہ کیا اور صدر الملک مہذب الدین وزیر کے گہر جاکر اس کو بہی اس جلسہ مین شریک ہونیکی دعوت دی۔ اتفاقاً اوس وقت سلطان کا ایک معتبر آدمی وزیر کے پاس بیٹہا ہوا تہا۔ وزیر نے اس کو گوشہ مین چہپاکر صدر الملک کی تمام گفتگو سنوا دی اور سلطان کو اس کے ذریعہ کہلا بہیجا کہ سلطان خود سوار ہوکر صدر الملک کے جلسہ کو متفرق کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس خبر کے سنتے ہی سلطان وہان پہونچا۔ اور سب کو گرفتار کرکے سزائین دین۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ چنگیز خانی مغلون نے خراسان و غزنین سے آکر لاہور کا محاصرہ کیا ہے اوس وقت لاہور مین قراقش حاکم تہا۔ اوس نے مغلون کا اچہا مقابلہ کیا۔ مگر اہل لاہور نے اوس کا ساتہ نہ دینے سے دہلی کو چلا آیا۔ اور ترکون نے ۱۶ جمادی الثانی ۶۳۹ھ کو لاہور پر قبضہ کر لیا۔ بہرام شاہ نے نظام الملک مہذب الدین وزیر اور قطب الدین حسن غوری وکیل سلطنت کو معہ دیگر امرا کے لشکر کثیر دیکر مغلون کی مدافعت کیلئے روانہ کیا جب یہ لشکر دریا بیاس کے کنارے پہونچا تو مہذب الدین نے ایک عرضی بہرام شاہ کو یہ لکہی کہ حضور کے امرا منافق کی جماعت میرے ساتہ کی ہے۔ جس سے کام خراب ہونیکا اندیشہ ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ خود حضور تشریف لائین ورنہ یہ فرمان روانہ کرین۔ کہ بندہ اور قطب الدین جس طرح ہو سکے اس جماعت کو ٹہکانے لگائے۔ سلطان نے سادگی سے یہ جواب دیا کہ اس وقت تو اون سے جہان تک ہو سکے کام لیا جائے۔ جب کام سے فرصت ملے تو مین اونکو اچہی طرح سزا دونگا۔ یہہ تحریر

مہذب الدین منافق نے امرا لشکر کو کہا کر بدظن کیا۔ اور سلطان کے معزول کرنے مین اونکو اپنا متفق بنایا ہرچند سلطان نے اون کی دلدہی اور تسلی مین کوشش کی مگر کامیابی نہوئی۔ مہذب الدین کل امرا کو لیکر دہلی آیا۔ اور بہرام شاہ کا محاصرہ کیا۔ چنانچہ یہ محاصرہ ساڑے تین مہینے تک برابر رہا۔ اور طرفین سے خوب کشت و خون ہوا۔ آخر ذی قعدہ ۶۳۹ھ مین مخالفون نے شہر کولے لیا۔ اور بہرام شاہ کو گرفتار کرکے چند روز قید مین رکھا بعد ازان قتل کیا۔ سلطنت کی مدت دو سال ایک مہینہ پندرہ یوم ہے۔

سلطان علاء الدین مسعود شاہ بن سلطان رکن الدین فیروزشاہ

سلطان بہرام شاہ کے بعد ملک عز الدین بلبن بزرگ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ مگر امرا نے منظور نہ کیا۔ سلطان شمس الدین کے بیٹے ناصر الدین و جلال الدین اور رکن الدین فیروز شاہ کا بیٹا سلطان علاء الدین مسعود قصر سفید مین مقید تھے۔ امرا نے اون کو رہا کرکے سلطان مسعود شاہ کے سر پر ۶۳۹ھ م ۱۲۴۱ء مین تاج شاہی رکہا۔ اور جلال الدین کو قنوج۔ ناصر الدین کو بہرائچ کی حکومت دیگئی۔ علاء الدین کی مے نوشی نے سلطنت مین خرابیان پیدا کین اور ۶۴۲ھ م ۱۲۴۴ء مین مغلون نے بنگالہ پر یورش کی۔ ادہر سے بہی مقابلہ ہوا۔ اور مغل چلتے بنے۔ لیکن امرا نے علاء الدین کی ایم الخمری سے تنگ آکر اوس کو قید کیا۔ اور بہرائچ سے ملک ناصر الدین کو بلاکر بادشاہ بنایا۔ مدت سلطنت چار سال ایک ماہ ہے۔

سلطان ناصر الدین محمود بن التمش

۲۳ محرم ۶۴۴ھ م ۱۰ جون ۱۲۴۶ء کو قصر سبز مین سلطان ناصر الدین دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ اور ملک غیاث الدین بلبن خرد کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ اور خان اعظم الغ خان کا خطاب دیا۔ اور اوس کے چہیرے بہائی شیر خان کو خان معظم کا خطاب دیکر ملتان و پنجاب کا حاکم مقرر کیا۔ گہکرون کو گوشمالی دی گئی۔ اور ملتان و لاہور کے

قدیم جاگیردار جو مغلون سے ساز باز رکہتے تھے۔ اون کو معزول کرکے اون کی اولاد کو مامور کیا گیا۔ اسکی بعد غیاث الدین نے ہندو راجاؤن کی خوب تنبیہ کی۔ اور دلی سے کالنجر تک حکومت کو قایم کیا۔ پہر ہرات و کوہ پایہ کو فتح کیا۔ اس اثنارمین ملک اعزالدین حاکم اوچہ و ناگور نے بغاوت کی۔ سلطان نے اوس کی بہی سرکوبی کی۔ اور قلعہ نرور کو جاہر دیو سے لیا۔ چندیری اور مالوہ مین اپنے حاکم مقرر کئے۔ یہہ سب کچہہ فتوحات جو سلطان کو حاصل ہوے۔ وہ غیاث الدین بلبن کی بدولت تھے۔
۶۵۱ھ مین عمادالدین ریحانی نے سلطان سے لگا بجہا کر بلبن کو اقطاع ہانسی مین بھجوا کر خود وزیر ہو گیا لیکن اس کی زمانۂ وزارت مین اکثر صوبہ جات مین بغاوت و سرکشی شروع ہو گئی۔ آخر سلطان کو صوبہ داران اودہ۔ بدایون سرہند وغیرہ کی سفارش پر بلبن کو پہر وزیر کرنا پڑا۔ اس اثنار مین ملکۂ جہان والدۂ سلطان ناصرالدین نے قتلغ خان سے نکاح کر لیا۔ جس سے سلطان کو بیحد ملال ہوا۔ اور قتلغ خان کو اودہ کی جاگیر دیکر رخصت کیا۔ پہر وہان سے بہرائچ پر بدل دیا۔ ۶۵۵ھ مین قتلغ خان اور کشلیخان حاکم سندہ نے دےپال راجہ جیت پور کی اعانت سے علم مخالفت بلند کیا۔ غیاث الدین بلبن نے حسب الحکم سلطان اون پر چڑہائی کرکے شکست دی۔ بلبن کی سفارش پر کشلیخان کی خطا معاف ہو کر پہر سندہ کی حکومت اوس کو ملگئی۔ مگر قتلغ خان کا حال معلوم نہ ہوا۔ کہ وہ شکست کہا کر کہان چلا گیا۔ اور ۶۵۸ھ مین بلبن نے میواتیون کی بیخ کنی کی۔ اور ہزارون میواتی مارے گئے۔
انہین ایام مین ہلاکو خان نبیرۂ چنگیز خان کا ایلچی دلی آیا۔ بلبن نے پچاس ہزار سوار۔ اور دو لاکہہ پیادے دو ہزار ہاتہی۔ تین ہزار عرادہ آتشبازی لیکر تزک و احتشام کیساتہہ ایلچی کا استقبال کیا۔ سلطان نے ایلچی کو قصر سفید مین ٹہرایا۔ اور ملاقات کیوقت ایک طرف سادات و مشایخ اور دوسری طرف عراق خراسان و ماوراءالنہر کے شاہزادے اور ہندوستان کے راجہ راؤ مہاراج وغیرہ کو کہڑا کرکے ایسی تزک و شوکت بتلائی۔ کہ ایلچی بہی دنگ رہ گیا۔ اور اسی نمایشی کارروائی کی بدولت ہلاکو خان

ہندوستان کو بچایا۔ آخر جمادی الاول سنہ ۶۶۴ھ م فبروری سنہ ۱۲۶۶ء کو سلطان نے وفات پائی۔ مدت سلطنت بیس برس کئی مہینے ہے۔

یہ سلطان نہایت شجیع۔ سخی۔ زاہد و عابد تھا۔ صرف دربار مین تکلفات برتے جاتی تھے۔ ورنہ گھر بالکل سلوہ تہا ایک ہی منکوحہ زوجہ تھی۔ جو تمام گھر کا کام کہانا پکانا اوس نیکبخت بی بی کو اپنے ہاتہہ سے کرنا پڑتا تھا۔ ایکدفعہ اُس بی بی نے سلطان سے کہا کہ ایک لونڈی روٹی پکانے کے لئے خرید کر دیجائے۔ جس کا جواب سلطان نے یہ دیا کہ بیت المال مین بندگان خدا کا حق ہے۔ میرا مال اوسمین نہین ہے۔ غرض سلطان نے ساری عمر فقیرانہ بسر کردی۔ قرآن شریف کی کتابت پر گذر اوقات تھی۔ کبھی خزانہ شاہی سے ایک پیسا بھی نہین لیا۔ طبقات ناصری اسی بادشاہ کے عہد مین تصنیف ہوئی ہے۔

سلطان غیاث الدین بلبن

سلطان ناصر الدین کے تخت و تاج کا کوئی وارث نہ تھا اور سلطان غیاث الدین بلبن[1] اوسکی زندگی مین

---

[1] غیاث الدین کا باپ بغداد مین دس ہزار خانوادہ کا سردار اور امیر کبیر تہا۔ جب مغلون نے اس دیار کو فتح کیا تو یہہ اُن کے ہاتہہ اسیر ہوا۔ ایک سوداگر نے خرید کر کے جمال الدین بصری کے ہاتہہ بیچا۔ اور جمال الدین نے سلطان التمش کے نذر کیا۔ التمش نے اوس کی لیاقت و فراست کے سبب سے روز افزون ترقی کی سے بلکہ اپنی دامادی کی عزت بخشی۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ فقیر بنجاری نے ذکر کیا کہ بلبن کو مین نے دیکہا وہ نہایت کوتاہ قد اور حقیر و کریہ منظر تہا۔ مین نے اوس سے کہا یا ترک (کچھ ٹھیر) اوس نے جواب یا لبیک یا اخوند اور اس کے بعد کہا کہ تو مجھے اس زمان سے جو بازار مین غلام بیچ رہا ہے خرید لے مین نے کہا اچھا اور جتنے پیسے اوس کے پاس تھے وہ دیکر مول لیا۔ اتفاقاً التمش نے سمرقند و بخارا وغیرہ سے غلامون کے خریدنے کے لئے ایک تاجر بھیجا تہا۔ چنانچہ اوس تاجر نے سو غلام خریدے۔ جنمین ایک بلبن بھی تہا۔ جب سب غلام سلطان کے

کل سلطنت کا مختار تھا۔ چنانچہ ۶۶۴ھ مطابق ۱۲۹۶ء مین تخت شاہی پر بیٹھا۔ اس اثنا مین میواتیون نے پہر سر اوٹھایا۔ سلطان نے بذات خود متوجہ ہوکر اُن کی سرکوبی کی۔ اور ایک لاکہہ میواتی قتل ہوے اور دہلی کی نواح مین جو جنگل کہ میواتیون کے ملجا و ماوا بنے ہوے تھے۔ اونکو کٹوا کر صاف میدان کر دیا۔ اسکے بعد بدایون اور امروہہ کی حاکمونکی زبانی ملک کٹھیر کی سرکشی کا حال معلوم ہوا۔ اوسیوقت سلطان پانچہزار سوار لیکر وہان پہونچا۔ اور اون کی قرار واقعی تنبیہ و تادیب کی۔ کچہہ روز ون دلی مین آرام لیا۔ پہر کوہستان جود کو تاخت و تاراج کیا۔ گہوڑے اس کثرت سے ہاتہہ آئے۔ کہ چالیس ٹنکہ کو ایک گہوڑا بکنے لگا۔ اس کے تیسرے سال لاہور گیا۔ اور وہان کی حصار کو از سر نو تعمیر کیا۔ کیونکہ یہہ حصار سلطان التمش کی اولاد کے عہد مین مغلون نے تباہ و برباد کر دیا تھا۔ جب ان کامون سے فراغت پائی تو اقطاع داران شمسی کا بندوبست کیا۔ چنانچہ سلطان کی اس عاجلانہ توجہ اور فوری انتظام کے باعث پندرہ سولہ سال تک سلطنت مین امن رہا۔ کسی مفسد نے سر نہ اوٹہایا۔ اس کے بعد طغرل خان حاکم لکہنوتی نے سلطان کے مرنے کی غلط افواہ پر جمعیت کثیر کو جمع کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا۔ اور مغیث الدین اپنا لقب رکہا۔ سلطان نے ۶۷۸ھ مطابق ۱۲۷۹ء مین اتگین موے دراز کو اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مگر اتگین نے شکست پائی۔ سلطان نے خفا ہوکر سپہ سالار کو دار پر کھینچا۔ اور دوسری فوج پہر روانہ کی۔ اتفاقاً اس فوج نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۸)

روبرو لائے گئے تو وہ سب کو لیلیا۔ مگر بلبن کو بوجہ بدصورتی کے لینے سے انکار کیا۔ بلبن نے کہا۔ یہہ غلام آپنے کسکے لئے خریدے ہین۔ بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ اپنے لئے۔ بلبن نے جوابدیا کہ یہ سب غلام تو آپ اپنے نفس کے لئے خریدے ہین۔ اور مجھے آپ خدا کیلئے خرید لیجئے۔ اس بات پر سلطان نے اوسکو خرید لیا۔ چنانچہ یہی بدصورت بلبن رفتہ رفتہ ترقی کر کے بادشاہی کے درجہ پر پہونچا۔ گو سلطان التمش کے چالیس غلام ترکی بڑا جاہ و منصب رکہتے تھے۔ جو چہل گانی مشہور تھے اور خواجہ تاش لقب تہا۔ مگر آپس کی نااتفاقی کا سب کے سب شکار ہو گئے۔ اور بلبن بازی لیگیا۔ ۱۲ مولف۔

بہی ہزیمت اوٹہائی۔ آخر سلطان خود لشکر کثیر لیکر چلا۔ جب گنگا پار ہوا تو طغرل خان سلطان کی آمد سے مخوف ہوکر بہاگ گیا۔ مگر ملک محمد شیر انداز حاکم کوئل نے تعاقب کرکے طغرل کو قتل کیا۔ اور سلطان لکہنوتی پہونچ کر وہان کے سردارون اور امیرون کو دار پر کہینچا۔ اون کے عورتون اور بچونکو بہی قتل کیا۔ اور اپنے چہوٹے بیٹے بغراخان کو وہان کا پادشاہ کرکے خطبہ اور سکہ اوسی کے نام کا جاری کرایا۔ اس کے بعد دلی آیا۔ اس اثنا مین سلطان کا چچا زاد بہائی شیر خان حاکم سرحد ہند نے انتقال کیا۔ بعض کا قول ہے کہ خود سلطان نے اوس کو زہر دلوا کر مارا۔ بہر حال جب یہ خبر سلطان کو پہونچی تو سلطان نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو قاآن الملک کا خطاب دیکر ملتان روانہ کیا۔ سلطان محمد نے ہند کی سرحدون مین مغلون کی ایک جماعت کثیر کو قتل کردیا۔ اور اپنا ملک اون کے قبضہ سے نکال لیا۔

جب ارغون خان بن آباق خان بن ہلاکو خان نے تخت ایران کو زینت دی تو تیمور خان (جو چنگیز خانی امرائے عظام سے تہا) حاکم ہرات و قندہار و بلخ و بدخشان وغیرہ نے اپنے عزیزون کا انتقام لینے کی غرض سے بیس ہزار سوار لیکر دیبالپور و لاہور کے درمیان تاخت و تاراج شروع کی۔ ذیحجہ ۶۸۳ھ مین محمد سلطان کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو لشکر جرار کے ساتہہ اون کا مقابلہ کیا۔ کئی مغلون کے سوار قتل ہوئے۔ اور فرار پر کمر باندہی۔ محمد سلطان نے بہت دور تک اون کا تعاقب کیا۔ اور قیام (؟) ٹہرا ادا کرنے کے لئے ایک تالاب پر وضو کرکے پانچ سو آدمیون کے ساتہہ نماز پڑہنے لگا۔ اس نواح مین ایک مغل سردار دو ہزار سوار سے کمین مین بیٹہا ہوا تہا۔ اس موقع کو غنیمت جانا۔ اور حملہ کیا۔ سلطان محمد نے بہی مقابلہ مین کوتاہی نہ کی۔ مگر مشیت ایزدی کا علاج نہین۔ ایک تیر ایسا لگا کہ سلطان محمد کی روح فوراً مفارقت کرگئی۔ اس لڑائی مین حضرت امیر خسرو بہی شہزادہ کے ہمراہ رکاب تہے۔ اسیر ہوئے۔ اور مشکل سے چند دنوں کے بعد رہائی پائی۔ جب سلطان کو شاہزادے کے شہید ہونیکی

خبر پہونچی تو بہت کچہہ غم والم کیا۔ اور خان شہید کے تمام اقطاع وجاگیر اور امارات شاہی اوسکے نوجوان بیٹے کیخسرو کو مرحمت کی۔ اور ملتان کو بھیجدیا۔ اس کے بعد اپنے چھوٹے بیٹے بغراخان کو لکہنوتی سے دلی بلایا۔ اور تاکید کی کہ اب تو میرے نزدیک سے دور مت ہو۔ چنانچہ بغراخان نے باپ کے حکم کی تعمیل کی مگر چند روز کے بعد بلا اجازت شکار کا بہانہ کر کے لکہنوتی چلا گیا۔ سلطان کو بغراخان کی اس حرکت سے سخت صدمہ ہوا جس سے بیمار ہو گیا۔ حالت بیماری مین اپنے وزیر کو بلا کر کہا۔ کہ بغراخان تو چلا گیا۔ اگر تخت خالی رہیگا تو جھگڑے پیدا ہونگے۔ پس مناسب یہ ہے کہ میرے بعد کیخسرو بن محمد سلطان کو بلا کر تخت نشین کیا جائے۔ اس وصیت کے تیسرے روز سلطان بعمر ۸۰ سال ۶۸۶ھ مین انتقال کیا۔ مگر وزیر نے وصیت کے خلاف بغراخان کے بیٹے کیقباد کو بادشاہ بنایا۔ اور کیخسرو کو ملتان ہی مین قایم رکہا۔ سلطان کی مدت سلطنت ۲۲ سال کئی ماہ ہے۔

اس بادشاہ نے ایام جوانی مین خوب رندی اور آزادی کی تہی۔ مگر جب بادشاہ ہوا تو توبہ کرلی۔ صوم وصلوٰۃ کا اس قدر پابند تھا۔ کہ اشراق وچاشت وتہجد کی نماز کبھی قضا نہ ہوئی۔ کبھی بیوضو نہین رہتا تھا۔ وعظ کی مجلسون مین اکثر جاتا تہا۔ بغیر موزہ وٹوپی کے اوس کو کسی خدمتگار نے نہین دیکھا۔ مجلس مین کبھی قہقہہ مار کر نہین ہنستا تہا۔ جب بادشاہ ہوا تو اول سپاہ کا انتظام کیا اُس نے ایک دستور العمل بنایا تہا جس اراذل کو ملکی کام نہین ملتا تہا۔ اراذل سے ایسی نفرت تہی۔ کہ کبہی کسی رذیل سے گفتگو تک نہ کی ہندؤنکو معزز عہدہ کا ملنا موقوف کر دیا تہا۔ دربار عام اس شان وشوکت سے ہوتا تہا۔ کہ بہت دور دور سے لوگ دیکھنے کو آتے تہے۔ اس بادشاہ کی اقبالمندی یہ بہی تہی۔ کہ اکثر ملکون کے بادشاہ وشاہزادے اور امرا مغلون سے تنگ ہو کر اس کے پاس رہتے تھے۔ چنانچہ پندرہ بادشاہ دیگر ممالک کے اُس کے دربار مین میہمان تھے۔ اور دہلی کے اکثر محلے اور بازار انہین بادشاہون اور شاہزادون کے نامون سے عباسی سنجری۔ خوارزمی۔ دیلمی۔ علوی۔ اتابکی۔ غوری۔ چنگیزی۔ رومی۔ سنقری۔ یمنی۔ موصلی وغیرہ آباد

ہوگئے تھے۔ انصاف کی یہ حالت تہی کہ ملک بقیق بدایون کے صوبہ دار نے حالت مستی مین ایک فراش کو مار ڈالا جب اوس کی بی بی سلطان کے پاس فریاد آئی تو سلطان نے ملک بقیق کو اس قدر درے لگوائے کہ وہ مرگیا۔ جب ہیبت خان صوبہ دار اودہ نے نشہ مین ایک شخص کا خون کیا۔ اور اوس کی عورت نالشی ہوئی تو سلطان نے صوبہ دار کو پانچسو درے مار کر عورت کے حوالہ کیا۔ اور کہا کہ یہہ آج سے تیرا غلام ہے۔ سلطان نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو جو دس نصیحتین کی تھین۔ وہ آب زر سے لکہنے کے قابل ہین۔ مگر ہم یہان طوالت کے خیال سے درج کرنا مناسب نہین سمجہتے۔

سلطان معزالدین کیقباد بن ناصر الدین بغراخان بن سلطان غیاث الدین بلبن

سنہ ۶۸۶ھ مطابق سنہ ۱۲۸۷ئ مین کیقباد تخت پر بیٹھا۔ معزالدین لقب ہوا۔ اوس وقت بادشاہ کی عمر ۱۷ یا ۱۸ سال کی ہوگی۔ تعلیم و تربیت اچھی پائی تہی۔ لیکن جوانی کی بدولت عیش و عشرت مین مشغول ہوا۔ کیلوکہری مین ایک عیش خانہ بنایا۔ رات دن ناچ رنگ ہونے لگے۔ ملک نظام الدین برادر زادہ و داماد ملک الامرا فخر الدین کو داد بیگی کی خدمت عطا کی۔ مگر نظام الدین امور سلطنت مین ایسا حاوی ہوگیا کہ بادشاہ برائے نام رہگیا جب نظام الدین نے امور سلطنت مین اچہا دخل پیدا کر لیا تو بادشاہت کی سوجہی۔ اور امرائے دولت کے تباہ و برباد کرنے پر کمر باندہی۔ چنانچہ کیقباد کو پٹی پڑہا کر ملتان سے کیخسرو کو بلایا۔ اور راستہ مین زہر دیکر مار ڈالا اور نومسلم مغلون کو قتل کر کے جمنا مین بہا دیا۔ ملک شاہک امیر ملتان اور ملک توزکی حاکم برن کو بہی ٹہکانے لگایا۔ نظام الدین کی ان حرکات ناشایستہ پر اوس کا بوڑہا چچا ملک فخر الدین بہت کچہہ فہمایش کیا۔ مگر نظام الدین کے سر مین تو سلطنت کا سودا سمایا ہوا تہا۔ وہ کب کسیکی بات خیال مین لانے والا تہا۔ جب کیقباد کے باپ معزالدین کو یہ حالت معلوم ہوئی تو اوس نے بیٹے کو بہت کچہہ نصیحتین لکہین۔ مگر یہان کسی پر بہی عمل نہوا۔ آخر باپ نے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ اور کیقباد نے بہی اس کو منظور کیا۔ اور یہ تجویز ٹہری کہ باپ بیٹون کی ملاقات اودہ کے

مقام پر ہو۔ کیقباد نے تنہا جانے کا ارادہ کیا۔ مگر نظام الدین نے ایسا لگایا بجھایا۔ کہ کیقباد لشکر اور جلوس شاہی کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب باپ نے یہ خبر سنی تو خود بھی لشکر کے ساتھ چلا۔ گھاگرہ ندی کے ایک طرف باپ کا لشکر اور دوسرے طرف بیٹے کا لشکر اوترا۔ تین روز خاموشی مین گذرے۔ چوتھے روز باپ نے بیٹے کے آنیکی آرزو کی مگر نظام الدین نے عرض کیا۔ کہ آپ کا جانا داب بادشاہی کے خلاف ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ آپ تخت پر بیٹھین۔ اور باپ آکر ادب سے مجرا بجا لائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باپ نے جوش محبت مین یہ ذلت بھی گوارا کی۔ جب بغراخان دربار مین آیا تو چوبدار نے نگاہ روبرو جہان پناہ سلامت کی صدا لگائی۔ اور پکارا کہ لکھنوتی کے گنہگار کو امان امان۔

اس موقعہ پر باپ کو تین دفعہ زمین بوس ہونا پڑا۔ باپ نے محبت کے مارے سب کچھہ کیا۔ اور یہ نالائق تخت پر بت کیطرح بیٹھا دیکھا کیا۔ باپ ان حرکات ناشایستہ سے زار زار رونے لگا۔ اب تو بیٹے کو بھی تاب نہ رہی۔ دوڑ کر قدمون پر گر پڑا۔ دونون گلے ملکر بہت دیر تک روتے رہے۔ پھر باپ نے بیٹے کو تخت پر بٹھا کر خود دست بستہ کھڑا رہا۔ حضرت امیر خسرو نے قران السعدین مین باپ بیٹے کی ملاقات کا حال خوب لکھا ہے۔ غرض باپ نے بیٹے کو خلوت مین بہت کچھہ پند و نصایح کر کے نظام الدین کے اصلی منشا سے آگاہ کیا۔ اور چند روز کے بعد بنگالہ کو روانہ ہوا۔ ادہر کیقباد بھی دہلی کو چلا۔ جب دار السلطنت پر پہونچا تو پہلے نظام الدین کا کام زہر دیکر تمام کیا۔ اور ملک جلال الدین فیروز بن ملک نغیرش خلجی (جو نائب سمانہ و میر جاندار تہا) کو بلا کر شایستہ خان کا خطاب دیا۔ اور عارض ممالک مقرر کیا۔ اقطاع برن بھی اوس کے حوالہ کئے۔ اور کثرت شراب سے پادشاہ لقوہ و فالج مین مبتلا ہوا۔ ہاتھہ پاؤن رہ گئے۔ امرائے دولت نے اوس کے بیٹے کیومرث کو (جو تین سال کا تہا) حرم سے باہر نکال کر تخت پر بٹھایا۔ اور شاہ شمس الدین خطاب دیا۔ اب سلطنت مین دو فریق ہو گئے۔ ایک فرقہ خلجیون کا تہا۔ یہ سب ملک جلال الدین کے ہمراہ بہارپور مین آ گئے۔ اور دوسرا فرقہ ترکون کا تہا۔ وہ کیومرث کو ساتھہ لیکر چبوترۂ ناصری کے میدان مین آ گئے

اور ملک خلجی کے بیٹے جو بڑے بڑے جوانمرد و دلیر تھے۔ وہ پانچسو سوار لیکر شمس الدین کے لشکر مین گہس گئے اور اوس کو تخت سے اتار لیا۔ اور ترکون کے سردار ملک ایتمر کچہن اور ملک ایتمر سرخہ مارے گئے۔ اور اکثر امراء و ملوک نے جلال الدین فیروز خلجی سے بیعت کی۔ اور ترکون کے لڑکون نے (جنکے باپ دادا کو کیقباد نے قتل کرایا تہا) کیلوگرہی پہونچکر کیقباد کا کام لات گہونسون سے تمام کردیا۔ اور لاش کو دریائے جمنا مین ڈال دیا۔ یہ واقعہ ۱۰ محرم ۶۸۹ھ کا ہے۔ کیقباد کی مدت سلطنت تین سال کئی ماہ تھی۔ اور اس خاندان مین سلطان قطب الدین ایبک سے معزالدین کیقباد تک دس بادشاہ ہوے۔ اور شمس الدین کیومرث کو بہی اگر شمار کیا جائے تو گیارہ بادشاہ ہوتے ہین بہرحال اس خاندان غلامان مین دہلی کی سلطنت تقریبًا ۸۶ سال رہی۔ اس کے بعد تو خاتمہ ہوگیا۔ اور خاندان خلجی نے عروج پکڑا۔

گل سوم

خاندان شہریاران خلجیہ

سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بن یغرش خلجی

سلطان جلال الدین فیروز نے چند روز تو کیومرث شاہ شمس الدین کی نیابت مین کام کیا۔ اور اسکے[1]

[1] تاریخ فرشتہ مین بحوالۂ نظام الدین احمد بخشی یہ لکہا ہے کہ سلطان جلال الدین کا نسل چنگیزخان کے داماد قالیج خان سے ملتا ہے

اوس کم سن بچے کو قید کرکے قتل کر ڈالا۔ اور آپ ۶۸۹ھ م ۱۲۹۰ء مین بمقام کیلو گرہی تخت شاہی پر بیٹھا۔ اس وقت سلطان کی عمر ستر برس کی تہی۔ چونکہ اکثر امراء قدیمی کی نظرون مین خلجی بیقدر رہتے۔ اور ہر ایک اونکی اطاعت باعث ننگ وعار سمجھتا تہا۔ اس لئے سلطان نے دلی مین رہنا مناسب نہ سمجھا۔ اور کیلو گرہی کی عمارتون کو (جو کیقباد کے زمانہ مین ادہوری تھین) پورا بنوایا۔ اور جمنا کے کنارے ایک باغ تیار کیا۔ امراء کو یہ حکم دیا کہ وہ شاہی محلات کے اطراف اپنے اپنے مکان تعمیر کرائین۔ گو امراء کو یہ امر پسند نہ تہا۔ مگر شاہی حکم کی تعمیل ضرور تہی۔ غرض اس بادشاہ کی توجہ سے پرانی دلی اجڑ کر نئی دلی آباد ہو گئی۔

اس کے قبل تاج شاہی کا رنگ سرخ تہا۔ لیکن اس رحمل بادشاہ نے اپنا تاج سفید بنوایا۔ اور اپنے اخلاق واحسان سے چند ہی روز مین امراء دہلی کو اپنا ثناخوان بنا لیا۔ اس کے بعد اپنے بڑے بیٹے کو اختیار الدین خانخانان اور منجھلے بیٹے کو ارکلی خان اور چھوٹے بیٹے کو قدر خان کے خطابات سرفراز کیا۔ اور اپنے بھائی کو یغرش خان کا خطاب اور عرض ممالک کا عہدہ تفویض کیا۔ اور اپنے دونون حقیقی بھتیجے علاء الدین کو امیر تزک

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰۱) واقعات یہ ہین کہ چنگیز خان کا داماد قالج خان اپنی بیوی سے طال رکہتا تہا۔ جب چنگیز نے سلطان جلال الدین خوارزمی کو مغلوب کیا اور وہان سے اپنے وطن کو مراجعت کی تو قالج معہ اپنی بی بی ہزار خانوادون کے جدا ہو کر کوہستان غور وغرجستان مین قیام کیا۔ جب چنگیز مر گیا تو اسکی اولاد نے قالج کی کچھ پروا نہ کی۔ جب سلاطین غور نے ہندوستان کو تسخیر کیا تو قالج کی اولاد نے ہندوستان آکر سلاطین و امراء کی ملازمت اختیار کی چنانچہ جلال خلجی اور سلطان محمود خلجی منڈوی دونون قالج کے پوتے ہین۔ قالج کی تحریف ہو کے خالج بنا۔ اور کثرت استعمال سے الف ساقط ہو کر خلج ہو گیا۔ صاحب تاریخ سلجوقیان یہ لکہتا ہے۔ کہ ترک ابن یافث بن نوح کے گیارہ بیٹون مین ایک کا نام خلج تہا جسکی اولاد کو خلجی کہتے ہین۔ بعض مورخ لکہتے ہین کہ خلجی ایک تاتاری قوم ہے۔ جس کا ایک گروہ دریاو سیحون کی تخرج کے پاس دسوین صدی مین بستا تہا۔ ۱۲ مولف

۵۲ اس کمسن لڑکے کیومرث نے صرف تین مہینے کئی دن سلطنت کی۔ ۱۲ مولف۔ (یہ نوٹ صفحہ ۲۰۴ سے متعلق ہے)

اورالماس بیگ کو الغ بیگ کا خطاب اور آخور بیگی کا عہدہ مرحمت فرمایا۔ ان کے علاوہ بہت سے امرا کو خطابات اور جاگیرین عنایت کین۔ جب ان امور سے فرصت پائی تو دہلی آکر اپنے دونون بھتیجے علاءالدین والماس بیگ کے ساتھ اپنی دو بیٹیون کی شادی بہت دہوم دہام سے کی۔

سلطان کی تخت نشینی کے دوسرے سال ملک چھجو کشلیخان (جو بلبن کا حقیقی بھتیجا تہا) حاکم کٹرہ مانک پور نے امیر علی جامدار حاکم اودہ کی اعانت سے چتر شاہی سر پر رکہا۔ اور سلطان مغیث الدین کا لقب اختیار کیا۔ چند روز کے بعد لشکر کثیر جمع کر کے دہلی پر چڑہائی کی۔ ادہر سے سلطان جلال الدین خلجی بدایون کے حدود مین آیا۔ اور لڑائی چھڑی۔ ملک چھجو شکست فاش اوٹھا کر بھاگ گیا۔ مگر چند روز کے بعد ایک غلام نے ملک چھجو کو معہ دیگر امرا باغی کے گرفتار کر کے سلطان کے پاس بہیجا۔ چنانچہ یہ واقعہ حضرت امیر خسرو (جو سلطان کے مقرب تھے) نے اپنا چشمدید تاریخ فیروزشاہی کے مصنف سے یون بیان کیا ہے۔ کہ جب یہ امرا باغی اور ملک چھجو سلطان کے سامنے آئے تو ان کی حالت نہایت خراب اور مصیبت ناک تہی جو سلطان نے دیکہا تو خوب چلا کر رویا۔ اور حکم دیا کہ مین نے ان تمامون کا قصور معاف کر دیا۔ فوراً ان کو لیجاؤ۔ اور حمام کر کے نفیس کپڑے پہناؤ۔ جب اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور تمام باغی امرا سلطان کی عنایت سے اچھی حالت مین دربار آئے تو سلطان نے اون سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ "تم نے جو مجھپر چڑہائی کی تہی وہ حق بجانب تھی۔ مگر خدا کی مرضی کچھہ اور تھی۔ اس مین کسیکو چارہ نہین ہے"۔ سلطان کے اس منصفانہ کلام سے سب کے سب خجل و پشیمان ہوئے۔ اور گردنین جھکا لین۔ اس کے بعد سلطان نے ملک چھجو کو محافہ مین بٹھا کر ملتان بھیجدیا۔ اور اوس کے عیش و آرام کا سامان مہیا کر دینے کے لئے تاکید کر دی۔ اور باقی امرا کو بہی خلعت وغیرہ دیکر رخصت کیا۔ اور اپنے بھتیجے علاءالدین خلجی کو کٹرہ مانکپور کی حکومت عطا کی۔ اس موقع پر ملک احمد چپ (جو سلطان کا قریبی رشتہ دار تہا) نے عرض کی کہ بادشاہت کا بڑا جزو سیاست ہے) اگر اس طرح سرکشون کو معافی دیجائے گی تو سلطنت کا کام چلنا دشوار ہے۔ جسکا جواب سلطان نے یہ دیا۔ کہ "مین کسی مسلمان کے خون سے

اس بڑہاپے مین ہاتہہ رنگنا نہین چاہتا۔ مجھے بادشاہی چہوڑنا آسان ہے۔ مگر ہندلکے غضب اوٹہانیکی طاقت نہین۔ کیا تو نہین جانتا۔ یہ کل کی بات ہے۔ کہ مین اور میرا بہائی سلطان بلبن کے نوکر تھے۔ اوسکا احسان ہماری گردن پر ہے۔ اور یہ باغی امراء وہ ہین۔ کہ سلطان بلبن کے عہد مین ہم دونون بھائیون کو آرزو رہتی ہتی۔ کہ یہ لوگ ہمارے سلام کے جواب مین علیک کہین۔ اب اللہ تعالی نے مجھکو بادشاہی کے درجہ پر پہونچایا ہے تو اوس کا یہ معنی نہین ہے۔ کہ مین سلطان بلبن کے اعوان وانصار وامراء کا خون کرون"۔ آخر سلطان کی اس رحمدلی سے اکثر اقطاع مین بغاوتین پہیلین۔ مگر بہت جلد رفع بہی ہوگئین۔ اس اثنار مین ایک درویش سید مولا نام جرجان سے شیخ فریدالدین شکر گنج کی زیارت کے لئے ہندوستان آیا۔ اور چند روز اجودہن مین شیخ کی خدمت کرکے دہلی آیا۔ اور یہان ایک عظیم الشان خانقاہ بنائی۔ جسمین فقرا۔ مساکین اور مسافرون کو دو وقت کہانا دیا جاتا تہا۔ درویش کی یہ حالت ہتی۔ کہ خود چانول کی روٹی کہاتا اور ایک چادر اوڑہتا۔ خانقاہ کے خرچ کی یہ صورت ہتی کہ روز ہزار من میدہ پانچسو من گوشت۔ تین سو من شکر تری دو سو من نبات۔ سو من گھی۔ مطبخ مین صرف ہوتا۔ بظاہر درویش کو کوئی آمدنی نہ ہتی۔ لوگونکا خیال تہا کہ اوسکو کیمیا بنانی آتی ہے۔ ایک اور بات اس سے زیادہ حیرت خیز ہتی۔ کہ جب وہ کوئی چیز مول لیتا۔ یا کسیکو دینا چاہتا تو اوس سے یہ کہتا کہ اوس بوریہ یا پتہر کے نیچے سے اس قدر روپیہ یا اشرفی لے لو۔ چنانچہ بوریہ یا پتہر اوٹہانے پر اوسیقدر روپیہ یا اشرفی موجود ہوتے۔ درویش کے اس تصرف سے غربا ومساکین کے علاوہ امراء دربار کی بہی آمد ہونے لگی۔ بلکہ سلطان کا بڑا بیٹا خانخانان درویش کا ایسا معتقد ہوا۔ کہ درویش نے اسکو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا۔ ان آنے جانے والون مین قاضی جلال الدین کاشانی بڑے فتنہ انگیز تھے چنانچہ قاضی نے درویش کو سلطنت کی طمع دلائی۔ اور دس ہزار آدمیون کو پوشیدہ طور پر بیعت بہی کرائی درویش اپنی سادگی سے قاضی کے دام مین آگیا۔ اور یہ تجویز قرار پائی۔ کہ جمعہ کے روز بوقت سواری سلطان کا کام تمام کیا جائے۔ مگر اتفاقا یہ راز طشت از بام ہوگیا۔ اور سلطان خفیہ بھیس بدل کر وہان گیا۔

اورصورت واقعہ کو پالیا۔ اس کے بعد سب کو بلا کر دریافت کیا۔ لیکن ہر ایک نے کانون پر ہاتھہ رکھا
اور لاعلمی ظاہر کی۔ چونکہ سلطان خود اپنی آنکھون سے صورت واقعہ کو دیکھا تہا۔ اس لئے حکم دیا۔ کہ شہر کے
باہر خوب آگ روشن کیجائے۔ جب آگ روشن ہوئی تو درویش کو حکم دیا۔ کہ معہ رفقا اس آگ مین
کودین۔ اور اپنی صداقت کا ثبوت دین۔ علمار نے عرض کیا۔ کہ اسلام مین درب جایز نہین۔ آگ کا کام
جلانا ہے۔ اس مین جہوٹے اور سچے دونون برابر ہین۔ آخر علمار کی سفارش پر یہ کارروائی موقوف رہی
مگر سلطان نے سب کو جلاوطن کیا۔ اور سید مولا کو بالاخانہ کے نیچے کہڑا کرکے بہت کچہہ سخت وسست
کہا۔ ایک حیدری فقیر بادشاہ کے اس غصہ پر اوس کو استرہ سے زخمی کرڈالا۔ اور سلطان کا منجھلا بیٹا
ارکلی خان مست ہاتھی کو پیل کر درویش کا کام تمام کردیا۔ مگر اس سید مظلوم کا خون وہ رنگ لایا۔ کہ ۶۹۰ھ
مین ایسا قحط پڑا کہ ایک جیتل کو ایک سیر اناج فروخت ہوا۔ سوالک مین ایسی گرانی ہوئی کہ اکثر لوگ
بھوک کی تاب نہ لاکر جمنا مین ڈوب ڈوب کر مرگئے۔ اسی سال بادشاہ کا بڑا بیٹا اختیار الدین خانخانان
بیمار ہوکر مرگیا۔ ۶۹۱ یا ۶۹۲ھ مین عبداللہ نبیرہ ہلاکو خان نے دس پندرہ تمن (فی تمن دس ہزار سوار ہوتے
ہین) مغلون کے ساتھہ لیکر ہندوستان پر چڑہائی کی۔ سلطان بہی لشکر کثیر لیکر دہلی سے نکلا۔ برزام
پر لڑائی ہوئی۔ مغلون نے شکست پائی۔ اور صلح کی نوبت آئی۔ سلطان نے عبداللہ کو اپنا بیٹا بنایا۔ اس کے
بعد عبداللہ واپس چلا گیا۔ مگر الغو خان نبیرہ چنگیز خان کئی ہزار مغلون کے ساتھہ سلطان کے ہمراہ دہلی آیا۔
اور مسلمان ہوا۔ سلطان نے الغو کو اپنی دامادی سے مشرف کیا۔ اسی سال سلطان نے منددرو جہاین
کے قلعہ جات فتح کرکے بہت سی غنیمت حاصل کی۔ اور سلطان کے بھتیجے علاءالدین نے بہیلسہ کے حملہ کی
اجازت چاہی۔ جب سلطان نے اجازت دی تو اوس نے بہیلسہ پر لشکرکشی کرکے قبضہ کیا۔ اور بہت کچہہ
غنیمت ہمراہ لیکر دہلی آیا۔ سلطان نے اس کار نمایان کے صلہ مین علاءالدین کو اودہ کی بہی حکومت
عطا کی۔ کہتے ہین کہ علاءالدین کی بیوی بہت تیز مزاج تہی۔ اس کے باعث اوسکی زندگی تلخ ہوتی تہی۔

اور بھیلسہ کے مقام پر علاء الدین کو معلوم ہوا تہا کہ دکن مین قلعہ دولت گڈہ خزانہ اور جواہرات سے معمور ہے
چونکہ علاء الدین کو ایک تو بیوی سے دوری اختیار کرنی اور دوسرا قلعہ دولت گڈہ کے خزانون کی طمع
دامنگیر تہی۔ اس لئے اوس نے بلا استمزاج سلطان کے محض اقطاع چندیری کے انتظام کی اجازت لیکر
پانچ چھہ ہزار سوار کی جمعیت سے دکن کا رخ کیا۔ اور کڑہ مین علاء الملک کو اپنی طرف سے نائب مقرر
کیا۔ اور بطور ریلغار دو دو تین تین دن کے سفر کو ایک ایک دن طے کرتا ہوا دیوگیر پہونچا۔ وہان کا راجہ رام دیو
اس ناگہانی بلا سے بہت گہبرایا۔ کیونکہ اوس وقت اوسکا لشکر اوس کے بیٹے کے ساتہہ کہین دور گیا ہوا تہا
آخر ہمت کر کے وہ چار ہزار آدمیون سے مقابلہ کیا۔ لیکن شکست پائی۔ علاء الدین وہان کے مہاجنون اور
برہمنون کو خوب لوٹا رام دیو کے طویلہ سے (۱۰۰۰) گہوڑے (۴۰) زنجیر فیل لیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کر کے یہ
مشہور کیا۔ کہ فلان راہ سے ۲۰ ہزار مسلمانون کا لشکر آتا ہے۔ راجہ نے خوف کے مارے پچاس من سونا
اور کئی من موتی اور اقمشہ نفیسہ دیکر صلح کر لی۔ جب یہ خبر رام دیو کے بیٹے کو معلوم ہوئی تو وہ فوراً علاء الدین
کے سر پر پہونچا۔ اور اون اشیا کی واپسی چاہی۔ علاء الدین ڈرنے والا آسامی نہ تہا۔ اوسی تہوڑے سے
لشکر کو لیکر ایسا مقابلہ کیا۔ کہ ہندؤن کے چہکے چہڑا دئیے۔ آخر رام دیو کے بیٹے نے بہی شکست پائی۔ اور اس
تکبر و سرکشی کے عوض مین بقول تاریخ فرشتہ علاوہ سابقہ تحائف کے ۶۰۰ من سونا۔ ۷ من موتی ۲ من جواہر
ہزار من چاندی۔ ۴ ہزار جامۂ ابریشمی وغیرہ پیشکش کر کے صلح کرنی پڑی۔ اور ایلچپور معہ توابع و مضافات کا
محاصل سالانہ کڑہ مانک پور کو بہیجنے کا وعدہ کیا گیا۔ اب علاء الدین نے ان سب غنایم کو لیکر قیدیون کو
رہائی دی۔ اور پچیسوین دن محاصرہ اوٹہا کر کڑہ کو روانہ ہو گیا۔ ۶۹۵ھ مین جب سلطان جلال الدین
شکار کہیلنے گوالیار گیا تو علاء الدین کی اس پوشیدہ کارروائی کا واقعہ طشت از بام ہو گیا۔ اس خبر کے سننے
سے سلطان کو بہت مسرت ہوئی۔ اس عرصہ مین علاء الدین کی عرضداشت بہی پہونچی جس مین بلا اجازت
جانیکی معافی چاہی گئی تہی۔ اور یہ بہی لکہا تہا۔ کہ جسقدر مال و دولت غنیمت مین ملی ہے وہ سب حضور کی نذر ہے

لیکن ارکان دولت جو زمانہ دیدہ اور سرد و گرم روزگار چشیدہ تھے علاء الدین کے مکر و فریب سے آگاہ تھے۔ اس لئے سلطان کی خیر منا رہے تھے۔ واقعی اودھر ایسا ہی نقشہ تہا۔ کہ علاء الدین لکھنوتی جانے کی تیاری کر رہا تہا۔ اور ظفرخان کے ذریعہ دریائے گہاگرہ سے پار ہونے کے لئے کشتیون کا بہی انتظام ہو چکا تہا۔ اودہر علاء الدین کا بہائی الماس بیگ جو بادشاہ کے پاس تہا۔ وہ اپنے بہائی کے طرف سے امید دلا رہا تہا۔ اور سلطان کے سر پر قضا کہیل رہی تہی۔ آخر سلطان نے کڑہ جانیکا ارادہ کیا۔ احمد چپ کو معہ لشکر خشکی کی راہ سے روانہ کر کے خود چند ہوا خواہون کے ساتہہ گنگا پار ہوا۔ جب کشتی مقام مذکور پر پہونچی تو علاء الدین نے حاضر ہو کر قدم چوما۔ سلطان نے محبت سے دو ہلکے طمانچے لگائے۔ اور کشتی مین کہینچا۔ اتنے مین علاء الدین کے اشارہ پر (جو اول ہی سے انتظام ہو چکا تہا) محمود بن سالم سامانی نے سلطان پر تلوار کا وار کیا۔ مگر یہہ تلوار کاری نہ لگی۔ اس لئے دوسرا ہاتہہ چلایا۔ سلطان زخم کہا کر پانی کے طرف دوڑا۔ اور کہا کہ اے بدبخت علاء الدین یہہ کیا کیا۔ اختیار الدین نے پیچہے سے اس جلیل القدر سلطان کو زمین پر گرا کر سر کو تن سے جدا کیا۔ سلطان روزہ سے تہا۔ اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری تہا۔ یہ حادثہ افطار کے وقت ۱۷ رمضان ۶۹۵ ہجری ۹ جولائی ۱۲۹۵ع کو واقع ہوا۔ بعد ازان پادشاہ کے ہمراہ جو کشتی مین سوار تھے قتل کئے گئے۔ لیکن ان نمکحرامون کا انجام بہی اچہا نہ ہوا۔ چنانچہ محمود بن سالم جذام مین مبتلا ہوا۔ اور اختیار الدین دیوانہ ہو گیا۔ غرض جس قدر لوگ کہ سلطان کے شہید کرنے مین شریک تھے۔ وہ تین چار برس کے عرصہ مین فنا ہو گئے۔ خود علاء الدین کا خاندان بہی تباہ ہوا۔ اوسی کے پروردون نے اوس کے بیٹون کو اندہا اور اوس کی لڑکیون کو ہندؤن کے حوالہ کیا۔ بہرحال سید مولا کے قتل نے جلال الدین کی وہ گت بنائی۔ اور جلال الدین کے قتل نے علاء الدین پر یہ آفت ڈہائی۔

سلطان جلال الدین کے شہید ہونے کی خبر جب ملک احمد چپ کو پہونچی تو وہ لشکر لیکر دہلی واپس آیا۔ اور سلطان کے چہوٹے بیٹے قدر خان کو رکن الدین ابراہیم شاہ کا خطاب دیکر تخت پر بٹہایا۔ جب یہہ

کیفیت سلطان کے بڑے بیٹے ارکلی خان کو معلوم ہوئی تو وہ بہت مغموم ہوا۔ اور ملتان ہی مین رہا۔

سلطان علاء الدین الملقب بہ سکندر ثانی

۲۲ ، ذی حجہ ۶۹۵ھ م ۱۲۹۵ء مین سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے بھائی الماس بیگ کو الغ خان اپنے سالے سنجر کو الپ خان۔ اور ملک نصرت جلیسری کو نصرت خان۔ اور ملک ہژبر الدین کو ظفر خان کے خطابات عطا کیا۔ اور تمام دوستون کو بڑے بڑے عہدے دیکر امیر کر دیا۔ اس کے بعد عین برسات مین دہلی کو روانہ ہوا۔ ہر منزل پر جہان اُترتا۔ پانچ من سونے کے ستارے منجنیق مین رکھکر اوڑاتا۔ جس سے تمام قصبات و دیہات مین شہرت ہو گئی۔ کہ علاء الدین سونے کا مینھ برساتا ہے۔ اور بجیاب لوٹ کر کہتا ہے۔ چنانچہ جب وہ بدایون مین پہونچا تو ۵۶ ہزار سوار ۶۰ ہزار پیادے جمع ہو گئے۔ برن کے مقام پر امراء جلالی بھی ایک ایک کرکے آملے۔ جنکو علاء الدین نے بیس بیس تیس تیس پچاس پچاس من سونا دیکر خوش کیا۔ اور تمام لشکر مین ہر ایک سپاہی کو تین تین سو ٹنکہ انعام دیا گیا۔ جب ملکہ جہان کو علاء الدین کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوس نے ارکلی خان کو لکھا۔ کہ سب امراء و ملوک علاء الدین سے ملگئے ہین۔ تیرا چھوٹا بھائی کمسن و ناتجربہ کار ہے۔ مین عورت ناقص العقل ہون۔ اور مین نے تیرے ہوتے ہوے جو اوس کو تخت پر بٹھایا۔ خطا کی۔ اب "ظاہر مادر بگیر ملک پدر بگیر بر عمل کر"۔ مگر ارکلی خان نے جواب دیا۔ کہ اب میرے سے کچھ نہین ہو سکتا۔ جب ملکہ جہان کو بڑے بیٹے کیطرف سے یہ جواب صاف ملا تو رکن الدین رات ہی کو کچھ روپیہ خزانہ سے لیکر معہ اپنی مان اور اہل حرم کے ملتان روانہ ہوا۔ اور ملک احمد چپ وغیرہ بھی چلتے بنے۔ صبح کو علاء الدین بلا کسی کشت و خون کے ۶۹۶ھ مین تخت دہلی پر رونق افروز ہوا۔ اور کوشک لال کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ دوسرے روز لشکر کو چھ ماہ کی تنخواہ انعام دی۔ اس کے بعد الغ خان و ظفر خان کو چالیس ہزار سوار دیکر ملتان بھیجا۔ دو مہینے تک ملتان کا محاصرہ رہا۔ آخر ارکلی خان و

قدرخان شیخ رکن الدین کے ذریعہ عہد وپیمان کرکے الغ خان کی ملاقات کو گئے۔ اور الغ خان اون کو لیکر
دہلی روانہ ہوا۔ اثنا راہ مین ملک نصرت خان نے الغوخان اور ملک احمد حبپ کی آنکھون مین میل
پھرائی۔ سارا مال چھین لیا۔ اور بیوی بچون کو جدا کرکے مظلوم شاہزادون کو قلعہ ہانسی مین قید کیا۔
ارکلیخان کے دو بیٹون کو مارڈالا۔ ملک احمد حبپ اور ملکہ جہان کو دہلی مین نظربند کیا۔ اسی سال
دواخان حاکم ماورالنہر نے ایک لاکہہ مغل سے ہندوستان پر حملہ کیا۔ الغ خان اور ظفرخان نے جالندہر
مین مقابلہ کرکے شکست دی۔ بارہ ہزار مغل مارے گئے۔ اس فتح کے بعد سلطان علاء الدین نے الغ خان
کے اتفاق سے اون نمکحرام امراء کو جو اولاد جلالی سے بیوفائی کرکے علاء الدین سے ملے تہے۔ گرفتار کرکے
قتل وقید کیا۔ اور اون کا مال تقریباً ایک کروڑ روپیہ کا خزانہ مین داخل ہوا۔
۶۹۷ھ مین الغ خان اور ملک نصرت نے گجرات پر چڑہائی کی۔ اور اوس کو تاخت وتاراج کرکے فتح کیا۔
گجرات کا راجہ کرن رائے بہاگ کر رام دیو والی دیوگڈہ کے پاس چلا گیا۔ اُس کی رانیان اور لڑکیان
خزانہ ہاتہی وغیرہ امراء شاہی کے ہاتہہ آئے۔ ان مین سب سے حسین کنولادیئی (کولادیبی) تہی۔ اسکے
بعد سلمانون نے سومنات کے مندر کو اکہیڑ کر دہلی بہیجدیا۔ پہر ملک نصرت کہمبات گیا۔ وہان سے بہی
بہت کچہہ غنیمت حاصل کی۔ وہان سے واپس ہوکر جب جالور پہونچا تو خمس غنائم پر جہگڑا ہوا۔ نومسلم
مغل سردار بگڑ بیٹھے۔ اور ملک نصرت کے بہائی اعزالدین کو مارڈالا۔ الغ خان کا بہانجا بہی قتل ہوا۔ آخر
ملک نصرت نے اونکو متفرق کیا۔ اور فتح ونصرت کے ساتہہ دہلی آیا۔ سلطان نے کنولادیبی کو مسلمان
کرکے عقد کیا۔ اور ظفرخان نے قلعہ سیستان کو فتح کرکے ستر وسو مغل قید کرکے دلی بہیجا۔ اس فتح سے
ظفرخان کا نام ہندوستان مین سکندر ثانی ہوگیا جس سے علاء الدین کو بہی حسد ہوا۔ اور اوس کے
خرابی کی فکر مین لگا۔ اس اثنا مین قتلق خان خواجہ پسر دواخان دو لاکہہ سوار سے ہندوستان آیا۔
سلطان علاء الدین نے علاء الملک کو تمام خزانہ وغیرہ سپرد کرکے کیلی کے مقام پر مغلون کا مقابلہ کیا۔ اس

موقع پر ظفر خان (جو فوج میمنہ کا سردار تہا) اٹہارہ کوس تک مغلون کو قتل کرتا ہوا چلا گیا۔ اور الغ خان (جو فوج میسرہ کا سردار تہا) اوسکی کمک کو نہ جانے سے ایک مغل سردار طرغی خان نے ظفر خان کو گہیر کر قتل کر ڈالا۔ آخر مغل اپنی ولایت کو چلے گئے۔ اور سلطان کو مغلونکی شکست اور ظفر خان کے قتل سے دوہری فتح ہوئی۔ جب مصالح ملکی علاء الدین کے حسب مراد بر آئے۔ اور خزانے روز بروز معمور ہوے تو نشہ کی حالت مین اوس نے ارکان دولت سے یہ کہنے لگا۔ کہ اب مجہے دو مہمین درپیش ہین۔ ایک تو حضرت رسول اللہ صلعم نے چار یارون کی اعانت سے جو شریعت پیدا کی تہی۔ مین بہی الغ خان ظفر خان نصرت خان۔ الپ خان کی امداد سے کوئی نیا مذہب نکالون۔ دوسرا اکسی معتمد کو دہلی سپرد کر کے خود سکندر رومی کیطرح اقلیم کشائی کرون۔ سلطان کی اس رائے کو سب نے پسند کیا۔ اور خوب حاشیے چڑہائے۔ مگر علاء الملک کوتوال دہلی نے ایسی نصیحت کی کہ پہر سلطان ایسے بیہودہ خیالات کو بالکل چہوڑ دیا۔

۶۹۹ھ مین سلطان نے الغ خان کو قلعہ رنتہنبور بہیجا۔ پہر ان دونون نے قلعہ جہاین کو لیا۔ پہر رنتہنبور کا محاصرہ کیا۔ وہان کے راجہ ہمیر دیو نے ایسا سخت حملہ کیا۔ کہ نصرت خان مارا گیا۔ اور الغ خان کو محاصرہ چہوڑ کر جہاین آنا پڑا۔ جب یہ خبر سلطان کو پہونچی تو غصہ مین لشکر کثیر لیکر خود نکلا۔ اور تلپت مین مقام کیا۔ یہان ایک روز گہوڑے پر سوار ہو کر شکار کو نکلا۔ اتفاقاً رات ہو گئی۔ لشکر مین نہ آسکا۔ اور وہین شب باش ہوا۔ صبح کو ایک ٹیلہ پر بیٹہا ہوا قمرغہ کا شکار دیکہہ رہا تہا۔ کہ سلطان کا بہتیجا سلیمان المخاطب اکت خان (جو وکیل در تہا) نے چچا کے مارنے کے لئے سو نومسلم مغل سوار کے ساتہہ شیر شیر کہکر تیر برسانا شروع کیا۔ غلامون نے سینہ سپر ہو کر سلطان کو پشت پر لے لیا۔ اور اکثر آدمیون نے سلطان پر سپرین ڈالدین۔ اب سلیمان گہوڑے سے اوترکر بادشاہ کا سر قلم کرنا چاہا۔ غلامون نے واویلا مچایا۔ کہ بادشاہ مارا گیا۔ اس احمق نے اوسکو سچ جانا۔ اور خوشی خوشی بارگاہ مین آکر تخت پر جلوس کیا۔ اور لوگون سے کہا کہ مین نے سلطان کو مار ڈالا ہے۔ لشکر مین مبارک سلامت ہونے لگی۔ جب یہ احمق حرم سرا مین

جاناچاہا تو ملک دینار نے مقابلہ کیا۔ اور کہا کہ جبتک پادشاہ کا سر نہ بتلاؤ گے۔ حرم سرا مین جانے نہ دونگا
وہان علاءالدین جو تیرون کے زخمون سے بیہوش پڑا تہا۔ ہوش مین آیا۔ اور زخمون کو باندہکر لشکرگاہ
کو چلا۔ سلطان جب لشکر مین پہونچا تو اکت خان افغان پور بہاگ گیا۔ مگر سلطان کے حکم سے گرفتار ہوکر
قتل ہوا۔ بادشاہ نے اوس کے بہائی قتلغ خان کو بہی معہ ہمراہیون کے مار ڈالا۔ اسکے بعد رنتہنبور پہونچکر قلعہ کا
محاصرہ کیا۔ اس اثنا مین خبر آئی۔ کہ سلطان کے بہانجے امیر عمر اور منگو خان (جو حاکم اودہ و بداؤن تہے)
نے بغاوت کی ہے۔ سلطان نے اس بغاوت کو اہم نہ جانا۔ اور دہلی کے امراء کو اون کی سرکوبی کے لئے
لکہا۔ چنانچہ وہ دونون گرفتار ہوکر قتل کئے گئے۔ انہین ایام مین ملک عزالدین کوتوال قدیم کا غلام زادہ
حاجی مولا شہر کے اوباشون کو جمع کرکے بایزید کوتوال کو مار ڈالا۔ کوشک لال اور شہر پر قبضہ کیا۔ قیدیونکو
چہوڑ دیا۔ اور خزانہ و سلح خانہ قیدیون مین تقسیم کرکے اونکو ساتہ لیا۔ اور شہزادہ علوی کو (جو سلطان
التمش کی اولاد مین تہا) تخت پر بٹہا دیا۔ زبردستی لوگون سے بیعت کرائی۔ لیکن ایک ہفتہ کے اندر
ملک حمیدالدین نے امروہہ و بداؤن سے آکر حاجی مولا اور علوی کو قتل کیا۔ اودہر سلطان ایکسال
کے بعد سنہ ۷۰۰ھم سنہ ۱۳۰۱ء مین قلعہ رنتہنبور کو فتح کیا۔ اور الغ خان کو وہان چہوڑکر دلی آیا۔ مگر پانچ چہہ ماہ کے
بعد الغ خان بیمار ہوکر دہلی آرہا تہا۔ کہ راستہ مین وفات پائی۔ سلطان نے اپنے مشیرونکو جمع کرکے کہا
کہ اس سال متواتر چار بغاوتین ہوچکی ہین۔ کوئی ایسی تدبیر نکالی جائے۔ کہ آیندہ بغاوت و سازش
ہونے پائے۔ چنانچہ مشیرون نے بغاوت کے انسداد کی تدبیرین نکالین۔ سلطان نے رعایا کیلئے
قوانین و ضوابط مقرر کئے۔ اور خود شراب خواری سے توبہ کی۔ عیش خانون کو طلاق دیدیا۔ اور
تمام مایحتاج اشیاء اور غلہ کی ارزانی کا معقول بندوبست کیا۔ الغرض اس انتظام و اہتمام سے بغاوتونکا
سدباب ہوا۔ اور رعایا رفاغ البال ہوئی۔ اس اثنا مین مغلون کے دو سردار ترتاک و علی بیگ نے
۴۰ ہزار سوار سے امروہہ پر چڑہائی کی۔ سلطان نے ملک تغلق کو امروہہ بہیجا۔ لشکر اسلام نے فتح پائی۔

اکثر مغل اسیر ہوے۔ اور علی بیگ و ترتاک کو ایک ہندو نے زندہ گرفتار کیا۔ سلطان نے کل مغلونکو معہ اون کے سردارون کے قتل کرڈالا۔ پہر علی بیگ و ترتاک کے انتقام کے لئے دو افغان کا امیر بزرگ کنک بہت سا لشکر لیکر سوالک آیا۔ ادہر سے ملک تغلق نے مقابلہ کیا۔ اور ہزیمت دی۔ کنک بہی گرفتار ہوگیا۔ سلطان نے کوشک ہزارستون کے سامنے تمام مغلون کو ہاتہیون کے پاؤن کے نیچے کچلوا دیا۔ اور بدایون دروازے کے برج مین بجائے پتہرون کے مغلون کے سر لگوائے۔ اسکے بعد اقبال مند مغل نے لشکر گران لیکر ہندوستان پر چڑہائی کی۔ اور غازی ملک تغلق نے مقابلہ کرکے اکثر کو قتل اور باقی کو اسیر کیا۔ جو ہاتہیون کے نیچے کچلوائے گئے۔ بہر حال کوئی مغل زندہ نہ بچا۔ پہر تو مغلون کے دل مین ایسا رعب چھایا۔ کہ ہندوستان کا نام خواب مین بہی نہ لیا۔ سلطان تغلق شاہ (جو اوس زمانہ مین غازی ملک کہلاتا تہا) حاکم دیپالپور و لاہور کا خراسان و ہندوستان مین بڑا شہرہ ہوا۔ چنانچہ ملک قطب الدین کے عہد تک اوس نے مغلونکو ادہر رخ بہی کرنے نہ دیا۔

سنہ ۷۰۳ مین سلطان نے چتور گڈہ کا محاصرہ کرکے چہ مہینے کے بعد فتح کیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے خضر خان کو دیکر خضر آباد نام رکہا۔ وہان کا راجہ تو قید ہوگیا۔ مگر اہل و عیال کو صحرا نوردی نصیب ہوئی۔ اس اثنا مین کسی نے سلطان سے کہا۔ کہ راجہ کی رانی پدمنی نام نہایت خوبصورت ہے۔ اس کے سنتے ہی سلطان پدمنی کا مشتاق ہوگیا۔ اور راجہ کو اوس کے طلب کرنے پر مجبور کیا۔ آخر راجہ نے اپنے عیال کو طلب کیا۔ چونکہ راجہ کی بیٹی بہت عقلمند تہی۔ اوس نے اپنے قدیم ملازمون کو بلاکر نشیب و فراز جتلائی۔ اور سات ڈولیون مین ملازمون کو مسلح بٹہاکر روانہ ہوئی۔ اور مشہور کیا کہ یہ تمام ڈولیان رانی پدمنی کے سہیلیون کی ہین۔ غرض یہ ڈولیان رات کے وقت دلی مین داخل ہوئین۔ وہان عورتون کے خیال سے پہرہ کا سخت بندوبست کیا گیا تہا۔ جس سے باہر کے لوگون پر یہ بہید بالکل نہ کہلا۔ جب ان راجپوتون نے راجہ کو رہائی دیکر گہوڑے پر سوار کیا۔ بعد

باہر نکلے تو عام طور پر کہل بلی مچ گئی۔ طرفین سے خوب مقابلہ ہوا۔ بہت سے راجپوت مارے گئے
مگر راجہ تلوہ نکل گیا۔ سلطان کو تو پدمنی کی لو لگی ہوئی تہی۔ اوسیوقت قلعہ چتور پہونچا۔ اور راجہ سے
پہر قلعہ لے لیا۔ لیکن مطلب بر نہ آیا۔ کیونکہ اس ہنگامہ محشر خیز مین پدمنی عصمت کی حفاظت کے لئے چتا
بنوا کر معہ خاندان کے جلکر بہسم ہوگئی۔ جب سلطان قلعہ لیکر پدمنی کے محل پر پہونچا تو ایک راکہہ کے ڈہیر کے
اطراف چند عورتون کو روتے دیکہا۔ جنہون نے سلطان کو دیکہکر ایک مٹہی راکہہ اوڑائی۔ اور کہا۔ کہ یہ
پدمنی ہے۔ سلطان کو اس واقعہ سے سخت ملال ہوا۔ اور بے نیل ومرام دار الخلافہ کو واپس آیا۔ انہین
ایام مین معلوم ہوا۔ کہ رام دیو والی دیوگڈہ نے تین سال سے خراج نہین بہیجا ہے۔ سلطان نے ملک کافور کو
دکن روانہ کیا۔ اور الغ خان حاکم گجرات اور عین الملک ملتانی حاکم مالوہ کو بہی لکہہ بہیجا۔ کہ اس مہم مین ملک کافور
کی امداد کرین۔ جب ملک کافور دیوگڈہ پہونچا۔ تو رام دیو اپنے بیٹے سنکل دیو کو قلعہ مین چہوڑ کر بہت سے
تحفہ وتحائف کے ساتہہ ملک کافور کے پاس آیا۔ اور پچہلے تقصیرات کی معافی چاہی۔ اور بہت سا
نذرانہ لیکر دہلی آیا۔ بادشاہ نے ایک لاکہہ تنکہ وچتر اور رائے رایان کا خطاب دیکر رخصت کیا۔
یہ واقعہ بہی یہان درج کرنے کے لائق ہے۔ کہ جب کملا دیوی کو معلوم ہوا کہ ملک کافور دیوگڈہ گیا ہے تو
اوس نے سلطان سے عرض کی۔ کہ جب مین راجہ کرن کے گہر مین تہی تو پروردگار عالم نے مجھے دو لڑکیان
عطا کی تہین تو اوسی زمانہ مین مرگئی۔ مگر چہوٹی دیول دیبی موجود ہے۔ اگر کسیطرح وہ آجائے تو میری تمنا
بر آئے۔ سلطان نے ملک کافور کے نام فرمان لکہا۔ کہ راجہ کرن۔ دکن کے نواح مین رہتا ہے۔ اوس
سے جسطرح بنے۔ دیول دیبی حاصل کرکے یہان بہیجدیجائے۔ چنانچہ ملک کافور نے راجہ کرن سے دیول دیبی
کو لیکر بحفاظت تمام دہلی روانہ کیا۔ اوس وقت دیول دیبی کی عمر آٹہہ سال کی تہی۔ جب وہ یہان آئی تو
مان بہت خوش ہوئی۔ اور سلطان کا بڑا بیٹا خضر خان اسکا عاشق زار ہوگیا۔ مگر خضر خان کی مان نے یہ
خبر سنکر فوراً اپنے بہائی الپ خان کی بیٹی سے خضر خان کی شادی کردی۔ جس سے خضر خان کو بہت رنج ہوا۔

آخر چند روز کے بعد حضرت سلطان نظام الدین اولیاؒ کی توجہ سے خضر خان کی شادی دیول دیبی سے بہی ہو گئی۔ کہتے ہین کہ اس نیکبخت بی بی نے ہر ایک مصیبت مین اپنے خاوند خضر خان کا ساتہہ دیا بلکہ جب خضر خان گوالیار مین قتل ہوا تو دیول دیبی کے دونون ہاتہہ اپنے خاوند کے گلے مین پڑے ہوے زخمی ہوے اور وہین قتل ہو کر خاوند کے ساتہہ دفن ہوئی۔ اس واقعہ کے تفصیلی حالات آیندہ حسب موقع بیان کئے جائینگے۔ بعض مورخین کا قول ہے۔ کہ دیول دیبی خضر خان کے قتل کے بعد زندہ رہی۔ اور اوس کی دو شادیان ہوئین۔ ایک تو خاوند کے قاتل سے۔ دوسری سلطنت کے غاصب خسرو خان سے۔ الغرض جب ملک کافور دکن مین تہا تو سلطان نے راجہ ستل دیو سے قلعہ سیوانہ لیا۔ اور قلعہ جالور کانیر دیو سے فتح کیا۔ یہان ایک نادر واقعہ قابل ذکر ہے۔ کہ جب قلعہ جالور فتح ہوا تو کانیر دیو سلطان کی خدمت مین رہنے لگا۔ ایک دن سلطان نے کہا۔ کہ ہندوستان مین کوئی ایسا زمیندار نہین ہے جو میرے لشکر کا مقابلہ کرے۔ کانیر دیو نے جہالت سے کہا۔ کہ مین سلطان سے مقابلہ کر کے کامیاب ہون تو گردن مار یجائے۔ بادشاہ چین بجبین ہو کر خاموش رہا۔ جب کانیر دیو اپنے ملک کو چلا گیا تو دو چار ماہ کے بعد سلطان نے اپنی لونڈی گل بہشت کو لشکر دیکر قلعہ جالور بہیجا۔ گل بہشت نے مردانہ مقابلہ کیا۔ جس سے قریب تہا کہ قلعہ فتح ہو جاوے۔ مگر دفعتًا گل بہشت بیمار ہو کر مر گئی۔ اوس کا بیٹا شاہین لڑنیکو نکلا۔ کانیر دیو نے دہوکا دیکر شاہین کو مار ڈالا۔ جب سلطان کو یہ خبر پہونچی تو سید کمال الدین کو روانہ کیا جس نے قلعہ فتح کر کے راجہ کو معہ متعلقین قتل کیا۔ سنہ ۷۰۹ھ مطابق ۱۳۰۹ء مین سلطان نے ملک کافور کو پہر دکن روانہ کیا۔ چنانچہ ملک کافور شمالی تلنگانہ مین اندر کوتاخت وتاراج کر کے قلعہ ورنگل کو بہی کئی مہینہ کے محاصرہ مین فتح کیا۔ اور راجہ کو معہ عیال واطفال اسیر کر کے دہلی واپس آیا۔

اسوقت کابل اور سندہ سے لیکر بنگالا اور گجرات کا سارا ملک فتح ہو گیا تہا۔ اور دکن مین بہی فتوحات کاملہ حاصل ہوئی تہین۔ اب سلطان کا ارادہ ہوا۔ کہ ساحل سمندر کے ملکون کو فتح کرے۔ چنانچہ سنہ ۷۱۰ھ مطابق ۱۳۱۰ء مین ملک کافور

پا یہ حاجی کو کرناٹک بہیجا۔ کرناٹک کے راجہ بلال دیو نے خوب مقابلہ کیا۔ مگر اہل اسلام نے فتح پائی۔ راجہ کو قید کیا۔ بتخانون کو توڑا۔ سیت بند رامیشور مین ایک مسجد[1] بنائی۔ بہت سے خزانے اور دفینے ہاتہہ لگے ان سب کو لیکر ۷۱۱ھ مین ملک کافور دہلی آیا اور ۳۱۲ ہاتہی۔ ۲۰ ہزار گہوڑے ۹۶ من سونا اور موتیون کے صندوق بہت سے کو شک ہزار سون کے سلطان کو نذر گزرانا۔ سلطان اس فتح کی خوشی مین ہر ایک امیر کو ۵ من سونا اور مشایخ و مستحقین کو ڈیڑہ من سونا یا اس سے کم علی قدر مراتب عطا کیا۔ اسکے بعد سلطان نے نومسلم مغلون کو یکقلم موقوف کر دیا۔ مغل بیچارے فاقہ کشی سے تنگ آکر سیر گاہ مین سلطان کے مارنے کا ارادہ کئے۔ مگر سلطان کو اسکی خبر ہوگئی اور سلطان نے ایسا فرعونی حکم دیا کہ ایک روز مین ۲۰ یا ۳۰ ہزار نومسلم مغل قتل ہوے۔ اور اون کے زن و فرزند لونڈی غلام بنائے گئے۔ اسکے بعد خبر ملی کہ دیوگڈہ کا راجہ رام دیو مر گیا۔ اور اوس کا بیٹا جانشین ہوا تو خراج بہیجنا موقوف کر دیا۔ چنانچہ ۷۱۲ھ م ۱۳۱۲ء مین ملک کافور دیوگڈہ جا کر راجہ کو قتل کیا۔ اور تمام مہاراشٹر اور کرناٹک پر چڑہائی کر کے خراج وصول کیا۔ اس اثنا مین سلطان بیمار ہو گیا۔ اور ملک کافور کو دکن سے اور الغ خان کو گجرات سے طلب کیا۔ اس عرصہ مین خضر خان کی والدہ نے الغ خان کی بیٹی سے شادی خان کی شادی کرنے کی اجازت چاہی۔ ملک کافور کو موقع ہاتہہ آیا۔ اور سلطان سے خضر خان اور الغ خان وغیرہ کی خوب دل کہول کر شکایت کی۔ اور یہ بہی کہا کہ وہ لوگ حضرت کے تمام کرنے کی فکر مین لگے ہوے ہین۔ چونکہ سلطان کا مزاج اول ہی سے متلون تہا۔ جب یہ گفتگو ملک کافور کی سنی تو فوراً خضر خان اور شادی خان کو قید کر کے قلعہ گوالیار بہیجدیا۔ اور خضر خان کی ماں کو دلی مین قید کیا۔ الغ خان بیچارہ بے گناہ قتل ہوا۔ یہان تو یہ حالات گذر رہے تہے۔ وہان ملک مین غدر مچا ہوا تہا۔ رانا ہمیر نے چتور گڈہ پر قبضہ کیا۔ اور رام دیو کے داماد ہر پال دیو نے دکن مین فساد کہڑا کیا۔

[1] فرشتہ لکہتا ہے کہ یہ مسجد میرے زمانہ تک موجود اور مسجد علائی کے نام سے موسوم تہی۔ ۱۲ مولف۔

جب ان بدنظمیون کی خبر سلطان کو ہوئی تو بہت صدمہ ہوا۔ بس بیماری نے طول کھینچا۔ آخر ۶ شوال ۷۱۵ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۳۱۶ء کو وفات پائی۔ بعض کہتے ہین کہ ملک کافور نے زہر دیکر مارا۔ مدت سلطنت ۲۰ سال ہے۔
اس بادشاہ کے عہد مین دس باتین عجیب و غریب تھین۔ کہ کسی اور بادشاہ کے عہد مین نہین ہین۔ اوّل غلّہ اور کپڑے اور اشیاء ضروری کی ارزانی۔ دوم ہمیشہ لڑائیون مین فتحیاب ہونا۔ سوم مغلون کا استیصال چہارم تھوڑے خرچ مین بہت لشکر کا رہنا۔ پنجم سرکش و متمرد کا سزا پانا اور مطیع رہنا۔ ششم رستون کا امن۔ ہفتم بازاری آدمیون کا سچ بولنا۔ ہشتم ہزارون مساجد و قلعے و حوضون کا بننا۔ چنانچہ ستر ہزار معمار و کاریگر ہر وقت موجود رہتے تھے۔ نہم مسلمانون کا پابند شرع رہنا۔ دہم ہر فن کے عالم باکمال اور اولیائے کبار کی فراوانی۔ حالانکہ سلطان بے علم و بیدین تھا۔ اور مذہب و شریعت کو نعوذ باللہ ایک ڈھکوسلا اور مکاری جانتا تھا۔

سلطان شہاب الدین عمر بن سلطان علاء الدین

۷ شوال ۷۱۶ھ کو ملک کافور نے سلطان شہاب الدین عمر کو تخت نشین کیا۔ اور سلطان کا ایک نوشتہ ارکان سلطنت کو یہ تبلایا۔ کہ بادشاہ نے خضرخان کو ولیعہدی سے معزول کرکے شہاب الدین کو ولیعہد کیا ہے۔ چنانچہ ملک کافور اس پانچ چھ برس کے لڑکے کو سامنے کرکے آپ خود حکومت کرنے لگا۔ اور ملک اختیار الدین سپہل کو گوالیار بھیجکر بادشاہ کے دونو بیٹے خضرخان و شادیخان کو اندھا کیا۔ اور باوجود خوجہ ہونیکے سلطان شہاب الدین کی ماں سے نکاح کرلیا۔ اس کے بعد سلطان کے تیسرے بیٹے مبارک خان کے قتل کی کوشش کیگئی۔ مگر مشیت ایزدی مین کسکو چارہ ہے۔ جو پایک مبارک خان کے قتل کے لئے مقرر ہوے تھے۔ اونہین مین سے مبشر و بشیر نے ملک کافور کا خاتمہ کردیا۔ چنانچہ سلطان کے انتقال کو ۳۵ روز گذرے تھے۔ کہ نہ وہ ملک کافور رہا۔ اور نہ اوس کا کوئی مصاحب قتل سے بچا۔ بعدازان مبارک خان کو قید سے نکال کر سلطان شہاب الدین کا نائب بنایا۔ دو مہینے بھی پورے نہوے تھے

مبارک خان نے شہاب الدین کی آنکھون مین سلائی پہرواکر قلعۂ گوالیار مین قید کرو یا۔ اور خود سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ سلطان شہاب الدین نے تین ماہ کئی روز سلطنت کی۔

سلطان قطب الدین مبارک شاہ بن سلطان علاء الدین

۷ محرم ۷۱۷ھ م ۲۲ مارچ ۱۳۱۷ء کو قطب الدین تخت نشین ہوا۔ پہلے بشیر و بشیر نمکحرامون کو قتل کیا۔ اور باقی پائکون کو بھی اقطاع دورودراز پر پہینکدیا۔ اور ایک نوعمر پرواری حسن نامی نومسلم (جسکو ملک شادی نے پالا تہا) کو خسرو خان کا خطاب اور منصب وزارت عطا کیا۔ اور اپنا منظور نظر بنایا۔ قیدخانون سے سترہ ہزار قیدیون کو رہائی دی۔ جلا وطنون کو وطن آنے کی اجازت ہوئی۔ سپاہ کو چہہ ماہ کی تنخواہ انعام مین ملی۔ ۷۱۹ھ م ۱۳۱۹ء مین سلطان نے دیوگڈہ پر چڑہائی کی۔ اور دلی مین ایک نوعمر غلام بچہ شاہین نام کو وفا الملک کا خطاب دیکر اپنا نائب مقرر کیا۔ دیوگڈہ کا راجہ ہرپال دیو زندہ گرفتار ہوا۔ سلطان نے اوس کی کہال کہچوائی۔ اور ملک یک لکہی کو دیوگڈہ کی حکومت عطا کرکے دلی واپس آیا۔ اس اثنا مین سلطان علاء الدین کے چچازاد بہائی ملک اسدالدین نے تخت لینے کی فکر کی۔ راز افشا ہوا۔ سلطان نے ملک اسدالدین کو معہ اوس کے عیال و اطفال کے قتل کرڈالا۔ اس کے بعد ملک شاہ کو گوالیار بہیجکر سلطان علاء الدین کے چارون بیٹے شہاب الدین۔ ابوبکر۔ شادی خان۔ خضر خان کو قتل کرایا۔ دیول رانی بہی اپنے عاشق خضر خان کے ساتہہ قتل ہوگئی۔ پہر سلطان نے ملک دینار کو ظفر خان کا خطاب دیکر گجرات کا حاکم بنایا اور اوس کی بیٹی سے نکاح کیا۔ مگر چند ہی روز کے بعد ظفر خان کو بہی مرواڈالا۔ اور گجرات کی حکومت خسرو خان کے ماموں یا بہائی حسام الدین کو دی۔ خسرو خان کو تلنگانہ کی مہم پر بہیجا۔ خسرو نے وہان پہونچکر اوس نواح کے راجاؤنکو خوب لوٹا۔ چنانچہ میتہلی کے راجہ سے ۲۰ ہاتہی اور ایک ہیرا جسکا

الماس (جسکا وزن ۱۰ درم تھا) لیا۔ وہان سے ملیبار ہوتا ہوا دہلی آیا۔

چونکہ خسرو خان سلطان کا منظور نظر تھا۔ اس لئے تمام سلطنتی کامون مین دخیل ہو گیا۔ اور اس قدر قدرت حاصل کی کہ ہزارون امراء دہلی کو قتل کرایا۔ بہت سے خاندانون کو تباہ و تاراج کیا۔ آخر سلطنت پر دانت لگایا۔ اور اپنے بھائی بند ہندو سپاہیون کو محل شاہی کی حفاظت تفویض کی۔ گو خسرو خان مسلمان ہو گیا تھا مگر باطن مین اپنے ہندو مذہب پر قایم تہا۔ اور ہمیشہ اپنے مذہب اور مذہب والونکی تائید کرتا۔

۵ ربیع الاول ۷۲۱ھ م ۲۴ مارچ ۱۳۲۱ء کو رات کے وقت خسرو خان کے چچا مندل نے حسب ایماء خسرو خان چند بدمعاشون کو لیکر سلطان کے قتل کرنے کے لئے محل سلطانی مین آیا۔ اولاً قاضی ضیاء الدین سے مقابلہ ہوا۔ جاہر برداری نے اون کا کام تمام کیا۔ مگر قاضی کے آدمیون نے شور مچایا۔ جس سے سلطان بیدار ہو گیا۔ اور خسرو خان جو اوس کے پہلو مین سو رہا تہا۔ کہا کہ جا کر دیکھہ کہ یہ کیا شور ہے۔ اوس نمکحرام نے کہا۔ کہ گھوڑے چھوٹ گئے ہین۔ اور اون کے پکڑنے کے لئے یہ غل ہو رہا ہے۔ اس عرصہ مین تمام بدمعاش قصر ہزار ستون پر چڑھ آئے۔ اور بادشاہ کا سامنا ہو گیا۔ سلطان نے ان بدمعاشونکو دیکھکر محلسرا کے طرف بہاگا۔ مگر خسرو بال پکڑ کر کہینچا۔ اور جاہر نے تلوار چلائی۔ سلطان گرا۔ خسرو چہاتی پر چڑہا۔ اور سر کاٹ کر نیچے پھینکدیا۔ اس کے بعد خسرو محل مین گہسا۔ اور سلطان کے کمسن بچے فرید خان و منگو خان کو اونکی ماؤن کے گود سے لیکر مار ڈالا۔ اور خاندان علاء الدین کو ملیامیٹ کر دیا۔ گویا خاندان خلجی کا مقطع نامبارک یہ مبارک تہا۔ اس نے چار برس چار مہینے سلطنت کی۔ الغرض خاندان خلجیہ مین دہلی کی سلطنت تقریباً ۳۵ برس رہی۔

ناصر الدین خسرو خان

صبح کو یہ نمکحرام تخت پر بیٹھا۔ اور ناصر الدین خسرو خان اپنا لقب رکہا۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ دیول دیوی

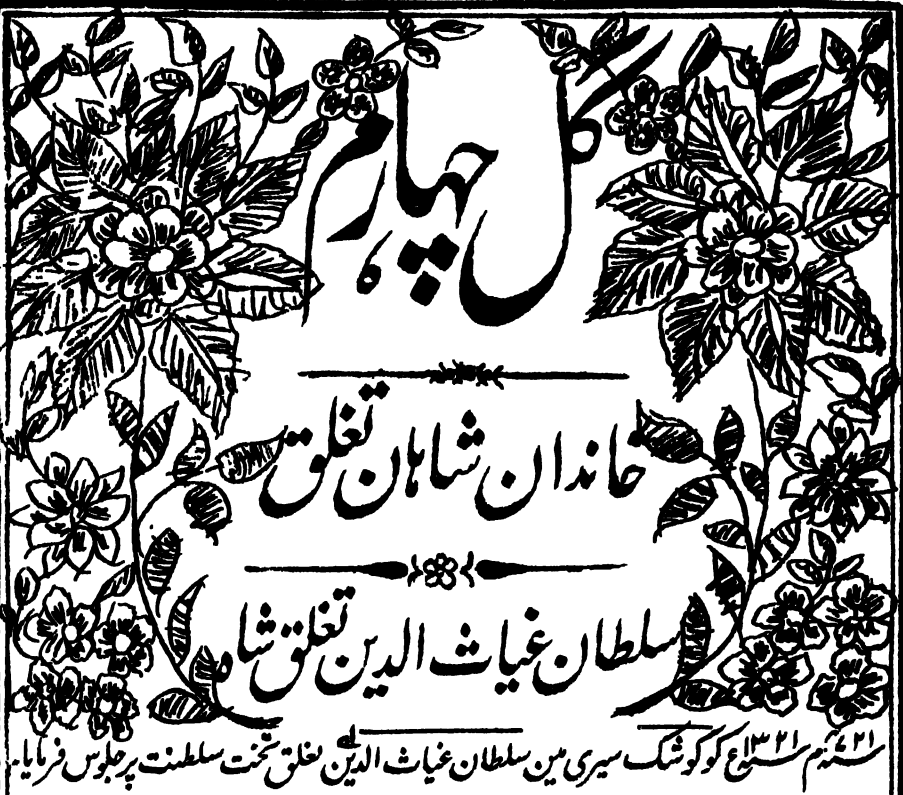
اس نے نکاح کیا۔ اور بڑے بڑے باعصمت امیرون کی بیبیون کو ہندؤن کے حوالہ کیا۔ اگرچہ بظاہر لقب اورنام مسلمانون کا تہا۔ مگر باطن مین کٹا ہندو تھا۔ مسجدون کی محرابون مین بت رکہواتا۔ اور ہندؤن سے پجواتا۔ قرآنون کو اوپر تلے رکہکر مونڈہے کرسی بنواتا۔ اور اون پر ہندؤن کو بٹہاتا۔ مورخون کی رائے ہے کہ اگر خسرو خان کوئی عالی خاندان ہوتا تو ضرور ایسا زبردست راجہ ہوتا۔ کہ مسلمانون کو پہر سلطنت کا ہاتہہ آنا مشکل ہوتا۔ مگر ذات اوس کی پرواری تہی۔ اور پروار ایسی قوم ناپاک ہندؤنکی ہے کہ اونکو شہر مین ہندو گہر تک بنانے نہین دیتے تھے۔

خسرو خان اپنے ہندو بھائی بندونکو بڑے بڑے عہدے عطا کیا۔ اور مسلمانون مین بہی بعض اعلی خدمات تقسیم کین۔ چنانچہ ملک فخرالدین جونا خان کو میرآخور مقرر کیا۔ مگر جونا خان کا باپ ملک غازی حاکم دیپال پور سلطان قطب الدین کے انتقام کی فکر مین لگا ہوا تہا۔ اور جونا خان بہی موقع کا طالب تہا۔ آخر ایک روز چند نفر ملازمون کے ہمراہ جونا خان دیپال پور چلدیا۔ خسرو خان نے بہت کچہہ تعاقب کیا۔ مگر ہاتہہ نہ آیا۔

اب ملک غازی امراء نمک حلال کو ساتہہ لیکر کمال تجمل کے ساتہہ بقول فغانی دہلی آیا۔ ۵

مسیحا یار خضر ش رہنما و ہمعنان یو نس	فغانی آفتاب من باین اعزاز می آید

اودہر خسرو خان نے خزانہ کا تمام روپیہ لشکر مین تقسیم کردیا۔ دو ڈہائی سال کی تنخواہ پیشگی دیدی۔ مگر اس فیاضی سے بہی کچہہ کام نہ نکلا۔ بلکہ اکثر امراء دہلی لڑائی سے کنارہ کش ہوے۔ جس سے خسرو خان کا دل شکستہ ہوگیا۔ لیکن پہر بہی اندرپت کے مقام پر ملک غازی سے مقابلہ کیا۔ شکست کہائی۔ اور خود بھاگ کر ملک شادی کے باغ مین چھپا۔ آدمیون نے گرفتار کرکے لایا۔ آخر ۲۳۔ رجب ۷۲۱ھ م ۲۲۔ اگسٹ ۱۳۲۱ع کو قتل کیا گیا۔ خسرو خان کی مدت سلطنت چار ماہ کئی روز ہے۔



گل چہارم

خاندان شاہان تغلق

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ

۲۱ ذی الحجہ ۷۲۱ سنہ ھ مطابق ۱۳۲۱ سنہ ع کو کوشک سیری مین سلطان غیاث الدین[1] تغلق تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔

[1] فرشتہ لکھتا ہے کہ تغلق کے نسب کے نسبت مین نے لاہور کے آدمیون سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سلطان غیاث الدین تغلق کا باپ ملک تغلق سلطان غیاث الدین بلبن کا ترکی غلام تہا۔ اوس نے یہان کسی جاٹ کی عورت سے نکاح کر لیا جس سے سلطان غیاث الدین تغلق پیدا ہوا محققین مین مشہور ہے کہ تغلق اصل مین قتلغ تہا۔ اس ترکی لفظ کو ہندیون نے مقلوب کر کے تغلق بنا لیا ہے۔ اور بعض نے تغلق کا تغلو بنایا ہے۔ ابن بطوطہ لکہتا ہے کہ ملتان کی خانقاہ مین شیخ امام الدین نے مجہسے بیان کیا۔ کہ سلطان تغلق کی قوم ان ترکون مین سے ہے۔ جنکو عرب مین قرونہ کہتے ہین۔ جو سندہ و ترکستان کے پہاڑون مین رہتی ہے۔ ابتداءً غازی ملک سندہ مین آکر ایک سوداگر کی نوکری گہوڑونکے چرانیکی کی۔ بعد ازان سلطان علاء الدین کے بہائی الغ خان حاکم سندہ کے پاس پیادون مین نوکر ہوا۔ پہر سوارون مین بہرتی ہوا۔ اور رفتہ رفتہ ترقی کر کے امیر کبیر ہو گیا۔ اس نے ملتان کی مسجد مین جائے مقصورہ پر یہ لکہوایا ہے کہ مین تاتاریون سے ۲۹ دفعہ لڑکر شکست دیا ہون۔ اسواسطے غازی ملک لقب پایا۔ ۱۲ مولف۔

اور خسرو خان کے زمانہ کی بدعنوانیون کو ایک ہفتہ مین درست کیا۔ سلطان علاء الدین کی لڑکیون کے نکاح بڑے بڑے امراء سے کر دیا۔ اور بڑے بیٹے جونا خان کو الغ خان کا خطاب و چتر عطا کر کے ولیعہد بنایا دوسرے چار بیٹون کو بہرام خان۔ ظفر خان۔ محمود خان۔ نصرت خان کے خطاب دئیے۔ اور بہرام آبیہ حاکم اچیہ (جس نے دہلی کی چڑہائی کے وقت امداد کی تہی) کو اپنا بہائی بنایا۔ اور کشلو خان کو ملتان و سندہ کی حکومت دی۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے بیٹے الغ خان کو ورنگل و تلنگانہ کی فتح کے لئے دکن روانہ کیا۔ جب یہ لشکر ورنگل پہونچا تو راجہ نے خوب مقابلہ کیا۔ مگر چند روز کے بعد محصور ہو گیا۔ قریب تہا کہ الغ خان فتحیاب ہو۔ اس اثنا مین شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر (جو الغ خان کے خاص مصاحب تھے) نے لشکر مین یہ مشہور کر دیا۔ کہ سلطان کا دلی مین انتقال ہو گیا۔ جس سے الغ خان کے ہمراہی سرداروں نے بغاوت شروع کی۔ اور الغ خان محاصرہ اوٹھا کر بڑی مشکل سے دلی آیا۔ جب سلطان کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اوس نے شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر کو زندہ در گور کیا۔ باقی دوسرے امراء (جنہون نے بغاوت کی تہی) کو خوب مزا چکھایا۔ اور چار مہینے کے بعد الغ خان کو پہر ورنگل بہیجا۔ اس دفعہ الغ خان نے قلعہ ورنگل کو فتح کیا۔ اور وہان کے راجہ لدر دیو کو مع عیال و اطفال اسیر کر کے دلی بہیجا۔ پہر جاج نگر پر چڑہائی کی۔ اوس کو بہی لے لیا۔ اور چالیس زنجیر فیل غنیمت مین ہاتہہ آئے۔ جب ان امور سے فارغ ہوا تو دلی واپس آیا۔ انہین ایام مین مغلون نے سرحد پر حملہ کیا۔ اور قرار واقعی سزا پائی۔ ۷۲۴ھ مین لکھنوتی و سنارگاؤن کی شورش کے دفع کرنے کے لئے سلطان خود روانہ ہوا۔ اور الغ خان کو دہلی مین اپنا نائب مقرر کیا۔ چنانچہ سلطان ناصر الدین بن غیاث الدین بلبن لکھنوتی کا حاکم تہا۔ جب سلطان کے آمد کی خبر سنی تو استقبال کو آیا۔ مگر سنارگاؤن کے حاکم بہادر شاہ نے سلطان کا مقابلہ کیا۔ اور شکست پائی۔ اسکے بعد سلطان نے ناصر الدین کو اطاعت کے صلہ مین چتر و دورباش اور لکھنوتی کی حکومت کے علاوہ سنارگاؤن ڈہاکہ

اور گوا کی حکومت بہی عطا کی۔

فتوح السلاطین مین لکہا ہے۔ کہ وہان سے سلطان ترہت آیا۔ اور دو تین ہفتہ مین قلعہ کو فتح کر کے راجہ کو اسیر کیا۔ اور ترہت کی حکومت احمد خان پسر تلبغہ کے تفویض کی۔ اس کے بعد دہلی کو واپس ہوا جب الغ خان نے باپ کے آمد کی خبر سنی تو افغان پور کے قریب دریا کے کنارہ تغلق آباد سے ۳ یا ۴ کوس پر ایک چوبی محل تین یا چار روز کے عرصہ مین تیار کرایا۔ جب بادشاہ آیا تو اوس روز اوسی محل مین شب باش ہوا۔ صبح کو کہانا کہانے کے بعد سب امراء اوس محل سے نکل آئے۔ صرف سلطان اور اوس کا چہوٹا بیٹا محمود معہ دو چار مقربین کے محل مین بیٹھے رہے۔ الغ خان نے گہوڑے ہاتہی پیش کئے۔ اتنے مین اوس محل کی چہت گر پڑی۔ اور سلطان معہ اپنے بیٹے و دیگر پانچ رفیقون کے اندر دب کر مرگیا یہ واقعہ ۲ ربیع الاول ۷۲۵ھ مطابق ۱۳۲۵ء کو ہوا۔ مگر اس واقعہ کے نسبت اکثر مورخون مین اختلاف ہے۔ اور ہر ایک نے اپنے اپنے خیال کے موافق رائے لگائی ہے۔ چنانچہ بعض کا خیال ہے۔ کہ یہ محل ہاتہی گہوڑون کی دوڑ کے صدمہ سے گر گیا۔ حاجی محمد قندہاری لکہتا ہے۔ کہ مکان پر بجلی گری۔ بعض کا قول ہے کہ یہ کارروائی الغ خان کے اشارے سے ہوئی۔ اور صدر جہان گجراتی کا قول ہے۔ کہ الغ خان نے ایک طلسم بنوایا تہا۔ جب اوسکو توڑا تو مکان گر پڑا۔ ابن بطوطہ بیان کرتا ہے۔ کہ حسب ایماء الغ خان احمد بن ایاس میر عمارت نے اوس کوشک کا ایک حصہ ایسا بنایا تہا۔ کہ جب ہاتہی کے پیر کی دہمک ہو تو وہ فوراً گر پڑے۔ چنانچہ اسی وجہ سے الغ خان نے اپنے عہد شاہی مین احمد بن ایاس کو خواجہ جہان کا خطاب اور وزیر اعظم کا عہدہ عطا کیا۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا سے سلطان رنجیدہ تہا۔ اور بنگالہ کی واپسی پر حضرت کے پاس کہلا بہیجا۔ کہ مین دہلی آتا ہون آپ باہر چلے جائیے۔ اس پر حضرت نے فرمایا۔ کہ "ہنوز دہلی دور است"۔ چنانچہ یہ ضرب المثل ابتک مشہور ہے۔ بہر حال سلطان نے انتقال کیا۔ مدت سلطنت چار سال کچہہ مہینے ہے۔ حضرت امیر خسروؒ نے اسی بادشاہ کے نام تغلق نامہ لکہا تہا۔

سلطان مجاہد ابوالفتح محمد شاہ تغلق

سلطان کے سوم کے روز الغ خان نے سلطان محمد شاہ کے لقب سے تخت دہلی پر قدم رکھا۔ یہ بادشاہ عجائب روزگار سے تہا۔ اوس کی ذات جامع اضداد تہی۔ بہلائیان برائیون پر پردہ ڈالتی تہین۔ اور برائیان بہلائیون کو خاک مین ملاتی تہین۔ فیاض ایسا کہ روپیہ کو ٹھیکری سمجہا۔ عالمون اور فاضلون کو لاکہون روپیہ دیا۔ اس کے ایک دن کا خرچ دوسرے بادشاہون کے سالہا سال کے خرچ کے موافق تہا۔ محتاج خانے۔ شفاخانے۔ مسافر خانے اس کے عہد مین بکثرت تعمیر ہوئے۔ صوم وصلوٰۃ کا سخت پابند تہا۔ حرام ونشہ سے سخت دور رہتا تہا۔ مگر مسلمانون کا خون جائز تھا۔ کوئی ہفتہ خالی نہ جاتا تا کہ کسی مولوی۔ مفتی۔ قاضی۔ صوفی۔ قلندر کا قتل نہ ہوتا ہو۔ اوس کے دماغ مین یہ خبط سمایا تہا۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کیطرح پیغمبری اور بادشاہی دونون کرون علاوہ برین تحریر وتقریر مین بےنظیر تہا۔ اس پر خوشنویس اور شاعر بہی تھا۔ علم معقول۔ منطق۔ الہیات طبعیات۔ ریاضیات۔ طب وغیرہ مین اعلیٰ درجہ کا بتحر حاصل تہا۔ ان اعلیٰ صفات کے ساتھ مجنون بہی ضرور تہا۔ چنانچہ اوس نے چند منصوبے ایسے سوچے تہے۔ کہ جن سے عام بغاوتین ہوئین رعایا کی تباہی وغیرہ ظہور مین آئی۔ یہان پر اون منصوبون کا ذکر مجملاً ناظرین کی معلومات کیلئے کیا جاتا ہے۔ اول تو اوس نے سکندر کیطرح ہفت اقلیم کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور رقم کے بڑہانیکے لئے تانبے کا سکہ چلانا چاہا۔ جس سے سلطنت کا اعتبار جاتا رہا۔ دوم تین لاکہہ ستر ہزار مغل کی بہرتی کرکے ایران وتوران کی تسخیر پر کمر باندہا۔ اور ایک ہی سال مین خزانہ کا دیوالہ نکل گیا۔ سوم اپنے بھانجے خسرو ملک کو ایک لاکہہ سوار دیکر چین پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جو سب کے سب سفر کے مصائب وآلام کے شکار ہو گئے۔ جو باقی واپس آئے۔ اون کو بہی اوس نے قتل کر ڈالا۔ چہارم دیوگدہ

دولت آباد کے نام سے موسوم کرکے اوس کو دارالخلافہ بنانا چاہا۔ اور دلی کے باشندون کو قطعی حکم دیدیا گیا۔ کہ وہ دلی کو بالکل خالی کرکے ویران بنادین۔ اور دولت آباد کو بسائین۔ چنانچہ اس نادری حکم کی بنا پر بہت سی رعایا تباہ و برباد ہوگئی۔ اس اثنا مین تیمور شیرین خان بن داؤدخان حاکم اوس چغتائی نے سنہ ۷۲۷ھ م سنہ ۱۳۲۶ء مین ہندوستان پر یورش کی۔ اور لمغان سے ملتان تک تباہ و تاراج کیا۔ بادشاہ نے اس بلا کو بہت سے جواہرات۔ سونا۔ چاندی۔ دیکر ٹالا۔ بہرحال بادشاہ کی جنونی طبیعت نے بہت کچھ ظلم و ستم رعایا کی جان پر ڈہائے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اکثر امرا نے بغاوت شروع کی۔ چنانچہ سب سے پہلے بہاء الدین گرشاسب حاکم ساگر نے (جو بادشاہ کا بہانجا تہا) علم بغاوت کہڑا کیا۔ سلطان نے اوس کی سرکوبی کے لئے خواجہ جہان کو بہیجا۔ بہاء الدین شکست پاکر راجہ کنبیلا کے پاس چلا گیا۔ اور خواجہ جہان تعاقب کرکے وہان ہی پہونچا۔ اور راجہ بہاء الدین کے بچانے کے لئے خواجہ جہان سے خوب لڑا۔ آخر شکست پاکر مارا گیا۔ لیکن اوس کے گیارہ بیٹے اسیر ہوے۔ جنکو بادشاہ نے مسلمان کرکے زمرۂ امرا مین داخل کیا۔ ابن بطوطہ لکہتا ہے کہ راجہ کے اون بیٹون مین سے ایک بیٹے ناصر بختیار نامی کو مین نے دیکہا ہے۔ جو سلطان کا مہردار تہا۔ اور راجہ کنبیلہ مارے جانے کے بعد بہاء الدین بلال دیو کے پاس گیا۔ لیکن اوس نے پناہ نہ دی۔ بلکہ گرفتار کرکے خواجہ جہان کے حوالہ کیا۔ اور سلطان نے اوس کی کہال کہچوا کر گہانس بہروایا۔ اور تمام شہر مین تشہیر کیا۔ اس کے بعد سلطان نے قلعہ کندہانہ (جو نواح دولت آباد مین واقع تہا) پر چڑہائی کی۔ وہان کا راجہ ناک نایک چند روز لڑتا رہا۔ پہر اطاعت کرلی۔ سلطان نے اوس کو امراء اعظم مین منسلک کیا۔

سنہ ۷۲۸ھ م سنہ ۱۳۲۷ء مین ملک بہرام ابیہ کشلو خان حاکم ملتان نے سرکشی کی۔ سلطان نے مقابلہ کرکے اوس کو ہزیمت دی۔ اور جب وہ اسیر ہوکر آیا تو قتل کرڈالا۔ انہین دنون مین ملک فخرالدین نے

لکھنوتی کے حاکم قدرخان کو قتل کرکے لکھنوتی اور چٹ گانون پر قبضہ کیا۔ اور سید حسن شاہ نے ملک تلنگانہ مین بغاوت کی۔ سلطان نے احمد ایاز کو نائب مقرر کرکے دہلی بہیجا۔ اور خود دیوگدہ سے سید حسن کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ جب سلطان ورنگل پہونچا تو لشکر مین وبا شروع ہوئی۔ بہت سے امرا مر گئے۔ اور خود سلطان بہی وبا مین مبتلا ہوا۔ ناچار ملک نائب و عماد الملک نائب وزیر کو ملک تلنگ کا کام سپرد کرکے واپس ہوا۔ موضع بیر مین سلطان کا ایک دانت گر گیا جسکو سلطان نے بڑی دہوم دہام سے دفن کیا۔ اور ایک گنبد پرتکلف بنوایا۔ جو ابتک موجود اور گنبد دندان محمد تغلق سے مشہور ہے۔ وہان سے پٹن پہونچا۔ اور شہاب سلطان کو نصرت خان خطاب دیکر ملک بیدر تفویض کیا۔ پہر دیوگدہ ہوتا ہوا دہلی آیا۔ اور جو لوگ کہ حسب الحکم سلطان دہلی سے آکر دیوگدہ مین آباد ہوگئے تہے۔ ان کو پہر دہلی جانے کا حکم دیا۔ جس مین اکثر لوگ دہلی گئے۔ اور بعض دیوگدہ ہی مین رہے۔ اس اثنا مین شاہو افغان کی بغاوت پر سلطان متوجہ ہوا۔ مگر اوس نے بہت جلد اطاعت کرلی۔ اور افغانستان کو روانہ ہوگیا۔ بعد ازان سلطان نے سنام و سامانہ کے سرکشون کی قرار واقعی تنبیہ کی۔ اور ۷۴۳ھ مین گہکرون کے سردار تلک چند کی بغاوت فرو کرنے کے لئے خواجہ جہان کو بہیجا۔

اب سلطان کے دل مین یہ خیال جما۔ کہ خلیفۂ عباسی کی اجازت لینا چاہئے۔ چنانچہ حاجی سعید کو عرضی دیکر مصر روانہ کیا۔ جب وہان سے منشور و خلعت آیا تو استقبال کرکے دہلی لایا۔ اور سکہ مین اپنے نام کی جگہہ خلیفہ کا نام تحریر کرایا۔ اور جمعہ و عیدین کے خطبون مین سے اون بادشاہون کا نام نکلوا دیا۔ کہ جنہون نے خلیفہ کے بلا اجازت سلطنت کی تہی۔ یہانتک کہ اپنے باپ کا نام بہی خطبہ مین رہنے نہ دیا۔ اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑہایا۔ بدر چاچ کے اکثر قصائد اس خلعت و منشور کے واقعات سے مملو ہین۔

اس عرصہ مین کشنانایک پسر لدرردیو نے بلال دیو راجۂ کرناٹک کو اوبہار کرسپاہ اسلام کی راہ مین ایک شہر بلال دیو کے بیٹے بیجن رائے کے نام سے بیجن نگر آباد کروایا۔ (جو بعد مین بیجاپور مشہور ہوا) اور بلال دیو کی مدد سے ورنگل کو مسلمانون کے قبضہ سے لے لیا۔ غرض تلنگانہ اور کرناٹک کے راجاون نے باہم اتفاق کرکے ۷۴۴ھ مین دوبارہ آزادی حاصل کی اور سلطان دہلی سے نکل کر قصبۂ کپہورکے پاس دریا گنگ کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ اور اوس مقام کا نام سرگ دواری (جنت کا دروازہ) رکہا جب سلطان سرگ دواری مین تہا۔ تو چار بغاوتین متواتر وقوع مین آئین۔ اول نظام پائین نے کڑہ مین بغاوت کی۔ اور سلطان علاء الدین اپنا لقب کیا۔ سر پر تاج رکہا۔ مگر عین الملک نے فوراً سرکوبی کی۔ دوم شہاب سلطان نصرت خان حاکم بیدر نے سر اوٹہایا جسکو قتلغ خان نے سیدہا کیا۔ سوم علی شاہ (جو ظفر خان کا بہانجا تہا) اپنے بہائیون کو جمع کرکے (جنہین حسن کانگوئی بہی تہا۔) گلبرگہ کے صوبہ دار کو مار ڈالا۔ اور غدر مچایا۔ اوس کی بہی تنبیہ قتلغ خان نے خوب کی۔ چہارم عین الملک نے سرکشی کی۔ جسکو سلطان نے خود مقابلہ کرکے شکست دی۔ جب عین الملک اسیر ہوکر آیا تو سلطان نے اوس کو خلعت دیا۔ اور کہا کہ "یہ ساری شرارت لوگون کی تہی۔ جس مین عین الملک کو بالکل دخل نہین ہے۔" اس کے بعد سلطان نے قتلغ خان کو مالوہ سے بلایا۔ اور اوس کی جگہ عزیز حمار کو حاکم کرکے مالوہ بہیجا۔ اس کمظرف نے چند امیر صدہ (مغل کے وہ سردار جنکے زیر حکم سو سوار ہون) کو علانیہ لعنت وملامت کرکے قتل کیا۔ جس سے تمام مغل سرکشی پر کمر باندہے۔ اور نواح گجرات مین بلوہ مچا دیا۔ سلطان خود اون کی سرکوبی کے لئے نکلا۔ اور اکثر مقامات پر اون کو شکست دی۔ لیکن اس پر بہی اون کی سرکشی کم نہ ہوئی۔ بلکہ ان امیر صدہ کے ہاتہ عزیز حمار اور پسر رکن الدین تہانیسری۔ ملک احمد لاچین وقتاً فوقتاً مارے گئے۔ امیر عالم الملک قید ہوگیا۔ اوران مغلون نے سارے ملک مرہٹہ کو اقطاع مین تقسیم کیا۔ اور اسمعیل فتح کو نصیر الدین کا

خطاب دیکر اپنا بادشاہ بنایا۔ لیکن سلطان بہی فوراً بہڑوچ سے دولت آباد آیا۔ اور مقابلہ کرکے شکست دی۔ عماد الملک کو ان باغیون کے گرفتار کرنے کے لئے گلبرگہ بہیجا۔ ابہی یہ کام ختم نہ ہوا تہا۔ کہ ملک طغی نے گجرات مین فساد برپا کیا۔ اور ملک مظفر حاکم نہروالہ کو مارڈالا۔ اس خبر کے سنتے ہی سلطان گجرات کو دوڑا۔ اور قلعۂ دیوگڈہ کے محاصرہ کو اور امیرون کے تفویض کیا۔ جب بادشاہ گجرات کو چلا تو دکہنیون نے تعاقب کرکے خزانہ اور ہاتہی چہین لیا۔ آخر سلطان بہڑوچ پہونچا۔ اور طغی کنہبات چلا گیا۔ سلطان نے ملک یوسف کو تعاقب مین روانہ کیا۔ مقابلہ کیوقت لشکر شاہی کو شکست ہوئی۔ اور ملک یوسف مارا گیا۔ جب سلطان نے یہ متوحش خبر سنی تو خود کنہبات پر چڑہائی کی۔ طغی وہان سے بہاگ کر (اساول جسکو اب احمد آباد کہتے ہین) پہونچا۔ سلطان بہی اوسکا پیچہا لیا۔ آخر طغی شکست کہا کر ٹہٹہ چلا گیا۔ سلطان گجرات و نہروالہ کے انتظام مین مصروف ہوا۔ جب یہ فساد فرو ہوا تو اور گل کہلا۔ امیران صدہ نے حسن کانگوئی کو سلطان علاء الدین کا خطاب دیکر اپنا سرگروہ بنایا۔ اور عماد الملک (جو سلطان کا داماد تھا) کو قتل کرکے دکن پر قبضہ کرلیا۔ اسمٰعیل مخ مستعفی ہوا۔ اب سلطان کو سخت تردد پیدا ہوا۔ اور دو برس گجرات مین رہکر لشکر کا انتظام کیا۔ وہان سے پہلے ٹہٹہ کو روانہ ہوا۔ بخار تو اول سے سلطان کا دامنگیر تہا۔ ایک روز مچہلی کہائی۔ بخار نے معلودت کی۔ خدا خدا کرکے ٹہٹہ پہونچا۔ آخر ۲۱ محرم ۷۵۲ھ م ۲۰ مارچ ۱۳۵۱ء کو انتقال کیا۔ مدت سلطنت ۲۷ سال ہے۔

سلطان فیروز شاہ تغلق بن سپہ سالار رجب

جب محمد تغلق کا انتقال ہوا تو مغلون نے بہت کچہہ شور و شغب مچایا۔ اور خداوندزادہ (جو محمد سلطان تغلق کی بیٹی تہی) نے امراء کے پاس یہ پیام بہیجا۔ کہ ملک داؤد (جو اوس کا

بیٹا تھا) کے ہوتے ہوے فیروزشاہ[له] کو تخت نشینی کا حق نہین ہے۔ مگر امراء کو تو فیروزشاہ کی پادشاہی منظور تھی۔ اس لئے کسیکی ایک نہ چلی۔ ۲۴ محرم ۷۵۲ھ ۲۳ مارچ ۱۳۵۱ع کو فیروزشاہ تخت نشین ہوا۔

یہان دہلی کی حالت سنئے۔ کہ سلطان محمد آخر دفعہ دولت آباد گیا تو دہلی مین ملک احمد کبیر۔ تغلق خان فیروزشاہ کو چھوڑ گیا تھا۔ جن مین سے ملک احمد اور تغلق خان تو سلطان کے قبل ہی دنیا سے چل بسے تھے۔ اور فیروزشاہ کو سلطان نے اپنے پاس طلب کرکے خواجہ جہان کو اپنا نائب بناکر دہلی بھیجا تھا۔ خواجہ جہان کے پاس ملک قوام الملک خان جہان اور ملک حسن و حسام الدین وغیرہ موجود تھے۔ جب خواجہ جہان نے سنا کہ سلطان نے انتقال کیا۔ اور مغلون نے

[له] فیروزشاہ ۷۰۹ھ ۱۳۰۹ع مین پیدا ہوا۔ اسکے باپ کا نام سپہ سالار رجب تھا جو غیاث الدین تغلق کا بھائی تھا۔ کہتے ہین کہ سلطان علاءالدین کے زمانہ مین تین بھائی۔ تغلق۔ رجب۔ ابوبکر۔ خراسان سے دہلی آئے۔ اور سلطان نے اونکی لیاقت دیکھکر تغلق کو دیپال پور کی حکومت دی۔ اور دوسرے بھائیونکو اعلی مناصب سے سرفراز کیا۔ تغلق کا خیال ہوا کہ اپنے بھائی رجب کی شادی کسی راجا کے لڑکی سے کیجائے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ رانا مل بھٹی کی بیٹیان بہت خوبصورت ہین۔ تغلق نے پیام بھیجا۔ رانا نے منظور نکیا۔ جب تغلق نے سختی کی تو اپنی ایک لڑکی بی بی نائلہ نام حوالہ کی۔ تغلق نے اوسکا نام بی بی کدبانو رکھا۔ اور رجب سے شادی کی چند سال کے بعد فیروزشاہ پیدا ہوا۔ سات برس کی عمر مین باپ مرگیا۔ تغلق نے اپنے بھتیجے کی تعلیم و تربیت اعلی پیمانہ پر کی۔ اور آئین ملک داری اور قوانین بادشاہی سکھائے اس عرصہ مین تغلق کا انتقال ہوگیا۔ اور محمد شاہ تغلق بادشاہ ہوا۔ اوسوقت فیروزشاہ کی عمر ۱۸ سالہ تھی سلطان نے امیر باربکی خدمت اور نائب باربک کا خطاب دیا۔ اور بارہ ہزار سوار متعین کئے۔ اسکے بعد مملکت دہلی کو چار حصون مین تقسیم کیا تو ایک ربع فیروزشاہ کے حوالہ کیا۔ بہرحال ۴۵ سال تک فیروزشاہ محمد شاہ کی زیر تعلیم رہا۔ جب سلطان کا حال برا ہوا تو اوس نے فیروزشاہ کو ولیعہد کیا۔ اور وصیت کی کہ میرے بعد فیروزشاہ تخت نشین ہو۔ ۱۲ مولف۔

سرکشی کی۔ تاتار خان اور سلطان فیروز غائب ہین۔ تو اس نے ایک مجہول النسب ۶ سالہ لڑکے کو
تخت دہلی پر بٹھایا۔ اور غیاث الدین محمود کے نام سے ملقب کیا۔ مگر جب اوسکو معلوم ہوا۔ کہ فیروزشاہ زندہ
ہے۔ اور امرا نے ٹھٹہ مین اوسکو تخت نشین کیا ہے۔ چنانچہ عنقریب دہلی آیا چاہتا ہے۔ تو اپنی غلطی پر
سخت نادم ہوا۔ اور فوراً ۲۰ ہزار کا لشکر جمع کر کے منتظر رہا۔ مگر امرا دہلی خواجہ جہان کی اس حرکت سے
سخت متنفر اور فیروزشاہ کی سلامتی کی دعائین مانگتے تھے۔ بلکہ اکثر امرا نے تو کنارہ کشی کر کے سلطان
فیروزشاہ کے استقبال کو چلے گئے۔ آخر مین قوام الملک خان جہان بہی دہلی سے چلتا بنا۔ اور فیروزشاہ
سے جا ملا۔ اب تو خواجہ جہان کے ہوش اڑ گئے۔ خود بہی فیروزشاہ کے جانب چلا۔ اور اپنی تقصیرات
کی معافی چاہی فیروزشاہ کا ارادہ معافی دینے کا تہا۔ مگر امرا کے کہنے سے سامانہ کو بہیجدیا۔ اور شیر خان نے
راستہ مین خواجہ جہان کا کام تمام کیا۔ فیروزشاہ مع الخیر دہلی داخل ہوا۔
یہ اسی بادشاہ کا ایجاد ہے۔ کہ افسرون و عہدہ دارون کو نقد تنخواہ کے عوض زمین دیہات جاگیرین عطا کین
اور وراثت کا طریقہ بہی اسی سلطان کا جاری کیا ہوا ہے۔ کہ باپ کی جگہ بیٹا۔ اور وہ نہو تو داماد
ورنہ غلام۔ اور جب غلام بہی نہ ہو تو قریب کا رشتہ دار۔ اگر وہ بہی موجود نہ ہو تو بیوی کا کوئی قریبی
رشتہ دار مقرر کیا جائے۔ دلی کے قیام کے زمانہ مین فیروزشاہ کی یہ عادت تہی۔ کہ ہر جمعہ کو خداوندزادہ
کے سلام کو جاتا۔ اور جامہ خانہ مین یہ دونون بیٹھتے۔ اور خداوندزادہ کا خاوند ملک خسرو سامنے
کہڑا رہتا۔ اور اوس کا بیٹا ملک داؤد ان کے پیچھے بیٹھتا۔ تقریباً ایک گہنٹہ یہ محفل رہتی۔ ایکدن
حسب معمول فیروزشاہ خداوندزادہ کے پاس بیٹھا ہوا تہا۔ کہ داؤد ملک نے (جو اس سازش
مین شریک نہ تہا) بادشاہ کو ایسے اشارے کئے۔ کہ جس سے سلطان متوہم ہوکر فوراً برخاست
کیا۔ ہرچند خداوندزادہ نے روکا۔ مگر فتح خان کی عیادت کا بہانہ کر کے چلتا بنا۔ بعد مین معلوم ہوا
کہ خداوندزادہ نے بادشاہ کے مارنے کے لئے محل کے بغلی حجرون مین چند زرہ پوش سپاہی چہپا رکہا تہا۔

اس کے بعد سلطان نے خداوندزادہ کو گوشہ نشین کیا۔ اور اوس کا تمام اسباب ضبط کرکے خزانہ شاہی مین داخل کیا۔ اور خسرو ملک کو جلاوطنی کا حکم ہوا۔ اور ملک داؤد کو دربار کی حاضری کا فرمان عطا کیا۔

اسکے بعد خطبہ وعیدین مین سلاطین ماضیہ کے اون نامون کو شریک کرنے کا حکم دیا۔ جو سلطان محمد تغلق کے زمانہ مین موقوف کردئے گئے تھے۔ اور اپنے نام کے بعد محمد بن فیروزشاہ وعلاءالدین سکندرشاہ کے نامون کو بھی زیادہ کیا۔

۷۵۴ھ م ۱۳۵۳ء مین حاجی الیاس حاکم لکھنوتی شمس الدین کا لقب اختیار کرکے بغاوت پر کمر باندھی۔ سلطان نے دہلی مین خان جہان کو نائب بناکے خود لکھنوتی کے جانب کوچ کیا۔ اور چند روز کے مقابلہ مین اوسکو شکست دی۔ کہتے ہین کہ اس لڑائی مین ایک لاکھ اسی ہزار بنگالی مارے گئے۔ پھر وہان سے دہلی مراجعت کی۔ اور اوسی زمانہ مین اکدالہ کا نام آزادپور رکھا۔ اور پنڈوہ کو فیروزآباد سے موسوم کیا۔ جب دہلی پہونچا تو کولراس بزرگ وکولراس کوچک کے مقامات پر حصار فیروزہ کے نام سے ایک شہر آباد کیا۔ اور بیٹے کے تولد کی خوشی مین فتح آباد کی بنیاد ڈالی۔ جمنا کے کنارے گاوین گانون کی جگہہ پسند کرکے فیروزآباد کا شہر آباد کیا۔ اس اثنا مین شمس الدین نے سلطان فخرالدین حاکم سنارگانون کو مارڈالا۔ اور اوس کا داماد ظفرخان سلطان کے پاس دادخواہ آیا۔ سلطان اوس کی استمالت کرکے چند روز کے بعد شمس الدین کی سرکوبی کے لئے لکھنوتی روانہ ہوا۔ اور دریائے گومتی کے کنارے چھہ مہینے قیام کرکے سلطان محمد تغلق جوناخان کے نام پر شہر جوناپور آباد کیا۔ جو اب جونپور کے نام سے موسوم ہے جب شہر آباد ہوچکا تو متواتر کوچ کرکے بنگالہ پہونچا۔ اس عرصہ مین شمس الدین کا انتقال ہوچکا تھا۔ اور اوس کا بیٹا سلطان سکندر سلطنت کرتا تھا۔ جب اوس نے سلطان کی آمد دیکھی تو اکدالہ مین جاچھپا اور سلطان نے محاصرہ کرلیا۔ مگر آخر مین وزرا نے صلح کرادی۔ پھر ظفرخان کو سنارگانون مین تخت نشین کرنا چاہا۔ جس کو سلطان سکندر نے بھی بخوشی منظور کیا۔ مگر ظفرخان انکار کردیا۔ اور سلطان کے ہمراہ دہلی چلا

جب سلطان جاج نگر پہونچا تو وہان کے راجہ نے سلطان کی آمد سنکر بھاگ گیا۔ چند روز سلطان ہاتہیون کا شکار کہیلا۔ اس کے بعد راجہ نے بیس ہاتہی نذر بہیجکر صلح کرلی۔ جب ان امور سے سلطان کو فرصت ملی تو دہلی کیجانب معاودت کی۔ مگر راہبرون کی غلطی سے چند روز جنگل و بیابان پہرنا پڑا۔ آخر منزل مقصود کا رستہ ملا۔ اور بخیر و عافیت دہلی پہونچا۔ اس کے بعد نگر کوٹ کو فتح کرکے اوس کا نام محمد آباد رکہا۔ اب سلطان کو ٹہٹہ کے فتح کی سوجہی۔ نو ہزار سوار اور چار سو اسی ہاتہی لیکر ٹہٹہ کو روانہ ہوا۔ یہان جام اور بابنیہ حکمران تھے اونہون نے سلطان کی آمد دیکہی تو دریائے سندھ کے اوس پار پناہ لی۔ چند روز سلطان دریا کے اسطرف پڑا رہا۔ گرد باد و قحط نے دم ناک مین کردیا۔ آخر سلطان بے نیل و مرام واپس ہوکر گجرات گیا۔ اور لشکر کو تازہ دم کرکے پہر ٹہٹہ کو روانہ ہوا۔ اس دفعہ موسم اچہا تہا۔ سلطان نے جام و بابنیہ کو ایسا مجبور کیا۔ کہ اونہون نے مجبور ہوکر امان طلب کی۔ اور بعد امان سلطان نے جام و بابنیہ کو دہلی لایا۔ اور وہان ٹہٹہ مین جام کے بیٹے اور بابنیہ کے بہائی تماچی کو حاکم مقرر کیا۔ اس عرصہ مین حاکم گجرات نے بغاوت کی۔ اور بہت جلد سلطان نے اوسکی تادیب کی۔

سلطان کے دو بیٹے تہے۔ بڑا بیٹا فتلغ خان (جو ولیعہد تہا) نہایت عقلمند و ہوشیار تہا۔ مگر افسوس ہے کہ اسکی عمر نے وفا نہ کی۔ اور ۷۷۸ھ مطابق ۱۳۷۶ء مین انتقال کیا۔ چہوٹا بیٹا محمد خان ایسا لائق نہ تہا۔ کہ وہ بعد باپ کے سلطنت کو سنبہال سکے۔ چنانچہ اسیوجہ سے اکثر سلطان ملول و رنجیدہ رہتا تہا۔ آخر جب سلطان کی عمر اسّی برس کی ہوئی تو سب کام خان جہان وزیر کے سپرد ہوا۔ اور وزیر کو جب حکومت کی چاٹ لگی تو اوس نے شہزادہ محمد خان کی سلطان سے شکایت کی۔ اور کہا کہ ظفر خان کی سازش سے شہزادہ کا ارادہ سلطان کو مارکر خود تخت پر بیٹہنے کا ہے۔ چونکہ سلطان کی عقل مین بلحاظ ضعیفی کے فتور تو آہی گیا تہا۔ وزیر کو محمد خان اور ظفر خان کے قید کا حکم دیدیا۔ وزیر نے ظفر خان کو تو قید کرلیا۔ مگر محمد خان اوس کے ہاتہ نہ آیا۔ بلکہ ایک روز محمد خان محافہ مین بیٹھکر سیدہا محل مین گیا۔ اور بادشاہ کے قدمون پر گرکر کہا

خان جہان نے میری نسبت جو کچھ کہا ہے وہ غلط ہے۔ کہین ایسا بھی ہوا ہے کہ بیٹا باپ کے قتل کا ارادہ کرے۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو اس وقت مجھکو اچھا موقع حاصل تھا۔ گر معاذ اللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ بیٹے کی اس گفتگو سے سلطان کا دل بھر آیا۔ اور بیٹے کو گلے لگا کر حکم دیا کہ خان جہان کو مار ڈالو اور ظفر خان کو چھڑا لے۔ چنانچہ محمد خان دس بارہ ہزار ملازمون کو لیکر خان جہان کے گھر پر چڑھ دوڑا۔ لیکن خان جہان اسکے قبل ہی ظفر خان کا کام تمام کرکے خود میوات کی راہ لی تھی۔ اس کے بعد محمد خان باپ کے پاس آیا تو سلطان نے سنہ ۷۸۹ھ م سنہ ۱۳۸۷ء مین اپنے روبرو محمد خان کو ناصر الدین محمد شاہ کا خطاب دیکر تخت نشین کیا۔ اور خود یاد الٰہی مین مصروف ہوا۔

ناصر الدین محمد شاہ تخت پر بیٹھتے ہی سکندر خان کو گجرات کی حکومت تفویض کی۔ جب یہ گجرات گیا تو راستہ مین میوات کے کوکا چوہان نے خان جہان کو گرفتار کرکے اوس کے حوالہ کیا۔ سکندر خان نے خان جہان کا سر کاٹ کر ناصر الدین کے پاس بھیجدیا۔ ادھر امیران صدہ اور فرحۃ الملک نے اتفاق کرکے سکندر خان کو مار ڈالا۔ چونکہ ناصر الدین مین امور سلطنت کے انصرام کی لیاقت نہ تھی۔ اس لئے اس مفسدہ کا کچھ علاج نہ ہو سکا۔ آخر دوسرے امرا بھی بگڑ بیٹھے۔ اور طرفین سے خوب مقابلے ہوے۔ گر فتح ناصر الدین کے ہاتھ رہی جس سے تمام امرا فیروز شاہ کے پاس دوڑے گئے۔ اور سلطان کو پالکی مین بٹھا کر رزم گاہ مین لائے۔ اس کارروائی سے ناصر الدین کے لشکر مین پھوٹ پڑگئی۔ اور ناصر الدین کوہ سرمور کیطرف بھاگ گیا۔ امرا نے سلطان کے پوتے تغلق شاہ پسر فتح خان کو تخت پر بٹھایا۔ اور سلطان کے داماد سید حسن کو قتل کرایا۔ اس اثنا مین ۳ رمضان المبارک سنہ ۷۹۰ھ م سنہ ۱۳۸۸ء کو فیروز شاہ نے نوے برس کی عمر مین چالیس برس سلطنت کرکے خلد برین کا راستہ لیا۔ اس بادشاہ کو عجائبات رکھنے کا بڑا شوق تھا۔ اور شکار کے جانب بھی طبیعت بہت مائل تھی۔ فال کا دیکھنا۔ خواب کی تعبیر کا پوچھنا۔ بزرگون کے مزارون کی زیارت کرنا اس بادشاہ کا خاص عقیدہ تھا۔ اس بادشاہ نے بہت قسم کے سکے بھی چلائے

جنکے نام چہل وہشت گانی۔ بست وپنج گانی۔ بست وچہارگانی وغیرہ تہے۔ سلطان کو رفاہ عام کا بڑا خیال تہا۔ چنانچہ اکثر خیرات خانے اور شفاخانے بنوائے۔ اور غلامون کے جمع کرنیکا شوق اس قدر تہا کہ اُس نے اپنے زمانہ مین ایک لاکہہ اسّی ہزار غلام جمع کرکے دنیا بہر کی صنعت وحرفت سکہلائی تہی۔ قدیم کتابون کے ترجمہ ان کا بہی سلطان کو ازحد شوق تہا۔ چنانچہ اکثر سنسکرت کے کتابون کا ترجمہ اس کے عہد مین ہوا ہے۔ اور خود سلطان نے ایک کتاب فتوحات فیروزشاہی لکہی تہی۔ اور فیروزآباد کی جامع مسجد مین ایک گنبد ہشت پہل بنواکر ہر پہلو مین اس تاریخ کا ایک ایک باب کندہ کرایا تہا۔ جس مین سلطان کے فتوحات اور نصائح درج ہین۔ جو آب زر سے لکہنے کے لائق ہین۔ مگر ہم مجبوراً بلحاظ طوالت اوس کو نظر انداز کرتے ہین۔

غیاث الدین تغلق شاہ ثانی بن فتح شاہ بن سلطان فیروزشاہ باربک

تغلق شاہ نے اپنے دادا فیروزشاہ کے انتقال کے روز فیروزآباد مین غیاث الدین تغلق شاہ کا لقب اختیار کیا۔ اور تاج شاہی سر پر رکہا۔ ملک زادہ فیروز بن ملک تاج الدین کو خواجہ جہان کا خطاب دیکر اپنا وزیر بنایا اور شاہزادہ ناصر الدین محمد شاہ کے قتل کے لئے ملک کمال الدین امیر شاہ سامانہ کو لشکر کثیر دیکر سرمور روانہ کیا۔ چنانچہ ایک دو لڑائیان ہوئین۔ اور ناصر الدین نگرکوٹ بہاگ گیا۔ آخر فوج ناکام واپس آئی۔ اس کے بعد تغلق شاہ نے اپنے حقیقی بہائی سالار شاہ کو قید کیا۔ ادہر تغلق شاہ کا چچیرا بہائی ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروزشاہ نے رکن الدین نائب وزیر اور بندگان فیروزشاہی کو اپنا طرفدار بنا کر ۲۱ صفر ۷۹۱ھ م ۱۹ فبروری ۱۳۸۹ء کو حملہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ملک مبارک کبیری امیر الامرا۔ خان جہان وزیر اور تغلق شاہ یہہ تینون مارے گئے۔

تغلق شاہ کی مدت سلطنت پانچ مہینے ۸ روز ہے۔

ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن فیروز شاہ باربک

بندگان فیروز شاہی کی امداد سے ابوبکر شاہ تخت نشین ہوا۔ اور رکن الدین کو وزیر بنایا۔ مگر رکن الدین نے وزیر ہوتے ہی ابوبکر کے مارنے کی فکر کرنے لگا۔ جب امرار شاہی کو اوس کی بدنیتی معلوم ہوئی تو اونہون نے اوس کا خاتمہ کردیا۔ اس اثنا مین امیران صدہ نے سلطان شہ خوشدل (جو ابوبکر کا خیرخواہ تھا) حاکم سامانہ کو قتل کر ڈالا۔ اور اوس کا سر محمد شاہ کے پاس نگرکوٹ بھیجکر امداد کا وعدہ کیا۔ جب نگرکوٹ مین محمد شاہ کو ملک سلطان کے مرنے کی خبر پہونچی تو سامانہ آیا۔ اور ۱۷ ربیع الآخر ۷۹۱ھ کو تخت پر بیٹھا اور ۲۰ ہزار سوار لیکر ابوبکر سے لڑنے کے لئے دہلی آیا۔ دو روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ تیسرے روز محمد شاہ نے شکست کہا کر جلیسر مین پناہ لی۔ اور اپنے بیٹے ہمایون خان کو سپاہ جمع کرنے کے لئے سامانہ روانہ کیا۔ اس عرصہ مین ملک سرور شحنۂ شہر و ملک الشرق و ناصر الملک والی ملتان۔ و خواص الملک والی بہار۔ وغیرہ پچاس ہزار سوار اور بہت سے پیادے لیکر سلطان محمد سے آملے۔ سلطان محمد نے ملک سرور کو خواجہ جہان کا خطاب دیکر وزیر بنایا۔ اور ماہ شعبان ۷۹۱ھ مین پہر دہلی پر چڑہائی کی۔ کنڈالی کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ اس دفعہ بہی سلطان محمد کو شکست ہوئی۔ اور بہاگ کر جالیسر آیا۔

محرم ۷۹۲ھ مین شاہزادۂ ہمایون خان ملوک و امرار کو جمع کرکے پانی پت مین مقیم ہوکر نواح دہلی کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ سلطان ابوبکر نے ملک شاہین عماد الملک کو چار ہزار سوار سے روانہ کیا۔ جب مقابلہ ہوا تو ہمایون کو شکست ہوئی۔

جمادی الاول ۷۹۲ھ مین ابوبکر سپاہ کو جمع کرکے جلیسر کیطرف گیا۔ اور سلطان محمد جلیسر سے نکل کر دوسرے راستہ دہلی آیا اور ہمایون کے محل مین اترا۔ جب ابوبکر کو یہ خبر لگی تو وہ لشکر سمیت دہلی

واپس آیا۔ اور ملک بہاءالدین محافظ دروازہ کو قتل کیا۔ اس اثنا مین سلطان محمد جو دروازے سے جالیسر کو چلتا بنا۔ مگر اُس کے امرا و ملوک بہت کچھ اسیر و قتل ہوے۔ خلیل خان نائب باربک و ملک کمال (جو فیروز شاہ کا نواسہ تہا) اسی موقع پر مارے گئے۔

ماہ رمضان مین بشیر حاجب سلطان قدیمی بندگان فیروز شاہی کے ساتہہ ملکر ابوبکر کے برخلاف سلطان محمد سے سازش شروع کی۔ جب ابوبکر کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو وہ ناہر کے کوٹلہ کو چلا گیا۔ ادہر ملک بشیر نے سلطان محمد کو ابوبکر کے بہاگنے کی اطلاع دی۔ سلطان محمد ۲۹ رمضان کو جالیسر سے دہلی آیا۔ اور کوشک فیروز آباد مین سر پر تاج رکہا۔ بشیر حاجب کو اسلام خان کا خطاب دیکر وزیر مقرر کیا۔

شاہزادہ ہمایون خان و اسلام خان وغیرہ کو ابوبکر سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ ابوبکر اور بہادر ناہر میواتی نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست اوٹہائی۔ آخر ابوبکر و ناہر نے عفو تقصیر چاہی۔ سلطان نے ناہر کو خلعت عنایت کیا۔ اور ابوبکر کو قلعہ میرٹہہ بہیجدیا۔ چند روز کے بعد ۲۰ ذی حجہ ۷۹۲ھ کو ابوبکر نے انتقال کیا۔ مدت سلطنت ایک سال چہہ ماہ ہے۔

سلطان ناصرالدین محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ باربک

جب محمد شاہ نے ابوبکر سے فراغت حاصل کی تو اٹاوہ گیا۔ اور راجہ ناہر سنگہہ کو خلعت دیکر دہلی آیا۔ ۷۹۴ھ مین ناہر سنگہ اور سردار دہرن سنگہ نے بغاوت کی۔ سلطان نے ایک طرف تو اسلام خان کو بہیجا۔ اور دوسرے طرف آپ روانہ ہوا۔ چنانچہ دونون کی سرکوبی کی گئی۔ پہر وہان سے سلطان گنگا پار جاکر قنوج اور دلمئو کے سرکشون کو درست کیا۔ اور جلیسر آیا۔ یہان ایک قلعہ تعمیر کرکے محمد آباد نام رکہا۔ اس عرصہ مین خواجہ جہان کا نوشتہ آیا۔ کہ اسلام خان کا ارادہ بغاوت کا ہے۔ جس سے سلطان دہلی واپس آیا۔ اور اسلام خان کو قتل کرکے خان جہان کو وزارت دی۔ مقرب الملک کو محمد آباد مین چہوڑا

۷۹۵ھ مین سلطان نے میوات کو تاخت و تاراج کیا۔ اور ربیع الاول ۷۹۶ھ مین شاہزادہ ہمایون کو شیخا گکہر (جو لاہور مین بغاوت کر رہا تہا) کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا۔ چنانچہ شاہزادہ لاہور کو جانیوالا تہا۔ کہ دفعتا سلطان محمد نے ۱۷ ربیع الاول ۷۹۶ھ مین وفات پائی۔ مدت سلطنت چہہ سال سات مہینے ہے۔

سلطان سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ

سلطان کا منجھلا بیٹا ہمایون خان ۱۹ ربیع الاول ۷۹۶ھ مین تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اور سکندر شاہ کا خطاب اختیار کیا۔ خواجہ جہان وزیر ہوا۔ اور کل ارباب وعمل بدستور سابق بحال رہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ یہ بادشاہ ایک مہینہ ۱۶ روز سلطنت کر کے ۵ جمادی الاول ۷۹۶ھ کو قبر کی خوابگاہ مین جا سویا۔

سلطان ناصر الدین محمود شاہ بن محمد شاہ ناصر الدین

۲۰ جمادی الاول ۷۹۶ھ کو قصر ہمایون مین ناصر الدین محمد شاہ کا چہوٹا بیٹا محمود۔ خان جہان وزیر کی کوشش اور دیگر امرا کی اعانت سے تخت نشین ہوا۔ اور سلطان ناصر الدین محمود لقب پایا۔ خواجہ جہان بدستور وزارت پر رہا۔ اور مقرب الملک کو مقرب خان کا خطاب دیکر وکیل السلطنت وامیر الامرا بنایا۔ عبد الرشید سلطانی کو سعادت خان کا خطاب ملا۔ ملک سارنگ خان دیبالپور کا حاکم مقرر ہوا۔ ملک دولت خان دبیر وعارض ملک وعماد الملک بنایا گیا۔ مگر دہلی کی سلطنت مین اب کچہہ دم باقی نہ تہا۔ اور ممکن نہ تہا کہ یہ سلطان اس بگڑی سلطنت کو سنبہال لیتا۔ پورب مین ہندوون نے شورش برپا کر رکہی تہی۔ جونپور اور اوس کے نواح مین زمینداروں نے غلبہ پا لیا تہا۔ آخر سلطان خواجہ جہان کو ملک الشرق کا خطاب دیکر قنوج سے بہار تک کا انتظام سپرد کیا۔ اور رجب ۷۹۶ھ مین

۲۰ زنجیر فیل اور لشکر کثیر کے ساتہہ رخصت کیا۔ ملک الشرق اٹاوہ۔ کوئل۔ اور نواح قنوج کے سرکشو
مطیع بناتا ہوا۔ جونپور پہونچا۔ اس کے بعد کٹہرہ۔ اودہ۔ سندیلہ۔ دلمؤ۔ بہرائچ۔ بہار۔ ترہت وغیرہ
قبضہ کیا۔ اور رائے جاج نگر وشاہ لکہنوتی کو بہی پیشکش بہیجنے پر راضی کیا۔ ادہر سارنگ خان دیپالپور
سے لاہور گیا۔ اور شیخا کہکر کو شکست دیکر لاہور پر قبضہ کیا۔ اور اپنے بہائی ملک کندہو کو عادل خان کا
خطاب دیکر لاہور تفویض کیا۔ اور خود دیپالپور چلا آیا۔ شعبان ۷۹۶ھ مین بادشاہ نے مقرب الملک
مقرب خان کو دہلی سپرد کیا۔ اور خود سعادت خان باربک کو ساتہہ لیکر بیانہ وگوالیار کے طرف
روانہ ہوا۔ ملک علاء الدین اور ملو خان نے سعادت خان کے مارنے کی فکر کی۔ مگر قبل از وقوع
واقعہ سعادت خان کو خبر ہوگئی۔ اوس نے مبارک خان اور علاء الدین کو تو وہان تمام کیا۔ اور
ملو خان بہاگ کر دہلی آیا۔ تین ماہ کے بعد جب سلطان دہلی کے قریب آیا تو مقرب خان نے بغاوت
کی۔ اور سلطان کو دہلی مین آنے نہ دیا۔ دو چار روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ اس کے بعد مقرب خان کے
ہواخواہون نے بادشاہ کو سعادت خان سے جدا کرکے دہلی لیگئے۔ سعادتخان نے دیکہا۔ کہ سلطان تو
بہی چلا گیا۔ اور برسات کا موسم سر پر ہے۔ اس لئے وہ محاصرہ چہوڑ کر فیروزآباد آیا۔ مقرب خان نے نصرتخان
بن فتح خان بن سلطان فیروزشاہ کو میوات سے بلا کر ربیع الاول ۷۹۷ھ مین فیروزآباد کے تخت پر بٹہایا۔
اور نصرت شاہ اوس کا خطاب رکہا۔ آخر امرا نصرت شاہ اور سعادت خان مین پہوٹ پڑی۔ اور
سعادت خان بہاگ کر مقرب خان کے پاس دہلی آیا۔ مگر چند روز کے بعد مقرب خان نے اوسکو
مار ڈالا۔ اور ملو خان کو اقبال خان کا خطاب دیکر سیری کا قلعہ سپرد کیا۔ ادہر نصرت شاہ نے محمد مظفر
کو تاتار خان کا خطاب دیکر وکیل و وزیر مقرر کیا۔ اب دہلی و فیروزآباد مین دو بادشاہ تہے۔ جو شطرنج
کے بادشاہون سے مشابہ تہے۔ اور روزانہ دہلی و فیروزآباد کے درمیان (جو پانچ کوس کا فاصلہ تہا)
کشت وخون کا بازار گرم رہتا تہا۔ مگر غلبہ کسیکو بہی نہ ہوتا تہا۔ حالت یہ تہی۔ کہ نصرت خان کے قبضہ مین

اضلاع دوآب واقطاع سنبہل وپانی پت وجہجر ورہتک تھے۔ اور سلطان محمود کے پاس سوائے دہلی و سیری کے قلعون کے کچہہ بہی نہ رہا تہا۔ اور امرا لوگ اپنے اپنے اقطاع مین خود سر حاکم و فرمانروا بنے بیٹھے تھے۔ تین برس تک برابر اس لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ ادہر سارنگ خان حاکم دیبال پور نے (جو سلطان محمود کے طرف سے حاکم تہا) ۷۹۸ھ مین خضر خان حاکم ملتان کو شکست دیکر ملتان پر قبضہ کرلیا۔ اور امیر غالب خان سے سامانہ لے لیا۔ غالب خان نے پانی پت مین تاتارخان کے پاس پناہ لی۔ سلطان ناصر شاہ (نصرت خان) دس ہاتہی اور کچہہ لشکر تاتارخان کے پاس بہیجا۔ اور ہدایت کی۔ کہ سامانہ سارنگ خان سے لیکر غالب خان کا قبضہ کرادے۔ چنانچہ تاتارخان اور سارنگ خان کا مقابلہ ہوا۔ سارنگ خان شکست کہا کر ملتان کے طرف بہاگا۔

شوال ۸۰۰ھ مین اقبال خان عرف ملوخان (جو سارنگ خان کا بہائی تہا) نصرت شاہ کی خدمت مین آیا۔ اور قسم وعہد کرکے نصرت شاہ کو حصار جہان پناہ مین لیگیا۔ مگر یہہ نمکحرام تیسرے ہی روز قسم وعہد سے پہر گیا۔ اور نصرت شاہ سے مقابلہ کیا۔ نصرت شاہ معہ اہل وعیال پانی پت چلا گیا۔ اور فیروزآباد پر اقبال خان نے قبضہ کرلیا۔ آخر امیرون نے نصرت شاہ اور سلطان محمود کے درمیان صلح کرادی ادہر اقبال خان مقرب الملک پر چڑہائی کرکے اوس کو قتل کیا۔ سلطان محمود برائے نام بادشاہ تہا۔ سارے کام سلطنت کے اقبال خان کے ہاتہہ تھے۔ ذی قعدہ ۸۰۰ھ مین اقبال خان پانی پت گیا۔ اور تاتارخان کو شکست دی۔ تاتارخان اپنے باپ ظفرخان کے پاس گجرات چلا گیا۔ غرض اقبال خان کا ایسا اقبال چمکا۔ کہ وہی بالکل سلطنت کا مالک ہوگیا۔

امیر تیمور کا حملہ

اس اثنا مین خبر پہونچی۔ کہ امیر تیمور صاحبقران نواح ہندوستان مین داخل ہوگیا ہے۔ اور عنقریب دہلی

آیا چاہتا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی ملوخان کے ہوش اڑ گئے۔ اور سلطان محمود کو سکتہ ہوگیا۔ ہرایک نے بچاؤ کی فکر کی۔ اور جو کچھ ٹوٹا پھوٹا لشکر موجود تھا اوسکو آراستہ کیا۔ مگر دل قابو سے جاتا رہا تھا۔ اور ہمت بھی

(نوٹ متعلق صفحہ ۲۴۱) ملہ ہندوستان کے حملہ کے متعلق تیمور لکھتا ہے کہ جب مین نے سنا کہ جو مسلمان کافر کو قتل کرتا ہے۔ وہ غازی کہلاتا ہے اور کفار کے ہاتھ مارے جانے سے جنت مین جاتا ہے۔ اس فقرہ کے سنتے ہی غازی بننے کا شوق پیدا ہوا۔ اور خیال کیا کہ چین کو فتح کرون۔ یا ہندوستان کو تسخیر کرون۔ آخر قرآن شریف مین فال دیکھا تو ایک آیت نکلی جسکا مضمون یہ تھا کہ اے پیغمبر تو کفار و مشرکون سے لڑ اور اون کے ساتھ سختی کر۔ فال تو ٹھیک نکلی۔ مگر چین و ہندوستان کا تصفیہ نہوا۔ اس لئے مین نے امراء کو جمع کر کے اون پر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ تمامون نے ہندوستان پر حملہ کرنے کی رائے دی۔ اور میرے مرشد حضرت شیخ زین الدین نے بھی ہندوستان فتح کرنے کی دعا دی۔ اس اثناء مین سرحد کابلستان سے شاہزادہ پیر محمد (جو کابل غزنین قندہار وغیرہ کا حاکم تھا) کی عرضی آئی۔ کہ فدوی اپنے مفوضہ اقطاع کا بندوبست کر کے ہندوستان کے بعض اضلاع کے فتح کا ارادہ کیا۔ اور دریافت بھی یہ معلوم ہوا کہ فیروز شاہ کے مرنے کے بعد دارالسلطنت دہلی پر ملوا اور سارنگ خود مختار ہو گئے ہین۔ اور سلطان محمود کو برائے نام بادشاہ بنا رکھا ہے۔ چنانچہ جب مجھے یہ حالات معلوم ہوئے تو مین نے ایک خط سارنگ کے پاس بھیجا کہ شہنشاہ تیمور نے حکم دیا ہے کہ ہندوستان کا خراج وصول کر۔ اگر کوئی سرکشی کرے تو اون کو قرار واقعی گوشمالی دے۔ گو سارنگ نے ایلچی کی تعظیم و تکریم تو بہت کچھ کی۔ مگر جواب مغرورانہ دیا۔ اس لئے مین لشکر کو جمع کر کے ہندوستان کے جانب روانہ ہوا۔ اور کوہ سلیمان کے افغانون کو تباہ کرتا ہوا سندھ اترا۔ وہان سے اوچھہ کو فتح کیا۔ جب ملتان پہونچا تو سارنگ قلعہ بند ہو گیا۔ اب مین نے اوس کا محاصرہ کر لیا ہے اور باوجود استحکام قلعہ کا آسانی سے فتح ہونا ناممکن ہے۔ پس اس وقت حضور کی ہدایات کا منتظر ہون" اس خط کے دیکھنے سے میرا عزم مصمم ہو گیا۔ آخر سنہ ۸۰۰ھ مین لشکر کو جمع کر کے دارالسلطنت سمرقند سے ہندوستان روانہ ہوا۔ جب آب جیحون کو عبور کر کے اندراب پہونچا۔ تو وہان کے مسلمانان شریف و وضیع نے کفار کتور و سیاہ پوش کے ظلم و ستم کی شکایت کی۔ او مین نے بھی ہندوستان جانے کے قبل ان کفارون کی سرکوبی مناسب سمجھی۔ گو اس ارادہ مین مجھے بہت کچھ سختیان جھیلنی پڑین لیکن

جواب دے چکی تھی۔ اودہر تیمور پانی پت سے نکل کر موضع جہان نما کو تاخت وتاراج کرتا ہوا حصار کوتی آیا۔ یہاں کے حاکم میمون نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ ہزارون

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۲) باعانت قادر متعال مین نے کٹور وسیاہ پوش کے کفارون کی اچھی طرح تادیب کی۔ اور مرزا پیر محمد کی امداد کے لئے امیر سلیمان کو ایک لشکر کے ساتھہ روانہ کیا۔ ۸ محرم ۸۰۱ھ کو دریاے سند اترا۔ یہان اسکندر شاہ والی کشمیر کا ایلچی آیا۔ اور اطاعت والقیاد کا اظہار کیا۔ جسکو مین نے حکم دیا۔ کہ اسکندر شاہ معہ اپنے لشکر کے دیپال پور مین ہمارے لشکر سے آکملے۔ اس کے بعد جب دریاے جہد (جہلم) کے کنارے پہونچا تو وہان کے جزیرہ کا حاکم شہاب الدین مبارک شاہ تیمی نے مقابلہ کیا۔ مگر دو چار روز کی لڑائی مین جزیرہ پر قبضہ ہوگیا۔ اور تیمی اوجہہ کے طرف بہاگا۔ پہر مین شہر تلمبا مین آیا۔ (جو ۷۰ میل ملتان سے اسطرف ہے) یہان کی سرکش رعایا کو سزادی۔ اور تمنہ نے امان چاہا۔ وہان سے نصرت گہکر کو شکست دیکر شاہ نواز ہوتا ہوا دریاے بیاس کے کنارے پہونچا۔ اس عرصہ مین مرزا پیر محمد جہانگیر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ سارنگ نے اطاعت کرلی۔ اور ملتان فتح ہوگیا۔ بعدازان ۱۴ صفر کو جب پیر محمد آیا تو بیان کیا کہ ملتان کی فتح کے بعد اس قدر بارش ہوئی کہ تمام گہوڑے تباہ ہوگئے۔ اور اہالیان ملتان نے مخالفت اختیار کی۔ اور وہ ذی مجبوراً حضرت کی قدمبوسی کےلئے چلا آیا۔ مین نے اس کو گلے لگایا تسلی دی اور تیس ہزار گہوڑے اوس کے لشکر کے لئے دیئے۔ اور وہان سے دیپال پور اور شہر پٹن و قلعہ بہٹنیر کو فتح کرکے اجودہن آیا۔ شیخ فرید شکر گنج کی زیارت کی۔ پہر سرستی فتح آباد و قلعہ اہرونی کو تاخت وتاراج کرتا ہوا تونہ مین آیا۔ اور ہزارون جٹون کو فی النار کرکے گہگر کی ندی پر قیام کیا۔ دوسرے روز پل کوبلہ سے نکل کر کیتہل پہونچا۔ یہان سب طرف کی فوج اکہٹی ہوگئی۔ اور امرا و شاہزادے جمع ہوے۔ مین نے اس لشکر کو اس طرح مرتب کیا کہ برنغار (سپاہ کے دست راست کا بازو) پر مرزا پیر محمد جہانگیر۔ مرزا رستم۔ امیر سلیمان شاہ۔ اور دیگر امرا کو مقرر کیا۔ اور جرنغار (سپاہ کے دست چپ کا بازو) پر سلطان محمد خان۔ مرزا خلیل سلطان۔ مرزا سلطان حسین

قید ہوے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ ملوخان چار ہزار سوار پانچہزار پیادے۔ ۲۷ جنگی ہاتھی لیکر جہان نما کے قریب ٹہرا ہوا ہے۔ چنانچہ صاحبقران نے مقابلہ کیا۔ اور ملوخان شکست پاکر دہلی کو بہاگا۔ صاحبقران کے لشکر نے تعاقب کر کے دہلی کے دروازہ تک پہونچا دیا۔ اور مع الخیر معاودت کی۔ اس عرصہ مین امیر جہان شاہ اور دیگر امرا تجربہ کار نے عرض کیا۔ کہ اس وقت ہمارے لشکر مین ایک لاکھہ ہندی قید مین۔ کہین ایسا نہ ہو کہ ہمکو لڑائی مین مشغول دیکہکر سرکشی پر آمادہ ہو جائین۔ اور ہمکو دہلی والون کا مقابلہ چہوڑکر ان کی سرکوبی کرنی پڑے۔ اور دشمن فائدہ اوٹہائے۔ صاحبقران نے امرا کے اس معروضہ کو پسند کیا۔ اور حکم دیا کہ ہر ایک افسر و سپاہی اپنے اپنے قیدیون کو قتل کر ڈالے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور ایک لاکہہ[1] قیدی قتل ہوا۔ بعد ازان ۷ ربیع الثانی روز سہ شنبہ کو سلطان محمود اور ملوخان نے دس ہزار سوار۔ چالیس ہزار پیادے۔ اور ۱۲۵ ہاتہی کے ساتہہ لشکر صاحبقران کا مقابلہ کیا۔ مگر تاتاریون کے تیرون کی بوچھاڑ نے ہاتہیون کو ٹہرنے نہ دیا۔ تیر و شمشیر سے اونکی سونڈون کو زخمی کیا۔ سلطان محمود اور ملوخان بہاگ کر شہر مین پناہ لے۔ اور آدہی رات کو دونون بہاگ کر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۳) امیر جہان اور دیگر امرا کو قایم کیا۔ اور قول (درمیان سپاہ) مین تومان ہسان نبیرہ تومان کلان۔ امیر اللہ داد علی سلطان تواچی۔ اور باقی امرا تومانات و امرا قوشانات اپنی پاس رکہے۔ اس ساری لشکر کا پہیلاؤ ۲۰ میل طول اور ۶ میل عرض مین تہا۔ ۲۲ ربیع الاول کو اسندی کی قلعہ مین (جو کیتہل سی سلت کروہ ہے) منزل ہوئی۔ تو دوسرے دن تغلق پور کی قلعہ مین قیام ہوا۔ یہان کے لوگ بہاگ گئے تہے۔ لشکریون نے اون کے گہرونکو اور قلعہ کو آگ لگا دی ۲۹ ربیع الاول کو پانی پت مین مقام ہوا۔ باقی حالات دہلی پہونچنے اور لڑنے کے متن میں ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مولف۔

[1] اکثر مورخون کو قیدیونکی تعداد مین اختلاف ہے۔ چنانچہ لغوبات و ظفرنامہ تیموری مین ایک لاکہہ اور طبقات اکبری مین پچاس ہزار لکہا ہے۔ اور مورخونکا قول ہے کہ پندرہ برس کی عمر سے بڑے قیدی قتل کرنیکا حکم تہا۔ العلم عند اللہ۔ ۱۲ مولف

کوہ وبیابان مین روپوش ہوگئے. بعض مورخ لکھتے ہین کہ ایک گجرات اور دوسرا برن گیا صاحبقران کو جب
یہ خبر ہوئی تو تعاقب مین سپاہ روانہ کیا. وہ تو ہاتھہ نہ آئے. لیکن بلوخان کے دو بیٹے خدا داد و سیف الدین
عرف ملک شرف الدین گرفتار ہوے. صاحبقران نے رات تمام دہلی کے دروازون پر پہرہ چوکی کہا
اور ۸ ربیع الثانی ۸۰۱ھ روز چہارشنبہ کو دہلی مین داخل ہوا. اہل دہلی کو امان دی. فتح وظفر کے نقارے
بجنے لگے. اس کے بعد ہاتہی طلب ہوے. جب فیلبانون نے ہاتہیون کا تماشہ دکھایا تو صاحبقران نہایت
خوش ہوا. اور حکم دیا کہ ان ہاتہیون مین سے ۵ سمرقند ۲ تبریز. ایک ایک آذربائیجان وشروان. اور ۵
ہرات کو بہیجے جائین. تاکہ وہان کے شاہزادے ان عجیب الخلقت جانورون کو دیکہکر مسرور ہون. جب
جمعہ ہوا تو تیمور نے جامع مسجد مین اپنے نام کا خطبہ پڑہایا. اور گذشتہ بادشاہون کے نامون کو خطبہ سے نکال دیا.
اس کے بعد شبستان بزم ترتیب دیگئی. جام ارغوانی چلنے لگا. مطربون نے مبارکباد کی تان لگائی. شاہزادے
اور امرا و اعیان دولت عطاء شاہانہ سے مالامال ہوے. چنانچہ پانچ روز تک مسلسل یہ جلسہ رہا. اس کے بعد
کچہہ ایسے اسباب پیدا ہوے. کہ تمام لشکر شہر مین داخل ہوگیا. اور اہالیان شہر کو لوٹنے اور ان کے عیال
واطفال کو اسیر کرنے لگا. اکثر معززین نے غیرت کے مارے عورتون اور بچون کو گہرون مین بند کرکے آگ
لگادی. اور خود لڑکر جان دیدی. چنانچہ اس طریقے سے ہنگامہ کارزار پہر گرم ہوگیا. اور بہت سے لوگ
اپنے اہل وعیال کو لیکر پرانی دلی کی جامع مسجد مین جمع ہوگئے. لشکر تیموری نے خانۂ خدا مین بہی گہسکر اون پناہ
لینے والون کو ہلاک کیا. جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تینون شہر سیری. جہان پناہ. پرانی دلی غارت وتباہ ہوگئے
اور غنایم وفتوحات مین طرح طرح کے جواہر موتی. یاقوت. الماس. اور اقمشہ. ونفائس گوناگون. اور سونے
چاندی کے برتن. نقد روپیہ اور اشرفی معتدبہ ہاتہہ آئے. اور ہزارون بچے مرد وعورت اسیر ہوے.
آخر امیر تیمور ۱۵ روز کے قیام کے بعد دہلی سے نکلا. اور فیروزآباد ہوتا ہوا قلعہ میرٹہہ پر چڑہائی کی. الیاس
افغان حاکم میرٹہہ نے مقابلہ کیا. مگر شکست کہائی. اور مارا گیا. یہان سے تیمور دریائے گنگ کو عبور کرکے

راستہ مین سردار مبارک خان کے لشکر کو شکست دیتا ہوا درہ کوپلہ (ہردوار) پر حملہ کیا۔ اس عرصہ مین ملک شحنہ سے مقابلہ ہوا۔ امیر نے اوس کو بہی شکست دی۔ پہر کوہ سوالک وجموکے بدمعاشون کی تنبیہ کی۔ اور لاہور کو تسخیر کرکے دریائے چناب کو عبور کیا۔ اور ہندو شاہ خزانچی کو سمرقند بہیجا۔ تمام امرا کو خلعت فاخرہ عطا کرکے اون کے مقامات پر روانہ کردیا۔ اور خضر خان[۱] کو ملتان کی حکومت مرحمت کی۔ اور آپ بتعجیل تمام سمرقند کے جانب کوچ کیا۔

اب دہلی کے واقعات ملاحظہ فرمائیے۔ کہ جب لشکر تیموری پامال کرکے چلتا بنا تو دو مہینے تک وبا و قحط کا دورہ رہا جس سے بچے بچائے آدمی بہی ہلاک ہوگئے۔ اور چرند و پرند کا تک نام و نشان نہین رہا۔ اس کے بعد جب ۸۰۲ھ مین سلطان ناصر الدین نصرت شاہ (جو اقبال خان کے خوف سے دوآبہ چلا گیا تہا) تہوڑی سی فوج کے ساتہہ میرٹہہ آیا۔ پہر وہان سے فیروزآباد پہونچا۔ اور ویران دہلی پر قبضہ کیا۔ اس عرصہ مین شہباز خان اور ملک الیاس بہی نصرت شاہ کے پاس آگئے۔ اب نصرت شاہ کو کسی قدر تقویت ہوگئی۔ تو اس نے اقبال خان کی سرکوبی کے لئے شہباز خان کو روانہ کیا۔ مگر راستہ ہی مین چند زمینداروں نے شہباز خان کو قتل کیا۔ اور اقبال خان نے اوس کے لشکر و مال پر قبضہ کرکے دہلی آیا۔ جب نصرت شاہ نے اوس کی آمد دیکھی تو دہلی چہوڑ کر میوات بہاگا اور اوسی جگہہ انتقال ہوا۔ اب تو اقبال خان کا ستارہ چمکا۔ اور دہلی تصرف مین آئی۔ اوس نے سیری مین قیام کیا۔ اور جو لوگ کہ مغلون کے خوف سے اودہر اودہر

[۱] خضر خان کو جب سارنگ خان نے گرفتار کرکے قلعہ مین قید کیا تہا تو یہ کسی طرح اوس قلعہ سے بہاگ کر ملک اہودان کے پاس چند روز بیانہ مین رہا۔ اور وہان سے نکل کر فیروزآباد کے مقام پر امیر تیمور کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور ہمیشہ ہمراہ رکاب رہتا تہا چنانچہ اسی باعث تیمور نے ملتان کی حکومت عطا کی۔ بعض مورخون کا قول ہے۔ کہ ملتان کے علاوہ لاہور و دیپالپور کی بہی حکومت سرفراز کرگئے دہلی کی حکومت بہی اوس پر مستزاد کی تہی۔ ۱۲ مولف۔

چلے گئے تھے۔ اون کو جمع کرکے پہر سیری کو از سر نو سرسبز و آباد کیا۔ لیکن صرف دوآبہ اور دار السلطنت پر
اقبال خان کا قبضہ تہا۔ باقی ملک مین طوائف الملوکی تہی۔ چنانچہ گجرات مین عظم خان۔ مالوہ مین دلاور خان
قنوج۔ اودہ۔ کڑہ۔ دلمؤ۔ سندیلہ۔ بہڑایچ۔ بہار۔ جونپور مین خواجہ جہان سلطان الشرق۔ ملتان۔ دیپالپور
نواح سندمین خضر خان۔ سامانہ مین غالب خان۔ بیانہ مین شمس خان۔ کالپی۔ مہوبہ مین محمود خان پسر
ملک زادہ فیروز حکمرانی کررہے تھے۔ اقبال خان ان امیرون کو مطیع کرنے کے خیال سے اول تو بیانہ
پر چڑہائی کرکے شمس خان کو ہزیمت دی۔ پہر راجہ رائے سنگہ والی کٹہیر سے خراج وصول کیا۔ اس اثنا مین
خواجہ جہان نے وفات پائی۔ اور اوس کا متبنے ملک مبارک جانشین ہوا۔ اور مبارک شاہ اپنا خطاب رکہا۔
اقبال خان نے شمس خان۔ اور مبارک خان کو ہمراہ لیکر مبارک شاہ پر لشکرکشی کی۔ مبارک شاہ بہی مقابلہ
کے لئے نکلا۔ چنانچہ دریائے گنگ ان دونون لشکرون کے درمیان حائل تہا۔ دو مہینے تک یہ دونون لشکر
آمنے سامنے پڑے رہے۔ مگر کسی نے گنگا اُترنے کی جرأت نہ کی۔ آخر دونون چلتے بنے۔ اثنا راہ مین
اقبال خان نے دغا سے مبارک خان اور شمس خان کو قتل کرڈالا۔ اسی سال طغی خان داماد غالب خان نے
لشکر کثیر جمع کرکے نواح اجودہن مین خضر خان کا مقابلہ کیا۔ اور شکست پاکر قصبہ بہودہ چلا آیا۔ لیکن غالب خان
نے اوس کو مار ڈالا۔ ۸۰۳ھ مین سلطان ناصر الدین محمود شاہ (جو ظفر خان حاکم گجرات کی بدسلوکی سے مالوہ
مین رہتا تہا) اقبال خان کے پاس دہلی آیا۔ اقبال خان اوس کو لیکر ابراہیم شاہ (جو اپنے بہائی
مبارک شاہ کے مرنے پر تخت جونپور پر بیٹہا تہا) پر حملہ کیا۔ مقابلہ مین دونون برابر رہے۔ اس کے بعد
اقبال خان دہلی آیا۔ اور محمود شاہ ملک زادہ ہروی کو نکال کر قنوج پر قابض ہوگیا۔

۸۰۴ھ مین اقبال خان نے گوالیار کی عزیمت کی۔ اور اوس کو شکست دیکر دہلی آیا۔ اس عرصہ مین
تاتار خان اپنے باپ ظفر خان حاکم گجرات کو اساول (احمد آباد) مین قید کرکے اپنا خطاب ناصر الدین
محمد شاہ رکہا۔ اور دہلی کو فتح کرنے کی غرض سے لشکر کثیر کے ساتہ روانہ ہوا۔ مگر راستہ مین شمس خان نے

زہر دیکر مار ڈالا۔ اور قلعۂ اساول سے ظفر خان کو رہائی دی۔ ۸۰۸ھ مین اقبال خان نے اٹاوہ کو چار مہینے تک محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور اس کے بعد اس ہیروت نے قنوج پر چڑہائی کی۔ سلطان محمود قلعہ بند ہوا۔ چونکہ قلعہ مستحکم تہا۔ اس لئے اقبال خان کی وہان کچہہ نہ چلی۔ آخر مایوس ہوکر محاصرہ اوٹہالیا۔ اور سامانہ جاکر بہرام خان کو مطیع کیا۔ اور اوس کو ساتہہ لیکر ملتان کی جانب متوجہ ہوا۔ جب تلوندی پہونچا تو بہرام خان کی ابہائی کہچوائی۔ پہر وہان سے اجودہن آیا۔ اور خضر خان حاکم ملتان سے مقابلہ ہوا۔ ۱۹ رجادی الاول ۸۰۸ھ کو اقبال خان نے شکست پائی۔ اور گہوڑے سے گر کر زخمی ہوا۔ اسلام خان لودہی نے سر کاٹ لیا۔ جب یہ خبر دہلی پہونچی تو دولت خان لودہی اور اختیار خان وغیرہ نے محمود شاہ کو قنوج سے بلاکر جمادی الثانی ۸۰۸ھ مین تخت دہلی پر بٹہایا۔ دوآبہ کا فوجدار دولت خان مقرر ہوا۔ فیروز آباد اختیار خان کے سپرد ہوا۔ اور جمادی الاول ۸۰۹ھ مین بادشاہ نے دولت خان کو سامانہ روانہ کیا۔ اور خود سلطان ابراہیم پر فوج کشی کی۔ کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کو امرا نے صلح کرادی۔ اس کے بعد سلطان ابراہیم نے قنوج کو لے لیا۔ اور ۸۱۰ھ مین دہلی کے جانب کوچ کیا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ اعظم ظفر گجراتی نے الپ خان والئ منڈو کو گرفتار کرکے مملکت مالوہ پر قابض ہوگیا ہے۔ اور جونپور کی تسخیر کا قصد ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی سلطان ابراہیم فرحیا خان کو کچہہ سپاہ کے ساتہہ برن مین چہوڑا۔ اور آپ جونپور آیا۔ ادہر محمود شاہ برن پر حملہ کرکے قلعہ لے لیا۔ اور مرحبا خان مارا گیا۔ دولت خان جو سامانہ کو بہیجا گیا تہا بیرم خان سے مقابلہ کرکے سامانہ فتح کرلیا۔ جب خضر خان کو سامانہ کی تسخیر کا حال معلوم ہوا تو یلغار دولت خان کے سر پر پہونچا۔ دولت خان بہاگا۔ اور خضر خان سامانہ پر قبضہ کرکے زیرک خان کے تفویض کیا۔ اور ۸۱۳ھ مین خضر خان نے قلعہ رہتک کا محاصرہ کیا۔ ادریس خان قلعدار نے مصالحت کرلی۔ پہر مکرر ۸۱۴ھ مین خضر خان رہتک گیا اور ادریس خان سے پیشکش لیکر نارنول۔ میوات۔ سنجارہ۔ سرتہہ وغیرہ کو غارت کرتا ہوا دہلی پہونچا۔ اور سیری کا محاصرہ کیا۔ اس اثنا مین اختیار خان حاکم فیروز آباد نے خضر خان سے سازش کرکے قلعہ فیروز

کردیا۔ چنانچہ چند روز خضرخان فیروزآباد مین قیام کرکے اہل دلی کو خوب تنگ کیا۔ لیکن رسد کی تکلیف سے کچھہ عرصہ کے بعد فیروزپور چلا گیا۔ اور رجب ۸۱۵ھ مین سلطان محمود بیس برس دو ماہ سلطنت کرکے انتقال کیا اب فیروزشاہ کے خاندان کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ اور دہلی کی سلطنت خاندان تغلق مین تقریبًا ۹۶ برس رہی۔

سلطان محمود کے انتقال پر ارکان شاہی نے دولت خان لودہی سے بیعت کی۔ اور ۸۱۶ھ م ۱۴۱۳ء مین دولت خان کٹھہر گیا۔ اس اثنار مین خبر ملی کہ سلطان ابراہیم نے سلطان محمود کے بیٹے قادر خان کو کالپی مین گہیر رکہا ہے۔ دولت خان کے پاس سلطان ابراہیم کے مقابلہ کا لشکر نہ تہا۔ وہ دہلی چلا آیا۔ اور خضرخان ساٹھہ ہزار سوار کے ساتہہ حصار فیروزہ۔ رہتک۔ میوات۔ سنبہل وغیرہ کو لوٹتا ہوا حصار سیری پہونچا۔ اور دولت خان کا محاصرہ کیا۔ چنانچہ چار مہینے تک دولت خان قلعہ کو سنبہالا رہا۔ مگر اکثر امراء خضرخان سے مل گئے۔ آخر دولت خان نے امان چاہی۔ اور ۱۵ ربیع الاول ۸۱۷ھ م ۱۴۱۴ء کو دہلی پر خضرخان کا قبضہ ہوگیا۔ اور دولت خان حصار فیروزہ مین قید ہوا۔ چند روز کے بعد مرگیا بعض کا قول ہے کہ قتل کیا گیا۔ بہرحال دولت خان نے ایک برس تین مہینے سلطنت کی۔

دولت خان نے کبہی کوئی خطاب یا لوازم و مراتب شاہی اختیار نہین کیا۔ صرف ملوخان الملخاطب اقبال خان کی طرز و روش پر حکومت کرتا رہا۔ اور سکہ مین بہی فیروزشاہ یا اوسکی اولاد مین سے کسی ایک کا نام رہتا تہا۔



گلِ پنجم

خاندان سلاطین سادات

سید خضر خان بن ملک سلیمان

جب خضر خان[۱] نے دہلی پر قبضہ کیا تو اولاً اپنے نام کے ساتھہ کوئی بادشاہ کا لقب ایزاد نہین کیا۔ بلکہ اپنے کو امیر تیمور کا نائب کہتا تھا۔ چنانچہ سکہ و خطبہ مین بھی امیر تیمور کا نام رکھا۔ اور امیر تیمور کے بعد مرزا شاہرخ کا نام داخل کیا۔ اکثر اوس کو رایات اعلی او مسند عالی کہتے تھے۔ مگر آخر مین خضر خان کے نام خطبہ پڑہا گیا۔ اور سکہ مین بھی اوسکا نام درج ہوا۔

بہر حال دہلی کے قبضہ کے بعد خضر خان نے ملک الشرق ملک تحفہ کو تاج الملک کا خطاب دیکر وزیر مقرر کیا۔ اور باقی امرا کو بہی حسب مناسب خطابات عطا کئے۔ ۸۱۷ھ مین تاج الملک نے بداون و کٹھیر در وہیلکہنڈ

---

[۱] خضر خان سید صحیح النسب تھا اسکے دادا ملک سلیمان کو نصیر الملک مردان نے اپنا بیٹا کرکے پالا تہا۔ ایک روز ملک مردان نے حضرت سید السادات جلال بخاری قدس سرہ کی دعوت کی جب آپ تشریف لائے تو ملک سلیمان نے آفتابہ و طشت ہاتہہ دہلانیکے لئے سنبہالا۔ حضرت نے ملک مردان سے فرمایا کہ اس سیدزادہ سے یہ خدمت لینا مناسب نہین ہے۔ چنانچہ اوس روز سے ملک سلیمان کے سید صحیح النسب ہونیکا حال معلوم ہوا۔ علاوہ برین خود خضر خان کے اخلاق و اوصاف سخاوت و شجاعت و حلم و تواضع و صلاح و تقوی اخلاق و رحم سے بہی سیادت ٹپکی پڑتی تھی۔ بہر حال ملک مردان کو فیروز شاہ کے زمانہ مین ملتان کی حکومت تفویض تہی۔ جب اوسکا انتقال ہوگیا تو اوسکا بیٹا ملک شیخ جانشین ہوا۔ اور ملتان کی حکومت پائی۔ ملک شیخ کی وفات پر ملک سلیمان ملتان کا حاکم ہوا۔ جب وہ بہی مرگیا تو اوسکا بیٹا خضر خان حکومت ملتان سے سرفراز ہوا مگر بعد مین سارنگ خان نے اوس کو ملتان سے نکال دیا تہا۔ پہر تیمور کی عنایت سے ملتان کا حاکم ہوا۔ باقی حالات متن مین دیکہو۔ ۱۲ مولف۔

کے متمردون کی سرکوبی کی۔ اور اون سے خراج وصول کرکے کھور (شمس آباد) وکمپل (کمپلہ) وسکینہ ہوتا ہوا دہلی آیا۔ اور سنہ ۸۱۹ھ مین خضرخان نے اپنے بیٹے ملک الشرق ملک مبارک کو اقطاع فیروزپور و سرہند پر مقرر کیا۔ اس اثنا مین ترک بچون نے ملک سدہو کو مار ڈالا۔ اور بغاوت برپا کی۔ داؤد خان اور زیرک خان نے اون کی گوشمالی کرکے دریائے ستلج کے پار بہگا دیا۔ پہر سلطان احمد شاہ گجراتی نے قلعہ ناگور کا محاصرہ کیا۔ جس کے دفعیہ کے لئے خود خضرخان روانہ ہوا۔ اور گجراتی مالوہ کو بہاگ گیا۔ خضرخان پہر وہان سے نہبائن ہوتا ہوا گوالیار و بیانہ سے خراج وصول کرکے دہلی آیا۔ سنہ ۸۲۰ھ مین خبر آئی کہ ملک طغائی نے علم بغاوت برپا کیا ہے۔ چنانچہ اوس کے دفعیہ کے لئے زیرک خان حاکم سامانہ بہیجا گیا۔ جب زیرک خان قریب آیا تو باغی بہاگ گئے۔ مگر زیرک خان نے تعاقب کرکے ملک طغی کو مطیع کیا۔ اور ملک سدہو کے قاتلون کو (جو ملک طغی نے پناہ دیا تہا) اسیر کرکے دہلی بہیجدیا۔ سنہ ۸۲۱ھ مین تاج الملک کہیڑ جاکر راجہ ہر سنگہ سے خراج وصول کیا۔ اور سنہ ۸۲۲ھ مین خود خضرخان نے کول کے مفسدون کی تنبیہ کی۔ اتنے مین خبر آئی کہ قوام خان اور اختیار خان نے خانہ زادان سلطان محمود سے سازش کرکے بغاوت پر کمر باندہی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی خضرخان دہلی کے جانب کوچ کیا۔ اور قوام خان و اختیار خان کو معہ خانہ زادان محمود شاہ کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد یہ خبر اڑی کہ باجوارہ کے پہاڑون مین ایک شخص اپنے کو سارنگ خان کہتا ہے (حالانکہ سارنگ خان صاحبقران کے حملہ کیوقت فوت ہوچکا تہا) اور اکثر لوگ اوس کے پاس جمع ہوئے ہین جس سے آیندہ بغاوت کا اندیشہ ہے۔ خضرخان نے ملک شاہ لودہی المخاطب اسلام خان کو جعلی سارنگ خان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جب ملک شاہ وہان پہونچا تو جعلی سارنگ بہاگ گیا۔ اور چندروز کے بعد وہی جعلی سارنگ ملک طغی کے پاس جاکر مارا گیا۔ ادہر تاج الملک اٹاوہ روانہ ہوا۔ اور وہان کے راجاؤن سے خراج وصول کیا۔ اس اثنا مین ملک طغانے دوبارہ سرکشی کی۔ خضرخان نے ملک خیرالدین وزیرک خان کو اوس کی تنبیہ کے لئے نامزد کیا۔ جب دونون کا مقابلہ ہوا تو طغانی بہاگ کر

جسرتهه کهکر کے پاس پناہ لی اور طغا کے اقطاع زیرک خان کے حوالہ ہوے۔ اور ملک خیر الدین دہلی آیا۔ ۸۲۴ھ م ۱۴۲۱ء مین خضر خان نے میوات پر لشکر کشی کی۔ بعض نے اطاعت کی۔ اور باقی بہادر ناہر کے کوٹلہ مین پناہ گزین ہوے۔ آخر خضر خانی کوٹلہ فتح کرکے برباد کیا اور گوالیار روانہ ہوا۔ ۷ محرم ۸۲۴ھ م ۱۴۲۱ء کو تاج الملک کا انتقال ہوا اور اوس کا بڑا بیٹا ملک الشرق ملک سکندر وزیر مقرر ہوا۔ خضر خان گوالیار و اٹاوہ سے خراج لیتا ہوا دہلی مراجعت کیا۔ اور ۱۷ جمادی الاول ۸۲۴ھ م ۱۴۲۱ء کو وفات پائی۔

مدت سلطنت ۷ سال دو ماہ دو یوم ہے۔

معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان

خضر خان نے اپنی وفات سے تین دن پہلے مبارک خان کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تہا۔ چنانچہ مبارک خان ۱۹ جمادی الاول ۸۲۴ھ کو تخت پر بیٹھا۔ اور معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ لقب اختیار کیا۔ اس عرصہ مین جسرتهه کہکر اور ملک طغانے بغاوت کی۔ اور تلونڈی لدہیانہ۔ روپر کو تاخت و تاراج کرتے ہوے جالندہر پہونچے۔ زیرک خان حاکم جالندہر نے صلح کرلی۔ اور اپنے بیٹے کو اول (ضمانت) مین دیا۔ بعد ازان قلعہ خالی کرکے طغا کے حوالہ کیا۔ جسرتهه نے زیرک خان کو قید کرکے لدہیانہ لیگیا۔ اور وہان سے سرہند پہونچا۔ ملک سلطان شاہ حاکم سرہند قلعہ بند ہوا۔ اور بادشاہ سے امداد چاہی۔ بادشاہ باوجود موسم بارش کے شہر سے سرہند روانہ ہوا۔ جب جسرتهه کو بادشاہ کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو سرہند کا محاصرہ چہوڑکر بہاگا۔ بادشاہ نے اوس کا تعاقب کرکے بہت سے سوار و پیادے مارے۔ یہان راجہ جمبو نے بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور محرم ۸۲۵ھ مین بادشاہ لاہور پہونچا۔ یہان شہر مین اُلّو بول رہا تہا۔ چنانچہ بادشاہ ایک مہینہ مقیم رہا۔ اور از سر نو عمارات و قلعہ کی تعمیر کرائی۔ اور شہر کو آباد کرکے ملک الشرق ملک محمود حسن کو وہان کی حکومت عطا کی۔ اور خود لاہور آیا۔ ۸۲۶ھ مین بادشاہ نے کتہیر و اٹاوہ کے راجاؤن کو مغلوب کیا۔ اس کے بعد گوالیار

ومیوات۔ وبیانہ کی جہات فتح کین۔ اس اثناءمین سید صالح حاکم سرہند کے غلام فولاد نامی نے سرکشی کی۔
جسکے اندفاع کے لئے خود پادشاہ آیا۔ اور سرہند کا محاصرہ کرلیا۔ جب چند روز محاصرہ پر گذرے۔ فولادنے
یہ چال چلی کہ امیر شیخ علی حاکم کابل کو مبلغ خطیر بہیجکر اپنی امداد کے لئے بلایا۔ چنانچہ امیر شیخ علی کیا آیا۔ کہ بلا
آئی۔ کیونکہ اوس نے تمام اقطاع کو جہاڑو دینا شروع کی۔ اور بادشاہ بہی خائف ہوکر چلتا بنا۔ جب شیخ علی
لاہور و دیپال پور کو لوٹتا ہوا ملتان آیا تو عماد الملک حاکم ملتان نے مقابلہ کرکے شکست دی۔ او جسقدر
اوس نے اس لوٹ مین جمع کیا تہا۔ وہ سب چہین لیا۔ آخر شیخ علی یکہ بینی و دو گوش ہندوستان سے
کابل روانہ ہوگیا۔ البتہ قلعہ سیور (شور) مین اپنے بہتیجے ملک مظفر کو قلعہ دار کیا۔ اس فتح نمایان سے
پادشاہ عماد الملک کے جانب سے ایسا کہٹکا۔ کہ اس کو ملتان سے دہلی بلالیا۔ اس اثناءمین جسرتہ
کہکر کی بغاوت آغاز ہوئی۔ اور فولاد غلام نے بہی سرکشی شروع کی۔ اور جسرتہہ نے امیر شیخ علی حاکم
کابل کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ شیخ علی اول ہی سے جلا بیٹہا تہا۔ فوراً آدہمکا۔ بہرحال ان تینون نے
چارون طرف خوب لوٹ مچادی۔ جب پادشاہ نے یہ خبر سنی تو لشکر کثیر کے ساتہہ مقابلہ کو نکلا۔ اور
امیر شیخ علی بادشاہ کی آمد دیکہکر بارتوت کو بہاگا۔ ادہر بادشاہ بہی اوس سے مطمئن ہوکر دہلی چلا آیا
اور فولاد وجسرتہہ کی تنبیہ کے لئے دوسرے امرا کو روانہ کیا۔ مگر چند روز کے بعد پہر شیخ علی لشکر کثیر لیکے
دریا بیاس کے کنارے کے ملکون کو تباہ و تاراج کرتا ہوا آگے بڑہا۔ اور لاہور کو بہی لے لیا۔ ادہر بادشاہ
نے بہی عماد الملک کو روانہ کیا۔ اور خود بہی لشکر کثیر کے ساتہہ مقابلہ کو نکلا۔ چونکہ شیخ علی ایک مرتبہ
عماد الملک سے شکست پاچکا تہا۔ اس لئے اوس پر ایسا خوف غالب ہوا۔ کہ بہاگتا بنا۔ اور بادشاہ
سیدہا قلعہ شور پر پہونچا۔ اور امیر مظفر کو ایسا تنگ کیا۔ کہ آخر اوس نے امان چاہی۔ اور اپنی بیٹی کا نکاح
بادشاہ کے بیٹے سے کردیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے عماد الملک کو دیپالپور وجالندہر ولاہور عطا کیا
اور شمس الملک کو بیانہ کی حکومت دی۔ چونکہ وزارت و دیوان اشراف کے کام ملک سرور الملک

وزیرست اچھے نہین سمجھتے تھے۔ اس لئے ملک کمال الدین کو دیوان اشراف کا کام سپرد کیا۔ اور سرورالملک پر صرف وزارت قایم رکھی۔ بادشاہ کی یہ کارروائی سرورالملک کو ناگوار گذری۔ اور اوس نے چند امراکو اپنا شریک بناکر بادشاہ کے قتل کے درپئے ہوا۔

۱۷ ربیع الاول ۸۳۷ھ کو سلطان نے جمنا کے کنارے شہر مبارک آباد کی بنیاد رکہی۔ اور اوس کے آباد کرنے کے لئے نہایت سرگرمی کے ساتہ اہتمام وانتظام شروع کیا۔ اس عرصہ مین فولاد غلام مارا گیا۔ اور اوس کا سر بادشاہ کے پاس آیا جس سے بادشاہ کو کمال مسرت ہوئی۔ اور ۹ رجب ۸۳۷ھ روز جمعہ کو بادشاہ حسب عادت معہود وتہوڑے آدمیون کے ساتہ مبارک آباد کی عمارت خاص مین اترکر نماز جمعہ کی تیاری کی۔ اس موقع پر اون سازش کنندون مین سے سدہ پال نامی نے قریب پہونچکر سلطان کے فرق مبارک پر تلوار ماری۔ باقی نمکحرام بہی پل پڑے۔ اور سلطان کو شہید کیا۔ مدت سلطنت ۱۳ سال تین مہینے ۱۶ روز ہے۔

محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان

سلطان کی شہادت کے روز ہی ارکان دولت نے اتفاق کرکے خضر خان کے پوتے فرید خان کے بیٹے (جو مبارک شاہ کا متبنے ابہی تہا) محمد شاہ کو تخت نشین کیا۔ اور سرورالملک وزیر کو خان جہان کا خطاب ملا۔ اس نمکحرام وزیر نے سدہ پال وسدارن کہتری اور اوس کے قرابتیون کو مبارک شاہ کی قتل کے صلہ مین مملکت بیانہ وامروہہ ونارنول وکہرام وغیرہ کی حکومت عطا کی۔ اور امرا وبندگان مبارک شاہی کو بیعت کے بہانہ سے بلاکر قتل کیا۔ رانوسیہ (جو سدہ پال کا غلام تہا) کو بیانہ پر قبضہ کرنے کے لئے بہیجا مگر یوسف خان اوحدی ہنڈون سے بیانہ آیا۔ اور رانوسیہ سے لڑکر اوس کے عیال واطفال کو اسیر کیا۔ اور اوسکا سر کاٹ کر دروازہ پر لٹکایا۔ اب تمام ملک مین سرورالملک کی دغابازی وکمینہ پن کی شہرت پہیل گئی۔ اور بدایون سنبہل وغیرہ کے حکام نے علانیہ بغاوت شروع کی۔ سرورالملک نے اعظم سید خان و

سدہارن اور اپنے بیٹے یوسف خان کو کمال الملک کے ہمراہ ان امیرون کی مخالفت دور کرنے کے لئے برن بھیجا۔ یہان کمال الملک اس فکر مین ہوا کہ کسیطرح اپنے ولی نعمت کے خون کا انتقام لے۔ مگر اس فکر کی خبر سرور الملک کو ہوگئی۔ اوس نے ملک ہشیار غلام کو بہت سا لشکر دیکر یوسف و سدہارن کی محافظت کے لئے روانہ کیا۔ جب یوسف و سدہارن کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو یہ دونون ملک ہشیار کو لیکر دہلی بہاگ گئے۔

اب کمال الملک نے بہی امرا موافق کو جمع کرکے لشکر گران کے ساتہہ علانیہ دہلی پر حملہ کیا۔ ناچار سرور الملک سیری مین حصاری ہوا۔ اور تین مہینے تک لڑتا رہا۔ سلطان محمد شاہ نے اپنی آنکہون سے سرور الملک کی بیوفائی کا تماشا دیکہا تہا۔ اس لئے وہ خیال کرنے لگا۔ کہ کسیطرح کمال الملک سے ملکر سرور الملک کا کام تمام کیا جائے۔ لیکن سلطان کا یہ خیال سرور الملک پر ظاہر ہوگیا۔ اور ۸ محرم ۸۳۷ھ کو اوس نمکحرام نے اپنے سابقہ معاونون کو لیکر سلطان کے قتل کرنے کے لئے سراپردۂ شاہی مین گہس گیا۔ وہان بادشاہ بہی ہوشیار اور ایک جماعت مسلح و مستعد پاس رکہتا تہا۔ جب وزیر کو اس حالت مین دیکہا تو اوس کے قتل کا اشارہ کیا۔ چنانچہ اس مستعد جماعت نے وزیر کا کام تمام کیا۔ اور اوس کے رفقا میران صدر کے بیٹے وغیرہ کی بہی گردن اڑائی گئی۔ سدہ پال نے خود اپنے ہاتہہ سے اپنے گہر کو آگ لگا کر عیال و اطفال کو فی النار والسقر کیا۔ اور خود بہی لڑکر مارا گیا۔ اور سدہارن گرفتار ہوکر سلطان شہید کے مقبرہ کے پاس قتل ہوا۔ ملک ہشیار و ملک مبارک جو سرور الملک سے منسوب تھے کو لعل دروازہ پر پہانسی دیگئی اور کمال الملک دہلی مین داخل ہوا۔ تمام باغیون کو گرفتار کرکے قتل کیا۔ دوسرے روز کمال الملک اور تمام امرا نے دوبارہ بادشاہ سے بیعت کی۔ اور بادشاہ اون کی منظوری سے دوبارہ تخت پر بیٹہا۔ کمال الملک کو کمال خان کا خطاب و منصب وزارت ملا۔ اور ملک سنجر من کو غازی الملک کا خطاب اور اقطاع امروہہ و بدایون مرحمت ہوے۔ ملک الہداد لودہی نے تو خود کوئی خطاب نہ لیا

کرکے اپنے بہائی کو دریاخان کاخطاب دلایا۔ اس کے بعد محمد شاہ ملتان کی سیر کو گیا۔ وہان عماد الملک نے ملازمت حاصل کی۔ پہر سلطان دہلی آیا۔ اور عیش و عشرت مین مشغول ہوگیا۔ تمام کام امیرون اور وزیرون کے حوالہ ہوا۔ اس عرصہ مین ملک بہلول اپنے چچا اسلام خان کے مرنے کے بعد حاکم سرہند ہوا۔ اور بلا اجازت سلطان کے دیبال پور ولاہور پر قبضہ کیا۔ بادشاہ نے اوس کے دفعیہ کے لئے حسام خان کو روانہ کیا۔ مگر حسام خان نے اوس کے مقابلہ مین شکست کہائی۔ اور دہلی چلا آیا۔ ملک بہلول نے بادشاہ کو کہلا بہیجا کہ اگر آپ حسام خان کو مار کر حمید خان کو وزیر بنائیے تو مین اطاعت کے لئے حاضر ہون۔ بادشاہ نے اوس کے کہنے پر حسام خان کو مار ڈالا۔ اور حمید خان کو وزیر بنایا۔ جب یہ خبر دوسرے امراء کو پہونچی تو وہ بددل ہوگئے اور اطاعت سے منہ موڑا۔ ادہر ابراہیم شاہ شرقی نے اکثر پرگنات دبا لئے۔ اور بعض امراء نے سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ کو دہلی طلب کیا۔ چنانچہ ۸۴۴ھ م ۱۴۴۰ء مین سلطان محمود دہلی سے دو کوس پر آگیا۔ اور ملک کا انتظام کرنا شروع کیا۔ اس واقعہ سے محمد شاہ نہایت مضطرب ہوا۔ اور ملک بہلول کو منت کرکے بلایا۔ بادشاہ کی اس طلب پر ملک بہلول بیس ہزار سوار لیکر آیا۔ طرفین سے خوب مقابلے ہوے۔ سلطان محمود کو فکر ہوئی۔ کہ کسیطرح صلح ہوجاوے۔ مگر غیرت کے سبب صلح کا لفظ زبان پر نہ لاتا تہا۔ دوسرے روز معلوم ہوا۔ کہ سلطان احمد گجراتی منڈو مین آتا ہے۔ اب تو سلطان محمود کے رہے سہے ہوش بہی اڑگئے۔ اس اثناء مین بادشاہ نے بغیر ارکان دولت و امراء کے مشورہ کے سلطان محمود کے پاس صلح کا پیام بہیجا۔ وہ تو خدا سے ہی چاہتا تہا۔ فوراً صلح منظور کرلی۔ اور اوسی وقت کوچ کیا۔ ملک بہلول کو بادشاہ کی یہ حرکت پسند نہ آئی۔ آخر پیچ و تاب کہا کر محمود کا تعاقب کیا۔ اور بہت سے سپاہیون کو مار کر بیشمار مال لوٹ لایا۔ اور دہلی کی آبرو رکہہ لی۔ بادشاہ بہلول سے اس قدر خوش ہوا کہ اوس کو اپنا بیٹا بنایا۔ اور خان خانان خطاب دیا۔ ۸۴۵ھ مین بادشاہ سامانہ آیا۔ اور لاہور و دیبال پور کی حکومت ملک بہلول کو دیکر تاکید کی۔ کہ جسرتہ کی سرکوبی کرے۔ اس کے بعد سلطان دہلی چلا گیا۔ ملک بہلول

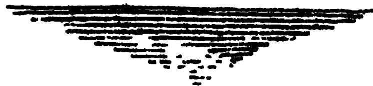
لاہور میں ایسا تو ہی ہوگیا۔ کہ جسرتہہ گہکر نے بہی صلح کرلی۔ اب بہلول کے دل مین دہلی کی سلطنت کی امنگ آئی۔ اور بلاوجہ سلطان سے مخالفت کی۔ انہین ایام مین اکثر امراء وزمیندار متمرد ہو کر محمود خلجی سے ملگئے اور محمد شاہ بہی بیمار ہو کر ۸۴۹ہجری ۱۴۴۵ء مین اس دنیا سے رخصت ہوا۔ مدت سلطنت بارہ برس چند ماہ ہے۔

سلطان علاء الدین بن محمد شاہ

ارکان دولت نے محمد شاہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے علاء الدین کو تخت نشین کیا۔ ۸۵۰ہجری مین علاء الدین بیانہ گیا۔ اثناء راہ مین معلوم ہوا کہ سلطان ابراہیم دہلی پر یورش کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ خبر غلط تہی۔ مگر بادشاہ ایسا گہبرایا۔ کہ فوراً دہلی چلا آیا۔ اس کے بعد بادشاہ ۸۵۱ہجری مین بداون گیا۔ مدتون وہان رہا۔ جب دہلی واپس آیا تو کہنے لگا کہ مین آیندہ ہمیشہ کے لئے بداون مین رہنا چاہتا ہون۔ یہ زمانہ وہ تہا کہ سارے ہندوستان مین طوائف الملوکی ہوگئی تہی۔ چنانچہ دکن۔ گجرات۔ مالوہ۔ جونپور۔ بنگالہ کے حاکم خود بادشاہ صاحب سکہ وخطبہ ہو گئے تھے۔ پنجاب مین پانی پت سے لاہور تک۔ بانسی۔ حصار ناگور مین ملتان تک ملک بہلول فرمانروائی کرتا تہا۔ پہروتی سے سرائے لاڈو تک احمد خان میواتی سنبھل سے گذر خواجہ خضر تک دریا خان لودہی۔ کول جلالی مع مضافات مین عیسی خان۔ رابری مین قصبہ بہوگاؤن تک قطب خان۔ کنپل وپٹیالی مین رائے پرتاب۔ بیانہ مین داؤد خان خود مختار تہے گوالیار۔ دہولپور۔ بہدورا مین بڑا بڑا راجہ راج کرتے تہے۔ غرض سلطنت دہلی کی حدود شہر پناہ کے ایک جانب۔ ایک میل باقی۔ اور اطراف ۱۲ میل سے زیادہ نہین تہے۔ یہ مثل اسی پر صادق آتی تھی کہ "بادشاہی شاہ عالم تا دہلی پالم"۔ اس اثناء مین ملک بہلول نے دہلی پر حملہ کیا۔ مگر ناکام واپس ہوا۔ قطب خان ورائے پرتاب نے حمید خان کو وزارت سے علحدہ کرنے کی تجویز بادشاہ سے عرض کی۔ بادشاہ تو عقل سے بے بہرہ تہا۔ فوراً حمید خان کو معزول اور مقید کیا۔ اور اپنے دو سالون مین سے

ایک کو شحنہ اور دوسرے کو دیوان امیر کوہی کے عہدہ پر مامور کرکے دہلی مین چہوڑا اور خود بدایون چلا گیا
چند روز کے بعد ان دونون مین نزاع ہوئی۔ ایک مارا گیا۔ دوسرا قصاص مین قتل ہوا۔ بادشاہ اپنے
عیش مین اس قدر مصروف تہا۔ کہ اس واقعہ کی خبر ہی نہ لی۔ اتنے مین قطب خان اور رائے پرتاب
بدایون آئے۔ اور بادشاہ سے حمید خان کے قتل کی اجازت چاہی۔ ادہر حمید خان کے بہائیون کو
جب یہ خبر لگی تو وہ فوراً حمید خان کو قید سے نکال کر دہلی لیگئے۔ حمید خان حرم شاہی مین گہس کر بادشاہ
کے بیٹون بیٹیون اور بیویون کی سخت توہین وتذلیل کی۔ اور خزائن واسباب شاہی پر متصرف ہوا
اس پر بہی بادشاہ بدایون سے نہ نکلا اب حمید خان کو فکر ہوئی کہ کسی کو بادشاہ بناکر خود مزے اوڑاؤن
چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے اوس نے بہلول لودہی کو لاہور سے طلب کیا۔ بہلول تو
اسی دہن مین بیٹھا تہا فوراً چل نکلا۔ اور چلتے چلتے علاء الدین کو لکہا کہ حمید خان کے دفع کرنے کے
لئے دہلی جاتا ہون“۔ علاء الدین نے اوس کا جواب یہ دیا کہ تم کو میرے باپ نے بیٹا بنایا تہا۔ اس
رشتہ سے تم میرے بڑے بہائی ہو۔ دہلی کی سلطنت تم کو مبارک ہو۔ اور مجہے صرف بدایون کی
حکومت کافی ہے“۔ چنانچہ علاء الدین اس کے بعد بدایون مین مدتون جیتا رہا۔ آخر ۸۸۳ھ مین
انتقال کیا۔

علاء الدین کی مدت سلطنت ۷ سال چند ماہ اور حکومت بدایون ۲۸ سال ہے۔ اب یہان پر
خاندان سلاطین سادات کا خاتمہ ہوگیا۔ اس خاندان نے تقریباً چالیس سال دہلی کی
سلطنت کی۔





گلشن ششم

خاندان پادشاہان لودھی

سلطان بہلول لودھی بن کالا لودھی

۸۵۴ھ مین ملک بہلول لودھی حمید خان کے طلب پر دہلی آیا۔ چندروز تک حمید خان کی آوبھگت خوب کی۔ اور علاء الدین کے نام کو بہی خطبہ اور سکہ مین حسب سابق رہنے دیا۔ اس کے بعد حمید خان کو قید کر کے

سلہ۔ لودہی افغانون کی ایک جماعت ہندوستان مین تجارت کے لئے آیا کرتی تہی۔ اور تجارت کی بدولت اُن کا شمار دولتمندون مین تہا۔ چنانچہ سلطان بہلول بہی اوسی جماعت مین سے تہا۔ سلطان فیروز شاہ کے عہد مین سلطان بہلول کا دادا ملک بہرام اپنے بڑے بہائی سے خفا ہو کر ملتان آیا۔ اور ملتان کے حاکم ملک مردان کا نوکر ہو گیا۔ جب ملک بہرام کا انتقال ہوا تو اوس کے پانچ بیٹے ملک سلطان شہ۔ ملک کالا۔ ملک فیروز۔ ملک محمد۔ ملک خواجہ چند سے ملتان مین رہے۔ جب ملتان کی حکومت خضر خان کو ملی تو ملک سلطان شہ اوس کا ملازم ہوا۔ اور ایک جماعت افغان کا سردار بنا۔ خضر خان اور ملو اقبال خان کی لڑائی مین ملک سلطان شہ نے ملو کو قتل کیا۔ خضر خان نے اوسکے صلہ مین سرہند کی حکومت دی۔ اور اسلام خان خطاب عطا کیا۔ اور ملک کالا اپنے چھوٹے بھائی اسلام خان کے

۷ اربیع الاول ۸۵۵ھ مطابق ۱۴۵۱ء مین تخت پر جلوس کیا۔ اور اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ سلطان بہلول لقب رکہا۔ سلطان کو نو بیٹے تھے۔ باربک شاہ۔ خواجہ بایزید نظام خان۔ مبارک خان۔ عالم خان

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۵۹)

طرف سے وہ الہ مین حاکم تہا۔ کسی وجہ سے افغان نیازی کے ہاتہہ ملک کا لا مارا گیا۔ اوسکی شادی چچا کی بیٹی سے ہوئی تہی۔ اس وقت بہلول مان کے پیٹ مین تہا۔ وضع حمل کے دن قریب تہے۔ کہ اتفاقاً ایکدن اوس حاملہ پر مکان کا چہت گر پڑا۔ حاملہ تو مر گئی مگر بچہ کو (جو زندہ تہا) پیٹ چاک کرکے نکالنے۔ اور حقارت سے اوس کا نام بلو رکہا گیا۔ پہر بہلول ہوا۔ ایک مہینہ کا تہا کہ اوسے اوس کے چچا اسلام خان کے پاس سرہند لئے۔ اس لایق چچا نے بہتیجے کی پرورش تربیت و تعلیم مین اچہی نگہداشت کی۔ اور ایک لڑائی مین اوس کی جوانمردی دیکہکر اپنی بیٹی بیاہ دی۔ اسلام خان ایسا صاحب مقدور و ذی اختیار تہا۔ کہ بارہ ہزار افغان اوس کے گہر سے تنخواہ پاتے تہے۔ جب اسلام خان مرا تو اپنے بیٹونکو محروم کرکے داماد کو قایم مقام کیا۔ جس سے آپس مین نزاع شروع ہوئی۔ اور [illegible] جماعت کے تین ٹکڑے ہوے۔ تہوڑے ملک بہلول کیساتہہ ہوے۔ بعضے اسلام خان کے بہائی ملک فیروز سے متفق ہوے۔ چند اسلام خان کے بیٹے قطب خان کے حامی ہوکر ان سب مین ملک بہلول فائق رہا۔ اور بتدریج دونون قوتون کو گہٹایا۔ آخر قطب خان سلطان محمد شاہ کے پاس آیا۔ اور سرہند پر حملہ کرنیکی ترغیب دلائی۔ سلطان نے ملک سکندر تحفہ و جسرتہہ کہکر کو سرہند بہیجا۔ چند روز طرفین سے لڑائی ہوتی رہی۔ اسکے بعد ملک فیروز نے عہد و پیمان کے ساتہہ صلح کی۔ اور اپنے بیٹے شاہین خان و ملک بہلول بہتیجے کو اہل و عیال کے پاس چہوڑکر سکندر تحفہ و جسرتہہ کے پاس آیا۔ لیکن سکندر و جسرتہہ نے عہد شکنی کی۔ اور ملک فیروز کو قید کرکے باقی افغانون کو مار ڈالا اور اون کے اہل و عیال پر چڑہائی کرکے قتل کیا۔ چنانچہ اس لڑائی مین ملک فیروز کا بیٹا شاہین خان بہی مارا گیا۔ صرف ملک بہلول بہاگ کر نکل گیا۔ جسنے دوست آشناؤن سے قرضہ لیکر افغانون کو جمع کیا۔ اور چند روز تک اضلاع کے تاخت و تاراج مین مشغول رہا۔ جب اوس کے پاس لشکر کی کافی مقدار جمع ہوگئی تو سرہند پر قبضہ کرلیا اور ملک فیروز بہی قید سے بہاگ کر ملک بہلول کے پاس آیا۔ اور قطب خان بہی پشیمان ہوکر ملک بہلول کا ساتہہ دیا

مشہور بہ سلطان علاءالدین۔ جمال خان۔ میان یعقوب۔ فتح خان۔ میان موسیٰ۔ جلال خان۔ جب سلطان کو حمید خان سے نجات ملی تو اپنے بیٹے بایزید اور امرا معتمد کو دہلی سپرد کر کے ممالک ملتان و پنجاب کے انتظام کے لئے دیبال پور گیا۔ اور محمود شاہ شرقی حاکم جونپور (جو سلطان علاءالدین کا داماد بھی تھا) نے ۸۵۶ھ مین دہلی پر چڑہائی کی۔ اور مدت تک اوس کا محاصرہ قایم رکہا۔ سلطان بہلول نے ملک روہ کے افغانون سے مدد چاہی۔ جب وہ پہونچے تو دیبال پور سے دہلی کے جانب کوچ کیا۔ محمود نے محاصرہ چہوڑا۔ رستہ مین دونون کا مقابلہ ہوا۔ محمود شکست پا کر جونپور چلتا بنا۔ اور سلطان بہلول نے کل ممالک کا دورہ کر کے انتظام کر لیا۔ اتنے مین سلطان محمود لشکر گران کے ساتہہ جونپور سے نکلا۔ اور شمس آباد مین سلطان بہلول سے مقابلہ ہوا۔ اس لڑائی مین بہلول کا سالا قطب خان فریق ثانی کے ہاتہہ گرفتار ہو گیا۔ اس اثنا مین محمود شاہ نے وفات پائی۔ اور اوس کا بیٹا بہیکن خان محمد شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اس انقلاب کے باعث طرفین مین صلح ہو گئی۔ سلطان بہلول ابہی دہلی کو پہونچا ہی نہ تہا۔ کہ اوس کی ملکہ شمس خاتون کا پیام آیا۔ کہ جب تک میرا بہائی قطب خان رہائی نہ پائے تم پر خواب و خور حرام سمجہو۔ چونکہ سلطان کو اس ملکہ سے بہت محبت تہی۔ اس لئے وہ وہین سے واپس ہوا۔ اور محمد شاہ بہی لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ اتفاقاً محمد شاہ کا بہائی جلال خان سلطان بہلول کے ہاتہہ گرفتار ہو گیا۔ اور دوسرا بہائی حسین خان مقام جنگ سے بہاگ کر جونپور پہونچا۔ جس سے محمد شاہ کے حواس جاتے رہے۔ اور خیال گذرا۔ کہ مبادا حسین خان جونپور جا کر فساد برپا کرے

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۰) سلطان محمد شاہ نے حسام خان وزیر الممالک کو لڑنیکے لئے بہیجا۔ گر ملک بہلول کے مقابلہ مین اوس نے شکست پائی۔ جس سے ملک بہلول کی قوت اور بہی بڑہ گئی۔ چنانچہ پانی پت تک اپنی حدود حکومت کو وسیع کیا۔ باقی حالات حسام خان کا قتل۔ ملک بہلول کا سلطان محمد شاہ کا بیٹا بننا وغیرہ سلطان محمد شاہ کے سلطنت مین اوپر بیان کر دئے گئے ہین۔ ۱۲ مولف۔

اس لئے محمد شاہ - سلطان بہلول کے مقابلہ سے منہ موڑکر جونپور واپس چلا۔ جب سلطان بہلول نے یہ حالت دیکھی تو تعاقب کرکے بہت کچھہ اسباب ہاتہی گھوڑے لوٹ لیا۔

محمد شاہ کا خیال بہت صحیح تھا۔ چنانچہ حسین خان جونپور پہونچکر دار السلطنت پر قبضہ کرلیا۔ اور ۸۶۲ھ مین تخت شاہی پر جلوس کیا۔ اس کے بعد محمد شاہ مارا گیا۔ اور سلطان بہلول سے حسین شاہ نے ایک مدت کے لئے صلح کرلی۔ اور قطب خان کو خلعت دیکر سلطان بہلول کے پاس بہیجدیا۔ بہلول نے بہی شاہزادہ جلال خان کو اعزاز کے ساتھہ سلطان حسین کے پاس روانہ کیا۔ جب مدت معہودہ گذرگئی تو پہر ایک لڑائی ان دونون بمقام چندوار عمل مین آئی۔ لیکن ارکان دولت نے تین سال کے لئے صلح کرادی۔ اس تین سال کے گذرنے پر حسین شاہ نے اٹاوہ پر دہاوا کیا۔ اور اوس کو فتح کرکے احمد خان میواتی۔ اور رستم خان حاکم کول کو اپنا طرفدار بنایا۔ اس کے بعد حسین شاہ ایک لاکہہ سوار اور ایک ہزار فیل لیکر دہلی متوجہ ہوا۔ سلطان بہلول نے حسین شاہ کو پسپا کیا۔ اس اثنار مین سلطان علاء الدین کا انتقال ہوا۔ اور حسین شاہ تعزیت کے لئے بداون آیا۔ اور علاء الدین کے بیٹے سے بداون چہین لیا۔ اور سنبھل کے حاکم مبارک خان پسر تاتار خان کو بہی قید کیا۔ اور ۸۸۳ھ مین پہر دہلی پر حملہ کیا۔ اسدفعہ سلطان بہلول حسین شاہ کا بہت سا مال و اسباب غارت کیا۔ اور تیس چالیس امراء شرقیہ بہی اسیر ہوئے ان اسیرون مین حسین شاہ کی زوجہ ملکہ جہان بہی تہی۔ جسکو سلطان بہلول نے معتمد خواجہ سرا اون کے ہمراہ حسین شاہ کے پاس بہیجدیا۔ اور خود آگے بڑہ کر کنپل۔ پٹیالی۔ شمس آباد۔ سکیت مارہرہ۔ جالیسر وغیرہ پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد پہر حسین شاہ سے لڑائی ہوئی۔ اور حسین شاہ شکست پاکر جمنا پار ہوا۔ لیکن تعاقب کے خوف نے ایسا پریشان کیا۔ کہ سارے اہل و عیال دریا مین غرق ہوگئے۔ آخر حسین شاہ

۵۱۔ اس واقعہ کا تفصیلی تذکرہ سلاطین جونپور کی تاریخ مین ہم آیندہ بیان کرینگے۔ ۱۲ مولف۔

اٹاوہ مین پناہ گزین ہوا۔ مگر سلطان بہلول بہی تعاقب مین چلا آرہا تہا۔ چنانچہ اٹاوہ آکر محاصرہ کیا۔

اب یہان سے بہی حسین شاہ بہاگا۔ اور سلطان بہلول نے اٹاوہ پر قبضہ کرلیا۔ حسین شاہ جونپور گیا

اور بہلول بہی سر پر پہونچا۔ چونکہ حسین شاہ متواتر لڑائیون سے خستہ حال ہوگیا تہا۔ اس لئے جونپور

چہوڑکر بنگال کو بہاگ گیا۔ اور سلطان بہلول نے جونپور کو تسخیر کرکے اپنے بیٹے باربک شاہ کو خاندان

شرقیہ کے تخت پر بٹہایا۔ اور کالپی پر قبضہ کرکے اپنے پوتے خواجہ اعظم ہمایون کے حوالہ کیا۔ اور خود

چندوارہ و دہولپور ہوتا ہوا دہلی پہونچا۔

سلطان بہلول اور شاہ جونپور مین ۲۶ برس تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر اس طول وطویل لڑائی کا

یہ انجام ہوا کہ ۸۸۳ھ م ۱۴۷۸ع مین جونپور ہمیشہ کے لئے سلطنت دہلی کا تابع ہوگیا۔ اس کے بعد

اودیپور کے رانا نے بغاوت کی۔ سلطان نے قطب خان اور خان جہان فرملی کو روانہ کیا۔ رائے پور

مین رانا کا بہتیجا چترسال دس ہزار فوج سے مقابلہ کیا۔ پہلے تو لشکر اسلام کو شکست ہوئی۔ مگر آخر کو

قطب خان اور خان جہان فرملی نے ایسا دلیرانہ حملہ کیا۔ کہ چترسال مارا گیا۔ اور ہندؤن کے سرون کا

ایک مینار بنگیا۔ پہر رانا نے صلح کرلی۔ اودیپور مین نماز ہوئی۔ سلطان کے نام کا سکہ جاری ہوا۔ اس

عرصہ مین ملتان سے خبر آئی۔ کہ احمد خان بہٹی ۲۰ ہزار سوار کے گہمنڈ پر برگشتہ ہوگیا ہے۔ سلطان نے

اوس کی سرکوبی کے لئے اپنے بیٹے شاہزادہ بایزید کو ۳۰ ہزار سوار دیکر روانہ کیا۔ اودہر احمد خان

نے اپنے بہتیجے نورنگ خان کو ۱۵ ہزار سوار سے مقابلہ کو بہیجا۔ نورنگ ایک عورت پر ایسا عاشق

تہا۔ کہ لڑائیون مین بہی ساتہہ رکہتا تہا۔ جب وہ مقابلہ کو آیا تو خود عیش مین مصروف ہوگیا۔ اور اپنے

ایک سردار داؤد خان کو ۱۰ ہزار سوار سے شاہزادہ سے لڑنیکو بہیجا۔ اتفاقاً داؤد خان مارا گیا۔ اب

نورنگ کو مقابلہ کرنا پڑا۔ مگر ایک زنبورک کی گولی نے نورنگ کا کام بہی تمام کیا۔ جب یہ خبر اوس کی

معشوقہ کو پہونچی تو اوس نے خود کو مسلح کیا۔ اور اپنے بہائی کے ذریعہ لشکر مین یہ افواہ اڑادی کہ احمد خان

بیٹا آیا ہے۔ اور یہ بھی تاکید کی۔ کہ سب سلامی اتارین۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس مردانہ عورت نے ایسا دلیرانہ حملہ کیا۔ کہ لشکر شاہی نے ہزیمت اوٹھائی۔ جب احمد خان کو اوس کی یہ مردانہ ہمت اور دلیری معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوا۔ اور دس ہزار روپیہ کے جواہر اوس کو عنایت کیا۔ ادہر شہزادہ بایزید دوسرا لشکر احمد خان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ اس لشکر نے احمد خان کو قتل کرکے اوس کے علاقہ کو تباہ و تاراج کیا۔ اور شاہزادہ فتح و نصرت کے ساتھ باپ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ چونکہ اب سلطان کی عمر بہت متجاوز ہوگئی تھی اس لئے اوس نے اپنے ملک کو اس طرح تقسیم کیا۔ کہ ۱۰نپور تو شاہزادہ باربک کو دیا۔ اور کٹرا مانک پور شاہزادہ عالم خان۔ بہرائچ اپنے بہانجے شیخ محمد فرملی مشہور کالا پہاڑ۔ لکہنؤ و کالپی اپنے پوتے اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید۔ بداین امیر خان جہان کے تفویض کیا۔ دہلی اور میان دوآب کا بہت سا ملک شہزادہ نظام خان کو دیکر اپنا ولیعہد بنایا۔ مگر امراء اس ولیعہدی سے ناراض اور اعظم ہمایون کی ولیعہدی چاہتے تھے۔ اور سلطان کو بھی کوئی چارہ نہ تھا۔ آخر شاہزادہ نظام طلب کیا گیا۔ لیکن وزیر عمر خان نے نظام خان کو لکہا۔ کہ بادشاہ تم کو قید کرنا چاہتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم آنے مین دیر لگاؤ۔ چنانچہ نظام شاہ نے عمر خان کی نصیحت پر عمل کیا۔ اس عرصہ مین سلطان بیمار ہوکر بہدالی کے قریب بمقام ضلع سکیت ۸۹۴ھ مین انتقال کیا۔ کسی نے اوسکے مرنے کی حسب ذیل تاریخ کہی ہے۔

ہشت صد و نود و چار رفت از عالم	خدیو ملک ستان و جہان کشا بہلول
ملک ستان بود لیکن وقع اجل	بود محال بشمشیر و خنجر مصقول

مدت سلطنت ۳۸ سال ۸ مہینے ۷ دن ہے۔

نظام خان سلطان سکندر بن سلطان بہلول

جب بہلول نے انتقال کیا تو نظام خان کی ماں زیبن[1] نے اپنے بیٹے کو دہلی کہلا بھیجا۔ کہ فوراً چلا آ۔ ورنہ تمام امرا تیرے بڑے بھائی باربک شاہ کو (جسکی ماں پٹھانی تھی) یا بادشاہ کے پوتے اعظم ہمایون کو تخت نشین کرنا چاہتے ہین۔ چنانچہ ان امرا مین سے عیسی خان لودھی (جو سلطان بہلول کا چچازاد بھائی تھا) باربک شاہ کا طرفدار تھا۔ اور خانخانان فرملی (جو سب امرا مین زیادہ با اختیار تھا) وہ نظام خان کی تائید مین زور دے رہا تھا۔ آخر تمام امرا مین جھگڑا شروع ہوا۔ اور فرملی اپنے متفقہ امرا کے ساتھ بادشاہ کی نعش قصبہ جلالی لایا۔ اتنے مین نظام خان بھی حسب الطلب ماں کے ہوا کیطرح پہونچا۔ اور ۷ شعبان ۸۹۴ھ روز جمعہ کو اٹھارہ برس کے سن مین کالی ندی کے کنارے ایک بلند مقام پر (جسکو کوشک سلطان فیروز کہتے ہین) سریر آرا ہوا۔ اور سلطان سکندر غازی لقب رکھا۔ اس کے بعد باپ کا جنازہ دہلی بھیجا۔ اور عیسی خان پر یورش کر کے مغلوب کیا۔ لیکن اوسکا گناہ معاف کر دیا۔ اور خود دہلی مراجعت کی۔

سلطان سکندر اپنے باپ کیطرح افغانون سے برادرانہ پیش آتا تھا۔ چنانچہ کبھی اکابر قوم کے آگے تخت پر نہین بیٹھا۔ اسوقت اوسکے چھ بیٹے تھے۔ ابراہیم خان۔ جلال خان۔ اسمعیل خان حسین خان۔ محمود خان۔ اعظم ہمایون خان۔ الغرض جب سلطان سکندر کو سب طرح سے اطمینان ہوا تو انتظام سلطنت کے لیے دورہ کیا۔ جب پرگنہ راپری گیا تو عالم خان عرف بادشاہ علاء الدین برادر سلطان سکندر وہان سے بھاگ کر عیسی خان کے پاس پٹیالی پہونچا۔ سلطان نے تعاقب کر کے عیسی خان کو شکست دیا۔ اس کے بعد جونپور پر حملہ کیا۔ باربک شاہ بدایون کو بھاگ گیا اوسکا بیٹا مبارک خان گرفتار ہوا۔ پھر سکندر نے بدایون کا محاصرہ کیا۔ باربک شاہ نے اطاعت کر لی

[1] زیبن درصل سنار کی لڑکی تھی۔ مگر سلطان بہلول کی چاہتی بی بی ہو نیسے اس سفر مین بادشاہ کے ہمرکاب تھی۔ ۱۲ مولف۔

سکندر نے اوس کو کمال اعزاز کے ساتھ لاکر جونپور مین تخت نشین کیا۔ اور اوس کے پاس اپنے معتمد مقرر کئے۔ اور وہان سے نکل کر کالپی۔ ہکسر۔ چتر گوالیار۔ بیانہ کا انتظام کرتا ہوا دہلی پہونچا۔ اس اثنا مین خبر آئی۔ کہ جونپور کے زمینداروں نے جوگا کو اپنا سردار بناکر ایک لاکھ سوار و پیادے جمع کیا ہے۔ مبارک خان لوحانی کو شکست دی ہے۔ اور راجہ سہدیو والی پٹنہ نے مبارک خان کو قید کرلیا ہوا اوس کے بہائی شیر خان کو مار ڈالا ہے۔ سلطان اس خبر کے سنتے ہی جونپور روانہ ہوا دسوین روز جوگا کے سر پر پہونچا اور باربک شاہ بھی دلمؤ کے مقام پر سلطان سے ملا۔ سہدیو راجۂ پٹنہ نے خوف سلطانی سے مبارک خان کو چھوڑ دیا۔ اور جوگا وہان سے بہاگ کر قلعہ جونڈ (جہونڈ) مین سلطان حسین شرقی کے پاس پناہ لیا۔ سلطان سکندر جوگا کے تعاقب مین قلعہ جونڈ پہونچا۔ اور سلطان حسین کو لکھا کہ آپ کو مین چچا تصور کرتا ہون پس بہتر یہ ہے کہ آپ جوگا کو نکالدین۔ مگر سلطان حسین نے اسکا جواب ایسے نا ملائم و نامرغوب الفاظ مین دیا۔ کہ مجبوراً سلطان سکندر کو سلطان حسین سے مقابلہ کرنا پڑا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان حسین شکست کہا کر بہار کو بہاگا۔ اور اوس کے تمام امرا گرفتار ہوے۔ بعد ازان سلطان اودہ۔ کنتوٹ۔ اریل۔ کنٹرہ کا انتظام کرتا ہوا دلمؤ آیا۔ یہان شیر خان برادر مبارک خان لوحانی کی بیوہ سے نکاح کیا۔ پہر شمس آباد۔ سنبہل کے سرکشون کی تنبیہ کرکے سنہ ۔۔۔ مین رائے بلبدہر والی پٹنہ کی گوشمالی کے لئے پٹنہ روانہ ہوا۔ جب راجہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ سرگجہ کے طرف بہاگا۔ اور رستہ مین مرگیا۔ سلطان کے بہت سے گہوڑے اس پٹنہ کے سفر مین مرگئے۔ جس سے اکثر سوار پیدل ہوگئے۔ جب سلطان نے یہ حالت دیکھی تو لشکر کی درستی کے لئے جونپور آیا۔

اودہر لکھمی چند پسر راجہ بلبدہر نے سلطان حسین کو ترغیب دی۔ کہ سلطان سکندر کی اس بے سر و سامانی سے اگر تم فائدہ اوٹہاؤ تو مناسب ہے۔ چنانچہ سلطان حسین اوس کے کہنے سے لشکر کثیر لیکر بہار سے نکلا۔ جب سکندر کو اوس کے عزم کی خبر ہوئی تو راجہ سالباہن کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ طرفین سے

لڑائی ہوئی۔ سلطان حسین شکست کہا کر پٹنہ کو بہاگا۔ جب سلطان سکندر نے تعاقب کیا تو وہان سے نکلکر بہار گیا۔ اور ملک کہنڈو کو بہار مین چہوڑکر خود کہل گانون مین پہونچا۔ علاء الدین پادشاہ بنگالہ نے اوسکو عزت کے ساتہ رکہا۔ سلطان حسین بہی پادشاہی کے خیالات چہوڑکر باقی عمر یہین بسر کردی۔ اور اسکے ساتہہی شاہان جونپور کی سلطنت کا بہی خاتمہ ہوگیا۔

اب سلطان ملک کہنڈو کے سر پر بہار پہونچا۔ اور اوس کو فتح کرکے محبت خان کو دیا۔ اور وہان سے ترہت ہوتا ہوا علاء الدین شاہ بنگالہ پر حملہ کیا۔ موضع بارہ مین دو چار لڑائی کے بعد صلح ہوگئی۔ پہر سلطان پنا کے طرف گیا۔ اور راجہ سالباہن کی لڑکی سے شادی کرنا چاہا۔ مگر راجہ نے انکار کیا۔ جس سے سلطان غضبناک ہوکر اوس پر حملہ کیا۔ اور راجہ قلعہ باندہوگڈہ مین محصور ہوگیا۔ چونکہ یہ قلعہ مضبوط تہا۔ اس لئے ناکامی رہی اور سلطان جونپور آیا۔ یہان مبارک خان حاکم جونپور سے محاسبہ لیا تو بہت سارا تغلب ظاہر ہوا جب سلطان نے بازیافت چاہی تو اکثر امرا افغانی شفیع ہوے۔ اس اثنا مین چوگان بازی کے موقع پر ہیبت خان شروانی دریاخان خضر خان وغیرہ مین ناچاقی ہوئی۔ اور ہیبت خان شروانی نے ۲۲ امراء کو اپنے ساتہ متفق کرکے شہزادہ فتح خان بن سلطان بہلول سے کہا کہ اکثر سردار سکندر سے ناراض ہین۔ اور آپ کو تخت نشین کرنا چاہتے ہین۔ مگر یہ گفتگو فتح خان نے شیخ طاہر اور اپنی مان کے مشورہ سے سلطان سکندر سے کہدی۔ جس کے باعث سلطان سکندر امراء افغان سے بدگمان ہوا اور اون کو ادہر اودہر پریشان کردیا۔

۹۰۵ھ مین سلطان نے اصغر حاکم دہلی کو اوس کی بدکرداری و بدعملی کیوجہ سے قید کرکے اپنے بیٹے اسمعیل خان کو دہلی کا انتظام تفویض کیا۔ اس کے بعد رائے مانک دیو سے دہولپور لے لیا۔ اور ۹۱۰ھ مین مندرایل کے قلعہ کو تسخیر کیا۔ اور ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء مین جمنا کے کنارے شہر آگرہ آباد کیا۔ پہر یہان سے

۱ے کہتے ہین کہ جب سلطان بحیرہ مین جگہ شہر آباد کرنے کے لئے یہان آیا تو اوس کو دو ٹیلے نظر آئے۔ بہتر ملا خان بہتم بحیرہ

نکل کر چنبل کے کنارے پر جو سرکش مقیم تھی۔ اون کی سرکوبی کی۔ ۳ صفر ۹۱۱ھ م ۱۵۰۵ء کو آگرہ مین ایسا سخت زلزلہ آیا کہ اچھے اچھے عالیشان عمارات گر گئین۔ پہاڑ تک ہل گئے۔ گویا قیامت کا نمونہ تہا۔ مورخون کا قول ہے کہ یہ زلزلہ خاص آگرہ ہی مین نہین۔ بلکہ ہندوستان کے مختلف صوبون مین موجود تھا۔

سنہ ۹۱۲ھ مین سلطان نے آونت گڑہ (اویت نگر تھنگر) کو فتح کیا۔ اس لڑائی مین راجپوت بہت قتل ہوے۔ اور سلطان نے بتخانون کو توڑ کر مسجدین بنائین۔ اس کے بعد محرم سنہ ۹۱۳ھ مین آگرہ کے طرف مراجعت کی۔ رستہ مین پانی کی قلت سے ۸۰۰ آدمی مر گئے۔ اور رستہ کی ناہمواری سے بہی بہت سے آدمی تباہ ہوے۔ سنہ ۹۱۴ھ مین قلعہ نرور کا محاصرہ کیا گیا۔ پہر سلطان نے سنہ ۹۱۵ھ مین چندیری ناگور۔ سیوس پور پر قبضہ کیا۔ اور احمد خان پسر مبارک خان حاکم لکہنو کو الحاد کے جرم مین قید کر کے اوسکے منجہلے بہائی کو لکہنو کا حاکم بنایا۔ اس کے بعد ایک عرصہ تک سلطان اپنے دار الخلافہ مین امن وچین سے گذارا۔ آخر ۷ ذی قعدہ سنہ ۹۲۳ھ م ۱۵۱۷ء کو وفات پائی۔ مدت سلطنت ۹ سال ۵ ماہ ہے۔

کہتے ہین کہ یہ بادشاہ حسن اخلاق اور سخاوت مین بےمثل تہا۔ اور طبیعت سادگی پسند تھی۔ رند واوباش محفل مین بار نہ پاتے تھے۔ علما۔ صلحا۔ فقہا کی صحبت مرغوب تھی۔ محتاجون اور غریبون کی دستگیری فرض عین سمجہتا تہا۔ اس کے مبارک عہد مین اشیا کی خوب ارزانی رہی۔ سلطانکو اپنے مذہب کا تعصب بڑا تھا۔ چنانچہ اکثر مندرون کو مسمار کر کے مساجد تعمیر کرائین۔ ہندؤن کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۷) پوچہا کہ کونسا ٹیلہ تمہاری رائے مین شہر کے لئے مناسب ہے اوس نے کہا کہ آگرہ (اگلا) سلطان نے مسکرا کر کہا۔ کہ اسکا نام آگرہ رکہا جائے گا۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ یہان ایک قدیمی گاؤن تہا۔ متہرا کا راجہ گنیش اگر کسی پر خفا ہو تو وہ اُسکو یہان قید کرتا۔ سلطان محمود نے اُسکو غارت کر کے کورہ بنا دیا تہا۔ اب سلطان سکندر نے اُسکو آگرہ بنایا۔ بعض کا قول ہے آگرہ کی وجہ تسمیہ آگور سے مشتق ہے جسکو معنی نمکدان کے ہین۔ کیونکہ یہان کی زمین سے نمک بہت نکلتا تہا۔ ۱۲ مولف۔

حکم تہا کہ وہ داڑہی اور سر نہ منڈہائین۔ بادشاہ کو موسیقی کا بہی بہت شوق تہا۔ اور یہ چار راگ۔ مالکوس کلیان۔ کانڑا۔ حسینی بہت پسند تھے۔ ہر کام کے واسطے ایک وقت معین تہا اس مین کبھی فرق نہ پڑتا تھا۔ ایک دفعہ کسیکو کچہہ مقرر کرتا تو پھر اوس مین تغیر نہ کرتا۔ اسی سلطان کے عہد مین ہندوؤن نے فارسی پڑہنا شروع کیا۔ ورنہ اس کے قبل ہندو فارسی پڑہنا معیوب سمجہتے تھے۔ چنانچہ سلطان کو جب نوکری کے لئے فارسی خوان ہندوؤن کی ضرورت ہوئی تو فرمایا۔ کہ کدام ہندو بچہ الیست کہ فارسی میداند۔ جواب ملا کہ کوئی نہین۔ تو اول اون نے برہمنون کو فارسی پڑہنے کے لئے فرمایش کی۔ مگر برہمنون نے دہرم و کرم کا عذر کر کے انکار کیا۔ پھر چھتریون سے کہا گیا تو اونھون نے کہا کہ ہم اہل سیف ہین ہمکو اہل قلم بننا جائز نہین۔ اس کے بعد ویش سے سوال ہوا تو تجارت کا حیلہ بتلایا۔ لیکن شودرون مین سے کالیستہون نے (جو پہلے سنسکرت کی لکھائی کی اجرت سے اوقات بسر کرتے تھے) فارسی پڑہنا قبول کیا۔ اور زبان دانی کے باعث مسلمانون کی عہد سلطنت مین بہت کچہہ ترقی اور عروج پایا۔

سلطان ابراہیم لودہی بن سلطان سکندر لودہی

جب آگرہ مین سلطان سکندر کا انتقال ہوا تو امرا و عمائد افغان نے سلطان ابراہیم کو ۷ ذیحجہ سنہ ۹۲۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۷ء مین تخت دہلی پر بٹھایا۔ اور اوس کے حقیقی بھائی جلال خان کو سلطان جلال الدین کا خطاب دیکر مملکت جونپور کو روانہ کیا۔ جب خانجہان لوحانی ریری سے سلطان ابراہیم کے پاس آیا تو اوس نے اس مشترکہ بادشاہی کو مناسب نہ جانا۔ اور سلطان ابراہیم کو جلال خان کے واپس بلانے کی رائے دی۔ چنانچہ ابراہیم نے ہیبت خان گرگ انداز کو جلال خان کے واپس لانے کے لئے روانہ کیا۔ اوودہر جلال خان کو بھی اسکی خبر ہو گئی تہی۔ اس لئے وہ گرگ انداز کے مکر و حیلہ مین نہ آیا۔ اور سیدہا جونپور چلا۔ اب ابراہیم نے یہ چال چلی۔ کہ جونپور کے ماتحت حکامون کو فرمان و خلعت بھیجا۔ اور لکھا کہ

جلال خان کی اطاعت نہ کیجائے۔ چنانچہ اون حکامون نے جلال خان سے سرتابی کی۔ آخر جلال خان کالپی چلا گیا۔ اور وہان کے رؤسا کو متفق کر کے علانیہ بغاوت برپا کی۔ اور سکہ و خطبہ بھی اپنے نام سے جاری کیا۔ اسوقت اعظم ہمایون کالنجر کے محاصرہ مین مشغول تہا۔ جلال خان نے اوس کو منت و لجاجت سے اپنا شریک و معاون بنایا۔ اور یہ دونون ملکر جونپور کے جانب چلے۔ پہلے سعید خان حاکم اودہ پر حملہ کیا۔ وہ بیچارہ لکہنو بھاگ گیا۔ جب ابراہیم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو ۲۴ ذیحجہ ۹۲۳ھ کو جونپور کے طرف کوچ کیا۔ اس اثنا مین اعظم ہمایون معہ اپنے بیٹے فتح خان کے جلال خان سے برگشتہ ہو کر ابراہیم کے پاس چلا آیا۔ اودہر جلال خان اپنے اہل و عیال کو کالپی مین چھوڑ کر ۳۰ ہزار سوار اور منتخب ہاتہی کے ساتہہ آگرہ روانہ ہوا۔ یہان ابراہیم نے کالپی کا محاصرہ کیا۔ اور چند روز کی لڑائی مین اوس کو فتح کر کے خوب لوٹا۔ اس کے بعد معلوم ہوا۔ کہ جلال خان آگرہ گیا ہے تو ابراہیم نے ملک آدم گہکر کو جلال خان کے دفعیہ کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ وہان پہونچا تو جلال خان پر ایسا رعب ڈالا۔ کہ وہ کم ہمت باوجود ۳۰ ہزار سوار اور ۲۰ جنگی ہاتہی کے امارات شاہی کو ملک آدم کے پاس بہیجکر صلح پر راضی ہو گیا۔ ہر چند امرا نے سمجہایا۔ مگر اس کم ہمت نے لڑنے سے انکار کر دیا۔ جب ابراہیم کو یہ حال معلوم ہوا تو اوس نے صلح سے ناراضی ظاہر کی۔ اور جلال خان کے استیصال کے درپے ہوا۔ اب جلال خان بہاگ کر راجہ گوالیار کے پاس پناہ لیا۔ سلطان ابراہیم نے امیر الامرا اعظم ہمایون شروانی حاکم کڑہ کو ۳۰ ہزار سوار ۳۰۰ زنجیر فیل دیکر گوالیار بہیجا۔ چنانچہ اعظم ہمایون نے وہان پہونچکر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور راجہ مان سنگہ متوفی والی گوالیار کا بیٹا بکرماجیت ایک عرصہ تک لڑتا رہا۔ مگر اعظم ہمایون نے قلعہ بادل گڈہ کو نقبون سے اوڑا کر گوالیار فتح کیا۔ اور جلال خان یہان سے بہاگ کر سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ کے پاس گیا۔ لیکن محمود نے اسکی آؤبھگت نہ کی۔ جسکے باعث جلال خان کڑہ کٹنگہ کو روانہ ہوا یہان گونڈون کی جماعت نے جلال خان کو گرفتار کر کے سلطان ابراہیم کے پاس بہیجدیا۔ سلطان نے

احمد خان کو اشارہ کر کے راستہ مین جلال خان کو قتل کرا ڈالا۔ اس کے بعد ابراہیم ایسا مغرور ہو گیا۔ کہ جو امراء سلطان بہلول و سکندر کے زمانہ مین برابر بیٹھتے تھے۔ اونکو دست بستہ کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ اور میان بہوا امیر اعظم کو قید کر کے ملک آدم کے حوالہ کیا۔ بعد ازان ایک مکان بنا کر اوس کے تہ خانہ مین بارود بچھوایا۔ اور میان بہوا کو رہا کر کے حکم دیا۔ کہ تم اور دوسرے امراء اس مکان مین بیٹھکر سلطنت کے انتظام مین مشورہ کرو۔ چنانچہ میان بہوا معہ دیگر امراء کے جب اوس مکان مین پہونچے تو بارود کو آگ دیدگئی جس سے وہ مکان معہ امراء موجودہ کے آسمان پر چلا گیا۔ اس واقعہ پر چند روز بہی گذرے نہ تھے۔ کہ اعظم ہمایون کو فریب سے بلا کر قید کیا جب یہ خبر اوس کے بیٹے اسلام خان کو پہونچی تو اوس نے کڑہ مانک پور مین بغاوت پر کمر باندھی۔ سلطان نے اسلام خان کی سرکوبی کے لئے احمد خان کو بھیجا جب احمد خان قنوج کے قریب قصبۂ بانگر مئو مین پہونچا تو اعظم ہمایون کا غلام اقبال خان نام پانچ ہزار سوارون سے مقابلہ کر کے احمد خان کو شکست دیا۔ جب سلطان کو شکست کی خبر معلوم ہوئی تو اور پچاس ہزار کا لشکر روانہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ دس ہزار افغان مارے گئے۔ اسلام خان اور اقبال خان بہی قتل ہوے۔ سعید خان لوحانی اسیر ہوا۔ غرض باغیون نے شکست پائی۔ اس اثنار مین رانا سنگا نے سرکشی کی۔ سلطان نے اوسکی سرکوبی کے لئے میان لکہی کو روانہ کیا۔ اور میان حسین خان و میان معروف کی چال سے میان لکہی نے رانا سنگا پر فتح پائی۔ مگر رانا سنگا نکل گیا۔ اس کے بعد بہادر خان لوحانی حاکم بہار نے سرکشی کی۔ اور اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ اور سلطان محمد اپنا خطاب رکہا۔ اتنے مین فتح خان پسر اعظم ہمایون بہی دس ہزار سوار لیکر اوس کے پاس آیا۔ نصیر خان لوحانی حاکم غازی پور نے بہی سلطان محمد سے موافقت کر لی۔ چنانچہ سلطان محمد کی سرکوبی کے لئے سلطان ابراہیم نے کئی دفعہ لشکر بھیجا۔ مگر سلطان محمد کی ہمیشہ فتح ہوتی رہی۔ جس سے صوبہ بہار بادشاہ کے قبضہ سے نکل گیا۔

اسی زمانہ مین دولت خان لودھی حاکم پنجاب نے علم مخالفت بلند کیا۔ اور اپنے بیٹے دلاور خان کو ظہیر الدین محمد بابر شاہ کے پاس کابل بھیجا۔ اور سلطان ابراہیم کی ظالمی و بدمزاجی و امراء کی تباہی و نااتفاقی اور سپاہ کی خواری وغیرہ کے واقعات کی اطلاع دیکر ہندوستان کی تسخیر کی استدعا کی۔ بعض مورخ بیان کرتے ہین کہ عالم خان علاءالدین (جو سلطان ابراہیم کا چچا یا بھائی تھا) قید سے بھاگکر کابل گیا۔ اور بابر شاہ کو ہندوستان کے تسخیر کی صلاح دی۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ بابر شاہ مرزا کامران کی شادی مین مصروف تھا۔ اس نوید جان افزا کے سنتے ہی دوگانۂ شکر ادا کیا۔ اور یہ دعا مانگی کہ اے خدا اگر ہندوستان کی سلطنت میرے قسمت مین لکھی ہے تو ہندوستان کے آم میرے لئے تحفہ بھجوا۔ جسکو مین نیک فال سمجھونگا۔ اتفاق کی بات ہے کہ آمون کا موسم تہا۔ دولت خان نے شہد کے ہانڈیون مین کچے آم رکھکر احمد خان کے ہاتہ بابر شاہ کو تحفہ بھجوایا۔ جب دلاور خان نے یہ تحفہ نذر کیا تو وہ تخت سے اُٹھکر شکر الٰہی بجالایا۔ اور دلاور خان و احمد خان کو خلعت و گھوڑے عطا کیا۔ دولت خان کے لئے بہی دس گھوڑے عراقی اور بعض نفیس کتانی کپڑے روانہ کیا۔ اور خود ہندوستان چلنے کی تیاری شروع کردی۔ جہانگیر قلی خان کو دو ہزار مغل کے ساتہ آگے روانہ کیا۔ کہ وہ رستون اور پلونکی درستی کرے اور کشتیون کے بنانے کی لکڑی بہم پہونچائے۔ اور علاءالدین عالم خان کے ساتہ بہی مغل اور امرا کو بھیجا۔ کہ وہ ملک ہند کی تسخیر مین مشغول ہون۔ چنانچہ علاءالدین اس لشکر کے ساتہ راستہ مین رئیسون کو تابع بناتا ہوا سیالکوٹ سے لاہور آیا۔ یہان دولت خان اور علاءالدین نے مغل سردارون سے کہا کہ بابر کے آنے سے پہلے تم ہماری اعانت و کمک سے دہلی کو تسخیر کرو۔ مگر وہ نہ مانے۔ آخر علاءالدین اون سے علیحدہ ہوکر دہلی کے جانب کوچ کیا۔ جب یہ خبر سلطان ابراہیم نے سنی تو دہلی سے چھہ کوس آگے آکر علاءالدین کے لشکر کا مقابلہ کیا۔ لیکن علاءالدین نے شبخون مارکر ابراہیم کے لشکر کو درہم برہم کردیا۔ جب صبح ہوئی تو ابراہیم نے علاءالدین کے لشکر پر حملہ کیا۔ اور علاءالدین شکست پاکر پنجاب

واپس ہوا۔ اور ابراہیم دہلی مین رہا۔ اب ناظرین بابر کی روانگی کے واقعات ملاحظہ فرمائین۔ چنانچہ غرہ صفر ۹۳۲ھ مطابق ۱۵۲۵ء کو بابر[1] نے کابل سے ہندوستان کے جانب کوچ کیا اور دریائے سندھ کو

[1] بابر کے پچھلے حالات وواقعات اور اوس کے حسب ونسب سے ہم اپنے ناظرین کو انٹروڈیوس کرنا چاہتے ہین۔ چنانچہ مورخون کا قول ہے کہ حضرت نوح کے بیٹے یافث کو ۱۱ لڑکے تھے۔ ترک۔ چین۔ سقلاب۔ منسج (منسلک) کماری (کیمال) خلج۔ خزر۔ روس۔ سرسان۔ غز۔ یارج۔ بعض مورخ ۸ بیٹے کہتے ہین۔ الغرض یافث کے انتقال کے بعد اوسکا بڑا بیٹا ترک (جسکو یافث اوغلان بہی کہتے ہین) جانشین ہوا۔ اوس نے مردانگی اور مظلوم رسی سے سلطنت کی۔ اور اسی کے زمانہ مین کہانے مین نمک ڈالنے کی رسم جاری ہوئی۔ جب اسکی زندگی کا خاتمہ ہوا تو۔ النجہ خان تخت نشین ہوا۔ اس نے پیری کے زمانہ مین اپنے بیٹے دیپ باتوئی کو جانشین کرکے خود عزلت اختیار کی۔ اس کے بعد اسکا بیٹا گیوک خان حاکم ہوا۔ پہر اسکے بیٹے النجہ خان نے سریر سلطنت پر قدم رکہا۔ اسکو دو توام لڑکے پیدا ہوے۔ ایک کا نام مغل (جو اصل مین مونگ اول تہا۔ جس کے معنی فرمانده وساده دل کے ہین) دوسرے کا نام تاتار رکہا۔ اور اپنی زندگی مین تمام ملک کے دو حصے کرکے نصف نصف دونون کو دیدیا۔ مغل خان کو چار بیٹے ہوے۔ قرخان۔ آذرخان۔ کرخان۔ اوزخان۔ جب مغل کا انتقال ہوا تو قراخان اورنگ نشین ہوا۔ اس کے بعد اسکا بیٹا آغوزخان مالک تاج وتخت ہوا۔ کہتے ہین کہ آغوزخان نے اپنی ہمت بلند اور شجاعت ارجمند سے ملک ایران۔ توران۔ مصر۔ روم۔ شام۔ افریخ کو اپنے قبضہ مین لایا تہا۔ اور ترکون کے نام جو ایغوز۔ قانقلی۔ قبچاق۔ فارلیغ۔ خلج وغیرہ۔ اب تک زبان زد خلائق ہین۔ وہ سب اسیکے جودت طبع کا نتیجہ ہین۔ آغوزخان کو چہہ بیٹے تہے۔ کن خان۔ آئی خان۔ یولدوزخان۔ کوک خان۔ طاق خان تنگیزخان۔ چنانچہ آغوزخان بہتر برس سلطنت کرکے راہی عدم ہوا۔ اور اپنے بیٹے آئی خان کو سلطنت تفویض کی جب آئی خان نے وفات پائی تو اوسکا بیٹا یلدوزخان تخت پر بیٹھا۔ اوس کے بعد اوس کا بیٹا منگلی خان بسریر آرا ہوا۔ جب یہ بہی راہی عدم ہوا تو اوس کا بیٹا تنگیزخان حاکم ہوا۔ اس نے زمانۂ پیری مین اپنے بیٹے ایلخان کو

عبور کرکے منزل بہ منزل مقام کرتا ہوا سیالکوٹ پہونچا۔ ادہر دولت خان اور غازی خان نے منحرف ہوکر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۳) سلطنت تفویض کی اور خود گوشہ نشین ہوا۔ لیکن ایلخان پر تور اور تاتار نے شبخون مارکر بجز چار اسم
کے باقی تمام کا خاتمہ کرڈالے۔ اون چار مین ایک تو ایلخان کا بیٹا قیان۔ دوسرا اوسکا پسرخال تگوز اور دو اونکی حرمین
باقی رہین۔ اور یہ چارون رات کو بہاگ کر ایک خوشگوار مرغزار مین پناہ گزین ہوے۔ جسکو ترک ارگنہ قون (کرہنہ)
بولتے ہین۔ کہتے ہین کہ یہ ہولناک واقعہ آغوزخان کے مرنے کے ہزار سال بعد وقوع مین آیا۔ یہان قیان وتگوز کی اولاد
و[illegible] کثرت سے ہوئی۔ چنانچہ قیان کی اولاد کو قیات اور تگوز کی اولاد کو درلگین کہتے ہین۔ یہ قیان کی اولاد دوہزار
برس تک ارگنہ قون مین پڑی رہی۔ اس زمانہ کا حال کچھ نہین معلوم ہوتا۔ بہرحال دوہزار سال کے بعد نوشیروان کے
آخر عہد مین جب قیات و درلگین باہر نکلنا چاہے تو ایک پہاڑ (جسمین معدن آہن تھی) انکے راستہ کو روکا۔ آخر عاقلون
نے سوچ کر بارہ سنگے کی کہالون کی دہونکنیان بنائین۔ اور کوئلون او لکڑیون سے آگ روشن کی۔ ہوانے آگ کو
بہڑکایا۔ اور آگ نے کوہ آہنی کو پانی کیطرح بہایا۔ پہر یہ وہان سے نکل کر ملک تاتار کو بزور شمشیر لے لئے۔ اور سربرآرا ہوے
اس زمانہ کے مورخون نے چارہزار سال کا تخمینہ کیا ہے۔ جسمین اونکی ۴۸ نسلین ہوئین۔ اور ہزار سال پیچھے اور گذرے
جس سے ۵۲ نسلین ہوئین۔ مگر زمانۂ حال کے مورخ اس تخمینہ کو غلط کہتے ہین۔ اور یورپ کے مورخ تو ایک فسانہ سمجھتے ہین
غرض قیان کی نسل سے تیمور تاش ہے۔ جو سروری و فرمانرہی سے سربلند ہوا۔ اور اوسکا بڑا بیٹا منگلی خواجہ مسند ریاست پر بیٹھا
اور اوس کا بڑا بیٹا ایلدوزخان قیات اور درلگین کے نکل آنیکے بعد امارت سے سرفراز ہوا۔ آیا ایسکے بعد اون کے فرزند
بطناً بعد بطنٍ ارگنہ قون مین قبایل کی سرداری رکہتے تھے۔ یلدوزخان کے نصیبے نے ایسی یاری کی کہ اوس مغل کو
آباد کیا۔ اوس کا بیٹا جوئینہ بہادر باپ کے مرنے پر تخت نشین ہوا۔ جوئینہ بہادر کی بیٹی النقوا کا قصہ نہایت عجیب ہے
کہتے ہین کہ جب النقوا بالغ ہوئی تو اپنے چچا کے بیٹے سے جو مغلستان کا فرمانروا تہا بیاہی گئی۔ اوس سے دو بیٹے بلکدی
بلکجدی پیدا ہوے۔ جب خاوند مرگیا تو وہ بیٹون کی پرورش اور الوسی کی سربرآرائی کے جانب متوجہ ہوئی۔ ایکرات

تیس ہزار سوار سے قصبہ کلانور پر قبضہ کیا۔ اتنے مین ولاورخان لوحانی اورعالم خان بارگاہ بابری مین

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۴) اوسکے گہر مین ایک نور پیدا ہوا۔ اور منہ کی راہ سے پیٹ مین گیا ۱۰ حاملہ ہوئی۔ تمام رشتہ دارون نے لعن طعن شروع کیا۔ مگر جب یہ واقعہ دوسرے روز انہون نے اپنی آنکھون سے دیکھا تو اوس کا احترام کرنے لگے۔ جب حمل کے دن پورے ہوے تو تین بیٹے بوقوان قنقی (جس سے قوم قنقین پیدا ہوئی۔) بوسنقی شامی (جس سے قبیلہ سالجیوت منشعب ہوا) بوزنجیر قاآن (جسکی اولاد کو نیرون کہتے ہین۔) پیدا ہوئے۔ اور بوزنجیر قاآن نے توران کی سلطنت کو زینت دی۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ بوقا اور توقیا۔ چنانچہ باپ کے مرنے کے بعد بوقا خان جانشین ہوا اس کے بعد اوسکا بیٹا دوتمین خان تخت پر بیٹھا۔ مگر بہت جلد مرگیا۔ اسکو نو بیٹے تھے۔ اوسکی بیوی منولون (جو عقل وتدبیر مین یکتا تہی) نے اپنے بیٹون کو ایک گوشہ مین رکھکو تربیت کرنے لگی۔ افسوس ہے کہ درگین کی قوم مین سے فرقہ جلائر نے منولون اور اوس کے بیٹون کو قتل کرڈالا۔ نوان بیٹا قائدوخان اپنے چچا کی بیٹی سے بیاہ کرنیکے لئے تاچین گیا ہوا تہا۔ اس لئے وہ بچ گیا اور اہل چین کی مدد سے تخت پر بیٹھا۔ اسکو تین بیٹے تہے۔ چنانچہ اوس کے انتقال کے بعد اوسکا بڑا بیٹا بایسنغر خان حاکم ہوا۔ اور اوس کے مرنے پر اوس کا بیٹا تومنہ خان سریر آرا ہوا۔ اسکی دو بیویان تھین۔ ایک سے سات لڑکے۔ دوسری سے دو توام بیٹے قبل وقاچولی پیدا ہوے۔ جب تومنہ خان مرنے لگا تو یہ وصیت کی۔ کہ آیندہ قبل خان اور اوس کی اولاد تخت نشین ہوا کرے۔ اور قاچولی اور اوس کی اولاد سپہ سالاری کا عہدہ انجام دے۔ جب تومنہ خان مرگیا تو قبل خان تخت پر بیٹھا۔ اور قاچولی سپہ سالار ہوا پھر قبل خان کے مرنے پر اوس کے چھ بیٹون مین سے قوبلہ خان جانشین ہوا۔ جب یہ بھی راہی عدم ہوا تو اوسکا بھائی برتان بہادر نے سلطنت کی عنان سنبھالی۔ اور قاچولی کے مرنے پر اوس کا بیٹا ایردمچی برلاس سپہ سالار ہوا۔ اس کے بعد برتان بہادر نے ملک عدم کا رستہ لیا۔ اور اوس کا بیٹا ہیسوکائی بہادر سلطنت کا مالک ہوا انہین ایام مین ایردمچی برلاس نے وفات پائی۔ اسکو ۹ بیٹے تھے۔ ان سب مین سوغوچیجن ولاور تہا۔ اوسکے

حاضر ہوئے۔ اور دولت خان نے بہی اپنے تقصیرات کی معافی چاہی۔ چنانچہ بابر نے اوسکو

(تقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۵) اپنے باپ کا جانشین (سپہ سالار) ہوا۔

۵۶۲ھ مین بیسوکائی بہادر کو ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام تموچین رکہا گیا۔ جو بعد مین چنگیز خان کے نام سے مشہور ہوا۔ اور بیسوکائی کے مرنے کے بعد یہی مالک تاج و تخت ہوا۔ اور سوغوچیچن کے انتقال پر اوسکا بیٹا قراچار نویان سپہ سالار ہوا چنگیز کے تفصیلی واقعات لکہنے کے لئے ایک علیحدہ دفتر چاہئے۔ انشاءاللہ تعالی آیندہ برموقع مجمل طور پر اس کے حالات ہم ضرور لکہین گے۔ مگر یہان صرف اس قدر لکہنا کافی ہے۔ کہ چنگیز نے بیس برس کے عرصہ مین دنیا کے بہت بڑے حصہ کو فتح کیا۔ اور سلطنت کو عظیم الشان بنا دی۔ آخر ۴ صفر ۶۲۴ھ مین بعمر ۷۰ سالہ سفر آخرت کیا۔ اسکو چار بیٹے تھے۔ جوجی۔ اوکدائی۔ چغتائی۔ تولی یا تولو

چنگیز نے اپنی زندگی مین اوکدائی خان کو خانی حوالہ کی۔ اور چغتائی خان کو دیار ماوراءالنہر ترکستان۔ بعض حدود خوارزم و بلاد الیغور و کاشغر۔ بدخشان۔ بلخ۔ غزنین عطا کی۔ لیکن جب ۶۳۰ھ مین چغتائی خان کو سفر آخرت درپیش ہوا تو اوس نے سلطنت اور اپنے بیٹون کو امیر قراچار نویان کے تفویض کیا۔ چنانچہ چند روز کے بعد قراچار نے چغتائی کے پوتے بلاکو خان کو دادا کا جانشین کیا۔ اور قراچار بہی ۶۵۶ھ مین بعمر ۸۰ سالہ انتقال کیا۔ اور قراچار کے ۸ بیٹون مین سے ایجل خان اپنے باپ کا جانشین (سپہ سالار) ہوا۔ پہر ایجل خان کی اولاد مین امیر ایلنگر خان سب سے زیادہ لائق تہا وہ اپنے باپ کا قایم مقام ہوا۔ اور امیر الامراء کا خطاب پایا۔ اسلام سے بہی مشرف ہوا۔ جب وہ اس جہان سے رخصت ہوا تو اوس کا اکلوتا بیٹا امیر برکل جانشین ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا امیر طراغائی اپنی موروثی خدمت پایا۔

امیر طراغائی کے گہر نگینہ خاتون کے بطن سے شہر سبز مین ۲۵ شعبان ۷۳۶ھ کو امیر تیمور صاحبقران پیدا ہوا جس نے اپنی ایام سلطنت ۳۶ سالہ مین ولایت ماوراءالنہر۔ خوارزم۔ ترکستان۔ خراسان۔ عراقین۔ آذربائجان۔ فارس مازندران۔ گرجان۔ دیار بکر۔ خوزستان۔ مصر۔ شام۔ روم۔ وغیرہ کو فتح کیا۔ دشت قپچاق کے فساد کو پاک کیا۔

معاف کیا۔ مگر اوس کا سارا مال واسباب سپاہیون مین تقسیم کر دیا۔ چند روز کے بعد دولت خان قید ہی مین

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۶) ۷۹۵ھ مین ایران کے شاہ منصور کو گرفتار کر کے شیراز مین قتل کیا۔ پہر بغداد کو لیا۔ ۸۰۱ھ مین دریاے سند عبور کر کے ہندوستان پر یورش کی۔ بعد ازان دمشق پر حملہ کیا۔ اور ۸۰۴ھ مین ایلدرم بایزید سلطان روم جب گرفتار ہو کر آیا تو کمال اعزاز و احترام کر کے تاج بخشی کی۔ ۸۰۶ھ مین تیمور نے امیر زادہ الغ بیگ۔ امیر زادہ ابراہیم سلطان۔ امیر زادہ انجل۔ عمر شیخ۔ امیر زادہ احمد۔ بایقرا کی شادیون کا جشن کان گل مین اس دہوم دہام سے کیا۔ کہ دنیا کا کوئی ملک اور شہر باقی نرہا ہوگا۔ جہان کا آدمی اس جشن مین شریک نہوا ہوگا۔ اور تمام ملکون کے شہریار و شاہزادے اور اونکے سفیر بہی موجود تھے۔ بہرحال تیمور نے نہایت کامرانی و مسرت سے سلطنت کی آخر ۷۱ برس کی عمر مین اپنے پوتے پیر محمد جہانگیر کو اپنا قایم مقام کر کے ۱۷ شعبان ۸۰۷ھ روز چہارشنبہ کو بوقت شب رحلت کی کسی نے انتقال کی تاریخ کہی ہے

رباعی۔ سلطان تمور آنکہ چرخ را دل خون کرد + وزخون عدو روئے زمین گلگون کرد + در ہفتدہ شعبان سوی علیین تاخت + فی الحال ز رضوان سروپا بیرون کرد۔ صاحبقران تیمور کو چار فرزند تھے۔ اول غیاث الدین جہانگیر مرزا جو باپ کے سامنے ۷۷۶ھ مین بمقام سمرقند رحلت کیا۔ اوسکے دو بیٹے تہے۔ پہلا محمد سلطان جسکو تیمور نے اپنا ولیعہد کیا تہا مگر روم کی فتح کے بعد ۸۰۵ھ مین انتقال کیا۔ دوسرا پیر محمد جو غزنہ و حدود ہند کا حاکم تہا۔ جسکو تیمور نے اپنے مرنیکے وقت ولیعہد بنایا تہا۔ افسوس ہے کہ اس نے ۸۰۹ھ مین پیر علی یار کے ہاتہہ شہادت پائی۔ دوم مرزا شیخ عمر (حاکم فارس) جو اپنے باپ کے سامنے ۷۹۶ھ مین دنیا سے رخصت ہوا۔ سوم جلال الدین میران شاہ مرزا۔ چہارم میرزا شاہرخ (حاکم خراسان) جو ۴۳ سال ایران و توران پر سلطنت کر کے ۸۵۰ھ مین وفات پائی۔

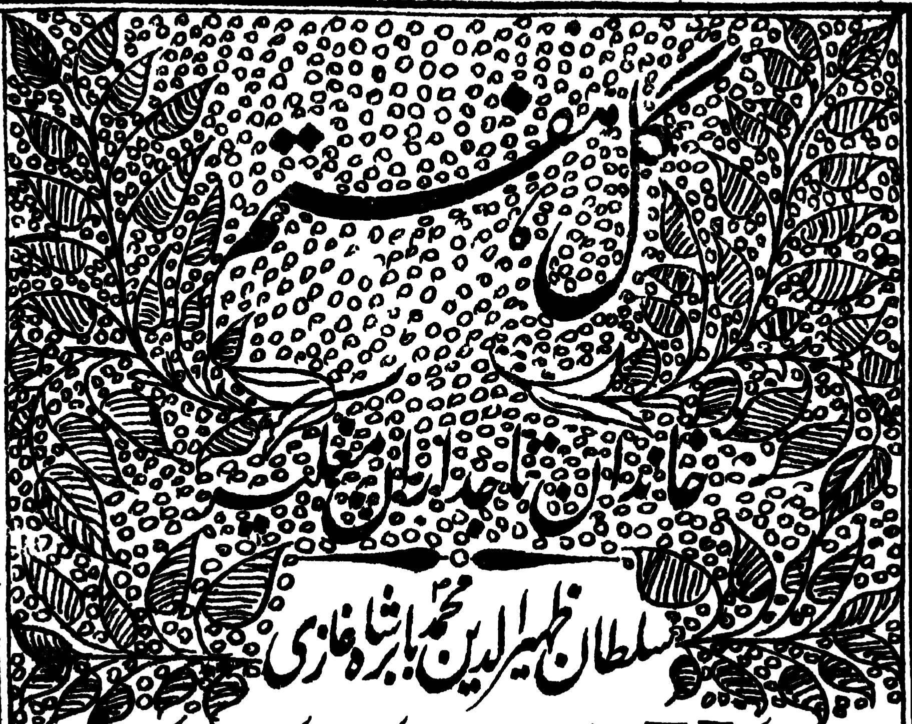
جلال الدین میران شاہ کو عراق۔ عرب۔ عجم۔ آذربایجان۔ دیاربکر۔ شام وغیرہ کی حکومت تفویض تہی۔ ایک روز شکار گاہ مین گہوڑے سے گرا۔ دماغ پر ایسا صدمہ پہنچا۔ کہ مدتون مخبوط الحواس رہا۔ آخر ۸۱۰ھ مین قرا یوسف ترکمان نے تبریز پر حملہ کر کے میران شاہ کو شہید کیا۔ اس کو آٹہہ بیٹے تہے۔ ابابکر مرزا۔ عثمان چلپی مرزا۔ الکر مرزا۔ عمر خلیل۔ سلطان محمد مرزا۔

مرگیا۔ اب بابر ملوت پر قبضہ کرکے غازی خان کے تعاقب مین کوہ سوالک کے طرف گیا۔ مگر غازی خان ہاتھہ نہ آیا۔ بابر وہان سے واپس ہوکر سامانہ وسنام پہونچا۔ اس اثنا رین حمید خان خاص خیل سلطان ابراہیم

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۷) اکیل مرزا۔ سیورغتمش۔ چنانچہ سلطان محمد مرزا کو دو بیٹے تھے۔ سلطان ابوسعید مرزا۔ اور منوچہر مرزا۔ بعد انتقال سلطان محمد مرزا کے سلطان ابوسعید مرزا سریرآرائے سلطنت ہوا۔ ترکستان۔ ماوراء النہر۔ بدخشان۔ کابل۔ غزنین قندہار۔ اور صدود ہندوستان پر تصرف کیا۔ آخر آذون حسین آق قوئیلو نے آذربائیجان کی لڑائی مین بتاریخ ۲۲۔ رجب ۸۷۳ھ ابوسعید مرزا کو گرفتار کرلیا۔ جسکو یادگار محمد میرزا نے شہید کیا۔ اور ابوسعید مرزا کا بیٹا عمر شیخ مرزا اندجان مین تخت نشین ہوا۔ ایکمدت تک نہایت کامرانی سے سلطنت کی۔ مگر افسوس ہے کہ ۴ رمضان ۸۹۹ھ کو ایک بلند عمارت سے گرا۔ اور انتقال ہوگیا مرحوم کو تین بیٹے اور پانچ لڑکیان تھین۔ اول ظہیرالدین محمد بابر۔ دوم جہانگیر مرزا۔ سوم ناصر مرزا۔ ۶ محرم ۸۸۸ھ مین قتلغ نگار خانم کے بطن سے بابر پیدا ہوا۔ بابر کی ان کا نسب اسطرح ہے۔ قتلغ نگار خانم بنت یونس خان بن ویس خان بن شیر علی اوغلان بن محمد خان بن خضر خواجہ خان بن تغلق تیمور خان بن ایسن بوغا خان بن دوا خان۔ بن براق خان بن یسوق توا بن مواتکان بن چغتائی خان بن چنگیز خان۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابر کا نسب ان کی طرف سے چنگیز خان اور باپ کے طرف سے چوتھی پشت مین امیر تیمور تک پہونچتا ہے۔ اوسکی ددھیال ترک اور ننھیال مغل تھی۔ باپ کے مرنے پر بابر تخت نشین ہوا۔ تخت نشینی کے پہلے ہی سال مین بابر کے چچا احمد مرزا نے حملہ کیا۔ دو چار لڑائی کے بعد صلح ہوگئی اسکے بعد بابر کے ماموں محمود خان نے لشکرکشی کی۔ مگر یہ بھی ناکام واپس گیا۔ ان دو سے فرصت ہوئی تو ابوبکر میرزا دوغلات حاکم کاشغر نے چڑھائی کی۔ لیکن صلح سے کام نکل گیا۔ بہرحال ایکمدت تک بابر بہت سختیان جھیلا۔ اور سمرقند کی سلطنت سے بھی محروم ہوا۔ چپہ بھر زمین اوسکے پاس نہین رہی۔ مگر آخر تقدیر نے پلٹا کھایا۔ اور روز بروز فتوحات کے دروازے کھلنے لگے۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے خجند۔ سمرقند۔ فرغانہ۔ بلخ۔ کابل۔ بخارا وغیرہ کو فتح کیا۔ اس کے بعد ہندوستان پر یورش کی۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ کیجئے۔ ۱۲ مولف۔

حصار فیروزہ سے لشکر کثیر کے ساتھہ بابر سے لڑنے آیا۔ بابر نے مقابلہ کے لئے شہزادہ ہمایون کو روانہ کیا۔ جب لڑائی ہوئی تو حمید خان نے شکست پائی اور بہت سے ہاتھی ہمایون کے ہاتھہ آئے۔ اسکے بعد بابر آگے روانہ ہوا اور ۳۰ جمادی الثانی ۹۳۲ھ روز پنجشنبہ کو پانی پت کے قریب منزل ہوئی۔ بابر کے ہمراہ صرف پندرہ ہزار سوار تھے۔ اودہر سلطان ابراہیم ایک لاکھہ سوار اور ایک ہزار ہاتھی کے لشکر سے پانی پت کے اوس طرف ۶ کوس پر اوترا ہوا تہا۔ روزانہ بابر کے سپاہی سلطان ابراہیم کے لشکر پر شبخون مارتے اور سیکڑون کے سرکاٹ کرلیجاتے۔ مگر چندروز سلطان ابراہیم نے اپنی جگہہ سے حرکت نہ کی۔ آخر رجب ۹۳۲ھ روز جمعہ کو دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا۔ پندرہ سولہ ہزار آدمی ملر گئے اور اس کشت وخون مین سلطان ابراہیم بھی قتل ہوا۔ باقی لشکر نے فرار پر کمر باندہی۔ اور سپاہ بابری نے تعاقب کرکے ہزارون کو قتل و اسیر کیا۔ اور طاہر طبری سلطان ابراہیم کا سر کاٹ کر بابر کے روبرو لایا۔





بعد فتح و نصرت کے بابر دہلی مین داخل ہوا۔ بزرگان دین کے مزارات کی زیارت اور اکثر مقامات عجوبہ کی سیر کی۔ اور ولی بیگ قزل کو دہلی کی شقداری کا منصب عطا کرکے دولت بیگ کو دیوان دہلی مقرر کیا۔ اور سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کرکے پہر وہان سے تغلق آباد ہوتا ہوا آگرہ پہونچا۔ ہمایون اول ہی سے آگرہ مین موجود تہا۔ جب یہ سب قلعہ مین داخل ہوے تو راجہ بکرماجیت والی گوالیار (جو سلطان ابراہیم کے ساتہہ بابر سے لڑکر مارا گیا تہا۔) کے اہل و عیال (جو قلعہ آگرہ مین موجود تھے۔) نے بہت سا جواہر ہمایون کے نذر کیا۔ اون مین وہ نامور[1] ہیرا (جسکو سلطان علاء الدین دکن سے لایا تہا۔) بہی تہا جسکی قیمت کا تخمینہ جیوہیرنے ۔ ۔ ۔ ۸۰ پونڈ کیا تہا۔ اور وزن مین ۸ مثقال تہا۔ اسکے بعد بابر نے ابراہیم کی مان کو سات لاکہہ ٹنکہ کی جاگیر دی۔ اور آگرہ سے ایک کوس پر محل مین اوسکو بہجوا دیا۔ اور

[1] یہ وہی ہیرا ہے جسکو کوہ نور کہتے ہین اور اسوقت ملک معظم کے تاج مین نصب ہے۔ ۱۲ مولف۔

خود سلطان ابراہیم کے محل مین اترا۔ ہرچند بابر نے ہندوستانی امرا کی بہت کچھ تسلی وتشفی کی۔ مگر بعض
بہی اکثر امرا نے اطاعت نہ کی۔ اور مخالفت پر کمر باندہی۔ چنانچہ قایم خان نے حصار سنبہل سنبہالا۔
نظام خان نے بیانہ مین اپنا رنگ جمایا۔ راجہ حسن خان نے میوات مین علم مخاصمت بلند کیا۔ دہولپور
مین محمد زیتون نے منازعت اختیار کی۔ گوالیار کو تاتار خان سارنگ خانی نے مستحکم کیا۔ رابری
مین حسین خان لوحانی۔ اٹاوہ مین قطب خان۔ کالپی مین عالم خان نے سرکشی کی۔ اسپر طرہ یہ کہ
ان لوگون نے بہادر خان پسر دریا خان کو اپنا بادشاہ بنایا۔ سلطان محمد خطاب دیا۔ اور لڑائی
پر آمادہ ہوے۔ ان امرا کا خیال تہا کہ بابر بہی مثل تیمور کے ہندوستان کا جواہرات اور روپیہ لوٹ مار
کرکے چلتا ہوگا۔ اور اسی خیال نے اون کو اس سرکشی پر امادہ کیا تہا۔ مگر بابر کا تو ارادہ اور ہی کچہہ تہا
وہ تو ہندوستان مین ہمیشہ کے لئے اپنا قدم جمانا چاہتا تہا۔ اس اثنا مین گرمی اس شدت کی پڑی
کہ بہت سے آدمی لشکر بابری کے لوؤن سے مرگئے۔ جس سے اکثر امرا اور لشکری گہبراکر واپس چلنے
کی تیاریان کرنے لگے۔ جب بابر نے یہ حالت دیکھی تو بہت کچہہ فہمایش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے
دل ٹھکانے ہوے۔ مگر خواجہ کلان کو یہ فہمایش کارگر نہوئی۔ اور وہ بابر سے رخصت لیکر کابل چلا گیا
اور جاتے وقت دہلی کی دیوارون پر یہ شعر لکہہ گیا۔ ؎

اگر بخیر وسلامت گذر ز سند کنم سیاہ روئے شوم گر ہوائے ہند کنم

اس کے بعد بابر نے ہندوستانی امرا کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا۔ چنانچہ اون مین سے
بعض نے تو خود عفو تقصیر چاہی۔ اور اکثرون نے لڑائی لڑکر جان دی۔ آخر بیانہ۔ اٹاوہ۔ میوات
وغیرہ فتح ہوے۔ انہین ایام مین سلطان ابراہیم کی مان کی ترغیب پر ہندوستانی باورچیون
نے بابر کو زہر دیا۔ لیکن زندگی باقی تہی۔ چند روز کی علالت کے بعد درست ہوگیا۔ اور اس جرم
کی پاداش مین سلطان ابراہیم کی مان کو گرفتار کرکے عبدالرحیم کے سپرد کیا۔ اور تمام نقد وجنس

غلام و لونڈی چھین لیا۔ اور ابراہیم کے بیٹے کو مرزا کامران کے پاس کابل بھیجدیا۔ ۹۳۳ھ مین بابر نے رانا سنگا پر فتح پائی اور گوالیار پر قبضہ کیا۔ اور جمادی الاول ۹۳۳ھ روز شنبہ کو شراب سے توبہ کی اور چاندی سونے کے تمام صراحی و پیالے توڑکر محتاجون کو تقسیم کیا۔ شراب مین نمک ڈالکر سرکہ بنایا۔ اور اس ترک مے کے نسبت شیخ زین نے بابر کے حکم سے فرمان لکھکر تمام قلمرو مین بھیجا۔ اسکے بعد چندیری اور قلعہ رنتنبھور کو فتح کیا پھر بہار و بنگال پر فوجکشی کی۔ اور ہمایون کو جو اس سے قبل بدخشان بھیجدیا گیا تھا۔ واپس بلایا۔ مرزا ہندال کو بدخشان بھیجا۔ چند روز کے بعد سنبھل مین ہمایون کو ایسا بخار چڑہا۔ کہ رفتہ رفتہ بہت ترقی کیا۔ جب بابر کو خبر ہوئی تو آگرہ طلب کیا۔ ہرچند اطبانے علاج مین سر مارا۔ مگر صحت کی صورت نظر نہ آئی۔ میر ابو البقا نے عرض کی۔ کہ جب کسی مرض مین اطبا مجبور ہو جائین تو سب سے زیادہ عزیز چیز کو تصدق کرکے دعا مانگنا چاہئے۔ بابر نے کہا کہ بجز میرے کوئی شئے ہمایون کو عزیز نہین ہے۔ اس لئے مین اپنے کو اوسپر فدا کرتا ہون۔ چنانچہ بابر نے ایسا ہی کیا۔ اور تین دفعہ ہمایون کے گرد پھرا۔ دعا قبول ہوئی۔ اور ہمایون روز بروز تندرست ہونے لگا۔ اودہر بابر کی حالت ردی اور خراب ہوتی چلی۔ آخر بابر نے ہمایون کو اپنا جانشین کیا۔ اور ۵ جمادی الاول ۹۳۷ھ م ۲۶ ڈسمبر ۱۵۳۰ء کو وفات پائی۔ حسب وصیت لاش کابل بھیجی گئی۔ بہشت روزی باد ۹۳۷ھ تاریخ وفات ہے۔ بعد مرنیکے فردوس مکانی خطاب ہوا۔

انہین ایام مین خلیفہ نظام الدین نے بابر کے داماد مہدی خواجہ بادشاہ کو تخت نشین کرنا چاہا تھا۔ مگر محمد مقیم کی نصیحت پر یہہ خیال باطل دل سے دور کیا۔ بلکہ مہدی کو دربار مین آنیکی ممانعت کرادی۔ بابر عربی۔ ترکی۔ فارسی۔ ہندی زبانون سے ماہر تہا۔ شعر خوب کہتا تہا۔ اسکے تصنیفات سے دیوان بابری۔ واقعات بابری۔ کتاب مبین اسوقت بھی موجود ہین۔ بابر کی ایجادون مین سے ایک خط بابری تہا۔ چنانچہ قرآن مجید اوس خط مین لکھکر مکہ معظمہ کو بھیجا تہا۔ بہرحال بابر من حیث المجموع

جمیع صفات حسنہ کا عطر مجموعہ تھا۔ جہانتک اوسکی تعریف کیجائے۔ وہ کم ہے۔ جملہ مدت سلطنت ۲۹ سال جسمین ہندوستان کی حکومت صرف ۶ برس ہے۔ بابر کے چار بیٹے تھے۔ مرزا ہمایون مرزا کامران۔ مرزا ہندال۔ مرزا عسکری۔

سلطان نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ غازی

ہمایون ۲۴ برس کی عمر مین ۹ جمادی الاول ۹۳۷ھ م ۲۹ دسمبر ۱۵۳۰ء کو تخت خلافت پر جلوس فرما ہوا۔ تاریخ جلوس خیر الملوک ہے۔ تخت نشینی کے بعد باپ کی وصیت کے موافق کابل و قندہار مرزا جہانگیر مرزا کامران کو۔ اور سرکار سنبھل مرزا عسکری کو۔ اور سرکار الور مرزا ہندال کو عنایت کی اور مرزا سلیمان کو بدخشان مرحمت کیا۔ اسطرح سارا ملک تقسیم کرکے اپنے واسطے وہ تھوڑا سا ملک رہنے دیا۔ جو ابھی فتح ہوا تہا۔ ۹۳۸ھ مین قلعہ کالنجر کو فتح کیا۔ اس کے بعد سلطان محمود لپسر سلطان سکندر لودہی سے لڑکر جونپور پر قبضہ کیا۔ ۹۴۰ھ مین سلطان محمود بہی مرگیا۔ حسب سابق جنید برلاس کو جونپور سپرد ہوا۔ جب ان دونون سے فرصت ملی تو بادشاہ نے قلعہ چنار گڈہ پر شیر خان[1] کا مقابل کیا۔ مگر اس شرط پر صلح ہوگئی۔ کہ شیر خان کا بیٹا عبد الرشید عرف قطب خان بادشاہ کی ملازمت مین ہمیشہ رہے۔ اس اثنا مین مرزا کامران نے مرزا عسکری کو قندہار تفویض کرکے ہندوستان کا رخ کیا۔ اور میر یونس علی حاکم لاہور کو فریب دیکر لاہور پر قبضہ کیا۔ اور از راہ مکاری بھائی کو لکھا کہ یہ ملک مجھے عنایت ہو۔ ہمایون کو تو اپنے باپ کی نصیحت پر عمل کرنا تہا۔ چنانچہ بطیب خاطر لاہور کی

[1] یہ وہی شیر خان ہے۔ جو خاندان سوری کا ہیرو ہے۔ جس نے ہمایون کو شکست دیکر ایک مدت تک دہلی کی سلطنت کی جسکا ذکر آیندہ تفصیلی طور پر لکھا جائے گا۔ ۱۲ مولف۔

حکومت مرزا کامران کو دیدی۔ مزید براں حصار فیروزہ کی بہی حکومت عطا کی۔ اس عرصہ مین محمد زمان
نے بغاوت کی۔ بادشاہ نے یادگار ناصر مرزا کو تنبیہ کے لئے بھیجا۔ جب وہ گرفتار ہوکر آیا تو قلعہ بیانہ
مین قید کیا۔ مگر وہ بہاگ کر سلطان بہادر حاکم گجرات کے پاس پہونچا۔ اسوقت گجرات کی سلطنت
ایک بڑی زبردست اور دہلی کے ہم پلہ ہوگئی تھی۔ کیونکہ خاندیس۔ احمدنگر۔ برار وغیرہ کے بادشاہ اوسکی
مطیع تھے۔ علاوہ برین مالوہ کی سلطنت پر بہی اوس نے قبضہ کیا تہا۔ جب ہمایون نے سلطان بہادر
کو لکھا کہ محمد زمان کو ہمارے پاس بہیجدو یا اپنی سلطنت سے نکال دو تو اوسکا جواب اوس نے
خلاف مروت دیا۔ اور تاتارخان کو ۳۲ کروڑ روپیہ سپاہیون کی تنخواہ مین تقسیم کرنے کے لئے دیکر
قلعہ رتنبہور کو بھیجا۔ اور سلطان علاءالدین[1] پدر تاتارخان کو ایک فوج عظیم کالنجر جانیکے لیے دی۔
اور برہان الملک ملتانی کو گجراتیون کی فوج کے ساتہہ پنجاب کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور خود
سلطان بہادر نے چتور کا محاصرہ کیا۔ باقی امیرون کو فتنہ انگیزی کے لئے ادہر اودہر بھیجدیا۔ بادشاہ
نے ان تمامون کے دفعیہ کے لئے مرزا عسکری۔ مرزا ہندال۔ یادگار ناصر مرزا۔ اور امرا کو اٹھارہ ہزار
سپاہ دیکر بھیجا۔ جب یہ لشکر دشمن کے قریب پہونچا تو وہ بہاگنے لگے۔ مندرایل مین لڑائی ہوئی۔ اور
مخالفین نے شکست پائی۔ جس سے بیانہ اور اوس کے مضافات پر ہمایون کا قبضہ ہوگیا۔ اب

---

[1] یہ وہی سلطان علاءالدین ہے۔ جس کا اصلی نام عالم خان تہا۔ جو سکندر سوری کا بہائی اور سلطان ابراہیم کا چچا تہا۔ سکندر کے مرنے پر اس نے ابتدا حدود سرہند مین سلطنت کا دعوے کیا۔ اور ابراہیم سے شکست پاکر بابر کا طرفدار ہوا۔ اور بابر کے ساتہہ ابراہیم سے لڑا۔ بابر نے اس کو بدخشان دیا تہا۔ مگر یہ وہان سے بہاگ کر گجرات مین سلطان بہادر کی پناہ مین تہا۔ اور اس کا بیٹا تاتارخان تو اول ہی بہاگ کر گجرات آگیا تہا۔ ۱۲ مولف۔

ہمایون بہادرشاہ کی سرکوبی کے ارادہ سے ۹۴۱ھ مین گجرات روانہ ہوا۔ اودہر سلطان بہادر نے چتور کا محاصرہ کرکے اوس کو فتح کیا۔ اتنے مین ہمایون پہونچا۔ اور طرفین سے مقابلہ ہوا۔ سلطان بہادر کو شکست ہوئی۔ اور وہ منڈو کیطرف بھاگا۔ ہمایون نے تعاقب کرکے منڈو کا محاصرہ کیا۔ جب منڈو کو فتح کیا توسلطان بہادر وہان سے بھاگ کر جاپانیر پہونچا۔ جہان خداوندخان (جو سلطان مظفر کا وزیر اور اوستاد تھا) اور رومی خان (افسر توپخانۂ سلطان بہادر) ہمایون کے پاس حاضر ہوے۔ بادشاہ نے ان دونون پر بہت کچہہ نوازش وسرفرازی کی۔ پہر یہان سے بادشاہ گجرات کے جانب ایلغار متوجہ ہوا۔ جب بادشاہ جاپانیر پہونچا توسلطان بہادر وہان سے نکل کر کہمبایت گیا۔ بادشاہ بھی اوس کے تعاقب مین کہمبایت آیا۔ اور وہ یہان سے بہاگ کر دیپ چلا آیا۔ بادشاہ اوس کے تعاقب مین لشکر کو روانہ کرکے خود جاپانیر واپس آیا۔ اور قلعہ کو فتح کرکے بہت سی غنیمت حاصل کی۔ جب بادشاہ کو منڈو اور گجرات کی فتح نصیب ہوئی تو وہ ایسا عیش وعشرت مین غرق ہوا کہ سلطنت کے جانب مطلق توجہ نہ کی۔ اور محاصل وخراج کے وصول کرنے مین بالکل غفلت کی۔ جب سے زمینداروں اور رعایا نے سلطان بہادر کو عرضی لکھی۔ کہ کسیکو یہان بہیجکر تحصیل وصول کیجئے۔ چنانچہ اس خدمت کے لئے عماد الملک نے بیڑا اوٹھایا۔ اور دوسو سوار کے ساتھہ احمدآباد روانہ ہوا۔ راستہ مین اکثر معزز ومعتمد اشخاص کو جاگیرین اور مواجب مقرر کیا۔ جس سے وہ لوگ اسکے ساتھہ ہوگئے۔ خصوصاً سورت اور کاٹہیاوار کے زمیندار اس قدر اوس کے ساتھہ ہوے کہ احمدآباد پہونچے تک عماد الملک کے ساتھہ دس ہزار سوار کا لشکر ہوگیا۔ اس کے بعد مجاہد خان حاکم جوناگڈہ بھی دس ہزار سوار سے آملا۔ اور رفتہ رفتہ عماد الملک کی فوج تیس ہزار ہوگئی۔ جب ہمایون کو یہ خبر ہوئی تو وہ خواب غفلت سے چونکا۔ اور تردی بیگ کو جاپانیر تفویض کرکے خود احمدآباد آیا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ اور عماد الملک شکست کہاکر بھاگا۔ بادشاہ نے۔

گجرات کا انتظام کر کے بندر دیپ کیطرف (جہان سلطان بہادر تھا) روانہ ہوا۔ اس اثنا مین
دار الخلافہ سے متوحش خبرین آئین کہ محمد سلطان مرزا نے قنوج سے جونپور تک لے لیا ہے۔ اور
آگرہ مین بھی سرکشی کے آثار نمودار ہین۔ مالوہ مین سکندر خان اور ملوخان نے سر اوٹھایا ہے۔
درویش علی کتاب دار حاکم اوجین کو باغیون نے گولی سے ہلاک کیا۔ بادشاہ یہ سنتے ہی مرزا عسکری
کو گجرات بھیجا۔ اور خود بھڑوچ و سورت و آسیر ہوتا ہوا برہان پور آیا۔ پھر یہان سے منڈو پہونچا۔
جب باغیون نے بادشاہ کی معاودت کی خبر سنی تو فرار و پوشیدہ ہو گئے۔ مگر گجرات کی ہوا پھر بدلی
اور بہادر شاہ نے پرتگیزون سے صلح کر کے پانچ چھ ہزار حبشیون کا لشکر جمع کیا۔ اور گجرات کے تمام
شہرون پر قبضہ کرنے لگا۔ جب مرزا عسکری نے یہ حالت دیکھی تو یادگار ناصر مرزا کو پٹن سے احمد آباد
بلا لیا۔ ادہر وہ آیا۔ اور ادہر دریا خان و حافظ خان نے پٹن پر قبضہ کر لیا۔ ایک روز مرزا عسکری
شراب کے نشہ مین کہنے لگا۔ کہ مین ظل اللہ ہون۔ غضنفر کوکا نے چپکے سے کہا۔ کہ "مستی اما خویش
ہستی"۔ اسپر عسکری خفا ہو کر غضنفر کو قید کیا۔ لیکن وہ بھاگ کر بہادر شاہ کے پاس پہونچا۔ اور
یہان کی تمام کیفیت بیان کر دی۔ اور احمد آباد پر حملہ کرنے کی صلاح دی۔ چنانچہ بہادر شاہ نے
مرزا عسکری پر یورش کی۔ اور عسکری بھاگ کر چاپانیر آیا۔ پھر وہان سے آگرہ روانہ ہوا۔ اور
ادہر بہادر شاہ عسکری کا تعاقب کرتا ہوا چاپانیر آیا۔ تردی بیگ نے قلعہ حوالہ کیا۔ اور خود خزانہ
لیکر بادشاہ کے پاس پہونچا۔ پھر بادشاہ کے ساتھ آگرہ روانہ ہوا۔ ادہر مرزا ہندال (جو بادشاہ
کے طرف سے آگرہ کا حاکم تھا) قنوج فتح کر کے شاہ مرزا کو بہت بھاری شکست
دی۔ اور شاہ مرزا کوچ بہار کو بھاگ گیا۔ اور ہندال نے اوس کا تعاقب جونپور تک کیا۔
جب ہمایون کے آگرہ آنے کی خبر سنی تو جونپور سے واپس ہوا۔ بادشاہ کے آگرہ جانے پر
بھوپال رائے حاکم بیجاگڈہ نے قلعہ منڈو پر قبضہ کیا۔ اتنے مین ملوخان بھی منڈو آیا۔ اور

تخت پر بیٹھکر نادر شاہ اپنا لقب رکھا۔ اور میران محمد فاروقی بھی برہان پور سے یہان آگیا۔ غرض
بہادر شاہ کو ملک مالوہ اور گجرات پھر ہاتھ لگ گئے۔ ادہر سنہ ۹۴۳ھ م سنہ ۱۵۲۶ء مین امیر جنید
برلاس حاکم جونپور کے انتقال پر شیر خان افغان نے بہار۔ جونپور۔ قلعہ چنار پر تصرف کیا۔ اور
بنارس کو تاخت و تاراج کرکے گورکھپور کا محاصرہ مدتون تک رکھا۔ اب ہمایون سخت پریشان
ہوا۔ کیونکہ اگر وہ مالوہ اور گجرات کے لئے بہادر شاہ کی سرکوبی کو جائے تو جونپور و بہار وغیرہ کو
خیرباد کہنا پڑتا ہے۔ اور اگر جونپور و بہار کے لئے شیر خان کے سر پر پہونچتا ہے تو گجرات و مالوہ
سے ہاتھ دہونا ہوتا ہے۔ آخر ہمایون نے اولًا شیر خان کی سرکوبی مناسب سمجھی۔ اور دار الخلافہ
آگرہ کی حکومت میر محمد بخشی کے تفویض کرکے چنار گڈہ پہونچا۔ اس اثناء مین مرزا محمد زمان
گجرات سے آیا۔ اور عفو قصور چاہا۔ بادشاہ نے خلعت خاصہ مکر بند و اسپ و شمشیر سے
سرفرازی بخشی۔ اور چہ ماہ کے محاصرہ کے بعد چنار گڈہ کو فتح کیا۔ اودہر شیر خان نے شہر
گور کو لے لیکر۔ اور ملک بنگال و بہار کے بڑے حصہ پر قبضہ کرلیا۔ اب محمود شاہ بادشاہ بنگالہ
شیر خان سے شکست کہا کر ہمایون کے پاس آیا۔ ہمایون نے جونپور وغیرہ کو ہندو بیگ
کے تفویض کرکے بنگال کا رخ کیا۔ جب شیر خان کو ہمایون کے اس طرف آنے کی خبر معلوم
ہوئی تو اوس نے اپنے بیٹے جلال خان اور خواص خان سپہ سالار کو گڑہی ترائی کے قریب
مقرر کرکے بنگال کی غنیمت کو لیکر رہتاس چلا گیا۔ جب جلال خان کے لشکر سے شاہی لشکر کا
مقابلہ ہوا تو شاہی لشکر نے شکست پائی۔ اور جلال خان فتح کے نقارے بجاتا ہوا باپ کے
پاس روانہ ہوا۔ جب جلال خان چلا گیا تو بنگال کا رستہ صاف ہوگیا۔ اور بادشاہ
بیخوف و خطر بنگال مین داخل ہوا۔ چند روز عیش و عشرت مین ایسا مشغول ہوا۔ کہ ادہر
امراء دولت نے مرزا ہندال کو ابہار کر اوس کے نام کا خطبہ پڑہوا دیا۔ اور اوس کو لیکر آگرہ

روانہ ہوے۔ یادگار ناصر مرزا اور نقیر علی نے جب یہ حالت دیکھی تو مرزا کامران کو اطلاع کی
اور وہ فوراً چل نکلا۔ جب ہندال نے کامران کی آمد سنی تو الور کا رخ کیا۔ مگر کامران نے اوسکی
تسلی و تشفی کرکے بلوالیا۔ اب فتنہ پرداز امرا نے ان دونون بھائیون کو یہ پٹی پڑہائی کہ
ہمایون کے آگے آپ کا چراغ جل نہین سکتا۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ اس وقت ہمایون
کی کمک نہ کیجئے۔ اور ہمایون شیر خان سے شکست اوٹھاکر خود بخود تباہ ہوجاتا ہے۔ پھر
مزے سے آپ دونون بادشاہت کیجئے۔ جب اس مفسدہ کی خبر ہمایون کو بنگال پہونچی
تو وہ وہان سے روانہ ہوا۔ اور خانخانان لودی کو آگے ہی مونگیر بھیجا۔ اتنے مین شیر خان کا
سپہ سالار خواص خان مونگیر آیا۔ اور خانخانان کو قید کرکے شیر خان کے پاس بھیجدیا۔ بادشاہ اس
خبر کے سننے سے نہایت متردد ہوا۔ اور مرزا عسکری کو نشیب و فراز سمجھاکر آگرہ کیجانب کوچ کیا۔
چونسہ کے مقام پر شیر خان نے رستہ روکا۔ جس سے بادشاہ کو دو تین مہینے یہان ٹھیرنا پڑا۔
امداد کے لئے بھائیون کو بہت کچھ لکھا۔ پند و نصایح کئے۔ مگر اون مغرور و سرکش بھائیون نے
ایک نہ سنی۔ اودہر شیر خان سے دو چار چھوٹی چھوٹی لڑائیان بھی ہوئین۔ لیکن کچھ کام نہ نکلا۔
آخر بادشاہ نے ملا محمد پرغزی کو شیر خان کے پاس مصالحت کے لئے بھیجا۔ اور یہ طے پایا کہ کل ملک
بنگال اور بہار معہ قلعہ چنار کے شیر خان کے قبضہ مین رہے۔ لیکن شیر خان ہمایون کو اپنا بادشاہ
جانے۔ اور اپنے ملک مین اوسکا خطبہ پڑہائے۔ گو اس صلح سے شیر خان نے بادشاہ کے سمجھانے
کے لئے اتفاق کرلیا۔ اور عہد و پیمان کیا۔ مگر باطن مین وہ بدعہد کچھہ اور ہی خیال مین لگا ہوا تہا۔
جب یہ صلح ہوگئی تو لشکر شاہی بیفکری کے ساتھہ سفر کرنا شروع کیا۔ شیر خان تو ایسے موقع کا طالب
تہا۔ چنانچہ ۹ صفر سنہ ۹۴۶ھ م ۲۷ جون سنہ ۱۵۳۹ع کو شبخون حملہ کیا۔ جس سے لشکر شاہی کے بہت سے
افسر و سپاہی قتل ہوے۔ اور بادشاہ کے محل حاجی بیگم کو لشکر مخالف نے اسیر کرلیا۔ الغرض ہمایون

اس بےسروسامانی مین یکہ وتنہا دریا کے جانب چلا۔ جب ...پر آیا تو اوسے شکستہ پایا۔ توقف مین جان کا اندیشہ تہا۔ اس لئے گہوڑے کو دریا مین ڈالدیا۔ مگر گہوڑا ران کے تلے سے نکل گیا۔ اور بادشاہ غوطے کہانے لگا۔ اتفاقاً شاہی بہشتی نظام نام مشک کے اندر ہوا بہر کر تیرتا جاتا تھا۔ وہ بادشاہ کا خضر راہ بنا۔ اور مشک پر بٹھا کر دریا پار اتار دیا۔ بادشاہ نے اس اہم خدمت کے صلہ مین اوس سے دو پہر کی بادشاہی دینے کا وعدہ کیا۔ ادہر لشکر شاہی کے آٹہہ ہزار سپاہی اور بڑے بڑے افسر بحر فنا مین غرق ہوے۔ تمام خیمے اسباب۔ توپخانہ۔ غلہ خزانہ۔ سب کچہہ شیر خان کے ہاتہہ آیا۔ اور ہمایون دریا پار اتر کر گنگا کے بائین کنارہ پر کچہہ دنون توقف کیا۔ یہان پر مرزا عسکری معہ دیگر امرا کے تھوڑی سی جمعیت کے ساتہہ بادشاہ سے ملا۔ اور یہ سب ایک ساتہہ ہوکر آگرہ کے جانب روانہ ہوے۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ میر فرید غور اور شاہ محمد افغان یہ دونو آگے پیچھے تابوطلب آرہے ہین۔ اس خبر نے سب کے ہاتہہ پاون سرد کردئے۔ لیکن اس مشکل کے وقت راجہ پربہان کام آیا۔ اور عرض کیا کہ "مین میر فرید غور کو روکتا ہون۔ حضور شاہ محمد افغان پر حملہ کرکے نکل جائین"۔ چنانچہ اس ترکیب سے بادشاہ نے نجات پائی۔ اور کالپی کی راہ سے آگرہ آیا۔

ادہر شیر خان نے حاجی بیگم کو بادشاہ کے پاس آگرہ بہیجدیا۔ اور خود بنگال پہونچا۔ جہانگیر قلی کو شکست دیکر بنگال فتح کیا۔ اور جونپور معہ اوس کے مضافات کے قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد اپنا خطاب شیر شاہ رکہا۔ اور اپنے نام کا خطبہ پڑہایا۔ سکہ جاری کیا۔ علاوہ اس کے لشکر کثیر کے ساتہہ اپنے بیٹے قطب خان کو کالپی اور اٹاوہ کی فتح کے لئے بہیجا۔ اب ہمایون کی وسیع سلطنت ایسی تنگ ہوگئی تھی۔ کہ آگرہ اور دہلی کی فصیلون کے اندر اوسکی حد رہگئی تہی بلکہ ان شہرون کی رعایا بہی محفوظ نہ تہی۔

جب ہمایون آگرہ مین آیا تو مرزا کامران نے استقبال کیا۔ اور مرزا ہندال کا قصور معاف ہون
استنے مین نظام سقہ بہی پہونچا۔ بادشاہ نے اپنے وعدہ کو ایفا کیا۔ اور دوپہر کے لئے اوسکو تخت پر
بٹھایا۔ البتہ بعض احکام واوامر پادشاہی کو (جنکی اوس کے ظرف مین گنجایش نہ تھی) مستثنےٰ
کرکے حکمرانی کا اختیار دیا۔ مشہور ہے کہ اوس نے مشکین کترواکر چام کے دام چلائے۔ اون پر ملمع
کرایا۔ اور اپنا نام اور اپنی سلطنت کا سکہ اوس پر نقش کرایا جب یہ سب کچھ ہوچکا ہمایون نے بھائیون
کو جمع کرکے مجلس شوریٰ مقرر کیا۔ اور شیرخان کی قوت توڑنیکے لئے تجویزین سوچی جانے لگین۔ مگر
بھائیون کی نااتفاقی نے ہمایون کی ایک بہی چلنے نہ دی۔ خصوصاً مرزا کامران نے اورون کو بہی
اپنے ساتہہ بدراہ کیا۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ قطب خان کالپی اور اٹاوہ پر حملہ کیا چاہتا ہے۔
بادشاہ نے ناصر مرزا و قاسم حسین خان و اسکندر سلطان کو حکم دیا۔ کہ اوس کا مقابلہ کرین۔ چنانچہ
ان تینون نے مقابلہ کرکے اوس کو شکست دی۔ اور قطب خان اس لڑائی مین مارا گیا۔ اس کے بعد
خود پادشاہ معہ لشکر شیرخان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ مرزا کامران علالت کا بہانہ کرکے
معہ لشکر لاہور چلا گیا۔ اور ایسے نازک وقت مین بھائی کا کچہہ خیال نہ کیا۔ مرزا کامران کے جانے
سے شیرخان کو اور تقویت ہوئی۔ آخر ہمایون نے گنگا کے کنارے مقام کیا۔ اور شیرخان بہی
دوسرے کنارہ پر اترا۔ تقریباً ایک مہینے تک یہ دونون لشکر بیکار رہے۔ آخر ۱۰ محرم ۹۴۷ھ م
۱۷ مے ۱۵۴۰ع کو طرفین سے مقابلہ ہوا۔ لشکر شاہی نے ہزیمت اوٹھائی۔ پادشاہ (بقول تاریخ
رشیدی مولفہ مرزا حیدر) ننگے سر ننگے پاؤن ایک گہوڑے پر سوار (جو تردی بیگ نے مستعار
لادیا تہا) ساتہہ آدمی کے ساتہہ دریا سے پار ہوا۔ ابوالفضل نے اکبرنامہ مین یہ لکھا ہے کہ
جب شاہی لشکر نے شکست پائی تو خود پادشاہ نے دودفعہ لشکر مخالف پر حملہ کیا۔ اور اوسکے
دونیزے شکستہ ہوگئے۔ گو قانون نہین ہے۔ کہ پادشاہ خود مرتکب جنگ ہو۔ لیکن بھائیونکی

نااتفاقی اور امرا کی بزدلی نے پادشاہ کو ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ اس کے بعد بعض دوست ہواخواہون نے پادشاہ کو اس جانبازی سے روکا۔ اب پادشاہ متردد ہوا۔ کہ کیا کیا جائے۔ اتنے مین ایک ہاتہی پر نظر پڑی فیلبان کو اشارہ سے بلایا۔ جب وہ ہاتہی لایا تو سوار ہوگیا۔ اور کہا کہ ہاتہی کو دریا مین ڈال دے۔ اول ہی سے اوس ہاتہی پر ایک خواجہ سرا کافور نامی بیٹہا ہوا تہا۔ اوسنے آہستہ سے عرض کیا۔ کہ کہین یہ نمکحرام فوجدار حضور کو دشمنون مین نہ پہنسا وے۔ بہتر یہ ہے کہ اس موذی کا سر اوڑا دیجئے۔ فدوی خود ہانکے گا" پادشاہ نے اوس کے کہنے پر عمل کیا۔ اور خواجہ سرا نے دریا کے کنارے پادشاہ کو اوتار دیا۔ یہان پر مقدم بیگ نے اپنا گہوڑا پیشکش کیا۔ پادشاہ سوار ہوکر آگرہ کے جانب چلا۔ اثنا رراہ مین مرزا عسکری اور مرزا ہندال بہی مل گئے۔ کچہہ بچی بچائی فوج بہی ساتہہ ہوگئی۔ جب یہ سب آگرہ پہونچے تو بادشاہ نے مرزا ہندال کو کہلا کہ قلعہ کے اندر سے اہل وعیال اور خزانہ وجواہر لے آئے۔ چنانچہ ہندال نے تعمیل کی۔ اس کے بعد بادشاہ ان سب کو لیکر دہلی آیا۔ پہر وہان سے نکل کر سرہند ہوتا ہوا ماچہی واڑہ گیا۔ اتنے مین شیرشاہ تعاقب کرتا ہوا دہلی آگیا۔ اور پادشاہ ماچہی واڑہ سے کوچ کرکے لاہور پہونچا۔ اور کامران کی فہمایش کی۔ اتفاق کے لئے باپ کی نصیحت ووصیت یاد دلائی۔ مگر کامران کی مفسدہ پرداز طبیعت کے روبرو ہمایون کی ایک نہ چلی۔ بلکہ کامران نے اسی نااتفاقی پر اکتفانہ کی۔ اور قاضی عبداللہ صدر کو شیرشاہ کے پاس بہیجکر کہلا بہیجا۔ کہ تم وہان دہلی مین کیا کر رہے ہو آگے بڑہو۔ اور لاہور آؤ۔ حالانکہ شیرشاہ دہلی مین پس وپیش کرتا ٹہرا ہوا تہا۔ اور لاہور پر حملہ کرنے کا بالکل ارادہ نہ تہا۔ مگر جب اوس نے کامران کی طلبی اور بہائیون کے نااتفاقی کی خبر پائی تو فوراً چل کہڑا ہوا۔ چنانچہ جب شیرشاہ لاہور آیا تو کامران نے بغیر کسی مزاحمت کے لاہور حوالہ کردیا۔ اب پادشاہ مجبوراً وہان سے بہی جان بچا کر جناب کے طرف کوچ کیا۔ اور کشمیر کی تسخیر کے ارادہ سے مرزا حیدر کو ۵۰۰ آدمیون کے

ہمراہ اول روانہ کرکے خود بھی ادہر کا رخ کیا۔ جب پادشاہ ہزارہ مین پہونچا تو کامران نے
کابل جانیکی اجازت لی اور چلتا بنا۔ پادشاہ کے کشمیر کے جانب توجہ کرنیکے وجوہات یہ تھے کہ چند
امرائے ہند (جو والی کشمیر کے مخالف تھے) مرزا حیدر سے یہ کہا تہا۔ کہ کسیطرح پادشاہ کو کشمیر لیجاکر
والی کشمیر کو خارج کیا جائے۔ مگر جب لاہور کے تباہی کی خبر ان امرا کشمیر کو ہوئی تو انہون نے
اپنے سابقہ ارادہ کو فسخ کیا۔ اور کسی نے پادشاہ کی ہمراہی نہ کی یہ تو تاریخ رشیدی کا قول تہا۔ لیکن
ابوالفضل نے یون لکھا ہے۔ کہ جب بادشاہ کشمیر کے ارادے سے روانہ ہوا تو مرزا ہندال و یادگار
ناصر مرزا و قاسم حسین سلطان اصرار کرکے سندہ کے طرف لیگئے۔ اور خواجہ کلان بیگ (جو پادشاہ
کے ہمراہ ہونے کا قصد کیا تہا) سیالکوٹ سے مرزا کامران کے ہمراہ ہوگیا۔ اور جواہر واقعات
ہمایونی کا قول یہ ہے کہ خواجہ کلان بیگ حاکم بہرہ نے ہمایون اور کامران (دونون) کو بہرہ آنیکی
التجا کی تہی۔ جب ہمایون بہرہ آیا تو معلوم ہوا۔ کہ کامران نے پیش قدمی کرکے خواجہ کلان سے کہا
اور اس کو اپنے ساتہہ لیگیا۔ آخر ہمایون وہان سے بے نیل و مرام حسین تمر سلطان حاکم خوشاب
سے ملا۔ اور ان واقعات سے ایسا حیران ہوا۔ کہ کشمیر کا ارادہ ترک کرکے ہندال و یادگار کے
ساتہہ بہکر کی مہم مین شریک ہونے کا ارادہ کرکے حاکم خوشاب کو بہی ساتہہ لیا۔ اور ادہر حیدر مرزا
اپنی جوانمردانہ کوششون سے کشمیر کا فرمانروا ہوگیا۔ ادہر پادشاہ چناب و سندہ کے درمیانی
جنگل کوٹ طے کرکے گل بلوچ پہونچا۔ پہر یہان سے نکل کر اوچہ ہوتا ہوا بہکر کے سامنے قصبۂ لہری
مین خیمہ زن ہوا۔ اور مرزا شاہ حسین حاکم ٹہٹہ کو طلب کیا۔ لیکن وہ مدتون ٹالتا رہا۔ اب پادشاہ
مجبوراً قلعہ بہکر کا محاصرہ کرکے لشکر کو وہان چہوڑا۔ اور خود دار بیلا گیا۔ اور ناصر مرزا سے ملکر ہندال
کے پاس پاتر آیا۔ یہان ہندال کی مان دلدار بیگم نے پادشاہ کی دعوت کی۔ اور سب بیگمات کو
اس دعوت مین شریک کیا۔

ان مین ہندال کے اُستاد شیخ علی اکبر کی بیٹی حمیدہ[1] بیگم دہم سالہ ناکتخدا بہی مہمان تہی۔ پادشاہ اوسکو دیکہتے ہی فریفتہ ہوا۔ اور ۹۴۷ھ مین اوس سے نکاح کرکے بہکر کو ساتہہ لیتا آیا۔ اور ناصر مرزا کو بہکر کا محاصرہ تفویض کرکے خود سیہوان کا محاصرہ کیا۔ ایک مدت ان محاصرون پر گذر گئی۔ مگر کوئی قلعہ بہی فتح نہ ہوا۔ اس عرصہ مین شاہ حسین نے یہ روباہ بازی کی۔ کہ ناصر مرزا کو یہ پیام بہیجا۔ کہ مین تجہکو اپنی بیٹی دیتا ہون۔ اور اپنا جانشین بناتا ہون۔" جس سے ناصر مرزا اوس کے دام مین آگیا۔ اور پادشاہ سے بگاڑ کرلی۔ جب پادشاہ نے دیکہا۔ کہ روزگار ناسازگار ہے تو قلعۂ سیہوان کا محاصرہ اوٹہالیا۔ اور وہان سے کوچ کرکے دریائے سندہ کو بڑی مشکل ومحنت سے عبور کیا۔ مگر اس نازک موقع پر ایک مصیبت اور پیش آئی۔ کہ اکثر امرا ولشکری پادشاہ سے کنارہ کرکے ناصر مرزا سے جاملے۔ جس سے پادشاہ کو سخت مایوسی کا سامنا ہوا۔ آخر مالدیو حاکم جودہ پور کے پاس جانیکے ارادہ سے چلا۔ مگر جب جودہپور کی نواح مین پہونچا تو راجہ کی نیت ڈانوان ڈول پائی۔ اور یہہ ارادہ پایا گیا۔ کہ اگر موقع ملے تو پادشاہ کو گرفتار کرکے شیرخان کے حوالہ کردے۔ اسپر طرہ یہ ہوا کہ راجہ کے چند جاسوسون نے لشکر شاہی مین آکر بہت سے آدمیون کو قتل کیا۔ اور پادشاہ کے خاصہ کا گہوڑا بہی مار ڈالا۔ چنانچہ اس واقعہ سے ایسا تفرقہ پڑا۔ کہ لوگ بہاگنے لگے۔ دو چار امرائے شاہی نے بہاگ کر مالدیو کے پاس پناہ لی۔ تردی بیگ بہی اس نازک وقت پر ایسا بیمروت ہوا۔ کہ پادشاہ کے طلب پر اپنا گہوڑا سواری کے لئے ندیا۔ ناچار پادشاہ اونٹ پر سوار ہوکر اپنے باقی ماندہ آدمیون کے ساتہہ امرکوٹ کے جانب روانہ ہوا۔ اس اثنا مین ایک مصیبت تازہ یہ پیش آئی۔ کہ فوج مخالف کے پندرہ سو سوارون نے تعاقب کرکے پادشاہ پر حملہ کیا۔ اور

---

[1] اسی حمیدہ بیگم کے بطن سے آیندہ اکبر تولد ہوا۔ ۱۲ مولف۔

ادہر سے صرف بائیس آدمیون نے ان کا مقابلہ کیا۔ مگر تقدیر کی یاوری سے شیخ علی بیگ نے
جو پہلا تیر چلایا اوس سے مخالفون کا سردار ہلاک ہوا۔ سردار کا ہلاک ہونا تہا۔ کہ وہ تمام نامرد
بھاگ گئے۔ پادشاہ نے دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور چلتا بنا۔ اور سیکڑون مصیبتین جھیلتا ہوا امرکوٹ
پہونچا۔ وہان کا راجہ پادشاہ کے ساتھہ نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آیا۔ اور رسد وغیرہ کا بہی
بندوبست کردیا۔ چنانچہ ہمایون سات ہفتے امرکوٹ مین مقیم رہا۔

اسکے بعد پادشاہ حمیدہ بیگم (جو اسوقت حاملہ تہین) اور اہل وعیال کو امرکوٹ مین چہوڑکر بیگم کے
بہائی خواجہ معظم کو گہر کا منتظم مقرر کیا۔ اور خود جون کے طرف روانہ ہوا۔ ۵ رجب ۹۴۹ھ م ۱۵ اکتوبر ۱۵۴۲ء
کو وضع حمل ہوا۔ بادشاہ امرکوٹ سے ۱۲ کوس دور ایک حوض پر مقیم تہا۔ کہ تردی بیگ نے یہ فرحت افزا مژدہ
سنایا۔ اوس وقت پادشاہ کے پاس بجز ایک نافۂ مشک کے کچہہ اور نہ تہا۔ اس لئے اوس کو
توڑکر ایک ایک چٹکی امیرون مین تقسیم کردی۔ اور لڑکے کا نام جلال الدین محمد اکبر رکہا۔

ادہر ناصر مرزا کے حالات ملاحظہ کیجئے۔ کہ وہ شاہ حسین مرزا کے وعدہ پر بہکر مین پڑا ہوا تہا۔ جب
پادشاہ روانہ ہوا تو شاہ حسین لیئے وعدہ سے پلٹ گیا۔ اور ناصر مرزا کو بہت خرابی کے ساتھہ
اپنے حدود سے باہر کیا۔ ناصر مرزا تباہی کے عالم مین وہان سے نکل کر قندہار آیا۔ اور
مرزا کامران کے ساتھہ کابل گیا۔

جب ہمایون جون مین پہونچا تو جانی بیگ ترخان سے لڑائی ہوئی۔ لشکر شاہی کو فتح حاصل
ہوئی۔ اس وقت پادشاہ کے پاس پندرہ سولہ ہزار سوار کی جمعیت ہوگئی تہی۔ چند روز
پادشاہ نے جون مین قیام کیا۔ اور امرکوٹ سے مریم مکانی اور شاہزادہ اکبر کو بلایا۔ اور
اپنے نور چشم سے آنکہون کو تازگی بخشی۔ پہر یہان سے نکل کر شاہ حسین کے سر پر پہونچا۔
لیکن یہان ایک تازہ گل یہ کہلا کہ خواجہ غازی نے امرکوٹ کے راناسے ایسی نامناسب گفتگو کی

کہ وہ ناراض ہو کر معہ لشکر بادشاہ کے پاس سے چلا گیا۔ اب بادشاہ کے پاس وہی اوس کے قدیمی خیر خواہ باقی رہ گئے۔ اس عرصہ مین ۷ محرم ۹۵۰ھ کو بیرام خان حدود گجرات سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ کو بیرام خان کے آنے سے بہت خوشی و مسرت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد شاہ حسین سے دو چار مقابلے ہوے۔ آخر صلح پر تصفیہ ہوگیا۔ اور بادشاہ وہان سے کوچ کر کے ۷ ربیع الاول ۹۵۰ھ م ۱۰ جولائی ۱۵۴۳ء کو دریا عبور کیا۔ اور ڈہائی برس تک ملک سندہ اور اوس کی نواح مین ٹہرا رہا۔ جب بادشاہ کو بالکل مایوسی ہوئی۔ کہ وہ ملک سندہ سے لشکر جمع کر کے دوبارہ ہندوستان مین نہین جاسکتا تو وہان سے قندہار چلتا بنا۔

اب کامران کی سنئے کہ اوس نے پنجاب کو شیر شاہ کے حوالہ کر کے خوشاب گیا۔ پہر وہان سے کابل آیا۔

---

۵ بیرام خان ترک تہا۔ بدخشان مین پیدا ہوا۔ بلخ مین تعلیم پائی۔ سولہ برس کی عمر مین ہمایون کی سپاہ مین داخل ہوا۔ قنوج کی لڑائی مین شریک تہا۔ جب شکست ہوئی تو سنبہل کیطرف راجہ متر سین کے پاس چلا گیا۔ مدتون اوس کے پاس رہا۔ جب شیر شاہ کو خبر ہوئی تو راجہ سے طلب کیا۔ راجہ نے مجبور ہو کر بہیجدیا۔ چنانچہ مالوہ کی راہ مین شیر خان کی خدمت مین پیش ہوا۔ شیر شاہ نے کمال خاطر داری اور تعظیم کی۔ اور باتون باتون مین یہ بہی کہا کہ "ہر کہ اخلاص دارد خطا نمی کند"۔ بیرام خان نے اوسکی تصدیق کی اور کہا کہ "ہر کہ اخلاص دارد خطا نخواہد کرد"۔ اسکے بعد برہان پور کے پاس سے یہ اور ابوالقاسم حاکم گوالیار شیر شاہ کی لشکر سے گجرات کیطرف فرار ہوے راہ مین شیر شاہ کی ایلچی سے دو چار ہوے۔ اوس نے ابوالقاسم کو جو جسم و صورت مین ممتاز رکہتا تہا۔ بیرام خان سمجہکر پکڑ لیا۔ ہر چند بیرام خان نے جوانمردی سے کہا کہ مین بیرام خان ہون۔ اودہر ابوالقاسم کی بہادری دیکہیے وہ کہتا تہا کہ مین بیرام خان ہون یہ میرا غلام ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ ابوالقاسم کو ایلچی نے اپنے ساتہ لیگیا۔ اور بیرام خان کو چہوڑ دیا۔ جب ابوالقاسم شیر شاہ کے پاس پیش ہوا تو اوسکو قتل کر ڈالا۔ اور بیرام خان گجرات گیا۔ اور سلطان محمود کے پاس چند روز رہا۔ پہر وہان سے سفر حجاز کیلئے رخصت لیکر بندر سورت آیا۔ یہان سے ماڑواڑ گیا۔ وہانسے اپنے بادشاہ کی خدمت مین حاضر آپہونچا۔ ۱۲ مولف۔

اوراپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کیا۔ مرزا عسکری (جو اوس کے ساتھ تھا) کو غزنین اور اوس کی حدود کی حکمرانی حوالہ کی۔ جب پادشاہ قندہار کے متصل پہونچا تو یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ اسلئے قندہار مین داخل ہونا مناسب نہ سمجھا۔ اور مستنگ کے طرف باگ موڑی۔ ادہر کامران برادر نامہربان نے بادشاہ کی گرفتاری کے لئے عسکری کو تعاقب مین روانہ کیا۔ مگر بادشاہ کو اس کی خبر ہوگئی۔ اوس نے اکبر کو (جسکی عمر اوسوقت یکسالہ تہی) نوکرون کی حفاظت مین چہوڑا۔ اور حمیدہ بیگم کو گہوڑے پر بٹھا کر صرف چالیس آدمیون کے ساتھہ آگے چل نکلا۔ باقی سب کو معہ خیمون اور پرتل کے یہین چہوڑ دیا

جب عسکری وہان پہونچا تو معلوم ہوا۔ کہ ہمایون تو آگے روانہ ہوگیا۔ البتہ اوسکا بیٹا اکبر معہ چند ملازمون کے یہان موجود ہے۔ عسکری نے تمام مال و اسباب پر قبضہ کرلیا۔ اور اکثر آدمیونکو فسکنجہ مین کہینچا۔ پہر وہان سے نکل کر قندہار آیا۔ اور اکبر کو اپنی بیوی سلطانی بیگم کے حوالہ کیا۔

ادہر ہمایون گرم سیر (جسکا تعلق قندہار سے ہے) پہونچا۔ یہانسے سیستان (جو شاہ ایران کا علاقہ ہے) بہت قریب تہا۔ پادشاہ نے ایک محبت نامہ (جسمین بھائیونکی دشمنی اور امراکی بیوفائی کے حالات درج تہے) شہنشاہ ایران کے پاس روانہ کیا۔ اور یہ شعر نامہ کے عنوان پر لکہا ؎ کہ گذشت برما آنچہ گذشت از چہ بدریا چہ بکہسار وچہ دشت۔ مگر آپ جواب آنے تک گرم سیر مین ٹہر نہ سکا۔ ناچار سیستان مین داخل ہوگیا۔ کیونکہ عبدالحی کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ کامران نے پادشاہ کی گرفتاری کیلئے ایک لشکر قندہار سے روانہ کیا ہے۔ الغرض جب ہمایون شاہ ایران کی عملداری مین ایک جہیل کے کنارہ پر مقیم ہوا تو احمد سلطان حاکم سیستان نے لوازم مہمانداری اچہی طرح بجالایا۔

اب ہم ہمایون کے حال کو اسی مقام پر چہوڑتے ہین۔ اور ناظرین کو شیر شاہ کے واقعات سے معرفی کراتے ہین

پہر اوسکے بعد ہمایون کا ایران مین رہنا۔ ہندوستان کا دوبارہ فتح کرنا۔ تحریر کرینگے۔



خاندان حکمرانان افغانان

فرید خان شیرشاہ سوری بن حسن خان

جب ہمایون لاہور سے چلتا ہوا تو شیر شاہ خوشاب آیا۔ اور خواص خان کو ہمایون کے

لہ افغان سوری کے خاندان کی وجہ تسمیہ بیان کیجاتی ہے کہ سلاطین غور کا ایک شہزادہ سور نامی ملک روہ مین چلا آیا تہا۔ گو پٹہانون کی عادت غیر کف مین لڑکی دینے کی نہین ہے۔ مگر بلحاظ شہزادہ کی علونسبی کے افغانون نے اوسے لڑکی دی جب اولاد ہوئی۔ وہ افغان سور کہلانے لگے۔

کہتے ہین کہ سلطان بہلول لودہی کے عہد مین شیر شاہ کا دادا ابراہیم خان سور قصبۂ شرغری۔ (جو کوہ سلیمان کا قطعہ ہے) سے دہلی آیا۔ اور مہابت خان سور داؤد شاہو خیل (جو ہریانہ اور بہکل کا جاگیردار تہا۔) کا نوکر ہوا پہر وہان سے نکل کر حصار فیروزہ مین سارنگ خان کا ملازم ہوا۔ اور ابراہیم کا بیٹا حسن خان (جو شیر شاہ کا باپ تہا۔) مسند عالی خان اعظم عمر خان سروانی کلکاپوری کا نوکر تہا۔ جب تاتار خان کا انتقال ہوا تو سلطان بہلول نے لاہور کی حکومت عمر خان کو دی۔ اور عمر خان نے کئی گانون حسن خان کو جاگیر مین دئے۔

تعاقب مین روانہ کیا۔ اور آپ گہکرون کی سرکوبی کے لئے کابل وہندوستان کی حد پر ایک
قلعہ رہتاس نام مستحکم تعمیر کرایا۔ اور خضر خان حاکم بنگال کو سلطان محمود شاہ بنگال کی دختر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۷) ابوالفضل کا قول ہے کہ شیرشاہ کا دادا ابراہیم گھوڑون کی سوداگری کرتا تہا۔ اور اوسکا
بیٹا حسن خان سپاہیون مین نوکر تھا۔ مدت تک دادارے مل کی نوکری کی۔ اس کے بعد نصیر خان لوحانی کا
ملازم ہوا۔ جب نصیر خان مرگیا تو اوس کے بہائی دولت خان کے پاس نوکر رہا۔ اور چند روز کے بعد اپنے بیٹے
فرید خان (شیرشاہ) کو مسند عالی کے پاس لیجا کر ملازمت کی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ فرید اوسوقت بہت خورد
سال تہا۔ تاہم حسن کی سفارش پر مسند عالی نے ایک گانون بلہو نامی اوس کو دیا۔ اس عرصہ مین ابراہیم کا
انتقال ہوگیا۔ اور حسن خان کو مسند عالی کی سفارش پر جمال خان نے اوس کے باپ ابراہیم کی جاگیر عطا کی۔
اور اس کے علاوہ سہسرام۔ حاجی پور۔ خاص پور ٹانڈہ۔ حسن خان کو جاگیر مین دیکر پانچ سو سوارون کا جاگیر دار
مقرر کیا۔ حسن کو آٹھ بیٹے تھے۔ فرید خان نظام خان۔ پٹھانی کے بطن سے تہے۔ علی خان۔ یوسف خان
خرم خان۔ شادی خان۔ سلیمان خان۔ احمد خان۔ دوسرے منکوحہ اور حرم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔
حسن نے تمام بیٹون کو اپنے جاگیرات کا انتظام تفویض کیا تہا۔ چنانچہ فرید کے ذمہ پنج گانون آئے۔
چونکہ فرید لائق اور ہوشیار تھا۔ اس لئے اپنے مفوضہ دیہات کا انتظام نہایت عمدگی سے رکہا۔ لیکن ایک مدت کے
بعد علاتی مان کی نیش زنی سے حسن نے وہ پرگنات فرید سے لے لئے۔ اور فرید برداشتہ خاطر ہوکر آگرہ آیا۔
اس کے چند روز بعد حسن کا انتقال ہوا تو دولت خان کی سفارش پر ابراہیم شاہ لودہی نے وہ دو پرگنے فرید کے
نام کردئے۔

جب ۹۳۲ھ مین بابر نے ہندوستان پر چڑہائی کی۔ اور سلطان ابراہیم شہید ہوا۔ اور ہندوستان بابر کے ہاتھ
آیا تو اکثر نواح مین طوائف الملوکی ہوگئی۔ چنانچہ بہار خان نے بہار مین اپنا سکہ وخطبہ چلایا۔ اور سلطان محمد

سے نکاح کرنے کے جرم مین معزول کرکے قاضی فضیلت کو بنگال کی حکومت تفویض کی۔ پہر وہان سے آگرہ آیا۔ چند روز قیام کرکے امراء منڈو کی تنبیہ کے لئے کوچ کیا۔ جب گوالیار آیا تو ابوالقاسم نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۸) لقب اختیار کیا۔ اس موقع پر فرید خان نے چالاکی کرکے بہار خان کے پاس حاضر ہوا۔ اور چندہی روز مین اپنے حسن خدمات سے اوسکو نہایت خوش کیا۔ ایک روز بہار خان شکار کہیل رہا تہا۔ اور فرید بہی ساتہہ تہا۔ اتنے مین ایک شیر جنگل سے نکلا۔ جسکو فرید نے تلوار سے مارلیا۔ بہار خان نے اوس کی جرأت پر تحسین و آفرین کی۔ اور شیر خان کا خطاب دیا۔ اور اپنے بیٹے جلال خان کا نائب مقرر کیا۔ مگر چند روز کے بعد محمد خان حاکم چونڈہ کی (جو شیر خان کے بہائی سلیمان کا ہوا خواہ ہوگیا تہا) افترا پردازی اور لشکر کشی سے وہ دونون قصبات شیر خان کے قبضہ سے جاتے رہے۔ اور شیر خان مجبوری کی حالت مین اپنے بہائی نظام خان کو لیکر سلطان جنید برلاس کے پاس پٹنہ چلا گیا۔ جنید برلاس نے شیر خان کو لشکر سے کمک دی۔ اور وہ گئے ہوئے قصبات پہر شیر خان کے ہاتہہ آگئے۔ بلکہ اکثر خالصہ کے دیہات پر بہی اس نے قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد شیر خان جنید برلاس کے ذریعہ بابر شاہ کے پاس حاضر ہوا۔ اور ایک عرصہ تک بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ اور پہر وہان سے نکل کر اپنے جاگیرات مین آگیا۔ چند روز اپنے جاگیرات کا انتظام کرکے پہر سلطان محمد حاکم بہار کے پاس گیا۔ اور سلطان نے حسب سابق اپنے بیٹے جلال خان کی تربیت اوسکے سپرد کی۔ اس اثنار مین سلطان محمد کا انتقال ہوگیا۔ اور جلال خان کی ماں دودو نے عنان حکومت ہاتہہ مین لی۔ اور شیر خان کو اوسی خدمت پر برقرار رکہا۔ جب اس دودو کا بہی انتقال ہوگیا تو جلال خان کی کمسنی سے تمام ملک بہار کا انتظام و اہتمام شیر خان کے ہاتہہ آیا۔ اس کے بعد سلطان محمود حاکم گور و بنگالہ نے بہار پر حملہ کیا۔ اور شیر خان نے مقابلہ کرکے شکست دی اور بہت سامال و خزانہ اس لڑائی مین شیر خان کے ہاتہہ آیا۔ جس کے باعث وہ بہت دولتمند ہوگیا۔ اب شیر خان اور لوحانیون مین مخالفت بڑہنے لگی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جلال خان نے شیر خان کو رخصت

قلعہ گوالیار حوالہ کر دیا۔ راجہ پرتاب پسر بہوپت شاہ حاکم چندیری۔ ورائے سین۔ اور ملوخان (جس نے اپنا خطاب قادر شاہ رکہا تہا۔) حاکم قلعہ منڈو۔ اجین۔ سارنگ پور۔ قلعہ رنتنبہور وغیرہ نے بہی اطاعت

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۹) کیا۔ اور آپ بہار کو چہوڑ کر سلطان محمود حاکم بنگال کے پاس چلا گیا۔ ادہر شیر خان اپنی جاگیرات مین جا کر نئی سپاہ بہرتی کیا۔ اور وہان سے نکل کر بہار کو پس پشت رکہا۔ اور بنگال پر حملہ کیا۔ شاہ بنگال نے ابراہیم قلب شاہ کو مقابلہ کے لئے بہیجا۔ مگر شیر خان نے اوسکو شکست دی۔ اور خزانہ و ہاتہی و توپ خانہ یہ سب شیر خان کے ہاتہہ لگے۔ اور وہ تمام ملک بہار کا مالک ہوگیا۔ اس اثنا رمین تاج خان سارنگ خانی حاکم چنار (جو اپنی چاہیتی بی بی لاڈ بیگم کے باعث اپنے بیٹون پر ظلم و ستم کرتا تہا) کو اوس کے بیٹے نے مار ڈالا۔ اور اوس کی بیگم لاڈ ملکہ نے شیر خان سے نکاح کر کے قلعہ چنار اوس کے حوالہ کر دیا۔ اور نکاح کے روز بیگم نے ۱۵۰ عدد جواہر بیش بہا اور سات من موتی اور ۱۵۰ من سونا اور بہت سے اشیا شیر خان کے نذر کی۔ اور تاج خان کی اولاد دربدر ہوگئی۔ اس کے بعد نصیر خان کی بیوی گہر کشائین کے مرنے سے ۶۰ من یا ۶۰۰ من سونا شیر خان کے ہاتہہ لگا۔ غرض شیر خان اب صاحب قلعہ وخزانہ ہوگیا۔

ادہر سلطان محمود پسر سلطان سکندر کو مسند عالی اعظم خان۔ ہمایون ثانی۔ مسند عالی عیسیٰ خان۔ میان بایزید فرملی وغیرہ امرائے پٹنہ مین بادشاہ بنایا۔ اور بہار آ کر شیر خان کو بہی ہمراہ لیا۔ اور لکہنو کڑہ مانک پور پر بہی قبضہ کر لیا۔ جب ہمایون کو یہ خبر لگی تو وہ بہی لڑائی کے لئے روانہ ہوا۔ چنانچہ لکہنو کے قریب ان دونون لشکرون مین مقابلہ ہوا۔ چونکہ شیر خان کو سلطان محمود کے ہمراہ ہو کر ہمایون سے لڑنا منظور نہ تہا۔ اسلئے وہ لڑائی چہڑتے ہی چلتا بنا جس سے سلطان محمود کے لشکر کی قوت ٹوٹ گئی۔ اور ہمایون کو فتح نصیب ہوئی۔ اکثر امرا اس جنگ مین مارے گئے اور سلطان محمود ملک پٹنہ مین ایسا گوشہ نشین ہوا۔ کہ پہر دوبارہ بادشاہی کا نام نہ لیا۔ چنانچہ ۹۴۹ھ مین انتقال کیا۔ جب سلطان محمود پر ہمایون غالب ہوا تو شیر خان سے قلعہ چنار لینا چاہا۔ اور شیر خان اپنے بیٹے جلال خان وغیرہ کو

قبول کی۔ مگر دو چار روز کے بعد ملوخان بھاگ گیا۔ اور شیر شاہ کے حکم سے ہیبت خان نے اوس کو گرفتار کر کے قتل کیا۔ اس کے بعد شیر شاہ نے دریا خان گجراتی کو قلعہ اجین اور عالم خان کو سارنگ پور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۰۰) چنار مین چھوڑ کر خود معہ اہل و عیال کوہستان بہار کنڈہ مین چلا گیا۔ ہمایون نے ہر چند چنار کے لینے مین کوشش کی۔ مگر کچھہ بن نہ پڑی۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ بہادر شاہ والی گجرات نے منڈو پر قبضہ کر کے دہلی کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس خبر سے بادشاہ متوحش ہوا۔ اور شیر خان اس موقع کو غنیمت جانا۔ اور بادشاہ سے اس شرط پر صلح چاہی۔ کہ چنار مجھے عنایت ہو۔ اور میرا بیٹا قطب خان بادشاہ کی خدمت مین جانفشانی کے لئے حاضر رہے گا۔ چونکہ یہ موقع ہی ایسا تہا۔ کہ ہمایون نے اس شرط کو منظور کر لی۔ اور محاصرہ اوٹھا کر آگرہ روانہ ہوا اب شیر خان کو فرصت ملی۔ اور اکثر افغانون کو تلاش کر کے اس نے نوکر رکہنا شروع کیا۔ اور اپنا خطاب حضرت اعلی رکہا۔ انہین ایام مین بی بی فتح ملکہ (جو میان محمد کالاپہاڑ خواہر زادہ سلطان بہلول کی بیٹی تہی) کا خزانہ بھی حکمت عملی سے شیر شاہ نے حاصل کیا۔ کہتے ہین کہ فتح ملکہ کے پاس ۶۰۰ من سونا اور بیش قیمت جواہر وغیرہ تہے یہ سب شیر خان کے ہاتہہ آئے۔ جس سے شیر خان نے اپنے لشکر کو خوب آراستہ کیا۔ اور سلطان محمود حاکم بنگالہ کو چڑہائی کر کے گرد و نواح کا سارا ملک لے لیا۔ اور ہمایون بہار و بنگال کے لینے کے لئے کوچ کیا۔ جب چنار آیا تو شیر خان نے اپنے اہل و عیال کو قلعہ بھرکنڈہ سے نکال کر قلعہ رہتاس لیگیا۔ اور راجہ کشن حاکم رہتاس کو ایسا فریب دیا کہ وہ بیچارہ اپنے ہاتہون سے قلعہ حوالہ کر کے بہاگا۔ اور ہمایون چنار کو فتح کر کے بنارس آیا۔ اس اثنا مین شیر خان کے سپہ سالار خواص خان نے گور کو فتح کیا۔ اور وہان کے بیشمار خزانون پر قبضہ کر لیا۔ اب ہمایون نے ایک وکیل شیر خان کے پاس بہیجا کہ بہار حوالہ کر دے۔ شیر خان نے جواب دیا کہ مین بہار اوس صورت مین دونگا۔ کہ بنگال کا (جسکو شیر خان نے فتح کیا ہے) حکومت بادشاہ مجھے عطا کرے۔ بادشاہ اس بات پر راضی ہو گیا تہا۔ مگر سلطان محمود شاہ بنگالہ کے وکیل نے کہا۔ کہ شیر خان نے ہمکو بہت تنگ کیا ہے۔ اور تمام ملک کو لے لیا ہے۔

عطا کر کے خود تنبہور کے راستہ سے آگرہ آیا۔ اور ہیبت خان نیازی کو فتح خان قزاق کی سرکوبی اور ملتان کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ہیبت خان نے فتح خان دہند و بلوچ اور بخشو لنگا۔ یہ تینو کو مقید کیا اور ملتان پر قبضہ کر کے شیر شاہ کو اطلاع دی۔ شیر شاہ نے اس حسن خدمت کے صلہ مین ہیبت خان کو مسند عالی اور اعظم ہمایون کا خطاب عطا کیا۔ اور ملتان مین ایک شہر آباد کر کے شیر گڈہ نام رکہا۔ اسکے بعد شیر شاہ نے قلعہ رائے سین[۱] کو فتح کر کے پورن مل کی جان بخشی کی۔ لیکن چندیری کے معزز خاندان کی عورتون نے سر راہ شیر شاہ کو کہڑا کر کے کہا۔ کہ اس پورن مل کافر نے ہمارے خاوندون کا گلا کاٹا۔ اور ہم کو لونڈی بنایا۔ ہماری کنواری لڑکیون کو پاتر بنا کر نچوایا۔ تمام مال و اسباب چہین لیا۔ اور تو حاکم و دیندار ہو کر اوس کا عوض نہین لیتا ہے۔ کل کے روز خدا کو کیا منہ دکہائے گا۔ قیامت کے دن تیرا دامن اور ہمارا ہاتہ ہوگا۔ اس واقعہ کے سننے سے شیر شاہ کو بیحد رقت ہوئی۔ اور قول شکنی سے متردد ہوا۔ مگر علماء اسلام کی اجازت سے پورن مل اور اوسکے عیال و اطفال وغیرہ کو اوسیوقت

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۰۱) لے لیا ہے۔ اگر بادشاہ امداد کرے تو ہم تابعداری کے لئے حاضر ہین۔ بادشاہ نے پہلے ارادہ کو ملتوی کر کے حاکم بنگال کی مدد کے لئے کوچ کیا۔ اور خانخانان یوسف خیل کو شیر خان کی سرکوبی کے لئے بہار کو بہیجا۔ جب شیر خان کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ بہت پریشان ہوا۔ اور اپنے بیٹے جلال خان کو لشکر کثیر کیساتہ گوڑ مین چہوڑ کر خود تمام خزانون کو رہتاس لے آیا جب ہمایون بنگال کے نواح مین پہونچا تو جلال خان سے مقابلہ ہوا۔ اور لشکر شاہی نے شکست پائی۔ باقی حالات اسکے قبل ہمایون کے تذکرہ مین بیان ہوے ہین۔ ناظرین وہان ملاحظہ کرین۔ ۱۲ مولف۔

[۱] قلعہ رائے سین کا راجہ پورن مل بڑا ظالم اور مسلمانون سے سخت عداوت رکہتا تہا۔ چنانچہ اس ظالم نے چندیری کے اکثر معزز مسلمانون کے بیویون اور لڑکیون کو پاتر بنا کے گلی گلی نچوایا تہا۔ اور اون کے خاوندون کو طرح طرح کے عذاب دیکر مارا تہا۔ ۱۲ مولف۔

فی النار و السقر کیا۔

۹۵۰ھ م ۱۵۴۴ء کو شیر شاہ نے مال دیو راجہ مارواڑ پر چڑہائی کی۔ اور اوس کو شکست دیکر کل ملک ناگور اجمیر۔ قلعہ جودہپور۔ اور مارواڑ کے اضلاع کو اپنے قبض و تصرف مین لایا۔ مگر راجہ بھاگ گیا۔ پہر یہان سے نکل کر چتوڑ کے راجہ کو مطیع کیا۔ اس کے بعد کالنجر کا محاصرہ کیا۔ لیکن تسخیر قلعہ مین بعض ورت تاخیر ہو رہی تھی۔ اس کا سبب مورخون نے یہ لکھا ہے۔ کہ کالنجر کے راجہ کے پاس ایک پاتر نہایت حسین وجمیل تھی۔ شیر شاہ کو اوس کے زندہ گرفتار کرنے کا بہت خیال تہا۔ اور حملہ کرنہین اوس کو یہ شک ہوتا تہا۔ کہ کہین راجہ اوس کو جلا نہ دیوے۔ الغرض ۸ ربیع الاول ۹۵۲ھ م ۱۵۴۵ء روز جمعہ کو گیارہ بجے دن کے شیر شاہ نے دریا خان کو حقہ ہائے آتشین کے لانیکے لئے حکم دیا۔ جب وہ آئے تو شیر شاہ مورچہ سے اتر کر وہان آیا۔ اور قلعہ کی دیوار پر حقہ ہائے آتشین چلنے لگے۔ اتنے مین ایک حقہ قلعہ کی دیوار کو لگ کر الٹا آیا۔ اور جو حقے کہ دہرے ہوے تھے۔ اوس مین گرا۔ جس سے یکایک تمام حقون مین آگ لگ گئی۔ بہت سے آدمی زخمی ہوے۔ اور شیر شاہ بہی نیم سوختہ نکلا۔ مگر اس مردہ حالت مین بہی اوس نے امرا کو تاکید کی کہ قلعہ فتح کرو۔ چنانچہ تمام فوج نے چارون طرف سے قلعہ کو حملہ کر کے مغرب تک فتح کر لیا۔ جب شیر شاہ کو خبر پہونچی تو اوس کے چہرہ پر بشاشت کے آثار نمودار ہوے۔ آخر ۱۰ ربیع الاول ۹۵۲ھ م ۱۵۴۵ء کے شیر شاہ نے اس سرائے فانی سے کوچ کیا۔ اور پندرہ سال امارت اور پانچ سال سلطنت کی سہسرام مین مدفن بنا۔ گو شیر شاہ کی عمر کا بہت بڑا حصہ لڑائیون مین صرف ہوا۔ مگر اس حال مین بہی انتظام ملکی رفاہ عام کے کامون مین مصروف رہا۔ ابو الفضل کا یہ الزام۔ کہ اوس نے سلطان علاء الدین کے قوانین کو تاریخ فیروز شاہی سے اخذ کر کے خلق کو دکہلایا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ خود ابو الفضل نے اکثر قوانین شیر شاہی کو بدلکر آئین اکبری بنایا ہے۔ انصاف تو یہ ہے کہ شیر شاہ کو قوانین کی ایجاد کا خداداد استعداد تہا۔ چنانچہ بہت سے

قوانین کا وہ موجد ہوا۔ مسلمان بادشاہون مین کوئی انتظام ملکی کی لیاقت اوس کے برابر نہین رکہتا تہا۔

خاندان تیموریہ کے اکثر مورخ شیر شاہ کو غاصب بتلاتے ہین۔ مگر یہ اونکی غلطی ہے۔ کیونکہ شیر شاہ قوم کا افغان خاص ہندوستان مین پیدا ہوا تہا۔ اور ہندوستان کی سلطنت افغانون مین چلی آتی تہی اسلئے وہ ہر طرح سلطنت کا مستحق تہا۔

گھوڑون کے داغ کا قانون اسی بادشاہ کی ایجاد ہے۔ اور عدل و انصاف مین تو یگانۂ روزگار تہا۔ ظلم و زیادتی کو ہرگز جایز نہ رکہا۔ ہمیشہ نماز و روزہ مین گذارا۔ فسق و فجور مین کبہی مبتلا نہوا۔

سلیم شاہ بن شیر شاہ سور

شیر خان کا بڑا بیٹا عادل خان ولیعہد اور عیش پرست و بدمزاج تہا۔ اور چہوٹا بیٹا جلال خان (جسکو بعض مورخ عبد الجلیل بہی لکہتے ہین) بڑا عاقل اور تجربہ کار تہا۔ لیکن شیر شاہ کے پاس اسوقت یہ دونون بہی موجود نہ تھے۔ چنانچہ عادل رنتنبہور اور جلال الدین ریوان مین مقیم تہا۔ امرانے اس خیال سے کہ عادل دور ہے۔ اور حاکم کا ہونا ضرور ہے۔ اس لئے جلال کو جو نزدیک تہا بلالیا۔ اور قلعۂ کالنجر کے نیچے ۱۵ ربیع الاول ۹۵۲ھ م ۲۵ مئی ۱۵۴۵ء کو تخت پر بٹھایا۔ اور سلیم شاہ خطاب رکہا۔ اور کالنجر کے راجہ کو معہ ستر آدمیون کے (جو قید تھا) قتل کیا۔ پہر وہان سے آگرہ آیا۔ اور تخت نشینی کا جشن بڑی دہوم دہام سے کیا گیا۔ اس کے بعد اپنے بہائی عادل خان کو (جو باپ کے زمانہ مین ولیعہد اور عمر مین بہی بڑا تہا) لکہا کہ مین نے یہ تخت نشینی تمہارے آنے تک اختیار کی ہے۔ کیونکہ لشکر کی محافظت ضرور تہی۔ جب آپ ادہر آئین تو مجہے فرمانبردار و اطاعت گذار جانئے۔ اور جلد تشریف لاکر مجہے اس بار سے سبکدوش کیجے۔ مگر یہ سب باتین بناوٹ کی تہین۔ دل مین تو کچہہ اور ہی خیال

سمایا ہوا تہا۔ چنانچہ جب عادل خان آیا تو اوسکی گرفتاری کی فکر کرنے لگا۔ عادل خان کو بہی خبر ہوگئی آخر اوس نے اپنی خوشی سے تخت تفویض کرکے آپ اپنی جاگیر بیانہ کو چلا گیا۔ لیکن سلیم شاہ کو تو عادل کہٹکا رہا تہا۔ چند روز کے بعد شاہ غازی محلی کو (جو اوسکا محرم راز تہا) سونیکی زنجیرین دیکر عادل خان کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ جب عادل کو یہ خبر لگی تو وہ خواص خان کے پاس میوات چلا گیا۔ خواص خان نے سلیم شاہ کی بدعہدی پر بہت افسوس کیا۔ اور غازی محلی کو طلب کرکے وہی بیڑیان اوس کے پاؤن مین ڈالین۔ اور علم مخالفت بلند کرکے لشکر جرار کے ساتہہ آگرہ روانہ ہوا۔ اس نقص عہد کی وجہ سے اکثر امرا سلیم شاہ سے ناراض ہوگئے تھے۔ وہ بہی اس موقع پر خواص خان کے طرفدار بنگئے۔ جب طرفین سے مقابلہ کی نوبت آئی تو سلیم شاہ کو فتح ہوئی۔ اور عادل خان پٹنہ کے پہاڑون مین بہاگ گیا۔ پہر اوسکا کچہہ پتا نہ لگا۔ کہ زمین کہا گئی یا آسمان اوٹہا لیگیا۔ اب خواص خان اور عیسیٰ خان نیازی میوات کو بہاگے۔ مگر سلیم شاہ اونکا تعاقب کرکے تباہ کیا۔ اور جن جن امراؤن نے خواص خان کی طرفداری کی ہتی۔ اونکو ٹہکانے لگایا۔ جب ان امور سے سلیم شاہ کو فرصت ملی تو زور دار اور طاقتور امرا کے توڑنیکی فکر مین لگا۔ چنانچہ شجاعت خان حاکم مالوہ اور اعظم ہمایون حاکم پنجاب (جو سب مین زیادہ صاحب قدرت و دولت ولشکر تھے) کو بلا بہیجا۔ شجاعت خان تو آگیا۔ مگر اعظم ہمایون نے عذر کرکے اپنے بہائی سعید خان کو بہیجا۔ پادشاہ کو تو ان دونون کا ایک ساتہہ گرفتار کرنا مقصود تہا۔ اس لئے شجاعت خان کو مالوہ واپس بہیجدیا۔ اور سعید خان بہی موقع پاکر بہاگ گیا۔ پادشاہ نے ہمایون اعظم کی سرکوبی کے لئے پنجاب کا رخ کیا۔ جب مقابلہ ہوا تو پادشاہ کو فتح حاصل ہوئی۔ اور اعظم ہمایون بہاگ گیا۔ خواص خان جو کوہ سوالک مین مارا مارا پہرتا تہا۔ اوسکو تاج خان حاکم سنبہل نے فریب سے قتل کیا۔ اسکے بعد پادشاہ نے شجاعت خان حاکم مالوہ پر یورش کرکے مالوہ لے لیا۔ اور وہ

بانسواڑہ چلا گیا۔ مگر چند روز کے بعد دولت خان اجیلا[1] (جو شجاعت خان کا متبنے اور پادشاہ کا منظور نظر تھا) کی سفارش پر بادشاہ نے شجاعت خان کا قصور معاف کرکے سارنگ پور و رائے سین کی حکومت تفویض کی۔ اور اعظم ہمایون نے پھر لشکر تازہ جمع کرکے سرکشی شروع کی۔ اور بادشاہ نے اوسکی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا۔ اس دفعہ بہی اعظم ہمایون کو شکست ہوئی۔ اور یہ سب بہاگ کر گہکرون کی پناہ مین کشمیر کے اطراف پہاڑون مین پھیلے۔ اب بادشاہ گہکرون کی سرکوبی کے لئے کوچ کیا۔ چنانچہ گہکرون اور افغانون کے درمیان خوب لڑائیان ہوئین۔ سارنگ سلطان (جو گہکرون کا نامور سردار تہا) اور اوسکا بیٹا کمال خان گرفتار ہوئے بادشاہ نے سارنگ کی کہال کہچوائی۔ اور کمال کو قید کرکے گوالیار بہیجدیا۔ اس کے بعد پادشاہ نے یہان پانچ قلعے۔ شیر گڈہ۔ اسلام گڈہ۔ اسیر گڈہ۔ نیروز گڈہ۔ مانگڈہ تعمیر کرائے۔

اعظم ہمایون جو کشمیر کے نواح مین پناہ گزین تہا۔ اوس کو کشمیریون نے قتل کر ڈالا۔ اور اوس کے بھائی سعید خان کو بہی زندہ نہ چہوڑا۔ اس اثنا مین مرزا کامران (جو ہمایون سے لڑکر کابل سے بہاگا تہا) سلیم شاہ کے پاس آیا۔ اور کابل کے لینے کے لئے امداد چاہی۔ سلیم شاہ نے ہیمو بقال کو اوس کے استقبال کیلئے بہیجا۔ جس سے کامران کو ملال ہوا۔ جب دربار مین آیا تو نقیب نے گردن پکڑکر پیش کیا۔ اور پکار کر کہا کہ "پادشاہ نظر۔ کامران مقدم زادۂ کابل دعا میکند"۔ اور سلیم شاہ نے صرف تکبیر سے خوش آمدی کہا۔ یہ سب کارروائی کامران کے لئے سخت بے عزتی کا باعث ہوئی۔ مگر کامران مجبور تھا۔ کرتا تو کیا کرتا۔ اسیطرح یہ ہوا کہ جب وہ دربار مین آتا تو افغان اوسے مورد (مرغ) آیا کہتے تھے۔ آخر کامران ایک روز زنانی لباس پہنکر بہاگ گیا۔ چند روز کے بعد خبر آئی کہ

[1] اجیلا کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رات کو پادشاہ اور اوس کے محلون کے درمیان سڑک پر مشعلین جلتی رہتی تہین۔ ۱۲ مولف۔

ہمایون نے کابل کو فتح کرکے ہندوستان آگیا ہے۔ اوسدن سلیم شاہ گلے مین جوکین لگائے بیٹھا تھا۔ جب یہ خبر سنی تو جوکون کو گلے سے پھینک کر لشکر جرار کے ساتھہ لاہور پہونچا چونکہ ہمایون کسی ضرورت کے سبب سے اٹک عبور کیا تھا۔ مگر جیسا آیا۔ ویسے ہی الٹا چلا گیا۔ جب سلیم نے ہمایون کو واپس جاتے دیکھا تو خود بھی واپس چلا آیا۔

اب ہم ناظرین کی واقفیت کیلئے اون واقعات کو بیان کرتے ہین۔ جو ہمایون کو ایران مین پیش آئے۔ چنانچہ اس کے قبل ہم نے ہمایون کو سیستان مین چھوڑا تھا۔ اب پھر وہین سے اوسکے حالات کو تحریر کرتے ہین۔

واقعات شہنشاہ ہمایون

جب ہمایون کا رقعہ شاہ طہماسپ[۱] صفوی کو پہونچا تو نہایت مسرت ظاہر کی۔ نقارۂ شادمانی بجوایا اور جواب مین تحف وہدایا ارسال کیا۔ نامہ کے عنوان پر یہ شعر لکہا ہے

ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد ۔ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

چنانچہ شاہ ایران کا نامہ پہونچتے ہی ہمایون سیستان سے روانہ ہوا۔ راستہ مین ہر جگہ خاطر داریان ہوتی رہین۔ اعزاز واکرام مین بہت کچھہ اہتمام کیا گیا۔ پہلے ہمایون ہرات پہونچا وہان سے جام آیا۔ اور حضرت زندہ پیل احمد جام قدس سرہ العزیز کی مرقد پر فاتحہ پڑھ کے پھر مشہد مقدس کی زیارت سے فیضیاب ہوا۔ اور ایک بڑی کمان آستانہ کے دروازے پر بطور نذر کے چڑہائی۔ اور دامغان وبسطام ہوتا ہوا حوالی رے مین پہونچا۔ یہان شاہ ایران کا خط آیا کہ

[۱] مورخ لکھتے ہین کہ اسوقت شاہ طہماسپ صفوی کی عمر ۲۰ سالہ تھی۔ گر نہایت عقیل وشجاع تہا۔ ۱۲ مولف۔

مین قزوین آگیا ہون۔ اب ہمایون بہی آگے بڑہا۔ اتنے مین شاہ ایران قزوین سے نکل کر سلطانیہ
اور ابہر کے درمیان ایک مقام پر فروکش ہوا۔ اور ہمایون بہی قزوین ہوتا ہوا یہان پہونچا۔ آخر
جمادی الاول ۹۵۱ھ کو دونون بادشاہون کی ملاقات ہوئی۔ چند روز خوب مہانداریان ہوئین۔
اسکے بعد طہماسپ نے ہمایون کو شیعہ مذہب اختیار کرنیکے لئے مجبور کیا۔ اور بہت کچہہ زور ڈالا۔
چنانچہ قاضی القضاۃ ایران نے شاہ طہماسپ کے تین سوال ہمایون کے سامنے پیش کئے جنکا صحیح
حال کسیکو معلوم نہین۔ مگر مورخ اپنے اپنے قیاس پر یہہ لکہتے ہین کہ شاید ان سوالات کا مطلب یہہ
ہوگا۔ کہ اول وہ شیعہ مذہب اختیار کرے۔ دوسرا ہندوستان مین بہی اشاعت کرے۔ تیسرا قندہار
حوالہ کرے۔ لیکن ہمایون نے صرف پہلی شرط کے پورا کرنے کا وعدہ کیا۔ باقی دو شرطون کا پورا کرنا
اپنے حد اختیار سے باہر بتلایا۔

اب ہمایون نے ایک الماس گران بہا۔ (جو لاقیمت تہا) اور دو سو پچاس لعل بدخشانی شاہ طہماسپ
کے پاس بیرام خان کے ہاتہہ روانہ کیا۔ شاہ طہماسپ نے بیرام خان کو خان کا خطاب اور علم و نقارہ
عطا کیا۔ بہرحال اسی جد و جہد اور رد و قدح مین دو تین مہینے گذر گئے۔ اکثر مورخون کا قول ہے کہ
آخر ہمایون نے مذہب تشیع اختیار کیا۔ چنانچہ عبدالقادر بدایونی لکہتا ہے کہ ہمایون شیعہ ہوگیا اور
تبرا بہی کیا۔ لعبض مورخ لکہتے ہین کہ وہ سنی گیا تہا سنی واپس آیا۔ لیکن ہماری راے مین ہمایون کے
مذہبی معاملہ کا فیصلہ کرنا دشوار ہے۔ الغرض شاہ طہماسپ نے ایک روز ہمایون کی دعوت کی۔
اور اپنے پہلو مین بٹہایا۔ تمام خیمے۔ گہوڑے۔ اونٹ۔ اور ہر ایک ضروری اشیا رکہا کر کہا۔
کہ یہ سب آپکے نذر ہین۔ اور ان کے سوا میرا بیٹا مرزا مراد اور بارہ ہزار سوار آپ کے ساتہہ جائینگے
کہ آپ کا ملک آپ کو دلادین۔ اس کے بعد دونون بادشاہ آپس مین خدا حافظ کہکر جدا ہوے۔
اور ہمایون اردبیل و تبریز کی راہ سے چلا۔ وہان سے جب سبزوار آیا تو مریم تتاقی کو ایک لڑکی

پیدا ہوئی۔ یہان سے مشہد مقدس کی زیارت کی۔ اور وہان سے نکل کر سیستان پہونچا۔ پہر گرم سیر آیا۔ میر عبدالحی (جو مرزا کامران کے جانب سے گرم سیر کا حاکم تہا) نے اطاعت کی۔ وہان سے قلعۂ بست کو بادشاہ نے لڑکر فتح کیا۔ جب کامران کو ہمایون کے ان فتوح کی خبر معلوم ہوئی تو اوسنے پہلے مرزا عسکری کے پاس قندہار سے شاہزادۂ اکبر کو کابل بلالیا۔ اور ہمایون قلعۂ بست کی فتح سے فارغ ہوکر قندہار کا محاصرہ کیا۔ چند روز تک تو مرزا عسکری نے مقابلہ کیا۔ مگر جب قوت نہ دیکہی تو تقصیرات کی معافی چاہی۔ ہمایون نے بہائی کے خطائون کو معاف کیا مگر نظر بند رکہا۔ اور قندہار معہ وہان کے موجودہ خزانون کے شاہ طہماسپ صفوی کے علاقہ دار بداغ خان کے حوالکر کے اپنی شرط پوری کی۔ اس کے بعد کابل کی تیاریان شروع ہوگئین۔ جب یہ خبر کامران کو پہونچی تو اوسنے مرزا سلیمان کو بدخشان روانہ کیا۔ اور ناصر مرزا بہی کابل سے بہاگ کر بدخشان پہونچا۔ مرزا ابراہیم تو اول ہی مرزا سلیمان کے ساتہہ راہی ہوگیا تہا۔ اب صرف مرزا ہندال باقی رہ گیا۔ اوسکو بہی کامران نے ناصر مرزا کے تعاقب مین روانہ کیا۔ چونکہ مرزا ہندال کامران کی بدسلوکی سے تنگ آگیا تہا۔ اس لئے وہ ناصر مرزا کا تعاقب چہوڑکر ہمایون کے پاس قندہار آگیا۔ ان واقعات سے کامران کے ہوش وحواس جاتے رہے۔ اتنے مین ہمایون کابل پہونچا تو مرزا کامران اپنے اہل و عیال کو لیکر غزنین کے طرف فرار ہوگیا۔ ۱۲ رمضان ۹۵۲ھ کو ہمایون کابل مین داخل ہوا۔ اور مرزا ہندال کو کامران کے تعاقب مین روانہ کیا۔ چونکہ اکبر یہین موجود تہا۔ بادشاہ نے اپنے بیٹے کو دیکہکر بہت خوش ہوا اوسوقت اکبر کی عمر دو سال دو ماہ آٹہہ روز کی تہی۔

یہان مریم زمانی بیگم بہی قندہار سے آئین۔ اور بادشاہ نے شاہزادۂ اکبر کا ختنہ نہایت تکلف سے کیا۔ ادہر مرزا کامران جب غزنین پہونچا تو کسی نے شہر مین آنے نہ دیا۔ آخر بیچارہ خضر خان ہزارہ کے پاس تہری گیا۔ پہر وہان سے نکل کر سندہ مین پناہ لی۔ ادہر ناصر مرزا کی شرارت ترقی پزیر

تہی۔ اس لئے پادشاہ نے اوس کو قید کیا۔ بلکہ چند روز کے بعد قتل کرڈالا۔ اور خود مرزا سلیمان کی سرکوبی کیلئے بدخشان روانہ ہوا۔ دو چار لڑائیون کے بعد مرزا سلیمان بہاگ گیا۔ اتنے مین خبر آئی کہ کامران نے غزنین اور کابل پر قبضہ کرلیا ہے۔ اور شہر مین ایک فتنہ آشوب مچا ہوا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ فوراً کابل روانہ ہوا۔ مگر مرزا کامران قلعہ بند ہوگیا۔ چند روز تک طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ مگر فتح کسی کو بہی نصیب نہ ہوئی۔ اور کامران محاصرہ سے ایسا گہبرایا۔ کہ پہلے تو امرا کے اون اہل و عیال کو جو کابل مین تہے قتل کرڈالا۔

اسکے بعد شاہزادہ اکبر[1] کو توپون کی زد مین بٹھادیا۔ اور بادشاہ کو کہلا بہیجا۔ کہ اگر مجہے چلے جانے کا رستہ نہ دیا جائیگا تو مین شہزادۂ اکبر کے ٹکڑے آپ ہی کے توپون سے اڑا دون گا۔ اب تو بادشاہ بہی سخت پریشان ہوا۔ اور توپین چلانے والون کو منع کردیا۔ بعض مورخون نے لکہا ہے کہ جب اکبر کو توپون کی زد مین کہڑا کیا تو ماہم آنگہ اکبر کو چہاتی سے لگا کر کہڑی ہوئی۔ ابوالفضل نے تو اکبر کی یہ کرامت بیان کی ہے۔ کہ جب یہ امر ناپسندیدہ کامران نے اختیار کیا تو قدر اندازون کے ہاتہون مین لرزہ پڑگیا۔ تیر ٹیڑہے جانے لگے۔ تفنگ کے فتیلے سرد ہوگئے۔ سنبل خان میر آتش کی مزاج حرارت امتزاج مین برودت آگئی۔ وہ تیز نگاہ تہا۔ اکبر کو شناخت کیا۔ تو اوسکو معلوم ہوا۔ کہ آگ کے سرد ہونیکا یہ سبب تہا۔ اوس وقت اوس نے توپخانہ سے ہاتہ کہینچا۔ بہرحال ایک مدت کے بعد کامران جون قلی آقا کے مورچل سے نکل کر بدخشان بہاگا۔ بعض مورخ لکہتے ہین۔ کہ مرزا ہندال نے عمداً جانے دیا۔ خیر کچہہ بہی ہو۔ ہمایون کو فتح ہوئی۔ اکبر کی جان بچی۔ کامران زندہ نکل گیا۔ اور کوہ اسنالف مین

---

[1] جب ہمایون کابل فتح کرکے بدخشان کی تسخیر کیلئے گیا تہا۔ تو اپنے بیٹے اکبر اور سات متعلقین کو کابل مین چہوڑا تہا۔ کیونکہ کامران تو بہاگ گیا تہا۔ اور ہمایون کو یہ خیال نہ تہا۔ کہ کامران اسکے بعد آکر کابل پر قبضہ کرلیگا۔ اور یون ظلم ڈہائیگا۔ ۱۲ مولف۔

فرار شدہ جمعیت کو جمع کر کے شیر علی حاکم غوری کو جا دبوچا۔ اور قلعہ کو لے لیا۔ پہر وہان سے بدخشان آیا۔
مگر مرزا سلیمان نے امداد سے انکار کیا۔ جب یہان سے مایوس ہوا تو ازبکون کے پاس جو بابر کے
خاندان کے جانی دشمن تھے بلخ گیا۔ پیر محمد خان والی توران نے خوب آؤ بھگت کی۔ اور اس
مخالفت برادری کو اپنے لئے شگون نیک سمجہا۔ اور اپنے چیدہ لشکر کے ساتھہ کامران کو بدخشان
فتح کرنیکو روانہ کیا۔ چنانچہ مرزا سلیمان سے نواح بدخشان مین لڑائی ہوئی۔ میدان کامران کے
ہاتھہ رہا۔ اور سلیمان کوہستان مین بھاگ گیا۔ جب بدخشان پر کامران کا قبضہ ہو گیا تو اور بھی
قوت پیدا ہو گئی ہمایون بہی لشکر کو جمع کر کے بدخشان روانہ ہوا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی
آخر ہمایون نے فتح پائی۔ اور کامران نے اپنی تقصیرات کی معافی چاہی۔ چونکہ بادشاہ رحمدل تہا
قصور معاف کر کے بہائی کو اپنے گلے سے لگایا۔ مرزا عسکری جو قندہار کی فتح کے زمانہ سے نظر بند
تہا۔ وہ بہی آج کے روز رہا ہوا۔ چند روز تک فتح ونصرت کے شادیانے بجے۔ اسکے بعد بادشاہ
نے کامران۔ ہندال۔ سلیمان وغیرہ کو اپنے اپنے جاگیرات پر روانہ کر دیا۔ پہر جب بلخ کی تسخیر کے
لئے نکلا تو ہر ایک کو معہ سپاہ کے بلا بہیجا۔ ہندال۔ سلیمان۔ ابراہیم وغیرہ تو آگئے۔ مگر کامران نے
دہوکا دیا۔ بادشاہ رستہ مین بہت کچہہ کامران کے آنیکا انتظار کیا۔ مگر وہ نہ آیا۔ آخر بادشاہ بلخ پہنچا
پیر محمد خان والی توران سے ایک دو لڑائیان بہی ہوئین۔ جسمین بادشاہ کو کامیابی رہی۔ مگر کامران
کے نہ آنے سے تمام امرا اور لشکر مین یہ خیالات ہونے لگے۔ کہ ادہر بادشاہ کو متوجہ دیکہکر کہین
کامران کابل پر قبضہ نہ کرلے۔ چنانچہ اسیوجہ سے بلخ کی مہم ناتمام چہوڑنی پڑی۔ امرا کی بددلی
نے بادشاہ کو کابل مراجعت کرنے پر مجبور کیا۔ جب بادشاہ کابل آیا تو معلوم ہوا۔ کہ واقعی کامران نے
پہر بغاوت اختیار کی ہے۔ اور اکثر قلعون پر تصرف کیا ہے۔ مگر کابل پر قبضہ نہین ہوا۔ اب
اس موقع پر اکثر ہوا خواہون نے عرض کی۔ کہ کامران کی بغاوت کی کوئی انتہا نہین رہی۔ اب

کسی صورت اوس کو ٹھکانے لگانا چاہئے۔ ورنہ کامران کی زندگی مین پادشاہ کو آرام ہرگز نصیب نہ ہوگا۔ آخر پادشاہ بہی راضی ہوگیا۔ اور کامران کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ اودہر کامران نے بہی لشکر کو تیار کرکے مقابلہ کیا۔ اس دفعہ پادشاہی لشکر کو شکست ہوئی۔ اور ہمایون زخمی ہوکر کوہستان مین روپوش ہوا۔ مخالفون نے ہمایون کی مرنے کی اُڑادی۔ جس سے ہواخواہون کو تردد و پریشانی نصیب ہوئی۔ اور کامران خوشی کے نقارے بجاتا ہوا کابل کی تسخیر کے لئے آدہمکا یہان کابل مین شاہزادۂ اکبر کی نیابت مین قاسم خان برلاس انتظام کرتا تہا۔ چند روز اوس نے کامران کو قلعہ مین داخل ہونے نہ دیا۔ مگر محاصرہ مین سختی ہوئی تو مجبوراً قلعہ حوالہ کیا۔ چنانچہ اب اکبر تیسری دفعہ چچا کے قید مین آیا۔ جب ہمایون کو خبر پہونچی تو اودہرادہر سے لشکر جمع کرکے کابل آیا۔ طرفین سے خوب نبرد آزمائی ہوئی۔ کامران شکست پاکر بہاگا۔ اور ہمایون کابل مین داخل ہوا۔ شاہزادۂ اکبر کو گلے لگایا۔ مرزا عسکری کو قید کیا۔ لیکن چند روز کے بعد عسکری کو حجاز روانہ کیا۔ جس نے ۹۶۵ھ مین مکہ و شام کے درمیان انتقال کیا۔ بادشاہ نے محبت کی ترقی کے لئے مرزا سلیمان کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اور سلیمان کو بدخشان کی حکومت از سرنو مرحمت کی۔ اور اپنی بیٹی بخشی بانو بیگم کی شادی سلیمان کے بیٹے ابراہیم سے کردی۔

اودہر کامران اس آوارگی و سرگردانی مین بہی نچلا نہ بیٹہا۔ بلکہ خلیل اور ہمند کے افغانون کی جماعت کو جمع کرکے ملک کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ پادشاہ نے بہی تعاقب پر کمر باندہی۔ آخر ۱۲ ذی قعدہ ۹۵۸ھ روز دوشنبہ کو کامران اور ہمایون کے لشکرون کا مقابلہ ہوا۔ کامران کو پہر شکست نصیب ہوئی۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اس لڑائی مین افغانان ہمند کے ہاتہ مرزا ہندال[1] مارا گیا۔

[1] مرزا ہندال ۹۲۴ھ مین پیدا ہوا تہا۔ کوکب برج شاہنشاہی بود۔ تاریخ ولادت ہے۔ ۳۴ برس کی عمر پائی۔ ۱۲ مولف۔
۹۲۴ھ

اس کے مرنے کی تاریخ شبخون ہے۔ ۹۵۸ھ دوسرے روز ہمایون نے مرزا ہندال کی تمام جاگیراور کل خدم و حشم شاہزادۂ اکبر کے تفویض کیا۔ اور اوس کی بیٹی کی نسبت بھی شاہزادے سے کردی۔ اسکے بعد بادشاہ نے افغانون سے ایک اور جنگ کی۔ اور اون کے گوسفند مویشی بہت ہاتھ لگے۔ اور اونکو ایسی ہزیمت ہوئی۔ کہ پھر اونہون نے کامران کی حمایت کا ارادہ نکیا۔ جب کامران کو ان افغانون کی امداد سے مایوسی ہوئی۔ تو وہ ہندوستان روانہ ہوا۔ اور سلیم شاہ بادشاہ دہلی سے استعانت لینے کے لئے بن (یہ وہ مقام ہے۔ کہ جہان سلیم شاہ اون روز ون فروکش تھا۔) پہونچا۔ گو سلیم شاہ نے کامران سے امداد کا تو وعدہ کیا۔ مگر استقبال وغیرہ کا برتاؤ اچھا نہ کیا۔ بلکہ یہ فکر مین ہوگیا۔ کہ کامران کو قید کرلے۔ جب کامران نے سلیم شاہ کی نیت بدلی پائی۔ تو زنانہ بھیس بنا کر بھاگا۔ اور سلطان آدم گہکر کے پاس پناہ لینا چاہا۔ چونکہ سلطان آدم ہمایون کا طرفدار اور دوست تہا۔ اس لئے اوس نے بلطائف الحیل کامران کو نظر بند کرکے ہمایون کے پاس لے آیا۔ امرا نے توقتل کی رائے دی۔ مگر بادشاہ نے رحم کیا۔ اور قتل کے عوض اوسکی آنکھون مین نشتر لگواکر نابینا کیا۔ اس واقعہ کی تاریخ لفظ نیشتر سے نکلتی ہے۔ ۹۶۰ھ

افسوس ہے۔ کہ کامران کی ہوا وہوس سلطنت اور بلند نظری نے اوسکی آنکھون کو کور کیا۔ کسی ملکی کام کے لائق نہ رکھا۔ اس نے اپنے خاندان کو بہت نقصان پہونچایا۔ چنانچہ بھائی کو ہندوستان کی بادشاہی سے نکلوایا۔ اور ایران کے بادشاہ کا ممنون منت بنوایا۔ دشمنون کو یہ فائدہ پہونچایا۔ کہ ہندوستان مین افغانون کا بول بالا ہوا۔ اور سور خاندان بادشاہ ہوا۔ الغرض اس کے بعد کامران نے مکۂ معظمہ جانے کی اجازت لیکر اوس دریائے سندھ کی راہ ٹہٹہ مین آیا۔ یہان اوسکے خسر شاہ حسین حاکم ٹہٹہ نے ایک محل سکونت کے لئے اور ایک جاگیر اوس کے گذارہ کیواسطے مقرر کردی۔ اور حج کے

لہ یہ تذکرہ ہم نے اسکے قبل سلیم شاہ کے حالات مین تحریر کیا ہے۔ جس سے ناظرین بخوبی واقف ہین۔ ۱۲ مولف۔

جانے سے منع کیا۔ مگر کامران نے نمانا اور روانہ ہوا۔ اوس کی بیوی چوچک بیگم ارغون (جو شاہ حسین کی بیٹی تھی) نے بھی اپنے خاوند کا ساتھ دیا۔ گو باپ نے اپنی بیٹی کو روکا۔ لیکن وہ بھی ثابت قدم رہی۔ اور ایسے بڑے وقت مین اپنے خاوند کا ساتھ نہ چھوڑا۔ کہتے ہین کہ یہ بی بی کامران کی موت تک اوس کے ہمراہ رہی۔ چنانچہ کامران نے تین حج کئے۔ اور ۱۱ ذیحجہ ۹۶۴ھ کو انتقال کیا۔ اب بادشاہ کو اپنے بھائیون سے نجات ملی تو کشمیر کی تسخیر کا ارادہ ہوا۔ اور اسی ارادہ سے بادشاہ نے اٹک[1] کو عبور کیا تہا۔ مگر امراء دولت اور لشکریون نے جنکو گھر چھوڑے ہوے مدت مدید گذری تھی۔ کشمیر چلنے پر راضی نہوے۔ اور صلاح دی۔ کہ اب یہان سے کابل چلنا چاہئے۔ اور وہان چند روز قیام کرکے سامان جنگ اور لشکر کثیر مہیا کرکے پہلے پنجاب پر یورش کرکے ہندوستان کو فتح کیا جائے۔ پہر وہان سے کشمیر کا ارادہ ہو تو مناسب ہے۔ لیکن ایسی خراب حالت مین نہ تو ہندوستان مین افغانون کا مقابلہ ہوسکتا ہے۔ اور نہ کشمیر کی تسخیر ممکن ہے۔ آخر بادشاہ کو بھی مجبورًا امراء کی نااتفاقی سے کابل واپس ہونا پڑا۔ جب بادشاہ بکرام (جو اب پشاور کے نام سے مشہور ہے) آیا تو یہان کے قلعہ کو تباہ و برباد پایا۔ فورًا اوس کی درستی کا حکم دیا۔ جب وہ درست ہوگیا تو سکندر خان ازبک کو اوسکی حراست تفویض کرکے کابل روانہ ہوا۔ اور اوائل ۹۶۰ھ مین کابل پہونچا۔ اس زمانہ مین ہمایون کی حالت اوسکی ابتدائی سلطنت کی حالت سے بالکل مختلف تہی۔ اوس نے بہت کچھہ کہو کر سکیھا تہا۔ اور تکلیفین اوٹھا کر تجربہ حاصل

[1] یہ وہی واقعہ ہے جسکو ہم نے اسکے قبل سلیم شاہ کے حالات مین بیان کیا ہے۔ کہ ہندوستان مین یہ خبر اڑی کہ ہمایون کابل فتح کرکے ہندوستان آگیا ہے جسکے سننے سے سلیم شاہ (جو اوسدن گلے مین جونکین لگائے بیٹھا تہا) فورًا مستعد ہوکر لشکر کثیر کیساتھہ لاہور پہونچا تہا۔ مگر ہمایون پہر اٹک سے واپس چلے جانے پر سلیم شاہ بہی اولٹا چلا آیا تہا۔ ۱۲ مولف۔

کیا تہا۔ اوس کے بھائی جو اوس کے سارے منصوبون اور تدبیرون کے سدراہ ہوتے تھے۔ سب دفع ہوگئے تھے۔ الغرض اسوقت ہمایون کو ہندوستان لینے کی فکر لگی ہوئی تھی

اب ہم ہمایون کو چند روز کے لئے کابل مین چھوڑتے ہین۔ اور سلیم شاہ بن شیرشاہ کے واقعات کو پہر وہانسے شروع کرتے ہین کہ جہان ہم نے چھوڑ دیا تھا۔

بقیہ حالات سلیم شاہ بن شیرشاہ

جب سلیم شاہ کو معلوم ہوا کہ ہمایون کسی ضرورت سے اٹک عبور کیا تھا۔ مگر پہر الٹا چلا گیا تو یہ بھی لاہور سے واپس ہوکر گوالیار آیا۔ اور یہان چند روز شکار مین گذارا۔ اس بادشاہ کا یہ قاعدہ تہا کہ جب کسی امیر سے بدگمان ہوتا یا اسکو قوت مین زیادہ پاتا تو کسی نہ کسی حیلہ سے اوس کو قتل یا قید کرتا چنانچہ اپنے سالے مبارز خان سے بھی اوسکو کدورت تھی۔ ایک دن اپنی منکوحہ مسماۃ بی بی بائی یا بانو سے کہا کہ مین نے تیرے بیٹے کے لئے سلطنت کی راہ صاف کردی ہے۔ مگر تیرا بھائی مبارز خان خار راہ ہے۔ اگر تو اپنے بیٹے کو عزیز رکہتی ہے۔ تو مجھے اجازت دے۔ تاکہ مین اس کانٹے کو دور کردون۔ اور اگر بھائی کی محبت غالب ہے تو بیٹے سے ہاتھ دہو رکھ"۔ بائی نے یہہ جواب دیا۔ کہ میرا بھائی عیش و عشرت مین زندگی بسر کرتا ہے۔ اوس کو بادشاہی سے کوئی سروکار نہین ہے ہرچند سلیم شاہ نے سب طرح سے سمجھایا۔ لیکن وہ راضی نہ ہوئی۔ آخر سلیم شاہ کی پیشین گوئی بہت صحیح نکلی۔ جسکا ذکر آئیندہ آئے گا۔

سلیم شاہ کے عہد مین فرقہ مہدویہ کا بھی بہت زور ہوا تھا جنکے واقعات مورخون نے یہ لکھے ہین کہ ایک شخص حسن نامی ملک بنگالہ کے مشائخ کبار مین سے تھا۔ جب وہ بیانہ آیا تو شیخ سلیم چشتی کا خلیفہ اور سجادہ نشین ہوا۔ اور اوس کے انتقال پر اوس کا بیٹا شیخ علائی قایم مقام ہوا اتفاقاً شیخ عبداللہ نیازی

(جو شیخ سلیم چشتی کا مرید کامل تھا) کہ معظمہ کا حج کرکے بیانہ مین آیا۔ اور فرقہ مہدویہ[1] کی دعوت دینی شروع کی۔ شیخ علائی بہی اوس کا مقلد ہوگیا۔ چندروز مین ان دونون نے ایک جماعت کثیر کو اپنا معتقد بنالیا۔ اب تو نوبت فساد کی پہونچی جس سے شیخ عبداللہ نے شیخ علائی کو حج جانے کی صلاح دی۔ اور اپنے ۲۷۰ خانوادون کے ہمراہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ جب جودہ پور کے حدود مین خواص پورہ پہونچا تو خواص خان بھی اوس کا مقلد ہوگیا۔ مگر چند روز کے بعد وہ اس عقیدت سے پہر گیا۔ اور یہ حالت شیخ علائی کو معلوم ہونے پر وہان سے نکلا۔ اور حج کا ارادہ فسخ کرکے الٹا بیانہ چلا آیا۔ جب اس فرقہ کی کیفیت بادشاہ کو معلوم ہوئی تو علمائے وقت سے فتویٰ چاہا سب نے بالاتفاق شیخ علائی کے قتل کا فتویٰ دیا۔ گر بادشاہ نے اوس پر عمل نہ کیا۔ بلکہ شیخ علائی کو قصبۂ ہنڈیہ (جو سرحد دکن مین ہے) مین جلاوطن کیا۔ یہان بھی شیخ نے وہ کھیل کھیلا کہ سب اوس کے معتقد ہوگئے۔ پہر علما نے اوس کے قتل پر زور دیا۔ لیکن بادشاہ قتل سے درگذر کرکے علائی کو بہار مین شیخ بڑے (یہ شیخ بڑا دانشمند اور طبیب کامل تہا۔ شیر شاہ اس شیخ کا کمال درجہ معتقد تہا) کے پاس بھیجدیا۔ جب شیخ بڑے نے اوس کے حالات کو دیکھا تو اوس نے بھی علمائے وقت کے ساتھ اتفاق کرکے قتل مناسب سمجھا۔ اب تو بادشاہ کو مجبوراً اوس پر عمل کرنا پڑا۔ اس اثنا مین علائی کے حلق مین ناسور ہوگیا تہا۔ مگر سلیم شاہ نے اوس کو طلب کرکے تازیانے لگوائے۔

---

[1] اس فرقہ کا اعتقاد یہ ہے کہ سید محمد جونپوری مہدی موعود ہے۔ سید محمد کا باپ میر سید خان نوین صدی کے وسط مین بمقام جونپور پیدا ہوا تہا۔ اور لوگونکو کہتا تہا کہ آسمان سے آواز آئی ہے کہ مہدی موعود مین ہون۔ ہزارہا آدمی اوسکے مرید ہوئے۔ گر دشمن بھی بہت تھے جن سے تنگ ہوکر گجرات گیا۔ اور سلطان محمود والی گجرات کو معتقد بنایا۔ پہر وہان سے حج کو گیا۔ یہان بہی نکالا گیا۔ اسکے بعد ہندوستان کا ارادہ کرکے فرہ اور بلوچستان کی راہ سے گجرات آتا تہا۔ کہ ۱۹ ذیقعدہ ۹۱۰ھ مین انتقال کیا۔ اوسکی قبر باوجود شاہ ایران کی مزاحمت کے زیارت گاہ خلائق ہے۔ ۱۲ مولف۔

چونکہ وہ اول ہی سے بیمار تھا۔ اس لئے تیسرے تازیانہ پر روح نے مفارقت کی۔ یہ واقعہ ۹۵۵ھ کا ہے ذکر اللہ اوسکی تاریخ ہوئی۔ ملائی کے مرنے کے بعد اس فرقہ کا اجتماع متفرق ہوگیا۔ افسوس ہے کہ اس واقعہ کے پانچوین سال ۹۶۰ھ مین سلیم شاہ نے مرض حبس البول سے وفات پائی۔ نو برس سلطنت کی اور اسی سال مین سلطان محمود پادشاہ گجرات اور نظام الملک بحری پادشاہ دکن نے بھی انتقال کیا میر سید نعمت اللہ رشوتی تخلص نے ان تینون کے وفات کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے۔ **قطعہ**

سہ خسرو را زوال آمد بیکبار	کہ ہند از عدل شان دار الامان بود
یکے محمود شاہنشاہ گجرات	کہ ہمچون دولت خود نو جوان بود
دوم اسلیم شاہ آن کان احسان	کہ فرزند عزیز شیر خان بود
سوم آمد نظام الملک بحری	کہ در ملک دکن خسرو نشان بود
زمن تاریخ فوت این سہ خسرو	چہ می پرسی زوال خسروان بود ۹۶۰

فیروز شاہ بن سلیم شاہ

جب سلیم شاہ کا انتقال ہوا تو اوسکا بیٹا فیروز خان (جسکی عمر دس سالہ تھی) تخت نشین ہوا۔ فیروز شاہ اپنا خطاب رکھا۔ اور اوس کے نام کا سکہ وخطبہ جاری ہوا۔ مگر افسوس ہے کہ مبارز خان (جو فیروز شاہ کا مامون اور سلیم شاہ کا چچازاد بھائی و سالہ تھا) بن نظام نے تخت نشینی کے تیسرے ہی روز اپنے معصوم وکمسن بھانجے کو خود اپنے ہاتھون سے اوسکی ماں یعنے اپنی بہن کے روبرو قتل کرڈالا اس موقع پر بہن نے بھائی کے پاؤن پڑی۔ ہاتھ جوڑی ناک رگڑی۔ گڑگڑائی۔ اور کہا کہ خدا کے واسطے قتل نہ کر۔ بلکہ قید کر یا مین خود اسے ایسے دور دراز مقام پر لیجاتی ہون۔ کہ کوئی اسکو جانے گا بھی نہین۔ پادشاہی تجھے مبارک ہو۔ یہ معصوم ناکردہ گناہ ہے۔ مگر اوس سنگدل نے بہن کی باتو پر

بالکل توجہ نہ کی۔ اور اپنا کام پورا کیا۔ سلیم شاہ نے جو پیشین گوئی کی تھی۔ وہ من وعن صحیح ہوئی

فیروز شاہ کی مدت سلطنت صرف ۳ یوم ہے۔

سلطان محمد شاہ عادل مشہور بہ عدلی

مبارز خان جب بھانجے کا خاتمہ کرچکا تو دوسرے روز سنہ ۹۶۰ھ م ۱۵۵۳ء مین تخت نشین ہوا۔ اور اپنا خطاب سلطان محمد شاہ عادل رکھا۔ عوام الناس نے الف کو گرا یائے تانیث لگا عدلی کہنے لگے۔ جب اوسکے ظالمانہ حرکات دیکھے تو اندہلی (نابینا) مشہور کیا۔ یہ بادشاہ جاہل علم سے بیزار۔ نہایت نابکار۔ زناکار احمق۔ ستم شعار۔ ناحق پرست۔ اور پاجیون کا یار رہتا۔ سوائے ان عیبون کے دل کابھی کمزور اور بودا تھا۔ چونکہ اس نے محمد تغلق شاہ کا خطاب اختیار کیا تھا۔ اس لئے اب اوس کے ہم پلہ و اسم بامسمی بننے کے خیال سے فیاضی پر کمر باندہی خزانون کے منہ کہولدیا۔ اور بہت بیدردی کے ساتھ روپیہ (جو شیر شاہ نے برسون کی محنت مین جمع کیا تھا) اوڑایا۔ جب شہر کے بازارون مین اوسکی سواری جاتی تو تیرون کے پیکان ایک تولہ سونیکے بنے ہوے خانہ کمان مین رکھکر چارون طرف پھینکے جاتے جو کوئی لاتا۔ دس روپیہ پاتا۔

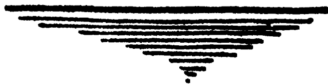
اس بادشاہ نے پاجیون اور کم ظرفون کو بڑے بڑے عہدون پر سرفراز کیا۔ چنانچہ وزارت و وکالت کے عہدے شمشیر خان (جو شیر شاہ کا غلام اور خواص خان کا چہوٹا بہائی تہا) اور دولت خان لوحانی کو تفویض کیا۔ ہیمو[1] بقال کو مطلق العنان کرکے جمیع مہات مالی و ملکی کا مالک بنایا۔ جس سے تمام

[1] اکبر نامہ مین لکھا ہے کہ ہیمو ریواڑی (جو قصبات میوات سے ہے) کا رہنے والا ذلیل بقال تہا۔ اور اوسکی ذات ڈہوسر (جو بنیون مین سب ذاتون سے کم ہے) تہی۔ وہ سر پہنک کا ٹوکرا دہرے ہوے گلی گلی

امرا مین ناراضی پھیل گئی۔

ایک روز دیوانخانہ مین بادشاہ دربار عام کر رہا تہا۔ جاگیرات کے تغیر و تبدل پر محمد شاہ فرملی کے بیٹے سکندر خان نے سرمست خان کو خنجر سے مارا۔ اور بادشاہ کا پیچہا کیا۔ مگر بادشاہ کی زندگی باقی تہی۔ اندر بہاگ کر دروازہ بند کر لیا۔ اور سکندر تقریباً ۲۰ آدمیون کو مار کر خود بہی ابراہیم سور (جو عدلی کا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۱۸) (نمک لونک) پہرتا تہا۔ اتفاقاً مگر سلیم شاہ کے زمانہ مین (جنکو بازار مین کچہہ پولس کے اختیارات بہی ہوتے ہین) نوکر ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اپنی کاروائی اور عذر گذاری سے ایسا روشناس ہوا کہ اکثر مہات ملکی و مالی مین دخل پیدا کیا۔ جب سلیم شاہ کا انتقال ہوا۔ اور عدلی کو ریاست ملی تو اوسکو دنیا سے بیخبر دیکہکر جمیع کارخانہ حکومت کو اپنے ہاتہ لیا۔ اور امارت عظمٰی کو پہونچ گیا۔ بادشاہ برائے نام رکہا تہا۔ ہیمو اپنے اختیار سے افسرون کا عزل و نصب کرتا۔ اور جاگیر ونکو لیتا دیتا۔ کل خزانون پر قبضہ کر لیا تہا۔ اول رائے کا خطاب پایا۔ پہر راجہ ہوا۔ اور راجہ بکرماجیت کی ہمنامی پر فخر کرتا تہا۔ اپنی جرأت و جسارت سے اکثر لڑائیونمین کامیاب رہا۔ جس سے خلقت مین مشہور ہو گیا۔ اسکے بعد جرأت و جلادت کی نوبت یہ پہونچی۔ کہ وہ شہنشاہ اکبر کا مقابلہ کیا۔ بہرحال اپنے کو ادنی درجہ سے اعلی درجہ پر پہونچایا۔ وہ بڑا مدبر اور سپہ سالار تہا۔ عدلی کی سلطنت کو نہایت نازک وقتون پر بچایا۔ اور بہت دنون تک خاندان تیموریہ کے مقابل افغانون کی سلطنت کو سنبہالے رہا۔ صورت مین کریہہ۔ اور کوتاہ قد تہا۔ کبہی اوس نے تلوار ہاتہہ مین نہ لی۔ گہوڑا چڑہنا آتا نہ تہا۔ ہمیشہ چوڈول یا ہاتہی پر سوار ہو کر میدان جنگ مین جاتا۔ اور ایسا بہادر و با اقبال تہا۔ کہ ۲۲ لڑائیون مین فتح پائی۔ ۱۲ مولف۔



بہنوئی تھا اسکے ہاتھ مارا گیا۔ اور محمد شاہ فرملی کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ اس کے بعد اکثر امرا نے علانیہ بغاوت شروع کی۔ سب سے اول تاج خان نے لشکر شاہی سے مقابلہ کیا۔ اور ہیمو نے شکست دی۔ تاج خان بنگالہ کو بھاگ گیا۔ اگرچہ ہیمو کی شجاعت نے تاج خان کی سرکشی کو دبا دیا تھا۔ مگر بغاوت کا بازار چارون طرف گرم تھا۔ اور عدلی سے سب امیر بیزار تھے۔

اودہر ابراہیم خان سور بھی بغاوت کے ارادہ سے اپنے باپ غازی خان کے پاس جو بیانہ اور ہنڈون کا حاکم تھا چلا گیا۔ پادشاہ نے عیسیٰ خان نیازی کو اوس سے لڑنیکے لئے روانہ کیا۔ کالپی مین لڑائی ہوئی۔ عیسیٰ خان نے شکست پائی۔ اور ابراہیم لشکر جمع کرکے دہلی پر قبضہ کرلیا۔ اور تخت پر بیٹھکر سلطان ابراہیم اپنا خطاب رکہا۔ خطبہ اور سکہ بہی اپنے نام کا جاری کیا۔ اسکے بعد آگرہ اور اوسکے نواح پر بھی قبضہ کیا۔ اور پادشاہ کے اکثر امرا اوس سے جا ملے۔ آخر پادشاہ دہلی اور آگرہ سے ہاتھ اوٹھایا۔ اور چنار کو اپنا دار القرار ٹھہرایا۔

اسوقت تمام سلطنت پانچ افغان پادشاہون مین منقسم تھی۔ عدلی بہار۔ جونپور اور گنگا کے مشرقی ملک کے بڑے حصہ مین پادشاہ تہا۔ سلطان ابراہیم دہلی۔ آگرہ۔ دوآبہ۔ اور جمنا کے مغربی اضلاع اور کالپی کے اضلاع زیرین مین فرمانروا تہا۔ احمد خان سور (جو عدلی کا بہنوئی اور شیر شاہ کا چچازاد بھائی تھا۔ سلطان سکندر کا خطاب اختیار کیا تہا۔) پنجاب مین حکمران تہا۔ شجاعت خان (جسکو

---

[1] شیر شاہ کا چھوٹا بہائی نظام خان تہا۔ اوسکو ایک بیٹا اور تین بیٹیان تھین۔ یہ عجب اتفاق ہے کہ اوسکا بیٹا اور تینون داماد پادشاہ ہوے۔ چنانچہ بیٹا تو یہی مبارز خان۔ المخاطب بہ محمد شاہ عدلی تہا۔ اور ایک داماد سلیم شاہ بن شیر شاہ (جسکی سلطنت کا حال اسکے قبل تحریر ہوا) تہا۔ دوسرا ابراہیم سور (جس نے دہلی پر قبضہ کرکے سلطان ابراہیم خطاب اور سکہ وخطبہ جاری کیا) تہا تیسرا اسکندر سور (جسکی پادشاہی کا ذکر آگے آئیگا) تہا۔ ۱۲ مولف۔

سجادل خان بھی کہتے تھے) مالوہ مین سلطنت کرتا تھا۔ سلطان محمد شاہ سور بنگال مین خود مختار شاہ تھا۔
لیکن احمد خان سور پنجاب پر ہی قانع نہین رہا۔ بلکہ دہلی کی سلطنت کی ہوس کی۔ اور ابراہیم سے
لڑنے چلا۔ ابراہیم کے پاس ۷۰ یا ۸۰ ہزار سوار جمع تھے۔ مگر سکندر کی خوش اقبالی نے ۱۰ یا ۱۲ ہزار سوار
سے اوسکو شکست دی۔ اور دہلی و آگرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور ابراہیم بھاگ کر سنبھل گیا۔ کچھ روز ون
کے بعد ۳ ہزار سوار جمع کر کے کالپی کے طرف روانہ ہوا۔ مگر ہیمو بقال نے اوسکو شکست دیکر بیجان کردیا
آخر ابراہیم بیانہ بہاگا۔ اور ہیمو بہی تعاقب کرتا ہوا بیانہ پہونچا۔ اور محاصرہ کیا۔ یہ زمانہ قحط سالی کا تہا۔
لاکہون جانین ضایع ہوئین۔ اور محاصرہ نے طول کہینچا۔ اس اثنا مین محمد خان سور حاکم بنگالہ نے
اپنا خطاب سلطان جلال الدین رکہا۔ اور بنگالہ سے جونپور تک قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد آگرہ اور
کالپی کے جانب بڑہا۔ جب ہیمو نے اس بلا کا نزول دیکہا تو بیانہ کا محاصرہ اوٹھا کر ادہر رجوع ہوا۔ ادہر
ابراہیم بیانہ سے نکلکر ہیمو کے لشکر پر گرا۔ مگر شکست پاکر ملک بہٹہ کو گیا۔ جہان میانی افغانونکا طرفدار
ہوکر باز بہادر پسر شجاعت خان حاکم مالوہ سے مقابلہ کیا۔ یہان بہی شکست نصیب ہوئی۔ اسکے
چند روز بعد سلیمان کررانی نے ۹۷۵ھ مین ابراہیم کو اوڑیسہ بلا کر دغا سے مار ڈالا۔ یہان ہیمو اور
محمد خان سور کے مقابلہ کا چپر گہٹہ مین یہ نتیجہ نکلا۔ کہ ہیمو کو فتح نصیب ہوئی۔ اور محمد خان کی اس
لڑائی مین جان گئی۔

اب ہم یہان سے ناظرین کو ہمایون کے حالات کے جانب متوجہ کرتے ہین۔ اور محمد شاہ عدلی
کے بہی تذکرہ کو انہین حالات کے سلسلہ مین ختم کرینگے۔ کیونکہ عدلی کے انتقال پر خاندان سوری کا
خاتمہ ہوگیا۔ اور خاندان مغلیہ کو عروج و ترقی نصیب ہوئی۔ اور اسی خاندان کے ممبرون مین
ہندوستان کی سلطنت ایک مدت تک قایم رہی۔ جب خاندان مغلیہ کا تنزل ہوا تو انگریزونکے
اقبال کا ستارہ چمکا۔ جو اس وقت تک ہندوستان اونہین کے قبضہ مین معراج ترقی پر پہلو افروز

واقعات ہمایون

ہمایون چند روز کابل مین رہا۔ اور سمرقند و بخارا اور تمام اطراف کے شہرون سے سپاہ فراہم کیا۔
تمام بیگمات کو کابل مین چھوڑا۔ اور مرزا محمد حکیم کو کابل مین اپنا قایم مقام مقرر کیا۔ منعم خان کو صوبہ
کابل کے خدمات و مہمات تفویض کین۔ اور شاہزادۂ اکبر (جسکی عمر ۱۲ سال ۸ ماہ کی تہی) کو ساتہ لیکر
اوسط ذیحجہ ۹۶۱ھ مین ہندوستان کے طرف روانہ ہوا۔ سلخ محرم ۹۶۲ھ کو بگرام (پشاور) پہونچا۔
سکندر خان ازبک حاکم پشاور کو منصب و خطاب سے سرفرازی بخشی۔ ۵ صفر ۹۶۲ھ کو دریاے ہند
(نیلاب) پر تین روز قیام کیا۔ اور اس مقام پر بیرام خان کابل سے سامان جنگ اور لشکر لیکر آملا۔
اس وقت ہمایون کو ہندوستان پر حملہ کرنیکے لئے بہت اچہا موقع حاصل تہا۔ کیونکہ سارے ملک مین
فساد و بغاوت کا بازار گرم تہا۔ سلطنت کے چار دعویدار کہڑے تھے۔ دارالسلطنت کا یہ حال تہا۔ کہ
کبہی اُس نے قبضہ کیا تو کبہی اس نے تسخیر کیا۔ لاہور کا حاکم سکندر شاہ سور پنجاب کی ساری فوج دہلی
لیگیا تہا۔ اودہر پنجاب فوج سے بالکل خالی پڑا تہا۔ اس اثنا مین تاتار خان کاسی نے بہی قلعۂ رہتاس
چہوڑکر چلتا بنا۔ چنانچہ پادشاہ نے سندہ کو عبور کرکے قلعہ رہتاس پر قبضہ کیا۔ پہر جہلم و چناب پار اُترا۔
اور تمام پنجاب کے شمالی حصہ کا مالک ہوگیا۔ ۲ ربیع الثانی ۹۶۲ھ کو لاہور مین داخل ہوا۔ جب سکندر
شاہ کو ہمایون کے پنجاب پر قبضہ کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو اوس نے تاتارخان کو۔ ۳۰ ہزار فوج دیکر ہمایون
کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اور خود بہت بڑی سپاہ کے ساتہ شاہ عدلی سے لڑائی جاری رکہا۔ اودہر
ہمایون نے تاتار خان کے مقابلہ کے لئے بیرام خان۔ خضر خان۔ تردی بیگ خان۔ سکندر خان ازبک
کو روانہ کیا۔ چنانچہ ان دونون لشکرون مین سرہند کے مقام پر ایک جنگ عظیم واقع ہوئی۔ تاتار خان
شکست کہاکر بہاگا۔ بیرم خان نے فتح پاکر سرہند پر قبضہ کیا۔ غنیم کا بہت سا اسباب اور ہاتہی گہوڑے

لشکر شاہی کے ہاتھ آئے۔ بادشاہ نے بیرام خان کو اس کارنمایان کے صلہ مین خانخانان وفادار
کا خطاب عطا کیا۔ جب اس شکست کی خبر سکندر شاہ کو ہوئی تو وہ شاہ عدلی کا مقابلہ چھوڑکر ۸۰
ہزار سوار جنگی ہاتھی و توپخانہ کے ساتھ پنجاب کیطرف روانہ ہوا۔ ۲ شعبان ۹۶۲ھ کو سرہند کے میدان مین
جنگ عظیم ہوئی۔ افغانون کو شکست نصیب ہوئی اور سکندر شاہ بھاگ کر کوہ سوالک مین پوشیدہ
ہوا۔ اس فتح عظیم کا فتحنامہ شاہزادہ اکبر کے نام لکھا گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے صوبہ پنجاب کو
سکندر خان ازبک کے تفویض کرکے خود سامانہ آیا۔ اور چند روز قیام کرکے کوچ کردیا۔ غرہ رمضان
۹۶۲ھ کو سلیم گڑہ (جو دہلی کے شمال مین واقع ہے) مین فروکش ہوا۔ اوراسی ماہ مبارک کی چوتھی
تاریخ کو اورنگ سلطنت پر بیٹھا۔ یہ دن ہمایون کو ہی نصیب ہوا۔ کہ شکست کے بعد فرسلطنت
پر پہونچا۔ اب بادشاہ نے اپنے ملازمون کو مناصب اعلیٰ اور جاگیرین لایق عطا کین۔ چنانچہ سرکار
حصار اور اوسکی نواح شاہزادہ اکبر کی جاگیر مقرر ہوئی۔ (گو وہ ابھی فتح نہ ہوا تھا) سرہند اور پرگنات
متفرقہ بیرام خان کو عنایت ہوے۔ اون کے سواے قندہار بہی اوسکی جاگیر مین تہا۔ تردی بیگ خان
کو میوات۔ اور سکندر خان ازبک کو آگرہ۔ علی قلی خان کو سنبھل۔ حیدر محمد خان آختہ بیگی کو بیانہ روشن
کیا۔ اور مصطفےٰ آباد کو (جسکا محصول چالیس لاکھ ٹنکہ تھا) آنحضرتؐ کی روح پرفتوح کے نذر کیا
خود بادشاہ دارالسلطنت دہلی کے قلعہ مین رہا۔ اس عرصہ مین اتکہ خان نے حصار فیروزہ کو رستم خان
سے لے لیا۔ اور علی قلی شیبانی نے سنبھل پر قبضہ کیا۔ حیدر محمد خان آختہ بیگی نے غازی خان پسر
سلطان ابراہیم سور کو قتل کرکے بیانہ پر عمل دخل کرلیا۔ ادہر تو ہندوستان مین ہمایون کو یہ فتوحات
نصیب ہو رہے تھے۔ اور ادہر کابل مین مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے بدعہدی کرکے اندراب
و اشکمش پر قبضہ کرلیا تہا۔

انہین ایام مین بادشاہ کو ابوالمعالی (جو ہمایون کا لاڈلا متبنیٰ تہا) کے بداعمالیوں کی خبر پہونچنے پر

شاہزادۂ اکبر کو اوس طرف روانہ کیا۔ اور بیرام خان شہزادہ کا اتالیق مقرر ہوا۔ ادہر شہزادہ ہریانہ پہونچا تہا کہ خبر آئی۔ کہ پادشاہ زینہ پر سے گر پڑے ہیں۔ بیرام خان نے آگے جانے مین صلاح نہین دیکہی اور کلانور تک واپس آیا تہا۔ کہ ہمایون کے مرنے کی خبر پہونچی۔ بیرام خان نے شہزادۂ اکبر کو ۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ م ۱۵۵۶ء روز جمعہ کلانور کے باغ مین تخت خلافت پر بٹہایا۔

کہتے ہین کہ جب ۱۱ ربیع الاول ۹۶۳ھ کو ہمایون نے وفات پائی تو امراء نے ۱۷ روز تک اس واقعہ کو عوام سے پوشیدہ رکہا۔ کیونکہ وارث تاج وتخت (شاہزادۂ اکبر) فاصلہ پر تہا۔ امرائے عظام چارون طرف ممالک محروسہ مین گئے ہوئے تھے۔ سپاہ دشمنون سے گہری ہوئی تہی۔ اور مرزا کامران کا بیٹا ابوالقاسم بغل مین موجود تہا۔ بہرحال یہ وقت بڑا ہی نازک تہا۔ مگر تردی بیگ نے بڑی وفاداری اور ہوشیاری کی۔ اول تو پادشاہ کے مرنے کو چہپایا۔ اور پوشیدہ طور سے تمام

لہ واقعات یہ ہین کہ پادشاہ دہلی کے انتظام سے فراغت پاکر تردی بیگ کو دہلی تفویض کیا۔ اور خود آگرہ جانا چاہتا تہا پیش خیمہ بہی جاچکا تہا۔ چنانچہ ۷ ربیع الاول ۹۶۳ھ روز جمعہ کو سہ پہر مین کتاب خانہ کے چہت پر برآمد ہوکر شاہ بداغ وعالم شاہ (جو سفر حجاز سے واپس آئے تہے) اور چنتائی خان (جو کابل سے منعم خان کی عرضی لایا تہا) کو اسطرف کا حال دریافت کرنیکی غرض سے طلب کیا۔ جب ان سے فارغ ہوا اور سرشام اترنیکا ارادہ کیا۔ زینہ پر قدم رکہا تہا کہ موذن نے مغرب کی اذان دی تعظیم اذان کیلئے بیٹہنا چاہا تو پاؤن پوستین کے دامن مین الجہا۔ چونکہ زینہ شفاف اور چکنے تھے۔ عصا پہسلا۔ سر کے بل زمین پر گرا۔ داہنی شقیقہ مین ضرب آئی۔ اور دہنے کان سے چند خون کے قطرے نکلے آدمی محل مین لیگئے۔ اوسوقت ہوش تہا۔ خود خط لکہکر شیخ جولی کے ہاتہہ اکبر کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ اسکے بعد بیہوش ہوگیا چار روز تک متواتر غشی رہی طبیبون نے بہت کچہہ علاج کیا۔ مگر صحت نہوئی۔ چوتھے روز ۱۱ ربیع الاول ۹۶۳ھ م ۲۴ جنوری ۱۵۵۶ء کو وفات پائی۔ بعد مرنیکے جنت آشیانی خطاب ہوا۔ اسکے انتقال کی مشہور تاریخ ہمایون بادشاہ از بام افتاد ہے۔ ہمایون کو دو بیٹے۔ محمد حکیم مرزا اور محمد اکبر مرزا تھے۔ ۱۲ مولف۔
۹۶۳

امارات ولوازمات شاہی (چتر تاج۔ جواہر وغیرہ) اکبر کے پاس بھجوا دیا۔ ۲۸ ربیع الاول ۹۶۳ھ کو جب اور سب امر اجمع ہوگئے تو تردی بیگ نے شہنشاہ اکبر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ جس سے خلق اللہ کو تسکین ہوئی۔ ہمایون ۹۱۳ھ مین پیدا ہوا تہا۔ ولادت کی تاریخین۔ سلطان ہمایون فال۔ شاہ فیروز قدر بادشاہ صف شکن ہین۔ اور ۹۳۷ھ مین تخت شاہی پر بیٹھا۔ خیر الملوک تاریخ ہے۔ اسوقت اوسکی عمر ۲۰ سال کی تہی۔ مدت سلطنت ۲۵ سال کچھہ ماہ ہے۔ جب مین وہ ۱۶ سال بہی داخل ہین۔ کہ جو سرگردانی اور پریشانی مین گذرے تھے۔ کہوئی ہوئی سلطنت اوسکو ملی تہی۔ مگر موت نے فرصت نہ دی۔ اس پادشاہی پر ۶ ماہ گذرے تہے۔ سارے منصوبے دل کے دل مین رہے۔ ہمایون کی تعلیم اچہی ہوئی تہی۔ علوم عقلی ونقلی مین کافی مہارت تہی۔ خصوصاً علم ریاضی مین خوب استعداد تہا۔ کئی جگہ رصد بنانیکا ارادہ کیا تہا۔ بہت سے آلات رصد ترتیب دئے تھے۔ طبیعت نہایت موزون پائی تہی۔ صرف ایک رباعی نمونتاً ہدیۂ ناظرین ہے۔

اے دل مکن اضطراب در پیش رقیب — حال دل خود مگوے باہیچ طبیب
کاریکہ ترا آن جفا کار افتاد — بس قصہ مشکل است وبس امر عجیب

اوس کی طبیعت مین قوت اختراع بہت تہی۔ اوامر ونواہی الٰہی کا ایسا پابند تھا۔ کہ بے وضو خدائے عزوجل کا نام نہین لیتا تہا۔ صوم وصلوٰۃ وفرض وسنن وتلاوت قرآن کا بڑا مقید تہا۔ کبہی قسم نہ کہاتا۔ اور فحش لفظ زبان پر نہ لاتا۔ بہت غصہ ہوتا تو صرف لفظ سفیہ بولتا۔ یہ بادشاہ دل کا رحیم ہاتھہ کا کریم تہا۔ مروت واخلاق کا تو اوسی پر خاتمہ تہا۔ اور خطا بخشنے مین فیاض تہا۔

شہنشاہ ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی

اکبر کے وقت سے یہ کہنا درست ہے کہ مسلمانون کی سلطنت ہندوستان مین ہوی۔ ورنہ پہلی

سلطنتون کو دہلی کی سلطنت کہنا مناسب ہوگا۔ کیونکہ صرف ممالک مفصلۂ ذیل داخل حکومت تھے۔ یعنے وہ ملک جبکو ۱۸۵۷ء مین ممالک مغربی وشمالی کہتے تہے۔ اور بنگال پریسیڈنسی کا وہ حصہ جسکو مغربی بہار اب کہتے ہین۔ اور ممالک متوسط۔ راجپوتانہ کے بعض اضلاع۔ اور پنجاب۔ البتہ سلاطین تغلق کچہہ عرصہ تک یہ دعوے کرسکتے ہین۔ کہ وہ بنگال اور دکن پر بہی فرمانروا تھے مگر شمال سے ہندوستان پر ایسے حملے ہوے کہ دکن کے ہندو راجاؤن نے اپنے کو آزاد کرلیا۔ اور دہلی کی سلطنت سے کچہہ تعلق نہ رکہا۔ تلنگانہ کرناٹک کے راجہ خودمختار ہوگئے۔ بہرحال اکبر کے زمانہ مین مسلمانون نے ہندوستان کے تمام حصص پر قبضہ کیا۔ ورنہ اس کے پیشتر یہ صورت مفقود تہی الحاصل جب ہمایون کا انتقال ہوا تو بیرام خان نے شاہزادہ اکبر کو ۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ ۱۵۵۵ء روز جمعہ کلانور کے باغ مین تخت نشین کیا۔ اسوقت بادشاہ کی عمر ۱۳ برس نو ماہ کی تھی۔ تمام مالی وملکی مہمات کا اختیار بیرام خان کے ہاتہہ رہا۔ اکبر محبت سے اوسکو خان بابا کہتا تہا۔ بادشاہ نے اولاً شاہ ابوالمعالی (جو ہمایون کا متبنٰے اور اکبر سے ہمسری کا دعوے کرتا تہا) کو قید کرلیا۔ مگر وہ ایسا چالاک تہا کہ چندہی روز مین قلعہ لاہور سے بہاگ گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے قصبۂ وہمری مین سلطان سکندر کو شکست دی۔ اور کابل سے تمام بیگمات اور ملازمون کے اہل وعیال کو طلب کیا۔ کیونکہ اکثر سپاہی اور امراء اپنے بال بچون کی یاد مین کابل جانا چاہتے تھے۔ اور کابل کی حالت یہ تہی۔ کہ ہمایون کے مرنے کی خبر پر مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے بغاوت کرکے محاصرہ کیا تہا۔ مگر منعم خان حاکم کابل نے ازراہ ہوشیاری اور دوراندیشی ان شرائط پر صلح کرلی تہی۔ اول مرزا سلیمان کا خطبہ کابل مین پڑہا جائے۔ اور دوم آب باران سے بدخشان تک مرزا کا قبضہ رہے۔ بہرحال ان دو شرائط پر کابل کا پیچہا چہوٹا۔ اور تمام بیگمات اور سپاہیون کے اہل وعیال ہندوستان کو آئے۔ ادہر ہیمو نے پچاس ہزار سوار۔ ایک ہزار فیل۔ اکاون سامان

پانسو توپون کے ساتھہ دہلی پر حملہ کیا۔ تردی بیگ حاکم دہلی نے بہت کچھہ جانفشانی کی۔ مگر سب لاحاصل ہوئین۔ اور دہلی پر ہیمو کا قبضہ ہوگیا۔ اب تو ہیمو نے اپنا لقب راجہ بکرماجیت رکھا۔ اور ہندوستان سے مغلون کے استیصال کا عزم جزم کیا۔ جب جالندہر مین اکبر کو اس حادثہ کی خبر معلوم ہوئی تو کم عمری کے باعث بہت گھبرایا۔ اور سخت دلگیر ہوا۔ امرائون نے بہی صلاح دی۔ کہ اب کابل واپس جاکر وہان سے تمام سامان درست کرکے ہیمو کے مقابلہ کے لئے ہندوستان آنا چاہئے۔ امیرون کی اس کم ہمتی سے اکبر کو اور بہی مایوسی ہوئی۔ بیرام خان سے کہا کہ آپ اب ہمت و کوشش کیجے۔ ورنہ یہ تمام کاروبار بنا بنایا تباہ و برباد ہوجاتا ہے۔ آخر بیرام خان نے کوشش کرکے تمام امیرون کو جنگ پر آمادہ کیا۔ بادشاہ جالندہر سے نکل کر سرہند آیا۔ اور ہیمو بہی اس خبر کے سنتے ہی دہلی سے نکلا۔ ۲ محرم ۹۶۴ھ کو موضع کہرونده مین جنگ عظیم واقع ہوی۔ بادشاہ نے باوجود قلت سپاہ کے فتح پائی اور ہیمو کو اس گیرودار مین ایک تیر ایسا لگا۔ کہ آنکھہ کو پہوڑ کر سر سے پار نکل گیا۔ شاہ قلی خان نے ہیمو کے ہاتہی کو گرفتار کرکے لایا۔ اور بیرام خان نے ہیمو کے سر کو تن سے جدا کیا۔ بادشاہ نے اسکا سر کابل کے دروازہ پر اور دھڑ دہلی کے دروازہ پر لٹکانے کے لئے بہیجا۔ اس لڑائی مین پانچ ہزار آدمی ہیمو کے قتل ہوے۔ پندرہ سو ہاتہی بادشاہ کے ہاتہہ لگے۔ خزانہ اور جواہر کا بہی اس پر قیاس کرنا چاہئے۔ بگرفت ہیمو را۔ اس فتح کی تاریخ ہوئی۔ اور سامرا و جان نثار کو بادشاہ نے طرح طرح کے نوازشات سے سرفراز کیا۔ علی قلی خان شیبانی کو خان زمان خان۔ اور سکندر خان کو عالم خان عبداللہ خان ازبک کو شجاعت خان۔ پیر محمد خان شروانی کو ناصر الملک کے خطابات عطا ہوے۔

اس اثنا مین خبر آئی کہ شیر شاہ کے غلام حاجی خان نے الور اور تمام میوات مین فساد مچا رکہا ہے۔ بادشاہ نے ناصر الملک کو اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ ناصر الملک کے پہونچتے ہی حاجی خان بہاگ گیا۔ اور سارے میوات پر بادشاہ کا قبضہ ہوگیا۔ یہانتک حدود مین

ایک قصبہ دیونی ماچاری تہا۔ جس مین ہیمو کا باپ معہ اہل وعیال اور اوس کا مال واسباب اندوختہ موجود تھا۔ مولانا پیر محمد نے اوس ۸۰ سالہ بوڈہے کو قتل کرکے تمام مال واسباب خزانہ شاہی مین داخل کیا۔ اور حاجی خان بہاگ کر اجمیر وناگور پر (وہان کے راجہ کو شکست دیکر) قبضہ کرلیا۔ بادشاہ نے حسن خان میواتی کے چچازاد بہائی جمال خان کی ایک لڑکی سے خود شادی کی۔ اور دوسری لڑکی کا بیرام خان سے نکاح کیا۔ اس عرصہ مین سلطان سکندر نے پیر محمد خان پر حملہ کرکے لاہور کو تصرف مین لایا۔ جب بادشاہ نے یہ خبر سنی تو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ بادشاہ کے آمد کی خبر سنکر سکندر کوہ سوالک مین جاچہپا۔ مگر بادشاہ بہی اوس کے تعاقب مین چلا۔ سکندر نے وہان بہی جب بچاو کی صورت نہ دیکہی تو بہاگ کر قلعہ مانکوٹ مین چلاگیا۔ لشکر شاہی نے مانکوٹ کا محاصرہ کیا لیکن قلعہ ایسا مستحکم و استوار تہا کہ ۶ ماہ محاصرہ پر گذر گئے۔ فتح کی صورت نہ نکلی۔ اس عرصہ مین خبر آئی۔ کہ محمد شاہ سور کا بیٹا (جو گور مین حکمران تہا) خضر خان (جس نے سلطان بہادر اپنا خطاب رکہا تہا) شاہ عدلی سے (جو ہیمو کے مرنیکے بعد چنار مین حکومت کرتا تہا) لڑا۔ اور ۹۶۴ھ مین شاہ عدلی[1] مارا گیا۔ اس خبر نے سکندر کو ناامید کیا۔ اور بحالت یاس مین پادشاہ سے جان بخشی چاہی۔ اکبر نے اوسکے معروضہ کو قبول کیا۔ اور خرید بہار جاگیر دیکر روانہ کردیا۔ قلعہ مانکوٹ پر شاہی قبضہ ہوگیا۔ مگر اس کے دو سال بعد سکندر کا انتقال ہوگیا۔ جب ان امور سے پادشاہ کو فراغت

---

[1] شاہ عدلی کے انتقال پر اوسکا بیٹا شیر شاہ چنار مین تخت نشین ہوا۔ مگر اوسکی سلطنت اتنی مختصر اور کم عمر ہوی کہ اکثر مورخون نے اوسکا ذکر تک بہی نہین کیا ہے۔ اس بادشاہ کے بعد سور خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ ہندوستان مین افغانونکی سلطنت ایکسو چہہ برس تک رہی۔ جسمین بابر وہمایونکی سلطنت جملہ معترضہ کیطرح داخل ہے۔ افغانون کی سلطنت کا آغاز سلطان بہلول لودہی سے ہوا۔ ۱۲ مولف۔

حاصل ہوئی تو لاہور آیا۔ اور وہان سے دہلی پہونچا۔ ہمایون کی بہانجی سلیمہ سلطان بیگم (دینعت ہمایون نے اپنی زندگی مین ٹہرائی تہی) کی شادی بیرام خان سے کردی۔ انہین ایام مین سنبھل و سرہنج کی فتوحات پادشاہ کو نصیب ہوئین۔

شہنشاہ اکبر کی کم سنی و ناتجربہ کاری کے باعث بیرام خان ایسا مطلق العنان ہوگیا تہا۔ کہ تمام سیاہ وسپید کا مالک تہا۔ گہٹانا بڑہانا اوسکے بائین ہاتہہ کا کہیل تہا۔ جس امیر سے خوش ہوتا۔ اوس کو درجہ اعلیٰ پر بڑہاتا۔ اور جس کسی سے خفا ہوتا۔ اوس کو قعر ذلت مین ڈالتا۔ مگر اوس نے صرف اسی پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ اکثر امرا پر ظلم وزیادتی بہی شروع کی۔ چنانچہ ابوالمعالی اور ناصر الملک پیر محمد خان اسی بیرام خان کی وجہ مقید ہوے۔ اور مرزا تردی بیگ و مصاحب بیگ (پسر خواجہ کلان) اور خواجہ جلال الدین محمود بجوق بہی اسی کے حکم پر قتل ہوے۔ جسمین پادشاہ کی مرضی کو بالکل دخل نہ تہا۔ آخر یہ ظلم وزیادتی رنگ لائی۔ اور تمام امرا بیرام خان سے بدظن ہوے۔ خود پادشاہ بہی اوسکی ظالمانہ کارروائی سے سخت متنفر ہوا۔ اور ماہم انگہ (جو اکبر کی لایق و ہوشیار اناتہی) کو اکبر نے بیرام خان کی اس مخالفانہ کارروائی کے انسداد کے لئے اپنا رازدار بنایا۔ اور اوسکو اجازت دی کہ کسیطرح بیرام خان کو امور سلطنت سے علٰحدہ کرنیکی کارروائی کرے۔ ماہم انگہ نے ادہم خان اور مرزا شرف الدین حسین وغیرہ کو اس امر سے مطلع کیا۔ وہ تو اول ہی سے بیرام خان پر دانت لگائے بیٹہے تہے۔ فوراً ۲۰ جمادی الثانی ۹۶۷ھ کو شکار کے بہانے اکبر کو دہلی لیگئے۔ اور مرزا ابوالقاسم پسر مرزا کامران کو بہی اپنے ساتہہ لے لئے۔ کیونکہ اونکو خوف تہا کہ کہین بیرام خان مرزا ابوالقاسم کو اپنا عصا بناکر فتنہ وفساد برپا نہ کرے۔ جب پادشاہ دہلی پہونچا تو ایک فرمان بیرام خان کے نام بدین مضمون صادر کیا کہ "اب مابدولت کا ارادہ بلا کسی کے صلاح ومشورہ کے انتظام سلطنت انجام دینے کا ہے۔ اس لئے آیندہ تمہاری خدمات کی ضرورت نہین ہے۔" بیرام خان کو

جب یہ فرمان پہونچا تو اوس کے آنکھون مین اندھیرا چھا گیا۔ اور نمکحرامی پر کمر باندھی۔ ابوالمعالی کو قید سے رہا کر دیا۔ تاکہ ملک مین شورش برپا کرے۔ اور خود بھی لڑائی پر آمادہ ہوا۔ مگر پادشاہ نے مقابلہ کرکے شکست دی اور سخت نفرین و ملامت کی۔ جس کے باعث اس فعل ناشایستہ سے محجوب ہو کر پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور حج کی اجازت لیکر روانہ ہو گیا۔ کہتے ہین کہ اس لڑائی مین خانخانان کا بہت سا مال و اسباب لٹ گیا۔ منجملہ اون کے ایک علم مرصع تہا جسین موتی اور جواہر جڑے ہوے تھے۔ اور ایک کروڑ کی لاگت مین خانخانان نے مشہد مقدس مین حضرت امام موسی رضا علیہ السلام کے روضۂ منورہ پر بہیجنے کے لئے تیار کرایا تہا۔ قاسم ارسلان نے علم امام ہشتم۔ اسکی تاریخ نکالی تہی۔

اکبر نے خانخانان کو خلعت فاخرہ اور پچاس ہزار روپئے لوازم سفر کے لئے عطا فرمائے۔ مگر افسوس ہے کہ احمد آباد کے مقام پر مبارک خان لوحانی (جس کے باپ کو ہیمو کے جنگ مین بیرام خان نے اپنے ہاتہ سے مارا تہا) نے ۹۶۸ھ مین شہید کیا۔ بیچارہ حج بہی کرنے نہ پایا۔ اس واقعہ کی تاریخ کسی نے۔ شہید شد محمد بیرام۔ لکہی ہے۔ مبارک خان نے اوس کے قتل پر ہی اکتفا نہ کیا۔ بلکہ تمام مال و اسباب بہی غارت کیا۔ اس کے بعد بیرام خان کا بیٹا مرزا عبدالرحیم (جسکی عمر اوسوقت ۴ سالہ تہی۔) اور سلیمہ سلطان بیگم معہ دیگر متعلقین کے بحال تباہ آگرہ آئے۔ پادشاہ نے عبدالرحیم کی تربیت و پرورش اپنے ذمہ لی۔ پہر بتدریج اوس کو مدارج عالی پر پہونچایا۔ اور خانخانی کا مرتبۂ اعلی عطا کیا۔ چونکہ سلیمہ سلطان بیگم نہایت لایق اور حسن و جمال مین یکتا شعر بہی خوب کہتی تہی۔ اسلئے پادشاہ نے اوسکو اپنے نکاح مین لایا۔

اب اکبر کے لئے سخت مشکلات کا سامنا اور ذاتی جوہر و لیاقت ہمت و جرأت تبلانے کا زمانہ تہا۔ کیونکہ اب تک بیرام خان کے صلاح و مشورہ سے تمام کام انجام پاتا تہا۔ گو بیرام خان نے

بہت کچہہ ظلم وزیادتی کی۔ اور اکثر امراء کو مار اقید کیا۔ مگر انتظام سلطنت مین اوسکو اچہا ملکہ اور تجربہ تہا۔ جرات وہمت مین اورون سے اوسکا نمبر بڑہا ہوا تہا۔ جس سے کسیکو انکار نہین ہوسکتا۔ لیکن اکبر بہی اس تہوڑی سی مدت مین بیرام خان کی عاقلانہ پالیسی سے خوب واقف ہوگیا تہا۔ چنانچہ بادشاہ نے آیندہ کے لئے بہت کچہہ منصوبے باندہے۔ مگر اوسکی تکمیل کے لئے ایک عرصہ دراز کی ضرورت تہی۔ اس لئے سروست استحکام سلطنت کے لئے ان تین امور کی پیروی کی۔ اول کل ہندوستان کی سلطنت ایک ہاتہہ کے نیچے اسطرح لائی جائے۔ کہ کل رؤسا و رعیت پر اقتدار اور اون کے دل مین پادشاہ کا وقار پیدا ہو۔ اور وہ دل وجان سے وفادار ہوجائین۔ دوم جو ملک کہ قبض وتصرف سے نکل گیا ہے۔ اوس کو دوبارہ حاصل کرے۔ سوم ملک کے نظم ونسق کو عمدہ حالت پر لائے۔

اس اثنا مین معلوم ہوا۔ کہ باز بہادر ممالک مالوہ مین سخت ظلم وزیادتی کر رہا ہے۔ بادشاہ نے ادہم خان کو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ ادہم خان کو فتح نصیب ہوئی۔ اور باز بہادر شکست پاکر بہاگا۔ مگر ادہم خان نے مالوہ پر قابض ہوتے ہی بغاوت شروع کی۔ اب خود پادشاہ مالوہ کے جانب متوجہ ہوا۔ ادہم خان نے ازراہ عاقبت اندیشی پادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوکر معافی چاہی۔ اکبر چند روز مالوہ مین رہا۔ اور پیر محمد خان شروانی کو مالوہ کی حکومت عطا کرکے واپس ہوا۔ ادہر پیر محمد خان باز بہادر کے تعاقب مین ایک عرصہ تک پہرتا رہا۔ ایک دن نربدا کی ندی مین گہوڑے کی شرارت سے گر کر جان دیدی۔ اس کے بعد بادشاہ نے مالوہ کی حکومت عبد اللہ خان ازبک کو عنایت کی۔ لیکن چند روز کے بعد عبد اللہ خان نے بہی بغاوت اختیار کی۔ پادشاہ خود متوجہ ہوکر اوس کی بغاوت کو فرو کیا۔ اور عبد اللہ خان بہاگ کر چنگیز خان حاکم گجرات کے

پاس پناہ لیا۔ اس کے بعد خبر آئی۔ کہ جونپور مین خان زمان خان نے بغاوت پر کمر باندھی ہے
اب بادشاہ کو اس کی فکر ہوئی۔ اور لشکر جرار کے ساتھ اوس کی تنبیہ کے لئے چلا۔ چنانچہ راستہ
مین چنارگڈہ کو بھی فتح کیا۔ اور جونپور رہونچکر خان زمان کے لشکر پر فتح پائی۔ بہادر خان اور
خان زمان خان مارے گئے۔ منعم خان کو جونپور و بنارس و غازی پور وغیرہ عطا ہوے۔ اس اثنا
مین ولایت پنہ اور گڈہ کو خواجہ عبد المجید خان آصف خان نے فتح کیا۔ اور چورا گڈہ کی فتح سے
بہت سا جواہر۔ چاندی۔ سونا ہاتھ آیا۔ جس سے آصف خان کو غرور و تکبر ہو گیا۔ اور تمام غنیمت
آپ خود ہضم کر کے بغاوت اختیار کی۔ مگر چند ہی روز مین اپنے افعال ناشایستہ سے توبہ کر کے
بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو گیا۔ اور ولایت گڈہ مین مہدی قاسم خان مامور ہوا۔
اس کے بعد بادشاہ نے کمال خان گہکر کی استدعا پر اوس کے چچا سلطان آدم (جو
نافرمان و سرکش ہو گیا تھا) پر فوج کشی کر کے شکست دی۔ اور اوس کا تمام ملک کمال خان
گہکر کے تفویض فرمایا۔
اب یہان کسیقدر کابل کے حالات لکھے جاتے ہین۔ اسکے قبل ہم نے بیان کیا تھا کہ
مرزا سلیمان نے منعم خان سے اس امر پر صلح کر لی۔ کہ کابل مین اوس کے نام کا خطبہ پڑہا یا
جائے۔ اس کے بعد بادشاہ نے منعم خان کو کابل سے بلا لیا تو اوس نے اپنے بیٹے غنی خان
کو کابل کی حکومت کا انتظام تفویض کیا۔ مگر یہ ایسا کم حوصلہ اور عیش پرست تھا کہ چند ہی
روز مین ماہ چوچک بیگم والدہ مرزا محمد حکیم نے اوسکو کابل سے نکال دیا۔ اور مرزا محمد حکیم
کی وکالت فضیل بیگ کو عطا کی۔ چونکہ فضیل بیگ نابینا تھا۔ اس لئے اوسکا بیٹا ابو الفتح
کام انجام دینے لگا۔ لیکن یہ دونون باپ بیٹے بھی چند روز کے بعد ایسے بدمست ہوے
کہ آخر بیگم نے ان دونون کو قتل کرا ڈالا۔ اس اثنا مین ابو المعالی آوارہ ہو کر کابل آیا

اور بیگم کو ایسا پرچایا۔ کہ بیگم نے اپنی بیٹی خیر النسا کا اوس سے عقد کر کے وکیل مطلق بنایا۔
اس ابو المعالی کو رباطن نے اوسط شعبان ۹۷۱ھ مین بیگم کو عدم کا راستہ بتایا۔ اور مرزا محمد حکیم کو
کمسن تصور کر کے خود حکومت کرنے لگا۔ گو مرزا محمد حکیم کمسن تہا۔ مگر ماں کے غم نے اوسکو سخت
مغموم کیا۔ اور پوشیدہ طور پر مرزا سلیمان کو کابل آنے کی تکلیف دی۔ چنانچہ مرزا سلیمان کابل
آکر ابو المعالی کو گرفتار کر لیا۔ اور مرزا حکیم نے اوس کو پہانسی دیدی۔ اب سلیمان نے یہ چال
چلی۔ کہ اپنی بیٹی کو بدخشان سے بلا کر مرزا حکیم کو نکاح کر دیا۔ اور کابل پر اپنا تسلط کر کے مرزا حکیم کی
فکر مین ہوا۔ جب یہ خبر حکیم کو معلوم ہوئی تو وہ اپنے بہائی شہنشاہ اکبر کے پاس ہندوستان
بہاگ گیا۔ اکبر نے میر محمد خان کو لشکر کشی کا حکم دیا۔ کہ کابل پر مرزا حکیم کا قبضہ کرا دے۔ جب
لشکر شاہی کابل آیا تو سلیمان بہاگ گیا۔ اور حکیم کابل مین داخل ہوا۔ اسکے بعد مرزا فریدون
(جو مرزا حکیم کا ماموں تہا) نے اوس کو یہ پٹی پڑہائی۔ کہ پنجاب و لاہور پر قبضہ کر لیا جائے۔
چونکہ مرزا حکیم عقل سے بے بہرہ تہا۔ فریدون کے دام مین آگیا۔ اور پنجاب پر لشکر کشی کی
جب پادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ آگ بگولہ ہوگیا۔ اور فوراً پنجاب آیا۔ پادشاہ
کے آنے کی خبر سنکر حکیم پہر کابل بہاگ گیا۔ مگر چند روز کے بعد مرزا حکیم نے پہر لاہور کے
نواح مین شورش مچا دی۔ اس دفعہ پادشاہ نے اوس کی تنبیہ کے علاوہ کابل کا انتظام
بہی مناسب سمجہا۔ اور آگرہ سے روانہ ہوا۔ جب حکیم کو یہ خبر لگی تو وہان سے بہاگا
اور پادشاہ کابل آیا۔ اور یہان از سر نو انتظام کر کے مرزا حکیم کو بلایا۔ اور تسلی و تشفی کر کے
اوس کے قصور کو معاف کیا۔ اور پہر زابلستان کی حکومت عطا کی۔ مگر افسوس ہے کہ چند
ہی روز کے بعد ۹۹۳ھ مین مرزا حکیم نے وفات پائی۔ پادشاہ کو بہائی کے مرنیکا بہت
غم ہوا۔ مرحوم کے دونون بیٹے افراسیاب و کیقباد پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے

پادشاہ اون کی تعلیم وتربیت مین کمال توجہ مبذول کی۔ اس کے بعد پادشاہ نے حضرت
خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے اجمیر شریف کا ارادہ کیا۔ راستہ مین
کلاولی کے مقام پر چغتائی خان کے توسط سے راجہ بہاری مل کچواہہ نے ملازمت حاصل کی۔ اور
اپنی بیٹی کی شادی شہنشاہ سے بڑی دہوم دہام کے ساتہہ کی۔ یہ پہلا ہی راجپوت ہے جس نے
بادشاہ کو اپنی بیٹی دی۔ بعد فراغ زیارت پادشاہ نے میرٹہہ کے راجہ مالدیو پر چڑہائی کر کے قلعہ
میرٹہہ کو فتح لیا۔ اس کے بعد ۹۷۴ھ مین ابراہیم حسین مرزا۔ الغ مرزا۔ محمد حسین مرزا۔ مسعود حسین مرزا
(جو خاندان تیموریہ کے شاہزادے تھے) نے فساد برپا کیا۔ ان مرزاؤن نے چند روز مالوہ کو اپنا مامن
بنایا۔ پہر وہان سے گجرات گئے۔ اور سلطان محمود کے غلام چنگیز خان کو اپنا مددگار بنایا۔ بادشاہ
گجرات گیا۔ اور مخالفین کو شکست دی۔ گجرات کے امرا نے اطاعت کی۔ ابراہیم حسین مرزا
شکست کہا کر زخمی ہوا۔ اور اوسی زخمون کے باعث مرگیا۔ مسعود حسین مرزا گرفتار ہو کر آیا۔
اور مطیع ہوا۔ ۹۷۲ھ مین بادشاہ نے قلعہ آگرہ کی بہی بنیاد رکہی۔ اور ۹۷۵ھ مین قلعہ چتوڑ[ل]
کی فتح کے لئے رانا اودی سنگہ کے سر پر پہونچا۔ چند روز تک مقابلہ کی لڑائیان ہوئین۔ اسکی

ل کہان رس مین (یہ ایک کتاب ہے جس مین رانا کہان کی داستان لکہی ہے) لکہا ہے کہ میواڑ کے چوراسی
مضبوط قلعون مین چترکوٹ (چتوڑ کا قلعہ) سب سے زیادہ مستحکم واستوار ہے۔ وہ زمین کی سطح سے اوپر ابہرا ہوا۔ ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ زمین نے اپنی پیشانی پر قشقہ لگایا ہے۔ اوسکی چوٹی پر سے گنگا بہتی ہے۔ اسکے قبل ۱۰ محرم ۷۰۳ھ مین سلطان
علاء الدین نے ۱۰ ماہ ۸ روز مین اس قلعہ کو فتح کیا تہا۔ چونکہ رعایا سلطان سے راضی نہین۔ اس لئے اوسکو امن دیا گیا تہا۔
اس دفعہ خوب لڑائی ہوئی۔ اسلئے شہنشاہ اکبر نے قتل عام کا حکم دیا۔ جس سے ۳۰ ہزار راجپوت قتل ہوئے۔ اور
اونکی عورتین چتا مین جل گئین۔ ۱۲۰ سرلف۔

رانا قلعہ بند ہو گیا۔ بادشاہ بہی بہت سختی کے ساتھہ قلعہ کا محاصرہ کیا۔ تقریباً چہہ ماہ تک یہ محاصرہ رہا۔ جب رانا کا سپہ سالار جیمل (جسکو خود بادشاہ نے نشانہ بنایا) مارا گیا تو تمام سپاہ پست ہمت ہو گئی۔ اور رانا نے اپنی عورتون کو جوہر (جتا) کیا۔ آخر ۲۴ شعبان ۹۷۵ھ کو یہ قلعہ فتح ہوا۔ بہت سی غنیمت ہاتھہ آئی۔ رانا بہاگ گیا۔ جب قلعہ فتح ہوا تو بادشاہ اجمیر شریف کو پیادہ پا گیا۔ کیونکہ اوس نے چتوڑ کی فتح کے لئے یہ منت مانی تہی۔ الغرض بادشاہ زیارت سے فارغ ہو کر آگرہ آیا۔ پہر چند روز کے بعد قلعہ رنتہنبہور و قلعۂ کالنجر (جہان شیر شاہ نے جان دی تہی) پر چڑہائی کرکے ان دو نون کو فتح کیا۔ ۹۸۰ھ مین دہلی کا راجہ مطیع ہوا۔ یہان سے بادشاہ کہبایت گیا۔ اور دریا شور کی سیر کی۔

اسکے بعد بادشاہ صورت کیجانب کوچ کیا۔ اور ایک ماہ ۱۷ روز کے محاصرہ مین یہ قلعہ ۲۳ شوال ۹۸۰ھ کو فتح ہوا۔ یہان سے علاوہ غنیمت کے بڑی بڑی بہاری توپین (جنکو سلطان روم نے فرنگیون سے نباہ ہندوستان لینے کے ارادہ سے جوناگڈہ کو اپنے لشکر کے ساتھہ بہیجا تہا۔ مگر کچہہ موانع ایسے عارض ہوے کہ لشکر سے کچہہ کام نہ ہو سکا تو توپون کو قلعۂ جوناگڈہ مین چہوڑ گیا۔ چند روز یہ توپین سمندر کے کنارے پڑی رہین۔ جب خداوندخان نے قلعہ سورت بنایا تو ان توپون کو قلعہ پر لگوایا۔) ہاتہہ آئین۔ بادشاہ نے ان توپون کو آگرہ بہجوایا۔ ۹۸۱ھ مین بادشاہ نے نگرکوٹ فتح کیا۔ اسی مقام پر بیربر اس ساکن کالپی (جو کبت گوئی مین یکتا تہا) بادشاہ کا نوکر ہوا۔ رفتہ رفتہ شرف ندیمی حاصل کیا۔ اول کب رائے (ملک الشعرا) کا خطاب ہوا۔ بعد ازان راجہ بیربر (یعنے بہادر نامور) کا خطاب اور نگرکوٹ کی جاگیر سے سرفرازی پائی۔ اسی سال بادشاہ دوبارہ گجرات گیا۔ خوب جنگ ہوئی۔ محمد حسین مرزا اور اختیار الملک مارے گئے۔ بادشاہ فتح و نصرت کیساتہہ واپس ہوا۔ ۹۸۲ھ مین داؤد خان سے لڑائی ہوئی تو قلعہ پٹنہ ہاتہہ آیا۔ اس اثنا مین منعم خان خانخانان مر گیا۔ اور اوس کی جگہہ خان جہان خان مقرر ہوا۔ چند روز کے بعد

قلعۂ شیر گڑہ و قلعۂ رہتاس بہی فتح ہوے۔ اور خان جہان نے سات گانون پر لشکرکشی کی۔ جمشید مارا گیا۔ متی نے اطاعت کرلی۔ اور سات گانون پر شاہی قبضہ ہوگیا۔ مگر ۹۸۶ھ مین خان جہان کا انتقال ہوا۔ اور مظفر خان نے اوس کی جگہ حکومت بنگالہ سے سرفرازی پائی۔ اس عرصہ مین امراء بہار و بنگال نے سرکشی پر کمر باندہی۔ اور مظفر خان کو باغیون نے مار ڈالا۔ آخر بادشاہ کو توجہ کرنا پڑا جب باغیون نے بادشاہ کی آمد دیکہی تو متفرق ہوگئے۔ اور جونپور مین متفق ہوکر فساد مچایا۔ اور بادشاہ کی ہمت و جرات نے ان مخالفین کو نیچا دکہایا۔ اکثر مخالفین مارے گئے۔ چند روز تک بہار و بنگال مین بہی افراتفری رہی۔ لیکن ۹۹۶ھ مین بادشاہ نے سعید خان کو حکومت بنگال اور راجہ مان سنگہ کو صوبۂ بہار عطا فرمایا تو انتظام کی حالت درست اور فتنہ و فساد کی جڑ اوکہڑ گئی اس کے بعد راجہ مان سنگہ نے حاکم اڑیسہ کو بہی بادشاہ کا مطیع بنایا۔ اور لچہمی نراین مرزبان کوچ بہار نے بہی اطاعت کی۔

بنگال اور بہار دونون ملکون کی حالت ایسی تہی۔ کہ وہان امن وامان کا مستقل طور پر قایم رہنا دشوار تہا۔ مگر راجہ مانسنگہ نے ستر برس مین بیسون لڑائیون کے بعد صوبجات بنگالہ و اڑیسہ و بہار پر شاہی قبضہ کرادیا۔ جب بنگالہ و بہار کا قلع وقمع ہوگیا تو بادشاہ نے اپنی عنان عزیمت مہمات گجرات کے جانب مبذول کی۔ کیونکہ مظفر حسین مرزا کی شورش نے گجرات کو تہ و بالا کر رکہا تہا۔ مگر اقبال شاہی غالب آیا۔ اور مظفر حسین مرزا شکست کہا کر گرفتار ہوا۔ اس فتح کو چند روز بہی گذرنے نہ پائے تہے کہ اعتماد خان گجراتی نے ایک مجہول النسب لڑکے کو جسکا نام نتو تہا۔ لاکر اوسکا بیان کیا کہ یہ سلطان محمود کا بیٹا ہے۔ اس کی مان حرم خاص سلطان کی تہی۔ سلطان اسقاط حمل کے لئے اس کو میرے حوالہ کیا تہا۔ مین نے اب تک چہپا رکہا۔ امرا نے بہی اعتماد خان کے بیان کو تسلیم کیا۔ اور نتو کو مظفر شاہ کا خطاب دیکر تخت پر بٹہایا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر لگی تو گجرات کیجانب

امراء شاہی کو روانہ کیا۔ تین چار لڑائیاں خوب زور و شور سے ہوئین۔ شاہی لشکر کو ہمیشہ فتح حاصل ہوئی۔ اور مظفر شاہ گجراتی بار ہا شکست کہایا۔ اور بے آبروئی کے ساتھہ بہاگتا پہرا۔ آخر ۱۰۰۱ھ مین گرفتار ہوا۔ اور خود کشی کرلی۔ مظفر شاہ کے مرتے ہی گجرات کے سب جہگڑے تمام ہوے۔ جب ولایت گجرات ممالک محروسہ مین داخل ہوئی۔ اور اکثر بنادر اوس کے پادشاہ کے قبضہ مین آئے۔ اس اثنا مین کچہہ جوناگڈہ وغیرہ بہی فتح ہوے۔

جب رانا اودی سنگہ ۹۷۹ھ م ۱۵۷۱ء مین مرگیا تو اوسکا بیٹا رانا پرتاب سنگہ (دیکہا) جانشین ہوا۔ گو وہ نامرد باپ کا بیٹا تہا۔ مگر جوانمرد دادا رانا سنگا کا پوتا تہا۔ دادا کی بہت سی صفات اوسمین موجود تہین۔ لیکن اوس کے پاس کوئی ملک تہا۔ اور نہ خزانہ۔ خاندان پر بہی ادبار آچکا تہا۔ البتہ اوس کے قدیمی جان نثار راجپوت اوس کے ساتہہ خون بہانے کو موجود تہے۔ رانا اروَلی کے پہاڑ (کمبل میر) (کنبھل میر) مین اپنی شکستہ قوت کو جمع کر رہا تہا۔ اور اوس کے دماغ مین یہ خیال سمایا ہوا تہا۔ کہ مین اوس سورج بنسی قوم کا راجہ ہون۔ کہ جسکی چوکہٹ پر پہلے سارے ہندوستان کے راجہ سر رکہا کرتے تہے۔ پہر کیا وجہ ہے کہ مین اکبر کے سامنے سر نیچا کرون۔ چنانچہ اس سرکشی کی حالت جب اکبر کو معلوم ہوئی تو اوس کی سرکوبی کے لئے راجہ مان سنگہ کو معہ دیگر امراء روانہ کیا۔ اور طرفین سے خوب لڑائی ہوئی۔ مان سنگہ نے فتح پائی۔ اور رانا شکست کہاکر بہاگا۔ بہت سی غنیمت ہاتہہ آئی اور رانا کا مشہور ہاتہی رام پرشاد بہی گرفتار ہوا۔ اس عرصہ مین گوکندہ اور ادیپور فتح ہوے۔ ادہر قلعہ سوانہ مین چندر سین نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے امراء کو روانہ کیا۔ لڑائی کا بازار خوب گرم ہوا۔ چندر سین نے شکست پائی۔ اور قلعہ سوانہ امراء شاہی کے قبضہ مین آیا۔ اسکے بعد سروہی بوندی۔ ابوگڈہ۔ جالور بہی فتح ہوے۔ بدہ گڈہ کے راجہ نے سرتابی کی تو اوس کی قرار واقعی تنبیہ کیگئی۔ اب پادشاہ نے کشمیر کی تسخیر کے لئے مرزا قرابہادر برادر مرزا حیدر گورگان کو روانہ

کیا۔ مگر قراباہا در کی ناتجربہ کاری سے لشکر شاہی کو شکست ہوئی۔ اور کشمیریون نے فتح پائی۔ جب بادشاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی تو خود روانہ ہوا۔ اور یوسف خان مرزبان کشمیر کو شکست دی۔ مگر بادشاہ کی معاودت پر پہر وہی بغاوت و سرکشی پیدا ہوئی۔ پہر دوبارہ بادشاہ کشمیر کو گیا تو باغیون کی قرار واقعی تنبیہ کی۔ اور کشمیر پر اپنا پورا تسلط بٹھا دیا۔ جس سے کشمیر کی شورش آیندہ کے لئے مٹ گئی۔ پھر بادشاہ سری نگر آیا۔ اور زعفران زار کی سیر کی۔ دیوالی کا تماشا دیکھا جب ان امور سے فارغ ہوا تو دارالخلافت کو معاودت کی۔ اور سنہ ۱۰۰۰ھ مین تیسرے دفعہ بادشاہ کشمیر کو گیا۔ اور جمیل غوری پورا بیٹے کو مرزا سلیمان کا بیٹا عمر شیخ بتلاتا تہا) کی شورش کو مٹایا۔ اور سری نگر کے پاس ایک شہر آباد کیا۔ رام گڈہ۔ جسرو تہہ۔ جمو۔ مانکوٹ لکو لبست فتح ہوے۔ اور وہان کے زمیندار و مرزبان مطیع ہوے۔ بادشاہ مع الخیر آگرہ آیا۔

جب سلطنت شاہی پر کشمیر کا اضافہ ہوا تو تبت خرد کے حاکم علی رائے نے بادشاہ سے درخواست کی۔ کہ میری لڑکی شاہزادہ سلیم سے بیاہی جائے۔ بادشاہ نے منظور کیا۔ اور بیاہ ہوگیا۔ مگر چند روز کے بعد علی رائے نے تبت بزرگ پر چڑہائی کر کے قبضہ کیا۔ اس کے بعد بادشاہ سے سرتابی کی بادشاہ نے سیف اللہ خان کو اوس کی سرکوبی کے لئے بہیجا جب سیف اللہ خان وہان پہونچا تو علی رائے بغیر لڑے بہاگ گیا۔ بادشاہی لشکر جہانتک گہوڑے جا سکتے تہے۔ جا کر الٹا چلا آیا اس اثنا مین ملک سندھ کے بلاد بہکر۔ ٹہٹہ۔ امرکوٹ وغیرہ پر شاہی قبضہ ہوا۔ اور قلمرو شاہی مین کل سیوستان کا اضافہ ہوگیا۔ اور پٹنہ کا قلعہ باندہو بہی ہاتہ آیا۔

اب قندہار کے معاملات ملاحظہ فرمایئے۔ ہم نے اسکے قبل بیان کیا ہے۔ کہ ہمایون نے اپنے عہد و پیمان کے موافق قندہار شاہ طہماسپ کو دیدیا تہا۔ اکبر نے بہی اوس کو جایز رکہا۔ اور شاہ طہماسپ نے اپنے برادرزادہ سلطان حسین مرزا پور بہرام مرزا کو قندہار کی حکومت عطا کی تہی۔ اور سلطان

حسین مرزا نے اپنی عاقلانہ پالیسی سے طہماسپ اور اکبر دونون کو راضی رکہا تہا۔ جب اوسکا انتقال ہوا تو اوس کے چار بیٹے۔ مظفر حسین مرزا۔ رستم مرزا۔ ابو سعید مرزا۔ سنجر مرزا۔ مین باہمی مخالفت ہونے لگی۔ اور ان نوخیز لوچہون نے طہماسپ و اکبر دونون کا خیال نہ رکہا۔ اس اثنا رمین طہماسپ مرگیا۔ اور شاہ اسمعیل تخت ایران پر بیٹہا تو شاہ قلی سلطان ذوالقدر کو قندہار کا حاکم مقرر کیا۔ اور ان چارون کے مارنے کے لئے بداغ خان کو بہیجا۔ خدا کی شان کہ شام کو حکم دیا۔ اور صبح خود شاہ اسمعیل مرگیا۔ جس سے یہ بیگناہ بچ گئے۔ اور سلطان محمد خدا بندہ ایران کا بادشاہ ہوا۔ اب اکبر نے ان چارون کی سرکوبی کے لئے قرا بیگ اور مرزا بیگ کو لشکر دیکر روانہ کیا۔ جب ان مرزاؤن نے لشکر شاہی کے آمد کی خبر سنی تو اون مین سے رستم مرزا پیشدستی کرکے بادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوس کی خطا معاف کی۔ جب مظفر حسین مرزا کو بہائی کے جانے کا علم ہوا تو اوس نے قرا بیگ و مرزا بیگ کو قندہار حوالہ کرکے خود بادشاہ کے پاس چلا آیا۔ اور سو اسپ عربی ایک مہرہ عجیب (جو سانپ کاٹے آدمی کا زہر چوس کر اچہا کر دیتا تہا) نذر گذرانا۔ بادشاہ نے مظفر کو پنجہزاری منصب اور اقطاع سنبہل عطا فرمایا۔ ادہر قرا بیگ نے قندہار کے متعلقہ مقامات داور و گرم سیر پر بہی قبضہ کیا۔ اس فتح سے کیچ و مکران بہی قلمرو مین آگئے۔ اب لشکر شاہی نے راستہ مین بلوچستان کے بلوچون کی (جو سرکش و مغرور ہوگئے تہے) خوب گوشمالی کی۔ اور الوس کاکر (جو رہزنی اور لڑائی کرتا تہا) کو بہی سزا دی۔

۱۰۰۱ھ مین راجہ کوچلی (جو ولایت ملیبار کے قریب ہے) نے بادشاہ کے پاس اپنا ایلچی روانہ کیا۔ اور نظام الملک دکنی والی احمدنگر کا معتمد وفا خان معہ نفیس ہاتہیون وغیرہ کے حاضر دربار شاہی ہوا۔ عادل شاہ حاکم بیجاپور کے تحائف بہی بادشاہ کی نظر سے گذرے۔ قطب الملک والی گولکنڈہ نے بہی ایک عرضداشت معہ اشیا نادرہ کے ارسال کی۔ سطور بالا کے دیکہنے سے یہہ ظاہر

ہوتا ہے۔ کہ اقطاع دکن مین بہی اکبر کی شہنشاہی تسلیم کیجاتی تہی۔ مگر فرشتہ لکہتا ہے کہ شاہان دکن نے اکبر کی شہنشاہی کو نہین تسلیم کیا۔

۹۹۱ھ مین مرتضیٰ نظام شاہ والی احمدنگر کا چہوٹا بہائی برہان الملک (جو اپنے بہائی سے بغاوت کرکے لڑا[1]۔ اور شکست پایا) احمدنگر سے بہاگ کر آیا۔ اور قطب الدین کے ذریعہ بادشاہ کا آستانبوس ہوا۔ بادشاہ نے اپنی مہربانی وعاطفت سے برہان الملک کو سربلند کیا۔ چند روز کے بعد جب خبر آئی کہ مرتضیٰ نظام شاہ نے وفات[2] پائی۔ اور دکن مین شورش برپا ہے تو بادشاہ نے برہان الملک کو دکن روانہ کیا۔ اور خان اعظم وراجہ علیخان مرزبان خاندیس کو حکم دیا۔ کہ عمدہ لشکر کے سامان مہیا کرکے اوس کے ساتہہ کرین۔ چنانچہ خان اعظم نے چغتائی خان وچندہ خان کو دو دو ہزار سوار اور تین سوہند وقچیون کو اوس کے ہمراہ کیا۔ مگر برار کے رستہ مین زمینداروں نے شورش کرکے چغتائی خان کو قتل کیا۔ اور چندہ خان قید ہوا۔ جس سے برہان الملک ناکام مالوہ واپس آیا۔ اسکے بعد راجہ علیخان مرزبان خاندیس نے اپنے منتخب لشکر کے ساتہہ برہان الملک کی ہمراہی کی۔ جب برہان الملک برار آیا تو امرا برار ساتہہ ہوگئے۔ اب تو برہان الملک کو بہت کچہہ قوت حاصل ہوئی۔ اور مرزاپور کے مقام پر جمال خان سے مقابلہ ہوا۔ برہان الملک کو فتح نصیب ہوئی۔ اور جمال خان مارا گیا۔ اسمٰعیل گرفتار ہوکر قید ہوا۔ اس فتح کے بعد راجہ علیخان

---

[1] اس لڑائی کی تفصیل سلاطین دکن کے حالات مین لکہی جائے گی۔ ۱۲ مولف۔

[2] مرتضیٰ نظام شاہ کی وفات پر اوسکا بیٹا میران حسین تخت نشین ہوا۔ مگر مرزا خان سبزواری نے میران حسین کو قید کرکے برہان الملک کے بیٹے اسمٰعیل کو بادشاہ بنالیا۔ جمال خان دکنی نے قلعہ احمدنگر کا محاصرہ کیا۔ مرزا خان نے میران حسین کو قتل کرڈالا آخر جمال خان غالب آیا۔ اور مرزا خان کو گرفتار کرکے مارا لیکن اوسی اسمٰعیل کو بادشاہ بنانا پڑا۔ ۱۲ مولف۔

خاندیس چلاگیا۔ بعد برہان الملک نے احمدنگر پر حکمرانی کرنی شروع کی۔ لیکن افسوس ہے کہ بادشاہ
کی امداد و اعانت کا شکریہ کچھہ بہی ادا نہ کیا۔ اور بادشاہ کی نوازشون کو یک لخت بہول گیا۔ اور
کامروائی کے خمار مین رعایا کو تکلیف دینے لگا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو ۹۹۱ھ مین اپنے
مخصوص ملازمون کو دکن کے حاکمون کی رسالت کے لئے منتخب کیا۔ چنانچہ ملک الشعرا شیخ فیضی
کو راجہ علیخان حاکم اسیر و برہانپور کے پاس بہیجا۔ اور فیضی کو یہ بہی تاکید کی کہ راجہ علیخان کے پاس
سے ہوکر برہان الملک کے پاس بہی جائے۔ اور خواجہ امین الدین کو برہان الملک کے پاس
احمدنگر روانہ کیا۔ میر محمد امین کو عادل خان حاکم بیجاپور پاس۔ اور مرزا منیر کو قطب الملک حاکم
گولکنڈہ کے نزدیک جانیکے لئے حکم دیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے سلطان مراد کو ملک مالوہ اس
خیال سے دیا۔ کہ اگر مرزبانان دکن پر نصیحت اثر نکرے تو وہ انکو سزا دینے کے لئے آمادہ ہو۔
شہزادہ مالوہ کے طرف روانہ ہوا۔ مگر مرزا کوکہ حج کو چلے جانے سے بادشاہ نے مراد کو گجرات
بہیجدیا۔ اور مرزا شاہرخ کو مالوہ روانہ کیا۔ جب فیضی برہانپور پہونچا تو راجہ علیخان نے فرمان
شاہی کو سر پر رکہا۔ اور اطاعت قبول کی۔ پہر فیضی برہان الملک کے پاس گیا۔ جہان ناکامی
ہوئی۔ کیونکہ برہان الملک نے فرمان شاہی کے جانب مطلق توجہ نہ کی۔ جب بادشاہ کو معلوم
ہوا تو اوس نے شاہزادہ دانیال کو برہان الملک کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا۔ اور رانسنگہ
و خانخانان کو بہی شاہزادہ کی ہمراہی کا حکم ہوا۔ مگر دانیال کی سستی کے باعث بادشاہ نے
دکن کی مہم مراد کے حوالہ کی۔ اور مراد دکن کے جانب روانہ ہوگیا۔ مگر اوسکے ہمراہی امراء
کی دوروئی سے بہت کچھہ خرابیان پہیلین۔ تاہم مراد احمدنگر کے جانب چلا۔ جب قلعۂ چاند کے قریب
پہونچا تو چاند بی بی ہمشیرۂ برہان الملک[۱] لڑائی کے لئے آمادہ ہوئی۔ اور لڑائی چہڑی جسمین

[۱] اب ہم بیان ناظرینکی معلومات کیلئے مختصر برہان الملک کا حال لکہتے ہین۔ یعنے جب احمدنگر پر برہان الملک کا تسلط

شاہی فوج غالب رہی۔ مگر سپاہ کی دو روئی سے نہ قلعہ پر قبضہ ہوا اور نہ مفرورون کا تعاقب کیا گیا
اس عرصہ مین غنیم کی امداد کے لئے عادل شاہی اور قطب الملکی افواج بھی آگئی۔ چنانچہ دوسرے دن
ایک جنگ عظیم ہوئی۔ طرفین کے نامی گرامی سردار مارے گئے۔ حالانکہ غنیم کے پاس ساٹھہ ہزار کا لشکر
تھا۔ اور افواج شاہی مین ۱۵ ہزار سوار تھے۔ مگر لشکر شاہی نے فتح پائی۔ غنیم کے چالیس ہاتھی
اور توپخانہ ہاتھہ آیا۔ راجہ علیخان مرزبان خاندیس لڑائی مین مارا گیا۔ قلعہ کاویل۔ قلعہ سبل گڈہ
قلعہ کہرلہ۔ قلعہ ناسک (یہ چارون قلعے برار سے متعلق تھے) کو لشکر شاہی نے فتح کیا۔ مگر سپاہ
و امراء کی نااتفاقی سے شاہزادہ مراد احمدنگر کی مہم سے ناکام پھرا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی تو
ابوالفضل کو روانہ کیا۔ اور اتفاق و یکجہتی سے کام کرنے کی ہدایت کی۔ اور مہم کی تکمیل کے لئے زور
دیا۔ اس اثنار مین مراد سخت بیمار ہوگیا۔ چند ہی روز کے بعد سنہ ۱۰۰۷ھ مین انتقال کیا۔ بادشاہ کو
بیٹے کے مرنے سے سخت رنج والم ہوا۔ مگر مشیت ایزدی مین کسکو دخل ہے۔ آخر شاہزادہ دانیال کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۱) ہوا تو چند روز کے بعد اُس نے عادل شاہ حاکم بیجاپور کے غلام داؤد خان حبشی کو پناہ دیا۔ جس سے عادل شاہ نے
چڑہائی کی برہان الملک شکست پایا۔ اور بیمار ہوگیا جب زیست سے ناامید ہوا تو اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو قید سے نکال کر
ولیعہد کیا۔ اور ۱۰ شعبان سنہ ۱۰۰۳ھ کو برہان الملک کا انتقال ہوگیا۔ اس اثنار مین عادل شاہ نے چڑہائی کی اور اس لڑائی مین
ابراہیم مارا گیا۔ منجھو آتابک برہان شاہ نے ایک ۱۲ سالہ لڑکے احمد کو خاندان نظام شاہی سے خیال کرکے تخت نشین کیا۔ اور
ابراہیم کے بیٹے بہادر (جو شیرخوار تھا) کو قید کر ڈالا۔ چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ احمد خاندان نظام شاہ سے نہین ہے
اس لئے منجھو نے اوس کو معزول کرکے قید کیا۔ اور اوس کے بیٹے احمد شاہ کو بادشاہ بنایا۔ اور منجھو کے مخالفون نے
احمدنگر کے ایک طفل مجہول النسب کو اپنا بادشاہ مقرر کیا۔ اور دس بارہ ہزار سوار جمع کرکے میان منجھو کو قلعہ مین محصور کیا
بہرحال احمدنگر مین ایک عام شورش مچی ہوئی تھی ۱۲ مولف۔

مہم دکن تفویض ہوئی۔ اور ابوالفضل کو شاہزادہ کی ملکی ومالی مہمات کی سربراہی کے لئے بادشاہ نے فرمان بہیجا۔ یہان ابوالفضل نے مراد کے انتقال کے بعد سپاہ کو تسلی آمیز باتون سے یکرنگ کیا اور جو کچہہ روپیہ ساتہہ تہا سپاہ مین تقسیم کیا۔ جس سے سپاہ نے قوت تازہ پائی۔ اور دانیال کے آنے تک ابوالفضل نے شہر بیر اور قلعہ تلتوم وقلعہ پرنالہ فتح کئے۔ اور چاند بی بی (جس نے برہان الملک کے پوتے بہادر کو بادشاہ بنایا تہا) اور ابہنگ خان (سپہ سالار فوج احمد نگر) کے شور شون کو بہی مٹاتا رہا۔ اس عرصہ مین دانیال کا نزول اجلال ہوا۔ اور ابوالفضل حسب الطلب بادشاہ کے پاس چلا گیا۔ اس اثنا مین بہادر خان خلف راجہ علیخان مرزبان خاندیس کی جو شامت آئی تو بغاوت پر کمر باندہی۔ اور بادشاہ بہی فوراً قلعہ آسیر کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوا۔ اول تو بہادر خان نے اپنے لشکر کے گہمنڈ پر مغرور رہا۔ مگر جب ابوالفضل نے قلعہ پٹن قلعہ سنبہل۔ قلعہ مالی گڈہ۔ فتح کئے تو بہادر خان کی آنکہین کہلین اور امان طلب کیا۔ بادشاہ نے بہادر خان کی تقصیرات معاف فرمائین اور قلعہ اسیر پر شاہی قبضہ ہوگیا۔ اودہر دانیال نے قلعہ ناسک کو فتح کیا۔ مگر احمد نگر کے محاصرہ کے لئے جب وہان سے فوج بلائی گئی تو یہ قلعہ ہاتہہ آیا ہوا نکل گیا۔ چاند بی بی محاصرہ سے تنگ آکر صلح کی خواہش کی۔ مگر ابہنگ خان اس کے خلاف تہا۔ جب چاند بی بی کے صلح کی کارروائی کا علم حبشہ خان خواجہ سرا کو ہوا تو اوس نے چاند بی بی کو مار ڈالا۔ جس سے صلح کی کارروائی ناتمام رہ گئی۔ اور ابہنگ خان بہت سے زنگی اور دکہنی لیکر شاہزادہ دانیال کے لشکر کا مقابلہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ آخر ۱۰۰۹ھ مین قلعہ احمد نگر پر بادشاہی قبضہ ہوگیا۔ اور برہان الملک کا پوتا بہادر ہاتہہ آیا۔ گرانمایہ جواہر ومرصع آلات وعجیب کتب خانہ اور بہت سا مال واسباب اور ۲۵ ہاتہی غنیمت مین حاصل ہوے۔ اس کے بعد قلعہ جیر بہی (یہ آباد تہہ نظام الملک کے باپ دادا کا تہا) فتح ہوا۔ اور دانیال نے احمد نگر کو مرزا شاہرخ کے تفویض کرکے خود بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے دانیال کو خاندیس کی حکومت عطا فرمائی۔ اور اوس

ملک کا نام اوس کے نام پر داندلیں رکھا۔

دانیال کے واپس جاتے ہی احمد نگر مین پہر بغاوت کے آثار پیدا ہوگئے۔ اور دکن کے خود غرض فراہم ہو کر شورش برپا کرنے لگے۔ مرتضیٰ نظام الملک کے چچا شاہ علی کے بیٹے علی کو ان باغیون نے اپنا سردار بنایا۔ اور اطراف واکناف مین تاخت وتاراج شروع کردی۔ اوہر راجو اور عنبر جیو نے بہی سرکشی پر کمر باندہی۔ ان تینون نے اقطاع احمد نگر مین ایک اودہم مچادی۔ جب بادشاہ کو ان سرکشون کی خبر ہوئی تو ابوالفضل اور خانخانان وغیرہ کو اون کی تنبیہ وسرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ان باغیون سے متعدد لڑائیان ہوئین۔ اور لشکر شاہی نے متعدد لڑائیون مین فتح پائی۔ اور باغیونکو مدام شکست نصیب ہوتی رہی۔ مگر ایک سرکش بہی گرفتار ہوا اور نہ قتل کیا گیا۔ جس سے اون کی سرکشی کی بنیاد اوکھڑ نہ سکی۔ بعض بعض موقعون پر ان باغیون نے عجز والحاح کرکے صلح کرلی۔ اور امان چاہی۔ مگر پہر چند روز کے بعد صلح نامہ کو طاق مین رکھا۔ اور لڑائی کو موجود ہوگئے۔ اس اثنا مین بادشاہ نے ابوالفضل کو فرمان بہیجا۔ کہ اپنا لشکر اپنے بیٹے شیخ عبدالرحمن کے تفویض کرکے خود حاضر در دولت ہو۔

اندنون شاہزادہ سلیم کے امور ناپسندیدہ وعادات ناملایم کے باعث بادشاہ شہزادے سے سخت ناراض تہا۔ اور سلیم کے ہواخواہون نے سلیم کے ذہن نشین یہ بات کی تہی۔ کہ یہہ ساری ناراضی بادشاہ کی ابوالفضل کی غمازی کے سبب سے ہے۔ جس سے سلیم ابوالفضل کے قتل کے درپے ہوا اور جب ابوالفضل حسب الطلب بادشاہ کے دکن سے نکلا تو سلیم نے نرسنگدیو بندیلہ (جو ابوالفضل کے رستہ مین تہا) کو اپنی عنایات خاص کا امیدوار کرکے حکم دیا کہ کسیطرح ابوالفضل کا کام تمام کردے۔ چنانچہ یہ نامعقول اپنی جماعت کو لیکر ایک گوشہ مین چہپا رہا اور ابوالفضل اوس مقام پر آتے ہی حملہ کیا۔ افسوس ہے کہ غرۂ ربیع الاول ۱۰۱۱ھ کو بیگناہ ابوالفضل نے شہادت پائی

جب بادشاہ نے یہ خبر پرملال سنی تو دو دن تک چیخین مار کر روتا رہا۔ اور اس عرصہ مین کچھہ کہایا
اور نہ آرام کیا۔ جب ہوش آیا۔ رائے رایان۔ راجہ راج سنگہ۔ رامچندر بدیلہ۔ ضیاء الملک وغیرہ
کو حکم دیا۔ کہ اسیوقت جاکر نرسنگدیو کو معہ متعلقین قتل کردیا جائے۔ کہتے ہین کہ شہنشاہ اکبر نے
عمر بہر کبہی ایسا سخت حکم جاری نہین کیا۔ مگر جسکو خدا رکہے تو اوسے کون چکہے۔ امراء شاہی نے
بہت کچہہ اوس کی گرفتاری مین سر مارا۔ اور مدتون تعاقب کیا۔ لیکن وہ ان لوگون کے ہاتھہ
نہ آیا۔ اور زندہ رہا۔ چنانچہ جہانگیر کی سلطنت مین صاحب منصب ہوا۔
سنہ ۱۰۱۳ مین عادل خان مرزبان بیجاپور نے بادشاہ سے یہ التجا کی۔ کہ اوس کی بیٹی کا نکاح
شاہزادہ دانیال سے کیا جائے۔ بادشاہ نے منظور کیا۔ دلہن بیجاپور سے احمد نگر آئی۔ اور
دولہا بہی برہانپور سے احمد نگر گیا۔ ساعت سعید مین عقد کا مبارک رسم ادا ہوا۔ مگر چندہی
روز مین بادہ پیمائی کی کثرت سے دانیال نے انتقال کیا۔ جس سے بادشاہ کو سخت صدمہ
اب ہم یہان پر اکبر کی اون لڑائیون کا حال بہی تحریر کرنا مناسب سمجہتے ہین
کہ جو شمال و مشرقی افغانون کے ساتھہ ہوئی تہین۔ چنانچہ جب اکبر کی توجہ شمال مشرقی کے
طرف ہوئی تو افغانستان مین ایک مذہبی[۱] طوفان اٹھہ رہا تہا۔ جسکا روکنا اکبر کو ناگزیر تہا
کیونکہ اوس کے ساتھہ یہ خوف لگا ہوا تہا۔ کہ کہین توران کوئی خوفناک حملہ نہ کرے۔ دوسرا

[۱] پچیس برس پہلے سے افغانستان مین ایک نیا مذہب روشنائی پہیل رہا تہا اس فرقہ کا
بانی بایزید انصاری تہا۔ جسکا مولد جالندہر تہا۔ اور وہ بابر کے افغانستان کی سلطنت لینے سے ایک سال
پہلے پیدا ہوا تہا۔ بایزید کا خیال یہ تہا کہ افغانون کی سلطنت پہر بحال ہو۔ اسکی مان کا نام بانین
تہا۔ اسکا باپ اور اوس کے خاوند کا دادا دونو سگے بہائی جالندہر مین رہتے تہے۔ مگر اوس کا خاوند

یوسف زیون کا سرگروہ راہ زنی اور خلق آزاری پر کمر باندہا تہا۔ سنہ ۹۹۴ھ مین پادشاہ نے زین خان کو کلتاش کو اون کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اور اوس کے پیچہے راجہ بیربر اور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۵) عبداللہ کانی گورام (یہ مقام کوہستان افغانستان مین دو دریاؤن گومل اور قورم کے درمیان ہے) مین رہتا تہا۔ جب مغلون کا تسلط بڑہنے لگا تو بایزید کی ماں اپنے خاوند کے پاس کانی گورام چلی گئی۔ اور بایزید وہین پرورش پایا۔ عبداللہ کو بیوی کے ساتہہ التفات نہ تہا۔ آخر طلاق دیدی۔ بایزید کو سوتیلی ماں اور سوتیلے بہائی یعقوب سے بہت ایذا پہونچی۔ کیونکہ اوس کو علم کا بہت شوق تہا۔ شیخ بہاء الدین زکریا کی اولاد کے پاس تعلیم کے لئے بہیدیا۔ چندروز کے بعد بایزید نے گہوڑون کی سوداگری کرنا شروع کی۔ اور سمرقند سے ہندوستان آیا۔ جب کالنجر پہونچا تو ملا سلیمان (یہ اسماعیلیہ مذہب رکہتا تہا) سے بیعت کی۔ یہان مدتون مذہب اسماعیلیہ کی تعلیم پائی۔ پہر اپنے وطن کانی گورام کو گیا۔ اور پہاڑ کے غار مین خلوت نشین ہوا۔ بایزید کا مذہبی خیال خدا کے باب مین ہمہ اوست (وحدت الوجود) کا تہا۔ عبداللہ کو جب خبر ہوئی تو بحالت غضب غار مین پہونچا۔ اور بیٹے کو زخمی کرکے اس مذہب وخیال سے توبہ کرائی۔ اور سنت جماعت کے مذہب پر معاودت کرنے کے لئے عہد لیا۔ مگر جیسا باپ متعصب تہا۔ بیٹا اپنے مذہب کے تعصب مین باپ کا باپ تہا۔ اس کے بعد وہ ننگرہار کو چلا گیا۔ مہمند کے سردار سلطان احمد نے اوس کا خیر مقدم کیا۔ یہان بایزید نے اپنے مذہب مین بہت سے افغانون کو مرید کیا لیکن تاجیک کے سنی ملا نے تنگ کیا تو نشاور چلا گیا۔ اور غری ہیل افغان۔ خلیل اقوام۔ محمود زئی۔ عمرزئی کے افغانون کو اپنے پکے چیلے بنایا۔ غرض اب وہ دونون دین و دنیا کا رہنما بنگیا۔ مذہبی وملکی معاملات مین دلچسپی لینے لگا۔ اور کہنے لگا۔ کہ مجہکو الہام ہوتا ہے

حکیم ابوالفتح کو بہی اعانت وامداد کے لئے بہیجا۔ مگر جو لوگ کہ امداد کے لئے بہیجے گئے تہے۔ اونہون نے زین خان کی مفید تجویزون پر عمل نہ کیا۔ اور اپنی اپنی رائے زنی کرنے لگے جس سے یوسفزیون

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۶) خدا کو دیکہتا ہون۔ خدا کے ساتہ رہتا ہون۔ اور خلیفۃ اللہ ہون۔ یہان اوس نے اپنا نام روشنائی رکہا مریدون نے پیر روشنائی کے نام سے مشہور کیا۔ اب تو قرآن کے اسرار بیان ہونے لگے۔ ایک کتاب خیر البیان تصنیف کی۔ نماز مین قبلہ کے طرف منہ کرنا درست نہ سمجہا۔ وضو کی ضرورت نہ رکہی۔ رمضان کے روزون کو فصل بہار مین دس یوم مقرر کئے۔ اور اپنے دشمنون کو مارنیکے لئے اجازت دی مسلمان اور ہندؤن کو بے ایمان بتلایا۔ اور اون کے مال کو غارت کرنے اور لوٹنے کا حکم دیا۔ خصوصًا ترک سنیون کا تو بیحد دشمن تہا۔ اپنے دشمنون پر چہوٹے چہوٹے حملے بہی شروع کر دئے۔ اور کوہستانی آزاد قومونکو جہاد کی ترغیب دی۔ اور خود بہت سی سپاہ لیکر ننگ بار کے میدان مین اترا۔ محسن غازی سے لڑکر شکست پائی۔ اور وہان سے بہاگ کر ہشت نگر آیا۔ سفر کی تکان سے بخار مین مبتلا ہوا۔ اور اوسی مرض مین انتقال کیا۔ مگر اس کے مرنے سے روشنائی مذہب کی روشنی بالکل بجہی نہین۔ اور وہ شاہجہان کے زمانہ تک کچہہ نہ کچہہ اپنی چمک دکہاتی رہی۔ چنانچہ بایزید کی وفات پر اوسکا بڑا بیٹا عمر تلوار کو ہاتہ مین لیا۔ اور مریدونکو جمع کر کے لڑائی شروع کی۔ اور اپنے باپ کی ہڈیونکو ایک تربت مین رکہکر لڑائی مین لیجاتا تہا۔ مشرقی یوسفزیون سے مقابلہ ہوا جنہون نے عمر اور اوس کے بہائی خیر الدین کو شکست دیکر مار ڈالا۔ اور ان دونون لاشونکو معہ بایزید کی ہڈیون کے جلا کر خاکستر کیا۔ اور یہ خاک دریا سندہ مین ڈالدیگئی اور بایزید کا چہوٹا بیٹا جلال الدین قید مین رہا۔ ۹۸۱ھ مین جب اکبر کابل سے لاہور آیا۔ تو جلال الدین ۱۴ سالہ کو یوسفزیون سے لیلیا۔ مگر یہ بہاگ نے کا موقع پاکر تیراہ کو بہاگ گیا۔ اورکزئی۔ بنگش۔ آفریدی۔ اورکئی قومون سے اخلاص پیدا کر کے یہ لڑکا ایسی خوفناک مشعل بنا۔ کہ اوسکے شعلے اکبر تک پہنچے اکبر نے اوسکا نام جلالہ تاریک اور اوسکے فرقہ کا نام تاریکیان کہا۔ اس جلالہ نے اپنے طرفدار ایسے پیدا کئے۔ کہ پشتونکا بادشاہ اسکا خطاب ہوا۔ اس نے ہندوستان پر جہاد کیا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مولف

اور روشنائیون کے مقابلہ مین ہمیشہ شکست حاصل ہوتی رہی۔ بلکہ ایک لڑائی مین راجہ بیربر مارا گیا۔ اور بہت سے نامور امرا اور سپاہ موت کا شکار بنے۔ اس واقعہ کے سننے سے بادشاہ کو بیحد ملال ہوا۔ خصوصاً بیربر کے مرنے سے طرح طرح کے رنج بادشاہ کو ہوئے۔ اب خود بادشاہ نے جانیکا ارادہ کیا۔ مگر امرا کی التجا سے اپنا جانا موقوف کر کے کنور مان سنگھ کو روانہ کیا۔ اور اسمٰعیل قلیخان و زین خان کوکلتاش کو بھی مان سنگھ کی اعانت کیلئے بھیجا۔ چنانچہ یہ تینون یوسف زیون اور روشنائیون کے ساتھہ متعدد جنگ کر کے ہمیشہ فتح پائے یوسف زیون کے سردارون نے تو تنگ آ کر امان چاہی۔ اور جلالہ آوارہ اوبار ہو کر الوس لوحانی کی مدد سے تاجرانہ طور پر غزنین آیا۔ اور شریف خان سے لڑ کر غزنین کا مالک ہو گیا۔ لیکن شادمان ہزارہ نے جلالہ کو شکست دی۔ اور وہ زخمی ہو کر کوہ رباط مین پناہ لیا۔ ۱۰۰۹ءمین مراد بیگ وہان پہونچکر جلالہ کا کام تمام کیا۔ اس اثنا مین زین خان نے قلعہ بیر۔ قلعہ جنکاری۔ قلعہ کنشان۔ بجور۔ سواد وغیرہ کو فتح کیا۔ اور دریاء ستلج کے کنارہ سے کاہلور تک تگاپو کی: جس سے راجۂ نگرکوٹ۔ راجۂ کوہ جمو۔ راجۂ مو۔ راجہ جسوال۔ راجۂ کاہلور۔ راجۂ گوالیار۔ راجہ چندہ پال۔ راجہ سیبہ۔ راجۂ مانکوٹ۔ راجہ جسرونہ۔ راجۂ مکنیو راجۂ شیرکوٹ بہرتہ۔ راجۂ قلعۂ بہیلا۔ زمیندار سکنٹ۔ راجۂ ملادیہ۔ راجۂ بہیری وال مطیع ہوے۔ اور زین خان ان راجاؤن اور زمیندارون کو معہ پیشکش کے لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس فتح اور کامیابی پر کمال مسرت ظاہر فرمائی اور زین خان وغیرہ کو عنایات شاہانہ سے سرفراز کیا۔

اب ہم یہان پر ناظرین کو توران کے حالات سے انٹروڈیوس کراتے ہین۔ یعنے جب بادشاہ دریائے سندہ کے کنارہ پر مقیم تہا تو زابلستان جانیکے ارادہ سے دریائے سندہ کو

ایک مستحکم پل بنوایا۔ جس سے توران مین ایک عجیب تھلکہ پڑا۔ اور بادشاہ کے آنے کا ایسا خوف بندھا۔ کہ بلخ کے دروازے اکثر بند رہتے تھے۔ فرمانروائے توران عبد اللہ خان[1]

---

[1] عبد اللہ خان اوزبک شہنشاہ اکبر کا ہم پلہ کہلاتا تہا۔ اور اسکا سلسلۂ نسب قاآن بزرگ چنگیز خان کی سولھوین پشت مین اسطرح ملتا ہے۔ عبد اللہ خان بن سکندر خان بن جانی بیگ۔ بن محمد سلطان بن ابو الخیر خان بن شیخ دولت اغلان بن ابراہیم بن پولاد بن بوراخچہ سلطان بن محمود خواجہ خان بن قاآن بائی بن رابل باک بن نیکا تیمور۔ بن باداقل بن جوجی بوغا۔ بن شیبان۔ بن جوجی بن چنگیز خان۔

سنہ ۹۴۰ھ مین عبد اللہ خان پیدا ہوا۔ اس کے ورثہ مین نہایت چھوٹی سی ریاست قرمینیہ آئی۔ جس کو اوس نے اپنی بہادری سے بہت بڑہایا۔ یہ زمانہ وہ تہا کہ براق خان بن سونچک خان بن ابو الخیر خان (جو ترکستان وماوراء النہر پر غالب ہوا تہا) کا انتقال ہونیسے قوم ازبک کی فرمانروائی متفرق ہوگئی تہی۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ وہ ساری قوم کا سردار ہوتا۔ چنانچہ برہان بخارا مین اور سلطان سعید خان سمرقند مین پیر محمد خان بلخ مین حکومت کرتے تہے۔ عبد اللہ خان اپنی مردانگی سے سب پر غالب آیا۔ اور کہا کہ اس اوس مین میرے باپ سکندر خان سے کوئی بڑا نہین ہے۔ اسلئے بزرگون کے آئین کے موافق خطبہ وسکہ اسکے نام پر جاری ہونا چاہئے۔ جسکو سب نے ناگزیر منظور کیا۔ اور سنہ ۹۶۸ھ مین عبد اللہ خان نے اپنے باپ کو ساری قوم اوزبک کا خاقان بنایا۔ گو سکندر خان خاقان تہا مگر سلطنت کا مختار ومدار علیہ عبد اللہ خان تہا۔ اسنے اپنے باپ کی زندگی مین سمرقند تاشقند۔ ترکستان۔ فرغانہ۔ اندجان فتح کرلیا۔ اور باپ کی وفات پر کل قوم اوزبک کا خاقان ہوگیا۔ اوزبکوں کی جو متفرق ریاستین تہین۔ وہ سب اسکے قبضہ مین آکر ایک ہوگئین۔ اب عبد اللہ خان نے خراسان کا حصۂ عظیم اور خوارزم معہ بدخشان کے فتح کیا۔ ان فتوحات نے عبد اللہ خان کی قوت کو بہت مستحکم کیا جس سے اکبر کا ہم پلہ کہلانے لگا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مولف۔

نے مصلحت وقت کے لحاظ سے نیازمندی اور نیایش گری اختیار کی۔ بہت سے تحف وہدایا ارسال کیا۔ اور ایلچی کے ذریعہ کہلا بھیجا۔ کہ "آپ اور ہم ملکر شاہ ایران سے عراق۔ خراسان۔ فارس کو لے لینگے۔" جسکا جواب بادشاہ نے مرزا فولاد کے ہاتھ یہ روانہ کیا کہ "شاہ ایران خاندان نبوت سے انتساب رکھتا ہے۔ اسکا پاس ہمکو ہے۔ آئین وکیش کے اختلاف کو ملک ستانی کیلئے سرمایۂ آویزش نہین کرنا چاہئے۔ سوائے اسکے میرے اور شاہ ایران کے درمیان دوستی و آشنائی ہے۔ اس لئے میرا ارادہ اوس سے لڑنیکا ہرگز نہین ہے" اسکے بعد بھی والی توران کے ایلچی اکثر آتے رہے۔ چنانچہ احمد علی اور ملا حسینی ایلچیان توران بیمار ہوکر ہندوستان ہی مین مرگئے

توران وایران کے بادشاہونکو جو مراسلات ابوالفضل سے لکھا کر شہنشاہ نے بھیجے ہین وہ ڈپلومیٹک تحریرات کے ایشیائی زبان مین بیمثل نمونے ہین۔ اور وہ تمام رقعات ایک جائے کتابی صورت مین ابوالفضل کے نام سے موسوم اور طبع ہوچکے ہین۔ اور اکثر طالب علم استفادہ حاصل کرتے ہین۔ جن سے ہمارے ناظرین خوب واقف ہین۔ اسلئے ہم کو اون رقعات کے نقل یا ترجمہ کرنے کی چندان ضرورت نہین ہے۔ الغرض اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان بادشاہون مین ہمیشہ اتحاد و وداد کی نیت رہی۔ اور مدام یکجہتی سے گذری۔

اگرچہ عبداللہ خان داد گری کیساتھ زندگی بسر کرتا تھا۔ مگر اوس کے بیٹے عبدالمومن نے ظلم و زیادتی سے اکثر خاندانون کو تباہ کیا۔ اور تخت نشینی کی آرزو نے تو اسکو باپ کی جان لینے پر بھی آمادہ کیا۔ چنانچہ اس بدبخت کے اشارہ سے محمد باقی وکیل نے زہر دیکر عبداللہ خان کا کام تمام کیا۔ مگر چند ہی روز عبدالمومن نے سلطنت کی۔ اسکے بعد اوس کو لوگون نے مارڈالا اور باقی خان حاکم ہوا۔ اس کے بعد ماوراءالنہر طوائف الملوک بنگیا۔ ادھر شاہ ایران نے

خراسان لے لیا لیکن اکبر نے اس موقع سے فائدہ اُٹھانا نہ چاہا۔ ورنہ اکثر امرا نے بادشاہ کو
توران فتح کرنیکی صلاح ورائے دی تھی۔
اب ہمکو یہان پر عہد اکبری کے بعض حوادث بدخشان کا بیان بہی اجمالاً تحریر کرنا ضروری معلوم
ہوتا ہے۔ یعنے مرزا شاہرخ بن مرزا ابراہیم اپنی مان خانم کے بہکانے سے اکثر دفعہ اپنے دادا
مرزا سلیمان حاکم بدخشان سے لڑتا رہا۔ فتح وشکست کی حالت دونون طرف برابر رہی۔ اور بعض
موقعون پر پوتے اور دادامین صلح بہی ہوجاتی تہی۔ مگر مرزا سلیمان کو پوتے کے ان حرکات ناشائستہ
سے ہمیشہ ملال رہتا تہا۔ آخر مرزا سلیمان کو حج کی سوجھی۔ اولاً وہ اکبر کے پاس ہندوستان آیا۔
پادشاہ نے اوسکی حد سے زیادہ تعظیم وتکریم کرکے بنگالہ کی حکومت عطا کی۔ مگر بدخشان کی محبت
اور پوتے سے عوض لینے کی آرزو کے باعث مرزا سلیمان نے بنگالہ کی حکومت پسند نہ کی۔
اور حجاز کی اجازت لیکر روانہ ہوا۔ جب مرزا شاہرخ کی والدہ خانم کو مرزا سلیمان کے ہندوستان
جانے اور اکبر سے ملاقات کرنیکی کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے بہی اپنے ارادت وعقیدت کی
ایک عرضداشت معہ تحائف وہدایا کے پادشاہ کی خدمت مین ارسال کی۔ پادشاہ نے اوسکو
قبول فرماکر نہایت نوازش فرمائی۔ اس اثنا مین مرزا سلیمان جو حجاز کے ارادہ سے روانہ ہوا
تہا۔ اوس ارادہ کو ناتمام چہوڑکر ایران گیا۔ اور شاہ اسمٰعیل طہماسپ سے مرزا شاہرخ کی سرکوبی
کے لئے امداد چاہی۔ چنانچہ شاہ ایران نے کچھ سپاہ اوسکی کمک کے لئے نامزد کی۔ جب سلیمان
ہرات مین پہونچا تو شاہ اسمٰعیل کے انتقال کی خبر سنی۔ جس سے اوسکو بڑی مایوسی ہوئی۔
آخر وہان سے نکلکر قندہار آیا۔ اور مرزا مظفر حسین حاکم قندہار سے اعانت کی درخواست کی۔
مگر اوس نے منظور نہ کیا۔ پہر مرزا سلیمان کابل آیا۔ اور مرزا محمد حکیم کو اپنی امداد پر آمادہ کرکے
شاہرخ سے لڑنیکے لئے روانہ ہوا۔ اور حدود طالقان مین دادا پوتے کے درمیان لڑائی

ہوئی۔ مگر محمد قلی نے مصالحت کرا دی۔ اور سلیمان و شاہرخ مین ملک کی تقسیم بہی ہوگئی۔ مرزا محمد حکیم کابل چلا گیا۔ چند روز بہی امن و امان سے نہین گذرے۔ کہ پہر سلیمان و شاہرخ مین نزاع پیدا ہوگئی۔ آخر اس آپس کی نااتفاقی و نزاع کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ خان حاکم توران نے بدخشان پر قبضہ کرلیا۔ اب تو دونون پر ادبار آیا۔ انہین ایام مین شاہرخ کی والدہ خانم کا بہی انتقال ہوگیا۔ باقی جو کچہہ بچا بچایا ملک دادا پوتے کے قبضہ مین تہا۔ اون مین سے ایک ایک کرکے والی توران کے قبضہ مین جانے لگا۔ مگر اس وقت سلیمان و شاہرخ مین ملاپ ہوگیا تہا۔ مگر یہ اتفاق لاحاصل تہا۔ کیونکہ ملک تو دشمن کے قبضہ مین جا چکا تہا۔ آخر شاہرخ اپنے تینون بیٹے حسن و حسین اور بدیع الزمان کو معہ اپنے عیال و چند ملازمون کے ساتہہ لیکر ہندوستان روانہ ہوا۔ اور مرزا سلیمان کو مرزا حکیم نے کچہہ دیہات لمغانات مین دیدئیے۔ جہان وہ بدخشان لینے کے منصوبے سوچنے لگا۔ اب شاہرخ کی سنئے کہ وہ سیکڑون مصیبتین و شوارگذار راستون کی جہیلتا۔ اور دشمنون و قزاقون سے مقابلہ کرتا ہوا بہزار خرابی فتحپور سیکری مین پادشاہ کا قدمبوس ہوا۔ پادشاہ نے شاہرخ پر کمال درجہ عنایت و شفقت مبذول کرکے اپنی بیٹی شکر النسا بیگم کا نکاح کردیا۔ اور مالوہ کی صوبہ داری اور پنجصدی ہزاری منصب سے بہی ممتاز کیا۔ چنانچہ مرزا شاہرخ کا ذکر اس کے قبل گجرات و احمد نگر کی لڑائیون مین بیان ہوا ہے۔ جس سے ہمارے ناظرین بخوبی واقف ہین۔

اودہر مرزا سلیمان نے مرزا حکیم کی امداد سے کچہہ بدخشی و کابلی سپاہ لیکر بدخشان کی فتح کے لئے غنیم پر یورش کی۔ مگر افسوس ہے کہ شکست پائی۔ ناچار وہان سے بہاگ کر زابلستان کا رخ کیا۔ اور کنور مان سنگہ کے ذریعہ پادشاہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ اکبر نے مرزا کو لاہور مین رکہا۔ چند روز کے بعد ۹۹۶ھ مین بعمر ۷۷ سالہ اس دنیائے فانی سے

رخصت ہوا۔ اس کے بعد بادشاہ نے زین خان کوکلتاش کو زابلستان کی راہ مین امن و امان قایم کرنے اور وہان کے راہزنون اور قزاقون کو سزا دینے کی غرض سے روانہ کیا چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ مین بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور زابلستان کے راستہ پر امن ہوگیا۔ اس اثناء مین ایک شخص ہمایون نامی اپنے کو مرزا سلیمان کا بیٹا بنا کر کہمار مین حکومت کرنے لگا۔ مرزا بدیع الزمان (جو بادشاہ کا خواہرزادہ تھا) کچھہ سپاہ لیکر حصار سے گیا۔ اور اوس سے لڑکر غالب ہوا۔ ہمایون مارا گیا۔ مرزا نے بادشاہ کے نام کا خطبہ اور سکہ بدخشان مین جاری کیا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آلات جنگ سے اوس کی امداد کی۔ اور ملک محمد بدخشی کو لعل بدخشان کی کان کا داروغہ بنا کے بہیجا۔ مگر ابھی یہ سامان بدیع الزمان کے پاس نہین پہونچا تہا۔ کہ باقی خان حاکم توران نے ایک لشکر گران بدخشان بہیجا۔ لڑائی ہوئی تورانیون نے فتح پائی۔ بدیع الزمان زندہ گرفتار ہوکر قتل کیا گیا۔ بادشاہ نے یہ واقعہ سنا تو باقی خان کے بھائی پایندہ خان (جسکو ولایت گرم سیر مین شاہ بیگ خان نے گرفتار کیا تھا) کو مرزا والی کے حوالہ کیا۔ جس نے اپنے بھائی بدیع الزمان کے خون کا انتقام لیا۔

اب کچھہ حالات شاہزادۂ سلیم[1] (جہانگیر) کے لکھے جاتے ہین۔ کہ جس وقت بادشاہ نے سنہ

[1] شاہزادۂ سلیم اکبر کا لاڈلا بیٹا اور منتون مرادون کا فرزند تہا۔ کیونکہ جب بادشاہ کو ۱۳ ربیع الاول سنہ ۹۷۲ھ کو دو بیٹے توام حسن و حسین پیدا ہوے۔ اور ایک ہی مہینے کے بعد انتقال کر گئے۔ جس سے بادشاہ ہمیشہ ملول و مغموم رہتا تہا۔ ایک دفعہ موضع سیکری مین ایک درویش شیخ سلیم نام صاحب حال کے پاس گیا۔ اور شیخ کی حالت توجہہ و بیخودی مین پوچھا۔ کہ مجھکو کتنے فرزند پیدا ہونگے۔ شیخ نے جواب دیا۔ کہ خداوند عالم تین فرزند عطا کریگا۔ بادشاہ نے کہا کہ فرزند اول کو جناب کے دامن تربیت و توجہہ مین رکھونگا

مین دکن کیجانب روانہ ہوا تو سلطان سلیم کو شہنشاہی کا خطاب دیکر اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اور شاہزادہ
باپ کے جانیکے بعد چندروز شکار کھیلتا رہا۔ وہان سے رانا کے استیصال کے لئے اودیپور گیا۔
اور رانا کوہستان مین بھاگ گیا۔ واپسی پر بعض خوشامدی مقربون اور ہمنشینون نے شاہزادہ
کو یہ پٹی پڑہائی۔ کہ بادشاہ تو دکن کی تسخیر مین مشغول ہے۔ اس موقع پر یہ بہتر ہوگا۔ کہ اکبر آباد کے
پرگنے جو سیر حاصل ہین۔ اون پر قبضہ کرلیا جائے۔ شاہزادہ کو بھی یہ بات پسند آئی۔ اور اکبر آباد۔ اودہ
بہار۔ کالپی۔ جونپور وغیرہ صوبون پر تصرف کرکے اپنے مصاحبون مین تقسیم کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ
کو پہونچی تو سخت ملول و مغموم ہوا۔ مگر مراد و دانیال کی بیوقت موت نے بادشاہ کی کمر توڑدی
تھی۔ اب صرف سلیم ہی زندہ تھا۔ اس لئے سختی نکرسکا۔ بلکہ لطف و شفقت سے فرمان عنایت
لکھا۔ اور دکن کی مہم خانخانان و ابوالفضل کے تفویض کرکے معاودت فرمائی۔ شاہزادہ بادشاہ
کی آمد سنکر اکبر آباد ہوتا ہوا اٹاوہ گیا۔ اور انہین ایام مین ابوالفضل کا کام نرسنگدیو بندیلہ کے ہاتھ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۵۳) شیخ نے کہا کہ ہم نے اوس کو اپنا ہم نام کیا۔ چنانچہ بادشاہ نے [illegible] بائی مریم زمانی کو (جو حاملہ
تھی) شیخ کے گھر بھیجدیا۔ جہان ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ روز چہارشنبہ کو فرزند نرینہ تولد ہوا۔ سلیم نام رکھا گیا۔ مگر بادشاہ
سلیم کو ہمیشہ شیخو بابا کہتا تھا۔ کبھی سلیم کہکر نہین بلایا۔ اس کے بعد بادشاہ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر بیٹا پیدا ہوگا تو
باپیادہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے اجمیر جاؤنگا۔ اور اوس کو رد موضع سیکری
کو ۱۵ برس کے عرصہ مین ایک عظیم الشان شہر بنا دیا۔ ۹۷۸ھ مین شاہزادہ مراد پیدا ہوا جسکا انتقال ۱۰۰۷ھ مین
بعمر ۳۰ سالہ ہوگیا۔ اوسکو ایک بیٹی تھی جسکی شادی جہانگیر نے اپنے بیٹے پرویز سے کی۔ ۹۷۹ھ مین دانیال
تولد ہوا۔ جس نے ۲۸ شوال ۱۰۱۳ھ مین بعمر ۳۳ سالہ وفات پائی۔ اسکے تین بیٹے۔ طہمورث۔ ہوشنگ۔ بایسنغر
چار بیٹیان۔ سعادت بانو۔ بلاقی بیگم۔ ماہی بیگم۔ برہانی بیگم تھین۔ ۱۲۰ مؤلف۔

تمام کیا۔ پادشاہ نے ایک اور فرمان بیٹے کے پاس یہ بھیجا۔ کہ صوبہ بنگالہ واڈیسہ ہم نے تمکو مرحمت کیا۔ فوراً وہان جاکر انتظام کرو۔ اس کے بعد اپنی بیوی سلطان سلیمہ بیگم کو بھی سلیم کی فہمایش و دلجوئی کے لئے روانہ کیا۔ مگر سلیم کے دل سے وسوسہ اور دغدغہ دور ہوا۔ اور ایک عرضداشت باپ کے پاس اپنی دادی مریم مکانی کے بھیجنے کے لئے دوست محمد کے ہاتھ بھجوائی۔ چنانچہ پادشاہ نے اپنی ماں (مریم مکانی) کو روانہ کیا۔ اور سلیم دادی کے ساتھ آگرہ آیا۔ اور دادی کے محل مین باپ بیٹے کا قرآن السعدین ہوا۔ بیٹا باپ کے قدمون پر گرا۔ باپ نے گلے لگایا۔ اور اپنی دستار اوس کے سر پر باندھی جانشینی کی نوید سنائی۔ مگر چند روز کے بعد شاہزادہ نے وہی بدچلنیان شروع کردین۔ اس اثناء مین مریم مکانی (اکبر کی مان) نے انتقال کیا۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۰۱۳ء روز دوشنبہ کو پادشاہ کا مزاج مرکز اعتدال سے منحرف ہوا۔ بخار کی شدت اسہال دموی کی کثرت ہوئی۔ راجہ مان سنگہ اور خان اعظم (جو انتظام سلطنت کے اعلیٰ رکن تھے) نے یہ صلاح وسازش کی۔ کہ پادشاہ کی وفات پر سلیم کے بیٹے خسرو (جو راجہ مان سنگہ کا بھانجا اور خان اعظم کا داماد تھا) کو تخت نشین کیا جائے۔ اوران دونون نے قلعہ آگرہ کی (جہان اکبر بیمار پڑا تھا) اپنی سپاہ سے خوب حفاظت کی۔ جب سلیم کو اس سازش کی خبر لگی تو وہ آگرہ سے کچھہ دور چلا گیا۔ اور سلیم کا دوسرا بیٹا خرم (شاہجہان) دادا کی بیمارداری مین پلنگ سے لگا رہا۔ جب پادشاہ نے زندگی سے مایوسی دیکھی تو فوراً سلیم کو بلایا۔ اور اپنی خاص تلوار۔ دستار۔ خلعت شاہانہ اوسکو پہناکر پادشاہ بنایا۔ اور آیندہ انتظام سلطنت وخاندان کی خبر گیری کے لئے وصیت کی۔ اور ملا صدر جہان کے ہاتھہ پر توبہ کرکے انتقال کیا۔ اکبر کی تاریخ وفات مین مورخون کا اختلاف ہے مگر زیادہ تر صحیح تاریخ ۱۳ جمادی الثانی ۱۰۱۴ء ہے۔ ۶۳ سال کی عمر تھی۔ ۴۹ سال ۸ ماہ سلطنت کی۔ اور اجہہ مرنیکے عرش آشیانی خطاب پایا۔

اکبر کے انتقال کے وقت متروکات کی تفصیل یہ تھی۔ دس کڑور روپیہ طلائی۔ ہزار کڑور کے لعل خاصہ۔ دس من پختہ طلا غیر مسکوک۔ ستر من پختہ نقرہ غیر مسکوک۔ ۶۰ من پختہ پول سیاہ۔ ۵ ہزار کڑور تنکہ۔ ۱۲ ہزار اسپ خاصہ ۶ ہزار فیل خاصہ۔ ۵ ہزار حلقۂ آہو۔ کچھہ کم ہزار چیتا۔ غرضکہ اس متروکات سے اور اشیاء کا بہی قیاس ہوسکتا ہے۔ کہ کس کثرت سے ہوگا۔ قطعہ تاریخ انتقال حسب ذیل ہے۔

جلال الدین محمد شاہ اکبر ز دنیا گشت سوئے خلد راہی
چو رضوان دید حیران شد کہ این کیست ندا آمد کہ یک ظل الٰہی

اب ہم کو آئین اکبری سے انتظام سلطنت اکبری کا حال ناظرین کے لئے اجمالاً لکھنا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسا انتظام ہندوستان مین پہلے کسی بادشاہ و راجہ و مہاراجہ کے عہد مین نہین ہوا۔ مگر یہ یاد رہے۔ کہ ان اصول کا تخم شیر شاہ نے بویا تھا۔ جسکو اکبر نے بارور کیا۔ اور شیر شاہ کے تمام ضوابط و سررشتہ دستور قایم رکھے۔ شہنشاہ اکبر شیر شاہ اور سلیم شاہ کی قابلیتون و لیاقتون کا قائل تھا۔ اور اونکو مالک السلاطین کہتا تہا۔ جب ہندوستان مین انگریزی سلطنت کا آغاز ہوا تو ہندوؤن کے آئین و قوانین تو قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھے تھے۔ انگلستان کے انگریزی قوانین اول تو کچھہ تھے ہی نہین۔ اور جو تھے اون مین ایک قانون بھی ایسا نہ تھا۔ کہ وہ ہندوستان مین جاری ہوسکتا۔ اس لئے ناچار برٹش گورنمنٹ کو مسلمانون کے قوانین پر (جو یہان جاری تھے) چلنا پڑا۔ یہ مسلمانی قوانین اکثر وہ تھے۔ جو آئین اکبری مین لکھے ہوے ہین۔ مگر برٹش گورنمنٹ نے بتدریج اوسکو ایسا بدلا کہ بالکل اوس کی کایا پلٹ ہوگئی۔ تاہم ان قوانین اور آئین اکبری کے قوانین کے اصل اصول مین مشابہت و مماثلت باقی ہے۔ آئین اکبری کو انگریزی قوانین کا پروٹوٹائپ (اصل) کہتے ہین۔

الغرض اکبر نے بہت کچھہ آئین مقرر کئے تھے۔ جن پر ابتک عملدرآمد ہو رہا ہے۔ چنانچہ آبادی
خزانہ۔ اجناس۔ دارالضرب۔ عمارت۔ تقسیم سپاہ۔ دربار۔ کورنش وتسلیم۔ ایستار۔ نشست۔
محصول زمین۔ گز۔ پیمانہ وغیرہ کے آئین مقرر تھے۔ اور آبدارخانہ۔ فراش خانہ۔ میوہ خانہ۔ خوشبوخانہ
توشک خانہ۔ تصویرخانہ۔ کتاب خانہ۔ شکارخانہ۔ توپ خانہ۔ فیلخانہ۔ کارخانہ اشترخانہ وغیرہ کے
جداجدا صیغے قایم تھے۔ اکبر کے زمانہ مین سکون کے نام مختلف ومتعدد تھے۔ طلائی سکون کے
نام (سہنسہ۔ رہس۔ آتمہ۔ بنست۔ چگل۔ لعل جلالی گرد۔ آفتابی۔ الٰہی۔ لعل جلالی۔ عدل گتکہ۔
مہرگرد۔ محرابی۔ معینی۔ چارگوشہ۔ گرد۔ دہن لعل۔ سلیمی۔ ربی۔ من۔ نصف سلیمی۔ پنج۔ پانڈو۔
ثمنی۔ کلا۔ ذرہ) تھے۔ اور نقروی سکے۔ (جلالہ۔ درب۔ چرن۔ پانڈو۔ اشٹ۔ وسبا۔ کلا۔
سوکی۔) کہلاتے تھے۔ مسی سکون کو (دام۔ ادھیلا۔ پاولا۔ دمڑی) کہتے تھے۔ اوران تمام
طلائی۔ نقروی۔ مسی سکون کا وزن مختلف اورصورت متفرق تھی۔ علی ہذا ہر ایک کی قیمت
مین بھی کم وزیادتی تھی۔ سنہ ۹۹۲ مین امیر فتح اللہ شیرازی نے بادشاہ کے حکم سے تاریخ الٰہی کا
آغاز کیا۔ سال وماہ شمسی کو حقیقی سمجھا۔ اور سال کبیسہ کو دور کیا۔ مہینون اور دنون کے فارسی
نام قایم رکھے۔ مہینے کے دن ۲۹ سے ۳۲ تک کئے گئے۔ ابوالفضل نے لکھا ہی کہ سنہ ۴۰ آیہ
م سنہ الٰہی مین بادشاہ کے قلمرو مین ۲۷۳۷ قصبے اور ۱۰۵ سرکارین تھین۔ جب بندوبست
دہ سالہ ہوا تو سارے ملک کی آمدنی مین ارب ۶۲ کروڑ ۹۷ لاکھہ ۵۵ ہزار ۲ سو ۴۶ دام
ہوی تہ۔ اور ۱۲ لاکھہ برگ تنبول۔ بادشاہ نے ملک کے ۱۲ حصے کرکے ہر ایک کا نام صوبہ رکھا
جسکی تفصیل یہہ ہے الہ آباد۔ آگرہ۔ اودہ۔ اجمیر۔ احمدآباد۔ بہار۔ بنگالہ۔ دہلی۔ کابل۔ لاہور
ملتان۔ مالوہ۔ جب برار وخاندیس واحمدنگر فتح ہوگئے تو یہ تین صوبے اور زیادہ ہوکر اٹھارہ صوبے
ہوگئے۔ شہنشاہ اکبر ایام طفلی مین علم سے بے بہرہ رہا۔ بڑی عمر مین لکھنا پڑہنا سیکھا۔ اور خدا

اور ذہانت جودت طبیعت نے ارباب علم کی صحبت سے اوسکو نظم و نثر کے دقائق پر خوب حاوی
کردیا۔ اور علم کی قدر شناسی سے اکثر کتب سنسکرت اور عربی کے ترجمے کئے گئے۔ چنانچہ سنسکرت سے
اتھربن وید۔ مہابھارت۔ راماین۔ لیلاوتی۔ تاجک۔ ہربنس۔ نل دمن۔ سنگاسن بتیسی۔ اور عربی سے
جامع رشیدی۔ معجم البلدان۔ کلیلہ دمنہ وغیرہ کے فارسی ترجمے اسی بادشاہ کے عہد مین ہوے
اور تاریخ الفی۔ تاریخ کشمیر۔ داستان امیر حمزہ وغیرہ کی تصنیف ہوئی۔

بادشاہ کے مذہبی خیالات کا اصل حال ابوالفضل اور عبدالقادر بدایونی کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے
ان دونون مین بڑا اختلاف ہے۔ بدایونی کے بیان سے بادشاہ بیدین ثابت ہوتا ہے۔ ابوالفضل
لکھتا ہے۔ کہ بعض باتین اکبر نے مصلحت وقت اور اقتضائے سلطنت کے لئے اختیار کی تھین
عبدالقادر اپنے بیان کی تصدیق مین بادشاہ کے یہ حرکات و سکنات اور ارادت و عقیدت
پیش کرتا ہے۔ کہ اکبر نے علمار کی تکفیر و تذلیل کی۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کو یک سخت موقوف
کیا۔ خطبون سے نعت نکالدیگئی۔ آفتاب پرستی۔ آتش پرستی۔ ہوم۔ اختیار کیا۔ اور اپنے نام
کا خطبہ پڑہایا۔ اول مجتہد۔ بعد امام مہدی آخرالزمان۔ آخر مین پیغمبر پھر وہان سے خدا بنا۔ چندروز
کے بعد اوتار ہوا۔ اور علانیہ طور پر کلمہ لاالہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ پڑہنا قرار پایا۔ شراب نوشی کی
اجازت دی۔ گوشت کھانیکی ممانعت کی۔ اپنے مذہب کا نام توحید الٰہی رکہا۔ اسلام کی مخالفت
کی۔ تمغا اور جزیہ معاف کیا۔ ابوالفضل نے لکہا ہے کہ اکبر نے کبھی خدائی یا پیغمبری کا دعویٰ
نہین کیا۔ یہ سب افترا ہے۔ مگر بات تو یہ ہے۔ کہ اکبر نے ۱۰۱۴ھ مین وفات پائی۔ اور عبدالقادر
کی تاریخ ۱۰۰۴ھ کے حالات پر ختم ہوئی۔ ابوالفضل ۱۰۱۱ھ مین انتقال کیا۔ اور اکبر کے مرنیسے
پہلے اوسکی آئین اکبری اور اکبرنامہ ختم ہوگئے۔ اسلئے اکبر کے مذہبی خیالات کے تغیرات کا
ذکر آخر دس برس مین کسی مورخ نے نہین لکہا۔ اکبر کے خیالات مذہبی ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔

معلوم نہین کہ اس آخر دس سال مین کیا کیا تغیر و تبدل ہوا۔ جہانگیر کی توزک جہانگیری کا ترجمہ
انگریزی زبان مین میجر پرائس صاحب نے کیا ہے۔ جسمین یہ فقرہ لکہا ہے کہ شہنشاہ نے سب سے
بڑے مولوی کے ہاتہہ پر توبہ کی۔ اور کلمہ پڑہ کر جنتی مسلمانونکی طرح وہ اس دنیا سے رخصت ہوا۔
اکبر نے منصب کے ۶۶ مراتب مقرر کیئے تھے۔ اور منصب کا پایہ دہ باشی سے
دہ ہزاری تک تہا۔ پنجہزاری سے زیادہ کا منصب اپنے خاص فرزندون کے لئے تجویز
کیا تہا۔ الغرض شہنشاہ اکبر کے آئین سلطنت پر نظر ڈالنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بادشاہ
من حیث المجموع جملہ صفات نیک وخصائل حمیدہ کا مجموعہ تہا۔ اور رعایا کے ساتہہ ایسی
محبت وہر دلعزیزی پیدا کی تہی۔ کہ ہندو مسلمان آپس مین برادرانہ برتاؤ رکہتے تھے۔ اور بادشاہ
کے فرمان کو الہام یا وحی تصور کرتے تھے۔ زندگی مین تو اچھی ہی گذری۔ مگر بعد رحلت بہی
ہندوؤن نے اس قدرت الٰہی کو اپنے معبودون کے طرح پوجا۔ اور بعض مسلمانون نے بہی
اسکو ولی جانا۔ اوسکے قبر کا ایک بدیہی تصرف یہ ہے۔ کہ جسوقت قیصر ہند کا نائب السلطنت
لارڈ نارتہہ بروک گورنر جنرل اوس کی قبر کی زیارت کو آیا تو اپنے جیب خاص سے دس ہزار
روپیہ کا غلاف قبر پر چڑہایا۔ بس اس سے زیادہ کوئی معیار انسان کی عزت کا نہین ہے۔ کہ
حیات اور وفات کے بعد خلائق کے عوام وخواص کا۔ اور مخالف موافق کا مقبول ہو۔ تمام
مہذب قومین شہنشاہ اکبر کا نام نہایت تعظیم وتکریم سے لیتے ہین۔

شہنشاہ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی

شہنشاہ جہانگیر ۸ رجمادی الثانی ۱۰۱۴ہجری م ۱۴ اکتوبر ۱۶۰۵ء کو بعمر ۳۸ سالہ دار الخلافہ آگرہ مین تخت
سلطنت پر جلوس کیا۔ نور الدین جہانگیر بادشاہ اپنا لقب ونام رکہا۔ اور ایک زنجیر عدل زنجیر

طلا کی جس کا طول ۳۰ گز تھا، ستم رسیدون اور مظلومون کی دادخواہی کے لئے تیار کی۔ جسکا ایک سرا قلعہ کے بڑے کنگرہ سے استوار کرکے دوسرا سرا دریا کے کنارے ایک میل سنگین سے مستحکم کیا گیا۔ اس کے بعد پادشاہ نے دوازدہ احکام جاری کئے۔ جسکا ملخص یہ تہا۔ کہ رعایا سے راستون شہرون۔ اور بندرگاہون کا محصول نہ لیا جائے۔ جاگیردار اپنے اپنے علاقون مین مسافرون کے آرام کے لئے مسجد۔ سرا۔ چاہ بنوائین۔ ہر ایک میت (خواہ مسلمان ہو یا ہندو) کا مال اوس کے وارثون کو دیا جائے۔ اگر لاوارث ہو تو اوس مال کو سرا۔ مسجد۔ چاہ وغیرہ۔ بنانے کے کام مین لگایا جائے۔ تمام مسکرات کو کوئی بنائے۔ اور نہ بیچے۔ کسی جرم کی سزا مین ناک۔ کان نہ کاٹے جائین۔ کوئی جاگیردار یا عامل خالصہ رعایا کی زمین زبردستی نہ لے۔ بے حکم شاہی کوئی جاگیردار یا عامل وہان کے آدمیون سے رشتہ پیدا نکرے۔ بڑے بڑے شہرونمین شفاخانے بنائے جائین۔ اور دوا وغذا کا خرچ سرکار سے ملا کرے۔ سوداگرون کو کوئی تکلیف نہ پہونچائے۔ کوئی عامل کسی قصبہ یا گاؤن مین بلا کرایہ رعایا کے مکان مین اقامت نکرے۔ ان احکام کی اجرائی کے بعد پادشاہ نے تمام ممالک محروسہ کے قیدیون کی رہائی کا حکم دیدیا۔ کہتے ہین کہ صرف قلعۂ گوالیار سے ۷ ہزار قیدی چہوٹے۔ اب اس پر سے تمام قلعون کے قیدیون کی تعداد کا قیاس لگانا چاہئے۔ کل ہندوستان مین باستثناء ملک بنگال ۲ ہزار ۴ سو قلعے نہایت مستحکم و استوار تھے۔

سونے چاندی کے سکے جو مسکوک ہوے۔ ہر ایک کا نام پادشاہ نے جداگانہ رکہا۔ چنانچہ طلائی سکے[1]

---

[1] نور شاہی ۱۰۰ تولہ۔ نور سلطانی ۵۰ تولہ۔ نور دولت ۲۰ تولہ۔ نور کرم ۱۰ تولہ۔ نور مہر ۵ تولہ۔ نور جہانی یکتولہ۔ نورانی نصف تولہ۔ رواجی پاؤ تولہ۔ کوکب طالع ۱۰۰ تولہ۔ کوکب اقبال ۵۰ تولہ۔ کوکب مراد ۲۰ تولہ۔ کوکب بخت ۱۰ تولہ۔ کوکب سعد ۵ تولہ۔ جہانگیری یکتولہ۔ سلطانی نصف تولہ۔ نثاری پاؤ تولہ۔ خیر قبول ۱/۲۰ حصہ۔ ۱۲ مولف

نورشاہی۔ نور سلطانی۔ نور دولت۔ نور کرم۔ نور مہر۔ نور جہانی۔ نورانی۔ رواجی سے موسوم ہوے
اصلفری سکے۔ کوکب۔ کوکب اقبال۔ کوکب مراد۔ کوکب بخت۔ کوکب سعد۔ جہانگیری سلطانی
نثاری۔ خیر قبول۔ نام پائے۔ تانبے کے سکون کے بھی علحدہ علحدہ نام رکھے گئے۔ اکثر سکون کو
اشعار اور کلمہ سے زینت دی گئی۔ لعدازان بادشاہ نے اپنے بیٹے خسرو کو ایک لاکھ روپیہ
مرحمت کرکے حکم دیا۔ کہ قلعہ کے باہر جو منعم خان خانخانان کی حویلی ہے۔ اوسکو اپنی سکونت کیلئے
درست کرے۔ اور سعید خان کو پنجاب کی حکومت عطا کی۔ شیخ فرید بخاری (جو عہد اکبر ی مین
میر بخشی تھا) کو خلعت و شمشیر مرصع و دوات و قلم مرصع عنایت کرکے پہلی خدمت پر بحال کیا۔
مقیم کو کہ وزیر خان کو ممالک محروسہ کی وزارت دی۔ خواجہ فتح اللہ اور عبد الرزاق معموری حسب
سابق خدمات بخشی گری سے ممتاز ہوے۔ امین الدولہ آتش بیگی کی خدمت پایا۔ شریف خان
(جو جہانگیر کی خردسالی کا رفیق تھا) کو منصب پنجہزاری ذات و سوار و خطاب امیر الامرائی عطا
کرکے وکیل اور وزیر اعظم مقرر کیا۔ اور رانا کی گوشمالی کے لئے اپنے بیٹے پرویز کو نامزد کرکے
آصف خان پنجہزاری کو اوس کا اتالیق بنایا۔ اور مہر آل تمغا آل تمغا وہ ہے کہ بادشاہ
کسیکو کوئی جاگیر بطریق ملکیت عطا کرے) جو پہلے شنجرف سے لگائی جاتی تھی۔ اوس مین
بادشاہ نے یہہ ایزاد کی کہ مہر لگنے کی جگہ طلاپوش کرکے مہر لگائی جائے۔ اور اوسکا نام التون تمغا
(مہر زرین) رکھا جائے۔ مرزا زمانہ بیگ پسر غیور بیگ کابلی (جو خردسالی سے جہانگیر کی خدمت
کرتا تہا۔ اور احدی کے درجہ سے منصب پانصدی پر پہونچا تھا) کو منصب ہزار پانصدی

ملہ سکہ کا مضمون تفصیل کیساتھہ ہم آیندہ کسی مقام پہ لکھینگے جسمین سکہ کی ابتدا اور ہر ایک زمانہ کی ترکیب وضع نقش
اور وزن وغیرہ کی تصریح (ناظرین کی معلومات کیلئے) دلچسپ پیرایہ مین بیان کرینگے۔ ۱۲ مولف۔

اور خطاب مہابت خان سے سرفرازی بخشی۔ الغرض جہانگیر نے اپنے جلوس کے موقع پر ہر ایک
امیر کو خطاب بمنصب خدمت وغیرہ سے ممتاز کیا۔ انہین ایام مین جہانگیر کا بیٹا خسرو ذیحجہ
سنہ ۱۰۱۴ کو ۳۵۰ سوار کے ساتھہ بہاگ گیا۔ اور بغاوت پر کمر باندہی۔ جب امیر الامرا نے
پادشاہ کو یہ خبر کی تو سخت متردد ہوا۔ اور شیخ فرید کو اوسکی گرفتاری کے لئے بہیجا۔ اور خود اوس کے
تعاقب مین چلا۔ اودہر خسرو سیدہا لاہور پہونچکر اوس کا محاصرہ کیا۔ مگر دلاور خان اوس کے
اول ہی قلعہ کے دروازے اور بروج مستحکم و استوار کرلیا تہا۔ نو روز تک خسرو نے قلعہ کا محاصرہ
رکہا۔ جب اوس کو معلوم ہوا کہ پادشاہ خود اوس کے تعاقب مین آرہا ہے تو محاصرہ چہوڑکر
پادشاہ کے مقابلہ کے لئے تیار رہوا۔ اسوقت خسرو کے پاس پچاس ہزار کے قریب لشکر جمع
ہوگیا تہا۔ جسکا گہمنڈ اوس کو بہت تہا۔ اتنے مین شیخ فرید خسرو کے قریب آیا۔ اور لاہور سے
بہادر خان بہی اوس کی امداد کے لئے آگیا۔ کیونکہ خسرو نے لاہور کا محاصرہ اوٹھا دیا تھا۔ ان
دونون کے پاس تخمیناً ۱۴ یا ۱۵ ہزار سوار تھے۔ جب اس لشکر قلیل کا مقابلہ خسرو کے لشکر
کثیر سے ہوا تو ایک جنگ عظیم ہوئی۔ جسمین دس ہزار آدمی مارے گئے۔ مگر خسرو شکست
پاکر بہاگا۔ اوس کا ایک صندوقچہ (جسمین دو کڑوڑ مثقالی اشرفی کے جواہر تھے) لشکر شاہی
کے ہاتہہ آیا۔ اس عرصہ مین پادشاہ بہی اوس موقع پر آپہونچا۔ اور لشکر شاہی کی فتح پر دوگانہ
شکر ادا کیا۔ دوسرے روز سودہرہ کے گہاٹ پر خسرو اور اوس کے ہمراہی حسین بیگ عبدالرحیم
وغیرہ گرفتار ہوئے۔ جب پادشاہ کے روبرو خسرو آیا تو پادشاہ نے اوسکو مسلسل کرکے دلاور خان
کے حوالہ کیا۔ اور حسین بیگ و عبدالرحیم کو گاؤ وخر کی کہالون مین بند کرکے تشہیر کیا۔ حسین بیگ
تو اوسی روز مرگیا۔ مگر عبدالرحیم زندہ رہا۔ اس کے بعد خسرو کے ۷ سو ہمراہیون کو پادشاہ نے
دار پر کہینچا۔ اور شیخ فرید کو منصب پنجہزاری عطا کرکے مرتضیٰ خان کا خطاب عطا کیا۔ اور ابوالقاسم

دلاور خان کو بہی پنجہزاری منصب۔ نقارہ علم۔ اسپ معہ ساز مرصع کمر بند مرصع سے سرفرازی بخشی۔ انہین ایام مین خبر آئی کہ قزلباشون نے حسین خان حاکم ہرات کی کمک سے قندہار پر چڑہائی کی ہے اور شاہ بیگ حاکم قندہار قلعہ بند ہوگیا ہے۔ پادشاہ نے مرزا غازی پنجہزاری کو فوج شایستہ کے ساتہہ شاہ بیگ کی امداد کے لئے روانہ کیا۔ اور خود بہی اوس کے پیچہے روانہ ہوا۔ اودہر پرویز سے رانا عاجز ہوکر (رانا کی تنبیہ کے لئے پرویز کا جانا اس کے قبل ہم نے بیان کیا ہے) صلح کا خواستگار ہوا۔ اور اپنے بیٹے باگہہ کو پادشاہ کی خدمت مین رہنے کے لئے شاہزادہ کے پاس بہیجدیا۔ پرویز نے بہی اقتضائے وقت کے لحاظ سے صلح کرلی۔ اور باگہہ کو لیکر پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ پادشاہ نے اس فتحیابی پر شاہزادہ کو سرفراز کیا۔ اور خود ہری پور و پرگنہ چندالہ وغیرہ ہوتا ہوا کشمیر پہونچا۔ زعفران زار[1] کی سیر کی۔ پہر وہان سے منزل بمنزل کوچ وقیام کرتا ہوا کابل آیا۔ اتفاقاً سفر کی تکان سے امیر الامرا بیمار ہوگیا۔ اور بیماری نے طول کہینچی۔ اس لئے وزارت کی خدمت آصف خان کو عنایت ہوئی۔ اور قزلباشون نے حاکم ہرات کی اعانت سے جو قندہار پر چڑہائی کی تہی۔ وہ پادشاہ کے آنیکے قبل ہی متفرق وناکام ہوکر چلے گئے تہے۔ اس اثنا مین آگرہ سے اسلام خان کی عرضداشت بدین مضمون وصول ہوئی کہ علی قلی[2] شیر افگن خان نے قطب الدین خان

---

[1] تمام عالم کے پہولون مین اول شاخ بعدانان برگ پہر گل آتا ہے۔ بخلاف اسکے گل زعفران ہے کہ خشک زمین سے چار انگشت اوسکی ساق برآمد ہوتی ہے تو پہول سوسنی رنگ کا جسکی چار پتیان ہوتی ہین نکلتا ہے۔ اور چار ریشہ نارنجی مثل گل معصفر درازی مین ایک پور کے برابر اوس کے اندر ہوتے ہین۔ زعفران خشک ڈہیلون کی زمین مین (جس کو پانی نہین دیا جاتا) پیدا ہوتی ہے۔ ۱۲ مولف۔

[2] اقبالنامہ جہانگیری اور تزک جہانگیری مین یہ لکہا ہے۔ کہ علی قلی ابتدائً شاہ اسمعیل والی ایران کا سفرچی تہا بعد انتقال

حاکم بنگال کو بمقام بردوان (علاقہ بنگالہ) مارڈالا۔ اور مقتول کے ہمراہیون نے شیر افگن کو بہی اوسیوقت قتل کیا۔"

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۳) عہد اکبری مین قندہار کی راہ سے ہندوستان آیا۔ اور ملتان مین خانخانان کے یہان (جو مہم ٹہٹہ پر جارہا تہا) نوکر ہوا۔ مہم ٹہٹہ مین علی قلی سے خدمات لپسندیدہ ظہور مین آئین۔ چنانچہ مراجعت پر خانخانان نے بادشاہ کی خدمت مین سفارش کی۔ بادشاہ نے خانخانان کی سفارش پر ایک مناسب منصب عطا کی۔ انہین ایام مین مرزا غیاث بیگ کی بیٹی مہرالنسا (نورجہان) سے علی قلی کا نکاح بہی ہوا۔

مرزا غیاث بیگ خواجہ محمد شریف طہرانی کا بیٹا تہا۔ اوس کے واقعات یہ ہین کہ محمد شریف طہرانی محمد خان تکلو حاکم خراسان کا وزیر تہا۔ جب محمد خان مرگیا تو محمد شریف شاہ طہماسپ کے پاس حاضر ہوا۔ شاہ موصوف نے اوس کو یزد کی وزارت تفویض فرمائی۔ جسوقت ہمایون ایران گیا تہا تو شاہ ایران کے احکام ہمایون کی مہمانداری اور تواضع وتکریم کے متعلق اسی محمد شریف کے نام صادر ہوے تہے۔ الغرض محمد شریف کو دو فرزند آقا طاہر اور مرزا غیاث بیگ تہے۔ مرزا غیاث کا نکاح ایک امیر کبیر عماد الدولہ کی بیٹی سے ہوا تہا۔ اور شاہ طہماسپ نے مرزا غیاث کو خراسان کی حکومت عطا کی تہی۔ مگر چند روز کے بعد مرزا غیاث محاسبۂ سرکاری اور حوادث روزگار کے باعث وطن سے برداشتہ خاطر ہوکر تلاش معاش مین ہندوستان کا ارادہ کیا۔ اسکے ساتھ دو لڑکیان اور ایک لڑکا اور ایک حاملہ بی بی تہی۔ جب قافلہ ہند کے ساتھ روانہ ہوا تو رستہ مین ایک مصیبت اور پیش آئی۔ کہ رہزنون نے اس کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ صرف دو اونٹ سواری کے باقی رہ گئے۔ اور قندہار کے مقام پر بی بی کی زچگی بہی ہوگئی۔ لڑکی پیدا ہوئی۔ اس بے سر و سامانی مین لڑکی کا پیدا ہونا بہی آفت ومصیبت کا سامنا ہوا۔ رات بہر مان باپ روتے رہے۔ آخر کلیجہ پر پتہر رکہہ اور اوس لڑکی کو ایک پارچہ مین لپیٹ کے ایک درخت کے نیچے حافظ حقیقی کے تفویض کیا۔ اسکے بعد اوس لڑکی کے رونے پر ایک شخص وہان پہونچا۔ اور لڑکی کو لیکر ملک مسعود قافلہ سالار کے پاس لایا۔ چونکہ قافلہ سالار کو کوئی اولاد نہ تہی

پادشاہ کو قطب الدین کے مارے جانیکا سخت رنج ہوا۔ اور شیر افگن کے گھربار کی ضبطی کا حکم دیا۔ اور خود چند روز کابل مین قیام کرنیکے بعد دار الخلافہ کو معاودت کی۔ اور آگرہ پہونچکر راجہ مان سنگہ کے بڑے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۴) اس چاند کے ٹکڑے کو دیکہتے ہی محبت آئی۔ مہر النسا نام رکہا۔ اور پرورش پر مستعد ہوا۔ دایہ کی تلاش کیگئی۔ لیکن بجز اوسکی مان کے کوئی عورت شیر دار نہ ملی۔ اب اوسی عورت کو (جو لڑکی کی خاص ماں تہی) اوس کے دودہ پلانے پر مقرر کیا گیا۔ اور مناسب حال اون کے کہانے پینے سواری وغیرہ کا بہی بندوبست قافلہ سالار نے کر دیا۔ خدا کی شان کہ لڑکی کی لڑکی ہاتہہ آئی اور قوت و سواری کا بہی آسرا ہوگیا۔ اور مرزا غیاث کے حسب و نسب کا حال ملک مسعود پر ظاہر ہونے سے بہت افسوس کیا۔ جب قافلہ ہندوستان پہونچا تو ملک مسعود فتحپور مین شہنشاہ اکبر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور ارمغان و تحائف گذرانا۔ اس کے بعد مرزا غیاث اور اوسکے بیٹے ابو الحسن کو (اونکی شرافت خاندانی اور جوہر ذاتی کا اظہار کرکے) بہی پیش کیا۔ اس موقع پر مرزا نے اپنے باپ کے خدمات کے حقوق (جو ہرات مین ہمایون کے ساتہہ عمل مین آئی تہین) بہی جتایا۔ پادشاہ نے مرزا غیاث کو بیوتات کا دیوان مقرر کیا۔ اور رفتہ رفتہ لیاقت و ہوشیاری کے باعث ترقی ہونے لگی۔ اودہر قافلہ سالار اور مرزا غیاث کی بیبیونکی آمد و رفت محل مین ہونے لگی۔ جنمین مہر النسا (نور جہان) بہی ساتہہ رہتی تہی۔ جب یہ سیانی ہوئی تو شاہزادہ سلیم (جہانگیر) کی نگاہ اوسپر پڑنے لگی۔ ایک روز مینا بازار مین شہزادہ (مد ہوش شراب محبت) سیر کر رہا تہا۔ اتفاقاً مہر النسا بہی وہان آپہونچی۔ اوسوقت شاہزادہ کے ہاتہہ مین دو کبوتر تہے شاہزادہ نے مہر النسا سے مخاطب ہوکر کہا۔ کہ "ای لڑکی ذرا یہ ہمارے کبوتر لے لو مین پہول توڑ لونگا" مہر النسا نے کبوتر لے لئے شہزادہ پہول توڑنے مین مصروف ہوا۔ اس عرصہ مین مہر النسا کے ہاتہہ سے ایک کبوتر پہڑک کر اڑگیا۔ جب شہزادہ نے کبوتر مانگے تو ایک ندارد تہا۔ پوچہا کہ کبوتر کیسے اڑگیا۔ مہر النسا نے دوسرا کبوتر ہاتہہ سے چہوڑ کر عرض کیا کہ صاحب عالم وہ کبوتر ایسا اڑگیا تہا۔ مہر النسا کے اس بہولے پن نے شاہزادہ کے عشق کے زخم پر نمک چہڑکا۔ اور یہ ہم

بیٹے جگت سنگہ کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اس کے بعد مہابت خان کو رانا کے استیصال کو بہیجا۔ اور خانخاناں کو ولایت نظام الملکیہ کی فتح کے لئے روانہ کر دیا۔ انہین ایام مین ۱۵ لاکہہ کے صرفہ سے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۵) رفتہ رفتہ اکبر کے کان تک پہونچی تو اوس لئے فوراً مہرالنسا کا نکاح علی قلی سے کر دیا جب شاہزادہ سلیم رانا کے استیصال کے لئے بہیجا گیا تو علی قلی بہی اوس کی کمک کے لئے مقرر ہوا۔ شاہزادہ نے اوسکے حال پر التفات کر کے شیر افگن خان کا خطاب دیا۔ اکبر کے انتقال پر جہانگیر بادشاہ ہوا تو شیر افگن کو صوبہ بنگال مین ایک جاگیر عطا کی۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ اوس کی طبیعت شورش طلبی پر مائل ہے تو جہانگیر نے قطب الدین خان کو بنگال کا صوبہ بنا کر رخصت کرتے وقت یہ کہا۔ کہ اگر شیر افگن خیرخواہ دولت خواہ ہو تو بحال رہنے دینا۔ ورنہ ہماری درگاہ مین روانہ کرنا۔ اگر آنے مین تساہل کرے تو سزا سے کوتاہی نکرنا۔ چنانچہ قطب الدین بنگالہ پہونچکر اوسکو بلایا لیکن وہ آنے مین عذر کرتا رہا۔ آخر قطب الدین بردوان (جو شیر افگن کے تیول مین مقرر تہی) گیا۔ اور شیر افگن جریدہ دو نوکرون کے ساتہہ ملاقات کو آیا۔ دونون مین باتین ہونے لگین۔ شیر افگن کو قطب الدین کے تیور سے غدر کا اندیشہ ہوا۔ اس لئے پہلے خود ہی تلوار کا ایسا کاری زخم لگایا کہ آنتین نکل پڑین۔ اور جانبر نہو سکا۔ قطب الدین کے آدمیون نے اوسے بہی قتل کر ڈالا۔ یہ واقعات تو اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری کے تہے۔ مگر اور مورخ اس واقعہ کا سبب کچہہ اور ہی پیرایہ مین لکہتے ہین۔ گو وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہین۔ مگر دلچسپ بہت ہین۔ اس لئے ہم بہی ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل مین نقل کرتے ہین۔

کہتے ہین کہ جب اکبر نے مہرالنسا کا نکاح شیر افگن سے کر دیا تو جہانگیر پر کوہ غم ٹوٹا۔ مگر کرتا تو کیا کرتا۔ مجبور رہا۔ لیکن جب خود جہانگیر بادشاہ ہوا تو وہ عشق پہر اپنی تاثیر دکہایا۔ تجویز یہ ہوئی کہ کسیطرح علی قلی کا کام ایسا تمام کیجے کہ الزام نہ آئے۔ چنانچہ علی قلی کو بلا بہیجا۔ اور ایک دن مست ہاتہی سے لڑا دیا۔ علی قلی جرأت و بہادری مین یکتائے روزگار تہا۔ ہاتہی کو مغلوب کیا۔ جب اس سے بہی کام نہ نکلا تو ایک روز جنگل مین شیر سے مقابلہ کروایا۔ مگر اس بہادر شیر نے

اکبر کا مقبرہ اور باغ تیار ہوا۔ اودہر مہابت خان سے رانا کے مہم کا انصرام خاطرخواہ نہونے پر یہان سے پادشاہ نے عبداللہ خان کو بہیجا۔ اور شاہزادہ پرویز کو دکن کی مہم پر روانہ کیا۔ اور شاہزادہ کی کمک کے لئے خانخانان اور خانجہان کو بہی مقرر کیا۔ شانہ آمین بمقام پٹنہ (علاقہ بہار) ایک جعلی شاہزادہ خسرو پیدا ہوا۔ اور باغیون کی بہت بڑی جماعت سے وہان کے شہرون کو لوٹنا شروع کیا۔ لیکن افضل خان حاکم بہار نے ہوشیاری سے بہت جلد اس فتنہ کو فرو کر دیا۔ اسی سال مہرالنسا بردوان سے مقید ہوکر بادشاہ پاس آئی۔ پادشاہ نے علانیہ نکاح کا پیغام بہیجا۔ مگر مہرالنسا نے بہ انردی اور استقلال سے یہ جواب دیا۔ کہ شیر افگن جیسے خاوند کو گنوا کر دوسرے خاوند کا منہ دیکہنا وفاداری سے دور ہے۔ اس بدنصیب کی تقدیر مین جو لکہا تہا سو ہوگذرا۔ اب اس بیکس وبیوہ پر رحم فرمائیے۔ اور اُس مردہ کی روح کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶۶) اوس جنگلی شیر کو مار لیا۔ جب یہ وار بہی خالی گیا تو شیر افگن خان کا خطاب دیکر ایک بیازدار کے ذریعہ اوسکے پاس اپنا مدعا کہلا بہیجا۔ لیکن اُس غیرتمند نے اس بے غیرتی کو گوارا کرنا نہ چاہا۔ اور نوکری کو طلاق دیکر اپنی جاگیر بردوان مین جا بیٹہا۔ پادشاہ نے لینے کو کہ قطب الدین کو بنگالہ کا صوبہ دار کرکے شیر افگن کے ارنیکی پٹی پڑہائی۔ اور قطب الدین بنگالہ ہوتا ہوا بردوان پہونچا۔ شیر افگن خان ملاقات کو آیا۔ اثناء گفتگو مین قطب الدین نے لیسے ناملایم الفاظ و ناشایستہ کنایون کا برتاؤ کیا۔ کہ شیر افگن اونکا متحمل ہو نہ سکا۔ اور جان لیا کہ سوا مرنے مارنیکے اور کوئی تدبیر نہین ہوسکتی۔ اسلئے پیشقدمی کرکے قطب الدین کا کام تمام کیا۔ اوسکے آدمیون نے اسکو بہی ٹکہیڑا۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اُسنے قطب الدین کو ناحق مارا۔ بہتر تو یہ تہا کہ مہرالنسا کا کام تمام کرتا۔ جو اس سارے فساد کی جڑ تہی۔ گو ایک راوی نے یہ بدنما دہبہ اوسکے دامن سے یون نکالنا چاہا ہے۔ کہ شیر افگن نے قطب الدین کو مار کر مہرالنسا اور اوسکی مان کے مارنیکے لئے گہر تک (زخمو نمین چور) پہونچا تہا۔ لیکن مہرالنسا کی مان نے ہوشیاری کرکے دروازہ بند کر لیا۔ اور رو کر یہ کہنے لگے کہ مہرالنسا نے شوہر کے مرنیکی خبر سنکر باولی مین ڈوب گئی۔ اب گہر مین آنیسے کیا فائدہ ہے۔ باہر لپنے زخمونکا علاج کرنا چاہیئے۔ لیکن یہ روایت بہت ضعیف معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲ مولف۔

تکلیف نہ دیجئے"۔ اس جواب سے بادشاہ کی محبت غضب سے بدلگئی۔ اور کنیزان مغضوبہ مین داخل کرکے اپنی علاتی مان سلطان سلیمہ بیگم کے سپرد کیا۔ مگر دو سال کے بعد طرفین کی محبت نے رنگ دکہایا۔ اور شرعی طور پر نکاح ہوگیا۔ بادشاہ نے مہرالنسا کو پہلے نورمحل پہر نورجہان بادشاہ بیگم کا خطاب عطا کیا۔ اگرچہ بادشاہ کی بیبیان بہت بڑے بڑے راجاؤن کی بیٹیان تہین۔ مگر نورجہان کے سامنے سب کا چراغ گل تہا۔ رفتہ رفتہ تمام مہام سلطنت کی زمام اوس کے ہاتہہ اور اختیار مین آگئی۔ خلوت وجلوت مین اوسی کا جلوہ تہا۔ آخر سکہ مین بہی اوسکا نام شریک ہوا۔ ؏ بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر۔ اور اوس کی مہر مین یہ سجع کندہ کیا گیا۔ ؏ نورجہان گشت بفضل الٰہ ہمدم وہمراز جہانگیر شاہ۔ خطبہ مین بہی اوس کا نام پڑہا گیا۔ اور احکام شرعی وعقد کے سوا سارے کاروبار امور ملکی ومالی مین بادشاہ کی جگہہ وہ کار فرما ہوئی۔ بادشاہ کسی وقت اوسکو جدا نکرتا تہا۔ حتیٰ کہ دربار مین بیٹہتا تو پردہ کے پیچہے بادشاہ کی پیٹہہ پر ہاتہہ رکہے نورجہان بیٹہتی تہی سواری۔ شکار۔ جنگ وغیرہ مین بہی ہاتہی پر سوار بادشاہ کے ساتہہ رہتی۔ اور نورجہان کا باپ مرزا غیاث المخاطب بہ اعتمادالدولہ بادشاہ کا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اور بہائی مرزا ابوالحسن المخاطب بہ آصف خان یمین الدولہ نے سپہ سالاری فوج کی خدمت سے سرفرازی پائی۔ جہانگیر اکثر کہا کرتا تہا کہ "مین سلطنت کو نورجہان کے ہاتہہ دو شراب کے پیالون اور ایک سیخ کے کباب پر بیچ چکا ہون۔

نورجہان عجب سلیقہ مند عورت تہی۔ طبیعت مین اختراع اور جدت بہت تہی۔ چنانچہ زنانہ ہمد کے اکثر زیور ولباس اوسی کے وضع کئے ہوئے ہین۔ جنکا ابتک رواج ہے۔ فیاضی اور حاتم دلی مین بہی یکتا تہی۔ ہر سال ہزارون مفلون کو مکہ معظمہ۔ مدینۂ منورہ۔ کربلائے معلیٰ۔ نجف اشرف کی زیارت کرنیکے لئے روپئے بہیجتی تہی۔ ہزارون یتیم وبیکس لڑکیون کی شادی کرادی۔ گہوڑے پر خوب سوار ہوتی تہی۔ اکثر موقع پر شیر کا شکار بہی کیا ہے۔ طبیعت موزون تہی۔ مخفی تخلص تہا

حاضرجوابی مین جواب نہ تہا۔ ایک دن طالب آملی (جو جہانگیر کے زمانہ مین ملک الشعرا تہا) سے کہی کہ تو نے اب تک ہماری مدح مین کوئی شعر نہ کہا۔ آملی نے جواب دیا کہ جسکو مین نے نہ دیکہا ہوا وس کی مدح کیا کرون۔ آملی کا جواب فی البدیہہ کیا خوب دی ہے۔ ع

بلبل از چمن بگذرد گر در چمن بیند مرا	بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا
در سخن پنہان شدم چون بوے گل در برگ گل	میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا

ایک دفعہ بادشاہ کے جامہ کے تکمہ پر یہہ شعر پڑہا۔ ع

ترا نہ تکمہ لعل است بر قبائے حریر	شدہ است قطرۂ خون منت گریبان گیر

یہہ اشعار نورجہان کے ہین۔ ع

دل بصورت ندہم تا شدہ سیرت معلوم	بندۂ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم
زاہدا ہول قیامت مفگن در دل ما	ہول ہجران گذراندیم قیامت معلوم

الغرض سنہ ۱۰۲۱ہ مین اسلام خان حاکم بنگالہ نے عثمان افغان کا کام تمام کیا۔ (جو بنگال مین اکبر کے زمانہ سے بغاوت و شورش مچا رہا تہا) اوسکا بہائی اور بیٹا مطیع ہوے۔ اس اثنا مین خبر آئی۔ کہ عبداللہ خان نے ملک عنبر کے مقابلہ مین شکست پائی۔ بادشاہ کو اس خبر سے سخت ناخوشی ہوئی۔ آخر خانخانان اور خواجہ ابوالحسن کو مہم دکن پر مقرر کیا۔ اور شاہزادۂ خرم (شاہجہان) کو رانا کی مہم پر بہیجا۔ خان اعظم کو شاہزادہ کے ساتہہ کیا۔ مگر وہان جاکر خان اعظم نے شاہزادہ کے ساتہہ موافقت نہ کی۔ بادشاہ نے اوسکو واپس بلا لیا۔ دو چار لڑائیان رانا سے شاہزادہ نے کین جنمین رانا مجبور ہو کر امان کی درخواست کیا۔ اور اپنے بیٹے راناکرن کو صلح کے لئے بہیجا۔ شاہزادہ نے رانا کی خوب آؤبہگت کی۔ اور مصالحت کے بعد شاہزادہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس کارنمایان کے صلہ مین شاہزادہ کو اوسکے منصب دوازدہ ہزاری پر شش ہزاری و چار ہزار سوار کا اضافہ فرمایا۔ اور راناکرن پر بہی عنایت کی

اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ بہادر (جو ولایت گجرات کا حاکم زادہ تہا) نے انتقال کیا۔ اور گوا کے پرتگیزون نے فرنگیون کے مقابلہ مین مقرب خان حاکم بندر سورت سے شکست پائی۔ ان خوشخبریون نے بادشاہ کے مزاج کو بحد فرحت بخشا۔ سنہ ۱۰۲۴ کو شاہزادہ خرم کے تلاوان کا دن تہا۔ اس لئے بادشاہ اپنے بیٹے (خرم) پر جبر کرکے شراب[۵۱] پلائی۔ ورنہ اس کے قبل شاہزادہ خرم اس بلائے بے درمان سے آشنا نہ تہا۔ اتنے مین خبر آئی کہ خانخانان کے بیٹے شہنواز خان نے ملک عنبر کو دو چار لڑائیون کے بعد شکست دیا۔ بہت سے ہاتہی اور گہوڑے مال و اسباب غنیمت مین ہاتہ آئے۔ ملک عنبر شکست کہا کر بہاگ گیا اور ابراہیم خان نے ولایت کوکہرہ کو فتح کیا۔ الماس[۵۲] کی کان ہاتہ آئی۔ سنہ ۱۰۲۶ مین ہندوستان کے بعض مقامات پر وبائے عظیم پہیلی۔ اس نے بہت سے دیہات اور قریات کے انسانون کو معدوم کیا۔ اس وبا کی صورت

---

۵۱ خود جہانگیر ۱۸ برس تک شراب کے مزے سے واقف نہ تہا۔ اس کے بعد ایک موقع پر استاد شاہ قلی نے شراب پلائی۔ جب مزا لگا تو نو برس کے عرصہ مین عرق دو آتشہ کے ۲۰ پیالے دن اور رات مین پینے لگا۔ جکا وزن ہندوستانی ۶ سیر ہوتا تہا۔ آخر رعشہ ہو گیا۔ مگر حکیم ہمام کے معروضہ پر فلونیا (افیون و بہنگ) کو زیادہ کرکے شراب کو کم کر دیا۔ چنانچہ دن کا پینا موقوف کرکے صرف رات کو ۶ پیالے (ہر ایک پیالہ کا وزن ۱۸ مثقال تہا) پیتا تہا۔ کچہہ دنون کے بعد فلونیا کو افیون سے بدل لیا۔ افیون کی مقدار صبح مین ۸ رتی اور شب مین ۶ رتی رکہی گئی تہی۔ ۱۲ مولف۔

۵۲ کوکہرہ مین الماس عجب ترکیب سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنے جن دنون مین گردابون و آب کندون مین پانی کم ہوتا ہے تو جس گرداب مین الماس ہوتا ہے وہان جہینگے ڈہیر دن جمع ہو جاتے ہین۔ آدمی ان سوراخون کے گرد پتہر لگاتے ہین۔ پہر کدال اور پہاوڑے سے گردابون کو گز ڈیڑہ گز نیچے لیجا کر ان کے گرد کہودتے ہین۔ جو سنگ و ریگ ریزہ نکلتے ہین ان مین تلاش کرکے چہوٹے بڑے الماس نکالتے ہین۔ کبہی ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک لاکہہ قیمت کا بہی الماس اوس گرداب مین سے ہاتہ لگتا ہے۔ ۱۲ مولف۔

یہ تھی۔ کہ ابتداءً گھر مین سوراخ سے ایک چوہا مدہوش نکلتا۔ اور دیوارون سے سر ٹکرا کر مرجاتا۔ اگر اس چوہے کے مرتے ہی اہل خانہ اپنا گھر بار چھوڑ کر صحرا کو چلے جاتے تو جان سلامت رہتی۔ ورنہ تھوڑے عرصہ مین تمام کنبہ اوس دیہ کے صحراے عدم مین چلے جاتے۔ خصوصاً کشمیر و لاہور کی تو حالت یہ تہی۔ کہ گھر کے گھر میتون سے بھرے پڑے تھے۔ کفن ودفن کی فرصت نہ تھی۔ جان کے خوف سے کوئی مردہ کے نزدیک نہ جاتا تھا کہتے ہین کہ ایک عزیز کے مرنے پر ایک درویش نے اوس مردہ کو گہانس پر غسل دیا۔ دوسرے روز وہ درویش مرگیا۔ جس گہانس پر غسل دیا گیا تھا۔ اوس کو ایک گائے نے کہایا۔ وہ بہی چل بسی۔ گائے کا گوشت کتا کہایا۔ وہ بہی وہین ڈھیر ہوگیا۔ غرض ہندوستان مین ایک آفت عظیم مچی ہوئی تہی۔ لیکن چند ماہ کے بعد فضل الٰہی ہوگیا۔

اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ پرویز مہم دکن مین زیادہ دلچسپی نہین لیتا۔ اس لئے بادشاہ نے اوسکو بلالیا۔ اور خرم کو روانہ کیا۔ شاہزادۂ خرم نے حکمت عملی سے عادل خان اور عنبر کو مطیع کیا۔ چنانچہ عادل خان نے ڈیڑہ لاکھہ ہُن۔ دو لاکھہ روپیہ کے جواہر پچاس ہاتہی پچاس گھوڑے عراقی وعربی۔ (کل نقد وجنس ۵۱ لاکھہ روپیہ کا تہا) بادشاہ کی خدمت مین پیشکش روانہ کیا۔ اور سفیرون کو دو لاکھہ روپیہ دیا قطب الملک نے بہی اسی قدر روپیہ کے پیشکش بہیجے۔ غرض جہانگیر کے پاس دکن سے ایسی پیشکشین آئین کہ کبہی پہلے ابتک کسی بادشاہ کے پاس نہین آئی تہین۔

جب صوبۂ دکن کی مہمات سے شاہزادۂ خرم کی خاطر جمع ہوئی تو برار و خاندیس و احمد نگر کی صاحب صوبگی سپہ سالار خانخانان کو تفویض فرمائی۔ اور خود فتح ونصرت کے ساتہہ مع الخیر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس کارنمایان کے صلہ مین شاہزادہ کو منصب سی ہزاری و ۲۰ ہزار سوار اور خطاب شاہ جہان سے ممتاز کیا۔ اور تخت کے نزدیک ایک صندلی پر شاہزادہ کی نشست مقرر کردی۔ اسی زمانہ مین امریکہ سے ہندوستان کو تنباکو آیا تہا۔ لیکن اوسوقت اکثر طبیعتون اور مزاجون کو اسکا استعمال فساد پیدا کرتا تہا۔ اس لئے

بادشاہ نے اوس کے ممانعت کی عام منادی کرادی۔ اور انہیں ایام مین شاہ عباس والی ایران نے بہی اپنے مملکت مین تنباکو کے استعمال کو بالکل موقوف کیا۔ لیکن خان عالم ایلچی (جو جہانگیر کی طرف سے ایران مین رہتا تہا) کو تنباکو کی ایسی لت تہی۔ کہ وہ تنباکو کے بغیر ایک دم نہین رہ سکتا تہا۔ چنانچہ اوس کی عرضداشت پر شاہ ایران نے یہ شعر لکہا۔ ؎

رسول یار میخواہد کند اظہار تنباکو		من از شمع وفا روشن کنم بازار تنباکو	

اس بیت کے جواب مین خان عالم نے یہ شعر لکہکر بہیجا۔ ؎

من بیچارہ عاجز بودم از اظہار تنباکو		ز لطف شاہ عادل گرم شد بازار تنباکو	

یا تو ایک زمانہ مین تنباکو کی یہ ممانعت و نفرت تہی۔ اور اب یہ حال ہے کہ کوئی متنفس اوس کے استعمال سے باقی نہین رہا ہے۔ بچے جوان۔ بوڑہے۔ مرد۔ عورت۔ مسلمان۔ ہندو۔ نصاریٰ۔ یہود مجوس۔ جملہ اشخاص کے طبایع کو مرغوب ہے۔ اور تنباکو کی حاصلات کو اور اجناس پر تفوق ہے۔ سب ماکولات و مشروبات پر اوس کو تقدم دیا جاتا ہے۔ اور جہا نون و اخلاص مندون کے لئے احضر و بہترین تحفہ سمجہا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کا نفع کم اور ضرر بہت ہے۔ لیکن کوئی خیال نہین کرتا۔ انہین ایام مین بادشاہ شکار کو گیا تہا۔ نورجہان ساتہہ تہی۔ جنگل مین چار شیر نظر آئے۔ نورجہان نے بادشاہ سے

ف۔ ایک دفعہ اس کے قبل شکارگاہ قدیم مین قراول احاطہ ایک بڑا شیر گہیر کر لائے تہے۔ اور بادشاہ پر خواب معتاد کا غلبہ تہا۔ بندوق خاصہ فتیلہ روشن کیے ساتہہ منفاص پر رکہی ہوئی تہی۔ نورجہان اور دوسرے محلات شاہی بہی موجود تہے۔ محل کلان نے بندوق سے شیر کو مار لیا۔ شیر کے چیخون نے بادشاہ کو بیدار کیا۔ دیکہا تو شیر زمین پہ تڑپ رہا ہے۔ اور رانی خوشی خوشی بندوق ہاتہہ مین لیکر کہڑی ہے۔ مگر نورجہان لرزان و ترسان ہے۔ کیونکہ نورجہان اسوقت اس فن سے عاری تہی۔ اور اب یہ حال ہوا کہ اس نے چار شیر مارے۔ ۱۲ مولف۔

اجازت لیکر وکو تو بندوق کا نشانہ بنایا۔ اور وکو دو تیرون مین نیچے گرادیا۔ اس نشانہ بازی اور کمانداری کے جلدو مین بادشاہ نے نورجہان پر سے ایکہزار اشرفی نثار کی۔ اور ایک جوڑی پہنچی الماس قیمتی ایک لاکھہ روپیہ کی مرحمت کی۔ سنہ ۱۸ اس کو میرزا محمد امین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور پچاس ہزار کی پیشکش پیش کی۔ بادشاہ نے اوسپر بہت عنایت کی۔ انہین ایام مین بادشاہ نے عادلخان والی بیجاپور کو اپنی شبیہہ اور ایک لعل گران بہا لعل خاصہ روانہ کیا۔ اور خطاب والا فرزندی کے ساتہہ تمام ملک دکن کی سرداری دسری بہی دیگئی۔ شاہزادہ خسرو جو ایک مدت مدیدسے قید تہا۔ بادشاہ نے محبت پدری سے اوسکے جرائم معاف کرکے رہا کیا۔

سپہ سالار خانخانان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ ملک عنبر نے عہد شکنی کرکے دکن مین فساد مچایا ہے بادشاہ نے اوسکی سرکوبی کے لئے شاہجہان کو روانہ کیا۔ اس موقع پر شاہجہان نے فتح دکن کے لئے شراب سے توبہ کی۔ اسوقت اوس کی عمر ۳۱ سالہ تہی۔ اور شباب کا زمانہ تہا۔ گر اوسکا دل غالب آیا۔

حبذا شاہی کہ در عہد شباب		شد ز توبہ ہمچو پیران کامیاب	

چندروز خوب گہمسان لڑائیان ہوئین۔ آخر شاہجہان کو فتح اور ملک عنبر کو شکست نصیب ہوئی اور ملک عنبر نے شاہجہان سے عفو تقصیرات چاہی۔ شاہزادہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے اوسکی

سلہ۔ ابتدا میر جملہ عراق سے دکن آکر قطب الملک کا نوکر ہوا تہا۔ چندروز کے بعد صاحب مدارسلطنت ہوگیا جب قطب الملک نے انتقال کیا۔ اور اوس کا بیٹا سلطان محمد بادشاہ ہوا تو میر جملہ سے موافقت نہ ہوئی اور میر جملہ وہان سے نکلکر عادلخان کے پاس بیجاپور آیا۔ اوس نے بہی کچہہ آؤبہگت نہ کی۔ پہر وہان سے برگشتہ خاطر ہوکر ایران چلاگیا۔ اور شاہ عباس کی خدمت مین ایک لاکھہ روپیہ کے جواہر پیش کیا۔ مگر شاہ کے جانب سے کوئی التفات نہوا۔ اسلئے وہ ایران سے ہندوستان آکر جہانگیر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ ۱۲ مولف۔

درخواست کو منظور کیا۔ اور بادشاہ کو اس فتح کی خوشخبری دی۔ اس اثنا مین نورجہان کی والدہ کا انتقال ہوا۔ اور ۱۰۳۱ھ مین نورجہان کے باپ اعتماد الدولہ نے بہی وفات پائی۔ انہین دنون خسرو نے بہی درد قولنج سے سفر آخرت کیا۔ بعض کا قول ہے۔ کہ اوسکو زہر دیا گیا۔ العلم عند اللہ۔
اتنے مین خبر آئی کہ شاہ عباس والی ایران نے قندہار کا محاصرہ کیا ہے۔ اس خبر کے معلوم ہونے سے جہانگیر کو تعجب ہوا کہ باوجود یگانگت واخلاص کے دفعتاً شاہ عباس نے قندہار پر کیون چڑہائی کی۔ چنانچہ بادشاہ نے شاہجہان کو دکن سے قندہار جانے کے لئے فرمان بہیجا۔ لیکن اس موقع پر نورجہان نے عرض کی۔ کہ باوجود دوسرے فرزند کے موجود ہوتے ہوئے شاہجہان کو دکن کے دور دراز راہ سے (جہان ہمیشہ خانہ جنگی رہتی ہے) بلانا اور قندہار پر مامور کرنا راے صواب کے خلاف ہے۔ مناسب یہ ہے کہ شہریار[۱] کو قندہار کی مہم تفویض کیجائے۔ ادہر شاہجہان فرمان کے موافق دکن سے کوچ کر چکا تہا۔ ادہر بادشاہ نورجہان کے معروضہ کو قبول کرکے قندہار کی مہم شہریار کے سپرد کی۔ اور شاہجہانکو لکہہ بہیجا۔ کہ اب تمہارے آنیکی ضرورت نہین رہی۔ کیونکہ ہم نے شہریار کو مہم قندہار پر مقرر کیا ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ تم دکن مین رہو۔ اور ادہر آنیکا قصد ہرگز نکرو۔ اس اثنا مین شاہ ایران نے

---

[۱] جہانگیر کو پانچ بیٹے تہے۔ اول خسرو (جسکا حال ہی مین انتقال ہوگیا تہا۔ جس سے ناظرین بخوبی واقف ہین) دوم پرویز۔ سوم خرم (جو شاہجہان کے لقب سے ممتاز اور نورجہان کے بہائی آصف خان کا داماد اکثر مہمات مین نام پیدا کرچکا تہا) چہارم جہاندار۔ پنجم شہریار (جو نورجہان کا داماد تہا) اسکو نورجہان کی وہ بیٹی جو شیرافگن خان کے نطفہ سے پیدا ہوئی تہی۔ منسوب تہی۔ اور اسی نسبت کے سبب سے نورجہان شہریار کو بہت محبت کرتی تہی۔ گو شہریار سب سے چہوٹا تہا۔ مگر نورجہان کا ارادہ تہا۔ کہ بادشاہ کے بعد شہریار ہی تخت نشین ہو۔ اور وہ اپنے اس ارادہ مین کامیاب ہونیکے لئے بادشاہ کو شاہجہان کے جانب سے ہمیشہ بدظن کرتی رہتی تہی۔ اور اسوقت مہم قندہار کے متعلق بہی نورجہان سے وہی جوڑ چلی۔ ۱۲ مولف۔

قندہار پر قبضہ کرلیا۔ اور ایک نامہ بہیجا۔ جسکا ملخص یہ تہا۔ کہ مین نے وہ تمام ممالک جو میرے خاندان کے قبضہ سے اورون کے تصرف مین آگئے تھے۔ سب لے لئے۔ اور قندہار کو بوجہ آپ کی محبت و اخلاص کے آپکے قبضہ مین رہنے دیا۔ خیال تہا کہ قندہار آپ خود حوالہ کردینگے۔ مگر آپنے توجہہ نہ کی۔ آخر مجھے خود قندہار حاصل کرنا پڑا۔" اس کا جواب بادشاہ نے یہ دیا۔ کہ "آپ نے ابتک کسی وقت بہی قندہار کی خواہش ظاہر نہ کی۔ اور ناحق اس کوردہ کی تسخیر کے لئے تکلیف اوٹھائی۔ اگر مجھے آپکے خیال کا صدرمق بہی معلوم ہوا ہوتا تو مین قندہار پر اپنا قبضہ ایک منٹ بہی گوارا نکرتا۔ لیکن اوس برادر کامگار کا یون دفعتًا قندہار کی تسخیر کے لئے توجہ فرمانا سخت حیرت خیز ہے۔" غرض مہم قندہار مین توالتوا ہوا۔ مگر وہ سرایہ گل کہلا۔ کہ جب جہانگیر کا حکم (جسمین اودہر آنیکی ممانعت کیگئی تہی) شاہجہان کے پاس پہونچا تو وہ نہایت رنجیدہ اور آشفتہ ہوا۔ اور جان گیا کہ یہ ساری چال نورجہان کی ہے۔ اس لئے شاہجہان نے ارادہ کیا۔ کہ کسیطرح باپ کی خدمت مین حاضر ہوکر برات حاصل کیجائے۔ مگر نورجہان کے بہکانے سے بادشاہ کو بہی ایسی ضد ہوئی کہ وہ شاہجہان کو اپنے پاس آنیکی اجازت نہ دیا۔ جس سے شاہجہان کے ملال کو اور ترقی ہوئی۔ اور بغاوت پر کمر باندہی۔ ادہر بادشاہ نے شاہجہان کی مدافعت کے لئے شاہزادہ پرویز کو لشکر کثیر کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ شاہجہان اور پرویز مین متعدد لڑائیان مختلف مقامات پر ہوئین۔ شاہجہان کو ہمیشہ شکست ہوتی رہی۔ اور اس خانہ جنگی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ طرفین کے بہت سے نامی گرامی سردار وامیر مارے گئے۔ جب شاہجہان متواتر شکستون سے شکستہ دل ہوا تو ایک عرضداشت جہانگیر کے پاس روانہ کی۔ اور اپنے تقصیرات کی معافی مانگی۔ خیر یہ تو صلح ہوگئی۔ مگر ایک اور آشوب یہ برپا ہوا۔ جسکے واقعات یہ ہین۔ کہ قدیم سے مہابت خان اور آصف خان (برادر نورجہان) مین عداوت قلبی تہی اس اثنا مین مہابت خان بنگالہ کی حکومت سے سرفراز ہوا۔ چندروز کے بعد اوسکے ظلم وزیادتی اور رقم سرکاری کے غبن کی شکایت آصف خان نے اس تمہید سے بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کی۔ کہ بادشاہ نے

فوراً مہابت خان کو طلب کیا۔ اور حکم دیا کہ جبتک مہابت خان بادشاہی مطالبون سے اپنے کو سبکدوش
نہ کرے۔ اوس وقت تک کورنش وملازمت سے محروم رہے۔ جس سے مہابت خان سخت مایوس اور
شکستہ دل ہوکر نئے نئے تدابیر سوچنے لگا۔ ایک روز دریا بہت پر لشکر کے عبور کے لئے پل بنایا گیا۔
اور حسب دستور بادشاہ کے کوچ سے ایک روز پہلے امراء اور لشکر نے عبور کرنا شروع کیا۔ چنانچہ
کل ارکان دولت اور امرائے ذوی الاقتدار۔ ونامی منصبدار یہانتک کہ آصف خان۔ فدائی خان
خواجہ ابوالحسن وغیرہ ہی پار چلے گئے۔ ادہر بادشاہ کی خدمت مین نور جہان اور معدودے چند عہدہ دار
باقی رہگئے۔ مہابت خان تو قابو طلب تہا۔ فوراً ہزار سوار کے ساتہ بادشاہ کے خیمہ کا محاصرہ کرکے اور
اپنی فوج وسردارونکو تاکید کی۔ کہ اگر اوس کنارے سے یورش ہو تو پل کو آگ لگا دیجائے۔ اور کسیطرح
کمک آنے نہ پائے۔ اسکے بعد خود بادشاہ کے خیمہ مین آیا۔ اوس وقت بادشاہ آرام مین تھا۔ جب
اسکے یون بے محابا خیمہ مین گہس کر آنے سے شور مچا تو بیدار ہوا۔ اور مہابت خان کو کہا۔ کہ اے نمکحرام
یہ آنا کیسا ہے۔ اوس نے جواب دیا۔ کہ مجہے یقین تہا۔ کہ آصف خان کی دشمنی سے رہائی ملنا مشکل ہے
آخر جان پر کہیلا۔ اور حضور کی پناہ مین آیا ہون۔ بعد ازان بادشاہ کا ارادہ ہوا۔ کہ اس دغا و نامعقولات
کی سزا دے۔ مگر میر منصور بدخشی نے ترکی زبان مین بادشاہ کو سمجہایا۔ کہ یہ وقت تحمل و بردباری کا ہے
چنانچہ میر منصور کے کہنے سے بادشاہ اپنے قصد کو ملتوی کیا۔ اور مہابت خان کی تسلی ودلدہی شروع
کی۔ اتنے مین مہابت خان کی تمام فوج خیمہ شاہی مین بہر گئی۔ جب اس واقعہ کی خبر نور جہان کو ہوئی
تو بہت افسوس کی۔ اور تبدیل وضع کرکے جواہر خان خواجہ سرا کے ساتہ پل سے باہر چلے گئی۔ کسی نے
اوسکو روکا تک نہین۔ اور بہائی کے گہر پہونچ کر اوسکو اور تمام امراء کو لعنت وملامت کی۔ مگر اب
کیا ہو سکتا تہا۔ ہر ایک اپنی غفلت پر نادم تہا۔ ادہر مہابت خان بادشاہ کو مجبور کرکے ہاتہی پر سوار
کیا۔ اور اپنے خیمہ مین لایا۔ اوس کے بیٹون نے نذر پیش کی۔ اور خود بادشاہ کے اطراف تین بار

تصدق ہوا۔ لیکن نورجہان کے چلے جانے پر بہت افسوس کیا۔ اور پادشاہ سے عرض کی کہ ابتک آصف خان ظل سبحانی کے کل کاروبار چلاتا تہا۔ اب یہ فدوی انجام دیگا۔ چنانچہ مہابت خان اس نظربندی کے ساتہہ بادشاہ کو حسب دستور مقررہ روزانہ تخت پر بٹہاتا۔ اور خود کاردان و دستورون کے دستور کے موافق کہڑا ہوتا۔ تمام مطالب و وقائع اطراف بلاد کو عرض کرتا۔ اور پادشاہ جو حکم دیتا۔ اوس کے موافق احکام لکہتا اور اجرا کرتا۔ چنانچہ چند روز اسیطرح گذرے۔ آخر نورجہان اور آصف خان نے لشکر شاہی کے ساتہہ حملہ کیا۔ مگر شکست ہوئی۔ نورجہان خود بادشاہ کے پاس چلی آئی۔ مہابت خان نے بہی اوس کے آنے کو غنیمت سمجہا۔ اس کے بعد مہابت خان نصف جمعیت بادشاہ کی حفاظت کے لئے چہوڑ کر باقی نصف کے ساتہہ آصف خان کے سر پر پہونچا۔ اور چہوٹی سی لڑائی کے بعد آصف خان اور اوس کے بیٹے ابوطالب اور دانیال کے بیٹون وغیرہ کو گرفتار کرلیا۔ آصف خان کی بڑی بے حرمتی کی۔ اور اپنے ساتہہ لیکر بادشاہ کے پاس آیا۔ یہان نورجہان بادشاہ کی رہائی کی تدبیرین روزانہ کرتی رہتی تہی۔ آخر یہ تجویز نکالی۔ کہ ایک رسالہ احدیون کا بنایا۔ اور منتخب و بہادر سپاہی اس مین بہرتی کئے گئے۔ اور بادشاہ اس نظربندی کی حالت مین شکار کے لئے کابل گیا۔ مہابت خان بہی معہ اپنی فوج کے سایہ کے موافق لپٹا رہا۔ اس اثنا مین خبر آئی۔ کہ ملک عنبر حبشی نے بعمر ۸۰ سالہ اجل طبعی سے انتقال کیا۔ جب اس کو بہی دو چار ماہ گذر گئے۔ اور بادشاہ کابل سے ہندوستان آیا تو نورجہان کے اشارہ سے مہابت خان کو کہا۔ کہ بعض واقعہ طلبون نے اپنے ملازمون کو برطرف کردیا ہے۔ اگر امرا کے سپاہ کی موجودات لیجائے تو کوئی قباحت نہین ہے۔ مہابت خان نے رضامندی ظاہر کی۔ دوسرے روز تمام فوج جمع ہوئی۔ اور ایک حملہ ایسا کیا۔ کہ پادشاہ مہابت خان کی نظربندی سے باہر ہوا۔ اور خوب کشت و خون کا بازار گرم ہوا۔ جب مہابت خان نے دیکہا۔ کہ اب کام بگڑ گیا ہے۔ اور کسی طرح

بن نہین سکتا۔ فوراً لڑائی سے کنارہ کرکے آب بہت وآب رہتاس سے پار ہو گیا۔ بادشاہ نے بہی مصلحت وقت کے لحاظ سے اوسکے تعاقب کو منع کیا۔ اور افضل خان کے ہاتہہ مہابت خان کے پاس کہلا بہیجا۔ کہ تم نے اس لڑائی سے جو کنارہ کیا۔ وہ بہت اچہا ہوا۔ اب تم آصف خان اور اوس کے بیٹے ابو طالب وغیرہ کو رہا کردو۔ ہم تمہاری تقصیر معاف کرد ینگے۔ اور یہان سے تم شاہجہان کے تعاقب مین ٹہٹہ جاؤ۔ مگر مہابت خان بہی ایک گرگ باران دیدہ تہا۔ بادشاہ کے فرمان کا یہ جواب لکہا۔ کہ مین نورجہان کے جانب سے مطمئن نہین ہون۔ اسلیے جبتک کہ مین لاہور نہ پہونچون۔ آصف خان وغیرہ کو رہا نہین کرسکتا۔ چنانچہ اوس نے ایسا ہی کیا۔ کہ جب بادشاہ کے لشکر سے بہت دور ہو گیا۔ اور تعاقب کا خوف نہ رہا۔ آصف خان ابو طالب وغیرہ کو اسپ وخلعت وفیل تواضع کرکے رہا کیا۔

اب شاہجہان کے واقعات ملاحظہ کیجیے۔ کہ جب اُس کو مہابت خان کی گستاخی کی خبر ہوئی تو باوجود قلت سپاہ کے ارادہ کیا۔ کہ باپ کی خدمت مین حاضر ہو کر مہابت خان کو اس کردار ناہنجار کی سزا دے۔ لیکن جب یہ خیال آیا۔ کہ ابہی بادشاہ کی کم توجہی باقی ہے۔ اور نورجہان کا دل بہی صاف نہین ہوا۔ تو تجویز یہ کی کہ ولایت ٹہٹہ مین چندروز گوشہ نشینی مین بسر کیجے۔ اور اگر ممکن ہو تو شاہ ایران کے پاس پہونچ کر (کیونکہ ایام شاہزادگی مین شاہجہان کی خط وکتابت شاہ عباس سے کمال اخلاص ومحبت کے ساتہہ جاری تہی) اوس کی مہربانی اور اعانت سے اس شورش وفساد کے عناد کو دور کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس نیت وعزم مین شاہجہان ٹہٹہ آیا۔ اس اثنار مین شاہزادہ پرویز درد قولنج سے بعمر ۳۸ سالہ ماہ صفر ۱۰۳۵ھ کو انتقال کیا۔ اور فتح خان پسر عنبر نے نظام الملک کے ایما سے ملک بادشاہی مین فساد برپا کیا۔ اور حمید خان حبشی (جو نظام الملک کا معتمد علیہ تہا) نے خانجہان سے ایسا رشتہ محبت مستحکم کیا۔ کہ

چار پانچ لاکھ ہن اور دو تین لاکھ روپیہ کے جواہر خانہ [illegible] حوالے کیے۔ بالاگھاٹ کا ملک بدلیا یہ ملک وہ تہا کہ جسکو اکبر و جہانگیر نے ہزاروں جانیں [illegible] اور کروڑوں روپیہ خرچ کر کے حاصل کیا تہا۔ مگر افسوس ہے کہ خانجہان کی خود غرضی نے اوسکو یون [illegible] برباد و رائگان کیا۔

اب مہابت خان کی سنیے کہ وہ چند روز ادہر [illegible] اسکے بعد سوچا کہ بادشاہ کے پاس جانے کی کوئی صورت تو نہین [illegible] کہ شاہجہان کا دامن سنبہالیے۔ چنانچہ اسی ارادہ سے وہ ٹھٹہ آیا۔ اور شاہجہان سے [illegible] ملازمت کی [illegible] شاہجہان بہی بمقتضائے وقت اوسکی تقصیرات سے درگذر کی۔

اور بادشاہ کشمیر کی سیر کو آیا۔ چند روز سیر مین گذرے [illegible] رلیست نا امیدی پائی [illegible] دامن [illegible] سوچہ کے بال [illegible] اور علاج [illegible] نورجہان اس موقع پر شہر یار [illegible] کو تاپ [illegible] بادشاہ بہی کشمیر [illegible] ملک کو چہوڑ کر لاہور کے جانب [illegible] مرض کو اور زیادہ [illegible] جاتی تہی۔ افیون و شراب سے نفرت [illegible] پہنچنے پایا کہ رستہ ہی مین بمقام جنگل [illegible] صفر ۱۰۳۷ھ [illegible] ۲۸ اکتوبر ۱۶۲۷ء [illegible] ۲۲ برس ۱۰ سال ۸ ماہ [illegible] سلطنت کی۔ [illegible] (جہانگیر [illegible]) مین تاریخ وفات نکالی ہے۔ بعد مرنے کے بادشاہ کا لقب جنت مکانی قرار پایا۔

جہانگیر کے مرنے سے نورجہان کے سہاگ کی چوڑی ٹہنڈی ہوئی۔ سارا سہاگ خاک مین ملا۔ بہت روئی اور پیٹی۔ مگر اس حال مین بہی [illegible] شہر یار کے تخت نشین کرنے کا خیال نہ چہوڑی

[illegible]

[illegible] شاہجہاں [illegible] پہونچا اور شاہجہاں

[illegible] کی انگوٹھی پیش کرکے سلطنت کی خوش خبری سنائی

[illegible] کرنا چاہا۔ مگر مہابت خان نے عرض کی

[illegible]

حالات میں بالکل بے تعصب تھا ... [illegible]

... [illegible] ... بھی ویسا تھا

باقی اوسکی طبعزاد غزلیات چند شعر یہاں نقل کئے جاتے ہیں

غزل

من چو کسم که تیر تهمت بجگر رسد [illegible]	تا به چشم نارسیده گرد و گذر رسد [illegible]
مستانه [illegible] ز دست تو [illegible]	[illegible] نظر رسد

در وصل دوست مستم و در ہجر بیقرار	داراند نیز غم کہ مرا سر بسر رسد
[illegible] گشتہ ام [illegible] حال	[illegible] زبان کہ مرا این خبر رسد
وقت نیاز دعوی [illegible] گیر [illegible]	امید آنکہ [illegible] اثر رسد

جہانگیر علم نجوم کا بہت معتقد تھا۔ اور جعلی پیرزادون و درویشون کی صحبت اوس کو بہت پسند تھی۔ [illegible] کے لئے لکھا تھا۔ اکثر پند و نصائح مضمون مین [illegible] ہے۔

جہانگیر [illegible] سر طامس رو [illegible] دربار مین [illegible] گئے تھے۔ چنانچہ [illegible] ۱۶۱۵ء [illegible] مین [illegible] آیا۔ [illegible] جیمس اول [illegible] کا خط اپنے ساتھ لایا تھا۔ [illegible] تجارت کو فروغ [illegible] اوس نے [illegible] برس تک بہت کچھ [illegible] بادشاہ کے دربار مین حاضر رہتا تھا۔ چنانچہ [illegible] روزانہ حاضرباشی سے [illegible] اکثر [illegible] ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ بھی رہا۔ مگر اوس کے مقابل [illegible] جوڑ لگائے۔ [illegible] کامیابی حاصل نہین [illegible] تجارت کی [illegible] ۱۶۱۶ء مین [illegible] کے [illegible] روانہ ہوگیا۔ اوس کے بعد [illegible] ۱۶۱۸ء [illegible] اردو

۱؎ سر طامس رو [illegible] پیدا ہوا [illegible] یونیورسٹی [illegible] وکالت کی لیاقت حاصل کی۔ اور جیمس اول بادشاہ انگلستان [illegible] اور [illegible] خطاب [illegible] ویسٹ انڈیز [illegible] منتخب کیا [illegible] کے کنارہ پر [illegible] ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقاصد کی توسیع کے لئے [illegible] مقرر ہوا۔ کئی برس قسطنطنیہ مین رہا۔ پھر [illegible] سفیر [illegible] مین [illegible] انتقال کیا۔ ۱۲ مولف۔

ہندوستان ہوا۔ جہانگیر نے اوس کے حال پر کمال التفات کیا۔ اور کہا۔ کہ شاہ انگلستان میرا شاہی
او رہے لیکن جب پرتگیزوں کے اوس سے عہدنامہ کی درخواست کی تو ارکین سلطنت نے اوس کی
مخالفت کی جس کی وجہ سے سر طامس رو بھی مثل کپتان ہاکنس کے اپنے مقصد میں ناکامیاب رہا۔
اور وہ بھی انگریزی تحائف جہانگیر کے ملاحظہ میں پہنچے تھے نہیں۔ کیونکہ اوس میں صرف انگریزی
جانور، کاریچوبی سواری، تلوار، انگریزی گاڑی، نامی بادشاہوں کی تصویریں وغیرہ تحفے تھے
اسی سے انگریزی سفارت کا ذکر مسلمانوں کی کسی تاریخ میں نہیں ہے۔ اور جہانگیر نے اپنی توزک
میں اسکا حال لکھا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اوس زمانہ میں انگلستان کی خاص سفارت کی
نہیں بھیجی گئی۔ اور سفارت انگلینڈ کی ذلت پیدا ہونے میں دو امر باعث تھے۔ ایک تو تحائف لائق
قیمت ہونا۔ دوسرا تجارت کا عہدنامہ چاہنا۔ ہمارے خیال میں تو وہ وقت پسند انگریزوں کے
پرتگیزوں کی تجارت فروغ پر تھی۔ اور اسی سر طامس کے سفرنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پرتگیزوں کے
تحائف بیش قیمت جواہر بیضہ لعل مروارید الماس کے ہوتے تھے۔ اور یہی باعث تھا کہ اوس
زمانہ میں پرتگیزوں کی کمان چڑھی ہوئی تھی۔

ہاکنس طامس کے علاوہ ہربرٹ۔ ٹیری۔ برنیر۔ ڈاکٹر برنارڈ [illegible] کوریٹ۔ مسٹری [illegible] ([illegible])
وغیرہ انگریزوں نے بھی اپنے سیاحت ناموں میں عہد جہانگیری کے واقعات کو قلمبند کیا ہے جو
کچھ میں آیا۔ وہ لکھ دیا ہے۔ اور اوس کی تحقیق و تصدیق کی مطلق توجہ نہیں کی ہے۔ جس سے یہ
سیاحت نامے اصلی تاریخوں کے مقابلہ میں بالکل وقعت کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے۔

ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی

۸ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ مطابق ۱۴ فروری ۱۶۲۸ء کو دولتخانہ ارک دار الخلافہ اکبر آباد میں ساڑھے

زمانہ آگیا۔ جب شاہجہان[1] نے سنہ ۱۰۳۷ھ میں تاج و تخت پر قدم رکھا۔ اور خطاب ابو المظفر شہاب الدین محمد
صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی مقرر پایا۔ اور اسی خطاب سے فرامین اور جواہر زریں
مزین کو گئے۔ [illegible] بالکسر [illegible] نام نے باپ دادا کے نام کو روشن کیا تھا اس کا نام خرم
مشہور تھا۔ اب اس بادشاہ کا اسم [illegible] میں رہ کر سپہر کا مرکز بنا۔ تخت نشینی کی مسرت
سے فیاضی نے شاہانہ ابر [illegible] برسایا۔ [illegible] محل میں ممتاز الزمانی بیگم (شاہ
کی جان تھی) [illegible] بیگم صاحبہ بادشاہ جہان کی بڑی لاڈلی بیٹی [illegible] کو
اس کے لیے بادشاہ نے [illegible] لاکھ اشرفی اور [illegible] لاکھ روپیہ ممتاز الزمانی بیگم کو دیے۔ اور [illegible] لاکھ روپیہ
سالیانہ مقرر کیا۔ جہان آرا بیگم کو ایک لاکھ اشرفی اور [illegible] لاکھ روپیہ بخشش ہوئے اور [illegible] لاکھ روپیہ

[1] شاہجہان [illegible] کو جگت گسائین دختر راجہ [illegible] سنگھ کے بطن سے بمقام لاہور پیدا
ہوا۔ [illegible] خرم نام [illegible] اکبر نے [illegible] اس کو اپنی فرزندی
میں لیتا [illegible] رقیہ سلطان بیگم [illegible] کے بطن سے
[illegible] کوئی فرزند پیدا نہ ہوا تھا [illegible] خرم کی پرورش سپرد کی۔ چنانچہ ۱۳ برس
پہلے تک اپنے دادا کی آغوش میں [illegible] جب اکبر مر گیا تو خرم اپنے باپ جہانگیر کے گھر
آیا۔ چند روز [illegible] کے ساتھ ساتھ گذرے۔ اس کے بعد جہانگیر نے خرم کو [illegible] کی سرکوبی کے لیے
روانہ کیا۔ پھر دکن کے واسطے بھیجا۔ جب خرم نے ان دونوں مہمات میں کامیابی حاصل کی تو جہانگیر نے شاہجہان
کا خطاب [illegible] منصب [illegible] کا امر عطا کیا۔ اسی شاہجہان دکن ہی میں تھا کہ بادشاہ
[illegible] شاہجہان نے [illegible] مقرر کیا گیا۔ آخر انہیں حیلوں کے
باعث ایک عرصہ تک جہانگیر و شاہجہان میں جنگ و پیکار رہی۔ یہ تمام حالات ہم نے جہانگیر کے تذکرہ میں کسی قدر
تفصیل سے لکھے ہیں۔ مکرر ان کے بیان کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ۱۲ مؤلف۔

سالیانہ قرار پایا۔ اور حکم ہوا۔ کہ نصف روپیہ خزانہ سے نقد دیا جائے۔ اور نصف روپیہ کی جائداد
دیجائے۔ اس کے علاوہ ممتاز الزمانی کو ۸ لاکھہ روپئے اس لئے سپرد ہوئے کہ جب داراشکوہ
شجاع۔ اورنگ زیب لاہور سے آئین تو دیہ شاہزادے دادا (جہانگیر) کے ساتھہ لاہور
مین تھے) ساڑے چار لاکھہ روپیہ اون مین اس طرح تقسیم کئے جائین۔ کہ داراشکوہ کو ۲
لاکھہ شجاع کو دیڑہ لاکھہ۔ اورنگ زیب کو ایک لاکھہ روپیہ اور مراد بخش و لطف اللہ
و روشن رائے بیگم و ثریا بانو بیگم مین تقسیم کئے جائین۔ اور محمد داراشکوہ کو ہزار روپیہ روز اور
شاہ شجاع کو ساڑے سات سو روپیہ یومیہ اور اورنگ زیب کو پانچ سو روپیہ اور شاہزادہ
مراد کو ڈہائی سو روپیہ روز دیئے جائین۔ ماسوا اسکے ۱۲ لاکھہ روپیہ سادات۔ مشائخ۔ فضلا
صلحا۔ وغیرہا کو عطا ہوئے۔ اور اپنے خسر آصف خان یمین الدولہ کو (جو اہی لاہور مین شاہزادونکے
لانیکے لئے ٹھہرا ہوا تہا) عموی دانا کے لقب سے ملقب کرکے ایک خلعت (جو بادشاہ
جلوس کے روز پہنا تھا۔) اور منصب ہشت ہزاری ذات و ہشت ہزار سوار دو اسپہ
و سہ اسپہ عطا فرمایا۔ اور بندر لاہری بطریق انعام کے مرحمت کیا۔ مہابت خان کو خطاب
خانخانان منصب ہفت ہزاری ذات و ہفت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ و سپہ سالاری
و علم و نقارہ و تومان و توغ اور دو گہوڑے طویلہ خاصہ کے معہ ساز نقرہ و طلا و مادہ فیل و
۵ لاکھہ روپیہ نقد عنایت ہوئے۔ وزیر خان (جو وزیر تہا) کو منصب پنجہزاری ذات و سہ ہزار
سوار و علم و نقارہ و اسپ طویلہ خاصہ اور ایک لاکھہ روپیہ انعام ملا۔ الغرض سید مظفر خان
بارہ ہتہوری۔ دلاور خان بریچ۔ بہادر خان روہیلہ۔ سردار خان۔ راجہ بیتھلداس پسر
راجہ گوپال داس گور۔ مرزا مظفر کرمانی۔ راجہ سروپ ولد راجہ جگناتہہ کچواہہ۔ قلیچ خان
خواجہ قاسم۔ سید امانی۔ رضا بہادر خدمت پرست خان۔ یوسف محمد خان تاشکندی

جان نثار خان۔ لہراسپ خان ولد مہابت خان خانخانان۔ دیانت خان دشت بیاضی یکہ تاز خان۔ نصیب شیرانی ترخان میانہ ابراہیم حسین خان مرحمت خان۔ زبردست خان خواجہ برخوردار وغیرہ۔ حسب مراتب مناصب وانعامات سے سرفراز کئے گئے۔ انہین اکثر جہانگیر کے زمانہ کے امرا اور شاہجہان کی ایام شاہزادگی کے رفقا تھے۔ چونکہ بادشاہ مراسم ملت مصطفوی و شریعت محمدی کا پابند تہا۔ اس لئے عہد اکبری کے سجدہ کو موقوف کیا۔ اور مہابت خان کے التماس پر زمین بوس (دونون ہاتہ زمین پر ٹیک کر پشت دست پر بوسہ دین) مقرر کیا۔ مگر اسمین بھی سجدہ کی مشابہت ہونے سے اسکو بہی موقوف کرکے تسلیم چہارم (تسلیم چہارگانہ) قرار دیا۔ اور سادات وفضلا۔ درویش وزاد یہ نشین کو بادشاہ کی ملاقات کے وقت سلام علیکم کہنے اور رخصت کے موقع پر فاتحہ پڑہنے کی اجازت دی۔ اور سال وماہ قمری کو (جو تاریخ ہجری پر مبنی ہے) جاری کیا۔ ۱۰۳۷ھ مین آصف خان شاہزادون کو لیکر لاہور سے آیا۔ اور بادشاہ نے آصف خان کو وکالت کی خدمت مہر اوزنگ حوالہ کی۔ اور پچاس لاکہہ روپیہ کی جاگیر ومنصب نہ ہزاری ذات نہ ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ سے سرفرازی بخشی۔ ممتاز الزمانی بیگم وعالم بیگم وشہزادون وشاہزادیان وغیرہ کو ایک کرڈر روپیہ کے جواہر ومرصع آلات وخلعت وخنجر مرحمت ہوے۔ اس اثنا رمین محمد خان والی بلخ وبدخشان نے کابل پر حملہ کیا۔ حالانکہ اوس کا بہائی امام قلیخان والی توران بہت تاکید کے ساتہہ منع کرتا رہا۔ مگر اس نے بھائی کی ایک نہ سنی۔ جب بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو مہابت خان خانخانان کو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ نذر محمد خان شکست کہا کر بہاگا۔ اور کابل بدستور ملازمان شاہی کے قبض وتصرف مین رہا۔ انہین ایام مین بادشاہ نے نظام الملک سے تمام محال بالاگہاٹ

(جو خان جہان لودہی نے نظام الملک کے ہاتہہ بیچڈالا تھا) واپس لئے۔ اور خان زمان نے قلعہ بیر فتح کیا۔ دلیر خان نے خواجہ نظام تاجر سے ایک سفید ہاتھی (۱۶ ہزار شاہی ہاتہیون مین ایک ہی سفید نہ تہا۔ اکبر کو تمام عمر سفید ہاتہی کی آرزو رہی مگر دستیاب نہوا) خرید کرکے بطریق پیشکش بادشاہ کے پاس بہیجا۔ سنہ ۱۰۳۹ھ مین خانجہان لودہی (جس نے ملک بالاگھاٹ کو حمید خان نظام الملک کے ہاتہہ بیچڈالا تہا) اپنے جرایم و ناشایستہ افعال کے خوف و توہم کے باعث ایک رات اپنے متعلقین و اسباب وغیرہ کو لیکر لشکر شاہی سے بھاگ گیا جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو خواجہ ابوالحسن خدمت پرست خان۔ حمید مظفر خان۔ نصیر خان وغیرہ نامی امرا کو اوس کے تعاقب مین روانہ کیا طرفین سے خوب لڑائی ہوئی۔ خانجہان کے اکثر خویش و فرزند اس جنگ مین مارے گئے۔ لیکن خانجہان نے بہاگ کر برہان نظام الملک کی پناہ لی۔ انہین ایام مین شاہ عباس والی ایران نے انتقال کیا۔ اور شاہ صفوی اوسکا قایم مقام ہوا۔ بادشاہ نے میر برکہ کو ایلچی مقرر کرکے تہنیت و تعزیت نامہ لکھا۔ اور نظام الملک و خانجہان کی سرکوبی کے لئے سنہ ۱۰۴۰ھ مین تین فوجین بسرکردگی ارادت خان ناظم دکن و راجہ جے سنگہ و شایستہ خان خلف آصف خان روانہ کین۔ اور ارادت خان کو اعظم خانی کا خطاب عطا کرکے کل سپاہ کا سپہ سالار بنایا۔ فوجون کی روانگی کے بعد معلوم ہوا کہ ارادت خان اور شایستہ خان مین موافقت نہین ہے۔ اس لئے بادشاہ نے شایستہ خان کو طلب کرکے عبداللہ خان کو اوس کی جگہہ بھیجدیا۔ اس اثنا مین جادو رائے نظام الملکی (جو اپنے بیٹون اور بھائیون وغیرہ کے ساتہہ بادشاہ کی ملازمت مین آیا تہا) پہر نظام الملک کی ملازمت کے ارادہ سے دولت آباد روانہ ہوگیا۔ لیکن نظام الملک نے اوس کی بیوفائی کا خیال کرکے اوس کو اور اوس کے دو بیٹے مسمیان بسوا و راگہو۔ اور ایک پوتے بسونت رائے ان چارونکو

قتل کرڈالا۔ جب جادو رائے کی بیوی اوکربائی کو معلوم ہوا تو وہ اپنے بھائی جگ دیو کو لیکر معہ زر و زیور ہاتہی۔ گھوڑے۔ سپاہ وغیرہ کے حدود نظام الملکی سے نکل کر بادشاہ کے پناہ مین آئی۔ بادشاہ نے اوس کے بھائی جگدیو اور پوتے تپنگ رائے کو منصب بحالی جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ اور خانجہان کے تعاقب مین جو سردار گئے تھے۔ ایک مدت کے تعاقب مین خانجہان اور اوس کے معاون دریاخان و بہادرخان کو قتل کرکے اونکے سر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کئے۔ چونکہ اس مہم مین عبداللہ خان نے خدمات شایستہ بجالائے تھے۔ اس لئے بادشاہ نے فیروز جنگ و خان جہان کا خطاب عطا کرکے منصب شش ہزاری و شش ہزار سوار سے سرفراز فرمایا۔ اس اثنا مین جادو رائے کا داماد ساہوجی بھونسلہ (جو نظام الملک کے لشکر ہنود کا سردار تھا) معہ اپنے بھائی میناجی و بیٹے ساماجی کے اعظم خان کے ذریعہ بادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوا۔ اور اپنے خطاؤن کی معافی چاہی۔ بادشاہ نے اوس کو منصب پنجہزاری ذات و سوار۔ (خافی خان منصب شش ہزاری و پنجہزار سوار لکھا ہے) اور دو لاکھ روپیہ انعام مرحمت کیا۔ اور میناجی کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار اور ساماجی ولد ساہوجی کو دو ہزاری ذات ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا۔

سنہ ۱۰۴۰ھ مین بمقام دکن و گجرات امساک باران سے غلہ کی گرانی ایسی سخت ہوئی۔ کہ پناہ بخدا۔ یعنے ایک مدت تک کتے کا گوشت بکتا رہا۔ جب یہ بہی ہوگیا تو مردون کے گوشت کی خرید و فروخت ہونے لگی۔ اور قبرستان کے ہزارون قبرین (مردہ کے گوشت کی جستجو مین) کہدکر زمین کے برابر ہوگئین۔ اور دفن و کفن کا طریقہ یک لخت موقوف ہوگیا۔ اسی زمانہ مین ایک عورت روتی پیٹتی قاضی کے پاس آئی۔ اور کہی کہ مین نے ہمسایہ کو اپنا جگر پارہ ذبح کرکے پکانے کے لئے دیا تہا۔ مگر ہمسایہ نے اوس کی ہڈی کا بہی ایک ریزہ مجھے کہانے نہ دیا۔

اور خود ہی کہا گئے۔ الغرض ہزارون دیہات ویران ہو گئے۔ لاکہون بندگان خدا اجل کے نذر ہوے۔ پادشاہ اور اوس کے امرا نے متعدد مقامات پر لنگر خانے جاری کئے۔ خصوصًا برہان پور مین ایک بہت بڑا لنگر خانہ پادشاہ نے قایم فرمایا۔ اس عرصہ مین اعظم خان نے نظام الملک کے مشہور قلعے۔ قلعہ بیر۔ قلعہ ستونڈ۔ قلعہ تلتم۔ قلعہ مالگاؤن۔ قلعہ قندہار۔ حصار راجوری وغیرہ کو فتح کیا۔ لیکن قلعہ پرینڈہ پر قبضہ نہو سکا۔ مگر جب عادل خان نے نظام الملک کے فوج کی امداد و اعانت کرکے شاہی لشکر کا مقابلہ کیا تو اکثر امرا شاہی (جو اعظم خان کے ہمراہ تھے) اور لشکر کا بہت بڑا حصہ مارا گیا۔ آخر اعظم خان ناکام پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا انہین ایام مین ۱۷ ذی قعدہ ۱۰۴۰ھ کو ممتاز محل[1] (جو شاہجہان کی روح جان پرور و ہمدم و محرم بستر تھی) نے درد زہ سے سفر آخرت کیا۔ پادشاہ کو اس محرم و ہمدم دیرینہ کا اس قدر

[1] جب پادشاہ (شاہجہان) کی عمر ۱۵ سال ۲ ماہ ۱۴ روز کی تہی تو جہانگیر نے ۱۰۱۶ھ مین نواب عالیہ بیگم (ممتاز الزمانی بیگم یعنے ممتاز محل) بنت آصف خان یمین الدولہ سے منگنی کا رسم کردیا۔ اس کے بعد جہانگیر نے اپنے بیٹے کے ساتہہ مظفر حسین مرزا کی بیٹی کا نکاح کیا۔ (جسکے بطن سے ایک بیٹی پرہیز بانو بیگم ۱۲ جمادی الاول ۱۰۲۰ھ کو پیدا ہوئی) اور منگنی کے پانچوین سال ۳ ماہ ۲ دن بعد ۱۰۲۱ھ مین عالیہ بیگم کا نکاح بہی شاہجہان سے جہانگیر نے کردیا۔ اسوقت بیگم کی عمر ۱۹ سال یک ماہ ۲ روز کی تہی۔ اس نکاح کے پانچوین سال ۲ رمضان ۱۰۲۶ھ کو جہانگیر نے باقتضاء مصلحت ایک اور نکاح اپنے بیٹے (شاہجہان) کا شاہنواز خان بن عبد الرحیم خانخانان کی بیٹی سے کردیا تہا۔ جسکے بطن سے ۲۱ رجب ۱۰۲۸ھ کو دار الخلافہ اکبر آباد مین ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جہان افروز نام رکہا۔ مگر ایک سال ۹ ماہ کی عمر مین بمقام برہان پور وہ لڑکا مرگیا۔ الغرض پادشاہ (شاہجہان) کے تین نکاح ہوے تہے۔ مگر پادشاہ کو جو محبت ممتاز محل کے ساتہہ تہی۔ وہ کسی اور بیوی سے نہ تہی۔ سفر حضر۔ تکلیف۔ راحت ہر ایک وقت۔

غم ہوا۔ کہ مدتون روتا رہا۔ اور دو سال تک عطر لگانا۔ رنگین کپڑے۔ جواہر پہننا چھوڑ دیا۔ ایک ہفتہ جہروکہ مین نہین بیٹھا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ سلطنت کو بیٹون مین تقسیم کرکے معبود حقیقی سے لو لگائے مگر ارکان دولت اور اعیان ریاست اس ارادہ کے مزاحم ہوئے۔ اس غم نے بادشاہ کو وہ صدمہ دیا کہ تھوڑے دنون مین تمام داڑہی سفید ہو گئی۔ اور بوڑہون سے بدتر نظر آنے لگا۔ الغرض ممتاز محل کی نعش برہان پور مین (باغ زین مین) بطور امانت زمین کے سپرد ہوئی۔ اور پورے ۶ ماہ کے بعد ۱۷ جمادی الاول سنہ ۱۰۴۰ کو ممتاز محل کی نعش۔ شاہ شجاع۔ وزیر خان۔ ستی النساء بیگم

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۸۹) ممتاز محل ساتھ رہتی تہی۔ اس بیگم کو ۲۰ سال کے عرصہ مین ۱۴ بچے ۸ لڑکے ۶ لڑکیان پیدا ہوئے جنمین ۷ زندہ رہے۔ انتقال کیوقت بیگم کی عمر ۳۸ سال ۲ ماہ تہی۔ تاریخ رحلت (جائے ممتاز محل جنت باد) اولاد کی تفصیل نقشہ ذیل سے بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے۔

نمبر شمار	نام	تاریخ ولادت	کیفیت
۱	۲	۳	۴
۱	حور النساء بیگم	۸ صفر سنہ ۱۰۲۲	تولد بمقام آگرہ بعمر ۳ سال انتقال ہوا
۲	جہان آرا بیگم	۲۱ صفر سنہ ۱۰۲۳	بیگم صاحب و بادشاہ بیگم عرف تہا
۳	محمد داراشکوہ	۲۹ صفر سنہ ۱۰۲۴	تولد بمقام اجمیر شریف
۴	شاہ شجاع بہادر	۱۸ جمادی الثانی سنہ ۱۰۲۵	تولد بمقام اجمیر شریف
۵	روشن آرا بیگم	۲ رمضان سنہ ۱۰۲۶	تولد بمقام برہان پور
۶	اورنگ زیب	۱۵ ذوالقعدہ سنہ ۱۰۲۷	
۷	امید بخش	۱۱ محرم سنہ ۱۰۲۹	ربیع الثانی سنہ ۱۰۳۱ مین بمقام برہانپور وفات پائی
۸	ثریا بانو بیگم	۲ رجب سنہ ۱۰۳۰	۲۳ شعبان سنہ ۱۰۳۷ کو بعمر ۷ سال وفات پائی
۹	پسر	سنہ ۱۰۳۲	نام رکھنے سے پہلے مرگیا۔
۱۰	مراد بخش	۲۵ ذیحجہ سنہ ۱۰۳۳	تولد بمقام قلعہ رہتاس۔
۱۱	لطف اللہ	۱۴ صفر سنہ ۱۰۳۶	۹ رمضان سنہ ۱۰۳۷ کو بعمر ایک سال و ۷ ماہ قضا کیا
۱۲	دولت افزا	۱۴ رمضان سنہ ۱۰۳۷	۱۰ رمضان سنہ ۱۰۳۸ کو بعمر یک سال قضا کیا
۱۳	حسن آرا بیگم	۱۰ رمضان سنہ ۱۰۳۹	دایہ اجل نے پالا۔
۱۴	گوہر آرا بیگم	۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۰	برہانپور مین پیدا ہوئی جسکی ولادت سے ماں مرگئی۔

(جو ملکہ مرحومہ کی وکیل تہی) کے ساتہہ اکبر آباد روانہ کیگئی۔ اور شہر کے جنوب رویہ ایک زمین
نہایت رفعت ونزاہت رکہتی تہی۔ ذیہان راجہ مانسنگہ کی حویلی تہی۔ جواب اوسکے پوتے
راجہ جے سنگہ پاس تہی۔ جس کو اس زمین کے معاوضہ مین بادشاہ نے خالصہ کی زمین دی)
۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۰۴۰ھ کو ممتاز محل وہان دفن ہوئی۔ اور ۲۰ برس کے عرصہ مین ۵ لاکہہ روپیہ
کی لاگت سے وہ بینظیر مقبرہ تیار ہوا۔ جواب تک دنیا مین اپنا نظیر نہین رکہتا ہے۔
ممتاز محل کے خزانہ مین ایک کروڑ روپیہ نقد جمع تہا۔ بادشاہ نے اوس مین سے نصف روپیہ
اپنی چاہیتی اور لاڈلی بیٹی (بیگم صاحبہ) کو عطا کیا۔ اور باقی نصف شاہزادون مین تقسیم فرمایا۔
اور مرحومہ کے تمام خدمات وجاگیرات بہی بیگم صاحبہ کے سپرد ہوے۔
اس اثنا مین فتح خان پسر عنبر کی ایک عرضداشت بدین مضمون وصول ہوئی۔ کہ "اس خدمتگزار
نے برہان نظام الملک کو (جو حضور سے مخالفت رکہتا تہا) مقید کیا ہے۔ اب مراحم شاہی
کا امیدوار ہون"۔ بادشاہ نے اس کورنمک کی اس کارروائی پر سخت نفرین ولعنت کی۔
لیکن مصلحت ملکی کے لحاظ سے یہ جواب دیا۔ کہ "اگر تو ہمارا سچا ہواخواہ ہے تو نظام الملک
کی آلایش سے جہان کو پاک کر"۔ افسوس ہے کہ اس فتح خان نمکحرام نے اپنے ولی نعمت
برہان الملک کو گلا گہونٹ کر مار ڈالا۔ اور مشہور کیا۔ کہ وہ اجل طبعی سے مرگیا۔ اسکے بعد
بارہ بڑے بڑے نامی سردارون کو قتل کرکے نظام الملک کے بیٹے حسین کو (جو دس برس
کا تہا) تخت نشین کیا۔ اپنے بڑے بیٹے عبدالرسول کے ہاتہہ آٹہہ لاکہہ روپیہ پیشکش بادشاہ کی خدمت مین
روانہ کیا۔ اسی سال سنہ ۱۰۴۱ھ مین بادشاہ نے نصیری خان کو بالاگہاٹ جانیکی اجازت دی۔ اور اوسکے
التماس پر ماہی مراتب[1] عنایت ہوا۔ اسکے بعد بادشاہ نے آصف خان یمین الدولہ کو محمد عادلخان

[1] اس سے قبل سلاطین دہلی مین ماہی مراتب کا رواج نہ تہا یہ پہلا ہی دفعہ ہے۔ جو نصیری خان کو بادشاہ نے ماہی مراتب عطا فرمایا۔ ۱۲ مولف

حاکم بیجاپور کی تنبیہ و سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ چند روز تک خوب لڑائیاں ہوتی رہین لیکن
جب عادل خان جنگ سے مجبور ہوا تو صلح و پیشکش کے بہانہ امروز فردا کے وعدون پر آصف خان
کو مدتون ٹالا۔ اس عرصہ مین قحط سالی کا ہنگام خیمہ آیا۔ کاہ و دانہ کی کمیابی سے گھوڑے اور غلہ کی
گرانی سے آدمی ایسے مجبور ہوئے کہ ناچار آصف خان نے اس مہم کو ناتمام چھوڑکر واپس ہوا
اور شولاپور کے قریب (جو بادشاہی علاقہ تھا) چھاؤنی کی۔ جب یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی تو
بادشاہ نے مہابت خان خانخانان کو دکن کی صوبیداری عطا کرکے یہ مہم اوسکے تفویض کی
اور آصف خان کو اپنے پاس بلا لیا۔ اس اثنا مین مخبرون نے بادشاہ کو خبر دی۔ کہ بندر ہگلی[1]
کے فرنگیون نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر نکالا ہے۔ اور اس دیار کے مسافرون اور مسلمانونکی

[1] نالہ جسکو عربی مین خور کہتے ہین۔ دریا شور سے جدا ہوکر قریب ۲۰ کروہ کے راج محل کے طرف منشعب ہوا تھا۔
پہلے زمانہ مین وہان کے لوگ راج محل کو (آگ لگنے کے باعث) آگ محل کہتے تھے۔ جب راجہ مانسنگہ صوبہ دار
بنگالہ ہوا تو اوس نے اپنی اقامت کے لئے اینٹ مٹی کا ایک حصار بناکر اوس کا نام راج محل رکہا۔ اکبر نے اوسکو
اکبر نگر سے موسوم کیا۔ اور راج محل سے ۷ کروہ پر ایک جگہہ بنگالہ اور بہار کی سرحد ہے۔ جسکے شمال مین دریا گنگ
اور دریاؤن سے ملکر بہت عریض بہتا ہے۔ اس کے جنوب مین ایک رفیع طولانی پہاڑ ہے۔ جسکو گڈہی کہتے ہین۔
راج محل کے آگے آب گنگ اس خور (نالہ) سے ملتا ہے۔ اور اس گنگ و خور کے اتصال سے جانب راست
خلیج گنگ کے کنارہ پر بندر ساتگاؤن واقع ہے۔ ساتگاؤن سے راج محل کو کشتی ۵ روز مین پہونچتی ہے۔
بنگالیون کے عہد مین فرنگی سوداگرون کا گروہ جو سراندیپ مین رہتا تھا۔ ساتگاؤن مین آمد و رفت کرتا تھا۔
ساتگاؤن سے ایک کروہ پر خور کے کنارہ ان کی آبادی تھی۔ اور خرید و فروخت کے بہانہ سے چند فرنگیون نے
چند مکانات بنگالی طرز کے وہان بنا لئے تھے۔ ایک مدت مین ولایت بنگالہ کے حکام کی بے پروائی سے

تکلیف دہی پر کمر باندہی ہے۔ اکثر مسلمانون کو اسیر کرکے اپنے مذہب مین شامل کرتے ہین۔
چنانچہ اس خبر کے گوش گذار ہونے سے بادشاہ سخت برآشفتہ ہوا۔ اور جب قاسم خان کو
بنگالہ کی صوبہ داری دیکر روانہ کیا تو رخصت کے وقت اس قوم کے استیصال اور قلعہ کی تسخیر کے
متعلق بھی ہدایت و تاکید کی۔ قاسم خان وہان پہونچتے ہی بندر ہگلی کے جانب لشکر کثیر لیکر
ساتہہ روانہ ہوا۔ ۲ ذی حجہ سنہ ۱۰۴۱ کو خوب لڑائی ہوئی۔ لشکر اسلام کو اوس کے محاصرہ مین
ساڑہے تین مہینے گذر گئے۔ اس کے بعد نقبین لگائین۔ اور بہت سے فرنگی بخار و دخان
کے طرح ہوا مین اڑ گئے۔ اکثر پانی مین ڈوب مرے۔ الغرض ابتداء پیکار سے انتہاے
کارزار تک دس ہزار فرنگی مارے گئے جبمین مرد عورت بوڑہے۔ جوان۔ بچے۔ سب
شامل ہین۔ ان کے علاوہ (۴۴۰۰) عیسائی۔ عورت و مرد اسیر ہوے۔ اور تخمیناً دس ہزار
آدمی جو قید فرنگ مین تھے۔ رہا کئے گئے۔ البتہ متعدد فرنگی کشتیون مین بیٹھکر سلامت
نکل گئے۔ ۱۱ محرم سنہ ۱۰۴۲ کو یہ اسیران فرنگ بادشاہ کے روبرو پیش ہوے۔ بادشاہ نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۹۲) وہان فرنگی بہت جمع ہوگئے۔ اور انہون نے اپنے مکانات بڑے اونچے اور مضبوط بنالئے
توپ تفنگ اور آلات جنگ سے اونکو استحکام بہی دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک معمورہ بزرگ بنا۔ اور بندر ہگلی کو نام مشہور
ہوا۔ اسکے ایکطرف دریا تہا۔ اور تین طرف اسکے خندق کہود کر خور دنالہ کا پانی چہوڑ دیا۔ اس بندر مین فرنگ جہازونکی آمد و
شد و بیع و شرا کی مقرر ہوئی جس سے بندر ساتگاؤن کا بازار رد ہوا۔ اور وہ رونق نرہی اسکے بعد ہگلی کو فرنگیون نے بندر کرکے
دیہات بہی گہیر لئے جو نالہ کے دونون طرف واقع تہے۔ تہوڑے روپیون مین اجارہ لیکر عملداری کرلی۔ اور اُن مواضع کی رعایا مین سے
بعض کو سختی کرکے اور ایک جماعت کو زر کی طمع دیکر نصرانی بنالیے۔ اور ثواب عظیم کرخیال سے فرنگستان بہیجواتے۔ الغرض کنار آب کے پرگنات
کے رہنے والون مین سے جو کوئی ہاتہہ آتا اوسکو اسیر کرکے یہ عمل کرتے۔ ۱۲ مولف۔

اسلام کی دعوت دی۔ جنمین بعض تو مسلمان ہوے۔ اور اکثر مسلمان نہونے کی وجہہ سے مقید
رہے۔ اون کے اصنام (جو انبیا کی تماثیل تھین) جمنامین ڈبو دئے گئے۔ انہین ایام مین محمود خان
قلعدار کالنہ (جو نظام الملک کا مامور کیا ہوا تہا) نے ملازمان پادشاہی کو قلعۂ مذکور حوالہ کیا۔
پادشاہ نے اس صلہ مین اوس کو چار ہزاری منصب دو ہزار سوار و پچاس ہزار روپیہ نقد
سے سرفرازی بخشی۔ شعبان ۱۰۴۲ھ مین سلطان پرویز کی بیٹی سے شاہزادۂ داراشکوہ کا نکاح
ہوا۔ اس شادی مین ۳۲ لاکہہ روپیہ صرف ہوے۔ اور اس شادی کے ۲۲ روز بعد رستم مرزا
صفوی کی بیٹی سے شہزادۂ شجاع کا عقد بندہا گیا۔
اسی سال نذر محمد خان والی بلخ اور شاہ عباس والی ایران کے پاس سے ایلچی آئے۔ لاکہون
روپیہ کے تحائف بارگاہ شاہی مین گذرانے۔ پادشاہ نے بہی اون دونون کے پاس اپنے
ایلچیون کے ذریعہ تحائف روانہ فرمایا۔
اس اثنا مین حسب دستور سالانہ ہاتہیون کی لڑائی ہوئی۔ تمام شہزادے گھوڑون پر سوار لڑائی
کی سیر دیکہہ رہے تھے۔ شاہزادۂ اورنگ زیب کے دل مین کچہہ ایسی سمائی۔ کہ اوس نے
اپنے گھوڑے کو اون مست ہاتہیون کے قریب لیگیا۔ اور اس قدر نزدیک ہوا۔ کہ اون
لڑنے والون مین سے ایک ہاتہی شہزادہ پر حملہ آور ہوا۔ شہزادہ باوجود کمسن ہونے کے بڑی
ہمت کی۔ اور ایک برچہا مار کر ہاتہی کی پیشانی کو زخمی کیا۔ اتنے مین ہاتہی شاہزادہ کو معہ
گھوڑے کے دانتون کے نیچے کرلیا۔ شہزادہ گھوڑے سے جدا ہوکر چستی و چالاکی سے متواتر
تلوارین ہاتہی پر مارین۔ شاہزادہ شجاع نے بہائی کا یہ حال دیکہا تو اوس کی مدد کو دوڑا۔ مگر
گھوڑے کے چراغ پا ہونے سے گرگیا۔ اور راجہ جے سنگہ نے قریب پہونچ کر ہاتہی پر برچہے لگائے۔
اوس کے ساتہہ ہی گرز بردار اور چیلے خاص کے آدمیون نے ایسے گرز و حربے لگائے۔ کہ ہاتہی

بھاگ گیا۔ دونون شاہزادون کی جان بچی۔ بادشاہ دونون کو گلے لگایا۔ اور اورنگ زیب کو اشرفیون کے پانچ خریطون سے تولا۔ اور کہا کہ ”بیٹا ایسی جگہہ اڑا نہین کرتے۔ ہٹ جاتے ہین،“ اورنگ زیب نے ہاتہہ جوڑکر عرض کیا۔ کہ ”غلام کو خدا نے ہٹنے کے لئے نہین پیدا کیا“

اب مہابت خان خانخانان کی مہم دکن کے واقعات بیان کئے جاتے ہین ؎

سلطنے جب مہابت خان نواح دکن مین پہونچا تو عادل خان نے فتح خان کو ایسی پٹی پڑہائی کہ وہ اُس کا شریک حال ہوکر بادشاہ سے باغی ہوگیا۔ اور یہہ دونون ملکر مہابت خان کا مقابلہ ہر ایک مقام پر کرنے لگے۔ مگر مہابت خان اپنی جرأت وبہادری سے اُن دونون کا مقابلہ کرکے قلعہ کالنہ وبہاکوٹ وغیرہ کو فتح کیا۔ اور ان لڑائیون مین دکہنیون کے اکثر سردار مثلاً یاقوت خان وغیرہ مارے گئے۔ اور نامی سردار موہ ہاجی گرفتار رہوا۔ اسی ضمن مین مجلدار خان قلعدار قلعہ ترنبک (جو فتح خان کے ظلم سے آزردہ رہتا تہا) نے مہابت خان کو قلعہ سپرد کرنے کا پیغام دیا۔ اور بلازمت شاہی مین داخل ہونے کی آرزو کی۔ مہابت خان نے اوسکو یہہ جواب بہیجا۔ کہ تیرے قلعہ کے نزدیک قلعہ بہنیاپور مین ساہو کے عیال واطفال مقیم ہین۔ تو اون کو پہلے ٹہکانے لگا کر یہان آ۔ چنانچہ مجلدار خان اپنے ہمراہیون کے ساتہہ بہنیاپور گیا۔ اور ساہو کے علاقہ دارون پر یورش کرکے مال وافر معہ عیال ودختر ساہو اور مبلغ ایک لاکہہ پچاس ہزار ہون۔ چارسو گہوڑے۔ چار ہاتہی لیکر مہابت خان کے پاس حاضر ہوا۔ اور اس کارنمایان کے صلہ مین مہابت خان نے اوس کو بادشاہ کی اجازت سے خلعت ومنصب وانعام سے سرفراز کیا۔ اسکے بعد مہابت خان فتح خان کے سر پر جو قلعہ دولت آباد[1] مین پناہ گزین تہا[illegible]

---

[1] کہتے ہین کہ قلعہ دولت آباد مین نو قلعے ہین (جو نہ حصار کے نام سے موسوم ہین) جنمین سے ۵ قلعے

پہونچا۔ یہان بہی خوب لڑائیان ہوئین۔ ۸۰ روز تک قلعہ کا محاصرہ رہا۔ آخر فتح خان مجبور
ہوکر قلعہ کی کنجیان مہابت خان کو حوالہ کین۔ اور مہابت خان قلعہ مین داخل ہوکر حسن نظام الملک
(جو صغیر سنی کے وجہ سے اب تک فتح خان کے قید مین تہا۔) اور اوس کے وابستون وغیرہ کو
اسیر کرلیا۔ فتح خان پر بہی نگرانی رکہی۔ جب بادشاہ کو اس فتح عظیم کی خبر معلوم ہوئی تو بہت
خوش ہوا۔ اور نصیری خان کو خان دوران کا خطاب عطا فرمایا (کیونکہ اس مہم دکن مین
مہابت خان کے ساتہہ نصیری خان خدمات شائستہ بجا لایا تہا۔) اور حسن نظام الملک کو
قلعہ گوالیار مین مثل بہادر نظام الملک کے قید کرنے کا حکم دیا۔ فتح خان کا جرم معاف کرکے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۹۵) روے زمین پر اور ہم مدور قلعے سنگ مصفا کے سرکوہ پر نمودار ہوے ہین۔ ۵۰۰۰
درعہ شاہجہانی (ایک کروہ دس جریب کے برابر ہوتا ہے) اس کا دورہ اور ارتفاع ۱۴۰ درعہ ہے۔ اسکے
گرد ۴۰ گز عریض ۲۰ گز عمیق سنگ خارا مین خندق کہدی ہوئی ہے۔ پہاڑ کے اندر ایک راہ تاریک پیچ پیچ ایسی
بنائی ہے کہ دن کو چراغ بغیر نظر نہین آتی۔ تمام زینے پتہر مین تراشے ہین۔ پائین کوہ مین ایک آہنی دروازہ ہے۔ اس دروازہ
سے حصار مین آتے ہین۔ اور ایک بڑا توا لوہے کا لگایا ہے۔ جو ضرورت کیوقت گرم کرنے سے آنیوالونکی راہ کو روکدیتا ہے
اول اسکا نام دہاراگیر اور دیوگیر تہا۔ جب محمد تغلق نے اسکو فتح کرکے دہلی کے رہنیوالونکو یہان بسانا اور دارالخلافہ بنانا
چاہا تو اسکا نام دولت آباد رکہا۔ مگر تہوڑی مدت مین سلطان محمد تغلق کی ملک گیری مین غدر و فساد پیدا ہوا۔ اور اوس کے
جور و ظلم سے اکثر موروثی ملک بہی اوسکے قبضہ مین باقی نرہے۔ جن لوگونکو دہلی سے لاکر یہان بسایا تہا۔ وہ بہی چلے گئے۔
اور سلطان علاء الدین بہمنی نے بہی اپنے جلوس کے بعد اس قلعہ سے آباد کئے ہوے شہر کو پسند نہین کیا۔ گلبرگہ کا نام
حسن آباد رکہکر اپنا دارالسلطنت بنایا۔ جس سے دولت آباد ویران ہوگیا۔ اور سوا قصبہ کرکی (جسکو اب اورنگ آباد
کہتے ہین) کے آبادی نہ رہی۔ ۱۲ مولف۔

دو لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر کیا۔ اتنے مین خانخانان کی عرضداشت بدین مضمون وصول ہوئی کہ افواج شاہی۔ ترددات شاقہ۔ وقلت آذوقہ سے نہایت فرسودہ حال ہوگئی ہے۔ اگر بادشاہ کسی بادشاہزادے کو معہ افواج تازہ وسامان شایستہ کے دکن روانہ فرمائے تو مثل نظام شاہیون کے خاتمہ کے عادل خان والی بیجاپور کا بھی خاتمہ ہوجاتا ہے۔ بادشاہ نے خان خانان کے معروضہ کو درجہ قبولیت بخشا۔ اور شاہزادہ شجاع کو نامی امرا اور لشکر کثیر کے ساتھہ دکن روانہ کیا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ ساہو بہونسلہ نے نظام الملک کے کسی عزیز کو (جو قلعۂ انجرائی مین قید تہا۔ رہا کر کے) بادشاہ بنا کر نواح دکن مین فساد وفتنہ برپا کیا ہے۔ اور عادل خان نے قلعہ پرینڈہ (جو نظام الملک کا تہا) کے قلعدار آقا رضوان کو باغ سبز دکہلا کر اوس پر قبضہ کرلیا ہے۔ جب شاہزادہ وہان پہونچا تو متواتر لڑائیان ہوئین۔ اکثر لڑائیون مین شاہی لشکر کو فتح وکامیابی حاصل رہی۔ اور عادل خان کی فوج شکست پر شکست پائی۔ لیکن نتیجہ کچھہ نہ نکلا۔ کیونکہ عادل خان نے اطاعت کی۔ اور نہ بیجاپور پر قبضہ ہوا۔ البتہ کسی قدر فتنہ وفساد کی شورش مٹ گئی۔ الغرض شجاع کو بہی ناکام واپس ہونا پڑا۔ اور اسی واپسی پر بادشاہ نے خان خانان اور شاہزادہ پر بہت کچھہ زجر وتوبیخ کی۔ اور چند روز کے بعد مہابت خان خانخانان (جسکا اصلی نام زمانہ بیگ تہا) اپنے مرض کہنہ بہگندر (ناسور) سے ۱۳ جمادی الاول ۱۰۴۴ھ کو انتقال کیا۔

۱۰۴۴ھ مین بادشاہ نے یہہ خیال کیا۔ کہ جواہر خانے مین طرح طرح کے جواہر جو بیکار رکہے ہوے ہین۔ اون کو کسی کام مین لگانا چاہیے۔ جس سے زیب وزینت اور نمایش کے علاوہ سلطنت کو بہی فروغ ہو۔ چنانچہ جواہر خاصہ (جنکی قیمت دو کروڑ روپیہ تہی) کے علاوہ دوسرے بیش قیمت جواہر وزنی ۵ ہزار مثقال قیمتی ۸۰ لاکہہ روپیہ کے بادشاہ نے انتخاب

کرکے بے بدل خان داروغہ زرگری خانہ کے تفویض کیا۔ اور اوس کے ساتھہ ایک لاکھہ تولہ طلا (قیمتی ۱۴ لاکھہ روپیہ) بھی دیا۔ اور یہہ فرمایش کی کہ ایک تخت شاہی جسکا طول سوا گز۔ عرض ڈہائی گز۔ ارتفاع پانچ گز ہو اہسے مرصع تیار کیا جائے۔ چنانچہ اس تخت کی چہت کا اندرونی رخ کچہہ میناکار کچہہ مرصع۔ اور بیرونی رخ لعل و یاقوت وغیرہ سے مغرق بنایا گیا۔ اور یہہ چہت بارہ زمرد کے ستونوں پر قایم ہوا۔ اوپر دو طاؤس جواہر سے مرصع تیار کئے گئے۔ اور ان دونوں موروں کے بیچ مین ایک درخت لعل و الماس زمرد۔ مروارید سے مرصع لگایا گیا۔ چڑہنے کے لئے زینہ بان کے تین پایہ جواہر آبدار سے مرصع بنائے گئے۔ گیارہ تختے جواہر سے مرصع تخت کے دور پر تکیہ لگانے کے لئے نصب ہوئے۔ بیچ کا تختہ (جس پر بادشاہ تکیہ لگاکے بیٹہتے تہے) ۱۰ لاکھہ روپیہ قیمت کا تہا۔ اس تختہ مین جو جواہر لگے تہے۔ اون مین ایک لعل لاکہہ روپیہ کا جسکو شاہ عباس والی ایران نے زنبیل بیگ کے ہاتہہ جہانگیر کے پاس بہیجا تہا۔ اور جہانگیر نے دکن کی فتح کے جلدو مین شاہ جہان کو مرحمت کیا تہا۔ اس مین اول نام صاحبقران امیر تیمور مرزا شاہرخ مرزا الغ بیگ منقوش تہا۔ پہر شاہ عباس۔ جہانگیر۔ اکبر۔ شاہ جہان کے نام کندہ کئے گئے تہے) نصب تہا۔ اور یہہ تخت طاؤس ایک کروڑ روپیہ کے صرفہ سے سات سال مین تیار ہوا تہا۔ جس کی تاریخ (سریر ہمایون صاحبقرانی) ہے۔ جب یہ تخت تیار ہوگیا تو اوس پر جلوس فرماکر اپنی بخشش سے تمام خلقت کے جیب و دامان دولت سے بہر دیا۔ شاہزادون اور امراؤن کو لاکھون روپیے نقد بیش بہا خاست ملے۔ چنانچہ دس روز مین ایک ہزار خلعت عطا ہوے۔ اور طالب کلیم قصیدہ کے صلہ مین (جو اس موقع پر کہا تہا) سونے سے تولا گیا۔ اور اوس کے ہموزن (۵۰۰۰) روپیہ مرحمت ہوے۔ اس موقع پر

۴۰ لاکھہ کی نذرین گذرین ۔

اس اثنار مین جھجھار سنگھ پسر برسنگدیو (جو ابو الفضل کو مارا تہا) کے بغاوت کی خبر معلوم ہوئی۔ بادشاہ نے اوس کی سرکوبی کے لئے عبد اللہ خان فیروز جنگ ۔ سید خانجہان خان دوران خان کو روانہ فرمایا۔ چنانچہ ان امرا کی کوشش و تردد سے جھجھار سنگھ مارا گیا۔ اور اوس کے قلعے۔ خزانے۔ دفینے (جنکا شمار ایک کروڑ روپیہ تہا) تصرف شاہی مین آئے۔ اور اسی ضمن مین قلعہ چانده ۔ جہانسی۔ دتیہ ۔ اونچھہ (یہ قلعہ سنگ چینی کا بنا ہوا تھا) بہی فتح ہوئے اس کے بعد بادشاہ نے ایک فرمان عبد اللطیف گجراتی کے ہاتہہ قطب الملک والی گولکنڈہ کے پاس۔ اور ایک فرمان مکرمت خان دیوان بیوتات کے ذریعہ عادل خان والی بیجاپور کے نزدیک (کیونکہ یہہ دونون منحرف ہو کر پیشکش کا بہیجنا موقوف کر دئے تھے) روانہ کیا۔ اور ساہو بہونسلہ کی تنبیہ کے لئے (جو ایک مجہول النسب کو نظام الملک بنا کر نواح دکن کے قلعے تصرف مین لا رہا تہا) خان دوران خان۔ بہادر خان۔ خان زمان خان۔ شایستہ خان وغیرہ کو ۴۰ ہزار سوارون کے ساتہہ بہیجا۔ چنانچہ ان نامی سردارون سے خاندوران خان نے کلیان ۔ نارائن پور۔ کملا پور۔ شولاپور ہیراپور کے قلعے فتح کئے۔ اور شایستہ خان نے سنگیر۔ جنیر کے قلعے حاصل کئے۔ اللہ وردی کا قبضہ قلعہ انجرائی۔ کانجنہ۔ ناکجنہ۔ رولہ۔ جولہ۔ اہونت۔ کول۔ پوسرا۔ اچلا گر۔ متین وغیرہ پر ہوا۔ سید خانجہان کو قلعہ سرادہون۔ قلعہ کامٹی۔ قلعہ دیوگاؤن۔ ہاتہہ آئے۔ شاہ بیگ نے قلعہ چارکونڈہ کو لیا۔ اور خان زمان نے ساہو کا تعاقب کر کے اوس کی مٹی خراب کی۔ بہر حال ان نامی سردارون کے ذریعہ دکن کے متعدد قلعے شاہی قبضہ مین آگئے۔ اب سفارت کے حالات ملاحظہ فرمائیے۔ کہ جب عبد اللطیف گولکنڈہ پہونچا تو

قطب الملک نے استقبال کیا۔ اور کمال درجہ آؤ بھگت سے پیش آیا۔ اس کے قبل جو شاہ ایران کا خطبہ پڑہا جاتا تہا۔ وہ موقوف کرکے شاہجہان کے نام کا خطبہ پڑہایا۔ اور خطبہ مین اصحاب کبار کے نام نامی داخل کیا۔ اور بادشاہ کے نام کا سکہ اوسی وقت مضروب ہوا۔ چالیس لاکہہ روپیہ نقد وجواہر ومرصع آلات سوزنجیر فیل وسوراس اسپ کی پیشکش گذرانی۔ بہرحال قطب الملک نے ایسی اطاعت کی۔ کہ اوسوقت تک کسی والی گولکنڈہ نے اس طرح نہ کی تہی۔ اور عرضداشت کا القاب وخلاصہ مضمون حسب ذیل ہے۔

مرید وموروثی نیک خواہ مخلص فدوی بلا اشتباہ عبداللہ قطب الملک کا عہدنامہ یہ ہے۔ کہ حضور نے از روے کرم نظری ورافت جبلی اس ناصیہ محقر کو بشبر الطاذیل نسلاً بعد نسلٍ وبطناً بعد بطنٍ نیازمند کو جو عزت فرمایا ہے تو یہ مرید موروثی صدق اعتقاد سے اوس کا پابند رہے گا۔ اول چاریار باصفا کا نام خطبہ مین (جمعہ وعیدین) پڑہا جائے گا۔ دوم سکہ حضور کے نام کا ہوگا۔ سوم سنہ ۹ جلوس سے دو لاکہہ ہن (آٹہہ لاکہہ روپیہ) اون چار لاکہہ ہن مین سے (جو مین نظام الملک کو دیتا تہا) سال بسال داخل کرونگا۔ حضور نے سنہ ۸ جلوس پیشکش کا بالقطع ۲۰ لاکہہ روپیہ مقرر کیا تہا۔ اوس کا آٹہہ لاکہہ روپیہ باقیماندہ اور ۲ لاکہہ ہن بابت سال نہم جلوس بہیجتا ہون۔ پیشکش حال کے ہاتہی گہوڑون کی نسبت جو حضور نے مقرر کی ہے۔ اور جو گولکنڈہ مین مقرر ہوئی تہی۔ ان دونون کا فرق جو کچہہ ہوگا وہ بہی گذرانون گا۔ اور اس قول کے استحکام کے لئے مین نے مولانا عبداللطیف کے سامنے قرآن مجید پر قسم کہائی ہے۔ اگر اس کے خلاف سرزد ہو تو اولیائے دولت کو اختیار رہے کہ وہ مجہسے تمام ملک لے لین۔ اسکے ساتہہ حضور کو میری امداد بہی کرنی واجب ہے۔ کیونکہ عادل خان کی دست درازی ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔

اب عادل خان کی سنئے۔ کہ اوس نے پہلے تو فرمان شاہی کا کچہہ لحاظ نہ کیا۔ مگر جب امرائے شاہی نے

اکثر قلعے فتح کئے تو گھبرایا۔ اور اطاعت پر کمر باندہی۔ سالانہ ۲۰ لاکھ روپیہ پیشکش کا مقرر ہوا۔ بادشاہ نے اوس کو اپنی ایک شبیہہ مع چوکٹے کے اور ایک عہدنامہ سرفراز فرمایا۔ چنانچہ فرمان مذکور کے جواب مین عادل خان نے جو عرضداشت لکھی ہے اوس کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

عرضداشت۔ بندہ فدوی۔ برشاہراہ عقیدت مستقیم محمد بن ابراہیم۔ ذرہ وار بموقف عرض ایستادہ۔ حضرت صاحبقرانی مے سازند۔ حضرت کی شبیہہ پہونچی۔ میری مجال نہین جو اس عطیہ عظمیٰ کا شکریہ ادا کرون۔ مین نے حضرت کی دعا کو شب و روز وظیفہ بنایا ہے۔ اور پیشکش کرامت خان کے ہاتھہ روانہ کی ہے۔ آیندہ اطاعت مین سرمو تفاوت نہو گا۔ عادل خان نے اس عرضداشت کے گرد ایک غزل حافظ شیرازی کی آب زر سے لکھی تھی۔ جس سے گمان ہوتا ہے کہ تین سو کئی سال پہلے عندلیب شیراز نے اس غزل کو محض عادل شاہ کے لئے لکھا تھا۔

غزل

جوزا سحر نہاد حمائل برابرم | یعنے غلام شاہم و سوگند میخورم
شکر خدا از مدد بخت کارساز | کامے کہ خواستم ز خدا شد میسرم
گر دید نام شاہجہان حرز جان من | دانی خجستہ نام بر اعدا مظفرم
شاہا من از بعرش رسانم سریر فضل | مملوک این جنابم و مسکین این درم
گر یاورت نمیشود از بندہ این حدیث | از گفتہ کمال دلیلے بیاورم
بر من فتادہ سایۂ خورشید سلطنت | اکنون فراغت است ز خورشید خاورم
تا ہم ز کارخانۂ عشاق محو باد | گر جز محبت تو بود شغل دیگرم
اے شاہ شیر گرچہ گرد وارشود | در سایہ تو ملک قناعت میسرم
عہد الست من ہمہ با مہر شاہ بود | در شاہراہ عمر ازین عہد بگذرم

پادشاہ نے جو عہد نامہ کا خلاصہ لوح زرین پر رقم کرکے محمد زمان مشرف اصطبل کے ہاتھہ روانہ فرمایا
تھا۔ اوسکی نقل بھی ناظرین کی معلومات کے لئے ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

ایالت وشوکت پناہ۔ عدالت ونصفت دستگاہ۔ زبدۂ ارباب دول۔ عمدۂ اصحاب ملل۔ خلاصۂ
مریدان۔ عماد کی شان۔ بوفور عنایات پادشاہانہ مفتخر ومستظہر بودہ بدانند۔ کہ چون درینولا این عدالت
پناہ بیاری بخت اختیار بندگی واطاعت نمودہ عرائضے کہ دلالت برین مراتب می نمود ارسال داشت
تقصیرات گذشتہ آن عدالت پناہ راعفو فرمودیم۔ ودر مقام عنایت آمدہ تمام ملکے کہ از عماد لخان
مرحوم بطریق ارث یافتہ بود بندہ مسلم داشتیم۔ واز روئے مرید نوازی از ملک نظام الملک سرمحال
ونکوبر وقلعہائے کہ دران محال است۔ وقلعہ شولاپور ومحال متعلقہ آن وقلعہ پرینڈہ وچاردہ محال
متعلق بدان قلعہ وولایت کوکن باقلعہائے کہ دران است وپرگنہ بہالکی وجہت گوپا۔ وجالنہ را بآن
عدالت مرتبت عنایت نمودیم۔ ومقرر است کہ سائر ملک نظام الملک بممالک محروسہ منتظم باشند
اما این عنایات مشروط است۔ بہ آنکہ نظام الملک ونظام الملکیہ اصلا درمیان نباشند۔ وآن
عدالت پناہ متعرض محال کہ از سابق وحال درین سرحد ضمیمۂ ممالک محروسہ گشتہ نہ گردد۔ واز حدود
خود کہ درین مرتبہ قرار یافتہ تجاوز ننماید۔ واگر بندہ از درگاہ والا از روئے بے سعادتی فرار نماید ابدا
درملک خود جائے ندہد۔ خدا ورسول را شاہد این مراتب ساختہ حکم میفرمائیم۔ کہ مادام کہ این عدالت پناہ
واولاد واحفاد او بشرایط مذکورہ عمل نمایند۔ وخلاف آن نہ کنند۔ انشاء اللہ تعالے از
ما واز فرزندان کامگار ما واز برخوردار ما واز امرائے عالی مقدار ما خرابئے بملک آن
عدالت پناہ نخواہد رسید۔ وخلاف عہود یکہ درین لوح طلا کہ در ثبات ثانی لوح محفوظ
است۔ منقوش گشتہ بعمل نخواہد آمد۔ واین قول وقرار نسلا بعد نسل ہمچو سد سکندر استوار خواہد
بود۔ تحریر ۲۳ ذیحجہ سنہ ۱۱۴۰ م ۹ خورداد سنہ ۹ جلوس مقدس۔

بعد ازان بادشاہ نے ولایت[1] دکن کی حکومت شاہزادہ اورنگ زیب کے تفویض فرمائی اور شہزادہ اپنے مفوضہ ملک کے جانب روانہ ہوگیا۔ اس اثنا مین ایک جعلی بالسینغر خان پسر دانیال پیدا ہوا۔ حالانکہ اصلی بالسینغر خان (جو شہریار کا سرلشکر لاہور مین بنا تہا) قلعہ کولاس مین (جس کا تعلق قطب الملک سے تہا) حتف انف (ایسی موت جو بے سبب بستر پر ہو) سے مرگیا تہا۔ جب وہ گرفتار ہوکر آیا تو بادشاہ نے اوس کو دار پر کھینچا۔ ۱۰۴۶ھ مین عبداللطیف نے عرض کیا۔ کہ جس وقت مین سفارت پر گیا تھا۔ قطب الملک کے ہاتھہ مین ایک انگشتری یاقوت کی بہت بیش بہا دیکھی تھی۔ جو سرکار کے لایق ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے اوس کو طلب کیا۔ اور ۵۰ ہزار روپیہ اوسکی قیمت قرار پاکر پیشکش مین محسوب ہوئی۔

اور بادشاہ نے خاندوران خان کو اودگیر اور اوسہ کے قلعون کی فتح کے لئے روانہ کیا۔ جو ۳ ماہ کے عرصہ مین یہ دونون قلعے فتح ہوے۔ سید مفتاح قلعدار نے اسمٰعیل[2] نبیرۂ ابراہیم عادلخان کو

---

[1] ولایت دکن مین ۶۴ قلعے تھے جنمین ۵۳ اونچے پہاڑون پر اور ۱۱ زمین پر بنے ہوے تہے جسکے چار صوبے۔ ایک[1] دولت آباد مع احمدنگر اور دہال کے جسکو صوبہ دکن کہتے ہین۔ یہ ولایت جب نظام الملک سے تعلق رکہتی تہی تو پہلے اوس کا حاکم نشین (صدر مقام) احمدنگر تہا۔ پہر دولت آباد ہوگیا۔ دوسرا[2] تلنگانہ (یہہ صوبہ بالاگہاٹ مین واقع ہے) تیسرا[3] خاندیس۔ جسکا حصار آسیر اور شہر برہان پور مشہور ہین۔ یہ شہر قلعہ مذکور سے ۴ کروہ پر ہے۔ چوتھا[4] برار جسکا صدر مقام ایلچپور ہے۔ اور نواح ایلچپور مین اس کا مشہور قلعہ کاویل پہاڑ کی چوٹی پر بنایا گیا ہے۔ ان چارون صوبون کی جمع دو ارب دام ہے۔ جو دوازدہ ماہ کے حساب سے ۵ کروڑ روپیہ ہوتے ہین۔ ۱۲ مولف۔

[2] یہ اسمٰعیل درویش محمد کا بیٹا ہے جو ابراہیم عادل خان کا بڑا بیٹا۔ اور محمد قلی قطب الملک کا بہانجا تہا۔

بہی (جو ایک مدت سے قید تھا) حوالہ کیا۔ جب وہ پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا تو پادشاہ نے اوسکا وظیفہ مقرر کرکے اکبرآباد مین رہنے کی اجازت عطا کی۔ اور خاندوران اودیسہ اور گیسکر فتح سے فارغ ہوکر گولکنڈہ مین آیا (جو قطب الملک کی سرحد پر ہے) اور قطب الملک سے ایک عمدہ اور بیش قیمت ہاتھی گج موتی نام معہ ۲۰ ہزار ہن (ایک لاکھ روپیہ) کے صیغۂ نعلبندی مین حاصل کرکے بادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ انھین ایام مین خان زمان نے ساہو بھونسلہ کا قافیہ ایسا تنگ کیا۔ کہ وہ آخر حسب قرارداد شاہی عادل خان کی نوکری قبول کی۔ اور قلعہ جنیر معہ دیگر مستحکم و مضبوط قلعون کے مثلاً ترینک۔ تنگواری۔ ہرسین۔ جودہن۔ جوند۔ برسرا۔ لشکر شاہی کے حوالہ کیا۔ اور جس مجہول النسب نظام الملک بناکر لئے پہرتا تھا۔ اوس کو بھی خان زمان کے تفویض کیا۔ جب یہ نظام الملک بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوا تو بادشاہ نے اسکو بہی اون دو نظام الملک کے ساتہہ (ایک عہد جہانگیر مین احمدنگر کی فتح کے بعد اور دوسرا عہد شاہجہان مین دولت آباد کی فتح کے بعد قید ہوا تھا) قلعہ گوالیار مین قید کیا۔ اور اسی سال اورنگ زیب کی شادی شاہنوازخان پسر مرزا رستم صفوی کی بیٹی سے نہایت تکلف و اہتمام کے ساتہہ عمل مین آئی۔ اسی زمانہ مین خان زمان خان نے دکن مین وفات پائی۔ اور حکیم ملہ۔ میر بخشی (جو جہانگیر کے عہد مین قطب الملک کے پاس سے ایران ہوتا ہوا یہان آیا تھا) نے لقوہ و فالج سے انتقال کیا۔ اس عرصہ مین ظفرخان صوبہ دار کشمیر نے (حسب الحکم شاہی) تبت پر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۰۸) ابراہیم عادل شاہ کی خواہش ہوتی کہ اوسکا چھوٹا بیٹا محمد جانشین ہو۔ چنانچہ جب ابراہیم کا انتقال ہوا تو محمد جانشین ہوا۔ اور درویش محمد نابینا کیا گیا۔ اوس کی عورتون نے اسمٰعیل کو (جو ۵ سال کا تھا) پوشیدہ نظام الملک کے پاس بہیجدیا تہا۔ تاکہ دشمنون کے ہاتھہ سے اوسکی جان بچے اور نظام الملک نے بہ نشاط تمام اوسے گود لیکر اوسکی نگہداشت سپرد کی تہی۔ جسکو دش سال ہوگئے تھے۔ ۱۲ مولف۔

چڑہائی کی۔ اور متواتر لڑائیون کے بعد ابدال حاکم تبت نے اطاعت کی۔ اور بادشاہ کا خطبہ پڑہا گیا۔
لیکن ظفرخان اس خوف سے کہ برف کے پڑنے سے راستہ بند نہ ہوجائے۔ ولایت تبت کو ابدال کے وکیل
محمد مراد کے تفویض کرکے فوراً واپس ہوا۔ اور کوئی لایق انتظام نہ کرسکا۔ جب بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو
اوس کی اس نافہمی کی کارروائی پر بہت پیچ وتاب کھایا۔ اس اثنا مین سعیدخان حاکم کابل کے
عرضداشت سے معلوم ہوا۔ کہ علی مرادخان حاکم قندہار[1] (جو شاہ ایران کے جانب سے تہا) قلعہ کے حوالہ

[1] اس کے پچھلے واقعات یہ ہین کہ شاہ عباس والئی ایران نے جہانگیر کے عہد مین زنبیل بیگ ایلچی (ایران) کے اشارہ پر (جس وقت کہ جہانگیر اپنے بیٹے شاہجہان کی بغاوت کے فرو کرنے مین مصروف تہا) بلاکسی اطلاع و خبر کے و فتنا فوج کشی کرکے ۴۵ دن کے محاصرہ کے بعد ۱۰۳۲ھ مین عبدالعزیزخان قلعہ دار سے قلعہ قندہار کو لے لیا تہا) اور جہانگیر نے اوس کے واپس لینے کے لئے اول شاہجہان کو اور بعد مین نورجہان کے معروضہ پر شہریار کو لشکرکشی کے ساتہہ بہیجنا چاہا تہا۔ اس اثنا مین شاہ ایران کا نامہ آیا تہا۔ اور جہانگیر نے جواب بہی ادا کیا تہا وغیرہ۔ چنانچہ یہ واقعات اس کے قبل عہد جہانگیری مین ہم نے بیان کیا ہے۔ جس سے ناظرین بخوبی واقف ہین۔ الغرض شاہ ایران نے قندہار پر قبضہ کرکے وہان کی حکومت گنج علیخان حاکم کرمان کے (جس کو شاہ ایران بابا کہتا تہا) تفویض کی تہی۔ جب وہ مرگیا تو اوس کا بیٹا علی مردان خان (جسکو شاہ ایران بابائے ثانی لکہتا تہا) حاکم مقرر ہوا تہا۔ بہرحال قندہار کا اسطرح چلا جانا جہانگیر کو بہی شاق گذرا تہا۔ مگر مجبوری کے وجہہ سے چندے التوا ہوا۔ اس عرصہ مین عمر آخر ہوگئی۔ اور یہہ حسرت قبر مین ساتہہ گئی۔ لیکن جب شاہجہان بادشاہ ہوا تو اوس کے دل مین بہی یہہ خار ہمیشہ کھٹکتا رہتا تہا۔ مگر افغانون اور بندیلون کی شورش نے بادشاہ کو اس طرف متوجہ ہونے نہ دیا۔ جب اوس سے فراغت ملی تو بادشاہ نے سعیدخان حاکم کابل کو لکہا۔ کہ ہمارا ارادہ قندہار پر لشکرکشی کرنے کا ہے۔ پس اوسکو چاہئے کہ کسی دورمین کاردان کابلی کو بہیجکر حصار کی کیفیت اور لشکر کی حالت دریافت کرے۔ اور اگر ممکن ہو تو علی مردان خان کو ہماری

کرنے پر آمادہ اور مدد کا طالب ہے۔ بادشاہ نے فوراً سعید خان کو اوس کی مدد کے لئے لکھا۔ اور قلیچ خان حاکم ملتان کا منصب اضافہ کرکے قندہار کی حکومت عطا کی۔ اور حکم دیا۔ کہ فوراً لشکر شائستہ کیساتھ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۰۵) اطاعت پر مائل کیا جائے۔ چنانچہ سعید خان نے پری آقا الملقب بہ ذوالقدر خان کو تمام واقعات ذہن نشین کرکے پوشیدہ طور پر قندہار بھیجا۔ اُس نے وہاں جاکر علی مردان خان کو بہت کچھ سمجھایا۔ اور پٹی پڑھایا۔ مگر وہ گرگ کہن اس کے دام مین نہ آیا۔ بلکہ سعید خان کو زبانی یہ کہلا بھیجا۔ کہ آیندہ ایسے پیغام کی ضرورت نہین جب بادشاہ کو سعید خان کے ذریعہ علی مردان خان کا عندیہ معلوم ہوا تو قندہار کے تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور سعید خان کو بھی تیار رہنے کے لئے فرمان بھیجا۔ اتفاقاً یہ خبر علی مردان خان کو بھی ہوگئی تو اوس نے قندہار کی حصار کو مستحکم کیا۔ اور پہاڑ کی چوٹی پر ایک جدید قلعہ بھی تیار کیا۔ اور اوس کی اطلاع شاہ ایران کو دیکے امداد کی استدعا کی۔ لیکن وہان علی مردان خان کے بعض دشمن بھی موجود تھے۔ جنھون نے شاہ ایران کو اسکے جانب سے ایسا بدظن کیا کہ وہ امداد دینے کے عوض اوس کی جان کا خواہان ہوا۔ اور سیاوش قوللر آقاسی حاکم مشہد کو بظاہر علی مردانخان کی کمک کو روانہ کیا۔ اور باطن مین اوسکو سمجھایا۔ کہ جب موقع ملے تو علیمردان کو گرفتار کرکے یا اوس کا سر اوتار کر بھیجدے۔ لیکن شاہ کے اس باطنی ارادہ کی کیفیت علی مردانکو بھی معلوم ہوگئی۔ جس کے باعث وہ نہایت بددل ہوا۔ اور کہا۔ کہ بادشاہ نے میرے حقوق پر کچھہ خیال نہ فرمایا۔ اور میری جان کا درپے ہوا۔ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ مین شاہجہان کی اطاعت کرکے قلعہ قندہار بلاکسی مزاحمت کے حوالہ کردون۔ اور سیاوش کو (جو بادشاہ کا فرستادہ ہے) قلعہ مین قدم نہ رکھنے دون۔ چنانچہ اوس نے ایسا ہی کیا۔ جب سیاوش آیا تو اوس کو باہر ہی رکھا۔ قلعہ مین آنے نہ دیا۔ اور سعید خان حاکم کابل۔ عوض خان قاقشال حاکم غزنین کو اپنے ارادہ کی اطلاع اور اعانت کی استدعا کہلا بھیجی۔ اور شاہجہانکو بھی ان تمام واقعات کی ایک عرضداشت روانہ کی۔ چنانچہ سعید خان اور عوض خان لشکر جرار کے ساتھ

قندہار کے جانب کوچ کرے۔ اس کے بعد شہزادہ شجاع کو بھی ۲۰ ہزار سواروں کے ساتھہ دس لاکھہ روپیہ
اخراجات کے لئے سرفراز کرکے قندہار روانہ کیا۔ ادہر سیاوش نے ان تمام واقعات کی خبر شاہ ایران کو
بھیجی۔ چنانچہ شاہ ایران نے سیاوش کی کمک کے لئے خراسان سے کسی قدر فوج روانہ کی۔ لیکن بادشاہی
لشکر کی تعداد غنیم کے لشکر سے بہت بڑی ہوئی تھی۔ الغرض جب سعید خان حاکم کابل۔ عوض خان قاقشال
حاکم غزنین۔ قلیج خان حاکم ملتان۔ اور شاہزادہ شجاع قندہار پہونچے۔ ۲۶ ذی تعدہ ۱۰۴۸ھ کو طرفین
کے لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ خوب گہمان لڑائی ہوئی۔ لشکر شاہی فتح پایا۔ اور سیاوش شکست
کہا کر چلتا بنا۔ جب شاہ صفی کو اس شکست کی خبر معلوم ہوئی تو نہایت آشفتہ ہوا۔ اور کہا کہ مین
ایروان اور بغداد کا خیال چھوڑ دیکتا ہون۔ لیکن قندہار کی تسخیر سے ہاتہہ نہین اوٹھا سکتا۔
عنقریب جانی خان قورچی باشی کو لشکر خراسان وعراق کے ساتھہ روانہ کرون گا۔ جو اس شکست کا بدلہ
لیگا۔ مگر شاہ صفی کی یہہ گفتگو ایک مجذوب کی بڑ ٹھہری۔ کیونکہ اوس نے کوئی لشکر بھیجا۔ اور نہ قندہار
کے جانب توجہ کی۔ بلکہ مجبوراً لہو کے گھونٹ پی پیکے خاموش ہو رہا۔ اس کے بعد سعید خان اور قلیج خان نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۰۶) علی مردان خان کی کمک کو آگئے۔ اور علی مردان خان نے ان دونون کو مع لشکر اندر بلالیا
اور اوسی وقت شاہجہان کے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور سکہ جاری کیا۔
جب بادشاہ کو علی مردان خان کی عرضداشت پہونچی تو بادشاہ نے فوراً قلیج خان ناظم ملتان کو اضافہ منصب کرکے
پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار دو ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ سے سرفراز کرکے قندہار کی صوبہ داری تفویض کی
اور حکم دیا۔ کہ لشکر ملتان کو لیکر قندہار کے جانب کوچ کرے۔ اور اوسکی کمک کیلئے شہزادہ محمد شجاع کو بھی ۲۰ ہزار
سوار کے ساتھہ قندہار روانہ کیا۔ وزیر خان حاکم پنجاب کو تاکید کی کہ غلہ جمع کرکے کابل کو روانہ کرے۔ باقی
حالات متن مین ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مولف۔

قلعہ بست۔ قلعہ داور۔ قلعہ کشک نخود۔ قلعہ ہیر منداب۔ قلعہ ارک۔ قلعہ گرشک۔ قلعہ فولاد۔ قلعہ ولی چک وغیرہ کو فتح کیا۔ اور چند قلعہ خاران قلی حاکم فراہ (جو شاہ ایران کا ملازم تھا) سے بھی لے لئے۔ الغرض تمام ولایت قندہار اور اوس کے ساتھ قلعے بادشاہی لشکر کے قبضہ مین آئے۔ اور اوسی سال علاء الدین فتحپوری الملقب بہ اسلام خان نے پریچھت سے ولایت کوچ ہاجو [1]۔ اور بھیمی نراین سے ولایت کوچ بہار [2] اور سرگ دیو سے ولایت آسام [3] سخت خونریزی اور لڑائی کے بعد حاصل کیا۔

جب شاہجہان نے اورنگ زیب کو ایالت دکن سے سرفراز فرمایا تو اوس کی خواہش پر ولایت بگلانہ [4] کے تسخیر کی بہی اجازت عطا کی تہی۔ چنانچہ شہزادہ جب دکن پہونچا تو ۷ شعبان ۱۰۴۷؁ کو ۳ ہزار سوار ۲ ہزار پیادے بسرداری مالوجی دکنی بگلانہ کی تسخیر کے لئے روانہ فرمایا

---

[1] کوچ ہاجو دریاے برہم پتر پر ہے۔ یہ دریا بہت بڑا ہے اسکا عرض ۲ کروہ ہے۔ اور ولایت آسام کے وسط سے بنگالہ مین آتا ہے وہان سے جہانگیر نگر (ڈہاکہ) ایک ماہ کی راہ ہے۔ اسوقت یہانکا مرزبان پریچھت تھا۔ ۱۲ مولف۔

[2] کوچ بہار برہم پتر سے بہت دور ہے۔ اس ولایت سے ۲۰ روز مین جہانگیر نگر داخل ہوتے ہین۔ یہانکا مرزبان پریچھت کے دادا کا بھائی بھیمی نراین تھا ۱۲ مولف۔

[3] آسام کی ولایت ایکطرف کوچ ہاجو سے پیوستہ ہے۔ عود جسکو ہندوستانی زبان مین باگر (اگر) کہتے ہین۔ یہان بھی ہوتا ہے ہاتہی بہی بکثرت موجود ہین۔ کم قیمت سونا بھی ریگ دہونے سے ملتا ہے۔ اُس زمانہ مین یہان کا مرزبان (راجہ) سرگ دیو تھا جسکے پاس ایکہزار ہاتہی اور لاکھ پیادے موجود تھے۔ ۱۲ مولف۔

[4] بگلانہ مین ۸ قلعے ۳۴ پرگنے ۱۰۰۱ قریئے ہین۔ اور ۱۴۰۰ سال سے یہانکی مرزبانی بہرجی زمیندار حال کے سلسلہ مین چلی آتی ہتی۔ اس ولایت کا محصول تقریباً ۵ الاکہہ تہا۔ پہلے زمانہ مین یہان کے راجہ صاحب سکہ تھے۔ اور اس کا طول ۱۰۰ کروہ ہے اور عرض ۷۰ کروہ ہے۔ شرق مین چاندور پرگنہ دولت آباد۔ غرب مین بندر سورت و

لشکر شاہی نے اوسکا محاصرہ کرلیا۔ چند روز کی لڑائی کے بعد بہرجی نے امان طلب کی۔ اور ولایت بگلانہ کر ۹ قلعون کی کنجیان شہزادہ کے پاس بہیجدین شاہزادہ نے بہرجی کو اپنے عنایات وبخشش سے مالامال کردیا۔ اور قلعون کی حفاظت اپنے امرا کی تفویض کی۔
۱۰۴۹ھ مین ملک رخنگ بھی بادشاہ کے قبضہ مین آیا۔ اس اثنا مین علی مردان خان قندہار سے آیا۔ بادشاہ نے منصب کا اضافہ کرکے پانچ لاکھ روپیہ انعام اور بنگالے کے کپڑون کے دس بقچے عطا فرمائے۔ اور کشمیر کی صوبہ داری عطا کی۔ ۱۲ رمضان ۱۰۴۹ھ کو افضل خان وزیر نے بعمر ۷۰ سالہ انتقال کیا۔

قندہار کے وقائع سے معلوم ہوا۔ کہ شاہ ایران قندہار کے فتح کرنے کے لئے آتا ہے۔ بادشاہ نے اوس کی مدافعت کے لئے داراشکوہ کو پچاس ہزار سوار سے قندہار روانہ فرمایا۔ اور خود بھی حضرت بابر کے مزار کی زیارت کے لئے کابل کو چلا۔ چنانچہ چار ماہ کابل مین قیام کرنے کے بعد بادشاہ وہان سے لاہور واپس ہوا۔ اور شاہ ایران کے آنے کی جو افواہ تھی۔ وہ مٹ جانیسے داراشکوہ بھی کابل سے چلا آیا۔ اسی سال بادشاہ نے میر ظریف کو گھوڑے خرید کرلانے کے لئے روم روانہ کیا۔ اور ایک کمر مرصع گران بہا مع محبت نامہ کے قیصر روم کے لئے میر ظریف کو دی۔ جب میر ظریف مصر ہوتا ہوا موصل پہونچا تو سلطان مراد (جو بغداد کی مہم مین مصروف تھا) اور اوسکے وزیر اعظم محمد پادشاہ سے موصل مین ملاقات ہوئی۔ ظریف نے بادشاہ کا نامہ اور کمر مرصع قیصر کے روبرو پیش کیا۔ اور اپنے طرف سے بھی ہزار نفیس پارچے ہندوستانی نذر گذرانے۔ قیصر نے بادشاہ کے نامہ کو بہت عزت سے لیا۔ اور کمر مرصع کے تحفہ سے بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد قیصر نے ظریف کو ۱۰ ہزار قروش (جکے ۲۰ ہزار روپئے ہوتے ہین) عنایت کئے۔ اور کہا۔ کہ بغداد کی مہم کے انصرام کے بعد تمکو معاودت کی اجازت دیجائے گی۔ جب تک تم موصل مین

پادشاہ کے لئے گھوڑے خریدو۔ چنانچہ قیصر جب بغداد فتح کر چکا تو بادشاہ کے محبت نامہ کا جواب لکھا۔ اور ارسلان آقا کو سفیر بنا کر ظریف کے ہمراہ کیا۔ ایک عربی گھوڑا خاص اپنی سواری کا جسکا زین مرصع بالماس تھا اور عبائے مروارید دوز (روم کے طرح کی) اور ایک اور گھوڑا خاص بطور ارمغان کے دیا۔ اور رخصت کیا۔ جب ظریف مع ارسلان آقا کے دریا کی راہ سے ٹھٹھہ ہوتا ہوا۔ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے قیصر کے ایلچی کو ۴۵ ہزار روپیہ انعام عطا کیا۔ کشمیر کی بھی سیر کرائی۔ اور چند روز کے بعد رخصت کر دیا۔

سنہ ۲۲ مین بادشاہ نے موسوی خان صدر کے توسط سے سعد اللہ خان کو طلب فرمایا۔ اور مناسب

---

۵۱ ملا سعد اللہ خان کا مولد ومنشاء لاہور اور شیخ سعد اللہ لاہوری کے نام سے مشہور تھا۔ جو فضیلت اور علوم عقلی و نقلی و حفظ قرآن مجید و حسن تحریر و تقریر کے زیور سے آراستہ تھا۔ یہ شیخ سابق مین بھی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا تھا۔ مگر روزانہ کم مقرر ہونے سے چلا گیا تھا۔ اس دفعہ بادشاہ نے بلا کر مناسب یومیہ مقرر کیا۔ خلعت و اسپ بھی دیا۔ دو تین روز کے عرصہ مین روزانہ کے عوض منصب مرحمت ہوا۔ ایک سال کے عرصہ مین منصب ہزاری ذات دوسو سوار خطاب و خدمت عرضہ داشت مکرر سے معزز ہوا۔ پھر غسل خانہ کی داروغگی عنایت ہوئی۔ دوسرے سال منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار خدمت خانسامانی سے مفتخر ہوا۔ سال چہارم مین وزارت کل ہندوستان سے سرفرازی پائی۔ ساتوین سال ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار۔ پنجہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ۔ دو کرور دام انعام سے سربلندی حاصل کی۔ چنانچہ رفتہ رفتہ بادشاہ کے مزاج مین استقدر دخل پیدا کیا۔ کہ سوائے مقدمات وزارت کے تمام امور کل و جزوی مالی و ملکی مین بدون اوس کی صلاح و مشورہ کے اجراء کار کی صورت متعذر رہتی۔ یہانتک نوبت پہونچی۔ کہ شاہزادہ داراشکوہ کو باوجود قرب ولیعہدی اور اختیار سلطنت کے اوس پر حسد ہوا۔ اور عجب کاوشین شروع کین۔ مگر کوئی ضرر پہونچا نہ سکا۔ ۱۲ مولف۔

یومیہ مقرر کرکے خلعت و اسپ سے سرفرازی بخشی۔ ۷ اشعبان ۱۰۵۱ھ کو آصف خان یمین الدولہ خانخانان سپہ سالار نے وفات پائی۔ جس سے بادشاہ کا عیش مکدر رہا۔ انھین ایام مین زمیندار جام نے اطاعت کی۔ اور شاہزادہ مراد بخش نے قلعہ پلاموں (پالامؤ) قلعۂ مؤ کوٹ۔ قلعہ نورپور۔ قلعہ تھاری۔ قلعہ وشال۔ قلعہ تاراگڈہ وغیرہ فتح کئے۔ اس اثنا مین قندہار کی تسخیر کے لئے شاہزادۂ ایران کے آنے کی خبر معلوم ہوئی۔ بادشاہ نے داراشکوہ اور مراد بخش کو معہ منتخب وچیدہ امرا تقریباً ساٹھہ ہزار کی جمعیت کے ساتھہ مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ وہان پہونچے۔ تو معلوم ہوا کہ شاہ صفی کا انتقال ہوگیا۔ اور شاہ عباس تخت نشین ہوا۔ اور یہ مہم اسی طرح ملتوی رہ گئی۔ بادشاہ نے اس خبر کے سنتے ہی داراشکوہ اور مراد بخش کو معہ امرا و فوج کے طلب کرلیا۔ اور ۲۲ ربیع الثانی ۱۰۵۱ھ کو شاہزادہ مراد کا نکاح شاہنواز خان صفوی کی بیٹی سے ۴ لاکھہ مہر پر باندھا گیا۔ اور ۶ لاکھہ ۴۰ ہزار روپیہ اس جشن مین خرچ ہوے۔ ۱۰۵۲ھ مین بمقام لاہور خلیل اللہ خان کے اہتمام سے ایک دلکشا باغ شالامار ایک سال چار ماہ ۵ یوم کے عرصہ مین چھہ لاکھہ روپیہ کے صرفہ سے تیار ہوا۔ اور علی مردان خان کے انتظام سے ایک عمدہ نہر (آب راوی سے) ایک لاکھہ کے خرچ سے بنی۔ لیکن اس نہر کا پانی شہر کے لئے کفاف نہ کرنے سے اور ایک لاکھہ روپیہ ملا علاء الملک کو مرحمت ہوے۔ چنانچہ ملا نے ۳۰ کوس تک ایک نئی نہر کہو دی۔ جس سے پانی کی کثرت ہوگئی۔ اور وہ کمی کی شکایت جاتی رہی۔ ۱۰۵۳ھ مین اورنگ زیب کو بیٹا پیدا ہوا۔ شاہ معظم نام رکھا گیا۔ اور اسی سال بادشاہ کی چاہیتی بیٹی بادشاہ بیگم (اپنی سالگرہ کے روز) شمع کی لو سے جلگئی۔ بادشاہ کے دل پر سخت صدمہ ہوا۔ تقریباً چھہ ماہ کے بعد بیگم صاحبہ کے زخم چنگے ہوے۔ اور صحت کی خوشی مین بادشاہ نے متواتر جشن کئے۔ جسمین تقریباً ۲۰ لاکھہ روپیہ خرچ ہوے۔ انھین ایام مین چند کارروائیان اورنگ زیب سے ایسی صادر ہوئین۔ جو بادشاہ کے خلاف طبع گذرین۔ اور اورنگ زیب نے از راہ پیش بینی کمر سے تلوار کہول گوشہ نشینی اختیار کی۔ بادشاہ نے اوس کی جاگیر کو ضبط کرکے خالصہ مین شریک کیا۔

اور دکن کی صوبہ داری خانذوران کو مرحمت ہوئی۔ ۱۰۴۵ھ مین دارا شکوہ کو ایک بیٹا سپہر شکوہ نام پیدا ہوا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ امام قلی خان حاکم ماوراءالنہر اپنے بھائی نذر محمد خان حاکم بلخ کے ظلم وستم سے بیت اللہ شریف کو چلا گیا ہے۔ پادشاہ نے ترحم فرماکر ایک لاکھ روپیہ اوس کے پاس روانہ کیا۔ مگر افسوس ہے کہ روپئے پہونچنے کے قبل ہی مدینہ منورہ مین اوس کا انتقال ہوگیا۔ اور اوس کے اسباب مین سے ایک مروارید امرودی (جسکا وزن ۳۴ رتی قیمتی ۳۰ ہزار کا تہا۔) چند گھوڑے پادشاہ کے پاس آئے۔ جوہریون نے موتی کی قیمت پچاس ہزار آنکی۔ پادشاہ نے اس موتی کو اوس تسبیح مین[1] اس موتی کے علاوہ کسی تسبیح مین سابق کے ۴۴ دانے قیمتی ۴ لاکھ روپیہ کے اور موجود تھے) داخل کیا۔ مگر چند روز کے بعد اس موتی کو تسبیح خاص کا امام بنایا۔ اور آخر دم تک اس تسبیح کو اپنے پاس رکھا۔ اور اسی سال پادشاہ نے بادشاہ بیگم کی سفارش پر اورنگ زیب کا قصور معاف کرکے حسب دستور سابق جاگیر بحال فرمایا۔ اور پانزدہ ہزاری منصب و دہ ہزار سوار سے ممتاز کیا۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان نے کہمرد اور اوس کے مضافات پر قبضہ کرکے اپنے بیٹے سبحان قلی کو دیا ہے۔ اس خبر کے سننے سے پادشاہ سخت برآشفتہ ہوا۔ اور بلخ و بدخشان کی تسخیر امیرالامرا علی مردانخان کے تفویض کی۔ اور کمک کے لئے راجہ جگت سنگہ[2] اور

[1] شاہجہان جس روز تخت پر بیٹھا جواہر خانہ مین ۱۰ کروڑ کے جواہر و مرصع آلات موجود تھے جسمین سے ۱۰۴۵ھ تک دو کروڑ روپیہ کے جواہر انعام وارمغان مین ۵۰ لاکہ کے جواہر محبوبون اور صدقہ مین (وزن و جشن کے موقع پر) صرف ہوئے۔ باقی جواہر کے منجملہ ۶ کروڑ کے جواہر جواہر خانہ انعام مین اور تتمہ توشک خانہ مین پوشاک خاص کے موجود تھی۔ اسمین دو تسبیحین بہت نایاب تہین جنمین ۱۲۵ دانے مروارید کے تہے دانے کا وزن ۲۳ رتی تھا اور ۲۷ دانے یاقوت رنگین کے تھے۔ اوران دونو کی قیمت ۲ لاکہ روپیہ تھی ۱۲ مولف۔

[2] راجہ جگت سنگہ وہان جاکر چند لڑائیون مین خوب جوانمردی اور بہادری دکہلائی۔ مگر افسوس ہے کہ وہین انتقال ہوگیا۔ اور راجہ کا بیٹا راجروپ قلیم مقام ہوا۔

شاہزادۂ مراد کو ۱۴ ہزار کی فوج سے روانہ کیا۔ اس اثنا مین دکن سے خبر آئی کہ خاندوران خان کو ایک کشمیری بچہ نے (جسکو خان مذکور نے مسلمان کر کے اپنے خدمتگارون مین رکھا تھا) مار ڈالا۔ اس تجربہ کار امیر کے مارے جانے سے بادشاہ کو بہت رنج ہوا۔ اور ۱۰۵۵ھ مین اسلام خان کو دکن کی صوبیداری پر بھیجا۔ اور سعد اللہ خان کو وزارت کل کی خدمت عطا کی۔ اور اصل منصب پر اضافہ کر کے پنجہزاری پانصد سوارت ممتاز فرمایا۔ ۲۹ شوال ۱۰۵۵ھ کو نورجہان بیگم (جو دو لاکھہ روپیہ سالیانہ پاتی تھی) نے انتقال کیا۔ اور اپنے بھائی آصف خان کے مقبرہ کے پہلو مین دفن ہوئی۔

ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ بادشاہ نے علی مردانخان و جگت سنگہ کو بلخ و بدخشان کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور آپ ۸ صفر ۱۰۵۶ھ کو خود لاہور سے کابل گیا۔ اس اثنا مین خسرو خان پسر دوم نذر محمد خان (جو بدخشان و قندز مین تھا) اوزبکیہ کے ظلم اور نذر محمد خان کی کس مپرسی سے تنگ آ کر شاہزادہ مراد کے ذریعہ (کابل مین) بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور خلعت و منصب و انعام سے سرفرازی پائی۔ قلیچ خان و خلیل اللہ خان نے کہمرد اور غوری کو فتح کیا۔ شاہزادہ مراد و امیر الامرا کا قندز و بلخ پر قبضہ ہوگیا۔ مگر نذر محمد خان نے فرار پر کمر باندہی۔ شاہزادہ کے حکم سے بہادر خان و اصالت خان نے اوس کا تعاقب کیا۔ چونکہ قندز و بلخ کی رعایا اوزبکیون اور الامان کے ظلم و سختی سے نالان و پریشان تھی۔ اس لئے اوہنون نے شاہی فتح کو اپنے لئے بہت غنیمت تصور کیا۔ منصور حاجی چنانچہ نے قلعہ ترمذ بھی ملازمان شاہی کے حوالہ کیا۔ اور بہادر خان و اصالت خان نے نذر محمد خان کا جو تعاقب کیا تھا۔ رستہ مین ان دونون کا اوس سے مقابلہ ہوا۔ طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ مگر نذر محمد خان شکست کہا کر اندخان کے طرف نکل گیا۔ اور اس جنگ پر آشوب مین بعض مفسدون نے سبحان قلی خان پسر نذر محمد خان کو اوس سے جدا کر کے بخارا کو چلتے بنے۔ آخر بہادر خان و اصالت خان کو ناکام واپس آنا پڑا۔ اس اثنا مین شاہزادہ مراد نے ناموافقتی آب و ہوا کا بہانہ کر کے بلخ سے واپس ہونے کی بادشاہ سے اجازت چاہی۔ جس کا

جواب پادشاہ نے یہ دیا کہ "ہمارا ارادہ ہے کہ اس ولایت کا انتظام تمھارے سپرد کرین۔ پس بہتر یہ ہے کہ تم اپنی واپسی کا خیال دور کرو"۔ مگر شاہزادہ نہ مانا۔ جس سے پادشاہ کو بیحد رنج ہوا۔ اور شاہزادہ کے منصب وجاگیر سابقہ مین تنزل و تغیر کر کے ملتان کی صوبہ داری عطا کی۔ اور سعداللہ خان جملۃ الملک کو تمام انتظامی امور کی فہمایش کر کے بلخ روانہ کیا۔ سعداللہ خان وہان پہونچکر پادشاہ کے حسب منشا پہلے تو مراد کی فہمایش کی۔ لیکن وہ راہ راست پر نہ آیا۔ پہر نجابت خان پسر مرزا شاہرخ کو بلخ کی حکومت دینی چاہی۔ مگر اوس نے قبول نہ کیا۔ آخر بہادر خان واصالت خان کو بالاتفاق بلخ کی حکومت کرنیکی ہدایت کی۔ اور قلیج خان کو بدخشان کا حاکم بنایا۔ بہرام وعبدالرحمن پسران نذر محمد خان کو معہ دیگر وابستگان کے (جو بلخ مین اسیر تھے) پادشاہ کے پاس روانہ کر کے خود بھی واپس ہوا۔ پادشاہ نے اس کار نمایان کے صلہ مین سعداللہ خان کو شش ہزاری منصب وپنجہزار سوار سے ممتاز کیا۔ اسنے مین خبر آئی کہ نذر محمد خان ایران گیا ہے۔ اس لئے پادشاہ نے میر عزیز کے ہاتھہ ایک نامہ شاہ ایران کو بھیجا۔ اور خود ۹ شعبان ۱۰۵۶ھ کو کابل سے کوچ کیا۔ اور جاتے وقت اورنگ زیب کو بلخ وبدخشان کی حکومت عطا کر کے دوازدہ ہزاری منصب دہ ہزار سوار جس مین ہشت ہزار دو اسپہ وسہ اسپہ ۵ لاکہہ روپیہ نقد وخلعت گران بہا سے سرفرازی بخشی۔

اب نذر محمد خان کے واقعات سنئے۔ کہ وہ بیچارہ آوارہ کوہ وبیابان مین مارا مارا پہرتا ہوا ایران پہونچا اور شاہ ایران سے مدد چاہی۔ چنانچہ شاہ نے اوس کے حسب منشا فوج وغیرہ سے اعانت کی۔ جب اسکو کمک ملی تو پہر بلخ پر آدھمکا۔ بہادر خان اور اصالت خان نے اچھی طرح مقابلہ کیا۔ جس سے نذر محمد خان کو متواتر شکستین ہوئین۔ آخر وہان سے مایوس شاہ ایران کی جمعیت کو کہا کر عبدالعزیز خان والی توران کے پاس اعانت کی التجا لیگیا۔ عبدالعزیز خان اوسکی پریشانی پر رحم کہا کر معہ فوج جرار اوسکے ساتہہ ہوا۔ اب یہہ دونون ملکر بلخ پر حملہ کئے۔ بہادر خان اور اصالت خان نے اون کا مقابلہ کیا۔

اور اورنگ زیب بھی کابل سے کمک کے لئے آگیا۔ جس سے ہنگامہ کارزار خوب گرم ہوا۔ اس عرصہ
مین ایک اور آفت کا سامنا پادشاہی لشکر کے لئے یہ ہوا۔ کہ وہان کے اکثر بادیہ نشین قبایل (الوسات
واویماقات) مثلاً اوزبکیہ اور المانیہ وغیرہ نے پادشاہی لشکر کو جنگ مین مصروف دیکھکر نواح بلخ و
بدخشان کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ اب پادشاہی لشکر کو اون کی سرکوبی اور تنبیہ بھی کرنی پڑی
الغرض ولایت بلخ و بدخشان مدتون میدان کارزار بنا رہا۔ اور متعدد لڑائیان ہوئین۔ طرفین کے
ہزارون آدمی مارے گئے۔ اکثر نامی سردارون نے جام شہادت نوش کیا۔ ایک دفعہ تو برابر سات
دن اور سات رات مسلسل جنگ ہوتی رہی۔ مگر ہر موقع پر اورنگ زیب کی فتح رہی۔ آخر عبدالعزیز خان
متواتر شکستون سے مایوس ہوکر توران چلا گیا۔ اوزبکیون والمانیون کا بھی غرور ٹوٹا۔ اب نذر محمد خان
کی حالت وہی پلاس کے تین پات کی ہوگئی۔ اور بجز اطاعت کے کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ آخر امان کا
طالب ہوا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی تو اورنگ زیب کو لکھا۔ کہ اب نذر محمد خان ہمارے عفو کا
کا امیدوار ہوا ہے۔ اس لئے تم اوسکو ولایت بلخ و بدخشان تفویض کرکے ہمارے پاس چلے آؤ"
چنانچہ اورنگ زیب نے نذر محمد خان کو بلخ و بدخشان کی حکومت حوالہ کرکے وہان سے کوچ کیا۔ بادشاہ
نے نذر محمد خان کے لڑکون اور اوس کے متعلقین کو (جو مہم بلخ مین اسیر ہوے تھے) انعام وخلعت
سے سرفراز کرکے اوس کے پاس روانہ کردیا۔ مگر نذر محمد خان کا بڑا بیٹا خسرو خان (جسکو ہندوستان کا
مزا لگ گیا تھا) واپس جانے پر راضی نہوا۔ اور پادشاہ کی ملازمت ہی مین رہا۔
مورخون نے لکھا ہے کہ بلخ کی آغاز تسخیر سے اورنگ زیب کی مراجعت کی تاریخ تک دو کروڑ روپیہ
سپاہ کی تنخواہ مین اور دو کروڑ روپیہ اس مہم کی ضروریات مین خرچ ہوا۔ طرفین سے جمع کثیر
قتل ہوئی۔ اور جنگ ہفت شبانروزہ مین اوزبک ۵ ہزار۔ لشکر شاہی کے ۵ ہزار قتل ہوے۔ مال
مویشی۔ رعایا جو فنا وغارت ہوے۔ اوسکا حساب خدا جانتا ہے۔

اس اثنا مین شاہزادہ شجاع بنگالہ سے بادشاہ کے پاس آیا۔ اور مراد بخش کا قصور بھی معاف ہوکر منصب وغیرہ کی بحالی ہوئی۔ [illegible]ھ مین ایک الماس ناتراشیدہ وزنی (۱۷۰) رتی قطب الملک نے (حسب الحکم شاہی) بادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ اتفاقاً اوسی روز ایک شمامہ عنبر وزنی (۷۰) تولہ (جو قندیل کی صورت تھا) قیمتی دس ہزار روپیہ بادشاہ کی نظر سے گذرا۔ بادشاہ نے اوس شمامہ کو طلا مین مشبک کرکے انواع واقسام کے جواہر سے مرصع کردیا۔ اور اس الماس ناتراشیدہ کو تقریباً (۷۰) رتی ترشواکر (جو بعد تراشنے کے وہ الماس ننانوے رتی وزن کا سبب ستہ خالی ڈیڑھ لاکھہ روپیہ قیمت کا ہوگیا تھا) اوس پر نصب کردیا۔ چنانچہ یہہ قندیل بے عدیل قیمتی ڈہائی لاکھہ روپیہ کی تیار ہوئی اُس کا نام گل محمدی رکھا گیا۔ بادشاہ نے اس قندیل کے ساتھہ ڈیڑہ لاکھہ روپیہ نقد سید احمد سعید کے ہاتھہ مدینہ منورہ کو روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ یہ قندیل روضہ منورہ مین لگائی جائے۔ اور روپیہ فقرا و مساکین مین تقسیم ہو۔ [illegible]ھ مین خبر آئی کہ عبد العزیز خان والی توران نے نذر محمد خان پر چڑہائی کی ہے۔ بادشاہ نے اوس کی امداد کے لئے بہادر خان اور رائے مہتھیلداس کو روانہ کیا۔ جس سے عبد العزیز خان کو ناکام واپس ہونا پڑا۔ مگر افسوس ہے کہ دوسرے سال اوس کے بیٹے سبحان قلی خان نے یورش کرکے بلخ پر قبضہ کرلیا۔ اور باپ (نذر محمد خان) شکست کھاکر بیت اللہ شریف چلدیا۔ لیکن رستہ مین انتقال ہوگیا۔

اسی سال [illegible]ھ مین بادشاہ نے دار الملک دہلی مین نورگڈہ (سلیم گڈہ) سے متصل اور پرانی دہلی کی فصیل سے اور جمنا کے کنارے شاہجہان آباد کی بنیاد رکھی۔ اور ایک جامع مسجد بھی ۱۰ لاکھ کے خرچ سے تیار کی۔ انھین ایام مین خبر آئی کہ شاہ عباس ثانی والی ایران نے قندہار پر فوج کشی کی ہے پس فوراً بادشاہ نے اورنگ زیب و سعد اللہ خان کو معہ دیگر امرا و فوج کشیر کے قندہار کی حفاظت کے لئے روانہ کیا۔ مگر یہ وہان پہونچنے بھی نہ پائے۔ کہ شاہ ایران نے عبد العزیز قلعہ دار کو تنگ کرکے

قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد قلعہ بست ورین داور پر بھی ایرانیوں کا تسلط ہوگیا۔ اس کے بعد شاہ ایران محراب خان کو قندہار کی حکومت تفویض کرکے خود ایران کو چلا گیا۔ جب پادشاہ کو یہ خبر پہونچی تو سخت افسوس کیا۔ اور اورنگ زیب کو لکھا کہ فوراً قندہار کا محاصرہ کیا جائے۔ اور خود بھی کابل کو گیا۔ اورنگ زیب نے ہر چند کوشش کی۔ مگر قندہار ہاتھ نہ آیا۔ اس اثناء مین قحط سالی کا ایسا سخت دورہ ہوا۔ کہ پادشاہ نے اورنگ زیب کو واپسی کا حکم دیا۔ اور تسخیر قندہار کا مسئلہ سال آیندہ پر موقوف رہا۔

۱۰۵۹ھ مین قیصر روم کا ایلچی سید محی الدین مع ارمغان بیش بہا حاضر ہوا۔ پادشاہ نے بھی قیصر روم کے لئے عمدہ تحائف روانہ فرمایا۔ ۱۰۶۰ھ مین مکرر پادشاہ نے اورنگ زیب وسعد اللہ خان کو قندہار کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا۔ اس دفعہ بہ نسبت سابق کے سامان وسپاہ زیادہ ہمراہ کی۔ اور متعاقب خود بھی کابل مین جاکر ٹہرا۔ خوب لڑائیان ہوئین۔ مگر محراب خان قلعدار کی ہوشیاری اور بہادری سے اورنگ زیب وسعد اللہ خان کو کامیابی حاصل نہوئی۔ جب محاصرہ کو طول ہوا تو پادشاہ نے مجبوراً پھر واپس بلالیا۔ گو شاہجہان کو مہم قندہار مین دو دفعہ ناکامیابی ہوئی۔ مگر وہ دل شکستہ نہوا۔ چنانچہ ۱۰۶۲ھ مین سہ بارہ قندہار کے مہم کی تیاریان شروع کین۔ اور داراشکوہ نے خواہش کی۔ کہ اس موقع پر غلام کو روانہ فرمایا جائے۔ پادشاہ نے منظور کیا۔ اور سپاہ وسامان کثرت کے ساتھہ ہمراہ دیا۔ اور یہ بھی ہدایت کی۔ کہ اس دفعہ بخلاف سابق کے پہلے داور وبست وغیرہ کا محاصرہ کیا جائے۔ جب یہ فتح ہوجائین تو قندہار کے لینے کی تجویز کرنا چاہئے۔ جب داراشکوہ وہان پہونچا تو پادشاہ کی ہدایت کے موافق اول قلعہ بست وقلعہ گرسنگ کا محاصرہ کرکے فتح کرلیا بعدازان قندہار پر توجہ کی۔ چنانچہ بہ نسبت سابق کے اس دفعہ جنگ وجدل کا بازار

خوب گرم رہا۔ اکثر شاہی امرا اجل کے نذر ہوے۔ آخر بعد مایوسی داراشکوہ کو (حسب الطلب پادشاہ کے) واپس ہونا پڑا۔ پہر تو پادشاہ کو آیندہ قندہار کی مہم پر فوج بہیجنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ اور قندہار ہمیشہ کے لئے شاہ ایران کے قبض و تصرف مین رہا۔ سنہ ۱۰۶۴ھ مین بادشاہ نے داراشکوہ کو خلعت گران بہا و سربند مرصع قیمتی ۴ لاکہ ۳۰ ہزار روپیہ۔ ۳۰ لاکہ نقد خطاب شاہ بلند اقبال سے سرفراز کرکے اورنگ خلافت کے قریب بیٹہنے کے لئے طلائی صندلی مرحمت کی۔ اس اثنا مین رانا جگت سنگہ (جو خلاف معاہدہ قلعہ چیتوڑ کی تعمیر و ترمیم کرلیا تہا) کی سرکوبی کی گئی۔ اور قلعہ تعمیر شدہ ڈہا دیا گیا۔ سرمور و کمایون کے راجاؤن نے اطاعت قبول کی۔ اور قلعہ دون و چاندی فتح ہوے۔

انہین ایام مین میر محمد سعید[1] المخاطب بہ میر جملہ وزیر قطب الملک نے قطب الملک کے خوف و ہراس کے باعث شاہزادۂ اورنگ زیب (جو دکن کا حاکم تہا) کا دامن سنبہالا۔ کیونکہ

---

[1] میر محمد سعید اردستانی اصفہان کے سادات سے تہا۔ ایک الماس فروش تاجر اوسکو ملازم رکہکر گولکنڈہ لایا۔ اور مرتے وقت اپنا تمام مال و اسباب اوس کے حوالہ کردیا۔ بعد ازان محمد سعید نے اپنی حسن لیاقت سے بحری تجارت مین بڑی دولت کمائی۔ اور ایشیا کے تمام درباروں مین جانے لگا۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ اوس کی لیاقت و دولت کے باعث میر جملہ کے خطاب سے سرفراز کرکے اپنا وزیر کیا۔ چنانچہ امور مملکت کا مدار اوسی کی رائے پر منحصر تہا۔ اور اسی نے کرناٹک مین سے ایک ولایت جسکا طول ۱۰۰ کوس اور عرض بیس کوس محاصل ۴۰ لاکہ روپیہ تہا فتح کی۔ جسمین الماس کی کانین اور استوار و مضبوط قلعے مثلاً گنجی کوٹ و سدہوٹ موجود تہے۔ اب تک قطب الملک کے اسلاف مین سے کسیکو اس ملک پر قابض ہونا میسر نہ ہوا تہا۔ الغرض میر جملہ کی ثروت و مکنت اسقدر بڑہی ہوئی تہی کہ

میر جملہ کے بیٹے محمد امین نے کچھہ ایسے ناشایستہ حرکات قطب الملک کے دربار مین کئے تھے کہ قطب الملک اوس سے سخت ناراض ہوگیا تھا۔ اور میر جملہ کو خیال تھا کہ مین قطب الملک اوسکی جان و آبرو کو برباد نہ کرے۔ چنانچہ اسی لئے میر جملہ نے قبل از وقوع واقعہ شہزادہ کو اپنا پشت پناہ بنالیا۔ شہزادہ نے اوس کی تسلی و تشفی کرکے منصب سے سرفرازی بخشی۔ اور قطب الملک کو لکہا کہ میر جملہ ہماری سلک ملازمت مین داخل ہوا ہے۔ لہذا تم اوس کے بیٹے محمد امین کو معہ وابستگان و مال و متاع کے ہمارے پاس بہیجدو۔ لیکن قطب الملک نے اس کی تعمیل نہ کی۔ بلکہ فوراً محمد امین اور اوسکی مصاحبون کو قلعہ مین قید کردیا۔ اور سب مال و متاع کی ضبطی کا حکم دیا۔ جب شاہزادہ کو اسکی خبر ہوئی تو اُس نے بادشاہ سے اجازت حاصل کرکے قطب الملک پر چڑہائی کی۔ پہلے اپنے بیٹے سلطان محمد کو سپاہ کثیر کے ساتہہ بہیجا۔ اور اوس کے پیچھے خود بہی کوچ کیا۔ چنانچہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۱۸) پانچ ہزار سوار وہ اپنی ذات سے نوکر رکہتا تہا۔ جسکے باعث اوسکے ہمسر و ہم رتبہ حسد کرنے لگے۔ اور ایسی چالین چلین کہ بادشاہ کا دل اوس سے برگشتہ ہوگیا۔ ۱۲ مولف۔

سلہ خافی خان لکہتا ہے کہ جب اورنگ زیب نے قطب الملک پر چڑہائی کرنا چاہا تو پہلے یہ شہرت دی کہ شجاع کی بیٹی سے سلطان محمد شادی کرنے کے لئے بنگالہ جاتا ہے اور مین شکار کو جاتا ہون چنانچہ سلطان محمد روانہ ہوا۔ اور اورنگ زیب بہی قندہار کا رخ کیا۔ جب سلطان محمد قطب الملک کے دار الخلافہ کے قریب پہونچا کیونکہ اوسوقت بنگالہ کو جانے کے لئے قطب الملک کے علاقہ سے گذرنا پڑتا تہا۔ تو قطب الملک نے اوسکی ضیافت کی تیاری کی۔ مگر سلطان محمد نے حیدرآباد کا محاصرہ کرکے لڑائی کا سلسلہ آغاز کردیا۔ اب قطب الملک کی آنکھین کہلین۔ اور اصل مطلب سے آگاہ ہوا۔ اور عالم مجبوری مین حیدرآباد سے بہاگ کر قلعہ گولکنڈہ مین پناہ لی۔ اودہر سلطان محمد حیدرآباد مین داخل ہوکر اوسکو خوب لوٹا۔ اور تاراج کیا۔ اور اکثر مکانات کو آگ لگادی۔ مگر یہ روایت دل سے گہڑی ہوئی معلوم

سلطان محمد نے وہان پہونچکر لڑائی شروع کر دی۔ اور قطب الملک کو ایسا تنگ کیا۔ کہ وہ مجبور ہو کر معافی چاہا۔ اور محمد ہادی کو معہ اپنے مان کے سفارش کے لئے شاہزادہ کے پاس بھیجا۔ اور بطریق تحائف ایک صندوقچہ بھی جواہر کا روانہ کیا۔ مگر میر جملہ کے مال و اسباب کے بھیجنے مین پس و پیش کرنے لگا۔ جس کے باعث جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ اتنے مین اورنگ زیب بھی آپہونچا۔ ... اور بیٹے نے ایک آفت مچا دی۔ اور حیدرآباد کو لے لیا۔ لیکن قطب الملک اسکی ... قیمتی اشیاء کو لیکر قلعہ گولکنڈہ مین چلا گیا تہا۔ سلطان محمد نے حیدرآباد کی ... گولکنڈہ کا بھی محاصرہ کیا۔ اب تو قطب الملک کی جان پر آبنی۔ آخر حسب ... صلح ہو گئی۔

(۱) ... کی پیشکش کی بابتہ ایک کروڑ روپیہ ادا کیا جائے۔ (۲) قطب الملک کی ... سلطان محمد سے ہو۔ (۳) محمد امین کو رہا کر کے میر جملہ کا تمام مال و اسباب واپس ... جائے۔ چنانچہ صلح کے بعد شادی کے رسومات نہایت تکلف و اہتمام سے انجام پائے اور قطب الملک ۱۴ لاکھ کے جواہر معہ اور لوازمات دسرکار رام نگر (جو سرحد برار و حیدر آباد مین واقع ہے)

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۱۹) ہوتی ہے۔ کیونکہ آداب عالمگیری (جو قطب الملک و اورنگ زیب کی تحریرات و مراسلات کا مجموعہ ہے) مین اورنگ زیب کے نامہ کا یہہ مضمون ہے۔ کہ اگر تم میر جملہ کے متعلقین کو نہ بھیجو گے تو سلطان محمد تمہاری سرکوبی کو پہونچے گا۔" پس یہ فقرہ ایسا صاف ہے۔ کہ اورنگ زیب نے سلطان محمد کی روانگی کو بالکل ظاہر کر دیا تہا۔ جس سے خافی خان کی تحریر غلط ثابت ہوتی ہے۔ اور الفنسٹن صاحب نے بھی اپنی تاریخ مین اس غلط روایت کی سرخی۔ "اورنگ زیب کا حملہ دغابازی سے حیدر آباد پر" جو قایم کی ہے۔ وہ قابل اعتبار نہین ہے۔ ۱۲ مولف۔

کے بیٹی کے جہیز مین دیا۔ میر جملہ نے اورنگ زیب کی اپنے مکان پر ضیافت کی۔ اور ایک پارچۂ الماس ناتراشیدہ۔ دو عدد لعل۔ نو قطعہ زمرد۔ ۶۰ دانہ مروارید۔ یک عدد نیلم ۵ زنجیر فیل زر۔ یک زنجیر یادہ بازین طلا و یراق نقرہ۔ ۵ راس اسپ اورنگ زیب کو نذر گذرانا۔ سلطان محمد و سلطان معظم کو بھی عمدہ تحائف دئے۔ اس اثنا مین پادشاہ نے میر جملہ کے لئے پنجہزاری منصب۔ چار ہزار سوار۔ معظم خان خطاب روانہ فرمایا۔ جب میر جملہ پادشاہ کے خدمت مین حاضر ہوا تو شش ہزاری منصب و شش ہزار سوار۔ خدمت وزارت و قلمدان مرصع ۵ لاکھہ روپیہ نقد بطور انعام سے سرفرازی پائی۔ میر جملہ نے بھی ایک پارچۂ الماس وزنی ۲۱۶ سرخ قیمتی دو لاکھہ ۱۶ ہزار روپیہ۔ ۷ زنجیر فیل معہ یراق طلا پادشاہ کے ملاحظہ مین پیشکش کیا۔ میر جملہ کو وزارت دینے کے اسباب یہ تھے۔ کہ اسی سال اواخر جمادی الثانی ۱۰۶۶ھ مین سعد اللہ خان وزیر اعظم بعارضۂ فالج انتقال کیا تھا۔ چنانچہ پادشاہ نے اسی موقع پر سعد اللہ خان مرحوم کے فرزندون لطف اللہ وغیرہ کو معہ ہمشیر زادہ یار محمد و ملازم عمدہ عبد النبی کے منصب و خلعت سے ممتاز کیا۔ اور رگھناتھہ پیشکار خالصہ وتن (جو سعد اللہ خان کا تربیت یافتہ اور میر جملہ کے تقرر تک وزارت کا کام انجام دے رہا تھا) کو رائے رایان کا خطاب دیا۔ چندربھان (جو مطلب نویسی مین بینظیر اور افضل خان وزیر کا تربیت یافتہ تھا) کو رائے کا خطاب عطا کرکے دار الانشا کی خدمت تفویض کی۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ علی عادل شاہ نے وفات پائی۔ اور کوئی وارث باقی نہ رہنے کے باعث امرا نے سکندر (جسکو علی عادل شاہ نے بجائے بیٹے کے پرورش کیا تھا) کو حاکم بنایا ہے۔ لیکن بعض امرا سکندر کے مجہول النسب ہونے کے سبب سے اوس کی حکومت کو اچھی نظر سے نہین دیکھتے تھے۔ چنانچہ پادشاہ نے تسخیر بیجاپور کے لئے اورنگ زیب کو حکم دیا۔ اور معظم خان میر جملہ کو بھی شاہزادہ کی اعانت کے لئے معہ فوج کے روانہ فرمایا۔ چنانچہ اورنگ زیب نے پہلے بیدر کا محاصرہ کیا۔

اور ۲۱ روز کی مدت مین سیدی مرجان قلعدار نے محاصرہ کی سختیون سے تنگ آ کر قلعہ حوالہ کر دیا۔
بعد ازان گلبرگہ پر چڑہائی کی۔ اور دو چار لڑائیون کے بعد غنیم پسپا ہوا۔ اور قلعہ پر لشکر شاہی کا
قبضہ ہو گیا۔ لیکن اس موقع پر غنیم کے اشارہ سے سیواجی و شاہ جی بہونسلہ جو احمد نگر کے نواح مین
تاخت و تاراجی کر رہے تھے۔ اورنگ زیب نے اونکی بہی قرار واقعی سرکوبی کی۔ جب بیدر و
گلبرگہ پر قبضہ ہو گیا تو بیجاپوریون کے ہمتین پست ہو گئین۔ سکندر نے امان چاہی۔ اور ایک
کروڑ پچاس لاکہہ کی پیشکش پر تصفیہ ہوا۔ علاوہ برین قلعہ پرنیدہ۔ ولایت کوکن محال قلکو
بہی تصرف شاہی مین آئے۔ ۷ ذی حجہ ۱۰۶۶ھ کو بادشاہ حبس بول کی شکایت مین
مبتلا ہوا۔ پہر مواد دموی کے ازدیاد سے اعضاء اسفل مین ورم آیا۔ گو حاذق طبیبون نے
معالجہ کیا۔ مگر فائدہ اصلا نہ ہوا۔ رفتہ رفتہ سلسل بول و قبض طبیعت اور ورم زیر ناف ہو گیا۔
اور مرض کا ایسا اشتداد ہوا کہ مردہ کی شکل ہو گئی۔ ۷ روز تک منہ مین کہیل کا دانہ تک نہ
گیا۔ بارے شیر خشت کے استعمال سے فائدہ ہوا۔ ماء اللحم و اشربہ مقویہ نے طبیعت کو بحال کیا۔
اس اثنا مین بادشاہ نے دارا شکوہ (جو سب بیٹون سے بڑا اور پیارا جسکو باپ اپنے پاس سے جدا
نکرتا تہا) کو پنجاہ ہزاری منصب و چہل ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ ایک کروڑ دام انعام سے سرفراز
کیا۔ پہر اوس کے تہوڑے ہی روز بعد شصت ہزاری منصب۔ چہل ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ۔
ایک تسبیح مروارید قیمتی ۸ لاکہہ روپیہ و ۱۴ لاکہہ روپیہ کے مرصع آلات و صوبہ بہار کی صوبداری
سے مفتخر و ممتاز کیا۔ اور بادشاہ کی علالت کے باعث تمام احکام و فرامین کی اجرائی وغیرہ
بہی دارا شکوہ کے ہاتہ آئی۔ اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ بادشاہ نے حال کو متغیر دیکہکر اپنے چند
خاص ارکان سلطنت کی بیعت بہی دارا شکوہ سے کرائی۔ پہر کیا تہا دارا شکوہ کا دماغ آسمان پر
پہونچا۔ اور بہائیون کی تخریب پہ کمر باندہی۔ باپ کو چند روزہ میہمان اور خود کو بادشاہ تصور کرکے

ایسے احکام جاری کئے جو سررشتۂ ملک رانی و قانون پاسبانی کے خلاف تھے۔ اوس نے تو
اسپر ہی اکتفا نہ کی۔ بلکہ بنگالہ۔ احمد آباد۔ دکن (جہان اوس کے تینون بھائی رہتے تھے) کے
قاصدون و مسافرون کی راہ بند کی۔ اور وکلا سے دربار کے وقایعون کے نہ لکھنے کا مچلکہ لیا۔
مگر اس قدر احتیاط پر بھی ڈاک چوکی کے ذریعہ پادشاہ کی بیماری کی شدت اور اوسکی طول مدت
کی خبر پھیل گئی تھی۔ جب دارا کے بھائیون کو یہ خبر پہونچی۔ کہ باپ آفتاب بر لب بام ہے اور
دارا سلطنت پر مسلط ہو گیا ہے۔ تو اول مرزا مراد نے گجرات (احمد نگر) مین تخت شاہی پر
قدم رکھا اور لقب مروج الدین اختیار کیا۔ دوم بنگال مین مرزا شجاع نے بھی تخت شاہی
قدمون کے تلے بچھایا۔ اب رہا اورنگ زیب۔ اس نے ایسی دانائی کی کہ بظاہر تو تخت پر
نہین بیٹھا۔ لیکن در پردہ سب کچھہ سامان شاہی تیار کر لیا۔ اور باپ کی عیادت کے لئے
اورنگ آباد سے کوچ کیا۔ اس عرصہ مین پادشاہ تندرست و صحیح ہو گیا تھا۔ جب اوس نے
بیٹون کے یہ ناشایستہ حرکات سنے تو پہلے خواجہ شہباز خواجہ سرا کو مراد بخش کے سر پر بندر سورت
کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور شجاع (جو ملک کو تاخت و تاراج کر رہا تھا) کی سرکوبی کے لئے
شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ساتھہ ایک لشکر جرار بھیجا۔ اور جے سنگھہ کو شاہزادہ کا اتالیق بنا کر
ہمراہ کیا۔ چنانچہ خواجہ شہباز نے بندر سورت کا محاصرہ کر کے چند ہی روز مین فتح کر لیا۔ اور مراد
یہ صورت دیکھکر بلا کسی مزاحمت کے چلتا بنا۔ اور شجاع نے سلیمان شکوہ سے مقابلہ کیا۔
آخر دو چار لڑائیون کے بعد شکست فاش اوٹھائی۔ اور پٹنہ کو بھاگ گیا۔ تمام کارخانون
وغیرہ پر شاہی قبضہ ہو گیا۔ بہت سے نامی امرا شجاع کے ہمراہی اسیر ہوے۔ جنکو دارا شکوہ
نے نہایت ذلیل و خوار کیا۔ بلکہ اکثر امرا کے ہاتھہ کاٹے۔ بعضون کو قتل بھی کیا۔ اس عرصہ مین
شجاع نے پادشاہ کی خدمت مین معافی جرایم کی عرضداشت بھیجی۔ جو منظور ہو گئی۔ اور بنگالہ کی

بدستور سابق بحالی کی گئی۔ اور سلیمان شکوہ کو واپسی کا حکم ہوا۔
جب داراشکوہ ان دونون کو نیچا دکہایا تو اب اوس کو اورنگ زیب کے تباہ کرنیکی فکر ہوئی۔
اور پادشاہ کو ایسی پٹی پڑہائی۔ کہ وہ اوس کے دام مین آگیا۔ اور ایک فرمان اورنگ زیب کے
نام یہ صادر کیا گیا۔ کہ جو امرا و سپاہ مہم بیجاپور کے لئے ہمراہ کئے گئے تھے۔ وہ واپس کردئیے جائین۔
چنانچہ اس فرمان کا اثر یہ ہوا کہ اکثر امرا اورنگ زیب کی بلا اجازت واپس ہوگئے۔ مگر معظم خان۔
شاہنواز خان۔ نجابت خان۔ یہ تینون نامی امرا اورنگ زیب سے جدا نہ ہوئے۔
اس کے بعد داراشکوہ کی رائے سے پادشاہ نے مراد کو یہ لکہا کہ تم برار کو جاؤ۔ اگر نجاؤگے تو
سزا پاؤگے۔ اور اورنگ زیب کے نام یہ فرمان گیا۔ کہ میر جملہ کو جو تم نے دولت آباد مین قید
کردیا ہے۔ اوس کو رہا کرکے ہمارے پاس روانہ کردو۔ مگر ان فرامین کے جوابات مراد اور
اورنگ زیب نے کچھہ بھی نہ دئے۔ تو پادشاہ نے مہاراجہ جسونت سنگہ کو صوبیداری مالوہ اور
قاسم خان کو صوبیداری احمدآباد (یہ دونون صوبے اورنگ زیب و مراد بخش سے متعلق تھے)
سے سرفراز کرکے روانہ کیا۔ اور یہ بہی تاکید کی۔ کہ مراد اور اورنگ زیب ملازمت شاہی کا قصد
کرین تو اونکو وہین سے واپس کردیا جائے۔ چنانچہ یہ دونون سردار پہلے سے روانہ ہوکر اجین مین

ف معظم خان میر جملہ کی جان سخت عذاب مین تھی۔ کیونکہ اس کا تمام کنبہ آگرہ مین تھا۔ اور اورنگ زیب کی رفاقتین یہ خوف لگا ہوا تہا۔ کہ کہین داراشکوہ اونکو ضرر نہ پہونچائے۔ اسلئے ایک چال اورنگ زیب نے یہ چلی کہ معظم خان پر نافرمانی کا جرم قایم کرکے دولت آباد مین قید کردیا۔ جس سے بادشاہ اور داراشکوہ کو معظم خان کے جانب سے کوئی خطرہ پیدا نہ ہوا۔ بلکہ بادشاہ نے اورنگ زیب کی اس حرکت پر بہت لعنت و ملامت کی۔ الغرض اس ترکیب سے معظم خان اورنگ زیب کا رفیق بنا رہا۔ اور اوسپر داراشکوہ کے ہاتہ کنبہ بہی سلامت رہا۔ ۱۲ مولف۔

مقیم ہوے۔ جب اورنگ زیب کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے پہلے مراد کو گانٹھنے کی فکر کی۔ اور یہ لکھا۔ کہ مین طواف کعبہ کو جاتا ہون۔ اور تمکو بادشاہت مبارک ہو۔ دارانے جو بادشاہ کو ہم سے بدظن کیا ہے۔ اوس کے انسداد کے لئے بہتر یہ ہے۔ کہ تم اور ہم دونون اتفاق کے ساتھہ بادشاہ کی خدمت مین جاکر داراکو اس سلوک کی قرارواقعی سزا دین؛ بعدازان اورنگ زیب نے محمد معظم کو اورنگ آباد کی حفاظت کے لئے متعین کیا۔ محمد اکبر (جو ابھی پیدا ہوا تہا) کو معہ متعلقین کے قلعہ دولت آباد مین رکہا۔ اور محمد سلطان کو معہ نجابت خان و دیگر امرار کے اپنے سے پیشتر بطریق ہراول روانہ کیا۔ مرزا قلی خان دیوان دکن (جسکا دستورالعمل اس ملک مین مدتون تک وزرا کے نامون مین یادگار رہیگا۔) کو اپنا دیوان بنایا۔ پہر میر آتشی کی خدمت تفویض کرکے ہمراہ لیا۔

کہتے ہین کہ جب اورنگ زیب برہان پور آیا تو شیخ برہان (جو اس عہد کے بزرگ تھے) کے پاس گیا۔ اور فاتحہ کی التماس کیا تو شیخ نے فرمایا۔ کہ ہم فقیرون کی فاتحہ سے کیا حاصل تم بادشاہ ہو عدالت و رعیت پروری کے قصد سے فاتحہ پڑہو مین بھی تمھاری رفاقت مین دعائے فاتحہ پڑہون گا۔ اس کلام کو سنکر شیخ نظام نے اورنگ زیب کو سلطنت کی مبارکباد دی۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا۔ کہ شاہ نواز خان کا ارادہ رفاقت کا نہین ہے۔ تو اورنگ زیب نے محمد سلطان کے ہمراہ شیخ میر کے لڑکے کو حکم دیا۔ کہ وہ جاکر شاہ نواز خان کو قلعہ ارک مین

---

۵۱ یہ خلاف خان نے منتخب اللباب مین لکہا ہے جسکو لفنٹن صاحب نے بہی اپنی تاریخ مین نقل کیا ہی۔ مگر مکتوبات عالمگیری اور پانچ چار تاریخ جو اسی عہد کی ہین اونمین اس خط کا بالکل پتا نہین ہے۔ اور تاریخ عمل صالح مین تو یہ لکہا ہے۔ کہ مراد خود سپاہ لیکر بادشاہ سے لڑنے آتا تہا اور راستہ مین اورنگ زیب کے ہمراہ ہوگیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ مولف۔

محبوس کرے۔ اور آپ آب نربدا کو عبور کرکے دیپال پور آیا۔ یہان مراد بخش احمد آباد سے آکر ملاقی ہوا۔ جب یہ دونون ملکر چلے تو جسونت سنگہ اور قاسم خان مزاحم ہوے۔ اورنگ زیب نے اون کو لکہہ بہیجا۔ کہ ہمارا ارادہ لڑنے کا نہین ہے صرف والد کی قدمبوسی کو جاتے ہین۔ بہتر یہ ہے کہ تم ہماری مزاحمت سے کنارہ کرو۔ یا ہمارے ساتہہ چلو۔ مگر یہ دونون تو داراشکوہ کی پٹی پڑہائے ہوے تھے۔ اس لئے اورنگ زیب کی تحریر کو نمانا۔ اور جنگ پر آمادہ ہوے۔ پہر کیا تہا۔ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ھ کو خوب گہمسان لڑائی ہوئی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اورنگ زیب کی فتح ہوئی۔ اور جسونت سنگہ و قاسم خان شکست کہا کر بہاگے۔ چنانچہ اس لڑائی مین اورنگ زیب کے جانب سے مرشد قلیخان مارا گیا۔ اور ذوالفقار خان زخمی ہوا۔ اور کسیقدر سپاہ بہی تلف ہوئی۔ مگر جسونت سنگہ و قاسم خان کی فوج کے ۶ ہزار آدمی مارے گئے۔ اور بڑے بڑے سردار ہلاک ہوے۔ تمام کارخانجات پادشاہی اور داراشکوہی اورنگ زیب کی سرکار مین ضبط کرلئے گئے اب اورنگ زیب اس فتح کے بعد اجین سے کوچ کرکے گوالیار آیا۔ اور ادہر پادشاہ کو اس شکست کی خبر معلوم ہوئی تو بہت پیچ وتاب کہایا۔ لیکن داراشکوہ فوج کثیر کے ساتہہ اورنگ زیب کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ گو پادشاہ نے بہت کچہہ منع کیا۔ مگر وہ نمانا۔ آخر پادشاہ نے اس موقع پر ایک خط بیگم صاحبہ کے جانب سے اورنگ زیب کو نصیحتانہ لکہا۔ جسکا جواب اورنگ زیب نے یہ دیا کہ حضرت نے شاہزادۂ کلان کو ایسے اختیارات عطا فرمائے ہین۔ کہ وہ نیازمند کی ایذا دہی پر کمر باندہا ہے۔ اور حضرت کو بالکل بے اختیار کر دیا ہے۔ اور آپ حسب منشا حضرت کے نام سے فرامین جاری کرتا ہے۔ چنانچہ اب نیازمند سے لڑنے کے لئے دہولپور آیا ہے۔ اور فدوی کا ارادہ بجز ملازمت قبلہ و کعبہ کے اور کچہہ نہین ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے صوبۂ پنجاب کو چلا جائے۔ اور اس فدوی کو حضرت کی خدمت مین رہنے دے۔ الغرض ۹ رمضان ۱۰۶۸ھ کو

سموگڈھ کے نزدیک ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر دونون لشکرون مین ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اِس
دفعہ بہی اورنگ زیب کو فتح حاصل ہوئی۔ مگر مرادبخش بہت زخمی ہوا۔ اور داراشکوہ کے بہت
سے نامی سردار مارے گئے۔ اور وہ خود بہاگ کر اکبرآباد آیا۔ لیکن خجالت کے باعث باپ سے
نہ ملا۔ اور رات ہی کو جواہر۔ اشرفی۔ زیور طلا۔ نقرہ۔ آلات ضروری جس قدر ہوسکا۔ ہاتہیون
اور خچرون پر بار کرکے معہ اپنے متعلقین کے لاہور کو روانہ ہوگیا۔ جب اورنگ زیب فتح و
نصرت کے ساتہہ اکبرآباد آیا۔ تو تمام امراء شاہی حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے دوسرے روز فاضل خان
کے ہاتہہ بیش بہا تحائف۔ عمدہ جواہر اور ایک شمشیر عالمگیر (جس سے بہتر کوئی دوسری شمشیر
خاندان تیموریہ مین نہین سمجہی جاتی تہی۔) اورنگ زیب کے پاس روانہ کیا۔ اور ملنے کی خواہش
ظاہر کی۔ چنانچہ عالمگیر بہی باپ کے پاس جانے کو تیار ہوگیا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ بعض مفسدوں
نے اوس کو بہکایا۔ خصوصاً خلیل اللہ خان (جو بادشاہ کا ہی بہیجا ہوا تہا) نے تو ایسی ڈینگ
ماری۔ کہ اورنگ زیب نے ملنے کے ارادہ کو فسخ کردیا۔ اور بادشاہ کو نظربند کرنے کی مصلحت
ہونے لگی۔ اور اکبرآباد کا محاصرہ کرلیا گیا۔ جب باپ کو یہ خبر ہوئی تو بیٹے کو پہر ایک خط آنیکے
لئے لکہا۔ جسکا جواب اورنگ زیب نے یہ دیا۔ کہ اگر حضرت قلعہ کے دروازے اور مداخل
ومخارج میرے آدمیون کے تفویض فرمائین تو یہ فدوی حاضر ہوتا ہے۔ بادشاہ نے فوراً قلعہ
خالی کردیا۔ اور بیٹے کے ملازمون کو تمام کارخانہ جات تفویض کردئے۔ چنانچہ ۱۱ رمضان سنہ ۱۰۶۸ھ
کو شاہزادہ محمد سلطان۔ ذوالفقار خان۔ شیخ میر۔ بہادر خان۔ اسلام خان۔ داخل ہوئے۔
اور بادشاہی آدمیون کو آمد ورفت کے لئے منع کیا۔ تمام کارخانون اور خزانون پر مہرین لگادین
الحاصل اب وہی قلعہ (جہان شاہ جہان نے برسون فرمانروائی کی تہی۔) بادشاہ کے لئے آخر
عمر تک زندان بنا رہا۔ اورنگ زیب کا خیال تہا۔ کہ باپ کو خوش رکہون۔ اور اوس کے

نام سے سلطنت کرون۔ مگر جب اوس کو یہ معلوم ہوا۔ کہ باپ کے دل سے داراشکوہ کی محبت کبھی دور نہ ہوگی۔ تو مجبور ہوکر اوس نے یہ چال چلی۔ لیکن باپ جبتک زندہ رہا۔ تعظیم و تکریم کرتا رہا۔
جب اس قلعہ کے حوالہ کرنے پر بہی اورنگ زیب باپ کے پاس نہ آیا تو بیگم صاحبہ (شاہجہان کی چاہتی بیٹی) باپ کا پیام[۱۵] لیکر بھائی کے لشکر مین آئین۔ اور بھائی سے یہ کہی۔ کہ باپ کی خواہش ہے۔ کہ پنجاب مین دارا رہے۔ مراد کو گجرات اور شجاع کو بنگالہ دیا جائے۔ دکن محمد سلطان کے تفویض ہو۔ اور شاہ بلند اقبال کا خطاب باقی کل ممالک محروسہ کی ولیعہدی کا منصب عالی آپ (اورنگ زیب) کو مبارک ہو۔ لیکن اورنگ زیب نے اسکو قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ جبتک دارا کا معاملہ فیصل نہو گا۔ مین حضور مین آنے کی جرأت نہین کرسکتا۔ آخر بیگم صاحبہ مایوس ہوکر چلی گئین۔ اس کے بعد اورنگ زیب نے پہر بہی باپ کے پاس جانیکا ارادہ کیا تہا۔ مگر شایستہ خان اور شیخ میر نے منع کیا تہا۔ اتنے مین ایک اور شگوفہ یہ کہلا کہ بادشاہ کا خاص شقہ داراشکوہ کے نام کا ماہرول (جو نہایت معتبر و معتمد بادشاہی چپلہ تہا۔) نے پیش کیا۔ جسمین لکھا تہا۔ کہ دارا شاہجہان آباد مین ثابت قدمی اختیار کرے۔ وہان خزانہ اور لشکر کی کمی نہین ہے۔ ہرگز وہان سے آگے نہ جائے۔ کہ ما بدولت یہان مہم کا فیصلہ فرماتے ہین۔ پس اس شقہ خاص نے تو اورنگ زیب کو بادشاہ سے اور بہی بدگمان کرا دیا۔ چنانچہ اوس نے پہر باپ کے پاس جانیکا نام تک نہ لیا۔ اور باپ کی زندگی مین کبہی نہ گیا۔ جعفر خان وزیر۔ حکیم تقرب خان۔ رائے رایان راجہ رگھناتھ

[۱۵] باپ اور بیٹے کی خط و کتابت جو باپ سے ملنے کے بارہ مین متعدد بار اسی زمانہ مین بہت کچھ طول طویل ہوئی اور جسکے نقول عمل صالح۔ عالمگیر نامہ۔ منتخب اللباب مین کسیقدر باہمی فرق کیساتھ موجود ہین۔ جسمین سے ہمنے بعض بعض موقع پر ایکدو فقرہ نہین لکھ بہی دیا ہے۔ اور باقی طوالت کے لحاظ سے قلم انداز کردی گئی۔ ۱۲ مولف۔

دیوان سلطنت معہ عملہ وفعلہ ودیوانی کے آگئے۔ اور اورنگ زیب نے ایک شاہانہ دربار
عام کیا۔ لیکن مسند پر شاہزادون کی طرح بیٹھا۔ اور نذرین شاہانہ طور پر سب امراو منصبدارون
سے لین۔ پھر شان وشکوہ کے ساتھہ ہاتھی پر سوار ہوکر داراشکوہ کی حویلی مین چلا گیا۔ اور محمد سلطان
باپ کے حکم سے بادشاہی خزانون کارخانون۔ توشہ خانون وغیرہ کو سر بمہر کردیا۔ ۱۲ رمضان
شنہ ۶۹ کو شاہ جہان ایسا قیدی ہوگیا۔ کہ جس کی تاریخ عاقل خان نے۔ فاعتبروا یا
اولی الابصار کہی ہے۔
اس کے بعد اورنگ زیب کا داراشکوہ کے تعاقب مین جانا اور متعدد لڑائیون کے بعد اوسکا
گرفتار ہونا۔ مرنا۔ اور مراد کا قید کیا جانا وغیرہ حالات ہم اورنگ زیب کے تذکرہ مین بیان
کرینگے۔ اب یہان صرف شاہ جہان کی وفات (شاہ جہان عالمگیر کے عہد پادشاہی مین
ایک مدت تک زندہ رہا ہے) کی کیفیت اور چند مختصر واقعات لکھدینا مناسب سمجھتے ہین۔
الغرض شاہجہان اس نظربندی کی حالت مین تقریبًا نوسال تک زندہ رہا۔ اور اس
عرصۂ دراز مین شاہجہان اور اورنگ زیب کے درمیان نوشتجات گلہ بند وشکوہ آمیز معذرت و
خشونت کے جو بھیجے گئے ہین۔ اون کا یہان پر لکھنا محض تاریخ کو طوالت دینا اور ناظرینون کی
سمع خراشی کرنا ہے۔ ہم اون کو یک لخت قلم انداز کرتے ہین۔ لیکن اسی خط وکتابت کا ایک
دلچسپ واقعہ جو خافی خان نے لکھا ہے درج ذیل کیا جاتا ہے۔
خافی خان لکھتا ہے کہ ایک ثقہ زادے سے (جو مشرف جواہر خانہ کا پیشکار تھا) یہ سنا گیا کہ
داراشکوہ قلعہ کے اندر جواہر خانہ مین پادشاہ کو مطلع کرکے اپنے خدمۂ محل کے جواہر ومروارید قیمتی
۲۷ لاکھہ روپیہ کے چھوڑ کر باہر گیا تھا۔ اور ہزیمت پانے کے بعد اون کے لینے کی فرصت نہ
ملی۔ جنکو شاہ جہان نے عالمگیر کے طلب کرنے پر بعد رد وقدح بسیار طوعًا وکرہًا اوس کے

پاس بہیجدیا۔ لیکن ایک تسبیح مروارید (جس کے ۱۰۰ دانہ غلطان ہمرنگ وہموزن تھے)
قیمتی ۴ لاکہہ روپیہ جو بہت تلاش سے ہاتہہ آئی تہی۔ اور اوسکا امام بڑی سعی سے میسر ہوا تہا
وہ اور ایک الماس کی آرسی (جو ہمیشہ شاہجہان کے گلے مین رہتی تہی) عالمگیر کے پاس نہ بہیجا
جبپر عالمگیر نے لکہا۔ کہ ایسے تحفے ایام سلطنت کے ملبوسات مین سے ہین انکو گوشہ نشینی مین پاس
رکہنا تقویٰ کے برخلاف ہے۔ اس تحریر کو دیکہکر شاہجہان سخت آشفتہ خاطر ہوا۔ آرسی کو تو
گلے سے اوتار کر خواجہ سرا کے حوالہ کردی۔ مگر تسبیح کے لئے فرمایا۔ کہ اسپر اوراد پڑہے جاتے ہین۔
اس کو ہاون مین کوٹ کر اور نرم کر کے دونگا۔ جب خواجہ سرا نے یہ سخت پیام عالمگیر سے عرض
کیا تو پہر اوس نے اوس کو طلب نہ کیا۔ چنانچہ مرتے دم تک یہ تسبیح شاہجہان کے پاس رہی
الغرض جب شاہجہان بے اختیاری کے سبب سے قلعہ اکبرآباد مین گوشہ
گزین ہوا تو اوس نے روز و شب کو وظائف وطاعات وعبادات واداے فرائض وسنت
مین تقسیم فرمایا۔ ہمیشہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا۔ اور اوس کے آیات لکہتا۔ اور اونکو
پڑہتا۔ احادیث و بزرگان سلف کا حال سنتا۔ اور داد و دہش و بخشش و بخشایش کرتا رہتا
تہا۔ آخر ۱۱ رجب ۱۰۷۶ھ روز یکشنبہ کو تیل ملنے سے بدن مین حرارت پیدا ہوئی۔ حبس بول
پیچش۔ شکم کا عارضہ عارض ہوا۔ ۱۱ روز اس مرض مین گذرے۔ پہر ہندرابن جراح کے علاج
سے افاقہ ہوگیا۔ گر ضعف بہت قوی ہوگیا۔ ہونٹ و زبان خشک رہنے لگے۔ اس کو
اپنی موت کا یقین ہوا۔ اور اپنے اسباب تجہیز و تکفین کو خوب ترتیب دیا۔ تمام بیٹیون کو
بلایا۔ اور تسلی وتشفی کی۔ اور اون سے آیات قرآنی پڑہواے۔ خود کلمہ شہادت پڑہا۔ اور آیہ
ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار پڑہکر شب دوشنبہ ۲۶ رجب
۱۰۷۶ھ کو انتقال فرمایا۔ ایک شخص نے شاہجہان وفات کرد۔ تاریخ کہی ہے۔ شاہجہان کی عمر

بحساب قمری ۶۷ سال ۳ ماہ ۲۷ روز تھی۔ اور بحساب شمسی ۷۴ سال کو تین روز کم تھے۔ اور ایام فرمانروائی بحساب شمسی ۳۰ سال ۴ ماہ ۱۸ روز تین۔ جب اس سانحہ کی خبر عالمگیر کو ہوئی تو بہت رویا۔ اور فردوس آشیانی کے لقب سے ملقب کیا۔ خود ۲۰ شعبان کو شاہجہان آباد سے دارالخلافہ آیا۔ اور دوسرے روز پادشاہ کے مزار کی زیارت کی۔ ۱۲ ہزار روپیہ مجاورونکو دیا۔ اور قلعہ مین جاکر بیگم صاحب اور اہل ماتم کا لباس ماتمی اتروایا۔

پادشاہنامہ مین سلطنت کے بیسوین سال کے آخر مین یہ لکہا ہے۔ کہ شاہجہان کی مملکت کا طول لاہری بندر سے سلہٹ تک دو ہزار کروہ پادشاہی کے قریب (ہر کروہ کے ۵ ہزار دراع۔ اور ہر دراع کے ۲۴ انگشت متساوی الخلقت) اور عرض قلعہ بسبت سے قلعہ اڑلسیہ تک قریب پندرہ سو کروہ کے تہا۔ اس معمورۂ عالم کے صوبجات ۲۲ تھے۔ جن مین چند سرکارین اور ہر سرکار مین چند پرگنے اور ہر پرگنے مین متعدد دیہات تھے۔ ساری ولایت کی جمع آٹھہ سواسی کروڑ یعنے آٹھہ ارب اسی کروڑ دام تہی جسکی تفصیل ناظرینون کی دلچسپی کے لئے ذیل مین تبلائی جاتی ہے۔

نمبر شمار	نام صوبہ	جمع داموںمین	جمع روپیوںمین	نمبر شمار	نام صوبہ	جمع داموںمین	جمع روپیوںمین
۱	صوبہ دارالخلافہ شاہجہان آباد دہلی	۲ کروڑ	ڈہائی کروڑ	۶	صوبہ ٹہٹہ	۵۵ کروڑ	۱ کروڑ ۲۴ لاکہ ۵۰ ہزار
۲	صوبہ مستقر الخلافہ اکبر آباد	نوے کروڑ	سوا دو کروڑ	۷	احمد آباد	۴۵ کروڑ	۱ کروڑ ۱۳ لاکہ ۸۵ ہزار
۳	صوبہ دارالسلطنت لاہور	″ ″	″ ″	۸	صوبہ بنگالہ	۵۰ کروڑ	۱ کروڑ ۲۵ لاکہ
۴	صوبہ اجمیر	۶۰ کروڑ	ڈیڑہ کروڑ	۹	صوبہ الہ آباد	۴۰ کروڑ	۱ کروڑ
۵	دولت آباد	۵۵ کروڑ	ا کروڑ ۳۸ لاک ۵۰ ہزار	۱۰	صوبہ بہار	″ ″	″ ″

نمبرشار	نام صوبہ	جمع داموں مین	جمع روپیون مین	نمبرشار	نام صوبہ	جمع داموں مین	جمع روپیون مین
۱۱	صوبۂ مالوہ	۴۰ کڑوڑ	ایک کڑور	۱۸	بکلانہ	۲ کڑوڑ	۵ لاکہہ
۱۲	صوبہ خاندیس	"	"	۱۹	کشمیر	۱۵ کڑوڑ	۳۷ لاکہہ ۵ ہزار
۱۳	صوبہ اودھ	۳۰ کڑوڑ	پچہتر لاکہہ	۲۰	کابل	۱۶ کڑوڑ	۴۰ لاکہہ
۱۴	صوبہ بنگالہ	"	"	۲۱	بلخ	۸ کڑوڑ	۲۰ لاکہہ
۱۵	صوبہ ملتان	۲۸ کڑوڑ	۷۰ لاکہہ	۲۲	قندہار	۶ کڑوڑ	۱۵ لاکہہ
۱۶	صوبہ اڑیسہ	۲۰ کڑوڑ	۵۰ لاکہہ	۲۳	بدخشان	۴ کڑوڑ	۱۰ لاکہہ
۱۷	ٹھٹھہ (سندھ)	۸ کڑوڑ	۲۰ لاکہہ		میزان کل		۲۲ بائیس کڑوڑ

جس وقت کہ شاہجہان تخت پر بیٹھا تو مملکت تیموریہ کی جمع سات سو کڑوڑ دام (۱۷ اکڑور ۵ لاکہہ روپیہ) تہی۔ جس کو شاہجہان نے ۲۰ سال کے عرصہ مین اکثر صوبون کو فتح کرکے مملکت کو وسعت دی۔ جس سے جمع مین ترقی ہوئی۔

اکبر نے ۵۱ سال کی فرمانروائی مین جسقدر خزانہ جمع کیا تہا۔ اُسکا بڑا حصہ جہانگیر نے ۲۲ سال کی سلطنت مین خرچ کردیا۔ لیکن شاہجہان نے باوجود خرچ کرنے کے بہی اس قدر جمع کیا کہ سلاطین ہند مین سے کسی نے اس قدر خزانہ نہین جمع کیا تہا۔ بادشاہ کا علوفہ خوار لشکر سواران کے جو پرگنات کے عمل مین فوجدارون اور کڑوڑیون و عاملون کے ساتہہ رہتے ہین۔ موافق ضابطہ داغ چہارم حصہ ۲ لاکہہ سوار ۸ ہزار منصبدار، ۷ ہزار احدی و برق انداز سوار ایک لاکہہ ۸۵ ہزار سوار اور بادشاہزادون اور کل منصبدارون کے تابینون مین ۴۰ ہزار تفنگچی و توپ انداز و گولہ انداز وہ

باندار تھے۔ جن مین سے ۱۰ ہزار پادشاہ کے رکاب مین اور ۳ ہزار صوبہ جات و قلاع
مین رہتے تھے۔ شہزادۂ کلان کی تنخواہ ۴۰ کروڑ دام (ایک کروڑ روپیہ) اور دوسرے
تیسرے بیٹون مین سے ہر ایک کی تنخواہ ۲۸ کروڑ دام (۷۰ لاکہہ روپیہ) اور چوتھے
بیٹے کی تنخواہ ۱۲ کروڑ دام (۲۰ لاکہہ روپیہ) مقرر تھی۔ اور سرآمد امراء والاشان
سعد اللہ خان اور امیر الامرا علی مردان خان مین سے ہر ایک کی تنخواہ ۱۲ کروڑ دام
(۲۰ لاکہہ روپیہ) اور اور منصبدارون کی تنخواہ موافق اون کے منصبون کے
ملتی تہی۔ الغرض شاہجہان کے زمانہ مین ہندوستان کی سلطنت اپنے معراج پر
پہونچ گئی تہی۔ اضلاع دکن مین پیمایش و بندوبست دہ سالہ اوسی نے
جاری کیا تھا۔

ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر پادشاہ غازی۔

شاہجہان کے واقعات مین ہم نے یہان تک مسلسل بیان کیا تھا۔ کہ اورنگ زیب[1] نے
اکبرآباد پر قبضہ کر لیا۔ اور شاہجہان کو عزلت نصیب ہوئی۔ اور داراشکوہ معہ اپنے
متعلقین کے لاہور کے جانب چلا گیا۔ چنانچہ یہ سب کچہہ ہو چکا تو مخبرون نے خبر دی کہ
دارا لاہور نہین گیا۔ بلکہ دہلی مین موجود ہے۔ اور لڑائی کا سامان تیار کر رہا ہے۔ اس خبر کے

[1] اورنگ زیب بقول خافی خان کے سنہ ۱۰۲۸ھ مطابق سنہ ۱۶۱۹ء مین پیدا ہوا۔ جسکی تاریخ ولادت آفتاب عالمتاب
لکہی ہے۔ پادشاہنامہ مین مرقوم ہے کہ ۱۵ ذی قعدہ سنہ ۱۰۲۷ھ کو ولادت ہوئی۔ اور ظفرنامہ مین شب یکشنبہ ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۸ھ
تحریر ہے۔ مقام ولادت دوہود (دوحد) ہے جو صوبۂ مالوہ اور احمدآباد کی سرحدون پر ہے۔ ۱۲ مولف۔

سنتے ہی اورنگ زیب اکبرآباد کا انتظام کرکے ۲۲ رمضان کو شاہ جہان آباد روانہ ہوا۔
اور ادھر دارا شکوہ اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کے انتظار مین دہلی ٹہرا ہوا تہا۔ جب اوس کو
اورنگ زیب کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو با انتظار سلیمان شکوہ کے لاہور کو چلتا بنا۔
جب اورنگ زیب متھرا مین داخل ہوا تو مراد بخش[۱] کو اسیر کرکے شیخ میر کے ذریعہ شاہجہان آباد

---

[۱] کہتے ہین کہ مراد کے دل مین (اورنگ زیب کو سلطنت حاصل ہونے سے) نفاق ومخالفت پیدا ہوگئی تہی۔ اور ہمسری کا دعوے کرنا شروع کیا تہا۔ باوجود قلت خزانہ روز بروز لشکر کی تعداد بڑہا رہا تہا۔ اور اکثر امرا کو سازش سے اپنا طرفدار بنا لیا تہا۔ اور اصراف وبے اعتدالی کی تو حد نہ تہی۔ جب اورنگ زیب اکبرآباد سے نکلا تو ساتھ چلنے مین عذر وحیلہ کرنے لگا آخر ہمراہ ہوا تو پیچہے پیچہے قابو طلب چلا۔ الغرض انہین وجوہات سے اورنگ زیب نے تنبیہ وتادیب کے لئے اسیر کیا۔
خافی خان لکھتا ہے کہ مراد بالکل سادہ لوح تہا۔ اورنگ زیب کے دلفریب وعدون اور نقدو جنس کے تواضعات سے بہت خوش تہا۔ اور وہ یہ سمجھتا تہا۔ کہ اورنگ زیب کبھی بدعہدی نکریگا مگر وہ پادشاہ در اقلیمی نگنجند کے مضمون سے بالکل بیخبر تہا۔
ڈاکٹر برنیر کا قول ہے کہ خواجہ شہباز اور دیگر رفقا نے مراد کو سمجہایا تہا۔ کہ اورنگ زیب کو دارا کے تعاقب مین جانے دیجئے۔ اور آپ بلحاظ پادشاہ ہونے کے اکبرآباد مین رہئے۔ مگر مراد اس دانشمندانہ رائے کو نہ مانا۔ اگر مانتا تو اورنگ زیب کو بڑی مشکل پیش آتی۔ لیکن اوس نے بہائی کے وعدون پر اعتماد کیا۔ کیونکہ یہ قول وپیمان قرآن مجید پر ہوئے تہے۔ آخر مراد اورنگ زیب کے ساتھ ہو گیا۔ جس روز کہ قید ہونے والا تہا۔ اوس روز بہی دوستون نے جانے کو منع کیا تہا۔ مگر وہ گیا۔ اورنگ زیب نے پہلے تو اوس کو ساتھ لیکر کہانا کہایا۔ پہر کابل وشیراز کی عمدہ شراب کی بوتلین منگوائین

روانہ کر دیا۔ اور مراد کے ہمراہی امرا کی خاطر خواہ ترقی کی گئی۔
اس اثنا میں سلیمان شکوہ کے ہمراہی نامی سردار مثلاً راجہ جے سنگہ و راجہ جسونت سنگہ وغیرہ
بہی اورنگ زیب سے آملے۔ اودہر دارا کی سنئے جب وہ دہلی سے نکلکر لاہور پہونچا تو
موسم بارش سر پر آگیا تہا۔ خیال کیا کہ راستہ کی تکلیف سے اورنگ زیب لاہور نہ آئیگا۔ مگر اوسکو چین کہان

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳۴) اور خود یہ کہکر کہ صاحب عالم مین مسلمان ہون اس لئے اس صحبت مین نہین
رہ سکتا۔ آپ کی صحبت مین میر خان اور اور احباب رہینگے" چلتا بنا۔ مراد تو شراب کا دلدادہ تہا۔ اس
عمدہ شراب کو اس قدر اڑایا۔ کہ نشہ مین بے خبر ہوگیا۔ اورنگ زیب کی مراد بر آئی۔ میر خان نے تلوار و
جمدہر لے لیا۔ منوچی سے پادری گیٹ رو نقل کرتے ہین۔ کہ تلوار و جمدہر اورنگ زیب کے پوتے اعظم بسر
شاہزادہ محمد نے (جو ۶ برس کا لڑکا تہا) نے اوٹھائے تہے۔ کیونکہ اورنگ زیب نے اعظم سے کہا
کہ تم مراد کے ہتیار لاؤ۔ تو اوس کے صلہ مین ایک جواہر انعام دینگے۔ اس کے بعد اورنگ زیب نے
مراد کو جگایا۔ اور دو تین لاتین رسید کین۔ اور کہا کہ اس کمبخت شرابی کے ہاتہ پاؤن باندہ کرلیجاؤ
تاکہ اس بیشرمی کا سونا وہان سوئے۔ وہان تو حکم کی دیر تہی۔ سپاہی دوڑے۔ اور ہتکڑی و بیڑی ڈالکر
کشان کشان لے چلے۔ مراد ہر چند چلایا۔ چیخا۔ رویا۔ مگر سننے والا کون تہا۔ اوس کے آدمیون نے
کچہ کرنا چاہا تو میر آتش تقی (جو مراد کا میر آتش تہا) نے سب کو خاموش کیا۔ جسکو اورنگ زیب نے
اول ہی گانٹہ لیا تہا۔
وڈ صاحب کا قول ہے کہ جب اورنگ زیب متہرا آیا تو مراد نے بھائی کی دعوت کی۔ اور اوس کے
آسنے پر شہباز خواجہ سرا جو مراد کا رازدار رہتا ہے نے مراد کے کان مین کہا۔ کہ عمدہ پوشاک مین ہہاک
کرنے کا وقت یہی ہے۔ یعنے اورنگ زیب کو قتل کرنا چاہئیے۔ مگر اورنگ زیب اس بات کو بہانپ

جب وہ مراد کی کارروائی سے فارغ ہوا تو بہادر خان اور خلیل اللہ خان کو لشکر جرار کے ساتھ لاہور روانہ کیا۔ چونکہ نجومیوں نے اورنگ زیب کی تخت نشینی کیلئے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۴۰) فوراً پیٹ کے درد کا بہانہ کر کے رخصت ہوا۔ تیسرے روز خود نے مراد کی دعوت کی۔ خوب ناچ رنگ رہا۔ اورنگ زیب نے پابندی اسلام کو سلام کر کے اپنے ہاتھ سے بھائی کو خوب شراب پلائی۔ اور اوس کے امرا کو بھی بدمست کیا۔ جب سب بیہوش ہوے تو پہلے ہتیار اوتہوالئے بعد ازاں مراد کے ہاتھ باندہنا شروع کیا۔ جب وہ جاگا اور غل مچانا چاہا تو کہا کہ اگر ذرا بھی غل مچائے۔ اور ہاتھ ہلائے تو قتل کر دئے جاؤ گے۔ اس دہمکی نے خوب کام کیا۔ اور وہ بیچارہ چپ چاپ دستگیر ہوا۔ اوس کے رازدار شہباز کو بھی اسیر کر لیا۔

ظفر نامہ مین لکھا ہے۔ کہ جب اورنگ زیب آگرہ سے نکلا تو معلوم ہوا کہ مراد ابھی آگرہ سے کوچ نہین کیا۔ اور تقریباً ۲۰ ہزار کی مسلح فوج بھی اوس کے پاس جمع ہو گئی ہے۔ علاوہ اس کے اکثر ظاہر پرست امرا نے بھی اوس کی ہمراہی کر لی ہے تو اورنگ زیب نے اوس کے کوچ نکرنیکی وجہ دریافت کی۔ جسکے جواب مین مراد نے اپنی ناداری ظاہر کی۔ اور فوج کی پریشان حالی بتلائی پس اورنگ زیب نے ۲۰ لاکھ اوسی وقت اوس کے پاس بھیجدئے۔ اور کہلا بھیجا کہ بالفعل اس کو صرف کرو۔ اور باقی حسب وعدہ خزانہ و غنیمت کی تہائی بہت جلد بھیجی جائے گی۔ اور دارا کی مہم کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ کشمیر۔ پنجاب۔ کابل۔ ملتان۔ یہ چارون آپ کے تفویض ہون گے۔ اس سے اطمینان رہے۔ آپ فوراً آئیے۔ تاکہ اتفاق سے اس بڑی مہم کو جو درپیش ہے سرانجام دیا جائے۔" چنانچہ مراد آیا۔ اور اسیر کر لیا گیا۔

سیر المتاخرین کا مصنف لکھتا ہے۔ کہ اس فساد کی ابتدا یہ ہوئی۔ کہ مراد نے اورنگ زیب کو لکھا

غرۂ ذی قعدہ روز جمعہ مقرر کیا تھا۔ مگر اس قدر فرصت کہاں تھی۔ کہ شاہجہان آباد داخل
ہو کر اپنے خاندان کے رسم و آئین کے موافق تخت نشین ہوتا۔ اس لئے باغ اعز آباد میں۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳۶) کہ وعدہ یہ تھا۔ کہ ملک و دولت بالمناصفہ تقسیم ہوگا۔ اب اوسکا ایفا کیجئے
اورنگ زیب نے جواب دیا۔ کہ ابھی جنگ باقی ہے۔ کیونکہ بادشاہ زندہ ہے۔ جسکی توجہ دارا شکوہ
کے طرف بہت ہے۔ پس اس وقت اس گفتگو کا محل نہیں ہے۔ اس جواب سے مراد کی فی الجملہ
تسکین ہوگئی۔ اور آگرہ سے چلا۔ مگر بھائی کے لشکر سے ایک کوس دور رہتا تھا۔ جب متہرا پہونچے
تو مراد کے حرکات و سکنات کو اولیائے دولت نے بدنیتی و یکجہتی کے خلاف تصور کر کے اورنگ زیب
کو اس سے مطلع کیا۔ اب اورنگ زیب کو اوس کے اسیر کرنے کی فکر ہوئی۔ پہلے اوس کے امراء
کو گانٹھا۔ اس کے بعد مراد کو بلایا۔ مگر وہ نہ آیا۔ آخر شکار کے موقع پر نور الدین (جو مراد کا ملازم اور
اورنگ زیب کا سمجھایا ہوا تھا) نے مراد سے کہا۔ کہ آپ کے بھائی پیٹ کے درد سے تڑپ رہے
ہیں۔ اور محبت کے مارے بار بار آپ کا نام لیتے ہیں۔ ایسے موقع پر چلنا ضرور ہے۔ چنانچہ یہہ
سیدھا سادا اوس کے دام میں آگیا۔ اور اورنگ زیب کے خیمہ میں پہونچا۔ بھائی سے ملا۔ مزاج
پرسی کی۔ کھانا کھایا۔ آرام کے لئے پلنگ پر گیا۔ جب وہ ہتیار کھول کر آرام کرنے لگا۔ تو اورنگ زیب
حرم سرا میں چلا گیا۔ ایک لونڈی اندر سے آئی۔ اور ہتیار وغیرہ اوٹھا کر لیگئی۔ شیخ میر وغیرہ پہونچے
یا اونکی آہٹ سے جاگا۔ مگر معاملہ دگرگوں تھا۔ ہتیار بھی غائب ہو چکے تھے۔ آہ سرد کھینچا اور کہا کہ
مجھہ صاف باطن کے ساتھہ یہہ چال خلاف عہد و پیمان کیوں کی گئی ہے۔ اورنگ زیب جو
پس پردہ موجود تھا۔ جواب دیا۔ کہ تم سے اندنوں کچھہ ایسی باتیں سرزد ہوئیں۔ کہ جن سے
فساد کا احتمال اور بربادی مخلوق کا گمان تھا۔ اس لئے تمہاری مزاج کی اصلاح کرنا اور زمانہ کی

مقررہ ساعت مین تخت نشین ہوا۔ اور سکہ وخطبہ کو جلوس ثانی پر موقوف رکھکر داراکی
سرکوبی کے لئے لاہور روانہ ہوا۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ سلیمان باپ سے ملنے لاہور
آتا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی اورنگ زیب نے امیر الامرا کو اوس کی راہ روکنے کے
لئے روانہ کیا۔ اب سلیمان کا قصہ سنئے۔ کہ جب آپ گنگ عبور کرکے ہردوار آیا تو اوسکے
لشکر سے ایک ایک کرکے اکثر سردار چلتے بنے۔ اور باقی امرا آپس کی نااتفاقیون سے
آگے چلنے کے بارہ مین نئی نئی باتین نکالنے لگے۔ آخر بیچارہ مجبور ہو کر پرگنہ نذینہ آیا۔
پہر وہان سے نکل کر چاندی پہونچا اور سری نگر کے راجہ سے امداد چاہی۔ اس عرصہ مین
امیر الامرا (جسکو اورنگ زیب نے روانہ کیا تہا) سر پر پہونچا۔ پہر کیا تہا۔ سلیمان سے ہاتہہ
پاؤن پہولے۔ اور بقیہ یارون نے بہی جدائی اختیار کی۔ صرف محمد شاہ کوکہ اور ۱۷ آدمی
باقی رہ گئے۔ اس موقع پر پہاڑی آدمیون نے ہوشیاری کرکے غیر متعارف رستہ سے
سلیمان کو سری نگر لے گئے۔ چونکہ سلیمان کے پاس کچہہ جواہر مرصع آلات واشرفیان ہمراہ
تہین اس لئے سری نگر کے زمیندار نے اوسکی لالچ مین سلیمان کو نظر بند رکہا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۴۷) کشمکش۔ کن کن کے درد سر سے جہگڑا ضروری تہا۔ پس لازم ہوا کہ چند روز
تم کو گوشہ عافیت مین رکہا جاے۔ خدا نہ کرے کہ آپکی جان کو کوئی صدمہ پہونچے۔ اور نہ میرے
دل مین اسکا خیال ہے اور جو عہد وپیمان تمہارے ساتہہ ہوے ہین اون مین کسیطرح کا خلل بہی نہین آیا۔
اور تمہاری جان عزیز خدا کی حفظ وحمایت مین ہے۔ پس مقتضاے عقل یہی ہے کہ اسکو اپنے لئے بہتری سمجہکر حزن وملال کو طبیعت مین جگہ نہ دیجئے
الغرض اس واقعہ کی تفصیل مین مورخون کو اختلاف ہے۔ مگر نفس معاملہ مین سب متفق ہین اور
اورنگ زیب کے داؤن عاقلانہ تدابیر پر مبنی تہے۔ ۱۲ مولف۔

داراب کے واقعات سنئے کہ اوس نے لاہور کے خزانہ کو اس کثرت کے ساتھ صرف کیا۔ کہ اوس کے پاس تہوڑے ہی عرصہ مین ۲۰ ہزار سپاہی جمع ہوگئے۔ علاوہ برین دارا نے اکثر امرائے شاہی کو بہی اپنا طرفدار بنالیا۔ اور مرزا شجاع کو بہی امداد کے لئے لکھا۔ گر پہلی لڑائی مین اورنگ زیب سے شکست کہا کر وہ ایسا بزدل ہوگیا تہا۔ کہ اورنگ زیب کے مقابل آنے کو ڈرتا تہا۔ ورنہ اس کثیر التعداد سپاہ سے اگر مقابلہ کرتا تو نتیجہ عمدہ نکلتا۔ لیکن اوس نے لاہور کا خزانہ اور طلا و نقرۂ غیر مسکوک۔ نفیس اشیا وغیرہ لیکر ملتان روانہ ہوا۔ اور وہان کے خزانہ سے بہی تقریبًا ۲۲ لاکہہ روپیہ لیکر قندہار کے ارادہ سے چلتا بنا۔ اوسکی اس بزدلی پر اکثر سردار و امرا نے ساتھہ چہوڑا۔ اور اورنگ زیب کے پاس حاضر ہوئے جب اورنگ زیب نے دیکہا۔ کہ دارا فرار ہوگیا تو اپنے بیٹے شہزادۂ اعظم کو لاہور کی حکومت تفویض کی اور شاہزادۂ معظم کو (جو برہان پور مین تہا) لکہا کہ معظم خان میر جملہ کو قلعہ ارک سے رہا کر کے ہمارے پاس روانہ کردو۔ اسکے بعد خود شاہجہان آباد روانہ ہوا۔ شیخ میر اور صف شکن خان کو حکم دیا۔ کہ دارا کا تعاقب کر کے ممالک محروسہ سے اوسکو نکال دیا جائے۔

اب مرزا شجاع کے حالات ملاحظہ فرمائیے۔ کہ اوس نے دارا کے لکہنے پر بنگالہ سے حرکت کی۔ یہان یہ امر قابل تحریر ہے کہ اورنگ زیب کو شجاع سے بہت محبت تہی۔ اور ہمیشہ اوس کی خاطرداری کیا کرتا تہا۔ چنانچہ جب اورنگ زیب کو پہلی دفعہ دارا پر فتح نصیب ہوئی تو شاہ جہان سے کہکر شجاع کے اقطاع بنگالہ۔ مونگیر۔ بہار پٹنہ کا (جسکی حکومت کے شجاع کو مدتون آرزو تہی) اضافہ کرایا تہا۔ اور یہہ بہی کہلا بہیجا تہا کہ اب تو اس کو لے لو۔ اور آیندہ جب مجہے دارا پر کامل فتح حاصل ہوگی تو باقی دوسرے مطالب بہی تمہارے بر لاؤن گا۔ اورنگ زیب کی اس کارروائی سے شجاع خوش ہوا

اور دارا کی شکست کے لئے دعائین مانگتا تہا۔ مگر جب اورنگ زیب دارا کے تعاقب مین پنجاب کے سمت بہت دور نکل گیا۔ اور دارا نے بہی اُس کو امداد کے لئے لکہا تو سمجہا کہ اب میدان خالی ہے۔ اور اورنگ زیب کے آنے مین بہی عرصہ درکار ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ الہ آباد و اکبر آباد کے جانب چلئے۔ اگر قسمت یاور ہین تو اس تیز دستی مین سلطنت ہاتہہ آجاتی ہے۔ الغرض شجاع کے بنگالہ سے نکلنے کے یہی اسباب قوی تھے۔ جب اورنگ زیب کو شجاع کے ارادہ کی خبر ہوئی تو اوس نے ایک پندنامہ تحریر کیا۔ مگر شجاع نے نہ مانا۔ اور آگے بڑہ کر قلعہ رہتاس و قلعہ چنار پر قبضہ کرکے الہ آباد پہونچا۔ اب اورنگ زیب کو اوس کی مدافعت لازم ہوئی۔ چنانچہ محمد سلطان اور خان دوران کو شجاع کے مقابلہ کے لئے الہ آباد روانہ کیا۔ اور خود بہی شکار کا بہانہ کرکے اوسی جانب چلا۔ آخر طرفین سے خوب لڑائی ہوئی۔ شجاع بہاگ گیا اوس کے تمام ہاتہی گہوڑے۔ اور خزانہ کارخانجات لشکر شاہی کے ہاتہہ آئے۔ اس کے بعد اورنگ زیب نے محمد سلطان اور معظم خان کو شجاع کے تعاقب مین روانہ کیا۔

اب کسیقدر حالات دارا کے لکہے جاتے ہین۔ کہ وہ ملتان سے نکل کر اوچہ۔ بہکھر۔ آہن محل۔ بکسر ہوتا ہوا بحالت خراب ٹہٹہ آیا۔ شیخ میر و صف شکن خان جو اوس کے تعاقب مین روانہ ہوے تھے۔ ہر ایک مقام پر اوس کو خوب پریشان کیا۔ اس اثنا مین بادشاہ نے اون دونون کو معہ لشکر بلا لیا۔ جب ان دونون کے تعاقب سے دارا کا پیچہا چہٹا تو پہر خود سری کا سودا اوس کے سر مین چکر لگانے لگا۔ چنانچہ کچہہ روز کے بعد شہنواز خان کو اعانت پر آمادہ کرکے احمد آباد گیا۔ یہان شہنواز خان جسکی ایک بیٹی اورنگ زیب سے اور دوسری مراد سے بیاہی گئی تہی صوبہ دار تہا۔ اوس نے دارا کی

امداد پر کمر باندہی۔ جس سے داراکو بیحد تقویت ہوئی۔ اس عرصہ مین ۲۰ یا ۲۲ ہزار سوار
بہی جمع ہو گئے۔ بندر سورت کہمبایت۔ بہروچ وغیرہ پر داراکی جانب سے عمال مقرر ہوے
راجہ جسونت سنگہ (جو راجپوتون کا نامی سردار تہا) کے کانٹہے کی فکر کیگئی۔ حکام بیجاپور وحیدر آباد
سے امداد کے لئے خط وکتابت ہونے لگی۔ آخر راجہ جسونت سنگہ نے داراکو خط کے
ذریعہ اجمیر بلایا۔ جب اس تمام کارروائی کی خبر اورنگ زیب کو ہوی تو فوراً مقابلہ کے
لئے روانہ ہوا۔ ادہر دارا بہی راجہ جسونت کی تحریر پر اجمیر آگیا۔ مگر راجہ جے سنگہ نے
راجہ جسونت کو داراکی امداد سے منع کیا۔ جس سے وہ داراسے بغیر ملے اپنے ملک کو چلاگیا
جب یہہ کیفیت داراکو معلوم ہوئی تو بہت گہبرایا۔ مگر اسوقت گہبرانا لاحاصل تہا۔ آخر مقابلہ
ہوا۔ اس جنگ مین شہنواز خان اور شیخ میر وغیرہ مارےگئے۔ آخر اورنگ زیب کو فتح حاصل ہوئی
دارا شکوہ بحالت خرابی اپنے بیٹے سپہر شکوہ وفیروز مند اتی معہ محل خاص کے کسیقدر جواہرات اشرفی
ہمراہ لیکر احمدآباد فرار ہوا۔ باقی خدم وحشم خزانہ۔ جواہر۔ اپنے معتمد خواجہ سراؤن کے تفویض
کرکے تاکید کی کہ پیچہے چلے آئین مگر افسوس ہے کہ یہہ سب اسباب راستہ مین راجپوتون نے
لوٹ لیا۔ اور تمام خزانہ۔ جواہر وغیرہ غارت ہوگیا۔ البتہ خواجہ سرا اور دیگر ملازم بہزار خرابی
داراسے ملے۔ اورنگ زیب نے بہادر خان اور راجہ جے سنگہ کو داراکے تعاقب مین
روانہ کیا۔ اور ۲۴ رمضان المبارک ۱۰۶۹ھ کو جلوس ثانی کی مبارک رسم ادا کی اپنا لقب
ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی رکہا۔ عہد سابق مین روپیہ
اشرفی کے ایک طرف کلمۂ طیبہ اور خلفاء راشدین کے اسماء مبارک ہوا کرتے تھے۔ جو
ہرکس وناکس کے ہاتون اور پاؤن مین آنے ناپاک مقامات مین جاتے تہے۔ اسلئے
عالمگیر نے اوسکو بدل کر اشرفی پر یہہ تحریر کرایا کہ شعر سکہ زد در جہان چو بدر منیر کو

شاہ اورنگ زیب عالمگیر + اور روپیہ پر یہہ اشعار کندہ ہوئے اشعار۔ از سکۂ اقبال شد مہر نظیر + سیم و درم ستارہ شد نقش پذیر + از سکۂ او غلغلہ در چرخ او فتاد + گردید زر از سکۂ او عالمگیر + اسکے بعد نوروز کے جشن کو (جو آتش پرستون سے منسوب تھا) موقوف کرکے جشن عید الفطر مقرر کیا۔ اور اکبر کے زمانہ سے جو ماہ الہی کا (جو آتش پرست و مجوسیون کا دستور تھا۔) رواج چلا آتا تھا اوسکو بند کرکے قمری ماہ وسنہ کا رواج دیا۔

اب دارا کے بقیہ حالات ملاحظہ فرمائیے کہ جب وہ اورنگ زیب سے شکشت کہا کر بہاگا تو احمد آباد آیا (جہان اوسکے خواجہ سرا و ملازم تمام خزانہ و اسباب راجپوتون کے حوالہ کرکے بحالت خراب آگر ملے تھے۔) لیکن قلعہ دار نے اندر آنے ندیا۔ پھر وہان سے مایوس ہوکر پرگنۂ کری پہونچا۔ اور کانجی کولی (جو اوس نواح کے رہزنون کا سردار تھا۔) سے اعانت نہ چاہی اور اوس نے دارا کو گجرات کی سرحد سے باہر کردیا۔ وہان سے ادہر اُودہر امداد و اعانت کی فکر مین سرگردان پہرتا ہوا ملک جیون زمیندار وہاندر کے پاس گیا۔ اس محسن کُش نے بظاہر خوب آؤبھگت کی۔ اور گہر مین اتارا۔ اس اثنا مین دارا کی چاہتی بیوی نادرہ بیگم (دختر پرویز) مرض اسہال سے قضا کی۔ اور مرحومہ کے حسب وصیت نعش لاہور مین میان میر (جو دارا کا مرشد تھا) کے مقبرہ مین دفن کرنے کے لئے گل محمد او خواجہ معقول وغیرہ (جنکی تعداد ۷۰ اسم تھی) کے ساتہہ بہیجدی گئی۔ اب دارا کے ہمراہ چند ناکارہ آدمی باقی رہگئے تھے۔ اس حالت مین اوس نے ملک جیون کے ہمراہ تمام نقد و جنس لیکر ایران کی ارادہ سے قندہار کے جانب روانہ ہوا۔ اثنا راہ مین ملک جیون توبہانہ کرکے علٰحدہ ہوگیا۔ اور اوسکے بہائی نے حملہ کرکے دارا شکوہ کو معہ سپہر شکوہ کے گرفتار کرلیا۔ اسکے بعد ملک جیون نے مرزا جے سنگہ و بہادر خان (جو دارا کے تعاقب مین لگے ہوئے تھے)

کواسکی خبر کردی۔ اور باقرخان فوجدار بہکرکے ذریعہ بہی بادشاہ کو علیٰحدہ اطلاع کی چنانچہ
وسط ذیحجہ مین بہادرخان اون دونون قیدیون کولیکر بادشاہ کیخدمت مین حاضر ہوا اور
اوسیوقت حسب الحکم بادشاہ کے ان دونون کو ہاتہی پر کہلے ہودے مین بٹہاکر تمام شہر مین تشہیر
کرنیکے بعد خضرآباد کے خواص پورہ مین قید کردیا گیا افسوس ہے کہ دوسرے ہی روز الحاد
کے جرم مین داراشکوہ قتل کیا گیا اور اوسکی نعش ہاتہی پر ڈال کر تمام شہر مین تشہیر کرکے ہمایون
مقبرہ مین دفن کیگئی۔ اور سپہر شکوہ کو قلعہ گوالیار روانہ کیا۔ ملک جیون کو اسکارنمایان کے
صلہ مین بختیارخان کا خطاب عطا ہوا۔ جب ان امور سے بادشاہ نے فراغت پائی تو
متعدد ناجایز ٹیکسیات کا محاصل (جسکی آمدنی کروڑون روپیہ تہی) ایک لخت موقوف کردیا
اور ملا عوض وجیہہ کو محتسب کی خدمت پر مامور کرکے تمام مسکرات وزنا وغیرہ کی ممانعت
کے احکام جاری کئے گئے۔ چونکہ بادشاہ نماز پنجگانہ کا پابند تہا اسلئے اپنے آرام گاہ
کے قریب ایک مسجد (موتی مسجد) تعمیر کرائی۔

اب سلطان شجاع کے حالات سنئے کہ جب وہ الہ آباد سے شکست کہا کر بہاگا تو بنارس آیا۔
پہر وہان سے پٹنہ ہوتا ہوا مونگیر کے قلعہ مین پناہ گزین ہوا۔ محمد سلطان ومعظم خان نے
جو اوسکے تعاقب مین روانہ ہوے تہے۔ مونگیر پہونچکر محاصرہ کرلیا جس سے شجاع
کو یہان بہی امن نہ ملا۔ آخر یہان سے بہی نکلا اور راجمحل مین چندروز بسر کرکے اکبرنگر
آیا۔ چنانچہ اس مقام پر طرفین سے خوب جنگ وپیکار رہی۔ مگر فتح کسیکو ہی نصیب
نہوئی اس اثنار مین شاہزادہ سلطان محمد (جو معظم خان کی حکومت* سے برداشتہ خاطر

*بادشاہ نے تمام لشکر کا عزل ونصب اور نیک وبد کا اختیار معظم خان کو دیا تہا۔ اور شاہزادہ
کو ہر ایک جنگ وجدل مین اوسکی اتباع اور تقلید کرنی پڑی تہی۔ ۱۲ مولف

رہتا تھا، کو شجاع نے اپنی بیٹی (جو پہلے سے سلطان محمد کو منسوب تھی) دینا قبول کرکے ایسا بہکایا کہ شاہزادہ رات کے وقت معہ جواہر و اسباب فرار ہوکر شجاع سے ملگیا - اور شادی بھی ہوگئی - شاہزادہ کے اسطرح چلے جانے سے لشکر مین تزلزل واقع ہوا - لیکن معظم خان نے ہر ایک کی تسلی و تشفی کی - جب بادشاہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی تو داؤد خان صوبہ دار بہار کو معظم خان کی امداد کے لئے حکم دیا - اور دلیر خان کو بھی معہ لشکر کثیر روانہ کیا - اسکے بعد خود بھی چلا - مگر شجاع کے پاس سلطان محمد کی زیادہ دن بناہ نہوی - آخر وہ وہان سے بہاگ کر پہر معظم خان کا شریک ہوگیا لیکن بادشاہ نے اوسکو اپنے پاس بلاکر قلعہ گوالیار مین قید کردیا - اودہر شجاع شکست کہا کر جہانگیر نگر کو بہاگا - تمام مال و اسباب جواہر و اشرفی معظم خان کے ہاتہہ لگا - یہان بھی اوسکا تعاقب کیا گیا - دو چار لڑائیون کے بعد شجاع معہ اپنے بیٹون اور رفیقون کے جنکی تعداد چالیس تھی - حاکم رخنگ[*] و چاٹگام کی پناہ مین چلا گیا - اسی اثنا مین سیواجی[⊠] کے تاخت و تاراج اور قوت و غلبہ

[*] رخنگ کا نام اصل مین راکینگ ہے - جسکو مسلمانون نے رخنگ - انگریزون نے اراکان - برہما والون نے باکینگ بنا لیا ہے - ۱۲ مولف -

[⊠] ہندوؤن کے جغرافیے کے موافق دکن اوس ملک کو کہتے ہین جو نربدا اور مہاندی کے جنوب مین واقع ہے - اگرچہ دکن کے حصے بہت ہین - لیکن اون مین پانچ بہت بڑے ہین (۱) ڈراوڈ (۲) کرناٹک (۳) اندریا تلنگانہ (۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر - جب غیر ملکون کے باشندون کے ساتہہ مقابلہ کرتے ہین تو ہم مہاراشٹر کے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین - لیکن بجائے خود مہاراشٹر کے باشندون کے تمام جدا جدا ہین مہاراشٹر کے جن خاندانون مین سپہ گری کا پیشہ ہوتا ہے اونکو مرہٹہ کہتے ہین - مہاراشٹر کا ہر باشندہ اپنے ملک مین مرہٹہ نہین کہلاتا - مہاراشٹر کے حدود ہر زمانہ مین بدلتے رہے ہین - مرہٹون کی قوم

کی کیفیت بادشاہ کے گوش گزار ہوئی تو فوراً امیر الامرا صوبہ دار دکن کو اوسکی تنبیہ و استیصال کے لئے فرمان شاہی نافذ ہوا۔ چنانچہ امیر الامرا اورنگ آباد سے پرندہ اور چاکنہ کی جانب روانہ ہوا۔ جب سیوا جی کو امیر الامرا کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ وہان نکل کر دوسری سمت چلا گیا۔ امیر الامرا نے قصبہ سوپہ اور سیوا پور پر قبضہ کیا۔

بقیہ نوٹ (صفحہ ۴۴۹) اوس سرزمین میں بستی ہے جو کوہستانون کے سلسلے اور ایک خط کے درمیان واقع ہے۔ یہ کوہستانون کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب کی النگ مین سلسلۂ بندہیا چل کے متوازی پھیلتا ہے۔ اور خط وہ ہے جو گوا سے ساحل بحر پر بیدر اور چاندہ کے درمیان وارد ا پر گزرتا ہوا کھینچا چاہئے۔ یہہ دریا اوسکی مشرقی حد اور سمندر مغربی حد ہے۔ دکن کے چہرہ مین سلسلۂ کوہ سہیادری خوشنما خط و خال ہے۔ جسکو گہاٹ کہتے ہین۔ جو اسکے مغرب مین اپنے پانون پھیلاتا ہے اور سر اونچا کرتا ہے۔ وہ سمندر سے ۳۰ یا ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ گو وہ بہت اونچا نہین ہے صرف ۳ ہزار فیٹ سے ۵ ہزار فیٹ تک بلند ہے۔

جسطرح کہ ہندوستان کے ہر ایک ملک کی تاریخ تاریکی مین ہے۔ ایسے ہی مہاراشٹر کی تاریخ مین بھی مسلمانون کے حملے سے پہلے فقط دو چار انقلابون کا بیان لکھا ہے۔ مہاراشٹر کے اصلی باشندے کرسی این دم گنواری گانا چاہتے ہین یہان ایک راج تھا جسکی راجدھانی ناگا راتھی۔ سالباہن نے یہان کے راجاؤن کی قوت کو خاک مین ملا دیا وہ ایک رذیل قوم سے تھا۔ اوس نے اس راجہ کا ملک فتح کرلیا۔ جو قوم راجپوت سسودیہ کی نسل سے تہا۔ جب اوس نے راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا تو ایک عورت اپنے بچے کو لیکر سلامت نکل گئی۔ اور ست پوڑے کے پہاڑون میں اوس لڑکے کی پرورش ہوئی۔ یہی لڑکا رانا کے نسب کا بانی ہوا۔ جنوبکے رانا سے اودیپور کے رانا پیدا ہوئے۔ اور اسی خاندان سے مرہٹون کی قوم کا بانی بھی پیدا ہوا۔ چنانچہ مرہٹے اپنے کو

ادہر سیواجی امیرالامرا کی رسد لوٹنے لگا۔ پہر وہان سے امیرالامرا نے پونہ مین قیام کرکے حصار رجاکنہ کی فتح پکڑ باندہی۔ چنانچہ (۵۶) روز کے محاصرہ مین قلعہ فتح ہوا۔ اور اسلام آباد نام رکہا گیا۔ جعفر خان (جو مالوہ مین تہا) امیرالامرا کی مدد کے لئے مامور ہوا۔ اور قلعہ پرینڈہ مین علی عادل شاہ کے جانب سے غالب حاکم تہا۔ اس نے امیرالامرا کو بلا کسی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۴۵) راناکی نسل اور چہتری ہونیکا دعوی کرتے ہین چہتریون کا قول ہے کہ ہم ماں پیٹ سے سپاہی پیدا ہوئے۔ اور مرہٹے بہی اپنے نسبت یہی دعوی کرتے ہین۔ لیکن دونون مین فرق صرف اسیقدر ہے کہ راجپوتون کی جب عزت پر حرف آتا ہے تو جان دیدیتے ہین۔ ورنہ خالی وقت بیکار و کاہل رہتے ہین۔ برخلاف اسکے مرہٹے اپنی عزت کے علاوہ غرض و مطلب کے لئے بہی جانکو جوکہون ڈال دیتے ہین۔ راجپوتون کے چہرہ سے شرافت و وجاہت پائی جاتی ہے۔ اور مرہٹون کی صورت سے اکہڑپن اور گنوارپن ظاہر ہوتا ہے۔ اگر یہہ دونون کسیکے دشمن ہوجائین تو راجپوت کو دانا دشمن اور مرہٹے کو بیباک و ناخدا ترس دشمن سمجہنا چاہیئے

مرہٹون کے شعبے سو سے بہی زیادہ ہین۔ بہونسلہ۔ سرکے۔ کہورپرے۔ رینکاری۔ پالکر۔ گایکواڑ۔ جادو۔ ان دیوی۔ سرولی۔ کوجبر۔ چوہان۔ پنوار۔ یادہو۔ نہالکر۔ پان دہار وغیرہ اور ہرایک کی وجہہ تسمیہ بہی علیحدہ علیحدہ بیان کیجاتی ہے۔ مگر ہم یہان پر صرف بہونسلہ خاندان کی وجہہ تسمیہ لکہینگے۔ کیونکہ سیواجی اسی خاندان سے تہا۔ بہو معنے زمین سلہ معنے خاروبیکان یعنے خار دار زمین اور سلہ سال ہی مخفف ہے۔ اور یہہ لفظ اکثر راجاؤن کے نامون مین ہوتا ہے جیساکہ درجن سال۔ بیری سال۔ ستر سال۔ بعض حضرات بہونسلہ کی جگہ کہوسلہ استعمال کرتے ہین۔ جسکے معنے مرہٹی زبان مین آشیانہ کے ہین۔ اور وجہہ تسمیہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ انکا مورث اعلی ایک کم ذات عورت پر مبتلا ہوکر شہر چہوڑ دیا تہا۔ اور ایک غیر معروف مقام پر

جنگ و پیکار کے خود اپنی خواہش سے قلعہ حوالہ کردیا - اور شاہ بیجاپور کی ملازمت ترک کرکے داخل ملازمان شاہی ہوا -

اب دوسرے دارالخلافہ کے حالات ملاحظہ کیجیئے کہ اس اثنا میں پرتھی سنگھ زمیندار سری نگر و جو سلیمان شکوہ کو پناہ دیا تھا، نے اپنے تقصیرات سابقہ کی معافی چاہکر -

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۴۶) مختصر مکان مین اوسکو رکہا تھا - بہونسلہ اور کہو سلہ کے علاوہ چند اصحاب بہوسرہ کے نام سے موسوم کرتے ہین جسکے معنے فرج کے ہین - اور راوسکی وجہہ تسمیہ یہہ لکھتے ہین کہ اس قوم کا سرگروہ ایک بازاری عورت پر مبتلا اور شیفتہ تھا - جس کے ہمقوم مذاق سے اوس کو بہوسرہ کہنے لگے - جو رفتہ رفتہ اوسکے خاندان کا نام ہی ہوگیا -

تاریخ مآثر الامرا اور منتخب اللباب مین لکھا ہے کہ راجہ ساہو بہونسلہ راجگان چیتوڑ کی نسل سے سودیہ قوم کا تہا - اور یہہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قوم سسودیہ کا نسب نوشیروان عادل تک پہونچتا ہے - جسکی تفصیل یہ ہے کہ یزدجرد بن شہریار بن خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیروان کی تین لڑکیاں تہین اول حضرت شہربانو جو خلیفۂ دوم کی زمانۂ خلافت مین ابوموسیٰ اشعری نے اہواز کی فتح کے بعد قید کرکے خلیفہ کے پاس بہیجا تھا، محل مقدسہ حضرت امام حسین علیہ السلام - ایک قول یہ ہے کہ یزدجرد کی دو لڑکیاں قید ہوکر آئین - ایک تو حضرت امام ہمام علیہ السلام سے منسوب ہوئین - اور دوسری محمد بن ابی بکرؓ کے عقد مین آئین - پارسی کہتے ہین کہ اول شہربانو تو امام حسینؑ کے ساتہہ بیاہی گئین اور دوسری فارس بانو دستبرد عرب سے بچکر کوہ چکچکین پوشیدہ ہوگئین (جو پارسیون کی اب تک عام زیارتگاہ ہے) تیسری مہین بانو مفقود الخبر ہے - ہنود کا مقولہ یہہ ہے کہ مہین بانو مفقود الخبر نہین ہے - بلکہ وہ ہند مین آئی تہین - جس سے قوم سسودیہ کی شاخ نکلتی ہے - لیکن اس موقع پر یہہ امر تصفیہ طلب رہگیا کہ جو لڑکی کہ محمد بن ابی بکرؓ سے منسوب ہوی وہ کون تھی اس اختلاف سے تو یہہ

سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے پر کمر باندہی - چنانچہ بادشاہ نے کنور رام سنگہ کو سلیمان شکوہ کے لانیکے لئے روانہ کیا - جب سلیمان شکوہ کو پرتہی سنگہ کا منشاء معلوم ہوا تو اوس نے

بقیہ نوٹ از صفحہ (۴۵۴) ظاہر ہوتا ہے کہ یزدجرد کو چار لڑکیاں تہین - جسکا علم پارسیون کو نہین ہے - یا اہل اسلام نے کسی اجنبی کی دختر کو یزدجرد کی (جو محمد بن ابی بکرؓ سے بیاہی گیئن) لڑکی سمجہا ہو - واللہ اعلم بالصواب

تاریخ مین مرہٹون کا ذکر قوم کی صورت مین کسی جگہ نہین آیا - جب مسلمانون نے اول اول دکن پر حملہ کیا تو کہین مرہٹون کا نام بہی نہین دیکہا - البتہ یہ لوگ سترہوین صدی مین اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے جنکو اور قومون نے محض اجنبی اور جدید قوم سمجہا - چنانچہ سلطنت بہمنیہ کے زمانہ مین مرہٹون نے چند مرتبہ مسلمان حکام سے سرکشی کی ہے - ایک مرتبہ اونکے راجہ نے مسلمانون کے لشکر کو دغا سے مار بہی ڈالا ہے - جب خاندان بہمنیہ کے ٹکڑے ہوگئے تو مرہٹون نے معقول تنخواہین اور جاگیرین حاصل کین - ویسکہ و منصبدار بہی کہلائے - اور حکام دکن کی جانب سے راجہ نایک - راو کے خطابات بہی پائے -

تاریخ فرشتہ مین جو قوم برگی کا ذکر ہوا ہے اوس سے بہی قوم مرہٹہ مراد ہے - اور احمد نگر - گولکنڈہ بیجاپور بیدر وغیرہ مین بعض بعض مرہٹے عمدہ خدمات و مناصب پر بہی مامور تہے -

کہتے ہین کہ راجہ رانا بہیم (جو اودیپور کے اخلاف سے تہا) حاکم اجمیر کے دو لڑکے تہے - رام سنگہ باگہ سنگہ - جب بہیم مرگیا تو رام سنگہ تخت نشین ہوا - اور باگہ سنگہ وطن سے نکل کر دکن آیا دریائے نربدا کے متصل ابی موہن مرزبان کے پاس رہنے لگا - رفتہ رفتہ اوسکے تمام کارخانونکا مختار ہوگیا - اور باگہ سنگہ بہونسلہ کے نام سے شہرت پائی - جب ابی موہن مرا تو اوسکے کم سن بیٹے کے بلوغ تک کاروبار کو سنبہالا رہا - اسکے بعد وہان سے نکل کر دیول گاؤن مین سکونت اختیار کی یہان ایک سنجا کی لڑکی سے عشق ہوگیا - جسکا ثمرہ چند روز کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا - جسکے

کنور رام سنگھ سے اپنی جان بچانے کے لئے حرکت مذبوحی کی - چند آدمی قتل ہوئے - لیکن سلیمان شکوہ گرفتار ہوگیا - جب بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ نے جان بخشی کر کے قلعہ گوالیار مین قید کیا - اس عرصہ مین بصرہ و توران اور ایران کے ایلچی تحائف لائے - بادشاہ نے ہر ایک کو انعام و اکرام سے سرفراز کر کے معہ تحایف

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۴۸) باعث اوسکے ہم قوم نفرت کرنے لگے - آخر اونکے طعن و تشنیع سے بیزار ہوکر وہان سے بھی نکلا - مگر اسکی شہرت ایسی ہوگئی تہی کہ اوس لڑکے کو کوئی ہمقوم بیٹی دینا پسند نکرتا تھا مجبوراً قوم مرہٹہ سے ایک لڑکی اوسکے ساتہہ منسوب ہوگئی - اور بابا کہ سنگھ کے مرنے پر اونکا بیٹا دیول گاون مین کاشتکاری کرنے لگا - اس کو دو بیٹے ہوئے - مالوجی یا بابوجی - اور روٹوجی یا بتہوجی یا جنوجی - (اکثر تواریخون مین نامون کا سخت اختلاف ہے) مالوجی کو ایک مدت تک اولاد نہوئی مگر شاہ شریف (جنکا مزار احمد نگر مین ہے) کی دعا سے سنالہا سال کے بعد دو بیٹے وجود مین آئے - جنکے نام شاہ صاحب کے نام پر شاہ جی - شرفاجی رکہے گئے - ورٹوجی کو تو آٹہہ لڑکے کہیلوجی - بنباجی وغیرہ پیدا ہوئے اور ایک عرصہ کے بعد یہ دونون بھائی معہ اپنے عیال و اطفال کے دیول گاؤن سے نکل کر دیونده یا دیلور (جو دولت آباد کے متصل ہے) آئے - یہان لکہوجی جادو راؤ (جو دیوگڈہ کے راجہ کی اولاد سے نظام شاہ کی سرکار مین ۱۲ ہزار سپاہ کا سرکردہ تھا) دیسکہ سرکار دولت آباد کے پایین بارگیرون مین نوکر ہوئے - بابوجی کا بیٹا شاہ جی نہایت شکیل و خوبصورت تھا - اسلئے جادو راؤ اوسکو اکثر پیار کیا کرتا تھا - ایک دن ہولی کے تہوار مین جادو راؤ کے مکان پر تمام احباب جمع تہے - اور راو نکی اکلوتی لڑکی - (جو نہایت حسین تھی) اوسکے زانو پر بیٹہی ہوئی تہی - اتنے مین شاہ جی بھی اپنے باپ کے ساتہہ آیا - جادو راؤ نے اوسکو محبت سے اپنے نزدیک بلا کر دوسرے زانو پر بٹہایا - اور کہا کہ کیا اچھا ہوگا کہ ان دونونکی آپس مین شادی ہوجائے

وبدایار خصت کیا۔ انہین ایام مین قلعہ کہاتاکہری فتح ہوا۔ اور چنپت بندیلہ (جو رہزنی کرتاتہا) ماراگیا۔ شاہزادہ محمد معظم کی شادی راجہ روپ سنگہ کی بیٹی سے عمل مین ائی۔ ولایت پلاون (پالامئو) تسخیر ہوی۔

اسکے قبل ہم بیان کرچکے ہین کہ شجاع۔ معظم خان خانخانان سے شکست کہاکر

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۴۹) اس بات کے سنتے ہی بابوجی نے تمام مجلس کو مخاطب کرکے کہاکہ آپ لوگ شاہد رہین۔ کیونکہ آج سے جادو راؤ کی بیٹی ساہ جی کی دلہن ہوگئی۔ آخر اس گفتگو کا نتیجہ یہہ نکلا کہ طرفین سے رنجش ہوئی۔ اور جادو راؤ نے ان دونون بہائیون کو برطرف کردیا۔ اور یہ دونون وہان سے نکل کر پھر ویول گاؤن آئے۔ اور وہی اپنا سابقہ پیشہ زراعت کا کرنے لگے۔ چنانچہ دو تین سال کے بعد ایک رات یہ دونون زراعت کی حفاظت کے لئے کہیت مین سو رہے تھے کہ ایک دیوی نے بابوجی کو عالم رویا مین کہاکہ یہان بہت بڑا خزانہ دفن ہے تو اوسکو نکال لے اور مین تجھکو، ۷ پشت تک راج بخشتی ہون۔ جب یہ بیدار ہوا تو بہائی سے ذکر کیا اور دونون نے ملکر کہودا تو واقعی سات کڑاؤ اشرفیون سے بہرے ہوے نکلے دونون نے اپنے گہر لایا۔ دوسرے روز چارکونڈہ آئے۔ اور سیونانایک (جو بڑا مہاجن تھا) سے یہہ تمام کیفیت من و عن بیان کی۔ اور امداد چاہی۔ اوس نے امداد کا وعدہ کیا۔ اور کہاکہ تم میرے سے یہ وعدہ کرو کہ جب تک تمہارے گہر مین راج رہیگا خزانہ داری کی خدمت میرے خاندان مین رہنا چاہئے۔ جب طرفین سے قول و قرار ہوگیا تو سیونا کی معرفت ایک ہزار گہوڑی خریدے گئے۔ اور ہر ایک پر ایک ایک بہادر شجیع بارگیر مقرر ہوا۔ اب یہ دونون بہائی وہ ایک ہزار سوار ہمراہ لیکر نہایت شوکت و شان سے بنالکر (جو ۱۲ ہزار سوار قزاقی کرتا تھا) ساکن بہل تن کے پاس پہونچے۔ اور اوس سے دو ہزار سوار کی امداد چاہی۔ بنالکر نے اون کی خواہش پوری کی۔ اور یہ دونون تین ہزار سواروں کے ساتھہ

حاکم رنگ کی پناہ مین چلا گیا - اور خانخانان شجاع کے تعاقب مین چلا اس عرصہ
مین معلوم ہوا کہ مرزبان کوچ بہار و حاکم آسام نے اکثر شاہی علاقون پر قبضہ کر لیا ہے
اور ولایت کامروپ کو (باجو و گواہٹی) جو ایک مدت سے ممالک محروسہ مین
تہی - بہیم نارائن زمیندار کوچ بہار اپنے وزیر بہولاناتہہ کو بہیجکر تصرف کیا چاہتا ہے

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۰) ایلورہ آئے - اور دولت آباد (جو نظام شاہ کا پایہ تخت تھا) کی
مسجد مین رات کیوقت ایک سور ذبح کرکے ڈالدئے - اور اوسکے گلے مین ایک پرچہ بدین مضمون
لکھکر باندہا کہ ہم پادشاہ سے جادو راو کی بدعہدی کی داد چاہتے ہین " جب یہہ کام کر چکے تو
فوراً بہل تن واپس آئے - صبح مین نظام شاہ کو یہ خبر ہوی چنانچہ جادو راو کو بلا کر فہمایش کی -
اب تو جادو راؤ کو ماننا پڑا - نظام شاہ نے دونون بھائیون کو معہ عیال و اطفال طلب کیا - اور
ہر ایک کو خلعت و شمشیر و فیل و منصب سے سرفرازی بخشی - اوسکے بعد جادو راو کی بیٹی
جیجا بائی کی شادی شاہ جی سے ہوگئی - اور یہ سب بخوشی و خورمی دولت آباد مین رہنے لگے -
شاہ جی کو نظام شاہ کے دربار مین بہت کچہہ اعزاز و تقرب حاصل ہوگیا اور ایک زمانہ کے
بعد بابو جی اور بنو جی کا انتقال ہوگیا - نظام شاہ بھی چل بسا - جیجا بائی کے بطن سے
شاہ جی کو ایک لڑکا سنبھا جی نام پیدا ہوا - نظام شاہ کے دو بیٹے بہت کمسن
اسلئے ملکہ زمانی نے شاہ جی کو اون بچونکا اتالیق و ادیب مقرر کیا - جادو راو کو اپنے داماد
شاہ جی سے حسد پیدا ہوا - اس اثنا مین شاہ دہلی کی جانب سے میر جملہ ۶۰ ہزار سوار سے
مملکت نظام شاہی پر آدہمکا - جادو راؤ اوس سے ملگیا - اور اکثر نظام شاہی قلعون کے
فتح کرنے مین مدد دی - شاہ جی ملکہ زمانی کو معہ شاہزادون کے لیکر قلعہ ماہولی مین پناہ گزین ہوا -
اور پوشیدہ طور پر والی بیجاپور سے مدد چاہی - جب اوس نے مدد کا وعدہ کیا تو شاہ جی اپنے

اس خبر کے سنتے ہی خانخانان نے شجاع کا تعاقب چھوڑ کر کوچ بہار و آسام کیجانب رجوع ہوا - لیکن کوچ بہار و آسام کے ولایات ایسے دشوار گزار مقامات سے تعلق رکھتے ہین کہ فوراً اونکی تسخیر و فتح ناممکن ہے - چنانچہ خانخانان کو ان ولایات کی تسخیر مین سخت مشکلات کا سامنا رہا آخر ایک مدت کی محنت و مشقت کے بعد ان شرایطپر

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۱) بیٹے سنبہاجی کو لیکر ماہولی سے نکلا اور بیجاپور کا رخ کیا اس وقت اوسکی عورت جیجابائی حمل سے تھی - ہمراہ چل نہ سکی چونکہ جادو راؤ شاہ جی کے تعاقب مین آرہا تھا - اسلئے اوس حاملہ کو چند آدمیون کے ساتھہ ایک گاؤن مین چھوڑ کر آپ چلتا بنا - جب جادو راؤ وہان پہنچا تو اپنی بیٹی کو اس مصیبت مین پایا - محبت پدری نے جوش کہایا - چند سوار ساتھہ کر کے قلعہ سیویری بہیجدیا - یہان وضع حمل ہوا - مئی ۱۶۲۷ء م ۱۰۴۹ھ اسکےیہن سیواجی پیدا ہوا - اس عرصہ مین میر جلہ دہلی روانہ ہوگیا - اور سا باجی اننت (جو کارپرداز ریاست تھا) بیگم اور شاہزادون کو قلعہ ماہولی سے نکال کر دولت آباد لایا - اس عرصہ مین ایک نووارد تاجر ملک عنبر نام (جسکے چہرہ سے فراست ولیاقت عیان تہی) کی سا باجی سے ملاقات ہوگئی - سا باجی اوسکا اسقدر گرویدہ ہوا کہ بعد عہد و پیمان تمام مملکت نظام شاہی کا نظم و نسق اوسکے حوالہ کیا - چنانچہ ملک عنبر نے جس طریق سے ریاست نظام شاہی کو اپنے قبضہ قدرت مین رکہا وہ اس تاریخ کے دیکھنے والون سے پوشیدہ نہین ہے - جب شاہ جی بیجاپور گیا تو والی بیجاپور نے کمال درجہ قدر افزائی فرمائی - اور کچھ عرصہ کے بعد قلعہ چاکن و پونہ کی حکومت عطا کی - شاہ جی نے داداجی کوند دیو کو اپنا نائب مقرر کر کے قلعہ چاکن و پونہ کا انتظام تفویض کیا - اور یہ بھی ہدایت کی کہ سیواجی کو (جو قلعہ سیویری مین تھا) پونہ مین رکہکر اپنے زیر نگرانی اوسکی تعلیم و تربیت اعلیٰ پیمانہ پر کرے - اور آپ والئی بیجاپور سے کرناٹک کے حملہ کی اجازت لیکر اوسطرف چلدیا - تہوڑے ہی عرصہ مین بالا کنبگیری کے زمیندار کو شکست دیکر اوس پر

معاملت ہوگئی کہ بالفعل راجہ اپنی بیٹی - اور راجہ بنام کی بیٹی - بیس ہزار تولہ سونا اور
ایک لاکھ ۲۰ ہزار تولہ نقرہ اور بیس ہاتھی سرکار شاہی کے لئے اور پندرہ ہاتھی خانخانان
کی سرکار کے واسطے اور پانچ ہاتھی دلیرخان کے لئے بھیجے - اسکے بعد بارہ مہینے کی
تین چوماہہ قسطون مین تین لاکھ تولہ چاندی اور نوّے ہاتھی سرکار شاہی مین روانہ کرے

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۲) معہ متعلقات قبضہ کرلیا مگر اس جنگ مین سنبھاجی (جو سیواجی کا بڑا بھائی تھا)
مارا گیا شاہ جی نے اسکو جاروراے کی کارستانی سمجھا - اور غائبانہ جیجانی (سیواجی کی ماں) کو طلاق
دیکر یہان کے ایک زمیندار کی بیٹی توکا بائی سے شادی کرلی - اس سے ایک لڑکا ایکاجی نام پیدا ہوا
اسکے بعد شاہ جی نے مدہل و چنجاور پر بھی حکمت عملی سے قبضہ کیا - اور یہ دونون علاقے اپنے
بیٹے ایکاجی کے سپرد کیا چنانچہ ایکاجی کو تین بیٹے ہوئے شاہ جی - شرف جی - توکوجی - اول الذکر
دونون لاولد مرگئے - مگر آخر الذکر توکوجی کو اولاد ہوئی جو ایک مدت تک مدہل و چنجاور کے راج اور انکے
قبضہ مین رہے - جب شاہ جی نے ایکاجی کو اون علاقون پر مسلط کیا تو خود وہان سے نکل کر مہاراج
کشٹہی متصل بالاپور کلیار مین سکونت اختیار کی -
اب سیواجی کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ داداجی نے سیواجی کو ہر ایک قسم کی تعلیم اعلی پیمانہ پر دلوائی
چنانچہ شہسواری شمشیر زنی - تیراندازی - نیزہ بازی وغیرہ مین طاق ہوگیا - اسکے بعد داداجی نے
زمانہ کے تمام نشیب و فراز بتلائے جب سیواجی کی عمر ۱۷ سالہ ہوئی تو کہل کہیلا - غارت گری
اور رہزنی - ظلم و زیادتی پر کمر باندہی یہ ظالمانہ کارروائی داداجی کو پسند نہ آئی - ہرچند فہمایش
کی مگر سیواجی ایک بھی نہ مانا - آخر داداجی نے زہر کہا کر جان دیدی پہر کیا تھا سیواجی خودمختار ہوگیا
داداجی کا تھوڑا بہت جو خوف تھا وہ بھی جاتا رہا - پہلے اس نے نیلکھنٹہ راؤ اور اسکے بھائیون
کو مار کر قلعہ کوٹہ و پورندہر پر قبضہ کرلیا - اور ۲ ہزار ماوری پیادون کو ملازم رکھکر رات دن

اور ہر سال بیس ہاتھی پیشکش مقرری دیا کرے جب یہہ سب کچھہ طے ہو گیا تو خانخانان
نے وہان سے مراجعت کی۔ پادشاہ نے خانخانان کو اس کارنمایان کے صلہ
مین منصب ہفت ہزاری پنجہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ ایک جاگیر ایک کروڑ دام
کی۔ تومان۔ طوغ۔ وخلعت خاص مرحمت کیا۔ مگر افسوس ہے کہ ۱۱ رمضان ۱۰۳۶ھ

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۸) لوٹ مار شروع کردی۔ اسکے بعد قلعہ چاکن۔ راج گڈہ سنگھونی۔ سوپلا
کو تصرف مین لایا۔ اور قلعہ تورنا۔ و ہرچند گڑہ کو نظام شاہ سے بطور تعہد حاصل کیا۔ رعایا پر
اسقدر ظلم و زیادتی شروع کی کہ والئی بیجاپور تنگ آکر اوسکو طلب کیا۔ مگر سیواجی اپنی جورو کاسی
بائی کے کہنے سے بیجاپور نہ گیا۔ ابتک چہپا چہپا کارروائی کرتا تہا لیکن اسکے بعد تو والی بیجاپور
سے کہلم کہلا بغاوت شروع کی ۱۰۶۸ھ مین مولانا احمد حاکم کاپان نے تین لاکہہ اشرفی والئی بیجاپور
کو روانہ کیا تھا۔ جسکو سیواجی نے راستہ مین لوٹ لیا۔ اور اکثر قلعے ۔۔۔ نکونا۔ بہورپت کلیان
وغیرہ فتح کیا۔ اب والی بیجاپور سخت مشتعل ہوا۔ اور شاہجی کو لکہا کہ تمہارے بیٹے کو ان افعال
ناشایستہ کی سزا دو۔ اور لوٹ مار کی ممانعت کرو۔ جسکا جواب شاہجی نے یہ دیا کہ مین خود
اوسکی بیجا حرکات سے بیزار ہون۔ آپ کے جو مرضی مین آئے اوسکے ساتھہ سلوک کیجئے جب
شاہ بیجاپور نے دیکہا کہ اس سے بھی کام نہین نکلتا۔ اور سیواجی اپنے حرکات سے باز نہین آتا
تو اوس نے یہ چال کی کہ اوس نواح کے ایک زمیندار باجے گہوڑے پوری کو جو شاہ جی کا
رفیق تھا لکہا کہ کسیطرح شاہ جی کو گرفتار کر کے بہیجدے۔ چنانچہ اوس گندم نما جو فروش
دوست نے شاہ جی کو دعوت دیکر اپنے گہر بلایا۔ اور قید کرکے شاہ بیجاپور کے پاس بہیجدیا
جب سیواجی کو اپنے باپ شاہ جی کے قید ہونیکی خبر ہوئی تو سخت پریشان ہوا۔ اور کسیقدر
لوٹ مار کم کردی۔ کیونکہ اوسکو یہ خیال تہا کہ کہین میری لوٹ مار کی وجہہ سے والئی بیجاپور شاہجی

کو خانخانان نے انتقال کیا۔ اس اثنا مین راجہ ستر سال زمیندار جام پر اوس کے
چچا رائے سنگھ نے چڑہائی کر کے بھتیجے کو بیدخل کر دیا۔ جب ستر سال بادشاہ
کے پاس داد خواہی کو آیا تو بادشاہ نے قطب الدینخان حاکم جونا گڈہ کو سرکوبی کے
لئے روانہ کیا۔ چنانچہ اس لڑائی مین رائے سنگھ مارا گیا۔ پھر ستر سال ریاست

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۴) کا خاتمہ نہ کر دے۔ چنانچہ شاہجی چار برس تک قید خانہ کی سیوا کرتا رہا۔
آخر سیواجی نے شاہجہان بادشاہ دہلی کا توسل ڈہونڈہا۔ چنانچہ شاہجہان کے باعث شاہجی
کی رہائی بہی ہوگئی۔ اور پنجہزاری کا منصب بہی اوسے ملا۔ یہہ زمانہ وہ تہا کہ ملک کرناٹک مین
بے انتظامی کی آفت برپا تہی۔ اسلئے والی بیجاپور نے شاہجی کو رہا کر کے کرناٹک کے انتظام پر
روانہ کیا۔ اب سیواجی باپ کے رہا ہونے سے شیر ہوگیا۔ او پہر اپنے وہی قدیم چالین چلنے لگا
دریائے وارنا اور کشنا کے دوآبہ کے بڑے حصہ پر ایک راجہ جہلی فرمان روا تہا سیواجی
نے اوسکی بربادی پر کمر باندہی۔ اور حکمت عملی سے اوسکو مار کر اوسکے تعلقات پر قابض ہوگیا۔ اور
اس فتح کی یادگار مین ایک قلعہ پرتاب گڈہ تعمیر کیا۔ اس کے بعد اوس نے دہلی کی سرحد پر لوٹ
مچائی۔ اول جنیر کو لوٹا۔ پہر احمدنگر پر چہاپہ مارا۔ جب اورنگ زیب نے تنبیہہ کرنا چاہی تو معذرت
کرلی۔ اسکے بعد زمانہ نے کروٹ بدلی۔ اور اورنگ زیب بہائیون سے لڑا جہگڑا اور باپ
کو معزول کر کے خود بادشاہ بنا۔ ادہر عادل شاہ والی بیجاپور نے انتقال کیا۔ اور علی عادل شاہ
جانشین ہوا۔ اس نوجوان شاہ بیجاپور نے سیواجی کی سرکوبی مقدم جانکر افضل خان سپہ سالار
کو سیواجی کے سر پر بہیجا۔ لیکن سیواجی نے روباہ بازی سے افضل خان کو مارا اور بیجاپوری
لشکر کو تباہ و برباد کیا۔ پہر دوسری فوج والی بیجاپور نے رستم خان کے ماتحت روانہ کی۔ اور سیواجی
نے رستم خان کو بہی پرنالہ کے قریب شکست دیدی۔ اب تو سیواجی اور تیز ہوا۔ راج گڈہ کو

جام پر متمکن ہوا۔
اب کسیقدر حالات مراد بخش کے لکھے جاتے ہین۔ اسکے قبل ہم نے بیان کیا ہے
کہ بادشاہ نے مراد بخش کو قلعہ گوالیار مین قید کیا تھا۔ اور اوسکی محبوبہ سوسن بائی کو
بھی (اوسکی خواہش پر) ساتھہ کردیا تھا۔ اس گرفتار اجل (مراد) کو جو خرچ بادشاہ
سے ملتا اوسکا نصف اون مغلون کے خیرات دینے اور کہانا کہلانے مین صرف
کرتا جو حصار قلعہ کے نیچے فقیربنے بیٹھے تھے۔ یا جو مسافر مغل وارد ہوتے۔ آخر ان
مغلون نے اپنی تدبیرون سے ایک طرف فصیل قلعہ پر کمند لگائی اور اس محبوس
بلا کو وقت معین سے اطلاع دی۔ اس سادہ لوح نے آدہی رات کو سوسن بائی
سے وہ تمام حقیقت بیان کرکے کہا کہ اگر زندگی باقی ہے تو پہر ہم تم ملینگے اور نہین تو

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۵۵) اپنا دار الریاست بنایا۔ سنہ ۱۶۶۱ء مین شاہ بیجاپور نے نمبری فوج
صلابت خانکے ہمراہ بہیجی۔ مگر یہ فوج بہی سیواجی کا کچہہ بگاڑ نہ سکی۔ آخر سنہ ۱۶۶۱ء مین خود علی عادل شاہ
فوج لیکر سیواجی کے مقابلہ کو آیا۔ مگر کرناٹک کے فساد کی خبر سنکر واپس چلا گیا۔ جس سے سیواجی کو
فرصت ملی۔ اب اوس نے اپنے باپ کے دشمن باجے گہورپڑے پوری پر چڑہائی کی۔ اور
در[illegible] خاتمہ کرڈالا۔ اسوقت سیواجی کے قبضہ مین متعدد قلعون کے علاوہ بہت سے بندرگاہ
[illegible] سے۔ اسلیئے اوس نے جہازون کا بیڑا بنایا۔ اور گوالیار سے توپخانہ منگایا۔ اسکے بعد
سنہ ۱۶۶۲ء مین شاہ جی نے سیواجی کی والی بیجاپور سے صلح کرادی۔ اور خود بیٹے (سیواجی)
[illegible] آیا۔ اب سیواجی نے اپنی دار الریاست کو رہری مین منتقل کرکے اوسکا نام رائے گڈہ رکہا
اسی زمانہ مین سیواجی کے پاس کل ولایت کانکان۔ کلیان سے گوانک تہی۔ جسمین (۱۶۰)
میل کا فاصلہ تہا۔ اور عرض سو میل سے زیادہ تہا۔ فوجی قوت مین (۵۰ ہزار) پیادے

خدا حافظ ہے ۔ سوسن بائی یہہ گفتگو سنکر رونے پیٹنے لگی ۔ جس سے نگہبانان قلعہ کو خبر ہوی اور مشعل وغیرہ روشن کرکے کمند وغیرہ کو پیدا کیا ۔ جب یہہ خبر بادشاہ کو ہوی تو اوس نے اس دغدغہ کو ہمیشہ کے لئے مٹانا چاہا ۔ اور علی نقی (جسکو مراد بخش نے مارا تھا) کے بیٹون کو باپ کے خون کے دعوے کے لئے آمادہ کرکے عدالت مین رجوع کرایا ۔ بڑے بیٹے نے تو انکار کیا ۔ مگر چہوٹا بیٹا بادشاہ کے دام مین آگیا ۔ اور دعوی کیا ۔ قاضی نے قصاص کا حکم دیا ۔ ۲۱ ربیع الاول ۱۰۷۱ھ کو دو چیلون نے اس شہزادہ کو تنگنائے زندان سے نجات دی ۔ ۲۷ ذیقعدہ ۱۰۷۳ھ کو فاضل خان وزیر اعظم نے انتقال کیا ۔ بادشاہ کو اسکے مرنیکا بڑا افسوس ہوا ۔ اس اثناء مین معلوم ہوا کہ سیواجی نے جنیر کے شمال مین کئنے قلعون پر قبضہ کرلیا ۔ اور اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کیا ۔ اس خبر کے سنتے ہی عالمگیر (بادشاہ) نے اپنے ماموں امیر الامرا شائستہ خان صوبہ دار دکن کو سیواجی کی سرکوبی کے لئے لکھا ۔ چنانچہ امیر الامرا نے ایک بڑا لشکر لیکر پونہ کے جانب روانہ ہوا ۔ پہلے قلعہ چاکن کو زنگاجی نر ۔ لا سے فتح کیا ۔ اور سیواجی امیر الامرا کی آمد سنکر راجگڈہ سے سنگڈہ چلا گیا ۔ بادشاہ نے راجہ جسونت سنگہ مہاراجہ جودہ پور کو بھی امیر الامرا کی کمک کے لئے بہیجا ۔ او امیر الامرا قلعہ چاکن فتح کرکے پونہ مین سیواجی کی خاص حویلی مین اترا ۔ اور سیواجی کے گرفتار کرنیکے لئے جابجا فوجین مقرر کین مرہٹون کی آمد و رفت کو شہر مین بند کردیا ۔ مگر سیواجی ایک برات کے بہانہ کوتوال شہر

بقیہ نوٹ (صفحہ ۴۵۶) (۷ ہزار) سوار موجود تھے ۔ جب والی بیجاپور سے صلح ہوگئی تو سیواجی نے مغلون کے جانب رخ کیا ۔ اور شاہ دہلی کے متعلقہ محلات پر دست درازی شروع کی ۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائیے ۱۲ مولف ۔

اجازت لیکر معہ مختصر جماعت کے شہر مین داخل ہوا۔ اور آدہی رات کو مکان کے عقب کی دیوار۔ پہاند کر یہ سب مکان مین داخل ہوئے۔ جب شایستہ خان نے غل غپاڑا دیکہا تو مقابلہ کیا۔ ایک مرہٹیے نے ایسی تلوار لگائی کہ شایستہ خان کا انگھوٹھا جاتا رہا۔ اور محل کے لونڈیون نے شایستہ خان کو ایک محفوظ جگہ مین لیجا کر پوشیدہ کیا الغرض سیواجی نے شایستہ خان کو زخمی کرکے اکثر چوکی پہرہ والون کو تہ تیغ کیا۔ اور شایستہ خان کا بیٹا ابو الفتح خان بہی اس لڑائی مین مارا گیا۔ اور شایستہ خان کے دو حرم بہی قتل ہوے۔ ایک جمعدار جو شایستہ خان کا ہم شبیہ تھا اوسکو مرہٹون نے شایستہ خان کے گمان مین قتل کرکے اوسکا سر نیزہ پر چڑہایا۔ اور چلتے بنے۔ جب بادشاہ کو یہہ خبر ہوئی تو شایستہ خان کو بنگالہ کی صوبہ داری پر روانہ کردیا۔ اور دکن کی صوبہ داری پر شاہزادہ محمد معظم کو مقرر کیا۔ اور راجہ جسونت سنگہ شاہزادہ کی کمک کے لئے معین ہوا۔ اسکے بعد سیواجی نے ناسک کی جاترا کا بہانہ کرکے چار ہزار سوار سے سورت پہونچا۔ اور اس دولتمند شہر کو چہہ دن تک برابر لوٹتا رہا۔ اس موقع پر انگریزون نے بہت کوشش کی اور اپنے مال کے علاوہ اہل شہر کے بہی کسیقدر مال کو سیواجی کے دستبرد سے بچایا۔ ورنہ اگر اوسکو انگریزون اور ڈچون کے کوٹہیون کا بہی مال ملجاتا تو مالا مال ہوگیا ہوتا پہر بہی لاکہون کے نفع مین رہا۔ بادشاہ نے اس حفاظت کے صلہ مین انگریزون کو اون کے اسباب کے محصول کا ایک حصہ ہمیشہ کے لئے معاف کردیا۔ انہین ایام مین سیواجی کے باپ شاہ جی نے گہوڑے پر سے گر کر جان دی باپ کے مرنے پر سیواجی اور بہی پہل کہیلا۔ رائے گڈہ مین اپنی ریاست کا انتظام کیا۔ اور اپنے نام پر راجگی کا طرہ لگایا۔ اور پیسا اشرفی پر اپنا سکہ جمایا۔ جب بادشاہ نے دیکہا کہ راجہ جسونت سنگہ نے ابتک سیواجی کے

ایک قلعہ پر بھی قبضہ نہین کیا۔ اسلئے اوسکو طلب کرکے راجہ جے سنگھ اور دلیر خان کو دکن روانہ کیا۔ چنانچہ راجہ جے سنگھ نے آتے ہی پورندہر و رودمال کے قلعون کو فتح کیا اور سیواجی کے آباد ملک پر جہاڑو پہیر دی۔ اسکے بعد سیواجی کے دارالحکومت راج گڈہ اور کندانہ کا محاصرہ کیا۔ چند روز کی متواتر جنگ سے اب قریب تہا کہ قلعون پر قبضہ ہوجائے۔ جس سے سیواجی کے ہوش وحواس جاتے رہے۔ اور عفو تقصیرات کی درخواست کی۔ اور خود معہ چند مقربون کے راجہ کے پاس چلا آیا۔ راجہ نے بعزت تمام روبرو بلایا اور گلے لگایا۔ اور ہدایت کی کہ اب بہتر یہہ ہے کہ تمام قلعون کو حوالہ کرکے بادشاہ کی ملازمت واطاعت پر کمر باندہو۔ الغرض راجہ جے سنگھ نے ان تمام واقعات کی بادشاہ کو اطلاع دی۔ وہان سے عفو قصور کا فرمان آیا۔ اور سیواجی کے بیٹے (جو ۵ سالہ تہا) کے لئے پنجہزاری کا منصب عطا ہوا۔ چنانچہ اسکے بعد سیواجی نے اپنے کل ۳۵ قلعون مین سے ۲۳ قلعون کی کونجیان معہ جمع محصول (۱۰ لاکہہ روپیہ) راجہ کے حوالہ کرکے باقی بارہ چہوٹے قلعے اپنے تصرف مین رکھا۔ اسکے بعد بادشاہ نے جے سنگھ کو حکم دیا کہ سیواجی کے قلعون کا بندوبست کرکے والئی بیجاپور کی سرکوبی کرو۔ کیونکہ کئی سال سے خراج دینے مین لیت ولعل کررہا ہے۔ جب یہہ خبر والئی بیجاپور کو ہوی تو اوس نے ملا احمد نائت کو راجہ کے پاس بہیجا۔ اور خراج کے بہیجنے کا وعدہ کیا۔ ملا احمد ایک عالم متبحر تہا۔ بسبب ظاہر تو سفارت کے لئے آیا تہا اصل مین اوسکا ارادہ بادشاہ کی ملازمت کرنیکا تہا۔ جب راجہ کو معلوم ہوا تو اوس نے بادشاہ کو لکہا۔ اور بادشاہ نے ملا احمد کو منصب شش ہزاری شش ہزار سوار سے سرفراز کرکے اپنے پاس بلایا۔ اور راجہ کو خفیہ لکہا کہ جب وہ حضور مین آئیگا تو سعد اللہ خان کا خطاب پائیگا۔ مگر ملا احمد بادشاہ کے پاس حاضر ہونے نپایا کیونکہ احمد نگر کے راستے مین

اوسکا انتقال ہوگیا۔ آخر بادشاہ نے اوسکے بیٹے اسد اللہ کو بلا کر منصب ہزار و پانصدی
اور اکرام خان کے خطاب سے ممتاز کیا۔ اس اثنا رمین سیف خان حاکم کشمیر نے بتت
کو فتح کر کے بادشاہ کے نام کا سکہ جاری کیا اور ایک مسجد تعمیر کراکے خطبہ پڑہایا۔
ان دنون مین بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ محمد معظم دکن سے آیا۔ اور اپنے نونہال۔
معز الدین کو ہمراہ لایا۔ اسی سال ۱۰۷۶ھ ۱۶۶۵ء مین شاہ جہان نے انتقال کیا۔
اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ چاٹگام و رخنگ کے زمینداروں نے اکثر ممالک محروسہ کے
لوٹ مار پر کمر باندہی ہے۔ اسلئے بادشاہ نے امیر الامرا صوبہ دار بنگالہ کو اونکی سرکوبی کی
لیئے لکھا چنانچہ امیر الامرا نے اپنے بیٹے بزرگ امید خان کو اونکے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اور
چاٹگام کے فرنگی (جو زمیندار چاٹگام سے بددل تھے) بھی لشکر شاہی کے ہمراہ ہوگئے۔ خوب
لڑائیان ہوئین۔ طرفین کے آدمی مارے گئے۔ قلعہ چاٹگام بادشاہی سپاہ نے فتح کر لیا۔ حاکم
چاٹگام جو زمیندار رخنگ کا چچازاد بہائی تہا معہ بیٹے اور خویشون وغیرہ کے گرفتار ہوا۔
بہت سی کشتیان اور توپین۔ ہاتہہ آئین سنگرام نگر کا نام عالمگیر نگر اور چاٹگام کا نام اسلام نگر
رکہا گیا۔ جس سرزمین مین کہ ابتک آفتاب نور محمدی نہین چمکا تہا اوس مین اذان دیگئی۔
بزرگ امید خان نے فتح نامہ معہ قیدیون کے حضور شاہی مین بہیجا۔ اور مورد عنایت ہوا۔
اب دکن کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ جب راجہ جے سنگہہ سیواجی کے مہم سے فارغ ہوا تو معکل
افواج و سرداران نامدار سیواجی کو ہمراہ لیکر ولایت بیجاپور کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ
مین جسقدر قلعے ملے یا نظر آئے وہ سرسواری یا چند دنون کے محاصرہ کے بعد فتح کر لئے گئے
اتنے مین شرزہ خان مہدوی۔ خواص خان۔ جادو رائے وغیرہ سرداران بیجاپور نے
۱۲ ہزار سوار سے مقابلہ کیا۔ خوب زد و خورد ہوئی۔ فتح لشکر شاہی کو نصیب ہوئی الحاصل

روزانہ لڑتے بہڑتے لشکر شاہی بیجاپور سے ۵ کوس پر پہونچا۔ اور والی بیجاپور نے ۳۰ ہزار
کرناٹکی فراہم کرکے قلعہ مین مقرر کیا۔ اور قلعہ کے اطراف کے تمام تالاب کنوؤن۔ باؤلیون
کو زقوم و خاک سے بہر دیا اور اس نواح مین کوئی اثر آب و آبادانی کا نہ چھوڑا۔ اور ۲۰۔
۲۰ ہزار سوار کو ممالک شاہی کے تباہ و برباد کرنیکے لئے روانہ کیا۔ دو چار روز بیجاپور کے
نواح مین خوب جنگ و پیکار ہوتی رہی۔ لیکن آب و غلہ کی کمیابی نے لشکر شاہی کو واپس
ہونے پر مجبور کیا۔ اور جو بیجاپوری فوج ممالک شاہی کو برباد کر رہی تھی۔ اونکی مدافعت
کے لئے لشکر شاہی نے نواح بیجاپور سے کوچ کیا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ قطب الملک
حاکم گولکنڈہ نے علی عادل خان والی بیجاپور کی مدد کے لئے پہلے ہی چار ہزار سوار اور
دس ہزار پیادے بہیجا تھا۔ اور اب مکرر اپنے خواجہ سرا انکینام خان کے ہمراہ ۶ ہزار
سوار ۲۵ ہزار پیادے روانہ کیا ہے۔ الغرض لشکر شاہی نے ممالک شاہی کے بچانے
کیلئے فوج غنیم سے خوب جنگ کی۔ طرفین کے اکثر نامی سردار مارے گئے۔ فوج کا بھی
بہت کچھ نقصان ہوا۔ لشکر شاہی نے ملک بیجاپور کو خوب لوٹا گھسوٹا۔ لیکن متواتر
جنگ و پیکار سے تنگ آگئی تھی۔ موسم برشکال بھی سر پر تھا۔ اسلئے راجہ جے سنگھ نے
بیجاپور کا محاصرہ چھوڑکر حسب فرمان شاہی فوج کو لیکر اورنگ آباد چلا گیا۔ اور بیجاپور والون
کا بھی قافیہ تنگ تھا۔ قلعہ کا آذوقہ ختم ہوچکا تھا۔ اس موقع پر لشکر شاہی کا محاصرہ اوٹھا
کر چلا جانا ان کے لئے نجات کا باعث ہوا۔ مارچ ۱۶۶۶ء مین سیواجی معہ اپنے بیٹے
سنبھاجی کے ایک ہزار مالی اور پانچ سو منتخب سوار لیکر بادشاہ کی ملازمت کے لئے
دہلی روانہ ہوا۔ جب سیواجی دہلی کے قریب پہونچا تو بادشاہ نے رام سنگھ پسر راجہ جے سنگھ
اور مخلص خان کو استقبال کے لئے روانہ کیا۔ لیکن ایسا ذلیل استقبال سیواجی کو

ناگوار گذرا۔ جب دربار مین پہونچا تو (۱۰۰۱) اشرفی (۲۰۰۰) روپیہ کل (۲۲۰۰۰) روپیہ نذر گذرانی۔ بادشاہ نے پنجہزاری منصب کے امرا مین بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ چونکہ یہ منصب اوسکے بیٹے سبہاجی اور رفیق نیتاجی پالکر کو ملا تھا۔ لہذا وہ ہفت ہزاری سے کم درجہ کا متوقع نہ تھا اور راجہ جے سنگھ نے بادشاہ کے جن مہربانیون کا وعدہ کیا تھا۔ اون مین سے اکثر کو اوس نے نہ پایا۔ اور ادہر بادشاہ کے دل مین اوسکے افعال اور کردار کے سبب بغض بہرا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ خلعت وجواہر وفیل جو اوسکے لئے موجود کیئے گئے تھے اوسکو عطا کیئے جائین۔ اوسکے چہرہ پر جہالت وخجالت آمیز عرق ظاہر ہوا۔ چنانچہ ضعف دل کا اظہار کرکے ایک گوشہ مین جاکر زمین پر لیٹ گیا۔ اور تہوڑی دیر کے بعد کنور رام سنگھ سے گلہ وشکوہ کرکے اپنے کو ضائع کرنیکا قصد کیا۔ ہرچند کنور رام سنگھ نے تسلی دی مگر فائدہ نہوا۔ بادشاہ سے ادب وآداب کے خلاف اوسکی ادائین معروض ہوئین تو بادشاہ نے کم توجہی سے بغیر کسی سرفرازی کے رخصت کردیا۔ اور حکم دیا کہ سیواجی مجرے کو نہ آئے۔ اور اوسکا بیٹا۔ رام سنگھ کے ہمراہ دربار مین حاضر ہوا کرے۔ اور فولادخان کوتوال شہر کو اوسکی نگہبانی اور چوکی پہرہ کا حکم دیا اور راجہ جے سنگھ کو لکہا کہ سیواجی کے ساتھ کیا قول وقرار تم نے کیا ہے اوس سے اطلاع دو۔ جب سیواجی نے بادشاہ کی عدم توجہی دیکہی تو بہت پریشان ہوا۔ اتنے مین راجہ جے سنگھ کی عرضداشت آئی کہ فدوی نے سیواجی سے عہد وپیمان کرکے۔ اور عنایات والطاف شاہی کا امیدوار بناکر دہلی روانہ کیا ہے۔ اور اوسنے بھی عہد واثق کیا ہے۔ کہ آئندہ فرمان برداری اور اطاعت مین سرگرم رہونگا۔ جب بادشاہ نے راجہ جے سنگھ کی عرضداشت کا یہہ مضمون دیکہا تو سیواجی کی نظربندی

وغیرہ کے اوٹھا دینے کا حکم دیا۔ مگر سیواجی بادشاہ سے ایسا مخوف تھا کہ پہرہ چوکی کے قائم
ہونے ہی ۔ ۔ سرصنفر کو تبدیل وضع کرکے معہ اپنے بیٹے کے٭ بھاگ گیا۔ مگر افسوس ہے کہ

٭ اوپر جو حالات کہ ہم نے لکھے ہین وہ عالمگیر نامہ کے تہے۔ باقی دوسرے مورخون نے یہہ لکھا ہے کہ
اوس نے اپنے کو بیمار بنایا۔ چندروز دق وسل کا علاج ہوتا رہا۔ پھر صحت یابی کی شہرت دی اور حکما
وارباب طرب وغیرہ کو انعام واکرام دیکر برہمنون کو بڑے بڑے پٹارون مین مٹھائی بھیجنا شروع کیا۔
اسکے بعد ایک ہمراز کو اپنے پلنگ پر لٹا کر وہ اور اوسکا بیٹا یہہ دونون پٹارون میں بند ہوکر بھاگ گئے۔
اورمتہرا پہونچکر داڑہی موچہہ منڈائی۔ اور بہبوت اپنے اور بیٹے کے جسم پر مل کر بخیر مشہور گہاٹ سے
جمنا پار ہوگیا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اوس نے گرفتاری کا حکم دیا۔ اور رام سنگہ کو منصب سے
معطل کرکے مجرے سے منع کیا۔

اب سیواجی کی سنئے کہ وہ بنارس ہوتا ہوا دکن پہونچا۔

کرنیل ڈف صاحب یہہ لکھتے ہین کہ جب بادشاہ نے سیواجی کو مجرے سے منع کیا تو بہت گھبرایا۔ اور
دکن جانیکی اجازت چاہی۔ لیکن بادشاہ نے اجازت نہ دی بلکہ نظربند کیا۔ اب سیواجی نے اکثر
امرا و دربار کو تحفہ وتحایف بھیجکر اپنا یار و مددگار بنایا۔ اور چندروز بیماری کی شہرت دی۔ پھر تخفیف
مرض کا اظہار کرکے برہمنون کو بن دان دینا شروع کیا۔ اور بڑے بڑے پٹارون مین مٹھائیان بھر
کر بانٹا۔ پہلے پہلے چوکی پہرہ والون نے کھول کر دیکھا۔ پھر تو وہ بھی انجان ہوگئے۔ اس کے بعد
سیواجی اپنے بیٹے کو لیکر پٹارون مین بیٹھا۔ اور چوکی پہرہ سے نکل گیا۔ دوسرے روز متھرا پہونچا۔
جہان اوسکے دوست نیتاجی اور بالوس رائے انتظار کر رہے تھے۔ اونہون نے اوسکے لیے
سارا سامان تیار کردیا۔ چونکہ سنبھاجی کم سن تھا۔ اور چلنے کی طاقت نہ تھی اسلیئے اوسکو ایک
برہمن کے حوالے کرکے سیواجی گوسائین کے بھیس مین دکن کیجانب چلتا بنا۔ ڈسمبر سنہ ۱۶۶۶ء مین رای گڈہ آیا۔

بادشاہ نے سیواجی کو بجائے دوست بنانے کے دشمن بنالیا۔ اگر دوست بنالیتا تو مہات دکن مین بادشاہ کو سیواجی سے بہت بڑی مدد ملتی۔

اب کسیقدر حالات ایران کے ملاحظہ کیجیے کہ اسکے آگے ہم بیان کیا ہے کہ شاہ ایران نے ایلچی روانہ کیا تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اوسکے جواب مین تربیت خان کو سفیر بناکر ایران بہیجا۔ جب یہہ سفیر ایران پہونچا تو شاہ ایران کم التفاتی سے پیش آیا۔ اور ولایت بادشاہی کے سرحد مین لشکر بہیجنے کا واعیہ کیا۔ اور رنجش کی باتین ظاہر کین۔ ایک سال کے بعد تربیت خان ایران سے نکلا۔ اوسکی روانگی کے بعد شاہ ایران نے اپنی لشکرکشی کے ارادہ کو ظاہر کیا۔ خراسان مین بڑی سپاہ بڑے توپخانہ کے ساتھہ تعین کی۔ اور فرخ آباد اصفہان کو روانہ ہوا۔ جب بادشاہ کو یہہ کیفیت معلوم ہوئی تو بادشاہ نے بھی ایران کا ارادہ کیا۔ شاہزادہ محمد معظم کو راجہ جسونت سنگہ کے ساتھہ ہ ربیع الاول ۱۰۷۷ھ کو کابل بہن صوبہ مقرر کیا۔ اور ۲۰ ہزار سوار ہمراہ کئے۔ مگر شاہ عباس جب فرخ آباد سے اصفہان کو چلا تو خناق کے مرض سے چند روز مین مرگیا۔ اور صفی مرزا اوسکا بڑا بیٹا

بقیہ نوٹ از صفحہ (۴۶۳) ڈاکٹر برنیر کی داستان سنیئے۔ وہ لکہتا ہے کہ جب سیواجی دہلی آیا تو یہان شائستہ خان کی بیوی موجود تھی۔ وہ اس امر پر مصر ہوئی کہ اس نے میرے بیٹے کو مارا اور خاوند کو زخمی کیا۔ شہر سورت کو لوٹا۔ لہذا وہ مقید ہونا چاہئے۔ جب سیواجی کو یہہ خبر ہوئی تو بہیس بدل کر بہاگ گیا۔ ایک مورخ لکہتا ہے کہ اس ہوش کوہی نے جب اورنگ زیب کی شان وشوکت دیکہی تو ہوش اڑگئے اور بیہوش ہوگیا جب ہوش آیا تو دربار کی عظمت نہ دیکہہ سکا اور بہاگ گیا۔

خافی خان لکہتا ہے کہ جب سیواجی بہاگ کر متہرا پہونچا تو بہیس بدل واڑہی مرچہہ منڈا۔ بہبوت لگا۔ بچے کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا۔ اور تمام جواہر واشرفی جو ہمراہ تہے ہاتہہ کی لکڑیون کو خالی کرکے اونکے

جانشین ہوا۔ عالمگیر کو اوسکے مرنیکا افسوس ہوا اور کہا کہ وہ زندہ ہوتا تو صف آرائی کا لطف اوٹہتا۔ اب مروت و فتوت کا اقتضا نہین کہ ایران پر لشکرکشی کیجائے۔ چنانچہ شہزادہ کو واپسی کے لئے لکہا۔ اس اثناء مین اعتماد خان ایک ترکمان سپاہی کے ہاتھ مارا گیا۔ اور راجہ جے سنگھ نے بادشاہ کے حکم سے نیتاجی سپہ سالار سیواجی کو گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس بہیجا۔ بادشاہ نے فدائی خان کو اوسکی حراست پر مقرر کیا۔ آخر نیتاجی مسلمان ہوگیا۔ اور بادشاہ نے بہت کچہہ سرفراز و ممتاز کیا انہین ایام مین دلیرخان نے چاندہ و دیوگڈہ کو فتح کر کے وہان کے زمینداروں سے خراج وصول کیا۔ سنہ ۱۰۷۷ھ مین شہزادہ کام بخش پیدا ہوا۔ اور بادشاہ نے نیتاجی کو منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار سے سرفراز کر کے محمد قلی خان کا خطاب عطا کیا۔ اور بادشاہ کے جلوس سال نہم کا جشن نہایت تکلف سے ادا ہوا۔ اس جشن مین ایران۔ توران بلخ۔ بخارا حضرموت۔ مخا کے ایلچی موجود تھے جنکو انعام وخلعت ملے۔ اسکے بعد بادشاہ نے محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر رخصت کیا۔ اور مہاراجہ جسونت سنگھ و راجہ رائے سنگھ صف شکن خان و صفی خان وغیرہ کو شاہزادہ کے ہمراہ کیا۔ اور راجہ جے سنگھ کو اورنگ آباد سے دہلی آنیکا حکم دیا لیکن راجہ راہ ہی مین تہا کہ بیمار ہوکر مرگیا۔ انہین ایام مین قوم یوسف زئی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۶۴) اندر بہرا۔ جب بنارس پہونچا تو یہان کے فوجدار نے گرفتار کیا۔ سیواجی نے دو جواہر بے بہا رشوت دیکر رہائی پائی۔ چونکہ سنبہا کمسن تہا اور چلنے سے پاؤن مین چہالے پڑگئے تھے۔ اسلئے بنارس کے پروہت کب کلس کے پاس اوسکو چہوڑکر روانہ ہوا۔ پہر بہار و پٹنہ و چاندہ کی راہ سے حیدرآباد آیا اور عبداللہ قطب الملک کو سبز باغ دکہاکر جمعیت شایستہ و مصالح قلعہ گیری لیکر روانہ ہوا۔ ایک روایت یہ ہے کہ وہ حیدرآباد کو ابوالحسن تاناشاہ کے زمانہ مین آیا۔ اور والی گولکنڈہ کی فوج کی کمک سے کرناٹک کو

رجو سرکشی پر کمر باندہی تھی -) کی تادیب وتنبیہ کیگئی - اور عبد اللہ خان والی کاشغر جو اپنے
بیٹے کی بدسلوکی سے تنگ آکر بیت اللہ جانیکے ارادہ سے کمال بیسر وسامانی کیساتہہ
عہد شاہی مین آیا تھا - اوسکی خبر سنکر بادشاہ نے اپنے پاس آٹھہ مہینے مہمان رکھا -
اور ۱۰۰۰۰۰ لاکہہ روپیہ کے خرچ سے اوسکی مہمانداری کی - اور جاتے وقت دو لاکہہ روپیہ
معہ سامان وسامان کے دیکر رخصت کیا -
ششٹنہ مین بادشاہ نے محصول راہداری اور بانداری وغیرہ کو موقوف کیا - اور کلاونون و نامی خوانون
سے جو سرکار مین نوکر تھے سرود خوانی سے توبہ کراکے مناصب ومراتب کو زیادہ کیا کہتے
ہین کہ ایک قوالون کی جماعت نے ایک جنازہ بڑی شان وشوکت سے اٹھایا اور اوسکے
پیچھے روتے پیٹتے چلے - جب درشن کے جہروکہ کے پاس پہونچے تو بادشاہ نے جنازہ
کی کیفیت پوچھی - قوالون نے عرض کیا کہ راگ مرگیا ہے اوسکو دفن کرنے لیجاتے ہین
حکم دیا کہ ایسا خاک مین دفن کرو کہ پہر صدا اور ندا نہ آئے - اسکے بعد بادشاہ نے درشن
کے جہروکہ کا بیٹھنا موقوف کردیا - اور منجمون وشاعرون (جو پایہ تخت مین حاضر رہتے تھے)
کو بھی برخاست کیا - اور ساعت کے دیکہنے تقویم کے بنانے اور رکہنے کا رواج بھی طرف
کردیا گیا - جب اہل دفتر نے عرض کیا کہ بغیر تقویم کے حساب تنخواہون وغیرہ کا ہونا ناممکن ہے
تو فرمایا کہ سہ لا و لا لب لا و لا لا ششش سہ است بہ لل و کط کط لل شہور کوتہ است
حساب کرکے شمسی مہینون کے سررشتہ کو نگاہ رکہین -
پہر اسیقدر حالات سیواجی کے بیان کئے جاتے ہین کہ جب وہ دہلی سے بہاگ کر دکن آیا
اور والی گولکنڈہ کی مدد سے از سر نو قلعجات شاہی پر قبضہ کرکے راجگڈہ مین مستقل ہوا

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۶۵) فتح کرکے بدستور سابق راجگڈہ مین مستقل ہوا - باقی حالات متن مین ملاحظہ کیجئے ۱۲ مولف

توچند روز کے بعد ولایت کلیان کو فتح کرلیا - اور بندر سورت پر تاخت کی - اور اکثر حاجیون کو لوٹا (اوس زمانہ مین سورت باب الحج کھلاتا تھا) جب بادشاہ کو خبر ہوی تو امیر خان اور خانجہان کو سیواجی کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا - اور سورت کے متصل نئے قلعے تعمیر کرنیکا حکم دیا - جب سیواجی نے اپنا قافیہ تنگ دیکھا تو راجگڈھ کو چھوڑکر قلعہ راہیری مین سکونت اختیار کی - اور یہان ایک مستحکم قلعہ تیار کرکے چین سے گذارنے لگا - آخر بادشاہ نے ظاہر داری کرکے سیواجی سے صلح کرلی - اور باطنا محمد معظم کو لکھا کہ کسیطرح سیواجی کو قتل یا قید کیا جائے - اسکے بعد بادشاہ نے سیواجی کو راجہ کا خطاب عطا کرکے ملک برار مین ایک نئی جاگیر بھی دی - بہرحال ۷۱ھ تک دکن مین امن رہا - بعد ازان جب بادشاہ نے دیکھا کہ سیواجی یون دام مین نہین آتا تو علانیہ اوسکے گرفتاری کا حکم دیا - اب سیواجی نے بھی پھر اپنا پرانا طریقہ لوٹ مار کا جاری کردیا - اور قلعہ سنگ گڈہ وپورندہر کو فتح کیا - اور سیوبندری جنجیرہ وغیرہ پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہا - اور فتح خان (جو عادل شاہ کے طرف سے وہان کا حاکم تھا) نے بھی امان کا قول لیکر جنجیرہ حوالہ کرنے پر آمادہ تہا - مگر فتح خان کے تین حبشی غلام - سیدی سنبل سیدی یاقوت - سیدی خیریت (جو اوسکی فوج کے سپہ سالار تھے) نے فتح خان کو قید کرکے سیدی سنبل کو اپنا سردار بنایا - اور خانجہان صوبہ دار دکن سے امداد چاہی - خانجہان نے اونکو منصب وخطاب عطا کرکے امداد کا وعدہ کیا - چنانچہ سیدی سنبل نے ایک ... کرکے دنڈا راجپوری کے قلعہ کو مرہٹون سے لے لیا - اور اوسکے اطراف کے قلعون پر بھی قبضہ کیا - سیواجی نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے - مگر حبشیون کے مقابل دال نہ گلی انہین ایام مین سیواجی کا بیٹا سنبھاجی بھی بناریس سے آگیا - اور سیواجی نے پھر بندر سورت پر چڑہائی کرکے ۳ روز تک خوب لوٹا - اور ... بادشاہ حج سے آیا تھا اوسکا مال

ہوی اوڑایا۔ جب وہان سے واپس ہوا تو راستہ مین داؤد خان سے مقابلہ ہوا۔ خوب ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ اور سیواجی شکست کہا کر بہاگا۔ سیواجی کے سپہ سالار پرتاب سنگہ نے خاندیس کے نواح کو تباہ و تاراج کرکے آخر کو خاندیس سے چوتہہ مقرر کرالی۔ یہہ پہلاہی موقعہ ہے کہ سیواجی نے بادشاہی ملک سے چوتہہ لی۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ سیواجی کی جراءت روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ تو اوس نے مہابت خان کے ماتحت ۱۰۸۱ھ مین ۴۰ ہزار کی فوج دکن کو روانہ کیا۔ مہابت خان نے آتے ہی قلعہ اوندہ و پٹنہ لے لیا۔ پہر چاکنہ اور سہر کا محاصرہ کیا۔ خوب گہمسان لڑائی ہوئی۔ مگر قلعے سر ہوے۔ انہین ایام مین بادشاہ نے شریعت کے موافق تجارت کے مال پر ڈہائی روپیہ فیصدی زکواۃ مسلمانون سے اور پانچ فیصدی ہندؤن سے جزیہ مقرر کیا۔ اور ۱۰۸۲ھ مین بادشاہ نے حکم دیا کہ جب مسلمان بادشاہ کے سلام کو ائین تو سلام علیک کہین۔ کفار کی طرح سر پر ہاتہہ نرکہین۔ اسی سال ایک فرقہ ستنامی فقیرون کا قصبہ نارنول مین پیدا ہوا۔ اور کسی بات پر حاکم نارنول کو مار ڈالا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوی تو فوج بہیجی گئی مگر اتفاقاً فوج شاہی کو ہزیمت ہوی۔ لوگون نے مشہور کر دیا کہ وہ ایسے ساحر ہین کہ اون پر تلوار اور گولی کارگر نہین کرتی۔ اب جسکو دیکہو اونکے مقابلہ پر جانیکو گہبراتا ہے۔ آخر بادشاہ نے قرآن کی وہ آیتین فوج کے سردارون کو لکہہ دین کہ جنکی تاثیر سے جادو کا اثر زایل ہوتا تہا۔ الحاصل فوج شاہی فتح یاب ہوی اور اوسکا فساد مٹا۔ انہین ایام مین بادشاہ نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور دار الحرب مین تفریق ہونیکے لئے ہنود سے کل صوبجات مین جزیہ لیا جائے۔ چنانچہ جزیہ نے مذہبی عداوت کی آگ کو تو پہلے ہی سے بہڑکا رکہا تہا۔ اب چہہ مہینے بعد ایک واقعہ نے اور اوس پر روغن ڈالا کہ راجہ جسونت سنگہ کے انتقال پر اوسکی زوجہ

اور دو بیٹے کسن وطن جانیکے لئے چل کہڑے ہوئے عالمگیر کو معلوم ہوا انکو کوتوالی کے نام حکم
دیا کہ انکو نظر بند کیا جائے۔ کیونکہ عالمگیر کو جسونت سنگہہ سے قدیمی کینہ تہا۔ اس موقع پر راجہ
جسونت سنگہ کے چند ملازمون نے یہہ چال کی کہ بادشاہ سے اپنے جانیکی اجازت حاصل
کر کے راجہ کے لڑکو اکو [illegible] تبدیل شکل بنایا۔ اور اونکی جگہ غلامون کو رکہہ چہوڑا
اور رانی کا [illegible] زنانہ لباس پہنا کر اوسکی جگہہ ایک کنیز کو عمدہ لباس اور زیور سے آراستہ
کر کے خیمہ کے اندر بٹہایا۔ اسکے بعد دونون کنورون اور رانی کو لیکر چلتے ہوے۔
جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اوس نے کوتوال سے رانی اور کنورون کو طلب
کیا۔ کوتوال نے ان جعلی کنورون اور رانی کو خیمہ سے لیجانا چاہا۔ راجہ متوفی کے ملازمون
نے انتظام رواز کے لئے اونکے دینے مین مزاحمت کی۔ اور کشت و خون کی نوبت
آئی۔ سو پچاس آدمی مارے گئے۔ آخر وہ جعلی کنور و رانی بادشاہ کے پاس آئے۔
بادشاہ نے اونکو حرم سرا مین بہیجا بیگمون نے اونکو متبنیٰ کیا۔ اور رانی بیگمون کی پرستار
بنی۔ اودہر اصلی رانی اور کنور صحیح و سلامت جودہ پور داخل ہوے۔ چنانچہ بڑے کنور
اجیت سنگہ نے مارواڑ پر مدت تک سلطنت کی۔ اور آخر دم تک وہ اورنگ زیب
کا دشمن بنا رہا۔ بادشاہ مدت تک اس شبہ مین رہا کہ وہ راجہ کا اصلی بیٹا نہین ہے
رانی نے فقط مہاراجہ کا نام باقی رہنے کے لئے اوسکو بیٹا بنایا ہے۔ اور اصلی اولاد
اوسکی میرے پاس ہے۔ مگر جب رانا نے اپنے خاندان کی لڑکی اجیت سنگہ سے
بیاہی تو اوسکا شبہ دور ہوا۔ اور جودہ پور پر چڑہائی کی۔ اودیپور رانا نے جودہ پور کی
اعانت پر کمر باندہی۔ جسکی باعث بادشاہ نے رانا کو جزیہ دینے کے لئے لکہا۔ اور جسونت سنگہ کے

* مآثر عالمگیری مین لکہا ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگہ کابل مین مر گیا اوسکو کوئی اولاد نہ تہی۔ مرنیکے بعد

فرزندان ماشخص کو جودہ پور سے نکال دینے کا حکم دیا - چنانچہ خانجہان نے حسب الحکم
بادشاہ کے جودہ پور جاکر خوب تاخت و تاراج کیا - اور بتون کو توڑ ڈالا - اس اثنا مین

نوٹ صفحہ ۴۶۹ - اور سکے معتمد نوکرون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ کی دو رانیان حاملہ
ہین - جب مہاراجہ کے متعلقین لاہور مین آئے تو دونون سے دو لڑکے پیدا ہوئے - ملازمون نے
بادشاہ سے اطلاع کرکے منصب و راج کی درخواست کی - بادشاہ نے کہا کہ جب یہہ بڑے ہونگے
تو منصب و راج عنایت ہوگا - راجپوتون نے دوبارہ درخواست کی - اس اثنا مین ایک لڑکا
مر گیا - اور بادشاہ نے دونون رانیون اور ایک لڑکے کو نظربند کیا - اس پر راجپوتون نے لڑائی پر
کمر باندہی - اور خوب کشت و خون ہوا جسمین رانیان بھی ماری گئین - اور لڑکا ایک شیر فروش کے
پاس چھپایا گیا مگر کوتوال نے تلاش کرکے لایا - بادشاہ نے اوسکا نام محمدی راج رکہا - اودہر
راجپوتون نے جودہ پور پہونچکر وجعلی لڑکے راجہ جسونت سنگہ سے منسوب کرکے فتنہ انگیزی شروع
کی - بادشاہ نے سربلند خان کو جودہ پور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا - چنانچہ اس نے سرکش راجپوتونکو
قتل کرکے جودہ پور کو تباہ کیا - اور رانا نے بھی جزیہ دینا قبول کیا - اس کے بعد بادشاہ نے خانجہانکو
اس ضلع کے بندوبست پر روانہ کیا - چند روز کے بعد رانا نے تمردی اختیار کی - اس موقع پر خود
بادشاہ نے ارادہ کیا اور شاہزادہ محمد اعظم و شاہزادہ محمد معظم و شاہزادہ محمد اکبر یہہ تینون کو بھی معہ
فوج ہمراہ لیا - اور وہان پہونچکر راناکے تمام ملک کو پامال و تاراج کر ڈالا - رانا نے اپنے اور جسونت سنگہ
کے عیال و اطفال کو لیکر دشوار گزار پہاڑون مین چلا گیا - اور شاہی لشکر نے وہان بھی تعاقب نہ چھوڑا
آخر رانا نے تنگ آکر یہہ مکاری کی - کہ پہلے شاہزادہ محمد معظم کو بغاوت پر مایل کرنا چاہا - مگر وہ مایل نہوا
پہر اوس نے شاہزادہ محمد اکبر پر افسون چلایا - یہان اوسکا افسون کارگر ہوا - اور شاہزادہ نے
راجپوتون کی اعانت پر باپ سے بغاوت اختیار کی - جب یہہ خبر شاہزادہ محمد معظم کو پہونچی تو

خبر آئی کہ محمد اکبر نے راجپوتون سے سازش کرکے بغاوت پر کمر باندہی ہے - اور ۷۰ ہزار
کی فوج سے مقابلہ کے لئے آتا ہے - بادشاہ نے خبر سنتے ہی محمد معظم کو بلایا اور
شہاب الدین[1] خان بہادر پسر قلیچ خان کو لشکر کی تعداد معلوم کرنیکے لئے بہیجا - چنانچہ
شہاب الدین خان بہادر نے محمد اکبر کے لشکر کی حقیقت دریافت کرکے بادشاہ کو اطلاع
دی اور اوسکے ساتہہ اپنے بہائی مجاہد خان کو بہی ہمراہ لیتے آئے - بادشاہ نے کمال عنایت
سے شہاب الدین خان بہادر کا خطاب عطا کیا - اس کے بعد اکثر نامی سردار محمد اکبر سے جدا
ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے جس سے محمد اکبر کی فوج مین تزلزل واقع ہوا -
جب راجپوتون نے یہ حالت دیکہی تو وہ بہی چلتی ہوئے - اب شہزادہ اکبر بہی فرار ہوا -
اور دکن پہونچا - یہان خانجہان صوبہ دار دکن کو اوسکے گرفتاری کا حکم پہونچ چکا تہا - اسلئے
محمد اکبر بلیسر و بکلانہ ہوتا ہوا راہیری آیا - اور سنبہاجی نے بڑے تپاک سے استقبال کیا -
اور چند روز مہمان رکہا - پہر یہان سے نکل کر ایران کے ارادہ سے جہاز مین بیٹہا - باد
مخالف نے جہاز کو بیراہ کرکے مسقط مین پہونچایا - امام مسقط نے محمد اکبر کو نظربند کرکے
عالمگیر کو لکہا کہ اگر آپ دو لاکہہ روپیہ نقد اور مسقط کے اجناس کا جو بندر سورت جاتے ہین

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۴ اوس نے باپ کو لکہا - لیکن بادشاہ نے اسکو محض بہتان سمجہا - اور جواب لکہا کہ ہذا
بہتان عظیم - حق سبحانہ تعالی شمارا ہمیشہ بر صراط مستقیم رہبری نماید - در آلودگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد
مگر چند روز کے بعد یہ راز افشا ہوگیا - اور خبر آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ بہی جاری کیا -
اور منور خان کو ہفت ہزاری منصب عطا کرکے امیر الامرا کا خطاب دیا - مجاہد خان وغیرہ کے معقول
اضافے کئے - باقی حالات متن مین ملاحظہ فرمائے ۱۲ مولف

[1] شہاب الدین خان سے مراد غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر ہے - جو نواب آصف جاہ کے پدر بزرگوار ہیں ۱۲ مولف

محصول معاف کیجئے تو مین محمد اکبر کو گرفتار کر کے بہیجدیتا ہون" بادشاہ نے اوسکے حسب منشا
حکم صادر کیا اور محمد فاضل کو محمد اکبر کے لانیکے لئے بہیجا۔ جب یہ خبر شاہ سلیمان والی ایران
کو ہوی تو اوس نے امام مسقط کو لکھا کہ ہمارے میہمان کو نہایت اہتمام کے ساتھہ ہمارے
پاس روانہ کردو۔ ورنہ تمہاری تنبیہ کے لئے فوج بہیجی جائیگی۔ ناچار امام مسقط نے شاہزادہ
کو ایران روانہ کردیا۔ جب شاہزادہ ایران پہونچا تو والی ایران نے بہت خاطر داری کی۔ اور
امداد کے طلب پر کہا کہ جبتک تمہارا باپ زندہ ہے تم ہمارے عزیز میہمان ہو۔ جب تمکو
بہائیون سے کام پڑیگا اوسوقت امداد کرینگے۔ چند روز کے بعد شاہ سلیمان مرگیا۔
اور سلطان حسین جانشین ہوا۔ اس نے باپ سے زیادہ شہزادہ کی میہمانداری کی۔
ایک وقت شاہزادہ نے باپ کے مرنیکی خبر جہوٹی اوڑا کے طالب امداد ہوا۔ شاہ نے
کہا کہ ہمارے اخبار نویسون نے نہین لکھا۔ جب تحقیق ہو جائیگی تو ہم امداد کرینگے۔ جب
اس خبر کا جہوٹا ہونا تحقیق ہوا تو شاہزادہ بہت خفیف ہوا۔ اور ناموافقی آب وہوا کا بہانا
کرکے سرحد خراسان مین رہنے کی اجازت لی۔ چنانچہ شاہ ایران نے اجازت دیکر خرچ
درماہہ مقرر کردیا۔ اور وہان کے حکامون کو لکہدیا کہ بروقت ضرورت چار ہزار سوار سے
شہزادہ کی مدد کیجائے مگر افسوس ہے کہ محمد اکبر کو کبہی ہندوستان مین قدم رکہنا نصیب
نہوا۔ اور عالمگیر کے آخر عہد ۱۱۱۶ھ مین اسکو موت آگئی۔
اورنگ زیب نے جوجودہ پور اودیپور کے ملکون کو تاخت وتاراج کیا اوس سے راجپوت
دب گئے۔ مگر مٹ نہین سکے اور اس جنگ وجزیہ نے اونکے ملک اور مذہب پر ایسا زخم
وداغ لگایا جو کبہی نہ بہرا۔ عالمگیر کے ابتدائے عہد مین قوم راجپوت سلطنت مغلیہ کی
دست راست تھی۔ اب وہ اس سے ایسی جدا ہوگئی۔ کہ پہر اوسکے ملنے کی توقع نہین رہی

صرف رام سنگہ مہاراجہ جیپور جسکے ناتے رشتے بادشاہ سے بہت تھے وہ تو راجپوتون کا شریک نہوا۔ باقی اور راجپوت سب متفق ہوگئے۔ ادہر بادشاہی فوج راجپوتانہ کو لوٹتی تھی تو ادہر راجپوت مالوہ کے ملک کو خراب و ویران کرتے تھے۔ اور بادشاہ مندرون کو توڑکر مسجدین بناتا تو راجپوت مسجدون کو ڈہاکر مندر بناتے۔

اب دکن کے حالات ملاحظہ کیجیے کہ خانجہان صوبہ دار دکن نے دکن مین مرہٹون کے قلعہ جات کی تسخیر مین بہت کچہہ جوڑ لگائے۔ مگر کامیابی نہین ہوی۔ ادہر سیواجی نے گولکنڈہ جاکر بہت کچہہ روپیہ خراج کے طور پر وصول کیا۔ اور وہان سے آکر ملک شاہی مین لوٹ مار مچادی۔ ۱۰۸۳ھ میں علی عادل شاہ والی بیجاپور فالج سے مرگیا۔ اوسکا بیٹا سکندر عادل شاہ پانچ سال کا تہا۔ اور شاہ بی جی بیٹی تھی۔ عبد المجید وزیر اور خواص خان عبد الکریم بہلول خان۔ مظفر خان یہ ارکان سلطنت تھے یہ سب اپنے اپنے مطلب پر لگے ہوے تھے۔ سلطنت کا کوئی خیر خواہ نہ تھا۔ اب سیواجی نے سوچا کہ بجائے مغلون سے لڑنیکے بیجاپور پر حملہ کرنے مین فائدہ ہے۔ چنانچہ ۱۰۸۴ھ مین اس نے پنالہ کو لے لیا۔ اور ہبلی کو لوٹا۔ اور راجہ بیدر پور سے خراج وصول کیا۔ اور کئے مہینے کے محاصرہ مین ستارہ پر بہی قبضہ کیا۔ اب اوسکے دل مین یہہ ہوا سمائی کہ مسلمان بادشاہون کیطرح شان شکوہ سے ریاست کرے۔ ۶ جون ۱۰۸۵ھ کو برہمنون سے مہورت پوچہکر رائے گدہ کی راجدہانی مین راجگدی پر جلوس کیا۔ اور تمام شاہانہ رسمین ادا کین۔ اور بہت بڑا دربار کیا۔ سونے روپے مین تلا۔ اور سردارون کو خلعت و منصب و انعام سے سرفراز کیا۔ اور افسرون کے خطاب فارسی سے سنسکرت مین بدل کر کہا۔ اور جہنڈا جسکو بہگوا کہتے تھے نارنجی رنگ کا بیل کی دم کی صورت کا بنوایا۔ اسکے بعد سیواجی نے بیجاپور و کانگن سے

چوتھ لینے پر کمر باندہی۔ کہتے ہین کہ اس نے پرتگیزون سے بھی چوتھ لی۔ البتہ انگریزون سے چوتھ مانگی نہین۔ ۱۶۷۶ء مین دلیر خان نے سیواجی کے ملک پر دست درازی شروع کی۔ اور سیواجی بھی ملک شاہی مین غدر مچایا۔ برہان پور و ماہور کو خوب لوٹا۔ قلعہ نوبندا کو فتح کیا۔ بعدازان باپ کی جاگیر (جو کرناٹک و میسور مین تھی) پر قبضہ کرنیکے لئے روانہ ہوا۔ اور چلتے چلتے والی گولکنڈہ سے اتفاق کرکے ۳۰ ہزار سوار اور ۴۰ ہزار پیادے گولکنڈہ سے ہمراہ لیا۔ اور والی گولکنڈہ کو یہ سمجہایا کہ۔ اپنے باپکے موروثی ملک کے علاوہ جسقدر ملک بیجاپور والونکا فتح ہوا اوسکا نصف دیا جائیگا۔ اور اوسکے معاوضہ مین روپیہ اور توپخانہ سے مدد کیجاے۔ الغرض سیواجی اس کروفر کے ساتہہ کرنول وکڈپہ ہوتا ہوا۔ جنجی کے قریب پہونچا۔ اور جنجی پر قبضہ کرکے باپ کے ملک پر آدھمکا۔ یہان اوسکا سوتیلا بہائی ونکاجی حکمران تہا۔ چنانچہ سیواجی نے اوس سے کہا کہ نصف ملک حوالہ کرو۔ مگر اوس نے انکار کیا۔ آخر سیواجی نے جبراً باپکے علاقون مین سے کولہار۔ بنگاپور۔ کوٹا۔ بالاپور وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور دیلور و بہور کو بھی فتح کرکے کرناٹک سے چوتہہ اور سردیسمکہی لی جب بادشاہ کو سیواجی اور والی گولکنڈہ کے موافقت کی خبر ملی تو اوس نے دلیر خان کو لکھا کہ والی گولکنڈہ پر فوج کشی کیجائے اور عبدالکریم وزیر بیجاپور سے اس مہم مین مدد لیجاے چنانچہ دلیر خان نے گولکنڈہ پر حملہ کیا۔ مگر مادہو پنت دجسکو سیواجی نے گولکنڈہ مین چھوڑ رکہا تھا) نے حملہ کو روکا۔ جنوری ۱۶۷۸ء مین عبدالکریم وزیر مرگیا۔ دلیر خان نے اوسکی جگہہ مسعود خان حبشی داماد سیدی جوہر کو (جو ادہونی کا جاگیردار تھا) مقرر کیا۔ جب سیواجی کو یہ حالات معلوم ہوئے تو اوس نے کرناٹک سے کوچ کیا۔ اور جنجی اور اوسکے مضافات اپنے سوتیلے بہائی سنتاجی کے سپرد کیا۔ اور مفتوحہ ملک مین سے قطب الملک کو کچہہ بھی ندیا۔ سیواجی کے ادہر آتے ہی ونکاجی نے کرناٹک پر حملہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ جب سیواجی کو معلوم ہوا تو باپکا تمام ملک

ونکاجی کو دیدیا اور نصف محاصل دینے کا اقرار لیا۔ اودہر عالمگیر نے سلطان معظم کو بیجاپور سے خراج وصول کرنیکے لئے مکرر بہیجا۔ جب دلیرخان نے معہ سلطان معظم کے بیجاپور کا محاصرہ کیا۔ سعود خان وزیر نے سیواجی سے مدد طلب کی۔ اوس نے وعدہ تو کیا مگر مدد پر نہ آیا بلکہ ازراہ مکاری شاہی ملک پر لوٹ مار مچادی۔ چنانچہ خاندیس دہر نگانون۔ جالنہ کو تباہ وتاراج کیا۔ مگر دلیرخان نے اوسکے ان حرکات پر بالکل توجہ نہین کی۔ اور بیجاپور کے محاصرہ کو نہ چہوڑا۔ سعود خان نے تنگ آکر پہر سیواجی کو مدد کے لئے لکہا۔ اس دفعہ اوس نے اوسکے بلانے پر فوج لیکر بڑہا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ سنبہاجی (سیواجی کا بیٹا) دلیرخان کے پاس چلا گیا* ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی سیواجی کے ہوش اڑگئے اور دہر دلیرخان نے یہہ کیفیت بادشاہ کو لکہہ بہیجی بادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکو قید کرکے روانہ کرو۔ لیکن دلیرخان نے چشم پوشی کی۔ اور سنبہاجی یہان سے بہاگ کر باپ کے پاس چلا گیا۔ جب سیواجی کو بیٹے کی فکر سے نجات ہوئی تو بیجاپوریون کی اعانت پر مستعد ہوا۔ اور دلیرخان کو ایسا تنگ کیا کہ اوس نے بیجاپور سے محاصرہ اوٹہالیا۔ اور بیجاپوریون نے اس امداد کے معاوضہ مین سیواجی کو اضلاع کوپال اور بلاری دیکر اوسکے باپکی جاگیر کا بہی پورا اختیار دیدیا۔ اور ونکاجی اس امر سے برداشتہ خاطر ہوکر تارک الدنیا ہوگیا۔ اسکے بعد سیواجی بخار مین مبتلا ہوا اور بعمر ۵۳ سالہ ۱۶۸۰ء م ۲۴ ربیع الآخر ۱۰۹۱ھ مین انتقال* کیا۔ سیواجی کے دو بیٹے تھے۔ ایک سنبہاجی (جو دلیرخان کے پاس سے جانے پر باپ کے حکم سے پنالہ مین قید تھا۔) اور دوسرا راجہ رام جو دس برس کا تہا۔

* سنبہاجی ایک برہمن کی عورت سے ملوث تھا۔ اسلئے سیواجی خفا ہوکر چند روز کے لئے قلعہ پرنالہ مین قید کردیا تھا۔ چنانچہ یہہ اوس قید سے بہاگ کر دلیرخان کے پاس آیا تھا ۱۲ مولف

* مولف تاریخ بساط الغنایم لکہتا ہے کہ سیواجی کی دوسری بی بی سورا بائی نے زہر دیکر سیواجی کا خاتمہ کیا۔

سہ راجہ رام کی ماں سورا بائی بڑی ہوشیار و عاقلہ تھی۔ اوس نے سیواجی کی موت کو چھپایا۔ اور راجہ رام کو تخت نشین کرنا چاہا۔ مگر سنبھاجی کو بھی کیفیت معلوم ہوگئی۔ اور وہ یلغار آیا۔ جون ۱۶۸۰ع مین رائے گڈہ کی راج گدی پر بیٹھا۔ ہر ایک نے اطاعت کی۔ جب سنبھاجی مستقل ہوگیا تو سورا بائی کو قتل کرکے راجہ رام کو قید کیا۔ اور پنڈت کلوشا (کب کلس) کو وزیر کیا۔ یہ وہی پنڈت ہے جس نے سنبھاجی کو بنارس مین چند روز رکھکر سیواجی کے پاس پہونچا دیا تھا۔ الغرض سنبھاجی نے اپنے مخالفون کو نیست و نابود کرکے ظلم و زیادتی اور عیاشی پر کمر باندہی۔ اور اورنگ زیب و والیان بیجاپور و گولکنڈہ سے بھی بگاڑ کرلی۔ بلکہ انگریزون اور پرتگیزون کو بھی اپنا دشمن بنالیا۔

اب بادشاہ برہانپور سے کوچ کرکے اورنگ آباد آیا۔ اسکے بعد قلعہ سالیر و رام سیج تلگاؤن وغیرہ فتح ہوئے۔ غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر نے قلعہ اوہونی کو فتح کیا۔ ۱۰۹۱ھ مین شاہزادہ کام بخش کا نکاح آرزم بانو دختر سعادت خان صفوی سے ہوا۔ ۷ لاکھ ۲۶ ہزار روپیہ خرچ ہوے۔ اس اثناء مین میر ہاشم پسر سید مظفر وزیر ابوالحسن والی گولکنڈہ سے برداشتہ خاطر ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اسکی وجہ یہ تھی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۵) کیونکہ بعض مفسدون نے اوسکو یہ سمجھایا کہ سیواجی نے اپنے بیٹے سنبھاجی کو ولیعہد کرنیکے لئے بلایا ہے۔ اور تیرا بیٹا راجہ رام (جسکو تو ولیعہد بنانا چاہتی ہے) محروم ہوجاتا ہے چنانچہ اس وحشت ناک خبر کے سننے سے سورا بائی نے یہہ کام کیا ۱۲ مولف

سہ کہتے ہین کہ جسوقت سنبھاجی تخت پر بیٹھا تو موجودات خزانہ و اسباب کی تفصیل یہہ تھی کہ پچاس ہزار لاکہہ ہون۔ زیور طلا ۴ پلہ ۹ کہنڈی۔ تانبا ۱۳ پلہ ۳ کہنڈی۔ آلات آہنی ۲۰ ہزار کہنڈی۔ آلات سرب ۵۰ ۴ پلہ ۴ کہنڈی۔ آلات جست ۴۰۰ پلہ ۴ کہنڈی۔ چاندی ۴ پلہ ۴ کہنڈی۔ چانول ۵۰ ۲ پلہ

کہ ابوالحسن نے سید مظفر وزیر کو قید کرکے اکنا اور مادنا کو منصب وکالت اور اختیار سلطنت دیدیا تھا۔ چنانچہ میرہاشم نے وہان کے تمام پوست کندہ حالات اور ابوالحسن کے ظلم وزیادتی اور افعال خبائث کے واقعات بادشاہ سے عرض کرکے اپنے باپ کی رہائی چاہی۔ اور یہہ بھی بیان کیا کہ ابوالحسن نے چند سیر حاصل پرگنے سرکار گولکنڈہ وراگیر تعلقہ صوبہ مظفرنگر کے اس دعوے سے کہ وہ پہلے تلنگانہ سے متعلق تھے تصرف کرلئے ہین۔ ان تمام واقعات کے سننے سے بادشاہ کو حیدرآباد کی تسخیر اور ابوالحسن کے استیصال کی فکر ہوئی۔ شاہزادہ محمد معظم کو ایک فوج گران کے ساتھ ملک تلنگانہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور مرزا محمد شرف سلحان کو ابوالحسن کے پاس یہہ پیام دیکر بھیجا کہ تمہارے پاس جو دو الماس نایاب ہین اون کو اور تحائف کے ساتھہ معہ پیشکش روانہ کرو۔ اور خفیہ طور پر مرزا محمد کو یہہ سمجہا یا کہ ہم کو الماسون کی احتیاج نہین ہے۔ بلکہ ہمارا مقصد یہہ ہے کہ جو افعال قبیحہ ہمارے گوش زد ہوے ہین اونکی تحقیقات کیجائے۔ جب مرزا محمد وہان پہونچا تو ابوالحسن نے قسم کہاکر کہا کہ وہ الماس میرے پاس موجود نہین ہین۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ افواج شاہی بسرکردگی شاہزادہ محمد معظم و خانجہان بہادر کوکلتاش حیدرآباد کی تسخیر کے لئے آرہی ہے۔ اب ادہر بہی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۶) خشت فولاد ۴ ہزار کہنڈی۔ خردہ (۷۰) لاکہہ روپیہ۔ ۴۵ سبوچے جسمین ہون اشرفیان بہری ہوین تھے۔ مگر اشرفی اور روپیہ خزانہ مین موجود نہ تہا۔ شاید کہ دوسرون کے تحویل مین ہو۔ اور جواہرخانہ مین الماس۔ پنہ۔ مانک۔ پکہراج۔ مروارید۔ مرجان۔ تہینہ۔ نیلم۔ گومیدک انگوٹہیان مرصع۔ پرتلے مرصع۔ پدک مرصع۔ طرّہ مروارید۔ سرپیچ مرصع۔ چند رنکہہ۔ سیس پہول۔ بازوبند۔ کرن پہول وغیرہ بلاقید شمار وقیمت تہی تخمیناً ۶۰ کروڑ کے ہونگے۔ جامدارخانہ مین پارچہ پٹنی بذرہ دوزی ایک لاکہہ تہان۔ سیلہ زردوزی وسادہ (۵) لاکہہ تہان۔ پارچہ ابریشمی (۴) لاکہہ تہان شال ۵ لاکہہ۔ کمربند گجرات ۵۰ ہزار

لڑائی کی تیاریان ہونے لگین - الغرض طرفین کا مقابلہ ہوا - کشت وخون کا بازار خوب گرم
رہا - فوج شاہی نے فتح پائی - ہرچند محمد معظم نے ابوالحسن کی فہمایش کی - اور بادشاہ کے
فرمایشات کی تعمیل پر توجہ دلائی - مگر مفید نہوا - آخر لڑائی کا سلسلہ پھر شروع ہوا - چنانچہ
چار پانچ مہینے اسمین گذر گئے - اس اثنا رمین محمد ابراہیم سپہ سالار فوج گولکنڈہ ابوالحسن سے
ناراض ہوکر شہزادۂ شاہ عالم کے پاس حاضر ہوا - جس سے دکہنیون مین اور بہی پریشانی پہیلی
اور ابوالحسن خواس باختہ ہوکر بغیر مصلحت ارکان دولت کے رات کے وقت تمام محلات کو ساتھ
لیکر معہ زیور و زر نقد وغیرہ حیدرآباد سے قلعہ گولکنڈہ مین پناہ گزین ہوا - ادہر شاہی فوج نے حیدرآباد
مین لوٹ مار مچادی اور حیدرآباد کے تجار و ساکنین کو تمام فوج اور شہر کے اوباشون نے
اسقدر بیدردی سے لوٹا کہ معاذ اللہ - جدہر دیکہو ہاے - واے کی فریاد و زاری تہی - آخر ابوالحسن نے
شہزادہ کے پاس اپنے معتمد ملازمون کو بہیجکر صلح و امن کی درخواست کی اب شہزادہ کو
بھی رحم آگیا - اسلئے اوس نے کہا کہ اگر تم پیشکش مین سے ایک کروڑ ۲۰ لاکہہ روپیہ سوار -
وجہہ مقرری سالانہ کے اداکرکے دونون بہائی اکنا اور مادنا کو بیدخل کرو - اور گڈہی سیرم -
پرگنہ کہیر - اور اور محالات مفتوحہ سے جو تصرف شاہی مین آئے ہین دست بردار ہوجاؤ تو

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۷) کمخواب ۵ لاکہہ تہان - ہمرو ایک ہزار تہان سقرلاط ایک لاکہہ طاقہ موجودات
خوشبوخانہ - وتنبول خانہ مین لونگ ۲۰ ہزار پلہ ۳۰ کہنڈی - جوتری ۳۰ کہنڈی - جوز ۳۰ ہزار کہنڈی - زعفران
۴ کہنڈی عنبر ۱ ہزار کہنڈی - ارگجہ ۲ کہنڈی چندن ۵۰ ہزار پلہ ۵۰۰ کہنڈی صندل ۵ کہنڈی - کافور ۴ کہنڈی
عود ۱۰ کہنڈی - گلال ۲ ہزار کہنڈی - منقہ ۵ کہنڈی - اخروٹ ۳ پلہ ۳ کہنڈی - بادام ۲ کہنڈی -
کہجور ۳۰ ہزار کہنڈی - کہوپرا ۱۰ کہنڈی - الائچی ۳ کہنڈی - روغن چنبیلی ۵ کہنڈی - روغن چنپا ۵ کہنڈی
روغن خوشبو ۴ کہنڈی - گوگل ۵ کہنڈی ہلدی ۵۰۰ کہنڈی - مرچ - خشخاش سپیاری وغیرہ بہی صدہا کہنڈی تہی

مین بادشاہ سے عرض کرکے معافی جرایم کی سفارش کریگا - ابوالحسن نے جملہ شرایط منظور کرکے اکنا اور مادنا کے قید مین تامل کیا تو بعض سرداروں نے ان دونون بھائیون کو قتل کرڈالا - اور اونکے سر شہزادہ کے پاس بھیجدئے - اور ابوالحسن نے سید مظفر کو بھی رہا کرکے شہزادہ کے پاس روانہ کیا -

جب شہزادہ نے بادشاہ کو ان واقعات کی اطلاع دی اور صلح کے لئے درخواست کی تو بادشاہ نے بحسب ظاہر منظور فرمایا - لیکن خفیہ شاہ عالم اور خانجہان کو مطعون و مغضوب کیا - اور گرانی غلہ کے باعث شاہزادہ حیدرآباد سے نکل کر کہیر چلا آیا - اور میر ہاشم پسر سید مظفر کچھہ جواہر اور خلعت مصلحتاً ابوالحسن کے لئے بادشاہزادہ کی التماس کے موافق لیکر حیدرآباد کے قریب آیا - لیکن خاص و عام مین یہہ شہرت ہوی کہ جواہر و خلعت کا بھیجنا ابوالحسن کی تسلی اور رابطہ فریبی کے لئے ہے - اور میر ہاشم حیدرآباد کی تسخیر کے لئے آیا ہے چنانچہ اسی خیال سے ابوالحسن کی فوج نے اوسپر دہاوا کرکے میر ہاشم اور ایک دوسردار کو زخمی کیا - اور باقی فوج غارت ہوی - انہین ایام مین بموجب حکم شاہی قلیچ خان بہادر عرف عابد خان شائستہ فوج کے ساتھہ شاہزادہ کے پاس آئے -

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۸) گیہون - چانول - ماش - مونگ - اوہر - روغن زرد - روغن کنجد - ہڑتال - ابرک - شنگرف - اجواین وغیرہ وغیرہ ہزارہا کہنڈی - تلوار - کہانڈہ - برچھا - بہالا - جمدہر - سپر چلتہ - زرہ - تیر حلقہ کمان وغیرہ کی تعداد بھی ہزارون تھی - ۵۰۰ گہوڑے عراقی ۶۰۰ ترکی - ۰۰۰ دکھنی - ۱۰۰۰ مادیان - ۱۰۰۰ یابو - ۳۰۰ اونٹ - ۱۰۰۰ گاؤ - ۵۰۰۰ جاموش ۱۲۵ فیل - ۱۰۰۰ غلام وچیلہ - ۶۰۰ کنیزان - اور قلعجات کی تعداد تقریباً تین سو سے زیادہ ہوگی - اس تمام اسباب دولت و مقبوضات کی تفصیل کے دیکھنے سے ناظرین سیواجی کی حشمت و ثروت کا اندازہ کرسکتے ہین کہ تمام

اب کسیقدر حالات بیجاپور کے ملاحظہ فرمایئے - چونکہ سکندر عادل شاہ والی بیجاپور مرہٹون کی مدد کرتا تھا - اسلیئے بادشاہ نے شہزادہ محمد اعظم کو فوج شائستہ کے ساتھہ بیجاپور کی تسخیر کے لیئے روانہ کیا - طرفین سے خوب ہنگامہ کارزار گرم ہوا - لیکن غلہ کی گرانی اور کمیابی نے شاہی فوج کی حالت نہایت زبون کردی - جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو بادشاہ نے غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ اور مجاہد خان وغیرہ کو رسد کے پہنچانیکے لیئے مامور کیا - چنانچہ غازی الدینخان بہادر ۲۰ ہزار بیل غلہ کے لیکر شاہزادہ کے لشکر مین اوسوقت پہنچے کہ جب فوج بیجاپور نے شہزادہ کا محاصرہ کرلیا تھا - اور جانی بیگم محل خاص شہزادہ (جو دارا شکوہ کی بیٹی تہی) عماری مین پردہ سے باہر ہوکر تیر چلاتی تہین اور امراکی تسلی و دلدہی مین کوشش کرتی تہین - الحاصل یہہ موقع دیکھتے ہی فیروز جنگ بہادر نے حملہ کرکے شہزادہ کو محاصرہ سے نکال لایا - اور شاہزادہ نے بے اختیار اونکو گلے لگا یا - اور بادشاہ کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ جیسے حق سبحانہ تعالیٰ نے فیروز جنگ کی تردد سے اولاد تیموریہ کی شرم رکہی ہے - ایسی اونکی اولاد کی آبرو قیامت تک خدا نگاہ رکہے " - جب بیجاپور کے محاصرہ نے طول کہینچا تو بادشاہ خود اوائل شعبان ۱۰۹۷ھ مین شورا پور سے بیجاپور آیا - آخر غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر کی سعی و تردد سے ۱۰۹۷ھ مین بیجاپور فتح ہوا - اور سکندر عادل شاہ قلعہ کی کنجیان لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا - بادشاہ نے ایک دربار عام کرکے اوسکو خلعت خاصہ اور سکندر خان کا خطاب عطا کرکے ایک لاکہہ روپیہ سالیانہ مقرر فرمایا اور قلعہ دولت آباد مین بہیجدیا کہتے ہین کہ بادشاہ نے یہہ کہا اور لکہا کہ بد سیتاری فرزند - ارجمند ہے زیورتنگ

(بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۹) فہرست ہمارے سامنے اسوقت موجود ہے - مگر بلحاظ طوالت صرف اسیقدر لکھنے پر اکتفا کیا جاتا ہے ۱۲ مولف -

غازی الدینخان بہادر فیروزجنگ مفتوح گردید۔ اسکے بعد نواح بیجاپور کا بندوبست کرکے ۲۴ ذیحجہ ۱۰۹۶ھ کو شولاپور کے جانب کوچ کیا۔ اور وہان سے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی زیارت کیلئے گلبرگہ آیا۔ یہان سے سعادت خان صاحب کے نام فرمان بھیجا کہ بہت جلد ابوالحسن سے پیشکش وصول کرکے روانہ کرو۔ یہان سعادت خان نے ابوالحسن سے تقاضا شروع کیا تو اوس نے کہا کہ اسوقت سرِدست زرِ نقد پیش کش کا میسر ہونا متعذر ہے البتہ جو کچھ جواہر میرے پاس موجود ہے وہ پیشکش کے معاوضہ مین گذرانتا ہون۔ چنانچہ ابوالحسن نے تو عدد خوانچہ جواہر و زیورات و مرصع آلات بطریق امانت کے مہرین لگا کے سعادت خان کے پاس بھیجا۔ اور اوس نے اون خوانچون کو بادشاہ کی خدمت مین روانہ کردیا۔ اسی اثنار مین معلوم ہوا کہ بادشاہ گولکنڈہ کی تسخیر کے لئے آرہا ہے۔ اس خبر کے سننے سے ابوالحسن کی جان نکلی بادشاہ کے پاس عفو جرایم کے عریضے اور تحائف گذرانا۔ مگر مفید نہو جب ابوالحسن بالکل مایوس ہوا تو لڑنے پر کمر باندھا۔ انہین ایام مین غازی الدینخان بہادر ابراہیم گڈہ کو فتح کرکے بادشاہ کے پاس حاضر ہوے۔ ۲۴۔ ربیع الاول ۱۰۹۷ھ کو بادشاہ قلعہ گولکنڈہ سے ایک کوس پر مقیم ہوا۔ اور لڑائی شروع ہوی طرفین کے اکثر نامی سردار مارے گئے چنانچہ اسی جنگ مین قلیچ خان بہادر پدر غازی الدین خان بہادر کے داہنے ہاتھہ مین گولہ لگا دو تین روز بعد انتقال کیا

بعض غمازون اور مفسدون نے بادشاہ کو یہہ سمجھایا کہ محمد معظم۔ ابوالحسن سے سازش رکھتا ہے۔ چنانچہ بادشاہ شہزادہ سے ایسا بدگمان ہوا کہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۰۹۷ھ کو محمد معظم اور اوسکے بیٹے محمد عظیم کو ایک مکان مین بلاکر مقید کیا۔ اور تمام کارخانے ضبط کرلئے بلکہ اوسکی بیگم نور النسا بیگم کو بھی مقید کیا۔ اسکے بعد لڑائی کا سلسلہ پھر شروع ہوا۔ الحاصل

اور آخر ذی قعدہ ۱۰۹۸ھ مین روح اللہ خان نے رنست خان افغان پنی کی وساطت سے عبداللہ خان (جو ابوالحسن کا معتبر ملازم تھا) کو ایسا پرچایا کہ اوس نے قلعہ مین آنے کے لئے راستہ دیدیا۔ ایک پہر رات باقی تھی کہ روح اللہ خان بختیار خان۔ رنست خان صف شکن خان وغیرہ حصار کے اندر داخل ہوے۔ اور شاہزادہ محمد اعظم اپنی فوج کے ساتھ ہاتھی پر سوار دروازہ پر منتظر ٹہرا۔ اس موقع پر عبدالرزاق لاری نے حق نمک ادا کیا۔ اور خوب لڑا۔ یہانتک کہ زخمون مین چور ہو گیا۔ جب ابوالحسن کو معلوم ہوا تو محل خاص مین آیا۔ سب کو تسلی دی۔ اور کہانا طلب کیا۔ اتنے مین روح اللہ خان اور بختیار خان پہونچے۔ جب ابوالحسن کہانے سے فارغ ہوا تو مالہ ہاے مروارید گردن مین ڈال کر گہوڑے پر سوار۔ محمد اعظم کے پاس آیا۔ اور مالۂ مروارید گردن سے اتار کر نذر دیا۔ شاہزادہ نے اوسکو قبول کر کے پیٹھ پر ہاتھ رکہا۔ اور تسلی دی۔ اسکے بعد بادشاہ کے پاس لایا۔ پادشاہ نے عزت کے ساتھ دولت آباد بہیجدیا۔ اور اوسکے اخراجات وغیرہ کیلئے معقول وظیفہ مقرر کیا۔

ابوالحسن کا جو مال ضبط ہوا اوسکی تفصیل یہہ ہے کہ ۶۸ لاکہہ ۱۵ ہزار ہون۔ ۲ کروڑ ۳۰ ہزار روپیہ یعنے جملہ ۶ کروڑ ۹۰ لاکہہ ۱۰ ہزار روپیہ۔ اسکے سوا جواہر و مرصع آلات و ظروف طلاو نقرہ۔ اور جمع اسکے ملک کی ایک ارب ۵ اکروڑ ۱۳ لاکہہ ۱۵ دفتر مین لکھی تھی۔

جب حیدر آباد کے انتظام سے بادشاہ فارغ ہوا تو ولایت سکہر (جو حیدر آباد و بیجاپور کے درمیان واقع ہے) پر حملہ کر کے اوسکو بھی تسخیر کیا۔ اور نصرت آباد نام رکہا۔

انہیں ایام مین شیخ نظام حیدر آبادی الملقب بہ مقرب خان نے (جو کولاپور مین رہتا تھا) سنبہاجی کا عشرتکدہ (جو سنگمیر مین تہا) دریافت کر کے یلغار سر پر پہونچا۔ راجہ صاحب معہ رفقا کے نشہ مین چور تھے۔ اسلئے کچھ بن نہ پڑی۔ اور مقرب خان نے

سنبھاجی اور کلوشا پنڈت کو گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس لایا۔ بادشاہ نے اسلام کی دعوت کی۔ سنبھا نے انکار کیا۔ اور بہت کچھ سخت و سست بادشاہ کو کہا۔ بادشاہ غصہ مین آکر پہلے اوسکی زبان کٹوائی۔ پھر آنکھون مین لوہے کی سلائیان پھروائین۔ اسکے بعد گردن اڑائی۔ اور کلوشا کا بھی کام تمام کیا۔ جب سنبھاجی مارا گیا تو سنبھاجی کی بی بی جیسو بائی اور اوسکے بہائی راجہ رام نے سنبھاجی کے بیٹے ساہو کو رائگڈہ مین تخت نشین کیا۔ لیکن اعتقاد خان الملقب بہ ذو الفقار خان نے قلعہ کا محاصرہ کر کے فتح کیا۔ اور ۱۵ محرم ۱۱۰۱ھ کو وہ شیرخوار راجہ اور اوسکی مان گرفتار ہو کر آئے۔ لیکن بادشاہ نے اونکو قید و قتل نہین کیا۔ البتہ یہہ تاکید کی کہ ہٹون سے نہ ملین۔ اس اثنا مین قلعہ پنالہ وغیرہ بھی ذو الفقار خان نے فتح کئے۔ اور راجہ رام پائین گھاٹ کو بھاگ گیا۔ اور مہاراشٹر کے اضلاع کا دورہ کر کے جنجی مین راجگڈہی پر بیٹھا اور اوسکے طالع کی یاوری سے ایک صلاح کار معقول پنڈت پہلاد ہاتہہ لگ گیا۔ اب بادشاہ نے قلعہ جنجی کی تسخیر کے لئے ذو الفقار خان کو روانہ کیا۔ اور مرزا کام بخش کو قلعہ واکن کہیڑہ کی فتح کے لئے بھیجا۔ اودہر شاہی ملک مین راجہ رام کے دو چالاک و لایق سپہ سالار سنتاجی گہور پوری اور دھناجی نے خوب لوٹ مار مچادی۔ کام بخش نے قلعہ واکن کہیڑہ کی فتح مین بہت کوشش کی۔ مگر بیسود ہوئی آخر بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خان کو وہان بھیجکر شاہزادہ کو ذو الفقار خان کی مدد کے لئے جنجی روانہ کیا۔ جب شاہزادہ جنجی آیا تو ذو الفقار خان کو ناگوار گذرا۔ اور اوس نے جنجی کے تسخیر مین نرمی شروع کردی۔ جس سے صرف محاصرہ مین پانچ برس گزر گئے اور قلعہ فتح نہو سکا بادشاہ اس معاملہ پر خبر پاکر شاہزادہ اور عمدۃ الملک کو طلب کر لیا اور ذو الفقار خان کو بدستور رہنے دیا۔ پھر کیا تھا ذو الفقار خان نے شعبان ۱۱۰۹ھ مین

جنجی کو فتح کیا۔ مگر راجہ رام اور اوسکے اہل وعیال کو نکل جانے دیا۔ چنانچہ بادشاہ اس موقع پر حمید الدین خان بخشی کو لکھا ہے کہ جنجی فتح شد ورانا وحربی گریخت۔ گرفتنش چندان کار نہ بود اما از اغماض کہنہ عملان از دست رفت۔ الغرض اس فتح سے متعدد قلعے ملک کرناٹک کے اور کئے بنادر فرنگ ممالک محروسہ مین ایزاد ہوئے اس اثنار مین سنتاجی اور دہناجی کی آپس مین رقابت وعداوت پیدا ہوی۔ اور مرہٹون کے اتفاق کو کیڑا لگ گیا۔ انہین ایام مین بادشاہ نے ابوالحسن والی گولکنڈہ کی چار لڑکیان جو ناکتخدا تہین اون کے شادی کی تجویز کی بڑی لڑکی نے شادی سے انکار کیا۔ اور درخواست کی کہ مین بادشاہ کے ہاتون پر وضو کیوقت پانی ڈالنے کے لئے مقرر کئے جاؤن تو باعث فخر ہے۔ بادشاہ نے اوسکا یومیہ مقرر کر کے اوسکو باپ کے پاس رہنے دیا۔ دوسری لڑکی کو سکندر عادل شاہ والی بیجاپور سے شادی کر کے اوسکو حبس مین اوسکا ہمدم بنایا تیسری لڑکی کا عنایت خان پسر اسد خان سے عقد باندہا۔ چوتھی لڑکی کو نقشبند خاندان مین بیاہ دیا۔ جسکو ابوالحسن نے پسند نہین کیا۔ اس عرصہ مین روح اللہ خان میربخشی اور امیر الامرا شائستہ خان نے انتقال کیا۔ اور شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو استسقا ہوگیا تھا۔ مگر بفضلہ تعالی شفا حاصل ہوئی بعضون نے لکھا ہے کہ حضرت علی مرتضی نے خواب مین آکر اوسے اچھا کر دیا۔

اسکے قبل ایک مقام پر لکھا گیا ہے کہ بادشاہ نے محمد معظم کو قید کر دیا تھا۔ چنانچہ انہین ایام مین محبت پدری نے جوش کہایا۔ اور شاہزادہ رہا کیا گیا اور بادشاہ نے بہادر شاہ کا خطاب عطا کر کے اکبرآباد کے بندوبست کے لئے روانہ کیا۔ اور اوسکے دونون بیٹون معز الدین و محمد عظیم کو بھی ہمراہ کیا۔

سنتاجی اور دھناجی کی عداوت نے اسقدر ترقی کی کہ ایک دوسرے کے دشمن جانی ہوگئے
آپس مین خوب لڑائیان ہوئین سنتا شکست پاکر پہاڑون مین بھاگ گیا۔

بادشاہ نے غازی الدینخان فیروز جنگ کو اوسکی گرفتاری کا فرمان بھیجا اس حکم کے پہونچتے ہی آپ
اوسطرف روانہ ہوئے۔ اس اثنا مین ناگوجی میانے دیسکھ مسبور نے جسکے بھائی کو سنتا نے
ایک موقعہ پر ہاتھی کے پاؤن تلے کچلوادیا تھا، سنتا کے بھاگنے کی خبر پاکر اپنے آدمیون
کے ساتھہ سنتا کے تعاقب مین گیا۔ اور اوسکو قتل کرکے اوسکا سر توبرہ مین ڈال گھوڑے
کے پیچھے باندہ دھناجی کے پاس خوشخبری دینے چلا۔ اتفاقاً راستہ مین وہ توبرہ گر پڑا۔
اور فیروز جنگ بہادر کے ہمراہیون کو ملا۔ اور آپکے روبرو پیش کیا گیا۔ آپ نے فوراً
اوس سر کو خواجہ بابا کے ہاتھہ بادشاہ کے پاس روانہ کردیا۔ بادشاہ شکرانہ الٰہی بجالایا
اور خواجہ بابا کو خوشخبرخان کا خطاب دیکر سنتا کے سر کی تشہیر تمام بلاد دکن مین کرائی۔ گو سنتا
کے وجود سے دنیا پاک ہوی۔ مگر مرہٹون کی خیرہ سری اور قزاقی نہ گئی۔ اسلئے بادشاہ
نے مرہٹون کے قلعون کی تسخیر کے لئے خود ارادہ فرمایا۔ چنانچہ پہلے بسنت گڈہ فتح ہوا
کلید فتح اس قلعہ کا نام رکھا گیا۔ پھر قلعہ ستارہ پر حملہ کیا۔ اس لڑائی مین شاہی فوج کا بہت
نقصان ہوا۔ لیکن جب محاصرہ مین سختی کیگئی تو قلعدار نے امان چاہا۔ اور محمد اعظم کی
وساطت سے یہ قلعہ فتح ہوا۔ اسلئے اعظم تارہ بادشاہ نے نام رکھا۔ ۲۵۔ رمضان الاسم
کو خبر آئی کہ راجہ رام برار سے گھر جاتا تہا راستہ مین مر گیا۔ تین خردسال بیٹے اور دو رانیان چھوڑ
گیا۔ ۱۱۔ شوال کو اطلاع ہوئی کہ مرہٹون نے اوسکے بڑے بیٹے کو جانشین کیا تھا۔ مگر وہ
بھی چیچک سے مر گیا۔ اب راجہ رام کی بڑی رانی تارا بائی نے اپنے بیٹے کو گدی نشین
کیا ہے۔ ان متواتر خوشخبریون سے بادشاہ نے شادیانۂ فتح کے بجانے کا حکم دیا۔ اور خود

دوگانۂ شکرادا کیا۔ اسکے بعد قلعۂ پرلے تسخیر کرکے بادشاہ نے بہوسال گڈہ کی جانب کوچ فرمایا۔ ۸ ربیع الثانی کو شب کے وقت غیر موسم بارش اس زور وشور سے ہوی کہ سیلاب بلامین تمام لشکر مبتلا ہوا۔ اور ہرطرف فریادو الامان بلند ہوئی اسیوقت بادشاہ جاے ضرورین تھا۔ سمجہاکہ دشمن نے ناگہان حملہ کیا ہے۔ جس سے یہہ شوروغوغا مچاہے چنانچہ اس اضطراب مین اٹہا۔ پاؤن پہسلا اور پاؤن مین ایسی ضرب شدید آئی کہ علاج پذیر نہوی۔ اور میراث صاحبقران کہنہ لنگی ہاتہہ آئی۔ اسکے بعد لشکر شاہی نے قلعجات پرنالہ۔ دارون گڈہ۔ ناندگیر۔ چندن۔ وندن فتح کئے۔ جنکے نام علی التسلسل بادشاہ نے نبی شاہ درگ۔ صادق گڈہ۔ نام گیر۔ مفتاح۔ مفتوح رکہے۔ اب پادشاہ۔ قلعۂ کہیلنا کے جانب روانہ ہوا۔ یہہ قلعہ نہایت مستحکم واستوار تہا۔ چنانچہ اس قلعہ کی تسخیر مین فوج شاہی کو نہایت مصائب وسختیان جہیلنی پڑین۔ اور اکثر نامی سردار مارے گئے۔ اور ایک مدت کے بعد قلعہ فتح ہوا بادشاہ نے اسکا نام سخر لنا رکہا۔ اسکے بعد قلعۂ بہادر گڈہ اور کنڈانہ فتح ہوے۔ اور بارش کا موسم سرپرآیا۔ بادشاہ نے لشکریون کے آرام کے لئے برسات کا موسم پونہ مین گذارا۔ اس اثنا مین شاہزادہ کام بخش کا بیٹا محمد محی الدین (جو رانی منوہر پوری کے بطن سے تھا) بعمر دہ سالہ انتقال کیا۔ اور شیخ صلاح الدین کی مزار کے پاس دفن کیاگیا۔ اسلئے بادشاہ نے پونہ کو محی آباد سے موسوم کیا۔ اب بادشاہ قلعۂ راج گڈہ کی فتح کو چلا۔ یہہ قلعہ نہایت تنگ وتاریک مقام پرسیواجی نے تعمیر کیا تھا۔ اس کی تسخیر مین شاہی فوج کا بہت نقصان ہوا۔ آخر دو مہینے کے محاصرہ مین ہاجی قلعہ دار نے پناہ مانگی اور قلعہ کے کنجیان حوالہ کین۔ اسکا نام بادشاہ نے نبی شاہ گڈہ رکہا۔ پہر قلعہ ٹورنا فتح ہوا۔ اور وہان سے قلعۂ واکنکیر کا محاصرہ کیا گیا۔ اس قلعہ کی فتح مین چین قلیج خان بہادر آصف جاہ

اور محمد امین خان بہادر تردداتِ شائستہ بجالائے - اور اس محاصرہ مین اکثر نامی سردار مارے گئے - اور فوج شاہی کا بہت بڑا حصہ تلف ہوا - لیکن آخرالامر فتح نصیب ہوئی - اور بادشاہ نے اس قلعہ کا نام رحمن بخش رکھا - انہین ایام مین بادشاہ ردمفاصل کی وجہ سخت علیل ہوگیا - غشی اور بیخودی کی نوبت آئی - بلکہ ایک دو دفعہ ناخوش خبرین بھی مشہور ہوگئین - مگر حکیم حاذق خان (صادق خان) نے چوب چینی کا استعمال کرایا جس سے نفع عظیم ہوا - اب بادشاہ وہان سے کوچ کرکے احمدنگر آیا - اور فرمایا کہ احمدنگر مکان اختتام سفر است بادشاہ کی قلعہ گیری سے مرہٹون کے فساد دور کرنے مین کچھ فائدہ ندیا - ہرچند بادشاہ نے خود اونکے ملک مین آکر تلوار چلائی - اور بہت روپیہ خرچ کیا - کئی ہزار آدمی مارے گئے - بڑے بڑے قلعے فتح کئے - اور مرہٹون کو پے خان وران کیا - مگر وہ بھی اپنے مادۂ سرکشی کو روز بروز زیادہ کرتے گئے -

جب شاہزادہ محمد اعظم نے باپ کے اعلالت کی خبر سنی تو احمدآباد سے آنا چاہا - اور آب وہوا کی ناموافقت کا بھی عذر کیا - لیکن بادشاہ نے اجازت ندی اور لکھا کہ ماہم درایام انحراف مزاج اعلیحضرت عرضداشت ہمین مضمون ارسال داشتہ بودیم در جواب فرمان رسید کہ ہوائے ہمہ جا بایشان سازگار است مگر ہوائے نفس اَمّارہ - لیکن محمد اعظم نے مکرر اجازت چاہی - بادشاہ نے طوعاً وکرہاً طلب فرمایا - اوسنے اپنے بیٹے محمد عظیم کو جو عظیم آباد پٹنہ مین تھا بھی بلالیا - چنانچہ محمد اعظم حضور مین رہکر عمدۃ الملک اسد خان اور ایک جماعت کثیر کو اپنا رفیق بنایا - علاوہ برین اوسکو اپنی شجاعت کا بھی غرور تھا - اور احمدآباد مین کچھ خزانہ اور لشکر بھی جمع کرلیا تھا - اب یہان اس تاک مین تھا کہ بادشاہ کے رکاب مین جو خزانہ اور فوج ہے اوس پر بھی قبضہ کرلے - اور انہین وجوہات بالا سے اپنے برادر کلان محمد معظم بہادر کو کچھ بھی ہستی نہین

سمجہتا تھا۔ اور کام بخش کا تو عدم و وجود اوسکے نزدیک ایک تہا۔ جب بادشاہ نے اوسکی
اطوار و ارادہ پر نظر ڈالی تو یہہ کام کیا کہ محمد کام بخش کو بیجاپور روانہ کیا۔ اور محمد اعظم کو حکم دیا کہ
صوبہ مالوہ چلا جائے۔ جب یہہ دونون شاہزادے روانہ ہوئے تو بادشاہکو بخار شدت کے ساتھہ
چڑہا۔ چار روز تک باوجود اشتداد مرض پانچ وقت کی نماز جماعت کے ساتھہ ادا کی۔ اس
حالت مین حمید الدین خان نے منجمون کی تجویز سے عرضی بہیجی ایک فیل اور ایک دانہ الماس
بیش قیمت صدقہ کیا جائے۔ بادشاہ نے اوس پر لکہا کہ "فیل تصدق بر آوردن طریقہ
ہنود و اختر پرستان است۔ چار ہزار روپیہ نزد قاضی القضات بفرستید کہ بمستحقان رسانند"
اور یہہ بہی لکہا کہ "این خاکسار را زود بمنزل اول رسانند بخاک سپارند و بہ ترتیب تابوت
نہ پردازند"۔ کہتے ہین کہ بیٹون کے نام ملک کی تقسیم کا وصیت نامہ لکہکر حمید الدین خان کو
دیا تھا۔ بعض کہتے ہین کہ اوسکے تکیہ کے نیچے سے نکلا۔ جسمین لکھا تھا کہ معظم شاہ شمالی
اور شمال مشرقی صوبون پر قبضہ کرے۔ اور دلی کو دار السلطنت بنائے۔ اور اعظم شاہ آگرہ
اور جنوب مغرب کے ملکون پر سارے دکن سمیت قابض ہو۔ اور آگرہ کو دار السلطنت
ٹھہرائے۔ مگر گولکنڈہ اور بیجاپور کی دو ریاستین کام بخش پاس رہین"۔ اسکے سوا ایک
اور وصیت نامہ تہا کہ جسمین اوسنے اپنی تجہیز و تکفین کے نسبت یہہ لکہا تھا۔ کہ "ساڑہے چار روپیہ
جو میرے ہاتہہ کی محنت کی ٹوپیون کی سلائی سے بچے ہین۔ اوسمین تجہیز و تکفین ہو۔ اور
آٹہہ سو پانچ روپیہ جو قرآن نویسی کی اجرت سے حاصل ہوئے ہیں۔ مساکین مین تقسیم ہون"۔
الحاصل ۲۸ ذی قعدہ ۱۱۱۸ھ سنہ ۵۱ جلوس روز جمعہ بادشاہ نے صبح کی نماز پڑہکر کلمہ توحید
کا ذکر شروع کیا۔ اور ایک پہر دن چڑہے اس دار فنا سے روضہ رضوان کو تشریف فرما ہوا۔
قاضی و علما و صلحا موافق وصیت کے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے۔ جنازہ کی نماز پڑہی گئی

نعش کو خوابگاہ مین رکھا۔ نواب زینت النسا بیگم اور شاہزادہ محمد اعظم جو اڑدو سے معلی سے ۲۵ کروہ پر تھے۔ زود شنبہ کو آئے۔ محمد اعظم روز دوشنبہ نعش کو اپنے کندھے پر رکھکر دیوان عدالت تک لیگیا۔ اور آگے اوسکو روانہ کیا۔ شیخ زین الدین کے مقبرہ مین بادشاہ نے اپنے حین حیات قبر بنائی تھی وہان وصیت کے موافق دفن کیا۔ اور کئے سیر حاصل دیہات و پرگنات اورنگ آباد کے منجملہ سرکار دولت آباد کے جدا کئے گئے اور پرگنہ خلد آباد کے نام سے موسوم ہوے۔ اور وہ مزار خلد آرامگاہ کے خرچ کے لئے مقرر ہوے۔ بادشاہ کی قبر کا چبوترہ سنگ سرخ کا ہے جسکا طول ۳ گز اور عرض ۲½ گز ہو اور ارتفاع چند انگشت سے زیادہ نہیں ہے۔ تعویذ مجوف ہے۔ کہ اوسکو خاک سے پر کرکے ریحان کو اسمین بوتے ہین۔ بادشاہ کا نام مرنیکے بعد خلد مکان رکھا گیا۔ مدت عمر ۹۱ سال ۱۳ یوم اور ایام سلطنت ۵۰ سال ۲ ماہ ۲۷ یوم تھے۔

عالمگیر خدا پرست۔ سچا دیندار تھا۔ خوف الہی اوسکو ہمیشہ رہتا تھا۔ چنانچہ اوسکے آخری وقت کے خطوط اس امر کی شہادت دیتے ہین۔ کلمات طیبات مین ناظرین ملاحظہ کرین یہان اونکا لکھنا مخوف طوالت ہے۔ عالمگیر کے اعمال وافعال وعقاید حنفی مذہب کے مطابق تھے۔ فرایض خمسکا پابند تھا۔ نماز پنجگانہ مسجد مین جماعت کے ساتھ ادا کرتا تھا۔ سنن ونوافل و مستحبات بھی برابر جاری تھے۔ رمضان المبارک کے تیس روزے اور تراویح وختم کلام مجید بھی ناغہ نہوتا تھا۔ علاوہ رمضان کے روزون کے ہر ہفتہ مین ۳ دن دوشنبہ۔ پنجشنبہ۔ جمعہ کو بھی روزہ رکھتا تھا۔ اعتکاف بھی بیٹھتا۔ زکواۃ ہر سال ارباب استحقاق کو دیتا۔ ادائے مناسک حج کی حد سے زیادہ تمنا تھی مگر بعض مواقع وعوائق کے سبب سے وہ حج نہ کرسکا۔ لیکن حاجیان حج کے ساتھ بہت کچھہ رعایت کرتا تھا۔ ہمیشہ باوضو رہتا۔ کلمۂ طیبہ اور

اذکار و اوعیہ ماثورہ کو پڑہتا۔ لیالی متبرکہ مین شب بیدار رہتا۔ اہل اللہ سے اکثر صحبت رہتی تھی۔ کل ملاہی و مناہی و مسکرات و محرمات سے محترز رہتا۔ کبہی اوس نے شراب کو لب نہین لگایا۔ سوائے۔ وجات حلال کے کسی حرم سے مقاربت نہین کی۔ سرود کے استماع سے بھی۔ کلی پرہیز تھا۔ لباس نامشروع کبھی نہین پہنا۔ ظروف نقرہ وطلا کو مطلقاً کام مین نہین لایا۔ زر و زیور جواہر نگار۔ رنگین لباس خود بھی چھوڑ دیا۔ اورامراء کو بھی منع کیا۔ ضلالت وجہالت۔ مناہی و ملاہی کے رسوم مٹانے مین کمال درجہ سختی کی۔ کسبیون کو شہر کے باہر آبادی سے دور رہنے کا حکم دیا۔ اور امتیاز کے لئے لال کپڑے پہننے کا فرمان صادر کیا۔ چنانچہ اسیوجہ سے انگریزون نے کسبیون کا نام لال بیوی مشہور ہوا۔ عالمگیر نے کسی ہندو کو زبردستی مسلمان نہین کیا۔ بلکہ اوسکے عہد کی تاثیر سے دارالخلافہ کے اطراف مین خودبخود ہندو مسلمان ہوتے جاتے تھے۔ بلغور ثنا۔ نے (محتاج نہا۔ نے) متعدد دارالخلافہ اور شہرون مین غربا و مساکین کے لئے مقرر تھے۔ بادشاہ علوم دینیہ۔ تفسیر حدیث فقہ سے بخوبی واقف تھا۔ علاوہ برین حافظ قران تہا۔ خط نسخ کے لکھنے مین کمال قدرت تھی۔ نستعلیق اور شکستہ بھی خوب لکھتا تھا۔ انشاپردازی اور نظم مین اچھا ملکہ تھا۔ فارسی۔ ترکی۔ چغتائی زبان خوب کرتا تھا۔ فتاوی عالمگیری اسی بادشاہ کے عہد کی نادر و بیمثل یادگار ہے۔ اور خاص بادشاہ کے تصنیفات۔ کلمات طیبات۔ رقائم کرام۔ دستورالعمل آگاہی بیش بہا نسخے ہین۔ اور ایک کتاب آداب عالمگیری ہے جسمین قابل خان نے اورنگ زیب کے مکتوبات جمع کئے ہین۔ وسعت مملکت جس پر عالمگیر بلاواسطہ سلطنت کرتا تھا۔ اسکی شمالی سرحد اوزبکون کی سلطنت تک یعنی خیوا او بخارا کے خانات تک تھی۔ جنوب مین اسکی سرحد وہی تھی۔ جزائب

برٹش گورنمنٹ کے احاطۂ بمبئی اور مدراس کی ہے۔ مشرق مین پوری تک جو اڑیسہ مین ہے۔ اور مغرب مین سومنات تک جو گجرات مین ہے۔ محاصل سلطنت کے حساب مین دو دقتین پیش آتی ہین۔ اول سکون کے قیمت کی تشخیص مین دوم محاصل کی تفصیل مین کہ کسقدر محاصل زمین کی جمع سے لیا جاتا تھا۔ اور کتنا سائر الواب سے اب ان دونون کو بالتفصیل بیان کرنا موجب طوالت ہے۔ علاوہ برین اکثر مورخون کے بیان مین آمدنی سلطنت کے متعلق بہت کچھ اختلاف پیدا ہے چنانچہ برنیر ۲۲ کروڑ۔ تھیونوٹ ۲۶ کروڑ۔ بجتا ورخان ۳۰ کروڑ۔ نقشہ جات سرکاری ۴۰ کروڑ۔ منکی ۴۳ کروڑ۔ رومیوسبو ۳۰ کروڑ۔ ریم ہاکنس ۵۰ کروڑ۔ ڈاکٹر جیمیلی کیری ۸۰ کروڑ۔ طامس صاحب ۰۰ کروڑ لکھتے ہین۔ ان آمدنیون مین ایک اختلاف اور بھی ہے۔ یعنے بعض نے تو کل سارے زمین کی کل آمدنی بھی بتلا یا ہے۔ اور بعض۔ کہتے ہین کہ صرف سائر کی یا زمین کی آمدنی اسقدر تھی۔ واللہ اعلم بالصواب عالمگیر کے اور اوصاف مین سے یہ بھی ایک وصف تھا کہ اوس نے اپنے بیٹون کو طاعت وصلاح و پرہیزگاری و قواعد اطوار سروری و سرداری اور ہر بہت طرح کے ہنر سکہا دئے تھے۔ حافظ کلام اللہ علم ادب سے بقدر ضرورت آگاہ اقسام کے خطوط لکھنے سے ماہر۔ زبان ترکی و فارسی خوب جاننے والے تھے۔ اور بیٹیان بھی عقاید حق اور احکام ضروریۂ دینیہ سے واقف اور تلاوت و کتابت قرآن مجید مین مشاق تہین۔ بادشاہ کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیان تہین۔ جنکے نام و تاریخ ولادت و وفات۔ نقشہ مندرجہ صفحہ (۴۹۷) مین ملاحظہ کیجئے۔

نمبر سلسلہ	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات	نمبر سلسلہ	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱	زیب النسار	۱۰۴۸ھ / ۱۶۳۹ء	۱۱۰۳ھ / ۱۶۹۳ء	۶	زبدۃ النسار	۱۰۶۱ھ / ۱۶۵۱ء	۱۱۱۷ھ / ۱۷۰۷ء
۲	محمد سلطان	۱۰۴۹ھ / ۱۶۳۹ء	۱۰۸۸ھ / ۱۶۷۸ء	۷	اعظم شاہ	۱۰۶۳ھ / ۱۶۵۳ء	۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۸ء
۳	محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ	۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ء	۱۱۲۳ھ / ۱۷۱۲ء	۸	اکبر شاہ	۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۷ء	۱۱۱۶ھ / ۱۷۰۶ء
۴	زینت النسار	۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ء	۱۱۱۰ھ / ۱۷۰۰ء	۹	مہر النسار	۱۰۷۲ھ / ۱۶۶۲ء	۱۱۱۶ھ / ۱۷۰۶ء
۵	بدر النسار	۱۰۵۷ھ / ۱۶۴۷ء	۱۰۸۱ھ / ۱۶۷۱ء	۱۰	کام بخش	۱۰۷۷ھ / ۱۶۶۶ء	۱۱۲۰ھ / ۱۷۱۰ء

بیٹون کے حالات ملاحظہ کیجئے - اول محمد سلطان نواب بائی کے بطن سے - حافظ کلام مجید عربی - فارسی - ترکی - کی نوشت وخواند مین بہرہ کافی رکھتا تھا - دوم محمد معظم شاہ عالم - نواب بائی کے بطن سے - حافظ قرآن - علم قرات وتجوید سے آگاہ ایام شباب کو تحصیل علم مین ایسا صرف کیا کہ علم حدیث مین اوسکو قدوۃ المحدثین کہتے تھے - فقہ مین قرآن وحدیث سے استخراج مسائل کرلیتا تھا - عربی - فارسی - ترکی خوب بولتا تھا - اقسام کے خطوط مین استاد - اکثر شب کو نوافل ادا کرتا نماز ووظائف وتلاوت قرآن مجید روزانہ برابر جاری تھی - اوقات کا پابند - انصاف پسند - رحم دل - سیدہا سادہا تھا - سوم محمد اعظم - دلرس بانو بیگم دختر شاہ نوازخان صفوی کے بطن سے تھا - بادشاہ اوسکو بہت پیار کرتا اور مصاحب بے بدل وبدل نزدیک کہتا تھا - چہارم محمد اکبر - دلرس بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا تھا - پادشاہ اوسکی دوخوبیان بتلاتا ہے ایک نماز جماعت سے پڑھتا

کوئی جمعہ ترک نہین کرتا اور مخالفان دین سے کچھ باک نہین رکھتا۔ دوم مشہد معلی مین امام موسیٰ رضا کے مرقد کی زیارت کی تہی۔ پنجم کام بخش۔ بائی اودیپور کے بطن سے حافظ قرآن کتب متداولہ مین سب بہائیون سے زیادہ ماہر۔ ترکی زبان اور اقسام کے خط لکھنے مین مہارت شجاعت وسخاوت جبلّی تھی۔

بیٹیون کا حال یہہ ہے کہ اوّل زیب النسا بیگم۔ بیگم کے بطن سے۔ حافظ کلام مجید تھی (جسکے عوض بادشاہ نے ۳۰ ہزار اشرفیان دی تہین۔) علوم فارسی وعربی مین بہرۂ تمام۔ اقسام خطوط نستعلیق۔ وشکستہ مین خوشنویس۔ علم کی قدرشناس تصنیف وتالیف مین معروف رہتی تھی۔ علما صلحا۔ فضلا شعرا۔ اکثر انعام سے مستفید ہوتے تھے۔ چنانچہ ملا صفی الدین اردبیلی (جو کشمیر مین رہتا تھا۔) نے اوسکے حکم سے تفسیر کبیر کا ترجمہ کرکے زیب التفاسیر نام رکہا۔ علاوہ اسکے اور بہت سی کتابین اور رسالے اوسکے نام پر تصنیف ہوئے ہین۔ دوم زینت النسا بیگم یہہ بھی بیگم کے بطن سے تھی۔ عقاید حقیہ واحکام ضروریۂ دینیہ سے آگاہ۔ اول درجہ کی سخی تھی۔ سوم بدر النسا بیگم نواب بائی کے بطن سے۔ حافظ قرآن مجید۔ علم دینی سے واقف تھی۔ چہارم زبدۃ النسا بیگم۔ یہہ بھی بیگم کے بطن سے تھی۔ سپہر شکوہ پسر دارا شکوہ سے نکاح ہوا۔ جس مہینہ مین باپ مرا اوسی مہینے مین یہہ بھی مرگئی۔ پنجم مہر النسا بیگم۔ اورنگ آبادی محل کے بطن سے۔ ایزد بخش پسر مراد بخش سے بیاہی گئی تھی۔ ۱۱۱۶ھ مین وفات پائی۔

جلوس محمد اعظم شاہ بہادر

محمد اعظم شاہ جب عالمگیر کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوا تو امرا حاضرین۔ مدمہ محل کی تسلی اور

تالیف قلوب کی - اور مایحتاج سفر کے سرانجام کرنیکا حکم دیا - اور مضمون کے کہنے سے ۱۰ ذیحجہ سنہ ۱۱۱۸
کو تخت شاہی پر جلوس فرمایا - اور سکہ پر یہہ شعر منقوش ہوا - شعر سکہ زد در جہان بدولت و جاہ
بادشاہ ممالک اعظم شاہ ٭ شاہزادہ بیدار بخت جو احمدآباد مین تھا - اوسکو اپنی نیابت مین
مقرر کیا - اور جب ابراہیم خان صوبہ دار گجرات آگیا تو شہزادہ کو حکم ہوا کہ سرحد مالوہ پر پہونچکر حکم
کا منتظر رہے - ابراہیم خان نے احمدآباد مین پہنچکر مراد خان کی معرفت محمد اعظم کا حکم بیدار بخت کو
پہونچایا تو اوس نے کہا کہ "اب ہندوستان کی سلطنت کا کام ابتر ہوگیا - عالمگیر بادشاہ کی قدر
خلقت نہین جانتی تھی - اب اس سے زیادہ کچھہ نہین ہے کہ چند روز میرے باپ کو سلطنت
نصیب ہو اور خونریزی ہو" اس عرصہ مین عید الضحی آئی - ابراہیم خان ناظم نے اعظم شاہ کے نام کا خطبہ
پڑھایا - ابراہیم خان چاہتا تھا - کہ بیدار بخت کو آگرہ جانیکا حکم ہو تو مین ساتھہ جاؤن - اگر اعظم شاہ
کے دل مین بیدار بخت کی جانب سے وسوسہ نہوتا تو اوسکو اکبرآباد بھیجدیتا - جہان بیدار بخت کا
خسر ممتاز خان صوبہ دار تھا - اور وہان نو کڑوڑ روپیہ سوار اشرفی و روپیہ غریب نواز (جو پانسو تولہ
وزن مین تھا) و طلا و نقرہ و آلات غیر مسکوک کے موجود تھا - وہ ہاتھہ آتا - قلعدار منتظر تھا کہ
وارثان ملک مین سے جو بیشتر آئے اوسکو خزانہ و قلعہ حوالہ کرے - یہ کام مصلحت عقل اور رائے
صائب کے موافق تھا - مگر تقدیر الہی مین کچھہ اور تھا -

اب کام بخش کی سنئے کہ اوسکو قلعہ پرینڈہ مین باپ کے مرنیکی خبر ہوئی - اور محمد امین خان ایک
جمعیت کو لیکر اعظم شاہ کے پاس چلا گیا - جس سے کام بخش کے لشکر مین تفرقہ پڑا - لیکن احسن خان
نے باقی لشکر کو تسلی دیکر قلعہ بیجاپور کے تصرف کرنے کے لئے روانہ ہوا - اور نیاز خان قلعدار
سے قلعہ کی کنجیان لین - اب کام بخش نے احسن خان کو منصب پنجہزاری سے سربلند کرکے
بخشیگری پر مستقل اور حکیم محمد محسن کو تقرب خان کا خطاب دیکر قلمدان وزارت عطا کیا - اور

جشن جلوس کرکے خطبہ مین اپنا لقب دین پناہ پڑہوایا۔ اور سکہ* مین یہہ شعر مسکوک کرایا۔ شعر

در دکن زد سکہ بر خورشید و ماہ * بادشاہِ کامبخشِ دین پناہ * اسکے بعد کامبخش نے کلبرگہ

*ہم نے اس کے قبل اسی تاریخ مین ایک مقام پر ناظرین سے وعدہ کیا تھا کہ سکہ کے تاریخی حالات کسیقدر تفصیل کے ساتہہ لکہینگے۔ مگر موقع نہین ملا۔ اب ہم یہان اوس وعدہ کو ایفا کرتے ہین۔

سکہ عربی لفظ ہے۔ جسکے معنے کوچہ۔ محلہ۔ راستہ۔ بازار کے ہین۔ اور وادن آہنی ٹکڑونکا نام ہے جسپر حرف یا تصویر کندہ ہوتی ہے۔ اور اوسکے اندر چاندی اور سونیکی ٹکلی رکہکر نقش ابہارتے ہین۔ عربی مین نذیم و ندم۔ اردو مین بالا پائی۔ اور اصطلاح زبان فارسی مین بمعنی طرز و روش مستعمل ہے۔ اور عرف عام مین اوس فلز مسکوک کو کہتے ہین۔ جسپر بادشاہ یا حاکم وقت کا کچہہ نشان ہو۔ اور داد و ستد خرید و فروخت مین کام آسکے۔ پہلے زمانہ مین سکے مختلف دہاتون کے بنتے تہے۔ چنانچہ یونانیون نے لوہے کا سکہ بنایا تہا۔ پہر تانبے۔ پیتل اور چاندی کا جاری کیا۔ رومیون نے بہت سے سکے بنائے تہے۔ چین مین ابتک پیتل کا صور اقدار پیسہ اور چاندی کا روپیہ رائج ہے۔ ہندوستان اور یورپ مین تانبے کا پیسہ۔ چاندی کا روپیہ۔ اور سونے کی اشرفی چلتی ہے۔ لیکن ہر ولایت مین پیسہ اور روپیہ کے نام مختلف ہین۔ اب بہی سکے مختلف دہاتون کے بنتے ہین زیادہ تر بادشاہون کے سنہ جلوس سے اور کبہی بیادگار واقعات عظیم جاری کئے جاتے ہین۔ ان مین جاری کنندہ کا نام یا تصویر ہوتی ہے۔ اکثر دیوتاؤن اور جانورون کی شکلین۔ درختون اور پہلون کی صورتین بہی بنائی جاتی ہین۔ اگلے زمانہ کے آدمی دہاتون کو صاف کرنا نہین جانتے تہے۔ اسلئے اونکے سکے بدصورت ہوتے تہے۔ شاہان روم نے کئی دہاتون کو ملا کر سکے بنوائے تہے۔ پہلے پہل دنیا مین سکون کا رواج ممالک شرقیہ سے ہوا۔ پہر اور جگہہ پہیلا۔ ابتدا اسکی تانبے سے ہوئی پہر سونے تک پہونچی۔ اس ابتدائی حالت مین کوڑیونکا بہی نام لیا جاتا ہے۔ لیکن یہہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ بجز ہندوستان کے کسی ملک مین کوڑیون نے یہہ رتبہ نہین پایا ہے۔ جو سکہ کی حد مین داخل ہوسکین۔ تاریخون سے یہہ بہی

وو النکیرو کو تسخیر کیا - اور احسن خان کو قلعۂ کرنول کی تسخیر پر بہیجا - یوسف خان قلعدار کرنول نے احسن خان
کو تین لاکہہ روپیہ دیکر اس بلا کو سر پر سے ٹالا - اب یہان سے احسن خان نے ارکاٹ کا رخ کیا - اور

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹۴) پایا جاتا ہے کہ قیمت کا سکہ اول چین مین جاری ہوا - بعض سکے ولادت مسیح سے دو ہزار
سال پیشتر کے ہین - کتب تواریخ یہہ بھی بتا رہے ہین کہ اول چینیون نے کاغذ کا سکہ (نوٹ) تجویز کیا تھا - اس
صدی مین مغل قبلا خان فاتح چین نے اس سکہ کو زیادہ تر رواج دیا - اور ملک فارس مین کیخاتو نے سکہ مذکور
کا ناقص نمونہ جاری کیا -

ابتدا مین دہاتون کے ٹکڑے ہی چلتے تہے - اون پر کچہہ نقش وغیرہ نہوتا تہا - سکہ ہائے یونانکی مقدار
وزن پر محسوب ہوتی تہی - یونان مین طالیت نام سکہ تیس سیر کا تہا - اور بہی مختلف وزن و شکل کے
طالبت تہے - ہیرودطس مورخ کا بیان ہے کہ ملک لیدیا مین جو یونان کے قریب ہے سکون پر نقش
شروع ہوے - یونانی سکون کے حاشئے کٹے ہوتے تہے - اور وہان کا درہم ۶۶ گرین (ایک گرین
آدہی رتی کے قریب ہوتا ہے) کا ہوتا تہا - اور پانچ آنہ مین چلتا تہا - مورخین کے بیان سے پایا جاتا ہی
کہ حضرت مسیح سے چار سو سال قبل یونان مین تانبے کے سکے چلتے تہے - اور تین سو برس پہلے چاندی کے
سکے جاری ہوے - بعض مورخ کہتے ہین کہ سونیکا سکہ فیلقوس بادشاہ مقدونیہ سے پہلے جاری نہ تہا -
لیکن جیلن شاہ جزیرۂ صقلیہ کے طلائی سکے دیکہنے سے پایا جاتا ہے کہ فیلقوس سے پہلے سے جاری تہا
اسلئے کہ جیلن جزیرۂ صقلیہ مین حضرت مسیح سے چار سو اکیانوے برس پیشتر حکمران تہا - رومیون نے
اہل صقلیہ سے سکے سیکہے - اور مدت تک روم مین تانبے کے سکے رائج رہے - پہر چاندی کے جاری
ہوئے - رومیون کا ایک سکہ دس روپیہ قیمت کا تہا - قسطنطین شاہنشاہ روم نے اپنے آخر زمانہ مین
ایک نئے قسم کا سکہ ایجاد کیا تہا - اور اوسکا نام فولس (ضرۃ زر) رکہا تہا - اسکا رواج ترکستان میں اب تک
ہے - روم مین نہایت قدیم سکہ دینارائی تہا - سپیریوٹلون وآدمیون کی شکلین بنی ہوتین سکندر کے سکہ اکثر صاف تہے

اعظم شاہ وسط ذیحجہ میں عمدۃ الملک امیر الامرا اسدخان اور ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ و دیگر امرائے نامدار کو ہمراہ لیکر شاہ عالم کے مقابلہ کو چلا۔ لیکن تین جلیل القدر مغلوں کے سرگروہ سردار یعنے

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹۶) اسلامی سکے دو طرح کے ہیں ایک سکۂ نقرہ دوسرا سکۂ طلا۔ درہم و دینا کا وجود قرآن مجید کی عبارتون میں بھی پایا جاتا ہے جس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہہ نام قدیمی ہین نہ اصطلاحی۔ یہی سبب ہے کہ مختلف بازون مین بھی ایک لفظ مختلف تلفظات سے مستعمل ہے جس سے زبان کے قومی اتحاد کا دعویٰ کیا جاتا ہے کہ عرب مین درہم۔ فارس مین درم۔ لاطینی مین ڈرام۔ اور ہندی مین دام کہا جاتا ہے۔ جزیرہ نمائے عرب نے سلطنت وحکومت پلنے پر بھی کبھی سکہ کو ایجاد نہین کیا۔ بلکہ جس زمانہ مین سلاطین یمن وملوک حیرکا دور دورہ تھا اوسوقت بھی سکہ کو رواج مین دوسرے ہی ملکون کا زیر بار احسان رہا۔ یہی وجہہ ہے کہ لفظ درہم فارسی کا معرب ہے اور دینار (سکۂ طلا) اصل مین قصبۂ دینور کے طرف منسوب ہے۔ جو علاوہ ہمدان ملک فارس کا ایک گاؤن ہے جہان اسیکا دار الضرب تہا۔ اسی مناسبت سے ونار نام رکھا گیا جو کثرت استعمال سے دینار ہوگیا۔ جسکو ہم عربی لفظ سمجھتے ہین۔ حالانکہ عجمی ہے۔ جو قبل از اسلام ملک عرب کا افسر سمجہا جاتا تھا۔ علم حدیث کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی سکہ عجمی درہم و دنیا نہ ہے جو بتعلیم آلہی جاری ہوا۔ جسکو دیکھکر شیطان نے سجدہ کیا اور اپنی کامیابی کا نہایت پر زور آلہ بنایا۔ قدیم تاریخ سے پایا جاتا ہے کہ درہم و دینار کا رواج ملک ایران سے ہے۔ اور آخری زمانہ مین ملک روم نے اوسکی ہمسری کا دعویٰ کیا۔ جس سے ابتدائے اسلام تک عرب میں ایران کے سکے جاری تھے۔ آگے چلکر اسلامی سکہ بھی انہین بدلون سکون کا پیرو بنا۔ ٹہیک اندازہ نہین کیا جاتا کہ عرب مین کتنے سکے جاری تھے۔ تاہم اسقدر ثابت ہوتا ہے۔ کہ درہم کے تین سکے عرب مین رائج تھے عبیدیہ۔ شمریہ۔ بغلیہ۔ اوران سکون کے اوزان بھی مختلف تھے۔ جس سے ایک خفیف کہلاتا تھا جسکو طبریہ بھی کہتے ہین۔ اور دوسرا سکہ ثقیل بعض کا قول ہے کہ چہار دانگ کے درہم کو طبری۔ اور تین دانگ کے درہم کو مغربی اور ایک دانگ کے درہم کو یمنی کہتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے سب کو جمع کرکے مجموعہ کے آدہے کے

خان فیروز جنگ بہادر اور چین قلیچ خان خاندوران خان بہادر (آصف جاہ) و محمد امین خان بہادر نے اعظم شاہ کی بعض بدوضعی و بدسلوکی سے افسردہ خاطر ہو کر ترک رفاقت کی۔ اور اورنگ آباد مین اکر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۹۷) برابر ایک وزن کا درہم جاری کیا۔ فاضل مجتہدی لکھتا ہے کہ پچھلے زمانہ مین درہم دو طرح کا تھا۔ ایک کا نام ہشت دانگی و شش دانگی تھا۔ دوسرا ناقص درہم چہار دانگ کسری زائد۔ (دانگ = ۲ قیراط اور قیراط = ۲ طسوج۔ اور طسوج = ۲ حبہ) دینار سونے کا سکہ ہے۔ جسکا وزن ایک مثقال یعنے بقدر ۱۰/۷ درہم کے (ایک مثقال = ۶ دانگ اور ایک دانگ = ۴ طسوج اور ایک طسوج = ۲ حبہ اور ایک حبہ = ۲ جو اور ایک جو = ۶ خردل اور ایک خردل = ۱۲ فلس اور ایک فلس = ۶ فتیل اور ایک فتیل = ۶ نقیر اور ایک نقیر = ۸ قطمیر اور ایک قطمیر = ۱۲ ذرہ۔ پس اس حساب سے ہر مثقال مین ۹۶ جو ہوتے ہین) طہارت مین درہم کا معیار پیمایش پر ہے۔ مگر معاملات دنیا مین وزن پر ان معاملات کا مدار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مثقال کا اطلاق دینار پر ہوتا ہے۔ حالانکہ دینار پر سکہ کا نام تھا۔ اور مثقال کا وزن جو اطبا کے نزدیک ۴½ ماشہ کے برابر ہوتا ہے۔ اور اصطلاح شرعی مین ۲۰ قیراط اور قیراط تین جو ہے۔ بحساب تین چاول تو مثقال بحساب جو ساٹھ کے برابر ہے ہوتا ہے۔ اور بحساب چاول ۱۲۰ چاول کے برابر اور دوسرا اسکا ڈھائی صنجی کہا جاتا ہے۔ جو تین ربع مثقال صیرفی ہوتا ہے۔ اسی حساب سے درہم کا وزن بھی معلوم ہو گیا کیونکہ مشہور یہی ہے۔ ۱۰ درہم بوزن ۷ مثقال شرعی ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ بہت سی روایات و حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملات باہمی مین بعوض قیمت یا اجرت درہم سے ایک دانگ (ایک دانگ ۶۰ رتی) چاندی بقدر ضرورت توڑ لیا کرتے ہین۔ کیونکہ اس قلیل وزن کا سکہ باعتبار پیمایش بہت بڑا ہوتا ہے کم سے کم انگوٹھے کے پور کے برابر ہوتا ہے۔ اور زیادہ کف دست کے اس پشت کے برابر جو ہاتھ کے پھیلانے مین ہر چہار سمت کے مقابل مین گڑھا سا ہتیلی مین معلوم ہوتا ہے۔ اس پیمانہ کا سکہ قبل اسلام ہی سے مخصوص نہین ہے۔ بلکہ اسلامی سکہ بھی اسی انداز کا بننا شروع ہوا۔ عہد رسول خدا تک تو اس سکہ کا پتا نہین لگتا۔ ہجرت کے بعد سے کہ ہجرت فرما کر جب آپ رونق افروز مدینہ منورہ ہوے تو حکم دیا کہ موافق وزن اہل مکہ معاملہ کرین

اکثر پرگنات پر قابض و متصرف ہوئے۔

اب شاہ عالم بہادر شاہ کے حالات ملاحظہ فرمایئے کہ شاہ عالم کو بادشاہ کو جنکی عمر ۶۲ برس کی تھی پشاور میں پہنچی

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹۶) لیکن حضرت عمر بن الخطاب کے متعلق اسقدر بیان کیا گیا ہے کہ جب زمین کا خراج مقرر کیا گیا تو بڑے سکے کے طالب ہوئے کہ اسی ثقیل سکہ سے ادا کرین جسپر رعایا نے بہت کچھ عذر کیا۔ تب حکم ہوا کہ سکوں کا وزن مساوی کیا جائے جب ہی سے یہ سکہ درہم بغلی رائج ہوا جسکا وزن ۶ دانق تھا۔ اس سکے کے ضراب کا نام راس البغلی تھا۔ اسلئے اسکا نام درہم بغلی مشہور ہوا۔ اسکی شان یہہ تھی کہ ایک طرف تو کسریٰ شہنشاہ عجم کی تصویر تھی جو کرسی پر بیٹھی ہے۔ اور اسکے نیچے بحروف فارسی نوش خور لکھا تھا۔ کیونکہ دراصل یہہ سکہ کسرائی تھا۔ صرف اسکے وزن میں تبدیلی کیگئی تھی۔ لیکن علماے لغت کی تحقیقات اس بارہ میں مختلف ہے۔ بعضون نے بغلی بسکون غین و لام پڑھا ہے۔ اور بعض نے بفتح غین و تشدید لام۔ اس اختلاف لغت کے بعد وجہ تسمیہ میں بھی اختلاف ہے۔ (۱) بغل ایک قصبہ کا نام ہے جو شہر حلہ کے قریب صوبۂ عراق میں تھا۔ اوسکی طرف نسبت ہے۔ (۲) راس البغلی ایک بادشاہ کا نام تھا جسنے خفیف و ثقیل اوزان کو برابر کرکے ۶ دانق والے سکہ کو رائج کیا (۳) راس البغل ضراب کا نام ہے۔ اوسکے طرف اسکی نسبت ہے۔

جس روایت میں حضرت عمر کا نام لیا گیا ہے وہ غلط معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر سکہ بدلنے کی ضرورت لاحق ہوتی تو کسرائی سکہ تصویر دار مجوسی کے جاری کرنیکی کیا ضرورت تھی۔ وہ خود اسلامی سکہ جاری کرسکتے تھے۔ ہان یہہ ممکن ہے کہ رعایا کے عرض و معروض پر انہون نے اس کسرائی سکہ کا لینا قبول کیا ہو۔ جسکا وزن ۶ دانق تھا۔ جسکے موافق آخر میں اسی وزن کے سکے زیادہ تر بنوائے گئے۔ اور وہی مشہور ہوا۔ کوئی مورخ اس امر کا مدعی نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کوئی سکہ جاری کیا ہے۔ بلکہ سب نے اوّلیت اجرائے سکہ کو عبدالملک کی طرف منسوب کیا ہے۔ جو بنی امیہ کا پانچوان فرمان روا اور سلطنت مروانی کا دوسرا بادشاہ ہے۔ کہتے ہین کہ عبدالملک مروان کے زمانہ میں رومی دینار اور کسروی و حمیری دراہم مروج تھے۔ اسکے حکم سے حجاج یوسف نے

کیونکہ پادشاہ نے شاہ عالم کو صوبہ داری کابل پر روانہ کیا تھا۔ الحاصل جب پادشاہ کے مرنیکی خبر سنی
تو اوسی روز پشاور سے کوچ کیا۔ اور لاہور کے قریب منعم خان ۴۰ لاکھہ روپیہ لیکر شاہ عالم کی خدمت میں پہنچا

تھیہ نزبہ بصفر (۹۹۴) درہم پر سکہ لگایا۔ اور ایک گروہ یہہ کہتا ہے کہ حجاج نے دراہم مغشوشہ کو خالص کیا۔
اور اللہ احد اور اللہ الصمد کا سکہ اوسپر لگایا۔ اور ان دراہم کا نام مکروہہ ہوا۔ اسواسطے کہ اس مین خدا کے نام کا
احترام نہین ہوتا تھا۔ آدمیون نے اس تغیر کے سبب سے اسکا نام یہہ رکھا۔ بعد حجاج کے عمر ابن ہبیرہ نے
بعہد حکومت یزید بن عبد الملک عراق کی سلطنت مین دراہم کو حجاج سے بہتر بنایا۔ بعد خالد بن عبد اللہ قسری
والی عراق نے اوسکو زیادہ پاک کیا۔ پھر یوسف عمر نے اوسکو کمال پر پہونچایا۔ یہہ بھی کہتے ہین کہ اول جسنے درہم
پر سکہ لگایا وہ مصعب بن زبیر تھا۔ اور اوسکے طرح طرح کے وزن ۱۰ یا ۹ یا ۶ یا ۵ مثقال کے بنائے جاتے
تھے۔ بعض کہتے ہین کہ اول درہم یا دراہم کی شکل کھجور کی گٹھلی کی سی تھی حضرت عمرؓ فاروق کی خلافت مین اسکی
شکل گول بنائی گئی۔ مولف گنج شایگان لکھتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنا سکہ جاری کیا تھا۔ جو مجھے دستیاب ہوا تھا
یہہ سکہ مختلف نام کا تھا۔ جسپر عبارت بھی مختلف تھی۔ سیکنہ لا الہ الا اللہ۔ الحمد للہ۔ یا قل ہو اللہ احد۔ چنانچہ
یہہ قل ہو اللہ احد والی اشرفیان احدیہ کہلاتی تہین بہر حال یہہ زیادہ ثابت ہوتا ہے کہ درہم و دینار کا اسلامی
سکہ بزمانہ حکومت عبد الملک جاری ہوا۔ نقش دینار بزبان رومی تھا۔ اور نقش درہم بزبان فارسی۔ وجہہ
اوسکی کتاب محاسن و مساوی مین امام ابراہیم بن بیہقی نے یہہ لکھا ہے کہ امام کسائی بیان کرتے ہین کہ ایک روز
مین ہارون کے پاس گیا۔ اور اوسکے سامنے بہت سا مال پڑا ہوا تھا۔ جسکو وہ ارکان سلطنت و خدام مین تقسیم
کر رہا تھا۔ ہارون کے ہاتھہ مین ایک چھوٹا درہم تھا۔ اوسکو بتلا کر مجھسے پوچھا کہ سب سے پہلے کس نے اس
سکہ کو طلا و نقرہ مین جاری کیا۔ مین نے جواب دیا کہ عبد الملک ہارون نے ایجاد کا سبب پوچھا۔ مین نے لاعلمی
ظاہر کی۔ ہارون نے کہا کہ اصل یہہ ہے کہ بزمانہ سابق تمام کاغذ رومیونکے کارخانہ سے آتا تھا۔ اور اہل مصر نصرانی
تہے مروم کے مذہب پر تھے تا بیلہ طراز (مصر کہ) ان سب کاغذ نکا اس عنوان سے ہوتا تھا۔ ابن۔ ابن۔ الخ

شاہ عالم نے اوسکو وزارت کی مبارکباد دی۔ سلخ محرم یا غرہ صفر کو نواح لاہور مین مقام کر کے اپنے
خطبہ اور سکہ کا حکم دیا۔ اور کہا کہ روپیہ کے وزن مین نیم ماشہ بڑہا کر میرے نام کا سکہ لگایا جائے۔ مگر ارباب

تعبیہ نوٹ (صوا ۵۰۰ ھ) ایک کاغذ پر کیہ منحصر ہے۔ بلکہ ظروف۔ پارچہ وغیرہ جو مصر مین تیار ہوتا۔ اون سب پر بھی
معرکہ تھا کیونکہ یہہ کل صنعتین رومیون سے متعلق تہین۔ اور عبد الملک کی خلافت تک بہی رومی معرکہ جاری
رہا۔ چونکہ یہہ معرکہ زبان رومی مین بخط طغرا تہا۔ اسلئے کسیکو خبر نہوئی۔ ایک مرتبہ عبد الملک کو شک ہوا مترجم
کو کہا کہ اسکا ترجمہ عربی مین کرو۔ اوس نے بیان کیا کہ اقانیم ثلثہ اب۔ ابن۔ روح کے نام کا معرکہ اسمین بنایا گیا
ہے۔ عبد الملک نے سنکر کہا کہ یہہ قاعدہ اسلام کے خلاف ہے۔ موقوف ہونا چاہیئے۔ فوراً اپنے بہائی عبد العزیز
بن مروان (جو مصر کا گورنر تھا) کو اس عیسائی معرکہ کی موقوفی کو لکہا۔ اور شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو کے معرکہ کی تیاری
کا حکم دیا۔ جب اس نئے معرکہ نے رواج پایا تو اوسکی خبر قیصر روم کو ہوئی اوس نے ایک خط دوستانہ عبد الملک
کو یہہ لکہا کہ خلفائے سابق نے رومی معرکہ کو جاری رکہا تھا۔ کبھی اعتراض نہین کیا۔ اب جو تم نے اوسکو موقوف کیا ہے
پس یہہ بتلاؤ کہ وہ صواب پر تھے یا بر سر خطا۔ اور اب تم بر سر خطا ہو یا صواب پر۔ اور اس خط کے ساتہہ تحف و
ہدایا بہی روانہ کیا۔ اور قدیم معرکہ کی اجازت چاہی عبد الملک نے تحفہ لیا اور نہ جواب دیا۔ پہر مکرر قیصر نے تحفہ
ہائے سابق المضاعف کر کے بہیجا اور جواب چاہا۔ اس دفعہ بہی عبد الملک نے سفیر کو معہ تحایف واپس کر دیا۔
اب قیصر بہت درہم و برہم ہوا اور سہ بارہ ایک خط یہہ لکہا کہ تم نے میرے ہدیہ کو واپس کیا۔ اور جواب نہ دیا جس
سے میری تذلیل و تحقیر ہوئی۔ اب تمکو لازم ہے کہ میرا ہدیہ قبول کرو اور قدیم معرکہ کی اجازت دو ورنہ قسم ہے
مسیح کی کہ مین سکہ درہم و دینار مین تمہارے پیغمبر کے نام گالیان (نعوذ باللہ) نقش کراؤنگا۔ جو تمہارے ملک
مین مروج ہوگا۔ کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ اسلامی ملک مین سکہ نہین ہے۔ قیصر کے اس خط نے عبد الملک کو
سخت متردد کیا۔ علما۔ فضلا۔ صلحا کو جمع کر کے مشورہ لیا۔ مگر کسی سے جواب بن نہ پڑا۔ آخر روح بن زنباع
مذہبی اعظم نے جرات کر کے عرض کیا کہ تو اس مقدمہ کو جناب حضرت امام باقر سے رجوع کر یہ متحاوم نہین ہے

کی تنخواہ مین دادوستد پہلے ہی سکہ کے وزن کے موافق ہوتی تھی۔ اسلئے یہہ سکہ رائج نہوا۔ یہان اسکا
بیٹا محمد معز الدین صوبہ دار ملتان بھی آگیا۔ اور دوسرے بیٹے محمد اعظم صوبہ دار بنگالہ کو فرمان بھیجا کہ وہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۰۱) حل ہوگا۔ چنانچہ عبد الملک نے گورنر مدینہ منورہ کے نام خط لکھا کہ فوراً اعظم کو تعظیم و تکریم روانہ کرو
جب حضرت تشریف لائے تو یہ سارا ماجرا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کاریگرون کو بلوا کر درہم و دینار کے سکے
ضرب کراؤ۔ اوسکے ایک طرف کلمۂ توحید دوسری جانب اسم مبارک آنسرور کائنات اور اوسکے حلقہ مین نام شہر
و نام ضرب ثبت ہو۔ اسکے بعد آپ نے اوزان یہہ بتلائے۔ کہ اسوقت تین سکے درہم کے جاری ہین
ایک بغلی (جو دس مثقال کے دس ہوتے ہین) دوسرا سمری خفاف (جو ۵ مثقال کے دس ہوتے ہین) تیسرا
(جو ۶ مثقال کے دس ہوتے ہین) یہہ کل ۲۱ مثقال ہوئے اسکو تین پر تقسیم کیا تو حاصل تقسیم ۷ مثقال ہوا
اس ۷ مثقال کے دس درہم بنوائے۔ اور اسی ۷ مثقال کی قیمت کے سونے کا دینار بنایا۔ جسکا خود وہ کم
درہم ہوا۔ سکۂ درہم کا نقش فارسی مین تھا۔ لہذا اسکا نقش بھی فارسی مین رہنے دیا۔ اور دینار کا سکہ رومی
حروف مین۔ کیونکہ اسی انداز کے سکہ کی چلن تھی۔ اور ڈھالنے کا سانچہ کانچ کا بنوایا تاکہ زیادتی اور کمی سے
محفوظ رہے۔ چنانچہ عبد الملک نے ایسا ہی کیا۔ اور رومی سکہ کے استعمال کو موقوف کرایا۔ قیصر روم کے
ایلچی کو حسب ارشاد امام یہہ جواب دیا کہ تو نے جس بات کی دہمکی دی ہے وہ پورا کر۔ مگر خدا وہ سکہ کبھی چلنے نہ دیگا
اب مین نے تیرے سکہ کو اپنے ممالک مین باطل کر دیا ہے۔ جب یہہ جواب قیصر کو پہونچا تو وہ دم بخود خاموش
ہو گیا۔ جب لوگون نے اوس سے کہا کہ اوس سکہ کا اجرا کیون نہین کرتا تو جواب دیا کہ جب اہل اسلام ہمارے
سکہ سے دادوستد نکرینگے تو پھر اس قسم کے سکہ سے کیا فائدہ ہوگا۔ یہ حکایت بیان کر کے ہارون نے
وہ درہم ہاتھ سے پھینکدیا۔ تاریخ خمیس مین ہے۔ کہ یہہ واقعہ ضرب درہم و دینار کا ۷۶ھ مین واقع ہوا۔
اسلام کا پہلا سکہ یہی ہے۔ ورنہ اس سے قبل رومی اور کسرائی سکے جاری تھے اور مختصر جامع سے
نقل کیا ہے کہ نقش سکہ قل ہو اللہ احد تھا۔ اوسکے حروف عربی مین تھے۔ کیونکہ اسکے قبل رومی اور عجمی

اکبرآباد لائیے۔ اسکے بعد خزانۂ لاہور سے ۴۰ لاکھ روپیہ لیکر آگے بڑھا۔ سرہند مین وزیرخان نے ۲۰ لاکھ پیشکش گذرانی۔ اور راہ دور صرف مین شاہجہان آباد کے حوالی مین پہونچا۔ اودہر محمد عظیم الشان سوار

بقیہ نوٹ صفحہ ۵۰۲، حروف کے سکے مروج تھے۔ مگر یہہ روایت لائق قبول نہین کیونکہ مورخ خمیس نے اس تبدیلی کی کوئی وجہ نہین لکھی۔ ہان یہہ ممکن ہے کہ عبدالملک یا کسی اور نے اسکے بعد یہہ اختراع کیا ہو کہ قل ہو اللہ احد کا سکہ کندہ کرایا۔ ورنہ جناب امام سے ہرگز ایسی رائے نہ دی ہوگی جس سے کفار وغیرہ حروف قرآنی مس کرین مضمون مندرجۂ بالا پر دو اعتراض کئے جاتے ہین ایک یہہ کہ حضرت امام زین العابدین کی موجودگی مین (کیونکہ آپکا انتقال ۹۵ھ مین ہوا اور یہہ واقعہ ۷۶ھ کا ہے) عبدالملک نے امام محمد باقر کو کیون طلب کیا۔ حیوۃ الحیوان مین لکھا ہے کہ اسکے قبل عبدالملک نے ایک مرتبہ حضرت امام زین العابدین کو قید کرکے طلب کیا تھا۔ اور کچھہ دور جانے کے بعد ازراہ اعجاز آپ زنجیر کو ذبح کرکے بذریعۂ طے الارض عبدالملک کے پاس پہونچے۔ اور فرمایا کہ مجھسے کیا مطلب ہے۔ عبدالملک بیان کرتا ہے کہ میرا دل خوف سے کانپا اور حجاج کو لکھا کہ فرزندان عبدالمطلب کے قتل سے خوف کرنا۔ چنانچہ ایسی دہشت غالباً عبدالملک کو حضرت کے زحمت دینے سے مانع ہوئی ہوگی۔ اور یہی باعث تھا کہ حضرت امام باقر کی طلبی کے متعلق روح بن زنباع نے عرض کیا۔ کیونکہ ائمۂ اہلبیت کے صغیر و کبیر علوم لدنیہ مین سب مساوی ہین۔ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ نے جابر کو خاص طور پر امام محمد باقر کی بشارت دی تھی کہ حضرت امام حسین کے پوتے محمد نام باقر یعنی شگافتہ کرنے والے علم اولین و آخرین کے ہونگے اور اے جابر تو اونکی زیارت کریگا اور تو میرا سلام پہونچانا۔ دوسرا اعتراض یہہ کرتے ہین کہ اسکے قبل ملک مین مجوسیون کا سکہ جاری تھا۔ اب حضرت عمر کو اپنا سکہ جاری کرنا پڑا۔ سونے اور چاندی کے سکے ڈہلنے لگے۔ لا الہ الا اللہ۔ الحمد للہ۔ سورۂ قل ہو اللہ ان سکون پر مضروب ہوتا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ اسلامی سکہ حضرت عمر کے زمانہ سے جاری تھا۔ اسکی اصل جسقدر تھی۔ وہ حیاۃ الحیوان سے لکھی گئی۔ کہ حضرت عمر نے خود ہی نوشیروانی سکہ جاری کیا تھا

لیکن محمد بیدار بخت کے پہنچنے سے پہلے اکبرآباد آگیا۔ اور مختار خان صوبہ دار کو مغلوب کر کے اوسکا مال ضبط کیا اور خزانہ پر قبضہ کر کے باپ (بہادر شاہ) کو عرضداشت لکھی بہادر شاہ نے اس خبر کے سنتے ہی شادیانے بجانے کا حکم دیا۔ اور شاہجہان آباد سے ۹۰ لاکھہ روپیہ لیکر اکبرآباد کے طرف چلا۔ اکبرآباد کے خزانہ مین تیرہ کروڑ روپیہ نقد اور اشرفیان و روپیہ غریبہ از بیحد و بیشمار تھا۔ چنانچہ شاہ عالم نے چار کروڑ روپیہ اور اشرفیان خزانہ سے نکال کر ملازمان قدیم و جدید کی تنخواہ تقسیم کی۔ اور شاہزادون و امراے نامی کو لاکھون روپیہ انعام دیا۔ اور خان زمان کو ہفتہزاری ہفتہزار سوار کا منصب اور صاحب السیف والقلم وزیر باذبہنگ جملۃ الملک بہادر ظفر جنگ کا خطاب سرفراز کر کے وزارت حوالہ کی۔ کہتے ہین کہ شاہزادہ محمد عظیم الشان صوبۂ بنگالہ سے ۱۱ کروڑ روپیہ ہمراہ لایا تھا۔ اور تیس ہزار سوار کی موجودات باپ کو دکھلائی قیاساً اسی ہزار سوار تھے۔ اور محمد اعظم شاہ توپخانہ اور ۳۵ ہزار سوار موجودی جو بحساب فوجبندی ۸۰ یا ۹۰ ہزار سوار ہوتے ہین ہمراہ لیکر بھائی سے لڑنے چلا۔ جب محمد اعظم گوالیار

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۰۴) جسپر نوشیروان کی تصویر تھی۔ اور اوسکے سامنے نوشخور لکھا ہوا تھا۔ نہ کہ لا الہ الا اللہ کا سکہ جاری کیا ہو یا سورہ الحمد۔ یا قل ہو اللہ احد۔ دوسرا مورخ لکھتا ہے کہ رسول اللہ کے وقت مین نوشیروان کا سکہ جاری تھا۔ جسپر اوسکا نام اور آتشکدہ کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ اور ہرقل بادشاہ روم کا بھی سکہ جاری تھا۔ جسپر حضرت عیسیٰ کی نصف تصویر بنی ہوی تھی۔ لیکن علامہ دمیری نے نوشیروان کی تصویر کو لکھا ہے۔ مگر آتشکدہ کا ذکر نہین کیا۔ اسلامی سکہ کے اجرا کی بابت بھی قول متفق ہے کہ اسکی ابتدا بعہد عبد الملک بتعلیم حضرت امام محمد باقر ہوئی۔ اور اوسکے قبل مختلف سکے جاری تھے۔ کسی اسلامی بادشاہ نے اسپر توجہ نہین کی تھی۔ اب ہم اس سکہ کے مضمون کو جو بہت طویل ہوگیا ہے اس مقام پر ختم کرتے ہین ان شاء اللہ تعالیٰ آیندہ کسی مناسب موقع پر شاہان ہند و یورپ کے سکون کے نقش و اشعار و اوزان وغیرہ درج کرینگے ۱۲ مؤلف

اوسکو معلوم ہوا کہ شاہ عالم اور محمد عظیم بڑے لشکر کے ساتھ اکبر آباد مین موجود ہین۔ یہہ
سنکر اپنی حقیقی بہن زیب النساء اور فضول اسباب گوالیار مین چھوڑا۔ بیدار بخت کو۔
ہراول کیا۔ اور ۲۵ ہزار سوار لیکر اکبر آباد متوجہ ہوا۔ جب بادشاہ نے اوسکے آمد
کی خبر سنی تو ایک نصیحت نامہ یہہ لکھا کہ باپ نے جو وصیت نامہ تقسیم ملک کے بابین
لکھا ہے جسمین دکن کے کل ۶ صوبون مین چار صوبے۔ یہ صوبہ احمد آباد کے تم
کو دئے جائین۔ انکے سوا مین ایک دو اور صوبے بھی تم کو دیتا ہون۔ کیونکہ مین نہین
چاہتا کہ مسلمانون کی خونریزی ہو۔ اگر اس پر ناراض ہو تو بہتر یہہ ہے کہ تم ہم مقابلہ
کرین۔ دیکھین پروردگار عالم کسکو فتح نصیب کرتا ہے۔ اعظم شاہ نے اس نصیحت نامہ
کو دیکھکر بر آشفتہ ہوا۔ اور کہا کہ اس عقل و ہوش باختہ نے گلستان بھی نہین پڑھی
جسمین شیخ سعدی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ دو بادشاہی در اقلیمے نگنجند۔ اور آستین چڑھا کر
یہہ شعر پڑھا۔ بیت چو فردا برآید بلند آفتاب + من و گرز و میدان و افراسیاب +
اسکے بعد بہادر شاہ کو معلوم ہوا کہ محمد اعظم شاہ آب چنبل پر تصرف کرنا چاہتا ہے
اس لئے اوس نے حکم دیا کہ خانہ زاد خان و صف شکن خان و آغر خان معبر آب
پر تصرف کرین۔ اور دشمن کی فوج کو دریا سے نہ اترنے دین اور آپ اپنے چارون
بیٹون معز الدین (جہاندار شاہ) محمد عظیم (عظیم الشان)، رفیع القدر (رفیع الشان) خجستہ
اختر (جہان شاہ) کو ہراول۔ جرانغار۔ برانغار۔ ملتمش۔ پر مقرر کرکے مع فوج
جرار سوار ہوا۔ اودہر اعظم شاہ اپنے بڑے بیٹے بیدار بخت کو مقدمۃ الجیش بنایا
اور دوسرے بیٹے والاجاہ کو دست راست پر تعین کیا۔ اور تیسرے بیٹے
عالی تبار کو (جو خورد سال تھا) اپنے ساتھ ہاتھی پر بٹھا کر مقابلہ کو چلا۔ جب طرفین سے

مقابلہ ہوا۔ پہلے دفعہ اعظم شاہ کا پلہ بھاری رہا۔ مگر اسکے بعد جنگ کا رُخ پلٹ گیا
ہرچند ذوالفقار خان نے جنگ کے ملتوی کرنے کے لئے معروضہ کیا مگر اعظم شاہ کی
ضدی طبیعت نے نہ مانا۔ اور ہنگامہ کارزار برابر گرم رکھا۔ اس اثنا میں اعظم شاہ
کے امرائے نامی مین خان عالم۔ امان اللہ خان۔ منور خان۔ تربیت خان۔
قطب خان۔ راجہ رام۔ راجہ دلیپ سنگھ وغیرہ کشتہ ہوئے۔ اس پر اور غضب
یہہ ہوا کہ بیدار بخت وہ والا جاہ بھی قتل ہو گئے۔ جب اعظم شاہ نے دونون کے
مرنیکی خبر سنی تو ایک آہ سرد کھینچی اور شہزادۂ عالی تبار جو ہاتھی پر ہمراہ تھا۔ اوسکو سپہ
نیچے سلار کہا۔ اتنے مین اعظم شاہ کے لشکر کو شکست فاش ہوئی۔ اور وہ خود
بھی زخمون مین چور سکرات کی حالت مین گرفتار تھا کہ رستم دل خان نے ہاتھی پر سوار ہوکے
اوسکا سر جدا کیا۔ اور بہادر شاہ کے ہاتھی کے پاؤن تلے ڈالدیا۔ اور مبارکباد
دیح بہادر شاہ نے اوسکے طرف تند نگاہ سے دیکھا اور آنکھون مین آنسو بھر آئے
اس اثنا مین۔ آصف الدولہ اور اوس کا بیٹا ذوالفقار خان رومال سے ہاتھہ
باندہکر حاضر ہوئے۔ بہادر شاہ نے اونکے ہاتھہ کھلوائے۔ اور ملبوس خاص
عنایت کیا۔ بعد ازان آصف الدولہ کو منصب نہ ہزاری ہفت ہزار سوار اور
وکالت کل کے جلیل القدر عہدہ سے سرفرازی بخشی۔ منعم خان کو جملۃ الملک کا
خطاب اور وزارت اعظم کا عہدہ مرحمت فرمایا۔ اور بھائی کے بیٹے شاہزادۂ
عالی تبار پر ترحم کرکے مادام الحیات اپنے بیٹون کی طرح رکھا۔ اور عزت کے
ساتھہ مطلق العنان کیا۔ پھر دو رکعت نماز شکر ادا کرکے عالی تبار محمد بیدار بخت
کے بیٹون بیدار دل وغیرہ کو بلایا۔ اور گلے لگایا۔ پدرانہ دست شفقت

اونکے سر پر رکھا - اور محمد اعظم و بیدار بخت و والاجاہ کی لاشون کو غسل و کفن کے بعد ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرایا - اور خانخانان (جسکو اس لڑائی مین بہت گہرا زخم لگا تھا) کی عیادت کو گیا - اور یار وفادار سے مخاطب کیا - ایک کروڑ روپیہ نقد و جنس انعام دیا - اور باقی امرا کو بھی خطابات و انعامات سے ممتاز کیا - اور اپنے چارون بیٹون کو خطابات و مناصب اعلیٰ سے مفتخر فرمایا - اسکے بعد پادشاہ نے راجہ اجیت سنگہ کی شورش و فساد کو مٹایا - آخر اوس نے مجبور ہو کر اطاعت کرلی - اب بادشاہ نے محمد کام بخش کو لکھا کہ "والد نے تمکو بیجاپور کی صوبیداری دی تھی - لیکن مین حیدر آباد کی صوبہ داری اوس پر ایزاد کرتا ہون اور زمانہ قدیم سے جو پیشکش داخل ہوتی ہے - وہ بھی معاف کیجاتی ہے - مگر شرط یہہ ہے کہ رعایا کے امن و آرام مین کوشش کرو - اور میری خوشنودی کو مدنظر رکھو"۔

اودہر کام بخش کی سنئے کہ اوس نے احسن خان کو ہمراہ لیکر حیدر آباد کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا اور رستم دل خان صوبہ دار حیدر آباد کو پیغام التیام افزا سے اپنا طرفدار بنایا - چنانچہ رستم دل خان ۵ ہزار سوار سے کام بخش کے پاس حاضر ہوگیا - مگر قلعدار نے یہہ عذر کیا کہ "جبتک بادشاہ کا حکم نہ آئے مین قلعہ پر قبضہ نہین دے سکتا" جب اوس نے صاف جواب دیدیا تو یہہ مصلحت ٹھہری کہ قلعدار پر رسد و غلہ مسدود کیا جائے - اس اثنا مین بعض بدخواہون اور مفسدون نے کام بخش کو یہہ سمجھایا کہ رستم دل خان - احسن خان - سیف خان - احمد خان یہہ چارون اتفاق کرکے آپکو جامع مسجد مین جمعہ کے روز قید کرنیکی تجویز مین ہین - چونکہ کام بخش اول ہی سے سودائی مزاج تھا - جب یہہ سنا تو نہایت آشفتہ ہوا - اور چارون کو قید کرکے طرح طرح کے عذاب دیکر مار ڈالا انہین ایام مین بہادر شاہ کا ایلچی معتبر خان وہ خط لایا - اس موقع پر اون مفسدون نے کام بخش کے یہہ ذہن نشین کیا کہ بادشاہ نے معتبر خان کو آپکے قید کے لئے روانہ کیا ہے - اس بات کے سنتے ہی

کام بخش نے حکم دیا کہ ایلچی کے ہمراہ جسقدر آدمی آئے ہین وہ اپنا نام لکھکر لائین تاکہ اونکو یومیہ وغیرہ مقرر کیا جاے۔ اس یومیہ کی شہرت سے اکثر طالعلمون وغیرہ کو ناحق بلامین پہنسایا یعنے اون لوگون نے ایلچی سے ملکر اپنا نام بہی ہمراہیون مین لکھا دیا۔ اب کام بخش نے اون لوگونکو دعوت دیکر طلب کیا جب وہ آئے تو سب کو قتل کرڈالا۔ اور ایلچی کو قید کیا۔ بادشاہ کا جواب نہایت سخت و درشت لکھا۔ جب بہادر شاہ نے کام بخش کی ظلم و زیادتی اور خودسری کی خبر سنی اور جواب لاطائل دیکھا تو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ اور آخر شوال مین حیدرآباد کے قریب پہونچا۔ بہادر شاہ کے ہمراہ (۸۰) ہزار سوار تھے۔ اور کام بخش کی حالت یہہ تھی کہ اوسکی قتل و خونریزی کے باعث اکثرون نے اوسکا ساتہہ چہوڑ دیا تھا۔ جب بہادر شاہ کے مقابلہ کو نکلا تو صرف چار سو سوار ساتہہ تھے۔ اس دیوانگی کو اوسکے ملاحظہ کرکے بہادر شاہ نے اپنے بیٹون اور خانخانان کو مقابلہ کے وقت تاکید کی کہ کسیطرح کام بخش کو زندہ دستگیر کرین۔ مگر افسوس ہے کہ مقابلہ مین کام بخش سخت زخمی ہوکر گرفتار ہوا۔ اور اوسکی مختصر فوج شکست کہاکر بہاگ گئی۔ کام بخش کا ایک بیٹا فیروزمند بہی اس لڑائی مین مارا گیا۔ جب کام بخش کو بہادر شاہ کے روبرو لائے تو بہادر شاہ بہت رویا۔ اور جراحون کو علاج کے لئے تاکید کی۔ مگر کام بخش علاج کا مانع ہوا۔ اور بہادر شاہ سے کہا کہ میرے ہاتہی پر ایک چہوٹا صندوق سربمہر ہے۔ جسمین اکثر وہ قیمتی جواہر ہین جو اعلیحضرت نے مجہکو دئے تھے۔ وہ تمہارے لئے تحفہ ہے۔ اس گفتگو کے بعد کام بخش کی روح پرواز کرگئی۔ اور بادشاہ نے ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرنیکا حکم دیا۔ اور اوسکے بیٹے محی السنہ وغیرہ کو مطلق العنان کہا اور تین روز تک مراسم تعزیت ادا کی۔

اب کسیقدر حالات ساہو خلف سنبہاجی کے بیان کئے جاتے ہین۔ اسکے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ جب ساہو گرفتار ہوکر آیا تو عالمگیر نے اوسکو کمسن دیکھکر عذاب و شکنجہ مین نہین کہینچا بلکہ منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار۔ راجہ کا خطاب و خلعت عطا کرکے ممتاز کیا۔

اور اوسکے دونون چھوٹے بہائی مدن سنگھ۔ واود ہو سنگھ پر بھی کمال مہربانی مبذول فرمائی۔ اور کسیطرح کا قید وبند اونکے ساتھہ نہین رکھا مگر گرفتن و بچہ مار نگاہداشتن و آتش کشتن و انگر گذاشتن کار خردمندان نیست کا بالکل خیال نرکھا۔ چنانچہ جب عالمگیر کا انتقال ہوگیا تو راجہ ساہو نے ذوالفقار خان نصرت جنگ کی سفارش سے حسب الحکم اعظم شاہ پوری پوری مطلق العنانی حاصل کی۔ اور اعظم شاہ کو بہادر شاہ کے جانب لڑائی مین متوجہ پاکر آپ سرحد دکہن سے پچاس ساٹہہ آدمیون کے ہمراہ شاہزدہ کی رفاقت سے جدا ہوا وہان سے موہن سنگھ زمیندار بیجاگڈہ اور رانبو مرہٹہ معروف بہ پانڈاڈاکو کے پاس آکر اون کے ذریعہ مرہٹون کی فوج عظیم جمع کرکے اپنے آبائی قلعے تسخیر کرنا شروع کیا۔

انہین ایام مین نیماجی سندیہیا لوٹ مار سے تائب ہوکر بادشاہ کی ملازمت اختیار کیا۔ اور ابتدائے عہد خاندان تیموریہ مین یہ قاعدہ تھا کہ ایک خطاب دو آدمیون کو نہین دیا جاتا تھا۔ لیکن اس عہد مین صفدر خان ناظم متعینہ احمد آباد کا یہہ خطاب موروثی تہا۔ اور وہ دوسرے شخص کو بادشاہ نے عطا کیا تو صفدر خان نے اپنے خطاب کی بحالی چاہی۔ بادشاہ نے اوس پر یہہ لکھا کہ "بحال بحال گو دیگرے ہم داشتہ باشد"۔ چنانچہ اس روز سے ایک خطاب دو تین آدمیون کو ملنے کا عیب جاتا رہا اور اسی طرح منصب۔ نوبت۔ نقارہ۔ فیل۔ جیغہ۔ سرپیچ کے ملنے مین پایہ و مراتب کا اعتبار نہین رہا اور اسی سال بابو ریلئے ڈاکو رجوات کا سیندہی فرمان تھا۔ اور لوٹ مار سے بہت کچہہ دولت جمع کی تھی۔ شاہ پور مین ایک گڈہی بناکر اوسکے اطراف واکناف کو تاخت وتاراج کرتا رہتا تھا۔) گرفتار ہوکر اپنے کردار بد کی سزا کو پہونچا۔ اوسکا سر بادشاہ کے پاس بہیجا گیا۔ اور اعضا حیدرآباد کے دروازے پر لٹکائے گئے۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ راجپوتون نے نواح اجمیر مین شورش مچائی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ انکی سرکوبی کیلئے

روانہ ہوا۔ جب دریائے نربدا عبور کیا۔ تو معلوم ہوا کہ دارالخلافہ پنجاب مین سکہون کا فساد روز بروز
ترقی پذیر ہے۔ لیکن بادشاہ نے سونچا کہ سکہون کا فساد مثل راجپوتون کی سرکشی اور شورش کے

۱؎ سلطان بہلول لودہی کے زمانہ مین کاتک سدی پورنماشی سمت ۱۵۲۶ مطابق ۱۴۶۹ء کو موضع تلونڈی تحصیل شرقپور ضلع لاہور
مین گورو نانک پیدا ہوئے۔ انکی پیدائش کی جگہ ایک پختہ عمارت نانکانہ بنی ہوئی ہے۔ جہان میلا ہوتا ہے۔ انکے باپکا نام
کالو چند بیدی تہا۔ جو قوم کا کہتری۔ اسکے حسب ونسب کو راجہ رام چندر سے سلسلہ ملاتے ہین۔ اور اونکے کرامات وغیرہ کو سکہہ
بہت بیان کرتے ہین۔ مسلمان یہہ کہتے ہین کہ سید حسن درویش (جو صاحب کشف وکرامت تہے) کی نظر توجہ سے گورو نانک
اپنے آبائی مذہب سے برگشتہ ہو کر فقرا صوفیہ کے زمرہ مین شریک ہوئے۔ اُنکا مذہب مثل کبیرداس کے تہا۔ اور
خاص مطلب صلح کل یعنے ہندو اور مسلمانون کو متحد کرنا چاہتے تہے۔ معراج کے باب مین نانک کا یہہ دوہرہ ہے۔
شعر نانک تہہ مین در نہین گئی گیو کس بار ۰ جیسے چہچہہ سے اچہو نکس جات ہے پار ۰ یعنے اے نانک آسمان
مین دروازہ نہین۔ نبی کیونکر چلے گئے۔ جیسے عینک سے نگاہ پار جاتی ہے۔ آخر ۶۹ برس ۱۰ مہینے ۱۰ دن کی عمر مین
اسوج بدی دسمی سمت ۱۵۹۶ بکرمی مطابق ۹۴۶ھ م ۱۵۳۹ء کو دنیا سے سفر کیا۔ نانک کے دو بیٹے تہے ایک سری
چند جس نے درویشی مین گذاری۔ دوسرا لکہمی چند جو مال ودولت کا خواہان تہا۔ کرتارپور مین اوسکی زمینداری بہی تہی۔ جسکی
اولاد کو سکہہ ابتک صاحب زادہ کہتے ہین۔ الغرض گورو نانک کے جانشین اونکے دونون بیٹے بہی نہین ہوئے۔
بلکہ گورو انگد ہوئے۔ جو بعہد سکندر لودہی ۱۵۰۴ء مین بمقام فیروزپور پیدا ہوئے۔ اور سمت ۱۵۸۹ مین نانک کے
چیلے بنے۔ گورمکہی حرفون کو انہون نے ہی ایجاد کیا۔ جنم ساکہی کتاب لکہی۔ کہتے ہین کہ جب ہمایون شیرشاہ سے
شکست پاکر بہاگا تو گورو انگد سے ملا۔ گورو نے تعظیم نکی۔ ہمایون غصہ مین تلوار مارنیکا قصد کیا۔ گورو نے کہا کہ یہہ
شمشیر شیرشاہ پر کیون نہ چلائی۔ وہان سے تو بہاگ آئے۔ اب فقیر پر تلوار چلاتے ہو۔ اس جواب سے ہمایون نے
معافی مانگی تو گورو نے کہا کہ چند سال کے بعد پہر تم ہندوستان کے بادشاہ ہونگے۔ اور اکبر کے پیدا ہونیکا مژدہ دیا۔
الحاصل یہہ گورو سمت ۱۶۰۹ م ۱۵۵۲ء مین بمقام کہنڈور ۴۸ سال ۲ ماہ ۹ یوم کی عمر مین گدی نشین ہوئے۔ ۱۲ سال ۹ ماہ ۹ یوم

مقابل مین کوئی بڑا کام نہین ہے۔ اسلئے بادشاہ نے راجپوتون کی سرکوبی مقدم جانی اور
اجین سے راجپوتانہ روانہ ہوا۔ اور اجمیر پہونچکر اودیپور وجودہ پور کے طرف فوجین بھیجین دو چار

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۱۰) گدی نشینی کی۔ اور ۷۳ سال ۱۱ ماہ ۱۵ یوم مین سفر آخرت کیا۔ ان کے جانشین گورو امرداس
کہوے۔ جو بعہد سکندر لودہی ۹ بیساکہ بدی سمت ۱۵۳۶ مطابق ۸۸۵ھ کو موضع باصر پرگنہ امرت سر مین
تیج بہان بہلے کہتری کے گھر پیدا ہوے۔ سمت ۱۶۰۹ مین گورو انگد نے گدی پر بٹھایا۔ کہتے ہین کہ اکبر نے بھگوانداس
کہتری کو گورو کے پاس بہیجکر چتوڑ کے فتح کی دعا چاہی۔ گورو نے کہا کہ جب ہماری باولی کا کڑہ پہونچیگا تو چتوڑ گڈھ
ٹوٹیگا۔ اکبر نے کاریگرون کو بہیجکر ۱۶۱۶ء مین باولی کا کڑہ توڑوا دیا۔ اوسیوقت چتوڑ گڈہ فتح ہوگیا۔ آخر گورو
امرداس نے ۲۲ برس گدی نشینی کرکے ۹۵ سال ۲ ماہ ۳ یوم کی عمر مین انتقال کیا۔ ان کے جانشین
گورو رام داس ہوئے۔ جو گورو امرداس کے داماد تھے۔ اور ۲۲ کاتک بدی دوج سمت ۱۵۹۱ م ۱۵۳۳ء
کو لاہور مین بعہد شیر شاہ ہرداس سودہی کے گہر پیدا ہوئے۔ کہتے ہین کہ جب اکبر لاہور کو گیا تو گورو سے ملنے
آیا۔ اور موضع سلطان ونڈ و تونگ وغیرہ قصبات گرد و نواح کی زمین گورو چک کے ساتھ شامل کرکے گورو جی کو
دیدی اور سند معافی لکھدی۔ امرت سر اسی زمین پر گورو جی نے آباد کیا۔

گورو رام داس کے تین بیٹے پرتھی چند۔ مہادیو۔ ارجن تھے۔ گورو جی نے ارجن کو گدی پر بٹھا کر ساون
سمت ۱۶۳۸ مین بعمر ۴۹ سال ۱۰ ماہ ۱۴ دن دنیا سے چل بسے۔ گورو ارجن بیساکہ سدی ستمی ۱۶۲۰ م ۱۵۶۳ء
کو بعہد اکبر شاہ موضع گوبند وال مین پیدا ہوئے تھے۔ انہون نے اپنے فرقہ کو بہت ترقی دی اور ہزارہا لوگون کو
اپنے فرقہ مین شامل کیا۔ چنانچہ اسی گرو کے عہد سے سکہون مین فقیری کے ساتھ دنیا داری شروع ہوئی
سکہون کی پوتہیون مین لکہا ہے کہ دنیا کی دولت گورو نانک سے ۱۲ کوس کے فاصلہ پر اور گورو انگد سے
۶ کوس پر اور گورو امرداس کے دروازہ پر اور گورو رام داس کے قدمون پر اور گورو ارجن کے گہر مین تہی
گورو رام داس کی اولاد مین گدی کے لئے ہمیشہ جھگڑے اور فساد ہوتے رہے۔ اور گورو ارجن سے

موکون کے بعد راجپوتون نے اپنے تقصیرات کی معافی چاہی۔ اور بعض شرائط پیش کین چونکہ بادشاہ کو سکھون کے طرف سے اندیشہ تھا۔ اسلئے اوس نے راجپوتونکے شرائط کو بتقاضا روقت

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۱۱) پہلے کسی گورو کے عہد مین گورون کے خرچ کے لئے سالانہ یا ششماہی روپیہ وصول نہین ہوتا تھا۔ مگر گورو ارجن نے ہر تعلقہ مین ایک کارکن مقرر کیا۔ جو دسوندھ (دسوان حصہ) جمع کرتا تھا۔ چنانچہ اس طریق سے انہون نے لاکھون روپیہ پیدا کیا۔ اور امرت سر کے تالاب کے اندر مندر بنایا اور اسکی بنیاد میان میر فقیر سے رکھوائی۔ احمد شاہ بادشاہ کابل نے سمت ۱۸۱۸ مین یہ مندر ڈہا دیا تھا۔ اس گورو کے زمانہ مین امرت سر مین بڑی رونق ہوئی۔ ساہو جی نے ۲۲ ذاتون کے آدمیون کو اکراسمین بسایا۔ آخر گورو ارجن نے دیوان چندو لال کے ظلم سے جیٹھ سدی چوتھ سمت ۱۶۶۳ م ۱۶۰۶ء مین پرلوک گون ہوے ۴۳ برس کی عمر تھی۔ ان کے بیٹے گورو ہرگوبند (جو اساڑھ سمت ۱۶۵۳ م ۱۵۹۵ء مین پیدا ہوے تھے) بعمر ۱۱ سال سمت ۱۶۶۳ مین گدی نشین ہوئے۔ اب گورو نے فقیرانہ طریقہ کے خلاف کمر مین دوہری تلوارین باندہین۔ اور سپاہیانہ ترتیب مین مہارت پیدا کی۔ چندو لال سے اپنے باپ کا بدلہ لیا۔ اور ظاہری اسباب درست کرکے فقیر سے راجہ بنگئے۔ اور دربار امرت سر کے سامنے ایک چبوترہ موسوم بہ اکال بنگاہ تیار کرکے دربار داری شروع کی۔ اس گورو نے اکثر لڑائیان بادشاہ (شاہجہان) سے لڑی ہین۔ آخر ۴۸ سال ۹ ماہ ۲۲ یوم کی عمر مین، ۳۷ برس، ۱ ماہ گدی نشینی کرکے ۵ اچیت سمت ۱۷۰۱ کو دنیا سے چل بسا اب گورو ہرگوبند کا پوتا گورو ہر رائے گدی نشین ہوا۔ داراشکوہ اسکا بہت معتقد تھا۔ انہون نے ۳۱ سال کی عمر مین، ۱۷ سال ۵ ماہ ۸ یوم گدی نشینی کرکے ۱۶۶۱ء مین اس سنسار کو چھوڑا۔ اور انکا بیٹا ہرکرشن ۵ سال ۳ ماہ ایک یوم کی عمر مین جانشین ہوا۔ مگر اوسکا بڑا بھائی رام رائے اورنگ زیب کے پاس فریاد کیا کہ وہ قابل گدی نشینی نہین ہے۔ اسلئے اورنگ زیب نے اوسکو دہلی طلب کیا جب وہ دہلی آیا تو چیچک سے مرگیا۔ اسکے بعد گورو ہرگوبند کا سب سے چھوٹا بیٹا گورو تیغ بہادر

منظور کرلیا - اور وہان سے کوچ کرکے لاہور کی سمت چلا - جب لاہور داخل ہوا تو حکم دیا کہ مساجد مین اذان وخطبہ اثنا عشری پڑہا جائے جس پر اہل تسنن نے بلوہ کیا - اور خطیب کو قتل کرڈالا - اور شاہی حکم کو چلنے ندیا - انہین ایام مین تلسی بائی مرہٹن نے ۱۵ یا ۱۶ ہزار سوار سے بیجاپور پر چڑہائی کی - اور میر احمد خان صوبہ دار مارا گیا - شہر پر لوٹ مار سے جہاڑو پہر گئی - اودہر بادشاہ نے محمد منعم خان ورستم دل خان وغیرہ کو بڑی بہاری فوج کے ساتہہ سکہون کے استیصال کے لئے روانہ کیا - سکہون نے بہی خوب دل کہولکر مقابلہ کیا - آخر کو شکست کہا کر قلعہ لوہ گڈہ مین محصور ہوگئے - لشکر شاہی نے سکہون کو ایسا تنگ کیا کہ ہزارہا سکہ فاقہ کشی سے قلعہ مین مرگئے - اور تمام جانور ذبح کرکے کہا گئے - جب بندہ (سکہون کا گرو) نے رستگاری مشکل دیکہی تو ایک کہتری کلا بو نام (تنبا کو فروش) کو لباس فاخرہ اپنی جگہہ پہنا کر بٹہایا - اور خود بہیس بدل کر چلتا ہوا -

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۱۲) سنہ ۱۶ مین گدی پر بیٹہا - اورنگ زیب نے اوسکو دہلی بلایا - چنانچہ ۱۶۷۵ع مین وہ دہلی آیا تو قتل کیا گیا - دہڑ کو الگ چاندنی چوک مین رکہدیا - لکہی نے اوسکو اپنے گہر مین جلایا - جہان سر کٹا تہا وہان ایک مندر بنا ہوا ہے جسکو سیس گنج کہتے ہین اب گورو گوبند باپ کا جانشین ہوا - یہی گورو ہے جس نے سکہون کو فرمان روا بنایا - اور اپنے باپ تیغ بہادر کے انتقام کے درپئے ہوا - اور سب طرح کا سامان جنگ تیار کرکے بادشاہ بنا - لوہ گڈہ - انند گڈہ - پہول گڈہ - فتح گڈہ نام کے قلعے تعمیر کرایا - بہت سے کوہستانی راجاؤن کو شکست دیا - لیکن اورنگ زیب سے انندپور مین بہت بہاری شکست پائی - اور مجبور ہوکر بہاگا - اور اوسکی والدہ اور اوسکے دو بیٹے جانی خان مورنڈہ کے ہاتہہ مارے گئے - جب اورنگزیب مرگیا تو بہادر شاہ نے گورو گوبند کو اپنا معاون بنایا - سکہہ کہتے ہین کہ اعظم شاہ گورو گوبند کے تیر سے مارا گیا اور گورو گوبند بہادر شاہ کے ساتہہ دکن کے سفر مین موجود تہا - گورو کے پیٹہ مین ایک مسلمان نوکر نے زخم لگایا جس سے وہ جانبر نہو سکا - اور کاتک سدی پنچمی سمت ۱۷۶۵ کو چل بسا -

الغرض خانخانان نے کمال کوشش سے قلعہ کو فتح کیا۔ اور خوشی خوشی بندہ کی گرفتاری کے لئے اوسکے مقام پر گیا۔ وہان رکہا گیا تھا۔ جب اصل واقعہ پر خانخانان کو اطلاع ہوی تو بہت پیچ وتاب کہایا اور دریافت سے معلوم ہوا کہ بندہ راجہ برقی کے علاقہ مین پناہ گیر ہوا ہے۔ فوراً خانخانان راجہ کے سر پر چڑہ دوڑا۔ اور راجہ کو معہ مرید گرفتار کرکے پنجرۂ آہنی مین بند کیا اور بادشاہ کے پاس بہیجا۔ اسی اثنا رمین چی قلیچ خان بہادر (آصف جاہ) صوبہ دار اودہ نے بادشاہ کی سفلہ نوازی اور ناقدردانی سے منصب وخدمت کا استعفا پیش کرکے گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور اپنا تمام نقد وجنس فقرا ومساکین مین تقسیم کردیا۔ ۱۱۲۴ھ مین منعم خان خانخانان نے انتقال کیا۔ اب یہ فکر ہوی کہ خدمت وزارت پر کسکو مامور کیا جائے۔ آخر یہ تجویز ٹہری کہ ذوالفقار خان وزارت پر اور خانخانان کے دونون بیٹے بخشی الملکی اور صوبہ داری دکن پر مامور کئے جائین۔ مگر ذوالفقار خان صوبہ داری دکن کو وزارت کے لئے چہوڑنا نہین چاہتا تھا۔ اسلئے اوس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جبتک میرا باپ عہدۂ وزارت پر بدستور سابق نہ مقرر ہو مجہے وزارت کے قبول کرنے مین کوئی فخر نہین ہے۔ الحاصل بادشاہ نے یہ تجویز کی کہ مستقل وزیر مقرر ہوے تک سعد اللہ خان پسر عنایت اللہ خان (دیوان تن وخالصہ) شاہزادہ عظیم الشان کی نیابت مین امور وزارت کو انجام دے۔ انہین ایام مین غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۱۳) گورو گوبند نے دکن مین بابا بندہ بہادر کو اپنا چیلہ بناکے سرہند مین اپنے بیٹون کے انتقام لینے کے لئے بہیجا۔ بابا بندہ قوم کا راجپوت تہا۔ پہلے اسکا نام نراین داس بیراگی تھا۔ جب وہ ناندیڑ صوبہ دکن مین گورو گوبند کا چیلہ ہوا تو اپنا نام بندہ رکہا۔ جسکی لڑائیون کا حال آگے بیان کیا جائیگا۔ لاہور اور اوسکے نواح مین ان سکہون نے بہادر شاہ کے عہد مین مسلمانون پر وہ ظلم وستم کئے ہین کہ معاذ اللہ۔ جسکے سننے سے جسم کانپ اوٹہتا ہے۔ اور آنکہون مین خون اوتر آتا ہے۔ ۱۲ مولف

گجرات مین رحلت پائی - ۱۴ محرم ۱۱۲۲؁ھ کو بادشاہ کے مزاج مین خلل پیدا ہوا - حکم دیا کہ سارے کتے شہر سے باہر نکالدے جائین - اور کوئی ہندو داڑہی نہ رکہے - چند روز کے بعد بادشاہ کی مزاج پر خفقان کا ایسا غلبہ ہوا کہ لاہور مین ۱۹ محرم ۱۱۲۳؁ھ کو راہی روضۂ رضوان ہوا - ۷۲ سال کی عمر پائی - مدت سلطنت پانچ سال ۲ ماہ تہی -

اسکے قبل بیان کیا گیا ہے کہ بادشاہ (بہادر شاہ) کو چار بیٹے تہے جنمین عظیم الشان بہت چلتا پرزا تہا - اور باپ کی زندگی ہی مین تمام امور ریاست پر متصرف ہوگیا تہا - اکثر جلیل القدر فوجی افسر - مالی حکام اوس سے متفق تہے - خزانۂ شاہی بہی اوسیکے قبضہ مین تہا - اوسکے خانگی ملازمون کی تعداد اسقدر بڑہی ہوی تہی کہ باقی تینون شاہزادون کے تمام ملازم اکٹہا کرین تو بہی اوسکے نصف نہین ہوتے تہے - الغرض عظیم الشان نے باپ کے انتقال کے بعد کمال تزک و احتشام کیساتھ میدان جنگ مین خیمہ لگایا - اور جابجا غنیم کے لشکر کی انسداد کیلیے ناکہ بندیان کین - یہہ سب کچہہ کیا مگر امیر الامرا کو اپنے سے سخت ناراض کرلیا - جسکا نتیجہ بہت برا نکلا - اور امیر الامرا معز الدین کے پاس چلا گیا - مہابت خان عظیم الشان کے پاس آیا - جب تینون بہائیون نے عظیم الشان کی صولت و شوکت ترقی پر دیکہی تو آپس مین بالمناصفہ تقسیم کا عہد کرکے عظیم الشان کا مقابلہ کیا - چنانچہ متواتر پانچ روز تک جنگ ہوتی رہی - اور عظیم الشان فوج مخالف مین ایسا گہر گیا کہ نکلنا مشکل ہوا - تیرون اور بندوقون کی بوچہاڑ سے زخمون مین چور ہوکر عماری مین جان دی - بعض مورخ لکہتے ہین کہ عظیم الشان جس ہاتہی پر سوار تہا وہ آدمیونکی نظرون سے غائب ہوگیا - جس سے گمان کیا جاتا ہے کہ توپ کے گولے سے اوڑ گیا - ایک روایت یہہ بہی ہے کہ وہ دریا مین گرپڑا - پہر اوسکا کوئی نشان ظاہر نہوا - اور خزانہ کے ایک سو اسّی ارابے جس مین (۸۰) اشرفیون اور (۱۰۰) روپیون سے بہرے ہوے تہے معز الدین کے

ہاتہہ لگے - ذوالفقار خان نے ثالث بنکر یہہ تجویز کی کہ اوسکو پانچ حصون مین تقسیم کرکے تین حصے معزالدین اور دو حصے دونون بہائیون کو دئے جائین - ارادت خان کا قول ہے کہ معزالدین نے ذوالفقار خان کے مشورہ سے دونون بہائیون کو ہوا بتا یا - فرخندہ اختر نے رفیع الشان کو معزالدین کا ساتہہ دیا - اب جہان شاہ اور معزالدین مین فوج کشی ہوئی - مگر معزالدین کے مقابلہ مین جہان شاہ مفلس و قلاش تھا - اسلئے اکثر اوسکے ہمراہیون نے کنارہ کشی کی - آخر پانچ چہہ ہزار سوار سے جہان شاہ نے مقابلہ کیا - طرفین سے خوب ہنگامہ کارزار گرم ہوا - اتنے مین جہان شاہ کا بیٹا فرخندہ اختر مارا گیا - جہان شاہ کے آنکہون مین اندہیرا چہا گیا - تہوڑی دیر کے بعد ایک گولی جہان شاہ کو بھی لگی - جس سے اوسکی ارمان بہری جان نکل گئی - اب امیرالامرا نے دیکہا کہ رفیع الشان کو بھی ٹہکانے لگا دیئے تو سلطنت مین کوئی کہٹکا باقی نہین رہتا ہے چنانچہ معزالدین کو اس امر پر آمادہ کرکے صبح مین رفیع الشان پر حملہ کیا گیا - اوسکے تمام ہمراہیون نے بیوفائی کرکے بالکل علیحدگی اختیار کی - جس سے رفیع الشان تنہا رہگیا - چونکہ یہہ شہزادہ غیرت دار اور بہادر مزاج تہا - جب ہمراہیون کے فرار کی حالت دیکہی - اور اپنی تنہائی کا خیال کیا تو موت سامنے پہر گئی - فوراً تلوار کہینچکر ہاتھی پر سے کود پڑا - اور جوانمردانہ لڑکر جان دیدی اور اوسکے تین بیٹے محمد ابراہیم - رفیع الدولہ - رفیع الدرجات زخمی ہوئے مگر زندہ رہے - معزالدین نے فتح کا نقارہ بجایا - اور خوش خوش اپنے خیمہ کو گیا - افسوس ہے کہ ان شہزادون کی لاشین تین دن اور تین رات جنگ گاہ مین پڑی رہین معزالدین نے تیسرے روز ہمایون کے مقبرہ مین دفن کرنے کا حکم دیا -

محمد معزالدین جہاندار شاہ بادشاہ

جب معز الدین تینون بہائیون سے فارغ ہوا تو ۲۰ محرم ۱۱۲۴ھ کو ۵۲ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا
اور جہاندار شاہ لقب رکھا۔ محمد کریم و شاہزادہ ہمایون بخت (جو ۱۰۰ سالہ لڑکے تھے) اور جہانشاہ
کے دونون بیٹون اور رفیع الشان کے فرزندون کو قلعۂ شاہجہان آباد روانہ کیا۔ رستم دل خان۔
الہوردی خان۔ مخلص خان کے بند بند جدا کئے گئے حیات خان وغیرہ کو قید نصیب ہوا۔ قوالون
ڈوم۔ ڈہاریون کی بن آئی۔ راگ کا بازار گرم ہوا۔ قریب تہا کہ قاضی قرا بہ کش اور مفتی پیالہ نوش ہو
آصف الدولہ اسد خان کو وکالت اور اسکے بیٹے ذو الفقار خان کو وزارت کے عہدے عطا ہوے۔ اب بادشاہ
لاہور سے دہلی آیا۔ اور اپنی منظور نظر معشوق لال کنور کو امتیاز محل کا خطاب سرفراز کیا۔ اور لال کنور
کے حقیقی بہائی خوشحال خان کو منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار اور اکبر آباد کی صوبہ داری مرحمت کی۔
اور اوسکے چچازاد بہائی نعمت خان کو منصب عنایت ہوا۔ کہتے ہین کہ لال کنور کا سالانہ خرچ دو کروڑ روپیہ
مقرر تھا۔ شاہجہان آباد کی ایک کنجڑن لال کنور کی دوگانہ مشہور تھی۔ اوسکا اقبال ایسا چمکا کہ
اوسکی سواری مین سوار و پیادے چلنے لگے۔ بادشاہ کی یہہ حالت تہی کہ اپنی معشوقہ کو لیکر رات مین
رتہہ پر سوار بازار و خرابات خانون مین جاتا۔ اور ہر ہفتہ بادشاہ اور لال کنور ایک چادر لپیٹ کر خواجہ
نصیر الدین رح کے مزار کے پاس جو چشمہ ہے اوسمین نہلاتے۔ اور اکثر بازار مین کدو۔ لکڑی خرید کرتے۔
بہرحال بادشاہ کی حالت بہت خراب ہوگئی تھی۔ اور امیر الامرا کے ہاتہہ مین مثل کٹ پتلی کے ناچتا تھا
اس اثنا مین خبر آئی کہ محمد فرخ سیر پسر عظیم الشان* (جو بہار کا صوبہ دار تھا) اپنے باپ و چچا کے قتل کی۔

* نوٹ۔ اورنگ زیب نے اپنے پوتے عظیم الشان کو اپنے پاس بلایا تو اوس نے اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگالہ مین اپنا
نائب مقرر کیا تھا۔ ابہی عظیم الشان راستہ مین تہا کہ اورنگ زیب نے انتقال کیا۔ آخر وہ اپنے باپ (بہادر شاہ)
کے پاس آیا۔ اور اعظم شاہ و محمد کام بخش کے مقابلہ مین ساتہہ رہا۔ اور باپ کی بادشاہی مین مدار علیہ بنا رہا۔ یہہ سبب
کہہ بیان ہوا کیا۔ مگر فرخ سیر نے وہان سے حرکت نہ کی۔ اسکے بعد جب بہادر شاہ نے انتقال اور عظیم الشان کو

کیفیت سنکر جنگ کے ارادہ سے دار الخلافہ آرہاہے۔ اور سید حسین علیخان و سید عبداللہ خان اوسکے ہمراہ ہین۔ اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ نے راجی محمد خان بانگپوری کو الہ آباد کا صوبہ دار مقرر کر کے روانہ کیا۔ اور عبداللہ خان کو صوبہ داری سے معزول کیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے اعزالدین کو پچاس ہزار سوار و پیادہ کے ساتھ فرخ سیر سے لڑنے بہیجا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ خوب گہمسان لڑائی ہوئی۔ لیکن اعزالدین ایسا گہبرایا کہ رات کو جسقدر جواہر و اشرفیان اوٹہا سکا لیکر اکبر آباد چلدیا۔ جب صبح کو شاہزادہ کے فرار کی خبر معلوم ہوی تو لشکر نے ہی بغیر مقابلہ کے اپنا راستہ لیا۔ اور اکثر سردار فرخ سیر سے جا کر ملے۔ اس شکست کی خبر بادشاہ کو ہوئی تو وہ بہت پریشان ہوا۔ آخر ۷۰ ہزار سوار اور ایک لاکہہ پیادہ لیکر فرخ سیر کے مقابلہ کو چلا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اکثر نامی سردار مارے گئے بادشاہ پر ایسا خوف چہایا کہ وہ بغیر کسی سے مشورہ کرے اکبر آباد ہوتا ہوا شاہجہان آباد چلا گیا۔ امیرالامرا نے بہت کچہہ زور لگایا مگر بادشاہ کی عدم موجودگی مین سپاہ کا لڑنا دشوار تہا۔ اسلئے بہاگ نکلی۔ اور امیرالامرا بہی بادشاہ کی تلاش مین شاہجہان آباد روانہ ہوا۔ اودہر بادشاہ تبدیل وضع کر کے امیرالامرا کے باپ اصف الدولہ اسدخان کے گہر پہونچا۔ اور فرخ سیر فتح و ظفر کے نقارے بجاتا ہوا۔ اکبر آباد آیا۔ اور اسدخان نے بادشاہ کو نظربند کر کے فرخ سیر کے حوالہ کیا۔ اسکے بعد فرخ سیر نے امیرالامرا اور اسدخان کو طلب کیا۔ جب یہ دونون باپ بیٹے آئے تو امیرالامرا کو تو قتل کیا۔ اور اوسکی لاش کو تشہیر کا حکم دیا۔ اسدخان کی خطا معاف کر کے گہر بہیجدیا۔ مگر تمام جاگیر و منصب ضبط کر لیگئی جہاندار شاہ نے صرف دس مہینے سلطنت کی

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۰) بہائیون نے قتل کر مارا تو دریہ خبر فرخ سیر کو ہوئی تو وہ باپ کا بدلہ لینے کے لئے وہان سے نکلا۔ اور سید عبداللہ خان و حسین علیخان (جو سادات بارہہ سے تھے) کو ہمراہ لیا۔ یہ دونون عظیم الشان کے عہد مین الہ آباد و بہار کے صوبہ دار تھے اور حسین علیخان سے فرخ سیر نے یہ وعدہ کیا کہ اگر مین بادشاہ ہونگا تو تمکو مدارالمہام کرونگا۔ چنانچہ یہ دونون بہائی اودہر اودہر سے لشکر جمع کر کے فرخ سیر کے ہمراہ ہوگئے۔ ۱۲ مولف

محمد فرخ سیر بادشاہ

غرہ ربیع الاول ۱۱۲۳ھ مین محمد فرخ سیر تخت نشین ہوا۔ سید عبد اللہ خان کو قطب الملک و یار وفادار ظفر جنگ کا خطاب ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ اور خدمت وزارت عطا ہوئی۔ سید حسین علیخان امیر الامرا فیروز جنگ بہادر کے خطاب و منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار خدمت میر بخشی سے سرفرازی پائی۔ قلیچ خان بہادر کو نظام الملک فتح جنگ خطاب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب صوبہ داری دکن مرحمت ہوی۔ قاضی عبد اللہ تورانی نے خانخانان۔ میر جملہ کا خطاب منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے مفتخر ہوا۔ ۱۷ محرم ۱۱۲۴ھ کو جہاندار شاہ قتل کیا گیا۔ اور اوسکا سر نیزہ پر لگا کر تمام شہر مین تشہیر کی گئی۔ اس اثنا مین مہاراجہ اجیت سنگھ کی سرکشی کی خبر آئی۔ امیر الامرا حسین علیخان تادیب کے لئے روانہ ہوا۔ مہاراجہ نے صلح کرلی۔ اور اپنی لڑکی بادشاہ کے عقد مین دی۔ اور سالانہ پیشکش بھیجنے کا وعدہ کیا۔ انہین ایام مین میر جملہ کی چالبازیون اور فتنہ انگیزیون سے شاہ و وزیر مین مخالفت ہوگئی۔ اعز الدین پسر جہاندار شاہ گرفتار ہو کر آیا۔ اور اوسکی آنکھون مین سلائی پھیری گئی۔ علاوہ اسکے محمد ہمایون بخت (جو فرخ سیر کا چھوٹا بھائی تھا) و والا تبار۔ (جو محمد اعظم شاہ کا بیٹا تھا) بھی اندھے بنائے گئے۔ اسی ظلم و زیادتی سے بادشاہ کا ایک خورد سال لڑکا مر گیا۔ اور بادشاہ و وزیر کی عداوت کا یہ نتیجہ نکلا کہ چند روز دونون بھائیون نے دربار کا آنا چھوڑ دیا۔ اور اپنی حفاظت کے لئے سپاہ جمع کی۔ لیکن بادشاہ کی والدہ نے اونکے گھر جاکر تسلی و تشفی دی۔ اور پھر بدستور دونون بھائی امور سلطنت کو انجام دینے لگے۔ اب یہہ تجویز ہوئی کہ میر جملہ عظیم آباد کی صوبہ داری پر جائے۔ اور امیر الامرا دکن کی صوبہ داری پر روانہ ہو۔ اور نظام الملک بہادر مراد آباد کے صوبہ دار مقرر ہون۔ چنانچہ اول الذکر دہلی سے اپنی صوبون پر

روانہ ہوگئے۔ جب امیر الامرا دکن پہونچا تو داؤد خان پنی نے مخالفت کی۔ طرفین سے خوب کشت وخون ہوا۔ آخر داؤد خان مارا گیا۔ اور امیر الامرا فتح و فیروزی کے ساتھہ اورنگ آباد داخل ہوا۔ انہین ایام مین عبدالصمد خان دلیر جنگ نے سکھون پر فتح پائی۔ اور بابا بندہ معہ سات سو چالیس سکھون کے گرفتار ہوا۔ بادشاہ نے اون سبکو قتل کرڈالا۔ اور بابا بندہ کو معہ اوسکے بیٹے کے طرح طرح کے عذاب دیکر مارا۔ یہانتک کہ اوسکی پالی ہوی ایک بلی کو بھی مارکر نیزہ پر لٹکایا۔ ۲۰ ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ کو راجہ اجیت سنگھ کی بیٹی کا نکاح نہایت دھوم دھام سے بادشاہ کے ساتھہ عمل مین آیا۔ انگریزی تاریخون مین لکھا ہے کہ بادشاہ اس شادی کرنے سے قبل ایسے مرض مین مبتلا ہوگیا تھا کہ وہ اس شادی کا مزا نہین اوٹھا سکتا تھا۔ اسی زمانہ مین پریسیڈنٹ کلکتہ نے دو ایلچی کمپنی کے جانب سے معہ تحائف بادشاہ کی خدمت مین روانہ کئے تھے۔ اونکے ساتھہ ڈاکٹر گبرائیل ہملٹن بھی تھا چنانچہ اس ڈاکٹر کے معالجہ سے بادشاہ کا وہ مرض جاتا رہا۔ جسکے صلہ مین بادشاہ نے اوسکو کہا کہ جو انعام تیرا جی چاہے مانگ۔ اس ڈاکٹر نے اپنے ذاتی نفع کا خیال نکرکے اپنے قوم کی بہتری کے لئے ہندوستان مین تجارت کی آزادی اور محصول کی معافی مانگی۔ جسکو بادشاہ نے بطیب خاطر عطا کیا۔

گو ظاہراً شاہ و وزیر مین صفائی ہوگئی تھی۔ مگر باطن مین دونون ایک دوسرے کے لئے قابو طلب تھے۔ انہین ایام مین ۷۰۰۰ ہزار سوار و منصبدارون (جو برطرف ہوگئے تھے) نے محمد امین خان بخشی و خاندوران خان نائب امیر الامرا پر حملہ کرکے گھیر دہنا دیا۔ اور یہ مشہور ہوا کہ بخشیون کے اشارہ سے قابو کے وقت شاہ بھی رفیق ہونگے۔ اور قطب الملک کے گھر پر یورش وشورش کرینگے۔ اس خبر کے سنتے ہی قطب الملک نے بھی اپنی فوج متفرقہ کو فراہم کرلیا۔ طرفین سے کشت وخون کی نوبت بھی آئی ۱۱۲۹ھ مین اسد خان۔ آصف الدولہ (پدر ذوالفقار خان مرحوم) نے انتقال کیا اور دکن مین مرہٹون نے امیر الامرا کو ایسا تنگ کیا کہ اوس نے آخر مجبور ہوکر چند صوبوں کی چوتھہ دینے پر صلح کرلی۔

اور بادشاہ سے اوسکی اجازت چاہی۔ مگر بادشاہ نے بعض مفسدون کے بہکانے سے اوسکو منظور نہین کیا۔ اور محمد مراد بخش کشمیری کے (جو رکن الدولہ اعتقاد خان کے خطاب سے ممتاز تھا) مشورہ سے یہ قرار پایا کہ سادات بارہہ کی سرکوبی کیلئے نظام الملک بہادر صوبہ دار مراد آباد۔ اور سربلند خان بہادر صوبہ دار عظیم آباد و راجہ اجیت سنگھ صوبہ دار احمد آباد کو معاون بنانا چاہیئے۔ چنانچہ یہ تینون سردار اپنے اپنے صوبون سے بادشاہ کے حکم پر دار الخلافہ حاضر ہوئے۔ بعد مشورہ سبھون نے عرض کیا کہ پہلے خدمت وزارت کسی کے سپرد کیجائے۔ تا کہ قطب الملک کا زور گھٹے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ وزارت کے لئے میری نظر مین بجز اعتقاد خان رکن الدولہ کے کوئی دوسرا لایق نظر نہین آتا۔ چونکہ اعتقاد خان ایک کم فطرت اور اراذل شخص تھا۔ اور صرف بادشاہ کی عنایت سے اعلی خطاب و منصب پایا تھا۔ اسلئے بادشاہ کی اس گفتگو سے تمام امرا کا دل شکستہ ہوگیا۔ اودہر قطب الملک نے ان امرا کو اعلے مناصب و خطاب کا امیدوار کر کے اپنا طرفدار بنا لیا۔ جب بادشاہ کے ارادون کی خبر امیر الامرا کو ہوئی۔ اور قطب الملک نے بھی بھائی کو لکھا کہ بادشاہ کی نیت بخیر نظر نہین آتی۔ فوراً چلے آؤ۔ تو امیر الامرا اورنگ آباد سے کوچ کر کے دار الخلافہ کے قریب آگیا۔ اور اپنے ساتھہ ۲۰ ہزار سوار مرہٹون کی فوج بھی لیتا آیا۔ اور علانیہ بغاوت پر کمر باندہی بادشاہ کو قطب الملک نے کھلا بھیجا کہ فدوی شرف ملازمت کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ لیکن خوف ہے کہ ملازمان شاہی فدوی کے ساتھہ بدسلوکی کرین۔ لہذا۔ تمام قلعہ کا انتظام فدوی کے تفویض ہو۔ بادشاہ تو زمانہ کی نیرنگیون سے بیخبر تہا۔ فوراً اجازت دیدی اور اپنے علاقہ کے تمام چوکی پہرے برخواست کر دیئے۔ اور قطب الملک نے اپنا انتظام کر لیا۔ اسکے بعد بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور رنج و شکایت کے دفتر کہولے۔ گفتگو نے طول کہینچا۔ بدمزگی کی نوبت آئی۔ اور بادشاہ بددماغ ہو کر محل مین چلا گیا۔ اور قلعہ کے باہر یہ افواہ اوڑی کہ قطب الملک مارا گیا۔ پہر کیا تھا۔ کشت و خون کا بازار گرم ہوا۔ سیکڑون نامی امرا مارے گئے۔ اور ہزارون گہر تاراج ہوئے خصوصاً مرہٹے اس

لڑائی مین بہت تباہ وخراب ہوے - اودہر قطب الملک نے بادشاہ کو محل سے نکلنے کے لئے کہلا بھیجا
مگر کچہہ فائدہ نہوا - اور محل کی کنیزین جنگ کے لئے تیار ہوئین - آخر نجم الدین علیخان اور پسر صلابت خان
روہیلہ محل مین گہس گئے - اور عورتون کو مار پیٹ کی - بادشاہ کا پتا لگایا - اور بڑی بیحرمتی سے باہر نکال
لائے - ہرچند بادشاہ کی مان و بیٹیون اور بیگمون نے منت وسماجت کی - مگر وہان سننے والا کون
تہا - الحاصل فرخ سیر کی آنکھون مین سلائی پہیری گئی - اور قلعہ کے اندر قید کیا - اسکے بعد عورتون کا
تمام زیور لوٹا اور اونکو بیحرمت کیا - فرخ سیر چہہ سال ۳ ماہ ۴ یوم سلطنت کی -

چونکہ فرخ سیر کی قید سے قلعہ کے اندر اور شہر سے باہر ایک ہنگامہ برپا تھا - اسلئے قطب الملک
اور امیر الامرا نے ابوالبرکات رفیع الدرجات پسر خرد رفیع الشان یعنے بہادر شاہ کے پوتے کو
تخت پر بٹہایا - یہ شہزادہ سات برس سے قید تھا - اس عزل ونصب کی تاریخ ایک شخص نے
فاعتبروا یا اولی الابصار کہی ہے -

محمد شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات

بکم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ م ۱۷۱۹ء کو رفیع الدرجات سریر آرا ہوا - اس شہزادہ کی عمر ۲۰ سالہ تھی -
اور مرض دق مین مبتلا تھا - جب تخت نشینی کے رسوم ادا ہوے تو قطب الملک نے اپنے مخالفون
کو قید کیا - اور اونکے گہربار ضبط کئے گئے - راجہ اجیت سنگہہ کی خاطر کل ہنود جزیہ سے معاف
ہوے - اسکے بعد فرخ سیر کو زہر دیکر اوسکا خاتمہ کیا - اور تمام جواہر ومرصع آلات وخزانہ شاہی
پر یہہ دونون بہائی متصرف ہوے - بادشاہ کی شہادت پر دس پندرہ روز نہ گذری تہے کہ
جمادی الثانی ۱۱۳۱ھ کو قلعہ اکبرآباد کے ہزاریون نے نیکو سیر پسر محمد اکبر نبیرہ بہادر شاہ کو جو قلعہ مین

* ۱۰۹۳ھ مین محمد اکبر اپنے باپ اورنگ زیب سے باغی ہوا تہا تو اورنگ زیب نے اوسکے بیٹے نیکو سیر لعد

محبوس تہا اکبرآباد مین بادشاہ بنایا۔ اور سیم وزر پر یہ سکہ لگایا شعر بزر زد سکۂ صاحب قرانی + شہ نیکو سیر تیمور ثانی + جب یہ خبر سادات بارہ کو پہونچی تو اونہون نے راجہ بہیم اور چورامن جاٹ کو اونکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اس اثنار مین رفیع الدرجات کا حال ابتر ہوا۔ اوس نے سیدون سے کہا کہ اگر میرے بڑے حقیقی بہائی۔ رفیع الدولہ کو تخت نشین کر کے میری زندگی مین اوسکے نام کا خطبہ و سکہ جاری کرو تو بڑا احسان ہوگا۔ سادات نے اس امر کو قبول کیا اور رفیع الدولہ کو تخت پہ بٹہایا۔ اس تخت نشینی کے تیسرے روز رفیع الدرجات نے انتقال کیا۔ تین ماہ دس لیم برآنام سلطنت کر گیا

رفیع الدولہ شاہجہان ثانی

۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ کو رفیع الدولہ تخت نشین ہوا۔ اور شاہجہان ثانی لقب پایا۔ اسکے بعد قطب الملک بادشاہ کو لیکر نیکو سیر کی تنبیہ کے لئے فوج شائستہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ طرفین سے کشت وخون کا بازار گرم ہوا۔ تین مہینے تک محاصرہ رہا۔ جب قلعہ کا آذوقہ آخر ہوا تو ہزاریون نے صلح چاہی۔ اور نیکو سیر کو حوالہ کیا۔ قطب الملک نے شہزادہ کو قید مین بہیجدیا۔ اور تین چار سو برس سے جو جواہر و خزانہ اکبرآباد مین دو تین کروڑ کے قریب جمع ہو رہا تہا۔ جسمین ایک چادر مروارید جو شاہجہان نے ممتاز محل کی قبر کے لئے بنوائی تہی۔ اور نورجہان کا اختراع کیا ہوا۔ جوڑہ چوبی اور ایک شیکہ بڑا بیش بہا تہا وہ سب حسین علیخان امیر الامرا کے ہاتھ آیا۔ اور اوسکے بہائی عبد اللہ خان کو صرف اکیس لاکہ روپیہ ملا۔ جس سے دونون بہائیون مین مخالفت و عداوت کے آثار پیدا ہو گئے۔

اس اثنار مین رفیع الدولہ نے مرض اسہال سے سفر آخرت کیا۔ تین ماہ ۱۰ دن برائے نام سلطنت کی۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۲۲) دو بیٹیون کو مقید کر کے قلعہ اکبرآباد مین بہیجدیا تہا۔ ان بیٹیون مین سے ایک کی شادی رفیع الشان سے اور دوسری کی شادی جہان شاہ سے ہوئی تہی۔ اورنگزیب ۳۸ سال سے قلعہ مین زندگی کے دن کاٹ رہا تہا۔ مولف

اب سادات بارہ نے روشن اختر پسر جہان شاہ (جو قلعہ سلیم گڈہ مین قید تھا) کو سلطنت کے لئے انتخاب کیا۔ اور روشن اختر کے پہنچنے تک ایک ہفتہ یا عشرہ رفیع الدولہ کی لاش مخفی رکھی گئی۔

مرزا روشن اختر ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ

روشن اختر کے سر پر ۱۵ ذی قعدہ ۱۱۳۱ ہ م ستمبر ۱۷۱۹ء کو فتح پور مین تاج رکھا گیا۔ اور ابو الفتح یا ابو المظفر ناصر الدین محمد شاہ لقب ہوا۔ چند روز کے بعد محمد شاہ نے سیدون کے ہاتھ سے رہائی پانیکی تدابیرین کرنے لگا۔ لیکن قدسیہ بیگم (جو اوسکی مان تھی) نہایت عاقلہ اور فرزانہ تھی۔ اسلئے وہ حسب صلاح وقت سر رشتہ حزم و احتیاط کو ہاتھ سے جانے نہین دیتی تھی۔ اور محمد شاہ کو بھی مصلحتاً روکتی رہتی تھی۔ اس اثنا مین چھبیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد نے انتقال کیا اور اوسکا بھتیجا گردہر جانشین ہوا۔ اور مخالفت پر کمر باندہی۔ حسین علیخان امیر الامرا اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ مگر چند شرائط پر صلح ہوگئی۔ اسوقت نظام الملک بہادر صوبہ دار مالوہ تھے۔ اور کل امرائے مغلیہ آپکو اپنا مرشد و پیشوا جانتے تھے۔ جس سے قطب الملک اور امیر الامرا جلتے تھے۔ اور آپکے خراب کرنیکے لئے قابو طلب تھے۔ چنانچہ حسین علیخان نے گردہر کے معاملہ سے فارغ ہوکر نظام الملک بہادر کو یہ لکھا کہ مین چند روز دکن کے انتظام کے لئے مالوہ مین (جو دکن سے قریب ہے) رہنا چاہتا ہون۔ اور آپ الہ آباد۔ اکبر آباد۔ برہانپور۔ ملتان ان چار صوبون مین سے جس صوبہ پر جانا پسند کرتے ہون چلے جائے۔ اور قطب الملک نے آپ کے وکیل کو طلب کرکے کلمات نامناسب تند و تلخ زبان سے نکالے۔ جس سے نظام الملک بہادر کمال برداشتہ خاطر و ملول ہوے۔ اور انہین ایام مین محمد شاہ بادشاہ نے اعتماد الدولہ کے ذریعہ سادات بارھہ کے تسلط و ترقی اور اپنے مجبوریون اور معذوریون کا اظہار کرکے طالب امداد و اعانت ہوا۔ چنانچہ یہہ تمام حالات ہم نے نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے

سوانح عمری مین بالتفصیل لکھا ہے - ناظرین ملاحظہ کرین - الحاصل نظام الملک بہادر نے بحکم ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ کو سرمایۂ ہمت بنایا - اور وسط جمادی الآخر ۱۱۳۲ھ مین اپنے ہواخواہون وفدویون کو ہمراہ لیکر ۱۰ ہزار سوار کی جمعیت سے اجین پہونچے - اور وہان سے نکل کر دکن کی جانب متوجہ ہوے راستہ مین قلعۂ آسیر وبیجاگڈہ وبرہان پور وغیرہ پر قبضہ فرمایا - استنے مین عوض خان بہادر ناظم صوبۂ برار (جو آپکے قریبی رشتہ دار تھے) بھی فوج بیشمار کے ساتھہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوے جب سیدون کو آپکے اسطرح چلے جانے اور دکن کے علاقہ پر قبضہ کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو بہت پیچ وتاب کھاے - اور حسین علیخان نے اپنے بخشی لشکر دلاور علیخان کو ۱۳ ہزار کی فوج کیساتھہ آپکے مقابلہ پر بہیجا - اور عالم علیخان (جو حسین علیخان کا بہانجا یا بہتیجا اورنگ آباد مین حسین علیخان کے طرف سے نائب صوبہ تھا -) کو بھی اورنگ آباد سے معہ لشکر نکل کر نظام الملک پر حملہ کرنے کے لئے لکھا بہیجا - چنانچہ عالم علیخان ۳۰ ہزار سوار لیکر اورنگ آباد سے کوچ کیا - جب نظام الملک بہادر نے ان دونون کے آمد کی خبر سنی تو پہلے دلاور علیخان کا مقابلہ مناسب جانا - طرفین سے مقابلہ ہوا غنیم کے لشکر نے شکست پائی اور دلاور علیخان مارا گیا - اُس کے بعد عالم علیخان پہونچا - اور وہ بھی شکست کہا کر قتل ہوا - اور ان دونون کے قتل کی خبر سادات بارہہ کو پہونچی تو وہ سخت غمگین وپریشان ہوے - اب یہہ تجویز ہوی کہ حسین علیخان امیرالامرا بادشاہ کو لیکر نظام الملک پر چڑہائی کرے - اور عبداللہ خان قطب الملک شاہجہان آباد جائے - آخر یہہ تجویز پختہ ہوی - اور امیرالامرا بادشاہ کے ہمراہ معہ فوج شائستہ دکن کے جانب روانہ ہوا - ۶ ذیحجہ ۱۱۳۲ھ کو پادشاہ منزل تورہ مین پہونچا - اور میرزا حیدر کشمیری نے (جو اعتماد الدولہ اور میر محمد امین کے مشورہ سے ہوا تھا -) راستہ مین جب امیرالامرا پالکی مین بیٹھا ہوا گہر کو آرہا تھا - ایک خنجر آبدار سے اوسکا کام تمام کیا - اور خود بھی مارا گیا - اور امیرالامرا کے بہانجے عزت خان نے شاہی محل پر چڑہائی کی - مگر اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو ہاتھی

بٹھاکر اپنی فوج سے اوسکا دفعیہ کیا۔ اور عزت خان مارا گیا۔ بہرحال امیر الامرا کے مارے جانے سے خوب کشت وخون کا بازار گرم رہا۔ خوب لوٹ مار مچی۔ اسکے بعد بادشاہ شادیانۂ فتح و ظفر بجاتا ہوا داخل محل ہوا۔ اعتماد الدولہ کو وزیر الممالک ظفر جنگ کا خطاب اور منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار دو اسپہ و یک کروڑ پچاس لاکھ دام خدمت وزارت بادشاہ نے عطا کی۔ صمصام الدولہ۔ قمر الدینخان۔ حیدر علیخان۔ سعادت خان بھی خطابات ومناصب خدمات سے سرفراز ہوئے۔ جب امیر الامرا کے قتل کی خبر سید عبد اللہ خان قطب الملک کو پہونچی تو اوسنے شاہجہان آباد پہونچکر رفیع الشان کے بیٹے سلطان ابراہیم کو بتاریخ ۱۱ ذیحجہ ۱۱۳۲ھ تخت نشین کیا۔ اور ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب رکہا۔ اور تمام امرا کو مناصب وخطابات وخدمات عطا کرکے اونکی دلجوئی ودلدہی کی۔ اور لشکر کثیر فراہم کرکے محمد شاہ کے مقابلہ کو چلا۔ ادہر محمد شاہ و امیر الامرا کو ٹہکا نے لگا کر دار الخلافہ کو واپس ہوا۔ اور ایک مقام پر دونون لشکرون نے ہنگامۂ کارزار گرم کیا۔ اکثر نامی امرا اور سردار مارے گئے۔ لشکر غنیم نے شکست پائی۔ اور سید عبد اللہ خان قطب الملک اور اوسکا بہائی نجم الدین علیخان۔ اور سلطان ابراہیم گرفتار ہوئے۔ بادشاہ بفتح و ظفر ۱۶ محرم ۱۱۳۳ھ کو فتح پور سے کوچ کرکے دار الخلافہ شاہجہان آباد آیا۔ اور سید عبد اللہ خان ونجم الدین علیخان وسلطان ابراہیم کو قلعہ مین قید کیا جن امرا نے اس مہم مین جانفشانی کیتھی اونکو مناصب وخطاب سے سرفراز فرمایا۔ اس اثنا مین اجمیر واحمد آباد سے راجہ اجیت سنگھ کی ظلم وزیادتی کی خبرین پہونچین۔ بادشاہ نے راجہ کو دونون صوبون سے معزول کرکے مظفر خان وصمصام الدولہ کو مرحمت فرمایا۔ انہین ایام مین محمد امین خان چین بہادر وزیر نے انتقال کیا۔ عنایت اللہ خان۔ کو وزارت کی نیابت تفویض ہوئی۔ اور نظام الملک بہادر کو بادشاہ نے دکن سے بلاکر ۲ جمادی الثانی ۱۱۳۳ھ کو قلمدان خلعت وزارت عنایت فرمایا۔ نظام الملک بہادر دہلی

نیکنامی کے ساتہہ وزارت کرنی چاہی۔ مگر بادشاہ کی کوکی رحیم النسا (جو نہایت چالاک و پرفن اور امور ریاست مین دخیل بادشاہ کے منہہ چڑہی تھی) اور بعض مفسد پیشہ امرا کی چالاکیون سے آپ اپنے ارادہ مین کامیاب نہو سکے۔ سلخ ذیحجہ ۱۱۳۳ھ کو سید عبد اللہ خان نے انتقال کیا۔ بعض کا قول ہے کہ اوسکو زہر دیا گیا۔ برہان الملک سعادت خان کو صوبہ اکبر آباد کے علاوہ صوبۂ اودہ بہی مرحمت ہوا۔ اسی زمانہ مین ایک نئے مذہب نمود و*انمود نے بہت فروغ پایا۔ اور

*ایک شخص میر محمد حسین نام مشہد مقدس کا رہنے والا کابل آکر عمدة الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے پاس بہت رسوخ پیدا کیا۔ اور اوسکے کسی رشتہ دار عورت سے نکاح کرکے بہت ترقی پائی۔ اور عالمگیر کے لئے بہت سے تحائف کابل سے لیکر لاہور آیا۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ عالمگیر مر گیا۔ پہر کیا تہا اوس نے وہ تمام تحفے ۸۰ ہزار روپیہ کو بیچکر اوس سرمایہ کو بغل مین دبایا۔ اور توکل و فقر کا جامہ پہنا چونکہ علمی لیاقت معقول تہی۔ اسلئے دو چار طالب علمون کو شاگرد بنایا۔ اور ایک نئی زبان کا رنگ جمایا قدیمی فارسی کے الفاظ متروک جنسے لوگون کے کان آشنا نہ تھے اون مین امالہ و اشباع و قواعد غریبہ خرچ کئے۔ اور اوسکو اپنے شاگردون کو تعلیم کیا۔ اور اسی مین اپنی بات چیت شروع کی۔ پہر ایک نیا مذہب اختراع کیا کہ پیغمبری اور امامت کے بیچ مین ایک درجہ بیگوگیت کا ٹہرا۔ اور خود بیگوگ ہونے کا دعویٰ کیا۔ ایک کتاب احوره مقدسہ تالیف کی کہ وہ اوسکی زبان مخترع مین قرآن تہا۔ جو اوسپر خدا نے بہولی بہٹیاری کے محل (یہ مقام شاہجہان آباد سے ۲ میل کے فاصلہ پر ہے) مین نازل کیا تہا۔ یہہ پہاڑی اوسکے واسطے کوہ طور تھی جو اوسپر جاتا۔ اور کوئی نکوئی ڈہکو سلا گہڑ لاتا۔ وہ بیان کرتا تہا کہ ہر پیغمبر اولو العزم کے بعد نو بیگوگ ہوئے ہین۔ خاتم الانبیا کے اول بیگوگ حضرت علی مرتضیٰ اور آٹہوین حضرت امام رضا تہے نوان بیگوگ مین ہیون۔ امام ہشتم تک امامت و بیگوگیت دونون ایک ہی شخص کی ذات مین جمع ہوتی تہین مگر بعد ازان وہ دونون جدا ہو گئین۔ بیگوگیت نے مجہہ مین اور امامت نے حضرت امام نقی مین انتقال کیا۔ اور مین خاتم البیگوگیت ہون پانچوقت کی نماز کے سوا صبح شام دوپہر کو تین بار دید مقرر کین۔ جو یون پڑہی جاتین کہ مربع کی شکل پر چار صفین ایک دوسرے کے طرف منہہ کئے ہوئے کہڑی ہوتین اور زبان نوایجاد مین کچہہ پڑ منہت پڑہی جاتی۔ غرض کفر کی باتین کرتا۔ جو شخص مرید ہوتا اوسکا نام

حیدر علی خان احمد آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا۔ اور اوسکی جگہہ غازی الدین خان بہادر خلف نظام الملک بہادر نے سرفرازی پائی۔ اتنے مین جاٹون نے سر اوٹہایا۔ نظام الملک بہادر نے قرار واقعی اونکی تنبیہ کی۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ سلطان حسین شاہ والی ایران پر محمود خان شاہ افغانستان غالب آیا۔ اور سلطان حسین کو قید کیا۔ شاہزادہ طہماسپ مع برادر و پسران سلطان قلعہ اصفہان سے نکل کر لشکر کے فراہم کرنے مین مشغول ہین " نظام الملک بہادر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس موقع پر اگر حضور والی ایران کی اعانت کرین تو اوسکا عوض ہو جاتا ہے۔ جو شاہ ایران نے ہمایون کے ساتھہ شیر شاہ کے وقت نیک سلوک کیا تہا۔ بادشاہ نے کہا کہ ایسا کوئی شخص نظر نہین آتا کہ جسکے تفویض یہ کام کیا جائے " نظام الملک بہادر نے کہا کہ اگر حکم ہو تو یہہ فدوی اس کام کو انجام دیتا ہے " اسوقت تو بادشاہ چپ رہا۔ مگر جب امراسے مشورہ کیا تو اون مفسدون نے نظام الملک بہادر کی جانب سے بادشاہ کو بدظن کیا۔ اور کچہہ عجب ہی پٹی پڑہائی۔ جب نظام الملک بہادر نے بادشاہ کو اپنے

لقیہ نوٹ صفحہ (۵۲۷) عجیب وغریب رکہتا۔ اپنا نام نمود اللہ نمود طا نمود رکہا۔ اور شاگرد کا نام فرالود رکہا۔ غرض دقاال کا ذب۔ اور افعال باطلہ کو شایع کرتا رہتا۔ اور دنیا کو اپنے جال مین پہنساتا۔ اوسکے اعتبار کی یہانتک نوبت پہنچی کہ فرخ سیر بادشاہ چپ کر اوسکی ملاقات کو گیا۔ مگر اوس نے حجرہ کا دروازہ نہ کہولا۔ جب بادشاہ بہت گڑگڑایا تو اندر بلایا۔ جب بادشاہ نے نذر پیش کی تو اوسپر نظر تک نہ کی خود ایک اپنا تصنیف کیا ہوا مصحف بادشاہ کو نذر دیا۔ اور اوسکی لکھائی کے ستر روپیہ لیا۔ جب محمد شاہ بادشاہ کا زمانہ آیا۔ تو محمد امین خان وزیر نے سپاہیون کو گرفتار کرنے روانہ کیا۔ اتنے مین محمد امین خان درد قولنج مین مبتلا ہو گیا۔ اور وہ سپاہی الٹے چلے گئے۔ لوگون مین یہہ مشہور کیا کہ مین نے محمد امین خان کے جگر پر تیر مارا ہے وہ کبھی زندہ نہ بچیگا۔ جس مسجد مین شہید ہو" نیکے لئے آبیٹہا ہون۔ میرا باپ بہی مسجد مین شہید ہوا تہا۔ گو مین بہی خود ایک دفعہ شہید ہو چکا ہون۔ اب مین دوبارہ شہید نہین ہونگا۔ اتفاقاً وزیر نے انتقال کیا۔ پہر تو اسکی شہرت بہت دور دور تک پہنچی۔ الغرض تین برس کے بعد یہہ نمود وا نمود نابود ہوا۔ پہر کچہہ مدت یہہ سلسلہ اونکی اولاد مین جاری رہا مگر ۱۱۹۶ھ مین کوئی اس نسل کا پانی پینے والا اور نام لیوا نہ رہا۔ ۱۲ مولف

جانب سے بدظن دیکھا تو اپنے فرزند غازی الدین خان بہادر کو نائب وزیر مقرر کرکے شکار کے بہانہ سے
دکن روانہ ہوئے۔ جب بادشاہ نے یہ خبر سنی تو کل دکن کی صوبہ داری عماد الملک مبارز خان ناظم حیدرآباد
کے نام عطا کردی۔ اور عماد الملک حیدرآباد سے نظام الملک کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ ہرچند
نظام الملک بہادر نے سابقہ دوستی کو نظر کرکے عماد الملک کو پند و نصائح لکھے۔ مگر بیسود ہوئے۔ آخر
لڑائی ہوئی۔ اور عماد الملک معہ اپنے دو بیٹوں کے مارا گیا۔ اور دو بیٹے قید ہوئے۔ پھر وہان سے
نظام الملک نے حیدرآباد کا قصد فرمایا۔ اور خواجہ احمد خان پسر مبارز خان سے قلعہ گولکنڈہ حاصل
کیا۔ اور اوس نواح کے سرکشون کی تادیب و تنبیہ کرکے سرکاری رقم وصول کی۔ جب بادشاہ
کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو بمصلحت وقت فیل و جواہر اور خطاب آصف جاہ سے سرفرازی بخشی۔
اسکے بعد نظام الملک بہادر نے مرہٹون کی بھی خوب خبر لی۔ اب بادشاہ نے قمرالدین خان کو وزارت
عطا کرکے آصف جاہ بہادر کو وکالت کا فرمان عنایت آمیز معہ خلعت و فیل و جواہر بھیجا۔

اب کسیقدر مرہٹون کے حالات ملاحظہ کیجیے کہ ساہو خلف سنبھاجی نے ستارہ کو پایہ تخت بنایا۔
اور تارا بائی زوجہ راجہ رام نے جب اوسکا بیٹا سیواجی مرگیا۔ تو راجہ رام کے دوسرے بیٹے سنبھاجی دوم کو (جو
دوسری رانی سے تھا۔) کولاپور میں تخت نشین کیا۔ یہہ دونون خاندان آپس میں رقیب تھے۔ آصف جاہ
نے مرہٹون کی قوت توڑنے کے لئے سنبھا دوم کی طرفداری کی (یہہ صورت ایسی تھی کہ ساہو کا
زور ٹوٹ جاتا۔ لیکن بالاجی وسوا ناتھ پیشوا* کی لیاقت و دیانت نے ساہو کے زور کو دوبالا کردیا۔

* سیواجی اول نے اپنی سلطنت میں دو بڑے عہدے قائم کئے تھے ایک تو پت ندھی یعنی نائب السلطنت اور دوسرا پیشوا۔
گو اسکے قبل متعدد لائق شخص پیشوا ہوچکے تھے۔ مگر اسوقت ساہو کے زمانہ میں بالاجی وسوا ناتھ ایسا پیشوا ہوا کہ ساہو کی ریاست روزافزون ترقی
پانے لگی۔ بالاجی قوم کا برہمن کانکن کا رہنے والا کسی گاؤن کا موروثی پٹواری تھا۔ اور اپنی فطرت و جرأت و ہمت کے باعث
بہت جلد ترقی پائی۔ اور ساہو کا قوت بازو بنگیا۔ مالگزاری کا بندوبست ایک نئی طرز پر مقرر کیا۔ ہر صوبہ

اور بہت کچھہ اصلاحین کین۔ جب بالاجی کا انتقال ہوگیا تو اوسکا بیٹا باجی راؤ باپ کا جانشین ہوا۔ یہہ
بھی نہایت لائق وہوشیار تھا۔ گو اسکو اوسکے باپ کے تمام اختیارات حاصل نہ تھے۔ کیونکہ سری پت رائے
پت نیدہی اوسکا بڑا مخالف تھا۔ مگر بہت جلد اوس نے اپنی پرزور تقریر اور جرات۔ بہادری سے
ساہو کے دل پر اپنا سکہ بٹھادیا۔ اور ممالک دکن مین یہہ حکم دیا کہ راجہ ساہو کو چوتھہ وسردیسمکھی نہ دیجائے۔
کیونکہ اول اسکا تصفیہ ضرور ہے کہ یہہ حق سنبھاجی دوم کا ہے یا ساہو کا۔ جب راجہ ساہو کو یہہ خبر ہوئی تو اوس
نے فوراً جنگ کا ارادہ کیا۔ مگر بالاجی نے اوسکو اس ارادہ سے روکا۔ اور آپ منتخب فوج لیکر گجرات
پر یورش کی۔ اور اوسکو تباہ وتاراج کیا۔ ادھر آصف جاہ نے پونہ پر حملہ کیا۔ مگر کچھہ کام نہ بن سکا۔
اور بالاجی گجرات کو تباہ کرکے پونہ آیا۔ اور آصف جاہ کو ایسا تنگ کیا کہ آخر ۱۷۲۹ع مین اس
اقرار پر صلح ہوئی کہ چوتھہ وسردیسمکھی کی تمام باقیات کا روپیہ ساہو کو ادا کیا جائے۔ اور چند مضبوط قلعے
اپنے ملک کے آیندہ محصول ادا کرنیکی ضمانت مین ساہو کے تفویض ہون۔ یہہ پہلا ہی وقت ہے کہ
آصف جاہ نے ساہو کے مقابلہ مین شکست پائی۔ اودھر سری پت راؤ جو ساہو کا پت نیدہی تھا
نے سنبھاجی ثانی کولاپور کے راجہ کو گھیر کر شکست دی۔ اور ۱۷۳۱ع مین اوسکو مجبور کرکے یہہ دستاویز
لکھالی کہ تمام مرہٹونکا سردار اور ساری ریاست کا مستحق راجہ ساہو ہے۔ اور وہ فقط حوالی کولاپور پر قابض رہیگا
اب آصف جاہ نے دوسری تجویز یہہ کی کہ ترمبک راؤ دہابری کو جو مرہٹون کا بڑا سردار تھا۔ اور
گجرات مین مرہٹون کی حکومت اوسیکی وجہہ سے جمی تھی۔ اور وہ پیشوا سے بعض وجوہ کے باعث
بہت جلتا تھا۔ اپنے ساتھہ متفق کیا۔ اور وہ ۳۰ ہزار سپاہ کو لیکر یہہ ارادہ ہوا کہ راجہ ساہو کو پیشوا۔
اور برہمنون کے پنجے سے نکالے۔ مگر باجی راؤ نے مقابلہ کرکے شکست دی۔ اور ترمبک راؤ مارا گیا
جس سے آصف جاہ کا یہہ وار بھی خالی گیا۔ آخر ترمبک راؤ کے بیٹے کو گدی نشین کرکے پیلاجی گیکواڑ
کو گجرات کا انتظام تفویض کیا۔ کیونکہ یہہ لڑکا کمسن تھا۔

ادہر باجے راؤ نے جب مالوہ پر دہاوا کیا تو اوس نے اپنی سپاہ کے تین بڑے افسر اوداجی پنوار
ملہر راؤ ہلکر اور راناجی سیندہیا مقرر کئے۔ اوداجی ایک چھوٹا سا سردار تھا۔ اوس نے ملک دہار پر
جو گجرات اور مالوہ کی سرحدون پر واقع ہے قبضہ کیا تھا۔ مگر اوسکو اور نہ اوسکی اولاد کو وہ عروج
ملا جو سیندہیا اور ہلکر کے گہرانے کو حاصل ہوا۔ حالانکہ ملہر راؤ ہلکر ایک چرواہے کا لڑکا تھا۔ جو دریا ئے
نیرا پر ... بہت ... مین بکریان چراتا تھا۔ البتہ راناجی سیندہیا کا خاندان ستارہ کے قریب معزز
شمار ہوتا تھا۔ مگر تنگدستی کے باعث اوس نے باجی راؤ کے خدمتگارون مین نوکری کرلی۔
اودا اپنی ... اور گجرات سے سپہ سالار ہوگیا۔ اس اثنا مین بادشاہ نے راجہ ابہے سنگہہ
کو جو اپنے باپ اجیت سنگہہ کو مار ڈالا تھا گجرات کی صوبیداری عطا کی۔ چنانچہ اس نے وہان
پہونچکر سربلند خان کو گجرات سے باہر کیا اور پیلاجی گائیکواڑ کو دغا سے مار ڈالا۔ جب پیلاجی
مارا گیا تو ... بہائی بندون نے گجرات پر حملہ کیا۔ اور راوسکو تاراج کرکے تمام ملک پس مین بانٹ لیا
پہر جودہ پور پر یورش کی راجہ نے دیکہا کہ گجرات تو گیا مگر قدیمی آبائی ملک جودہ پور بہی چلا جاتا ہے
اس لئے یلغار گجرات سے نکل کر جودہ پور روانہ ہوا۔
اب مالوہ کی سنئے کہ یہان راجہ گردہر صوبہ دار تھا۔ باجی راؤ نے اوس پر یورش کرکے ایسا
تنگ کیا کہ اوس نے بادشاہ سے امداد چاہی۔ مگر وہان سے کچھہ جواب نہ آیا۔ آخر گردہر لڑائی مین مارا گیا
اور راوسکا بہتیجا دیارام اوسکی جگہہ مقرر ہوا۔ یہ بہی مرہٹون سے لڑتا رہا۔ اور بادشاہ کو کمک کے
لئے بہت کچھہ لکہا۔ لیکن وہان کون سنتا تھا۔ غرض دیارام بہی مرگیا۔ سنہ ۱۱۴۳ھ مین محمد خان بنگش
اوسکی جگہہ معین ہوا۔ مگر اوسکو بندیلون سے ایسا معرکہ پڑا کہ ادہر جانیکی نوبت نہ آئی۔ اور بادشاہ
نے راجہ جے سنگہہ والی جے پور کو صوبہ مالوہ عطا کیا۔ مرہٹون نے راجہ کا دم ایسا ناک مین کیا
کہ اوس نے سنہ ۱۱۴۹ھ مین یہ صوبہ باجے راؤ کو دیدیا۔ اور گجرات و مالوہ کے صوبون کے نکل جانے سے

سلطنت کو بہت ضعف ہوگیا۔ جب مالوہ اور گجرات پر مرہٹون کا تسلط ہوگیا اور بادشاہ نے
اون سکے تدارک کی کچھہ بھی فکر نہ کی تو اب اونکا حوصلہ اور بڑہا۔ اور صوبہ الہ آباد و اکبر آباد پر دانت لگایا
اور بالفعل مرہٹے راجہ بندیلکہنڈ کی طلبی پر (کیونکہ محمد خان بنگش نے راجہ بندیلکہنڈ کو بہت مجبور کر دیا تھا)
بندیلکہنڈ پر چڑہ دوڑے۔ اور محمد خان گہبرا کر قلعہ جیتگڑہ مین محصور ہوا۔ مرہٹون نے قلعہ کا اس سختی سے محاصرہ کیا
کہ قلعہ والون نے گہاس گہوڑے گدہے سب کہا گئے تنکا نہ چہوڑا۔ جب یہ خبر محمد خان کے بیٹے اور بیوی کو ہوئی
(جو فرخ آباد مین تہے) تو اونہون نے بادشاہ سے استمداد کے لئے استغاثہ کیا۔ دہلی کی سلطنت
مین ایسی قدرت ہی نہ تہی کہ وہ اعانت کرتی۔ آخر اوس نے اقوام سے رجوع کیا۔ اور اوسکی بیوی نے
روہیل کہنڈ کے پٹہانون کے پاس اپنی چادر بہیجی (پٹہانون مین اس طرح چادر بہیجنا سخت ضرورت
کی حالت مین عزت بچانیکے لئے درخواست کرنا ہے) چنانچہ افغانون نے فوراً بندیلکہنڈ پہونچکر محمد خان
قلعہ سے نکالا۔ اور جوانمردی سے اوسکو الہ آباد پہونچادیا۔ وہ تو بچ گیا۔ مگر صوبہ نہ بچا۔ اور بندیلکہنڈ
کے راجہ نے بلاجے راؤ کو اس حسن خدمت کے عیوض مین جمنا کے کنارے پر جہانسی کا علاقہ دیا۔ بعد ازان
جب وہ مرنے لگا تو باجیراؤ کے لئے اپنے حقوق بندیلکہنڈ مین چہوڑ گیا کہ جسکے سبب سے کل ملک مرہٹونکے
ہاتہہ لگ گیا۔ کوئی کہتا ہے کہ راجہ نے باجیراؤ کو متبنےٰ کیا تہا۔ اسکے بعد مرہٹون نے گوالیار تک اپنے
قبضہ کو بڑہایا۔ پہر وہان سے محالات اکبر آباد و اجمیر پر بہی دست درازی شروع کی انہین ایام مین بمقام
برار خاندان بہوسلا نے سلطنت کی ایک نئی شاخ قائم کی جس سے ناگپور کے ریاست کی بنیاد پڑی۔
اگرچہ یہہ ریاست پیشوا کی مخالف ہوئی۔ مگر اوس نے مغلون کے ساتہہ لڑنے مین پیشوا کے درمیان
کچہہ خلل نہین ڈالا۔ جب مرہٹون کی شوخی اور دلیری حد سے متجاوز ہوئی تو بادشاہ نے مظفر خان میر آتش
امیر الامرا صمصام الدولہ۔ اعتماد الدولہ قمر الدین خان وغیرہ کو افواج شائستہ کے ساتہہ اونکی سرکوبی کے
لئے روانہ کیا۔ مگر مرہٹے اونکے ہاتہہ نہ آسکے۔ آخر یہ لوگ مایوس ہوکر اولٹے چلے آئے۔ [illegible] ذیقعدہ [illegible]

پادشاہ نے امیر الامرا کو دوبارہ مرہٹون کی تنبیہ کے لیے بھیجا - اور راجہ جے سنگھ کو بھی ہمراہ کیا - یہہ سب
ملکر اجمیر کی راہ مین دشمن کے منتظر بیٹھے رہے - مگر کسی کی یہہ جراءت نہوی کہ مرہٹون پر خود تاخت کرتا
جب امرا کی یہہ کم ہمتی برہان الملک سعادت خان صوبہ دار اودہ نے دیکھی تو محض غیرت سے
باعث اوس نے اپنے داماد ابو المنصور خان صفدر جنگ کو ہمراہ لیکر معہ فوج جرار مرہٹون کی سرکوبی کو
روانہ ہوا - اودہر مرہٹون کے سردار ملہار راو ہلکر نے راجہ بھدورا کے ملک کو برباد کرکے سعد آباد
و جلیسر پر یورش کی - اتنے مین برہان الملک بلائے بیدرمان کیطرح ملہار راو پر گرا - اکثر مرہٹون
کو قتل اور بہت نامدار سرداروں کو اسیر کیا - جب وہ بہاگے تو چار کوس تک اونکے تعاقب مین گیا
راستہ مین کشتون کے پشتے لگا دئے - اور ملہار راو زخمی ہوا - اسکے بعد برہان الملک نے
بلبجے راو پر حملہ کرنیکے ارادہ سے آگے روانہ ہوا - جب یہ خبر امیر الامرا کو معلوم ہوی تو برہان الملک
کی اس بہادری کو اوس نے بری نظر سے دیکھا - اور اوسکو لکھا کہ مین بھی آتا ہون ہم تم ملکر باجی راو
پر حملہ کرینگے چنانچہ امیر الامرا اپنے مقام سے حرکت کرکے برہان الملک کے پاس پہنچا - اور
طرفین سے ضیافتون کے سامان ہونے لگے - اودہر ملہار راو نے بلبجے راو کو جاکر اپنی شکست
کی خبر سنائی - بلبجے راو نے دیکھا کہ برہان الملک - اور امیر الامرا ضیافتون مین مشغول ہین - اور
شاہجہان آباد فوج سے خالی ہے - اسلئے اوس نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اپنی قوت کو بادشاہ دہلی
پر آزمائیے - اور برہان الملک سے مرہٹون نے جو شکست اوٹھائی ہے - اوس بدنامی کا دہبہ
اون کے دامن سے مٹائے - چنانچہ باجے راو بڑی بڑی منزلین طے کرتا ہوا - ۸ ذیحجہ ۱۱۴۹ھ کو
تغلق آباد آیا - اوسدن کالکا کا میلا تھا - یہان ہندو اور مسلمان لاکھون جمع تھے - اس نے
میلے کو خوب لوٹا - پھر رات کو قطب صاحب کی مزار کے قریب آیا - اور عرفہ کے دن مینا بازار اور
آبادی کی دوکانون کو جلایا - اور غارت کیا - دوپہر کے قریب حویلی پالم کو تاراج کیا - اس خبر کے

سننے سے دہلی مین کہلبلی پڑگئی - بادشاہ کے حکم سے دس پانچ امیر ٹوٹی پہوٹی سپاہ لیکر باہر نکلے
اور تال کٹورہ کے پاس لڑائی شروع ہوی - دو چار غیرت مند امیر مارے گئے - باقی پیچہا اپنا سامنہ لیکر
شہر مین چلے آئے - جب یہہ خبر اطراف مین مشتہر ہوی تو اطراف کی فوجین بہی جمع ہونے لگین - اور
برہان الملک کے آمد کی بہی خبر گرم ہوی - باجی راؤ نے دیکہا کہ اب کام بگڑگیا - فوراً وہان سے
لوٹا اور ریواڑی و پاٹودی کے طرف جاکر اونکو خاطر خواہ لوٹا اور اسی راہ سے گجرات و مالوہ چلاگیا -
بعد ازان باجی راؤ نے بادشاہ سے عہدنامہ کی بابت خط و کتابت شروع کی - اور بادشاہ بہی مالوہ
و گجرات دینے پر آمادہ ہوا - مگر امرائے شاہی نے اتفاق نکیا - جب یہہ نااتفاقی اوسکو معلوم ہوئی
تو اوس نے اور پاؤن بڑہایا - متہرا - الہ آباد - بنارس جو ہندوؤن کے مقدس مقام ہین کو بہی مانگا -
اب بادشاہ نے دیکہا کہ مرہٹون کی حرص اور زیادہ ہونے لگی تو اوس نے ۱۱۵۰؁ھ مین آصف جاہ بہادر
کو طلب کیا - الغرض آصف جاہ بہادر ربیع الاول ۱۱۵۰؁ھ مین دہلی پہونچے - اور دکن مین اپنے بیٹے
غازی الدینخان بہادر کو نائب مقرر کیا - بادشاہ نے اس موقع پر مالوہ کی صوبہ داری (جو اوسکے
قبل باجی راؤ کے حوالہ کیگئی تہی) غازی الدینخان بہادر کے نام مرحمت فرمائی - اور آصف جاہ بہادر
کو حکم دیا کہ جو کچہہ جنگ کا سامان درکار ہو وہ ریاست سے مہیا کر لیا جائے - مگر سلطنت ایسی ضعیف
ہوگئی تہی کہ کہین سے بہی سامان جنگ عمدہ مہیا نہو سکا - بالآخر آصف جاہ بہادر نے اپنے ہمراہی
۳۵ ہزار سوار اور بعض راجپوت راجہ اور صفدر جنگ کا توپخانہ وغیرہ لیکر مرہٹون کی سرکوبی کو روانہ
ہوے - اودہر باجی راؤ نے اس سے دوچند فوج لیکر دریاے نربدا سے پار اترا - شاہی لشکر کا
قیام بہوپال کے نواح مین تہا - چنانچہ پیشوا نے اس فوج کو گہیر لیا - اور ایسا تنگ کیا کہ آصف جاہ بہادر
کو بجز مصالحت کے کچہہ بن نہ پڑی کیونکہ برہان الملک صوبہ دار اودہ کی کمک کے انتظار مین آپ
ٹہرے ہوے تہے - اور باجی راؤ نے راستہ کو ایسا روکا تہا کہ برہان الملک کی فوج آپ کے لشکر کو

نہ مل سکی مجبوراً یہہ عہدنامہ ہوا کہ سارا ملک مالوہ باجی راؤ کے تفویض کیا جائیگا - اور لڑائی کا خرچ
پچاس لاکھہ روپیہ شاہی خزانہ سے ادا ہوگا - غرض یہہ عہدنامہ آصف جاہ بہادر نے پادشاہ کی دستخط کے
لئے خود لیکر آئے - اور پیشوا اپنے ملک کو چلا گیا - ہنوز اس عہدنامہ پر بادشاہ کی دستخط مزین نہیں ہوئی
تھی کہ ۱۱۵۱ھ م ۱۷۳۹ء مین نادرشاہی* بلا موجود ہوئی جس سے سب لوگ ایسے بدحواس ہوئے کہ سب چکے

* اسوقت ہندوستان کی حالت وہی تھی جو تیمور اور بابر کے عہد مین ہو رہی تھی - اسلئے ضرور تھا کہ کوئی مغرب سے
اس ملک کا خبر لینے والا آئے - سوائے اسکے ایران کے ملک کا بھی حال ایسا ہی ہو رہا تھا - اب یہان پہلے کسیقدر ایران
کا حال لکھا جاتا ہے - ایشیا کے ملکون کا یہہ دستور ہوگیا تھا کہ کسی خاندان کا عروج دو سو برس سے زیادہ نہیں رہتا تھا -
چنانچہ ایران مین خاندان صفوی کو دو سو برس کا عرصہ ہو چکا تھا اسلئے اوسکا حال ایسا پتلا ہو گیا تھا کہ مغربی افغانون
نے ایران پر حملہ کیا - ۱۱۳۴ھ م ۱۷۲۲ء مین محمود خان نے اصفہان کو فتح کر لیا - اور حسین شاہ والی ایران گرفتار ہو گیا
اور محمود خان نے دار الخلافہ پر قبضہ کر کے خود بادشاہ بنگیا - اب اوس نے باقی ملک کے فتح کرنیکا ارادہ کیا - اسمین
کبھی فتح اور کبھی شکست پاتا رہا - آخر تین برس کے بعد ۱۱۳۷ھ مین اوسکا انتقال ہو گیا - اور اوسکا رشتہ دار اشرف جانشین ہوا
حالانکہ یہہ جوانمرد و صاحب تدبیر تھا مگر اسوقت آفت یہہ پڑی کہ ایران مین افغانون کے تسلط سے بدنظمی پھیلی - اور پیٹر اعظم
و شاہ روم نے اوسکے شمالی اضلاع پر حملہ کیا - آخر صلح ہو گئی لیکن ایران کی سلطنت سے بہت سے اضلاع علیحدہ
ہو گئے - شاہ ایران تو قید تھا - اوسکا بیٹا طہماسپ نکل گیا تھا - اور شمالی مغربی اضلاع مین جو افغانون نے ابتک فتح
نہین کیا تھا - وہ بادشاہ بن بیٹھا - اور روم و روس سے پیغام و سلام شروع کر کے یہ اقرار کیا کہ اگر مجھے میرا آبائی ملک
افغانون سے دلا دین تو مین آپکو وہ اضلاع جو اونہون نے قبضہ کیا ہے - دیدونگا - اس اثنا مین پیٹر اعظم مر گیا - فقط
شاہ روم نے اوسکی درخواست منظور کی - لیکن اشرف نے شاہ روم کو کچھہ تو تلوار سے اور کچھہ اس لعنت و ملامت سے
روکا کہ شیعون کے عوض سنیون کا گلا کاٹنا کونسا اسلام ہے - اب طہماسپ تھک کر بیٹھہ گیا - مگر ۱۱۳۹ھ م ۱۷۲۷ء مین یاوری
قسمت سے طہماسپ کو نادرشاہ مل گیا - جس نے اوسکو اوسکے باپ دادا کے تخت پر ایک دفعہ بٹھا دیا -

بہول گئے - بادشاہ نے تہوڑی بہت فوج جمع کی - اور راجہ جے سنگہ وغیرہ نے اسوقت امداد کی
لیت ولعل کیا - لیکن آصف جاہ بہادر اپنے لشکر سے بادشاہ کی مدد کو حاضر ہوے - اور برہان الملک

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۳۵) نادرشاہ کا اصلی نام نادر قلی خان تہا - اور اوسکا باپ امام قلی قوم افشار سے تہا - وہ کچہہ بڑے
کا آدمی نہ تہا - بعض اوسکو پوستین دوز بتلاتے ہین - نادرشاہ کی ولادت ۱۱۰۰ھ ہے - چنانچہ نادر ۱۷ برس کی عمر مین
اوزبکون کے ہاتہہ جو خراسان لوٹنے آئے تہے - گرفتار ہوگیا - اور اوسکی مان بہی اوسکے ساتہہ پکڑی گئی - مان تو قید مین
مرگئی - مگر نادر چار سال کے بعد قید سے چہوٹا - اور وطن آیا - ایک امیر بابل بیگ کا نوکر ہوا - اوسکو قتل کرکے اوسکی
لڑکی کو بہگا لایا اور نکاح کرلیا جس سے رضا قلی مرزا پیدا ہوا - پہر لٹیرون کو ساتہہ لیکر لوٹ مار سے اوقات بسر کرنے
لگا - والی خراسان نے اوسکو نوکر رکہکر اوزبکون سے لڑایا - اس جنگ مین اوس نے وہ شجاعت و مردانگی بتلائی کہ سپاہی
سے افسر بنا - مگر یہان کچہہ ایسے نامناسب حرکات کیا کہ والی خراسان نے لکڑیان مار کر نکال دیا - اب وہ مشہد گیا - اوسکا
چچا کلات مین ایک چہوٹے قبیلۂ افشار کا سر طائفہ تہا اوسکے پاس چلا گیا چچا بہی اوسکی حرکات سے تنگ آکر نکال دیا -
پہر اوس نے لوٹ مار شروع کردی - یہ وقت وہ تہا کہ دولت صفویہ پر زوال آرہا تہا - اور سارے ملک مین
شور وغوغا مچ گیا تہا - اس موقع پر ۳ ہزار فتنہ برپا کرنیوالے نادر کے جہنڈے کے نیچے جمع ہوگئے - اور اوسکو اپنا
امیر بنایا - اب اوس نے خراسان پر سخت خراج لگایا - چچا نے اوسکے اقتدار کو روز افزون دیکہا تو خط لکہا کہ
شاہ طہماسپ کی نوکری کرکے افغانون سے لڑنے جاؤ - اور بادشاہ کی مدد کرو - نادر نے جواب دیا کہ اگر بادشاہ
پہلے جرمون کو معاف کردے تو مین خدمتگذاری کیلئے حاضر ہون - چنانچہ اوسکے قصور معاف کئے گئے - مگر اوس نے
ایک نیا قصور اور کیا کہ اپنے چچا کو اپنے ترقیون کا ہارج سمجہکر قتل کرڈالا - اور خراسان مین افغنہ سے لڑنے تیار ہوا
اب فتوحات نادری سے بادشاہی مہمون کو رونق حاصل ہوی - اور افغان خراسان سے نکال دئے گئے - مگر
بادشاہ کو اول ہی سے نادر پر رشک وحسد تہا چنانچہ ایک مہم میں جبکہ نادر مصروف تہا تو بادشاہ نے اوسکو طلب کیا
اور وہ آنے سے انکار کردیا - بادشاہ نے اوسکے انکار پر اوسکو باغی کہا نادر نے اس لفظ کو سنکر کچہہ ایسا مشتعل ہوا کہ بادشاہ

اپنا آتشبار توپخانہ لیکر اودہ سے نکلا - جب بادشاہ کے قریب پہونچا تو ایرانیون نے راستہ روکا اور شاہی لشکر سے ملنے ندیا - ہنگامہ کارزار گرم ہوا - بادشاہ کو خبر ہوی تو برہان الملک کی امداد کیلئے خاندوران خان کو

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۳۶) فوج لیکر کمک بڑا - اور ایسا مغلوب کیا کہ جو اوس نے کہا بادشاہ کو وہ ماننا پڑا - اب بادشاہ کو کچھہ اختیار باقی نہین رہا - اسکے بعد نادر نے اپنے ملک کے آدمیون کو غفلت سے بیدار کیا - اور مرد بنایا - پھر تھوڑے دنون بجلی کیطرح سارے ملک کا دورہ کیا اور ملک کے ملک صوبہ کے صوبے فتح کرتا چلا - ۱۱۴۲ھ مین ایران کو پٹھانون سے بالکل صاف کردیا - اسکے عوض بادشاہ سے چار ملک عظیم خراسان - ژندران - سیستان - کرمان - یعنی اپنا آدھا ملک مرحمت کیا - بادشاہ نے یہہ بھی اجازت دی کہ وہ اپنے سر پر تاج رکھے اور سلطان کا لفظ اپنے نام پر بڑہائے - مگر اوس نے انکار کیا - ۱۱۴۶ھ مین اوس نے روسیون کو بحر خزر پر روک کر نہایت استحکام کے ساتھہ صلح کرلی - اہل عرب کو مغرب مین آگے بڑہنے ندیا - سلطان روم کو مال سے خارج کردیا - اور جو صوبے سلطنت ایران کے دشمنون کے قبضہ مین چلے گئے تھے اون سب کو دوبارہ لے لیا - یہہ سب کام ۱۱۴۶ھ تک کر لئے - ۱۱۴۸ھ مین ایران کی سلطنت کو وہ وسعت دی کہ اوسکے حدود دقیقہ بھی صورت پر قایم ہوگئے - پھر ۱۱۴۸ھ تک مین خاندان صفویہ کا خاتمہ کیا - اور دفعتاً مذہب کو بھی بدل ڈالا - شیعہ سے سنی ہوگیا - پھر سنی سے شیعہ ہوا - حقیقت مین نادر کا کوئی مذہب سیوائے خود بینی کے نہ تھا - اب وہ مستقل بادشاہ ہوا - اور سکہ اپنے نام کا چلایا - اوسکے سکہ مین ایکطرف نادر شاہ ایران زمین و خسرو گیتی ستان - دوسری طرف الخیر فیما وقع منقش تہا - ۱۱۵۱ھ مین اوس نے اپنے استحکام سلطنت کے لئے افغانون کو اپنا رفیق بنایا - اور اسی سال ہندوستان پر آندہی کیطرح چڑہ آیا - لکھتے ہین کہ جب نادر نے خلجیون کا ملک فتح کرلیا تو تیموریہ سلطنت سے اوسکی سلطنت کا ڈانڈا مینڈا مل گیا - اب ہندوستان پر چڑہائی کرنیکے لئے بہانہ دہونڈہنے لگا - آخر یہہ چال چلی کہ محمد شاہ کو لکہا کہ میرا ارادہ قندہار کے افغانون پر حملہ کرنیکا ہے - اور وہ لوگ کابل سے فرار ہونیکا اندیشہ ہے - اسلئے آپ صوبہ دار کابل کو لکھئے کہ افغانون کو فرار کا موقع نہ دے بلکہ جہانتک ممکن ہو انکو گرفتار کرے - جب محمد خان نادر شاہ کا ایلچی یہان آیا تو محمد شاہ کا اوسوقت یہہ حال تہا کہ ہر وقت ہاتھہ مین جام اور بغل مین دلارام

روانہ کیا۔ مگر افسوس ہے کہ لڑائی مین خاندوران خان زخمی ہوگیا۔ اور میدان جنگ مین بڑے
بڑے سردار کام آگئے۔ ادہر ایرانیون نے امیرالامرا خاندوران خان کے تمام ڈیرون کو لوٹ ڈالا۔
آخر اس بیچارہ کو ایک بیچو بہ ڈیرے مین ملازمون نے اوتارا۔ اور اعتماد الدولہ۔ آصف جاہ۔ خواجہ
سرایان شاہی عیادت کے لئے آئے تو وہ بیہوش تھا۔ اتنے مین ہوش آیا تو کہا کہ ہم نے تو اپنا کام تمام
کیا۔ اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ مگر اسقدر ہم کہے جاتے ہین کہ بادشاہ کو نادرشاہ کی ملاقات کے لئے اور نادرشاہ
کو دلی ہرگز مت لیجانا۔ جسطرح ہو سکے اوسکو اوسی جگہ سے ٹالنا۔ اسکے بعد خاندوران نے انتقال
کیا۔ اب برہان الملک کی سنئے کہ اوسکو قزلباشون نے گھیر لیا۔ ایک نوجوان برہان الملک کا ہموطن
گھوڑا دوڑا کر اوسکے ہاتھی کے سات گیا۔ برہان الملک نے اوسپر تیر چلانا چاہا۔ اوسپر اوس نوجوان نے
یہ کہا کہ محمد امین دیوانہ شدہ با کہ میجنگی۔ اور یہہ کہکر نیزہ زمین مین گاڑا۔ اور گھوڑے کو اوس سے باندھا

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۷) کا۔ اسلئے دماغ تہا کہ نامہ کا جواب لکھتا۔ اور نادرشاہ کو کون مانتا تہا۔ اب فکر یہہ ہوئی کہ جواب
کیا لکھیں۔ اور جواب لکھین تو القاب کیا ہونا چاہئے۔ بس اسی بیچ بچا مین ایک سال گذر گیا۔ نادرشاہ نے
دیکھا کہ ایلچی ابتک ہندوستان سے واپس نہوا۔ پہر اوس نے دوسرا ایلچی بہیجا۔ یہہ بہی بہین کا ہو رہا۔
جس سے رگ نادرشاہی غضب مین آئی۔ اور قندہار فتح کرکے کابل پر چلا گیا۔ ناصر خان صوبہ دار کابل نے
شکست پائی۔ اور کابل پر نادر کا قبضہ ہوگیا۔ یہان سے نادر نے ایک اور ایلچی کو بہیجا۔ مگر یہہ ایلچی جلال آباد
مین مارا گیا۔ جب یہہ خبر نادر کو پہونچی تو آگ ہوگیا۔ شعبان ۱۱۵۱ھ مین کوچ کرکے جلال آباد آیا۔ اور وہان
قتل عام کرکے پشاور پہونچا۔ پہر دریائے اٹک عبور کرکے پنجاب مین قدم رکھا۔ زکریا خان صوبہ دار لاہور نے
مقابلہ کیا۔ مگر پسپا ہوکر اطاعت اختیار کرلی۔ اور نادرشاہ وہان سے نکل کر دہلی کے قریب آگیا۔
اب محمد شاہ خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور اوسکے اندفاع کی فکرین کرنے لگا۔ مگر ہونا ہی
کیا تھا۔ باقی حال متن مین ملاحظہ کیجئے ۱۲ مولف۔

اور خود رستہ پکڑ کر ہاتھی پر چڑہا - اور عماری کے اندر برہان الملک پاس جا بیٹہا - برہان الملک ایران کے دستور سے
واقف تہا - اسلئے اطاعت اختیار کرلی - اور بہ نتیجہ تقدیر کا اسیر ہوا - نادر نے برہان الملک کے تقصیرات
معاف کردئے - اور اوسکو اپنے ساتہہ دسترخوان پر بٹہایا - اتنے مین برہان الملک کو خبر ہوی کہ امیر الامرا
مر گیا - اوسکو ایک مدت سے امیر الامرائی کی لو لگی ہوئی تہی اسلئے اوس نے نادر کو دو کروڑ روپیہ
پر راضی کرلیا - اور بادشاہ کو لکہا کہ جلد انتظام کیجے - بادشاہ نے آصف جاہ کو نادر کے پاس بہیجا - اور
آصف جاہ نے برہان الملک کے ذریعہ نادر سے ملکر دو کروڑ روپیہ بہیجنے کا وعدہ کرلیا - اور وہان سے
رخصت ہو کر بادشاہ سے تمام حقیقت حال بیان کردی - بادشاہ اوسکے صلہ مین آصف جاہ کو امیر الامرائی
کا خلعت بیش بہا مرحمت فرمایا - دوسرے روز ۱۶ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو محمد شاہ نادر کے بلانے سے
اوسکی ملاقات کو گیا - نادر نے نصر اللہ مرزا کو استقبال کے لئے بہیجا - اور آپ بہی خیمہ کے باہر تک استقبال
کیا - اور شکایت کی کہ میرے خط کا جواب آپ نے ندیا جسکے باعث مجھے یہانتک آنا پڑا - بادشاہونکو
اسقدر تغافل بیجا ہے - محمد شاہ نے جواب دیا کہ اگر یہہ تغافل نہوتا تو آج یہہ ملازمت کی سعادت کیونکر
حاصل ہوتی - اس جواب سے نادر بہت خوش ہوا - غرض بادشاہ ہنسی خوشی اپنے خیمہ مین واپس آیا -
اب یہان سے مورخون کی گہڑت شروع ہوتی ہے - برہان الملک نے دیکہا کہ امیر الامرائی تو آصف جاہ
کو مل گئی اب اوس نے اپنا غصہ یون نکالا کہ نادر کو کہا کہ تعجب آصف جاہ ایسے مقتدر امیر نے شدید
آپ نے کیا غضب کیا کہ دو کروڑ پر قناعت اختیار کی - اور ہندوستان کے جواہرات و خزانون کو
چہوڑ دیا - اگر حکم ہو تو مین اپنے پلے سے دو کروڑ روپیہ داخل کر سکتا ہون - آپ شاہجہان آباد چلکر
ان قارونی خزانون پر قبضہ کیجئے - نادر شاہ یہہ سنکر بہت خوش ہوا - اور آصف جاہ کو سوال و جواب
کے بہانہ سے طلب کر کے نظر بند کرلیا - اور کہا کہ بادشاہ کو بلواؤ - ہرچند آصف جاہ نے کہا کہ یہہ عہد
شکنی ہوتی ہے - مگر وہ نمانا - آخر بادشاہ آیا - اور نادر نے اپنے خیمہ مین اتارا - اور یہ لاکہ اسباب

تجمل سلطنت اور مستورات حرم سرا کو مع عملہ فعلہ کے یہان بلاو مجبوراً بادشاہ نے نادر کے حکم کی تعمیل
کی - اور تمام شاہی کارخانون پر نادر کے آدمیون کا قبضہ کرا دیا - الغرض غرہ ذیحجہ ۱۱۵۱ھ مین شاہجہان آباد
کے اندر محمد شاہ و نادر شاہ داخل ہوے - نادر شاہ بادشاہی محلون مین قلعہ کے اندر اترا - اور اپنے سپاہیونکو
جابجا حفاظت کے لئے بھیجدیا - اتفاقاً عید اور نوروز دونون ایک روز واقع ہوے - اسلئے بڑی دھوم
دہام سے جشن ہوا مسجد مین عید کے دن نادر شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا - چوتھے روز بھنگیڑ خانہ مین
ایک بھنگیڑ نے یہہ غوپ لگائی کہ واہ محمد شاہ رنگیلے تیرا کیا کہنا ہے - مغل کو ایک قلماقنی کے ہاتھ سے
مروا ہی دیا - یہہ ہوائی خبر سارے شہر مین پھیل گئی - اب دلی والے قزلباشون کے قتل پر پل پڑے -
جب نادر کو خبر ہوئی تو اوس نے رات بھر صبر کیا - اور صبح کو سوار ہو کر نکلا - اور روشن الدولہ کی مسجد
مین تلوار کھینچکر بیٹھ گیا - اور قتل عام کا حکم دیا - پھر کیا تھا کشتون کے پشتے لگ گئے - کسیکو یارا نہ تھا کہ
شفاعت کر سکے - آخر بادشاہ - قمر الدینخان اور آصف جاہ کو لیکر نادر کے پاس آیا - اور اپنی رعایا کے
قصور معاف کر دینے کیلئے کہا - نادر نے محمد شاہ کے کہنے کو سن لیا - اور تلوار کو نیام کر لی - شہر مین امن
و امان ہو گیا - اب اس مین مورخون کو اختلاف ہے کہ کسقدر آدمی شہر کے مرے - آٹھ ہزار سے ڈیڑہ لاکھ
تک تخمینہ کیا ہے - اور نادر شاہ کے آدمی جو ہندوستانیون کے ہاتھ مارے گئے وہ سات سو یا ہزار بیان کئے
جاتے ہین - اس اثنا مین برہان الملک مرض سرطان سے مر گیا - اور اوسکی جگہہ سربلند خان ہندوستانی
اور طہماسپ خان ایرانی کہڑے ہوے - اول اونہون نے بادشاہی خزانون اور جواہرات پر تصرف کیا -
بیگمات تک کا زیور اتروا لیا - تخت طاؤس بھی لے لیا - اسکے بعد بڑے امیرون کے گھر ضبط کئے
پھر چھوٹے چھوٹے ملازمون اور عام رعایا سے مال حاصل کیا گیا - اکثر غیرت مند زہر کہا کر مر گئے - کیونکہ
ہر دولتمند کے گلے پر چھری رکھی ہوئی تھی - اور اہل صوبہ سے برسون کے بقایا کا روپیہ وصول کیا گیا -
جب نادر کو خوب معلوم ہو گیا کہ اب کوئی پیسا کا روپیہ کے ہاتھ لگنے کا باقی نہین رہا تو اوس نے

مراجعت کا ارادہ کیا۔ اور محمد شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اور عہدنامہ لکھایا جسمین دریا رسندھ کے مغرب طرف کا تمام ملک اوسکی قلمرو مین داخل ہوا۔ پھر اوس نے امراء اعیان سلطنت کو بلا کر بادشاہ کی خیر خواہی کے لئے تاکید کی۔ اور اطراف کے حاکمون کے نام یہ گشتی بھیجی۔ کہ محمد شاہ کی اطاعت کرو۔ آخر فقرہ اس تحریر کا یہ تھا کہ من و محمد شاہ یک روحیم و دو بدن اگر خدانخواستہ خبر طغیانی شما بالنسبۃ بہ بادشاہ گوش زد من شود نام شما را از صفحۂ خلقت محو خواہم کرد۔ الغرض ۵۹ روز کے بعد نادر دہلی سے رخصت ہو گیا۔ اور جو لوٹ کہ ہندوستان سے لیگیا اوسکے تخمینہ مین زمین و آسمان کا اختلاف ہے۔ کوئی ستر کروڑ بتلاتا ہے۔ کوئی پندرہ کروڑ لکھتا ہے اور بہت سے جواہرات جنکی قیمت کا تخمینہ نہین ہو سکتا الحاصل نادر کے آنے اور جانے کے ما بین جو کچھ واقعات کہ تحریر کئے گئے ہین وہ مورخانہ ہین باقی جسقدر باتین کہ سنی جاتی ہین وہ سب زٹل ہین۔ یعنے آصف الدولہ اور سعادت خان نے نادر کو بلایا۔ یا سعادت خان نے بہکا کر نادر کو دلی مین لایا۔ اس سے زیادہ انگریزی مورخ ایک تحفہ بیہودگی نقل بیان کرتے ہین۔ وہ یہ کہ آصف جاہ کو نادر نے کہا کہ تو نے ہمکو قندہار سے بلایا۔ اور پچاس کروڑ دلانیکا وعدہ کیا۔ اب وہ فوراً حاضر کر۔ آصف جاہ نے یہ سنکر برہان الملک سے کہا کہ اب زندگی بیکار ہے کیونکہ اس قزلباش بچہ نے لعنت و ملامت پر کمر باندھی ہے۔۔ برہان الملک نے آصف جاہ سے اتفاق کیا۔ اور دونون زہر کھانے پر آمادہ ہوے۔ مگر برہان الملک نے زہر کھا کر جان دی۔ اور آصف جاہ مرنے سے اپنے گھر بیٹھے رہے۔ یہ سب من گھڑت داستان ہے۔ جب نادر شاہ یہان سے چلا گیا تو اول اوسکا اثر یہ ہوا کہ سلطنت دلی سے تین زرخیز صوبے بنگال۔ بہار۔ اڑیسہ علیحدہ ہو گئے۔ اور اون مین ایک نئی علی وردی خان* کی علیحدہ ریاست قائم ہو گئی۔ اور راجہ راؤ

* جب جعفر خان کو صوبہ بنگالہ کی نظامت اور دیوانی مرحمت ہوئی تو اوسکا داماد شجاع الدولہ اڑیسہ کا صوبہ ہوا۔ مگر وہ داماد خسر مین ہمیشہ ان بن رہتی تھی۔ اور شجاع الدولہ کی بی بی زیب النساء اپنے بیٹے سرفراز خان کو باپکے گھر

جو نادر کی آمد سے سہا ہوا بیٹھا تھا - پھر سر اوٹھایا - اور آصف جاہ پر سابقہ عہد نامہ پر بادشاہ کی دستخط کرانیکے لئے زور ڈالا جو اسکے قبل ہم بیان کر چکے ہین - لیکن اسوقت باجی راو پیشوا کے بھی بہت سے

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۱) رہنے لگی - نانا لوا سیکو بہت چاہتا تھا - چونکہ جعفر خان کا اصلی نام مرشد قلی تھا - اسلئے اوسنے اپنے نام پر مرشد آباد بنا کرکے وہین رہتا تھا -

شہزادہ اعظم شاہ کے رفقا مین ایک شخص مرزا محمد تھا - اوسکے دو بیٹے مرزا محمد علی اور حاجی احمد نہایت ہوشیار ولایق تھے - جب اعظم شاہ مارا گیا تو مرزا محمد تنگ دستی سے لاچار ہو کر شجاع الدولہ کے پاس آیا - اور اپنے بیٹون مرزا محمد علی اور حاجی احمد کو معہ عیال واطفال کے طلب کر لیا - چنانچہ یہہ دونون شجاع الدولہ کے مقرب ہو گئے اور اپنے حسن تدبیر سے ملک اڑیسہ کا خوب انتظام کیا - اسکے بعد شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کرکے مرزا محمد علی کو مرزا محمد علی وردی خان کا خطاب دلایا - ، دوہر جعفر خان نے جب اپنا وقت قریب دیکھا تو اپنے نواسہ علاء الدولہ سرفراز خان کو جانشین کیا - جب شجاع الدولہ کو یہہ خبر ہوی تو اوسنے بادشاہ کو عرضداشت لکھی کہ ملک اڑیسہ اور بنگالہ کی نظامت ودیوانی فدوی کو مرحمت ہو - اسکے بعد خود اپنے دوسرے بیٹے محمد تقی خان کو جو دوسری بی بی سے تھا - اڑیسہ مین قایم مقام کرکے مرشد آباد پہونچا - اتنے مین بادشاہ کے پاس سے سند بھی آگئی - پھر کیا تھا شجاع الدولہ چہل ستون مین جعفر خان کا جانشین ہو گیا - اور سرفراز خان دیکھتا ہی رہگیا - ناچار باپ کی خدمت مین حاضر ہو کر مبارک باد دی - اب شجاع الدولہ نے سرفراز خان کو بدستور دیوان صوبہ رکھا - دوسرے بیٹے محمد تقی خان کو اڑیسہ کا نائب صوبہ اور مرشد قلیخان اپنے داماد کو جہانگیر پور ڈھاکہ کا حاکم اور محمد علی وردیخان کو عظیم آباد مین اپنا نائب مقرر کیا - اور بادشاہ کے پاس سے مہابت جنگ کا خطاب اور پنجہزاری منصب دلادیا - جس زمانہ مین کہ نادرشاہ دہلی آیا تو شجاع الدولہ مر چکا تھا - اور سرفراز خان باپ کا جانشین تھا - حاجی احمد ومحمد علی وردیخان ریاست مین بالکل دخیل تھے - اس اثنا مین سرفراز خان سے اون دونون بہائیون کی بگڑ گئی اور بادشاہ نے نادر کیلئے زر کثیر کا مطالبہ کیا - محمد علی وردی نے پسر فراز خان کو لشکر کے موقوف کرنیکی صلاح دی

حریف پیدا ہوگئے تھے۔اور راجے راؤ کا بہائی چمناجی کانکن والون سے لڑرہا تھا۔مگر اوسکو اونپر فتح نہین حاصل ہوئی۔کیونکہ کولابہ کا مشہور قزاق آنگریا جی برائے نام ساہو کا مطیع تہا۔اور وہ اپنی

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۳)۔جس سے سرفرازخان کے دل مین شبہ گذرا۔دونون کو خدمات سے موقوف کردیا۔اب علی وردیخان نے اپنے پرانے دوست موتمن الدولہ محمد اسحق خان کی سعی سے ایک کروڑ زرانہ دینے کے وعدہ پر بادشاہ سے یہہ حکم منگالیا کہ سرفرازخان کا گہر ضبط کرکے تینون صوبہ اوس سے لے لئے جائین۔غرض ۱۱۵۲ھ مین علی وردیخان ان تینون صوبون کا مالک ہوگیا۔اور سرفرازخان کا گہر ضبط کرکے بادشاہ کا نذرانہ بہیجدیا۔ پہر اس نے اڑیسہ پر یورش کی مرشد قلیخان بہاگ گیا۔اور علی وردی نے اپنے بہتیجے صولت جنگکو وہان کا صوبہ مقرر کیا۔مگر صولت جنگ کے ظلم و زیادتی سے رعایا ناراض ہوگئی۔اور باقر علیخان داماد مرشد قلیخان سے سازباز کرکے صولت جنگ کو گرفتار کرادیا۔جب علی وردی کو معلوم ہوا تو فوراً چڑہ دوڑا۔اور باقر علیخان کو شکست دیکر اپنے بہتیجے کو چہڑالیا۔اس عرصہ مین راجہ رگہوجی بہوسلہ کے سپہ سالار بہاسکر پنڈت نے ۲۵ ہزار سوار سے ملک بنگال مین لوٹ مار مچادی۔علی وردی یہہ خبر سنکر دوڑا آیا۔مرہٹون نے دس لاکہ روپیہ طلب کیا۔مگر اس نے دینا قبول نکیا۔آخر لڑائی ہوئی۔مرہٹے شکست پاکر بہاگے۔پہر کچہہ دنون بعد مرہٹون نے کٹک پور پر حملہ کیا۔ یہان بہی علی وردی نے اونکو شکست دی۔جب بادشاہ کو علی وردی کے اس کارنمایان کی کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے اعلی مناصب و عمدہ خطاب سرفراز فرمائے۔اور صفدر جنگ داماد برہان الملک کو اعانت کے لئے روانہ کیا۔لیکن علی وردی نے اوسکا آنا مصلحت نہ سمجہا۔اور دس لاکہ روپیہ خرچ سفر دیکر الٹا واپس کردیا۔پہر بادشاہ نے بالاجی راؤ کو امداد کے واسطے روانہ کیا۔اتنے مین۔راگہوجی بہوسلہ۔بہاسکر پنڈت کی شکست سے طیش مین آکر خود لشکر کثیر کے ساتہ علی وردیخان کے ملک پر چڑہ دوڑا۔بالاجی جو بادشاہ کے طرف سے آچکا تہا۔اوس نے راگہوجی کو شکست دیکر بنگال سے باہر کیا۔دوسرے برس بہاسکر پنڈت نے فوج جرار سے پہر بنگال پر یورش کی۔اس دفعہ علی وردی نے مصطفیٰ خان و راجہ جانکی رام کے ذریعہ بہاسکر کو معہ دوسرے سرداروں کے

رہزنی کو سجری چوتہہ لیا کرتا تھا۔ انگریزون نے بھی پرتگیزونکی مدد سے اوسپر حملے کئے۔ مگر کچھہ نکرسکے۔ ہالنڈ والون نے بھی بہت زور ڈالا۔ لیکن لپسپا ہوے۔ ایک دفعہ انگریزی بیڑے کی مدد سے پیشوا نے بھی حملہ کیا۔ مگر

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۳) تصفیہ کے لئے اپنے پاس بلاکر قتل کرڈالا۔ اور سپاہ پر حملہ کرکے شکست دیدی۔ او مصطفی خان نے اپنے سپہ سالار سے جو بہار کی صوبہ داری کا وعدہ کیا تھا۔ اوسکو وفا نہ کیا۔ مصطفی خان اس بات سے رنجیدہ ہوکر استعفا دیدیا۔ اور سترہ لاکھہ روپیہ اپنی تنخواہ کے لیکر معہ ۹ ہزار فوج کے بہار لینے کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ بہار مین علی وردی کا بھتیجا ہیبت جنگ حاکم تہا۔ چنانچہ مصطفی خان کو اوس سے ہمیشہ شکست ہوتی رہی۔ بلکہ ایک لڑائی مین وہ مارا گیا۔ انہین ایام مین پہر راگھوجی نے بنگال پر حملہ کیا مگر ناکام پھرا۔ اور علی وردی نے اپنی شجاعت و بہادری سے اوسکو ہمیشہ شکست دیتا رہا۔ اسکے بعد علی وردی نے اپنے نواسے سراج الدولہ کی شادی بڑی دہوم دہام سے کی۔ اس عرصہ مین اوسکے دو بڑے سردار میر جعفر و عطاء اللہ بگڑ بیٹھے۔ علی وردی نے اونکو موقوف کردیا۔ اسکے قبل اور دو سردار شمشیر خان و سردار خان بھی موقوف کردئے گئے تھے۔ چنانچہ ان دونون موذی سردارون نے مرہٹون کے سپہ سالار جانوجی کو اوبھار کر مرشدآباد پر حملہ کرادیا۔ مگر علی وردی نے اسوقت بھی مرہٹون کو مار کر بہگا دیا۔ اتنے مین ایک گل یہہ کھلا کہ شمشیر خان اور سردار خان جو بہار مین مقیم تھے انہون نے اوباشون اور بدمعاشون کو جمع کرنا شروع کیا۔ چونکہ بہار مین ہیبت جنگ صوبہ دار تھا۔ اوس نے اپنے چچا کو لکھا کہ ان دونون سردارون کی خطا معاف کرکے نوکر رکھ لیجئے۔ ورنہ آیندہ یہہ دونون بہت فساد برپا کرینگے۔ آخر بھتیجے کے کہنے کو اوس نے منظور کرلیا۔ جب ہیبت جنگ نے اونکو بلاکر یہہ خوشخبری سنائی تو اون نمکحرامون نے تنہائی کا موقع دیکھکر ہیبت جنگ کو مار ڈالا۔ اور پٹنہ پر قبضہ کرلیا۔ اور ان بدمعاشون نے کچھہ اسی پر اکتفا نکیا۔ بلکہ علی وردی کے بہائی حاجی احمد کو (جو بہائی سے ازردہ ہوکر خانہ نشین تھا۔) گرفتار کرکے ایسی سختی کی کہ وہ بیچارہ مرگیا۔ اور ہیبت جنگ کی بی بی (جو علی وردی کی بیٹی تھی۔) کو بھی لے اوڑے۔ یہہ خبر علی وردی خان کو ہوی تو اوس نے اپنے چند منتخب لوگون کو لیکر باغیون کی سرکوبی کو چلا۔ اور پچھلے باتون سے

کوئی فیصلہ نہوا۔ اودہر جنجرہ کے مسلمان حبشی پیشوا کے سخت دشمن تھے جو اوسکو چین لینے نہین دیتے تھے۔
ان سب سے زیادہ باجے راؤ کا قوی دشمن رگھوجی* بہونسلہ تھا۔ بہرحال باجے راؤ کے بہت دشمن موجود
تھے۔ انہین ایام مین باجے راؤ نے دیکھا کہ آصف جاہ بہادر دہلی مین ہین تو اس نے اونکے ملک پر
حملہ کیا۔ ناصر جنگ بہادر (جو باپ کے قایم مقام تھے۔) نے دس ہزار سپاہ سے مقابلہ کرکے باجے راؤ
کو شکست دی۔ اور وہان سے احمد نگر پہونچکر پونہ کا قصد کیا۔ مگر باجے راؤ نے ۱۱۵۳ھ مین صلح کرلی
اسوقت باجی راؤ بڑی بڑی پریشانیون مین مبتلا تھا۔ اس موقعہ پر اوس نے جو گرد کو خط لکہا ہے اوس سے
مایوسی ٹپکتی ہے۔ لکہتا ہے کہ مجہے بڑی بڑی مشکلات پیش ہین قرض دینا ہے۔ سب طرف سے مایوسی نے
گہیر رکہا ہے۔ میرا حال اسوقت ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص زہر کہانے بیٹہا ہو۔ اب مین ستارہ جاتا ہون۔
جہان میرے دشمن بہت ہین۔ اگر اسوقت موت آجائے تو اوسکا ممنون ہونگا"۔ الغرض جب وہ ہندوستان
خاص کو جاتا تھا کہ صفر ۱۱۵۳ھ مین دریاے نربدا پر انتقال کیا۔ اسکے تین بیٹے تھے۔ بالاجی راؤ (جو باپکی جگہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴۴) چشم پوشی کرکے میر جعفر کو کٹک کا صوبہ دار بنایا۔ اور مرشد آباد کو عطاء اللہ اور ایک اپنے بہتیجے کے سپرد کیا۔ جب باغیون سے مقابلہ ہوا تو شمشیر خان مارا گیا۔ باغیون کی فوج نے شکست پائی۔ علی وردی کی بیٹی بہی صحیح وسلامت اوسکے خیمہ سے دستیاب ہوئی۔ اسکے بعد ایک آفت یہہ پیدا ہوئی کہ اوسکا نواسہ سراج الدولہ اوس سے باغی ہوگیا۔ اودہر مرہٹون نے پہر لشکر کثیر سے حملہ کیا۔ اب تو علی وردی کو بجز صلح کے کچہہ بن نہ پڑی ۱۱۶۴ھ مین صلح کرکے کٹک اونکے حوالہ کیا۔ اور بنگال کی چوتہہ ۱۲ لاکہہ روپیہ سالانہ قرار پائی۔ پانچ سال کے بعد جمادی الاول ۱۱۶۹ھ مین بعارضہ مرض استسقا علی وردیخان مہابت جنگ کا انتقال ہوگیا۔ اور سراج الدولہ اپنے نانا کا جانشین مقرر ہوا۔ ۱۲ موات

* بہونسلہ خاندان کا بانی رگھوناتہہ تہا۔ جو لشکر کے آس پاس کے ملک کا رہنے والا اسوارون مین نوکر تہا۔ جب راجہ ساہو دلی سے چہوٹ کر آیا تو یہہ اوسکا رفیق ہوا۔ راجہ نے اوسکو برار اور اوسکے آگے جو جنگلی ملک تہا اوسکا حاکم مقرر کردیا۔ جب وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا جانشین نہوا بلکہ رگھوجی بہونسلہ اوسکا چچیرا بہائی جانشین ہوا۔ جو راجہ کا رفیق اور ہمراہ تہا۔ ۱۲ موات

پیشوا ہوا۔) رگھناتھ - شمشیر بہادر (یہ مسلمان عورت کے پیٹ سے تھا۔ مگر اسکے زیر حکومت سارا بندیلکھنڈ تھا۔ باندیکے نواب اسی کی اولاد میں ہیں)۔

جسوقت بالاجی مراتو راگھوجی بہوسلہ (جو کرناٹک میں سپہ سالاری کر رہا تھا۔) ستارہ دوڑا آیا۔ اور باپوجی نائک (جو بڑا دولتمند اور باجی راو کا قرضخواہ تھا۔) کو پیشوا بنانے کے لئے ساتھ لایا۔ اب باپوجی نے بالاجی سے اپنا قرضہ طلب کیا (جو اوس نے اوسکے باپ باجی راو کو دیا تھا۔) اور راگھوجی نے راجہ سے کہا کہ پیشوائی کا عہدہ باپوجی کو دیا جائے۔ اسوقت بالاجی کے دیوان نے ہوشیاری کرکے تھوڑے دنوں میں باپوجی کا تمام قرضہ چکا دیا۔ اور وہ اپنا سا منہہ لیکر چلا گیا۔ اس اثنا رمیں بالاجی کا چچا چمناجی مرگیا۔ اور بیٹا سداشیو راو دہ سالہ چھوڑ گیا۔ بالاجی باپ سے بھی زیادہ ہوشیار نکلا۔ اور باپ کے اکثر رقیبوں سے محبت پیدا کی۔ چنانچہ بادشاہ کی جانب سے علی وردی خاں کی مدد کو بنگالہ جاکر راگھوجی کو شکست دی۔ جسکے صلہ میں بادشاہ نے صوبہ مالوہ عطا کیا اور ۱۱۵۶ھ میں شاہزادہ احمد شاہ کا اس صوبہ میں نائب مقرر ہوا۔ اور ۱۱۵۸ھ میں اون صوبوں میں سے چوتہہ وصول کرنیکی اجازت حاصل کرلی جنمیں کبھی کبھی اوسکا باپ لوٹ گھسوٹ کیا کرتا تھا۔ مگر بادشاہ نے اوسکی سند مرحمت نہیں فرمائی۔ اس عرصہ میں راگھوجی نے ستارہ میں اوسکے برخلاف سازش قایم کی۔ اب تو اوسکے چھکے چھوٹے۔ اور اپنے تمام حقوق جو دریا و نربدا اور مہاندی کے پار ملکوں میں تھے وہ تمام ۱۱۵۸ھ میں راگھوجی کو دیدیا۔

اب کسیقدر آصف جاہ بہادر کے حالات ملاحظہ کیجئے۔ کہ ۱۱۵۵ھ میں ناصر جنگ بہادر نے اپنے باپ آصف جاہ کے مقابل بغاوت اختیار کی۔ اور آصف جاہ بہادر نے دہلی سے آکر بیٹے کو مغلوب کیا۔ اسکے بعد ارکاٹ کے فساد و شورش کے مٹنے میں مشغول رہے۔ یہہ تمام واقعات ہم نے اسی تاریخ میں آصف جاہ کے سوانح میں تفصیل سے لکہا ہے۔ آخر ۱۱۶۱ھ میں بعمر ۸۰ سالہ آصف جاہ بہادر نے انتقال فرمایا۔ اس کے ۲ برس روز بعد دسمبر ۱۱۶۲ھ میں راجہ ساہو بھی مرگیا۔ اسکی کوئی اولاد نہ تھی۔ اور کولاپور کے راجہ (جو اسی نسل سے تھے) بھی لاولد تھے۔ اب مرہٹوں کا یہہ ارادہ ہوا کہ سیواجی کے بڑے چچا دتوجی کی اولاد میں سے کسی کو

تبنے کرین - مگر راجہ کی رانی سکوار بائی چاہتی تھی کہ کوئی کمسن لڑکا متبنی کر کے مین خود راج چلاؤن ماتنے مین ایک گل یہہ کھلا کہ رام راجہ کی بیوہ رانی تارا بائی جو ابتک زندہ تھی اوسنے کہا کہ سیواجی دوم کے مرنیکے بعد اوسکے ہان بیٹا پیدا ہوا ہے - جسکو مین نے ابتک چھپا رکھا تھا - یہہ راج میرے اوس پوتے کا حق ہے - بالاجی کی جان اسوقت دو عورتون کے درمیان ضیق مین تھی - مگر اوس نے راجہ کے مرض الموت مین راجہ سے ایک سند یہہ لکھوالی تھی کہ اوسکو تمام مرہٹونکی سلطنت کا اقتدار اس شرط پر دیا جاتا ہی کہ وہ سیواجی کے خاندانکا نام تارا بائی کے پوتے رام راجہ کے نام سے قائم رکھے چنانچہ بالاجی نے تارا بائی کی طرفداری کر کے رام راجہ کو گدی پر بٹھایا - اور تمام مرہٹون کی فوج کو دار و دہش سے اپنا بنالیا - اور رام راجہ بھی پیشوا کے قبضہ مین آگیا - اس اثنا مین بالاجی کو اورنگ آباد جانا پڑا جب وہ اودہر گیا تو اودہر تارا بائی نے رام راجہ سے کہا کہ تو تمام اختیار پیشوا سے چھین لے - اور خود مختاری سے اوسکو روک - مگر راجہ مین اتنی ہمت کہان تھی - اسلئے اوس نے مجبوری ظاہر کی تارا بائی نے دیکھا کہ کام سطرح نہین چلتا تو اوس نے رام راجہ کو قید کر کے یہہ مشہور کیا کہ وہ جھوٹا اور فریبی ہے - اور دراصل میرا پوتا نہین ہے - اور اپنی کمک کے لئے دتاجی گائکواڑ کو بھی (جو پیشوا سے جلتا تھا) بلالیا - ہرچند پیشوا کی طرفدار سپاہ نے مقابلہ کیا - مگر دتاجی نے اوسکو شکست دیکر بہت سے قلعے فتح کر لیا - بالاجی کو جب یہہ خبر ہوئی تو وہ فوراً دوڑا آیا - اور سنہ ۱۱۶۴ھ مین دتاجی کو دغا سے قید کر لیا - اب ہم مرہٹون کی تاریخ بیان کرنیکے لئے بہت دور نکل آئے اور شاہان دہلی کا سلسلہ ناتمام رہگیا - اسلئے ہم مرہٹون کے حالات کو پھر کسی موقع پر آئندہ بیان کرینگے اب یہان سے دہلی کے حالات لکھتے ہین - سنہ ۱۱۵۹ھ مین موتمن الدولہ اسحق خان شوستری نے انتقال کیا اور اوسکی بیٹی کی شادی ابوالمنصور خان صفدر جنگ سے ہوئی - اور غازی الدین بہادر خلف آصفجاہ کی شادی قمرالدین خان کی بیٹی سے عمل مین آئی - اور علی محمد خان افغان نے سرکشی کی - پہلے بادشاہ نے اوسکی سرکوبی کے لئے ہرنند کو بھیجا مگر وہ شکست کھا کر مارا گیا - پھر تو خود بادشاہ مقابلہ کو چلا علی محمد خان نے معافی چاہی - بادشاہ نے اوسکی خطا معاف کر کے سرہند کا صوبہ دار مقرر فرمایا - سنہ ۱۱۶۰ھ مین بادشاہ

اپنے ملازموں کے ہاتھہ مارا گیا۔ اور احمد خان نے (جو پہلے نادر شاہ کا یساول تھا۔ اور رفتہ رفتہ ترقی کر کے بڑے پایہ کا افسر ہو گیا تھا) نادر کے مرنے پر خود غزنین و قندہار پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کیا۔ اور احمد شاہ درانی لقب رکھا۔ اور ناصر خان صوبہ دار کابل (جو نادر کے زمانہ سے تھا) کو اوسکے عہدہ پر حسب سابق بحال رکھا۔ لیکن پانچ لاکھ روپیہ کا مطالبہ کیا۔ اور روپیہ وصول کرنیکے لئے اپنے سوار اوسکے ساتھہ کابل کو بھیجا۔ جب ناصر خان کابل آیا تو اپنے قول سے پلٹ گیا۔ جس سے شاہ ابدالی چیڑہ دوڑا۔ وہ بھاگ کر پشاور آیا۔ اور احمد شاہ بھی اوسکے تعاقب مین چلا آیا۔ یہان پنجاب کا حال ابتر دیکھا۔ اس اثناء مین شاہنواز خان صوبہ دار لاہور نے شاہ ابدالی کو لکھا کہ آپ بادشاہ اور مین وزیر۔ شاہ ابدالی تو یہ دلسے چاہتا تھا۔ اوس نے کہا کہ بہت اچھا۔ مگر ادینہ بیگ (جو ایک بڑا مفسد پیشہ تھا) نے قمر الدینخان وزیر کو لکھہ بھیجا کہ تمہارا بھانجا شاہ ابدالی سے ساز باز رکھتا ہے۔ اسپر قمر الدینخان نے بھانجے کو لکھا کہ بیٹا آجتک ہمارے ہان نمک حرامی نہین ہوئی۔ خبردار اس افغان بادشاہ سے سازش نہ رکھنا۔ پانچون صوبے کشمیر۔ لاہور ٹھٹھہ۔ ملتان۔ کابل تمہارے قبضہ مین رہینگے۔ اب شاہنواز خان کو تقویت ہوی اور احمد شاہ سے نقض عہد کیا۔ اس اثناء مین ناصر خان بھی شکست پاکر شاہنواز خان کے پاس آگیا تھا۔ اب احمد شاہ نے ایفاء وعدہ کے لئے شاہنواز خان کو

* ۱۱۵۸ھ مین زکریا خان اعتزالدولہ صوبہ دار لاہور کے مرنے پر اوسکا بیٹا میر یحیی خان لاہور پہونچا۔ اور اوس پر قبضہ کیا۔ اسکے بعد دوسرا بیٹا شہنواز خان لاہور آیا۔ اور باپکا ورثہ چاہا۔ دونون بھائیون مین لڑائی ہوی۔ انجام یہ ہوا کہ میر یحیی خان اور اوسکا بیٹا قید ہوے۔ مگر وہ قید سے چھوٹکر بادشاہ کے پاس چلے آئے۔ اور شاہنواز خان لاہور کا مالک ہوا۔ ادینہ بیگ جو بڑا شیطان تھا۔ شاہنواز خان کو یہ سمجھایا کہ تم فقط قمر الدینخان کے بھانجے ہو۔ اور تمہارا بھائی یحیی خان اوسکا داماد بھی ہے اب وہ بادشاہ کے پاس گیا ہے۔ ضرور بادشاہ اور وزیر ملکر تم سے سمجھینگے۔ بہتر یہ ہے کہ اسوقت شاہ ابدالی جو سرحد پر موجود ہے اوس سے اتحاد و رفاقت پیدا کیجیے۔ وہ اوسکے کہنے مین آگیا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ کیجیے۔ ۱۲ مولف

خط لکھا تو اوسکا جواب اولٹا ملا۔ اسلئے وہ پشاور سے لاہور پر چڑھ آیا۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے شیخ عمر کو اوسکے
پاس بھیجکر اطاعت کی خواہش کی۔ مگر شاہنواز خان نے اطاعت تو نہ کی بلکہ اوسکے بیٹے کو قید کر لیا۔ اور
مقابلہ کو نکلا۔ ادہر بادشاہ کو بھی احمد شاہ کے آنیکی خبر ہو گئی تھی۔ اسلئے بادشاہ نے شاہنواز خان
کی کمک کو اپنے بیٹے مرزا احمد کو سپہ سالار بنا کر لشکر کثیر کیساتھ روانہ کیا تھا۔ اور اس لشکر کے ساتھ قمر الدینخان
وزیر اور صفدر جنگ وغیرہ بڑے بڑے رتبہ کے امیر تھے۔ الغرض احمد شاہ دریائے ستلج پار ہو کر ۱۳ ربیع الاول
۱۱۶۱ھ کو سرہند پر قبضہ کر لیا۔ اب دونو لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ قمر الدینخان نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک گولہ
ایسا لگا کہ وہ واصل بحق ہوا۔ گو وزیر مارا گیا۔ مگر لشکر شاہی نے درانیوں کا خوب دل کھولکر مقابلہ کیا۔
پچیسویں دن احمد شاہ درانی شکست کھا کر اپنا راستہ لیا۔ اور شاہزادہ احمد فتح و ظفر کے ساتھ دہلی
واپس ہوا۔ راستہ میں خبر پہونچی کہ محمد شاہ بادشاہ نے مرض اسہال سے ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ م اپریل ۱۷۴۸ء کو کوچ کیا

احمد شاہ بادشاہ

غرہ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ م ۱۷۴۸ء میں احمد شاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اوسوقت
اوسکی عمر ۲۲ سالہ تھی۔ اور اوسکے دربار میں بڑے بڑے لایق اہلکار جمع تھے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا
کہ شاید سلطنت عروج و ترقی پائے۔ مگر نتیجہ اوسکے خلاف نکلا۔ اسی سال آصف جاہ بہادر نے
دکن میں انتقال کیا۔ اور ابو المنصور خان صفدر جنگ کو قلمدان وزارت عطا ہوا۔ آصف جاہ کے
بڑے بیٹے غازی الدینخان کو (جو دہلی میں تھے) مشرف دلدان ناصر اور بخشی گری رسالہ والا شاہی
کے خدمات سے سرفراز ہوئے۔ اور ناصر جنگ بہادر (جو آصف جاہ کے دوسرے بیٹے اور دکن میں نائب
کے قائم مقام تھے) کو بادشاہ نے دکن سے احمد شاہ درانی کے مقابلہ کے لئے طلب کیا۔ جب
وہ برہان پور پہونچے تو واپسی کا حکم دیدیا۔ کیونکہ احمد شاہ درانی اسوقت شمالی مہمات میں مصروف

ہوگیا تھا۔ اسکے بعد بادشاہ خود عیش و عشرت مین ایسا مشغول ہو گیا کہ رات دن می نوشی اور مہجبا یون کی
صحبت رہنے لگی۔ اور طبلہ سارنگی کا بازار گرم ہوا۔ اتنے مین محمد خان مر گیا۔ اور اوسکا بیٹا سعد اللہ خان
جانشین ہوا۔ صفدر جنگ اول ہی او سکے طرف سے غبار رکھا ئے ہوئے تھا۔ اب اوس نے
قائم خان کو لکھا کہ سعد اللہ خان پر چڑہائی کر کے اوسکے ملک پر قبضہ کرلے۔ جب قائم خان اور
سعد اللہ خان کا مقابلہ ہوا تو قائم خان شکست کھا کر مارا گیا۔ اور صفدر جنگ اس خبر کے سنتے ہی
بادشاہ کو لڑائی پر آمادہ کرنے کو مل لایا۔ اور خود فرخ آباد پہونچکر قائم خان کے تمام ملک پر قبضہ کرلیا۔
اور اوس ملک پر اپنے جانب سے نول رائے کو نائب مقرر کیا۔ ۱۱۶۳ھ مین بادشاہ دہلی واپس آیا۔
قائم خان کے بہائی احمد خان (جو صفدر جنگ کے پاس رہتا تھا۔) نے دیکھا کہ بہائی کا ملک ہاتھہ سے
جاتا رہا تو اوس نے روہیلونکی امداد سے نول رائے کو قتل کر کے ملک پر قبضہ کرلیا۔ صفدر جنگ کو
معلوم ہوا تو۔ وہ سورج مل جاٹ کو ساتھہ لیکر پٹھانون سے لڑنے آیا۔ لیکن جنگ مین شکست پائی
اور زخمی بھی ہوا۔ آخر دلی کو لوٹا۔ ادہر احمد خان نے اودہ و الہ آباد کا محاصرہ کر کے خلد آباد سے
لیکر قلعہ تک ساری شہر مین آگ لگادی۔ اور خوب لوٹا۔ صفدر جنگ نے دیکھا کہ احمد خان کی شوکت
روز بروز ترقی پذیر ہے تو اوس نے ملہار راؤ ہلکر اور جے آپا سندہیا کو بہت سا ملک اور دولت
دینے کے وعدہ سے اپنی امداد پر آمادہ کیا۔ اور سورج مل جاٹ کو بھی ساتھہ لیکر جمادی الثانی ۱۱۶۴ھ
کو دہلی سے جالیسر و سعد آباد آیا۔ یہان احمد خان کے طرف سے شادل خان حاکم تھا۔ اول اوسکو
شکست دی۔ جب احمد خان نے مقابلہ آیا۔ اور سعد اللہ خان روہیلہ بھی احمد خان کی اعانت
کو آگیا۔ ہنگامہ کارزار خوب گرم رہا۔ دس بارہ ہزار افغان مارے گئے۔ اور احمد خان و سعد اللہ خان
نے شکست پاکر کماؤن مین پناہ لی۔ اب سرحد کوئل و جالیسر سے لیکر کوہ ہمالیہ کے سب پہاڑیون
تک مرہٹون کا قبضہ ہوگیا۔ اور اونکو چوتہہ وصول کرنیکی اجازت بھی مل گئی۔ انہین ایام مین

ذوالفقار جنگ صوبہ دار اجمیر و اکبر آباد نے مہاراجہ سنگھ و بخت سنگھ سے جنگ کرکے شکست پائی۔ اور بادشاہ نے اوسکی امیر الامرائی و صوبہ داری چھین کر قید کردیا۔ اس اثنا میں یکایک خبر آئی کہ احمد شاہ درانی لاہور کے قریب آگیا ہے۔ معین الملک ناظم صوبہ نے اوسکا مقابلہ کیا۔ چار مہینے تک لڑائی ہوتی رہی۔ اور راوینہ بیگ و کوڑا مل نے معین الملک کی اعانت سے چشم پوشی کی۔ سے معین الملک کو آخر شکست ہوگئی۔ لیکن معین الملک نے چالاکی سے شاہ درانی کے پاس چلا گیا۔ اوس نے نہایت اعزاز و اکرام کیا۔ اب یہان بادشاہ نے صفدر جنگ کی طلبی میں متواتر خطوط روانہ کئے۔ وہان صفدر جنگ ملہار راو سے زر خطیر کا وعدہ کرکے یہہ طے کیا کہ شاہ درانی کو شکست دیکر لاہور و ملتان کا انتظام وہ خود کرلے۔ چونکہ صفدر جنگ اس کارروائی کے طے کرنے مین مشغول تھا۔ اسلئے وہ جلد دار الخلافہ نہ آسکا۔ اور یہان نواب بہادر (جاوید) خواجہ سرا نے (جو بادشاہ کا منہہ چڑہا تھا) شاہ درانی کو ملتان و لاہور کے صوبے دیکر صلح کرلی۔ اور احمد شاہ درانی یہہ دونون صوبے معین الملک کو دیکر چلا گیا۔ جب صفدر جنگ معہ ملہار راو کے دہلی آیا تو صلح کی کیفیت سنکر نہایت برہم ہوا۔ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ ملہار راو سے جو زر خطیر دینے کا مین نے وعدہ کیا ہے وہ کس گھر سے دون۔ اسپر امیر الامرا فیروز جنگ خلف آصف جاہ بہادر نے (جو ناصر جنگ کے مرنیکے بعد دکن کے چھ صوبون کے لئے بادشاہ سے درخواست کرتا تھا۔ اور بادشاہ اوس سے بیماری نندانہ مانگتا تھا) کہا کہ اگر دکن کے چھ صوبے مجھے عنایت ہون تو مین ملہار راو کو اپنے ساتھہ لیجاکر وہ روپیہ دلوا دیتا ہون۔ بادشاہ نے اوسکی درخواست منظور کی۔ اور فیروز جنگ اپنے بیٹے شہاب الدینخان کو اپنا نائب مقرر کرکے ملہار راو کو ساتھہ لیکر دکن روانہ ہوا۔ ادہر صفدر جنگ نے جاوید خواجہ سرا کو ایک روز اپنے گھر ضیافت مین بلاکر قتل کرڈالا۔

٭ ناصر جنگ کے مارے جانیکے واقعات۔ اور مظفر جنگ کی تخت نشینی پر اوسکا بھی مارا جانا اور صلابت جنگ کا تخت پر بیٹھنا وغیرہ تمام تفصیلی حالات ہم نے اسی تاریخ مین ناصر جنگ کی سوانح مین بیان کرچکے ہین ناظرین ملاحظہ فرمالین ۱۲ مولف۔

چونکہ بادشاہ اخر خواجہ سرا کو بہت چاہتا تھا۔ جب اوس نے سنا تو صفدر جنگ سے ناراض ہوکر اوسکے انتقام کے درپے ہوا۔ اور فیروز جنگ اورنگ آباد پہونچا تو اوسکے بھائی صلابت جنگ نے لڑائی پر کمر باندہی۔ مگر ابھی جنگ کی نوبت نہ آئی تھی کہ یکایک فیروز جنگ کا انتقال ہوگیا۔ یہان صفدر جنگ نے شہاب الدینخان کو بادشاہ سے غازی الدینخان عماد الملک کا خطاب دلوایا۔ اسوقت شہاب الدینخان کی عمر ۱۶ برس کی تھی۔ مگر ایک آفت روزگار وپرکالۂ آتش تھا۔

جب صفدر جنگ نے جاوید کا کام تمام کیا تو اب اوسکو انتظام الدولہ خانخانان (جو قمر الدین خان وزیر کا داماد تھا۔) اور غازی الدینخان (جو خانخانان کا بھانجا تھا۔) کے ٹھکانے لگانیکی فکر ہوی۔ مگر یہہ دونون اوسکے دام مین نہ آئے۔ اسکے بعد صفدر جنگ نے ایک بیقاعدہ عرضی بادشاہ کے محل مین بھیجی۔ بادشاہ اس گستاخی پر بہت خفا ہوا۔ اور صفدر جنگ کی جانب سے قلعہ دار اور اوسکے آدمیون کو قلعہ سے باہر کردیا۔ جس سے شہر مین ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ صفدر جنگ نے دیکھا کہ بات بگڑ گئی۔ اسلیئے اوس نے صوبۂ اودہ جانے کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے فوراً اجازت دیدی۔ اب وہ یہان سے رخصت ہوکر دو تین روز شہر کے آس پاس پڑا رہا کہ شاید بادشاہ بلائے۔ مگر بادشاہ نے اوسکی جانب مطلق توجہ نکیا۔ اور سارے شہر کے اندر انتظام الدولہ وغازی الدینخان کا انتظام ہوگیا۔ صفدر جنگ نے سورجمل جاٹ واندر گسائین کو ہمراہ لیکر لڑائی پر کمر باندہی۔ چنانچہ ایک دو روز ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ اتنے مین غازی الدینخان نے ایران وتوران کا جھگڑا۔ اور شیعہ سنیون کی عداوت کا معاملہ پیش کردیا۔ جس سے صفدر جنگ کے ہمراہی سردار (جو اکثر روہیلے سنت جماعت تھے) اوسکی رفاقت ترک کرکے بادشاہ کے پاس چلے آئے۔ اور رہو لکر بھی بادشاہ کی مدد کو آگیا۔ پھر بھی صفدر جنگ نے چھ مہینے تک لڑائی کو جاری رکھا۔ آخر مہاراجہ مادہو سنگھ کچھواہہ نے بیچ مین پڑکر صلح کرادی۔ اور صفدر جنگ اودہ واپس آکر اپنی صوبہ داری پر چلا گیا۔ خانخانان نے قلمدان وزارت سنبھالا۔ غازی الدین خان امیر الامرا

مدار المہام سلطنت ٹھہرا۔ چونکہ جاٹون نے امیر الامرا کا ساتھہ دیا اسلئے عماد الملک نے ملہار راؤ کو لیکر
جاٹون پر چڑھائی کی۔ سورج مل قلعہ کمہیر مین محصور ہوگیا۔ تین ماہ محاصرہ پر گذر گئے مگر قلعہ فتح نہوا۔ اب
عماد الملک نے دیکھا کہ بجز توپخانہ کے کام نہ چلیگا تو اوس نے عاقبت محمود خان کو بادشاہ کے پاس
توپخانہ کے لئے روانہ کیا۔ خانخانان نے دیکھا کہ اگر توپخانہ گیا تو جاٹ شکست پائینگے۔ اور عماد الملک مرہٹون
سے ملکر معلوم نہین کہ کیا کیا فساد مچائیگا۔ اسلئے اوس نے توپخانہ نہین بھیجا۔ جس سے عماد الملک رنجیدہ
ہوکر نجیب خان اور عاقبت محمود خان کے ذریعہ وزیر کے تمام محالات پر قبضہ کرا لیا۔ جب وزیر کو معلوم
ہوا تو اوس نے نجیب خان کی سرکوبی کا ارادہ کیا۔ مگر اوس نے بادشاہ کے خوف سے معافی چاہی
اور اون محالات مقبوضہ کو چھوڑ دیا۔ اب خانخانان نے ارادہ کیا کہ مرہٹون کی ترقی روکدی جائے۔
ورنہ یہہ ضرور ملک بادشاہی مین ایک نہ ایک دن تباہی لائینگے۔ چنانچہ اس ارادہ کی تعمیل کے
لئے اوس نے ایک محضر تیار کرکے راجپوتانہ کے راجاؤن کی اوس پر دستخط کرایا۔ پھر اوس محضر کو سورج مل
و صفدر جنگ کے پاس روانہ کیا۔ اور لکھا کہ بادشاہ جب کول پہونچے تو وہان صفدر جنگ آکر ملے۔
اور یہہ سب ملکر آگرہ آئین۔ یہان راجپوت و جاٹ جمع ہوکر مرہٹون کا مقابلہ کرین۔ اور ایک خط عماد الملک
کو لکھا کہ ہم تیری امداد کے لئے آتے ہین۔ اتفاقاً جو محضر کہ جاٹون کے پاس جا رہا تھا وہ عماد الملک کے
ہاتھہ پڑگیا۔ اور اوس نے وہ خط الٹا بادشاہ کو لعنت ملامت کرکے بھیجدیا۔ خود تو جاٹون کے محاصرہ
مین مشغول رہا۔ اور ملہار راؤ کو بادشاہ سے لڑنے کے لئے بھیجدیا۔ ملہار راؤ نے آتے ہی بادشاہی
خیمون پر گولے برسانا شروع کیا۔ سارا لشکر بادشاہ کا بھاگ گیا۔ صرف تین سو آدمی رہگئے۔ بادشاہ و
وزیر بہزار مصیبت دہلی پہونچے۔ بادشاہ قلعہ مین گیا۔ اور وزیر خیمہ مین اترا۔ سارا اسباب مرہٹون کے ہاتھہ
آیا۔ دوسرے روز عماد الملک محاصرہ چھوڑکر چلا آیا۔ اور بادشاہ کا لشکر تباہ ہوکر جو راستہ مین ملتا گیا اوسنے
اونکو تسلی و تشفی دی۔ اور مہد علیا بیگم کا خیمہ جو پیچھے رہگیا تھا اوسکے ساتھہ عماد الملک و ملہار راؤ

دہلی پہونچے۔اب بادشاہ نے عماد الملک کے متعلق وزیروامرا سے مشورہ کیا۔ تو سبھون نے کہا کہ "عماد الملک مرہٹون سے ملگیا ہے۔اوس سے اطاعت کی توقع نہین۔بہتر یہہ ہے کہ صفدر جنگ وسورجمل کو بلاکر مرہٹون کا قلع وقمع کیاجائے" لیکن عماد الملک نے تو راستہ ہی مین لشکر شاہی کو دم ودلاسا دیا تھا۔اسلئے اون کے افسرون نے لڑائی سے انکار کردیا۔بادشاہ نے کہا کہ عماد الملک میرا نمک پروردہ ہے وہ کبھی دغا نکریگا۔اور وزیر سے کہا کہ "تم چند روز گھر مین بیٹھے رہو۔اور باہر نہ نکلو" ہرچند وزیر نے بادشاہ کو سمجہایا کہ یہہ رائے آپکی خطا پر ہے مگر وہ نہ سمجہا اب وزیر اپنے گھر جاکر اپنی حفاظت کا سامان خوب جمع کیا۔یہان عماد الملک کی جانب سے عاقبت محمود خان بادشاہ کا وزیر بنا۔اور تمام امرا کو جمع کرکے یہہ تقریر کی کہ "احمد شاہ بادشاہ سے سلطنت کی سنبہال اسوقت ناممکن ہے۔بہتر یہ ہے کہ کسی دوسرے شاہزادہ کو تخت نشین کیاجائے" الغرض عماد الملک کے خوف سے علما نے بھی بادشاہ کی معزولی کے نسبت فتوی لکھدیا۔اور ۱۰ شعبان ۱۱۶۷ھ م جولائی ۱۷۵۴ء کو احمد شاہ معزول ہوکر قیدخانہ مین گیا۔اور سلطان عزیزالدین بن محمد معزالدین جہاندار شاہ کو تخت نصیب ہوا۔احمد شاہ نے ۶ سال ۱ ماہ سلطنت کی۔افسوس ہے کہ اِس بادشاہ کے عہد مین اکبر و اورنگ زیب کی سلطنت قابل رحم ہوگئی۔اگرچہ بادشاہ کے نام کی عزت سارے ہندوستان مین ابتک چلی جاتی تھی۔مگر اوسکے قبضہ مین دوآبہ کے چند ضلعے اور جنوب مین ستلج کے کئے ایک ضلعے رہ گئے تھے گجرات مرہٹون کی پامالی مین تھا۔بنگالہ۔بہار۔اڑیسہ پر علی وردی خان کے جانشین متصرف تھے۔اودہ مین صفدر جنگ کا ڈنکا بجتا تھا۔بسط دوآب مین بنگش حکمرانی کرتے تھے۔اور وہ اضلاع جنکو اب روہیلکہنڈ کہتے ہین روہیلونکے پاس تھا۔پنجاب احمد شاہ درانی کو حوالہ ہوا تھا۔باقی سارے ہندوستان مین ہندو مسلط تھے۔صرف دکن کا ٹکڑا اونکے ہاتھون سے بچا ہوا تھا۔اور وہان بھی آصف جاہ بہادر کی اولاد مین جھگڑا جاری تھا۔میدان سلطنت مین کچھ کچھ انگریزی سوداگر بھی پیر جانے جاتے تھے۔اور بادشاہ تپھر کے ٹکڑے مثال تھا۔خواہ پرستش کی یا توڑ پھوڑکر پھینکا

سلطان عزیز الدین عالمگیر ثانی

سلطان عزیز الدین نے اپنا لقب عالمگیر ثانی رکھا۔ اور عماد الملک نے وزارت کی باگ سنبھالی۔ احمد شاہ اور اوسکی مان صاحب زمانی کو اندھا کیا۔ خانخانان وزیر کو ٹہکانے لگا یا۔ ۱۱۶۷ھ مین جنگ صفدر جنگ نے انتقال کیا۔ اوسکا بیٹا شجاع الدولہ جانشین ہوا۔ سین داغ کے رسالہ نے وزیر صاحب سے تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ وزیر نے پرگنات پانی پت و رہتک تنخواہ مین دیدئے۔ تین چار مہینے تک رسالہ والون نے رعایا سے روپیہ وصول کر کے خوب مزا اوڑایا۔ اب وزیر نے اون محالات کو قطب شاہ روہیلہ کے حوالے کیا۔ جس سے دونون مین لڑائیان شروع ہوئین۔ آخر قطب شاہ نے فتح پائی۔ اسکے بعد وزیر لاہور پر قبضہ کرنیکے ارادہ سے پانی پت پہونچا۔ جہان سین داغ کے سوارون نے وزیر کو گرفتار کر کے بہت بعزتی کی۔ جب بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ وزیر کو چھوڑ دو اور اپنی تنخواہ آکر لیجاؤ تو اونہون نے وزیر کو ہاتھی پر بٹھا کر عزت کے ساتھہ روانہ کر دیا۔ اور وزیر اپنے خیمہ مین آتے ہی سپاہیون کو رسالہ سین داغ کے سوارون کے قتل کا حکم دیا۔ تہوڑے ہی عرصہ مین وہ سب کے سب جان و مال سے برباد ہو گئے۔

بادشاہ نے دہلی مین گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور عماد الملک وزیر نے شاہزادہ عالی گوہر ولیعہد کو لیکر لاہور کی جانب کوچ کیا۔ اطلاع بیا[illegible] سمجھکر مرزا ادینہ بیگ کو اپنے ساتھہ ملا لیا۔ اور سید جمیل الدینخان کے ساتھہ سپاہ روانہ کر کے معین الملک کی بی بی (جو اوسکی ممانی ہوتی تھی۔ اور اوسکی لڑکی سے عماد الملک کی

---

* شاہ ابدالی نے ملتان و لاہور کے صوبے معین الملک پسر قمر الدینخان کے حوالے کئے تھے۔ جب وہ گہوڑے سے گر کر مر گیا۔ تو اوسکا کم عمر بیٹا میر مومن صوبہ دار بنا۔ چند روز کے بعد اوسکا انتقال ہو گیا تو ابدالی نے معین الملک کے داماد خواجہ موسی کو صوبہ دار کیا۔ اور بہکاری خان رستم جنگ کو مدار المہام بنایا۔ لیکن معین الملک کی بیگم نے ایک دن اوسکو بند کر کے لڑکر سولی دیگئے اب مرزا ادینہ بیگ نے خفیہ خفیہ اپنے نام نائب صوبہ داری کی سند شاہ ابدالی سے منگالی۔ ۱۲ مولف

نسبت ٹھری تھی) کو لکھا کہ اپنی لڑکی کو بھیجدے۔ اوس بیچاری نے لڑکی کو معہ جہیز کے بھیجدیا۔ اوسکے بعد عماد الملک نے اوینہ بیگ کو اپنے سرداروں کے ساتھ معہ فوج لاہور بھیجکر اپنی ساس کو گرفتار کراکے طلب کیا۔ جب وہ اوس بہانہ آئی عذر معذرت پیش کی اور تیس۳۰ لاکھ روپیہ لیکر لاہور و ملتان کی صوبہ داری ادینہ بیگ کو دیکر اور دہلی۔ واپس آیا۔ جب شاہ ابدالی کو عماد الملک کی کارستانی معلوم ہوی تو فوراً لاہور آیا۔ اور ادینہ بیگ بھاگ گیا۔ پھر شاہ ابدالی سنیت پہونچا۔ عماد الملک بھی نجیب خان کو لیکر مقابلہ کو چلا۔ مگر اسکی سفاکی اور بیباکی سے اکثر سپاہ معہ نجیب خان کے شاہ ابدالی سے جاکر ملگئی۔ اب عماد الملک نے دیکھا کہ بجز اطاعت کے چارہ نہین ہے۔ تو وہ اپنی ساس کے پاس دوڑا گیا۔ اور اوس سے سفارش کرائی۔ اور شاہ ابدالی کے وزیر ولی خان کی بھی خوشامد درآمد کی۔ غرض ان حکمتون سے اپنا قصور شاہ ابدالی سے معاف کرالیا اور وزارت کو بھی قائم رکھا۔ اسکے بعد احمد شاہ سنہ ۱۱۷۰ھ مین شاہجہان آباد آیا۔ بادشاہ سے ملاقات کی۔ اور اس مہم کا خرچ وصول کرنے کے لئے عماد الملک کو حکم دیا کہ دوآبہ سے خراج وصول کرے اور اپنے ایک سردار خان جہان کو جاٹون سے خراج لینے کو بھیجا اور خود شہر سے روپیہ وصول کرنیکا ارادہ کیا۔ عماد الملک نے وزانیدن کے سردار جان نثار خان۔ اور شاہزادہ ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی و مرزا بابر کو ہمراہ لیکر فرخ آباد گیا۔ اور وہان سے پیشکش وصول کرکے پانچ لاکھ روپیہ شجاع الدولہ سے لیا۔ پھر فرخ آباد آکر شاہ ابدالی کی حرکت کا منتظر رہا۔ خانجہان کو جاٹون سے خراج لینے مین کامیابی نہین ہوئی۔ البتہ مرزا سیف اللہ قلعہ دار آگرہ سے کئے لاکھ روپیہ وصول کیا۔ اور وہان سے نکل کر شہر متہرا پر (جہان میلا ہو رہا تھا) دفعتاً آگرا اور خوب لوٹا۔ ادہر شاہ ابدالی بھی شہر کو دو مہینے تک برابر لوٹتا رہا۔ بڑے بڑے امیرون کے گھر مین جھاڑو کا تنکا تک نہ چھوڑا یہ کام سب تمام کرکے شاہ درانی النوپ شہر کی چھاؤنی مین گیا۔ اور وہان سلطنت کے حصے کرکے اپنی مرضی کے موافق امرامین تقسیم کیا۔ اتنے مین گرمی ایسی پڑی کہ اوسکے لشکر مین ہزارون آدمی مرگئے اور اوسکے وطن سے بھی کوئی بری خبر آئی۔ اور اب یہان لوٹنے کیلئے بھی کچھ نہ بچا تھا

غرض شوال ۱۱۷۱ھ مطابق جون ۱۷۵۸ء مین اپنے ملک کو سیدھا چلا گیا۔ اور جاتے جاتے نجیب خان روہیلہ کو نجیب الدولہ کا خطاب دلا کر بادشاہ کا امیرالامرا مقرر کر گیا۔ اور محمد شاہ کی بیٹی جو نہایت خوبصورت تھی اپنی شادی کی۔ اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کا بادشاہ کی بھتیجی سے نکاح کر کے اوسکو لاہور۔ ملتان ٹھٹھہ کا ناظم مقرر کیا اور خانجہان کو اوس کا سپہ سالار بنایا۔

جب احمد شاہ درانی دہلی سے چلا گیا۔ تو عماد الملک فرخ آباد سے نکلا اور نجیب الدولہ کی مخالفت کے باعث احمد خان بنگش کو امیرالامرا مقرر کیا۔ اور رگھوناتھ راؤ و ملہار راو ہلکر کو دکن سے بلا کر شاہجہان آباد کا محاصرہ کر لیا۔ ۴۷ روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر بادشاہ نے ہلکر کو رشوت دیکر محاصرہ سے نجات پائی۔ اور عماد الملک نے نجیب الدولہ کو شہر سے نکالدیا اور وہ اپنی جاگیر سہارنپور وغیرہ کو چلا گیا۔ اسکے بعد بادشاہ کے طرفدارون کو نظربند کیا۔ اور عالی گوہر (جو بادشاہ کا بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا) کو بھی قابو مین لانا چاہا۔ بہت کچھہ تدبیرین کین۔ مگر وہ جرأت کر کے یہان سے نکل گیا۔ اور نجیب الدولہ کے پاس آٹھہ ماہ تک رہا۔ اس زمانہ مین ملک بنگالہ مین انقلاب عظیم پڑا اور جعفر خان انگریزون کی حمایت سے اوسپر مسلط ہوگیا تھا۔ اس لئے نجیب الدولہ نے شاہزادہ کو کہا کہ آپ بنگالہ جائیے۔

اب کسیقدر حالات مرہٹون کے ملاحظہ کیجیے کہ جب شاہ درانی اپنے ملک کو گیا تو تیمور شاہ کو پنجاب کا ناظم اور خانجہان کو اوسکا نائب مقرر کر گیا تھا۔ خانجہان نے اوینہ بیگ کو (جو مکار و دغاباز تھا۔) دوآبہ جالندہر مین اپنا نائب بنایا۔ چند روز کے بعد جب اوسکو بلایا تو وہ نہ آیا اور بھاگ گیا اسلئے دوآبہ مین مراد خان بھیجا گیا۔ ادہر اوینہ بیگ نے سکھون کو اپنا طرفدار بنا کر دوآبہ پر یورش کی۔ اور اوسکو خوب لوٹا۔ ادہر مراد خان خانجہان کے پاس لاہور چلا گیا۔ اب اوینہ بیگ نے دیکھا کہ صرف سکھون کی اعانت سے کام نہین بنے گا تو اوس نے رگھوناتھ راو شمشیر بہادر کو طلب کیا۔ مرہٹے تو ایسے موقعون کے منتظر ہی رہتے تھے۔ شعبان ۱۱۷۱ھ مین دونون پنجاب آئے۔ اول سرہند مین عبدالصمد خان کو

جو دُرّانیون کے طرف سے حاکم تھا لڑکر مارا۔ اور لاہور و پنجاب پر قبضہ کرلیا۔ اور ادینہ بیگ سے ۷۵ لاکھ
روپیہ سالانہ ٹھہرا لیکر اوسکو لاہور کا صوبہ دار بنایا۔ رگھناتھ و شمشیر بہادر تو دکن چلے گئے۔ لیکن جنکوجی کو
راجپوت راجاؤن سے لڑنیکے لئے دہلی مین چھوڑے سنہ ۱۱۷۲ھ مین ادینہ بیگ مرگیا۔ جنکوجی نے سرہند
کی صوبداری ادینہ بیگ کے دوست صدیق بیگ خان کو اور دوآبہ ادینہ بیگ کی بی بی کو دیا اور
لاہور پر ساما مرہٹہ کو مقرر کیا۔ اسی اثنا رمین دتناجی سفید بہیا روہیلکھنڈ کے فتح کرنیکے لئے جمنا پار
اترا۔ اور نجیب الدولہ پر حملہ کیا۔ چونکہ اوسمین مقابلہ کی طاقت موجود نہ تھی اسلئے وہ چلتا بنا۔
ادہر دتناجی نے گوبند رام نبدیلہ کو ۲۰ ہزار کے لشکر سے چاندپور و مدینہ کو خراب کرنیکے لئے چھوڑ دیا۔
اور نجیب الدولہ نے سعداللہ خان۔ رحمت خان۔ دوندے خان۔ شجاع الدولہ کو اپنے ساتھ
موافق کرکے گوبند رام نبدیلہ سے ہنگامہ کارزار گرم کیا۔ مرہٹون نے شکست پائی۔ اور اونکا
بہت ساسامان انکے ہاتھ آیا۔ جس سے دتناجی کی قوت ضعیف ہوگئی۔ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ھ
مین اوس نے شجاع الدولہ وغیرہ سے صلح کرلی۔ اودہر احمد شاہ دُرّانی کو مرہٹون کے پنجاب پر
قبضہ کرنیکی خبر معلوم ہوئی تو وہ فوراً آپہونچا۔ ساما لاہور سے بہاگا۔ صدیق بیگ وغیرہ بھی پوشیدہ
ہوگئے۔ اور احمد شاہ دوآبہ آیا۔ انہین ایام مین شجاع الملک نے اپنے خالو نظام الدولہ کو قیدخانہ
مین قتل کرڈالا۔ اور مہدی علیخان کشمیری کو پٹی پڑہاکر بادشاہ کے پاس بھیجا۔ اوس نے بادشاہ کے
پاس جاکر عرض کیا کہ فیروز شاہ کے کوٹلہ مین ایک درویش کامل ٹھہرے ہوے ہین۔ جو قابل
زیارت ہین۔ چونکہ عالمگیر ثانی کو فقراؤن سے اعتقاد تھا اسلئے وہ اس شیطان کشمیری کے
ہمراہ وہان تنہا گیا۔ صرف مرزا بابر (جو بادشاہ کا داماد تھا) ہمراہ تھا۔ جب بادشاہ وہان
پہونچا تو اس نمک حرام کشمیری نے بادشاہ کو ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۳ھ م سنہ ۱۷۵۹ع مین قتل کرڈالا۔ اور سر کو
تن سے جدا کرکے بیسر دہڑ کو جمنا کی ریت مین پھینکدیا۔ بدمعاشون نے لاش پر سے کپڑے تک اوتار لئے

مرزا بابر زخمی ہوکر قلعہ سلیم گڑھ مین قید ہوا۔ کئے روز بعد اس کشمیری کے حکم سے عالمگیر ثانی (بادشاہ) کی لاش ہمایون کے مقبرہ مین دفن ہوئی۔ اور اوسی روز کام بخش کو تخت پر بٹھا کر شاہجہان ثانی کا خطاب دیا مگر اس بادشاہ کو کسی نے بادشاہ نمانا۔ شاہزادہ عالی گہر (جو ولیعہد تھا) دہلی مین نہ تھا بلکہ بنگال مین اپنی سلطنت کے جمانیکی تدبیرین کر رہا تھا۔ اب شاہزادون نے متفق ہوکر بنیاد ... اوتادہ کے لڑائی ہلکہ کا موقع جاری رکھا۔ اودہر احمد شاہ درانی نے دتاجی سندہیا کو شکست دی سندہیا کی دو تہائی فوج مارے گئی اور خود سندہیا بھی قتل ہوگیا۔ جنکوجی نے اس شکست کی خبر ملہار کو پہونچائی۔ وہ فوراً درانیون پر چڑہ دوڑا۔ مگر درانیون نے اس غضب کا حملہ کیا کہ ملہار راو صرف تین سو سوار ان کو لیکر بہاگ گیا۔ اور اوسکا باقی لشکر مارا گیا۔ اور تمام اسباب درانیون کے ہاتہہ لگا۔ اسکے بعد شاہ درانی نے شجاع الدولہ سے ملاقات کی۔ اور آپس مین اتحاد و محبت کے وعدے ہوئے۔

جب دکن مین دتاجی سندہیا کے قتل اور ملہار کی بربادی کی خبر پہونچی تو سداشیو راو عرف بہاؤ بڑے لشکر کے ساتھہ دکن سے کوچ کیا۔ اور بسواس راو پیشوا بالاجی راو بھی اوسکے ساتھہ تھا۔ جب یہہ لشکر اکبرآباد پہونچا تو سورجمل جاٹ ۳۰ ہزار سوار سے آکر ملا۔ اور راستہ مین راجپوتونکی فوج بھی شامل ہوگئی عمادالملک (جو متہرا مین تھا) بہی آگیا۔ اب یہہ سب ملکر ۹ ذیحجہ ۱۱۷۳ھ کو شاہجہان آباد داخل ہوئے۔

* یہہ چمناجی کا بیٹا اور بالاجی راو کا چچازاد بہائی ہے۔ اسکے ہندوستان آنیکے واقعات مورخون نے یہہ لکھے ہین کہ جب رگہناتہہ راو دکن گیا تو مہمات ہندوستان کے اخراجات کا قرض ایک کروڑ روپیہ اپنے گہر سے دینا پڑا۔ اس زمانہ مین سداشیو راو احمدنگر پر قبضہ کرکے اودگیر کی لڑائی مین بہت سا ملک اور دولت حاصل کیا تہا۔ الغرض جو کام اوس نے دکن مین کئے تہے اوسکے مقابلہ مین رگہناتہہ جی کے کام بیوقعت تہے۔ اسلئے سداشیو نے اپنے بہائی رگہناتہہ کو فضول کہا۔ جسپر رگہناتہہ طیش مین آکر کہا کہ اسیدفعہ آپ ہندوستان خاص کی لڑائی پر تشریف لیجایئے تو ساری حقیقت کہل جائیگی۔ چنانچہ اسی گفتگو سے سداشیو راو نے ہندوستان کا رخ کیا۔ اور رگہناتہہ دکن کی مہماتپر ماتہوف

بہاؤ سعد اللہ خان کی حویلی مین اترا۔ اور قلعہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ یعقوب علیخان قلعہ دار نے کسیقدر
مقابلہ کے بعد قلعہ حوالہ کیا۔ بہاؤ نے شنکر راؤ کو قلعہ سپرد کرکے شجاع الدولہ کے ذریعہ شاہ درانی سے
صلح کرنی چاہی۔ مگر خود شجاع الدولہ اس امر پر راضی نہوا۔ اب بہاؤ نے دیوان خاص کے چہت
کو جو نقرۂ میناکاری کا تھا۔ اوتار لیا۔ اور قدم شریف و حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ
مین جو اسباب سونے چاندی کا تھا۔ اوسکو بھی لے لیکر ٹکسال مین سکے بنا ڈالا۔ اور غلہ کی کمیابی سے
۲۹ صفر ۱۱۷۴ھ کو بہاؤ نے شاہجہان ثانی کو (جو نام کا بادشاہ تھا۔) معزول کرکے مقید رکھا اور
جوان بخت خلف شاہ عالم عالی گہر کو تخت پر بٹھایا۔ اور شجاع الدولہ کو غائبانہ وزیر مقرر کیا۔ بہاؤ
کا نو ارادہ یہہ تھا کہ بسواس راؤ کو تخت پر بٹھاے۔ مگر اور لوگون نے صلاح دی کہ شاہ درانی کے
مضمون سے رستگاری حاصل کرکے اس ارادہ کی تکمیل کیجیے۔ بعد ازان بہاؤ یہان سے نکل کر کنجپورہ
پر حملہ کیا۔ اور اوسکو فتح کرکے بہت سے درانی سردار قتل کر ڈالے۔ اس اثنا مین سورجمل جاٹ اوس سے
علیحدہ ہوگیا۔ الغرض جب شاہ درانی کو کنجپورہ کے فتح کی خبر ہوئی تو وہ فوراً انوپ شہر سے
کوچ کرکے بہاؤ کے مقابل آیا۔ اسوقت درانی کے سپاہ کی تعداد صرف پچاس ہزار سوار چالیس ہزار
ہندوستانی پیادے تیس توپین تہین۔ اور بہاؤ کے پاس ۲۵ ہزار سوار جرار قواعددان ۱۵ ہزار پیادے
دو سو توپین سوار قلعہ شکن توپون کے ابراہیم بیگ خان گاردی (جو فرانسیسی جنرل بسی کا شاگرد رشید
تھا) کے ماتحت تہین۔ علاوہ اسکے اور لشکر راجپوتون کا (جو ساتھ ہوگیا تھا) تھا۔ جنکی جملہ
تعداد تین لاکھ کے قریب تہی۔ الحاصل دونون نے اپنے اپنے اطراف لشکر کا حصار باندہا۔ روز
ہیر پھیر چھاڑ ہونی شروع ہوئی۔ ۸ ربیع الاول کو شاہ درانی نے بہاؤ کے توپخانہ پر یورش کی۔
شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ بہاؤ کا سسر بلونت مارا گیا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ گوبند راؤ نے
سندیلہ ۱۰ ہزار سپاہ و خزانہ و سامان رسد سے مرہٹون کی اعانت کو اٹاوہ سے چلا آتا ہی شاہ درانی

عطائی خان دُرانی کو ۸ ہزار سوار سے اوسکے مقابلہ کو روانہ کیا - یہہ لشکر اول شاہجہان آباد گیا - اور
شنکر راؤ قلعدار کو قتل کر کے اوسپر قبضہ کیا - پھر جلال آباد مین گوبند رائے سے مقابلہ ہوا - اور گوبند
مارا گیا - سارا سامان رسد و خزانہ دُرانیون کے ہاتھ لگا - اودہر بہاؤ کا قافیہ رسد کی عدم موجودگی سے
تنگ ہو رہا تھا - آخر اوس نے شجاع الدولہ کی معرفت صلح چاہی - ہندوستانی امیر صلح پر راضی ہو گئے
مگر نجیب الدولہ نے اتفاق نکیا - جس سے صلح کی کارروائی ہونے نپائی - جب بہاؤ بہت تنگ ہوا
تو ۲ جمادی الآخر ۱۱۷۴ھ کو دُرانیون سے مقابلہ کیا - خوب جنگ رستمانہ ہوی - پہلے دُرانیون کا پلہ
ہلکا رہا - بعد ازان دُرانیون نے اس غضب کا حملہ کیا کہ مرہٹون کو شکست ہو گئی - لشکر دُرانی نے
۲۰ - ۲۰ میل تک فرار شدہ مرہٹون کا تعاقب کر کے قتل کیا - باقی جو بچے اونکو گنوارون نے
مار ڈالا - بسواس راؤ بہاؤ بھی مارے گئے - جنکوجی سندیہیا اور ابراہیم خان گردی بھی قتل ہوے
شمشیر بہادر بھی بھاگتے ہوے مارا گیا - صرف ملہار راؤ اور راجی سندیہیا لنگڑا ہو کر بھاگکر مالوہ گئے -
ان دو سردارون کے سوا کوئی نامی سردار نہ بچا - یہہ شکست مرہٹونکو ایسی ہوی کہ ابتک کبھی نہین ہوی تھی
بالاجی راؤ بھی اس صدمہ سے چند روز کے بعد مر گیا - اس فتح کے بعد شاہ دُرانی پانی پت سے دہلی آیا -
شاہزادہ عالی گہر (شاہ عالم) کو بادشاہ مقرر کیا - چونکہ شاہزادہ موجود نہ تھا - اسلئے اوس نے اوسکے بیٹے
جوان بخت کو پادشاہ کا نائب بنایا - اور بادشاہ سے شجاع الدولہ کو وزیر نجیب الدولہ کو امیر الامرا بنانیکی
سفارش کی - اور نجیب الدولہ کو دہلی کا منتظم مقرر کر کے شجاع الدولہ کو اودہ - و الہ آباد کے صوبون پر روانہ
کر دیا - اور خود قندہار چلا گیا -

اب کیقدر عماد الملک کا حال سنئے کہ وہ چند روز سورجمل جاٹ کے بھرتپور کے پاس رہا - پھر دکن گیا -
بیس برس تک بھیس بدلے پڑا پھرا - ۱۷۹۱ء مین انگریزی پولس کے ہاتھ آیا - گورنر جنرل نے مکہ معظمہ بھیجدیا -
آخر عمر مین ہندوستان آیا - احمد شاہ ابدالی کے جانشین تیمور شاہ سے اخلاص پیدا کیا - ملتان کے صوبہ دار

یارانہ جوڑا - چند روز کے بعد انتقال ہوگیا -

عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ

ہم نے اسکے قبل لکھا ہے - کہ نجیب الدولہ نے عالی گوہر کو بنگالہ جانیکی صلاح دی تھی - اور محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد (جو شجاع الدولہ کا چچازاد بہائی تھا) نے بھی اوسکو بنگال پر چڑہائی کرنیکے لئے طلب کیا تھا کیونکہ یہہ زمانہ وہ تھا کہ انگریز اور سراج الدولہ مین لڑائی ہو رہی تھی - چنانچہ وہ پہلے لکھنؤ آیا - اور شجاع الدولہ سے ملکر الہ آباد پہونچا - محمد قلی نے بہت کچھہ آوبھگت کی - اور شاہزادہ نے محمد قلی کو بنگال و بہار و اڑیسہ کی سند لکھدی - الغرض نومبر ۱۷۵۹ع مین شہزادہ کرمناسا سے پار اترا - اتنے مین باپ (عالمگیر ثانی) کے قتل کی خبر آئی - شہزادہ نے اوسیوقت تخت سلطنت پر جلوس کیا - اور شاہ عالم لقب رکھا -

انگریزون نے جسوقت میر جعفر کو شرقی صوبون کا نواب بنایا تھا تو اوس نے بہار مین راجہ رام نراین کو اپنا نائب مقرر کیا تھا - چنانچہ شاہ عالم پہلے بہار پہونچا اوسکو شکست دیا - اتنے مین نواب کی فوج کو انگریزی کمنٹمنٹ کی امداد پہونچنے سے ۱۰ فروری ۱۷۶۰ع کو بادشاہ نے شکست کہائی - اب بادشاہ کا ارادہ ہوا کہ مرشدآباد کو لے لے - مگر انگریزون نے پھر بادشاہ کو شکست دی - اس اثنا مین ایک فرانسیسی افسر موسیٔ شیرلا (جسکے ساتھہ ۱۰۰ فرانسیسی سپاہ تھی) بادشاہ کے ساتھہ مل گیا - اب بادشاہ یہان سے کوچ کرکے ان فرانسیسیون کی مدد سے پٹنہ کا محاصرہ کیا - کپتان نوکس بردوان سے یلغار پٹنہ آکر بادشاہ کو شکست دیا - اور بادشاہ گیا کی جانب بہاگا - اوسکو یہہ خیال تھا کہ ملک اوسکا ساتھہ دیگا - مگر خادم حسین خان کے سوائے کسی نے بادشاہ کی کمک نہ کی - جب بادشاہ کو خادم حسین خان کی کمک ملگئی تو پھر اوس نے پٹنہ پر حملہ کیا - لیکن اسدفعہ بھی کپتان نوکس نے شکست دیدی اور کپتان موسیٔ شیرلا بھی گرفتار ہوگیا - دو برس تک بادشاہ اسیطرح شکست اوٹھاتا رہا - آخر مایوس ہوکر ارادہ کیا کہ انگریزونکی

اعانت سے دہلی کے تخت پر بیٹھے۔ اتنے مین شجاع الدولہ بادشاہ کے پاس آیا۔ اور اوسکو لیکر الہ آباد
پہونچا۔ کالپی مین جسقدر مرہٹے تھے۔ اونکو نکال دیا۔ بندیلکہنڈ کا بھی انتظام کیا۔ اسکے بعد جہانسی کے
قلعہ کو فتح کرکے پھر الہ آباد مین آگیا۔ بادشاہ نے شجاع الدولہ کو خلعت وزارت عطا کیا۔ اب
میر محمد قاسم خان عالیجاہ انگریزون سے شکست پاکر بادشاہ کے پاس آیا۔ اور شجاع الدولہ سے مدد
چاہا۔ شجاع الدولہ بادشاہ کو ساتھ لیکر بنارس کے جانب انگریزون سے لڑنے چلا۔ ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء
کو بمقام بکسر انگریزون نے بادشاہ کو شکست دیدی جاسکے دوسرے روز بادشاہ انگریزی لشکر مین چلا آیا
انگریزون سے عہد و پیمان کرلیا۔ بنگال۔ بہار۔ اڑیسہ کی دیوانی بلاشرکت غیرے بطور استمرار کمپنی
کو دیدی۔ اور خراج دیوانی جو ابتک لیا جاتا تھا۔ وہ معاف کردیا۔ اسکے علاوہ سرکار بنارس و غازیپور
بھی بطور جاگیر کے دیدئے۔ اور ۲۶ لاکھ روپیہ (جو پہلے نواب دیتا تھا۔) بادشاہ کو سرکار انگریزی سالانہ
ادا کرنا قرار پایا۔ اب صرف صوبۂ الہ آباد بادشاہ کے پاس رہا۔ اور شجاع الدولہ یہان سے بہاگ کر
روہیلکہنڈ کے افغانون اور ملہار راؤ ہلکر کی مدد لیکر کانپور کے قریب انگریزون سے لڑا مگر شکست اوٹھا
کر اپنے ملک کو چلا گیا۔ اور بادشاہ الہ آباد مین انگریزونکا ایک پنشن وار ہوگیا۔ اسوقت بادشاہ کے
پاس مرزا نجف خان اور امیر الدولہ سارے گھر کے مدار المہام بنے ہوے تھے۔ اور مرزا سعادت علی
خلف شجاع الدولہ۔ نائب وزیر تھا۔

اودہر دہلی کے حالات سنئے کہ شاہزادہ جوان بخت نائب بادشاہ۔ اور نجیب الدولہ امیر الامرا تھا
انہیں ایام مین سورجمل جاٹ نے میدان خالی پاکر سرکشی اور بغاوت شروع کی تھی۔ چونکہ نجیب الدولہ جری
اور بہادر تھا۔ اسلئے اوس نے بلوچون کی امداد سے جاٹون کی خوب سرکوبی کی۔ آخر سورج مل جاٹ
سید محمد خان کے ہاتھ مارا گیا۔ لیکن اوسکے بیٹے جواہر سنگھ نے ملہار راؤ کو لیکر دہلی پر حملہ کیا۔ دو تین مہینے
نجیب الدولہ پریشان رہا۔ اسکے بعد صلح ہوگئی۔ اسنے مین سکھون نے دہلی پر یورش کرنی چاہی۔ اور

سارے ملک مین عذر مچادیا۔ مگر اسیوقت شاہ ابدالی نے لاہور آکر اونکو شکست دی۔ اور وہ پہاڑون مین بھاگ گئے پھر آلاجاٹ نے سرہند مین دو لاکھ فوج جمع کرکے دہلی کو برباد کرنا چاہا۔ اس دفعہ بھی شاہ ابدالی ۹۰ کوس دو روز مین طے کرکے آپہونچا۔ اور پانی پت کے مقام پر اونکو شکست دی۔ ۲۰ ہزار آدمی اونکے مارے گئے۔ اور شاہ ابدالی نے نور الدینخان کو لاہور مین اپنا نائب مقرر کرکے چلا گیا۔ اور پہر وہ کبھی ہندستان کیطرف نہ آیا۔

کچھ حالات مرہٹون کے ملاحظہ کیجئے کہ جب انہون نے ۱۷۶۷ء مین آپس کے جھگڑون سے فرصت پائی تو جیپور۔ وبہرتپور کو لوٹتے ہوے دہلی پر آدھمکے۔ نجیب الدولہ نے ہلکر کے اتفاق سے مرہٹون کے ساتھ صلح کرلی۔ اور روسط دوآبہ کے اضلاع اونکے حوالے کئے۔ چندروز کے بعد نجیب الدولہ کا انتقال ہوگیا۔ اور اوسکا بیٹا ضابطہ خان جانشین ہوا۔ جب مرہٹے دوآبہ کے حصون مین پہیلے تو تمام روہیلکھنڈ پر فرخ آباد کے سوا قبضہ کرلیا۔ یہانتک کہ ۱۷۷۰ء مین دار السلطنت پر بھی قابض ہوگئے۔ گو جوان بخت کو بدستور قائم رکھا۔ مگر اوسکے طرف سے خود انتظام کرنے لگے۔ اور ضابطہ خان اپنی ریاست سہارنپور کو چلا گیا۔ اودہر شاہ عالم الہ آباد مین رہتے رہتے تنگ ہوکر شاہجہان آباد جانیکا ارادہ کیا۔ مگر اسکو وہان تک پہونچانیوالا کون تھا۔ آخر مرہٹے اس کام پر مقرر ہوے۔ جب بادشاہ نے انگریزون سے راے لی تو اونہون نے اس ارادہ کو اپنی مرضی کے خلاف بتلایا لیکن شجاع الدولہ نے تائید کرکے مئی ۱۷۷۱ء مین بادشاہ کو دہلی لیچلا۔ راستے مین بادشاہ فتح گڈہ مین اترا۔ مظفر الدولہ پسر احمد خان بنگش نے پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ بادشاہ نے برسات کے سبب یہان مقام کیا۔ اسیوقت تین ہزار مرہٹون کی سپاہ دہلی مین تھی۔ مادہوجی سندیہیا پہلے فرخ آباد مین بادشاہ پاس آیا۔ اور اپنے عہد وپیمان بادشاہ سے ٹھہر گیا۔ ۲۵ دسمبر ۱۷۷۱ء کو بادشاہ قلعہ مین داخل ہوا۔ عبد الاحد خان کشمیری بادشاہ کا مقرب بنا۔ مجد الدولہ کا خطاب پایا۔ مرزا نجف خان نے سپاہیون کو جمع کرکے سپاہ سالار بنا۔ اور بادشاہ کے حکم سے ضابطہ خان (جو اپنے

علاقۂ سہارنپور وغیرہ مین رہتا تھا) پر حملہ کرکے اوسکو شکست دی۔ ضابطہ خان تو شجاع الدولہ کے پاس بہاگ گیا۔ لیکن اوسکے اہل وعیال او رخزانہ شاہی لشکر کے ہاتہہ لگا۔ ان مین اس کا بڑا بیٹا غلام قادرخان ایسا خوبصورت تہا۔ کہ جب بادشاہ کے پاس بہیجا گیا تو اوس نے محل سرا کی بیگم بنا یا۔ ۱۷۷۳ء مین رہیلون نے شجاع الدولہ سے اتفاق کرکے مرہٹون کے اخراج کی فکر مین ہوئے۔ اور ضابطہ خان نے شجاع الدولہ کی تحریک سے مرہٹون کے ساتہہ سازش کی۔ اور مرہٹون نے اوس سے وعدہ کیا کہ بادشاہ سے تیرا قصور معاف کراکے امیر الامرائی کا خطاب دلائینگے۔ بعد ازان مرہٹون نے رنجیت سنگہ کو اوکسا کر بلب گڈہ پر حملہ کرایا۔ رئیس بلب گڈہ نے بادشاہ سے مدد چاہی۔ مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ نے ایک فوج جرار اوسکے مدد کو بہیجدی۔ مرہٹون نے رنجیت سنگہ کی اعانت کرکے بادشاہی لشکر کو پسپا کیا۔ سفید ہیا اس لڑائی سے کنارہ کرکے جیپور کے لوٹنے کو چلا گیا۔ توکاجی۔ ہلکر اور مرہٹے دہلی کے طرف بڑہے۔ مرزا نجف خان نے مقابلہ کیا لیکن شکست پائی۔ آخر حسام الدولہ کے ذریعہ سے صلح ہوگئی۔ ضابطہ خان امیر الامرا ہوا۔ اور اضلاع دوآب مرہٹون کے حوالے ہوئے۔ اسکے بعد مرہٹون نے مرزا نجف خان سے اتحاد پیدا کرکے روہیلکہنڈ پر حملہ کیا۔ دوآبہ زیرین کے صوبے بادشاہ نے انگریزون کو دیدئے تھے۔ اور انگریزون نے اوسکو پچاس لاکھ پر شجاع الدولہ کے ہاتہہ بیچ ڈالے تھے۔ اسلئے انگریزی سپاہ شجاع الدولہ کی رفاقت مین مرہٹون سے لڑنیکو روہیلکہنڈ مین مستعد ہوئی۔ جب مرہٹون نے یہہ حالت دیکھی تو وہ اٹاوہ کو چلے گئے۔ اور مرزا نجف خان۔ شجاع الدولہ۔ اور انگریزون کی سفارش سے بادشاہ کے پاس پھر اپنے عہدہ پر بحال ہوگیا۔ ضابطہ خان جاٹون کے پاس چلا گیا۔ حسام الدولہ قید ہوا۔ اوسکی جگہہ عبد الاحد خان کشمیری مدار المہام مقرر ہوا ۱۷۷۴ء مین مرزا نجف خان نے جاٹونکی خوب سرکوبی کی (جو انہون شورش مچا رہے تھے) اور سمرو ایک فرانسیسی

* یہہ ایک بافریہ کا جرمن متعینہ فرانسیسی افسر تھا۔ اسکا قاعدہ تھا کہ جسکو زبردست پاتا اوسکی نوکری کر لیتا۔ پہلے یہ میر قاسم عالیجاہ کا

(جو جاٹون کا ملازم تھا) مرزا نجف خان کی ملازمتین آگیا۔ اتنےمین ضابطہ خان نے سکھون سے سازش
کرکے بغاوت برپا کی۔ چنانچہ نجف خان نے اوسکی بھی خاطرخواہ خبر لی۔ آخر اوس نے اپنے تقصیرات کی
معافی چاہی۔ نجف خان نے اوسکا قصور معاف کرکے اوسکی بہن سے نکاح کرلیا۔ اور پھر اوسکو سہارنپور
کی فوجداری بادشاہ سے دلوادی۔ بعد اس لڑائی کے ہندوستان مین امن ہو گیا۔ امیرالامراء واپس
آگرہ مین گیا۔ اور ملک کا انتظام شروع کیا۔ انگریزون نے بھی اوس سے عہد پیمان کرنے چاہے۔ مگر
اوس نے شمرو کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ اسلیئے عہد وپیمان نہوے۔ اسوقت اوده مین
آصف الدولہ بادشاہ کا وزیر صوبہ تھا۔ اور شمرو کو سردہنہ دیا گیا۔ سرہند مین ملا احمد داد خان فوجدار
مقرر ہوا۔ سنہ ۱۷۷۹ع مین سکھون نے سرہند کے فوجدار احمد داد خان کو شکست دیکر مار ڈالا۔ جب یہہ
خبر بادشاہ کو ہوی تو عبدالاحد خان کشمیری ایک شاہزادہ کو ہمراہ لیکر فوج شایستہ کے ساتھ سکھون کے مقابلہ
گیا۔ مگر سکھون نے شکست دیدی۔ اور عبدالاحد خان بھاگ گیا۔ اب مرزا نجف خان (امیرالامرا) روانہ
ہوا۔ اور میرٹھ کے قریب سکھون کو شکست دی۔ اور ۲۰ ہزار سکھ مع اپنے افسر کے مارے گئے۔ راستہ
مین عبدالاحد خان کشمیری مرزا نجف خان کے ہاتھہ لگا۔ مرزا نے اوسکو قید کرکے اوسکا گھربار ضبط کرلیا
اور ۳۰ لاکھہ کا سرمایہ جو ضبطی مین آیا وہ خزانہ شاہی مین داخل کیا۔ ۴ مئی ۱۷۷۸ع کو شمرو مرگیا۔ اوسکی
قبر پر پرتگیزی مین یہ تاریخ لکھی ہے کہ یہ بڑا سفاک بیرحم بیوفا بےایمان تھا۔ اوسکی لشکر کی سرداری بادشاہ نے اوسکی بیگم[1] کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۶۵) نوکر تھا۔ وہان نمکحرامی یہہ کی کہ میر قاسم کو پکڑکر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا۔ اور خود بھی شجاع الدولہ کا نوکر ہو گیا۔ اسکے بعد جواہر مل۔ راجہ جیپور وغیرہ کا ملازم ہوا۔ اور سب کو تباہ کرکے اب مرزا نجف خان کا دامن پکڑا۔ ۱۲ مولف۔

(۱) یہ بیگم ایک عرب کی بیٹی کسبی کے پیٹ سے تھی سنہ ۱۷۵۳ع مین بمقام کوتانہ پیدا ہوی جب باپ مرگیا تو سوتیلے بھائی سے تنگ ہوکر وہ اور اوسکی مان مین دلی جارہے۔ اتنے مین شمرو سے آشنائی ہو گئی۔ پھر اوس نے شادی کرلی اور اوس نے عیسائی مذہب اختیار کرکے جوہانا نام رکھا۔ گو اسوقت شمرو کا بیٹا ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے موجود تھا۔ مگر مرزا نجف کی سفارش سے بادشاہ نے اوسکے لشکر کی سرداری بیگم کو عطا کی ۱۲ مولف

عطاکی - ۲۶ - اپریل ۱۷۸۲ء کو مرزا نجف خان نے انتقال کیا - اوسکا لےپالک بیٹا (جسکو اوسکی بہن نے بھی بیٹے کیطرح پالا تھا -) افراسیاب خان خلعت امیر الامرائی سے سرفراز ہوا - مگر بعد مین مرزا نجف کے ایک قریبی رشتہ دار مرزا شفیع نے کچھہ ایسے جوڑ توڑ لگائے کہ افراسیاب خان بھاگ گیا - اور بادشاہ نے امیر الامرائی کا خطاب مرزا شفیع کو دیا - لیکن چند روز کے بعد مرزا شفیع بھی بھاگ گیا - یہ سلطنت کے رد و بدل کو مرہٹے دور سے تاک لگائے بیٹھے تھے - جب انگریزون کو معلوم ہوا تو اونھون نے اس خوف سے کہ مرہٹے بازی نلیجائین - بادشاہ کے پاس اپنے دو افسر بطور سفیر بھیجے - یہ ایلچی ابھی سلطنت مین داخل نہوے تھے کہ ایک گل یہ اور کھلا کہ مرزا شفیع مرزا محمد بیگ ہمدانی کو (جو آگرہ مین صوبہ تھا) ساتھہ لیکر آیا - اور بادشاہ کے پاس یہ درخواست کی کہ ہمارے پرانے متوسل لطیف خان (یہہ نواب وزیر کا نائب تھا - جو لشکر کے ساتھہ دہلی مین رہتا تھا -) اور مسٹر لوبلی (یہ شمرو کی بیگم کے لشکر کا افسر تھا -) کو صلح کے تمام شرائط ٹھہرانے کا اختیار دیکر ہمارے پاس بھیجدو - چنانچہ یہہ درخواست بادشاہ نے منظور کی - اور اون دونون کو روانہ کیا - ہر چند مرزا جوان بخت سر مارتا رہا کہ کیا کرتے ہو ان سرکشون کی تنبیہ کرو - مگر سب کی عقل جاتی رہی - یہ دونون ایلچی وہان جاکر مارے گئے - پھر محمد بیگ و مرزا شفیع کے آپسمین جھگڑا شروع ہوا - اسوقت بادشاہ بھی بڑا دق تھا - مگر مرزا جوان بخت نے افراسیاب خان کو بلاکر اوسکو بھی راضی کرلیا - اور مرزا شفیع کو امیر الامرا کا خطاب دلا دیا - عبد الاحد خان کو مدار المہام مقرر کیا - ۲۳ - ستمبر ۱۷۸۳ء کو مرزا شفیع آگرہ سے آکر قلعہ مین جانا چاہا - مگر کسی نے جانے ندیا - اسکے بعد محمد بیگ صلح کے بہانہ مرزا شفیع کے پاس جاکر اوسکو مار ڈالا - بعض کہتے ہین کہ اوسکے بھتیجے اسمٰعیل بیگ نے مارا - الغرض یہہ کام افراسیاب کی تحریک سے ہوا - کیونکہ اسکے بعد وہ امیر الامرا بن گیا - چونکہ مرزا جوان بخت کا دل دہلی سے بیزار ہو گیا تھا اسلئے وہ لہ امرا اپریل کو دسکے یاون مصیبتین جھیل کر انگریزون کے پاس چلا گیا - اب یہان محمد بیگ نے وزیر و افراسیاب خان کو

تکلیف پہونچانا شروع کیا - اور وزیر نے مادہوجی - سندیہیا کا رخ کیا - بادشاہ بھی اپنے اہلکارون سے
بیزار تھا - وہ بھی اپنے تہیئن سندیہیا کے حوالے کرنا چاہا - اور دہلی سے نکل کر آگرہ چلا - سندیہیا بھی
آگرہ اسی نظر سے آیا کہ دونون ملکر آگرہ سے محمد بیگ کو نکالین - مجد الدولہ نے بادشاہ کو آگرہ جانے سے
منع کیا - جس سے بادشاہ خفا ہوکر اوسکا گھر ضبط کرلیا - اور اوسکو قیدخانہ بھیجدیا - جہان وہ ۱۷۸۲ء مین
مرگیا - اب سندیہیا - اور افراسیاب خان کی ملاقات ہوی - دونون نے محمد بیگ پر حملہ کرنا چاہا - مگر ۲
نومبر ۱۷۸۳ء کو مرزا شفیع کے بہائی زین العابدین نے افراسیاب کو مارڈالا - اور خود سندیہیا کے پاس
چلا گیا - راجہ ہمت بہادر سارے مغلیہ امیرون کو سندیہیا کے خیمہ مین لیگئے - وہان باہم مبارکباد دیگئی
اول سے والی اودہ تو وزیر تھا - اب پیشوا امیر الامرا مقرر ہوا - اور مادہوجی سندیہیا نائب امیر الامرا
قرار پایا - آگرہ - دہلی کے صوبے اوسکے سپرد ہوے - ساری فوج کا وہ سپہ سالار مقرر ہوا - ۶۵ ہزار روپیہ
ماہوار بادشاہ کے خاص اخراجات کے لئے معین ہوی - انگریزون نے جو شرقی صوبون کا خراج لیا جاتا تھا
وہ بھی بادشاہ نے معاف کردیا - ۱۷۸۵ء مین ضابطہ خان مرگیا - محمد بیگ کے پاس سے سپاہ بہاگ
گئی - وہ بھی سندیہیا کے پاس چلا آیا - ۲۷ مارچ ۱۷۸۵ء کو آگرہ کا قلعہ سندیہیا کے حوالے کیا گیا - اب مغلونکے
پاس سوا علیگڈہ کے قلعہ کے کچھہ نہ رہا - یہہ قلعہ افراسیاب خان کی بی بی اور بچون کے پاس تھا سندیہیا
نے اونکو ڈرا دہمکا کے قلعہ و مال اور اسباب پر قبضہ کرلیا - اور دیڑہ لاکھ روپیہ سال اوسکے بڑے بیٹے
کو مقرر کردیا - محمد بیگ ہمدانی کو راگہوگڈہ کی فتح کے لئے روانہ کیا - جب سارے دوآبہ مین سندیہیا
کا عمل دخل ہوگیا تو - اب اوس نے جوان بخت کو دہلی آنیکے لئے لکھا - مگر نواب اودہ - اور انگریزون
نے اوسے جانے ندیا - کیونکہ اگر وہ دہلی چلا جاتا تو مرہٹون کا پیر پورا جم جاتا - اور سرکار کمپنی و نواب
اودہ کے حق مین اچھا نہوتا - ۱۷۸۶ء مین گورنر جنرل نے دوآبہ مین اپنی چہاونی قائم کی - ۸ مارچ ۱۷۸۶ء
کو کلکتہ گزٹ مین مشتہر کیا گیا کہ مسلمانون کی سلطنت تو نہایت حقیر و ذلیل ہوگئی ہے ہندؤن سے

ہمکو کوئی خوف نہین ہے - اکثر آدمیون نے صلاح دی کہ مسلمانون کو تقویت دیکر ہندوؤن کو مغلوب کرنا چاہیے
مگر ہمکو ایسے کام کرنیکی کچھ ضرورت نہین جو ہندوستان کو ناگوار گذرین - اور سلطنت جو ہر سر زوال
ہے وہ حقیقت مین ہماری مخفی دشمن و رقیب ہے اوسکے حامی اور مددگار رہون" - اسکے بعد -
گورنر نے ایک اپنا وکیل پیشوا کے دربار مین بھی بھیجدیا - ادہر سیندہیا نے استقلال حکومت کے لیے سپاہ
کو قواعد دان بنایا - جسکا لایق افسر ایم ڈی بوزین اور سپہ سالار آپا کہانڈی راؤ تھا - او رامیر زادونکو
جو سپاہ کی تنخواہ مین جاگیرین دیگئی تھین وہ ضبط کرلین - راجہ نراین داس (جسکے پاس خراج کی آمدنی کا حساب
رہتا تھا) کو موقوف کرکے اوسکی جگہ شاہ نظام الدین عرف شاہ جی کو مقرر کیا - اور راجہ ہمت بہادر سے
محاسبہ ہوا تو اوس نے علانیہ بغاوت اختیار کی - اودہر محمد بیگ سے قلعہ راگھوگڈہ فتح نہو سکا - اور
راجپوتون نے اتفاق کرکے ایک لاکھ فوج - چار سو توپین لالسوٹ مین جمع کین - مئی ۱۷۸۷ء کو سیندہیا
بھی فوج لیکر مقابلہ کو روانہ ہوا - دو روز تک خوب ہنگامہ کارزار گرم رہا - آخر محمد بیگ مارا گیا - تیسرے
روز ۱۴ ہزار مغلون کی سپاہ نے تنخواہ کے مطالبہ مین سیندہیا کے خیمہ کو گھیر لیا - اور راجہ جیپور کو کہلا بہیجا
کہ اگر دو لاکھ روپیہ دیدو تو ہم تمہارے ساتھ ہین - راجہ نے روپیہ کا وعدہ کرلیا - اور سپاہ اوس سے
جاکر مل گئی - قحط سالی نے مرہٹون کا ناطقہ ادہر بھی تنگ کیا - آخر سیندہیا - الور کو چلا گیا - اور اسمعیل بیگ
(محمد بیگ کا بھتیجا) ہزار سوار دو چار پلٹنین - چھہ توپین لیکر آگرہ روانہ ہوا - اب سیندہیا نے رنجیت سنگھ
جاٹ کی کمک لیکر پھر راجپوتون سے لڑنے چلا - اور پونہ کو بھی کمک کے لئے بتاکید لکھا - ادہر شاہ عالم نے
راجپوتون سے خفیہ طور پر پیغام و سلام شروع کیا - اتنے مین غلام قادر خان نبیرہ نجیب الدولہ
(جو اپنے باپ ضابطہ خان کے انتقال کے بعد باون محال مین جانشین ہوا تھا) غوث گڈہ سے دہلی
آیا - اور راجپوتون نے ایک اور شکست مہاجی کو دیدی - جس سے سیندہیا لاچار ہوکر جنگ سے ہاتھ
اوٹھالیا - اور گوالیار چلتا بنا - اسمعیل بیگ نے آگرہ کا محاصرہ کرلیا - غلام قادر خان نے منصور علیخان ناظر

کی توسط سے اپنے باپ کی جاہ و منصب کا بادشاہ سے طالب ہوا۔ سیندھیا کے داماد (جو اسوقت
دلّی کا ویسکیپرتھا) اور شاہ نظام الدین (جو دہلی کا ناظم تھا) نے غلام قادر خان کے لشکر پر گولون کی بوچھاڑ
شروع کی۔ اونسنے بہی گولون سے جواب دیا۔ اومغلون سے سازش کرکے شہر مین داخل ہوا۔ منظور علیخان
کے ذریعہ دیوان خاص مین جاکر پانچ اشرفیان بادشاہ کے نذر کین۔ اور امیر الامرائی کی درخواست
کی۔ دو تین روز کے بعد کچہہ سوارون کو لیکر قلعہ کے اندر مقیم ہوا۔ اس عرصہ مین شمرو کی بیگم (جو سکہون
سے لڑنے گئی تھی) پانی پت سے قلعہ مین آگئی۔ اور غلام قادر گھبراکر پھر اپنے لشکر مین چلا گیا۔ اب بادشاہ
کو جو ملیش وغیرہ آگیا تو اوس نے نجف قلی خان کو ریواڑی سے اپنی اعانت کو طلب کیا۔ ۶ ہزار سپاہی
ذات سے نوکر رکہے۔ اور اپنے سونے چاندی کے برتن گلاکر سپاہ کی تنخواہ مین تقسیم کردیئے۔ چنانچہ یہہ
شاہی سپاہ اور شمرو کی بیگم نے غلام قادر کے لشکر پر گولہ باری آغاز کی۔ اسوقت سیندھیا گوالیار مین تھا۔
اور اوسکے ایک سردار۔ لکہوا دادا کو جو آگرہ مین تھا۔ اسمٰعیل بیگ نے گہیر رکھا تھا۔ اب سپاہی
کچہہ سپاہ لیکر جو دہلی آیا تو سب مخالفون مین مصالحت ہوگئی۔ اور غلام قادر امیر الامرا بنگیا۔ اور بادشاہ
نے خود اپنے ہاتہ سے اوسکے سر پر گوشوارہ باندہا۔ اسکے بعد غلام قادر نے علی گڈہ کا قلعہ لے لیا۔ اور اسمٰعیل بیگ
کے پاس جاکر آگرہ کے محاصرہ مین شریک ہوگیا۔ جب مرہٹون کو دکن اور جاٹون کی کمک پہونچ گئی تو ان دونون نے محاصرہ
اوٹہا دیا۔ ۲۴ اپریل ۱۷۸۸ء کو فتحپور سیکری مین لڑائی ہوی۔ رانا خان (مرہٹون کا سردار) بہرت پور
چلا گیا۔ پھر اسمٰعیل بیگ نے آگرہ کا محاصرہ کیا۔ غلام قادر اپنی جاگیر کو روانہ ہوا۔ سال ۱۷۸۷ء کے آخر مین
والی جودہ پور کا ایلچی معہ معقول نذرانہ۔ اور سونیکی کنجی کے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور عرض
کیا کہ بیجے سنگہ نے یہہ بہیجا ہے۔ اور حضور سپاہ لیکر چلین اور اجمیر پر قابض ہوجائین۔ پرتاب سنگہ راجۂ
جے پور کی بھی یہی تمنا ہے۔ ۵ جنوری ۱۷۸۸ء کو بادشاہ فوج لیکر روانہ ہوا۔ اور سیندھیا سے طوطے کیطرح
آنکھین پھیر لین۔ راستہ مین نجف قلی خان باغی نے شاہی لشکر سے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھاکر معافی چاہی۔

اور بادشاہ سیندھیا کے خوف اور راجپوتوں کی نامعتبری قول سے اولٹا دہلی واپس چلا آیا۔ شمرو کی بیگم کو زیب النسا کا خطاب دیا۔
جوان بخت کے چلے جانے سے بادشاہ کا دوسرا بیٹا اکبر شاہ ولیعہد ہوگیا تھا اسلئے جوان بخت نے ولیعہدی
کے لئے یہ کوشش کی کہ نواب اودھ سے کچھ سپاہ لیکر دہلی آیا۔ اور جارج سوم شاہ انگلستان کو ایک خط لکھا
جسکا ماحصل یہہ تھا کہ بعض مفسد اراکین کی فتنہ پردازیوں سے ممالک ہندوستان معرض خطر مین ہے۔
اور بادشاہ مجبور ہوگیا ہے۔ سیندھیا نے سلطنت مین اپنا رنگ جمایا ہے۔ اور سرکشون کو سرکشی پر آمادہ
کرتا ہے بادشاہ نے اونکی سرکوبی اور اپنی اعانت کے لئے گورنر جنرل ایسٹ انڈیا کمپنی کو درخواست بھیجی
اور اوسکی امید مین۔ نواب وزیر اودھ مین چار سال تک متوقف رہے۔ مگر ابتک کوئی مفید نتیجہ نہین نکلا۔
اب امید ہے کہ آپ گورنر جنرل یا وزیر سلطنت کو بادشاہ کی امداد کے لئے حکم دینگے جس سے آپکی نیکنامی
متصور ہے۔ مگر تحقیق سے یہہ ثابت ہوا کہ یہہ خط انگلستان کو نہین گیا۔ اور جوان بخت نے اسمٰعیل بیگ کی
امداد سے قلعہ آگرہ فتح کرنا چاہا لیکن ممکن نہوا۔ آخر مایوس ہوکر انگریزون کے پاس بنارس چلا گیا۔ اور وہین
۱۷۸۸ء مین مرگیا۔ اس شاہزادہ کا نام جہاندار شاہ مشہور ہے۔
ادہر راجپوتون اور مرہٹون مین لڑائیان ہوتی رہین۔ لکھوا دادا کی حمایت کے واسطے سیندھیا آگرہ آیا۔
اور اسمٰعیل بیگ کی مدد کو غلام قادر بھی آپہنچا۔ فیروزآباد مین لڑائی ہوئی قلعہ آگرہ مسلمانون کے ہاتھ لگ گیا
غلام قادر نے شاہدرہ سے قلعہ شاہی پر گولہ زنی کرنے لگا۔ بادشاہ گھبراکر سیندھیا کو بلایا۔ مگر وہ بادشاہ کی
تلون مزاجی سے ایسا خفا تھا۔ کہ نہ آیا۔ صرف امباجی کو دو ہزار سوار دیکر بھیجدیا۔ اور شمرو کی بیگم کو لکھا کہ بادشاہ کی
مدد کرے۔ اتنے مین پٹپرگڈھ کے جاٹ بھی بادشاہ کی کمک کو آگئے۔ غلام قادر نے یہہ سامان دیکھا تو
غوث گڈھ سے اپنے سب رفیقونکو بلالیا اور اسمٰعیل بیگ نے ساری مغل سپاہ کو بادشاہ کے طرف سے توڑ لیا
اب بادشاہ کا حامی کوئی مسلمان نہ تھا۔ یہہ حال دیکھکر ہندو بھی چلتے بنے صرف ہمت بہادر گوسائیں
کے ساتھ رہگیا۔ اوسکو بھی مسلمانون نے دہمکیان دیکر علیحدہ کردیا۔ آخر بادشاہ مجبور ہوکر منظور علیخان ناظر کے ذریعہ

اسمٰعیل بیگ و غلام قادر کو بلایا۔ یہہ دونون آئے۔ الحاصل غلام قادر امیر الامرا۔ اسمٰعیل بیگ سپہ سالار
ہو گیا۔ مادہوجی سیندہیا اپنے عہدہ سے موقوف ہوا۔ اب غلام قادر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ متہرا جاکر
مرہٹون کی بیخ و بنیاد ہندوستان سے اوکہاڑ دینا چاہیئے۔ اہلکاران شاہی نے بہی تائید کی۔ مگر سیتل داس
خزانچی نے کہا کہ شاہی خزانہ مین اس خرچ کے لئے روپیہ موجود نہین ہے۔ غلام قادر یہہ بات سنکر آگ
ہو گیا۔ کہین بادشاہ نے ایک خط سیندہیا کو امداد کے لئے لکہا تہا۔ وہ غلام قادر کے ہاتہ لگ گیا تہا
اسوقت اوس نے وہ خط بادشاہ کے روبرو ڈالدیا۔ اور بادشاہ کے سپاہیونکو حکم دیا کہ ہتیار ڈالدو
اونہون نے اطاعت کر لی۔ اب اس کمبخت نے بادشاہ کو قید کیا۔ اور سلیم گڈہ سے کسی مرزا کو بلا
کر تخت پر بٹہا دیا۔ بیدار بخت اوسکا لقب رکہا۔ تین روز بادشاہ پر بے آب و دانہ گذر گئے۔ اسکے بعد
غلام قادر نے قلعہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ اور نئے بادشاہ کے ذریعہ سے تمام بیگمات کا زیور اتروالیا۔ اور
شاہ عالم (بادشاہ) پر دولت و خزانہ بتانیکے لئے طرح طرح کے ظلم و ستم توڑے۔ اور جسمانی تکلیفین
دین۔ یہانتک کہ بیدار بخت کے ہاتہ خوب پٹوایا۔ بیگماتون کو اسقدر زد و کوب کی کہ اونکے نازک جسم
نیلگون ہو گئے۔ اور تمام محلات کے معزز و محترم بیگمات کو قلعہ سے باہر نکالدیا۔ دیوان خاص مین بادشاہ
کے برابر تخت پر جا بیٹہا حقہ کے دم سامنے لگانے لگا۔ اور تخت کو جلا کر تمام چاندی اور سونا نکال لیا تین
روز کے بعد دفینون کی آرزو مین سارا فرش اکہڑوا ڈالا۔ ۱۰ اگست کو اس مردود نے پہر شاہ عالم کو دیوان
خاص مین بلایا۔ اور خزانون کا پتہ پوچہا۔ بادشاہ نے لاعلمی ظاہر کی تو آنکہین نکال لینا چاہا۔ جب بادشاہ
نے کہا کہ یہہ وہ آنکہین ہین جو ساٹہہ برس تک کلام اللہ پڑہتی رہی ہین۔ اونپر رحم کر۔ یہ سنکر اوس
ظالم نے بادشاہ کے بیٹے اور پوتون کو مارنا شروع کیا۔ اسپر بادشاہ نے کہا کہ اسے سفاک اب آنکہین
نکال لے۔ کیونکہ یہہ ظلم ان سے دیکہا نہین جاتا۔ غرض وہ بیرحم تخت پر سے کودا اور بادشاہ کو نیچے
ڈالکر چہاتی پر چڑہ ایک آنکہہ اپنے خنجر سے نکال لی۔ دوسری آنکہہ نکالنے کے لئے یعقوب علی کو حکم دیا۔

اوس نے انکار کیا تو فوراً تلوار سے اوسکا سر اوڑا دیا۔ آخر اس خوف سے اور پٹہانون نے دوسری آنکھ
نکال لی۔ اور بادشاہ کو سلیم گڈہ لیچلے۔ اسوقت قلعہ کی حالت۔ شاہزادے اور شاہزادیون کا
ماتم قلم سے بیان نہین ہو سکتا۔ ۲۱ اگسٹ کو اس ملعون نے کئی لاکہ روپیہ اسمٰعیل بیگ کے پاس
بہیجا۔ جب رعایا نے یہہ حال سنا تو بہاگنا شروع کیا۔ اتنے مین ۱۴ اگسٹ کو مرہٹے آگئے۔ اور شہر والونکی
تشفی کی۔ غوث گڈہ کی راہ بند کردی۔ بہت سے روہیلون کو مار ڈالا۔ اسمٰعیل بیگ مرہٹون سے ملگیا۔
اب غلام قادر گہبرا گیا۔ اور سلیم گڈہ کی میگزین کو اوڑا کر میرٹہہ کے قلعہ مین چلا گیا۔ ادہر پونہ سے توکاجی۔
ہلکر مرہٹون کی کمک کو معہ فوج کثیر آگیا۔ ان سب نے ملکر قلعہ میرٹہہ کا محاصرہ کیا۔ اور غلام قادر سارے
بیش بہا جواہر اپنے ساتھہ لیکر تنہا قلعہ سے فرار ہوا۔ چنانچہ ۱۲ کوس نکل آیا۔ اب اوس نے ارادہ کیا کہ جمنا پار
ہو کر سکہون سے مل جائے۔ مگر تقدیر مین تو کچھہ اور ہی لکھا تھا۔ گہوڑا ایک کنوین مین جا پڑا۔ اور گہوڑا
تو نکل گیا۔ مگر سوار نہ اوٹہہ سکا۔ جب صبح ہوی اور دہوپ نکلی تو اوس زمین کا کاشتکار برہمن بیلون کی جوڑی
لیکر کنوین پر چرس کہینچنے آیا۔ دیکھا تو حضرت پڑے ہوے ہین۔ فوراً پہچان گیا۔ اور کہا کہ نواب صاحب
آپ یہان کہان۔ غلام قادر نے جواب دیا کہ مین نواب نہین بلکہ ایک غریب سپاہی ہون۔ مجہے تو غوث گڈہ
کا راستہ بتلا اور یہہ گلے کا ہار لیلے۔ اوس نے اچہا کہکر گہر لایا اور مرہٹون کو خبر کردی۔ مرہٹون نے اوسکو
گرفتار کر کے سیندہیا کے پاس متہرا روانہ کیا۔ اور میرٹہہ کا قلعہ پٹہانون نے خالی کر دیا۔ بیدار بخت گرفتار
ہو کر قتل کیا گیا۔ منظور علیخان کو ہاتھی کے پیر سے باندہکر مرہٹون نے مارا۔ سیندہیا نے غلام قادر کو گدہے پر بٹہا کر
تشہیر کی۔ پہر اوسکی زبان کاٹی۔ اور آنکہین پہوڑ ڈالین۔ ناک۔ کان ہاتھہ پیر کاٹے۔ اسطرح لوتہڑا بنا
کر بادشاہ کے پاس دہلی بہیجا لیکن راستہ ہی مین اوسکا کام تمام ہوگیا۔۔۔

اب سیندہیا نے پہر شاہ عالم کو تخت پر بٹہایا۔ اور نو لاکہ روپیہ سالانہ اخراجات کے لئے مقرر کیا
اسکے بعد بہی بہت سے جہگڑے اور لڑائیان ہوئین۔ آخر ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک انگریزی فوج لیکر دہلی

داخل ہوے۔ اور مرہٹون کو مار کر نکال دیا۔ بادشاہ کی پنشن ایک لاکھ روپیہ ماہانہ مقرر کردی۔ شاہ عالم ۴۵ برس تک تخت نشین رہا۔ ۱۸۰۶ء مین انتقال کیا۔

ابوالنصر معین الدین اکبر شاہ ثانی

مرزا جوان بخت کے مرنے پر یہی شہزادہ شاہ عالم کا ولیعہد تھا۔ جب شاہ عالم مرگئے تو اکبر شاہ ثانی ۱۸۰۶ء م ۱۲۲۱ھ مین تخت نشین ہوے ۔ اسوقت انکی عمر ۳۱ سالہ تھی۔ اور ۱۱۷۳ھ م ۱۷۵۹ء مین تولد ہوے تھے۔ چونکہ یہہ بادشاہ ہاتہون کے تنگ نہ تھے اسلیے ایک لاکھ روپیہ ماہانہ کفاف نہین کرتا تھا۔ اول اول تو انہون نے شاہ عالم کی اندوختہ رقم کو صرف مین لایا پھر انگریزون سے اضافہ کے لئے درخواست کی۔ لارڈ منٹو نے التفات کیا۔ اور انگریزی گورنمنٹ نے یہہ وعدہ کیا کہ جب جاری گورنمنٹ کا انتظام مالی درست ہوجائیگا تو ضرور اضافہ کیا جائیگا۔ مگر اکبر شاہ کو تاب کہان چنانچہ اپنے بیٹے کو جو لکھنؤ مین نواب وزیر کے پاس رہتا تھا۔ لکھا کہ گورنمنٹ کا مقرر کردہ وظیفہ مکتفی نہین ہوتا ہے تم نواب وزیر کے اتفاق سے اضافہ کے لئے کوشش کروگے اتفاقاً یہہ خط مسٹر بیلی رزیڈنٹ لکھنؤ کے ہاتھ پڑگیا۔ اورس نے شہزادہ کو اس مطلق العنانی سے روکا۔ اور بادشاہ کو بھی رزیڈنٹ دہلی نے سمجھایا۔ کہ ان حرکات سے بغیر نقصان کے آپکو کوئی نفع نہوگا۔ اس اثنا مین ایک ہندو اور ایک مسلمان ان دونون بدمعاشون نے ایک مولوی صاحب کی اعانت سے چیف جسٹس رسل صاحب کا خط بادشاہ کے سامنے پیش کرکے کہا کہ ہم کلکتہ جاکر مرزا جہانگیر کو ولیعہد مقرر کراتے ہین۔ اور اضافہ کی بھی کارروائی کرتے ہین۔ یہہ کیا تہا بادشاہ راضی ہوگئے اور ان دونون کو کلکتہ بھیجا۔ مولوی صاحب۔ بادشاہ کے پاس رہ بہانے کو رہگئے غرض ایک مدت تک ان بدمعاشون نے بادشاہ کو خوب لوٹا۔ جب گورنمنٹ کو معلوم ہوا تو اوس نے لارڈ منٹو کے ذریعہ بادشاہ کو سمجھایا کہ ایسے دہوکہ بازون کی چال مین

آیندہ نہ آئیے۔ اتنے مین مرزا جہانگیر نے سیٹن صاحب کو لولوکھکر تفنگچہ مار دیا۔ خیریت گذری کہ گولی ٹوپی
پر لگی۔ اور شاہزادہ الہ آباد مین قید کیا گیا۔ یہان بھی وہ نچلا نہ بیٹھا شادی کی تقریب مین نواب وزیر کے
پاس لکھنؤ گیا۔ اور انگریزون کے خلاف سازش کرنی چاہی۔ مگر راز کھل گیا۔ قلعہ مین بادشاہ کو کل اختیار
تھا۔ وہان انگریزون کی حکومت کو دخل نہ تھا۔ اسلئے عجیب کیفیت تھی سارے شہر کے بدمعاش چور
قلعہ مین گھسے رہتے۔ شہزادے بھی طرح طرح کے ظلم وستم برپا کرتے۔ الغرض اکبر شاہ ثانی نے بعمر ۸۰ سالہ
۱۲۵۳ھ م ۱۸۳۷ء مین انتقال کیا۔

محمد سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ

اکبر شاہ ثانی کے انتقال پر ابوظفر بہادر شاہ ۱۲۵۳ھ م ۱۸۳۷ء مین تخت نشین ہوے۔ آپ کی
تاریخ ولادت ابوظفر ۱۱۸۹ھ م ۱۷۷۵ء ہے۔ بہادر شاہ کی تعلیم اچھی ہوی تھی۔ شاعری کا مذاق اعلی پیمانہ پر
تھا۔ حضرت ذوق سے تلمذ تھا۔ اسوقت چار دیوان آپکے موجود ہین۔ تصوف مین کمال تھا۔
خاندان چشتیہ مین مرید تھے۔ اور خود بھی اورون کو مرید کرتے تھے۔ کثیر الازواج و کثیر الاولاد بھی تھے
دو ولیعہد آپکے سامنے مرچکے تھے۔ اسوقت مرزا فخرو یاش ولیعہدی کے مستحق تھے۔ لیکن بادشاہ اپنے چھوٹے
بیٹے مرزا جوان بخت کو ولیعہد کرنا چاہتے تھے۔ الغرض یہہ زمانہ وہ تھا کہ بادشاہ کی قدر کم ہوتی
جاتی تھی۔ لارڈ ڈلہوزی نے نذر دینا بھی بند کر دیا تھا۔ اب قلعہ اوباشون اور بدمعاشون کا ملجاو
ماوا نہین رہا تھا۔ مجرم فوراً گرفتار ہو کر چلا آتا تھا۔ بردہ فروشی بھی یک لخت موقوف ہو گئی تھی۔ کوئی
قرضدار عدالت کی ڈگری سے بھی محفوظ نہین رہ سکتا تھا۔ مئی ۱۸۵۷ء م ۱۲۷۳ھ مین بغاوت کا بازار
بنگالے کی انگریزی سپاہ نے گرم کیا۔ اور وہ بادشاہ جو ایک مقررہ وظیفہ پر گذر کرتا تھا۔ اب باغیون
نے اوسکو اپنا بادشاہ بنا کر لاکھون روپیہ خزانہ مین جمع کرا دیا۔ اور ہزارون سپاہ بے طلب

جمع ہوگئی - ایک زمانہ گذر گیا تھا کہ کسی نے پھوٹی کوڑی بھی نذر مین پیش نہین کی تھی کہ آجکل شاہ اودھ و
والی رامپور وغیرہ کی پیشکشین داخل ہونی شروع ہوئین - اور چارطرف سے عمائد ملک کے عرایض آنے
لگے - اور اکثر نوابون - راجاؤن کے وکیل بھی حاضر ہوگئے - چنانچہ یہہ ہنگامہ ستمبر ۱۸۵۷ع تک برپا رہا
۲۷ - ۳۷ لڑائیان ہوئین - سب مین باغیون نے شکست پائی - آخر سرکار انگریزی نے دہلی کو فتح
کیا - اور باغی رفوچکر ہوے - اور بادشاہ نے ہمایون کے مقبرہ مین اپنے کو انگریزونکے حوالہ کیا - رنگون کو جلاوطن
ہونا پڑا - جوان بیٹا اور پوتے سامنے قتل کئے گئے - گورنمنٹ انگریزی نے ہندوستان پر اپنا
پورا پورا تسلط جمایا - چند دنون کے بعد ملکۂ معظمہ نے قیصر ہند کا لقب اختیار کرکے تخت ہندوستان
کو زینت بخشی - اور خاندان تیموریہ کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا - اور بالآخر بہادر شاہ ثانی نے ۱۲۷۹ھ
م ۱۸۶۲ع مین بمقام رنگون بحالت قید انتقال کیا -

ہم نے گورنمنٹ انگریزی کے تسلط کے واقعات اور مرہٹون و ٹیپو سلطان کی لڑائیون
کے حالات - غدر کے سوانحات وغیرہ کو عمداً یہان چھوڑ دیا ہے - اور سلاطین مغلیہ کے حالات
مین انکو بیان کرکے زیادہ طول دینا اور خلط ملط کرنا مناسب نہین سمجھا چنانچہ اسی لئے شاہ عالم - اکبر شاہ ثانی
ابو ظفر بہادر شاہ کے حالات بالکل مختصر لکھے گئے ہین - اب آیندہ گورنمنٹ برطانیہ کی حالات
مین بالتفصیل غدر اور لڑائیون کا ذکر کیا جائیگا -



اب ذیل مین اون فرمان روایان اہل اسلام کا ایک تفصیلی سلسلہ نقشہ کی صورت مین درج کیا جاتا ہے۔ جو ناظرینون کی مزید معلومات و دلچسپی کا باعث ہوگا۔

سلسلۂ فرمانروایان اہل اسلام دارالسلطنت دہلی از ابتدائے سلطان شہاب الدین غوری بغایتہ ابوالظفر محمد بہادر شاہ بادشاہ

نمبر شمار	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دارالسلطنت	انتہائے زمانہ	مدت سلطنت	سال وفات	مدت عمر	مدفن	حالات
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱۴۳	شہاب الدین الملقب بہ ابوالمظفر سلطان معزالدین محمد	بہاؤالدین سام	غوری	۔	ششم شعبان ۵۸۹ھ ۱۱۹۳ء	محل فتح موضع نرائن عرف تلاوڑی کنار آب سرستی	غزنی	۶۰۲	۱۵ سال	سوم شعبان ۶۰۲ھ ۱۲۰۵ء	۔	غزنی اپنے بیٹے کے مقبرہ مین۔	لاہور سے غزنی جاتے ہوئے دہمیتک کے مقام مین گکھڑون نے مار ڈالا۔ اور غور کی سلطنت پر اوسکا بھتیجا سلطان محمود بیٹھا اور چونکہ قطب الدین ایبک سلطان شہاب الدین کے طرف سے ہندوستان کا سپہ سالار تھا۔ اور اوس نے بہت قوت بہم پہونچائی تھی۔ اسواسطے سلطان محمود نے ہندوستان کی بادشاہی قطب الدین ایبک کو بخشدی۔ و خط آزادی اور چتر بادشاہی بھیجا۔ اور قطب الدین لاہور تک اوسکے استقبال کو گیا۔
۱۴۴	سلطان قطب الدین ایبک	غلام سلطان شہاب الدین غوری	ترک	۔	روز سہ شنبہ ہیجدہم ذیقعدہ ۶۰۲ھ ۱۲۰۵ء	لاہور	دہلی قلعہ رائے پتھورا	۶۰۷	۴ سال چند ماہ	۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء	۔	لاہور	لاہور مین بروقت چوگان بازی گھوڑے سے گرکر مر گیا۔ امرا نے اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھلایا۔
۱۴۵	آرام شاہ	قطب الدین ایبک	ترک	۔	۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء	〃	〃	۶۰۷	چند ماہ	۔	۔	۔	امیر علی اسمعیل سپہ سالار اور امیر داد و دہلی اس بادشاہ کی حرکتون سے ناراض ہوکر سلطان شمس الدین التمش کو جو بدایون کا حاکم تھا۔ دہلی مین بلالیا اور آرام شاہ سے لڑائی ہوئی اور آرام شاہ نے شکست پائی۔ اور سلطان شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا۔

۱۴۶	سلطان شمس الدین التمش غلام و داماد سلطان قطب الدین ایبک	ایلم خان	ترک	۰	۶۰۷ھ / ۱۲۱۰ع	قصر سفید واقع قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۶۲۲	۲۶ سال	بستم شعبان ۶۳۳ھ / ۱۲۳۵ع	۰	قلعہ رائے پتھورا عقب مسجد قوۃ الاسلام	بیمار ہوکر مرگیا۔ تاریخ فرشتہ مین سلطان شمس الدین کا تخت پر بیٹھنا ۶۰۷ھ مین لکھا ہے۔ اور خلاصۃ التواریخ مین ۶۰۸ھ مین۔ اور تاریخ فرشتہ مین مدت سلطنت ۲۶ برس اور خلاصۃ التواریخ مین ۲۸ برس مندرج ہین۔ ان دونون تاریخون مین ۲ برس کا اختلاف ہے۔ اسی سبب سے سال جلوس رکن الدین فیروز شاہ کا بموجب تاریخ فرشتہ کے ۶۳۳ھ مین اور بموجب خلاصۃ التواریخ کے ۶۳۶ھ مین آتا ہے۔ اور یہی اختلاف آخر تک چلا جاتا ہے۔
۱۴۷	رکن الدین فیروز شاہ	شمس الدین التمش	″	۰	روز شنبہ ماہ شعبان ۶۳۳ھ / ۱۲۳۵ع	قلعہ رائے پتھورا	″	۶۱۷	۶ ماہ ۲۸ یوم	۶۳۴ھ / ۱۲۳۶ع	۰	۰	ملک اعز الدین حاکم ملتان کی تنبیہ کو پنجاب کے طرف روانہ ہوا۔ اسکے پیچھے امرا نے سلطان رضیہ کو تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر دلی مین آیا۔ اور کیلوکہری کے میدان مین لڑائی ہوئی۔ اوسی لڑائی مین پکڑا گیا۔ اور قید مین مرگیا۔
۱۴۸	رضیہ سلطان بیگم	شمس الدین التمش	″	۰	۶۳۴ھ / ۱۲۳۶ع	قلعہ رائے پتھورا	″	۶۱۶	۳ سال ۶ شہر ۶ یوم	۲۵ ربیع الاول ۶۳۸ھ / ۱۲۴۰ع	۰	شاہجہان آباد محلہ بلبلی خانہ نزد ترکمان	جبکہ ملک التونیہ بہٹنڈا کے حاکم سے لڑائی ہو رہی تھی۔ اسوقت امرا نے مخالفت کرکے سلطان رضیہ کو قلعہ بہٹنڈا مین قید کیا۔ اور دلی مین بہرام شاہ کو تخت پر بٹھا دیا۔ بعد اوسکے سلطان رضیہ نے ملک التونیہ سے نکاح کرلیا۔ اور دو دفعہ بہرام شاہ سے لڑی۔ آخر کو ماری گئی۔
۱۴۹	معز الدین بہرام شاہ	شمس الدین التمش	″	۰	روز شنبہ ۲۸ رمضان ۶۳۷ھ / ۱۲۳۹ع	″	″	۶۱۳	۲ سال یک ماہ ۱۰ یوم	۸ ذیقعدہ روز سہ شنبہ ۶۳۹ھ / ۱۲۴۱ع	۰	۰	نظام الملک مہذب الدین اور اور امرا نے مخالفت کرکے بادشاہ کو دہلی مین محصور کیا۔ اور ۱۱ مہینے تک برابر لڑائی رہی آخرکار بادشاہ کو پکڑکر مار ڈالا اور ملک معز الدین بلبن امیر الامرا تخت پر بیٹھ گیا۔ مگر اور امرا اوسکی بادشاہت پر راضی نہوے۔ اور علاء الدین کو جو قصر سفید مین قید تھا بادشاہ کیا۔
۱۵۰	سلطان علاء الدین مسعود شاہ	رکن الدین فیروز شاہ	″	۰	ذیقعدہ ۶۳۹ھ / ۱۲۴۱ع	″	″	۶۱۱	۴ سال یک ماہ ۱۰ یوم	۶۴۴ھ / ۱۲۴۶ع	۰	۰	اس بادشاہ کے ظلم سے امرا ناراض ہوے۔ اور سلطان ناصر الدین کو بہرائچ سے بلاکر بادشاہ کیا ۲۶ محرم ۶۴۴ھ

۱۵۱	سلطان ناصر الدین محمود شاہ	شمس الدین التمش	ترک	۰	ذی الحجہ ۶۴۴ھ / ۱۲۴۶ع	قصر سفید قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۶۰۷	۲۰ سال چند ماہ	۱۱ جمادی الاول ۶۶۴ھ / ۱۲۶۵ع	۰	دہلی	۱۲۴۶ع ۶۴۴ھ میں علاء الدین کو قید کرلیا اور یہ اوسی زمانہ مین مقید مرگیا۔ بیمار ہو کر مرگیا۔ اور چونکہ کوئی وارث نہ تھا۔ امرا نے الغ خان کو بادشاہ کرلیا۔
۱۵۲	الغ خان الملقب بہ سلطان غیاث الدین	غلام شمس الدین التمش	״	۶۰۵ھ / ۱۲۰۸ع	جمادی الاول ۶۶۴ھ / ۱۲۶۵ع	״	״	۵۸۷	۲۱ سال چند ماہ	۶۸۵ھ / ۱۲۸۶ع	۸۰	دارالامان	بیمار ہو کر مرگیا۔ اور ملک فخرالدین کوتوال اور اور امرا نے آپس مین صلاح کرکے معزالدین کیقباد کو بادشاہ بنایا۔
۱۵۳	معزالدین کیقباد	ناصر الدین بغراخان بن غیاث الدین	״	۶۶۶ھ / ۱۲۶۸ع	۶۸۶ھ / ۱۲۸۶ع	״	״	۵۶۶	۳ سال چند ماہ	۶۸۹ھ / ۱۲۸۹ع	۲۰ سال	۰	بادشاہ کو فالج ہوگیا۔ اس سبب سے امرا نے اوسکے بیٹے کیومرث کو تخت پر بٹھایا۔ مگر امرائے خلجی نے دغا کی۔ اور کیومرث کو بہادر پور مین پکڑ لیگئے۔ اور بادشاہ کو لاتون سے مار ڈالا۔ اور ملک جلال الدین خلجی تخت پر بیٹھا۔ ۱۲ آدمیون نے ترکون مین سے جو سلاطین غوریہ کے غلامون مین سے تھے ۸۷ برس تک بادشاہت کی۔ بعد اوسکے سلطنت خاندان خلجیہ مین چلی گئی۔
	کیومرث الملقب بہ سلطان شمس الدین	بلبن			۶۸۹ھ / ۱۲۸۹ع		قصر کیلوکہری						
۱۵۴ طبقہ خلجیہ	جلال الدین فیروز شاہ خلجی	یغرش	خلجی ترک	۶۱۹ھ / ۱۲۲۲ع	۶۸۸ھ ابتدا ۱۲۸۹ع	کیلوکہری	دہلی	۵۴۳	۷ سال چند ماہ	۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ع	۷۶ سال	۰	ملک علاء الدین نے دغا سے بادشاہ کو کڑہ مانکپور مین بلایا اور جب بادشاہ کشتی مین سے اترتا تھا اوسوقت اوسکو تلوار مارکر مار ڈالا۔ جب یہ خبر دلی مین پہونچی تو ملکہ جہان بادشاہ کی بی بی نے رکن الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
۱۵۵	رکن الدین ابراہیم شاہ	جلال الدین فیروز شاہ	خلجی	۰	رمضان ۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ع	کوشک سبز	״	۵۰۷	۴ ماہ	۰	۰	۰	سلطان علاء الدین سے لڑکر بھاگ گیا۔ اور سلطان علاء الدین دلی کے تخت پر بیٹھ گیا۔
۱۵۶	سلطان علاء الدین	شہاب الدین مسعود	خلجی	۰	۲۲ ذی الحجہ ۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ع	قلعہ رائے پتھورا	دہلی قلعہ سیری	۵۰۷	۲۰ سال چند ماہ	شب ششم ماہ شوال ۷۱۶ھ / ۱۳۱۶ع	۰	قلعہ رائے پتھورا عقب مسجد قوۃ الاسلام	بیمار ہو کر مرگیا۔ امرا نے باہم صلاح کرکے شہاب الدین کو تخت پر بٹھایا۔
۱۵۷	شہاب الدین عمر	سلطان علاء الدین	خلجی	۷۰۹ھ / ۱۳۰۹ع	۷ شوال ۷۱۶ھ / ۱۳۱۶ع	قلعہ علائی	دہلی	۵۳۶	۳ ماہ چند یوم	۰	۰	۰	مبارک خان ایک تدبیر سے ملک نائب مدار المہام سلطنت کو قتل کرکے نائب ہوا۔ اور چند روز بعد بادشاہ کو پکڑ کر اندھا کردیا۔ اور آپ بادشاہ ہوا۔

۱۵۸	قطب الدین مبارک شاہ	سلطان علاء الدین	خلجی	٠	محرم ۷۱۷ھ ۱۳۱۷ء	قلعہ علائی	دہلی	۵۳۵ھ	۴ سال ۴ ماہ ۲۶ یوم	شب پنجم ربیع الاول ۷۲۱ھ ۱۳۲۱ء	٠	٠	خاں بیگ نے بسازش خسرو خان کے بادشاہ کو قصر ہزار ستون مین مارا - اور خسرو خان تخت پر بیٹھا -
۱۵۹	حسن خان الملقب بہ سلطان ناصر الدین خسرو خان	٠	بروار	٠	ربیع الاول ۷۲۱ھ ۱۳۲۱ء	قلعہ علائی قصر ہزار ستون	〃	۱۳۱ھ	۴ ماہ چند یوم	آخر ماہ رجب ۷۲۱ھ ۱۳۲۱ء	٠	٠	غازی الملک تغلق شاہ دیبالپور کے حاکم نے خسرو خان پر فوجکشی کی - اور خسرو خان حوض علائی کے کنارہ پر نکلا - اور میدان اندرپت مین لڑائی ہوی - اور خسرو خان بھاگ کر تلپت مین چھپا - آخرکار پکڑا جاکر مارا گیا - اور تغلق شاہ بادشاہ ہوا -
۱۶۰ ملقبہ تغلقیہ	سلطان غیاث الدین تغلق شاہ	ملک تغلق	ترک	٠	غرہ شعبان ۷۲۱ھ ۱۳۲۱ء	قلعہ علائی	دہلی و قلعہ تغلق آباد	۵۴۱ھ	۴ سال چند ماہ	ربیع الاول ۷۲۵ھ ۱۳۲۴ء	٠	تغلق آباد	الغ خان اوسکے بیٹے نے قریب افغان پور کے ایک محل بنایا تھا اوسمین بادشاہ کھانا کھا رہا تھا کہ مکان گر پڑا - اور بادشاہ دب کر مرگیا - اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا -
۱۶۱	سید محمد عادل تغلق شاہ	غیاث الدین تغلق شاہ	〃	٠	ربیع الاول ۷۲۵ھ ۱۳۲۴ء	تغلق آباد	دہلی پھر دولت آباد باز دہلی	۵۲۸ھ	۲۷ سال	۲۱ محرم ۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء	٠	٠	سفر ٹھٹھہ مین بیمار ہوکر ٹھٹھہ سے چودہ کوس ورے دریائے سندھ کے کنارے پر مرگیا -
۱۶۲	فیروز شاہ	سالار رجب برادر خورد تغلق شاہ	ترک	۶۹۹ھ ۱۲۹۸ء	۲۴ محرم ۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء	٠							احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان نے دہلی مین غیاث الدین محمد کو تخت پر بٹھایا تھا - مگر فیروز شاہ نے اوٹھا دیا -
	غیاث الدین محمد	تغلق شاہ			۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء								بعد چند مدت کے فیروز شاہ نے اپنے بیٹے جی شہزادہ فتح خان کو تخت پر بٹھایا - اور سکہ اور خطبہ اوسکے نام پر کردیا -
	شاہزادہ فتح خان	فیروز شاہ			۷۶۰ھ ۱۳۵۹ء	سیہوان	شہر دہلی فیروز آباد	۵۰۱	۳۸ سال ۷ ماہ ۲۰ یوم	۱۴ رمضان ۷۹۰ھ ۱۳۸۸ء	۹۱ سال	حوض خاص	
	ناصر الدین محمد شاہ	فیروز شاہ		۷۵۳ھ ۱۳۵۲ء	۷۸۹ھ ۱۳۸۷ء								اور جب وہ مرگیا تو محمد خان کو ناصر الدین محمد شاہ خطاب دیکر تخت پر بٹھایا - مگر امرا نے اوس سے مخالفت کی - اور لڑکر سرمور کے طرف بھگا دیا - اور تغلق شاہ کو تخت پر بٹھایا - اور اسی عرصہ مین فیروز شاہ مرگیا - اور تغلق شاہ مستقل بادشاہ رہا -
۱۶۳	سلطان غیاث الدین تغلق شاہ ثانی	شاہزادہ فتح خان	〃	٠	۷۹۰ھ ۱۳۸۸ء	فیروز آباد	دہلی	۴۴۴	۵ ماہ ۱۸ یوم	۲۱ صفر ۷۹۱ھ ۱۳۸۹ء	٠	٠	ملک رکن الدین وزیر نے اس بادشاہ کو مار ڈالا - اور ابو بکر شاہ کو تخت پر بٹھلایا -

نمبر	نام	ولدیت	قوم	تاریخ ولادت	تاریخ جلوس	مقام جلوس	دارالسلطنت	عمر وقت جلوس	مدت سلطنت	تاریخ وفات	عمر	مدفن	کیفیت
۱۶۴	ابوبکرشاہ	ظفرخان بن فیروزشاہ	ترک	•	صفر ۷۹۱ھ / ۱۳۸۹ء	فیروزآباد	دہلی	۲۶ھ	ایک سال ۶ ماہ چند یوم	۲۰ ذی الحجہ ۷۹۲ھ / ۱۳۸۹ء	•	•	یہ بادشاہ امرا کو اپنے سے مخالف دیکھکر - اور ناصرالدین محمدشاہ کے آنیکی خبر سنکر میوات مین چلا گیا - اور ناصرالدین محمدشاہ دلی مین آکر تخت پر بیٹھ گیا - اور بعد لڑائیون کے ابوبکرشاہ کو پکڑکر قلعۂ میرٹھ مین قید کیا - اور وہ وہین مرگیا -
۱۶۵	ناصرالدین محمدشاہ	فیروزشاہ	″	سہ شنبہ ۲۳ جمادی الاول ۷۵۳ھ / ۱۳۵۲ء	۱۹ رمضان ۷۹۲ھ / ۱۳۸۹ء	″	″	۳۹ھ	۴ سال ۵ ماہ چند یوم	۱۷ ربیع الاول ۷۹۶ھ / ۱۳۹۳ء	۴۳ سال	حوض خاص	بیمار ہوکر جالسر مین مرگیا - ہمایون خان سکندر شاہ بنکر بادشاہ ہوا -
۱۶۶	علاءالدین سکندرشاہ	ناصرالدین محمدشاہ	″	•	۱۹ ربیع الاول ۷۹۶ھ / ۱۳۹۳ء	فیروزآباد	″	۲۹ھ	ایک ماہ چند یوم	ربیع الاول ۷۹۶ھ / ۱۳۹۳ء	•	حوض خاص	بیمار ہوکر مرگیا - بعد اوسکے پندرہ روز تک امرا مین گفتگو ہوتی رہی - کہ کسکو بادشاہ کرین آخر محمود شاہ کو تخت پر بٹھایا -
	ناصرالدین محمودشاہ	ناصرالدین محمدشاہ	″		جمادی الاول ۷۹۶ھ / ۱۳۹۳ء	فیروزآباد		۵۹ھ	۱۹ سال ۸ ماہ چند یوم	ذیقعدہ ۸۱۵ھ / ۱۴۱۲ء	•	•	اس بادشاہ کی سلطنت مین نہایت تزلزل رہا - سعادت خان نے نصرت شاہ کو فیروزآباد مین تخت پر بٹھا دیا تھا - اور پھر اقبال خان فیروزآباد پر قابض ہوگیا - اور کبھی یہ بادشاہ بھاگ گیا - اور کبھی پھر آگیا - اور اسی درمیان مین امیر تیمور بھی دلی مین آیا - آخر کو یہ بادشاہ بیمار ہوکر کیتھل سے مراجعت کرتے وقت مرگیا - امرا نے دولت خان لودی کو بادشاہ کیا -
۱۶۷	ناصرالدین نصرت شاہ	شہزادہ فتح خان بن فیروزشاہ		•	۷۹۷ھ / ۱۳۹۴ء ۸۰۱ھ / ۱۳۹۸ء	شہر فیروزآباد	″	۵۰ھ و ۵۱ھ					
	اقبال خان عرف ملو	•	پٹھان		۸۰۰ھ / ۱۳۹۷ء ۸۰۲ھ / ۱۳۹۹ء	کوشک سبزی		۵۰ھ و ۵۲ھ					
	امیرتیمور	اطرغان	چغتائی	•	شب سہ شنبہ بست و ہفتم شعبان ۸۰۱ھ / ۱۳۹۸ء	شہر فیروزآباد	سمرقند	۶۵ھ	۱۵ یوم	شب چہار شنبہ ہفدہم شعبان ۸۰۷ھ / ۱۴۰۵ء	۷۱ سال ۱۱ ماہ ۲۰ یوم	سمرقند	
۱۶۸ طبقۂ سادات	دولت خان	•	لودی	•	محرم ۸۱۶ھ / ۱۴۱۳ء	کوشک سبزی	دہلی	۴۹ھ	ایک سال دو ماہ چند یوم	۸۱۷ھ / ۱۴۱۴ء	•	•	خضر خان نے دلی پر فوج کشی کی - اور دولت خان کوشک سبزی مین محصور ہوا - آخرکار خضر خان کے پاس چلا آیا - اور اوس نے فیروزآباد مین قید کردیا - اور وہین مرگیا -
۱۶۹	خضرخان	ملک سلیمان	سید	•	۱۵ ربیع الاول ۸۱۷ھ / ۱۴۱۴ء	کوشک سبزی	″	۳۸ھ	۷ سال دو ماہ ۲ یوم	۱۷ جمادی الاول ۸۲۴ھ / ۱۴۲۱ء	•	دہلی	اٹاوہ مین بیمار ہوکر دلی مین آیا - اور مرگیا - اور اوس کا بیٹا تخت پر بیٹھا -

۱۷۰	معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ	خضرخان	سید	٠	۱۷ جمادی الاولی ۸۲۴ھ / ۱۴۲۱ع	کوٹنگ ببنگلہ	دہلی	۱۳۴	۱۳ سال یک ماہ چند یوم	۹ رجب ۸۳۷ھ سنہ ۱۴۳۳ع	٠	دہلی مبارکپور کوٹلہ	قلعہ مبارک آباد مین جو اس بادشاہ نے دریا کے کنارے پر بنایا تھا میران صدر۔ اور قاضی عبدالصمد نے اوس بادشاہ کو مار ڈالا۔ اور سرور الملک وزیر کو خبر کی۔ اوس نے صلاح کر کے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا۔
۱۷۱	سلطان محمد شاہ	فریدخان بن خضرخان	"	٠	۹ رجب ۸۳۷ھ / ۱۴۳۴ع	"	"	۱۹۴	۱۲ سال چند ماہ	۸۴۹ھ سنہ ۱۴۴۵ع	٠	٠	بیمار رہو کر مرگیا۔ اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔
۱۷۲	سلطان علاءالدین عالم شاہ	محمد شاہ	"	٠	سنہ ۸۴۹ھ ۱۴۴۵ع	"	"	۷۴	۷ سال چند ماہ	۸۸۳ھ سنہ ۱۴۷۸ع	٠	٠	بادشاہ بدایون مین جا پڑا۔ اور ملک بہلول لودہی دہلی پر قابض ہوکر تخت پر بیٹھا۔
۱۷۳ طبقۂ افغانی	سلطان بہلول لودہی	ملک کالا	لودہی	٠	۱۷ ربیع الاول ۸۵۵ھ / ۱۴۵۱ع	"	"	۸۴	۳۸ سال ۸ ماہ ۷ یوم	۸۹۴ھ سنہ ۱۴۸۹ع	٠	دہلی متصل درگاہ چراغ دہلی۔	بیمار ہوکر مرگیا۔ اور خانخانان قرلی نے اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
۱۷۴	سلطان سکندر	سلطان بہلول	"	٠	سنہ ۸۹۴ھ ۱۴۸۸ع	قصبہ جلالی	دہلی بعدہٗ آگرہ	۳۶۴	۲۸ سال پنج ماہ	یکشنبہ ۷ ذیقعدہ ۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ع	٠	دہلی	اس بادشاہ کے عہد مین ہندون نے فارسی لکھنا اور پڑھنا شروع کیا۔ اس سے پہلے کوئی نہ پڑھتا تھا۔ آخر بیمار ہوکر مرگیا۔
۱۷۵	سلطان ابراہیم	سلطان سکندر	"	٠	ذیقعدہ ۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ع	آگرہ	آگرہ	۳۳۵	۸ سال چند ماہ	۸ رجب ۹۳۲ھ / ۱۵۲۵ع	٠	پانی پت	پانی پت کے میدان مین بابر بادشاہ کی لڑائی مین مارا گیا۔ اور مغلون کے خاندان مین بادشاہت چلی گئی۔
۱۷۶ طبقۂ مغول	ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ	عمر شیخ مرزا	چغتائی	سنہ ۸۸۸ھ ۱۴۸۳ع	رجب ۹۳۲ھ / ۱۵۲۵ع	دہلی	"	۳۲۷	۴ سال ۱۰ ماہ چند یوم	دوشنبہ ۶ جمادی الاول ۹۳۷ھ / ۱۵۳۰ع	۴۹ سال چند ماہ	کابل	بیمار ہوکر مرگیا۔
۱۷۷	نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ مرتبۂ اول	بابر بادشاہ	چغتائی	ذیقعدہ سنہ ۹۱۳ھ ۱۵۰۷ع	جمادی الاول سنہ ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ع	آگرہ	آگرہ بعدہٗ دہلی	۳۲۲	۱۱ سال ۴ ماہ چند یوم	۱۰ ربیع الاول سنہ ۹۶۳ھ ۱۵۵۵ع	۴۹ سال ۳ ماہ ۳ یوم	دہلی مقبرۂ ہمایون	شیرشاہ کی لڑائی مین شکست کہائی۔ اور بادشاہ ایران کے پاس چلا گیا۔

۱۷۸ طبقۂ افغانان	فرید خان الملقب بہ شیر شاہ	حسن	پٹھان سور	رجب ۸۷۷ھ ۱۴۷۲ء	شوال ۹۴۶ھ ۱۵۴۰ء	آگرہ	دہلی	۳۱۱	۵ سال ۲ ماہ ۱۵ یوم	۱۲ ربیع الاول ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء	۶۰ سال ۰ ماہ چند یوم	سہسرام	کالنجر کے قلعہ کی لڑائی میں بارود سے جل کر مر گیا۔
۱۷۹	جلال خان الملقب بہ اسلام شاہ	شیر شاہ	پٹھان سور	صفر ۹۲۷ھ ۱۵۲۰ء	۱۵ ربیع الاول ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء	قلعہ کالنجر	"	۳۰۶	۸ سال دو ماہ ۸ یوم	۲۲ جمادی الاول ۹۶۱ھ ۱۵۵۴ء	۳۴ سال ۳ ماہ چند یوم	۰	بیمار ہو کر مر گیا۔ اور فیروز خان تخت پر بیٹھا۔
۱۸۰	فیروز شاہ	اسلام شاہ	پٹھان	ربیع الثانی ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء	۲۶ جمادی الاول ۹۶۱ھ ۱۵۵۴ء	دہلی	"	۲۹۹	۳ یوم	۲۹ جمادی الاول ۹۶۱ھ ۱۵۵۴ء	۱۲ سال چند یوم	۰	مبارز خان اس کے ماموں نے مار ڈالا۔ اور آپ تخت پر بیٹھ گیا۔
۱۸۱	مبارز خان الملقب بہ محمد عادل شاہ	نظام خان	پٹھان سور	شعبان ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء	۲۹ جمادی الاول ۹۶۱ھ ۱۵۵۴ء	"	"	۲۹۹	۵ ماہ ۱۱ یوم	۰	۰	۰	ابراہیم خان نبی عم شیر شاہ سے لڑ کر شکست پائی۔
۱۸۲	سلطان ابراہیم	۰	پٹھان سور	سنہ ۹۱۹ھ ۱۵۱۳ء	۶ جمادی الاول ۹۶۲ھ ۱۵۵۵ء	"	"	۲۹۸	۳ ماہ ۳ یوم	۹۷۵ھ ۱۵۶۷ء	۵۶ سال	۰	احمد خان نبی عم شیر شاہ سے لڑ کر شکست پائی۔
۱۸۳	احمد خان الملقب بہ سکندر شاہ	حسین خان	"	۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء	ربیع الاول و رجب ۹۶۲ھ ۱۵۵۵ء	فرح	"	۲۹۸	دو ماہ	..	۰	۰	ہمایون بادشاہ سے شکست پاکر بنگالہ کے طرف بھاگ گیا۔
۱۸۴ طبقۂ مغول	نصیر الدین محمد ہمایون شاہ مرتبہ دویم	بابر بادشاہ	چغتائی	شب یکشنبہ ۴ ذیقعدہ ۹۱۳ھ ۱۵۰۸ء	رمضان ۹۶۲ھ ۱۵۵۵ء	دہلی	"	۲۹۸	۶ ماہ چند یوم	۱۱ ربیع الاول ۹۶۳ھ ۱۵۵۶ء	۴۹ سال ۳ ماہ ۲۲ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	شیر منڈل واقع قلعہ کہنہ میں سے اترتے وقت گر پڑا۔ اور کئی دن کے بعد انتقال کیا۔
۱۸۵	ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ	ہمایون بادشاہ	"	شب یکشنبہ ۵ رجب ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء	ربیع الثانی ۹۶۳ھ ۱۵۵۶ء	کلانور	آگرہ	۲۹۷	۵۱ سال ۲ ماہ ۱۱ یوم	چہار شنبہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ ۱۶۰۵ء	۶۴ سال ۱۱ ماہ ۸ یوم	اکبر آباد بمقام بہشت آباد سکندرہ معروف بہ	بیمار ہو کر مر گیا۔
۱۸۶	ابو المظفر نور الدین جہانگیر شاہ	اکبر بادشاہ	"	چہار شنبہ ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ ۱۵۶۹ء	پنجشنبہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۰۱۴ھ ۱۶۰۵ء	آگرہ	"	۲۸۷	۲۲ سال ۰ ماہ ۳ یوم	۲۷ صفر ۱۰۳۷ھ ۱۶۲۷ء	۵۸ سال ۱۱ ماہ ۱۰ یوم	لاہور	بیمار ہو کر مر گیا۔ آصف خان نے بنظر مصلحت داور بخش کو بادشاہ کر دیا۔ اور خفیہ شاہجہان کو بلایا۔

۱۸۷	میرزا بلاقی الملقب بہ سلطان داور بخش	شہزادہ سلطان خسرو بن جہانگیر بادشاہ	چغتائی	ذیقعدہ ۱۰۱۰ھ ۱۶۰۱ء	ربیع الاول ۱۰۳۶ھ ۱۶۲۶ء	راجپوری	آگرہ	۲۳۶	۳ ماہ چند یوم	۱۰۳۶ھ ۱۶۲۶ء	۲۶ سال	.	جبکہ شاہجہان لاہور میں پہونچا تو آصف خان نے اس بیچارے کو مار ڈالا۔ اور شاہجہان کو تخت پہ بٹھایا۔
۱۸۸	شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ	جہانگیر بادشاہ	″	شب پنجشنبہ سلخ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ ۱۵۹۱ء	روز دوشنبہ ۸ جمادی الاول ۱۰۳۶ھ ۱۶۲۶ء	لاہور	آگرہ بعدہ شاہجہان آباد	۲۳۷	۳۱ سال چند ماہ	شب شنبہ ۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ ۱۶۶۵ء	۷۶ سال ۴ ماہ ۲۶ یوم	آگرہ تاج گنج	عالمگیر اسکو قید کرکے خود تخت پر بیٹھا۔ اور شاہجہان نے سال نہم جلوس عالمگیری میں انتقال کیا۔
۱۸۹	ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر	شاہجہان	″	شب یکشنبہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۰۲۸ھ ۱۶۱۸ء	روز جمعہ یکم ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ ۱۶۵۷ء	اکبرآباد متصل سرہند	دہلی	۱۱۵	۵۰ سال ۲ ماہ ۲۷ یوم	روز جمعہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ ۱۷۰۶ء	۹۲ سال ۱۷ یوم	اورنگ آباد خلد آباد	بیمار ہو کر مر گیا۔ محمد معظم منعم خان کی سعی سے دلی کے تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے بھائیون سے لڑکر فتحیاب ہوا۔
	محمد معظم الملقب بہ شاہ عالم بہادر شاہ	اورنگ زیب عالمگیر	″	سلخ رجب ۱۰۵۳ھ ۱۶۴۳ء	غرہ ذی الحجہ ۱۱۱۸ھ ۱۷۰۶ء	لاہور	″	۱۴۰	۵ سال یک ماہ ۱۲ یوم	۲۱ محرم ۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء	۷۱ سال ۶ ماہ	دہلی قطب صاحب	بمقام موضع جاجو مضاف صوبہ اکبرآباد اپنے بھائی سے لڑکر فتح پائی۔ آخر کو آپ بھی بیمار ہو کر مر گیا۔ اور اسکی بیٹوں کی بادشاہت پر لڑائی ہوی۔ اور معز الدین جہاندار شاہ سب پر غالب آیا
۱۹۰	محمد اعظم شاہ	اورنگ زیب عالمگیر			۱۱۱۸ھ ۱۷۰۷ء	احمدنگر	.			۱۱۱۹ھ ۱۷۰۵ء		مقبرہ ہمایون	
	معز الدین جہاندار شاہ	شاہ عالم بہادر شاہ	″	۱۰ رمضان ۱۰۷۲ھ ۱۶۶۱ء	۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء	شاہجہان آباد و بعد فتح لاہور بنگالہ	″	۱۴۰	۱۱ ماہ ۹ یوم	روز جمعہ ۱۸ محرم ۱۱۲۵ھ ۱۷۱۳ء	۵۲ سال ۳ ماہ ۱۰ یوم	دہلی صحن چبوترہ مقبرہ ہمایون	فرخ سیر سے لڑکر پکڑا گیا۔ اور قلعہ دہلی میں مارا گیا۔
۱۹۱	عظیم الشان												
	رفیع الشان					شاہجہان آباد							
	خجستہ اختر					شاہجہان آباد							
۱۹۲	جلال الدین فرخ سیر	عظیم الشان بن بہادر شاہ	″	روز پنجشنبہ ۱۸ ربیع ۱۰۹۵ھ ۱۶۸۳ء	۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء	آگرہ بعدہ شاہجہان آباد	″	۱۳۹	۶ سال ۳ ماہ ۱۵ یوم	۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	۳۵ سال ۸ ماہ ۱۰ یوم	دہلی صحن مقبرہ ہمایون	عبد اللہ خان اور حسین علیخان نے زہر دیکر مار ڈالا۔

۱۹۳	محمد ابوالبرکات سلطان رفیع الدرجات	رفیع الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	۱ جمادی الثانی ۱۱۱۱ھ ۱۶۹۹ء	۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء	شاہجہان آباد	دہلی	۱۳۳	۳ ماہ ۱۷ یوم	روز شنبہ ۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	۲۰ سال ایک ماہ ۳ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	بیمار ہو کر مر گیا۔ عبداللہ خان اور حسین علیخان نے رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا۔ اور اکبر زادہ نیکو سیر کو تخت پر بٹھایا۔ مگر نیکو سیر پکڑا گیا۔
۱۹۴	شمس الدین رفیع الدولہ شاہجہان بادشاہ ثانی	رفیع الشان بن بہادر شاہ	"	۵ صفر ۱۱۱۸ھ ۱۷۰۶ء	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	"	"	۱۳۳	۳ ماہ ۸ یوم	۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	۱۰ سال ۹ ماہ ۱۲ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	بیماری سے مر گیا۔ عبداللہ خان اور حسین علیخان نے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا۔ لیکن جب حسین علیخان کو بادشاہ نے مروا ڈالا تو عبداللہ خان نے سلطان ابراہیم کو تخت پر بٹھایا۔ مگر وہ مغلوب ہوا۔
	سلطان نیکو سیر					آگرہ							
۱۹۵	روشن اختر ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ بادشاہ	خجستہ اختر جہان شاہ بن بہادر شاہ	"	۲۴ ربیع الاول	۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء	شاہجہان آباد	"	۱۳۳	۲۹ سال ۸ ماہ	۲۷ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء	۴۷ سال یک ماہ یک یوم	دہلی درگاہ حضرت نظام الدین اولیا	بیمار ہو کر مر گیا۔ اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔
	سلطان ابراہیم	رفیع الشان بن بہادر شاہ			۱۱۳۲ھ ۱۷۱۹ء								
	نادر شاہ				۱۱۵۱ھ ۱۷۳۸ء								
۱۹۶	مجاہد الدین ابونصرت احمد شاہ بہادر بادشاہ	محمد شاہ	"	روز شنبہ ۲۷ ربیع اول ۱۱۴۰ھ ۱۷۲۷ء	۲ جمادی الاول ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء	پانی پت	"	۱۰۴	۶ سال ۳ ماہ ۸ یوم	۲۸ شوال ۱۱۸۸ھ ۱۷۷۴ء	۴۸ سال ۶ ماہ	دہلی مقبرہ مریم مکانی	عماد الملک نے پکڑا۔ اور اندھا کر کے قید کر دیا۔ کہ بعد چند مدت کے بیماری سے مر گیا۔
۱۹۷	عزیز الدین عالمگیر ثانی	معز الدین جہاندار شاہ	"	۱۰۹۹ھ ۱۶۸۸ء	روز شنبہ ۱۰ شعبان ۱۱۶۷ھ ۱۷۵۴ء	شاہجہان آباد	"	۹۹	۵ سال ۷ ماہ ۸ یوم	روز پنجشنبہ ۸ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء	۷۴ سال چند ماہ	دہلی مقبرہ ہمایون	عماد الملک کے کہنے سے مالجہ بابر خان۔ اور مہدی علی خان نے مار ڈالا۔ اور محی الملت کو تخت پر بٹھایا۔ اور شاہ عالم نے بنگالہ میں تخت پر جلوس کیا۔ مگر سلطنت شاہ عالم کی قائم رہی۔
	احمد شاہ درانی				۱۱۷۱ھ ۱۷۵۶ء								

۱۹۸	ابو المظفر جلال الدین سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ	عالمگیر ثانی	چغتائی	۲۸ ذیقعدہ سنہ ۱۱۴۰ھ ۱۷۲۸ء	۴ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ھ سنہ ۱۷۵۹ء	عظیم آباد پٹنہ	دہلی	۹۳	۸۵ سال	۷ رمضان ۱۲۲۱ھ ۱۸۰۶ء	۴۸ سال ۹ ماہ ۲۰ یوم	دہلی قطب صاحب	بیدار بخت کو غلام قادر نے تخت پر بیٹھایا تھا مگر بعد مارے جانے غلام قادر کے وہ سلسلہ برہم ہو گیا۔ آخر کار جنرل لیک سپہ سالار انگلشیہ نے دہلی کو فتح کیا۔ اور سرکار انگریزی کی عملداری ہونے کے تین برس بعد بادشاہ نے انتقال کیا۔
	محی الملت الملقب شاہجہان ثانی												
	احمد شاہ درانی				سنہ ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء								
	بیدار بخت	احمد شاہ			۱۲۰۲ھ ۱۷۸۷ء								
۱۹۹ طبقہ جرمنیہ	شاہ جارج سوم	شاہ جارج دوم	جرمن	۰	فتح دہلی ۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۰۳ء ۱۲۱۸ھ	۰	لنڈن	۴۹	۸۲ سال	سنہ ۱۸۲۰ء سنہ ۱۲۳۶ھ	۱۸ سال	قلعہ ونڈزر	اگرچہ لنڈن کے بادشاہ کی حکومت اور سلطنت ہو گئی۔ آل تیمور کے خاندان پر بھی لقب بادشاہی کا اور تخت و چتر اور قلعہ شاہجہان آباد کی حکومت قایم رہی۔
	ابو النصر معین الدین اکبر شاہ	شاہ عالم	چغتائی	[illegible] شعبان سنہ ۱۱۷۳ھ ۱۷۶۰ء	روز سہ شنبہ ۷ رمضان ۱۲۲۱ھ ۱۸۰۶ء	[illegible] آباد	قلعہ شاہجہان آباد	۴۰	۸۳ سال ۹ ماہ ۱۱ یوم	روز جمعہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء	۳۱ سال ۱۰ ماہ ۲۱ یوم	دہلی قطب صاحب	
۲۰۰	شاہ جارج چہارم	جارج سوم	جرمن	۰	۱۸۲۰ء ۱۲۳۶ھ	لنڈن	لنڈن	۳۲	۶۸ سال ۵ ماہ [illegible] یوم	۱۸۳۰ء ۱۲۴۶ھ	۰	قلعہ ونڈزر	
۲۰۱	شاہ ولیم چہارم	جارج سوم	جرمن	۰	۱۸۳۰ء ۱۲۴۶ھ	لنڈن	لنڈن	۲۲	۷۲ سال ۱۱ ماہ ۲۲ یوم	سنہ ۱۸۳۷ء ۱۲۵۳ھ	۷ سال	قلعہ ونڈزر	چونکہ شاہ ولیم چہارم کا کوئی وارث منکوحہ صحیح سے نہ تھا۔ اسواسطے حسب دستور فرنگستان کے ملکہ وکٹوریا کہ قرابت قریبہ بادشاہ سے رکھتی تھیں تخت پر بیٹھیں۔
	ابو الظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ	اکبر شاہ	چغتائی	سنہ ۱۱۸۹ھ ۱۷۷۵ء	سنہ ۱۲۵۱ھ ۱۸۳۷ء	قلعہ شاہجہان آباد	۰	۱۵	تقریباً ۹۰ سال چند ماہ کے قریب	۱۲۸۰ھ ۱۸۶۲ء	۲۰ سال	رنگون	یہ برائے نام بادشاہ خاندان مغلیہ کا آخری فرمانروا تھا۔ جو ۱۸۵۷ء کے غدر کے باعث گورنمنٹ برٹش نے نظربند (قید) کر دیا اور ملکہ وکٹوریہ نے خود قیصرۂ ہند کا لقب اختیار کیا۔

یہان پر سلاطین اہل اسلام کے تاجونکے چند نقشے اجمالاً کتاب تاج و نشانسے انتخاب کرکے لکھے جاتے ہین جنمین شاہان دہلی کے علاوہ دیگر ممالک ایران مصر ترکی وغیرہ کے تاجونکے نقشے شاہی و فوجی نشانات مع رنگ کے بھی بتلائے جاتے ہین۔

سبکتگین غزنوی	نوح بن منصور سامانی	مسعود غزنوی	محمود غزنوی	چنگیز خان	محمد خوارزم شاہ
امیر تیمور	ہلاکو خان	عمر شیخ میرزا	جلال الدین میرانشاہ	شاہ [illegible]	[illegible] میرزا
محمد میرزا	[illegible]	ابو [illegible]	شاہ [illegible]	شاہ [illegible] ایران	[illegible] سلطان حسین ایران
نادر شاہ ایران	آغا محمد خان ایران	محمد [illegible] خان ایران	[illegible] شاہ ایران	[illegible] شاہ ایران	ناصر الدین شاہ ایران
مظفر الدین شاہ ایران	[illegible] شاہ ایران	سلطان ارخان ترکی	[illegible] اول ترکی	[illegible] سلطنت روم	سلطان محمد خان [illegible] ترکی
سلطان [illegible] بایزید خان اول ترکی	سلطان مراد خان اول ترکی	سلطان بایزید خان ثانی ترکی	سلطان محمد خان ثانی ترکی	سلطان مراد خان ثانی ترکی	سلطان سلیم خان ثانی ترکی

سلطان سلیمان خاں اول ترکی	سلطان سلیمان خاں اول ترکی	سلطان احمد خاں اول ترکی	سلطان محمد خاں ثالث ترکی	سلطان مراد خاں سوم ترکی	سلطان مراد خاں رابع ترکی
سلطان مصطفیٰ خاں اول ترکی	سلطان عثمان خاں ثانی ترکی	سلطان سلیمان خاں ثانی ترکی	سلطان محمد خاں چہارم ترکی	سلطان ابراہیم خاں اول ترکی	سلطان محمود خاں اول ترکی
سلطان احمد خاں ثالث ترکی	سلطان سلیم خاں ثالث ترکی	سلطان عبد الحمید خاں اول ترکی	سلطان مصطفیٰ خاں ثالث ترکی	سلطان عبد المجید خاں ترکی	سلطان محمود خاں ثانی ترکی
سلطان مصطفیٰ خاں چہارم ترکی	غازی الدین حیدر اول بادشاہ لکھنؤ	تاج سلطنت اودھ	رفیع الدین حیدر عرف [illegible] شاہ	نصیر الدین حیدر لکھنؤ	امجد علی شاہ لکھنؤ
محمد علیشاہ لکھنؤ	واجد علیشاہ لکھنؤ	[illegible] علی مرزا بر جیس قدر	رکن الدین فیروز شاہ	رضیہ بیگم	قطب الدین ایبک
علاء الدین مسعود	معز الدین بہرام شاہ	رضیہ بیگم	معز الدین کیقباد	غیاث الدین بلبن	قطب الدین مبارک شاہ خلجی
علاء الدین خلجی	فیروز شاہ تغلق	سلطان محمد تغلق شاہ	ناصر الدین محمود شاہ تغلق	سکندر لودھی	بہلول لودھی

سکندر شاہ سور	محمد شاہ عدلی	شیر شاہ	شیر شاہ	سلیم شاہ	سلیم شاہ
نصیر الدین محمد ہمایوں	ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ	جلال الدین محمد اکبر بادشاہ	نور الدین جہانگیر بادشاہ	نور الدین جہانگیر بادشاہ	شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ
محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ	ایضاً	محمد معظم ملقب بہادر شاہ	معز الدین جہاندار شاہ	ایضاً	جلال الدین فرخ سیر
جلال الدین فرخ سیر	[illegible]	شمس الدین ابو البرکات رفیع الدولہ	روشن اختر ابو الفتح	روشن اختر ابو الفتح محمد شاہ	عز الدین عالمگیر ثانی
مجاہد الدین احمد شاہ	محی الملت	عز الدین عالمگیر ثانی	عالی گوہر شاہ عالم	عالی گوہر شاہ عالم	معین الدین اکبر ثانی
بیدار شاہ	سراج الدین ظفر بہادر شاہ	معین الدین اکبر ثانی	محمد شجاع شہزادہ	مراد بخش شہزادہ	دارا شکوہ شہزادہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

جہان النسا بیگم دختر جہانگیر	نورجہان بیگم زوجہ جہانگیر	حیات النسا بیگم زوجہ جہانگیر	ارجمند بانو بیگم مخاطب ممتاز محل زوجہ شاہجہان	ادہم بائی مخاطب [illegible]	قدسیہ بیگم زوجہ شاہ عالم
[illegible]	امیر تیمور	خلیفہ محمد شاہ اودھ	مرزا [illegible] جاہ و شہزادہ اودھ	مامون رشید عباسی خلیفہ بغداد	ہارون رشید عباسی خلیفہ بغداد
چنگیز خان	فوجی نشان ترکی	فوجی نشان ایران	فوجی نشان مراکو	فوجی نشان مصر	نشان فوجی وردی [illegible]
نشان فوجی [illegible]	نشان فوجی وردی مصر	معرکہ ترکی (روم)	شاہی نشان ترکی	شاہی نشان ایران	ایران شاہی نشان
سکہ [illegible] حیدر شاہ اودھ	سکہ [illegible] شاہ اودھ	سکہ [illegible] بادشاہ اودھ	سکہ محمد علی شاہ بادشاہ اودھ	شاہی نشان مراکو	شاہی نشان [illegible]

اب ان بعض سلاطین مغلیہ و شاہان ایران کے سکوں کے اشعار (جو انہوں نے اپنے زمانہ حکمرانی میں سکوں پر کندہ کرائے تھے) نمونتاً ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج کئے جاتے ہیں۔ اور اسکے بعد سکوں کے نقشے درج کئے جائینگے

سکہ بر زر کرد نام سلطنت را در جہان	سکہ نادر شاہ	نادر ایران زمین و خسرو گیتی ستان
ہست سلطان بر سلاطین جہان	”	شاہ شاہان نادر صاحب قران
نگین دولت و دین چونکہ رفتہ بود از جا	”	بنام نادر ایران قرار داد خدا

خادم شاہ نجف آئینۂ تاج و نگین	سکۂ نادر شاہ	بادشاہ دادگستر نادر ایران زمین
نادرم در ملک ایران قادرم بر ہر دیار	"	لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار
سکہ زد بر سیم و زر از فضل رب العالمین	"	بادشاہ ہفت کشور نادر ایران زمین
بر عرش برین فگندہ مسند	سکۂ محمد شاہ قاچار الشرفی	شاہنشہ انبیاء محمد
سکہ زد بر ہفت کشور چتر زد بر مہر و ماہ	"	ناصر دین محمد ناصر الدین بادشاہ
رائے او سکۂ اصابت زد	رباعی	گشت نقد جہان تمام عیار
عزم او خطبۂ عدالت خواند۔	سکۂ نامعلوم	شد تراز وئے ملک او تیار
خورشید کہ ہفت بحر از و گوہر یافت	رباعی	سنگ سیہ از پرتو آن جوہر یافت
کان از نظر تربیت او زر یافت	سکۂ شہنشاہ اکبر	وان زر شرف از سکۂ شہ اکبر یافت
این سکہ کہ پیرایۂ امید بود	"	با نقش دوام و نام جاوید بود
سیمائے سعادتش ہمین بس کہ بدہر		یک ذرہ نظر کردۂ خورشید بود
این نقد روان گنج شاہنشاہی	"	با کوکب اقبال کند ہمراہی
خورشید بہ پرورش از ان رو کہ بدہر		یابد شرف از سکۂ شاہنشاہی
این سکہ دست بخت را زیور باد	"	پیرایۂ نہ سپہر ہفت اختر باد
زین نقدی ست کار از و چون زر باد		در دہر روان بنام شاہ اکبر باد۔
بخط نور بر زد کلک تقدیر	سکۂ نور الدین جہانگیر	رقم زد شاہ نور الدین جہانگیر
شد چو خورشید این سکۂ نورانی جہان	"	آفتاب مملکت تاریخ آن شد
روئے زر را ساخت نورانی برنگ مہر و ماہ	"	شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ
بدہر بادا روان تا فلک بود در دور	"	بنام شاہ جہانگیر سکۂ لاہور۔
شہنشاہ اکبر جہانگیر شاہ	"	زر و نور. داد احمد آباد را
بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور	سکۂ نور جہان بیگم	بنام نور جہان بادشاہ بیگم زر

سکه بر چهره دو صد زد از لطف اله	سکهٔ شاہجہان بادشاه	ثانی صاحبقران شاه جهان دین پناه
از صدق ابوبکرؓ شد ایمان انور	״	اسلام قوی دست شد از دست عمرؓ
دین تازه شد از شرم و حیائے عثمانؓ		از علم علیؓ یافت ولایت زیور
سکه زد در جهان چو بدر منیر	سکهٔ اورنگزیب عالمگیر	شاه اورنگ زیب عالمگیر
سکه زد در جهان بفضل اله	سکهٔ شاه عالم بہادر شاه	شاه ہندوستان بہادر شاه
در دکن زد سکه بر خورشید و ماه	سکهٔ کام بخش	بادشاه کام بخش دین پناه
بزد سکه در دهر چون مهر و ماه	سکهٔ جهاندار شاه	ابوالفتح غازی جهاندار شاه
سکه زد از فضل حق بر سیم و زر	سکهٔ فرخ سیر	بادشاه بحر و بر فرخ سیر
زد سکه بهند با هزاران برکات	سکهٔ رفیع الدرجات	شاهنشه بحر و بر رفیع الدرجات
سکه زد در هند از فضل اله	سکهٔ بیدار شاه	حامی دین نبی بیدار شاه
سکه زد بر هفت کشور سایهٔ فضل اله	سکهٔ عالیگوهر شاه عالم ثانی	حامی دین محمد شاه عالم بادشاه
حامی دین محمد سایهٔ فضل اله	״	سکه زد در هفت کشور شاه عالم بادشاه
سکه مبارک صاحبقران ثانی - ۞	سکهٔ معین الدین اکبر ثانی	محمد اکبر نسل چنگیز خانی ۞
بسیم و زر زده شد سکه بفضل اله	سکهٔ محمد ابوظفر بہادر شاه	سراج دین ابوظفر شه بہادر شاه
بزر زده سکهٔ نصرت طرازی ۞	״	سراج الدین بہادر شاه غازی
بزر زد سکهٔ صاحبقرانی -	״	سراج الدین بہادر شاه ثانی
پہلے نه اشرفی آفتاب عالم میں -	״	خط شعاع سے اوسپر جو یه ہو تحریر
ابوظفر شه والا گہر بہادر شاه		سراج دین نبی سایهٔ خدائے قدیر
جہان مسخر و عالم مطیع خلق مطاع		فلک مؤید و اختر معین و بخت نصیر
سکه زد بر سیم و زر از فضل رب ذو المنن	سکهٔ غازی الدین حیدر لکھنؤ	غازی الدین حیدر عالی نسب شاه زمن
بدهر سکهٔ ثانی زده ز لطف اله	سکهٔ نصیر الدین حیدر	سپهر مرتبه شاه جهان سلیمان جاه ۞

سکه زد بر سیم و زر از فضل حق ظل اله	سکهٔ نصیر الدین حیدر	نائب مهدی نصیر الدین حیدر بادشاه
بگیتی سکه زد چون مهر انور	〃	شه عالم نصیر الدین حیدر
سکه زد بر سیم و زر تابنده مثل مهر و ماه	〃	ظل سبحانی نصیر الدین حیدر بادشاه
بد بهر سکهٔ شاهی زده ز لطف اله	〃	سپهر مرتبه شاه جهان سلیمان جاه
بجود و کرم سکه زد در جهان	سکهٔ محمد علی شاه	محمد علی بادشاه زمان
در جهان زد سکهٔ شاهی بتائید اله	سکهٔ امجد علی شاه	ظل حق امجد علی شاه زمن عالم پناه
سکه زد اندر جهان چون ماه بدر	سکهٔ مرزا رمضان علی برجیس قدر	شاه رمضان علی برجیس قدر
بزد سکه زر همچون مهر بدر	〃	ابو الحرب قاآن برجیس قدر
سکه زد از فضل حق بر اشرفی مهر بدر	〃	اختر سلطان عالم میرزا برجیس قدر
سکه زد بر سیم و زر چون مهر بدر	〃	نیر دین میرزا برجیس قدر
زر و سیم را سکه زد تخت سنگه	سکهٔ مهاراجه تخت سنگه والی مارواڑ	بعهد کوئین شاه هند و فرنگ
زد بعهد کوئین چو سکه بخت	سکهٔ مهاراجه جسونت سنگه	گشت جسونت سنگه وارث تخت
سکه زن بر سیم و زر از اوج ماهی تا بماه	سکهٔ احمد شاه درانی	حکم شد از قادر بیچون احمد بادشاه
چرخ می آرد طلا و نقره از خورشید و ماه	سکهٔ تیمور شاه بن درانی	تا زند بر چهره نقش سکهٔ تیمور شاه
جهان دولت پاینده [illegible] ازلی است	سکهٔ [illegible] شیر علی خان والی کابل	ز بعد دوست محمد امیر شیر علی ست
سکه زد در جهان بآسانی	سکهٔ ٹیپو سلطان فتح علی خان	شاه ٹیپو سکندر ثانی شه
سکه زد بر هفت کشور خادم محراب شاه	سکهٔ احمد الله شاه عرف نقار شاه باغی ۱۸۵۷ء	حامی دین محمد احمد الله بادشاه
	سکهٔ حیدر علی خان والی میسور	

دین احمد در جهان از فتح حیدر روشن است

ذیل مین چند چیدہ و منتخب سکون کے نقشے جو اکثر خصوصاً بادشاہان اہل اسلام دہلی و بعض عموماً سلاطین و خلفائے اسلف سے تعلق رکھتے ہین) درج کئے جاتے ہین -

سکہ سلطان محمود والی روم — وزن ۲ تولہ ۳ رتی

سکہ مس والی روم — وزن ۴ ماشہ ۷ رتی

سکہ سلطان عبدالعزیز خان والی روم

اشرفی شہنشاہ اکبر — وزن ۱۱ ماشہ

اشرفی شہنشاہ اکبر — وزن ۱۱ ماشہ

اشرفی شہنشاہ اکبر — وزن ۱۱ ماشہ

اشرفی طلا شہنشاہ اکبر — وزن ۱۱ ماشہ

اشرفی طلا شہنشاہ اکبر — وزن ۱۱ ماشہ

اشرفی طلا شہنشاہ اکبر — وزن ۱۱ ماشہ

اشرفی طلا شہنشاہ اکبر — وزن ۱۱ ماشہ ۲ رتی

اشرفی طلا شہنشاہ اکبر — وزن ۱۱ ماشہ

اشرفی طلا شہنشاہ اکبر — وزن ۱۱ ماشہ ۲ رتی

اشرفی طلا شہنشاہ اکبر — وزن ایک تولہ ۲ رتی

اشرفی طلا شہنشاہ اکبر — وزن ایک تولہ ۳ رتی

اشرفی طلا شہنشاہ اکبر — وزن ۱۱ ماشہ

طلا شہنشاہ اکبر — وزن ۱۱ ماشہ

اشرفی طلا شہنشاہ اکبر — وزن ۱۱ ماشہ

سکہ اشرفی شہنشاہ جہانگیر — وزن ۱۱ ماشہ ۳ رتی

سکہ اشرفی شہنشاہ جہانگیر — وزن ۱۱ ماشہ ۳ رتی

سکہ اشرفی شہنشاہ جہانگیر — وزن ۱۱ ماشہ ۳ رتی

سکہ اشرفی شہنشاہ جہانگیر — وزن ۱۱ ماشہ ۳ رتی

سکہ نور شہنشاہ جہانگیر

سکہ اشرفی شہنشاہ جہانگیر

سکہ صورت عورت — مہر شہنشاہ جہانگیر

سکۂ ... شاہجہان
وزن ۱۱ ماشہ ۲ رتی

سکۂ شاہجہان ثانی
وزن ۱۱ ماشہ

سکۂ مس عالی گوہر شاہ عالم ثانی
وزن ۶ ماشہ ایک رتی

سکۂ نقرہ اکبر ثانی
وزن ۱۱ ماشہ

سکۂ نقرہ ابوظفر بہادر شاہ

سکۂ [illegible] شاہ
وزن [illegible] درام ۲-۲

سکۂ واجد علی شاہ
وزن [illegible] درام ۲-۱

سکۂ مس [illegible] عہد شاہجہان بیگم
وزن ۶ ماشہ

سکۂ مس جاورہ
وزن ایک تولہ ایک ماشہ

سکۂ نقرہ بڑودہ عہد سیاجی راؤ گائکواڑ

سکۂ مس ٹونک عہد محمد [illegible] خان

سکۂ مس [illegible]
وزن ۱۱ ماشہ ۵ رتی

سکۂ مس عہد معتصم باللہ خلیفہ بغداد
وزن ایک تولہ ۲ ماشہ

سکۂ مس عہد واثق باللہ خلیفہ بغداد
وزن ۷ ماشہ

سکۂ نقرہ سلطان مظفر بادشاہ گجرات
وزن ۷ ماشہ

سکۂ مس سلطان محمود گجراتی
وزن ۱۰ ماشہ

سکۂ نقرہ سلطان غیاث الدین خلجی
مانڈوی شاہ مالوہ وزن ۵ ماشہ ۷ رتی

سکۂ نقرہ سلطان محمود خلجی [illegible] شاہ مالوہ

سکۂ مس سلطان محمود خلجی شاہ مالوہ
وزن ۹ ماشہ

سکۂ نقرہ ناصر الدین قاچار ایران
وزن یک ماشہ

سکۂ مس سلطان عبد العزیز خان والی مصر
وزن ۲ تولہ ایک ماشہ

سکۂ [illegible] المامون [illegible]

سکۂ [illegible] خلفائے اموی [illegible]

سکۂ [illegible] سلطان صلاح الدین

سکۂ مس سلطان سعید الدین سلطان زنجبار والی زنجبار

سکۂ مس زنجبار

سکۂ قدیم نقرئی امیر عبد الرحمن خان والی کابل


والی کابل
وزن ۴ ماشہ
وزن ۲۳ ماشہ
وزن ۶ ماشہ
وزن ۶ ماشہ
وزن ۱۰ تولہ

گل ھم

عہد صلیبیہ

دنیا کی تواریخ مین خوش اقبالی کی کوئی ایسی عجیب وغریب مثال موجود نہین ہے۔ جیسی کہ انگلستان کی کتاجرون کی کمپنی نے ہندوستان مین ایک عظیم الشان سلطنت جمالی۔ اور یہہ کیا کچہہ کم حیرت انگیز امر ہے کہ ایک ملک دوسرے ملک سے ہزارہا کوسون کے فاصلہ پر ہے۔ ایک یورپ مین ہے تو دوسرا ایشیا مین۔ اور دونون کے نسل و مذہب مین بہی زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ انگلینڈ و ہندوستان کے درمیان بحر اٹلانٹک و بحر ہند کے ہزارون میل حائل ہے۔

ہندوستان کی دولت کی شہرت یورپ مین ہمیشہ سے چلی آئی ہے۔ یہان کا اسباب تجارت زمانہ قدیم سے یورپ مین بڑی قدر کے ساتہہ دیکہا جاتا تھا۔ اٹہارہ سو برس تک ٹولمی کے زمانہ سے اسکندریہ شرقی سخاوت کا بڑا مقام تہا۔ روم کے بادشاہون نے ریڈسی کی تجارت کو اپنے قبضہ مین کرنیکی بڑی کوشش کی تھی۔ آٹہوین و نوین صدی مین قسطنطنیہ یورپ کی تجارت کی بڑی جگہہ تھی پہر وینس اور جنیوا مین ایشیا سے بہت سامان جاتا تہا۔ یہانتک کہ پندرہوین صدی مین وینس مین کل تجارت ایشیا کی جمع ہوتی تھی۔ سکندر اعظم کے وقت مین ہندوستان کی دولت و عظمت کے نسبت یورپ کے لوگون کے خیالات عجیب وغریب تہے۔ وہان کے شاعر اس ملک کو سونے اور ہیرے سے بہرا ہوا کہتے تھے۔ اور یورپ کی وہ قومین جو بحیرۂ روم کے ساحل پر آباد تہین ہند مین تجارت کے لئے آیا کرتی تہین۔ مگر اہل اسلام کے تسلط نے اس آمد و رفت کو مسدود کر دیا۔ اور اس زمانہ کے

آخر مین یہہ حال رہگیا کہ ہندوستان کی عمدہ پیداوار کو اہل عرب تری کی راہ سے بحر قلزم مین جہازونمین لاد کر اور خشکی مین ایران کی راہ سے کاروان اسباب تجارت لیجا کر شام اور مصر کی بندگاہون مین پہونچاتے تھے۔ پندرہوین صدی کے آخر تک یورپ کی کسی قوم نے یہان آنیکا قصد نہین کیا۔ سنہ ۱۴۹۲ء مین جب کولمبس نے ہندوستان کو اٹلانٹک کے پار جاکر دریافت کرنیکا ارادہ کیا تو وہ بجاے ہندوستان پہونچنے کے امریکہ پہونچ گیا۔ اور کیپ گڈ ہوپ بھی اسی زمانہ مین دریافت ہوگیا جس کے سبب سے بحری تجارت کے لئے ایشیا کے ساتھہ میدان فراخ ہوگیا۔ چنانچہ ۱۴۹۷ء مین واسکوڈی گاما لسبن سے جہاز پر سوار ہوکر کیپ گڈہوپ کے راستہ کالی کٹ پر لنگر ڈالا۔ گو عرب کے لوگون نے جنکے ہاتھہ مین اوسوقت سمندری تجارت تھی۔ اوسکا مقابلہ کیا۔ مگر ملیبار کے راجہ (زامورن) نے اوسپر بڑی عنایت کی۔ اور پرتگال کے بادشاہ کو لکھا کہ واسکوڈی گاما کے آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ پس آیندہ آپ ہم سے سلسلۂ تجارت قایم رکھین۔ جس سے پرتگال والون کے دل مین بڑے بڑے خیالات پیدا ہوئے۔ اور سنہ ۱۵۰۰ء مین اونہون نے ۱۳ جہاز اور بارہ سو سپاہی اس ہدایت سے بھیجے کہ مذہب عیسوی کو پھیلائین اور اگر ضرورت ہو تو تلوار کو کام مین لائین۔ اس اثنا مین جب پوپ الگزنڈر نے پرتگال اور اسپین کے درمیان نامعلوم غیر عیسائی دنیا کو تقسیم کیا۔ تو اہل پرتگال کو ہند عطا کیا۔ اب سب سے پہلے پرتگال کے ویسراے فرانسیس آف المیڈا نے سنہ ۱۵۰۵ء سے ۱۵۰۹ء تک کالیکٹ اور کوچین مین بڑے بڑے کوٹھیان قایم کین لنکا اور مالدیو جزایر پر قبضہ کیا۔ اور گوا[*] کو دارالسلطنت مقرر کیا۔ سیام و بحر ہند کے جزایر کا بھی مالک ہوگیا۔ آخر سولہوین صدی مین اٹلی کے شہرون مین

[*] گوا اب پرتگیز انڈیا کا دارالخلافہ ہے۔ چنانچہ اب پرتگیزون کی عملداری ہندوستان مین صرف گوا۔ دامن اور ڈیو جو مغربی کنارہ بحر ہند پر مین رہگئی ہے۔ اور ۵ یا ۶ لاکھہ سے زیادہ اون کی رعایا نہین ہے۔ اور نہ اونکی سلطنت کا رقبہ (۲۴۰۰) میل مربع سے زیادہ ہے۔ ۱۲ مولف۔

ونیس اور جنوبا کے شہرون سے تجارت بالکل چہین کر اہل پرتگال کے اجارہ مین آگئی مگر یہہ اجارہ اہل پرتگال کے پاس بہت دنون تک نہین رہا۔ کیونکہ سنہ ۱۵۸۰ء مین اہل ہالینڈ نے اہل پرتگال کو پامال کر دیا۔ اوسکی تفصیل یہہ ہے کہ جب فلپ دوم کے زیر فرمان پرتگال اور اسپین کا الحاق ہو گیا۔ اور چند روز کے بعد ان دونون متحدہ سلطنتون مین بغاوت پہوئی تو فلپ دوم نے لزبن کے بندرگاہ اہل ڈچ کے واسطے بند کر دئے ورنہ قبل ازین یہ صورت تھی کہ اہل پرتگال ہندوستان کے اشیا، لزبن لاتے اور وہان سے ڈچ خرید کر کے اور ممالک مین لیجاتے۔ اب مجبوراً اہل ڈچ کو خود جاکر تجارتی اشیا ہندوستان سے لانیکی ضرورت پڑی چنانچہ سنہ ۱۶۰۲ء مین اہل ڈچ نے باہم متفق ہو کر ایک کمپنی موسوم بہ ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی قایم کی۔ اور سنہ ۱۶۱۹ء و سنہ ۱۶۲۰ء مین بڑے بڑے پرتگیزی بستیون پر قابض ہو گئے۔ اور پچاس برس کے عرصہ مین اہل ڈچ کی کوٹھیان ہندوستان۔ لنکا۔ سماٹرا۔ ریڈسی۔ خلیج فارس۔ ملاکا وغیرہ مین قایم ہو گئین۔ جزیرۂ جاوا مین انہون نے ایک شہر بیٹویا کی بنیاد ڈالی۔ اور آسٹریلیا کو دریافت کیا۔ امریکہ مین نیو امسٹرڈم کے نام سے ایک جگہ (جو اب نیویارک کہلاتی ہے) بنائی۔ الحاصل سترھوین صدی مین ڈچ لوگ تمام دنیا کی سمندری تجارت کرنیوالے قومون مین اول درجہ پر ہو گئے۔ اور آخر پرتگیزون* کو بالکل نکالدیا۔ انگلستان کے لوگ ہمیشہ سے ہندوستان کی طرف آنکھہ لگائے ہوے بیٹھے تھے۔ مگر ۱۵۷۹ء سے پہلے وہان کا کوئی شخص ہندوستان نہین پہونچ سکا۔ اسی سال طامس اسٹیفن ہندوستان مین آیا۔ اور جب انگلستان واپس گیا تو ہندوستان کی تعریف بہت کچھہ اپنے ہم جنسون کے روبرو بیان کی۔ جس سے انگلستان کے لوگون کو

* پرتگیزون مین تجارت کا مادہ بالکل نہ تھا۔ اور یہان کے لوگون کے ساتھہ اونہون نے بڑی بیرحمی کی صرف البوکرک نے ہندو اور مسلمانون سے اچھا سلوک رکھا تھا۔ ورنہ اوس کے جسقدر جانشین آئے وہ سب ظالم و جابر و بیرحم تھے۔ چنانچہ پرتگیز رفتہ رفتہ سنہ ۱۶۳۹ء مین ہندوستان سے نکل گئے ۱۲ مولف۔

ہندوستان کے ساتہہ تجارت کرنیکا بڑا شوق پیدا ہوا۔ پہر ۱۵۸۳ء مین تین انگریز رالیف فچ[1]۔ جیمس نیوبیری[2]۔ اور لیڈس ہندوستان مین آئے۔ مگر پرتگیزون نے اونکو قید کرلیا۔ آخرکار نیوبیری تو گوا مین دوکان کرنے لگا۔ لیڈس بادشاہ دہلی کا نوکر ہوگیا۔ اور فچ انگلستان کو واپس گیا۔ ۱۵۹۹ء مین ڈچ لوگون نے سیاہ مرچ کی قیمت تین شلنگ فی پونڈ سے چہہ شلنگ اور آٹہہ شلنگ کردی۔ اس پر لنڈن کے سوداگرون نے ایک جلسہ کرکے ہندوستان کے ساتہہ سیدہی تجارت کرنیکا ارادہ کیا۔ اس اثنا مین ملکۂ الیزبتہہ نے ہالینڈ کی ری پبلک (سلطنت جمہوری) کی آزادی کو تسلیم کیا۔ اور اسپین کے ساتہہ جنگ کو اختیار کیا تو دونون ملکون کی بحری فوجین متفق ہوکر پرتگال کی ایشیائی مقبوضات کے طرف جو اسپین کے بادشاہ کے قبضے مین تہین روانہ ہوئین۔ چنانچہ ۳۱ ڈسمبر ۱۶۰۰ء کو ایسٹ انڈیا کمپنی جسکا پورا نام دی گورنر اینڈ کمپنی آف مرچنٹس آف لنڈن ٹریڈنگ ٹو دی ایسٹ انڈیز تہا) قایم ہوی۔ اور ملکۂ الیزبتہہ نے ہالینڈ کے اتحاد کی باعث کمپنی مذکور کو چارٹر (فرمان) دیا جس سے مشرق کے طرف انگریزون کی تجارت شروع ہوئی۔

اسی زمانہ مین اہل اسپین کے اجارہ تجارت کے برخلاف قوم ڈچ نے یہ اعلان کیا کہ یورپ کے ساری قومون کو ایشیا کے ساتہہ تجارت کرنیکا حق بغیر کسی لڑائی جہگڑے کے حاصل ہے۔

سولہوین صدی کے آخر مین اہل اسپین یہ دعوی کرتے تہے کہ ایسٹ انڈیا سب ہماری سلطنت کا ایک حصہ ہے۔ اور اسمین ہم ہی کو تجارت کرنیکا حق ہے۔ چنانچہ ۱۶۰۶ء مین اہل ہالنڈ کو اہل اسپین نے دہمکایا کہ خبردار کبھی ایسٹ انڈیا س مین تجارت کرنیکے طرف رخ نہ کرنا۔ مگر پہر اہل اسپین ایشیا

* اس کمپنی کا سرمایہ پہلے ستر ہزار پونڈ تہا پہر چار لاکہہ پونڈ ہوگیا۔ اور ایک سو پچیس[125] حصہ دار تہے اس کے بعد اور کمپنیان اسکے مخالف پیدا ہوئین۔ مگر آخر کو اسی کمپنی مین سب مل گئین۔ اور اس کمپنی نے ۱۶۰۱ء اور ۱۶۱۲ء کے درمیان بارہ سفر ہندوستان کے کئے۔ اور اونمین سو فیصدی کا منافع اوسکے حصہ دارون کو ہوا۔ ۱۲ مولف

اور یورپ مین اپنے سرکش اور باغی اضلاع کے ساتھ لڑائیون مین ایسے مصروف ہوے کہ بحر ہند کے سواحل
پر پرتگیزون کی قدیمی سلطنت کا زوال بہت جلد آگیا - اور آخر اہل اسپین کو قوم ڈچ کی آزادی کو تسلیم
کرنا پڑا - اگرچہ قوم ڈچ نے اہل اسپین کے خلاف مین تجارت کی آزادی کا اعلان کردیا تھا - مگر اونکی پالیسی
یہ تھی کہ وہ تجارت کا اجارہ اپنے ہی ہاتھ مین رکھنا چاہتے تھے - گو پرتگال نے ۱۶۴۰ء مین اپنے تئین
آزاد کیا - اور اپنے پہلے منصب (جو اوسکو مشرق مین حاصل تھا) پہونچنے کے لئے تہوڑی بہت کوشش
بھی کی مگر اوسکو ایک ایسے عہد نامہ پر مجبوراً دستخط کرنا پڑا کہ جسکی رو سے اوسکے پاس گوا اور ہند کے مغربی
کنارے کے بعض چہوٹے چہوٹے بندرگاہ رہگئے - اور مونسٹر کے صلحنامہ کے مطابق اہل ہالینڈ
کے قبضہ مین وہ سارا ملک رہا جو اوس نے فتح کیا تھا - اب اہل ہالینڈ نے یہ ظاہر کیا کہ تمام بحیرون
اور جزیرون مین یورپ کے اور قوتون پر اونکی قوت غالب ہے - واقعی انگلش اوسوقت بہ نسبت ڈچ
کے ضعیف تھے - جب ڈچ نے یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ ایسٹ انڈیا کی تمام تجارت سے انگریزون کو بالکل
خارج رکھین تو دونون مین لڑائی جھگڑے شروع ہوئے - چنانچہ سترہوین صدی کی تاریخ انہین دونونکی
لڑائیون سے بھری پڑی ہے -

ایسٹ انڈیا کا لفظ اوس زمانہ کے اصطلاحات کے موافق ہند ہی سے مخصوص نہ تھا - بلکہ
خلیج بنگال کی شرقی سمت کے ممالک معہ آبناہاے ملاکا اور جاوا - اور کل سپائس آئلینڈس اور آگے
شرقی جانب مین جاوا - اور بحر چین جیسے سیلی بس اور مولک کا کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا - اور اول
نصف سترہوین صدی مین سپائس آئلینڈس کے ساتھ تجارت بڑی وقعت اور منفعت رکھتی تھی -
پرتگال اور اسپین کے شخصی سلطنتون کے بحری محقق جو اول آئے - اوہنون نے اپنے بادشاہون کے نام
سے زمین پر قبضہ کرنیکا اور جہانداری کے استحقاق کا دعویٰ کیا - اور بادشاہون نے بھی اونکے فتوحات
کو اپنی سلطنتون کا نکلا اور اضافہ جانا - ڈچ کی ری پبلک (سلطنت جمہوری) اور ایسٹ انڈیا کمپنی مین

تعلقات نہایت تربیب تھے۔ اگرچہ انمیں ظاہری حسب ضابطہ تمیز کیجاتی تھی۔ لیکن اس کے خلاف انگریزون نے ابتداہی سے جو نظام اختیار کیا۔ اوسکو اٹھارہوین صدی کے آخر تک برقرار رکھا۔ اور اس نظام کے موافق اسٹیٹ غالب شریک ہونیکا منصب رکھتی تھی۔ مگر اپنے ذمہ کسی قسم کی جوکہون لیتی تھی۔ اور ضعیف سی جوابدہی رکھتی تھی۔ اور کبھی کبھی کسی موقع پر مداخلت اسلئے کرتی تھی کہ کمپنی کی منفعت کا ایک شاہی حصہ لے لیتی تھی۔ اور کمپنی کو نیا چارٹر (سند شاہی) اوسوقت تک ندیتی تھی کہ جبتک اوس سے بہت سی بھینٹ وصول نہ کر لیتی۔ البتہ جب کبھی قومی اغراض یا اغراض ملکی و تجارتی آپڑتے تو اوسکی امداد بھی کرتی تھی۔ اور کمپنی خود اپنے قیمتی اجارۂ تجارت سے مسلح رہتی تھی۔ اور اپنے ہی خزانہ سے کام چلایا کرتی تھی۔ اور بہ نسبت اسٹیٹ کی امداد کے زیادہ تر اپنی دولت وطاقت پر اعتماد رکھتی تھی۔ چنانچہ وہ یورپ کی بہرنیوالی قومون سے سولہوین صدی سے اٹھارہوین صدی تک بڑے بڑے لڑائیان لڑی۔ جسکی قدرومنزلت یہ قانونی زمانہ کچھ نہین کرتا۔ اگر ہندمین یا خلیج فارس مین انگریزی تاجر اس بات پر مجبور ہوتے کہ ڈچ وفرانسیس و پرتگیزون سے جو اونکے لڑائی جھگڑے ہوتے تھے اونکے علاج کے لئے انگلینڈ سے رجوع کرین تو بہت جلد اونکی بیخ کنی ہوجاتی۔ اور اسی لئے انہون نے یہ کام نہین کیا۔ اور اسٹیٹ کے آگے مصیبت کے وقت کبھی ہاتھہ نہ پہیلایا۔ بلکہ خود اپنے ہی ہتیار آپ سنبہالے۔ اور بڑی بڑی لڑائیان لڑے۔ سنہ ۱۶۱۱ء مین کپتان ہوکنس۔ سورتسے بادشاہ دہلی شہنشاہ جہانگیر کے دربار مین سفیر ہوکر آیا۔ اور شہنشاہ نے اوسکی بہت کچھہ خاطر و مدارات کی۔ اور سنہ ۱۶۱۲ء مین انگریزون کو ہندمین تجارت کرنیکی آزادی دیگئی۔ بعد ازان سنہ ۱۶۱۵ء مین جیمس اول (شاہ انگلستان) نے سر طامس رو کو سفیر بناکر شہنشاہ جہانگیر کے دربار مین بہیجا۔ جسکو صرف مختلف تجارتی حقوق ہی حاصل نہوے۔ بلکہ شہنشاہ مغلیہ کے دربار مین بطور سفیر کے رہنے کی اجازت بھی مل گئی۔ اور اسی سال انگریزون نے سورت مین اپنی کوٹھی بنائی۔ اور کہا کرا۔ احمدآباد کیبے۔ اجمیر مین اوسکی شاخین مقرر کین۔ پہر سنہ ۱۶۲۰ء مین آگرہ

اور پٹنہ مین بھی کوٹھیان قایم کیگئین۔

۱۶۲۲ء مین ایسٹ انڈیا کمپنی نے سورت مین ایک اپنا چھوٹا سا بیڑا تیار کرکے خلیج فارس کو اس حکم
کے ساتھ بھیجا کہ شاہ عباس والی ایران کی مدد کرکے جزیرہ ہرمز سے پرتگیزون[ج] کو (جسپر اونکا قبضہ سو سال سے
چلا آتا تھا۔ اور اس کی وجہ سے وہ کل خلیج فارس پر ایسے حکمران تھے کہ کوئی اوسمین دخل نہین دیسکتا تھا)
نکال دے۔ چنانچہ انگریزون نے فتح پائی اور پرتگیزون نے قلعہ حوالہ کردیا۔ اور خود گوا مین چلے آئے۔
پرتگیز اس شکست کا انتقام لینے کے درپے ہوے۔ اور انگریزون نے بھی اپنی تجارت کی محافظت کا
بہت کچھ سامان کیا۔ ۱۶۲۳ء مین اہل ڈچ نے ایمونیا (جو جزائر ملاکا مین سب سے بڑا تھا) مین تمام انگریزونکو
بڑی بیرحمی سے قتل کرڈالا۔ جسکے باعث انگریزی تاجرون کے دلون مین جوش انتقام اٹھا۔ اور اپنی
تجارت کی گرم بازاری کے لئے سب سے زیادہ اہتمام کیا۔ ۱۶۳۴ء مین انگریزون کو بنگال مین تجارت
کرنیکی آزادی دربار مغلیہ سے عطا ہوی ۱۶۳۸ء مین انگریزون نے سورت مین کمپنی کا بڑا کارخانہ قایم
کیا۔ اور اسی سال مین انگریزونکو ایک چھوٹا سا خطہ چینا پٹم کے نیچے ۶ میل طول و ایک میل عرض عطا ہوا۔
جہان اونھون نے ایک کوٹھی قائم کی۔ اوسکے گرد ایک فصیل کھینچی۔ اور اوسپر توپین لگاکر قلعہ سینٹ
جارج اوسکا نام رکھا۔ جو ۱۴ سال بعد ۱۶۵۳ء مین یہہ بستی صوبۂ مدراس کے نام سے خود مختار ہوگئی۔
۱۶۴۰ء مین ایک کوٹھی ہگلی مین گنگا کے دہانہ کے قریب قایم کیگئی۔ ۱۶۴۵ء مین ایسٹ انڈیا کمپنی کا ایک
ڈاکٹر مسٹر بیوٹن شاہجہان کے علاج کے لئے آگرہ آیا۔ اور خاندان شاہی کا ڈاکٹر مقرر ہوا۔ جسکے سبب
سے بادشاہی دربار مین انگریزونکا رسوخ زیادہ ہوگیا۔ اور بادشاہ نے بالعوض اوسکی خدمت کے

[ج] گو یورپ مین انگلینڈ و پرتگال (اسوقت پرتگال اسپین کے ماتحت تھا) کے درمیان گہری دوستی و مصالحت تھی۔ لیکن بحر ہند
مین اوسکے برعکس پرتگیزون اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے مابین سخت لڑائیان ہورہی تہین۔ کیونکہ پرتگیزون کی آمد
و شد نے کمپنی کی تجارت مین رخنہ اندازی کی تھی۔ ۱۲ مولف۔

انگریزون کو اور بھی حقوق مفید تجارت عطا کئے۔

سترہوین صدی کے وسط مین ایشیا کے جنوبی سواحل پر خلیج فارس سے لیکر چین کی سرحد تک کمپنی کی تجارت ہونے لگی۔ اور ڈچ کی تجارت کی بھی یہی حدود تھین۔ ان دونون قومون مین بڑی رقابت تھی۔ اور تجارت کی اس وسیع راہ مین جو دونون کے لئے ایک ہی تھی آپسمین خوب مٹ بھیڑین ہوتی تھین۔ اسوقت انگلینڈ مین بادشاہ اور پارلیمنٹ کے مابین ایسے جھگڑے ہو رہے تھے کہ اس نے انگریزی اولوالعزمی کو اپنی منزل مقصود پر پہنچنے نہین دیا۔ اور کمپنی کے جو لڑائی جھگڑے اپنے رقیبون سے ہوتے اونمین گورنمنٹ پوری تائید نہین کرتی تھی۔ ہالینڈ۔ اور پرتگیزون کے لئے بادشاہی امداد بڑی پشت پناہ تھی۔ اور مشرق مین تمام مہمات اور ملکی معاملات مین قومی حکومت کو بہت باوقعت بناتی۔ لیکن انگریزی کمپنی کو بغیر اپنے بادشاہ کی تائید کے ان دونون بادشاہی قومون سے اپنے بل پر بڑنا پڑتا تھا۔ الحاصل سترہوین صدی کے بڑے حصے مین ایشیائی تجارت مین ہالینڈ کو تفوق حاصل رہا۔ چنانچہ اہل ہالینڈ نے مشرق مین اہل پرتگال کے قبض و دخل کو بہت کم کردیا۔ اور نہایت منتخب مقامات مین اپنی تجارت گاہون کو قایم کرلیا۔ لیکن جب انگلینڈ مین کروم ویل کی زبردست حکومت ہوئی تو انگریزون نے بھی پھر اپنا جاہ و منصب حاصل کرلیا۔ ۱۶۵۴ع مین ڈچ و انگلینڈ کے مین عہدنامہ لکھا گیا۔ جسکے موافق انگریزون کو ان نقصانات کا معاوضہ ملا جو امبوینا مین ڈچ کی خونی کاروائی سے ہوا تھا۔ اور پھر سارے ہند مین انگریزون کے تجارت کی تجدید ہوگئی۔ اگرچہ ایشیا مین انگریزون کے ساتھ ڈچ کی عداوت اور اونکے کامون کی مداخلت بیجا کم ہوگئی۔ مگر وہ کسی طرح موقوف نہین ہوی۔ اس اثنا مین کروم ویل کو نقد روپیہ کی سخت ضرورت پڑی۔ جب لنڈن کمپنی نے بہت سے روپئے نذرانہ کا اوسکے روبرو پیش کئے تو اوس نے ان کو بھی سند تجارت دیدی جس سے ڈچ کی قوت پھر گئی۔ اور انہون نے آزاد تاجرون کو جو انگریزی کمپنیون کے تاجرونکے علاوہ تھے آسانی سے شکار کیا۔ چونکہ ایسٹ انڈیا مین ڈچ کے پاس جنگی سامان بہت اور بحری لشکر

وافر تھا۔ اسلئے اوس نے عہدنامہ کے خلاف انگریزی ایجنیون کو بڑا دق کیا۔ اور انگریزون کو ایشیا کے مشرقی کنارون سے خارج کردیا۔ سیلون پر قبضہ کرلیا۔ جاوا مین جو انگریزون کا صدر مقام بلینم تھا۔ اوسکو محصور کیا پہر سیاس آئلینڈس مین انگریزون کی بیخکنی کے لیئے بڑا روپیہ لگایا۔ اس عرصہ مین انگلینڈ مین چارلس دوم تخت نشین ہوا۔ اس واقعہ نے انگلینڈ کے پولٹیکل تعلقات بالکل بدل دئے۔ اور تجارت کے نظام مین اثر عظیم پیدا کیا۔ کمپنی تو یہہ چاہتی تھی کہ اوسکے اختیارات وسیع ہون۔ اور چارلس دوم کی یہ خواہش تھی کہ اوسکے چارٹر (فرمان) موجودہ مین سے کروم ویل کا نام میٹ دیا جائے۔ پس اوس نے کمپنی کو ایک نیا فرمان عطا کیا اور اوسکے روسے یہہ اختیار دیا کہ وہ باستثنار قوم عیسائی کے جس قوم سے چاہین لڑائی کرین۔ حالانکہ درحقیقت کمپنی کی آزار رسان دشمن عیسائی قومین تہین۔

سنہ ۱۶۶۱ع مین چارلس دوم کی شادی کتہراین آف برگنزا سے ہوی تو گورنمنٹ پرتگال نے منجملہ اور اشیاء کے جزیرہ بمبئی بھی جہیز مین دیا۔ جو پانچ سال کے بعد حسب دستور یہہ جزیرہ شاہ انگلستان کو ملگیا جس نے اوسکے تمام حقوق سنہ ۱۶۶۸ع مین (۱۰) پونڈ سالانہ پر الیسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھہ فروخت کردے۔ اسی سال لنڈن کمپنی کے قبضہ مین سینٹ ہلینا بھی آیا۔ اور چارلس دوم نے لنڈن کمپنی کو ایسٹ انڈیا مین کل انگریزی تجارت حوالہ کی۔ اور لیسنس (اجازت نامہ) دیا کہ وہ اپنے سکے جاری کرے عدالت کا انتظام رکہے۔ ناجائز تجارت کرنیوالون کو سزا دے۔ جب الیسٹ انڈیا کی تجارت کا یہ انتظام کیا گیا تو اوسیر ڈچ کو بہت غصہ آیا۔ اس اثنار مین ڈنکرک فرانس کے ہاتھہ بیچا گیا۔ جسکے باعث فرانسیس٭ تنگ بحیرون مین پہونچ گئے۔

٭ فرانسیسون کا آغاز ہندوستان مین سنہ ۱۶۰۴ع سے ہے۔ اور فرانسیسون نے سنہ ۱۶۶۴ع سے سنہ ۱۷۱۹ع تک چہہ ایسٹ انڈیا کمپنیان قایم کین۔ ڈوپلے انکی کوٹہیون کا گورنر بڑا لایق ہوا۔ اور اوسکا خیال تھا کہ مغلون کے زوال پر مین ہندوستان مین اپنی سلطنت قایم کرون۔ چنانچہ ایک عرصہ تک فرانس کے لوگ انگریزون کے ساتھہ کامیابی سے لڑتے رہے۔ مگر فرانس کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے پاس روپیہ نہ تھا اور ملک کے انتظام مین خرابی تھی۔ اور وہ اپنی تجارت کو بمقابلہ یورپ مین

اب تو ڈچ اور بھی جنگ بڑھی۔ مشرقی معاملات مین ڈچ اور انگریزون کے درمیان جھگڑے بڑھتے گئے۔ اور وہ زیادہ سخت ہوتے گئے۔ ڈچ نے یہ ارادہ مصمم کرلیا کہ وہ اپنی ایشیائی تجارت مین انگریزون کو روکین۔ اور انکی مداخلت کو بالکل دور کرین۔ لوئی چاردہم کو اوسکے وزیر کول برٹ نے ملک کی ترقی۔ دولت و تجارت کے لیئے ترغیب دیکر فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی بنائی۔ اور وہ دوسرے سال ہالنڈ کے ساتھہ اسوجہہ سے شریک ہوگئی کہ انگریزون کے ساتھہ لڑے۔ اور ڈچ اور انگریزون مین جو بحری لڑائی تھی اس نے دونون قومون کو ضعیف کردیا۔ اور ان دونون قومون کو یورپ اور ایشیا مین فرانس کے طرف سے بھی دغدغہ لگا ہوا تھا۔ اسلیئے ۱۶۶۷ء مین بریڈا کا صلحنامہ لکھا گیا جس سے تجارت کے متعلق سب جھگڑے طی ہوگئے

اسوقت مغربی مین بحری قوتین انگلش۔ ڈچ۔ فرنچ۔ میدان تجارت مین ایک دوسری کی رقیب تھین اور ہر ایک بحر ہائے ایشیا مین سبقت لیجانا چاہتی تھین۔ اسپین و پرتگال بہت پیچھے ہٹ گئے تھے اس زمانہ مین ایسٹ انڈیا سی مین انگلش کمپنی کے کارخانے باانتظام کی پریسیڈنسی معہ مبیکیسر اور مجمع الجزائر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۰۵) اپنا رعب قایم کرنے کے کثر سمجھتے تھے۔ اسلیئے وہ کچھہ نہ کرسکے۔ ہنٹر صاحب کا قول ہے کہ پرتگیز اس وجہہ سے ناکامیاب ہوے کہ اونہون نے اپنی طاقت سے زیادہ کام ہندوستان کو فتح کرنے اور عیسائی کرنیکا اوٹھایا۔ ڈچ کے ناکامی کی یہہ صورت ہے کہ وہ کل تجارت کو اپنے ہاتھہ مین رکھنا چاہتے تھے۔ اور یہ امر بغیر بہت سے قیمتی جنگی جہازون کے بیڑون کے ناممکن تھا۔ اور فرانسیسی اسلیئے ناکام ہوے کہ اونکے ہموطنون نے اونکی مدد نہین کی حالانکہ اونکے ہتیار تیز اور جنرل لایق تھے۔ اور بڑے بڑے لیئق افسر ہندوستان مین اونکیطرف سے بھیجے گئے۔ لیکن بے دربار فرانس کی خرابی اور وہان کے لوگون کی عدم توجہی سے کچھہ نہ کرسکے۔ اگر فرانس کا بادشاہ اور اونکے وزیر اونکی مدد کرتے تو وہ ہندوستان کے بہت بڑے حصہ کے آجکے دن مالک ہوتے۔ اب اسوقت جرمنی کے لوگون کی ہندوستان کے ساتھہ بڑی تجارت ہے۔ اور کلکتہ۔ بمبئی مین اونکا بڑا دخل ہے۔ جرمنی کے سوداگرون کے گماشتے چاول۔ سن۔ روئی کے پیدا ہونیکے مقامات و دیگر شہرون مین برابر موجود ہین۔ ۱۲ مولف

ہند کے اور مقامات اور ساحل کارومنڈل و خلیج بنگال مین قلعہ سینٹ جارج معہ کوٹھیون کے اور ساحل مغربی پر
بمبئی۔ سورت اور اوسکے ماتحت اور مقامات تھے۔

ہند کے اس سمت مین یہ امر بڑا عظیم الشان ہے کہ ابتدا مین مشرق مین انگلینڈ کی کامیابیان زیادہ تر
فرانس کے اغلاط پر اور مغرب مین ہالینڈ کی بدنصیبیون پر منحصر ہین۔ اس زمانہ مین غیر سلطنتون کے ساتھ
انگلینڈ کے تعلقات غیر منفصل تھے۔ ۱۶۶۵ع مین ہالینڈ اور انگلینڈ کے مابین لڑائی تھی ۱۶۶۶ع مین ہالینڈ
سے فرانس ملگیا۔ لیکن ۱۶۶۸ع مین انگلینڈ۔ ہالینڈ۔ سوئیڈن یہ تینون ملکر فرانس کے خلاف ہوگئے۔
۱۶۷۲ع مین ہالینڈ پر فرانس اور انگلینڈ ملکر حملہ آور ہوے۔ اسطرح جو جلد جلد ٹھاٹھہ بدلے گئے اوسکے
اسباب ایک درجہ تک ایشیائی تجارت سے بہی مربوط تھے۔

۱۶۶۱ع و ۱۶۶۸ع کے درمیان جب انگریزی تجارت بہت بڑہکر قوی ہوگئی تو ایشیا مین انگریز اپنے
رقیب مخالف ڈچ سے تجارت مین سربرآوردہ ہوگئے۔ یورپ مین انگریزون اور ڈچ کے مابین اتحاد تھا
تاکہ فرانس زیادہ زبردستی سے ملک ستانی نہ کرسکے۔ مشرق مین انگریزون کی تجارت کے لئے ہالینڈ
کی قوت کو زیر کرنا بڑا ضروری تھا۔ مگر انگریز مغرب مین ہالینڈ کو سہارا دینے مین اپنی بڑی غرض رکھتے
تھے۔ ایشیا مین تجارت کی ترازو یورپ کی پولٹیکل ترازو سے مطابقت و موافقت رکھتی تھی۔
انگلش کو یہہ مشکل پیش تھی کہ اگر وہ ڈچ کو فرانس کے خلاف سہارا دیتے تو وہ اونکو ایشیا سے نکال باہر
کرتے۔ اور اگر وہ فرانس کے ساتھہ برخلاف ہالینڈ کے ہوتے تو ایک بحری قوت کو شکستہ کرکے دوسری
بحری قوت کو اونکی جگہہ قایم کرتے۔ جو پہلے سے زیادہ دہشتناک تھی۔ اور اسوقت فرانسیسی بڑے
ہوے تھے ۱۶۶۴ع مین فرانسیس کمپنی نے ایسٹ انڈیا مس کے واسطے ایک بیڑا تیار کیا۔ اور
ہالینڈ سے لڑنے کیلئے بھیجا ۱۶۷۰ع مین (جب انگلینڈ و فرانس کے فیما بین اتحاد تھا) ایک فرانسیسی
بحری سپاہ ڈی لاہیے کے ماتحت ہندوستان کو روانہ ہوی۔ جو سیلون مین ٹرنکومالی کے عدم

ہندر مین اگر بسی - اور مدراس کے قریب سنیٹ تھومی پر قبضہ کیا - گو اسطرح ساحل کورومنڈل پر
فرانسیس کا پہلی دفعہ نمودار ہونا انگریزون کو خار معلوم ہوتا تھا - مگر انگریزون کی شایستگی و تہذیب کا
مقتضا یہ نہ تھا کہ وہ اپنے دست فرانسیسون سے مقابلہ کرتے - مگر دوسری صدی مین تو اس ساحل
پر فرانسیسون سے انگریزون کی خوب لڑائیان ہوئین - پہر ان دونون مقامات کو ڈچ نے فرانس سے لے لیا -
سترہوین صدی کے آخر مین دو بحری قومین جنسے انگلینڈ کو مشرق مین خوف تھا وہ آپسمین لڑنے
لگین - جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ فرانسیس ڈچ ناتوان ہوگئے - جسکی وجہہ سے انگریزون کو بہت فائدہ
حاصل ہوا - اور ایشیائی فتوح و تجارت مین متواتر آہستہ آہستہ سب سے آگے پیش قدمی کی - انہی نہ
سے ایسٹ انڈیا کی تجارت کو بڑا فروغ ہوا - اور ہندوستان کے سواحل پر انگریزون کا قدم اچھی
طرح جم گیا - سنہ ۱۶۸۶ء مین سرجان چائیلڈ بمبئی کا گورنر جنرل مقرر ہوا - اور سنہ ۱۶۸۷ء مین سورت کی کوٹھی
کمپنی نے چھوڑ دی اور بمبئی اوسکی جگہہ مغربی بستی قرار پائی - سنہ ۱۶۸۶ء مین کمپنی کے لوگون پر ہوگلی مین
رہتے تھے اوس صوبہ کے حاکم نے بہت ظلم کیا - اسلئے کمپنی نے وہان دلدل و ترائی مین فورٹ
ولیم کی بنیاد سنہ ۱۶۹۶ء مین رکہی یعنے تین چھوٹے چھوٹے گاؤن سوتانتی - گوبند پور - کالی گہاٹ حاصل
کرکے فورٹ ولیم بنایا گیا - جسکی قسمت مین بعد کو شہر کلکتہ ہونا لکہا تھا - اور چیف بنگال ایجنسی ہوگلی سے
کلکتہ مین منتقل ہوی - اور جزیرہ نمائے ہند کے مشرقی کنارون پر مدراس مرکزی مقام ہوا - الحاصل
یہہ تینون شہر جو اسوقت پریسیڈنسی (احاطے) ہوگئے ہین - اوسوقت برٹش سلطنت کے قایم ہونیکے
چارون سمتون مین مرکز تھے - اب ایسٹ انڈیا کمپنی نے - اپنا انتظام آزادانہ شروع کیا - اور اپنے
مقامات کے گرد حصار بنائے - اپنے سکے جاری کئے - غرض اپنی حدود مین ایک خودمختار سلطنت جمائی
اور اپنے حقوق کی حفاظت (جو اونکو حسب فرامین حاصل تھی) دشمنون کی مدافعت اور چہوٹے چھوٹے
رئیسون کے آپس کی لڑائی مین طرفداری وغیرہ کرنیکی غرض سے ہندوستانی سپاہ بہرتی کی - اور انگلینڈ مین

بڑی سپاہ تیار کی۔ شاہ انگلینڈ (جیمس) سے کمپنی کے گورنر کے لئے صلح و جنگ کا حکم حاصل کیا۔ اور مغربی ہندوستان
مین بادشاہ کی حکومت سے لڑنے پر کمپنی نے کمر بستہ کی۔ مگر آخر کو ہزیمت اوٹھانی پڑی۔ کیونکہ اونکی سپاہ اورنگزیب
کچھ دور فاصلہ پر تھا۔ اور بمبئی مین ایسٹ انڈیا کمپنی کی سپاہ مین ۱۵ گورے اور ہندوستانی سپاہ تھی۔ گورنر
اپنے قلعہ اور شہر مین محصور ہوگیا۔ حبشی شیدیون کے بیڑے نے اوسکا دم ناک مین کیا۔ مشرقی بنگال و شمال مشرقی
سمت مین بھی جو جنگ کیگئی اومین بھی انگریزونکو فاش شکست اوٹھانی پڑی۔ کوٹھیون پر حملے ہوے۔
شہنشاہ ہند نے حکم صادر کیا کہ مدراس سے انگریز نکال دئے جائین۔ یہان کے پریسیڈنٹ کے پاس
قلعہ مین ۱۵ گورے اور دو فیلے پرتگیز تھے۔ جب اونہون نے یہ سنا کہ جنوب کیطرف بادشاہی لشکر آتا ہے تو اونکا
دم نکل گیا۔ سنہ ۱۶۹۰ع مین سر جان چائلڈ مر گیا۔ جو کمپنی کے پالیسی جنگ کی جان تھا۔ آخر کمپنی نے بڑی عاجزانہ عرضی
اپنے معافی قصور کی اورنگ زیب کے پاس بھیجی۔ شہنشاہ نے اپنے کرم و رحم سے قصور معاف کیا۔ تو کورٹ
ڈائرکٹرز اس قسم کی عرضی بھیجنے پر کمپنی سے ناراض ہوئے۔ مگر یہان بجز اسکے کمپنی کے پاس چارہ ہی کیا تھا۔
اس اثنا مین سنہ ۱۶۹۹ع مین ایک اور کمپنی بنام انگلش ایسٹ انڈیا کمپنی۔ اس کمپنی کے مقابلہ پر قایم ہوئی۔
جسکا سرمایہ دس لاکھ پونڈ تھا۔ اب نتیجہ یہ ہوا کہ تجارت مین ابتری ہوئی۔ اور کمپنی کے اندرونی معاملات
مین بڑے الجھیڑے پڑے۔ گو یہ دونون کمپنیان انگلینڈ سے متعلق تھین۔ اور دونون کے سر پر انگریزی پھریرا لہراتا تھا۔
مگر وہ آپس مین ایک دوسرے کو غارت کرنا چاہتی تھین۔ اور ہر ایک کمپنی شہنشاہ ہند کے دربار مین اپنا رسوخ
پیدا کرنے کے لئے جوڑ توڑ کرتی تھی۔ چنانچہ اس نئی کمپنی نے گورنمنٹ کو بیس لاکھ پونڈ کا تمسک لکھدیا کہ اوسکو
تجارت کا فرمان ایسا ملے کہ اوسکے سوا دوسری کمپنی تجارت نکرے۔ اب اس سے ایسٹ انڈیا کی تجارت
کے کثیر منفعت کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ اوسوقت کیا سرسبزی کی حالت ہوگی۔ مگر آخر مین جنوری سنہ ۱۷۰۲ع
مین دونون کمپنیان متحد ہوگئین اور اونکا نام دی یونائٹڈ کمپنی آف مرچنٹس ٹریڈنگ ٹو دی ایسٹ انڈیز
کھا گیا۔ اور دونون کمپنیون کا سرمایہ ایکجا کیا گیا۔ غرض یہ دونون ملکر ایسی زبردست کمپنی ہوئی جسنے

جنوبی ایشیا مین اپنے مقام کو بڑا مستحکم بنالیا۔ اور آئندہ ۱۵۰ برس تک انتظام سلطنت کیا۔ اور شہر لندن اوسکا پشت پناہ بنا رہا۔

۱۷۰۷ء مین جب اورنگ زیب نے وفات پائی تو ہندوستان کا انتظام بگڑا۔ اور اوسکی اولاد مین تخت نشینی کے لئے ہنگامے برپا ہوئے۔ اوسکے علاوہ مرہٹون نے بڑی شورش کر رکھی تھی۔ اونکے گروہ کے گروہ متوسط و شمالی اضلاع مین لوٹ مار کرتے پھرتے تھے۔ دکن مین نظام نے اپنی سلطنت جمارکھی تھی۔ ہندوستان کا سب سے زیادہ زرخیز صوبہ (بنگال) ایک عالی ہمت بلند حوصلہ افغان کے قبضہ مین تھا۔ پنجاب مین سکھون نے سر اوٹھا رکھا تھا۔ اودہ مین بادشاہ کے ایک عہدہ دار نے اپنے خاندان کی سلطنت کا ڈول ڈال رکھا تھا۔ اور دوروداز کے اضلاع مین غاصب و خودسر پیدا ہو رہے تھے۔ غرضکہ سولہوین صدی مین جس سلطنت کو بابر نے قایم کیا تھا اورنگ زیب کے بعد اسطرح ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے تھے۔ جب سلطنت مغلیہ کا عروج تھا تو کابل اور قندہار بھی اوسکے صوبے تھے۔ مگر وہ اورنگ زیب کے آخر ایام مین ہندوستان کی سلطنت سے خارج ہو گئے تھے۔ ہندوستان کی شمالی مغربی سرحد کا برقرار رکھنا ہندوستان کے امن و امان کے لئے ضروری ہے۔ جب ہندوستان کے ہاتھ سے افغانستان نکل گیا تو اوسط ایشیا سے ہندوستان پر حملے ہونے لگے۔ اورنگ زیب کی وفات سے تیس سال بعد نادرشاہ ایک بلند اقبال ایرانی سپاہی ایران کی بادشاہت کو غارت کرکے خود بادشاہ بنا اور ہندوستان پر چڑھائی کی۔ دہلی مین قتل عام کیا۔ اور بادشاہ کی کل دولت کو چھین کر سندہ کے پار لیگیا۔ جب نادر اپنے خیمہ مین مارا گیا تو۔ احمد شاہ ابدالی نے افغانستان کو فتح کرکے ۱۷۵۲ء مین پنجاب کو لے لیا۔ جنوب و مغرب مین مرہٹون کا طوفان برپا تھا۔ خلاصہ یہ کہ اورنگ زیب کے مرنے کے بعد سلطنت مغلیہ کے تنزل کا آغاز ہوا۔ اور اوسکے انجر پنجر ڈھیلے ہونے شروع ہوئے۔ جو بادشاہ ہوا وہ ملک داری سے غافل اور عیاشی و نفس پرستی مین کامل ہو گیا۔ بھانڈون مسخرون

شاعرون نے اوسے سلطنت کے کام کا نہ رکھا آخرکار کوئی وارث ہندوستان کی سلطنت کا نرہا۔ اور اس لاوارث شے کے سب طرف سے خواہان پیدا ہو گئے۔ ہرطرف ملک مین شوروشر اور فتنہ وفساد پیدا ہوا۔ ایک طرف راجپوتون کی جنگجو قوم سلطنت لینے کے لئے کمر باندہی۔ دوسری جانب پٹھانون نے سر اوٹھایا۔ روہیلکھنڈ کو دبا لیا۔ سکہون نے ایک اپنی نئی ریاست قایم کرلی۔ جس کے آس پاس جاٹون نے جدا ہی اپنا ڈنکہ بجایا۔ پھر اون سب کا مرہٹون نے سر کچلا۔ ہر رئیس مرہٹون کے نام سے کانپتا تھا۔ اونہون نے سلطنت مغلیہ کا کوئی حصہ اپنی لوٹ مار سے خالی نہین چہوڑا۔ اب ایسے شوروشر کے زمانہ مین پولیٹیکل اکھاڑے مین دو پہلوان قومین انگلش و فرنچ کشتی لڑنے کے لئے اترین۔ اٹھارہوین صدی کی شروع مین بحری مہمات کیوجہہ اون مین تنزل آیا تھا۔ مگر پھر وہ یوروپ سے بڑی آن بان کے ساتھ سمندر پار آئین۔ اور اپنے مقابلہ مین سب یوروپین رقیبونکو پیچھے ہٹا دیا پرتگیز جو اس راہ کے اول موجد تھے وہ بہت پیچھے ایک مقام پر چلے ایستادہ تھے اور ڈچ جو پرتگیزون کے قدمون پر چل رہے۔ اور اونکی تجارت و مملکت کا بڑا حصہ چہین لیا تھا۔ اون کی قوت بھی اس سبب سے شکستہ ہوگئی تھی کہ اونکے ملک ہالینڈ پر فرانسیسون نے متواتر حملے کئے تھے۔ اسلئے اب انگریزون کو بحری تجارت کے پرانے رقیبون سے فراغت حاصل ہوگئی تھی یعنی ١٧٢٥ء مین ڈینیز (ڈنمارک والے) ہولنڈ ڈچون نے ان اضلاع مین وہ جہگڑے ہی کرنے چہوڑ دئے تھے جو وہ اپنی عظمت و فوقیت کے حاصل کرنے کے لئے کرتے تھے۔ اور اونکی بڑی تجارتگاہین یہان سے منتقل ہوکر جنوب مشرق مین سیلون۔ جاوا علیٰ ہذا سپائس ائیلینڈس مین چلی گئین تھی۔ اسوقت سوائی اونکی کوٹھیون کے جو چنسورا نیگاپٹم۔ جافنا پٹم وغیرہ مین ملتی ہین اور کوئی نشان انکے ملک مین آنیکا باقی نہین ہے۔ ہنٹر صاحب لکھتے ہین کہ ١٨٤٥ء مین صرف (٠٠) اور ١٨٩١ء مین (٩٠) ڈچ ہندوستان مین پائے گئے۔ اور منجملہ (١٧٠) مقامات کے جہان اون کی کوٹھیان تہین۔ اب ایک بھی ایسی جگہہ نہین ہے جہان اونکا نام و نشان ہو۔ ١٢ مولف۔

ایسٹ انڈیا کمپنی بھی بالکل معدوم ہوگئی تھی۔ ۱۷۲۲ء مین آسٹریا کے شہنشاہ نے نیدرلینڈس کے
اہل آسٹریا کے تاجرون کو فرمان عطا کیا تھا۔ جسکے موافق اوسٹنڈ ایسٹ انڈیا کمپنی مجاز تھی کہ وہ تجارت
کرے جہازون کو مسلح رکھے۔ ہندوستان کے سلاطین و امراء سے عہد و پیمان کرے جس سے
دوسرے یوروپین قومون کو خوف پیدا ہوا۔ جو بحری تجارت کرتے تھے۔ آخر انگلینڈ و فرانس۔ ہالینڈ
نے ملکر اوسکو لڑائی کے ایسے خوف دلائے کہ شہنشاہ آسٹریا صلح کرنے پر راضی ہوگیا۔ اور اوس نے اس کمپنی
کو بالکل دبا دیا۔ اب فرانسیس بتدریج ہندوستان مین اپنے قدم مستحکم جماتے جاتے تھے۔ اگرچہ ۱۷۱۵ء مین
متواتر یوروپین لڑائیون کے سبب سے کمزور ہوگئے تھے۔ مگر اسکے بعد تیس برس تک ایسا امن و امان
کا زمانہ آیا کہ پھر اونہین۔ الوالعزمی کا جوش اوٹھا۔ اور اب فرانس مین لوگون کو روپے سے منفعت حاصل کرنیکا
خبط سمایا۔ جسکے باعث اونکی ایسٹ انڈیا کمپنی انقلابات مین مبتلا ہوی۔ مگر پھر سنبھلتی گئی۔ بحر ہند پر اونکی
کی تجارت کی پھر جلد ترقی ہوگئی۔ ۱۷۲۱ء مین فرانسیسون نے موریشس پر قبضہ کیا۔ جسکو ہالینڈ والون نے چھوڑ
دیا تھا۔ اور انگریزون کے ہمسایہ مین ساحل ہند کارومنڈل پر پانڈیچری مین اپنا دارالاقامت مقرر کیا۔
اور اوسکو ایسا آباد کیا کہ (۷۰) ہزار آدمیون کی آبادی ہوگئی۔ اسمین کمپنی کے اول گورنر لی نوٹر اور ڈیوماس
مقرر ہوئے جنہون نے بڑی لیاقت و دانش سے کمپنی کا کام انجام دیا ۱۷۴۱ء مین ڈیوماس کی جگہ بڑا صاحب
لیاقت گورنر ڈیپلے مقرر ہوا اوس نے دریا ہگلی کے کنارے پر چندرنگر مین فرانسیسی کوٹھی مقرر کی۔ اوسکو
اس شہر مین سارے سول اور ملٹری اختیارات حاصل تھے۔ اوس نے اپنی عقل دوراندیشی سے کمپنی
کے کامون کو بہت رونق دی۔

اب ہندوستان کی تجارت سے منفعت اوٹھانے کے لئے دو رقیب انگلش و فرانسیس تھے۔
انکی رقابت تجارت نے پولیٹیکل رقابت کی صورت اختیار کی۔ اور تجارت سے سلطنت حاصل کرنیکے
دونون قومین منصوبے کرنے لگین ۱۷۴۴ء تک انکے کاروبار دوستانہ تھے۔ اور ہر ایک ساز و سامان مین

برابر تھی۔ صرف تجارت سے مطلب تھا۔ ملک کے اندرونی معاملات سے کچھہ سروکار نہ تھا فرانس کی ایسٹ انڈیا کمپنی بالکل اپنے بادشاہ سے تعلق رکھتی تھی اور وہ سلطنت کی قرضدار بھی تھی ۱۷۲۳ءمین بادشاہ نے اوسکے ڈائرکٹر مقرر کئے۔ جنہون نے کمپنی کے کامون مین مداخلت کی۔ اور اوسکے برخلاف انگلش کمپنی اپنی گورنمنٹ کی قرضدار نہ تھی۔ بلکہ اوسنے خود خزانہ شاہی کی بڑی امداد قرض دیکر کی تھی۔ اور وہ خود پارلیمنٹ مین اپنا اختیار و وثوق رکھتی تھی۔ اور اپنے معاملات کی خود جوابدہ تھی۔ الحاصل سلطنت مغلیہ کی تباہی وبدنظمی کے زمانہ مین بنگال کی کوٹھیون کی بہ نسبت دکن کی کوٹھیان زیادہ آزاد تھین۔ کیونکہ اونکی گردن مین بادشاہ کی اطاعت کی رسن پڑی ہوئی تھی جنوب مشرقی ساحل کورومنڈل پر پونڈیچری فرانسیسی کمپنی اور مدراس انگلش کمپنی کی دارالاقامتین تہین۔ اور یہ دونون دکن کے ایک بڑے صوبے کرناٹک مین واقع تھے۔ اور دکن پر نواب آصف جاہ نظام الملک بہادر حکمران تھے ۱۷۴۴ءمین جب یورپ مین فرانس و انگلینڈ کے مابین جنگ کے اشتہار کی خبر ہندوستان پہنچی تو ہندوستان مین ان دونون کمپنیون کی عداوتون کی آگ کے شعلے بلند ہونے لگے۔ آخر ۱۷۴۶ءمین فرانس و انگلینڈ کے درمیان آتش کارزار گرم ہوئی۔ اور یہان ان دونون کمپنیون نے بھی جنگ کی تیاری کی ۱۷۴۵ءمین انگریزی بیڑے نے پانڈیچری پر حملہ کیا۔ اور موریشس کے فرانسیسی بیڑے سے مٹ بھیڑ ہوی۔ اور دونون بیڑون مین خوب لڑائی چلی اتنے مین انگریزی بیڑا سیلون کو چلا گیا۔ اور فرانسیسون نے مدراس کا محاصرہ کیا۔ انگریز ناچار مجبور ہوکر مدراس فرانسیسون کے حوالہ کیا۔ اور یہ وعدہ ہوا کہ انگریز تین مہینے کے اندر تاوان جنگ ادا کرین تو مدراس اونکو واپس دیدیا جائے۔ جب نواب کرناٹک نے اپنے علاقہ مین ان دونون کی کارستانیان دیکھین تو اوس نے ڈیوپلے (فرانسیسی گورنر) سے مدرس مانگا۔ جب اوس نے انکار کیا تو نواب نے محاصرہ کیا۔ لیکن ڈیوپلے نے اپنی فرانسیسی سپاہ سے ایک ہی حملہ مین ہندوستانی سپاہ کو جو نواب کے ساتھ تھی بھگادیا۔ اب سارے کرناٹک مین فرانسیسونکی شجاعت کی دہاک بندہ گئی۔

کیونکہ یہ پہلی ہی لڑائی تھی جو ہندوستانی اور فرنگستانی لشکرون مین ہوی تھی - اسکے بعد ڈیوپلی نے مدراس کے انگریزی گورنر و افسرون کو قید کرکے پانڈیچری لیگیا - اور انگریزون کے قلعہ ڈیوڈ کو بھی گھیر لیا مگر ناکام رہا ۱۷۴۸ء میں خبر آئی کہ یورپ مین انگریزون اور فرانسیسون مین صلح ہوگئی - جسکی وجہ سے یہان بھی ان دونون قومون نے لڑائی کو موقوف کرادیا - اور انگریزون کو فرانسیسون نے مدراس واپس دیدیا - اور اوسکے عوض مین انگریزون نے شمالی امریکہ مین لوئش برگ واپس دیا - یورپ کی صلح نے انگریزون اور فرانسیسونکو آپس مین لڑنے سے منع کردیا تھا - اسلیئے اونکی سپاہی بیکار تھی - یہہ ایک قدرتی قاعدہ ہے کہ جب مالکان سپاہ کے پاس اسقدر سپاہ ہوتی ہے کہ اونکی محافظت کی ضرورت سے زاید ہوتی ہے - تو وہ اورونکی تخریب مین اپنے ہاتھ پاون ہلاتے ہین - یہان تو ہندوستانی والیان ملک بہ تمنا یہ چاہتے تھے کہ فرنگستانی سپاہی تنخواہین اور خدمت ہم سے لین سالیئے دونون قومین مہمات عظیم مین فوج کشی کرنے مین اپنی منفعت کثیر کی امید کرتی تہین کہ اونکی تجارت کو وسعت ہوگی - ملک بھی کچھہ ہاتھہ آئیگا - رقیب پر بھی نقصان پہونچائیگا احتمال ہوگا - چنانچہ ان ترغیبون کی چال مین اول انگریز پہنسے مرہٹون کی ریاست تنجور کے راجہ کو اوسکے بہائی نے نکال دیا تھا - انگریز اس راجہ کو گدی پر بٹھانے کے لئے لیگئے - مگر وہان ایسی بری طرح لڑے کہ شکست پائی اور اپنی فوج کا سارا خرچ اوٹھانا پڑا - اور کچھہ زمین بھی دینی پڑی - اس اثنا مین نواب آصف جاہ والی دکن نے انتقال کیا - اور جانشینی کے لئے اونکے بیٹے ناصر جنگ اور نواسے مظفر جنگ مین فساد برپا ہوا - اور دونون مسلح ہوکر برسر جنگ ہوئے - اوہر کرناٹک مین بھی سعادت اللہ خان کے وارثون مین جانشینی کے لئے فساد برپا ہوا - حالانکہ قبل ازین سعادت اللہ خان صوبہ کرناٹک کے انتقال پر اونکے وارثون مین شورش پیدا ہوی تہی - لیکن اوسوقت آصف جاہ بہادر زندہ تھے - جو اپنی حکمت عملی سے اس شورش کو دبا دیا تھا - اب تو یہان خود آصف جاہ کی وفات کے باعث لڑائی جھگڑے پہر بھی تھے - اب اوس کا دبانے والا کوئی بھی موجود نہ تھا - الحاصل جب ان دونون جانشینون کے ملکون مین جا بجا جھگڑے

توڈیپلے (فرانسیسی گورنر نے چندا صاحب کی (جو کرناٹک کی نوابی کا امیدوار تھا) اپنی سپاہ سے بڑی امداد کی - اور کرناٹک کے فرمانروا نواب انورالدینخان پر بہت جلد حملہ کیا - اور شکست دیکر اوسکو قتل کیا - اب چندا صاحب فتحیاب ہوکر اپنی فوج کو مظفرجنگ کے لشکر سے ملایا - اور دونون پانڈیچری گئے - یہان فرانسیسیون نے اونکا بڑی دھوم دہام سے استقبال کیا - اور ان دونون نے اہل فرانس کو بہت سا ملک دیا - جسکا بڑا حصہ خاص ڈیوپلے اور اوسکی بی بی کو ملا - اب فرانسیس مظفرجنگ کو دکن مین نظام اور چندا صاحب کو کرناٹک مین نواب بنانے کے لیئے علانیہ سعی کرنے لگے - ادہر انگریزون نے ناصرجنگ بہادر کے پاس اپنی چھ سو سپاہ بھیجی - اور محمد علی (جو ناصرجنگ کے طرف سے کرناٹک مین نواب مقرر ہوا تھا) کی بھی اعانت کی - چنانچہ محمد علی نے چندا صاحب کے ہاتھون سے قلعہ ترچناپلی کو بچا رکھا - لیکن چندا صاحب نے معہ فرانسیسی سپاہ کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا - اتنے مین معلوم ہوا کہ کرناٹک دارالسلطنت ارکاٹ کو کلایو نے دلاوری و مردانگی سے فتح کرلیا ہے - جسکے باعث فرانسیسون کی توجہ قلعہ ترچناپلی کے طرف سے ہٹ کر ارکاٹ کے طرف ہوگئی - اور محاصرہ کی فوج کا بہت بڑا حصہ ارکاٹ کے تسخیر کے لیئے بھیجا گیا - گو فرانسیسون نے ارکاٹ پر سخت حملے کیئے - مگر کلایو اور لارنس نے دلیرانہ حملون کا دفعیہ کیا - اسکے بعد انگریزون نے چندا صاحب کے سپاہ کو پریشان کردیا - اور فرانسیسی افسرون کو گرفتار کیا - اور ترچناپلی کو محاصرہ سے خلاصی دی - ادہر مرہٹون نے محمد علی سے سازش کرکے چندا صاحب کو قتل کرڈالا - اور مظفرجنگ بھی حیدرآباد کے طرف جاتا تھا کہ ایک لڑائی مین افغانون کے ہاتھ مارا گیا - ناصرجنگ بہادر نواب اوسکے قبل ہی ہمت بہادر کے ہاتھ شہید ہوے تھے اب صلابت جنگ بہادر دکن کے فرمانروا

(جو فرانسیسی افسر تھا) نے صلابت جنگ کے پاس پہونچکر بڑا رسوخ حاصل کیا - اور ساری سپاہ کا سپہسالار ہوگیا - اور صلابت جنگ نے بوسی کو چار ضلع جو ابتک شمالی سرکارین کہلاتے ہین جو کہ کرناٹک کے مشرق مین دیدیئے - جن کی آمدنی اوسکی سپاہ کے خرچ کے لیئے وافر تھی -

ٹرچناپلی کے محاصرہ مین فرانسیسیونکا سارا زور خرچ ہوگیا۔ اور امتداد محاصرہ سے بغیر پریشانی کے کچھہ بھی حاصل نہوا
اور فرانسیسی کمپنی بیس لاکھہ فرنک کی قرضدار ہوگئی۔ جب اسکی خبر ڈائرکٹرون کو ہوئی تو ڈیوپلے کو فرانس طلب کیا
اور اسپر مقدمہ قایم کیا گیا۔ اور وہ سخت بیعزتی کے ساتھہ افلاس کی حالت مین مرگیا۔ اب ڈیوپلے کی جگہہ
۱۷۵۴ء مین گودہو گورنر مقرر ہوکر آیا۔ جس نے آتے ہی سانڈرس گورنر مدراس سے مصالحت کرلی۔ اور
اس مصالحت کی سبب سے دونون کمپنیون مین جنگ وپیکار کا بازار بالکل ٹہنڈا ہوگیا۔ لیکن ۱۷۵۶ء مین
پھر یورپ مین فرانس و انگلینڈ کے فیما بین جنگ چہڑگئی۔ جسکی وجہ سے یہان ہندوستان مین بھی ان
دونون کمپنیون نے ہتیار سنبہالے۔ اب فرنچ گورنمنٹ نے یہہ ارادہ مصمم کرلیا کہ مشرق مین انگریزون کے
قبض و دخل پر باقاعدہ لشکرکشی کیجائے۔ چنانچہ کونٹ لالی کو بڑا طاقتور اور قوی لشکر سپرد کرکے ایسٹ انڈیا
روانہ کیا۔ اور اوسکو ہدایت کی کہ والیان ملک کے باہمی جہگڑون مین بالکل دخل ندے۔ اور ساحل
بحر پر انگریزون کے جسقدر استوار مقامات ہین اونپر قبضہ کرنے سے اور اونکی تجارت کی بیخکنی مین ہمہ تن مصروف
ہو۔ ابھی لالی یہان آیا بھی نہ تھا کہ ۱۷۵۶ء مین انگلینڈ سے ایک چٹھی پریسیڈنٹ کلکتہ کے نام یہ آئی کہ فرانس
سے لڑائی شروع ہوگئی ہے۔ لہذا وہ وہان اپنے دارالحکومت کو استوار و مستحکم کرکے۔ جب اوس نے مستحکم کرنا شروع کیا تو
سراج الدولہ نے اپنی حکومت مین یہ کارروائی نامناسب سمجھی اور انگریزون سے جہگڑا کرکے قاسم بازار
پر قبضہ کرلیا۔ اور وہان سے کلکتہ پر چڑہائی کی۔ وہان کا گورنر اپنے کچھہ آدمیون لیکر بھاگ گیا۔ ایک عورت
اور ۱۴۶ آدمی سراج الدولہ کے ہاتھہ گرفتار ہوئے۔ جنکو ایسے تنگ و تاریک حجرہ مین ایک رات بند کیا
گیا کہ ۱۴۶ مین سے صرف ۲۳ زندہ نکلے چنانچہ بلاک ہول اسی مقام کو کہتے ہین۔ جو اسوقت کلکتہ
پوسٹ آفس کے پاس دریافت ہوکر ایک پتھر نصب کیا گیا ہے۔ اب کلایو صاحب اور واٹسن صاحب (حاکم مدراس)
معہ مدراس کی فوج اور بحری بیڑے کے کلکتہ پہونچے سراج الدولہ سے لڑکر کلکتہ لے لئے اور سراج الدولہ
نے اس جنگ کا نقصان انگریزونکو دیا پھر کلایو صاحب نے چندرنگر پر حملہ کیا۔ اسوقت سراج الدولہ فرانسیسیون کیطرف

ہوگیا۔ آخر ۲۳ جون ۱۷۵۷ء کو کلکتہ سے ۷۰ میل شمال رویہ پلاسی کے مقام پر انگریزون اور سراج الدولہ
کے مابین بہت بڑی لڑائی ہوی جسمین سراج الدولہ نے شکست پائی۔ اب کلایو صاحب نے میر جعفر
کو (جسکو اول ہی سے تیار کر رکھا تھا) مرشدآباد کے تخت پر بٹھلا دیا۔ اور ہندوستان کی سب سے
زیادہ زرخیز صوبۂ بنگال پر اپنا تصرف کرلیا۔ اور اون اضلاع سے فرانسیسون کو خارج کردیا۔ اس لڑائی
مین کلایو صاحب اور اوسکے ماتحتونکو لاکہون پونڈ کا فائدہ ہوا۔ پہر نواب نے (۸۲۲) میل مربع زمین
معہ حقوق زمینداری ایسٹ انڈیا کمپنی کو دیدی۔ الحاصل یہی پلاسی کی لڑائی شروع تاریخ سلطنت
انگریزی کی ہندوستان مین شمار کیگئی ہے۔ اسکے بعد کلایو صاحب نے کرنل فورڈ کو بہیجا کہ فرانسیسیونکو
اونکے اضلاع عظیم شمالی سرکارون سے نکال دے۔ چنانچہ کرنل نے وہان جاتے ہی اونکو نکال دیا
یہ شمالی سرکارین سرکار نظام نے بوسی کو اسلئے دی تہین کہ اونکی آمدنی سے سپاہ کا خرچ چلائے۔ اب
اونکے اسطرح چہن جانے سے حیدرآباد مین بوسی کی بڑی کرکری ہوی۔ اور اوسکے جاہ و منصب پر بڑی آفت
آئی ۱۷۵۹ء مین کلایو صاحب کو مغلون کی ریاست مین پنجہزاری کا رتبہ اور ایک بڑا قطعہ زمین کا کلکتہ کے پاس
دیا گیا۔ یہ جاگیر پہر ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ مین آگئی۔ اور کلایو صاحب کو اوسکا معاوضہ دیا گیا۔ اس اثنار
مین لالی بہی آپہونچا۔ اور آتے ہی قلعہ ڈیوڈ کو لے لیا۔ مگر رسد و روپیہ کی کمی سے مدراس پر حملہ نکرسکا۔ البتہ
رقم کے حاصل کرنیکے لئے تنجور پر یورش کی۔ لیکن کوئی فائدہ حاصل نہوا۔ بلکہ اور مالی دقتین پیدا ہوگئین۔ اتنے مین
انگریزون کے جنگی جہاز بہی آگئے۔ فرانسیسی جہازون سے اونکا کئی دفعہ مقابلہ بڑی تیزی و تندی سے ہوا۔
مگر فتح و شکست کا فیصلہ نہو سکا۔ فرانسیسی بیڑے کو بہت نقصان پہونچا۔ اور لالی نے بوسی کو حیدرآباد سے
اپنی اعانت کے لئے بلایا۔ جب بوسی حیدرآباد سے چلا گیا تو سرکار نظام کے دربار مین انگریزونکا رعب
داب قایم ہوگیا۔ اور پہر فرانسیسون کو سرکار نظام کے دربار مین فضیلت حاصل نہوی۔ اسوقت لالی چارون
طرف سے مزاحمتون مین گہرا ہوا تہا۔ چند مہینے تک کرناٹک مین دونون کی سپاہین آپس مین لڑتی رہین۔

اب لالی نے قلعہ ونڈواس کا محاصرہ کیا جسکے باعث سرآئرکوٹ نے اوسپر حملہ کیا۔ آخر فرانسیسون نے شکست پائی۔ اور بوسی گرفتار ہوا۔ لالی پانڈیچری کو بہاگ گیا۔ انگریزون نے پانڈیچری کا محاصرہ کیا جنوری سنہ ۱۷۶۱ء کو فرانسیسون نے اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کردیا۔ اور فرانسیسون کے تمام مستحکم مقامات انگریزون کے ہاتھہ آئے۔ انگریزون نے جو پانڈیچری کو فتح کرلیا تو اوسکے سبب سے فرانس اور انگلستان کا جہگڑا ہندوستان مین ختم ہوگیا۔ وولیٹر لکھتا ہے کہ فرانسیسون نے چالیس برس سے زیادہ تک اس کمپنی کے سہارنے مین بڑی رقمین خرچ کین۔ اور اس ناتجربہ کار کمپنی نے نہ کبھی منافع کمایا۔ نہ اصل کا روپیہ حصہ دارون اور قرضدارون کو ادا کیا۔ سنہ ۱۷۲۵ء تک ۶۶ متواتر وزرا فرانس نے اوسکو ایک کروڑ انہتر لاکھہ فرنک کی رقم پیشگی دی۔ سنہ ۱۷۶۳ء مین جو مقبوضات کہ فرانسیسون نے واپس لین وہ چندان قابل بیان نہین ہین۔ کیونکہ عہدوپیمان کے روسے وہ اون مقامات کی فصیل وحصار استوار نہین کرسکتے تہے۔ اور نہ صوبہ بنگال مین سپاہ رکھہ سکتے تہے۔ جسکے باعث شمال مین اون کے لئے دروازہ بند ہوگیا۔ وہ صرف ساحل بحر ہند پر چند غیر محفوظ مقامات مین مقید ہوگئے۔

اب میر جعفر کی سنئے جسکو انگریزون نے اس وعدہ کیساتہ نواب بنایا تہا کہ وہ انگریزون کو جنگ کا خرچہ اور اونکے نقصانات کا معاوضہ (جو کلکتہ کی کوٹہیان چہن جانے سے ہوا تہا) دیگا۔ اور اوسکے معاوضہ مین انگریز اوسکو بوقت ضرورت فوج کے اخراجات لیکر لشکر سے مدد دینگے۔ ان شروط کا نتیجہ یہ ہوا کہ میر جعفر کا خزانہ بالکل خالی ہوگیا۔ جسکی وجہہ سے اوسکی حالت بہت ردی ہوگئی۔ اب نہ وہ حکومت کرسکتا تہا۔ اور نہ اپنے تخت کو سنبہال سکتا تہا۔ اسوقت بنگال کی حالت بہت بگڑ گئی تہی۔ ادہر سنہ ۱۷۶۰ء مین کلایو صاحب بہی ولایت (جو چہہ برس کے بعد سنہ ۱۷۶۵ء مین ہندستان واپس آئے) چلے گئے۔ اور یہان کی کمپنی کے ایجنٹون اور میر جعفر مین رقم کی بابتہ ان بن ہوگئی۔ کیونکہ فوج انگریزی کی تنخواہ کا بقایا نواب (میر جعفر) کے ذمہ بہت ہوگیا تہا۔ آخرکار پریسیڈنٹ اور کونسل نے

میر جعفر کو معزول کر کے اوسکے دیوان میر قاسم کو اوسکی جگہ بٹھا دیا۔ میر قاسم نے اپنی نوابی کے لئے انگریزونکو بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر یہان خزانہ مین رکھا ہی کیا تھا۔ اسلیئے وہ وعدہ کو ایفا نکر سکا۔ اب پہلے سے بھی بہت زیادہ معاملہ کی صورت بگڑ گئی۔ اور کمپنی و میر قاسم کے فیمابین بڑا خطرناک بگاڑ ہو گیا۔ بد نظمی کا کچھ علاج نہوا۔ جسکے باعث خزانے خالی ہو گئے حکومت کی صورت بگڑ گئی۔ محاصل ملکی مین کمی ہوئی۔ بالائے ہند سے راہونکے پر خوف و خطر ہونے سے تجارت بند ہو گئی۔ مسٹر ایلس (جو پٹنہ کی کوٹھی کے افسر تھے۔) نے شہر پٹنہ کو لے لیا۔ مگر وہ اوسکو قبضہ مین نہ رکھ سکا۔ جب وہ اولٹا پھرا تو۔ اوسکا کل گروہ گرفتار ہو گیا۔ لیکن کمپنی کی سپاہ آپہنچی۔ اور نواب کو شکست دیدی۔ اس سے اوسکو ایسا غصہ چڑھا کہ اوس نے سب انگریزی قیدیون کو مار ڈالا۔ اور سرحد سے باہر جا کر نواب وزیر (شجاع الدولہ) سے جا ملا۔ اسوقت شاہ عالم (بادشاہ) بھی شجاع الدولہ کے پاس ٹھیرا ہوا تھا۔ یہ تینون ملکر انگریزون سے لڑنے کے لئے بنارس چلے۔ ۲۳ ۔ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو بمقام بکسر انگریزون سے لڑائی ہوئی۔ شجاع الدولہ نے شکست پائی انگریز فتحیاب ہوے۔ اس بدعلی کے انتظام کے المناک نتائج جو ظہور مین آئے تو کمپنی ہوش سے کام کرنے لگی۔ اور اوس نے اپنے کل اختیارون کو چھوڑ دیا۔

اور میر جعفر کو پھر مسند ریاست پر بٹھال کیا۔ ۱۷۶۵ء مین میر جعفر مر گیا۔ اور اسی سال کلایو صاحب بھی ولایت سے بنگال آ گئے۔ اور شاہ عالم (بادشاہ) خود انگریزون کے خیمہ مین گیا۔ اور بنگال و بہار و اڑیسہ کے دیوانی کی سند بلا شرکت غیرے بطور التمغا عطا کی۔ اور خراج دیوانی جو ابتک لیا جاتا تھا وہ معاف کیا۔ ۲۶ لاکھ روپیہ جو پہلے نواب دیتا تھا اوسکا ادا کرنا سرکار کمپنی کے ذمہ کیا گیا۔ اور سرکار بنارس و غازی پور بھی بطور جاگیر کے سرکار کمپنی کو دے گئے۔ اور انہین ایام مین نواب اودہ و لارڈ کلایو کے باہم بھی ایک عہد نامہ مرتب پایا۔ مگر اسی سال ۱۷۶۵ء سے پھر زمانہ نے اپنا رنگ بدلا۔ اور اسی سنہ کے بعد انگریزونکے لڑائی جھگڑے ہندوستانی سلطنتون سے مدراس و بمبئی مین شروع ہوئے۔ کیونکہ شمالی ہند کے ملکرت

مین مرہٹون کے غارتگریون - اور حیدر علی والی میسور کی دست درازیون نے شیرازۂ انتظام کو درہم وبرہم کر دیا
تھا - ان کے علاوہ سکھ اور روہیلون کی مداخلت ومزاحمت نے جدا تنگ کر رکھا تھا - اور انگریزونکی
سلطنت کو جوکھون مین ڈال دیا تھا - چونکہ مرہٹون وسکھون اور روہیلون مین ایک طرحکی قومیت
وعصبیت پائی جاتی تھی - اسلیئے اون سے انگریزون کے سپاہیون کو سخت لڑائیان لڑنی پڑین -
اسوقت حیدر علی کا اقبال زورون پر تھا - اور اوسکی بہادری وناموری کی شہرت اطراف مین پہیلی ہوی
تھی - میسور پر اوسکو اختیار کل حاصل تھا - اسکے علاوہ اوس نے دکن مین جس زمین کے اوپر پاؤن رکھا
اوسکو اپنے ہاتھ مین لے لیا - اوسکے ہمسائے اوس سے سخت خوف کہاتے تھے - لیکن مرہٹے اور سرکار
نظام یہ دو بڑے دشمن اوسکے تھے - مگر اوس نے مرہٹون سے بھی خوب لڑائیان لڑا - اور سرکار
نظام کے ملک کا بھی ایک بڑا حصہ دبا بیٹھا - اور میسور سے کرناٹک تک دہمکانے لگا - جسکی محافظت کی
جوابدہی مدراس گورنمنٹ کے ذمہ تھی - اس اثنا مین انگریزون وسرکار نظام (میر نظام علیخان بہادر) اور
مرہٹون (پیشوا) ہر تینون کے فیما بین عہد وپیمان کی سلسلہ جنبانی ہوی - لیکن ابھی انگریزون اور سرکار نظام
کے عہدنامہ پر دستخط بھی ہونے پائے تھے کہ حیدر علی ایک لشکر جرار حیدر آباد کے ملک پر چڑہا دیا - سرکار
نظام نے عہدنامہ کے موافق مدراس گورنمنٹ سے امداد کے لیئے سپاہ طلب کی اس موقع پر پیشوا نے
اضلاع میسور کو خوب تباہ کیا - حیدر علی نے اس بلا کو کچھ روپیہ دیکر اپنے ملک سے ٹالا - اب میر نظام علیخان بہادر
نے مدراس کی سپاہ کو ساتھ لیکر میسور پر چڑہائی کی - لیکن لڑائی کے قبل ہی کچھ عہد وپیمان ہوگئے - اب
حیدر علی انگریزون پر جہپکا اور یہان دونون کے خوب لڑائیان زور وشور کے ساتھ ہوئین - آخر اس جنگ
کا خاتمہ ۱۷۶۹ء مین صلح پر ہوگیا - مرہٹون نے اس موقع پر بھی کرناٹک مین خوب جہاڑو پہیری - مگر ان
لڑائیون مین سرکار کمپنی کا بہت سا خزانہ* خالی ہوگیا جس پر لنڈن کے ڈائرکٹرز کمپنی پر بہت کچھ ناراض وخفا ہوئے

* ۱۷۶۶ء مین لارڈ کلایو نے بنگالہ کے سب صیغون کی کل آمدنی کا چار کروڑ روپیہ - اور کمپنی کی نقد آمدنی ۲ جبکہ منہائی کل اخراجات

اسکے بعد انگریز ۔ حیدر علی ۔ مرہٹے ۔ یہ تینون نے ملکر آپس مین ایک دوسرے کی مدد و اعانت کا عہد و پیمان کرلیا ۔
اور اس قسم کا عہد و پیمان انگریزون نے سرکار نظام سے بھی کیا ۔ مگر اوسکے بعد جب مرہٹون اور حیدر علی کے لڑائی ہوئی تھی

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۲۰) کے ایک کروڑ سرسٹھ لاکھ روپیہ کا تخمینہ کیا تھا ۔ کورٹ ڈائرکٹر جب اس مال و دولت کے مالک ہوئے تو انھون نے اپنے حصہ کی قیمت بڑہائی ۔ اونکا سرمایہ دو کروڑ سرسٹھ لاکھ روپیہ کا ہوگیا ۔ اور فی حصہ ساڑہے بارہ فیصدی منافع تقسیم ہوا ۔ ہندوستان سے کمپنی کے ملازم مال و دولت سے مالامال ہوکر انگلستان گئے کہ اونہون نے بڑی بڑی جائدادین اور جاہ و منصب کے اعلے عہدے خریدے ۔ ۱۷۶۶ء مین وزیر اعظم نے پارلیمنٹ مین اجلاس کرکے کمپنی کی نسبت یہہ قانون جاری کیا ۔ کہ کچھہ برسون تک کمپنی چالیس لاکھ روپیہ سالانہ بادشاہ کو دیا کرے ۔ بعد ازین ۱۷۷۳ء مین جو تحقیقات ہوئی تو معلوم ہوا ۔ کہ کمپنی کا خرچ ۱۷۶۵ء سے بڑہکر ستر لاکھ روپیہ سے ایک کروڑ ستر لاکھ روپیہ ہوگیا ہے ۔ اور یہہ بھی ظاہر ہوا کہ ۱۷۶۵ء مین برٹش گورنمنٹ کو نقد محصولات سے اور چاہ کی کفالت سے اور کمپنی کے چالیس لاکھ روپیہ سالانہ ملنے سے کچھہ ہی کم دو کروڑ روپیہ سالانہ سے اوپر آمدنی بہ نسبت کمپنی کی آمدنی کے ہوئی ۔ تو برٹش قوم نے کمپنی کے فائدون مین ناانصافی سے زیادہ حصہ لیا ۔ حقیقت مین کلایو کے فتوح سے جو اضلاع حاصل ہوے تھے ۔ اونکے محاصل کو اسٹیٹ جمع کرکے اوس مین سے بطور خراج شاہی کے چالیس لاکھ روپیہ سالانہ اداکرنی تھی ۔ مگر ان محاصل ملکی کے قبضہ مین آنے نے کمپنی کی تجارت کی نظام مین ایک انقلاب پیدا کیا کہ ۱۷۶۶ء مین سرکاری آمدنی کا بڑا حصہ تجارت مین اسطرح لگایا جاتا کہ اسباب اور خام پیداوار اور صنعت کے اشیاء خرید کرکے یورپ کو بھیجی جائین ۔ لارڈ کلایو ایسا عالی دماغ و روشن ضمیر تھا کہ وہ اپنی مستقل طبیعت کے سبب سے سب سررشتون کا انتظام بخوبی رکھتا تھا ۔ ۱۷۶۷ء مین جب وہ ولایت چلاگیا تو سررشتہ کی چستی مین سستی آئی ۔ اور خزانہ فضول کامون مین ضائع ہوا ۔ اور گورنمنٹ کے ایجنٹ (اہلکار) اپنے نج کی تجارت کرنیلگے ۔ مدراس گورنمنٹ حیدر علی کی مضرت ناک لڑائیون مین مصروف ہوی ۔ اور ۱۷۷۰ء مین ایک خطرناک قحط نے بنگال کو غارت کیا ۔ اب کمپنی نے یہ ظاہر کیا کہ ہم چالیس لاکھ روپیہ سالانہ خراج کا نہین دیسکتے ۔ کیونکہ کمپنی قرض سے ایسی زیر بار ہورہی تھی کہ خزانہ شاہی سے قرض لینے کی خواستگار تھی ۔ جب کمپنی نے دوالہ نکلنے کا اقرار کیا تو لارڈ نورتھہ وزیر اعظم نے کمپنی کی اصلاح کی جانب توجہہ کی ۔ ۱۷۷۳ء مین آخرکار دو ایکٹ پاس ہوے تھے ایک یہ کہ کمپنی کو وزرا ایک

بموجب عہدنامہ کے دونون نے انگریزون سے امداد طلب کی۔ لیکن انگریزون نے ڈائرکٹرون کی سابقہ لعنت
وملامت کی باعث دونون کی مدد سے انکار کردیا۔ جس سے وہ دونون ناراض ہوگئے۔ اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ
جب مرہٹون نے حیدر علی کو فاش شکستین دین تو اوس نے انگریزون پر بدعہدی کا الزام لگایا۔ اور راون کا
ایذارسان دشمن بنا اور انتقام کے موقع کا منتظر رہا۔

وارن ہیسٹنگز
ہندوستانکا اول گورنر جنرل

سنہ ۱۷۷۲ء مین وارن ہیسٹنگز بنگال پریسیڈنسی مین کلکتہ مین گورنر مقرر ہوا تھا۔ اور سنہ ۱۷۷۴ء مین
بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ (یہہ ملکہ معظمہ کے دادا تھے) ہندوستان کا اول گورنر جنرل مقرر ہوا
اسوقت مرہٹون کا زور وشور تھا۔ سو برس سے انکی قوت بڑہ رہی تھی۔ ستلج سے لیکر راس کماری تک
ہندوستان کی ہر ریاست اور سلطنت مرہٹون سے خائف تھی۔ اور وہ سب والیان ملک کو دہمکاتے
تھے۔ راجپوتانہ اور روہیلکھنڈ کو لوٹتے اور راون سے چوتھہ وصول کرتے تھے۔ دہلی۔ آگرہ۔
الہ آباد کے اطراف مسلمانون کی ریاستون کو اجاڑتے تھے۔ اور مرہٹون کے مختلف سردارون نے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۲۱) کروڑ چالیس لاکہ روپیہ اس کے سب اقرارون کے ایفا کرنیکے لئے قرض دے۔ دوسرے ایکٹ نے
کمپنی کے کونسٹی ٹیوشن (قانون) کو بدلدیا۔ اور ہندستان مین اسکے انتظام کو پارلیمنٹری خطاب دیا۔ اور بادشاہی حق کی بناجو
متنزلزل تھی وہ اس ایکٹ سے استوار کیگئی۔ انڈیا مین گورنر جنرل مع اپنے کونسل کے مقرر ہوا۔ اور اوسکو اختیار تینون پریزیڈنسیون
پر دیا گیا۔ کلکتہ مین گورنر جنرل کا مع پہلا ایک سپریم کورٹ قایم ہوا۔ ۱۲ مولف۔

اپنی اپنی جدا جدا ریاستین وحکومتین قایم کرلی تھین۔ مگر پیشوا کی سرداری کو ہر ایک تسلیم کرتا تھا۔ شاہ عالم بادشاہ
الہ آباد مین رہتا تھا۔ اور اوس خراج سے اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔ جو ۱۷۶۵ء مین لارڈ کلایو نے اوسکے
لئے مقرر کیا تھا۔ شمالی مغربی اضلاع مین جب مرہٹے غارت گری کے لئے آئے تو شاہ عالم نے اون سے
امداد چاہی اونہون نے شاہ عالم کی مدد کرکے تخت دہلی پر اوسکو لا بٹھایا۔ اور خود ٹٹی (بادشاہی) کے اوجھل مین
شکار کھیلنے لگے۔ اکثر اضلاع کو تسخیر کیا۔ بہت دولت حاصل کی۔ لیکن بادشاہ کو محتاج اور اپنا دست نگر
بنا رکھا۔ انگریزون سے بھی اضلاع کوڑا و الہ آباد (جو بادشاہ نے کمپنی کو دیوانی کے ساتھ عطا کئے تھے)
کے طالب ہوے۔ چونکہ یہہ دونون اضلاع بنگال واودہ کی سرحدون پر واقع تھے۔ اسلئے یہان پر مرہٹون
کا عمل ودخل ہونا دونون کی امن وعافیت مین زہر قاتل سے کم نہ تھا۔ ۱۷۷۲ء مین مرہٹے روہیلکھنڈ پر
حملہ آور ہوئے۔ اور روہیلون نے مرہٹون سے بچنے کے لئے نواب وزیر سے چالیس لاکہ روپیہ کے
وعدہ پر مدد چاہی۔ نواب تو خود اپنے ملک کی فکر مین بیٹھا ہوا تھا۔ اوس نے مرہٹون سے لڑنے کے لئے
انگریزونکو اپنا شریک بنایا۔ چنانچہ کلکتہ کی گورنمنٹ نے روبرٹ بارکر کے ماتحت ایک انگلش برگیڈ
بھیجی۔ اور اوسکو ہدایت کی کہ وہ نواب وزیر کی امداد مین سعی کرے اور جو عہد وپیمان ہون اونمین وہ
وزیر کا طرفدار رہے۔ روہیلون نے جو چالیس لاکہ روپیہ دینے کا عہد نامہ نواب وزیر کو لکہدیا تھا۔
اوسکی تصدیق انگریزی کمانڈر نے بھی کی تھی۔ اس عرصہ مین برسات آگئی اور مرہٹے خود بخود روہیلکھنڈ سے
واپس چلے گئے۔ مگر ۱۷۷۳ء کے آغاز مین وہ پھر روہیلون کے سر پر آ ہمکے اسوقت نواب وزیر روہیلے
اور انگریز یہہ تینون نے آپس مین ملکر مرہٹون کو پرے ہٹا دیا۔ اب نواب وزیر نے اپنا زر موعود روہیلون
سے مانگا۔ حافظ رحمت خان (جو روہیلون کا سب سے بڑا سردار تھا) نے ٹال کا جواب دیا اسپر
نواب وزیر سر روبرٹ بارکر کی طرف مخاطب ہوا جس نے عہد نامہ کی تصدیق کی تھی۔ مگر وہ پورا
کرانے کا ضامن نہ ہوا تھا۔ آخر ان معاملات کے باعث روہیلون سے لڑائی شروع ہوگئی اور انہین وجوہ سے

وارن ہیسٹنگز پر طرح طرح کے الزام لگائے گئے۔ اور پولیٹیکل جرم قایم کیا گیا۔ اور پارلیمنٹ کے طرف سے اوسپر طعین و تشنیع ہوی۔

۱۷۷۳ء مین نواب وزیر نے گورنر جنرل سے بنارس مین ملاقات کی۔ اور کہا کہ روہیلون نے اپنا وعدہ وفا نہین کیا اسلئے آپ میری مدد کرکے روہیلکھنڈ کا مالک بنا دیجے۔ اور اس حسن خدمت کا معاوضہ خاطر خواہ لیجے۔ گورنر جنرل نے نواب وزیر کی اس درخواست کو منظور کرلیا۔ کیونکہ انگریزون کا اس مین یہ فائدہ تھا کہ جب روہیلکھنڈ اودہ سے پیوستہ ہو جائیگا تو گنگا کے طرف سے جو حملے غیرون کے کمپنی کے ملک پر ہوتے تھے وہ مسدود ہو جائینگے۔ چنانچہ ۱۷۷۴ء مین نواب وزیر اور انگریزون نے ملک روہیلکھنڈ پر حملہ کیا۔ اور خوب بہادری سے لڑے۔ روہیلون نے شکست پائی۔ حافظ رحمت خان (جو روہیلون کا بڑا سردار تھا) جنگ مین کام آیا۔ اور روہیلون کی قوت بالکل شکستہ ہوگئی۔ اب روہیلکھنڈ نواب وزیر کے قبضہ مین آیا۔ جسکے باعث اوسکا قبضہ بالاے گنگ سے ہمالیہ تک ہوگیا اور مغرب کے طرف سے حملہ آورونکے روکنے کے لئے دریا سرحد ہوگئی۔

بمبئی کے پریسیڈنٹ نے سالسٹی اور بسین پر قبضہ کرنیکے لئے رگھناتھ راو پیشوا سے (جو اسوقت ساقط الاختیار ہوگیا تھا) یہہ عہد و پیمان کیا کہ انگریز اوسکی معاونت کرکے پھر اوسکو پیشوا بنا دینگے۔ اور وہ اس خدمت کے معاوضہ مین بعض اضلاع کمپنی کے حوالہ کریگا۔ جب اس عہدنامہ کی نقل پریسیڈنٹ کلکتہ کے پاس آئی تو اوس نے پریسیڈنٹ بمبئی پر بڑی لعنت و ملامت کی۔ اور اس ذمہ داری سے بچنے کے لئے لکھا۔ مگر اس سے پہلے کہ یہہ خط بمبئی پہنچے پریسیڈنٹ بمبئی نے سالسٹی اور بسین کو فتح کرکے قبضہ مین لاچکا تھا۔ لیکن ارس مین اوسکو شکست فاش ہوئی۔ اب ہیسٹنگز نے ناچار بمبئی کے سپاہ کی مدد کے لئے فوج بھیجی۔ اور مرہٹون سے مصالحت کی کوشش کی۔ الحاصل ان فضول لڑائیون کی وجہہ سے کمپنی کا بہت سا روپیہ خرچ ہوگیا۔ اس اثنا مین یورپ مین یونائٹڈ اسٹیٹس امریکہ نے انگلینڈ کی

اطاعت سے بالکل اپنے آزاد ہونیکا اشتہار دیا۔ اور اہل فرانس نے اس موقع پر جنگ ہفت سالہ مین
جو ضرر تین انگلینڈ کے ہاتون اونکو پہونچی تہین اونکا انتقام لینے کی غرض سے امریکہ کا ساتھ دیا۔ اب انگلینڈ
کو ناگزیر فرانس سے بھی بگاڑ کرنا پڑا۔ ۱۷۷۷ء مین فرانسیس کا ایک ایجنٹ ہند مین آیا۔ اور مرہٹون سے
اس شرط پر اتحاد پیدا کرنا چاہا کہ ہند کے مغربی ساحل پر اوسکو ایک بندر دیدیا جائے۔ پونہ مین پیشوا نے بطیب
خاطر اس درخواست کی تائید کی جس سے انگریزون کے کان کھڑے ہوے۔ ۱۷۷۸ء مین انگریزون کے پاس
یورپ سے خبر آئی کہ سارا ٹوگا مین برگوے نے اپنے تئین اہل امریکہ کے حوالہ کیا۔ اور فرانس و اسپین نے
بھی جنگ کا اشتہار دیا اس عرصہ مین جزیرہ بوربون سے ایک فرانسیسی جہاز نے حیدر علی کے لئے جنوبی
ساحل سمندر پر افسرون اور جنگی سامان کو اوتارا۔ اب انگریزون نے ہند مین فرانسیسون کے جتنے
ذرا بڑا لاقامتین تہین اون پر قبضہ کرنیکا قصد کیا۔ اور مرہٹون سے جو ابھی عہد و پیمان ہوے تھے وہ سب
رکھے گئے [illegible] رگھوناتھ راو کی اعانت کے لئے سپاہ کو دوبارہ سفر کرنیکا حکم دیا گیا۔ لیکن اس
دوسری دفعہ مین بھی انگریزون کو ہزیمت اوٹھانی پڑی سا اور مرہٹون کے بڑے بڑے سردارون مین
جو پھوٹ ڈلوانیکی کوششین کیگئی تہین وہ ناکام رہین۔ اب ہیسٹنگز نے مدراس گورنمنٹ کو لکھا کہ فوراً
بندر ماہی پر (جو فرانسیسون سے تعلق رکھتا ہے۔) قبضہ کرلے۔ گو اس موقع پر حیدر علی نے بہت کچھ
مزاحمت کی۔ مگر مدراس گورنمنٹ نے بندر ماہی پر قبضہ کرلیا۔ جولائی ۱۷۸۰ء مین حیدر علی کرناٹک کے
نشیب اون مین ایک لشکر جرار لیکر [illegible]۔ اور کرناٹک کے ملک کو مدراس کے قرب وجوار تک خوب لوٹا۔
انگریزی سپاہ نے مقابلہ کیا۔ لیکن شکست پائی اور [illegible] حیدر علی نے بڑھ بڑھ کے مدراس پر حملہ کیا۔ ہیسٹنگز نے
بھی کچھ توقف نہین کیا۔ کلکتہ سے روپیہ بھیجا۔ اور سر ایر کوٹ کے ماتحت کمک بھیجی۔ جس نے شہر [illegible]
حیدر علی کے ہٹا دینے کا انتظام کیا۔ مگر دفعتاً پھر ایسا حملہ ہوا کہ گورنر جنرل کی ساری تدبیرین کام نہ آئین
اب حیدر علی [illegible] ایک [illegible] وقت مین ہیسٹنگز کے ہاتھ کے پاس [illegible] وقت ہیسٹنگز کا خزانہ خالی

ہو گیا تھا۔ اسکے علاوہ سیندھیا سے گوالیار کے شمال مغرب میں لڑ رہا تھا۔ اور رودھ گرن پیشوا سے بمبئی کے قریب صلح
کی گفتگو درپیش تھی۔ اتنے مین کپتان پوپ ہم نے بڑی بہادری سے قلعہ گوالیار کو سیندھیا سے لے لیا۔
جس سے سیندھیا نے انگریزون سے اتفاق کرنے مین اپنی بہتری دیکھی۔ اور انگریزون نے بھی مناسب
سمجھکر اوسکو یہ اجازت دیدی کہ وہ مغلون کے بادشاہ کے پاس جو دہلی کے اطراف چند اضلاع باقی ہین۔
اون مین وہ اپنے ارادہ کو پورا کرے۔ اور انگریزون و مرہٹون کے درمیان بیچ بچاؤ کرتا رہے۔ الحاصل اس
طرح سے ہیسٹنگز نے بہت سے نقصان اوٹھاکر ۱۷۸۲ء مین اس لڑائی کو صلح پر ختم کیا۔ اور بعد مین ہیسٹنگز
کے مواخذہ ہونیکی بھی وجوہ قرار پائے۔ چونکہ کمپنی اسوقت بہت زیر بار ہو گئی تھی۔ اسلئے ہیسٹنگز نے چیت سنگھ
راجہ بنارس سے ایک بہت بڑی رقم وصول کی۔ اور اودھ کی بیگمون سے بھی تقریباً دس لاکھ پونڈ حاصل
کیے۔ اودھر حیدرعلی کرناٹک مین انگریزون کے متفرق مقامات کی تسخیر مین مصروف ہوا۔ سرائرکوٹ
نے حیدرعلی کو دباکر پورٹ نووو مین گھیر لیا۔ اور اوسکو شکست فاش دیکر لنگڑا کر دیا۔ ۱۷۸۲ء مین
فرانسیسون کا ایک جنگی بیڑا امیرالبحر سفرن کے ماتحت ساحل پر لنگرانداز ہوا۔ اور انگریزون کے بیڑے سے
جسکا امیرالبحر سر ہیوز تھا۔ مقابلہ ہوا۔ چنانچہ ان دونون بیڑون مین پانچ بحری لڑائیاں ہوئین۔ مگر
فتح انگریزون کے سر رہی ۱۷۸۳ء مین بوسی فرانس سے ایک بڑی کمک فرانسیسی سپاہ کی لیکر آیا۔ لیکن
اسکے قبل ہی۔ دسمبر ۱۷۸۲ء مین حیدرعلی اس دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ اب اوسکا بیٹا سلطان ٹیپو
فرانسیسون کے ساتھ ہوا۔ اور کدانور کے سامنے انگریزون کو شکست دی۔ اتنے مین یورپ سے
انگلینڈ و فرانس کے درمیان مصالحت کی خبر آئی۔ جس سے سفرن تو اپنا بیڑا لیکر فرانس کو چلا گیا۔ اب
سلطان ٹیپو تنہا رہگیا۔ اور بالآخر انگریزون اور ٹیپو مین صلح ہوگئی۔ اور ۱۷۸۵ء کے موسم بہار مین
وارن ہیسٹنگز بھی گورنر جنرلی کے عہدہ سے مستعفی ہوکر ولایت چلا گیا۔ ہوس آف لارڈز مین ہاؤس
آف کامنس کی طرف سے اوسپر استغاثہ دائر ہوا۔ اور روہیلکھنڈ بنارس لکھنؤ حیدرعلی مرہٹون کی مناقشہ

النام او سپر لگائے گئے۔ اور یہہ مقدمہ سات برس تک اڑ رہا۔ آخر وہ سب الزامون سے بری ہوا۔

جسوقت ہیسٹنگز ہندوستان سے رخصت ہوا تو اوسوقت سیندہیا شہنشاہ دہلی کا وزیر اعظم ہوگیا تہا۔ اور بادشاہ کو اپنے قابو مین کرکے آگرہ اور دہلی پر قبضہ کرلیا تہا۔ اور ایسا غور اعتماد ہوا کہ شہنشاہ دہلی کے نام سے صوبہ بنگال کا خراج کمپنی سے طلب کیا

لارڈ کارنوالس گورنر جنرل

جب ۱۷۸۶ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے تو اوسوقت انگریزون اور ہندوستانی والیان ملک کے درمیان صلح تہی۔ مگر مرہٹون نے سرکار نظام کو اپنے ساتہہ متفق کرکے ٹیپو سلطان پر ایک حملہ کیا تہا۔ اور انگریزون نے اس لڑائی مین شرکت کرنے سے انکار کردیا تہا۔ ۱۷۸۷ء مین ٹیپو سلطان نے اپنا ایک سفیر قسطنطنیہ بہیجا جسکی آؤبہگت سلطان روم نے بہت کچھ کی۔ اور اسی سال اوس نے ایک سفیر شہنشاہ لوئی شانزدہم والی فرانس کے پاس بہی روانہ کیا تہا۔ وہان بہی اسکے سفیر کی کمال درجہ خاطر ومدارات ہوئی۔ یہ دونون باتین ایسی ہوئین کہ اوسکا دماغ فلک ہفتم پر پہونچ گیا۔ اور کوئی بہی اوسکی نظر مین نہین سمانے لگا۔ اس اثنار مین ٹیپو سلطان نے تراونکور کے راجہ پر (جو انگریزون کی حمایت مین تہا) حملہ کیا اب انگریزون کو مداخلت کرنا ضرور ہوا۔ اسلئے اونہون نے مرہٹون اور سرکار نظام کو اپنے ساتہہ متفق کرکے ٹیپو سلطان پر چڑہائی کی اور ٹیپو کو مغلوب کیا۔ اور اوسکی دار السلطنت مین اوسکو محصور کرلیا۔ ایک سال تک یہ لڑائی قایم رہی۔ اسکے بعد ۱۷۹۲ء مین ٹیپو سلطان صلح پر مجبور ہوا۔ جسکے باعث اسکا نصف ملک اوسکے ہاتہہ سے نکل گیا۔

۱۷۹۳ء مین لارڈ کارنوالس اپنا زمانہ ختم کرکے ہندوستان سے رخصت ہوئے۔ اور لارڈ مورننگٹن کے آنے تک سرجان شور (لارڈ ٹین متہہ) گورنر جنرل مقرر ہوا۔ اس اثنار مین مرہٹون نے سرکار نظام پر حملہ کیا۔ اور سرکار نظام نے سرجان شور سے امداد چاہی۔ لیکن اوس نے انکار کردیا جس سے مرہٹون نے سرکار نظام کا بہت کچہہ نقصان کیا آخر مین صلح ہوگئی۔ اسکے بعد سلطان ٹیپو نے انگریزونکے

تنگ کرنیکے لئے شاہ زمان امیر کابل سے دوستی پیدا کیا۔ اور ہندوستان پر حملہ کرنیکی اوسکو ترغیب دلائی۔ چنانچہ ۱۷۹۸ء مین شاہ زمان نے پنجاب مین سفر کیا۔ اور لاہور کو لے لیا۔ اتنے مین اوسکو معلوم ہوا کہ اوسکے مغربی اضلاع مین ایرانیون نے لوٹ مار مچادی ہے۔ اب اوسکی حفاظت کے لئے ۱۷۹۸ء مین اس ہندوستان کی مہم کو ادہوری چہوڑکر شاہ زمان چلتا بنا۔ جب وہ چلا گیا تو سلطان ٹیپو نے ایک مخفی سفارت بجز ہند کے پارآئل آف فرانس مین بہیجی۔ جسکو فرانسیسی گورنر نے قبول کر لیا۔ اور ۱۷۹۸ء مین بوناپارٹ نے سلطان ٹیپو کو قاہرہ سے خط لکہا کہ مین بحر احمر کے کنارون پر بیشمار لشکر لیکر گیا ہون۔ میری آرزو ہے کہ انگلش کے آہنی جوئے کے تلے سے آپکو نکال دون بہتر ہے کہ آپ اپنا کوئی ایجنٹ بہیجدین لیکن مصر مین خود فرانسیس جلدی سے الگ ہوگئے۔ اسلئے یہہ قول و قرار بہی ناتمام رہگئے۔

لارڈ مورننگٹن (مارکوئیس آف ویلزلی) گورنر جنرل

۱۷۹۸ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلستان لارڈ مورننگٹن (جو بعد مین مارکوئیس ویلزلی ہوئے) نے کلکتہ آتے ہی اول یہہ کام کیا کہ سرکار نظام اور مرہٹون سے دوستانہ روابط بڑہائے۔ اور عہد و پیمان کیلئے۔ اور سرکار نظام کے پاس جو فرانسیسی فوج تہی وہ برخاست کر دیگئی۔ اور انکی جگہہ انگریزی فوج ملازم رکہہ لیگئی۔ مرہٹون نے وہی اپنی سابقہ فوج کو قایم رکہا۔ اب گورنر جنرل نے ٹیپو سلطان کو بہی فوج فرانسیسی کی برخاست کے لئے لکہا۔ مگر اوس نے نمانا۔ اور خط کا جواب نہایت گستاخانہ دیا۔ ۲۲ فروری ۱۷۹۹ء کو گورنر جنرل نے ایسٹ انڈیا کمپنی اور اوسکے رفیق سرکار نظام اور مرہٹون کیطرف سے ٹیپو سلطان کیخلاف اعلان جنگ کر دیا۔ بعد ازان ان تینون کی فوجین روانہ ہوئین ٹیپو سلطان بہی مقابلہ کے لئے نکلا۔ خوب لڑائیان ہوئین۔ اور انگریزون نے ٹیپو سلطان کے تمام مقامات پر قبضہ کر لیا۔ مئی ۱۷۹۹ء مین قلعہ پر حملہ ہوا۔ اور ٹیپو سلطان قلعہ کے

[illegible] جو جنوبی ہند مین واقع ہے۔ اوسکا بانی حیدر علی تہا۔ اوسکی نہایت پکی ہوئی حکومت صرف ۳۸ سال تک قایم رہی

دروازہ پر زخمی ہوکر گرا۔ ایک سپاہی نے گولی مارکر اوسکا خاتمہ کردیا۔ جنرل بیرڈ نے اوسکی نعش کو پالکی مین
رکھواکر اوسکے محل مین بھجوادیا۔ دوسرے دن اوسکا جنازہ قلعہ سے لعل باغ مین پہونچایا گیا جہان وہ اپنے پدر

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۲۸) کیونکہ حیدر علی کے بیٹے ٹیپو سلطان کی وفات کے ساتھ ہی میسور کی حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

حیدر علی کے حسب و نسب کی نسبت مورخین مین باہم اختلاف ہے۔ ایک مورخ اوسے نسل قریش سے بتلاتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ حیدر علی کا جد امجد جسکا نام حسن تھا۔ اور جو اپنے کو بیجاپور کی اولاد مین سے بتاتا تھا۔ بغداد سے اجمیر مین آبسا تھا۔ جہان اوسکو ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جسکا نام ولی محمد رکھا گیا حسن اور اوسکے ماموں سے کسی بات پر جھگڑا ہوگیا۔ جسکے بعد وہ گلبرگہ کو نقل سکونت کرکے میسور کے مشرقی حصہ مین بمقام کولار جا بسا۔ اور ۱۶۷۸ع کے قریب انتقال کیا۔ اسکے چار بیٹے تھے جنمین سب سے چھوٹے بیٹے کا نام فتح محمد تھا۔ جو فوج مین بھرتی ہوکر کنجی کوٹہ کے محاصرہ مین نام پیدا کیا۔ سرا کے صوبہ دار نے خوش ہوکر اوسکو نایک کے عہدہ پر ترقی دی۔ اسکے بعد فتح محمد کو صوبہ داروں کی جلد جلد تبدیل ہونے کے باعث ارکاٹ اور چتور مین فوجی خدمت پر جانا پڑا۔ وہان بھی اس نے بہت کچھ شہرت و ناموری حاصل کی اور آخرکار جب وہ میسور آیا تو اوسے یہان فوجدار (سپہ سالار) کے منصب پر مامور کردیا گیا۔ اور بوڈی کوٹہ جاگیر بھی عطا ہوئی۔

فتح محمد نے پہلے تو ایک سیدانی سے شادی کی۔ جسکے بطن سے تین لڑکے پیدا ہوے۔ دوسرے دفعہ اوس نے ایک شخص کے دو بیٹیون کیساتھ شادی کی۔ انمین سے چھوٹی بہن کے بطن سے دو بیٹے شہباز عرف اسمعیل اور حیدر علی پیدا ہوئے۔

مسٹر ولکس مصنف تاریخ جنوبی ہند لکھتے ہین کہ حیدر علی کا جد امجد محمد بہلول پنجاب کا ایک مسلمان فقیر تھا۔ جو اپنے وطن کو خیرباد کہکر اپنے دو بیٹون علی محمد اور ولی محمد کیساتھ جنوبی ہند مین چلا آیا۔ اور ریاست حیدرآباد کے شہر النند مین سکونت اختیار کی۔ پھر اس شہر سے علی محمد اور ولی محمد نقل سکونت کرکے سیرا واقع میسور کے صوبہ دار کے پاس پہونچے اور فوج مین بھرتی ہوگئے۔ جہان سے وہ کولار مین جابسے۔ یہان علی محمد کا انتقال ہوگیا۔ مگر اوسکی بیوہ بیوی اور بیٹے فتح محمد کو اوسکے بھائی ولی محمد نے گھر سے نکال دیا۔ لیکن یہ حسب نسب زیادہ درست نہین معلوم ہوتا کیونکہ مورخین کی کثرت رائے اسکے خلاف ہے۔

باپ حیدر علی کے پہلو مین دفن کر دیا گیا۔ اوسکے جنازہ کے ساتھ انگریزی فوج کی چار کمپنیان تھین جب جنازہ لعل باغ کی پھاٹک پر پہونچا تو فوج نے سلامی اوتاری۔ اور نعش کے دفن ہونے پر ۱۲ ہزار روپیہ

بقیہ فٹ نوٹ صفحہ (۶۲۹) الحاصل اورنگ زیب کے عہد مین سیرا (جو سلطنت دہلی کے نائب سلطنت کا پایہ تخت قرار دیا گیا تھا) پر درگاہ قلی خان نائب السلطنت کے عہدہ پر مامور تھا۔ اوسکے بعد اوسکا بیٹا عبد الرشید خان نائب السلطنت کے منصب پر قایم ہوا۔ اور فتح محمد اوسکے دربار مین ملازم تھا۔ اسکے بعد سعادت اللہ خان نواب ارکاٹ سے جو لڑائی ہوئی اوسمین فتح محمد اور عبد الرشید خان دونون مارے گئے۔ اور عبد الرشید خان کی جگہہ جو صوبہ دار مقرر ہو کر آیا اوس نے فتح محمد کی بیوی اور بچونکو ستا کر اپنے ملک سے نکالدیا۔ اب یہ مظلوک الحال خاندان دکن کو خیرباد کہکر بنگلور مین جا بسا۔ جب فتح محمد کا بڑا بیٹا شہباز سن بلوغ کو پہونچا تو بنگلور کی فوج مین ملازم ہوا۔ اور اپنی حسن لیاقت سے جلد جلد ترقی کر کے منصبدارون مین داخل ہو گیا۔ اسکو دو سو سوارون اور ایک ہزار پیادون کی منصبداری ملگئی۔ جب میسور کی دیوانی نے قصبہ دیوان ہالی کو جو بنگلور سے ۲۳ میل شمال کو واقع ہے۔ فتح کرنیکے لئے فوج روانہ کی تو اوسمین شہباز کے سوار اور پیادے بھی شامل تھے۔ یہان شہباز کا بھائی حیدر علی بھی اپنے بھائی سے آملا۔ اگرچہ حیدر علی اسوقت فوج مین ایک والنٹیر کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ لیکن اپنی مردانگی اور بہادری سے بڑا نام پیدا کیا۔ اس زمانہ مین ریاست میسور کا وزیر نانراج تھا۔ جو حیدر علی کی دلاوری سے خوش ہو کر اوسکو ایک چھوٹی سی فوج کا کماندار بنا دیا۔ اسکے بعد حیدر علی۔ نانراج وزیر میسور کے حکم سے مختلف لڑائیون مین شریک رہا۔ اور ہمیشہ کامیابی حاصل کی۔ اور بہت سا روپیہ جمع کیا۔ اسوقت اوسکے پاس اوسکی غیر تعلیم یافتہ فوج کے علاوہ پندرہ سو سوار۔ اور تین ہزار پیادے ہو گئے۔ حیدر علی بذات خود جاہل مطلق تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے اوسکو ایک برہمن کہانڈے راؤ ملگیا۔ جو ایک تعلیم یافتہ شخص تھا۔ اور اس سے حیدر علی نے کچھہ پڑھا لکھا۔ بعد ازان حیدر علی ڈنڈیگل کا فوجدار بنا دیا گیا۔ یہان سے پہنچکر پانڈیچری سے فرانسیسی سپاہیون کو بلایا۔ اور اونکی مدد سے سامان جنگ کا ایک کارخانہ کھولا اور مالابار کے سرداروں اور امیرون کو لوٹکر بہت سی دولت جمع کی۔ اور فوج کی تعداد بھی بڑھائی۔

غریبون کو تقسیم کئے گئے۔ اسکے بعد لارڈ مورننگٹن نے ٹیپو سلطان کی سلطنت کے کچھہ حصے آپ لئے اور کچھہ سرکار نظام اور مرہٹون سکو دلائے۔ اور جو حصہ کہ باقی رہا اوسمین اوس راجہ کی سلطنت قائم کیا

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۰) اس اثنا مین بالاجی راؤ پیشوا فوج بیکایک پایہ تخت میسور مین آگیا۔ اور رقم کا مطالبہ کیا جسمین ۵ لاکھ نقد دیدیئے گئے۔ اور باقی رقم کی کفالت مین چند اضلاع اوسکے سپرد کئے گئے۔ اتنے مین دیو راج اور نانراج مین جھگڑا پیدا ہوگیا جسکے باعث حیدر علی میسور طلب کیا گیا۔ یہان جب وہ آیا تو فوج کو تنخواہ نہ ملنے کی وجہہ سے بغاوت پر آمادہ پایا۔ آخر اونکی فہمایش کرکے اور کچھہ روپیہ دے دلاکر بغاوت کو رفع کیا۔ اور چار ہزار سپاہ کو تخفیف کردیا۔ جب مرہٹون کی سپاہ اپنے ملک کو واپس چلی گئی تو حیدر علی نے ضلع پونہ کی مالگزاری ادا کرنے مین ڈھیل کی اسپر پیشوا ناراض ہوگیا۔ اور ایک فوج گوپال ہری کے سپہ سالاری مین میسور پر روانہ کی جس نے آتے ہی بنگلور کا محاصرہ کرلیا۔ اب حیدر علی نے اپنے ایک افسر لطف علی بیگ کے ذریعہ مینا پٹم کا محاصرہ کیا۔ جس سے گوپال ہری نے بنگلور کا محاصرہ اوٹھا دیا۔ اور آخرکار ۳۲ لاکھ روپیہ پر تصفیہ ہوگیا۔ اور مرہٹون کی فوج واپس چلی گئی۔ اسکے بعد حیدر علی سرنگا پٹم پہونچکر وہان کے راجہ سے فتح حیدر بہادر کا خطاب حاصل کیا۔ اسی زمانہ مین چکا کرشنا راج والی میسور کی والدہ نے جو نانراج کی وزارت و خود مختاری سے مجبور تھی۔ اپنے مشیر کہانڈے راؤ کے ذریعہ حیدر علی کو ہموار کرکے نانراج کو وزارت سے موقوف کرائی۔ لیکن اب بجائے نانراج کے اوس رانی کو حیدر علی کا دست نگر بننا پڑا۔ جب اوس نے دیکھا کہ ایک بلا سے چھوٹ کر دوسری بلا مین مبتلا ہوئی تو اب اوس نے اوسی کہانڈے راؤ کے ذریعہ حیدر علی کی قوت توڑنے کے لئے مرہٹون سے سازش کی اور حیدر علی جسوقت کہ سرنگا پٹم مین تھا۔ تو مرہٹون نے رانی کی سبب ایما ایک دم اوسپر چڑھ دوڑے۔ اور حیدر علی گھبرا کر وہان سے بھاگا اسی زمانہ مین پیشوا کی فوج نے پانی پت کے میدان مین احمد شاہ درانی کے ہاتھون شکست پائی اور اس خبر کے سنتے ہی مرہٹون کی فوج جو حیدر علی کے تخریب مین تھی وہ پونہ طلب کرلیگئی۔ اب حیدر علی کو کچھہ اطمینان حاصل ہوگیا۔ تو وہ کہانڈے راؤ کے سر پر پہونچا اور نانراج کو سبز باغ دکھاکر دلوائی کا خطاب خود حاصل کیا۔ اور کہانڈے راؤ کے تمام مقبوضہ قلعون پر قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد

جنکو حیدر علی نے خارج کیا تھا۔

جب میسور کی ریاست کے ٹکڑے ہو گئے تو گورنر جنرل نے دو بڑی توقعین آگے لگائین۔ اول یہ کہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۱) میسور کے راجہ نے کھانڈے راؤ کو حیدر علی کے حوالہ کر دیا۔ حیدر علی نے اوسکو ایک آہنی پنجرہ مین بند کر کے مار ڈالا۔ پھر اوس نے نواب صلابت جنگ بہادر سے حیدر علیخان بہادر کا خطاب حاصل کر کے چکا بالاپور راے درگ۔ ہرپن ہالی چیتل درگ کے خود مختار سردارون کو اپنا مطیع و باجگذار بنایا۔ اور سیرا پر بھی قبضہ کر لیا بعد ازان شہر بدنور کو فتح کیا۔ جہان اوسکو ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ کی دولت ملی حیدر علی نے بدنور کا نام حیدر نگر رکھا۔ اب حیدر علی نے نواب سوانور کے ملک پر چڑہائی کی اور قلعہ دہارواڑ کو لے لیا۔ اسکے بعد پیشوا نے حیدر علی پر یورش کی اور چارون طرف سے اوسکو محصور کر لیا۔ آخر صلح پر اس جنگ کا خاتمہ ہوا۔ جب حیدر علی کو پیشوا سے رستگاری ملی تو اوس نے ملیبار کو تصرف مین لایا۔ اور راجہ چکا کرشنا راج کے مرنے پر اوسکے بیٹے نانراج کو حیدر علی نے گدی پر بٹھایا۔ مگر کل اختیارات اپنے ہاتھ مین رکھا۔ چند روز کے بعد اوسے معلوم ہوا کہ نانراج خود مختاری کی فکر مین ہے تو فوراً اوسکی ذاتی جائداد ضبط کر کے اوسکے محل کو لٹوا دیا۔ ۱۷۶۷ء مین انگریزون حیدر علی اور سرکار نظام کے خوب جنگ ہوئی۔ اور ان لڑائیون مین طرفین کا بہت کچھ نقصان ہوا۔ آخر ۲۹ مارچ ۱۷۶۹ء کو حیدر علی اور انگریزون کے درمیان صلحنامہ مرتب کیا گیا۔ جسکی رو سے ایک نے دوسرے کا ملک جس پر جنگ مین قبضہ کر لیا گیا تھا واپس کر دیا۔ اسکے بعد مادہو راؤ نے حیدر علی پر چڑہائی کی۔ اور اوسکے شمالی اور مشرقی اضلاع پر قبضہ کر لیا۔ اور خاص خاص قلعون مین اپنی فوج تعینات کر دی۔ اور میلوکوٹی کے مندر کو (جو فرقہ سری وشنو برہمنون کا معبد تھا) مرہٹون نے خوب لوٹا۔ پھر حیدر علی نے صلح کر لی۔ اور ۱۵ لاکھ روپیہ نقد مرہٹون کے حوالہ کیا۔ اور باقی کے عوض کچھ اضلاع رہن کر دئے۔ اس عرصہ مین حیدر علی کو معلوم ہوا کہ میسور کا راجہ نانراج مرہٹون سے سازش رکھتا ہے۔ اسلئے اوسکو گدی سے اوتار کر اوسکی جگہ اوسکے بھائی چامراج کو بٹھا دیا۔ ۱۷۷۳ء مین (جبکہ پیشوا نارائن راؤ کے وفات پر اوسکی جانشینی کے لئے پونہ مین جھگڑا برپا تھا) حیدر علی کورگ پر چڑہ دوڑا۔ اور اوسکو فتح کر کے وہان کے راجہ کو قید کر کے سرنگاپٹم روانہ کیا۔ اور پھر بعجلت تمام اوس نے کل ملیبار کو فتح کر لیا۔ ۱۷۷۶ء مین راجہ چامراج کے

کہ اوس نے اپنے ایک دیرینہ دشمن کو ہٹایا۔ جسکی والاجاہی نے بیس برس تک دکن کے درمیان انگریزون کے ممالک مقبوضہ کو معرض خوف خطر مین ڈالے رکھا تھا۔ اور دکن زیرین کے ساحل بحر پر پوری حکمرانی حاصل کی

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۲) مرنے پر حیدر علی نے ایک کم سن لڑکے کو چاموراج کے نام سے گدی نشین کیا۔ اسکے بعد بلہاری کو لے لیا۔ اور گتی پر چڑھائی کرکے اوسکو بھی حاصل کیا۔ اور وہان کے راجہ مراری راؤ کو قید کرکے سرنگاپٹم بھیجدیا۔ پھر چیتلدرگ پر قبضہ کرکے وہان کے پالیگار کو بھی قید کرلیا۔ بعدازان کڑپہ کے نواب عبدالحلیم خان پر چڑہائی کی نواب اپنے مین مقابلہ کی قوت نہ پاکر سدہوٹ بھاگ گیا۔ لیکن بعد مین معہ خاندان گرفتار ہوگیا۔ حیدر علی نے اوسکو سرنگاپٹم مین قید کرکے اوسکی خوبصورت بیگم سے شادی کرلی۔ اور اوسکا نام بخشی بیگم رکھا۔ کہتے ہین کہ حیدر علی اس بیگم کو بہت چاہتا تھا۔ جب وہ مرگئی تو اوسکا مقبرہ ویلور مین تیار کرایا۔ جو ابتک موجود ہے۔ الحاصل اس فتح کے بعد حیدر علی کا رعب چارون طرف چھاگیا۔ اور اوس نواح مین سب نے اوسے اپنا فرمانروا تسلیم کرلیا۔ اب حیدر علی نے اپنے مختلف صیغون کے انتظام کیطرف توجہ مبذول کی۔ اور میر محمد صادق کو وزیر مال کا منصب عطا کیا۔ اور رشامایا برہمن کو پولس کا افسر اعلےٰ مقرر کیا۔ اور نواب سوانور کے بڑے بیٹے کو اپنی بیٹی دی۔ اور اوسکی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے کریم کیساتھ کیا۔

۱۷۸۰ء مین حیدر علی نے میسور کے خاص خاص مقامات کو مستحکم کرنیکے بعد انگریزون پر حملہ کرنیکی تیاریان کین۔ اور ۹۰ ہزار فوج فراہم کرکے معہ فرانسیسی سپاہ کے جولائی ۱۷۸۰ء مین پہاڑی دروں کو عبور کرکے آگے بڑھا۔ اور جو ملک سامنے آیا اوسکو برباد کرتا ہوا سینٹ ٹامس تک پہونچا۔ اور اپنے بیٹے کریم کو پورٹو نوو پر (جو پانڈیچری کے جنوب مین ہے) حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ پھر یہان سے حیدر علی نے ارکاٹ کا رخ کیا۔ انگریزونکی فوج سر ہیکٹر منرو کے زیر کمان آپہونچی۔ اور ارکاٹ کا محاصرہ اوٹھا دیا۔ اتنے مین مدراس کا سپہ سالار بھی انگریزی فوج کی مدد کے لئے پونمی ورم آپہونچا۔ اور کرنیل بیلی بھی کورٹیلا پہونچکر دریا کے جنوبی کنارے پر لشکر ڈالدیا۔ یکایک بارش ایسی ہوئی کہ دریا مین سیلاب آگیا۔ جسکی وجہ سے کرنل بیلی عبور نکرسکا۔ اب حیدر علی نے اپنے دوسرے بیٹے ٹیپو کو دشمن کی فوج کی نقل و حرکت کی اطلاع دینے کے لئے روانہ کیا۔ حاصل کلام طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اس اثنا مین کرنیل بیلی زخمی ہوگیا۔ اور حیدر علی متواتر ۳۰ حملے

جسکے سبب سے فرانسیسیونکی مداخلت کا اندیشہ بہت کم ہوگیا۔ دوم سب سڈیری عہد وپیمان تمام والیان ریاست کے روبرو (جن سے کوئی بھی تعلق انگلش گورنمنٹ کا ہے) پیش کیا گیا۔ جسکا مطلب

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۳) ایسے کہ انگریزی فوج مین بھاگڑ مچگئی۔ اور کرنیل بیلی مجبور ہوکر صلح کا جھنڈا بلند کردیا۔ لیکن حیدر علی نے کچھ لحاظ نکیا اور آگے بڑھکر انگریزی سپاہ کو قتل کرنا شروع کیا۔ کہتے ہین کہ اگر لالی اور پمورن (جو فرانسیسی افسر تھے) حیدر علی کو اس حرکت سے منع نکرتے تو انگریزی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہ بچتا۔ تب بھی اس لڑائی مین (۷۰۰) یوروپین قتل ہوے۔ اور باقی سپاہ معہ کرنیل بیلی سر ڈیویڈ بیرڈ کے گرفتار کرلئے گئے۔ جنکو حیدر علی نے بعد مین قتل کرادیا۔ اسکے بعد حیدر علی فرانسیسی انجنیرونکی مدد سے قلعہ ارکاٹ پر قبضہ کرلیا۔ جب یہہ خبر بنگال پہونچی تو وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے سر ایری کوٹ کے ماتحت ایک شائستہ فوج روانہ کی۔ اور انگریزی جہازون کا بیڑا معہ سر ایڈورڈ ہوجبر کے مدراس آپہونچا۔ چیلا مبرم پر دونون طرف سے لشکر کشی کی تیاریان شروع کیگئین۔ جب دونون فوجون مین مقابلہ ہوا تو سر ایری کوٹ غالب آیا۔ اور موتی پالیام پر قبضہ کرلیا۔ حیدر علی کے دس ہزار آدمی مارے گئے۔ اسکے بعد بھی متعدد لڑائیان ہوئین جنمین طرفین کا سخت نقصان ہوا لیکن حیدر علی نے بہت سے ملک ادہر ادہر سے فتح کرلیا۔ اس عرصہ مین حیدر علی کی پشت مین سرطان نکل آیا۔ اور چند روزہ علالت کے بعد اوس نے نرسنگہ رایا پائیت کے مقام پر (جو چیتوڑ کے نزدیک ہے) اپنی فوج مین ۷ دسمبر ۱۷۸۲ء م ۱۱۹۶ھ کو انتقال کیا جسکی تاریخ وفات یہہ ہے اشعار کہ این شاہ آسودہ راچیست نام ✦ چہ تاریخ رحلت نمود است او ✦ یکے زانمیان گفت تاریخ ونام ✦ کہ حیدر علی خان بہادر بگو۔ ۱۱۹۶ھ

کہتے ہیں کہ جب حیدر علی کے دو بڑے معتمد منتیر پرنیا اور کرشنا راؤ کو حیدر علی کے موت کی خبر ہوئی تو اونہون نے اس واقعہ کو ٹیپو سلطان کے آنے تک مخفی رکہا۔ کیونکہ ٹیپو سلطان دوسرے مہم پر گیا ہوا تھا۔ جب ٹیپو کو معلوم ہوا تو فیصلہ مقدم چھوڑ اپنے باپ کے لشکر سے آملا۔ ٹیپو سلطان ۱۷۵۳ء مین فخر النساء دختر میر معین الدین سے جو چند سال تک کڑاپہ کے نواب رہ چکے تھے، کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اور دیوان ہالی مین ایک فقیر رہتا تھا۔ جسکا حیدر علی بہت معتقد تھا۔ چنانچہ اوس فقیر کے نام پر اسکا نام ٹیپو سلطان رکھا گیا۔

یہہ تھا کہ تمام والیان ریاست اپنی فوج کو کم کرین۔ اور بیرونی محافظت۔ اور اندرونی امن وعافیت کے لئے سب سے زیادہ زبردست قوت انگریزی پر اعتبار کرین گورنمنٹ انگریزی اونکے لیے سپاہیوں کی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۳۴) اس اثنا مین جنرل میتھور نے شیخ ایاز صوبیدار بیدنور کی سازش سے بیدنور پر قبضہ کرلیا۔ اور شیخ ایاز تمام خزانہ و زر و جواہر لیکر بمبئی بھاگ گیا۔ جب یہہ خبر ٹیپو سلطان کو ہوئی تو اوس نے فوراً دھاوا کیا۔ اور بیدنور کو انگریزوں کے قبضہ سے چھین لیا۔ اور جنرل میتھور۔ اور اوسکے افسرون کے پاؤن مین بیڑیان ڈالکر سرنگا پٹم بھیجدیا جہان وہ تمام مارے فاقونکے ہلاک ہو گئے۔ اسکے بعد ٹیپو سلطان نے منگلور کا محاصرہ کر کے اسکو لے لیا۔ انگریزی فوج وہان سے مجبور ہو کر تلی چری کو چلی گئی۔ ٹیپو نے اس فتح کی یادگار مین تیس ہزار عیسائیونکو جو ساحل سمندر پر رہا کرتے تھے۔ جلاوطن کیا۔ اور میسور کی سرزمین مین لیجاکر جبراً اسلام قبول کرایا۔ اور اونکو اپنی فوج مین بھرتی کیا۔ اور اسی فرقہ کے لوگون کو محمدی لقب دیا گیا۔ پھر ٹیپو نے کورگ کے ملک کو تباہ کیا۔ ادھر انگریزون نے کرنل فلرٹن کے ماتحت ٹیپو کے ملک پر فوج بھیجی جس نے کوئمتور اور مدورا کے بہت سے مقامات پر قبضہ کرلیا۔ مگر اس اثنا مین مارچ ۱۷۸۴ء کو ٹیپو اور انگریزون کے مابین عہدنامہ ہوگیا۔ جس سے کرنل فلرٹن کے مقبوضہ مقامات واپس ہوگئے۔ اب ٹیپو نے اون مرہٹہ سردارون پر فوج کشی کی جو کرشنا اور تنگبھدرا کے درمیان حکومت کرتے تھے۔ چنانچہ رامدرگ اور نارگند کو لے لیا۔ اور وہان کے دونون سردارون کو قید کر کے قلعہ بھیجدیا۔ اور اس موقعہ پر ٹیپو سلطان نے بادشاہ کا لقب اختیار کیا۔

۱۷۸۶ء مین انگریزون نے سرکار نظام اور مرہٹوں سے اتحاد پیدا کر کے ٹیپو کے ملک پر فوج روانہ کی۔ جسمین مرہٹون کی فوج کا سپہ سالار ہری پنتھ اور نظام کا تہور خان تھا۔ ٹیپو نے خبر پاتے ہی مقابلہ کے لئے چلا۔ اور اپنے سپہ سالار برہان الدین کو تو ان دونون فوجون کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اور خود ادھونی پر قبضہ کرنا چاہا۔ لیکن مہابت جنگ خلف بسالت جنگ نے قلعہ کو بچالیا۔ جب ٹیپو وہان سے چلا گیا تو مہابت جنگ نے تمام محلات کو لیکر حیدرآباد چلا آیا۔ اور قلعہ خالی چھوڑ دیا۔ یہ خبر ٹیپو کو ہوئی تو ادھونی پر آکر قبضہ کرلیا۔ اور وہان سے نکلکر قلعہ ساونور کو لے لیا۔ پھر ۱۷۸۷ء مین غنیم سے صلح کرلی۔ ادھونی و نارگند وغیرہ کے علاقے واپس دیدیا۔ اور سرنگاپٹم آکر میسور کے پرانے شہر کو مسمار کیا۔ اوسکے بعد مالابار۔ کالیکٹ

ایک تعداد معین بہرتی کرکے اوسکو قواعددان بنائینگے اور اوسکی تنخواہ کا خرچ رئیسون کو ادا کرنا پڑیگا۔
اس سب سڈیری عہد وپیمان کو والی اودہ اور نظام حیدرآباد نے بلاعذر قبول کرلیا۔ اور سنہ ۱۸۰۰ء مین

(بقیہ نوٹ صفحہ ۶۳۵) کوئی یورپ وغیرہ کا انتظام کرکے ۱۷۸۶ء مین ایک سفیر سلطان روم کے پاس اور دوسرا سفیر پیرس کو بھیجا۔ ان دونون سفیرون کی وہان پر خوب آؤبھگت ہوئی۔ جب وہ خوش خوش واپس آئے تو ٹیپو کا دماغ عرش بریں پر ہوگیا۔ ۱۷۸۹ء مین ٹیپو نے قلعہ ٹراونکور پر حملہ کیا۔ (جو انگریزون کی سرپرستی مین تھا۔) اور ٹراونکور کی فوج نے اوسکو پسپا کردیا لیکن آخر مین ٹیپو غالب آیا۔ اور مندرون ومکانات وغیرہ کو آگ لگادی۔ اتنے مین بارش اس زور سے ہوئی کہ لڑائی تھم گئی۔ اور ٹیپو پالی گہاٹ کیطرف واپس لوٹا۔ اور جنرل میڈوز گورنر مدراس نے کوروپالگہاٹ فتح کرلیا۔ اس عرصہ مین ٹیپو بھی مقابل آگیا۔ اور طرفین سے ہنگامہ جدل برپا ہوا۔ مگر انگریز غالب رہے۔

جنوری ۱۷۹۱ء مین لارڈ کارنوالس گورنر جنرل نے فوج کی کمان اپنے ہاتھ مین لی۔ اور بنگلور کا محاصرہ کرنا چاہا مگر ٹیپو سبب کچھ مزاحم ہوا۔ اور کئی لڑائیان ہوئین مگر لارڈ کارنوالس نے بنگلور پر قبضہ کرلیا۔ اور یہان سے پہر سرنگاپٹم کے محاصرہ کے لئے [illegible] یہان بھی خوب جنگ ہوا مگر رسد کی کمی کی وجہ سے لارڈ کارنوالس کو ناکام واپس لوٹنا پڑا۔ جسکی وجہ سے ٹیپو کے سر سے بلا ٹلگئی۔ [illegible] لارڈ کارنوالس نے بنگلور پہونچکر مرہٹون کو ۲ لاکھ روپیہ قرض دیا۔ اور انکی فوج کو شمال ومشرق ملک کی تسخیر کے لئے مامور کرکے نظام کی فوج کو شمال مغربی ملک کے فتح کرنیکے لئے مقرر کیا۔ اور خود بارہ محل کو روانہ ہوا۔ جب ٹیپو نے یہہ خبر سنی تو اوس نے کوئمبتور کے قبضہ کے لئے اپنے سپہ سالار قمرالدین کو روانہ کیا۔ جس نے بہت بڑی محنت سے اوس پر قبضہ پایا اور ادہر انگریزی فوج نے اول تو نندی درگ کے قلعہ کو لیا پہر ساوندرگ کے قلعہ کو فتح کرکے زمین سے ملادیا۔ بعد ازان اوتر ادرگ کے قلعہ کو حاصل کیا۔ اور اوسکے ساتھہ چند چھوٹے چھوٹے قلعون کو بھی تسخیر کرلیا اور وہاں سے فارغ ہوکر لارڈ کارنوالس نے ۵ فروری ۱۷۹۲ء کو سرنگاپٹم سے ۶ میل کے فاصلہ پر اپنا لشکر ڈالا۔ یہان نظام کی فوج معہ سرجان کینا وے ریزیڈنٹ حیدرآباد کے آملی۔ اب گورنر جنرل نے اپنی فوج کو تین حصون مین تقسیم کرکے حملہ کردیا۔ اور پہلے ہی حملہ مین سرنگاپٹم کے مشرقی حصہ پر قبضہ کرلیا۔ اس پر اور غضب یہہ ہوا کہ جو فوج اہل کورگ سے بنائی گئی تھی وہ ٹیپو سے علیحدہ ہوکر انگریزون سے ملگئی

سرکار نظام نے برٹش گورنمنٹ کو ہمیشہ کے لئے بہت سے ضلاع اپنی ریاست کے سب سڈیری فوج کی تنخواہ کے لئے دیدئے۔ اور نواب وزیر اودہ نے بھی اپنے سرحد کے سارے اضلاع کمپنی کے حوالے کئے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۶) کیونکہ ٹیپو نے اسکے قبل اہل کورگ پر بہت کچھ ظلم وستم توڑے تھے۔ اور اونکے سردار ویرا راج کو مع خاندان میسور میں قید رہنا پڑا تھا۔ اب وہ سوار انگریزون کا طرفدار ہوکر سامان رسد اور فوجی مدد دینے لگا۔ الحاصل اس موقع پر ٹیپو نے بہت کچھ زور مارا مگر کچھ نہو سکا۔ اور انگریزون کے آگے اوسکی ایک نہ چلی۔ اتنے مین بمبئی سے ۲۰ ہزار یورپین اور ۴۰ ہزار دیسی فوج جنرل ابیرکرامبائی کے زیر کمان لارڈ کارنوالس کی مدد کو آگئی۔ جس سے ٹیپو کے ہاتھ پاؤن پھول گئے آخر مجبوراً ان شرایط پر ٹیپو کو صلح کرنا پڑا۔ (۱) ٹیپو سلطان اپنا آدھا ملک دیدے (۲) تین ملین سے زیادہ روپیہ اخراجات جنگ کی عوض ادا کرے (۳) جتنے آدمی اوس نے انگریزون یا اونکے مددگارون کے جنگ مین قید کرلئے ہین اون کو رہا کردے۔ (۴) اپنے دو نون بیٹون معزالدین اور عبدالخالق کو انگریزی لشکر مین بطور یرغمال کے بھیجدے۔ الحاصل ایک ملین روپیہ تو اوسیوقت انگریزون کو دیا گیا۔ اور باقی روپیہ کے لئے ٹیپو نے اپنی رعایا سے بہت سختی کی۔ اور اونکو بالکل مفلس بناکر وصول کیا۔ جب پورا روپیہ انگریزون کو وصول ہوگیا تو ۱۷۹۴ء مین معزالدین اور عبدالخالق (جو میجر ڈوروٹون کی نگرانی مین تھے) واپس کردئے گئے۔

اوس کے بعد لارڈ کارنوالس ولایت چلے گئے۔ اور سرجان شور گورنر جنرل ہوے۔ یہ بھی رخصت ہوئے۔ اور لارڈ مورننگٹن گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ اس عرصہ مین ٹیپو سلطان نے زمان شاہ امیر افغانستان۔ اور سلطان سلیم شاہ روم۔ نپولین بونا پارٹ شہنشاہ فرانس بہ تینون کے پاس اپنے سفیر بھیجکر امداد کی درخواست کی۔ اور انگریزون کو ہندوستان سے نکالدینے کی کوشش کرنے لگا۔ یہہ زمانہ وہ تھا کہ نپولین تمام یورپ فتح کرنیکے ارادہ سے نکلا تھا۔ جس سے انگریزونکو خوف ہوا کہ کہین شہنشاہ فرانس مصر کے راستہ سے ہندوستان کو کوئی فوج روانہ نہ کردے۔ اسلئے گورنر جنرل نے فرانسیسون کی قوت توڑنے کے لئے ہندوستانی والیان ریاست سے عہد و پیمان کرنے شروع کیا۔ اور اون رؤسا کے پاس جو فرانسیسی سپاہ و افسر ملازم تھے۔ اونکے نکالنے کے درپے ہوا

جسمین روہیلکھنڈ بھی شامل تھا۔ اب اس کارروائی سے برٹش گورنمنٹ کے ملک مین بہت بڑی
افزونی ہوگئی۔ لیکن اس عہدوپیمان مین مرہٹے شریک نہین ہوے۔ اسوقت مرہٹون کے تین

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۷) چنانچہ گورنرجنرل کے کہنے کے موافق نہ اول سرکار نظام نے اپنے پاس سے فرانسیسونکو
علیحدہ کیا۔ مگر مرہٹے اس بات کو قبول نہ کئے۔ اور ٹیپو سلطان تو بالکل ٹالتا رہا۔ حالانکہ گورنرجنرل نے اس بارہ مین
ٹیپو کے ساتھ بہت کچھ مصلحت آمیز مراسلت کی۔ مگر تمام بیسود ہوئی۔ بلکہ گورنرجنرل کی تحریرات کے جوابات ٹیپو کے
پاس سے نہایت گستاخانہ طریقہ سے وصول ہوے۔ آخر مجبوراً گورنرجنرل نے ۲۲ فروری ۱۷۹۹ء کو ایسٹ انڈیا
کمپنی اور اوسکے رفیق نظام و مرہٹون کیطرف سے ٹیپو سلطان کی خلاف اعلان جنگ کردیا۔ اور جنرل ہیرس
۱۶ ہزار پیادے نو ہزار ۶ سو سوار ۶ سو یورپین توپخانہ مین۔ ۲۵۰ سو لشکری اور ہراول ایک سو توپین لیکر میسور کیطرف بڑہا۔
اور سرکار نظام کیطرف سے ۱۰ ہزار خراجگزار فوج (۳۶۰۰) فرانسیسی جوان ۶ ہزار غیر قواعددان سپاہ ہمراہ ہوئی۔ ان
دونون کا ٹوٹل جو میدان مین لڑسکتی تھی ۳۰ ہزار تھا۔ مزید برآن بمبئی کے (۶۴۰۰) جوان جنرل اسٹوارٹ کے
زیرکمان بھی بہیجے گئے۔ اسوقت ٹیپو کے پاس ۳۳ ہزار پیادے ۱۵ ہزار سوار ایک زبردست توپخانہ موجود تھا۔
طرفین سے خوب مقابلے ہوے۔ اول تو ٹیپو کا سپہسالار محمد رضا مارا گیا۔ جسکا صدمہ ٹیپو کو بہت سخت ہوا۔ اسکے
بعد انگریزی فوج نے بڑہتے بڑہتے سرنگاپٹم کا محاصرہ کرلیا۔ آخر ٹیپو نے مجبور و پریشان ہوکر صلح کی خواہش کی۔
جنرل ہیرس نے حسب ذیل شرائط کے ساتھ صلحنامہ مرتب کرکے ٹیپو کے پاس روانہ کیا۔
(۱) ٹیپو سلطان اپنا نصف ملک انگریزون اور اونکے رفیقون کے حوالہ کردے۔ (۲) دو ملین روپیہ مصارف
جنگ کے لئے ادا کرے (۳) اس روپیہ کا نصف فی الفور ادا کرے (۴) باقی نصف چھ ماہ کے اندر ادا کرے (۵) تمام
قیدیان جنگ کو رہا کردے (۶) اپنے دو بیٹے اور چار بڑے سردارون کو انگریزی لشکر مین بطور یرغمال کے
بہیجدے (۷) صلح ۲۴ گہنٹہ کے اندر ہوجائے۔
لیکن ٹیپو سلطان نے اس صلحنامہ کے شرائط کا کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ یہہ عہدنامہ اوسکی تباہی کا پیش خیمہ تہا۔

بڑے بڑے سردار سیندھیا - ہلکر و راجہ ناگپور آپس مین اپنی اپنی تفوقیت و برتری کے لئے ہتیار چلا رہے تھے۔ اور ان تینون سردارون کا افسر پیشوا جو پونہ مین رہتا تھا - اوسکو بھی یہ تینون ملکر ڈراتے دہمکاتے تھے۔ اس اثنا رمین ہلکر نے پیشوا پر چڑہائی کی - (کیونکہ پیشوا نے ہلکر کے بھائی کو بڑے ظلم سے مارا تھا -) اور پیشوا کی امداد پر سیندھیا آگیا - طرفین مین ایک جنگ عظیم ہوی - سیندھیا کو شکست ہوگئی - اور پیشوا بھاگ کر ایک قلعہ مین جا چھپا - اور وہان سے اپنا ایک ایلچی انگریزون کے پاس بھیجکر امداد کی درخواست کی اور خود بہت جلد بمبئی سے بسین جا پہنچا - اور سب شرایط عہد و پیمان پر راضی ہوگیا - گورنر جنرل کا تو مقصد اعظم بھی تھا - اوس نے فوراً پیشوا سے بسین مین عہد و پیمان کر لیا - اس کے بعد پیشوا اپنی دار السلطنت پونہ مین انگریزی سپاہ کو ساتھ لئے ہوئے داخل ہوا - اس سپاہ کے کمانڈر جنرل آرتھر ویلزلی

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۸) اور ادہر محاصرہ کی کارروائی برابر جاری رہی - ٹیپو سلطان نے بہی قلعہ کی محافظت مین کوئی کسر باقی نہ رکہی - لیکن کبتک آخر قلعہ فتح ہوا - اور ٹیپو سلطان قلعہ کی پہاٹک پر زخمی ہوکر مارا گیا - جس سے اس لڑائی کا خاتمہ ہوگیا - اور ہمیشہ کے لئے اوسکا نام سلطنت سے خارج ہوگیا - جنرل بیرڈ نے ٹیپو کی نعش پالکی مین رکہوا کر اوسکے محل مین روانہ کردی - اور خاص خاص امرا کے مکانون پر حفاظتی پہرے مقرر کردیا - اس پر بھی خاین لوگ چور دروازے سے بہت سامال اوٹھا لیگئے - اور جو کچھ اونکی دست برد سے بچا وہ لاقیمت تھا - علاوہ کتب خانہ کے اور جو چیزین ملین اونمین ایک تخت ایک ہودج بندوق - او تلوارین جنمین جواہرات جڑے ہوے تھے - اور نقرئی و طلائی و چینی ظروف - قالین اور جواہرات شامل تھے - سرنگاپٹم کے محاصرہ مین میسور کی ۹ ہزار سپاہ ہلاک ہوی - اور انگریزون کی طرف سے ۲۹۶ یورپین مارے گئے - اور زخمی ہوے - مزید برآن ۶۰ افسر اور ۹۶۳ دیسی سپاہی کام آئے لیکن کہتے ہین کہ ٹیپو سلطان کے محل مین انگریزون نے بہت سے چیزین پائین - جو مالیت مین ۱۶ لاکھ روپیہ ہندوستانی سکہ میسوریا ۴ لاکھ ۸۰ ہزار پونڈ کے برابر تہین - مزید برآن نو لاکھ کے جواہرات بھی انگریزون کے ہاتھ لگے تھے مال و زر کے علاوہ ۹۲۹ توپین بھی ملی تہیں -

اب تو انگریزون کی سمت سندھیری فوجین چار بڑے زبردست ریاستون (میسور۔ حیدرآباد۔ لکھنؤ۔ پونہ)
مین مقیم ہوگئین جس سے ان ریاستونکے تمام جھگڑے برٹش گورنمنٹ کی ثالثی سے فیصل ہونے لگے۔ دوسرے
مرہٹے سردارون کو پیشوا کے عہد و پیمان ناگوار گذرے۔ اور گورنمنٹ کو لکھا کہ پیشوا کو بغیر ہماری منظوری
کے عہد و پیمان کرنیکا اختیار نہین تھا۔ اسکے بعد اونہون نے برٹش کے خلاف سازش شروع کی جسمین
راجہ ناگپور (جسکو عوام راجہ برار کہتے تھے۔) اور سندھیا شریک تھے۔ ہلکر اس سازش مین شریک
نہوا۔ اب ان دونون نے ملک حیدرآباد کی سرحد پر چڑھائی کی۔ چونکہ عہد و پیمان کی رو سے حیدرآباد کی حفاظت
گورنر جنرل پر واجب تھی۔ اسلئے اوس نے اول تو سندھیا کو اس ارادہ سے منع کیا۔ مگر جب وہ
نمانا تو جنرل ویلزلی اور جنرل لیک کے ماتحت شائستہ اور جرار فوج روانہ کی چنانچہ جنرل آرتھر ویلزلی نے
بمقام آسیی ۱۸۰۳ء مین سندھیا کی سپاہ پر حملہ کیا۔ اور قطعی فتح حاصل کی۔ اسکے بعد وہ برار کے
طرف بڑھا۔ اور ارگانون مین راجہ ناگپور کو شکست فاش دی۔ اور حملہ کرکے گاول گڑھ کا قلعہ
لے لیا۔ اور جنرل لیک نے حملہ کرکے علیگڈھ کو فتح کیا۔ اور دہلی مین جو سندھیا کی سپاہ تھی اوسکو پراگندہ
کرکے دہلی کے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہ کے ذات کی محافظت اپنے ذمہ لی۔ الحاصل ان شکست
لڑائیون کا نتیجہ یہ نکلا کہ سندھیا کی فوقیت و علوئیت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ اور بادشاہ دہلی
سے اوسکا تعلق جاتا رہا۔ آخر سندھیا اور راجہ ناگپور نے [illegible] کے عہدنامہ کو تسلیم کیا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۳۹) کتب خانہ جو قلمی دستیاب ہوا اون کی تفصیل بیان کرنا محض طوالت ہے۔ لیکن اونکی جلد
تعداد (۱۰۰۴) تھی۔ اور ان کتابون مین ایک قرآن مجید جو نہایت نایاب تھا وہ تو ملکہ وکٹوریہ کے کتب خانہ مین
بھیج دیا گیا۔ باقی کتابین فورٹ ولیم کلکتہ مین داخل کردیگئین۔ ان کتابون کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ان مین سے
بہت کتابین تو راجگان بیجاپور و گولکنڈہ کی تھین۔ مگر زیادہ تر [illegible] کے لوٹ مین حیدرآباد
کے ہاتھ لگی تھین۔ ۱۲ مولف۔

اور عہد وپیمان ہوئے کہ انگریزی سپاہ اونکی محافظت کرے سندھیا نے برٹش کو اپنے تمام شمالی
اضلاع جو جمنا کے دونو طرف تھے۔ اور اپنے مغربی ساحل کے تمام بندرگاہ اور ملک مفتوحہ دیدیئے۔
دہلی کا شہر جو شہنشاہ مغلیہ کا قیدخانہ تھا۔ انگریزون کے حوالہ کیا۔ اور اپنے تمام فرانسیسی افسرونکو
موقوف کرکے اس امر کو منظور کرلیا۔ کہ اوسکی سرحد کے قریب ایک بڑی سپاہ انگریزی لسکی مہیا کرے
جسکا خرچ وہ خود دیا کریگا۔ راجہ ناگپور نے برار بہر نظام کو حوالہ کیا۔ اور برٹش گورنمنٹ کو ضلع
کٹک دیدیا جو خلیج بنگال پر مدراس کے اضلاع بالا۔ اور بنگال کے جنوب مغربی اضلاع کے درمیان واقع تھا
اب صرف ہلکر اس عہد وپیمان سے علیحدہ رہا۔ اسلئے گورنر جنرل نے اوسکو بھی مجبور کیا۔ مگر جب وہ
نمانا تو جنرل لیک کے ماتحت فوج بہیجی۔ جس نے نومبر ۱۸۰۴ء مین بمقام دیگ ہلکر پر حملہ کیا۔ اور اوسکی سپاہ
کو منتشر کرکے شکست دی۔ اور ہلکر پنجاب مین جاکر پناہ گزین ہوا۔ لیکن پھر وہ برٹش گورنمنٹ سے عہد
پیمان کرنے پر راضی ہوگیا۔ اور اپنے ملک مین پھر آگیا۔

اب لارڈ ولزلی نے سب سٹڈیری عہد وپیمان کے موافق اپنی سپاہ کے ڈویژن مقرر کئے۔ جنمین
۲۲ ہزار سپاہی تھے۔ اور جنکی چھاؤنیان۔ اکثر ہندوستانی ریاستون کے اندر یا اونکی سرحدون پر
رہتی تہین۔ جو اپنی ریاستون کی آمدنی سے اوسکا خرچ دیتے تھے۔ اب آیندہ ان ریاستون مین بلا اجازت
گورنمنٹ کے فرنگستانی افسرون کا نوکر رکھنا۔ یا اونکا آپس مین لڑنا یا خط وکتابت کرنا سب کچھہ ممنوع وموقوف
کردیا گیا۔ اسکے بعد لارڈ ویلزلی ولایت کو رخصت ہوگئے۔

لارڈ کارنوالس گورنر جنرل

۱۸۰۵ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ لارڈ کارنوالس دوبارہ گورنر جنرل ہند مقرر ہوکر
آئے۔ گر یہہ یہان آتے ہی تین مہینے کے اندر مرگئے۔ جس سے وہ کوئی نمایان کام نہ کرسکے۔ اب کچہہ

مدت کے لئے جارج بارلو گورنر جنرل قرار پائے تو دیکھا کہ خزانہ خالی پڑا ہے۔ اور قرض بہت بڑھ گیا ہے۔ اور
تجارتی مال کا خرید کرنا بند ہو گیا ہے۔ اسلئے انہون نے اون ہندوستانی ریاستون سے جن سے خاص عہد
وپیمان نہین تھے۔ بالکل قطع تعلق کیا۔ اور لارڈ ولزلی نے جو سیندھیا کے ساتھہ عہدوپیمان کرنیکا منصوبہ باندھا
تھا۔ وہ چھوڑ دیا۔ اور مرہٹون کے ممالک کی متصل جو چھوٹی چھوٹی ریاستین تہین۔ وہ اپنی قسمت پر چھوڑ دی گئین
اور انگریزون نے اپنے اس ارادہ کا اعلان کر دیا کہ ہم لڑائی جہگڑون سے جدا رہینگے۔ اور علی العموم ہندوستان
کے عام کاروبار مین شریک نہونگے۔ اور اپنے ہمسایون کے جہگڑون مین کوئی حصہ نہین لینگے۔ مگر اس پر
پورا پورا عملدرآمد نہین کیا گیا۔ اگر کیا جاتا تو۔ انگریزون کی عام بے اعتباری ہو جاتی۔ اور پولٹیکل ابتری پہیل جاتی

سنہ ۱۸۰۶ء مین شاہ ایران۔ اور روسیون کی آپس مین لڑائی ہوی۔ جسمین شاہ ایران نے نپولین سے
امداد کی درخواست کی۔ اور اسی قسم کی درخواست کلکتہ مین برٹش گورنمنٹ کے پاس بہیجی۔ اس زمانہ مین
یہان ہندوستان مین تخفیف خرچ کی پالسی غالب ہو رہی تھی۔ اسلئے شاہ ایران کی امداد کی کچھہ صورت
نہوی۔ لیکن فرانسیسی جو اسوقت روسیون کے ساتھہ جنگ کر رہے تھے۔ وہ فوراً ایرانیون کی امداد
کے لئے آمادہ ہو گئے۔ اور اپنا ایک ایلچی ایران بہیجا۔

سنہ ۱۸۰۷ء مین فریدلینڈ مین لڑائی ہوی۔ جسمین نپولین کو فتح ہوی۔ اور اسکے سبب سے شہنشاہونکی
دشمنی دوستی سے بدلگئی۔ اور فرانس و روس آپس مین ایک دوسرے کے دوست ہو گئے۔ جس سے
خشکی کی راہ سے ہندوستان پر حملہ ہونیکا خوف پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اسوقت سے ابتک یہہ خوف دور نہین ہوا

لارڈ منٹو گورنر جنرل

سنہ ۱۸۰۷ء مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ لارڈ منٹو گورنر جنرل ہو کر آئے۔ اور فرانسیسیونکی
مخالفانہ راہونکی ہم رکنے کے لئے (جو بحر اسود و کیسپین کے طرف سے ہونیوالی تہی) تمام سلطنتون کے

فرمانروایون کے پاس (جو شمالی مغربی سرحد یا اوس سے پرے تھے) اپنی سفارت بھیجی۔ چنانچہ لاہور۔ سندھ
افغانستان۔ ایران یہ چارون ریاستون مین کلکتہ سے سفیر روانہ کئے گئے۔ اسکے بعد انگلینڈ سے
بھی ایران مین ایک سفیر آیا۔ اور بہت سی تکرارون کے بعد یہ عہد و پیمان مرتب ہوے کہ انگلینڈ ایران
کی امداد۔ زر اور سپاہ سے اوس حالت مین کرے کہ جب ناحق کوئی اوسپر حملہ آور ہو۔ افغانستان مین
جو انگریزی سفیر مونٹ سٹورٹ۔ الفنسٹن صاحب گئے تھے۔ اونہون نے پشاور پہونچکر دیکھا کہ کل ملک
مین لڑائیان ہو رہی ہین۔ اور شاہ شجاع فقط اپنے دار السلطنت کے حواشی پر قبضہ رکھتا ہے۔ درانی
سلطنت پر مغرب کی طرف سے ایرانیون نے حملہ کیا ہے۔ اور مشرق مین اوسکو سکھون نے دبایا ہے۔
جس سے سلطنت کے ٹکڑے ہو رہے ہین اور ہر ایک جگہہ جدا جدا سردار حکومت کرتے ہین۔ بہر حال
الفنسٹن صاحب نے شاہ شجاع سے عہد و پیمان کر لئے۔ مگر یہہ عہد و پیمان شاہ شجاع کے شکست پانے
سے بیکار ہو گئے۔ اور شجاع بھاگ کر جلا وطن ہوا۔ جسکو تیس برس بعد انگریزون نے تخت سلطنت
پر بٹھایا۔ اور اپنی سپاہ اور اوسکی جان کو ٹھکانے لگایا۔

۱۸۰۸ء مین اسپین مین بلوہ و غدر ہوا۔ اور روس و فرانس کے درمیان کشیدگی ہو گئی۔ جسکے
باعث نپولین۔ یورپ کے کامون مین ایسا مشغول ہوا کہ اوس نے ایشیا کی مہمات کو بالکل چھوڑ دیا۔
اور اسکے بعد ہندوستان پر حملہ ہونیکا خوف مردہ ہو گیا۔

۱۸۱۰ء مین لارڈ منٹو نے جاوا وغیرہ سے فرانسیسون کو نکال دیا۔ کیپ گڈ ہوپ اور موریشس پر
قبضہ کر لیا۔ اور ہندوستان مین کوئی ایسی ریاست باقی نہین رکھی کہ وہ اپنی قوت کو انگریزون کی قوت
کا ہمسر جانکر برابری کا دعوے کر سکے۔ سب بڑی بڑی ریاستین سب سندی عہد و پیمان کی پابند تھین
مغربی وسط ہند مین بڑودہ۔ پونہ۔ حیدرآباد۔ اور دکن میسور۔ اور برار و ناگپور۔ اور شمال مغرب مین اودہ اور
اوسکے ساتھہ بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستین یہ سب ایک ہی بادشاہی کے ماتحت محفوظ تھین۔

البتہ انگریزی عملداری کی سرحدون سے پرے پنجاب مین رنجیت سنگھ کی سلطنت بڑہ رہی تھی۔ اور ہمالیہ پہاڑ کی جنوبی ڈہلان پر نیپال کی گورکہا اسٹیٹ تھی۔ وسط ہند مین تین ریاستین تہین جنکو برٹش ممالک گہیرے ہوے تھے۔ وہ ابہی حسب ضابطہ انگریزی تسلط کے اندر نہین آئی تہین۔ اور وہ تین خاندانون سے متعلق تہین۔ جو مرہٹون کے ابتک چلے جاتے تھے۔ گوالیار مین سیندہیا۔ اور اندور مین ہلکر۔ اور ناگپور مین بہونسلا۔ ان تین مین گائکواڑ بڑودہ کے فرمانروا خاندان کا اضافہ ہوسکتا ہے گو اوسکا حال و درجہ مختلف ہے۔

مرہٹون کی حدود سے پرے مغربی ریگستان کے طرف جو راجپوتون کی ریاستین تہین۔ وہ کل سب بڑی عہد و پیمان سے خالی چہوڑدیگئی تہین۔ اور ممالک متوسط کے آوارہ گرد غول صاحب شہوت و لوات ہوکر اونکو لوٹتے تھے۔ چنانچہ امیرخان ایک نام آور بہادر بڑے دل و گردہ کا راجپوتانہ مین رہتا تھا جسکے پاس کم ازکم تیس ہزار سپاہی تھے۔ اور اوسکے ساتہہ زبردست توپخانہ بہی تھا۔ اوسکو کسی گورنمنٹ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اوسکی بسر اوقات صرف لوٹ مار پر منحصر تھی۔ اوسکے علاوہ دوسرے پنڈارے تھے۔ جنکا عام پسند سرغنہ چیتو تھا۔ جسکے پاس دس ہزار سوار تھے۔ اور انکا صدر مقام مالوہ تھا۔ جو زرخیز و شاداب و سرسبز اضلاع کی لوٹ گہسوٹ سے اپنا گذارہ کرتے تھے۔ اسمین شبہ نہین کہ یہہ پنڈارے پونہ۔ ناگپور۔ گوالیار کے راجاؤن سے درپردہ سازش رکہتے تھے۔

مارکوئیس آف ہیسٹنگز گورنر جنرل

سنہ ۱۸۱۳ع مین بعہد جارج ثالث شہنشاہ انگلینڈ مارکوئیس آف ہیسٹنگز گورنر جنرل ہند کی خدمت پر مقرر ہو کر آئے۔ اور اسی سال نیپالی افسرون نے انگریزی عملداری پر حملہ کیا۔ اور اون اضلاع پر قبضہ کرلیا۔ جو بنگال سے علاقہ رکہتے تھے۔ لارڈ ہیسٹنگز نے اون اضلاع کے خالی کرنے پر زور دیا

مگروہ نمانے - بلکہ جنگ کی تیاری شروع کی - کیونکہ گورکہوں کو یقین تھا کہ اونکے پہاڑون کے اندر انگریز نہین داخل ہو سکینگے - اب انگریزون نے تین مختلف مقامات پر جدا جدا حملہ کیا - اور انگریزی فوج نے پہاڑون کے اندر اپنا قدم جمالیا - گو گورکہون نے بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا - مگر انگریزون نے مجبور کر دیا - آخر صلحنامہ ہو گیا - اور ہمالیہ کی ترائی کا بڑا حصہ مع متصل کے جنگل کے جو حال کی مغربی سرحد ریاست نیپال سے شمال مغرب مین دریائے ستلج تک پہیلتا ہے - برٹش گورنمنٹ کے قبضہ مین آیا - جس سے انگریزی سلطنت کا ڈانڈا میڈا چینیون کی سلطنت سے ملگیا -

اس اثنار مین ممالک متوسط مین لیٹرون کے غول کی تعداد - اور بیباکی و گستاخی بہت بڑھگئی - مرہٹون کے راجہ بظاہر تو پنڈارون کے حامی ہونے سے انکار کرتے تھے - مگر در پردہ اونکے مددگار تھے

* گورکہون کی قوم کوہستانی - اور میدانی ہندوؤن کے باہم اختلاط سے پیدا ہوی تھی - سنہ ۱۷۶۸ء مین بنگال کے محاذی ہمالیہ پہاڑ کی جنوبی ڈہلانون کی مرتفع زمینون پر - اور ... رون پر انکے ایک راجہ نے اپنا قبضہ کرلیا - اور وہ اور ... کے اوپر جو سلسلۂ کوہستان ہے - اوسکے شمال مغرب کے ان اضلاع مین جنین گنگا جمنا کا پانی بہتا ہے - پنجاب کے حدود تک فوجکشی کی - اسطرح جو مملکت حاصل کیگئی تھی وہ ایک شخص کے زیر فرمان نہ تھی بلکہ وہ اس گروہ کے ... مین تھی - جو قالب جرگون کے سپہ آرا افسرون کا تھا - وہ اصلی راجہ کو اپنا تابع رکھتے - اور اوسکے نام سے نیپال مین حکمرانی کرتے تھے - گورکہون کے سپاہ کی وردی و ہتیارون کی وضع وطرح فرنگستانی طرز کی تھی ہمیشہ سے گورکہے انگریزی نمونہ کی نقل فوجی کامون مین بڑی ہنرمندی سے اتارتے تھے - اور اونہون نے بہت جلد پہاڑی چہوٹے چہوٹے ریاستون کو اپنا تابع بنالیا تھا - بلکہ اون کا استیصال کر دیا تھا -

اب گورکہون نے ہمالیہ کی ترائی مین انگریزون کی علداری مین دست درازی شروع کی - اور پہاڑی مرتفع زمینون پر قبضہ کرلیا - ۱۲ مولف

اب پنڈاروں نے مدراس پریسیڈنسی کے بعض اضلاع پر دست درازی شروع کی۔ اور بنگال کی سرحد کو بھی لوٹا۔ امیرخان جو پٹھانوں کا سرغنہ تھا اوس نے جیپور کا محاصرہ کیا یہان کے راجہ نے انگریزوں سے استعانت چاہی۔ لارڈ ہیسٹنگز نے جیپور کو اپنی حراست مین لے لیا۔ اور راجہ ناگپور سے سب سڈیری عہد و پیمان کر لئے جس سے مرہٹون کی ریاستوں کے مجموعہ کا ایک رکن اعظم ٹوٹ گیا۔ لیکن یہ راجہ اپنے عہد و پیمان پر قائم نہ رہا۔ اور در پردہ پونہ مین پیشوا سے خط و کتابت کرنے لگا۔ اودہر پیشوا بھی سامان جنگ تیار کرنا شروع کیا۔ اور برٹش رزیڈنٹ نے سب سڈیری سپاہیوں کو پونہ سے طلب کر لیا جس سے پونہ مین غدر و بلوہ کا خوف ہونے لگا۔ اب پیشوا گھبرا گیا اور ۱۸۱۶ء مین ایک صلحنامہ پر دستخط کر دیا۔ اور سب سڈیری فوج کے بڑہانے کے عوض مین ملک دیدیا اور مرہٹون کی ریاستوں مین اپنی بزرگی کے دعوؤن سے بھی دست بردار ہوا۔

لارڈ ہیسٹنگز نے لیٹرون کے غولون کے انتظام پر کمر باندہی۔ اور امیرخان افغان کو بھی فہمایش کیگئی کہ وہ اپنی سپاہ کو برطرف کرے۔ اور جو ملک اوسکو دیا جائے اوسمین وہ فراغت سے حکمرانی کرے جسکی متکفل انگریزی گورنمنٹ ہوگی۔ اوس نے اس بات کو مان لیا۔ اسکے بعد جب پنڈارون کے استیصال کے لئے سندیہیا سے شرکت کی درخواست کیگئی تو وہ بادل ناخواستہ شرکت کا وعدہ کیا۔ مگر پہر اوس نے علانیہ برٹش گورنمنٹ سے دشمنی ظاہر کی۔ اور پونہ مین جو انگریزی سپاہ تھی۔ اوس پر حملہ کیا۔ ناگپور کے راجہ نے اعلان کیا کہ وہ مرہٹون کی قوم کا سردار ہے۔ اور برٹش رزیڈنسی سے لڑنے کے لئے سپاہ بھیجی۔ اگرچہ ناگپور مین کوئی سخت لڑائی نہین ہوئی۔ مگر مرہٹون کو دونون جگہہ ہزیمت اوٹھانی پڑی۔ ہلکر کی سپاہ نے پیشوا کی سپاہ سے ملنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن اوس نے مہدی پور مین انگریزون سے شکست پائی۔ اب گورنر جنرل کی پالیسی جو ہندوستان مین امن و امان قایم کرنے کی تھی اوسکے بخلاف مرہٹون کی کوشش کا خاتمہ ہوا۔ اور انگریزی سپاہ نے پیشوا کا تعاقب کیا۔ اسکے ساتھ

یسی دو ایک لڑائیان ہوئین - لیکن آخرمین اوسکی سپاہ بھی پراگندہ و تباہ ہوگئی - اور اوسکے سارے
قلعہ چھن گئے - اور اوسکا تعاقب یہان تک کیا گیا کہ آخرمین اوس نے ۸ لاکھ روپیہ پنشن کی مقرر
ہونے پر اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کیا - اسکے بعد بٹھور مین رہنے لگا - لارڈ ہیسٹنگز نے
یہہ فیصلہ کیا کہ دکن کی حکمرانی مین آیندہ اوسکا اور اوسکے خاندان کا کوئی حصہ باقی نرہے - اور اوسکا
تمام علاقہ احاطہ بمبئی مین شامل کرلیا گیا - ناگپور کی ریاست نے بھی اپنے بڑے بڑے اضلاع برٹش
گورنمنٹ کے حوالے کئے - ستارہ کی ریاست سیواجی کی اولاد کے لئے - از سر نو مرتب ہوی - اور
راجپوتانہ کی ریاستون مین - جدا جدا راجہ مقرر ہوے - اور برٹش گورنمنٹ اونکی محافظ و متکفل بنی
اور مرہٹون کے بڑے راجہ جو چہوٹے چہوٹے راجاؤن سے خراج لیتے تھے - وہ موقوف کیا گیا - اور
یہہ شرط ٹھری کہ وہ خراج برٹش خزانہ کی توسط سے ادا کیا جاوے - ان تدابیر سے مرہٹون مین
پیشوا کی حکمرانی کا چراغ بالکل گل ہوا - اور تین بڑے خاندان سیندہیا - ہلکر - اور ناگپور کے بہونسلا
جو اکثر برٹش گورنمنٹ کے مقابلہ مین کہڑے ہوتے تھے - وہ ہندوستان مین امن و امان رکھنے کے
لئے پابند کئے گئے - اور پنڈارون کا گروہ بھی ستاصل کردیا گیا - مرہٹون کی ریاست کے سلئے
ملکون کے حدود بہت اچھی طرح مقرر کیگئین - اور لوٹ مار و غارتگری کا نام نابود کردیا گیا - بڑی
بڑی ریاستون مین - برٹش رزیڈنٹ مقرر ہوا - تاکہ وہ گورنمنٹ کی اعلےٰ خدمات کو بجا لائے -
اور تمام سب سڈیری فوجین جنکا انصرام ریاستین کرین وہ ہرجگہہ برٹش کی ہدایتونکے موافق اعلیٰ ملٹری حکومت کے رکھی گئین

لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل

لارڈ امہرسٹ ۱۸۲۳ء مین بعہد جارج رابع شہنشاہ انگلینڈ جو ملکہ معظمہ کے چچا تھے - جو اپنے باپ
جارج ثالث کے ۲۹ جنوری ۱۸۲۰ء کو انتقال کرنے پر تخت نشین ہوئے تھے، گورنر جنرل ہندوستان ہو

اسوقت انگریزون کی ریاست محروسہ مین برہما* والون نے دست درازی شروع کی۔ اور شمال شرق مین اوس ملک کو تسخیر کرنیمین مصروف ہوے۔ (جسکو اب انگریزی عملداری مین آسام کا صوبہ کہتے ہین۔ جو منی پور کے گرد ہے۔) جو برٹش گورنمنٹ کی حراست و محافظت مین تھا۔ اور بنگال کے ضلع سلہٹ کو بھی دہمکانے لگے۔ اور ایک جزیرہ پر بھی قبضہ کرلیا۔ جو اراکان کے کنارہ پر برٹش سے متعلق تھا۔ جس سے مجبوراً ۱۸۲۴ء مین۔ لارڈ امہرسٹ نے پیگو پر فوج بھیجی۔ برہمیون نے بڑی سینہ زوری اور دلیری سے انگریزی سپاہ کا مقابلہ کیا۔ مگر آخر کو مجبور ہوکر اطاعت قبول کرلی۔ اور حسب شرایط صلحنامہ ۱۸۲۶ء مین آسام۔ اراکان ٹینسرم کے اضلاع انگریزی حکومت مین الحاق کئے گئے برہما سے جو ملک حاصل ہوا اس نے انگریزی عملداری کی شرقی سرحد کو قایم و محفوظ کردیا۔

جنوری ۱۸۲۶ء مین بھرت پور کے قلعہ کو (بھرت پور مین ایک غاصب نے اپنا راج قایم کرلیا تھا) لارڈ کومیر نے حملہ کرکے فتح کیا۔ یہہ وہ قلعہ تھا کہ جس کے فتح کرنے مین ۱۸۰۵ء مین لارڈ لیک ناکام رہے تھے۔

اب ہندوستان کے اندر دو سلطنتین تہین۔ ایک انگریزون کی۔ دوسری سکہون کی اور امیران سندہ مشکل سے ہندوستان کے فرمانرواؤن کی فہرست مین داخل ہوسکتے ہین۔ رنجیت سنگہ نے سکہون کی سلطنت کو معراج پر پہونچایا تھا۔

* جس زمانہ مین کہ کلایو بنگال کو محکوم کر رہا تھا ۱۷۵۷ء مین الوم پرا نے پیگو کو فتح کرکے برہما کی سلطنت کو بنایا تھا۔ اور وہ بہت وسعت پاگئی تھی۔ جنوب کے طرف خلیج بنگالہ کے مشرقی کنارہ تک اوسکی وسعت تھی۔ اوہن نے تمام کوہستانی اضلاع جو ہندوستان کی مشرقی سرحد پر واقع ہین مطیع کرلئے تھے۔ اور برہما کی فوجین مشرقی بنگال کی زمینون کے طرف بڑہتی چلی آتی تہین۔ جس سے برہما اور بنگال کی گورنمنٹون مین سرحد کے لئے جہگڑے ہونے لگے۔ ۱۲ مولف

لارڈ ولیم بنٹنگ گورنر جنرل

سنہ ۱۸۲۸ء مین لارڈ ولیم بنٹنگ (بعہد جارج رابع شہنشاہ انگلینڈ) ہندوستان کے گورنر جنرل ہوئے ان کے زمانہ تک ایسٹ انڈیا کمپنی کی حیثیت دو طرح پر تھی۔ ایک تجارتی دوسری حاکمانہ مگر یہہ آتے ہی تجارتی حیثیت جاتی رہی۔ اور محض حاکمانہ حیثیت قایم رہی۔ صدر امین صدر امین اعلےٰ۔ ڈپٹی کلکٹر وغیرہ کے عہدے قایم کئے۔ اور ٹھگون کو جو تمام ممالک متوسط۔ حیدرآباد۔ اودہ۔ بندیلکھنڈ۔ راجپوتانہ مین لوٹ مار کرتے تھے۔ غارت کیا۔ کہتے ہین کہ ۲ ہزار ٹھگ گرفتار ہوئے۔ جنمین پندرہ سو کو پہانسی دیگئی۔ باقی دایم الحبس کئے گئے۔ ستی کا مذموم رسم موقوف ہوا۔ اور گورنر جنرل کی کونسل مین ایک ممبر قانونی بھی مقرر کیا گیا چنانچہ اول ممبر لارڈ میکالے ہوئے۔ جنہون نے تعزیرات ہند بنائی۔ جو ابتک جاری ہے۔ اسکے بعد تعلیم کا مسئلہ چھیڑا گیا۔ اور ہندوستان کے ساتھ رسل و رسائل بذریعۂ دخانی طاقت کے جاری ہوئی۔ کمپنی کی نوکریان زیادہ تر تعلیم یافتہ ہندوستانیونکو ملنے لگین

سنہ ۱۸۳۳ء تک گورنر جنرل صرف بنگال کا گورنر جنرل ہوتا تھا۔ لیکن اس سال مین پارلیمنٹ نے گورنمنٹ ہند کے لئے جو ایکٹ پاس کیا اوسکی روسے گورنر جنرل ہندوستان کا قایم کیا گیا اور گورنر جنرل کو تمام ہندوستان کے لئے۔ ایکٹ صادر کرنے کا اختیار دیا گیا۔ پہلے کوئی یوروپین ہندوستان مین نہین رہسکتا تھا۔ لیکن اس ایکٹ کے روسے وہ قید دور کردیگئی۔ اور انڈین سول سروس کے امیدوارون کے لئے ایک کالج ہیلبری مین قایم کیا گیا۔

لارڈ ولیم بنٹنگ کے جانشین ایک سال کے لئے سر چارلس مٹکاف ہوئے۔ جنہون نے اخبارات کو آزادی دی۔

لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل

سنہ۱۸۳۶ء مین لارڈ آک لینڈ بعہد ولیم رابع شہنشاہ انگلینڈ (یہہ ملکہ معظمہ کے چچا تھے - جنکا اصلی نام ڈیوک کلیرنس تھا جو اپنے بڑے بہائی - جارج رابع کے بعد جبکا ۲۶ جون سنہ۱۸۳۰ء کو لاولد انتقال ہوا ولیم رابع کے لقب سے تخت نشین ہوے) گورنر جنرل ہندوستان ہوکر آئے - مئی سنہ۱۸۳۶ء مین ایک ایکٹ پاس کیا کہ یورپین کے دیوانی مقدمات کو ہندوستانی جج اپنی عدالتون مین فیصل کیا کرین - جس سے انگریزون کو خوف پیدا ہوا - اور اونہون نے اس قانون کا نام بلاک ایکٹ (اندہیر کا قانون) رکھا - اور اسکے مسترد ہونیکے لئے ولایت مین اپیل کی - مگر وہان لارڈ میلبورنکی وزارت زبردست تھی ڈائرکٹرون کے آگے کچھہ نہ چلی - ایکٹ بدستور جاری رہا -

صوبہ اڑلیسہ کے مہاندی کی جنوبی جانب مین پہاڑون کے درمیان شمالی سرکارون کے پاس جو ملک ہے اوسمین قوم کہانڈ (کہونڈ) رہتی ہے - جب سنہ۱۸۳۵ء مین راجہ گمسور نے سرکار انگریزی سے بغاوت کی تو اوسکا ملک ضبط کرلیا گیا - اوسوقت یہہ حال کہلا کہ یہ قوم پرتہوی کی پوجا کرتی ہے - اور اوسپر انسان کا بلدان چڑہاتی ہے - میجر میکفرسن نے اوس قوم کا مقابلہ کرکے اس وحشی رسم کو موقوف کیا -

اب ہم ذیل مین ضمناً سلطنت انگلینڈ کے مختصر حالات جو اس زمانہ اور ملکہ معظمہ سے متعلق ہین چند فقرات مین بیان کرکے اوسکے بعد پہر ہندوستان کے واقعات لکھینگے -

تخت نشینی ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصر ہند

ولیم رابع شہنشاہ انگلینڈ نے (یہ ملکہ معظمہ کے چچا تھے -) ۲۰ - جون سنہ۱۸۳۷ء کو ۷۲ سال کی عمر مین

لاولد انتقال کیا۔ چونکہ اسوقت ملکۂ معظمہ کے سوا تخت کا وارث کوئی نہ تھا۔ اسلیئے آپ ۱۲ ۲۰ جون سنہ ۱۸۳۷ء

کو تخت انگلینڈ پر رونق افروز ہوئین۔ اسوقت آپکی عمر ۱۸ سال کچھہ روزون کی تھی۔

ملکۂ معظمہ کے باپ کا نام ڈیوک آف کناٹ تھا۔ (جنکا اصلی نام اڈورڈ اگسٹس تھا) جو جارج

سیوم۔ ا۔ ملکہ شارلٹ کے پسر چہارمی تھے۔ اور اونہون نے ۲۹ مئی سنہ ۱۸۱۸ء کو شہزادی وکٹوریا لوئیسا

۱؎ جب جارج سوم نے ۲۹ جنوری سنہ ۱۸۲۰ء کو ۸۲ سال کی عمر مین انتقال کیا تو اوسکے بڑے چار بیٹون (جارج چہارم۔ ڈیوک آف یارک ڈیوک آف کلیرنس۔ ڈیوک آف کناٹ) مین سے خلف اکبر جارج چہارم سنہ ۱۸۲۰ء مین تخت نشین ہوئے اسکو صرف ایک بیٹی شارلٹ تھی۔ جسکی شادی ڈیوک لیوپولڈ سیکس کوبرگ سے عمل مین آئی۔ اور سنہ ۱۸۱۷ء مین زچگی کی بیماری سے اوسکا انتقال ہوگیا۔ اگر وہ زندہ رہتی تو اپنے باپ کے بعد وہی وارث تاج و تخت تھی اب اوسکے مرنے پر جارج چہارم کے دوسرے بھائی ڈیوک آف یارک کا نمبر تھا۔ مگر وہ بھی جنوری سنہ ۱۸۲۷ء مین لاولد مرگیا الحاصل جب ۲۶ جون سنہ ۱۸۳۰ء کو جارج چہارم کا بعمر ۶۹ سال لاولد انتقال ہوا تو اوسکا تیسرا بھائی ڈیوک آف کلیرنس ولیم چہارم کے لقب سے تخت پر بیٹھا۔ اسکو دو بیٹے ہوئے۔ مگر دونو کم سنی ہی انتقال کرگئے۔ اب ولیم چہارم کے انتقال پر تخت نشینی کا حق ڈیوک آف کناٹ کو (جو ملکۂ معظمہ کے والد ماجد تھے) حاصل تھا۔ لیکن یہہ تو کئے سال قبل ۲۳ جنوری سنہ ۱۸۲۰ء کو انتقال کرگئے تھے اور انکے انتقال کی وجہہ سے اسوقت حق سلطنت ملکۂ وکٹوریا کو پہونچتا تھا۔ اور یہہ بھی گمان تھا کہ شاید ولیم چہارم کو کوئی اور اولاد ہوجائے۔ لیکن آخر تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اور ۲۰ جون سنہ ۱۸۳۷ء کو ۷۲ سال کی عمر مین ولیم چہارم کا بھی انتقال ہوگیا۔ اب بجز ملکۂ وکٹوریا کے کوئی وارث سلطنت باقی نہ تھا۔ اسلیئے ملکۂ وکٹوریا تخت نشین ہوئین۔ ۱۲ مولف

۲؎ وکٹوریا لوئیسا کی پہلی شادی ایمرلنٹ چارلس موروثی بادشاہ لی ننگین سے اونکی پہلی بی بی سعوفا نہرہٹ ڈی کے مرنے پر ہوئی تھی۔ اور یہان وکٹوریا لوئیسا کو ایک لڑکا شہزادہ چارلس اور ایک لڑکی شہزادی فیوڈورا پیدا ہوے۔ اسکے بعد انکا خاوند ایمرلنٹ چارلس مرگیا۔ اور سنہ ۱۸۱۸ء مین اونہون نے دوسری شادی ڈیوک آف کناٹ سے کرلی۔ ۱۲ مولف

(یہ ملکۂ معظمہ کی والدہ ہین) سے جو چہارم فرنسس فریڈرک این کونی ڈیوک آف سکس کوبرگ سال
فیلڈ کے دختر نیک اختر اور آرنسٹ چارلس موروثی بادشاہ لی تنگین کی بیوہ تہین شادی
کی تہی - چنانچہ وکٹوریا لوئیسا کے بطن سے ۲۴ رمئی ۱۸۱۹ء کو ملکۂ معظمہ پیدا ہوئین - اور اسکی دوسرے
سال جنوری ۱۸۲۰ء کو ملکۂ معظمہ کے باپ ڈیوک آف کینٹ کا انتقال ہوگیا - اور ملکۂ معظمہ اپنی
شفیق ماں (وکٹوریا لوئیسا) کے زیر نگرانی پرورش پائین -
جب ملکۂ معظمہ تخت نشین ہوئین تو ہینوور کی ریاست انگلینڈ سے علیحدہ کرلیگئی - کیونکہ
سلک قوانین کے موافق ہینوور کی ریاست مرد سے مخصوص ہے - عورت اوس پر بادشاہت
نہین کرسکتی - چنانچہ علیحدہ کرلینے کے بعد ملکہ کا چچا ڈیوک آف کمبرلینڈ ارنسٹ ہینوور کا بادشاہ بنا - اور جارج
سوم کا سب سے چہوٹا بیٹا اڈالفس فریڈرک ڈیوک آف کیمبرج جو ۱۲ سال سے ہینوور کا ویسرائے
تہا وہ اسوقت بلالیا گیا -

اب ہم پہر ہندوستان کی تاریخ کے جانب متوجہ ہوتے ہین - ۷ رجولائی ۱۸۳۷ء کو دفعتاً -
نصیر الدین حیدر والی لکہنئو کا انتقال ہوگیا - مشہور ہے کہ کسی نے اوسکو زہر دیدیا - اسوقت
لکہنئو مین کرنیل جان لو رزیڈنٹ تہے - بادشاہ کے مرنے پر شاہ مرحوم کی والدہ نے منا جان کو -
(جو دراصل شاہ مرحوم کا بیٹا نہ تہا) تخت پر بٹہانا چاہا - حالانکہ سلطنت کا وارث بادشاہ کا چچا محمد علی شاہ
نامعلوم کی قید مین موجود تہا - مگر کرنیل لو نے انگریزی فوج کے ضرب سے تباریخ ۸ رجولائی ۱۸۳۷ء
محمد علی شاہ کو تخت نشین کیا - اور بیگم و منا جان کو گرفتار کرکے بنارس بہیجدیا - محمد علیشاہ نے
پانچ سال سلطنت کی - اور ۱۸۴۲ء مین وفات پائی - اوسکا بیٹا امجد علیشاہ سریر آرا ہوا - اس انتشار مین

* ہینوور کی ریاست جرمنی مین واقع ہے ۱۷۱۴ء مین جارج اول شہنشاہ انگلینڈ - اوسکا بہی فرمانروا قائم ہوا تہا -
جو ملکۂ معظمہ کی تخت نشینی تک شہنشاہان انگلینڈ سے ہی اوسکا تعلق رہا - ۱۲ مولف

قحط سالی نے ہندوستان مین اپنا منہہ دکہایا۔ جس سے امدادی کام شروع کئے گئے۔ ملک کی پیمائش ہوی۔ اور گنگا کی نہر کلان تعمیر ہوئی۔

افغانستان کی پہلی لڑائی

اگست ۱۸۳۸ء کے شروع مین ایرانی ہنوز ہرات کے گرد خیمہ زن تہے کہ ہندوستان مین ایک لشکر جرار جمع ہونیکی تیاریان لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل نے شروع کردین۔ اسکی خاص وجہ یہ تہی کہ یہہ فوج شاہ شجاع کے ساتہہ قندہار و کابل جاکر دوست محمد خان کو تباہ کرے۔ اور شاہ شجاع کو تخت نشین کرے۔

جنگ افغانستان کے اسباب ناظرین کے سمجہنے کے لئے ہم نہایت تفصیل کے ساتہہ بیان لکہتے ہین افغانستان ایک کوہستانی وسیع ملک ہے جسکا رقبہ جزائر برطانیہ اعظم کے رقبہ سے وسعت مین دوچند ہے۔ اور یہہ ملک ایران کے اضلاع خراسان اور ہندوستان کے اضلاع پنجاب کے درمیان واقع ہے۔ اسکی مصنوعی سرحد جنوبی بلوچستان۔ اور شمالی سرحد ممالک ازبکیہ (جو روس کے تابع ہین) ہے۔ اس ملک کے تین حصے ہین۔ ایک حصہ کابل مع اضلاع مضافات ہے جو ہندوستان کے مغلون کی سلطنت مین داخل تہا۔ دوسرا حصہ ہرات اور وادی ہری رود ہے۔ جو ایران سے متعلق تہا۔ تیسرا حصہ وہ ہے جسمین دریائے ہیلمند بہتا ہے۔ اور اس مین قندہار ہے۔ اس حصہ پر سلطنتون کے لڑائی جہگڑے رہتے تہے کوئی اسمین مستقل سلطنت جمنے نہین پاتی تہی۔ اور فرمان روائی اسکی بدلتی رہتی تہی۔ ہندوستان اور افغانستان کے حد فاصل اونچے اونچے پہاڑ ہین۔ اور ان پہاڑون کے درمیان بڑے بڑے دشوارگزار و دہشت ناک درے ہین۔ جن کے اندر سے ہوکر پنجاب اور کابل کے درمیان آمد و رفت ہوتی ہے۔ ہندوستان پر وسط ایشیا کے سب حملہ آور ان ہی درون سے آئے ہین۔ اور اب بہی اگر کوئی حملہ آور خشکی کی راہ سے ہندوستان پر حملہ کرنا چاہے تو وہ صرف اسی جانب سے حملہ کرسکتا ہے۔ ورنہ سیوا اس طرف کے اور سب جانبون مین سمندر ہے جسکو انگریزی

اور یہہ کارروائی خاص لارڈ آکلینڈ گورنر جنرل کی طبیعت کے من مانے تھی۔ کیونکہ کونسل کو اس جنگ
کابل کی نسبت بالکل اختلاف تھا۔ اور کونسل کے ممبرون نے اس امر کی شکایت بھی انگلینڈ کو

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۶) اپنی بحری قوت سے بیخوف وخطر بنا رکھا ہے۔ بس یہی افغانستان کا ملک ہے جسکی طرف سے
برٹش گورنمنٹ کو اندیشہ حملہ ہونیکا رہتا ہے۔ اور روس اوسکی طرف جلد جلد بڑہا چلا آتا ہے۔ روسیون نے انیسوین
صدی مین یورپ مین فنلینڈ کو فتح کیا۔ ترکون کی سلطنت کے عمدہ عمدہ صوبے لے لئے۔ پولینڈ کو حصون مین تقسیم کرلیا ہے
اب ایشیا مین سائبیریا کے جنوب کے طرف بہت سا ملک لے لیا ہے۔ جگزارٹس پر اپنے قلعے بنالئے ہین۔ اور اوکسس کے
طرف دانت لگا رہا ہے۔ خیوا اور بخارا و قوقند کے خانات کو اپنا تابع بنا لیا ہے۔ ایران کے شمالی اضلاع بھی اوس نے
لے لئے ہین۔ ہرات جو ہمیشہ کلید ہند مشہور ہے اوسپر روسیون کی پیش قدمی مدبران انگلش کو متردد کرتی ہے۔

احمد شاہ درانی نے افغانستان کے تینون حصون کو (جسکا اوپر ذکر ہوا) ملاکر ایک سلطنت بنائی۔ جب وہ
مرگیا تو اوسکا پوتا شاہ زمان پایندہ خان بارک زئی (جو امیر دوست محمد خان کا باپ تھا) کے بدولت ۱۷۹۳ء
مین افغانستان کے تخت پر بیٹھا۔ کیونکہ درانی کا بیٹا تیمور شاہ جو شاہ زمان کا باپ تھا۔ اول ہی مرچکا تھا۔ اور
رنجیت سنگہ والی لاہور زمان شاہ کی بیحد تعظیم وتکریم کرتا تھا۔ اور اوسی کے نام سے پنجاب پر حکومت کرتا تھا۔ نپولین
بوناپارٹ بھی انگلینڈ کی مضرت رسانی کے لئے زمان شاہ کو اپنے کام کا اوزار جانتا تھا۔ اور خود زمان شاہ کا مقصد
برٹش انڈیا پر حملہ کرنیکا تھا۔ انگریزون نے اس طوفان سے بچنے کے لئے کپتان ملکم کو سفیر بناکر طہران بہیجا۔ اور شاہ
ایران کے ساتھ ۱۸۰۰ء مین فرانس اور افغانستان کے برخلاف عہدنامہ ہوگیا۔ اتنے مین زمان شاہ نے پایندہ خان کو
(جسکی بدولت سلطنت ملی تھی) منصب سے علیحدہ کردیا۔ اور پایندہ خان نے بادشاہ کے برخلاف سازش کی۔ جب
وہ کہلگئی تو زمان شاہ نے پایندہ خان کو گرفتار کرکے مارڈالا۔ اب پایندہ خان کے اکیس بیٹے اس انتقام کے
لئے کہڑے ہوگئے۔ چنانچہ پایندہ خان کے بڑے بیٹے فتح خان نے زمان شاہ کے سوتیلے بہائی محمود شاہ کو
بادشاہ بنادیا۔ اور زمان شاہ کی آنکہین نکلواکر قید کیا۔ لیکن اس جانشینی پر زمان شاہ کے حقیقی بہائی شجاع شاہ

لکہ بہیجی تہی - الحاصل ستمبر و اکتوبر کے مہینون مین رجمنٹین - اور پلٹنین اور توپخانے ستلج کے ریگستان کے طرف سے فیروزپور کو روانہ ہوتے رہے - اور بمبئی مین جدا ایک لشکر کی تیاری ہو رہی تہی - نومبر کے آخر ہفتہ مین

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۴) ومحمود شاہ مین لڑائیان شروع ہوئین - جسکا حال یہہ ہوا کہ کبہی ایک بہائی فتح پاکر کابل مین بادشاہ ہوتا تو کبہی دوسرا بہائی اوسکو شکست دیکر تخت پر بیٹہتا - الحاصل جب شاہ شجاع کابل مین بادشاہ تہا تو - برٹش گورنمنٹ نے میجر مونٹ سٹورٹ الفنسٹن کو سفیر بناکر پشاور بہیجا تہا - شاہ شجاع نے سرکار انگریزی سے دوستی کا وعدہ کیا تہا - اور اس کے معاوضہ مین رقم کی امداد چاہی تہی - لیکن لارڈ منٹو (جو اوسوقت گورنر جنرل تہے) نے رقم کی نسبت التفات نہ کیا - ۱۸۰۹ء مین محمود شاہ نے شاہ شجاع کو شکست دیکر سندہ اوتار دیا - رنجیت سنگہ نے اوسکو مقید کیا - اور وہ ہیرا کوہ نور دنیا کا مشہور الماس کوہ نور اوس سے چہین لیا - اب یہہ ہیرا انگلینڈ کے تاج شاہی مین اپنا نور دکہا رہا ہے - الحاصل شاہ شجاع بہت سی مصیبتین اوٹہاکر ۱۸۱۶ء مین لدہیانہ مین انگریزون کے سایۂ عاطفت مین آیا - اوسکا بہائی زمان شاہ بہی اس جلاوطنی مین اوسکے ساتہہ رہا - اس اثنا مین فتح خان وزیر کے چہوٹے بہائی دوست محمد خان نے ایک سدوزئی (محمود شاہ وغیرہ سدوزئی خاندان سے ہین) شہزادی کو بیحرمت کیا - جس سے کامران (جو ولیعہد تہا -) کو طیش آیا اوس نے فتح خان وزیر کو قید کرکے آنکہین نکال لین - اور سخت ایذائین دیکر مارا - پہر کیا تہا وزیر کے بہائیون نے سارے ملک کو حصون مین تقسیم کرکے قبضہ کرلیا - اب سدوزئی کا ادبار آیا - اور بارک زئی کا اقبال چمکا - آخرکار ۱۸۲۶ء مین دوست محمد خان کابل کا فرمانروا ہوگیا -

اب کسیقدر حالات ایران کے اسی زمانہ کے متعلق ملاحظہ کیجیے ۱۸۰۰ء مین روس کے شہنشاہ پال نے جارجیا ایران سے لیکر روس مین شامل کرلیا - اس پر ایران نے انگریزون سے مدد چاہی - مگر انگریزون نے توجہہ نہ کی - آخر ایران نے ۱۸۰۵ء مین فرانس سے رجوع کیا - نپولین نے روسیون کے مقابلہ مین امداد دینا قبول کیا - اور ایران نے یہہ وعدہ کیا کہ وہ فرانسیسون کے ساتہہ ہندوستان پر حملہ کرنے مین شریک ہوگا - لیکن ۱۸۰۷ء مین فرانس اور روس کے مابین اتحاد ہوگیا - جس سے ایران کا معاہدہ معقود ہوگیا - ۱۸۰۸ء مین سرکار انگریزی نے سرحدی سلطنتون سے

فیروزپور مین یہہ فوج جمع ہوگئی - اس مین ۱۴ ہزار سپاہ انگریزی اور ۶ ہزار فوج شجاع کی تھی - اور کل سپاہ کے سپہ سالار سر جان کین تھے - اگر ہم اس جنگ کے پوری تفصیل کے ساتہہ واقعات لکہین تو

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۵) معاہدہ کرلینا بہتر جانا - چنانچہ مسٹر فورڈ جونی سفیر بنا کر طہران بہیجا گیا - اور ایران سے فی الفور معاہدہ ہوگیا - جسکے رو سے انگریزون کو رقم اور سپاہ سے ایران کو بوقت جنگ مدد دینا قرار پایا - ۱۸۲۶ء مین روس نے ایران کے ساتہہ جنگ شروع کی - ایران نے اس موقع پر انگریزون سے امداد چاہی - مگر انگریزون نے کان پر ہاتہہ رکہہ لیا - جس سے ایران کو مصیبت اوٹہانی پڑی - اور روس سے نہایت عاجزانہ عہد و پیمان کرلینا گیا - اور اس عہد و پیمان ہی کی رو سے ایران کے ملک کے بہت سے صوبے روسیون کو دینے پڑے - اور تاوان جنگ مین اتنا روپیہ دینا پڑا کہ جسکا ادا کرنا ایران کے لئے ناممکن تھا - آخر مین انگلینڈ اس حرکت سے سخت خجل ہوا - اور دو لاکہہ پچاس ہزار تمن (جو تین کروڑ روپیہ سے زیادہ ہوتے ہین) ایران کو تاوان جنگ مین روسیون کو دینے کے لئے بہیجا اور ساتہہ ہی معاہدہ مین رقم کی امداد کا فقرہ آیندہ کے لئے حذف کردیا گیا -

اب روسیون نے ایران کے ساتہہ متفق ہوکر ہرات پر قبضہ کرنا چاہا - گو اسوقت افغانستان کے صوبون مین بہدوزئی بپیارک زئی قمیاب ہوے تھے - لیکن صرف ہرات محمود شاہ کے قبضہ مین تھا - اور وہان اوسکا بیٹا حکومت کرتا تہا جب فتح علی شاہ والی ایران نے ۱۸۳۴ء مین انتقال کیا تو - اوسکا پوتا شاہزادہ محمد مرزا (محمد شاہ) (جو عباس مرزا کا بیٹا تہا) تخت پر بیٹہا - اور روس کی در پردہ اشتعال سے ہرات کے لینے کا قصد کیا - انگریزون نے ہرچند اس مہم کی موقوفی کے لئے زور لگایا - مگر کچہہ نہو سکا - علاوہ برین انگریزون کو حسب معاہدہ سابقہ (جو ایران کے ساتہہ ہوا تہا) ایران و افغانستان کی لڑائی مین مداخلت کا حق بہی نہ تہا - البتہ اوس صورت مین حق ہوسکتا تہا کہ جب دونون مین سے کوئی ایک فریق انگریزون کو واسطہ بنانا چاہے - الحاصل محمد شاہ نے نومبر ۱۸۳۷ء کو پچاس ہزار کے لشکر کے ساتہہ ہرات کا محاصرہ کیا - اسوقت محمد شاہ کے ساتہہ روسیون کے افسر اور ایجنٹ برابر موجود تھے - بلکہ روس نے پچاس ہزار تمن اس جنگ کے لئے محمد شاہ کو قرضہ دیکر وعدہ کیا تہا کہ اگر ہرات فتح ہوجائے تو یہہ قرضہ بالکل معاف کردیا جائیگا -

ایک ضخیم کتاب ہو جائیگی - اسلئے مختصر صرف ضروری واقعات لکھتے ہین -
۳۰ دسمبر ۱۸۳۸ء کو لارڈ آک لینڈ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ملاقات فیروز پور مین ہوی - اور رخصت کیفیت

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۶) اب ایرانیون نے ۲۳ جون ۱۸۳۸ء کو حملہ کیا - مگر کامیابی نہین ہوی - اور بہت سا نقصان ہوا - اتنے مین خبر آئی کہ بمبئی کی ایک سپاہ نے خلیج فارس مین جزیرہ کرک پر قبضہ کرلیا ہے - جس سے محمد شاہ ۹ ستمبر ۱۸۳۸ء کو ہرات سے چلا گیا چنانچہ ساڑھے نو مہینے محاصرہ رہا -

ادہر لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل نے الگزینڈر برنیز کو سفیر بناکر کابل مین دوست محمد خان کے پاس بہیجا - دوست محمد خان نے سفیر کی بہت کچہ آو بہگت کی - اور روسیون کی پیش قدمی ہرات پر روکنے کے لئے راضی ہوگیا - مگر اوسکے ساتھہ - دوست محمد خان نے اسکے معاوضہ مین انگریزی سفیر سے اپنی یہہ خواہش ظاہر کی کہ پشاور کا صوبہ (جسکو رنجیت سنگھ نے اوسکے دو بہائیون کو شکست دیکر اوس کو لیا - اور پنجاب مین شامل کرلیا ہے) رنجیت سنگھ سے اس شرط پر واپس دلادیا جائے کہ وہ رنجیت سنگھ کو اوسکا باج و خراج بھی دیگا -

پشاور کا صوبہ رنجیت سنگھ کے ہاتھہ جانیکی یہہ کیفیت ہے کہ شاہ شجاع لدہیانہ مین بیٹھے بیٹھے رنجیت سنگھ سے سازش کرکے فروری ۱۸۳۳ء مین کابل لینے کی غرض سے روانہ ہوا - گو اس موقع پر اوس نے انگریزون سے بھی مدد چاہی تھی - مگر انگریزون نے مدد کا دینا قبول نکیا - لیکن اوسکے چار مہینے کی پنشن ۱۶ ہزار روپیہ پیشگی دیدی - جس سے اوسکو اس جنگ مین کسیقدر مدد ملی - الحاصل شاہ شجاع نے امیران سندہ پر فتحیاب ہوکر قندہار پہنچا - اور اوسکے حصار کا محاصرہ کیا - جب دوست محمد خان کو معلوم ہوا تو اوس نے کابل سے آکر محاصرہ کو اوٹہا دیا - اور شاہ شجاع شکست کہاکر پہر لدہیانہ چلا آیا - لیکن دوست محمد خان جب اس محاصرہ کے اوٹہانے مین مشغول تھا - تو رنجیت سنگھ کی فوج نے دریائے اٹک کو عبور کرکے صوبہ پشاور کو اوسکے دو بہائیون سے چہین لیا - اور افغانونکو درۂ خیبر سے نکال دیا - دوست محمد خان نے ہرچند پشاور سے سکہون کو نکالنے کی کوشش کی - مگر کارگر نہوی -

الحاصل امیر دوست محمد خان نے جو خواہش ظاہر کی تھی - اوسکے نسبت گورنر جنرل نے بالکل نفی مین جواب دیدیا اسلئے بھی

گورنرجنرل نے دو گہر چڑہی توپین مہاراجہ کو نذر دین - اودہر فوج نے سندہ کے جانب سفر شروع کیا امیران سندہ کو مجبور کرکے فوج اونکے حدود سے گذری - اور وہ بیچارے انگریزون کو کچہہ دنون کے لئے دریائے سندہ کے کنارے پر سکہر اور روڑی کے درمیان کے جزیرہ کا قلعہ بکہر حوالے کردیا - او بمصالحت ثلاثہ کے عہدنامہ مین شاہ شجاع کو جو رقم خراج دینے کی مقرر ہوی تہی وہ بہی ان امیرون نے ادا کی - حالانکہ ایک مدت ہوچکی تہی کہ امیران سندہ نے اپنے کندہے کو کابل کے جوے سے نکال چکے تہے اور شاہ شجاع خود قرآن مجید پر قسم کہاکر اپنے دعوؤن کو چہوڑچکا تہا - اسکے علاوہ ۶ - فروری کو امیران سندہ سے یہ نیا عہد و پیمان ہوا کہ تہوڑی سپاہ سندہ مین رکہی جائے - اور تین لاکہہ روپیہ سالانہ اوسکا خرچ وہ ادا کرین - اب فوج سندہ پار ہوکر شکارپور ہوتی ہوی درۂ بولان کے پاس داور کے طرف چلی - ۱۰ مارچ جب داور پہونچی تو بیماری کے سبب سپاہ بہت ضعیف ہوگئی - اونٹ گہوڑے - اور بہیر کے آدمی بہت مرگئے - اسباب کے خورجیان تلف ہوگئین - راستہ مین صحرانورد بلوچیون نے بہت ستایا - الحاصل مصیبتین اوٹہاتی ہوی وادی شال کی مرتفع زمین کوئٹہ مین پہونچی - اور یہان بہی - اور شجاع کی سپاہ کا انتظار کیا گیا - ۶ - اپریل کو کل سپاہ جمع ہوکر کابل کی سڑک پر ہوی - وہان سے خان قلات کے علاقہ مین آئی - اس عرصہ مین بہت کچہہ نقصان ہوگیا - آخر ۲۰ - اپریل ۱۸۳۹ع کو قندہار پہونچی - شہر کے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵۷) امیر اور سر برنیز سفیر نے (جو امیر کا طرفدار بنگیا تہا) اس معاملہ کی نسبت بہت کچہہ گورنرجنرل کو ملتفت کرنا چاہا - لیکن وہ اپنی سابقہ ہٹ پر قایم رہا - کیونکہ گورنرجنرل کی نیت مین تو شجاع کو سلطنتِ افغانستان دلانا - اور اوسکی وجہہ سے اوسکی بعد ہی جنگ افغانستان کی ندامت اوٹہانا لکہا تہا - اب امیر نے گورنرجنرل کی جانب سے بالکل مایوسی دیکہی تو اوس نے امیرانہ رخ روس کی جانب کیا - اور ادہر گورنرجنرل نے رنجیت سنگہہ - اور شاہ شجاع کو متفق کرکے افغانستان مین انقلاب پیدا کرنے اور شاہ شجاع کو سلطنت دلانے کے لئے ۲۶ - جون ۱۸۳۸ع کو معاہدہ کرلیا - جسپر تینون کی دستخط ہوگئے - اب اسکے بعد کے واقعات ناظرین متن مین ملاحظہ فرمائین ۱۲ مولف

امراس کے آتے ہی فرار ہو گئے۔ انگریزون نے شہر پر قبضہ کرلیا۔ اور حسب دستور شاہ شجاع کو تخت پر بٹھایا۔ لیکن رعایا نے اس تخت نشینی کے متعلق کسی قسم کی خوشی نہین منائی کیونکہ وہ اول ہی سے شجاع کو پسند نکرتی تھی۔ اور اب تو اوس نے انگریزون کو اونکے ملک مین لایا تھا۔ اس سبب سے اور بھی متنفر ہو گئی۔ اسکے بعد قندہار مین ایک دستہ سپاہ چھوڑ دیگئی۔ اور باقی فوج غزنین کے طرف چلی غزنین کے افغانون نے تھوڑا بہت مقابلہ کیا۔ انگریزون نے شہر کے دروازہ کو باروت سے اوڑا کر اندر گھس گئے۔ افغان پریشان ہو کر بھاگے۔ اور کسیقدر گرفتار بھی ہو گئے۔ امیر دوست محمد خان کا بیٹا حیدر سلطان بھی قید ہوا۔ اور غزنین کے فتح ہو جانے سے دوست محمد خان کو بڑا صدمہ پہونچا۔ اور شاہ شجاع کا بیٹا شاہزادہ تیمور اپنی فوج کے جو درہ خیبر کے طرف سے جلال آباد کی جانب لیجا رہا تھا۔ اوسکے روکنے کے لئے امیر نے اپنے بیٹے اکبر خان کو بھیجا۔ مگر پھر اوسکو بہت جلد کابل کی محافظت کے لئے بلالیا اور خود ارگندی مین کابل سے پچیس میل پر غزنی کی سڑک پر آیا۔ پھر اپنی چوبین توپین چھوڑ کر بامیان کیطرف بھاگا۔ اور اوسکا بیٹا اکبر خان کابل کے جانب مراجعت کیا۔ جیمس اوٹرم صاحب امیر کے تعاقب مین چلے۔ لیکن جب وہ بامیان پہونچے تو معلوم ہوا کہ امیر شاہ یگان چلا گیا ہے۔ آخر انگریزی لشکر ہ اگست ۱۸۳۹ع کو کابل پہونچ گیا۔ اور شاہ شجاع سرتاپا جواہر مین غرق گھوڑے پر سوار کابل کے بازارون سے گذر کر بالاحصار مین داخل ہوا۔ مگر رعایا مین سے کسی شخص نے بھی سلام نکیا۔ اور نہ کسی افغان سردار نے آکر مبارکباد دی۔

گورنمنٹ نے اپنی فتحمند سپاہ کے افسرون مین سے سر جان کو (پیر) میکناٹن کو (بیرونٹ) و ویڈ صاحب کو (نائٹ) کے خطابات عطا کئے۔ اور میکناٹن صاحب شاہ شجاع کے دربار کے رزیڈنٹ مقرر ہوئے۔ اور برنیز صاحب اونکے نائب قرار پائے۔ اس اثنا مین بمقام لاہور ماہ جون ۱۸۳۹ع مین رنجیت سنگھ نے انتقال کیا۔ اور لارڈ آک لینڈ نے یہ تصفیہ کیا کہ افغانستان کی

حملہ آور سپاہ کا ایک حصہ واپس بلالیا جائے - اور باقی سپاہ کابل - غزنی - جلال آباد کی محافظت کے
لئے وہان متعین رہے - وسط ستمبر ۱۸۴۱ء مین جب جنرل ولٹ شہر کابل سے واپس آنے کے لئے تیار
ہوئے تو میکناٹن صاحب نے اونکو قلات پر قبضہ کرنیکا حکم دیا - چنانچہ ۱۵ اکٹوبر کو ایک سخت لڑائی
کے بعد قلات پر انگریزی قبضہ ہوگیا - اور قلات کا سردار محراب خان معہ دوسرے بڑے بڑے سردارونکے
اس جنگ مین مارا گیا - اور کپتن صاحب بنگال کی تہوڑی سی سپاہ کے ساتھہ جلال آباد و خیبر کی راہ سے
پشاور کو چلے - خیبر کے افغانون نے علی مسجد کے پاس کپتن صاحب پر حملہ کیا - دو چار لڑائیان ہوئین -
آخر میکناٹن صاحب کے ایجنٹ کپتان میکس نے اون افغانون کو اسّی ہزار روپیہ سالانہ پر آیندہ حملہ
نہ کرنے کے نسبت راضی کرلیا اتنے مین خبر آئی کہ روس ۲۴ ہزار سپاہ اور ۲۷ توپون کے ساتھہ خیوا
پر بڑہا چلا آتا ہے - کیونکہ ترکمانون نے اوسکی رعایا کو گرفتار کر کے لونڈی اور غلام بنالیا ہے -
اس خبر کے سننے سے انگریزون کو تردد پیدا ہوا - اور ایک سفیر خان خیوا کے پاس روانہ کیا گیا -
خان خیوا سفیر سے اچھی طرح ملا - اور اوسکی رائے سے اون گرفتار شدہ لونڈی اور غلامون کو آزاد کردیا - جس سے
روس کی پیشقدمی دور ہوئی - اسکے بعد معلوم ہوا کہ آرتہر کونولی جو سفیر بناکر قوقان بہیجا گیا تہا - وہ بخارا
بہی گیا تہا - وہان خان بخارا نے اوسکو قید کرلیا ہے - اب میکناٹن صاحب اوسکے رہا کرانیکی فکر مین
کرنے لگے - اسی عرصہ مین یہہ کیفیت آئی کہ امیر دوست محمد خان جو خان بخارا کے پاس امداد کی غرض سے
گیا تہا اوسکو بہی امیر بخارا نے دغا بازی سے مقید کیا ہے - اور اب اوسکے عیال و اطفال کی گرفتاری
کی فکر مین لگا ہوا ہے - میکناٹن صاحب نے اس خبر کو سنکر ڈاکٹر لورڈ کو جو بامیان مین ایجنٹ تہا
لکہا کہ اگر امیر کے اہل و عیال گورنمنٹ سے پناہ کے خواستگار ہون تو اون سے پناہ کا وعدہ کرلیا جائے
اس اثنا مین بامیان کے سرحد پر افغانون نے فساد شروع کیا - ڈاکٹر لورڈ نے فوج کے ذریعہ اس فساد کو
مٹایا اور اسکے ساتھہ قلعہ ہزارہ پر بہی قبضہ کرلیا - اس قبضہ نے ازبکون کو غضبناک کردیا - اور خان بخارا

بہی ایسا مشتعل ہوا کہ - امیر دوست محمد خان کو اوس نے رہا کر دیا - اور اوسکی تائید پر کمر باندہی - اب
امیر نے علم جہاد بلند کیا - جس سے ہزارون افغان جمع ہو گئے - اور انگریزی سپاہ سے مقابلہ کیا -
لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ انگریزی سپاہ فتحیاب ہوی - اور امیر اپنے دو بیٹون اکبر خان اور افضل خان کے ساتہہ
پہاڑون مین بہاگا - اور سرداران خلم و قندہار نے انگریزون سے صلح کر لی پہر چند روز کے بعد امیر نے
جنرل سیل کی فوج سے مقابلہ کیا - مگر اس دفعہ بہی اوسنے ہزیمت اوٹہائی - آخر امیر مجبور ہو کر ایک روز تنہا
میکناٹن صاحب کے پاس آیا - اور اپنی تلوار نذر دیکر جان کی امان چاہی - میکناٹن صاحب نے امیر کو
تلوار واپس دیدی اور نہایت عزت و حرمت کیساتہہ اوسکو کابل لایا - پہر یہان سے سر ولوبا کی کوٹن کی
حراست مین امیر کو لدہیانہ روانہ کیا - پہر وہ لدہیانہ گورنر جنرل کے پاس کلکتہ آیا - اودہر کابل غزنی
اور قندہار کے پہاڑی قومون نے سر اوٹہایا - اور انڈرسن صاحب کی فوج پر حملہ کیا - مگر انگریزی فوج کے
روبرو شکست پائی آخر ۳ ہزار سالانہ پر اونکو راضی کر کے یہہ فساد رفع کیا گیا - اتنے مین کوئٹہ اور
قلات کے اقوام باغی - کاکر - بلوچ نے بلوہ کیا - ناصر خان پسر محراب خان (جو سابق مین قلات کا سردار
تہا - اور انگریزون کے مقابلہ مین جان دی تہی) انکا پیشوا تہا - انگریزی سپاہ نے دو چار لڑائیون
کے بعد اس بلوہ کو بہی دفع کیا - اور ناصر خان بلوچستان کے جنگل مین بہاگ گیا - اسکے بعد خیال کیا گیا
کہ اب شور و شر کا طوفان تہم گیا - مگر وہ خیال غلط نکلا - چنانچہ ۱۸۴۱ع کے اواخر مین جب افغان سرداران
نے دیکہا کہ ایک سال ہو گیا مگر انگریزی فوج کابل سے نہین جاتی تو اونہون نے آپس مین سازشین کرنی
شروع کین جسمین پہلے پہل ایک سردار اختر خان (جسکو زمین داور کے مالک ہونے سے دستبردار
ہونا پڑا تہا) نے اپنے ملازمون کو جمع کر کے فوج شاہی پر حملہ کیا - لیکن ناٹ صاحب نے اوسکو
شکست دیدی - ۱۸ دسمبر ۱۸۴۱ع کو شاہ شجاع اور میکناٹن نے ولوبا کی کوٹن کو نائٹ کمانڈر آف
دی باتہہ کا خطاب دیا - چند روز کے بعد ولوبا کی ہندوستان کو واپس آئے - اور اونکی جگہہ -

جنرل الفنسٹن سپہ سالار مقرر ہوا۔ اور اکبر خان کو جو شاہ شجاع کی اطاعت کا حلف اوٹھا چکا تہا۔ اہل ہرات نے برانگیختہ کیا۔ اور بہت سے دُرانی جرگے اوسکے علم کے نیچے دوڑے آئے۔ ناٹ صاحب نے شمالی مغربی اضلاع کے سرکشون کی گوشمالی کی۔ اور ایک سردار اکرم خان نامی کو عدول حکمی کی علت مین توپ سے اوڑا دیا۔ ٹوڈ صاحب ہرات سے بلالئے گئے۔ اور شہزادہ کامران کو جو روپیہ دیا جاتا تہا۔ وہ موقوف کردیا گیا۔ انگریزی افسرون نے جب کابل مین امن وامان دیکہا تو اپنے اہل وعیال کو بھی وہان بلالیا۔ اس اثناء مین ہندوستان کے فضول خرچیون کی نسبت انڈیا ہوس کی سیکرٹ کمیٹی ڈائرکٹر کمیٹی نے گورنر جنرل کو لکہا کہ افغانستان کے جہگڑون مین۔ جو بیدریغ روپیہ لگایا جارہا ہے۔ وہ موقوف کردے۔ کیونکہ اسوقت سوا کروڑ روپیہ سالانہ کا خرچ ہندوستان کے ذمہ اور پڑگیا تہا۔ اب گورنر جنرل نے میکناٹن کو لکہا کہ افغان امیرون کو حفظ امن کے لئے جو روپیہ دینے کا معاہدہ کیا گیا ہے وہ موقوف کردیا جائے۔ اور کسیقدر سپاہ بھی ہندوستان کو واپس بہیجدی جائے۔ چنانچہ میکناٹن نے سردارون کو بلاکر اوس سے اگاہ کیا۔ بہرحال یہی وجوہ مندرجہ بالا افغانون کی سرکشی کے لئے بہت زیادہ ہوگئے۔

۱۰ اکتوبر سنہ ۱۸۴۱ء کو ایک کالم کرنیل مونٹیتہ کے ساتہہ کابل سے ہندوستان کو واپس روانہ کیا گیا جسکو راستہ مین افغانون سے بہت کچہہ لڑنا اور نقصان اوٹہانا پڑا۔ اتنے مین سیل صاحب بھی ایک کالم کے ہمراہ گندمک ہوتے ہوئے جلال آباد چلے۔ ان پر بھی افغانون نے بہت کچہہ ظلم توڑا۔ اب یہان کابل کی سنئے کہ یکم نومبر کو غلزئیون نے انگریزون سے انتقام لینے کا مشورہ کرکے ۲ نومبر کو برنیز صاحب کے مکان پر حملہ اور بلوہ کی ابتدا کی۔ اور اس حملہ مین برنیز معہ اپنے بہائی کے مارا گیا اسکے بعد ان بلوائیون نے اونکے مکان اور خزانہ کو آگ لگادی۔ اور تمام بازارات و دوکانات کو لوٹ کر تباہ وتاراج کردیا۔ میکناٹن صاحب کو جب اسکی خبر ہوی تو اونہون نے بلوائیون کے روکنے کے لئے جنرل الفنسٹن سے مشورہ کیا۔ اور شیلٹن صاحب اونکے روکنے کے لئے بہیجے گئے۔

مگر بلوہ فرو نہ ہوا۔ اور لحظہ بلحظہ ترقی پذیر ہوتا چلا۔ بلوائیون نے کمسریٹ کا گودام بھی لوٹ لیا۔ جس سے
فوج کی رسد کی حالت نازک ہوگئی۔ میکناٹن نے قندہار کی فوج کو امداد کے لئے طلب کیا۔ لیکن وہ راستہ
مین برف کی شدت سے کابل آنہ سکی۔ اب یہان روزانہ بلوائیون کا ستم انگریزی فوج پر بہت زیادہ
ہونے لگا۔ اور اس لڑائی مین اکثر انگریزی سردار مارے گئے۔ مجبوراً میکناٹن نے افغان سردارون
سے مصالحت کرنی چاہی۔ ۲۷ نومبر کو ایک مجلس منعقد ہوی جسمین میکناٹن صاحب اور افغان
سردارون کے نائب جمع ہوئے اور سردار عثمان خان کے پیش کردہ شرائط پر بحث شروع ہوی
اور دو ہفتے اسی بحث مین گذرگئے۔ آخر ۱۱ دسمبر ۱۸۴۱ء کو کمسریٹ کا ایک منشی کاغذ لایا۔ جس پر
افغانون کے بڑے بڑے سردارون کے دستخط تھے۔ اور اوسمین میکناٹن سے چھاؤنی کے باہر
ملاقات کرنیکی درخواست تھی۔ چنانچہ دوسرے روز میکناٹن معہ کپتان ٹرورو میکنزی و جارج لارنس
کے سردارون کی ملاقات کو قلعہ سے دوسو گز کے فاصلہ پر گئے۔ یہان اکبر خان اور دوسرے افغان
سردارون سے ملاقات ہوی۔ اور شرائط ذیل گورنمنٹ و محمد اکبر خان کے درمیان قرار پائے۔
(۱) کابل مین جو انگریزی فوج موجود ہے وہ ہندوستان واپس جائے۔ (۲) کل سردار انگریزی فوج
کو سفر مین کوئی تکلیف نہ دینگے بار برداری اور رسد سے مدد دیجائیگی۔ (۳) جلال آباد کی متعینہ فوج
بھی پشاور کو واپس جائے۔ (۴) غزنی کی فوجین بھی فوراً پشاور کے طرف کوچ کرین (۵) قندہار و افغانستان
کے حدود کی سپاہ بھی سفر کے ضروری بندوبست ہونے پر درۂ بولان کے طرف سے ہندوستان واپس
ہو (۶) دوست محمد خان کا تمام اسباب و جائداد مملوکہ واپس دیجائے۔ (۷) انگریزی افسرون کے
اسباب کی جو افغانستان مین چھوڑ دیا جائے۔ اوسکی حفاظت کرکے مناسب وقت پر ہندوستان
بھیجدیا جائے۔ (۸) شاہ شجاع کو اجازت ہے کہ وہ ایک لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے افغانستان مین
اوقات بسر کرے یا برٹش سپاہ کے ساتھ چلا جائے۔ (۹) اگر شاہ شجاع برٹش سپاہ کے ساتھ چلا جائے

اوسکے متعلقین جو یہان رہین۔ اونکی ہرطرح حفاظت رہے (۱۰) جب برٹش سپاہ مع الخیر ہندوستان
پہونچے توفی الفور امیر دوست محمد خان معہ اہل وعیال و دیگر افغانون کے جو ہندوستان مین مقید ہین
افغانستان کے پہونچنے کا بندوبست کیا جائے۔ (۱۱) جب امیر کابل مین واپس آنیکے لئے پشاور مین
پہونچے تو شاہ شجاع کے متعلقین بہی ہندوستان واپس کردئے جائین۔ (۱۲) ان شرائط کی تکمیل کیلئے کابل
مین چار معزز برٹش افسر بطور ضمانت چہوڑدئے جائین۔ اور جب امیر کابل آجائے تو وہ ہندوستان
واپس کردئے جائین (۱۳) محمد اکبر خان۔ محمد عثمان خان اور دو بڑے سردار برٹش سپاہ کے ساتہہ
پشاور تک جائین (۱۴) افغانستان سے برٹش فوج واپس ہونے کے بعد افغانون۔ اور انگریزون کے
درمیان رشتۂ اتحاد ایسا رہے کہ گورنمنٹ کی بلا رضامندی افغان کسی دوسری گورنمنٹ سے معاہدہ
نکرین۔ اور بوقت ضرورت برٹش سے مدد لین (۱۵) اگر افغانون کی مرضی ہو تو ایک انگریزی سفیر
کابل مین رہے۔ جس سے اتحاد مستحکم ہو۔ (۱۶) کسی شخص کو گذشتہ جنگ مین شریک ہونیکی وجہہ سے
سزا ندیجائے۔ اور ہر ایک شخص مجاز ہوگا وہ برٹش سپاہ کے ساتہہ ہندوستان چلا جائے (۱۷) اگرچند
انگریزی کے افسر اور فوج جو کسی باعث افغانستان کو فوراً نہ چہوڑین تو اون کی امداد و محافظت کیجائے۔
(۱۸) سامان رسد مہیا کرکے اوسکی قیمت لیجائے۔

الحاصل ان شرائط کی تکمیل کے لئے افغانون کی جانب سے محمد اکبر خان کا معتمد موسی خان اور
انگریزون کی جانب سے کپتان ٹریور مقرر ہوئے۔ لیکن اسکے بعد افغانون نے رسد اور دانہ چارہ
کا کوئی بندوبست نکیا۔ جب میکناٹن صاحب نے محمد اکبر خان کو لکہا تو اوس نے جواب دیا کہ جبتک
انگریز قلعون کو خالی نکرینگے اوسوقت تک افغانون کو انگریزون کے کابل سے چلے جانیکا اطمینان
نہوگا۔ آخر مجبوراً انگریزون نے قلعون کو فوج سے خالی کردیا۔ اور افغانون نے اونپر قبضہ کرلیا اسی
اثنا مین افغانون کے ہاتہہ میجر لیچ پولیٹیکل ایجنٹ قلات غلزئی کا ایک خط لگ گیا جسمین اونہون

کابل کے ایک بڑے مہاجن کو یہہ لکھا تھا کہ تم حسب مقدور ہماری مدد کرو۔ جب ہماری فوجین
افغانستان پر دوبارہ قبضہ کرینگے تو تمکو بہت بڑا انعام دیا جائیگا" اس تحریر نے افغانون کو سخت
ناراض کردیا۔ اور میکناٹن صاحب جب ۲۱ ڈسمبر کو سردارون سے ملاقات کرنیکے لئے گئے تو سردارون
نے بد اخلاقی کا برتاؤ کیا۔ ہرچند میکناٹن صاحب نے کہا کہ میجر لیچ کو اس عہدنامہ کی خبر نہین ہے
اور اُنھون نے یہہ خط ناواقفیت لکھا ہے۔ مگر اس عذر کا اثر سردارون پر بالکل نہ ہوا۔ ۲۲ ڈسمبر کو
سردار سلیم خان۔ سرور خان نوبانی وغیرہ نے ایک صلحنامہ لایا جسمین لکھا تھا کہ شاہ شجاع بادشاہ رہے۔
اور محمد اکبر خان بطور وزیر کے اوسکے ساتھ رہے۔ اور ۴ ہزار روپیہ سالانہ برٹش گورنمنٹ سے پایا کرے
قلعہ محمد شریف خان مین ایک رجمنٹ اور بالاحصار مین دوسری رجمنٹ سرکار انگریزی کی رہے۔
انگریزون کی فوجین افغانستان مین موسم بہار تک مقیم رہین۔ امین اللہ خان جو مفسدہ پرواز ہے
وہ محمد اکبر خان کے حوالہ کیا جائے"۔ مگر میکناٹن صاحب نے سب شرطون کو منظور کیا۔ لیکن آخری شرط
جو امین اللہ خان کے حوالہ کرنیکی تھی اوس سے انکار کیا۔ اور قبل از دوپہر میکناٹن صاحب نے کپتان
ٹریور۔ میکنزی۔ کپتان جارج لارنس کو لیکر محمد اکبر خان کے پاس گئے۔ اور اکبر خان کو گرانٹ صاحب کا
گھوڑا۔ اور لارنس صاحب کا دونالی طپنچہ (قبل ازین ان دونون کی اکبر خان نے خواہش کی تھی) حوالہ کیا
تھوڑی دیر بھی نہین گزری کہ دفعتاً اکبر خان نے بگیر بگیر للکارا۔ افغانون نے ان چارون سردارون کو
پکڑ لیا۔ لارنس۔ میکنزی۔ ٹریور کی مشکین باندھی گئین۔ اور افغان اپنے گھوڑون کے پیچھے بٹھا کر لیچلے
راستہ مین ٹریور گھوڑے سے گرا۔ ایک افغان نے اوسکو مار ڈالا۔ اور میکنزی و لارنس قلعہ محمود آباد
مین قید کئے گئے۔ محمد اکبر خان نے میکناٹن صاحب کو طپنچہ مار کر ہلاک کیا۔ اونکا سر کابل کے چوک مین لٹکایا گیا
اور دھڑ بازارون مین گھسیٹا گیا۔ لیکن افسوس ہے کہ الفنسٹن صاحب سپہ سالار نے انگریزی فوج کے
ذریعہ اونکا کوئی انتقام نہین لیا۔ بلکہ اسکے برعکس میجر ایلڈرڈ پوٹنجر کو معاہدہ کی تکمیل کرنیکے لئے اکبر خان کے

پاس بہیجا۔ سابقہ عہدنامہ مین ترمیم ہوکر یہہ شرایط ٹھہرین کہ تمام توپین سوائے ۶ میدانی توپون کے اور تمام بچی ہوی بندوقین۔ ہتیار اور خزانے کے تمام سکّے افغانون کے حوالے کئے جائین۔ اور پشاور تک بخیر و عافیت پہونچانے کے معاوضہ مین ساڑہے بارہ لاکھ روپیہ دئے جائین؛ چنانچہ یکم جنوری ۱۸۴۲ء کو اس عہدنامہ پر اٹھارہ افغانون کے سردارون کی مہرین ثبت ہوئین۔ اور ۶ جنوری کو انگریزی فوج نے جلال آباد کی جانب کوچ کیا۔ جسمین (۶۹۰) گورے (۲۸۴۰) ہندوستانی پیدل سپاہی اور (۹۷۰) ہندوستانی سوار (۶) گہوڑ چڑہی گورون کی توپین۔ اور تین پہاری توپین تہین پہیر کے بارہ ہزار آدمی فوج کے پیچہے لگے ہوے تہے۔ موسم جاڑے کا تہا۔ زمین اور پہاڑ برف سے ڈہکے ہوے تہے۔ سردی گرم کپڑون کے اندر چہید ڈالتی تہی۔ اس پر او مصیبت یہہ ہوی کہ راستہ مین افغانون نے خلاف معاہدہ قتل و خونریزی پر کمر باندہی کبہی چنداول پر تو کبہی ہراول کی فوج پر حملہ کرتے۔ اور جان و مال کا نقصان پہونچاتے۔ پہیر کے ہزارون آدمی مارے گئے۔ اور بہت سے سردی اور برف سے مرگئے۔ لیڈیان جو پالکیون اور ڈولیون مین ابتک سوار ہوتی تہین اونکے لئے اب کہار زندہ نہ تہے اسلئے مجبوراً ٹٹوون کے کجاوُن مین بیٹہنا پڑا۔ اور فوج نے خرد کابل پہونچنے تک چنداول کی ہندوستانی سپاہ کی رجمنٹ بالکل قتل ہوگئی۔ گو انگریزی کی فوج کے ہمراہ اکبر خان موجود تہا۔ مگر افغانون کی زیادتین کا وہ کچہہ دفعیہ نکرسکا۔ ۱۲ جنوری کو وادی جگدلک کے نیچے جب فوج پہونچی تو جنرل سپاہ سے جدا ہوگیا۔ اور سپاہ بغیر جنرل کے سفر کرنا شروع کی۔ اتنے مین افغانون کا ایک گروہ چہرے اور تلوارین لیکر سپاہیون اور پہیر پر آن پڑا۔ مورچون کے آگے مردون کے ڈہیر لگ گئے۔ چند افسر اور تہوڑی سپاہ جو افغانون سے لڑتی ہوی باہر نکل گئی۔ وہ گندمک جاتے ہوے سب مارےگئے۔ اور بارہ افسر جو اپنے ہمراہیون سے جدا ہوے تہے وہ بہی فتح آباد کے قریب قتل ہوگئے چنانچہ ۶ جنوری کی صبح کو جو ہزارون آدمی کابل سے جلال آباد کو جانے کے قصد سے روانہ ہوے تہے

اونمین صرف ڈاکٹر برائی ڈن ۱۳ر جنوری ۱۸۴۲ء کو اپنے ہموطنون کی کہانی سنانے کے لئے جلال آباد پہونچا۔ جب یہہ خبر لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل کو ہوئی تو انکی زندگی تلخ ہوگئی۔ اور انکی نیکنامی ہمیشہ کے لئے خاک مین ملگئی۔ اب اونکو یہہ فکر پیدا ہوئی کہ کسیطرح باقی فوج افغانستان سے باہر نکال لیجائے اودہر افغانستان مین باقی انگریزی فوج کی یہہ حالت تہی کہ جنرل ناٹ صاحب معہ اپنی فوج کے قندہار مین قلعہ بند تھے۔ اور غزنی مین کرنیل پامر سپاہ کو لئے ہوئے حصار نشین تھے۔ لیکن رسد کی قلت نے اونکو باہر نکالا۔ اور افغانون نے حملہ کرکے اونکو معہ بقیہ فوج کے قید کرکے کابل بہیجا۔ اور غزنی پر قبضہ کرلیا۔ جلال آباد مین سیل صاحب فوج کے ساتہہ محصور بیٹھے تھے۔

لارڈ ایلن براگورنر جنرل

۲۸ر فروری ۱۸۴۲ء کو لارڈ ایلن براگورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ اور لارڈ آک لینڈ رخصت ہوئے۔ اسوقت خزانہ بالکل خالی۔ قرض کا بار بہت بہاری۔ افغانستان کا جہگڑا مزید برآن موجود تہا جس سے نئے گورنر جنرل کو مشکلات کا سامنا تھا۔ الحاصل لارڈ آک لینڈ کی اندہادہند کارروائی نے یہہ روز بد دکھایا تھا۔ مگر اسکے ساتہہ ہی اونکے بعض کارروائیان قابل تعریف بھی تہین۔ چنانچہ تعلیم سائنس کی اشاعت مین اونہون نے بہت کچہہ اعانت کی۔ عدالت مین شہادت کے متعلق جو قرآن مجید ولنگا جل اوٹہانیکا طریقہ تہا۔ اوسکو موقوف کرکے صرف خدا کو حاضر و ناظر جانکر ایمان سے اقرار کرنا اور سچ کہنا مقرر کیا۔ سابق مین دیولون اور مندرون مین جو چڑہاوا چڑہایا جاتا۔ وہ ملک کی آمدنی مین شمار ہوتا تھا۔ اور جاتریون سے ٹیکس لیا جاتا تھا۔ یہہ سب موقوف کردیا۔

اب لارڈ ایلن برا نے پہلا کام افغانستان کی مہم کا کیا۔ اور جنرل پالک کو سپاہ سالار مقرر کیا

بہیجا۔ جنکے ساتھہ سر ہنری لارنس اور کلارک صاحب تہے۔ گلاب سنگہہ راجہ جموں بہی انگریزون کی
اعانت پر مستعد ہوگیا۔ چنانچہ جنرل پالک درۂ خیبر کے طرف بڑہے۔ آفریدیون نے مقابلہ کیا۔ پالک نے
اونکو شکست دیکر قلعۂ علی مسجد لے لیا۔ اور یہہ قلعہ سکہون کے سپرد کرکے آگے چلے۔ پہر اکبر خان نے
حملہ کیا۔ اوسکو بہی انگریزی سپاہ نے شکست دی۔ جب اکبر خان نے ہزیمت اوٹہائی تو وہ انگریزی
قیدیون کو بدیع آباد سے کابل روانہ کردیا۔ افسوس ہے کہ راستہ مین قیدیون نے بہت تکلیفین
اوٹہائین۔ جنرل السٹن کا ۲۳ اپریل کو انتقال ہوگیا۔ اکبر خان نے اونکی نعش جلال آباد بہیجدی
اور ۵ اپریل ۱۸۴۲ع کو کابل مین شاہ شجاع کو۔ نواب زمان شاہ کے بیٹے نے قتل کرکے خندق
مین ڈالدیا۔ اسکے بعد نواب زمان شاہ نے شہزادہ فتح جنگ (جو شاہ شجاع کا بیٹا تھا) کو بادشاہ
اور محمد اکبر خان کو وزیر بنانیکی سازش شروع کی۔ ادہر جنرل پالک لڑتے بہڑتے جلال آباد سے
سیل صاحب کو لیکر وادی شنواری و تیزین کے مقامات کو تباہ کرتے کابل پہونچے۔ اور جنرل ناٹ صاحب
جو قندہار مین قلعہ بند تہے۔ وہ بہی قندہار سے نکلے۔ اور راستہ مین افغانون کا مقابلہ کرتے اور
اون کو ہزیمت دیتے ہوے پہلے غزنین آئے۔ اور افغانون سے جنگ کرکے قلعۂ غزنین کو لے لیا
محمود غزنوی کے مقبرہ کا جو صندل کی لکڑی کا دروازہ تہا* اوسکو اوتار لیا۔ اسکے بعد شہر اور قلعہ کو مسمار
کرکے آگے قدم بڑہایا۔ آخر ہزار مصیبت کابل آئے۔ اور جنرل پالک سے ملے۔ اب جنرل پالک کو
قیدیون کے چہڑانے کی فکر ہوی۔ اور اونہون نے سر رچمنڈ شیکسپیر چہہ سو قزلباش سوارون
کے ساتھہ اکبر خان کے پاس بہیجا۔ لیکن سر رچمنڈ کو بہت دور جانا نہ پڑا کہ صالح محمد خان قیدیون کو
لئے ہوئے اونکے سامنے آیا۔ اسکی تفصیل یہہ ہے کہ اکبر خان نے تمام قیدیون کو صالح محمد خان کی

* کہتے ہین کہ یہہ دروازہ پہلے سومنات کا تہا۔ جسکو محمود غزنوی سے غزنی لیگیا تہا۔ مگر کسی دوسری تاریخ سے محمود کا سومنات
سے دروازہ کو لیجانا ثابت نہین ہوتا۔ ۱۲ مولف

حراست مین (صالح محمد اول انگریزی سپاہ مین نوکر تھا سنہ ۱۸۴۲ع مین معہ اپنی کمپنی کے دوست محمد خان
کے پاس بامیان چلا گیا تھا۔) خلم روانہ کیا تھا جو ترکستانی انکو انکے پاس غلامون کی طرح رکھ
جاتے۔ لیکن صالح محمد نے قیدیون سے بیس ہزار روپیہ نقد اور بارہ ہزار روپیہ سالانہ پنشن کی
دستاویز لکھا لیکر انکو انگریزی فوج مین لا رہا تھا۔ پالک صاحب کو قیدیون کی اسطرح بلا جنگ وجدل
کے رہائی پانا بیحد خوشی کا باعث ہوا۔ اسکے بعد انہون نے چار چتہ کے بازار کو (جہان میگناٹن کی لاش
تشہیر کیگئی تھی) جو علی مردان خان نے شاہجہان کے عہد مین بنایا تھا۔ مسمار کرکے ڈھیر بنا دیا۔ اور تمام
فوج کو کابل کے بازارات و مکانات کے لوٹنے کا حکم دیا۔ جس سے ہزارہا مکانات مع دکانات تباہ
و تاراج ہوگئے۔ صرف قزلباشون کا محلہ (جو انگریزون کا ہوا خواہ تھا) فوج کے حملے سے بچا۔ جب
اس انتقام سے پالک صاحب کو فرصت ملی تو انہون نے ۱۲ اکتوبر کو ہندوستان کے طرف
کوچ کیا۔ نابینا زمان شاہ اور اسکا بھتیجا فتح جنگ بھی فوج کے ہمراہ ہوگئے۔ واپسی مین بھی انگریزی
فوج پر ہر چند افغانون نے بہت سارے حملے کئے۔ مگر پالک و ناٹ کی دلاوری نے ان کی ایک
نہ چلنے دی۔ اور ہر ایک موقع پر افغانون نے شکست پائی۔ جلال آباد مسمار کرکے گورنر جنرل
کے حکم پر سکھون کے حوالہ کیا گیا۔ علی مسجد کے مقامات زمین کے برابر کر دئے گئے۔ جب یہہ
انگریزی لشکر فیروزپور پہونچا تو گورنر جنرل نے فوج کا استقبال کیا۔ اور فیروزپور مین ایک بہت
بڑا جشن اس فتح کی خوشی مین منایا گیا۔ سپاہیون کے ریویو ہوئے پبلک کا جہین ہوئین سپاہیون
کو مٹھائی کھلائی گئی۔ امیر دوست محمد خان کو بغیر کسی شرط کے اجازت دیگئی کہ وہ اپنے مفلس
و بنجر ملک کو چلا جائے۔ اور گورنر جنرل نے بذریعہ اشتہار کے اس امر کا اظہار کیا کہ افغان
جسکو چاہین اپنا بادشاہ بنائین گورنمنٹ اسمین دخل نہ دیگی۔ اور وہ صندلی دروازہ ہندون کو
دیا گیا کہ وہ اسکو از سر نو سومنات مین لگائین۔ الحاصل اس جنگ سے افغانستان مین گورنمنٹ

ستر اکرّوڑ روپیہ سے زیادہ خرچ ہوا۔ لیکن حاصل کچہہ بھی نہ ہوا۔

جنگ سندہ

جب انگریزون نے افغانستان مین پریشانی اوٹہائی۔ اور وہان سے انگریزی سپاہیون کو واپسی کا حکم دیاگیا تو آئندہ کے لئے مغربی سرحد سلطنت کی دریائے سندہ قرار پائی۔ اور سابق *عہدنامہ مین ازسرنو ترمیم و تبدیل کی کارروائی کیگئی۔ کرنیل جیمس اوٹرم پولیٹکل ریجنٹ سندہ نے اس جدید عہدنامہ مین یہ شرایط داخل کی تہین کہ کراچی اور سکہر مین انگریزی سپاہ کی دو چہاونیان ڈالی جائین۔ اور کل محصول دریائی موقوف ہو۔ دخانی جہازون کے لئے لکڑی دینے کی جو قید ہے وہ بالکل اوٹہادیجائے۔ اور سکہر بکہر کے مانند شکارپور پربہی معہ مضافات انگریزون کا قبضہ

*۱۸۳۲ء مین برٹش گورنمنٹ کو خیال ہوا کہ مغربی سرحد بر جو وحشی قومین آباد ہین اون سے رشتہ اتحاد مربوط کیا جائے چنانچہ اس کام کے لئے سرہنری پوٹنجر کو سندہ بہیجا۔ اور اِن شرایط پر امیران سندہ سے عہدنامہ مرتب کیاگیا کہ دریائے سندہ انگریزی تجارت کے لئے کہلا رہے۔ مگر مسلح جہازون کی آمدورفت مسدود ہو۔ اور خاص قیود کے ساتھہ سوداگر مسافر آیا جایا کرین۔ اسکے علاوہ اور چہوٹی چہوٹی شرطین بہی تہین۔ اسکے بعد ۱۸۳۸ء مین یہہ شرایط اور بڑہائے گئے کہ حیدرآباد مین ایک پولیٹکل ایجنٹ مستقل رہے۔ اور وہ اپنی حفاظت کے لئے سپاہ بہی رکہے۔ جب افغانستان کو سپاہ جانے لگی تو سندہ سے گذرنے کی کارروائی ہوئی۔ اور اسکے ساتھہ افغانستان کی لڑائی کے اختتام تک قلعہ بکہر مستعار لے لیا گیا۔ پہر امیران سندہ سے شاہ شجاع کو ۲۱ لاکہہ روپیہ خراج کے نام سے دلایاگیا۔ اور ایک فوج محافظت ملک سندہ کے لئے متعین کیگئی اور اسکے اخراجات تین لاکہہ سالانہ قرار پائے۔ چند روز کے بعد اوس پر پچاس ہزار روپیہ کا اور اضافہ کرکے وہ میر شریف کو دینا ٹہرا۔ دریائے سندہ کے سارے محصول راہداری کے معاف کئے گئے۔ بہرحال امور مندرجہ بالا نے امیران سندہ کے دل مین کدورت پیدا کی۔ اب اس پر ایک اور جدید عہدنامہ کی تجویز ہوئی جسکا حال متن مین ملاحظہ فرمائیے ۱۲ مولف۔

اوران شرایط کے عوض مین امیرون کو وہ ساڑھے تین لاکھ روپیہ سالانہ خراج معہ باقیات معاف کردے جائینگے
اس اثنار مین لارڈ ایلن برا گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ اور اونہون نے شرایط بالا پر یہہ فقرہ
اور بڑہایا کہ جن امیرون کی بدخواہی ثابت ہوجائے تو اونکو یہہ سزا دیجائیگی کہ اونکا تھوڑا سا ملک چہین
کر بہاول خان کو دیدیا جائیگا۔ چنانچہ کرنل اوٹرم نے جون ۱۸۴۲ع مین یہہ انتظام پیش کیا کہ سبزل کوٹ
دجو بہاول خان سے ۱۸۳۲ع مین چہین لیا گیا تہا حیدرآباد کے امیر نصیر خان سے لیکر بہاول خان کو دیدیا
جاوے۔ اتنے مین گورنر جنرل نے ایک دوسرا اضافہ یہہ کیا کہ بونگ بڑا جو بہاول خان سے ناحق
لے لیا گیا تہا۔ اور اب وہ میر رستم کے قبضہ مین تہا اوسکو لیکر بہاول خان کو واپس دیا جائے الحاصل
جو اضلاع کہ ضبط ہوے۔ اونکی سالانہ آمدنی ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ تہی۔ اور انتظامات مین جو اور
ضبطیان ہوئین وہ سب ملکر چار لاکھ چہیالیس ہزار روپیہ کی ہوئین جسکے برابر امیرون کو خراج معاف کیا گیا
اب کرنیل اوٹرم کی جگہہ سر چارلس نیپر سندہ کے سپہ سالار اور پولیٹیکل ایجنٹ مقرر ہوے۔ اور
۱۳ نومبر ۱۸۴۲ع کو اونکے پاس گورنر جنرل کا یہ حکم آیا کہ اور زیادہ ملک بہاول خان کی سرحد سے
روڑہی تک ضبط کیا جائے۔ جسکی آمدنی آٹہہ لاکھ چالیس ہزار پانچسو روپیہ سالانہ ہے۔ یعنے
پہلی ضبطی پر تین لاکھ چورانوے ہزار روپیہ کا اور اضافہ کیا چنانچہ جنرل نیپر نے علی مراد کے ساتھہ
ایسا انتظام کیا کہ بالائے سندہ کے امیرون کا ملک پچاس ہزار سات سو پچیس روپیہ سالانہ
آمدنی کا ضبط کیا۔ جس سے کل ملک ضبط شدہ کی تعداد تیرا لاکھ سینتالیس ہزار سات سو پچاس
روپیہ ہوی۔ اور کل ملک کی آمدنی بیس لاکھ اونتالیس ہزار پانچسو سالانہ تہی۔ اسکے علاوہ

* ساٹہہ سال کا عرصہ گزرا تہا کہ تال پوری بلوچون نے سندہ سے کلورائی قومون کو خارج کرکے اپنی حکمرانی قایم کی
تہی۔ اور سندہیون کو اپنا تابع بنالیا تہا۔ اور اپنی پہاڑی قومون کو میدانون پر فرمانروائی کرنیکے لئے نیچے لے آئے
تہے۔ اوراسمین کوہستانی بلوچی۔ میدانی بلوچی۔ خاص سندہی اور ہندو قومین مربوط تہین۔ آخر دو قومون پہلی قوم

جنرل نیپر نے امیرون کو اونکے نام کے سکے ڈہلنے سے بھی منع کیا۔ چونکہ امیران سندھ پہلے عہدنامہ سے ہی رنجیدہ اور ملول تھے۔ اب یہہ جدید عہدنامہ اور ضبطی ملک کی کارروائی نے اونکے زخمون پر اور نمک چھڑکا۔ اب امیران سندھ نے سازش شروع کی۔ اور انگریزون کے خلاف فوج کو جمع کیا۔ شیر سنگہہ مہاراجہ لاہور سے امداد کی درخواست کی۔ ناجایز محصول لینا اور تجارتی جہاز رانی کو روکنا چاہا۔ ماسوا اسکے اور بھی بہت سی خلاف کارروائیان کین۔ لیکن ان امیرون مین سے علی مراد جو میر رستم کا بہائی تھا۔ علیحدہ ہوگیا۔ اور جنرل نیپر کو اس سازش و کارستانیون کی خبر کردی۔ جنرل نیپر نے جب میر رستم سے اپنی سازش کی بابت پوچھی تو اوس نے انکار کردیا۔ اور اپنی دستار امارت اپنے بہائی علی مراد کو دیدی۔ مگر درپردہ اونکا ممد و معاون بنا رہا۔ اب امیرون نے امام غور و غور شاہ اور دیجی کے قلعون مین انگریزون سے لڑنے کے لئے فوج جمع کی۔ قلعہ امام غور مین میر رستم کا بیٹا محمد حسین فوج کا افسر بنا۔ اور قلعہ غور شاہ مین میر رستم کے بہتیجے نصیر خان نے افسری کی جگہہ سنبہالی۔ آخر جنرل نیپر فوج و توپخانہ کے ساتہہ ان سردارون کی سرکوبی کے لئے آگے بڑہا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۷۱) حکمران تھی۔ اور دوسری قوم کا پہلی قوم کے سردار تصتال پوری بلوچون مین چار یاری دستور تھا۔ یعنے ملک کو چار بہائی آپس مین تقسیم کرکے قابض ہوتے۔ اور مشترک فرمان روائی کرتے تھے۔ اور اونکی اولاد کی اولاد مین بہی دستور چلا آتا تھا۔ لیکن اسوقت اون مین تین ہی خاندان حیدرآباد، خیرپور۔ اور میرپور حکمران تھے۔ اول جنوب مین دوسرا شمال مین۔ تیسرا مشرق مین جسکی حد ریگستان تھی۔ اس چار یار نظام سے یہہ دستور نکلا کہ بہائی کا جانشین بہائی ہوتا بیٹا نہوتا۔ اور اسکے سر پر دستار امارت ہوتی۔ جسوقت سر چارلس نیپر سندھ مین آئے تو حیدرآباد مین نصیر خان۔ خیرپور مین میر رستم۔ میرپور مین شیر محمد صاحب دستار تھے۔ اور میر رستم بڑا بوڑہا تھا۔ اس نے کلورائی کے امیر کو سندھ سے خارج کیا تھا۔ ۱۲ مولف

اور خوب جنگ وجدل کا بازار گرم ہوا۔ ۱۵ جنوری ۱۸۴۳ء کو جنرل نے قلعہ امام گڑھ کے دروازے کو
اوڑا دیا۔ جس سے امیرون کے دل مین خوف پیدا ہوا۔ اور اونہون نے اپنے اپنے وکلا جنرل کے
پاس بہیجدیئے۔ اور مہلت چاہی۔ الحاصل ۱۲ فروری کو حیدرآباد مین جدید عہدنامہ پر امیرون کی
دستخطین اور مہرین ثبت ہوگئین اسکے دوسرے دن امیرون نے جنرل کو اطلاع دی کہ بلوچی سپاہی
ہمارے اختیار مین نہین رہے۔ اگر آپ ریذیڈنسی مین رہینگے تو اوسکا نتیجہ جو کچھہ ہوا اوسکے جوابدہ
ہم نہین ہین۔ چنانچہ ۱۵ فروری کو ریذیڈنسی پر تین طرف سے پیدل اور سوارون نے حملہ کیا۔
چوتھی طرف تو دریا تھا۔ طرفین سے لڑائی خوب جم کر ہوئی۔ ۱۷ فروری کو میانی کے جنگ نے
اس جنگ کا فیصلہ کردیا۔ بلوچیون نے شکست پائی۔ اور انگریز فتحیاب ہوئے۔ جنرل نے حیدرآباد
پر قبضہ کرلیا۔ اور دو کروڑ روپیہ کا مال غنیمت انگریزون کے ہاتھہ لگا۔ اور چند امیران سندھ قید کرلیے
گئے۔ اب ایک نازک معاملہ یہہ پیش آیا کہ امیرون کی عورتین قلعہ مین تہین جنکی نگہبانی پر آٹھہ سو بڑے
زبردست دلاور تالپوری بلوچی موجود تھے۔ جنکو امیرون کا حکم تہا کہ اگر ذرا بہی عورتون کی بیعزتی ہو
تو وہ اونکا گلا کاٹین اور لڑکر اپنا راستہ لین۔ جنرل نے پہلے قید شدہ امیرون کو انگریزی فوج کی نگرانی
مین اونکے باغات کو بہیجدیا۔ جہان وہ چند روز آرام رہے۔ اور اسکے بعد عورتون کو تین دن
آزادی دی کہ لونڈیان اپنے گذارہ کے لئے کچھہ لوٹ لین۔ چنانچہ وہ بہت سا روپیہ لوٹ کر لیگئین
کیونکہ وہان خزانہ مین قریب تین کروڑ کے روپیہ علاوہ مستورات کے زیورات اور جواہرات کے تھا
اب تمام عورتون اور بیبیون اور لونڈیون کو اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے آقاؤن اور خاوندون
کے پاس چلے جائین یا سندہ مین رہین مگر اونہون نے دوسری بات پسند کی۔ اور کوئی عورت اپنے
آقاؤن۔ اور خاوندون کے پاس نہ گئی۔ ابتک چھہ امیرون نے اپنے تئین حوالہ کیا تھا۔
اور باقی امیر میدان جنگ کے لئے تیار تھے۔ چنانچہ میرپور کا امیر شیر محمد خان بیس ہزار بلوچیونکو

لیکر موضع دبلکے قریب مورچے جمایا۔ ۲۴ مارچ ۱۸۴۳ء کو جنرل نیپر نے ۶ ہزار سپاہ سے اون پر
حملہ کیا۔ خوب ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ آخر بلوچ شکست کہاکر بہاگے۔ اور بہت سے مارے گئے
اور اس فتح کے بعد انگریزون کے ہاتھہ کل ملک سندہ آگیا۔ شرقی صحرا مین امرکوٹ (جو شہنشاہ اکبر کی
جنم بہوم ہی) بہی آسانی سے فتح ہوگیا۔ تباہ و قید شدہ امیر جلاوطن ہوئے یا مقید ہوکر بمبئی
بہیجے گئے۔ اور ان کے ملک منضبطہ کا ایک حصہ پہلے ملک کے مالکون نواب بہاول پور۔ اور
جودہ پور جیسلمیر کے راجاؤن کو دیا گیا۔ اول جنرل نیپر ملک سندہ کے گورنر مقرر ہوے۔ پہر اوسکے
بعد یہہ ملک بمبئی پریسیڈنسی کے متعلق ہوگیا۔

جنگ گوالیار

افغانستان مین لڑائی کی آگ بڑی بہڑکی تہی وہ بجہی ہی تہی کہ اوسکی چنگاریان ملک سندہ
مین چمکنے لگین۔ ابہی یہان وہ بالکل خاکستر ہوئی تہین کہ ریاست گوالیار* مین شرارے دکہانے لگین

* دربار گوالیار ایک مجلس شورے ہوتی ہے جسکا صدر انجمن مہاراجہ ہوتا ہے۔ اگر وہ نابالغ ہو تو مہاراجہ
کی مان (مہارانی) اپنی وہ صدر انجمن ہوتی ہے۔ اور ارکین مجلس ریاست کے امرائے موروثی اور بڑے بڑے پنڈت
عالم اور افسران سپاہ ہوتے ہین۔ مگر اوسوقت مہاراجہ اور مہارانی دونون کم عمر تہے۔ کیونکہ ۱۸۲۷ء مین جب
دولت راؤ سندہیا لاولد مرگیا۔ تو مہارانی بیجا بائی اوسکی جانشین ہوئی۔ اور اپنے شوہر کے سب سے قریب
رشتہ دار جنکوجی راؤ سندہیا کو متبنی کیا ۱۸۳۳ء مین جب وہ سترہ برس کا ہوا تو مہارانی سے لڑکر ریاست
کے اختیارات لے لیا۔ اور مہارانی آگرہ چلی گئین۔ ۷ فروری ۱۸۴۳ء کو جنکوجی راؤ سندہیا دفعتاً لاولد
مرگیا۔ اوسکی بیوہ رانی تارا بائی جسکی عمر ۱۲ برس کی تہی (یعنے شوہر کے قریبی رشتہ دار) بہاگیرت راؤ سندہیا کو دربار
کی صلاح سے متبنے کیا۔ چونکہ یہہ دونون کمسن تہے۔ اسلئے کرنیل سپائرس صاحب رزیڈنٹ۔ مہاراجہ متوفی کے

چنانچہ گوالیار کی ایک پلٹن کا افسر ایشور سنگھ اپنی پلٹن لیکر ناگوہ گیا تو وہان رعایا پر ظلم وستم شروع کیا جب رزیڈنٹ کو خبر ہوی تو اوس نے اوسکو حکم بھیجا کہ پلٹن کو وہان چھوڑکر خود تنہا یہان چلا آئے لیکن وہ خلاف حکم پلٹن کے ساتھہ کیمپ مین آیا۔ اور یہان کی دوسری پلٹنون مین بھی بغاوت پھیلانے لگا۔ ۸ ادمی ۱۸۴۳ء کو مہارانی نے رزیڈنٹ کو لکھا کہ مین ماما صاحب کی بھتیجی سے مہاراجہ کا بیاہ کرنا چاہتی ہون۔ اور کل ٹیکے کی رسم ادا ہوگی " چنانچہ اوسکا ظہور دوسرے روز برابر ہوگیا پھر ۱۱ مئی کو مہارانی نے سوائے ماما صاحب کے تمام سردارون کو کیمپ مین جمع کرکے رزیڈنٹ کو ماما صاحب کی شکایت لکھی۔ اور اوسکے موقوفی کی درخواست کی۔ ہرچند رزیڈنٹ نے مہارانی کو سمجھایا۔ مگر اوسکا اثر کچہہ بھی نہوا۔ اور ماما صاحب کو لشکر گوالیار سے چلے جانے پر مجبور کیا گیا۔ چنانچہ یہہ بیچارہ سرونج چلا گیا۔ اور رزیڈنٹ نے گورنر جنرل کو اس امر کی اطلاع کی۔ مگر گورنر جنرل نے اس کارروائی مین مداخلت کرنا نامناسب سمجھا۔ اور رزیڈنٹ کو حکم دیا کہ وہ چند روز کیلئے

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۷۴) ماموں ماما صاحب کو مدار المہام مقرر کیا۔ گو اس تقرر سے برٹش گورنمنٹ کی تو من مانگی مراد آئی۔ مگر دربار کے ممبرون نے اوسکے اوکھاڑ پچھاڑ مین پوشیدہ دوانیان کرنے لگے۔

اسوقت دربار کے تین ممبر بڑے صاحب لیاقت تھے۔ ایک بابو سنولیا۔ (جو امارت مین سب امرائے ریاست سے بڑھا ہوا تھا۔) دوسرا رام راو پھلیا (جواپنی نوجوانی میں مرہٹہ کنٹینجنٹ کا افسر بنکر لارڈ لیک کے ماتحت اونکے دشمنون سے لڑا تھا) تیسرا دادا خاص جی والا تھا۔ جو برٹش گورنمنٹ کو ضرورت کے وقت ایک کروڑ روپیہ دلوا دیا تھا۔ اور ریاست کے کل جواہرا اسکے پاس رہتے تھے۔ محل مین بھی اسکو بہت دخل تھا۔ اور بے تکلف محل مین آتا جاتا تھا۔ لیکن ان تینون کے علاوہ ایک عورت نرنجن نامی بڑی پرفن ومکار مہارانی کے ناک کا بال تھی چونکہ مہارانی کو مدار المہام سے سخت عداوت تھی اسلئے یہہ عورت بھی مدار المہام کی جانی دشمن بنگئی۔ ۱۲ مولف

گوالیار سے باہر چلا جائے۔ جسکی تعمیل مین رزیڈنٹ دہولپور چلا گیا۔ مہارانی کو رزیڈنٹ کا اسطرح
چلا جانا تردد مین ڈالا۔ اب اوس نے دادا خاص جی والا کو مدار المہام مقرر کیا۔ جس سے گوالیار
بدعملی اور بے انتظامی کا مرکز بنگیا۔ مہارانی نے رزیڈنٹ کو گوالیار آنیکے لئے لکھا۔ جسکا جواب
اوس نے گورنر جنرل کی ہدایت پر یہہ دیا کہ جبتک دادا خاص جی والا کو مدار المہامی سے موقوف
کرکے جلاوطن یا برٹش گورنمنٹ کے حوالہ نکیا جائیگا۔ اوسوقت تک میرا (رزیڈنٹ) آنا ناممکن
ہے۔ مگر رزیڈنٹ کی یہہ تجویز دادا خاص جی نے مہارانی کو نہین بتلائی۔ جب اوسکی خبر گورنر جنرل کو ہوئی
تو اوسکو دادا خاص جی کی اس بیبانہ حرکت پر بہت غصہ آیا۔ اور اوس نے مہارانی کو بہت ڈانٹ بتلائی
اتنے مین بابو سنتو لیا دیسکہ نے دادا خاص جی کو گرفتار کرکے رزیڈنٹ کو اطلاع دی۔ رزیڈنٹ نے
اوسکا شکریہ ادا کیا۔ اور قیدی کو اپنے سوالے کرنیکی تاکید کی۔ اس اثناء مین کرنیل سپائرس
رزیڈنٹ دہولپور سے ناگپور مین رزیڈنٹی پر بدل گئے۔ اور کرنیل سلیمن اونکی جگہہ مقرر ہوکر آئے
اس نئے رزیڈنٹ کو آئے ہوئے چند روز بھی نہین گذرے تھے کہ بابو سنتو لیا اور دادا خاص جی
مین توپ بازی ہونے لگی۔ مگر مہارانی نے اسکو موقوف کرایا۔ ابتو گورنر جنرل کو تاب نہ رہی۔ اونکو
آگرہ آکر ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۴۳ع کو سپاہ کو آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ اور اپنے ارادہ کی اطلاع مہارانی کو بھی کردی
مہارانی نے گھبرا کر دادا خاص جی کو گرفتار کرکے گورنر جنرل کے پاس آگرہ بہیجدیا۔ گورنر جنرل نے مہارانی
کا شکریہ ادا کرکے یہہ لکھا کہ جبتک حدود گوالیار پر امن و عافیت رہنے کی ضمانت نہ دیجائے گی
تب تک انگریزی فوج بڑہنے سے نہین رکے گی۔ جب مہارانی نے گورنر جنرل کی یہہ پالیسی دیکھی
تو بہت پریشان ہوئی۔ اور خاص خاص سردارون کو مصالحت کیلئے گورنر جنرل کے پاس بہیجا چنانچہ
ان سردارون کے سراجہہ مین عہدنامہ کے شرائط طے ہوئے۔ اور ہنگونا سے گورنر جنرل نے مہارانی
کو یہہ لکہا کہ کل تک اس عہدنامہ کی تصدیق ہوجانا چاہئے۔ ورنہ روزانہ پندرہ ہزار روپیہ جرمانہ

لیا جائیگا۔" لیکن جب وہ عہدنامہ مہارانی کی تصدیق ہو کر دوسرے روز واپس نہ آیا تو گورنر جنرل نے
اپنی سپاہ کو چنبل سے پار اوتارا۔ اودہر گوالیار کی فوج نے جب انگریزون کی سپاہ کو چنبل پار اترتے
دیکھا تو مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ جونڈا۔ مہاراج پور۔ پنار۔ وغیرہ کے مقامات پر دو چار لڑائیان
ہوئین۔ جنمین گوالیار کی فوج نے شکست پائی۔ اور مہارانی مجبور ہو کر عہدنامہ کے شرایط کو منظور
کرلی۔ ۳۰ ماہ دسمبر ۱۸۴۳ء کو مہاراجہ مہارانی۔ گورنر جنرل یہہ تینون ایک مجلس مین جمع ہوئے
اور طرفین سے تپاک کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ اور ۱۵ ار جنوری ۱۸۴۴ء کو عہدنامہ کی تکمیل ہو گئی
جس سے اختیارات سلطنت ایک کونسل کے سپرد ہوئے۔ اور باقی سپاہ برطرف کردیگئی۔ برطرف
شدہ سپاہ کا ایک حصہ نئی کنٹنجنٹ مین بہرتی ہو گیا۔ باقی کو تین مہینے کی تنخواہ انعام دیکر رخصت
کردیا گیا۔ عہدنامہ مین بارہ دفعات تہے۔ جنکا ملخص یہان درج کیا جاتا ہے "سندہیا مین جو کنٹنجنٹ
موجود ہے اوسکی تعداد بڑہائی جائے۔ اور اوسکے خرچ کے لئے ایک مستقل آمدنی بعض اضلاع
کی مقرر کیجائے۔ اگر اون اضلاع کی آمدنی اٹھارہ لاکھ روپیہ (جو کنٹنجنٹ کا سالانہ خرچ ہے) سے
زاید وصول ہو تو وہ اضافہ مہاراج کو دیا جائے گا۔ اگر کم ہو تو اوسکی کمی مہاراج سے لیجائیگی۔ اور اون
اضلاع مین برٹش گورنمنٹ اپنا بندوبست رکہیگی۔ اور ۲۶ لاکہ روپیہ جو گورنمنٹ کا گوالیار
کے طرف باقی ہے۔ وہ (۱۴) روز مین ادا کردیا جائے۔ ورنہ اوسکے معاوضہ مین بہی چند اضلاع پر گورنمنٹ
اپنا قبضہ کرلیگی۔ اور اوس روپیہ کا سود بہی بحساب فیصدی پانچ روپیہ کے لیا جاسے گا۔ (یہہ روپیہ
خرچ جنگ کا تہا جو دربار نے فوراً ادا کردیا۔ جس سے اضلاع دینے کی نوبت نہ آئی) اور آیندہ گوالیار
مین ۹ ہزار سپاہ اور ۳۲ توپین رکہی جائین۔ باقی بیس ہزار سپاہ موقوف ہو (اسیوقت موقوف
کردیگئی) اور جہانسی کی نامور بڑی توپ آگرہ میگزین مین بہیجدے۔ (چنانچہ بہیجدیگئی) اور جبتک
مہاراجہ بالغ ہوون اراکین ریاست ریذیڈنٹ کی صلاح سے ریاست کا کام انجام دین۔ مہارانی

تین لاکھ روپیہ سالانہ پنشن دیجائے ''

الحاصل جب عہدنامہ کی تکمیل ہوگئی تو گورنر جنرل ۲۰ فروری سنہ ۱۸۴۴ء کو کلکتہ واپس آئے۔ اتنے مین ولایت سے کورٹ ڈائرکٹرز نے اونکو بلالیا۔ اب اونکی غیر حاضری مین ولبرفورس برڈ صاحب کونسل کے وائس پریسیڈنٹ ہوے۔ انہون نے اپنی چندروزہ حکومت مین لاٹری کا ڈالنا موقوف کردیا۔ جو انگلستان کے نمونہ پر ہندوستان مین بھی بنائی گئی تھی۔ اور بردہ فروشی کے قانونکو سختی کیساتہ لغو کیا۔

لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل

یہہ بیان کرنا یہان ضروری ہے کہ کورٹ ڈائرکٹرز نے ناراض ہوکر وزارت انگلستان کے خلاف لارڈ الین برا کو دوہی سال مین ہندوستان سے بلالیا تھا۔ اسلیے کورٹ اور وزارت مین رنجش پیدا ہوگئی۔ اور کورٹ ڈائرکٹرز کی ناراضی کے یہہ اسباب تھے کہ لارڈ الین برا اونکو مانتے نہ تھے۔ اس نہ ماننے کی وجہ یہہ تہی کہ لارڈ الین برا پہلے انگلستان مین کورٹ ڈائرکٹرز کے بورڈ کنٹرول رہ چکے تھے۔ اور وہ وہان کورٹ پر حکمرانی کرنے کے عادی تھے۔ جب وہ گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے تو عادت کے موافق اوس پر حکمرانی کرنے لگے۔ حالانکہ اب وہ اوس کے ماتحت تھے۔ الحاصل کورٹ نے ناراض ہوکر اونکو بلالیا۔ اور اونکی جگہہ کورٹ ڈائرکٹرز و وزارت انگلستان نے متفق ہوکر اونہین کے ایک قریبی رشتہ دار لارڈ ہارڈنگ کو گورنر جنرل مقرر کیا۔ چنانچہ لارڈ ہارڈنگ (بعہد ملکۂ معظمہ) ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۴۴ء کو کلکتہ پہونچے۔ اونکو آئے ہوئے دو ہفتے بھی نہین ہوے تھے کہ محمد امجد علی شاہ والی اودہ کی بدنظمی و ابتری کی رپورٹ ہوچکی۔ اور پالک صاحب رزیڈنٹ اودہ نے تو گورنر جنرل کو یہہ رائے دی کہ اودہ کی حکومت

گورنمنٹ اپنے قبضہ مین لے لے - مگر گورنر جنرل نے ایسی سختی مناسب نہ سمجھی اور نہایت سنجیدگی سے والی اودہ کو تنبیہہ کیا - اس اثناء مین میر محمد خان نے دکن کے روہیلون کی امداد سے بہوپال کی بیگم پر حملہ آور ہوا - ایجنٹ بہوپال نے بیگم کی طرفداری کرکے اوس باغی کو شکست دی - اور میر محمد خان گرفتار کرکے بیگم کے حوالہ کیا گیا - اسکے بعد کولہاپور و ساونت واڑی مین (ان دونون) ریاستون مین سیواجی کے خاندان والے حکمران ہین فساد برپا ہوا - کرنیل اوٹرم نے انگریزی سپاہ سے اس فساد کو رفع کیا - اور باغی پرتگیزون کے ملک مین مفرور رہے - کولہاپور مین انگریزی ایجنٹ کی جگہہ ہندوستانی ایجنٹ مقرر ہوا - اور ساونت واڑی کے معاملات ملکی کرنیل جیکب کے حوالے ہوے - اور کرنیل اوٹرم ستارہ مین ریزیڈنٹ رہے - جہان سیواجی کی ایک شاخ کو راجہ پرتاب سنگھ نے پہر سرسبز کیا -

سکھون کی اول لڑائی

ناظرین کو معلومات حاصل ہونیکے لئے - یہہ ذکر ضروری ہے کہ - سنہ ۱۸۳۹ء مین جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے قضا کی تو اوسکے بعد چھہ برس کے عرصہ مین جلد جلد انقلاب پر انقلاب ایسے واقع ہوے - اور راجہ پر راجہ ایسے دغا و فریب سے قتل کئے گئے کہ اون کی نظیر تاریخ مین کم ملیگی - سارے ملک مین بدعملی و بےانتظامی پہیل گئی حاصل سنہ ۱۸۴۵ء مین لاہور کی سلطنت پر ایک خوردسال لڑکا مہاراجہ دلیپ سنگھہ نام راجہ ہوا - اوسکی ماں رانی جنداں نائب السلطنت ہی جو اکثر دربار مین اجلاس کرتی تھی - اور معاملات سلطنت مین دیوان دینا ناتھہ - بہائی رام سنگھہ - مصر لال سنگھہ سے صلاح و مشورہ لیتی تھی - لیکن اسوقت اصل اقتدار و اختیار سپاہ خالصہ کے سکہون کے ہاتھہ مین تھا - جو وہ چاہتی سو کرتے تھے

اب سپاہ خالصہ کے پنچون نے گلاب سنگھ کو وزیر بنانا چاہا۔ مگر اوس نے منظور نکیا۔ پھر وزارت کے لئے تیج سنگھ حاکم پشاور سے درخواست کیگئی۔ وہ بھی انکار کرگیا۔ آخر اس عہدۂ وزارت کے لئے پانچ چٹھیان ڈالی گئین جنکو مہاراجہ دلیپ سنگھ نے نکالا جسمین لال سنگھ کے نام کی چٹھی نکلی۔ لیکن اسکو سپاہ خالصہ نمانا۔ اور سلطنت کے کاروبار رانی ہی کے نام سے ہوتے رہے۔ جس کے معاون لال سنگھ و تیج سنگھ تھے۔

جب سپاہ خالصہ کی قوت بہت بڑھ گئی تو اوس نے یہ سازش کی کہ شیر سنگھ کے بیٹے کو جو ابھی کمسن تھا۔ پنجاب کا مہاراجہ بنائین۔ لیکن یہ بات دربار کو معلوم ہوگئی۔ اسلئے اوس نے تجویز کی کہ سپاہ کو کوئی کام ایسا بتا دیا جائے کہ وہ اوس مین مصروف ہوجائے۔ اور اس قسم کی سازشین نکرنے پائے چنانچہ سپاہ کو اول یہہ صلاح دیگئی کہ وہ جمون پر چڑہائی کرکے راجہ گلاب سنگھ سے روپیہ وصول کرے سپاہ کو تو حکم کی دیر تھی فوراً جمون پر چڑہکر گلاب سنگھ کو لاہور لائی اور اوس سے ایک کروڑ روپیہ وصول کیا۔ پھر دربار نے فوج کو مولراج پر حملہ کرنیکی ترغیب دی۔ پھر کیا تھا یہ سپاہ وہان پہنچی اوس سے بھی اٹھارہ لاکھ روپیہ کھینچ کر لائی۔ جب یہ دونون کام سپاہ نے کردئے تو رانی کو فکر ہوئی کہ اب انکو اور کسیطرف بھیجنا چاہئے۔ تاکہ سلطنت مین امن و چین رہے۔ اسلئے اب یہہ تجویز پیش کیگئی کہ ستلج عبور کرکے برٹش گورنمنٹ پر حملہ آور ہون۔ سپاہ نے اوسکو بھی مان لیا۔ مگر حرب و ضرب کے سامان کے لئے شور مچایا۔ جب وہ اونکو ندیاگیا تو کچھہ مدت کے لئے ہندوستان کے حملہ کا خیال چھوڑ دیا۔

اس اثنا مین دربار امرتسر چلاگیا۔ اور نومبر کی شروع مین پھر لاہور واپس آیا۔ اب لال سنگھ علانیہ وزارت کا کام رانی کے ماتحت انجام دینے لگا۔ اور تیج سنگھ کمانڈر انچیف تھا۔ اسی زمانہ مین یہہ جھوٹی افواہین گرم ہوئین کہ انگریزی سپاہ لاہور پر حملہ کرنے کے لئے

ستلج کے جنوب ومشرق کیطرف سے چلی آرہی ہے - اوراس جہوٹی جبرون نے لاہور مین ایک تہلکہ ڈال دیا - اور راجہ لال سنگہ - اور دیوان دینا ناتہ نے ایک جعلی خط بہی ستلج کے پار کے سکہ افسرونکا انگریزی فوج کی چڑہائی کے متعلق فوج کو پڑہکر سنایا - جس سے لاہور کی سپاہ سخت مشتعل ہوی اور انگریزی سپاہ سے لڑنیکے لئے تیاری کرنے لگین - ادہر لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل نے یہہ حفظ ماتقدم کیاکہ فیروزپور - لدہیانہ - سابنالہ یہہ تینون مقامات پر تیس ہزار سپاہ - اور ۶۸ توپین مہیا کین - ان کے علاوہ میرٹھ مین بہی دس ہزار سپاہ اور ۲۸ توپین موجود تہین - اور سندہ سے ۶۰ کشتیان تیار کراکے منگائی گہین - گیارہ سو گہوڑے توپون کے واسطے گورنر بمبئی اور مدراس سے مستعار لئے گئے اس اثنا رمین ۸ دسمبر ۱۸۴۵ع کو سکہون کی فوج ستلج کے ڈائین کنارے پر نمودار ہوی - اور ۱۱ دسمبر کو فیروزپور کے قریب آئی - سرجان لٹلیر سپہ سالار فوج فیروزپور نے اونکا مقابلہ کرنا چاہا - مگر سکہون کی فوج یہان سے نکل کر مدکی چلی گئی - ۱۳ دسمبر ۱۸۴۵ع کو گورنر جنرل نے بہی جنگ کا اشتہار دیدیا - اور سرہیوگاف کمانڈر انچیف انبالہ کی انگریزی فوج لیکر مدکی پہونچے - طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا - آخر مین انگریزون نے فتح پائی اور دشمن کے سترہ بہاری توپین چہین لین - اور اس جنگ مین خود گورنر جنرل نے بہی کمانڈر انچیف کے ماتحت ایک جنرل کی حیثیت سے فوج کو لڑایا - جنگ کے خاتمہ پر انگریزی سپاہ مین ۲۱۵ مقتول اور ۶۵۷ مجروح ہوے - جنرل سیل اور میجر جنرل کیسکل مارے گئے اسکے بعد گورنر جنرل نے انگریزی فوج کو فیروزشہر پر چڑہائی کرنیکا حکم دیا - جہان سکہون کی ۳۵ ہزار فوج مورچے بناکر ٹہری تہی - انگریزی فوج نے جاتے ہی حملہ کردیا - شام تک خوب گہسان لڑائی ہوی - اور میدان سکہون کے ہاتہ رہا - دوسرے دن پہر دونون فوجون کا مقابلہ ہوا - اس دفعہ انگریزی سپاہ نے فیروزشہر سے دشمن کو نکال دیا - اور اونکے سارے مورچے چہین لیا - ۷۰ توپین بہی ہاتہ آئین - لیکن انگریزی سپاہ کا نقصان بہت ہوا - الحاصل اس لڑائی

خالصہ سپاہ کو بیدل کردیا۔ تیج سنگھ کمانڈر انچیف مجبوراً گورنر جنرل کے پاس مصالحت کے لئے آیا۔ گورنر جنرل نے فرمایا کہ صلح جبتک نہین ہوگی۔ کہ انگریزی سپاہ سلطنت کے اندر داخل نہین ہوگی۔ اسکے بعد انگریزی سپاہ تقریباً ایک ماہ خوراک وسپاہ کے انتظار مین بیکار بیٹھی رہی۔ جسکو دشمن کی فوج نے ضعف پر حمل کیا۔ اور ایک فوج جرّار رنجور سنگھ مجیٹھہ دیہاد سردار لہناسنگھ) کے ماتحت ستلج کے پار پہلور سے اتری۔ لدوا کا راجہ (جو پہلے انگریزون کا دوست تھا) بھی رنجور سنگھ سے ملگیا۔ اب ان دونون نے ملکر قلعہ بدووال کے مقام پر سرہنری اسمتھ کی فوج سے مقابلہ کیا چونکہ سرہنری کی فوج بہت کم تھی اسلئے اوسکو شکست ہوگئی۔ سکھون کو انگریزی سپاہ کی خورجیان اور باربرداری کے جانور ہاتھ آئے اور کئے انگریز بھی قید ہوگئے۔ اب رنجور سنگھ سکھون کی فوج لیکر جگراؤن ہوتا ہوا علی وال پہونچا۔ اور سرہنری اسمتھ بھی گیارہ ہزار سپاہ کیساتھ ۲۸ جنوری ۱۸۴۶ء کو مقابلہ کی غرض سے علی وال گیا۔ خوب آتش کارزار گرم ہوی۔ انگریزی سپاہ نے علی وال کو لیلیا اور سکھ دریا کے پار بہاگے۔ جسمین سیکڑون ڈوب گئے۔ علی وال کی لڑائی کا اثر فوراً یہہ ہوا کہ ستلج کی انگریزی عملداری کے طرف کے تمام قلعے خالی ہوگئے۔ اور سارا ملک انگریزون کے قبضہ مین آگیا۔ اور دربار لاہور کا جی چھوٹ گیا۔ لال سنگھ وزیراعظم اپنے عہدہ سے معطل ہوا۔ اب گلاب سنگھ جمون سے لاہور آیا۔ اوس نے سپاہ کو سمجہایا۔ اور اوسکی حماقت پر افسوس کیا۔ پہر اوس نے سرہنری ہارڈنگ سے مصالحت کی کارروائی شروع کی۔ گورنر جنرل نے جواب دیا کہ پہلے سپاہ خالصہ کو موقوف کیاجائے گلاب سنگھ نے لکہا کہ اس سپاہ کے موقوف کرنے مین ہم بے اختیار مین کیونکہ سپاہ خالصہ سب پر غالب ہے وہ کسی سے مغلوب نہین ہوتی۔

اس اثنا مین۔ پہر سکھون نے فیروزپور سے بیس میل کے فاصلہ پر سبراؤن مین ایک دمدمہ بنایا۔ اور تیج سنگھ کے ماتحت ۳۰ ہزار سپاہ یہان پر انگریزون سے لڑنیکی تیاریان کرنے لگی۔ جب انگریزی فوج کو

اوسکی خبر ہوئی تو اوس نے خود بھی مقابلہ کے لئے حرکت کی۔ اور مقابلہ ہونے پر خوب جوش و خروش کے ساتھہ طرفین نے جنگ کیا۔ آخر انگریز فتحیاب ہوئے تیج سنگھ بہاگ گیا۔ اور شام سنگھ جو اٹاری کا راجہ دربار کا طرفدار تھا۔ نے بہادرانہ لڑکر جان دی۔ اس جنگ مین انگریزون کو ۶۷ توپین ۲۰۰ شتری زنبورکین بہت سے علم اور اسباب حرب و ضرب افراط کیساتھہ ہاتھہ لگا۔ اور اس فتح سے سکھون کی سپاہ بالکل شکستہ و پراگندہ ہوگئی۔ اب گورنر جنرل نے فوج کو ستلج کے پار اتارا۔ اور ۱۲ فروری ۱۸۴۶ء کو قصور پر قبضہ کیا۔ اتنے مین سکھون کے ایلچی آئے۔ اور صلح کی گفتگو کی۔ مگر گورنر جنرل نے ایک اشتہار دیا جسمین ظاہر کیا گیا کہ سکھون نے ۱۸۰۹ء کے عہدنامہ کے خلاف انگریزون پر حملہ کیا۔ اسلئے اب گورنمنٹ کا منشا یہہ ہے کہ تحصیل تاوان جنگ و امن و عافیت رکھنے کے لئے لاہور کی مملکت مین سے ایک حصہ برٹش گورنمنٹ اپنے قبضہ مین لے لیگی۔ مجبوراً رانی اور دربار نے راجہ گلاب سنگھ۔ دیوان دینا ناتہہ۔ فقیر نورالدین۔ سردار سلطان محمد خان بارک زئی کو گورنر جنرل کے پاس مصالحت کیلئے بہیجا جنہونے گورنر جنرل کے پیش کردہ شرایط کو منظور کرلیا۔ ۱۸ فروری ۱۸۴۶ء کو مہاراج معہ گلاب سنگھہ و بہائی رام سنگھہ وغیرہ کے گورنر جنرل کی ملاقات کو آئے۔ اور اپنے قصور کی معافی چاہی۔ اسکے بعد لاہور مین قلعہ اور شہر کے دروازون پر انگریزی مسلمان جیبونکی پلٹنین متعین کیگئین۔ اور اونکو حکم دیا گیا کہ کوئی مسلح سکہہ شہر مین نہ آنے پائے۔ ۲۰ فروری کی صبح کو لاہور کے سامنے انگریزی سپاہ داخل ہوئی اور میا نمیر کے میدانون مین اپنے خیمے لگائے۔ ۵ مارچ کو گورنر جنرل نے لاہور مین بڑا دربار دیا۔ ۹ مارچ ۱۸۴۶ء م ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۶۲ھ کو ایک دربار ہوا جسمین عہدنامہ پر طرفین کی دستخط ہوئے۔ اس عہدنامہ کے ۱۶ دفعات کا ملخص یہہ تھا کہ مہاراجہ ہمیشہ کے لئے میدانی اور کوہستانی ملک کو جو دریائے بیاس اور ستلج کے درمیان واقع ہے۔ اور اس دوآبہ کے تمام قلعون۔ اور ملکون کی حکومت اور اپنے حقوق کو آنریبل کمپنی کے حوالہ کرنے مین۔ اور تاوان جنگ جو ایک کروڑ پچاس ہزار روپیہ قرار پایا ہے

وہ ادا نکرینگی صورت مین اوسکے عوض ایک کروڑ روپیہ کا ملک ہمیشہ کے لئے کمپنی کو دیا جائے گا۔ مہرکش سپاہ سے ہتیار لیکر اونکو موقوف کیا جائیگا۔ آیندہ صرف ۱۲ ہزار سپاہ رکھی جائیگی۔ ۳۶ توپین برٹش گورنمنٹ کے حوالہ کردیجائینگی۔ جن دریاؤن پر برٹش کا قبضہ ہے اوسکا محصول دریائی برٹش ہی لیگی۔ اگر کسی ضرورت کیوقت برٹش سپاہ ملک لاہور سے گزرے تو کوئی مزاحمت نکیجائیگی۔ اور رسد و باربرداری کا بخوبی انتظام کردیا جائیگا۔ برٹش گورنمنٹ کی بلا منظوری کسی یوروپین کو نوکر نہین رکھا جائیگا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ والی جموں کی ریاست آیندہ دربار لاہور کے ماتحت نہین سمجھی جائیگی۔ بلکہ وہ آزاد رہیگی۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس عرصہ مین ۱۱ مارچ کو لاہور گورنمنٹ نے گورنر جنرل سے درخواست کی کہ مہاراجہ کی ذات اور دارالسلطنت کی محافظت کے لئے جبتک دوسری سپاہ کا انتظام نہو انگریزی سپاہ متعین کیجائے۔ چنانچہ اس درخواست کی بنا پر عہدنامہ بالا کی مندرجہ دفعات کے ساتھ۔ اور (۸) دفعات بڑہائے گئے۔ جسکا مطلب یہہ تھا کہ صرف ایک سال کے لئے حسب ضرورت انگریزی سپاہ لاہور مین رکھی جائیگی۔ اور وہ سپاہ قلعہ اور شہر لاہور پر بالکل قابض ہوگی۔ اور لاہور کی سپاہ شہر کے اندر سے نکال دیجائیگی۔ اور انگریزی سپاہ کا خرچ مہاراجہ کو ادا کرنا پڑیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

جب گورنر جنرل نے لاہور کے معاملات سے فراغت پائی تو ۱۵ مارچ ۱۸۴۶ع کو مہاراج کا خطاب گلاب سنگھ کو دیا گیا۔ اور اوسکے ساتھ ہی ۱۶ مارچ کو ایک عہدنامہ لکھا گیا۔ جسکا ماحصل یہہ تھا کہ مہاراجہ گلاب سنگھ اور اوسکے وارثون کو ہمیشہ کے لئے تمام کوہستانی ملک مع اوسکے توابع کے برٹش گورنمنٹ حوالہ کرتی ہے۔ جو دریائے سندھ کے مشرق۔ اور دریائے راوی کے مغرب مین واقع ہے۔ جسمین چمبا داخل ہے۔ مگر لدہیال خارج۔ اور اس ملک کے معاوضہ مین گلاب سنگھ سرکار انگریزی کو پچہتر لاکھ روپیہ نانک شاہی ادا کرینگے۔ اور سالانہ نذرانہ ایک گھوڑا۔ بارہ عمدہ

نسل کی شالی بہیڑین جنین چہہ نر اور چہہ مادہ ہون - اور تین جوڑے کشمیری شال کے گورنمنٹ کو دیے جائینگے وغیرہ وغیرہ -

اب اسکے بعد گورنر جنرل نے سرجان اٹ ملکر کو لاہور کی سپاہ کا سپہ سالار مقرر کیا - اور کرنیل ہنری لارنس کو لاہور کا رزیڈنٹ قرار دیا - اور (۲۵۰) توپین (جو سکھون سے لیگئی تھین) لاہور سے کلکتہ بہیجوائین - انگلینڈ سے اس فتح عظیم کے شکریہ مین گورنر جنرل اور کمانڈرانچیف کو پیر کا - ہنری ہیتہ کو بیرونٹ کا جنرل گلبرٹ کو نائٹ کا خطاب آیا - جتنے سپاہی لڑائی مین شریک تھے - اون مین سے ہرایک کو ایک میڈل - اور بارہ مہینہ کا پورا بہتہ دیا گیا - اور صوبہ کشمیر مین جو دربار کے طرف سے شیخ امام الدین حاکم تھا - اوسکو گورنر جنرل نے حکم دیا کہ کشمیر کا قبضہ گلاب سنگھ کو دیدے - مگر اوس نے لال سنگھ اور رانی کے خفیہ خطوط کی بناپر قبضہ دینے سے انکار کیا - جسکی سرکوبی کے لئے ہنری لارنس انگریزی فوج لیکر کشمیر گئے - لیکن لڑائی نہین ہوئی - اور امام الدین خوف کے مارے ہنری لارنس کے پاس حاضر ہوگیا - اور وہ خفیہ خطوط پیش کردیا ہنری لارنس نے کشمیر پر گلاب سنگھ کو قبضہ دلاکر مراجعت کی - اس کے بعد گورنر جنرل کے حکم سے اون خطوط کی کمیشن کے ذریعہ تحقیقات ہوی - اور لال سنگھ مجرم قرار پایا - آخر عہدۂ وزارت سے اوسکو معزول کر کے دو ہزار روپیہ ماہوار مقرر کیگئی - اور بنارس کو جلاوطن کیا گیا -

چونکہ اسوقت مہاراجہ کی عمر نو سالہ تھی - اور بعض خود سر و نالایق سردارون کیوجہسے روزانہ ایک نہ ایک فساد کہڑا رہتا تھا - اسلئے گورنر جنرل نے تمام سردارونکو جمع کر کے کونسل آف رجنسی کے قایم کرنیکی تجویز کی - جسکو اکثر سردارون نے پسند کیا - اور پہر ایک جدید عہدنامہ اسکے انتظام کے متعلق بہیرون وال مین مرتب کیا گیا - جسکا خلاصہ یہہ تھا کہ مہاراجہ کے بلوغ تک یہ ریجنسی قایم رہیگی - اور اسکے میر مجلس رزیڈنٹ ہونگے - جنکو انتظام سلطنت مین سیاہ و سپید کرنیکا

حق حاصل رہیگا - اورکونسل ریجنسی کے اول ممبر* سردار تیج سنگھ - سردار شیر سنگھ (اٹاری والا) دیوان دینا ناتھ - فقیر نور الدین - سردار رنجیت سنگھ (کلووالا) سردار رنجودھ سنگھ (مجیٹھیہ) بہائی بدہان سنگھ سردار عطر سنگھ - سردار شمشیر سنگھ (سندھ ہیانوالا) رہینگے - اور برٹش گورنمنٹ کو لاہور اسٹیٹ ۲۲ لاکھ روپیہ نانک شاہی سالانہ دو قسطون مین ادا کریگی - رانی کو اوسکے اور اوسکے وابستون کے خرچ کے لیئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ دئے جائینگے - وغیرہ وغیرہ -

بعد ازان گورنر جنرل نے ہنری لارنس کے چھوٹے بہائی جان لارنس کو پنجاب کا نیا ملک جو جالندہر کا دوآبہ ہاتھہ آیا تھا - اوسکا کمشنر مقرر کردیا - اور این روئے ستلج کے اضلاع کے پولٹیکل انتظامات میجر میکسن کے سپرد ہوے - اتنے مین ۱۸۴۷ء کے ختم ہونے سے پہلے ہنری لارنس نے گورنر جنرل کو رپورٹ کی کہ مہین رانی اپنی عداوت و نفرت سے باز نہین آتی - کیونکہ اوسکا عاشق زار لال سنگھ نکال دیا گیا - اور اوسکو سلطانی اختیارات سے محروم کردیا گیا ہے - اسلیئے اوس نے رزیڈنٹ ہنری لارنس) کو ٹھکانے لگانے اور تیج سنگھ کو قربانی بنانے کی تجویزین کر رہی ہے - چنانچہ ۷ اگسٹ کو تیج سنگھ کے راجہ ہونیکی تقریب مین سکھ سردارون اور انگریزی افسرون کا مجمع ہوا - ایک گھنٹہ تک مہاراجہ کا انتظار کیا گیا - مگر رانی نے عمداً مہاراجہ کو روکے رکھا - اور رانی کے بہکانے پر مہاراجہ نے تیج سنگھ کے ماتھے پر راجگی کا - تلک لگانے سے انکار کیا - آخر ایک گرو نے اوسکی پیشانی پر تلک لگایا - جس سے مہاراجہ کی حقارت ہوی اور رانی کی سازشین ظاہر ہوگئین - اب بہتر یہ ہے کہ رانی کو مہاراجہ سے علیحدہ کردیا جائے - گورنر جنرل نے اس رپورٹ کے دیکھتے ہی حکم دیا کہ رانی کو قیدیونکے طرح لاہور سے شیخوپور بہیجدیا جائے چنانچہ ہنری لارنس نے اوسکی تعمیل کردی -

۱۸۴۷ء کے اواخر مین مولراج* دیوان ملتان نے دربار اور رزیڈنٹ لاہور کو اطلاع دی

*ستمبر ۱۸۴۴ء مین ساونن مل دیوان ملتان کو ایک آدمی نے مار ڈالا - اب اوسکی جگہہ اوسکا بیٹا مولراج دیوان ہوا

کہ افزایش خراج کیوجہ سے میرا استعفا منظور کرلیا جائے - اور مجھے ایک جاگیر مرحمت ہو - اور پہلے
حساب کے دینے پر مجبور نکیا جاؤن " لیکن رزیڈنٹ نے اسمین دخل دینے سے انکار کردیا - اور دربارنے
اوسکا استعفا طلب کیا جب استعفا اوس نے بہیجدیا تو اوسکی جگہہ دربارنے سردار کہان سنگھ کو تنخواہ مقرر کرکے
روانہ کیا پانچ سو سپاہ اور سرکار کمپنی کے دو افسر ونیس آگنیو اور لفٹنٹ انڈرسن بھی ہمراہ کردئے گئے -

لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل

اس اثنا مین ۱۲ جنوری ۱۸۴۸ع کو لارڈ ڈلہوزی بعہد ملکہ معظمہ گورنر جنرل مقرر ہو کر ہندوستان

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۸۶) چونکہ وہ بہت بڑا دولتمند تہا - اسلئے دربارنے اوسکی جانشینی کا نذرانہ ایک کروڑ روپیہ
طلب کیا - جب اوس نے اس رقم کثیر کے دینے سے انکار کیا تو آخر یہہ فیصلہ ہوا کہ اوس رقم کا پانچوان حصہ ادا کیا جائے - ابھی
یہہ رقم ادا نہین ہوئی تھی کہ پنجاب مین سپاہ خالصہ اور انگریزی فوج کی لڑائیان ہونے لگین - جس سے یہہ کارروائی ناتمام
رہگئی - جب دربارنے گورنر جنرل سے معاہدہ کرلیا - اور پنجاب مین امن وامان ہوگیا تو پہر مولراج سے نذرانہ کا اٹھارہ لاکھ نقد
مدبہا یا طلب کیا گیا - اب مولراج نے اوسکے بھی دینے سے انکار کردیا - جس پر دربارنے جنگ کے لئے سپاہ
بہیجی - جہنگ کے مقام پر مولراج نے اوس سپاہ کو شکست دیدی جسکے باعث اوسکے علاقہ سے ضلع جہنگ
علیحدہ کرلیا گیا - اور باقی ملک پر تہائی خراج بڑہا یا گیا - اب مولراج نے انگریزی گورنمنٹ سے اس مقدمہ کے
فیصلہ کی درخواست کی اور زر مطالبہ کو باقساط ادا کرنیکا وعدہ کیا اب دربارنے اوسکا مقبوضہ ملک صرف
تین سال کیلئے اوس پر بحال کیا - مولراج اس پر بھی راضی ہوگیا - مگر برٹش گورنمنٹ کی کفالت چاہا
پر برٹش گورنمنٹ نے اس امر کو منظور نکیا - اسکے بعد مولراج ملتان کو چلا گیا - اور وہان سے استعفا دینا
چاہا - باقی حالات متن مین ملاحظہ ہون ۱۲ مولف -

اور لارڈ ہارڈنگ رخصت ہوئے - سر ہنری لارنس رزیڈنٹ لاہور بھی رخصت لیکر لارڈ ہارڈنگ کے ساتھہ ولایت چلے گئے - اور اونکی جگہہ سر فریڈرک کری رزیڈنٹ لاہور مقرر ہوئے -
جب سردار کہان سنگھہ معہ دونون انگریزی افسرون کے ملتان پہونچا تو مولراج نے نہایت عاجزی وانکسار کیساتھہ اون سے ملاقات کیا - اور قلعہ کی کنجیان اونکے حوالہ کردین اسکے بعد ایک سپاہی نے اگنیو صاحب کو زخمی کیا - اور دوسرے سپاہی نے انڈرسن صاحب کو بھی مارا - مولراج کے ایک رشتہ دار نے دونون کو ہاتھی پر ڈالکر عیدگاہ کو (جہان لاہور کی فوج کا کیمپ تھا) روانہ کیا - اگنیو صاحب نے اس حالت مین بھی اس واقعہ کی رپورٹ رزیڈنٹ لاہور کو بہیجی - اور جنرل کورٹ لنڈ کو ڈیرہ اسماعیل خان مین - لفٹننٹ ایڈورڈس کو بنون مین اطلاع دی - مولراج سے مجرمون کو مانگا - اوس نے جواب دیا کہ قلعہ کی سپاہ سرکش ہوگئی ہے - مجرمون کے حوالہ کرنہین مجبوری ہے - آپ اپنی حفاظت کرین - اتنے مین ۲۰ اپریل کی شام کو باغیون نے عیدگاہ پر حملہ کیا - اور اگنیو صاحب و انڈرسن صاحب کے سر کاٹ لے گئے - اور وہ دونون سر مولراج کے پاس پہونچے تو اوس نے اس کام کے کرنے والون کو بہت سا انعام دیا - اودہر لفٹننٹ ایڈورڈس مسلمانون کی سپاہ بہرتی کرکے بنون سے نکلے - کوڑا خان (جو قوم کہوسہ کا سردار تھا) بھی انکے ساتھہ ہوگیا - جب یہہ ڈیرہ غازی خان پر پہونچے تو وہان کے حاکم لونگامل نے جلال خان تغارنی تمندار کی کمک سے ایڈورڈس کی سپاہ پر حملہ کیا - خوب گہمسان لڑائی ہوئی - اور کوڑا خان کی بہادری سے دشمنونکو شکست ہوئی - لونگامل گرفتار ہوگیا - اس بہادری کے صلہ مین کوڑا خان کو عالیجاہ کا خطاب دیا گیا اور بہت بڑی پنشن جاگیر عطا ہوئی - اتنے مین جنرل کورٹ لینڈ بھی ڈیرہ اسماعیل خان سے نواب بہاولپور کی فوج لیکر آپہونچے - اب یہہ دونون آگے بڑہے - اودہر سے مولراج کی فوج جنرل رنگ رام کے ماتحت مقابلہ کے لئے آئی - کنیری مقام پر لڑائی ہوئی دشمنون کی فوج نے شکست پائی

جنرل رنگ رام بہاگ گیا۔ اور اس شکست سے سندہ اور چناب کے درمیان کا کل ملک۔ اور چناب وستلج کے درمیان کا تقریباً سارا ملک مولراج کے ہاتہہ سے نکل گیا۔ ۲۰ جون کو شجاع آباد کے قلعہ دار نے بہی لفٹنٹ اڈورڈس کی اطاعت قبول کی۔ اور ۲۸ جون کو شیخ امام الدین ۳ ہزار سکہون کی فوج لیکر لاہور سے آیا۔ اور انگریزی فوج کے ہمراہ ہوگیا۔ مولراج نے مہاراج سنگہ گرو کے جوش دلانے پر یکم جولائی کو سنڈ اسام کے مقام پر ۱۱ ہزار سپاہ سے انگریزی فوج پر حملہ کیا۔ بڑے شور وزور سے لڑائی ہوی۔ آخر مولراج شکست پاکر ملتان بہاگا۔ ادہر لاہور مین سکہہ سردارون اور رانی نے انگریزون کے قتل کی سازشین شروع کین۔ لیکن اسکا بہانڈا بہت جلد پہوٹ گیا۔ پندرہ مجرم گرفتار ہوے۔ جنمین گنگا رام (جو رانی کا وکیل تہا) اور کانہہ سنگہ (سکہون کے توپخانہ کا سابق کرنیل) کو تو فوراً پہانسی دیدیگئی اور رانی فیروزپور بہیجی گئی۔ اسکے بعد رزیڈنٹ نے چتر سنگہ کے بیٹے شیر سنگہ کو ایک لشکر کے ساتہہ انگریزی فوج کی مدد کو ملتان بہیجا۔ اور اسکے علاوہ لاہور و فیروزپور سے سات ہزار سپاہ اور ایک لائق توپخانہ بہی روانہ کیا۔ اب یہہ تمام فوج ملکر قلعہ ملتان کا محاصرہ کرلی۔ اور مولراج کو قلعہ خالی کرنیکا حکم دیاگیا۔ مگر جب وہ نمانا تو حملہ کرکے پہلے ہمندگرہی کو فتح کیا۔ اتنے مین شیر سنگہہ دغابازی کرکے مولراج سے ملگیا۔ اور مہاراجہ دلیپ سنگہ کے نام سے قومی علم بلند کیاگیا۔ ابتک تو صرف ملتان کی لڑائی تہی۔ مگر اب یہان سے تمام پنجاب کا ملک بگڑگیا۔ اور چارون طرف سے سکہون نے بغاوت وسرکشی پکربادہی۔ چتر سنگہ (جو شیر سنگہ کا باپ تہا) نے ہزارہ مین فساد برپاکیا۔ اور شیر سنگہ اپنے باپ سے ملنے کے لئے ملتان سے چلاگیا۔ اب سکہون کی اس بغاوت وسرکشی مین کسر یہہ رہگئی تہی کہ مہاراجہ دلیپ سنگہ اونکے پاس نہ تہا۔ کیونکہ رزیڈنٹ نے مہاراجہ کو قیدیون کی طرح چوکی پہرہ مین رکہا تہا۔ ادہر گورنر جنرل نے بہی کلکتہ سے حرکت کی اور بیس ہزار فوج معہ ایک سو توپخانہ لیکر سکہون کے مقابلہ کو نکلا۔ مگر گورنر جنرل کے آنے تک رام نگر مین شیر سنگہ سے لارڈ گف نے مقابلہ کیا۔ اور فتح پائی۔ پہر یہان سے شیر سنگہ شادلاپور گیا۔ جہان جنرل تہیک ویل نے

اوسکو شکست دی - اور جرنیل وش صاحب نے بمبئی کی سپاہ آتے ہی ملتان کا محاصرہ سختی کے ساتھہ شروع کیا
اور پہلے ہی دفعہ ساون مل کے مقبرہ اور رنیلی مسجد و خاص عام باغ کو لے لیا - جامع مسجد کا ایک برج جو اڑایا گیا
تو مولراج کا میگزین بھی اڑ گیا - ۲ - جنوری ۱۸۴۹ء کو انگریزون نے شہر پر قبضہ کر لیا - آخر مولراج مجبور ہو کر بلا کسی
شرط کے اپنے کو جرنیل کے حوالہ کر دیا - اور اوسکی تمام سپاہ نے اپنے ہتیار انگریزی افسرون کے سپرد کر دئے -
گو ملتان مین بہت دولت جمع تھی - مگر جنرل نے اپنی سپاہ کو اوسکے لوٹنے کی ممانعت کر دی - اور وہ تمام نقد زر
و اسباب دربار کی باقیات مین دیدیا گیا - ۲۶ - جنوری کو انگینو اور انڈرسن کی لاشین قبر سے نکال کر فوجی اعزاز
کے ساتھہ دفن کیگئین - اسکے بعد چیلیان والا مین لارڈ گاف نے سکہون سے مقابلہ کیا - جہان انگریزی
سپاہ کو بہت نقصان اوٹھا کر پسپا ہونا پڑا - اس عرصہ مین دوسرے مقامات پر جو سرکشیان اور فسادات
ہو رہے تھے - اونکے حالات یہہ ہین کہ چتر سنگہ پشاور داخل ہو کر سلطان محمد خان کے ذریعہ میجر لارنس کو
بلا کر نظر بند کر لیا - نکلسن پٹہان سوارون کے ساتھہ سکہون سے لڑتا بھڑتا لاہور چلا گیا - اور ہربرٹ اٹک
کے قلعہ سے باہر نکل آیا - بہائی مہاراج سنگہ گرو نے اپنے چیلون کو جمع کر کے بہت کچھہ فساد برپا کیا - اور
ریاست نورپور کے وزیر کے بیٹے رام سنگہ نے آوارہ گردون کے ایک گروہ کو جمع کر کے قلعہ شاہ پور لے
لیا جے سوان تارپور کیوٹوچ کے راجاؤن نے سرکشی اختیار کی - جنکا برنز صاحب نے خوب زور توڑا - اس
اثنا مین لندن سے جنرل لارڈ گاف کی جگہہ لارڈ نیپر کمانڈر انچیف افواج ہندوستان مقرر ہو کر روانہ ہوئے -
کیونکہ جب ولایت مین چیلیان والا کے جنگ کی شکست کی خبر پہونچی تو وہان کے لوگون کو خیال ہوا کہ
اسکا باعث لارڈ گاف کی سستی اور ضعیف العمری ہے - مگر اوس جدید کمانڈر انچیف کے ہندوستان پہونچنے
تک یہان لارڈ گاف نے ہی تمام جنگ کا خاتمہ کر دیا - جسکا ذکر آگے آئیگا -

اسوقت شیر سنگہ گجرات مین آکر ٹہرا - اور اوسکا باپ چتر سنگہ بھی وہان پہونچ گیا - اب سکہون نے
امیر دوست محمد خان کو پشاور لینے کی تحریص دلا کر اپنی مدد پر کابل سے بلایا - اور وہ بیچارہ ان سکہون کی

دہوکے مین آکر سندہ پر سفر کیا۔ اور اٹک کو فتح کرلیا۔ اسکے بعد اپنے بیٹے اکرم خان کو تین ہزار درانی سپاہ کے ساتھ شیر سنگہ کے لشکر مین بہیجا۔ ۲۱ تاریخ کو سکہہ اور افغانون نے انگریزون سے جنگ عظیم کی۔ لارڈ گاف نے اپنی سپاہ کو اس خوبی کے ساتھ لڑایا کہ دوپہر کے قبل دشمن پریشان ہوکر بہاگ گئے اور بہت سا اسباب انگریزون کے ہاتہہ لگا۔ اور افغان گجرات سے نکل کر درۂ خیبر کو چلے گئے۔ سکہون کا خاتمہ ہوگیا۔ خالصہ کا زور ٹوٹ گیا۔ شیر سنگہ نے اپنے کو انگریزون کے حوالہ کردیا۔ اور سکہون کی ۱۶ ہزار سپاہ نے معہ ۴۱ نامی سردارون کے برٹش جنرل کے قدمون پر اپنے ہتیار رکہہ دئیے۔ اب گورنر جنرل نے پنجاب سے سکہون کی عملداری کو بالکل برخاست کرکے انگریزی عملداری مین الحاق کرلیا اور لاہور مین ایک دربار منعقد کرکے مہاراجہ دلیپ سنگہ کی پنشن پانچ لاکہہ روپیہ سالانہ قرار دیی۔ اسوقت مہاراجہ کی عمر ۱۲ سال تہی وہ اسی وقت عیسائی ہوگیا۔ اور گورنر جنرل کیساتہہ ولایت گیا ڈاکٹر سر لوجن اوسکی تربیت وتعلیم کیلئے مقرر کیا گیا۔ جب یہہ مہاراجہ بڑا ہوا تو ملکۂ معظمہ کا درباری اور اسکاٹ لینڈ کا اشراف مالک زمین ہوگیا۔ جب دلیپ سنگہ معزول ہوا تو گورنمنٹ کا پچاس لاکہہ روپیہ تنخواہ سپاہ کے بابتہ قرضہ تہا۔ جسکے عوض اوسکا تمام مال واسباب ضبط کرلیا گیا۔ اور دنیا کا مشہور الماس کوہ نور (جسکو رنجیت سنگہ نے شاہ شجاع سے لیا تہا) بہی ہاتہہ آیا۔ گورنر جنرل نے وہ الماس ملکۂ معظمہ کے پاس نذر بہیجدیا۔ جو تاج شاہی مین نصب کیا گیا۔ لارڈ ڈلہوزی کو مارکوئس۔ لارڈ گاف کو دسکونٹ۔ گلبرٹ وتہیک ویل کو گرینڈ کراس اوبتہہ۔ کیمبل وچیپ ویلیر وجنرل وش کو نائٹ کمانڈر گاف کے کپتانون کو کمپینین آف آرڈر کے خطابات عطا ہوئے۔ نواب بہاولپور کو ایک لاکہہ روپیہ کا ملک دیا گیا۔ اور تمام خرچ سپاہ کا ملا۔ شیخ امام الدین بہی انعام پایا۔ چتر سنگہ اور اوسکے دو بیٹے شیر سنگہ و مطر سنگہ کے تمام جاگیرات ضبط کرلئے گئے۔ اور اونکے گذارہ کے لئے تہوڑی زمین دیدیگئی۔ اور اپنے گاؤن اٹاری مین اونسی کا حکم ہوا۔ اسکے چند روز بعد جب شیر سنگہ ولال سنگہ نے امرتسر مین اور حاکم رائے نے سیالکوٹ مین خود

پروازی کی تو انگریزی افسرون نے اونکو گرفتار کرلیا۔ اور قلعہ فورٹ ولیم مین قید کئے گئے اور وہین مرگئے۔ مولراج کی نسبت کیشن نے پھانسی کا حکم دیا۔ مگر وہ جلاوطنی سے مبدل ہوا۔ اس اثنا وین موت نے اوسکا خاتمہ کردیا۔ پنجاب کے انتظام کے لئے چند افسرون کا ایک بورڈ مقرر کیا گیا۔ اور وہان کی کل رعایا سے ہتیار لے لئے گئے چنانچہ ایک لاکھ بیس ہزار ہتیار جمع ہوے۔ جنمین اسکندر کے زمانہ کے ہتیار تین صدی پیشتر حضرت عیسیٰ کے بھی تھے۔ لاہور مین تیس کے قریب نانک شاہی روپیہ مختلف قسم کا چلتا تھا وہ موقوف کرکے انگریزی سکہ جاری کیا گیا۔ اور پنجاب کی آمدنی جو الحاق کے وقت ۱۳۴ لاکھ تھی۔ وہ ۱۸۵۶ء تک ۲۰۵ لاکھ ہوگئی۔ ۱۸۵۳ء مین گورنر جنرل نے بورڈ کو موقوف کرکے جان لارنس کو پنجاب کا چیف کمشنر مقرر کردیا۔ اور انتظام کی حالت کو بالکل بدلدیا۔ اسی زمانہ مین رانی چانداں عرف رانی چاند کنور نے (جو بنارس مین بحالت جلاوطنی رہتی تھی) بھیس بدلکر نیپال گئی۔ اور وہان سازش کا بازار گرم کیا۔ گورنمنٹ نے اسکا تمام اسباب بنارس مین ضبط کرکے ایک ہزار روپیہ ماہوار پنشن مقرر کردی۔ آخر وہ مجبور ہوکر اپنے بیٹے کے پاس ولایت چلی گئی۔ اور نابینا ہوکر ۱۸۶۳ء مین انتقال کیا۔

۱۸۴۸ء مین جب ستارہ کا راجہ آپا صاحب (جو سیواجی کی اولاد مین تھا) لاولد مرگیا۔ تو اوسکی رانی کو بیٹنا کرنے کی اجازت نہین دیگئی۔ اور گورنر جنرل نے ستارہ کو انگریزی عملداری مین داخل کرلیا۔ ۱۸۵۰ء مین آفریدیون نے سر اوٹھایا۔ جارج لارنس نے انگریزی فوج سے اونکی سرکوبی کرنی چاہی۔ خوب لڑائیان ہوئین۔ مگر آفریدی مطیع نہین ہوے۔ اس اثنا مین بھوپال و نیپال کے درمیان جو سکم کی چھوٹی ریاست ہے وہان کے راجہ نے ڈاکٹر ہوکر کیمپبل کو قید کرلیا۔ انگریزی فوج نے وہان جاکر راجہ کو بھگادیا۔ اور دارجلنگ کے قبضہ کا کرایہ جو گورنمنٹ اپنی خوشی سے راجہ کو چھ ہزار روپیہ سالانہ دیتی تھی وہ موقوف کردیا گیا۔ کھانڈ قوم سے انسانی قربانی کی علت چھوڑائی گئی۔ چنانچہ کیمنڈ ہی کا مذموم رسم مہریاہ (دختر کشی) موقوف کیا گیا۔ اور میسور مین جو راجہ کی ظلم و زیادتی سے رعایا سرکش ہوگئی تھی۔ اوسکا انسداد یہ کیا گیا۔ کہ راجہ کرشنا راج

تخت سے اتار دیا گیا۔ اور ۲ لاکھ روپیہ سالانہ اسکی پنشن مقرر کیگئی۔ اور تمام انتظام گورنمنٹ نے اپنے ہاتھ مین لے لیا۔

برہما کی دوسری لڑائی

سنہ ۱۸۵۱ع مین برہمیون نے انگریزی جہازون کے مالکون کو گرفتار کرلیا۔ اور رنگون کے تاجرون کو بہت ستایا تو گورنر جنرل نے گورنمنٹ برہما کو لکھا۔ کہ اس نقصان کے معاوضہ مین ۱۰ ہزار روپیہ جرمانہ ادا کرے۔ اور انگلش رزیڈنٹ کو رنگون یا آوا مین رہنے دے۔ جب یہہ پیام راجہ کے پاس پہونچا تو اوس نے منظور کرلیا۔ مگر ۶ جنوری سنہ ۱۸۵۲ع کو جب کپتان فرٹ گورنر آوا سے ملنے گیا تو وہ اوس سے عمداً نہین ملا۔ اور کپتان کی سخت تذلیل کی۔ پھر کیا تھا کموڈور لیمبرٹ نے تمام انگریزی سوداگرون اور رعایا کو اپنے جہاز مین سوار کرا لیکر آگے بڑہا۔ جس پر برہمیون نے توپ کے گولے برسانا شروع کیا۔ اب تو پوری لڑائی شروع ہوگئی۔ اور اسکی خبر گورنر جنرل کو ہوی تو وہ خود فوج لیکر پہونچے۔ کیونکہ اسوقت گوم صاحب کانڈرانچیف سندہ مین تہے۔ چنانچہ گورنر جنرل نے پہونچتے ہی پہلے پیگوڈون پر حملہ کرکے اوسکو فتح کرلیا۔ پھر پیگوڈا پر قبضہ کیا۔ اسکے بعد برہمیون نے جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ مگر انگریزی فوج نے اونکو پسپا کردیا۔ اور برہمیون کا بہت سا اسباب یعنے ۹۲ برنجی و آہنی توپین۔ ۸۲ جنگل* اور سیکڑون چقماقی بندوقین باروت گولے انگریزون کے ہاتھ لگے۔ ۱۹ مئی کو جنرل گوڈون نے لسین کو لے لیا۔ جس سے تمام سواحل بحری سینڈوائی سے مول مین تک برہمی راجہ نورین پل کے جوئے کے تلے سے نکل گئے۔ اہل پیگو کو اسطرح عملداری کے بدلنے سے بڑی خوشی ہوی۔ کیونکہ وہ لوگ اپنے ہم قوم برہمیون کی حکومت وظلم سے سخت ناراض تھے

* جنگل ایک ہتیار ہوتا ہے۔ جنکو دیوارین لگاکے اوسکے اندر زنجیرون کے ٹکڑے اور چقماق و ٹوٹی ہوی داتون کے ٹکڑے۔ میخون کی بہری ہوی بوتلین اور کٹی ہوی گولیون کے بکس بہر کر پہینکے جاتے ہین۔ ۱۲ مولف۔

اور انگریزی فوج کی مدد سے راجہ تہاماوادی کی سپاہ کو ان اضلاع سے نکالنے پر تیار تھے۔ جو سو برس پہلے تمام
برہما پر حکمرانی کرتا تھا۔ یہان یہہ امر قابل اظہار ہے کہ پیگو اور آوا۔ مین یہہ تعلقات تھے کہ انمین کبھی پیگو پر
آوا اور کبھی آوا پر پیگو حکمرانی کرتا تھا۔ ۱۷۵۷ء مین الومپرا نے پیگو کو بالکل فتح کرکے آوا کو اپنی راجدہانی
بنایا تھا۔ اور ان دونون شہرون مین ہمیشہ آپس مین جنگ وپیکار رہتی تھی۔ الحاصل متعدد لڑائیون
کے بعد ۲۰ دسمبر ۱۸۵۲ء کو صوبہ پیگو سرکار کمپنی کی عملداری مین داخل کیا گیا۔ اور برہمی سپاہ یہان سے
نکالدیگئی۔ اور اس فتح سے اراکان اور ملمین کے درمیان سواحل بحری پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا۔
اور دریائے ایراوتی مین پردیسی تجارت کا دروازہ کہل گیا۔ بعدازان کئے مہینے تک لڑائی نہین ہوی۔
اس اثنا مین آوا کا نیا راجہ جو اپنے بہائی کو تخت سے اوتار کر راجہ ہوا تھا۔ اوس نے انگریزون کے پاس
اپنے سفیر کے ذریعہ کہلا بہیجا کہ میادے اون سے نہ لیا جائے۔ پیگو مین بسین یا کوئی اور بندرگاہ اون کے
پاس رہنے دیا جائے۔ گورنر جنرل میادے دینے پر راضی ہوگیا۔ مگر باقی پیگو پر برابر قبضہ رکہنا چاہا۔ جسپر
ایلچیون نے کہا کہ اگر پیگو بھی دیدیا جائے تو بہت سا زر نقد اوسکے معاوضہ مین دیا جائیگا۔ مگر یہہ درخواست
گورنر جنرل نے نامنظور کی۔ اور پندرہ مہینے کے بعد اس لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ اسمین دو کروڑ روپے
گورنمنٹ کے خرچ ہوگئے۔ لیکن ایک اچھی وسعت کا صوبہ گورنمنٹ کے ہاتھہ آیا۔

۱۸۵۳ء مین راگہوجی بہونسلہ راجہ ناگپور بعمر ۴۷ سالہ لاولد مرگیا۔ اس نے بہی کوئی متبنٰی نہین لیا
تھا۔ اگر لیتا توبھی کیا ہوتا۔ کیونکہ گورنر جنرل کے پاس تبنیت کوئی چیز ہی نہین تھی۔ چنانچہ ریاست ستارہ
کو اسکے قبل اونہون نے انگریزی عملداری مین ملالیا تھا۔ اب ریاست ناگپور بہی ضبط کرلی۔ اور اسکے
ساتھہ اعلان کردیا گیا۔ کہ اگر کوئی راجہ لاولد مریگا تو اوسکی ریاست ضبط کرلیجائیگی۔ اسی سال ۱۸۵۳ء
مین سرکار نظام سے بعہد نواب ناصرالدولہ بہادر تنخواہ کنٹنجنٹ کے قرضہ کی ادائی مین اضلاع برار و
رائچور و نلدرگ بہی لے لئے گئے جسکے تفصیلی واقعات برار کے حالات مین درج ہین ۱۸۶۰ء مین

علاقہ بند بلکہنڈ کی ایک چھوٹی ریاست جہانسی کا راجہ گنگا دہر لاولد مرگیا - اور یہہ بہی مثل ستارہ وناگپور کے
انگریزی عملداری مین لے لیگئی - رانی نے بہت کچہہ واویلا مچایا - مگر گورنر جنرل نے ایک نمانی - اس اثنا
مین راجپوتانہ کی ایک چہوٹی ریاست قرولی کا راجہ نوجوان مرگیا - اسکو بہی مثل دوسری ریاستون کے
گورنر جنرل نے ضبط کرنا چاہا - جس سے راجپوتانہ کی تمام ریاستون مین تہلکہ پڑگیا - مگر سرہنری لارنس
رزیڈنٹ راجپوتانہ نے یہہ لکہا کہ راجپوتانہ کی ریاستین سرکار کمپنی کی عملداری سے صدہا سال پیشتر سے
چلی آتی ہین - اسلیئے انکا نابود کرنا مناسب نہین ہے - کورٹ ڈائرکٹرون نے بہی اتفاق کرلیا جس
سے گورنر جنرل کو اسکی ضبطی مین ناکامی ہوی - اور راجہ کا بہائی مدن پال ریاست پر بیٹہا - مگر اس
زمانہ مین سنبہل پور کی ریاست راجہ نراین سنگہ کے مرنے سے ضبط کرلیگئی - ابتک تو گورنر جنرل نے
لاولد راجاؤن کی ریاستون کو ضبط کیا تہا - اسکے بعد بڑے بڑے پنشن پانیوالون پر بہی ہاتہہ پہیرنا شروع
کیا - چنانچہ جب باجے راؤ پیشوا (جسکو آٹہہ لاکہہ روپیہ سالانہ پنشن ملتی تہی) بٹہور مین مرگیا - تو اوسکی
پنشن اوسکے پسماندون پر جاری نہین کیگئی - حالانکہ پیشوا نے اپنی زندگی مین ایک لڑکے کو متبنے کیا تہا -
اور وصیت نامہ مین یہ لکہا تہا کہ "دوندو پنت نانا میرا بڑا بیٹا گنگا دہر راؤ چہوٹا بیٹا - اور سدا شیو راؤ
پنت دادا دوسرا بیٹا ہے - اوسکا بیٹا پانڈورنگ راؤ میرا پوتا ہے - پس یہہ تینون بیٹے اور ایک
پوتا میرے مالک ہین - اور دوندو پنت نانا پیشوا بوجہہ کلانیت گدی کا وارث ہے" لیکن گورنر جنرل
نے اس وصیت نامہ کا کچہہ بہی لحاظ نہین کیا - اور پنشن کا کوئی حصہ اوس کے خاندان پر جاری نہین
کیا - البتہ بٹہور کی جاگیر نانا صاحب کے قبضہ مین دیدی - یہ امر یہان قابل ذکر ہے کہ باجے راؤ متوفی
نے جنگ افغانستان کے وقت گورنمنٹ کو پانچ لاکہہ روپیہ قرضہ دیا تہا - اور پنجاب کی لڑائی کے
وقت ایک ہزار سوار و ایک ہزار پیدل اپنے ذاتی اخراجات سے قائم رکہکر گورنمنٹ کی امداد کو
تیار کیا تہا - مگر گورنر جنرل نے اون خیرخواہیون کا بہی کوئی خیال نہین کیا -

چونکہ پیشوا کو معقول پنشن ملتی تھی ۔ اور وہ زیادہ مصرف بہی نہ تھا ۔ اسیلئے اوس نے تقریباً ۲۸ لاکھ روپیہ جمع کیا تھا ۔ جسکا مالک نانا صاحب ہوا ۔ اور پنشن کی اجرائی کے لئے گورنر جنرل کے فیصلہ کا اپیل ولایت مین کورٹ ڈائرکٹرون کے پاس ایک مسلمان عظیم اللہ خان کو بہیجکر دایر کیا ۔ لیکن کامیابی نہین ہوی آخر تہک کر بیٹہہ گیا ۔ اسی زمانہ مین کرناٹک کے نواب اور تنجور کے راجہ نے لاولد انتقال کیا ۔ گورنر جنرل نے فوراً اونکی پنشن موقوف کردی ۔ اور خطاب و منصب بہی ضبط کرلیا ۔ لیکن اراکین خاندان کے نام مختصر پنشن جاری کی ۔

الحاق اودہ (لکھنؤ)

اس اثنا مین اودہ کی بد انتظامیون کی کیفیت اور وہان کے عہدہ دارون کے ظلم و ستم کی کہانی ۔ بادشاہ وقت (واجد علی شاہ) کے لہو و لعب کی سرگذشت گورنر جنرل کو معلوم ہوی تو اونہون نے اب بالکل اودہ کی بادشاہی کا نام ملیامیٹ کردینا چاہا ۔ کیونکہ اوس سے قبل لارڈ ویلزلی لارڈ ولیم بنٹنگ ۔ لارڈ ہاک لینڈ نے اپنے اپنے عہد گورنر جنرلی مین اودہ کے شاہان وقت کو اس بدنظمی اور ظلم و ستم و لاپروائی کی نسبت بہت کچہہ ہدایتین کی تہین ۔ مگر کسی شاہ وقت نے بہی اونپر عمل نہین کیا ۔ جب واجد علی شاہ کا زمانہ آیا اور بدنظمی روبہ ترقی نظر آئی تو لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل نے لکہنؤ ہونچکر واجد علی شاہ کو بہت کچہہ ڈانٹ ڈپٹ بتلائی ۔ اور نصیحت و ہدایت کی ۔ جس سے وہ ایسا گہبرا گیا کہ گورنر جنرل کے روبرو زبان سے کچہہ بول نہ سکا ۔ اور ایک کاغذ کے تختہ پر یہہ لکہا کہ مین آپکا شکریہ ادا کرتا ہون ۔ آپ نے جو صلاح و مشورہ دیا ہے وہ ایسا ہے جیسا کہ باپ بیٹے کو دیتا ہے ۔ اسکا مین ضرور لحاظ رکہونگا ۔ مگر پہر وہ سارنگ و ستار اگ و رنگ مین ایسا مصروف ہوگیا ۔ کہ اوسکا خیال نہ رکہا ۔ اب تو لارڈ ڈلہوزی کے گورنر جنرلی کا زمانہ تہا ۔ اور اونکی پالیسی سے چہوٹے

ناظرین اس کے قبل کے واقعات دیکھکر خود سمجھ سکتے ہین - الحاصل اب گورنر جنرل نے کورٹ ڈائرکٹرز کی منظوری سے یہہ فیصلہ کیا کہ اودہ سرکار کمپنی کے ملک مین الحاق کیا جائے - اور کرنیل اوٹرم رزیڈنٹ اودہ کو اپنے ارادہ کی اطلاع کی - اور اس جدید عہد نامہ پر بادشاہ کی دستخط لینے کے لئے حکم دیا چنانچہ کرنیل اوٹرم ۴ فروری ۱۸۵۶ء کو بادشاہ سے ملاقات کرنے کے لئے محل پر پہونچے - جہان بادشاہ اور اوسکے بہائی اور بعض معتمد وزیار نے رزیڈنٹ کا استقبال کیا - اب رزیڈنٹ نے گورنر جنرل کا حکم بادشاہ کو بتلایا - بادشاہ نے حکم دیکھتے ہی اپنی دستار اتارکر رزیڈنٹ کے ہاتون مین رکھ دی - اور کہا کہ "برٹش کو اختیار ہے کہ میرے ساتھ اور میرے ملک کے ساتھ جو چاہین کرین - مین صرف یہہ چاہتا ہون کہ انگلینڈ جاؤن اور تخت کے آگے اپنا درد بیان کرون" - رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ "آپکو اختیار ہے جہان چاہین جائین - اب آیندہ آپکو بارہ لاکہ روپیہ سالانہ وظیفہ ملاکریگا" گو بادشاہ نے عہد نامہ پر دستخط نہین کیا - اور نہ اوس وظیفہ کو قبول کیا - مگر اسکے بعد ۱۳ فروری ۱۸۵۶ء کو اودہ کا الحاق ہوگیا - چند روز کے بعد واجد علی شاہ معہ اپنے وزیر علی نقی خان و متعلقین کے ولایت کے ارادہ سے دخانی جہاز مین سوار ہوا - لیکن جب وہ کلکتہ آیا تو دریا کے کنارہ پر ایک مکان مین مقیم ہوا - یہان کی آب و ہوا اوسکو ایسی بہائی کہ آخر دم تک یہین کا ہو رہا - البتہ واجد علی شاہ کا بیٹا (ولیعہد) اور اوسکی مان یہہ دونون انگلینڈ گئے - ملکہ معظمہ سے چند منٹ کی ملاقات ہوی نذر پیش کی - مگر اپنے مقصد مین کامیاب نہوے - افسوس ہے کہ اس مشن نے اس سفر مین فقط بیشا خزانہ ہی برباد نہین کیا بلکہ جانون کا نقصان بھی اوٹہایا - چنانچہ بادشاہ کا ولیعہد اور اوسکی مان دونون وہین مرگئے اور پیری لاچیس کے قبرستان مین دفن ہوے -

اب گورنر جنرل نے ممالک مغربی و شمالی مین بندوبست و مالگزاری کا انتظام کیا - اور تعلقدار جو اپنے تعلقہ کی رعایا پر ظلم و ستم کرتے تہے - وہ حقوق تعلقداری سے محروم کئے گئے - اور ان کے

دیہات تعلقداری کا ایسا بندوبست ہوا کہ تعلقدار ونکے پاس روپیے کے چار آنے رہگئے۔ معافیات
وانعامات ولاخراجی زمینات تمام ضبط کرلیگئین برہمنون کی پنڈتائی موقوف ہوی۔ ہندو بیوائون
کی دوبارہ شادی کرنیکے متعلق ایک ایکٹ جاری ہوا۔ اور عورتونکو اپنے فعل کی مختاری دیگئی۔

اب ہم یہان پر چند مفید اصلاحات و رفاہ عام کے کامون کی تفصیل (جو لارڈ ڈلہوزی کے
عہد گورنر جنرلی کے ہین) لکھتے ہین۔ یعنے پہلی ریل ہندوستان مین گریٹ انڈین پنشولا ریلوی سنہ ۱۸۵۳ء
مین بمبئی سے تہانہ تک جاری ہوی۔ اور رفتہ رفتہ اسقدر بڑہی کہ تمام ملک مین ریل ہوگئی۔
چنانچہ سنہ ۱۹۰۰ء مین (۲۴۰۰۰) میل ریل تیار تہی۔ اور تمام بندرگاہون کو بہی آزاد کردیا گیا۔ تار کا انتظام
ایسا ہوا کہ اسکی بدولت انگریز غدر مین کامیاب ہوے۔ اسوقت ہندوستان مین (۱۳۰۰۰)
میل تار لگا ہوا ہے۔ ڈاکخانے قایم کئے گئے۔ اور نیم آنہ کے ٹکٹ پر خطوط کا جانا قرار پایا۔ اب تو ڈاکخانون
بہت کچہہ ترقی پاگیا ہے۔ اور ایک بڑی بہاری ہنڈوی کی دوکان وتجارت کی کوٹہی ہوگئی ہے
بہت سی چیزین اوسکی معرفت فروخت ہوتی ہین۔ لوگون کا روپیہ اوسمین برابر جمع ہوتا اسیونگ
بنک ہوتا ہے۔ جان تک کا بہی بیمہ اوس مین ہونے لگا ہے۔ الحاصل صیغہ تعمیرات بہی اسی
گورنر جنرل کے زمانہ مین قایم ہوا۔ ہر احاطہ مین انجینیری کے مدرسے قایم کئے گئے۔ گنگا کی نہر ڈیڑہ
کروڑ روپیہ کے خرچ سے تیار ہوی۔ ہگلی پر ایک عالیشان پل بنایا گیا۔ بہت بڑی بڑی نہرین
تعمیر ہوئین۔ کلکتہ بمبئی۔ مدراس مین تین یونیورسٹیان قایم کیگئین۔

ارل کیننگ گورنر جنرل

۲۹ فروری سنہ ۱۸۵۶ء کو ارل کیننگ بعہد ملکہ معظمہ گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ اور

لارڈ ڈلہوزی ولایت چلے گئے - ابھی ارل کیننگ نے گورنمنٹ ہوز مین قدم رکہا ہی تھا کہ ایران
کے ساتھ پرخاش کی نحوست کا آغاز ہوا - چنانچہ جب گورنر جنرل کو معلوم ہوا کہ ایران نے ہرات پر
چڑھائی کی ہے تو اوس نے بمنظوری کورٹ ڈائرکٹرز اس مہم کی سپہسالاری کرنیل اوٹرم کے تفویض کی

پ٭ اسکے واقعات یہہ ہین کہ جب افغانستان پر انگریزون نے قبضہ کیا تو یہہ بات ٹھہری کہ سدوزئی شاہ کامران ہرات کا فرمانروا
ہے - لیکن اوسکا وزیر یار محمد ہمیشہ یہہ کہتا تھا کہ مین اپنے تئین ایران کے حوالہ کرتا ہون - لیکن جب انگریزون نے افغانستان
کو خالی کیا تو یار محمد نے سدوزئی کی برائے نام بادشاہی سے اپنے تئین آزاد کرکے خود فرمانروائی شروع کی - دس برس
کے بعد جب وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا جانشین ہوا - چونکہ اوسمین فرمان روائی کی لیاقت نہ تھی - اسلئے اوس نے ہرات کو
ایران کے حوالہ کردیا - ۱۸۵۲ء مین ایران کی سپاہ نے ہرات پر قبضہ کرلیا - مگر جب برطانیۂ اعظم نے ایران کو دہمکایا
تو اوس نے بمجبوری ہرات سے اپنی سپاہ ہٹالی - اور معاہدہ کیا کہ ہرات آزاد رہیگا - اسکے بعد طہران مین سفارت
انگریزی پر بدگمانی پیدا ہوئی - اور جنگ کریمیا کے خاتمہ پر جب روسیون کا قبضہ ایشیا مین قریب ہوا تو ایران نے برٹش
کی دوستی مین کوئی فائدہ نہ دیکھا - اور روسیون کا دامن پکڑا - ۱۸۵۵ء مین سفارت انگلشیہ پر طعنہ زنی ہوئی - اور
سفیر ترکستان کی سرحد مین چلا گیا - اور ہرات مین ایسی سرکشی ہوئی کہ - یار محمد کا بیٹا مارا گیا - اور اوسکی جگہہ
یوسف خان جانشین ہوا - جو سدوزئی شاہی خاندان مین شاہ کا بھتیجا تھا - ایران تو اول ہی سے ہرات پر
دانت لگائے بیٹھا تھا - اب قندہار پر بھی اوس کی نیت دوڑی - لیکن امیر دوست محمد خان نے جب ۱۸۵۵ء
مین اوس کا سوتیلا بہائی قندہار کا فرمانروا کہن دل خان مرگیا - تو قندہار کو کابل مین داخل کرلیا - اور ایران
نے خلاف معاہدہ ہرات پر فوج بھیجدی - جس سے یوسف خان گھبرایا - اور دوست محمد خان کو امداد کیلئے
بلایا ساتھ مین یوسف خان کا مدار المہام عیسیٰ خان اوسکو قید کرکے دشمنون کے کیمپ مین بھیجدیا - کیونکہ
اوسکو یہہ خوف ہوگیا تھا کہ کہین یوسف خان ہرات کو دغابازی کرکے اہل ایران کے حوالہ نکردے - باقی حالات
متن مین ملاحظہ فرمائے ۱۲ مولف -

اور یہہ قرار پایا کہ امیر دوست محمد خان کو پشاور کانفرنس مین بلاکر اسکے نسبت مشورہ لیا جائے۔
الحاصل جب امیر کو بلایا گیا تو وہ معہ اپنے دو بیٹون و بعض چیدہ مشیرون و منتخب سپاہ کے سرحد پر آیا۔ اور یکم جنوری ۱۸۵۷ع کو درۂ خیبر مین جان لارنس اور سرہربرٹ ایڈورڈس کمشنر پشاور سے ملاقات کی۔ جب امیر سے ہرات کا ذکر چھیڑا گیا تو اوس نے جواب دیا کہ انگریز خلیج فارس کیطرف سے حملہ کرین۔ اور مجھے روپیہ اور ہتیار دین تو مین ہرات کی دیواروں کی بنیاد کو اوکھیڑ کر پہینک دونگا۔ اور رقم و ہتیار کی تعداد جب امیر سے پوچھی گئی تو اوس نے پہلے ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ (جبتک لڑائی ختم ہو) امداد طلب کی۔ اور پچاس توپین ۵۰ ہزار بندوقین بہت ساسامان جنگ مانگا۔ لیکن بعد مین چار ہزار بندوقین اور بارہ لاکھہ روپیہ سالانہ تا اختتام جنگ پر تصفیہ ہوگیا۔ گورنر جنرل نے اسکی منظوری بھی دیدی۔ ۲۶ جنوری ۱۸۵۷ع کو طرفین کے دستخطون سے عہدنامہ بھی مرتب ہوگیا اسکے بعد امیر اپنے وطن کو چلا گیا۔ اور بمبئی سے انگریزی سپاہ بوشہر پر حملہ کرنیکے لئے روانہ ہوی۔ پہلے انگریزی سپاہ نے جزیرۂ کرک لے لیا۔ اور دو چار لڑائیون کے بعد بوشہر بھی فتح ہوگیا۔ ۶۵ توپین اور بہت ساسامان ایرانیون کا ہاتھہ آیا۔ پہر ایرانیون سے خوشاب پر لڑائی ہوی۔ اسیطرح دو چار لڑائیون کے بعد محمرہ پر بھی انگریزون نے قبضہ کرلیا۔ آخر ایرانی مجبور ہوکر صلح کے خواستگار ہوئے اور ۴ مارچ ۱۸۵۷ع کو انگلش و ایرانی کمشنرون نے عہدنامہ پر دستخط کیا۔ جسمین شاہ ایران نے یہہ وعدہ کیا کہ آئندہ وہ ہرات اور کسی اور افغانی صوبہ پر دعوے نہین کریگا۔ بعد ازان ایرانی ہرات سے چلے گئے۔ اور انگریزی فوج بھی وہان سے برخاست ہوگئی۔ اب امیر نے اپنے بھتیجے احمد خان کو ہرات

* امیر دوست محمد خان جو سکھون کے ساتھہ ملکر انگریزی فوج سے لڑا تھا اوسکی صفائی اسکے قبل ہی ہوگئی تھی۔ یعنے ۳۰ مارچ ۱۸۵۵ع کو جان لارنس اور غلام حیدر خان کی ملاقات مین دوست محمد خان اور سرکار کمپنی کے مابین اتحاد و مصالحت کا عہدنامہ ہوگیا تھا۔ ۱۲ مولف۔

حاکم مقرر کیا۔ اور ایران کی لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔

واقعات غدر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ہ

اس عالمگیر غدر* کا آغاز اپریل ۱۸۵۷ء سے ہوا۔ اور آہستہ آہستہ بڑہتا چلا۔ اس اثنا رمین نامعلوم چپاتیون کی تقسیم بھی۔ تمام دیہات و قصبات مین جابجا نہایت سرعت کیساتہہ ہوی۔ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو

* یون تو انگریزون کے عہد مین ۱۷۵۶ء سے ۱۸۵۷ء تک یعنے اس ایک صدی مین اکثر مختلف سنین و متفرق مقامات پر گورنمنٹ کی سرکشیان۔ اور ہندوستانی سپاہ کی بغاوتین ہوئین۔ جنکا بوقت انسداد ہوگیا۔ لیکن ۱۸۵۷ء کا غدر تمام ہندوستان مین عالمگیر تھا۔ شاذونادر ہی مقامات اس غدر کے اثر سے محفوظ رہے۔ مگر وہ بھی بالکل ایسے محفوظ نہین رہے۔ بلکہ بغاوت شروع ہوتے ہی وہان کے لائق حکام یا مدبر والیان ریاست اور انکے ہوشیار مدارالمہامون نے اپنی ہوشیاری و لیاقت و دلیری سے اوسکو فرو کردیا۔ جس سے اوسکے جانسوز شعلے بلند ہونے نہ پائے۔ اب ہم یہان پر اون سابقہ سرکشیون اور بغاوتون کے معدودے چند مقام معہ وجوہ لکہتے ہین۔ (۱) بمقام بنگال گورے اور ہندوستانی سپاہ حصول انعام کے لئے (۲) بنگال کے انگریزی افسر ڈبل بہتہ کی موقوفی پر۔ (۳) ہندوستانی افسرون کے تنزل اور انگریزی افسرون کی ترقی کے موقع پر (۴) ۱۸۰۶ء مین ساحل بحر کی سپاہ ان قواعد کے پاس ہونے پر کہ قواعد کے وقت قشقہ نہ لگائین اور بالی نہ پہنین ٹہڈی پر داڑہی نرکہین۔ انگریزی گول ٹوپی پہنین (۵) ۱۸۲۴ء مین بمقام بارک پور نصف بہتہ کے حکم پر (۶) سندہ۔ پنجاب۔ اودہ کے الحاق پر۔ انکے علاوہ حیدرآباد دکن۔ نندی درگ۔ پالی ام کوٹا۔ مدراس۔ پٹنہ کے مقامات پر بھی چھوٹی چھوٹی سرکشیان ہوئین۔ اور ۱۸۵۷ء کے غدر کے اسباب یہ بتلائے جاتے ہین کہ جب موریشس۔ وجاوا کی لڑائی مین جو فرانسیسون سے ہوی بنگال کی سپاہ نے جہاز مین سوار ہونے سے انکار کردیا تو ایک ایکٹ پاس ہوا۔ جسمین عام بہرتی ہونے مین سمندر جانیکی شرط لگائے گئی۔ پہر سکہون کی بہرتی ہوئی۔ عیسائی مذہب کی اشاعت مین انگریزون نے سرگرمی بتلائی۔ راجپوتانہ کی ضبطی کی جہوٹی افواہئی

میرٹھ کی سپاہ نے بغاوت کی۔ پھر تو تمام ہندوستان میں بغاوت پھیل گئی۔ چنانچہ میاتمیر۔ گوبندگڈھ۔ فیروزپور۔ پہلور۔ پشاور۔ راول پنڈی۔ نوشہرہ۔ جالندھر۔ لدھیانہ۔ بارک پور۔ انبالہ۔ داناپور۔ پٹنہ۔ آرہ۔ بہار۔ آگرہ۔ گوالیار۔ علی گڈھ۔ بلند شہر۔ مین پوری۔ اٹاوہ۔ بھرت پور۔ متھرا۔ بنارس۔ جہانسی۔ بندیلکھنڈ۔ لوگاؤن۔ الہ آباد۔ باندہ۔ مالوہ۔ نصیرآباد۔ میئو۔ اندور۔ سیہور۔ نیمچ۔ جے پور۔ جودہ پور۔ الور۔ اودیپور۔ لکھنؤ۔ کانپور۔ پالامئو۔ سنگھابھوم۔ روہیلکھنڈ۔ نگینہ۔ جہیلی۔ آوا۔ کولہاپور۔ سیتل پور۔ سیمل پور۔ اسیرگڈھ۔ مندسور۔ دہادھید پور۔ بان پور۔ للت پور۔ ساگر۔ ناگپور۔ جبل پور۔ چندیری۔ جالون۔ نرسنگ پور۔ ناگور۔ راحت گڈھ۔ رتنہ گڈھ۔ گڑہاکوٹ۔ کرٹوی۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔ اٹاوہ۔ آگرہ۔ ساسیہ۔ بوندی۔ جہالراپٹن۔ پرتاب گڈھ۔ اندگڈھ۔ اعظم گڈھ۔ جونپور۔ سہارنپور۔ مظفرنگر۔ شاہجہانپور۔ دہلی۔ بدایون۔ مرادآباد۔ بجنور۔ فتح گڈھ۔ فرخ آباد۔ ملاؤن۔ ہردوئی۔ محمدی۔ بہرائچ۔ متھولی۔ فیض آباد۔ مالاپور۔ سلطان پور۔ سلونی۔ دریاباد۔ پوروا وغیرہ وغیرہ میں بغاوت کا خوب زور و شور رہا۔ البتہ بعض اضلاع (وہان کے لائق حکام کے حسن تدبر و اور بہادری سے) اور ہندوستانی ریاستیں اس بلائے بیدرمان سے محفوظ رہین۔ خصوصاً اس موقع پر ریاست سرکار نظام (حیدرآباد دکن) تو نواب سر سالار جنگ اعظم مدارالمہام دکن کی مدبری اور فراست کے باعث بغاوت سے کوسون دور اور بالکل مستثنیٰ تھی۔ جسکا اعتراف خود گورنمنٹ آف انڈیا۔ نے نہایت قابل قدر اور قیمتی الفاظ مین کیا ہے۔

اس بغاوت کے بڑے مقامات دہلی۔ کانپور۔ لکھنؤ تھے۔ جنکے حالات قابل تحریر ہین۔ خصوصاً دہلی کے واقعات کا لکھنا ضرور ہے۔ کیونکہ یہ مقام شاہان مغلیہ کا دارالسلطنت ہے۔ اور خاندان

(بقیہ نوٹ صفحہ (۷۰۱) ۱۸۵۷ء میں انگریزون پر بوجہ ایک صدی گزرنیکے زوال آئینگی پیشین گوئی کیگئی۔ چلے کارتوس جنمین سور اور گائی کی چربی لگی ہوئی تھی وہ سپاہ کو دئے گئے۔ وغیرہ ۱۲ مولف۔

مغلیہ کا آخری بادشاہ (بہادر شاہ) اسی مقام پر تہا۔ جسکو ان باغیون نے چند روز تک جبراً اپنا بادشاہ بنا رکہا تھا۔ چنانچہ ۱۱ مئی سے ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء تک یعنے چار مہینے چار روز بہادر شاہ نے باغیون کی وجہہ سے فرمان روائی کی۔

دہلی کے باغی سپاہ کی تعداد صحیح نہین معلوم ہوتی۔ مگر اندازہ پندرہ ہزار سے تیس ہزار تک کیا گیا ہے۔ اور مرزا خضر سلطان جو باغی سپاہ کا جنرل تہا وہ اپنی تحریر مین پیدل ۸۰ یا ۹۰ ہزار اور سوار ۱۰ یا ۱۵ ہزار بیان کرتا ہے۔ اور جو باقی سپاہ کہ دہلی آئی تھی۔ وہ علی گڈہ بلند شہر۔ میرٹھہ۔ حصار۔ سرسیہ۔ رڑکی۔ متہرا۔ فیروزپور۔ انبالہ۔ ہانسی۔ بریلی۔ نصیر آباد۔ نیمچ۔ جالندہر کی تھی۔ اور انمین خاص دہلی کے باغی بھی شریک تھے۔ الحاصل میرٹھہ* کی سپاہ نے باغی ہوکر انگریزی افسرون اور انکے میمون و بچون کو مارا۔ اور وہان سے نکلکر دہلی پہونچے۔ اس عرصہ مین دوسرے اضلاع کے باغی بھی آپہونچے۔ اور دہلی کی سپاہ بھی باغی ہوگئی۔ بس پہر کیا تھا فوراً ان باغیون نے دہلی پر قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہ (بہادر شاہ)× کو

* میرٹھہ دہلی سے ۳۶ یا ۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہان کی چھاؤنی بہت بڑی ہے۔ جسکا احاطہ پانچ میل کا ہے۔ ۱۲ مولف

× اسوقت بادشاہ کی حالت اور اوسکی عظمت و وقعت کی صورت جسطرح تھی۔ وہ یہان ناظرینون کے معلومات کے لئے بیان کرنا ضرور ہے۔ الغرض پہلے عظمت و وقعت شاہی کا بیان سنئے کہ اول ہی سے ہر ایک گورنر جنرل جنہین نے اپنے اپنے عہد مین بادشاہ کی تعظیم و تکریم وقتاً فوقتاً گہٹاتا رہا۔ جب لارڈ ایلن برا کی گورنر جنرلی کا زمانہ آیا تو اونہون نے بادشاہ کے پاس نذر کا بہیجنا موقوف کردیا۔ جو عیدین و نوروز و سالگرہ کے موقعون پر رزیڈنٹ کی معرفت گورنر جنرل و کمانڈر انچیف کی جانب سے داخل ہوا کرتی تھی۔ اور گورنر جنرل کی مہر مین جو فدوی خاص کے الفاظ تھے۔ وہ حذف کردئے گئے۔ اور ہندوستانی رئیسون کو ممانعت کیگئی کہ وہ اپنی اپنی مہرون مین بادشاہ کی نسبت ایسے الفاظ کا استعمال نکرین۔ شاہی سکے جو دس پندرہ ضلع کے مختلف مقامات پر سکوک ہوتے تھے۔ وہ موقوف کردئے گئے۔ اور طامس مٹکاف ایجنٹ دہلی کو بادشاہ اپنے شقون مین فرزند ارجمند لکہتا تھا۔ جب ہاروی صاحب ایجنٹ ہوکر آئے تو

جبراً محل سے بلاکر اپنا بادشاہ بنایا۔ اور دیوان خاص مین نذرین پیش کین ۲۱ توپ کی سلامی سرگئی
اور بہادر شاہ کی بادشاہی کا ڈھنڈورا پیٹا گیا۔ دیوان عام وخاص مین ہندو باغیون نے اپنا بستر جمایا

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۰۳) اونہون نے بادشاہ کو ہدایت کی کہ آیندہ ہمکو آپکا فرزند بنا منظور نہین پہلے یہ قاعدہ تھا کہ جب بادشاہ کی سواری نکلتی تو اوسکی جلو کاٹ کر کوئی انگریز نہین جا سکتا تہا۔ لیکن بعد مین یہہ قاعدہ توڑ دیا گیا۔ بہر حال بادشاہ کی عزت وو قعت کچہہ بہی باقی نہین رہی تہی۔

اب بادشاہ کی مالی حالت۔ اور موجودہ صورت کا ملاحظہ کیجی کہ بادشاہ کو گورنمنٹ انگریزی ایک لاکہ روپیہ ماہانہ پنشن دیتی تھی اور دیڑہ لاکہہ روپیہ سالانہ کی آمدنی بادشاہ کو کوٹ قاسم سے ہوتی تہی۔ اسکے علاوہ شہر مین بیتول شاہی کے کرایہ کی آمدنی علیحدہ بادشاہ کو ہوتی تہی۔ اس جملہ آمدنی مین سے ایک ہزار روپیہ ماہانہ بادشاہ کے بہتیجون کو جو لکھنؤ مین تھے۔ دینا پڑتا تہا۔ الحاصل اس اثنا مین بادشاہ نے ایک نوجوان امیرزادی زینت محل سے شادی کی۔ اوسکو ایک بیٹا جوان بخت نام پیدا ہوا۔ چونکہ یہہ زمانہ بادشاہ کی ضعیفی کا تہا۔ اسلیئے زینت محل بادشاہ پر بہت حاوی تہی۔ اور اوسکا منشا یہہ تہا کہ بہادر شاہ کے بعد سب سے چہوٹا بیٹا جوان بخت بادشاہ ہو۔ چنانچہ ۱۸۴۹ء مین جب دارا بخت ولیعہد کا انتقال ہوا تو (اوسوقت بہادر شاہ کی عمر ۷۰ سال سے زاید تہی) لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل نے مرزا فخر الدین فتح الملک کو (جو بادشاہ کا سب سے بڑا بیٹا۔ ۳۰ سالہ جوان تہا) ولیعہد کرنا چاہا۔ کیونکہ یہہ شاہزادہ انگریزون کی سوسائٹی کا بدل خواہان تہا۔ لیکن بادشاہ نے ناراضی ظاہر کی۔ اور یہہ بہی عذر کیا کہ اوسکی ختنہ ہونے سے ناقص الاعضا سمجہا جاتا ہے۔ اور تخت نشینی کے لئے صحیح الاعضا ہونا ضرور ہے۔ اسکے واقعات یہہ ہین کہ اکبر کے زمانہ سے یہہ مذموم رسم جاری ہوگیا تہا۔ کہ جو ولیعہد ہوتا وہ ختنہ نہین کراتا۔ بلکہ اکثر شاہزادے تخت وتاج کی ہوس مین اپنی ختنہ نہین کراتے تہے۔ الغرض بادشاہ کا یہہ عذر نامسموع ہوا۔ اور گورنر جنرل نے فتح الملک کو اس شرط پر ولیعہد بنا دیا کہ وہ اپنے بادشاہی کے زمانہ مین قلعہ کی بود وباش ترک کرکے۔ اور قطب صاحب مین جا کر رہے۔ کیونکہ حسب رواج شاہان سلف بہادر شاہ قلعہ مین رہتا تہا۔ اور انگریزون کا ارادہ اوسکے بعد قلعہ پر قبضہ کرنیکا تہا۔ جب فتح الملک ولیعہد ہوگیا تو بادشاہ۔ اور زینت محل دست افسوس ملکر رہگئے۔

اوراوسکے صحن مین گہوڑے باندہے۔ گو بادشاہ نے باغیون کے اس کارستانی کی اطلاع لفٹنٹ گورنر آگرہ کو
کردی۔ مگر اوس پر کوئی توجہ نہین ہوئی۔ اسوقت ہندو باغی بادشاہ پر ایسے حاوی ہوگئے تھے کہ جو چاہتے
وہ بادشاہ سے کرالیتے۔ بلکہ وہ خود اپنی خودمختاری سے کرلیتے پہلے ان باغیون نے بادشاہ پر دباؤ ڈالکر
ایک حکم یہ جاری کرایا کہ شہر مین یا اوسکے باہر کوئی گائی ذبح نکیجائے۔ اور بقرعید مین گائی کی قربانی نہو۔ بیلون
پر جو کوڑا کرکٹ لادکر لیجانیکا دستور تھا وہ موقوف کرکے اونکے عیوض گدہون پر لیجانا قرار پایا۔ اور دس پانچ
مسلمان گائی قصابون کو ان ہندو باغیون نے قتل بھی کرڈالا۔ اب مسلمانون نے ہندؤن کی پاس خودسری
کا انسداد کرنیکے لئے مولوی محمد سعید کو اپنا پیشوا بناکر جامع مسجد مین ایک جہنڈا اکہڑا کیا جب بادشاہ کو خبر ہوئی

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۰۴)۔ ار جولائی ۱۸۵۶ء کو فتح الملک کا ہیضہ سے انتقال ہوگیا۔ بعض کا قول ہے کہ اوسکو زہر دیا گیا۔ اب بادشاہ نے
اپنے آٹھ بیٹون کی دستخط سے ایک محضر تیار کیا جسمین تحریر تہا کہ ہم مرزا جوان بخت کی ولیعہدی پر راضی ہین۔ اور یہ محضر مسٹر
مٹکاف ایجنٹ دہلی کے پاس بہیجا گیا۔ مگر اوسکے دوسرے ہی روز مرزا قریش (عرف مرزا قویاش جو سب مین بڑا بیٹا تھا) نے
ایجنٹ کو اطلاع دی کہ بادشاہ نے ہماری تنخواہون کے اضافہ کا وعدہ کرکے محضر پر مہر کرالیا ہے۔ لیکن اسمین زینت محل کی
سازش ہے۔ چونکہ مین سب مین بڑا ہون اسلئے ولیعہدی کا حق میرا ہے۔ گورنمنٹ انصاف کرے۔ اس عرصہ مین بادشاہ حفظ
صحت و تفریح طبع کی غرض سے قطب صاحب مین جاکر رہا۔ اور وہان بڑے بڑے مکانات قلعہ کے مکانات کے نامون پر تعمیر کرانے
لگا۔ اور ایک قبر بھی اپنے لئے سنگ مرمر کی وہان تیار کرائی۔ زینت محل بادشاہ کے ساتھ قلعہ یا قطب صاحب مین نہین رہتی تھی
بلکہ وہ لال کنوے کی بڑی حویلی مین ہمیشہ سے مقیم تھی۔ اور ہر روز ۸ بجے بادشاہ کے پاس جاتی۔ اور شام کو پھر اپنی حویلی کو واپس
چلی آتی۔ اوسکی سواری مین ڈنکہ بجتا تھا۔ شہر والون نے اس ڈنکہ کی وجہ سے اوسکا نام ڈنکہ بیگم رکھدیا تھا۔ اسوقت بادشاہ
خود قلعہ کا رہنا ترک کرکے بدشگونی کا باعث ہوا تھا۔ ۱۲ مولف۔

[illegible] بیوپاریون او جہادیون کا بھی دہلی مین مجمع ہوگیا تھا۔ چنانچہ اول سب سے مولوی رحمت اللہ کرانہ سے آیا۔ مگر اوس نے
جہاد کے عیوض بلوہ کی صورت دیکھی تو واپس چلا گیا۔ پہر ٹونک سے وہابی آئے جنکے سرغنہ مولوی عبدالغفار۔ مولوی سرفراز علی

تو ہندو اور مسلمانون کی باہمی فسادات بڑہنے کے خیال سے اوسکو اکہیڑ ڈالا - اور ہندون کی ظلم و زیادتی
کے باعث جو شہر کے دوکانات بند ہوگئے تھے بادشاہ خود سوار ہوکر تمام بازارات کے دوکانات کو کہلوا دیا
اس اثنا مین ہندو* باغیون نے دہلی بنک اور خزانہ کو لوٹا - میگزین کو اڑایا جیل خانہ کے قیدی چہوڑدئے -
دہلی گزٹ پریس - لوہار خانہ میگزین کا اسباب - اور دہلی کالج کو غارت کیا ٹیلیگراف کو توڑا - اور لوٹا - اور راستہ
مین انگریز اور اونکی میمین اور بچون کو جہان پایا وہان قتل کرڈالا - اور بہت سے انگریز مرد و عورت اور اونکے بچون کو
تلاش کرکے لایا - اور بادشاہ کے دیوان عام مین ذبح کیا - اسکے بعد ان باغیون نے شہر* کے مکانات کو لوٹا - اور
بلا امتیاز ہندو اور مسلمانونکو قتل کیا - اس عرصہ مین بادشاہ کے پاس پہنچے - جہانسی - دینا پور - الہ آباد -
متہرا - بلند شہر - رڑکی - ہانسی - میرٹھ - نصیرہ - نظیر آباد - ساگر - جبل پور - فیروز پور - انبالہ - پہلور - سیالکوٹ

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۰۵) مقرر ہوئے - اور باغی سپاہ کے افسران اعلی بخت خان - غوث محمد خان - مولوی امام خان رسالدار نے اونکو
مدد دی - اسکے بعد جے پور - ہانسی - حصار - بہوپال سے بہی جہادی پہونچے - انکی اعانت تو بادشاہ نے کچہ بہی نہ کی - کیونکہ خزانہ
خالی تہا - البتہ نواب محی الدین خان عرف بڈہے صاحب نے دو ہزار روپئے - اور محمد شریف رجو دہلی کا نامور صوفی تہا اپنے گہر کو معہ اسباب
فروخت کرکے ان جہادیون کے ساتہ شامل ہوگیا - اور جہاد کے فتوے پر بخت خان نے کچہ جعلی اور کچہ اصلی مہرین ثبت کرائین -
چنانچہ مفتی صدر الدین خان کو بہی مجبور کرکے اس پر مہر کرائی - لیکن مولوی محبوب علی و خواجہ ضیاء الدین نے ہرگز مہر نہ کی - الغرض جب فتوے
مل گیا تو ایک دو حملے ان جہادیون نے انگریزونکی فوج پر کیا - اسکے بعد ان جہادیون نے مسجدین سنبہالین - اور اختتام جنگ تک
بہولے سے بہی لڑائی کا نام نہ لیا - ۱۲ مولف

* اس بغاوت مین باغیون کا بہت بڑا حصہ ہندو مذاہب کا تہا - اور مسلمان باغیون کی تعداد بالکل کم تہی - ۱۲ مولف

* ان باغیون نے جو شہر کے اکثر مکانات کو لوٹا - اور ہندو مسلمانون کو قتل کیا اور انکے اسباب علاوہ حصہ ان رہزن غارتگری کے یہہ تہے
کہ جس کسیکو انگریزی لباس پہنا دیکہا اوسکو وہین ڈہیر کردیا - اور انگریزون کی پناہ دہی یا انگریزون سے سازش کرنیکی جب کسی مسلمان
یا ہندو کے نسبت خبر پائی فوراً اونکے مکان پر چڑہ دوڑے اور اوسکو تباہ و غارت کیا - ۱۲ مولف

جہلم۔ راولپنڈی۔ گوالیار۔ فتح گڈہ۔ مظفرنگر۔ گوڑگاؤن وغیرہ کے باغیون کی عرایض آئین۔ اور محمود خان نواب نجیب آباد۔ رئیس بریلی۔ نواب رامپور۔ راجہ مین پوری نے بھی درخواستین بھیجین۔ رؤسا جھجر۔ بلب گڈہ۔ فرخ نگر نے بادشاہ کی امداد کے لیے سوارون کو روانہ کیا۔ اور راؤ تلارام رئیس ریواڑی نے کئے ہزار روپیئے۔ ہاتھی۔ گھوڑا۔ اشرفیان گذرانین۔ ان سب مین لکھنو کی نذر بہت بڑی تھی۔ جسمین نئے سکہ کی اشرفیان۔ دو گھوڑے۔ دو ہاتھی۔ ایک کلاہ بیش بہا جسکو موتی لگے ہوئے تھے۔ ایک جفت بازوبند الماس پیوند شامل تھے۔ اسکے بعد بادشاہ نے فوجی۔ اور رقمی امداد کے لئے والیان جے پور۔ جودہ پور۔ الور۔ بیکانیر۔ گوالیار۔ جیسلمیر۔ پٹیالہ۔ کچہ۔ جھجر۔ بلب گڈہ۔ فرخ نگر۔ بریلی وغیرہ کو اپنے دستخطی شقے لکھے جنکے جوابات صرف جھجر۔ بلب گڈہ۔ فرخ نگر۔ بریلی سے حسب دلخواہ آئے۔ مگر راجگان جے پور۔ الور۔ جودہ پور۔ بیکانیر۔ گوالیار۔ جیسلمیر۔ پٹیالہ۔ جمون وغیرہ نے بادشاہ کے شقون پر التفات ہی نہین کیا۔ بعد ازان بادشاہ نے مفتی صدرالدینخان صدرالصدور۔ مولوی عباس علے صدر امین۔ کرم علیخان منصف دہلی۔ مرزا محمد علی بیگ تحصیلدار مہرولی کو بھی (جو سرکار کمپنی کے زمانہ مین اون عہدون پر کارگذار تھے) اپنے اپنے مفوضہ کام کو انجام دینے کے لئے احکام بھیجا۔ لیکن کسی نے منظور نہین کیا۔ اور نواب امین الدینخان وضیاء الدینخان جاگیرداران لہارو۔ نواب حسن علیخان اور نواب جھجر نواب حامد علیخان کو دربار کی حاضری کے فرامین روانہ کئے گئے۔ گو یہ لوگ حسب الحکم حاضر بارگاہ شاہی تو ہوئے۔ لیکن کوئی درخواست وغیرہ اپنے متعلق نہین دی۔ اور جب بادشاہ نے ان لوگون سے روپیہ طلب کیا تو عذر کیا۔ جسپر مرزا ابو بکر کرنیل باغیان نے چند سوارون کو لیجاکر حامد علیخان کے گہر کو تو لوٹ لیا۔ اور امین الدینخان وضیاء الدینخان کے گہر کو لوٹنا چاہا تو اونہون نے مقابلہ کیا۔ جسکے باعث اونکا گھر غارتگری سے بچ گیا۔

* یہ زمانہ وہ تھا کہ اکثر شاہزادے شہر کے ساہوکارون اور بڑے آدمیون کو لوٹتے پھرتے تھے۔ چنانچہ منشی کندن سنگہ۔ رائے جیون لال۔ راجہ داس گوڑ والہ۔ منشی آغاجان۔ منشی سعادت علی۔ (جو بڑی بڑی رقم والے تھے) ان شاہزادونکے

اس زمانہ کی گپ شپ جو شہر مین اڑ رہی تھی اوسکا بیان بھی دلچسپی سے خالی نہوگا کہ دہلی کے صادق الاخبار
اور دوا خبار مین یہہ خبرین شائع کیگئین کہ شاہ ایران اٹک تک آگیا ہے۔ جسکے ساتھہ پانچ لاکھہ کا لشکر ہے۔
اور شاہ ایران کے معاون شہنشاہ فرانس و شہنشاہ روس اور سلطان روم ہین۔ امیر دوست محمد خان
والی کابل بھی انگریزون کو ہندوستان سے نکالنے مین مدد دینے پر آمادہ ہے۔ اسکے علاوہ بعض اشخاص
سید شاہ نعمت اللہ ولی ہانسوی کے قصیدہ مین چند اشعار اپنے جانب سے ایزاد کرکے بطریق پیشین گوئی
عوام کو بہکانے لگے۔ اور دو اخوند ولایتی دہلی آکر اپنے کو خلیفہ سوات کا ایلچی تبلایا۔ اور یہہ بیان کیا کہ
چودہ سو جہادی عنقریب خلیفہ کے پاس سے آنے والے ہین۔ خود بادشاہ کے بھتیجے مرزا حیدر شکوہ و مرزا حید
اور مرزا نجت (جو لکھنؤ مین رہتے تھے) نے جھوٹ موٹ بادشاہ کے شیعہ ہوجانیکی خبر اڑادی۔ اور حسن عسکری
کے ذریعہ شاہ ایران سے مراسلت بھی ہونے لگی۔ بہرحال اسوقت تمام دہلی مین سازشون کا بازار گرم تھا
اور بادشاہ کے عزیز۔ رشتہ دار۔ فرزند۔ برادر۔ مصاحب۔ ملازم وغیرہ سب جعلسازی۔ دہوکہ
بازی۔ سازش۔ غارتگری۔ وغیرہ مین برابر حصہ لے رہے تھے۔ اور روزانہ ایک نئی خبر تراشتے
تھے۔ اور ان سب مین بادشاہ۔ مجبور۔ بے دست و پا۔ کٹ پتلی بنا ہوا تھا۔

اب یہان پر کسیقدر انتظامی حالات بھی لکھے جاتے ہین جو بادشاہ نے شہر دہلی اور اضلاع و باغی سپاہ
کی نسبت کئے تھے۔ یعنے وصول مالگزاری کے لئے راؤ تلارام جاگیردار ریواڑی کو سند دوام دیگئی۔ اور
اودہ کا صوبہ ڈاکٹر وزیر خان (جو پہلے انگریزی علاقہ مین آگرہ کا سب اسسٹنٹ تھا) مقرر ہوا۔ خان بہادر خان کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۰۷) تو ان سخت عذاب مین مبتلا تھے۔

باغی سپاہ کے افسر اعلےٰ بھی شاہزادے تھے۔ چنانچہ بادشاہ کے بیٹون مین مرزا ظہیر الدین عرف مرزا مغل کمانڈر انچیف
مرزا خضر سلطان جنرل۔ مرزا کوچک سلطان دہلی کی رجمنٹون کا کرنل۔ اور بادشاہ کے پوتون مین مرزا ابوبکر سوارونکا
کرنل۔ مرزا عبد اللہ عرف مرزا منیڈہو۔ میڈھہ کی پلٹنونکا کرنل تھا۔ ۱۲ مولف۔

(جو حافظ رحمت خان کی اولاد مین تھا) روہیلکھنڈ کی گورنری سے سرفراز ہوئی۔ اور علی قاسم کو اضلاع الہ آباد کا صوبہ دار بنایا گیا۔ مولوی فیض احمد و مرزا خضر سلطان اور مرزا مغل عدالتی کام پر مقرر ہوے۔ معین الدین حسن خان خلف نواب قدرت اللہ خان شہر کا کوتوال قرار پایا۔ پھر وحید الدین خان کی سفارش سے قاضی فیض اللہ کوتوال ہوا۔ اور قاضی عبد الرحیم کو نائب کوتوال کی خدمت ملی۔ مگر بعد مین قاضی فیض اللہ نے خدمت کوتوالی سے استعفا دیدیا۔ اور سید مبارک شاہ ساکن رام پور کوتوال ہوگیا۔ اور فوج کی رسد کا انتظام محبوب علیخان وزیر اور میر نواب پسر سید تفضل حسین وکیل کے تفویض ہوا۔

اس اثنا مین ہندو سپاہ نے تنخواہ کے لئے بادشاہ پر سختی شروع کی۔ لیکن خزانہ* مین روپیہ کب تھا مجبوراً بادشاہ نے ایک روپیہ نو آنہ فیصدی سود پر ساہوکارون سے کچھہ قرضہ لیا۔ اتنے مین کوٹ قاسم سے (جو بادشاہ کا علاقہ تھا) غلام فخر الدینخان تحصیلدار نے تیس ہزار روپیہ بھیجا۔ الغرض یہہ سب رقم محبوب علیخان وزیر کے ذریعہ بادشاہ نے بحساب فی سوار نو روپیہ اور فی پیادہ سات روپیہ تقسیم کرنیکا حکم دیا۔ مگر باغی سوارون نے تیس روپیہ ماہانہ کے حساب سے تنخواہ مانگی۔ اور فساد برپا کیا۔ آخر بیس روپیہ ماہانہ پر تصفیہ ہوا۔ اور تنخواہ تقسیم* کردیگئی۔

۱۴ جون ۱۸۵۷ء کو محبوب علیخان خواجہ سرا (جو بادشاہ کا وزیر تھا) نے انتقال کیا۔ جو ایک مدت سے

* بادشاہ کو جو کمپنی سے ایک لاکھہ روپیہ ماہانہ پنشن ملتی تھی وہ اوسکی اولاد و شاہزادون۔ اور ملازمون کی تنخواہ مین صرف ہوجاتی تھی۔ اب جب غدر ہوا تو تمام شاہزادے اور ملازم بھوکے مرنے لگے کیونکہ غدر کے باعث کمپنی تو پنشن نہین دیتی تھی۔ اور جسقدر لوٹ مار سے رقم وصول ہوتی تھی وہ باغیونکے پاس تھی بادشاہ کو اوسمین سے ایک حبہ بھی نہین ملتا تھا۔ البتہ جو رقم کہ اوسکو بعض روسا اور والیان ریاست کے پاس سے بطور نذر و امداد وصول ہوی تھی۔ وہ اول ہی اوس نے اونہین باغی سپاہیون کی تنخواہ کے نذر کرچکا تھا۔ ۱۲ مولف

* سپاہ کی تقسیم تنخواہ کا کوئی باضابطہ حساب نہ تھا۔ اور اس باغی سپاہ مین بریلی کی باغی بریگیڈ بڑے مزے مین تھی۔ کیونکہ اوس نے اول ہی ۶ ماہ کی پیشگی تنخواہ بادشاہ سے لی تھی۔ اور اوسکے سپہسالار کے پاس چار لاکھہ روپیہ (جو غارتگری سے حاصل کیا گیا تھا) موجود تھا۔ ۱۲ مولف

مرض استسقا مین مبتلا تھا۔ اسکا جنازہ بڑی دھوم دھام سے نکلا۔ شاہ کریم اللہ جہان آبادی کے مقبرہ مین (جو خانم کے بازار مین ہے) دفن ہوا۔ سوم کی فاتحہ مین شہر کے تمام رئیس اور امرا آئے۔ ہزارہا آدمیون کا مجمع رہا۔

آغاز جولائی ۱۸۵۷ء مین بادشاہ کے پاس ایک شخص بخت خان نامی چند باغی سوارون کے ساتھ بڑے کروفر سے دہلی آیا۔ بادشاہ نے اوسکے استقبال کے لئے اپنے خسر نواب احمد قلی خان کو بھیجا۔ جب وہ آیا تو اوس سے مصافحہ کیا۔ اور اپنے خاصہ سے سترہ توڑے بھجوائے۔ اور تمام باغی سپاہ کا اوسکو افسر اعلےٰ قرار دیا۔

اب ہم بادشاہ اور اوسکی باغی سپاہ و دہلی کے واقعات کو یہان چھوڑ کر انگریزون کے حالات لکھتے ہین کہ اس بغاوت کی خبر جب لارڈ کیننگ گورنر جنرل کو ہوئی تو اونہون نے اسکا انتظام کیا کیا۔ اور کسطرح باغیون کے سرکوبی کر کے از سر نو دہلی کو فتح کیا۔ اور تمام ہندوستان کی بغاوت کسطرح رفع کیگئی۔ اور سرکشون کو کیا کیا سزائین دیگئین۔

الغرض جسوقت گورنر جنرل کو کلکتہ مین اس بغاوت کی خبر ہوئی۔ اور خود بنگال کی سپاہ بھی باغی ہوگئی تو گورونکی فوج اور توپخانے۔ اور سکھ سپاہ سے (یہ لوگ باغی نہین ہوے تھے) اس بغاوت کے انسداد پر کمر باندھی۔ اور جنرل این سن کمانڈر انچیف (جو اسوقت اپنے ہیڈ کوارٹرس اسٹاف کے ساتھ شملہ پر تھے) کو مناسب ہدایتین کین۔ اسکے علاوہ جنگ بہادر والی نیپال نے پانچ ہزار گورکہون کی فوج انگریزی سپاہ کی مدد کے لئے بھیجی اور مہاراجہ رنبیر سنگھ والی کشمیر نے میجر لارنس کے ماتحت جمون کنٹنجنٹ کو دہلی کی بغاوت فرو کرنیکے لئے روانہ کیا

* اسوقت محبوب علیخان وزیر کی قبر کا نشان بھی باقی نہین ہے۔ البتہ اوسکے نام سے ایک سرا سبزی منڈی مین مشہور ہے گو یہ خواجہ سرا تھا۔ مگر بادشاہ کی عنایت سے وزیر سلطنت ہوگیا تھا۔ اور ملازمون کی تنخواہ اپنے زمانۂ وزارت مین ماہ بماہ تقسیم کرانیکی وجہہ سے بہت نیکنام تھا۔ ۱۲ مولف

* بخت خان نے بادشاہ کے روبرو اپنا نسب تیمور سے ملا دیا تھا۔ اور بادشاہ پر ایسا جادو کیا تھا۔ کہ بادشاہ اوسکے مقابلہ مین شہزادون کی بھی کوئی بات نہین سنتا تھا۔ اور اوسکو فرزند کا خطاب عطا کر کے تمام باغی سپاہ۔ اور شہر دہلی پر نیم بادشاہ بنا دیا تھا۔ یہ شخص ایسا سفاک و ظالم تھا کہ شہر والون نے اوسکا نام کمبخت خان رکھا تھا۔ ۱۲ مولف

سردار مسنر تماں۔ مہاراجہ پٹیالہ۔ راجہ جیند بھی معہ اپنی سپاہ کے انگریزی فوج کی اعانت کے لئے شریک ہوگئے۔ الحاصل کمانڈر انچیف معہ فوج و توپخانہ ۱۴ مئی ۱۸۵۷ء کو شملہ سے نکل کر انبالہ آیا۔ اور وہان سے کرنال گیا۔ افسوس ہے کہ یہان ۲۷ مئی کو کمانڈر انچیف نے ہیضہ سے انتقال کیا۔ سر ہنری برنارڈ اسکا قایم مقام ہوا۔ اور دہلی کے جانب کوچ کیا۔ جب غازی الدین نگر (غازی آباد) پہونچا (جو ہیڈن کے قریب دہلی سے ۱۱ میل پر ہے) تو باغیون نے مقابلہ کیا۔ خوب ہنگامۂ کارزار گرم رہا۔ اور باغی شکست کھاکر دہلی بھاگ گئے۔ پھر انگریزی سپاہ روزانہ باغیون کو پسپا کرتی ہوئی ستلج کو عبور کی۔ اور ۸ جون کو باولی کی سرا کے پاس باغیون سے ایک اور گھمسان لڑائی ہوئی۔ جب انگریزی فوج نے اسمین بھی کامیابی حاصل کی تو آگے قدم بڑہایا۔ اور فتح گڈہ کے پاس ہندو راؤ کی کوٹھی مین مورچے جمائے۔ ۸ جون کو انگریزی سپاہ نے دہلی پر پہلا حملہ کیا۔ مگر نقصان کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ دوسرے روز باغیون نے کوٹھی پر یورش کی انگریزی فوج نے بھی اچھی طرح مدافعت کی۔ آخر باغی ناکام واپس ہوے۔ اس اثنا مین ۵ جولائی کو سر ہنری برنارڈ کا بھی ہیضہ سے انتقال ہوگیا۔ اب جنرل ریڈ کے ہاتھ تمام فوج کی کمان تفویض ہوئی لیکن یہہ بھی ۱۷ جولائی کو بیمار ہوکر شملہ چلے گئے۔ اور بریگیڈیر آرچ ڈیل ولسن سپہ سالار مقرر ہوئے۔ اور پنجاب سے جنرل نکلسن بھی معہ اپنی سپاہ کے کیمپ مین آگئے۔ اسوقت انگریزی لشکر مین ۸ ہزار سپاہی ۵۳۵ بیمار۔ ۴۰ ۳ زخمی موجود تھے۔ اور لڑائی کا سلسلہ باغیون کے ساتھ روزانہ جاری تھا۔ جسمین طرفین کا نقصان کچھہ کم و زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ آخر ۱۴ ستمبر کو انگریزون نے حملہ کرکے شہر کے بڑے حصہ پر قبضہ کرلیا۔ اسکے بعد قلعہ اور سلیم گڈہ بھی فتح ہوگیا جس سے تمام شہر دہلی پر انگریزونکا قبضہ ہوگیا۔ دوسرے روز بادشاہ مرزا الٰہی بخش*

* مرزا الٰہی بخش (یہہ نواب ثریا جاہ بہادر کے دادا ہین) انگریزون کو غدر کے زمانہ مین دہلی کے حالات کی اطلاع۔ اور ہر طرح مدد دیتے تھے۔ اسکے علاوہ انگریزون نے دہلی مین خفیہ طور پر ایک محکمہ بھی مخبری کا مقرر لیا تھا۔ جسمین دہلی کے چند آدمی مخبر تھے اور اوسکا سر دفتر منشی رجب علی تھا۔ جسکو مرزا الٰہی بخش اعانت و استمداد کرتے تھے۔ ۱۲ مولف

کی صلاح سے ہمایون کے مقبرہ مین چلا گیا - اور باغیون کا سپہ سالار بخت خان بھی معہ اپنی سپاہ کے بادشاہ
سے جدا ہو کر اپنا راستہ لیا - اب ہاڈسن صاحب (۵۰) سوار ہمراہ لیکر مقبرہ کو گئے - اور دو گھنٹہ کی
پس و پیش کے بعد بہادر شاہ نے جان بخشی کے قول پر اپنے کو ہاڈسن صاحب کے حوالہ کیا - اور باہر آکر
اپنی چاہتی بی بی زینت محل اور اوسکے بیٹے جوان بخت کی جانون کی امان کے وعدہ پر ہتیار بھی دیدئے
ہاڈسن صاحب نے بادشاہ کو لاہوری دروازہ سے چاندنی چوک کے راستہ شہر مین لاکر زینت محل کی حویلی
مین نظر بند کیا - اور یورپین گارڈ دروازہ پر متعین کردی - پہر اون مخبرون نے (جو بادشاہ کو گرفتار کرایا تھا)
ہاڈسن صاحب کو اطلاع دی کہ بادشاہ کے دو بیٹے - اور ایک پوتا جو انگریزون کے قتل مین حصہ لیتے
تھے - مقبرہ مین موجود ہین - اس خبر کے سنتے ہی ہاڈسن صاحب جنرل ولسن سے اونکے قتل کی اجازت لیکر
معہ میک ڈونیلڈ و منشی رجب علی - اور مرزا الٰہی بخش کے مقبرہ مین پہونچا - اور تینون شہزادون مرزا مغل
و مرزا خضر سلطان - مرزا ابو بکر کو گرفتار کر لیا - اور رتھون مین سوار کر کے دہلی سے ایک میل کے فاصلہ پر لایا -
پھر اونکو رتھون سے اوتار کر برہنہ کیا - اور ایک سوار کی قرابین سے خود ہی ان تینون کو مار ڈالا - اور
اُن لاشون کو کوتوالی مین لاکر ۲۴ گھنٹہ لٹکا رکھا -

ہم بیان پر ناظرینون کی معلومات کے لئے - مقتولین و مجروحین و گم شدگان کا ایک نقشہ (جو ابتداء
جنگ بھرتے سے دہلی کی تسخیر ۲۰ ستمبر تک ہوئے) ذیل مین درج کرتے ہین -

تفصیل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان
مقتول	۴۶	۱۴	۸۰	۷	۸۶۵	۱۰۱۲	۱۳۹	۵۷۲	۴۴۰	۱۰۱۲
مجروح	۱۴۰	۴۹	۲۰۷	۱۰	۲۳۸۹	۲۷۹۵	۱۸۶	۱۵۶۶	۱۲۲۹	۲۷۹۵
گم شدہ	۰	۰	۱	۰	۲۹	۳۰	۵۳	۱۳	۱۷	۳۰
میزان	۱۸۶	۶۳	۲۸۸	۱۷	۳۲۸۳	۳۸۳۷	۳۷۸	۲۱۵۱	۱۶۸۶	۳۸۳۷

الغرض اسکے بعد فتح کی توپین سر کیگئین - اور گورنر جنرل کو اس فتح کی اطلاع دیگئی - ۲۷ ستمبر کو اتوار کے بعد

فتح کی شکرگزاری مین نماز پڑہی گئی - سرکولن کیمبل تمام سپاہ کے سپہ سالار اعظم مقرر ہوئے - کرنل برن شہر کے ملٹری گورنر قرار پائے - اب کرنل برن نے باغی سردارون کو پکڑ منگایا - اور اون سے قیمتی اسباب اور اشیا لیکر چھوڑ دیا - آخر دہلی کی یہ حالت ہوی کہ تمام شہر خالی ہوگیا - البتہ لالہ ہیرا داس گماشتہ کمسریٹ کی خیرخواہی کے باعث نیل کا کٹہرہ آباد رہا - اور اسکے علاوہ حکیم محمود خان کا مکان جسکو مہاراجہ پٹیالہ سے تعلق تھا بچگیا مرزا اسد اللہ خان غالب بدر الدینخان مہرکن - اہل کمال ہونے سے محفوظ رہے - دیوان نہال چند دیوان مہاراجہ پٹیالہ کے مکانات بھی اس دار و گیر سے چھوٹے بہت سی شہزادیان - اور شریف زادیان ننگے پیر - بے پردہ باہر نکل آئین - جو اکثر صحرا نوردی مین مرگئے بعض تو کنوؤن مین گرکر جانین دین - اکثر کنوئین عورتون کی لاشون سے بھر گئے - جب صاف کئے گئے تو صدہا لاشین کنوؤن سے برآمد ہوئین - الحاصل گورون نے تمام گہرون مین جھاڑو پہیر دی -

اسوقت یہہ حال تھا کہ انگریزی سپاہ بلا تمیز دوست و دشمن کے جس مرد کو سامنے آتا دیکھتی فوراً گولی ماردیتی خصوصاً سکہون اور رگورکہون نے بہت سے مسلمانونکو مارا - اور اپنی گور تیغ بہادر کا بدلا لیا چیلون کا کوچہ تو تمام فنا ہوگیا - کیونکہ یہان ایک انگریز زخمی ہوا تھا یا مرا تھا - کہتے ہین کہ اوسکو نواب شمشیر جنگ خان کے بیٹے محمد علیخان نے یا حکیم فتح اللہ خان نے اسلئے مارا یا زخمی کیا تھا کہ وہ اونکے زنانخانہ مین بدنیتی سے گہسنا چاہتا تھا - بھر کیا تھا - کرنل برن کا حکم ہوا کہ اوس محلہ کے تمام مردون کو مارڈالو یا گرفتار کرکے لاؤ - چنانچہ اکثر مارے گئے - اور باقی جو گرفتار ہوکر آئے انکو ریت مین کہڑا کرکے بندوقون کی باڑ چلائی گئی - جسمین صرف دو شخص بچ گئے - ایک مرزا مصطفٰے بیگ (جو بعد مین رسالدار ہوگیا) دوسرا وزیر الدین (جو کانپور کی ججی کا سررشتہ دار رہا) افسوس ہے کہ ان مقتولون مین ایک بیگناہ - مولوی امام بخش صہبائی (جو دہلی کالج کے مدرس اول تھے) معہ اپنے کنبہ کے جسمین ۱۲ مرد تھے - مارا گیا - اور دوسرا بیگناہ سید احمد میان امیر پنجہ کش (جو خوشنویسی مین لاجواب تھا) قتل ہوا - رابرٹس صاحب

اپنی تاریخ چہل و یکسالہ مین لکہتے ہین کہ جب مین چاندنی چوک مین گیا تو تمام مُردون کا بازار بہرا ہوا تہا۔ جس پر مین پاؤن رکہتا ہوا گیا" الغرض جو شہر مین قتل ہوے اونکا اندازہ سولہ سو انگریزی تاریخون مین لکہا ہوا ہے۔ لیکن اسکا علم خدا کو ہے۔

یہہ بات غور کے لایق ہے کہ مئی کے مہینے مین تو باغیون کو انگریزون کی تلاش تہی۔ اور اب ستمبر کے مہینے مین انگریزون کو شاہزادون اور باغیون کی جستجو تہی۔ شاہزادون کی مخبری کرنیوالا ایک شاہزادہ مرزا کالے بابر کا بیٹا تہا۔ جو شاہزادون کو نشاندہی کر کے گرفتار کراتا۔ اور اونکو تعلیم کرتا کہ تم حاکمون کے روبرو یہ کہو کہ ہم بادشاہ کے قریبی رشتہ دار ہین۔ جس سے وہ تمکو بادشاہ کے پاس بہیجدینگے۔ مگر دراصل وہ اپنا رسوخ بڑہانا چاہتا تہا کہ مین نے ایسے بڑے شاہزادے کو شکار کر کے لایا۔ الحاصل جو شاہزادے کہ گرفتار ہو کر قتل ہوے۔ اونکی تعداد (۲۹) بیان کیجاتی ہے۔ انمین بوڑہے۔ لنگڑے لولے۔ مریض سب کوئی پہانسی پائے چنانچہ سب سے زیادہ بوڑہا شاہزادہ مرزا قیصر۔ اکبر شاہ کا بہائی تہا۔ اور مرزا محمود شاہ۔ اکبر شاہ کا پوتا وجع مفاصل مین مبتلا تہا۔ اسکی لاش پہانسی پر گولا گٹہری ہو کر لٹکتی تہی۔ حضرت ذوق کا بیٹا فوق بہی (جو ایام غدر مین بادشاہی اہلکار تہا) پہانسی پایا۔

دہلی کی ایجنسی مین سات ریاستین جہجر۔ بلبہ گڈہ۔ فرخ نگر۔ بہادر گڈہ۔ لہارو۔ پاٹودی۔ دوجانہ تہین۔ جہجر کا مرزبان نواب عبدالرحمن خان محض نالایق و عیاش تہا۔ جب مسٹر تہیو فلس مٹکلف بہاگ کر اوسکے ریاست مین گئے۔ تو وہ اونکو پناہ نہین دیا۔ اور بادشاہ کے پاس بہت سے عرائض بہیجا۔ اسلئے جہجر کی ریاست ضبط کرلیگئی۔ اور نواب قید ہو کر دہلی آیا۔ دیوان عام مین قید کیا گیا۔ بلب گڈہ کا راجہ ناہر سنگہ ہیولا اور مسلمان مشہور تہا۔ جس نے اپنے عرائض سے دفتر شاہی کو بہر دیا تہا۔ ۲۰ اکتوبر کو وہ بہی گرفتار ہو کر قلعہ آیا۔ احمد علیخان رئیس فرخ نگر بہی مقید ہوا۔ لہارو کے رئیس امین الدینخان وضیاء الدینخان دہلی سے بہاگ کر دوجانہ گئے تہے۔ وہ بہی وہان سے گرفتار ہو کر آئے۔ بہادر جنگ خان رئیس

بہادر گڈھ و دادری بھی نظر بند کیا گیا۔ الحاصل ان سات مین سے پانچ رئیس قلعہ مین قید رہے۔ اور باقی دو رئیس پاٹودی اور دوجانہ کے آزاد رہے۔ کیونکہ یہہ دونون بغاوت مین شریک نہین تھے۔ آخر مین جھجر۔ بلب گڈھ۔ فرخ نگر کے رئیسون کو جدا جدا تواریخ مین پھانسی دیگئی۔ اور ہر ایک کی پھانسی کا وقت سہ پہر تھا۔ انکی پھانسی کے دن شہر کے دروازے بند کرائے جاتے تھے۔ ضیاء الدینخان کئہ مہینے قلعہ مین نظر بند رہے۔ اور بہت دنون تک مارشل لا کے محکمہ مین دس سے چار بجے تک اونکو کھڑا رہنا پڑتا تھا۔ کیونکہ یہ دونون بادشاہ کے دربار کے حاضر باشون مین تھے۔ مگر بادشاہ کے کسی فرمایش کی انہون نے تعمیل نہین کی۔ اور نہ کوئی درخواست دی۔ اسلئے بیجرم ثابت ہوئے۔ اور جان لارنس کلکٹر مجسٹریٹ کی مہربانی سے ریاست لہارو بھی بدستور بحال رہی۔ بہادر جنگ رئیس دادری کا جرم پھانسی اور قید کے لایق نہ تھا۔ اسواسطے صرف ریاست ضبط کر کے اوسکو لاہور مین رہنے کا حکم دیا گیا۔ اور ہزار پانسو روپیہ کی پنشن کردیگئی۔ اکبر علیخان رئیس پاٹودی نے باغی سوارون کو ہلاک کیا تھا۔ اور حسن علیخان نواب دوجانہ نے بادشاہ سے خط و کتابت نہین کی تھی۔ اس لئے یہہ دونون اپنی اپنی ریاست پر بحال رہے۔

پہاڑی پر پہلے ہی سے ایک فہرست ۹۶ اشخاص کی ایسی تیار کیگئی تھی کہ وہ گرفتار ہوتے ہی بلا کسی دریافت کے دار پر چڑہائے گئے۔ اور شہر مین مخبرون کی بھی کوئی کمی نہین تھی۔ جو حق و ناحق نشاندہی کر کے گرفتار کرا دیتے تھے۔ چنانچہ مخبری مین گامی خان اور فخر الدینخان نے بڑا نام پایا۔ لیکن بعد مین گامی خان خود اپنے تئین پھانسی سے بچا نہ سکا۔

باغیون مین چہہ قسم کے مجرم قرار دئے گئے تھے۔ جنمین اول تو بادشاہی خاص بردارونکی جماعت تھی جو قلعہ مین انگریزون کے معصوم بچون اور عورتون کو قتل کر کے منہہ کالا کیا تھا۔ انمین تو ایک بھی پھانسی سے نہ بچا۔ دوم وہ ملازمین جو میگزین مین انگریزون کے ساتھ شرارت سے کام کئے تھے۔ انکا سردار

کریم بخش تھا۔ انمین بہت تہوڑے بہاگ کر بچے۔ باقی تو برابر پہانسی پائے۔ سوم زخمی جہادی۔ جو مسجدون مین پڑے ہوئے تھے۔ اور زخمی سپاہی جو بہاگ نہین سکتے تھے۔ یہہ بھی دار پر کہینچے گئے۔ چہارم باغی تلنگے جو آس پاس مین چھپے ہوئے تھے۔ وہ گرفتار ہوکر اپنے کیفر کردار کو پہونچے۔ پنجم اجمیری دروازہ کے موچی جو اپنی دوکانون کے بانس نکال کر سرتہیو فلس مٹکف کے مارنیکے لئے تیار ہوئے تھے۔ جب وہ گھوڑے پر سوار اجمیری دروازہ سے باہر اپنی جان بچانے کے لئے۔ جارہے تھے۔ یہ بھی سزا پائے۔ ششم میواتی اور گوجر تھے جو شہر مین بہت کچھہ دھوم مچائی تھی۔ اونکو بھی پہانسی ملی۔ کوتوالی اور ترپولیہ کے درمیان جو حوض تھا۔ اوسکے تین طرف پہانسیان کھڑی کیگئی تہین۔ اسمین ایک دفعہ دس بارہ آدمیون کو پہانسی لگ سکتی تھی اور جس روز پہانسی پانے والے زیادہ ہوتے تو اون مین سے ایک گروہ پہانسی پر چڑہتا تو دوسرا گروہ کہڑا دیکھتا تھا۔ زیادہ تر عائدین شہر جنمین بعض بڑے عالیخاندان شرفا تھے۔ یہہ سمجھکر اور بہاگے تھے کہ وہان دہلی کے آدمی بڑے بااختیار ہین انکی جانین بچالینگے۔ مگر غلام فخر الدینخان مخبر عزرائیل بن کر وہان بھی پہونچا۔ اور ایک ایک کوچن کر گرفتار کرایا۔ انمین سے کچھہ تو وہین پہانسی پر لٹکائے گئے۔ اور باقی دہلی آکر پہانسی پائے۔ انکی ٹاٹ بافی جو تیان اور سر کے بنارسی دوپٹے جو پہانسی کے وقت اتارے گئے تھے۔ اونکو لیکا پہانسی دینے والا جلاد نہال ہوگیا۔ پہانسی پانے والون کی تعداد تاریخ مین چارسو بیان کیگئی ہے۔ مگر اوسکی ٹہیک تعداد خدا ہی جانتا ہے۔ نواب محمد حسن خان کو اسلئے پہانسی دیگئی کہ اوس نے ایک میم کو گہر مین چھپایا تھا۔ مگر جب شیطان نے ورغلانا تو اوسے حاملہ کردیا۔ نواب کی بی بی جو بیچاری کسبی تھی اوسکے ساتھہ اس میم نے اچھا سلوک کیا۔ اوسکا سارا مال ومتاع لوٹ سے بچایا۔ اور کچھہ روپیہ اپنے پاس سے دیکر اوسکی آرام و آسایش کا سامان کردیا۔

ایک دفعہ بارہ آدمی صرف سپاہیانہ صورت رہنے کیوجہہ بلا کسی جرم کے گرفتار ہوکر کوتوالی آئے

اور بعض مسلمان جوان ثمومند وجیہہ کو بھی مختلف قسم کی سزائیں۔ قید۔ جرمانہ۔ فعل ضامنی وغیرہ کی دیگئین
شہر کے رؤسا اور عمائدین مین سے کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہین تھا۔ جو قلعہ یا کوتوالی یا کرنیل برن کی
کوٹہی کے حوالات مین نہ رہا ہو۔ لطف یہہ ہے کہ بہہ بڑے بڑے رئیس حوالات مین ایک ہی پاخانہ کی کٹہرین
پر بیٹھے ہوے آپسمین بیحجابت باتین کرتے تھے۔ اور بعض ایسے بھی بیفکرے تھے کہ وہان گنجفہ چوسر
شطرنج کہیلتے تھے۔ حالانکہ یہہ روز اپنی آنکھون سے دیکھتے تھے۔ کہ ان مین سے ایک دو کو روز
پہانسی ملتی تھی۔ کہتے ہین کہ ایک غریب آدمی جب حوالات سے چہوٹ کر آیا تو وہ بیان کرنے
لگا کہ آج مین نے جانا کہ شہر سے جلا وطن ہوا۔ ورنہ حوالات مین روزانہ نواب حامد علی خان۔ مفتی
صدرالدینخان۔ حکیم احسن اللہ خان۔ نواب احمد علی خان۔ سید سردار مرزا۔ اور اونکے بہائی۔ اور بہت
سے امیرزادے و شرفا و رؤسا شہر سے بے تکلف باتین برابر کی ہوا کرتی تہین۔

انگریزی سپاہ مین زیادہ تر پنجابی اور سرحدی قومین غارتگری مین بڑا کمال رکہتی تہین۔ اور شکاری کتون
کیطرح گلی کوچون مین پہرتے دیوارون پر تہپکیان مار کر اندر کے روپیہ کو پہچانتے اور زمین پر پانی ڈالکر جذب
ہو جانے سے جانتے کہ یہان دفینہ ہے۔ چنانچہ تین دن تک سرکار نے تمام سپاہ کو لوٹ کی اجازت دیدی
تھی۔ اسکے بعد خود سپاہ نے درخواست کر کے ایک محکمہ پرائز ایجنسی کا قائم کرایا۔ جسمین تین دن کی لوٹ
کے بعد شہر کا کل مال و متاع سب قسم کا جو لوٹ سے جمع ہوا تھا۔ وہ نیلام کیا گیا۔ اور اوس سے جو روپیہ
وصول ہوا وہ بھی سپاہ مین تقسیم کر دیا گیا۔

جب تلنگے باغی شہر مین گہسے تو اکثر لوگون نے اپنا تمام سیم و زر۔ جواہر۔ لباس۔ اسباب وغیرہ کوٹہریون
اور کوٹہڑیون مین بند کر کے معتبر جارونکے ذریعہ وہان پر شناخت کے لئے ایک نامعلوم تیغہ لگا دیا تھا۔ لیکن

* بعض ذی اختیار انگریز بعضون سے روپیہ لیکر معافی کی سند لکھ دیتے تھے۔ مشہور ہے کہ نواب حامد علیخان۔ مفتی صدرالدینخان
سکندر بال نے زر کثیر دیکر اپنی اپنی جانین بچائین ۱۲ مولف

جب پرائز ایجنسی نے مکانون کو کہودنا شروع کیا۔ تو وہ معتبر معمار خود کمیشن کی لالچ مین وہ نامعلوم تیغے بتلادے* جس سے دفن کیا ہوا مال بھی شہر والون کے پاس باقی نہین رہا۔ اور طرفہ یہ کہ اس کہدائی مین قدیم زمانہ کے نامعلوم دفینے بھی نکل آئے۔ چنانچہ نواب محمد میر خان کے مکانئین سے ساٹھہ ہزار روپیہ ٹیک کے سکہ کا برآمد ہوا۔

اب شہر مین کچھہ بھی مال باقی نہین رہا تو کرنیل برن نے پہلے ہندؤن کے محلون کو اون سے جرمانہ وصول کرکے آباد کرنا شروع کیا۔ چنانچہ بنیئن کے کٹہرہ کے ہندؤن سے ۷۰ ہزار روپیہ لیا گیا۔ اور اس جرمانہ سے بھی لاکھون روپیہ وصول ہوگئے۔ اتنے مین نیکدل سرجان لارنس دہلی آئے۔ اور مارچ ۱۸۵۸ء مین اونہون نے دہلی مین مسلمانون کے آباد ہونیکا حکم نافذ کیا۔ سنہری مسجد مین منشی دیو کی نندن (جو جوکیدارہ کا بخشی تھا) رجسٹر لیکر بیٹھا۔ اور ہر ایک کے مکان کی نشاندہی اوس رجسٹر سے کیگئی۔

اس غدر مین ہندو بہت نفع مین رہے۔ کیونکہ اکثر مالدار مسلمانون نے باغیون کی گڑبڑ مین اپنے پاس کے پرامیسری نوٹ ۲۵ فیصدی کے حساب سے ہندؤن کے ہاتہہ بیچڈالا۔ اور بہت سے بڑے بڑے مکانات

جو اکثر ناخلف بیٹون نے اپنے اپنے باپون کا مال بتا کر کمیشن لیا۔ اور بعض اشخاص نے مجبور ہو کر خود اپنا مال بتا کر اوسمین سے حصہ لیا۔ ایک صاحب بادشاہ کے بیٹے جوان بخت کو ہاتھی پر عماری مین بٹہا کر لال کنوے پر زینت محل کے مکان مین لیگئے۔ اور جوان بخت سے زینت محل کے تمام زر و زیور کا حال پوچھ لیا۔ اسکے بعد اوس زر و زیور کو نکالا۔ معلوم نہین کہ خود لے لیا۔ یا پرائز ایجنسی کے حوالہ کیا۔ سرحدی قومون مین بعض ایسے بھی پکے مسلمان تھے کہ اونہون نے کسی کے مال کو نہین چہیڑا۔ البتہ جہان کہین قرآن شریف کو دیکھا تو اوسکو کمال احترام کے ساتھ سر پر رکھکر لایا۔ ۱۲ مولف

* اس آباد ہونیکے متعلق ایک شرط یہ لگادیگئی کہ ہر ایک مالک مکان ڈیڑہ روپیہ دیکر لوٹ کی دو چارپائیان اور ایک چلمچی خرید لے۔ چنانچہ اس ترکیب سے تمام شہر کی ہزارون چارپائیان اور چلمچیان جو جمع ہوئی تہین وہ سب فروخت ہوگئین۔ افسوس ہے کہ جب ۱۸۶۰ء مین جب آبادی کا تخمینہ ہوا تو موجودہ آبادی۔ سابقہ آبادی کی چوتہائی بھی نہ تھی۔ اور ۱۸۵۹ء تک اکثر مسلمانون کے مکان ضبطی سے واگذار نہین ہوئے۔ اور بغیر پاس کے شہر مین آنا منع تھا۔ ۱۲ مولف

اونشاگلان محل۔ مرزا محمد بخت کی حویلی۔ جہجر والون کی کوٹھی۔ شیش محل۔ نواب منصور خان کی حویلیان جو ایک ایک محل کی برابر تھین بھی ہندؤن نے خرید لیا۔ اور نیلام کا بھی بہت سا مال نہایت ارزان انہین ہندؤن نے لے لیا۔ اور بعد مین خاطر خواہ نفع پر فروخت کیا۔ الغرض انہین وجوہ مندرجۂ بالا سے اکثر ہندو بہت مالدار اور صاحب جائداد ہوگئے۔

غدر کے بعد بہت سے لوگون کو معاوضے بھی ملے۔ جسمین سب سے بڑا معاوضہ مرزا الٰہی بخش کو ایک لاکھ کئی ہزار روپیہ کا مختلف زمانون مین گورنمنٹ کی خیرخواہی۔ اور مخبری کی باعث حاصل ہوا۔ نواب امین الدین خان عرف منشی امو جان کو (جو ریاست او رمین گورنمنٹ کے خیرخواہ تھے) ۱۵ ہزار روپیہ عطا ہوئے گورنمنٹ نے بادشاہ کی تذلیل و تحقیر مین کوئی کسر باقی نہین رکھی چنانچہ قلعہ کے لاہوری دروازہ پر بہادر شاہ کی ایک مورت بناکر اوسکے گلے مین پہانسی ڈالی جب ہزارہا مسلمان مارے گئے تو اونکی جوان عورتین یا کنواری لڑکیان لاوارث ہوگئین۔ ان مین بعض کو تو مسلمان سپاہیون نے نکاح پڑھا لیا۔ اور اپنے ساتھ لیگئے۔ اور بعض کو رسالدارون۔ اور صوبہ دارون نے عقد کرلیا۔ شہزادیان تو اول ہی سے بدنام تھین۔ وہ قلعہ سے نکلتے ہی کہل کہیلین۔ خصوصًا بہادر شاہ کی بیٹی ربیعہ بیگم نے اپنا نکاح حسینی باورچی سے اسلیے پڑھا کہ وہ مہر تبہ دیکھ بھالا کریگا۔ فاطمہ سلطان نے تو مشنریونکے زنانہ اسکول مین معلمی کا پیشہ کرلیا۔ ... سیکڑون نے بدکاری کا کسب اختیار کیا۔ بعض بڑی بڑی حسین عورتین انگریزون کے گھر بیٹھ گئین۔ دہلی مین پہلے بہت ہی کم خانگیون کے گھر تھے۔ اور رؤسا شرفا اونکو اپنے محلہ مین آباد نہین ہونے دیتے تھے لیکن غدر کے بعد سے ہر محلہ مین تین چار گھر خانگیون کے ہوگئے۔

مفتی صدر الدین آزردہ۔ نواب مرزا خان (فصیح الملک) داغ۔ نواب محمد مصطفٰی خان شیفتہ نے نہایت دلچسپ وحسرت انگیز شہر آشوب لکھے ہین۔ جسمین غدر کے تمام واقعات بتلائے گئے ہین۔ ہم یہان محض طوالت کی وجہ سے قلم انداز کرتے ہین۔ اسکے بعد شاہجہان آباد کا نام لارنس آباد رکہا گیا

اور مارشل لا بہت دنون تک جاری رہا۔ دہلی پر ہل پہیرنے کی تجویز ہوی۔ جامع مسجد کو گرجا بنانے یا کہود کر پہینکدینے کی کارروائی چلی۔ لیکن نیکدل جان لارنس نے نہایت تحمل و بردباری سے گورنمنٹ کے اس غصہ کو روکا۔ اور اس کارروائی کو موقوف کیا۔ البتہ اس غدر کے زمانہ مین مسلمان بہائیون نے مندرون کو خراب کیا اور بتون کو توڑا تو ہندو اور سکھہ سپاہ نے اکثر مسجدون کو خراب کیا۔ بہرحال اس زمانہ مین دہلی تہ و بالا ہو رہی تہی۔

اب یہان کسیقدر حالات بادشاہ کے لکھے جاتے ہین کہ بادشاہ کے جرایم کی تحقیقات کے لئے ۲۵ جنوری ۱۸۵۸ء کو ایک کمیشن مقرر ہوا۔ جسمین غلام عباس بادشاہ کا وکیل اور میجر الیفجی۔ گورنمنٹ کا وکیل مقرر ہوا۔ کمیشن کا اجلاس دیوان خاص مین ہوتا تہا۔ جہان بادشاہ قیدیون کیطرح آتا۔ اور پلنگڑی پر کبہی بیٹہتا تو کبہی لیٹتا۔ چپراسیون اور چوبدارون نے اوسکے خلاف شہادتین دین۔ بادشاہ پر چار جرم لگائے گئے تہے۔ اول ۱۰ مئی و یکم اکتوبر ۱۸۵۷ء کے درمیان باوجود گورنمنٹ کے پنشن خوار ہونے کے باغیون کی اعانت کی۔ دوم مرزا مغل اپنے بیٹے۔ اور بہت سے ممالک مغربی کے باشندون کو مفسدہ پردازی کی ہمت دلائی۔ سوم گورنمنٹ کی حکومت سے انحراف کرکے اپنے کو بادشاہ یا شہنشاہ مشتہر کیا۔ چہارم قلعہ کے اندر باغیون کو (۴۹) انگریز مرد و عورتون اور بچون وغیرہ انگریزون کے قتل کرنیکی ترغیب دی۔ اور مختلف رؤسا کو احکام بہیجے۔ یہ سب امور بموجب ایکٹ (۱۶) مصدرہ ۱۸۵۸ء جرایم مین داخل ہین۔ الحاصل ۲۱ دن اس تحقیقات مین کمیشن کے صرف ہوے۔ گواہونکی شہادتین لی گئین۔ اور بادشاہ نے بہی اپنی برات کے نسبت بہت کچہہ لکہا پڑہا۔ مگر کچہہ بہی نہوا۔ آخر جرایم مندرجہ بالا گورنمنٹ کے نزدیک جرم قرار پایا۔ اور سزا یہہ دیگئی کہ برہما (رنگون) کو جلاوطن کیا گیا۔ اوسکے دو بیٹے جوان بخت۔ عباس شاہ۔ اور دو بیبیان۔ زینت محل و تاج محل ہمراہ گئین تاج محل تو کلکتہ سے واپس چلی آئی اور باقی تینون نے بادشاہ کی رفاقت نہ چہوڑی۔

اور اسکے بعد ۷ نومبر ۱۸۶۲ء کو بعمر ۹۰ سال بہادر شاہ کا وہین انتقال ہوگیا۔ اور اسوقت وہان پر اوسکی قبر کا نشان بھی باقی نہین رہا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جب گورنمنٹ نے دہلی کو فتح کیا تو اب دوسرے اضلاع کی بغاوت رفع کرنے اور باغیون کے ناجایز قبضہ کو اوٹھانے اور اونکو سزا دینے کے لئے* فوج کو روانہ کیا۔ پہلے ولیداد خان (جو بادشاہ کا سمدہی تھا) سے مالاگڈہ پر لڑائی ہوی۔ اسکے بعد بلند شہر اور علیگڈہ پر قبضہ کیا گیا۔ وہان سے ملتان وکوہ مری کی سرکشیان دور کیگئین۔ پنجاب مین امن وامان قایم کیا گیا۔ پھر یہ فاتح فوج** کانپور پہونچی۔ یہان نانا راو*** اور اوسکے لایق افسر تانتیا ٹوپی نے انگریزون کا خوب مقابلہ کیا۔ آخر دو چار لڑائیون کے بعد کانپور پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا۔ نانا بھاگ گیا۔ انگریزون نے نانا کی جاگیر بٹھور کو غارت کرکے اوسکے محل کو آگ لگا دی۔ اسکے بعد انگریزی سپاہ لکھنو گئی۔ اور جنگ بہادر والی نیپال کی اعانت سے پانچ چار لڑائیون کے بعد لکھنو بھی ہاتھ آیا۔ گورنر جنرل نے باستثنا ر چھ تعلقدارون کے باقی تعلقداران اودھ (لکھنو) کی حقیت اراضی کو ضبط کرنیکا حکم دیا۔ لکھنو کی فتح کے بعد انگریزی فوج آگے بڑھی۔ اور رہیلکھنڈ۔ سنگھبھوم سیتل پور۔ سیل پور۔ اڑیسہ۔ بہار۔ روہیلکھنڈ۔ نگینہ۔ بریلی کو باغیون سے خالی کیا۔ اس اثنا مین مولوی احمد اللہ شاہ باغی سے (جس نے بہت بڑی فوج جمع کرلی تھی۔) دو چار لڑائیان انگریزی فوج

* چنانچہ حیدرآباد دکن کی کنٹنجنٹ کا بریگیڈ بھی سنٹرل انڈیا کی بغاوت رفع کرنیکے لئے بھیجا گیا۔ جس نے نہایت بہادری اور دلیری سے وہان کی بغاوت کو رفع کیا۔ اور عمدہ ناموری کیساتھ فتحیاب واپس ہوا۔ ۱۲ مولف

** کانپور کی بغاوت مین نانا صاحب نے بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ اور دوستی کے پردہ مین بہت سے انگریزون اور اونکے میمون وبچون کو قتل کرایا تھا۔ اوسکی موجکے ایک افسر تانتیا ٹوپی نے باغیون کی سپاہ مین اپنی ہوشیاری ولیاقت ودلیری کی باعث بڑا نام پیدا کیا۔ اور ایک مسلمان نواب بخت صاحب بھی نانا کی سپاہ کے چندروز سپہ آرا بنے رہے ۱۲ مولف۔

کی بہت سخت ہوئین - آخروہ باغی مولوی - راجہ پوبایان کے ہاتھہ مارا گیا - اور اسطرح انگریزی فوج کو اوس باغی مولوی سے جلد چھٹکارا ملگیا - پھریہان سے آوا - کولہا پور - اسیرگڈہ - مندسور - دہار - مہد پور - بان پور - للت پور ساگر - ناگپور - جبل پور - چندیری - جہانسی - جالون - نرسنگ پور - ناگور - راحت گڈہ - پارنہہ گڈہ - گڑہاکوٹا - مدن پور وغیرہ کے باغیون کا انسداد کیا گیا - بعدازان جہانسی کی رانی سے لڑائی ہوی - یہان تانتیا ٹوپی بھی - موجود تہا - دوچار لڑائیون کے بعد رانی معہ تانتیا ٹوپی کے بہاگ گئی - اور یہہ دونون معہ ناناصاحب - وراؤصاحب کے (جو ناناکا بہتیجا تہا) گوالیار کو چلے گئے - اب انگریزی فوج نواب باندہ - اور راجہ کرادی کا بندوبست کرکے گوالیار پہونچی - یہان بھی ایک دو لڑائیان ہوئین - اور باغی شکست پاکر بہاگے - راستہ مین جہانسی کی رانی کو کسی سوار نے مارڈالا - اور باغیون نے اوسکی لاش کو مین پہونک دیا - الحاصل اسکے بعد بیل گائون - نارگنڈی - سندیلہ - ایٹہی - رامپور - ڈیرہ اسماعیل خان - اٹاوہ - آگرہ کو انگریزی فوج نے فتح کیا - اور تانتیا ٹوپی و نانا راؤ یہان سے بہاگ کر جیپور گئے - وہان مان سنگہہ اور فیروزشاہ بھی (جو باغیون کے سرغنہ تہے) انکے شریک ہوگئے - اور ان پانچون نے انگریزی فوج کو ایک عرصہ تک بہت ستایا - اور مختلف مقامات پر انگریزی فوج کا مقابلہ کیا - اور آخر مین جب بہت مجبور ہوے تو جنگلون مین روپوش ہوگئے - اور انگریزون نے بھی رفتہ رفتہ جنوری ۱۸۵۹ء تک تمام ہندوستان پر قبضہ کرلیا - اور بغاوت کا نام باقی نہین رہا -

اب ہم یہان پر چند باغیون کے حالات جو کسیقدر دلچسپ ہین لکہتے ہین - ۱۸۵۹ء مین نانا راؤ - بالا راؤ عظیم اللہ یہہ تینون (جو سرغنہ تہے) نیپال کی ترائی مین مرگئے - فیروزشاہ حاجیکے لباس مین انگریزون سے بچکر کربلا معلے اور مکہ معظمہ چلا گیا - سلطان روم نے اسکے ساتہہ بہت کچھہ سلوک کیا - آخر مکہ معظمہ ہین مرگیا - اور سر سانو مین ایک بوڑہے ٹہاکر نراین سنگہہ نے (جو مان سنگہہ

کا رشتہ دار تھا) اپنے تئین میڈ صاحب کے حوالہ کیا اور مان سنگھ کے معتمد مختار کو میڈ صاحب کے پاس
لایا۔ اور اوسکی معرفت میڈ صاحب۔ اور مان سنگھ مین عہد وپیمان ہوئے۔ اسکے بعد مان سنگھ
نے اپنے کو حوالہ کر دیا۔ اور اوسکے تمام اہل وعیال جو شہر کے قریب تھے انگریزی کیمپ مین آگئے
اجیت سنگھ (یہ بھی سرغنہ تھا) تھوڑے آدمیون کے ساتھہ پندرہ میل کے فاصلہ پر جنگل مین ہٹا
تھا۔ میڈ صاحب فوج لیکر وہان پہونچے۔ اور وہ وہان سے بہاگ کر سرونج چلا گیا۔ ۸ اپریل ۱۸۵۹ع
مین تانتیا ٹوپی کو مان سنگھ نے دغا سے گرفتار کرا دیا۔ جو بعد تحقیقات ۱۸ اپریل ۱۸۵۹ع کو پہانسی
پایا۔ راؤ صاحب سنہ ۱۸۶۲ع مین پنجاب کے شمالی پہاڑون مین جاتریون کے بہیس مین پکڑا گیا۔
اور ۲۰ اگست کو پہانسی دیگئی۔ بینی مادہو۔ بلوان سنگھ۔ گورکہون کی لڑائی مین قتل ہوے
خان بہادر خان کو مارچ سنہ ۱۸۶۰ع مین پہانسی ملی۔ محمود خان نواب نجیب آباد دایم الحبس ہوکر جلاوطن
ہوا۔ جوالا پرشاد ۳ مئی سنہ ۱۸۶۰ع کو پہانسی پر لٹکا۔ امیر سنگھ برادر کنور سنگھ۔ گورکہپور مین گرفتار کیا گیا
اودہ کی بیگم کاٹہمانڈو مین مدتون آرام کے ساتھ رہی۔ تفضل حسین خان نواب فرخ آباد بھی جلاوطن
ہوا۔ بہت سے باغی سرغنے جو بہاگ کر جنگلون مین چلے گئے تھے وہ پکڑے گئے اور اونکے جرائم کی تحقیقات
ہوکر سزا ملی یا بری کیے گئے۔ کئی سو مجرم سپاہی جزیرۂ انڈمان (کالے پانی) مین بہیجے گئے۔ الحاصل دو سال
کے اندر ایک لاکہہ آدمی سے زیادہ مارے گئے یا پہانسی پائے۔

اب انتظامی حالات ملاحظہ کیجیے کہ ۱۲ فروری ۱۸۵۸ع کو ہوس آف کامنس مین لارڈ پامرسٹن نے
یہہ تجویز پیش کی کہ ہندوستان مین براہ راست بادشاہی گورنمنٹ قائم ہو۔ اور اوسکا انتظام انگلینڈ
مین کسی منسٹر کے سپرد ہو۔ جسکی امداد کونسل کیا کرے۔ ۲ اگست ۱۸۵۸ع کو ملکہ معظمہ نے بھی اس
تجویز کو منظور کر لیا۔ اور یکم نومبر ۱۸۵۸ع کو ہندوستان کی (۲۰) زبانون مین ایک شاہانہ اشتہار شائع
ہوا۔ جسمین ملکہ معظمہ نے اپنی ہندوستانی رعایا کے ساتھ نہایت فیاضی سے اپنے نیک ارادون کا

اظہار کیا - لارڈ کیننگ کو اول وائسرائے ہند نائب ملکہ معظمہ کا لقب ملا - غدر کے رفع کرنے
سے ہندوستان کا قرض ۴۰ کروڑ سے زیادہ ہو گیا - اور سپاہ کی تغیرات سے دس کروڑ روپیہ کا اور
خرچ بڑھ گیا - اب گورنمنٹ کو آمدنی بڑہانے کی فکر ہوی - لارڈ سیٹن لی سکرٹری آف اسٹیٹ نے ایک
زاید کونسلر رائٹ آنریبل جیمس ولسن کو بہیجا - جو خزانہ اور مال کے کامون مین ید طولے رکھتا تھا چنانچہ
اس زائد کونسلر نے گورنر جنرل کے ساتھ ۱۸۵۹-۶۰ع کے موسم سرما مین تمام ملک کے اندر دورہ کیا - اور جب
کلکتہ واپس آیا تو اوس نے تین نئے ٹیکس پیش کئے - جنمین سے ایک انکم ٹیکس کی تجویز منظور ہوی -
انکم ٹیکس چار فیصدی اون آدمیون پر لگایا گیا جنکی آمدنی پانچ سو روپیہ سالانہ سے زاید تھی - اور اس سے
کم آمدنی رکھنے والون پر کم انکم ٹیکس مقرر ہوا - اور یہ انکم ٹیکس پانچ سال کے لئے امتحاناً لگایا گیا تھا
جس سے سالانہ دو کروڑ روپیہ کی آمدنی بڑہی - گو ولسن صاحب نے خزانہ و مال کے ابواب مین بہت
سی تدبیرین ایجاد کین - لیکن اوس پر عملدرآمد ہونے سے پیشتر وہ اگست ۱۸۶۰ع مین اس دنیا سے
اٹھ گئے - انکے جانشین سیموئل لینگ صاحب مقرر ہوے - لارڈ کیننگ نے ایک کار عظیم یہ کیا کہ راجگان
پٹیالہ - جیند - نابہہ - کپورتہلہ - جے پور - اودے پور - ترولی - سیندہیا - سرکار نظام اور راون کے
لائق وزرا کو ملک اور خطاب عنایت کئے - اور راونکو متبنے کرنیکی سند بھی دی -

جولائی ۱۸۵۹ع مین ایک شاہی کمیشن منعقد ہوا - جسکے ممبر بڑے بڑے مدبران ملکی اور فوجی
تھے - اونکے روبرو سپاہ کے مرتب کرنیکی نسبت بارہ سوال پیش ہوے جنمین سب سے بڑا سوال
یہ تھا کہ ہندوستان مین یوروپین سپاہ کی تعداد کسقدر ہونا چاہئے - آخر بہت سی رد و قدح کی بعد ۸۰ ہزار
کی تعداد قرار پائی اور ہندوستانی سپاہ مین سکھ - گورکھہ - پٹھان دنیز اور قلعہ ذات کی قومین بھرتی
ہوئین - پوربیون کی تخصیص سپاہ کے ساتھ نہین رہی - جس سے بنگال مین یوروپین و ہندوستانی
سپاہ کی نسبت دو اور ایک سا اور مدراس و بمبئی مین ایک اور تین کی ہو گئی سا اور چند کوہستانی

توپخانون کے سوا کوئی توپخانہ ہندوستانیون کے قبضہ مین نہین رکھا گیا۔

آگے یہ قاعدہ تھا کہ گورنر جنرل کی کونسل مین ہر ایک تجویز پیش ہوتی اور تمام ممبرون کے مباحثہ کے بعد غلبۂ آرا پر تصفیہ ہوتا۔ اب ہر ایک ممبر کے ساتھ ایک محکمہ مخصوص کر دیا گیا۔ اور وہ اوسکا ذمہ دار قرار پایا۔ چونکہ اسوقت سپاہ کا خرچ ۱۸ کروڑ تھا۔ اور ریلوی کی تیاری کے لئے ۲۰ کڑوڑ کی ضرورت تھی۔ اسلئے گورنر جنرل نے اپنے حسن انتظام سے پونے چار کڑوڑ روپیہ کی تخفیف کی ۱۸۵۷ء مین کل تجارت ۶۰ کڑوڑ روپیہ کی تھی۔ اور ۱۸۶۰ء مین ۸۰ کڑوڑ روپیہ کی ہوگئی۔ ۱۸۶۱ء مین بارش کی کثرت سے ملک کی وسط مین گنگا کے جنوب سے گوداوری کے وادی تک تمام سڑکین بہ گئین۔ اور پل ٹوٹ گئے۔ لاکھون کسانون کی امیدین خاک مین مل گئین۔ اور شمال مین اسکے برعکس بارش کی قلت سے قحط واقع ہوا۔ اسی زمانہ مین چین کی لڑائی کا آغاز ہوا۔ جسمین ہندوستان سے چند سکھون کی رجمنٹین سر ہوپ گرینٹ کے ماتحت چین بھیجی گئین۔ جنھون نے ٹاکو کے قلعہ کو فتح کر لیا۔ پیکین کی خبر لی۔ لیکن ۲۴ اکتوبر ۱۸۶۱ء کو صلح ہوگئی۔ اس اثناء مین ایسٹ انڈیا ریلوی کلکتہ سے الہ آباد تک کھل گئی۔ جس سے تجارت کا بازار گرم ہوا۔ اور سال آیندہ سکم (جو نیپال و بھوٹان کے درمیان ایک ریاست تھی) کے راجہ کی گستاخی پر اوسکا الحاق انگریزی عملداری مین کر لیا گیا۔ جیوٹ (سن) روئی۔ اور چائے کی کاشت سے منفعت کثیر حاصل ہوی۔ جنگلات محفوظ کئے گئے۔ اور چین چونا (کونین) کے کاشت کا آغاز ہوا۔ مارچ ۱۸۶۲ء مین لارڈ کیننگ ولایت چلے گئے۔ اور اسی سال جون مین مر گئے۔

لارڈ ایلجن گورنر جنرل بہادر

۱۲ مارچ ۱۸۶۲ء کو لارڈ ایلجن (بعہد ملکہ معظمہ) گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔ ان کے

عہد مین دوست محمد خان نے سلطان خان حاکم ہرات پر چڑہائی کی مگر گورنر جنرل نے کسی کی بھی طرفداری نہین کی۔ بلکہ ہندوستانی وکیل کو کابل سے بلا لیا۔ اِس اثنا مین دوست محمد خان مئی ۱۸۶۳ع مین مرگیا۔ اور ستانا (جو مہابن کے ڈہلانون پر پشاور کے شمال مین سندہ وجہیلم کے دریاؤن کے درمیان اور ہندوکش کی ایک شاخ ضلع ہزارہ سے لگا ہوا ہے) کے متعصب المذہب مسلمان (جہان باغی رجمنٹون کے سپاہیون اور وہابیون کا اجماع ہوگیا تھا۔ اور جنکو پٹنہ کے وہابی رقم سے امداد دیتے تھے) انگریزی عملداری مین روزانہ جہگڑے کرتے تھے۔ اونکی سرکوبی کے لئے ۶ ہزار سپاہ سرنیول چیمبرلین کے ماتحت بہیجی گئی۔ اور اِن سرکشون کی امداد پر سرحدی قومون کے ۶۰ ہزار آدمی جمع ہوگئے جس سے سخت مقابلہ ہوا۔ اب انگریزی لشکر کو امداد کی ضرورت ہوئی۔ اِس عرصہ مین لارڈ ایلجن[*] گورنر جنرل (جو شملہ کے مغربی پہاڑون مین دورہ کر رہے تھے) کا ۲۰ نومبر ۱۸۶۳ع کو انتقال ہوگیا۔ اور مستقل والیسرائے کے آنے تک سر ولیم ڈینی سن گورنر مدراس۔ گورنر جنرلی کے کام کو انجام دینے لگے۔ چونکہ ان کو سرحدی لڑائی بالکل پسند نہ تھی۔ اور وہان سرنیول بھی زخمی ہوکر اپنا کام جنرل گاروک کے تفویض کر دئے تھے۔ اور جنرل نے اقوام کی خدمات کو خوشی سے قبول کرلیا تھا کہ سرکش قومون نے انگریزی سپاہ کے روبرو امیلا کو جلا دیا۔ اور متعصب مسلمان موقع پاکر بہاگ گئے۔ آخرہ ۲۰ دسمبر کو انگریزی سپاہ ناکام وہان سے واپس ہوئی۔ اور اس مہم نے دشمنونکو اچھا سبق پڑہایا۔ اور گورنمنٹ کو بھی تنبیہ کیا۔

سر جان لارنس گورنر جنرل بہادر

۱۲ جنوری ۱۸۶۴ع کو سر جان لارنس بعہد ملکہ معظمہ والیسرائے ہوکر ہندوستان آئے۔ اس اثنا مین

[*] لارڈ ایلجن کے عدل گستری کی یہ یادگار بہت بڑی ہے کہ انہون نے پنجاب مین ایک گورہ کو ہندوستانی کے مار ڈالنے پر پہانسی کا حکم دیا۔ مصنف۔

افغانستان مین فساد برپا ہوا۔ اسوقت دوست محمد خان کا بیٹا شیر علیخان امیر کابل تھا۔ اوسکے بہائی
اور بھتیجون نے جھگڑا شروع کیا۔ جس سے کبھی اوسکا ایک بہائی۔ افضل خان اور کبھی دوسرا بہائی۔
اعظم خان امیر کابل ہوتے تھے۔ جان لارنس نے ان جھگڑون مین بالکل مداخلت نہین کی۔ بلکہ
جو کوئی ان بہائیون مین کابل۔ قندہار۔ ہرات کا امیر ہوتا۔ اوسکو یہ بھی امیر تسلیم کرلیتے۔ اسکے بعد
گورنر جنرل کو ایک چھوٹی سی لڑائی بہوٹانیون سے لڑنی پڑی (جو سکم کے مشرق مین بنگال و آسام
کے شمال سرحد پر تبت کے جنوب مشرق مین ہے۔ اسمین کئی لاکھ تاتاری بدہ مذہب کے رہتے
ہین۔ اور یہان کے راجہ تہوڑا سا خراج آسام کے راجاؤن کو دیتے ہین۔ اور لاسا کے لاما کو اپنا فرمان
رواو گورو جانتے ہین) اسوقت بہوٹان کا اصلی راجہ معزول تہا۔ اور اوسکا ایک باغی سردار ٹونگ سے پن لو
اس امر کی کوشش کررہا تھا کہ خود راجہ ہوجائے چنانچہ جنوری ۱۸۶۴ع کو آنریبل اشلی ایڈن
سفیر بنکر بہوٹان گئے۔ لیکن بہوٹانیون نے سفیر کی بالکل آؤبھگت نہین کی مجبوراً فوج کے ذریعہ
اونکی سرکوبی کیگئی آخر اس شرط پر صلح ہوگئی کہ سب دوار ون اور اوسکی متصلہ زمینون کو جو مفتوح ہوئے
ہین گورنمنٹ کے حوالے کئے جائین۔ جنکا طول ۱۸۰ میل اور عرض ۲۵ میل تہا۔ چونکہ بہوٹان کی
آمدنی اسی ملک پر موقوف ہے اسلئے گورنمنٹ نے اوسکے لگان کے ادا کرنیکا وعدہ (بشرطیکہ
بہوٹانی اپنا چال وچلن درشت رکھین) کرلیا۔ پہر یہان چار کی کاشت کا انتظام ہوا۔ اور چاول
و لکڑی کی پیداوار کا بندوبست کیا گیا۔ ۱۸۶۵ع مین بارش کی کمی سے بنگال کے اضلاع زیرین
(اڑیسہ) مین قحط نمودار ہوا۔ اور ۱۸۶۸ع مین کوہ سیاہ کی جنگجو قوم پر لشکر کشی کی گئی۔
کیونکہ وہان کے حسن زئی افغان جرگہ نے اوگہی پر حملہ کیا۔ اور انگریزی عملداری کے
۲۰ دیہات کو تاراج کردیا تھا۔ آخر ایک جرار فوج بہیجی گئی۔ جس نے دشمنون کے قلعون پر
قبضہ کرلیا۔ اور خان اگرور کو قید کیا۔

ارل میو گورنر جنرل بہادر

۱۲ جنوری ۱۸۶۹ء کو ارل میو (جو آئرلینڈ کے امیر کبیر تھے) وایسرائے ہند ہوکر آئے۔ اور انبالہ مین ایک بڑا شاندار دربار کرکے امیر شیر علیخان والی کابل کو مدعو کیا۔ ۱۸۷۰ء مین ہز رائل ہائنس ڈیوک آف ایڈنبرا نے ہندوستان کی سیر کو نزول اجلال فرمایا۔ اور ۸ فروری ۱۸۷۲ء کو ارل میو (جبکہ وہ جزیرہ انڈمان مین تھے) پورٹ بلیر پر ایک دائم الحبس قیدی کے ہاتھ قتل ہوئے

لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل بہادر

۳ مئی ۱۸۷۲ء کو لارڈ نارتھ بروک بعہد ملکہ معظمہ گورنر جنرل ہوکر ہندوستان پہونچے جب ۱۸۷۴ء مین دیہار مین قحط ہوا تو گورنر جنرل نے خزانہ شاہی سے قحط زدون کی امداد ایسی کی کہ بفضلہ تعالی یہ قحط نہایت کامیابی کے ساتھ رفع ہوگیا۔ اور ۱۸۷۵ء مین مہاراجہ گائیکواڑ بڑودہ ظلم و زیادتی کے باعث معزول کیا گیا۔ اور ایک لڑکا اوسی خاندان کا تخت بڑودہ پر بٹھایا گیا ۱۸۷۵ء کے موسم سرما مین ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز (شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم) نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ اور ہر ایک مقام پر نہایت تپاک و خلوص قلبی کے ساتھ آپکا خیر مقدم کیا گیا

لارڈ لٹن گورنر جنرل بہادر

۱۲ اپریل ۱۸۷۶ء کو لارڈ لٹن بعہد ملکہ معظمہ وایسرائے ہند ہوکر آئے۔ ان کے عہد مین

یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دہلی مین دربار قیصری منعقد ہوا جسمین (۶۳) ہندوستانی والیان ریاست اور اکثر امرائے دولت مدعو کئے گئے تھے۔ اور حضور ملکہ معظمہ نے جو قیصر ہند کا خطاب اختیار کیا تھا اوسکا اعلان اس دربار مین کیا گیا۔ الحاصل چند روز دہلی مین خوب چہل پہل اور دھوم دہام رہی۔ اسوقت ملک دکن مین بہت بڑا قحط واقع ہوا۔ جس سے ۵۵ لاکھ آدمی ہلاک ہوئے ۱۸۷۸ء مین افغانستان کی صورت خوفناک ہوگئی۔ کیونکہ امیر شیر علیخان نے روسیون سے سازش شروع کی۔ اور برٹش سفیر کو کابل مین داخل ہونیکی اجازت نہین دی۔ جب روسی سفیر کابل مین آیا تو اوسکی خوب آؤ بہگت کی۔ آخر گورنمنٹ انگریزی کو اشتہار جنگ دینا پڑا۔ اور انگریزی سپاہ درۂ خیبر و کرم اور بولان کی راہون سے افغانستان مین داخل ہوئی۔ درون مین کوئی مقابلہ عظیم نہین ہوا۔ اور امیر شیر علیخان کابل سے بہاگ گیا۔ جو بعد مین مرگیا۔ مئی ۱۸۷۹ء کو بمقام گندمک اوسکے بیٹے یعقوب خان اور انگریزون کے مابین صلحنامہ مرتب ہوا۔ اور اس صلحنامہ کی رو سے برٹش کی سائنٹفک سرحدان درون کے پار تک قرار پائی۔ کابل مین ایک برٹش رزیڈنٹ کا رہنا طے پایا۔ اسکے چند مہینون بعد افغانون نے برٹش رزیڈنٹ سر لوئس لیواگ ناری کو معہ اوسکے ہمراہیون کے دغا سے مار ڈالا۔ جب یہہ خبر کلکتہ پہونچی تو پھر ایک حملہ کابل پر کیا گیا۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ یعقوب خان نے سلطنت کو ترک کیا۔ اور انگریزون نے اوسکو نظربند کرکے ہندوستان بہیجدیا۔ اس عرصہ مین انگلستان مین پارلیمنٹ کے ممبرون کا جو انتخاب ہوا تو کنسرویٹو منسٹری کو شکست ہوئی جسکی وجہہ سے لارڈ لٹن مستعفی ہوئے۔

مارکوئیس رپن گورنر جنرل بہادر

۸ جون ۱۸۸۰ء کو مارکوئیس آف رپن (بعہد ملکہ معظمہ) گورنر جنرل ہندوستان ہوکر آئے اوسی سال ہرات کی سپاہ سے جسکا سپہ سالار ایوب خان تھا قندہار و دریائے ہیلمند کے درمیان برٹش بریگیڈ

کو شکست ہوی - اور جنرل سر فریڈرک رابرٹس نے فوج کو کابل سے قندہار لیجا کر یکم ستمبر ۱۸۸۰ء کو۔ ایوب خان کو شکست فاش دی - اب برٹش گورنمنٹ نے امیر عبدالرحمن خان کو (جو دوست محمد خان کا پوتا تھا) امیر کابل تسلیم کیا - اور انگریزی سپاہ کابل و قندہار سے واپس بلالیگئی - اسکے بعد ایوب خان ہرات سے فوج لیکر آیا - اور امیر عبدالرحمن خان کو شکست دیکر قندہار پر قبضہ کرلیا - مگر یہ فتحیابی چندروزہ تھی کیونکہ اسکے بعد عبدالرحمن خان نے اپنی فوج لیجا کر ایوب خان کو پوری ہزیمت دی - اور قندہار پر قبضہ کرلیا - ۱۸۸۵ء مین امیر کی منظوری سے حدی کمیشن مقرر ہوا - اور روسی کمشنرون کی شرکت سے افغانستان کی شمالی مغربی سرحد مقرر کردیگئی - ۲۰ فروری ۱۸۸۴ء کو لارڈ رپن گورنر جنرل بہادر۔ اعلیحضرت اقدس واعلےٰ سرکار نظام کے رسم حکمرانی کے جلسہ مین حیدرآباد دکن رونق افروز ہوے - اور وہ فرودہی کو ایک عالیشان دربار مین آپ نے ایک قیمتی و بیش بہا تقریر دلپذیر (جو آب زر سے لکھنے کے لایق ہے) فرمائی - چنانچہ اس جشن کے واقعات کو ہم نے اعلیحضرت اقدس واعلےٰ کی حالات مین بالتفصیل لکھا ہے۔

ارل ڈفرن و آوا گورنر جنرل بہادر

۱۳ ڈسمبر ۱۸۸۴ء کو ارل آف ڈفرن و آوا (بعہد ملکہ معظمہ) وایسرائے ہند ہوے - اور ۱۸۸۵ء مین بمقام راولپنڈی ایک دربار شاہی منعقد کر کے امیر عبدالرحمن خان کو مدعو کیا گیا - اور اسی سال موسم گرما مین برہما کے آزاد راجہ تھیبو نے گورنمنٹ کے ساتھہ سرکشی اختیار کی اور اپنے رشتہ دارون کے قتل سے اپنے راج کو داغ لگایا - آخر گورنمنٹ کو اوسکی خبر لینی پڑی - اور رنگون - بنگال - مدراس سے سپاہ بہیجی گئی - ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کو انگریزی سپاہ نے اوسکی راجدھانی منڈلا پر قبضہ کرلیا - اور تھیبو نے مجبور ہو کر اپنے تئین حوالہ کیا - گورنمنٹ نے پہلے اوسکو قید کر کے رنگون بہیجا - پھر معقول کمیشن مقرر کر کے مدراس مین نظر بند کر دیا - اور یکم جنوری ۱۸۸۶ء کو اپر برہما انگریزی عملداری مین شامل ہوگیا

اسی سال نیشنل کانگریس کا آغاز ہوا جس میں ہندوستان کے تمام حصون سے ڈیلیگیٹ تقریب کو آئے۔ اب
اسی کانگریس کا اجلاس ہر سال ڈسمبر میں بمقام کلکتہ۔ مدراس۔ بمبئی۔ الہ آباد ہوا کرتا ہے۔ اور اس مین
ایسی تجاویز پر مباحثے ہوتے ہین کہ ہندوستانیون کو قوانین بنانے اور پولٹکل کامون میں حصہ لینے کے
متعلق زیادہ اختیارات دیئے جائین اور وائسرائے بہادر و گورنران و لفٹننٹ گورنران کی لیجسلیٹو
کونسل کے ممبر جو اب تک بالکل گورنمنٹ مقرر کرتی ہے۔ وہ کلیتہً انتخاب سے مقرر کئے جائین۔
لیکن اہل ولایت کانگریس کی اس درخواست و جماعت کو قبل از وقت جانتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ
ابھی ہندوستانیون مین ایسی لیاقتین پیدا نہین ہوئی ہین کہ وہ اپنے ممبر و قائم مقام انتخاب سے مقرر
کرسکین۔ اسی موقع پر ایک بڑا ایڈریس [illegible] کے میدان مین پیش کیا گیا۔ اور
ہندوستان کی شمالی مغربی سرحد استوار و مستحکم کی گئی۔ اسی اثنا مین روسیون نے خود بخود ہرات
کے مقابل پنجدہ [illegible] فتح کر لیا۔ اور ۳۰ مارچ کو پنجدہ پر روسیون اور افغانون مین جنگ
ہوئی۔ افغانی نقصان اٹھا کر ہٹ گئے۔ اب انگریزون کو مجبوراً جنگ کی تیاری کرنی
پڑی۔ اس موقع پر اکثر ہندوستانی والیان ریاست نے گورنمنٹ کی نسبت اپنی
خیرخواہی کا اظہار کیا۔ اس عرصہ مین روسی دعاوی پر راضی ہو گئے اور سرحد کے مقرر کرنے
کے لئے انگریزی اور روسی کمیشن مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۷ء مین ملکہ معظمہ کے عہد حکومت
پچاس سالہ کی تقریب میں گولڈن جوبلی کے جشن تمام ہندوستان مین نہایت دھوم
دھام اور تزک و احتشام سے منعقد کئے گئے۔ اور اس مبارک تقریب مین
ہندوستانیون کو خطابات عطا ہوئے۔ ۱۸۸۸ء مین ارل ڈفرن اپنے عہدہ سے
دست بردار ہو کر ولایت چلے گئے۔ اور ملکہ معظمہ نے ہندوستان کی ان خدمات کے
صلہ مین ان کو ڈفرن و آوا کا مارکوئیس مقرر فرمایا۔

مارکوئیس لینسڈون گورنر جنرل بہادر

۷ اردسمبر ۱۸۸۸ء کو مارکوئیس آف لینسڈون (بعہد ملکۂ معظمہ) گورنر جنرل ہوکر ہندوستان آئے۔
انکے زمانہ مین سر فریڈرک رابرٹس کمانڈر انچیف ہندوستان نے ہندوستان کی سرحد شمالی و مغربی کو ایسا
مضبوط و مستحکم کیا کہ جس سے ہندوستان پر کسی حملہ آور کا احتمال نہین رہا۔ اور افغانستان کے جانب
سے تمام درے مسدود کردئے گئے۔

قبل ازین ہندوستانی والیان نے ملک ہند کی محافظت کے لئے اپنی سپاہ اور خزانہ کے حوالے کرنیکی
جو گورنمنٹ سے درخواست کی تھی وہ ان کے زمانہ مین منظور ہوگئی۔ اور تمام ہندوستانی ریاستون مین
امپیریل کنٹنجنٹ کا بندوبست اسطرح کیاگیا کہ ہندوستانی والیان ملک تہوڑی سپاہ اس قسم کی رکہین
کہ اوسکی وسپلن اور ڈرل بالکل انگریزی سپاہ کی طرح ہو۔ اور اوسکا سارا خرچ اپنی ذات سے اوٹہائین
اور ہمیشہ انگریزی افسر اس فوج کا معائنہ کرتے رہین۔ اور جب کبھی جنگ کا موقع ہو تو یہ امپیریل کنٹنجنٹ
انگریزی سپاہ کی ہمراہ لڑائی مین جائے۔

اسی عرصہ مین مشرقی بنگال مین ایک واقعہ یہ ہوا کہ منی پور کا راجہ اپنے خانگی فسادات کے باعث
بہاگ کر انگریزی عملداری مین آیا۔ جب آسام کے چیف کمشنر مسٹر کوئنٹن۔ اسکی تحقیقات کے لئے منی پور
گئے تو وہان کے غاصب راجہ نے انکو ایک مجلس مین بلاکر معہ ہمراہین دغا سے مارڈالا۔ جسپر گورنمنٹ
بہت برافروختہ ہوی۔ اور انگریزی سپاہ کو منی پور بہیجکر اوس غاصب راجہ سے پورا پورا انتقام لیا۔

جب ۱۸۹۱ و ۱۸۹۲ء مین روس کی پیشقدمی پامیر کے طرف سرعت کیساتھ ہونے لگی تو گورنمنٹ
آف انڈیا نے اپنے مقبوضہ مقامات کو (جو چترال کی جانب تھے) مستحکم کیا۔ اور پامیر کے تمام ڈہلانون پر
(جو ہندوستان کے طرف مین) قبضہ کرلیا۔ جس سے جنگ تیراہ و چترال کا آغاز ہوا۔

اور ۱۸۹۵ء مین امیر الملک نے (جو نظام الملک مہتر چترال کا سوتیلا بھائی ہے) مہتری حاصل کرنے کے لئے نظام الملک مہتر چترال* کو (جب وہ بروز کے خان شہزادہ خان کے مکان کو دعوت مین جارہا تھا) اپنے ایک آدمی کے ہاتھ سے قتل کروادیا۔ اور خود چترال پر قابض ہوگیا۔ جب اسکی خبر سر جن بہیہ لارٹسن ایجنٹ متعینہ گلگٹ کو ہوئی تو چترال کے انتظام کے لئے جاپہونچا۔ چونکہ ایجنٹ کے ساتھ فوج بہت کم تھی اسلئے امیر الملک کے دو اعلیٰ فوجی افسر شیر افضل خان اور عمرا خان نے ایجنٹ کا محاصرہ کرلیا۔ گورنر جنرل نے اس خبر کے سنتے ہی انگریزی فوج روانہ کیا۔ چنانچہ طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اور چند افسر انگریزی فوج کے مارے گئے۔ آخر امیر الملک نے شکست پائی اور شیر افضل خان گرفتار ہوگیا۔ (جو قید کرکے ہندوستان بھیجا گیا ہے) اسکے بعد گورنمنٹ نے چترال کو فتح کرکے شجاع الملک کو دیدیا۔

ارل ایلجن گورنر جنرل بہادر

۲۷ جنوری ۱۸۹۴ء کو ارل ایلجن (بعہد ملکہ معظمہ) ویسرائے ہند ہو کر آئے انکے زمانہ کا مشہور واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۹۷ء مین ملکہ معظمہ کی عہد حکومت شصت سالہ کی تقریب مین ڈائمنڈ جوبلی کے جلسے تمام ہندوستان مین نہایت دہوم دہام سے ہوئے۔ اور تمام رعایا نے اس مسرت و خوشی مین نہایت صداقت و عقیدت کے ساتھ حصہ لیا۔

لارڈ کرزن گورنر جنرل بہادر

۶ جنوری ۱۸۹۹ء کو لارڈ کرزن نے (بعہد ملکہ معظمہ) ارل ایلجن گورنر جنرل بہادر سے ہندوستان جنت نشان کی وایسرائلٹی (گورنر جنرلی) کا چارج لیا۔ آپ کے زمانہ مین ہندوستان مین

* مہتر چترال کو گورنمنٹ آف انڈیا۔ اور دربار کشمیر کیجانب سے سالانہ تیس ہزار روپیہ وظیفہ دیا جاتا ہے ۱۲ مولف۔

مختلف صیغون مین بہت سی اصلاحین ہوئین - چنانچہ یونیورسٹی کمیشن - فیمن کمیشن - اورکمیشن کمیشن - پولیس کمیشن وغیرہ کو آپ ہی نے جاری فرمایا - اور آپ ہی کے عہد مین صوبہ بنگال کی تقسیم ہوی - جسپر بنگالیون نے بہت کچھہ شور و واویلا مچایا - اور بنگالی اخبارات نے بغاوت آمیز مضامین لکھنا شروع کیا - مگر گورنمنٹ نے اوسپر کچھہ التفات نہین کی - جسکے باعث بنگالیون کی خودسری اور بڑہگیی - اور گورنمنٹ کے خلاف بنگالیون نے صدہا جلسے منعقد کئے - اور بندی ماترم کی للکار لگائی - گورنمنٹ بھی اس موقعہ پر چوکی نہین - چنانچہ دو چار سربرآوردہ بنگالیون کو سزا بھی دیدی - اور بعض رہا بھی کردیا - اور بنگالی اخبارات کے ایڈیٹرون کو بھی سزائین ہوئین - مگر افسوس ہے کہ اسوقت سنہ ۱۹۱۰ء تک بھی بنگالیونکی شورش رفع نہین ہوی اور انڈین کیڈٹ کور (جس مین والیان ملک کے صاحبزادے اور امرازادے شریک ہین) قایم کی - کرنل مہاراجہ سرپرتاب سنگھہ والی ایدر کو اوس کا آنرری کمانڈنگ افسر مقرر کیا -

وفات حسرت آیات ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

افسوس ہے کہ آپ ہی کے وائسرائلٹی کے زمانہ مین نیک دل و ہر دلعزیز ملکہ معظمہ نے لندن مین صرف ایک ہفتہ کی علالت کے بعد ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کی شام کو ساڑے چھہ بجے بعمر ۸۱ سال ۸ ماہ - ۶۴ سال ۷ ماہ بےنظیر حکمرانی کرکے بعارضۂ فالج انتقال فرمایا -

تخت نشینی و تاجپوشی (انگلستان) ملک معظم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند و آنجہانی

۲۳ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو مرحومہ کے بڑے صاحبزادے پرنس آف ویلس شاہ البرٹ ایڈورڈ -

حسب وصیت اپنی والدۂ معظمہ کے ایڈورڈ ہفتم کے لقب سے تخت نشین تخت برطانیہ ہوئے

* اس سے قبل ایڈورڈ نام کے چھ بادشاہ سلطنت انگلینڈ مین تخت نشین ہو چکے ہین۔ اسلیئے آپ ایڈورڈ ہفتم سے موسوم ہوئے اور آپکے موجودہ شاہی القاب وخطاب بزبان لاطینی یہ ہین "ایڈورڈس ہفتم ڈئی گریشیا بریٹینیا نم ریکس فائیڈی ڈیفنسر انڈی امپریٹر" اور انگریزی زبان مین۔ ایڈورڈ ہفتم بائی دی گریس آف گاڈ آف دی یونائیٹڈ کنگڈم آف گریٹ برٹن اینڈ آئرلینڈ۔ کنگ ڈیفنڈر آف دی فیتھ امپیرر آف انڈیا ہے۔ اسکے بعد بذریعۂ اعلان ۴ نومبر ۱۹۰۱ء کو یہ اضافہ کیا گیا لاطینی مین بعد لفظ بریٹینیارم کے الفاظ اٹ ٹرنسمیرینارم کوئی ون ڈیشنی سنٹ بریٹینیکا۔ اور انگریزی مین الفاظ آف دی یونائیٹڈ کنگڈم آف گریٹ برٹن اینڈ آئرلینڈ کے بعد یہ الفاظ اینڈ آف دی برٹش ڈومینینس بیانڈ دی سیز (برٹش ممالک ہائے ماورا البحر)

۹ نومبر ۱۹۰۱ء کے اعلان کے روسے پرنس آف ویلز (شہزادۂ ولیعہد بہادر) کے یہ خطابات مقرر ہوئے۔ ہز رائل ہائنس پرنس جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ ڈیوک آف کارنوال و یارک و ڈیوک آف روسے۔ پرنس آف سیکس کوبرگ گوتہا و ڈیوک آف سیکسنی۔ ارل آف کیرک فارینس۔ بیرن آف رینفریو و کیلارنی۔ لارڈ آف دی آئیلس و گریٹ اسٹیورڈ آف اسکاٹلینڈ۔ کے۔ جی وکے۔ ٹی وکے۔ پی و جی۔ سی۔ ایم جی و جی۔ سی۔ ای۔ آر پرنس آف ویلس وارل آف چیسٹر ۱۲ منہ

* سلطنت انگریزی کا رقبہ اتنا وسیع ہے کہ جسمین آفتاب کبھی غروب نہین ہوتا۔ رقبہ کا شمار سوا کروڑ مربع میل انگریزی ہے۔ اوراسمین ایک پورا براعظم۔ ۱۰۰ جزیرہ نما۔ ۵۰۰ راسین۔ ۱۰۰۰ جہیلین۔ ۲۰۰۰ دریا۔ ۱۰۰۰۰ جزیرے شامل ہین۔ محاصل ساڑھے بائیس کروڑ پونڈ یعنے ساڑھے تین ارب روپیہ ہے۔ اور یہ آمدنی وہ ہے کہ جسکی برابری دنیا مین کوئی سلطنت نہین کرسکتی۔ تقریبًا تمام دنیا کی چوتہائی ملک معظم کے تحت ہے۔ اور آبادی کا یہ حال ہے کہ سلطنت روس (جو دنیا مین سب سے بڑی رقبہ والی ریاست ہے۔) کی آبادی سے سہ چند زیادہ ہے۔ انگریزی سلطنت شخصی اور جمہوری کی معجون مرکب ہے۔ یہ بات کسی دوسری سلطنت کو حاصل نہین ہے۔ ملک معظم کو اختیار ہے کہ کسی شخص کو بیرنٹ کا خطاب دین۔ جسکو چاہین وزیر بنائین۔ سلطنت کے تمام ملازمون کو ایک لخت موقوف کرین۔ پارلیمنٹ کے منظور شدہ قوانین

اور رسم تاجپوشی[۱۷] کا جشن (بمقام لنڈن) ۹ر اگسٹ ۱۹۰۲ع[۱۸] کو ادا ہوا۔ پارلیمنٹ نے تاجپوشی
کے اخراجات کے لئے ۱۲ لاکھ پونڈ (پونے انیس لاکھ روپیہ) منظور کیا تھا۔ کہتے ہین کہ ملکہ معظمہ کی

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۳۵) اپنی مرضی سے منظور و نامنظور کرین[۸]۔ ہر قسم کے سکون کو مسکوک یا بند کرنے کا حکم دین۔ ہر عہدنامہ
کو منظور یا نامنظور کرین۔ ہر سلطنت[۹] کے سفیر کو طلب کر کے اپنی حضوری کی عزت عطا کرین یا تمام سفیرون کو ایکدم واپسی کا وقت
دین۔[۱۰] تمام قیدیون کو (باستثنار مذہبی سزا یافتون کے) رہائی بخشین۔ تمام فوج کو بوقت ضرورت ایک جگہ طلب کرین۔[۱۱] تمام
بری یا بحری فوج کو موقوف یا بحال کرین۔ تمام[۱۲] بری اور بحری فوج کے آلات حرب و ضرب کسی ایک شخص کو بخش دین۔ اور بوقت
کے وقت ہر فرد رعایا کو جنگی خدمت کے لئے مجبور کرین۔ کسی جہاز[۱۳] یا ضروری سامان کو ضبط کر لین۔ اسکے علاوہ[۱۴] آپ بحیثیت حامی
دین عیسوی ہونیکے تمام بشپون اور پادریونکے سردار رہین۔ اور جب[۱۵] کوئی بشپ مرجائے تو تمام موری دوسرے بشپ کے آپ
خود اوس عہدہ کے قایم مقام سمجھے جاتے ہین۔ کوئی جرم[۱۶] و گناہ آپکے وجود سے سرزد نہین ہوسکتا گویا[۱۷] پیدایشی معصوم مانے
جاتے ہین۔ اور کوئی[۱۸] قانون آپکو گرفتار کرنیکی اجازت نہین دیسکتا۔ آپ[۱۹] اپنے محل کے نوکرون کی نسبت ہر طرح کی عدالتی
خود ہی دینے کے مجاز ہین۔ ان[۱۹] احکام کی کوئی اپیل نہین ہوسکتی۔ آپ[۲۰] کے پرایویٹ حالات و مقدمات بھی کسی عدالت
مین پیش نہین ہوسکتے۔ لیکن پارلیمنٹ نے ان اختیارات شاہی کی نسبت چند قیودبھی لگا رکھی ہین۔ یعنے بادشاہ کوئی رقم
بلا منظوری پارلیمنٹ کے خزانہ عامرہ سے ادا کرنیکا حکم نہین دیسکتا۔ مروجہ قوانین کے برخلاف کوئی حکم سوائے پارلیمنٹ کے
منظوری کے جاری نہین کیا جاسکتا۔ کسی متعہد عہدہ دار قوم کو جلاوطنی کی سزا نہین دیسکتا۔ کسی شخص کو بدست خود گرفتار
نہین کرسکتا۔ گو اپنے حکم سے تمام اعلی سے اعلی عدالتون کے فیصلون کو منسوخ کرسکتا ہے۔ مگر ججون کے فیصلہ یا ڈگری مین خلل
نہین فرماسکتا۔ اور شاہی وظیفہ کا یہ طریقہ ہے کہ قانون انگلستان کی رو سے جو اراضیات و محالات تاجدار کے اخراجات
خاص کے لئے وقف ہوچکے ہین وہ بھی پارلیمنٹ کو ہی تفویض ہو جاتے ہین۔ اور اونکے معاوضہ مین پارلیمنٹ بلحاظ حالات
زمانہ کوئی ایسی معقول رقم خزانہ سے بادشاہ کے لئے منظور کرتی ہے جو اوسکے لائق ہو۔ چنانچہ ملکہ معظمہ کو ۳ لاکھ ۸۵ ہزار پونڈ
سالانہ کے علاوہ ڈچی آف لنکاسٹر وغیرہ کے نام سے بھی معقول آمدنی تھی۔ لیکن ۱۹۰۱ع مین بصدارت ڈبلیو ایچ اسمتھ صاحب

تاجپوشی مین ۹۶ ہزار چار سو ایک پونڈ (۱۰ لاکھ ۴۱ ہزار ۸۰ روپیہ) ولیم چہارم کی تاجپوشی مین ۴۳ ہزار ایک سو انسٹھ پونڈ ۔ جارج چہارم کی تاجپوشی مین ۲ لاکھ ۴۳ ہزار تین سو اٹھاسی پونڈ

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۳۶) جو کمیٹی شاہی اخراجات کے جانچ پڑتال کے لئے مقرر ہوئی تو اوسکو معلوم ہوا کہ ملکۂ معظمہ کے پاس کوئی پس انداز موجود نہین ہے ۔ کیونکہ فرمانروایان فرانس ۔ روس ۔ فارس وغیرہ کی مہمانداریون مین علاوہ سلطنت کی رقم کے خود ملکۂ معظمہ نے بھی اپنی ذاتی رقم سے ۸ لاکھ ۴۲ ہزار پونڈ وقتاً فوقتاً صرف کئے تھے ۔ الحاصل جب عورت کو اسقدر وظیفہ کافی نہو تو مرد کے لئے کیا کفتی ہوسکتا ہے ۔ اسلئے ملک معظم کا وظیفہ ۵ لاکھ ۷۰ ہزار پونڈ (۸۵ لاکھ روپیہ) مقرر کیا گیا ۔ اسکے علاوہ آپ اوس کثیر جائداد کے بھی مالک ہین جو ملکۂ معظمہ کے ترکہ مین آپکو پہونچا ہے ۔ اس ترکہ کا اندازہ نہین کیا جاسکتا کیونکہ دستور کے موافق بادشاہی وصیت نامون کو عدالت مین پیش ہونا یا رجسٹری کرانیکی ضرورت نہین ہوتی ۔ پس جو اشیا آپکو اور آپکے بھائی کو ترکہ سے ملے ہین اونکی تعداد سوائے ملک معظم اور شاہی خاندان کے ممبرون کے دوسرا کوئی نہین جان سکتا ۔ اور ملکۂ الگزینڈرا کے لئے یہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر وہ خدانخواستہ بیوہ ہوجائین تو اونکو ۷۰ ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ دیا جائیگا ۔ اسکے علاوہ ملک معظم کے دخترون کو فی دختر اٹھارہ ہزار پونڈ (۲ لاکھ ۷۰ ہزار روپیہ) وظیفہ مقرر ہے ۔ ۱۲ مولف ۔

نوٹ متعلق صفحہ (۷۳۶) ملک معظم کا تاج ایک لاکھ پونڈ (۱۵ لاکھ روپیہ) کا ہے ۔ جسمین تمام ہیرے جڑے ہوئے ہین ۔ پرنس آف ویلس کا تاج خالص سونیکا ہے ۔ اوسمین جواہرات نہین ہین ۔ چونکہ انگلستان مین شہنشاہ کے سوا دوسرے پرنس ۔ شہزادگان خاندان شاہی ۔ ارل ۔ ڈیوک ۔ مارکوئیس ۔ بیرن ۔ کونٹ بھی پہنتے ہین ۔ اسلئے ہر ایک کے تاج کی وضع و ترکیب جدا جدا ہوا کرتی ہے

نوٹ متعلق صفحہ (۷۳۷) تخت نشینی اور تاجپوشی مین جو بڑا طویل فاصلہ پڑ گیا ۔ اوسکے پہلے اسباب چار ہین ۔ اول ملک معظم نے اپنی والدہ کے ماتم کی مدت متوسلان خاندان شاہی و اراکین سلطنت کے لئے ایک سال کی مقرر فرمائی ۔ دوم ۱۴ اگست ۱۹۰۱ء کو ملک معظم کی ہمشیرہ پرنسس فریڈرک (جو شاہ جرمنی کی والدہ تہین) نے انتقال کیا ۔ جنکی تجہیز و تکفین مین آپکو جانا پڑا ۔ سوم ۱۴ ستمبر ۱۹۰۱ء کو مسٹر میکنلی پریسیڈنٹ امریکہ مارا گیا ۔ جسکا رنج آپکو بہت ہوا ۔ چہارم جنگ ٹرانسوال بالکل ختم نہیں [illegible]

[illegible] ۱۹۰۲ء مین تاجپوشی کا [illegible] ۱۹۰۲ء [illegible]

صرف ہوئے تھے۔ یہ امر بھی یہان قابل اظہار ہے کہ اس جشن تاجپوشی مین ہندوستان سے ہندی فوج کے ایک ہزار جوان (جنمین تمام قومون کے آدمی مثلاً سکھ۔ ڈوگرے۔ آفریدی۔ راجپوت۔ جاٹ

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۳۷) افسوس ہے کہ اس اثنا مین جب تیاری بھی شروع ہوگئی۔ اور مہمان بھی جمع ہوگئے تھے۔ کہ عین موقع پر دفعتاً ۱۳ جون ۱۹۰۲ء کو ملک معظم بیمار ہوگئے پہلے آپکے داہنی طرف کمر مین درد ہوا پھر وہان آماس ہوکر پیپ پڑگیا۔ آخر ۲۴ جون کو ڈاکٹر سر فریڈرک ٹراوس نے عمل جراحی کیا۔ اور ساڑھے پانچ انچہ گہرا زخم لگاکر گیارہ چھٹانک پیپ نکالا۔ اب مجبوراً ۲۶ جون کو جو تاجپوشی کا رسم قرار پایا تھا وہ ملتوی کیاگیا۔ اور اس التوا سے جو نقصان ہوا۔ اوسکا اندازہ ایک یوروپین محقق ۵ لاکھ پونڈ۔ دوسرا ساڑھے تین لاکھ پونڈ بتلاتا ہے۔ الحاصل اسکے بعد جب ملک معظم کو شفا کلی حاصل ہوگئی تو رسم تاجپوشی کی تاریخ ۹ اگسٹ ۱۹۰۲ء قرار پائی اور تمام رسومات یکے بعد دیگرے طے پاکر تاریخ مقررہ پر تاجپوشی عمل مین آئی۔ گو اس جشن مین اکثر رؤسا۔ امرا و اکابرین سلطنت کو دعوت تھی لیکن اکثر رؤسا و امرا اپنے اپنے خاص وجوہات سے شریک نہو سکے۔ البتہ مہاراجہ گوالیار۔ مہاراجہ جیپور۔ مہاراجہ کولہاپور۔ مہاراجہ بیکانیر مہاراجہ ایدر معہ ولیعہد بہادر۔ مہاراجہ کوچ بہار معہ رانی صاحبہ و سر سلطان آغاخان۔ و سر جمشیدجی۔ جی جی بہائی۔ راجہ بھولی۔ نواب پہاسو۔ تعلقدار پرتاب گڈھ وغیرہ شامل تھے۔ خصوصاً مہاراجہ جیپور نے تو ایک پورا جہاز لنڈن کی آمدورفت کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کرایہ سے لیا تھا۔ اور اوسکو گنگا کے پانی سے دہلواکر اوسمین ایک مندر پوجا کے لئے قایم کیاگیا تھا۔ اور چہہ مہینے کے لئے تمام قسم کے جنس و اجناس بھی بھر لئے تھے۔ ۱۲ مولف۔

؎ گو ملک معظم کی تاجپوشی کے لئے پارلیمنٹ نے ۱۶ لاکھ پونڈ کی منظوری دی تھی۔ مگر لنڈن کے ایک انگریزی اخبار نے لکھا تھا کہ درباری تلوارون۔ طلائی لیسون اور موٹر گاڑیون پر ۳ لاکھ اور آرایشی جلسون کے لئے پونے دو کروڑ روپیہ صرف ہوئے تھے۔ حالانکہ اس رقم کا تطابق پارلیمنٹ کی منظور کردہ رقم سے بالکل نہین ہوتا۔ لیکن قیاس یہ چاہتا ہے کہ پارلیمنٹ کی منظور کردہ رقم صرف مراسم تاجپوشی مین صرف ہوئی ہوگی۔ اور جن اخراجات کا ذکر اخبار نے کیا ہے وہ جداجدا محکمہ جات و مجالس نے اپنے طور پر خرچ کیا ہوگا ۱۲ مولف۔

مرہٹہ دکہنی - مرہٹہ کنکانی - برہمن - گورکہا - گڑہوالی - ٹامل - موپلہ - میہزاری - پٹھان - بلوچی پٹھان - ملتانی پٹھان - پنجابی مسلمان - مدراسی مسلمان - ہندوستانی مسلمان - دکہنی مسلمان شامل تہے لندن بلائے گئے تہے - چنانچہ لندن مین تاجپوشی کا رسم نہایت دہوم دہام اور تزک واحتشام کیساتھ انجام پایا - اور تاجپوشی کے روزہی شہنشاہ نے مسٹر بالفور کو وزیر اعظم مقرر کیا - اور مجلس کے ارکان بھی جدید مامور کئے گئے - اور لارڈ جارج ہملٹن (جو اب تک وزیر اعظم تھے -) وزیر ہند مقرر ہوئے -

اس اثنا مین ۲۹ - مارچ ۱۹۰۲ء کو لارڈ کرزن بہادر حیدرآباد دکن رونق افروز ہوئے - پھر چوتھے روز یکم اپریل روز سہ شنبہ کو شکار کے لئے نرسم پیٹہ تشریف لیگئے - اور وہان سے ۱۳ اپریل کو حیدرآباد واپس آئے - ۱۴ اپریل کو پانچوین محرم لنگر مبارک کا معائنہ کرکے پرایویٹ طور پر حیدرآباد سے رخصت ہو گئے -

دربار تاجپوشی ہندوستان

جب لندن مین ملک معظم کی تاجپوشی کا رسم ادا ہو گیا تو لارڈ کرزن ویسرائے بہادر نے ہندوستان مین بھی ایک دربار تاجپوشی بمقام دہلی (حسب منظوری پارلیمنٹ و ملک معظم) قرار دیا - اور یکم جنوری ۱۹۰۳ء دربار تاجپوشی کی تاریخ مقرر ہوی - اور اس جشن کی شرکت کے لئے گورنر جنرل بہادر نے (۱۱۱) والیان ریاست و دیگر امرائے ذی دولت کو مدعو کیا - انکے علاوہ نوآبادیون کے قایم مقامون و دول غیر کے سفیرون اور اخبارات کے ایڈیٹرون وغیرہ کو بھی دعوت* دیگئی - الغرض اس جشن کا انتظام و اہتمام نہایت وسیع اور اعلے پیمانہ پر کیا گیا تھا -

* دربار تاجپوشی کے مہمانون کی سربراہی کا انتظام تین قسم پر تھا - اول ویسرائے بہادر کے پورے مین مہمان ایٹ ہوم (اعلی)

کیونکہ وہ اس لئے بہادر کے پیش نظر یہ امر تہا کہ ہر طرح یہ جشن تاجپوشی۔ اوس دربار قیصری ۱۸۷۷ء سے بہت بڑہ چڑہ کر ہو۔ جو اوسوقت لارڈ لٹن نے بمقام دہلی اپنی وائسرائلٹی کے زمانہ مین کیا تہا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۴۴) پنشنران غدر جنکے کیمپ و کہانے و سواری کے اخراجات گورنمنٹ کے ذمہ تہے۔ دوم وہ یورپین افسر جنکے صرف کیمپ کا انتظام گورنمنٹ کے جانب تہا۔ اور باقی خورونوش و سواری کے اخراجات و انتظام اونہین کے ذمہ تہا۔ سوم ہندوستانی والیان ریاست۔ انکے نسبت گورنمنٹ کو صرف کیمپ کی جگہ بتلا دینے کا کام تہا۔ اور باقی تمام اخراجات وہ اپنی رقم سے کرتے تہے۔ ۱۲ مولف

له دہلی بہی ہندوستان مین ایک فخر البلاد شہر ہے۔ جسکے کوچہ و بازارون کی بنیاد تاریخی زمانہ کے آب و گل سے پڑی ہے اور اسکے اطراف نہایت قدیم زمانہ کے آثار نظر آتے ہین۔ اور اسکے نواح مین پتہر اور مٹی کے ڈہیرون کے نیچے شہر اندرپست کی خاک دبی ہوئی ہے۔ اور یہہ شہر زمانۂ قدیم سے بڑے بڑے راجاؤن اور بادشاہون کی تاجپوشی کے رسمون سے ممتاز چلا آتا ہے۔ تاریخون کے دیکہنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی صدی ایسی نہین گذری جسکے اندر کوئی چہوٹا یا بڑا جشن دہلی مین نہ قرار دیا گیا ہو۔ بہرحال اس قسم کا جلسہ ہند مین کوئی نئی بات نہین ہے۔ چنانچہ ایسے جلسون کا حال رامائن و مہا بہارت (جو ہندوستان کی بہت پرانی تاریخین ہین) مین بخوبی درج ہے۔ راجپوتون کے زمانہ مین ایسے جلسون کو راجسوئیہ اور اسومیدہ جگ کہتے تہے۔ اور مسلمانون کے عہد مین اوسکا نام دربار یا جشن رکہا گیا۔ سب سے پہلے ۵ ہزار برس پیشتر دریائے جمن کے کنارہ پر (جہان زمانۂ حال کی دہلی آباد ہے) زمانۂ سلف کے ہندو مہاراجہ جدہشٹر کا دارالصدر تہا۔ جس نے اپنے تئین تمام روئے زمین کا فرمانروا مشتہر کرکے ایک بہت بڑا دربار کیا تہا۔ اور اس دربار کی شرکت کے لئے روس و سیلون و چین و ہنگری وغیرہ کے دور دراز مقامات سے بڑے بڑے راجہ و رئیس۔ دیوتا و امیر و غریب و دہقانی وغیرہ آئے تہے۔ درجودہن اور اونکے والد دہرتراشٹ۔ مہارانی دروپدی اور اونکے والد۔ راجہ سیپل حکمران چندیری بہی شریک تہے۔ اور تمام اقلیم کے برہمن چہتری و ویش شودر اوس زمانہ کے رواج کے موافق معزز عہدون پر۔ اس کثرت سے شریک تہے کہ جنکا شمار نہین ہو سکتا۔ اس دربار کے لئے ایک انجنیر اور معمار مسی نامی نے عہا منڈل تجویز کیا تہا

چنانچہ اس جشن مین جو دربار ہال تیار ہوا تھا۔ اوس مین بارہ ہزار نشستین تہین۔ اور حضور والیسرائے
کا دایرۂ دولت۔ گورنران و لفٹنٹ گورنران و والیان ریاست و امرائے ہند کے کیمپ ایسے خوشنما۔

تعمیر ہوئے۔ منڈل (۴۰) جسکا طول و عرض ڈیڑہ میل مربع تھا۔ اسکی شکل مدور گنبد کے مثال تہی۔ جو ایک ہزار بلوری ستونون
پر کہڑا کیا گیا تھا۔ اور اسکے ایک جانب ایک تالاب اس صنعت سے بنایا تھا کہ جسکا بیان احاطۂ امکان سے باہر ہے اسکے
تمام زینے بلوری اور کنارون پر نہایت عمدہ پچیکاری کی گئی تہی۔ اور احاطہ کی دیوار مین جواہر نصب تھے۔ چار چار گہون پر ہزار
بہادر جوان پہرہ دیتے تھے۔ اس منڈل کے باہر مختلف اقوام کے لوگون کو رہنے کے لئے بہت سے مکانات خوشنما بنے ہوئے
تھے۔ اور ہر کمرہ مین مہمانون کے آرام کے لئے نفیس بستر اور لذیذ کہانا مہیا تھا۔ اسکی تیاری مین چودہ مہینے صرف ہوئے
تھے۔ محتاج خانہ کا انتظام مہارانی اور بہنڈارہ کا اہتمام راجہ کے چہوٹے بہائی راجہ سہدیو کے تفویض تھا۔ الحاصل ہوسم
سرما کے ایک روز سعید مین مہاراجہ جودہشٹر اس منڈل مین تخت طلائی پر متمکن ہوا۔ سینا کی اون پر چتر طلائی لگایا۔
اور انکے بہائی مروجہ جنبان تھے۔ مقدس سری ویاس جی پوجاری نے اوس پانی سے اونکو تبرک کیا۔ جو متبرک دریاؤن
اور دور کے سمندرون سے لایا گیا تھا۔ سہسر نام نے ویدک بہجن گائے۔ دہومیا۔ اور رحنبا۔ و لکیا وغیرہ نے دیوتاؤن
کو بہاگ دیا۔ روس و سیلون و چین کے راجہ اور پانڈو کے عزیزو اقارب نے نذرین پیش کین۔ اور بڑے عزت دار رشی ہری
نارو جی نے اس ہندو مذہب کے ایک پارلیمنٹ مین صدارت کی جو اس منڈل کے ایک حصہ مین منعقد ہوئی تہی
جہان جوان و معمر رشی منی جمع تھے۔ اور زندگی کے عقدون پر خوب بحث ہوئی۔ اب سری کرشن (جو اس راج سوا جگ
کے خاص بانی مبانی تھے۔) نے اس جلسہ کے فرمانروا کی تہنیت ظاہر کرنے کے لئے راجہ سسپال حکمران چندیری کا سر قلم کر
کے مہاراجہ کے قدمون پر ڈال دیا۔ اسکے بعد مہاراجہ ہشٹر نے ہاتہیون کا جلوس جسمین ۲۰ ہزار لاثانی ہاتہی جنکو
راجاؤن اور عزیزون نے پیش کیا تھا موجود تھے) اور دس لاکہ فوج کا معائنہ کیا۔ اور نارو منی کے مشورہ سے اس راج
کی یادگار مین اکثر مقامات پر نہرین اور تالاب بنوائے۔ تاجرون کے مال کا محصول معاف کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ کہتے ہین کہ اسی
دربار مین تہیٹر ہوا تھا۔ اور مختلف ممالک سے پہلوان بہی آئے تھے۔ ارباب نشاط مین ارباسی۔ رام بائی اور بہت مشہور

اور آراستہ و پیراستہ تھے کہ جنکے دیکھنے سے آنکھیں چکاچوند ہو جاتی تہیں - اور ڈاکخانے - تار گہر - سواری کی گاڑیان - لائٹ دربار ریلوی - خوردونوش کے ہوٹل وغیرہ کا انتظام نہایت عمدگی کیساتھ کیا گیا تھا - اور ملک معظم نے اس جشن کی شرکت کے لئے اپنے طرف سے اپنے چہوٹے بہائی ڈیوک آف کیناٹ بہادر کو معہ ڈچس آف کیناٹ صاحبہ کے ہندوستان روانہ کیا تھا - الحاصل ۲۹ ڈسمبر سنہ ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ کو حضور والیسرائے کا دہلی مین داخلہ ہوا - اسٹیشن پر تمام عہدہ دار و والیان ریاست معہ اپنے اپنے جلوی فوج کے حاضر تہے - جب جلوس کا تمام سامان اور فوج آگے بڑہی تو سوا بارہ بجے والیسرائے بہادر مہاراجہ صاحب بنارس کے ہاتھی (جسکا نام لچھمن تھا) پر جو نقرئی عجیب وغریب عماری کسا کہڑا تھا - سوار ہوئے - اور ڈیوک آف کیناٹ مہاراجہ جیپور کے ہاتھی پر جو مہاراجہ بلرامپور کے نقرئی عماری کسی ہوی تھی - بیٹھے ان دونون عماریون کے بعد دائین جانب کی قطار مین سب سے پہلے سرکار حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی زرد عماری تھی پہر اسی قطار مین یکے بعد دیگرے مہاراجہ کشمیر مہاراجہ گوالیار مہاراجہ اندور - مہاراجہ ریوان - مہاراجہ اورچہہ - مہاراجہ دتیا - راجہ دہار - راجہ دیواس کلان - راجہ دیواس خورد - مہاراجہ سمتہر - مہاراجہ چہرکہاری - راجہ راجگڈہ - راجہ نرسنگہ گڈہ - مہاراجہ پٹیالہ نواب بہاولپور - راجہ نابہہ - راجہ جیند - راجہ کپورتہلہ - راجہ ناہن سرمور - نواب مالیر کوٹلہ - راجہ فریدکوٹ راجہ منی پور - ٹہاکر صاحب لمڑی - اپنے اپنے ہاتہیون پر سوار تھے - اور بائین طرف قطار مین سب سے پہلے مہاراجہ میسور تھے - اونکے بعد مہاراجہ ٹراونکور - مہاراجہ جیپور - مہاراؤ بوندی - مہاراجہ بیکانیر مہاراؤ کوٹہ - مہارا ول صاحب ڈونگر پور - مہارا ول صاحب جیسلمیر - مہاراجہ الور - نواب ٹونک - مہاراؤ صاحب سروہی - رانا صاحب جہالاوار - مہاراجہ کولاپور - راؤ صاحب کچہہ - میر صاحب خیرپور سندہ سلطان صاحب شہر مکلا - ولیعہد صاحب سکم - مہاراجہ کوچ بہار - راجہ ہل ٹپڑہ - نواب رامپور

بقیہ نوٹ صفحہ ۷۴۱ - ۷۴ گانیوالیان حاضر تہین - اوچترسین (مشہور مغنی) نے اپنے گانے سے حاضرین کو محو حیرت بنا دیا تھا - ۱۲ مولف

مہاراجہ بنارس ۔ راجہ ٹیہری گڑہوال ۔ ٹہاکر صاحب موروی ۔ راجہ بانسدا ۔ راجہ ٹپرا کے ہاتہی تہے ۔ اور سب سے اخیر نواب جنجیرہ اور انکے بعد سابوادگنائی برہما وسابوالگنک ٹنگ برہما سوار تہے ۔ مہاراجہ بڑودہ اپنی ذواگر مہارانی کے انتقال کی باعث اور مہارانا صاحب اودیپور اپنے ولیعہد کی بیماری کے سبب سے اسمین شریک نہو سکے ۔

۳۰ ڈسمبر ۱۹۰۲ء روز سہ شنبہ کی سہ پہر کو نمایش صنعت وحرفت کا افتتاح ہوا ۔ اور اکثر والیان ریاست نے اس نمایش سے بہت سے اشیا خرید کئے ۔ خصوصاً سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے تین لاکہ روپیہ کا سامان خرید فرمایا ۔ اور وائسرائے بہادر نے اعلا اشیا نمایش پیش کرنیوالون کو طلائی ۔ نقرئی ۔ برنجی تمغے ۔ سرٹیفکیٹ نقد انعام عطا کیا ۔ ۳۱ ڈسمبر ۱۹۰۲ء روز چہارشنبہ کو کوئی کارروائی نہین ہوی ۔

یکم جنوری ۱۹۰۳ء روز پنجشنبہ کو عظیم الشان دربار ہوا ۔ اس دربار مین بہی وائسرائے بہادر کی دائین جانب سب سے پہلے حضور نظام خلد اللہ ملکہ معہ شہزادہ ولیعہد بہادر و مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنۃ مدار المہام کے رونق افروز تہے ۔ آپکے بعد مہاراجہ بڑودہ و مہاراجہ میسور وغیرہ کی کرسیان درجہ بدرجہ تہین ۔ بائین طرف سب سے پہلے مہاراجہ کشمیر معہ اپنے برادر اصغر کرنل سر راجہ امر سنگہ بہادر و ولیعہد بہادر کے متمکن تہے ۔ پہر درجہ بدرجہ بلوچستان آسام ۔ بمبئی ۔ ممالک وسطی بنگال و برہما کے والیان ریاست کی نشستین تہین ۔ اول کیپٹن میکسول نقیب شاہی نے اعلان شاہی پڑہا ۔ پہر حضور وائسرائے بہادر نے ایک دلچسپ تقریر فرمائی ۔ بعد ازان فارن سکرٹری نے تمام والیان ریاست کو وائسرائے بہادر کے حضور مین پیش کیا ۔ یہان بہی سب سے پہلے سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے معہ ولیعہد بہادر و مہاراجہ مدار المہام کے حضور وائسرائے اور ڈیوک صاحب سے مصافحہ کیا ۔ آپ کے بعد دوسرے

رؤسلوا ایسرلئے بہادر کے حضور مین پیش ہوئے ۔ اور دربار برخاست ہوا ۔ شام کو وائیسرلئے بہادر
کے فرودگاہ مین تمام معزز یورپینون اور جلیل القدر مہمانون کی دعوت ہوی ۔

۲ ر جنوری سنہ ۱۹۰۳ع روز جمعہ کو صبح مین فوجی ورزشین ہوئین اور سہ پہر کو قدسیہ باغ مین حضور والا کی
طرف سے دیسی مہمان امراکو گارڈن پارٹی دیگئی ۔ رات کو روشنی اور آتشبازی کا سامان بندہا ۔
اسی شب بہادران غدر سنہ ۱۸۵۷ء کی بہی دعوت ہوی ۔

۳ ر جنوری سنہ ۱۹۰۳ع روز شنبہ کو پہر ایک دربار منعقد ہوا جسمین والیان ریاست ۔ اور انگریزی
عہدہ دار امرا و رؤسا و معززین کو جاگیرات عین حیات ۔ القاب سلامی مین اضافہ تمغہ قیصر ہند درجہ
اول ۔ تمغہ قیصر ہند درجہ دوم و تمغہ جات و خطابات آرڈر آف دی باتھ (جی ۔ سی ۔ بی) کمپین آف
دی انڈین امپائر (سی ۔ آئی ۔ ای) کمپین آف دی اسٹار آف انڈیا (سی ۔ ایس ۔ آئی) نائٹ
کمانڈران اسٹار آف انڈیا (کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی) نائٹ گرانڈ کمانڈران آف انڈین امپائر ۔
(جی ۔ سی ۔ آئی ۔ ای) نائٹ گرانڈ کمانڈران آف دی اسٹار آف انڈیا (جی ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی) ۔
آرڈر آف دی انڈین امپائر (کے ۔ سی ۔ آئی ۔ ای) نائٹ ہڈ ۔ نواب بہادر ۔ نواب بیگم ۔ خان بہادر
نواب ۔ خان صاحب شمس العلما ۔ مہاراج دہیراج ۔ مہاراجہ ۔ مہارانی ۔ راجہ ۔ دیوان بہادر
راؤ بہادر ۔ رائے بہادر ۔ سردار بہادر ۔ دیوان صاحب ۔ راؤ صاحب ۔ رائے صاحب مروا
دیوان ۔ راؤ ۔ رائے ۔ سردار ۔ مہامہوپدہیایا عطا کئے گئے ۔ چنانچہ اعلیحضرت سرکار نظام خلد اللہ
ملکہ کو سب سے بڑا خطاب آرڈر آف دی باتھ نائٹ گرانڈ کراس سول ڈویژن (جی ۔ سی ۔ بی) دیا گیا
مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر مدار المہام سرکار نظام نائٹ کمانڈر انڈین امپائر (کے ۔ سی ۔ آئی ۔ ای) اور
[illegible] جنگ بہادر [illegible] پرائیویٹ سکریٹری مدار المہام سرکار نظام [illegible]
[illegible]

سرفراز ہوا۔ اور ملک معظم کی اردلی کا بھی فخر عطا کیا گیا۔ اور دربار کے روز تمام ہندوستان کے جیلخانون سے جملہ ۱۶ ہزار ایک سو اٹہاسی قیدی رہا کئے گئے۔ جنمین دیوانی و فوجداری اور جزیرہ انڈمان کے دایم الحبس قیدی و سنگین جرایم کی مرتکبہ عورتین شامل تہین۔ انکے علاوہ اکثر قیدیون کی میعاد مین تخفیف کیگئی۔ اور دیوانی قیدی۔ (جو قرضہ کی علت مین قید تھے) جنکا قرضہ ایک سو روپیہ سے کم تھا خزانۂ سرکار سے ڈگریدارونکو انکے بابتہ تعداد ادا کرکے اونکو بھی مخلصی دیگئی۔

۴ جنوری ۱۹۱۲ء روز [illegible]شنبہ کو کیمپ کے مشرقی پولو گراونڈ کے میدان مین نماز و دعا کی مقدس کارروائی [illegible] ڈاکٹر کا[illegible]ین صاحب بشپ آف کلکتہ (جو ہندوستان و سیلون کے اسقف اعظم ہین) کی پیشوائی سے ادا ہوئی۔ جسمین تمام اعلے و ادنےٰ یوروپین جنٹلمین و لیڈیان شامل تہین اور راتکو۔ روز ستہ پہر مین سرکار نظام خلد اللہ ملکہٗ نے اپنے ایوان لیڈ کیسل مین چند چیدہ چیدہ والیان ریاست اور یوروپین حکام کو گارڈن پارٹی کی پر تکلف دعوت دی۔

۵ جنوری ۱۹۱۲ء روز دوشنبہ کو صبح مین ہندوستانی فوج کی قواعد ہوئی۔ اور ستہ پہر مین ہندوستانیون نے وکٹوریہ گارڈن مین جلسہ کیا۔

۶ جنوری ۱۹۱۲ء روز [illegible]شنبہ کو ستہ پہر مین فٹ بال کی آخری بازی اور شب کو اسٹیٹ بال (شاہی جلسۂ رقص) کی دعوت [illegible]

۷ جنوری ۱۹۱۲ء روز چہارشنبہ [illegible]ین ہاکی کی آخری بازی۔ دوپہر مین والیان ریاستہای ہندکا [illegible] جلسہ اور ستہ پہر مین پولو کی آخری بازی ہوی۔

۸ جنوری ۱۹۱۲ء روز پنجشنبہ کو فوجی کوپٹ ریویو (علیم فوج شاہی) ہوا جسمین فوج کی تعداد ۴۷ ہزار بتلائے گئی تھی۔ لیکن افواج پریڈ کی صحیح تعداد (۵۰) ہزار چہ سو سولہ تھی جنکے ساتھ (۱۲۸) توپین تہین۔ اور اسوقت تمام فوج کی کمان ہز اکسلنسی لارڈ کچنر کمانڈر انچیف افواج ہندوستان

کے ہاتھ مین تھی - یہ امر بھی یہان قابل اظہار ہے کہ ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری مین جو فوجی ریویو ہوا اوسمین فوج کی تعداد ۱۵ ہزار تھی -

۹ جنوری ۱۹۰۳ء روز جمعہ - رؤسا وامرا کو رخصتانہ پارٹیان دیگئین - چنانچہ سہ پہر مین - پولو گراؤنڈ پر جو اسپورٹ ہوم ہوا اوسکا نام راجپوت اسپورٹ ہوم تھا - جسمین پولو اور رفٹ بال کا بھی اہتمام تھا - اور شام مین ایوننگ پارٹی - والیسرائے کے کیمپ مین دیگئی - چونکہ عطائے تمغہ جات وخطابات کے دربار مین صرف ہندوستانی آرڈر وخطابات وغیرہ ادا کردئے گئے تھے - لیکن انگریزی تمغہ جات وخطابات (جن جن والیان ریاست وعہدہ داران سرکاری کو عطا ہوئے تھے) کے رسوم انجام نہین پائے تھے - اسلئے وہ رسوم بھی اسی ایوننگ پارٹی مین طے کئے گئے - اور ان رسوم کا انجام دینا ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کیناٹ بہادر کے ذمہ قرار پایا - چنانچہ سب سے پہلے ڈیوک صاحب نے شہنشاہ معظم کے جانب سے سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کو اپنے ہاتھ سے جی - سی - بی کا تمغہ پہنایا - اور اسکے بعد دوسرے مختص والیان ریاست وعہدہ داران سرکاری کو ڈیوک صاحب اور والیسرائے بہادر نے اس اعزاز سے مفتخر فرمایا -

۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء روز شنبہ کو والیسرائے بہادر - اور ڈیوک آف کیناٹ بہادر دہلی سے رخصت ہوئے - اسکے بعد تمام والیان ریاست وامراء معززین ۱۱ - سے ۱۵ جنوری تک دہلی کو خیرباد کہکر اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوگئے - اس دربار کے موقع پر گورنمنٹ نے جو مراعات فرمائے ہین - اوسکا ذکر بھی ضروری ہے - یعنے اون ریاستون کو جنہون نے قحط سالی مین گورنمنٹ سے قرضہ لیا تھا - تین سال تک اوسکا سود معاف کردیا گیا - جسکی تعداد تقریباً (۶۰) لاکھ روپیہ ہوتی ہے - اور رعایا کے حق مین صرف پانچسو کی آمدنی والون کو انکم ٹکس پر بوجانی دیگئی - نمک کے محصول مین بھی آٹھ آنہ کی تخفیف عمل مین آئی - جس سے گویا دو کروڑ دس لاکھ روپیہ سالانہ رعایا کو معاف ہوئے -

کہتے ہین کہ دربار تاجپوشی ہندوستان کے اخراجات کا تخمینہ ۲۶ لاکھ روپیہ ہوا تھا۔ مگر بارہ لاکھ روپیہ پر تصفیہ ہوگیا۔ کیونکہ دربار کے اختتام پر جو سامان واسباب کہ فروخت کردیا گیا اوسکی رقم وضع جانے کے بعد گورنمنٹ کے صرف بارہ لاکھ روپیہ خرچ پڑے۔ اور رلوکل گورنمنٹون کے اخراجات جو اس موقع پر ہوئے۔ اوسکی تعداد ۱۴ لاکھ روپیہ ہے۔ اور ان دونون کا ٹوٹل ۲۶ لاکھ ہوتا ہے۔ لیکن نمایش و متفرق جنگ کے اخراجات اسکے سوا ہین۔ اور شاملین دربار (رؤسا و والیان ریاست) کے اخراجات کا تخمینہ کوئی تین کروڑ، پیہ تو کوئی پانچ کروڑ روپیہ تبلاتا ہے۔ رعایا کے اخراجات کا اندازہ ایک لاکھ پونڈ (۱۵ لاکھ روپیہ) سے زیادہ نہین ہوسکتا۔ جو روشنی۔ آتشبازی۔ تقسیم شیرینی (بچون کو) طعام و پارچہ (غربا کو) و دیگر کھیلون مین صرف ہوا۔

جولائی ۱۹۰۳ء مین گورنر جنرل (لارڈ کرزن بہادر) نے ایک سفارت بماتحتی ینگ ہسبنڈ تبت کو بھیجی۔ تبت* کے لاما نے سفارت کو آنے نہین دیا۔ مگر انگریز کھسے چلے گئے۔ آخر ایک زمانہ کے بعد متعدد لڑائیونکے پیش آنے پر لاما نے مجبور ہوکر انگریزون سے معاہدہ کرلیا۔ جس سے سفارت کامیاب

* والسرائے بہادر نے تو اپنی اسپیچ مین اخراجات خزانہ عامرہ ۸۴ ہزار پونڈ (ساڑے بارہ لاکھ روپیہ) اور اخراجات لوکل گورنمنٹان ۹۰ ہزار پونڈ (پونے چودہ لاکھ روپیہ) جملہ ایک لاکھ اسی ہزار پونڈ (سو چھبیس لاکھ روپیہ) تبلایا ہے۔ اور اسکے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ لنڈن کی آبادی جو چار کروڑ دس لاکھ ہے وہان کی تاجپوشی پر ایک لاکھ پونڈ منظور ہوے تھے۔ جو آبادی مذکورہ کے لحاظ سے فی کس چھ پائی ہوتے ہین۔ اور برطانیہ نے ۷۰ ہزار پونڈ ہندوستانی میہمانون کی خاطرداری پر صرف کئے ہین۔ ہندوستان کی آبادی ۲۳ کروڑ ہے جو رقم خرچ شدہ ایک لاکھ ۸۰ ہزار پونڈ کو ہندوستان کی آبادی پر تقسیم کیا جائے تو فی کس دو پائی ہوے۔ جو بمقابلہ لنڈن کے کچھ بھی نہین ہے ۱۲ مولف۔

* تبت چین کا ایک صوبہ ہے۔ اور وہان کا لاما روس و فرانس سے اتحاد رکھتا تھا۔ اسلئے انگریزون کو بھی دوستی پیدا کرنیکی خواہش ہوی ۱۲ مولف۔

واپس آئی - اسی زمانہ مین ایک اور سفارت کابل بھی روانہ کیگئی - چنانچہ وہ بھی خاطر خواہ مراجعت کی -
مئی ۱۹۰۳ء کو لارڈ کرزن کی مدت وائسرائی ختم ہوچکی تھی - لیکن اس اثنا مین اور دو سال کے لئے
توسیع کی کارروائی کیگئی - چنانچہ ۱۶ اگست ۱۹۰۳ء کو تین سال کی توسیع کا حکم بھی آگیا - پھر ۳۰ اپریل ۱۹۰۴ء
کو چھ مہینے کی رخصت پر آپ جہاز عربیا پر سوار ہوکر ولایت تشریف لیگئے - اور یہان آپکی رخصت کے
زمانہ مین لارڈ امپتھل بہادر گورنر مدراس نے گورنر جنرلی کے کام کو انجام دیا - چونکہ اکتوبر ۱۹۰۴ء مین لارڈ کرزن
بہادر کو ہندوستان آنا چاہیئے تھا - مگر دفعتاً لیڈی کرزن صاحبہ کا مزاج علیل ہوجانے سے آپکو او دو مہینے
کے قریب ولایت مین ٹھہرنا پڑا - جب لیڈی صاحبہ کو صحت ہوگئی تو آپ نے ولایت سے مراجعت
کی - اور ۹ دسمبر ۱۹۰۴ء کو ہندوستان داخل ہوئے - اگست ۱۹۰۵ء مین یہہ کارروائی چلی کہ فوج
ہند کے وہ ایڈمنسٹریشن (انتظام و بندوبست کے متعلقہ ابواب) کمانڈر انچیف کے اختیار مطلق مین تفویض
کئے جائین جو خالصاً فوجی ہون - مگر وہ صیغے جنکی بذریعہ فوج کے سربراہی ہوتی ہے - اور وہ خالصاً فوجی
نہین ہین کونسل کے اوس رکن کے ماتحت کئے جائین جو ملٹری سپلائی ممبر کھلاتا ہے - چنانچہ ملٹری
سپلائی ممبر کی خدمت کے لئے گورنر جنرل نے سر اڈمنڈ بارو (جو پشاور ڈویژن کے کمانڈنگ تھے)
کی سفارش وزیر ہند سے کی - اور لارڈ کچنر کمانڈر انچیف ہندوستان نے بھی - وائسرائے بہادر
کے اس انتخاب کو منظور کرلیا - مگر مسٹر براڈرک سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا نے اس عذر سے
اس انتخاب کو نامنظور کیا کہ سر بارو مین اسقدر لیاقت نہین ہے - جو اس عہدہ کو سنبھال سکے -
پھر یہہ بھی لکھا کہ گورنر جنرل - لارڈ کچنر کے مشورہ سے کسی دوسرے شخص کا انتخاب کرین چونکہ وزیر ہند
کی یہہ تجویز لارڈ کرزن کو ناگوار گذری اسلئے اونہون نے وزیر ہند کو اوسکا یہہ جواب دیا کہ میری نظر
مین سیولے سر بارو کے اس خدمت کے موزون کوئی نہین ہے - اگر آپ اس خدمت پر میرے حسب
منشا سر بارو کے تقرر کی منظوری نہ دینگے تو مین کسی قسم کا ذمہ دار و جوابدہ نہین - بلکہ یہہ بہتر ہوگا کہ آپ

میرا استعفا ملک معظم کی خدمت مین پیش کردین - آخر لارڈ کرزن کا استعفا قبل از ختم مدت پیش ہوکر منظور ہوگیا - اور آپ کی جگہہ گورنر جنرلی کی خدمت پر لارڈ منٹو بہادر کا تقرر عمل مین آیا -

اس اثنا مین سیاحت ہند کی غرض سے بڑ ہائنس پرنس آف ویلز ۹ - نومبر ۱۹۰۵ع کو بمبئی مین رونق افروز ہوے - اور ۱۸ - نومبر کو لارڈ منٹو ہندوستان آئے - لارڈ کرزن نے لارڈ منٹو کو وائسرائلٹی کا چارج دیکر اوسی روز ولایت کے قصد سے جہاز پر سوار ہوگئے -

ارل منٹو گورنر جنرل بہادر

۱۸ - نومبر ۱۹۰۵ع کو ارل آف منٹو بہادر بعہد ایڈورڈ ہفتم وارد ہندوستان ہوئے - جو اسوقت ۱۹۰۷ع تک بھی گورنر جنرلی کی خدمت پر مامور ہین - آپکے عہد کے بڑے واقعات یہہ ہین کہ نومبر ۱۹۰۵ع مین ہز ہائنس پرنس آف ویلز نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفرازی بخشی - اور تمام ہندوستان کی سیر فرمائی ۹ - جنوری ۱۹۰۷ع کو ہز ہائنس امیر حبیب اللہ خان بہادر والی کابل آگرہ داخل ہوے - ۳۱ توپ کی سلامی امیر صاحب کے اعزاز مین سر کیگئی - اور ۲۲ ہزار فوج (یہہ کل ہندوستان کی فوج کا ساتوان حصہ ہے) کی قواعد آپکو بتلائی گئی - اور ایک دربار عظیم الشان منعقد کرکے گورنر جنرل نے امیر کی خدمت مین (جی - سی - بی) کا تمغہ پیش کیا - اسکے بعد آپکا پورا لقب وخطاب ہز میجسٹی - سراج الملتہ والدین - امیر سر حبیب اللہ خان جی - سی - بی + جی - سی - ایم جی - امیر افغانستان وملحقات پڑہکر سنایا گیا - پھر امیر ہندوستان کے اکثر مشہور مقامات کی سیر کرکے کابل کو واپس چلے گئے -

۱۱ - نومبر ۱۹۰۶ع روز دوشنبہ کو ارل منٹو گورنر جنرل بہادر حیدرآباد تشریف لائے - اور ۱۶ - نومبر کی شام کو مراجعت فرمائے کلکتہ ہوے -

اب ہم ذیل مین شاہی توضیع قوانین ۔ طرز حکومت ہندوستان ۔ سپریم گورنمنٹ کے صیغے تقسیم ملک وغیرہ کے حالات ناظرین کی معلومات کے لئے لکھتے ہین ۔

شاہی توضیع قوانین

ایسٹ انڈیا کمپنی کو اصلی فرمان ملکہ الزبتھ نے سنہ ۱۶۰۰ع کے اختتام پر عطا کیا تھا ۔ اور ریگولیٹنگ ایکٹ سنہ ۱۷۷۳ع سے ہندوستان مین پہلا گورنر جنرل اور اوسکی کونسل مقرر ہوی ۔ اور یہہ پہلا قانون تھا جس سے ایسٹ انڈیا کمپنی بطور ایک حکمران جماعت کے قرار پائی ۔ اسکے بعد سنہ ۱۷۸۴ع مین پٹ کا بل جاری ہوا ۔ جسکے ذریعہ سے صرف نظم و نسق گورنمنٹ ہندوستان کورٹ آف ڈائرکٹرس مین رہی ۔ مگر وہ اس بورڈ آف کنٹرول کے ماتحت کر دی گئی ۔ جسکا پریسیڈنٹ ہندوستان کا وزیر ہوتا تھا ۔ [illegible] ۔ سنہ ۱۸۱۳ع مین ہندوستان کی تجارت عام کر دی گئی اور سنہ ۱۸۳۳ع مین چین کی تجارت بھی چھوڑ دی گئی ۔ اس اثنا مین گورنر جنرل کی کونسل مین ایک قانونی ممبر کا اضافہ کیا گیا ۔ اور زیادہ تر صوبہ جات علیحدہ صوبے بنا دئے گئے ۔ اور سنہ ۱۸۵۴ع مین بنگال ایک علحدہ گورنر کے ماتحت کیا گیا ۔ ایکٹ ۲۱ و ۲۲ وکٹوریا کوڈ نمبر (۱۰۶) قانون دربارہ عمدہ حکومت ہندوستان منظوری ۲ اگست سنہ ۱۸۵۸ع کو ملی ۔ اسکے رو سے تمام مقبوضات ایسٹ انڈیا کمپنی سے منتقل ہو کر ملکۂ معظمہ کے زیر فرمان آ گئے ۔ اور سنہ ۱۸۷۷ع مین ملکۂ معظمہ نے قیصر ہند کا خطاب اختیار کیا ۔ اور وہ تمام اختیارات جو اب تک ایسٹ انڈیا کمپنی بورڈ آف کنٹرول کے تھے سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ۔ اور انکی معاون کونسل کو تفویض کئے گئے ۔ اس کونسل کے ممبرون کی تعداد جنکو سکرٹری آف اسٹیٹ مقرر کرتی ہے اب تیرہ (۱۳) ۔ ہین ۔ اور ایکٹ مجریہ سنہ ۱۸۸۹ع کی رو سے یہ دس سے کم اور ۱۵ سے زاید نہین

ہوسکتے۔ یہہ خاص امپیریل کونسل کا ذکر ہے۔ اور اسکے علاوہ بنگال بمبئی ۔۔ اور ۔۔ پنجاب

برہما مین مقامی کونسلین قائم کیگئی ہین۔

طرز حکومت ہندوستان

ہندوستان کی مالگزاری یا محاصل کے خرچ کے اخراجات وزیر ہند کے دست قدرت مین ہین۔ جسکے ماتحت ایک کمیٹی یا کونسل ہوتی ہے۔ یہہ وزیر انگلستان مین معاملات ہندوستان پر غور و پرداخت کرتا ہے۔ بعض اوقات خفیہ معاملات (معاملات خارجیہ) مین یہہ وزیر۔ مطلق العنان کارروائی کرتا ہے۔ اور اگر مناسب سمجھے تو کمیٹی کی رائے کے برخلاف کاربند ہوتا ہے۔ مختصر یہہ کہ کل معاملات ہند کو یہہ وزیر ہند بطور قایم مقام ملک معظم کے طے کرسکتا ہی۔ والیسرائے ہندوستان کا تقرر بادشاہ وقت یا وزیر کے اختیار مین ہے۔ و نیز گورنران بمبئی و مدراس و کمانڈر انچیف ہر احاطہ و جنگی لاٹ و ممبران کونسل گورنر جنرل و ممبران کونسل گورنر بمبئی و مدراس۔ و ججان ہائیکورٹ بمبئی و مدراس کا تقرر بھی اسی وزیر ہند کے اختیار مین ہے۔ البتہ لفٹنٹ گورنر کا تقرر گورنر جنرل خود کرتا ہی۔ مگر وزیر ہند کی منظوری لینی پڑتی ہے۔ اور یہہ سب عہدے بجز ججی ہائیکورٹ کے میعادی ہوتے ہین۔ اور یہہ میعاد عموماً پانچ سال سے زیادہ نہین ہوتی۔

وزیر ہند کے ماتحت ہندوستان مین سب سے اعلےٰ حاکم گورنر جنرل باجلاس کونسل ہے۔ گورنر جنرل کی کونسل مین ۷ ممبر ہوا کرتے ہین۔ انھین جنگی لاٹ بھی شامل ہے۔ جو بلحاظ عہدہ کے ممبر ہوتا ہے۔ و نیز محکمہ تعمیرات کا افسر۔ اور وہ گورنر و لفٹنٹ گورنر جسکی قلمرو مین اس کونسل کا اجلاس ہو وہ بھی اس کونسل کے ممبر سمجھے جاتے ہین۔ اور ہندوستان کے نافذ العمل جملہ قوانین وایکٹ گورنر جنرل باجلاس کونسل کے نام پر عمل پذیر ہوتے ہین۔ گورنر جنرل کو اختیار ہوتا ہے۔

کہ کثرت رائے کے برخلاف بھی اگر مناسب سمجھیں تو کاربند ہوں جب اس کونسل کا اجلاس وضع آئین و قوانین کے لئے ہو تو زاید ممبر بھی شریک کئے جاتے ہین۔

سپریم گورنمنٹ کے صیغے

گورنمنٹ ہند کا کام ۷ محکمون پر منقسم ہے۔ محکمہ[۱] مال و تجارت۔ محکمہ[۲] داخلہ۔ محکمہ[۳] محاصل و زراعت محکمہ[۴] جنگی۔ محکمہ[۵] قوانین۔ پبلک ورکس و محکمہ[۶] خارجیہ۔ اور ہر ایک محکمہ ایک ایک سکرٹری کے تفویض و نیز ایک ایک ممبر کے زیر نگرانی ہے۔ جو ہر ایک بات کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ اور اگر کسی معاملہ مین تعمیر و ترمیم و تبدیل کی ضرورت ہو تو وہ معاملہ کونسل مین غور کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اور محکمہ خارجیہ مین گورنر جنرل خود ملکی معاملات کی غور و پرداخت کرتا ہے۔ محکمہ[۱] مال و تجارت مین آمد و خرچ اسٹامپ آبکاری۔ ڈاک خانہ وغیرہ کا انتظام متعلق ہے۔ محکمہ[۲] داخلہ مین سررشتہ تعلیم۔ سررشتہ طب۔ حفظان صحت جوڈیشل (عدالت دیوانی و فوجداری) میونسپل۔ لوکل گورنمنٹ پولس۔ دینیات کا تصفیہ ہوتا ہے۔ محکمہ[۳] محاصل و زراعت مین معاملہ سرکار جنگلات۔ زراعت و کاشتکاری ملک کا حساب کتاب کیا جاتا ہے۔ محکمہ[۴] جنگی کے ماتحت جنگی بیڑے۔ اور جنگی افواج ہے۔ محکمہ[۵] قوانین مین قانونی ممبر کونسل کے قوانین بناتا ہے۔ اور پیش کرتا ہے۔ پبلک ورکس (کاروبار رفاہ عام) مین معاملات ریل۔ تار برقی۔ سڑک۔ انہار۔ عمارات وغیرہ طے پاتے ہین۔ محکمہ[۶] خارجیہ مین اون تعلقات خارجی کے نسبت (جو ہندوستان۔ افغانستان۔ بلوچستان۔ نیپال و دیگر ممالک سے ہین) غور ہوتا ہے۔ و نیز ان صاحب کے ایجنٹوں سے جو بعض خود مختار و باجگزار ریاستوں مین متعین ہین خط و کتابت ہوتی ہے۔

تقسیم ملکی

آجکل یہہ کہنا کہ ہندوستان احاطون پر منقسم ہے۔ بجا نہین ہے کیونکہ احاطون مین اوسوقت

منقسم تھا۔ جبکہ پہلے پہل انگریزوں کی تین بستیاں۔ فورٹ سینٹ جارج بمبئی۔ و مدراس و فورٹ ولیم کلکتہ میں قائم ہوئی تہیں۔ اسوقت برٹش انڈیا [illegible] گورنمنٹوں میں منقسم ہے۔ مثلاً گورنمنٹ مدراس و بمبئی۔ لفٹنٹ گورنران بنگال۔ ممالک مغربی و شمالی [illegible] اودھ بھی شامل ہے۔ پنجاب برہما۔ چیف کمشنران آسام۔ ممالک متوسط۔ [illegible] برار [illegible] کا چیف کمشنر حیدرآباد کا ریزیڈنٹ ہوتا ہے۔ [illegible] گورنر جنرل [illegible] ہوتا ہے [illegible] یہاں کا [illegible] کمشنر ہوتا ہے۔ کورگ (یہاں کا چیف کمشنر میسور کا ریزیڈنٹ ہوتا ہے) بلوچستان۔ جزائر انڈمان۔

یہ حکام [illegible] ملازمت [illegible] حد تک خود مختار ہیں [illegible] گورنران [illegible] بہت خود مختاری حاصل ہے۔ کیونکہ بعض [illegible] ساخت گورنمنٹ [illegible] خط و کتابت رکھتے ہیں۔

برٹش انڈیا میں اسوقت (۲۵۰) اضلاع ہیں [illegible]

سپریم گورنمنٹ کلکتہ (۱) گورنر جنرل بہادر [illegible]

[illegible]

کونسل گورنر جنرل بہادر (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) سکریٹری کونسل [illegible])

سکریٹریان گورنمنٹ ہند (۱) محکمہ داخلہ (۲) محکمہ مال و زراعت (۳) محکمہ مال و تجارت (۴) محکمہ خارجہ [illegible] (۵) محکمہ جنگی (۶) محکمہ [illegible] تمام۔

ایجنٹان گورنر جنرل بہادر (۱) سنٹرل انڈیا [illegible] (۲) راجپوتانہ

(۳) ریزیڈنٹ میسور (تعینات ۱۸۰۰ء) (۴) ریزیڈنٹ حیدرآباد (تعینات ۱۸۰۰ء) (۵) ... نان پالیٹیکل ... (تعینات ۱۸۰۴ء)
(۶) ریزیڈنٹ کشمیر (تعینات ۱۸۸۵ء) (۷) ریزیڈنٹ بڑودہ (تعینات ۱۸۰۲ء) (۸) ریزیڈنٹ ... (تعینات ۱۸۰۴ء)
(۹) ریزیڈنٹ گوالیار (تعینات ۱۸۵۴ء) (۱۰) پولیٹیکل ایجنٹ خلیج فارس
(تعینات ...) (۱۱) پولیٹیکل ایجنٹ ... (تعینات ...) (۱۲) کانسل جنرل بغداد (تعینات ۱۸۰۲ء)۔

حملہ = (۱) ... (۲) ... (۳) ... جنرل ایجنٹ ... صاحب۔

افسران اسٹاف افواج ہند = (۱) کمانڈر انچیف ہندوستان (تعینات ۱۸۸۳ء) (۲) سکرٹری ... (۳) ... جنرل (۴) کوارٹر ماسٹر جنرل (۵) ... ملٹری سکرٹری افواج حضور عالم پناہ (۶) جج ایڈووکیٹ جنرل ہند (۷) پرنسپل وٹرنری افسر ہند۔

لفٹننٹ جنرل افواج = (۱) لفٹننٹ جنرل مدراس کمانڈ (۲) لفٹننٹ جنرل بمبئی کمانڈ (۳) لفٹننٹ جنرل بنگال کمانڈ (۴) ... پنجاب کمانڈ۔

کمانڈران رتبہ اول و درجہ دوم = (۱) کمانڈر سکندرآباد (۲) ... (۳) ... (۴) لاہور (۵) پونہ (۶) ... (۷) سرحد پنجاب (۸) کوئٹہ (۹) راولپنڈی (۱۰) ... کمانڈران درجہ دوم
(۱) کمانڈر پشاور (۲) ... (۳) ... (۴) ... (۵) جنوبی ... (۶) سندھ (۷) نربدا (۸) ... آباد (۹) آسام (۱۰) ... (۱۱) ... (۱۲) حیدرآباد (۱۳) سرہند (۱۴) ... (۱۵) پریسیڈنسی (۱۶) ڈیرہ جات (۱۷) عدن (۱۸) ... (۱۹) بندیل کھنڈ (۲۰) بنگلور۔

کرنل اسٹاف کمانڈنگ سٹیشن = (۱) ریاست ہائے ... (۲) ... (۳) سیالکوٹ (۴) ... (۵) فیروزپور (۶) کانپور (۷) ملتان (۸) فیض آباد (۹) افواج کوہاٹ کرم (۱۰) انبالہ آباد (۱۱) راولپنڈی

متعلقہ پادریان = (۱) بشپ کلکتہ (۲) بشپ مدراس (۳) بشپ بمبئی (۴) بشپ لاہور

(۵) بشپ رنگون (۶) بشپ ٹراونکو (۷) بشپ چوٹاناگپور (۹) بشپ لکھنو (۹) اسسٹنٹ بشپ کلکتہ (۱۰) اسسٹنٹ بشپ مدراس (۱۱) اسسٹنٹ بشپ بمبئی (۱۲) اسسٹنٹ بشپ آگرہ۔

صوبہ جات کی گورنمنٹیں۔

صوبہ مدراس = (۱) گورنر (ماہوار ۱۰۰۰۰) (۲) پرائیویٹ سکریٹری (الف [illegible]) (۳) ملٹری سکریٹری (الف ۱۰۰۰) (۴) یوروپین ایڈیکانگ (۵) دیسی ایڈیکانگ (۶) میڈیکل افسر (الف ۱۰۰۰) (۷) دو کونسلر (ہر ایک کی ماہوار ۵۳۳۳) (۸) ایڈیشنل ممبر آئین وضوابط سازی (۹) ایڈیشنل ممبر کونسل (۱۰) چیف سکریٹری (۳۰۰۰) (۱۱) سکریٹری صیغہ آمدنی (۳۰۰۰) (۱۲) سکریٹری لوکل و مینوسپل (۲۰۰۰) (۱۳) سکریٹری کار و بار رفاہ عام (۱۰۰۰) (۱۴) چیف جسٹس ہائیکورٹ (۸۰۰۰) (۱۵) پانچ جج (ہر ایک کی ماہوار ۴۰۰۰) (۱۶) ایڈووکیٹ جنرل (الف [illegible])۔

صوبہ بمبئی = (۱) گورنر (ماہوار ۱۰۰۰۰) (۲) پرائیویٹ سکریٹری (الف ۱۵۰۰) (۳) ملٹری سکریٹری (۴) یوروپین ایڈیکانگ (۵) دیسی ایڈیکانگ (۶) میڈیکل افسر (الف [illegible]) (۷) دو کونسلر (ہر ایک کی ماہوار ۵۳۳۳) (۸) ایک ایڈیشنل ممبر کونسل (۹) چیف سکریٹری معاملات مالیہ داخلہ اور مختلف صیغہ جات (۳۰۰۰) (۱۰) سکریٹری پولیٹیکل دیوانی و آئین سازی (۳۰۰۰) (۱۱) ایجوکیشنل اور جنرل وغیرہ (۲۰۰۰) (۱۲) پبلک ورکس (۲۰۰۰) (۱۳) چیف جسٹس ہائیکورٹ (۸۰۰۰) (۱۴) چیف جج (ہر ایک کی ماہوار ۴۰۰۰) (۱۵) کمشنر سندھ (۴۰۰۰) (۱۶) پولیٹیکل رزیڈنٹ عدن (۲۰۰۰)۔

صوبہ بنگال = (۱) لفٹننٹ* گورنر (ماہوار ۸۳۳۳) (۲) پرائیویٹ سکریٹری (الف ۹۹۰)

*بنگال کا تعلق پہلے براہ راست گورنر جنرل کے ماتحت تھا۔ لیکن ۱۸۵۴ء میں یہاں لفٹننٹ گورنر مقرر ہوا۔ ۱۲ مولف

(۲) ایڈیکانگ [illegible] (۴) لفٹننٹ گورنر بہ حیثیت صدر کونسل واضع آئین و قوانین (۵) ۸ ممبر کونسل
[illegible] چیف سکرٹری [illegible] (۷) سکرٹری عامہ ومعاملات (ماہانہ ۲۹۱۶) (۸) سکرٹری میونسپل
[illegible] (۹) سکرٹری پبلک ورکس (ماہانہ ۲۶۶۶) (۱۰) چیف جسٹس ہائیکورٹ
[illegible] (۱۱) (۳) جج ہر ایک کی ماہوار [illegible] (۱۲) ایڈوکیٹ جنرل (ماہانہ ۳۱۲۵)

ممالک مغربی و شمالی اودھ— (۱) لفٹننٹ گورنر ماہوار (۹۳۳۳) (۲) پرائیوٹ سکرٹری
[illegible] (۳) ایڈیکانگ [illegible] (۴) چیف سکرٹری [illegible] (۵) سکرٹری دوم ماہانہ (۲۱۵۰)
[illegible] سکرٹری سوم [illegible] (۷) لفٹننٹ گورنر بہ حیثیت صدر [illegible] (۹) [illegible] ممبر کونسل (۹)
[illegible] (۱۰) پنج جج ایک ایک کی ماہوار [illegible] (۱۱) جوڈیشل
[illegible]

پنجاب— (۱) لفٹننٹ گورنر [illegible] پرائیوٹ سکرٹری وایڈیکانگ [illegible]
[illegible] چیف [illegible] (۵) فنانشل کمشنر [illegible] (۶) یونیورسٹی
[illegible] (۷) سکرٹری پبلک ورکس [illegible]
(۸) فنانشل کمشنر [illegible] (۱۰) چیف جج چیف کورٹ
[illegible] (۱۱) چار جج ہر ایک کی [illegible]

جنوبی و شمالی برما— (۱) لفٹننٹ گورنر ماہوار (۱۳۳۳) (۲) پرائیوٹ سکرٹری (۳) ایڈیکانگ
(۴) لفٹننٹ گورنر پریسیڈنٹ کونسل واضع قوانین (۵) سات ممبران کونسل (۶) چیف سکرٹری
[illegible] (۷) سکرٹری [illegible] (۸) چیف جج چیف کورٹ [illegible] (۹) تین جج (۱۰)
[illegible] ماہوار ۳۰۰۰

صوبجات متوسط— (۱) چیف کمشنر ماہوار (۳۶۶۶) (۲) سکرٹری چیف کمشنر (۲۵۰۰) (۳) [illegible] کمشنر (۳۱۶۶)

آسام = (۱) چیف کمشنر (للعہ ۵ ماہ ۳۱۶۶) (۲) سکرٹری (۲۰۰۰)۔

برار = [illegible] کا تعلق [illegible] رزیڈنٹ حیدرآباد [illegible] ہے [illegible] تا [illegible]
دوامی پٹہ ہوجانے سے [illegible] ممالک متوسط میں برار کا الحاق ہوگیا۔ [illegible] متوسط سے [illegible]
برتعلق بھی قایم ہوگیا ہے۔

اجمیر میرواڑہ = (۱) راجپوتانہ کا ایجنٹ یہاں کا چیف [illegible] (۲) [illegible]۔

کورگ = رزیڈنٹ میسور یہاں کا چیف کمشنر [illegible]۔

بلوچستان علاقہ انگریزی = ایجنٹ [illegible] کمشنر بلوچستان [illegible]۔

جزایر انڈمان = [illegible]۔

جزایر نیکوبار = چیف کمشنر [illegible]۔

پرتگالی ہند = یہ پرتگال [illegible] علاقہ [illegible]
[illegible] حاصل ۲ لاکھ پونڈ ہے۔

فرانسیسی ہند = یہ [illegible] علاقہ [illegible]

ہندوستان کی فوجی طاقت

صوبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
پنجاب	۱۰۷۰	۳۱۷۲	۱۴۷۴۸	۰	۱۹۰۱۰	۹۲۶۴	۲۴۰۶	۳۸۳۵		۴۹۳۰۷	۶۱۰۵۶
بنگال	۱۸۵۴	۴۳۰۴	۱۵۷۱۸	۴۱	۲۱۸۱۵	۹۹۶۰	۷۰۶	۲۲۹۴۹	۱۳۴۱	۳۲۳۸	۵۱۳۸۳
مدراس	۱۲۶۸	۲۳۷۶	۱۰۳۰۸	۹۰	۱۳۹۹۷	۱۶۹۳	۳۹۱	۳۹۲۵۰	۱۵۲۲	۲۹۹۵۶	۴۳۶۱۳
بمبئی	۶۴۳	۳۸۱۸	۱۶۱۴	۵۳	۴۱۲۹	۲۰۵۱	۷۸۰	۲۲۲۶۴	۹۱۰	۳۰۵۹۰	۴۶۷۲۵

حیدرآباد کنٹنجنٹ — سوار (۶ رجمنٹ) توپخانہ (۴ توپ وغیرہ) پیدل (۶ پلٹن) باڈیگارڈ وغیرہ (۸۱۶۹)
میزان کل — انگریزی رسالہ جات (۳۰۳۹۷) متفرق افسر (۷۹۱) دیسی رسالہ جات (۱۴۵۹۲۷) جملہ (۱۹۴۵۲۱)

سلسلۂ فرمانروایان جلیلۂ دارالسلطنت ہندوستان۔

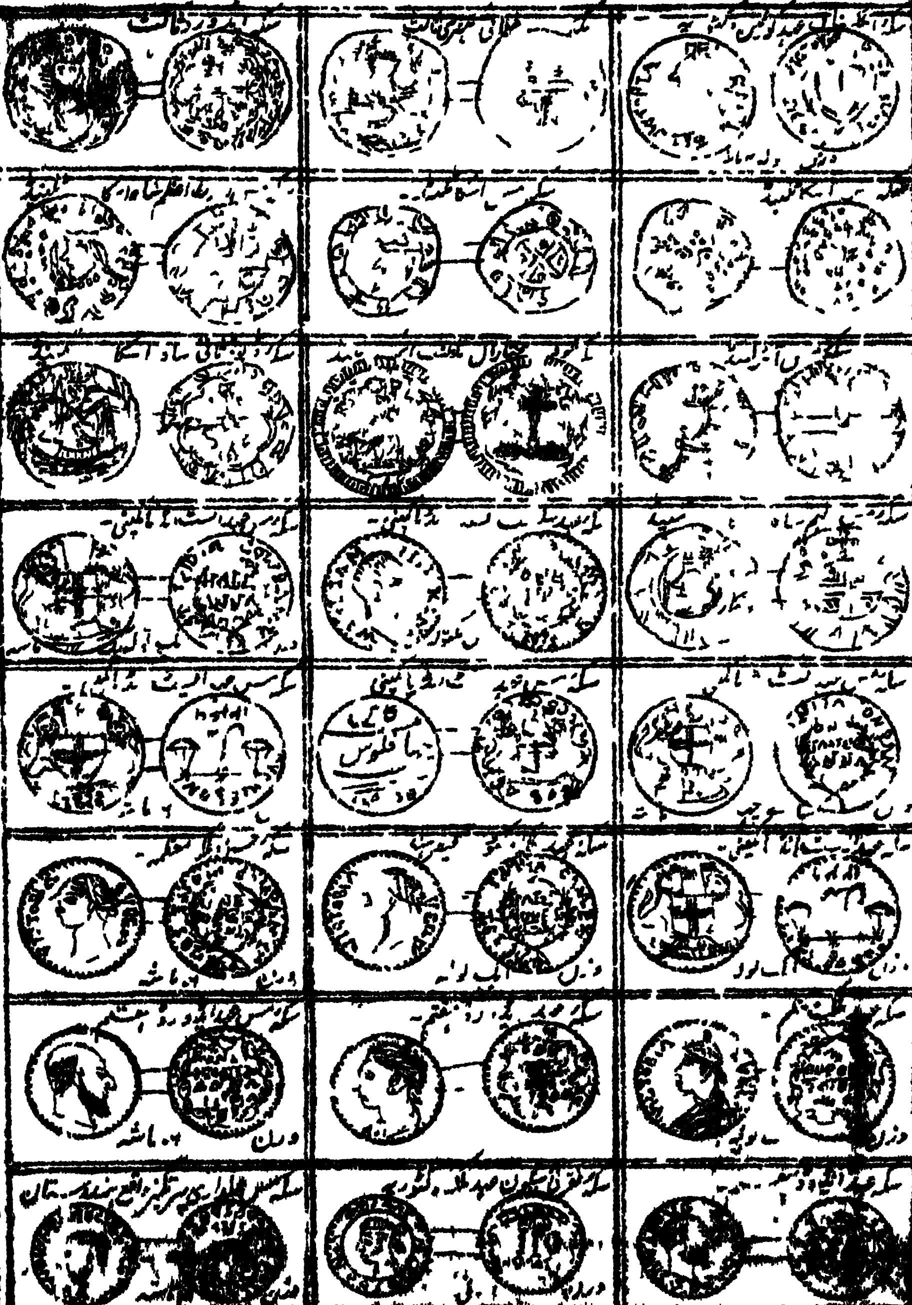
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	حالات
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳
۲۰۲	ملکۂ وکٹوریا	ڈیوک آف کینٹ بن جارج سوم	برمن	۱۸۱۹ع ۱۲۳۵	۱۸۳۷ع ۱۲۵۳	لنڈن	لنڈن	۶۳ سال	۲۲ جنوری ۱۹۰۱ع	۸۱ سال	فروگ مو	
۲	ایڈورڈ ہفتم	پرنسس کنشر [illegible] البرٹ	جرمن	۹ نومبر ۱۸۴۱ع ۲۴ رمضان	۲۲ جنوری ۱۹۰۱ع [illegible]	لنڈن	لنڈن	۰	۰	۰		

اب ہم یہان پرشاہان انگلینڈ کے تاجونکے چند نقشے اجلاگنا تاج و نشان سے انتخاب کرکے لکھتے ہین۔ اور اسکی ساتھ شاہی اور فوجی نشانات سلطنتونکے پھریرے مع رکے بھی بتلاتے ہین۔

تاج چارلس اول شاہ جان	تاج ہنری اول	تاج ولیم اول	[illegible]	تاج ہنری [illegible]	تاج جارج سوم
تاج [illegible]	تاج شہنشاہ جارلس اول	تاج ہنری ہشتم	تاج ہنری ہشتم	تاج ملکہ معظمہ	تاج جارج سوم
تاج جارلس دوم	تاج ملکہ وکٹوریہ	تاج ملکہ بحیثیت [illegible]	تاج ملکہ [illegible]	تاج ویلز شاہزادہ ملکہ معظمہ	تاج ایڈورڈ ہفتم

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	تاج ایڈورڈ سوم
تاج ایڈورڈ دوم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	تاج ڈیوک
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ذیل میں چند جدید اور منتخب شاہان انگلینڈ کے سکون کے نقشے درج
کئے جاتے ہیں۔



فہرست مضامین گلزار دوم دربار آصف متعلق بہ حالات بادشاہان بہمنیہ عادل شاہیہ ۔ نظام شاہیہ ۔ قطب شاہیہ عماد شاہیہ برید شاہیہ

نمبر شمار	تفصیل مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	تفصیل مضامین	نمبر صفحہ
۱	۲	۳	۱	۲	۳
۶۱	امیر برید بن ملک قاسم برید	۲۲۹	۶۵	علی برید ثانی بن قاسم برید ثانی	۲۳۹
۶۲	علی برید شاہ بن امیر برید	۲۳۵	۶۶	امیر برید ثانی بن علی برید ثانی۔	۲۴۰
۶۳	ابراہیم برید بن علی برید	۲۳۷	۶۷	مرزا علی۔	۲۴۳
۶۴	قاسم برید ثانی بن علی برید۔	۲۳۹			



۷۸۶

مقدمہ

ہند و دکن کا امتیاز

کشور ہند کو مسلمانون نے دو حصون پر منقسم کیا ہے ایک کو شمالی ہند (ہندوستان) دوسرے کو جنوبی ہند (دکن) کہتے ہین۔

دکن ایک وسیع ملک ہے جو خط استوا سے (۸) درجون مین پھیلتا ہے۔ اس کا سب سے زیادہ عرض (۸۰۰) میل ہے۔

جنوبی ہند کی قدرتی صورت

جنوبی ہند۔ وسط ہند کی طرح بلند اور مثلث ہے۔ اور سب طرف سے پہاڑون نے گھیر لیا ہے۔ جن مین سے دو بڑے بڑے سلسلے جنوب کو چلے گئے ہین جس سے ایک جزیرہ نما کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان سلسلون کو گھاٹ کہتے ہین۔ مغربی گھاٹ بڑا اور بلند ہے۔ اور اوس کے دامن مین سمندر کی طرف جو خط زمین کا ہے وہ نہایت ہی تپلا اور ناہموار ہے۔ دکن کی بلند زمین ہموار ہے اور آبادی مین بے حد اختلاف ہے جو ملک کہ ست پڑا پہاڑ کے مشرق مین ہے اوسکے شرقاً و غرباً دریائے وارد ہا سے دو حصے ہو جاتے ہین۔ یہ دریا ست پڑا پہاڑ اور

ناگپور کے شمال مغرب سے نکلتا ہے اور گوداوری مین جاکر ملتا ہے۔ اس کے شمال مشرق مین
جنگل ہے جس مین آبادی اور زراعت کم ہے۔ مگر اس کے جنوب و مغرب مین جو ملک ہے اوسمین
اگرچہ مختلف قسم کی زمین ہے مگر کثرت سے بارآور اور زیر کاشت ہے۔ اڈیسہ کا ملک دکن
مین گنا جاتا ہے اور تلنگانہ کے شمال مشرق کو بنگالہ تک سمندر کے کنارے چلا گیا ہی
اور برار سے ملا ہوا ہے۔

دکن کا وجہ تسمیہ

اکثر کہتے ہین کہ دکن کا لفظ دنڈکا (جنگل) سے مشتق ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ دکھش (جنوب)
کا لفظ بگڑ کر دکن ہوگیا ہے۔ العلم عنداللہ۔

وسعت رقبہ

دکن پانچ حصون پر منقسم ہے۔ دراآور۔ کرناٹک۔ (کرناٹا)۔ تلنگانہ۔ (اندور) مرہٹہ
(مہاراشٹر)۔ اوڑیہ۔ (اڑیسہ)

حدود

حدود مین بڑا اختلاف ہے۔ اسلئے ان کی حد مین علمائنے وہ ٹھرائی ہین کہ جہانتک ہر ایک
ملک کی زبان بولی جاتی ہے۔ دراآور دیس جنوب مین۔ سمندر سے شروع ہوتا ہے۔ اور
شمال مین اوس مفروضہ خط تک چلا گیا ہے جو مدراس کے شمال مین پولیکٹ سی بنگلور تک
کھینچا جائے پھر یہ خط گھاٹ کے ہموار حصے سے گذرتا ہوا مغرب کی جانب مالابار اور

کنارہ کی حد فاصل تک اور کنارے کے پاس پاس سمند [illegible]

مالابار اسی ملک مین شامل ہے [illegible] اور [illegible] شمالی حد

حد کا ایک جزو ہے۔ پچھم طرف مین مقام [illegible] تک سمندر سے اور [illegible] پور [illegible]

تک مغربی گہاٹ سے محدود ہے۔ شمالی حد اوسکی نہایت [illegible] سے قایم ہوتی ہے۔

جو کولا پور سے بیدر تک کہنچا جاتا ہے۔ شرقی حد [illegible] سے شروع

ہو کر [illegible] ہوتی اور اننت پور اور [illegible]

اور جلور کے درمیان [illegible] پہنچے [illegible] حدود [illegible] کی [illegible]

مگر اوسکی مغربی حد مقام [illegible] [illegible]

شمالی مشرق کی جانب [illegible] مغربی حد [illegible]

[illegible] سمندر کے قریب [illegible] جہان [illegible]

جس مین [illegible] زبان بولی جاتی ہے [illegible] کی [illegible] تلنگانہ [illegible] سے

شروع ہو کر کولا پور اور [illegible] مین ختم ہوتی ہے اور مشرقی حد [illegible]

ساتھ ساتھ ست پڑا پہاڑ تک ہے۔ شمالی [illegible] ست پڑ سے [illegible] سمجھنا چاہیے۔

اور مغربی حد اوس خط مفروضہ سے قایم ہوتی ہے جو [illegible] سے

سمندر کے قریب قریب ہوتا ہوا گوا تک کہنچا جاتا ہے اوس حصہ کو کا [illegible] کہتے ہین

جو مغربی گہاٹ اور سمندر کے درمیان سداشیو گڈہ سے تاپتی ندی تک چلا گیا ہے۔

اوڑیسہ کی جنوبی حد تلنگانہ ہے اور مشرق مین سمندر ہے اور [illegible] پور [illegible] پور واقع

بنگال تک ایک خط مفروضہ سے مغرب اور شمال کی حدین قایم ہوتی ہین۔

زبان

[illegible] تین بولی جاتی تھین۔ شمالی سرکار کی [illegible]

[illegible] بولی جاتی تھی۔

دکن کا قدیم زمانہ

[illegible] زمانہ [illegible] ہندوستان [illegible] کچھ

[illegible] با نفس حکمران

[illegible]

[illegible] ٹھیک سمجھے [illegible]

[illegible]

[illegible] دو ضلع [illegible]

[illegible]

[illegible] رواج [illegible]

[illegible] مدی [illegible]

[illegible] اب بھی [illegible]

[illegible] کا دار السلطنت [illegible] اور [illegible] تمام ہندوستان کا رہنے والا تھا

[illegible] صدی عیسوی میں [illegible] کے بڑے بڑے حصون پر قبضہ کر لیا تھا

[illegible] دار السلطنت بھی [illegible] منتقل کیا گیا تھا۔ مگر [illegible] صدی عیسوی میں ان کی قوت سلب

[illegible] اپنے قدیمی ملک پر قناعت کرنا پڑا۔ اور تیرھوین صدی عیسوی کے آخر تک خود مختار

اور کبھی بیجا نگر کے محکوم رہے۔ لیکن اسی زمانہ میں سیوا جی کے باپ شاہ جی نے (جو [illegible] بیجا پور کی طرف سے راجہ کی مدد کو آیا تھا) فریب سے راج پر قبضہ کر لیا۔

چیرا کا راج بہت چھوٹا تھا (جو انڈین اوشن یعنی بحیرۂ ہند کے [illegible] میں واقع تھا) [illegible] مالابار کا اور [illegible] (جو [illegible] کا مشرقی حصہ ہے) شامل [illegible] بالکل برباد ہو گیا اور [illegible]

[illegible]

ان راجوں کے علاوہ چالوکیہ قوم کا راج (جو [illegible] کی نسل سے تھا) کاماں میں مدت سے چلا آتا تھا۔ جس سنہ [illegible] سے آکر ۳۵۰ھ میں راج کی بنا ڈالی تھی [illegible] پانچویں صدی ہجری [illegible] اس راج کو بہت بڑی رونق رہی۔ تلنگانہ کا راجہ بھی ان کا مطیع تھا۔ بہار [illegible] مرہٹہ [illegible] وغیرہ کے اکثر چھوٹے ریاستیں [illegible] تھے۔ اس خاندان کے ایک راجہ نے ایک عورت (جو گجرات کی وارث

تھی جسسے شادی کرکے گورست پر بھی ایک عرصہ تک عمل دخل رکھا تھا۔ ان کا مذہب بودھ تھا۔
اور اس کے اخیر راجہ کو اوس کے وزیر نے تخت سے اوتار دیا۔ مگر وہ وزیر بھی مارا گیا۔
بعد ازان ۱۱۵۶ء مین یہ راج کالابھاریا بنس کے قبضہ مین چلا گیا۔ یہ قوم شیو کے لنگ کی
پوجا کرتی تھی۔ اور اس پوجا کا بانی بسپنت تھا۔ اس مذہب سے برہمن اور جینی دونون متنفر تھے
یہ لوگ بہت جلد مٹ گئے۔ لیکن لنگ کی پوجا ابتک باقی رہی۔
کہتے ہیں کہ مرہٹہ مین مرہٹوں کا راج بھی قدیم سے رائج تھا۔ لیکن کمہار شالباہن (جس نے بکرماجیت کو
شکست دی تھی) اسنے ان کا راج چھین لیا تھا اور پیٹھن مین جو گوداوری کے کنارے ہے اپنا پایہ تخت بنایا
اس کا سن جو سن ساکھی (۷۸) برس بعد شروع ہوا ہے۔ اب بھی ملک دکن مین مشہور ہے۔ اس کے
بعد کا حال صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ کے زمانہ حصہ مین نوین صدی کے آخر جادون بنس
راجپوت حکمران تھے۔ جن کا دارالخلافہ دیوگڈھ تھا۔ جو آجکل دولت آباد کہلاتا ہے۔ جب سلطان
علاءالدین خلجی نے ۱۲۹۴ء مین حملہ کیا تو دیوگڈھ مین اسی خاندان کا راجہ حکومت کرتا تھا۔ ایلورا کے
بادجود مندرون کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ مرہٹے کسی زمانہ مین بڑے ہنرمند ہونگے
مگر حال کے زمانہ مین جو کچھ لیاقت اون کو حاصل ہوئی تھی وہ صرف مسلمانون کی صحبت سے
انہیں اونھون نے حاصل کی تھی۔
ورنگل مین بھی اندربنس کے راجہ حکومت کرتے تھے۔ غالباً یہ لوگ مگدھ دیس کے اندربنس والون
کے رشتہ دار تھے۔ اور اپنے ملک مقبوضہ کا نام اندرپرستھا رکھا تھا۔ جو تلنگانہ کا وسط ہے۔ انکی
تاریخون سے پایا جاتا ہے کہ بکرماجیت اور شالباہن نہایت قدیم راجاؤن مین سے ہین۔ ان کے
بعد چالوکیہ راجہ ہوئے اور ۱۰۱۵ء مین ایک نیا خاندان پیدا ہوا۔ جس مین نو راجہ ہوئے
اور ۹۵۳ء تک حکومت کرتے رہے۔ اس کے بعد اندربنس کے گنتی راجاؤن کا آغاز ہوا۔

مگر اون کی نمود گیارہوین صدی مین کاکتی راجہ کے عہد مین ہوئی۔ اس راجہ کے وقت سے اون کی صحیح تاریخ شروع ہوتی ہے۔ کہتے ہین کہ یہ راجا چلوکیا راجاؤن کا مطیع تھا۔ اور چولا راجاؤن پر اوسنے فتح حاصل کی تھی۔ بڑی قوت اس خاندان کو تیرہوین صدی کے اخیر مین ہوئی۔ اوس وقت گوداوری کا تمام جنوبی ملک ان کے قبض و تصرف مین تھا۔ اور غالباً اوڑلیسہ کا ملک بھی اکثر اور حیدرآباد و مدراس کا وہ تمام ملک جس مین تلنگی بولی جاتی ہے اس راج کے قبضہ مین رہا ہے۔ سنہ ۱۳۲۱ء مین مسلمانون کی فوج نے دھاوا کر کے اون کی دارالسلطنت کو فتح کیا۔ پھر وہ اوڑلیسہ کے باجگذار ہو گئے بعد مین یہ راج گولکنڈہ کی سلطنت مین داخل ہو گیا۔
اوڑلیسہ کے راجاؤن کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بکرماجیت اور شالباہن نے باری باری اوسپر قبضہ کیا۔ ایران اور دہلی۔ کشمیر اور سندھ سے یون لوگون نے چھٹی اور چوتھی صدی قبل مسیح کے درمیان بار بار حملے کیے۔ اخیر حملہ سمندر کی راہ سے ہوا۔ اس مین یون کامیاب ہوے اور اوڑلیسہ پر (۱۴۶) برس قابض رہے۔ غالباً یہ یون اوس یونانی خاندان کے لوگ ہونگے جنھون نے سکندر اعظم کے بعد باختر یعنے بلخ مین سلطنت قایم کی تھی اور ہندوستان کے مختلف حصون پر اون کی اولاد نے مدت ہائے دراز تک حکومت کی ہے۔ یون لوگون کو یایاتی کیسری نے سنہ ۴۷۳ء مین اوڑلیسہ سے خارج کیا۔ کیسری خاندان کے (۴۵) راجہ (۶۵۰) برس کے عرصہ مین سنہ ۱۱۲۳ء تک ہوے ہین۔ اس کے بعد گنگا وان خاندان کے ایک راجہ نے ان کا دارالحکومت لے لیا۔ جس کا خاندان مسلمانون کے عہد تک وہان راج کرتا رہا۔

سلاطین دہلی سے دکن کے تعلقات

جب شمالی ہند مین مسلمانون کے قدم آئے تو ایک مدت تک تو کسی نے جنوبی ہند کے جانب

توجہ نہ کی اور وہی قدیم راجاؤن کے خاندان دکن (جنوبی ہند) مین حکمران رہے۔ لیکن جب غزنویون اور غوریون کے بعد خاندان غلامان (قطب الدین ایبک) نے ہندوستان مین اپنی مستقل حکومت جمائی۔ اور اون کے بعد خاندان خلجی کا عروج ہوا تو جلال الدین خلجی کا بھتیجا علاء الدین خلجی ۱۲۹۴ء مین دیوگڈہ پر حملہ کیا۔ اوس وقت دیوگڈہ کا حاکم رام دیو تھا۔ جسکو علاء الدین نے شکست دیکر بہت سامال وجواہر وصول کیا۔ اور اپنے مستقر کڑھ مانک پور کو چلا گیا۔ اس کے بعد جب علاء الدین خود دہلی کا بادشاہ ہوگیا اور رام دیو نے خراج کے بھیجنے مین تساہل کیا تو ملک کافور کو ایک لاکھ لشکر کے ساتھ دیوگڈھ روانہ کیا۔ رام دیو مین تو مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ اسلئے اوس نے خراج دیکر صلح کرلی۔ اور خود دہلی گیا۔ سلطان کمال اعزاز واحترام کے ساتھ پیش آیا۔ چتر سفید اور رائے رایان کا خطاب عطا کرکے قصبۂ نوساری کی حکومت بھی مرحمت کی۔ پھر ۷۰۹ھ م ۱۳۰۹ء مین ملک کافور نے ورنگل پر چڑہائی کی۔ پرتاب رُدّر دیو (لدر دیو) قلعہ مین پناہ گزین ہوا۔ ملک کافور نے قلعۂ سارباروہنمکنڈہ کو فتح کرکے قلعۂ ورنگل پر حملہ کیا۔ اور قلعہ فتح کرکے بہت سے زیورات اور اون کے زن وفرزند اسیر کیا۔ آخر راجہ لدر دیو نے تین ہزار ہاتھی اور (۷) ہزار گھوڑے بہت سامال واسباب دیکر خراج گذاری کے وعدہ پر صلح کرلی۔ اس کے بعد ۷۱۰ھ م ۱۳۱۰ء مین ملک کافور اور خواجہ حاجی کو علاء الدین نے کرناٹک کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ چنانچہ کرناٹک کے راجہ بلال دیو سے سخت مقابلہ ہوا۔ اور لشکر سلطانی راجہ کی دارالسلطنت دوارسمندر تک لڑتے لڑتے پہونچ گیا۔ اور اوس کو فتح کرکے راجہ کو قید کیا۔ پھر یہان سے ملک کافور مدورا[۱] پر حملہ کیا۔

یہان پر یہ تمام واقعات مختصر طور پر لکھے جائینگے۔ کیونکہ ہم نے دہلی کے فرمانرواؤن کی تاریخ مین ان واقعات کو بالتفصیل بیان کیا ہے۔ مکرر بیان کرنا بےضرورت ہے۔ ۱۲ مولف۔

[۱] مدورا کی سلطنت مین مالابار۔ ترچناپلی۔ تانجور بھی شامل تھے۔ اور یہان کا راجہ کاس دیو تھا۔ جس کے خزانہ مین

اور سندر پانڈیہ مسلمانون کی آمد سے بھاگ گیا۔ آخر مسلمانون نے ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۷۱۰ھ کو مدورا سے لیا۔ اور (۵۱۲) ہاتھی (۵۰۰۰) عربی اور شامی گھوڑے۔ (۵۰۰) من جواہرات لوٹ مین ہاتھ آیا۔ سیت بندہ رامیشور مین ان مسلمانون نے ایک مسجد بنائی (یہ مسجد جہانگیر کے عہد تک وہان موجود تھی) اس کے بعد جب سنہ ۷۱۲ھ م ۱۳۱۲ء مین ملک کافور کو سنگل دیو کی بغاوت فرو کرنے اور کرناٹک کے فساد کو مٹانے جانا پڑا۔ تو اوس نے وہان پہونچکر راجہ سنگل دیو کو قتل کیا۔ اور گلبرگہ رایچور۔ مدگل۔ وابل۔ دوارسمندر پر قبضہ کرکے دیوگڈہ کو دکن کا دارالسلطنت بنایا۔ اسی اثنا مین ۶ شوال سنہ ۷۱۶ھ م ۱۹ ستمبر سنہ ۱۳۱۶ء کو علاءالدین نے انتقال کیا۔ اور ملک کافور بھی قتل ہوگیا۔ ۲۲ مارچ سنہ ۱۳۱۷ء م ۷ محرم سنہ ۷۱۷ھ کو علاءالدین کا بیٹا قطب الدین مبارک شاہ خلجی تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ ایک ہندو بچہ پر (جس کو خسرو خان کا خطاب دیا تھا) ایسا فریفتہ تھا کہ تمام کار و بار ریاست اس کے دست قدرت مین دیدیا تھا۔ اس زمانہ مین ہرپال دیو (رام دیو کا داماد) نے ملازمان شاہی کو نکال کر ملک مرہٹ پر قبضہ کرلیا تھا۔ جب سلطان کو یہ خبر ہوئی تو وہ فوراً وہان پہونچا۔ ہرپال کو شکست ہوئی۔ اور گرفتار ہوکر قتل کیا گیا دیوگڈہ مین سلطان نے ایک مسجد بنائی (جو ابتک موجود ہے) اور ملک بیگ لکھی کو دکن کا سرلشکر مقرر کرکے خود دہلی واپس آیا۔ بعد ازان سلطان نے اپنے معشوق خسرو خان کو ملیبار کی تسخیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس نے تلنگانہ اور لنگی کے راجہ کو شکست دیکر ننو ہاتھی اور ایک الماس ۶ درم وزن کا حاصل کرکے دہلی واپس آیا۔ پھر اس نمک حرام نے سنہ ۱۳۲۱ء مین مبارک خلجی کو قتل کیا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ (۸)) کروڑ اشرفی بےشمار ہیرا۔ لعل۔ موتی۔ یاقوت۔ جمع تھے۔ جب یہ راجہ سنہ ۱۳۰۹ء مین مرگیا تو اوسکے دو بیٹے بیر پانڈیہ۔ سندر پانڈیہ موجود تھے۔ سندر پانڈیہ حرامی تھا جس نے بڑے بھائی کو (جو جایز وارث تھا) ملک سے نکالکر آپ خود تمام سلطنت پر قابض ہوگیا تھا۔ (۱۳۰- مولف)

اور دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ لیکن اس کو نمک کو چند ہی روز مین اپنے کردار بد کی سزا مل گئی یعنی غازی خان تغلق کا حاکم لاہور نے خروج کر کے اوس کو قتل کیا۔ اور آپ غرہ شعبان ۷۲۰ھ کو غیاث الدین تغلق کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ ۷۲۳ھ م ۱۳۲۳ء کو اپنے بیٹے جونا خان کو ورنگل کے راجہ لدر دیو سے خراج وصول کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ وہان پہونچا۔ ہنگامہ کارزار خوب گرم ہوا۔ مگر شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر کے جھوٹی خبرون کی اشاعت اور امراء علائی کی بغاوت سے ورنگل کی فتح نہ ہو سکی۔ اور شہزادے کو ناکام واپس ہونا پڑا۔ لیکن ۷۲۳ھ م ۱۳۲۳ء مین جونا خان نے ورنگل پر دوبارہ چڑہائی کی۔ راجہ کو شکست دیکر معہ زن و فرزند اسیر کیا۔ اور قلعہ ورنگل کو توڑ کر سلطان پور نام رکھا۔ پھر وہان سے جاج نگر پر یورش کر کے وہان کے راجہ سے (۴۰) ہاتھی حاصل کیا۔ دہلی جاتے وقت لدر دیو کا قصور معاف کر کے ازسر نو ورنگل کی حکومت عطا کی۔ ۷۲۵ھ م ۱۳۲۶ء مین غیاث الدین تغلق کا انتقال ہوگیا۔ اور محمد تغلق (جونا خان) تخت نشین ہوا۔ اس بادشاہ کی ذات جامع الاضداد تھی۔ سپاہی کی حیثیت سے بہت اچھا تھا۔ مگر سلطنت کے داؤ پیچ سے محض ناواقف تھا۔ چنانچہ چین و خراسان کی فتح کے خیال مین اپنا سپاہ تباہ و برباد کی۔ خزانہ کا تمام روپیہ بے ضروری ابواب مین خرچ کر ڈالا۔ آخر تانبے کا سکہ چلانا چاہا۔ مگر کسی نے کوڑی کو بھی نہ پوچھا۔ اس الٹ پھیر مین سلطنت کو بیحد نقصان پہونچا۔ اب بادشاہ کے دل مین ایک اور سودا سمایا کہ بجائے دہلی کے دیوگڈہ کو دارالسلطنت بنانا چاہیئے۔ چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے اوس نے دہلی والون کو دیوگڈہ جانیکا حکم دیا۔ اوس کا نام دولت آباد رکہا۔ اور وہان باغات لگوائے۔ محلات بنوائے۔ سیہر حال جب اذا ایش دی۔ جب دولت آباد حسب منشاء سلطان کے آباد نہ ہو سکا تو پھر دہلی کو لوٹیگیا

* یہ دونون جونا خان کے ساتھ تھے۔ (۱۲۔ مولف)

حکم دیا۔ اس افراتفری مین رعایا بہت تباہ ہوئی۔ دہلی اور دولت آباد دونون ویران ہوگئے۔
سنہ ۷۴۴ھ مین سلطان دیوگڈہ آیا۔ پھر معبر کے ارادہ سے تلنگانہ کو چلا۔ جب ورنگل پہونچا تو وبا
مین مبتلا ہوا۔ ناچار ملک مقبول عماد الملک کو ملک تلنگ کا کام سپرد کرکے دیوگڈہ واپس آیا
لوٹتے وقت حوالی بیڑ مین اپنے دانت کا ایک بڑا مقبرہ بنواکر اوسے دفن کیا۔ پٹن مین جاکر معالجہ کیا
مگر کامل صحت نہ ہوئی۔ آخر ملک شہاب سلطان (نصرت خان) کو ایک لاکھ ٹنکہ کے ٹھیکہ پر بیدر
اور قتلغ خان اپنے استاد کو دولت آباد سپرد کرکے دہلی روانہ ہوا۔ اس اثنا مین کرشنا نائک
پسر لدر دیو والئے ورنگل نے جب مسلمانون کی یہ بدنظمی دیکھی تو بلال دیو والئے کرناٹک کے
پاس گیا اور دونون نے مصلحت کرکے یہ صلاح کی کہ بلال دیو تو اپنی شمالی سرحد پر مسلمانون کی
روک کے لئے اپنا تخت گاہ قایم کرے۔ اور معبر و دوارسمندر و کمپلہ کو تصرف اسلام سے نکال
لے۔ اور کرشنا نائک بھی اس موقع سے فائدہ اوٹھاکر ورنگل پر قبضہ کرے۔ چنانچہ کوہستان مین
بلال دیو نے ایک دشوار گذار مقام پر ایک شہر اپنے بیٹے بیجن رائے کے نام بیجن نگر بسایا جو رفتہ رفتہ
بیجانگر مشہور ہوگیا۔ پھر کرشنا نائک نے بلال دیو کی مدد سے ورنگل پر قبضہ کرلیا۔ عماد الملک وزیر
بھاگ کر دولت آباد چلا گیا۔ اس کے بعد بلال دیو اور کرشنا نائک نے رایان معبر و دوارسمندر
کو مدد دی۔ جو قدیم الایام سے راجہ کرناٹک کے باجگذار چلے آتے تھے اور اونھون نے ان مقامات کو

ہ۔ حال کے انگریزی تحقیقات اور سکون و کتبون سے ثابت ہوتا ہے کہ ورنگل کے راجہ کی فوج کے دو سردار ہاکہ اور
اور ہری ہر جو آپس مین بھائی تھے کرناٹک مین قسمت آزمائی کرنے کے لئے چلے گئے۔ ان کے ساتھ ایک برہمن
ودیارن نامی بھی تھا جس نے ان دونون کی نسبت راجہ ہونیکی پیش گوئی کی تھی۔ چنانچہ جب یہ کرشنا اور تنگ بھدرا
کے سنگم پر پہونچے تو ادہر اودہر کے آدمی ان کے پاس جمع ہوگئے اور چند ہی روز مین ان کی قوت ترقی پاگئی۔ اگر مسلمان
اول ہی توجہ کرتے تو یہ قوت نہ بڑہتی۔ مگر اون کی غفلت و چشم پوشی اور آپس کی نااتفاقیون نے اس قوت کو خوب

بھی مسلمانون کے قبضہ سے نکال لیا۔

۷۴۵ھ مطابق ۱۳۴۵ء مین نصرت خان بیدر کا محاصل معظم کرکے بغاوت پر کمر باندھا۔ بادشاہ نے قتلغ خان کو اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ حصار بیدر کا محاصرہ ہوکر نصرت خان گرفتار ہوا۔ اسی زمانہ مین علی شاہ ظفر خان علائی کا بھانجہ ہسنے اپنے سب بھائیون کو جمع کرکے شورش مچائی۔ اور گلبرگہ وبیدر کے صدہ دارون کو مار ڈالا۔ آخر قتلغ خان نے اسکی بھی گوشمالی کرکے بادشاہ کے پاس روانہ کردیا۔ بادشاہ نے اوس کو اور اوس کے بھائیون کو غزنین کیجانب جلاوطن کیا مگر پھر وہ دہلی آکر قتل ہوئے اس اثنا مین بعض مفسدون نے بادشاہ سے قتلغ خان حاکم دکن کی شکایت کی۔ حالانکہ بادشاہ کو اوسپر بہت اعتبار تہا۔ لیکن تاہم اوس نے قتلغ خان کو دکن سے طلب کیا۔ اور اوسکی جگہ اوسکا بھائی مولانا نظام الدین عالم الملک مقرر ہوا۔ اب بادشاہ نے دکن کی چار شقیں کین اور اوسے شقدارون کو حوالہ کردیا۔ اور عماد الملک کو دکن کا سپہ سالار مقرر کرکے سرور الملک اور یوسف بغرا (یہ دونون بہت بڑے امیر تھے) کو اوس کے ساتھ کیا۔ اور دکن کے خالصات کو (۷) کروڑ تنکہ سفید پر اون کو اجارہ مین دیا۔ اور حکم دیا کہ عالم الملک سے مشورہ کرکے دکن کا بندوبست کرتے رہین۔ اس کے بعد سلطان نے عزیز حمار نامی کو مالوہ کی حکومت تفویض کی اور روانہ کرتے وقت تاکید کی کہ جس قدر ملکون مین شورش

(بقیہ نوٹ صفحہ (۱۱)) بالکل خیال نہ کیا۔ چنانچہ ان دونون نے ۷۳۶ھ مطابق ۱۳۳۶ء مین ایک شہر اپنے برہمن کے نام ودیانگر بسایا۔ جو رفتہ رفتہ بیجانگر ہوگیا جسکے معنی فتح نگر کے ہین۔ اس زمانہ مین بیس سال تک مسلمانون مین خوب جھگڑے ہوتے رہے۔ جس سے یہ سلطنت بہت جلد قایم ہوگئی۔ اور کرشنا سے جنوب کو مسلمانون کی عملداری کے آثار بہت جلد مٹ گئے اور ہندؤن کی ایک حکومت دریائے پنار کی وادی مین کنجی ورم اور ارکاٹ تک اور بعدازان مدورا تک پھیل گئی۔ اور دوسو برس سے زاید مسلمانون کی بہمنی حکومت کے مد مقابل بنی رہی۔ (۱۲۔ مولف)

پیدا ہوئی ہے وہ امیران صدہ کا باعث ہے۔ اس نالایق نے مالوہ جاکر ایک روز امیران صدہ کی دعوت کی۔ اور تقریباً (۷۰) آدمیون کو فریب سے قتل کر ڈالا۔ جب بادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو اوس کی بہت تعریف وتحسین کی۔ جب یہ خبر اطراف وجوانب مین مشہور ہوئی تو تمام امیران صدہ (یعنے سنو سوار کا افسر) بگڑے اور موقع کے منتظر رہے۔ اس عرصہ مین ملک مقبل خان جہان وزیر گجرات کچھ خزانہ اور گہوڑے گجرات سے دہلی لیجارہا تھا۔ ان امیران صدہ نے اوس کو لوٹ لیا۔ اور عزیز حمار کو بھی مار ڈالا۔ بادشاہ اون کی سرکوبی کے لئے نکلا۔ سرحد گجرات مین لڑائی ہوئی۔ باغیون نے شکست پائی۔ اور ملک مقبول عماد الملک نے اون کا تعاقب کر کے تباہ وبرباد کیا۔ جب یہ لوگ (امیران صدہ) وہان سے بھاگے تو مالوہ دکن وغیرہ مین پناہ گزین ہوئے۔ سلطان نے صرف گجرات کے امیران صدہ کے مارنے اور برباد کرنے پر اکتفا نہ کی بلکہ اوس نے احمد لاچین اور ملک علی سرجامدار کو عالم الملک (حاکم دکن) کے پاس بہیجکر حکم دیا کہ وہان کے امیران صدہ کو (جو مشہور ومعروف ہین) ان دونون کے ساتھ کر کے دیڑہ ہزار سوار کی حفاظت مین فوراً روانہ کرو۔ ظاہر مین تو یہ بتلایا کہ یہان لشکر کی ضرورت ہے اوس مین وہ آکر شامل ہوجائین۔ مگر باطن مین بادشاہ کا ارادہ اون کے قتل اور غارت کا تہا۔ چنانچہ جب یہ دونون امیر دولت آباد پہونچے تو عالم الملک نے رائچور۔ مدگل۔ گلبرگہ۔ بیجاپور۔ گنجوتی۔ رائباغ۔ کلہر۔ بیکری۔ برار۔ رائگیر۔ وغیرہ کے امیران صدہ کو طلب کیا۔ مگر وہ سلطان کی قہاری سے ڈر کر نہ آئے۔ آخر عالم الملک نے جبر کا پیرایہ اختیار کیا۔ اور ملک احمد لاچین کو دیڑہ ہزار سوار دیکر اون کے سر پر بہیجا۔ چنانچہ لاچین نے نصیر الدین خلجی۔ قزلباش حاجب۔ حسام الدین۔ اسمعیل مخ۔ حسن کانگو۔ نور الدین وغیرہ امیران صدہ کو گلبرگہ مین جمع کیا۔ پہر وہان سے عالم الملک کے پاس لاکر بادشاہ کے پاس لے چلا۔ مانکمے دون

(جو قصبۂ دون وگج کے مابین ہے) کے مقام پر لاچین نے کچھ ایسی وحشت انگیز باتین سنائین
کہ اونہون نے آپس مین مشورہ کرکے واپسی پر کمر باندہی۔ جب لاچین مانع ہوا تو یہ لوگ (جنکے
پاس اس وقت چار ہزار مسلح آدمی موجود تہی) حملہ کرکے لاچین کو قتل کر ڈالے۔ ملک علی سرجاندار
بھاگ گیا۔ پہر وہان سے یہ لوگ دکن آئے۔ یہان بہت کچھ آدمی (جو بادشاہ سے ناراض تہے)
اون کے شریک حال ہوگئے۔ اب ان سبہون نے دولت آباد کا محاصرہ کیا۔ جب یہ خبر
عماد الملک ترکمان الملقب بہ سرتیز (داماد محمد تغلق) سپہ سالار خاندیس و برار کو ایلچپور مین
پہونچی۔ اور اوسکے لشکر مین بہی بغاوت کے کچھ آثار نمودار ہوئے تو اوس نے ہوشیاری
کرکے شکار کے بہانہ سلطانپور۔ ونذربار کے طرف چلا گیا۔ جب وہان کے امرا نے دیکہا کہ وہ
بہاگ گیا تو اوس کا تمام مال واسباب لوٹ لیا۔ اور وہان سے نکل کر دولت آباد آئے۔
اور اون محاصرہ کرنے والون سے مل گئے۔ جب اہل قلعہ نے محاصرین کی قوت مین روز افزون
ترقی دیکہی تو عالم الملک (حاکم دکن) کو گرفتار کرکے مع خزانہ اون کے حوالہ کر دیا۔ چونکہ عالم الملک
نیک آدمی تہا اوسے تو کسی نے قتل نہ کیا۔ لیکن رکن الدین تہانیسری کے بیٹے وغیرہ بہت سے
شاہی امراء کو مار ڈالا۔ اور دولت آباد کا خزانہ لوٹ کر آپس مین تقسیم کر لیا۔ اب جو گجرات کے
امیراد ہراد ہر چہپے ہوئے تہے وہ بہی ان سے آملے۔ باغیون کی جمعیت کو کثرت ہوگئی۔
اور محمد تغلق کے مقابلہ مین تمام دکن باغی ہوگیا۔ اور برسون کی محنت مین جو ملک کہ فتح
ہوا تہا وہ یون دفعتاً ہاتہ سے نکل گیا۔

اس کے بعد اون لوگون نے آپس مین مشورہ کرکے اسمٰعیل مخ افغان (جو امرائے دو ہزاری سے
تہا) کو اپنا بادشاہ بنایا۔ اور ناصر الدین شاہ کا خطاب دیکر سر پر چتر لگایا۔ حسن گانگو کو ظفر خان کا

۱۔ اسمٰعیل مخ کو بادشاہ بنانیکی وجہ یہ تہی کہ اوس کا بہائی ملک مل افغان (جو محمد تغلق کا بڑے درجہ کا امیر تہا)

خطاب ملا۔ساد بیکری۔ ڈنباغ۔مرچ۔کلبر۔گلبرگہ۔انکو جاگیرمین دے گئے۔بہیرون کے حاکم عضدالملک کو (جو محمد تغلق کا برادر نسبتی تہا) مار ڈالا۔ نورالدین نام ایک شخص خان جہان بن گیا۔غرض تمام دکن تین مہینے کے اندر محمد تغلق کی حکومت سے نکل گیا۔اور پہر مغلیہ عملداری تک دہلی کے قبضہ سے باہر رہا۔ یہ واقعہ ۷۴۸ھ کا ہے۔

جب یہ متوحش خبر محمد تغلق کو ہوئی تو ملک کل افغان وعماد الملک سرتیز کو ساتھ لیکر وہ سپاہ فراوان دولت آباد کو آیا۔اور ناصر الدین شاہ بہی (۳۰) ہزار سوار سے بادشاہ کا مقابلہ کیا عین معرکہ کارزار مین یکایک نورالدین خانجہان کو تیر لگا۔اور مارا گیا۔جس سے اوس کے ہمراہی سوار متفرق ہوے اور ناصر الدین شاہ کو شکست ہو گئی۔اس عرصہ مین شام ہوی اور دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل ا وترے۔ اب ان باغیون نے آپس مین یہ مشورہ کیا کہ ہمکو میدان مین بادشاہ سے مقابلہ کرنا اچہا نہین ہے۔اسلئے مناسب یہ ہے کہ ناصر الدین شاہ تو دولت آباد مین رہکر قلعہ کی حفاظت کرے۔اور حسن گانگو (۱۲) ہزار سوار سے گلبرگہ کو چلا جاے اور بادشاہ کو ہرطرف سے چاہے تنگ کرے۔باقی سردار بہی اپنے اپنے جاگیرات کی حفاظت کرین۔اور بروقت ایک دوسرے کی مدد کرین۔جب محمد تغلق یہان سے چلاجاے تو پہر سب دولت آباد مین آجائین۔چنانچہ ان سبہون نے اس مشورہ پر عمل کرکے رات ہی کو چلتے بنے۔صبح کو بادشاہ نے میدان باغیون سے خالی دیکہا تو سخت تعجب کیا۔اور وہان سے نکل کر دولت آباد کا محاصرہ کیا۔تین مہینے تک متواتر لڑائی ہوتی رہی۔طرفین کے آدمی مارے گئے مگر کسی کو بہی فتح نصیب نہ ہوئی۔اس اثنا مین معلوم ہوا کہ ملک طغی غلام معز الدین حاکم گجرات کو گرفتار کر لیا ہے۔اور اوسکے نائب ملک مظفر کو مار کر بہروچ کا محاصرہ کیا ہے بادشاہ اس خبر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴) مالوہ مین بہت بڑی فوج سے پڑا ہوا تہا۔اور امید تہی کہ ضرورت کے وقت کام آئیگا۔ ۱۲ مولف

سنتے ہی خداوندزادہ قوام الدین کو معہ دیگر امرا کے دولت آباد کا محاصرہ تفویض کرکے فوراً گجرات
کے جانب کوچ کیا۔ جب بادشاہ یہان سے روانہ ہوا تو راستہ مین ناصر الدین شاہ کے بعض امرا
(جو ناسک و پاٹودہ مین پڑے ہوے تھے) نے تعاقب کرکے بہت تنگ کیا۔ اور نربدا کے کنارے
تک بادشاہ کے اسباب کو لوٹتے رہے اور بہت کچہ مال و اسباب لوٹ کر دولت آباد
واپس ہوے۔ اودہر حسن کانگو نے بادشاہ کے چلے جاتے ہی (۲۰) ہزار سوار کے ساتہ عماد الملک
کے سر پر (جو بیدر مین ٹہرا ہوا تہا) چڑہ دوڑا۔ تلنگانہ کے راجہ نے بہی حسن کی (۱۵) ہزار سپاہ سے
امداد کی۔ ناصر الدین نے بہی پانچہزار کا لشکر بہیجدیا۔ اب حسن کے پاس (۴۰) ہزار آدمی جمع ہوگئے۔
ملک سیف الدین غوری سپاہ سالار مقرر ہوا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ عماد الملک مارا گیا۔
اور اوس کے ہمراہی قندہار و مانڈو کے جانب بہاگ گئے۔ حسن نے ملک سیف الدین کو قندہار
و بیدر کا محاصرہ تفویض کرکے آپ ناصر الدین شاہ کی مدد کو دولت آباد آیا۔ جب محاصرین دولت آباد
نے حسن کی آمد سنی تو محاصرہ سے کنارہ کرکے دہلی اور گجرات کو چلتے بنے۔



گل اول

طبقہ بھمنیہ

سلاطین حسن آباد گلبرگہ شریف

سلطان علاء الدین حسن کانگوی بھمنی

جب دولت آباد کا محاصرہ اوٹھہ گیا تو ناصر الدین شاہ نے حسن کانگو (ظفرخان) کا نظام پور تک استقبال کرکے دولت آباد لایا۔ اور بہت کچہ اوبھگت کی۔ (۱۴) روز خوب جشن رہا۔ اس عرصہ مین ناصر الدین شاہ کو معلوم ہوگیا کہ تمام لوگون کے دلون مین حسن کانگو کی عزت ہوگئی ہے۔ اور ہر ایک اوسکو بڑا مانتا ہے۔ اسلئے اوس نے تمام امراء کو جمع کرکے یہ بیان کیا کہ اب مین بوڑہا ہوگیا ہون اور سلطنت کا کام مجہ سے

انجام نہین پاسکتا۔ اور اوس وقت مین نے یہ بار گران ضرورت کے لحاظ سے سر اوٹھا یا تہا۔ اب آپ لوگ اس سے مجھے معاف فرمائین۔ اور میری رائے مین آئندہ اس خدمت کیلئے حسن کانگو بہت موزون ہے۔" چنانچہ سب لوگون کا اسپر اتفاق ہوا۔ اور حسن کانگو نے بہی منظور کرلیا۔ شنبہ کے دن ۲۴ ربیع الثانی ۷۴۸ھ کو قطب الدین مبارک شاہ خلجی کی مسجد مین حسن کانگو سے ظفر خان کے سر پر تاج شاہی رکہا گیا۔ اور تیمناً و تبرکاً خلفائے عباسیہ کے طرز پر سیاہ چتر اوس کے سر پر لگایا۔ اور اوس کے نام کا دکن مین خطبہ پڑہا یا گیا۔ سلطان علاء الدین حسن کانگوئے بہمنی خطاب ہوا۔ اور گلبرگہ کو مبارک سمجہکر اوس کا نام حسن آباد رکہا گیا۔ اور وہی پایہ تخت قرار پایا۔ طغراء فرامین نقش و نگین مین "کمترین بندہ حسن حضرت سبحانی علاء الدین حسن کانگوئے بہمنی" لکہا جاتا تہا۔ اس کے بعد سلطان نے

✗۔ حسن کے حسب و نسب مین بڑا اختلاف ہے۔ کہتے ہین حسن ۷۰۸ھ مین پیدا ہوا تہا۔ اور اوس کے ماں باپ قوم پٹہان نہایت غریب تہے۔ چند روز کے بعد حسن ایک ہندو برہمن کانگوئے نام کے پاس نوکر ہوگیا۔ یہ برہمن شاہی منجم تہا۔ علاوہ اس کے کاشتکاری کیا کرتا تہا۔ چنانچہ اوس برہمن نے حسن کو اپنے زراعت کے دیکہہ بہال کی خدمت تفویض کی۔ ایک روز اتفاقاً کہیت مین ہل زنجیر سے اٹک گیا۔ اور کہودنے پر اشرفیون سے بہرا ہوا گہڑا برآمد ہوا۔ اب حسن کی ایمانداری دیکہئے کہ اوس نے اون اشرفیون کو لیجاکر برہمن کے حوالہ کیا۔ اور تمام قصہ من و عن بیان کردیا۔ برہمن کو اوسکی ایمانداری پر کمال التعجب معلوم ہوا۔ جب صبح مین وہ شاہزادہ کے خدمت مین حاضر ہوا تو حسن کی ایمانداری کا قصہ بیان کیا۔ شاہزادہ نے اوسکو طلب کرکے اپنے باپ تغلق کے پاس لے گیا۔ اور تمام حکایت دوہرائی۔ آخر بادشاہ نے اوس کو امیران صدہ مین نوکر رکہہ لیا۔ اور علی شاہ ظفر خان علائی کے بہائی نے اپنی بیٹی حسن سے منسوب کی۔ باقی حالات تو متن مین موجود ہین۔ ایک حکایت یہ بہی بیان کیجاتی ہے کہ کانگوئے برہمن نے حسن کا زائچہ کہینچکر یہ بیان کیا تہا کہ تو بہت بڑے درجہ پر پہونچے گا

شیخ برہان الدین (جو حضرت شیخ نظام الدین اولیا کی اجازت سے معہ چار سو درویشوں کے دکن آئے تھے) کو (۵) من طلاء (۱۰) من نقرہ۔ فقرا مین خیرات کرنے کے لئے عطا کیا۔ اور اسمٰعیل فتح سے ناصر الدین شاہ کا خطاب واپس لے لیکر امیر الامرا کا خطاب اور سپہ سالاری کی خدمت مرحمت کی۔ ملک سیف الدین غوری کو وکیل مطلق کی خدمت سے سرفراز کیا۔ قلعہ دولت آباد بہرام خان مازندرانی کے تفویض کر کے خود گلبرگہ کو آیا۔ اتنے مین کانگوئے برہمن بھی محمد تغلق کی نوکری چھوڑ کر چلا آیا۔ جس کو سلطان نے حسب وعدہ تمام ملک محروسہ کا محاسب کر دیا۔ الغرض اس کے بعد سلطان نے اپنی حسن تدبیر اور اپنے صائب ضرب شمشیر سے تھوڑی مدت مین اس قدر ملک دکن فتح کر لیا کہ جس قدر محمد تغلق کے آخر عہد مین

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸) اوس وقت یہ نام بھی بقائے نام کے لئے اپنے نام کا جزو بنانا۔ چنانچہ اسی باعث حسن نے اپنے نام کے ساتھ کانگوئے بہمنی کا جزو بھی قایم کیا تھا۔ بلکہ اوس نے برہمن کے کہنے کے ساتھ ہی اپنی مہر مین حسن کانگوے بہمنی کندہ کرا لیا تھا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک روز حضرت شیخ نظام الدین اولیا کی دعوت مین شاہزادہ محمد تغلق آیا تھا۔ جب دعوت ختم ہوئی اور دسترخوان اوٹھ گیا تو وہ شاہزادہ چلا گیا۔ پھر حسن کانگوئے بہمنی حضرت کی خانقاہ کے دروازہ پر آیا تو حضرت نے فرمایا "سلطانے رفت و سلطانے آمد" خدمتگار کو بھیجکر حسن کو بلایا۔ اور شیخ نے اوس کے حال پر بہت التفات فرمایا۔ اور خاص اپنی روٹی اوسکو کھلائی۔ اور کہا کہ چتر شاہی ایک مدت دراز او رمحنت کے بعد دکن مین تجھے نصیب ہوگا۔

ایک مورخ حسن کا نسب اس طرح لکھتا ہے۔ سلطان علاء الدین حسن ابن کیکاوس ابن محمد ابن علی۔ ابن حسن ابن سہام۔ ابن سیمون ابن سلام۔ ابن ابراہیم۔ ابن نصیر ابن منصور ابن رستم ابن کیقباد ابن منوچہر ابن نامدار ابن اسفندیار ابن کیومرث ابن خورشید ابن صمصامی ابن فغفور ابن فرخ ابن شہریار ابن

اوس کے امرا کے تصرف مین تہا۔ امرائے تغلق وافغان وراجپوت کو جو سلطان تغلق کے جانب سے قلعہ بیدر و قندہار مین ستھے اون کو لطف و ملائمت سے مطیع و منقاد کیا۔ اور دونون حصار دن پر اپنا قبضہ کرلیا۔ کولاس مع مضافات رائے ورنگل سے لے لیا۔ گلبرگہ مین مسجد و قلعہ کو کہ شکستہ ہو رہے تھے تہوڑے ہی عرصہ مین تیار کرالیا۔ ادہر محمد تغلق ملک طغی کی بغاوت کے فرو کرنے مین ایسا مصروف رہا کہ اوس کو تا زیست دکن کی جانب توجہ کرنے کی فرصت ہی نہین ملی۔ آخر ۲۱ محرم ۷۵۲ھ کو انتقال ہوگیا۔ اور فیروزشاہ تخت دہلی پر متمکن ہوا۔ مگر اس بادشاہ نے بہی دکن کا کبہی رُخ نہ کیا۔ اسلئے سلطان علاءالدین حسن کو اب اپنی حکومت مین کوئی خطرہ باقی نہ رہا۔ اب سلطان نے اپنے بیٹے شاہزادہ محمد کی شادی ملک سیف الدین غوری کی لڑکی سے بڑے دہوم دہام کے ساتہ ادا کی۔ اور برابر ایک سال تک اس شادی کے جلسے رہے۔ وہ اپنی خالہ جو ملتان مین رہتی تہی وہ بہی بلوائی گئی۔ غربا و مساکین لذیذ کہانے اور خیرات سے مستفیض ہوئے۔ امرا و رؤسا نے انعامات و خطابات سے سرفرازی پائی۔ اس اثنا مین اسمٰعیل مخ (جو اوّل ناصرالدین شاہ ہوگیا تہا) کو ملک سیف الدین غوری کی برتری و افسری بہت بری معلوم ہوئی۔ اور اس رنج کے باعث اوس نے سلطان کے مارنے کی فکر مین ہوا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹) عامر ابن شہد ابن ملک داؤد ابن ہوشنگ ابن نیک کردار ابن فیروز بخت ابن نوح ابن صالح اور صالح سے بہرام گور تک کو چند واسطے ہین۔ اور بہرام گور ساسان کی اولاد مین اور ساسان بہمن ابن اسفندیار کیانی کے نسل سے ہے مگر اس نسب نامہ پر مورخ اعتبار نہین کرتے کہتے ہین کہ خوشامدی مورخ اوسے عالی نژاد بنانے کے لئے بہمن کی نسل سے بنا دیا ہے۔ ۱۲ مولف

✗ - یہ مسجد قرطبہ کی مسجد کے مشابہ ہے - (۲۱۶) فٹ مشرق و مغرب کو لنبی اور (۱۷۶) فیٹ جنوب و شمال کو

اتفاقاً راز طشت از بام ہوگیا۔ سلطان نے سر دربار قاضی کے فتوے پر اسمٰعیل کو قتل کیا۔ اور اوسکے بیٹے بہادر خان کو باپ کے عہدہ پر مقرر کردیا۔ اور جو جاگیرات کہ اوسکے رشتہ دارون وغیرہ پر چلی آتی تہین حسب سابق بحال رکہا۔ بہرحال جس نے قصور کیا تہا اوسکو سزا دی۔ اور باقی اوس کے عزیز و اقارب سے کسی قسم کا تعرض نہین کیا اس کے بعد سلطان کو ملک گیری کی ہوس ہوئی۔ اسلئے عماد الدین تاشقندی اور مبارک خان لودہی کو کرناٹک کی طرف بہیجا۔ چنانچہ ان دونون نے دریائے ناولی اور بکری تک خوب تاخت و تاراج کیا۔ اور وہان کے راجاؤن کو مطیع کرکے دو لاکہہ اشرفی اور بے شمار جواہر و آلات و مروارید (۲۰۰) ہاتہی۔ ایک ہزار رقاص کنیزین حاصل کین۔ اور سالانہ خراج بہی مقرر کرالیا۔ جب کرناٹک فتح ہوگیا تو سلطان کا ارادہ گجرات و مالوہ کی فتح کا ہوا۔ اس عرصہ مین امرا گجرات و رائے ہرن پسر رائے کرن گجراتی نے گجرات پر حملہ کرنے کے لئے سلطان کے پاس درخواستین بہیجین اور سلطان کا ارادہ بہی گجرات کے جانب یورش کرنے کا ہوا۔ اسلئے پہلے اپنے بیٹے محمد کو معہ لشکر گجرات کے جانب روانہ کیا۔ اور خود بہی پیچہے چلا۔ جب شاہزادہ قصبۂ نوساری پہونچا تو وہان شکار کی کثرت دیکہی۔ باپ کو لکہا کہ یہان شکار کثرت سے ہے جلد تشریف لائے۔ چونکہ علاء الدین شکار کا بڑا شوقین تہا۔ فوراً جا پہونچا۔ ایک ماہ برابر شکار مین مصروف رہا۔ اتنے مین سلطان دفعتاً ہیضہ مین مبتلا ہوگیا۔ مجبوراً واپس ہونا پڑا۔ گجرات کی مہم ملتوی رہگئی۔ اور جب گلبرگہ پہونچا تو صدر الشریف سمرقندی کے ہاتہہ پر تمام مناہی سے توبہ کی۔ اور قتلغ خان کے زمانہ مین جس طرح یہ ملک چار صوبون مین منقسم تہا اُسیطرح

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰) چوڑی ہے اور رقبہ ۳۸۰۱۶ مربع فیٹ ہے۔ تمام ہندوستان کے مساجد کے خلاف یہ کل مسجد مسقف ہے۔ افسوس کہ یہ مسجد بسبب غفلت خراب حالت مین ہے۔ اگر سرکار نظام توجہ فرمائین تو یہ قدیم یادگار کچہہ روزون باقی رہتی ہے ورنہ خدا حافظ ہے۔ ۱۲ مؤلف

چار صوبے کرکے گلبرگہ سے وابل ورائچور و مدگل تک کا علاقہ ملک سیف الدین غوری کے
تفویض کیا۔ اور دولت آباد۔ جنیر۔ چیول۔ بیٹر۔ سونگی پٹن ملک مرہٹ اسپنے بھانجے
خان محمد خان ابن علی شاہ کو دیا۔ اور برار ماہور۔ رام گڈہ۔ صفدر خان سیستانی کے حوالہ کیا
بیدر و قندہار۔ اندور۔ کولاس۔ علاقہ تلنگ۔ اعظم ہمایون پسر ملک سیف الدین غوری
کی حراست مین دیا۔ بیماری کا ہرچند علاج کیا گیا لیکن مطلق صحت نہیں ہوئی۔ آخر ۲ ماہ کے بعد
غرۂ ربیع الاول ۷۵۹ھ م ۱۰ افروری ۱۳۵۸ع کو بعمر ۶۷ سال انتقال کیا۔ ۱۱ سال ۲ ماہ ۷ روز
حکمرانی کی۔ تین بیٹے۔ محمد۔ داؤد۔ محمود تھے۔

سلطان محمد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن کانگو بہمنی

شاہزادہ محمد حسب وصیت پدر تیسرے دن تخت نشین ہوا۔ اوس کو بادشاہی کی شان و شوکت
اور اسباب و تجمل کا بڑا شوق تہا۔ چنانچہ چتر کے قبہ کو جواہرات سے خوب مرصع کیا۔ اوس
اوسپر ایک ہمائے مرصع کی صورت بنا کر لگائی۔ ہما مین وہ یاقوت نصب کیا (جو رائے بیجانگر نے
سلطان علاء الدین حسن کو تحفتاً بہیجا تہا جس کی قیمت سے جوہری عاجز ہو گئے تھے) اور
اسلحۂ خاص اوٹہانے والون کا نام سلحدار۔ جوانان خاصہ کا نام خاصہ خیل رکہا۔ پچاس سلحدار
ہزار خاصہ خیل نوبت بہ نوبت رگخانہ حاضر رہتے تھے۔ امرا اور منصبدار دربار اون کے
ساتھہ باری باری سے آٹہ چوکی پہرہ دیتے تھے۔ اون مین ایک سردار رہتا تہا جس کو
سرنوبت کہتے تھے۔ ان مین سے چوکی اول کی سرنوبت کو دوسرے سرنوبتون پر
فوقیت تہی سب جسے سرسرنوبت کہتے تھے۔ مملکت کے طرفدارون کے نام اسطرح مقرر کیا۔
طرفدار دولت آباد مسند عالی۔ طرفدار برار مجلس عالی۔ طرفدار بیدر و تلنگ اعظم ہمایون۔ طرفدار

تخت گلبرگہ و بیجاپور (جسکو وکالت کا منصب بہی تہا)۔ ملک نائب اور سپہ سالار الامیر الامرا کہلاتا تہا۔ چنانچہ یہ خطابات سلاطین اسلام کے آخر زمانہ تک برابر جاری رہے۔ جمعہ کے سوائے شب و روز وہ باپ کے تخت نقرہ پوسطا اونہین پہرون بیٹہتا تہا۔ تعظیماً پہلے باپ کے تخت کو سجدہ کرتا۔ جب ظہر کی اذان ہوتی تو وہ تخت سے برخاست کرتا۔

ہر روز پانچ مرتبہ نوبت بجانے کا حکم دیا۔ سونے کا سکہ بہی جاری کیا۔ چاندی کا سکہ تو اوّل ضرب ہوتا تہا۔ دونون سکون کا وزن ۳ ماشے سے دو تولہ تک تہا۔ سکہ کے ایک طرف کلمۂ شہادت اور چار یارون کے نام اور دوسرے طرف بادشاہ کا نام اور تاریخ سکہ ہوتی تہی۔ انہین ایام مین محمد شاہ کی مان ملکۂ جہان بی بی نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا۔ اور وہان خیرات کرنے کے لئے چار سو من سونا اور ۷ سو من چاندی سلطان نے (جو اوس کے باپ نے فقرا و مساکین پر تقسیم کرنے کے لئے جمع کیا تہا) مان کے حوالہ کیا۔ کہتے ہین کہ ملکہ کے ساتہ ملازمین و اقارب کے علاوہ آٹہہ سو بیوہ و مساکین عورتین تہین۔ جب ملکہ مکہ معظمہ کو پہونچین تو چار ہزار لڑکیون کی شادی کرائین اور بہت کچہ خیرات کیا۔ پہر وہان سے معاودت کرکے وطن آئین۔ محمد شاہ نے کلہر تک مان کا استقبال کیا۔ اور مان نے جو جامہ خانہ کعبہ کا سنجر سیاہ لائی تہی اوس کا چتر بنایا۔ خلیفہ عباسی کا فرمان جو مان کے

---

* جب سلاطین بہمنیہ کی بادشاہت باقی رہی تو سلاطین دکن سے سوائے خاندان قطب شاہیہ کے پانچ نوبتین نہ بجائین۔ ۱۲ مولف

** اس سکہ کو رایان تلنگ و بیجانگر نے بوجہ تعصب رواج نہ دینے مین سخت کوشش کی۔ اور کثرت سے گلا ڈالے۔ آخر سلطان نے ۷۶۱ھ مین صرافون کا قتل عام کیا۔ اور دہلی کے کہتری صرافی پر مقرر ہوئے۔ اور برابر تا انقراض دولت بہمنیہ یہ سکہ جاری رہا۔ محمود شاہ ثانی کے زمانہ مین ہندوؤن نے اس سکہ کو گلا کر ۶-۷ سال کے عرصہ مین نیست و نابود کر دیا۔ اور پہر وہی رایان بیجانگر اور تلنگ کا سکہ جو ہون پرتاب کے نام سے مشہور تہا جاری ہوگیا۔ ۱۲ مولف

ساتھ آیا تھا اوس کی تعظیم و تکریم کی۔ اس اثنا میں راجایان تلنگ و بیجانگر نے اتفاق کرکے محمد شاہ کو لکھا کہ مدگل۔ رائچور۔ کولاس ہمارے تفویض کردئے جائیں۔ چند روز تک تو محمد شاہ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا مگر جب فوج کی درستی کر لی تو صاف دھکار دیا ۷۶۳ھ میں رائے تلنگانہ نے اپنے بیٹے ناگ دیو کو بہت سی فوج دیکر معہ ۲۰ ہزار سوار راے بیجانگر کے کولاس کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ سلطان نے بہادر خان اعظم ہمایون صفدر خان وغیرہ کو لشکر کثیر کیساتھ مقابلہ کو روانہ کیا۔ فریقین میں خوب جنگ ہوئی۔ آخر مسلمان کامیاب ہوئے۔ راجہ مجبور ہوکر ایک لاکھ ہون ۲۵ ہاتھی نذر گزرانا۔ اسی سال ایک سوداگر کچھ گھوڑے محمد شاہ کے ملاحظہ میں لایا۔ جو ناکارہ ہونیکی وجہ سے ناپسند ہوئے۔ سوداگر نے عرض کیا کہ ناگدیو نے ویلم پٹن میں میرے تمام عمدہ گھوڑے زبردستی چھین لیا۔ حالانکہ مین نے اوس سے کہا تھا کہ یہ گھوڑے محمد شاہ کے لئے لیجا رہا ہون۔ مگر اوسنے ایک نہ مانی۔ یہ سنتے ہی محمد شاہ کو غصہ آیا اور اوسی وقت چار ہزار کا لشکر لیکر ملغار ناگدیو کے سر پر پہونچا۔ اور شہر مین گھسکر ناگدیو کو پکڑ لیا۔ اور قتل کیا۔ چونکہ بادشاہ کے پاس اسقدر فوج ہمراہ نہ تھی کہ اوس ملک پر قبضہ کر سکے اسلئے جس قدر روپیہ لیا گیا لیکر پندرہ دن کے بعد وہان سے چلدیا۔ راستہ مین تلنگون نے بہت تنگ کیا۔ یہانتک کہ محمد شاہ بھی زخمی ہوا۔ جب گلبرگہ آیا تو چار ہزار آدمیون مین سے پندرہ سو باقی رہ گئے تھے۔

۷۶۵ھ مین محمد شاہ نے تلنگانہ پر فوج کشی کی۔ اور راجہ کو اسقدر مجبور کیا کہ آخر اوس نے ۳۰۰ ہاتھی۔ ۱۳ لاکھ ہون۔ ۲۰۰ گھوڑے اور گولکنڈہ معہ مضافات کے دیکر صلح کر لی۔ اب سلطنت بہمنی اور تلنگانہ کی سرحد گولکنڈہ قرار دی گئی۔ اس کے بعد تلنگانہ کے راجہ نے ایک تخت بھی نذر گزرانا۔ اب محمد شاہ نے اوس تخت کو دربار عام مین رکھکر

باپ سے کے قدیم تخت نقرہ کو خزانہ مین داخل کر دیا۔ بہادر خان کو امیر الامرائی کا خطاب عطا کر کے اوس کی بیٹی سے اپنے بیٹے مجاہد شاہ کی شادی کر دی۔ اور اس شادی کا جشن مہینون ہوتا رہا۔ چنانچہ اسی زمانہ مین تین سو قوال دہلی سے حاضر ہوئے۔ اور خوب محفل گرم کی محمد شاہ اوسی حالت مستی مین ایک فرمان وجیانگر کے حاکم کے نام لکھوا کر بھیجا کہ ان مین سے قوالون کو وہ وظیفہ دیا کرے۔ جب یہ لوگ وہان گئے تو راجہ نے اون کی بے عزتی کی اور شہر سے نکلوا دیا۔ اس کے بعد خود تیس ہزار سوار ۹ لاکھ پیادے ۳ ہزار ہاتھی لیکر سلطنت بیجانگر پر چڑہائی کی۔ مدگل مین آٹھہ سو آدمیون کا قتل عام کر کے قلعہ چھین لیا۔ اور قلعۂ ادہونی تک خوب تاخت و تاراج کی۔ جب یہ خبر محمد شاہ کو پہونچی تو عہد کیا کہ اون آٹھہ سو مسلمانون کے عوض ایک لاکہہ ہندوؤن کو قتل کرون گا۔ اور اوسی وقت ۷۶۷ھ مین نو ہزار سوار سے کوچ کیا۔ اور دریائے کشنا کو عبور کر کے رائے بیجانگر کے مقابل ہوا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ راجہ بہاگ گیا۔ کہتے ہین کہ اس لڑائی مین ستر ہزار ہندو مارے گئے ۳ سو توپین ۲ ہزار ہاتھی ۷ سو عربی گہوڑے اور ایک سنگاسن شاہی اور بے شمار غنیمت ہاتہہ آئی۔ اب محمد شاہ نے راجہ کا تعاقب کیا۔ راجہ نے اپنے بہائی بہوج مل رائے کو ۴۰ ہزار سوار ۵ لاکہہ پیادون سے مقابلہ کو روانہ کیا۔ خوب گہمسان لڑائی ہوئی آخر بہوج مل رائے زخمی ہو کر بہاگ گیا۔ محمد شاہ نے تو ہندوؤن کے قتل کی قسم کہایا تہا۔ اسلئے اوس نے حکم دیدیا کہ قتل عام کیا جائے۔ جوان۔ بوڈہا۔ بچہ۔ عورت کوئی قتل سے

(نوٹ متعلق صفحہ ۲۴) یہ تخت اوس نے بادشاہ دہلی کے لئے بنوایا تہا۔ جو خالص سونے اور آبنوس کا تہا۔ اوسکی پوشش مینا سبز رنگ کی ہونیکی باعث محمد شاہ نے اوسکا نام تخت فیروزہ رکہا اس تخت کا عرض ۴ گز اور طول ۳ گز تہا۔ یہ تخت سو برس تک رہا۔ اور تخت فیروزہ کے نام سے سارے دکن مین مشہور تہا ہر سلطان اپنی تخت نشینی مین اسکو جواہر سے مرصع کرتا۔ جب وہ آخر کو شکستہ ہوا تو چار کروڑ روپیہ اوسکی قیمت کا تخمینہ ہوا۔ ۱۲ مولف

خالی نہ رہے۔ آخر اس قتل عام سے راجہ کشن رائے بیجانگر مین محصور ہوگیا۔ ایک مہینے تک محمد شاہ محاصرہ کرکے لڑتا رہا۔ مگر شہر کی تسخیر ممکن نہ ہوئی۔ اب محمد شاہ نے اپنے کو بیمار بنایا اور کوچ کا حکم دیا۔ جب راجہ نے دیکھا کہ محمد شاہ بیمار ہوگیا تو بیجانگر سے نکل کر تعاقب کیا۔ جب راجہ بیجانگر سے کسی قدر فاصلہ پر آگیا تو دفعتاً محمد شاہ نے شبخون پہر مارا۔ دس ہزار ہندو مارے گئے۔ ان متواتر شکستون اور قتل عام سے بیجانگر کے معتبر اور نامدار لوگون نے راجہ سے کہا کہ اب صلح کرے تو اچھا ہے ورنہ ہم تجھکو تخت سے اوتار دین گے۔ آخر راجہ نے صلح کا پیغام بہیجا۔ اور قوالون کا وظیفہ دینا قبول کیا۔ محمد شاہ نے تو اپنے حکم کی تعمیل اور بات کی پچ پر یہہ سب کچھ کیا تھا۔ جب اوس نے دیکھا کہ قوالون کا وظیفہ راجہ نے منظور کرلیا ہے اور میری بات بالا رہی تو فوراً صلح سے اتفاق کرکے واپس ہوا۔

اب اودہر دارالسلطنت کی سنئیے کہ یار لوگون نے محمد شاہ کے مرنے کی خبر اوڑا دی۔ اور بہرام خان مازندرانی نے (جس کو علاء الدین حسن اپنا بیٹا کہا کرتا تھا) کنبہ دیو مرہٹہ (سردار پائیگان) کے اغوا سے باغی ہوگیا۔ اور دولت آباد پر قبضہ کرلیا۔ راجہ بگلانہ اور بعض سرداران برار نے بہی اوس کی اعانت پر کمر باندہی۔ جب محمد شاہ نے سُنا تو بہرام خان کو لکھا کہ "تو اپنے ان حرکات ناشایستہ سے باز آ۔ اور اب تک جو قصور تو نے کیا ہے اوسکو معاف کرتا ہون"۔ مگر وہ کور نمک اپنی بغاوت پر قایم رہا۔ آخر لڑائی ہوئی محمد شاہ نے فتح پائی۔ بہرام خان اور کنبہ دیو بہاگ کر شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ دولت آباد کے

۱؎ مشرقی بادشاہون کی یہ ادائین لایق افسوس ہین کہ اپنی ایک بیہودہ بات کے پورا کرنے کے لئے ہزارون جانون کے جانے کا خیال نہین کرتے۔ ۱۲ مولف۔

پاس (جو حضرت برہان الدینؒ کے خلیفہ و مرید تہے) پہونچے۔ شیخ نے اونکو گجرات چلے جانیکی صلاح دی۔ محمد شاہ نے ہرچند تعاقب کیا مگر وہ ہاتہہ نہ آئے۔ اب اوسکو معلوم ہوگیا کہ شیخ نے اون کو مدد دی ہے۔ چونکہ اسکے قبل جب تمام مشائخین دکن نے محمد شاہ کے ہاتہہ پر حاضرانہ و غائبانہ بیعت کی تہی تو شیخ نے یہ کہکر کہ بادشاہ شراب پیتا ہے۔ بیعت سے انکار کردیا تہا۔ اسلئے محمد شاہ اول ہی شیخ سے ناراض تہا۔ اب اور بہی خفا ہوا۔ اور کہلا بہیجا کہ اب میری بیعت کرو۔ شیخ نے اوس کے جواب مین یہ نقل لکہکر بہیجی۔ کہ ایک دانشمند ایک سید ایک مخنث اتفاقاً یہ تینون کسی کافر کے قید مین پڑگئے۔ کافر نے حکم دیا کہ بتون کو سجدہ کرو۔ اوّل الذکر دونون نے تو سجدہ کرلیا۔ مگر مخنث نے کہا کہ مین نے تمام عمر کوئی نیکی نہین کی ہے جس سے مجہے نجات کی امید ہو اسلئے مین سجدہ نہ کرون گا۔ اور مرنے کو بہتر سمجہون گا۔" پس میرا حال بہی مخنث کا سا ہے۔ اسپر بادشاہ بہت ناراض ہوا۔ اور شہر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ شیخ وہان سے نکل کر اپنے مرشد کے درگاہ مین آئے اور وہان عصا گاڑکے کہا کہ اب دیکہون مجہے یہان سے کون نکالتا ہے۔ محمد شاہ بڑا عقلمند تہا۔ درویش کے اصرار پر اصرار کرنا مناسب نہ سمجہا۔ اور یہ مصرع لکہکر بہیجا۔ ؎ من زان توام تو زان من باش۔ اسپر شیخ نے فرمایا کہ اگر محمد شاہ شرع کی اتباع کرے۔ تو مجہہ سے زیادہ کوئی اوس کا خیرخواہ نہ ہوگا۔ اور یہ اشعار لکہکر بہیجے۔ ؎ تا من بزیم بجز نکوئی نکنم ٭ جز نیکدلی و نیکخوئی نکنم گفتا کہ بجائے من بدیہا کردند ٭ تا دست رسد بجز نکوئی نکنم ٭ غازی کے خطاب سے بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور اپنے نام کے ساتہہ لفظ غازی کا اضافہ کیا۔ اور تمام شراب خانے موقوف کرادئے۔ اور ۶ یا ۷ مہینون مین تقریباً ۲۰ ہزار رہزنون کے

سر کاٹے گئے۔ جس سے ملک مین امن وچین ہوگیا۔ آخرکار ۱۷ سال ۹ ماہ ۵ یوم سلطنت کرکے ۹ ذیقعدہ ۷۷۶ھ م ۱۳۷۴ء کو محمد شاہ نے اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ کہتے ہین کہ اوسکی سرکار مین ۳ ہزار ہاتہی تہے اور اول سے آخر تک اس نے ۵ لاکہہ آدمیون کو قتل کیا تہا۔

سلطان مجاہد شاہ بن سلطان محمد شاہ بہمنی

سلطان محمد شاہ کا بیٹا مجاہد شاہ (جو ملک سیف الدین غوری کا نواسہ تہا) سوم کی وتخت نشین ہوا۔ اور خان محمد مسند عالی کو (بعض وجوہات سے) معزول کرکے اعظم ہمایون کو اوسکی جگہ مقرر کیا۔ اسکے بعد کشن رائے والی بیجانگر کو لکہا کہ سلطنت بہمنیہ اور بیجانگر مین دوآبہ کشنا اور تنگ بہدرا کے سبب جہگڑا رہا کرتا ہے۔ اسلئے سلطنت بہمنیہ کی سرحد دریائے تنگ بہدرا مقرر کیجئے اور قلعۂ بیجاپور وغیرہ ہمکو دیدیجیے۔ مگر اوسنے اوس کے خلاف جواب بہیجا۔ مجاہد شاہ یہ سنکر لشکر کی تیاری کرنے لگا۔ اور پانچسو ہاتہی۔ خزانہ ہمراہ لیکر آب تنگ بہدرا سے عبور کیا۔ راستہ مین ایک شیر کی خبر ملی۔ جسکو مجاہد شاہ تنہا مارلیا۔ آپکی شجاعت کی ایسی دہوم مچی کہ بیجانگر والون کا دم مجاہد شاہ کے نام سے فنا ہونے لگا۔ اور کشن رائے بیجانگر کو ایک سردار کے تفویض کرکے خود کوہستان مین چلا گیا۔ اب مجاہد شاہ بہی اوسکے تعاقب مین جنگلون کو صاف کرواتا ہوا آگے بڑہا۔ جب سیت بند۔ رامیشور مین پہونچا تو مسجد علائی (جسکو علاء الدین خلجی نے بنایا تہا) کی تعمیر کرائی۔ صدہا بتخانون کو توڑا۔ اور ویران کیا۔ جب کشن رائے مجاہد شاہ کے تعاقب سے مجبور ہوا تو بیجانگر مین آیا۔ اور مجاہد شاہ بہی اوسکے پیچہے چلا۔ یہان یہ امر قابل ذکر ہے کہ بیجانگر کی دو راہین تہین۔

ایک وسیع دوسری تنگ۔ چونکہ وسیع راستہ کو بیجانگر والے خوب مضبوطی سے روکے ہوئے تھے اسلئے سلطان تنگ راستہ سے (جسے سوورہ کہتے تھے) بیجانگر مین داخل ہوا اور سوورہ کے دہانہ پر اپنے چچا داؤد خان کو ۴ ہزار سوار اور بہت سے پیادے دیکر محافظت کے لئے ٹھیرایا۔ جب سلطان شہر مین داخل ہوا تو کشن رائے نے مقابلہ کیا خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ ایک ہندو نے سلطان کے سر پر تلوار ماری۔ مگر خالی گئی۔ جب یہ خبر داؤد خان کو پہونچی تو اوس نے نادانی کرکے سوورہ کے دہانہ کو خالی چھوڑ دیا۔ اور لشکر سلطانی مین آملا۔ جب سلطان کی نظر داؤد خان پر پڑی تو سخت منغض ہوا۔ اور غصہ مین اوسکو گالی دیکر کہا کہ تو نے دہانہ کو کیون خالی چھوڑ دیا۔ اگر کفار اوس دہانہ پر قابض ہوجائین تو پھر کوئی مسلمان اس شہر سے جانبر ہوکر نہ جاسکیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفار اوس دہانہ پر قابض ہوگئے۔ اور لشکر سلطانی کے نکلنے کے لئے کوئی راستہ باقی نہین رہا۔ آخر مجاہد شاہ نے توقف مین صلاح نہ دیکھی اور دہانہ کے طرف بڑہا۔ اور ایک زبردست حملہ ایسا کیا کہ دہانہ خالی ہوگیا۔ جس سے لشکر بآسانی باہر نکل گیا۔ (جس شخص نے اس ملک کو دیکھا ہے وہ جانتا ہے کہ مجاہد شاہ نے کیا کام کیا) الحاصل جب مجاہد شاہ نے دیکھا کہ ہندوؤن کے فوج کی تعداد زیادہ ہے اور بیجانگر کا فتح ہونا دشوار ہے اسلئے ساٹھ یا ۷۰ ہزار مرد و زن قوم ہنود سے گرفتار کرکے اپنی دارالسلطنت کو معاودت کیا۔ راستہ مین قلعۂ ادھونی فتح کرنا چاہا مگر وہ بھی نہ ہوسکا۔ اور کشن رائے بھی اس بلا کے چلے جانے سے چپکا ہورہا۔ اب مجاہد شاہ دریائے تنگ بہدرا سے اوترآیا۔ اور عوالی مدگل مین سیر و شکار کے لئے گشت لگانے لگا۔ اب یہان سلطان نے صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کو رخصت کردیا۔ اور خود آب کشنا کے کنارے مچھلی کے شکار کے لئے ٹھیر گیا۔ ۷ ذیحجہ

سنہ ۷۹۹ھ کو بادشاہ کی آنکھ آشوب کر آئی تہی اور وہ اپنے خیمہ مین سو رہا تہا۔ کہ آدہی رات کے وقت داؤد خان۔ خان محمد۔ مسعود خان تنبولدار یہ تینون خیمہ مین گہسکر مجاہد شاہ کو سوتے مین قتل کرڈالے۔ مجاہد شاہ نے ۳ سال سلطنت کی۔

سلطان داؤد شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی

چونکہ مجاہد شاہ کو کوئی اولاد نہ تہی اسلئے اوسکا قاتل چچا داؤد شاہ تخت نشین ہوا۔ اور مجاہد شاہ کے قتل کی خبر مشہور ہوتے ہی چارون طرف فساد کی صورتین پیدا ہوگئین۔ صفدر خان اور اعظم ہمایون بہی مبارک بادی کے لئے گلبرگہ نہ آئے۔ بلکہ برار اور دولت آباد چلے گئے۔ گلبرگہ کے امرا مین دو فریق ہوگئے۔ ایک تو داؤد شاہ کے طرفدار تہے۔ دوسرے سلطان علاء الدین حسن کے چہوٹے بیٹے محمود کو تخت نشین کرنا چاہتے تہے۔ ملک سیف الدین نہایت عاقل آدمی تہا اسلئے اوسنے داؤد شاہ کا استقبال کرکے تخت فیروزہ پر متمکن کیا۔ اور آپ منصب وکالت سے استعفا دیکر خانہ نشین ہوگیا۔ الغرض سب لوگ تو خاموش ہوگئے لیکن مجاہد شاہ کی بہن روح پرور آغا نے بالکل نہ مانا۔ اور ایک شخص باکہ نام کو (جو سلطان مجاہد شاہ کا رفیق تہا) داؤد شاہ کے قتل پر آمادہ کیا چنانچہ ۲۱ محرم سنہ ۸۰۰ھ کو جب داؤد شاہ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مسجد مین گیا تہا۔ باکہ نے سجدہ کی حالت مین تلوار سے اوسکا کام تمام کردیا۔ اور باکہ اوسی وقت خان محمد کے ہاتہہ سے (جو وہان موجود تہا) مارا گیا۔

---

* داؤد خان (جو سلطان کا چچا تہا) کو سودرہ چہوڑنے پر سلطان نے جو گالی دی تہی اوس کا کینہ اوس کے دل مین تہا اور خان محمد مسند عالی کے دل مین جو سلطان نے اوس کو موقوف کردیا تہا وہ دشمنی سا تہ تہی یہ دونون امر کو ظاہر ہیں مگر مسعود خان تنبول دار کے دشمنی کا واقعہ یہ ہے کہ جب مجاہد شاہ ۱۴ سالہ تہا تو ایک روز خزانہ شاہی سے کئے

سلطان محمود شاہ بہمنی ابن سلطان علاء الدین حسن کانگو بہمنی

داؤد شاہ کے مرنے کے بعد خان محمد نے چاہا کہ محمد سنجر پسر داؤد شاہ کو تخت نشین کرے مگر روح پرور آغا نے (جس کے پاس قلعہ سنجر اور محمود دونوں رہتے تھے۔) امراء کے اتفاق سے محمد سنجر کو مکحول کر کے محمود کو تخت پر بٹھایا اور سیف الدین غوری کو حسب سابق منصب وکالت عطا ہوا مسعود خان (جو مجاہد کے قتل میں شریک تھا) کو سولی دی گئی۔ اور خان محمد قلعہ ساغر میں قید کیا گیا۔ جو چند روز کے بعد اجل طبعی سے قید ہی میں عالم بقا کو سدہارا۔ اور ملک میں جو بدنظمی پہیلی ہوئی تھی وہ محمود شاہ کے تخت نشین ہوتے ہی معدوم ہوگئی۔ میر فضل اللہ انجو کو عہدہ صدارت عطا ہوا۔ الغرض یہ سلطان نہایت سلیم النفس خوش خلق۔ عدالت آثار تہا۔ سوائے اپنی منکوحہ بی بی کے کسی دوسری عورت پر کبہی نگاہ نہ کی اور اعلےٰ درجہ کا خوشنویس تہا۔ قرآن خوب پڑہتا تہا۔ علوم متداولہ سے باخبر۔ عربی۔ فارسی فصیح بولتا تہا۔ علماء کی بیحد قدر کرتا تہا۔ اوسکی قدردانی علم کا دور دور شہرہ ہوگیا تہا۔

خواجہ حافظ شیرازیؒ نے بہی ارادہ کیا تہا کہ اوس کے دربار میں آئیں جب سلطان کو خواجہ کے قصد کی خبر معلوم ہوئی تو معقول رقم اور محمودی کشتی اون کے لئے روانہ کی چنانچہ خواجہ اوس رقم کو اپنے بہانجون اور بیواؤن میں تقسیم کر کے ہندوستان کو چلے۔ جب

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۱۰) تو ڈیرے اشرفیون سے اوٹہا لایا۔ اور اپنے ہم عمرون میں تقسیم کر دیا۔ اوسکی خبر مبارک تنبولدار نے (جو مسعود خان کا باپ تہا) سلطان کو دی تہی۔ سلطان نے بیٹے کو بلا کر دو چار قمچیان لگائی تہین۔ جب شاہزادہ کو مبارک کا چغلی کہانا معلوم ہوا تو ایک ہفتہ کے بعد شہزادے نے مبارک سے کہا کہ مین سنتا ہون کہ تم بڑے طاقتور ہو آؤ ہم تم کشتی لڑین۔ دیکہین کون بچہاڑے مبارک بہی لڑنے پر تیار ہوگیا کیونکہ اوس وقت مبارک کی عمر تیس سال کی تہی اور شاہزادہ کا سن چودہ سالہ تہا۔ اوسنے

ہار مین پہونچے تو اون کا دوست (جسے چورون نے لوٹ لیا تہا) مفلسی کی حالت مین ملا۔ خواجہ نے اپنا زادراہ اوسکو دیدیا۔ تاہم ایک بڑے سوداگر نے اپنے خرچ سے خواجہ کو ہرمز تک پہونچا دیا۔ اور خواجہ محمود شاہی کشتی مین سوار ہوے اتفاقاً باد مخالف چلنے لگی۔ ڈر کے مارے بہانہ کرکے واپس چلے گئے۔ اور میر فیض اللہ انجو کو ایک غزل لکہہ بہیجی جسکا مطلع یہ ہے۔ ع
دمے باغم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد + بمے بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد + جب محمود شاہ کو خواجہ کے واپس جانے کی کیفیت معلوم ہوئی تو ہزار تنگہ طلائی (ساڑہے چار ہزار روپیہ) ملا محمد قاسم مشہدی کے معرفت خواجہ کے پاس روانہ کیا اس اثنا مین ٹہانہ دار ساغر نے اپنے بیٹون محمد اور خواجہ کے بہکانے سے بغاوت کی۔ سلطان نے یوسف اژدرنی کو سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ باغی مارے گئے۔ افسوس ہے کہ یہ رحم دل سلطان یکم رجب ۷۹۹ھ کو بعارضہ تپ محرقہ اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ ۱۹ سال ۹ ماہ ۲۰ روز سلطنت کی۔ اس واقعہ کے دوسرے ہی روز ملک سیف الدین غوری نے بہی ۱۰۷ برس کے سن مین انتقال کیا۔

سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی

محمود شاہ کا بڑا بیٹا غیاث الدین ۱۷ برس کی عمر مین تخت پر بیٹہا۔ احمد بیگ قزوینی کو عہدہ پیشوائی اور محمد خان خلف اعظم ہمایون کو خدمت سرنوبتی عطا کی۔ اور صفدر خان سیستانی کے بیٹے صلابت خان کو مجلس عالی کا خطاب اور اوسکے باپ کی خدمت سے سرفرازی بخشی۔ سلطان کی

(نوٹ بقیہ صفحہ ۳۴۱) خیال کیا کہ شاہزادہ بچہ ہے فوراً پٹک دونگا۔ مگر غلط ثابت ہوا۔ شاہزادہ نے کشتی مین مبارک کو اوٹہا کر ایسا دے مارا کہ گردن ٹوٹ گئی اور اوسی وقت مرگیا۔ چنانچہ یہ بدلا اپنے باپ کے مارے جانے کا مستوفی داپ پڑکالا ۱۲ مولف۔

یہ سرفرازیان تغلچین کو (جو محمود شاہ کا معتبر غلام بمنصب وکالت کا امیدوار تہا۔ اور اپنے بیٹے ملا
حسین خان کو سلطنت بنانا چاہتا تہا) ناگوار گذرین۔ جب سلطان کو تغلچین کے رنج کی
کیفیت معلوم ہوئی تو اوس سنے علانیہ کہا کہ مین غلامون کو شرفا سے برتر بنانا نہین چاہتا
یون تو تغلچین اول ہی سے جلا بہنا تہا۔ اب یہ گفتگو سلطان کی اور بہی آگ بہڑکا گئی اور سلطان
کے قتل کے درپئے ہوا۔ ۱۷ ار رمضان ۷۹۹ھ کو اپنے گہر ایک تقریب کرکے سلطان کو بلایا
چونکہ تغلچین کی ایک بیٹی نہایت خوبصورت اور شکیلہ تہی جسپر سلطان فدا تہا۔ اوس سنے یہ
سمجہا کہ شاید یہ دعوت بیٹی کے پیشکش کرنیکی ہے۔ اسلئے بلا وسواس خوشی خوشی اوس کے
گہر گیا۔ اوس بدبخت سنے سلطان کو خوب بے ہوش کرکے آنکہین نکال لین اور سلطان
کے ہمراہی ۲۴ بڑے بڑے امرا کو اندر بلا کر قتل کر ڈالا۔ اوس کے بعد اندہے سلطان کو
قلعہ ساغر مین قید کرکے اوس کے چہوٹے بہائی شمس الدین کو (جو کنیزک زادہ تہا) تخت
نشین کیا۔ سلطان غیاث الدین کی مدت سلطنت ایک ماہ ۲۰ روز ہے۔

سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی

سلطان شمس الدین پندرہ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا اور تغلچین کو ملک نائب کا خطاب
اور میر جملگی کا منصب دیا گیا۔ سلطان کی مان (جو سلطان غیاث الدین کے والدہ کی کنیز تہی)
کو مخدومۂ جہان کا لقب عطا ہوا۔ دراصل شمس الدین برائے نام سلطان تہا۔ کیونکہ تمام امور
پر تغلچین حاوی ہو گیا تہا۔

اب یہ امر بتلانے کے قابل ہے کہ سلطان داؤد شاہ کے ۳ بیٹے تہے جن مین سے بڑے
بیٹے محمد سنجر کو تو روح پرور آغا نے اندہا کیا تہا اور دوسرے دو بیٹے فیروز خان اور احمد خان

باپ کے قتل کے وقت ۷ اور ۶ سال کے تہے۔ سلطان محمود شاہ (جو لڑکون کا چچا ہوتا تہا) نے ان کم سن لڑکون کی تربیت و تعلیم میر فضل اللہ انجو کے تفویض کی۔ اونے ان لڑکون کو شاہزادون کی طرح تعلیم دی۔ اور جملہ فنون سے ماہر کیا۔ چونکہ اسوقت تک محمود شاہ کو کوئی بیٹا پیدا نہین ہوا تہا اسلئے اوس نے اپنی بیٹیان ان دونون کو دیکر فیروز خان کو اپنا ولیعہد بنایا تہا۔ اس اثنا رمین محمود شاہ کو لڑکا (غیاث الدین) پیدا ہوا تو اوس نے اوس لڑکے کو ولیعہد کرکے مرتے وقت فیروز خان اور احمد خان کو اوس کے اطاعت کی وصیت کی تہی۔ چنانچہ یہ دونون اپنے مرحوم چچا کی وصیت پر عمل پیرا تہے۔ لیکن جب تغلچین نے غیاث الدین کو نابینا کیا۔ اور شمس الدین کو تخت پر بٹہایا تو اون دونون بہائیون کی بیویون نے (جو سلطان غیاث الدین کی بہنین تہین) اپنے شوہرون کو تحریص و ترغیب دلائین کہ اس نمکحرام تغلچین کا قصہ پاک کیا جائے۔ جب یہ خبر تغلچین کو ہوئی تو وہ ان دونون بہائیون کے قتل کے درپے ہوا اب یہ دونون بہائی ساغر کی طرف بہاگ گئے۔ یہان کے حاکم سدہو نے اون کی امداد پر کمر باندہی اور تہوڑی بہت فوج لیکر گلبرگہ پر حملہ کئے۔ اور تغلچین بہی سلطان شمس الدین کو لیکر مقابل ہوا۔ اٰخر فیروز خان شکست پاکر ساغر کو بہاگ گیا۔ چونکہ دار الخلافہ مین تمام امرا اور رعایا تغلچین کے ظالمانہ کارروائیون سے سخت متنفر تہے۔ اسلئے سبہون نے بالاتفاق فیروز خان کو لکہا کہ آپ سلطان شمس الدین سے اپنے جرایم کی معافی کا صافی نامہ لکہوا کر گلبرگہ چلے آؤ اور فرصت کے وقت کام بناؤ۔ ہم امداد کو حاضر ہین۔ چنانچہ فیروز خان نے شمس الدین کو معذرت نامہ لکہا اور وہان سے معافی نامہ بہی آگیا۔ اب یہ دونون بہائی گلبرگہ جانے کے لئے مشورہ کر رہے تہے کہ اس عرصہ مین ایک کشمیری فقیر نے باواز بلند کہا

کہ اے فیروز خان روز افزون مین بجھے گلبرگہ لیجا کر بادشاہ بنانے کے لئے آیا ہون" فیروز خان نے فقیر کی صدا کو فال نیک سمجھی- اور احمد خان کو لیکر گلبرگہ داخل ہوا- دو ہفتہ بلا کچھ روائی کے گزرے- آخر تیس صفر ۸۰۰ھ کو دفعتاً ۳۰۰ سپاہیون سے اندر گھسکر تغلچین اور شمس الدین کو گرفتار کرلیا- اور تغلچین کا بیٹا مارا گیا- اس کے بعد تمام ارکین دولت (جنہون نے امداد کا وعدہ کیا تہا) حاضر ہوئے فیروز خان تخت فیروزہ پر جلوس کیا اور روز افزون شاہ (جو فقیر نے کہا تہا) اپنا لقب رکہا سلطان علاء الدین حسن کی تلوار اپنے کمر مین باندہی- جب چند روز کے بعد امن و امان ہوگیا تو سلطان غیاث الدین کو بلاکر تغلچین کو اوسکے حوالہ کیا- اور اوس نے باوجود نابینائی کے ایک ضرب شمشیر مین اسے قتل کر ڈالا اس کے بعد فیروز شاہ نے شمس الدین کو مکحول کرکے مخدومہ جہان کے ساتہ مکہ معظمہ جانیکی اجازت دی- اور سالانہ پانچہزار فیروز شاہی اشرفیان اور تحایف اوس کے پاس ہر سال بہیجتا رہا- چنانچہ ۸۱۶ھ مین شمس الدین بمقام مدینہ منورہ انتقال کیا- سلطان شمس الدین کی مدت سلطنت ۷ ماہ ۵ روز ہے-

سلطان فیروز شاہ بہمنی الملقب بروز افزون شاہ ابن سلطان داؤد شاہ بہمنی

جب فیروز شاہ تخت نشین ہوگیا تو پہلے اپنے بہائی احمد خان کو امیر الامراء- خان خانان کا خطاب دیا- اور میر فضل اللہ انجو (اپنے اوستاد) کو ملک نائب کرکے وکیل سلطنت مقرر کیا- چونکہ سلطان کو عورتون سے زیادہ رغبت تہی اسلئے اوس نے مذہب امامیہ کے مطابق متعہ کو جائز رکہا- اور ایک ہی دن مین آٹھ سو عورتون سے متعہ کیا- اوس کے محل مین سب قسم کی عورتین چرکسی- ترکی- روسی- گرجی- فارسی- خطائی- فرنگی- افغانی-

تلنگی۔ بنگالی۔ کنڑی۔ مرہٹی۔ راجپوتی وغیرہ موجود تہین۔ یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے اپنی بیٹیان سیدون کو دین۔ اور اون کی بیٹیان اپنے بیٹون کے لئے لین۔ چنانچہ میر فضل اللہ انجو کی دختر کا نکاح اپنے بیٹے حسن خان سے کیا۔ اور اپنی بیٹی (جو سلطان محمود شاہ کی دختر کے بطن سے بتی) صدر جہان کے بیٹے میر شمس الدین انجو کو دی وارڈی کے ریلوی اسٹیشن سے ۵ میل پر اسنے ایک شہر فیروز آباد بھیتو اندی کے کنارے بساکر اسے اپنا تخت گاہ بنایا تہا سلطان کو تمام علوم مین دخل تہا۔ شعر بہی کہتا تہا عروجی اور فیروزی تخلص تہا۔ یہ قطعہ اوسکی تصنیف سے ہے ~ در آتش ہرزہ فکر زائل نزکنی + اندیشہ بہر خیال مائل نزکنی + این نقد خزینۂ دماغ است بکوش + تا حرف بخبہاے باطل نزکنی + سنہ ۸۱۰ھ مین بمقام دولت آباد ایک رصد بہی بنوائی تہی مگر بعض وجوہ سے وہ ناتمام رہ گئی۔ دکن مین جو منصبداری پگڑی کا رواج ہے وہ دراصل اسی بادشاہ کی ایجاد ہے۔ اکثر مورخین بالاتفاق بیان کرتے ہین کہ ۲۴ لڑائیان ہندوون سے لڑا چنانچہ سنہ ۸۰۱ھ مین دیوراے والی بیجانگر پر فوج کشی کی۔ اس لڑائی مین قاضی سراج نے حکمت عملی سے دیوراے کے بیٹے کو قتل کیا جس سے راجہ کے حواس باختہ ہوگئے۔ اور گیارہ لاکہ ہون دیکر صلح کرلی۔ سنہ ۸۰۳ھ مین گونڈوانہ کے راجہ نرسنگہ پر حملہ کیا۔ اس لڑائی مین بہت سے نامی سردار سلطنت بہمنیہ کے مارے گئے۔ آخر سلطان کو فتح نصیب ہوئی اور نرسنگہ نے اپنی بیٹی کا ڈولہ فیروز شاہ کو بہیجا۔ پانچ من سونا ۵۰ من چاندی چالیس ہاتہی داخل کرکے صلح کرلی اس اثنا مین امیر تیمور کے آمد کی ہندوستان مین دہوم مچی۔ فیروز شاہ نے بہ اظہار اتحاد و اطاعت ایک عرضی لکہکر بہیجی تیمور نے ایک فرمان فیروز شاہ کے نام بہیجا جس مین چتر اور جمیع لوازم شاہی کے رکہنے کی اجازت اور دکن و مالوا و گجرات کی شاہی عطا کی۔ سنہ ۸۰۹ھ مین دیوراے مدگل کے ایک سنار کی

لڑکی کی خوبصورتی سنکر ۵ ہزار سوار سے مدگل پر چڑہائی کی۔ زرگر اپنی لڑکی کو کہین لیکر بہاگ گیا۔ فولاد خان حاکم مدگل سے مقابلہ ہوا۔ جب فیروز شاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو فوج لیکر دیو رائے کے پیچھے پیچھے بیجانگر تک چلا گیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ ۶۰ ہزار ہندو گرفتار ہوئے۔ آخر راجہ نے اپنی لڑکی اور ۱۰ لاکہہ ہون ۵ من مروارید ۵۰ ہاتہی ۲ ہزار کنیز اور غلام بطریق پیشکش داخل کرکے صلح کرلی۔ اور بہت سا مال و اسباب جہیز کے طور پر بادشاہ کے حوالہ کیا۔ ۴۰ روز اس شادی کے جلسے رہے۔ اس کے بعد جب بادشاہ گلبرگہ کو لوٹ کر آیا تو پرتہال کو طلب کرکے اپنے بیٹے شاہزادہ حسن خان سے اوس کا نکاح بڑی دہوم دہام سے برضامندی والدین کردیا۔ ۸۱۵ھ مین جب بادشاہ گونڈوانہ سے (سرکشون کی تادیب کرکے) واپس آرہا تہا تو معلوم ہوا کہ ایک بزرگ سید محمد گیسو دراز دہلی کے طرف سے تشریف لائے ہین۔ بادشاہ معہ اپنے امرا و اولاد کے شہر سے باہر اون کے استقبال کو گیا اور بہت خاطرداری کی۔ لیکن اونہین علوم ظاہری خصوصاً معقول مین کچہہ دخل نہ تہا اسلئے بادشاہ نے پہر کچہہ توجہ نہ کی۔ البتہ بادشاہ کے بہائی احمد خان (امیر الامرا خان خانان) نے اون کے لئے خانقاہ بنوادی۔ اور معتقدین مین شامل ہوگیا۔ جب ۸۱۸ھ مین فیروز شاہ نے شاہزادہ حسن خان کو (جو کم عقل و عیاش تہا) ولیعہد کرکے سید صاحب سے دعا چاہی تو اونہون نے جواب دیا کہ

(نوٹ متعلق صفحہ ۳۴۶) علاقہ مدگل مین ایک زرگر کی لڑکی پرتہال نامی نہایت خوبصورت تہی۔ بیجانگر کا ایک برہمن (جو بنارس کو جا رہا تہا) کچہہ دنون کے لئے اوس زرگر کے مکان مین ٹہرا کہین اوس نے اوس لڑکی کو دیکہہ پایا۔ جب بنارس کی تیرتہہ سے بیجانگر واپس آیا تو دیوارائے سے اوس لڑکی کی خوبصورتی بیان کی راجہ اوسپر غائبانہ عاشق ہوگیا۔ اور برہمن کو اوس کے لانے کے لئے بہیجا۔ لیکن لڑکی چلنے پر راضی نہ ہوئی۔ کیونکہ راجہ کی ۱۲ ہزار عورتین تہین۔ لڑکی نے باپ سے کہا کہ مجہے ایک بزرگ نے بشارت دی ہے کہ تو عنقریب ایک مسلمان بادشاہ زادہ سے منسوب ہوگی۔ بس بہتر ہے کہ تم راضی

آپ نے اوس کو تخت دیا۔ میری دعا کی کیا حاجت ہے۔" پہر مکرر فیروز شاہ نے منت و سماجت
کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "خداوند تعالیٰ نے سلطنت کا فرمان احمد خان کے نام لکہا ہے۔
دوسرون کے لئے کوشش لاحاصل ہے۔" سید صاحب کے اس برملا جواب سے فیروز شاہ
بہت غمگین ہوا۔ اور آپ کو باہر چلے جانے کی تاکید کی۔ چنانچہ آپ معہ اہل وعیال شہر سے
باہر ٹہیرے۔ (جہان اب آپکا مزار مبارک ہے) اور مریدون نے وہان پر ایک پر تکلف خانقاہ
بنوادی۔ اس خانقاہ کے پاس ایک سرا اور ایک مدرسہ بہی ہے۔ کہتے ہین کہ عالمگیر نے
بنوایا ہے ۸۲۰ھ مین بادشاہ نے قلعۂ پانگل (جو اب نلگنڈہ مشہور ہے) کی تسخیر کا ارادہ کیا
اور دو برس تک محاصرہ رکہا۔ لشکر مین ایسی وبا پہیلی کہ بادشاہ کو بے نیل مرام واپس آنا پڑا۔
دیورائے نے اس موقع کو غنیمت جانا۔ اور باتفاق راجۂ تلنگانہ معہ لشکر کثیر حملہ کیا۔ گو اس
وقت فیروز شاہ مین مقابلہ کی قوت نہ تہی۔ مگر مجبوراً مقابلہ کیا۔ خوب گہمسان لڑائی ہوئی۔ میر فضل اللہ
انجو مارا گیا۔ بادشاہ کو شکست ہوئی احمد خان نے ہوشیاری کرکے بادشاہ کو ہنگامۂ کارزار سے
نکال لایا۔ اور دیورائے کے ظلم وستم کا اژدہا دہوا۔ اب فیروز شاہ نے احمد شاہ گجراتی
(والئے گجرات) سے امداد چاہی مگر وہ خود تخت نشین ہوکر زیادہ عرصہ نہ گزرا تہا۔ اسلئے اوسنے
نفی مین جواب دیا۔ آخر احمد خان نے خزانون کے منہ کہول دئے اور لشکر جمع کرکے دیورائے
کو مملکت بہمنیہ سے باہر کردیا۔ فیروز شاہ کے دل پر اس شکست کا ایسا سخت صدمہ ہوا کہ بیمار
پڑگیا۔ اور مرض نے طول پکڑا۔ سلطنت کے سارے کاروبار اپنے دو نون غلام ہوشیار
(عین الملک) اور بیدار (نظام الملک) کے تفویض کیا۔ اس موقع پر بعض بداندیشون نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۷)۔ برضا بیٹہے رہو۔ جب دیورائے نے لڑکی کے ناراضی کی خبر سنی تو فوراً لشکر
لیکر مدگل پر حملہ کیا۔ ۱۲۔ مولف۔

بادشاہ کو یہ سمجہایا کہ احمد خان کے تیور برُے نظر آتے ہین آیندہ شاہزادہ حسن کا حکمرانی
کرنا دشوار ہے بادشاہ بہی اون کے دم مین آگیا۔ اور اپنے بہائی احمد خان کے اندہا
نے کا قصد کیا۔ اتفاقاً اوس کو خبر ہوگئی وہ فوراً اپنے بیٹے علاء الدین کو لیکر چلتا بنا۔
پہلے سید محمد گیسو دراز کے پاس گیا۔ اور دعا چاہی سید صاحب نے اپنی پگڑی دو پارہ
کرکے دونون کے سر پر باندہی۔ اور اپنے ساتہ بٹہا کر کہانا کہلایا۔ اور سلطنت کا مژدہ
پایا۔ اس کے بعد احمد خان معہ چار سو معتبر آدمیون کے شہر سے نکلا۔ راستہ مین
خلف حسن بصری (جو احمد خان کا پرانا رفیق تہا) بہی ساتہ ہو گیا۔ جب بادشاہ کو احمد خان
کے فرار کی خبر ہوئی تو عین الملک اور نظام الملک کو ۴ ہزار سوار سے تعاقب مین روانہ
کیا۔ اس موقع پر احمد خان بہت گہبرایا اور عالم یاس مین ایک درخت کے نیچے سو گیا۔
خواب مین دیکہا کہ ایک بزرگ سبز تاج دوازدہ ترک کا لیے ہوئے اوس کے طرف آرہے ہین
اور اوسکے سر پر رکہکر یہ کہتے ہین کہ فلان گوشہ نشین نے یہ تاج تجہے بہیجا ہے"۔ جب آنکہہ کہلی تو
احمد خان کا وہ ہراس دور ہو گیا۔ اور خلف حسن بصری نے بہی تسلی دی۔ اتفاقاً کچہہ بنجارے
براہ کے طرف سے بیل غلہ کے کلیانی لا رہے تہے۔ اور چند لاہور کے سوداگر بہی تین سو گہوڑون کے
ساتہ وہان ٹہرے ہوئے تہے۔ خلف حسن بصری نے بنجارون اور سوداگرون کو دم دلاسا
دے کے اون کے بیل اور گہوڑے لیکر اوسی نواح کے چند دیہاتون اور اپنے ساتہ کے
ملازمون کو بیلون اور گہوڑون پر سوار کیا۔ جس سے لشکر کی صورت بنگئی اور یہ مشہور کر دیا کہ
امراء شاہی احمد خان کی مدد کو آرہے ہین۔ اس کے بعد احمد خان نے اپنے چند رفیقون کے
ساتہ عین الملک اور نظام الملک سے مقابلہ کیا۔ اتنے مین خلف حسن بصری کی وہ مصنوعی
فوج نمودار ہوئی۔ لشکر شاہی کے دل چہوٹ گئے۔ عین الملک اور نظام الملک بہی فرار

ہوگئے۔ اور اس اثنا میں خداداد تدبیر سے احمد خان کی فتح ہوئی۔ لوٹ کا بہت سامال ہاتھ
آیا۔ جس سے لشکر کا سامان درست ہوگیا۔ اب تو احمد خان گلبرگہ کی جانب بڑھا۔ چند شاہی امیر
بھی اس سے مل گئے۔ فیروز شاہ اوسی مرض کی حالت میں ایک پالکی میں پڑکر اور حسن خان کو
بادشاہ بناکر چار ہزار فوج سے احمد خان کے مقابلہ کو آیا۔ مگر اتفاقاً عین لڑائی کے وقت
بے ہوش ہوگیا۔ لوگون نے اوسکے مرنے کی خبر مشہور کردی۔ اس وجہ سے تمام شاہی
فوج بھی جاکر احمد خان سے ملی۔ ہوشیار (عین الملک) اور بیدار (نظام الملک) فیروز شاہ
کو قلعہ مین لے گئے۔ احمد خان نے ادباً بادشاہ کا تعاقب نہ کیا۔ اگر کرتا تو گرفتار کرلیتا الغرض
قلعہ مین جانے کے بعد فیروز شاہ کو ہوش آیا۔ لڑائی کی تمام کیفیت ظاہر ہوئی۔ اور فوج کا احمد خان
سے جاکر ملنا بھی معلوم ہوا تو بیٹے کو بلاکر کہا کہ بادشاہی لشکر وامرار کے موافقت سے
ہوتی ہے اور یہ دونون تیرے چچا کے مطیع ہوگئے ہین۔ پس مناسب یہ ہے کہ اب لڑائی
موقوف کردے۔ بعدازان فیروز شاہ نے اپنے معتبر آدمیون کے ذریعہ احمد خان کو قلعہ
مین بلایا۔ وہ دوڑا ہوا آیا اور بھائی کے قدمون پر سر رکھکر زار زار رویا۔ بادشاہ نے
اوسکے سر کو اوٹھاکر مسرت ظاہر کیا۔ اور کہا کہ الحمد للہ مین نے اپنی زندگی مین تجھے بادشاہ
دیکھا۔ مین نے جو حسن کو بادشاہ بنایا تھا وہ محض شفقت پدری کا باعث تھا۔ ورنہ سلطنت کے
لائق تو ہے۔ اور استحقاق بھی تیرا ہی ہے۔ جب تک مجھ مین دم ہے میری خبرگیری کرتا رہ
اب تو خدا کے حوالہ اور حسن تیرے سپرد ہے۔ یہ واقعہ ۵ رشوال ۸۲۵ھ کا ہے۔ اسکے
دسوین روز ۱۰ رشوال کو فیروز شاہ نے انتقال کیا۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ احمد خان نے
اپنے بھانجے شیر خان کے کہنے سے فیروز شاہ کا دم گھونٹ کر مار ڈالا مگر یہ امر خلاف قیاس
ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ فیروز شاہ کی مدت سلطنت ۲۵ سال ۷ ماہ ۱۵ روز ہے۔ ظلاً داؤد

بیدری نے تاریخ تحفۃ السلاطین اسکے نام لکہی ہے۔ اوسمین لکہا ہے کہ علوم معقول و منقول مین فیروزشاہ کو پوری استعداد تہی۔ تفسیر۔ اصول حکمت طبعی و نظری مین کامل مہارت تہی اصطلاحات صوفیہ سے خوب واقف تہا ہفتہ مین تین روز شنبہ دوشنبہ۔ چہارشنبہ کو طالبعلمونکو خود سبق پڑہایا کرتا تہا۔ قوت حافظہ غضب کی تہی کہ جو بات کبہی سُن لیتا اوسکو کبہی فراموش نہوتی تہی۔ توریت۔ انجیل اور اور مذہب کی کتابین بہی پڑہا کرتا تہا۔

سلطان احمد شاہ ولی بہمنی بن سلطان داود شاہ

احمد شاہ کی عمر اسوقت پچاس سال سے زیادہ تہی۔ بہائی کے ساتہ لڑائیونمین بڑے بڑے کارہائے نمایان کئے تہے سلطنت کے کامون کا خوب تجربہ تہا۔ غرض کہ احمد شاہ تخت پر بیٹہکر خلف حسن بصری کو وکیل سلطنت کی خدمت اور ملک التجار کا خطاب دیا۔ ہوشیار اور بیدار نے چونکہ بہائی کے ساتہ وفاداری کی تہی اسلئے اول کو امیرالامرا اور منصب ہزار و پانصدی دوم کو سرلشکر دولت آباد کرکے دو ہزاری منصب عنایت فرمایا۔ اور فیروزشاہ کے بیٹے حسن خان کو فیروز آباد مین بہیجدیا۔ اور اوس کے عیش و آرام کا سامان بہی تمام وہان مہیا کردیا۔ چچا کی حیات تک اوسکی زندگی خوب بسر ہوئی مگر اس کے بعد وہ مکحول ہوا اور قلعہ فیروز آباد مین مقید ہوکر وہین مر گیا۔ القصہ اب احمد شاہ چالیس ہزار سوار لیکر دیورائے کے سر پر دوڑا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ ایک نیشکر کے کہیت مین دیورائے سورہا تہا۔ جہان بادشاہی آدمی نیشکر لوٹنے گئے۔ اور اوسکو مزدور سمجہکر نیشکر کا گٹہا سرپر رکہکر لشکر مین لائے وہ بہی خاموش بلا کسی تکرار و ضد کے چلا آیا۔ کسی نے اوسکو پہچانا تک نہین۔ پہر گٹہا اوتار کر چلتا بنا۔ اودہر راجہ کے غائب ہونیکی خبر اوڑی۔ لشکر تہ و بالا ہوگیا۔ اب راجہ یہان سے بہاگ کر لشکر مین پہونچا۔ ہر ایک کو تسلی و تشفی دیکے بعد ہنگامہ کارزار گرم ہوا ہزارون جانین تلف ہوئین۔ اس اثنا مین احمد شاہ شکار گیا۔ ایک ہرن کے تعاقب مین تنہا بہت دور نکل گیا۔ دشمن کے پانچہزار آدمیون نے گہیر لیا۔ اب بادشاہ کے لئے سخت مشکل کا سامنا تہا۔ استنے مین ہمراہی کے دو سو آدمی پہونچ گئے۔ طرفین سے لڑائی شروع ہوئی

کہان دشمن کے پانچہزار اور کدہر بادشاہ کے دو سو آدمی۔ الغرض بادشاہ کی جان جانے مین کوئی کسر باقی نہتی۔ مگر فضل الٰہی شامل حال تہا۔ اسلئیے ایک شخص عبدالقادر بن عیسی بن محمود بن عماد الملک سلحدارون کا سردار دو تین ہزار خاصہ خیل کے سپاہی لیکر عین موقعہ پر پہونچا اور فوری حملہ کرکے دشمنون کو پسپا کیا۔ اور بادشاہ کی جان بچ گئی۔ بادشاہ نے اس حسن خدمت کے صلہ مین عبدالقادر کو بزرجان بخش۔ یار حق گذار کا لقب اور خان جہان خطاب دو ہزاری منصب دیکر بڑا لشکر کا سرلشکر کیا۔ اور اوسکے بہائی عبداللطیف کو (جو اوسکے ساتہ تہا) خان اعظم خطاب۔ دو ہزاری منصب عطا کرکے تلنگانہ کا سرلشکر بنایا۔ میر علی گرد کو کا فرکش لقب ہزاری منصب۔ قاسم بیگ کو صف شکن لقب پانصدی منصب۔ اور کلہہ جاگیر مرحمت فرمائی اوسکے بعد بادشاہ نے بیجانگر کا محاصرہ کیا۔ اور راجہ نے مجبور ہوکر صلح کرلی۔ اور تمام پچہلا خراج (جو باقی تہا) خزانہ شاہی مین داخل کیا۔ اس سال ملک شاہی مین ایسا سخت قحط پڑا کہ تمام تالاب اور نہرین خشک ہوگئین۔ علما اور مشائخ نے نماز استسقا ادا کیا۔ مگر کچہہ بہی اثر نہ ہوا۔ آخر خود بادشاہ نماز استسقا پڑہنے گیا۔ کہتے ہین کہ اوس وقت بہت سخت کثرت سے بارش ہوئی۔ بادشاہ کا سر سجدہ مین تہا اور مینہہ برستا تہا۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ مین خدا کی رحمت سے نہیا گون۔ سب کے کپڑے پانی مین بہیک گئے۔ اور لوگ گہبراکر پکارے کہ اے احمد شاہ ولی تیری ولایت معلوم ہوگئی گہر کو چل" بادشاہ خود بہی گہبر اگیا تہا۔ یہ حیلہ اوسکے لئے کافی ہوا۔ سجدہ سے سر اوٹہایا اور گہر آگیا۔ اوس روز سے اوسکا لقب احمد شاہ ولی مشہور ہوگیا۔ ۸۲۸ھ مین بادشاہ نے ورنگل کے راجہ پر فوج کشی کی۔ راجہ معہ (۷) ہزار آدمیون کے مارا گیا۔ اور صدہا برس کے دفینے بادشاہ کے ہاتہہ لگے۔ پہر تین چار مہینے کے عرصہ مین زمینداران تلنگ کو بہی تباہ و غارت کیا۔ اور تلنگ کا راج اس تاریخ سے نیست و نابود ہوگیا۔ ۸۲۹ھ مین سلطان نے ماہور پر

قبضہ کیا۔ اور حصار کلم کو حاصل کرکے حاکم گونڈوانہ سے الوسس کی کان بہی چہین لی۔ اوسکے بعد ایلچپور مین ایک سال قیام کرکے قلعہ کاویل تعمیر کیا۔ اس عرصہ مین ہوشنگ شاہ والی مانڈو نے نرسنگہ راے حاکم کہترلہ پر حملہ کیا۔ نرسنگہ نے احمد شاہ سے امداد چاہی۔ چنانچہ ۸۲۲ھ مین سلطان نرسنگہ کی مدد کو گیا۔ اور ہوشنگ شکست کہاکر بہاگا۔ بعد ازان سلطان جب قلعۂ بیدر کے قریب آیا تو وہان کتون کے مقابلہ مین لومڑی کی بہادری دیکہکر خوش ہوا اور اوس بہادری کو وہان کی آب وہوا کی تاثیر پر محمول کرکے ایک شہر آباد کیا۔ اور اپنا دارالسلطنت قرار دیکر احمد آباد و بیدر نام رکہا۔ شیخ آذری نے ایک کتاب منظوم موسوم بہ بہمن نامہ (جس مین خاندان بہمنیہ کا ذکر ہے) بادشاہ کو نذر گذرانی۔ (۶) ہزار تنگہ عطا ہوا۔ پہر سلطان نے اپنے بیٹے علاء الدین کی شادی نصیر خان والی خاندیس کی بیٹی سے نہایت دہوم دہام سے کی۔ اب بادشاہ ضعیف

٭۔ خاندیس کی سلطنت کا بانی ملک راجہ پسر خان جہان (جو حضرت عمر فاروق کی اولاد مین اور علاء الدین خلجی و محمد تغلق کے امیرون مین تہا) مگر بعد مین کچہ ایسے اسباب پیش آئے کہ ملک راجہ غریب ہوگیا۔ سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے سوارون مین نوکری کرلی۔ لیکن اس ذلیل حیثیت پر بہی شکار کا شوق بیحد تہا۔ ایک روز ملک راجہ گجرات کے مقام پر شکار کہیل رہا تہا اور فیروز شاہ بہی گجرات اگر شکار مین مشغول تہا۔ اتفاقاً شکار کے تعاقب مین بادشاہ لشکر سے بہت دور نکل گیا۔ اور بہوک کی شدت سے بیتاب ہوکر ایک سایہ مین پڑرہا۔ کہین ملک راجہ کا ادہر گذر ہوا۔ بادشاہ کو اس سقیم حالت مین دیکہکر ادب سے سلام کیا۔ اور اپنے پاس سے کہانا کہلایا جسکے صلہ مین بادشاہ نے تہانیر کا علاقہ (جو سرحد دکن پر واقع تہا) عطا کیا۔ چنانچہ ملک راجہ ۷۷۲ھ مین وہان پہونچا اور راجہ بہارجی کو مغلوب کرکے ۵ ہاتہی پیش کش لیا۔ اور اون ہاتہیون کو اہل دکن کے طرز پر آراستہ کرکے بادشاہ کی خدمت مین بہیجا۔ اس سے بادشاہ بہت خوش ہوا اور خاندیس کی سپہ سالاری کا فرمان روانہ کیا۔ اب ملک راجہ ۱۲ ہزار سوار کا مالک ہوگیا۔

ہوگیا تہا۔ اسلئے اوسنے تمام ملک کو اپنی اولاد مین تقسیم کر دیا یعنے شہزادہ علاء الدین بڑے بیٹے کو ولیعہد اور اوسکے چہوٹے بہائی محمد خان کو شریک سلطنت مقرر کیا شہزادہ محمود خان کو ممالک رام گڈہ و ماہور و کلم و برار کا کچہہ حصہ دیکر وہان بہیجدیا۔ شہزادہ داؤد خان کو تلنگانہ دیا۔ اور سب بہائیون سے موافقت کی قسمین لین۔ ۸۳۲ھ مین بادشاہ کو راجہ کاہنا (جو جہالاواڑہ توابع گجرات کا راجہ تہا) کے باعث احمد شاہ گجراتی سے مقابلہ کرنا پڑا۔ گو نصیر خان والی خاندیس نے بہی بادشاہ کی مدد کی۔ مگر گجراتیون کے مقابلہ مین دکہنیون نے شکست فاحش اوٹہائی۔ پہر مہتول مقام پر (جو گجرات کا علاقہ تہا) بہی گجراتیون مین معرکہ کارزار گرم ہوا مگر اس دفعہ بہی گجراتی غالب رہے۔ اس اثناء مین بادشاہ نے شاہ نعمت اللہ کرمانی کے تصرفات باطنی کی خبر سُنی تو حبیب اللہ جنیدی (شاہ صاحب کے مرید تہے) اور میر شمس الدین قمی کے ہاتہ کچہہ تحایف بہیجا۔ شاہ صاحب نے اپنے مرید مُلا قطب الدین کے ذریعہ تاج دوازدہ ترک روانہ کیا۔ جب مُلا بادشاہ کے سامنے آیا تو اوس نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جسے مین نے درخت کے نیچے خواب مین فیروز شاہ سے لڑنیکے قبل دیکہا تہا۔ اتنے مین

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۴۳) اسلئے اوس نے گونڈوانہ پر حملہ کرکے راجہ کو اپنا باجگذار بنایا۔ اور اوڈیسہ کے راجہ سے دوستی پیدا کی۔ جب دلاور خان برار کا حاکم ہوا تو ملک راجہ اور وہ بڑے یار غار بن گئے۔ اسکے بعد ملک راجہ نے اپنے بڑے بیٹے کو دلاور خان کی بیٹی منسوب کی۔ اور اپنی بیٹی ہوشنگ کو دیا۔ آخرہ ۲ سال حکومت کرکے ۲۲ شعبان ۸۰۱ھ مین مرگیا۔ شیخ زین الدین دولت آبادی سے ملک راجہ کو خرقہ خلافت بہی ملا تہا۔ مرتے وقت اپنے بڑے بیٹے ولیعہد نصیر خان کو دیا۔ اور چہوٹے بیٹے ملک افتخار کو قلعہ تہالیز حوالہ کیا۔ اب نصیر خان خاندیس کا حاکم ہوا۔ یہ بڑا چلتا پرزا تہا۔ چنانچہ حاکم ہوتے ہی پہلے اپنی ہمسایہ آسا اہیر کے قلعہ آسیر کو مکر و فریب سے لے لیا۔ اور دریائے تاپتی کے شمالی کنارے پر اپنے دادا پیر شیخ برہان الدین کے نام ایک شہر برہانپور (جو بعد مین خانان خاندیس کا دار السلطنت ہوگیا) آباد کیا اور اوس دریا کے جنوبی کنارے پر اپنے پیر و مرشد شیخ زین الدین کے نام زین آباد تعمیر کرایا۔ اوسکے بعد ۸۲۰ھ مین اپنے چہوٹے بہائی ملک افتخار سے قلعہ تہالیز حاصل کیا۔ اب ان فتوحات نے نصیر خان کو مغرور کیا۔ اسلئے اوس نے سلطان پور و نذربار پر (جو گجرات کا علاقہ تہا) بہی

ملا نے جب وہ تاج نکال کر دیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ یہ وہی تاج دوازدہ ترک ہے جو مجھے خواب مین پہنایا گیا تہا۔ الحاصل شاہ صاحب کی اس کرامت سے بادشاہ بیحد معتقد ہوا۔ اور اون کے بیٹے کی طلب مین خواجہ عماد الدین سمنانی اور سیف اللہ حسن آبادی کو بہیجا۔ چونکہ شاہ صاحب کا ایکہی بیٹا خلیل اللہ شاہ تہا۔ اسلئے اونہون نے اپنے پوتے میر نور اللہ کو روانہ کیا۔ بادشاہ نے میر نور اللہ کا بیدر چول تک استقبال کیا۔ اور ملک المشائخ کا خطاب دیکر اپنی بیٹی منسوب کی۔ اور ملاقات کے مقام پر ایک مسجد بنائی اور نعمت آباد گاؤن آباد کیا۔ جب شاہ نعمت اللہ کا انتقال ہوگیا تو اون کے بیٹے شاہ خلیل اللہ شاہ اپنے باقی دو بیٹون شاہ حبیب اللہ غازی اور شاہ محب اللہ کو لیکر دکن آئے۔ بادشاہ نے میر حبیب اللہ کو بہی اپنی ایک بیٹی دی۔ اور شاہزادہ علاء الدین کی بیٹی کا نکاح شاہ محب اللہ سے کیا۔ آخر ۲۸ رجب ۸۳۶ھ کو بارہ سال دو ماہ کی سلطنت کے بعد احمد شاہ مرگیا۔

سلطان علاء الدین شاہ بہمنی بن سلطان احمد شاہ بہمنی

سلطان علاء الدین نے دلاور خان اعمان کو وکیل شاہی خواجہ جہان استرآبادی کو وزیر کل و عماد الملک غوری کو امیر الامرا مقرر کیا۔ اس کے بعد رائے بیجانگر کی (جو پنج سالہ خراج نہین بہیجا تہا) سرکوبی کیلئے شاہزادہ محمد خان کو معہ عماد الملک و خواجہ جہان روانہ کیا۔ جب شاہزادہ نے وہان۔ تاخت و تاراجی شروع کی تو راجہ ۲۰ ہاتہی ۸ لاکہہ ہون دیکر پیچھا چہڑایا۔ مگر محمد خان مدگل آکر علم بغاوت برپا کیا اور عماد الملک و خواجہ جہان (جو اوس سے متفق نہ تہے) کو مروا ڈالا۔ سلطان مقابلہ کو نکلا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ محمد خان شکست پاکر بہاگا۔ مگر سلطان نے خطا معاف کرکے بلالیا۔ انہی ایام مین شاہزادہ داؤد خان کا انتقال

بقیہ نوٹ صفحہ ۸۴۔ قبضہ کرنا چاہا۔ مگر احمد شاہ والی گجرات فوراً آپہونچا۔ نصیر مین تو والی گجرات سے مقابلہ کرنیکی ہمت نہ تہی اسلئے منت و سماجت کرکے صلح کرلی ۱۲ مولف۔

ہو گیا۔ اور اوس کے اقطاع رائچور و مدگل سلطان نے محمود خان کو عطا کیا۔ ۸۴۰ھ مین سرکشان کوکن
کی تنبیہ کے لئے دلاور خان بہیجا گیا۔ اوسنے رایان رانیل و سنگسیر کو مطیع کیا۔ اور رائے سنگسیر کی
دختر (جس کا نام سلطان نے زیبا چہر رکہا) معہ ساز و سامان کے بادشاہ کے لئے لایا۔ بادشاہ
اوسپر ایسا ملتفت ہوا کہ اوسکی پہلی بی بی آغا زینب ملقب بہ ملکۂ جہان (جو نصیر خان والی خاندیس کی
بیٹی تہی) ناراض ہوکر باپ کے پاس چلی گئی۔ اس اثنا مین دلاور خان پر رشوت کا الزام قایم ہوا۔
اوس نے وکالت سے استعفا دیدی۔ اس کے بعد ایک خواجہ سرا دستور الملک وکیل مقرر ہوا۔
یہ ایسا مغرور تہا کہ ایک دفعہ شاہزادہ ہمایون سے گستاخی کر بیٹہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہزادہ نے ایک
سلحدار کے ذریعہ سے اوسکو قتل کروایا۔ اب وکالت کا منصب میان من اللہ دکہنی کو عنایت ہوا۔
۸۴۱ھ مین نصیر خان اپنی بیٹی زیبا چہر کی خاطر والی گجرات و راجہ گونڈوانہ کی مدد سے براڑ پر حملہ
کر کے قابض ہو گیا۔ اور اپنے نام کا خطبہ بہی پڑہایا۔ خان جہان سر لشکر براڑ قلعۂ پرنالہ مین پناہ گزین
ہوا۔ اور اکثر امرائے بہمنیہ نصیر خان سے ملگئے جب سلطان علاء الدین کو معلوم ہوا تو امرائے
دولت سے مشورہ کیا۔ مگر اس وقت امرائے بہمنیہ مین دو پارٹیان ہوگئین تہین۔ ایک
امرائے دکہنی و حبشی (جو اہل سنت جماعت سے تہے) اور دوسرے امرائے غریب* (جنکا
مذہب شیعہ تہا) چنانچہ اس مذہبی دوعملی نے آپسمین اتفاق نام کو نہ رکہا تہا۔ اب اس موقع پر ہر ایک
فریق اپنی اپنی جدا رائے دینے لگا۔ آخر سلطان نے خلف حسن بصری کو نصیر خان کے اندفاع
کے لئے روانہ کیا۔ ادہر نصیر خان روہنگیر کے مقام پر ٹہیرا ہوا تہا۔ اتنے مین حسن بصری بہی پہونچا۔
فریقین سے ہنگامۂ جدال و قتال گرم ہوا۔ چونکہ ہوشنگ شاہ والی مالوہ کا ۸۳۹ھ مین انتقال
ہوچکا تہا۔ اور اوسکے بیٹے غزنین خان کا بہی ایک سردار نے زہر دیکر کام تمام کیا تہا۔ احمد شاہ گجراتی

* دکہنیون نے اہل تشیع کا نام غریب رکہا تہا۔ ۱۲۔ مولف۔

دعویداران مالوہ کی حمایت مین مصروف تہا۔ رایان گونڈوانہ نے بہی اغماض کیا۔ اسلئے نصیر خان کو کسی
طرف سے بہی امداد نہ مل سکی۔ اور شکست کہا کر برہان پور بہاگا۔ جب حسن بصری وہان بہی پہونچا تو
قلعۂ للنگ مین پناہ لی اس عرصہ مین لشکریان دکن نے خاندیس کو خوب لوٹ گہسوٹ کر قلعۂ للنگ کا
محاصرہ کیا۔ ۳ ربیع الاول ۸۴۱ھ کو ۱۴ سالہ حکومت کے بعد نصیر خان کا انتقال ہوگیا۔ اور اوسکا بیٹا
میران عادل خان خاندیس کا حاکم ہوا جس نے والی گجرات سے مدد لیکر قلعۂ للنگ کا محاصرہ
اوٹہا نے آیا۔ اودہر حسن بصری محاصرہ سے دست بردار ہو کر فتح وظفر کے ساتہ بیدر آیا۔ سلطان
نے اس حسن خدمت کے صلہ مین حسن بصری کو اپنا خلعت خاص عنایت کیا۔ سلطان قلی (جو اس
مہم مین کارہائے نمایان بجالایا تہا) کو اپنی بیٹی بیاہ دی۔ اور اس تاریخ سے غریبون کو دست راست پر
اور دکہنیون اور حبشیون کو دست چپ پر دربار مین جگہ ملنے لگی۔ چنانچہ اس تفریق نے مذہبی فساد کا
تخم بویا۔ شیعہ سنی کے لغو جہگڑے برپا ہوئے۔ جس سے حکومت بہمنیہ تباہ وبرباد ہوگئی۔

۸۴۷ھ مین دیورائے نے دس ہزار مسلمانون* کو نوکر رکہکر اور باقی ۶۰ ہزار ہندو سپاہیون کے
ساتہ سلطنت بہمنیہ پر حملہ آور ہوا اور قلعۂ مدگل پر قبضہ کرکے رایچور و بنکاپور کا محاصرہ کیا۔ ساغر
اور بیجاپور تک لوٹ مار مچادی۔ سلطان نے بہی پچاس ہزار سوار سے مقابلہ کیا۔ خوب لڑائی
ہوئی۔ دیورائے کا بڑا بیٹا مارا گیا۔ ہندو شکست کہا کر بہاگے۔ مسلمانون نے تعاقب کیا۔ آخر
دیورائے نے معذرت کرکے صلح کرلی۔ ۸۵۰ھ مین سلطان نے خلف حسن بصری کو کوکن کے
بدمعاشون کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جس نے وہان جاکر اکثر راجاؤن کو مطیع کیا۔ اور خاطر
خواہ سزا دی۔ انہین مین سے ایک راجہ سرکہ نام جو قوم مرہٹہ سے تہا حسن بصری کو فریب
دیکر رائے سنگیسر کی تادیب کے لئے ایک دشوار گذار مقام پر لیگیا۔ مگر اس موقع پر دکہنیون

* یہ پہلا موقع ہے کہ مسلمانون نے ایک ہندو راجہ کی نوکری کی۔ ۱۲ مولف۔

ور حبشیون نے حسن بصری کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اور جس قدر سادات و مغل تھے وا مرا
گئے۔ رات کے وقت رائے سنگیسر نے سرکہ کے اشارہ سے ۳۰ ہزار فوج کو لیکر شبخون مارا۔ چنانچہ
حسن بصری اور اوسکے ہمراہی (جن مین اکثر سادات کربلائی و نجفی تھے) شب کی تاریکی مین بکریونکی
طرح ذبح ہو گئے۔ اور جو کچھ بچ رہے وہ جاکنہ گئے اب دکھنیون اور حبشیون نے سلطان کو
اس واقعہ سے اطلاع دی۔ اور اوس مین عداوتانہ یہ فقرہ بھی بڑہا دیا۔ کہ باقی ماندہ سادات و مغل
جو قلعۂ جاکنہ گئے ہین اون کے اوضاع سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ وہ زمینداران کوکن کے ساتھ
اتفاق کر کے سلطان سے بغاوت کرین گے۔ سلطان یہ فقرہ دیکھتے ہی آگ ہو گیا۔ اور امرائے
جاکنہ کے قتل کا حکم دیدیا۔ اور اسکی تعمیل کے لئے مشیر الملک دکھنی اور نظام الملک بن عماد الملک
غوری کو روانہ کیا۔ ہر چند قلعۂ جاکنہ کے سیدون نے واویلا مچایا۔ اور بادشاہ کے پاس دو تین
عرائض بھیجے مگر کسی نے اون عرائض کو سلطان تک پہونچنے ندیا۔ اور آخر ان ناخداترس دکھنیون
نے مذہبی عناد کے باعث تماموں کو قتل کر ڈالا۔ چنانچہ ایک برس کے بچہ سے لیکر سو برس کے
بوڈھے تک کسی مرد کو باقی نہ چھوڑا۔ ۱۲ سو سید ۱۰۰۰ مغل اور ۵۰۰۰ یا ۱۰۰۰۰ بچے مارے گئے عورتون
اور لڑکیون کی بڑی بے عزتی کی گئی۔ مگر تاہم قاسم خان صف شکن۔ قراخان گرد۔ احمد بیگ تکہ تاز
وغیرہ تین سو آدمی بچکر نکل گئے۔ جب مشیر الملک کو اون کے نکل جانے کی خبر ہوئی تو ایک سردار
داؤد خان نامی کو تعاقب مین روانہ کیا۔ اور وہ لوگ لڑتے بھڑتے بیڑ پہونچے جہان حسن خان دکھنی
حاکم تھا۔ اُسنے اون سب کو پناہ دی۔ داؤد خان مارا گیا۔ اس کے بعد حسن خان نے سلطان کو
ان تمام واقعات کی اطلاع دی۔ جب سلطان کو اس ظلم کی حقیقت معلوم ہوئی تو دکھنیون کے
قتل پہ آمادہ ہو گیا۔ مصطفٰے خان سرآمد کار ملکی اوسی وقت قتل کیا گیا۔ قاسم بیگ (خلف حسن بصری
کی جگہ) دولت آباد کا سر لشکر مقرر ہوا۔ قراخان۔ احمد بیگ کو ہزاری منصب ملا۔ غریبون کو ایکدم سے

وظائف وجاگیرات عطا ہونے لگین۔ مشیر الملک و نظام الملک گرفتار ہوکر قتل کیے گئے۔ اور اون کے گہر ضبط[1] ہوئے۔

سنہ ۸۵۷ھ مین بادشاہ کے پاؤن مین ایک زخم لگا۔ جس کے باعث وہ مدتون محل کے باہر نہ نکلا۔ لوگون نے اوس کے مرنے کی خبرین اوڑائین۔ جلال خان حاکم نلگنڈہ (جو سلطان احمد شاہ کا داماد تہا) نے اپنے بیٹے سکندر خان کو (جو سلطان علاء الدین کا بہانجا تہا) بادشاہ بنانا چاہا۔ اور بغاوت برکر باندہی تلنگانہ کے اکثر اقطاع پر قبضہ کرلیا۔ جب علاء الدین کو خبر ہوئی تو پہلے سکندر خان کو نصیحت کی۔ مگر وہ نہ مانا۔ اور سلطان محمود شاہ خلجی والی مالوہ کو اپنا معین بنایا۔ اب علاء الدین نے دیکہا کہ نصیحت کارگر نہین ہوتی تو خواجہ محمود گاوان کو منصب ہزاری عطا کرکے جلال خان کی سرکوبی کے لئے بہیجا۔ جب محمود خلجی کو معلوم ہوا کہ علاء الدین زندہ ہے تو آپ کنارہ کرکے چلا گیا۔ اور ایک امیر کو سکندر خان کی مدد کے لئے چہوڑا۔ خواجہ محمود نے نلگنڈہ کا محاصرہ کرکے باپ بیٹے کو ایسا مجبور کیا کہ آخر اون دونون نے امن چاہا۔ سلطان نے بہی اون کا قصور معاف کرکے پہر از سر نو نلگنڈہ کی جاگیر سے سرفرازی بخشی۔ کہتے ہین کہ سلطان علاء الدین نہایت فصیح و بلیغ تہا۔ فارسی و عربی مین اچہی دستگاہ تہی۔ کبہی کبہی جمعہ و عیدین کو مسجد جامع جاتا اور خطبہ پڑہتا تہا۔ چنانچہ ایک دفعہ سنہ ۸۶۲ھ مین سلطان جمعہ کے روز مسجد مین گیا۔ اور خطبہ پڑہنے لگا۔ اور اس القاب سے اپنی ستائش کی کہ السلطان العادل

[1] یہ تمام ظلم و ستم کے واقعات جو اوپر بیان ہوئے وہ تاریخ فرشتہ اور برہن نامہ سے لئے گئے ہین ان دونون تواریخ کے مصنف شیعہ تہے۔ اگر کوئی دکن کا مصنف بہی اس واقعہ کو لکہتا اور اتفاق کرتا تو صداقت ہو جاتی۔ مگر اس وقت ہم واقعات بالا کو مضر و مبالغہ تصور کرتے ہین۔ واللہ عالم بالصواب مؤلف

[2] میران عادل شاہ حاکم خاندیس نے سنہ ۸۶۱ھ کو برہانپور مین قتل ہوا۔ اور اوس کا بیٹا غازی خان الملقب

الکریم الحلیم الرؤف علیٰ عباد اللہ الغنی علاء الدنیا والدین علاء الدین بن اعظم السلاطین
احمد شاہ ولی بالمنی اتنے مین ایک تاجر عرب (جس سے گہوڑے بادشاہ نے خریدے تہے۔
اور کارکن قیمت کے دینے مین تساہل کرتے تہے۔ علاوہ برین یہ عرب سادات کشی سے آگاہ
تہا) منبر کے پاس آیا۔ اور سلطان کے طرف اشارہ کرکے کہا کہ "لا واللہ لا عادل ولا کریم ولا
رحیم ولا رؤف ایہا الظالم الکذاب یقتل الذریۃ الطاہرۃ وتتکلم ہذا الکلمات
علےٰ منابر المسلمین" عرب کے اسقدر کہنے سے بادشاہ بہت متاثر ہوا۔ اور زار زار رویا
اور اوسی وقت گہوڑون کی قیمت دلائی اور کہا کہ "وہ لوگ غضب الٰہی سے نجات نپائین گے
جنہون نے مجہے دنیا و آخرت کا بزید و بدنام بنایا ہے" اس کے بعد وہ محل مین گیا پہر کبہی
باہر نہ نکلا۔ آخر اسی سال ۸۶۲ھ مین جب مرنے لگا تو اپنے بیٹے شاہزادہ ہمایون کو طلب کرکے
ولیعہد کیا۔ سلطان علاء الدین کی مدت سلطنت ۲۴ سال ہے۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹)۔ یہ مبارک خان حاکم خاندیس ہوا۔ اور گجرات مین احمد شاہ گجراتی ۸۴۶ھ مین مرگیا تو اوس کا بیٹا
محمد شاہ تخت نشین ہوا۔ ۸۵۵ھ مین امرا نے اوس کو زہر دیکر مار ڈالا۔ اور اوس کے بیٹے قطب الدین کو تخت پر
بٹہایا۔ چنانچہ اسی زمانہ مین ہوشنگ شاہ والی مالوہ نے ۸۳۸ھ کو مرگیا۔ تو غزنین خان پسر ملک مغیث اور اوس کے
بیٹے ملک محمود نے کوشش کرکے تخت نشین کیا۔ مگر غزنین خان نے عیب و فوقی کرکے ملک محمود سے دشمنی پیدا
کرلی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک محمود نے غزنین خان کو زہر دیکر مارا۔ اور ۲۹ شوال ۸۳۹ھ کو خود تخت نشین ہوا۔
یہ شخص خلجی (غلزئی) قوم کا سردار بڑا صاحب حوصلا و لیاقت کا آدمی تہا۔ اوس وقت اسی کی حکومت
ندہ ہون پر تہا۔ دہلی کی سلطنت براے نام رہ گئی تہی۔ تمام ہمسایہ بادشاہون مین محمود سب سے
زبردست تہا۔ ۱۲۔ منہ۔ مولف۔

سلطان ہمایون شاہ ظالم بہمنی ابن سلطان علاء الدین بہمنی

چونکہ ہمایون شاہ نہایت ظالم تہا۔ اسلئے بعض ارکان دولت مثلاً سیف خان۔ ملوخان۔ شاہ حبیب اللہ وغیرہ نے اوس کے چھوٹے بہائی حسن خان کو تخت نشین کیا۔ جب یہ خبر ہمایون کو پہونچی۔ تو اوسنے سکندر خان اور اوس کے بہائیون کو مع ۔ ۵ جبہ پوش سوارون کے لیکر دیوانخانہ شاہی مین پہونچا۔ کسی نے مقابلہ نکیا حسن خان مارے خوف کے تخت کے نیچے اتر آیا۔ اور ہمایون تخت نشین ہوا۔ سیف خان کو ہاتہی کے پاؤن سے بندہوا کر مار ڈالا شاہ حبیب اللہ کو قید کیا۔ ملوخان بہاگ گیا۔ اس کے بعد ہمایون شاہ نے محمود گاوان کو ملک التجار کا خطاب عطا کرکے وکیل شاہی اور طرفدار بیجاپور بنایا۔ ملک شاہ (جو سلاطین چنگیزیہ کے خاندان سے تہا) کو خواجہ جہان کا خطاب دیکر تلنگانہ پر مقرر کیا۔ نظام الملک غوری کے بہتیجے کو نظام الملک کا خطاب اور ہزاری منصب مرحمت کرکے تلنگانہ مین جاگیر دیدی۔ مگر اس موقع پر اپنے یار غار سکندر خان کا (جو احمد شاہ کا نواسہ تہا) کچھ بہی خیال نہ کیا۔ آخر وہ اپنے باپ کے پاس تلنگانہ جاکر علم بغاوت برپا کیا۔ اور بادشاہ اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ ہنگامہ پیکار خوب گرم رہا۔ سکندر خان مارا گیا۔ اور اوس کا باپ جلال خان قید ہوا۔ بعد ازان بادشاہ نے خواجہ جہان ترک اور نظام الملک کو زمینداران تلنگانہ (کیونکہ رایان تلنگانہ نے سکندر خان کا ساتہہ دیا تہا) کی تنبیہ کے لئے دیورکنڈہ بہیجا۔ مگر ان دونون افسرون کی نا اتفاقی سے لشکر شاہی کو شکست نصیب ہوئی جب یہ دونون افسر بادشاہ کے روبرو آئے تو بادشاہ نے شکست کی وجہ دریافت کی۔ خواجہ جہان نے نظام الملک کا قصور بتلایا۔ بادشاہ نے سنتے ہی فوراً نظام الملک کو مروا ڈالا۔ اور ۸۶۲ھ ہجری مین آپ خود دیورکنڈہ کی جانب چلا۔ اس اثنا مین شاہ حبیب اللہ

کے ساتھ مرید میدان خالی پاکر یوسف ترک کے پاس گئے۔ اور حبیب اللہ کو قید سے رہا کرنے میں
اعانت چاہی۔ چونکہ یوسف (جو سلطان علاء الدین کا غلام تھا) حبیب اللہ کا مرید تھا اسلئے ۲۰ سوار
۵۰ پیادے لیکر اون کے ساتھ مجلس کو گیا اور وہاں کے افسر کو ایک جعلی فرمان بتاکر حبیب اللہ
کو رہا کیا۔ شاہزادہ حسن خان و یحییٰ خان (پسران سلطان علاء الدین) کو بھی مخلصی دی۔ اور
جلال خان بخاری کو بھی آزادی بخشی۔ کچھ اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ ایکدم تمام قیدیوں کی بیڑیاں کاٹ
دین جنکی تعداد ۷ ہزار کے قریب تھی۔ بادشاہ تو موجود نہ تھا۔ کوتوال شہر اس ہنگامہ سے
بہت گھبرایا۔ تاہم جرأت کرکے شہزادہ یحییٰ خان و جلال خان کو گرفتار کرکے قتل کر ڈالا۔ مگر
حبیب اللہ اور حسن خان ہاتھ نہ آئے۔ اور یوسف ترک سے جاملے۔ اب یہ سب ملکر قلعہ
لے لینے کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن قلعہ والوں نے نزدیک آنے نہ دیا۔ آخر مجبور ہوکر بیڑ کے
جانب چلے گئے۔ جب یہ خبر ہمایون شاہ کو پہونچی تو بہت پیچ و تاب کھایا۔ اور اوسی وقت
ورنگل سے کوچ کرکے احمد آباد و بیدر (دارالخلافہ) آیا۔ مجلس کے ۳ ہزار محافظوں کو (اون کی
غفلت کے جرم میں) قتل کروایا۔ کوتوال شہر کو لوہے کے پنجرے میں بند کرکے مار ڈالا۔ اور ۸ ہزار
سوار اور بے شمار پیادے ہمراہ لیکر حسن خان کے تعاقب میں بیڑ پہونچا۔ طرفین سے مقابلہ
ہوا۔ بادشاہ کو فتح ہوئی۔ حبیب اللہ مارا گیا اور حسن خان و یوسف ترک وغیرہ گرفتار ہوئے۔
ہمایون شاہ نے گرفتار شدہ اشخاص کو طرح طرح کے عذاب سے قتل کرایا۔ اور اون کے
متعلقین و ملازمین کو بھی چن چن کر دار پر کھینچا۔ ان وحشیانہ کارروائیوں سے بادشاہ کا نام
ظالم مشہور ہوگیا۔ جو ابتک تاریخوں کے صفحات پر باقی ہے۔ الغرض جب بادشاہ کے
ظلم و ستم کو ترقی ہوئی تو شوال ۸۶۵ھ میں شہاب خان خواجہ سرا نے محلات کے کنیزوں کو
اوسکے قتل پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ایک کنیز نے (جب وہ شراب پیکر مدہوش پڑا تھا) بادشاہ کے

سر پر لاٹھی کو اس زور سے مارا کہ خاتمہ ہو گیا۔ اس ظالم بادشاہ کی مدت سلطنت ۲ سال ۱ ماہ ۶ روز رہی۔

سلطان نظام شاہ بہمنی بن سلطان ہمایون شاہ ظالم بہمنی

اب اوس کا بڑا بیٹا نظام شاہ (جس کی عمر ۸ سال تھی) تخت نشین ہوا۔ اور بوجہ کم سنی اوس کی ماں نرگس بی الملقب بہ مخدومۂ جہان مہمات سلطنت کو انجام دینے لگی۔ محمود گاوان کو خواجۂ الملک کا خطاب ملا۔ اور وزیر کل و طرفدار بیجاپور مقرر ہوا۔ اور خواجہ جہان ترک نے منصب وکالت اور طرفداری تلنگانہ سے سرفرازی پائی۔

جب گرد و نواح کے راجاؤں کو معلوم ہوا کہ سلطنت بہمنیہ کے تخت پر ایک بچہ بیٹھا ہے۔ تو ملک گیری کی حرص دامنگیر ہوئی۔ چنانچہ پہلے ۸۶۶ھ میں رایان اڑیسہ و ریا نے سلطنت بہمنیہ پر فوج کشی کی۔ خواجہ جہان اور محمود گاوان نے مخدومۂ جہان کی رائے سے اون کا مقابلہ کیا۔ اتنے میں شاہ محب اللہ نے (جو جہاد کے لئے لشکر کے ساتھ ہو گیا تھا) اپنے غازیون کو لیکر غنیم کے لشکر پر ایسا بیجان حملہ کیا کہ رائے اڑیسہ کو شکست ہو گئی۔ ہزارون ہندو مارے گئے۔ آخر غنیم نے پانچ لاکھ ٹنکہ دیکر اپنی جان بچائی۔ اور چلتے بنے۔

اس بلا سے ابھی پورا امن بھی نہین ملا تھا کہ سلطان محمود خلجی والی مالوہ آدھمکا۔ نظام شاہ بہمنی ارکان دولت کو ساتھ لیکر نکلا۔ قندھار کے پاس مقابلہ ہوا۔ محمود خلجی کے بیٹے غیاث الدین کے آنکھ مین چوٹ آئی۔ اور مہابت خان و ظہیر الملک (امرائے محمود خلجی) مارے گئے۔ محمود خلجی کا تمام لشکر تہ و بالا ہو گیا۔ اتنے مین ایک تیر سکندر خان کے ہاتھی کو لگا جس سے وہ ہاتھی بہانتک بگڑا کہ سلطان نظام شاہ بال بال بچا۔ اب سکندر خان نے نظام شاہ کو وہان سے ہٹا کر پیچھے لے گیا۔ بادشاہ کا وہان سے ہٹنا تھا کہ بنا بنایا کھیل بگڑ گیا اور جو فتح کی صورت پیدا

ہوئی تہی۔ وہ شکست سے بدل ہوگئی۔ اور نظام شاہ کا تمام لشکر فرار پر کمر باندہا جب محمود خلجی نے یہ حالت دیکہی تو تعاقب کیا۔ اور ۱۷ روز کے محاصرہ مین قلعۂ بیدر لے لیا۔ اس وقت قلعہ ارک کے سوائے بیدر۔ برار۔ بیڑ۔ دولت آباد۔ وغیرہ کے اکثر علاقون پر محمود خلجی قابض ہوگیا تہا۔ جس سے یہ یقین ہوتا تہا کہ بہمنیون کی بادشاہت دکن سے جاتی رہی۔ اور خلجی مالک ہوگئے۔ اب نظام شاہ کی سنئے۔ کہ اوس کو مخدومۂ جہان نے محمود گاوان کے ساتہ فیروز آباد بہیجدیا اور ایک خط محمود شاہ گجراتی[*] کو امداد کے لئے تحریر کیا۔ اور محمود خلجی کے چڑہائی کے واقعات کا بہی اظہار کیا۔ چنانچہ محمود شاہ گجراتی ۸۰ ہزار سوار سے اوسی وقت امداد کے لئے آپہونچا۔ جب محمود خلجی کو محمود گجراتی کے آمد کی خبر معلوم ہوئی تو احمد آباد بیدر سے نکل کر اپنے ملک مالوہ کو چلا۔ اور نظام شاہ کی فوج نے گجراتیون کے ساتہ اوسکا تعاقب کیا۔ اب محمود خلجی کو بجز فرار کے چارہ نہ تہا۔ علاوہ برین راستہ مین راجہ گونڈوانہ نے محمود خلجی کو فریب دیکر ایک ایسے بے آب مقام پر لےگیا کہ پیاس کی سختی سے اوس کے ۵-۶ ہزار سوار مرگئے۔ اور بہت تباہی کے ساتہ مالوہ پہونچا۔ اودہر نظام شاہ نے محمود شاہ گجراتی کو بہت سے تحائف دیکر شکریہ کے ساتہ رخصت کیا۔ چونکہ اس لڑائی مین محمود شاہ خلجی نے سخت پریشانی اوٹہائی تہی اسلئے اوسنے ۸۶۷ھ مین دوبارہ دکن پر چڑہائی کی۔ اس دفعہ بہی محمود شاہ گجراتی۔ نظام شاہ کی مدد کے لئے آگیا۔ جس کے باعث محمود شاہ خلجی ناکام واپس ہوا۔ اس کے بعد مخدومۂ جہان نے نظام شاہ کا نکاح خاندان بہمنیہ کی ایک لڑکی سے نہایت دہوم دہام کے ساتہ کیا۔ ۱۳ ذیقعدہ ۸۶۷ھ کو (شب زفاف تہی) دولہا و دولہن محل مین تہے۔ معلوم نہین کہ کیا حادثہ ہوا کہ نظام شاہ مرگیا۔ مدت سلطنت دو سال ایک ماہ ہے۔

---

[*] جب قطب الدین والی گجرات ۸۶۳ھ مین مرگیا۔ تو اوسکا بیٹا محمود شاہ گجرات کا حاکم ہوا گو اوس کی عمر اوس وقت ۱۴ سال تہی مگر نہایت سلیم الطبع۔ لائق۔ اور ہوشیار تہا۔ ۱۲۔ مولف

سلطان محمد شاہ ثانی بن سلطان ہمایون شاہ بہمنی

چونکہ ہمایون شاہ کو تین بیٹے تھے۔ جب نظام شاہ مرگیا تو اور دو بیٹے محمد خان اور احمد خان موجود
تھے۔ اب مخدومہ جہان نے محمد خان کو (جس کی عمر ۹ سال تھی) تخت نشین کیا۔ اور چھوٹے بیٹے
احمد خان کو بھی جاگیر دیکر بھائی کی خدمت میں سپرد کیا خواجہ جہان اور محمود گاوان حسب
دستور اپنے اپنے خدمات پر بحال رہے۔ لیکن خواجہ جہان جملہ امور سلطنت پر حاوی ہوگیا تھا
اور کوئی امیر اوس کے سامنے دم نہ مار سکتا تھا جس سے مخدومہ جہان کو شک پیدا ہوا کہ کہین
موقع پاکر نمک حرامی نہ کرے۔ چنانچہ اسی خیال سے سنہ [illegible]ھ مین عین دربار کے وقت نظام الملک کے
ذریعہ خواجہ جہان کا کام تمام کیا گیا۔ اس کے بعد محمود گاوان کو خواجہ جہان کا خطاب امیر الامرا کے
ساتھ منصب وکالت بھی عطا ہوا۔ جب سلطان محمد شاہ کی عمر ۱۴ سال کی ہوگئی تو مخدومہ جہان نے
شادی کرکے جملہ امور ریاست کا اختیار دیدیا۔ اور آپ سلطنت کے کامون سے علیحدہ ہوگئی۔
سنہ [illegible]ھ مین بادشاہ نے نظام الملک سرلشکر ترک کو قلعہ کہیرلہ (جو شاہان مالوہ کے قبضہ مین تھا)
کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ سراج الملک قلعہ دار کہیرلہ نے شکست پائی
اور قلعہ پر نظام الملک کا قبضہ ہوگیا۔ اہل قلعہ نے امان مانگی لیکن ایک راجپوت نے (فریب سے)
نظام الملک کو خنجر سے شہید کیا۔ جب یہ خبر یوسف عادل خان سوائی اور دریا خان ترک کو جو
دونون نظام الملک کے منہ بولے بھائی تھے) کو (جو اس مقام سے ایک کوس کے فاصلہ پر
ٹھیرے ہوئے تھے) پہنچی تو وہ دونون یلغار آئے۔ اور تمام اہالیان قلعہ کو نظام الملک کے
عوض مین قتل کر ڈالا۔ اودہر محمود خلجی والی مالوہ کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے
سنہ [illegible]ھ مین مقبول خان کو ایلچپور کی تباہی و بربادی کے لئے روانہ کیا جس نے شہر کو

تاراج کر دیا۔ اس کے بعد محمود خلجی نے شریف الملک کے ذریعہ سلطان محمد شاہ کو کہلا بھیجا۔
کہ آپس کے جنگ و جدل سے بجز نقصان کے کوئی مفاد نہین ہے۔ لہذا آیندہ کے لئے
قلعہ کہرلہ کا تعلق مالوہ سے اور برار کا دکن سے متعلق رہے۔ جس کو محمد شاہ نے
بہی منظور کر لیا۔ اور پہران دونون خاندانون مین کبہی لڑائی نہ ہوئی۔
سنہ ۸۷۴ھ مین سلطان نے رائے سنگیسر کی سرکوبی اور کوکن کے قلعون کی تسخیر کے لئے
خواجہ محمود گاوان کو روانہ کیا۔ چنانچہ خواجہ نے تین سال کے عرصہ مین اپنی حسن تدبیر سے
کوکن کے اکثر قلعون کو فتح کیا۔ اور راجہ سنگیسر کی قرار واقعی تنبیہ کی۔ اور جزیرہ گوا (جو بیجانگر
کے مشہور بندرگاہون مین سے تہا) کو بہی لے لیا۔ اس کے بعد دارالخلافہ بیدر آیا۔ بادشاہ نے
اس حسن خدمت کے صلہ مین خواجہ کو اعظم ہمایون کا خطاب اور خلعت فاخرہ عطا کیا۔ اور
فرامین و کتابت مین خواجہ کا القاب "حضرت مجلس کریم سید عظیم ہمایون اعظم صاحب السیف
والقلم۔ مخدوم جہانیان معتمد درگاہ شاہان آصف جم نشان امیر الامرا نائب مخدوم ملک التجار
محمود گاوان المخاطب بہ خواجہ جہان" قرار دیا گیا۔ مخدومہ جہان نے بہائی کا رستمہ جوڑا۔
اور خواجہ کے غلام خوشقدم (جو اس مہم مین کارہائے نمایان بجا لایا تہا) کو کشور خان کا خطاب
سرفراز ہوا۔ اور امرائے کبار مین شریک کیا گیا۔ اور اس موقع پر بادشاہ ایک ہفتہ تک
خواجہ کے گہر مہمان رہا۔ جب بادشاہ وہان سے واپس آیا تو خواجہ پہلے حجرے مین جاکر خوب
رویا۔ اس کے بعد تمام نقد و جنس جواہر و متاع نفیسہ محتاجون اور مساکینون کو خیرات کر دیا۔
اور خود سادہ درویشانہ لباس پہن لیا۔
سنہ ۸۷۶ھ مین خبر آئی کہ رائے اوریا مر گیا۔ اور اوس کا چچا زاد بہائی ہمبیر تخت نشین ہوا۔ لیکن منگل راجہ
اوریا کا بیٹا (جو اوریا کا متبنے تہا) نے ہمبیر کو تخت سے اوتار کر آپ بیٹہ گیا۔ اس عرصہ مین ہمبیر نے سلطان سے

امداد چاہی۔ سلطان نے ملک حسن بحری کو نظام الملک کا خطاب عطا کر کے منگل رائے کی سرکوبی کو روانہ
کیا۔ چنانچہ نظام الملک نے منگل رائے کو شکست دیکر ہمیر کو تخت نشین کیا اور راجمندری و کنڈبیر کو
فتح کرتا ہوا بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ اوس کی اس لائقہ خدمت سے خوش ہو کر
خلعت خاص (جو بجز طرفداران اربعہ کے کسی کو نہین عنایت ہوتا تھا) مرحمت کر کے تلنگانہ کا سرلشکر بنا
دیا۔ فتح اللہ عماد الملک کو سرلشکر برار۔ یوسف عادل خان سوائی کو سرلشکر دولت آباد کے خدمات سے
ممتاز کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے یوسف عادل خان کو قلعہ انتور و ویراگیرہ کی تسخیر کے لیے حکم دیا
یوسف عادل نے ان دونون قلعون کو تصرف مین لا کر راچی کے قلعہ کو بھی فتح کیا۔ ۸۸۲ھ مین کرپتہ
رائے بلگوان اور حاکم سنگاپور نے اپنے رائے پسر دیورائے والی بیجانگر کی ایما سے جزیرہ گوا پر چڑہائی
کی۔ اون کی سرکوبی کے لئے بادشاہ خود روانہ ہوا۔ طرفین سے خوب جنگ رستمانہ ہوئی۔
آخر پرکیتہ رائے نے امان چاہی۔ اور قلعہ حوالہ کر دیا۔ بادشاہ وہان سے مظفر و منصور دارالخلافہ
واپس ہوا۔ راستہ مین مخدومۂ جہان کا انتقال ہو گیا۔ جس سے بادشاہ کو بیحد ملال گذرا۔ کیونکہ
محمد شاہ کو مخدومۂ جہان سے محبت مادری کے علاوہ دوسرا رنج یہ تہا۔ کہ ایک عمدہ اور سچا
[illegible] سے جاتا رہا۔ اس کے بعد دکن مین دو سال تک قحط کی بلا نازل رہی۔ ہزارون
آدمی مر گئے۔ ۸۸۳ھ مین معلوم ہوا کہ کنڈبیر کے قلعہ دار کو اہل قلعہ نے مار ڈالا ہے اور ہمیر رائے
اوریا نے اوڑیسہ کے راجہ کو متفق کر کے اوس پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی
بادشاہ اوس جانب کوچ کیا۔ اور اول اڑیسہ پر حملہ کر کے خوب تاخت و تاراج کیا۔ رائے
اڑیسہ نے بہت سے تحایف اور ہاتہی ارسال کر کے صلح کر لی۔ پہر وہان سے نکل کر بادشاہ
کنڈبیر کا محاصرہ کیا۔ اور ۶ ماہ کے بعد فتح کر کے اندر داخل ہوا کئی بتخانون کو توڑا۔ بہت سے برہمنون[*] کو

* خاندان بہمنیہ مین یہ پہلا بادشاہ ہے کہ جس نے برہمنون کو اپنے ہاتہ سے قتل کیا۔ ۱۲۔ مولف۔

اپنے ہاتھہ سے قتل کیا- اور بتخانہ کے مقام پر مسجد بنوائی- اور اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا-
اس موقع پر خواجہ کے ایما سے محمد شاہ کے نام کے ساتہہ لفظ غازی ایزاد کیا گیا اثنا سفر مین
بادشاہ نے نرسنگہ (اس راجہ کا مقام کرنالک و تلنگ کے مابین تہا- اور ہمیشہ سلطنت بہمنیہ کے
سرحد مین دست اندازی کرتا رہتا تہا) کے ملک کی تسخیر کے لیئے یوسف عادل خان کو روانہ کیا-
اور خود مچہلی پٹن (جو نرسنگہ کے ملک سے تہا) کو لے لیا- راستہ مین ایک ویران قلعہ (جو نشانہا
دہلی کے آثار سے تہا) کی ترمیم و تعمیر کرائی- اور خواجہ کو اپنا جامہ اوتار کر پہنایا- اور اوس کا جامہ خود پہنا
اور کہا کہ خداوند عالم کا فضل و کرم میرے حال پر دو طرح سے ہے- ایک تو شاہی اور ریاست خلق بخشاہی
اور دوسرا خواجہ جیسا نوکر عطا کیا ہے- پہر آگے چلکر بادشاہ نے شہر کنجی پر قبضہ کیا- اور وہان کے قدیم
و مشہور بتخانہ کو لسمار کر ڈالا- اوسکے بعد مع الخیر دارالخلافہ مین داخل ہوا-
چونکہ اب ممالک محروسۂ بہمنیہ کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا تہا جس مین اصلاحون کی ضرورت تہی-
اسلیئے خواجہ نے بادشاہ کے مشورہ سے چار صوبون (صوبۂ گلبرگہ- صوبۂ دولت آباد- صوبۂ تلنگانہ-
صوبۂ برار) کی تقسیم کو شکست کر کے تمام ملک کو آٹہہ صوبون پر منقسم کیا-
چنانچہ بیجاپور (جس مین معہ مدکل و رائچور دریائے بہیما تک ملک شامل تہا) پر خواجہ جہان محمود گاوان-
حسن آباد (جس مین گلبرگہ- ساگر- نلدرگ- شولاپور وغیرہ شامل تہے) پر دستور دینار- دولت آباد- پر
یوسف عادل خان چلبی (جس مین کاکن کا علاقہ گوا اور بلگاؤن تک تہا) پر فخر الملک ترک (جو

۱؎ یہ راجہ نرسنگہ آیندہ چلکر بیجانگر کا راجہ ہو گیا تہا- جس کے خاندان کی حکومت آخر عہد تک باقی تہی- اوسکے بعد صرف ایک شخص
رام راج نامی دوسرے خاندان کا وہان راجہ ہوا- ۱۲ مؤلف-
۲؎ ابتک کسی تاریخ مین یہ نہین دیکھا گیا- کہ کسی بادشاہ نے اپنے نوکر کے ساتہ ایسا نیک سلوک کیا ہو- ۱۲ مؤلف-

محمود گاوان کا رشتہ دار تھا) راجمندری (جس مین موسلی ٹم۔ نلگنڈہ۔ اور یا داخل تھے) پر نظام الملک۔ ورنگل پر اعظم خان بن سکندر خان بن جلال خان۔ کاویل پر فتح اللہ عماد الملک ماہور پر خدا وند خان حبشی۔ سر لشکر مقرر ہوئے۔ پہلے یہ قاعدہ تہا کہ ہر ایک صوبہ کے تمام قلعے سر لشکر کے اختیار مین رہتے تھے۔ اب صرف ایک ایک قلعہ سر لشکرون کو دیا گیا۔ اور باقی تمام قلعے شاہی ملازمون کے سپرد ہوئے اور اس سے یہ منشا نکالا گیا تہا کہ اگر کوئی سر لشکر سرکشی کرے تو کامیاب نہ ہو سکے۔ قس علے ہذا خواجہ نے سلطنت مین اور بہی اصلاحین کین۔ گو ان اصلاحون سے سلطنت کو تقویت ہوئی۔ مگر خود غرض امرا کو ناگوار گذرا۔ اور سبہون نے نا اتفاقی کر کے خواجہ کی دشمنی پر کمر باندہی۔

اب اس وقت سلطنت بہمنیہ کی وسعت اس قدر بڑہ گئی تہی کہ بیچ مین جنوب کو صرف بیجانگر کا علاقہ باقی رہ گیا تہا۔ اور ممکن تہا کہ اگر اسی طرح زمانہ رہتا تو ایک سال کے اندر ہی بیجانگر کی سلطنت کا نام ونشان بہی نہ رہتا۔ مگر مشیت ایزدی تو دوسری طرح تہی۔ اب مخالفون نے دیکہا کہ یوسف عادل خان (جو خواجہ سے فرزندانہ عقیدت رکہتا تہا) تو نرسنگہ سے لڑنے گیا ہے۔ اور خواجہ سے

۱۔ ملازمون کی حیثیت اوس زمانہ مین بیٹون کی سی ہوا کرتی تہی۔ اور اسی لئے بڑے بڑے صاحب حوصلہ خود بخود امرائے سلاطین کے غلام بنجایا کرتے تھے۔ اور اوسکو اپنی عزت و ناموری کا باعث سمجہتے تھے۔ یہ وہ غلامی نہ تہی کہ جس غلامی کو یورپ والون نے انسان کی برے درجہ کی بدنصیبی خیال کرتے ہین۔ چنانچہ ملک حسن بہی شاہی غلامون سے تہا۔ اور اوسکا نکاح شاہی حرم سرا کی ایک کنیز سے کر دیا گیا تہا جسکو ایک بیٹا ملک احمد پیدا ہوا تہا۔ اس مین ترکون کی شجاعت ہندؤن کی فطنت دونون موجود تھے۔ خواجہ نے باپ بیٹے کا ایک جا رہنا پسند نہ کیا۔ اور جب ملک حسن کو راجمندری کا سر لشکر کیا تو ملک احمد کو ۵۰۰ صدی منصب دیکر خدا وند خان حبشی کی ماتحتی مین ماہور کا جاگیر دار کر دیا۔ جو ملک حسن کو ناگوار ہوا۔ اور خود بہی بادشاہ سے علیحدہ ہونا نہین چاہتا تہا۔ اسلئے بادشاہ سے عرض کر کے اپنے بیٹے ملک احمد کو

بدلہ لینے کا اچھا موقع ہے۔ اسلئے ظریف الملک دکہنی اور مفتاح حبشی وغیرہ نے اتفاق کرکے
خواجہ کے ایک حبشی غلام کو (جس کے پاس خواجہ کی مہر رہا کرتی تہی) رشوت دیکر اپنا دوست بنایا۔
اور ایک روز اوس کو خوب شراب پلاکر بدمست کیا۔ اور ایک سفید کاغذ پر (غلام کو دہوکہ دیکر)
مہر لگوائی۔ اوس کے بعد یہ سب ملکر ملک حسن نظام الملک کے پاس گئے۔ جس نے اوس کاغذ پر
ایک رقعہ اوڑلیسہ کے راجہ کے نام خواجہ کے طرف سے یہ لکہا کہ محمد شاہ شراب کی نشہ مین ہم لوگون پر
ظلم وستم کرتا ہے۔ اور ہم اوس سے سخت متنفر ہین۔ اب تم فوراً آجاؤ۔ ہم تمہاری امداد پر مستعد ہین۔
جب یہ رقعہ تیار ہو گیا تو ظریف الملک اور مفتاح نے اوس کو بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کیا۔
اوس وقت نظام الملک بہی روبرو موجود تہا۔ بادشاہ خواجہ کی مہر دیکہتے ہی آگ بگولہ ہو گیا۔ اور بغیر
کسی تحقیقات و دریافت کے خواجہ کو بلاکر اوس کے قتل کا حکم دیدیا۔ چنانچہ ۵ ماہ صفر ۸۸۶ھ کو جوہر
حبشی نے خواجہ کو قتل کر ڈالا۔ اتنے مین بیچارہ سعید خان گیلانی دیوانخانہ مین آیا۔ ملاعون نے
اوس کا بہی (بلا حکم) کام تمام کر دیا۔ خواجہ کے قتل کی تاریخ اس مصرع سے ہویدا ہے۔ ع بیگنہ محمود گاوان شد شہید
۸۸۶ھ

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۹)۔ اپنی جگہ سرلشکر بنا کر راجمندری بہیجا۔ اور خود دارالخلافہ مین بادشاہ کے نزدیک رہا۔ ۱۲۔ مولف۔

نیابۂ۔ خواجہ عماد الدین محمود گاوان کے آباؤ اجداد شاہان گیلان کے وزرا مین سے تہے۔ اور اون میں سے [illegible]
اپنی ذاتی کوششون اور قابلیت کی بدولت رشت کی بادشاہی حاصل کی تہی۔ اور یہ خود مختار حکومت اوسکے خاندان
مین شاہ طہماسپ صفوی والی ایران کے زمانہ تک (جس نے اوس کا خاتمہ کیا) قایم رہی۔ خواجہ کا مولد قاوان قصبہ گیلان
ہے جو ۸۰۸ھ مین پیدا ہوا۔ جب جمیع علوم سے فارغ ہوا تو سیاحت کو نکلا۔ اور تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ شاہان
عراق وخراسان نے وزارت دینی چاہی۔ مگر خواجہ نے قبول نہ کی۔ ۴۳ سال کے سن مین شاہ محب اللہ نبیرہ شاہ نعمت اللہ
کرمانی کی ملاقات کو دکن آیا۔ سلطان علاء الدین کی علم دوست طبیعت نے خواجہ کو رفتہ رفتہ بلند مرتبہ پر پہونچایا۔
ہمایون شاہ اور نظام شاہ کے عہد مین بہی خواجہ کے لئے اچہے رہے۔ محمد شاہ کے عہد مین تو خواجہ مدار المہام سلطنت

گویا بادشاہ نے غصہ مین خواجہ کے قتل کا حکم دیدیا تھا۔ مگر چند روز کے بعد بادشاہ پر خواجہ کی بیگناہی ثابت ہوگئی۔ اور مرتے دم تک خواجہ کا افسوس کرتارہا۔ بلکہ یہ کہتا تھا کہ باطن مین مجھے خواجہ ہلاک کررہا ہے۔ چنانچہ خواجہ کے قتل کی تاریخ سے بادشاہ کا حال روز بروز ابتر ہوتا چلا۔
اس اثنا مین فتح اللہ عماد الملک برار سے اور خداوند خان حبشی ماہور سے اپنے اپنے لشکر لیکر (بلا اجازت) بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے۔ جب بادشاہ نے بلا طلب آنیکا سبب دریافت کیا تو دونون نے بالاتفاق عرض کیا کہ "حضرت نے صرف مفسدون کے کہنے پر خواجہ سے لایق و بزرگ شخص کو قتل کروادیا تو کسی دن ہمکو بھی قتل کرادینا کیا دشوار ہے۔" جس کے جواب مین بادشاہ نے مخفی طور پر کہلا بھیجا کہ "اب تم فوراً دشمنان خواجہ کا پتا لگاؤ تا اون سے انتقام لیا جائے۔" اتنے مین یوسف عادل خان بھی آگیا اور خواجہ کے قتل کے متعلق بہت افسوس کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے بیجاپور کا تمام علاقہ (جو خواجہ کے ماتحت تھا) یوسف عادل خان کو عطا کیا۔ اور دریا خان۔ ملو خان۔ فخر الملک وغیرہ امرائے مغل و ترک کو بیجاپور مین جاگیرات دین۔ حسن نظام الملک بحری سلطنت کا نائب اور پیشوا قرار پایا۔ نظام الملک دکھنی دولت آباد کا طرفدار مقرر ہوا۔ فتح اللہ عماد الملک۔ خداوند خان حبشی بدستور اپنے اپنے عہدون پر بحال رہے۔ فخر الملک کبیر فخر الملک صغیر (یہ ترکی غلام تھے اور ملک حسن کے طرفدارون مین شمار تھا) راجمندری اور ورنگل کے طرفدار ہوے۔ اب بادشاہ کا نام رہا۔ و ہند تمام کام

نوٹ صفحہ (۶۰) اور کل سپاہ سیکا مختار ہو گیا۔ اس ترقی و عروج کے ساتھ خواجہ کے دشمن بھی ہزارون پیدا ہو گئے۔
جنکا انجام قتل پر ہوا۔ خواجہ شجاعت و سخاوت مین بے مثل تھا۔ ضلع بیدر مین اوس کا بنایا ہوا عالیشان مدرسہ اور مسجد یادگار ہین۔ خواجہ نے بیدر مین زعفران کی کاشت بھی کرائی تھی۔ مگر اس وقت کوئی اوس کا خیال تک نہین کرتا ہے۔ خواجہ کی تمام عمر کی کمائی غربا و مساکین پر وقف تھی چنانچہ خواجہ کے بعد اوسکے خزانہ سے صرف ۳۰۰ لاری

ریاست سکے ملک حسن نظام الملک سے تفویض کردئے۔ چنانچہ وکالت۔ وزارت۔ امیرجملگی اشراف۔ نظارت یہ سب خدمات اوسی ایک کے تفویض تہین۔ بادشاہ کی اس کارروائی سے تمام امرائے ترک مدبدل ہوگئے۔ چونکہ یوسف عادل خان کی قوت بہ نسبت دیگر امراکے بہت بڑہی چڑہی تہی۔ اسلئے بادشاہ اوس کی خرابی کے درپئے ہوا۔ اور بلگوین کے سیر کا بہانہ کرکے عادلخان عماد الملک۔ خداوندخان یہ تینون کو طلب کیا۔ اوران سب کو لیکر گوکن چلا۔ مگر یہ لوگ خوب ہوشیار تہے۔ اور بادشاہ کے رازدلی کو پاگئے تہے۔ اسلئے دور دور رہتے تہے اور سلام بہی دور ہی سے کرلیا کرتے۔ جب سیوائے حاکم بیجانگر نے سُنا کہ بادشاہ اس طرف آتا ہے تو لشکر کو تیار کرکے اوس کے دفیعہ کے لئے روانہ کیا۔ مگر بادشاہ کا خیال تو کچہہ اور ہی تہا۔ اوس نے اوس کے جانب رُخ تک نہین کیا۔ اب سیورائے نے بادشاہ کی اس بے پروائی کو دیکہکر گوا کے چہڑانے کی کوشش کی۔ بادشاہ یوسف عادل خان کو اوس کے اندفاع کے لئے حکم دیا اور خود فیروز آباد چلا آیا۔ بادشاہ کے دل پر رنج وملال کا اس قدر ہجوم ہوا کہ صحت بالکل خراب ہوگئی۔ زندگی سے مایوسی نظر آئی۔ فوراً شاہزادہ محمود خان کو ولیعہد کرکے نظام الملک کو اوس کا وکیل السلطنت مقرر کیا۔ اور ایک محضر تیار کرکے شاہزادہ کی اطاعت کے لئے تمام امرا کی دستخطین لین۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۱)۔ (یہ قدیم چاندی کا سکہ ہے جو ۵۔ر کے برابر ہوتا ہے) نکلے۔ البتہ کتب خانہ مین ۳۰۰۰ کتب موجود تہے جو طالب علمون کے لئے وقف تہے۔ خواجہ کو نظم ونثر مین اعلےٰ درجہ کا تبحر تہا۔ ایک دیوان فارسی اور ایک انشاء موسوم بہ روضۃ الانشاء (جس مین خواجہ کے وہ خطوط ہین جو ملا جامی علیہ الرحمہ کو لکہے تہے) مولانا نے خواجہ کے نام ایک قصیدہ بہی لکہا تہا۔ ناظرین کو خواجہ کی مکمل سوانح عمری دیکہنا مقصود ہو تو سیرۃ المحمود مولفہٗ مولوی محمد عزیز مرزا صاحب۔ بی۔ اے۔ معتمد محکمہ ہوم سکریٹری کو ملاحظہ فرمائین۔ جس مین خواجہ کی تفصیل لائف موجود ہے۔ ۱۲۔ منہ مؤلف۔

مگر یہ کاغذ کے گھوڑے کہیں چلا کرتے ہیں۔ جو ہونا تھا وہی ہوا۔ محمود شاہ کو خود یقین ہو گیا تھا اور وہ بار بار کہا کرتا تھا۔ کہ اب دولت بہمنیہ کا خاتمہ ہے۔ غرض کہ آورہی ضعف ہو گیا تو بیدر کو چلا آیا۔ طبیعت نے پلٹا کہا یا صحت ہو گئی۔ صرف نقاہت باقی تھی کہ سیندہی کثرت سے پی اور جماع کر کے سو گیا۔ جب خواب سے اوٹھا تو سخت بخار آ گیا۔ طبیب نے بیدمشک اور ٹھنڈا پانی پلایا۔ جس سے کچھ طبیعت بحال ہوئی۔ جب حکیم صاحب اپنے گھر گئے تو بادشاہ نے اس غلط مقولہ کے فریب میں آیا کہ شراب زدہ را علاج شراب است۔ یعنے مقربین کے کہنے سے چند پیالے شراب کے پی لئے۔ اس کا پینا غضب ہوا۔ تمام علامات موت کے ظاہر ہو گئے۔ حالت سکرات میں جب ہوش میں آتا تھا تو کہتا تھا کہ باطن میں خواجہ مجھے ہلاک کرتا ہے۔ آخر ۶ صفر ۸۸۷ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۴۸۲ء کو عین عالم جوانی میں بعمر ۲۹ سالہ اس جہان سے اوٹھ گیا۔ گو برائے نام یہ سلطنت ایک عرصہ تک پھر بھی رہی لیکن درحقیقت اس بادشاہ کی موت سلطنت بہمنیہ کی موت تھی۔ اس کے مرنے کے بعد تمام دکن کی حالت خراب ہو گئی۔ اس کے مرنے کی تاریخ کسی شاعر نے خوب کہی ہے۔

دکن چو گشت خراب از رفتن او ۵ خرابیٔ دکن تاریخ او شد۔ مدت سلطنت ۲۰ سال ہے۔

سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ بہمنی

اس وقت محمود شاہ کی عمر ۱۲ سالہ تھی۔ امرا نے اوسے تخت پر بٹھایا۔ نظام الملک قوام الملک کبیر و صغیر۔ قاسم بیگ برید نے مبارک باد دی۔ مگر اس مجلس میں بعض نے کہا۔ کہ یوسف عادل خان وغیرہ امرائے ترک اس وقت موجود نہیں ہیں اون کے بغیر جلوس کرنا نہ چاہیئے تھا۔ جس کا جواب ملک حسن نے یہ دیا کہ سلطنت کے معطل رکھنے سے خلل و فساد کا

اندیشہ رہتا ہے۔ اسلئے جلوس کر دیا گیا۔ جب امرائے ترک آئینگے اوس وقت پہر اسیطرح دربار کر دیا جائیگا۔

محمد شاہ کے زمانہ مین امرائے دولت چار نسلون سے تہے مغل۔ (ایرانی)۔ ترک۔ حبشی۔ دکہنی گویہ چار نسلین بظاہر الگ الگ تہین۔ درحقیقت دو ہی فریق تہے۔ ایک طرف دکہنی حبشی (حنفی المذہب) دوسری جانب مغل۔ ترک (اہل تشیع) مگر ترکون مین بعض لوگ دکہنیون کا بہی ساتہہ دیتے تہے۔ فوجی لحاظ سے مغلون کو غلبہ تہا۔ اور یہ سب یوسف عادل خان کا دم بہرتے تہے۔ فتح اللہ عماد الملک (ہندی النسل) اور خداوند خان حبشی سنی تہے۔ مگر محمود کا دان کے یہ دونون احسان مند تہے۔ اسلئے عادل خان کے طرفدار تہے۔ دکہنیون مین بڑا سرغنہ ملک حسن نظام الملک تہا۔ اور بادشاہ کی قربت کی وجہ سے دربار مین اوسی کو غلبہ تہا۔ اور وہی بادشاہ پر پورا حاوی تہا۔ مگر اس ملک دکن کی رعایا کثرت سے ہندو تہی۔ اور بیجانگر ریاستہائے ساحل کار و منڈل۔ اوریا۔ اوڑیسہ۔ گونڈوانہ مین تمام ہندو بہری ہوئے تہے جنسے شاہان دکن کو ہمیشہ لڑائی جہگڑے کا اتفاق رہا کرتا تہا۔ اسلئے یہ لوگ اکثر لایق تو وارد مسلمانون کی زیادہ قدر کیا کرتے تہے۔ دکن کے قدیم آرام طلب اور بے ہنر مسلمانون کی کم قدر ہوتی تہی۔ اور اسی وجہ سے احمد شاہ ولی کے زمانہ سے دکہنی مسلمان اکثر تباہ ہوتے چلے آتے تہے۔ اون کو صرف تہوڑا ہی زمانہ گذرا تہا۔ کہ سر اوٹہانے کی مہلت ملی تہی۔ اس وقت اون مین اس قدر جان نہ تہی کہ مغلون اور ترکون سے میدان جنگ مین سبقت لیجائین۔ اور مغلون اور ترکون مین اتنی قوت نہ تہی کہ اون کو نیست و نابود کر ڈالین۔ اس طرح پر دونون فریق کی قوت کچہہ کچہہ ملی ہوئی تہی۔ جس سے محمود شاہ برائے نام تخت و تاج کا صاحب ہوگیا۔ چونکہ اوس مین شاہانہ عزم اور خود رائی بالکل نہ تہی۔ عیش و عشرت کا بندہ تہا۔ اسلئے کسی نے اوسکی تباہ کرنیکی کوشش نہ کی۔ بلکہ اوسکو اپنی قوت کا آلہ بنالیا۔

جب یوسف عادل کو محمد شاہ کی موت اور محمود شاہ کی تخت نشینی کی خبر ہوئی تو وہ مبارکباد کو
دار الخلافہ آیا۔ اور شہر کے باہر اترا۔ بعد ایکہزار مغل اور ترک کیساتھ اندر آیا۔ اور بادشاہ کو مبارکباد دی۔
چونکہ ملک حسن کو یوسف عادل سے چشمک تھی۔ اور وہ جانتا تھا کہ اگر یوسف عادل کا خاتمہ ہوجائے تو
پھر سلطنت پہنچ اپنی ہے۔ اسلئے اوس نے قوام الملک کبیر و صغیر کو ہمراہ لیکر یوسف عادل کے
پاس گیا۔ اور کہا کہ جس طرح ہم شہر مین رہتے ہین اوسی طرح آپ سب امرائے ترک بھی شہر مین رہا کرین
تو مناسب ہے۔ تاکہ ایک دوسرے کے مشورہ سے مہمات سلطنت انجام پائین یوسف عادل نے
جواب دیا کہ مین سپاہی آدمی ہون امورات مالی و ملکی مین مدرکہ نہین ہے۔ آپکو چاہیئے کہ حسب
وصیت سلطان محمد شاہ مرحوم سلطنت کے کامون کو انجام دین۔ الغرض کچھ دیر تک فریقین مین
گفتگو رہی۔ بعد اوس کے یہ ٹھہرا کہ ملک حسن حسب دستور سابق فقط وکیل السلطنت رہے۔ باقی عہدے
جنکا وہ ابتک کام کرتا ہے۔ دوسرون کو دئے جائین۔ چنانچہ مشورہ کے بعد وزارت قوام الملک
کبیر سرلشکر ورنگل کو دی گئی۔ اشراف قوام الملک صغیر سرلشکر راجمندری کے حصے مین آئی۔ اور نظامت
دلاور خان حبشی کو ملی۔ قاسم بیگ سرنوبت اور فریاد الملک کوتوال شہر رہے۔ اور ایسے ہی
اور عہدے بھی امرانے آپس مین تقسیم کر لئے۔ سلطان محمود شاہ سے ہر ایک کو خلعت ملا۔ دو تین
مہینے تک مغل۔ ترک۔ دکھنی۔ حبشی عاج اور آبنوس کے مہرون کی طرح باہم ملے جلے رہے۔
اس وقت سرلشکرون کی تفصیل حسب ذیل تھی۔
(۱)۔ بیجاپور مین یوسف عادل خان۔ (۲) حسن آباد گلبرگہ مین دستور دینار حبشی۔ (۳)۔ دولت
آباد مین نظام الملک دکھنی۔ (۴) بھیر مین ملک حسن نظام الملک۔ (۵)۔ راجمندری مین
قوام الملک صغیر۔ (۶)۔ ورنگل مین قوام الملک کبیر جس نے عادل خان دکھنی کو وہان اپنا
نائب مقرر کر رکھا تھا۔ (۷)۔ گاویل مین فتح اللہ عماد الملک جس نے اپنے بیٹے علاء الدین کو اپنی جگہ

بھیجدیا تہا۔ (۸) ہوزمین خداوند خان حبشی۔

اب ملک حسن نے قوام الملک کبیر (گو یہ ترک تہا مگر یوسف عادل سے عداوت قلبی رکہتا تہا۔) سے یوسف عادل کے قتل کی صلاح کی۔ اور عادل خان دکھنی کو (جو قوام الملک کبیر کے طرف سے ورنگل کی طرفداری کا کام کرتا تہا اور ہم خطابی کے سبب سے یوسف عادل خان کا جانی دشمن تہا) ورنگل سے اور فتح اللہ عماد الملک کو (جو یوسف عادل کا دوست دکھنی النسل تہا) براڑ سے بہ بہانۂ سبار کبادطلب کیا۔ یہ دونون ورنگل اور براڑ کے لشکرون کو ساتہ لائے۔ اب ملک حسن نے عادل خان دکھنی سے کہا کہ تو ترکون کو قتل کر ڈال۔ اگر تو نے قوام الملک کبیر یا یوسف عادل کو قتل کردیا تو تجہے اون کی سرلشکری دلادون گا۔ اور قوام الملک کبیر سے کہا کہ یوسف عادل کے قتل کے روز آپ اپنے مکان مین رہیئے۔ یہ سادہ لوح ملک حسن کے فریب مین آگیا۔ اس کے بعد ملک حسن نے عادل خان دکھنی اور فتح اللہ سے کہا کہ اپنے اپنے لشکر بادشاہ کے ملاحظہ مین لائین۔ اوس وقت بادشاہ قلعۂ ارک کے برج مین بیٹہا ہوا تہا۔ جب یہ دونون سردار سلام کو آئے تو بادشاہ (حسب مشورہ ملک حسن) نے اون کو بلاکر کہا کہ آجکل ترک نہایت سرکش ہو گئے ہین۔ اون کو ٹہیک بنایا جائے۔ چونکہ فتح اللہ یوسف عادل کا دوست تہا اس لئے ملک حسن نے اوس کو وہین ٹہیرالیا۔ اور دونون لشکر عادل خان دکھنی کے ماتحتی مین یوسف عادل کے فوج پر چل پڑے۔ اس ہنگامۂ کارزار مین قوام الملک کبیر مارا گیا۔ فریاد الملک کوتوال گرفتار ہوا۔ ۲۰ روز تک متواتر یہ لڑائی جاری رہی۔ طرفین کے ۳ یا ۴ ہزار آدمی مارے گئے۔ آخر علماء نے بیچ مین پڑکر صلح کروادی۔ یوسف عادل بیجاپور چلا گیا۔ اب ملک حسن کی بن آئی۔ اوس نے اپنے بیٹے ملک احمد کو پرگنات بیر

دو بار جاگیر مین دے دیا۔ مخبر الملک دکہنی کو جو محمود گاوان کا غلام زادہ
تہا) کو منصب ہزاری اور خواجہ جہان کا خطاب ملا۔ یہ فتح اللہ۔ قوام الملک
کبیر کی جگہ وزیر و میر جملہ ہوا۔ اوس کا بیٹا علاء الدین نیابت برار پر بہیجا گیا۔
عادل خان دکہنی سرلشکر ورنگل کیا گیا۔ قاسم برید سر نوبت کو کوتوالی بالگی۔ قوام
الملک صغیر۔ راجمندری کو روانہ ہوا۔ اس کے بعد چار سال تک امن و چین
سے سلطنت کا کام چلتا رہا۔ اس اثناء مین دلاور خان حبشی نے بادشاہ سے
کہا کہ نظام الملک اور فتح اللہ نے آپ کو عضو معطل بنا رکہا ہے۔ بادشاہ
نے اوس کے جواب مین ادن کے قتل کرنے کی ہدایت کی۔ اتفاقاً یہ دونون
ایک رات سلطان کی ماں کے پاس گئے ہوئے تھے۔ جب وہان سے
لوٹے تو راستہ مین دلاور خان اور ایک اوس کے ساتھی نے انہین
گہیرا۔ خوب تلوار چلی نظام الملک کسیقدر زخمی ہوا۔ مگر دونون صحیح و سلامت
نکل گئے۔ شہر کے باہر جاکر اپنے لشکرون کو جمع کیا۔ قاسم برید کو
بہی ہوشیار کر دیا۔ اب قاسم برید نے قلعہ ارک کے دروازے
بند کر کے باہر سے اندر جانیکی سب کو ممانعت کر دی۔ بادشاہ نہایت
پریشان ہو گیا۔ مجبور۔ نظام الملک کے پاس آدمی بہیجکر عذر خواہی کی۔
نظام الملک نے اس شرط پر منظور کیا کہ دلاور خان قتل کر دیا جائے۔ مگر
دلاور خان یہ سنتے ہی معہ اپنی فوج کے بہاگ گیا اور چند روز
مین برہانپور پہونچا۔ فتح اللہ بہی ان جہگڑون سے گہبرا کر برار کی سر
لشکری پر چلا گیا۔ اس کے بعد ملک حسن نے ملک وحید اور ملک اشرف

(جو اونسمین حقیقی بہائی اور سابق مین محمود گاوان کے نوکر تہے) کو اپنی طرفداری کی وجہ سے امراء کے زمرہ مین داخل کیا۔ اور عہد و پیمان لیکر ملک وحید کو دولت آباد کی سرلشکری عنایت کی۔ فخر الملک دکہنی کو بریندہ اور شولاپور کے علاقے مرحمت ہوئے۔ اور زین خان (جو فخر الملک کا بہائی تہا) کو بہی اوس کا شریک بنالیا گیا۔ مگر فخر الملک نے بجز شولاپور کے زین خان کو کچہ بہی ندیا۔ اس اثنا مین عادل خان دکہنی سرلشکر ورنگل کا انتقال ہوگیا۔ قوام الملک صغیر نے (سرلشکر راجمندری) ورنگل پر قبضہ کرلیا۔ جب ملک حسن کو معلوم ہوا تو شہر بیدر کی حفاظت اپنے ایک آوروں ولپسند خان کے حوالہ کی۔ اور محمود شاہ کو لیکر ورنگل پہونچا۔ قوام الملک مین مقابلہ کی قوت کہان تہی۔ اوس نے بادشاہ کی آمد دیکہکر راجمندری کو چلاگیا۔ اس اثنا مین ملک حسن کو اوس کے بیٹے ملک احمد نے یہ کہہ بہیجا کہ بہادر گیلانی نائب بندر گوا اور زین الدین علی جاگیردار چاکنہ میرے علاقہ کے جاگیرات پر دست درازی کر رہے ہین۔ اوس کے انسداد کا جلد انتظام کیجئے" اس وقت ملک حسن ورنگل مین مقیم تہا۔ اسلئے ملک احمد کے امداد کے لئے فخر الملک دکہنی اور ملک وحید کو حکم دیا

۱۔ محمود گاوان کے غلام کشورخان کو بندر گوا وغیرہ جاگیر تہے۔ وہ تو بیدر مین رہتا تہا۔ اور جاگیر پر ایک شخص نجم الدین گیلانی کو مقرر کیا تہا۔ جب نجم الدین مرگیا تو بہادر گیلانی (جو گوا کا کوتوال تہا) جاگیر کا نائب بنا اور بندر گوا سے بندر دابل۔ کولاپور۔ کلہر۔ پنالہ تک قابض ہوگیا۔ بہادر گیلانی نے کچہ ہی پر اکتفا نکی۔ بلکہ یوسف عادل خان کی تحریک سے بندر جول وغیرہ پر بہی (جو ملک احمد پسر نظام الملک کے جاگیر مین تہے) لوٹ مار کرنے لگا اور بہادر گیلانی کی تقلید پر زین الدین علی جاگیردار چاکنہ بہی ملک احمد کے جاگیرات پر ہاتہ صاف کرنے لگا۔

...... مولف۔

در بہادر گیلانی و زین الدین علی کی کمک پر یوسف عادل خان نے کمر باندہی۔ چونکہ تمام امرای ملک حسن (نظام الملک) سے ناراض تہے۔ بادشاہ کو الٹ پلٹ سمجہا کر ملک حسن کے قتل کا حکم حاصل کر لئے۔ کہیں اڑتے اڑتے یہ خبر ملک حسن کو ہوگئی۔ وہ گہبرا کر آدہی رات کو ورنگل سے بہاگا مگر شامت جو آئی تہی خفیہ طور بیدر پہونچا۔ دلپسند خان کو ہموار کرکے خزانہ شاہی پر قابض ہوگیا۔ اور محمود شاہ کے مقابلہ کے لئے فوج جمع کرنی شروع کی۔ جب صبح کو یہ خبر محمود شاہ کو ہوئی تو فوراً ورنگل سے کوچ کرکے بیدر آیا۔ اور دلپسند خان کو خفیہ طور پر کہا کہ "اگر تو نمک حلال و شاہی نوکر ہے تو فوراً نظام الملک کو قتل کرکے ہمارے پاس چلا آ"۔ چنانچہ دلپسند خان نے نظام الملک کو قتل کرکے اوس کا سر بادشاہ کے پاس بہیجدیا۔ اس کے بعد محمود شاہ بیدر مین داخل ہوا۔ اب مغلون اور ترکون کا عروج بڑہا۔ اور مہمات شاہی کے وہی مدار علیہ ٹہرے۔ اوہر بادشاہ شراب و کباب و ناچ رنگ مین مشغول ہوگیا۔ جب ملک احمد نے اپنے باپ کے قتل کی خبر جنیر مین سنی تو بغاوت پر کمر باندہی۔ بیڑ اور تمام کوکن کے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے نام کے ساتہ نظام الملک کا خطاب بہی ایزاد کیا اوہر مغلون اور ترکون کا عروج دکہنیون اور حبشیون کو شاق گذرا۔ آخران سبہون نے مشورہ کرکے بادشاہ کے مارنے کا قصد کیا۔ اور ۲۱ ذیقعدہ ۸۹۲ھ کو رات کے وقت ایکہزار دکہنی و حبشی قلعہ مین گہسکر بادشاہ کے سر پر پہونچے۔ اس وقت بادشاہ اپنے یاران ہم پیالہ کے ساتہ عیش و عشرت مین مصروف تہا۔ ان کی صورت دیکہتے ہی شاہ برج کو بہاگا۔ تمام یاران علیہ* قتل ہوئے۔ جب باغیون نے دیکہا کہ بادشاہ بچ گیا تو وہ شاہ برج پہونچے اتنے مین کسی طرح مغلون اور ترکون کو اس واقعہ کی خبر ہوگئی۔ فرہاد خان۔ قاسم برید۔

* جلد تاریخ قطب شاہی مین لکہا ہے کہ اس حملہ مین سلطان قلی (سر سلسلۂ خاندان قطب شاہیہ) بہی اوس سلحدارون سے موجود تہا۔ خود تو بادشاہ کے ساتہ شاہ برج جانے مین بچ گیا۔ مگر بہی کے سلحدار قتل ہوگئے۔ ۱۲ مولف۔

سیتر خان اور سیستانی وغیرہ نے تین چار سو مغلوں کو لیکر بادشاہ کے پاس پہونچے۔ طرفین سے
خوب جنگ ہوئی۔ سیکڑون آدمی مارے گئے۔ صبح کو بادشاہ تخت پر برآمد ہوکر دکھنیون اور
حبشیون کے قتل عام کا فرمان نافذ کیا۔ چنانچہ تین دن تک برابر قتل کا بازار گرم رہا۔ آخر شاہ محب اللہ
کی اولاد مین سے کسی بزرگ کی منت وسماجت پر بادشاہ نے موقوفی کا حکم دیا۔ اس کے بعد
بادشاہ نے ملک احمد نظام الملک کی سرکوبی کے لئے شیخ مودی عرب المخاطب بہ بہادر الزمان
کو بارہ ہزار سوار سے روانہ کیا۔ مگر ملک احمد نے اس حکمت سے جنگ کی کہ شیخ مودی کو باوجود
اس قدر لشکر کثیر کے شکست ہوئی۔ اور بہت سے آدمی مارے گئے۔ خود شیخ مودی کی بھی جان نہ
بچی۔ اسی موقع پر ملک احمد نے قلعۂ جاکنہ کو بھی فتح کرلیا۔ جب بادشاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی تو پھر
ایک لشکر جرار عظمت الملک میر کے ہمراہ جنیر بھیجا۔ ملک احمد بھی اپنی فوج سے تیار ہوگیا۔ اور خواجہ
جہان جاگیردار پرینڈہ وشولاپور نے اپنے بیٹے اعظم خان کو ملک احمد کی کمک کو بھیجا۔ اتنے مین
بادشاہ نے عظمت الملک کو طلب کرکے اوس کی جگہ جہانگیر خان جاگیردار کولاس کو روانہ کیا۔
چند روز تک تو ملک احمد نے لشکر شاہی کو اپنے تعاقب مین کبھی پرینڈہ اور کبھی پٹن اور کبھی [illegible]
پھراتا تھا۔ جس سے لشکر شاہی کو اطمینان ہوگیا کہ ملک احمد مین مقابلہ کی تاب نہین ہے۔ اس اثنا
مین برسات کا موسم آگیا۔ اور تمام امراء اور سردار ناچ رنگ۔ شراب۔ کباب مین مصروف ہوگئے
ملک احمد تو وقت کا منتظر تھا ۴ رجب ۸۹۵ھ کو رات کے وقت لشکر شاہی پر شب خون گرا۔ خوب
لڑائی ہوئی ہزارون آدمی مارے گئے۔ اور جہانگیر خان مع اکثر نامی امراء کے قتل ہوا۔ اور باقی
سردار اسیر ہوئے۔ جن کو ملک احمد نے تمام لشکر مین تشہیر کرکے بیدر روانہ کردیا۔ یہ فتح ملک احمد کو
ایسی ہوئی کہ سب کے حوصلے اوس کے سامنے پست ہوگئے۔ اور سلطنت نظام شاہی کی ابتدا
اسی فتح سے آغاز ہوئی۔

چنانچہ جب ملک احمد کو فتح نصیب ہوئی۔ تو اوس نے بادشاہ سے تمام تعلقات قطع کردئیے اور یوسف عادل خان و فتح اللہ عماد الملک کے پاس ایلچی کے ذریعہ کہلا بھیجا۔ کہ خطبون مین محمود شاہ کے نام کی جگہ اپنے اپنے نام درج اور جملہ لوازم شاہی کو علانیہ اختیار کرین۔

اس زمانہ مین سلطنت بہمنیہ کے حسب تفصیل ذیل امرا نے حصے بخری کر رکہے تہے۔

۱	یوسف عادل شاہ	بیجاپور	۴	سلطان قلی قطب الملک	تلنگانہ ورنگل علاقہ
۲	احمد نظام الملک	جنیر	۵	فتح اللہ عماد الملک	کاویل ایلچپور علاقہ برار
۳	قاسم برید	بیدر و اوسہ قندہار وغیرہ	۶	میاں محمد عین الملک	چاکن سکلہر پنالہ گوا وغیرہ

۷	خواجہ جہان	پرینڈہ و شولاپور	۱۰	قوام الملک صغیر	راجمندری وغیرہ علاقہ تلنگانہ
۸	ملک اشرف	دولت آباد	۱۱	خداوند خان حبشی	ماہور کلم علاقہ میکر علاقہ برار
۹	دستور دینار حبشی	گلبرگہ گنجوٹی الند وغیرہ			

مگر ان گیارہ مین پانچ مقدم الذکر زبردست و صاحب قوت تہے۔ اسلئے انہین پانچون نے بقیہ کا خاتمہ کرکے تمام ملک کو آپس مین تقسیم کرلیا۔ اور یہی پانچ ایک مدت تک اپنی اپنی سلطنت علیحدہ قایم کرکے حکمران رہے۔ جس سے عادل شاہیہ۔ نظام شاہیہ۔ قطب شاہیہ۔ عماد شاہیہ۔ بریدیہ شاہیہ خاندان کی بنا پڑی۔ اور اسی زمانہ سے سلطنت بہمنیہ نے روز بروز تنزل اختیار کیا۔ گو محمود شاہ کے بعد بہی خاندان بہمنیہ کے چار بادشاہ احمد شاہ۔ سلطان علاء الدین۔ شاہ ولی اللہ۔ شاہ کلیم اللہ۔ تخت نشین ہوئے۔ مگر ان چارون کی بادشاہی برائے نام تہی۔ اور یہ سب بریدیون کے ہاتہ پر مثل کٹ پتلی کے ناچتے رہے۔ اب ہم یہان سے محمود شاہ کے بقیہ حالات اور اوس کے بعد کے چار بادشاہون کے واقعات اس مقام پر صرف سلسلہ کے لئے لکہہ دیتے ہین۔ اور جنگ وغیرہ کے تفصیلی حالات اون جدید بادشاہون کے تذکرہ مین بیان کرین گے۔

الحاصل احمد نظام الملک نے ۹۰۵ھ کے آخر مین اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور مثل شاہان دہلی و
گجرات و مالوہ کے سفید چتر شاہی بنوایا۔ لیکن اس چتر کے نسبت خواجہ جہان وغیرہ نے کہا کہ ابہی بادشاہ زندہ ہے۔
اسلئے آپکو سزاوار نہین۔ جسکا جواب احمد نظام الملک نے یہ دیا۔ کہ رفع حرارت کے لئے یہ چتر مین نے
بنوایا ہے۔ اس کے بعد اوسنے ہر ایک کو چتر رکہنے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ اسی زمانہ سے دکن
مین علے العموم چتر لگانے کا دستور ہوگیا۔ اودہر یوسف عادل خان نے بہی ۹۰۶ھ مین اپنی بادشاہی
کا اظہار کیا۔ پانچہزار مغربیون اور ترکون نے اوسکی شاہی کو مان لیا۔ اس کے بعد اوسنے اپنا نام
یوسف عادل شاہ رکہا۔ اور اپنے نام کا خطبہ پڑہایا۔ چتر لگایا۔ پہر تو اسی سن مین فتح اللہ عماد الملک
بہی صاحب خطبہ و چتر بنا۔ قاسم برید ترک (جو سر نوبت و کوتوال شہر تہا) نے دیکہا کہ اورون نے
بازی لے گئی۔ اور محمود شاہ نرا مٹہو ہی بنا رہا۔ تو اب اسنے بہی منصب وکالت اور طرفداری
حوالی تخت گاہ پر قبضہ کرلیا۔ اور قصبہ جات قندہار۔ اوسہ۔ اودگیر۔ کلیان۔ اپنی جاگیر مین لگے
جب وہان کے قلعون پر قبضہ کرنا چاہا۔ تو محمود شاہ نے اون امرا کو قاسم برید کے دفعیہ کا
حکم دیا۔ لیکن قاسم برید نے تین مرتبہ شکست دی اور قریب تہا کہ محمود شاہ کو نکالدے۔ اتنے مین
دلاور خان حبشی جو ۹۰۱ھ مین ملک حسن کے خوف سے برہان پور کو بہاگ گیا تہا۔ اسوقت ایک معقول
فوج لیکر محمود شاہ سے آملا۔ اور قاسم برید کو ایسی شکست دی کہ وہ گولکنڈہ کی طرف بہاگا۔ دلاور خان
اوس کا تعاقب کیا۔ گولاس کے قریب ایک مست ہاتہی نے دلاور خان کو مار ڈالا۔ اور قاسم برید
اس لطیفہ غیبی کے سنتے ہی واپس ہوا۔ اور دلاور خان کے تمام لشکر کو لوٹ کر بیدر آیا۔ محمود شاہ
بہی اوس کو بمقتضائے وقت منصب وکالت عطا کیا۔ اب قاسم برید کی حکومت ایسی مستقل ہوگئی
کہ محمود شاہ کی شاہی بجز نام کے مطلق باقی نہین رہی۔ اور اسی وقت سے قاسم برید کی بادشاہی
بہی درحقیقت شروع ہوگئی۔ اس کے بعد بہی بعض لڑائیان بیجاپور و برار کے لشکرون سے محمود شاہ

درپیش آئین - آخر ۲۴ ذی الحجہ ۹۲۴ھ م ۱۵۱۸ء کو سلطان محمود شاہ نے انتقال کیا - مدت سلطنت (۳۷) سال (۲۰) یوم تھی -

سلطان احمد شاہ بن محمود شاہ بہمنی

۹۲۴ھ میں ملک برید نے محمود شاہ کے بیٹے احمد شاہ کو تخت نشین کیا - یہ سلطان عیش وعشرت کا ایسا متوالا تھا کہ ملک برید نے اوس کے لئے شراب پینے کا سامان شاہانہ تیار کرا دیا - وہ تو بادہ خواری میں مشغول ہوا - اور ملک برید سلطنت کرنے لگا احمد شاہ اس قدر مسرف تھا کہ امیر برید کا مقرر کردہ وظیفہ اوس کو کفاف نہ کرتا تھا - اسلئے اوسنے تاج بہمنیہ کو (جو ۴۰ لاکھ کا تھا) خفیہ طور پر توڑ کر اوس کے موتی اور جواہر فروخت کرکے خوب عیش اوڑایا - جب امیر برید کو معلوم ہوا تو اوسنے بہت کچھ آدمیوں کو مارا پیٹا - مگر اوس کا ایک ریزہ بھی ہاتھ نہ آیا - آخر احمد شاہ دو سال کچھ ماہ کی سلطنت کے بعد ۹۲۶ھ میں زہر یا اجل سے فوت ہوا

سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی

امیر برید نے احمد شاہ کے مرنے کے بعد دو ہفتہ تک مہمات سلطنت کو معطل رکھا - اور نہایت غور وفکر کے بعد احمد شاہ کے بیٹے سلطان علاء الدین کو سریر آرا کیا - یہ بادشاہ بادہ نوشی کے مضرت سے واقف تھا - اسلئے اسنے شراب کو کبھی منہ سے نہ لگایا - اور امیر برید کی ظاہرداری میں بہت خاطر مدارات کرکر در پردہ مارنے کی فکر مین رہا - مگر بہت جلد پردہ فاش ہوگیا - امیر برید نے اوس کو معزول کرکے محبوس کیا - اور چند روز کے بعد مرگیا - مدت سلطنت (۲) سال (۳) ماہ تھی -

شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی

اب امیر برید نے شاہ ولی اللہ کو تخت پر بٹھایا۔ یہ بادشاہ امیر برید کی مٹھی مین تھا۔ اور نان و پارچہ جو کچھ وہ دیتا اوسی پر قناعت کرتا۔ آخر اس نے اپنی خلاصی کے لئے کوشش کی اور امیر برید کو معلوم ہو گیا تو اوسنے بادشاہ کو حرم سرا مین قید کر کے اوسکی منکوحہ پر متصرف ہوا۔ اور چند روز کے بعد خاتمہ کر ڈالا۔ مدت سلطنت تین سال ہے۔

شاہ کلیم اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی

امیر برید نے شاہ ولی اللہ کے چھوٹے بھائی شاہ کلیم اللہ (جو یوسف عادل خان کا نواسہ تھا) کو بادشاہ بنایا۔ یہ بادشاہ چند روز محل سرا مین عزلت نشین رہا۔ استنے مین ہندوستان مین بابر بادشاہ کے آمد کی دہوم مچی تو اس نے خفیہ طور پر ایک ایلچی کے ذریعہ اپنی مستخلصی کی استدعا کی۔ لیکن بابر شاہ نے اوسپر توجہ نہ کی۔ کیونکہ ہندوستان مین خود اوس کو ابہی استقلال نہین ہوا تھا۔ اس کے بعد یہ خبر فاش ہو گئی۔ اور بادشاہ گھبرا کر ۹۳۴ھ مین بیجاپور کے طرف گیا۔ وہان اوس کے ماموں اسمعیل عادل شاہ نے اوس کی گرفتاری کا ارادہ کیا تو پہر وہان سے نکل کر برہان نظام شاہ کے پاس احمد نگر پہونچا۔ نظام شاہ نے خوب آو بھگت کی۔ لیکن چند روز کے بعد شاہ کلیم اللہ زہر یا موت سے احمد نگر مین انتقال کیا۔ اور اوس کا تابوت بیدر کو لے گئے۔ شاہ کلیم اللہ کے بعد کوئی شخص خاندان بہمنیہ سے برائے نام بہی نہین ہوا۔ جس سے خاندان بہمنیہ بالکل خاتمہ ہو گیا۔

گل دوّم

طبقہ عادل شاہیہ

سلاطین بیجاپور

یوسف عادل شاہ

یوسف عادل شاہ سنہ ۸۹۶ھ سنہ ۱۴۹۰ء مین بہ مقام بیجاپور سریر آرا رہوا۔ اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ چتر لگایا۔ چونکہ وہ ساوہ کا رہنے والا تھا۔ اسلئے عوام الناس بجائے ساوی کے

نوٹ۔ یوسف کا نسب مورخون نے سلاطین عثمانیہ سے ملایا ہے۔ کہتے ہین کہ اوس کا باپ سلطان مراد سنہ ۸۵۵ھ مین جب مرگیا۔ تو اوس کا بڑا بیٹا سلطان محمد تخت نشین ہوا۔ اور اپنے چھوٹے بھائی یوسف کے قتل کا حکم دیا (کیونکہ ارکین سلطنت کی رائے ہوئی کہ بجز ولیعہد کے دوسرا شہزادہ زندہ نرہنا چاہیئے۔ تاکہ فساد و بغاوت کا خدشہ باقی نرہے) مگر اوس کی ماں نے کچھ ایسی چال چلی کہ یوسف کے عوض ایک غلام مارا گیا۔ اور یوسف بغرض پرورش خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی ساکن ساوہ کے حوالہ ہوا۔ اور خواجہ یوسف کو لیکر بغداد آیا۔ اور بہ مقام اردبیل شیخ صفی کے درگاہ مین نیاز چڑھایا یوسف کو مرید کرایا۔ اور ساوہ آکر اپنے بیٹون کی طرح اوسکی تعلیم و تربیت کرنے لگا۔ یوسف کی ماں کو بھی اوسکی خیریت کی اطلاع دی۔ چنانچہ یوسف کی ماں نے یوسف کی دائی کے بیٹے غضنفر آقا۔ دلشاد آقا کو معہ چند تحائف کے

سوائی کا بھی خطاب دیدیا۔ جب قاسم برید نے اوس کا یہ عروج دیکھا تو راجہ بیجانگر کو جو بیجانگر مین
اوس وقت وزیر تمراج مالک ریاست تہا۔ کیونکہ اصل راجہ نہایت کم سن تہا) کہلا بہیجا کہ
یوسف عادل خان نے بادشاہ بہمنیہ سے بغاوت کی ہے۔ لہذا آپ بادشاہ کی امداد
کیجیے تو آپ کو رائچور و مُدگل دیئے جائینگے۔ چنانچہ تمراج ایک لشکر کثیر سے یوسف عادل شاہ کے ملک پر

بقیہ نوٹ صفحہ (۷۵)۔ یوسف کے پاس جا رہا۔ چند روز کے بعد یوسف کا بہید کہل گیا۔ اور وہ وہان سے بہاگ کر قم آیا۔
پہر وہان سے ۸۶۴ھ مین خواجہ کے ساتہ ہندوستان کے سفر پر آمادہ ہوا۔ اور بندر ہرمز سے جہاز مین بیٹہکر بندر
دابل مین اوترا۔ کہتے ہین کہ حضرت خضر علیہ السلام نے یوسف کو دو دفعہ بادشاہی کا مژدہ دیا تہا۔ اور ہندوستان
جانیکی تاکید کی تہی۔ الحاصل یہ دونون بیدر آئے اور خواجہ نے محمود گاوان کی سعی سے یوسف کو نظام شاہ بہمنی
کے ہاتہ بیچ ڈالا۔ یوسف چند روز شاہی چیلون مین رہا۔ اسکے بعد محمود گاوان نے اوسکو عزیز خان میر آخور کے حوالہ
کیا۔ جب عزیز خان مرگیا تو یہی داروغہ اصطبل ہوگیا۔ اور منصب صدی سے ممتاز ہوا۔ بعد ازان ایک نویسندہ
کی نااتفاقی سے استعفا دیکر نظام الملک کے پاس پہنچا۔ اور اپنے حسن سلوک اور شجاعت وبہادری سے
نظام الملک کو بہائی کہنے لگا۔ جب نظام الملک برانڈ کا طرفدار ہوا تو یوسف کا منصب پانصدی ہوگیا۔ اور
عادل خان خطاب ملا۔ اور رفتہ رفتہ اپنی کارگزاری اور لیاقت سے امراء شاہی مین داخل ہوا۔ پہر شدہ شدہ
بیجاپور کا طرفدار بنگیا۔ جب محمود شاہ کے زمانہ مین سلطنت بہمنیہ ضعیف پایا تو لشکر کثیر جمع کرکے خود بادشاہ
ہوگیا۔ اور بیجاپور کو دارالسلطنت قرار دیا۔

رفیع الدین شیرازی کا قول ہے کہ جب وہ ۹۶۱ھ مین ایران سے دکن آیا اور ایک قصبہ کوکی نام مین پہونچا۔ جہان
یوسف عادل شاہ اور اوسکی اولاد کی قبرین ہین وہانکے حفاظ اور خدام مین سے ایک شخص شمس الدین جعفری نے
اوس سے بیان کیا۔ کہ جس زمانہ مین جہان شاہ کی اولاد جہگڑ رہی تہی وہ دیار بکر مین تہا۔ جب حسن بیگ نے

حملہ کر کے رائچور و مدگل پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد قاسم برید نے بہادر گیلانی حاکم گوا (جس کے قبضہ مین اس وقت بندر دابل چول۔ کلہر پنالہ۔ کولاپور وغیرہ تھے) کو بھی یوسف عادل شاہ کی تخریب کے لئے اشارہ کیا۔ اوس نے بھی فوراً ایک کر جام کھنڈی پر متصرف ہو گیا۔ اب تو یوسف عادل شاہ بہت گھبرایا۔ اس کے بعد اوس نے عہد کیا کہ اگر مین اس مخمصہ سے نجات پاؤن تو مذہب تشیع کو رواج دون۔ اور خطبہ اثنا عشری پڑہاؤن۔ اور ۸ ہزار سوار لیکر قاسم برید کے مقابلہ کے لئے بیدر چلا۔ قاسم برید نے احمد نظام الملک کو مدد کے لئے طلب کیا۔ چنانچہ نظام الملک خواجہ جہان حاکم پرینڈہ کو لیکر قاسم برید کی مدد کو آیا۔ ادہر سے قاسم برید محمود شاہ بہمنی کو لیکر شہر سے نکلا۔ حوالی نلدرگ مین طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ قاسم برید نے فتح پائی اور یوسف عادل شاہ شکست کھا کر بیجاپور چلا گیا۔ اس اثنا مین تمراج وزیر راجہ بیجانگر کو ساتھ لیکر بیجاپور پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اور عادل شاہ بھی ۸ ہزار فوج سے آگے بڑہا۔ جب ۸۹۹ھ مین

(بقیہ نوٹ صفحہ (۷۶)۔ جہان شاہ کو مار کر سلطنت پر قبضہ کیا تو اپنے بھانجے احمد بیگ کو ساوہ کی حکومت دی۔ اوس نے ساوہ کی ایک امیر کی دختر سے شادی کی۔ جب احمد بیگ مر گیا تو اوس بی بی سے ایک بیٹا محمود بیگ پیدا ہوا جو باپ کی جائے پر ساوہ مین حاکم بنا۔ اور ۲۰ سالہ عمر مین کسی جھگڑے مین مارا گیا۔ اوسکے عیال و اطفال شیراز چلے آئے۔ اوس کا بیٹا یوسف پریشان ہو کر لار چلا گیا۔ اور ایک بزرگ نے خواب مین خوشخبری دی۔ جس سے وہ دکن آیا مگر چند روز رہکر پھر لار چلا گیا۔ جب دوبارہ اون بزرگ نے تاکید کی تو پھر دکن آکر خان سالار کے پاس رہنے لگا۔ کشتی مین اوس کا مشق بہت اچھا تہا۔ اسی زمانہ مین ایک امو پہلوان دہلی سے آیا۔ اور دکن کے تمام پہلوانون کو چت کیا۔ آخر یوسف نے اوسکو پچھاڑا۔ محمد شاہ بہمنی نے خوش ہو کر یوسف کو خلعت عطا کیا۔ کچھ دنون بعد صلابت کو ترائی کی خدمت دی۔ پھر رفتہ رفتہ ترقی کر کے بادشاہی پر پہونچا۔ ۱۲ مولف۔

لڑائی ہوئی پہلے بیجاپوریون نے شکست اوٹہائی۔ مگر اتنے مین بیجانگر والے لوٹ مین مشغول ہوے اور جنگ کا رخ بدلا۔ یوسف عادل شاہ کا وفعتاً حملہ کرنا تہا کہ ہندو بہاگے اور راجہ زخمی ہوکر راستہ مین مرگیا۔ اور یوسف نے رایچور و مدگل پر قبضہ کر لیا بیجانگر کی لوٹ سے یوسف نے دو زنجیر ہاتھی جوڑے اور چار گہوڑے محمود شاہ کو بطور ہدیہ بہیجے۔ انہین ایام مین محمود شاہ والی گجرات نے محمود شاہ بہمنی کو کہلا بہیجا کہ بہادر گیلانی نے حاجیون کے جہازون (جو گجرات سے جاتے ہتی) کو لوٹ لیا ہے اور بہت شورش مچا رکہی ہے۔ اگر آپ سے اوس کا انتظام ہو سکتا ہو تو کیجئے۔ ورنہ مین خود کسی سردار کو بہیجکر نیست و نابود کر دیتا ہون۔ محمود شاہ بہمنی نے قاسم برید کی صلاح سے یوسف عادل شاہ کو اعانت کے لئے لکہا۔ وہ بہادر گیلانی کی سرکوبی خدا سے چاہتا تہا۔ اسلئے ہزار سپاہ بسرکردگی کمال خان بادشاہ کی مدد کو بہیجی۔ اوس وقت بہادر گیلانی جام کہنڈی کے نواح مین تہا۔ جب بادشاہ کی آمد سنا تو بلگوان بہاگا۔ بادشاہ نے دو تین مہینے کے محاصرہ مین اوس کو فتح کر کے کمال خان کے سپرد کیا۔ اور بہادر گیلانی ایک لڑائی مین مارا گیا۔ اس کے بعد یوسف عادل شاہ نے بادشاہ کو بیجاپور بلاکر دس روز مہمان رکہا۔ اور رضیافت شاہانہ بجا لا کے پیشکش بیش بہا گذرانی مگر بادشاہ نے صرف ایک ہاتھی لے لیا۔ اور باقی پیشکش واپس کر دی اور تنہائی مین کہا کہ اگر یہ پیشکش لیتا ہون تو قاسم برید لے لیتا ہے۔ اسکو تم امانت رکہو۔ جب تین اسکے پنجہ سے خلاصی پاؤنگا تو لے لونگا۔ اب بادشاہ بیجاپور سے نکل کر بیدر آیا۔ اس عرصہ مین دستور دینار حبشی خواجہ سرا سر لشکر حسن آباد گلبرگہ کو بہی شاہی کی تمنا ہوئی۔ اور نظام الملک کی پشت و پناہ بنا کر گلبرگہ مین اپنے نام کا خطبہ پڑہایا۔ اور دار الخلافہ کے تصرف سے قصبات و مواضعات بہی نکال لیا۔ جب اسیر کو خبر ہوئی تو یوسف سے کمک طلب کی۔ ادہر دستور کی امداد نظام الملک نے کی۔ چنانچہ محمود شاہ بہمنی قاسم برید کو ساتہ لیکر مع فوج جرار نکلا۔ اور یوسف بہی

بادشاہ کی کمک سے لئے آگیا۔ دستور کے ساتہ نظام الملک اپنا لشکر لیکر پہونچا۔ طرفین سے
لڑائی ہوئی۔ سلطان قلی قطب الملک نے دستور کی فوج مین تزلزل ڈالدیا جس سے دستور
شکست پاکر گرفتار ہوگیا۔ قاسم برید نے قتل کرنا چاہا۔ مگر یوسف عادل خان نے بادشاہ سے سفارش
کرکے اوس کا قصور معاف کرایا۔ اور اوس کا ملک بدستور سابق دلوادیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے
باغیون سے قلعۂ ساغر فتح کرکے یوسف کو دیدیا۔ اور خود دارالسلطنت کو مراجعت کی ۹۰۳ھ مین
محمود شاہ نے اپنے بیٹے احمد (چار سالہ تہا) کی شادی یوسف عادل شاہ کی بیٹی بی بی ستی (ایک
سالہ تہی) سے بہت دہوم دہام کے ساتہ کی۔ اس سے بادشاہ کا مطلب یہہ تہا کہ کسی صورت قاسم قہر
کے ہاتہ سے آزادی ملے۔ عادل شاہ نے کہا کہ اگر آپ قاسم برید سے آزادی چاہتے ہین تو گلبرگہ۔
الند۔ گنجوتی وغیرہ (جس مین دستور دینار سرلشکر تہا) مجہے دیدیجے۔ تاکہ مین یہان اپنی فوج رکہکر قاسم برید کا
کام تمام کرون۔ بادشاہ نے اچہا کہدیا۔ اور یوسف عادل شاہ نے اون محالات پر قبضہ کرلیا۔ دستور
دینار یہان سے نکلکر قاسم برید کی پناہ مین چلاگیا۔ اس کے بعد یوسف نے قطب الملک کو متفق کرکے
قاسم برید پر چڑہ دوڑا۔ گنجوتی کے مقام پر خوب لڑائی ہوئی۔ ملک الیاس عین الملک اس لڑائی مین مارا
گیا۔ یوسف نے اوس کے بیٹے میان محمد کو اوسکی جگہ گوا کا حاکم مقرر کیا۔ اور عین الملک کا خطاب دیا
اور بادشاہ سے کہا کہ سال آیندہ نظام الملک بحری اور عماد الملک کے اتفاق سے قاسم برید کی
خبر لیجائیگی۔ یہان سے یوسف بیجاپور کو چلاگیا۔ اور بادشاہ بیدر آیا۔ اور قاسم برید جو یوسف کے
خوف سے بہاگ گیا تہا پہر بیدر پہونچا۔ اب تو اوس نے محمود شاہ بہمنی کو بہت تنگ کیا۔ ۹۰۴ھ
مین یوسف نے دستور پر چڑہائی کی۔ اور دستور کی کمک پر نظام الملک آگیا۔ اسلئے یوسف کنارہ
کرگیا۔ پہر یوسف نے دوسرے سال نظام الملک کو کہا کہ مملکت دکن مین اس قدر حکامون کی گنجایش
نہین ہے۔ پس بہتر یہ ہے کہ آپ پرینڈہ۔ دولت آباد پر قابض ہوجائیے اور مین دستور عین الملک کے

اقطاع پر قبضہ کرتا ہون۔ عماد الملک کو چاہیئے کہ خداوند خان حبشی کا ملک ہیلے لے۔ اور قطب الملک ہمدانی مملکت تلنگ پر متصرف ہو۔ الغرض یہ سب امور طے ہوگئے۔ سنہ ۹۱۰ھ مین قاسم برید مر گیا۔ اب یوسف نے میان محمد عین الملک کو اطاعت کے لئے لکھا۔ اوس نے فوراً قبول کرلی۔ اور بیجاپور حاضر ہوا۔ یوسف نے خلعت وغیرہ دیکر روانہ کردیا۔ اوس کے بعد دستور کو بھی یوسف نے اطاعت پر مایل کیا۔ مگر وہ نہ مانا اور قاسم برید وخواجہ جہان دکہنی اور اوسکے بھائی زین خان کی امداد پر بہولا رہا۔ اب یوسف لڑنیکے لئے چلا طرفین سے خوب جنگ رستمانہ ہوئی۔ دستور شکست کہا کر مارا گیا۔ یوسف کا برادر رضاعی غضنفر بیگ بھی قتل ہوا۔ اور دستور کے تمام اقطاع گلبرگہ وساغر وغیرہ پر یوسف کا قبضہ ہوگیا۔ جب یوسف اس لڑائی مین کامیاب ہوکر بیجاپور آیا تو سنہ ۹۰۸ھ مین اوس نے خطبہ اثناعشری پڑہوایا۔ اور اذان مین صحابہ کرام کے نکال کر علی ولی اللہ بڑہایا۔ اور اپنی تمام سلطنت مین مذہب تشیع کو رواج دیا۔ انہیں ایام مین عین الملک کو سپہ سالاری سے معزول کرکے پرگنہ رہکرمی و بلگوان جاگیر کردیا۔ یوسف کی اس کارروائی سے امیر برید پسر قاسم برید کو (جو سنی تہا) بہت برا معلوم ہوا۔ اوس نے بادشاہ کو برانگیختہ کرکے عماد الملک۔ قطب الملک۔ خداوند خان۔ نظام الملک وغیرہ کی امداد سے یوسف پر چڑہائی کی۔ ان مین بجز قطب الملک کے سب سنی تہے اور قطب الملک نے اس وقت مصلحتاً بادشاہ کی اطاعت واجب جانی۔ الغرض یہ سب ملکر یوسف پر چڑہ دوڑے۔ اوس نے دیکہا کہ ان سب سے عہدہ برآنا ناممکن ہے اسلئے اپنے بیٹے اسمٰعیل کو (جو ۹ سالہ تہا) کمال خان دکہنی وغیرہ کے ساتہ بیجاپور بہیجا۔ اور خود عین الملک کنعانی کو ہمراہ لیکر بیڑ وغیرہ کو غارت کرنا شروع کیا۔ یہ اضلاع نظام الملک سے متعلق تہے۔ اوس نے اپنے ملک کو اس طرح برباد ہوتے دیکہا تو بادشاہ کو لیکر یوسف کا تعاقب کیا۔ اور یوسف وہان سے نکل کر دولت آباد کو لوٹتا ہوا برار چلا گیا۔ اور فتح اللہ عماد الملک کو اپنا دوست بنا لیا۔ اب فتح اللہ نے نظام الملک کو کہا کہ آپ قاسم برید کے کہنے سے یوسف کو خراب کرنا چاہتے ہین

اگر ایسا ہوا تو آیندہ قاسم برید ہماری اور تمہاری اولاد کو تباہ کردے گا۔ پس بہتر یہ ہے کہ تم بادشاہ سے کنارہ کر جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نظام الملک بغیر اجازت کے بادشاہ کو چھوڑکر چلتا ہوا۔ اتنے مین قطب الملک بہی روانہ ہوگیا۔ اب قاسم نے دیکہا کہ دونون پہلو ٹوٹ گئے۔ تو عماد الملک کو مدد کے لئے بلایا۔ وہ تو یوسف سے ملا ہوا تہا۔ چند روز آتا ہون کہہ کے ٹالا۔ اس کے بعد قاسم نے زیادہ اصرار کیا تو یوسف کو ساتہ لیکر خود بادشاہ کے مقابلہ کو آیا۔ قاسم گہبراکر بادشاہ کے ہمراہ بیدر کو بہاگا۔ یوسف و عماد الملک نے بادشاہ کے لشکر و سامان کو بہت کچہ تباہ کیا۔ اب یہان سے یہ دونون اپنے اپنے ملک کو چلے گئے۔ سنہ ۹۱۴ھ مین نظام الملک بحری نے انتقال کیا۔ اور سنہ ۹۱۵ھ مین البوکرک سردار پرتگیزان نے ترکی بحری قزاق کے مشورہ سے گوا پر حملہ کرکے لے لیا۔ جب یوسف کو خبر ہوئی تو وہ فوراً تین ہزار خاصہ خیل سے پانچوین روز گوا آیا۔ اور پرتگیزون سے خوب جنگ ہوئی۔ آخر پرتگیز شکست کہا کر بہاگے۔ اور یوسف نے گوا پر قبضہ کرکے اپنے یہان کے ایک معتمد کو وہ قلعہ تفویض کیا۔

*۔ نظام الملک کے لڑائیون وغیرہ کے حالات ہم نے عمداً یہان نہین لکہے ہین۔ کیونکہ یہ حالات عادل شاہیہ ہین۔ اگر یہان نظام الملک کے لڑائیون کے حالات بیان کرین تو بے لطفی ہوجائیگی۔ آیندہ ہم اون حالات کو سلاطین نظام شاہیہ مین بیان کرین گے۔ ۱۲۔ مولف۔

لا۔ ہجرت کی دوسری صدی مین کچہ مسلمان فقرائے عرب حضرت بابا آدم علیہ السلام کی قدم گاہ کی زیارت کے لئے سراندیپ آتے تہے۔ باد مخالف نے جہاز کو ملیبار کے کنارے کدنگلور یعنی کلی کوٹ مین پہونچایا۔ یہان کا راجا اونکو اپنے دربار مین جگہ دیکر ایسا اور اون کا ایسا معتقد ہوا کہ خفیہ طور پر مسلمان ہوگیا۔ پہر اپنا ملک امرا مین تقسیم کرکے اون فقیرون کے ساتہ مکہ کو چلا۔ راستہ مین اوس کا انتقال ہوگیا۔ مرنے کے آگے اوس نے مالک بن حبیب کے (جو

اس کے بعد یوسف عادل شاہ پچھتر برس کے سن میں بمرض سو القینہ ۹۱۶ھ میں انتقال کیا۔ اور قصبہ کہرکی میں اپنے پیر شیخ جلال المشہور بہ شیخ چندا کے مزار کے پاس دفن ہوا۔ ۲۰ سال دو ماہ سلطنت کی۔ بولوجی خاتون (جو اندا پور کے حاکم وینکٹ راؤ (مکند راؤ) مرہٹہ کی بہن تھی

بقیہ نوٹ صفحہ (۸۱) ان مسلمانوں کا سرگروہ تہا) اپنے امرار کے نام ایک سفارشی خط لکھدیا کہ وہ ان مسلمانوں کو اپنے ملک میں قیام کرنے کی اجازت دین۔ چنانچہ کوئلور کے حاکم نے مسلمانوں کی بڑی خاطر کی۔ اور مسلمانوں نے یہاں ایک مسجد بنائی۔ اور مکانات و باغات تعمیر کرائے۔ پہر مالک اپنے عیال و اطفال کو لیکر کولم چلا گیا۔ وہان بہی مسلمانوں نے مسجد و مکانات بنائے اور جرفین۔ درقین۔ قندریہ۔ خالیات۔ فاکنور منکلور۔ کالنجر کوٹ کا سفر کر کے ان مسلمانوں نے دین برحق کی اشاعت کی۔ وہان کے اکثر سردار بہی مسلمان ہوگئے۔ بندر گوا۔ وابل جیول وغیرہ کے راجاؤن نے بہی مسلمانوں کی اقامت کی اجازت دیدی۔ عرب سے اکثر مسلمان آنے جانے لگے۔ چنانچہ نو آئندگان نوائتہ کہلاتے کہلاتے نوایت ہوگئے۔ اب ان مسلمانوں نے لونگ۔ الائچی۔ مرچ۔ زیرہ۔ جواہرات وغیرہ کی تجارت ممالک یورپ سے بہی شروع کردی۔ اور تجارت نے ترقی پائی۔ یورپ والو کو اس لین دین سے بہت نفع ہوتا تہا۔ مگر وہ خود خشکی کے راستہ سے اگر اس تجارت سے نفع نہیں اوٹہا سکتے تہے۔ کیونکہ درمیان مین بڑے بڑے پہاڑ و بیابان و دریا حائل تہے۔ اور ایران و روم کی سلطنتین بہی راستہ میں پڑتی ہنین۔ اسلئے یہ لوگ بحری راستہ کے تلاش مین تہے کچہ کم ایکسو برس کی تلاش میں پرتگال والے (جو سابق مین مسلمانوں کے زیر حکومت تہے) سب سے پہلے بحری راستہ پیدا کرنے۔ اور اون کے بادشاہ امانویل نے اپنی دارالسلطنت لسبن سے واسکوڈیگاما کو تین جہاز دیکر ۸ جولائی ۱۴۹۷ء میں روانہ کیا۔ وہ افریقہ کے جنوب مین ہوکر ۲۰ رمضان ۹۰۳ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۴۹۸ء کو بندر قندریہ علاقہ کلی کوٹ مین جہاز کا لنگر ڈالا۔ اب واسکوڈیگاما نے ایک مسلمان باشندہ تونس کے ذریعہ کالی کوٹ کے راجہ سامری (زمورن) سے تجارت کی اجازت چاہی۔ مگر راجہ نے مسلمانوں کے مشورہ سے

جس کو یوسف عادل شاہ نے وتلیک راو پر فتح پانے کے بعد لوٹ مین اوس پر قبضہ کیا اور

بقیہ نوٹ صفحہ (۸۲) - اون کو تجارت کی اجازت دی - آخر واسگوڈیگاما کئے مہینے کے بعد ناکام ۲۲ محرم ۵ھ ۲۹ اپریل ۱۴۹۹ء کو پرتگال چلا گیا - او یورپ مین ہندوستان کا راستہ معلوم ہو جانے سے بہت خوشی ہوئی - اور تمام یورپ مین اسکی دہوم دہام مچگئی - دوسرے سال الوارز کابرل کے امیر البحری مین تیرہ جہازون کا بیڑہ بارہ سو آدمی کے ساتھ روانہ ہوا - اس مین مذہب کی ہدایت کے لئے پادری بہی موجود تہے - یہ جہاز ۸ صفر ۹۰۶ھ م ۱۳ ستمبر ۱۵۰۰ء مین کلی کوٹ آیا - اور راجہ سے میل جول کر کے کوٹہی بنانے کی اجازت لے لی - کلی کوٹ و کوچین کے راجاؤن مین اتفاق تہا - پرتگالیون نے کوچین کے جہاز لوٹ کر والی کلی کوٹ کو دیئے - اس سے پرتگالیون کی شہرت بڑہی - اب اونہون نے راجہ کو سکہایا کہ مسلمانون کی آمد و رفت عرب سے بند کر دے - اوسنے اون سے کہا کہ جو کچہہ تم سے ہوسکے کرو - اب اونہون نے مسلمانون کے ایک جہاز کا مال اپنے جہاز مین بہر لیا - جب مسلمان راجہ کے پاس فریاد گئے - تو اوس نے کہا تم سے بہی جو کچہہ ہوسکے کرو - اب مسلمانون اور پرتگالیون مین جنگ شروع ہوئی - خشکی مین مسلمان غالب رہے - مگر پانی مین پرتگالیون نے مسلمانون کے جہازون کو خوب لوٹا - اور برباد کیا - اور خود کوچین چلے گئے - والئے کوچین نے اون کی آؤبہگت خوب کی - اب یہان سے مال وغیرہ بہر کر کنانور ہوتے ہوئے اپنے ملک کو چلے گئے - پہر ۹۰۸ھ مین واسکوڈیگاما آیا - اور کلی کوٹ مین بہت سے آدمیون کو قتل کر کے چلا گیا - اب کلی کوٹ کے راجہ نے کوچین پر چڑہائی کی - اور والی کوچین شکست کہا کر جزیرہ وائپین میں چلا گیا - شاہ پرتگال نے اوس کی امداد کے لئے الفنسو البوکرک کو روانہ کیا - کلی کوٹ والے اوس کو دیکہکر چلتے ہوئے - اور راجہ کوچین از سر نو اپنی گدی پر بیٹہا - دیلکے کنارے ایک مسجد بنی ہوئی تہی - اوسے ڈاکو پرتگالیون نے گرجا بنالیا - یہ سب سے پہلا گرجا ہے جو ہندوستان مین بنایا گیا - اس کے بعد البوکرک پرتگال روانہ ہوگیا - اور یہان ایک شخص پاشتی کو چہوڑ گیا - کلی کوٹ نے پہر کوچین پر چڑہائی کی - مگر کوچین پرتگالیون کے باعث امن مین رہا - ۹۱۱ھ م ۱۵۰۵ء مین پرتگالیون نے المیڈ کو بہیجا - اور شاہ پرتگال نے اوس کو نائب السلطان کا خطاب

۔مسلمان کرکے نکاح مین لایا تہا) کے بطن سے ایک لڑکا اسمٰعیل اور تین لڑکیان مریم سلطانہ۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۸۴۶) دیا۔ ادمالمیدا کوچین اگر بندرگاہ کولم (جسے اب کولان کہتے ہین) سے مسلمانون کے جہازون کا مال لوٹ کراپنے جہازون مین بہرلیا۔ اور چلتا بنا۔
اسی زمانہ مین مصر کی حکومت خلفائے عباسیہ سے نکل کرایک شخص قانصو ملوک مصر کے ہاتہہ چلی گئی تہی۔ پرتگالی اوس کے جہازون کو بہی حیران کرتے تہے۔ کلی کوٹ کے راجہ نے تنگ ہوکر والی مصر گجرات دکن سے امداد چاہی۔ والی مصر نے ایک بیڑا امیرحسین کے ماتحت اور سلطان محمود شاہ گجراتی نے ملک ایاز امیرالامرا کے زیرحکومت روانہ کیا۔ یہ جہاز بندر دیو مین جمع ہوئے۔ چارسو غراب سامری کے اور عادل کو اسکے بہی چند جہاز ساتہ تہے۔ المیدا نے اپنے بیٹے کو لڑائی کے لئے روانہ کیا۔ جب وہ بندر چیول آیا تو مصریون سے مقابلہ ہوگیا۔ ادہر ملک ایاز بہی کمک پر پہونچا۔ پرتگالیون نے شکست پائی۔ المیدا کا بیٹا مارا گیا۔ اتنے مین العنسو البوکرک ۱۵۰۶ء مطابق ۹۱۳ھ مین المیدا کی جگہ گورنر جنرل ہوکر آیا۔ مگر المیدا نے اوس کو جائزہ نہ دیا۔ اور خود فوج لیکر دابل پہونچا۔ اور یہان کے باشندون کا قتل عام کیا۔ اور شہر کو آگ لگا دی۔ وہان سے یہ ظالم بندر دیو آیا۔ میرحسین نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست پائی۔ اس کے بعد ملک ایاز نے المیدا سے صلح کرلی۔ اور المیدا البوکرک کو اپنا جائزہ دیکر پرتگال چلا گیا۔ مگر راستہ مین وحشیون کے ہاتہ مارا گیا۔ اب البوکرک نے ۱۰ رمضان ۹۱۵ھ م ۱۵۰۹ء مین کلی کوٹ پر حملہ کیا۔ اوس وقت سامری وہان نہ تہا۔ پرتگالی اوسپر قابض ہوگئے۔ جامع مسجد کو جلا دیا۔ اتنے مین نائرون نے صلاح کرکے ۳۰ ہزار آدمی پرتگالیون پر ایک لخت آگرے۔ اور بہت سے پرتگالی مارے گئے۔ خود وہ بہاگ کر بندر کولم پہونچے۔ اور شہر سے دو میل پر ایک قلعہ بنایا۔ اب البوکرک نے گوا کے لینے کی فکر کی۔ باقی حالات تین مین دیکہئے۔ ۱۲۔ مولف۔

(منکوحہ برہان نظام شاہ) خدیجہ سلطانہ (زوجہ علاء الدین عماد الملک) بی بی ستی (زوجہ احمد شاہ پسر محمود شاہ) تھین۔

اسمٰعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ

اسمٰعیل عادل شاہ تخت پر بیٹھا اور اوس کی کم سنی کی وجہ سے کمال خان دکھنی سر پر نوبت (جس کے لئے خود یوسف نے وصیت کی تھی) تمام امور سلطنت کا منتظم مقرر ہوا چونکہ یہ سنی تھا اسلئے خطبۂ اثنا عشری موقوف کر کے خلفائے راشدین کا خطبہ پڑہوایا۔ اس اثنا مین پرتگیزون نے قابو پا کر گوا کو لے لیا۔ کمال خان نے بہی بمقتضائے وقت قلعہ دیکر صلح کر لی۔ دوسرے سال دریا خان اور فخر الملک (بیجاپوریون مین بڑے پایہ کے امیر تہے) نے انتقال کیا تو اون کی جاگیرین کمال خان نے اپنے عزیزون کے حوالہ کیا۔ مرزا جہانگیر و مرزا حیدر بیگ (یہ بہی اول درجہ کے امیر تہے) کے بہی چند پرگنے اپنے قرابتدارون کو دیکر اپنی قوت کو بڑہایا۔ اب کمال خان کو شاہی کی ہوس ہوئی۔ اوس کی تکمیل کے لئے اوسنے امیر برید کو گانٹہا۔ اور ملک کی طمع دلائی۔ امیر برید راضی ہو کر محمود شاہ کو قید کیا۔ اور لشکر لیکر گلبرگہ آیا۔ اور ساغر اینگر وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ او دہر کمال خان نے اسمٰعیل عادل شاہ اور اوس کی مان کو قید کر کے شولاپور پر یورش کی۔ زین خان نے قلعہ حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد کمال خان بیجاپور آکر مغلون کو یک قلم موقوف کیا۔ اور تخت نشین ہونے کے لئے منجمون سے ساعت دکھوائی۔ اونہون نے عرض کیا کہ ۱۵ روز سخت ہین۔ اس کے بعد سولہوین روز تخت کو زینت دیجئے۔ اب کمال خان قلعۂ ارک مین جا کر بیماری کا بہانہ بنایا۔ اور اپنے بیٹے صفدر خان کو انتظام سلطنت ہ ا۔ و نرسکے لئے تفویض کر دیا۔ یہ خبر اسمٰعیل کی مان کو پہونچی تو اوسنے یوسف ترک (جو اسمٰعیل کا کاکا تہا) کو کمال خان کے

قتل پر آمادہ کرکے بظاہر اوس کے حج جانیکی افواہ اوڑائی - اور کمال خان کے پاس
ایک بڑہیا کے ذریعہ اوس کی رخصت کے لئے کہلا بہیجا - جب وہ بڑہیا کمال خان کے پاس
جاکر تمام قصہ بیان کی - تو اوس نے یوسف ترک کو سامنے بلایا - اور یوسف نے موقع پاکر
کمال خان کا خنجر سے کام تمام کیا - اور خود بہی معہ اوس بڑہیا کے مارا گیا - جب صفدر خان کو
معلوم ہوا تو اوس نے اسمٰعیل اور اوس کی ماں پر چڑہائی کی - یہان بو بوجی خاتون نے تمام مغلون
کو بلاکر لڑائی پر آمادہ کیا - طرفین سے خوب جنگ ہوئی - اور صفدر خان مارا گیا - زمانہ نے رنگ
بدلا - پہر اسمٰعیل عادل شاہ تخت نشین ہوا - اور اوس کی ماں نے دکہنیون اور حبشیون کو ایک
لخت موقوف کرکے تمام مغلون کو نوکر رکہہ لیا - اور حکم دیا کہ آیندہ کوئی دکہنی یا حبشی ملازم ہونے
پائے - چنانچہ اس حکم کی تعمیل برابر ۱۲ برس تک ہوتی رہی - خسرو ترک غلام (جو لار کا رہنے والا تہا)
کو اسد خان کا خطاب اور بلگوان جاگیر ملی - یوسف کرخی غلام دیوان شحنہ مقرر ہوا - اور پہر خطبۂ
اثنا عشری جاری کیا گیا - اور دستور دینار کے بیٹے فرزند جہانگیر خان نے دستور الممالک کا خطاب و
گلبرگہ جاگیر پایا - تو فوراً وہان جاکر امیر برید کے چار سو آدمیون کو مار کر نکال دیا - اور اس لڑائی مین امیر
برید کے بہائی بہی مارے گئے - جب امیر برید کو معلوم ہوا تو اوس نے نظام شاہ - قطب الملک -
علاء الدین پسر عماد الملک سے امداد چاہی - اور بادشاہ کو بہی ساتہ لے لیا - اور فوج کثیر سے اسمٰعیل
پر حملہ کرنے چلا - راستہ مین جو اسمٰعیل کا ملک نظر آیا - اوس کو تباہ کر ڈالا - جب امیر برید اللہ پور پہنچا
تو اسمٰعیل نے بہی بیجاپور سے حرکت کی - طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا - امیر برید شکست کہاکر بہاگا
محمود شاہ اور اوس کے بیٹے احمد شاہ کو اسمٰعیل کے لوگون نے گرفتار کرلیا - اسی چپقلش مین
محمود شاہ گہوڑے سے گر کر زخمی بہی ہوگیا - اسمٰعیل نے بادشاہ کی خوب آؤ بہگت کی - اور بیجاپور لیجانا
چاہا - مگر بادشاہ راضی نہ ہوا - اور چند روز اللہ پور مین رہکر اپنے زخمون کا علاج کیا پہر اوس کے بعد

بیدر روانہ ہوا۔ اسمعیل نے پانچہزار سوار ساتھ کردئے۔ امیر برید نے جب اس لشکر کو دیکھا تو بیدر سے بہاگ کر اوسہ آیا۔ کچھ دنون کے بعد جب اسمعیل کی فوج چلی گئی تو پہر بیدر آگیا۔ انہین ایام مین شاہ ایران کا ایک ایلچی ابراہیم ترکمان۔ اسمعیل عادل شاہ کے پاس بیجاپور آیا۔ اور شاہ ایران کا خط پیش کیا جسمین مجدالسلطنۃ۔ والحشمۃ۔ والشوکتہ۔ والاقبال اسمعیل عادل شاہ درج تہا۔ اسکو دیکھکر اسمعیل بہت خوش ہوا۔ اور کہا کہ اب ہمارے گہر شاہی آئی۔ ایلچی کی بہت کچہ خاطر و مدارات کی۔ اور خطبہ مین شاہ صفوی کی سلامتی پڑہنے کا حکم دیا۔ انہین ایام مین محمود شاہ امیر برید کی سختیون سے گہبرا کر علاء الدین عماد شاہ کے پاس براڑ بہاگ گیا۔ اور علاء الدین بادشاہ کو لیکر امیر برید سے لڑنے آیا۔ امیر برید کی کمک پر نظام شاہ نے خواجہ جہان حاکم پرینڈہ کو روانہ کیا۔ جب طرفین سے صف آرائی ہوئی تو بادشاہ کسی بات پر علاء الدین سے ناراض ہوکر امیر برید کے پاس چلا آیا۔ اور علاء الدین اپنے ملک کو چلا گیا۔ سنہ ۹۲۳ میں خداوند خان حبشی حاکم ماہور مر گیا تو اوس کا بڑا بیٹا حاکم ہوا۔ اوس نے دیکھا کہ دوسرے سردار اپنا اپنا ملک بڑہا رہے ہین۔ اسلئے اسنے بہی امیر برید کے پرگنات قندہار وغیرہ پر قابض ہو گیا امیر برید کو معلوم ہوا تو وہ فوراً بادشاہ کو لیکر چڑہ دوڑا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ امیر برید غالب رہا۔ خداوند خان کا بڑا بیٹا اور نیز شرزہ خان اوس کا پوتا مارے گئے۔ اور خداوند خان کے دوسرے بیٹے غالب خان کی کمک پر علاء الدین آپہونچا۔ امیر برید کے چہکے چہوٹے۔ مگر محمود شاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ماہور کا علاقہ غالب خان کو دیکر علاء الدین کا تابع کر دیا۔ سنہ ۹۲۳ میں قوام الملک صغیر حاکم راجمندری نے سلطان قلی کے علاقون کو تاراج کرنا شروع کیا تو سلطان قلی فوراً فوج لیکر آیا۔ طرفین مین لڑائی ہوئی۔ سلطان قلی نے فتح پائی۔ اور ایلگندل وملنکور پر قابض ہو گیا۔ اور قوام الملک سیدہا علاء الدین کے پاس براڑ چلا گیا۔ سنہ ۹۲۵ مین اسمعیل عادل شاہ رائے بیجانگر سے اپنے علاقے [illegible] ورایچور حاصل کرنے کے لئے فوج لیکر روانہ ہوا۔ طرفین سے لڑائی ہوئی اسمعیل نے شکست پائی۔

اور بہت سی سپاہ قتل و اسیر ہوئی۔ انہیں ایام میں اسمٰعیل نے اپنی بہن مریم سلطانہ کا نکاح نظام الملک سے کر دیا۔ مگر چند پرگنے جو جہیز میں دینے کو کہا تہا وہ نہ دئے۔ اسلئے آپس میں دشمنی ہوگئی۔ اور دوسرے سال نظام شاہ نے عماد الملک کے اتفاق سے بیجاپور پر چڑہائی کی۔ مگر اسمٰعیل نے دس ہزار سوار سے شکست دیدی۔ چالیس ہاتہی اور توپ خانہ عادل شاہیون کے ہاتہ لگا۔ ۹۳۳ھ میں پہر نظام شاہ نے بیجاپور پر حملہ کیا۔ اس دفعہ بہی اسمٰعیل فتح یاب ہوا۔ اور نظام شاہ نے شکست اوٹہائی۔ ۹۳۴ھ میں اسمٰعیل کی دوسری بہن خدیجہ سلطانہ کا نکاح عماد الملک سے ہوگیا۔ اس اثناء میں بہادر شاہ گجراتی نے احمد نگر پر حملہ کیا۔ اور عادل شاہ نے نظام شاہ کی امداد کیلئے ۶ ہزار سوار ۱ لاکہہ ہون امیر برید کے ہاتہ بہیجے۔ دو چار لڑائیاں ہوئیں۔ اس کے بعد بہادر شاہ گجرات کو چلا گیا۔ ۹۳۶ھ میں اسمٰعیل امیر برید کی سرکوبی کو چلا۔ اسد خان لاری نے بیدر کا محاصرہ کیا کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی طرفین کے نامی سردار مارے گئے۔ اور امیر برید نے عماد الملک کے ذریعہ صفائی چاہی۔ مگر اسمٰعیل نے منظور نہ کی۔ اور ایک رات اسد خان شبخون کر کر امیر برید کو مع چار ہاتہی گرفتار کرلایا۔ اسمٰعیل نے قتل کا حکم دیا۔ امیر برید قلعہ بیدر اور مخفی خزانون کا پتہ بتلانے کے وعدہ پر رہا ہوا۔ لیکن امیر برید کے بیٹون نے قلعہ کے دینے سے انکار کیا۔ آخر اسمٰعیل نے بیدر پر قبضہ کر لیا۔ ۱۲ لاکہہ ہون نقد اور بیشمار اسباب طلائی و نقراوی ہاتہ آیا۔ اس کے بعد اس نے بیدر کے سوا باقی تمام ملک امیر برید کے حوالہ کر دیا۔ اور علاء الدین و امیر برید کو ہمراہ لیکر رائچور و مدگل پر قبضہ کر لیا۔ رائے بیجانگر اسوقت خانگی جہگڑون میں ایسا مبتلا تہا کہ ادہر متوجہ نہ ہو سکا۔ اب اسمٰعیل نے قلعہ بیدر کو قلعہ کلیان و قندہار کے معاوضہ میں امیر برید کے حوالہ کیا۔ اور وہان سے بیجاپور آیا۔ امیر برید نے قندہار و کلیان کے وعدہ کو ایفا نہ کیا۔ اور نظام شاہ کی کمک لیکر لڑنے آمادہ ہوا۔ اسمٰعیل بہی فوج لیکر نکلا۔ طرفین سے لڑائی ہوئی۔ اکثر نامی بہادر مارے گئے۔ اسمٰعیل نے فتح پائی۔ نظام شاہ شکست کہا کر

بہاگا۔ یہ سب کچہ ہوا مگر اسمٰعیل کو قندہار و کلیان پر قبضہ نہ ملا۔ چونکہ سنہ ۹۳۳ھ مین علاء الدین کا انتقال ہوگیا تہا۔ اسلئے اسمٰعیل و نظام شاہ نے یہ مشورہ کیا کہ سلطان قلی کا ملک اسمٰعیل لے اور نظام شاہ برار پر قبضہ کرے۔ چنانچہ چند روز کے بعد اسمٰعیل نے امیر برید کے اتفاق سے سلطان قلی کے افواج مین تاخت و تاراج مچادی اور تلنگانہ کا محاصرہ کیا۔ سلطان قلی خود تو مقابلہ کو نہ آیا مگر اپنی فوج کو روانہ کیا۔ اکثر لڑائیان ہوئین۔ عادل شاہیون کو فتح ہوتی رہی۔ اب قریب تہا کہ حصار فتح ہوجائے اتنے مین اسمٰعیل بیمار ہوگیا۔ چاہا کہ گلبرگہ جائے مگر قضا نے مہلت نہ دی ۱۶ ربیع صفر سنہ ۹۴۱ھ م سنہ ۱۵۳۴ء کو وفات پائی۔ یہ بادشاہ نہایت حلیم و کریم و سخی تہا۔ شاعری مین بہی خوب مہارت تہی۔ وفائی تخلص تہا۔ اور چار بیٹے ملوخان۔ الوخان۔ ابراہیم خان۔ عبداللہ خان موجود تہے۔

ملو عادل شاہ ابن اسمٰعیل عادل شاہ

اسمٰعیل کی وصیت کے موافق اسد خان نے ملوخان کو تخت نشین کیا۔ مگر یہ ایسا بادہ گسار تہا کہ رات دن اوسی مین مشغول رہتا۔ ریاست کی طرف مطلق توجہ نہ کرتا۔ اب اس پر طرہ یہ ہوا کہ خوبصورت لڑکون کو زبردستی پکڑوانے لگا۔ ایک روز یوسف ترک شحنہ دیوان کے بیٹے کو (جو نہایت شکیل و طرحدار تہا) بہی طلب کیا۔ یوسف نے نہ بہیجا تو اوس کے قتل کا حکم دیا جس سے تمام امراء ناراض ہوگئے۔ اور بوبوجی خاتون کی مرضی سے اسد خان اور یوسف ترک نے ملوخان کو قید کرکے مکحول کیا۔ اور الوخان کے آنکھون مین بہی سلائی پہیری گئی۔ ابراہیم خان سریر آرا ہوا۔

ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ

ابراہیم عادل شاہ تخت پر بیٹھتے ہی خطبۂ اثنا عشری موقوف کیا۔ اور مذہب حنفیہ کو رواج
دیا۔ اور پردیسی امرا کو موقوف کر کے اون کی جگہ معزول شدہ دکھنی اور حبشی امرا مقرر
کیا۔ فارسی دفتر برخاست کر کے مرہٹی دفتر بنایا۔ اور ایک مرہٹے سردار کو ۱۲ ہزار پیادون کی
سرداری دی۔ اس اثنا مین بیجانگر کی سلطنت تہ و بالا ہونے لگی۔ کیونکہ دیوراے کے مرجانے پر
بیجانگر کے مرنے پر اوسکا وزیر تیماّ (بھیما) ایک بچہ کو تخت پر بٹھا کر خود حکومت کرنے لگا جب
اوس بچہ مین سلطنت کی قابلیت پیدا ہوئی تو اوسکو مار کر دوسرا بچہ تخت نشین کیا۔ اسی طرح
تین بچون کو مار ڈالا۔ اس کے بعد اپنے بیٹے رام راج کا بیاہ دیوراے کی پوتی سے کر کے
رام راج کو تخت پر بٹھایا۔ اور خاندان شاہی کے تمام ذکور قتل کر ڈالا۔ مگر ساده لوح نربل اور
ایک بچہ جس کی ننھیال اسی خاندان مین تھی بچ گئے۔ اب رام راج نے ایسا سر اوٹھایا کہ تمام امرا
بگڑ گئے۔ رام راج کو علیحدہ ہونا پڑا۔ اور ایک بچہ خاندان شاہی کا سربرآرا کیا گیا۔ اور اوس کی
پرورش اوس کے ایک جنونی ماموں بھوج نربل راج کے تفویض ہوئی۔ اب رام راج امراے
سرکش کو تباہ کر کے اپنے غلامون مین سے ایک غلام کو بیجانگر و راے زادہ حوالہ کیا اور خود
اطراف و اکناف کے سرکشون کی تنبیہ مین مشغول ہوا۔ اتفاقاً ایک حصار کے محاصرہ نے
طول کھینچا۔ اور روپیہ کی ضرورت ہوئی تو اوس نے غلام کو لکھا کہ پچاس لاکھ ہون بھیجدے۔
جب غلام نے خزانہ کھولا تو جواہر بوقلمون اور خزانۂ بیشمار کو دیکھکر نیت بدل گئی۔ اور راجہ کے
ماموں سے سازش کر کے بغاوت پر آمادہ ہوا۔ مگر نربل راج نے فوراً اوس غلام کا خاتمہ کر کے
رام راج سے صلح کر لیا۔ اور یہ قرار پایا کہ بیجانگر تو راے زادہ کے پاس رہے اور رام راج کی مقبوضہ
ولایت اوسی کے پاس رہے۔ رام راج نے اس کو غنیمت جانا۔ اور دم بخود ہو رہا۔ چند روز
کے بعد نربل راج کو سلطنت کا خبط سمایا۔ اپنے بھانجے کا دم گھونٹ کر مار ڈالا۔ اور خود مسند شاہی

پر ہو بیٹھا ظلم و ستم شروع کیا۔ امرا نے رام راج سے اتفاق کر کے نربل کو خراب کرنا چاہا۔ جب نربل کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اوس نے ۶ لاکھ ہون ابراہیم عادل شاہ کے پاس بھیجکر کمک کی درخواست کی۔ اور وعدہ کیا کہ ہر منزل پر ایک لاکھ ہون نذر دونگا۔ چنانچہ ۹۴۲ھ مین ابراہیم بیجاپور سے روانہ ہوا۔ لیکن رام راج نے نربل کو لکھا کہ اگر مسلمانون کا قدم یہان آیا تو پھر تمام ریاست تباہ ہو جائیگی۔ بہتر یہ ہے کہ ابراہیم عادل شاہ کو واپس کر دے۔ نربل بھی اوس کے دام مین آگیا۔ اور ۴۸ لاکھ ہون نقد دیکر واپس جانے کے لئے لکھ بھیجا۔ جب ابراہیم واپس ہوا تو رام راج تمام ملازمون کو رشوت وغیرہ دیکر اپنا بنا لیا۔ اور نربل کے گرفتاری کی فکر مین ہوا۔ نربل نے دیکھا کہ اب بچنا مشکل ہے۔ اور فرار کی راہ بھی مسدود ہے تو تمام گھوڑون کی کوچین کاٹین۔ ہاتیون کو اندھا کیا۔ یاقوت و الماس و زبرجد وغیرہ (جو قرنون کا اندوختہ تھا) کو چکیون مین پیسکر آٹا بنایا۔ جب رام راج پکڑنے آیا تو خنجر سینہ مین مار لیا۔ اور جان دیدی۔ اس کے بعد رام راج تخت پر بیٹھا۔ یہ خبر ابراہیم کو ہوئی تو اسد خان کو قلعہ ادہونی کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اور رام راج کا بھائی تِملیا درہی مقابلہ کو آیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ اسد خان نے فتح پائی۔ اور بہت سی غنیمت ہاتہ آئی۔ جب اسد خان بیجاپور واپس آیا تو ابراہیم نے اس کار نمایان کے صلہ مین اوس کے جاہ و منصب کو زیادہ کیا۔ اور تمام غنیمت اوسی کو بخشدی۔ یوسف ترک (جو منصب و لیاقت و سپہ گری سے ممتاز تہا) کو اسد خان کی ترقی بُری معلوم ہوئی۔ اور بادشاہ کو غیر واقعہ سمجہا کر اوسکے قید کرنے کی صلاح دی۔ بادشاہ بھی راضی ہو گیا۔ مگر اسد خان کو جب بادشاہ بلایا تو وہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر نہ آیا۔ آخر بادشاہ نے اسد خان کے اقطاع کے قریب یوسف کو جاگیر دیدی اسپر ان دونون مین جنگ شروع ہو گئی۔ اسد خان فتح پایا۔ یوسف شکست کہا کر بھاگا۔ بادشاہ نے یوسف کو قید کیا۔ اور اسد خان کو کہا کہ تم جو چاہو اس کو سزا دو۔ اس اثنا مین برہان نظام شاہ

امیر برید کو لیکر خواجہ جہان کے پاس آیا۔ اور وہان سے کوچ کرکے عادل شاہیہ کے پانچ پرگنون پر
(جو زین خان کے کہلاتے تھے) قبضہ کرلیا۔ اور اسد خان بھی اوس سے مل گیا۔ لیکن علاء الدین
عماد شاہ نے اسد خان کی ابراہیم سے صفائی کرادی۔ اور شاہ طاہر کے ذریعہ برہان سے بھی
صلح ہوگئی۔ برہان نے وہ پرگنے واپس کردئے۔ انہیں ایام مین امیر برید نے انتقال کیا۔ سنہ ۹۵
مین ابراہیم نے عماد شاہ کی بیٹی رابعہ سے نکاح کیا۔ چند روز بھی نہیں گذرے کہ پھر برہان نے
اون ساڑھے پانچ پرگنون کے لئے (یہ وہ پرگنے مین جو اسمٰعیل عادل شاہ نے اپنی بہن کے جہیز
مین دینے کا وعدہ کیا تھا) رام راج جمشید قلی قطب شاہ۔ علی برید۔ خواجہ جہان دکھنی کو متفق
کرکے اقطاع عادل شاہیہ پر چڑہ دوڑا۔ اور اون پرگنون پر قبضہ کرلیا۔ قلعہ شولاپور کا محاصرہ
کرکے اوس نواح کو تباہ کیا۔ اور کئی دفعہ ابراہیم کی سپاہ کو شکست بھی دی۔ ادہر جمشید قلی بیجاپور
پر لشکر کشی کرکے پرگنہ کاکنی مین ایک مستحکم حصار تعمیر کرایا۔ اور ولایت گلبرگہ تک قابض ہوگیا۔
اور رام راج قلعہ رائچور کی تسخیر پر کمر باندہا۔ یہ چوطرفہ بلاؤن سے ابراہیم پریشان ہوگیا۔ مگر اسد خان
کے مشورہ سے برہان کو وہ مابہ النزاع پرگنے دیدئے۔ اور رام راج سے بھی صلح ہوگئی اسکے
بعد اسد خان نے قلعہ کاکنی کو (جو قطب شاہ نے بنایا تھا) بیخ و بن سے اوکھاڑکر پھینک دیا۔ اور
وہان سے قلعہ ایتگیر پہونچا۔ جمشید قلی نے مقابلہ کیا۔ اسد خان کو فتح نصیب ہوئی۔ اور لشکر
تلنگ بہاگ گیا۔ اور اس لڑائی مین جمشید قلی کا چہرہ اسد خان کی تلوار سے زخمی ہوا۔ اگرچہ جان
بچ گئی مگر مدت العمر کہانے پینے سے تکلیف رہی۔ سنہ ۹۵۱ھ مین رام راج کی تحریک سے برہان
نظام شاہ نے گلبرگہ کا محاصرہ کیا۔ ابراہیم عادل شاہ مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ چند روز تک بہیما کی
طغیانی سے ابراہیم کو عبور نہ ہوسکا۔ آخر برسات کے بعد عبور کرکے برہان سے صف آرا ہوا
اور اوسکو شکست دیکر بہت سا اسباب لوٹا۔ سنہ ۹۵۲ھ مین برہان نے ولایت علی برید مین تباہی

سمجہائی۔ علی بریدنے ابراہیم کو قلعۂ کلیان حوالہ کرکے امداد چاہی۔ وہ فوراً دوڑا آیا مگر لڑائی مین دو دفعہ شکست پائی۔ خیال کیا کہ ان شکستون کا سبب امرار و سردار ہین۔ اسلئے اوس نے ۴ برہمن اور ۷۰ مسلمان قتل کرڈالا جس سے تمام امرار مخالف ہوکر شہزادہ عبداللہ کو تخت نشین کرنا چاہی مگر یہ خبر ابراہیم کو ہوگئی۔ اور بہت آدمیون کو قتل کیا۔ عبداللہ بندر گوا بہاگ گیا۔ پرتگیزون نے اوس کی اچہی طرح عزت و حرمت کی۔ اب ابراہیم اسدخان سے بہی بدگمان ہوا۔ اودہر عبداللہ نے جمشید قلی اور برہان نظام شاہ سے اپنی تخت نشینی کے متعلق امداد چاہی۔ جب وہ راضی ہوگئے تو پرتگیزون نے عبداللہ کے سر پر چتر رکہا۔ اور بیجاپور روانہ ہوے۔ یہان جمشید و برہان نے اسدخان کو متفق کرنا چاہا۔ مگر وہ ان کے دام مین نہ آیا۔ مگر چند روز کے بعد بیمار ہوگیا۔ برہان اہل قلعہ سے سازش کی کہ اسدخان کے مرتے ہی قلعہ حوالہ کردین یہ خبر اسدخان کو ہوگئی تو تمام سازشیون کو قتل کروادیا۔ جب عبداللہ کے سرپرستون نے دیکہا کہ اسدخان ہموار نہین ہوتا۔ تو وہ سب عبداللہ سے علحدہ ہوگئے۔ اور پرتگیزون نے عبداللہ کو اپنے ساتہہ پہر گوا لیکر چلے گئے۔ اوس کے بعد اسدخان نے وفات پائی۔ ابراہیم بلگاؤن آکر اوس کے تمام متروکہ پر قابض ہوگیا۔ اور اوس کے پس ماندون پر عنایت و نوازش مبذول کی۔ کہتے ہین کہ قبا۔ زین۔ خنجر۔ یہ تینون اشیا اسدخان کی ایجاد سے ہین۔ ہاتہی کے لئے بہی اوس نے دہانہ آہنی اختراع کیا تہا۔ مگر بیکار ہونے سے آیندہ شہرت نہ ہوئی۔ اب ابراہیم نے اپنی بیٹی مہتاب بی بی کا نکاح علی برید سے کرکے اوس کو دوست بنالیا۔ ۹۵۹ھ مین رام راج و برہان نے اتفاق کرکے قلعۂ رائچور و مدگل پر رام راج نے قبضہ کیا۔ اور قلعۂ شولاپور پر برہان قابض ہوگیا۔ بعد ازان جب برہان مرگیا۔ اور حسین شاہ بادشاہ ہوا تو ابراہیم نے اوس سے خوب دوستی پیدا کی۔ مگر بہت جلد مخالفت بہی ہوگئی۔ اسی عرصہ مین خواجہ جہان دکنی حسین شاہ کے خوف سے بیجاپور آیا۔ اور اوس کے مشورہ سے ابراہیم

نے شولاپور پر قبضہ کرنے کے لئے رام راج کو مددگار بنایا۔ اور سیف عین الملک (جو سابق مین
برہان کا سپہ سالار تہا اور کسی بات پر مخوف ہوکر عماد شاہ کے پاس چلا گیا تہا) کو بلا کر اسد خان کی جگہ
دی۔ جب یہ سب کچہ ہوچکا تو فوج شایستہ کے ساتہ شولاپور کے جانب کوچ کیا۔ اودہر حسین نظام
شاہ بہی مقابلہ کو آیا۔ شولاپور کے میدان مین خوب جنگ ہوئی۔ اتنے مین کسی نے ابراہیم سے
کہا کہ عین الملک گہوڑے سے اوتر کر حسین سے ملا۔ اور پان کا بیڑا لیا۔ کہ تجہے گرفتار کرکے
حوالے کرے۔ یہ سنتے ہی ابراہیم لڑائی سے منہہ موڑ کر بیجاپور روانہ ہوا۔ اب عین الملک بہی
اوس کے پیچہے چلا۔ جب ابراہیم نے دیکہا کہ وہ پیچہے آتا ہے تو اوس کا گمان اور قوی ہوا۔
جلد بہاگ کر بیجاپور مین داخل ہوگیا۔ اور عین الملک کو موقوفی کا حکم بہیجا۔ جس کے باعث وہ آزردہ
ہوکر لڑنے پر آمادہ ہوا۔ ادہر ابراہیم کی سپاہ نے بہی مقابلہ کیا۔ مگر عین الملک سے شکست
پائی۔ ابراہیم نے رام راج کو ۷ لاکہہ ہون بہیجکر کمک چاہی۔ اوس نے اپنے چہوٹے بہائی وینکٹا
دری کو بہیجدیا۔ طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ عین الملک شکست کہاکر لشکر نظام شاہیہ کیطرف
چلا گیا۔ اور ابراہیم فتح و ظفر کے ساتہ داخل بیجاپور ہوا۔ چند روز بعد ابراہیم امراض متضادہ ناسور۔
بواسیر۔ زلق الامعا۔ تپ مطبقہ دوران سر مین گرفتار ہوا۔ ہر چند طبیبون نے سر مارا مگر کچہ فائدہ نہوا
اور ابراہیم نے بیماری سے زچ ہوکر بہت سے طبیبون کو مار ڈالا۔ باقی ماندہ بہاگ گئے۔ بیجاپور
مین طبیب و دوا ساز کا نام نہ رہا۔ آخر دو سال کے بعد ۹۶۵ھ م ۱۵۵۷ء مین ابراہیم عادل شاہ
نے وفات پائی۔ مدت سلطنت ۲۴ سال چند ماہ ہے۔ اس کے دو بیٹے علی و طہماسپ اور
دو بیٹیان مہتاب بی بی (زوجہ علی برید) ہدیہ سلطان (زوجہ مرتضیٰ نظام شاہ) ہتین۔

ابو المظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ

علی عادل شاہ کو کشور خان اور سکندر خان (جو بڑے پایہ کے امیر تہے) کی اعانت و امداد سے
تخت شاہی نصیب ہوا۔ ورنہ اکثر امرا طہماسپ کو بادشاہ بنانا چاہتے تہے۔ چنانچہ سکندر خان نے
شہر مرج کے متصل علیؑ کے سر پر تاج رکہا اور تخت نشین کیا۔ اور وہان سے نکل کر بیجاپور آیا
تمام امرا نے اطاعت کرلی۔ چونکہ اس شاہزادہ کا اوستاد عنایت اللہ شیعہ تہا۔ اسلئے شاہزادہ
بہی شیعہ ہوگیا۔ اور تخت نشین ہونے کے بعد مذہب تشیع کو جاری کیا۔ ۹۶۲ھ مین رام راج کی
کمک سے حسین نظام شاہ پر حملہ کیا۔ ایک دو جنگ کے بعد حسین نے قلعۂ کلیانی حوالہ کرکے
صلح کرلی۔ چند روز کے بعد حسین نے قطب الملک کو متفق کرکے بیجاپور پر چڑہائی کی۔ اور علی عادل
شاہ نے رام راج کی مدد سے مقابلہ کیا۔ دو تین لڑائیون کے بعد علی عادل شاہ کا پلہ بہاری دیکہکر
قطب الملک حسین کو چہوڑکر ادہر آگیا۔ حسین یہ معاملہ دیکہکر بہاگا۔ اب یہ تینون نے اوس کا
تعاقب کرکے احمد نگر کا محاصرہ کیا۔ بیجانگر کے ہندوؤن نے ملک کو خوب لوٹا۔ عمارات کو اوکہیڑا
اور جلایا۔ مسجدون مین گہوڑے باندہے۔ اون کی چہتون اور مصاحف کو خاکستر کیا۔ اس کے
بعد علیؑ نے شولاپور کا محاصرہ کرنا چاہا۔ تو کشور خان نے کہا کہ اگر اس وقت شولاپور فتح ہوگا
تو یقین ہے کہ وہ رام راج لے لیگا۔ بہتر یہ ہے کہ فسخ عزمیت کرکے نلدرگ مین ایک مستحکم
قلعہ بنائین اور اوس کے استظہار سے بتدریج قلعۂ شولاپور فتح کرین۔ علیؑ نے اس تجویز کو مان
لیا۔ اور ایک قلعہ مستحکم تیار کرکے اوس کا نام شاہ درگ رکہا۔ یہان سے تینون بادشاہ
اپنے اپنے ملک کو چلے گئے۔ مگر رام راج کے لشکریون نے جو مسجد وغیرہ کی بے حرمتی کی
تہی۔ اوس سے ان مسلمان بادشاہون کو جوش آیا۔ اور رام راج کی خودسری اور متکبری
بہی ان روزون بہت بڑہی ہوئی تہی۔ اسلئے اب علی عادل شاہ۔ حسین نظام شاہ۔ ابراہیم
قطب شاہ۔ علی برید شاہ یہ چارون نے باہم مشورہ کرکے رام راج پر حملہ کرنیکی تیاری کی

اور حسین نظام شاہ نے اپنی بیٹی چاند بی بی کا نکاح علی عادل شاہ سے کر دیا۔ اور قلعہ شولاپور
جہیز مین دیا۔ اسکے بعد علی عادل نے رام راج کے پاس ایلچی بہیجکر پرگنہ اتیگری۔ ناگرکوٹ۔ قلعہ
رائچور۔ مدگل طلب کیا۔ رام راج نے ایلچی کو ذلیل کر کے نکالدیا۔ اب یہ چارون جہاد کے
ارادہ سے ۲۰ رجمادی الاول ۹۷۲ھ م ۱۵۶۵ء کو اپنے اپنے ملکون سے کوچ کرکے تالی کوٹ
پہونچے۔ جب رام راج کو خبر ہوئی تو وہ مطلق خوف نہ کہایا۔ اور اپنے چہوٹے بہائی تمراج کو
۲۰ ہزار سوار۔ ۵۰۰ ہاتھی ایک لاکہہ پیادون کے ساتہ مقابلہ کو بہیجا۔ اور خود بہی اوس کے
تعاقب مین فوج شایستہ کے ساتہ چلا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ دو تین روز تک خوب زور
وشور سے لڑائی ہوئی۔ آخر مسلمانون نے فتح پائی۔ اور رام راج کو ایک فیلبان پکڑ کر لایا
اور نظام شاہ نے اوس کا سر اوڑا دیا۔ پہر کیا تہا ہندوؤن کا لشکر بہاگا۔ مسلمانون نے کئے
کوس تک اون کا تعاقب کیا۔ اور بیجانگر کی لوٹ مین اسقدر زر وجواہر ہاتہ آیا کہ لشکر اسلام
مستغنی وبے نیاز ہوگیا۔ اس کے بعد لشکریون نے بتخانون کو مسمار کر کے زمین کا پیوند بنایا۔
وینکٹادری برادر رام راج نے نہایت عاجزی ومنت سے تمام قلاع وبقاع عادل شاہیہ وقطب
شاہیہ کو واپس کرکے نظام شاہ کو ہرطرح سے خوش کیا۔ اب یہ سب اپنے اپنے ملکون کو چلے
گئے۔ لیکن اس تالی کوٹ کی لڑائی نے ہندوؤن کو مردہ کر دیا۔ بیجانگر کا راج پہر ترقی نپایا۔ بیجانگر
تو ایسا خراب وویران ہوا کہ وینکٹادری نے شہر پنکنڈہ مین دارالسلطنت بدلدیا۔ انہین ایام مین
حسین نظام شاہ نے انتقال کیا۔ اور اوس کا بڑا بیٹا مرتضے نظام شاہ جانشین ہوا۔ اب علی عادل
شاہ اپنی سلطنت کو وسعت دینا چاہا۔ چنانچہ فوج لیکر رائچور و مدگل۔ اتیگری و ماکری کے قلعجات
چند روز کے محاصرہ مین فتح کرلیا۔ اور اناگندی کا قلعہ (جو بیجانگر کی تباہی پر علی عادل نے بنایا تہا)
تمراج (جو رام راج کا چہوٹا بیٹا تہا) اور بیجانگر کی خرابی پر علی عادل کے پاس آیا تہا) اوسکو

قریب ایک غار مین بسر کرتا تہا) کو دیدیا۔ اور تمام اثاثہ سلطنت حوالہ کرکے وہان کام آیا۔ ۹۶۵ھ
مین علی عادل شاہ نے چاہا کہ بنکاپنڈہ سے بنکنا یک کو معزول کرکے ملیتراج کو گدی نشین کرے۔
چنانچہ اس ارادہ کی تکمیل کے لئے فوج لیکر کرناٹک کا رخ کیا۔ اودہر بنکیا دری نے مرتضی نظام
شاہ کی والدہ خونزہ ہمایون کو نہایت منت وعاجزی سے اپنی کمک پر آمادہ کیا۔ جب علی
عادل نے یہ سُنا تو اناگنڈی سے واپس ہوگیا۔ ۹۸۰ھ مین ۲۰ ہزار سوار بسرکردگی کشورخان
سرحد نظام شاہیہ کی فتح کرنے کے لئے علی عادل نے بہجوایا۔ مرتضی نظام شاہ بہی مقابلہ کو نکلا
طرفین سے ہنگامہ کا بازار گرم ہوا۔ کشورخان مارا گیا۔ اور بیجاپوریون کو شکست نصیب ہوئی
اسی سال علی عادل نے قلعہ گوا کو پرتگیزون سے لینا چاہا۔ مگر ناکامی ہوئی۔ اس کے بعد ادونی
قلعہ ادہونی کو فتح کرلیا۔ سنہ ۹۸۱ھ مین قلعہ تورکل پر لشکرکشی کی۔ سات مہینے کے محاصرہ مین
یہ قلعہ ہاتہ آیا۔ پہر قلعہ دہاروار کو تسخیر کیا۔ اس کے بعد علی عادل نے مصطفی خان اردستانی
امیر جملہ و وکیل السلطنت کی رائے سے قلعہ بنکاپور کا محاصرہ کیا۔ یہان رامراج کا تنبول دار
بلبہ رائے حاکم تہا۔ اوس نے قلعہ کی حفاظت مین بہت کچہ کوشش کی۔ اور اطراف کے
قلعہ دارون سے مدد بہی لی۔ مگر مصطفی خان کی حسن تدبیر سے ۱۳ مہینے کے عرصہ مین قلعہ فتح
ہوگیا۔ علی عادل نے اس کار نمایان کے صلہ مین خلعت خاص و جاگیرات وغیرہ سے سرفراز
کیا۔ اور اس فتح کی یادگار مین یہان ایک بتخانہ توڑکر مسجد بنوائی۔ پہر یہان سے قلعہ جرہ وچندر
کوٹی کا محاصرہ کیا گیا۔ یہ بہی چندر وز کے محاصرہ مین فتح ہوگئے۔ اب علی عادل شاہ بیجاپور
آیا۔ اور مصطفی خان چندر کوٹی مین سرحد کی حفاظت کے لئے رہا۔ بادشاہ نے اپنی مہر اوسکو
حوالہ کی۔ اور حکم دیا کہ جسوقت کسی فرمان پر اہل دیوان کا سکہ لگایا جاوے تو وہ بیجاپور سے
چندر کوٹی مین بہیجا جاوے۔ اگر اوس کا مضمون مصطفی خان کے نزدیک معقول ہو تو وہ

بادشاہ کی مہر کرکے دارالملک مین بھیجدے۔ وہ موقوف و معطل رہے۔
دوسرے مصطفےٰ خان نے چندر کوٹی پر قلعہ بنانے کے لئے بادشاہ کو طلب کیا۔ جب بادشاہ آیا تو ایک مقام قلعہ کے لئے پسند کرکے تعمیر کا حکم دیا۔ تمین شنکر نائک حاکم قلعہ کر ور نے بادشاہ کو اپنے قلعہ مین آنیکی دعوت دی۔ اور بادشاہ وہان گیا۔ دو چار روز قیام کرکے واپس ہوا۔ اب مصطفےٰ خان نے شنکر نائک اور اوس کے اطراف کے اور والیان ملک کو بادشاہ کی اطاعت کے لئے رائے دی۔ چنانچہ اون سبھون نے قبول کرکے ساڑھے سات لاکھ ہون بادشاہ کو پیشکش گذرانی۔ اور ہر سال ساڑھے تین لاکھ ہون خراج دینا قبول کیا۔ بادشاہ نے سبکو خلعت دیکر رخصت کیا۔ کہتے ہین کہ ان والیان ریاست مین۔ رانی ہردیوی و بہردیوی اور رانی باسلو بھی تہین۔ جن کے لئے بادشاہ نے زنانہ خلعت دئے۔ مگر اون سو عورتون نے اوس کو قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ ہم بظاہر عورت ہین۔ لیکن اپنی مملکت کو ضرب شمشیر سے اپنے تصرف مین رکہتے ہین۔ جو مردون کا لازمہ ہے۔ بادشاہ اون کی اس گفتگو سے بہت خوش ہوا۔ اور مردانہ خلعت عطا کیا۔ اس کے بعد مصطفےٰ خان نے بادشاہ کو بنگنڈہ کی تسخیر کی رائے دی۔ بادشاہ نے منظور کرلیا۔ اور تمام فوج جمع کرکے بنگنڈہ کے جانب چلا۔ بنکٹا دری خوف کے مارے تمام خزانہ اور اسباب لیکر چندر گیری مین چلا گیا۔ اور لشکر شاہی نے بنگنڈہ کا محاصرہ کرلیا۔ تین مہینے کے بعد قریب تہا کہ قلعہ فتح ہوجائے۔ مگر ونکٹا دری نے ۸ لاکہ ہون پانچ سو ہاتہی ہند یا ہتم نائک (جو سپاہ برگی کا امیر اعظم تہا) کے پاس بہیجکر اوس کو بادشاہ سے علیحدہ ہوجانے اور بغاوت کرنیکی صلاح دی۔ چنانچہ وہ نمکحرام اپنے چار ہزار سوار لیکر لشکر شاہی کو لوٹتا ہوا مورچہ سے باہر چلا گیا۔ دوسرے روز اور چار مرہٹہ سردار۔ پانچ ہزار فوج

بہ برگی اوس زمانہ مین ہندو فوجی ملازمون کو کہا کرتے تہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ مرہٹی بارگیر کا مخفف ہے۔

دشمن سے جا ملے۔ اور رسد و غلہ لوٹنے لگے۔ اب بادشاہ کو مجبوراً محاصرہ سے دست کشی کرنی پڑی۔ اور بیجاپور چلا گیا۔ ادہر امرائے برکی اپنی اپنی جاگیرون پر قابض ہوگئے۔ بادشاہ نے اون کی سرکوبی کے لئے مرتضیٰ خان انجو کو بھیجا۔ مگر خاطر خواہ سرکوبی نہ ہوسکی مصطفیٰ خان نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ ان کو تسلی و دلاسا دیکر بیجاپور طلب کیجئے۔ اور وہان سرکوبی کیجائے تو مناسب ہے چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ اور اکثر امرائے برکی کو جب بیجاپور آئے تو قتل کر ڈالا۔ مگر ہیبت یا ہتم نامک نہین آیا۔ اور نیکنا دری کے پاس تلکنڈہ چلا گیا۔ ۹۸۰ھ مین جب مرتضیٰ نظام شاہ نے علی برید شاہ پر حملہ کیا تو اوس نے علی عادل شاہ سے مدد مانگی۔ علی عادل نے مدد کا دینا اس شرط پر منظور کیا کہ جو دو حسین لڑکے اوس کے پاس ہین وہ اوسے دیدئے جائین چنانچہ علی برید نے منظور کرلیا۔ اور علی عادل نے دو ہزار سوار سے اوسکی مدد کی۔ جس سے مرتضیٰ نظام شاہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ اور علی برید کے سر سے بلا ٹلگئی۔ اب علی برید نے حسب وعدہ اون لڑکون کو بیجاپور روانہ کیا۔ ایسی خبر کب چھپتی ہے۔ ان لڑکون کو بھی معلوم ہوگیا کہ وہ علی عادل کے پاس کس غرض سے بھیجے جاتے ہین۔ جب یہ لڑکے یہان آئے تو علی عادل کے بعض

بقیہ نوٹ صفحہ (۹۸)۔ بارگیر کا معنی بوجھ اوٹھانیوالا۔ چونکہ امرا اور عہدہ داران فوجی کا ہمراہ بوجہ اوٹھانے کے لئے ٹٹو وغیرہ رہا کرتے تھے۔ اون کو بارگیر کہا کرتے تھے۔ پھر ان ٹٹوؤن کی نگرانی پر جو آدمی رہتے وہ بارگیر کہلانے لگے۔ بعد ازان جب فوج مین ایسے سپاہی بھرتی ہوئے۔ جن کے پاس گھوڑے نہ تھے اور سرکار نے اونہین گھوڑے دئے۔ تو وہ سپاہی بارگیر سے موسوم ہوئے۔ جو اپنا ذاتی گھوڑا رکھتے تھے۔ وہ سلہدار کہلاتے تھے۔ چونکہ یہ بارگیر اوس زمانہ مین اکثر ہندو ہوتے تھے۔ اسلئے انہین ہندو سپاہیون کو بارگیر کہتے کہتے برگی یا برگا کہنے لگے تھے۔ یہ لوگ اوس زمانہ مین فوجی لیاقت مین کسی کام کے نہ تھے۔ البتہ مال چھا لینے یا کسی کو تباہ کر

حرکات سے ناراض ہوگئے۔ بڑے لڑکے نے ایک خنجر پائجامہ مین چھپا رکھا جب رات ہوئی
اور علی عادل تنہا اوس کے حجرہ مین گیا۔ تو اوس لڑکے نے اوس خنجر کا ایسا وار کیا کہ بادشاہ
کا کام تمام ہوگیا۔ یہ واقعہ ۲۳ صفر ۹۸۸ھ روز پنجشنبہ کو وقوع مین آیا۔ رفیع الدین شیرازی
نے اس واقعہ کو اور رنگ سے بیان کیا ہے۔ مگر فرشتہ کا بیان جو اوپر لکہا گیا وہ صحیح معلوم
ہوتا ہے۔ پہر بہی العلم عند اللہ۔ چونکہ بادشاہ کو کوئی بیٹا نہ تہا۔ اسلئے اوس کے بہائی طہماسپ کا
بیٹا ابراہیم عادل شاہ ثانی جانشین ہوا۔ علی عادل شاہ کے آخر عہد مین فوج کی تعداد ۸۰ ہزار سوار
ڈیڑہ لاکہہ پیدل اور (۷۳۵) ہاتہی تہے۔ ۲۲ برس سلطنت کی اس کے عہد مین شہنشاہ اکبر
کے دو ایلچی بیجاپور آئے تہے۔

ابراہیم عادل شاہ ثانی

جس وقت ابراہیم عادل شاہ ثانی تخت پر بیٹہا تو اوس کی عمر نو برس کچہہ ماہ کی تہی۔ کامل خان اور
چاندبی بی زوجۂ علی عادل شاہ کو تمام اختیارات سلطنت ملے۔ لیکن دو مہینے کے اندر ہی
چاندبی بی نے کمال خان کے خود سرانہ کارروائیون سے آزردہ ہوکر حاجی کشور خان ابن
کمال کشور خان کے ہاتہ کمال خان کا خاتمہ کروا دیا۔ اور حاجی کشور خان وکیل السلطنت مقرر ہوا
اس اثنا مین بہزاد الملک ترک میر نوبت مرتضےٰ نظام شاہ نے ۱۵ ہزار سوار سے سرحد عادل شاہی

بقیہ نوٹ صفحہ (۹۹)۔ قلی گرو نے پا سامان رسد کو لوٹ لانے کے کام آتے تہے۔ غرض چہوٹے چہوٹے کامون مین
مدد دیتے تہے۔ سب سے پہلے انہین کمال خان دکہنی نے بہرتی کیا تہا۔ بعد ازان ابراہیم عادل شاہ نے
انہون سے بڑی فوج بنائی۔ ۱۲۔ مولف۔

شاہیہ پرورش کی۔ حاجی کشور خان نے مقابلہ کرکے اوس کو شکست دی۔ ہاتھی اور اسباب
غنیمت بہت ہاتہ لگا۔ اب کشور خان نے حکم دیا کہ جو ہاتھی لوٹ مین آئے ہین وہ ہمارے پاس
داخل کئے جائین۔ جس سے امرا ناراض ہوئے۔ اور چاند بی بی کو کشور خان کے جانب سے
بہرکایا۔ مصطفےٰ خان کو بنکاپور سے طلب کرکے وکیل السلطنت مقرر کرنیکی تجویز کی۔ جب یہ خبر
کشور خان کو ہوئی تو اوسنے محمد امین کے ہاتہ مصطفےٰ خان کو مروا ڈالا۔ اور چاند بی بی کو قلعہء
ستارہ مین قید کیا۔ اس کے بعد امرائے حبشی کے قید کرنے کی فکر مین ہوا۔ لیکن امرائے حبشی نے
اتفاق کرکے اوس کے مارنے کے لئے شاہ درگ سے بیجاپور آئے۔ کشور خان یہ خبر سُنتے ہی بادشاہی
جواہر و خزانہ اور چارسو سوار لیکر احمد نگر کے طرف بہاگا۔ لیکن احمد نگر والے اوس کے رہنے کے
روادار نہ ہوئے۔ اب وہ گولکنڈہ کا رُخ کیا۔ راستہ مین ایک شخص نے سید مصطفےٰ خان کے
انتقام مین خنجر سے مار ڈالا۔ یہان دار السلطنت مین امرا حبشی کا عروج ہوا۔ اور اخلاص خان
حبشی کو منصب وکالت ملا۔ اوس نے چاند بی بی کو قید سے رہا کیا۔ افضل خان شیرازی نے
پیشوائی کی خدمت پائی۔ اور راسو پنڈت مستوفی الممالک بنا۔ مگر چند روز کے بعد اخلاص خان نے
ان دونون کا کام تمام کرکے حمید خان اور دلاور خان کے اتفاق سے مہمات سلطنت کو انجام
دینے لگا۔ لیکن منصب پیشوائی پر جہگڑا پڑا۔ شاہ ابو الحسن اور مرتضےٰ خان انجو اس خدمت کی
تاک مین تہے۔ مگر حبشیون کو یہ منظور نہ تہا۔ اسلئے اونہون نے مرتضےٰ خان اور اوس کے بہائی
شاہ ابو القاسم اور نیز شاہ فتح اللہ شیرازی کو خارج البلد کردیا۔ اور عین الملک کو منصب وکالت
کی طمع دیکر اوسکی جاگیر سے بلایا۔ جب وہ قریب آیا تو یہ تینون حبشی اخلاص خان۔ حمید خان۔ دلاور خان
اوسکے استقبال کو گئے۔ اوسنے ان تینون کو گرفتار کرلیا۔ اور جب بادشاہ کے سلام کو آیا تو
یہان سب لوگون کو اپنے مخالف پایا۔ گہبرا کر ان قیدیون کو چہوڑ جاگیر کو چلا گیا۔ ۹۹۸ھ مین ابراہیم

قطب شاہ مر گیا۔ اور اوس کا بڑا بیٹا محمد قلی تخت پر بیٹھا۔ چنانچہ محمد قلی نے بہزاد الملک و سید
مرتضیٰ نظام شاہی سرداروں کو متفق کر کے شاہ ورگ کا محاصرہ کیا۔ محمد آقا قلعدار (جو ابراہیم عادل
شاہ کے طرف سے تہا) اسنے خوب مقابلہ کیا۔ جب اون کا زور یہاں نہین چلا تو وہ شاہ ورگ کے
محاصرہ کو چھوڑ کر بیجاپور پر حملہ کرنے کے لئے چلے۔ اس وقت عادل شاہیہ فوج بیجاپور مین صرف
دو تین ہزار تہی۔ امرائے حبشی تو قلعہ نشین ہو گئے۔ اور عین الملک و انکس خان وغیرہ امرا کو قولنامہ
بہیجکر بلایا۔ یہ لوگ ۷ ہزار خاصہ خیل سے آموجود ہوئے۔ طرفین سے لڑائی شروع ہوئی۔ غلبہ
قطب شاہی و نظام شاہی فوجون کو ہوتا تہا۔ اتنے مین قلعہ کی دیوار بہی گر گئی۔ مگر بیجاپوریون نے جلدی
کر کے اوٹہالی۔ اور عین الملک و انکس خان چونکہ حبشیون کی حکومت سے ناراض تہے۔ اسلئے
وہ قطب شاہ سے مل گئے۔ اب بیجاپور کی حالت بہت نازک ہو گئی۔ جس سے ان حبشیون نے
اوس وقت یہ چال چلی کہ چاند بی بی سے جا کہے کہ ہم تو سب غلام ہین اور اشراف ہماری حکومت
سے راضی نہین ہین۔ بہتر یہی ہے کہ کسی اصیل و شریف کو مہمات سلطنت تفویض کیجئے۔ تاکہ
بدنظمی دور ہو۔ چاند بی بی تو یہ خدا سے چاہتی تہی۔ فوراً شاہ ابوالحسن ابن شاہ طاہر کو خلعت و
منصب امیر جملگی عطا کیا۔ ابوالحسن نے امرائے برگی کو فرامین استمالت بہیجکر کرناٹک سے بلایا۔
اور سید مرتضیٰ (جو خاندان شاہ طاہر کا معتقد اور نظام شاہی سپاہ کا سرلشکر تہا) سے
صلح چاہی۔ اس اثنا مین قطب شاہ (جو محاصرہ کی طوالت سے تنگ ہو گیا تہا) خود اپنے ملک کو
چلا گیا۔ اور نظام شاہی فوج بہی رخصت ہو گئی۔ اب پہر اخلاص خان اپنی خدمت و کالت پر
آ گیا۔ اور شاہ ابوالحسن کو قید کر دیا۔ اور قطب شاہ جاتے جاتے امیر زنبیل کو ۷ ہزار سوار سے
گلبرگہ کے فتح کرنے کو بہیجا۔ چنانچہ وہ وہان جا کر مار پیٹ شروع کر دیا۔ اور چند مقامات پر بہی قبضہ
کر لیا۔ ادہر سے دلاور خان حبشی۔ عین الملک۔ انکس خان ۳۰ ہزار سوار لیکر مدافعت کو گئے۔

مرتضیٰ نظام شاہ نے امیر زنبیل کی مدد کو تین ہزار سوار روانہ کیا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا۔ دلاور خان نے اون کو شکست دیدی۔ اور (۱۲۰) ہاتھی معہ سامان جنگ عادل شاہیوں کے ہاتھ لگا۔ اس فتح نے دلاور خان کو مغرور کیا۔ اب وہ منصب وکالت کی آرزو میں اخلاص خان حبشی کے سر پر جا پہونچا۔ اب یہ آپس کی لڑائی بیجاپور میں برابر چار مہینے ہوتی رہی۔ جس سے بیجاپور ویران ہوگیا۔ اور بلبل خان (جو اخلاص خان کا معتبر غلام تہا) بہی دلاور خان سے مل گیا۔ آخر دلاور خان نے اخلاص خان کو گرفتار کرلیا۔ اور اوسکی آنکہیں نکلوا ڈالیں۔ اس کے بعد دلاور خان نے اپنے چارون بیٹون کو منصب و امارت سے ممتاز کرکے بڑے بیٹے محمد خان کو بادشاہ کی تعلیم پر مقرر کیا۔ دوسرے بیٹے کمال خان کو منصب سر نوبت دیکر بادشاہ کے ساتہ چوگان بازی کا شریک کردیا۔ تیسرے بیٹے خیریت خان کو بادشاہ کی پاسبانی پر متعین کیا۔ چوتہے بیٹے عبدالقادر کو قلعہ بیجاپور کا تہانہ دار بنایا۔ چونکہ یہ خورد سال تہا۔ اسلئے اوس کا نائب دوجی خان دکہنی مقرر ہوا۔ اور ہر ایک بیٹے کو دو دو ہزار سوار دیکر اپنے پاس چہ ہزار سوار رکہا۔ اور شاہی فوج مین ایک لاکہ پردیسی اور ۶۰ ہزار حبشی سپاہ رکہکر باقی کو عادل شاہیہ قلمرو سے نکالدیا۔ اور ابوالحسن (جو اخلاص خان کے حکم سے محبوس تہا) کو کہول کرکے شہید کرڈالا۔ بلبل خان کو بہی افسر اعلےٰ بنایا۔ مذہب امامیہ کو موقوف کرکے مذہب تسنن کو رواج دیا۔ جب ان امور سے اطمینان کلی حاصل ہوگیا تو حمید خان کو بہی قید کیا۔ اور چاندبی بی کی مداخلت تمام امورات سلطنت سے بالکل اوٹہا دی۔ اور بلبل خان کو کرناٹک کے نئے مقبوضہ ملک سے خراج وصول کرنے کے لیے بہیجا۔ بلبل خان وہان پہنچا تو راسب نائک حاکم جنترہ کی سازش سے شنکر نائک حاکم قلعہ کرود نے اوس کو قید کرلیا۔ مگر چند روز کے بعد بلبل خان ایک گہانس کے گٹہے مین چہپ کر نکل آیا۔

سنہ ۹۹۲ھ مین ابراہیم عادل شاہ کی بہن بی بی خدیجہ سلطانہ المشہور راجہ جیبو کا نکاح مرتضیٰ نظام شاہ

کے بیٹے میران حسین سے ہوا۔ اور ۹۹۵ھ مین ابراہیم عادل شاہ نے محمد قلی قطب شاہ کی بہن چاند
سلطان کو نکاح کیا۔ اس اثنا مین مرتضیٰ نظام شاہ نے حالت جنون مین اپنے بیٹے میران حسین کو
قتل کرنا چاہا تو ابراہیم عادل شاہ احمدنگر جاکر نظام شاہ کو قید کیا۔ اور میران حسین کو تخت پر بٹھایا۔
اس ناخلف بیٹے نے باپ کو قتل کر ڈالا جس سے ابراہیم خفا ہوکر بیجاپور چلا آیا۔ ۹۹۶ھ مین یہ
افواہ اوڑی کہ دلاور خان شاہزادہ اسمٰعیل (ابراہیم عادل شاہ کا چہوٹا بہائی) کو ابراہیم کی جگہ تخت
نشین کرنا چاہتا ہے۔ اس افواہ سے تمام حرم مین ایک تہلکہ مچ گیا۔ لیکن یہ کارروائی دلاور خان
کے حاسدون کی تہی جنکو اوس کی حکومت پسند نہ تہی۔ جب یہ خبر دلاور خان کو ہوئی تو وہ
سلطنت کا تمام کام چہوڑ کر گہر بیٹھ گیا۔ مگر چوتہے روز خود ابراہیم عادل شاہ اوس کے گہر
جاکر ساتہ لیتا آیا جس سے شاہ و وزیر مین صفائی ہوگئی۔ اور بدستور تمام امورات سلطنت
انجام پانے لگے۔ دلاور خان نے پانچ چہہ ہزار سوار جدید بہرتی کئے۔ بادشاہ اوس فوج کو دیکہکر
بہت خوش ہوا۔ اور ایک لاکہہ روپیہ کا خلعت دلاور خان کو عطا کرکے فوج کے اخراجات
و تنخواہ کے لئے چند جاگیرات بہی سرفراز کین۔ رایان ملیبار نے دس برس سے خراج نہین
دیا تہا۔ جو ساڑہے تین لاکہہ ہون سالانہ کے حساب سے ساڑہے اکیس لاکہہ ہون ہوتے
ہین اسلئے دلاور خان نے دس ہزار سوار سے بلبل خان کو اوس طرف روانہ کیا۔ ۹۹۷ھ مین
جمال خان مہدوی کی وجہ سے (جو سلطنت نظام شاہیہ کا کل مختار تہا) احمدنگر مین چارون
طرف مخالفت کا بازار گرم ہوگیا تہا۔ اس موقع پر دلاور خان نے ارادہ کیا کہ وہ کچہ نظام شاہی
ملک فتح کرلے۔ چنانچہ بیجاپور کی موجودہ فوج کو ساتہ لیکر چڑہ دوڑا۔ اور بلبل خان کو (جو ملیبار
گیا تہا) بہی حکم بہیجا کہ فوراً وہان کا کام چہوڑ کر چلا آئے۔ مگر بلبل خان ملیبار کے کامون
مین ایسا مصروف تہا کہ نہ آسکا۔ اور دلاور خان شاہ درگ مین ایک مہینے تک اوس کا انتظار

پہنچا۔ آخر مجبوراً وہان سے آگے بڑہا۔ جمال خان بہی مقابلہ کو نکلا۔ آشٹی کے میدان مین یہ دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل مین ۲۰ روز تک پڑے رہے۔ لڑائی کا سلسلہ مطلق شروع نہ ہوا۔ اس کے بعد جمال خان نے خود صلح کی تحریک پیش کی۔ دلاور خان تو بلبل خان کے نہ آسنے اور فوج کی کمی سے خود صلح کے خیال مین تہا۔ فوراً منظور کرلیا۔ مگر یہ شرط بہی اوس کے ساتہ پیش کی کہ غرضہ جنگ (نعل بہا) اور میران حسین مقتول کی بی بی کو دیدو جمال خان نے میران حسین کی بی بی کو پالکی مین سوار کرکے معہ چہتر ہزار ہون کے دلاور خان کے پاس بہیجدیا۔ اور فریقین اپنے اپنے ملک کو واپس چلے گئے۔ اس اثنا مین بلبل خان بہی راجایان ملیبار سے خراج وصول کرکے بیجاپور آیا۔ چونکہ دلاور خان کی طلب پر وہ نہین آیا تہا۔ اور بلا وجہ اوس کو شاہ درگ مین ایک مہینہ ٹہرے رہنا پڑا تہا۔ اور دلاور خان کے دل مین غصہ بہرا ہوا تہا۔ لیکن بظاہر بلبل خان کی بہت کچہ آؤ بہگت کی۔ اور بادشاہ سے خلعت وغیرہ بہی دلایا۔ مگر چند روز کے بعد اوس کو قید کرکے معدوم البصر کردیا۔ ۹۹۸ھ مین اکبر کا ایلچی بیجاپور آیا۔ خوب خاطر و تواضع کی گئی۔ اور ۹۹۹ھ مین شہزادہ برہان (جو مرتضی نظام شاہ کا بہائی تہا۔ مگر بہائی کے خوف سے احمدنگر چہوڑکر اکبرآباد مین اکبر کے پاس رہتا تہا) نے ابراہیم عادل کو لکہا کہ مرتضے نظام شاہ کے انتقال پر میرا بیٹا اسمعیل جو ابہی بہت کم سن ہے تخت نشین ہوا ہے جس سے کاروبار ریاست کی سنبہال نہین ہوسکتی اگر آپ امداد کیجیے تو مین تخت نشین ہوجاسکتا ہون۔ علاوہ برآین شہنشاہ اکبر نے بہی فوج کے ساتہ امداد کی ہے اور سرداران برار بہی اعانت کا وعدہ کرتے ہین۔" ابراہیم نے برہان کی مدد کا ارادہ کرکے

٭ میران حسین کے قتل کے واقعات اور جمال خان کے حالات تفصیلی طور پر سلطنت نظام شاہیہ کے سوانحات مین بیان ہونگے۔ مولف

۵ ربیع الآخر ۹۹۹ھ کو شاہ ورگ کی جانب کوچ کیا۔ اور وہاں سے آگے بڑھکر داراسنگ (دہاراسیون) مین بادشاہ (علی عادل) نے قیام کیا۔ اور دلاورخان۔ جمال خان کے مقابلہ کو آگے بڑھا۔ ادہر جمال خان نے سید مجد الملک مہدوی (جو برار کا سرلشکر تہا) کو لکہا کہ آپ شہزادہ برہان اور اوس کے ہمراہی راجہ علیخان (یہہ برہانپور کا حاکم تہا جس کو شہنشاہ اکبر نے برہان کی مدد کے لئے ہمراہ کر دیا تہا) کو امرائے برار سے ملنے ندیجئے روکے رہئے۔ اور مین دلاور خان سے صلح کی کارروائی کرتا ہون۔ چنانچہ جمال خان نے دلاورخان کے مقابل اگرچہ کچہ صلح کے لئے زور دیا مگر وہ نمانا۔ اور ہنگ خان حبشی بہی (جو جمال خان کی فوج کا امیر تہا) جمال خان سے جدا ہوکر دلاورخان سے مل گیا۔ اس کے بعد طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ اس موقع پر عین الملک۔ انکس خان۔ عالم خان (جو دلاورخان کے ساتہ تہے) نے دلاورخان کو چہوڑکر بادشاہ کے پاس داراسنگ کو چلے گئے جس سے دلاورخان کی ہمت ٹوٹ گئی۔ اور جمال خان غالب آگیا۔ اور دلاورخان صرف سات آدمیون کے ساتھ داراسنگ کو بہاگا۔ اور جمال خان بہی اوس کے تعاقب مین داراسنگ آیا۔ کہتے ہین کہ اسی مقام پر محمد قاسم مصنف تاریخ فرشتہ (جو زخمی تہا) جمال خان کے ہاتھ گرفتار ہوگیا۔ مگر بلطائف الحیل قید سے چہوٹ گیا۔ اس عرصہ مین جمال خان کو معلوم ہوا کہ برہان اور راجہ علیخان امرائے برار سے مل گئے ہین۔ اسلئے وہ برہان کے مقابلہ کو داراسنگ سے روانہ ہوگیا۔ ادہر دلاورخان بہی اوس کے تعاقب مین چلا۔ اور علی عادل شاہ داراسنگ مین رہا۔ چونکہ علی عادل اب جوان ہوگیا تہا۔ اور دلاورخان کی خودمختاری اوس کو بہاتی نہتی اسلئے اوس نے عین الملک انکس خان علی خان سے سازباز کرکے رات کے وقت عین الملک کے پاس چلاگیا۔ جب صبح کو امراء نے دیکہا کہ بادشاہ عین الملک کے پاس چلاگیا۔ تو وہ بہی دلاورخان کو چہوڑکر بادشاہ کے پاس

چلے گئے اور دلاور خان اس خبر کے سنتے ہی فی الفور اپنے بیٹوں اور ہوا خواہوں کو لیکر ۶۰۵ ہزار سوار سے ابراہیم کے تعاقب مین چلا جب قریب پہنچا تو عین الملک نے خفیہ طور پر دلاور خان کو کہلا بھیجا کہ آپ کر بادشاہ کو لیجا ہیم کسطرح ہم ہونگے اب دلاور خان تمام خدم وحشم چھوڑ کر صرف پانچ سو سوار و چار ہاتھی لیکر ابراہیم عادل کے پاس گیا اور چلنے کو کہا اولہ ابراہیم کے اشارے سے ایک خاصہ خیل کے جوان اوک خان دلاور خان پر تلوار ماری دلاور خان تو بچا مگر گھوڑا زخمی ہوگیا اب دلاور خان نے دیکھا کہ کام بگڑ گیا۔ فوراً دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر بیدر کے طرف بھاگ گیا۔ اس عرصہ مین ادھر جمال خان مارا گیا۔ اور برہان تخت نشین ہوا۔ اور ابراہیم عادل شاہ بھی یہانسے کوچ کرکے بہ فتح و ظفر داخل بیجاپور ہوا۔ رومی خان کو وکیل السلطنت اور الیاس خان کو سرنوبت بنایا۔ سنہ ۹۳۱ھ مین برہان شاہ نے دلاور خان کے بھکانے سے عادل شاہی ملک پر چڑھ دوڑا۔ پہلے پہلے ابراہیم عادل نے کسی قسم کی مدافعت نہین کی اور دلاور خان کو بحکمت عملی برہان سے جدا کرکے اپنے پاس بُلایا۔ جب وہ آیا تو اوسکی آنکھین نکلوا کر قلعہ ستارہ مین قید کردیا اور وہ وہین سنہ ۹۱۶ مین مرگیا۔ اب ابراہیم نے ۶۰۰۰ ہزار سوار برگی فوج کے برہان کے بمقابلہ پر روانہ کیا۔ اور الیاس خان رومی خان کو بھی ۱۲ ہزار کی سپاہ سے اونکی مدد کو بھیجا۔ چنانچہ جب مقابلہ ہوا تو برہان کو شکست ہوئی۔ اور اوسکا ایک عمدہ سردار تورنگ خان مارا گیا۔ برہان نے مجبوراً ابراہیم سے صلح کرلی سنہ ۹۲۰ھ مین بادشاہ (ابراہیم) نے منجھن خان پسر کمال کشور خان بزرگ کو ملیبار سے خراج وصول کرنیکے لئے حکم دیا۔ اور میر خان حبشی غلام علی عادل شاہ کو اخلاص خان کا خطاب دیکر اپنا پیشوا مقرر کیا۔ منجھن خان نے رایان ملیبار کو زیر کرکے تھوڑا بہت خراج وصول کیا تھا کہ اتنے مین ابراہیم کے چھوٹے بھائی اسمعیل نے بلگوان (جہان وہ قید تھا) مین بغاوت شروع کی جس سے منجھن خان کو ملیبار کا کام ناتمام چھوڑ کر بیجاپور آنا پڑا۔ عادل شاہیہ ملک مین بدنظمی پھیل گئی۔ برہان نظام شاہ اور عین الملک نے اسمعیل کی اعانت پر کمر باندھی جس سے قضیہ نے طول کھینچا۔ الیاس خان

اور رومی خان دشمنوں سے اتفاق کرنیکی تہمت مین قید کردئے گئے۔ عین الملک نے بلگوان مین
اسمٰعیل کے سرپر چتر لگاکے بادشاہ بنایا۔ ابراہیم نے حمید خان حبشی کو قید سے رہا کیا۔ اور سرلشکر
بناکر مقابلہ کو بہیجا۔ چنانچہ حمید خان نے حکمت عملی سے اسمٰعیل کو گرفتار کرلیا۔ اور عین الملک کا سر
کاٹا گیا۔ اور برہان جو اسمٰعیل کی مدد کو آیا تہا وہ احمد نگر کو واپس گیا۔ اس کے بعد اسمٰعیل کو اندہا کیا گیا۔
جس کی تکلیف سے وہ چند روز مین مرگیا۔ عین الملک کا بیٹا عالی خان یا غالب خان۔ تلنگانہ کے
راجہ کے پاس چلا گیا۔ انکس خان بہی چلا گیا تہا۔ مگر وہ پہر آگیا۔ بادشاہ نے اوس کا قصور معاف کرکے
جاگیرات سابقہ بحال کردین۔ اس اثنا مین برہان نظام شاہ تپ محرقہ سے مرگیا۔ اور ابراہیم نظام شاہ
(جس کی ماں حبشن تہی) احمد نگر کے تخت پر بیٹہا۔ نظام شاہی امرا مین چار ٹیان ہوگئین۔ اور طرح
طرح کے فسادات کہڑے ہونے لگے۔ ابراہیم عادل شاہ کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ احمد نگر کی جانب
کوچ کیا۔ ابہی ابراہیم عادل ابہی حد عملداری مین تہا کہ ابراہیم نظام شاہ کا سپہ سالار اخلاص خان
۳۰ ہزار فوج لیکر معہ نظام شاہ کے مقابلہ پر آیا۔ ابراہیم عادل نے حمید خان اور شجاعت خان کو
لڑنیکے لئے بہیجا۔ بہت سخت ہنگامہ پیکار گرم ہوا۔ طرفین کے اکثر نامی سردار مارے گئے۔
ابراہیم نظام شاہ بہی قتل ہوا۔ اور ابراہیم عادل بیجاپور کو واپس آیا۔ یکم محرم سنہ ۱۰۰۵ھ کو ایک شخص
میر محمد صالح ہمدانی۔ بیجاپور مین چند عدد موئے مبارک رسول مقبول صلعم کے لیکر آیا۔ بادشاہ نے
اوسکی بڑی توقیر و تعظیم و تکریم کی۔ اور دو بال تبرکاً ایک طلائی ڈبیہ مین رکھوائے (کہ ایام متبرکہ
مین اون کی زیارت کرائی جاتی تہی) محمد صالح کو ۱۰۔۲۰ ہزار ہون عطا کرکے رخصت کیا
سنہ ۱۰۱۳ھ مین ابراہیم عادل کی بیٹی کا نکاح شاہزادہ دانیال پسر شہنشاہ اکبر کے ساتہ بمقام احمد نگر
عمل مین آیا۔ مگر افسوس ہے کہ اسی سال ذیحجہ سنہ ۱۰۱۳ھ مین دانیال کا انتقال ہوگیا۔ یہ وہ زمانہ
تہا کہ دکن۔ شاہان مغلیہ (اکبر، جہانگیر، شاہجہان) کا جولانگاہ بنا ہوا تہا۔ خصوصاً عادل

شاہیہ - نظام شاہیہ - قطب شاہیہ علاقوں پر مغلوں کے حملے ہو رہے تھے - چنانچہ یہ حالات ہمنے شاہان مغلیہ کے تذکروں مین بالتفصیل حوالہ قلم کیا ہے - اسلئے اب ہم یہان سے عادل شاہیہ حالات نہایت اجمال کے ساتھ ختم کرین گے - کیونکہ اب یہان سے بیجاپور (عادل شاہیہ) کی شوکت و عظمت روز بروز زوال پذیر ہو رہی تھی ۱۰۲۶ھ مین شاہزادہ خرم (شاہجہان) نے دو ایلچی ابراہیم عادل کے پاس بھیجے - ابراہیم نے اونکی بہت کچھ خاطر و مدارات کی - اور فرمانکو زمین بوس کر کے سر پر رکھا - اور شہنشاہ جہانگیر کی اطاعت کا اقرار کیا - ۶ لاکھ روپیہ نقد اور پچاس ہاتھی ۵۰۰ عربی گھوڑے دو لاکھ پچاس ہزار کے جواہر و آلات مرصع پیش کش مین بھیجا ۱۰۱۸ھ مین مرزا علی نے امیر برید ثانی کو نکالکر بیدر کا حاکم بن بیٹھا - اور ۱۰۲۰ھ مین ابراہیم عادل کے بیٹے کو اپنی بیٹی بیاہ دی - اور پرگنہ چنگوپہ اوس کے جہیز مین دینے کا اقرار کیا - مگر شادی کے بعد وعدہ کے ایفا مین لیت و لعل کرنے لگا - ابراہیم فوراً چڑہائی کر کے مرزا علی کو مع متعلقین قید کر لیا - بیدر اور اوسکے توابعات پر قبضہ کر کے داخل ممالک محروسہ کیا - ۱۰۳۱ھ مین کرنول کو بھی فتح کر کے اپنے علاقہ مین ملا لیا - ۱۰۳۴ھ مین ملک عنبر نے ابراہیم عادل کے نو تعمیر شہر نورسپور* پر حملہ کر کے اوسکو خوب لوٹا اور تاراج کیا - اس اثنا مین علی عادل مرض بواسیر سے سخت بیمار ہو گیا - ایک پرتگالی ڈاکٹر فرہا لوپ نام نے بادشاہ کا علاج کیا - مگر اوس سے اور مرض کی شدت بڑھ گئی - اب بادشاہ نے سمجھا کہ بہت جلد خاتمہ ہے - اسلئے اوس نے محمد امین کو بلا کر وصیت کی کہ میرے بعد میرا منجھلا بیٹا سلطان محمد تخت نشین کیا جائے - اس کے بعد ۹ محرم ۱۰۳۷ھ کو بادشاہ کا انتقال ہو گیا - اس وقت بادشاہ کی عمر ساٹھ برس کی تھی - پورے پچاس برس سلطنت کی - اسکو چار بیٹے اول درویش بادشاہ (جو

*نوٹ - جب محمد قلی قطب شاہ نے بھاگ نگر (حیدرآباد) کو آباد کیا تو ابراہیم عادل نے بھی بیجاپور سے دو تین میل کے فاصلہ پر ایک

ملکہ جہان کے بطن سے تہا۔ اور شیعہ استادون کی تربیت سے شیعہ ہوگیا تہا اسی لئے
بادشاہ نے اوسکو اپنا ولیعہد نہین کیا) دوم سلطان محمد (تاج سلطان کے بطن سے تہا) سوم
سلطان سلیمان (کمال خاتون کے بطن سے تہا) چہارم ایک اور سندر محل کے پیٹ سے تہا
ابراہیم عادل کو علم موسیقی مین کامل دستگاہ تہی ہزارون آدمی اوس کے شاگرد تہے۔ اکثر
لوگ اوسکو جگت گرو کہتے تہے۔ ایک دفعہ ہندؤن نے بادشاہ سے کہا کہ اگر سارستی (جو راگ
کی دیبی ہے) کی پرستش کیجائے تو خوش آوازی ہمیشہ قایم رہتی ہے۔ چنانچہ اس بات کے
سنتے ہی بادشاہ نے سارستی کی پرستش شروع کردی۔ مگر شاہ صبغۃ اللہ کی نصیحت نے اس
پرستش سے توبہ کروائی۔ اور اس بادشاہ کو نورس کا لفظ ایسا پسند تہا کہ اوسنے سال مین ایک
دفعہ عید نورس مقرر کی۔ اور شہر کا نام بہی نورسپور رکہا۔ اپنی چاہتی بی بی کو نورس کا خطاب
دیا خود اپنی مہر مین نورس کا لفظ کندہ کرایا۔ بہرحال جس چیز مین دیکہو نورس کی بہرتی کیجاتی تہی

سلطان محمد عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ

۱۱ محرم سنہ ۱۰۳۷ھ کو مرزا محمد امین نے بحسب وصیت سلطان محمد کو تخت نشین کیا۔ ابراہیم عادل
کے بڑے بیٹے درویش بادشاہ کی آنکہون مین سیل پہرائی گئی۔ اور باقی دونون بیٹونکو بہی
ناقص العضو کرکے قید کیا گیا۔ مرزا محمد امین کو مصطفے خان اور دولت خان کو خواص خان کے خطاب
بادشاہ نے عطا کیا۔ بادشاہ دہلی کے پاس سے میر عبدالسلام ایلچی تعزیت و تہنیت کیلئے آیا۔ عادل شاہ
نے اوسکی خوب مدارات کی۔ جب شاہجہان تخت نشین ہوا تو محمد عادل نے

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۰۹) نہایت پاکیزہ و خوبصورت شہر آباد کرکے نورسپور نام رکہا۔ یہ شہر صرف ۶ برس آباد رہا۔ اسکے
بعد عنبر نے اوسکو ایسا تباہ کیا۔ کہ پہر کبہی آباد نہوا۔ ۱۲ مؤلف۔

تہنیت و فرمان گزاری کی درخواست بہیجی۔ اور پیشکش روانہ کیا۔ اس مین ایک نیلم وزنی (۵) مثقال تیس ہزار قیمت کا بہی تہا شاہجہان نے ۹۔ رجب ۱۰۳۶ھ کو محمد عادل کے لئے تشریف زرین ما نادری سمیت خواجہ طاہر کے ہاتہہ ارسال کیا ۱۰۳۶ھ مین شیخ معین الدین بطریق سفارت شاہجہان کے پاس سے بیجاپور آیا۔ اور شاہجہان کا یہ حکم سنایا۔ کہ جس وقت نظام شاہیہ سلطنت پر بادشاہی فوج حملہ کرے۔ تو محمد عادل شاہ بہی اپنی فوج سے امداد کرے۔ اور فتح کی صورت مین اس امداد کا معاوضہ نصف ملک نظام شاہیہ دیا جائے گا۔ محمد عادل نے منظور کیا۔ اور رندولہ خان کو سپہ سالار بنا کر دس ہزار فوج معہ دیگر امرائے نامی کے فوج شاہی کی اعانت کو بہیجا۔ چنانچہ عادل شاہیون نے حملہ کرکے کوکن کا تمام علاقہ بندر چول تک قبضہ کر لیا۔ برہان نظام شاہ نے سدی سابا کو مقابلہ پر بہیجا۔ اس نے آتے ہی عادل شاہیون کو شکست دی۔ اور تمام ملک مفتوحہ چہین لیا۔ ادہر لشکر شاہی نے سلطنت نظام شاہیہ سے دہارور قندہار وغیرہ فتح کیا۔ اسکے بعد عادل شاہ نے نظام شاہ سے خفیہ طور پر ساز باز کر لی۔ اور لشکر شاہی کی امداد مین لیت و لعل کرنے لگا جس سے شاہجہان کو غصہ آیا۔ اور آصف خان کو عادل شاہ کی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ جب آصف خان نے بیجاپور کا محاصرہ کیا۔ تو عادل شاہیون نے مقابلہ کیا۔ چند روز تک خوب ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ اس اثنا مین آصف خان کے لشکر کو رسد کی تکلیف ہونے لگی۔ مجبوراً محاصرہ چہوڑ کر واپس ہوا۔ ۱۰۴۲ھ مین سلطان عبد اللہ قطب شاہ کی بہن سے عادل شاہ نے نکاح کیا۔ انہین ایام مین سلطنت نظام شاہیہ

کا خاتمہ ہوگیا۔ اور احمد نگر پر شاہجہان کے امراء نے تصرف کرلیا۔ اسکے بعد قلعہ پرینیڈہ کی تسخیر کے لیے شاہجہان نے مہابت خان و شہزادہ شجاع وغیرہ کو روانہ کیا۔ عادل شاہیون نے لشکر شاہی کا خوب مقابلہ کیا۔ مگر ناکامی ہوئی۔ اودہر خواص خان عادل شاہی نے مصطفٰے خان وزیر اعظم عادل شاہ پر غالب آکر ملکوان مین اوسکو قید کردیا۔ اور خواص خان کو اسقدر عروج حاصل ہوا کہ بادشاہ کے احکام بغیر اوسکی منظوری کے اجرا نہ ہونے لگے۔ اب بادشاہ (عادل شاہ) کی بہی آنکھین کھلیں۔ آخر بادشاہ نے سیدی ریحان کے ذریعہ خواص خان کا کام تمام کیا۔ اور اوسکے عروج سے جو دغدغہ خاطر نشین ہوگیا تہا۔ وہ دور ہوگیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے سدی ریحان کو اخلاص خان کا خطاب و یکہ منصب وزارت عطا کیا۔ اور مصطفٰے خان خان بابا کو قید سے رہا کرکے منصب کارملکی اور احمد خان فرزند خداوند خان کو منصب سرسرنوبتی حوالہ کیا۔

۱۰۴۵ھ مین شاہجہان نے عادل شاہ کے پاس مکرمت خان کو بہیجا۔ کیونکہ دو چار سال سے عادل شاہ نے پیشکش کی رقم نہین بہیجی تہی۔ جب مکرمت خان بیجاپور پہونچا تو عادل شاہ نے کچھ توجہ نہ کی۔ اسلیے شاہجہان نے اوس کی تنبیہہ کے لیے فوج بہیجی۔ چند روز طرفین مین جنگ کا بازار گرم رہا آخر عادل شاہ نے صلح کی درخواست کی۔ شاہجہان نے اوسکی درخواست منظور کرکے ایک عہدنامہ جسپر پنجہ کا نشان لگا تہا۔ اور چند تعلقات سلطنت نظام شاہیہ کے عادل شاہ کو ارزانی کین جس کے شکریہ مین عادل شاہ نے ایک عرضی جس کے اطراف حافظ شیرازی کی غزل بہی تحریر کرکے بہیجا۔ چنانچہ عہدنامہ و عرضداشت۔ اور وہ غزل ہمنے شاہجہان کے

۱۔ سلطنت نظام شاہیہ سے اس کا تعلق تہا۔ جس زمانہ مین کہ آقا رضوان پرینیڈہ کا قلعہ دار تہا تو محمد عادل شاہ نے اوسکو بہت کچھ روپیہ دیکر قلعہ پر قبضہ کرلیا تہا۔ جو ابتک اوسی کے قبضہ مین تہا۔ ۱۲۔ مولف۔

کے حالات مین لکھے ہین۔ اب یہان مکرر لکھنے کی ضرورت نہین ہے۔ اس کے بعد ۱۰۴۶ھ مین اورنگ زیب کو شاہجہان نے دکن کا صوبہ مرحمت کیا۔ اور خاندوران نے سیدی مفتاح سے قلعۂ اودگیر فتح کیا۔ اس موقع پر سیدی مفتاح نے اسمٰعیل پسر درویش محمد پسر ابراہیم عادل شاہ کو خاندوران کے تفویض کیا۔ جو نظام شاہ کے زمانہ سے اوس کے پاس رہتا تھا۔ پھر قلعۂ اوسہ فتح ہوا۔ ساہوجی نے شاہجہان کے حکم سے مرتضےٰ نظام شاہ کو خانزمان کے حوالہ کر کے عادل شاہ کی ملازمت اختیار کی۔ اور محمد عادل شاہ شاہجہان کو برابر سالانہ پیشکش کئے سال تک بھیجتا رہا۔ اس عرصہ مدت مین دکن کے صوبہ دارون مین بھی اکثر تغیر و تبدل ہوتا رہا۔ ۱۰۵۰ھ مین اسلام خان صوبہ دار دکن تھا۔ اس وقت دکن کے مغلیہ صوبون کی جمع حسب تفصیل ذیل تھی:۔

صوبۂ دولت آباد	۵۵ کروڑ دام	ایک کروڑ ۳۷ لاکھ ۵ ہزار روپیہ	صوبۂ تلنگانہ	۳۰ کروڑ دام	۷۵ لاکھ روپیہ
صوبۂ برار	۵۵ کروڑ دام	ایضاً	ولایت بگلانہ	۲ کروڑ دام	۵ لاکھ روپیہ
خاندیس	۴۰ کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ	جملہ میزان	دو ارب دام	۴ کروڑ ۵ لاکھ روپیہ

اسی سال ۱۰۵۰ھ مین عادل شاہ نے مصطفےٰ خان کو راجہ رامل کی سرکوبی کو بھیجا۔ اور کنڈی کوٹ کی تسخیر کی ہدایت کی۔ چنانچہ ملک ریحان کی بہادری سے مصطفےٰ خان کو راجہ رامل پر فتح نصیب ہوئی۔ اور کنڈی کوٹ چترکل جنجی وغیرہ کے قلعے بھی مفتوح ہوئے۔ اور عادل شاہ نے ساہوجی* (شاہجی) کو کولار۔ بنگلور۔ اوسکوٹہ۔ بالاپور۔ جاگیر دئے۔

* یہ سیواجی کا باپ ہے جس کے حالات ہم نے بالتفصیل ہندوستان کے واقعات مین لکھے ہین ۱۲ مولف

اور ضلع کرورامین ۲۲ گاؤن کی دیسمکی عطا کی۔ مگر چند روز کے بعد اسی ساہوجی کا بیٹا سیواجی وہ پرکالۂ آتش نکلا کہ اکثر عادل شاہی قلعجات وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ ہرچند عادل شاہ نے اوسکی سرکوبی چاہی۔ مگر ممکن نہ ہوسکا۔ ان واقعات کو ہم نے ہندوستان کے حالات مین بخوبی واضح طور پر لکھا ہے۔ سنہ ۱۰۶۳ھ مین خان محمد عادل شاہی نے ہمگنڈہ فتح کیا۔ اور سنہ ۱۰۶۴ھ مین ایلور بھی تسخیر ہوا۔ اسی سال بیجاپور مین ایک زلزلہ عظیم آیا۔ سنہ ۱۰۶۷ھ مین محمد عادل شاہ بیمار ہوا۔ اور چند روز کی علالت کہینچکر ۲۰ محرم سنہ ۱۰۶۷ھ روز سہ شنبہ کو ۴۵ سالہ عمر مین انتقال کیا۔ اور اسنے تعمیر کردہ مقبرہ مین (جو گول گنبد کے نام سے مشہور ہے) دفن ہوا۔ یہ گنبد نہ صرف ممالک دکن کے عجائبات مین سے ہے۔ بلکہ تمام روئے زمین پر اوس کے برابر وسیع گنبد نہین ہے۔ اس بادشاہ کی مدت سلطنت ۳۰ برس ہے۔ اس کے انتقال کے نسبت ایک قصہ یہ مشہور ہے کہ اسکے قبل سنہ ۱۰۵۰ھ مین بھی محمد عادل شاہ بیمار ہوا تھا۔ اور زیست کی امید منقطع ہوچکی تھی۔ اسلئے اوسنے سید ہاشم صاحب (جو مشہور و صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے) سے دعا چاہی۔ سید صاحب نے کہا کہ اب بادشاہ کی عمر آخر ہوچکی ہے۔ خیر ہم اپنی عمر مین سے دس سال اسے دیتے ہین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بادشاہ تندرست ہوگیا۔ اور سید صاحب نے انتقال کیا اس کے بعد بادشاہ دس برس تک برابر زندہ رہا۔ جب مدت پوری ہوگئی تو سنہ ۱۰۶۷ھ مین رحلت کی۔ اسکے عہد مین عادل شاہی سلطنت انتہائے عروج پر تہی۔ اور ملک بیجاپور ۲۷ سرکار اور ۲۸۱ محال پر منقسم تہا۔ شاہی آمدنی ۱۷ کروڑ ۸۵ لاکہہ ہوتی تہی۔ علاوہ اس کے بندرگاہون کی آمدنی ۷۹ ہزار روپیہ اور جاگیرداران راجاؤن کے پیشکش کی تعداد ۵ کروڑ

نوٹ۔ یہ تقسیم و آمدنی جو ہم نے بتلائی ہے وہ نواب آصف جاہ بہادر کے عہد کی ہے۔ جو ملک بیجاپور سے وصول ہوتی تہی کیونکہ

(۲۵) لاکھہ (۶۱) ہزار تہی غرض اس سلطنت کی کل آمدنی تقریباً (۱۱) کروڑ بارا لاکھہ روپیہ ہوتی ہی۔ اور فوجی قوت مین (۸۰) ہزار سوار اور ۲ لاکھہ پیادے (۵۳۰) ہاتہی تہے بعض کا قول ہی کہ فوج کی تعداد تین یا ساڑہے تین لاکھہ سوار بیشمار پیادے (۱۵۰) ہاتہی سوائے اوس فوج کے تہے۔ جو تعلقات مین تحصیل مالگزاری و انتظام سلطنت کے کاموںمین متعین رہتے تہے۔ محمد عادل شاہ اپنی سلطنت مین تمام ہندوون سے جزیہ بہی لیتا تہا۔

سلطان علی عادل شاہ ثانی

جب علی عادل شاہ ثانی تخت نشین ہوا تو اس نوجوان شاہ نے سیواجی کی سرکوبی مقدم جانی۔ اور افضل خان سپہ سالار کو سیواجی کے سر پر بہیجا۔ لیکن سیواجی نے افضل خان کو مکر و فریب سے مار ڈالا۔ پہر سیواجی کی تنبیہ کیلئے رستم خان صلابت خان یکے بعد دیگرے روانہ ہوئے مگر ان دونون نے ہزیمت اوٹہائی۔ آخر علی عادل شاہ خود فوج لیکر سیواجی کے مقابلہ کو آیا۔ اس اثنا مین کرناٹک کے فساد کی خبر معلوم ہوئی۔ مجبوراً واپس آنا پڑا۔ اب سیواجی کو خوب فرصت

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۱۴)۔ محمد عادل شاہ کے زمانہ کی آمدنی جو اس ملک کی تہی وہ ہمکو معلوم نہ ہو سکی۔ لیکن اسی آمدنی سے محمد عادل شاہ کے زمانہ کی آمدنی کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہی۔ بنادر کی تفصیل یہ ہے بندر[۱] وایل وسیوئی (جو ستارہ کے مغرب مین ہے) بندر[۲] کہل سی۔ بندر[۳] چول (پونہ کے مغرب مین ہے) بندر[۴] سنگر۔ اسلام بندر۔ عرف راجہ پور۔ (جو پونہ کے مغرب مین ہے) بندر[۶] سالستی۔ بندر[۷] کہاری پٹن۔ بندر[۸] بہیرچری۔ بندر[۹] ساتونی۔ بندر[۱۰] محمد آباد وسد ہوٹ۔ اور راجہ باگ باج گذار کی فہرست یہ ہے۔ زمیندار سر رنگ پٹن۔ دیگر زمینداران سر رنگ پٹن۔ زمیندار سوندہا۔ زمیندار چینل درگ۔ زمیندار جری۔ زمیندار ترکہیرا۔ زمیندار رتن گری۔ زمیندار سرہتی۔ زمیندار یادگیر۔ زمیندار مالک پالہ۔ زمیندار چک پالہ۔ زمیندار کرنگی گیا

نوٹ۔ تاریخ رشیدالدین خانی مین محمد عادل شاہ کے انتقال کے بعد سلطان محمود عادل شاہ کی تخت نشینی درج ہے۔ مگر کسی دوسری تواریخ مین محمود عادل کا پتہ نہین چلتا۔ اسلئے ہم نے محمود عادل کے حالات کو عمداً چہوڑ دیا ہے۔ اور بہ تحقیق طور پر ثابت ہی کہ محمد عادل شاہ کے بعد علی عادل شاہ ثانی تخت نشین ہوا۔ ۱۲۔ مولف

اور اچھی طرح کھیل کھیلا۔ سنہ ۱۶۶۲ء میں شاہ جی نے سیواجی اور علی عادل شاہ میں صلح کروا دی۔
جب راجہ جے سنگھ نے سیواجی کو مطیع کیا تو شہنشاہ اورنگ زیب نے راجہ کو حکم دیا
کہ والی بیجاپور نے کئی سال سے خراج ادا نہیں کیا ہے۔ فوراً اوسکی سرکوبی کیجائے۔
جب یہ خبر علی عادل کو معلوم ہوئی تو اوسنے ملا احمد نوایت کو راجہ کے پاس بھیجا۔ اور
خراج کے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ لیکن وعدہ کو ایفا نہ کیا۔ آخر راجہ جے سنگھ نے ولایت بیجاپور
کی تسخیر پر کمر ہمت باندہی۔ راستہ میں جس قدر قلعے نظر آئے وہ سر سواری یا چند روز کے
محاصرہ کے بعد فتح کر لئے گئے۔ اتنے میں شرزہ خان مہدوی۔ خواص خان۔ جادوراے
وغیرہ سرداران بیجاپور نے ۱۲ ہزار سوار سے راجہ کا مقابلہ کیا۔ خوب زد و خورد ہوئی
لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی۔ الحاصل لشکر شاہی نے بیجاپور کا محاصرہ کیا۔ چند روز تک متواتر
جنگ و پیکار کا بازار گرم رہا۔ اس اثنا میں موسم برشکال سر پر آیا۔ اور حسب فرمان شاہی راجہ
جے سنگھ کو محاصرہ اوٹھا کر اورنگ آباد جانا پڑا۔ ادہر بیجاپوریوں کا بھی قافیہ تنگ تہا۔ اور قلعہ کا
اذوقہ ختم ہو چکا تھا۔ اس موقع پر لشکر شاہی کا بیجاپور سے محاصرہ اوٹھا کر چلا جانا بیجاپوریوں کے لئے
نجات کا باعث ہوا۔ اس کے بعد سنہ ۱۶۷۲ء میں علی عادل شاہ مرض فالج سے راہی خلد برین
ہوا۔ کہتے ہیں کہ یہ بادشاہ نہایت ہوشیار۔ سپاہ دوست۔ سخاوت شعار شجاعت
نشان تہا۔ اور فضلا۔ علما کو بہت دوست رکہتا تھا۔ شاعروں کی بھی بہت عزت کرتا تہا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۱۵) زمیندار سنوری۔ زمیندار ہاکل واڑی۔ زمینداران ہاکل واڑی۔ زمیندار ہسوپنا پلی۔ زمیندار
اناگنڈی۔ زمیندار کنکوری۔ زمیندار کنک گیری۔ زمیندار بلاری۔ زمیندار کوری کوٹہ۔ زمیندار سگر کو۔ چنانچہ یہ تمام
بنادر اور جملہ راجہ ہائے باجگذار سلطنت بیجاپور نواب آصف جاہ کے عہد میں مملکت دکن حیدرآباد
کے ماتحت و قبض و تصرف میں تھے۔ ۱۲۔ مؤلف۔

اور اوس کا سکہ (جانشین محمد اسد علی) تہا۔ بادشاہ کو ایک بیٹا سکندر عادل
اور ایک بیٹی شاہ بی بی جی تہی۔ بعض مورخون کا قول ہی کہ سکندر عادل۔ علی عادل کا بیٹا نہ تہا
بلکہ عبد المجید وزیر اور خواص خان۔ عبد الکریم بہلول خان افغان مظفر خان، اور سید مسعود
حبشی ارکان سلطنت نے قیام نام و سلطنت کے لئے سکندر عادل کو علی عادل کا بیٹا
بنا دیا تھا۔ واللہ عالم بالصواب ؂

سلطان سکندر عادل شاہ

عبد المجید وزیر اور خواص خان۔ عبد الکریم بہلول خان مظفر خان اور سید مسعود حبشی
ارکان سلطنت نے سکندر عادل کو تخت نشین کیا۔ مگر یہ سب اپنے اپنے مطلب پر لگے
ہوئے تھے۔ سلطنت کا کوئی خیرخواہ نہ تہا چنانچہ سیواجی نے سنہ ۱۰۸۳ھ مین قلعہ پنالہ کو لے لیا
اور ہوبلی کو لوٹا۔ الغرض بہت سا علاقہ بیجاپور کا اپنے تصرف مین لایا۔ اس اثنا مین
شہنشاہ اورنگ زیب نے سلطان معظم کو معہ دلیر خان سپہ سالار کے بیجاپور سے
خراج وصول کرنے کے لئے دکن بہیجا۔ جب دلیر خان نے بیجاپور کا محاصرہ کیا تو مسعود خان
وزیر نے (کیونکہ اوس وقت سید مسعود حبشی المخاطب مسعود خان وزیر السلطنت تہا)
سیواجی سے مدد طلب کی چنانچہ سیواجی بیجاپوریون کی مدد کو آیا۔ اور دلیر خان کو ایسا
تنگ کیا کہ اوس کو مجبوراً محاصرہ اوٹہانا پڑا۔ بیجاپوریون نے اس امداد کے معاوضہ مین سیواجی
کو اضلاع کوپال و بلہاری وغیرہ اوسکے باپ کی جاگیر کا ہی پورا اختیار دیدیا۔ سنہ ۱۰۹۱ھ مین
سیواجی کا انتقال ہوگیا۔ اور پہر شہنشاہ اورنگ زیب نے شاہزادہ محمد اعظم کو فوج
شائستہ کے ساتھ بیجاپور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ جب طرفین سے لڑائی کا سلسلہ

شروع ہوا تو بیجاپوریون نے خوب جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ لیکن سیواجی کے مرنے سے
کوئی وقت پر مدد کرنے والا باقی نہین رہا تھا۔ اس اثنا رمین غلہ کی گرانی اور کاہ ودانہ
کی یکمابی نے شاہی فوج مین ایک تھلکہ ڈالدیا۔ اور فوج کی حالت فاقون کے مارے
روز بروز ابتر و خراب ہونے لگی۔ جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو بادشاہ نے غازی الدین
خان بہادر فیروز جنگ اور مجاہد خان وغیرہ کو رسد کے پہونچانے پر مامور کیا۔ چنانچہ غازی الدین
خان بہادر ۲۰ ہزار بیل غلہ کے لیکر شاہزادہ کے لشکر مین اوس وقت پہونچے کہ جب بیجاپوریون
نے شاہزادہ کا محاصرہ کر کے قافیہ تنگ کر دیا تھا۔ اور جانی بیگم محل خاص شہزادہ عماری مین
بیٹھی ہوئی پردہ سے باہر ہو کر تیر چلا رہی تھین اور امرا کی تسلی اور دلدہی مین کوشش کر رہی
تھین۔ الحاصل یہہ موقع دیکھکر فیروز جنگ نے ایسا دلیرانہ حملہ کیا کہ شاہزادہ محاصرہ سے نکل آیا۔
اور اس جانبازی کے صلہ مین شاہزادہ نے آپکو بے اختیار گلے سے لگایا۔ جب اسکی
خبر بادشاہ کو ہوئی تو فرمایا کہ "جیسے حق سبحانہ تعالیٰ نے فیروز جنگ کے تردد سے
اولاد تیموریہ کی شرم رکھی ہے۔ ایسے ہی اوس کے اولاد کی آبرو قیام تک خدا نگاہ رکھے"
اسکے بعد بیجاپور کا محاصرہ طول کھینچا۔ آخر بادشاہ خود اوائل شعبان ۱۰۹۶ھ مین شولاپور سے
بیجاپور آیا۔ اس عرصہ مین غازی الدین خان بہادر کے جن تردد سے ۱۰۹۷ھ مین بیجاپور
فتح ہو گیا۔ اور سکندر عادل شاہ قلعہ کی کنجیان لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔
بادشاہ نے ایک دربار عام کر کے سکندر عادل کو خلعت خاصہ اور سکندر خان کا خطاب
عطا فرمایا۔ اور ایک لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر کر کے قلعہ دولت آباد بھیجدیا۔ اور بیجاپور کے
فتح کی نسبت وقائع نگار کو حکم دیا کہ یہ فتح وقائع مین اسطرح درج کیجائے کہ "بدستیاری
فرزند ارجمند بے ریو و رنگ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مفتوح گردید"۔ الحاصل

اسکے بعد جب گولکنڈہ فتح ہوا۔ اور شاہ ابو الحسن قلعہ دولت آباد بہیجا گیا تو اوس کی چار لڑکیان نوجوان اور ناکتخدا تہین۔ بادشاہ نے اون کی شادی کرنی چاہی۔ جنمین بڑی لڑکی نے تو شادی سے انکار کردیا۔ جس کو بادشاہ نے کچہہ یومیہ مقرر کرکے باپ (ابو الحسن) کے پاس بہیجدیا۔ اور دوسری لڑکی کا عقد سکندر عادل (والئی بیجاپور) سے کرکے اوس کو جس مین اوسکا ہمدم و ہمراز بنایا۔ تیسری لڑکی عنایت خان کو ملی۔ اور چوتھی لڑکی نقشبندیہ خاندان کے ایک بزرگ سے بیاہی گئی۔ اب یہان سے عادل شاہیہ خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔

گل سیوم

طبقۂ نظام شاہیہ

سلاطین احمد نگر

سلطان احمد نظام شاہ بحری

احمد[*] نظام الملک نے ۸۹۵ھ کے آخر مین اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا - اور سلاطین بہمنیہ کے نام کو خطبہ سے نکال ڈالا - اور مثل شاہان دہلی و گجرات وغیرہ کے چتر سفید بنوایا - اسکے

---

[*] احمد کا باپ ملک حسن نظام الملک تہا - اصل مین یہ ملک حسن ذات کا برہمن تہا - اوسکا کوئی دادا یا پردادا پاتری علاقۂ بیدر کا کلکرنی (پٹواری) تہا - مگر ایک قحط کے زمانہ مین اپنے وطن کو چھوڑکر بیجانگر آیا جس زمانہ مین سلطان احمد شاہ بہمنی بیجانگر پر حملہ کیا تو یہ ملک حسن قیدیون مین گرفتار ہوکر آیا - اسکا نام تیما بہٹ اور باپ کا نام بہیریو (بہیرو) تہا

بعد اوسنے قلعۂ دنڈا راج پوری کو مصالحت سے لے لیا۔ اب اس کو قلعۂ دولت آباد لینے کی فکر ہوئی۔ وہان ملک اشرف و ملک وحید (یہ دونون حقیقی بہائی تھے جو سابق مین محمود گاوان کے ملازم اور رفتہ رفتہ ترقی کرکے اعلیٰ درجہ پر پہونچے تھے) نے معقول انتظام کر رکھا تھا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۲۰)۔ سلطان احمد نے اوس کی نوعمری دیکھکر اپنے غلامون مین شامل کیا۔ اور حسن نام رکھا۔ اپنے بیٹے محمد شاہ کے ساتھ اوسکو تعلیم و تربیت اچھی طرح دی محمد شاہ بچپنے مین اسکو حسن ابن بہیرو کی جگہ حسن بحری کہتا تھا۔ جب محمد شاہ جوان ہوا تو نام کی مناسبت سے اپنے شکاری جانورون کی افسری دی۔ اب یہان سے وہ رفتہ رفتہ ترقی کرنے لگا۔ منصب ہزاری اور نقارہ و ماہی مراتب بہی ملا۔ آخر نظام الملک بحری کے خطاب سے ممتاز ہوکر خواجہ جہان گاوان کی عنایت سے تلنگ کا طرفدار ہوا۔ خواجہ جہان کے مرنے پر اوسکا قائم مقام اور ملک نائب کا خطاب سرلشکر کا منصب پایا۔ پھر سلطان محمود بہمنی کا وکیل السلطنت ہوا۔ محمود نے اوسکی سابقہ جاگیر پر بھیر اور پرگنون کا اضافہ کیا۔ جنکو ملک نائب نے اپنے بیٹے ملک احمد کے حوالہ کیا۔ اور خواجہ جہان دکہنی کے ہمراہ جنیر بہیجا۔ اب جنیر حاکم نشین ہوگیا تھا۔ یہان ملک احمد نے اقامت اختیار کی۔ اور قلعۂ بیر وغیرہ کا محاصرہ کرکے مرہٹون کو (جو یہان قابض ہوگئے تھے) شکست دی۔ بعد ازان جوند۔ لوہ گڑھ۔ کنڈانہ۔ پھرپ وغیرہ کو جبرًا مسخر کیا۔ اور کانکن پر بہی مکمل قبضہ کر لیا۔ قلعۂ ڈنڈا راج کی تسخیر مین تہا کہ باپ (نظام الملک بحری) کے قتل کی خبر سنی۔ فورًا جنیر آیا۔ اور اپنا لقب احمد نظام الملک بحری رکہا۔ اسکے بعد قلعۂ بیر و سیوگاؤن وپٹن پر قبضہ کیا۔ ہرچند سلطان محمود اوس کا استیصال کرنا چاہا۔ مگر ممکن نہ ہوسکا۔ شیخ مودی عرب جہانگیر خان وغیرہ بڑے بڑے سردار جمعیت کثیر کے ساتھ احمد نظام الملک کی سرکوبی کو سلطان محمود نے بہیجے۔ سب کو اوسکے سامنے قتل و شکست نصیب ہوتی رہی۔ یہ تمام واقعات ہم نے سلاطین بہمنیہ کے حالات مین تفصیلی طور پر لکہے ہین۔ الغرض جب:

اسلئے احمد نظام الملک نے یہ چال چلی کہ اپنی بہن بی بی زینب کا نکاح ملک وحید سے کر دیا۔
جب اوسکو لڑکا پیدا ہوا تو احمد نظام نے اوسکا نام موتی رکھا۔ (جو خود اوس کا نام لڑکپن میں
تھا) اس اثنا میں ملک اشرف کو اپنے بہائی سے ایسی سخت عداوت ہوئی کہ اوس نے بہائی
اور بھتیجے دونوں کو عدم کا راستہ بتلایا۔ اور خود حکام خاندیس وبراڑ و گجرات سے دوستی
پیدا کر کے اپنے بچاؤ کی صورت نکالا۔ جب زینب روتی ہوئی جنیر میں بہائی کے پاس آئی تو
اوس نے ۸۹۹ھ میں دولت آباد پر حملہ کی تیاری کی۔ اسنے میں یوسف عادل شاہ نے قاسم ترک
پر حملہ کیا۔ تو یہ اوسکے بلانے پر پہلے بیدر گیا۔ اور اوس جنگ کا خاتمہ کر کے ۹۰۰ھ
میں دولت آباد کا محاصرہ کیا۔ مگر تسخیر ممکن نہ ہوئی۔ آخر جنیر چلا گیا۔ اور نظام باغ کے
مقابل سین ندی کے کنارے ایک شہر آباد کر کے اوس کا نام احمد نگر رکہا۔ احمد نگر نام رکھنے
کی وجہ یہ تہی۔ کہ خود اوسکا نام احمد تہا۔ اور اوسکے وزیر و قاضی کے نام بہی احمد تہے۔ اسلئے
اوسنے یہ نام رکہدیا۔ اس کے بعد اس نے سال میں دو دفعہ دولت آباد پر حملے کرنے شروع
کر دیئے۔ ہمیشہ غلہ وغیرہ کو تباہ کر کے چلا جاتا تہا۔ چونکہ میران عینا والئی خاندیس اور احمد نظام شاہ
سے گہری دوستی تہی۔ اسلئے میران عینا دولت آباد کے تاخت و تاراجی
میں دو ہزار سوار سے ہمیشہ احمد نظام شاہ کی مدد کرتا تہا۔ انہیں ایام میں محمود شاہ والئے
گجرات نے میران عینا پر چڑہائی کی۔ کیونکہ دو چار سال سے اس نے والئے گجرات کو خراج
نہیں بہیجا تہا۔ اور میران عینا نے گہبرا کر احمد سے کمک چاہی۔ یہ فوراً وہاں پہونچا۔ اور یہ چال چلی کہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۲۱)۔ احمد نظام الملک کو خوب قوت و شوکت پیدا ہو گئی۔ تو اوس نے اپنے نام کا خطبہ پڑہایا۔
اور چتر لگایا۔ باقی حالات متن میں ملاحظہ کیجئے۔ ۱۲۔ مؤلف۔

اپنے وزیر احمد نصیر الملک گجراتی کے ذریعہ اپنا رعب محمود شاہ پر اس طرح ڈالا کہ نصیر الملک نے محمود شاہ کے ایک مقرب کو لکہا کہ "ہرچند یہ بندہ احمد نظام شاہ کا غلام ہے۔ مگر پیدائش گجرات کی ہونے کے باعث محمود شاہ کی خیر خواہی ہر طرح مد نظر ہے۔ بس آپ محمود شاہ کو فہمائش کیجئے کہ آپ ہرگز اس وقت لڑائی کا ارادہ نہ کریں۔ کیونکہ احمد نظام شاہ کی جمعیت کے مقابلہ (جسکی تعداد بے انتہا ہے) میں سر پر ہونا مشکل ہے۔ اگر خدا نخواستہ شکست ہوگئی تو سخت بدنامی کا باعث ہوگی" جب یہ خط محمود شاہ کے مقرب نے دیکہا تو بادشاہ سے اظہار کیا۔ اب بادشاہ کو صلح و جنگ میں تردد ہوا۔ اور پھر دوسری یہ چال کی گئی کہ محمود شاہ کے فیل بحری سال (جو نہایت زبردست و مست تہا) کے فیل بان کو رشوت دیکر یہ وعدہ لیا گیا۔ کہ رات کے وقت ہاتی کو لشکر میں چہوڑ دیا جائے۔ چنانچہ فیلبان نے حسب وعدہ ہاتھی کو چہوڑ دیا۔ جس سے تمام لشکر گجرات میں واویلا مچگیا۔ اور احمد نظام شاہ جو تاک میں بیٹہا ہوا تہا شبخون گرا۔ محمود شاہ اس آفت ناگہانی سے مضطرب ہوکر معدودے چند آدمیوں کے ہمراہ تین کوس پر بہاگ گیا۔ جب صبح میں سرداران گجرات نے بادشاہ کو غیر موجود پایا۔ تو وہ بہی واپس ہوئے۔ اور بادشاہ سے جا ملے۔ بادشاہ نے یہانتک چلے آنے کا بہانہ یہ کیا۔ کہ وہاں ہوا میں تعفن تہی، اسلئے شب میں بیقرار ہوکر چلا آیا تہا۔ الغرض اب طرفین سے صلح ہوگئی۔ اور ہر ایک اپنے اپنے ملک کو چلدیا۔ جب احمد کو اس سے فرصت ملی تو اوسنے پہر دولت آباد کا محاصرہ کیا۔ ملک اشرف نے محمود شاہ والی گجرات کو کمک کے لئے لکہا۔ اور وعدہ کیا کہ اس بلا سے نجات دلائے تو آپ کے نام کا خطبہ پڑہاؤنگا۔ چنانچہ محمود شاہ فوراً دولت آباد آیا۔ اور احمد نظام محاصرہ چہوڑ کر جنیر آگیا۔ اور ملک اشرف نے محمود شاہ کا خطبہ پڑہا۔ جب محمود شاہ

رخصت ہو گیا تو دولت آبادی امرا وغیرہ جو ملک اشرف کی اس حرکت سے (جو اوسنے محمود شاہ کے نام کا خطبہ پڑہایا تہا) ناراض تھے۔ اونہون نے احمد نظام کو لکہا کہ آپ جلد اگر دولت آباد پر قبضہ کیجیے۔ ہم ہر طرح اطاعت کے لئے حاضر ہین۔ وہ تو اس بات کا منتظر ہی تہا۔ فوراً چڑھ دوڑا۔ جب ملک اشرف پر اس سازش کا حال کہلا تو وہ اس غم و غصہ مین بیمار رہوا۔ اور دو چار ہی روز مین مرگیا۔ احمد نظام نے دولت آباد پر قبضہ کرکے اپنے ایک معتمد کے تفویض کیا۔ اور خود احمد نگر چلا آیا۔ راجہ بگلانہ وکالنہ کو بھی اپنا باج گزار بنایا۔ سنہ ۹۰۷ھ مین میران عادلشاہ ۴ برس حکومت کرکے مرگیا۔ اوس کو اولاد نہ تہی اسلئے اوس کا بہائی میران داؤد خان تخت پر بیٹھا۔ یہ بہی ۷ سال حکومت کر کے چل بسا۔ اوس کا بیٹا غزنین خان سریر آرا رہوا۔ مگر دو تین روز کے عرصہ مین ملک حسام الدین (جو معتمد علیہ تہا) نے زہر دیکر اوسکا خاتمہ کیا۔ اب فکر ہوئی کہ کس کو تخت نشین کرنا چاہیے۔ چنانچہ ایک شخص عالم خان نام (جو سلاطین خاندیس کی اولاد مین تہا) احمد نگر مین رہتا تہا۔ ملک حسام الدین نے احمد نظام وفتح اللہ عماد الملک کے مشورہ سے اوس کو تخت نشین کیا۔ اکثر امرا و سرداران خاندیس نے اطاعت کر لی۔ مگر ایک امیر ملک لادن نے مخالفت کی جس سے سلطنت تہ و بالا ہونے لگی۔ نصیر خان فاروقی مرحوم والئے خاندیس کے بیٹے حسن خان کو محمود شاہ گجراتی کی بیٹی (جو سلطان مظفر شاہ گجراتی کی حقیقی بہن تہی) منسوب تہی۔ اوس کا ایک بیٹا عادل خان نام تہا نیسر کے طرف رہتا تہا۔ جب اوس کو یہاں کی خبر ہوئی تو اوسنے اپنے نانا محمود شاہ کو لکہا کہ "خاندیس کی حکومت دلا دے"۔ چنانچہ محمود شاہ نے خاندیس پر توجہ کی۔ ملک حسام الدین نے احمد نظام اور فتح اللہ سے امداد چاہی یہ دونون اپنی اپنی فوجین لیکر خاندیس پہونچے۔ مگر پہر کیا سمجھے کہ چار چار ہزار فوج خاندیس مین چھوڑ کر یہ دونون واپس چلے آئے۔

اودہر محمود شاہ خاندیس مین داخل ہوا۔ اور عالم خان یہ حالت دیکھکر احمد نظام کے پاس چلا آیا۔ اور عادل خان بروز عید الفطح ۹۱۳ھ مین خاندیس کے تخت پر بیٹہا۔ محمود شاہ نے اوسکو اعظم ہمایون کا خطاب دیا۔ اور سلطان مظفر شاہ گجراتی کی بیٹی سے اوسکی شادی کردی۔ اور خود گجرات کو واپس ہوا۔ ۹۱۴ھ مین احمد نظام شاہ کا لایق کارکن نصیر الملک مرگیا۔ اور کمل خان دکہنی اوس کی جگہ مقرر ہوا۔ اس کے بعد احمد نظام شاہ بیمار ہوا۔ جب بیماری نے طول کہینچی اور صحت نظر نہ آئی تو اپنے بیٹے برہان کو ولیعہد کیا۔ اور تمام امرا سے اوس کی اطاعت کی نسبت عہد و پیمان لیا۔ پہر اسی سنہ مین قاصد اجل کو لبیک کہا۔

احمد نظام الملک بڑا پرہیزگار اور متقی تہا۔ تمام عمر مین کسی غیر محرم عورت پر نگاہ تک نہ کی۔ شمشیر بازی مین اوس کو بڑا کمال تہا۔ اسی وجہ سے اس ملک مین شمشیر بازی کے جابجا ورزش خانہ بنگئے جب کبہی اس فن کے متعلق دو شخصون مین جہگڑا ہوتا تو احمد نظام الملک اوس کا فیصلہ اسطرح کرتا کہ دونون کو لڑنے کا حکم دیتا۔ کوئی روز ایسا نہ ہوتا تہا کہ دو چار آدمیون کی لاشین نہ نکلتی ہون۔ ایک کالا چبوترہ اس فیصلہ کے لئے تیار کیا گیا تہا۔ یہ نامعقول رسم تمام دکن مین پہیل گیا تہا۔ علما۔ مشائخ۔ امرا۔ ملوک تک اس خبط مین مبتلا تھے۔ اس مقابلہ کا نام تکیہ رکہا گیا تہا۔ اس رسم کو انگریزی مین ڈیول کہتے ہین جس کا رواج تمام یورپ مین کثرت سے تہا۔ مگر ایشیا مین اسکی ابتدا یہین ہوئی۔ پہر رفتہ رفتہ اس مین کسیقدر کمی ہوتی گئی۔ اب ایشیا مین تو بالکل مفقود ہے۔ مگر یورپ مین اب بہی کہین کہین جاری ہے۔

برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری

برہان جب تخت نشین ہوا تو اسکی عمر سات سال کی تہی۔ کمل خان بدستور سابق پیشوا اور امیر جملہ

بنا رہا۔ اور اوس کا بیٹا میان جمال الدین مخاطب بہ عزیز الملک سر نوبت کیا گیا۔ اور تمام سلطنت
انھین باپ بیٹون کا حکم چلنے لگا۔ دوسرے امرا (رومی خان۔ کرم خان۔ منیر خان) تکمل خان سے
جلنے لگے۔ اور بی بی عالیتگر (جو برہان نظام شاہ کی دایہ تھی) گانٹھا۔ برہان کے چھوٹے بھائی
راجہ جیو (جو ۴ سالہ تھا) کو تخت نشین کرنے کے خیال سے اوس کو قلعہ کے باہر لے چلے۔
اتنے مین بچہ کے غائب ہونیکی خبر ہوگئی۔ دایہ اور بچہ گرفتار ہوکر آئے۔ جب تکمل خان کو
معلوم ہوا تو اوس نے شہزادون کی کمال احتیاط کی۔ اب اون امرا نے دیکھا کہ یہ چال
نہ چل سکی۔ تو آٹھ ہزار آدمیون کو متفق کرکے برار بھاگ گئے۔ اسی سال ۹۱۶ھ مین فتح اللہ
عماد الملک مر چکا تھا۔ اور اوسکا بیٹا علاء الدین تخت پر بیٹھا تھا۔ چنانچہ علاء الدین کو شہ دیکر
احمد نگر پر یورش کروائی۔ تکمل خان نے مقابلہ کرکے شکست دیدی۔ اور عادل خان والئے
خاندیس کی توجہ سے صلح ہوگئی۔

کہتے ہین کہ نظام الملک کے عہد مین کوئی برہمن پاتری کا کلکرنی تھا۔ اور وہ کسی باعث جلا وطن ہوکر
بیجانگر گیا۔ جب نظام شاہیہ سلطنت کا آغاز ہوا تو وہ برہمن معہ عیال و اطفال احمد نگر آگیا۔ اور
برہان کو سمجھایا کہ کسی طرح پرگنہ پاتری کو علاقہ برار سے سلطنت نظام شاہیہ مین ملا لینا چاہیئے۔
چنانچہ برہان راضی ہوگیا۔ اور علاء الدین کو لکھا کہ پرگنہ پاتری ہمکو دیدیا جائے اور اوسکے عوض مین
جو پرگنہ آپ کو مطلوب ہو ہم سے لیجئے۔ لیکن علاء الدین نے نہ مانا۔ اور ایک قلعہ حد پاتری کی
مین تعمیر کیا۔ برہان فوراً اوس قلعہ پر دوڑا۔ مظفر شاہ گجراتی عماد الملک کی کمک پر آگیا۔ جس سے برہان
ناکام واپس ہوا۔ اس اثنا مین برہان نظام شاہ ایک رنڈی آمنہ پر فریفتہ ہوا۔ اور اوسکو
نکاح کرکے محل مین داخل کیا۔ تکمل خان اس بات سے ناراض ہوا۔ اور اپنی خدمت سے استعفا
دیدیا۔ منصب پیشوائی شیخ جعفر دکھنی کو عطا ہوا۔ انھین ایام مین

شاہ طاہر* احمدنگر آیا۔ بادشاہ نے کمال خاطرداری کی سنہ ۹۳۰ھ مین اسمٰعیل عادل کی بہن سے برہان نے نکاح کیا۔ اسمٰعیل عادل شاہی نے بی بی مریم کے جہیز مین شولاپور دینے کا وعدہ کیا تہا۔ مگر اسمٰعیل نے انکار کر دیا۔ اسپر برہان بگڑ بیٹھا۔ اور شولاپور پر یورش کی۔ اسمٰعیل نے مقابلہ کر کے شکست دیدی۔ سنہ ۹۳۳ھ مین برہان نے سلطان قلی قطب شاہ کی امداد سے پاتری پر قبضہ کیا۔ اور یہان سے علاء الدین کے تعاقب مین ماہور گیا۔ اور خداوندخان حبشی کے بیٹے سے ماہور چھین لیا۔ اب علاء الدین ماہور سے نکلکر ایلچپور گیا۔ وہان بہی برہان نے پیچہا نہ چھوڑا۔ آخر وہ مجبور ہو کر برہانپور چلا گیا۔ سلطان محمد شاہ (والئے برہانپور خاندیس) نے علاء الدین کی کمک کی۔ اور برہان کو پسپا کیا۔ مگر برہان نے دوسرے روز ایسا سخت حملہ کیا کہ دونون کو بھگا دیا۔ اسکے بعد علاء الدین شاہ اور محمود شاہ نے بہادر شاہ گجراتی سے مدد چاہی۔ اور بہادر شاہ محرم سنہ ۹۳۵ھ مین ان دونون کی مدد کے لئے دکن آیا۔ برہان نظام شاہ گہبرا کر اسمٰعیل عادل اور قطب قلی سے اعانت طلب کی۔ اور امیر برید کو بہی بلایا۔ اور بہادر شاہ پہلے برار آیا۔ علاء الدین نے اوسکے نام کا خطبہ پڑہایا۔ بعد ازان اوسنے برہان کی جانب توجہ کی۔ امیر برید نے بہادر شاہ کی فوج کا مقابلہ کر کے شکست

* مصر مین ایک شخص ابو القاسم محمد بن عبد اللہ المہدی حاکم ہوا ہے۔ اکثر کہتے ہین کہ یہ مہدی نسل اسمٰعیل بن امام جعفر صادق سے تہا۔ مگر اہل تسنن کے نزدیک وہ عبد اللہ بن سالم مصری کی اولاد ہے۔ اور اہل عراق اوسے عبد اللہ بن میمون قداح کی اولاد مین بیان کرتے ہین۔ الغرض اس مہدی کی اولاد مین مصر کی حکومت (۲۶۶) برس رہی۔ ایک شخص اسی خاندان کا اوایل حکومت مین فقیر ہو گیا تہا جس نے مذہب تشیع کو بہت قوت دی۔ جب مصر کی حکومت سنہ ۵۶۷ھ مین خلفائے عباسیہ کے خاندان مین منتقل ہوئی تو ان شاہزادون کو معہ اولاد جلاوطن کر دیا گیا۔ یہ لوگ خوند مضافات گیلان مین چلے آئے۔ تین سو برس وہان رہنے سے سادات خوندیہ مشہور ہوئے۔ چنانچہ اسی خاندان مین شیخ طاہر پیدا ہوا۔ یہ شخص متبحر عالم اور فصیح اللسان تہا۔ مصر سے بخارا و سمرقند۔ قزوین کے شیوخ سے

دیدی۔ مگر جب بہادر شاہ کا وزیر خداوندخان ۲۰ ہزار سوار سے آیا۔ اور بہادر شاہ نے علاء الدین کو بہی۔ ۳ ہزار سوار ہمراہ کرکے مقابلہ کو بہیجا تو اب امیر برید و خواجہ جہان گہبرائے اور وہان سے بہاگ کر خیر آئے۔ سلطان بہادر شاہ سید با احمدنگر آکر باغ نظام مین قیام کیا۔ اب اسکا ارادہ ہوا کر چند روز یہان قیام کرکے اس ملک کو گجرات مین ملالیا جائے۔ لیکن ۴۰ روز کے قیام کے بعد ایک مہیب خواب ایسا دیکہا کہ پریشان ہوکر اوسی روز وہان سے کوچ کرکے دولت آباد آیا اور علاء الدین عماد الملک کو معہ چند امرائے گجرات کے دولت آباد کے محاصرہ پر چہوڑکر خود محمد شاہ فاروقی کے ساتہ دولت آباد و بالاگہاٹ مین مقام کیا اور برہان نے شیخ جعفر کو معزول کرکے ایک برہمن کانوزسی کو پیشوائی کا عہدہ دیا۔ اور ہر چند بہادر شاہ کے دفعیہ مین کوشش کی مگر ہمیشہ شکست پائی۔ بالآخر صلح کی تجویز ہوئی اور برہان نے بہی احمدنگر مین بہادر شاہ گجراتی کا خطبہ پڑہوایا اس کے بعد بہادر شاہ گجرات چلاگیا۔ ۹۳۷ھ مین بہادر شاہ گجراتی نے مالوہ پر چڑہائی کرکے محمود ثانی خلجی کو گرفتار کرلیا۔ اور مالوہ کو گجرات مین ضم کیا۔ چنانچہ اس مبارکباد کے لئے برہان نے شاہ طاہر

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۲۷)۔ مرید تہے۔ چونکہ شاہ اسمٰعیل والی ایران بہی پیری مریدی سے بادشاہی کے درجہ کو پہنچا تہا۔ اسلئے اوسکو اونکا وہان رہنا ناگوار گزرا۔ اور اوس کے استیصال کی فکر مین ہوا۔ لیکن شاہ حسین اصفہانی (جو شاہ اسمٰعیل کا ناظر دیوان تہا) کے ذریعہ شاہ طاہر کو خبر ہوگئی۔ اوس نے پیری مریدی ترک کرکے کاشان کا مدرس ہوگیا۔ مگر یہان بہی اونکے بہت سے مرید جمع ہوگئے۔ آخر شاہ اسمٰعیل صفوی نے اوس کے قتل کا حکم دیا اور یہ خبر پاکر وہان سے بہاگا۔ سید ہا بیجاپور آیا۔ اسمٰعیل عادل نے توجہ نہ کی۔ پہر وہان سے پرینڈہ گیا۔ خواجہ جہان نے اپنے بچون کی تعلیم کیلئے اوسے نوکر رکہا۔ اس اثنا مین ملا پیر محمد اوستاد برہان شاہ (جو سنی تہا) پرینڈہ آیا۔ اور شاہ طاہر سے ایک سال مین مجسطی (علم ہیئت کی ایک کتاب) پڑہی۔ جب احمدنگر واپس گیا تو برہان سے شاہ طاہر کی تعریف کی

کو بہادر شاہ کے پاس روانہ کیا۔ اتفاقاً اس وقت بہادر شاہ برہان پور مین محمد شاہ کے پاس ٹہرا ہوا تہا۔ اُس نے برہان کو وہان طلب کیا۔ یہ بہی مجبوراً یا دل ناخواستہ چلا آیا۔ اور مکلازمون کی طرح بہادر شاہ کو سلام کرنا پڑا۔ اسکے بعد بہادر شاہ نے اپنا پٹکا کہول کر برہان کی کمر مین باندہا۔ اور خنجر و تلوار مرحمت کی۔ نظام شاہی کا خطاب دیا۔ اور سفید چتر جو سلطان محمود خلجی سے چہینا تہا وہ بہی برہان کو دیدیا۔ الغرض بہادر شاہ نے برہان کو نہایت خاطر و مدارات کرکے واپس کیا۔ ۹۳۵ھ مین اسمٰعیل اور برہان کے (امیر برید کے لئے) دو دو ہاتھ چل گئے۔ اسمٰعیل کو فتح اور برہان کو شکست ہوی۔ لیکن پہر دونون مین صلح ہوگئی۔ ۹۴۴ھ مین دفعتاً برہان کا بیٹا عبدالقادر سخت بیمار ہوا۔ جس سے برہان بیچین ہوگیا۔ نذرین منتین مانین آ ندرگاہون پر چادرین چڑہائین۔ مگر تخفیف کی صورت نظر نہ آئی۔ اوس وقت شاہ طاہر نے برہان کو کہا کہ اگر آپ مذہب امامیہ اختیار کرنے اور خطبۂ اثنا عشری پڑہانے کا وعدہ کیجئے اور حضرات دوازدہ امام سے تائید چاہیئے۔ تو شہزادہ کو شفا ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس کے قبل برہان فرقۂ مہدویہ کا معتقد تہا۔ اب شاہ طاہر کے کہنے سے مذہب تشیع اختیار کرنے پر رضامند ہوگیا۔ خدا کی قدرت کہ شہزادہ صحیح ہوگیا۔ پہر کیا تہا شاہ طاہر کی منہ مانگی مراد آئی۔ اور برہان مع اپنے تمام متعلقین وغیرہ کے شیعہ ہوگیا۔ اور خطبۂ اثنا عشری پڑہا یا اور پہر بازار تبرے بازی ہونے لگی۔ ملّا پیر محمد کے اتفاق سے اکثر سنیون نے بادشاہ پر یورش کی۔ مگر شکست پائی۔ اور ملّا پیر محمد اسیر ہوگیا۔ جس سے یہ فتنہ فرو ہوا۔ لیکن جب احمد نگر مین لعن و طعن و تبرّے کی کثرت ہوئی۔ تو سلطان محمود گجراتی میران مبارک شاہ فاروقی۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۲۸) برہان نے اوسکو طلب کرکے اپنی مجلس مین شریک کیا۔ ۱۲ مولف۔

ابراہیم عادل شاہ (جو اسمٰعیل عادل کے مرنے پر تخت نشین ہوا تہا) عماد الملک نے مذہبی
خیال سے برہان پر چڑہائی کی۔ برہان نے سلطان گجرات و شاہ برہانپور کو تواضعات
سے راضی کرلیا۔ اور ابراہیم کا مقابلہ کرکے اوس کو شکست دی۔ اوسکے بعد بہی اور
دو لڑائیاں ابراہیم اور برہان مین ہوئین۔ اور ہر دفعہ برہان غالب رہا۔ سنہ ٩٤٩ہ مین
اسد خان بلگوانی اور ابراہیم عادل کے مابین رنجش ہوگئی۔ برہان نے امیر برید کے اتفاق سے
پہر بیجاپور پر حملہ کیا۔ اور مشہور کیا کہ اسد خان نے مجہے بلایا ہے۔ ابراہیم عادل بیجاپور سے
باہر نکلا۔ اور برہان شولاپور کے ساڑہے پانچ پرگنون پر قابض ہوگیا۔ اور خواجہ جہان دکہنی کے
حوالہ کرکے آگے بڑہا۔ بلگوان۔ مرچ۔ گلبر کو خوب لوٹا۔ اس کے بعد بیجاپور کا محاصرہ کیا۔ ابراہیم
گلبرگہ چلا گیا۔ اتنے مین عماد شاہ حاکم برار ابراہیم کی کمک کو آگیا۔ اور اسد خان بہی ابراہیم سے
مل گیا۔ جب طرفین سے مقابلہ ہوا تو برہان شکست کہا کر بہاگا۔ اور وہ مفتوحہ ساڑہے
پانچ پرگنے واپس دیکر صلح کرلی۔ مگر سنہ ٩٥٠ہ مین پہر برہان نے جمشید قلی۔ دریا عماد شاہ۔
رامراج کی کمک لیکر ابراہیم پر حملہ کیا۔ اور شکست فاش دی۔ آخر شولاپور ساڑہے پانچ
پرگنے دینے پر تصفیہ ہوگیا۔ اسی سال شاہ طہماسپ والی ایران کا ایلچی برہان کے پاس
آیا۔ شاہ نے آقا سلمان طہرانی سفیر کے ہاتہ بیش قیمت تحفے بہیجے تہے۔ جن مین ایک غلام
ترک شاہ نام اور وہ بڑا انمول ہیرا (جو ہمایون بادشاہ نے اوسے دیا تہا) ایک زمرد
جسپر خلیفہ معتصم باللہ عباسی کا نام منقش تہا۔ اور خود شاہ کے ہاتہ کی عقیق کی انگوٹہی
جسپر کلمہ التوفیق من اللہ کندہ تہا۔ برہان نے سفیر کی بہت کچہ آو بہگت کی۔ اور شاہ طاہر
کے بیٹے حیدر کے ہمراہ کچہ تبرکات وغیرہ شاہ کو بہجوائے۔ سنہ ٩٥٣ہ مین برہان نے رامراج کے
استظہار سے گلبرگہ کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ ابراہیم بہی مقابلہ کو نکلا۔ بارش کے باعث

تین مہینے تک لڑائی نہین ہوئی۔ جب ہنگامۂ کارزار گرم ہوا تو برہان بہاگا۔ ابراہیم کو (۲۵۰) ہاتہی (۱۷۰) توپین ہاتہ آئین۔ بعد ازان برہان نے امیر برید کو اپنی موافقت کرنیکے لئے لکہا۔ مگر اوسنے انکار کیا۔ اسلئے برہان نے علی برید پر چڑہائی کر کے قلعہ اودسہ کا محاصرہ کیا۔ اور علی برید بھی ابراہیم کی کمک لیکر مقابلہ کیا۔ مگر برہان نے ان دونون کو شکست دی۔ اور قلعۂ اودگیر و قندہار فتح کر کے احمد نگر واپس ہوا۔ ۹۵۶ھ مین شاہ طاہر کا انتقال ہو گیا۔ اور برہان نے قاسم بیگ حکیم اور بہوپال راو کو اپنے کار پرداز مقرر کیا۔ اس کے بعد بادشاہ (برہان) نے قلعۂ کلیان پر حملہ کیا۔ علی برید کی مدد پر ابراہیم عادل شاہ آیا۔ اور غلہ کی کمی سے لشکر نظام شاہیہ مین تزلزل پیدا ہوا جس سے برہان کو فکر ہوگئی۔ لیکن بہوپال راو نے سیف الدین عین الملک (جو ابراہیم کی مدد پر آیا تہا) کو رشوت دیکر ابراہیم سے جدا کیا۔ اور فوج کو ایک لخت عادل شاہیون پر حملہ کرنے کے لئے حکم دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم کی فوج شکست پاکر پریشان ہو گئی۔ اور ابراہیم جو اوس وقت عید کے لئے غسل کی تیاری کر رہا تہا۔ گہبرا کر بہاگا۔ اور قلعۂ کلیان کو برہان نے فتح کر لیا۔ اور ابراہیم وہان سے بہاگ کر نظام شاہیہ ممالک کو خراب کیا۔ قلعۂ پرینڈہ پر قبضہ کر لیا۔ اور خود بیجاپور کو روانہ ہوا۔ جب برہان کو یہ خبر ہوئی تو یلغار آیا۔ اور عادل شاہیون سے پرینڈہ لے لیا۔ اور خواجہ جہان دکہنی کے حوالہ کر کے احمد نگر آیا۔ اسکے بعد ۹۵۹ھ مین برہان نے رام راج کو متفق کر کے عادل شاہیہ ممالک پر یورش کی۔ برہان تو شولاپور پر قبضہ کیا۔ اور رام راج۔ مدگل و رائچور کو لیا۔ پہر وہان سے یہ دونون اپنے اپنے ملک کو چلے گئے۔ پہر ۹۶۱ھ مین رام راج کی صلاح سے برہان بیجاپور آیا۔ ابراہیم مین مقابلہ کی طاقت نہ تہی۔ اسلئے پنالہ مین پناہ گیر ہوا۔ اب برہان بیجاپور کا محاصرہ کر لیا۔ قریب تہا کہ قلعہ فتح ہو جائے۔ مگر یکایک برہان بیمار ہو گیا۔

اور وہاں سے احمدنگر آتے ہی مرگیا۔ جس سبب بیجاپور کی فتح نہ ہوسکی۔ برہان نظام شاہ نے (۴۷) برس بادشاہت کی۔ لڑکپن میں سنی تھا۔ بعد مہدوی ہوا۔ پھر متعصب شیعہ ہوگیا۔ اسکو چھ بیٹے۔ حسین عبدالقادر (یہ آمنہ کے بطن سے تھے)۔ شاہ علی (یہ بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ کے بطن سے تھا۔) شاہ حیدر (یہ خواجہ جہان دکھنی کا داماد تھا) محمد باقر (بیجاپور میں فوت ہوا) محمد خدابندہ (بنگالہ میں مرا) تھے۔ اسوقت تخت نشینی میں جھگڑا پیدا ہو غریب وحبشی حسین کے طرفدار تھے۔ دکھنی اور ہندو عبدالقادر کے جانب ہوئے۔ طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ حسین نے فتح پائی۔ اور عبدالقادر برار کو بھاگا۔ اور وہیں مرگیا۔ شاہ علی۔ محمد باقر۔ خدابندہ بیجاپور چلے گئے۔ شاہ حیدر پرینڈہ گیا۔

حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ بحری

جب حسین نظام شاہ تخت نشین ہوا تو باپ کی طرح خطبہ امامیہ جاری رکھا۔ اور سرحد پر آکر ابراہیم عادل شاہ سے صلح کرلی۔ اسکے بعد اون لوگوں کو خوب سزا دی جو عبدالقادر کی رفاقت اختیار کئے تھے۔ سیف خان عین الملک ہراسان ہوکر برار چلا گیا۔ اور خواجہ جہان دکھنی نے چاہا کہ ابراہیم کی مدد سے اپنے داماد شاہ حیدر کو احمدنگر میں تخت نشین کرے۔ حسین کو یہ خبر ہوتی تھی وہ پرینڈہ پر چڑھ دوڑا۔ خواجہ جہان۔ شاہ حیدر کو لیکر بیجاپور چلا گیا۔ اور حسین قلعہ پرینڈہ کو فتح کرلیا۔ ادہر ابراہیم نے رامراج کو متفق کرکے سیف خان عین الملک کو تلنگانہ سے بلایا۔ اور سیف اللہ ذوالفقار عضد السلطنتہ الباہرہ۔ امیرالامراء کا خطاب اور علاقہ مان وپاتھن وتنگری ورائے باغ جاگیر اسکو دیکر اسد خان کا درجہ عطا کیا۔ شاہزادہ شاہ علی کے سر پر چتر شاہی لگاکر اوس کو دو ہزار سوار سے سرحد پر بھیجا۔ اور خود شولاپور کا محاصرہ کیا۔ ادہر حسین کو دریا عماد شاہ نے

مدد دی۔ جب شولاپور کے مقام پر طرفین سے مقابلہ ہوا تو ابراہیم کا پلہ بھاری رہا۔ مگر بعض لوگون نے اوس کو یہ سمجھایا کہ عین الملک حسین سے ملگیا۔ وہ یہ سنتے ہی باوجود غالب ہونیکے لڑائی سے کنارہ کرکے سیدھا بیجاپور چلا گیا۔ جب عین الملک نے دیکھا کہ ابراہیم چلا گیا تو وہ خود بھی لڑائی سے مُنہ موڑا۔ اور حسین تو یہ خدا سے چاہتا تھا فوراً احمدنگر روانہ ہوا۔ ۹۶۳ھ مین حسین نے ابراہیم قلی کی رفاقت مین گلبرگہ کا محاصرہ کیا۔ اور ابراہیم نے رام راج کو متفق کر اوسکی مدافعت کی۔ اس اثنا مین ابراہیم قلی نے رام راج کے کہنے سے حسین کی رفاقت چھوڑ دی جس سے حسین کو مجبوراً گلبرگہ کا محاصرہ اوٹھا کر احمدنگر جانا پڑا۔ ۹۶۴ھ مین ابراہیم عادل نے رام راج کی مدد سے سیف خان عین الملک کو شکست دی تو وہ معہ صلابت خان کے بھاگ کر احمدنگر آیا۔ حسین نے فریب سے اون دونون کا خاتمہ کر ڈالا۔ جب یہ خبر سیف خان کے لشکر مین پہونچی تو اوس کا علام اوس کے عیال و اطفال کو لیکر گولکنڈہ فرار ہو گیا۔ اس عرصہ مین ابراہیم عادل شاہ مر گیا۔ اور علی عادل شاہ تخت نشین ہوا۔ اور ۹۶۶ھ مین حسین نے دریا عماد شاہ کی بیٹی دولت شاہ سے نکاح کیا۔ اور قلعہ کالنہ کو ابن آصف سے لیا۔ ۹۶۸ھ مین علی عادل نے رام راج اور ابراہیم قلی کو متفق کرکے شولاپور و کلیان کے لئے حسین پر چڑہائی کی۔ احمدنگر سے دولت آباد تک۔ اور پرینڈہ سے جنیر تک جس بستی مین گئے۔ اوسے خاک سیاہ کر دیا۔ خصوصاً رام راج کے ہندو لشکریون نے احمدنگر کے مسلمانون پر بہت ظلم کیا اور اسلام کی ہتک کی۔ اب قریب تھا کہ احمدنگر فتح ہو جائے اور نظام شاہیہ حکومت جہان سے اوٹھ جائے۔ مگر ابراہیم قلی نے سوچا کہ اگر احمدنگر فتح ہو گیا تو علی عادل کی قوت بڑھ جائیگی۔ پھر میری سلطنت کی خیر نہین ہے۔ اسلئے اوسنے خفیہ طور پر قلعہ والون کو رسد پہونچایا۔ اور رام راج کو ایسا بہکایا کہ وہ محاصرہ چھوڑ کر بیجانگر جانے پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن علی عادل کے

اصرار پر ٹھہر گیا۔ ابراہیم قلی تو چلتا بنا۔ آخر حسین نے مجبور ہوکر صلح چاہی۔ رام راج نے تین شرطون پر صلح منظور کی۔ ایک تو قلعۂ کلیان علی عادل کو دیا جائے۔ دوسری جہانگیر خان (جو رامراج کے لشکر کو بہت مضرت پہونچایا تہا) قتل کیا جائے۔ تیسری حسین شاہ پان استمالت رامراج کے پاس حاضر ہوکر کہائے۔ حسین نے ان تینون شرطون کو پورا کرکے اس بلا سے پیچھا چھڑایا۔

سنہ ۹۷۰ھ مین حسین نے ایک بیٹی بی بی خدیجہ (جو خونزہ ہمایون کے بطن سے تہی) شاہ جمال الدین حسن پسر شاہ حسین انجو کو بیاہ دی اور دوسری بیٹی بی بی جمال کا نکاح ابراہیم قلی سے کردیا۔ اسکے بعد حسین اور ابراہیم قلی دونون نے ملکر قلعۂ کلیان کا محاصرہ کیا۔ علی عادل نے رام راج علی برید۔ عماد شاہ کو کمک پر لیکر مقابلہ کو آیا۔ خوب لڑائی ہوئی حسین کا توپ خانہ غنیم نے چھین لیا آخر حسین مجبور ہوکر محاصرہ اوٹھاکر احمدنگر چلا گیا۔ اور ابراہیم قلی گولکنڈہ کی جانب کوچ کیا۔ اور علی عادل ورام راج وغیرہ حسین کا تعاقب کرکے احمدنگر پہونچے حسین تو جنیر چلا گیا۔ احمدنگر کے پاس رام راج کا لشکر ایک نشیب مین فروکش تہا۔ شب مین خوب زور سے بارش ہوئی۔ اور ایک سیلاب عظیم ایسا آیا کہ رام راج کے ۱۲ ہزار آدمی بہہ گئے جن مین (۲۰) بڑے بڑے افسر تہے۔ علاوہ ان کے (۳۰۰) ہاتھی ڈوب مرے۔ اب رام راج بددل ہوکر بیجانگر چلا گیا۔ اور علی عادل بہی بیجاپور واپس ہوا حسین جنیر سے احمدنگر آگیا۔ اب حسین نے اپنی بیٹی چاندبی بی کا نکاح علی عادل سے کیا۔ چونکہ رام راج کی فوج نے احمدنگر مین مسلمانون پر بہت ظلم کیا تہا۔ اور اسلام کی ہتک کی تہی۔ اسلئے سنہ ۹۷۲ھ مین جملہ سلاطین اہل اسلام (دکن) یعنی علی عادل حسین۔ ابراہیم قلی۔ علی برید۔ یہ سب اتفاق کرکے رام راج پر حملہ کرنے کے لیے بیجانگر چلے جب رام راج کو خبر ہوئی تو وہ بہی مقابلہ کو نکلا۔ تالی کوٹہ کے مقام پر سخت جنگ ہوئی رام راج حسین شاہ کے ہاتہ گرفتار ہوکر قتل کیا گیا۔ اس کے بعد تمام مسلمان بیجانگر مین داخل ہوکے

خوب لوٹا۔ اور شہر کو ایسا تباہ و غارت کیا کہ پہر کبہی آباد نہ ہوا کہتے ہین کہ بیجانگر کو مسلمانون نے پانچ
مہینے تک لوٹا۔ اسی لوٹ مین علی عادل کے حصہ مین ایک ہیرا آیا تہا جو ایک معمولی انڈے
کے برابر تہا۔ جب مسلمان لوٹ مار سے فارغ ہوئے تو پہر اپنے اپنے ملکون کو چلے گئے حسین
جب بیجانگر سے احمدنگر آیا کثرت مباشرت اور افراط شراب خواری سے گیارہ دن کے بعد
۷ ذیقعد ۹۷۲ھ روز چہارشنبہ کو انتقال کیا۔ اسکو چار بیٹے اور چار بیٹیان تہین۔ جن مین مرتضےٰ اور برہان۔
چاند بی بی (زوجہ علی عادل) بی بی خدیجہ (منکوحہ جمال الدین حسین انجو) خونزہ ہمایون سے جو
بن خواجگی پسرزادہ جہان شاہ قراقوینلو بادشاہ آذربایجان کے بطن سے اور شاہ قاسم شاہ معصوم
آقتابی بی (زن عبدالوہاب) بی بی جمال (زوجۂ ابراہیم قطب شاہ) سریہ سے
تہین۔

مرتضےٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ

حسین نظام شاہ کے انتقال پر اوس کا بڑا بیٹا مرتضےٰ تخت نشین ہوا۔ خونزہ ہمایون متکفل امور
سلطنت رہی۔ ملا عنایت اللہ پیشوا اور قاسم بیگ حکیم سے مشورہ لیکر احکام جاری کرتی تہی ۹۷۳ھ
مین جب علی عادل نے بنکاپور پر حملہ کیا۔ تو خونزہ ہمایون اوسکے مدد کو گئی۔ علی عادل ناکام
واپس ہوا۔ اسکے بعد خونزہ ہمایون نے خان اعظم تفال خان اور ابراہیم قلی کی کمک سے بیجاپور
پر حملہ کیا۔ مگر کشور خان (جو اوسی وقت ترنال سے آیا تہا۔) نے نظام شاہیون کی خوب
درگت بنائی۔ تمام گہوڑے۔ ہاتہی۔ اسباب وغیرہ چہین لیا۔ آخر خونزہ ہمایون۔ نظام شاہ
کو لیکر احمدنگر واپس ہوئی ۹۷۵ھ مین علی عادل اور مرتضےٰ شاہ نے اتفاق کرکے تفال خان
حاکم برار پر چڑہائی کی۔ تفال نے دو لاکہ ہون اور ۵۰ ہاتہی پیشکش سے تحایف علی عادل کو دیکر
راضی کر لیا۔ اور علی عادل نے مرتضےٰ شاہ کو برار سے واپس ہونیکی صلاح دی۔ اور یہ دونون اپنے

اپنے ملک کو چلے گئے۔ پہر ۹۷۴ھ مین علی عادل و مرتضےٰ شاہ کے دو دو ہاتہ ہوگئے۔
علی عادل کامیاب رہا۔ اور مرتضےٰ احمد نگر چلا گیا۔ ۹۷۵ھ مین علی عادل نے مرتضیٰ نظام کے
بعض ولایات کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ چنانچہ قلعہ کندالہ فتح ہوا۔ پہر کشور خان کو سرحد پر بہیجا۔ خونزہ
ہمایون نے دکہنی سرداروں کو اوسکی مدافعت کے لئے مامور کیا۔ حوالی قصبہ کہج مین دکہنیون
نے شکست پائی۔ کشور خان نے رعایا سے ۴۲ لاکہ ہون کے قریب وصول کیا۔ اور یہان
ایک قلعہ موسوم بہ دہارور تعمیر کرایا۔ چونکہ خونزہ ہمایون نے اپنے بہائیون اور نسبتیون کو نظام شاہی
آدہا ملک جاگیرون مین دیدیا تہا۔ اور وہ سپاہ کے جانب بالکل توجہ نہ کرتے تھے۔ اسلیئے
شاہ جمال الدین حسین اور مرتضےٰ خان وغیرہ نے مرتضےٰ نظام سے خونزہ ہمایون کی شکایت کی
مرتضےٰ نظام نے اوسکے بندوبست و استیصال کے لئے حکم دیدیا۔ پہر کیا تہا حبشی خان فرہاد خان
نے خونزہ ہمایون کو گرفتار کرکے قید کردیا۔ اور خونزہ کے دونون بہائی عین الملک و تاج خان
بہاگ سکئے۔ جن مین عین الملک تو گجرات سے پکڑا آیا۔ مگر تاج خان قطب شاہیہ عملداری مین پناہ
لیا۔ اس کے بعد مرتضےٰ نظام نے قلعہ دہارور پر حملہ کیا۔ کشور خان عادل شاہی مارا گیا۔ اور
قلعہ ہاتہہ آیا۔ ادہر عادل شاہی امرا عین الملک اور نور خان نے لشکر کثیر کے ساتہ
احمد نگر کا محاصرہ کیا۔ جب مرتضےٰ نظام دہارور کو فتح کرلیا تو خواجہ میرک دبیر۔ فرہاد خان۔
اخلاص خان کو پانچ چہہ ہزار سوار سے اون کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ اور خود بہی پیچہے چلا۔ جب
طرفین سے لڑائی ہوئی تو عادل شاہی لشکر نے شکست پائی۔ عین الملک مارا گیا۔ نور خان گرفتار
ہوا۔ اور جسقدر ملک کہ کشور خان نے فتح کیا تہا وہ سب جاتا رہا۔ بعد ازان مرتضےٰ نظام ابرہیم قلی
کو لیکر بیجاپور پر چڑہ دوڑا۔ جس سے علی عادل بہت گہبرایا۔ اور ابوالحسن (جو علی عادل کا پیشوا
تہا) کی چال سے مرتضےٰ اور ابراہیم مین بگاڑ ہوگیا۔ اور ابراہیم چلتا بنا۔ مرتضےٰ نے اوس کے

ہاتہی اور گہوڑے لوٹ لئے اور بیجاپور کا محاصرہ چہوڑکر ابراہیم کا تعاقب کیا- اور اوسکو بہت
نقصان دیا- پہر احمدنگر واپس ہوکر ملا حسین کو معزول کرکے جمال الدین کو پیشوا مقرر کیا- اس
اثنا مین معلوم ہوا کہ پرتگیزون نے قلعۂ ریگنڈہ کو مستحکم و استوار کرکے اپنے حد سے قدم
باہر رکہا ہے- اور مسلمانون کی حقارت و تذلیل پر کمر باندہی ہے- جس سے مرتضے کو
حرارت آئی- اور سنہ ۹۷۹ھ مین لشکر جرار کے ساتہ قلعۂ ریگنڈہ کا محاصرہ کیا- لیکن امرائے
نظام شاہیہ کی سازش سے پرتگیزون کی بیخ کنی نہ ہو سکی- آخر مرتضے نظام ناکام احمدنگر
واپس آیا- اب علی عادل اور مرتضے نظام نے اتفاق کرکے برار و بیدر پر قبضہ کرنیکی
ٹہانی- سنہ ۹۸۰ھ مین مرتضے نظام نے ایلچپور کے جانب کوچ کیا- اودہر تفال خان اور
اوسکا بیٹا شمشیر الملک مقابلہ پر آئے- چنگیز خان نے نظام شاہی کی بہادری سے یہ دونون
بہاگ گئے اور (۲۷۰) ہاتہی غنیمت مین ہاتہ آئے- اس کے بعد مرتضے نظام نے تفال خان کا
تعاقب کیا- چہہ ماہ تک وہ بیچارہ معہ اپنے بیٹے وغیرہ کے جنگل جنگل مارا پہرا- اور مرتضے
بہی اوس کے تعاقب کو نچہوڑا- اب قریب تہا کہ وہ گرفتار ہوجائے- ناگاہ میر مرتضے
مازندرانی (جو سید مجذوب تہا) نے مرتضے کی راہ روک کر کہا کہ بارہ امام کی محبت مین
مجہکو ۱۲ ہزار ہون دیکر آگے بڑہ- بادشاہ نے چنگیز خان کو حکم دیا- مگر خزانہ پیچہے رہجانے سے
توقف ہوا- اور سید نے ضد کی کہ جب تک مجہکو ہون نہ ملین تجہے آگے جانے نہ دونگا
بادشاہ نے بہی کہا کہ جب تک اوس کا سوال پورا نہ کیا جائے آگے نہ بڑہین- آخر بہزار
ترکیب ۱۲ ہزار ہون سید کو دیکر آگے روانہ ہوا- اور اس توقف مین تفال خان خاندیس
داخل ہوگیا- مرتضے بہی اوسکے تعاقب مین خاندیس پہونچا- اور میران محمد شاہ کو لکہا کہ
تفال خان کو اپنے پاس سے علٰحدہ کردے- جب تفال خان کو اسکی خبر ہوئی تو وہ خود

جاکر یہ واقعات بیان کردیا۔ اور بعض وجوہات ایسے پیدا ہوئے کہ بادشاہ کو اوس کے کہنے کا
یقین آگیا۔ اور زہر دیکر چنگیز خان کا خاتمہ کرادیا۔ مگر چند ہی روز مین بادشاہ کو چنگیز خان کے
پاکدامنی کی خبر ہوئی تو بہت پچتایا۔ لیکن کیا ہوسکتا تہا۔ اب بادشاہ نے قاضی بیگ یزدی کو
پیشوا اور مرزا محمد نظیری وعین الملک نیشاپوری کو وزیر مقرر کرکے سید مرتضی سبزواری کو براڑ
کا سر لشکر کیا۔ اور خود بادشاہت سے کنارہ کشی کرکے قلعہ کے ایک مکان لغداد نام مین گوشہ
نشین ہوگیا۔ شاہ قلی صلابت خان کو قلعہ کے دروازہ پر مامور کرکے حکم دیا کہ بجز صاحبخان کے
کسی کو میرے پاس آنے نہ دے۔ ۹۸۴ھ مین جب شہنشاہ اکبر شکار کہیلتا ہوا سرحد مالوہ
پر آیا تو مرتضی شاہ صلابت خان کے کہنے سے لڑنے کے لئے دولت آباد روانہ ہوا
اس اثنا رمین اکبر شکار سے فارغ ہوکر واپس چلاگیا تو یہ بہی احمد نگر آکر عزلت نشین ہوگیا۔ اندنون
صاحبخان کے تمام خویش و برادر بڑے بڑے منصب و خطاب سے سرفراز ہوگئے۔
اس کے بعد بادشاہ نے لباس درویشی پہن لیا۔ اور ایک روز حضرت امام علی رضا کی زیارت
کے شوق مین پیادہ پا تین کوس تک نکل گیا۔ جب ارکان دولت کو معلوم ہوا تو اوسکے
پیچہے دوڑے۔ اور منت وسماجت کرکے لے آئے۔ اس اثنا رمین صاحبخان کی شرارت
وبداطواری کی دہوم مچ گئی۔ اس بدبخت نے بہت امرا کو خراب وتباہ کیا۔ ایک دفعہ
کل غریبون کے قتل کا حکم دیدیا۔ جس سے ہنگامہ عظیم برپا ہوا۔ صاحبخان نے دیکہا کہ
اب تو بڑی ہوئی۔ فوراً بادشاہ سے جاکر کہدیا کہ غریبون نے جنگ پر کمر باندہی ہے۔
بادشاہ یہ سنتے ہی فوراً سوار ہوکر نکلا۔ غریبون نے بادشاہ کو دیکہا تو سب کے سب سلام
کرکے اپنے اپنے مقامات کو لوٹ گئے لیکن اسکے بعد بہی صاحبخان کی شرارت اور زیادہ
ہوگئی تو بادشاہ نے اوس کے نکالدینے کا حکم دیا۔ صلابت خان تو اس کا منتظر تہا وہ

حکم کے ساتھ ہی صاحبخان کو بہت بے عزتی کے ساتھ نکالا۔ اور وہ بیدر کی طرف چلا گیا۔ مگر
چند روز کے بعد پھر بادشاہ کے عشق نے زور کیا تو خود پالکی میں سوار ہوکر صاحبخان کو لانے
چلا۔ اور بیدر کی نواح میں اوسکو جا پکڑا۔ صاحب خان نے بادشاہ سے کہا کہ اگر آپ صلابتخان
کو جو میرا دشمن ہے شہر سے نکالدیجئے۔ اور بیدر کو فتح کرکے میری جاگیر کر دیجئے۔ تو میں
ساتھ چلتا ہوں۔ ورنہ مجھے معاف کیجئے۔ بادشاہ نے ان دونوں شرطوں کو منظور کیا۔
صلابت خان کو اوسکی جاگیر برار پر بھیجدیا۔ اور خود بیدر کی تسخیر میں مشغول ہوا۔ علی برید نے
عادل شاہ سے کمک چاہی۔ اس اثنا میں شہزادہ برہان (جو قلعہ میں محبوس تھا) نے
مجلس سے نکلکر احمدنگر میں بغاوت برپا کی جس سے بادشاہ پریشان ہوکر کام محاصرہ امیر شاہ
اور مرزا یادگار کسندی کے تفویض کرکے برہان کی سرکوبی کے لئے احمدنگر آیا۔ جب لڑائی
ہوئی تو برہان شکست کھاکر بیجاپور کے طرف بھاگا۔ انہیں ایام میں بادشاہ نے صلابتخان
کو برار سے بلالیا تھا۔ اس خبر کے سنتے ہی صاحب خان بگڑ گیا۔ اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ
روانہ ہوا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ صاحبخان پھر روٹھکر چلا گیا۔ تو اوسنے سید مرتضی میر لشکر برار کو حکم دیا
کہ جس طرح ہوسکے صاحب خان کو تسلی و دلاسا دیکر لے آئے۔ اور اگر کچھ عذر کرے تو قتل کیا جائے
چونکہ تمام نظام شاہی امرا صاحب خان سے ناراض تھے۔ اسلئے سید مرتضی نے خداوندخان
کے ذریعہ صاحب خان کا خاتمہ کرادیا۔ اور بادشاہ سے عرض کی کہ وہ لڑکر مارا گیا۔ بادشاہ بھی
سنکر چپ ہوگیا۔ صاحب خان کے مارے جانے سے صلابت خان تمام سلطنت کا
مختار ہوگیا۔ اسی زمانہ میں دو تین مرتبہ اکبر شاہ کے ایلچی بھی آئے۔ جن کی بہت کچھ مدارات و
تواضع کی گئی۔ کہتے ہیں کہ صلابت خان حبشی نہایت ہوشیار و لایق تھا۔ نظام شاہیہ سلطنت
انتظام اسکے عہد میں عمدہ حالت پر رہا۔ اسی نے اسلامی سکہ کو رواج دینے اور ہندو دکن کے

سکہ کو دور کرنے کے لئے جابجا ٹکسالین مقرر کین اور ائمہ اثنا عشر کے نام کا سکہ مضروب کرایا۔ ایک طرف مرتضٰے شاہ کا نام اور دوسرے طرف ائمہ اثنا عشر کے نام تہے۔ مگر سید مرتضٰے سرلشکر برار کو صلابت خان سے عداوت تہی۔ اسلئے اوسنے علاقہ برار مین ضرب خانون کا کام چلنے ندیا۔ اس آپس کی رقابت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو صرافون نے اسلامی سکہ کو گلادا ادا اور اوس کا نام و نشان تک باقی نرکہا۔ ۹۸۸ھ مین علی عادل شاہ شہید ہوا۔ اور اوس کا بہائی ابراہیم عادل تخت پر بیٹہا تو صلابت خان نے مرتضٰے شاہ کو بیجاپور کی تسخیر پر آمادہ کیا۔ اور ابراہیم قطب شاہ کو بہی اعانت کے لئے بلایا اور نظام شاہی فوج پر ایک چرکس غلام بہزاد الملک کو سپہ سالار بناکر روانہ کیا۔ اور سید مرتضٰے سرلشکر برار کو بہی معہ فوج ساتہ کردیا۔ اب یہ سب ملکر پہلے قلعہ شاہ درک کا محاصرہ کئے۔ اودہر کشور خان عادل شاہی نے افضل خان کو معہ فوج مدافعت کے لئے بہیجا۔ ایک مہینے تک یہ دونون لشکر بیکار پڑے رہے۔ جب جنگ ہوئی تو سید مرتضٰے کی کمک سے (جو بہزاد الملک کے ساتہ تہی) بہزاد الملک نے شکست پائی۔ اس اثنا مین ابراہیم قطب شاہ کا انتقال ہوگیا۔ اور محمد قلی تخت نشین ہوا۔ جس سے قطب شاہی لشکر شاہ درک کا محاصرہ چہوڑکر گولکنڈہ روانہ ہوا۔ الغرض انہین اسباب سے اس مہم مین کامیابی نہ ہوئی۔ بہزاد الملک اور سید مرتضٰے بہی احمدنگر کو چلے گئے۔ ۹۹۲ھ مین مرتضٰے شاہ نے اپنے بیٹے میران حسین کا نکاح خدیجہ سلطان (جو ابراہیم عادل کی بہن تہی) سے کمال تزک و احتشام کے ساتہ کیا۔ اور چاند بی بی (زوجہ علی عادل) اپنے بہائی مرتضٰے شاہ سے ملنے کے لئے دولہن کے ساتہ بیجاپور سے آئی۔ انہین ایام مین صلابت خان اور سید مرتضٰے کی آپس مین لڑائی ہوئی۔ اور سید مرتضٰے شکست کہا کر اکبر شاہ کے پاس چلا گیا۔ اسکے آگے برہان شاہ (جو مرتضٰے شاہ کا بہائی تہا) بہی اکبر کے پاس موجود

تھا۔ جب سید مرتضیٰ بھی وہاں پہونچگیا تو اکبر کو یہ دونوں نے سلطنت نظام شاہی کے فتح کرنیکی
ترغیب دلائی۔ اور خود اکبر کا بھی ارادہ ایک مدت سے دکن کی تسخیر کا تھا۔ اسلئے اوس نے
مرزا عزیز کوکہ (جو مالوہ کا حاکم تھا) کو دکن روانہ کیا۔ اور شاہ فتح اللہ شیرازی کو بھی اوس کے
ساتھ کر دیا۔ راجہ علی خان والی خاندیس کو اون کی اعانت کرنے کے لئے لکھا۔ جب
یہ نظام شاہیہ سرحد پر پہونچے تو صلابت خان نے مدافعت پر کمر باندہی۔ خوب جنگ ہوئی۔
اور دکھنیوں نے فتح پائی۔ اکبر شاہی امرا ناکام واپس ہوئے۔ اس کے قبل صلابت خان نے
فتح شاہ پاتری (جو نہایت حسین تھا) کو مرتضیٰ شاہ کا جلیس بنایا تھا۔ اور اوس کے ذریعہ
اپنا کام بادشاہ سے نکالتا تھا۔ اور یہ فتحی شاہ بادشاہ پر ایسا حاوی ہوگیا تھا کہ جو چاہتا وہ
کرتا۔ اب اوس نے بادشاہ سے دو مالے مروارید و یاقوت کے (جو نہایت بیش بہا
اور بیجانگر کی لوٹ میں ہاتھ آئے تھے) طلب کیا۔ بادشاہ نے صلابت خان کو دینے کیلئے
حکم دیا۔ لیکن صلابت خان نے دوسرے مالے حوالے کئے۔ فتحی شاہ نے بادشاہ سے اسکی
شکایت کی۔ آخر بادشاہ نے تمام جواہرات لانے کا حکم دیا۔ صلابت خان نے تمام جواہرات
کو حاضر تو کیا لیکن وہ دو مالے اوس میں نہیں لایا۔ جس سے بادشاہ کو غصہ آیا۔ اور تمام
جواہرات کو آگ لگا دی۔ جب صلابت خان کو خبر ہوئی تو وہ فوراً آیا۔ اور بہ مشکل تمام جواہرات
کو جلنے سے بچایا۔ تاہم بہت سے جواہر خراب ہوگئے۔ اس اثنا میں بعض مفسدوں نے
بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ کی عزلت گزینی سے اکثر امرا آپکے بیٹے میران حسین کو تخت نشین کرنا
چاہتے ہیں۔ بادشاہ اس خبر کے سنتے ہی بیٹے کے قتل کے درپے ہوا۔ لیکن صلابت خان
کی ہوشیاری سے وہ بچا رہا۔ ایک روز بادشاہ نے اپنے بیٹے کو ایک حجرے میں
بند کر کے آگ لگا دی۔ مگر فتحی شاہ کی کوشش سے شہزادہ سلامت رہا۔ اسکے بعد بادشاہ کو

صلابت خان سے رنجش پیدا ہوئی۔ اور اوسکو بلاکر کہا کہ اگر تیرے قید کی قدرت مجھہ مین ہوتی تو مین ضرور تجھے قید کرتا۔ لیکن کیا کرون مجبور ہون"۔ صلابت خان نے جواب دیا "اگر بادشاہ کی یہی مرضی ہے تو مین خود قید ہوجاتا ہون مگر حکم دیجے کہ کس قلعہ مین قید رہون"۔ بادشاہ نے کہا کہ ونڈا راجپوری کے قلعہ مین قید ہوجا۔ صلابت خان کچھہ عجیب سادہ مزاج تہا۔ اس حکم کے پاتے ہی فوراً گہر جاکر پاؤن مین زنجیر ڈالی اور پالکی مین سوار ہوکر قلعہ روانہ ہوگیا۔ ہرچند اوسکے عزیز و اقارب نے اوس مجنونانہ حرکت سے منع کیا۔ مگر وہ نمانا۔ اور اپنے بادشاہ کا حکم بجالایا۔ اب بادشاہ نے قاسم بیگ حکیم کو وکالت اور مرزا محمد تقی نظیری کو وزارت عطا کی۔ اور ان دونون کو حکم دیا کہ میران حسین کو قتل کر ڈالین۔ مگر اونہون نے نہ مانا تو اونکو موقوف کرکے قید کردیا۔ اور مرزا محمد صادق اردبادی کو وکیل کرکے شہزادے کے قتل کے لئے کہا۔ اوسنے بہی انکار کیا۔ اب اوس کو بہی قید کرکے سلطان حسین سبزواری کو مرزا خان کا خطاب دیکر وکیل بنایا۔ اور اوسکو بہی وہی حکم دیا۔ اسنے ابراہیم عادل شاہ کو اس کی اطلاع دی اور کمک چاہی۔ چونکہ ابراہیم میران حسین کا سالہ تہا۔ اوسکو اپنے بہنوئی کا بچانا ضروری تہا۔ اسلئے جمادی الاول ۹۹۶ھ مین تیس ہزار فوج سے احمدنگر آیا۔ اور مرزا خان نے اتفاق سے قدیم امرا کو گرفتار کرکے مرتضٰی شاہ کو قید کرلیا۔ اسکے بعد میران حسین تخت نشین کیا گیا۔ اور اس ناخلف نے ۱۸ رجب ۹۹۶ھ کو ایک گرم حمام مین بند کرکے باپ کو مار ڈالا اس وقت ابراہیم عادل احمدنگر مین تہا۔ جب اوس نے سُنا کہ میران حسین باپ کو مار ڈالا تو سخت ناراض ہوا۔ اور بغیر اجازت و ملاقات کے بیجاپور کو چلا گیا۔ مرتضٰی نظام شاہ کی مدت سلطنت ۲۴ سال ۵ ماہ ہے۔

❦❦❦

میران حسینؑ نظام شاہ بن مرتضےٰ نظام شاہ

اوس وقت میران حسین کی عمر ۱۶ سالہ تہی۔ اور رات دن لہو ولعب مین مشغول اور ارازل واجلاف کی صحبت مین مصروف رہتا تہا۔ مرزا خان تمام امور سلطنت کو انجام دیتا تہا۔ ایک دفعہ کسی نے بادشاہ سے کہدیا۔ کہ مرزا خان تیری گرفتاری کی فکر مین ہے۔ پہر کیا تہا مرزا خان کو گرفتار کرکے قید کیا۔ مگر جب معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تہی۔ تو فوراً رہا کر دیا۔ اس کے بعد مرزا خان کی رائے سے شاہزادہ شاہ قاسم اور اوسکی تمام اولاد وغیرہ کو قتل کر ڈالا۔ پندرہ شاہزادے ایک ہی دن مین قتل ہوئے۔ اب وہ مرزا خان خود بادشاہ کی فکر مین ہوا۔ ہرچند بادشاہ کے رضاعی بہائی انکس خان وطاہر خان نے بادشاہ کو اس کی خبر کی۔ لیکن وہ اوس کو جہوٹ سمجہا۔ الغرض مرزا خان نے ایکروز بادشاہ کو آقا میر (مصاحب) کی عیادت کے بہانہ اوسکے گہر بلاکر قید کرلیا۔ اور قلعۂ لہاکر مین جو دو شہزادے اسمٰعیل وابراہیم (یہ شہزادے برہان شاہ کے بیٹے تہے جو اکبر شاہ کے پاس رہتا تہا) قید تہے۔ اون کو رہا کرکے احمد نگر بلایا۔ اور اسمٰعیل کو بادشاہ بنایا۔ اس اثناء مین قلعہ کے باہر جمال خان مہدوی (جو منصبداران دکن مین تہا) اکثر دکہنی وحبشی منصبدارون سے اتفاق کرکے بلوہ کیا۔ اور اسمٰعیل کی تخت نشینی سے ناراضی ظاہر کی۔ مرزا خان نے خوب مقابلہ کیا۔ مگر جب دیکہا کہ یہ بلوہ رفع نہین ہوتا۔ تو اوسنے مرزا حسین شاہ کا سر کاٹ کر نیزہ پر چڑہایا۔ اور مخالفین کے پاس بہیجدیا اس واقعہ سے مخالفون نے اور بہی بلوہ مین سختی کی۔ اور قلعہ کا دروازہ جلاکر اندر گہسے۔ مرزا خان قلعۂ سنیر کو بہاگا۔ دکہنیون نے قلعہ مین جاکر پردیسیون کو مارا۔

میران حسین کی لاش دفن کی۔ چوتہے روز مرزا خان گرفتار ہوکر آیا۔ جمال خان نے اوسکو بُری طرح مارا۔ اور ہزاروں غریب سردار مارے گئے۔ میران حسین کی مدت سلطنت دو ماہ تین روز تہی۔ اب جمال خان نے سلطنت نظام شاہیہ پر قبضہ کرلیا۔ اور اسمٰعیل نظام شاہ کو بہی بادشاہ بنایا۔ خطبۂ اثنا عشری موقوف کرکے عقاید مہدویہ کو رواج دینا شروع کیا۔ اور ہندوستان کے اطراف وجوانب سے مہدویون کو بلایا۔

ہ؛ تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدویون کی تعداد دہائیون تک پہونچ گئی تہی۔ اور بارہا اون کے معتقد کثرت سے ہوتے رہے ہین۔ ہندوستان مین بہی ایک مہدی گزرے ہین۔ اور اون کے معتقد اس وقت مین موجود ہین۔ اس فریق کے مہدی شہر جونپور مین ۸۴۷؁ مین پیدا ہوئے تہے۔ اون کا نام میران سید محمد مہدی تہا۔ اونہون نے شیخ دانیال جونپوری سے تعلیم پائی۔ اور مرید بہی ہوئے۔ اور عنفوان شباب مین درویشی اختیار کرکے اکثر لوگون کو مرید کیا۔ اس اثنا مین سلطان حسین حاکم • انا پور (جو دلپت راؤ والی گوڑ کا خراجگزار تہا) بہی اون کا مرید ہوگیا۔ اور کچہ دنون بعد اون کو لیکر دلپت راؤ پر چڑہائی کی۔ ان کے ہاتہ دلپت راؤ مارا گیا۔ پہر میران صاحب ۷ سال وجد کی حالت مین رہے۔ اور پانچ سال کسی قدر ہوش دباقی بے ہوشی طاری رہی۔ اور وطن سے ہجرت کرکے داناپور کے جنگل مین گئے۔ اور مہدیت کے الہامات ظاہر کئے۔ وہان سے چندیری ہوتے ہوئے مانڈو آئے۔ سلطان غیاث الدین ان کا معتقد ہوگیا۔ اور بہت سلوک کیا۔ پہر یہان سے چنپانیر ہوکر گجرات پہونچے۔ یہان بڑی عزت ہوئی۔ اب دولت آباد ہوتے ہوئے احمدنگر وارد ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تہا۔ کہ احمد نظام الملک زندہ تہا۔ اور اوسکو اولاد کی خواہش تہی۔ میران صاحب سے اوسنے دعا چاہی۔ اتفاقاً شہزادہ برہان پیدا ہوا۔ جو آخر کو مہدوی فریق کو پسند کرنے لگا۔ اور اکثر مہدیون کو گجرات سے بلاکر نوکر رکہا۔ اور اپنی ایک بیٹی میران صاحب کے پوتے کو دی۔ پہر میران صاحب بیدر و گلبرگہ ہوتے ہوئے اور مرید کرتے

اسمعیل نظام شاہ بن برہان نظام شاہ

اسمعیل نظام کی عمر اوس وقت ۱۲ سالہ تھی۔ اور ریاست کے تمام کام جمال خان انجام دیتا تھا
جب شہنشاہ اکبر کو معلوم ہوا کہ اسمعیل تخت پر بیٹھا تو اوسکے باپ برہان شاہ کو جو ایک مدت
سے اکبر کے پاس رہتا تھا۔ اور اکبر نے سندھ و کابل کے درمیان ایک جاگیر اوسکو دیدی تھی۔
فوراً اوسکو طلب کر کے سلطنت نظام شاہیہ کے حاصل کرنے کے لیئے معہ فوج جرار روانہ کیا۔
اور راجہ علیخان والی خاندیس کو اوسکی امداد کے لئے لکھا۔ چنانچہ برہان اکبر سے رخصت ہوکر
پرگنہ ہنڈیہ آیا۔ اور یہان کے سرداروں اور زمینداروں کو قول و اقرار سے مطیع کیا۔ پھر برار
آیا۔ جہانگیر خان حبشی سنے پہلے تو اطاعت کی۔ مگر بعد مین جنگ پر کمر باندھی طرفین کی لڑائی
مین برہان کو شکست ہوئی۔ اور وہ وہان سے نکلکر ہنڈیہ آیا۔ اور خفیہ طور پر ابراہیم عادلشاہ
سے خط و کتابت کر کے اپنا طرفدار بنایا۔ اور راجہ علی خان کی کمک لیکر آگے بڑھا۔ جمال خان
بھی دس ہزار سوار سے مقابلہ پر آیا۔ لیکن اکثر امرائے نظام شاہیہ جمال خان سے علحدہ ہوکر برہان
سے آملے۔ جس سے اوسکی کمر ٹوٹ گئی۔ مگر جماعت مہدویہ کے بھروسہ پر جنگ کو آغاز کیا۔
خوب ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ اتنے مین ایک گولہ جمال خان کی پیشانی پر لگا۔ اور اوسکا خاتمہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۴۶)۔ بیت اللہ شریف گئے۔ وہان بھی اپنی مہدویت کا دعویٰ کیا۔ وہان سے احمد آباد گجرات آئے
سنہ ۹۰۳ھ مین دوبارہ اپنی مہدویت کا دعوے علانیہ کیا جس سے اکثر لوگ ناراض ہوئے۔ یہان سے پٹن گئے۔
وہان سے ایک موضع مولی مین تیسرے بار مہدویت کا دعوے کیا۔ (۳۶۰) آدمیون سنے تصدیق کی جب
علماء سے بحث ہوئی تو بیخ بٹھا۔ سلطان محمود والی گجرات نے فساد کے خیال سے نکال دیا۔ پھر سندھ ہوتے

ہوگیا۔ یاقوت خان۔ خداوندخان سہیل خان یہ تینون ملکر اسمعیل کو جنگ گاہ سے لیکے بہاگے جب برہان نے تعاقب کیا تو یاقوت خان اور خداوندخان مارے گئے۔ اسمعیل گرفتار ہوگیا۔ اور برہان فتح و نصرت کے ساتھ داخل احمدنگر ہوا۔ اور تخت شاہی پر قدم رکھا۔ اور راجہ علی خان کو رخصت کیا۔ اسمعیل کی مدت سلطنت دو سال ہے۔

برہان نظام شاہ ابن حسین نظام شاہ

جب برہان نظام شاہ تخت نشین ہوا تو مذہب مہدویہ کو برطرف کرکے خطبۂ اثناعشری پڑہوایا۔ اور مہدویون کو چن چن کر قتل کیا۔ اس اثنا مین دلاورخان (جو عادل شاہیہ سلطنت کا مدار علیہ تہا) ابراہیم عادل سے ناراض ہوکر برہان کے پاس آیا۔ برہان نے اوسکو منصب و خدمت سے سرفراز کیا۔ جب ابراہیم عادل نے اوسکو طلب کیا تو برہان برآشفتہ ہوا اور لشکر لیکر ابراہیم پر چڑہ دوڑا۔ اور ابراہیم بہی مقابلہ کو نکلا۔ اور فریب سے دلاورخان کو برہان سے جدا کیا۔ اور اپنے پاس بلاکر قید کر ڈالا۔ طرفین سے مقابلہ ہوا تو برہان نے شکست پائی۔ اور ڈیڑہ سو ہاتہی ابراہیم عادل کے ہاتہ آئے۔ جب برہان شکست کہاکر احمدنگر گیا تو کامل خان دکہنی اور اوسکے بہائیون نے بادشاہ کو معزول کرکے اسمعیل کو تخت نشین کرنا چاہا۔ مگر یہ خبر برہان کو ہوگئی۔ اوسنے کامل خان اور اوس کے بہائیون کو قتل کیا۔ اس سے دکہنیون کی شورش اور بڑہی۔ اور یوسف خواجہ سرا (جو بادشاہ کا مقرب

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۷۰) الہیہ ہوئے قندہار آئے۔ وہان سے قرہ اگر سنہ ۹۱۰ھ مین انتقال کیا۔ ۶۳ برس کی عمر پائی۔ قندہار اور فرہ کے حاکم مہدوی ہوگئے۔ اب ان کے معتقد گجرات وغیرہ مین پہیل گئے۔ ۱۲۔ مولف۔

اور نہایت وجیہہ و خوبصورت تہا) کے ذریعہ بادشاہ کے قتل کی کارروائی کی۔ چنانچہ اکو نے
یوسف خنجر کا وار بادشاہ پر کیا چاہتا تہا کہ بادشاہ کی آنکہہ کہل گئی۔ اور سازش بے کار گئی۔
بادشاہ نے یوسف کو صرف سرزنش کرکے ٹالدیا۔ اسکے بعد بادشاہ نے ابراہیم عادل سے
صلح کرلی۔ سنہ ۱۰۰۱ میں بادشاہ (برہان) نے یکدندہ سے پرتگالیوں کے نکالنے کا
ارادہ کیا۔ اور بندر چیول کو فوج بہیجکر حکم دیا۔ کہ سمندر کے کنارے ایک قلعہ تیار کرکے پرتگالیوں کے
جہازوں کی آمد و رفت کو روکیں۔ چنانچہ قلعۂ کہورلہ تیار ہوا۔ اور توپیں وغیرہ اوسپر چڑہائی
گئیں۔ اودہر پرتگالیوں نے تمام بنادر ہند سے امداد طلب کرکے دو مرتبہ قلعہ پر شبخون
جہاپہ مارا۔ اور دو دو تین تین ہزار دکہنی قتل کرڈالے۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو دوسرا
بارہ ہزار کی فوج پہر روانہ کی۔ اس دفعہ مسلمانوں کو غلبہ رہا۔ ستو پرتگالی۔ دو ننو نصرانی
مارے گئے۔ اور قریب تہا کہ پرتگیز تنگ ہوکر جلاوطن ہوں۔ مگر بادشاہ (برہان) کی
قوت شہوانی نے وہ زور کیا کہ کسی شریف کی جورو بیٹی اوسکی نظر میں نہیں سمانی لگی۔
چنانچہ کسی کے کہنے پر کہ شجاعت خان حبشی کی بیوی بہت خوبصورت ہے فوراً اوسکو
گرفتار کرکے طلب کیا۔ اور شجاعت خان کو حوالات بہیجدیا۔ اوس بیچارہ نے غیرت کے
مارے خنجر مار کر اپنا کام تمام کیا۔ اس خبر سے فرہاد خان وغیرہ امراء کہورلہ سخت بد دل
ہوگئے۔ اور پرتگیزوں کی لڑائی میں سستی کرنے لگے۔ جس سے پرتگیزوں کو موقع ملا۔
اور قلعہ پر حملہ کرکے دس بارہ ہزار آدمیوں کو اونہوں نے بکریوں کی طرح ذبح کرڈالا
اور پسماندہ بہاگ کر احمدنگر آئے۔ اب بادشاہ نئی فوج بہیجنے کے خیال میں تہا کہ اتنے
میں اسمٰعیل برادر ابراہیم عادل شاہ (جو قلعۂ ملگوان میں قید تہا) قلعۂ ملگوان سے
رہا ہوکر ابراہیم عادل پر چڑہائی کرنے کے لئے برہان سے مدد کا طالب ہوا۔ اور اس

مدد کے صلہ مین قلعۂ شولاپور دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ بادشاہ سمٰعیل کی مدد کے لئے پہلے بلگوان جانے کا ارادہ کیا۔ جب قلعۂ پرینڈہ۔ حوالی مین پہونچا تو معلوم ہوا کہ اسمٰعیل لڑکر مارا گیا۔ اس خبر کو سنکر برہان احمدنگر واپس ہوا۔ ۹۳۰ھ مین جب ابراہیم عادل نے علی برید سے بیدر لینے کا ارادہ کیا تو اوسنے برہان کو مدد کے سلئے طلب کیا۔ برہان نے ونیکٹادری راجہ تلنگانہ کو اوسار کراپنے ساتہ لیا۔ اب یہ دونون ملکر علی برید کے پاس گئے۔ اودہر ابراہیم عادل بہی آپہونچا طرفین سے خوب ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ ابراہیم عادل نے فتح پائی اور برہان شکست کہاکر بہاگا۔ اس شکست کا رنج اوسکو اس قدر ہوا کہ بیمار پڑگیا۔ اوراسی بیماری مین اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو (جو حبشن کے بطن سے تہا) ولیعہد کیا۔ اور اسمٰعیل کو بوجہ مذہب مہدویہ رکہنے کے تخت سے محروم کردیا۔ ورنہ یہ حق اوسی کا تہا اور اس کے قبل بہی وہی تخت نشین ہوا تہا۔ اخلاص خان حبشی (جو بڑے پایہ کا امیر تہا) کو بادشاہ کی اس کارروائی سے سخت اختلاف تہا۔ اسلئے اوس نے قبل از قبل بادشاہ کے موت کی خبر اوڑادی۔ جس سے ایک قسم کا تہ و بالا مچ گیا۔ مرتضےٰ خان انجو تو اوس کے فریب مین نہ آیا۔ اور امرائے غریب کو لیکر احمدنگر چلا گیا۔ مگر بہاور خان گیلانی بادشاہ کی موت کا یقین کرکے بیجاپور بہاگ گیا۔ شیخ عبدالسلام عرب کو حبشیون اور دکہنیون نے مارڈالا جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو وہ فوراً اوسی مرض کی حالت مین قلعہ کے باہر نکلا۔ اور اخلاص خان کی بغاوت کو فرو کیا۔ اور اخلاص خان پرینڈہ کے جانب بہاگا۔ اس کے بعد ۱۷ شعبان ۹۶۱ھ کو برہان نظام شاہ نے انتقال کیا۔ چہار سال ۱۲ روز سلطنت کی۔

نوٹ۔ ان واقعات کو ہمنے سلطنت عادل شاہیہ کے تذکرہ مین تفصیل کے ساتہ بیان کیا ہی۔ ۱۲۔ مولف۔

مولانا ظہوری نے ساقی نامہ چار ہزار بیت کا اسی بادشاہ کے نام مزین کیا تہا۔ اکثر فارسی کے شعرا اسکو پسند کرتے ہین۔

ابراہیم نظام شاہ بن برہان نظام شاہ

حسب وصیت برہان نظام شاہ کے ابراہیم نظام شاہ تخت نشین ہوا۔ اور میان منجہو جاگی دکہنی (جو برہان نظام شاہ کا اتالیک تہا) وکیل السلطنت قرار پایا۔ اخلاص خان حبشی بہی اپنے تقصیرات کی معافی چاہکر احمد نگر آگیا۔ اس نے حبشیون اور مولدون کا ایک گروہ بناکر میان منجہو کی ہر ایک بات مین ضد کرنی شروع کی۔ اب ان دونون کی رقابت سے سلطنت کے کام ابتر ہونے لگے۔ جب اس ابتری کی خبر ابراہیم عادل کو ہوئی تو وہ بیجاپور سے شاہ درگ آیا۔ اخلاص خان نے بادشاہ کو اوس سے چلکر لڑنے کی رائے دی میان منجہو نے اسکے خلاف صلح کرنے کا مشورہ دیا۔ مگر ابراہیم نظام شاہ اخلاص خان کی رائے پر کاربند ہوکر لڑنے چلا۔ ابراہیم عادل کا سرلشکر حمید خان مقابلہ پر آیا۔ میان منجہو نے حمید خان کو سمجہا کر لڑائی سے کنارہ کش کرنا چاہا۔ چنانچہ حمید خان میان منجہو کے کہنے سے لڑائی کو روکا۔ بادشاہ نے اس کارروائی کو اوسکی بزدلی تصور کرکے حملہ کر دیا۔ خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ اس اثنا مین ایک سپاہی نے بادشاہ کے سینہ مین ایک تیر یا نیزہ ایسا مارا کہ اوس کا انتقال ہوگیا۔ نظام شاہی فوج بہاگ گئی اور میان منجہو سب سے پہلے احمد نگر آئے۔ ایک بارہ سالہ لڑکے احمد کو نظام شاہیہ خاندان کا خیال کرکے تخت نشین کیا۔ اور شاہ مقتول کا شیرخوار لڑکا بسر بہادر شاہ قلعۂ جوند مین محبوس کیا گیا۔ ابراہیم نظام شاہ کی مدت سلطنت چار ماہ ہے۔

احمد شاہ بن شاہ طاہر

جب احمد شاہ بادشاہ ہوا تو چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ یہ نظام شاہی خاندان سے نہیں ہے۔ اسلئے اخلاص خان معہ دیگر امرا کے اوس کے معزول کرنے کی فکر مین ہوا۔ چند روز بہی نہ گذرے تہے کہ طرفین سے جدال و قتال کی نوبت آئی۔ اخلاص خان نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ میان منجہو بہی اوس کے دفعیہ مین کوشش کرنے لگے۔ اس اثنا مین اخلاص خان نے دولت آباد سے آہنگ خان حبشی اور حبشی خان مولد (جنکو برہان شاہ نے قید کیا تہا) کو رہا کرا کے اپنا ممد و معاون بنایا۔ اور بہادر شاہ جو قلعہ جوند مین قید تہا اوسکو بہی طلب کیا۔ مگر قلعدار نے میان منجہو کا حکم مانگا۔ اسلئے ان حبشیون نے میان موتی ایک طفل مجہول النسب کو احمد نگر کے بازار سے پکڑا۔ اور شاہی خاندان سے منسوب کر کے بادشاہ بنایا۔ اور اوسکے نام کا خطبہ پڑہایا۔ اس ترکیب سے اخلاص خانکے پاس دس بارہ ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ اب میان منجہو نے اون کے اس غلبہ کو دیکہکر شاہزادہ مراد حاکم گجرات کو مدد کے لئے طلب کیا۔ اور احمد نگر کے حوالہ کرنے کی استدعا بہی کی۔ ابہی یہ عرضی شاہزادہ کے پاس پہونچی بہی نہ تہی۔ کہ یہان حبشی امرا مین مناصب و اقطاع کی تقسیم کے بابت جہگڑا پیدا ہوا

نوٹ۔ جب برہان نظام شاہ اول مر گیا تو حسین شاہ تخت نشین ہوا۔ اور اوسکے دوسرے بہائی خدا بندہ۔ شاہ علی۔ محمد باقر۔ عبد القادر وغیرہ حسین شاہ کے خوف سے بہاگ گئے۔ ایک مدت کے بعد بعہد مرتضی نظام شاہ ایک شخص شاہ طاہر نام احمد نگر مین آیا اور اپنے کو خدا بندہ کا بیٹا بتلایا۔ اور کہا کہ میرا باپ فلان تاریخ بنگالہ مین مر گیا۔ صلابت خان وکیل السلطنت نے اوس کی تحقیقات کی جس سے وہ جہوٹا ثابت ہوا مگر عوام مین اوسکی شہرت

اور آپس مین لڑائی چھڑ گئی۔ جب دکھنی امراء نے یہ صورت دیکھی تو کنارہ کشی کر کے میان منجھو سے آملے۔ اب میان منجھو کی طاقت بڑہ گئی۔ اوس نے ۲۵ محرم سنہ ۱۰۰۴ھ کو قلعہ سے نکلکر حبشیون پر حملہ کیا۔ موتی شاہ گرفتار ہو گیا۔ اور تمام حبشی سردار متفرق ہو گئے۔ میان منجھو نے شیخ و فیروزی داخل قلعہ ہوا۔ استنے مین شہزادہ مراد معہ مرزا صاحب ... خانخانان و راجہ علی خان حاکم خاندیس تیس ہزار کی فوج سے احمدنگر آپہونچے۔ اور سید ... نے قلعہ احمدنگر کا محاصرہ کیا۔ اب میان منجھو نے پریشان ہو کر اس بلائے خودخواندہ سے ... دفعیہ کی فکر کی کہ پہلے تو قلعہ کو خوب مستحکم و استوار کیا۔ بعد ازان انصار خان اور ملکہ چاند بی بی کے سپرد خزانہ۔ جواہر۔ قلعہ وغیرہ کر کے خود عادلشاہ و قطب شاہ کو کمک لینے کیلئے احمد شاہ کو لیکر قلعہ اوسہ گیا۔ ادہر چاند بی بی نے انصار خان کو قتل کر کے بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ کے نام کا خطبہ پڑہوا دیا۔ ۲۳ ربیع الثانی ۱۰۰۴ھ کو مغلون نے قلعہ پر حملہ کیا۔ چاند بی بی نے اوس کی مدافعت کی۔ اس عرصہ مین موتی شاہ کسی طرح بھاگکر اخلاص خان کے پاس چلا گیا۔ دوسرے روز شہزادہ مراد نے احمدنگر کے تجار و رعایا کو امن کی منادی سنا دی۔ لیکن شہباز خان کینو نے بغیر حکم شہزادہ کے تمام رعایا و تجار کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اور شہر مین جھاڑو پھیر دی۔ جب شہزادہ کو اسکی خبر ہوئی تو بہت لعنت و ملامت کی۔

اس وقت احمدنگر کے پانچ دعویدار تھے۔ اول چاند بی بی (جو بہادر شاہ کو بادشاہ بنانا چاہتی تھی) دوم میان منجھو (جو احمد شاہ کو تخت نشین کیا تھا) سوم اخلاص خان حبشی (جو موتی شاہ کے سرپر

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۵۲)۔ خدابندہ کا بیٹا ہونیکی ہو چکی تھی اسلئے صلابت خان نے اوسکو قلعہ مین قید رکھا۔ چند روز کے بعد وہ مرگیا۔ اور ایک بیٹا احمد نام چھوڑا۔ جسکو میان منجھو نے دہوکہ مین بادشاہ بنایا۔ ۱۲ مولف۔

حبشہ لگایا تہا-) چہارم آہنگ خان حبشی (جو بیجاپور کے سرحد پر شاہ علی ابن برہان شاہ اول کو جس کی عمر اس وقت (۷۰) سالہ تہی - بادشاہ بنانیکی فکر مین تہا) پنجم مغل (جو فوج لئے ہوئے احمدنگر کے محاصرہ مین مشغول ہے تہے) الغرض اس کشمکش مین چاند بی بی نے آہنگ خان کو اپنی مدد کے لئے قلعہ مین طلب کیا - اور وہ بہی لڑبہڑ کر قلعہ مین داخل ہوگیا - لیکن شاہ علی (جس کو اوسنے بادشاہ بنایا تہا) قلعہ مین داخل نہ ہوسکا - البتہ اوسکا بیٹا مرتضےٰ شاہ - آہنگ خان کے ساتہ قلعہ مین آگیا - اس اثنا مین عادل شاہ نے سہیل خان کے ہمراہ (۲۵) ہزار سوار کمک روانہ کیا - اور قطب شاہ کے طرف سے مہدی قلی سلطان ترکمان سرلشکر تلنگ ۶ ہزار سوار لیکر آیا - اور اخلاص خان میان منجہو وغیرہ بہی (جو آپس مین لڑ رہے تہے) سب کے سب متفق ویکدل ہوگئے - اور احمدنگر کے بچانے کے لئے مغلون کا مقابلہ کیا - یہان مغلون مین بہی نا اتفاقی پہیلی ہوئی تہی - شہزادہ مراد اور خانخانان کی سخت ان بن تہی - اسلئے احمدنگر کا فتح کرنا آسان نہ تہا - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ متعدد بار مغلون نے قلعہ پر حملہ کیا - نقبین لگائین - بہت کچہ ہاتہ پیر مارے مگر فتح ممکن نہ ہوئی - اور چاند بی بی کی بہادری اور جرارت نے مغلون کے حملون کا اچہی طرح مقابلہ کیا - اور اون کی دال نہ گلنے دی - آخر شاہزادہ نے صلح چاہی - چاند بی بی بہی راضی ہوگئی - مگر چاند بی بی نے اس صلح کو کسی پر ظاہر ہونے نہ دیا - اور کل برار کا علاقہ معہ چند پرگنات بیدر کے شہزادہ کو دیکر صلح کرلی گئی - شہزادہ احمدنگر سے کوچ کرکے برار آیا - اور وہان کے بندوبست مین مشغول ہوا جب میان منجہو کو شہزادہ کے واپسی کی خبر ہوئی تو اوسنے احمد شاہ کو لیکر احمدنگر آیا - اور آہنگ خان نے چاند بی بی کی رائے سے اوسے قلعہ مین آنے نہ دیا - اور باہر نکالدیا - اور اوسی وقت قلعہ چوند سے

بہادر شاہ کو طلب کرکے تخت نشین کیا۔ میاں منجھو نے لڑنے پر کمر باندہی۔ جب عادل شاہ کو
اوسکی خبر ہوئی تو اوسنے میاں منجھو کو معہ احمد شاہ کے اپنے پاس بلالیا۔ اور اون کی فہمایش
کرکے احمد شاہ کو ایک جاگیر دیدی۔ اور میاں منجھو اور اوسکے بیٹون کو اپنے امرا مین شامل
کرلیا۔ الحاصل یہ فتنہ اس طرح بیٹھ گیا۔ احمد شاہ کی مدت سلطنت آٹھ ماہ ہے۔

بہادر نظام شاہ بن ابراہیم نظام شاہ ثانی

جب چاند بی بی نے بہادر شاہ کو تخت نشین کیا تو محمد خان میان منجھو دایہ زادہ کو پیشوا بنایا۔
چند روز مین اوسنے ایسا استقلال پیدا کیا۔ کہ تمام سلطنت مین اپنے لوگون کو بھر دیا۔
آہنگ خان اور حبشی خان کو قید کر ڈالا۔ جس سے اکثر امرا آزردہ ہوکر ادہر اودہر چلے گئے
اب چاند بی بی گہبرا کر عادل شاہ سے مدد کی خواستگار ہوئی۔ ۱۰۰۴ھ مین عادل شاہ نے
سہیل خان کو لشکر کثیر کے ساتھ روانہ کیا۔ جب وہ آیا تو محمد خان لڑنے تیار ہوگیا۔ آخر
گرفتار کرکے قید کردیا گیا۔ اسکے بعد چاند بی بی نے آہنگ خان کو پیشوا مقرر کرکے سہیل خان
کو باعزاز تمام رخصت کیا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ مغلون نے نقض عہد کرکے اقطاع
برار کے علاوہ پاتری وغیرہ پر بھی (جو برار سے خارج ہے) قبضہ کرلیا ہے۔ اسلئے چاند بی بی
نے مغلون سے مقابلہ کرنے کے لئے لشکر کو جمع کیا۔ عادل شاہ اور قطب شاہ نے بھی کمک کیلئے اپنے
اپنے ملک سے فوج بھیجی۔ اب یہ سب ملکر قصبہ سون پت مین جمع ہوگئے۔ ۱۷ ربیع الثانی (جمادی الثانی)
۱۰۰۵ھ کو طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ سہیل خان عادل شاہی نے اس جنگ مین
کمال بہادری دکھلائی۔ راجہ علی خان والی خاندیس اور راجہ رام چند مارے گئے۔
مغلون کی بہت سی فوج غارت گئی۔ پہلے دفعہ دکھنیون نے فتح پائی۔ مگر دوبارہ خانخانان نے

اس زور سے اسنے حملہ کیا۔ کہ گہوڑون کے پاؤن اوکہڑگئے۔ سہیل خان بہی زخمی ہوا۔ اور تمام دکہنی فوج بہاگ گئی اسکے بعد شہزادہ مراد نے خانخانان کو احمدنگر پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ مگر اوس نے اس موقع پر حملہ کرنا مناسب نہ سمجہا۔ چونکہ اول ہی سے شاہزادہ اور خانخانان مین کدورت تہی۔ اسلئے شاہزادہ نے باپ (اکبر) کو لکہا کہ خانخانان کو بلا لیا جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے خانخانان کو طلب کرلیا۔ اور اوسکی جگہ ابوالفضل کو سپاہ سالار مقرر کرکے روانہ کیا۔ ابوالفضل یہان آتے ہی پرنالہ۔ کہرلہ۔ کاویل کے قلعون کو فتح کرلیا۔ اودہر آہنگ خان اور چاند سلطانہ مین رنجش پیدا ہوئی۔ آہنگ خان نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور چاند بی بی محصور ہوگئی۔ چند روز تک طرفین سے خوب جنگ کا بازار گرم رہا عادلشاہ نے ز نسیع الدین شیرازی کو بہیجکر آپس مین صلح کرادی۔ مگر یہ صلح قایم نہ رہی۔ پہر دوبارہ جنگ کی نوبت آئی۔ اور آہنگ خان نے قلعہ کا پہر محاصرہ کیا۔ علاوہ اسکے قصبہ بیڑ کو بہی مغلون سے لیا۔ انہین ایام مین شہزادہ مراد کثرت شرابخواری سے مرگیا۔ اکبر کو بہت رنج ہوا جب بیڑ پر دکہنیون کے قبضہ کرلینے کی خبر سُنی تو شہزادہ دانیال کو دکن کی جانب روانہ کیا۔ اور خانخانان کو ساتھ دیا۔ اور خود اکبر بہی ۱۰۰۸ھ مین دکن کیطرف کوچ کیا۔ لیکن اس اثنا مین معلوم ہوا کہ راجہ علی خان کا بیٹا بہادر خان جو خاندیس کی تخت پر بیٹہا ہے۔ نہایت سرکش و مغرور ہوگیا ہے۔ اسلئے خود آسیر کی تسخیر کو گیا۔ اور شہزادہ کو بدستور احمدنگر جانیکا حکم دیا۔ جب شہزادہ احمدنگر آیا تو آہنگ خان قلعہ کا محاصرہ چہوڑکر چلا گیا۔ اب شہزادہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ چاند سلطانہ کی رائے ہوئی کہ شہزادہ سے صلح کرلیجائے۔ جب یہ خبر حمیتہ خان حبشی کو (جو اس وقت قلعہ مین نامی سردار تہا) معلوم ہوئی تو اوسنے تمام لوگون کو چاند سلطانہ کے خلاف مین بغاوت پر آمادہ کیا۔ اور محل مین گہسکر اوس عفیفۂ دوران کا

کام تمام کرڈالا۔ اس کے دوسرے روز شہزادہ دانیال سنے سرنگین لگاکر قلعہ کو مسمار کرڈالا۔ اور
تمام اطفال و زنان جوان کو اسیر کیا۔ باقی جسقدر کہ قلعہ مین تہے سب یک قلم قتل کرڈالے گئے
جملہ مال و اسباب تاراج و برباد ہوا۔ بہادر شاہ بہی گرفتار کرلیاگیا۔ بعدازان شہزادہ نے قلعہ کو
اپنے معتمدون کے سپرد کرکے بہادر شاہ کو لیکر برہانپور (بادشاہ کے پاس) گیا۔ اکبر نے بہادر شاہ
کو قلعہ گوالیار مین قید کردیا۔ بہادر کی مدت سلطنت تین سال کی ماہ ہے۔ اب اکبر قلعہ آسیر کو
فتح کرکے اپنی دارالسلطنت کو چلاگیا۔ اور سلاطین فاروقیہ خاندیس کا خاتمہ ہوگیا۔

مرتضیٰ نظام شاہ ثانی بن شاہ علی بن برہان نظام شاہ اول

جب احمدنگر پر شہنشاہ اکبر کا قبضہ ہوگیا تو امرائے نظام شاہیہ نے مرتضیٰ نظام شاہ کو تخت
نشین کرکے قلعہ پرینڈہ کو دارالسلطنت بنایا۔ اس وقت امرائے نظام شاہیہ مین عنبر حبشی
اور راجو دکہنی بڑے پایہ کے امیر تہے۔ گریہ دونون آپس مین ایک دوسرے کے رقیب
بنے ہوئے تہے۔ اس وقت مرتضیٰ نظام شاہ کے قبضہ مین صرف قلعہ اوسہ اور چند قریے
موجود تہے۔ باقی تمام اقطاع پر عنبر اور راجو متصرف تہے۔ آخر مرتضیٰ نظام شاہ نے امیر برید ثانی
کو ان دونون کی قوت توڑنے اور خود کو بااختیار بنانیکے لیے لکہا۔ چنانچہ امیر برید مدد کے لئے
آیا۔ لیکن جب لڑائی ہوئی تو عنبر کامیاب ہوا۔ اور مرتضیٰ نظام کو قید کیا۔ سنجن خان حبشی جو
ایک مدت سے قلعہ پرینڈہ کا قلعہ دار تہا۔ اوس نے ایک مدت تک عنبر کا مقابلہ کیا۔ اور قلعہ پر
قبضہ نہونے دیا۔ مگر چند روز کے بعد عادل شاہ کے پاس بیجاپور چلاگیا۔ اب ملک عنبر نے
پرینڈہ پر بہی قبضہ کرلیا۔ اور مرتضیٰ نظام کو رہا کرکے پرینڈہ مین رکہا۔ ۱۰۱۶ھ مین عنبر اور
راجو کے مستعد بار لڑائیان ہوئین۔ پہلے پہلے تو راجو کو غلبہ رہا۔ مگر جب عنبر نے خانخانان کی

مددلی تو راجو سنے شکست پائی۔ آخر گرفتار ہو گیا۔ مرتضےٰ نظام نے جنیر کو دار السلطنت بنایا۔
اور عنبر کا قبضہ کل نظام شاہی قلمرو پر ہو گیا۔ اس اثنا مین اکبر نے انتقال کیا اور جہانگیر تخت پر
بیٹھا۔ شہزادہ پرویز کو ۲۰ ہزار سوار دیکر دکن روانہ کیا۔ اور خانخانان کو بھی دس ہزار سوار سے
مدد کو بھیجا ادہر عنبر نے امیر برید اور عادل شاہ سے کمک لیکر مقابلہ کو چلا اور اپنے بیٹے عزیز الملک
کی شادی ابراہیم عادل شاہ کے ایک غلام یاقوت خان کی بیٹی سے کمال دہوم دہام کے ساتھ
ادا کی۔ ۱۰۱۹ سنہ مین طرفین سے مقابلہ ہوا۔ دکہنیون نے فتح پائی۔ اور احمدنگر پر بھی قبضہ کرلیا۔
جب اس شکست کی خبر جہانگیر کو ہوئی تو اوس نے خانخانان کو دکن سے بلایا۔ اور خان جہان
لودہی عبداللہ خان وغیرہ کو لشکر کثیر کے ساتھ دکن بھیجا۔ یہان ملک عنبر نے بھی فوج کا خوب انتظام کیا
کئی ہزار مرہٹے بھی ملازم رکہے۔ اولا عبداللہ خان سے عنبر کا مقابلہ ہوا۔ عبداللہ خان نے شکست
پائی۔ اور خان جہان بھی برہانپور چلا گیا۔ اب جہانگیر نے پہر خانخانان اور اوسکے بیٹے شہنواز خان
کو دکن کیطرف بھیجا۔ اس دفعہ شہنواز خان نے ملک عنبر کو شکست دی۔ اور تین کوس تک اوس کا
تعاقب کرکے ۳۰۰ ہاتھی اور اونٹ وغیرہ چہین لئے۔ اس کے بعد ۱۰۲۵ سنہ مین جہانگیر نے شہزادہ
خرم (شاہجہان) کو روانہ کیا۔ جب شہزادہ دکن آیا تو عادل شاہ اور ملک عنبر نے اطاعت
کرلی۔ پیشکشین داخل ہوئین۔ احمدنگر اور نیز باقی تمام محالات بالاگہاٹ پر شہزادہ نے قبضہ کرلیا
چونکہ ملک عنبر نے ظاہرداری مین صلح و اطاعت کرلی تہی۔ اسلئے چندروز کے بعد اوس نے شاہی
علاقون پر تاخت و تاراج شروع کردی۔ پہر جہانگیر نے شاہجہان کو روانہ کیا چنانچہ تمام حالات ہم نے
ہندوستان کے واقعات مین بالتفصیل بیان کردیا ہے۔ اسلئے اب یہان بالکل مختصر طور پر ختم
کیا جاتا ہے الغرض شاہزادہ یہان آتے ہی ملک عنبر پر ٹوٹ پڑا اور متواتر شکستین دیکر کہرکی (جو
اس وقت اورنگ آباد کہلاتا ہے) تک قبضہ کرلیا۔ اور ملک عنبر بہاگ کر دولت آباد گیا۔ پہر شہزادہ

دولت آباد کا محاصرہ کیا۔ لیکن ملک عنبر مجبور ہو کر اطاعت و صلح کرلی۔ جب شاہجہان دکن سے
چلا گیا تو ملک عنبر نے یہان میدان خالی پا کر پہر فساد کہڑا کیا۔ قطب شاہی عملداری مین خسوٹ مار
مچادی۔ ابراہیم عادل شاہ کا بیجاپور مین محاصرہ کرلیا۔ ابراہیم نے جہانگیر سے مدد چاہی پہر بلند رائے
اور خنجر خان قلعہ دار احمد نگر بیجاپوریون کی کمک پر جہانگیر کے حکم سے آگئے۔ خوب لڑائی ہوئی۔
عنبر نے جہانگیری و عادل شاہی دونون لشکرون کو شکست دی۔ اور بڑے بڑے امرا رکو قید کرلیا۔
اس اثنا رمین نور جہان کے بہکانے سے جہانگیر اور شاہجہان مین رنجش پیدا ہوگئی۔ اور شہزادہ
پرویز کو جہانگیر نے شاہجہان کی سرکوبی پر مامور کیا۔ ملک عنبر نے شاہجہان کو کمک دی۔
خوب لڑائیان ہوئین۔ مگر ہمیشہ شاہجہان کو شکست نصیب ہوئی رہی۔ ۲۳ شعبان ۱۰۳۵ھ کو
ملک عنبر بعمر (۸۰) سالہ اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ اس شخص نے بنام نہاد وزارت (۲۷) برس
بادشاہی کی۔ اسکے دو بیٹے فتح خان اور چنگیز خان تہے فتح خان باپ کی جگہ وزیر ہوا۔

برہان نظام شاہ ثالث

جس وقت ملک عنبر مرا تو برہان نظام شاہ بادشاہ تہا اور برہان نظام شاہ اب بچہ نہ تہا۔ پورا جوان
ہوگیا تہا۔ یہ معلوم ہونا نہایت دشوار ہے کہ مرتضےٰ نظام شاہ ثانی کب اور کیسے مرا۔ اور برہان
نظام شاہ ثالث کس کا بیٹا تہا۔ اور کس طرح تخت نشین ہوا۔ چونکہ عبداللہ قطب شاہ کی تخت نشینی پر
برہان نظام شاہ کے ایلچی کا جانا تاریخ قطب شاہی مین بیان کیا گیا ہے۔ اسلئے ہم کہہ سکتے ہین
کہ مرتضےٰ ملک عنبر کے عین حیات ہی مرگیا تہا۔ اور برہان تخت نشین کیا گیا تہا۔ اور غالباً یہ مرتضےٰ کا
ہی بیٹا تہا۔ الغرض برہان کے ایک غلام حمید خان حبشی کو اسوقت بہت بڑا عروج حاصل ہوا۔
اور اسکی زوجہ تمام محل مین کارپرداز و خود مختار بنی۔ بہرحال امرا اور باہران دونون جور و ا کے

خاوند کے حکم واحکام چلتے تھے۔ اس اثنا مین ابراہیم عادل نے نظام شاہی سلطنت پر چڑہائی
کی۔ برہان نے چاہا کہ خود اوسکے دفعیہ کو جائے۔ مگر حمید خان کی زوجہ نے اوس کو روکا۔ اور کہا کہ
فوج کی سرداری مجھے عنایت ہو۔ مین خود جاکر لڑون گی۔ اگر فتح پائی تو برسون تک یہ نام رہیگا
کہ ایک نظام شاہی عورت نے ابراہیم عادل شاہ پر فتح پائی۔ اور اگر شکست ہوئی تو کوئی بدنامی بہی
نہین ہے لیکن اتفاقاً جب اسنے مقابلہ کیا تو فتح ہوگئی کئی ہزار عادل شاہی فوج قتل و اسیر ہوئی
یاقوت خان حبشی (جو نظام شاہی فوج کا سپہ سالار تہا) اور حمید خان کی بالکل نااتفاقی
تہی۔ اسلئے یاقوت خان نے فتح خان پسر ملک عنبر کے مشورہ سے جہانگیر کی ملازمت اختیار
کرلی۔ اور خانجہان (جو جہانگیر کیطرف سے دکن کا سپہ سالار تہا) کو حمید خان کی بیوی نے
دم دلاسا دیکر چار پانچ لاکہہ ہون اور دو تین لاکہہ روپیہ کے جواہر حوالہ کرکے نظام شاہی
وہ سب ملک واپس لے لیا جو اکبر کے زمانہ سے اس وقت تک مغلون کی سلطنت مین
داخل ہوچکا تہا۔ یہ وہ ملک تہا جو مدتون کی محنت برسون کی جان فشانی۔ کروڑون روپیہ
نقصان سے حاصل ہوا تہا۔ اور جہانگیر کو مہابت خان وغیرہ کے جہگڑون مین اس کے طرف
متوجہ ہونے کی نوبت ہی نہین آئی۔ اتنے مین جہانگیر بادشاہ کا انتقال ہوگیا اور شاہجہان
سریر آرا ہوا۔ انہین ایام مین برہان نظام نے دو مرتبہ بیجاپور پر چڑہائی کی۔ مگر کامیابی
نہ ہوئی۔ اب شاہجہان نے برہان نظام کو لکہا کہ جو ملک خانجہان سے بذریعہ فریب حاصل
کیا گیا ہے وہ واپس کردیا جائے اور آیندہ اطاعت اختیار کیجائے۔ اس فرمان کے
پہونچتے ہی برہان کی آنکہین کہلین۔ اور وہ تمام علاقہ حوالہ کردیا۔ اس عرصہ مین برہان
نظام شاہ اور فتح خان وزیر کے مابین نااتفاقی ہوگئی۔ اور برہان نے فتح خان کو قید کیا۔
اور اوس کی جگہ مقرب خان وزیر مقرر ہوا۔ اس حرکت سے تمام عنبری قدیم سردارون نے

اطاعت سے منہ موڑا۔ اور ملک عنبر کا چھوٹا بیٹا چنگیز خان ۱۰۳۵ھ میں شاہجہان کے پاس چلا گیا۔
انہیں ایام میں برہان نے جادو رائے جاگیردار سنہ کھیڑ کو قتل ڈالا۔ اوس کے دو بیٹے بھی
مارے گئے۔ آخر اوسکی زوجہ گرجاتی یہاں سے نکل کر شاہجہان کے پاس چلی گئی۔ اسی اثنا
میں خانجہان نے شاہجہان سے بغاوت کی۔ شاہجہان نے اوسکی سرکوبی پر فوج مقرر کی۔
اب وہ ادہر اودہر مارا مارا پھرنے لگا۔ جب نظام شاہی عملداری میں آیا تو برہان نے اوسکی
اعانت کی۔ شاہجہان کو معلوم ہوا تو اوسنے برہان کو اوسکی اعانت سے منع کیا۔ لیکن برہان
نے کچھ توجہ نہ کی۔ آخر شاہجہان خود دکن آیا۔ اور تمام فوج کو تین گروہوں پر تقسیم کر کے نظام شاہی
ملک کی تباہی اور خانجہان کی تادیب کے لئے حکم دیا۔ برہان نے بھی شاہی فوج کا مقابلہ کیا
تھوڑے ہی دنوں میں خانجہان گرفتار ہو کر مارا گیا۔ اور اعظم خان نے قلعہ دہارور کو فتح کیا۔
اس کے بعد شاہجہان نے عادل شاہ کو امداد کے لئے حکم دیا۔ اور یہ قرار پایا کہ جب نظام شاہی
سلطنت فتح ہو جائے تو علی السویہ اوسکی تقسیم کر لیجائے۔ چند روز تو عادل شاہ نے پادشاہی
فوج کی مدد کی۔ مگر جب نظام شاہ نے قلعہ شولاپور اوسکے حوالہ کر کے صلح کر لی تو اوسنے بادشاہی فوج
کی امداد سے ہاتھ کھینچا۔ اور در پردہ نظام شاہ کو مدد دینے لگا۔ عادل شاہ کے علیحدہ ہو جانے
سے بادشاہی فوج نے اپنا کام نہیں چھوڑا۔ بلکہ اور بھی تیزی سے نظام شاہی سلطنت کے
قلع وقمع کی فکر کرنے لگے۔ چنانچہ متعدد قلعے فتح ہوگئے۔ قلعہ قندہار بھی تسخیر ہو گیا۔ اب نظام شاہ
گھبرا گیا۔ کیونکہ اس وقت اوسکے پاس صرف دولت آباد اور اوسکے چند پرگنات باقی رہ
گئے تھے۔ جب کچھ نہ بن پڑی تو اوس نے فتح خان کو رہا کر کے پیشوا بنایا۔ اور مقرب خان
(جو سابق میں پیشوا تھا) آزردہ ہو کر شاہجہان کے پاس چلا گیا۔ ایک عرصہ تک ہنگامہ کارزار
گرم رہا۔ اسی زمانہ میں برہان نظام شاہ کو کچھ جنون سا ہو گیا۔ فتح خان نے اوسکو قید کر لیا

اور شاہجہان کو لکھا کہ مین نے برہان کو قید کرلیا ہے۔ عفو جرایم کا امیدوار ہون" شاہجہان نے جواب دیا۔ کہ "اگر تو ہمارا سچا خیرخواہ ہی تو برہان کو قتل کرڈال"۔ افسوس ہے کہ اس نکحرام نے برہان کو قتل کرڈالا۔ اور اکثر اوس کے رفقا اور امراء کو گرفتار کیا اور مارا۔ اسکے بعد اوسکے بیٹے شاہزادہ حسین کو تخت نشین کیا۔ اور تمام واقعات کی ایک عرضی شاہجہان کو لکھا۔

حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ ثالث

جب شاہجہان کے پاس فتح خان کی عرضی پہونچی تو اوسکی نکحرامی پر نہایت افسوس کیا۔ مگر بتقاضائے مصلحت امورملکی جواب مین لکھا۔ کہ "اگرچہ نظام الملک کا مدارک قریب ... ہوگیا ہے۔ لیکن برہان کی یتیمی اور مظلومی کو دیکھکر ہم اوس حکومت کو بحال ... تمہین چاہیئے کہ جواہرات و مرصع آلات اور جو ہاتھی کہ حصار دولت آباد ... اور ... آذوقہ سے اون کی حالت ردی ہو رہی ہے۔ اونہین ہمارے پاس ... اپنے بیٹے کے ہاتھ بھیجدو"۔ جب فتح خان نے ہاتھی اور جواہرات کے بھیجنے مین ... کیا تو شاہجہان نے ۲۴ رجمادی الثانی سنہ ۱۰۴۲ھ کو دس ہزار سوار وزیر خان کے ہمراہ قلعہ دولت آباد کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اب فتح خان خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور اپنے بیٹے عبدالرسول اسکے ہاتھ تیس ۳۰ ہاتھی ۹ گھوڑے اور جواہر و مرصع آلات قیمتی ۸ لاکھ روپیہ کے روانہ کیا۔ چند روز تو امن وچین سے گذرے۔ مگر جب خان زمان خان نے بیجاپوریون پر چڑھائی کی تو فتح خان عادلشاہ کی کمک دینے لگا جس سے شاہجہان آزردہ ہوا۔ اور مہابت خان کو دولت آباد کے محاصرہ کا حکم دیا۔ ایک مدت تک فتح خان محصور رہا۔ آخر جب مجبور ہوا تو قلعہ کی کنجیاں مہابت خان کے پاس بھیجدین۔ اور ۱۹ ذیحجہ سنہ ۱۰۴۲ھ کو حسین شاہ معہ اپنے توابع و لواحق

قلعہ سے نکلا۔ اب مہابت خان قلعۂ دولت آباد کی حراست اپنے آدمیون کے تفویض کرکے آپ حسین نظام شاہ اور فتح خان کو ہمراہ لیکر برہان پور آیا۔ اور وہان سے ان دونون کو نذر شاہجہان بادشاہ بہیجدیا۔ شاہجہان نے حسین نظام شاہ کو قلعۂ گوالیار مین قید کیا۔ اور فتح خان کو وظیفہ مقرر کردیا۔

مرتضی نظام شاہ ثالث

اب خاندوران خان اور ساہوجی و مرارجی راؤ دولت آباد سے مایوس ہوکر ناسک و ترنبک کی طرف آئے تو اونہون نے مشورہ کرکے قلعۂ الجنزائی (جو جنیر سے ۸ کوس پر تہا) مین نظام شاہی خاندان کے کچہ لوگ نظر بند تہے مرتضی نام ایک گیارہ سالہ لڑکے کو نکال کر قلعۂ بہیم گڈہ (جسے شاہ گڈہ بہی کہتے ہین) مین تخت نشین کیا۔ اور ساہوجی پیشوا مقرر ہوا۔ اس اثنا مین شہزادہ محمد شجاع پرینڈہ آیا۔ جب یہ خبرین پہنچین تو مہابت خان کو ساہوجی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چند روز تک خوب لڑائیان ہوئین۔ اس اثنا مین مہابت خان مرگیا۔ اور خاندوران و خانزمان مالک دکن کے انتظام و بندوبست کے لئے مامور ہوئے۔ ساہوجی نے بہی ان کا اچہی طرح مقابلہ کیا۔ اور کچہ مدت تک مرتضی نظام شاہ کے نام سے بادشاہت کرتا رہا۔ آخر جب خانزمان نے ساہوجی کا دم ناک مین کیا تو وہ بیجاپور کی طرف بہاگ گیا۔ اس اثنا مین عادل شاہ اور قطب شاہ نے شاہجہان کی اطاعت کرلی۔ اور سالانہ پیشکش مقرر کردیا۔ اور اکثر نظام شاہی علاقہ کو شاہجہان نے عادل شاہ کے حوالہ کیا۔ اور اب تو ساہوجی بہت گہبرایا۔ اور خان زمان نے اوسکا تعاقب کرکے مرتضی نظام شاہ کا چتر و نشان وغیرہ چہین لیا۔ اور ساہوجی قلعۂ ماہولی مین قلعہ نشین ہوگیا۔ اور خانزمان نے بہی فوراً محاصرہ کرلیا۔ الحاصل ساہوجی نہایت تنگ ہوکر اپنے تمام قلعے اور مرتضی نظام شاہ کو خانزمان کے

تفویض کر کے خود عادل شاہ کی ملازمت اختیار کی اور خانزمان مرتضیٰ نظام کو لیکر شہزادہ اورنگ زیب کے پاس دولت آباد آیا۔ اور دکن کی لڑائی کا جو سنہ ۱۰۳۵ میں شاہجہان نو دولت کی وجہ سے شروع ہوئی تھی۔ رجب سنہ ۱۰۴۶ میں مرتضیٰ نظام شاہ ثالث کی گرفتاری پر خاتمہ ہوا۔ اور ساہوجی نے جو نام کا نظام شاہ بنا رکھا تھا اب وہ بھی باقی نہ رہا۔ شاہجہان نے مرتضیٰ نظام کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ اگرچہ حسین نظام شاہ کے قید ہونے پر ساہوجی نے مرتضیٰ نظام کو بادشاہ بنا کر تین برس اور بھی اس تماشا کو قائم رکھا مگر درحقیقت نظام شاہی خاندان کی سلطنت اوسی وقت ختم ہو گئی۔ احمد نظام الملک نے سنہ ۸۹۱ میں اس سلطنت کو قائم کیا تھا۔ ۱۵۳ برس یہ حکومت قائم رہی (۱۳) بادشاہ ہوئے۔ اگر تین برس مرتضیٰ کی حکومت کے بھی شامل کریں تو (۱۵۶) برس اور (۱۴) بادشاہ ہوتے ہیں۔

گل چہارم

طبقہ قطب شاہیہ

سلاطین حیدرآباد

سلطان قلی قطب شاہ

جب سلطنت بہمنیہ کی قوت زائل ہونے لگی تو احمد نظام الملک و یوسف عادل شاہ نے ۸۹۵ھ و ۸۹۶ھ میں اپنے اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور تخت سلطنت پر قدم رکہا مگر سلطان قلی نے جلدی نہ کی۔ کیونکہ اوس کے پاس اوس وقت بہت ہی کم ملک کا

نوٹ۔ ابراہیم قطب شاہ کے زمانہ میں شاہ خورشید ایرانی نے خاندان قطب شاہی کی تاریخ لکھی تھی۔ جو تاریخ فرشتہ کے مصنف کی نظر سے بھی نہیں گزری۔ یہ تاریخ برگ صاحب مترجم تاریخ فرشتہ کو ہاتھ آئی۔ صاحب ممدوح نے

حصہ تہا۔ الغرض جب سلطان قلی نے قلعۂ پانگل و گولکنڈہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور محمود شاہ بہمنی کا
سلطنت مین کچہہ دم باقی نہین رہا تو ۹۱۸ھ مین اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور باوجود اس قدر

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۶۵) ۔ سلطان قلی کا نسب نامہ یہ لکہا ہے۔ شاہ سلطان قلی بن اویس قلی بن پیر علی بن امیر الوندین
امیر اسکندر بن امیر قرا یوسف بن امیر قرا محمد بن امیر ترسون بن قرا منصور بن قرا ابرم بن قرا ترش بن امیر توما بیگ
غرض یہ سلسلہ اوغوز خان تک اور پہر حضرت یافث بن نوح تک مورخون نے پہونچایا ہے۔ آق قویلو اور قرا قویلو دو ترکی
قومین ایک دوسرے کی رقیب تہین۔ اول قوم نے دوم قوم کے سردار امیر پیر قلی کو حکومت سے محروم کر دیا تہا
مگر دوسری قوم کے شاہ امیر حسن بیگ یا اوزون حسن بیگ نے امیر پیر قلی کو جس کا مزاج صلح جو تہا مطمئن کیا۔ اور
پہر اوسکے خاندان کو ستانا چہوڑا۔ جب حسن بیگ مرگیا اوسکا بڑا بیٹا خلیل سلطان جانشین ہوا۔ اوس نے اویس قلی
بن امیر پیر قلی قرا قویلو کے ساتہ اپنے باپ کا برتاؤ برتا۔ مگر جب امیر یعقوب آق قویلو بادشاہ ہوا تو اعیان سلطنت نے
بتلایا کہ سلطان قلی ولد اویس قلی ہونہار ہے۔ (اسی کی تاریخ کا بیان کرنا ہمارا اصلی مقصد ہے) وہ اپنے باپ کا
بڑا لاڈلا تہا۔ قوم کی امیدگاہ تہا۔ قوم جانتی تہی کہ اسکے سبب ہمارے دن پہرینگے اور حکومت پہر ہاتہ آئیگی۔ امیر
یعقوب نے نجومیون سے سلطان قلی کی قسمت کا حال پوچہا تو اونہون نے پیشین گوئی کی کہ وہ بادشاہ ہوگا
مگر ایران کا نہین بلکہ ہندوستان مین۔ پہر تو امیر یعقوب اوسکی جان کا خواہان ہوا۔ یہ خبر جو اسکے باپ کو ہوئی تو اوسنے
اپنے بہائی امیر علی قلی کے ساتہ اوس کو ہندوستان بہیجدیا۔ مرغوب القلوب مین لکہا ہے کہ سلطان قلی قریۂ
سعد آباد مملکت ہمدان کا رہنے والا امیر قرا یوسف ترکمان کے خاندان مین تہا۔ اوسکا خود بیان ہے کہ
جب میری قوم قرا قویلو کو قوم آق قویلو نے مغلوب کرلیا تو مجہے بمجبوری اپنے بچپنے مین اپنے چچا امیر قلی کے
ساتہ ہندوستان بہاگنا پڑا۔ چند روز دکن مین رہکر پہر مین اپنے باپ کے پاس ہمدان گیا۔ اتنے مین پہر
ہماری قوم کے دشمنون کو غلبہ ہوا۔ اور امیر یعقوب بیگ میری جان کا خواہان ہوا تو مین نے پہر دکن کا قصد کیا

مختصر سلطنت سے شاہانہ ٹھاٹھ جمادئے اور قطب الملک کے بجائے قطب شاہ اپنا لقب مقرر کیا۔ ایرانی بادشاہون کے طور وطریق برتنے لگا۔ دن مین پانچ مرتبہ شاہان ایران کیطرح

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۶۶)۔ اور شاہ بہمنی کی نذر کے لئے چند گھوڑے اور تحایف لیکر شاہ نور الدین (جو میرا رشتہ دار اور پیر و مرشد علم نجوم سے ماہر تھا) سے اجازت لینے گیا۔ اونسنے یہ خوش خبری دی۔ کہ تو ہندوستان کے ایک حصہ مین بادشاہ ہوگا۔ الغرض مین اوس سے اجازت لیکر اپنے چچا کے ساتہ ہندوستان کی جانب چلا۔ جب ہم بندر آئے تو دو تین روز کے بعد محمود شاہ بہمنی کی ملازمت مین حاضر ہوئے۔ گھوڑے اور تحایف پیش کئے۔ بادشاہ نے ہمپر کمال مہربانی کی۔ چند روز کے بعد میرا چچا چلا گیا۔ اور مین بادشاہ کے حکم سے اکیلا یہان رہگیا۔ محمود شاہ نے روز بروز منصب وخدمت کی ترقی کی۔ فرشتہ مین لکھا ہے کہ سلطان قلی بہارلو ترکون مین سے او علی شکر کی قوم سے تھا۔ بعض اوسکو مرزا جہان شاہ مقتول عشاہ ایران کی اولاد بتاتے ہین۔ مگر پہلی روایت صحیح ہے۔ الحاصل سلطان قلی علم حساب سے ماہر تھا۔ خط سیاق خوب لکھتا تھا۔ پہلے بادشاہ نے اوسکو محلات کا مشرف مقرر کیا۔ چند روز کے بعد ملک تلنگ مین چورون اور رہزنون نے لوٹ مار مچا دی تو بادشاہ نے سلطان قلی کو وہان کے انتظام پر بہیجا۔ اس نے وہان جاکر اون کی خوب سرکوبی کی۔ اور حسب دلخواہ واقعی انتظام کیا۔ جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور اپنا مقرب بنایا۔ ایک دفعہ شکار مین بادشاہ اوسپر ایسا خوش ہوا کہ (۱۵۰) عربی ترکی گھوڑے اور خلعت عطا کرکے کرنگل جاگیر اور خواص خان کا خطاب مرحمت کیا۔ اسکے بعد ایک دفعہ بادشاہ جلسہ ناچ ورنگ مین مشغول تھا۔ اتفاقاً حبشیون اور دکہنیون کی جماعت نے بادشاہ کے محل مین گہسکر حملہ کیا۔ اوسوقت سلطان قلی معہ اپنے دس بارہ گبرو کے موجود تھا۔ نہایت جرأت سے اوس حملہ کا مقابلہ کیا۔ اور بادشاہ کو وہان سے قلعہ مین لیجاکر محفوظ مقام پر بٹھایا۔ اس لڑائی مین سلطان قلی کے پانچ ہمراہی مارے گئے۔ پہر تو حکیم خواجہ جہان کو خبر ہوئی۔ بعد وہ سپاہ سیوار کو لیکر آگیا۔ تمام باغی بہاگ گئے۔ محمود شاہ نے سلطان قلی کو اپنا بچا نیوالا جانا۔ اور قطب الملک کا

نوبت بجواتا تہا۔ حالانکہ بیجاپور و احمدنگر و کاویل مین یہ قاعدہ جاری نہ تہا۔ سلطان محمود کو شطرنج کا
بادشاہ مانتا تہا۔ اور اوسکے حقوق کو یاد کرکے تحفے تحایف نذرانہ کی صورت مین اور پانچہزار
ہون مخفی برابر ماہ بماہ بہیجا کرتا تہا۔ کہ امیر برید بادشاہ سے نہ لے۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۶۷) سے۔ خطاب ویکر دوسرے درجہ کا وزیر مقرر کیا۔ بعد ازان خاندان بہمنیہ کے ضعف کے باعث
امرائے کبار نے کنارہ کشی اختیار کی۔ اور اپنے کو مطلق العنان بنایا۔ تو محمود شاہ ملک دنیا حبشی اور ملک عزشقدم
ترک کی سرکوبی کے لیئے چلا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ ملک دنیا گرفتار ہوگیا۔ الغرض اس لڑائی مین قطب الملک نے
اپنی شجاعت کے جوہر خوب دکہائے۔ اسلئے بادشاہ نے اوس کو صوبۂ تلنگانہ کا طرفدار بناکر امیر الامرا کا خطاب
دیا اور اوسکی ذاتی جاگیر مین کوملکبر اونکائی کا اضافہ کیا۔ اسکے بعد جب بہادر گیلانی حاکم گوا و دیبل وغیرہ نے شاہ
گجرات کے جہاز لوٹ لئے تو شاہ گجرات نے محمود شاہ کو توجہ دلائی۔ محمود شاہ بہمنی اوسی وقت بہادر گیلانی
کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا۔ اور قطب الملک بہی اوس وقت ہمراہ تہا جب محمود شاہ قلعۂ مرچ مین آیا تو پوٹانانک
نے مقابلہ کیا۔ مگر قطب الملک کی بہادری سے پوٹانانک پسر پوٹانانک مارا گیا۔ اور ہندؤون کو شکست ہوئی۔ دوسرے
روز پوٹانانک نے قلعہ حوالہ کیا۔ اور سالانہ خراج داخل کرنیکی قسم کہائی اور یہان سے نکلکر بادشاہ نے بہادر گیلانی
کا مقابلہ کیا۔ اور اوسکی خوب تنبیہ کرکے دار الحکومت کو واپس آیا تو قطب الملک کی بہت کچہ ترقی کی۔
سنہ ۹۰۸ ہجری مین محمود شاہ بیجانگر کے ہندؤون سے لڑنے چلا۔ قطب الملک بہی ہمراہ ہوگیا۔ رایچور و مدگل کے
قلعے بادشاہ نے فتح کئے۔ اب امیر قاسم برید بادشاہ پر ایسا حاوی ہوگیا۔ اور اوس کو اس قدر تنگ کیا
کہ بادشاہ نے قطب الملک و عادل شاہ سے امداد کی استدعا کی۔ چنانچہ قطب الملک وغیرہ
بیدر پہونچے۔ جنگ عظیم ہوئی۔ قطب الملک نے فتح پائی اور قاسم برید قلعہ اوسہ کو بہاگ گیا پہر اون
امرائے کبار نے بادشاہ کو تخت نشین کرکے اپنے اپنے علاقون کو چلے گئے۔ بعد ازان جب سلطنت کو عادل خاں

جسوقت کہ قطب شاہ - دیورکنڈہ وغیرہ کے مہمات مین مصروف مین تھا تو قوام الملک صغیر حاکم راجمندری (جو ویلکنڈل و
لنگسگور کے علاقہ کا حاکم تھا) تلنگانہ کے شمالی شرقی سمت مین کچھ دست درازی کی تھی اسلئے قطب شاہ جب دیورکنڈہ وغیرہ کے
انتظام سے فارغ ہوکر واپس ہوا تو اس نے فعل معقولات کی وجہ دریافت کی تو اوسنے نقصان کا معاوضہ چاہا قوام الملک نے انکار
کیا سنہ ۹۲۳ھ مین قطب شاہ ایلکنڈل پہنچا طرفین سے لڑائی ہوئی اور قوام الملک شکست کھا کر برار چلا گیا! ویلکنڈل و
ملنگور کا علاقہ قطب شاہ کے ہاتھ آیا - قوام الملک برار جا کر عماد الملک کو قطب شاہ سے لڑنے کے لئے آمادہ کیا
جب قطب شاہ کو یہ خبر ہوئی تو اوس نے عماد الملک کو لکھا کہ آپ قوام الملک کی مدد
نہ کیجے - بلکہ اوسکو اپنے ملک سے نکال دیجے - علاوہ اسکے رامگیر کے سات پرگنے جو حاکم
محمود شاہ کی جاگیر مین تھے - آپ اوس پر اسوقت قابض ہوگئے ہین - حالانکہ وہ پرگنے
مجھے ملنا چاہیے تھے - کیونکہ مین نے محمود شاہ بہمنی کی آخر وقت تک خدمت کی ہے
اور سالانہ رقم کثیر اوسکے اخراجات کے لئے دیتا رہا ہون - قطب شاہ کی اس تحریر سے
عماد الملک سخت مشتعل ہوا - اور فوج لیکر حوالی رامگیر مین پہونچا قطب شاہ بھی تیار تھا -

... قطب الملک ہی

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۶۸) - اور اوسنے نظام الملک نے اپنا اپنا خطبہ پڑھا پادشاہی کی ہوس ہوئی - مگر اسکا مقبوضہ ملک اسقدر مختصر تھا
کہ جسپر شاہی کا اطلاق نہ ہوسکتا تھا - اسلئے پہلے اوس نے اپنے ملک کے بڑھانے کی فکر کی - اور ہمسایہ کے
زمینداران ملک تلنگانہ کو زیر کرنا چاہا - چنانچہ موضع گولکنڈہ کے قریب ایک شہر محمد نگر آباد کیا - اسکے بعد ویلکنڈہ ناگ کنڈہ
راج کنڈہ پر چڑھائی کرکے اوسکو گرفتار کیا - اور قلعہ پر متصرف ہوا - پھر دیورکنڈہ کا قلعہ فتح لیا - جب کرشن راؤ
بیجانگر کے راجہ کو دیورکنڈہ کے فتح ہونیکی خبر ہوئی - تو وہ قطب الملک کی سرحد مین اکو خوب لوٹا اور قطب الملک
نے اوسکا تعاقب کیا - اور چند ہی روز مین قلعہ پانگل بھی لے لیا - یہان سے کن پور جاکر دو مہینے کے محاصرہ میں
اوسے بھی حاصل کیا پھر کوئل کنڈہ پر قبضہ کیا - الغرض بہت کم عرصہ مین قطب الملک نے تلنگانہ کے اکثر قلعون کو

فوراً مقابلہ کیا۔ عماد الملک شکست کہا کر بہاگا۔ اور قطب شاہ نے ناہیر پر قبضہ کرلیا۔ اور وہان سے بہ فتح و فیروزی گولکنڈہ آیا۔ محمود شاہ کے زمانہ مین ایک شخص شتاب خان نام زمیندار نے ورنگل پر قبضہ کرلیا تہا۔ اور کہمم مٹ و دیملکنڈہ کا علاقہ بہی اسی کے پاس تہا۔ اب سلطان قلی نے اوسپر چڑہائی کی۔ ہرچند اطراف واکناف کے زمینداروں نے اوسکی امداد مین جان لڑادی۔ مگر قطب شاہ نے ورنگل معہ اوسکے توابعات کے فتح کرلیا۔ ۹۳۵ھ مین قلعہ کوندبیر لیا۔ اس کے بعد راجہ رام چندر پسر گجپتی (جسکا دار القرار کنداپلی تہا) سے قطب شاہ نے مقابلہ کیا۔ راجہ رام چندر گرفتار ہوا۔ اور اوسکا بہتیجا دوناوری شہزادہ حیدر کے ہاتہہ سے مارا گیا۔ سب ہاتہی اور خزانے چہن گئے۔ اور تمام ملک ساحل بحر تک قطب شاہ کے قبضہ مین آیا۔ اب قطب شاہ راجمندری گیا۔ یہان بہی خوب لڑائی ہوئی۔ ضلع ایلور مسلمانون کے ہاتہہ آیا۔ جب قطب شاہ فائز المرام گولکنڈہ واپس آیا۔ تو معلوم ہوا کہ اوسکی غیر حاضری مین وجیانگر کے راجہ کرشن رائے نے اوس کی سرحد کے بعض اضلاع پر حملہ کیا۔ اسلئے قطب شاہ فوراً لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ اول کنڈبیر گیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ پہر کوہستانی دو قلعون بیلم کنڈہ اور راماکنڈہ پر بہی شبخون مارا۔ اور کامیاب ہوا۔ مگر بہت نقصان اوٹہانا پڑا۔ قلعہ مین جو مال و اسباب ہاتہہ لگا وہ سپاہ مین اوسی وقت تقسیم کردیا۔ یہان سہیل خان خواجہ سرا کو حاکم مقرر کرکے خود کنداپلی گیا۔ اس اثنا مین کنڈبیر مین لشکر شاہی کے بہت سے ہندو افسر شہزادہ حیدر خان سے باغی ہوگئے۔ اسلئے قطب شاہ کو مجبوراً

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۶۹)۔ فتح کرکے اپنے ملک مین شامل کرلیا جب کسی قدر قوت بڑہ گئی۔ اور سپاہ وغیرہ بہی معقول تعداد مین ہوگئی تو اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور قطب شاہ نام رکہا۔ باقی حالات متن مین ملاحظہ کیجئے۔ ۱۲۔ مولف۔

اپنے بیٹے کی سطوت قایم رکھنے کے لئے مراجعت کرنی پڑی۔ جب کرشن راؤ راجہ وجیانگر نے مسلمانوں کی واپسی دیکھی تو بیلم کنڈہ وغیرہ پر حملہ کیا۔ سہیل خان نے فوراً قطب شاہ کو اطلاع دی۔ اور وہ ایلغار آیا۔ دشمن کی فوج کو تتر بتر کر دیا۔ اور تمام اسباب ہاتھی۔ گھوڑے چھین لئے۔ آخر قلعہ کنابیر کے راجہ نے تین لاکھ ہون سالانہ خراج دینے کے وعدہ پر قطب شاہ کا پیچھا چھوڑایا۔ اب سلطان قطب شاہ ایک عرصہ دراز کی لشکرکشی کے بعد اپنی دارالسلطنۃ کو کوچ کیا۔ اثنار راہ میں سُنا کہ اسمٰعیل عادل نے وجیانگر کے راجہ کے اغوا سے کویل کنڈہ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ یہ سُنتے ہی قطب شاہ فوراً کویل کنڈہ آیا۔ طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ کہتے ہیں کہ تین مہینے تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ اور اس عرصہ میں (۵۴) لڑائیاں ہوئیں۔ اور ایک لڑائی میں گنپور کے قریب سلطان قلی (قطب شاہ) کے چہرہ پر تلوار کا زخم لگا۔ جس سے ناک کا کچھ حصہ اور ایک گال اُڑ گیا۔ اس زخم نے اوسکی صورت بگاڑ دی۔ اب قریب تھا کہ کویل کنڈہ تسخیر ہو جائے استنے میں اسمٰعیل عادل بیمار ہو کر ۱۶ صفر ۹۴۱ھ کو انتقال کیا۔ جس سے طرفین میں صلح ہو گئی۔ پھر اسی سال قطب شاہ نے امیر برید پر چڑہائی کی۔ اور کچھ قلعہ کو بیر کو فتح کر کے صلح کر لی۔

چونکہ ہری چند راجہ نلگنڈہ نے اسمٰعیل کے حملہ کے وقت قطب شاہ کو ستایا تھا۔ اسواسطے اوس نے اب نلگنڈہ پر چڑہائی کی۔ ہری چند قلعہ میں محصور ہو گیا۔ لیکن چند روز کی جدوجہد میں قلعہ فتح ہو گیا۔ اور راجہ ہری چند قید ہوا۔

قطب شاہ کا سب سے بڑا بیٹا حیدر خان مر چکا تھا۔ اب جمشید خان دوسرا بیٹا سب سے بڑا تھا۔ مگر قطب شاہ اوس کے چھوٹے بھائی قطب الدین کو تخت نشین کرنا چاہتا تھا۔ اس وجہ سے جمشید و قطب الدین میں عداوت ہو گئی۔ قطب شاہ کو معلوم ہوا تو اوس نے جمشید کو قید کر دیا۔

اب جمشید نے میر محمود ہمدانی قلعدار گولکنڈہ کو بادشاہ کے قتل پر آمادہ کیا۔ چنانچہ بادشاہ دوسری جمادی الثانی ۹۵۰ھ کو مسجد مین نماز کو آیا۔ اور اس نمکحرام نے تلوار کے ضرب سے بادشاہ کو شہید کیا۔ کہتے ہین کہ محمود نے ۲۳ وار متواتر کئے تہے۔ اس وقت بادشاہ کی عمر (۹۰) سال کی تہی۔ اور مدت سلطنت (۶۰) سال ہے۔ چہہ لڑکے اور چہہ لڑکیان تہے۔ (۱) حیدر خان۔ (جو باپ کی زندگی مین مر گیا) (۲)۔ یار قلی جمشید (بادشاہ ہوا) (۳) قطب الدین (جسکو جمشید نے اندہا کیا) (۴)۔ عبد الکریم (جو سرکشی کرکے ملک سے چلا گیا۔ اور پیچہے مارا گیا) (۵)۔ دولت خان (جس کو شہزادہ ماد کہتے تہے) یہ ابراہیم قطب شاہ کے عہد مین مرا۔ (۶) ابراہیم (جو اپنے بہائی جمشید کے بعد مسند نشین ہوا)۔

جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ

سلطان قلی کے مرتے ہی میر محمود قاتل گولکنڈہ آیا۔ اور شاہزادہ جمشید کو رہا کرکے اپنی جماعت کے ساتہ قطب الدین کے محل پر گیا۔ اور اوس کو اندہا کرکے محل شاہی مین آیا۔ اور رسوم کے موافق جمشید کو تخت پر بٹہایا۔ اور سارے ملک تلنگانہ مین اس کے نام کا خطبہ پڑہا گیا۔ شاہان دکن نے تہنیت نامے بہیجے۔ اب جمشید نے دیورکنڈہ مین احکام بہیجے۔ کہ وہان جو اوسکا چہوٹا بہائی ابراہیم حاکم قلعہ ہے وہ گرفتار کرکے بہیجدیا جائے۔ جب ابراہیم کو یہ خبر ہوئی تو وہ قاسم برید کے پاس چلا گیا۔ اور اوس سے امداد چاہی۔ چنانچہ قاسم برید نے ابراہیم کو لیکر گولکنڈہ پر چڑہائی کی۔ اور جمشید کی مدد پر برہان نظام شاہ آگیا۔ اسلئے مجبورًا قاسم برید گولکنڈہ کی نواح سے ناکام واپس ہوا۔ اور ابراہیم اوس سے مایوس ہوکر رام راج کے پاس بیجانگر چلا گیا۔ رامراج نے

نوٹ: رامراج کی ترقی کے حالات یہ ہین کہ جب سلطان قلی نے بیجانگر کے بعض پرگنات پر قبضہ کیا تو اوس نے وہان

ابراہیم کی بہت کچہ آؤ بہگت کی۔ اور جاگیر مقرر کر دی۔ اودہر برہان نظام شاہ نے جمشید اور علاء الدین عماد الملک کو متفق کرکے ابراہیم عادل پر چڑہائی کی جب ابراہیم عادل نے اس اتفاق اور چڑہائی کی خبر سنی تو وہ نظام شاہ کی سرحد پر آکر پرینڈہ کا محاصرہ کیا۔ اور برہان (جو شولاپور کی تسخیر مین مصروف تہا) کو یہ خبر ہوئی تو وہان سے پرینڈہ آیا۔ خاص پور کے مقام پر سخت خونریزی ہوئی جس مین جمشید نے بڑی مردانگی دکہائی۔ ابراہیم عادل شکست کہاکر بہاگا۔ اور اوس کا بہت سا اسباب وسامان غارت گیا چند روز تک تو ابراہیم عادل نے سپاہ وغیرہ کی فراہمی مین گذارے۔ جب اوس سے اطمینان ہو گیا تو اوس نے جمشید قلی سے انتقام لینا چاہا۔ اور اسد خان کو لیکر قلعہ کاکنی آیا۔ اور اوس پر قبضہ کرکے خاک سیاہ کر دیا۔ پہر اینگیر پر بڑہا۔ جمشید نے دیکہا کہ اسد خان کا مقابلہ کرنا محال ہے اسلیئے وہ گولکنڈہ چلا گیا۔ اب اسد خان نے تعاقب کیا۔ رستہ مین مقابلہ ہوا۔ خوب گہمسان لڑائیان ہوئین۔ اتفاقاً ایک لڑائی مین جمشید اور اسد خان مقابل ہوگئے۔ اور بغیر اس کے کہ کوئی ایک دوسرے کو پہچانے تلوارون کے گیارہ وار آپس مین چل گئے۔ جمشید کے منہ پر اسد خان کے ہاتہ سے ایک السا زخم آیا کہ اگرچہ اوسکی جان بچ گئی۔ مگر مدت العمر کہانے پینے کی تکلیف رہی۔ اور چہرہ بالکل بدنما ہوگیا۔ اب جمشید گولکنڈہ کو بہاگا۔ سنہ ۹۵۱ھ مین علی بریدنے ۸ ہزار سوار سے جمشید پر حملہ کیا۔ اور گولکنڈہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۷۲)۔ انتظام رام راج کے (جو شریف خاندان کا ہندو تہا) تفویض کیا۔ ۳ سال کے بعد عادل شاہ نے اون پرگنات کو تہ و بالا کیا تو رام راج وہان سے بہاگ کر سلطان قلی کے پاس آیا۔ اور سلطان قلی نے اوسکی اس حرکت سے ناراض ہوکر دور جانیکا حکم دیا۔ اب رام راج بیجانگر جاکر راجہ کرشن راج کا نوکر ہو گیا۔ اوسنے اسکی قدردانی کرکے اپنی بیٹی بیاہ دی۔ جب کرشن راج مرگیا تو اوس کا بیٹا بالکل کمسن تہا اسلیئے رام راج نائب السلطنت ہو بیٹہا۔ اور چند

کے قریب چلکوزنک پہونچ گیا جمشید نے مقابلہ مناسب نہ سمجھا - اور گولکنڈہ کا معقول انتظام کرکے
بیدر پر حملہ کردیا - جب علی برید کو اسکی خبر ہوئی تو گولکنڈہ سے واپس ہوا - کلیپور کے مقام پر لڑائی
ہوئی جمشید قلی کو غلبہ رہا - اسکے بعد صلح ہوگئی - اور فریقین اپنے اپنے ملک کو سدہارے -
چند روز بھی نہیں گذرے کہ پھر برید نے جمشید پر حملہ کرنے کی تیاری کی جب جمشید کو معلوم ہوا تو
اوسنے خود علی برید پر حملہ کیا - اور جگدیو راؤ نائک واڑی کو کولاس کے مقام پر ایک قلعہ کی تیاریکا
حکم دیا - نارائن کہیڑہ کے مقام پر لڑائی شروع ہوئی - اور جمشید نے کولاس و نارائن کہیڑہ و
حسن آباد پر قبضہ کرلیا - اور یہ فتح و فیروزی دار السلطنت واپس ہوا سنہ ۹۵۲ھ مین جمشید نے برہان
کی مدد سے پھر برید پر چڑہائی کی - اور اس دفعہ برید سے قلعہ میدک چہینا - اور فائز المرام گولکنڈہ
مراجعت کی - اور یہان آکر برہان کو لکھا کہ قاسم برید کی عادت ہوگئی ہے کہ وہ ہمیشہ ہمسایہ کے
ملکون کو تاخت و تاراج کرتا ہے - پس بہتر یہ ہے کہ آپ اور ہم ابراہیم عادل کو متفق کرکے قاسم بر
کے ملک پر حملہ کرین - اور فتح کے بعد تمام ملک آپس مین تقسیم کرلیا جائے - چنانچہ اس تجویز پر عمل
ہوا پہلے برہان نے قندہار کو فتح کیا - قاسم برید کو اس اتفاق کی خبر نہ تہی وہ یہ حالت دیکھکر ابراہیم عادل
کے پاس گیا - ابراہیم نے اوسکو گرفتار کرکے قید کیا - قاسم برید گہبراکر جمشید کو لکھا کہ آپ مجھے رہا
کرادیجے تو مین اپنے ملک کا ایک حصہ آپ کے نذر کرونگا جمشید نے ابراہیم کو کہلا بہیجا کہ آپ
قاسم برید کو میرے پاس بہیجدیجے - چنانچہ ابراہیم نے اوسکو جمشید کے پاس بہیجا - اور جمشید اوسکو
لیکر بیدر آیا - اور تخت نشین کیا - قاسم برید نے اس احسان کے معاوضہ مین بہت سے قیمتی
جواہر شاہان بہمنی کے (جو اوس کو ہاتہ لگے تہے) جمشید کے نذر کیا - اب جمشید وہان سے نکلکر

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۷۳) روز کے بعد اوس بچہ کو ٹہکانے لگاکر بیجانگر کی ریاست کا مالک ہوگیا اور تخت سلطنت پر قدم رکہا لیکن

گولکنڈہ آیا۔ اور یہان آتے ہی عیش و عشرت مین ایسا ڈوبا کہ رات دن نشہ مین مخمور رہنے لگا۔ آخر مرض سرطان مین مبتلا ہوا۔ بہرورق ہوگئی۔ اور ۹۵۷ھ مین انتقال کیا۔ مدت سلطنت (۷) سال ہے۔

سبحان قلی قطب شاہ بن جمشید قطب شاہ

اس وقت گولکنڈہ مین کوئی بڑا شہزادہ موجود نہ تہا۔ اسلیئے امرائے غریب نے جن مین سید کمال الدینیا المعروف مصطفےٰ خان اردستانی اور صلابت خان ترکی غلام تہے جمشید کے بیٹے سبحان قلی کو جو دو سال کا تہا۔ تخت پر بٹہایا۔ چونکہ جگدیو راو کی اوس زمانہ مین شان و شوکت بڑہی ہوئی تہی۔ اور مسلمانون مین کوئی شخص ایسا نہ تہا جو اوسکو نیچا دکہاتا۔ اسلیئے بلقیس زمانی (جمشید کی مان) نے بعض امرا کی صلاح سے سیف خان عین الملک کو احمد نگر سے بلایا۔ اور مہمات سلطنت کی انجام وہی تفویض کی۔ جگدیو راؤ ناراض ہوکر بہونگیر گیا۔ اور دولت قلی کو (جمشید کا بہائی) قید سے رہا کر کے بادشاہ بنایا۔ سیف خان اوسکی تنبیہہ کے لئے چلا۔ جگدیو نے تغال خان وزیر دریا عماد شاہ حاکم برار کو مدد پر بلایا۔ سنگرم کے پاس طرفین کا مقابلہ ہوا۔ سیف خان غالب آیا۔ تغال خان برار بہاگا۔ جگدیو قلعہ مین چہپا مگر سیف خان نے اوسکو گرفتار کر کے قلعہ گولکنڈہ مین قید کر دیا۔ اور دولت قلی کو بہونگیر کے قلعہ مین بدستور قید رکہا۔ اسکے بعد سیف خان کا استقلال اقتدار بڑہا کہ تمام امرائے غریب بے اختیار ہوگئے۔ آخر اونہون نے مصلحت کر کے رامراج کو لکہا کہ شہزادہ ابراہیم (جو تمہارے پاس مہمان ہے) کو بہیجدو تاکہ ہم اوسے بادشاہ بنائین۔ ابراہیم تو وہان ایک مدت سے اسی امر کا انتظار کر رہا تہا۔ اوسی وقت رامراج سے رخصت لیکر کوچ کیا۔ رام راج نے سپاہ سے مدد دینی چاہی۔ مگر اوسنے اس خوف سے انکار کر دیا۔ کہ مبادا آیندہ رامراج کچہ ملک کا حصہ طلب کرے۔ الحاصل جب وہ سرحد قطب شاہیہ مین پہونچا تو پہلے

مصطفےٰ خان اردستانی اوس سے جاملا۔ اور قلعہ دار گولکنڈہ نے قلعہ حوالہ کیا۔ اب ابراہیم نے یہان کے مہاجنون سے
دو لاکھہ روپیہ قرض لیکر فوج نوکر رکھی۔ اور لوازمۂ شاہی خریدا۔ مصطفےٰ خان کو میر جملہ مقرر کیا جب یہہ
خبر گولکنڈہ پہونچی تو سیف خان گہبرایا۔ اور اپنے چند رفقا کے ساتھ معہ فوج کے کہنورہ آیا۔ اور
ابراہیم ویلکنڈہ سے کوچ کرکے جب گولکنڈہ کی نواح مین آیا تو جوق درجوق امرا و سپاہی وغیرہ
اوس سے آکر مل گئے۔ جگدیو راو جو قید تہا۔ ابراہیم نے اوسکو رہا کرادیا۔ حارسین گولکنڈہ نے
اکثر امرائے مخالف (جو سیف خان سے وابستہ کہلاتے تہے) کو قتل کرڈالا۔ اور ابراہیم بلا کسی جنگ و
جدال کے داخل دارالسلطنت ہوا۔ اور سبحان قلی (جو ابہی بچہ تہا) کو قید کرکے تمام خزانہ اور اسباب سلطنت پر
قبضہ کرلیا۔ سیف خان کہنورہ مین بیٹہا ہوا یہ حالت دیکہہ رہا تہا۔ اب اوس نے بہی ایک عرضی
معافی جرائم کی ابراہیم کے پاس روانہ کی۔ مگر بعض امرائے غریب کی صلاح سے ابراہیم نے
کوئی جواب نہ دیا۔ اسلئے سیف خان ۵ ہزار سوار اور کچہہ اثاثہ سلطنت قطب شاہی کا لیکر کولاس
کی راہ سے سلطنت سے باہر چلا گیا۔

ابراہیم قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ

۱۲۔ رجب ۹۵۷ھ م ۱۵۵۰ع روز دوشنبہ کو ابراہیم قلعہ محمد نگر مین تخت سلطنت پر قدم رکہا۔
ابراہیم قطب شاہ لقب ہوا۔ اوسی روز ۱۲ ہزار ہون خیرات کیا۔ اور اپنا نشان کہنوونگ* کا

* اس کہنوونگ کے واقعات یہ ہین کہ جب ابراہیم رامراج کے پاس گیا تو اوس نے اوسکو ایک جاگیر دیدی۔
دراصل یہ جاگیر پہلے رامراج نے ایک حبشی امیر عنبر خان نام کو دی تہی۔ جب رامراج نے اوس سے لیکر ابراہیم کو دی
تو اوسکو سخت برا معلوم ہوا جس وقت ابراہیم رامراج کے پاس جانے لگا تو عنبر خان راستہ روک کر کہڑا ہو گیا۔

قرار دیا مصطفےٰ خان سے اپنی بہن منسوب کرکے تمام امورات سلطنت کا پرواز و پیشوا مقرر کیا
۹۶۲ھ میں حسین نظام شاہ اور ابراہیم قطب شاہ نے اتفاق کرکے گلبرگہ کا محاصرہ کیا۔ ابراہیم
عادل نے گھبراکر رامراج سے کمک چاہی اور رام راج بے شمار فوج و ہاتھی لیکر گلبرگہ کا پہونچا۔
اور اپنے بھائی تیمراج کو ابراہیم قلی کے ملک میں لوٹ مار کو بھیجا۔ اس کے بعد رامراج نے
ابراہیم قلی کو لکھا کہ آپکے اور ہمارے بزرگوں کا ہمیشہ اتحاد رہا ہے اسلئے جنگ مناسب نہیں ہے
پس آپ عادل شاہ کے ملک کو لینے کی خواہش دل سے نکالدیجئے۔ اور حسین نظام شاہ کو
بھی سمجھا کر اس ارادہ سے منع کیجئے۔ چنانچہ رامراج کی اس تحریر سے ابراہیم قلی نے محاصرہ اٹھاکر
اپنے ملک کو چلا گیا۔ اب حسین نظام یہاں رہکر کیا کرتا۔ وہ بھی روانہ ہوا۔ اور ادہر رامراج
کے دونوں چھوٹے بھائی یلتم راج و بندراج نے (جو ادہونی میں رہتے تھے) رامراج کی
غیر حاضری میں بغاوت برپا کی۔ اور بیجانگر کے کچھ قلعے دبالئے۔ جب رامراج کو معلوم ہوا تو
اوسنے ابراہیم قلی سے کمک چاہی۔ ابراہیم نے قبول خان سرنوبت و حمید خان ظہیر الملک
کی سرکردگی میں ۶ ہزار سوار دس ہزار پیادے رامراج کی مدد کو بھیجے۔ باغی قلعہ میں محصور ہوگئے
۶ ماہ تک لشکر قطب شاہیہ نے رامراج کی فوج کے ساتھ اون کا محاصرہ رکھا آخر باغیوں نے
مجبور ہوکر قلعہ حوالہ کردیا۔ اور اطاعت قبول کی۔ رامراج اس فتح کے بعد قطب شاہی
سرداروں کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا ابراہیم قلی نے اس حسن خدمت کے
معاوضہ میں قبول خان کو عین الملک کا خطاب دیا۔ اس اثنا میں جگدیو راؤ کی ظلم و زیادتی

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۷۶) اور کہا کہ ہم اور تم آپس میں لڑیں جو کامیاب ہو وہی اوس جاگیر کا مالک ہوگا۔ ابراہیم نے ہرچند سمجھایا
مگر وہ نہ مانا۔ آخر دونوں لڑنے لگے عنبر خان مارا گیا اور اوسکا کبودی نشان ابراہیم کے ہاتھ لگا ابراہیم نے اوس کو

حد سے تجاوز کر گئی۔ تمام مسلمان امرا رشاکی ہوئے۔ استنے مین اوسکا بہائی انکس راؤ بلا اجازت شاہی اپنی جاگیر کو چلا گیا۔ بادشاہ کو سخت غصہ آیا۔ اور جگدیو راؤ کے نائب و معاونین کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اب جگدیو راؤ ۳ ہزار آدمیون کو لیکر تلنگانہ سے بہاگا۔ اور یہان سے ملک کو غارت کرتا ہوا برار پہونچا۔ برہان عماد شاہ نے بہت خاطر کی۔ اور ۱۰ ہزار سوار کا سپہ سالار بنایا۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ برہان عماد کی لڑائی میران محمد فاروقی حاکم خاندیس سے ہو رہی تہی۔ جگدیو راؤ نے اس جنگ مین شریک ہوکر خاندیس کے لشکر کو شکست دی۔ اور برار کے اکثر زمیندارونکو مطیع و باجگذار بنایا۔ اس بہادری و کارنمایان کے باعث اوسکا بہت کچہ نام ہو گیا۔ اب اوسنے اپنی جاگیر مین سپاہ جمع کر کے خاندیس و برار کے شاہون کے ساتہ برابری کا دعوی کرنے لگا۔ برہان عماد اوسکی اس حرکت سے ناراض ہوا۔ اور اپنے علاقہ سے نکالدیا۔ جگدیو وہان سے نکلکر تلنگانہ آیا۔ وہان سے بیجانگر کے جانے کا ارادہ کیا۔ جب ابراہیم قلی کو معلوم ہوا تو مصطفے خانکو اوسکے مقابلہ پر بہیجا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ نیکٹ راؤ برادر جگدیو راؤ مارا گیا۔ اور جگدیو شکست پاکر بیجانگر بہاگا۔ اوسکا تمام مال۔ خزانہ۔ ہاتہی گہوڑے فوج شاہی کے ہاتہ لگے۔ ۹۶۸ھ مین علی عادل شاہ۔ رام راج اور ابراہیم قلی یہ تینون اتفاق کر کے حسین نظام شاہ کے ملک پر ٹوٹ پڑے۔ اکثر نظام شاہی اقطاع کو تباہ و تاراج کیا۔ حسین نظام شاہ گہبرا کر بہاگ چلا گیا۔ اب ان تینون نے احمدنگر کا محاصرہ کیا۔ ایک ماہ کے جد و جہد مین قریب تہا کہ احمدنگر فتح ہو جائے۔ ابراہیم قلی نے دیکہا کہ اگر احمدنگر فتح ہو گیا تو علی عادل کی قوت زور پکڑیگی۔ کہین ایسا نہ ہو کہ وہ زور پکڑ کر مجہے برباد کر دے۔ اسلئے اوس نے اون کا ساتہ چہوڑا۔ اور شب کے وقت بغیر اجازت اپنے ملک کے

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۷۔ مبارک سمجہکر کہیچوڑا تہا۔ اور جب بادشاہ ہوا تو اوسنے وہی نگ اختیار کیا۔ ۱۲ مولف۔

جانب چل نکلا۔ اسکے بعد حسین نظام شاہ نے قلعۂ کلیان علی عادل کے حوالہ کرکے صلح کرلی۔ اب علی عادل
و رام راج بہی اپنے ملک کو لوٹے۔ سنہ ۹۷۰ میں حسین نظام شاہ نے اپنی بیٹی بی بی جمال کا نکاح
ابراہیم قطب شاہ سے کردیا۔ اس کے بعد ان دونون نے ملکر قلعۂ کلیان پر حملہ کیا۔ علی عادل بہی
رام راج۔ علی برید۔ برہان عماد کی کمک لیکر مقابلہ کو نکلا۔ ایک دو لڑائی کے بعد حسین شاہ اپنے
ملک کو چلا گیا۔ اور ابراہیم قلی بہی گولکنڈہ کو مراجعت کیا مگر راستہ مین علی عادل و رامراج کے
سرداروں نے اوس کا دم ناک مین کردیا۔ اور انہین ایام مین رامراج نے قطب شاہی عملداری
مین جگدیو راؤ اور عین الملک کو بہیجکر لوٹ مار مچادی۔ بہت سے نائکواڑی بہی باغی ہوگئے۔
اندرکنڈہ دشمن کے قبضہ مین چلا گیا۔ سدی تیما نے مصطفیٰ نگر مین اور شتاب خان اور ودیادر
نے راجمندری سے نکلکر ویلور کا محاصرہ کیا۔ اب بادشاہ (قطب شاہ) کو اندیشہ ہوا کہ سلطنت
ہاتہ سے نکل چلی۔ اسلئے اوس نے چاہا کہ گولکنڈہ سے نکلکر دشمنون کا مقابلہ کرے۔ مگر خیرخواہون
نے منع کیا۔ آخر مصطفیٰ خان کے ذریعہ رام راج سے صلح چاہی۔ اور قلعۂ گہنپورہ۔ کویل کنڈہ۔ پانگل
یہ تینون رامراج کے حوالہ کرکے پیچھا چہڑایا۔ اس کے بعد رامراج اپنے ملک کو چلا گیا۔ اس وقت
بیرونی دشمن تو چلے گئے۔ مگر اندرونی دشمن بغاوت پر آمادہ تہے جس سے قطب شاہی سلطنت
تزلزل حالت مین ہوگئی۔ سب سے اول ابراہیم قلی نے گولکنڈہ کے حصار کو گچ و سنگ سے مستحکم بنوایا۔
اور اُس کے اندر بازار۔ دوکانات۔ پختہ مکانات وغیرہ تیار کرائے۔ اطراف مین باغات لگوائے۔ تمام امرا
کو بہی مکانات کی تیاری کا حکم دیا۔ جب اس سے فارغ ہوا تو اندرکنڈہ کی تسخیر کے لئے مصطفیٰ خان کو
بہیجا۔ کیسری راؤ گرفتار ہوکر قتل کیا گیا۔ اور قلعہ فتح ہوگیا۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ ساد و راؤ
نائک واڑی منتظم قلعۂ گولکنڈہ تمام نائک واڑیون کو متفق کرکے اس خیال مین ہے کہ کسی روز
اگر بادشاہ شکار کو چلا جائے تو قلعہ پر قبضہ کرکے بادشاہ کو قلعہ مین داخل ہونے نہ دیا جائے۔ اور رامراج کو بلاکر قلعہ حوالہ کردیا جائے

اب بادشاہ نے ایک روز شکار کا قصد کر کے تمام لشکر کے کوچ کا حکم دیدیا۔ نائک واڑی جو اسی موقع کے منتظر تھے۔ فوراً اونہون نے مسلمان محافظون کو اور خزانہ دارون کو جا دبایا۔ چونکہ بادشاہ ابھی قلعہ سے باہر نکلا نہ تھا۔ اور نائک واڑیون کو خیال تھا کہ بادشاہ باہر چلا گیا ہے۔ اسلئے جب محافظون نے شور مچایا تو بادشاہ نے قلعہ کے محاصرہ کا حکم دیا۔ اور اکثر نائک واڑیون کے سرگروہون کو گرفتار کرا کر قتل کرڈالا جس سے تمام نائک واڑی ڈر گئے۔ اور پھر کسی نے دم نہیں مارا۔ ۹۶۸ھ مین بادشاہ نے ویلور و دہلی کے باغیون کی سرکوبی کر کے اونپر قبضہ کر لیا۔ بعد ازان ابراہیم قلی کا ارادہ ہوا کہ کہ جمندری وغیرہ فتح کرے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ رامراج نے اپنی ترقی و عروج کو کمال کے درجہ پر پا کر مسلمانون کی توہین و تحقیر کے درپے ہوا ہے۔ جس کے باعث تمام سلاطین اسلام اوس سے متنفر ہو گئے۔ چنانچہ علی عادل حسین نظام شاہ۔ علی برید وغیرہ نے اتفاق کر کے ابراہیم قلی کو لکھا کہ ہم سب سلاطین اسلام متفق ہو کر رامراج پر حملہ کرین۔ تاکہ اوس کے غرور و تکبر کی بیخ کنی ہو۔ الغرض ان سلاطین اسلام نے اتفاق کر کے رامراج پر چڑھائی کی۔ رامراج بھی مقابلہ پر آیا۔ اور اون کی متفقہ قوت سے بالکل نہین گھبرایا تالیکوٹ کے مقام پر جنگ عظیم ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانون نے فتح پائی۔ ہندو شکست کھا کر ہزارون مارے گئے۔ رام راج بھی قتل ہو گیا۔ اس لڑائی مین بیجانگر ایسا تباہ ہوا کہ پھر کبھی آباد نہ ہوا ہمنے اس لڑائی کے حالات کو عادل شاہی تذکرہ مین کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھدیا ہے اب یہان اوس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ابراہیم قطب شاہ کے جتنے ضلع رامراج اس کے آگے ظلم و زیادتی سے لے لئے تھے۔ وہ سب قطب شاہ کو مل گئے۔ ۹۷۲ھ مین ابراہیم قلی کو ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمد قلی رکھا گیا۔ ۹۷۳ھ مین ابراہیم قطب شاہ نے مرتضیٰ نظام شاہ کی کمک پر تفال خان وغیرہ کے ساتھ عادل شاہیہ ملک پر حملہ کیا۔ مگر علی عادل شاہ کی حسن تدبیر سے

کامیابی نہ ہوئی۔ آخر سب کو ناکام واپس پہرنا پڑا۔ اسکے بعد پہر ابراہیم نے بلقیم راج و مرتضیٰ شاہ کے
ساتہ علی عادل کے اضلاع پر چڑہ دوڑا۔ اتنے مین مرتضیٰ شاہ نے بلقیم راج سے دو لاکہہ ہون کا
مطالبہ شروع کیا۔ جس سے یہ اتفاق کا شیرازہ بکہر گیا۔ اور سب اپنے ملک کو چلے گئے۔ اور
علی عادل شاہ کے اضلاع تاخت و تاراجی سے محفوظ رہے۔ لیکن مرتضیٰ شاہ جاتے جاتے
ابراہیم قطب شاہ کے ملک کوبل کنڈہ و گہنپورہ مین لوٹ مار مچا دی۔ ابراہیم نے صلابت خان
عالم خان۔ مقرب خان کو مقابلہ پر بہیجا۔ خوب جنگ ہوئی۔ مقرب خان مارا گیا۔ اور نظام شاہی
سرداروں مین مسعود خان سر نوبت قتل اور کامل خان نظام شاہی زخمی ہوا۔ مجبوراً نظام شاہ اپنے
ملک کو چلا گیا۔ دوسرے سال پہر مرتضیٰ نظام شاہ علی عادل کے ملک پر یورش کرنے کے لئے
ابراہیم قطب شاہ سے مدد چاہی۔ ابراہیم بہی مستعد ہو کر چلا۔ راستہ مین علی برید کو بہی ساتہ لے لیا۔
کالے چبوترہ کے پاس ابراہیم و مرتضیٰ کی ملاقات ہوئی۔ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
ہاتہ کے لکہے ہوئے کلام مجید پر دونون نے اتفاق کی قسم کہائی۔ جب یہ خبر علی عادل کو ہوئی تو
اوسنے اپنے پیشوا ابو الحسن پسر شاہ طاہر کو (جو اس لڑائی کا بانی تہا) قید کیا۔ سید مرتضیٰ (جو ابو الحسن کا
بڑا دوست تہا) نے ابو الحسن کی رہائی کے لئے مرتضیٰ شاہ کو اس لڑائی سے باز رکہا۔ اور ابراہیم سے
لڑنے کے لئے آمادہ کیا۔ الحاصل اس کارروائی سے ابو الحسن چہوٹ گیا۔ اور علی عادل سے جو لڑائی ہونے والی تہی۔ موقوف
ہو گئی۔ مگر مرتضیٰ شاہ اپنے معاون ابراہیم کے خیمہ و خرگاہ کو لوٹنا شروع کیا۔ بیچارہ ابراہیم گولکنڈہ
بہاگا۔ اور مرتضیٰ نے تعاقب کیا۔ اس موقع پر ابراہیم کے بیٹے عبد القادر نے باپ سے درخواست کیا
کہ اگر مجہے حکم ہو تو مرتضیٰ شاہ کے عقب مین جا کر ویسی سزا دون کہ پہر اس قسم کی جرأت نہ کرے۔
چونکہ ابراہیم کو وہ معاملہ یاد تہا جو اوس کے بڑے بہائی جمشید نے اپنے باپ سے کیا تہا۔ اسلئے
اوس نے سمجہا کہ عبد القادر سے ارکین دولت مل گئے ہین۔ اور میرے نقصان کے درپے

ہین - حالانکہ عبد القادر کے دل مین اس خیال کا سدرمق بہی موجود نہ تہا - اور یہہ صرف اوس نے مرتضےٰ نظام شاہ کی جرأت و بدعہدی کو دیکہکر عرض کیا تہا - لیکن اسی خیال سے ابراہیم قطب شاہ گولکنڈہ پہونچکر عبد القادر کو قید کیا - پہر زہر دیکر مار ڈالا سنہ ۹۶۷ہجری مین ابراہیم قطب شاہ نے رفعت خان لاری المخاطب ملک نائب کو راجمندری کی فتح کیلئے بہیجا عین الملک صلابت خان ملک شیرن کو بہی ہمراہ کیا - اس وقت راجمندری اور مٹیا پور پر شتاب خان قابض تہا - طرفین سے خوب لڑائی چلی - آخر شتاب خان بہاگا - رفعت خان نے مٹیا پور پر قبضہ کرلیا - اس کے بعد شتاب خان کا تعاقب کیا - شتاب خان نے دویاور راجہ قاسم کوٹہ کی مدد لیکر پہر مقابلہ مین آیا - لیکن اس دفعہ بہی شکست پائی سنہ ۹۷۹ مین قلعہ راجمندری پر قطب شاہیون کا قبضہ ہوگیا - دویاور تو قاسم کوٹہ چلا گیا - اور شتاب خان سیتانگر کا راستہ لیا - اس کے بعد معلوم نہوا کہ وہ پہر کہان گیا - اب یہان سے رفعت خان قاسم کوٹہ کیطرف بڑہا - راستہ مین وینکٹ راج علاقہ گوپال وار کونم کا راجہ تہا - ۲ ہزار فوج سے مقابل ہوا لیکن شکست کہاکر بہاگا - یہ دونون مقام رفعت خان کے قبضہ مین آگئے - انہین مقامو نکے پاس دو بہائی سردار راج و بہائی بلبندر چہوٹے چہوٹے راجہ تہے - یہ تو بغیر لڑائی کے مطیع ہوگئے - اس کے بعد گوپال دیراسے کے علاقہ پر قبضہ کیا گیا - پہر دلب راج جو ویداوی کا راجہ تہا مسلمانون کے خوف سے ایک پہاڑی قلعہ دیور پورال مین جا چہپا - چار مہینے کے محاصرہ مین اوسنے بہی اطاعت کرلی - یہان سے علاقہ جسرمار مین دو بہائی نرسنگہ و سونگ خوب لڑے - آخر گرفتار ہوگئے - اور ملک پر مسلمانون کا دخل ہوگیا - اب ایک زبردست راجہ وسنادیو پر چڑہائی کی گئی - پہلے قلعہ پوتنور (جو وسنادیو کے بہائی کے قبضہ مین تہا) مسخر ہوا - اسکے بعد قلعہ کندہ ویپلی فتح ہوئی - جب دار الحکومت پر حملہ کیا گیا تو وسنادیو

لشکر کشیر کے ساتھ مقابلہ کو آیا مگر شکست اوٹھایا۔ تیس ہزار ہون چالیس ہاتھی سالانہ خراج قبول کرکے پیچھا چھوٹا۔ اب رفعت خان یہان سے فائز المرام گولکنڈہ واپس ہوا۔ اس عرصہ مین ابراہیم نے مرتضیٰ شاہ کو اوس کے بدعہدی کی سزا دینے کے لئے تفال خان سے مدد چاہا۔ تفال خان نے اپنے بیٹے شمشیر الملک کو دو تین ہزار سوار سے مدد کو بہیجا۔ اب یہ دونون مرتضیٰ شاہ کے طرف چلے۔ راستہ مین علی برید کو بہی ملالیا۔ اب تجویز یہ ہوئی کہ علی عادل کو بہی متفق کرین۔ لیکن یہ خبر مرتضیٰ شاہ کو بہت جلد ہو گئی۔ اور وہ پرتگالیون کا محاصرہ چہوڑکر واپس ہوا۔ اور علی عادل کو تحایف وغیرہ بہیجکر اپنا طرفدار بنایا۔ جب ابراہیم نے دیکہا کہ کہیل بگڑ گیا۔ تو شمشیر الملک کو رخصت کر دیا۔ علی برید بہی بیدر چلا گیا۔ اور ابراہیم گولکنڈہ آیا۔ اودہر علی عادل و مرتضیٰ شاہ نے اتفاق کرکے تلنگانہ و بیدر کے جانب متوجہ ہوئے۔ مرتضیٰ شاہ بیدر آیا۔ اور علی عادل کہمانہ کے حوض پر ٹہیرا۔ ابراہیم نے صلابت خان و حبشی خان کو ۴ ہزار سوار ۸ ہزار پیادون سے جنگ قزاقی کو بہیجا جس سے علی عادل اور مرتضیٰ شاہ کو اون کے ارادہ مین کامیابی نہوئی آخر دونون نے ۱۵-۱۵ ہزار آدمی کو لانس کے پاس سرحد پر چہوڑ کر اپنے اپنے ملک کو چلے گئے۔ ابراہیم نے امیر شاہ محمد کو ۸ ہزار سوار اور مرزا حسین بیگ ترکمان کو ۴ سو غریب جوان دیکر دفعیہ کو روانہ کیا۔ جب طرفین کا مقابلہ ہوا تو قطب شاہیون کو فتح نصیب ہوئی۔ مرزا حسین نے قلعۂ وگلور لے لیا۔ الغرض دو چار روز تک خوب جنگ ہوتی رہی۔ قطب شاہیون کو ہمیشہ غلبہ رہا۔ آخرش نظام شاہی و عادل شاہی فوجین شکست کہا کر اپنے اپنے ملک کو واپس چلی گئین۔ سنہ ۹۸۵ھ مین وینکٹ دری و کپوری تمراج و نرسنگ راؤ (جو دو لاکہہ ہون سالانہ کا خراج سلطان قلی کے زمانہ سے گولکنڈہ کے نسبت دیا کرتے تہے۔ اب وہ کئی سال سے دینا موقوف کر دی تہے) پر ابراہیم نے امیر عماد الدین شیرازی المخاطب حیدر الملک کو حملہ کرنیکے لئے

بھیجا۔ چنانچہ حیدر الملک نے جاتے ہی پہلے قلعۂ دنگنڈہ پر قبضہ کیا۔ بعد ازان کستوری رنگستا
و مدھانی چنیا سے حصار مجرگو ٹھکو لیا۔ پھر قلعۂ کہم فتح کیا۔ اور قلعۂ کشوم کو تسخیر کرکے یلم کنڈہ بھی چھڑا
و پھر آسے لیا۔ اب خاص کو دبیر کا محاصرہ کیا۔ لیکن محاصرہ نے طول کھینچا۔ اور ابراہیم نے میر شاہ تقی
المعروف بہ امیر شاہ میر کو کمک کے لئے بھیجا۔ بہت بڑی کوشش سے وہان کا حاکم تمراج (جو
رام راج کا داماد تھا) گرفتار ہوا۔ اور قلعہ بھی ہاتھ آیا۔ ۹۸۰ھ مین ابراہیم نے امیر زمیل کو مع عالم خان
کشور خان۔ حیدر خان مع نوبت کماکن کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ اس وقت اس علاقہ پر
عادل شاہ کے طرف سے ضیا دولت خان اور میان بدھو حاکم تھے۔ امیر زمیل نے اون کو
شکست دیکر قبضہ کر لیا۔ اتنے مین خبر ملی کہ ۱۵۰ ہاتھی قلعہ ساغر سے بیجاپور جا رہے ہین چنانچہ
اونکے لوٹنے کے لئے امیر زمیل چڑھ دوڑا۔ سید اشرف قلعدار ساغر نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست
کھا کر گرفتار ہو گیا۔ اور امیر زمیل نے شہر ساغر کو جلا کر خاک کر دیا۔ اور قلعہ کو چھوڑ کر ملکھیڑ و اتکیر
کو محاصرہ کر کے لے لیا۔ ۹۸۹ھ مین ابراہیم نے نظام شاہ کے اتفاق سے بیجاپور پر حملہ کرنیکے لئے
امیر شاہ میر کو روانہ کیا۔ اور امیر زمیل (جو ملکھیڑ و اتکیر مین ٹھہرا ہوا تھا) کو لکھا کہ ملک مفتوحہ سے
ایک لاکھ ہون اور دو ہزار کھنڈی غلہ لشکر معہ فوج امیر شاہ میر کے لشکر سے خود شامل جا کے
اور دونون باتفاق بیجاپور پر حملہ کرین۔ چنانچہ امیر زمیل وہان سے نکلا۔ راستہ مین امرائے
حبشی نے مرزا نور الدین محمد کے ذریعہ اوسکو روکنا چاہا۔ مگر امیر زمیل اون کو شکست دیکر
امیر شاہ میر کے لشکر سے مل گیا۔ اب یہ دونون مع لشکر نظام شاہی فوج کے ساتھ
بیجاپور پر جا پہنچے۔ ایک عرصہ تک محاصرہ رہا۔ مگر رسد کی تکلیف سے محاصرہ اوٹھا لیا۔
اور پرگنات گلبرگہ۔ مرچ۔ رائے باغ وغیرہ کے تباہ کرنے کے لئے چلے۔ اور وہان سے
نلدرگ کی فتح کا مصمم ارادہ کرکے اوس طرف پہونچے۔ سید مرتضی وغیرہ امرائے

نظام شاہی نے امیر شاہ میر سے کہا کہ اگر قطب شاہ کو یہان بلاؤ تو بادشاہ کی موجودگی مین لشکر کا انتظام اچہا ہوگا۔

اب کسی قدر ابراہیم قطب شاہ کی سُنئے کہ جب اوس نے امیر شاہ میر کو نظام شاہی فوج کی مدد کے لئے بہیجا تو ایک رائے راؤ برہمن زادہ کو (جو نہایت خوبصورت اور ذی فہم تہا) اپنا وکیل السلطنت بنایا۔ اور عزیز الملک۔ شریف الملک۔ برلاس خان۔ افضل خان وغیرہ بڑے بڑے سردارون کو دس ہزار سپاہ سے اوسکی ماتحتی مین دیدیا تہا۔ اوسکی خدمت کے لئے ہزار مشعلچی سرکار سے مقرر تہے۔ نوبت نقارہ بہی مل گیا تہا۔ اور ہر روز پاؤ سیر مشک وعنبر وعود اور دومن صندل اور انواع واقسام کی خوشبوئین کئی ہزار پان اوسے ملا کرتی تہے۔ یعنی وہ ایسا مقرب ہوگیا تہا کہ گویا وہ ہی سلطنت کرتا تہا۔ اب اوسنے خیر خواہی کے اظہار کے لئے فوج لیکر مرتضی نگر گیا۔ وہان ہندوؤن کو قتل کرکے ایک لاکہہ ہون اور سونے چاندی کے بتون کو بتخانہ سے نکال لایا۔ اور تین لاکہہ ہون اور ملک سے خراج وصول کیا۔ جب یہ فتح ونصرت کے ساتہ گولکنڈہ آیا تو اوسی روز ابراہیم قطب شاہ کی طبیعت بگڑی۔ بخار آگیا۔ ہر چند علاج کیا۔ افاقہ نہوا۔ چند روز بعد یکم ربیع الثانی ۹۸۸ھ روز پنجشنبہ نماز ظہر کے وقت بہ عمر (۵۱) سالہ انتقال کیا۔ جنازہ حسب دستور باغ لنگر مین دفن کیا گیا۔ مدت سلطنت ۳۰ سال ۹ مہینے ہے۔ اسکے عہد مین قلعہ گولکنڈہ معہ مساجد ومدارس۔ لنگر دوازدہ امام۔ ریاض منزل باغ ابراہیم شاہی۔ باغ گلشن۔ حوض حسین ساگر۔ کٹورہ لنگر۔ کٹورہ بدویل تعمیر پائے۔ اسکو تیئیس بچے پیدا ہوئے۔ اون مین ۶ لڑکے اور ۱۳ لڑکیان۔ سن بلوغ کو پہونچین۔ عبد القادر مشہور بہ شاہ صاحب (یہ سید محمد گیسو دراز کے خاندانکی ایک لڑکی سے پیدا ہوا تہا۔ تاریخ قطب شاہی مین لکہا ہے کہ ابراہیم نے اوسے دیورکنڈہ مین قید کیا اور ۳۰ برس کی عمر مین وہ وہین مرگیا۔

فرشتہ کا قول ہے کہ ابراہیم نے زہر دیکر مار ڈالا۔ لیکن آیندہ معلوم ہوگا کہ ان دونون کتابونکی تحریر مین بڑا شک ہے۔ اور غالب ہے کہ وہ اس وقت نہین مرا تہا۔ باپ کے بعد ایک مدت زندہ رہا۔) مرزا حسین قلی (اس وقت ۲۰ سالہ تہا۔ باپ کے بعد ۶ برس زندہ رہا۔ اور محرم ۹۹۴ھ کو نام پلی کے حوض مین پیرنے گیا۔ اور ڈوب کر مر گیا۔ اور لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔ اسکی وجہ کچہ نہین معلوم ہوئی کہ اس شاہزادہ کے ہوتے ہوئے محمد قلی چہوٹے کو تخت نشین کیون کیا گیا) محمد قلی (۱۴ رمضان ۹۷۳ھ کو پیدا ہوا) عبد الفتاح (۹۷۵ھ مین پیدا ہوا۔ علم تجوید مین بےنظیر تہا۔ مرض صرع سے ۱۰۳۶ھ مین مر گیا)۔ مرزا محمد خدا بندہ (جو محمد قلی کا حقیقی بہائی تہا ۹۷۶ھ مین پیدا ہوا۔ بہائی سے بغاوت کرکے ۱۰۰۰ھ مین گولکنڈہ مین محبوس ہوا۔ ۱۰۲۰ھ مین مر گیا۔) محمد امین (اس وقت ۹ سالہ تہا۔ باپ بہت پیار کرتا تہا۔ اسکی ختنہ مین دو لاکہہ ہون صرف ہوئے۔ یہ ۱۰۰۵ھ مین مر گیا۔)

سلطان محمد قلی قطب شاہ بن سلطان ابراہیم قطب شاہ

سلطان محمد قلی تخت پر بیٹہا۔ اور اپنے خاندان کا لقب قطب شاہ اختیار کیا۔ اور وہ امرا جو نظام شاہی لشکر کی مدد کو گئے تہے۔ اون کو تسلی آمیز خط لکہا۔ اسکے بعد امیر شاہ میر کے کہنے پر خود بہی نلدرگ کے محاصرہ مین شریک ہونے کے لئے گیا۔ امیر شاہ میر کو وکیل السلطنت بنایا۔ اب نلدرگ کا محاصرہ سختی کیساتہ کیا گیا۔ قریب تہا کہ قلعہ فتح ہوجائے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ ۲۰ ہزار برگی سوار لشکر کے قریب آگئے ہین۔ اس سبب سے حملہ مین توقف ہوا۔ اس کے بعد ابراہیم عادل شاہ نے صلح کرلی۔ اور محمد قلی گولکنڈہ آیا۔ ۹۹۰ھ مین علی خان لر جو ارغشتان کا رہنے والا تہا۔ جس کو ابراہیم قلی نے ملک نائب کا خطاب دیکر مرتضےٰ نگر پر مقرر کیا تہا۔ نگ

رائے راؤ برہمن کی عداوت سے بیچارہ مجبور ہو گیا تھا) نے رائے پنکنڈہ کو مرتضے نگر کے
لینے کی ترغیب دی۔ رائے پنکنڈہ ۳۰ ہزار سپاہ سے اپنے داماد ویکر تیما کو علی خان کے
ساتھ بھیجا۔ اس نے قلعہ کہتم کا محاصرہ کیا۔ رائے راؤ نے مقابلہ کر کے شکست دی۔ علی خان
اور ویکر تیما پنکنڈہ بھاگے۔ مگر چند روز کے بعد علی خان نے خود مرتضے نگر پر حملہ کیا۔ محمد قلی نے
رحیم داد خان اور طاہر محمد خان کو مدافعت کے لئے روانہ کیا۔ جب علی خان یہ سنا تو جنگل مین
بھاگا۔ قطب شاہی فوج نے تعاقب کیا۔ چند روز تو علی خان بھاگتا پھرا۔ مگر آخر کو مارا گیا۔ اس
نمایان خدمت کے صلہ مین طاہر محمد خان کو علم خان کا خطاب ملا۔ سنہ ۹۹۵ مین چاند سلطانہ ہمشیرہ
محمد قلی کی شادی ابراہیم عادل شاہ سے ہوئی۔ سنہ ۹۹۹ مین اتفاقاً بادشاہ سیر کے لئے نکلا۔
موسی ندی کے کنارے کا میدان سرسبز معلوم ہوا۔ ساعت مسعود مین شہر کی بنا ڈالی۔ چار مینار اور بڑے اونچے
چار طاق بنوائے۔ سڑکون کے کنارے پانی کی نہرین جاری کین۔ اور سایہ دار درخت لگوائے۔
اور اپنے رہنے کیلئے شمالی طرف کو مکانات تعمیر کرائے۔ اور اپنی معشوق بھاگ متی کے نام اس شہر کا نام بھاگ نگر
رکھا۔ بھاگ متی کا رتبہ بہت بڑھا ہوا تھا۔ اسکی جلو مین ایکہزار سوار چلتے تھے۔ اور دربار مین مثل امرا کے وہ
آتی تھی۔ جب وہ مر گئی اور لوگون نے شرم دلائی تو ۷ برس کے بعد اسکا نام حیدر آباد رکھدیا۔ سنہ ا مین محمد قلی نے
موسلمورگ پر حملہ کر کے فتح کیا۔ نندیال و کلکور کے راجہ مطیع ہوئے۔ اور جنگل مری حرول۔ نندہات۔ دول۔ چیتور۔ گنتی
کے حاکم بھی باجگذار ہوئے۔ چند روز کے بعد نرسم راج (جو کنڈیکوٹہ کا راجہ تھا) نے سرکشی کی۔ محمد قلی نے یورش کر کے قلعہ کو ڈہا دیا۔
اور سونے چاندی کی بہت غنیمت مین ہاتھ آئے۔ آخر راجہ نے امان چاہی اور قلعہ پر محمد قلی کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد وینکٹ پتی
(جو پنکنڈہ کا راجہ تھا) پر حملہ کیا۔ راجہ قلعہ بند ہو گیا۔ مدت تک محاصرہ کیا گیا۔ آخر رسد کی کمی سے
ناکام واپس ہونا پڑا۔ اب سلطان محمد قلی نے افضل خان اور اژدہا خان کو کمیلنڈ راجہ اور دیگر
کے سر پر بھیجا۔ قلعہ ادوگیر تو فتح ہوا۔ لیکن تیمراج و گلگرنگ پتی و سنو ہراج نے سنجر خان کو محصور

کیا۔ مرتضےٰ خان نے بیجاپور کے عملداری مین لوٹ مار مچادی۔ اودہر محمد قلی نے رستم خان اور
غضنفر خان کو پانچہزار سوار سے سنجر خان اور مرتضےٰ خان کی کمک کے لئے روانہ کیا۔ جب
ہندؤن سے مقابلہ ہوا تو ان سبھون کو شکست ہوئی۔ جب یہ خبر محمد قلی کو ہوئی۔ تو اوس نے
اعتبار خان بنیرہ دی۔ علم خان۔ خانخانان۔ ساباجی۔ بہاسے راؤ وغیرہ سلحداران غریب و
ترکمان کو ہندؤن کی سرکوبی کے لئے بہیجا۔ اعتبار خان نے راجہ نرسایند والی اتیگر پر فتح
پائی۔ اور قلعہ پر قبضہ کیا۔ اور شہر کالستری تک خوب لوٹ مار مچادی۔ سال …ھ کے آغاز
مین بعض پٹہان اور ہندو جاگیردارون نے سرکشی پر کمر باندہی۔ امین الملک دس ہزار سوار سے
سرکوبی کے لئے گیا۔ اور اکثر مفسدون کو گرفتار کرکے قتل کیا۔ کمپلند کے چودہری کا سر اوڑا دیا۔
عظیم خان۔ بہاسے راؤ۔ خانخانان۔ (جو اس بغاوت کے بانی تہے) کرناٹک کو بہاگ گئے۔
امین الملک نے راسے پنکنڈہ کی عملداری تک اون کا تعاقب کیا۔ دوسو چودہری اور نایکواڑیون
کو فوراً قتل کرڈالا جس سے خاطر خواہ انتظام ہوگیا۔ اور بغاوت فرو ہوئی۔ اسی سال سید میر
عبدالقادر عرف شاہ صاحب ظاہر ہوئے۔ اور سلطنت قطب شاہیہ کا دعوے کیا۔ اکثر
لوگ اوسکے ہمراہ ہوگئے۔ شاہ نعمت اللہ کے خاندان والون نے بہی اوسکی تصدیق کی
اور اپنے خاندان کی ایک بیٹی بی اوسکو دی۔ محمد قلی نے علی برید کو لکہا کہ اوس جعلی شاہ صاحب
کو گرفتار کرکے روانہ کرے۔ جب علی برید نے گرفتاری کا ارادہ کیا تو شاہ نعمت اللہ کے
خاندان والون نے اوسکو بیجانگر کی عملداری مین بہجوادیا۔ یہان خداوند خان حبشی۔ خیرات خان

نوٹ۔ اس کے قتل عبدالقادر کی موت وزہر دینے کی نسبت اختلاف کیا ہے۔ وہی باعث تہا۔ کیونکہ شاید ایسا ہوا ہو۔ کہ
ابراہیم قطب شاہ نے عبدالقادر کو زہر دینے کے لئے حکم دیا تہا۔ مگر زہر دینے والون نے رحم کہا کر زہر نہ دیا۔ اور

پسر ولاور خان اوس کی مدد پر آمادہ ہوئے۔ اور چتر شاہی اوسکے سر پر لگاکر بادشاہ بنایا۔ محمد قلی نے اعتبار خان کو سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ جس نے وہان جاکر اون باغیون کو شکست دی۔ اور شاہ صاحب بھاگ کر قلعہ سم سیل مین پناہ گیر ہوا۔ جب دیکھا کہ یہان بھی امن نہین ملیگا تو بیجاپور چلا گیا۔ اور ابراہیم عادل شاہ کے ملازمون مین داخل ہوکر پھر کبھی حکومت کا خیال نہ کیا۔ اس اثنا مین مکندراج والی قاسم کوٹہ نے سرکشی پر کمر باندہی۔ برلاس خان اور غضنفر خان کو قید کر لیا۔ محمد قلی نے امین الملک کو ہمراہ سنکراج اور علم خان کو بہی ساتہ کیا۔ ونیکٹ پتی والی پنکنٹہ۔ مکندراج کی مدد پر آگیا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ سنکراج وعلم خان مارے گئے۔ مکندراج شکست کہاکر قاسم کوٹہ بہاگا۔ اور وہان برلاس خان اور غضنفر خان کو جو قید تہے قتل کر ڈالا۔ امین الملک نے وہان بہی تعاقب نہ چھوڑا۔ اب مکندراج مجبور ہوکر سیکاکول ومدرہ کے جانب بہاگا۔ اور قاسم کوٹہ پر قطب شاہی قبضہ ہوگیا۔ ونیکٹ پتی نے گہبراکر صلح کرلی۔ اور امین الملک مکندراج کا تعاقب کرتا ہوا تپا پور پہنچا۔ راجہ رام چندر (جو تپا پور کا راجہ تہا) نے اطاعت اختیار کرلی۔ اور مکندراج بنگالہ کے طرف نکل گیا۔ ادہر رد یوار قوم نے ایلور۔ نرد ول۔ بہار جلی مین لوٹ مار مچادی۔ اور بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ محمد قلی نے اون کی سرکوبی کے لئے عادل خان اور چنگیز خان کو حکم دیا۔ ان دونون نے وہان جاکر خاطر خواہ اون کی مرمت کی۔ اور سالانہ حسب سابق خراج ادا کرنے کا وعدہ لیکر واپس ہوئے۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۸۸)۔ بادشاہ کو لکھدیا کہ زہر دیکر کام تمام کردیا گیا۔ اور اتبک وہ کسی مقام پر پوشیدہ رہکر اس وقت خروج کیا ہوگا۔ العلم عند اللہ۔ ۱۲ مولف۔

سنہ۱۰۰۸ہ میں جب ہندؤن نے دیکہا کہ شہنشاہ اکبر نے دکن پر چڑہائی کی ہے۔ جس سے قطب شاہ
ادہر مشغول ہوگیا ہے۔ اسلئے اب اونہون نے سرکشی کا منصوبہ باندہا۔ اور راوت راؤ و
ہری چند و وسناد دیو و مکندراج یہ چارون اکٹہے ہوکر امین الملک کے لشکر پر شبخون مارنا
شروع کیا۔ امین الملک نے بہی کمال بہادری کے ساتہ مقابلہ کیا۔ راوت راؤ مارا گیا۔ لیکن
بقیہ تینون نے ایک مدت تک مسلمانون کو پریشان رکہا۔ اور متواتر لڑائیان ہوتی رہین۔
آخر چنگیز خان اور میر زین العابدین کی کوشش اور شاہ رضا خلف امین الملک کی ہوشیاری
نے ہندؤن کو نیچا دکہایا۔ ہری چند شکست کہاکر بہاگ گیا۔ بہت سے ہندو سردار گرفتار ہوئے
وسناد دیو نے مجبور ہوکر ۳۰ ہزار ہون ۵۰ ہاتہی سالانہ خراج پر اطاعت کرلی۔ بول باتر
(جو مایۂ فساد تہا) کو مسلمانون نے وسناد دیو سے صلح کرتے وقت اوس سے لے لیا۔ اور
قید کیا۔ مکندراج چلمور کے قریب الورہ کے درہ مین مورچہ باندہ کر مستعد ہوا۔ چنگیز خان نے
حملہ کرکے اوسکو نکالا۔ قلعۂ چلمور پر قطب شاہی قبضہ ہوگیا۔ اور مکندراج بنگالہ کے طرف بہاگ گیا۔
سنہ۱۰۰۹ہ مین راوت راؤ کے بیٹے کسٹمراج نے سرکشی شروع کی۔ اور مکندراج کو بنگالہ سے بلاکر
اپنا ہمراز بنایا۔ پہر مدورا اور لوہتوز کے قلعون پر قبضہ کیا۔ زین العابدین نے چنگیز خان۔
سید تاج۔ رضا خان وغیرہ کو سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ طرفین سے لڑائی ہوئی۔ ہندو شکست
کہاکر قلعۂ مدورا میں چہپے۔ گو مسلمانون نے محاصرہ کیا۔ مگر آپس کی نا اتفاقی اور بد مذہبی تعصب
کی وجہ سے کامیابی نہین ہوئی۔ اور ہندؤن کی وہی سرکشی بدستور قایم رہی۔ اس وقت
دہرما راؤ نے یہ تجویز پیش کی کہ مکندراج کو قاسم کوٹہ کا کسی قدر علاقہ دیکر مطیع کرلینا چاہیئے۔ مگر
زین العابدین نے اس تجویز کو سرگز نہ مانا۔ آخر دہرما راؤ نے بادشاہ سے عرض کیا۔ اور
زین العابدین کے طرف سے خوب بہکایا۔ الغرض بادشاہ نے زین العابدین کو سنہ۱۰۱۰ہ مین

واپس بلالیا۔ اور اوسکی جگہ سید حسن ابن مصطفیٰ خان کو سالار کر کے بہیجا۔ اور حکم دیا کہ جلد
اس فساد کا قلع وقمع کر دے۔ سید حسن نے وہان جاتے ہی ہری چند کو قولنامہ دیکر بلالیا۔ اور اُنکی
رائے سے سرحد کی حفاظت کے لئے تین قلعے بنائے۔ اور اون کے نام مصطفیٰ آباد۔
قطب شاہ آباد۔ محمد آباد رکہے۔ اب ہندؤن کو اپنی تاخت وتاراج مین وقت ہونے لگی مکندراج
نے کستمراج کو محمد آباد پر قبضہ کرنے کے لئے بہیجا۔ مگر کستمراج ماراگیا۔ پہر اوسنے رسوا نیر کو سردار
بناکر روانہ کیا۔ یہ بہی قتل ہوا۔ پہر مکندراج نے اگین راجہ کو ۱۰ ہزار پیادون سے مصطفیٰ آباد پر بہیجا۔
اتفاقاً یہ بہی مسلمانون کے ہاتہ سے تمام ہوا۔ اور ایسے ہی بہیلہ راج کا بہی خاتمہ ہوگیا جب
ہندؤن کو یہ متواتر وتسلسل نقصان پہونچا تو اون کی ہمت ٹوٹ گئی۔ آخر مکندراج سید حسن سے
شکست کہاکر پہر بنگالہ چلتا بنا۔ چونکہ سلاطین قطب شاہیہ شیعہ مذہب کے تہے۔ اسلئے اکثر
امرا بہی مذہب تشیع کے پیرو تہے۔ یہ لوگ کسی سُنی المذہب کو امورات سلطنت مین دخل دینا
پسند نہین کرتے تہے۔ یہ تو ممکن نہ تہا کہ شیعہ کثرت سے ساتہ ملین۔ اسلئے تمام مالگزاری ونیز
متفرق کامون پر ہندو مامور رہتے تہے۔ صرف چند اعلے عہدے مسلمانون کے ہاتہ مین رہتے تہے۔
باقی ہنود ہی ہنود مامور بکار تہے۔ اس کثرت ہنود کے سبب سے یہ بہی ہوتا کہ رفتہ رفتہ بعض ہندو۔
بادشاہ کی مزاج مین دخیل ہوکر وزارت کے رتبہ کو عملاً پہونچ جاتے۔ اور یہی وجہ تہی کہ یہان اکثر
فساد برپا رہتے تہے۔ اب محمد قلی نے تمام اراکین سلطنت کو جمع کر کے اون سے تقرر وزیر اعظم کے
نسبت رائے لی۔ ہر ایک نے اپنے اپنے دوست کو پیش کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے
میر محمد مومن استرآبادی کی سفارش سے زبدۂ آل طہٰ ویسین مرزا محمد امین کو پسند کیا۔ اور
۱۰۱۱ھ میں اپنا وزیر اعظم اور جملۃ الملک بنایا۔ قلمدان وزارت الماس مرصع بجواہر عنایت کیا
کہ جسکی روشنی سے آنکہین خیرہ ہوتی تہین۔ کہتے ہین کہ اس وزیر نے ہندؤن کے زور کو بہت

لم کر دیا- اور سوا دہی راؤ برہمن کو (جو بادشاہ کا بہت منہہ چڑہا تہا) نکال دیا- وزیر اعظم کی تنخواہ
دو لاکہہ ہون سالانہ مقرر تہی- ایک ہون ساڑہے چار روپیہ کا ہوتا ہے- جس سے نو لاکہہ
روپیہ سالانہ تنخواہ ہوتی ہے- اس وقت وزیر اعظم حیدر آباد دکن کو بہی اوس کا نواں حصہ تنخواہ
ملتی ہے- الحاصل اسی زمانہ مین شاہ عباس والی ایران نے اپنے ایک رشتہ دار اوغلو سلطان
کو بطریق ایلچی محمد قلی کے پاس بہیجا- اور بہت سے بیش بہا تحائف بہی روانہ کئے- محمد قلی نے
ایلچی کی خوب آؤبہگت کی- اور بہت کچہ انعام واکرام دیا- مگر مغلون کی جنگ وجدال کے
خوف سے یہ ایلچی دکن مین چہہ سال تک پڑا رہا- اور ۱۰۱۸ء مین رخصت ہوا- محمد قلی نے
اپنے طرف سے مہدی قلی سلطان کو ساتہہ بہیجا- بعض مورخ لکہتے ہین کہ ۱۰۱۶ء مین محمد قلی
نے اپنی بیٹی کا نکاح شاہزادہ سلطان پسر شاہزادہ محمد امین سے کیا تہا- فرشتہ کا قول ہے
کہ خود شاہ ایران کے بیٹے سے یہ شادی ہوئی- ۱۰۱۰ء مین چند مغل پردیسی خصوصاً
آگرہ- لاہور وغیرہ سے آکر حیدر آباد مین بس گئے تہے- ایک روز یہ مغل بغیر اجازت نشہ مین
مخمور کہمبایت گہاٹ کے محلون اور باغون کے دیکہنے کو گئے- خواجہ سراؤن نے روکا-
مگر یہ کب رکنے والے تہے- جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو علی آقا کوتوال کو حکم دیا- کہ مغلون
کو باہر نکال دے- پہر کیا تہا- تمام شہر کے اوباش ان پردیسی سوداگرون کے مال پر ٹوٹ
پڑے- خوب لوٹا- اور بہت سے مارے گئے- جس سے ہنگامہ عظیم برپا ہوا- آخر میر جملہ
وزیر اعظم کی سعی سے یہ ہنگامہ فرو ہوا- اسی سال محمد قلی کے حقیقی بہائی خدابندہ نے
بغاوت برپا کی- اور شاہ راجو صاحب (جو حضرت سید محمد بندہ نواز کی اولاد مین تہے)
نے اپنے بڑے بڑے مریدون کو مثلاً عبد الکریم- معوالدار- انور خان فتح الملک
معوالدار- حسن علی وغیرہ کو خدابندہ کی اعانت کی تحریک کی- اور یہ مشورہ ہوا کہ غریبون کو

مارکر وکہیون اور سینون کی بادشاہت قایم کیجائے۔ مگر اسکی خبر محمد قلی کو بہت جلد ہوگئی اوسنے
تمام مفسدون کو گرفتار کرکے قید کیا۔ اور چند روز کے بعد اون کو مار ڈالا۔ خدابندہ بہی
معہ زن و فرزند اسیر ہوکر تمام فواید دنیوی سے محروم کیا گیا۔ ۱۰۱۸ھ مین شاہزادہ پرویز کے
دکن آنیکی خبر گرم ہوئی تو قطب شاہی عملداری مین ہندؤن نے پہر سر اوٹہایا۔ اور وسناد دیو نے
سید حسن سپہ سالار قاسم کوٹہ پر عالم غفلت مین حملہ کیا۔ مگر مسلمانون نے دلیری کرکے ہندؤن کو
شکست دی۔ جب محمد قلی کو معلوم ہوا تو چنگیز خان اور دہرما راؤ کو کمک کے لئے بہیجا۔
اب ہندؤن نے دیکہا کہ مشکل ہوئی تو اونہون نے یہ تجویز ٹہرائی کہ وسناد دیو کو ریاست سے علحدہ کرکے
اوسکے بہتیجے کشنا راجہ کو گدی نشین کرین [illegible] اس سرکشی اور فساد کا سد باب ہوجائیگا۔
وسناد دیو کو خبر ہوئی تو وہ اس [illegible] چند روز کے بعد چل بسا۔ اب دہرما راؤ
بہی ہندؤن کی رائے سے اتفاق کرکے کشنا راجہ کو قاسم کوٹہ کا حاکم بنایا۔ اور کشنا راجہ نے
تین لاکہ ہون۔ تین سو ہاتہی اور [illegible] سالانہ خراج داخل کرنے کا وعدہ کیا۔ لیکن جب
وہ مستقل ہوگیا تو [illegible] دہرما راؤ اور چنگیز خان نے وہان جاکر کشنا راجہ کی
خوب درگت بنائی۔ اور [illegible] پر ایک قلعہ تعمیر کیا اس کے بعد کشنا راجہ مجبور
ہوکر اطاعت اختیار کی۔ ۱۰۱۹ھ مین پرتاب شاہ راجہ بستر نے سرکشی پر کمر باندہی۔ محمد قلی نے
آسے ماؤنا ملک وارثی کو سپہ سالار مقرر کرکے اوسکی سرکوبی کو روانہ کیا۔ لیکن کامیابی
نہ ہوئی۔ پہر بادشاہ نے ۱۰۲۰ھ مین [illegible] وزیر اعظم کو معہ لشکر جرار اوسکے سر پر بہیجا۔ یہ بہی
بہت کچہ ہاتہ پیر مارے۔ مگر اوس کو مغلوب نہ کرسکے جب محمد قلی کو خبر ہوئی تو ملک ستر خانکو
۵ ہزار بندوقچی و بانکاری دیگر مدد کو بہیجا۔ اس اثنا مین محمد قلی کثرت شراب خواری کے باعث
بیمار ہوا۔ اور ۴۹ سال کی عمر مین بتاریخ ۱۷ ذوالقعدہ ۱۰۲۰ھ (۳۱) برس (۸) مہینے سلطنت

کرکے انتقال کیا۔ کہتے ہین کہ یہ بادشاہ ہلال محرم کے دیکھتے ہی سیاہ رنگ کا ماتمی لباس پہنتا تہا۔ اور تمام ممالک محروسہ کے مسلمانون کو ماتم کرنے کا حکم تہا۔ دو بڑے بڑے وسیع مکان ایک تو محل سرا اور دوسرا وسط شہر مین بنوایا تہا۔ جو آلاوہ کے نام سے موسوم تہے۔ جہان گریہ وزاری کے مجلسین ہوا کرتی تہین۔ علاوہ اسکے اکثر لوگ چاندی۔ سونے۔ تانبے۔ پیتل وغیرہ کے اقسام اقسام کی مورتین بناتے تہے۔ اور اون کو اپنے مکانات کی دیوارون پر لٹکاتے۔ ان مین ہاتہی۔ شیر۔ اور دنیا کی تمام جانورون کی صورتین ہوتین۔ بعض تو خیالی صورت گہڑ لیتے تہے غرض بارہ روز تک یہ حالت رہتی۔ نوین دن محمد قلی ہاتہی پر سوار مجلسون کے دیکھنے کو نکلتا۔ یمین و یسار۔ امرا و ارکین دولت ہوتے۔ اور ایک ہزار عورتون کے قریب بادشاہ کے آگے رقص کرتی اور کودتی اچہلتی چلتی تہین۔ ۱۷ تاریخ کو خود بادشاہ کے یہان مجلس ہوتی۔ ان تمام مجالس کا خرچ تقریباً چار لاکہہ روپیہ تہا۔ یہ بادشاہ سخی۔ فیاض۔ مسافرنواز بہت تہا۔ دارالسلطنت مین کسی ہندو یا مسلمان۔ غریب یا امیر کی شادی یا ختنہ ہوتی تو حسب حیثیت اون سے جوڑا ملا کرتا۔ بعضون کو زر نقد بہی دیا جاتا۔ محمد قلی کو عمارتون کے بنانے کا بہی بہت شوق تہا۔ چنانچہ موسے ندی کا پرانا پل (یہ [illegible] مین تعمیر ہوا) جامع مسجد (یہ [illegible] مین تعمیر ہوئی) چار مینار (یہ ۹۹۹ھ مین تیار ہوا) چار کمان (یہ [illegible] مین بنائی گئین) چار سو کا حوض۔ دارالشفاء کارد انسلر محلات شاہی۔ داد محل۔ ندی محل۔ نبات گہاٹ۔ خداداد محل۔ محل باغ محمد شاہی۔ محل کوہ طور۔ حنا محل۔ بادشاہی عاشورخانہ (یہ [illegible] مین تیار ہوا) اسی بادشاہ کے بنائے ہوئے ہین۔ ان عمارتون کے سوا اور بہی بہت سے مکانات تعمیر کئے گئے تہے۔ میر ابوطالب جو محمد قلی کا ناظر الملک تہا۔ تعمیرات کے خرچ کی تعداد ستر لاکہہ ہون بتاتا ہے۔ آجکل کے حساب سے ایک ہون سات روپیہ سے زاید کا ہوتا ہے۔

جس سے تقریباً پانچ کروڑ روپیہ ہوتے ہیں۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ بن محمد امین بن سلطان ابرہیم قطب شاہ

چونکہ محمد قلی کو کوئی بیٹا نہ تہا۔ اسلئے محمد قلی کی وصیت کے بموجب میر محمد مومن وزیر اعظم نے محمد قلی کے مرتے ہی قلعہ مین جاکر سلطان محمد (جو محمد قلی کے بہائی محمد امین کا بیٹا تہا) کو تخت نشین کیا۔ اس وقت اسکی عمر ۲۱ سالہ تہی۔ ابراہیم عادل شاہ اور مرتضے نظام شاہ نے مراسم تعزیت وتہنیت کے ادا کرنے کے لئے اپنے اپنے ایلچی بہیجے۔ اس کے بعد سلطان محمد نے ۱۰۲۱ھ مین سید کمال الدین کو سپہ سالار مقرر کرکے راجہ دستر کے تصفیہ (یہ لڑائی محمد قلی کے زمانہ سے چہڑی ہوئی تہی) کے لئے روانہ کیا۔ راجہ دستر نے بہی بہ مقتضائے مصلحت اطاعت کرلی۔ ۵۔ رجب ۱۰۲۶ھ کو میر مکی اور جادو رائے ایلچیان شہزادہ خرم حیدرآباد آئے۔ چونکہ مملکت دکن مین مغلون کا غلبہ روز افزون ترقی پر تہا۔ ابراہیم عادل شاہ اور ملک عنبر نظام شاہی نے بہی مغلون کی اطاعت اختیار کرلی تہی۔ اسلئے سلطان محمد نے ان ایلچیون کی آؤبہگت اچہی طرح کی۔ اور ۱۵ لاکہہ پیشکش روانہ کیا۔ اور جس زمانہ مین کہ شہنشاہ جہانگیر۔ اپنے بیٹے شاہجہان پر نورجہان کے بہکانے سے خفا ہوا۔ اور شاہجہان کے ہمراہیون نے علیحدگی اختیار کی تو شاہجہان پریشانی کی حالت مین قطب شاہی عملداری مین سے ہوتا ہوا چینا پٹن آیا۔

ﷺ۔ سلطان محمد ۲۳۔ ربیع الثانی ۱۰۰۱ھ مین پیدا ہوا۔ چار سال کی عمر مین باپ مرگیا۔ محمد قلی نے بیٹے کے طور پالا۔ اور محمد نام رکہا۔ ہمیشہ ظل اللہ کے لقب سے پکارا کرتا تہا۔ ۱۰۱۶ھ مین محمد قلی نے اپنی بیٹی حیات بخش بیگم سے شادی کردی۔ اس شادی مین (۴۰) ہزار خلعت تقسیم ہوئے۔ اور ایک مہینے تک جشن ہوتا رہا۔ ۱۲۔ مولف۔

سلطان محمد نے اس موقع پر شہزادہ کی نہایت خاطر داری کی۔ اور بہت بڑی پیشکش بھیجی ۱۰۲۳ہجری مین شاہ عباس والی ایران کا ایلچی حسین بیگ قبچاقی ادائے مراسم تعزیت و تہنیت کے لئے آیا۔ سلطان محمد نے میرزین العابدین مازندرانی کو اوسکی مہمانداری کے بندوبست کے لئے وابل بھیجا۔ جب ایلچی سرحد مین داخل ہوا تو ابنیا قلی خان استقبال کو گیا۔ خود بادشاہ نے بھی کالے چبوترہ تک مشایعت کی۔ ایلچی نے والی ایران کے تحائف جس مین تاج مرصع۔ شمشیر و خنجر مکلل بجواہر۔ ۵ گھوڑے تھے پیش کئے۔ اور دو برس چار مہینے تک وہ یہان رہا۔ سالانہ نو ہزار روپیہ ایلچی کو اخراجات کے لئے دئے جاتے تھے۔ آخر ذیقعدہ ۱۰۲۵ھ مین ایلچی رخصت ہوا۔ ۴ ہزار ہون مدد خرچ راستہ کے لئے بادشاہ نے عطا کئے۔ اور امین خاتون کو اپنی طرف سے ایران بھیجا۔ ۲۸ شوال ۱۰۲۳ کو سلطان محمد کا سب سے بڑا بیٹا عبد اللہ مرزا پیدا ہوا۔ منجمون نے زائچہ دیکھکر کہا۔ کہ بادشاہ کو چاہئے کہ شہزادہ کی صورت بارہ برس تک نہ دیکھے۔ چنانچہ ایسا ہی عمل کیا گیا۔ اسکے بعد بادشاہ تقریباً بارہ برس زندہ رہا۔ مگر اس زمانہ کے حالات کسی تاریخ مین نظر نہین آئے یہ معلوم نہین کہ اس عرصہ مین سلطان محمد کو کسی سے جنگ کرنے کی ضرورت بھی ہوئی۔ یا نہین۔ اور سلطنت کا انتظام کس طریق پر رہا وہ بھی نہین کھلتا۔ یون تو تاریخ قطب شاہی ہر طرح ہی ناکامل ہے۔ مگر سلطان محمد قطب شاہ کے زمانہ کی تو تاریخ ہی نہین ہے۔ الحاصل جب شہزادہ نے بارھوین سال مین قدم رکھا تو بادشاہ نے بڑی دھوم دھام سے جشن کیا۔ اور باپ نے بیٹے کی صورت کو دیکھا۔ گو منجمون کے کہنے کی تعمیل پوری پوری کی گئی مگر تب بھی بادشاہ ہلاکت سے نہ بچا۔ دوسرے یا تیسرے روز بادشاہ کو بخار آیا۔ یونانی اور مصری حکیمون کی اختلاف رائے سے مرض مین ترقی ہوئی۔ ۱۳ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کو ۳۴ سالہ عمر مین راہی خلد بریں ہوا۔ یہ بادشاہ صوم و صلوٰۃ کا بڑا پابند تھا۔ کہتے ہین کہ جس وقت بادشاہ کو

مسجد کی بنیاد رکہنے کے لیے ایسے آدمی کی تلاش ہوئی (جس کی کبہی تہجد کی نماز بہی قضا نہوئی ہو) تو بجز سلطان محمد قطب شاہ کے اور کوئی آدمی نہ ملا۔ اور اسی باعث خود سلطان محمد نے بنیادی پتہر اپنے ہاتہ سے قایم کیا۔ بادشاہ کو تاریخ کا بہت شوق تہا۔ شعر بہی خوب کہتا تہا۔ حیدرآباد کے جامع مسجد کی تعمیر (جواب مکہ مسجد سے موسوم ہے) اسی بادشاہ کے عہد حکومت مین شروع ہوئی تہی۔ مگر اوس کے ختم ہونے سے پہلے بادشاہ کی عمر ختم ہوئی۔ پہر عبداللہ قطب شاہ اور ابوالحسن تاناشاہ نے بنایا۔ اور عالمگیر نے ختم کیا۔ تاریخ قطب شاہی مین اس مسجد کا خرچ تیس لاکہہ ہون (تقریباً سوا کروڑ روپیہ) بیان کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ تعداد بظاہر بعید القیاس معلوم ہوتی ہے۔ مگر جب ہم ٹیونیر ایک فرانسیسی جوہری کی تحریر دیکہتے ہین تو وہان بہی شک کرنے کا موقع نہین رہتا۔ کیونکہ وہ اس مسجد کی تیاری کے لیے جو مصالحہ و سامان وہان موجود تہا اوسکو دیکہکر کہتا ہے کہ جب یہ مسجد بنجائیگی تو ہندوستان تو کیا ایشیا بہر مین ایسی مسجد نہ نکلیگی۔ واقعی اسکی تیاری کا سامان تو ایسا ہی کیا گیا تہا۔ مگر سلطان محمد کی بے وقت موت اور آیندہ کے انقلابات و ترددات سلطنت نے اوس ارادہ کو پورا نہونے دیا۔ ادہر جون تون پورا کردیا گیا۔

سلطان محمد نے اپنے آخری زمانہ مین ایک اور شہر کی بنیاد سلطان نگر کے نام سے (سرور نگر کے متصل شرقی جانب) ڈالی تہی۔ بیرونی حصار اور چند مکانات بہی تیار ہوئے تہے۔ مگر بادشاہ کے مرنے سے کام موقوف ہوگیا۔ اس ناتمام عمارت مین ۱۴ لاکہہ روپے صرف ہوگئے تہے۔ اس کے علاوہ بادشاہ نے قلعہ گولکنڈہ کے قریب سلطان پور کے نام سے ایک قصبہ بہی آباد کیا تہا۔ بادشاہ کو پانچ بچے تہے۔ ایک تو عبداللہ مرزا (جو بادشاہ ہوا) دوسری ایک لڑکی (جو سلطان محمد عادل شاہ سے بیاہی گئی) تیسرا شاہزادہ محمد ابراہیم مرزا (کہتے ہین کہ ابراہیم عادلشاہ

کی دختر کے بطن سے تہا۔ مگر ہمارے نزدیک ابراہیم عادل کی لڑکی اسکو منسوب نہیں ہوئی۔ محمد قلی قطب شاہ کی لڑکی اوس کو دی گئی تہی سغالباً یہ کتابت کی غلطی ہے) باقی دو لڑکے ایک عورت خورشید بی بی سے تہے۔ یہ بیگم تو سلطان محمد کی زندگی ہی مین مرگئی ہتی۔ مگر لڑکے عبد اللہ قطب شاہ کے زمانہ مین موجود تہے۔

سلطان عبد اللہ قطب شاہ بن سلطان محمد قطب شاہ

سلطان عبد اللہ قصر ننشین محمدی محل مین تخت نشین ہوا۔ دوسرے روز ۱۴ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کو دربار عام کیا۔ تمام امرار کو خلعت و مناصب عطا ہوئے۔ اور بادشاہ کی خورد سالی کے باعث پیشوا کی ضرورت پڑی۔ سلطان عبد اللہ کی دادی زندہ ہتی۔ اوسنے بعض خواجہ سراون کے اتفاق سے اپنے داماد شاہ محمد ابن شاہ علی عرب شاہ پیرزادہ کو پیشوا مقرر کرایا۔ منصور خان حبشی (جو سابق مین لشکر رکاب کا حوالدار تہا) میر جملہ کیا گیا۔ مرزا روزبہان اصفہانی

نوٹ۔ سلطان عبد اللہ کے پیدا ہونے پر جب منجمون نے بارہ برس تک بادشاہ کو بیٹے کی صورت نہ دیکھنے کی تاکید کی تو بادشاہ نے شاہزادہ کی پرورش میر قطب الدین نعمت اللہ کے تفویض کی۔ جو بادشاہ کے رشتہ دارون مین تہا۔ جب قطب الدین ۵ سال کے بعد مرگیا تو بادشاہ نے اپنے داماد مرزا شریف کو شہزادہ کی پرورش کے لئے مقرر کیا۔ ملک مبارک و ملک یوسف خواجہ سرا بہی خدمت مین رہنے لگے۔ تین برس کے بعد مرزا شریف بہی چل بسا۔ اب میر محمد مومن کی صلاح سے خواجہ مظفر علی اس کام پر مقرر ہوا۔ مولانا حسین شیرازی قرآن شریف کی تعلیم دینے لگا۔ دس برس کی عمر مین مظفر علی مرگیا۔ اور مولانا حسین شاہزادہ کی نگرانی کرنے لگا۔ اسکے بعد مولانا حسین کا بہی انتقال ہوگیا۔ اور میر محمد مومن رکن اعظم نے بہی قضا کی۔ اسکے بعد خود بادشاہ بہی رحلت فرمایا۔ اب منصور خان حبشی

معزول ہوا۔ جسے سلطان محمدؒ نے صرف دو ہی مہینے سے خواجہ افضل ترک کو موقوف کر کے
سرخیل کیا تہا۔ اب منصور خان حبشی کی سفارش سے خواجہ افضل پہر سرخیل ہوا۔ چار لاکہہ ہون
کی جاگیر مشیر ولی اوسکو دی گئی۔ چونکہ سلطان عبداللہ۔ شاہ محمد کی نا قابلیت سے ناراض تہا۔
اسلئے جب علامہ شیخ محمد الشہیر ابن خاتون ایران کی سفارت سے واپس آیا تو اوسے نائب پیشوا مقرر کر کے
کی طرح تخت کے پاس بیٹہنے کی اجازت دی۔ اور اوسی کو اپنا دبیر بہی مقرر کیا۔ اب شاہ محمد
اور ابن خاتون مین رنج پیدا ہو گیا۔ ادہر منصور خان حبشی بے علم ہونے کے باعث (جو ہمیشہ
برہمنوں کی مدد سے کام کرتا تہا۔) منصب میر جملگی کے ہندو ہی مالک ہو گئے۔ ملک یوسف
ملک عنبر (جو سلطان محمدؒ کے بڑے مقرب تہے) امارت سے گرا دئے گئے۔ اور ملک عنبر کے
تین سو گرجی و حبشی غلام اوس سے لیکر لشکر شاہی مین شامل کئے گئے۔ ان مین سے چار آدمیوں کو
فیروز خان۔ آدم خان۔ یاقوت خان۔ جمشید خان۔ کے خطابات دیکر فوجوں کا سردار کیا گیا۔
قاسم بیگ کوتوال۔ حسن بیگ نائب کوتوال۔ مرزا قاسم بیگ اردستانی۔ ناظر الممالک
اعتماد راؤ۔ دبیر فرامین ہندی۔ نارائن راؤ۔ مجموعہ دار یعنی مستوفی الممالک۔ سوری راؤ۔ نسب نویس
مقرر ہوئے۔ دہرما راؤ و آسی راؤ بدستور اپنی اپنی خدمات پر بحال رہے۔ اس اثنا مین
ابراہیم عادل شاہ۔ برہان نظام شاہ ثالث۔ شہزادہ شاہجہان کے پاس سے تعزیت و تہنیت
کے لئے ایلچی آئے۔ کمال آؤ بہگت کی گئی۔ اور شاہجہان کے ایلچی کو پیشکش کے ساتہہ
رخصت کیا گیا۔ جب شاہجہان بادشاہ ہوا تو سلطان عبداللہ نے ایلچی کے معرفت مراسم
تعزیت و تہنیت ادا کئے۔ اور حسب معمول پیشکش بہی بہیجا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۹۸)۔ ملک الیاس ملک یوسف ملک عنبر نے شہر کا مندوبست کیا۔ اور سلطان عبداللہ کو تخت پر بٹہایا تہا۔

سلطان محمد قطب شاہ ربیع الاول سے بارہ روز تک جشن میلاد النبی نہایت تکلف سے کرتا تھا۔ اور محرم شروع ہونے پر تمام حکم دیدیا تھا۔ کہ نوبت نقارے نہ بجائے جائین اور کوئی شخص گوشت پان نہ کہائے۔ قصابون اور تنبولیون کی دوکانیں بند ہو جاتی تھین۔ تمام ہندو اور مسلمانونکو ماتم کرنیکا حکم تہا۔ ملازمون نوکرون مرثیہ خوانون کو سیاہ و کبود جامے سبز و سیاہ عمامے ملتے تھے۔

محرم کے بعد بادشاہ کو عشرہ کامل ایک مہینے تک عیش اوڑاتا تہا۔ اور نوجوانی کے باعث بادشاہ کی طبیعت عیاشی کی جانب بہت مائل رہتی تہی۔ جب بادشاہ کی یہ حالت ہوئی تو امرا نے قوت پیدا کی۔ خصوصاً منصور خان حبشی بڑا متکبر ہو گیا تہا۔ کوئی دوسرا امیر یا سردار اسکی نگاہ مین نہین بہرتا تہا۔ اور شاہ محمد اور قاسم بیگ کوتوال کا دشمن بنگیا تہا۔ اب اوسنے ارادہ کیا کہ کسی دوسرے کو کوتوال مقرر کرے۔ اسلئے مرزا سید محمد اسفرائنی کو (یہ سلطان محمد قطب شاہ کا پہلے ندیم تہا۔ مگر کسی نامعلوم وجہ سے حرمین شریفین کے زیارت کا بہانہ کرکے چلا گیا۔ اور جہانگیر کا ملازم ہو گیا۔ ۲۹ شوال سنہ ۱۰۳۷ھ کو شاہجہان نے اوسے ہزار مہر عنایت کی تہین) مدت مدید سے وہین رہتا تہا۔ مگر یہ منصور خان کے زمانۂ حیات مین یہان نہین آیا) ہندوستان سے بلایا۔ اس اثناء مین قاسم بیگ کوتوال نے خود بخود خدمت کوتوالی سے استعفا دیدیا۔ منصور خان کو یہ موقع اچہا ملا۔ اوسنے فوراً ملا محمد تقی قریشی حوالدار کو مچہلی پٹن سے طلب کیا۔ مگر بادشاہ کے روبرو پیش کرنیکا موقع نہ ملا۔ اس عرصہ مین حسن بیگ نائب کوتوال نے کوتوالی کا کام اس خوبی سے انجام دیا۔ کہ بادشاہ نے اوسکو کوتوال کرکے اپنا مقرب بنایا۔ منصور خان نے دیکہا کہ میری بات نہ چلی تو اوسنے ملا محمد تقی کو اپنے پاس رکہلیا۔ اور سرخیلگی کا تمام کام اوس کے تفویض کیا۔ اتفاقاً غرہ محرم سنہ ۱۰۳۰ھ کو منصور خان مرگیا۔ سرخیلی کا جہگڑا پیش ہوا۔ چونکہ ملا محمد تقی ایک سال سے اس کام کو انجام دیرہا تہا۔ اسلئے بادشاہ نے اوس سے پیشکش معمولی لیکر سرخیلی کا عہدہ دیدیا۔ ملا نے مقدمات دیوانی کے ضبط پر ایسی

توجہ کی کہ خیانت کا نام مٹا دیا۔ نارائن داؤ مجموعہ دار پر پانچ لاکھ ۳۵ ہزار کی ضمن نکالی۔ اور یہ
روپیہ وصول کرکے خزانہ عامرہ مین داخل کیا۔ اور کتنے ہی متمرد چودہریون کا سر قلم کردیا۔ بادشاہ
اوسکی کارگزاری سے خوش ہوکر شریف الملک کا خطاب عطا کیا۔ اور قلمدان مرصع جو مرزا محمد امین
کے بعد کسی کو نہین دیا گیا تہا۔ وہ اوسے بادشاہ نے دیا۔ انہین ایام مین شاہجہان کے
لشکرکشی کی خبر شایع ہوئی۔ بادشاہ نے مُلا کو پچاس ہزاری منصب اور منصب سرداری علاوہ
سرخیلی کے مرحمت کرکے نئی فوج کے بہرتی کرنے کا حکم دیا۔ مُلّا نے غریب۔ دکہنی۔ عرب۔
افغان فراہم کرکے ایک فوج تیار کی۔ اور اپنی حسن کارگذاریون سے روزبروز ترقی حاصل
کرنے لگا۔ اب بادشاہ نے سرداری مین الملکی (جو منصور خان سے متعلق تہی) آدم خان
حبشی کو دی اور حوالداری فوج رکاب منصور خان کے بیٹے کو عنایت ہوئی۔ اسی زمانہ مین
میر ابوالمعالی دیانت خان عامل مرتضےٰ نگر وچہلی پٹن رعایا کے ہاتہ مارا گیا۔ اور خواجہ افضل
ترک عامل مقرر ہوکر وہان گیا۔ اور بدمعاشون کو چن چن کر قتل کیا جس سے غریب رعایا کو
امن ملا۔ اودہر شاہجہان نے باقر خان نجم ثانی صوبہ دار اڑلیسہ کو قطب شاہی عملداری پر
چڑہائی کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اور ایک ایلچی شیخ محی الدین نام قطب شاہ کے پاس
معہ تحائف اسلئے بہیجا۔ کہ وہان کے حالات سے اطلاع دے۔ اور پیشکش وصول کرکے
روانہ کرے۔ یہان قطب شاہ نے ایلچی کا بہت اعزاز و اکرام کیا۔ اور باقر خان نے قطب شاہی
اکثر قصبات و پرگنات پر قبضہ کرلیا۔ گو قطب شاہ نے اوسکی مدافعت کے لئے فوج بہیجی۔
مگر حریف غالب رہا۔ منصور گڈہ۔ کہیرا پارہ وغیرہ باقر خان کے تصرف مین آئے۔ جس سے
قطب شاہی عملداری مین ایک تہلکہ پڑگیا۔ اکثر زمیندار سرکشی پر آمادہ ہوئے۔ چنانچہ ملیا
چودہری کلبگور نے علانیہ بغاوت برپا کی۔ شریف الملک نے یولچی بیگ کو بارہ ہزار سے

اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جسنے وہان جاکر دفعتاً حملہ کردیا لیکن مارا گیا اور اوس کا تمام اسباب ضبط ہوا۔ اس کے بعد بادشاہ نے باقرخان کی مداخلت روکنے کے لئے خواجہ افضل ترک کو (جو مرتضےٰ نگر کا حاکم تہا) قاسم کوٹہ بہیجا۔ اور شاہ محمد کو خدمت پیشوائی سے موقوف کرکے ابن خاتون کو پیشوا بنایا۔ شاہجہان کا ایلچی جو ایک مدت سے حیدرآباد مین ٹہیرا ہوا تہا۔ ۴ لاکہہ روپیہ کے تحایف وہدایا بطور پیشکش حوالہ کرکے رخصت کیا۔ اس اثنا مین سید محمد اسفرائنی (جسکو منصور خان نے بلایا تہا) ہندوستان سے آیا۔ اس وقت کوئی عہدہ خالی نہ تہا۔ اسلئے بادشاہ نے ۵ ہزار سالانہ اوسکا مقرر کرکے ندیمون مین داخل کیا۔ جب شاہجہان کے پاس قطب شاہ کی پیشکش اور درخواست پہنچی تو اوس نے اون تعلقات مفتوحہ کو جو باقرخان نے فتح کئے تہے قطب شاہ کو واپس دیدیا۔ ۶ رمضان ۱۰۴۷ھ روز چہارشنبہ قطب شاہ کو لڑکی پیدا ہوئی قطب شاہ نے اس خوشی مین انعام واکرام تقسیم کیا۔ اور تمام بازارات مین شیرینی بانٹی گئی۔ ۹ شوال ۱۰۴۷ھ کو ملا تقی شریف الملک نے رحلت کی۔ بادشاہ نے مرزا حمزہ استرآبادی کو اوسکی جگہ مقرر کیا۔ اسی زمانہ مین ویموجی کا ٹہیا مرہٹہ دو تین ہزار سوار سے (یہ سابق مین نظام شاہ کا ملازم تہا) قطب شاہ کے پاس آیا۔ بادشاہ نے اوسکو معہ فوج ملازم رکہہ لیا۔ مگر ایک ہی ہفتہ کے بعد مر گیا۔ اور سیوجی ہرکارہ نظام شاہی کو اپنا وصی کرگیا۔ بادشاہ نے متوفی کے بہائیون اور بیٹون کو طلب کرکے خلعت وانعام دیا۔ اور تین لاکہہ کی جاگیر مقرر کی۔ ۲۰ گہوڑے اور ۵ ہاتہی بہی مرحمت کیا۔ ۲۷ صفر ۱۰۴۸ھ روز چہارشنبہ کو (علی الصباح آدہ گہنٹے کی بارش ہونے سے) دریائے موسیٰ مین ایسا سخت شدت سے سیلاب آیا۔ کہ پل پر سے پانی چلنے لگا۔ اور شہر کے اندر گہس گیا۔ تمام عمارات ومکانات ڈہا دئے۔ سنہ ۱۰۴۸ ہجری

میں سلطان عبداللہ کی داڑھی منڈانے کے جشن کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ اس زمانہ
میں دکن کا دستور تھا کہ جب پہلے پہل کوئی داڑھی منڈاتا تو [illegible] خوشی کرتا۔ سلطان عبداللہ
کی ماں حیات بخش بیگم نے اس جشن کا ذمہ لیا۔ [illegible] مگر (جس کو بیگم نے آباد کرایا تھا)
میں جشن کی تیاری کی گئی۔ چنانچہ [illegible] کو سلطان [illegible] حیدرآباد۔
دوسرے روز منصور آباد تیسرے روز حیات [illegible] روز جشن [illegible] خلعت و انعام
تقسیم کئے گئے۔ کہتے ہیں کہ اس جشن میں دو لاکھ [illegible] خرچ ہوئے۔ بتاریخ ۱۱ ذیقعدہ ۱۰۴۲ھ
ایک اور بیٹی سلطان عبداللہ کو پیدا ہوئی [illegible] سنہ ۱۰۴۲ھ میں بادشاہ نے
ابن خاتون کو پیشوائی سے معزول کر کے میر محمد رضا استرآبادی کو پیشوا مقرر کیا۔ ان دنوں
مہابت خان سپہ سالار شاہجہان کی قلعۂ دولت آباد پر آنے کی خبر تھی۔ اہلیٰ قطب شاہ
نے سرحد کی حفاظت کے واسطے توجہ بھیجی۔ اسی سال سلطان عبداللہ کی بہن کا نکاح محمد عادل شاہ
سے ہوا۔ ۹ شوال ۱۰۴۳ھ کو ابن خاتون پھر پیشوا بنایا گیا۔ اور ۱۰۴۵ھ میں شیخ عبداللطیف
ایلچی کے ذریعہ شاہجہان نے ایک فرمان عبداللہ قطب شاہ کے پاس روانہ کیا۔ جس میں
پیشکش کی طلبی اور خطبۂ اثنا عشری کے موقوفی کے نسبت تحریک تھی۔ سلطان عبداللہ نے
سفیر کی کمال خاطر داری کی۔ اور خطبۂ اثنا عشری کو موقوف کر کے خطبۂ چار یاری پڑھوایا۔
اور خطبہ میں خلفائے راشدین کے نام کے بعد شاہجہان کا نام بھی داخل کیا۔ شاہجہان کے
نام کا سکہ مسکوک کیا گیا۔ بعد ازاں ۴ لاکھ روپیہ کا پیشکش شیخ عبداللطیف سفیر کے ہاتھ
شاہجہان کے پاس بھیجا۔ اور ایک عرضی بھی اپنے سفیر محمد طاہر کے ذریعہ روانہ کی۔ ۱۰۴۶ھ
میں شاہجہان نے عبداللطیف سفیر اور نہال چند جوہری (جو سفیر کے ساتھ گولکنڈہ ہو آیا تھا)
کی تعریف و توصیف پر سلطان عبداللہ کے ہاتھ میں جو بیش بہا یاقوت کی انگشتری ہمیشہ رہتی تھی

طلب کیا - سلطان عبداللہ کو بغیر بھیجنے کے کچھ بن نہ پڑا - چار و ناچار انگشتری کو بھجوا دیا - اس انگشتری کی قیمت
۵۰ ہزار قرار پائی - جو پیشکش مین محسوب ہوئی - بعد ازان شاہجہان نے سلطان عبداللہ کو ایک
عہدنامہ لوح زرین پر رقم کرکے روانہ کیا - اسی زمانہ مین خاندوران (جو بیجاپور کی تاخت پر آیا تھا)
نے قطب شاہ سے ایک عمدہ ہاتھی گجموتی نام لیکر بادشاہ کی خدمت مین پیش کیا - ۱۰۵۵ھ مین
جب محمد عادل شاہ نے اپنی فوجین کرناٹک کے طرف بھیجین اور جدید ممالک فتح کرنا شروع
کئے تو عبداللہ قطب شاہ نے بھی اپنی سلطنت کے استحکام کے لئے جدید علاقون کا تسخیر
کرنا ضروری سمجھا - اور میر محمد سعید[1] میر جملہ کی سپہ سالاری مین فوجین روانہ کین - چنانچہ میر جملہ نے
کرناٹک کا ملک بہت کچھ فتح کیا جسکا طول ڈیڑھ سو کوس اور عرض تیس[2] کوس - چالیس لاکھ روپیہ
آمدنی تھی - اس مین الماس کی کان بھی تھی - پہلے قطب شاہی سرحد کہم تک تھی - اب کنجی کوٹہ تک
ہوگئی - اسی زمانہ مین ایک فرانسیسی سوداگر ٹیورنیر نامی دکن آیا تھا جس نے میر جملہ سے ملاقات
کی - اور گولکنڈہ کے الماس کے کانون سے بہت کچھ الماس خریدا - مدتون یہان رہا - اس کے
بعد بھی ٹیورنیر اور پانچ مرتبہ ممالک مشرقی کو آیا - ایک اور سیاح موسیو تھیونو بھی اسی زمانہ مین

[1] نوٹ - مورخون نے لکھا ہے کہ میر محمد سعید قوم کا سید باشندہ ایران تھا - اردستان نواح اصفہان مین پیدا ہوا تھا - اس کے والدین
خاندانی تھے - مگر غربت کے اسیر تھے - اسنے لکھنا پڑھنا سیکھکر ایک جوہری کے پاس نوکر ہوگیا - یہ جوہری اکثر گولکنڈہ آیا کرتا
تھا - جب وہ جوہری مرنے لگا تو سب مال و اسباب محمد سعید کو دیدیا - پھر اسنے تجارت مین بہت دولت پیدا کی سلطان عبداللہ
اسکی لیاقت کو دیکھکر نوکر رکھ لیا - اور روز بروز ترقی دیکر سپہ سالار کیا - اور میر جملہ کا خطاب دیا - موسیو تھیونو لکھتا ہے
کہ وہ اصفہان کے ایک تیلی کا بیٹا اور اتنا بڑا امیر تھا کہ اوس کے پاس بیس اوقیہ کے برابر ہیرے تھے - ٹاورنیر لکھتا ہے کہ
میر جملہ بادشاہ گولکنڈہ کا وزیر اور اوسکی تمام فوج کا سپہ سالار تھا - گو خاندانی نہ تھا مگر ذی لیاقت ضرور تھا - میر جملہ اکثر

دکن مار دہو اتہا۔ ان دونون کے سیاحت نامے انگریزی مین موجود ہین حال ہی مین اون سفر
نامون کے چند ابواب کا (جو خاص دکن کی سیاحت سے تعلق رکہتے ہین) ترجمہ سررشتہ علوم وفنون
سرکار نظام مین کیا گیا ہے۔ ہم یہان بلحاظ طوالت اون سفرنامون کے حالات قلم انداز کرتے ہین
اس زمانہ مین دکن کی طبی حالت نہایت خراب تہی دیہات وقصبات مین اکثر بڈہے اور معمر لوگ
(جنکو اپنی عمر مین بیماریون کا تجربہ ہوچکا ہوتا تہا) جنگلون سے بوٹیان اور جڑیان توڑ لاکر مریضونکو
دیتے ہتے۔ بادشاہون اور امیرون کے پاس طبیب لوگ اسقدر کم ہتے۔ کہ اون کی گنتی انگلیون پر
ہوسکتی تہی۔ فن جراحی تو اونہین مطلق نہ آتا تہا۔ جس وقت مسٹر جیفر (قوم ڈچ) سفیر۔ بٹاویہ سے
سلطان عبد اللہ کے پاس قطب شاہی عملداری مین تجارتی کوٹہیان کہولنے کے لئے ڈچ کمپنی کے
طرف سے آیا تو اوسکے ساتہ ایک ڈاکٹر ویلان نامی ہی تہا۔ جب سلطان کو ڈاکٹر کی خبر ہوئی تو
اوسنے باصرار مسٹر جیفر سے اوسکو لے لیا۔ اور تین ہزار دوسو روپیہ ماہانہ پر نوکر رکہا۔ چونکہ سلطان کے
سر مین اکثر درد ہوا کرتا تہا۔ اسلئے نظام الدین احمد طبیب کی رائے سے زبان کے نیچے اوس
ڈاکٹر کے ہاتہ سے فصد کہلوائی۔ تین سو ہون انعام دیا۔ اسکے بعد بادشاہ کی بیگم اور والدہ نے بہی
اپنی اپنی فصد کہلوائین۔

سلطان عبد اللہ کو اولاد ذکور نہ تہی۔ صرف تین بیٹیان تہین۔ سنہ ۱۰۶۲ھ مین ایک شخص سید احمد نام

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۰۴)۔ ہیرون کی کانون کے ٹہیکے لیا کرتا تہا۔ اوسکے پاس ہیرون کی اسقدر کثرت تہی کہ اون کا شمار نہوتا تہا۔
بلکہ ہیرون سے بہرے ہوئے ٹاٹ کے تہیلے گن کے جاتے ہتے۔ میر جملہ اپنی ذات سے ہی پانچہزار سوار نوکر رکہتا تہا۔ ۱۲ لغفور
نمبر۔ ایک شخص سید معصوم ابن میر غیاث الدین بن سید منصور شیراز کا رہنے والا تہا۔ اور علمی لیاقت کے باعث مخلوق
نے سید معصوم کو استاد البشر کا خطاب دیا تہا۔ شیراز مین اسکا ایک مدرسہ تہا۔ جسے مدرسہ منصوریہ کہتے ہتے شاہ عباس

عرب سے گولکنڈہ آیا۔ اور شاہی محل سرا کے دروازہ پر بستر اجمایا۔ کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔
جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو ایک مقرب کے ذریعہ اوسکی خواہش دریافت کی گئی۔ سید احمد نے
اوس مقرب کو اس سنجیدگی سے جواب دیا۔ کہ جس سے معلوم ہوا کہ یہ شخص بڑا دانشمند اور اعلیٰ
خاندان ہے۔ مقرب نے تمام حال بادشاہ سے جاکر عرض کیا۔ بادشاہ نے اپنے دربار مین
بلایا۔ اور اوس کی باتون سے بہت مسرور ہوا۔ لیکن جب اوسنے کہا کہ مین شہزادی سے نکاح
کرنے آیا ہون تو اوسکو حیرت ہوئی۔ تمام لوگ دیوانہ خیال کرنے لگے۔ پھر سید احمد نے کہا کہ اگر
میرا نکاح شاہزادی سے نہ ہوگا تو اس ملک پر بلا نازل ہوگی۔ بادشاہ یہ سنکر جیلخانہ بھیجدیا چند
روز قید مین گذرے۔ اس کے بعد بادشاہ نے ایک جہاز مین سوار کراکے عرب کو روانہ کر دیا۔
دو سال بعد پھر سید احمد گولکنڈہ آیا۔ اس دفعہ کچھ ایسی کارروائی کی کہ شاہزادی کی شادی اوس سے ہوگئی
میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا ہے کہ سید احمد اور سید سلطان دو شخص نجف کے رہنے والے
سید تھے۔ میر جملہ نے اپنی لڑکیون کی شادی اون سے کرنے کے لئے اونہیں بلایا تھا۔ جب بادشاہ
کو خبر ہوئی تو اوس نے کہا کہ مین ان دونون کو اپنی بیٹیان دونگا۔ چنانچہ بادشاہ نے سید احمد کو بڑی
بیٹی دیدی۔ اس اثنار مین بادشاہ نے مکہ مسجد کی تعمیر (جو سلطان محمد کے زمانہ مین ناتمام رہگئی
تھی) کو آغاز کرنا چاہا۔ لیکن سید احمد نے یہ کہکر موقوف کرایا کہ اگر یہ مسجد تیار ہوئی تو قطب شاہی عملداری

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۰۵) صفوی کی بہن جب زیارت حرمین شریفین کو جانے لگی تو بادشاہ نے سید معصوم کو بلحاظ اعلیٰ شہرت کے
اپنی بہن کے ساتھ کر دیا۔ تاکہ ایام حج مین وہ شہزادی کو مناسک حج کی تعلیم دے۔ مگر راستہ مین سید معصوم کو شاہزادی سے
کچھ تعلق ہوگیا۔ اور عرب مین جاکر ان دونون نے نکاح کر لیا۔ اب شیراز واپس جانے کی کوئی صورت نہ تھی۔ مدینہ مین یہ دونون
رہنے لگے۔ ایک لڑکا پیدا ہوا۔ سید احمد نام رکھا گیا۔ جب سید احمد جوان ہوا تو مدینہ مین ایک عورت سے نکاح کر لیا

پر آفت نازل ہوگی - چونکہ بادشاہ داماد کی بات بہت سنتا تھا - اسلئے تعمیر کو ملتوی کرادیا - اب میر جملہ کے حالات سنئیے - کہ جب اوس نے کرناٹک کے ملکون کو فتح کیا تو اس کے بعد بادشاہ نے اوسکو وریلسے گوداوری کے کنارے کے راجاؤن کو مطیع کرنے کے لئے روانہ کیا - اس موقع پر بعض مفسدون نے بادشاہ کو سمجھایا کہ "آجکل میر جملہ کی قوت بہت بڑہ گئی ہے - اور دولت بھی بیشمار ہے - اور اب وہ اپنے بیٹے کو تخت نشین کرنا چاہتا ہے" بادشاہ بھی مفسدون کے دام مین آگیا - اور محمد امین کا خاتمہ کرنے کے لئے حکم دیا - ان مفسدون نے تین چار مرتبہ اوسکو زہر دینے کی کوشش کی - مگر ناکام رہے - اور یہ راز محمد امین پر کہل گیا - اوسنے فوراً باپ کو اس سے اطلاع دی - میر جملہ نے بیٹے کو لکہا کہ بادشاہ سے اجازت لیکر یہان چلے آؤ - لیکن یہان تو بادشاہ نے اوسپر نگرانی رکھی تھی - کسی طرح جانا ممکن نہ ہوا - چونکہ محمد امین مین تحمل و بردباری نہ تھی - اسلئے اوسی وقت غصہ مین بادشاہ کے پاس گیا - اور کسی قدر گستاخانہ گفتگو کی جسکی پاداش مین بادشاہ نے محمد امین کو معہ اوس کی مان اور بہنون کے گرفتار کرکے جیلخانہ بہیجدیا - جب میر جملہ کو معلوم ہوا تو بہت پریشان ہوا - اور شاہ شجاع (جو بنگالہ کا صوبہ دار تہا) سے مدد چاہی - مگر وہ راضی نہ ہوا - اب اوسنے اورنگ زیب کا دامن پکڑا - اور شاہجہان کی ملازمت اور اپنے بیٹے اور متعلقین کی رہائی کی خواہش و درخواست کی - جب اورنگ زیب نے شاہجہان کو یہ واقعہ لکہا تو اوس نے سلطان عبداللہ کو میر جملہ کے بیٹے اور متعلقین کی رہائی کے نسبت فرمان بہیجا - اور اوس کے مال منضبطہ کی واپسی کے لئے بہی ہدایت کی - ۱۰ دہم اورنگ زیب نے شاہجہان کے فرمان کی

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۰۶) اوس کیطن سے ایک لڑکا ۱۱ رجمادی الاول ۱۰۵۲ھ کو سید علی نام تولد ہوا - بعد مین اوسکا نام سید علی معصوم ہوگیا - اس کے بعد سید محمد عرب سے نکلکر دکن آیا - اور جورو بچون کو مدینہ مین چہوڑا - ۱۲ - مولف -

تعمیل کرنے کی تاکید کی۔ مگر افسوس ہے کہ سلطان عبداللہ نے ایک کی بھی تعمیل نہ کی۔ آخر ۸ ربیع الاول ۱۰۶۶ھ کو اورنگ زیب نے اپنے بیٹے محمد سلطان کو سپاہ کثیر کے ساتھ گولکنڈہ کے طرف روانہ کیا۔ اور خود بھی پیچھے چلا۔ جب محمد سلطان نے قطب شاہیہ عملداری میں تاخت و تاراجی شروع کی تو سلطان عبداللہ کو ہوش آیا۔ تقصیرات کی معافی چاہی اور محمد امین کو معہ اوسکی والدہ کے رہا کر کے روانہ کیا۔ مگر مال و اسباب واپس ندیا۔ ادہر محمد سلطان بھی آگے بڑہا گیا۔ عبداللہ پریشان ہو کر معہ عیال و اطفال گولکنڈہ چلا گیا۔ اور تمام جواہرات و مرصع آلات بھی ساتھ لیگیا جب محمد سلطان حسین ساگر کے کنارے مقیم ہوا تو عبداللہ کے پاس سے محمد ناصر آیا اور جواہرات و مرصع آلات سے بہرا ہوا صندوقچہ پیش کیا۔ ممکن تہا کہ صلح ہو جائے۔ مگر عبداللہ کی فوج نے شوخی و شرارت شروع کی۔ اور میر جملہ کا اسباب بھی اب تک واپس نہ آیا۔ اسلئے محمد سلطان کو غصہ آیا۔ اور محمد ناصر کو قید کر کے قطب شاہی فوج کا مقابلہ کیا۔ عبداللہ کی فوج شکست کہا کر بہاگی۔ دوسرے روز محمد سلطان نے حیدرآباد پر قبضہ کیا۔ عبداللہ سخت گہبرایا۔ اور حکیم نظام الدین کو معہ جواہرات و تحایف صلح کے لئے بہیجا۔ کسی قدر میر جملہ کا اسباب بھی واپس کیا۔ اتنے میں اورنگ زیب بھی حیدرآباد آگیا۔ ابھی صلح نہیں ہوئی۔ لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ قلعہ محمد نگر کا محاصرہ کیا گیا۔ اب عبداللہ نے میر فصیح اور اپنے داماد میر احمد کے ذریعہ اپنے تقصیرات کی معافی چاہی۔ اس کے بعد اپنی ماں کو بھی اورنگ زیب کے پاس بہیجا۔ چنانچہ بہت سی ردّ و بدل کے بعد ان شرائط پر صلح ہوئی۔ کہ سنوات گذشتہ کی پیشکش کے بابتہ ایک کروڑ روپیہ ادا کرے۔ اور شاہزادہ محمد سلطان سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دے۔ میر جملہ کا باقی مال و اسباب واپس دے۔ الحاصل لڑائی موقوف ہوئی۔ اور دوسرے روز سلطان عبداللہ کی بیٹی سے شاہزادہ محمد سلطان کا نکاح ہو گیا۔ سرکار رام گیر اور ۴ لاکہہ روپیہ کا سامان جہیز میں دیا گیا۔

اورنگ زیب نے میر جملہ کو کرناٹک سے طلب کیا۔ اور جو خلعت و فرمان کہ شاہجہان کے
پاس سے آیا تھا وہ میر جملہ کو مرحمت ہوا۔ بعد ازان میر جملہ نے اپنے مکان پر اورنگ زیب و
محمد سلطان کی دعوت کی پیش قیمت جواہر و مرصع آلات۔ ہاتھی۔ گھوڑے نذر گذرانے۔ اس
عرصہ مین شاہجہان کا ایک اور فرمان آیا۔ جس مین میر جملہ کو منصب پانچہزاری۔ چار ہزار سوار۔
معظم خان خطاب عطا ہوا تھا۔ اب اورنگ زیب و سلطان محمد معہ اپنی فوج و ہمراہیون کے
گولکنڈہ سے رخصت ہوے۔ میر جملہ بھی ہمراہ آگیا۔

یہ تمام واقعات جو ہمنے اوپر بیان کئے ہین۔ ان کو خافی خان نے اپنی کتاب منتخب اللباب
مین۔ ایک دوسرے پیرایہ مین لکھا ہے۔ اور الفنسٹن صاحب نے خافی خان کی تقلید کر کے
اپنی تاریخ مین اس واقعہ کی سرخی "اورنگ زیب کا حملہ غایبانہ ہندوستان پر قایم کی ہے۔ جو
سراسر اتہام ہے۔ ڈاکٹر برنیر نے بھی ایک دوسری جہوٹی روایت اپنی کتاب مین لکھکر
بہتان کیا ہے۔ چنانچہ خافی خان۔ الفنسٹن۔ برنیر کے تحریرات کو ہمنے بالتفصیل ہندوستان کے
حالات مین لکھا ہے ناظرین ضرور ملاحظہ کرین۔ اب یہان مکرر اعادہ بے ضرورت ہے۔
جب میر جملہ شاہجہان کی خدمت مین حاضر ہوا تو ایک خوان اشرفی اور دو خوان جواہر کے نذر
کیا۔ شاہجہان نے منصب شش ہزاری و شش ہزار سوار سے ممتاز کر کے خدمت وزارت
عطا کی۔ اور قلمدان مرصع و شمشیر و دو فیل و دو اسپ خاصہ با ساز و یراق طلا و نقرہ
۵ لاکھ روپیہ نقد مرحمت کیا۔ میر جملہ نے اس موقعہ پر ایک الماس جس کا وزن دو سو سولہ
سرخ اور قیمت دو لاکھ سولہ ہزار تہی۔ صفحہ (۴۰) ہاتہی کے پیش کیا۔ یہ وہی ہیرا ہے۔ جو
آجکل کوہ نور کے نام سے موسوم اور شہنشاہ انگلستان و قیصر ہند کے قبضہ مین ہے۔
ہم اس کے قبل ہمنے بیان کیا ہے۔ کہ سلطان عبداللہ کو صرف تین لڑکیان تہین جنمین سے

ایک کی شادی سید احمد سے ہوئی تھی۔ دوسری کا نکاح شاہزادہ محمد سلطان خلف اورنگ زیب
سے ہوا۔ اب صرف تیسری لڑکی ناکتخدا باقی تھی۔ اس اثنا میں ایک شخص بلند نسب و عالی حسب
سید سلطان نام (جو سید احمد کے باپ سید معصوم کے شاگردوں میں سے تھا) کربلائے
معلے سے حیدرآباد آیا۔ اور سید احمد کے مکان میں (بوجہ سابقہ شناسائی کے) ٹھیرا۔ رفتہ
رفتہ بادشاہ کا مقرب و ندیم ہوگیا۔ اب بادشاہ نے چاہا کہ وہ تیسری لڑکی ناکتخدا کا عقد اس
سید عالی نسب سے کردے۔ چنانچہ شادی کے رسومات آغاز کردئے گئے۔ اس عرصہ میں معلوم
نہیں کہ سید احمد اور سید سلطان کے فیمابین کیوں رنجش و کدورت پیدا ہوگئی۔ اور عین
شادی کے موقع پر سید احمد نے بادشاہ سے عرض کیا۔ کہ اگر شاہزادی کا عقد سید سلطان سے
ہوگا تو میں حیدرآباد سے اسی وقت اورنگ زیب کے پاس چلا جاؤں گا۔ سید احمد کی اس
گفتگو سے بادشاہ و دیگر ارکان دولت کو سخت حیرت ہوئی۔ ہرچند اوسکی فہمایش کی گئی۔ مگر وہ
اپنی ضد سے باز نہ آیا۔ چونکہ بادشاہ کو سید احمد کی خاطر مد نظر تھی۔ اسلئے شادی ملتوی کی گئی۔
اور یہ فکر ہوئی کہ انتظام تو سب ہوچکا ہے۔ اب لڑکی کا عقد کس سے کیا جائے۔ اتنے میں
بادشاہ کی والدہ نے کہا کہ ابوالحسن جو مجھسے قرابت قریبہ رکھتا ہے اور ایک مدت سے
شاہ راجو حسینی صاحب کی خدمت میں رہتا ہے۔ اگر اوس سے اس شاہزادی کا عقد کردیا جائے
تو مناسب ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے بھی منظور کرلیا۔ اور اوسی وقت ابوالحسن کو بلا کر حمام کرایا گیا
اور لباس مکلل پہنا کر سہرا باندھا گیا۔ قاضی نے آکر صیغہ نکاح پڑھا۔ بہرحال جو تقدیری امر تھا
وہ ہوا۔ اور سید سلطان طلبی کا منتظر بیٹھا تھا۔ جب اوسکو معلوم ہوا تو فوراً حیدرآباد سے
نکلکر اورنگ زیب کے پاس چلا گیا۔ کہتے ہیں کہ وہاں محمد امین خان کی لڑکی سے اوسکی شادی
ہوگئی۔ مولف قطب شاہی کا قول ہے کہ سید سلطان حیدرآباد سے اورنگ آباد گیا۔ اور

محمد معظم حسا لخانان میر جملہ کی لڑکی سے نکاح کیا۔ ۲۸ شعبان ۱۰۸۰ھ کو بادشاہ کی والدہ حیات بخش بیگم نے انتقال کیا۔ اوس کے دو سال چار ماہ بعد ۳ محرم ۱۰۸۳ھ روز یکشنبہ کو سلطان عبداللہ راہی روضۂ رضوان ہوا۔ (۶۰) سال کی عمر تھی۔ (۴۸) سال سلطنت کی۔

سلطان ابوالحسن قطب شاہ المشہور بہ تاناشاہ

جب سلطان عبداللہ نے انتقال کیا تو بادشاہ کا بڑا داماد سید احمد کل کاروبار ریاست پر حاوی اور جملہ انتظام سلطنت اوسی کے تفویض تہا۔ مگر بدمزاجی او رسخت گیری کے باعث تمام اراکین سلطنت اور سرداران لشکر اوس سے ناراض تہے۔ حالانکہ سید احمد کو خیال تہا کہ بادشاہ کو تو کوئی فرزند نہیں ہے۔ اسلئے بہ لحاظ دامادی بزرگی یہ سلطنت میرے ہی حصہ مین ہے۔ چنانچہ اس موقع پر اوسنے بہت کچہ زور مارا۔ اور جنگ پر آمادہ ہوا محل مین اوسکی بیوی بی بی ترکنون اور جبشنون کو لیکر پامال بہ فساد ہوئی۔ لیکن امرا وعمائدین ریاست مین سے کسی نے اوس کا ساتہ نہ دیا۔ اور تمام ابوالحسن کے طرفدار بن گئے۔ الحاصل ۵ محرم ۱۰۸۳ھ کو باتفاق جملہ اراکین دولت ابوالحسن نے تخت سلطنت پر قدم رکہا۔ اور سید مظفر کو خدمت وزارت عطا ہوئی۔ مادنا اور ینکنا بہ ستور سید مظفر کی پیشکاری پر مامور ہے۔ بعد ازان سید احمد کو گرفتار کرکے قید کیا گیا۔ چند روز کے بعد سید مظفر نے چاہا کہ تمام امور ریاست پر خود حاوی ہوکر بادشاہ کو بے اختیار کردے جب بادشاہ کو اوس کا منشا معلوم ہوا سخت برآشفتہ ہوا۔ اس موقعہ پر مادنانے چالاکی سے سید مظفر کو معزول ومقید کرکے آپ مدارالمہام ریاست بنا۔ اور اوسکا بہائی ینکنا پیشکار ہوا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل اسلام قعر مذلت مین گرے۔ اور ہندو روز بروز مدارج بلند پر فایز ہونے لگے۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ بیجاپور کی تسخیر مین مشغول ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی

ابوالحسن نے اپنے ایلچی کے ذریعہ اورنگ زیب کو لکھا کہ "اب تک ہمنے آپکی اطاعت وملازمت دل وجان سے بجالائی۔ لیکن اب جو آپنے سکندر عادل شاہ پر (جو بالکل کم سن اور یتیم ہی) چڑہائی کی ہے۔ اور اوسکے ملک کی تسخیر پر کمر باندہی ہے۔ اسلیئے ہم آیندہ آپکی اطاعت کرنا نہیں چاہتے۔ اور ہم پر لازم ہے کہ اس وقت فوج سے آپکا مقابلہ کرین۔ اور راجہ سنبہا۔ (جو مرہٹون کا سردار ہے) کو بہی آپ کے مقابلہ پر مستعد وآمادہ کیا جائے۔ پہر دیکھا جائے گا کہ آپ مین کس کس کے مقابلہ کرنے کی طاقت وہمت ہے"۔ ہمارے معزز ناظرین ابوالحسن کے اس تحریر کا اندازہ کر سکتے ہین۔ کہ اوس نے مفت اور ناحق شہنشاہ ہند کو اپنا دشمن بنایا۔ اور اپنے ہاتہ سے خود اپنے پاؤن پر کلہاڑی ماری۔ چنانچہ جب یہ تحریر اورنگ زیب کے نظر سے گذری۔ تو بیحد غضبناک ہوا۔ اور کہا کہ "اب تک ہمنے اس چلپلی افروش میمون۔ بازو پلنگ نوخیز کی گوشمالی کو بے ضرورت سمجہا تہا۔ مگر اب یہ مرغی بانگ دینے لگی ہے۔ لہذا اب اوسکی سرکوبی مین دیر نہ کرنی چاہیئے"۔ الحاصل اورنگ زیب نے شاہ عالم بہادر شاہ کو فوج شایستہ کے ساتہ ابوالحسن کے سر پر بہیجا۔ اور خانجہان کوکلتاش کو بہی ہمراہ کیا۔ ابوالحسن کے طرف سے خلیل اللہ خان پلنگ حملہ شیخ منہاج۔ رستم راؤ مقابلہ پر آئے۔ طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا۔ ابوالحسن کی سپاہ شکست کہا کر بہاگی۔ اور جان نثار خان (پسر قلعہ دار گلبرگہ) و پرویز بیگ (برادر قلعہ دار ملکہیڑا) نے قصبۂ سیڑم وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ شہزادۂ شاہ عالم رحم مجسم تہا۔ اسلیئے اوسنے ابوالحسن کو لکہا کہ اب تک جسقدر قصبات ودیہات افواج شاہی کے قبضہ مین آگئے ہین۔ اوس سے آپ درگذر کیجیے تو بادشاہ کے پاس سفارش کر کے صلح کرا دیجائیگی۔ لیکن ابوالحسن نے نہ مانا۔ دوسرے روز پہر لڑائی ہوئی۔ شیخ منہاج ورستم راؤ زخمی ہوئے۔ اور دکہنیون کی فوج بہاگی۔ بادشاہی سپاہ نے تعاقب کر کے خوب مارا اور لوٹا۔ اس اثنا مین بعض مفسدون نے ابوالحسن سے کہا کہ یہ

تمام شکست وخرابی خلیل اللہ خان کی وجہ سے ہے۔ جو درپردہ افواج شاہی سے ساتھ ملا ہوا ہے یہ سنتے ہی ابوالحسن نے اوس کے قتل کی تجویز کی۔ اتفاقاً یہ خبر خلیل اللہ خان کو ہوگئی آخر بیچارہ بہان سے بہاگ کر شاہ عالم کا دامن سنبھالا۔ شہزادہ نے خلیل اللہ خان کو منصب شش ہزاری۔ وشش ہزار سوار وخطاب مہتاب خان سے سرفراز کیا۔ اور خلیل اللہ خان کے چلے جانے سے دکہنیون کی قوت گہٹ گئی۔ ابوالحسن پریشان ہوکر حیدرآباد سے قلعہ محمد نگر چلا گیا۔ اوس جلدی مین جسقدر جواہر۔ اشرفی۔ ہون۔ وغیرہ ممکن ہوئے۔ ساتھ لیگیا۔ اکثر تجار ورعایائے حیدرآباد بہی اپنا اپنا مال واسباب لیکر معہ عیال واطفال حیدرآباد سے قلعہ کو چلے گئے۔ جب یہ خبر شاہزادہ کو ہوئی تو اوسی وقت حیدرآباد آیا۔ فوج شاہی نے حیدرآباد اور محلات ابوالحسن کو لوٹ کر تباہ وتاراج کردیا۔ شہر کے اوباش ورندرعایا کے گہرون پر ٹوٹ پڑے۔ الغرض حیدرآباد مین سخت آفت مچ گئی۔ ابوالحسن یہ کیفیت سنکر نہایت عاجزی اور منت سے شہر کی بربادی کے جانب توجہ دلائی۔ اور اوس کے استماع کے لئے درخواست کی۔ شہزادہ کو بہی شہر کی بربادی اور ابوالحسن کے حال زار پر رحم آیا۔ اسلئے ابوالحسن کو لکہا کہ آپ ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ پیشکش کی بابتہ داخل کرو۔ اور مادنا ونیکنا کو انتظام ریاست سے بیدخل کرکے قید کردو۔ اور جسقدر ملک مفتوحہ ہمارے قبضہ مین آیا ہے اوسکی گذاشت بہیجدو تو ہرطرح بادشاہ کے پاس سفارش کرکے صلح کرادیتا ہون"۔ ابوالحسن پیشکش وغیرہ کی نسبت تو راضی ہوگیا۔ مگر مادنا ونیکنا کی موقوفی مین تامل کیا۔ لیکن بعض معزز سردارون نے (جو اون دونون بہائیون کے ظلم وزیادتی سے پریشان تہے) بلا اجازت ابوالحسن کے مادنا ونیکنا کو قتل کرکے اون دونون کے سر شہزادہ کے پاس بہیجوادئے۔ اب شہزادہ نے بادشاہ کے پاس صلح کے متعلق درخواست بہیجی۔ اور اپنے جانب سے سفارش بہی کی۔ بادشاہ بہی راضی ہوگیا۔

اور میر ہاشم پسر سید مرتضیٰ حیدر آبادی (جو سابق مین قطب شاہیون کا ملازم تہا) کے ہاتہ ابوالحسن کے لئے خلعت وجواہر روانہ کیا۔ لیکن یہان بعض مفسدون کو تہ اندیشون نے ابوالحسن کو یہ پٹی پڑہائی کہ یہ تمام کارروائی فریب وجعل سے بہری ہوئی ہے۔ بادشاہ کا ارادہ ہے کہ میر ہاشم کے ذریعہ آپ کو گرفتار کرے۔ افسوس ہے کہ ابوالحسن ان مفسدون کے دام مین آگیا۔ سچ ہے کہ جب قسمت کا بگاڑ ہوتا ہے تو آنکہون پر پردے پڑجاتے ہین۔ نیک وبد کی تمیز جاتی رہتی ہے۔ چنانچہ شرزہ خان وعبدالرزاق لاری نے فوج کثیر کے ساتہ میر ہاشم پر حملہ کیا۔ وہ بیچارہ غافل تہا۔ لڑائی کا خواب وخیال تک نہ تہا۔ پہر بہی سنبہل کر مقابلہ کیا۔ مگر مارا گیا۔ اور اکثر اوسکے ہمراہی سردار زخمی ہوکر قید ہوے اس وقت شاہزادہ (شاہ عالم) بوجہ گرانی غلہ وکمیابی رسد حیدر آباد سے کوچ کرکے کوہیر مین ٹہہرا ہوا تہا۔ اسلئے وقت پر میر ہاشم کی مدد کر نہ سکا۔ اودہر بیجاپور کی تسخیر مین محمد اعظم شاہ معہ دیگر امرائے نامدار مصروف تہا۔ اور یہ مہم بہت طول کہینچی تہی۔ اسلئے اورنگ زیب نے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ وروح اللہ خان وغیرہ کو معہ دیگر امرائے کار آزمودہ کار محمد اعظم شاہ کی مدد کو بہیجا۔ اور خود بہی ۴ شعبان ۱۰۹۷ھ کو بیجاپور آیا۔ اس اثنا مین بادشاہ کو معلوم ہوا کہ شہزادہ شاہ عالم کی تساہلی اور درپردہ تائید سے ابتک گولکنڈہ پر قبضہ نہین ہوا ہے۔ اور اس سازش وتائید کی تحقیق بہی ہوگئی تو اس کارروائی کے شرکاؤن کو قید واخراج کیا۔ اور شاہ عالم سے آزردہ ورنجیدہ ہوگیا۔ اس عرصہ مین فیروز جنگ بہادر کی حسن تدبیر سے اوائل ذیقعدہ ۱۰۹۷ھ مین بیجاپور فتح ہوگیا۔ اور سکندر عادل شاہ بہی اسیر ہوا۔ بادشاہ کو اس فتح سے بہت خوشی ہوئی۔ وقایع نگار کو حکم دیا۔ کہ وقایع مین یہ تحریر کرے کہ "بیجاپور کوشش وقوت سے فرزند ارجمند لی ریو ورنگ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کے فتح ہوا"۔ اس کے بعد بادشاہ گلبرگہ شریف ہوتا ہوا حیدر آباد کے جانب چلا۔ اور سعادت خان (جو بادشاہ کے طرف سے ابوالحسن کے پاس بطریق سفارت رہتا تہا) کو

لکہا کہ بہت جلد ابو الحسن سے پیشکش مقررہ وصول کرکے روانہ کرے۔ لیکن اسوقت ابو الحسن
مین اس قدر قوت و قدرت نہ تہی کہ پیشکش مطلوبہ کی فوری بجاآوری کر سکے۔ تب بہی ابو الحسن نے
چند خوان جواہر و زیور مرصع کے سعادت خان کے پاس بہیجا۔ اور باقی کی فکر کرنے لگا۔ اتنے
مین اورنگ زیب حیدرآباد آپہونچا۔ اب تو ابو الحسن کے ہوش وحواس جاتے رہے۔
عفو جرایم کی امید باقی نہین رہی۔ تنگ آمد بجنگ آمد پر عمل کیا۔ طرفین سے ہنگامہ کارزار
گرم ہوا۔ اس موقع پر عابد قلیچ خان بہادر گولۂ زنبورک سے ہلاک ہوئے۔ ابو الحسن کے طرف سے
شیخ منہاج۔ شیخ نظام مصطفے خان المعروف بہ عبد الرزاق لاری۔ شرزہ خان وغیرہ نے
خوب جوانمردی دکہلائی۔ آخر شیخ نظام اورنگ زیب کے طرف چلا گیا۔ اوس کے ساتہ
اکثر نامی سردار بہی فوج شاہی مین مل گئے۔ البتہ عبد الرزاق لاری آخر وقت تک ابو الحسن کا
ساتہ دیا۔ الحاصل عبد الرزاق لاری اور عبد اللہ خان پنی کی حسن تردد ات و جان فشانیون سے
قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ طول کہینچا۔ اور روزانہ لڑائیون کا سلسلہ جاری رہا جس مین طرفین کے
اکثر نامی وگرامی سردار مارے گئے۔ آخر عبد اللہ خان پنی خفیہ طور پر اورنگ زیب کا طرفدار
بنگیا۔ اور دروازۂ قلعہ کے کہولدینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۰۹۸ھ کو مختار خان و
روح اللہ خان۔ رستم خان۔ جان نثار خان۔ صف شکن خان۔ وغیرہ داخل حصار ہوئے۔
شہزادہ اعظم شاہ بہی دروازہ کے پاس ٹہرا رہا۔ عبد اللہ خان پنی نے حسب وعدہ دروازہ کہولدیا۔
جب یہ خبر عبد الرزاق لاری کو ہوئی تو ننگا بانہ گہوڑے پر سوار ہوکر نکلا۔ اور فوج شاہی سے تنہا
مردانہ وار جنگ کرکے زخمی ہوا۔ اور زخمون کی شدت کے باعث گہوڑے سے گرا۔ آخر لوگون
نے اوٹہاکر بادشاہ کے پاس پہونچایا۔ بادشاہ نے ملازمت کا سوال کیا۔ مگر اوس نمک حلال نے
ایسے نازک موقعہ پر بہی انکار کر دیا۔ تاہم بادشاہ نے اوسکی حفاظت وعلاج کے لئے طبیبون کو

تاکید کی۔ اودہر سرداران لشکر شاہی قلعہ مین درآنہ گھسے محل مین کہرام مچگیا ابو الحسن تمامونکو کسیکو نہ لا۔ مایکرتہ باورچیخانہ مین آیا اسوقت
اوسکے خاصہ کا وقت تہا۔ دسترخوان بچہایا گیا۔ اتنے مین روح اللہ خان۔ مختار خان موجود
ہوئے۔ طرفین سے سلام علیک ہوئی۔ اور ابو الحسن کہانے سے فارغ ہوکر گہوڑے پر
سوار شہزادہ کے پاس آیا۔ اور ایک مالا موتیون کا نذر دیا۔ اس فتح کی تاریخ نعمت خان عالی
خوب کہی ہے **قطعہ** بو الحسن داشت جابجا رحل + کرد بیرون ازان مکان تقدیر + چون برون
رفت او بجاش نشست + شاہ اورنگ زیب عالمگیر + اورنگ زیب نے ایام محاصرہ کے
زمانہ مین حیدرآباد کا نام دار الجہاد رکہا تہا۔ جب شاہ عالم کی سلطنت کا زمانہ آیا تو فرخندہ
بنیاد کے نام سے موسوم ہوا۔ کہتے ہین کہ ابو الحسن کا مال و اسباب نقد روپیہ جو ضبطی مین آیا
اوسکی تفصیل یہ ہے۔ (۶۸) لاکہہ (۵۱) ہزار ہون۔ دو کروڑ ترپن ہزار روپیہ۔ سوائے جواہر و
مرصع آلات۔ ظروف طلا و نقرہ جسکی جمع دامون مین ایک ارب ۵ کروڑ ۳۱ لاکہہ دام دفتر
مین لکہی گئی۔ اس کے بعد بادشاہ حیدرآباد سے نکل کر بیدر آیا۔ ابو الحسن ہمراہ تہا۔ قلعہ دولت آباد
مین نظر بند رہنے کا حکم دیا۔ اور خود شاہجہان آباد راہی ہوا۔ مورخون کا قول ہے کہ ابو الحسن
کی عمر ۱۴ سال طفلی مین۔ ۱۴ سال تحصیل علوم مین۔ ۱۴ سال سید راجو حسینی قدس سرہ العزیز کی
خدمت مین۔ ۱۴ سال حکمرانی مین۔ ۱۴ سال قلعۂ دولت آباد مین گذری۔ زمانۂ قید مین ایک لڑکا
بہی پیدا ہوا جسکو بندۂ سلطان یا بندی سلطان کہتے تہے۔ جب سن تمیز کو پہونچا تو عالمگیر نے
دربار مین حاضر رہنے کا حکم دیا لیکن ابو الحسن کے قدیم ملازمون کی آؤبہگت اوس لڑکے کے
نسبت ملاحظہ کرکے دربار موقوف کیا۔ اور نظر بند رکہا۔ پہر معلوم نہ ہوا کہ وہ زندہ رہا یا مرگیا۔ آخر
۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۱۱۱ھ روز پنجشنبہ کو ابو الحسن نے انتقال کیا۔ اور حسب وصیت سید راجو قتال
حسینی قدس سرہ العزیز کی مزار کے قریب دفن ہوا۔ ابو الحسن کو چار لڑکیان تہین جنکی شادی شہنشاہ عالمگیر نے کردی

گلِ پنجم

طبقہ عماد شاہیہ

سلاطین برار

ملک فتح اللہ عماد الملک

ملک فتح اللہ[*] عماد الملک حسب تحریک احمد نظام الملک ۸۹۶ھ مین اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور چتر لگایا۔ صرف شاہ کا لفظ اپنے حین حیات کبہی استعمال نہین کیا۔ سنہ ۹۱۰ ہجری مین جب

---

[*] فتح اللہ عماد الملک دراصل ہندو اور راجہ ہائے بیجانگر کی اولاد مین تہا۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کے عہد مین گرفتار ہوکر آیا تہا۔ اور خان جہان سپہ سالار برار کو بطور غلام کے دیدیا گیا تہا۔ خان جہان نے اوسکی پرورش و تعلیم معقول کی۔ اور اوسکی حسن لیاقت کو دیکہکر اپنا معتمد بنایا۔ جب وہ مرگیا تو فتح اللہ سلاطین بہمنیہ کے غلامون مین شامل ہوگیا۔ محمود گاوان کے طفیل مین عماد الملک کا خطاب اور برار کی سرلشکری اوسکو ملگئی تہی۔
برار کی سلطنت چہوٹی سی تہی۔ اوسکی تاریخ ہمسایہ کی تاریخ کے اندر بیان ہوگئی۔ اس ملک کی اصلی حدین تو بتانا بہت

یوسف عادل شاہ نے علانیہ مذہب تشیعہ کو جاری کیا تو امیر برید نے (جو سنی المذہب تہا) محمود شاہ
بہمنی کو برانگیختہ کرکے قطب الملک و احمد نظام الملک کی مدد سے یوسف عادل پر چڑہائی کی اور
یوسف عادل گہبراکر فتح اللہ عماد الملک کی پناہ مین برار چلا گیا۔ امیر برید و احمد نظام الملک
نے تعاقب کیا۔ ان دونون نے ایک تجویز نکالی۔ اور یوسف عادل بظاہر عماد الملک سے
رنجیدہ ہوکر بیجاپور چلا گیا۔ عماد الملک نے احمد نظام الملک کو لکہا کہ "امیر برید نے مذہب کا
بہانہ کرکے یوسف عادل کے ملک پر قابض ہونا چاہتا ہے۔ اگر وہ بیجاپور پر قابض ہوگیا
تو تمہاری اور ہماری خیر نہین ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم اوسکی مدد سے کنارہ کشی کرو۔ علاوہ
برین ہمکو کسی کے مذہب و اعتقاد سے کیا غرض ہے۔ اب یوسف نے میرے سامنے
مذہب تشیع سے توبہ کرلی ہے۔ اور چار یاری خطبہ پڑہانیکا وعدہ بہی کیا ہے۔" الحاصل
عماد الملک کی یہ تحریر کام کرگئی۔ اور ملک احمد چلتا بنا۔ اس کے بعد عماد الملک اور یوسف عادل
دونون نے اتفاق کرکے امیر برید پر حملہ کرنا چاہا جس سے وہ پریشان ہوگیا۔ اور محمود شاہ کو
ہمراہ لیکر بیدر کو چلا گیا۔ ۹۱۶ھ مین فتح اللہ عماد الملک نے انتقال کیا۔ اور اوسکا بڑا بیٹا
علاء الدین تخت پر بیٹہا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۱۷) ۔ مشکل ہے۔ وہ شمال و مغرب مین اجنتا کی پہاڑون سے جنوب مین گوداوری تک پہیلے ہوئے
تہے۔ اور مغرب مین پاتری کا علاقہ اسی مین داخل تہا۔ اور جالنہ کے قریب زمین کے بہترین درجہ سے جنوبی حد شروع
ہوتی ہے۔ مگر جالنہ نظام شاہی سلطنت مین شامل تہا۔ شرقی حد اوسکی تہی ہی نہین۔ یہان ایسا گہنا جنگل تہا کہ جہانتک وہ
چاہتے اوسکو اپنا سمجہہ سکتے تہے۔ ناگپور جہان بستا ہے۔ وہ مقام اسی ملک کا علاقہ تہا۔ گو ممکن ہے کہ ہم وائن گنگا کو اوسکی
مشرقی حد مان لین۔ جس وقت مہابہارت کی لڑائی ہوئی ہے۔ اوس وقت اس ملک کا نام ودربہ تہا۔ و دربہ سنسکرت

علاء الدین عماد شاہ بن عماد اللہ فتح الملک

سنہ ۹۱۶ میں جب علاء الدین تخت پر بیٹھا تو اوس نے اسمٰعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کی تقلید کرکے اپنے نام کے ساتھ عماد شاہ کا لقب زاید کیا - اور قلعہ کاویل (گاویل) کو اپنا مستقر حکومت بنایا - اور اسی سال بعض امرائے نظام شاہی - تکمل خان پیشوا (جب احمد نظام الملک مرگیا اور برہان نظام شاہ ۷ سال تخت پر بیٹھا تو بادشاہ کی کم سنی کے باعث تکمل خان پیشوا تمام سلطنت پر حاوی ہوگیا تھا) سے آزردہ ہوکر برار آئے - اور علاء الدین کو ترغیب دی کہ اس وقت اگر احمد نگر پر حملہ کیا جائے تو بآسانی فتح ہوسکتا ہے - چنانچہ علاء الدین نے فوج جمع کرکے احمد نگر پر چڑھائی کی - اور چند قصبات و مواضعات پر قبضہ کرلیا - تکمل خان بھی برہان نظام شاہ کو لیکر نکلا - اور خواجہ جہان دکھنی بھی اوسکی مدد پر آگیا - قصبہ رانوری میں لڑائی ہوئی - علاء الدین شکست پاکر برہانپور بھاگا - تکمل خان تعاقب کرتا ہوا وہانتک بھی پہونچا - آخر عادل خان اعظم ہمایون والی خاندیس کی توجہ سے صلح ہوگئی - اس اثنا میں محمود شاہ بہمنی امیر برید کے ظلم و ستم سے گھبراکر علاء الدین کی پناہ میں برار آیا - علاء الدین نے خوب آؤبھگت کی - اور اوسکو لیکر معہ فوج امیر برید کے مقابلہ کو چلا - ادہر برہان نظام شاہ خواجہ جہان کو لیکر امیر برید کی کمک پر آیا - دونون طرف سے فوجین آراستہ ہوئین - اسوقت محمود شاہ غسل خانہ

بقیۂ نوٹ صفحہ (۲۱۸) - مین اوس گھانس کو کہتے ہین جو ہندی مین دوب کہلاتی ہے - اور بدھ ہر ب کے تصنیفے گھانس کی زمین سکے ہین - اسکی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ قدیم زمانہ مین ایک رشی کے لڑکے کی آنکھہ دوب (گھانس) کے لگجانے سے جاتی رہی تھی - سادھو نے بددعا کی کہ کبھی اس ملک مین گھانس نہ اُگے - اور ویسا ہی ہوا - اسوجہ سے اس ملک کا نام فدربھا ہوگیا جو بگڑکر برار ہوگیا

مین تہا۔ علاء الدین نے کہلا بہیجا کہ جلد سوار ہوجیئے۔ کہ ہنگامہ کارزار گرم ہونے والا ہے
مگر وہان تو محمود شاہ خواب خرگوش مین پڑا ہوا تہا۔ اسپر علاء الدین کو غصہ آیا۔ اور کہا کہ ایسے
بادشاہ سے کیا ہوتا ہے۔ جو ایسے نازک وقت مین بے ضرورت وقت رائیگان کر رہا ہے"
جب اسکی خبر محمود شاہ کو ہوئی تو وہ غصہ مین گہوڑے پر سوار ہوکر امیر برید کے پاس چلا گیا۔
علاء الدین نے دیکہا کہ جس کے لئے یہ سامان جنگ ترتیب دیا گیا۔ وہ تو چلتا بنا۔ پہر سعت
مین فوج کٹانا بے فائدہ ہے۔ آخر اس خیال سے وہ بہی برار کو واپس ہوگیا۔
جب خداوند خان حبشی حاکم ماہور مرگیا تو اوس کا بڑا بیٹا حاکم ہوا۔ اور ۹۲۳ھ مین امیر برید کے
علاقہ پر ہاتہ بڑہایا۔ اور پرگنات قندہار و اودگیر سے لیا۔ امیر برید کو خبر ہوئی تو وہ محمود شاہ کو
لیکر آیا۔ ماہور کے قریب لڑائی ہوئی۔ حاکم ماہور اور اوس کا پوتا شرزہ خان مارے گئے۔
اور خداوند خان کے دوسرے بیٹے غالب خان نے علاء الدین سے استمداد چاہی جب
علاء الدین آپہونچا۔ تو امیر برید گہبرایا۔ لیکن محمود شاہ نے یہ فیصلہ کردیا۔ کہ ماہور کا علاقہ غالبخانکو
دیکر علاء الدین کا تابع کیا۔ اس اثنا مین قطب الملک نے قوام الملک کو شکست دیکر اوسکے
علاقہ پر قبضہ کرلیا۔ اور علاء الدین قوام الملک کی تائید مین قطب الملک سے لڑنے کیلئے
آمادہ ہوا۔ قطب الملک نے علاء الدین کو لکہا کہ آپ قوام الملک کی تائید بے ضرورت
کررہے ہین۔ حالانکہ آپ کے اور میرے کوئی عناد نہین ہے۔ لیکن اب آپ راکہیڑ کے
سات پرگنے (جو خاص محمود شاہ کی جاگیر مین تہے۔ اور علاء الدین نے اون پر قبضہ کرلیا تہا)
مجہکو واپس دیجے۔ کیونکہ محمود شاہ کی جاگیر کا مجہہ سے زیادہ کوئی مستحق نہین ہے۔ الحاصل اس
کارروائی سے دونون مین جنگ ہوئی۔ علاء الدین شکست کہایا۔ اور قطب الملک نے
راکہیڑ کے پرگنون پر قبضہ کرلیا۔ ۹۲۶ھ مین برہان نظام شاہ نے علاء الدین کو کہلا بہیجا۔ کہ قصبۂ

پاتری (جو براڑ کے علاقہ مین تہا) ہمکو دیجئے۔ اور اوسکے معاوضہ مین کوئی دوسرا قصبہ ہم سے لیجئے۔ علاء الدین نے نہ مانا۔ اور ایک قلعہ قصبہ پاتری مین اوسی وقت تعمیر کرایا۔ اب برہان نظام شاہ نے کمل خان کو روانہ کیا۔ اور اوسنے جاتے ہی قلعہ کو محاصرہ کرکے دو چار روز مین پاتری کو لے لیا۔ علاء الدین نے میران محمد شاہ حاکم خاندیس سے امداد چاہی محمد شاہ خود تو نہ آیا۔ لیکن اپنے نانا مظفر شاہ حاکم گجرات کو اوسکی مدد کے لئے لکہہ بہیجا مظفر شاہ نے حاکم پٹن کو حکم دیا۔ جب کمل خان کو معلوم ہوا کہ حاکم گجرات علاء الدین کی مدد پر ہے تو وہ علاء الدین سے صلح کرکے احمدنگر واپس چلا آیا۔ ۹۳۳ھ مین علاء الدین نے سلطان قلی کی مدد سے پاتری کو لے لیا۔ اور برہان نظام شاہ کے آدمیون کو نکالدیا۔ جب برہان کو خبر ہوئی تو خواجہ جہان کو لیکر پاتری پر چڑہ گیا۔ اور قلعہ کو ڈہاکر پاتری پر پہر قبضہ کرلیا۔ پہر علاء الدین کے تعاقب مین ماہور پہونچا۔ اور غالب خان کو ماہور سے نکال کر خود قابض ہو گیا۔ اب علاء الدین پہر ایلچپور بہاگا برہان بہی وہان جا پہونچا۔ محمد شاہ والی خاندیس نے علاء الدین کے ساتہ ہوکر برہان کا مقابلہ کیا۔ پہلے دفعہ برہان کو شکست ہوئی۔ لیکن دوسرے روز برہان نے دونون کو بہگا دیا۔ اور اون کے بہت سے ہاتہی اور توپخانہ چہین لیا۔ ۹۳۴ھ مین اسمٰعیل عادل نے اپنی بہن خدیجہ سلطانہ کا نکاح علاء الدین سے کر دیا۔ اور محرم ۹۳۵ھ مین بہادر شاہ والی گجرات۔ محمد شاہ والی خاندیس کی شکست کا بدلہ لینے کے لئے نظام شاہ سے لڑنے کیلئے معہ فوج گران دکن آیا۔ اور اس زبردست غنیم سے نظام شاہ کے ہوش بفرد ہوے۔ امیر برید۔ اسمٰعیل عادل۔ قطب شاہ وغیرہ کو مدد کے لئے بلایا۔ امیر برید تو خود آیا۔ اور اسمٰعیل نے ۶ ہزار کی فوج بہیجدی۔ قطب شاہ بہانہ کرکے شریک نہ ہوا۔ اودہر بہادر شاہ پہلے براڑ پہونچا۔ اور ماہور و پاتری کے استخلاص کے لئے چند روز جالنہ مین قیام کیا۔ علاء الدین نے براڑ مین بہادر شاہ کے

نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اس کے بعد بہادر شاہ احمد نگر کے جانب کوچ کیا۔ علاء الدین بہی ہمراہ ہوا۔ راستہ مین امیر برید نے گجراتیون پر حملہ کیا۔ اور دو تین ہزار گجراتیون کو قتل کر ڈالا۔ بہت سامال و اسباب بہی لوٹ لیا۔ اب تو بہادر شاہ کو غصہ آیا۔ اور خداوند خان کو ۲۰ ہزار سوار سے امیر برید کے سر پر بہیجا۔ عماد الملک کو بہی ۲۰ ہزار سوار سے اوس کے عقب مین روانہ کیا۔ اور خود بہی ان دونون کے پیچہے روانہ ہوا۔ اب تو امیر برید کے چہکے چہوٹے۔ اور خواجہ جہان کو ساتہ لیکر پرینڈہ کا راستہ لیا۔ گجراتیون نے پرینڈہ مین بہی اون کا تعاقب کیا۔ اب وہ یہان سے بہاگ کر جنیر چلے گئے۔ اور بہادر شاہ احمد نگر کے باغ نظام مین قیام کیا۔ دو چار روز کے بعد بہادر شاہ نے ایک مہیب خواب دیکہا۔ اور گہبرا کر احمد نگر کو چہوڑا۔ وہان سے دولت آباد کا محاصرہ کیا یہان نظام شاہیون سے ایک دو لڑائیان بہی ہوئین۔ گجراتی غالب رہے۔ آخر نظام شاہ مایوس ہو کر محمد شاہ اور علاء الدین کو صلح کے جانب مائل کیا۔ اور خداوند خان وزیر کے ذریعہ بہادر شاہ سے بہی مصالحت چاہی۔ الحاصل بہادر شاہ نے احمد نگر مین بہی اپنے نام کا خطبہ پڑہوا کر اور نظام شاہ سے تحف تحایف لیکر ۹۳۶ھ مین گجرات چلا گیا۔ علاء الدین اور محمد شاہ بہی اپنے اپنے ملک کو واپس آئے۔ افسوس ہے کہ ۹۳۷ھ مین علاء الدین عماد شاہ نے وفات پائی۔ اور اوس کا بڑا بیٹا دریا عماد شاہ تخت سلطنت پر بیٹہا۔

دریا عماد شاہ بن علاء الدین عماد شاہ

اب دریا عماد شاہ تخت پر بیٹہا۔ اس اثنا مین برہان نظام شاہ نے بیجاپور کا محاصرہ کیا۔ اور ابراہیم عادل شاہ گلبرگہ کو بہاگا۔ اسی اثنا مین اسد خان (جو کسی بات پر ابراہیم سے ناراض ہو کر برہان نظام شاہ کے پاس چلا گیا تہا) برہان نظام کی موافقت چہوڑ کر دریا عماد شاہ کے

پاس برار آیا۔ اور ابراہیم عادل کی مدد پر اوسکو آمادہ کرکے گلبرگہ سے چلا۔ چنانچہ ابراہیم عادل نے عماد شاہ کی کمک سے برہان کا مقابلہ کیا۔ برہان شکست پاکر بیڑ کے جانب بہاگا۔ ابراہیم اور دریا عماد نے اوس کے ملک کو خوب لوٹا۔ اور تاراج کیا۔ آخر شاہ طاہر کی سفارش سے صلح ہوگئی۔ سنہ ۹۵۲ھ مین دریا عماد جمشید قلی۔ برہان نظام یہ تینون نے ملک علی برید کے استیصال پر کمر باندہی۔ اودہر علی برید نے ابراہیم عادل کو اپنا پشت و پناہ بنایا۔ جب طرفین سے جنگ ہوئی تو ابراہیم و علی برید نے شکست کہائی۔ جمشید نے میدک لے لیا۔ برہان اوسہ اور اودگیر پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد صلح ہوگئی۔ اور ہر ایک اپنے اپنے ملک کو چلا گیا۔ سنہ ۹۶۶ھ مین حسین نظام شاہ نے دریا عماد شاہ کی بیٹی مسماۃ دولت شاہ سے نکاح کیا قصبۂ سون پت مین یہ مبارک رسم ادا ہوا۔ جب سنہ ۹۶۸ھ مین حسین نظام نے علی عادل پر حملہ کیا تو دریا عماد نے اپنے وزیر تفال خان کو معہ فوج شایستہ حسین نظام کی کمک پر بہیجا۔ چونکہ علی عادل کی امداد پر رامراج آگیا تہا۔ اسلئے تفال خان گہبرا کر برار چلا گیا۔ اور حسین نظام بہی اپنے ملک کو لوٹا۔ سنہ ۹۶۹ھ مین اکبر شاہ نے مالوہ پر قبضہ کرلیا۔ اور باز بہادر حاکم مالوہ وہان سے بہاگ کر خاندیس آیا۔ اور ملا پیر محمد (جو اکبر کے طرف سے مالوہ کا حاکم مقرر ہوا تہا)۔ بہی باز بہادر کے تعاقب مین خاندیس پہونچا۔ میران مبارک خان والی خاندیس نے گہبرا کر دریا عماد شاہ سے کمک چاہی۔ دریا عماد نے اپنے وزیر تفال خان کو لشکر جرار کے ساتہ مدد کو بہیجا۔ اب ان تینون نے ملا کو تنگ کیا۔ ایک موقعہ پر ملا بحالت پریشانی دریا مین گہوڑا ڈالا۔ اور اتفاقاً ڈوب گیا۔ اور یہ تینون مالوہ پہونچے۔ اور باز بہادر کو تخت نشین کرکے واپس ہوئے۔ اسی زمانہ مین چند روز کے بعد سنہ ۹۶۹ھ مین دریا عماد شاہ نے رحلت کی۔ اور اوسکا کمسن بیٹا تخت نشین ہوا۔

برہان عماد شاہ بن دریا عماد شاہ

سنہ ۹۶۹ھ مین برہان عماد شاہ سریرآرا ہوا۔ اور تفال خان پیشوا بنا۔ سنہ ۹۷۲ھ مین جب جملہ سلاطین اسلام نے متفق ہوکر رامراج پر چڑہائی کی۔ اور تالی کوٹہ کے مقام پر سخت لڑائی ہوئی۔ رامراج شکست کہاکر مارا گیا۔ اور بیجانگر تاخت وتاراج ہوا۔ تو برہان عماد شاہ بوجہ رنجید گی حسین نظام شاہ اس لڑائی مین شریک نہین ہوا۔ لیکن افسوس ہے کہ سنہ ۹۷۲ھ مین تفال خان پیشوا نے حاکم خاندیس اور نظام شاہ کی امداد سے سلطنت کو غصب کرلیا۔ اور برہان عماد شاہ کو معہ اوس کے بہائیون کے قلعہ پرنالہ مین قید کر ڈالا۔ اور خود اپنے سر پر چتر لگاکے بادشاہ بنا۔

تفال خان

اس عالی ہمت نائب السلطنۃ کی ذات مین وہ صفات شجاعت وسخاوت موجود نہین جو اوسپر شاہی کو موزون کرتی تہین غصب سلطنت کے بعد اوسکی قوت ایسی جلد بڑہ گئی کہ شاہان احمدنگر و بیجاپور نے آپس مین اتفاق کرکے اوسکے استیصال پر کمر چست کی۔ اور ایلچپور تک خوب غارت کیا۔ تفال خان قلعۂ کاویل مین محصور ہوگیا۔ اور علی عادل شاہ کو (۵۰) ہاتہی اور بہت سے تحائف دیکر راضی کرلیا۔ اب علی عادل نے مرتضی شاہ کو برسات کا بہانہ کرکے براڑ سے واپس ہونے پر مجبور کیا۔ الغرض یہ دونون واپس چلے گئے۔ تفال خان خرابی سے بچ گیا۔ اور سنہ ۹۸۰ھ مین خود مرتضی شاہ براڑ پر حملہ آور ہوا۔ ادہر تفال خان اور اوس کے بیٹے شمشیرالملک نے مقابلہ کیا طرفین سے سخت جنگ ہوئی آخر تفال خان

اور شمشیر الملک شکست کہا کر بہاگے۔ مرتضے شاہ اور اوس کے پیشوا چنگیز خان نے تعاقب
کیا۔ تفال خان اور شمشیر الملک ایک مدت تک گونڈوانہ کے جنگل مین بہٹکتے پہرے
مرتضے اور چنگیز نے بہی پیچہا نہ چہوڑا اور سکے بعد تفال خان نے برہانپور مین پناہ لیا۔ مرتضے
بہی وہین پہونچا۔ اور میران محمد شاہ والی خاندیس کو لکہا کہ تفال خان آپکے پاس پناہ گزین
ہے۔ اوسکو نکال دیجے ورنہ آپکے اور ہمارے بگڑ جائیگی۔ محمد شاہ کو توسعت کا جہگڑا مول
لینا خود منظور نہ تہا۔ اسلیے اوسنے تفال خان کو رخصت کیا۔ اب تفال خان قلعہ پرنالہ مین اور
شمشیر الملک قلعہ کاویل مین متحصن ہوئے۔ مگر مرتضے شاہ بہی ضدی طبیعت کا تہا۔ آخر
قلعہ پرنالہ اور قلعہ کاویل دونون کو فتح کر کے تفال خان اور شمشیر الملک کو گرفتار کیا۔ اور
برہان عماد الملک بہی اپنے خاندان سمیت قید ہوگیا۔ مرتضے شاہ نے ان سبکو ایک قلعہ
مین مقید رہنے کے لیے بہیجا۔ افسوس ہے کہ ایک ہی رات مین یہ سب کے سب مرگئے۔ بعض کا قول ہے کہ
مرتضی کے حکم سے وقت واحد مین یہ سب کے سب مارے گئے یعنی پاسبان قلعہ نے ایکرات ان سبکو ایسے تنگ حجرہ مین بند کیا کہ
دم گہٹکر مرگئے۔ انکی تعداد چالیس تہی۔ اسکے بعد عماد شاہیہ اور تفال خانیہ خاندان کا کوئی شخص باقی نرہا۔
اور وہ سلطنت کہ جسے فتح اللہ عماد الملک نے سنہ ۸۷۶ھ مین قایم کیا تہا۔ سنہ ۹۸۳ھ مین (۱۰۶) برس
کے بعد سلطنت احمد نگر مین شامل ہوگئی۔ مرتضے شاہ نے برار کا خوب بندوبست کیا۔ اور اپنے
امرا مین اوسکو تقسیم کیا۔ چند روز کے بعد برہان عماد شاہ کا دایہ زادہ (جو کسی طرح بچ گیا تہا) اپنے
کو برہان عماد الملک ظاہر کر کے میران محمد شاہ کی اعانت سے مرتضے شاہ کے آدمیون کو
نکال کر اکثر اقطاع پر قابض ہوگیا تہا۔ مگر مرتضے شاہ نے سید مرتضی سبزواری کو جمعیت شایستہ کیساتھ اوسکی
سرکوبی کو روانہ کیا۔ اور خود بہی پیچہے پیچہے چلا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ جعلی برہان تو بہاگ گیا۔ اور محمد شاہ
کو بہی شکست ہوئی۔ اب مرتضے شاہ نے آسیر کا محاصرہ کیا۔ جس سے محمد شاہ تنگ ہوا۔ اور

(۶) لاکہہ مظفری مرتضٰے نظام شاہ کو اور (۴) لاکہہ چنگیز خان کو برسم نعل بہا دیکر اپنا پیچہا چہوڑایا۔ ورمرتضٰے از سر نو برار کا بندوبست کرکے احمدنگر واپس ہوا۔

گلشن ششم

طبقۂ برید شاہیہ

سلاطین محمد آباد بیدر

ملک قاسم برید

۸۹۶ھ میں جب احمد نظام الملک اور یوسف عادل شاہ و فتح اللہ عماد الملک نے اپنے اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور چتر لگایا تو قاسم برید (جو اس وقت سرنوبت اور کوتوال شہر تہا) نے

بند۔ قاسم برید کو خواجہ شہاب الدین علی یزدی ولایت سے لایا تہا۔ اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے ہاتہ سے اسے گرجی غلام میں فروخت کر گیا تہا۔ قاسم برید کو باجا بجانا اور لکہنا اچہا آتا تہا۔ اسلئے بادشاہ اوسکو اپنے امرا میں داخل کیا۔ اسی زمانہ میں جالنہ کے اطراف بعض مرہٹہ زمیندار دن نے سرکشی کی تہی۔ بادشاہ نے قاسم برید کو انکی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ اس نے

دیکھا کہ محمود شاہ دوسرے میان ہنوبی ہین تو منصب وکالت اور طرفداری حوالی تخت گاہ پر قبضہ کر لیا۔ اور قصبہ جات قندہار۔ اوسہ۔ اودگیر۔ کلیان۔ اپنی جاگیرین سے لئے جب وہان کے قلعون پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ تو بادشاہی قلعہ دارون سے نے قبضہ دینے سے انکار کیا۔ اور محمود شاہ سے نے اون امرار کو قاسم برید کے دفعیہ کا حکم دیا۔ قاسم بریدنے دوتین دفعہ اون امراکو لڑکر شکست دی۔ اب قریب تہا کہ محمود شاہ کو بیدر سے نکالدے۔ اتنے مین دلاور خان حبشی جو ۸۹۱ھ مین ملک حسن کے خوف سے برہانپور بہاگ گیا تہا۔ اوسوقت ایک معقول فوج لیکر محمود شاہ کے پاس آگیا۔ طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ قاسم برید شکست کہاکر گولکنڈہ کے طرف بہاگا۔ دلاور خان تعاقب مین روانہ ہوا۔ جب کولاس کے قریب پہونچا تو ایک مست ہاتہی (جو دلاور خان کے لشکر مین چہوٹ گیا تہا) دلاور خان کو مار ڈالا۔ یہ معمولی قاعدہ ہے کہ سردار کے مارے جانے پر پہر لشکر نہین لڑتا۔ قاسم برید اس لطیفہ غیبی کی خبر سنکر لوٹا۔ اور دلاور خان کے تمام لشکر کو لوٹ کر پہر بیدر واپس آیا۔ محمود شاہ بہی بتقضائے وقت قاسم برید کو عفو تقصیر کا قولنامہ لکہہ بہیجا۔ اور منصب وکالت عنایت کیا۔ پہر وہ دارالخلافہ آیا۔ اب اوسکی حکومت ایسی مستقل ہوگئی۔ کہ محمود شاہ کی بادشاہی بجز نام کے معلق نہین رہی۔ اور اسی وقت سے قاسم برید کی بادشاہی بہی درحقیقت شروع ہوگئی۔ الغرض جب

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۲۶) - اون پر فتح پائی۔ اور مرہٹون کے بڑے سردار ساباجی کو قتل کرڈالا۔ بادشاہ سے نے اس کارنمایان کے صلہ مین وہ علاقہ اسکی جاگیر مین دیدیا۔ قاسم نے وہان معقول انتظام کیا۔ اور رعایا کو راضی رکہا۔ ساباجی کی بیٹی سے اپنے بیٹے امیر برید کا نکاح کیا۔ اور اوسکے رشتہ دار جو تقریباً چار سو تہے۔ اون کو ملازم رکہہ لیا۔ رفتہ رفتہ یہ سب مسلمان ہوگئے۔ جس سے اوسکو بہی قوت حاصل ہوگئی۔ اسکے بعد محمود شاہ کے عہد مین قاسم برید کو سرنوبت کا

قاسم برید کو بادشاہ پر اس قدر غلبہ ہوگیا تہا پہلے اوسنے یہ کارروائی کی - کہ رائے بیجانگر کو یوسف عادل
کے ملک پر حملہ کرنیکی اشتعالک دی - چنانچہ تاراج وزیر یوسف کے ملک پر حملہ آور ہوا - اور رائچور
و مدگل پر قبضہ کرلیا - اس کے بعد قاسم نے بہادر گیلانی حاکم گوا کو بہی یوسف عادل کے ملک پر
تاخت کرنے کے لئے رغبت دلائی - بہادر تو اس بات کا منتظر ہی تہا - فوراً چڑہ دوڑا - اور
قلعہ جمکہنڈی پر متصرف ہوا - مگر یوسف نے چند روز کے بعد جمکہنڈی کا قلعہ بہادر سے واپس
لے لیا - اور قاسم سے اس اشتعالک - و ترغیب کا بدلہ لینے کے واسطے بیدر کے طرف بڑہا -
قاسم نے نظام الملک سے مدد چاہی - اور نظام الملک - خواجہ جہان حاکم پرینڈہ کو لیکر آپہونچا -
طرفین سے لڑائی ہوئی - اکثر نامی سردار مارے گئے - قاسم برید فتح پایا - اور یوسف بیجاپور
بہاگ گیا - آخر نظام الملک اور بہادر گیلانی سے صلح کرلی - اس کے بعد محمود شاہ بہمنی نے
محمود شاہ والی گجرات کے لکہنے پر جسب بہادر گیلانی پر چڑہائی کی - (چونکہ بہادر نے گجرات کے
جہاز لوٹ لیا تہا) تو قاسم برید بہی ہمراہ تہا اس لڑائی میں بہادر گیلانی مارا گیا - اور اوس کا
تمام علاقہ شاہی قبضہ میں آیا - اور بادشاہ نے ازراہ سرفرازی بہادر کے بہائی ملک سعید کو
اوس علاقہ پر مامور کیا - اور تمام مال و اسباب (جو بہادر کا فوج شاہی کے ہاتہ آیا تہا) اپنی اوسکو
دیدیا گیا - اور یوسف عادل نے بادشاہ کو معہ قاسم برید کے بیجاپور لے گیا - شاہانہ دعوت کی
بہت سے تحائف و ہاتہی پیش کئے - مگر بادشاہ نے صرف ایک ہاتہی لے لیا - اور باقی تحائف
واپس کرکے یوسف کو تخلیہ میں کہا کہ یہ تحائف آپ امانت رکہئے جسوقت مجہے ضرورت ہوگی منگوا لونگا

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۲۷) - خطاب ملا - اور سنہ ... الملک کوتوال کے مارے جانے پر بادشاہ نے کوتوالی کی
خدمت بہی قاسم برید کے حوالہ کی - ۱۲ - مولف -

اگر اس وقت لیتا ہون تو قاسم برید لے لیگا۔ ۹۰۲ھ مین محمود شاہ قاسم برید سے تنگ ہوکر
بعض امرا کو اوسکے قتل کی رائے دی۔ لیکن کسی طرح قاسم برید کو معلوم ہو گیا۔ اوسنے ان سازش
کنندون کو قتل کرا دیا۔ اس موقع پر یوسف عادل و دستور دینار اور قطب الملک متفق ہوکر
قاسم برید کو خاک مین ملانیکی تجویز سوچی۔ مگر قاسم برید محمود شاہ کی منت وسماجت کرکے اپنا قصور
معاف کرالیا۔ اور محمود شاہ نے خطاب اوسکو وزارت سے علیحدہ کرکے اوسے اور قندہار کیجانب
بہیجدیا۔ ۹۰۳ھ مین محمود شاہ نے اپنے بیٹے احمد کی نسبت یوسف عادل کی بیٹی بی بی ستی سے
کی۔ اس موقع پر قطب الملک۔ قاسم برید۔ خواجہ جہان وغیرہ جمع ہوئے۔ اور بعد ختم رسم
یوسف نے محمود شاہ سے کہا۔ کہ اگر آپ قاسم برید کے پنجہ سے رہائی چاہتے ہین تو مجھے
حسن آباد گلبرگہ دیدیجیئے۔ محمود شاہ راضی ہوگیا۔ چونکہ گلبرگہ کا تعلق دستور دینار سے تہا۔
اسلئے یوسف و دستور کی خوب لڑائی ہوئی۔ قاسم برید و خواجہ جہان آلند کو بہاگے۔ اور
اس لڑائی مین ملک الیاس عین الملک مارا گیا۔ اور بادشاہ نے یوسف کی سفارش پر اوسکے
بیٹے میان محمد کو عین الملک کا خطاب دیکر گوا کی حکومت سرفراز کی۔ اور یوسف فتح او نصرت
کے ساتہ بیجاپور چلا گیا۔ اور قاسم برید کی سرکوبی سال آیندہ پر موقوف رکہی گئی۔ بادشاہ بہی
دار الخلافہ آیا۔ چندروز کے بعد قاسم برید بہی بیدر آیا۔ اور محمود شاہ کو اسقدر مجبور کیا کہ وہ
بلا اجازت قاسم کے پانی بہی نہین پی سکتا تہا۔ ۹۱۰ھ مین دفعتاً قاسم برید کا انتقال ہوگیا۔

امیر برید بن ملک قاسم برید

جب قاسم برید مرگیا تو اوسکا بیٹا امیر برید جانشین ہوا۔ اس نے محمود شاہ کو اپنے باپ سے
بہی زیادہ تنگ کیا۔ اور ۹۰۸ھ مین جب یوسف عادل نے بیجاپور مین مذہب شیع جاری کیا تو

امیر برید (جو حنفی المذہب تہا) اسنے محمود شاہ کو برانگیختہ کرکے قطب الملک کی اعانت سے
یوسف پر حملہ کیا۔ اور احمد نظام الملک و خواجہ جہان بہی امیر برید کی کمک پر آگئے۔ یوسف نے
جب یہ متفقہ قوت دیکہا تو گہبراکر براڑ بہاگا۔ اور فتح اللہ عماد الملک کا دامن سنبہالا اب
فتح اللہ نے احمد نظام الملک کو کچہ ایسا کہا کہ وہ کمک سے ہاتہ اوٹہاکر چلتا بنا۔ قطب الملک نے
بہی اوسکی تقلید کی۔ اور امیر برید یہ حالت دیکہکر دنگ ہوا۔ اتنے مین فتح اللہ اور یوسف نے
امیر برید پر چڑہائی کی مجبوراً امیر برید اور محمود شاہ بیدر کو بہاگے۔ تمام مال و اسباب
فتح اللہ اور یوسف نے لوٹ لیا۔ جب یوسف عادل مرگیا۔ اور اسمٰعیل عادل تخت پر
بیٹہا تو اوسنے مرزا جہانگیر کو گلبرگہ جاگیر دیا۔ اوس نے وہان جاکر امیر برید کے چار سوادمی
(جن مین امیر برید کے بہائی بہی تہے) مار ڈالے۔ اسپر امیر برید کو سخت غصہ آیا۔ اور محمود شاہ
کو لیکر بیجاپور پر چڑہائی کی۔ اللہ پور کے مقام پر طرفین سے جنگ ہوئی۔ امیر برید شکست
کہاکر اولٹا بہاگا۔ اور اس لڑائی مین محمود شاہ گہوڑے پر سے گر پڑا۔ احمد بہی لشکر سے جدا
ہوگیا۔ امیر برید کو پریشانی میں ان دونون کا خیال تک نہ رہا۔ محمود شاہ چند روز اللہ پور
مین رہا۔ جب صحت ہوگئی تو بیدر آیا۔ اسکے بعد محمود شاہ اور اسمٰعیل عادل نے احمد شاہ
اور بی بی ستی کی شادی گلبرگہ مین نہایت دہوم دہام سے ادا کی۔ اور بعد ختم شادی محمود شاہ
اسمٰعیل کی پانچہزار فوج لیکر بیدر آیا۔ امیر برید اس فوج کو دیکہکر اودسہ چلا گیا۔ جب اسمٰعیل کی
فوج بیدر سے رخصت ہوگئی تو دوسرے ہی روز امیر برید بیدر آپہونچا۔ چند روز کے بعد
محمود شاہ امیر برید کی سختیون سے گہبراکر علاء الدین عماد الملک کے پاس براڑ چلا گیا۔ اور
علاء الدین نے اوسکی خوب خاطر داری کی۔ اور فوج کثیر کے ساتہ امیر برید کے مقابلہ کو نکلا۔
جب لڑائی کا موقع آیا تو محمود شاہ کسی ایک بات پر علاء الدین سے رنجیدہ ہوکر تمام برید کے

پاس چلا گیا - اور علاء الدین برار واپس ہوا - اب تو امیر برید نے محمود شاہ کی ایسی گت بنائی کہ
بادشاہ نہ تو زندون مین تہا اور نہ مردون مین - تمام محافظین قلعہ امیر برید کے ملازم تہے بادشاہ
کے قبضہ مین اوسنے صرف ایک قصبہ کتھانہ چہوڑ دیا تہا - اور باقی تمام علاقہ پر اپنا قبضہ کرلیا تہا
امیر برید کا قیام قندہار اور اوسہ مین رہا کرتا تہا - کبہی کبہی بادشاہ کے پاس بہی چلا آتا تہا - جب
بادشاہ اوس سے تنگی خرچ کا گلہ کرتا تو وہ کہتا کہ تمام ملک وزیرون نے دبا لیا ہے - جو کچہ
باقی رہگیا ہے اوسکی آمدنی خیل وحشم اور فیلخانہ کے خرچ مین آتی ہے - کچہ نہین بچتا - الحاصل
۴ ذیحجہ ۹۲۴ھ کو محمود شاہ نے انتقال کیا - اور (۱۷۸) برس کے بعد اس خاندان سے
سلطنت جاتی رہی - یہ بادشاہ بڑا پست فطرت ضعیف العقل عیش دوست - فراغت طلب تہا
اگر اس مین کچہ بہی لیاقت ہوتی تو اسکو بہت سے موقعے ایسے حاصل تہے کہ یہ اپنے باپ دادا کی
سلطنت کو اچہی طرح حاصل کرسکتا تہا - اسوقت امیر برید کے پاس صرف تین چار ہزار سوار کی
فوج تہی - دو تین ضلعون سے زیادہ اوسکا ملک نہ تہا - اوس نے سوچا کہ اگر مین خود بادشاہ
بنتا ہون تو میرے زبردست ہمسائے مجہکو کب چین لینے دین گے - اس سے بہتر ہے کہ خاندان
بہمنیہ مین سلطنت کا نام چلا جائے تاکہ میری حکومت بلا کہٹکا باقی رہے - اسلئے اوس نے
محمود شاہ کے بیٹے احمد کو تخت نشین کیا - چونکہ یہ بہی عیاشی مین باپ کا باپ تہا - طنبور - بساط
صراحی و قدح مرصع جو محمود شاہ کا رکہا گیا تہا - وہ اوس کے حوالہ کیا - اور آدمیون کو متعین
کرکے حکم کر دیا کہ وہ کسی غیر سے بات نہ کرنے پائے - اندنون قطب الملک نے خرچ کا
بہیجنا موقوف کر دیا تہا - اس سبب سے احمد شاہ کو شراب وکباب کے لئے روپیہ کی تنگی ہونے لگی
اب اوس نے تاج بہمنیہ مین سے جسکی قیمت چار لاکہ ہون تجویز کی گئی تہی جواہرات چہپا
چہپا کر توڑے اور بیچڈالے - جب امیر برید کو خبر ہوئی تو اوس نے بہت آدمیون کو پکڑا -

مارا۔ قتل کیا۔ مگرجو امیر ہاتہ نہ آئے۔ دو سال کے بعد ۹۲۷ھ مین احمد شاہ خود مرگیا۔ یا اوسکو زہر دیدیا گیا۔ اب امیر برید نے علاء الدین بن احمد شاہ کو بادشاہ بنایا۔ یہ بادشاہ کسیقدر عاقل اور ہوشیار تہا۔ اوس سنے بظاہر امیر برید کی اطاعت کرنی شروع کی۔ اور درپردہ اوسکے قتل کے لئے چند سپاہیون کو آمادہ کیا۔ اور ایک روز اون سپاہیون کو محل مین پوشیدہ بٹہا کر امیر برید کو بلایا۔ جب وہ آیا تو اون سپاہیون مین سے ایک شخص کو اتفاقاً چہینک آئی۔ امیر برید اجنبی آواز سے چونکنا ہو کر باہر نکل آیا۔ اور خواجہ سراؤن کو اندر بہیجکر تحقیقات کی تو اصل حال معلوم ہوگیا جس سے امیر برید تو بچگیا۔ اور وہ سب مجرم مع علاء الدین کے مارے گئے۔ یہ واقعہ ۹۲۹ھ کا ہے۔ علاء الدین کے قتل کے بعد امیر برید نے ولی اللہ بن محمود شاہ کا نام بادشاہ رکہدیا۔ اور روٹی کپڑا اوسے بہی دیتا رہا۔ جب تین برس کے بعد اس نے بہی اپنے استخلاص کی تجویز کی تو امیر برید نے اوسی جرم ہی مین قید کرکے مارڈالا اور اوسکی بی بی بہت خوبصورت تہی۔ اوسکو اپنے تصرف مین لایا۔ اب کلیم اللہ ابن احمد شاہ (جو یوسف عادل شاہ کی دختر کے بطن سے تہا) بادشاہ بنایا گیا۔ ۹۳۴ھ مین اس بادشاہ نے اپنی مخلصی کے لئے ایک شخص کے ہاتہ شہنشاہ بابر کے پاس عرضی بہیجی۔ جب خبر فاش ہوئی تو وہ امیر برید کے خوف سے بیجاپور بہاگا۔ مگر جب اوس نے دیکہا کہ خود اوس کا ماموں اسمٰعیل عادل شاہ اوس کے خلاف ہے اور گرفتار کرنا چاہتا ہے تو وہان سے نکلکر (۱۸) سواروں سے احمد نگر آیا۔ برہان نظام شاہ نے خوب اوسکی آؤبہگت کی۔ اور تعظیم و تکریم بہی کرنے لگا۔ شاہ طاہر نے دیکہا کہ اگر کلیم اللہ (بادشاہ) کی عزت امراء کے دل مین بیٹہ گئی تو پہر برہان نظام شاہ کی خیر نہیں ہے۔ اسلئے اوس نے برہان کو ایسی پٹی پڑہائی کہ وہ اوسکو پہرکبہی رو برو نہ بلایا۔ چند روز کے بعد کلیم اللہ اپنی موت سے یا زہر کے باعث راہی

عدم ہوا۔ اسکے بعد امیر برید نے خاندان بہمنیہ میں کسی کو نام کا بادشاہ بھی نہ بنایا۔ ۹۳۵ھ میں محمد شاہ
والی خاندیس اور علاء الدین والی براڑ کی استدعا پر بہادر شاہ والی گجرات نے احمد نگر پر
چڑھائی کی تو برہان نظام شاہ نے امیر برید اور اسمٰعیل عادل کو اپنی مدد کے لئے طلب کیا۔ اور
امیر برید نے دو تین دفعہ گجراتیوں کا مقابلہ کیا۔ داد مردانگی دی۔ مگر بہادر شاہ کے لشکر
کثیر کے مقابلہ میں کسی کی بھی دال نہ گلی۔ اور بہادر شاہ احمد نگر آپہونچا۔ برہان نظام شاہ نے
مجبوراً اوسکے نام کا خطبہ پڑہایا۔ پہر چند روز کے بعد بہادر شاہ گجرات چلا گیا۔ چنانچہ ان
لڑائیوں کے حالات ہم نے تفصیلی طور پر اسکے قبل خاندان نظام شاہیہ میں لکھہ چکے ہیں
اور اب مکرر اعادہ کی حاجت نہیں ہے۔ ۹۳۶ھ میں اسمٰعیل عادل نے دس ہزار سوار سے
بیدر پر چڑھائی کی۔ امیر برید نے مقابلہ کیا۔ اور قطب الملک بھی امیر برید کی کمک پر آیا لیکن
امیر برید کے حصہ میں شکست رہی۔ اس کے بعد اوس نے علاء الدین والی براڑ کو لکھا کہ
کسی طرح اسمٰعیل سے صلح کرا دیجے۔ چونکہ علاء الدین خود بھی پریشان تہا۔ اور کسی طرح اسمٰعیل سے
دوستی پیدا کرنا چاہتا تہا۔ اسلئے وہ امیر برید کی سفارش نہ کرسکا۔ بلکہ یہاں آکر اوس نے
اسمٰعیل کو فتح کی مبارکبادی دی۔ اب امیر برید اودگیر سے علاء الدین کے پاس آیا۔ اور
صلح کی سفارش کرنے کے لئے مجبور کیا۔ علاء الدین نے کہا کہ بیدر کا قلعہ اسمٰعیل کو دئے
بغیر صلح کا ہونا دشوار ہے جس سے امیر برید ناراض ہوا۔ اور اوسکے لشکر کے قریب جا اترا۔
رات کو ایسا غافل سویا کہ اسد خان (سپہ سالار اسمٰعیل عادل شاہ) اوس کے خیمہ میں پہونچکر
بیہوشی کی حالت میں گرفتار کر لایا۔ اسمٰعیل نے اوس کے قتل کا حکم دیا۔ مگر اوس کے بیٹے
علی برید نے قلعہ بیدر اسمٰعیل کے حوالہ کرکے باپ کو چھڑا لیا۔ اور اسمٰعیل کو قلعہ بیدر سے بارہ لاکہ
ہون اور بے شمار اسباب طلائی و نقرئی ہاتہ آیا۔ اس کے بعد اسمٰعیل نے امیر برید کو اپنے امرا میں

داخل کرلیا۔ اور بیدر کے سوا اوس کا تمام ملک پہر اوسی کے حوالہ کیا۔ چند روز کے بعد
بیدر بہی دیدیا ۹۴۱ھ مین سلطان قلی نے امیر برید پر چڑہائی کی۔ اور علاقہ گہوپل و ایلور وغیرہ
پر قبضہ کرلیا۔ گو امیر برید نے بہی مقابلہ مین کوتاہی نہ کی۔ مگر مغلوب رہا۔ آخر قلعہ کوہیر سلطان قلی
کے حوالہ کرکے صلح کرلی۔ اور ۹۴۹ھ مین امیر برید نے شاہ طاہر کے سمجہانے سے قلعۂ میدک
کی کنجی بہی سلطان قلی کو بہیجدی۔ کیونکہ اسکے قبل سلطان قلی نے امیر برید کو کہلا بہیجا تہا کہ
مین ایلگر کی فتح کے بعد تم سے سمجہونگا۔ ورنہ قلعہ میدک و کولاس مجہے دیدو۔ اس دہمکی
نے امیر برید کو ایسا پریشان کیا کہ وہ شاہ طاہر (جو برہان نظام شاہ کا پیشوا تہا) کے کہنے
سے قلعۂ میدک کی کنجی اوسکو روانہ کردی۔ اور ۲ جمادی الثانی ۹۴۹ھ کو امیر برید کا
انتقال ہوگیا۔ (۴۰) برس اسنے سلطنت کی۔ حالانکہ اسے اپنے ملک مین شاہی اختیارات
حاصل تہے۔ مگر اوس نے اپنے کو ہمیشہ بادشاہ بہمنیہ کا وزیر بنائے رکہا۔ اور نہ محمود شاہ
کی زندگی مین اور نہ اوس کے مرنے کے بعد کوئی شاہی خطاب لیا۔ اگرچہ وہ بڑا بہادر تہا
لڑائیون مین بارہا ذاتی شجاعت دکہائی تہی۔ مگر عیاش و غافل بڑا تہا۔ معاملات ملکی کے
توڑ جوڑ نہین آتے تہے۔ اسی کوتہ اندیشی سے اپنے باپ کی سلطنت کا ایک حصہ کہو دیا تہا
اور سنی ہونے کے باعث شیعہ بادشاہون نے اوسکو نقصان بہت پہونچایا۔ اس کے
نسبت ایک حکایت مشہور ہے جس سے اسکی حماقت کا اظہار ہوتا ہے۔ کہتے ہین کہ
ایک دفعہ شب کے وقت بہ مقام کہٹانہ موسم زمستان مین امیر برید باغ مین بیٹہا ہوا
شراب پی رہا تہا۔ بستی کے قریب گیدڑ شور کرنے لگے۔ ہم نشینون سے پوچہا کہ یہ
اس قدر کیون چلاتے ہین۔ کسی نے دل لگی سے کہدیا کہ جاڑے سے تنگ آکر
فریاد لاتے ہین۔ یہ سنتے ہی امیر برید نے اوسیوقت حکم دیدیا کہ تین ہزار لحاف تیار کرکے

جنگل و باغات مین ڈال دئے جائین تاکہ وہ اون مین لیٹ کر آرام پائین۔

علی برید شاہ بن امیر برید

امیر برید کے انتقال پر اوسکا بیٹا علی برید قایم مقام ہوا۔ اور بخلاف اپنے اب و جد کے اس نے اپنے نام کے ساتھ شاہ کا دُم چھلا بھی لگایا۔ اس اثنا مین ابراہیم قلی پسر سلطان قلی اپنے بھائی جمشید قلی سے تخت گولکنڈہ لینے کے لئے بیدر آیا۔ اور علی برید سے اعانت چاہی۔ علی برید نے اوسکی خوب آؤبھگت کی۔ اور اپنی سپاہ آراستہ کرکے اوس کے ساتھ ہوا۔ جس سے جمشید کو قلعۂ گولکنڈہ مین محصور ہونا پڑا۔ اودہر برہان نظام شاہ نے علی برید کے ملک پر حملہ کیا۔ اور قلعۂ کوہیر کو محاصرہ کرکے لے لیا۔ علی برید کو خبر ہوئی تو گولکنڈہ کا محاصرہ چھوڑکر آیا۔ ابراہیم قلی بھی اپنے معاون کے چلے جانے سے بیجانگر کو چلتا بنا۔ اور جمشید قلی محاصرہ سے نکلکر پھر اپنے ملک کا مالک ہوگیا۔ ۹۵۱ھ مین جب برہان نے ابراہیم عادل پر حملہ کیا تو ادہر علی برید اور جمشید قلی کے دو دو ہاتھ ہوگئے۔ جمشید کو غلبہ رہا۔ پھر فریقین مین صلح ہوگئی۔ اور ہر ایک اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوگیا۔ لیکن ۹۵۲ھ مین مکرر جمشید نے علی برید پر چڑہائی کی۔ اور نارایں کہیڑ اور حسن آباد کے میدان مین لڑائی ہوئی۔ متواتر لڑائیون کے بعد علی برید بیدر مین محصور ہوا۔ جمشید نے نارایں کہیڑ اور حسن آباد پر قبضہ کیا۔ اور اسی موقع پر قلعۂ کولاس تعمیر کرکے اپنے ایک نامی سردار جگدیو کے حوالہ کیا۔ اس کے بعد جمشید گولکنڈہ چلا آیا۔ چند روز کے بعد برہان جمشید اور دریا عماد شاہ یہ تینون اتفاق کرکے علی برید پر آدہمکے۔ علی برید نے دیکھا کہ اب تینون سے مقابلہ کرنا دشوار ہے۔ اسلئے اوس نے ابراہیم عادل کو قلعۂ کلیان کے دینے کے وعدہ پر اپنی کمک کیواسطے بلایا۔ طرفین سے خوب گھمسان

لڑائی ہوئی۔ علی برید و ابراہیم عادل نے شکست پائی۔ جمشید نے قلعۂ میدک پر قبضہ کیا۔ اور برہان اوسہ و اودگیر لے لیا۔ ۹۵۵ھ مین پھر ابراہیم و جمشید نے علی برید پر یورش کرنی چاہی۔ بیچارہ گہبرا کر ابراہیم عادل سے مدد طلب کرنے خود بیجاپور گیا۔ اتنے مین برہان نے ابراہیم کو لکہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان لڑائی کا سبب یہی علی برید ہے۔ اگر اسکو تم ٹہکانے لگاؤ تو لڑائی جاتی رہتی ہے۔ ابراہیم نے برہان کی خاطر سے علی برید کو قید کر لیا۔ ادہر برہان نے قلعۂ قندہار فتح کیا۔ اس اثنا مین عبد اللہ برادر ابراہیم عادل کا جہگڑا پیش آیا۔ اور برہان نے عبد اللہ کی تائید مین بیجاپور پر چڑہائی کی اور یہ تجویز پائی کہ ابراہیم عادل کو معزول کر کے عبد اللہ کو تخت نشین کیا جائے۔ جس سے ابراہیم سخت گہبرایا اور جمشید سے مدد مانگی۔ جمشید نے جواب دیا کہ اگر آپ علی برید کو (جو آپ سے مدد مانگنے آیا تہا۔ اور آپ نے دغابازی سے اوسکو گرفتار کر لیا ہے) میرے پاس بہیجدیجے۔ اور صباح الخیر نام کا گہوڑا معہ دو ہاتہیونکے عنایت کیجیے تو مدد کو تیار ہون۔ ابراہیم نے جمشید کی درخواست منظور کر لی۔ اور علی برید کو معہ گہوڑا و ہاتہیون کے جمشید کے پاس بہیجا۔ جمشید نے علی برید کو بیدر رخصت کیا۔ اور برہان کی فہمایش کر کے اوسکو احمدنگر واپس بہیجا۔ اب آپ ان امور سے فراغت حاصل کر کے گولکنڈہ آیا۔ ۹۵۷ھ مین برہان نے قلعۂ کلیان کا محاصرہ کیا۔ علی برید کی کمک پر ابراہیم عادل آیا۔ طرفین سے ہنگامۂ کشت وخون گرم ہوا۔ کئی روز تک متواتر لڑائیان ہوتی رہین۔ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد قلعۂ کلیان برہان کے تصرف مین آیا۔ اور علی برید و ابراہیم عادل نے شکست فاش کہائی۔ ۹۷۲ھ مین دکن کے جملہ سلاطین اہل اسلام نے رام راج والی بیجانگر پر حملہ کیا۔ جس مین علی برید بھی شریک تہا۔ تالی کوٹہ کے مقام پر جنگ ہوئی۔ مسلمانون نے فتح پائی۔ رام راج مارا گیا۔ اور بیجانگر کو مسلمانون نے ایسا تباہ کیا کہ پھر وہ آباد نہ ہوسکا۔ اور اس لڑائی

مین بہت سا مال غنیمت مسلمانون کے ہاتہ لگا۔جس کو تمام سلاطین اسلام سنے آپس مین مساوی طور پر تقسیم کر لیا۔

۹۸۰ھ مین مرتضی نظام شاہ نے بیدر پر چڑہائی کی۔علی برید گہبرا کر علی عادل سے مدد کا طالب ہوا۔اور علی عادل سنے مدد کا دینا اوس سے اس شرط پر منظور کیا کہ جو دو حسین لڑکے اوس کے پاس ملازم ہین وہ حوالہ کر دے۔مجبورًا علی برید نے منظور کر لیا۔اور علی عادل فورًا فوج شایستہ کے ساتہ بیدر آیا۔دو چار لڑائیون کے بعد مرتضی ناکام واپس ہوا۔علی برید کا پیچہا چہوٹا۔علی عادل سنے لڑکون کا تقاضا شروع کیا۔علی برید کو بہی ایفاے وعدہ ضرور ہوا۔آخر وہ دونون لڑکے علی عادل کے پاس بہیجے گئے۔ایک رات علی عادل سنے بڑے لڑکے کو خلوت مین بلایا۔اور وہان کچہ ایسے ناگفتہ بہ واقعات پیش آئے کہ وہ لڑکا علی عادل کا کام خنجر سے تمام کیا۔چنانچہ ان حالات کو ہمنے تذکرۂ عادل شاہیہ مین بالتفصیل بیان کیا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمالین۔الحاصل علی برید نے ۹۸۷ھ مین کوئی دوا مقوی باہ کہائی۔اور بڑہاپے مین نوجوانی کے مزے لینے کا ارادہ کیا۔مگر یہ دوا وبال جان ہوئی۔اور اسی سال علی برید نے (۳۸) سال حکمرانی کر کے انتقال کیا۔

ابراہیم برید بن علی برید

علی برید کو دو بیٹے ابراہیم برید اور قاسم برید تہے۔ارکان دولت و اعیان سلطنت نے ابراہیم برید کو بوجہ کلانیت تخت حکومت پر بٹہایا۔لیکن سہیل خان دکہنی (جو امراے برید یہ مین سے تہا) نے ابراہیم کی حکومت سے اختلاف کیا۔اور قاسم برید کو لیکر بیدر سے کوہیر بہاگ گیا۔اور قاسم برید کی تخت نشینی کے لئے ابراہیم عادل سے کمک چاہی۔چونکہ

اوس وقت بیجاپور مین خود جھگڑے اور فساد برپا تہے۔ اسلئے ابراہیم عادل اوسکو مدد نہ دے سکا۔
اب سہیل خان نے چند آدمی جمع کرکے بیدر کی نواح مین لوٹ مار شروع کردی۔ ابراہیم بریدنے
(۳) ہزار سوار اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جس سے سہیل خان اور قاسم برید جان بچاکے
بیجاپور چلے گئے۔ مگر وہان اون کی کچھ دال نہ گلی۔ آخر مجبور ہوکر ابراہیم برید سے قول و قرار کرکے
بیدر چلے آئے۔ لیکن ابراہیم کو قاسم کے اطوار سے خطرہ معلوم ہوتا تھا۔ اسلئے اوسنے قاسم کو
قید کردیا۔ جب ۹۸۸ھ مین کشور خان عادل شاہی بیجاپور سے بھاگ کر احمد نگر گیا۔ اور
وہان سے گولکنڈہ کو واپس ہوا تو اوس کا گذر بیدر مین بھی ہوا تھا۔ اس وجہ سے بعض لوگون
نے ابراہیم عادل سے کہا تھا۔ کہ کشور خان اپنا کچھ مال اسباب ابراہیم برید کے پاس چھوڑ
گیا ہے۔ جو لینے کے لایق ہے۔ حالانکہ یہ بات محض غلط تھی۔ مگر ابراہیم برید کے انکار کو
ابراہیم عادل نے نہ مانا۔ اور چاہا کہ اوسپر ۹۸۹ھ مین لشکرکشی کرے۔ لیکن عادل شاہی عملداری
مین خود ہی فتنہ بپا تھا۔ جس سے ابراہیم عادل کا ارادہ دل کا دل ہی مین رہگیا۔ اور اسی سبب سے
جب قطب شاہ اور نظام شاہ نے بیجاپور پر لشکرکشی کی تو ابراہیم برید بھی اون کے ساتھ
نلدرگ و بیجاپور کو مدد کے لئے گیا تھا۔ جب وہان سے لوٹ کر آیا تو ۹۹۰ھ مین خاتونان
حرم کی سفارش سے قاسم برید کا قصور معاف کرکے قید سے رہا کردیا۔ پھر جب دلاور خان نے
میران حسین کو ابراہیم عادل شاہ کی بہن ندینے کے باعث سلطنت نظام شاہی پر چڑہائی کی
تو ابراہیم برید۔ اوسہ۔ اودگیر۔ قندہار دلادینے کے وعدہ پر اوسکی مدد کو اوسکے محاصرہ کو
گیا۔ لیکن جب وہ قصہ رفع ہوگیا تو بےنیل مرام واپس آیا۔ اور اپنے دل مین نہایت پشیمان
ہوا۔ اور سوچ مین تھا کہ کیا کرے۔ اسی زمانہ مین مرزا عزیز کوکہ سپہ سالار اکبر بادشاہ نے دکن
پر تاخت کی۔ ابراہیم بریدنے سنی ہونے کے باعث اوسکی امداد پر کمر باندہی۔ تاکہ اکبر کے

خیر خواہون مین شامل ہو جائے۔ اور دکہنی بادشاہون کے مقابلہ مین اوسکو تقویت حاصل ہو مگر مرزا عزیز کوکہ کو اپنی تاخت مین جب کامیابی نہ ہوئی تو ابراہیم برید چپکا اپنے گہر مین بیٹہا رہا۔ بعد ازان اخیر سنہ ۹۹۴ھ مین کل (۷) برس حکومت کرکے مرگیا۔

قاسم برید ثانی بن علی برید

چونکہ ابراہیم برید کو کوئی بیٹا نہ تہا۔ اسلئے ارکان دولت نے اوس کے بہائی قاسم برید کو تخت نشین کیا۔ سنہ ۹۹۹ھ مین دلاور خان (جو ابراہیم عادل شاہ کی سلطنت کا مختار کل اور وزیر اعظم تہا) ابراہیم عادل کے خوف سے بہاگ کر بیدر آیا۔ قاسم برید نے اوسکو چہہ مہینے تک اپنے پاس مہمان رکہا۔ اسلئے ابراہیم عادل۔ بیدر پر لشکر کشی کرنا چاہا۔ مگر پہلے اپنے بہائی اسمٰعیل کی بغاوت کے فرو کرنے مین مصروف ہوا جس سے بیدر کا ارادہ ناتمام رہا۔ اسکے بعد دلاور خان بیدر سے برداشتہ خاطر ہوکر (کیونکہ دلاور خان بیجاپور کے محلات بادشاہی کا رہا ہوا تہا۔ اوسکو بیدر کے برید یہ جہونپڑے کب بہلاتے تہے) برہان نظام شاہ کے پاس چلا گیا۔ برہان نے اوسکی بڑی خاطر تواضع کی۔ اور اپنے امرا مین داخل کرلیا۔ چند روز کے بعد دلاور خان نے خود اپنے ہاتون سے اپنے پاؤن پر کلہاڑی ماری یعنی ابراہیم عادل کے پاس چلا گیا۔ اور ابراہیم نے دلاور خان کو قید کرکے اندہا بنا دیا۔ یہ واقعات بالتفصیل اسکے قبل عادلشاہیہ حالات مین بیان ہوچکے ہین۔ الحاصل تین برس کئی مہینے حکومت کرکے قاسم برید نے سنہ ۹۹۸ھ مین انتقال کیا۔

علی برید ثانی بن قاسم برید ثانی

امرائے دولت نے قاسم برید ثانی کے بیٹے علی برید ثانی کو سریر آرا کیا۔ اس وقت بر مدیہ
سلطنت مین صرف حوالی بیدر کے ۸ محال (پرگنہ) باقی رہ گئے تہے۔ اوسکی خودمختاری صرف
اس سبب سے تہی کہ پاس پڑوس والون کو اپنے دوسرے معاملات سے فرصت نہ تہی۔
اس اثنا مین ابراہیم عادل نے علی برید کو لکہا کہ امیر برید کے زمانہ مین بیدر عادل شاہی حکومت
مین داخل ہو گیا تہا۔ اور یہ مقام اوسے اوسہ۔ قندہار۔ کلیان کے دینے کے وعدہ پر
دیدیا گیا تہا۔ مگر چونکہ اوسنے وعدہ پورا نہ کیا۔ اور وہ قلعے نظام شاہی حکومت مین چلے گئے
اسلئے چاہیئے کہ قلعۂ بیدر واپس دیدیا جاوے۔ اس پیغام سے علی برید کو سخت تشویش ہوئی
اور برہان سے مدد چاہی۔ اب برہان اور وینکٹا دری والی بیکنڈہ یہ دونون ملکر ابراہیم عادل
پر چڑہائی کئے۔ اور ابراہیم عادل نے محمد قلی قطب شاہ کو علی برید پر حملہ کرنے کی ہدایت کر کے
خود برہان کے مقابلہ کو آگے بڑہا۔ اودہر وینکٹا دری نے قطب شاہ کی عملداری مین تاخت و
تاراج مچا دی۔ اور قطب شاہ۔ علی برید کو چہوڑ کر اپنے ملک کی حفاظت مین مشغول ہوا۔
اس اثنا مین برہان بیمار ہو کر احمد نگر چلا گیا جس سے وینکٹا دری اور قطب شاہ بہی اپنے
اپنے ملک کو روانہ ہوئے۔ علی برید تباہی سے بچ گیا۔ الغرض علی برید ثانی بارا سال
حکومت کر کے سنہ ۱۰۰۱ھ مین رہگرائے عالم جاودانی ہوا۔

امیر برید ثانی بن علی برید ثانی

اب اوس کا بیٹا امیر برید ثانی تخت پر بیٹہا۔ مرتضے نظام شاہ نے اوسکی تخت نشینی کا حال
سنا تو اوس کو لکہا کہ عنبر و راجو میرے نوکرون نے مجہے بے بس کر رکہا ہے۔ اگر آپ میری
مدد کر کے مجہے میرے دادا کا ملک دلا دین تو مین اوسہ۔ قندہار۔ اودگیر آپکو دیدونگا۔

اور اوس کے ساتھ کچھ تحفے تحایف بھی بھیجے۔ امیر برید راضی ہوکر مرتضےٰ نظام شاہ کے
پاس قلعہ اوسہ کو گیا۔ مرتضےٰ نے دہوم دہام سے ضیافت کی۔ اس میں ملک عنبر بھی اپنے
اعوان و انصار کو لیکر اوس طرف پہونچا۔ اور نظام شاہ کو شکست دیکر تلنگ راے کو
گرفتار کرلیا۔ آخر مرتضےٰ نے گھبرا کر عنبر سے صلح کرلی۔ سنہ ۱۰۱۰ھ جہانگیر بادشاہ نے شہزادہ
پرویز و عبدالرحیم خانخانان کو دکن کی فتح کے لیے روانہ کیا۔ اس مہم میں مرتضےٰ ثانی نے
ابراہیم عادل اور امیر برید کو اپنی کمک پر آمادہ کیا۔ جب شہزادہ اور خانخاناں
برہانپور پہونچے تو ملک عنبر نے اپنی تمام فوج دس ہزار اور امیر برید ثانی کی دو ہزار
سپاہ کو لیکر مقابلہ کو سرحد پر پہونچا۔ بہت زور و شور سے لڑائی ہوئی۔ مغلوں نے شکست
پائی۔ اور دس برس کے بعد نظام شاہی دارالسلطنت پر احمدنگر ۱۰۱۹ھ میں مغلیون کا
قبضہ ہوگیا۔ چونکہ امیر برید ثانی بڑا عیاش و بےحیا تھا۔ کثرت سے عورتیں اوسکے پاس تہیں
اور شب و روز شراب و کباب اور زنا میں مصروف رہتا تھا۔ دنیا و مافیہا سے کچھ خبر نہ تہی
اور ایسا بےحیا تھا کہ اپنے حرم کو اپنے ساتھ بازار میں لیکر پہرا کرتا تھا۔ خود آگے سوار ہوتا
اور خاتونان حرم پیادہ اوسکے ساتھ ساتھ چلتی تہیں۔ بازاری لوگ بے تکلف اون کو دیکھتے
تہے۔ کسی ندیم نے جب اسکا سبب پوچھا تو کہا کہ سلاطین کے مستورات ... محال ہے
کہ غیری نگاہ سے دیکہ سکے۔ اور اون سے بدکاری کرسکے۔ جب اسکا اندیشہ نہیں تو پہر
حجاب کی کیا ضرورت ہے۔ ایسی باتوں سے جو نتیجے ہوسکتے ہیں وہ سب جانتے ہیں۔
اسوقت جبکہ اوسکی دو ہزار فوج مغلوں سے مقابلہ کو گئی ہوئی تہی تو اس بے انتظامی او
بے پروائی سے اوس کے ایک امیر مرزا علی نے فائدہ اوٹھایا۔ اور خروج کرکے اوس کے
چند ندیموں کو مار ڈالا۔ امیر برید ثانی کو بہاگ نگر (حیدرآباد) کے طرف نکالدیا۔ اور خود بیدر

حاکم بن بیٹھا۔ اور اسی طرح (۱۳۳) برس کی حکومت کے بعد بریدیہ خاندان ۱۰۱۸ھ میں
پہونچا۔ اور امیر برید ثانی محمد قلی کے پاس رہنے لگا۔ پھر اوسکا حال نہیں معلوم
[illegible] اس کا مقبرہ بیدر میں موجود ہے شاید اوس کا خاندان حیدرآباد سے
[illegible] ہو گئے۔ اس وقت اسکے قبضہ میں جو ملک تھا اوسکی آمد (۹۳۸۸۹۱) روپیہ تھی
[illegible] شمال میں ناندیڑ۔ دریائی
[illegible] ملاکھیڑا اور پرگنات کی تفصیل حسب ذیل ہے:-
[illegible] اور [illegible] قندھار۔

سلاطین بریدیہ کے مقبرے [illegible] گاؤں کے پاس ہیں۔ ان میں کوئی ترتیب
نہیں ہے۔ تاہم [illegible] کا گنبد [illegible] کے پہلو میں ہے۔ علی برید کا گنبد
[illegible] جو ان پر لوحا ہے۔ یہ گنبد بیدر میں سب سے
بڑا [illegible] پر بنا ہوا ہے جسکی
سطح [illegible] سے علی برید کی قبر بنی ہے۔ گنبد کے چاروں طرف چار دیواری
[illegible] تھے۔ انہوں نے [illegible] میں جنوب کے
[illegible] ایک [illegible] ایک خوبصورت وکشادہ لاخانہ بنا ہوا
ہے۔ اسی [illegible] سے ایک گولی کے فاصلہ پر
[illegible] ابراہیم برید اور قاسم برید ثانی۔
علی برید ثانی۔ اور امیر برید ثانی کے [illegible] ہیں۔

سلاطین بہمنیہ کے گنبد [illegible] موجود ہیں۔ اور جس ترتیب سے سلاطین بہمنیہ ایک
دوسرے کے بعد مرتے گئے ہیں۔ اوسی ترتیب سے ان کی قبریں بھی ایک قطار میں

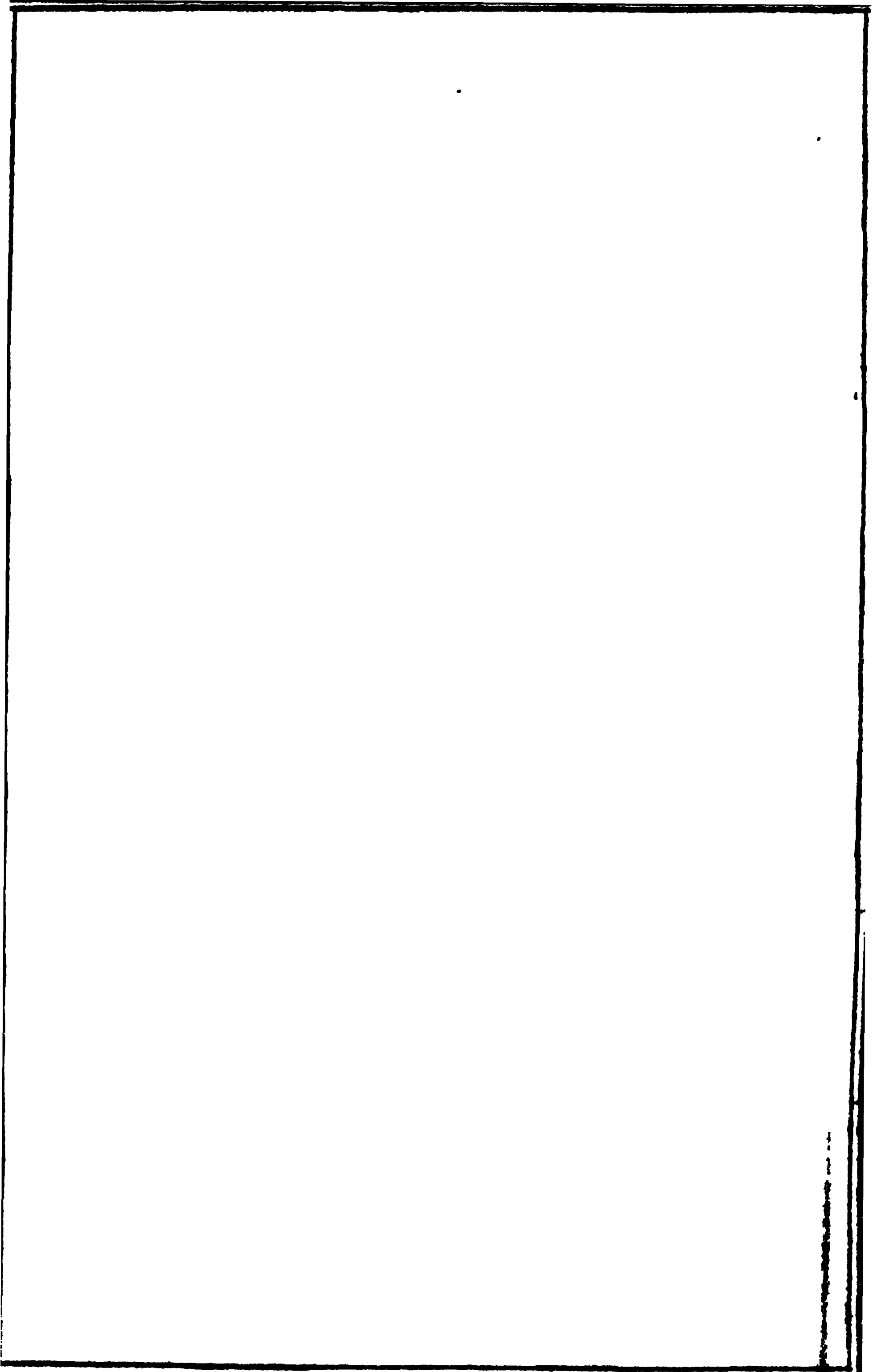
مشرق سے مغرب کو تلنگانہ کے بیچ ایک کوس پر موضع اشتور کے میدان میں بنائی
گئی ہیں۔ اور اون کے چھ گنبد بڑے اور تین چھوٹے ہیں۔ اون میں سے پہلا سلطان احمد شاہ
والی بہمنی کا ہے۔ اوس نے خود اپنے زمانہ حیات میں بنوانا شروع کیا تھا اور اوسکے
مرنے کے بعد اوس کے بیٹے علاء الدین نے تمام کرایا۔ دوسرا اوسکے پاس کوئی دو گز کے
فاصلہ پر شاہ خلیل اللہ بت شکن کا گنبد جو کھنڈر ہے۔ تیسرا سلطان علاء الدین نے بنوایا تھا
دوسرا گنبد جسمیں خود علاء الدین کا ہے۔ جو اوسنے خود بنوایا ہے۔ تیسرا گنبد ہمایون شاہ
بہمنی کا ہے جو خود اوسی کا بنوایا ہوا ہے۔ چوتھا گنبد نظام شاہ کا دفن کیا ہوا ہے۔
پانچوان گنبد محمد شاہ لشکری کا ہے۔ جو بالکل ٹوٹ گیا ہے۔ چھٹا گنبد سلطان محمود شاہ کا
ہے جسے سلطان قلی قطب شاہ نے گولکنڈہ سے ... دفن کیا ... اور
تین چھوٹے گنبد ولی اللہ۔ کلیم اللہ۔ احمد شاہ ثانی ... کے ہیں جنہیں امیر
برید نے برائے نام بادشاہ بنایا تھا۔

مرزا علی

سنہ ۹۸۱ھ میں مرزا علی نے علی برید کو نکال کر بیدر کا راج سنبھالا۔ اب اوس نے
چاہا کہ خاندان عادل شاہیہ سے کچھ رشتہ پیدا کرے تاکہ اوسکی سلطنت مستحکم
ہوجائے۔ اسلئے اوسنے اپنی بیٹی ابراہیم عادل شاہ کے بیٹے سے سنہ ۱۰۰۲ھ میں بیاہ
دی۔ اور پرگنہ چنگوپہ اوسکے جہیز میں بیٹی کو دیا۔ جب شادی ہوگئی تو اپنی چھوٹی سی
سلطنت کا ایک بڑا پرگنہ ہاتھ سے جاتا دیکھکر دل میں پچھتایا اور جو قرار لیا تھا اوسکے ایفا
میں لیت و لعل کرنے لگا۔ ابراہیم کو غصہ آیا۔ سنہ ۱۰۰۹ھ میں (۱۲) ہزار سوار مرزا علی سے چنگوپہ

حاصل کرنے کے لیے بھیجے۔ مرزا علی بھی مقابلہ کو نکلا۔ چونکہ مرزا علی کے تلون سے اکثر
سردار ناراض ہو رہے تھے۔ اب وہ عادل شاہ سے مل گئے۔ جب لڑائی ہوئی تو مرزا علی اور اوسکے
متعلقین کو عادل شاہی فوج نے قید کر لیا۔ اور بیجاپور لے گئے۔ یہان اون کو ایسا قید
کیا گیا کہ پہر اون کے مرگ و زیست کا کسی کو حال نہین معلوم ہوا۔ تاریخ بریدیہ مین اسوقعہ
کو محمد عادل شاہ اور شاہ ادی کی جگہ علی عادل شاہ سے منسوب کیا ہے۔ اور سنہ ۱۰۲۹ھ کے بجائے سنہ ۱۰۳۱ھ
اور سنہ ۱۰۴۶ھ لکہا ہے مگر یہ غلط ہے۔ علی عادل شاہ سنہ ۱۰۴۹ھ مین پیدا ہوا ہے۔
اوسکی شادی سنہ ۱۰۳۱ھ مین کیونکر ہو سکتی ہے۔ دوسرا یہ کہ سنہ ۱۰۳۳ھ مین بیدر ابراہیم عادل
کے قبضہ مین تہا۔ اور اوسے ملک عنبر سے ابراہیم عادل شاہ پر چڑہائی کرنے کے وقت
اوٹہا لیا تہا۔ اسلئے ہمارے نزدیک بجائے علی کے ابراہیم ہونا چاہیے اور بجائے سنہ ۱۰۳۷ھ کے سنہ ۱۰۲۷ھ ہونا
چاہیئے۔ اور اسکی تائید تاریخ بیجاپور سے بہی ہوتی ہے۔ اوس مین اسکے
فتح کی تاریخ سنہ ۱۰۲۹ھ کے قریب لکہی ہے۔ غرض جب مرزا علی قید ہو گیا تو ابراہیم نے بیدر
اور اوسکے توابعات پر قبضہ کر کے اوسے داخل ممالک محروسہ کر لیا۔ اور مرزا علی کی بیٹی
(اپنی بہو) کو دلجوئی کے لیے اوس علاقہ کا حاکم بنایا۔ اب بیدر کی حکومت کا جو نام باقی تہا۔
وہ بہی جاتا رہا۔

فہرست مضامین گلزار سوم دربار آصف مشتمل بہ حالات سلاطین خاندان آصفیہ خلد اللہ ملکہا





خاندان آصفیہ کی ابتدا نواب قمرالدینخان فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ بہادر سے ہے۔ چنانچہ محمد شاہ بادشاہ جب سادات بارہہ کی خودسری اور مطلق العنانی ترقی پذیر ہوئی اور دربار شاہی کی رونق جاتی رہی۔ اور بادشاہ برائے نام سر پر تاج رکھکے تخت نشین تھے۔ لیکن تمام امور سلطنت و انتظام ریاست سید حسین علیخان امیر الامرا اور ان کے بھائی سید عبد اللہ خان کے ہاتھ مین تھے۔ اور ارکین سلطنت کا عزل و نصب ان کے بائین ہاتھ کا کھیل تھا۔ الغرض دہلی کی حالت بہت نازک ہوگئی تھی۔ نواب آصفجاہ بہادر جو عقل و دانش فہم و کیاست مین بے نظیر تھے۔ ایسی حالتین دہلی کا قیام نامناسب سمجھکر با دل ناخواستہ سنہ ۱۱۳۲ھ مین دکن کے جانب متوجہ ہوئے۔ اور دریائے نربدا عبور کرکے طالب خان سے قلعۂ آسیر اور محمد انور خان سے برہانپور ازروئے حکمت عملی حاصل فرمایا۔ جب یہ خبر امیر الامرا کو ہوئی تو ایک لشکر کثیر بسر کردگی سید دلاور خان بخشی

فوج اسکے مقابلہ کو روانہ کیا موضع حسن پور مین مقابلہ ہوا سید دلاور خان مارا گیا۔ نواب آصف جاہ بہادر فتح و ظفر کے ساتھہ برہانپور داخل ہوئے۔ اور امیر الامرا نے سید دلاور خان کے شکست و مارے جانے کی خبر سنکر اپنے بہانجے سید عالم علی خان کو لشکر جرار کے ساتھہ مقابلہ کو بھیجا۔ آخر یہبی مارا گیا۔ اور آپ اورنگ آباد داخل ہوئے۔ اس اثنا مین میر حیدر کاشغری نے امیر الامرا کو خنجر سے مار ڈالا۔ اور سید عبداللہ خان بہی قید ہوگیا۔ سادات بارہہ کا تختہ الٹ گیا۔ اور محمد امین خان اعتماد الدولہ وزارت سے سرفراز ہوئے مگر بہت جلد اون کا انتقال ہوگیا۔ اب بجز نواب آصف جاہ بہادر کے اس بار عظیم کا اوٹہانیوالا دہلی مین کوئی دوسرا موجود نہ تہا۔ اس لئے بادشاہ نے آپ کو طلب کر کے قلمدان وزارت عطا فرمایا مگر چند ہی روز مین آپ کی طبیعت وہان کی صحبت سے اکتا گئی۔ کیونکہ وہان بادشاہ کا رنگ ہی کچہہ اور تہا۔ اور امرا کے حسد و نفاق نے دربار کی صورت ہی کچہہ اور کر دی تہی۔ اس عرصہ مین حیدر علی خان ناظم گجرات کی تنبیہ کے لئے آپ کو جانا پڑا۔ جب وہان کا انتظام کر کے واپس ہوئے تو اس حسن خدمت کے صلہ مین بادشاہ نے مالوہ اور گجرات کی صوبہ داری عطا فرمائی۔ اور دکن کی حکومت و وزارت بہی اوس کا ضمیمہ مقرر ہوئی۔ لیکن آپ نے وہانکی صحبت مین اپنا گذر مشکل سمجہا آخر علالت مزاج کا بہانہ کر کے مراد آباد جانے کی اجازت لی۔ اور وہان سے نکل کر سیدہا دکن کے جانب کوچ فرمایا۔ یہان حیدر آباد دکن پر امیر الامرا کے زمانہ سے مبارز خان عماد الملک ناظم تہا۔ جب آپ کی تشریف آوری کی خبر سنا تو مقابلہ کے لئے نکلا۔ نالہ شکر کہیڑہ کے نواح مین لڑائی ہوئی۔ مبارز خان مارا گیا۔ اور نواب آصفجاہ بہادر کو فتح نصیب ہوئی اور کل شش صوبہ دکن کے آپ مالک و فرمانروا ہوگئے۔



گل اوّل

بادشاہان آصفیہ

نواب میر قمر الدین خان فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ بہادر

آپ نواب غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر کے خلف ارشد اور عابد قلیچ خان بہادر کے پوتے

* نسب نامہ یہ ہے۔ آصفجاہ بہادر ابن شہاب الدین غازی الدین خان فیروز جنگ ابن عابد قلیچ خان ابن خواجہ میر اسمعیل عرف عالم شیخ بن عزیزان عالم بن میر محمد عالم شیخ صدیقی علوی بن شیخ محمد مومن بن حضرت محمود درویش بن شیخ جاوید ثانی بن شیخ فتح اللہ ثانی بن شیخ جاوید الملقب سرمست بن شیخ نجیب اللہ بن شیخ فتح اللہ بن شیخ تاج الدین بن شیخ علاء الدین بن شیخ قطب الاقطاب زین الدین بن ابی محمد حفص بن شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ بن شیخ محمد بغدادی بن محمد بہاؤ الدین بغدادی بن عبد اللہ بغدادی بن عبد الرزاق بغدادی بن عبد اللہ صوفی بن محمد سعید کشکی بن قاسم علی رومی بن نصیر الدین نصیری بن محمد قاسم کشکی بن عبد اللہ بصری بن عبد الرحمن مکی بن ابو القاسم مکی بن ابو محمد مکی بن محمد بن امیر المومنین حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۲ مولف

** آپ کا اصلی نام عابد خان تھا۔ آپ کے والد بزرگوار عالم شیخ رحمۃ اللہ علیہ اکابر سمرقند سے تھے۔ جنکے تصانیف نسخہ حوارث

سرسلسلۂ خاندان آصفیہ ہیں۔ ۱۴ ربیع الآخر سنہ ۱۰۸۲ھ کو تولد مبارک۔ اور نیک بخت تاریخ ہے۔ شہنشاہ عالمگیر نے آپ کا نام میر قمر الدین خان رکھا۔ اکثر شہنشاہ اورنگ زیب اور اسد خان جدۃ الملک آپکے والد فیروز جنگ بہادر سے فرماتے تھے کہ میر قمر الدین خان کی پیشانی پر ستارۂ نیک بختی چمکتا ہے۔ آپ ایام طفولیت میں مثل اور اطفال کے کسیوقت لہو و لعب میں مصروف نہوئے۔ چنانچہ اکثر آپ خود فرماتے تھے

بقیہ نوٹ صفحہ (۳) رشح النصایح۔ اعلام التقی۔ وغیرہ موجود ہیں۔ حضرت عالم شیخ کو دو فرزند اور ایک دختر تھی ایک خواجہ بہاء الدین دوسرے خواجہ عابد خان۔ دختر کا نام فاطمہ بیگم۔ اول الذکر فرزند تو قاضی سمرقند ہوئے۔ البتہ ان کے دونوں فرزند محمد امین خان نصرت جنگ اعتماد الدولہ وزیر الممالک اور محمد رعایت خان ہندوستان آئے۔ اور امراء کبار میں شریک ہوئے۔ شہنشاہ دہلی سے خطاب و منصب کی سرفرازی ہوئی۔ اور محمد امین خان بعہد محمد شاہ بہادر خدمت وزارت سے بھی ممتاز ہوئے۔ اور فاطمہ بیگم صاحبہ کی شادی خواجہ زادۂ سمرقند سے ہوئی۔ جنکے اولاد و احفاد کی تفصیل بہت لمبی ہے۔ خواجہ عابد خان کا مولد علی آباد۔ (جو سمرقند سے ۴ کوس پر ہے) ہے۔ آپ فارغ التحصیل ہوکر بخارا وغیرہ ملکوں کی سیر کرتے ہوئے بعہد شاہجہان وارد ہندوستان ہوئے بادشاہ نے ازراہ قدردانی ابتدائً منصب چار صدی سے سرفراز فرمایا۔ اور شاہزادۂ اورنگ زیب کی رفاقت میں متعین ہوئے۔ دکن سے دہلی آتے ہوئے شاہزادہ نے آپکے منصب میں دو صدی کا اضافہ اور قلیچ خان کا خطاب عطا کیا۔ پھر منصب ہزاری پانصد سوار سے ممتاز ہوئے۔ سنہ [illegible]ھ میں محکمۂ صدارت کی خدمت مرحمت ہوئی۔ اور سنہ [illegible]ھ میں تین ہزار پانصدی منصب اور ہزار سوار کا اعزاز پایا۔ اسکے بعد سنہ [illegible]ھ میں ایک ہزاری منصب و پانصد سوار کا اضافہ ہوکر اجمیر کی صوبہ داری اور خلعت و فیل سے سرفرازی پائی۔ سنہ [illegible]ھ میں مبارز خان کے تغیر سے ملتان کی صوبہ داری پائی۔ تسخیر بیجاپور کے موقع پر حضرت خلد مکان نے نواح بیجاپور میں ترکش و کمان کی سرفرازی فرماکر مورچال پر متعین فرمایا۔ سنہ [illegible]ھ میں ملتان کی صوبہ داری سے معزول ہوکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اسی سال رخصت لیکر حج کو تشریف لے گئے۔ سنہ ۱۰۹۰ھ میں قلیچ خان کا خطاب عطا ہوا۔ اسکے بعد بادشاہ نے ایک اسپ با ساز طلا۔ اور بندر سورت کی حکومت مرحمت کی

کہ مین نے کمیل کے جانب کبھی رغبت نہ کی۔ آپ کی طبیعت ہمیشہ تحصیل علوم کے جانب راغب رہی آپ علم معقول و منقول و تصوف مین بہرۂ کامل رکھتے تھے۔ یہ بھی آپ ہی کا ارشاد ہے۔ کہ جب کبھی والد بزرگوار کسی مہم کے متعلق جلسۂ شوری فرماتے تو آپ اوس کی ساعت مین آدھی آدھی رات گذار دیتے اگر کبھی مشورہ طول کھینچتا اور رات زیادہ ہو جاتی تو آپ کے والد ماجد آرام

بقیہ نوٹ صفحہ (۴)۔ چندروز پادشاہزادۂ عالم کے ہمراہ محمد اکبر کے تعاقب مین مشغول رہے۔ ۱۶ ر جمادی الاول سنہ ۱۰۹۲ھ کو جیوی خان کے انتقال سے صدارت کل کا خلعت عنایت ہوا۔ اور سنہ ۱۰۹۳ھ مین شاہزادہ کے ہمراہ دکن تشریف لے گئے۔ اور خلعت خاصہ و اسپ و نقارہ سے سرفرازی پائی۔ ۱۳ ر ذی قعدہ سنہ ۱۰۹۶ھ کو ظفرآباد کی صوبہ داری اور مادہ فیل فذرہ کا افتخار حاصل کیا۔ آخر کار سنہ ۱۰۹۸ھ مین قلعہ گولکنڈہ کے محاصرہ کے موقع پر ایک گولہ زنبورک کا آپکے سیدہے شانہ پر لگا۔ اور دست شانہ سے علیحدہ ہوگیا۔ آپ اس نازک حالت مین بھی گھوڑے پر سوار خیمہ کو آگئے۔ پادشاہ نے جمدۃ الملک کو آپ کی عیادت کے لئے روانہ فرمایا۔ اسوقت جراحان چالاک دست آپکے شانہ سے ہڈیون کے ریزے چن رہے تھے۔ آپ اوسی استقلال و ہمت کے ساتہہ جمدۃ الملک سے گفتگو فرماتے۔ پیشانی پر شکن تک نہ آئی۔ بائین ہاتہ سے قہوہ بھی نوش فرمایا۔ مگر افسوس ہے کہ قضا نے مہلت نہ دی۔ تیسرے روز ۲۴ ر ربیع الاول سنہ ۱۰۹۸ھ کو انتقال ہوگیا۔ آپ کا مقبرہ قلعہ گولکنڈہ کے متصل ہے۔ آپ کو تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیان ہتین۔ اول غازالدین خان فیروزجنگ بہادر دوم میر حامد خان صلابت جنگ معزالدولہ بہادر سوم میر عبدالرحیم خان قسورجنگ نصیرالدولہ بہادر۔ صاحبزادیون کے نام خدیجہ بیگم و فاطمہ بیگم تھے۔

غازی الدین خان فیروزجنگ کا مولد توران ہے۔ چنانچہ آپ بعد بلوغ سنہ ۱۰۸۰ھ مین سمرقند سے وارد ہندوستان ہوئے اور ایک سپر میناکار اورنگ زیب کو نذر گذرانی۔ اولاً سہ صدی منصب اور ۷۰ سوار سے سرفرازی پائی۔ کہتے ہین کہ جسوقت آپ ہندوستان کا ارادہ فرماتے تو خواجہ یعقوب جوئباری اور رستم بے اتالیق کے ذریعہ سبحان قلی خان

کرنے کے لئے تاکید فرماتے تو آپ مجبوری بلحاظ تعمیل وہان سے اوٹھ جاتے۔ مگر کسی گوشہ
مین پوشیدہ رہکر تمام مشورہ سنتے۔ اور اپنے ذہن نشین فرماتے۔ زمانۂ بلوغ سے آپ پابند شرع رہے
کبھی نماز و روزہ آپ کا قضا نہ ہوا۔ آپ کے چہرہ سے امارت و ریاست کے آثار ہویدا تھے۔ شہنشاہ
عالمگیر نے آپ کی تربیت و تعلیم مثل شاہزادون کے فرمائی ہے۔ جب آپکا سن چہ برس کا ہوا تو بادشاہ

بقیہ نوٹ صفحہ (۵)۔ واپس توران سے رخصت چاہی۔ خان موصوف قالینکی سیر کو جا رہا تھا۔ یہ سنکر فوراً فاتحہ پڑھا اور کہا کہ
(تو بہ ہندوستان میروی۔ مرد عمدہ خواہی شد) چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کی دولت و حشمت اس درجہ کو پہونچی کہ سلاطین بلخ و بخارا
کی ثروت و مکنت جسکے روبرو کوئی چیز نہین رہی۔ سنہ ۱۰۹۰ھ مین (جب حسن علی خان رانا کے تعاقب مین کوہستان اودیپور کا بادیہ پیما تھا
اور اوس کی صحیح خبر بادشاہ کو معلوم نہ ہوتی تھی) بادشاہ نے آدہی رات کے وقت (اسوقت آپ چوکی خانہ مین حاضر تھے) آپکو
طلب کر کے حسن علی خان کی کیفیت دو روز کے عرصہ مین لانے کے لئے حکم دیا۔ چنانچہ آپ اوسیوقت بغیر کسی رہنما کے خفیہ حکم پر
کوہستان اودیپور گئے۔ اور وہان کی صحیح کیفیت دو روز کے اندر بادشاہ سے آکر عرض کی۔ بادشاہ اوسیوقت خود عنایت سے
(حالانکہ اوس وقت بخشی موجود نہ تھا) بواسطۂ مراد خان سہ چوکی خواصان دو صدی منصب کا اضافہ اور خانی کا خطاب۔ فیل
و ترکش و کمان کی سرفرازی سے ممتاز و مفتخر کیا۔ اسکے بعد درگداس وغیرہ راٹھورون کی سرکوبی کے لئے آپ مقرر
ہوکے گئے۔ یہ راٹھور وہ تھے جو شاہزادۂ محمد اکبر سے (یہ شاہزادہ پادشاہ سے باغی ہوگیا تھا) ملے ہوئے تھے۔ چنانچہ
جسوقت آپ وہان پہونچے تو شاہزادہ نے اپنی رفاقت کے لئے آپ کو بہت کچھ بلایا۔ اور مناصب اعلی کا امیدوار کیا
لیکن آپ نے اوسطرف مطلق توجہ نہ کی۔ اور میر [illegible] (جو شاہزادہ کا رفیق تھا) کو ساتھ لیکر بادشاہ کے پاس حاضر ہوگئے
اس کار نمایان کے صلہ مین پادشاہ نے عرض مکرر کی دار و گیر عطا کی۔ پھر اورنگ زیب نے آپ کو شاہزادۂ اکبر کے لشکر کی
حقیقت اور اوسکے ہمراہی راجپوتون کی قوت کا اندازہ اور وہان کی صحیح خبر لانے کے لئے بھیجا۔ اس دفعہ بھی آپنے
بادشاہی حکم کی تعمیل بائین ہمین بجالائی۔ اور آپ کے بھائی مجاہد خان جو شاہزادہ کے ساتھ تھے سو آپنے اون کو بھی اپنے

نے منصب چار صدی اور پچاس سوار سے ممتاز فرمایا۔ اسکے بعد خنجر مرصع اور اضافہ منصب چار صدی و چار صد سوار سے مباہی و مفتخر ہوئے۔ پھر نہ صدی منصب اور نو سو سوار کا اضافہ ہوا سنہ ۱۰۹۶ھ میں جمدہر مرصع اور خلعت خاصہ معہ اضافہ منصب پانصدی و دو صد سوار جملہ دو ہزار و پانصدی منصب و دو ہزار سوار سے سرفرازی پائی۔ اور سنہ ۱۱۰۲ھ میں ایک زنجیر مادہ فیل اور چین قلیچ خان کا خطاب عطا ہوا

بقیہ نوٹ صفحہ (۶) رسانہ لے آیا۔ چنانچہ مجاہد خان کا شہزادہ سے علیحدہ ہونا ایسا خراب ہوا کہ شہزادہ کے لشکر میں خلل و فتور پڑگیا۔ اس حسن خدمت کے صلہ میں اورنگ زیب نے فرط مسرت سے محمد مراد کے ذریعہ شہاب الدین خان کے خطاب سے ممتاز کیا۔ اور مجاہد خان بھی مورد عنایات شاہی ہوئے۔ سنہ ۱۰۹۳ھ میں گرز برداروں کی داروغگری عنایت ہوئی۔ اور سنہ ۱۰۹۴ھ میں غازی الدین خان بہادر کا خطاب ملا سنہ ۱۰۹۵ھ میں قلعہ راہیری (جو سنبھا کا مسکن تھا) کے تسخیر کے لئے آپ بھیجے گئے۔ چنانچہ آپ نے قلعہ کو فتح کیا۔ جسکے صلہ میں بادشاہ نے فیروز جنگ کا خطاب اور نقارہ مرحمت فرمایا۔ بعد ازاں جسوقت کہ محاصرۂ بیجاپور کے موقع پر شاہزادۂ محمد اعظم کی فوج میں غلہ کی گرانی ہوگئی تو بادشاہ نے آپ کو رسد کے فراہم کرنے کے لئے حکم دیا۔ چنانچہ آپ نے پیرانایک زمیندار کی رسد کو جو ۶ ہزار۔ پیادگان جنگی کے ساتھ اہالیان بیجاپور کے پاس جارہی تھی۔ اون سے لڑکر وہ تمام رسد لیکر شہزادہ کے لشکر میں پہونچے۔ یہ وقت وہ تھا کہ سرداران بیجاپور نے شہزادہ کا محاصرہ کرلیا تھا۔ اور شہزادہ کی ہمراہی فوج بہت قلیل اور غلہ کی عدم میسری سے اسقدر ضعیف و نزار ہوگئی تھی کہ غنیم کے مقابلہ کی تاب بالکل نہ تھی۔ یہان تک مشکل کا سامنا ہوگیا تھا۔ کہ جانی بیگم بادشاہزادہ کی محل خاص ہاتھی پر سے خالق حقیقی پر تیر برسا رہی تھی۔ اس نازک موقع پر آپ اور آپکے بھائی مجاہد خان نے غنیم کے لشکر میں گھس کر وہ تیغ زنی کی کہ اون کے منہ پھیر گئے۔ اور مخالفون کو شکست نصیب ہوئی۔ شاہزادہ نے آپ کی بہت کچھہ تعریف و توصیف فرمائی۔ اور فرط مسرت سے گلے لگایا۔ خلعت فاخرہ عطا کیا۔ جب یہ خبر عالمگیر بادشاہ کو ہوئی تو بہ کمال عنایت یہ ارشاد فرمایا کہ جیسا حق سبحانہ تعالیٰ نے فیروز جنگ کی وجہ سے اولاد تیموریہ کی شرم رکھی ہے۔ ویسا ہی اوس کی آبرو اور اولاد کو قیامت تک قائم رکھے۔ آمین ثم

ایک دفعہ بادشاہ نے ایک زمرد کی نصر جس پر چین قلیچ کندہ تھا۔ عنایت فرمائی سنہ ۱۱۳۰ھ مین بعض بدباطن خواجہ سراؤن کی غمازی کے باعث آپ اپنے والد بزرگوار سے رنجیدہ ہوکر بادشاہ کے پاس حاضر ہوگئے گو بادشاہ اس حرکت سے مسرور ہوئے۔ لیکن فیروز جنگ بہادر کے پاس خاطر سے ایک مہینے تک سلام کا حکم ندیا۔ اوس کے بعد اسد خان کی سفارش پر روبرو طلب فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ جلد باپ سے

بقیہ نوٹ صفحہ (۷)۔ آمین۔ اسکے بعد بادشاہ نے بیجاپور کی فتح آپ کے نام سے نامزد کی۔ اور فرزندا رجمند بیدار بخت کا خطاب عطا کیا۔ اس کے بعد آپ نے قلعہ ابراہیم گڈھ عرف اودگیر (جو بعد مین فیروز گڈھ کے نام سے موسوم ہوا) کو فتح کیا۔ اور گولکنڈہ کے محاصرہ کے موقع پر خدمات نمایان بجالائے اور زخمی ہوئے۔ جب گولکنڈہ تسخیر ہوگیا تو بادشاہ نے آپ کو منصب ہفت ہزاری و ہفت ہزار سوار سے ممتاز کیا۔ سنہ ۱۰۹۹ھ مین آپ نے قلعہ ادھونی کو (جو امتیاز گڈھ سے موسوم ہوا) سیدی مسعود بیجاپوری عادل شاہی کے ساتھ جنگ کرکے فتح کیا بعدازان آپ سنبھاجی کی سرکوبی پر مامور ہوئے۔ مگر اوس سمت کی آب وہوا کے اختلاف نے آپ کی بینائی کو صدمہ پہونچایا۔ الحاصل آپ کو عدم بصارت کی وجہ سے حضوری دربار سے معافی دی گئی تھی۔ مگر آپ کی بصیرت باطنی مین کوئی فرق نہ آیا تہا۔ اس لئے آپ اوس عدم بصارت کی حالت مین بہی فوجکشی فرماتے رہتے۔ چنانچہ سنہ ۱۱۰۹ھ مین آپ نے سنبھا کا سر کو حضور مین ارسال کیا۔ اور مورد تحسین وآفرین ہوئے سنہ ۱۱۱۱ھ مین اسلام پور عرف دیوگڈہ کو فتح فرمایا۔ اور جسوقت کہ بادشاہ نے قلعہ کہیلنا کی تسخیر کے بعد بہادر گڈہ کے جانب ارادہ فرمایا تو آپ کی فوج و توپخانہ وغیرہ کا ملاحظہ کیا۔ کہتے ہین کہ اس شان وتزک کا سامان کسی امیر کے پاس نہ تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کے ملاحظہ کے بعد شاہزادہ بیدار بخت کو متنبہ کیا کہ باوجود مداخل کثیر و مخارج مضاعف کے تمہارے پاس مثل فیروز جنگ کے سامان جنگی و فوجی کچہ بہی نہین ہے۔ سخت افسوس وتعجب کا مقام ہے۔ الغرض اسکے بعد سنہ ۱۱۱۵ھ مین آپ نے بیناسندھیہ کو مغلوب کیا۔ جسکے صلہ مین سپہ سالار کا خطاب مرحمت ہوا۔ جب اورنگ زیب کا انتقال ہوا تو آپ اوسوقت برار و ایلچپور کی صوبہ داری پر مامور اور ایلچپور مین مقیم تھے۔ خلد مکان کے انتقال کی خبر آپ کو چار روز کے عرصہ

ملاقات کرکے حاضر ہو جاؤ۔ اور ایک فرمان دستخط خاص سے فیروز جنگ بہادر کو یہ لکھا کہ "فدوی زادۂ اخلاص
پرور چین قلیچ خان بہادر میگوید "وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین"۔ چنانچہ آپ بادشاہ کے
حکم پر والد بزرگوار کے خدمت مین گئے۔ اور چند ماہ کے بعد حاضر حضور ہوئے۔ بادشاہ نے گوشبند
خامۂ شال سے سرفراز کیا۔ سنہ ۱۱۰۹ھ مین کمربند و خنجر عنایت ہوا۔ اور معتمدان ناگوری کی تنبیہ کے لئے (جو باگر کوٹ

تعینات صوبہ (دہ) مین احمد نگر پہنچے۔ الحاصل جب شاہزادہ محمد اعظم شاہ نے تخت پر قدم رکھا تو امنگ جوانی کی وجہ آپ کے جانب بالکل
التفات نہ کیا۔ حالانکہ آپ کو شاہزادۂ موصوف کے ساتھ کمال محبت و الفت تھی۔ جب شاہزادہ احمد نگر سے روانہ ہوا تو
ذوالفقار خان نواح خجستہ بنیاد مین شاہزادہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ شاہزادہ نے فرمائش کی کہ کچھ صلاح وقت کے تدابیر
عرض کرو۔ ذوالفقار خان نے عرض کیا کہ مناسب وقت یہ ہے کہ حسب دستور خلد مکان کے قبایل کو دولت آباد مین چھوڑنا
چاہئے۔ اور مردان پادشاہی بالکل بے سر انجام ہین اس لئے خزانۂ محلات سے دو ماہہ تقسیم کیا جائے تاکہ اسباب و ہتیار درست
کرین۔ اور سواری مبارک فردا پور سے نجائے بلکہ دیول گھاٹ سے چلے تاکہ فیروز جنگ بہادر بھی ہمراہ رہین۔ مگر شاہزادہ نے
ایک بات پر بھی عمل نہ کیا۔ جسکے باعث روز بد دیکھا۔ اور تخت شاہی کے عوض تختۂ مرگ نصیب ہوا۔ اسکے بعد جب بہادر شاہ سریر آرا
ہوئے تو ۱۸ ذیحجہ سنہ ۱۱۱۹ھ کو آپ اکبرآباد و گجرات کی صوبہ داری پر مامور کئے گئے۔ آخر اسکے چار سال بعد سنہ ۱۱۲۲ھ مین بمقام
احمد آباد انتقال فرمایا۔ چنانچہ آپ کی نعش دہلی لیجاکر اجمیری دروازہ کے باہر آپکی بنائی ہوئی خانقاہ مین دفن کی گئی۔ آپ کی
طبیعت بہت موزون تھی۔ کبھی کبھی بطرز اہل ایران اشعار بھی کہا کرتے تھے۔ اور حضرت خلد مکان (عالمگیر) کو آپ کی خاطر بیحد ملحوظ
تھی۔ چنانچہ ایک وقت آپ کی علالت کے موقع پر بادشاہ نے اپنے دستخط خاص سے ایک فرمان تحریر فرمایا تھا۔ جسکا ترجمہ یہان پر
ناظرین کی معلومات کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔

"خان فیروز جنگ بیرنگ مین چاہتا تھا کہ اوس دولت خواہ کی عیادت کے لئے خود آؤن۔ لیکن کس منہ اور کس نظر سے دیکھون۔ اسلئے
نیابتاً سیادت خان کو بھیجتا ہون کہ تا میرے آنکھون سے دیکھین اور ربانی الضمیر کا اظہار کرین۔ اور میوۂ نورس جو اس وقت ہم پہنچے

کے نواح میں تھے) مامور کئے گئے۔ جب آپ وہاں سے فائز المرام ۱۱۰۰ھ میں واپس ہوئے تو بادشاہ نے مخلص خان بخشی الملک کو برہم پوری واسلام پوری کے دروازہ تک آپکے استقبال کو روانہ فرمایا۔ اور منصب وسوار کا اضافہ کیا۔ ۱۱۰۱ھ میں مور چال بیرتی پر متعین ہوئے۔ اور منصب وسوار کا اضافہ فرمایا گیا۔ ایک سال کے بعد معمور خان کے تغیر ی سے کرناٹک وبیجاپور کی فوجداری مرحمت ہوئی اور

بقیہ نوٹ صفحہ (۹)۔ انگور میں۔ لیکن اطبا روہانی اوس عمدہ مخلصان مزاجدان کیلئے مضر کہتے ہیں۔ اس لئے مجھے بھی اپنے پر ناگوار کیا۔ انشاء اللہ تعالی بعد صحت کابل اور شتاء عاجل کے ایکی کھائینگے۔ شعر یارب این آرزوئے من چہ خوش است تو بدین آرزو مرا برسان۔

مرحوم کی شادی سعید النساء بیگم بنت علامی فہامی سعد اللہ خان بہادر جملۃ الملک وزیر اعظم شاہجہان بادشاہ سے ہوئی تھی جنکے بطن سے ایک فرزند موسوم بہ نواب میر قمر الدین خان آصف جاہ بہادر اور دو دختران اعنی احمدی بیگم وخیر بیگم تولد ہوئیں۔ چونکہ نواب سعد اللہ خان بہادر حضرت آصف جاہ بہادر کے نانا ہوتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اونکا بھی تذکرہ یہاں پر لکھا جائے۔

سعد اللہ خان کا اصلی نام شیخ سعد اللہ ہے۔ انکا نسب بنی تمیم (جو شعبۂ قریش سے ہے) سے ملتا ہے۔ اور لاہور وطن ہے۔ آپ جملہ علوم نقلی وعقلی میں کامیاب تھے۔ اور امانت ودیانت کا شہرہ دور دور مشہور تھا۔ چنانچہ جب یہ خبر شاہجہان کو ہوئی تو موسوی خان صدر الصدور کے ذریعہ آپکو ۱۰۵۰ھ میں طلب فرمایا۔ اور خلعت خاص مرحمت فرماکر عرض مکرر کی خدمت عطا کی اور ایک سال کے بعد خطاب خانی ومنصب ایک ہزاری اور خدمت داروغگی غسلخانہ سے سرفرازی بخشی۔ ۱۰۵۱ھ میں خانسامانی کی خدمت اور ایک ہزاری منصب کا اضافہ ہوا۔ اور ۱۰۵۵ھ میں منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار اور خدمت وزارت کل وخلعت خاص ودو قلمدان مرصع سے مفتخر ومباہی ہوئے۔ ۱۰۵۶ھ میں منصب کا اضافہ اور فیل با یراق نقرہ کی سرفرازی ہوئی۔ اس کے بعد جب مراد بخش بلخ وبدخشان کی تسخیر کے لئے مامور ہوا۔ اور اوس کی فتح ہونے کے بعد بادشاہ نے بلخ وبدخشان کی حکومت

اسی سال والد ماجد سے آزردہ ہوکر حاضر بارگاہ شاہی ہوئے۔ سنہ ۱۱۰۳ھ مین بیجاپور کی صوبہ داری اور ہیرپنج واسپ وفیل کی سرفرازی سے مفتخر ہوئے۔ پھرتل کوکن واعظم نگر بیل گانون کی صوبہ داری اور ساتھہ گانون کی تہانہ داری اور سوارون کے اضافہ سے سربلندی پائی۔ اور کروڑ دام عنایت ہوئے سنہ ۱۱۱۶ھ مین کرناٹک کی فوجداری اور سوارون کا اضافہ پانچ لاکھہ دام عنایت ہوئے۔ اور اسی سال نصرت آباد

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۰)۔ مرادبخش کے تفویض کی۔ لیکن شاہزادہ اوس نواح مین رہنا پسند نہین کیا۔ اسلئے اوس حکومت سے ناراضی ظاہر کی۔ اور واپسی چاہی۔ چنانچہ بادشاہ نے شہزادۂ مراد کی فہایش وانتظام بلخ وبدخشان کے لئے سعداللہ خان بہادر کو روانہ فرمایا۔ آپنے وہان جاکر قرار واقعی انتظام کیا۔ جسکے صلہ مین بادشاہ نے منصب ہفت ہزاری وہفت ہزار سوار دواسپہ عربی بازین طلا سے ممتاز کیا۔ اور سنہ ۱۰۵۸ھ مین جشن جلوس تیاری دارالخلافہ شاہجہان آباد کے موقع پر خلعت عمدہ اور ایک ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ سے سرفرازی پائی۔ بعدازان جب سنہ ۱۰۵۸ھ مین شاہ عباس والئی ایران کے قندہار آنے کی خبر گرم ہوئی تو بادشاہ نے آپ کو دوسرے دوہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ عطا فرماکر شاہزادۂ اورنگ زیب کے ہمراہ قندہار روانہ فرمایا۔ پھر سنہ ۱۰۵۹ھ مین دوسرے دوہزار سوار دواسپہ وسہ اسپہ ویک کروڑ دام انعام عنایت ہوئے اور سنہ ۱۰۶۲ھ مین جب بادشاہ لاہور سے کشمیر کا ارادہ کیا تو دوبارہ شاہزادۂ اورنگ زیب کے ہمراہ قندہار کو روانہ کیا۔ مگر دودفعہ بھی بوجہہ قحط سالی وآمد موسم سرما قندہار کی فتح ناممکن ہوئی۔ اور ناچار واپس ہونا پڑا۔ اسکے بعد بادشاہ نے آپ کو فوج شایستہ کے ساتھہ قلعۂ چتور کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ چنانچہ آپنے قلعۂ مذکور فتح فرمایا۔ اور سنہ ۱۰۶۶ھ مین بعارضۂ درد شکم مبتلا ہوئے۔ دو مہینے تک علاج رہا۔ مگر سودمند نہ ہوا۔ علالت کے زمانہ مین کئی بار بادشاہ آپ کی عیادت کو تشریف لائے۔ اور اظہار افسوس کیا۔ چونکہ عمر آخر ہوچکی تھی اس لئے اسی سال آپ کا انتقال ہوگیا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی بیحد ملال ہوا۔ مرحوم کے اوصاف حمیدہ وفضایل پسندیدہ خارج از بیان ہین جسکی تصدیق کلمات طیبات مولفۂ اورنگ زیب کے رقعہ جات سے ہوتی ہے۔ ۱۲ مولف

سنگر و ندکل وغیرہ کی حکومت عطا ہوئی۔ اور قلعہ واگنگرہ کے تسخیر پر بھیجے گئے۔ چنانچہ آپ نے اس موقع پر کمال جرات و دلاوری سے اس مہم کو سر کیا۔ اور اس مہم مین ایک مقام پر آپ کے اور محمد امین خان کے گھوڑون کے پاؤن غار مین جا نے سے زمین پر گرے جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو دو گھوڑے عربی با ساز طلا روانہ فرمایا۔ اور ایک بیش قیمت شمامۂ عنبر خاص آپ کے لئے بھیجا۔ جب آپ اس مہم سے بفتح و فیروزی واپس آئے تو بادشاہ نے پنجہزاری منصب و پنجہزار سوار سے ممتاز کیا۔ اور شمشیر مینا کار و فیل خاصہ مرحمت فرمایا۔ اسکے بعد آپ رعایا کی تسلی اور پیشکش کے وصول کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے چنانچہ اس کام کو آپ نے بامین بہین انجام دیا۔ اور مورد تحسین و آفرین ہوئے چند روز کے بعد یک بیک بادشاہ کا مزاج علیل ہوگیا اسوقت آپ اپنے تعلقہ مین تھے۔ اس متوحش خبر کے سنتے ہی فوراً حاضر حضور ہوئے جب بادشاہ کو افاقہ ہوا۔ اور آپکے آنیکی خبر معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوا۔ اور شاہ اللہ مین فیروز نگر دتا پلی کی فوجداری بھی مرحمت فرمائی۔ افسوس ہے کہ اسی سال شہنشاہ اورنگ زیب نے انتقال فرمایا۔ اور پادشاہزادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ احمد نگر مین تخت نشین ہوا۔ اور اوسیوقت آپکے منصب مین یکہزاری و یک ہزار سوار کا اضافہ کر کے شش ہزاری منصب و شش ہزار سوار سے ممتاز کیا۔ اور خان دوران کا خطاب برہانپور کی صوبہ داری مرحمت کی اور ہمراہ رکاب رہنے کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ منزل پانڈھار تک آپ شاہزادہ کے ہمراہ رہے لیکن جب شاہزادہ کی متکبری اور نامناسب حرکات و سکنات کو دیکھا تو ترک رفاقت کر کے محمد امین خان کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد کے جانب کوچ فرمایا۔ اور شاہزادہ نے بھی اس موقع پر اغماض کیا۔ اور کہا کہ جب اصل (یعنے شاہ عالم) مغلوب ہوگا تو یہ فروعات (یعنے امراء) کہان جائینگے۔ مگر مشیت ایزدی تو کچھہ اور ہی تھی۔ چنانچہ جاجمو کے نواح مین شاہ عالم سے جنگ ہوئی اور محمد اعظم شاہ مارا گیا۔ اور شاہ عالم بہادر شاہ سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ آپ بھی دکن سے نکل کر بہادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے بادشاہ نے وہی محمد اعظم شاہ کا عطیہ منصب و خطاب عطا کیا۔ اور صوبہ داری اودھ و فوجداری لکھنؤ سے

سرفرازی بخشی۔ لیکن بادشاہ کے صحبت مین اکثر اراذل جمع ہوگئے تھے۔ اور عہد عالمگیری کے تمام باتین مفقود تھین۔ چونکہ آپ شہنشاہ عالمگیر کے تربیت یافتہ تھے۔ اسلئے یہان کی صحبت آپکے ناپسند ہوئی آخر منصب و نوکری ترک کرکے گوشہ نشینی اختیار کی۔ گو بادشاہ نے بہت کچھہ استمالت کی مگر آپنے قبول نہ کیا۔ اب آپ کی صحبت اکثر علماء و فقراء کے ساتھہ رہتی تھی۔ اور سواری وغیرہ کا ترک و احتشام بھی یک لخت موقوف فرما دیا تھا۔ چنانچہ پالکی کا کپڑا تک آپنے بجائے بانات و مخمل کے مہملی بندی کی چھینٹ کا کر دیا تھا۔ اور سواری کے وقت ہمراہی مین بجز ایک دو خدمتگار کے زیادہ نہ رکھتے تھے۔ کہتے ہین کہ ایک روز آپ اوسی حیثیت سے منڈہی ہوئی پالکی مین ایک دو خدمتگار کے جلو کے ساتھہ سلطان المشایخ حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کی زیارت کو تشریف لیجارہے تھے۔ اثناء راہ مین مہابت خان کی سواری نہایت تجمل و احتشام کے ساتھہ نمودار ہوئی۔ چونکہ آپ اس نامعلوم حالت مین تھے اس نے کسی نے شناخت نہ کیا۔ جب مہابت خان کی پالکی آپ کی پالکی کے برابر آئی تو اوس نے آپ کو دیکھکر پالکی ٹھہرائی اور فوراً اوترکر آداب بجالایا۔ آپنے اوسکو قسم دیکر کہے کہ تم پالکی مین سوار ہوکر جاؤ۔ اس قدر کیون تکلیف کرتے ہو۔ چنانچہ مہابت خان آپکے سوگند دینے سے پالکی مین بیٹھکر روانہ ہوگیا۔ ایک روز آپ پالکی مین بیٹھے ہوئے ایک فقیر کی ملاقات کو جارہے تھے۔ ہمراہی مین معدودے چند خدمتگار تھے۔ جب آپ ایک گلی مین آپ کا گزر ہوا تو وہان سرراہ چند لڑکے کھیل کود مین مشغول تھے۔ وہ لڑکے راستہ سے نہ ہٹنے کی وجہ سے آپ کی سواری جانے مین کسیقدر وقت پیش آئی اس لئے آپنے راستہ مین سواری کے اہتمام کیلئے چند خدمتگارون کا اور اضافہ فرمایا۔ جب ایک مدت اس طریق پر گذری۔ اور بادشاہ کام بخش کی مہم سے فارغ ہوکر دکن سے اجمیر گیا۔ اور وہان سے کر دراہت آیا تو شاہزادۂ عظیم الشان کے وساطت سے آپ کو طلب فرمایا۔ چنانچہ آپنے حاضر ہوکر بادشاہ کی ملازمت کا شرف حاصل کیا۔ اور پھر رخصت لیکر دہلی آئے۔ اور وہی گوشہ نشینی اختیار کی۔ اسکے بعد بہادر شاہ کا انتقال ہوگیا۔ اور چارون شاہزادون مین

کشت وخون کا بازار گرم ہوا۔ جسکے تفصیلی واقعات ہمنے ہندوستان کے حالات کے حصہ مین بیان کئے ہین یہان اون کے مکرر لکھنے کی چندان حاجت نہین ہے۔ چنانچہ تین شاہزادے اجل کے نذر ہوئے اور جو تھا شہزادہ معزالدین جہاندار شاہ کے لقب سے تخت شاہی پر قدم رکھا تو آپ کو ملازمت شاہی قبول کرنے کی ہدایت کی۔ اور منصب ہفت ہزاری وہفت ہزار سوار وخطاب فیروز جنگ کے عطیہ کی ترغیب دی مگر آپ نے مطلق توجہ نہ فرمائی۔ اور انکار کر دیا۔ لیکن جب جہاندار شاہ دار الخلافہ مین آیا تو اسد خان جمدۃ الملک نے بلحاظ سابقہ محبت والفت کے آپ کو اپنے ہمراہ بادشاہ کی خدمت مین لایا۔ اور اپنے بیٹے ذوالفقار خان کو (جو شہنشاہ عالمگیر کے زمانہ سے آپ کے ساتھ کدورت رکھتا تھا) آپ سے صاف ہو جانیکی تاکید کی۔ چنانچہ اوس نے باپ کے کہنے سے سابقہ کدورت کو دور کر کے بادشاہ سے آپکو شش ہزاری منصب وشش ہزار سوار وماہی مراتب کا اعزاز دلوایا۔ اور بادشاہ بھی اپنے نزدیک بلاکر بہت کچھ لطف ونوازش کی گفتگو فرمائی۔ اور جاگیرات سیر حاصل کے دینے کا بھی وعدہ کیا۔ اسکے بعد بادشاہ نے شاہزادۂ اعزالدین کو پچاس ہزار سوار کے ساتھ خواجہ حسین (جو کوکلتاش خان کا ہمزلف اور خان دوران کے خطاب وبخشیگری دوم کی خدمت سے ممتاز تھا) کی اتالیقی مین (بخلاف رائے ذوالفقار خان) فرخ سیر کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ لیکن ان دونون کی ناتجربہ کاری اور نادانی کے خیال سے حسب مشورۂ ذوالفقار خان آپکو شاہزادہ کی کمک کے لئے مامور کیا۔ افسوس ہے کہ اعزالدین کے دل مین فرخ سیر کی ہیبت ایسی طاری ہوئی کہ وہ ایک چھوٹے سے مقابلہ کے بعد وہان سے بھاگ کر اکبر آباد آیا۔ ہر چند آپ جرارت ودلاوری سے مقابلہ کرنے کیلئے مصر ہوئے۔ اور تسلی وتشفی کی۔ مگر کچھ سود مند نہوئی۔ اور یہان جہاندار شاہ بھی ایسا گھبرایا کہ کچھ بن نہ پڑی۔ جب آپنے بادشاہ کی یہ حالت دیکھی تو کنارہ کشی مناسب سمجھی چنانچہ جب فریقین سے مقابلہ ہوا۔ اور جنگ عظیم واقع ہوئی تو آپنے اول ہی سے علی اصغر خان میوانی کے ذریعہ سید حسین علیخان وعبداللہ خان سپہ سالاران لشکر فرخ سیر سے اپنی کنارہ کشی کا اظہار کیا آخر اس جنگ کا نتیجہ

یہ ہوا کہ فرخ سیر کی فتح ہوئی۔ اور جہاندار شاہ و ذوالفقار خان قتل کئے گئے۔ البتہ اسد خان کی جان بچی اور آپ کی سفارش پر حسین علیخان نے بادشاہ سے عرض کر کے اوسکے خورد و نوش و پارچہ وغیرہ کا بندوبست کر دیا۔ اور شاہزادہ اعزالدین نظر بند کیا گیا۔ اب فرخ سیر نے تخت سلطنت پہ قدم رکھا۔ اور تمام امورات ریاست کے مختار و جزو کل کے حاکم سید حسین علیخان امیر الامرا اور اوس کا بھائی عبداللہ خان قطب الملک ہوئے۔ چونکہ زمانۂ سابق سے عبداللہ خان اور حسین علی خان آپ کو اپنا برادر بزرگ مانتے تھے۔ اس لئے آپ کو یہ دونوں بھائی پادشاہ کی خدمت مین لیگئے۔ اور پادشاہ نے آپ کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ و خطاب نظام الملک فتح جنگ (کہتے ہین کہ اس خطاب کی عالم رویا مین حضرت قطب الاقطاب سے آپکو بشارت ہوئی تھی۔) سے سرفراز کیا۔ اور صوبہ داری دکن معہ فوجداری کرناٹک مرحمت کی۔ اور محمد امین خان کو اعتماد الدولہ کا خطاب شش ہزاری منصب و شش ہزار سوار اور خدمت بخشی گری دوم عطا ہوئی۔ اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ مرہٹون نے دکن مین شورش برپا کر رکھی ہے۔ چنانچہ قطب الملک نے اس مہم کے لئے آپکو منتخب کیا۔ اور پادشاہ نے وقت رخصت خلعت خاصہ اور چار قبائے زردوزی و سرپیچ و جیغۂ مرصع و مالائے مروارید و شمشیر و جمدہر و اسپ عربی با ساز طلا عنایت کیا۔ اسکے بعد قطب الملک آپکے مکان مین آکر بلحاظ محبت قدیمانہ کے پانچ خوان پارچہ و دو رقم جواہر و شمشیر و خنجر بقبضۂ مرصع اور دو گھوڑے اور ایک ہاتھی پیش کیا۔ دوسرے روز آپنے قطب الملک کی باز دید کے لئے اوس کے مکان پر گئے۔ اور چار خوان پارچہ و دو رقم جواہر اور ایک عربی گھوڑا با ساز طلا اور شمشیر و جمدہر مرصع معہ قبضۂ یشب تواضع کئے۔ میر جملہ نے بھی چار سپر عمدہ سلہٹ کے جوہردار دینا کار آپ کی خدمت مین گذرانا۔ اسکے بعد آپ معہ فوج جرار دکن کے جانب روانہ ہوئے۔ جب سرونج پہونچے تو ایک فرمان اور میوۂ ولایتی پادشاہ کا مرسلہ گرز برداروں نے لاکر پیش کیا۔ آپنے سات سو روپیہ گرز برداروں کو اور دو سو روپیہ کہاروں کو انعام عطا فرمائے۔ پھر وہان سے آپنے کوچ

فرمایا۔ راستہ مین بمقام اوجین ایک نیل گاؤ کا شکار کیا۔ وہان سے نکل کر اکبر آباد کے گھاٹ پر مچھلی کا شکار
فرمایا۔ اور برہانپور ہوتے ہوئے۔ اورنگ آباد خجستہ بنیاد (جو اوس وقت شش صوبۂ دکن کا دار الخلافہ تھا)
پہونچے۔ جب سرداران مرہٹہ نے آپ کے آمد کی خبر سنی تو غارتگری سے ہاتھ کھینچا۔ اور بغیر کسی جنگ
وجدال کے چلتے بنے۔ اتنے مین رعایا نے غلہ کے گرانی کی شکایت پیش کی۔ آپ نے محمد غیاث خان
اور شیخ محمد اعظم دیوان کو کروڑہ سے محلکہ لینے کے لئے حکم صادر فرمایا۔ ادہر نصرت جنگ اور داؤد خان
کے عاملون نے مرہٹون کے پناہ مین رہکر جاگیردارون اور زمیندارون سے تقریباً بیس لاکھ روپیہ
بطریق ضلعداری وصول کیا تھا۔ آپ نے اوس کی دریافت کے لئے کھیم کرن دیوان کو (جو محمد اعظم کے
تغیر سے خدمت دیوانی پر سرفراز ہوا تھا) حکم دیا۔ اور تھانہ جات ومحالات کے بندوبست کے لئے
محمد غیاث خان داروغہ توپ خانہ کو مامور کرکے شاہ گڈہ وانبر وغیرہ کے جانب روانہ فرمایا۔ اس اثنا
مین خبر آئی کہ بعض مرہٹون نے مونگی پٹن مین شرارت آغاز کی ہے۔ فوراً آپ ۷ شوال سنہ ۱۱۲۶ھ مین چھہ ہزار
سوار وپانچ ہزار پیادہ وپانسو جزائر وبیس ضرب رہکلہ ساتھ لیکر مونگی پٹن کے طرف کوچ کیا۔ جب آپ
وہان پہونچے تو اسکے اول ہی مرہٹے آپکے آمد کی خبر سنکر فرار ہوگئے تھے۔ پھر آپ نے وہان کا انتظام
کیا۔ اور صاحبزادگان بلند اقبال یعنی میر محمد پناہ فیروز جنگ بہادر و میر احمد ناصر جنگ بہادر کی ختنہ کا رسم
ادا کیا۔ چند روز تک اس کا جشن رہا۔ دیوگڈہ کے زمیندار نے ایک ہرن سفید رنگ اور چار چیتے شکاری
تحفۃً بھیجا۔ اور مونگی پٹن کے فوجدار نے ایک مچھلی نہایت عظیم الجثہ یک من ۲۰ سیر وزن کی ارسال کی
اتنے مین معلوم ہوا کہ آپ کے اسطرف تشریف لانے کے بعد اورنگ آباد کے نواح مین مرہٹون نے
ظلم وزیادتی شروع کی ہے۔ چنانچہ چند سوداگر سورت وگجرات کے (جس مین محمد ابراہیم تبریزی بخشی و
واقعہ نگار بگلانہ بھی تھا) جو اورنگ آباد آرہے تھے مرہٹون نے لوٹ لیا۔ اور اون کو شہید کرڈالا
اور چند پردہ نشین عورتین برہانپور سے بیل گاڑی پر سوار اورنگ آباد آرہی تھین سکولہ گاؤن کے

متصل مرہٹون نے اون کا تمام اسباب چھین لیا۔ اور اسی سال دکن و برہانپور کی دیوانی کی خدمت
دیانت خان ابن امانت خان کی معزولی سے حیدر قلی خان اسفراینی عرف میرزا محمد رضا کے نام بادشاہ نے
عطا کی۔ چونکہ حیدر قلی خان میر جملہ (جو بادشاہ کے مزاج مین کمال رسوخ رکھتا تھا) کا متوسل تھا۔ اس لئے
اوس کے گھمنڈ پر اوس نے متصدیان دکن و ڈریان پر سختی اور ظلم و زیادتی شروع کی۔ جب آپنے یہ سنا تو
سخت برہم ہوئے۔ اور حیدر قلی خان کو دیوان خانہ مین طلب کر کے محمد غیاث خان اور سعد الدین خان
خانساماں کے ذریعہ سخت ملامت کی۔ اور آیندہ اخلاق و نرمی سے برتاؤ کی ہدایت فرمائی۔ مگر وہ خود
بیحد پیچ و تاب کھا کر بغیر باریابی کے رخصت ہو گیا۔ اور اپنے کردار بد کو نہ چھوڑا۔ اس عرصہ مین خبر آئی کہ
نواح جالنہ مین مرہٹون نے رعایا پر ظلم و زیادتی شروع کی ہے۔ آپ اس خبر کے سنتے ہی پہلے
بہادر خان عرف ابراہیم خان کو روانہ فرمائے۔ اس کے بعد آپنے بھی لشکر ظفر موج کے ساتھ کوچ کیا۔
راستہ مین حیدر قلی خان بھی اپنے جمعیت کے ساتھ آملا۔ اور سلام کرنا چاہا۔ آپنے جانفشان خان میر ترک
کو حکم کیا کہ "جب تک وہ اپنے کردار کی اصلاح نہ کرے سلام کا موقع نہ دیا جائے"۔ آخر حیدر قلی خان خفیف ہو کر
بلدہ کے جانب مراجعت کیا۔ اور آپ بھی چند روز کے بعد بلدہ داخل ہوئے۔ انہین ایام مین خبر آئی کہ
گنگاجی و سنتاجی و رانوجی سرداران مرہٹہ نے محمد انور خان ضلعدار اٹنور و پھولمری و بیجاپور کو قید
کر کے پرگنہ اٹنور کے قلعہ مین (جو مرہٹون نے داؤد خان کی فوجداری کے زمانہ مین یہ قلعہ نہایت
مستحکم بنا لیا تھا) رکھا ہے۔ آپنے فوراً بہادر خان پنی عرف ابراہیم خان کو چار ہزار سوار و دو ہزار پیادہ کے
ساتھ اون کی گوشمالی اور انور خان کی رہائی کے لئے روانہ کیا۔ خوب جنگ ہوئی۔ مگر اتفاقاً ابراہیم خان
غنیم کے محاصرہ مین آگیا۔ اور آپ کے پاس کمک کی التجا کی۔ چنانچہ آپنے ایک جمعیت شایستہ محمد غازی الدین خان
بہادر ہمین پور ریاست کی سرکردگی مین (جن کی عمر اس وقت ۹ سالہ تھی) ابراہیم خان کی کمک کو روانہ کی اور
محمد غیاث خان داروغہ توپخانہ کو اتالیق مقرر کیا۔ اور میر مرزا خان بخشی کو بھی ہمراہ کر دیا۔ جب یہ گئے تو

ایک مختصر سی جنگ کے بعد مرہٹے بھاگ گئے۔ اور لشکر اسلام نے اسی کوس تک اون کا تعاقب کیا۔ اور اونکے تعمیر کئے ہوئے آشنور سے قلعہ کو مسمار کرکے زمین کے برابر کر دیا۔ بہت سی غنیمت ہاتھ آئی۔ اور لشکر اسلام فتح و فیروزی کے ساتھ واپس آیا۔ محمد غیاث خان نے عرض کیا کہ یہ فتح صاحبزادۂ بلند اقبال کی وجہ سے ہوئی ہے لہذا صاحبزادہ کو فیروز جنگ کا خطاب عطا فرمایا جائے تو مناسب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے ایسا ہی ہوگا۔ دو چار روز کے بعد ایک آبلہ آپکے سینہ کے پاس پیدا ہوا۔ ہر چند اطباء یونانی و ہندی نے معالجہ کیا۔ مگر صحت نہوئی۔ اتفاقاً ایک ہبنزہ گجرات سے تازہ وارد تھا۔ اوس کے علاج سے بیس روز میں بفضلہ تعالے شفا ہوگئی۔ آپنے اس معالجہ کے صلہ میں پانچہزار پانسو روپیہ اوس کے وزن کے موافق معہ خلعت کے عطا فرمائے اور نو روز تک جشن رہا۔ ہر امیر و سردار کو جاگیر و خلعت و جواہر وغیرہ سرفراز کیا۔ غازی الدین خان بہادر خلعت خاصہ و سرپیچ مرصع و اضافۂ پانصدی ذات و پانصد سوار سے ممتاز ہوئے۔ اس اثناء میں محمد غیاث خان نے عرض کیا کہ کہنڈوجی مرہٹہ کلبانہ میں ایک قلعہ تعمیر کرکے بندر سورت و احمد آباد کے قافلون کو تاراج و تباہ کر رہا ہے آپ نے خانموصوف کو اوس کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ محمد غیاث خان نے وہان پہونچکر اوس قلعہ کو مسمار کیا اور کہنڈوجی کو اسیر کرکے لے آیا۔ آپ نے اس حسن خدمت کے صلہ مین جاگیر و منصب سے سرفراز کیا اور چند روز مین کسپر دہناجی جادو سیناپتی نے ملازمت حاصل کی۔ منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار علم و نقارہ سے ممتاز ہوا۔ اور بائیس لاکھہ روپیہ کی جاگیر بھی بہالکی مین اوسکو عطا ہوئی۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ عزت خان (?) فوجدار کرناٹک سے عبدالنبی خان فوجدار معزول سے شکست پائی ہے۔ آپنے اوس کی تنبیہ کے لئے کوچ فرمایا قصبۂ انبڑ مین قیام تھا کہ خبر آئی حسین علی خان کو بادشاہ نے دکن کی صوبہ داری عطا کی ہے۔ اس خبر کے

*کہتے مین کہ حسین علی خان امیرالامرا کو جو دکن کی صوبیداری پادشاہ سے عطا کی اوس کے اسباب یہ تھے کہ میر جملہ پادشاہ کا عقل کل ہوگیا تھا۔ اور بادشاہ خود فرماتا تھا کہ میر جملہ کی زبان و دستخط مثل میری زبان و دستخط کے ہے۔ میر جملہ کی یہ حالت تھی کہ بغیر وساطت

سنتے ہی آپ نے وہان سے سعادت کی اور خجستہ بنیاد آئے۔ اس عرصہ مین پادشاہ کا فرمان آپ کی طلبی مین آیا۔ اور ۱۱۲۶ھ مین آپ عازم دار الخلافہ ہوئے۔ پادشاہ نے آپ کو سنبھل و مرادآباد کی فوجداری عطا فرمائی۔ اور آپ زمینداران کوہ سوالک کی تادیب کے لئے روانہ ہوئے چنانچہ آپ نے اون سرکشون کی قرار واقعی تادیب کی۔ اور اپنے مفوضہ صوبہ کے انتظام مین مشغول ہوئے۔ ادہر پادشاہ اور وزیر مین روز بروز عداوت بڑہنے لگی۔ اور امیر الامرا بھی دو تین سال خجستہ بنیاد مین اقامت کر کے اپنے بھائی قطب الملک وزیر کے بلانے سے دار الخلافہ چلا آیا۔ اب یہ دونون بھائی پادشاہ کے قید کرنے کی تدبیرین سوچنے لگے ادہر پادشاہ نے بھی صلاح و مشورے کیلئے (اعتقاد خان رکن الدولہ کے کہنے سے) نواب نظام الملک بہادر سربلند خان۔ راجہ اجیت سنگہ کو اون کے صوبجات سے بلا لیا۔ مگر افسوس ہے کہ پادشاہ سے کچہ بن نہ پڑی اون دونون بھائیون نے میدان جیت لیا۔ یعنے پادشاہ (فرخ سیر) کو قید کر کے چند روز کے بعد قتل کر ڈالا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۸) وزیر کے جس کو چاہتا منصب و جاگیر عطا کرتا۔ اور یہ امر عبد اللہ خان قطب الملک وزیر کے خلاف طبیعت تہا۔ اور میر جملہ ہمیشہ پادشاہ کو قطب الملک و امیر الامرا کے خلاف سمجہاتا تہا۔ اور ان دونون بہائیون کے جانب سے پادشاہ میر جملہ کے کہنے سے سخت بدظن تہا۔ حالانکہ ان دونون بھائیون نے اس پادشاہ کے ساتہ اوس کی تخت نشینی کے متعلق کیا کیا جانفشانیان کی تہین اور ایک دفعہ جب اجیت سنگہ نے سرکشی پر کمر باندہی اور اکثر مسجدون کو گرا دیا۔ اور اذان کی ممانعت کی۔ گاؤکشی کو موقوف کیا تو پادشاہ نے اوس کی تنبیہ کے لئے امیر الامرا کو بہیجا۔ جب یہہ وہان گیا تو اجیت سنگہ خوف کے مارے کوہستان مین مع عیال و اطفال کے جا چہپا اور مصالحت چاہی۔ امیر الامرا نے وہان کے بتخانون کو تڑوا کے نئے مسجدین تعمیر کرائین اور پیشکش کثیر لیا۔ اس کے علاوہ پادشاہ کے لئے اجیت سنگہ کی لڑکی ڈولہ دینے کی شرط کی۔ چنانچہ پادشاہ کے خالو شائستہ خان نے وہان جا کر اوس کی لڑکی کو پادشاہ کے لئے لایا۔ بہر حال امیر الامرا اس پادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور بہبودی و خیر خواہی مین ہمیشہ کوشان رہتا تہا۔ مگر میر جملہ کی [illegible] نے ان سب خدمات پر پانی پہیر دیا۔ اور پادشاہ کے دونون بہائیون کا جانی دشمن بنگیا۔ آخر یہ دونون بھائی ملازمت شاہی کو

اور ابو البرکات رفیع الدرجات کے سر پر تاج رکھا۔ یہہ واقعات ہم یہان پر بالکل مختصر کرکے بیان کررہے ہین کیونکہ ہم کو تو نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر کے حالات تحریر کرنا ہین۔ علاوہ برین اسکے قبل ہمنے فرمانروایان ہندوستان کے حالات مین یہہ تمام واقعات تفصیل کے ساتھہ لکھہ چکے ہین۔ مکرر انھین حالات کا لکھنا عبث و باعث طوالت ہے۔ الغرض رفیع الدرجات نے تخت نشینی کے تیسرے مہینے مین انتقال کیا۔ اور رفیع الدولہ (شاہ جہان ثانی) سریر آرا ہوئے۔ مگر یہہ بھی ایک ماہ ۲۰ روز کے بعد راہی خلد برین ہوئے۔ اب سادات بارہہ (قطب الملک و امیر الامرا) نے بہادر شاہ کے پوتے روشن اختر کو تخت نشین کیا۔ اور محمد شاہ بادشاہ لقب ٹھہرایا۔ الحاصل خیر آمدم بر سر مطلب نواب نظام الملک بہادر چند روز بادشاہ و وزیر کی مخالفت۔ اور بادشاہون کے ردّ و بدل کا تماشا دیکھتے رہے۔ اور اس کے بعد آپ کو مالوہ کی صوبہ داری تفویض ہوئی۔ چنانچہ آپ مالوہ تشریف لے گئے۔ اور اوس نواح کے سرکشون اور مفسدون کی گوشمالی اور تنبیہ مین مشغول ہوئے۔ اور اطراف و اکناف کے بعض تعلقات کو قبض و تصرف مین لائے۔ اور جمعیت سابقہ مین نوملازم بھرتی کرکے فوج شایستہ ترتیب دی۔ جب یہ خبر سادات بارہہ کو پھونچی تو آپ سے بدظن ہوئے۔ چنانچہ حسین علی خان نے

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۹)۔ ترک کرکے خانہ نشین ہوگئے۔ بعدازان بادشاہ کی والدہ قطب الملک کے گھر جاکر دونون بھائیون کو سمجھاکر اور اطمینان و تسلی دیکر بادشاہ کے دربار مین حاضر ہونیکی تاکید کی چنانچہ یہ دونون بھائی ہمراہ آئے۔ اور یہ تصفیہ ہوا کہ میر جملہ اور امیر الامرا بادشاہ کے پاس دارالخلافہ مین نہ رہین چنانچہ امیر الامرا کو اس لئے دکن کے صوبہ داری عطا کرکے بادشاہ نے دکن کے جانب روانہ کردیا اور آپ (آصف جاہ بہادر) کو طلب فرمایا اور میر جملہ کو عظیم آباد کی صوبہ داری پر بھیجا گیا۔ اس کے بعد داؤد خان کا مارا جانا میر جملہ کا عظیم آباد سے آنا اور پنجاب پر مامور ہونا۔ اور امیر الامرا کا چند سے خجستہ بنیاد مین رہنا۔ پھر وہان سے دارالخلافہ کو آنا وغیرہ وغیرہ تفصیلی طور پر ہم نے اسی تاریخ کے حالات فرمان روایان ہندوستان مین لکھہ چکے ہین۔ اب مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ہے ۱۲ مولف

آپ کو لکھا کہ "صوبہ جات دکن کے بندوبست کے لئے صوبۂ مالوہ کو مین اپنا مستقر بنانا چاہتا ہون پس
آپ اکبر آباد - الہ آباد - برہانپور - ملتان - ان چارون صوبون مین سے جس صوبہ پر طبیعت چاہے اطلاع
دیجئے تاکہ بادشاہ سے اوس صوبہ کی ماموری کا فرمان آپ کے خدمتین بھیجدیا جائے" جب یہ تحریر آپکو
پہونچی تو آپ سخت برہم ہوئے - اور سادات بارہہ کی خودمختاری و بادشاہگری - سلطنت مغلیہ کی برہمزنی و تباہی
پر نظر کر کے توسل و تعلق شاہی کو ترک کرنا مناسب سمجھا - اور یہ دو امر مرکوز خاطر ہوئے - **اوّل** سادات بارہہ
کے مقابلہ مین علم مخالفت بلند کیا جائے - اور اس ارادہ کو مصمم و مکمل کرنے لئے آپنے مغل علی خان کو راجہ بت سنگہ
پاس روانہ کر کے اپنا مافی الضمیر لکھدیا - مگر اوس نے حسب مرضی آپکے جواب ندیا - جس سے اس ارادہ کی تکمیل نہو سکی
دوم دکن کے جانب جانا چاہئے - کیونکہ اس کے قبل مبارز خان ناظم حیدرآباد نے اپنے معتمد محمد علی کے
ذریعہ یہ کہلا بھیجا تھا کہ اگر آپ دکن تشریف لائے تو بادشاہ کے خون کا انتقام سادات بارہہ سے لینے مین
آپ کی ہمراہی کرتا ہون - اور جنید رسین سپردہنا جادو بھی آپکے طلب مین ایک عرضداشت روانہ کیا تھا - اور
محمد غیاث خان (جو آپکے خیرخواہ و خیرسگال تھے) نے بھی دکن چلنے کی رائے دی تھی - بالآخر امر مذکور الذکر
قرار پایا - چنانچہ وسط جمادی الثانی سنہ ۱۱۳۲ھ مین آپ شیخ ابوالخیر خان - مرحمت خان - دلیر خان وغیرہ کو ہمراہ
لیکر مع لشکر جرار سرونج کے طرف سے (دار الخلافہ آنے کی شہرت دیکر) روانہ ہوئے - جب موضع کانٹیا پہونچے تو پھر
وہان سے دکن کے طرف کوچ فرمائے - جب آسیر ہو پہنچے تو اول طالب خان قلعہ دار آسیر نے قلعہ کے تفویض کرنے مین
پس و پیش کیا - مگر مرحمت خان نے جا کر کچھہ ایسی پٹی پڑہائی - اور ڈرایا دہمکایا کہ آخر قلعہ کی کنجیان پیش کرتے بن
پڑی - اسکے بعد آپنے صاحبزادگان بلند اقبال اور محلات مبارک کو بحفاظت تمام قلعۂ آسیر مین چھوڑ کر
برہانپور داخل ہوئے - یہان محمد انور اللہ خان دیوان برہانپور حاضر تھا - اور محمد انور خان ناظم برہانپور
عالم علی خان کے پاس خجستہ بنیاد گیا ہوا تھا - چنانچہ انور اللہ خان نے بروج دوبارہ کا بندوبست کر کے
انور خان کو آپکے آنیکی اطلاع دی - اور انور خان یہہ خبر سنتے ہی راؤ رنبھا نبالکر کو لیکر دو روز کے

عرصہ مین برہانپور آگیا۔ اور شہر کی حفاظت مین مشغول ہوا۔ مگر آپ کی یاوری طالع سے اکثر اعیان شہر اور
راؤ رمبھا بنالکر خفیتاً آپکے شریک و موافق ہو گئے۔ اب محمد انور خان کے ہوش پراگندہ ہوگئے۔ ناچار
گردن اطاعت خم کی اور مصالحت پر کمر باندہی۔ اور ۲۴ رجب ۱۱۳۲ھ کو شہر کا قبضہ دیدیا۔ آپنے
میر علی اکبر خان کو برہانپور کی صوبہ داری اور محتشم خان کو بخشی گری عطا کی۔ اسی اثنا مین عوض خان بہادر
صوبہ دار برار (جو آپکے پھوپھا ہوتے تھے) ایک ہزار تین سو سوار سے حکیم محمد تقی اصفہانی کو معہ پانسو سوار کے
ہمراہ لیکر آپکے پاس پہونچے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ امیر الامرا نے سید دلاور علی خان بخشی فوج کو آپکے تعاقب مین
روانہ کیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ محلات وغیرہ کا انتظام کرکے راج مکرائی پہونچے۔ ۱۳ شعبان کو طرفین سے ہنگامہ
کارزار گرم ہوا۔ سید دلاور علی خان مارا گیا۔ اور فوج غنیم کے چار ہزار سوار و پیادے قتل ہوئے۔ آپکی جانب
صرف محمد جنتی خان و تبریز خان مارے گئے۔ اور عوض خان۔ محمد غیاث خان۔ عزیز بیگ خان۔ قادر داد خان زخمی
ہوئے۔ بعد ازان آپ بفتح و فیروزی داخل برہانپور ہوئے۔ اسی عرصہ مین عالم علی خان (جو امیر الامرا کا بھتیجا تھا۔ خجستہ
بنیاد مین حکومت کرتا تھا) نے خجستہ بنیاد سے آپکے مقابلہ کے لیے تیس ہزار سوار کی جمعیت سے کوچ کیا۔
راستہ مین جب اوسکو دلاور علی خان کے مارے جانیکی خبر معلوم ہوئی تو سخت مشوش ہوا۔ سرداران مرہٹہ (جو
اوس کے ہمراہی تھے) نے صلاح دی کہ اب یہان سے واپس چلنا بہتر ہے۔ مگر اوس نے نشہ جوانی کے ترنگ
مین نمانا اور آگے بڑہا۔ جب آپکو اوس کے آنیکی خبر معلوم ہوئی تو آپنے دلاور علی اور شیر علی خان کے
تابوت کو باعزاز تمام اوس کے پاس بھیجدیا۔ اور لکھا بھیجا کہ مناسب یہ ہے کہ تم اپنے چچاؤن کے پاس
دار الخلافہ چلے جاؤ۔ ادہر سے کوئی مزاحم نہوگا۔ مگر اوس نے آپکی نصیحت کو قبول نکیا۔ آخر آپ نے
برہانپور سے کوچ فرمایا۔ اور دریائے پورنا پر مقام کیا۔ شدت بارش سے دریا طغیانی پر تھا۔ طرفین کو
چند روز ساحل پر قیام کرنا پڑا۔ اسکے بعد آپ دریا کے کنارے کنارے عبور کرنے کی غرض سے
برار کی سمت روانہ ہوئے۔ آخر ایک مقام پر دریا پایاب تھا۔ اس لئے آپنے معہ لشکر دریا کو عبور فرمایا۔

ادہر سے عالم علی خان بھی مقابلہ کے لئے آیا۔ مگر بارش کی شدت اور راستہ کیچڑ سے طرفین کو چند روز بیکار رہنا پڑا۔ اس اثنا میں غلہ کی کمیابی اور کاہ و دانہ کی عدم موجودگی سے آپکے لشکر کو تکلیف اٹھانی پڑی۔ الحاصل ۶ شوال سنہ الیہ کو بالاپور کے نواح میں جنگ کا آغاز ہوا۔ اس جنگ میں عالم علی خان نے باوجود کم سنی کے (۲۲ سالہ تھا) کمال جرات و دلاوری سے مقابلہ کیا۔ لیکن زخموں میں چور ہو کر سفر آخرت کیا۔ اور اوسکے طرف کے اکثر نامی سردار مارے گئے۔ اور بعض سردار مثلاً امین خان عمر خان ترکتاز خان۔ فدوی خان۔ جنگ کے اختتام پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپکے جانب بجز سید سلیمان (جو حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی اولاد میں تھا) اور شیخ نور اللہ کے کسیکو بھی ہلاکت کا صدمہ نہ پہونچا۔ البتہ متوسل خان۔ محمد حیات خان۔ محمد شاہ۔ کامیاب خان وغیرہ زخمی ہوئے۔ اور مرہٹوں کی دست برد و شوخی سے کسیقدر خزانہ برباد گیا۔ جب یہ خبر خجستہ بنیاد پہونچی تو عالم علی خان اور حسین علیخان کے تمام متعلقین قلعہ دولت آباد میں سید مبارک خان قلعدار کے پاس پناہ گزیں ہوئے۔ انہیں ایام میں مبارز خان صوبہ دار حیدر آباد اور اوس کا ہمزلف دلاور خان چھ سات ہزار سے آپکے خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ فتح و فیروزی داخل لشکر ظفر موج ہوئے۔

اب اودہر دار الخلافہ کی حالت ملاحظہ کیجئے کہ جب امیر الامرا کو دلاور علیخان اور عالم علیخان وغیرہ کے مارے جانیکی خبر پہونچی تو نہایت متردد ہوا۔ آخر قطب الملک کو دار الخلافہ روانہ کرکے پادشاہ کو ہمراہ لیا۔ اور پچاس ہزار سوار سے آپکے مقابلہ کو اکبر آباد سے کوچ کیا۔ چونکہ فرخ سیر پادشاہ کے قتل کیوجہہ سے اکثر امرا و سردار۔ رعایا و تجار ان بہائیوں سے متنفر ہو گئے تھے۔ اور ہر ایک ان کے قلع و قمع کے درپے تھا۔ چنانچہ محمد امین خان اعتماد الدولہ چین بہادر (جو نواب نظام الملک بہادر کے قریبی رشتہ دار تھے) نے میر حیدر کاشغری (جو ترکان و غلات اور میر حیدر صاحب تاریخ رشیدی کی اولاد میں تھا) کو امیر الامرا کے قتل پر آمادہ کیا۔ اور اس راز میں بجز پادشاہ کی والدہ (صدر النساء محل) اور

سعادت خان نیشاپوری فوجدار ہنڈول وبیانہ کے کوئی دوسرا شریک نہ تھا۔ ۶ ذیحجہ سنہ ۱۱۳۲ھ کو مقام تورہ مین منزل ہوئی۔ اور امیر الامرا بادشاہ کو محل سرا مین پہونچا کر اپنے مقام کو واپس آیا۔ جب گلال باڑ کے دروازہ پر پہونچا تو میر حیدر نے اپنا معروضہ پیش کیا۔ امیر الامرا پڑہنے مین مشغول ہوا۔ پہر کیا تھا میر حیدر نے ایک خنجر اوس کے پہلو مین ایسا مارا کہ خاتمہ ہوگیا۔ سید نور اللہ خان پسر اسد اللہ خان مشہور بہ نواب اولیا (جو امیر الامرا کے ہمراہ پیادہ پا چل رہا تھا) نے میر حیدر کا تلوار سے کام تمام کیا۔ مغلون نے نور اللہ خان کو مار ڈالا۔ اور امیر الامرا کا سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ جب حسین علی خان کے آدمیون کو معلوم ہوا تو کشت وخون کا بازار گرم ہوگیا۔ خواجہ مقبول خان ناظر سادات۔ اور حسین علیخان کے سقہ وخاکروب نے نہایت جرأت و دلاوری سے جنگ کر کے مارے گئے۔ اور حق ملازمت ادا کیا۔ اتنے مین سید عزت خان (جو حسین علیخان کا بھانجا تھا) کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو چار پانچ سوار لیکر ہاتھی پر سوار بادشاہ کے دولتخانہ پر پہونچا۔ حیدر علی خان اور سعادت خان نے مدافعت پر کمر باندہی۔ اور اعتماد الدولہ منہ پر شال ڈالکر بھاگا محل مین پہونچے۔ اور بادشاہ کو ہاتھی پر سوار کر کے آپ خواصی مین بیٹھے۔ عزت خان سے مقابلہ ہوا۔ آخر عزت خان مارا گیا۔ اور بادشاہ بفتح وظفر داخل دولتخانہ ہوا۔ جب یہ خبر قطب الملک کو پہونچی تو کمال رنج وغم کیا۔ اور دہلی پہونچکر شاہزادہ سلطان ابراہیم ابن رفیع الشان کو قید سے رہا کر کے تخت نشین کیا۔ اور ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب قرار پایا۔ اسکے بعد جمعیت کو فراہم کرنا شروع کیا۔ چنانچہ ایک لاکھ سوار سے بھی زیادہ جمعیت جمع ہوگئی۔ اب بادشاہ کے مقابلہ کے لئے کوچ کیا۔ ۱۳ یا ۱۴ محرم سنہ ۱۱۳۳ھ کو ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اور قطب الملک مسموم ہوکر انتقال کیا۔ اب ادہر کی سنئے کہ جب آپ (نواب نظام الملک بہادر) کو امیر الامرا کے مارے جانے اور قطب الملک کے گرفتار ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے دوگانہ شکرانہ ادا کیا۔ اور شاہجہان آباد جانے کیلئے خجستہ بنیاد سے کوچ فرمایا۔ اور مبارز خان رخصت لیکر حیدر آباد روانہ ہوا۔ جب آپ کتل فردا پور پہونچے تو سننے مین آیا

کہ اعتماد الدولہ محمد امین خان خلعت وزارت سے ممتاز ہوئے۔ اس خبر کے سنتے ہی آپ نے خجستہ بنیاد کو معاودت فرمائی۔ اندنوں افغانان بیجاپور نے سرکشی پر کمر باندھی تھی۔ اس لئے آپ خجستہ بنیاد سے بیجاپور کے جانب روانہ ہوئے۔ تفاخر خان قلعہ دار بیجاپور نے شرف ملازمت حاصل کی۔ اور ابراہیم خان پنی کرنول سے اور عبد النبی خان کڑپہ سے حاضر ہوئے۔ اور پیشکشین گذرانین۔ چنانچہ سپاہ کی تنخواہ پانچ مہینون کی ادا کی گئی۔ اسی اثنا مین اعتماد الدولہ محمد امین خان وزیر نے رحلت کی۔ اور معز الدولہ حیدر قلیخان برہان الملک صمصام الدولہ مبارز الملک سربلند خان وغیرہ نے وزارت کی خواہش کی۔ مگر بادشاہ نے عنایت اللہ خان کشمیری کو نایب وزیر مقرر کرکے آپ کو وزارت کے لئے طلب فرمایا۔ چنانچہ فرمان شاہی ادھونی کے مقام پر پہونچا۔ اور آپ فوراً بیجاپور کا انتظام کرکے خجستہ بنیاد آئے۔ اور دیانت خان کو دیوان دکن۔ عضد الدولہ کو اپنا نائب مقرر کرکے دار الخلافہ کے جانب کوچ فرمائے۔ بادشاہ نے آپ کے استقبال کے لئے بخشی الملک صمصام الدولہ منصور جنگ بہادر کو روانہ کیا۔ جب آپ داخل دار الخلافہ ہوئے تو حیدر وزیر حاسدان بداندیش کے کہنے سے بادشاہ نے وزارت کے دینے مین تامل کیا۔ آخرہ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۱۳۴ھ کو خلعت وزارت معہ خنجر و قلمدان مرصع و انگشتری الماس کے آپ کو عطا فرمایا۔ ہر چند آپ نے انتظام سلطنت و فراہمی خزانہ مین کوشش بلیغ فرمائی۔ اور اپنے زمانہ وزارت کو نیکنام بنانا چاہا۔ لیکن بعض مفسدون خصوصاً بادشاہ کی کوکی رحیم النساء یہ عورت نہایت پرفن و مکار و رشوت خوار تھی) کی شرارت و فتنہ پردازی سے دلی منشا کی تکمیل ہونے پائی۔ اور معز الدولہ حیدر قلی خان میر آتش ایسا مفسد تھا کہ ہمیشہ امورات وزارت مین دخل دیتا رہتا تھا جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اوسکو احمد آباد کی صوبہ داری عطا کرکے دار الخلافہ سے جدا کیا۔ اب اس نے وہان احمد آباد کے زمینداروں اور جاگیرداروں پر ظلم و زیادتی شروع کی۔ اور بغاوت پر کمر باندھی۔ آخر بادشاہ نے اوس کی تنبیہ کے لئے آپ کو روانہ فرمایا۔ اور خلعت و جواہر و فیل سے سرفرازی بخشی۔ اور دو لاکھ روپیہ نقد اس مہم کے متعلق عطا کیا۔ چنانچہ آپ اوایل صفر سنہ ۱۱۳۵ھ مین احمد آباد کے جانب روانہ ہوئے۔ اور عضد الدولہ نائب

خجستہ بنیاد۔ نصیر الدولہ نایب برہانپور۔ دیانت خان دیوان دکن محتشم خان بخشی دکن بھی ہمراہی مین حاضر ہوئے
جب آپ احمد آباد کے قریب پہونچے تو حیدر قلی خان بیماری کا بہانہ کرکے دار الخلافہ کو اجمیر شریف کے راستے سے
چلا گیا۔ آپ نے اپنے عموی بزرگوار حامد خان بہادر کو احمد آباد کا نایب صوبہ دار مقرر کرکے اوایل جمادی الآخر
مین دار الخلافہ واپس ہوئے۔ اور سرداران دکن کو بھی رخصت دی۔ راستہ مین بھوپال پہونچکر دوست محمد خان
سے اسلام گڈھ حاصل فرمایا اور اپنے پھوپی زاد بھائی عظیم اللہ خان پسر رعایت خان کو نائب صوبہ دار مالوہ
کی خدمت پر مامور کیا۔ اور خود اوایل جمادی الآخر سنہ ۱۱۳۵ھ مین دار الخلافہ کے طرف مراجعت کی۔ پھر امور ملکی کے
بندوبست۔ خزانہ کی گردآوری فساد و فتنہ کے دفع کرنے مین کوشش کرنے لگے۔ مگر مفسدون نے آپکی
ایک نہ چلنے دی۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ سلطان حسین شاہ فرمانروائے ایران پر محمود خان شاہ
افغانستان غالب آیا۔ اور اصفہان سے شیراز تک قابض ہوگیا۔ سلطان حسین کو مقید کیا۔ شاہزادہ
طہماسپ مع برادر و پسران سلطان حسین قلعہ اصفہان سے نکل کر لشکر فراہم کرنیکی فکر مین ہین۔ اس متوحش خبر کو سنکر
آپ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اوّل اجارہ محال خالصہ جس سے ملک کی خرابی و ویرانی ہوتی ہے برطرف
ہونی چاہئے دوم رشوت جس کا نام پیشکش رکھا گیا ہے۔ (جو بادشاہون کے داب و روائے سلیم کے خلاف
و بعید ہے) موقوف کیجائے سوم عالمگیر بادشاہ کے عہد کے موافق جزیہ جاری ہونا چاہئے چہارم شیر شاہ
نے جب ہمایون سے ہندوستان لے لیا تو ہمایون کے ایران جانے پر شاہ ایران نے کمک و امداد کی تھی
اگر اس وقت افغانون کی اذیت کے دفعیہ کے لئے فرمانروائے ایران کی اعانت کیجائے تو مناسب ہے۔ بادشاہ
نے کہا کہ ہمارے پاس ایسا آدمی نہین جسکو اس مہم پر مامور کیا جائے۔ آپ نے کہا کہ اگر اس خانہ زاد کو حکم ہو تو
دل و جان سے کوشش کریگا۔ جب بادشاہ نے دوسرے امرا سے مشورہ کیا تو اونہون نے کچھہ ایسی حاسدانہ
مفسدانہ باتین عرض کین کہ بادشاہ آپ سے بدگمان ہوگیا۔ اور مخفی طور پر دکن کی صوبہ داری پیشکش کے ذریعہ
مبارز خان عماد الملک ناظم حیدرآباد کو عطا کر دی۔ چنانچہ اس کارروائی سے آپ بد دل و برداشتہ خاطر ہوکر

ہمراہ دور اندیشی ۱۱۳۶ھ مین ناسازی مزاج کے بہانہ سے چند روز کی رخصت حاصل کی۔ اور خدمت وزارت کی انجام دہی کے لئے اپنے فرزند غازی الدین خان بہادر کو اپنا نائب بناکر دارالخلافہ مین چھوڑا۔ اور دارالخلافہ سے کوچ کرکے دریائے گنگ کے کنارے سیر و شکار مین مشغول ہوئے۔ جب امرائے شاہی کو اصلی حالت سے اطلاع ہوئی تو آپ کی تالیف قلوب کے لئے محبت آمیز خطوط لکھے۔ اور دارالخلافہ چلے آنیکی استدعا کی ظاہر مین تو محبت واخلاص کا برتاؤ تھا۔ مگر باطن مین یہ خیال تھا کہ آپ دارالخلافہ آتے ہی نظر بند کر لئے جائین۔ مگر آپ بیدار مغز اور دور اندیش تھے۔ اون کے اصلی مطلب کو پا گئے۔ اتنے مین احمدآباد و مالوہ کے جانب مرہٹون کے تاخت وتاراج کی خبر معلوم ہوئی۔ چونکہ یہ دونون صوبے آپ سے تعلق رکھتے تھے اس لئے اون کی تنبیہ وگوشمالی کے لئے بادشاہ سے اجازت حاصل کرکے آگے روانہ ہوئے جب مرہٹون کو آپ کے آمد کی خبر معلوم ہوئی تو چلتے بنے۔

اس عرصہ مین خبر آئی کہ مبارز خان عمادالملک حیدرآباد سے عازم خجستہ بنیاد ہوا ہے۔ اور عضدالدولہ بہادر (جو آپکے جانب سے خجستہ بنیاد مین نائب تھے) کو لکھا ہے کہ دکن کی صوبہ داری میرے نام بادشاہ سے عطا کی ہے۔ لہذا خجستہ بنیاد سے آپ رخصت ہوجائے۔ دوسری خبر دارالخلافہ سے یہ آئی کہ بادشاہ نے غازی الدین خان بہادر کو نیابت وزارت سے معزول کرکے خدمت وزارت اعتمادالدولہ قمرالدین خان کو عطا کی ہے ان دو خبرون نے آپ کو اور بھی افسردہ خاطر کردیا۔ اور شعبان کے عشرۂ ثانی مین وہان سے کوچ کرکے باندہ پہونچے اور خواجم قلی خان قلعدار کو ہمراہ لیکر ابوالخیر خان بہادر کو وہان کی قلعداری پر مامور فرمایا۔ پھر بل جیبی تمام نربدا عبور کرکے اوایل رمضان مین برہانپور داخل ہوئے۔ اور وہان سے خجستہ بنیاد پہونچے۔ مبارز خان عمادالملک کو نصیحت* آمیز خطوط لکھے۔ لیکن مبارز خان کے سر پر تو اجل سوار تھی۔ اوس نے آپکے نصیحت کو نہ مانا اور آگے

---

* عالم علی خان کے جنگ کے موقع پر جب مبارز خان حیدرآباد سے نکل کر آپکے پاس آیا تھا۔ اور آپکے رفاقت پر کمر باندھی تھی تو یہ کہا تھا کہ جب بادشاہ آپ سے موافق رہے تب مین بھی بادشاہ کا نوکر ہون۔ اگر بادشاہ اسکے خلاف ہو تو نوکری ترک کرکے آپہی کی خدمت مین

بڑھا چلا آیا۔ اب تو آپ بھی خجستہ بنیاد سے نکل کر تالاب جبوت پر مقیم ہوئے۔ آخر قصبہ شکرکہیڑ علاقہ صوبہ برار کے
مقام پر طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ فریقین کے سرداران نامی مارے گئے۔ اور مبارز خان کے دو بیٹے
مسعود خان و اسد خان قتل ہوئے۔ دوسرے دو بیٹے محمود خان و حامد اللہ خان زخمی ہوکر گرفتار ہوئے۔ اسکے
بعد خود مبارز خان عماد الملک بھی زخمی ہوکر راہی عدم ہوا۔ اور آپ بفتح و فیروزی خجستہ بنیاد داخل ہوئے۔ جب
بادشاہ کو مبارز خان کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو آپ کے مفوضہ صوبجات و قلعہ جات پر دوسرے امرا کو مامور
کرکے روانہ کیا۔ چنانچہ مالوہ کی صوبہ داری گردھر بہادر کو عطا ہوئی۔ اور آپ کے جانب سے مالوہ مین عظیم اللہ خان
نائب تھا۔ جب گردھر بہادر وہان پہونچا تو اوس نے جنگ کا ارادہ کیا۔ مگر بادشاہ نے صمصام الدولہ کے
ذریعہ اوسکو کہلا بھیجا کہ تم مالوہ گردھر بہادر کے تفویض کرکے اجمیر کی صوبہ داری پر چلے جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی
ہوا کہ اوس نے مالوہ گردھر بہادر کے تفویض کرکے اجمیر چلا گیا۔ اور قلعہ ماندو دہار قطب الدین علی خان کو
سرفراز ہوا۔ اور آپکے طرف سے وہان ابو الخیر خان بہادر تھے۔ جب آپکو قطب الدین علیخان کی ماموری کی خبر ہوئی تو ابو الخیر خان کو
طلب فرما لیا۔ اور بلا کسی جد و جہد کے قطب الدین علیخان ماندو دہار پر قابض ہوا۔ اور گجرات کی صوبہ داری پر سربلند خان دلاور جنگ اور
نائب صوبہ صوبہ داری پر شجاعت خان مقرر ہوئے۔ اور آپ (نظام الملک بہادر) کے طرف سے وہان حامد خان نائب تھے۔ جب شجاعت خان وہان
پہونچا تو حامد خان نے مقابلہ کیا۔ اور شجاعت خان مارا گیا۔ جب شجاعت خان کے بھائی ابراہیم علیخان کو بھائی کے مارے جانیکی خبر
ہوئی تو اوس نے سپاہی بھیکر اونکو ہمراہ لیکر حامد خان کے سر پر پہونچا۔ لیکن حامد خان نے اسکو بھی مار لیا۔ پھر اوسکا بھائی رستم علی خان
مقابلہ کو آیا۔ وہ بھی مارا گیا۔ جب بادشاہ نے یہہ خبر سنی تو سربلند خان کو پچاس لاکھ روپیہ دیکر گجرات روانہ کیا۔ اس سے

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۷) رفاقت مین حاضر ہوجاؤنگا۔ چنانچہ اوس کی اخلاص آمیز گفتگو پر آپ نے اعتماد کرکے بادشاہ سے ہفت ہزاری منصب و
ہفت ہزار سوار و خطاب عماد الملک دلایا تھا۔ اور اپنے پاس سے ماہی مراتب و پالکی جہالردار عطا کی تھی۔ اور ہمیشہ ہر ایک معاملہ مین اوسکی
رعایت آپکے ملحوظ خاطر رہتی تھی۔ مگر اوس محسن کش نے اون الطاف کو بالائے طاق رکھکر مقابلہ پر کمر باندھا۔ ۱۲ مولف

بھی خوب جنگ ہوئی آخر الامر سربلند خان غالب آیا۔ اور حامد خان وہان سے نکل کر خجستہ بنیاد پہونچے۔
اور آپ (نظام الملک بہادر) مبارز الملک پر فتح پانے کے بعد حیدر آباد کے جانب روانہ ہوئے۔ وہان
مبارز الملک کا بیٹا خواجہ احمد خان اپنے باپ کے جانب سے نایب تھا۔ جب باپ کے مارے جانیکی خبر پہونچی تو
تمام مال و متاع لیکر قلعہ گولکنڈہ گیا۔ اور صندل خان خواجہ سرا (جو مبارز خان کے دوسرے بیٹے کے
طرف سے نایب قلعدار تھا) سے جنگ کرکے قلعہ مین داخل ہوا۔ آخر ربیع الثانی ۱۱۳۷ھ کو آپ نواح حیدر آباد
مین پہونچے۔ اور گوشہ محل کے باغ مین قیام فرمایا۔ اور ایک سال تک خواجہ احمد خان قلعہ گولکنڈہ مین قلعہ
بند رہا۔ اور آپ کے عاملون کو قبضہ نہو نے دیا۔ آخر ۱۱۳۸ھ مین قلعہ کی کونجیان آپ کے حوالہ کین۔ آپ نے
حیدر آباد دکن کا قرار واقعی انتظام کیا۔ اور مبارز خان کے بیٹون مین خواجہ احمد خان کو شہامت خان
کا خطاب اور خواجہ محمود خان کو مبارز خان کا خطاب عطا کرکے جاگیرات عمدہ محاصل سے سرفراز فرمایا اور
اوس کے متعلقین و دوستون کو بھی انعام و اکرام سے مالامال کیا۔ اور زمینداران و اکنکرہ۔ کوہیر۔ الگندل وغیرہ
(جو سرکشی و بغاوت کرتے تھے) کی تنبیہ و تادیب کرکے مرہٹون کے ظلم و زیادتی کا بھی انسداد فرمایا۔
چوتھ و سردیسکھی کو یک لخت موقوف کیا۔ اب بادشاہ نے بھی مصلحت وقت کے لحاظ سے آپ کی استمالت و
موافقت پر کمر باندھی۔ اور ایک فرمان کے ذریعہ دکن کی صوبہ داری اور وکالت معہ خلعت و فیل و جواہر
و خطاب آصف جاہ عطا فرمایا۔ ۱۱۴۰ھ مین آپ نے میر علی اکبر خان دلیہ ان برہان پور کو ارادت خان دیوان
دکن کا نائب اور محمد عاقل خان کنبو کو برہان پور کا دیوان ۔ حامد خان کو صوبہ دار ناندیڑ مقرر کیا۔ اور ۱۱۳۹ھ
مین باجے راو کی (جو ساہو راجہ کا نائب تھا) گوشمالی کا خیال کرکے اوس کی جائے پر سنبھا ابن رام راج ابن سیوا
کو مامور کیا۔ اور چند دنین کی معرفت سنبھا کو طلب کرکے مرہٹون کی سرداری اور سرکسی عطا کی ۱۱۴۰ھ مین باجیراو
جالنہ کے مقام پر مقابلہ کے لئے آیا۔ آپ بھی سنبھا کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے۔ جب مقابلہ ہوا تو باجیراو
بھاگا۔ اور آپ نے عضد الدولہ کو اوسکے تعاقب مین روانہ کرکے خود بھی اون کے پیچھے کوچ فرماے

اتنے مین معلوم ہوا کہ باجے راو گجرات گیا۔ آپ نے برہانپور مین قیام کر کے عاملون کا ردوبدل فرمایا
اور وہان سے سورت گئے پھر وہان سے مراجعت کر کے پونا آئے۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ باجیے راو
خجستہ بنیاد گیا ہے۔ آپ بھی اوسی طرف کو رخ کئے۔ گاندا پور و بیجاپور کے مقام پر طرفین سے ہنگامہ
کارزار گرم ہوا۔ آخر باجے راو نے مصالحت چاہی۔ چنانچہ دو شرطون سے صلح ہو گئی۔ ایک تو راجہ سنبھا سے
عداوت نکرے۔ اور دوسرا چوتھائی سے زیادہ نہ مانگے۔ اس کے بعد آپ حیدرآباد آئے۔ سنہ ۱۱۴۱ھ مین شہر پناہ
برہانپور کی تعمیر اور نظام آباد کی آبادی کا حکم دیا۔ اور سنہ ۱۱۴۲ھ مین حامد خان نے انتقال کیا۔ عمدۃ الدولہ بہادر
بھی سنہ ۱۱۴۳ھ مین راہی روضۂ رضوان ہوئے۔ اس خبر کے سننے سے آپ بیحد ملول ہوئے۔ اور خجستہ بنیاد کا
ارادہ فرمایا۔ چند عاملون کے ردوبدل کے بعد برہانپور پہونچے اور موہن سنگہ زمیندار ہرادلی کی تنبیہ پر
توجہ کی۔ اور وہان سے باجے راو کی گوشمالی کے لئے خاندیس گئے۔ اور ایلانہ تک اوس کا تعاقب کر کے
خجستہ بنیاد داخل ہوئے۔ سنہ ۱۱۴۴ھ مین روشن الدولہ ظفر خان بہادر بخشی سوم پادشاہی کی دختر سے میر احمد خان
بہادر ناصر جنگ کے شادی کی تیاری شروع ہوئی۔ غرہ شوال سنہ ۱۱۴۴ھ کو نواب میر نظام علی خان بہادر
آصفجاہ ثانی تولد ہوئے۔ اور سنہ ۱۱۴۸ھ مین پادشاہ نے باجے راو کو مالوہ کی صوبہ داری عطا کی۔ اور اواخر
سنہ ۱۱۴۹ھ مین پادشاہ نے آپ کو دارالخلافہ طلب فرمایا۔ چنانچہ آپ ناصر جنگ بہادر نظام الدولہ کو نائب
صوبۂ دکن مقرر کر کے ۱۳ ذی حجہ کو خجستہ بنیاد سے کوچ فرمائے۔ اور اواخر ربیع الاول سنہ ۱۱۵۰ھ مین داخل شاہجہان آباد
ہوئے۔ پادشاہ نے اکبرآباد و مالوہ کی صوبہ داری سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ آپ صوبجات مفوضہ کے بندوبست
کیلئے روانہ ہوئے۔ پہلے اکبرآباد پہونچے۔ اور وہان کا انتظام کر کے اٹاوہ۔ کالپی ہوتے ہوئے بھوپال آئے۔ یہان باجیراو سے بہت
جنگ و پیکار ہوتی رہی۔ اتنے مین نادر شاہ کی آمد کی خبر گرم ہوئی۔ آپ نے بمصلحت وقت باجیراو سے صلح کر کے دارالخلافہ
ادہر رگھوجی بہونسلہ اور چماجی نے بیجاپور و برہانپور مین لوٹ مار شروع کر دی۔ جب ناصر جنگ بہادر کو خبر ہوئی تو نصیر الدولہ نا طلب
برہانپور کی کمک کیلئے روانہ ہوئے مگر اسکے قبل ہی صلح ہو گئی۔ لیکن رگھوجی بہونسلہ نے شجاعت خان ناظم برار کو غفلت مین

شہید کرڈالا۔ کہتے ہین کہ نادرشاہ نے ۱۱۵۰ھ مین علی مرادخان شاملو کو بطریق سفارت ہندوستان
بھیجا۔ اور پادشاہ سے استدعا کی کہ میرا ارادہ افغانان قندہار کی تنبیہ کا ہے۔ اور آپ ناظم کابل اور اس
نواح کے سردارون کو حکم دیجیئے کہ افغانون کا راستہ روکین۔ پادشاہ نے اثبات مین جواب دیا۔ اسکے بعد
نادرشاہ نے محمد علی خان قولرآقاسی کو دوبارہ اوس کی یاددہی کے لئے روانہ کیا۔ اسوقت بھی پادشاہ
نے وہی جواب دیا کہ ناظم کابل وغیرہ کو تاکید کردی گئی ہے۔ مگر جسوقت کہ نادرشاہ نے قندہار پر حملہ کیا تو افغان
کابل کی راہ سے فرار ہوگئے۔ اور پادشاہ کے عاملون مین سے کسی نے اونکو نہین روکا۔ اب نادرشاہ نے محمد خان
ترکمان کو بھیجکر وعدہ خلافی کا سبب دریافت کیا۔ اور خود بھی ۱۱ محرم کو سندہ کے راستے ہند کا عازم ہوا اور
محمد خان کو نادرشاہ نے تاکید کردی تھی کہ چالیس روز سے زیادہ ہندوستان مین نہ ٹھہرے مگر یہان
پادشاہ عیش و طرب مین دن رات مشغول رہتا تھا۔ اسلئے جواب مین تامل ہوا۔ اور ایلچی کو ایک سال کامل
گذر گیا۔ اوائل محرم ۱۱۵۱ھ مین قندہار کی فتح کے بعد نادرشاہ نے محمد خان کو لکہا کہ جس طرح ہوسکے اور جو
جواب پادشاہ نے دیا ہو وہ اگر فوراً عرض کرے۔ اور آپ غزنین کے جانب متوجہ ہوا۔ شاہزادہ
نصراللہ مرزا کو افاغنۂ غوربند و بامیان کی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ پھر کابل پر آدہمکا۔ اس اثنا مین محمد خان
ترکمان کی عرضی آئی کہ پادشاہ ہند جواب دیتا ہے اور نہ رخصت کرتا ہے۔ آخر نادرشاہ نے مکرر پادشاہ
کو لکہا کہ ایلچی کو اس قدر مدت دراز تک جواب کے انتظار مین ٹہرا رکہنا محبت و مروت سے بعید ہے۔ جب قاصد
یہ خط لیکر چلا تو راستہ مین ایک افغان نے اوسکو مار ڈالا۔ اور نادرشاہ قلت کاہ و دانہ کے باعث کابل سے
نکل کر گندمک آیا۔ اور وہان سے جلال آباد پر قبضہ کرتا ہوا پشاور پہونچا۔ ناصر خان حاکم پشاور شکست کہا کر
اسیر ہوگیا۔ اب تو صوبہ کابل نادر کے قبض و تصرف مین آگیا۔ پہر وہان سے دریا عبور کرکے لاہور مین
داخل ہوا۔ ذکریا خان ناظم لاہور نے امان چاہی۔ اور بیس لاکھ روپیہ نقد و زنجیر فیل کوہ پیکر وغیرہ پیشکش
کرکے مورد الطاف نادری ہوا۔ اور ناصر خان بہی قید سے رہائی پاکر از سرنو پشاور کی حکومت سے سرفراز

کیا گیا۔ جب نادر شاہ نے لاہور کا پر قبضہ کیا تو پادشاہ ہندوستان خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور نواب
آصف جاہ بہادر کو ۳۰ لاکھ روپیہ۔ اعتماد الدولہ وزیر کو ۲۰ لاکھ روپیہ۔ صمصام الدولہ بخشی کو ۱۰ لاکھ روپیہ عطا
کرکے لشکر کی سرداری آصف جاہ بہادر کے تفویض کی اور ناصر جنگ بہادر کو نظام الدولہ کے خطاب سے سرفراز
فرمایا۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ نادر شاہ شاہجہان آباد کے قریب آگیا۔ آخر ۱۴ شوال کو پادشاہ مقابلہ کے لئے
نکلا۔ طرفین سے سخت ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ امیر الامرا مارا گیا۔ برہان الملک گرفتار ہوا۔ آخر آصفجاہ کی رائے سے صلح کی
ٹھہری اور پادشاہ۔ آصف جاہ بہادر و دیگر امرا کو ہمراہ لیکر خیمۂ نادری پر پہونچا شہزادہ نصر اللہ مرزا نے استقبال کیا اور
خود نادر شاہ بھی خیمہ کے باہر تک آیا اور نہایت گرمجوشی سے ہاتھ پکڑکر مسند پر اپنے برابر بیٹھایا۔ دونوں بادشاہ ملکر تناول [illegible]
کئے۔ اسکے بعد محمد شاہ اپنے لشکر میں آئے۔ پھر نادر شاہ وہاں سے کوچ کرکے باغ شعلہ ماہ میں مقیم ہوا۔ روزانہ طرفین سے آمد و رفت
ہونے لگی۔ اس اثنا میں کسی اوباش نے یہ افواہ اڑادی کہ محمد شاہ پادشاہ نے خواجہ سرا کے ذریعہ نادر شاہ کو مروا ڈالا۔ پھر کیا تھا شہر
کے لچوں نے لشکر نادری پر دست درازی شروع کی۔ جب نادر کو خبر ہوئی تو اوسکے دوسرے روز صبحکو روشن الدولہ
کی مسجد میں آکر بیٹھا۔ اور قتل عام کا حکم دیا۔ ہزاروں آدمی قتل ہوگئے۔ آخر آصف جاہ بہادر جسارت کرکے
نادر شاہ کے روبرو گئے۔ اور امان چاہی نادر شاہ نے لکھا کہ "بپاس خاطرت امان دادم"۔ چنانچہ امن و امان
ہوگیا۔ مورخوں کا قول ہے کہ بیس ہزار زن و مرد۔ خورد و بزرگ مارے گئے۔ ۹ ذی حجہ ۱۱۵۱ھ کو برہان الملک نے
انتقال کیا۔ اسکے بعد نادر شاہ نے قلبی بیگم دختر محمد کام بخش کا نکاح اپنے بیٹے نصر اللہ مرزا سے بکمال تکلف و اہتمام
کیاہانہ انجام دیا۔ اور پندرہ کروڑ نقد مع تخت طاؤس نادر کے نذر ہوا۔ اور اکثر ممالک سمت شمالی و غربی داخل ممالک
خراسان ہوئے۔ ۷ صفر روز سہ شنبہ کو نادر شاہ محمد شاہ کو تخت نشین کرکے روانہ ہوگیا۔

اب ناصر جنگ بہادر کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ جب باجی راؤ کا انتقال ہوگیا تو آپ نے ملک دکن کو فتنہ و فساد سے
صاف سمجھکر بغیر اجازت اپنے پدر بزرگوار (نواب آصف جاہ بہادر) کے تغیر و تبدل کرنا آغاز کیا۔ اور بحکم خجستہ بنیاد
سے راہی حیدرآباد ہوئے۔ جب یہ خبر آپ (آصف جاہ بہادر) کو ہوئی تو آپ پادشاہ سے اجازت حاصل

کرکے دکن کے جانب روانہ ہوئے۔ اور سلخ شعبان کو برہانپور پہونچے۔ دو مہینے وہان توقف کرکے غرۂ شوال کو نماز عید کے لئے مع خدم و حشم سوار ہوئے۔ اور اکثر امرا (جو ناصر جنگ بہادر کے ہمراہ تھے) آپکے خدمت مین حاضر ہوگئے۔ جب ناصر جنگ بہادر نے یہ تفرقہ دیکھا تو شاہ برہان الدین غریب کے روضہ مین ترک لباس کرکے عزلت نشین ہوئے۔ اسکے بعد آپنے ایک عرضی بیان کے حالات کے متعلق بادشاہ کے خدمت مین ارسال کی۔ اور ۱۱ ذی قعدہ ۱۱۵۳ھ کو آپ۔ پورنا عبور کرکے خاندیس کے جانب متوجہ ہوئے اور قلعہ تبنگہ فتح کرکے خجستہ بنیاد کو مراجعت کی ۱۱۵۴ھ مین بوجہ موسم برشگال حسب معمول تمام فوج کو رخصت کردئے جب ناصر جنگ بہادر نے دیکھا کہ تمام فوج رخصت ہوگئی ہے۔ اور پدر بزرگوار تنہا ہین۔ بعض مفسدون کے بہکانے سے اس موقع کو غنیمت جانکر روضہ سے نکلے۔ پہلے قلعۂ ملہر گئے۔ اور وہان سات ہزار کی جمعیت فراہم کرکے ۱۹ جمادی الاول کو بارادۂ جنگ حضرت برہان الدین اولیا کے روضہ کے متصل خیمہ زن ہوئے۔ جب آپنے بیٹے کی اس لغو حرکت پر اطلاع پائی تو موجودہ فوج کو جمع کرکے مقابلہ کے لئے کوچ فرمایا۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۱۵۴ھ کو طرفین سے ہنگامۂ پیکار گرم ہوا۔ ناصر جنگ بہادر کا فیلبان مارا گیا۔ متوسل خان نے چاہا کہ ایک تیر سے ناصر جنگ کا کام تمام کردے مگر اون کا بیٹا ہدایت محی الدین مانع ہوا۔ الغرض ناصر جنگ بہادر کے ہاتھی کو امرائے آصفی ہی نے گھیر لیا۔ اور سید لشکر خان نے قریب پہونچکر ناصر جنگ بہادر کو اپنے ہاتھی پر بٹھا لیا۔ اسکے بعد اون کی سکونتی حویلی مین نظر بند کردیا گیا۔ آصف جاہ بہادر بفتح و فیروزی داخل خجستہ بنیاد ہوئے۔ امرانے دوہری نذرین گذرانین۔ ایک تو فتح کی اور دوسری ناصر جنگ بہادر کے سلامتی کی۔

کہتے ہین کہ نواب ناصر جنگ بہادر کے قلمدان سے ۲۸ عرضیان ارکان دولت کی بہ ثبت مہر نکلین۔ موسیٰ خان نے پڑہنا چاہا۔ آپنے منع کرکے اون سبکو دہو ڈالنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ ان لوگون نے مصلحت وقت کے لحاظ سے میرے فرزند کی ہمراہی کی تھی۔ نہ کسی غیر کی۔ الغرض چند روز تک ناصر جنگ بہادر کو سلام و مجرے کی اجازت نہوئی۔ اور اکثر فرماتے تھے کہ ہم نے ایک دفعہ جب میر احمد کو چیچک نکلی تھی تو عورتون کے کہنے

اپنے دامن مین گرسے ہے کو دانا کھلایا تھا۔ جو کہ ہمارے شایان نہ تھا۔ اور اوس کی شفا کے لئے بارگاہ
الٰہی مین بکمال الحاح وزاری دعا کی تھی۔ جسکے عوض مین اوس نے ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ آخر مہر پدری
جوش مین آئی۔ اور عفو تقصیر کرکے دربار مین طلب کیا۔ چند روز کے بعد آپنے تسخیر ملک کرناٹک کا ارادہ
فرمایا اور ترچناپلی کو مرہٹون سے فتح کیا۔ ملک ارکاٹ کو اہل نوایت سے حاصل کرکے وہان کی صوبہ داری
خواجہ عبداللہ خان کو عنایت ہوئی۔ جب عبداللہ خان کا انتقال ہوا تو انور الدین خان شہامت جنگ
ارکاٹ کی صوبہ داری سے سرفراز ہوئے۔ سنہ ۱۱۵۹ھ مین قلعۂ بالکنڈہ کو آپنے امرائے دکہن سے فتح کیا۔ اسی
عرصہ مین احمد شاہ ابدالی کے آمد کی خبر گرم ہوئی آپ اس خبر کے سنتے ہی باوجود علالت و کسلمندی مزاج کے
خجستہ بنیاد سے برہانپور تشریف لائے۔ بعدازان معلوم ہوا کہ احمد شاہؔ ابدالی شکست کھاکر واپس چلا گیا
مگر اس لڑائی مین قمر الدین خان وزیر مارا گیا۔ اور بادشاہ بھی مرض جسمانی سے دارالخلافہ مین انتقال فرمایا
ابوالمنصور خان صفدر جنگ نے احمد شاہ کو باپ کے مقام پر تخت نشین کیا۔ جب آپکو (آصف جاہ بہادر) یہ سب واقعات
معلوم ہوئے تو سخت ملال گذرا۔ تین روز تک نوبت کا بجنا موقوف فرمایا۔ اور اسی صدمہ مین علالت نے
ترقی کی۔ اطباء حاذق نے ہرچند معالجہ کیا۔ بے سود ہوا۔ آخر تبدیل مقام کرکے گرارہ آئے۔ اتنے مین حیدر آباد
و ناندیڑ کے فسادات و شورش کی خبرین پیہم آئین۔ باوجود علالت آپنے ناصر جنگ بہادر کو ہمراہ لیکر کوچ فرمایا
اور خجستہ بنیاد پہونچے۔ اب ضعف و نقاہت کا دورہ ہوا۔ اور مرض الموت کے آثار نمود ہوئے تب تاریخ ۱۴ جمادی الآخر
سنہ ۱۱۶۱ھ ناصر جنگ بہادر کو روبرو بٹھلاکر حسب ذیل چند نصیحتین فرمائین۔ جو ہر یک قیمت مین جواہر آبدار و گوہر شاہوار

ؔ احمد شاہ ابدالی کے شاہجہان آباد آنے کے وجوہات اور جنگ کی تفصیلی کیفیت اور احمد شاہ بادشاہ کی تخت نشینی کے
حالات وغیرہ ہم نے ہندوستان کے حالات مین بخوبی بیان کیا ہے۔ اسلئے بیان سلسلہ کیلئے اختصار سے کام لیا جارہا ہے
علاوہ برین ہم کو نواب آصف جاہ کی سوانح عمری لکھنا ہے۔ ضمنی حالات کو طوالت دینا بیفائدہ ہے۔ ۱۲ مولف۔

سے بھی زیادہ ہین۔

اوّل رئیس دکن کو لازم ہے کہ اپنی سلامتی دائمی ملک کی افزایش و آبادی سے چاہتا رہے۔ اور قوم مرہٹہ سے کہ زمیندار اس ملک کے ہین صلح رکھے۔ اور حتے المقدور از خود اون سے رشتۂ صلح نہ توڑے۔ بصورت ناچاری مجبوری ہے دوم انہدام بنیان بنی آدم مین ہرگز جراءت نہ کرے۔ کیونکہ آدم کی بنا رب العالمین کی بنائی ہوئی ہے۔ گیہون اور جوار کے مثال نہین ہے جو ہر سال اُگے۔ اگر مجرم کو قاضی کے تفویض کرے کہ وہ موافق حکم شرع شریف کے سزا تجویز کرے۔ اور ہرگز آپ خود قتل کا حکم نہ دے سوم اپنی زندگانی اور انتظام سلطنت کا مدار سفر پر موقوف سمجھنا چاہئیے۔ اور ہرگز نئی منزل بنیاد نہ بانی اور خیمہ کے سایہ کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئیے اسلئے کہ حق سبحانہ تعالی قران مجید مین فرماتا ہے سیروا فی الارض پس انتظام ریاست سفر پر موقوف ہے۔ مگر بقدر چہار ماہ وقفہ بھی ضرور ہے۔ کیونکہ تمام جانور اور انسان کو ان ایام مین تکلیف ہوا کرتی ہے۔ اور سپاہ کو رخصت دینی لازم ہے تاکہ قطع نسل نہ ہو۔ چہارم پادشاہ کو چاہئیے کہ تمامی خلایق کے کام صرف خدا ہی کے فضل و کرم سے اپنے متعلق المقدور کرے کے بعد اداے فرض و واجب اپنے اوقات عزیز کو امور متعلقہ کے انتظام مین تقسیم کرے۔ اور کبھی بیکار نہ رہے۔ اور واجبات شرعی کو بھی بجا لائے۔ تاکہ عاقبت بخیر ہو۔ پنجم بنائے دولت بزرگان دین کے دم سے ہے۔ لہذا اون بزرگوارون سے ہمیشہ استمداد اور استعانت چاہنا چاہئیے۔ اور تعظیم کرنی ضرور ہے ششم چونکہ زمین و آسمان خداے عزوجل کی پیدا کی ہوئی ہین پس ہرگز کل زمین اپنی القدور کرکے کسی مستحق کا حق تلف نہ کرے۔ اور پاس مونث کا ملحوظ رکھے ہفتم ریاست دکن کی چھ صوبون پر منقسم ہے۔ اور تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ ہر ایک صوبہ مین ایک ایک پادشاہ اُولوالعزم تھا کہ جسکے پاس کئی لاکھ سپاہ موجود تھی۔ اب کل ملک کا مالک اوس مالک حقیقی نے مجھے فرمایا ہے۔ اور مین نے حتے المقدور نگہبانی خلق مین کوتاہی نہین کی۔ پس اب تمکو بھی لازم ہے کہ تم ہر خاندان کی خبر رکھو۔ اور ہر ایک کو خدمات پر نوبت بہ نوبت مامور کرو خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان۔ سال بسال اوس کی تبدیل ضرور ہے کیونکہ

دوسرے لوگ محروم نہ رہین۔ اور ان آدمیون کو ہرگز برباد نہ کرو۔ کیونکہ ہم نے اپنی تمام عمر مین ان جواہر
پاردن کو بڑی محنت سے جمع کیا ہے۔ چاہئے کہ تم ان کو لائق کامون پر مامور کرو۔ ہشتم اپنے چھوٹے بہائیون
کی فرزندون کے برابر پرورش اور اون کی تربیت و افزونی قدر و منزلت مین سعی کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے قوت بازو
ہین۔ نہم ادنی کو اعلے کام پر اور اعلے کو ادنے کام پر مامور نہ کرو۔ کیونکہ اوس کی نارسائی اور اس کی
بے توجہی کام کو ضائع کرتی ہے۔ دہم حتے المقدور اپنے سے جنگ مین اقدام نہ کرو۔ اور جہانتک ہوسکے جنگ
کے نہ ہونے کی کوشش کرو اور کبھی رو بمقابلہ جنگ نکرنا چاہئے۔ یازدہم مردان بیجاپور و برہانپور سے ہمیشہ
حالت مین پرہیز کرو۔ کیونکہ یہ لوگ مثل مردم کشمیر کے ہین۔ حتے الوسع ان کی صحبت سے اپنے کو بچاؤ۔ جب یہ
تمام نصیحتین آپ فرما چکے تو ناصرجنگ کو حکم دیا کہ اب تم جاؤ۔ اگر ہر ایک کارخانہ کے آدمی کو اوس کارخانہ پر
مامور کرو۔ اور ہر ایک کو تاکید و تقید کے ساتھہ قایم کرو۔ کیونکہ اس وقت دو مین گھڑی سے زیادہ مہلت
نہین ہے۔ اسلئے اب تمکو ہم نے خدائے کریم کو سونپا۔ خدا ہدایت نصیب کرے۔ اور ہر حال مین پروردگار پاک
تمہارا مددگار و یاور رہے۔ الحاصل ۴ جمادی الآخر ۱۱۶۱ھ روز یکشنبہ بوقت عصر راہی روضہ رضوان ہوئے
تاریخ وفات قبلہ منزلت ۱۱۶۱ھ متوجہ بہشت ۱۱۶۱ھ ہے۔ جسوقت آپ کا جنازہ اوٹھا۔ کوئی مکان ایسا نہ تہا کہ جہان
سے شور و واویلا نہ ہوتا ہو۔ بعد نماز جنازہ مدفونہ مین (جو قریب قلعہ دولت آباد واقع اورنگ آباد کے ہے)
لایا گیا۔ اور پائین مزار حضرت مولانا شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ العزیز کے دفن ہوئے۔ اس وقت
آپ کی عمر (۷۹) سال کی تھی۔ جس مین ۲۰ سال والد بزرگوار کی خدمت۔ ۲۹ سال امارت۔ ۳۰ سال ششش صوبہ دکن
کی ریاست فرمائی۔ بعد انتقال مغفرت مآب لقب ہوا۔

آپ اعلے درجہ کے تجربہ کار اور اولوالعزم فرمانروا تھے۔ ہمت۔ سخاوت۔ بہادری۔ رعایا پروری آپ کی
مشہور آفاق ہے۔ اہل احتیاج کے نام لاکھون روپیہ کا یومیہ اور ماہانہ جاری تہا۔ انعامات شاہی کی تو تعداد
نہ تھی۔ ارباب احتیاج اور اہل استحقاق ہمیشہ اپنی حاجتین پیش کرتے اور مستفید ہوتے۔ کوئی سایل آپکی درگاہ سے

محروم نہ گیا۔ اور ہر سال نذر خطیر کہ معظمہ کو ارسال کیا کرتا تھا۔ باوجود مشاغل امور ریاست کے علمی ذوق و فضل بہت تھا۔ ہمیشہ فقرا۔ اور شعرا۔ و علما سے صحبت رہا کرتی تھی۔ چنانچہ اکثر علما و مشائخ۔ عرب و ماوراالنہر و خراسان و عراق و اطراف ہندوستان کے آپ کی قدردانی کا آوازہ سنکر دکن کو آئے اور حسب حوصلہ و لیاقت آپ کی بارگاہ سے سرفراز ہوئے آپ صرف جشن کے روز زینت لباس و آرائش خاص و تکلف فرش و مسند کے جانب توجہ فرماتے تھے۔ باقی ایام لباس بے تکلفانہ مثل لباس خلد مکان زیب تن فرماتے تھے شاعری کا مذاق بھی اعلے پیمانہ پر تھا۔ اول شاکر تخلص تھا۔ پھر آصف رکھا۔ آپ کا طبعزاد مرتبہ ایک ضخیم دیوان اس وقت موجود ہے۔ جس کے چند اشعار درج کئے جاتے ہیں

اشعار

افسوس کہ در طبع بتان نیست گوارا
در خیابان باغ نظارہ۔
از جام ہنود مطلب دیگر بخیال۔
تا مقابل کرد با خود حسن یار آئینہ را
شاکر بہ نگشت برق درین عرصۂ خیال
در طلب پے دست و پا یم ہمی لے دردل

ای باغ دہ آب و ہوا سے کہ تو داری
آصف خستہ را نہال کشید
اینقدر ہست کہ آہو نگہان رم نکنند
آمد آب تازہ بر روئے کار آئینہ را
دامن ز خویش بر زدہ گریہ دوید نیست
تا برد سیلاب اشک آنچہ آسانی مرا۔

شہر برہانپور کی حصار۔ نظم آباد و اجین کی آبادی مسجد و کاروان سرا دولت خانۂ عالی۔ آپ ہی کے احداثات سے ہیں شہر پناہ حیدرآباد کی حصار کنگرہ دار آپ ہی کی تیار کرائی ہوئی ہے۔ دیوان عام۔ جلوخانہ وغیرہ۔ دروازہ خوابگاہ یہ سب آپ ہی نے تعمیر کرایا ہے۔ آپکے چند ضابطے کتاب دربار آصفیہ مؤلفہ منارام چیکار صدارت صوبجات دکن سے بطور انتخاب اجمالاً ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ (۱) کوئی شخص دیوانی عالی میں بجز دستخط ہونے فرد اسم نویسی کے ہینے داخل ہو سکتا تھا۔ جب اوس کی فرد دستخط ہوتی مردہ کو پروانگی اوس کے آنیکی دیجاتی سادہ پھر اوسکو تا مدت العمر بلا کسی وجہ موجہ کے کوئی مزاحم ہوتا (۲)

جس شخص کی دستار خلاف ضابطہ یا دیگر سرخ یا خام رنگ کی ہوتی ہرگز دیوان خانہ مین بار نہین پا سکتا تھا
(۳) مشرف دیوانخانہ اوسکو تعلیم پوشاک کی دیتا - اور بعد ازان فرد اسم نویسی کی لکھتا - اور حکم دیتا کہ
حسب ضابطہ سرکار دستار باندھا کرے (۴) کوئی شخص بغیر ہتھیار و کمر باندھے کے دربار مین نہین آسکتا تھا
(۵) تعلقات عمدہ پر حتے المقدور اقربا کو مامور فرماتے تھے - اور یون ارشاد ہوتا کہ اول خویش بعدہٗ
درویش اور تعلقہ پر رخصت کرتے وقت یہ فرماتے کہ ایسا کام کرو کہ خدا و خلق اللہ کے شرمندہ نہ رہو -
(۶) خلوت مین سوائے پانچ چھہ خاص آدمیون کے کسیکو پروانگی نہین ہوتی تھی - اور ہر ایک باری سے
حاضر ہوتا تھا - اور دربار عام چار گھڑی سے زیادہ اور دو گھڑی سے کم نہین ہوتا تھا - اور جب وقت برخاست
کا قریب پہونچتا - چوبدار آواز دیتے کہ برخاست دربار کا وقت قریب ہے - جو کچھہ عرض کرنا ہو کرکے رخصت
ہونا چاہئیے (۷) ہرکارے ٹاپک کے ذریعہ خود بدولت تک اخبار عرض کرتے تھے (۸) مشایخ و پیرزادے
شب مین حاضر ہو کر آپ سے ملاقات کرتے - اور آپ سلام مین سبقت فرماتے - شعرا - علما - صلحا کا جلسہ عصر و مغرب کے
درمیان ہوتا تھا - (۹) آپ نے اپنی ۳۰ سالہ ریاست مین کسی شخص کے نام قتل کا حکم نہین دیا - (۱۰) آپکی سواری
نہایت آہستگی سے جاتی تھی - اور شور و غوغا سوائے آواز نقیب و جانورون کے سم کے سنا نہ جاتا تھا
اور جو گرد کہ سوارون سے آپکے لباس پر پڑتی آپ اوترتے وقت اوس گرد کو جمع فرماتے - اور ایک
محفوظ جگہہ مین رکھہ چھوڑتے اور فرماتے کہ یہ گرد کیا ہے دولت ہے - اور ہم نے اسکے لئے دعا کی تھی -
جو حق تعالی نے نصیب فرمائی - اور اس گرد کی وجہ دولت ہماری قایم و دایم ہے - اور یہ گرد اکثر اولیاء اللہ
کے نعلین کی ہے - کیونکہ فقرا و صاحب باطن بعض ظاہر و بعض مخفی ہین - جو ہمارے لشکر مین قیام رکھتے ہین
اور آپ کو ہر ایک سے خاص رابطہ تھا - کہ آپ اون سے ہر ایک مشکل مین استمداد لیتے تھے - حضرت غفران مآب
کو چھہ صاحبزادے اور چھہ صاحبزادیان تھین - اول خیر النسا بیگم (جو متوسل خان رستم جنگ سے مزوج تھین) جن کے
بطن سے ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ پیدا ہوئے - دوم بادشاہ بیگم (جو خواجہ بابا خان سے منسوب تھین) جن کے

بطن سے خواجہ عبد البقا خان تولد ہوئے۔ سوم کریمہ بانو بیگم المعروف بہ کالی بیگم (جو میر کلان خان قیام الملک سے بیاہی گئی تھیں) چہارم خجستہ بانو بیگم عرف خان بہادر صاحبہ (آپ ۱۲۰۳ھ میں لاولد فوتنا کر گئیں) پنجم محسنہ بیگم (لاولد انتقال کیں) ششم مہر بانو بیگم (جو اخلاص خان بن سعد اللہ حفیظ الدین خان بن دلاور جنگ نبیرہ سعد اللہ خان وزیر شاہجہان سے منسوب تھیں) صاحبزادون کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اوّل حافظ محمد پناہ (جو ۱۱۲۰ھ میں تولد بقول بعضے ۱۱۲۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اور زیب النسا بیگم بنت وزیر الممالک سے منسوب۔ اور پیشگاہ محمد شاہ بادشاہ سے غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر کا خطاب پایا تھا) دوم میر احمد ناصر جنگ شہید سوم صلابت جنگ امیر الممالک چہارم میر نظام علی خان بہادر پنجم میر محمد شریف خان بسالت جنگ شجاع الملک ششم میر مغل علی خان ہمایون جاہ (جو ۱۱۴۰ھ میں پیدا ۱۱۷۲ھ میں صوبیداری بیجاپور سے سرفراز ۱۲۱۵ھ میں بعمر ۷۶ سالہ انتقال کیا۔

نواب میر احمد علی خان نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ شہید

آپ کی ولادت ۱۱۲۶ھ میں ہوئی ہے۔ حضرت مغفرت مآب نے آپ کی ولادت کے وقت ایک جشن شاہانہ مرتب فرمایا تھا۔ جب آپ کا سن چار سال چار ماہ کا ہوا تو حسب رواج سلطنت آپ کی تسمیہ خوانی ہوئی۔ تھوڑے عرصہ مین تمام علوم و فنون مین کامل دستگاہ پیدا کی۔ جسوقت حضرت مغفرت مآب ۱۱۵۰ھ مین شاہجہان آباد تشریف لے گئے تو آپ نے نظم و نسق مملکت اور رفاہ و فلاح خلائق اس قدر تدابیر صائبہ اور مساعی جمیلہ سے انجام فرمایا کہ از امیر تا غریب ہر ایک فرد بشر آپ کے حسن انتظام کا مداح و ثناخوان ہوا۔ اوسی زمانہ مین مرہٹون نے صوبہ جات دکن پر لوٹ مار مچا دی۔ یہان تک کہ صوبہ مالوہ پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ آپ نے اون کی اس قدر سرکوبی کی کہ وہ بھاگتے نظر آئے۔ جب حضرت مغفرت مآب نے معاودت فرمائی تو بعض مفسد و شریر النفس آدمیون کے اغوا سے آپ نے ہنگامہ کارزار گرم کیا۔ جسکا ذکر اسکے قبل لکھدیا گیا ہے۔ الغرض پدر بزرگوار کے

انتقال پر بعد ادائے رسم تجہیز و تکفین آپ نے تخت سلطنت پر قدم رکھا۔ جملہ اراکین دولت و برادران خیر اندیش نے گردن اطاعت خم کی۔ پورن چند کو دیوانی سے معزول کرکے میر عبدالرزاق خان ابن کاظم خان کو شاہ نواز خان کے خطاب سے سرفراز فرماکر خلعت دیوانی سے ممتاز فرمایا۔ مورو پنڈت کو پیشکاری عطا ہوئی۔ اور اراکین سلطنت کو مناصب و خطابات سے سرفراز فرمایا۔ اسکے بعد آپ نے ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ کو (جو حضرت مغفرت مآب کے زمانہ سے صوبہ داری ادہونی و رائچور پر ممتاز تھے) طلب فرمایا۔ مگر انہوں نے آنے سے انکار کردیا۔ جس سے آپ آزردہ ہوئے۔ اس اثنا میں احمد شاہ بادشاہ دہلی کا فرمان آپ کے طلب میں جاوید خان خواجہ سرا المخاطب بہ نواب بہادر کے ذریعہ صادر ہوا۔ آپ نے بہ تعمیل حکم شاہی سنہ ۱۱۶۲ھ میں روانگی کا قصد فرمایا۔ اور بھان قاضی محمد دائم کا فوجداری لکلانہ اور خواجم قلی خان کو صوبیداری برہانپور محمد ابو الخیر خان کو شمشیر بہادر کا خطاب محمد شریف خان بسالت جنگ کو صوبیداری برار عطا کرکے صمصام الدولہ بہادر کو نیابتاً انتظام امور ریاست تفویض کیا۔ اور وقت رخصت ایک انگشتری اپنے نام نامی کی سپرد کرکے فرمایا کہ یہ مہر سلیمان ہے جو کام کیا جائے اس میں منعم حقیقی کی رضا جہت اوس میں ملحوظ رہے۔ بعد ازاں ۰ ہزار سوار جرار ایک لاکھ پیادے اور توپخانہ و اسباب بیشمار ساتھ لیکر اورنگ آباد سے روانہ ہوئے۔ اور برہان پور میں چار روز قیام کرکے دریائے نربدا کے طرف چلے۔ جب نربدا پہونچے تو مظفر جنگ بہادر بھان سے ادہونی کے طرف راہی ہوئے۔ اس اثنا میں ایک شقہ بخط خاص کا فسخ عزیمت کے لئے پیشگاہ شاہی سے وارد پایا۔ اور نواب مظفر جنگ کے بیجے اعتدالیوں کی خبر معلوم ہوئی۔ اب آپ وہان سے معاودت کرکے اورنگ آباد آئے۔ اور حسین دوست خان عرف چندا صاحب (جو رو سا نوایت سے تھے۔ اور سعادت اللہ خان کے پوتے۔ اور علی دوست خان فوجدار دیوان ارکاٹ کے داماد ہوتے تھے) نے مظفر جنگ کو تسخیر کرناٹک کی تحریص دلائی۔ اور مظفر جنگ سپاہ بیشمار کے ساتھ ارکاٹ روانہ ہوئے۔ بوسی (جو فرانسیسی فوج کا جنرل تھا) کو بھی بسقدر ملک دینے کا وعدہ کرکے اپنے ہمراہ لیا۔ اسوقت صوبۂ ارکاٹ پر انور الدین خان گوپاموی المخاطب

شہامت جنگ صوبہ دار تھے۔ جب اونھون نے مظفر جنگ کی آمد دیکھی تو مقابلہ پر تیار ہوئے۔ ۶ اشعبان
سنہ ۱۱۶۲ہ کو بڑے زور و شور سے لڑائی ہوئی۔ انورالدین خان نے مع اکثر رفقا کے جام شہادت نوش کیا
اور حسین دوست خان نے ارکاٹ پر قبضہ کر لیا۔ جب ناصر جنگ بہادر کو شہامت جنگ کے شہادت کی خبر
ہوئی تو آپ اورنگ آباد کی صوبہ داری محمد ابو الخیر خان بہادر کو تفویض کر کے ۷۰ ہزار سوار و ایک لاکھ
پیادہ سے مظفر جنگ کے تادیب کے لئے راہی تلنگھاٹ ہوئے۔ حالانکہ محمد ابوالخیر خان و سید لشکر خان نے
عرض کیا کہ یہہ کام کسی اور کے تفویض فرمایا جائے۔ اور خود بنفس نفیس متوجہ نہ ہون۔ مگر آپ نے منظور نہین کیا
سنہ ۱۱۶۳ہ کو کرناٹک پہونچے۔ مظفر جنگ نے آپ کی آمد سے مخوف ہوکر پھولچری مین پناہ لی۔ آپ بھی وہین
پہونچے۔ ۲۶ ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۳ہ کو قلعہ پھولچری کے قریب مقابلہ ہوا۔ تمام دن لڑائی رہی۔ اور فرانسیس
بھاگ کر قلعہ مین محصور ہوئے۔ دوسرے روز آپ نے شاہنواز خان و محمد انور خان کے ذریعہ مظفر جنگ کے
پاس کلمات لطف کہلا بھیجے۔ جس سے مظفر جنگ بلا کسی رد و کد کے حاضر ہو گئے۔ آپ اون کے چلے آنے سے
بہت مسرور ہوئے۔ اور فتح و نصرت کے شادیانے بجانے کا حکم دیا۔ اور مظفر جنگ پر کسیقدر نگرانی رکھی۔ اس
موقع پر بعض خیر خواہون نے عرض کیا کہ بجائے نگہداشت کے ان کا قتل انسب ہے کیونکہ آئندہ ان کی ذات سے
بہت کچھہ شر و فساد کے پھیلنے کا احتمال ہے چونکہ آپ سراپا اخلاق اور مجسم رحم تھے۔ اسلئے اس امر کو جائز نہ رکھا
بلکہ یہان تک مظفر جنگ بہادر کے خاطر داشت کی کہ اون کے ملازمین و مصاحبین جو اس شر و فساد کے بانی تھے
اون کو بھی جان و مال کی امان دی۔ مگر افسوس ہے کہ نامنصفون نے اس نعمت غیر مترقبہ کی قدر نجانی اور
بمصداق کل لعیل عملے شاکلتہ احسان جان بخشی کو طاق نسیان پر رکھا۔ اور بدخواہی پر کمر چست کی۔ آپ
حسب معمول برسات کا موسم گذارنے کیلئے ارکاٹ متوجہ ہوئے۔ اور کسیقدر فوج۔ فرانسیسون کے مدافعت
کے لئے مقرر فرمائے۔ گو فرانسیسون نے شکست فاحش کھائی تھی۔ لیکن فساد و شر سے باز نہ آتے تھے۔ چنانچہ
اب فرانسیس نے لشکر اسلام پر یورش کر کے قلعہ نصرت گڈہ چنجی کو (جو کرناٹک کا تختگاہ تھا) لے لیا۔ جب یہہ خبر

ناصر جنگ بہادر کو ہوئی تو باوجود موسم بارش کی سختی کے آپنے ۱۱ شوال ۱۱۶۳ھ کو ارکاٹ سے کوچ کا قصد کیا۔ اس موقعہ پر
بھی خیر خواہان دولت مانع ہوئے۔ مگر آپنے ایک نہ سنی۔ اور فوج کو سرکردگی محمد علیخان والاجاہ موصوف شکن خان
مجاہد جنگ میر آتش دکن وترک طہاسپ خان ظفر یار جنگ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اور خود بھی متعاقب روانہ ہوئے
پہولچری کے میدان میں چند روز تک لڑائیاں ہوتی رہیں کسیکو بھی غلبہ نہ ہوا اسی اثنا میں سرداران افاغنہ
کرناٹک (جو آپکے قدیمی ملازم تھے۔ جن پر آپنے ہمیشہ عنایت ونوازش کی تھی۔ جنکی نمک خواری و خیر خواہی
آپ کو پورا بھروسہ تھا) نے ملک ومال کی طمع سے فرانسیسیوں کے ساتھ سازش کرلی۔ اور اپنے جاسوسوں کے
ذریعہ افسران فرانسیس کو رائے دی کہ شب کے وقت حملہ کیا جائے۔ تاکہ کامیابی ہو۔ الغرض افاغنہ کرناٹک کے
رائے پر فرانسیسیوں نے ۱۷ محرم ۱۱۶۴ھ کی شب کو لشکر اسلام پر حملہ کیا۔ اور توپ خانہ شاہی سے گذر کے بارگاہ
عالی تک پہونچ گئے۔ اور افاغنہ کرناٹک نے اس موقع پر چشم پوشی کی۔ جب اس ہنگامہ کا شور و غل بلند ہوا تو
آپ قریب صبح کے ہاتھی پر سوار ہوکر برآمد ہوئے۔ اور افاغنہ کرناٹک کے ذریعہ فوج فرانسیس کے شر و فساد کا
اندفاع کرنے کے خیال سے ہملٹن کو بہادر خان ثانی معروف بہ ہمت بہادر (بن الف خان بن ابراہیم خان
مخاطب بہ بہادر خان اول بن نواب جعفر خان پنی؛ فوجدار قمر نگر کرنول) کے جانب چلنے کا حکم دیا۔ کیونکہ یہہ جملہ
افاغنہ کرناٹک کا سردار بھی تھا۔ جب آپ کا ہاتھی ہمت بہادر کے ہاتھی کے قریب پہونچا تو آپنے بنظر تواضع و
تسلی اپنا دست مبارک بغرض اس کے آداب بجالانے کے اپنے سر پر رکھا۔ مگر جب یہ دیکھا کہ ہمت بہادر آداب و
مجرا نہیں بجالاتا تو آپ کو خیال گذرا کہ غالباً یہ غیر معمولی بات۔ بدحواسی یا ماندگی شب کیوجہ سے ہوگی۔ اس لئے
ابھی سپیدہ صبح پورا پورا اپنا تسلط نہیں کیا تھا۔ اب آپنے کسیقدر عماری سے بلند ہوکر باواز بلند فرمایا کہ اے
بھائی یہ کوشش و مردانگی کا وقت ہے۔ بہر طور دشمن کے دفعیہ کی فکر کرلی چاہئے۔ ادہر آپکے زبان مبارک سے
الفاظ نکلے ہی تھے۔ کہ ادہر ہمت بہادر کے ہاتھی پر سے بندوق کے دو فیر ہوئے۔ ان میں ایک تو ہمت خان
چلایا۔ دوسرا فیر اس کے خود ہی کسی رفیق نے سر کیا۔ افسوس ہے کہ یہ دونوں گولیاں آپکے سینہ میں پیوست

موئمین - اور اوسیوقت روح نے مفارقت کی - جس سے شور قیامت برپا ہوا - آخر سرداران لشکر نے آپکے جنازہ کو دوش بدوش اورنگ آباد لے گئے - اور حضرت مغفرت مآب کے مرقد کے متصل دفن کیا - اور اس فتح نمایان سے جو خوشی فرانسیسون کے گورنر جنرل ڈوپلے اور اوسکے سپہ سالار بوسی کو ہوئی اوس کا اندازہ اوس مینار سے ہوسکتا ہے کہ جسکو فرانسیسون نے اس فتح کی یادگار مین تعمیر کرایا - اور ایک شہر ڈوپلے فتح آباد کے نام سے آباد کیا - آپ (ناصر جنگ شہید) کی مدت سلطنت دو سال ۶ ماہ کچھ روز ہے - اسوقت آپکی عمر ۴۴ سال کی تھی - میر غلام علی آزاد نے یہ تاریخ لکھی ہے -

نواب عدل گستر عالیجناب رفت	فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد	تاریخ گفت نوحہ گری آفتاب رفت

ناصر جنگ بہادر انتہا درجہ کے رحم دل - عدل گستر تھے - تقریر نہایت فصیح اور تحریر کمال بلیغ ہوتی تھی - شاعری مین بھی یکتا تھے - ناصر تخلص تھا - علم موسیقی و تصویر کشی مین بھی اچھی مہارت تھی - ایک دیوان آپ کا طبعزاد اس وقت موجود ہے - چند اشعار ہدیۂ ناظرین ہین - اشعار

ای یوسف عزیز در آغوش من درآئی	بوئی خوشت رسید تو ہم در وطن درآئی
کدام گل بچمن گوشۂ نقاب شکست	کہ شبنم آئینہ برروی آفتاب شکست
ای شوخ ہوا سے منگن تیر نگہ را	این ناوک بیداد بکار جگرے کن
نمیدانم چہ باشد از گلستان نفع گلچین را	کہ می سازد روان از چشم بلبل اشک خونین را
اگہ درآمدن خویش حجابیے داری	گر شب ماہ نیائی بہ شب تار بیا
قربان بوسہ گرچہ ز خطش گرفتہ ایم	حکم جدید از لب خندان آرزوست
در محفل سپہر ندیدیم امتیاز	ہم آفتاب ماہ زحل را تقدم است
آہ ما گذشت از دل مجروح ما بلند	از چینی شکستہ نگردد صدا بلند

مکن بدخترِ رز میل موسم پیری	کہ وقت کار ہمان موسم جوانی بود
اگر بوئے آن گل صبا می رساند	بزخم دل ما دوا می رساند
ہر کجا شمشیر آن مغرور مے گردد بلند	گردن نخچیر ہا از دور می گردد بلند

آپکا ازدواج ۱۲۰۴؁ھ الہ دین طرہ باز خان المخاطب ظفر جنگ روشن الدولہ کے صاحبزادی سے ہوا تھا۔ اور سوائے ان بیگم صاحبہ کے اور بھی ازواج تھے۔ بیگم مذکور لاولد قضا کر گئین۔ لیکن دوسرے ازواج سے دو صاحبزادیان تھین۔ ایک فرہاد بیگم۔ جو عبد الہادی خان ظہیر الدولہ خلف عوض خان سے مزوج ہوئین اور لاولد قضا کین۔ دوسری سید النسا بیگم عرف حاجی بیگم آپ کا ازدواج میر محمود خان منصور جنگ قطب الملک قطب الدولہ سے ہوا تھا۔ حاجی بیگم صاحبہ کے بطن سے دو صاحبزادیان ہوئین ایک امانی بیگم جو نام آور جنگ فرزند ہدایت نجابت سے منسوب ہوئین اور دوسری وزیر النسا بیگم جو گل بادشاہ نظامت جنگ سے بیاہی گئین۔ منصور جنگ بہادر کو دوسری ازواج سے پانچ صاحبزادے۔ سید محمد خان۔ سید عظیم خان۔ میر غلام احمد خان۔ میر اعلا عرف میر احمد خان۔ میر احسن اللہ خان ہوئے۔ جن مین صاحبزادگان اول و دوم و چہارم و پنجم کے اولاد و احفاد اس وقت بکثرت موجود ہیں اور صاحبزادہ سوم میر غلام احمد خان کے دو صاحبزادے میر غوث الدین علی و میر قمر الدین علی اسوقت زندہ اور باقی ہین۔ میر غوث الدین علی کو ایک صاحبزادہ میر غلام محی الدین اور دو صاحبزادیان ایک غوث النسا بیگم صاحبہ (جو میر شہامت علی صاحبزادہ تحصیلدار سے منسوب ہین) دوسرے شمس النسا بیگم صاحبہ عرف خواجہ بیگم (جو غلام صمدانی خان گوہر مولف دربار آصف و تزک محبوبیہ سے بیاہی گئین) ہین شمس النسا بیگم صاحبہ کے بطن سے دو فرزند خواجہ غلام دستگیر خان اور خواجہ غلام محبوب علی خان تولد ہوئے۔ خلف اکبر تو بفضلہ تعالے موجود ہین۔ لیکن خلف اصغر خواجہ غلام محبوب علی خان نے کم سنی مین انتقال کیا۔ اوسکے چند روز ہی بعد شمس النسا بیگم صاحبہ کا بھی انتقال ہوگیا۔

ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ بہادر

آپ متوسل خان بہادر رستم جنگ کے فرزند اور حضرت مغفرت مآب کے نواسے تھے۔ مغفرت مآب نے رستم جنگ بہادر کو ملک ادہونی و رایچور کی حکومت عطا کی تھی۔ جب اون کا انتقال ہوا تو مظفر جنگ بہادر جانشین ہوئے۔ جب تک میر محمود خان بہادر (جو رستم جنگ بہادر کے دیوان و مختار کل تھے) زندہ رہے۔ تب تک کام اچھا چلتا رہا مگر اون کے انتقال پر مظفر جنگ بہادر نے شور و فساد مچا دیا۔ اور بغاوت پر کمر باندہی۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ آپ کے حقیقی ماموں ناصر جنگ بہادر شہید ہوئے۔ الغرض نواب ناصر جنگ بہادر کی شہادت پر فرانسیسوں نے آپ کو تخت نشین کیا۔ حالانکہ حضرت مغفرت مآب کے ابہی چار صاحبزادے یہان پر موجود تھے۔ ممکن تہا کہ اسوقت ریاست کے لئے آپس مین پہر جنگ و جدال کا بازار گرم ہو جائے۔ لیکن نواب میر نظام علی خان اسد جنگ بہادر نے (جو نہایت دور اندیش و فرس تھے) مصلحت وقت کے لحاظ سے سب بہائیوں کو تسلی و تشفی دی۔ بلکہ مظفر جنگ کے تخت نشینی مین مدد و معاون ہوئے۔ اب افغانوں نے اس فتح کے صلہ مین بہت سا ملک اور متعدد قلعے مظفر جنگ سے حاصل کئے۔ خصوصاً وہ لوگ کہ جو ناصر جنگ کے شہادت کے مشورہ مین شریک تھے مناصب و خدمات اعلےٰ پائے چنانچہ رام داس ساکن سیکا کول (جو نواب شہید کے متصدیوں مین تہا۔ اور نواب کے قتل مین بہت کوشش کی تھی) کو رگھناتہہ داس کا خطاب خدمت دیوانی عطا ہوئی۔ جب ان امور سے فراغت ہوئی تو سرداران افاغنہ کے ساتہہ مظفر جنگ بہادر نے پہولچری کا ارادہ فرمایا۔ اور وہان کے حاکم سے کسیقدر فرانسیسی سپاہ ہمراہ لیکر حیدرآباد کے جانب روانہ ہوئے۔ چونکہ افغان بہت گستاخ اور مطلق العنان ہو گئے تھے۔ اور اون کے دل مین یہہ خیال سمایا ہوا تہا کہ مظفر جنگ بہادر کی بادشاہت کا باعث ہم ہی ہین۔ پس اسی خیال سے ہمت بہادر نے یہہ درخواست کی کہ تمام ملک و مال کے دو حصے کر کے نصف حصہ کامل ہمکو دیا جائے۔ لیکن مظفر جنگ بہادر مین ان باتون کے سننے کی تاب کہان تہی۔ کیونکہ وہ ایک صاحب عزت اور شجیع رئیس تھے۔ آپنے ان سرکشوں کی تنبیہ و تادیب کو مناسب خیال فرمایا۔ اور ۱۷ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو بمقام کرپہ پلی جنگ کا آغاز ہوا۔ ایک طرف آپ اور سپاہ فرانسیس تہی۔ دوسرے جانب ہمت بہادر اور تمامی سرداران افاغنہ تھے۔ اس ہنگامۂ جنگ و جدال مین آپ کے

جانب سے یعقوب محمد خان رسالدار اور میر مظفر خان بنگالی قتل اور ہمت خان و جلال الدین حسین زخمی ہوئے ایک تیر نواب نظام علی خان بہادر کے چہرۂ مبارک پر بھی آلگا۔ مگر زخم خفیف تھا۔ جلد اچھا ہوگیا۔ اور اسی معرکہ مین مظفر جنگ بہادر کے حلقۂ چشم مین ایک تیر ایسا کاری بیٹھا۔ کہ آپ کی روح پرواز کر گئی۔ اس موقع پر رگھناتھ داس نے (جو خواصی مین بیٹھا ہوا تھا) یہ کمال کیا کہ آپ کے جسم کو دونون ہاتون سے تھام کر آپ کی جا گلوری وغیرہ کی طلبی اور ہر گھڑی سرگوشیان کرتا رہا۔ جس سے فوج پر یہ بھید نہ کھلا۔ اور لڑائی برابر جاری رہی۔ جس مین بہت سے سرداران افاغنہ مارے گئے۔ اور میر محمد حسین خان نے ضرب بندوق سے ہمت بہادر کو ہلاک کیا۔ اور اپنا ہاتھی قریب لیجاکر سر کاٹ لیا۔ باقی ماندہ افاغنہ بھاگ گئے۔ اور لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ افسوس جن لوگون نے نامرجنگ بہادر کو شہید کیا تھا۔ اور اپنے آقائے نعمت کے ساتھ دغابازی کی تھی۔ وہ لوگ ایک لحظہ بھی آرام نہ پاسکے۔ ہمیشہ لڑائی مین گذری۔ اور اس لڑائی مین سب کے سب قتل ہوئے۔ اور اپنے کیفر کردار کو پہونچے۔ یہ واقعہ نواب شہید کے شہادت کے پورے ۶۰ دن کے بعد واقع ہوا۔ اور ایک آن واحد مین سب کا فیصلہ ہوگیا۔ اور نواب شہید کا تابوت بھی اسی تاریخ ۱۸ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ھ کو روضہ پہونچا۔ مقام غور ہے کہ نواب شہید نے اول اپنے قاتلون کو زیر زمین بھیجا اور اوسکے بعد آپنے کنار لحد مین آرام فرمایا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مظفر جنگ بہادر کی شادی سید شاہ بیگم ہمشیرہ قسورجنگ عبدالباری خان بہادر سے ہوئی تھی۔ آپکو دو صاحبزادے تھے نام معزالدین محی الدین خان۔ صدرالدین محی الدین خان تھے۔ مدت سلطنت دو ماہ ہے۔ آپ کی عمر کا حال اور مزار کا پتا کسی تاریخ سے نہین چلتا۔ بالاجی مرہٹہ نے آپ ہی کے زمانۂ حکومت مین اورنگ آباد پر حملہ کیا تھا۔ اوس وقت رکن الدولہ وہان کے ناظم تھے۔ جنہون نے ۱۵ لاکھ روپیہ دیکر اسے بلا ٹالی۔

نواب سید محمد خان بہادر صلابت جنگ آصف الدولہ امیر الممالک

آپ کا اصلی نام سید محمد ہے۔ اور سنہ ولادت مین اختلاف ہے۔ مغفرت مآب کے حین حیات آپکو سید محمد خان
بہادر صلابت جنگ کا خطاب عطا ہوا تھا۔ احمد شاہ بادشاہ نے اپنے جلوس کے زمانہ مین ظفر جنگ سپہ سالار
آصف الدولہ کا خطاب مرحمت کیا تھا۔ عالمگیر ثانی نے امیر الممالک کے خطاب سے عزت بخشی۔ الحاصل جب مظفر جنگ
بہادر افاغنہ کے ہاتھ شہید ہوئے تو جملہ اعیان ریاست و مرشدزادگان سلطنت نے بالاتفاق بلحاظ بزرگی سنہ ۱۱۶۴ھ
مین بمقام لکریٹ پلی (جہان لشکر کا فرودگاہ تھا) آپ کو تخت نشین کیا۔ رگہناتھ داس کو وکیل مطلق کی خدمت
عطا کی گئی۔ اب آپنے یہان سے حیدرآباد کا ارادہ فرمایا۔ اثناء راہ مین کڑپہ پہونچے۔ اور یہان کا بندوبست
کرکے کرنول وارد ہوئے۔ تمام افاغنۂ کرنول مخوف ہوکر قلعہ بند ہوگئے۔ رگہناتھ داس نے مصلحتاً میر
محب علی خان۔ میر نظر علی خان۔ میر حسین علی خان برادران میر نجف علی خان کو اون کی تسلی و تشفی کے لئے
قلعہ مین بہیجا۔ ہرچند ان تینون بہائیون نے اون کی فہمایش کی۔ مگر راہ راست پر نہ آئے۔ بلکہ افسوس ہے کہ
ان تینون کو قتل کرڈالا۔ جب آپ (صلابت جنگ بہادر) کو یہ خبر ہوئی تو آپنے فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ خوب
لڑائی ہوئی۔ اکثر افغان مارے گئے۔ اور باقی مطیع ہوئے۔ اور اب آپ بفتح و فیروزی داخل قلعہ ہوئے
اور اوس کا انتظام کرکے سیدہا حیدرآباد آئے۔ قلعہ محمدنگر کے خزانہ پر قبضہ کیا۔ اور یہان کا بہی قرار واقعی
بندوبست کرکے اورنگ آباد کے جانب کوچ فرمایا۔ اور بخوشی و خرمی موسم باران اورنگ آباد مین گذارا
اسی اثنا مین خبر آئی کہ بالاجی راؤ آمادۂ فساد ہے۔ اس لئے آپ ۱۱ ذی حجہ سنہ ۱۱۶۴ھ کو اوس کی تنبیہ کی
غرض سے ۵۰ ہزار سوار ہمراہ لیکر نکلے۔ اور غنیم کو پسپا کرتے ہوئے۔ احمدنگر تک پہونچے۔ پہر یہان سے پونہ کے
جانب توجہ فرمائی۔ راستہ مین ۱۲ محرم سنہ ۱۱۶۵ھ کو بالاجی اور اوسکے چچازاد بہائی سدہوجی نے مقابلہ کیا۔ بہادران
اسلام نے شکست دیکر پونہ تک تعاقب کیا۔ فرانسیسون نے بہی اس لڑائی مین خوب جوانمردی دکہلائی۔ ۱۴ ماہ
محرم کو چاندگہن تہا۔ بالاجی۔ گنگا کے کنارے پوجاپاٹ مین مشغول ہوا۔ اتنے مین لشکر اسلام نے دہاوہ کیا
اور بالاجی سراسیمگی مین پوجاپاٹ چہوڑ۔ ننگے سر۔ بلازین کے گہوڑے پر سوار ہوکر بہاگا۔ اور اوس کے پوجا کے

تمام اشیاء نقرئی و طلائی اہل اسلام کے ہاتھہ آئے۔ انہین ایام مین بذریعۂ فرمان شاہی آپکو (صلابت جنگ)
نواب ظفر جنگ و آصف الدولہ کا خطاب عطا ہوا۔ آپ اوسیوقت فتح اور وصول خطاب کے مسرت مین اپنے تمام
اعزا اور افسرون کو خطابات مرحمت فرمائے۔ چنانچہ میر نظام علی خان بہادر کو اسد جنگ نظام الدولہ نظام الملک
میر شریف خان بہادر کو بسالت جنگ۔ شجاع الدولہ شجاع الملک۔ میر مغل علی خان بہادر کو ہمایون جنگ معتضد الدولہ
ناصر الملک کے خطابات سے سرفرازی بخشی۔ پھر یہان سے حیدرآباد کے طرف کوچ فرمایا۔ راستہ مین بالاجی نے
لشکر اسلام پر حملہ کیا۔ اس دفعہ بھی اوسکو شکست ہوئی۔ اب تو لشکر اسلام نے پونہ کے برباد کرنے کا پورا ارادہ
کرلیا۔ جب آپ پونہ کے قریب پہونچے تو بالاجی گہبرایا۔ اور اپنے چچازاد بھائی سدہوجی کو بھیجکر صلح کی
درخواست کی۔ الغرض رگھناتھہ داس کے سفارش سے صلح ہوگئی۔ مگر یہ صلح دیرپا نہ تھی۔ کیونکہ پھر چند ہی روز
کے بعد بالاجی کے سرکشیان جادۂ اعتدال سے گذرنے لگین آپنے بالاجی کے رفع فساد کے لئے سید لشکر خان کو
اوسکے پاس بھیجا۔ انھون نے جاکر بہت کچھہ فہمائش کی۔ مگر وہ راہ راست پر نہ آیا۔ حالانکہ متعدد بار شکست
پاچکا تھا۔ بالآخر دوسرے روز لڑائی ہوئی۔ میدان لشکر اسلام کے ہاتھ رہا۔ لشکر غنیم نے بہت نقصان اوٹھایا
مال غنیمت خوب ملا۔ اب بالاجی راؤ نے جب منہہ کی کھائی تو ہوش آیا۔ اور نہایت عاجزی سے صلح کی تحریک
کی۔ سید لشکر خان کے سفارش پر صلح منظور کی گئی۔ اسکے بعد آپنے ابو الخیر خان بہادر کو برہانپور اور سید لشکر خان
کو موہگی پٹن سے خجستہ بنیاد جانے کا حکم دیا۔ اور خواجہ نعمت اللہ خان تہور جنگ کو فوج کثیر کے ساتھہ منور خان
سراور ہمت خان اور مظفر خان کارڈی کے سرکوبی کے لئے (جو قلعۂ کرنول پر قبضہ کرنے کے لیئے ان دونون نے
سرکشی پر کمر باندہی تھی) روانہ کیا۔ اور خود چھاؤنی کے ارادہ سے حیدرآباد کی سمت رونق افروز ہوئے۔
۲۳ ربیع الآخر کو قایم جنگ ذو الفقار الدولہ کا خطاب خواجہ قلیخان کو عطا کرکے برہانپور کی صوبہ داری مرحمت کی
اور مورو پنڈت (جو ماہ محرم سے قید مین تھا) رگھناتھہ داس کے ایما سے قتل کیا گیا۔ ۱۳ جمادی الآخر سنہ ۱۱۶۵ھ
کو میدان بھالکی مین راجہ رگھناتھہ داس سے اپنے بھانجے سیتارام سائے رایان کے پانچ نفر فرانسیسیون کے ساتھہ عبد الغفور

جمعدار کے ہاتھ سے عدم الیصال تنخواہ کی علت مین مارا گیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ سے نے
سید لشکر خان رکن الدولہ کو اورنگ آباد سے طلب کر کے وکیل مطلق مقرر کیا۔ اس اثنا مین مخبرون نے
خبر دی کہ غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر امیر الامرا کو بادشاہ دہلی نے نظامت دکن عطا کر کے
دکن روانہ کیا ہے۔ آپ یہہ سنتے ہی حیدر آباد سے خجستہ بنیاد کے طرف کوچ فرمائے۔ ابھی آپ
راستہ ہی مین تھے کہ خبر آئی نواب غازی الدین خان بہادر نے سوء ہضمی کی شکایت سے اورنگ آباد
مین انتقال کیا۔ اور میر حشمت خان وغیرہ امرا نے اون کی لاش دہلی لیگئے۔ اب آپ (صلابت جنگ بہادر)
اورنگ آباد مین داخل ہوئے۔ اور رکن الدولہ کو کرلہ سے طلب کیا۔ انہین ایام مین رکن الدولہ بہادر
نے وکیل مطلق کی خدمت سے سبکدوشی حاصل کی۔ کیونکہ موسی بوسی (جو فرانسیسون کا افسر تھا) سے طلب
تنخواہ کے بارہ مین شکر رنجی ہو گئی تھی ۱۴ صفر ۱۱۶۷ہجری کو شاہنواز خان صمصام الدولہ وکیل مطلق کی خدمت

٭ آپ کا اصلی نام حافظ محمد پناہ ہے۔ اور حضرت مغفرت مآب کے خلف اکبر ہین ۱۱۱۶ہجری مین پیدا ہوئے۔ اور زیب النسا بیگم
دختر وزیر الممالک سے شادی ہوئی۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی نے غازی الدین خان فیروز جنگ کا خطاب عطا کیا۔ جب
حضرت مغفرت مآب ۱۱۵۳ہجری مین عازم دکن ہوئے تو غازی الدین خان کو امیر الامرا کا خطاب دلا کر اپنے طرف سے
دار الخلافہ مین نائب مقرر کیا تھا اور آصف جاہ کے انتقال پر ناصر جنگ شہید تخت نشین ہوئے۔ پھر ہدایت محی الدین خان
کو حکومت ملی۔ اب اون کے بعد صلابت جنگ بہادر سر برآرا ہوئے۔ چونکہ غازی الدین خان بہادر خلف اکبر تھے۔ اس لیئے
ناصر جنگ کے انتقال پر متعدد بار اونہون نے بادشاہ سے صوبہ داری دکن کی درخواست کی۔ مگر بادشاہ مندائن خراب کرتا تھا۔ اسی
اثنا مین احمد شاہ درانی نے دہلی پر حملہ کیا۔ اور صفدر جنگ وزیر نے ملہار راؤ کو رقم کثیر دینے کے وعدہ سے اپنا رفیق
بنا کر احمد شاہ درانی کے مقابلہ کو لایا اتنے مین بادشاہ نے درانی سے صلح کر لی۔ جب یہ خبر صفدر جنگ کو ہوئی اون نے
بادشاہ سے کہا کہ ملہار راؤ کو جو مین نے رقم کثیر کے دینے کا وعدہ کیا ہے وہ اب کس گھر سے دون۔ اس موقع پر غازی الدین خان

سے سرفراز کئے گئے۔ اور صف شکن خان کو حیدر آباد کی صوبہ داری عطا ہوئی۔ ۱۶ ربیع الاول ۱۱۶۷ھ کو محمد ابو الخیر خان شمشیر بہادر امام جنگ بعارضۂ فالج و لقوہ سیاح عالم جاودانی ہوئے۔ اسی سال پورن گاؤن پر گرانڈیا نائب بہونسلہ سے ایک سخت لڑائی ہوئی۔ لشکر اسلام فتح پایا۔ اور بہونسلہ نے صلح کر لی۔

فرانسیسون کے سردار موسی بہوسی نے سیکاکول و راجبندری (جو فرانسیسون کی تنخواہ مین دئے گئے تھے) مین خود مختارانہ انتظام و اہتمام شروع کر دیا۔ اور اپنی ذاتی جاگیر تصور کر کے من مانے حکومت چلانے لگا۔ صمصام الدولہ نے کل سپاہ فرانسیس کو برطرفی سنا دی۔ برطرفی کا ہونا تھا کہ فرانسیسون نے بغاوت پر کمر باندہی۔ پہلے قلعہ بدر پر حملہ کیا۔ لیکن یہان کے قلعدار نے جرأت و بہادری کرکے اون کو قلعہ کے نزدیک آنے ندیا۔ اب وہ یہان سے ناکام ہوکر حیدر آباد کے جانب چلے۔ اور عبد الرحمن خان الملقب حیدر جنگ (جو موسی بہوسی کا معتمد علیہ تھا) نے ایک شخص رومی خان نام کو پٹی پڑہا کر ابراہیم خان (جو شوکت جنگ بہادر کا داماد اور

بقیہ نوٹ صفحہ (۴۹)۔ نے بادشاہ سے عرض کی کہ اگر بادشاہ مجہے دکن کے صوبے عطا کرے تو مین ملہار راؤ کو ساتہہ لیکر۔ جو روپیہ کہ اوس سے ٹہرا ہے دلا دیتا ہون۔ چنانچہ بادشاہ نے غازی الدین خان کی درخواست منظور کی اور دکن کی حکومت کا فرمان لکہدیا۔ ۱۱۶۵ھ مین غازی الدین خان۔ ملہار راؤ کو لیکر دکن چلے۔ آخر شوال مین برہانپور پہونچے۔ قطب الدولہ اور میر علی اکبر خان اون سے مل گئے۔ میر منصور قلعہ دار آسیر نے اطاعت کر لی۔ اب یہ وہان کے امراء کو تسلی و تشفی دیکر ۲۰ ذی قعدہ کو داخل اورنگ آباد ہوئے۔ اور قطب الدولہ کو سید لشکر خان کے پاس (جو اسوقت کربلہ مین تھا) بہیجکر [illegible] کی تحریک کی۔ اور ملہار راؤ کو صوبہ خاندیس کی سند دیدی۔ بہرحال سب کام بنگیا تہا۔ جب صلابت جنگ بہادر کو خبر ہوئی تو مقابلہ کے لئے حیدر آباد سے روانہ ہوئے اور غازی الدین خان بہادر کو اورنگ آباد مین داخل ہونے کے ستر ہوین روز [illegible] کو سوء ہضمی کی شکایت ہوئی۔ اور دفعتاً انتقال ہوگیا۔ اور ساری حسرت ساتہہ لے گئے۔ کہتے ہین کہ آپ کی عمر ۴۵ یا ۴۶ برس کی تہی۔ میر حشمت خان و تیر انداز خان بخشی نے غسل و کفن کر کے لاش دہلی لے گئے۔ اور آپ کے جد کے پہلو مین دفن کیا۔ آپ کو ایک صاحبزادہ اور تین صاحبزادیان تہین۔ صاحبزادہ کا نام میر شہاب الدین تہا۔

حیدرآباد کا نائب صوبہ دار تہا اسکے پاس بہیجا۔ اور یہ وہان جاتے ہی قابو پاکر ابراہیم خان کا کام تمام کردیا اور خود بہی مارا گیا۔ جب ابراہیم خان مارا گیا تو تمام فوج پریشان ہوگئی۔ باغیون کا کسی نے بہی مقابلہ نہ کیا اور باغی بلا جنگ و جدال کے حیدرآباد مین گہس آئے۔ اور قبضہ کرلیا۔ چارمحل چار مینار پر توپین نصب کردین جب صلابت جنگ کو معلوم ہوا تو صمصام الدولہ کو ہمراہ لیکر معہ فوج شائستہ حیدرآباد تشریف لاے۔ اور مقابلہ ہوا۔ ایک چہوٹی سی لڑائی کے بعد فرانسیسون نے امان چاہا۔ اور تقصیرات کی معافی مانگی۔ چونکہ آپ رحم مجسم تہے اس لئے اون کے تقصیرات کو معاف فرمایا۔ اور حیدرآباد مین داخل ہوکر موسی بوسی کو طلب کیا۔ اور سیف الدولہ عمدة الملک کا خطاب عطا کرکے۔ جو جاگیرات کہ سابق مین بمعاوضہ تنخواہ اون کو دئے گئے تہے وہ پہر بحال کردیے اور اون کے مفوضہ جاگیرات پر بہیجدیا۔ اس کے بعد آپ خجستہ بنیاد آگئے۔ سنہ ١١٦٨ھ مین بادشاہ عالمگیر ثانی نے آپ کو ماہی مراتب سرفراز فرمایا۔ سنہ ١١٦٩ھ مین آپنے میر نظام علی خان بہادر کو برار کی صوبہ داری اور بسالت جنگ بہادر کو بیجاپور کی صوبیداری اور مغل علیخان بہادر کو ناندیڑ کی صوبہ داری مرحمت کی۔

سنہ ١١٧٠ھ مین سپاہ نے تنخواہ کے مطالبہ کے لئے شاہنواز خان صمصام الدولہ بہادر کے مکان پر بلوہ کیا۔ اور صمصام الدولہ شب کیوقت بہاگ کر قلعۂ دولت آباد مین پناہ گزین ہوئے۔ اب سپاہ نے اون کے موقوفی کی درخواست کی صلابت جنگ بہادر نے بہی مصلحت وقت کے لحاظ سے صمصام الدولہ کو موقوف کرکے اپنے بہائی بسالت جنگ بہادر کو وکیل مطلق کی خدمت عطا کی۔ اور جو سابق مین اون کو شجاع الملک کا خطاب دیا گیا تہا وہ اب بدل کر بربان الملک کا خطاب مرحمت ہوا۔ چندروز کے بعد صمصام الدولہ نے مرہٹون سے ساز باز کرکے خجستہ بنیاد کے پرگنات و قصبات کو تاراج کرنے کے لئے اون کو ابہارا۔ بالاجی راؤ تو اشارہ کا منتظر تہا۔ فوراً چڑہ دوڑا۔ صلابت جنگ بہادر

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۰)۔ جو بعد مین غازی الدین خان عماد الملک کے خطاب سے سرفراز ہوکر بتغیب وزارت انتظام الدولہ خانخانان۔ احمد شاہ بادشاہ کے وزیر ہوئے۔ اور سنہ [illegible]ھ مین انتقال کیا۔ ان کے کارنامے ہندوستان کے حالات مین ہم نے بہت کچھ لکھے ہین۔ ۱۲۰ مولف۔

سپنے اوس کی سرکوبی کا ارادہ کیا - اور صمصام الدولہ کو دولت آباد سے طلب کرکے نظام علی خان بہادر
کو بھی امداد کے لئے برار سے بلا بھیجا - جب وہ آئے تو اوسیوقت آپنے (صلابت جنگ بہادر) خلعت فاخرہ
اور شقۂ ولی عہدی اپنی مہر خاص سے مرحمت فرمایا - اور فوج شائستہ ہمراہ دیکر مرہٹوں کی تنبیہ کے لئے بھیجا
اودہر بالاجی راؤ نے اپنے بیٹے بسواس راؤ کو لشکر کثیر کے ساتھ مقابلہ کو روانہ کیا - طرفین سے ہنگامہ کارزار
گرم ہوا - لشکر اسلام نے فتح پائی - مرہٹے شکست کھاکر بھاگے - عضد الدولہ اور رام چند کو (جو مرہٹوں کے
محاصرہ مین تھے) نجات ملی - اس جنگ مین غنیم کے جانب کے تقریباً تین ہزار سوار چار سو سردار مارے گئے
لشکر اسلام نے پونہ کے انہدام کا ارادہ کرکے شکست خوردہ فوج کا تعاقب کیا - بالاجی گھبرایا اور صلح چاہی
مگر نظام علی خان بہادر نے منظور نہین کیا - اور برابر تعاقب کرتے ہوئے دریائے گنگ پر پہونچے - ابتو بالاجی کے
ہوش اڑے - گو اسوقت وہ سخت بیمار تھا - لیکن مجبوراً ۱۰ کوس کے مسافت طے کرکے نظام علی خان بہادر کے
خدمت مین حاضر ہوا - اور از سر نو عہد و پیمان کیا قسم سوگند کھائی - اعیان دولت کی سفارش پر آپنے صلح کو
منظور فرمایا - اسی زمانہ مین عمدۃ الملک اور حیدر جنگ سیکاکول سے آپکے پاس حاضر ہوئے - صمصام الدولہ نے
استقبال کرکے اون کو لایا - عمدۃ الملک نے ابراہیم خان کارڈی کو سوال و جواب کی غرض سے طلب کیا - آپنے
بپاس خاطر صمصام الدولہ و نیز بسبب اس کے کہ سابق مین وہ عمدۃ الملک کا نوکر تھا - اور سیکاکول کا محاسبہ بھی اوپر
ثابت تھا - اس لئے اوسکو روانہ کردیا - اور خود وہان سے مراجعت فرمائی - اب عمدۃ الملک اور حیدر جنگ
بالاجی راؤ کے ملاقات کو گئے - اور میر نظام علیخان بہادر مع الظفر خجستہ بنیاد پہونچے - چندروز کے بعد حیدر جنگ
نے صلابت جنگ بہادر کو پٹی پڑھاکر وکالت مطلق کی مہر (جو نظام علیخان بہادر کے پاس تھی) طلب کرالی
اور تمامی امور ریاست پر قبضہ کرلیا - بظاہر صمصام الدولہ کو بھی شریک کرلیا - جب نظام علی خان بہادر نے یہ حالت
دیکھی تو دربار کا آنا جانا موقوف کردیا - حیدر جنگ کو تو یہ لو لگی ہوئی تھی کہ کسیطرح نواب میر نظام علی خان بہادر
کو ریاست سے علیحدہ کرکے منصب اوڑائے - چنانچہ مبلغ ۸ لاکھ روپیہ سپاہ کی تنخواہ اپنے پاس سے ادا کرکے اونکو

عمدۃ الملک کی فوج مین شامل کرلیا۔ اور بندگان حضرت (میر نظام علی خان بہادر) کے لشکر کو متفرق کرنے لگا
آخر یہان تک نوبت پہونچی کہ بندگان حضرت کے ساتھ بجز رفقائے قدیم و جان نثار کے کوئی نہ رہا۔ حالانکہ
یہ سب کچھ ہوا مگر بندگان حضرت نے اسطرف مطلق خیال نہ کیا۔ اب حیدر جنگ نے یہ تجویز کی کہ کسیطرح آپ کو قلعہ گولکنڈہ
مین نظر بند کر دیا جائے۔ چنانچہ اس ارادہ کی تکمیل کے لئے صلابت جنگ بہادر سے عرض کی کہ میر نظام علی خان بہادر
کو حیدر آباد کے صوبہ داری پر روانہ کر دیا جائے۔ صلابت جنگ بہادر نے بھی منظور کر لیا۔ اور میر نظام علیخان
بہادر حیدر آباد جانے پر راضی ہو گئے۔ اس اثنا مین حیدر جنگ و عمدۃ الملک نے صمصام الدولہ سے قلعہ دولت آباد
کے سیر کی اجازت لیکر قلعہ کو روانہ ہوئے۔ اور بسالت جنگ کو کہلا بھیجا کہ آپ میر محمد حسین خان اور صمصام الدولہ کو
لیکر کسی باغ کے سیر کو جائیے۔ ادہر ہم قلعہ پر قبضہ کر لیتے ہین۔ اور قبضہ کے شناخت کے لئے ایک توپ سر
کیجائے گی۔ آپ اوس کے آواز کو سنتے ہی ان دونون کو قید کر لیجئے۔ بسالت جنگ نے اس امر سے اتفاق
کیا۔ ۲۶ رجب سنہ ۱۱۷۱ھ کو بعد نماز عصر صلابت جنگ اور بسالت جنگ رابعہ دورانی کے مقبرہ کو گئے۔ اور فاتحہ
سے فارغ ہو کر اوس کے چھت پر رونق افروز ہوئے۔ صمصام الدولہ اور میر محمد حسین خان امین الدولہ منصور جنگ
بھی ہمراہ تھے۔ اودہر عمدۃ الملک نے حسب وعدہ قلعہ پر قبضہ کر کے توپ سر کیا۔ یہان صمصام الدولہ اور میر محمد حسین خان
قید کر لئے گئے۔ صمصام الدولہ کا ایک چھوٹا بیٹا جو ہمراہ تھا وہ بھی گرفتار ہوا۔ اس کے بعد میر عبد السلام خان
اور میر عبد النبی خان پسران صمصام الدولہ کو گھر سے طلب کر کے باپ کے ساتھ ایک خیمہ مین نظر بند کیا گیا۔ اور
ہر دو سید مظلوم کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ اور اون کے متعلقین سے جبراً لاکھون روپیہ وصول کیا گیا
اکثر اعزا و متصدی و پیشکار بعلت محاسبہ قید ہوئے۔ جب یہ خبر میر نظام علیخان بہادر کو ہوئی تو آپ نے سخت
افسوس فرمایا۔ اور اپنے رفقا کو طلب کر کے حیدر جنگ کے قتل کا مشورہ کیا۔ اور کہا کہ اگر اس کا تدارک
نکیا جائے تو آئندہ ریاست کی سنبھال دشوار ہو گی۔ سبھون نے آپکی رائے سے اتفاق کیا۔ اب ۳ رمضان
سنہ ۱۱۷۱ھ روز پنجشنبہ کو آپنے ایک شقہ اپنے دستخط خاص سے حیدر جنگ کو روانہ کیا۔ جس مین لکھا تہا کہ مین کل

حیدرآباد جانیوالا ہون۔ معلوم ہنین کہ وہان کسقدر مدت تک رہنا ہوگا۔ چند ضروری امور جو ریاست کے متعلق ہین وہ تم سے بالمشافہ کہنے کے ہین۔ تھوڑے دیر کے لئے یہان آؤ"۔ حیدرجنگ کو یہان کے مشورہ کی خبر نہ تھی۔ وہ مختصر جمعیت کے ساتھہ دوپہر کے وقت سوار ہوکر آپکے خیمہ مین آیا۔ پہلے مزاج پرسی ہوئی اسکے بعد آپنے اپنے رفقا کے ہاتہہ یکے بعد دیگرے اوس کے ہاتہہ مین دیکر اس طرح ارشاد فرمایا کہ ان کو مین تمہارے سپرد کرتا ہون۔ تم ان کی نگہداشت کرنا۔ اور میرے غائبانہ مہربانی کی نظر رکھنا۔ ان باتون سے حیدرجنگ اور بھی پھولا۔ اب آپ وہان سے تجدید وضو کی غرض سے دوسرے خیمہ مین آئے۔ پھر کیا تھا مقام جنگ نے ہاتون کو گردن مین لپیٹ کر شکنجہ بنایا۔ زبردست خان اور شہسوار جنگ نے جدہر لگا سکے بہرا بیب نے شمشیر چلائی۔ حیدرجنگ تیوراکر گرا۔ فوراً روح پرواز کر گئی۔ لاش کو چاندنی مین لپیٹ کر خیمہ کے گوشہ مین ڈالدے۔ محمد غوث خان بہادر کے عرض کرنے سے میر نظام علی خان بہادر پشت خیمہ سے سراچہ چاک کر کے باہر نکلے۔ اور گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ حیدرجنگ کے ہمراہی سپاہ نے جب یہ حالت دیکھی تو آپ پر بندوقون کی باڑ چلائی۔ مگر حافظ حقیقی نے آپ کا ایک بال تک بیکا ہونے نہ دیا۔ آپ ایک ٹیکڑی پہ پہونچے۔ رفقائے جان نثار بھی حاضر ہوئے۔ اور دشمنون کے طرف دوبان ایسے چلائے کہ بہاگڑ مچگئی۔ خواجہ نعمت اللہ خان نے بسالت جنگ و صلابت جنگ بہادر کو الٹا سمجھا کر فرانسیسون کے لشکر مین لے گیا۔ میر نظام علیخان بہادر نے رام چندر راؤ کو اپنی امداد کے لئے طلب کیا۔ مگر وہ مصلحت وقت کے لحاظ سے خود تو نہ آیا۔ البتہ تین سو سوار آپ کے پاس بھیجدیا۔ عمدۃ الملک نے ابراہیم خان کاردی کو اتگار راستہ روکنے کے لئے حکم دیا۔ ادہر آپ نے وفادار خان کے ذریعہ ابراہیم خان کو اپنے ہمراہی پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ابراہیم خان فرانسیسون کا ساتھ چھوڑ کر معہ توپ خانہ اتشبار آپکے ساتھہ ہو گیا۔ عمدۃ الملک نے دیکھا کہ ابراہیم خان ہاتہہ سے گیا تو اوس کے ہوش اڑ گئے مگر ایک امید نے اوسکو سنبھالا۔ یعنے صلابت جنگ و بسالت جنگ اوس کے لشکر مین موجود تھے۔ اب اوس نے لچھمن ترجمان کو حکم دیا کہ فوراً صمصام الدولہ اور میر محمد حسین خان کا خاتمہ کردے۔ چنانچہ یہ ظالم وہان جاکر اون دونو

سیدون کو بندوق سے ہلاک کیا۔ اور صمصام الدولہ کا چھوٹا بیٹا عبدالنبی خان بھی شہید ہوا۔ عبدالسلام خان
اور عبدالحی خان محفوظ رہے۔ اُدہر میر نظام علی خان بہادر چکل تھانہ پہونچے۔ اور سیدی عبداللہ خان معہ
اپنے حبشی سپاہ کے ملازمت حاصل کی۔ اب یہان سے آپ خاندیس کے طرف روانہ ہوئے۔ ۱۳ رمضان کو
برہانپور آئے۔ عالم آرا بیگم کی بال امرائی مین قیام فرمایا۔ تیغ جنگ بہادر خلف امام جنگ مرحوم نے شرف ملازمت
حاصل کیا۔ محمد انور خان قطب الدولہ اور شیخ شمس الدین و شیخ عبداللہ و حافظ محمد حفیظ اللہ ساکنان برہانپور نے
پیشکش وصول کی۔ میر علی اکبر خان کو برہانپور کی صوبیداری عطا ہوئی۔ اب یہان سے آپ باسم تشریف لیگئے
اسی سال صلابت جنگ۔ بسالت جنگ اور عمدۃ الملک حیدرآباد روانہ ہوئے۔ بالاجی راؤ اور جانوجی بہونسلہ کو لکھا کہ
جس طرح ہوسکے نظام علی خان بہادر کو برار مین داخل ہونے نہ دیا جائے۔ ادہر میر نظام علی خان بہادر نے غلام
سید خان سہراب جنگ کو بالاجی راؤ کے پاس بھیجکر اپنے ساتھ اتفاق کرنے کی تحریک کی۔ اتنے مین گراندیا نے
جانوجی کے اشارہ سے ممالک محروسہ مین شورش مچادی۔ اور رعایا کو اپنی ظلم و زیادتیون سے پریشان کردیا
میر نظام علی خان بہادر نے اوس کی سرکوبی کے لئے باسم سے کوچ کیا۔ راستہ مین اکثر مقامات پر غنیم کے ساتھ مقابلہ
ہوا۔ اور لشکر اسلام کو ہمیشہ کامیابی حاصل رہی۔ الغرض دو ماہ کے عرصہ مین آپ برہانپور داخل ہوئے۔ اور دریائے
تپتی پر خیمون کے نصب کرنیکا حکم دیا یہان پانچروز قیام رہا۔ اس عرصہ مین جنگ کا سامان تیار و درست ہوگیا
اب آپ برہانپور سے روانہ ہوئے۔ اور اسی طرح لڑتے جھگڑتے ناگپور کے طرف چلے۔ گو مرہٹون نے ہر ایک مقام پر
نہایت سختی اور بہادری سے حملہ کیا۔ مگر آپ غنیم کے لشکر کو پسپا کرتے ہوئے۔ آگے بڑھے۔ جب دریائے پورنا پر پہونچے تو
سیدی عنبر خان اور قادر صاحب نے حسب الحکم غنیم پر رات کے وقت دہاوا کیا۔ اکثر غنیم کی فوج مدہواسی کے مارے
دریا مین ڈوب مری۔ گراندیا اور بہونسلہ گھبرا کر بھاگے۔ جانوجی نے دیکھا کہ آپکے سامنے جرات و ہمت کام
نہین دیتی تو بیتاب ونت کے ذریعہ نہایت منت والحاح سے صلح چاہی۔ آپنے مصلحت وقت کے لحاظ سے
صلح کو قبول فرمایا۔ جانوجی نے آپ کی دعوت کی۔ آپ اوس کے خیمہ مین تشریف لیگئے۔ اوس نے بہت سا نقد

نذر گزرانا - اسکے بعد جانوجی نے دیوگڑھ و چاندہ پر حملہ کرنے کی راے دی - اس اثنا مین سہراب جنگ بہادر (جو بالاجی کو مطیع و مسخر کرنے کیلئے گئے ہوئے تھے) فایز المرام پونہ سے واپس آئے - اور بہت سا جواہر و فیلان کوہ پیکر (جو بالاجی نے بھیجا تھا) ملاحظہ مین پیش کیا - قبل ازین جو دیوگڈہ کا ارادہ ہوا تھا وہ سہراب جنگ کے معروضہ پر فسخ کر دیا گیا - اب حیدرآباد کے جانب کوچ ہوا - جب نرمل و ماہور پہونچے تو صف شکن خان مجاہد جنگ (جو وہان کے قلعدار تھے) نے قلعہ کے کنجیان نذر گذرانین اور اطاعت کرلی -

اب کسیقدر حالات صلابت جنگ بہادر کے ملاحظہ کیجئے کہ حیدر جنگ کے مارے جانے کے بعد اونہون نے حیدرآباد کا قصد فرمایا - اور عمدۃ الملک ذوالفقار جنگ (برادر حیدر جنگ) کو سیکاکول و راجبندری کے طرف رخصت کیا جب حیدرآباد پہونچے تو تمام مالی اور ملکی انتظام بسالت جنگ کے تفویض کر کے شوکت جنگ کو خانگی وزارت عطا کی - اور بشیر جنگ کو وزارت دکن مرحمت ہوئی - چندے حیدرآباد مین قیام رہا - اور موسم بارش کے گذرنے پر قلعہ بیدر کا عزم فرمایا - کیونکہ میر مقتدا خان نے بغاوت پر کمر باندہی تھی - چنانچہ بیدر پہونچکر قلعہ کا محاصرہ کیا گیا - ایک ماہ تک یہی حالت رہی - پہر صلح ہوگئی - اور قلعداری اونہین کے نام بحال رکھی گئی - اب یہان سے سیکاکول کے زمینداروں کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے - کیونکہ انند راج زمیندار نے مگر نے انگریزون کی اعانت سے ذوالفقار جنگ کو شکست دی تھی - اور لچھنا و محمد حسین جمعدار (جو صمصام الدولہ اور اون کے اقربا و رفقا کے قاتل تھے -) بھی اس لڑائی مین مارے گئے - ذوالفقار جنگ شکست کھا کر بدحواسی - اور پریشانی کی حالت مین یہان آیا تھا - اور خواجہ رحمت اللہ خان کے ذریعہ نواب صلابت جنگ بہادر کو اپنی امداد و اعانت پر آمادہ کیا تہا - الغرض صلابت جنگ بہادر نے اوس طرف کوچ کیا - جب قلعہ بہونگیر پہونچے تو نقشبندی خان قلعہ دار نے تمرد و سرکشی کی - آپنے اوس کا محاصرہ کر لیا - ایک ماہ کے بعد قلعہ پر قبضہ ہوا - اور سید محمد خان کے بیٹے (جو صلابت جنگ بہادر کے داماد تھے) کو وہ قلعہ تفویض کیا گیا - انہین ایام مین میر عبدالحی خان شمس الدولہ لادر جنگ (خلف صمصام الدولہ) کو قلعہ گولکنڈہ سے رہا کر کے اون کے باپ کا

خطاب صمصام الدولہ صمصام جنگ عطا کیا۔ اور دوسرے بیٹے میر عبد السلام خان کو (جو قلعہ دولت آباد
مین قید تھے) رہا کر کے خطاب و منصب سے سرفرازی بخشی۔ مخبرون نے خبر دی کہ نظام علی خان بہادر حیدرآباد
تشریف لیجارہے ہین۔ یہ خبر سنتے ہی صلابت جنگ بہادر نے زمینداران سیکاکول کے تنبیہ کا ارادہ
فسخ کر کے حیدرآباد کے جانب واپس ہوئے۔ جب سریاپڑ پہونچے تو معلوم ہوا کہ میر نظام علی خان بہادر حیدرآباد
داخل ہو چکے ہین۔ اب یہان سے بسالت جنگ بہادر اپنی فوج و رحمت اللہ و کریم خان کاردی کو ہمراہ لیکر
امتیاز گڈہ روانہ ہوگئے۔ اور صلابت جنگ بہادر اپنے ملازمان خاص کے ساتھ فوراً بلدہ آئے۔ ۱۲ ماہ شوال
روز چہارشنبہ کو میر نظام علی خان بہادر نے صلابت جنگ بہادر کا استقبال کر کے شہر مین لائے۔ صلابت جنگ
نے بھی دیکھا کہ بجز میر نظام علی خان کے امداد کے ریاست کی سنبھال مشکل ہے تو آپنے کل انتظام مالی اور ملکی کو
میر نظام علی خان بہادر کے تفویض کر دیا۔ انہین ایام مین ابراہیم خان کاردی کسی بات پر کشیدہ ہو کر بالاجی
کے پاس چلا گیا۔ اور بالاجی نے ابراہیم خان کی کمک پاکر قلعۂ احمد نگر پر قبضہ کر لیا۔ اور بہادر گڈہ پر بھی یورش
کی جب میر نظام علی خان بہادر کو معلوم ہوا تو آپ صلابت جنگ بہادر کو ساتھ لیکر بالاجی کے مقابلہ کو نکلے
اور بالکنڈہ ہوتے ہوئے اودگیر پہونچے۔ ادہر بالاجی بھی دو لاکھ سوار سے لڑائی کے لئے کوچ کیا۔ قلعۂ
اودگیر کے نواح مین طرفین کا مقابلہ ہوا۔ اسوقت آپکے ہمراہ صرف ۲۰ ہزار سوار کی جمعیت تھی۔ اور باقی تمام جمعیت
و منصبداران سرکار معہ اپنی سپاہ کے بوجہ مسدودی راستہ قلعہ دہارور کے اطراف مین فرودکش تھے۔ پہر بہی
اس قلیل جمعیت نے بالاجی کے ۶۰ ہزار سوار کا مقابلہ کیا۔ ایک جنگ عظیم ہوئی۔ بہت سی سپاہ غنیم کی ماری گئی
گیارہ نشان ابراہیم خان کی فوج کے ہاتھ آئے ادہر بھی کسیقدر سپاہ کام آئی۔ سہراب جنگ نے اس لڑائی مین
کمال بہادری دکھلائی۔ سید غلام خان اور ونیکو پنڈت (جو سرپاراؤ کا بھانجہ تہا) مارے گئے۔ اور غنیم کے
طرف ابراہیم خان کا بھائی اور راکشہ نامی سردار قتل ہوئے۔ الحاصل روزانہ اسیطرح لڑائی کا تار بندھا رہتا تھا
کوئی دن خالی نہ جاتا تھا۔ لیکن ہمیشہ لشکر اسلام کو غلبہ رہتا تھا۔ میر نظام علی خان بہادر نے دہارور کی فوج سے

اپنی یہہ مختصر جمعیت شامل کرنے کے لئے اودگیر سے کوچ فرمایا۔ اور اسیطرح لڑتے جھگڑتے قلعہ اودسہ پہونچے
اس مقام پر پھر ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اور لشکر غنیم نے شکست پائی۔ اب بالاجی متواتر شکستون سے بددل ہوگیا
اور صلح کرنی چاہی۔ اور رفع خیالات کے لئے صلح کے ساتھ چند پرگنہ جات کا بھی مطالبہ کیا۔ صلابت جنگ بہادر
تو راضی ہو گئے۔ لیکن نظام علی خان بہادر نے صلح کو پسند نہ کیا۔ بالآخر ۱۵ر جمادی الآخر کو موضع مانڈوچہ
پلنہ انبہ کے مقام پر یکایک کسنت رائے پیشکار دیوانی کے اسباب کا اونٹ زیادتی بار سے تمام اسباب
گرا دیا۔ شوکت جنگ بہادر (جو لشکر ساقہ کے سردار تھے) نے اسباب کی فراہمی کے لئے کسیقدر توقف کیا
جس سے قلب و جھنڈا ول مین ایک کوس کا فاصلہ واقع ہوا۔ غنیم نے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ اور ۴۰ ہزار سوار
سے فوج ساقہ کو گھیر لیا خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ غنیم کے ایکہزار سوار اور چار سردار مارے گئے۔ اور ادہر قادر صاحب
جلال الدولہ۔ حسن سنور خان۔ غلام نقشبند خان۔ گورنجش (برادر بہالیراؤ) بالکشن پنڈت۔ ملونت راؤ مارے گئے
شوکت جنگ بھی شہید ہوئے۔ فوج ساقہ تمام کام آئی۔ اسکے بعد مرہٹون نے مست ہاتہیون کے سونڈون مین
سیف ومیٹے باندہکر خاصہ کے ہاتہیون کے مقابل چھوڑے اور وہ مست ہاتہی اپنے سونڈون کے بندہے ہوئے
حربون سے حملہ آور ہوئے۔ واقعی یہہ موقعہ نہایت ہی نازک تہا۔ مگر میر نظام علی خان بہادر نے اس بلائے
بلا کی مدافعت کے لئے ترکش سے تیر خالی کرنا شروع کئے۔ ماشاء اللہ آپ ایسے قادر انداز تھے کہ جو تیر
ترکش سے نکلتا۔ فیلبان کے ماتھے پر بیٹھتا۔ یا ہاتہی کے حلقہ چشم مین پیوست ہوتا۔ بہر حال کوئی تیر ایسا نہ تھا
جو خالی جاتا اور خطا کرتا۔ اور جو ہاتھی مقابل آتا۔ زخم کہا کر چیختا چلاتا۔ اپنے ہی لشکر کے جانب واپس جاتا
اس کارروائی سے لشکر غنیم مین بھگدڑ مچگئی۔ اب مرہٹون نے انبوہ کثیر کے ساتہہ حملہ کیا۔ لشکر اسلام نے
بھی اوسکی مدافعت مین کوتاہی نکی۔ اور شام تک خوب گھمسان لڑائی ہوئی۔ ادہر صلابت جنگ بہادر کو
بعض بداندیشون نے مرہٹون سے صلح کرنے کی رائے دی۔ اور اونہون نے بھی سرداران ساقہ کی یاد نہ
خیال کر کے صلح کے لئے راضی ہو گئے۔ جب یہہ خبر نظام علی خان بہادر کو ہوئی تو آپنے صلابت جنگ بہادر

سے عرض کیا کہ اس وقت اگر مرہٹون سے صلح چاہی جائے گی تو وہ اور دلیر ہوجائینگے۔ اور مزید کسیقدر ملک کی بھی خواہش کرین گے۔ مناسب یہہ ہے کہ آپ چندے تامل فرمایئے۔ قلعہ دہارور بہت قریب رہگیا ہے ایک دو کوچ مین اسیطرح لڑتے جھگڑتے وہان پہونچ جاتے ہین جب وہان کی فوج ہم سے مل جائیگی تو پھر غنیم کی یہہ جرأت و دلیری باقی نہین رہیگی۔ اور لامحالہ ہمکو کامیابی نصیب ہوگی۔ لیکن صلابت جنگ بہادر نے آپ کی رائے کے ساتھہ اتفاق نہ کیا۔ اور سہراب جنگ و راجہ پرتاب ونت کو صلح کے لئے بالاجی کے پاس بھیجا۔ وہ تو اس بات کو خدا سے چاہتا تھا۔ خوشی کے مارے بغلین بجانے لگا۔ اور صلح کے ساتھہ چند قلعہ جات و پرگنہ جات کی فہرست بھی بھیجدی۔ صلابت جنگ بہادر نے منظور فرمالیا۔ چنانچہ بالاجی کو ۶۰ لاکھہ کی جاگیر تعلقات خجستہ بنیاد سے مفت دیگئی۔ سوائے اسکے برسول و ستارہ اور نصف صوبہ بیدر و بیجاپور۔ اور قلعہ دولت آباد و قلعہ آسیر بھی حوالے کئے۔ اور جاگیرات خالصہ سرکار اور جاگیرات امرائو منصبدار بھی غنیم کے تنخواہ مین دیدئے گئے۔ اسوقت میر نظام علی خان بہادر نے مقتضائے وقت و مصلحت ملکی کے لحاظ سے خاموشی اختیار فرمائی۔ اور بالاجی نے صلابت جنگ بہادر کا فرمان دکھلا کر دولت آباد۔ آسیر۔ بیجاپور و دیگر کے قلعون پر قبضہ کرلیا۔ ادہر صلابت جنگ بہادر و میر نظام علی خان بہادر حیدرآباد کے جانب کوچ فرمائے اثنای راہ مین بعض مغویون کے بہکانے سے صلابت جنگ بہادر نے میر نظام علی خان بہادر کو الیور و احمدنگر کے طرف رخصت کیا۔ اور خود حیدرآباد داخل ہوئے۔ اس اثناء مین بالاجی نے بسواسراؤ اور بہاؤ کو لشکر کثیر اور توپخانہ آتشبار کے ساتھہ ہندوستان روانہ کیا۔ جسکے واقعات تفصیلی ہندوستان کے حالات مین ہم نے لکھے ہین۔ یہان صلابت جنگ بہادر کو بعض مفسدون نے غیر واقعی سمجھا کر ایک جعلی مہر کندہ کرائی۔ اور حمید الدین خان کو وکیل مطلق بنایا۔ جب یہ خبر میر نظام علی خان بہادر کو ہوئی تو آپ فوراً متواتر کوچ کرکے حیدرآباد سے آگئے اور صلابت جنگ بہادر سے عرض کی کہ آپکے مصاحب و ندیم آپکے اور میرے مابین مخالفت پیدا کرنا چاہتے ہین آپ کو چاہیئے کہ ان گندم نما جوفروشون سے محترز رہین۔ اور ان کی ظاہرداریون پر اعتماد نہ فرمائین۔

اب تک مین نے آپ کے خیال سے درگزر کرتا رہا۔ اور یہ مہر جو آپ کی عنایت کردہ چند روز سے میرے
پاس جو مستعار تھی وہ حاضر ہے۔ مجھے اس کی ضرورت نہین ہے۔ آپ کی محبت و عقیدت کا نگینہ جو میرے
دل پر کندہ ہے وہ کافی ہے۔ الغرض صلابت جنگ بہادر نے اس گفتگو کو سماعت فرما کر بظاہر آپ کی
بہت کچھ دلجوئی فرمائی۔ اور فہمایش کی۔ مگر باطناً اونہین معاندان ریاست کے صلاح پر کاربند رہے اور
بعد رفع جدال باصرار میر نظام علی خان بہادر کو قلعہ الگندل جانے کا حکم دیا۔ میر نظام علی خان بہادر رخصت ہو
الگندل کی جانب روانہ ہوئے چہاؤنی کا زمانہ الگندل مین بخیر و خوبی نہایت مسرت و خوشی سے
بسر کیا۔ اس عرصہ مین جاسوسون نے خبر دی کہ بالاجی کا بھائی رگھناتھ راؤ نواح میدک مین ظلم و ستم کر رہا ہے
میر نظام علی خان بہادر نے اوس کی تنبیہ کا ارادہ فرمایا۔ اور الگندل سے کوچ کیا۔ راستہ مین میر مغل علیخان
بہادر (جو پیشگاہ صلابت جنگ بہادر سے صوبہ داری ناندیر پر مامور ہوئے تھے) معہ اپنی جمعیت کے ملاقی ہوئے
اور بعد مشورہ قرار پایا کہ ابتدا رگھناتھ راؤ کی شورشون اور بے اعتدالی کی سرکوبی کیجاوے۔ بعد ازان
دوسرے معاملات مین قدم رکھا جاوے۔ چنانچہ بعد طے منازل قلعہ میدک پہونچے۔ رگھناتھ راؤ بھی مقابلہ
پر آیا۔ اتنے مین خبر آئی کہ بھاؤ اور بسواس راؤ اور ابراہیم خان گاردی جو ہندوستان کے تسخیر کے لئے گئے تھے معہ
اپنی فوج کے درانیون کے ہاتھ ہلاک ہوئے۔ اور اوس مین سے ایک بھی باقی نہ بچا۔ تمام لقمۂ اجل ہوگئے۔ اس
وحشت افزا خبر کے سنتے ہی رگھناتھ راؤ بہت پریشان ہوا۔ ہوش و حواس جاتے رہے عقل گم ہوگئی۔ لڑائی کو
بھولا۔ صلح کا پیام بھیجا۔ آپ نے بھی مصلحت وقت کے لحاظ سے منظور فرمایا اسی اثنا مین خبر آئی کہ میر مستقدا خان قلعہ دار
بیدر نے فساد و فتنہ برپا کیا ہے۔ اب آپ بیدر روانہ ہوئے۔ قلعہ کا محاصرہ کیا گیا۔ چندروز کے بعد قلعہ پر
قبضہ اور قلعہ دار گرفتار ہوگیا۔ آپ نے سیادت خان کو قلعہ تفویض کیا۔ اور خود حیدرآباد پہونچے۔ گوشہ محل کے
مکان مین قیام فرمایا۔ ان دنون صلابت جنگ بہادر بلدہ مین موجود نہ تھے۔ بلکہ بعض ارکان دولت کے صلاح
سے اناگوندی گئے ہوئے تھے۔ یہان کا انتظام بہادر دل خان کے سپرد تھا۔ چنانچہ بہادر دل خان نے حاضر

ہو کر نذر گذرانی - اس اثناء مین صلابت جنگ بہادر گلبرگہ گئے - اب میر نظام علی خان بہادر بھی حیدرآباد سے
نکل کر گلبرگہ پہونچے - یہان سے ملاقات کی حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رح کی زیارت فرمائی - اس کے بعد
چہاونی کی غرض سے بیدر آئے - فوج و منصبداران شاہی کو دہلی جانے کی اجازت دی گئی - محمد صفدر خان بہادر
خلف شیر جنگ حیدر یار خان کو منصب چار ہزاری اور خطاب غیور جنگ اشجع الدولہ عطا ہوا - اسی زمانہ مین بالاجی فوت
ہوا - اور اوسکا چہوٹا بیٹا مادہو راؤ (جو ابہی صغیر السن تہا) ریاست پر بیٹہا - ملک کا انتظام بالاجی کے بہائی رگہناتہہ راؤ
کے تفویض ہوا - اور یہی تمام ریاست کے سیاہ و سپید کا مالک ہوگیا - سنہ ۱۱۷۵ھ مین رگہناتہہ راؤ نے خجستہ بنیاد پہونچ کر
لوٹ مار مچادی - اور میر نظام علی خان بہادر کو خبر ہوتے ہی اوس کے سر پر پہونچے - سنا و گڈہ کے میدان مین مقابلہ
ہوا - غنیم شکست پاکر بہاگا - آپ اوس کے تعاقب مین قصبہ ٹوکہ گئے - یہان غنیم کے مکانات عالیشان کو مسمار کیا - آپ
یہان سے قلعہ احمد نگر روانہ ہوئے - نواح جارگڈہ مین راجہ بہادر اور سیف الدولہ - جانوجی نبالکر نے غنیم کا مقابلہ
کیا - اور غنیم یہان بہی شکست کہا کر فرار ہوا لشکر اسلام بہی تعاقب کنان گہوڑ ندی کے کنارے پہونچا - اس عرصہ مین
راجہ چندر و نظم عنبیان بہادر بعض بدمعاشون کے اغوا سے غنیم کے لشکر مین چلے گئے - مگر آپ نے اون کے جانے کی
پروانہ کی - اور اوسی دلیری و بہادری سے پونہ کے قریب پہونچے - اب پونہ صرف ۲ کوس باقی رہگیا تہا - بالاجی نے
گہبرا کر صلح کی درخواست کی جانوجی اور سلطان جی نبالکر کے ذریعہ ۲ جمادی الثانی ۱۱۷۷ھ کو تمام شرائط صلح کے
طے ہوئے - مرہٹون نے ۲۰ لاکہہ کا ملک کچہہ صوبہ خجستہ بنیاد سے اور کچہہ صوبہ بیدر سے اس صلح کے عوض مین حوالے
کیا - صلح کے بعد میر نظام علی خان بہادر یہان سے کوچ کر کے راجہ چندر کے پنچ محلہ کو پامال کرتے ہوئے ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۵ھ
کو داخل بیدر ہوئے - چند روز کے بعد تمام ارکان دولت کو طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ آجکل صلابت جنگ بہادر
انتظام ریاست کے جانب سے مطلق توجہ نہین فرماتے ہین اور اکثر بدخواہ ریاست اون کے ہمنشین ہوگئے ہین جس سے
سلطنت مین طرح طرح کے رخنے پیدا ہو رہے ہین - اور رعایا تکلیف و مصیبت اوٹہا رہی ہے - اس لئے مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ چند روز کے لئے صلابت جنگ بہادر کو گوشہ نشین کر دیا جائے - ہر ایک نے بالاتفاق رضامندی

ظاہر کی۔ اور حسب الحکم تعمیل کو آمادہ ہوئے۔ چنانچہ ۱۴ ذی حجہ ۱۱۷۴ھ کو صلابت جنگ بہادر قلعہ بیدر مین خانہ نشین کر دیئے گئے اور بعد سال ۳ ماہ ۶ روز کی گوشہ نشینی کے بعد ۲۰ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ بروز پنجشنبہ کو ۴۸ سال کی عمر مین صلابت جنگ نے انتقال کیا مدت حکومت ۱۱ سال ہے۔ انکا مزار بمقام بیدر حضرت شیخ المشائخ شاہ شمس الدین صاحب ملتانی قدس سرہٗ کے جوار رحمت مین ہے۔ میر اولاد محمد ذکا نے رحلت کی تاریخ اسطرح لکھی ہے

خدیو دکن روح والاے او رقم کرد تاریخ فوتش ذکا		بہ پرواز از دام محنت شدہ امیر الممالک بجنت شدہ	

آپ اعتقاد درجہ کے رحمدل اور مستقل مزاج تھے۔ آپ کو کوئی اولاد نہین ہوئی۔ مگر ایک صاحبزادی (جنکا ازدواج صولت جنگ بہادر خلف الصدق محمد علی خان منصبدار سے ہوا تھا) اور دو صاحبزادے سراج الدولہ و نصیر الدولہ تھے جنکے کیفیت سراج الدولہ کو ایک صاحبزادی تھی جنکا عقد میر مراد علی خلف نام آور جنگ بن ہمایون جاہ سے ہوا۔ باقی دونون صاحبزادون کے اولاد کی معلوم نہوئی۔

گل دوم

نواب میر نظام علی خان بہادر اسد جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ ثانی

آپ حضرت مغفرت مآب کے چوتھے صاحبزادے تھے۔ غرہ شوال ۱۱۴۶ھ کو پیدا ہوئے۔ انکا اصلی نام میر نظام علی ہے۔ بقول شاہ تجلی علی صاحب ثروت آپ کا نام نامی حفیظ الدین احمد ہے طلوع آفتاب از صبح دولت سعید بخت سے تولد کا سنہ نکلتا ہے۔ حضرت مغفرت مآب کے حین حیات آپ اسد جنگ بہادر کے خطاب سے ممتاز ہوئے تھے۔ بچپن ہی سے آثار رشد و فراست چہرہ سے ظاہر تھے۔ اور زمانہ صغرسنی سے ہی نجیب الدولہ

کے ہمراہ اکثر دفعہ مرہٹون کی تادیب وتنبیہ فرمائی تھی۔ حضرت مغفرت مآب کے انتقال کے وقت آپکا سن ۱۵
سال کا تھا۔ کچھ زمانہ برادر بزرگ ناصر جنگ شہید کے ساتھ گذرا۔ بعد ازان بعہد صلابت جنگ بہادر سنہ ۱۱۶۹ھ مین
صوبہ داری برار پر مامور ہوئے۔ سنہ ۱۱۷۱ھ مین صلابت جنگ بہادر نے آصف جاہ ثانی کا خطاب عطا کر کے اپنا
ولیعہد فرمایا۔ متعدد بار آپنے مرہٹون کا مقابلہ کیا اور اون کو ہمیشہ شکست دی۔ حیدر جنگ کے فتنہ پردازیون کا وہ
تصفیہ کیا۔ جو ناظرین اس کے قبل ملاحظہ کر چکے ہین۔ جب صلابت جنگ بہادر کی عدم توجہی ریاست کے طرف دیکھی تو
اون کو خانہ نشین کر کے خود زمام سلطنت کو ہاتھہ مین لیا۔ شاہ عالی گہر نے صوبہ داری دکن کا فرمان آپ کے نام
صادر فرمایا۔ سنہ ۱۱۷۵ھ مین آپ تخت نشین ہوئے۔ پرتاب ونت کو دیوان مقرر کیا۔ اس اثناء مین مراد خان صوبہ اورنگ آباد
کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ مادہوراؤ اور رگھناتھہ راؤ مین ناچاقی ہو گئی ہے۔ امراء اور ارکان ریاست کے
دو گروہ ہو گئے ہین۔ اگر اس موقعہ پر مرہٹون کا استیصال کیا جائے تو مناسب ہے۔ اور اودہر مادہو راؤ [illegible]
طرفدارون نے چاہا کہ رگھناتھہ راؤ کو قید کر لین۔ رگھناتھہ راؤ [illegible] صفر سنہ ۱۱۷۶ھ کو پونہ سے بھاگ گیا۔ اس
زمانہ مین مراد خان غنیم کی تسلی وتشفی کے لئے اورنگ آباد ہو[illegible] تھا۔ جب اوس کو معلوم ہوا۔ کہ رگھناتھہ راؤ بھاگ
آیا ہے تو خود بھی بھاگ گیا۔ اور اوسکو دلاسا دیا۔ [illegible] نے جانوجی اور سلطان جی نبالکر کو رگھناتھہ راؤ
کے مدد کے لئے بھیجا۔ جب مادہوراؤ کے طرفدارون نے [illegible] کو کمک پر دیکھا تو مادہوراؤ سے کنارہ کشی
کر کے رگھناتھہ راؤ سے آملے۔ جسکی وجہ سے رگھناتھہ راؤ کے پاس ایک شائستہ فوج جمع ہو گئی۔ اب رگھناتھہ راؤ
جنگ کے ارادہ سے احمد نگر پہونچا۔ مادہوراؤ بھی مقابلہ کو پونہ سے احمد نگر آیا۔ ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۶ھ کو جنگ
ہوئی۔ مادہوراؤ نے شکست کھا کر صلح کر لی۔ اور بعد صلح اپنے چچا رگھناتھہ راؤ کے پاس آگیا۔

صاحب تزک آصفیہ کا قول ہے کہ رگھناتھہ راؤ اور مادہوراؤ مین بوجہ طغیانی دریائے بہیما کوئی جنگ نہین ہوئی
دونون لشکر دریا کے دونون کنارون پر بیکار ایک عرصہ تک پڑے رہے۔ اتنے مین مراد خان ایک رات
جرأت کر کے مادہوراؤ کو اوس کے خیمہ سے گرفتار کر لایا۔ اور ۱۰ جمادی الثانی سنہ ۱۱۷۶ھ کو مراد خان کے ذریعہ

مادہو راؤ اور رگہناتہہ راؤ نے آصف جاہ ثانی سے ملاقات کا فخر حاصل کیا۔ رگہناتہہ راؤ اس کمک واعانت کے معاوضہ مین پچاس لاکہہ کا ملک اور قلعۂ دولت آباد آصف جاہ ثانی کو نذر گذرانا۔ چونکہ یہ کارروائی مراد خان کے ذریعہ ہوئی تھی۔ اس لئے راجہ پرتاپ ونت کے دل مین خلش پیدا ہوئی۔ صلح کو موقوف کرنا چاہا۔ اور آصف جاہ ثانی سے عرض کی کہ رگہناتہہ راؤ کو معطل (پرتاپ ونت نے جانوجی۔ پسر رگھو بہونسلہ مکاسہ دار برار سے رگہناتہہ راؤ کی جگہہ کا وعدہ کیا تہا) کیا جائے۔ جب یہ خبر رگہناتہہ راؤ کو ہوئی تو وہ رات کے وقت مع فوج فرار ہوا۔ ۱۴ ہر شعبان ۱۱۷۶ہجری کو مغل علیخان بھی (جو سابق مین غنیم کے پاس چلے گئے تھے) غنیم کی ناقدردانی سے آزردہ ہوکر واپس آئے۔ ادہر لشکر اسلام نے رگہناتہہ راؤ کا تعاقب کیا۔ اور رگہناتہہ راؤ اورنگ آباد پر آ دہمکا۔ مؤتمن الملک سالار جنگ ناظم اورنگ آباد نے باوجود قلت سپاہ کے مقابلہ کیا۔ چند روز تک لڑائی ہوئی اتنے مین آصف جاہ ثانی کی آمد کی خبر گرم ہوئی۔ رگہناتہہ راؤ ناکام واپس ہوا۔ ۲۶ ہر شعبان ۱۱۷۶ہجری کو آصف جاہ ثانی

بقیہ آپ کا نام درگاہ قلی خان ہے۔ آپ خاندان قلی خان کے بیٹے نور وز قلی خان کے پوتے درگاہ قلی خان کے پڑپوتے ہین۔ ان کے جد اعلی خاندان قلی خان شاہ صفی کے زمانہ مین علی مردان خان کے ساتہہ قندہار مین متعین تھے۔ جب علی مردان خان شاہ صفی کی ناقدردانی سے بددل ہوا تو خاندان قلی خان کو عرضداشت دیکے شاہ جہان کے پاس ہندوستان بہیجا۔ غرہ جمادی الثانی ۱۰۴۸ہجری کو دربار شاہی مین عرضداشت گذرانی۔ ہزار روپیہ انعام و خلعت عطا ہوا۔ ۱۵ ہر رجب ۱۰۴۸ہجری کو علی مردان خان ہندوستان آیا کشمیر کی صوبہ داری سے ممتاز ہوا۔ خاندان قلی خان کو اپنے پاس رکہا۔ جب خاندان قلی کا انتقال ہوا تو اون کا بیٹا درگاہ قلی خان منصب و جاگیر سے سرفراز ہوا۔ علی مردان نے اپنا میر سامان بنایا۔ اور علی مردان کے انتقال پر درگاہ قلی خان بزمرۂ منصبداران شاہزادہ اورنگ زیب کے پاس متعین ہوا۔ اوس کے انتقال پر اوس کا بیٹا نوروز قلی خان قلعہ دار دارور (جو بیجاپور سے توابعات مقرر ہوا۔ اور وہین انتقال کیا۔ اب اوس کا بیٹا خاندان قلی خان منصب و جاگیر سے سرفراز ہوکر اورنگ آباد کا ناظم مقرر ہوا۔ شاہ عالم کے عہد مین سنگمیز اور اوس کے پرگنات کی فوجداری تفویض ہوئی۔ اسکے بعد مغفرت مآب نے اپنے یہان مامور کیا۔ چنانچہ نظام آباد

اورنگ آباد داخل ہوئے۔ رگھناتھ راؤ یہان سے نکل کر برار گیا۔ آصف جاہ ثانی بھی اوسکے تعاقب
مین روانہ ہوئے اوسکو تعاقب کی خبر ہوئی تو وہ وہان سے حیدر آباد کا رخ کیا لشکر اسلام بھی گنگا
تعاقب کرکے پونہ پہونچا۔ اور وہان کے عمارات وغیرہ کو تباہ وتاراج کر ڈالا حتے المقدور اوس کی بربادی
مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ ادہر رگھناتھ راؤ غرہ ذی قعدہ ۱۱۷۶ھ کو حیدر آباد کے نواح مین داخل ہوا
شجاع الدولہ بہادر دل خان اورنگ آبادی ناظم حیدر آباد نے نوازش علیخان بہادر کی اعانت سے قلعہ کو
مستحکم واستوار کیا۔ اس عرصہ مین آصف جاہ ثانی پونہ کو تباہ وغارت کرکے حیدر آباد کے جانب کوچ فرمائے
رگھناتھ راؤ یہان سے بھی بے نیل و مرام واپس ہوا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ رگھناتھ راؤ نے حیدر آباد کا پیچھا
چھوڑا تو آپ نے حیدر آباد کا ارادہ فسخ کرکے [illegible] کے لئے بیدر کی طرف چلے جب وہان [illegible] پہونچے
تو جانوجی نے عرض کیا کہ امسال خجستہ بنیاد مین چھاؤنی کیجائے تو مناسب ہے کیونکہ [illegible] بیدر بھی
بہت قریب ہین۔ آپنے اوسکے معروضہ کو قبول فرمایا۔ [illegible] اور خجستہ بنیاد
کے سمت روانہ ہوئے۔ دریاے گنگا کی طغیانی [illegible] چند روز ٹھہرنا پڑا۔ [illegible] کے دو حصے
کئے گئے۔ ایک حصہ ۲۸ محرم ۱۱۷۷ھ [illegible] پار ہوا [illegible] دوسرا حصہ [illegible] وقت قلیل فوج
کے ساتھہ اوس طرف ٹھہرا رہا۔ جانوجی [illegible] رگھناتھ راؤ سے سازش تھی۔ اس لئے اوس نے اپنے سپاہیون

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۴) بالائی کتل فردا پور کے تعمیر و مرزا [illegible] امی کے اہتمام سے ہوئی ہے ان کا بنیاد گاہ [illegible] ۲۹ رجب ۱۱۲۰ھ کو سنگمیر مین پیدا
ہوا۔ ۱۴ سال کے سن مین مغفرت مآب نے منصب وجاگیر سے سرفراز کیا ۲۰ سال کی عمر مین اکثر خدمات سرکاری تفویض ہوئے۔ ہنگامہ نادر شاہی
مین بڑے بڑے جانفشانیان کین۔ سالار جنگ خطاب پایا ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین بھی اعلے درجہ پر ممتاز رہے۔ صلابت جنگ کے
عہد مین منصب شش ہزاری مؤتمن جنگ خطاب صوبہ داری اورنگ آباد عطا ہوا۔ آصفجاہ ثانی نے ہفت ہزاری منصب ماہی مراتب مؤتمن الملک خطاب سرفراز
کیا۔ اور فرط عنایت سے عماری کو دو جہالر لگانے کا حکم ہوا۔ کچھہ روز [illegible] عمدۃ خاندان کا خطاب ملا ۱۱۷۹ھ مین اورنگ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوئے۔ اور اپنی

کی تنخواہ کے تصفیہ کے بہانے ۳ کوس کے فاصلہ پر چلا گیا۔ رگہناتہ راؤ تو موقع کا طالب تہا۔ ایلغار سے
پرتاب ونت کے سر پر پہونچا۔ اور باوجود قلت سپاہ کے پرتاب ونت نے مقابلہ کیا پہلے دفعہ غلبہ رہا
اس اثنا میں ایک تیر سینہ میں ایسا پیوست ہوا کہ جان شیرین رخصت ہوئی۔ بعض مورخون کا قول ہے کہ
مراد خان کے اشارہ پر ایک سپاہی نے بندوق سے ہلاک کیا۔ اب پرتاب ونت کے مارے جانے سے
تمام فوج پریشان ہوئی۔ اور بہاگ نکلی۔ ادہر آصف جاہ ثانی داخل اورنگ آباد ہوئے پرتاب ونت
کے مارے جانیکی خبر سنکر کمال افسوس فرمایا۔ اتنے مین رگہناتہ راؤ گنگا عبور کر کے خجستہ بنیاد کے گردا گرد
ڈیرے ڈالے۔ مگر بعد مین صلح ہو گئی۔ اس صلح کے بعد مادہوراؤ اور رگہناتہ راؤ بھی موافق ہو گئے۔ اب
مادہوراؤ نے حیدر علی خان کے مقابلہ پر کمر باندہی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ حیدر علی خان۔ میسور کے راجہ کو قید
کر کے اوسکے تمام ملک و مال پر قابض ہو گیا تھا۔ اور اکثر افغانون کے قصبات مثل ساونور۔ بکانور۔ سونڈا
بدنور۔ سرہ۔ ہسکوٹہ وغیرہ پر جبراً قبضہ کر کے فوج کثیر جمع کیا تہا۔ چنانچہ مادہوراؤ نے بسرکردگی گوپال ہری
اور باپوراؤ پٹہر نویس ایک جمعیت شائستہ حیدر علی خان کی تنبیہ کے لئے میسور روانہ کی۔ حیدر علی خان کیطرف
سے میر محمد ... خلف فیض اللہ خان نے مقابلہ کیا۔ مرہٹون کو شکست ہوئی۔ جب مادہوراؤ کو شکست
کی خبر پہونچی تو رگہناتہ راؤ کے ستورہ سے ترنک ماما اور بالو ناایک نارو شنکر کے ماتحت دوسری فوج میسور بھیجی
اور خود بھی اون کے پیچھے چلا۔ ترنک ماما نے حیدر علی کو شکست دی۔ اور اوس کے اکثر قلعون پر قابض ہو گیا
حیدر علی خان سرنگ پٹن پہونچا۔ ۳۰ لاکھ روپیہ نقد کئی لاکہہ کا ملک مادہوراؤ کے حوالہ کر کے صلح کر لی۔ اس کے
بعد مادہوراؤ پونہ واپس آیا۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۵) جاگیر نظام آباد مین قیام کیا۔ اب کچہہ بہائی کے اسباب جمیع موجود تھے۔ کہ ۱۰ جمادی الاول ۱۱۸۷ھ کو مرض سرسام سے انتقال ہوا۔ اور
اورنگ آباد مین دفن کئے گئے۔ آپ کو ایک لڑکی اور دو لڑکے تہے۔ شاعری کا بھی اچھا مذاق تہا۔ یہ شعر آپ کے ہین کہ مین شبہ ایجاد بجائے انشاءِ
جانثار کی رسم کے ہیں ہمہ شان ؛ اسرار ہوت ابداء الوالعشق ؛ درگاہ قیلست خاک پائے ایشان۔ ۱۲ مولف۔

آصف جاہ ثانی نے پرتاب ونت کے مارے جانے سے میر موسیٰ خان کو رکن الدولہ کا خطاب عطا کرکے دیوانی کی خدمت عطا کی۔ مولف حدیقۃ العالم کا قول ہے کہ جب پرتاب ونت مارا گیا تو میر موسیٰ خان حالت بے سر و سامانی میں حیدر یار خان شیر جنگ کے پاس پونہ پہونچے۔ شیر جنگ نے میر موسیٰ خان کا آنا غنیمت سمجھا۔ کیونکہ یہ مقربان حضور سے تھے۔ بعد مشورہ محمد مراد خان کے ذریعہ صلح کی تجویز ٹھری۔ اور آپس مین یہ قرار پایا کہ میر موسیٰ خان۔ خلعت مدار المہامی سے سرفراز ہونے کے بعد شیر جنگ کو پونہ سے طلب کرکے تمام امور ریاست مین دخیل کرین۔ چنانچہ مراد خان شیر جنگ کے اشارہ سے آصف جاہ ثانی کی خدمت مین یہ معروضہ پیش کیا۔ اور بندگان حضرت نے مصلحت وقت کے لحاظ سے قبول فرمایا۔ اور میر موسیٰ خان کو اپنے دست خاص سے چار پارچہ مرصع اور مالائے مروارید عطا فرماکر خلعت دیوانی سے سرفراز کیا۔ جب میر موسیٰ خان نے دیوانی پائی تو حسب وعدہ شیر جنگ کو پونہ سے بلاکر حضور مین باریاب کرایا۔ شیر جنگ پہلے ہی امور ریاست سے ماہر تھے۔ اور اکثر امراء وارکان ریاست سے سابقہ شناسائی بھی تھی۔ چنانچہ اونہون نے آتے ہی اپنا رنگ جما لیا۔ اور امور ریاست مین دخیل ہوگئے رکن الدولہ برائے نام دیوان تھے۔ دیوانی کا دارومدار شیر جنگ پر تھا۔ اب دوسری سنئے کہ آصف جاہ ثانی کے مزاج مین غلام سید خان بہت دخیل تھے جو شیر جنگ کے مخالف تھا اس لئے شیر جنگ نے غلام سید خان کو بہزار ترکیب معین الدولہ کا خطاب حضور سے دلواکر برار کے صوبہ داری پر بھیجدیا اور اپنے واسطے ہر طرح میدان خالی کرلیا۔ انہین ایام مین صلابت جنگ بہادر نے انتقال فرمایا۔ آصف جاہ ثانی بیحد رنجیدہ و ملول ہوئے۔ تین روز تک نوبت کا بجنا موقوف کیا۔ اس کے بعد آپ حیدرآباد آئے۔ ٢٠ محرم ١٢١١ھ کو مراد خان اور اوس کا خالہ زاد بھائی بہت خان قلعہ گولکنڈہ مین محبوس کئے گئے۔ آخر ان دونون نے قید ہی مین جان دی۔ اس اثناء مین خبر آئی کہ بسالت جنگ بہادر نے افاغنہ کرنول کے بہکانے سے بغاوت شروع کی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی آپ اوس طرف روانہ ہوئے۔ جب تک بیدر اپہونچے تو بسالت جنگ نے قلعہ قمر نگر (کرنول) مین پناہ لی۔ آپنے کلمات نصائح کہلا بھیجے۔ رحمت خان قلعہ دار کرنول نے بھی نیک صلاح دی۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ ١٠ ماہ صفر ١٢١١ھ کو

بسالت جنگ بہادر آپ کی خدمت مین حاضر ہو گئے۔ آپنے فرط محبت سے گلے لگایا۔ تمام شوخیون کو معاف کیا۔ اور حسب سابق امتیاز گڈہ کی صوبہ داری بحال رکھی۔ پہر یہان سے آپ محمد علی خان والاجاہ کی تنبیہ کے لیئے ترچنّاپلّی کے جانب متوجہ ہوئے۔ اثناء راہ مین موضع کدری کوٹہ کے مقام پر ایک قبر ایسی نظر آئی کہ جس کے دو تعویذ تھے۔ دریافت کرنے پر وہان کے باشندون نے عرض کیا کہ یہ قبر مہیار و چندر بدن کی ہے الحاصل جب محمد علی خان کو آصف جاہ ثانی کے آمد کی خبر معلوم ہوئی تو وہ ارکاٹ سے چیناپٹن چلا گیا۔ اور سرداران انگریز کی پناہ لی۔ آپنے شیر جنگ کو اوسکے پاس بھیجا۔ شیر جنگ نے اوس کو تسلی و دلاسا دیکر زر تعہد وصول کیا اسکے بعد محمد علی خان حاضر حضور ہوا۔ تحفہ و تحایف گذرانا۔ بندگان حضرت کو جب اس سے فرصت ملی تو وہان سے کوچ کرکے حسن علی خان قطب الدولہ صوبہ دار سیکاکول وراجبندری و ایلور کے تنبیہ کے لئے بجواڑہ کے جانب نہضت افزا ہوئے۔ جب راجبندری پہونچے تو موسیٰ خان بہادر کی وساطت سے قطب الدولہ حاضر حضور ہوا آپنے خلعت فاخرہ عطا کرکے وہان سے کوچ فرمایا۔ اور حیدرآباد رونق افروز ہوئے۔ انہین ایام مین انگریزون نے حیدر علی خان کی سرکوبی کے لئے مسٹر جنرل اسمتہ کے ذریعہ بندگان حضرت سے امداد چاہی۔ چنانچہ سنہ ۱۱۸۱ مین آپ انگریزون کے ہمراہ سرینگ پٹن روانہ ہوئے۔ اور بالاتفاق دریائے کشنا و تنگبہدرہ عبور فرمایا۔ جب یہ خبر حیدر علی خان نے سنی تو [illegible] [illegible] الدین صاحب کو رکن الدولہ کے پاس بھیجا۔ اور بندگان حضرت سے

ابراہیم عادل شاہ فرمانروا سے بیجاپور کے عہد [illegible] مہیار نامی ایک آزادمنش اوس نواح کے ایک مرزبان کی لڑکی چندر بدن پر عاشق تہا۔ ایک دفعہ چندر بدن پرستش کے لئے دیول آئی [illegible] مہیار نے راستہ مین اوس کے قدمون پر گر کر اپنے عشق کا اظہار کیا اور فراق کے صدمے سے جتایا۔ چندر بدن نے بمقتضائے غیرت [illegible] دیا کہ افسوس کہ ابتک تو فراق کے صدمون سے زندہ رہا۔ اس کلمہ کا نکلنا تھا کہ اوس کی روح پرواز کر گئی۔ چندر بدن چلی گئی۔ [illegible] ابراہیم عادل کی سواری آئی۔ اس واقعہ کو سنکر تعجب کیا۔ اور دفن کا حکم دیا۔ غسل و کفن کے بعد تابوت لیچلے تو چندر بدن کے مکان کے سامنے تابوت ٹہر گیا۔ ہرچند اٹہانے کی کوشش کی لیکن ایک

استدعا کی کہ قوم نصارا کی اعانت مین اہل اسلام پر فوج کشی کرنا کسیطرح جائز نہین ہے۔ چونکہ یہہ فدوی آباؤ اجداد سے اس خاندان کا قدیمی ترقیخواہ ہے۔ اگر حکم ہو تو کمر بستہ حاضر ہوتا ہے۔ ادہر مادہو راؤ نے بہی حیدر علی خان کی اعانت وامداد کے لئے بندگان حضرت کو لکہا۔ اور رکن الدولہ بہی ساعی ہوئے۔ مجبوراً بندگان حضرت کو اپنا ارادہ بدلنا پڑا۔ اور انگریزون کی امداد سے ہاتہہ کہینچا۔ جب یہ خبر انگریزون کو ہوئی تو وہ قلعہ بنگلور سے بغیر اطلاع چلے گئے۔ اور راستہ مین حیدر علی خان کا جوگانون اور قلعہ ملا اوسکو تباہ وبرباد کیا۔ الغرض انگریزون کی روانگی کے بعد رکن الدولہ۔ رامچندر راؤ۔ محی الدین صاحب وغیرہ نے حیدر علی خان کے پاس جا کر ایک ماہ تک انگریزون کے مقابلہ کے لئے مشورہ کرتے رہے۔ اسکے بعد انگریزون سے کاویری پٹن کے مقام پر اکثر لڑائیان ہوئین۔ ۵ ار جمادی الاول ۱۱۸۱ھ کو بندگان حضرت ساتہہ گڈہ مین رونق افروز ہوئے۔ اتنے مین حیدر علی خان نے حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کیا۔ رخصت کے وقت آپنے حیدر علی خان کو جیغہ الماس کلغی پر سیاہ سرپیچ مرصع۔ سلک مروارید۔ دہکدہگی مرصع شمشیر قبضہ سنگ یشب مرصع۔ دست بند مرصع۔ یک قبضہ خنجر مرصع۔ ایک انگشتری الماس وپاندان وغیرہ عنایت فرمایا دو روز بعد حیدر علی خان نے آپکی ضیافت کی۔ اکیاون ہزار روپیہ اور ایک ہزار تہلی طلا نذر گذرانی۔ ایک چبوترہ روپیون کا بنوا کر اوسپر آپکو بٹہلایا۔ اور تشریف لیجاتے وقت جواہر کے ہیندخوان۔ اطلس وکمخواب کے تہان۔ دو زنجیر فیل۔ تین ضرب توپ پیش کیا۔ ۱۲ ار جمادی الثانی ۱۱۸۱ھ کو آپ حیدرآباد واپس تشریف لائے حیدر علی خان نے گنٹی ورگ کے زمیندار کو ساتہہ لیکر انبور گڈہ کا محاصرہ کیا سخت لڑائی ہوئی۔ انگریزون نے شکست پائی۔ اب والاجاہ سراج الدولہ نے رکن الدولہ کے پاس مسٹر فنجر کو

بقیہ نوٹ صفحہ (۶۰) قدم آگے نہ بڑہا۔ تمام۔ گاؤن مین شور مچگیا۔ یہ خبر چندر مدن کو بہی ہوئی۔ عشق نے اپنا رنگ دکہایا۔ اوس عاشق کش نے اسلامی طریقہ سے غسل کرکے کلمہ طیب پڑہا۔ اور چادر اوڑہکر سوگئی جب اس میان ہوا تو تابوت بہی آگے بڑہا قبرستان مین لیجا کر تابوت کہولا گیا تو دونون عاشق ومعشوق ہم آغوش پائے گئے۔ علیحدہ کرنیکی کوشش کیگئی۔ مگر وہ دملی کی طرح چسپان بیٹہے سے جدا نہوئے۔ ناچار ایک ہی قبر مین دفن کرکے قبر پر دو تعویذ دونون کے نشان بنادیئے گئے ۱۲ مولف

بہیجکر امداد کی درخواست کی۔ بندگان حضرت نے اپنے پچہلے وعدہ کے لحاظ سے قبول فرمایا۔ اور مسٹر فنچ کو
جبیغہ مرصع عطا ہوا۔ ۸ رمضان ۱۱۸۱ھ کو رکن الدولہ مصالحت و مشورہ کے لئے چینا پٹن گئے اور ۱۲ شوال
۱۱۸۱ھ کو سراج الدولہ اور مسٹر اولی کو ساتہہ لیکر حاضر حضور ہوئے۔ گورنر کے بہیجے ہوئے تحفے۔ (جس مین
صندوقچہ مرصع کار۔ عطردان۔ اعلے قسم کے جواہر۔ سقرلاط۔ مشجر کے طاقے۔ طمنچے۔ بندوق۔ لفافہ دیبہ۔ قلمدان
یک زنجیر فیل وغیرہ) پیش کئے۔ آصفجاہ ثانی نے مسٹر اولی کو جبیغہ اور سرپیچ مرصع۔ مسٹر برٹی کو صرف جبیغہ
عنایت فرمایا۔ گورنر اور دوسرے افسران متعینہ چینا پٹن کے لئے جواہر گرانبہا مرحمت کیا۔ سراج الدولہ کو
یک زنجیر فیل اور پانچ پارچہ کا خلعت و جواہر سرفراز ہوا۔ سراج الدولہ نے رخصت کے وقت فاضل بیگ دکنی
کو رکن الدولہ کی خدمت مین پیش کیا۔ اور اوسکے شجاعت و بہادری کی تعریف کرکے بندگان حضرت کے
ملازمون مین مامور کرنے کی سفارش کی۔ جب سراج الدولہ اور صاحبان انگریز چینا پٹن رخصت ہوئے تو آپ بہی
داخل حیدرآباد ہوئے۔ اس عرصہ مین خبر آئی کہ مادہو راؤ نے رگہناتہہ راؤ کو قید کرکے بلا شرکت غیرے
زمام ریاست کو اپنے ہاتہہ مین لیا ہے۔ اور قلعہ بیدر و حیدرآباد کے چوتہہ کا خواستگار ہے۔ چنانچہ اسکے تصفیہ
کے لئے رکن الدولہ بہادر پونہ گئے۔ اور یہان راجہ رتن چند کالکاداس کو اپنا نائب مقرر کیا۔ واحد علیخان
متوطن بنگالہ کو دیوان خانہ کی داروغگی سپرد کی۔ اور بندگان حضرت نے حمید الدولہ کو ناندیڑ کی صوبہ داری پر
روانہ فرمایا۔ اور گردہاری لعل کو صدارت کی پیشکاری مرحمت کی۔ میر غازی الدین حسین ایلگندل کی ضلعداری پر
مامور ہوئے۔ لچہمن پنڈت کو پیشکاری دیوانی عطا کی۔ ۵ ربیع الثانی ۱۱۸۲ھ کو سکندر جاہ بہادر تولد ہوئے
۱۰ شعبان کو محمد علی (یہ ایک مشہور ڈاکو تہا) کے بہتیجے کو توپ سے اڑا دیا گیا۔ اہنین ایام مین بالاگہاٹ کے عرضی
آئی کہ بلہاری کا زمیندار آمادۂ فساد ہے۔ بندگان عالی نے ابراہیم بیگ و مولنہ المخاطب ضابط جنگ
ظفر الدولہ کو جمعیت کثیر کے ساتہہ اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اودہر بلہاری کے زمیندار کی کمک پر
حیدر علی خان آمادہ ہوا۔ اور محمد علی کمندان کو ظفر الدولہ کے مقابلہ مین گہونسا لقب دیکر معہ فوج شائستہ

بھیجا۔ طرفین سے خوب جنگ ہوئی۔ حیدر علی خان کو غلبہ رہا۔ ظفرالدولہ ناکام واپس ہوئے۔ صفر ۱۱۸۳ھ
مین مہاراج سوائی پرتھی سنگہ خلف مادہو سنگہ کے مرسلہ پیش قیمت تحائف وہدایا پیش ہوئے۔ بندگانحضرت
نے شرف قبولیت بخشا۔ اودہر رکن الدولہ نے پونا مین مادہوراؤ کے پاس اپنا رنگ جمایا۔ اتنے مین جانوجی
بھونسلہ نے بغاوت برپا کی۔ اور مادہوراؤ اوس کی تنبیہ کے لئے نکلا۔ رکن الدولہ بھی ہمراہ ہوگئے۔ دو چار
لڑائیون کے بعد مصالحت ہوگئی۔ ادہر رتن چند نے اکثر جمعدار پیٹہ کو اپنا طرفدار بناکر بندگان حضرت کے
خدمت مین ایک درخواست بدین مضمون پیش کی کہ اگر رکن الدولہ کی جگہہ فدوی کا تقرر فرمایا جائے تو یہہ
فدوی سپاہ کی یک ماہہ تنخواہ تقسیم کردیتا ہے اور دس لاکھ روپیہ نذرانہ داخل کرتا ہے۔ بندگان حضرت نے
اوس کی دلیری پر بہت خشمگین ہوئے۔ اس اثنا مین رکن الدولہ کے واپسی کی خبر آئی۔ ۱۰ ربیع الاول
۱۱۸۳ھ کو خود بندگان حضرت شکار کے قصد سے بیرون شہر رونق افروز ہوئے۔ اور واپسی مین رکن الدولہ
کو خواصی مین بٹھاکر ہمراہ لائے۔ اور رتن چند کا واقعہ بیان فرمایا۔ رکن الدولہ نے دوسرے روز رتن چند
اور اوسکے بیٹے کانچند کو قلعہ محمد نگر مین مقید کیا۔ اور اعظم خان شہربدر کردیا گیا۔ بہرحال جسقدر آدمی اس
کارروائی مین رتن چند کے شریک تھے۔ اون کا قرار واقعی قلع وقمع ہوا۔ جگدیو راؤ مناصب بلند سے ممتاز
ہوا۔ اب رکن الدولہ کے اکثر امور اوسیکے مشورہ وصلاح سے طے ہونے لگے۔ ۲۵ ربیع الاول ۱۱۸۳ھ کو
غادر یار خان۔ محتسبی فرخندہ بنیاد سے سرفراز ہوئے۔ امیر جنگ کو امیرالدولہ کا خطاب چار ہزاری منصب
محمد اسحاق خان کو یک ہزاری منصب علم ونقارہ۔ لودیخان بہادر کو داروغگی کچہری پان سنگہ وغیرہ پنکاری
رسالہ اعتقادالدولہ سے ممتاز کئے گئے۔ اور ابراہیم بیگ خان ضابطہ جنگ کو ۵۰۰ سوار ۲۰۰۰ بار عطا ہوئے
سرکار در محل کہم۔ المگندل۔ تنخواہ جمعیت مین تفویض پائے۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۸۳ھ کو ناصر جنگ شہید کے
صاحبزادی حاجی بیگم کا ازدواج منصور جنگ کے ساتہہ ہوا۔ اسکے بعد بندگان حضرت نے کہرکی کا سفر فرمایا۔
ضابطہ جنگ کو ہمراہی کا حکم ہوا۔ جب آپ وہان پہونچے تو وہان کے زمیندارون اور عاملون کی خوب سرکوبی

کی۔ دو تین ماہ کے بعد بلدہ کو واپس تشریف لائے۔ خواجہ اسلام اللہ خان۔ جمال خان۔ میر غلام حسین خان۔ اتہ
جگدیو کو خطابات و مناصب عطا فرمائے۔ ۲۹۔ ذی قعدہ ۱۱۸۲ھ کو قلعہ ایلگر رونق افروز ہوئے۔ اور راجہ رانچندر
(جو ہمیشہ فساد کرتا تھا) کو قید کرکے قلعہ محمد نگر روانہ کیا۔ وہان سے گلبرگہ تشریف پہونچے۔ روضہ مبارک مین فاتحہ
پڑھی۔ سجادہ صاحب سے ملاقات کی۔ اسنے مین معلوم ہوا کہ رانچندر کی مان قلعہ کلیانی مین آمادہ جنگ ہے تنہا
بندگان حضرت نے کلیانی جاکر کسیقدر جنگ و جدال کے بعد قلعہ پر قبضہ فرمایا۔ رانچندر کی ان نے معافی چاہی
بہالکی جاگیر عطا کی۔ پھر یہان سے نرمل رونق افروز ہوئے۔ سر یار اور زمیندار نرمل کی تنبیہ کرکے نرمل پر عمل دخل
اور رضا اللہ جنگ کو ظفر الدولہ کا خطاب عطا کرکے نرمل حوالہ کیا۔ ظفر الدولہ نے بندگان حضرت کی دعوت کی۔ جواہر
پارچہ ہائے قیمتی۔ یک زنجیر فیل نذر گذرانا۔ آپنے اس حسن خدمت کے صلہ مین ظفر الدولہ کو ۲۰۰۰ ہزار سوار ۲۰۰۰ ہزار
منصب ماہی مراتب سے سرفرازی بخشی۔ ۱۲ ماہ صفر ۱۱۸۴ھ کو وہان سے کوچ کرکے ۱۸ ماہ صفر کو داخل بلدہ حیدرآباد ہوئے
اسمعیل خان کو ایلچپور۔ و برار کی نظامت عطا کی۔ تالاب میر جملہ کے میدان مین (جو اوسوقت لنگر کے قریب خشک تھا)
ہاتھیون کی لڑائی کا تماشا دیکھا۔ غرہ ذی قعدہ کو رکن الدولہ پہ پونہ گئے۔ اور دو ماہ کے بعد واپس آئے۔ ۲۱ ماہ
جمادی الاول ۱۱۸۵ھ کو بندگان حضرت معہ امرا وغیرہ عیدگاہ تشریف لیجاکر نماز استسقا ادا فرمائے کیونکہ عدم بارش سے
رعایا سخت پریشان تھی۔ اوسی سال ۱۰ ماہ جمادی الثانی روز جمعہ کو اس قدر پانی برسا کہ طوفان نوح کا واقعہ یاد
آگیا۔ اور رود موسی اس قدر طغیانی پر آئی کہ شہر کی غربی اور جنوبی فصیل بیخ و بن سے اوکھڑ گئی۔ پانی شہر کے
کے اندر مکانات کی چھت سے بہنے لگا۔ ہزارہا مکانات منہدم ہوگئے۔ رعایا کا سخت نقصان ہوا۔ بندگان حضرت کے حکم سے
رعایا کے کل مکانات و فصیل وغیرہ کی تیاری صرف خاص کے ذریعہ کی گئی۔ ۲۰ ماہ ربیع الثانی کو چار محل کے بارود خانہ
مین آگ لگی۔ اور ایسا مضبوط و مستحکم مکان آن واحد مین ایسا اڑا کہ پھر اوس کا پتا نہ لگا کہ کہان گیا۔ اسی زمانہ مین جلدیو
اور نقشبند خان کو قید کرنے کا حکم دیا۔ ۹ ماہ صفر ۱۱۸۶ھ کو جانوجی بہونسلہ نے انتقال کیا۔ اور مرشد زادہ آفاق جاہ
بہادر کی شادی شجاع الملک کے صاحبزادی سے عمل مین آئی۔ غرہ جمادی الثانی کو شاہ عالم بہادر کا فرمان آیا۔

اس بابین مین مادہو راؤ پنڈت پردہان نوجوان اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ اوس کا چہوٹا بہائی

نارائن راؤ (۱۸) سالہ گدی نشین ہوا رگہناتہہ راؤ (برادر بالاجی) اوسی طرح قید رہا۔ ۲۶ ذی حجہ کو

جشن نوروز منایا گیا۔ سات نایان کو خلعت پیشکاری دیوانی عطا ہوا۔ ۷ صفر ۱۱۸۸ھ کو اوجین مسلمانون نے

قاضی صاحب بلدہ اور مردہ محمد ہاشم کے اتفاق سے بتون پر (جو اوس شبکو دہونڈو رام وکیل پنڈت

پردہان کے بتخانہ سے اٹہے تہے) حملہ کیا۔ اور توڑ ڈالا۔ دہونڈو رام افسردہ ہوکر پونہ جانا چاہا رکن الدولہ نے

اوس کی خاطر سے قاضی بلدہ کو بدلدیا محمد ہاشم کا اخراج کیا۔ ۲۰ صفر نواب سلابت جنگ برادر رکن الدولہ کا

انتقال ہوا۔ بندگان حضرت تعزیت کے لئے رکن الدولہ کے مکان کو تشریف لے گئے۔ اسی اثنا مین ظفر الدولہ نے

بوجہ عداوت دیرینہ اسمعیل خان پنی ناظم ایلچپور کے خلاف رکن الدولہ کو اوس کی سرکوبی کے لئے آمادہ کیا۔ چونکہ

رکن الدولہ ان دونون کی عداوت سے واقف تہے۔ اور اونہین منظور نہ تہا کہ ایسے دو لایق زبردست رکن ریاست

آپس مین کٹ مرین۔ مگر ظفر الدولہ کے خاطر سے جمعیت فاہرہ ایلچپور رکہنے اودہر سے ظفر الدولہ بہی لشکر کثیر

کے ساتہہ ایلچپور آئے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ نارائن راؤ مارا گیا۔ کہتے ہین کہ جب نارائن راؤ گدی نشین ہوا تو

ارکان ریاست پونہ مثلاً بالاجی پنڈت۔ موروبا پنڈت پہڑنولیس ہری پنڈت تاتیا۔ سکارام بابو۔ مادہو راؤ آپا

ترنبک ماما۔ انندراؤ وغیرہ نے نارائن راؤ کی کمسنی کے باعث نظام و سلطنت پر حاوی ہو گئے۔ اور رگہناتہہ راؤ

کو اسیطرح قید رکہا۔ اس عرصہ مین وزارت مآب غازی الدین خان عماد الملک بلکر و سیندہیا کے مشورہ سے مادہو راؤ

کے تعزیت کے لئے پونہ آئے۔ نارائن راؤ نے دو لاکہہ کی جاگیر نواح کالپی مین عماد الملک کے لئے مقرر کردی

اس کے علاوہ دوسری کچہہ آؤبہگت نہ کی۔ جس سے عماد الملک آزردہ ہوئے۔ اور چلتے چلتے رگہناتہہ راؤ سے

ملکر اوسکو ابہارا۔ اب رگہناتہہ راؤ۔ نارائن راؤ کے درپے ہوا۔ شمشیر سنگہہ رسالدار محمد یوسف کاردی رسالدار

عربی جمعدار۔ تلاجی سوار۔ ماناجی نباکر وغیرہ سے سازباز کرکے نارائن راؤ کے گرفتاری کی فکر کی۔ اتفاقاً

۱۳ شعبان سنہ ۱۱۸۷ھ کو نارائن راؤ بتون کی پرستش کرکے محل مین تنہا لیٹا ہوا تہا۔ افسوس ہے کہ ان نمکحرامون نے

حملہ کرکے قتل کر ڈالا - اور رگھناتھ راؤ قید سے رہا ہو کر ایک لاکھ سوار و توپ خانہ آتشبار کیساتھ بندگان حضرت
سے چوتھ لینے کے لئے حیدرآباد کا رخ کیا - جب بندگان حضرت کو معلوم ہوا تو آپ نے رکن الدولہ کو اسمعیل خان
پنی کے مقابلہ سے واپس طلب کیا - اور خود حیدرآباد سے کوچ کرکے بیدر پہونچے - رکن الدولہ بھی موکلہ
مقام پر مل گئے - ۴ رمضان ۱۱۸۸ھ کو رگھناتھ راؤ سے مقابلہ ہوا - ۱۸ روز تک متواتر جنگ ہوتی رہی
بندگان حضرت کو غلبہ رہا - آخر رگھناتھ راؤ نے دہونڈو رام کے ذریعہ صلح کی درخواست کی - رکن الدولہ
کی سفارش سے بندگان حضرت نے صلح کو قبول فرمایا - طرفین سے دعوتین ہوئین - جب آپ رگھناتھ راؤ
کے خیمے مین تشریف لے گئے تو اوس نے پارچہ ہائے قیمتی بیش بہا جواہر - دو راس اسپ - دو زنجیر فیل
بارہ لاکھ کی سند نذر گزرانی اسکے بعد رگھناتھ راؤ حیدر علی خان کے سر پر جا پہنچا - حیدر علی خان نے
مصلحت وقت کے لحاظ سے کئی لاکھ روپیہ دیکر صلح کر لی - اور اوس کے ساتھ ملک سرا اور قلعہ دہارواڑ وغیرہ کا
۳۲ لاکھ سالانہ پر اجارہ چاہا - رگھناتھ راؤ نے اس شرط پر قبول کیا کہ اگر احیاناً کسی وقت کارپردازان پونہ
ہنگامہ آرائی کرین تو کمک نہ کیجائے - چنانچہ بعد عہد موثق ملک مطلوبہ کی سند اجارہ لکھکر حوالہ کی - اور وہان
سے والاجاہ کے ملک کا رخ کیا - بندگان حضرت قلعہ بیدر سے راہی گلبرگہ تشریف ہوئے ۱۷ شوال کو
شاہ عالم بہادر کا فرمان آیا - پھر وہان سے آپ کوچ کرکے دریائے بھیما آئے - شوراپور و گرگانڈہ کے زمیندارون
نے شرف ملازمت حاصل کیا - شجاع الملک بھی ایلچور سے حاضر ہوئے - ۲۵ ذی قعدہ کو جشن شاہانہ مرتب ہوا
شجاع الملک کی دعوت کی گئی - بعد ازان آپ وہان سے نکل کر کوتڑ پہونچے - اس عرصہ مین خبر آئی کہ
رگھناتھ راؤ نے نقض عہد کرکے بیدر پر حملہ کیا - اور بہت سا روپیہ لوٹا - ادہر کارپردازان پونہ نے (جو رگھناتھ راؤ
سے ناراض تھے) ترمک الملک کے ذریعہ ساباجی بھونسلہ کو اپنا موافق بنالیا - اور راجہ رام پنڈت بھکین خان کو
رکن الدولہ کے پاس روانہ کرکے حضور مین استدعا کی کہ رگھناتھ راؤ کے ظلم و زیادتی کی انتہا نہین رہی
اگر حضور ارادہ فرمائین تو ہم بھی ہر طرح حضور کے ساتھ ہین - بندگان حضرت نے رگھناتھ راؤ کے

سرکوبی کا ارادہ فرمایا۔ اور محلات مبارک کو حیدرآباد روانہ کرکے رگھناتھہ راؤ کے جانب متوجہ ہوئے
اتنے مین ترامک پسر ملہار راؤ اور ساباجی بھونسلہ ناندیڑ کے مقام پر آپ کے لشکر سے آملے اندنون رگھناتھہ راؤ
دریائے گنگا پر ٹھیرا ہوا تھا۔ جب آپ کی آمد سنی تو گھبرایا۔ اور فرار پر کمر باندھی۔ آپنے بھی تعاقب کیا۔ ۱۲ محرم
سنہ ۱۱۸۰ھ کو چاندگہن تھا۔ رگھناتھہ راؤ ایک جانب مشغول پرستش تھا۔ ترامک نے مختصر جمعیت سے اوس پر حملہ کیا اور
زخمی ہوکر گرفتار ہوگیا۔ تیسرے روز عدم آباد کا راستہ لیا۔ بندگان حضرت نے ترامک کے فوج پر ہری پنت
پھڑکیا کو افسر مقرر کیا۔ انھین ایام مین ذوالفقار الدولہ مہابت جنگ خلف شجاعۃ الملک اودہونی سے بندگانحضرت
کے ملازمت کو آرہے تھے۔ راستہ مین رگھناتھہ راؤ نے حملہ کرکے اون کو گرفتار کرلیا۔ جب یہ خبر بندگانحضرت
کو پہونچی تو سخت ملول ہوئے۔ اور رگھناتھہ راؤ کے تعاقب مین چلے۔ پرینڈہ۔ کرملہ ہوتے ہوئے احمدنگر پہونچے
اودہر رگھناتھہ راؤ اورنگ آباد گیا۔ اور منیر الملک ناظم اورنگ آباد سے مبلغ کثیر کا خواہان ہوا۔ اتنے مین بندگانحضرت
نے اورنگ آباد کا قصد فرمایا۔ رگھناتھہ راؤ نے سنا تو چلتا بنا۔ اور برہانپور داخل ہوا۔ اس عرصہ مین یہ کیفیت پیش
آئی کہ نارائن راؤ کی زوجہ جو حاملہ تھی۔ اوسکو لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جسکا نام سوائی نارائن راؤ رکھا گیا۔ آپنے پیشوائے
اوسکو اپنا پسر خواندہ فرمایا۔ اور ارکان پونہ کے مشورہ سے گدی پر بٹھایا۔ اور تقریباً ۳ ہزار کی جمعیت رگھناتھہ راؤ
سے عدول ہوکر لشکر شاہی مین شامل ہوئی۔ اور مودہاجی بھونسلہ (جو اپنے بھائی ساباجی کے مخالفت سے رگھناتھہ راؤ کا
رفیق ہوگیا تھا) ترک رفاقت کرکے اپنے ملک چاندہ کے جانب راہی ہوا۔ اب رگھناتھہ راؤ کے ہمراہ صرف
محمد یوسف گارڈی و شمشیر سنگہ ہزاری اور تھوڑی سی جمعیت رہ گئی۔ چنانچہ اس حال پریشان کے ساتھہ رگھناتھہ راؤ
برہانپور سے ہندوستان بھاگا۔ بندگانحضرت بھی تعاقب کنان برہانپور پہونچے۔ اور بعد مشورہ ہری پنت پھڑکے کے
فوج بسرکردگی بلونت راؤ و باتفاق ظفر الدولہ رگھناتھہ راؤ کے تعاقب مین روانہ کرکے ساباجی کی فوج اوس کے
دیوان بھوانی کالو کے ہمراہ مودہاجی کے تلاش مین بھیجی گئی۔ چند روز آپنے برہانپور مین قیام فرمایا۔ بعد ازان
مخبرون نے خبر دی کہ رگھناتھہ راؤ ہلکر و سندھیا کی پناہ مین ہے۔ بلونت راؤ دریائے نربدا کے اسطرف اور

ظفرالدولہ دریا کے اوس طرف ٹھہرے ہوئے ہین۔ بھوانی کالو۔ مودہاجی کے لشکر کے قریب ہوگیا ہے۔ آپ
یہ خبر سنکر برہانپور سے نکلے اور خجستہ بنیاد داخل ہوئے۔ اتنے مین مہابت جنگ۔ رگہناتہ راؤ کے نظربندی سے
رہا ہوکر آئے۔ اس اثنا مین معلوم ہوا کہ محمد یوسف لشکریان پونہ کے ہاتہہ گرفتار ہوگیا۔ اور سباجی۔ مودہاجی
مقابلہ مین مارا گیا۔ اور رگہناتہہ راؤ۔ ہلکر و سندہیا کے مدد سے فوج کثیر کے ساتہہ صوبۂ خاندیس پہونچا ہے
۱۵ ماہ شوال کو سکہارام و نانا پہڑنویس حاضر ہوئے۔ مادہوراؤ نے بہی شرف ملازمت حاصل کیا۔ ۴ ماہ ذی قعدہ
کو سکہارام و نانا پہڑنویس۔ رگہناتہہ راؤ کی تنبیہ پر مامور ہوئے۔ ۲۹ ماہ ذی حجہ کو عمدہ بیگم صاحبہ نے انتقال کیا
اور سکہارام و نانا نے ہلکر و سندہیا کو رگہناتہہ راؤ کے خلاف کر دیا۔ اب رگہناتہ راؤ گہبرا کر انگریزون کے
پاس بندر سورت چلا گیا۔ ۶ ماہ صفر سنہ ۱۱۸۹ھ کو فیضو کارڈی نے کٹار سے رکن الدولہ بہادر کا کام تمام کیا۔ بندگانحضرت
نے شرف الدولہ کے مکان پر تشریف لیجاکر تشفی و تسلی دی۔ ۴ ماہ ربیع الاول کو مودہاجی بہونسلہ اور رگہوجی
بہونسلہ۔ ظفرالدولہ کے استصواب سے حاضر حضور ہوئے۔ سرپیچ مرصع۔ خلعت و جواہر سے سرفراز ہوا۔ دوسرے روز برار و ایلچپور
کی صوبہ داری عالیجاہ بہادر کے نام عطا ہوئی۔ اسمٰعیل خان پنی کو حکم ہوا۔ کہ ایلچپور حوالہ کرے۔ مگر اوس نے تعمیل نہ کی
جنگ پر آمادہ ہوا۔ ظفرالدولہ نے حسب الحکم مقابلہ کیا۔ اسمٰعیل خان پنی مارا گیا۔ اس کارنمایان کے صلہ مین بندگانحضرت
نے ظفرالدولہ کو یک قبضہ شمشیر با علّی بند و منصب ہفت ہزاری۔ پنجہزار سوار و خطاب مبارز الملک مرحمت فرمایا۔ اسی
اثنا مین حمید یار خان منیر الملک نے وفات پائی۔ اسکے بعد بندگان حضرت خجستہ بنیاد آئے۔ اور کاغذ واڑے
مین تشریف لیجاکر کاغذسازون کو حکم دیا کہ ایک کاغذ ایسا تیار کرین کہ جس کا طول ایک گز دو گرہ اور عرض
سترہ گرہ۔ خوش قلم و مہرہ دار ہو۔ تیار کر کے اوس کا نام نظام علی خانی رکہین۔ بیس اشرفی بہی جیب خاص سے
کاغذسازون کو مرحمت ہوئے۔ پہر وہان سے قلعہ دولت آباد کی سیر فرمائی۔ سانگڑے سلطان قدس سرہ کی
زیارت کی۔ اور نوادرات فرنگ سے گہڑیال و بنگلہ و صندوق راگمالہ۔ دو لاکہہ روپیہ کے خرید فرمائے۔ انہین ایام
مین کاغذات گذاشت گانڈاپور۔ جالنہ۔ مونگی پیٹن۔ دولت آباد محاصلی ۲۵ لاکہہ روپیہ (جو رگہناتہ راؤ کی تنبیہ کی

اعانت مین قرار پایا تھا) مرسلہ سکھارام نظر انور سے گذرا۔ اور مورو پنڈت پھڑنویس و بالاجی پنڈت مین
اس قدر مخالفت نے ترقی کی کہ بالاجی نے مورو پنڈت کو قید کر دیا۔ اسکے بعد ہلکر و سندھیا کو موافق
کرکے رگھناتھ راؤ کی تنبیہ کے لئے انگریزون سے جنگ کی ٹھہرائی۔ انگریزون نے بھی رگھناتھ راؤ
کی کمک پر مقابلہ کیا۔ دو چار لڑائیان ہوئین۔ انگریز فتحیاب رہے۔ ا۔ قلعہ ساشٹی کو مرہٹون سے لیا۔ اسکے بعد
بالاجی پنڈت اور رگھناتھ راؤ دونون نے ملکر گورنر کلکتہ کے پاس استغاثہ پیش کیا۔ اور ہر ایک نے اپنے
اپنے حقوق پر زور دیا۔ کلکتہ سے ایک صاحب بہادر آئے۔ اور بعد دریافت و تحقیقات سوائی مادہو راؤ کے
طرف فیصلہ کیا۔ رگھناتھ راؤ یہہ خبر سنکر ہولکر و سندھیا سے استعانت چاہی۔ ان دونون نے کمک کا
وعدہ کیا۔ اب رگھناتھ راؤ ہلکر و سندھیا کی تحریر گورنر کے پاس پیش کرکے اعانت چاہی۔ چنانچہ انگریزون نے
پھر رگھناتھ راؤ کے طرف سے مرہٹون کے ساتھہ ہنگامہ کارزار گرم کیا۔ ہلکر و سندھیا نے رگھناتھ راؤ سے
جو امداد کا وعدہ کیا تھا۔ اوسکو ایفا نہ کیا۔ الحاصل اس دفعہ مرہٹے کامیاب رہے۔ اور سندھیا نے انگریزون
سے رگھناتھ راؤ کو لے لیا۔ اور اپنے پاس نظربند رکھا۔ انگریزون نے شکست پاکر قلعہ ساشٹی و بندر سورت
کی گذاشت لکھدی۔ اور ہر سندھیا نے بالاجی پنڈت سے کالپی کی سند رگھناتھ راؤ کے لئے سوائی
مادہو راؤ کے مہر سے لکھوائی۔ اور رگھناتھ راؤ کو ہزار سوار کے ساتھہ کالپی کو بھیجا۔ لیکن چند روز کے بعد
رگھناتھ راؤ کالپی سے بھاگکر پھر انگریزون کے پاس چلا گیا۔ سندھیا نے ہر چند مطالبہ کیا مگر انگریزون نے
رگھناتھ کو ندیا۔ اور مرہٹون پر حملہ کر دیا۔ پہلے گجرات پر قبضہ کیا۔ پھر پونہ کے طرف چلے۔ بالاجی گھبرایا۔ سوائی
مادہو راؤ کو معہ جواہر و خزانہ قلعہ پرینڈہ بھیجا۔ اور پونہ کو خالی کرکے آگ لگانے کی فکر کی۔ اس اثناء مین حیدر علیخان
کے فساد کی وجہ سے انگریزون کو اوس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اسلئے جو فوج کہ پونہ کی بربادی کیلئے
بھیجی گئی تھی۔ طلب کرلی گئی۔ جس سے پونہ تباہی سے بچا۔ اور بالاجی کے جسم مین جان آئی۔ اسکے بعد بالاجی نے
انگریزون سے صلح کرلی۔ اور رگھناتھ راؤ کو انگریزون سے لیکر اپنی حفاظت مین رکھا۔ افسوس ہے کہ چند روز

کے بعد رگھناتھ راؤ نے انتقال کیا۔ اور سوائی مادھوراؤ کی ریاست کا کانٹا نکل گیا۔ اب بندگان حضرت کے
حالات ملاحظہ کیجئے کہ آپ ۲ شوال ۱۱۸۹ھ کو خجستہ بنیاد سے حیدرآباد کی طرف نہضت فرما ہوئے۔ اور تمام ممالک
محروسہ کی سیر فرمائی۔ میر جملہ بہادر نصیر جنگ کو عظیم الدولہ کا خطاب اور بیدر کی صوبہ داری عطا ہوئی۔ مدر النساء بیگم
کی شادی مہابت جنگ ذوالفقار الدولہ سے بکمال تزک و احتشام عمل میں آئی۔ انہیں ایام میں غلام سید خان
قلعہ دار اوسہ حاضر حضور ہوئے۔ اور اکثر امور ریاست میں دخل حاصل کیا۔ جب اس کی خبر مبارز الملک کو ہوئی تو
مصلحت وقت کے لحاظ سے اونھوں نے اسکو نامناسب تصور کیا۔ اور بندگان حضرت کو لکھا کہ اگر حضور اپنے
خدمت سے غلام سید خان کو علیحدہ کر کے اوسہ بھیجدین تو یہ فدوی حاضر ہوتا ہے چونکہ بندگان حضرت کو مبارز الملک
کی خاطر منظور تھی۔ اس لئے غلام سید خان کو اوسہ روانہ کر کے آپ کو طلب کیا۔ اور خود ۱۰ ذی حجہ کو حیدر علی خان
کی تنبیہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ کیونکہ حیدر علی خان نے شجاع الملک کے تعلقات میں دست درازی کی تھی
راستہ میں مبارز الملک نے شرف ملازمت حاصل کیا۔ بندگان عالی نے اونکو آگے جا کر حیدر علیخان کے نواح کو تاراج
کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ مبارز الملک نے قصبۂ دون نمیرک۔ کنجی کوٹہ۔ پرگنہ ورگ وغیرہ کو تباہ و برباد کیا۔ حیدر علیخان
کو معلوم ہوا تو وہ مقابلہ کے لئے نکلا۔ اتنے میں شجاع الملک نے مبارز الملک کو ادھونی طلب کر لیا۔ اور حیدر علیخان
گتی کے مقام پر ٹھہر رہا۔ اتنے میں بندگان حضرت نے مبارز الملک کو واپسی کا حکم دیا۔ اور آپ تیغ جنگ و امیر الدولہ
بہادر کو خواصی میں بٹھا کر حیدرآباد داخل ہوئے۔ ۲۴ شعبان کو بڑی بیگم صاحبہ نے اسقاط حمل سے انتقال کیا
سید دلاور علی خان کو انتظام جنگ اور سیف جنگ کو شمس الدولہ کے خطابات و مناصب عطا ہوئے۔ ۱۷ ذی حجہ
۱۱۹۰ھ کو حیدر علی خان کی تادیب کے لئے بندگان حضرت نے مکرر ارادہ فرمایا تھا۔ اس اثناء میں معلوم ہوا کہ
حیدر علی خان آجکل انگریزوں سے لڑنے پر مستعد ہے اس خبر کے سننے سے آپنے اپنے ارادہ کو فسخ فرمایا
۲۳ رجب کو نقشبندی بیگم صاحبہ کی شادی ذوالفقار الدولہ مہابت جنگ سے ہوئی۔ منصور جنگ کو قمر الدولہ کا
خطاب عطا ہوا۔ وقار الدولہ نے شش ہزاری منصب چار ہزار سوار و خطاب خاندوران سے سرفرازی پائی

۱۰ ربیع الثانی کو مسٹر مالکن بطریق سفارت انگریزون کے پاس سے آئے۔ تحایف و ہدایا گذرانا۔ ۹ شوال کو وقار الدولہ مرض جنون مین مبتلا ہوئے۔ چند روز کے بعد انتقال کیا۔ جمادی الاول کے مہینے مین شاہ [illegible] مع فرزندون کے وارد بلدہ ہوئے۔ اور خود بدولت نے ملاقات فرمائی۔ مبارز الملک کے سفارش پر غلام سید خان سہراب جنگ کو بندگان حضرت نے اپنے پاس بلالیا۔ چند ہی روز مین غلام سید خان نے بندگان حضرت کے دل مین وہ جگہ پیدا کی کہ خدمت مدار المہامی سے سرفراز ہوئے۔ انہین ایام مین مبارز الملک نے مرض سرطان سے وفات پائی۔ بندگان حضرت نے مرحوم کے بیٹے احتشام جنگ کو حسب دستور سرفراز کیا۔ غلام مرتضی خان سید تہنیت غلام سید خان کو سپہدار جنگ۔ محمد امجد خان کو سربلند جنگ۔ شمس الامرا کو شمس الملک کے خطابات عطا ہوئے۔ انہین معلوم ہوا کہ احتشام جنگ نے بعض مفسدون کے بہکانے سے سرکشی اور بغاوت پر کمر باندھی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی بندگان حضرت اوس کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور سہراب جنگ کو مشیر الملک۔ امتیاز الدولہ کو قیام الملک۔ میر حیدر علی خان کو ممتاز جنگ کے خطابات و مناصب سے سرفراز فرمایا۔ احتشام جنگ سے دو چار روز تک خوب لڑائی ہوئی۔ آخر احتشام جنگ نے شکست پاکر عفو جرائم کی درخواست کی۔ چونکہ آپ رحم مجسم تھے۔ اس لئے اون کا قصور معاف کیا۔ اسی زمانہ مین بسالت جنگ صوبہ دار و صمصام الملک نے انتقال کیا اور سوائی مادھو راؤ کی شادی مین حسب درخواست پنڈت پردھان کے بندگان حضرت نے فرزند دلبند اقبال مند میر اکبر علی خان اسد الدولہ بہادر کو شرکت شادی کے لئے پونہ روانہ فرمایا۔ محمد معظم خان کو شجاع الدولہ شجاع الملک کا خطاب اور صوبجات دکن کی دیوانی مرحمت ہوئی۔ اور غلام سید خان مشیر الملک نے اپنے بیٹے سیف الملک منیر الدولہ سپہدار جنگ کی شادی شجاع الملک خلف منیر الملک کی صاحبزادی کے ساتھ نہایت تکلف و اہتمام سے ادا کی۔ بندگان حضرت بھی مہمان رہے۔ سنہ ۱۱۹۸ھ مین مالاجی پنڈت نے درخواست کی کہ حیدر علی خان کا انتقال ہو گیا۔ اور اوس کا بیٹا ٹیپو سلطان جانشین ہوا ہے۔ اس موقع پر اگر بندگان حضرت کمک فرمائین تو ٹیپو سلطان پر یورش کیجاتی ہے۔ اس جنگ مین جو ملک کہ حاصل ہوگا۔ اوسکی تقسیم بالمناصفہ

کیجائیگی۔ بندگانحضور نے اس امر کو قبول کیا۔ اور لڑائی کو دوسرے سال پر موقوف رکھا۔ اور صاحبزادہ
اکبر علیخان کو ہفت ہزاری منصب و سات ہزار سوار و ماہی مراتب آصف الملک کا خطاب عطا کیا۔
میر ذوالفقار علی خان کو نصرت الدولہ کا خطاب مرحمت ہوا۔ اور شمس الملک بہادر کے فرزند ابوالفتح
محمد فخر الدین خان نے (جو اسوقت ۴ سالہ تھے) خورشید الملک خورشید الدولہ امام جنگ محمد بہاؤ الدین خان
بہادر کے خطاب اور ۲۵ ہزار کی ذات جاگیر متعلقہ نرکھوڑہ سے سرفرازی پائی۔ سنہ ۱۲۰۱ھ مین بندگانحضرت
نے حسب وعدہ پیشوا کے ساتھہ ٹیپو سلطان پر یورش کرنے کے لئے بلدہ سے کوچ فرمایا۔ راستہ مین
شہریار الدولہ بہادر قلعہ دار اتگیر نے شرف ملازمت حاصل کی۔ چند روز بندگان حضرت نے اتگیر مین
قیام فرمایا۔ میر اکبر علیخان آصف الملک کو سکندر جاہ کے خطاب اور ناصر الملک میر مغل علیخان کو ہمایونجاہ
کے خطاب سے سرفراز کیا۔ اسکے بعد وہان سے آگے روانہ ہوئے۔ اثنا راہ مین بالاجی پنڈت۔
ہریرام پنٹ کیا۔ مودہاجی بہونسلہ معہ اپنے لشکر کے آملے۔ اور یہہ سب بالاتفاق قلعہ بادامی کے
محاصرہ مین مشغول ہوئے۔ اس موقع پر بندگان حضرت نے بالاجی سے بیجاپور کی گذاشت طلب کی۔ اور
اور بالاجی اوسکے دینے مین پس و پیش کرنے لگا۔ اسکے بعد آپنے ۳۰ ہزار سوار اوس کی کمک کو معہ
سرداران نامی کے چھوڑ کر خود کشنا عبور کرکے داخل حیدر آباد ہوئے۔ ابھی آپ آرام بھی نہ پانے
کہ جاسوسون نے خبر دی کہ ٹیپو سلطان نے قلعہ ادہونی کا محاصرہ کرکے مہابت جنگ داراجاہ کو تنگ
کر رکھا ہے۔ اس خبر نے آپ کو سخت متوحش کیا۔ غلام سیدان خان مشیر الملک اور شمس الملک نے اس مہم کا ذمہ
لیا۔ اور فوراً معہ لشکر جرار روانہ ہوئے۔ جب یہہ خبر ٹیپو کو ہوئی تو محاصرہ اٹھا کر چلتا بنا۔ مشیر الملک اور
شمس الملک نے داراجاہ کو معہ زنانہ قلعہ ادہونی سے قلعہ رایچور مین پہونچا دئے۔ پہر وہان سے مع الخیر
والظفر حیدرآباد واپس آئے۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ ہریرام پنڈت اور ٹیپو سلطان کی کپل بہادر
سنذہ پر خوب جنگ ہوئی۔ اور ٹیپو مجبور ہوکر ۶۵ لاکھہ سالانہ پیشکش پر صلح کرلیا۔ چنانچہ ہری رام

پونہ گیا۔ اور بندگان حضرت کی فوج حیدرآبادی ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۰۱ھ کو ٹیپو سلطان کے طرف
سے خواجہ بدرالدین خان و حافظ فرید الدین خان حاضر حضور ہوئے صلحنامہ اور جواہر اعلیٰ یکراس
اسپ و یک زنجیر فیل پیش کیا مقرون اجابت ہوئے۔ اسی سال ۱۲۰۱ھ شاہ دہلی نے بندگان حضرت کو رستم دوران ارسطوئ زمان
کا خطاب عطا فرمایا۔ اس خطاب کی مسرت میں بندگان حضرت نے جشن شاہانہ ترتیب دیا۔ اور ذوالفقار الملک
کو بہادر جاہ شمس الملک کو شمس الامرا معتمد الدولہ کو ممتاز الامرا مشیر الملک کو عظیم الامرا غازی الملک
کو فریدون جاہ کے خطابات سے سرفرازی بخشی۔ ۲۵ رجب ۱۲۰۲ھ بندگان حضرت نے ٹیپو سلطان کو تنبیہ
ارادہ سے سفر فرمایا۔ اسی ماہ میں [illegible] خاں تاج الدولہ نے کمال دلیری اور بہادری سے اپنا
موروثی قلعہ بنکن پلی (جو بسبب وسعت حیدر علی کے قبضہ میں چلا گیا تھا) قطب الدین خان طرفدار
ٹیپو سلطان سے حاصل کیا۔ ۲ صفر ۱۲۰۴ھ کو تاج الملک محمد صفدر خان بہادر کو خانخانان کا خطاب عطا ہوا
۲۵ ربیع الثانی کو شمس الامرا نے مرض سل سے انتقال کیا۔ بندگان حضرت کو سخت رنج و ملال ہوا۔ فوراً مرحوم کے
صاحبزادہ کو بیدر سے طلب کیا۔ اور شمس الدولہ و شمس الملک شمس الامرا کا خطاب مرحمت کر کے ہمراہ رکھا۔ ۱۲ شعبان
کو تاج الملک نے علت کی۔ مرحوم کے فرزند حیدر یار خان شوکت جنگ کو صوبجات دکن کی دیوانی اور والد
دادا کے خطاب [illegible] الدولہ [illegible] الملک عطا ہوئے۔ اس عرصہ میں معلوم ہوا کہ انگریزوں نے پرسرام بھاؤ سرکردہ پنڈت
پردھان کی مدد سے قلعہ دھارور لے لیا۔ اور خریطہ اس فتح کا بندگان حضرت کے حضور میں روانہ کیا۔ اسی ماہ میں
دارا جاہ نے قلعہ کپل وغیرہ اور قلعہ سدوٹ کے فتح کی نذریں گذرانیں۔ اس کے بعد بندگان حضرت
نے راجہ تیج ونت اور اسد علی خان مظفر الملک کو مع اکثر فوج پائیگاہ خاص کے انگریزوں کی مدد کے لئے روانہ
فرمایا۔ جب لشکر اسلام وہاں پہونچا تو گورنر بہادر نے سرداران فوج کا نہایت تپاک سے استقبال کیا اور سب
ایک جا ہو کر سرینگاپٹن کی تسخیر کے لئے روانہ ہوئے۔ طرفین سے جنگ کا بازار گرم ہوا۔ ٹیپو سلطان اس متفقہ
قوت سے بالکل نہیں گھبرایا۔ اور نہایت بہادری و دلیری سے مقابلہ کیا۔ خصوصاً ٹیپو سلطان کے اسد الٰہی

چیلون نے انگریزون اور مرہٹون کا منہ پھیر دیا۔ لیکن راجہ تیجونت کی جرات و ہمت نے اون کو نیچا دکھایا۔ جب اسد اللہی جیلے بکثرت مارے گئے تو ٹیپو سلطان کی قوت زوال پذیر ہونے لگی۔ آخر ٹیپو سلطان گھبرا کر لال باغ و گنبد کو چلا گیا۔ اس اثنا مین غلہ کی گرانی رفتہ رفتہ وہ ترقی کی کہ تمام فوج الجوع الجوع پکارنے لگی اور فاقہ کشی سے ایک دوسرے کو کھانے کی نوبت آئی۔ جب یہہ خبر بندگان حضرت کو پہونچی تو آپنے میر ابو القاسم میر عالم بہادر کو روانہ فرمایا۔ اور پنڈت پر دہان سے ہری رام پنڈت کو بہت سا غلہ وغیرہ دیکر بھیجا۔ چنانچہ یہہ دونون متواتر منزلین طے کرتے ہوئے عین موقع پر وہان پہونچے۔ اور غلہ وغیرہ سے مدد کی فی الجملہ فوج کی تسکین ہوئی۔ سنہ ۱۲۰۲ھ میں بندگان حضرت نے سکندر جاہ بہادر کو معہ اعظم الامرا کے انگریزون کی مدد کو بھیجا۔ ۔ ۔ ۔ مظفر کوٹ سکندر جاہ بہادر کورم کنڈہ مین داخل ہو ۔ ۔ ۔ وہان سے قصبہ ۔ ۔ پر اترے۔ اور مؤید الدولہ بہادر کو قلعہ کی تسخیر کے لئے معین فرماکر مورس پلی مین پہونچے۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ قلعہ کی تسخیر مین مؤید الدولہ مارے گئے۔ آپ اس خبر کے سنتے ہی کورم کنڈہ واپس ہوئے۔ اور مسٹر کیتین (جو ملازم سرکار تھا) کو موہ چال پر متعین کرکے مظفر الملک کو قلعہ مذکور کی تسخیر تفویض کی۔ جاسوسون نے خبر دی کہ ایکری درک یا دنیہ ہی درک۔ قلعہ ماکڑی کو انگریزون نے فتح لیا۔ آپ یہہ خبر معلوم کرکے مچکلوا آئے۔ مسٹر لنگ مسٹر نری بہادر نے شرف باریابی حاصل کیا۔ سپاہ انگریزی نے سلامی کی توپین سرکین۔ اعظم الامرا بہادر نے معہ اپنے فرزند کے ہری پنڈت پٹرکیا کا استقبال کیا۔ پنڈت نے بعد ملاقات چند پارچے جیغہ و سرپیچ دونون باپ اور بیٹے کو عطا کرکے رخصت کیا۔ لارڈ گورنر صاحب بہادر اور جنرل میڈوس صاحب و مسٹر چرلی صاحب دو ہزار ترپ سوار کے جمعیت کے ساتھ صاحبزادۂ آفاق سکندر جاہ بہادر سے ملاقات کی عطر و پان کی تواضع کی گئی۔ قریب شام کے ہری پنڈت وآپا پنڈت معہ دیگر سرداران نامی کے صاحبزادہ بہادر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور لارڈ گورنر بھی معہ جنرل میڈوس کے آیا۔ طرفین سے نہایت تپاک کے ساتھ ملاقاتین ہوئین۔ رخصت کے وقت سکندر جاہ بہادر نے یک قبضہ شمشیر لارڈ صاحب کو تحفہ دیا۔ اسکے بعد تمام سپاہ سرکار

کے جانب متوجہ ہوئی۔ طرفین سے خوب مقابلے ہوئے۔ آخر ٹیپو سلطان نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست
کی۔ بعد قیل وقال یہ طے پایا کہ تین کروڑ روپیہ نقد اور نصف ملک دیا جائے۔ اور تا ادائی قرضہ ٹیپو کے
دو فرزند بطور یرغمال رہیں۔ چنانچہ وکلاء ٹیپو نے نوشتجات مہری میر عالم کے حوالے کئے۔ ۳۰ رجب کو ٹیپو سلطان کے
کے دو فرزند عبد الخالق (۱۰ سالہ) و معز الدین (۷ سالہ) نقرئی عماریوں میں سوار مع چند شاگرد پیشوں کے
سرنگاپٹن کے شرقی دروازہ سے آئے۔ لارڈ گورنر بہادر اور دلاور جنگ نے ڈیڑھ کوس تک استقبال
کر کے اون دونوں کو لائے۔ ۵ رجب کو وہ دونوں سکندر جاہ بہادر کے خیمہ میں حاضر ہوئے۔ سیف الملک نے
استقبال کیا۔ صاحبزادۂ آفاق نے ہر ایک کو سرپیچ جڑاوی و جیغۂ مرصع عطا فرمایا۔ اب اسکے بعد مرشد زادۂ
آفاق مع فوج فیروزی و ہری پنڈت پھڑکیا و صاحبان انگریز مع الخیر والظفر اپنے اپنے ملک کو واپس ہوئے
اور ٹیپو سلطان کے دونوں فرزند گورنر صاحب بہادر کے پاس چیناپٹن میں بطریق یرغمال مقیم رہے۔ اور ٹیپو سلطان
کا ملک اس فتح کے بعد اس طرح پر تقسیم ہوا کہ بندگان حضرت کے حصہ میں قلعہ گنج امذ گڈہ مع قلعہ بلہاری و موکا
اور اوس نواح کے چند پرگنات تاڑپتری سے دیم پلی تک اور چیتل نالہ و ہدوپل سے قلعہ کھم کلاں تک۔ اور
کنک گیری پپل کنجی کوٹہ۔ سد ہوت۔ پنڈت پروہان کو ملک دوآبہ دریائے تنگ بھدرا سے دریائے کشنا تک
مع شاہ نور۔ و بنکاپور و دہار واڑ وغیرہ۔ انگریزوں کو کنل کرناٹک سے کوڑک و کوڑیال بندر وغیرہ تک آئے اور
ٹیپو سلطان کے حصہ میں سرنگاپٹن۔ ملک بداور قلعہ گتی تا قلعہ گورم کنڈہ و رایچوٹی باقی رہے۔ بسنہ ۱۲ھ میں بندگان حضرت
نے اعظم الامرا کے مشورہ سے اہل پونہ کی تنبیہ کے لئے ارادہ فرمایا۔ ابھی کوچ نہیں ہوا تھا کہ ۱۴ شعبان کو سیف الملک
المشہور بالی میان خلف اعظم الامرا نے انتقال کیا۔ چونکہ اعظم الامرا کو یہ ایک ہی فرزند تھے۔ اس لئے اون کو سخت
صدمہ ہوا۔ اور جنون کی نوبت آئی۔ بندگان حضرت نے بکمال عنایت اپنے چھوٹے صاحبزادے میر جہانگیر علی خان ظفر جنگ
سلطان الدولہ رئیس الملک سلیمانجاہ بہادر (جو اوسوقت ۹ ماہ ۴ روز کے سن کے تھے) کو سلطان بخش بیگم والدۂ سیف الملک
کے آغوش میں دیا۔ جس سے اعظم الامرا کے قلب کو تسکین ہوئی۔ اب بندگان حضرت نے کوچ کیا۔ اور محمد آباد بیدر

داخل ہوئے۔ یہان سکندر جاہ بہادر کو چاندنی بیگم صاحبہ کے بطن سے فرزند ارجمند میر فرخندہ علیخان بہادر
تولد ہوئے۔ ۱۱ جمادی الاول کو آپنے پونہ کے جانب نہضت فرمایا۔ ۱۹ شعبان کو طرفین سے ہنگامۂ کارزار گرم
ہوا۔ اکثر نامی سردار مارے گئے۔ بندگان حضرت نے قلعہ کھرڈلہ مین نزول اجلال کیا۔ کشن راؤ وکیل نے بہدایت دربار پونہ
نے صلح کی تحریک کی۔ بندگان حضرت نے منظور فرمایا۔ اسکے بعد اعظم الامرا بہادر جو اس جنگ کے محرک تھے
اہل پونہ کے حوالے کئے گئے۔ اور آپ پونہ سے معاودت کرکے ۱۰ شوال کو داخل حیدرآباد ہوئے۔ اس اثنا مین
راجہ شام راج (جو اعظم الامرا کی عدم موجودگی مین امور سلطنت انجام دیتے تھے) نے رگھوتم راؤ کی رائے سے
بندگان حضرت کو تخفیف سپاہ انگریزی کے متعلق مشورہ دیا۔ ہرچند میر عالم بہادر نے اختلاف کیا۔ مگر بندگان حضرت
راجہ شام راج کے مشورہ پر کاربند ہوئے۔ اور سپاہ انگریزی معرض تخفیف مین آئی۔ جب سپاہ انگریزی یہان سے
رخصت ہوئی تو بعض مفسد و شریر النفس اصحاب نے مرشدزادۂ اکبر عالیجاہ بہادر کو بغاوت پر آمادہ کرکے ۹ ذی حجہ کو
حیدرآباد سے لیکر نکلے۔ سداسیو راؤ زمیندار بھی ان مفسدون کے ساتھ ہوگیا۔ اب یہہ سب ملکر قلعہ بیدر پہونچے
اور قبضہ کرلیا۔ سیدی عبداللہ خان کو بندگان حضرت نے اون کی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ سداسیو راؤ نے غفلت مین
سپاہ کو شکست دیا۔ سیدی عبداللہ خان زخمی اور اون کے اہل و عیال گرفتار ہوگئے۔ جب یہہ خبر بندگان حضرت کو
پہونچی تو سخت برافروختہ ہوئے۔ اور موسی رحمو و سردار الملک گہاسی میان کو معہ فوج شایستہ سرکوبی کے لیے
روانہ کیا۔ طرفین سے لڑائی ہوئی۔ باغی شکست پاکر بھاگے اور خجستہ بنیاد پہونچے۔ موسی رحمو اور سردار الملک
نے تعاقب کیا۔ دو چار لڑائیون کے بعد باغی پریشان ہوگئے۔ اور عالیجاہ بہادر عفو جرایم کی امید مین لشکر
فیروزی کے ساتھ چلے۔ مگر اثناے راہ مین دفعتاً سیاح عالم جاودانی ہوئے۔ انہین ایام مین سوائی مادہو راؤ
بنگلہ پر سے گرکر مرگیا۔ اور باجی راؤ خلف اکبر رگھناتھ راؤ تخت نشین ہوا۔ اس موقع پر اکثر سرداران پونہ کا
ردوبدل ہوا۔ اعظم الامرا بہادر نے اپنے حسن تدبیر سے رہائی پائی۔ اور صوبۂ بیدر کے چوتھ کی گذاشت لیکر
۱۲۱۱ھ مین حاضر حضور ہوئے۔ بندگان حضرت کو کمال مسرت ہوئی۔ اور اعظم الامرا کے آمد کی خوشی مین قلعۂ

محمد نگر سے توپین سر کرنے کا حکم دیا۔ سیر دیدار کی نیاز ادا کی۔ سنہ ۱۲۱۲ھ مین بندگان حضرت فالج و لقوہ مین
مبتلا ہوئے۔ مگر بافضال الٰہی چند روز کے بعد افاقہ حاصل ہوا۔ اس اثناء مین انگریزون نے ٹیپو سلطان کے استیصال
کے لئے ارادہ کیا۔ کیونکہ پھر اوس نے بے اعتدالیان شروع کر دی تھین۔ چونکہ بندگان حضرت کا مزاج ابھی
کسیقدر ناساز تھا۔ اس لئے انگریزون کے ساتھ خود بدولت کا تشریف لیجانا نہ ہوا۔ البتہ میر عالم بہادر کو
معہ ہادی الدولہ۔ بہرام جنگ۔ حیدر نواز جنگ۔ التیاز جنگ بہادران ۸ ہزار سوار سے رخصت کیا۔ اور روشن رائے کو
چار پلٹنون کے ساتھ ہمراہ بھیجا۔ طرفین سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ آخر اس لڑائی کا یہ نتیجہ نکلا کہ ٹیپو سلطان شہید ہوا
اور اوس کی تمام فوج متفرق ہوگئی۔ خزانہ او جواہر تباہ و تاراج ہوا۔ اور عیال و اطفال انگریزون کے اسیر ہوئے
اور فوج شاہی مع الخیر و الظفر حیدرآباد آئی۔ انہین ایام مین اعظم الامرا ارسطو جاہ کو پونہ والی بیگم (ارسطو جاہ نے
پونہ کے قیام مین ایک نکاح کیا تھا) سے لڑکا پیدا ہوا۔ ارسطو جاہ نے اوس لڑکے کو اپنی دوسری زوجہ سرور افزا بیگم
کے آغوش مین دیا۔ چند روز کے بعد وہ لڑکا مر گیا۔ ارسطو جاہ سخت مغموم ہوئے۔ بندگان حضرت نے اپنے فرزند
میر جہاندار علیخان کیوان جاہ کو (جو اوسی زمانہ مین تولد ہوئے تھے) ارسطو جاہ کے حوالہ کیا۔ اسی زمانہ مین
منیر الملک کی شادی میر عالم بہادر کی صاحبزادی سے عمل مین آئی۔ سنہ ۱۲۱۴ھ مین بندگان حضرت نے سکندر جاہ بہادر
کی شادی ارسطو جاہ بہادر کی پوتی (جو بالی میان کی صاحبزادی ہین) جہان پرور بیگم صاحبہ سے نہایت دھوم
دھام کے ساتھ کی۔ اور ریاض النسا بیگم صاحبہ کا ازدواج خان ایران محمد علی خان کے ساتھ ہوا۔ ۵ محرم سنہ ۱۲۱۵ھ کو
سردار الملک گھانسی میان مارے گئے۔ قاتل کا پتا نہ چلا۔ اسی سال شہر النسا بیگم صاحبہ کا عقد شمس الامرا بہادر سے
ہوا۔ جمادی الثانی مین جمال النسا بیگم (صاحبزادی سلطان جاہ بہادر) محمد تاج الدین خان رفیع الدولہ رفیع الملک
نواب بندر سورت سے بیاہی گئین۔ اسی زمانہ مین میر حیدر علی خان جمشید جاہ نے ۱۵ سال کے سن مین انتقال کیا۔
اسکے بعد کمال النسا بیگم کا بیاہ میر حسین الدین خان اعتبار الدولہ خلف ممتاز الامرا سے ہوا۔ سنہ ۱۲۱۶ھ مین جہان پرور بیگم صاحبہ
کے بطن سے میر تفضل علی خان میر پادشاہ تولد ہوئے۔ الحاصل ایک مدت تک عیش و نشاط کے چرچے رہے۔ بعد ازان

۱۷ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ کو بندگان حضرت نواب میر نظام علی خان بہادر نے مرض جسمانی سے راہی روضۂ رضوان ہوئے۔ مکہ مسجد میں دفن ہوا۔ سنگ مرمر کی جالی نہایت عمدہ تیار کی گئی۔ دروازہ کی پیشانی پر یہ قطعہ کندہ ہے عمر ۷۰ سال ۶ ماہ ۱۷ دن اور مدت سلطنت ۴۳ سال یا ۴۴ سال ہے۔

بر روح پاک میر نظام علی مدام		خوانند باد و نو همه اشخاص فاتحه	
زین مصرعۂ عجیب دو تاریخ برملا بخوان		مستوجب بہشت و با اخلاص فاتحه	

بعد انتقال مغفرت مآب لقب ہوا۔ آپ کو آٹھ صاحبزادے (۱) میر احمد علی خان عالیجاہ (۲) میر اکبر علی خان سکندر جاہ (۳) میر سبحان علی خان فریدون جاہ (۴) میر ذوالفقار علی خان جہاندار جاہ (۵) میر تیمور علی خان اکبر جاہ (۶) میر انتظام علی خان (جمشید علی خان) جمشید جاہ (۷) میر جہانگیر علی خان سلیمان جاہ (۸) میر جہاندار علی خان کیوان جاہ۔ اور بارہ صاحبزادیاں (۱) بیدری بیگم (محل مہابت جنگ بہادر) (۲) منجھلی بیگم معروف بہ فخر النساء بیگم (محل ظفریاب الدولہ بہادر پسر زادۂ خواجہ حامد خان) (۳) نقشبندی بیگم (محل مہابت جنگ ثانی) (۴) ریاض النساء بیگم (محل خان ایران محمد علی خان بہادر) (۵) فخر النساء بیگم عرف کوہ بیگم (محل خواجہ ہاشم خان نبیرۂ وزیر الممالک) (۶) فرحت النساء بیگم (محل شہاب الدین خان سپہ دار جنگ بہادر) (۷) ساجدہ بیگم (محل میر قدرت اللہ خان غیرت یار جنگ پسر شجیع الملک) (۸) جہان آرا بیگم (محل حمید اللہ خان رستم یار جنگ بن شجاع الملک) (۹) سلیمہ بانو بیگم (محل میر عظیم الدین خان رستم جنگ بن بسالت جنگ) (۱۰) کابلی بیگم (محل میر مبلغ اللہ خان ناظم جنگ ناظم الملک پسر موسی خان) (۱۱) امیر النساء بیگم (محل میر مغل علی خان فخر یاب جنگ پسر ہمایون جاہ) (۱۲) بشیر النساء بیگم (محل امیر کبیر شمس الامرا ابو الفخر محمد فخر الدین خان بہادر)



گل سوم

میر اکبر علیخان بہادر فولاد جنگ اسد الدولہ و آصف الملک سکندر جاہ نظام الملک آصفجاہ ثالث

آپ ماہ ذی حجہ ۱۱۸۲ھ بقول بعضے ۱۱۸۱ھ مین تولد ہوئے۔ اور بعد انتقال حضرت غفران مآب کے ۱۹۔ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ کو جلوس فرمایا۔ قبل ازین جو ہر ایک برادر کو ماہانہ تین تین ہزار روپیہ دئے جاتے تھے آپنے بعد تخت نشینی کے المضاعف مقرر کیا۔ اور فریدون جاہ بہادر سب مین بزرگ تھے۔ اس لئے اون کی ماہوار سات ہزار روپیہ قرار دیا۔ کیوان جاہ بہادر کی بسم اللہ خوانی کا رسم جو بسبب رحلت حضرت غفران مآب معرض التوا مین تھا اوس کے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ ۹ ذی حجہ کو صاحبزادگان بلند اقبال میر فرخندہ علیخان کو ناصر جنگ میر شبیر علیخان کو صمصام جنگ۔ میر گوہر علی خان کو مبارز جنگ کے خطابات عطا ہوئے ۲۸ محرم ۱۲۱۹ھ کو ارسطو جاہ بہادر نے تپ محرقہ سے انتقال کیا۔ دو ماہ تک راجہ راجندر رگھوتم راؤ پیشکار نے امورات سلطنت کو انجام دیا۔ آخر الامر ۵ ربیع الآخر کو میر عالم* بہادر خلعت دیوانی سے سرفراز ہوئے۔ اس اثناء مین راجہ راجندر کو خدمت پیشکاری دیا

* ارسطو جاہ بہادر کی چشمک سے میر عالم بہادر ایک مدت تک قلعہ رودرور مین مقید رہے۔ پھر حسب الحکم غفران مآب کے اپنے

موقوف کرکے خانہ نشین کیا گیا۔ اسی سال صاحبزادگان میر منور علی خان و میر ذو الفقار علی خان پیدا ہوئے
ربیع الاول ۱۲۲۰ھ کو فریدون جاہ بہادر نے وفات پائی۔ ماہ رجب مین میر عالم بہادر نے بندگان حضرت کے
سالگرہ مبارک کا جشن اپنے مکان پر ترتیب دیا۔ چنانچہ بندگان حضرت معہ مرشدزادگان و محلات مبارک و میر صاحب
کے مکان پر رونق افروز ہوئے۔ اس جشن مین تقریباً لاکھ روپیہ کا صرفہ ہوا۔ میر جعفر علی خان بہادر و میر حسن علیخان
بہادر (جو بندگان حضرت کے کوکہ تھے) نے جعفر یار جنگ و اسد نواز جنگ کے خطابات سے سرفرازی پائی۔ نظام یار خان
کو حسام الملک۔ محمد قمر الدین خان (خوشنویس و استاد حضور) کو اکبر یار جنگ۔ محمد منیر الدین خان خلف معین الاسلام
(قاضی بلدہ حیدرآباد و استاد حضور) کو سکندر یار جنگ کے خطابات اور شہر یار الملک۔ رفعت الملک۔ جسارت جنگ
نور الامرا۔ بہرام الملک۔ امجد الملک۔ حسام الملک کو جمعیت و جاگیرات عطا ہوئے۔ اعتصام الملک و رشید الدولہ
کو منصب منشی گری و جاگیرات لایقہ۔ بخشی الملک۔ افتخار جنگ کو بخشی گری فوج۔ ضیاء الملک اور ضیاء الدولہ کو خدمت
عرض بیگی۔ امین الملک۔ اشرف الدولہ۔ تہور جنگ۔ محکم جنگ۔ نادر الدولہ۔ سکندر الدولہ۔ شہر یار جنگ۔ محترم الدولہ
غالب الدولہ۔ جلال الدولہ کو جمعیت و جاگیرات۔ طالب الدولہ۔ امیر الدولہ کو عہدہ خانسامانی۔ سعید الدولہ کو نایب صوبہ داری
وغیرہ مرحمت ہوئی۔ اس اثنا مین بعض وجوہ سے بندگان حضرت کا مزاج میر عالم بہادر کے طرف سے کسیقدر غبار آلود ہوا
راجہ مہیپت رام خدمت دیوانی کے حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اسی زمانہ مین مسٹر کرک پاترک حشمت جنگ ریزیڈنٹ

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۰۰) مکان مین خانہ نشین ہوئے۔ چنانچہ اسوقت سکندر جاہ بہادر نے آپکو کنج عزلت سے نکالکر خدمت دیوانی سے ممتاز فرمایا
۱۲ مولف۔ یہ راجہ مہیپت رام پہلے بزمانہ مرشدزادگی سکندر جاہ بہادر کا دیوان تھا۔ اور ۱۴ ہزار بار اثر در الدولہ موسی ریمو
کی کمالت بھی متعلق تھی۔ چند روز سے ۴ ہزار سوار و پیادہ عرب۔ روہیلہ کی جمعیت سے بالاگھاٹ گیا تھا۔ اور وہان انتظام
و بندوبست کرکے ناموری حاصل کی تھی۔ جب اوس نے سنا کہ آجکل بندگان حضرت کا مزاج میر عالم کے جانب سے کشیدہ ہے تو خدمت
دیوانی کی تمنا مین بلدہ آیا۔ باقی حالات متن مین دیکھو ۱۲ مولف

کا تبادلہ ہو گیا۔ اور کپتان طامس سدنم صاحب بہادر ثابت جنگ رزیڈنٹ ہو کر آئے۔ جب میر عالم بہادر نے
یہ حالت دیکھی تو رزیڈنٹ بہادر کے پاس پہونچے۔ اور سفارش پر اون کو آمادہ کیا۔ چنانچہ صاحب عالیشان
بہادر دربار مین حاضر ہو کر بندگان حضرت سے میر عالم کی بہت کچھہ تعریف و توصیف کی۔ جب سے بندگانحضرت
کا وہ غبار دور ہوا۔ اور حسب سابق میر عالم بہادر پر الطاف و عنایات شاہی مبذول فرمانے لگے۔ راجہ مہیپت رام
جو اس موقع پر میر عالم کے خلاف کارروائی کر رہا تہا اوسکو خدمت سے موقوف کر کے خانہ نشین کئے۔ پھر چند روز
کے بعد اخراج کا حکم دیا۔ ایک مدت تک مہیپت رام قلعہ سگر شاہ پور۔ مین عزلت گزین رہا۔ پھر کسیقدر جمعیت فراہم
کر کے سرکار عالی و صاحبان انگریز کے فوج کا مقابلہ کیا۔ گارڈن صاحب مارے گئے۔ آخر مہیپت رام ملہار راو
ہولکر کے پاس چلا گیا۔ اسکے بعد وہان سے نکل کر ایسا مفقود الخبر ہوا کہ ابتک اوس کا پتہ نہ لگا۔ راجہ گوبند بخش
برادر مہاراجہ چندو لال بہادر کو مہیپت رام کی خدمت عطا ہوئی۔ انہین ایام مین میر عالم بہادر نے مہاراجہ چندو لعل
بہادر کو خدمت پیشکاری پر مامور کرنا چاہا تہا۔ مگر راجہ سورج ونت المعروف بہ راجہ شیر دل (جو راجہ بہوانی داس
دہرم ونت کا گماشتہ اور دفتر مال کا مختار۔ واسطے روزگار اور امور دیوانی کو میر عالم کی پیشی مین انجام دیتا تہا)
نے ہونے دیا۔ آخر میر عالم نے اپنے اور بندگان حضرت کے بیچ مین سوال و جواب کے پہونچانے کے لئے مقرر
کیا۔ جب راجہ سورج ونت کا انتقال ہوا تو ۲۲ ہر صفر سنہ ۱۲۲۱ھ روز چہارشنبہ کو میر عالم بہادر نے مہاراجہ چندو لعل بہادر
کو اپنی پیشکاری سے سرفراز کیا۔ ۲۴ ہر شوال سنہ ۱۲۲۳ھ روز جمعہ کو میر عالم بہادر نے وفات پائی۔ اور بندگانحضرت نے
مرحوم کے داماد منیر الملک بہادر کو خدمت دیوانی عطا فرمایا۔ ۲۱ ہر رمضان سنہ ۱۲۲۴ھ کو ایک دمدار تارہ مغرب کی طرف
طلوع ہوا۔ اسی زمانہ مین پنڈاروں کا ہنگامہ شروع ہوا۔ اکثر دیہات و قصبات ان کے ظلم و ستم کے آماجگاہ

فائدہ

* گلزار حوض کے پاس ایک بردیہ کمان جو شیر دل کے نام سے مشہور ہے۔ اور اکثر لوگ سحر باطل بھی کہتے ہین۔ ہمارے خیال مین وہ دونون نام ہوتے ہین غالباً اوس کمان کا نام شیر دل کی کمان ہوگا۔ اور شاید شیر دل کا مکان اوس کے قریب مین ہوگا یہ کمان بہ یہ نام مشہور ہوگئی واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ مؤلف

سینے۔ اور تباہ و برباد ہوئے۔ آخر الامر مالکم صاحب وغیرہ سرداران انگریز نے باجی راؤ والی پونہ کو اس فتنہ و فساد کے مٹانے کے لئے بہت کچھ کہا۔ مگر وہ نہ مانا۔ آخر پونہ کا محاصرہ کیا گیا۔ ایک دو لڑائیاں ہوئیں بالآخر باجی راؤ نے اپنے کو انگریزوں کے حوالہ کیا۔ ایک لاکھ روپیہ ماہوار مقرر کر کے قصبۂ بٹور (متصل بنارس) میں قید و نظر بند کیا گیا۔ اور تمام دولت بیقیاس و جواہر وغیرہ انگریزوں کے ہاتھ آئے۔ اور مرہٹوں کی سو سالہ ریاست ایک آن واحد میں انگریزوں کے ہاتھ چلی گئی۔ ۲۱ رمضان ۱۲۲۹ھ کو محمد سلطان الدین خان بہادر اور ۳ رمضان ۱۲۲۹ھ کو محمد رشید الدین خان بہادر پیدا ہوئے۔ انہیں ایام میں ایک شیرین نام مرثیہ خوان نے چھاؤنی انگریزی کے خیالموں سے جھگڑ کر مبارز الدولہ بہادر کی پناہ لیا۔ صاحب عالیشان بہادر نے بندگانحضرت سے عرض کیا کہ اگر مرشد زادگان آفاق اس طرح پناہ دیا کریں تو بہت مشکل ہوگا۔ بندگانحضرت نے فرمایا کہ "تم جیسا مناسب سمجھو ویسا بند و بست کرو۔" پھر کیا تھا صاحب عالیشان بہادر نے انگریزی جمعیت مبارز الدولہ کے گھر پر پہنچ دی۔ ہنگامۂ کشت و خون گرم ہوا۔ اور آئندہ فساد کے بڑھنے کا اندیشہ تھا کہ اتنے میں مہاراجہ چندو لعل بہادر نے صاحب عالیشان کو فہمائش کر کے حسب الحکم بندگان حضرت مبارز الدولہ بہادر و صمصام الدولہ بہادر و ممتاز الدولہ بہادر (یہ دونوں حضرات مبارز الدولہ بہادر کے اس لڑائی میں طرفدار بن گئے تھے) کو چند روز کے لئے قلعہ گولکنڈہ کے سیر و شکار کے لئے بھیج دیا۔ جس سے یہ آفت او پر ہی ٹل گئی۔ پھر ۱۲۳۵ھ میں مبارز الدولہ بہادر وغیرہ بلدہ تشریف لائے۔ اسی سال مہاراجہ چندو لعل بہادر مہاراجہ بہادر کے خطاب علم و نقارہ۔ نوبت منصب شش ہزاری ۶ ہزار سوار سے ممتاز ہوئے۔ سلخ ذی حجہ ۱۲۳۶ھ بروز سہ شنبہ کو بعد از نماز عصر افغانان مہدویہ نے حافظ مولوی عبد الکریم صاحب کو میر عالم کی

* میر نظام علی خان بہادر نے شمس الامرا بہادر کو جمعیت پائگاہ تقریباً دس ہزار سوار سے سرفراز فرمایا۔ تو اسی جمعیت پائگاہ میں دلدار خان نامی جمعدار نے جو مہدوی تھا ان ہم قوم سے نوکر ہوا۔ اور چنچل گوڑہ میں قیام رکھا۔ رفتہ رفتہ چند ہی روز میں افغانان مہدویہ بطریق نوکری و ملازمت اس قدر جمع ہو گئے کہ چنچل گوڑہ آباد ہو گیا۔ اور تخمیناً چار ہزار سوار قوم مہدویہ سے (جن میں اکثر سردار و جمعدار پیشہ تھے) ارسطو جاہ کے

مسجد واقع منڈی مین شہید کیا۔ دس بیس آدمی طرفین کے مارے گئے۔ شہر مین اس کی شہرت ہوگئی
سید نور الاولیا صاحب برادر سید نور الاصفیا صاحب نے تمام علماء کو افغانان مہدویہ کے خلاف آمادہ کیا۔ قاضی
محمد ذوالفقار خان شریعت پناہ بلدہ بھی شریک ہوگئے۔ ایک نشان چارکمان مین کھڑا کیا گیا۔ تقریباً ایک لاکھ آدمی
اوس نشان کے نیچے جمع ہوگئے ۲۴ محرم ۱۲۳۸ھ کو نیاز بہادر خان منصور خان۔ صالح محمد خان۔ عبدالرحیم خان
میر احمد خان۔ محمد خان گلگیانی وغیرہ (یہ سب نزجمعدار تھے) نے چنچل گوڑہ پر یورش کی۔ اودہر سے مہدویون نے
بھی مقابلہ کیا۔ اکثر نامی سردار مارے گئے۔ جب یہ خبر بندگان حضرت کو ہوئی تو سخت مشتعل ہوئے۔ اور مہاراجہ بہادر کو
حکم دیا کہ جمعیت انگریزی کے ذریعہ مہدویون کا اخراج کیا جائے۔ اور چنچلگوڑہ کو تباہ و تاراج کردین۔ چنانچہ
سرداران انگریز بارنٹ صاحب مارٹین صاحب وکیل سدرلین صاحب وغیرہ چار ہزار جوانان مار اور دس ضرب
توپ ہمراہ لیکر چنچلگوڑہ پہونچے۔ مہاراجہ بہادر کی کوشش سے مہدیون کی تو جان بچ گئی۔ مگر معہ عیال و اطفال
خارج البلد ہونا پڑا۔ جس کا جدہر سینگ سمایا۔ اودہر چلتا ہوا۔ البتہ ان مین سے دو صاحب ایک محمد صاحب میان

بقیہ نوٹ صفحہ (۹۰) رسالہ مین اور دوسرے امراء اور راجگان کی سرکار مین بھی نوکر ہوگئے۔ جب تک دلدار خان زندہ رہا کوئی فتنہ
و فساد برپا نہ ہوا۔ جب اوس کا انتقال ہوگیا تو ایک پیرزادہ سلطان میان نام نے اپنی عقل و فراست سے ارسطوجاہ کے پاس تقرب
حاصل کرکے دو ہزار سوار و بارہ پیادہ سے موحالات گنگاٹ گیری وگنگاوتی سرفراز ہوا۔ چنانچہ ارسطوجاہ کے زمانہ مین افغانان
مہدویہ کے ساتھ اکثر لوگون کا داد و ستد بڑھ گیا۔ روزانہ ہنگامے برپا ہونے لگے۔ اور ایک دفعہ تو خود سلطان میان پر یہ حادثہ
گذرا کہ سات شخص قوم سلیمان زئی سے اپنے قرضہ کے مطالبہ کے لئے سلطان میان پر حملہ آور ہوئے۔ اور مارے گئے جب افغانان
مہدویہ کی کثرت ہوگئی تو چنچل گوڑہ سکونت کے لئے مکتفی نہ ہوسکا۔ اسلئے اکثر افغانون نے مشیرآباد و بیگم بازار مین سکونت اختیار کی
الحاصل مشیرآباد مین ایک افغان مہدوی لیسین خان پسر دلدار خان جمعدار وہان کے بچون کے اوستاد کو جو حنفی المذہب تھا اکثر
تبدیل مذہب کے لئے مجبور کرتا تھا۔ ایک دفعہ اوس اوستاد نے کہا کہ اگر مولوی عبدالکریم صاحب تمہارے مذہب کو حق بتلا دین تو

الملقب صف شکن جنگ خلف سلطان میان (جو مع عیال و اطفال گنگ کیری و گنگاوتی میں تھے) اور کرم
نواز خان المعروف بہ دولہ خان صاحب اپنے پسر میر نواز خان بہادر کے (جو قلعہ ملدرگ میں مامور بکار تھے) بیچ گئے
سنہ ۱۲۴۲ھ میں عزت یار خان محی الدولہ حکیم الحکما (جو مقرب و مصاحب حضور پرنور تھے) کو گلزار حوض کے قریب
چار افغانان مہدویہ نے جمدہر سے مار ڈالا۔ ان میں تین شخص تو مبارز الدولہ بہادر کے کوٹھہ میں مارے گئے
لیکن ایک شخص چھپا دروازہ سے بھاگ گیا۔ جب بندگان حضرت نے خبر سنی تو افغانان مہدویہ کے تلاش و قتل کا
مکرر حکم صادر فرمایا۔ رجب سنہ ۱۲۴۲ھ میں جہاندار جاہ بہادر نے انتقال کیا۔ سلخ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ھ روز دوشنبہ کو
میر تہنیت علیخان بہادر اور ماہ رمضان میں میر جہانگیر علی خان (صاحبزادگان نواب ناصر الدولہ بہادر) تولد ہوئے
۲۴ محرم سنہ ۱۲۴۴ھ کو کیوان جاہ نے رحلت کی۔ افسوس ہے کہ ۱۷ ذی قعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ روز شنبہ بوقت یکپاس روز
بر آمدہ بندگان حضرت نواب سکندر جاہ بہادر بعمر ۴۲ سالہ راہی خلد بریں ہوئے۔ صحن مکہ مسجد میں دفن کیا گیا
مغفرت منزل لقب ہوا۔ سنگ مرمر کی جالی کے دروازہ پر یہ تاریخ کندہ ہے۔ **قطعہ**

چون سکندر جاه از آفاق رفت	در غمش ہر خانہ شد بیت الحزن
بر کشیدم آه گفتم سال او	راہی فردوس شد شاه دکن ۱۲۴۴ھ

بقیہ نوٹ صفحہ (۹۱) میں مہدوی ہو جاتا ہوں۔ اب یہ دونوں مولویصاحب کے پاس پہونچے۔ یٰسین خان نے مہدوی کے فضائل بیان کیا
مولویصاحب نے کہا کہ ہمارے مہدی تو ابھی آئے نہیں اور تمہارے مہدی کے فضائل معرض بحث میں ہیں اس گفتگو سے یٰسین خان کو
غصہ آیا۔ اور کشت و خون کی نوبت پہونچی۔ اتنے میں اکثر افغانان مہدوی یٰسین خان کی کمک پر جمع ہو گئے ادہر مولویصاحب کا
طرفداری میں دایم خان اور اون کا بھائی حسن خان مندوزئی آ گئے۔ منیر الملک بہادر اور مہاراجہ چندو لعل بہادر نے ہر چند رفع
فساد کرنا چاہا۔ مگر ممکن نہ ہو سکا۔ بالآخر طرفین سے جنگ کا آغاز ہوا۔ پہلے عنایت خان مہدوی اور دایم خان مندوزئی
اور یٰسین خان مسجد میں گھسکر مولویصاحب کو شہید کیا۔ باقی حالات متن میں ملاحظہ کیجئے۔ ۱۲ مولف

مدت سلطنت ۲۶ سال ۹ ماہ ۲۶ روز ہے۔

آپ کو نو صاحبزادے۔ (۱) میر فرخندہ علی خان ناصر الدولہ بہادر (۲) میر بشیر الدین علی خان صمصام الدولہ بہادر (۳) میر گوہر علی خان مبارز الدولہ بہادر (۴) میر تفضل علی خان میر پایہ شناس (۵) میر منور علی خان منور الدولہ بہادر (۶) میر ذو الفقار علی خان ذو الفقار الدولہ بہادر (۷) میر محمود علی خان قطب الدولہ بہادر (۸) میر داور علی خان قمر الدولہ بہادر (۹) میر فتح علی خان مظفر الدولہ بہادر۔ اور دس صاحبزادیاں (۱) جمال النساء بیگم (محل محمد تاج الدین خان رفیع الملک) (۲) کمال النساء بیگم (محل حسین الدین حسین خان ممتاز الامرا) (۳) غفور النساء بیگم (بے کتخدا انتقال کئے) (۴) نامدار النساء بیگم (محل میر ابوالقاسم خان نقیب الدولہ) (۵) خضر النساء بیگم (محل میر شجاعت علی عرف بگی صاحب خلف منجھلی بیگم صاحبہ) (۶) بخت افروز بیگم (محل میر فیروز علی پسر ساجدہ بیگم صبیہ نظام الدولہ) (۷) سلطانی بیگم (محل محمد سلطان الدین خان محتشم الدولہ خلف امیر کبیر) (۸) نور افروز بیگم (محل میر دلاور علی پسر منجھلی بیگم صاحبہ) (۹) عصمت النساء بیگم (محل اقتدار الدولہ بہادر خلف امیر کبیر) (۱۰) نور جہان بیگم (انکی شادی کا حال معلوم نہوا)۔



فضل الارکین السلطنت میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر جنگ ناصر الدولہ
نظام الدولہ مظفر الممالک نظام الملک آصف جاہ رابع

آپ ۱۲۰۳ھ مین تولد ہوئے۔ اور بعد انتقال حضرت مغفرت منزل ۹ ماہ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ کو تخت سلطنت پر قدم رکھا۔ مسٹر مارٹین رزیڈنٹ بہادر نے رسم تہنیت ادا کیا۔ مہاراجہ چندو لعل بہادر کو ایک کروڑ رقم کی بابتہ قرضہ حضرت مغفرت منزل معاف فرمایا۔ ہیجڑون کو افعال بد سے باز آنے اور داڑھی نہ منڈہانے کی منادی کی گئی۔ دہریون کو سبز رنگ کی چولی اور چوڑی پہننے کی ممانعت اور عام طور پر زرد بانات کے پاپوش نہ بنانے کی سخت تاکید ہوئی۔ بسینہ خانے بلدہ کے باہر کئے گئے۔ مردون کے دفن ہونے کے اندرون شہر بجز مومن صاحب قبلہ کے دایرہ کے دوسرے مقامات پر ممانعت کی گئی۔ ۱۲۴۶ھ مین دریائے موسی کو سخت طغیانی ہوئی۔ پل کے دروازہ کے بازو کی فصیل ٹوٹ گئی۔ اور پانی شہر مین آگیا بازار سیدی عنبر۔ بازار گھانسی میان۔ حوض چار محل یہ تمام غرق آب ہوگئے۔ دہلی دروازہ کا ایک پٹ ٹوٹ کر امین باغ مین جاگرا۔ اور دوسرا پٹ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ پل کے دروازہ کے روبرو ایک غار عظیم پیدا ہوا۔ اسی سال صف شکن جنگ بہادر کو دو شخصون نے مطالبہ تنخواہ پر مار ڈالا۔ اور خود بھی مارے گئے اس اثناء مین بعض وجوہ سے مبارز الدولہ بہادر قلعہ محمد نگر بھیجے گئے۔ اور چندروز کے بعد بندگان حضرت نے پھر بلدہ مین طلب فرمالیا۔ جشن سالگرہ مبارک مین شمس الامرا کو امیر کبیر کا خطاب اور جواہر اعلیٰ۔ منیر الملک بہادر کو منصب ہفت ہزاری پنجہزار سوار خطاب امیر الامرا و جاگیر عمدہ و جواہر گران بہا عطا ہوئے۔ اور اون کے صاحبزادون محمد علی صاحب کو شجاع الدولہ عالم علیصاحب کو سراج الدولہ۔ عبداللہ صاحب کو اشجع الدولہ صفدر صاحب کو اکرام الدولہ پنج پنج ہزاری منصب چار چار ہزار سوار جاگیرات عمدہ و جواہر بیش قیمت۔ نوبت۔ علم۔ نقارہ سے سرافرازی بخشی۔ مہاراجہ چندو لعل بہادر خطاب راجایان راجہ شش ہزاری منصب پنجہزار سوار جاگیر محاصل ۔۔ و جواہر اعلیٰ سے ممتاز ہوئے۔ راجہ بالا پرشاد کو راجہ دہراج کا خطاب اور منصب پنجہزاری۔ جاگیر علم۔ نقارہ نوبت۔ مرحمت ہوئی۔ نانک بخش کو راجہ بہادر میر عباس علی خان عرف بگی کو ممتاز جنگ احتشام الدولہ احتشام الملک کے خطابات دئے گئے۔ گوبند بخش بہادر کو اورنگ آباد و ایلچپور کی صوبہ داری ملی۔ میر اسمعیل خان نے خدمت

دار الانشائی سے سربلندی حاصل کی۔ الحاصل اکثر امرا و اعزا کو خطابات و مناصب کی سرفرازی ہوئی۔ اسی سال
مہاراجہ بہادر کے جلوخانہ میں عربوں اور سکھوں کے فیمابین سخت جنگ ہوئی۔ عربوں نے سکھوں پر غلبہ پایا۔ تقریباً
دو سو سکھ مارے گئے۔ اور ہزارہا روپیوں کا مال غارت و برباد ہو گیا۔ اسی زمانہ میں امیر الامرا منیر الملک بہادر نے
رحلت کی۔ اور اسی سال اکبر شاہ ثانی کا فرمان بنسبت تعزیت مغفرت منزل۔ تہنیت جلوس بندگان حضرت بہادر
ہوا۔ ناظرین کے معلومات کے لئے صرف القاب درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"امارت و ایالت منزلت۔ شوکت و شہامت مرتبت۔ مسند ارکین۔ دولت قاہرہ۔ مؤید سلاطین سلطنت باہرہ
نقش خاتم ابہت و جلالت۔ مرکز دایرہ حشمت و عظمت۔ فدوی خاص الخاص۔ مودۃ الاخلاص الاختصاص
شمع محفل صدق و ارادت۔ چراغ نور افروز انجمن فدویت۔ عالی فطنت۔ وافی فطرت۔ متعہد سرانجام مہمات
سلطانی۔ متکفل انصرام تدبیرات جہانبانی۔ مستوجب العنایات والاکرام۔ مستلزم التفاخر والاحترام۔ ماذون التصرف
علی الاطلاق۔ مرجع الامرا بالارادت والاستحقاق۔ مؤسس الارکان دولت صاحبقرانی۔ مقوم اعیان دودمان
گورگانی۔ فرزند مرتبت بلند۔ جگر گوشۂ بجان پیوند۔ مظفر الممالک۔ نظام الدولہ۔ افضل الارکین السلطنت
آصف جاہ میر فرخندہ علی خان بہادر فتح جنگ سپہ سالار۔ یار وفادار۔ رستم دوران۔ ارسطو زمان۔ عرضداشت
مرسلہ آن فرزند سعادت مند بدرگاہ خواقین سجدہ گاہ کہ مرجع و مآب جہان و جہانیان است رسید۔"

سنہ ۱۲۵۱ھ میں مہاراجہ بہادر نے راجہ نریندر بہادر خلف راجہ دھیراج بہادر کی شادی نہایت تکلف و اہتمام سے
ادا کی۔ ۱۰ محرم سنہ ۱۲۵۲ھ میں حسین یار جنگ بہادر کے مکان پر روہیلوں اور عربوں کے فیمابین جھگڑا ہوا۔ لڑائی
نے اس قدر طول کھینچا کہ قومی لڑائی شروع ہو گئی۔ ہر ایک مقام پر روہیلوں اور عربوں کی خوب تلوار چلی۔ بعد اسکے
روہیلوں کا اخراج کر دیا گیا۔ اسی سال مولوی ولایت علی اور مولوی سلیم حیدرآباد آئے۔ [illegible] مذہب وہابیہ کا
رواج دینا چاہا۔ مسجدوں میں وعظ وغیرہ بیان کیا۔ مولوی سلیم نے مبارز الدولہ بہادر کو ایسا پرچایا کہ وہ اون کے
مذہب وہابیہ کی تائید پر ہو گئے۔ اور بلوۂ عظیم پیدا ہونے کی صورت پیش آئی۔ انگریزوں نے بندگان حضرت کو

متوجہ کیا۔ ہر دو مولوی گرفتار ہوگئے اور اون کے مقلد بھی اسیر ہوئے۔ مبارز الدولہ بہادر قلعہ محمد نگر
بھیجے گئے۔ اسی جھگڑے مین غلام رسول خان خلف الف خان مرحوم نواب کرنول بھی انگریزون کا قیدی
بنا۔ اثناء راہ مین (جب اوسکو چنیاپٹن لیجارہے تھے) اوسی کے چیلے نے بدکلامی پر چھری سے مار ڈالا۔ اور
کرنول پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا۔ سنہ ۱۲۵۳ھ مین خوب ژالہ باری ہوئی۔ اسی سال اکبر شاہ بادشاہ دہلی نے
انتقال کیا۔ اور عصمت النساء بیگم صاحبہ کی شادی اقتدار الملک بہادر کے ساتھہ کمال اہتمام سے ہوئی۔ سنہ ۱۲۵۶ھ
مین میر تہنیت علی خان کو افضل الدولہ۔ میر جہانگیر علی خان کو روشن الدولہ۔ صمصام الدولہ کو صمصام الملک۔ سیف الدولہ
کو سیف الملک کے خطابات عطا ہوئے۔ سراج الدولہ کو سراج الملک کا خطاب ملا۔ ۲۰ صفر سنہ ۱۲۵۹ھ کو ایک
دمدار تارہ جنوب کی طرف سے نکلا۔ تقریباً ایک ماہ تک نظر آتا رہا۔ ۱۰ ماہ شعبان کو مہاراجہ چندو لعل بہادر
خدمت پیشکاری سے موقوف ہوئے۔ اور تیس ہزار روپیہ اخراجات و خیرات کے لئے ماہانہ بندگان حضرت نے
مقرر فرمایا۔ لیکن چند روز کے بعد بعض وجوہ سے دس ہزار ماہانہ کردئے گئے۔ اور مہاراجہ بہادر کے بھتیجے
راجہ رام بخش پیشکاری پر مامور ہوئے۔ سراج الملک بہادر کو صاحب عالیشان و بندگان حضرت کے فیمابین
خدمت وکالت عطا ہوئی۔ سنہ ۱۲۶۲ھ مین حسب سفارش رزیڈنٹ بہادر۔ سراج الملک بہادر خدمت دیوانی سے
ممتاز ہوئے۔ سنہ ۱۲۶۳ھ مین سنی اور شیعہ کا جھگڑا ہوا۔ صدہا آدمی مارے گئے۔ طالب الدولہ کوتوالی سے موقوف
ہوئے۔ اور محمد وزیر کوتوال بنے۔ اسی سال سراج الملک بہادر بعض وجوہات کے باعث خدمت دیوانی سے
سبکدوش کئے گئے۔ ۴ ربیع الثانی سنہ ۱۲۶۵ھ کو شمس الامراء امیر کبیر بہادر دیوان ہوئے۔ مگر پانچ ماہ کے بعد روز
کے بعد غرہ رمضان کو امیر کبیر بہادر نے دیوانی کی گذاشت داخل کردی۔ اسی سال راجہ رام بخش بہادر پھر پیشکار
ہوئے۔ کیونکہ اسکے قبل موقوف کردئے گئے تھے۔ ۱۳ محرم سنہ ۱۲۶۶ھ کو بمقام قطبی گوڑہ اہل سنن و اہل تشیع مین
پھر جنگ و جدال کی نوبت آئی۔ کوتوال بلدہ نے فوری انتظام کیا۔ اندنون سپاہ کنٹنجنٹ کی تنخواہ ستر لاکھ روپیہ
تک چڑھ گئی تھی۔ آخر راجہ رام بخش بہادر پیشکاری سے موقوف ہوئے۔ سنہ ۱۲۶۷ھ مین کمانڈر انچیف بہادر نے

سے بغرض سیاحت حیدرآباد دکن آئے۔ حسب الحکم حضور پر نور عمدۃ الملک بہادر و افتخار الملک بہادر نے شمس آباد تک صاحب بہادر کی متابعت کی چونکہ دیوانی کی خدمت پر اس وقت تک کسیکا تقرر نہوا تھا۔ اس لئے بندگانحضرت نے پہلے رونق علیخان بہادر۔ ظفر الدولہ بہادر سیف جنگ بہادر مرزا محمد حسین خان علی یاور الدولہ بہادران پانچوں امراکو خدمت مشترک کیواسطے منتخب فرمایا۔ من بعد گنیش راؤ بہادر نبیرہ راجہ پرتاپ ونت کے (جو جعفر آنماب کے دیوان تھے) اون کے گھر سے طلب کر کے خدمت پیشکاری عطا کی۔ اور ایک زرد کی سرتیج۔ سو اشرفیان۔ دو ہزار روپیہ مرحمت فرمائے۔ اور جو لین بیس چوبدار بیس خدمتگار۔ دس منصبدار۔ چار ہاتھی۔ بیس سے شاگرد پیشہ ہمراہ کر دئے۔ امین الملک بہادر کی حویلی سکونت کیلئے عنایت ہوئی۔ شنبو پرشاد کو بھی حکم ہوا کہ بیس ہزار روپیہ اور گنیش راؤ بہادر کو دئے جائیں۔ اسکے بعد جب گنیش راؤ بہادر صاحب عالیشان کی ملاقات کو کوٹھی گئے تو معاملہ دگرگون ہو گیا۔ اور خدمت سے علیحدگی ہو گئی۔ بہاء الملک بہادر پھر دیوان ہوئے۔ ۲۲ رمضان ۱۲۶۲ھ کو رودموسی کو دفعتاً طغیانی ہوئی۔ ۹ ذیحجہ کو محمد وزیر خدمت کوتوالی سے موقوف اور ۲۱ ذیحجہ کو فضل الدین خان خلف امام الملک کوتوال مقرر ہوئے۔ بعد ازان ۱۴ صفر کو حسن علیخان طالب الدولہ نے پھر کوتوالی کی خدمت سے سرفرازی پائی۔ ۲۵ محرم ۱۲۶۳ھ کو گوبند بخش برادر راجہ رام بخش قلعہ گولکنڈہ بھیجے گئے۔ ۹ ربیع الثانی کو اکبر جاہ بہادر نے انتقال کیا۔ ۵ جمادی الاول کو مہدی پٹھا نوان نے سراج الملک بہادر کے سواری کو سید اباغ کے متصل روکا۔ خوب لڑائی چلی۔ تمام پٹھان مارے گئے سراج الملک کے رخسارہ پر ایک چہرہ لگا۔ جو بعد مین چیر کر نکالا گیا۔ انہین ایام مین امام مسقط نے چند تحائف رزیڈنٹ بہادر کی معرفت بندگان حضرت کے خدمتین روانہ کئے۔ ۵ محرم ۱۲۶۵ھ کو منور الملک بہادر نے قضا کی۔ ۲۴ ربیع الاول کو طالب الدولہ فوت ہوئے۔ اور اون کا متبنے لڑکا (۱۱ سالہ) کوتوال ہوا محمد سعید حبشی خواجہ سرا کام کو انجام دینے لگا۔ ۲۵ ربیع الاول کو جنرل فریزر مستعفی ہوئے۔ اور کرنل لو رزیڈنٹ ہوکر آئے اور سپاہ کنٹنجنٹ کی تنخواہ (جو چڑہی ہوئی تھی) بقایا کا مطالبہ شروع کیا۔ آخر ۱۰ لاکھ کا ملک اوس کی ادائی کے لئے سرکار عظمت مدار کے تفویض ہوا۔ ۱۰ شعبان کو سراج الملک نے وفات پائی۔ ۲۲ شعبان ۱۲۶۹ھ کو سالار جنگ بہادر خلف شجاع الدولہ (۳۰ سالہ) خدمت دیوانی سے ممتاز ہوئے۔ اور راجہ نریندر پرشاد بہادر ابن بالا پرشاد بہادر (۲۴ سالہ) کو خدمت

پیشکاری عطا ہوئی - جس سے سلطنتی امور مین رونق و شادابی نظر آنی لگی - اور ریاست کا انتظام بھی ترقی پر ہو گیا
بالآخر افسوس ہے کہ نواب ناصر الدولہ بہادر ۲۲ ہر رمضان ۱۲۷۳ھ غرہ تیر ۱۲۶۶ ف کو بعمر ۶۶ سالہ راہی روضۂ رضوان
ہوئے - مدت سلطنت ۲۸ سال ۱۰ ماہ (۵) یوم ہے - بعد وفات غفران منزل لقب ہوا -

آپکو دو صاحبزادے نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر اور نواب میر جہانگیر علیخان روشن الدولہ بہادر تھے

گل بخشم

میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ نظام الملک آصف جاہ خامس

آپ سلخ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ روز دوشنبہ کو پیدا ہوئے - اور ۲۴ ہر رمضان المبارک ۱۲۷۳ھ روز شنبہ قبل نصف النہار
تخت شاہی پر جلوس فرمایا - امراء دولت و ارکان ریاست خطابات و مناصب و جاگیرات و جواہر سے ممتاز و سرفراز
ہوئے - بندگان حضرت نے بخبر تخت نشینی کے تین سو حافظ قرآن شریف اور پچپن اشخاص بخاری شریف و مشکوۃ شریف
و حصن حصین کے پڑھنے والے گیارہ جماعتین مولود خوانون کی - پانچہزار جوانان علی غول کے جدید مامور فرمائے - اور اکثر
بعد نماز صبح - خود بدولت بھی شریک ختم شریف ہوتے تھے - کسیکو تعظیم کے لئے اوٹھنے کا حکم نہ تھا - الغرض بندگان حضرت
خدا پرست و سچے موحد خداترس - خدا دوست تھے - علما - فضلا - حفاظ کی بڑی قدر و توقیر کرتے تھے - درویشون
اور حاجتمندون کے ساتھ ایسا سلوک فرمایا - کہ ہر ایک کو امیر و غنی بنا دیا - جاگیرین عنایت کین - سوا اسکے زر نقد
نقد دو خنہ - احد من شخص واحد کو عطا نہ ملے - اکثرون کو جاگیرین - نوبتین سرفراز فرمائین - جہاز تیار کر کے حجاج کو روانہ کیا

وقف فرمایا۔ عشرہ محرم میں تین لاکھ روپیہ خیرات فرماتے تھے۔ ہر دوازدہم[12] شریف و یازدہم[11] شریف میں
ہر باقی کی دیگیں شاہی باورچیخانہ سے مسجدوں اور درگاہوں میں بھجوائی جاتی ہیں۔ چنانچہ اب تک وہی
قاعدہ جاری ہے۔ شہر میں ایک بہت بڑا دارالشفا تعمیر کرایا۔ جہاں مریضوں کو کھانا دیا جاتا ہے۔ اونکی راحت و
آسایش کا سامان بھی پورا مہیا کیا گیا ہے۔ کل اضلاع و تعلقات میں دواخانجات و اشاعت علم کیلئے عموماً
مدارس قایم فرمائے۔ اور محل مبارک میں ایک چو محلہ جسکے چاروں طرف چار مکان موسوم بہ آفتاب محل
مہتاب محل ہیئت محل۔ افضل محل بہت ہی خوشنما تیار کئے گئے۔ دہلی دروازہ پر پل افضل گنج کی بنا ہوئی۔ بازار
و مسجد افضل گنج تعمیر ہوئے۔ شہر سے تمام کلال خانے باہر کردئے گئے۔ آپکے آغاز مسند نشینی کے زمانہ میں غدر
کی بلا تمام ہندوستان میں ہلچل مچادی۔ یہاں بھی علاؤالدین و طرہ باز خان نے کوٹھی پر حملہ کیا۔ مگر بندگانحضرت کی
توجہ اور سر سالار جنگ اعظم کے حسن انتظام سے حیدرآباد دکن میں امن رہا۔ اور ہندوستان کے باغیوں کو زیادہ قوت
پہونچنے نہ پائی۔ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۳ھ میں سالار جنگ بہادر کو شجاع الدولہ مختار الملک کا خطاب چہ رقم جواہر اور امیر کبیر کو صرف چہ رقم
جواہر عمدۃ الملک و اقتدار الملک کو پانچ پانچ رقم جواہر۔ راجہ نریندر بہادر کو راجایان راجہ کا خطاب پنج رقم جواہر سے
سرفرازی بخشی۔ ۱۵ ذیحجہ کو میر پادشاہ نے انتقال کیا۔ سنہ ۱۲۷۴ھ میں سلطنت تیموریہ کا خاتمہ ہوگیا۔ اور بہادر شاہ
رنگون بھیجے گئے۔ اسی سال امیر کبیر بہادر کو موضع النند و گنجوٹی دلوہارہ کی سند عطا ہوئی۔ قصبہ نرمل کی گذاشت
عمدۃ الملک بہادر سے لی گئی۔ اسکے بعد نارائن کھیڑہ حسن آباد کی سند عمدۃ الملک کے نام عمل میں آئی۔ ۱۹ محرم سنہ ۱۲۷۵ھ [illegible]
کو بہادر شاہ پادشاہ دہلی کا سکہ موقوف ہوا۔ اور سکہ حالی ضرب پایا۔ انہیں ایام میں حکیم ابراہیم۔ محمد باز خان جمعدار
محمد چاند خارج البلد کئے گئے۔ اور ماہ ذیحجہ میں بڑی صاحبزادی حسن النسا بیگم کی شادی خورشید جاہ بہادر کے ساتھ کمال
تکلف و اہتمام سے عمل میں آئی۔ جب غدر فرو ہوا تو سرکار عظمت مدار نے خیر خواہی اور وفاداری کے صلہ میں رائچور و دوآبہ
دہاراسیون۔ شولاپور کے اضلاع سرکار عالی کو مسترد فرمایا۔ اور خاص حضور پر نور کے لئے ایک لاکھ کا جواہر اور شمس الامرا بہادر
و سالار جنگ بہادر کیلئے تیس تیس ہزار۔ مہاراجہ نریندر بہادر کے واسطے ۱۵ ہزار باقی اور امرا و معززین کے لئے عنایت بجواہر

و تحائف روانہ کیا۔ ۲۲ صفر ۱۲۸۰ھ کو ملکہ معظمہ نے آپ کیلیے نائٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا کا خطاب بھیجا۔ ۱۲۸۲ھ میں شمس الامرا
بہادر نے رحلت کی۔ ۱۲۸۳ھ میں ممالک محروسہ پانچ صوبہ اور سترہ ضلعوں پر تقسیم کیا گیا۔ ہر ایک صوبہ پر ایک صدر تعلقدار (کمشنر)
اور ہر ایک ضلع پر ایک اول تعلقدار (کلکٹر) معہ دو دو تین تین ماتحت تعلقداران کے مقرر ہوئے۔ اور ہر ایک تعلقہ پر ایک تحصیلدار
مامور ہوا۔ صیغہ جوڈیشل صیغہ تعمیرات صیغہ طبابت محکمۂ صفائی محکمۂ تعلیمات بھی اسی سال قایم کئے گئے۔ بہرحال حضرت غفران مکان کا زمانۂ
سیاست بہت ہی خوش اسلوبی سے گزرا۔ اوایل ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ میں بندگان حضرت بخار سے علیل ہوئے۔ اور وجع الانثیین کی شکایت بھی لاحق
ہوئی۔ ابتداء مرض میں حکیم شفائی خان و حکیم نادر علی معالج تھے۔ آخر وقت جب کچھ افاقہ نہوا تو حکیم محمد اشرف و حکیم فیض اللہ خان بھی
شریک معالجہ کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہوا۔ روز بروز مرض کو ترقی ہوتی جاتی تھی۔ اور ۱۲ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ م ۲۶ فروری ۱۸۶۹ء
روز جمعہ اس رئیس حاتم نوال ارسطو خصال نے فردوس بریں کی راہ لی۔ محلسرا و شہر پناہ کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔ چار گھڑی
دن رہے مختار الملک بہادر کے حکم سے کھلے۔ اور بمجرد استماع اس خبر وحشت اثر کے رزیڈنٹ بہادر معہ چھوٹے صاحب مختار الملک بہادر سے
ملاقات فرمائی۔ بعد مغرب ہمارے آقائے ولی نعمت **(نواب میر محبوب علیخان بہادر دام اقبالہ)** کے نام نامی و اسم گرامی
سے تمام بلدہ میں منادی کی گئی۔ قریب نصف شب کے نماز جنازہ ادا کر کے مکہ مسجد میں نواب سکندر جاہ حضرت مغفرت منزل کے
سیدھے جانب دفن کیا گیا۔ بعد وفات آپکا لقب حضرت غفران مکان ہوا۔ آپنے ۱۲ سال ایکماہ (۲۰) روز سلطنت کی۔ انتقال کیوقت آپکا
سن ۴۲ سال کا تھا۔ وفات کی تاریخیں حسب ذیل یادگار ہیں۔

فغان زین جہان بادشاہ دکن	بفردوس شد پیش رب فلق	رقم کرد تاریخ رحلت شہید	بود افضل الدولہ مقبول حق ۱۲۸۵ھ
افضل الدولہ شہ ملک دکن	رفت ازین کاخ سپہر نیلگون	سال رحلت گفت رضوان با شہید	او بجنت رفت از دنیای دون ۱۲۸۵ھ
ربی المالکش ماح الجنہ	۵ المسعود سے فاح الجنہ	قلت تاریخ وفات المرحوم	افضل الدولہ [illegible] ۱۲۸۵ھ

آپ کو پروردگار عالم نے چند صاحبزادیاں حضرت حسین النساء بیگم صاحبہ (محل خورشید جاہ مرحوم) حضرت پرورش النساء بیگم صاحبہ (محل امیر اکبر آسمان جاہ مغفور)
حضرت داور النساء بیگم صاحبہ (محل سر وقار الامرا مرحوم) حضرت سراج النساء بیگم صاحبہ (محل نواب آصف نواز الملک بہادر) حضرت نجیب النساء بیگم صاحبہ (محل نواب خورشید الملک بہادر)
حضرت منیر النساء بیگم صاحبہ (محل نواب مظفر جنگ بہادر) اور ایک صاحبزادۂ بلند اقبال نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ بہادر سلطان دکن
مدظلہ العالی نے عطا فرمایا تھا۔



اعلیٰحضرت قدر قدرت حضور سلطان العلوم نواب میر عثمان علیخان بہادر فتح جنگ آصف جاہ

مظفر الممالک [illegible] سلطان دکن [illegible]

خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

عنوان کا نام نامی اور اسم گرامی اس شہنشاہ ملکوتی صفات کا ہے جسکے عہد میمنت مہد میں مملکت دکن سرسبز و شاداب ہے اور رعایا اسکی بدولت امن و امان سے بسر کر رہی ہے۔ یہ وہ شہنشاہ ہے کہ جسکی بذل و عطا نے روپیہ حاتم کی سخاوت کو پیچھے کر دیا اور شجاعت و جرات کے مقابلہ میں رستم بھی رشک کرے۔ گو اس قدیم نے شہنشاہ دکن کے حالات لکھنے کو قلم اٹھایا ہے۔ مگر ممکن نہیں کہ پورے پورے حالات تحریر ہوں لیکن البتہ مشتے نمونہ از خروارے اختصار کے طور پر اس میں درج کئے جاتے ہیں جنکی [illegible] صفات کیلئے یہ [illegible] کافی و وافی ہے



[illegible] ولادت مبارک [illegible] تعلیم [illegible] قیام [illegible] اعلیٰ

[illegible] تعلیم [illegible] جلوس [illegible] خطابات [illegible] ۱۹

سلسلہ خاندانی

اعلیٰ حضرت کا سلسلہ [illegible] شیخ شہاب الدین [illegible]
[illegible] آصف جاہ [illegible]
[illegible] بادشاہ [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]

ولادت مبارک

[illegible] انگریزی [illegible] مطابق [illegible] ۱۸۸۶ عیسوی کو
[illegible] صادق [illegible] روز مبارک جمعہ [illegible] شب [illegible]
[illegible] حیدرآباد [illegible] بنیاد میں ہوئی - چراغ دکن - تاریخ ولادت
ہے - اور ولادت باسعادت کا [illegible] ذیل [illegible] جاتا ہے

بیا اے آسمان سنج رصد بند — نگاہے کن بعقل چرخ پیوند
بجشن طالع شاہ دکن بین — سعادت نامۂ مہر دکن بین
تماشا کن درین فرخندہ منشور — سعادت بر سعادت نور بر نور

شمس سرطانی ۲ درجہ افق منطقۃ البروج
۱۶۵ درجے۔ حیدرآباد دکن طول البلد
۱۸ درجے۔ عرض البلد ۱۷ درجے ۲۲ دقیقہ
تولد مبارک کے موقع پر اکثر شعرائے ہندنے
تاریخین کہی تہین۔ تیمناً حضرت میر شمس الدین صاحب
فیض علیہ الرحمۃ کے دو تاریخین درج کیجاتی ہین۔

۱۲ ذنب
۱۱
۱۰
۹
مشتری
۸
۷ زحل
۱
۴ شمس
۶ راس قمر
۲ مریخ
۳
۵ زہرہ عطارد

قطعہ

در محل افضل الدولہ بہادر وقت شب — جلوہ گر شد ہمچو شہزادۂ عالم پسند
سال تاریخ ولادت عقل کل با فیض گفت — گشت پیدا میر محبوب علی اقبال مند
۱۲۸۳ھ

دیگر

در محل افضل الدولہ شہ آصف شکوہ — شد تولد نور عین از فضل بے پایان حق
ملہمی از غیب تاریخ ولادت گفت فیض — گشت پیدا آصف سادس دکن بے احقاق
۱۲۸۳

ولادت مبارک کے روز توپخانہ شاہی سے اکیس اکیس ضرب توپون کی سر ہوئین اور نقارخانون سے شادیانوں کی صدائین بلند ہوئین۔ حضرت غفران مکان (افضل الدولہ بہادر) نے کمال مسرت و اظہار خوشنودی فرمایا۔ ہزارہا روپئے اور اشرفی مشائخین و محتاجون کے نذر ہوئین۔

تمام ممالک محروسہ مین اس تولد مبارک کا جشن منایا گیا۔ امرائے کبار و اعزائے نامدار نے نذرین پیش کین۔ تمام رسومات چھٹی چہلہ کے نہایت تزک و احتشام سے عمل مین آئے۔ اور حسب رواج

سلاطین مشرقی۔ انائین۔ ددائین۔ آغائین۔ چھوچھوئین۔ وغیرہ کا تقرر کیا گیا۔ اور میر محبوب علی نام رکھا

اسما و خطابات و القاب

چند روز کے بعد اپنے خاندانی خطابات۔ فتح جنگ۔ نظام الدولہ۔ نظام الملک مظفر الممالک
آصف جاہ بہادر سے مخاطب کیے گئے۔ اور اعلیٰحضرت حضور پرنور سرکار عالی۔ بندگان عالی۔ سرکار عالی
حضور نظام آپکے القاب ہیں۔ برٹش گورنمنٹ نے اپنے قدیمی اتحاد و محبت کی یادگار میں اعلیٰحضرت کو
جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ بی۔ سے ملقب کیا۔

تخت نشینی

آپ دو سال سات مہینے دس یوم کے سن میں بعد انتقال نواب افضل الدولہ بہادر باتفاق
ارکان دولت و اعیان سلطنت حسب مشورہ نواب مختار الملک بہادر اولٰے (وزیر اعظم) و شمس الامرا
امیر کبیر بہادر حضرت مغفرت مکان کے انتقال کے تیسرے روز ۱۵ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ مطابق ۸ ماہ
فروری ۱۸۶۹ء روز یکشنبہ کو سریر آرائے اورنگ آصفیہ ہوئے تاریخ جلوس مبارک (مع التجرو والتدخلہ)
حسب ذیل ہے۔

آہ از تخت دکن برخاست آہ ۔۔۔ افضل الدولہ جہاندار زمن
شکر للہ کرد بر تختش جلوس ۔۔۔ میر محبوب علی شاہ دکن

تخت نشینی کے روز ہنگام نہ سرکار عظمت مدار سانڈرس صاحب ریذیڈنٹ یولڈ دی صاحب فیز یہاں جب
ڈاکٹر بالفور صاحب۔ ڈاکٹر موڈ صاحب وغیرہ حاضر دولت ہوئے اس موقع پر آپنے سفید جامہ در
دامن کا زیب تن فرمایا تھا۔ اور دستار معہ طرۂ طلائی فرق مبارک پر مزین تھی۔ اور بوجہ کمسنی
کے آغوش دایہ میں محل سے برآمد ہوئے۔ جب آپنے تخت پر جلوس فرمایا تو فوراً ریذیڈنٹ بہادر
نے مبارکباد دی پھر تو تمام یوروپین افسر۔ اعیان و ارکان سلطنت نے علاوہ مبارکباد کی

مزین گذرانین۔

قیام ریجنسی

بوجہ صغر سنی اعلیحضرت ایک ریجنسی کی سخت ضرورت تھی چنانچہ تہنیت شعور اعلیحضرت نواب امیر کبیر شمس الامرا عمدۃ الملک بہادر نائب حضور اور نواب مختار الملک بہادر اعظم سلطنت کے کفیل قرار پائے۔

اجرائے جریدۂ اعلامیہ و تقرر صدر المہامان

۲۶ رجب ۱۲۸۶ھ م غرہ نومبر ۱۸۶۹ء روز دوشنبہ کو جریدۂ اعلامیہ جاری ہوا اور اسی سال چار صدر المہام ریاست نواب مدار المہام بہادر کے ماتحت حسب ذیل قرار پائے۔

(۱) نواب بشیر الدولہ بہادر (نواب آسمان جاہ مرحوم) صدر المہام امور عدالت وغیرہ۔

(۲) نواب مکرم الدولہ بہادر صدر المہام درستی امور مالگزاری۔

(۳) نواب شمشیر جنگ بہادر اولی صدر المہام انضباط امور کوتوالی۔

(۴) نواب میر یاور علی صاحب (نواب شہاب جنگ بہادر) خلف نواب سنزا و ارجنگ مرحوم صدر المہام نظم امور تعمیرات وغیرہ متفرقہ اور بہ اجرائے امور متعلقہ دفاتر کیلئے چند دستور العمل بھی ترتیب دئے گئے انہیں ایام میں بماہ ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ نواب مختار الملک بہادر بغرض ملاقات شہزادہ ڈیوک آف ایڈنبرا (خلف ملکہ معظمہ) کلکتہ تشریف لیگئے۔

تسمیہ خوانی

۱۱ شعبان ۱۲۸۶ھ م ۱۶ نومبر ۱۸۶۹ء روز شنبہ کو اعلیحضرت کا جشن تسمیہ خوانی نہایت تکلف و طمطراق سے ترتیب دیا گیا۔ نواب مختار الملک بہادر نہایت ہی تکلف کے ساتھ منہدی دیوڑھی مبارک پر لائے جسکے ہمراہ کل اراکین سلطنت و امراو اعزہ و جمعداران ذی مرتبت موجود تھے۔ اور تمام فوج شاہی جلو میں روان تھی۔ شب میں تمام علما و فضلا، و ارکان دولت و جان نثار رعایا حاضر

دولت سرائے شاہی سے چھ ماہ قبل جوڑون اور توڑون کی تقسیم اور انعام و اکرام کی سرافرازی ہوتی رہی - جملہ اہالیان شہر الوان نعمت سے حسب صلہ سرفراز کئے گئے شب تسمیہ خوانی مین اس کثرت کے ساتھ روشنائی کیگئی تھی کہ رات دن کا مقابلہ کر رہی تھی - اور محلات شاہی بقعۂ نور منظر آرہے تھے تمام شہر بزم چراغان بنا ہوا تھا - کل دفاتر سرکاری مین جشن منانے کے لئے دو روز کی عام تعطیل دیگئی - سورۂ اقرا جناب حضرت نورالدین شاہ صاحب محیصی القادری نے پڑہایا -

تعلیم

اعلیحضرت کی تعلیم فارسی و عربی کے لئے مولانا مولوی محمد زمانخانصاحب شہید مقرر ہوئے اور انکی تنخواہ ایکہزار روپیہ ماہانہ قرار پائی - مولوی حافظ حاجی انوار اللہ صاحب - مولوی شرف حسین صاحب مولوی حافظ انور صاحب المخاطب محبوب نواز جنگ - مولوی محمد مظفر الدینخان خوشنویس المخاطب امیر یار جنگ - مرزا نصر اللہ خان اصفہانی المخاطب بہ دولت یار جنگ بھی اعلیحضرت کی تعلیم تربیت مین مولوی محمد زمان خانصاحب کے شریک رہے - جب زمان خانصاحب شہید ہوگئے تو انکے بھائی محمد مسیح الزمان خانصاحب (جو اسکے قبل نواب میر لائق علیخان بہادر و سعادت علیخان بہادر فرزندان نواب مختار الملک بہادر کے تعلیم پر مامور تھے) اور مولوی آغا مرزا بیگ المخاطب سرور الملک بہادر مقرر ہوئے - اور انگریزی کی تعلیم کیلئے کپتان جان کلارک (جو اسکے پیشتر کسی انگریزی شہزادہ کی تعلیم پر مقرر تھے) اور انکے بھائی کپتان کلاڈی کلارک - سی - آئی - ای - کا تقرر ہوا انکے بعد کرودمن صاحب (جنکو جن خرجات کے صلہ مین تین سو پونڈ سالانہ وظیفہ حسب الحکم اعلیحضرت ۲۳ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ کو دیا گیا اور ابتک ہر سہ ماہی پر لنڈن بھیجا جاتا ہے) نے تعلیم دینا شروع کیا فن سپہ گری مین نشانہ اندازی - شکار - کرکٹ پولو وغیرہ کی تعلیم مرزا محمد علی بیگ کرنل افسر الملک بہادر نے دی - اور میو خان بہادر نے فن شہسواری کی تعلیم مین حصہ لیا -

اعلیحضرت کی ہم مکتبی کے لیے امراؤ و اعزائے بلدہ کے لڑکے مثلاً میر ممتاز علی صاحب الخاطب نواب ممتاز یار الدولہ بہادر خلف حافظ منصب علی مرحوم میر حافظ علی صاحب المخاطب نواب انتخاب جنگ بہادر۔ میر عابد علی صاحب المخاطب عابد یار جنگ خلف میر حسن علی صاحب مرحوم میر محمد علی صاحب خویش شہسوار جنگ مرحوم۔ غلام حسین خان نبیرہ فخر النساء بیگم صاحبہ۔ غلام قطب الدین صاحب خلف حافظ عبد الکریم صاحب (بعد بجائے قطب الدین صاحب کے میر حامد علی صاحب خلف حکیم وزیر علی صاحب) ایک ایک سو روپیہ میوہ خوری کے تقرر سے شریک کیے گئے۔

آتالیق و مصاحب

اتالیقی و مصاحبت کے لیے نواب رستم جنگ فیاض الملک بہادر۔ محمد معین الدین خان بہادر نواب اقبال یار جنگ امولی کلیم اللہ خان المخاطب قادر الملک بہادر۔ محمد معز الدین خان المخاطب نواب معز زیار الدولہ بہادر۔ محمد مصلح الدین خان المخاطب نواب فیروز یار جنگ بہادر نواب اکرام جنگ مدبر الدولہ بہادر۔ نواب شہسوار جنگ بہادر۔ نواب خندہ یار جنگ بہادر مقرر ہوئے۔

امرائے عظام سے آٹھ امرا کی نشست (مثلاً نواب محتشم الدولہ بہادر۔ نواب بشیر الدولہ بہادر۔ نواب خورشید جاہ بہادر۔ نواب اقبال الدولہ بہادر۔ نواب مکرم الدولہ بہادر نواب شہاب جنگ بہادر نواب عسکر جنگ مشیر الملک بہادر۔ نواب شمشیر جنگ بہادر وغیرہ) روزانہ دو دو امرا کی باری سے قرار پائی۔

بہر حال اعلیحضرت کی تعلیم و تربیت و مصاحبت کے لیے اعلیٰ درجہ کی تعلیم یافتہ اصحاب رکھے گئے اور بہت ہی غور و توجہ سے تعلیم ہوئی۔ کیونکہ ابتدا ہی میں گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنے ایک مراسلہ میں (جو غرہ ذیحجہ ۱۲۸۵ھ م ۱۰۔ مارچ ۱۸۶۹ء روز دوشنبہ کو وصول ہوا تھا) اعلیحضرت کو ہر قسم کی تعلیم دینے کی ضرورت دکھلائی تھی۔ تاکہ اونہیں انکے بلند رتبہ کے لایق و سزاوار کیا جائے۔ چنانچہ

یہی وجہ ہے کہ اسوقت ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیحضرت ہر ایک فن میں یگانۂ روزگار ہیں۔
آپنے فارسی اور اردو میں پوری پوری تعلیم پائی ہے۔ اردو زبان میں آپکا کلام اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے
اور اردو کے موجودہ شعرا میں آپکی شاعرانہ قابلیت اور قادر الکلامی مسلم ہے اصناف سخن پر بخوبی قادر
اونمیں شاعری کے پورے ماہر ہیں۔ آصف تخلص فرماتے ہیں اور اصلاح سخن نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی
سے ہے انگریزی زبان میں بھی آپ نے کافی دستگاہ بہم پہونچائی ہے۔ آپکی انگریزی زباندانی اُس برجستہ
و پُر مزہ اسپیچ سے تشریح ہے جو ۲۲ شعبان ۱۳۱۷ھ م ۲۶ دسمبر ۱۸۹۹ء روز شنبہ کو بمقام کلکتہ آپنے
(جسوقت حضور ویسرائے لارڈ کرزن بہادر نے اپنی دعوت ڈنر میں اعلیحضرت کا جام سلامتی و تندرستی
نوش فرمایا تھا) دی تھی۔ اور فنون سپہگری و جوانمردی میں جنکی مشق باقاعدہ کرائی گئی ہے،
اعلیحضرت کو ید طولیٰ حاصل ہے اور مردانہ کھیلوں میں طاق شہرۂ آفاق ہیں۔ نشانہ بازی میں اہل
فن کے بیان کے موافق تمام دنیا میں لاثانی اور فرد ہیں۔

اسی سال ۱۲۹۱ھ میں حسن آباد گلبرگہ شریف سے حیدرآباد تک ریل کی ابتدا ہوئی۔ اور نواب
مختار الملک اعظم کو حضور ملکۂ معظمہ سے نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا کا تمغہ ملا۔
نواب اور جنگ بہادر کو توال بلدہ کے نائب میر عنایت حسین خان مقرر ہوئے اور مدرسۂ تعلیم
فن تعمیرات قائم ہوا۔

شعبان ۱۲۹۲ھ م اکتوبر ۱۸۷۵ء میں نواب مختار الملک اعظم منجانب اعلیحضرت بار ثانی لارڈ
نارتھبروک بہادر گورنر جنرل ہند کے دربار میں شریک ہونیکے لیے بمبئی گئے۔ اس دفعہ انکے ہمراہ نواب
بشیر الدولہ بہادر بھی تھے۔ انہیں ایام میں شہزادہ جارج رونق افروز ہندوستان ہوئے۔

سواری جلوس

سنہ ۱۲۹۱ھ م ۱۸۷۴ء میں اعلیحضرت کی سواری نہایت تجمل شاہانہ کیساتھ خلوت مبارک سے

آصف نگر کے باغ مین رونق افروز ہوے - جلو مین تمام فوج روان تھی - سوار اور پیادون کی کثرت سے راستہ کا ملنا دشوار تہا اور دو رویہ سڑکون و بنگلون پر تماشبینون کا ہجوم تھا - ارکان شاہی کے جمگھٹ مین اعلحضرت کی زرد عماری تھی - خواصی مین نواب مختار الملک اعظم اور نواب عمدۃ الملک بہادر بیٹھے ہوئے تھے - جسوقت سواری مبارک گوشہ محل کے قریب آئی تو تمام باقاعدہ فوج سلامی کے لیئے دورویہ استادہ تھی میر عسکر سلطانی نے آئین فوجی کے ساتھ سلامی اوتاری - اکیس ضرب اتواپ توپخانہ شاہی سے ہوئین قریب شام کے سواری مبارک مراجعت فرمائے بلدہ ہوی -

۱۵ ربیع الثانی کو محمد عنایت حسین خان بہادر پیشگاہ اعلحضرت سے کوتوالی بلدہ کے عہدہ پر ممتاز ہوے

عطائے خطابات بابتہ ۱۲۹۱ھ

جشن سالگرہ مبارک کی تقریب مین حسب ذیل امرا کو خطابات سے سرفراز ہوے -

نمبر	نام	خانی و بہادری	جنگی	دولائی	راجہ بہادر
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱	محمد فضل الدین	محمد فضل الدینخان بہادر	سکندر جنگ	اقبال الدولہ	•
۲	محمد حفیظ الدین	محمد حفیظ الدینخان بہادر	ظفر جنگ	•	•
۳	محمد فیض الدین	محمد فیض الدینخان بہادر	امام جنگ	•	•
۴	بالگوبند فرزند راجہ علم بخش	•	•	•	راجہ بالگوبند بہادر
۵	کشن پرشاد	•	•	•	راجہ کشن پرشاد بہادر
۶	میر باقر علی فرزند سرادار جنگ	میر باقر علیخان بہادر	شہاب جنگ	•	•

نمبر	نام	خطاب	خطاب			
۷	میر سرفراز حسین برادر نظام یار جنگ	میر سرفراز حسین خان بہادر	•	•	•	
۸	میر لائق علی	میر لائق علیخان بہادر	•	•	•	
۹	میر سعادت علی	میر سعادت علیخان بہادر	•	•	•	
۱۰	میر محمد علی فرزند شجیع الدولہ	میر محمد علیخان بہادر	ذو الفقار جنگ	•	•	
۱۱	میر غلام عسکری فرزند عزیز الدولہ مرحوم	میر غلام عسکری خان بہادر	صارم جنگ	•	•	
۱۲	پرتھی راج	•	•	•		راجہ پرتھی راج بہادر
۱۳	شیو راج		•	•		راجہ شیو راج بہادر
۱۴	بجی راج	•	•	•		راجہ بجی راج بہادر
۱۵	مرلیمنوہر	•	•	•		راجہ مرلیمنوہر بہادر
۱۶	میر فضیلت علی فرزند دلاور الدولہ مرحوم	میر فضیلت علیخان بہادر	سلیمان یار جنگ	•	•	
۱۷	منیر الدین خویش تہنیت یاور الدولہ	منیر الدینخان بہادر	صادق جنگ	•	•	
۱۸	احمد بیگ خان فرزند معظم جنگ	احمد بیگ خان بہادر	معظم جنگ	•	•	
۱۹	محمد عالم علیخان فرزند دلاور نواز جنگ	محمد عالم علیخان بہادر	دلاور نواز جنگ	•	•	
۲۰	میر امیر علی فرزند شمشیر نواز جنگ	میر امیر علیخان بہادر	•	•	•	
۲۱	فیض محمد علاقہ دار وکارنگر	فیض محمد خان بہادر	•	•	•	
۲۲	مرزا حیدر بیگ صدر مہتمم کوتوالی	مرزا حیدر بیگ خان بہادر	•	•	•	
۲۳	میر بیدار علی نبیرہ اسد نواز جنگ	میر بیدار علیخان بہادر	•	•	•	
۲۴	حکیم محمد علی	مسیح دوران خان بہادر	•	•	•	
۲۵	سید باقر علی	سید باقر علیخان بہادر	•	•	•	
۲۶	سید علی	سید علیخان بہادر	•	•	•	

ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۱ھ مین نواب مختار الملک بہادر کو کلکتہ کا سفر درپیش ہوا - نواب صاحب ممدوح کی عدم حاضری
مین وزارت کا کام بالاتفاق نواب بشیر الدولہ بہادر و نواب مکرم الدولہ بہادر نے انجام دیا -
۲۱ رمضان ۱۲۹۲ھ م ۲۲ اکتوبر ۱۸۷۵ء کو جریدۂ اعلامیہ کے ذریعہ یہ حکم نافذ ہوا کہ پرنس آف ویلز بہادر
کی ملاقات کے لئے اعلیحضرت معہ مدار المہام و صدر المہام کوتوالی و متفرقات تشریف لیجائینگے - اور
امور سلطنت متعلقۂ مدار المہام (جو ضروری ہون) نواب مکرم الدولہ بہادر صدر المہام مالی انصرام دینگے
مگر اتفاقاً بوجہ بدمزگی مزاج مبارک اعلیحضرت - نواب مختار الملک بہادر معہ دیگر امرا کے ۲ شوال ۱۲۹۲ھ
م غرۂ نومبر ۱۸۷۵ء روز دوشنبہ کو راہی بمبئی ہوئے - شاہزادہ بہادر سے ملاقات فرمائی -
اور منجانب اعلیحضرت کئی لاکھ روپیہ کے تحائف شاہزادۂ بہادر کے ملاحظہ مین پیش کئے گئے
اور اسی سال ۱۷ ذیقعدہ م ۱۶ دسمبر روز پنجشنبہ - نواب مختار الملک بہادر بتقریب شرکت
دربار شہزادۂ ولیعہد بہادر (حسب الطلب ویسرائے بہادر) کلکتہ روانہ ہوئے - ۶ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ
روز شنبہ کو سید محمد مہدوی نے افضل العلماء مولوی محمد زمان خانصاحب کو بعد نماز مغرب
تلاوت قرآن مجید کے حالت مین شہید کیا - اس واقعۂ جانگزا کی وجہ سے شہر مین بہت بڑا جوش و خروش
پہیلا قریب تہا کہ ہنگامۂ عظیم برپا ہوکر ہزارون کا کشت و خون ہوجائے - اس اثنا مین نواب
مختار الملک بہادر کلکتہ سے تشریف لائے - اور دریافت مقدمہ کے لئے ایک خاص مجلس علما کی مقرر کی انہین ایام
مین لارڈ نارتھ بروک بہادر کی جگہ لارڈ لٹن ویسرائے ہند مقرر ہوکر ہندوستان وارد ہوئے
۷ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ م ۲ اپریل ۱۸۷۶ء روز دوشنبہ کو نواب مختار الملک بہادر نے (منجانب
اعلیحضرت) ملکۂ وکٹوریہ قیصرۂ ہند کی ملاقات کے لئے لنڈن کا سفر فرمایا - شاہزادہ ہمبرٹ سے
سے بھی ملاقات کی - پھر وہان سے چار روز کے عرصہ مین فرانس پہونچے اسی روز شام کیوقت ایک
ہوٹل کے زینہ پر سے نواب مختار الملک بہادر کا پاؤن پہسلا ان کی ہڈی ٹوٹ گئی - تقریباً مہینے بھر

پیرس میں قیام کرنا پڑا۔ پھر بسواری جہاز لنڈن روانہ ہوئے جب لنڈن پہونچے تو پرنس آف ویلز بہادر (ملک معظم) نے دعوت کی جسمیں لنڈن کے بڑے بڑے جلیل القدر امرا و عہدہ دار شریک تھے اوسکے دوسرے روز اکسفورڈ یونیورسٹی سے نواب مختار الملک بہادر کو ڈی۔ سی۔ ایل۔ کا اعزازی خطاب ملا۔ دس بارہ روز کے بعد نوابصاحب نے بذریعہ لارڈ سالسبری حضور ملکۂ معظمہ سے ملاقات فرمائی۔ اور نذر پیش کی۔ اور اسی رات آپ کو قیصرۂ ہند کیساتھ طعام تناول فرمانیکا شرف حاصل ہوا تیسرے روز مارکوئیس آف سالسبری نے آپکی دعوت کی۔ دوسرے روز خود نوابصاحب نے پرنس آف ویلز بہادر کو اپنے یہاں مدعو کیا۔ پھر آپ اسکاٹلنڈ تشریف لیگئے۔ پندرہ روز کے بعد واپس آکر لارڈ نارتھ بروک کے یہاں دعوت کھائی۔ الغرض دو مہینے لنڈن میں رہے بعد ازاں پیرس آکر دو روز قیام کیا وہاں سے بسواری جہاز برنڈزی پہونچے۔ اسکے سولہ روز بعد بمبئی داخل ہوئے۔ اور دوسرے روز دارالسلطنت حیدرآباد میں آگئے۔

سنہ ۹۳ میں دفاتر عدالت کی کارروائی زبان اردو میں کرنیکا مسئلہ ٹھہر گیا۔ اور چوک و چارمینار و گلزار حوض کی تعمیر و ترمیم ہوئی۔ اکثر مکانات و بازارات چارکمان و چارمینار کے روبرو نہایت خوش وضع بنوائے گئے۔ اور راستوں کی توسیع ہوئی۔ انہیں ایام میں نواب مختار الملک بہادر نے (حسب اجازت سکرٹری آف اسٹیٹ ہند) واگذاشت ملک اپنی برار کے نسبت گورنر جنرل ہند کے دفتر پر تحریک کی۔ مگر بعض وجوہ سے یہ کارروائی معرض التوا میں رہگئی۔ جسکے واقعات کو ہم نے برار کے حالات میں بالتفصیل بیان کیا ہے۔

۱۵ رمضان سنہ ۹۳ سے گرانی کے آثار شروع ہوئے۔ رفتہ رفتہ فی روپیہ پانچ سیر چانول کی نوبت آئی۔ اور اسیطرح دو سال تک یہ آفت آسمانی نازل رہی۔ لیکن نواب مختار الملک بہادر نے اس قحط کا انتظام اس خوبی سے فرمایا کہ حیدرآباد میں اموات کی تعداد بہ نسبت بمبئی

اور وہ اس کے بہت کم ہوئی۔ چنانچہ ایک خاص مجلس انتظام قحط کے لیے قائم کی گئی مختلف قسم کے امدادی
کام بنی نوع انسان کے جان بچانیکے لیے جاری کئے گئے۔ جب گورنمنٹ آف انڈیا کے طرف سے
فیمن ڈیلیگیٹ سر رچرڈ ٹمپل ۲۵ ذیحجہ ۱۲۹۳ھ م ۱۱ جنوری ۱۸۷۷ء کو حیدرآباد آئے تو انہوں نے
اِن تجاویز کو (جو عمل میں لائی گئی تھیں) کافی خیال کیا۔ اور یہ رپورٹ کی کہ جو انتظامات کہ آئی ہوئی
مصیبت کو دور کرنیکے لیے اختیار کئے گئے ہیں اسکے نسبت سرکار نظام کی عاقلانہ دوراندیشی
قابل تعریف ہی۔ اور توقع کیجاتی ہی کہ اِن تجاویز کی وجہ سے سرحدی اضلاع سرکار عظمت مدار میں بھی
قحط سالی کی مصیبت کا دباؤ ہو گا۔ المختصر کارہائے امدادی میں آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار ایکسو بائیس روپیہ
اور محتاج خانوں کے متعلق دو لاکھ چوالیس ہزار چھ سو اڑتیس روپیہ اور معافی جمع کے بابتہ تیس لاکھ نو ہزار
ہزار ایکسو اٹھہتر جملہ ترتالیس لاکھ اکتالیس ہزار چھ سو اڑتیس روپیہ سرکار عالی کا اس قحط میں صرف ہوا کہ
جس سے غریب رعایا کی جان قحط کے صدموں سے محفوظ رہی۔

اسی سال ستی کا مذموم و وحشیانہ طریقہ (جو ایک مدت سے جاری تھا) موقوف کیا گیا۔



سفر دہلی بغرض شرکت دربار قیصری۔ دورۂ گلبرگہ شریف و اورنگ آباد۔ انعقاد

کونسل آف ایجنسی۔ سفر کلکتہ

سفر دہلی بغرض شرکت دربار قیصری

۹ ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۳ھ م ۶ ماہ دسمبر ۱۸۷۶ء روز چہار شنبہ کو اعلیحضرت (پہلے پہل) بغرض شرکت دربار قیصری (جسمین ملکہ معظمہ نے قیصرہ ہند کا خطاب اختیار فرمایا تھا) نہضت فرمائے دہلی ہوے اس سفر مین نواب مختار الملک اعظم معہ اکثر امرائے نامدار کے ہمرکاب تھے - ۴ ماہ ذیحجہ کو اعلیحضرت دہلی پہونچے - توپخانہ شاہی سے سلامی سر ہوئی ۶ ماہ ذیحجہ ۱۲۹۳ھ م ۲۳ ماہ دسمبر ۱۸۷۶ء روز شنبہ دن کے دو بجے ویسرائے ہند دہلی آئے - اسٹیشن پر بنگال و پنجاب و ممالک مغربی و شمالی کے لفٹنٹ گورنران افواج ہند کے کمانڈر انچیف - ۶۳ خود مختار رؤسا معہ دیگر بڑے بڑے افسرون کے لارڈ لٹن و لیڈی لٹن کا استقبال بجالائے - ویسرائے بہادر نے تمام روسا کے جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ "اے راجگان و نوابان و سرداران و امیران مجھکو کمال مسرت و خوشی ہی کہ آپ سب صاحب ہند کے کل علاقون سے اس رسم ہمایون مین شریک ہونیکے لئے جمع ہوئے ہین جس سے امید کیجاتی ہی کہ حضرت ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ اور اُس گورنمنٹ کے بڑے دوستون اور ماتحت رئیسون کے درمیان بنائے وداد و اتحاد زیادہ تر قائم و مستحکم ہو - جس دلی محبت سے آپ سب صاحبون نے میری دعوت کو قبول کیا ہی - مین اسکا شکریہ ادا کرتا ہون - اور مجھکو امید ہی کہ ہماری کارروائی کا اختتام بھی ایسا ہی مبارک ہوگا - جیسا کہ آج اسکا آغاز ہی - سب صاحب میری طرف سی دلی خیر مقدم قبول کرین"

۹ ماہ ذیحجہ کو اعلیحضرت معہ مختار الملک بہادر و امرا دولت گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کو تشریف لیگئے - معاً اکیس ضرب اتواپ کی توپخانہ شاہی سے اعلیحضرت کی سلامی ادا ہوئی اعلیحضرت نے ایک گھوڑا معہ ساز و سامان اعلی ویسرائے بہادر کو تحفہ دیا -

۱۳ ماہ ذیحجہ کو ویسرائے بہادر اعلیحضرت کی بازدید کے لئے آپکی قیامگاہ پر تشریف لائے

اسکے بعد ۱۳ ذیحجہ کو مہاراجہ بنارس - مہاراجہ ریوان - مہاراجہ جے پور - مہاراجہ ٹکمگر - نے اعلیحضرت کی
ملاقات کا شرف حاصل کیا -

۱۵ ذیحجہ ۱۲۹۳ھ م یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دربار قیصری منعقد ہوا - تمام رئیس مہاراجے و روسا
ہند زینت دہ دربار قیصری ہوئے - اعلیحضرت کی کرسی گورنر جنرل بہادر کی کرسی کے محاذی تھی - اور
حضور پرنور کے یمین و یسار امراء دولت سرکار نظام - بعد اُنکے تمام نوابان و راجگان و روسا
ہندوستان تھے - کم سے کم اس جلسہ مین تین لاکھ آدمیون کا مجمع تھا - غرضکہ لاٹ صاحب کی اسپیچ پڑھی
گئی - جسکا ماحصل یہ تھا کہ "ملکہ معظمہ نے قیصرہ ہند کا خطاب اختیار فرمایا ہی"۔

۱۹ ذیحجہ کو بیگم صاحبہ بہوپال نے اعلیحضرت سے ملاقات فرمائی - اور جس روز کہ دہلی مین
دربار منعقد ہوا تھا اُس شب کو رزیڈنسی حیدرآباد مین جابجا روشنی لگیگئی تھی - اور تمام دفاترون
مین پانچ روز کی تعطیل رہی - الحاصل اعلیحضرت ۲۲ ذیحجہ کو دہلی سے نکل کر ۲۷ ذیحجہ کو داخل حیدرآباد
ہوئے - تمام رعایائے ملک نے اُس روز خوشی منائی ہے - اور تمام شہر مین روشنی لگیگئی -

۲۱ ربیع الاول ۱۲۹۴ھ م ۶ اپریل ۱۸۷۷ء یوم جمعہ دس بجے رات کی امیر کبیر شمس الامرا
عمدۃ الملک محمد رفیع الدینخان بہادر عرف چھوٹے میان نائب السلطنت نے ۷۰ سالہ سن مین انتقال کیا
آپکے فاتحہ سوم کے روز ایک روز کی تعطیل ہوگئی - ویسرائے بہادر کا مراسلہ موسومہ ۱۳ ستمبر ۱۸۷۷ء
م ۵ رمضان المبارک ۱۲۹۴ھ بجواب رزیڈنٹ بہادر اسی موسم کو وصول ہوا کہ بجانب نواب صاحب مغفور کے امیر کبیر
اقتدار الملک وقار الامرا محمد رشید الدینخان بہادر نائب حضور قرار دئے گئے ہین -

مراسلہ مذکور کی نقل حسب ذیل ہے -

"صاحب عالیشان بہادر سر رچرڈ میڈ صاحب - کے - سی - ایس - آئی - رزیڈنٹ حیدرآباد
برائے اطلاع سرکار دولتمدار اطلاع می نمایند کہ تجویز قرار داد موسومہ ۵ م مارچ ۱۸۷۷ء

م ۷ ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ کہ برائے انتظام و بند و بست امور ریاست حیدرآباد تا زمان صغر سنی
نواب آصف جاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ
مرتب شدہ۔ حسب منشائے رقیمہ خط فارن سکرٹری صاحب بہادر موسومہ رزیڈنٹ بہادر در نمبر ۲۳۹ مصرحہ (دہی)
مکتوبہ بست و دوم ماہ مارچ مذکور مطابق، رزیڈنٹ الیہ بمنظوری و مقبولی سرکار ہند در آمدہ بود
والیمولا بر طبق مضمون آن نواب مستطاب معلی القاب ویسرائے بہادر دام اقبالہٗ آنچہ تجویز
و بند و بست امور سرکاری نسبت وفات شمس الامرا امیر کبیر عمدۃ الملک مرحوم و مغفور نور اللہ
مرقدہٗ مرکوز خاطر سرکار دولتمدار بود بفعل کامل در آوردہ۔ نواب شمس الامرا امیر کبیر اقتدار
الملک رشید الدین خان بہادر را کہ برادر مرحوم و مغفور موصوف ہستند۔ بر عہدۂ مشارکت انتظام
امور ریاست حیدرآباد مامور و مقرر فرمودند۔ اجرائے کار علاقہ سرکاری حسب معمول بطرف
مدار المہام نواب مختار الملک بہادر سر سالار جنگ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ بصیغۂ صدر منتظمی
کارگذاری خواہد ماند۔ بہرحال در ہمگی احکامات و مقدمات سترگ اتفاق رائے مشارک منتظم
معہٗ شیخ ضرور خواہد بود"

سنہ ۱۲۹۵ھ میں حضرت دلاور النساء بیگم صاحبہ قبلہ (جو اعلیحضرت کی دادی صاحبہ تھیں) کو
ملکہ معظمہ کے جانب سے امپیریل آرڈر آف دی کرون آف انڈیا کا خطاب (طبقۂ شاہی ہند)
بوساطت جناب ویسرائے بہادر وصول ہوا۔ اور اسکے ساتھ ایک عنایت نامہ بھی تھا۔ چنانچہ
۴ رجب ۱۲۹۵ھ کو دربار منعقد ہوا۔ اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے اعلیحضرت کو وہ تمغہ تفویض
کیا۔ اعلیحضرت نے اپنے اور حضرت ممدوحہ کے جانب سے شکریہ ادا فرمایا۔ اور بعد برخاست
دربار بیگم صاحبہ کو وہ تمغہ دیا گیا۔ بیگم صاحبہ نے بکمال خوشی اوس تمغہ کو زیب تن فرمایا۔ عنایت نامہ
کی نقل حسب ذیل ہے "از جانب وکٹوریہ ملکہ قیصر ہند۔"

بجناب ولاور النسا بیگم صاحبہ حیدرآباد - بعد شرح مراتب وجب اینکہ چون ما بدولت مناسب پنداشتیم کہ ایشان را رکن امپیریل آرڈر آف دی کردن آف انڈیا یعنے طبقۂ شاہی تاج ہند مقرر نمائیم - نابران ما بدولت از روئے عنایت ہذا کامل استعمال و زیب بدن کردن تمغائے طبقۂ موصوفہ و حصول نمودن ہمگی حقوق متعلقۂ آن بہ ایشان عطا فرمودیم "۔

۱۲۹۶ھ میں قحط زدگان آئرلینڈ (یہ قحط زیادتی بارش کے باعث ہوا تھا) کی امداد کیلئے (۔۔۔) روپیہ چندہ حیدرآباد سے روانہ کیا گیا - جسمین ۲۰ ہزار سرکار عالی کے تھے اور باقی باشندگان حیدرآباد نے چندہ دیا تھا -

اسی سال محمد تہنیت بسبر حسین قلعدار کلیانی کو پیشگاہ خسروی سے خطاب خانی و بہادری قلیچ جنگ - امتیاز الدولہ عطا ہوا - اور نمائیشگاہ شملہ کو حیدرآباد و اورنگ آباد کے اشیاء دستکاری بھیجے گئے - ۱۲۹۸ھ میں جنوبی اضلاع پر قحط کی مصیبت نازل ہوئی تھی مگر سرکار عالی نے اس تیزی سے انتظام فرمایا کہ بنی نوع انسان کی جانیں بچ گئیں -

۱۹ محرم ۱۲۹۹ھ م ۱۲ دسمبر ۱۸۸۱ء روز دوشنبہ بوقت ۵ ساعت روز شمس الامراء امیر کبیر محمد رشید الدین خان بہادر نے بعمر ۶۹ سال رحلت فرمائی - سرکار عالی نے آپکے سوم کے روز ایک روز کی تعطیل تمام دفاتر کو عطا کی -

دورۂ گلبرگہ شریف و اورنگ آباد

اعلیحضرت کا سن مبارک ۱۶ سال کا تھا کہ سر سالار جنگ اعظم نے معاملات ریاست مین آپکی تعلیم شروع کر دی - معتمد پیشی کو حکم تھا کہ روزانہ حاضر ہوکر امور ریاست کے طریقے عرض کریں - اور نیز دوسرے صیغوں کے منتظم بھی ہمیشہ بارگاہ خسروی مین حاضر ہوکر اپنے اپنے کاموں سے مفصل طور پر واقف کرائیں - لیکن خود اعلیحضرت کی طبیعت

کا رجحان امورات سلطنت کے طرف ایسا تھا کہ باوجود کم سنی کے ہر ایک معاملہ کے رموز کو
معقول و حسن طرز پر جانچتے تھے ۔ چنانچہ آپ نے پہلا دورہ اپنی ریاست کے جنوبی (گلبرگہ شریف
و مغربی (اورنگ آباد) حصوں کا فرمایا ۔ اس دورہ میں مختار الملک اعظم معہ دیگر ارکان
دولت کے ہمراہ رکاب تھے ۔ اس دورہ میں امور ریاست کے متعلق سر سالار جنگ کے
بیش بہا مشورے اعلیحضرت کو آئندہ کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئے ۔

۲۶ صفر سنہ ۱۳۰۱ھ کو سواری مبارک گلبرگہ پہونچی ۔ اور ۲۷ کو قلعہ کے
معاینہ کے بعد بندوبست کا کام ملاحظہ ہوا ۔ مولوی مہدی علیخان نے تفصیلی کارروائی عرض کی
اور بندوبست کیلئے آلات اور انکا طریقۂ عمل معہ تاریخی حالات کے نہایت دلچسپ پیرایہ
میں بیان کیا ۔ مختلف قسم کے نقشہ جات اعلیحضرت کے ملاحظہ سے گذرانے گئے ۔ شام کو اعلیحضرت
حضرت خواجہ بندہ نواز کی زیارت سے فارغ ہو کر بسواری فیل خاصہ جلوس طور سے شہر
اور محبوب گلشن کی روشنی و آتشبازی کا ملاحظہ فرمایا ۔ ۲۸ کو بسواری اسپ (صبح کے وقت)
تالاب بھوسگہ دیکھتے ہوئے محبس کا معائنہ کیا ۔

۲۹ کو تعلقدار ضلع کے دفتر و خزانہ و پہرہ بندی و طریق حفاظت خزانہ پر نظر ڈالی
گئی ۔ پھر صدر تعلقدار و صدر عدالت سمت کے دفاتر کا ملاحظہ ہوا ۔ چونکہ اس تاریخ آخری چہار شنبہ
تھا ۔ اسلئے اعلیحضرت نے محبوب گلشن کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زینت بخشی ۔ المختصر
گلبرگہ شریف کے ملاحظہ سے فارغ ہو کر اورنگ آباد کے جانب کوچ ہوا ۔ وہاں بھی چند
دفاتر وغیرہ کی دیکھ بھال کی گئی ۔ اور بزرگان دین کے زیارات سے مستفید ہو کر
مع الخیر معہ خدم و حشم مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے ۔

۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ھ میں ڈیوک آف میکلنبرگ وارد حیدرآباد ہوئے ۔ نواب

مختار الملک اعظم نے دعوت کا اہتمام کیا۔ ۲۰ ربیع الاول کو تالاب میر عالم پر دعوت کا انتظام تھا
دفعتاً اسی شب نواب مختار الملک بہادر کا مزاج مرض ہیضہ سے بگڑ گیا۔ افسوس ہی کہ دوسرے روز
۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ م ۸ فروری ۱۸۸۳ء روز پنجشنبہ ساڑھے سات بجے شام کے بعمر ۵۴ سال
آپکا انتقال ہوا۔ ۳۰ روز جمعہ کو ۱ بجے حضرت میر مومن صاحب قدس سرہ العزیز
کے دائرہ میں دفن ہوئے۔ اس مرگ ناگہانی نے حضور پرنور اور ریاست دونوں کو
اس وفادار وزیر کے خدمات سے ہمیشہ کے لئے محروم کردیا۔ چنانچہ سرکار عالی نے جریدہ غیر معمولی
کے ذریعہ کمال درجہ اپنے افسوس کا اظہار کیا۔ اور تین روز کی عام تعطیل تمام دفاتر
کو دی گئی۔

انعقاد کونسل آف ریجنسی

ویسرائے بہادر نے ریاست کے ضروری انتظامات کی غرض سے آنریبل سر اسٹوارٹ
بیلی (ممبر سپریم کونسل ہند و سابق رزیڈنٹ حیدرآباد) کو وکالتاً روانہ کیا۔ اور رزیڈنٹ
حیدرآباد سے مشورہ کرنیکی ہدایت دی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کامل غور و فکر کے بعد مہاراجہ نرندر پرشاد
بہادر اور نواب میر لائق علیخان بہادر (سر سالار جنگ ثانی) جائنٹ منتظمان مقرر ہوئے
اور ایک کونسل آف ریجنسی قایم کیگئی۔ جسکے صدر نشین خود اعلیحضرت اور سکرٹری نواب
میر لائق علیخان بہادر اراکین نواب بشیر الدولہ بہادر شمس الامرا بہادر۔ مہاراجہ نرندر پرشاد
بہادر قرار پائے۔ ہمارے معزز ناظرین کی معلومات کیلئے ذیل میں صاحب عالیشان بہادر کے
اُس رقعہ مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۸۳ء کی نقل درج کیجاتی ہی جو مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر
کے نام آیا تھا۔

"بوصول منظوری نواب گورنر جنرل بابت تجویزات سر اسٹوارٹ بیلی صاحب خصوص

امور این ریاست در تقیهٔ رسانا فرو سالی بندگانعالی مناسب می نماید۔ که محض بلا انتظار وصول
حکم باضابطهٔ سرکار هند که بذریعه چٹهی رسیده نیست آن مشفق را بطور سرسری از صورت تجویز مکمه
قرار یافته است اطلاع دهند۔

(۱) انتظام امور ملکی از دست آن مشفق نواب میر لائق علیخان بهادر بطور مدار المهامی
شریک که از آن میان آن مشفق شریک اول و نواب موصوف شریک دوم خواهند بود اجرا
خواهد یافت۔ خلعت دیوانی بالفعل بکسی نخواهد شد۔ مگر امید کرده میشود که همراه تمامی دوستان
آن مشفق سعی نخواهد گزشت که میر لائق علیخان بهادر خود را لائق خدمت نشستگی دیوانی خواهند ساخت۔
وقت مسندنشینی حضور پر نور بنظر لیاقت خود میر لائق علیخان بهادر بیاد آوری خدمات بے
بهائی پدر نام آوری بهادر موصوف خلعت دیوانی به بهادر موصوف خواهند بخشید۔ مگر
چنانچه از آن مشفق مخفی نخواهد بود که این امر موقوف بر تمامی تر کوششی که میر لائق علیخان بهادر بنمایند
تا خود را لائق جانشینی پدر بزرگوار خود سازند۔

(۲) مجلس معه سوم به کونسل آف ریجنسی تقرر خواهد شد۔ مرتب از حضور پر نور به مجلس و اراکین
ذیل یعنی میر کلان خاندان شمس الامراء و آن مشفق و معتمد میر لائق علیخان بهادر اگر چیکه
بندگانعالی میر مجلس خواهند بود مگر عموماً در تجویزات مداخلت نخواهند کرد۔ الّا در صورتیکه
اراکین مجلس بخفیف و هر دو جانب مساوی باشند البته رائے بندگانعالی پسندیده خواهد شد۔
این قائم مقام کونسل ریجنسی سابق خواهد بود و همیشه مقدمات خلعت و جاگیر امور متعلقه دیوڑهی سوم درم
در بارهٔ تمامی امور که از بهبودی بندگانعالی تعلق داشته باشند۔ رائے مجلس گرفته خواهد شد۔
و نیز بر مجلس لازم خواهد داشت که کاغذات طلب نماید و از رائے مجموعی خود بحضور پر نور و
صاحب عالیشان بهادر اطلاع۔ مگر هیچ اقتدار نخواهند داشت که در تمامی علاقهٔ سرکار تغیر و سلطنت

هر دو مدار المهامان شریک یعنے آن مشفق و میر لایق علیخان بهادر جاری این ضابطه بسیار ضرور است
زیرا که محال است که حکمے از هر چهار جاری شود۔ و آن هم نوشتن لازم است که نواب بشیر الدوله بهادر
این خدمت عالی مرتبت را قبول نمایند۔ البته ضرور خواهد بود که از خدمت صدر المهامی
کناره کنند۔

۳ براین امر سر اسٹوارٹ بیلی صاحب بسیار غور نمودند که وقار الامرا بهادر در مجلس شریک
نموده شوند یا نه چونکه بحیثیت خاندان و تعلیم به همه وجوه لیاقت این خدمت دارند وجه نه شامل
کردن نام بهادر موصوف در مجلس فقط همین بود که مقرر شدن رکن از یک خاندان نامناسب
چنانچه واضح است اگر کدامی یک ازین دو امیر از رکنیت انکار نمایند نواب وقار الامرا بهادر مقرر
خواهند شد۔ بالفعل تقرر مجلس صرف خاص تجویز بندگانعالی خدمتی نفع رسان و ذی مرتبه به بهادر
موصوف خواهند داد۔

۴ تجویزیکه خلاصهٔ آن بالا گذشت در دربار شنبه بعرض بندگانعالی رسانیده خواهد شد
مگر آن مشفق اختیار است که قبل آن بطور خانگی با مردمان متعلق اطلاع نمایند۔ سر اسٹوارٹ
بیلی صاحب میخواهند که قبل از مراجعت خود معلوم شود که هر دو امرائے کلان خاندان شمس الامرا
رکنیت مجلس قبول می نمایند۔ تا معلوم شود که حاجت تقرر نواب وقار الامرا بهادر احدے
از امراء موصوف نخواهد افتاد آن هم اطلاعاً نوشته می شود۔ تجویزیکه بالا نوشته شد مقرر
و معین شده است و اختیار کسے از امرا نیست که درخواست تبدل یا تغیر دران نمایند۔
ضرور است که قبول نمایند یا انکار کنند۔ درصورت انکار نواب وقار الامرا بهادر درجائے
رکنیت گفته خواهد شد از حکم تفصیلی سرکار بندہ بمراد مطلوبه آن مشفق اطلاع خواهد شد۔
و بعد ازان به توجه اہل انتظام مصروف خواهد شد بجانب تجویزات که بوجه پر افسوس علت

مدار المہام ناکمل بودہ اند۔

ولادت باسعادت شہزادی نظام النسا بیگم صاحبہ قبلہ

غرہ شوال سنہ ۱۳۰۲ھ م ۱۵ اگست سنہ ۱۸۸۵ء کو اعلیحضرت کے مشکوے معلی مین صاحبزادی بلند اختر کا تولد ہوا۔ نظام النسا بیگم صاحبہ نام رکھا گیا۔ اس نوید مسرت جاوید مین دن عید رات شب برات تھی۔ امرا و اعزا از خورد تا کلان نہایت تکلف کیساتھ بارگاہ خسروی مین باریابی داخل کئے۔ ابتدائے جلوس اعلیحضرت سے خاندان شاہی مین اس رسم کی نظیر نہین ملتی۔

سفر کلکتہ

۱۶ صفر سنہ ۱۳۰۳ھ م ۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۸۵ء کو اعلیحضرت بغرض ملاقات ویسرائے بہادر عزیمت فرمائے کلکتہ ہوئے۔ ہمرکاب ظفر انتساب حسب ذیل امرا و اعزا تھے۔

"مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر۔ نواب سر خورشید جاہ بہادر۔ نواب سر وقار الامرا بہادر۔ نواب ظفر جنگ بہادر۔ نواب میر لائق علیخان بہادر۔ نواب شجاع الدولہ بہادر۔ نواب آصف نواز الملک بہادر۔ نواب قادر الدولہ بہادر۔ نواب قدیر جنگ بہادر۔ نواب اکرام جنگ بہادر۔ نواب سرور جنگ بہادر۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ راجہ مرلیمنوہر بہادر۔ راجہ گردہاری پرشاد بہادر۔ نواب میر حشمت علیخان بہادر صاحبزادہ۔ نواب میر منور علیخان بہادر صاحبزادہ۔ سلطان الحکما حکیم وزیر علی صاحب۔ ڈاکٹر ضیغم علی صاحب۔ مسٹر گلارک بہادر۔ مسٹر ولکنسن بہادر۔ مسٹر ڈالبس بہادر وغیرہ وغیرہ"

غرضکہ سواری مبارک معہ خدم وحشم باشوکت وشان وجاہ وجلال روانہ ہوئی اور بلدہ مین بوجہ موجودہ اراکین کے ہمراہ جانے سے اجرائے کار کے لئے نواب بشیر الدولہ

بہادر رکن مجلس ایجنسی میر مجلس سرکار بطور ہنگامی معہ راجہ ہری کشن بہادر مددگار کی
مقرر کئے گئے ۔ اعلیحضرت دار السلطنت کلکتہ پہونچتے ہی توپخانہ شاہی سے ۱۰۱ ضرب
توپ کے سر ہوئے ۔ لارڈ گورنر جنرل نے نہایت اعزاز و اکرام کیساتھ ملاقات فرمایا ۔ اور بعد
ختم کلام اعلیحضرت کی طبیعت کو معاملات ریاست کے جانب مائل دیکھکر کہا کہ آپ بالاستقلال
حکمرانی کے لائق ہین اللہ مبارک کرے ۔ اور ۵ فروری ۱۸۸۴ء م ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ
کو آپ معہ کامل اختیارات ریاست کے مسند نشین کئے جائینگے ۔ جلسہ تخت نشینی کی تیاری فوراً
شروع کر دیجائے ۔ اسپر اعلیحضرت نے لارڈ رپن بہادر کو دار السلطنت حیدر آباد مین شرکت
جلسہ حکمرانی کی دعوت دی ۔ گورنر جنرل بہادر نے بطیب خاطر قبول کیا ۔ چونکہ اُس زمانہ مین
نمائشگاہ کلکتہ کا افتتاح ہوا تھا اسلئے اعلیحضرت نمائش کے معاینہ مین مشغول ہوئے ۔ اور
نمائشگاہ سے تین لاکھ روپیہ کے قیمتی اشیا خرید فرمائے ۔ اسکے بعد ۹ صفر کو محمد رحیم الدین
اور نصیر الدین حیدر (ممبران خاندان ٹیپو سلطان) اور جہانقدر مرزا محمد واحد علی (ممبر
خاندان شاہان اودہ) اور نواب عبد اللطیف خان بہادر سی ۔ آئی ۔ ای ۔ نائب انکمیٹی
انتظامی معہ ایک جماعت کثیر اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ نے ایوان دربار اعلیحضرت مین
بوساطت مسٹر ڈابس بہادر باریاب ہوئے ۔ اور تہنیت نامہ پڑھا ۔ جسکا ملخص یہ تھا کہ ہم
عقیدت قرین اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ ان صوبون کے اہالیان اسلام کی جماعت
کے طرف سے کہ جنکی نیابت امور مفید عام مین عام موقعون پر ہم سالہا سال سے کرتے آئے
ہین ۔ اس تہنیت نامہ عجز و ختامہ کے ساتھ تقریب رونق افروزی حضرت رفیع الشان بہادر
اس شہر نزہت آمیز مین کہ جو گورنمنٹ عالیہ بنگالہ کا مستقر الریاست اور مملکت قاہرہ ہند
کا دار السلطنت بھی ہے ۔ حاضر بارگاہ رفعت پناہ ہوتے ہین ۔ حضرت رفیع المنزلت ہمایونی

چونکہ اقلیم ہندوستان کے اعظم ترین ریاستہائے اسلامیہ کے مالک ہیں۔ لہذا ذات والا صفات ہمایونی لامحالہ سائر طبقات اہل اسلام سرزمین ہندوستان کے تعظیم وعقیدت کا مرجع ہیں۔ وسعت اشاعت تعلیم وتعلم اورازدیاد تسہیلات وسائل وذرائع آمد ورفت و روابط مخلصانہ جو فیمابین دارالسلطنت پرشوکت حیدرآباد اور سلطنت ہندوستان کے کہ جسکے زیر فرمان معدلت توامان جم غفیر وسعدلت کثیر اہل اسلام امنیت شاملہ ورفاہیت کاملہ کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔ قائم ہیں۔

یہہ ساری باتیں اُن کیفیات قلبیہ کے مزید جوش کا باعث ہیں۔ اور حضرت رفیع منزلت ہمایونی کے اس شہر نزہت آمیز میں رونق افروز ہونے پر ہمارا دلی بہجت وشادمانی کا اظہار کرنا اپنے تمام ہم مذہب لوگوں کے خیالات کے منشا اعلان پر جلوہ گر کرتا ہے۔ چونکہ اعلیحضرت رفیع منزلت ہمایونی اپنے خاندان رفیع المکان کے اول رکن رکین ہیں کہ جنہوں نے اس شہر لطافت آمیز کو تشریف قدوم فیض لزوم سے مشرف فرمایا ہے۔ لہذا رونق افروزی بندگانعالی متعالی کی عظمت وخصوصیت کل رعایائے ہندوستان کے نگاہوں میں بہت بڑہی ہوئی ہے۔ اسکے سوا ہم اسبات کو اسوقت اعظم ترین آثار امید خیز خیال کرتے ہیں کہ حضرت رفیع منزلت ہمایونی نے آتی زحمتیں اس شہر مینو چہر میں رونق افروزی کے لئے اسواسطے گوارا فرمائے ہیں کہ اس دلکش اور دانش آموز نمایش کو ملاحظہ فرمائینگے جو ممالک غیر اور خود اس ملک غیر کے باشندون کے اہتمام سے زیر سایہ حمایت لفٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ عالم ظہور میں آئی۔

ہم امید کرتے ہیں کہ یہ رونق افروزی نہ صرف واسطے ذات اقدس واعلی بندگانعالی متعالی کے ذریعہ تفریح وازدیاد معلومات ہوگی۔ بلکہ یہ نتایج ایسے پیدا کریگی جو علی الدوام

حق میں اس رعایا اور ریاست کے فائدہ مند ہو گئے۔ جبھی عنان صلاح و فلاح خداوند برحق نے بتفویض ید قدرت قاہرہ ہمایونی سرکار کی ہے۔ اور اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ رفیع منزلت ہمایونی جو عنقریب عنان حکومت نظم و نسق ریاست فرخ بنیاد حیدرآباد بدست خاص میمنت اختصاص لینے والے ہیں۔ ہم اس خیال مسرت مالامال سے کمال شادان و فرحان ہیں۔ اور ہم بسرگرمی تمام دعا کرتے ہیں کہ بعد جلوس میمنت مانوس حضرت اقدس اعلیٰ رفیع منزلت ہمایونی تخت حکومت پر اپنے اسلاف فروی الاحتشام اور آبا واجداد کرام کے انتظام ملکی کے ساتھ اُن ترتیبات وغیرہ جدید ہدایات کے جو مبنی ہیں اجتماع معقول پر کل امور کے جو فنون حکمرانی میں ممالک شرق و غرب کے محمود و مسعود سمجھے جاتے ہیں جلوہ گاہ امن و راحت کا ایک دائمی مرقع بنا رکھ کر ذریعہ افتخار و مباہات و ابتہاج و مسرت کافۂ طبقات مسلمین کشور اعظم ہندوستان ہو گا۔

آخر میں ہم بندگان اطاعت قرین عجز آگین درگاہ ایزدی میں بخضوع و خشوع تمام دست بدعا ہیں کہ حضرت ظل آلہی رفیع منزلت ہمایونی کے وقت مراجعت بطرف وطن مالوف سالماً و غانماً سیاحت سراپا نزہت و عافیت شامل حال ہو۔ اور خداوند کریم بندگان عالی متعالی کو عمر دراز عطا فرماوے۔ اور رعایا مرفہ الحال و سعادت اشتمال کو بایام عدل و داد و کمال کامیابی و فیروزمندی کے زیر گاہ ظل گستر عاطفت و مکرمت رکھے آمین"

اس موقع پر ایک قصیدہ منجانب مالک و مہتمم گلدستہ نتیجۂ سخن و رپن پریس کلکتہ اعلیحضرت کے حضور میں پیش کیا گیا۔ جو بوجہ طوالت قلم انداز کیا جاتا ہے۔

غرضکہ اس تہنیت نامہ کے اختتام پر اعلیٰحضرت اقدس واعلیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "آپ لوگون کے اڈریس دینے کا مین نہایت مشکور ہوا"۔

چنانچہ اس ارشاد کے ساتھ ہی منجانب اعلیٰحضرت۔ نواب سرور جنگ بہادر نے کہا کہ "بندگان عالی متعالی اعلیٰحضرت اقدس واعلیٰ ارشاد فرماتے ہین کہ مجھکو اچھی طرح معلوم ہوا ہی کہ اس ملک کے باشندے ہنود اور اہل اسلام دونون فریق حصول علم واکتساب ہنر مین ہمہ تن سرگرم ہین۔ اور اگلے وقتون مین بھی یہ ملک تمدن اور شایستگی مین دیگر ممالک سے کچھ کم نہ تھا۔ پس جب ایسا ایک گروہ کہ جسکی موجودہ حالت قابل تقلید و گذشتہ کیفیت لائق تعریف ہو ماہدولت کے نسبت ایسا اخلاص عقیدت آمیز ظاہر کرین تو یہ امر بڑا سرمایۂ شادمانی اور ہمیشہ اظہار اخلاص قابل قدر ہے۔

اس شہر مین سرکار نظام کو بہت بڑی خوشی اس بات سے حاصل ہوئی کہ اپنے ہم مذہب لوگون کو فی الحال سرکار عظمت مدار ہندوستان کے ظل حمایت مین کہ جسمین اور سرکار نظام مین روابط مستحکم و محبت قلبی سلف سے قائم ہے۔ مرفہ حال و خرم و شاد پایا۔

اور اعلیٰحضرت اقدس و اعلیٰ ارشاد فرماتے ہین کہ مجھکو سیر و سیاحت کا کمال درجہ شوق ہے اور جسقدر اس ملک کی تعریف اور اہل ملک کی توصیف سنا کرتا تھا اسقدر شوق یہان آنیکا زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ دار السلطنت دکن بنگالہ سے بہت دور واقع ہی اور چونکہ اگلے زمانہ مین اسقدر دور و دراز کا سفر تکلیف دہ و دشوار گذار و خطرناک تھا بایں وجہ بیرسے ملکی لوگ آسودہ حالی کے قطع نظر ادہر بہت کم آتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس ملک کے مسلمانون مین اور اہل دکن کے باشندون مین کسی قسم کی شناسائی

ہونے پائی ۔ اب سرکار ہند کے فیض عام و حسن انتظام کے باعث نہ کوئی صعوبت راہ کسی
قسم کا خطرہ باقی رہا ۔ اور اگرچہ اپنے خاندان مین مین ہی پہلے پہل اس ملک مین قدم
رکہا ہون مگر مجھکو امید کامل ہے کہ اس ملک کے لائق اور قابل باشندون مین اور میرے
ملک کے لوگون مین بہی سلسلۂ آمد و رفت قائم ہو جائیگا ۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ میرے
اس سفر کا نتیجہ میری رعایا کیواسطے بہی مفید ہو گا ۔ یعنے جس قدر تجربہ اور علم مجھکو اس
سفر مین حاصل ہوا ہے ۔ اچھی طرح اپنی ریاست کے انتظام اور رعایا کے فلاح مین خرچ
ہو
اور بہت بڑا مقصود اس سفر سے تہا ۔ اگرچہ جو وجہ آپ نے میرے اس سفر کی بیان کی
ہے وہ بہی درست ہے اور آپ لوگون کا یہ بہی خیال ٹھیک ہی کہ جلسۂ تخت نشینی حصو
اختیارات و عنان نظم و نسق جو عنقریب ظہور مین آنیوالا ہی مین ہمہ تن اپنی رعایا اور
سلطنت کی بہبودی اور راحت و ترقی علوم و فنون مین بدل و جان کوشش کرتا رہونگا
اور نیز اس بات کا بڑا لحاظ رکہا جائیگا کہ تہذیب مشرقی کم نہو جائے ۔ اور تقلید محمود مغربی
ہاتہ سے نہ جانے پائے ۔
ختم کلام پر مین بہت بڑی خوشی اپنی ظاہر کرکے کہتا ہون کہ آپ سب صاحب ایک
ایسے مشہور اور نامی مجلس کے ارکان ہین کہ سالہائے دراز سے بہ ظل حمایت سرکار
عظمت مدار اکتساب علوم و فنون مین بدرجۂ غایت کوشش کر رہے ہین اور زیادہ تر
مسرت اس بات کی ہے کہ آپ اپنی کوشش بلیغ کے نتائج پر کامیاب بہی ہونگے ۔
اور مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ مین آپکی جستجو اور حکیمانہ کوشش کی سرپرستی اور
حمایت کیواسطے ہر وقت بدل موجود ہون ۔ اور جو عمدہ نتائج آپکی کوشش سے نسبت
بہ تعلیم و تربیت مسلمانان بنگالہ وقتاً فوقتاً حاصل ہوتے رہین اُنکے سننے کا ہمیشہ مشتاق

رہونگا۔ اور اب مین بہت خوشی سے آپ کے اڈریس کو قبول کرتا ہون اور اس دعا کا
شکریہ ادا کرتا ہون کہ جو آپ صاحبون نے میری اور میری سلطنت کے نسبت اڈریس
مین مندرج کی ہے"

اعلیٰحضرت نے قبل از روانگی کلکتہ ۵ ہزار روپیہ خیرات خانون مین تقسیم فرمایا۔ اور
بلدہ حیدرآباد مین رزیڈنٹ بہادر کا تار نواب بشیرالدولہ بہادر کے نام بدین مضمون وصول
ہوا "منشی شکر خیر اندیشی آن بہادر ادای نمایم ہیچ شک نیست کہ فیصلہ ویسرائے نسبت
جانشینی عموما بشنید شد در جریدہ طبع شود اینجانب ہم بلحاظ این خبر خوش بہ آن بہادر
مبارکباد میرسانم"

چنانچہ حسب الحکم نواب بشیرالدولہ بہادر نوید جانشینی کا حکم مورخہ ۲ ربیع الثانی ۱۳۰۱
جریدہ اعلامیہ مین حسب ذیل شائع ہوا۔

الحمد للہ علی نعمائہ الکاملۃ والائہ الشاملۃ کہ بہ برکت سبع مثانی
سبحانی بتاریخ پنجم ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۱ نبوی صلعم سال ہجدہم از ولادت باسعادت
حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی بہ اتمام رسیدہ بر وفق رسم و رواج این دولت
ابد مدت و حسب منظوری سرکار عظمت مدار شاہنشاہی کہ در ہمہ حال مربی و خیر خواہ بلا اشتباہ
حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی است۔ وارث ملک و مال و افق مملکت را ہلال و زعیم عنان
ملکداری نوباوۂ دودمان شہریاری حضرت بندگانعالی متعالی نواب میر محبوب علیخان بہادر
فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ مدظلہ العالی بر وسادۂ حکومت آبائی خود جلوہ افروز
خواہند گردید۔ بنا بران بہ جملہ رعایا و برایا و جاگیرداران و زمینداران و عہدہ داران اہل سیف
و قلم وغیرہم از طرف سرکار عالی مژدہ باد کہ نواب بشیرالدولہ بہادر حالا بعد حصول

عرض اطلاع صدر الکریمہ بحیثیت پریسیڈنٹ گورنمنٹ وجود دارد و وقت اولین فرض خود میدانند
که شکریهٔ الطاف و عنایات حضرت قیصر ہند و گورنمنٹ برٹش انڈیا ادا نمایند که از بدو امر
تا حال در ہمہ حال معین و حافظ ذات اقدس حضرت بندگانعالی و قیام امن و امان ممالک
محروسہ سرکار عالی مانده است و ممنونی تمام بالاعتراف می نمایند که جمیع صاحبان رزیڈنٹ
بہادر که درین تمام عرصه مدت بحیثیت جانشینی گورنمنٹ انڈیا در حیدرآباد تشریف داشتند
ہمواره در اہتمام مقاصد مذکوره دقیقه از دقائق فرو نگذاشته اند نیز شکریهٔ آن ہمہ
عہده داران و خیرخواہان دولت و خصوصاً کپتن کلارک صاحب اتالیق حضور پرنور
ادا می نمایند که از ابتداء صغر سنی حضرت بندگانعالی در حفظ صحت و تندرستی و تعلیم و تربیت
حضرت اقدس و اعلی مساعی جمیله بکامیابی تمام بعمل آورده اند ـ اکنون یقین کلی است
که چون حضرت بندگانعالی زمام اختیار در قبضهٔ اقتدار خود خواہند گرفت صلاح و فلاح
ملک و رعیت روز افزون و ترقی عدل و انصاف از حد بیرون خواہد گذشت ـ پس بر
ہمگنان را لازم است که در چنین ساعت مسعود و زمان محمود دست بدعا شوند ـ که خداوند عالم
و عالمیان و حاکم علی الاطلاق زمین و زمان در عمر و دولت فرمانفرمائے ما بیفزاید
و عہد حکومت حضرت ممدوح ایشان را در حق جمیع رعایا و برایا مہنا و مبارک گرداناد آمین ثم آمین
بحرمت النبی و آله الامجاد"۔

اعلیحضرت مع الخیر و الظفر ۵ ربیع الاول سنہ [illegible] روز شنبہ تین بجے دن کے
کلکتہ سے روانہ ہوئے ـ ۹ ربیع الاول روز چہار شنبہ چار بجے دن کے داخل گلبرگہ شریف
ہوئے ـ اور ڈائرکٹران مل کی درخواست پر اعلیحضرت نے اپنے دست مبارک سے
گلبرگہ مل کا پتھر بنیادی رکھا ـ اور ڈائرکٹران مل کے اڈریس کے جواب مین حسب ذیل

ارشاد فرمایا۔

"مسٹر چیرمین اور لیڈیز و جنٹلمین - مین آپ لوگونکو یقین دلاتا ہون کہ مجھے اسبات سے بڑی مسرت ہو کہ مین نے اس مل کے سنگ بنیاد قائم کرنیکے لئے جو چندروز کے آگے آپ لوگون نے مجھے دعوت دی تھی اسکے قبول کرنے مین مجھے نہایت مسرت حاصل ہوئی جب یہ مل بنکے تیار ہو جائیگی تو اس ریاست مین دوسری مل ہوگی۔ تقریبا دو برس ہوئے مین نے بہمراہی ہز اکسلنسی سر سالارجنگ مرحوم حیدرآباد کی کاٹن مل ملاحظہ کی تھی اور وہان جو کچھ دیکھا اس سے مجھکو بڑی دلچسپی ہوئی - یہ کہنا بیکار ہے کہ ہز اکسلنسی نواب سر سالارجنگ مرحوم نے میرے قلمرو مین کارہائے صنعت و حرفت کے اجرا کے نسبت جو خیالات ظاہر کئے تھے - اور جنکا آپنے اس مشترکہ کمپنی کے زوبرو معقول اشارہ کیا ہی اوس سے طور پر اتفاق کرتا ہون - مین اس ملک کے وسائل ترقی پر بہت جلد کامل غور کرونگا - کیونکہ مجھے اسبات کا پورا پورا یقین ہے کہ اسکا نتیجہ میری رعایا کی سرسبزی اور کارسازی ہوگا - اور اسوجہ سے مین اس کام کی دلچسپی ظاہر کرتا ہون اور ہمیشہ ظاہر کرتا رہونگا - مین آپکی درخواست کو نہایت خوشی سے منظور کرتا ہون کہ آپ اس کمپنی کا نام گلبرگہ محبوب شاہی مل کمپنی لمیٹڈ رکھین - اور مجھے صدق دل سے امید ہی کہ یہ مل بہت جلد نفع بخش ثابت ہوگی - اب مین اس خوش آیند خدمت کو جو اس خوبصورت مل کے استعمال سے متعلق ہے ادا کرنیکے لئے آگے بڑھتا ہون - اور گلبرگہ محبوب شاہی کمپنی لمیٹیڈ کا سنگ بنیاد رکھتا ہون"

اسکے بعد اعلیحضرت نے بڑی خوش اسلوبی اور خوبصورتی سے مل کا سنگ بنیاد نصب فرمایا ہز ہائنس اپنی ریاست مین صنعتی کامونکی ترقی مین جسقدر دلچسپی ظاہر فرماتے ہین اوسکی توضیح

کیلئے یہ امر قابل بیان ہے کہ جب حضور ممدوح اپنی دار الخلافہ کو واپس آئے۔ گلبرگہ ال کے حصہ داری کی کتاب طلب فرما کر کئی حصے خرید فرمائے۔ الحاصل ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۶ روز پنجشنبہ کو گلبرگہ شریف سے روانہ ہو کر ۱۱ روز جمعہ دس بجے دن کے حیدرآباد میں داخل ہوئے۔ ۱۰ و ۱۲ کو تمام دفاتر میں تعطیل دیگئی اور جس روز کہ سواری مبارک داخل بلدہ ہوئی۔ اسٹیشن ریلوی خوب ہی آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا۔ اور ہزارہا جھنڈیان سرخ و زرد دورویہ سڑک و اسٹیشن پر لگائی گئین تہین۔ افضل گنج کے شفاخانہ کی روبرو ایک شامیانہ پر تکلف کھینچا گیا تھا۔ اور اہلکاران صفائی کے اہتمام سے خوشنما کمانین تیار ہوئی تہین۔ افضل گنج سے تا بہ محل شاہی دورویہ قندیلین روشن تہین۔ اور جملہ ساکنین بلدہ نے اس تقریب پر اپنے اپنے مقدور کے موافق مکانون کی آرائش اور روشنی کا اہتمام کر کے اظہار مسرت و شادمانی کیا تہا۔



جشن حکمرانی - اسپیچ ویسرائے بہادر - جواب اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ - عطیۂ خطابات و مناصب

یوم حکمرانی - رسم علی تیندیہ - تقریر گورنر جنرل بہادر - مدار المہامی نواب عماد السلطنت

بہادر - حکمنامۂ خاص اعلیحضرت حضور پرنور

جشن حکمرانی

اعلیحضرت کی واپسی کلکتہ پر فوراً اس دلچسپ رسم فرمانروائی کی تیاریاں شروع ہو گئیں جو لارڈ رپن ادا کرنے والے تھے۔ اور یہ رسم نہایت وقیع تسلیم کیا گیا۔ کیونکہ اس سے قبل کوئی ویسرائے حیدرآباد کو نہیں آیا تھا۔ اور لارڈ رپن پہلے ویسرائے تھے جو حیدرآباد تشریف لائے۔

علاوہ بریں اعلیحضرت ہی ریاست کے اول فرمانروا تھے۔ جسکو ملکہ معظمہ کے نائب السلطنت نے بہ نفس نفیس مسند نشین کیا۔ الحاصل جشن کی رونق دوبالا کرنیکے لئے گورنمنٹ نظام اور امرار عظام نے پورا پورا تکلف کام میں لایا۔ اور حسب قرارداد ۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۱ھ م ۲۸ جنوری ۱۸۸۴ء کو لارڈ رپن معہ لیڈی رپن کے کلکتہ سے جہاز میں سوار ہو کر ۲ ربیع الثانی کو مدراس پہونچے۔ اور وہاں سے ۳ کو ۲ بجے بذریعہ اسپشل ٹرین عازم حیدرآباد ہوئے دارالسلطنت حیدرآباد سے راجایان راجہ مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر و نواب امیر اکبر علیخان بہادر استقبال کرنے رائچور تک گئے۔ ۴ ربیع الثانی کو لارڈ ممدوح مع لیڈی اسٹاف اسٹیشن حیدرآباد پر اترے۔ توپخانہ شاہی سے ۳۱ ضرب کی سلامی سر ہوئی۔ چونکہ اعلیحضرت معہ ارکان واعیان سلطنت اسٹیشن پر موجود تھے (اسوقت اعلیحضرت ایک سادہ سیاہ لباس زیب تن کئے ہوئے تھے اور سیاہ دستار فرق مبارک پر تھی) اسلئے ویسرائے بہادر کے اترتے ہی آپنے ان سے شیک ہانڈ (مصافحہ) کیا۔ بعد ازاں انکے بعد دیگرے تمام امرا نے ہاتھ ملایا۔ بہت سے تعارفات کے بعد کل پارٹی کی تصویر لیگئی۔ اور سواری بگی چوا سپہ ویسرائے بہادر معہ اپنے مدرقہ لیوروں میں سواروں کی بلا رم کی رزیڈنسی کو روانہ ہوئے اور اعلیحضرت ایوان شاہی کو معاودت فرمائے رسوم حکمرانی کے متعلق رزیڈنسی میں

بہت سے معزز یورپین معززین کی دعوت بھیجی گئی تھی۔ جنمین گورنر مدراس کمانڈر انچیف ہند۔ کمانڈر انچیف مدراس اور انکے ارکان دا سٹاف وغیرہ تھے۔ ایسطرح حیدرآباد اُن عمائد و دیسی معززین سے بہرا ہوا تھا جو اس دلچسپ رسم مین شریک ہونے کے لئے تشریف لائے تھے۔

ڈیوک آف کناٹ اور کمانڈنگ افواج بمبئی نے اپنے شریک ہو سکنے کا افسوس ظاہر کیا ۵ ربیع الثانی کو یکشنبہ کا روز ہونے سے (یہ روز عیسائیون کی عبادت کا ہے) کوئی کارروائی نہین ہوئی۔ ۶ ربیع الثانی روز دوشنبہ کی صبح کو اعلیحضرت نے ویسرائے بہادر سے تخلیہ کی ملاقات کی۔ پہر دوپہر کے بعد مارکوئس آف رپن ہز ہائینس کی بازدید کو تشریف لائے۔ الوال سے ایوان شاہی تک جو سڑک آئی ہے اوپر کمال انتظام و اہتمام کیا گیا تھا۔ کوئی شخص سڑک پر سے گذرنے نہ پاتا تھا۔ سڑک کے ہر دو طرف پولیس و جوانان پلٹن اور سواران باقاعدہ آئین فوجی کیساتھ باادب انتظاماً استادہ تھے۔ جسوقت لارڈ بہادر ایوان شاہی مین داخل ہوئے تو توپخانۂ شاہی سے اکیس ضرب سلامی سر ہوئے۔ اور شام کو بہت بڑا لیوی دربار منعقد ہوا۔

۷ ربیع الثانی روز سہ شنبہ کو بھی ایک شاندار دربار کا انعقاد ہوا۔ اس دربار کی شان و شوکت کے اظہار کے لئے کافی الفاظ نہین مل سکتے۔ البتہ جو شہنشاہ اکبر و شاہجہان کے دربار کے حالات تاریخ کے صفحون پر ہم کو لکھے ہوئے نظر آئے تھے وہ آج کے روز حیدرآباد مین آنکھون سے دیکھے گئے۔ ایک مدت کی بعد باشندگان حیدرآباد کو یہ تقریب جسمین فرمانروا کو پورے انتظامی اختیارات ملنے والے تھے وہ دیکھنے کو ملی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو جوش اور سرگرمی اس مبارک تقریب مین ظاہر کیگئی تھی وہ معرض بیان مین نہین آسکتی

ہر ایک امیر۔ غریب۔ بڑا و چھوٹا۔ بلا لحاظ مذہب و ملت اس تقریب میں خلوص دل سے شریک تھا۔ اگرچہ حیدرآباد یوں بھی معمولی ایام میں آراستہ و دلہن بنا رہتا ہے لیکن اس غیر معمولی مبارک موقع پر لوگوں کے زرق برق لباس اور آراستگی مکانات نے شہر کو قابل دید بنا دیا تھا۔ گلی اور کوچوں میں لوگوں کی اسقدر کثرت تھی۔ کہ جنہیں دیکھکر وہ لوگ بھی متحیر ہوتے تھے۔ جو مشرقی شہروں کے لوگوں کو دیکھنے کے عادی ہوگئے ہیں۔ بالخصوص یہاں کے لوگوں کو تہیا یون کیساتھ دیکھ اور بھی دلچسپی کو بڑھا دیتا تھا۔ الحاصل صبح کی سات بجے سے لشکر قاہرہ اور رسالوں وغیرہ کا فراہم ہونا شروع ہوا۔ اور اہلکاران کوتوالی نے اسقدر ناکہ بندی کی کہ سواری آگئی۔ میانہ۔ اسپ وغیرہ تو کہاں پیدل بھی ہر طرف رک گئے تھے۔ ہر سمت تماشائیوں کا ہجوم تھا۔ ہر دو جانب سواران با قاعدہ کا انتظام تہا۔ شاہی محل کے داخلہ کے لئے امراء و اعزہ و سرداران سیف و قلم کو ٹکٹ تقسیم ہوئے تھے اور دارالامارۃ شاہی میں ایک جانب حبشیوں کا رسالہ اور دوسرے طرف خاص جمعیت علاقہ میر نظام محبوب صف بستہ استادہ تھی غرضکہ دربار کا رعب و داب دیکھکر ناظرین کے دل پر دہشت میں لرزہ پڑتا تھا۔ چنانچہ جس جگہ دربار ہوا وہ چو محلہ۔ محلات شاہی میں سب سے زیادہ وسیع اور خوش منظر و طلاکار ہے۔ اور آفتاب محل۔ مہتاب محل۔ تہنیت محل۔ افضل محل کے نام سے موسوم ہے۔ ایک طرف شامیانہ زربفت کا گنگا جمنی چوبوں پر استادہ تھا اور اسکے نیچے عین وسط میں ایک مرصع تخت بچھا ہوا تھا۔ جو مکلل زردوزی زر و مسند سے آراستہ تھا۔ اسکے اطراف طلائی اور نقرئی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور تخت شاہی کے یمین و یسار امراء نامدار و ارکان دولت و اعیان سلطنت راجہ۔ مہاراجہ۔ حاکم امیر وزیر۔ یونیفارم و ڈریس زیب تن کئے ہوئے اپنے اپنے عہدوں پر موجود تھے۔ تمام فرزندان

کی انجمن میں تھے اور گوش دل اپنے فرمانروا کے حکم پر لگے ہوئے تھے۔ اور باہر کے درجہ میں عہدہ دار
و منصبدار شاہی حکم کے منتظر حاضر تھے۔ اسکے آگے کے درون میں تین تین حبشی وردیاں پہنے ہتیاروں
میں ڈوبے۔ ننگی تلواریں علم کئے ہوئے کھڑے رہتے تھے۔ پھر ان کے برابر خاص پادشاہی بہادر سپاہی
عرب و افغان دائیں۔ بائیں جدا جدا وردیاں پہنے جمے تھے۔ اور وہاں سے دروازہ تک
سواروں کے پہرے دو راستہ صف بستہ موجود تھے۔ جو درباری لوگ آتے۔ پہرہ پھاٹک تک بلا تامل
اندر چلے جاتے تھے۔ مگر دبدبہ و ہیبت کا یہ عالم تھا کہ ہوش و حواس کے قدم تھراتے تھے۔ نو بجے
کے قبل چار امراء عظام کا ایک ڈپوٹیشن ویسرائے بہادر کی خدمت میں بلا رسم روانہ ہوا۔ اور
ٹھیک نو بجے ویسرائے بہادر بہمراہی فارن سکرٹری۔ پرائیویٹ سکرٹری۔ ملٹری سکرٹری۔
اور فارن ڈپارٹمنٹ کے کل افسر۔ پرنسپل اسٹاف۔ بریگیڈیر جنرل حیدرآباد و میجر
جنرل کنٹنجنٹ اور جلو میں چودہویں حصار اور ایک توپخانہ کارشالہ (جس میں دو سو سوار
یورپین اور چھ توپیں تھیں) ایوان شاہی کو روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت حیدرآباد کنٹنجنٹ
کے توپخانہ سے سلامی اتاری گئی۔ جب ایوان شاہی میں داخل ہوئے تو اعلیحضرت نے استقبال
فرمایا۔ توپخانۂ شاہی سے پھر سلامی ۱۳ ضرب توپوں کی سر ہوئی۔

اعلیحضرت اور ویسرائے بہادر مطلا کرسیوں پر رونق افروز ہوئے۔ اور ارکان دولت و
اعیان سلطنت چپ و راست و پس پشت علی قدر مراتب کرسیوں پر بیٹھے۔ جب توپوں کی
آواز بند ہوئی تو ویسرائے بہادر نے استادہ ہو کر یہ فرمایا کہ "افسوس یہ جلسہ ایسے
شخص سے خالی ہے جو اس کی تمنا میں مر گیا (یہ اشارہ سر سالار جنگ بہادر مرحوم کی جانب تھا)
وہ سرکار انگریزی کا محسن اور سرکار نظام کا خیر خواہ تھا"۔

پھر فرمایا کہ "رعایا کو پادشاہ کی اطاعت میں ہر وقت آمادہ رہنا چاہئے۔ الخ

بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکھنی چاہیے کہ جیسے والدین اپنی اولاد کے ساتھ رکھتے ہین۔ مگر انصاف اس شفقت کا جزو اعظم ہے ؛

بعدازان ویسرائے بہادر نے اعلیحضرت کو مخاطب کرکے ایک فصیح وبلیغ تقریر فرمائی۔ جسمین علاوہ تہنیت و تبریک کے آئندہ انتظام ریاست کے متعلق بہت سے نصائح تھے۔ جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہین

اسپیچ لارڈ رپن ویسرائے بہادر

اُسے حضور نظام مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ آجکے روز اس موقع پر حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند کے طرف سے آپکو ریاست کے اقتدارات و اختیارات سپرد کرنیکی خدمت بجالانے مین مجھکو کمال درجہ کی خوشی حاصل ہوئی۔ چند ہفتہ کے پیشتر جبکہ آپنے مجھسے نہایت خواہش کیا تھا اس رسم کے ادا کرنیکے لیے حیدرآباد آنیکی درخواست کی تو مجھکو بھی آپکی درخواست کے منظور کرنیکی پوری خواہش ہوی۔ کیونکہ آپ کی درخواست سے آپکی وہ محبت وہ صداقت جو برٹش گورنمنٹ کے ساتھ ہے ظاہر ہوتی تھی۔ مین یقین کرتا ہون کہ مین پہلا ہی ویسرائے ہون جسے حیدرآباد آنیکا اتفاق ہوا ہے۔ اور میرا یہان آنا صرف اسی بات کو ظاہر نہین کرتا کہ اس ریاست عظمٰی اور برٹش گورنمنٹ کے درمیان نہایت مضبوط دوستانہ روابط ہین بلکہ اسبات کو ظاہر کر رہا ہے کہ حضور ملکہ معظمہ کو آپکی خیرخواہی وخوش دلی کا نہایت خیال ہے اور اسمین وہ پوری پوری دلچسپی لیتے ہین۔ آپکے طفولیت کی زمانہ دراز مین آپ کی اور آپکے رعایا کی خوش نصیبی کا باعث تھا کہ ایک ایسا شخص انتظام ریاست پر مامور تھا جو ہندوستان کے مدبرون مین اعلیٰ درجہ رکھتا تھا۔ اوسکی دانائی اور اوسکی لیاقت اور اوسکی وفاداری آپکے ساتھ بہت بڑھی ہوئی تھی۔ آپکے طفولیت کی زمانے مین بہت سی سخت مشکلین اُسکے

درپیش آئین - لیکن باوجود اسکے اُسنے اُن پر غالب مع کر اس کامیابی کے ساتھ امور ریاست کو سرانجام دیا ہے - کہ جسکی وجہ سے وہ آپ کی اور گورنمنٹ آف انڈیا کی شکرگذاری کا پورا مستحق ہے سالارجنگ نے آپکے زمانۂ طفولیت مین ریاست کے انتظام مین بہت کچھ اصلاحین کین - آمدنی کو بڑھایا - اور جان و مال کی حفاظت کا بندوبست کیا - یہانتک کہ اپنے مرنیکے وقت بھی اور اصلاحات کو سوچ رہے تھے - مجھکو امید تھی کہ جب آپ مسند نشین ہونگے تو وہ اپنے کامل تجربہ سے آپکے معین رہینگے - اور سرگرمی کے ساتھ آپکی خدمت بجا لائینگے لیکن خدا تعالے کو یہ بات منظور نہ تھی - اور ایسے وقت پر اُنہین دنیا سے اٹھا لیا - جبکہ آپکو اونکی مدد کی ضرورت بلکہ اشد ضرورت تھی - اِس حسرت انگیز موقع پر اُنکی عدم موجودگی سخت رنج و افسوس کا باعث ہے - اگرچہ وہ خود زندہ نہین ہین - لیکن اُنکی کارروائیان باقی ہین جنہین مین امید کرتا ہون کہ آپکے وزراء وسعت دینگے - اور اُنکی توسیع کو اپنا فرض منصبی سمجھین گے مین چند کلمے نصیحت کے آپکو دوستانہ کہنا چاہتا ہون - اور وہ یہ ہین کہ آپ اپنی مالگزاری کو دیکھین - کیونکہ مالگذاری کا اچھی طرح نہ ہونا ریاست کی تباہی کا باعث ہے - اگرچہ ہر جگہ کی یہی حالت ہے - لیکن خاص کر کے ہندوستان مین جہان مالگزاری کا عمدہ انتظام نہین ہے - اور اوس سے بے پروائی سے کام لیا جاتا ہے - تو سنگین ٹیکس مقرر کرنے پڑتے ہین - اور پھر رفتہ رفتہ افلاس بڑہتا جاتا ہے - اور رعایا تباہ ہوتی جاتی ہے - اور اسکے بعد زیادہ سود پر قرضہ لینا پڑتا ہے - اور آخر مین دیوالہ نکلتا ہے - اسلئے مناسب ہے کفایت شعار منصفانہ ٹیکس لازم ہین کیونکہ وہ رعایا کی آسودگی اور دولت کی ترقی کا باعث ہین - مالگزاری کا عمدہ قاعدہ ہندوستان مین عمدہ گورنمنٹ کی بنیاد ہے - اور بغیر اسکے حاکم کو راحت و آرام نہین رہتا - اور لوگ مفلس و قلاش ہو جاتے ہین - اسکے بعد مین امید کرتا ہون کہ آپ

ہمیشہ عدل و انصاف کی پابند رہینگے۔ اور اُنکی پوری پوری نگرانی کرینگے۔ آپکو جاننا چاہیے کہ ریاست مین جوڈیشل افسر ایسے ہونا چاہیے۔ کہ جسکا دامن حال بدگمانی سے بالکل پاک و صاف ہو۔ اور وہ بلا کسی کی رعایت کے اپنی خدمت بجا لائین۔ ایسے لوگونسے رعایا۔ حاکم کی نسبت وفادار ہوتی ہے۔ اور ہمسائے متعجب ہوتے ہین۔ حقیقت مین عدل و انصاف تاج شاہی کا ایک چمکدار جوہر ہے۔ اور مین امید کرتا ہون کہ آپ اِس جوہر کو ہمیشہ تابان و درخشان رکھینگے۔

اے حضور نظام آپکو ایک بڑا اور سخت کام درپیش ہے۔ کیونکہ آپ تقریباً ایک کروڑ آدمیون کے فرمانروا ہین جنکی فلاح اور بہبودی آج سے آپکی عقلمندی۔ آپکی فیاضی اور آپکی انکساری پر منحصر ہے۔ مین آپکو عاجزی کیساتھ کہتا ہون کہ آپ ظاہری شان و شوکت کا جو چندروزہ ہے خیال نکرین۔ مال و دولت پر جو چوطرف سے آپکو گھیرے ہوئے ہین گھمنڈ نہ فرماوین۔ اور لوگونکی چاپلوسی اور خوشامد کی پروا نکرین۔ آپکا ملک نہایت وسیع آپکی آمدنی بہت زیادہ اور آپکی رعایا کثیر التعداد ہے۔ لیکن باوجود اس کے آپکو چاہیے کہ انمین کسی چیز کو آپ اپنے فخر کا باعث نہ ٹھہرائین۔ آپ ہنوز نوجوان ہین اسلئے نوجوانی کی خواہشات چوطرف سے آپ پر زور ڈالین گے۔ لیکن آپکو لازم ہے کہ ان کے مغلوب ہون اور ہمیشہ ان سے تحرز رہین۔ آپکو بہت سے عمدہ کام اور عمدہ اغراض درپیش ہین۔ اگر آپ دیسی رئیسون مین ناموری پیدا کرنا چاہین تو ضرور ہے کہ ریاست کا عمدہ انتظام اور رعایا کی آسودگی کو ہمیشہ مدنظر رکھین۔ آپکی رعایا کی وفاداری کو جو آپکے گھرانے کی نسبت قابل تعریف ہے۔ نہ صرف قائم رکھنا آپکا کام ہے۔ بلکہ بمرور ایام اسکو مستحکم کرتے جائین۔ آپکو یاد رکھنا چاہیے۔ کہ آپکی رعایا کی حفاظت کچھ اسلئے آپکے سپرد

نہین ہوئی ہے۔ کہ آپ اس سبب سے بے پروائی کرین۔ اور اسکو اپنی مفاخرت کا ذریعہ بنائین
بلکہ اسلئے سپرد ہوئی ہے کہ آپ ہمیشہ اسکا خیال رکہین۔ کیونکہ رعایا کی مرفہ الحالی آپکی
خوشی کا باعث ہوگی۔ اور انکی آسودگی مین آپکی حفاظت رہیگی۔ آپکے آگے کچھ کم کام نہین ہے
اسلئے آپکو لازم ہے کہ ایسے لہو لعب مین آپ مشغول نہون جو آپکے شایان نہین۔ بلکہ آپ
اپنے آبا و اجداد کے طریقہ پر چلین۔ اور انکی کارروائیون کو اپنا دستور العمل بنائین۔ اور
اس بات کا ہمیشہ خیال رکہین کہ جب آپ اپنے آبا و اجداد سے متصل ہون تو لوگ آپکی
نسبت یہی کہین کہ انہون نے نہایت عمدہ ریاست کی۔ اور اپنی رعایا کو نہایت آسودہ حال
چہوڑا۔ اور اس اہم کام مین جو قابل امتحان ہوگا مین وعدہ کرتا ہون کہ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ آپکو
پوری پوری مدد دیگی۔ کیونکہ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کا خاص منشا یہی ہے کہ اس ریاست کو اور
نیز دوسری دیسی ریاستون کو عمدہ انتظام اور اچھی آسودگی کی حالت مین دیکھے۔ جس حد تک
ہم آپکو مدد دے سکتے ہین اسکا حاصل کرنا خود آپکے اختیار مین ہے۔ ان دنون برٹش پالیسی کا
منشا یہی ہے۔ کہ ہندوستان کے دیسی ریاستون کی حفاظت کرے کیونکہ ان ریاستونکا
وجود میرے نزدیک انگریزی انٹرسٹ کیلئے نہایت مفید ہے۔ آپکی گورنمنٹ بہت مضبوط
اور باضابطہ۔ آپکی آمدنی کا انتظام عمدہ۔ آپکے ٹیکس منصفانہ طور پر آپکے امرا وفادار اور آپکی
رعایا آسودہ ہونی چاہیئے۔

اے خسرو نظام آج مین جس بادشاہ کی طرف سے نیابت کر رہا ہون انکی خاص آرزو یہی ہے
جو مین نے بیان کی۔ ملکہ معظمہ نہایت دلچسپی کے ساتھ آپکے نگران حال رہینگے۔ آپ انہین
ناامید نکرین۔

اب اے میرے دوست جو کام میرے لئے باقی رہا ہے وہ یہ ہے کہ مین آپکو اس مسند پر بٹہاؤن

اور اپنی دلی امید کا اظہار کرون - اور دعا کرون کہ خدا تعالےٰ آپکو مبارک کرے - اور آپکا دوگانہ
آپکی حکومت کو کامیاب اور آپکی علداری کو معزز و ممتاز فرمادے - اور وہ اسطرح سے کہ آپکی
وعدے تمام سچے ہون - اور آپ کی رعایا کی آئندہ نسلین آپکی حکمرانی کے دن کو آپکی ریاست کی
تاریخ مین ایک با فروغ حسن کا آغاز سمجھین "

فارن سکرٹری نے ولیسرائے بہادر کی اس اسپیچ کا ترجمہ زبان فارسی مین خاص ایرانی لہجہ
کیساتھ ادا کیا۔ اسکے بعد ویسرائے بہادر حضور پرنور کو شاہی تخت تک لے گئے - اور آپ کو
پورے خطاب سے مخاطب کرکے فرمایا کہ "حضور ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند اور آنکی گورنمنٹ کے طرف سے
اب مین آپ پر علی رؤس الاشہاد ظاہر کرتا ہون کہ آج سے آپ کو اپنی ریاست کے پورے
پورے اختیارات دئے گئے "

اوسیوقت بیانڈ مین نیشنل انتھم گایا گیا - اور حیدرآباد - سکندرآباد - بلوارم کی توپخانون
سے اکیس اکیس ضرب کی سلامی سرہوئی - اعلیحضرت کو ولیسرائے بہادر کا بیش بہا خلعت
پہنایا گیا - اور مرصع تلوار خود ولیسرائے بہادر نے حضور پرنور کی کمر مین مزین فرمائی - اس رسم
کے بعد نواب میر لائق علیخان بہادر مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر - نواب امیر کبیر خورشید جاہ بہادر
کو خلاع فاخرہ عطا ہوے - اب اعلیحضرت نے ولیسرائے بہادر کی اسپیچ کا یون جواب ادا فرمایا

جواب اعلیحضرت اقدس و اعلی

"اے حضور ولیسرائے مین آپکے حیدرآباد تشریف لانیکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون
اگر آپ کبھی اس موقع پر تشریف فرما نہوتے تو مجھکو اور میری رعایا کو سخت رنج گذرتا - آپنے جو
نوازش فرمائی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اس ریاست کے سچے خیرخواہ اور میرے خاص دوست
فرما ہین - مجھکو حال ہی مین اسکی تصدیق ہوگئی ہے اور مین آپکی مہربانی کو نہ بھولونگا کہ آپ

اس دور و دراز مسافت کو طے کر کے یہان تک تشریف لائے ہین - مین امید کرتا ہون کہ
آپ میری پرجوش شکرگزاری کو قبول فرماوینگے - آپکے ہاتھ سے اچھی کارروائی کا ہونا میری
آئندہ گورنمنٹ کے لئے نیک شگون ہے اور جو وقتاً فوقتاً روابط برٹش گورنمنٹ اور میرے
جانشینان سابق کے درمیان رہے ہین - آج آپکی تشریف آوری سے انکا تازہ ثبوت
ملتا ہے آپنے از راہ مہربانی جو اسوقت مجھکو نصیحت کی ہے مین اوسکو کمال صدق سے
قبول کرتا اور مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ کل امور مین جو اس ریاست کی رفاہ و
بہبودی سے متعلق ہون - مین آپکی اور اس گورنمنٹ کی جسکے آپ معزز افسر ہین ہمیشہ
صلاح و مشورے لیتا رہونگا - جس سے میری اور میرے رعایا کی بہبودی مقصود ہے
مین امید کرتا ہون کہ آپ بہت جلد - میرے اس اتحاد و وفاداری کی خبر قیصرۂ ہند
کو پہونچا دینگے"۔

اسکے بعد مسٹر گرانڈ ڈف سر ڈانلڈ اسٹوارٹ اور نیز نڈریک برٹس بارسی بارہی سے
آگے بڑھے۔ اور اعلیحضرت کو مبارکباد دی - اور عطر و پان کی تقسیم کے بعد جلسہ کی کارروائی
معمولی سلامی و دیگر تکلفات شاہی کے ساتھ ختم ہوئی - اور اسی روز دو بجے کے وقت
امرائے عظام و ارکان دولت اور راجاؤن کی نذرین گذرنی شروع ہوئین - اور ہر
ایک کو خطاب و ترقی مناصب کے احکام سنائے گئے۔

عطیۂ خطابات و مناصب یوم حکمرانی

واقع ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ یوم شنبہ

نمبر سلسلہ	نام	خطاب بہادری	خطاب جنگی	دولتی	ملکی	راجہ و مہاراجہ وغیرہ	مناصب وخلعت وغیرہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱	نواب امیر لائق علیخان بہادر	.	سالار جنگ	منیر الدولہ	.	.	خلعت خاصہ خدمت وزارت بخشت رقم جواہر
۲	نواب امیر سعادت علیخان بہادر	.	غیور جنگ	شجاع الدولہ	.	.	خلعت وجواہرات
۳	راجہ راجایان ... سنگھ بہادر	.	.	.	.	مہاراجہ	اصل واضافہ منصب پنجہزاری پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۴	نواب امام جنگ بہادر	.	.	خورشید الدولہ	.	.	اصل واضافہ منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۵	نواب ظفر جنگ بہادر	.	.	شمس الدولہ	.	.	اصل واضافہ منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۶	ہری کشن	.	.	.	.	راجہ ہری کشن بہادر	دو ہزاری پانصدی منصب یکہزار سوار و علم
۷	میر جہاندار علی	میر جہاندار علیخان بہادر	.	.	.	.	یکہزار پانصدی منصب و پانصد سوار و علم
۸	آغا مرزا بیگ	آغا مرزا بیگ خان بہادر	سرور جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۹	مولوی حافظ انور	مولوی حافظ الدین خان بہادر	محبوب نواز جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۰	مرزا نصر اللہ	مرزا نصر اللہ خان بہادر	دولت یار جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۱	میر ریاست علی	میر ریاست علیخان بہادر	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۲	مرزا محمد علی بیگ	مرزا محمد علی بیگ خان بہادر	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۳	مولوی محمد انوار اللہ	مولوی محمد انوار اللہ خان بہادر فضیلت جنگ	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۴	وحید منور خان	وحید الدین خان بہادر	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۵	گردھاری پرشاد	.	.	.	.	راجہ گردھاری پرشاد بہادر	یکہزاری و پانصدی منصب و پانصد سوار
۱۶	میر غضنفر علی عرض بیگی	میر غضنفر علیخان بہادر	قوی جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم

۱۷	میر حشمت علی	میر حشمت علیخان بہادر	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۸	میر منور علی	میر منور علیخان بہادر	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔
۱۹	حکیم وزیر علی	حکیم وزیر علیخان بہادر	:	.	.	.	یکہزاری منصب

رسم علی بند

اسی تاریخ تذکرہ صدر میں ۱۲ بجے علی بند کا رسم ادا کیا گیا۔ مولوی عبد الرحیم صاحب جنیس القادری نے علی بند کو اعلیحضرت کی کمر سے مزین کیا۔ اس تقریب کے نام سے امراء، عمائد منصبدار، مشائخین وغیرہ کو خلعتیں اور خاصے تین ماہ تک سرفراز ہوتے رہے۔ اور اسی شام کو اعلیحضرت نے قصر چومحلہ میں نہایت پرتکلف دعوت دی۔ چومحلہ سے الوال تک روشنی کیگئی تھی ویسرائے بہادر بھی مدعو تھے۔ چنانچہ ویسرائے بہادر نے حضور پرنور کی تندرستی کا ٹوسٹ تجویز کرتے ہوئے ایک مختصری اسپیچ دی جسمیں اس شاہی ضیافت کی بڑی تعریف کی۔ اسکے بعد اعلیحضرت نے لارڈ اور لیڈی رپن کا جام صحت تجویز فرمایا۔ اور ویسرائے بہادر کی اسپیچ کا جواب مختصر طور پر ادا کیا۔ الغرض ویسرائے بہادر نے حضور نظام کی شاہی مہماں نوازیوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپکی درازی عمر و ترقی دولت و انتظام حکومت کی دعا کی اور حسب ذیل تقریر فرمائی۔

تقریر گورنر جنرل بہادر

"مین آپکا شکر گذار ہون کہ مجھکو اس عمدہ اور قابل یادگار موقع پر حاضر ہونیکی نہایت خوشی حاصل ہو رہی ہے۔ کیونکہ ملکہ معظمہ کے نائبون مین مین پہلا ہی شخص ہون جسکا

حیدرآباد آنا ہوا ہے۔ اور آج کی کارروائی مجھکو ہمیشہ یاد رہیگی۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ جبتک
میں اس موجودہ عہدے پر مامور ہوں۔ میری خواہش ہمیشہ یہی رہیگی کہ میں آپ کو
اور آپکی گورنمنٹ کو جہانتک مجھسے ہوسکے ہمیشہ مدد و تیار رہوں۔ اور مجھکو یقین ہے کہ وہ مدد
رزیڈنٹ مسٹر کاڈری کے ذریعہ سے آپکو پہونچتی رہیگی۔ مجھکو اس بات کا نہایت افسوس ہے کہ
لیڈی ارپن بوجہ اس خفیف حادثہ کے جو دو روز کے پیشتر اُن پر گذرا۔ آج رات کو یہاں نہ آسکیں
اور وہ میرا رنج اس بات سے اور زیادہ ہوتا ہے۔ کہ ایسے عمدہ نظارہ سے جسکا دیکھنا مجھے نصیب
ہوا ہے۔ وہ محروم رہی ہیں"۔

اس کے بعد تمام مہمان برآمدہ میں جمع ہوئے۔ اور قابل دید آتشبازی معاینہ کی۔ پھر
اعلیحضرت اور ویسرائے بہادر تشریف لیجانے کے بعد تمام مہمان رخصت ہوگئے۔

مدارالمہامی نواب عماد السلطنہ بہادر

رسم حکمرانی کے ہی روز یعنی ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۱ روز سہ شنبہ کو بوقت چہار و نیم ساعت۔
اعلیحضرت نے میر لائق علیخان بہادر کو خطاب و منصب کیساتھ خدمت وزارت بھی عطا فرمائی چنانچہ
نواب مدارالمہام بہادر نے اس عطیۂ عظمیٰ کا شکریہ و اعلان بذریعہ جریدۂ غیر معمولی مؤرخہ ربیع الثانی
ادا کیا۔

اعلیحضرت نے اختیارات حکومت حاصل کرنیکے بعد پہلا کام یہ کیا کہ اپنی عزیز رعایا کی نسبت
اپنی حکمرانی کا فرمان شائع فرمایا۔ اور اس انتظامی پالیسی کو بالتفصیل بیان کیا کہ جسکے مطابق
آئندہ آپ عمل فرمانا چاہتے تھے چنانچہ اُس فرمان کے جملہ فقرے ایسے ہیں جو آب زر سے لکھنے
کے لائق ہیں۔ جس سے اعلیحضرت کی دوراندیشی بیدار مغزی۔ فراست۔ دانائی کا
پورا پورا فوٹو نظر آتا ہے۔

حکمنامهٔ خاص اعلیحضرت اقدس و اعلی مورخهٔ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ

"همانا درین ایام بهایون فرجام میمنت انجام - ابواب فرح و شادمانی اسباب امن و امانی
بروئے کافهٔ اعالی و ادانی از تائیدات یزدانی مکشوف و مفتوح و سائر برایا و رعایا بمهد اسایش
و آرام آسوده تر قب لطیفهٔ غیبی و فتوح بود که بتوفیق یزدانی و مراحم ربانی بروز سعید شنبه
هفتم ربیع الثانی ما بدولت و اقبال سریر آرائے جاه و جلال شویم - زمام حکومت آبائی را
بکف کفایت و ید حمایت خود باستقلال و بلا اختلال گرفته برعایت رعایائے مملکت و امراء و
منتسبان دولت ابد مدت که بدون استقلال حکومت ما بدولت و اقبال و وفات خیر خواه بلا اشتباه
مدار المهام بے نظیر ارسطو تدبیر شجاع الدوله مختار الملک سرسالار جنگ اعلی الله مقامه مثل
قالب بیجان بودند - مصروف و مشغول گردیدیم - و بفور جلوس برکت مانوس نظر توجه بر
رتق و فتق امور ریاست انداخته تقرر مدار المهام مستقل را لازم و بهبود ملک و رعیت یافته
میر لائق علیخان بهادر سالار جنگ منیر الدوله را که هم بحسب وراثت و هم بحسب لیاقت
لائق این منصب جلیل می باشند - و از روئے خدمات عظیمه و خیر خواهی فخیمهٔ والد مرحوم
و مغفور خود از عهد صبا الی یومنا هذا مورد عنایات بیغایات ما بدولت و اقبال بوده اند -
باتفاق رائے نواب سلطان معلی القاب ویسرائے کشور هند بهادر بعهدهٔ مدار المهامی سرفراز
فرمودیم - سرکار ما را از مدار المهام موصوف توقع است که در خیر خواهی دولتین و حسن
سعی و تدبیر و مراعات حقوق سرکار و رعایا یادگار والد مغفور خود خواهند بود - تا چشم زخمی که از
وفات ایشان بملک و دولت رسیده بود دفعةً معدوم گردد - لهذا بهمه رعایا و کافهٔ برایائے
مطیع و منقاد و سراپا اخلاص و اعتقاد دولت آصفیه مژدهٔ این عید و نوید این مسرت جاوید
رسانیدن از جملهٔ محاسنات ملکی متصور شد - از عمدهٔ اتفاقات تقریب مسرت بجهت قرب

جلوس میمنت مانوس ما بدولت و اقبال این بود که نواب مستطاب معلی القاب وایسرائے کشور ہند بنهایت اشفاق دعوت ما را قبول فرموده بر فاقت دیگر اراکین دولت علیهٔ انگلشیه درین دیار ورود نموده روابط سوابق خلت و داد که فیما بین دولتین از قدیم الایام مربوط و مضبوط است راسخ و استوار تر نمودند و آنچه از ابواب تهنیت گذاری و صلاح و مشوره مشفقانه لازمهٔ منصب جلیلهٔ نایب مناب دولت علیهٔ قیصر ہند ملکهٔ معظمه بود بتقدیم رسانیدند و ہواخواهان این دولت ابد مدت را از مژده استقامت و استقلال ارتباط و اتحاد دولت علیهٔ قیصر ہند مسرور و شاد فرمودند. چون وجود با جود ما باستقلال تمام مدقائق بهبود و بهروزی حال و اتباع کافه نامس مراعی و متکفل او امر و نواهی سیاسی و شرعی و برعایت رعیت ساعی و راعی خواهد بود جملهٔ ارکان دولت و منتسبان آستانهٔ عزت و صنوف طبقات انام از خواص و عام چه از امرا و راجگان و زمینداران و خوشباشان و چه منصبیان و ملازمان مهام و تجار و زراع و اہل فوج اقطاعیان بدون لحاظ دین و ملت و مذہب بکمال امن و امان آسوده بسر انجام لوازم دولت خواہی و حق پروری و راستبازی و صداقت و دیانت و اطاعت احکام ریاست و سیاست خوشحال و فارغ البال بسر برند. و سرکار ما را بهر حال مسعود و درستی احوال خود دانسته بتقدیم لوازم اطاعت و انقیاد او امر عدل و داد و نواهی عدالت بنیاد کوشند و هر گونه آنرا وسیلهٔ بهبودی و بهروزی حال و مآل خود انگارند. چون اسباب مختلفهٔ مخارج دولت روز افزون و این معنی خلاف مصالح و بنهایت زبون و ناموزون است. نخست همت علیا بتعدیل و تکمیل این ناموس عظمی مصروف خواهد بود. و مهمان امکن توجه دلی ما بدرستی حالت خزانهٔ عامره و مالیات ملکیه ترقی و تعدیل ابواب مداخل و کفایت مخارج مبذول و مصروف خواهد بود. چون اصل اصول سیاست و ریاست مبنی است بر عدالت. بنابران عمدهٔ همت و توجه

مصروف اہتمامی خواہد بود کہ عدالتہائے سرکاری از قضاۃ و ولاۃ با دیانت و سیاست آراستہ و مشحون شود۔ و بترویج قوانین و ضوابط نصفت و معدلت آئین حقوق رعایا و برایا چہ از ادانی و چہ از اعالی علی السویہ محفوظ و مصئون ماند۔ تا ہیچ کسی را مجال سرتابی و عدول از احکام سرکاری نباشد۔ دست اقویا از زیردستان کوتاہ و خانۂ ظلم و تعدی تباہ و روز کج نہادان و فتنہ اندیشان سیاہ گردد۔ ملک در مہد آسایش و امن و امان و سکون و اطمینان قرار گیرد۔ و مزاحمت و مخالفتی کہ فی الحال بہ تعمیل احکام از خواص و عوام با قدام میرسد۔ بہیچ وجہ از ہیچ کس پیش نرود۔ و اگر خود از عمال و ولاۃ حکمی خلاف آئین و داد نجی ہیچکس صادر شود۔ یا در ادای لوازم منصبی خود خیانتی راہ یابد۔ ہماناکہ بکیفر کردار خود رسیدہ بہ ابنای جنس مایۂ تنبیہ و اعتبار گردد نفاذ این جملہ اصول و احکام از طرف مدار المہام سرکار دولت مدار بہ دریغ و بلا رو رعایت ہمیشہ برقرار خواہد ماند۔ کہ درین امر سترگ بمدار المہام موصوف تاکید اکید نمودہ شد مستدعی دلی ما آنست کہ رعایائے مطیع و منقاد ما بزیر سایۂ رافت و ظل عاطفت دولت ابد مدت آصفیہ ماندہ با طمینان تمام و امنیت ما لا کلام در تہیۂ جملگی اسباب ترفہ معیشت و استحصال علوم و فنون مصروف باشند۔ و بہ تحصیل فضائل و تزکیہ رذایل کوشند کہ ملک بزیور علم و فضل محلی و از عار بی ہنری معرا گردد۔ و دولت و حکومت را از فہم و فطرت اہل مملکت اعانت و تقویت بہم رسد۔

بمدار المہام سرکار عالی و جملہ عمال و عہدہ داران ریاست واجب و لازم است کہ ما بدولت و اقبال را پشت و پناہ خود شمردہ۔ ہموارہ در احقاق حق و ابطال باطل کوشیدہ باشند و در ہمہ حال بلا رو و رعایت احدی حقوق رعایا ملحوظ داشتہ در اجرائے امور انتظامی مصروف شوند۔

در خاتمۂ کلام بجملہ امرا و جاگیرداران و راجگان و منتظمان دولت و عہدہ داران سرکاری
و جمعداران لشکر و زمینداران و کاشتکاران و تاجران وغیرہم ہدایت شود کہ ہرکس باطمینان
تمام بسر انجام مہام خود مشغول ماندہ بدعائے ازدیاد عمر و اقبال و ترقی و جاہ و جلال و فضل
و کمال این دولت مصروف و موظف باشند۔ و بمطالب مسطورۂ مذکورہ متوجہ بودہ
بتقدیم و تعمیل آن کوشند۔"

نواب مدار المہام سرکار عالی نے بھی ۱۵ ربیع الثانی سنہ [illegible] کو ایک اعلان عام
نسبت انتظام امور ریاست بذریعہ جریدۂ غیر معمولی شایع کیا۔ جو بلحاظ طوالت قلم انداز کیا گیا
اور اعلیحضرت نے صرف اُسی حکمنامہ خاص پر اکتفا نہین فرمایا۔ بلکہ ایک اور فرمان بکمال مراحم
خسروانہ۔ عہدہ داران و منتسبان و متعلقان علاقۂ دیوانی وغیرہ کو روزانہ حضوری سلام کیلیے
بتوسط نواب مدار المہام سرکار عالی (بشرطیکہ وہ اس امر کے متمنی ہون) نافذ فرمایا۔
اس شرط کو خیال کیا جائے کہ کہانتک آپکو اپنے ملازمون کی رعایت پر راحت رہتی ہے۔
فرمان حسب ذیل ہے۔

"بجملہ عہدہ داران و منتسبان و متعلقان علاقۂ دیوانی کہ خواستگار شرف آستان
بوسی حضرت اقدس و اعلیٰ باشند۔ اطلاع دادہ میشود کہ ضرور است کہ بتوسط مدار المہام سرکار
اول استجازت حضوری نمودہ بر وقتے و ساعتے کہ مقرر شود بعنوانیکہ قرار یابد حاضر شدہ
شرف یاب ملازمت گردند۔"

اسوقت تک جملہ دفاتر علاقۂ سرکار عالی کی کارروائی جو فارسی مین ہوا کرتی تھی۔
(جسکی تصدیق پچھلے احکامات سے ہوتی ہے) اب وہ قید اٹھا دیگئی۔ اور اردو مین
خط و کتابت کرنیکی عام اجازت بذریعۂ تحریر گشتی مورخہ ۲۳ ربیع الثانی سنہ [illegible] دیدی گئی۔

جس سے انتہا درجہ کی آسانی اور تحریر مین وسعت پیدا ہوگئی - گو دفاتر دیوانی مین ابتک یہ عمل جاری ہے کہ بجز اردو کی فارسی کا نام نہین لیاجاتا - گر صرف دفتر معتمدی صرفخاص اپنے وہی پچھلے رنگ پر قائم ہے - جس سے زبان فارسی کا نام و نشان تا ہنوز باقی ہے - حالانکہ خود معتمدی صرفخاص کے ماتحت دفاتر بھی اردو مین خط و کتابت کرتے ہین -



انعقاد کونسل آف اسٹیٹ بتقریب [illegible] عطیہ [illegible]

[illegible] عید الفطر

[illegible]

[illegible]

انعقاد کونسل آف اسٹیٹ

اہنین ایام مین اعلیحضرت نے کونسل آف اسٹیٹ قائم فرمائی - اور میر مجلس کی صدر کرسی

کو خود اعلیحضرت نے زینت بخشی - ابتدا حسب ذیل اراکین و متعمد و ارپلٹ ے۔

(۱) نواب سالار جنگ بہادر (۲) مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر (۳) نواب سر خورشید جاہ بہادر

(۴) نواب بشیر الدولہ بہادر (۵) نواب اقبال الدولہ بہادر (۶) نواب شمشیر جنگ بہادر

(۷) نواب شہاب جنگ بہادر (۸) نواب میر سرفراز حسین خان بہادر (۹) مولوی مہدی حسن عمادالملک (معتمد)

چنانچہ کونسل آف اسٹیٹ کا پہلا جلسہ سلخ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۱ھ م ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۴ء

روز شنبہ دیوڑھی مبارک واقع سرور نگر مین ہوا۔ اعلیحضرت نے کرسی صدارت

پر رونق افروز ہو کر تقریر ذیل ارشاد فرمائی۔

تقریر اعلیحضرت اقدس و اعلی

آج شاید حیدرآباد کی تاریخ میں یہ اول روز ہے کہ یہاں کے امرا بالاتفاق رئیس وقت کے سامنے

سرکاری کامون کی مدد دینے کی غرض سے جمع ہوئے ہیں۔ ہندوستان مین ایسے تجویزونکا بہت

کم رواج ہے۔ مگر اب سرکار انگلشیہ کا طور و طریقہ دیکھکر ہندی ریاستون مین بھی کچھ کچھ شروع

ہو چلا ہے۔ میری بڑی خوشی تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو۔ مجھے امید ہی کہ جن امراکو مین نے

انتخاب کیا ہی اُنسے مجھکو اور ملک کو بہت مدد ملیگی۔ اور مین یہ بھی امید رکھتا ہون کہ آپ لوگ

اپنے ذاتی اغراض کو سرکاری امور مین راہ نہ دوگے۔ اور سب ملکر بالاتفاق کام کروگے

آپ لوگ اگر چاہو تو اپنے ملک کی بہت بھلائی کرسکتے ہو۔ اور ملک کی بھلائی میری بھلائی اور

عین آپکی اپنی بھلائی ہے اسواسطے مین ہرگز پسند نکرونگا کہ کوئی رکن اپنی رائے کے خلاف

کسی امر مین میری رائے کی تقلید کرے۔ بلکہ مجھکو یہ امید ہی کہ آپ لوگ ہر مقدمہ مین

نیک نیتی اور خیر خواہی کے ساتھ آزادانہ رائے دوگے۔ البتہ جو امر کہ ایک مرتبہ بالاتفاق

طے ہو گیا ہو اُسمین پھر اختلاف کرنا جایز ہوگا۔ خواہ رائے کسی رکن کی اُس کے مخالف

ہویا موافق۔

آپ لوگ یقین جانو کہ مجھے ہر فرقہ و ہر گروہ کی رعایت مد نظر ہے۔ مین نہین چاہتا ہون کہ کسیکے واجبی حقوق تلف ہون۔ مین سرکار اور رعایا دونون کے حقوق کی یکسان حفاظت کرونگا۔ امرا کی بھی اسیقدر رعایت کرونگا جسقدر غربا کی۔ اور مین امید کرتا ہون کہ کونسل بھی اس طریقہ کو پسند کریگی۔ اور بصلح واحتیاط واتفاق اپنی خدمت ادا کریگی۔ کونسل کے واسطے جو قواعد قرار پائے ہین انکو مین جیسا آپ لوگون کے پاس بھیجدونگا۔ کونسل کی کارروائی بالکل وکمال قواعد مذکورہ کے موافق چلیگی۔ اور ہر مہینے مین دو بار پنجشنبہ کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی۔ چونکہ آج کا جلسہ ابتدائی ہے اسواسطے کوئی کام کونسل کے سامنے پیش نہین ہوسکتا۔ آئندہ جلسہ سے کام شروع ہوگا۔"

بعد اختتام تقریر اعلیٰحضرت ارکان موجودہ مین سے نواب شمشیر جنگ بہادر نے بحصول اجازت اعلیٰحضرت حسب ذیل کلمات عرض کیا۔

"آج بڑا مبارک دن ہے۔ آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدر دان۔ جوہر شناس خداوند نعمت کو باریتعالیٰ نے ہمارا سردار کرکے ہمارے سر پر اس کا سایہ ڈالا ہے۔ اب ہمارے جوہر کھلین گے اور ہماری قدردانی ہوگی۔"

الحاصل اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

افسوس ہے کہ نصیب دشمنان ۲۷ جمادی الاول ۱۳۱۱ روز شنبہ کو اعلیٰحضرت کا مزاج سوء الہضمی کی شکایت سے دبمقام سرورنگر) علیل ہوگیا۔ چنانچہ متواتر تین روز تک یہ علالت قائم رہی۔ جس سے عالمہ خلائق مین پریشانی اور انتشار پیدا ہوگیا۔ باسے بفضل ربانی سلطلو ۲۰ جمادی الاول روز شنبہ کو مزاج سنبھلا۔ پھر کیا تھا عام طور پر خوشیان منائی

گئین - اور نذر و نیاز ادا ہوئے -

انہیں ایام میں ملکۂ معظمہ کے سب سے چھوٹے شہزادے پرنس لیوپولڈ ڈیوک آف البنی کے انتقال پُرملال کی کیفیت بذریعۂ تحریر صاحب عالیشان بہادر معلوم ہوئی - چنانچہ ۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ روز شنبہ کو ایک روز کی تعطیل جملہ دفاتر سرکار عالی کو دیگئی - اور توپخانۂ شاہی سے ۲۱ ضرب توپوں کے شہزادۂ متوفی کی تعزیت میں سر ہوئیں -

عطیۂ خطابات نوروز بابۃ سنہ ۱۳۰۱

دو ہفتہ کے بعد نوروز کا جشن نہایت تکلف کیساتھ حسب معمول منایا گیا - اور امرائے دولت واعیان سلطنت کو تاریخ ۲۳ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ روز شنبہ حسب ذیل خطابات و مناصب بارگاہ خسروی سے سرفراز ہوئے -

نمبر شمار	نام	خطاب نوابی	خطاب جنگ	دولہ	ملک	[illegible]	[illegible]	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	میر وزیر علی	میر نظیر علی خان بہادر	میر وزیر جنگ بہادر	آصف یار الدولہ	آصف یار الملک	•	•	ذی منصب ہشت ہزاری ذات و ہزار سوار و انجمن چہار ہزار یک اسپ چار چیر و ماہی مراتب و اسپ علم و نقارہ و پالکی جھالر دار
۲	منیر الدولہ	•	•	•	مختار الملک	•	•	ہفت ہزاری منصب و ہفت ہزار سوار علم نقارہ و پالکی جھالر دار
۳	شجاع الدولہ	•	•	•	منیر الملک	•	•	ہفت ہزاری منصب و پنج ہزار سوار علم نقارہ و پالکی جھالر دار
۴	سعید الدولہ	•	•	•	سعید الملک	•	•	سہ ہزاری منصب و سہ ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالر دار
۵	محمد [illegible] مہتمم تقسیم منصب	محمد علی خان بہادر	•	•	•	•	•	یکہزاری منصب

۶	حسام جنگ بخشی	.	.	عزیز الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۷	مستحکم جنگ	.	.	مجتبیٰ یار الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۸	اکرام جنگ	.	.	مؤید الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۹	اقتدار الدولہ	.		.	قیام الملک	.	.	چہار ہزاری منصب و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی
۱۰	میر تہور علی	میر تہور علی خان بہادر	تہور یار جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۱	میر ریاست علی خان بہادر	.	محبوب یار جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۲	سردار دلیر جنگ *	.	.	شیر دلیر الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۳	مرزا محمد علی	نواب محمد علی خان بہادر	مستقیم جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و پانصد سوار و علم
۱۴	مرزا علی محمد	مرزا علی محمد خان بہادر	معتمد جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۵	میر اکبر علی خان بہادر	.	اکبر جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۶	میر محمد علی	میر محمد علی خان بہادر	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۱۷	اکرام اللہ خان	اکرام اللہ خان بہادر	نواب یار جنگ	.	.	ذو القدر جنگ	.	دو ہزاری منصب و پانصد سوار و علم
۱۸	کرپان پرشاد	.	.	.	.	راجہ کرپان پرشاد بہادر	.	دو ہزاری منصب و پانصد سوار و علم
۱۹	حکیم فیض اللہ	حکیم فیض اللہ خان بہادر	.	.	.	.	افضل الملک	یکہزاری و پانصدی منصب
۲۰	ایشری پرشاد	ایشری پرشاد بہادر	.	.	.	راجہ ایشری پرشاد بہادر	.	یکہزاری منصب و پانصد سوار و علم
۲۱	مولوی محمد صدیق	مولوی محمد صدیق خان	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب

* مولوی عبد الحق صاحب کو خانی و بہادری اور جنگی کے خطابات سنین گذشتہ میں عطا نہیں ہوئے ہیں معلوم نہیں کہ جریدہ اعلامیہ میں سرکاری کہ یہ دلیر جنگ درج ہو گیا ہے ۔ غالب ہے کہ سہو ہو گیا ہوگا ۔ اور خانی و بہادری و جنگی کے خطابات ملے ہوں تو وہ سرفراز ہوئے ہم تو یہاں پر جریدہ کی اتباع کی ہیں ۱۲ مولف

یکہزاری منصب	.	رائے سوامی	.	.	.	.	سوامی راؤ	۲۲
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم	.	.	.	.	افسر جنگ	.	مرزا محمد بیگ خان بہادر	۲۳
یکہزار و پانصدی منصب	سلطان الحکماء	.	.	.	.	.	حکیم میر علی خان بہادر	۲۴
یکہزار و پانصدی منصب	حکیم الممالک	.	-	.	.	حکیم مرزا علی خان بہادر	حکیم مرزا علی	۲۵
دو ہزاری منصب و پانصد سوار و علم	.	.	.	.	موتمن جنگ	علی یار خان بہادر	مولوی سید حسین	۲۶
دو ہزاری منصب و پانصد سوار و علم	.	.	.	.	منیر نواز جنگ	مولوی سید علی بہادر	مولوی سید علی	۲۷
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم	.	.	.	.	قادر جنگ	.	سید کلیم اللہ خان بہادر	۲۸

۳ - جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۲ھ کو عنایت حسین خان بہادر کوتوال بلدہ نے خدمت کوتوالی کا استعفا پیش کیا۔ اور نواب اکبر جنگ بہادر کوتوال بلدہ مقرر ہوئے جس سے کوتوالی بلدہ کے انتظام میں ایک تازہ روح پھونکی گئی۔

رونق افروزی ماچن پلی

۵ - رجب سنہ ۱۳۰۳ھ م ۹ - مئی ۱۸۸۶ء روز یکشنبہ لوائے خسروی نے پہلے پہل شیر کے شکار کی غرض سے ماچن پلی جو بلدہ سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر سمت شمال واقع ہے، کیجانب ارادہ فرمایا ہمراہی میں نواب سالار جنگ بہادر ثانی۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ نواب قادر جنگ بہادر

*. اعلیحضرت کو نشانہ اندازی کا شوق ایام طفولیت ہی سے تہا۔ چنانچہ اس زمانہ میں صبح کو چھوٹی حاضری تناول فرمانیکے بعد آپ شیشہ کو آسمان کیطرف بلند اچھال کر کے کشتی تمنچہ کی چھوٹی رفل سے نشانہ اندازی کرتے تھے۔ اور گلاس یا لیمپ کا گولہ جسکا دور انداز آٹھ انچ ہوتا ہے اوپر پھینک کر گولی سے توڑ دیتے تھے۔ روپیہ کو بھی

نواب اقبال یار جنگ بہادر۔ مرزا علی خان بہادر حکیم الممالک۔ نواب محبوب یار جنگ بہادر
موجود تھے۔ بلدہ سے توپران تک بگھیون کی سواری تہی۔ پہر وہان سے گہوڑون پر سوار ہوکر
مقام معینہ پر پہونچے۔ ہانکہ ہوا۔ شیر نکلا۔ گولی چلائی گئی۔ مگر خالی گئی۔ چار روز قیام رہا۔ مگر کوئی
شکار نہوا۔ ۱۲ رجب سنہ ۱۳۰۱ھ م ۸ مئی ۱۸۸۴ء روز پنجشنبہ کو اعلیحضرت معہ ہمراہین
مراجعت فرماے بلدہ ہوے۔ اس شکار مین یہ امر قابل ذکر ہے کہ شکار کے موقع پر شہد
کی مکہیون نے وہ اودہم مچادی تہی۔ کہ اکثر لوگ پریشان اور بعض تو اون مکہیون کے
کاٹنے سے بیہوش ہوگئے تھے۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۴) اچہال کر گولی سے اڑا دیتے تھے۔
جسوقت آرچ ڈیوک آف آسٹریا ۱۹۱۳ء مین حیدرآباد آئے تو شام کو اسپورٹس ہوئی جسمین باٹل شوٹنگ
(شیشہ کو اوپر پہینک کر گولی سے توڑ دینا) گلاس بال (کانچ کا گولہ اوپر پہینک کر گولی سے توڑنا) یا روپیہ
اچہال کر گولی سے نشانہ مارنا) سوئینگ ایگ باٹل شوٹنگ (شیشہ کو تار مین باندہ کر لٹکانا اور اسکو حرکت دینا
اور جہولتے وقت گولی سے توڑنا) کا پروگرام شایع ہوا۔ اور اسمین ہی مختلف قسم کی شرطین رکہی گئین کہ۔
(۱) باٹل یا گلاس بال یا روپیہ پہینکنے والا آدمی نشانہ لگانے والے سے دس گز کے فاصلہ پر مقابل مین کہڑا رہے
(۲) باٹل یا گلاس بال یا روپیہ بیس فٹ سے کم اونچا نہ پہینکا جاے۔ اگر اس سے کم بلند ہو تو اسپارٹسمین کو دوبارہ شوٹنگ
کی اجازت نہ دین (۳) جبتک کہ باٹل یا گلاس یا روپیہ پہینکنے والے کے ہاتھ سے نہ چہوٹے۔ نشانہ لگانیوالے
بندوق کو شولڈر پر نہ لاوین (۴) باٹل یا گلاس بال یا روپیہ زمین سے دس فٹ تک پہونچنے کے قبل بندوق فیر
کرین (۵) بندوق چلانیکی جگہ اگر بغل مین کارتوس بہرین۔ اور اپنی جگہ چہوڑنے سے پہلے کارتوس
بندوق سے نکالین۔ الغرض ان تمام چستی و چالاکی کے کرتبون مین اعلیحضرت نے سب پر سبقت لیگئے چنانچہ

رونق افروزی اروٹلہ منچال تعلقہ ابراہیم پٹن

۲۵ رجب ۱۳۱۳ھ م ۲۳ مئی ۱۸۹۶ء روز یکشنبہ کو اعلیحضرت اروٹلہ منچال (جو ابراہیم پٹن کے قریب سمت شرقی مین بلدہ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے) کے جانب بغرض شکار روانہ ہوے اس سفر مین شکار کا انتظام نواب نصیر الدولہ بہادر نے اپنے شکاریون کی ذریعہ کیا تھا۔ اور نواب مختار الملک بہادر۔ نواب [illegible] نواب افسر جنگ بہادر۔ نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ حکیم الممالک بہادر۔ نواب آغا مرزا جنگ بہادر۔ [illegible] بہادر۔ نواب محبوب یاور الدولہ بہادر۔ [illegible]

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۵) ۱۲ شیشون مین ایک یا دو خطا ہوے۔ گلاس مین بھی یہی حالت رہی کہ ۱۲ فائر مین چار پانچ اوڑا دیے۔

اب ایک اور تعجب خیز حال اعلیحضرت کے نشانہ کا سنئے کہ ایک سو ۱۲ نمبر کی رائفل کے کارتوس اوپر پھینک کر [illegible] آٹھ گولیون مین گولیان ماری جنمین چار نشانے پر برابر لگین۔ دوسرا نادر واقعہ یہ ہے کہ ۲ گز پر ۱۲ یا ۱۶ نمبر کی بندوق کا کارتوس کا کیاپ سامنے کرکے نشانہ کے طور پر رکھا جاتا تھا۔ اور اعلیحضرت اوسکے کیپ مین گولی مارتے اور اوس کارتوس کے کیاپ مین گولی برابر لگتی ہے۔ جس سے کارتوس پھٹ جاتا ہے۔ تیسری۔ اس سے بھی حیرت انگیز کاروائی یہ ہے کہ بیس گز کے فاصلہ پر کاغذ کا کارڈ آڑا رکھا جاتا اور اعلیحضرت چھوٹی رائفل کی گولی سے اوسکے دو ٹکڑے اسطرح کر دیتے ہین کہ جیسا کسی نے مقراض سے کاغذ کو کاٹا ہو۔

حیدرآباد مین ایک زمانہ تک بھالے سے بوربچہ کے شکار کرنیکا چرچا بہت رہا ہے۔ جب ۱۸۸۹ء مین لارڈ ڈفرن بہادر حیدرآباد آئے تو لارڈ ولیم بیرسفرڈ اور دوسرے ممبران اسٹاف والیسرائے کیلئے پگ اسٹکنگ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور گولکنڈہ بریگیڈ کے پریڈ گراونڈ کا میدان بوربچہ کے چھوڑنے کے لئے تجویز ہوا۔ جسوقت پنجرہ کھولا گیا تو بوربچہ نکلا۔ اول بھالا لارڈ ولیم بیرسفرڈ کا [illegible] - اور بوربچہ زخمی ہوکر چلا گیا مگر اسیوقت شکار کر لیا گیا۔ پھر دوسرا بوربچہ چھوڑا گیا۔ اسوقت لارڈ ولیم ایک

ہمکابہی۔ گو عام عرض سیر و شکار کی مشہور کیگئی تہی مگر در حقیقت اعلیٰحضرت کو اپنے قلمرو کی حالت معلوم کرنی تہی چنانچہ اس دورہ مین اعلیٰحضرت نے
علاوہ مصروفیت شکار کے وہان کی رعایا کی فریاد رسی اور دادرسی فرمائی اور بعض علاقہ جات زیر آب کا انتظام فرمایا خاطیون کی سزا کا حکم
دیا۔ اور جبتک یہان قیام رہا۔ برابر دیوانی و صرف خاص کے بہی جملہ کاغذات کو ملاحظہ فرمایا۔ و
نیز اراضیات مزروعہ و افتادہ کے حالات کاشتکاران و پٹیل و پٹواریون سے بذات خاص دریافت

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۶) نہایت تیز و بور بچہ سے نڈر گہوڑے پر سوار تھے کہ جسکا نام عزیز اور رنگ کا سبزہ تہا
جب لارڈ ولیم نے بور بچہ پر بہالا چلایا تو بور بچہ نے اپر حملہ کیا۔ اور گہوڑے کے پاؤن مین آگیا جس سے گہوڑا اگر پڑا
اور تینون ایک جگہ ہوگئے۔ خیال ہوا کہ ایسا نہو کہ لارڈ ولیم زخمی ہوجائین۔ مگر دفعتاً بور بچہ بہاگا۔ اور ایک گانون
والے کے مکان میں گہس گیا۔ اس مکان مین دو حجرے تھے ایک مین تو دو کمسن بچے سو رہے تھے۔ اور دوسرا
خالی تہی۔ فضل الٰہی شامل حال تہا کہ وہ بور بچہ خالی حجرے مین گیا۔ اور ایک گوشہ مین بیٹھ گیا۔ آخر شکاریون نے مار لیا۔

شکارگاہ سرور نگر۔ ملک پیٹہ ریس کورس۔ چنپا پیٹہ۔ پولو گراونڈ کے مقام پر ہرن۔ بط۔ اسناف کا
خوب شکار ہوتا ہے۔ اور کوہ مچہلی کے شکار کے لئے مشہور ہے۔ منصور آباد مین خرگوش و تیتر بافراط موجود ہین۔
جب کوئی عزیز یہان ولایت سے ہندوستان کی سیر کو آتے ہین۔ اور حیدرآباد مین بہی انکا داخلہ ہوجاتا ہے
تو پروگرام مین تین کام اول لکہے جاتے ہین۔ ایک تو ہاتھی پر سوار ہوکر شہر کو دیکہنا۔ دوسرا قلعہ گولکنڈہ کی
سیر کرنا۔ تیسرا سرور نگر کے شکارگاہ مین چیتے سے ہرن کا شکار کرنا۔ اگر ایک بہی ان مین سے فروگذاشت ہوجاے
تو حیدرآباد کا دیکہنا کامل نہین سمجہا جاتا۔

جب سنہ ۱۸۹۳ء مین لارڈ اور لیڈی لیمنگٹن حیدرآباد تشریف لائے تو بڑے شوق کیساتھ چیتے کے شکار
کو دیکہا۔ لارڈ صاحب کے ساتھ ایک چہوٹا کوڈاک کیمرا تہا جسکے ذریعہ صاحب ممدوح نے شکارگاہ کی فوٹو
بہی لے لئے۔

فرماکر پوری پوری واقفیت حاصل کی۔ اور کاشتکارون کے پانی بہیان تک معاینہ کین بعض اتفاقات سے اس موقع پر بھی شیر کا شکار نہ ہوا۔ آخر اعلیحضرت ۶ شعبان ۱۳۱۳ھ یکم جون ۱۸۹۸ء روز یکشنبہ کو مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے۔ اس شکار مین قابل ذکر یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک شکاری نے گہانس کو آگ لگادی۔ جس سے تمام گہانس جل گیا۔ بہت سے پرند و چرند جل گئے۔ چونکہ بارہ بجے دن کے سخت گرمی کے موقع پر یہ آگ شروع ہوئی تہی۔ اور ہوا کا بہی زور تہا۔ اسلئے آگ کے شعلے پچاس پچاس فٹ تک بلند ہوئے۔ اور اسکا دہوان اسقدر محیط ہوا کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ چہا گیا

نہضت افزائے میلارد (کمری)

۱۵ شعبان ۱۳۱۳ھ ۱۰ جون ۱۸۹۸ء روز شنبہ اعلیحضرت نے شکار کے قصد سے میلارد یا کمری (جو الندپور کے اسٹیشن سے ۲۲ میل پر واقع ہے) کا ارادہ فرمایا۔ اس دفعہ مسٹر سر الیوٹ سیجن سفرم رزیڈنٹ حیدرآباد بہی مدعو تہے۔ اور میجر نویل سکنڈ اسسٹنٹ رزیڈنٹ نواب فتحالملک ثانی۔ نواب منیر الملک بہادر۔ مسٹر وارڈن انجینر۔ نواب میجر افسر جنگ بہادر

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۷) اسکے علاوہ اعلیحضرت کو نیزہ بازی مین بہی کمال حاصل ہے۔ آپ اکثر ایک بہالے مین تین تین میخین لیجاتے ہین۔ اور وہ تینون میخین برابر بہالے مین لگی رہتی ہین۔ جب ۱۸۹۰ء مین پرنس البرٹ وکٹر حیدرآباد آئے تو حویلی قدیم مین نیزہ بازی اور ٹنٹ پگنگ ہوئی۔ اعلیحضرت اس موقع پر تین تین میخین لیگئے جس سے پرنس ممدوح سخت متعجب ہوئے۔ الحاصل اعلیحضرت کو نشانہ اندازی اور نیزہ بازی مین یکتائے روزگار کہا جائے تو ہرگز بیجا نہوگا اسوقت اعلیحضرت کی اصطبل مین دو سو پچاس نامی گہوڑے سواری کے اور متعدد یابو پولو کے تیز رفتار موجود ہین اس موقعہ پر نواب افسر جنگ بہادر کی شہسواری کا ایک نادر واقعہ بہی قابل ذکر ہے کہ ایک دفعہ اعلیحضرت بمقام سرور نگر ہرنون کے شکار مین مصروف تہے کہ ٹہرن پیٹہ کے قریب ایک ہرن کا بچہ دوڑتا نظر آیا۔ اعلیحضرت نے اسکے زندہ گرفتار

نواب مومن جنگ بہادر۔ نواب قادر جنگ بہادر۔ حکیم الممالک۔ نواب مختار جنگ بہادر۔ مرزا طفیل علی بیگ صاحب۔ نواب سردار دلیر جنگ بہادر۔ میر ممتاز علی صاحب میر قطب علی صاحب بھی ہمرکاب تھے۔ ۱۷ شعبان روز پنجشنبہ کو دو بجے کے قریب ایک شیر اعلحضرت کے قیام گاہ کے قریب سے نکلا۔ آپنے رئفل کی دونون نالین اوسپر سر کین۔ ایک گولی پھیلے پیر مین لگی۔ اور زخمی ہوکر ایک نالہ مین جا چھپا۔ آخر ہاتھیون کے درمیان اسکو گھیر لیا گیا۔ اور بندوقین سر کیگئین۔ قضا کار ایک عرب جوش بہادری مین اوس جھاڑی کے اندر گیا ہوا تھا۔ کسی کو اسکی خبر نہ تھی۔ اُن گولیون کی بوچھاڑ مین ایک گولی اُسکے شانہ مین لگی۔ اور پسلی توڑ کر نکل گئی اسکے بعد شیر نکلا اور مار لیا گیا۔ حکیم الممالک کے علاج سے وہ عرب بھی درست ہوگیا۔ یہ شیر طولاً ۹ فٹ ۱۱ انچہ اور ۳ فٹ ۷ انچہ اونچا تھا۔ یہ پہلا شیر تہا جسکو اعلحضرت نے پہلے پہل شکار فرمایا۔ الحاصل جب اعلحضرت شکار سے واپس ہوئے تو راستہ مین ایک مقام پر رعایا کے ایک گروہ نے اعلحضرت کی خدمت مین عرائض پیش کیا۔ اعلحضرت نے نواب مختار الملک بہادر کو انکی دادرسی کے لئے حکم صادر فرمایا۔ شام کے ڈنر پر صاحب عالیشان بہادر نے اعلحضرت کی سلامتی کا جام نوش فرمایا۔ اور حضور کو پہلا شیر مارنیکی مبارکباد دی کہا کہ "بڑی خوشی کی بات ہی کہ آپ کی محنت بار آور ہوی۔ اور مین اس امر سے بہت خوش ہون کہ آپ شکار کو باہر نکلتے ہین اور شکار کیساتھ اپنے ملک کی رفاہ کیطرف بھی متوجہ ہوتے ہین"

تتمہ صفحہ (۵۸) کرنیکے لئے حکم دیا ویڑہ میل تک لوگون نے پیچھا کیا۔ مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔ آخر نواب افسر جنگ بہادر نے اپنے گھوڑے کو تیز دوڑا کر اس ہرن کے بچہ کو پکڑ لیا۔ نواب ممدوح کو گھوڑا تیز دوڑا کر زمین سے لکڑی یا رومال وغیرہ اٹھا لینے کا اچھا مشق ہے۔ ۱۲ مولف

اور مجھے امید ہے کہ آپ اکثر شکار کو جایا کرینگے۔ اور جسقدر شیر مارینگے اُسی قدر سکانوں میں اور رعایا بھی اپنے ملک کی دور کرینگے اور میں بہت شکرگزار ہوں اس بات کا کہ میں آپ کی مہمانداری میں آرام سے رہا۔ اور شکار میں شریک ہوا"۔

اس تقریر کے بعد وہ بیٹھ گئے۔ اور اعلیحضرت نے صاحب عالیشان بہادر کیجانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ "میں آپکا بہت مشکور ہوں کہ آپنے اپنی مہربانی سے میری صحت کا پیالہ نوش کیا اور مجھے مبارکبادی دی"

۸ ار شعبان روز جمعہ۔ صاحب عالیشان بہادر اور مسٹر ہنول حیدرآباد کو روانہ ہوگئے اور اعلیحضرت رعایا کی دادرسی میں مصروف رہے۔ بعد ازاں سیرم اور مدگل کی رعایا نے بھی تحصیلدار وغیرہ کی شکایت پیش کی۔ اسکی بھی کماحقہ دریافت وتحقیقات کے لیے حکم دیا گیا اور بعد تحقیقات و دریافت کامل خاطی کے نسبت سزا تجویز ہوئی۔ بہر حال اس شکار میں بھی اعلیحضرت نے رعایا کی دادرسی فرمائی۔ اور چپہ چپہ کے حالات سے آگاہی حاصل کی۔ اور ۲۰ ر شعبان روز یکشنبہ کو ایک اور شیر شکار ہوا۔ اس اثنا میں تعلقہ تنا پور کی رعایا نے اعلیحضرت کے خیر مقدم میں ایک سپاسنامہ چاندی کے خول میں رکھکر پیش کیا۔ سات بجے شام کے اعلیحضرت کی سواری اسٹیشن نادنگی کو روانہ ہوئی۔ اور دوسرے روز ۲۱ ر شعبان روز دوشنبہ کو مع الخیر والظفر داخل حیدرآباد ہوئے۔

۲۹ ر رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ کو حسب معمول مجلس گزارشی نشان سال فصلی کا آغاز بجا بجہر کے آذر سے کیا گیا اور اسکے آگے تیر اور امرداد سے بھی سال فصلی کا آغاز رہا ہے۔

عطئے خطابات عید الفطر بابتہ ۱۳۳۰ھ

دربار عید الفطر کی تقریب میں امراء واعزاء سلطنت کو بارگاہ شاہی سے حسب ذیل

خطابات و مناصب کی سرفرازی ہوئی۔

نمبر سلسلہ	نام	خانی بہادری	جنگ	دولہ	ملک	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱	اعتماد جنگ	.	.	صمصام الدولہ	صمصام الملک	نہ ہزاری منصب ہشت ہزار سوار منجملہ چار ہزار یکہ اسپہ چار ہزار دو اسپہ علم و نقارہ پالکی جھالردار
۲	نظام یار جنگ	.	.	نظام یار الدولہ	حسام الملک بہادر	چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار۔
۳	میر سرفراز حسین خان بہادر	.	صفدر جنگ	شمشیر الدولہ	فخر الملک	چہار ہزاری منصب سہ ہزار سوار
۴	وحید منور خان بہادر	.	مقرب جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۵	احمد یار جنگ	.	-	قائم الدولہ	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ *
۶	مسلم جنگ	.	غالب جنگ	لائق الدولہ	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۷	محمد معز الدین	محمد معز الدین خان بہادر	معز یار جنگ	.	.	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۸	معین الدین	معین الدین خان بہادر	اقبال یار جنگ			دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم

رونق افروزی یادگار پلی

کچھ دنوں بعد اعلیحضرت یادگار پلی (جو بلارم سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر جانب شرق واقع ہے) کے جانب شکار کے قصد سے روانہ ہوئے۔ نواب مختار الملک بہادر۔ نواب منیر الملک بہادر۔

* نشان ۵ سے لغایت ۸ جریدہ اعلامیہ میں صرف خطابات درج تھے۔ اور مناصب کا اندراج نہ تھا۔ مگر ہم نے حسب قاعدہ و ضابطہ مناصب کا تعین کر کے لکھ دیا ہے۔ اور یہ خیال کیا گیا کہ ان دونوں میں ضرور خطابات کے ساتھ مناصب بھی پکارے گئے ہونگے۔ اور جریدہ میں سہواً درج نہیں ہوئے ۱۲ مولف

نواب افسر جنگ بہادر۔ مرزا طفیل علی بیگ صاحب۔ حکیم الممالک ہمراہ رکاب تھے۔
جب مقام مقررہ پر پہونچے تو دو شیر نکلے۔ اور ہانکہ کیوجہ سے کھوہ مین چھپ گئے۔ اعلیحضرت
ایک بہت بڑے پتھر پر رونق افروز ہوے۔ اتنے مین مرزا طفیل علیبیگ صاحب سے شیر کا
مقابلہ ہوگیا۔ قریب تہا کہ شیر اُن پر حملہ کرے۔ مگر انہون نے کمال پھرتی سے گولی چلائی شیر کی
گردن مین لگی۔ اور وہ گر گیا۔ اس اثنا مین شکاریون نے آکر بیان کیا کہ ایک درہ مین شیر ہے
مگر اُس درہ مین انسان آ نہین سکتا چنانچہ اس موقع پر نواب افسر جنگ بہادر اپنے کمر مین
پٹکہ باندھ کر اُتر سے، ۹ فٹ نیچے پہونچے ہونگے کہ مقابل کے پتھر کے نیچے شیر نظر آیا اور
وہ آس پاس کی جھاڑی مین اسقدر چھپا ہوا تھا کہ صرف اسکا زرد رنگ اور سیاہ پٹے نظر آتے تھے
اسوقت نواب افسر جنگ بہادر کی حالت ایسی تہی کہ پیٹھ پہاڑ سے ملی ہوئی سیدھے ہاتھ مین رفل
بائین ہاتھ سے کمر کا پٹکہ تہامے ہوئے تھے۔ بمجرد شیر نظر آنیکے آپنے رفل چلانا چاہا۔ مگر بائین
ہاتھ سے پٹکہ چھوڑنا ناممکن تہا۔ بمجبوری سیدہے ہاتھ کو لانبا کر کے رفل کی لبلبی آپ نے دبائی شیر
اسقدر نزدیک تہا کہ شست باندھنے کی ضرورت نہ تھی۔ رفل کے آواز پر شکاریون نے آپکو
اوپر کھینچ لیا۔ اور شیر غراتا ہوا اپنی جگہ سے اچھل کر دوسرے مقام پر چلا گیا۔ اس نازک
موقع پر نواب افسر الملک بہادر کی جرأت و دلیری قابل تحسین و لائق آفرین ہے۔ اور اس موقعہ
کا فوٹو ہمارے نظر سے گذرا ہے۔ اگر ناظرین اُسکو دیکھتے تو نواب صاحب ممدوح کی بہادری
اور ہمت کی ضرور داد دیتے۔ الحاصل شکاریون کے وہان جانے پر معلوم ہوا کہ شیر تو وہان
موجود نہین ہے۔ لیکن خون کے داغ وہان نمایان ہین۔ آخر ایک گانون والا نواب افسر جنگ بہادر
کو ایک غار کے راستہ سے خون کے نشانون پر لیگیا۔ دفعتاً شیر کی نظر اُن پر اور اُن کی نظر اُس پر پڑی
اور نواب صاحب و شیر کے مابین تخمیناً ۹ فٹ کا فاصلہ ہوگا کہ یکایک شیر نے جست کیا۔ اور وہ

اسکا حملہ کرنا اور ادہر آپکا رئفل چلانا دونوں کام ایک ہی وقت میں ہوئے۔ گولی شیر کے سر میں جا لگی۔ ۴ فٹ اُچھل کر زمین پر گرا۔ اور دم دیا۔ یہ شیر طول میں ۱۰ فٹ اور ۳ فٹ ۱۰ انچہ اونچا اور سر کا دور ۳ فٹ تہا۔ اسکے بعد ایک اور شیر شکار ہوا۔ اور اعلیحضرت مع الخیر معہ مراجعت افزائے بلدہ ہوئے۔

۲۹ ذی قعدہ ۱۳۰۱ھ کو نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی کا سفر گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کیلئے شملہ کی جانب ہوا۔ اور یہاں نواب بشیر الملک بہادر نے خدمت مدار المہامی کو منصرمانہ انجام دیا۔

اس سال ملکۂ معظمہ کے طرف سے بذریعۂ گورنر جنرل بہادر۔ اعلیحضرت کیلئے "گرینڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا" کا خطاب آیا۔ اور خریطہ بارگاہ عالی میں پیش ہوا۔

۲۹ صفر ۱۳۰۲ھ کو لارڈ ڈفرن بہادر گورنر جنرل ہند مقرر ہو کر ہندوستان آئے۔ اور غرہ ربیع الاول کو لارڈ رپن بہادر اپنی مدت ویسرائلٹی کو ختم کر کے راہی ولایت ہوئے۔ لارڈ رپن بہادر کا زمانہ بوجہ بعض قوانین کی تنسیخ کے اہل ہند کے لئے نہایت مفید و بکار آمد ثابت ہوا تھا اور لارڈ ممدوح۔ رعایائے ہند کی نظروں میں کمال ہر دلعزیز رہے تھے۔

۱۶ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ کو معتمدی پولیٹیکل فنانس کا دفتر قائم ہوا۔ اور صوبہ کا لفظ صوبہ سے مبدل ہوا۔

عطیۂ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۰۲ھ

۶ ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ کو بتقریب دربار جشن سالگرہ مبارک حسب ذیل خطابات و مناصب امراء واعزا کو بہیشگاہ اعلیحضرت سے عطا ہوئے۔

نشان شمار	نام	خانی و بہادری	جنگی	دولگی	ملکی	راجائی	مناصب ×
١	٢	٣	٤	٥	٦	٧	٨
١	مولوی ولی الدین	ولی الدین خان بہادر	احترام جنگ	•	•	•	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
٢	شوکت بخت	•	•	حسام الدولہ	•	•	سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
٣	حکیم شمس الدین	شمس الدین خان بہادر	•	•	شمس الحکماء	•	یکہزار و پانصدی منصب
٤	عوض بن الیل	جان نثار خان	•	•	•	•	یکہزاری منصب
٥	غالب بن ناصر	غالب جان بہادر	تیغ جنگ	•	•	•	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
٦	مولوی مشتاق حسین	مشتاق حسین خان بہادر	انتصار جنگ	•	•	•	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
٧	محسن	محسن خان بہادر	برق جنگ	•	•	•	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
٨	محمد ولی الدین	محمد ولی الدین خان بہادر	وقار جنگ	•	•	•	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
٩	میر جعفر حسین	میر جعفر حسین خان بہادر	صف شکن جنگ	•	•	•	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
١٠	میر جاں نثار علی	میر جاں نثار علی خان بہادر	منور جنگ	•	•	•	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
١١	خواجہ بہاء الدین	خواجہ بہاء الدین خان بہادر	عظام جنگ	•	•	•	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
١٢	میر بہادر علی	میر بہادر علی خان بہادر	سطوت جنگ	•	•	•	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
١٣	میر داور علی	میر داور علی خان بہادر	بہرام جنگ	•	•	•	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
١٤	میر فضل علی	میر فضل علی خان بہادر شمشاد	•	•	•	•	یکہزاری منصب
١٥	حسن بن عبداللہ	حسن جان بہادر	عماد جنگ	•	•	•	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
١٦	سر سیوا پرساد	•	•	•	•	راجا سر سیوا پرساد بہادر	یکہزار و پانصدی منصب و پانصد سوار

× خطابات مندرجۂ بالا کے ساتھ جریدۂ اعلامیہ میں مناصب درج نہیں تھے۔ لیکن ہم نے حسب قاعدہ و ضابطہ مناصب کا تعین کر دیا ہے کیونکہ خطابات کے ساتھ مناصب کی سرفرازی بھی ضروری ہے ہمارا خیال ہے کہ دربار میں ضرور مناصب بھی پکارے گئے ہونگے جو سہواً جریدہ میں درج نہیں ہوئے

اس کے بعد اسی جشن سالگرہ مبارک کے تقریب مین ۹ ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ کو خاص طور پر صرف چار امراء کو خطابات و مناصب بارگاہ خسروی سے سرفراز ہوئے۔

سلسلہ نمبر	نام	خانی و بہادری	جنگی	دولہ	ملکی	امرائی	جاہی وغیرہ	مناصب*
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	بشیر الدولہ بہادر	.	.	.	عمدۃ الملک	اعظم الامراء	آسمان جاہ امیر کبیر	.
۲	عسکر جنگ	.	.	افتخار الدولہ	شیر الملک	.	.	چار ہزاری منصب و تین ہزار سوار علم و نقارہ
۳	بندہ علی	بندہ علی خان بہادر	ارسطو جنگ	سپہدار الدولہ	.	.	.	سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار علم و نقارہ
۴	عبد السلام	عبد السلام خان بہادر	معتمد جنگ		.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم

رونق افروزی تپیران تعلقہ امرآباد

۲۳ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ م ۱۱ مارچ ۱۸۸۵ء روز چہارشنبہ کو اعلیحضرت شکار کے قصد سے تپیران تعلقہ امرآباد (جو کہ صوبہ جنوبی مین بلدہ سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے) کے جانب

* خطابات مندرجہ بالا کے ساتھ جریدۂ اعلامیہ مین مناصب کی تفصیل طبع نہین ہوئی۔ مگر ہم خیال کرتے ہین کہ ضرور ان خطابات کے ساتھ مناصب بھی ضرور عطا ہوئے ہونگے۔ لہذا حسب قاعدہ ہم یہان پر صرف نمبر ۲ و ۳ و ۴ کے ساتھ مناصب کے توضیح کر دیتے ہین اور نمبر ۱ کے متعلق معلوم نہین کہ کیا کیا مناصب و اعزاز عطا کئے گئے ہین۔ ۱۲ مولف

روانہ ہوئے۔ ہمراہ رکاب حسب ذیل امرا تھے۔

نواب اقبال الدولہ بہادر۔ لارڈ رانڈالف چرچل۔ (جو کہ حیدرآباد دکن کو بتقریب سیر آئے ہوئے تھے)

کرنل گیاٹی کا۔ نواب مختار الملک بہادر۔ نواب منیر الملک بہادر۔ نواب افسر جنگ بہادر

مرزا طفیل علی بیگ صاحب۔ میر ممتاز علیصاحب۔ نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ میر

حافظ علیصاحب۔ نواب قادر جنگ بہادر۔ سید علی صاحب۔ حکیم الممالک۔

الحاصل سواری مبارک ہیڑ حل تک بگھی مین گئی۔ اور وہان سے توپران تک تانگہ مین جانا پڑا

پھر وہان سے آگے چار میل تک گھوڑون پر سوار دس بجے کے قریب لشکر فیروزی اثر مین داخل

ہوئے۔ ہانکہ کیا گیا۔ ایک شیر نکلا۔ اور مار لیا گیا۔

دوسرے روز سواری مبارک بلدہ کو واپس ہوی۔ یہان پر ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے

کہ طاوس کا قاعدہ ہے کہ جب شیر سو جاتا ہے تو اسکی گوٹریان چن چن کر کہاتا ہے۔ چنانچہ اس شکار

مین اس امر کا تجربہ از روئے مشاہدہ ہوا ہے۔

جمادی الثانی ۱۳۰۲ کو بوجہ پیشقدمی نار روس کے لارڈ ڈفرن بہادر گورنر جنرل نے بمقام

راولپنڈی ایک عظیم الشان دربار منعقد کرکے امیر عبدالرحمن خان بہادر والی کابل کو دعوت دی

اور اکثر والیان ریاست کو بھی مدعو فرمایا۔ سرکار نظام کی جانب سے نواب منیر الملک بہادر

معہ چند افسرون کے شریک دربار ہوئے۔ بہت سے راجہ بھی اس دربار مین شریک تھے۔ اس

دعوت کے انتظام و اہتمام مین برٹش گورنمنٹ کا علاوہ تحائف وغیرہ کے ۲۰ لاکھ ۲۲ ہزار روپیہ

نقد خرچ ہوا۔ جسمین امیر کابل کو چار لاکھ روپیہ نقد اکیس ہزار یومیہ کے حساب سے دیا گیا۔ اور

باقی روپیہ فوج و سامان کی فراہمی و درستی مین صرف ہوا۔

انہیں ایام میں حسب الحکم اعلیٰحضرت۔ نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت۔ اور نواب شہاب جنگ بہادر معین المہام کوتوالی و تعمیرات عامہ مقرر ہوئے۔

رونق افروزی رائچور

۸ رجب سنہ ۱۳۰۲ھ م ۲۴ اپریل سنہ ۱۸۸۵ء روز جمعہ کو اعلیٰحضرت رائچور کہ مقام حیدرآباد سے ۲۲۶ میل پر جانب جنوب واقع ہے۔ کے جانب بعزم شکار رونق افروز ہوئے۔ ہمراہی میں نواب مختار الملک بہادر۔ نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ نواب محبوب یار الدولہ بہادر نواب اقبال یار جنگ بہادر۔ مرزا طفیل علی بیگ صاحب۔ حکیم الممالک۔ موجود تھے۔ سواری مبارک صبح کے پانچ بجے گاڑی کی سواری سے برآمد ہوئی۔ اور دس بجے رائچور پہونچی۔ ہانکہ کیا گیا۔ ایک شیر نکلا۔ اور نذر اجل ہوا۔ تیسرے دن ۱۰ رجب م ۲۶ اپریل روز یکشنبہ کو اعلیٰحضرت مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے

سفر نیلگری (اوٹکمنڈ)

۲۳ رجب سنہ ۱۳۰۲ھ روز جمعہ کو اعلیٰحضرت نے بطریق سیر و تفریح کوہ نیلگری کے جانب عزیمت فرمائی۔ اور رکاب سعادت انتساب میں نواب مختار الملک بہادر۔ نواب سر آسمانجاہ بہادر۔ نواب عماد نواز جنگ۔ نواب منیر نواز جنگ بہادر۔ نواب موتمن جنگ بہادر۔ نواب محبوب یار الدولہ بہادر نواب افسر جنگ بہادر۔ راجہ سر لیمنو بہادر۔ حکیم الممالک۔ مولوی مہدی حسن صاحب آقا سید علی صاحب شوستری وغیرہ حاضر تھے۔ تقریباً دو مہینے تک اعلیٰحضرت کا قیام کوہ نیلگری پر رہا۔ اس عرصہ مدت میں اعلیٰحضرت نے وہاں کے غربا اور مساکین کو ہزارہا روپیہ تقسیم فرمایا اور اسی مقام پر فیما بینہم و درمیان شکر رنجی پیدا ہوئی کہ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آخر کار نواب مختار الملک بہادر ثانی دعماد السلطنۃ کو مستعفی ہونا پڑا۔ اور اس کوفت و رنج میں نواب معز کو بیوقت عین عالم

شباب میں دوہی سال کے اندر اجل کا منہ دیکھنا ہوا۔ الحاصل ۶ ماہ رمضان ۱۳۲۰ھ روز شنبہ
کو قریب ۳ بجے دن کے اعلیٰحضرت کی اسپیشل ٹرین معہ خدم وحشم اسٹیشن نام پلی پر پہونچی
مسٹر کارڈی رزیڈنٹ بہادر معہ اسٹاف اور امرا و دولت و ارکان سلطنت اسٹیشن پر
استقبال کے لئے حاضر تھے۔ اعلیٰحضرت کے اترتے ہی ۲۱ توپیں سلامی کی سر ہوئیں۔ اور والنٹیر
سواروں نے (جو باڈیریس فاخرہ صف بستہ کھڑے تھے) حسب قاعدہ سلامی اتاری۔ پھر اعلیٰحضرت
والنٹیر کیمپ میں (جو اندنوں باغ عام میں قائم تھا) رونق افروز ہوئے۔ اور وہاں سے
بدرقہ (والنٹیرس) کے ساتھ محل شاہی کو تشریف لیگئے۔ یہ سواری لائق دید تھی۔ کیونکہ اکثر
امراو اعزا کے نوجوان لڑکے (جو والنٹیرس میں شریک تھے) عمدہ اور نفیس وردیاں پہنے
ہوئے۔ دائیں بائیں آگے پیچھے سواری مبارک کے ہمراہ تھے۔ راستہ کا انتظام پولیس کے جانب
سے نہایت عمدہ تھا۔

۲۲ ماہ رمضان ۱۳۲۰ھ کو فرمان خسروی بدیں مضمون صادر ہوا کہ جن جن امرا و اعزا کو سلام
کے واسطے حاضر ہونا مطلوب ہے تو وہ جس روز چاہیں صبح کے نو بجے راحت محل میں حاضر ہو کر
سلام میں شریک ہوں۔ اور منصبداران سرکار دولت مدار کو اجازت ہے کہ جس روز
سلام کے واسطے حاضر ہونا چاہیں صبح کے نو بجے جلوخانہ کے اندر چارخوری کے مکان کے
راستے میں حاضر ہو کر سلام بجا لائیں۔

اسی سال ۲۴ ماہ ذیحجہ ۱۳۲۰ھ م ۱۵ ماہ آبان ۱۳۱۲ف کو مجلس آئین وقوانین کی تقرر
کے متعلق فرمان شاہی نافذ ہوا۔

گل پنجم

انعقاد مجلس انتظام صیغہ محاسبہ سفر دہلی مرحمت عطیہ جات باجشن نوروز فصلی بابت ۱۳۲۰ھ ولادت شہزادہ میر

عثمان علیخان وفیہ بعہد ورود لارڈ کرزن گورنر جنرل بہادر انتقال شہزادہ میر اکبر علیخان بہادر فارق ... سرفرازی

وزارت نواب سر آسمانجاہ بہادر عطیہ جات باجشن سالگرہ مبارک بابت ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ عطیہ خطابات

جشن سالگرہ مبارک بابت ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ تشریف آوری ہز ایکسیلنسی [illegible]

نہضت جانب بلدہ [illegible] عطیہ خطابات باجشن سالگرہ مبارک بابت ۱۳۲۲ھ

ریزیڈنٹ و افسری [illegible] پرنس آف ویلز و پرنسس آف ویلز [illegible] رونق افروزی گلبرگہ

نہضت فرمائی [illegible] انعقاد سٹیٹ کونسل [illegible]

انعقاد مجلس انتظام صرف خاص

غرۂ محرم ۱۳۲۰ھ کو ایک مجلس بنام انتظام صرف خاص منعقد ہوئی۔ جسکے میر مجلس مسٹر ہی کلارک اور نائب میر مجلس نواب بدر الدولہ بہادر و نواب عزیز جنگ بہادر معتمد میر مجلس مولوی یوسف الدین صاحب تھے۔ اس مجلس سے انتظام مخارج و مداخل تعلقات صرف خاص متعلق تھا۔ مگر تھوڑے ہی زمانہ کی بعد مجلس برخاست کر دیگئی اور مولوی سید عبد الرزاق صاحب (نواب آصف نواز الملک بہادر) پیشگاہ خسروی سے معتمد صرف خاص مقرر ہوئے۔

سفر مدراس

۲۴ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ کو صبح کے ۷ بجے اعلیحضرت عازم مدراس ہوئے۔ رکاب سعادت انتساب میں نواب عماد السلطنت مدار المہام بہادر سرکار عالی مسٹر کارڈری رزیڈنٹ بہادر۔ نواب موتمن جنگ بہادر۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ نواب منیر نواز جنگ بہادر میر ممتاز علی صاحب۔ مولوی مہدی حسن صاحب۔ مولوی میر محمود علی صاحب۔ حکیم الممالک مسٹر فریدون جی وغیرہ موجود تھے۔ اور لارڈ ڈفرن بہادر گورنر جنرل کا دخانی جہاز کلایو نامی بھی اسی تاریخ ۱۱ گھنٹہ ۲ منٹ کو ساحل مدراس پر لنگر انداز ہوا۔ شہر مدراس ان دنوں نہایت آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا۔ شاہراہ پر جابجا رنگ برنگ کی بیرقیں اڑ رہی تھیں۔ اور متعدد مقامات پر خوش وضع کمانیں بنائی گئی تھیں۔ ویسرائے بہادر کے جہاز سے اترتے ہی ۳۱ شلک توپوں کی سر ہوئیں۔ اور ویسرائے بہادر ۵ گھنٹہ ۳۰ منٹ پر گورنمنٹ ہوس داخل ہوئے۔ اور اس شب ۹ بجے ۲ منٹ پہ ویسرائے بہادر نے دربار کیا۔ اور اعلیحضرت کی تعظیم کیواسطے پندرہویں مدراس پلٹن کی سو جوان کا ایک تعظیمی گارڈ اسٹیشن پر معہ باجہ و نشان ایستادہ کیا گیا تھا۔ اعلیحضرت سواری بگھی (جو گورنمنٹ ہوس سے آئی ہوئی تھی) معہ سواران باڈیگارڈ گورنری

موونٹ روڈ سے ہوتے ہوئے داخل عمدہ باغ (یہ باغ خیر النسا بیگم صاحبہ کا ہے جو نواب کرناٹک
مرحوم کی بیگم ہیں) ہوئے۔ آپکے دیکھنے کیلئے ریلوی اسٹیشن سے عمدہ باغ تک ہزارہا
مخلوق خدا کا اژدحام تہا۔ دوسرے روز اعلیحضرت ۱۱ گہنٹہ ۴۵ منٹ پر گورنمنٹ ہوز میں
رونق افروز ہوئے۔ اور گورنر بہادر مدراس سے ملاقات فرمائی۔ اسکے تہوڑی دیر بعد مراجعت
فرمائے عمدہ باغ ہوئے۔ اسی روز شام کے ۴ گہنٹہ ۳۰ منٹ پر گورنر بہادر مدراس بہی مراسم
بازدید اعلیحضرت کے لئے عمدہ باغ آئے۔ اسکے بعد انجمن اسلامیہ و ہنود مدراس نے بارگاہ
خسروی میں اپنے اپنے تہنیت نامے گذراننے کی عزت حاصل کی۔ جسکے جواب میں اعلیحضرت
نے یہ ارشاد فرمایا کہ۔

"میں مسرور اور خوش ہوا کہ اہل مدراس نے میرے آنیسے خوشدلی اور اسقدر حسن عقیدت
ظاہر کی ہے اور اپنے اپنے نیک ارادے اور جو یہاں خواہشیں جو میری جانب ظاہر کی ہیں۔
میں انکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور مجہے بہی یقین ہے کہ یہاں کی قلیل اقامت کی بہت خوشنما
یادگار میں اپنے ہمراہ واپس لیجاؤنگا۔"

بعد ازاں اعلیحضرت نے پانچ ہزار روپیہ کی خیرات بذریعہ کمشنر پولیس غربا کو تقسیم فرمائی۔ اور
اس شب عمدہ باغ میں کثرت سے روشنی ہوئی۔ آتشبازی چہوڑیگئی۔ خیر النسا بیگم صاحبہ کے
جانب سے اعلیحضرت کی ضیافت کمال تکلف کیساتہ انجام پائی۔ الحاصل گورنمنٹ برطانیہ
اور اہل اسلام و ہنود مدراس نے اعلیحضرت کے خیر مقدم میں تعظیم و مسرت کا کوئی دقیقہ باقی نہیں
رکہا۔ اور وائسرائے ہند تین روز کے قیام کے بعد ۲۰ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ کو ساڑہے
دس بجے رات کے کلکتہ کے عزم سے جہاز پر سوار ہوئے۔ اور صبح کو کلکتہ کی جانب بجہاز روانہ
ہوا۔ ادہر اعلیحضرت بہی سلخ جمادی الاول روز یکشنبہ کو ۹ بجے دن کے مدراس سے معہ خدم وحشم

دارالسلطنت حیدرآباد کو کوچ فرمائے۔ اور غرہ جمادی الثانی روز دوشنبہ کو حیدرآباد داخل ہوئے

عطیۂ خطابات جشن نوروز بابتہ ۱۳۰۴ھ

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۰۴ھ کو ایوان شاہی میں جشن نوروز کا دربار منعقد ہوا۔ اور ارکان سلطنت واعیان دولت وعہدہ داران مملکت کو حسب اعزاز و مراتب خطابات و مناصب کی سرفرازی ہوئی۔

نمبر سلسلہ	نام	خانی و بہادری	جنگی	دولگی	ملکی	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱	خورشید الدولہ	.	.	.	خورشید الملک	در اصل و اضافہ منصب پنجہزاری پنجہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۲	شمس الدولہ	.	.		شمس الملک	در اصل و اضافہ منصب پنجہزاری پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۳	محمد کریم الدین	محمد کریم الدین خان بہادر شمشیر بہادر	.	.	.	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۴	شہاب جنگ	-	.	مختار الدولہ	افتخار الملک	در اصل و اضافہ منصب چار ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۵	بہرام جنگ	.	.	بہرام الدولہ	.	در اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۶	منیر نواز جنگ	.	.	محسن الدولہ	محسن الملک	در اصل و اضافہ منصب شش ہزاری پانصدی دو ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ
۷	سرکار دلیر الدولہ	.	.	.	سرکار دلیر الملک	در اصل و اضافہ منصب پنجہزاری پانصدی دو ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ
۸	مؤتمن جنگ	.	.	عماد الدولہ	.	در اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۹	معظم جنگ	.	.	لطیف الدولہ	.	در اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۰	سید عبد الرزاق	سید عبد الرزاق خان بہادر	آصف نواز جنگ	.	.	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۱۱	مدبر جنگ	.	.	سیف الدولہ		در اصل و اضافہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ

۱۲	مولوی محمد تقی حمید خان بہادر	.	عماد نبات	.	.	داصل اضافہ منصب دوہزاری و یکہزار سوار و علم
۱۳	مولوی مہدی حسین	مولوی مہدی حسن خان بہادر	فتح نواز جنگ	.	.	منصب دوہزاری و یکہزار سوار و علم
۱۴	منشی محمد صدیق	منشی محمد صدیق حسن خان بہادر	صدیق یار جنگ	.	.	منصب دوہزاری و یکہزار سوار و علم
۱۵	محمد فصیح الدین	محمد فصیح الدین خان بہادر	.	.	.	منصب یکہزاری
۱۶	احمد حسین	احمد حسین خان بہادر	.	.	.	منصب یکہزاری
۱۷	نادر حسین	نادر حسین خان بہادر	.	.	.	منصب یکہزاری
۱۸	کپتان میر ہاشم علی	میر ہاشم علیخان بہادر	.	.	.	منصب یکہزاری

ولادت باسعادت شہزادہ میر عثمان علیخان ولیعہد بہادر

۲۹ جمادی الثانی ۱۳۰۳ھ ۵ اپریل ۱۸۸۶ء ۲۹ اردی بہشت ۱۲۹۵ف یکم چیت سدی ل شنبہ روز دوشنبہ کی شب میں (صبح کو اسکے سہ شنبہ تہا) غرۂ باصرۂ اقبال۔ خورشید افق جاہ وجلال یادگار ظل اللہ ذوالجلال۔ آقائے جہان وجہانیان پرنس میر عثمان علیخان ولیعہد بہادر تولد ہوئے اور اس مسرت جاوید وبہجت مزید مین ۴ رجب ۱۳۰۳ھ روز دوشنبہ جملہ دفاتر سرکار عالی کو عام تعطیل دیگئی۔ غربا ومساکین کو ہزارہا روپیون کی خیرات ومبرات تقسیم کیگئی۔

ورود لارڈ ڈفرن گورنر جنرل بہادر

۲۸ صفر ۱۳۰۴ھ کو لارڈ ڈفرن گورنر جنرل بہادر رونق بخش حیدرآباد ہوئے۔ اعلیحضرت نے بکمال مسرت وبہجت لارڈ ممدوح کی ضیافت ومہمانداری کا انتظام واہتمام فرمایا۔ اور اخراجات کے لیے دس لاکھہ روپیہ کی منظوری عطا کی۔ چنانچہ اس تقریب مین تمام شہر (حیدرآباد) دلہن بنا ہوا تہا جابجا رنگ برنگ کے پہریرے لگائے گئے تھے۔ اور متعدد مقامات پر خوشنما کمانین تیار کیگئی تہین۔ اکثر

جگہ جگہ مبارکباد کے صاف وجلی حروف اردو اور انگریزی میں نمایاں کئے گئے تھے۔ جملہ دفاتر سرکار عالی کو اس جشن کا لطف اٹھانیکے لئے دو روز کی تعطیل عام دیگئی تھی۔ الحاصل ویسرائی بہادر کی آمد پر ایک عالیشان دربار بھی منعقد کیا گیا۔ اور خاطر خواہ آؤ بھگت کیگئی۔ طرفین سے کمال تپاک کیسا تھ حسب قاعدہ ملاقات و بازدید کے رسوم ادا ہوئے۔ اسکے بعد ویسرائے بہادر کمال مسرت کیساتھ حیدرآباد سے کلکتہ روانہ ہوئے۔

۲۷ ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ میں اعلیحضرت نے کرنل مارشل کو اپنا معتمد پیشی تقرر فرمایا۔ اور روز ۲۸ حکم نافذ ہوا۔ کہ دیوانی کے جملہ کاغذات واسناد کرنل موصوف کے ذریعہ پیش ہوا کریں۔

۲۹ جمادی الاول ۱۳۱۴ھ میں ملکہ معظمہ کی پنجاہ سالہ گولڈن جوبلی کی تقریب میں تمام شہر آراستہ کیا گیا۔ اور رات بھر روشنی ہوئی۔ اور نہایت مسرت و شادمانی کیساتھ جشن منایا گیا۔ جملہ دفاتر سرکار کو دو روز کی عام تعطیل دیگئی۔ مدارس وغیرہ میں خوب کھیل تماشے ہوئے۔ اعلیحضرت نے ایک عظیم الشان دربار منعقد فرمایا۔ اور اپنے جانب سے بغرض شرکت جشن گولڈن جوبلی نواب سر آسمانجاہ بہادر کو لندن روانہ کیا۔

۲۴ رجب ۱۳۱۴ھ کو ایک فرمان خسروی شرف نفاذ فرمایا کہ "ہز اکسلنسی نواب وقار السلطنتہ بہادر نے بوجہ علالت مزاج خدمت مدار المہامی سے استعفا دیدیا ہے۔ لہذا تا تقرر مدار المہام دیگر خود اعلیحضرت بنفس نفیس وبذات خاص بلا کسی توسط و ذریعہ کے امور ریاست کو انجام دینگے"۔

۱۱ شعبان ۱۳۱۴ھ کو اعلیحضرت نے بفرط مراحم خسروانہ نواب آصف نواز الملک بہادر اور نواب منیر الملک بہادر کو کونسل آف اسٹیٹ کے ارکان مقرر فرمایا۔

انتقال شہزادۂ اکبر نواب میر فاروق علیخان بہادر

اسی سال [illegible] ۱۳۳۸ھ میں شہزادۂ اکبر نواب میر فاروق علیخان بہادر کا انتقال ہوا۔ اس حادثۂ جانکاہ کے وقوع پر جملہ دفاتر سرکار عالی کو دو یوم کی عام تعطیل دیگئی۔

سرافرازی وزارت نواب آسمانجاہ بہادر

چند روز تک تو اعلیحضرت نے بذات خاص اپنے دست قدرت میں عنان حکومت کو لیکر انصرام کار فرمایا۔ اور پیشی خداوندی میں امورات مدار المہامی کی پیش کرنیکے لیے مسٹر گرین ناٹشل کا گزرا ہے۔ مگر ۲۲ ذیعقدہ ۱۳۳۸ھ کو اعلیحضرت نے بنظر مراحم خسروانہ نواب آسمانجاہ بہادر کو خدمت جلیلۂ مدار المہامی سے بطور منصرمانہ سرفراز فرمایا۔

جب ۵ شعبان ۱۳۳۸ھ میں نواب شمشیر جنگ بہادر کے انتقال سے کونسل آف اسٹیٹ کی رکنیت خالی ہوئی تو اعلیحضرت نے بالطاف شاہی و عنایات نامتناہی نواب حسام الملک خانخانان بہادر کو رکنیت مذکور پر مقرر کیا۔

انہیں ایام میں کنٹنجنٹ حیدرآباد کی فوج ملک برہما کی لڑائی میں فتحیاب و کامیاب ہوکر آئی جسکی نسبت اعلیحضرت نے اپنی کمال خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

عطیۂ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۳۹ھ ربیع الثانی

۶ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ کو حسب معمول اعلیحضرت حضور پرنور کی سالگرہ مبارک کا ہمایوں رسم ادا ہوا اور ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ کو تقریب مذکور میں ایک عالیشان دربار منعقد ہوا۔ جس میں چند امرائے نامدار و افسران ذی وقار کو خطابات و مناصب کی سرفرازی ہوئی۔

نشان سلسلہ	نام	خانی بہادری	جنگی	دولہ	ملکی	نوبت	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱	محمد مختار الدین خان	محمد مختار الدین خان بہادر	ناموس جنگ	اقتدار الدولہ	سلطان الملک	.	پنجہزاری منصب و چہار ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۲	شمشیر بہادر	.	بہادر جنگ	.	.	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار علم و نقارہ
۳	میر رضا عنایت حسین	شاہ نواز خان بہادر	فتح یار جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴	سید دار علی	سید سرفراز علی خان بہادر	سہراب جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۵	راجہ شیوراج بہادر	.	.	.	.	ماہی مراتب و نوبت	چار ہزاری منصب دو ہزار سوار علم و نقارہ
۶	مختار یار جنگ	.	.	جلال الدولہ	.	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۷	سلطان نواز جنگ	.	.	شمس الدولہ	شمس الملک	.	سہ ہزار و پانصدی منصب دو ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ
۸	منتظم جنگ	.	.	منتظم الدولہ	.	.	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۹	حاجی سید غلام محمد	سید غلام محمد خان بہادر	آسمان یار جنگ	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم

عطیہ خطابات جشن سالگرہ مبارک بتاریخ ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳[illegible]ھ

۲۳ ربیع الثانی سنہ [illegible] کو بہ تقریب سالگرہ مبارک حسب تذکرۂ بالا کی متعلق بارگاہ شاہی امراء و اعزاء ذیل کو خطابات و مناصب عطا ہوئے

نشان سلسلہ	نام	خانی بہادری	جنگی	دولہ	نوبت	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱	سلیمان یار جنگ	.	.	علی یار الدولہ	.	سہ ہزاری منصب سہ ہزار سوار علم و نقارہ

۲	رسول یارخان	رسول یارخان بهادر	.	محی الدوله	حکیم الحکما	سه هزاری منصب دو هزار سوار و علم و نقاره
۳	تهور جنگ	.	.	اشرف الدوله	.	سه هزاری منصب دو هزار سوار و علم و نقاره
۴	قادر جنگ	.	.	قادر الدوله	.	سه هزاری منصب دو هزار سوار و علم و نقاره
۵	عالم علی	عالم علیخان بهادر	ترکتاز جنگ	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۶	مولوی چراغ علی	چراغ علیخان بهادر	اعظم یار جنگ	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۷	مولوی شیخ احمد	شیخ احمد خان بهادر	رفعت یار جنگ	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۸	محمد مسیح الدینخان بهادر	.	منیر نواز جنگ	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۹	مسیح الدینخان منشی اول	مسیح الدینخان بهادر	.	محبوب نواز الدوله	عمدة العلما	سه هزاری منصب دو هزار سوار و علم و نقاره
۱۰	خواجه سرور علی	خواجه سرور علیخان بهادر	اکبر نواز جنگ	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۱۱	محمد وقار الدین	محمد وقار الدینخان بهادر	بهادر دل جنگ	.	.	دو هزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۱۲	سید باقر علیخان بهادر	.	باقر نواز جنگ	.	عمدة الحکما	دو هزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۱۳	سید علیخان بهادر	.	حیدر نواز جنگ	.	.	دو هزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۱۴	محمد صدر الدین	محمد صدر الدینخان بهادر	اشرف یار جنگ	.	.	دو هزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۱۵	محمد مختار الدین	محمد مختار الدینخان بهادر	مختار جنگ	.	.	دو هزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۱۶	محمد امام الدین	محمد امام الدینخان بهادر	.	.	.	یکهزاری منصب
۱۷	محمد فرید الدین	محمد فرید الدینخان بهادر	.	.	.	یکهزاری منصب
۱۸	محمد جمال الدین	محمد جمال الدینخان بهادر	.	.	.	یکهزاری منصب
۱۹	محمد سعید علی	محمد سعید علیخان بهادر	صفدر نواز جنگ	.	.	دو هزاری منصب و یکهزار سوار و علم
۲۰	احمد بن شاهش	احمد خان بهادر	تهور جنگ	.	.	دو هزاری منصب و یکهزار سوار و علم

۲۱	محمد بہاؤالدین	محمد بہاؤالدینخان بہادر	بشیر نواز جنگ	•	•	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۲	سرزدہ محمد غفور	اعتماد نواز خان بہادر	•	•	•	چہار صدی منصب

۲۴ شوال ۱۳۰۴ھ م ۲۰ جون ۱۸۸۷ء روز دوشنبہ کو ایک عظیم الشان دربار مین (جو خلوت مبارک مین منعقد ہوا تہا۔ جسمین بڑے بڑے امراء۔ جاگیردار معزز جمعدار۔ اعلیٰ عہدہ دار سیف و قلم حاضر تہے) اعلیٰحضرت نے بہ فرط نوازش و مراحم خسروانہ نواب سر آسمانجاہ بہادر کو خلوت دیوانی سے باستقلال سرفراز فرمایا۔ اور خلعت مین حضرت غفران مآب (میر نظام علیخان بہادر) کا ملبوس خاص عنایت ہوا۔ اور سات عدد جواہر بیش بہا۔ سرپیچ۔ طرہ۔ ہار۔ کنٹھی۔ بازو بند۔ پہونچی۔ دست بند۔ اپنے دست مبارک سے سر دربار مرحمت فرمایا۔

۲۶ شوال ۱۳۰۴ھ م ۲۲ جون ۱۸۸۷ء روز چہارشنبہ کو رزیڈنسی مین ایک بہت بڑا شاندار دربار ہوا۔ جسمین خود اعلیٰحضرت معہ دیگر ارکان و اعیان دولت کے شریک تھے۔ چنانچہ اس دربار مین مسٹر اِی۔ پی۔ ہاول رزیڈنٹ بہادر نے ملکہ معظمہ کے طرف سے نواب سر آسمانجاہ بہادر کو معزز تمغہ طبقہ اعظم نائٹ کمانڈر سلطنت ہند عنایت کیا۔ اور اس کو اپنے ہاتھ سے نواب صاحب ممدوح کے سینہ پر جابجا لگایا۔

۲ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ کو نواب سر آسمانجاہ بہادر حسب اجازت اعلیٰحضرت بغرض ملاقات ویسرائے بہادر شملہ روانہ ہوئے۔ اور یہان نواب سر وقار الامرا بہادر و نواب منیر الملک بہادر نے بتعلق مدار المہامی کی خدمت کو انجام دیا۔

سنہ ۱۳۰۶ھ مین اعلیٰحضرت نے چار ہزار کلدار کا چک یونائٹڈ انڈین پیٹریاٹک ایسوسی ایشن کی امداد کے لئے سر سید احمد خان کے پاس روانہ فرمایا۔

جس سے ایسی ایشن کی پوری پوری ہمدردی ہوی۔

تشریف آوری ڈیوک آف کیناٹ

انہیں ایام مین ہزرائل ہائنس ڈیوک آف کیناٹ کے تشریف آوری کی خبر گرم ہوئی۔ چنانچہ ۱۹ رجمادی الاول ۱۳۲۸ھ کو پونے سات بجے شام کو اسپشل ٹرین مین نواب مدار المہام بہادر معہ ایک عہدہ دار کے استقبال کیلئے ماندور تشریف لیگئے۔ اور نواب عماد الدولہ بہادر منجانب اعلیحضرت گلبرگہ شریف تک استقبال کیا۔ ۲۰ رجمادی الاول ۱۳۲۸ھ م ۲۳ رجنوری ۱۹۱۰ء روز چہارشنبہ دس بجے دن کے اسپشل ٹرین کے ذریعہ ڈیوک آف کیناٹ اسٹیشن نام پلی پر اوترے اور اعلیحضرت بھی اپنے معزز مہمان کے استقبال کیلئے وقت مقررہ سے چند منٹ قبل اسٹیشن پہ رونق افروز تھے۔ نہایت تپاک و گرمجوشی کیساتھ طرفین سے ملاقات ہوی۔ اس موقع پر بلدہ حیدرآباد عمدہ طور پر آراستہ کیا گیا تھا۔ الحاصل جلسہ نہایت تزک و احتشام کیساتھ انجام پایا۔ ڈیوک ممدوح حسب پروگرام رخصت ہوئے۔

کچھ روز ون بعد نواب مدار المہام بہادر۔ ویسرائے بہادر کی ملاقات کیلئے کلکتہ گئے۔ انہیں ایام مین اعلیحضرت نے عماد الدولہ کو اپنا پرایویٹ سکرٹری مقرر فرمایا۔ اور علاوہ اسکے سررشتہ تعلیم کا بھی تعلق انکے لئے بدستور قائم رہا۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی صراحت کردیگئی کہ پرایویٹ سکرٹری کا کوئی تعلق اور توسط مدار المہام کے کاروبائے متعلقہ انتظام اور لوازم انتظام الملک سے نہوگا۔

رونق افروزی قاضی پلی

ایک عرصہ سے اعلیحضرت نے شکار کا قصد نہین فرمایا تھا۔ اسلئے ۲۷ رجب ۱۳۲۸ھ م ۳۰ رمارچ ۱۹۱۰ء روز شنبہ کو قاضی پلی (ضلع میدک) کے جانب نہضت فرمایا۔ اس دفعہ ہمراہیوں مین میجر گلگرسٹ (ملٹری سکرٹری رزیڈنٹ بہادر) نواب شمس الملک بہادر۔ نواب منیر الملک بہادر۔

نواب افسر جنگ بہادر۔ مرزا طفیل علی بیگ صاحب (نادر جنگ بہادر) حکیم الممالک۔ میر ممتاز علی صاحب (ممتاز یار الدولہ) موجود تھے۔ دس بجے قاضی پلی پہونچے۔ ایک شیر نشانۂ اجل بنا۔ دوسرے دن بلدہ واپس ہوئے۔

نہضت افزائے جٹ پلی

۱۱ شعبان ۱۳۰۶ھ م ۱۲ اپریل ۱۸۸۹ء روز جمعہ کو اعلیحضرت نے شیر کے شکار کے لئے جٹ پلی کا قصد فرمایا۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ سلطان الحکما۔ مرزا طفیل علی بیگ صاحب (نادر جنگ بہادر) مرزا داؤد علی بیگ (داؤد الملک بہادر) مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب (اسد یار الدولہ بہادر) میر ممتاز علی صاحب (ممتاز یار الدولہ بہادر) ہمراہ رکاب تھے سواری ۱۱ بجے منزل مقصود پر پہونچی۔ رائپور کے جنگل میں ایک شیر شکار ہوا۔ اس دفعہ اعلیحضرت نے جھاڑ پر مچان بند ہوایا تھا۔ ورنہ اب تک اکثر ہاتھی پر سوار شکار فرماتے تھے۔ یہ شیر ۳ فٹ ۹ انچہ اونچا۔ اور ۱۰ فٹ لانبا تھا۔

تیسرے روز یلا ریڈی کے مقام پر ایک شیر ہدف اجل ہوا۔ اور واپسی کے موقعہ پر بوجہ تاریکی شب اور خرابی راستہ کے اعلیحضرت کی گاڑی الٹ گئی۔ خداوند عالم نے اپنا فضل فرمایا۔ کسی قسم کی مضرت نہ پہونچی۔ چونکہ اس موضع کی آب و ہوا نہایت خوشگوار تھی اسلئے اعلیحضرت چند روز کے قیام کے بعد مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے۔

رونق افروزی پاکھال آلیر و پرپت گیری

حوالی تالاب پاکھال شیر کے شکار کے لئے نہایت مشہور ہیں۔ پیشتر بوجہ کثرت جھاڑی وغیرہ آبادی و قیمت آب کیونکہ وہاں پر بچاک و کچلہ کی جھاڑی کثرت کے ساتھ ہے، انسان کا گذر سخت مشکل تھا۔ لیکن ۱۳۰۳ھ میں ورنگل و بجواڑہ کے جانب ریل کی

اجرائی سے پاکھال کا جانا نہایت آسان ہوگیا ہے۔ ریل گاڑی بلدہ سے ۹ گھنٹے میں اسٹیشن تی کنڈہ
کو پہونچتی ہے۔ وہاں سے پاکھال کا تالاب ۴۴ میل پر واقع ہے۔ الحاصل غرۂ رمضان المبارک ۱۳۰۹ھ
کو اعلیحضرت نے پاکھال کا ارادہ فرمایا۔ صبح کے وقت اسٹیشن گھن پور پہونچی۔ وہاں سے کتہ کنڈہ
(جو ۲۰ میل ہے) کو گاڑی میں تشریف لیگئے۔ اسی مقام پر اعلیحضرت کے پاؤں میں ایک پھنسی نکل آئی
جسکی تکلیف آپکو چند روز تک شدید رہی۔ چنانچہ ڈاکٹر لاری بلائے گئے۔ علاج شروع ہوا۔ اور اسی درد
کی حالت میں اعلیحضرت پالکی میں سوار ہوکر پہاڑ کی مچان پر رونق افروز ہوئے۔ دفعتاً شیر نکلا۔ اور افضل بیگ
شکاری سے سامنا ہوگیا۔ اُس نے اپنے کو ایک نالے میں گرا دیا اور شیر اُس پر سوار ہوگیا۔ اور ایک
پنجہ شانہ پر ایسا مارا کہ شکاری کو چت کر دیا چنانچہ گہرے تین زخم مونڈھے پر لگے۔ اور ایک اتنا
گہرا۔ اور تین انچہ لانبا زخم سر میں بھی آیا۔ اسکے بعد شیر مارا گیا۔ اور افضل بیگ کا علاج ڈاکٹر سید
احمد علی صاحب نے نہایت تجربہ کے ساتھ کیا۔ تقریباً دو مہینے میں صحت حاصل ہوئی۔ ۱۰ رمضان کو اعلیحضرت
کتہ کنڈہ سے پربت گیری (یہ اسٹیشن تی کنڈہ سے ۶ میل پر ریلوے لین کے جنوب میں واقع ہے) روانہ ہوئے
۱۴ رمضان ۱۳۰۹ھ کو اسی مقام پر خبر آئی کہ مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر نے ۱۲ رمضان ۱۳۰۹ھ
روز شنبہ کو انتقال کیا۔ اور ۲۳ رمضان کو مرزا طفیل علی بیگ صاحب نے ایک لمبا برچھہ مارا۔
اور ایک شیر زخمی ہوا۔ مگر ملا نہیں۔ ۲۹ رمضان کو پربت گیری سے ہنمکنڈہ کے جانب کوچ ہوا۔
غرۂ شوال ۱۳۰۹ھ کو عید الفطر کا دربار صوبیداری کی کچہری میں مقرر ہوا۔ نواب اعظم یار جنگ
بہادر صوبہ دار اور مسٹر فراجی اول تعلقدار نے نہایت عمدگی کیساتھ انتظام کیا تھا۔ ۹ بجے شب کے اعلیحضرت
برآمد ہوئے۔ نذریں لیں اور چند روز قیام کرنے کے بعد حیدرآباد واپس ہوئے۔

افسوس ہے کہ ۸ ذیقعدہ ۱۳۰۹ھ کو روز یکشنبہ کو ساڑھے تین بجے دن کے نواب عماد السلطنت نے
انتقال فرمایا۔ اور اعلیحضرت نے کمال درجہ رنج وملال کا اظہار کیا۔ اور ایک روز کی عام تعطیل تمام دفاتر سرکاری

کو دینے کے لئے حکم دیا۔

۲۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۰ کو اعلیحضرت نے اُن مسلمان طلباء کی اعانت کے لئے ۵ ہزار روپیہ سالانہ کا عطا کرنا منظور فرمایا۔ جو حیدرآباد کے علاوہ اقطاع ہندوستان مین کالج کلاسون کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کرنے سے بوجہ اپنی مفلسی کے قاصر رہتے ہین۔ اور یہ اعانت بنام وظائف نظامیہ موسوم ہوئی اور اسکی تقسیم اسطرح قرار پائی کہ (۱) ممالک شمالی و مغربی علیگڈہ کالج (ایک سو کلدار ماہانہ) (۲) بنگال مین پٹنہ کالج کو (پچاس روپیہ کلدار ماہانہ) (۳) صوبہ بمبئی کی مسلمانون کے لئے (پچاس روپیہ کلدار ماہانہ) (۴) اودھ مین کیننگ کالج کو (پچاس روپیہ کلدار ماہانہ) (۵) صوبہ مدراس کے مسلمانون کے لئے (پچاس روپیہ کلدار ماہانہ) (۶) صوبہ پنجاب کے مسلمانون کے لئے (پچاس روپیہ کلدار ماہانہ)

انہین ایام مین نواب آسمانجاہ بہادر حسب اجازت اعلیحضرت کولہ کی کان اور تلنگانہ کے دیگر حالات و ضمائم کی کارروائی دریافت کرنیکی غرض سے روانہ ہوئے۔ اور اس قلیل عرصۂ مدت مین نواب اقبال الدولہ بہادر نے مدارالمہامی کے ضروری امور کی انجام دہی فرمائی۔

۴ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۰ کو صبح کے ساڑھے چھ بجے نواب منیرالملک بہادر نے سفر آخرت کیا۔ اعلیحضرت نے اس افسوسناک واقعہ پر اپنا دلی افسوس ظاہر فرمایا۔ اور مرحوم کے خاندان سے نسبت شاہانہ ہمدردی فرمائی۔ اور اس حادثۂ جانکاہ کی یادگار مین ایک روز کی عام تعطیل دیگئی۔

اسی سال بمنظوری اعلیحضرت یہ قرار پایا کہ ہر سال تین طالب العلم علوم مفیدہ (مثلاً طبابت و انجنیری وغیرہ) کے حاصل کرنے کے لئے سرکاری خرچ سے ولایت بھیجے جائین۔

۱۴ رجب سنہ ۱۳۱۰ کو نواب اقبال الدولہ بہادر بارگاہ خسروی سے معین المہامی مال و فوج (جو نواب منیرالملک بہادر کے انتقال کے باعث ناموطلب تھی) کی خدمت سے سرفراز ہوئے۔

انہین ایام مین نواب سر آسمانجاہ بہادر۔ ڈیوک آف کیناٹ و پرنس البرٹ وکٹر کی ملاقات

الوداعی کے لئے عازم بمبئی ہوئے۔ اور وہاں سے اجمیر شریف و اورنگ آباد ہوتے ہوئے مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے۔

عطیۂ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۰۸ھ

حسب معمول ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۸ھ میں سالگرہ مبارک کا جشن نہایت تکلف کیساتھ منایا گیا اور ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۰۸ھ کو بارگاہ خسروی سے ارکان دولت و اعیان سلطنت کو حسب ذیل خطابات و مناصب عطا ہوئے۔

نمبر شمار	نام	خانی و بہادری	جنگی	دولہی	ملکی	امرائی	[illegible]	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	قیام الملک	•	•	•	•	تمنا الامراء	•	[illegible] منصب ہشت ہزاری ... سوار علم و نقارہ و پالکی
۲	رفیع الدولہ	•	•	•	حمید الملک	•	•	جھالردار و ماہی مراتب؛ [illegible] ہزاری منصب ... سوار علم و نقارہ
۳	فتح یار جنگ	•	•	سہام الدولہ	شجاع الملک	•	•	[illegible] منصب ... سوار علم و نقارہ
۴	مرزا داود علی بیگ	مرزا داود علی بیگ خان بہادر	داود یار جنگ	داود الدولہ	عماد الملک	•	•	[illegible] منصب ... سوار علم و نقارہ
۵	عماد الدولہ	•	•	•	عماد الملک	•	•	[illegible] منصب ... سوار علم و نقارہ
۶	آصف نواز جنگ	•	•	آصف نواز الدولہ	آصف نواز الملک	•	•	[illegible] منصب ... سوار علم و نقارہ
۷	انتصار جنگ	•	•	وقار الدولہ	وقار الملک	•	•	[illegible] منصب ... سوار علم و نقارہ
۸	سید انوار حسین	سید انوار حسین خان بہادر	قیام جنگ	غضنفر الدولہ	•	•	•	[illegible] منصب ... سوار علم و نقارہ
	عظام جنگ	•	•	عظام الدولہ	•	•	•	[illegible] منصب ... سوار ...

۱۰	حیدر جنگ	.	.	حیدر الدوله	.	.	.	سه هزاری منصب دو هزار سوار و علم و نقاره
۱۱	قوت جنگ	.	.	قوت یار الدوله	.	.	.	سه هزاری منصب دو هزار و پانصد سوار و علم و نقاره
۱۲	مقرب جنگ	.	.	مقرب الدوله	.	.	.	سه هزاری منصب دو هزار سوار و علم و نقاره
۱۳	میر شجاعت علی	میر شجاعت علی خان بهادر	آفتاب جنگ	.			.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۱۴	میر محمود علی	میر محمود علی خان بهادر	احتشام جنگ	.				دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۱۵	میر قدرت علی	میر قدرت علی خان بهادر	ضیغم جنگ [?]	-				دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۱۶	خواجه همایون علی	خواجه همایون علی خان بهادر	فخریاب جنگ	.				دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۱۷	خواجه بهرام علی	خواجه بهرام علی خان بهادر	فیضیاب جنگ	.	.	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۱۸	سید علیم الدین	سید علیم الدین خان بهادر	عظمت جنگ	.	.	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۱۹	میرزا اسمعیل بیگ	میرزا اسمعیل بیگ خان بهادر	اسد یار جنگ	.	.	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۲۰	میرزا اشرف علی بیگ	میرزا اشرف علی بیگ خان بهادر	مظفر یار جنگ	.	.	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۲۱	میرزا طفیل علی بیگ	میرزا طفیل علی بیگ خان بهادر	نادر جنگ	.	.	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۲۲	میر محمد علی مسیح [?]	میر محمد علی خان بهادر	سردار جنگ	.	.	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۲۳	خواجه کریم الدین	خواجه کریم الدین خان بهادر	قائم جنگ	.	.	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۲۴	خواجه عباد الله	خواجه عباد الله خان بهادر	تیمور جنگ	.	.	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۲۵	مراد حسین	مراد حسین خان بهادر	صف شکن جنگ	.	.	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۲۶	غلام محمد تقی	غلام محمد تقی خان بهادر	لشکر جنگ	.	.	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۲۷	میر محمد یار	میر محمد یار خان بهادر	اشرف جنگ	.	.	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم
۲۸	میر عابد علی	میر عابد علی خان بهادر	صولت جنگ	.	.	.	.	دو هزاری منصب یکهزار سوار و علم

۲۹	میر حافظ علی	میر حافظ علیخان بہادر	انتخاب جنگ	•	•	•	•	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۰	آغا احمد حسین	احمد حسین خان بہادر	تہور جنگ	•	•	•	•	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۱	مولوی سید مظفر الدین	مولوی سید مظفر الدین خان بہادر	امیر یار جنگ	•	•	•	•	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۲	مسٹر فرامجی جمشید جی	•	فرزانہ جنگ	•	•	•	•	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۳	میر تراب علی	میر تراب علیخان بہادر	تراب جنگ	•	•	•	•	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۴	میر آفتاب علی	میر آفتاب علیخان بہادر	حسین یار جنگ	•	•	•	•	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۵	میر اکبر علی	میر اکبر علیخان بہادر	حیدر یار جنگ	•	•	•	•	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۶	مانک پرشاد	•	•	•	•	•	راجہ مانک پرشاد بہادر	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۳۷	سداشیو راؤ	•	•	•	•	•	راجہ سداشیو راؤ بہادر	یکہزاری منصب پانصد سوار
۳۸	راجہ بشیر راؤ	•	•	•	•	•	راجہ بشیر راؤ بہادر	یکہزاری منصب پانصد سوار
۳۹	ٹیپو خان	ٹیپو خان بہادر	•	•	•	•	•	یکہزاری منصب
۴۰	امیر علی	امیر علیخان بہادر	•	•	•	•	•	یکہزاری منصب

اسی سال ۱۳۰۸ھ میں مطب ہائے یونانی ہر ایک سمت میں کھولے گئے۔ اور پوسٹ کارڈ کا طریقہ بھی نکالا گیا۔

رونق افروزی مانکوٹہ

۱۰ رمضان ۱۳۰۸ھ م ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء روز دوشنبہ کو اعلیحضرت بغرض شکار شیر مانکوٹہ روانہ ہوئے۔ یہاں نادر جنگ کے روبرو ایک شیر آیا اور انہوں نے اسکو مار لیا۔ اسکے بعد اعلیحضرت نے ایک مادہ شیر کا شکار فرمایا۔ اور ایک شیر آپکے ہاتھ زخمی ہو کر نکل گیا۔ مگر وہ بہت ہی قریب میں بیٹھ گیا تھا

اتنے مین مسٹر شیفنر ڈ ملازم ریلوی کا گذر ادوہر سے ہوا۔ دفعتاً شیر نے اُن پر حملہ کیا۔ لیکن زخم کی باعث نہایت ناتوان ہوگیا تہا۔ اسلئے اُس سے پورا حملہ نہو سکا۔ الحاصل مسٹر شیفنرڈ حملہ کے ساتھ ہی زمین پر گر پڑے۔ اور بندوق کیساتھ شیر کے منہ مین بغل پہلائی۔ شیر اُلٹ کر گرا۔ اگر اسوقت مسٹر شیفنرڈ کے حواس درست نرہتے تو شیر مرتے مرتے اُنکا بہی خاتمہ کر ڈالتا۔ دوسرے روز ایک چیتل اعلیحضرت کے ہاتھ شکار ہوا ۱۴ شوال کو ۱۱ بجے دن کے حیدر آباد واپس ہوئے۔

مقدمۂ مسٹر جیکب

سفر شملہ سے پہلے ۱۸۹۱ء مین مسٹر جیکب کے مقدمہ کا وقوع ہوا جسمین ایک بیش بہا الماس کی متعلق اعلیحضرت نے حسب بیعت عزاً اپنا اظہار بذریعہ کمیشن قلمبند فرمایا جسکو بعض رعایائے دکن اپنی کم فہمی کیوجہ سے اس بات کو کمال رنج کی نظر سے دیکہا لیکن اعلیحضرت نے نہایت دور اندیشی اور دانائی کے ساتھ ایک فرمان کے ذریعہ اُسکے اصلی واقعات کا اظہار فرمایا۔ جو اس کمیشن کے لئے لاحق ہوئے تھے۔ اور رعایا کا رنج دور کرنیکے لئے پوری پوری کوشش کیگئی۔ چنانچہ فرمان مذکور ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

یوراکسلنسی نواب سر آسمانجاہ بہادر مدار المہام سرکار عالی

مجھکو اطلاع ہوئی ہی۔ اور چند عرضداشتین بہی میرے سامنے پیش ہوئے ہین۔ جنمین مجھکو یقین دلایا گیا ہے کہ میری رعایا مین سے بعض لوگ اوس کمیشن کو ناپسند کرتے ہین جو الماس کے مقدمہ مین میری شہادت قلمبند کرنیکے لئے جاری ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہی کہ حاکم وقت کا کسی عدالتی مقدمہ مین گواہی دینا خلائق کو ناگوار ہے۔ کیونکہ وہ اُسکے شان حکومت اور رسم و رواج ملک کی خلاف ہی۔ مین نے جہانتک اس معاملہ پر غور کیا وہانتک معلوم ہوتا ہی کہ میری رعایا کے خیالات کا یہ اظہار چند مختلف وجوہ پر مبنی ہے۔ سب سے اول اور مقدم گروہ وہ ہی کہ جنکے دلون مین یہ خیال اپنی فرمانروا کے نسبت محض خیر خواہی اور وفاداری کی وجہ سے جوش زن ہوا ہی۔ اور جسکے واسطے حیدرآباد کی

رعایا ہمیشہ مشہور اور ممتاز رہی ہے۔ مگر مجھے اندیشہ ہی کہ بعض لوگ ایسے مذکورے فقط اس منشا سے بھی کرتی ہین
کہ میرے دلمین میرے خیرخواہ عہدہ دارونکے طرف سے جو اس معاملہ مین میرے طرف سے اس کام مین مشغول
رہے ہین بے اعتمادی پیدا کرین اور موجودہ انتظام کو بدنام کرین اور شاید معدودے چند ایسے لوگ
بھی ہین جنکا اصلی مقصد صرف یہ ہی کہ کمیشن کی موقوفی سے مقدمہ کی غایت فوت ہو جائے۔

ف۳ مجھکو اس سے پورا اطمینان ہی۔ کہ جن لوگون نے اس قسم پر کچھ بھی غور کیا ہے۔ وہ زیادہ تر اول قسم کے
گروہ مین شامل ہین۔ اور مجھے بہت خوشی ہی کہ میری رعایا دل سے مجھکو اسقدر عزیز رکھتی ہے۔ ایک فرمانروا
کے لئے البتہ یہ امر افتخار اور مباہات کا موجب ہوتا ہی۔ کہ وہ اپنی رعایا مین اسقدر ہردلعزیز ہو۔

ف۴ باقی لوگون کے نسبت صرف اسقدر کہنا ضرور ہی کہ میرے عہدہ دارونے جو کچھ کارروائی اس
معاملہ مین کی ہی وہ ہر قسم پر انھون نے میری علم اور میری منظوری سے کی ہے۔ اور میری عین خوشی ہی کہ اس
مقدمہ کے متعلق قانونی کارروائی پوری طرح سے عمل مین آوے۔ گو انکا نتیجہ کچھ بھی ہو۔

ف۵ لیکن میرے دل پر جسقدر اثر ہی وہ اول قسم کے لوگونکے خیالات کا ہی۔ اور اسلئے مین بہت خوش ہونگا
اگر آپ میرے اس خط کو جریدہ اعلامیہ مین شائع کرا دین۔ تا کہ وہ غلط فہمی رفع ہوجائے جسمین یہ گروہ مبتلا
معلوم ہوتا ہے۔

ف۶ المختصر واقعہ یہ ہی کہ مسٹر جیکب میرے پاس ایک اعلی درجہ کی سفارش کیساتھ حاضر ہوئے تھے۔
اور مجھکو اس سے زیادہ اُن پر اعتماد کرنا پڑا جسکے وہ مستحق تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُنہون نے اس قسم کا برتاؤ
کیا کہ فوجداری عدالت مین اونپر مقدمہ دائر کرنا ضرور ہوگیا۔ اور یہ فرض کرکے کہ یہ مقدمہ یہان کی عدالتون مین
بھی دائر ہو سکتا تھا۔ تو بھی قرین مصلحت یہی تھا کہ کلکتہ ہی مین اُسکو دائر کیا جاوے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ الماس
بھی فوراً دستیاب ہوگیا۔ اور ایک معتدبہ رقم بھی مسٹر جیکب سے بازیافت ہوگئی۔ جمع ہو گئی ہے۔ اور خود مسٹر جیکب
گرفتار ہو کر تا فیصلۂ عدالت ضمانت پر رہا ہوئے ہین۔

ث اور کمیشن کا حال یہ ہے۔ اور شاید حیدرآباد کے لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ جس درخواست پر کمیشن جاری ہوا ہے وہ ہمارے ہی وکلا کے طرف سے اور خاص میرے علم اور اجازت سے پیش کیگئی ہے۔ ہمارے لائق ترین مشیران قانونی کی رائے یہی تھی کہ میری شہادت کے بغیر مقدمہ کی روداد ناقص رہجاویگی۔ اور بالغرض مقدمہ اگر حیدرآباد ہی میں دائر ہوتا تو اس صورت میں بھی کمیشن کی ضرورت پیش آتی۔ کیونکہ ہماری عدالتیں بھی اب اوس حال میں نہیں ہیں جو حالت کہ سابق میں کسی وقت انکی تھی۔ ہمارے لائق اور راستباز نظمار بھی اب ایک ایسے مقدمہ کی میری شہادت کے بغیر تصفیہ نہیں کر سکتے تھے۔

ش یہ بھی کہا گیا ہے کہ ممکن تھا کہ چند سوالات بھیجدئے جاتے۔ اور میں انکے جوابات یہان قلمبند کر کے روانہ کر دیتا۔ مگر یہ خیال صرف قانون اور ضابطہ عدالت کی ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر انگریزی قانون سے قطع نظر بھی کیجاوے۔ اور اسکا بھی لحاظ چھوڑ دیا جائے کہ میرا عین منشا ہے کہ مسٹر جیکب سے جو کچھ قصور سرزد ہوا ہو۔ اسکی جوابدہی کا اور انصاف حاصل کرنیکا اونکو پورا موقع دیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے عالم فقہا نے بھی ایسی کسی شہادت کو کسی فریق کے خلاف میں جائز نہیں رکھا۔ جو تحریری سوالات کی جواب میں تحریرا ادا کیجاوے۔ بدون اسکے کہ فریق متعلقہ کو اوسپر سوالات جرح کا موقع دیا گیا ہو۔ یہ سچ ہے کہ ایک زمانہ میں حیدرآباد کی عدالتیں ایسی شہادت بلکہ محض رقعون پر مقدمات کا فیصلہ کر دیا کرتی تھیں۔ مگر افسوسناک حالت اسوجہ سے تھی کہ اوسوقت حکومت کی قوت ضعیف تھی۔ اور سرکاری عہدہ داروں کو امرا اور دیگر اعیان ذی وجاہت کے مقابلہ میں تائید نہیں دیجاسکتی تھی۔ اور نظمار باوجود ہر قسم کی قابلیت اور نیک نیتی کے اپنی آزاد رائے سے کام نہیں لیسکتے تھے۔ اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ حاکمان وقت پر اسکی وجہ سے کسقدر وبال عاید ہوتا تھا۔ اور مجھکو کامل بھروسہ ہے کہ میری رعایا اس حقیقت حال پر مطلع ہونیکے بعد کبھی ایک لمحہ کیواسطے بھی جائز نہ کہے گی کہ دنیا میں یا آخرت میں یہ وبال میری ذات خاص پر عائد ہو۔

ف ۹ یہ بہی کہا جاسکتا ہی کہ اس خیالی اور فرضی کسرشان سے محفوظ رہنے کیلئے نقصان گوارا کرنا آسان تہا لیکن تہوڑے غور سے معلوم ہوجائیگا کہ اس قسم کی کارروائی کا نتیجہ اول تو یہ ہوتا کہ دوسرے لوگون کو بہی اس شبہ جیک کے قدم بقدم چلنے کی ترغیب و تحریص ہوتی۔ اور دوم یہ کہ میری رعایا اپنی فرمانروا کے اصلی عزت و شان کے متعلق کبہی اوس غلط فہمی سے نہ نکل سکتی جو عقائد اور سنت اسلام کے خلاف اُنکے اذہان مین مرتکز ہوگئی تہی۔ خداوند تعالی جل شانہ خود ارشاد فرماتا ہی۔ ولایاب الشہداء اذاما دعوا یعنے شاہدون کو جبکہ اُن سے شہادت چاہی جاوے۔ ادائے شہادت سے پہلو تہی کرنا نہین چاہئے"۔ مغرور سے مغرور اور جبار سے جبار مسلمان حاکم کی گردن بہی اس نظیر کے سامنے نیچی ہوجانی چاہئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خود اپنے زمانہ خلافت مین فریق مقدمہ کی حیثیت سے عدالت کے سامنے حاضر ہوے۔ اور حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام نے اسی مقدمہ مین عدالت مین حاضر ہوکر شہادت ادا کی۔ مجہکو جو خداوند تعالی جل شانہ نے محض اپنے فضل و کرم سے سوا کروڑ رعایا کی فرمانروائی کا مرتبہ بخشا ہی۔ مین ہرگز اسکی جرأت نہین کرسکتا کہ اپنے درجہ کو اہل بیت نبوت کے درجے سے فائق کرنا چاہون جنکی غلامی بہی میرے لئے موجب عزت و افتخار ہی۔

ف ۱۰ زمانہ کی رفتار اور شاہان وقت کے رسم و رواج کا اگر لحاظ کیا جاوے تو صرف نظیر کافی ہے کہ ہز امپیریل ہائنس پرنس آف ویلز نے کئی مواقع پر بنفس نفیس عدالت کے سامنے حاضر ہوکر اظہار دیا ہی۔

ف ۱۱ آخر مین مین چاہتا ہون کہ میری محبوب رعایا کا ہر طبقہ امراء و جاگیردار و سپاہ اور دوسری عام رعایا جسکو مین اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکہتا ہون بخوبی سمجہ لین اور ہمیشہ کے لئے سمجہ لین کہ سابق مین گو کچہہ ہی رسم و رواج رہا ہو۔ اور دوسرے فرمانرواؤن نے اپنے اختیار سے اپنے واسطے گو کیسے ہی حقوق قرار دے لئے ہون لیکن مین اپنی ذات خاص کیواسطے اس سے زیادہ کوئی حق قائم کرنا نہین چاہتا جسکو خدا نے اور اُسکے رسول نے میرے واسطے مقرر کردیا ہی۔ اور مین خدا کی درگاہ مین شکر کرتا ہون

کہ وہ مجھکو میرے ابرارادہ پر آخر وقت تک ثابت قدم رکھے بشر حد بدستخط اعلیٰحضرت قدر قدرت"

انہین ایام مین پرنس البرٹ وکٹر کے انتقال کی خبر آئی۔ اعلیحضرت نے بطور ایک نشان اعزاز کے تمام ممالک محروسہ مین دو یوم کی تعطیل اور دفن کے روز ہزرائل ہائنس کی عمر کے حساب سے ایک ایک منٹ کے فاصلے سے توپین سر کرنیکا حکم صادر فرمایا۔ اور بحت رنج والم کیساتھ ہزرائل ہائنس ڈیوک آف کلیرنس اینڈ اونڈیل کی اس ناگہانی افسوسناک وفات پر ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے ایک ذاتی دوست جدا ہوگئے۔ جنہون نے اپنی تشریف آوری سے حیدرآباد کو عزت بخشی تہی اور اپنی مہربانی واخلاق سے حیدرآباد کے سب لوگونمین اپنے آپکو ہردلعزیز بنادیا تہا۔ وہ ملکہ معظمہ نے بہی اپنے ہوم سکرٹری کی ذریعہ اس ہمدردی اور غمزداری کی ممنونیت کا اعتراف فرمایا۔ جو اعلیٰحضرت اور کل رعایائے ممالک محروسہ سرکار عالی نے پرنس البرٹ وکٹر کی وفات کی صدمہ پر ظاہر کیا تہا۔

ورود لارڈ لینسڈون ویسرائے بہادر

اسی زمانہ مین لارڈ لینسڈون ویسرائے بہادر نے اپنی تشریف آوری سے حیدرآباد کو زینت بخشی اور اپکی تشریف آوری کے زمانہ مین حیدرآباد رشک ارم بنگیا تہا۔ ضیافت و مہمانداری نہایت ہی تکلف واہتمام کیساتھ عمل مین آئی۔ اور ایک عظیم الشان دربار منعقد کیا گیا۔

رونق افروزی لنگوارم (وقارآباد)

۹ رجب ۱۳۱۰ھ م ۹ رفبروری ۱۸۹۳ء کو روز شنبہ دن کے دس بجے اعلیٰحضرت شکار شیر کی عزم سے لنگوارم روانہ ہوئے۔ جب مقام معہودہ پر پہونچے تو ناور جنگ بہادر نے ایک شیر کو زخمی کیا۔ دوسرا شیر اعلیحضرت نے مارا تیسرا شیر بچ کر نکل گیا۔

۱۰ رجب کو انت گیری مین قیام ہوا یہان بہی ایک شیر زخمی ہوکر نکل گیا۔ پہر دو شیر نظر آئے مگر مارنیکا موقعہ نملا۔ نالہ مین چلے گئے۔ اتنے مین ایک بوبچہ نکلا اعلیحضرت نے نشانہ اجل بنایا سائس

مین وہ دو شیر (جو نالہ مین چلے گئے تھے) باہر نکلے اعلیحضرت نے دونون کو زخمی کیا۔ ایک تو تھوڑی دور جاکر گرا۔ دوسرا استقابل کے پہاڑ مین چلا گیا لیکن دوسرے روز وہ بھی مردہ پایا گیا۔ اس کے بعد اور دو شیر زخمی ہوکر داما گنڈم کی جھاڑی مین چلے گئے۔ الحاصل ۱۵ رجب ۱۳۲۰ھ کو اعلیحضرت مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے۔

نہضت افزائے جنگل پاپی و کیسا مندرم وانکوٹہ

۱۱ رمضان ۱۳۴۲ھ م ۹ اپریل ۱۹۲۳ء روز شنبہ کو اعلیحضرت نے بذریعہ اسپشل ٹرین (اس ٹرین کے ڈبے ایک لاکھ روپیہ کے صرف سے نہایت پر تکلف و نفیس تیار ہوئے ہین) شیر کے شکار کے لیے جنگل پاپی کا قصد فرمایا۔ اس مقام پر کوئی شیر نظر نہ آیا۔ پھر وہان سے ۱۶ رمضان کو کیسا مندرم تشریف لیگئے دو شیر نظر آئے۔ ایک زخمی ہوا۔ دوسرا پھر نکل گیا۔ اور وہ زخمی شیر دوسرے روز پہاڑ کے دامن مین مردہ ملا۔ آٹھ روز یہان قیام رہا۔ ۲۴ رمضان کو وانکوٹہ روانہ ہوئے یلتما کنٹہ کے مقام پر ایک مادہ شیر کا شکار ہوا۔ یمنور سے گاری کی خبر آئی۔ ایک شیر نواب ناور جنگ بہادر کے سامنے سے نکلا جسکو اُنہون نے دو گولیون مین مار لیا۔ اس عرصہ مین اعلیحضرت نے بھی ایک شیر کا شکار فرمایا۔ اور سلخ رمضان کو مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے۔

نفاذ قانونچہ مبارک

۱۳۳۷ھ مین قانونچہ مبارک کا حصہ اول نافذ ہوا۔ اوسکے چند ہی روز بعد دوسرا حصہ بھی شیوع پایا۔

انعقاد کیبنٹ کونسل

۲ رجب ۱۳۳۷ھ کو کیبنٹ کونسل (مجلس وزراء) مقرر ہوئی۔ اور یہ مجلس نگہداشت محکمہ جات عدالت ریاست اور اُنکی وابستگی و عمدگی کے باب مین اعلیحضرت کے بارگاہ مین پوری ذمہ دار قرار پائی۔

روانگی کیسامندرم و ماکوٹہ

۹ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ م ۲۰ مارچ ۱۹۱۰ء روز شنبہ کو اعلیحضرت نے شکار شیر کے لئے بذریعہ اسپیشل ٹرین کیسامندرم کا ارادہ فرمایا۔ یہان ایک تیندوہ شکار ہوا۔ اور آٹھ روز کے قیام کے بعد ماکوٹہ روانہ ہوئے چونکہ ریل پہاڑون مین سے جاتی ہے۔ اسلئے دور سے بالکل نظر نہین آتی۔ اور سرکاری ہاتہی (جنکی تعداد ۴۲ زنجیر ہوگی) کیسامندرم سے نکل کر ریل کی سڑک پر آہستہ آہستہ ماکوٹہ کے طرف جا رہی تھی۔ دفعتاً ریل انکی قریب آ پہونچی جب انجن ڈرائیور نے ان ہاتہیون کو ریل سے اسقدر نزدیک دیکھا تو اسکے ہوش اُڑ گئے۔ ریل تو فوراً رک نہین سکتی تہی۔ اسلئے اُسنے بہت زور سے سیٹی دی۔ اور چشم زدن مین انجن ہاتہیون کے بیچ مین ہوگیا۔ اور ہاتہی سیٹی کی آواز سے دائین اور بائین ہوگئے۔ لیکن فتح نصیب نامی ہاتہی۔ جسپر کٹہی بہ ہاتہی سڑک کے بیچ مین چل رہا تہا۔ اب انجن کے اگلے حصہ کی ٹکر اُس ہاتہی کے شانہ پر اس زور سے لگی کہ ہاتہی کے پاوں اُٹھ گئے۔ اور ۱۰ فٹ بلند ہو کر ریل کی سڑک کے سیدھے طرف ایک دوسرے ہاتہی علی مدد نامی پر گرا۔ یہ ہاتہی (فتح نصیب) تو وہین ڈہیر ہوگیا۔ مگر علی مدد کا بہی بایان دانت ٹوٹ گیا۔ اس حادثہ ناگہانی سے ڈرائیور کی جان خوف کے مارے فنا ہو رہی تہی۔ کیونکہ اس گاڑی مین سوا کروڑ رعایا کا حکمران رونق افروز تہا۔ اور اس ٹکر سے ڈرائیور کو یہ خوف پیدا ہوگیا تہا کہ کہین ریل اُلٹ نجائے۔ یا انجن ریلوے لین سے علیحدہ نہو جائے بہر حال یہ دونون صورتین بہی نہایت خوفناک تہین۔ الحاصل ڈرائیور نے تہوڑی دور جا کر ریل کو ٹہیرا دیا۔ بحمد اللہ و باقبال اعلیحضرت کسی ایک کو بہی بال برابر صدمہ نہ پہونچا۔ اور اعلیحضرت معہ ہمراہیان مع الخیر ۴ بجے ماکوٹہ داخل ہوئے۔

بتاریخ ۱۰ اپریل رفیع الدین نامی جوان کو توالی کو (جو خیمۂ شاہی کے قریب پہرہ دے رہا تہا) سانپ نے کاٹا اور کوتوالی کا گارڈ دور ہٹنے سے کوئی جوان اُسکا پہرہ بدلا نہ سکا۔ ہر چند دیگر ملازمان شاہی نے جوان

مذکور کو جانیکے لئے کہا۔ مگر اُسنے پہرہ خالی چھوڑنے سے انکار کردیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب زہر نے اثر کیا تو
بیچارا بیہوش ہوگیا جب الحکم خسروی لقمان الدولہ بہادر نے اسکا علاج کیا۔ بفضلہ تعالی صحت حاصل ہوگئی
بعد ازاں اعلیحضرت نے اُس جوان کو جمعداری پر ترقی کر کے پانسو روپیہ نقد مرحمت فرمایا۔ دوسرے روز سیساگنٹہ
مین ایک شیر شکار ہوا۔ الحاصل ۲۰ شوال ۱۳۱۰ھ م ۱۹ اپریل ۱۸۹۳ء اعلیحضرت مانکوٹہ سے کوچ کر کے
بلدہ رونق افروز ہوئے۔

گلشن

عطیۂ خطابات بابت جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۱ھ سرفرازی وزارت نواب وقار الامرا بہادر و آمد ... تمغہ ... فرمانروائی

عطیۂ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۲ھ تشریف آوری ڈیوک آف ... لارڈ ایلجن وایسرا بہادر انعقاد جشن ... تولد ... عظمہ

انعقاد جلسہ سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۶ھ انعقاد دربار پیشی ... اعلیحضرت عطیۂ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۴ھ

عطیۂ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۱ھ

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۱۱ھ کو حسب معمول سالگرہ مبارک کا رسم ہمایون ادا ہوا۔ اور تقریب مذکور مین ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۱۱ھ

کو اکثر امرا سلطنت و عہدہ داران ریاست خطابات و مناصب سے سرفراز ہوئے جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نشان تسلسل	نام	خطاب نوابی وغیرہ	جنگ	دولہ یا الدولہ	ملک	راجہ وغیرہ	خطاب راجہ راجایان و مہاراجہ	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	راجہ کشن پرشاد بہادر	•	•	•	•	•	راجایان راجہ مہاراجہ بہادر	ہفت ہزاری منصب پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۲	چندا پرشاد	•	•	•	•	راجہ چندا پرشاد بہادر	•	دو ہزار و پانصدی منصب یکہزار سوار و علم
۳	راجہ شیوراج دھرم ونت بہادر	•	•	•	•	•	راجہ راجایان	چار ہزار و پانصدی منصب سہ ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۴	اشرف الدولہ بہادر				رکن السلطنت [illegible] خان	•	•	چار ہزار و پانصدی منصب سہ ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۵	قادر الدولہ بہادر	•	•	•	قادر الملک			چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۶	راجہ [illegible] بہادر	•	•	•	•	•	راجہ راجایان بہادر نوازونت	چار ہزار و پانصدی منصب سہ ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۷	لطیف الدولہ بہادر	•	•	•	لطیف الملک	•	•	چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۸	جلال الدولہ بہادر	•	•	•	جلال الملک	•	•	چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۹	[illegible] مرزا خان	نواب مرزا خان بہادر	ناظم یار جنگ	دبیر الدولہ	فصیح الملک بلبل ہندوستان جہان استاد	•	•	چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۰	محمد جواد شفیع الدین	محمود شفیع الدین خان بہادر	جبار جنگ	جبار الدولہ	•	•	•	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۱	معتمد جنگ بہادر	•	•	معتمد الدولہ	•	•	•	سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۲	حکیم محمود حیدر	محمد حمید خان بہادر	افلاطون جنگ	لقمان الدولہ اشرف الحکما	•	•	•	سہ ہزاری منصب [illegible] سوار و علم و نقارہ
۱۳	گو[illegible] سہائے	•	•	•	•	راجہ گو[illegible] سہائے بہادر	•	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم
۱۴	بھگوان سہائے	•	•	•	•	راجہ بھگوان سہائے بہادر	•	دو ہزاری منصب یکہزار سوار و علم

۱۵	گردھر راج	.	.	.	.	راجہ گردھر راج بہادر	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۶	لوچن چند	.	.	.	.	راجہ لوچن چند بہادر	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۷	اندرکرن	.	.	.	.	راجہ اندرکرن بہادر	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۸	محمد امام الدین خان بہادر	.	دائم جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۱۹	محمد جمال الدین خان بہادر	.	صادق جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۰	محمد فرید الدین خان بہادر	.	شہباز جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۱	محمد داور الدین خان بہادر	.	داور یار جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۲	محمد سلطان الدین خان بہادر	.	نظام نواز جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۳	عبدالرشید	سید عبدالرشید خان بہادر	سید جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۴	محمد جہانگیر بیگ	محمد جہانگیر بیگ خان بہادر	شہسوار جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۵	سید امراللہ	سید امراللہ خان بہادر	معتضد جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۶	محمد حسن الدین	محمد حسن الدین خان بہادر	واجد نواز جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۷	محمد نیاز الدین	محمد نیاز الدین خان بہادر	محمد نواز جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۸	محمد سید کاظم	سید محمد کاظم خان بہادر	مشیر جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۲۹	میر جہانگیر علی	میر جہانگیر علی خان بہادر	جہانگیر جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۰	وزارت علی	وزارت علی خان بہادر	علی یاور جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۱	خواجہ قدرت اللہ	خواجہ قدرت اللہ خان بہادر	منصور جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۲	میر زیارت علی	میر زیارت علی خان بہادر	شیر جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۳	محمد ابوالحسن	محمد ابوالحسن خان بہادر	شوکت جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم

۳۴	محمد گیسو دراز	محمد گیسو دراز خان بہادر	سبقت یاب جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۵	محمد اعظم علی	محمد اعظم علیخان بہادر	کامیاب جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۶	میر محمد علیخان بہادر	.	مستقیم جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۷	راجہ سیسیر راو بہادر	.	.	.	.	.	مہابلونت	چار ہزاری منصب سہ ہزار سوار علم و نقارہ
۳۸	حسینی مرزا	حسینی خان بہادر	مظفر یار جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۳۹	فضل علی بیگخان بہادر *	.	انور جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۰	میر محمد سعید الدین	میر محمد سعید الدین خان بہادر	تفضل یاب جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۱	میر یاور علی	میر یاور علیخان بہادر	یاور جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۲	میر کلب حسین	میر کلب حسین خان بہادر	محکم جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۳	جانثار خان بہادر		جانثار جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۴	میر سلطان علی	میر سلطان علیخان بہادر	نصرت جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۵	میر تیمور علی	میر تیمور علیخان بہادر	مظفر جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۶	میر لیاقت علی	میر لیاقت علیخان بہادر	تحسین جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۷	میر جہاندار علیخان بہادر	.	ارسلان جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۸	سید سرفراز علی	سید سرفراز علیخان بہادر	مستقیم جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۴۹	میر غلام حسین	میر غلام حسین خان بہادر	مصطفی یار جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم
۵۰	میر ممتاز علی *	میر ممتاز علیخان بہادر	ممتاز یار جنگ	.	.	.	.	دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم

* جن ناموں پر یہ نشان مذکور ہے دیکھئے نمبر ۲۲-۳۹-۴۳ (پہلے سنین میں بھی بمبارک اعلیحضرت اقدس و اعلی کسی ایک سنہ میں بھی خانی و بہادری کا خطاب عطا ہو پایا نہیں جا بالکل جریدہ اعلامیہ سرکار عالی میں ان ناموں کو لیا

۵۱	مرزا ولایت علی بیگ	مرزا ولایت علی بیگ خان بہادر	عماد جنگ	.	.	.	.	دوہزاری منصب ہزار سوار و علم
۵۲	مرزا احمد علی بیگ	مرزا احمد علی بیگ خان	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵۳	مرزا حامد علی بیگ	مرزا حامد علی بیگ خان	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵۴	مرزا محبوب علی بیگ	مرزا محبوب علی بیگ خان	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵۵	میر لطف علی	میر لطف علی خان بہادر	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵۶	میر حسین علی	میر حسین علی خان بہادر	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب
۵۷	میر لطیف بیگ	میر لطیف بیگ خان بہادر	.	.	.	.	.	یکہزاری منصب

سرفرازی وزارت نواب سر وقار الامرا بہادر

جب ۶ جمادی الاول ۱۳۱۱ھ کو نواب سر آسمانجاہ بہادر نے بوجہ علالت مزاج ۶ ماہ کی رخصت لی تو اعلیٰحضرت اقدس و اعلیٰ نے بمراحم خسروانہ نواب سر وقار الامرا بہادر کو خدمت مدار المہامی پیر تا حکم ثانی بطریق پروپشن دآزمایش سرفراز فرمایا۔ اور جملہ اقتدارات و اختیارات عہدۂ مدار المہامی عطا ہوئے ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ کو مجلس مالگزاری کا انعقاد ہوا۔ اور محکمۂ پولیٹیکل و فنانس کی معتمدی کا عہدہ معتمدی مال کے ساتھ بلقب معتمد مال و فینانس ضم کیا گیا ہوم سکرٹری کا عہدہ تبدیل ہو کر معتمد عدالت

تقیہ نوٹ صفحہ (۹۶) خانی و بہادری سہو سے لکھ گئی ہے۔ اس لحاظ سے خالی نہیں ہے۔ اول یہ کہ غالباً۔ سہو کتابت سے ایسا لکھدیا گیا ہے ورنہ اسی سال خانی و بہادری کا خطاب بھی عطا ہوا ہے۔ دوسرا یہ کہ شاید خانی و بہادری کے خطابات ان حضرات کو بعہد حضرت غفران مکان نواب افضل الدولہ بہادر عطا ہوئے ہوں۔ لیکن یہ قیاس صرف نمبر ۲۱ - ۲۲ - ۳۹ کے نسبت بلحاظ قدیم وسابقہ اعزاز خاندانی و عمری قائم رہ سکتا ہے۔ اور باقی نمبر ۴۳ و ۵۰ کے نسبت یقینی طور پر کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲ مولف

وکوتوالی وامورعامہ قرار پایا۔ اور مشیر قانونی سرکار کا عہدہ جو پہلے علیحدہ تہا وہ تخفیف کیا گیا۔ اور جو خدمات
کہ اُس سے متعلق تہین۔ معتمد عدالت وکوتوالی وامورعامہ کے تفویض ہوئین۔ انسپکٹر جنرل مال کا عہدہ
ترک کے مسٹر ڈنلاپ مجلس مالگزاری کے رکن اعلی قرار دئیے گئے۔ اور انسپکٹر جنرل آبکاری و ممہو و جسٹری
کا عہدہ تخفیف ہوکر آبکاری کا کام مجلس مالگزاری کے تحت کردیا گیا۔ اور ممہو و جسٹری کا کام مجلس عدالت
العالیہ کے ایک جج کے تفویض ہوا۔ ناظم زراعت و تجارت کا عہدہ بعد انتقال عہدہ دار سابق کے تخفیف مین
لایا گیا۔ اور خدمات متعلقہ مجلس مالگزاری مین انجام پانے لگے۔ کنٹرولر جنرل کا عہدہ جدید قائم ہوا۔ معتمد تعمیرات
عامہ کا عہدہ جو قبل ازین چیف انجنیر کے عہدہ مین شامل تہا وہ علیحدہ کرکے عہدہ معتمدی پر ایک عہدہ دار
متعین کیا گیا۔ اور ریلوی و معدنیات بہی اُس سے متعلق رہے۔ معتمد افواج کیساتہ ایک جائنٹ سکرٹری
(شریک معتمد) مقرر ہوا۔ اور سررشتہ امور مذہبی کا ایک جداگانہ معتمد قرار دیا گیا۔ ورنہ سابق مین اس
سررشتہ کا تعلق معتمدی عدالت وکوتوالی وامورعامہ سے تہا۔ مگر آئندہ چلکر امور مذہبی کا یہ انتظام قائم
نہ رہا۔ بلکہ ۱۳۳۱ھ مین حسب سابق معتمدی عدالت وکوتوالی وامورعامہ مین ملکر ضم کردیا گیا۔

رونق افروزی گنگوارم (وقارآباد)

۱۹ رمضان ۱۳۱۱ھ م ۲۰ مارچ ۱۸۹۴ء کو اعلیحضرت نے بغرض شکار گنگوارم کا قصد فرمایا چنانچہ
داما گنڈم کے مقام پر ایک شیر شکار ہوا۔ اور اس مقام پر نواب عثمان یار جنگ بہادر کو اعلیحضرت نے ایک عمدہ
نور فیلی اکسپرس رفیل مرحمت فرمائی۔ اسکے بعد غرۂ شوال کو سواری مبارک مراجعت فرمائے بلدہ ہوئی

نہضت افزائے تالاب پاکہال*

۲۵ شوال ۱۳۱۱ھ م ۱ مئی ۱۸۹۴ء کو شکار کے لئے ظل سبحانی نے پاکہال کے تالاب کو بذریعہ اسپشل

---

* کہتے ہین کہ اس تالاب کو راجہ پرتاب رودر نے تعمیر کرایا تہا ایک پتہر دہ، فٹ طول ۱/۲ ۱ فٹ عرض جسکے چارون طرف حروف
کندہ ہین اس تالاب کے مابعد پیدا ہوا ہے۔ ۱۳۰۴ھ مین جب نادر جنگ بہادر اولی پاکہال کے تالاب پر شکار کو گئے تہے تو

ٹرین روانہ ہوئے ہمراہی مین نواب ولی الدولہ (؟) وقار الملک بہادر۔ نواب افسر جنگ بہادر۔ نواب عثمان یار جنگ بہادر۔ نواب شرف یاب جنگ بہادر۔ نواب مستحکم جنگ بہادر۔ نواب لقمان الدولہ بہادر۔ نواب آصف نواز جنگ بہادر۔ نواب فصیح الملک بہادر۔ نواب جان نثار جنگ بہادر۔ نواب اسد یار جنگ بہادر۔ نواب مظفر جنگ بہادر تھے۔ ۲ بجے اسپشل سکندرہ پہونچی۔ یہان سے اعلیحضرت گاڑی مین سوار ہوکر چندرامین پیٹھ دیہ مقام تالاب پاکھال سے ۱۱ میل پر واقع ہی) رونق افروز ہوے۔ اور دلی واگ کے نالہ مین ایک شیر شکار فرمایا۔ دوسرا زخمی ہوکر نکل گیا لیکن دیسائی نے اس زخمی کو مار لیا۔ آلم بریہی مین اور دو شیر نشانہ اجل بنے تیسرا زخمی ہوکر چلا گیا۔ دوسرے روز ایک اور شیر شکار ہوا۔ اسکے بعد کچھ عجیب و نادر اتفاق گذرا کہ تین روز تک متواتر دو دو شیر شکار ہوئے۔ پھر دو ہفتہ کے عرصہ مین اور پانچ شیر مارے گئے۔

۱۱ ذیحجہ ۱۳۲۰ کو عیدگاہ شاہی مین عید کا دربار منعقد ہوا۔ نذرین وغیرہ پیش ہوئین۔ بعد ازآن ۱۶ ذیحجہ کو ایک اور شیر شکار کرکے ۲۵ ذیحجہ کو اعلیحضرت بلدہ واپس ہوئے۔*

بقیہ نوٹ صفحہ (۹۸) اس تھپر کو ایک چبوترہ پر نصب کرایا تھا۔ ان حروف کی شکل خط تلنگی و سنسکرت سے بہت مشابہ ہی غالباً اس سے پاکھال کے تیاری کی تاریخ برآمد ہوگی۔ لیکن اس خط کو کوئی پڑھ نہین سکتا۔ سنہ ۱۸۷۲ء مین بعہد وزارت سر سالار جنگ اعظم یہان پر چند یوروپین شکار کے لئے آئے تھے۔ انہون نے تھپر کا فوٹو لیا تہا۔ اور موم کے بڑے بڑے تختے بناکر ان حروف کو اٹھا لیا تہا۔ چنانچہ وہ تختے ولایت بہیجے گئے تہے۔ مگر اب تک اوسکا نتیجہ معلوم نہین ہوا۔ آیا اسمین کامیابی ہوئی یا نہین۔ ۱۲ مولف

* اس کے بعد بہی اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ متعدد بار سیر و شکار کے لئے مانکوٹہ۔ نرسم پیٹ۔ تالاب پاکھال وغیرہ تشریف لیگئے ہین۔ اور اب تک بہی اسکا سلسلہ جاری ہی۔ مگر ہم آئندہ صرف دو چار اہم و مشہور دلچسپ سیر و شکار کے واقعات بیان کرینگے اور باقی بلحاظ طوالت قلم انداز کئے جاتے ہین۔ امید ہی کہ ہمارے ناظرین بہی ہماری رائے کے ساتھ اتفاق کرینگے۔ ۱۲ مولف

چونکہ نواب سر وقار الامرا بہادر نے تقریباً دس ماہ تک نہایت مستعدی اور خوش اسلوبی سے خدمت مدار المہامی کے آزمائشی زمانہ کو انجام دیا۔ اسلئے نواب ممدوح بارگاہ خسروی سے ۴ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ کو خدمت مدار المہامی پر مستقل کرے گئے۔

عطیۂ خطابات جشن سالگرہ ہمایون بابتہ ۱۳۱۲ھ

۷ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ کو حسب معمول سالگرہ مبارک کا جشن منایا گیا۔ اور بتاریخ ۱۰ جمادی الاول ۱۳۱۲ھ اکثر امراء و عہدہ دار خطابات و مناصب سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔

نمبر شمار	نام	خانی و بہادری	جنگی	دولگی	ملکی	امرائی و نوازی	جاہی	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	سرور جنگ بہادر	•	•	سرور الدولہ	سرور الملک	•	•	منصب چار ہزاری پنجہزار سوار و علم و نقارہ
۲	محبوب یار الدولہ بہادر	•	•	•	فیاض الملک			منصب چار ہزاری و سہ ہزار سوار پالکی و نقارہ
۳	افسر جنگ بہادر	•	•	افسر الدولہ	•	•	•	سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۴	محبوب یار جنگ بہادر	•	•	ناظم الدولہ	•	•	•	سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۵	راجہ راجایان سر نرسنگ راج بہادر ونت بہادر	•	•	•	•	•	راجہ راجایان نواز جنگ بہادر	سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۶	تدبیر جنگ بہادر	•	•	قوت یار الدولہ	•	•	•	منصب دو ہزاری و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۷	اسد یار جنگ بہادر	•	•	اسد یار الدولہ	•	•	•	منصب دو ہزاری و ہزار سوار و علم و نقارہ
۸	شجاعت جنگ بہادر	•	•	امیر الدولہ	•	•	•	منصب دو ہزاری و ہزار سوار و علم و نقارہ
۹	راجہ گردھاری پرشاد بہادر	•	•	•	•	•	محبوب نواز ونت	منصب دو ہزاری و ہزار سوار و علم و نقارہ

نمبر	نام	خطاب	خطاب	خطاب				منصب
۱۰	معزز یار جنگ بہادر	•	•	معزز یار الدولہ	•	•	•	منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۱	شوکت جنگ بہادر	•	•	حسام الدولہ	•	•	•	منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۱۲	میر مبارک علی	میر مبارک علیخان بہادر	مظفر جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۱۳	میر جہانگیر علی	میر جہانگیر علیخان بہادر	جہانگیر جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۱۴	مرزا ذوالقدر بیگ	مرزا ذوالقدر بیگخان بہادر	ذوالقدر جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۱۵	مرزا محمد سجاد بیگ	مرزا محمد سجاد بیگخان بہادر	عثمان نواز جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۱۶	مولوی محمد حمید اللہ	محمد حمید اللہ خان بہادر	سربلند جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۱۷	میر لطف علیخان بہادر	•	افضل العلما مہتاب جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۱۸	میر فیاض الدین علی	میر فیاض الدین علیخان بہادر	قوت جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۱۹	محمد مہدی حسن	محمد مہدی حسن خان بہادر	فتح نواز جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۲۰	سید سراج الحسن	سید سراج الحسن خان بہادر	امیر یار جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۲۱	مولوی سید حافظ احمد رضا	سید حافظ احمد رضا خان بہادر	سکندر نواز جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۲۲	مولوی وحید الزمان	وحید الزمان خان بہادر	وقار نواز جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۲۳	مولوی احمد عبد العزیز	احمد عبد العزیز خان بہادر	عزیز جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۲۴	محمد افضل	محمد افضل خان بہادر	افضل یار جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۲۵	محمد علی بیگ	محمد علی بیگ خان بہادر	سردار یار جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۲۶	محمد فراست	محمد فراست خان بہادر	اشرف نواز جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۲۷	محمد عباس ڈاکٹر	محمد عباس خان بہادر	انتظام جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم
۲۸	میر عبد الصمد	میر عبد الصمد خان بہادر	فیض جنگ	•	•	•	•	منصب دو ہزاری یکہزار سوار و علم

۲۹	میر حسن علی	میر حسین علی خان بہادر	مجاہد جنگ	.	.	.	.	.	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۳۰	لچھمی پرشاد	.	.	.	.	.	راجا لچھمی پرشاد بہادر	.	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۳۱	مرزا محمود حسین بیگ	مرزا محمود حسین بیگ خان	.	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری
۳۲	مرزا محمد اکبر	مرزا محمد اکبر علی خان بہادر	.	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری
۳۳	میر محمود علی	میر محمود علی خان بہادر	.	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری
۳۴	میر محمد علی	میر محمد علی خان بہادر	.	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری
۳۵	لالہ دین دیال	.	مشیر جنگ	.	.	.	.	.	منصب دو ہزاری و یکہزار سوار و علم
۳۶	محمد حامد الدین حسین	محمد حامد الدین حسین خان بہادر	.	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری
۳۷	سید وزارت علی	سید وزارت علی خان بہادر	.	.	.	.	.	.	منصب یکہزاری

تشریف آوری لارڈ ایلجن ویسرائے بہادر

۲۴ر جمادی الاول ۱۳۱۳ھ کو نواب ویسرائے ہند لارڈ ایلجن بہادر رونق افزائے حیدرآباد ہوئے۔ اعلیحضرت کے جانب سے کمال درجہ کی آؤبھگت اور معقول مہمانداری ادا کیگئی۔ تمام شہر آراستہ کیا گیا۔ جابجا کمانین نصب کی گئیں دو تین شب تک روشنی کی کثرت رہی۔ تمام دفاتر سرکار عالی میں ۵ روز کی تعطیل بھی عطا ہوئی۔ بہرحال ویسرائے بہادر کے تشریف آوری کا خیر مقدم پورا پورا ادا کیا گیا۔ اور اعلیحضرت اقدس و اعلی نے اپنے معزز مہمان کی آمد پر بیحد مسرت وکمال شادمانی کا اظہار فرمایا۔

اسی سال معتمدی مالگزاری کو معتمدی فینانس سے علیحدہ کر کے رکن اول مجلس مالگزاری کو تمام امور کا ذمہ دار گردانا گیا۔ اور جملہ کاغذات متعلقہ مالگزاری بالراست عالیجناب مدار المہام بہادر سرکار عالی کی پیشی میں پیش کریکے لیے حکم قضا شیم نافذ ہوا۔

انہیں ایام مین حضرت ناصر الدین شاہ قاچار والی ایران کے مقتول ہونیکی خبر وحشت اثر معلوم ہوئی چنانچہ اس موقع پر اعلیحضرت نے بلحاظ ہمدردی نہایت غم وافسوس کیساتھ بطور شان افزائی کے ۹ ذیقعدہ ۱۳ ھ کو تمام دفاتر سرکاری کے بند ہونیکا فرمان جاری فرمایا۔

عہدۂ انسپکٹر جنرل اسٹامپ جو سابق مین کمشنر آبکاری کیساتھ ضم تہا۔ اور ۱۳ھ مین بجائے خود شکست ہو کر اسکا کام مجلس عدالت العالیہ کو منتقل کر دیا گیا تہا۔ اب ۱۴ھ مین از سر نو قائم ہوا۔

اور اسی سنہ مین نگرانی کوتوالی اضلاع سے صوبہ داران اسمائے کو سبکدوش کر کے انکے اختیارات اول تعلقداران اضلاع (جو ناظم کوتوالی کہلاتے ہین) کو منتقل کئے گئے۔

اور اسی زمانہ مین تقریباً پچاس لاکھ روپیہ کے سرکار عالی کے پرامیسری نوٹ جاری ہوئے جنکو رعایائے ممالک محروسہ سرکار عالی نے نہایت خوشی کیساتھ خرید کیا۔

انعقاد جشن ڈائمنڈ جوبلی ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند

۲۰ جون ۹۷ء م ۱۹ محرم ۱۵ھ کو ڈائمنڈ جوبلی (کیونکہ ملکہ معظمہ کو تخت انگلستان پر بیٹھے ہوئے پورے ساٹھ سال ہوئے تھے۔) کی تیاریان نہایت دلچسپی اور خوشی کیساتھ ریاست حیدرآباد مین آغاز کیگئین اور ہر دو گورنمنٹ کی فیمابین جو خلوص و اتحاد ہے۔ اسکا اظہار کمال مسرت کیساتھ ہوا۔ چنانچہ اعلیحضرت نے اپنی گورنمنٹ و رعایا کو حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ مین اسموقع پر تہنیت وجشن منانے مین کوئی دقیقہ باقی نرکہا جائے۔

۲۲ جون کو ایک دربار عالیشان منعقد پایا جسمین صاحب عالیشان بہادر نے ویسرائے بہادر کا خریطہ پیش کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ حضور ملکہ معظمہ کا ارادہ تہا کہ اس عمدہ موقع پر ہندوستان کے تمام والی انکی خدمت مین حاضر ہون۔ لیکن طاعون اور قحط سالی کی وجہ سے (جو ہندوستان مین پہیلی ہوئی تہی) ملکہ معظمہ نے اپنی رائے بدلدی۔ اور جبکہ حضور نظام نے اپنے شہر مین جوبلی کے لئے جشن کرنے کی خواہش

دکھلائی اور مطابق اُسکے فرمان بھیجے تو اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ملکہ معظمہ کے خیالات کو دو جو یکسوئی اور غیر سونچی ہمدردی کی بابت تھے گویا حضور نظام نے پہلے ہی سے سونچ رکھا تھا۔ اور یہان کے لوگون کی خوش قسمتی سے جو اس موقع پر ظاہر ہوئی۔ یہی پایا جاتا ہے کہ تمام ہندوستان مین حیدرآباد کی ریاست سے بڑھکر کوئی وفادار نہین ہے،، الحاصل اس تہنیت مین اکثر جگہ امراؤن کے پاس کئی روز تک جلسے ہوتے رہے اور پُرزور تقریرین کیگئین۔ اور اعلیحضرت نے بہت سے قیدی رہا کئے۔ اور خوشی کی توپین سر کیگئین۔

مزید برآن منجانب اعلیحضرت۔ نواب ظفر جنگ شمس الدولہ بہادر۔ ملکہ معظمہ کی خدمت مین مبارکباد کہنے کی غرض سے لندن بھیجے گئے۔

اسی سال کرنل نیول۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے انتقال کیوجہ سے اعلیحضرت نے براہ خسروانہ میجر نواب افسر الدولہ بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کمانڈر افواج باقاعدہ کو منتخب فرماکر افواج امپیریل سروس اور افواج باقاعدہ و گولکنڈہ بریگیڈ کی لمان تفویض فرمائی۔

۲۰ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ کو حسب فرمان خسروی مجلس امراء (فیناشل کمیشن) بلحاظ عدم ضرورت جسکا انعقاد و جمادی الاول ۱۳۱۵ھ کو ہوا تھا برخاست کردیگئی۔

انعقاد جلسہ سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۶ھ اور اڈریس بلی رعایا وغیرہ و اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلی

۱۳۱۶ھ مین تینتیسوین سالگرہ مبارک کی موقعہ پر حسب تحریک رعایا۔ اکثر و کل اخبارات نے جلسو کے انعقاد و اڈریس کے پیش کرنیکے لئے رائے زنی شروع کی۔ گو ابتدا ولادت مبارک سے اسوقت تک سالگرہ مبارک کے موقعہ پر ہر سال اکثر امراء و عہدہ داران کے پاس ایٹ ہوم و ٹی پارٹی کے جلسے ہوا کرتے ہین۔ اور عام رعایا بھی حسب مقدور اپنے اپنے مکانات پر روشنی وغیرہ کیا کرتی ہے خاص کر دفتر صرفخاص کا عملہ تو اس مبارک موقع پر ہر سال مسرت و انبساط کا بہت بڑا حصہ لیتا ہے کیونکہ سالگرہ کی روز دفتر صرفخاص مین ایک بہت بڑا جشن ہوا کرتا ہے جسمین امراء و شعراء مدعو ہوتے ہین۔ اور

ہنیتی قصائد پڑہے جاتے ہین - کمانین اور جہنڈیان لگائی جاتی ہین - روشنی کا انتظام بہی بکثرت ہتا ہے
مگر اس سال کچہہ اور ہی سمان بندہا - بلدہ مین گہر گہر تیاریان شروع ہوئین - مختلف جلسے کئے گئے - اور
بلدہ کے علاوہ اضلاع و تعلقات و دیہات وغیرہ مین بہی اس تقریب ہمایون کا عام جشن منایا گیا
الحاصل رعایا و فوج ایسنس و حکمائے سندیافتہ و شرکائے دکن مڈیکل ایسوسی ایشن کے جلسے باغ عامہ
مین اور باقی تمام جلسے بتمام ملک پیٹہ ادا کئے گئے - اور اعلیحضرت کے خیر مقدم و سالگرہ کی خوشی مین
جسکو رعایائے دکن نے اپنی جان نثاری اور وفاداری کے ثبوت مین بسرپرستی نواب اکبر الملک بہادر سی
ایس - آئی - کوتوال بلدہ منعقد کیا تہا - اور جسمین ساہوکار و جاگیردار و سوداگر وغیرہ کا ۵ ہزار روپیہ
صرف ہوا تہا) ۵ سے ۸ ربیع الثانی تک باغ عامہ باغ ارم بنا رہا - جسکے دیکہنے کے لئے تمام شہر
ٹوٹا پڑتا تہا - صبح سے شام تک فتح میدان مین اسپورٹس اور دن رات باغ عامہ مین جلسہ ہائے رقص
و سرود ہوتے رہے - باغ عامہ کی ہر ایک روش پر جہنڈیان اور بیرقین لگائی گئین - اور اسٹیشن سے
سیف آباد تک پوری پوری آراستگی کیگئی - باغ عامہ کے اندر متعدد خیمے نصب کئے گئے اور باغ کے
عزبرو یہ ایک بہت ہی پُر تکلف مصنوعی مکان بنایا گیا - جیسے کہمبے فولادی اور جست مین کے بنے ہوے
تہے - اور اسپر بہت ہی خوشنما روغن کیا گیا تہا - اس مصنوعی مکان یا منڈوے کا رخ شمال سے جنوب
کیطرف رکہا گیا تہا - اور اسکے چپے راست بہت بڑی اور وسیع ماہتابیان تانی گئین - اور جانب
جنوب ایک نہایت نفیس و آراستہ چبوترہ تیار کیا گیا - جسپر سرخ بانات منڈہی گئی تہی - اور اسکے اوپر ایک
طلاکار قبہ نصب کیا گیا جسکو تاش و زربفت کی جہالرین لگی ہوئی تہین - اُسکے نیچے ایک نہایت خوشنما کام
کی ہوئی ونڈاپسنگی لگائی گئی تہی جسکے کہمبے گنگا جمنی کام کے تہے - اور اسکے نیچے دو طلائی کرسیان
اعلیحضرت ظل سبحانی اور شاہزادہ ولیعہد بہادر کے جلوہ افروزی کے لئے رکہی ہوئی تہین - ان کرسیون کے
پیچہے ایک باریک سپر وہ لگا ہوا تہا جسمین طلائی چاند تارے جڑے ہوئے تہے - اور اسی چبوترہ کے

اردگرد موقع موقع پر پہولون کے کونڈے رکہے گئے تہے - اور اوپر جہاڑ و فانوس لٹک رہے تہے یہہ ایسا سہانا اور خوشنما منظر تہا کہ جسکو دیکہنے سے نظر لگتی تہی -

یہ وہ مقام تہا جسکو رعایا جان نثار نے اعلیحضرت کی رونق افروزی کے لئے بصرف زر کثیر تیار کیا تہا- تمام باغ کے روشون پر روشنی کے گلاسون کی چمن بندی کیگئی تہی- آبادی شاپ سے فتح میدان اور باغ عامہ تک روشنی ہی روشنی تہی -

۵ ربیع الثانی کو فتح میدان مین تمام دن اسپورٹس ہوتی رہی - شب مین اعلیحضرت معہ شاہزادہ والاتبار کامل اسٹاف کے ساتہ رونق افروز باغ عامہ ہوئے -

معزز رعایا اور اعلیٰ عہدہ دارون نے اعلیحضرت کی بگہی سے گہوڑے کہول کر بگہی کو گلپوش بنایا- آن اعلیحضرت پر اسقدر پہول برسائے کہ پہولون کی ڈہیر لگ گئی - اسکے بعد بگہی کو وہان (ٹرک) سے تا دیوا تمام امرا جاگیردار و سوداگر و رعایا وغیرہ نے بمسرت تمام اپنے ہاتون سے کہینچ کر لایا- فوراً بینڈ بجنے لگا- خوشی کے نعرے آسمان پر گونجنے لگے - حضرت ظل سبحانی تخت پر رونق افروز ہوتے ہی شہزادہ والاتبار بہی جانب چپ کرسی زرنگار پر جلوہ افروز ہوئے - اور جملہ ایڈیکانگ و مصاحبین اعلیحضرت کے اردگرد مثل ہالہ کے استادہ ہوگئے - پہر اعلیحضرت کی فرق مبارک پر سے تصدق اتارا گیا - مصوّر جنگ بہادر نے برقی روشنی مین اس جلسہ کا فوٹو لیا- جب یہ تمام امور ختم ہوئے تو رعایا وغیرہ کے جانب سے اڈریس پڑہا گیا- جسکا جواب اعلیحضرت نے نہایت فصیح و موثر الفاظ مین ادا فرمایا- جسکے ہر ہر فقرہ پر مسرت و خوشی کے چہچہے (تالیان) ہوتے رہے - اور رعایا جان نثار کا یہ حال تہا کہ اعلیحضرت کی ہر ایک فقرہ پر اپنی جان اور مال تصدق و نثار کرنیکو آمادہ تہی - الحاصل تقریر دلپذیر کے ختم ہوتے ہی نذرین پیش ہوئین - قوالون نے مبارکباد کی صدا بلند کی - اور آتشبازی - کا خوب نظارہ رہا - اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا - اور سواری مبارک ایوان شاہی کو مراجعت کی - دوسرے روز سے ملک پیٹھ

مین متواتر وسلسل جلسے ہوتے رہے ۔ متعدد اڈریس پیش ہوئے ۔ اعلیحضرت نے بھی ہر ایک اڈریس کا جواب
بیش بہا الفاظ مین ادا فرمایا ۔ جسکے فقرے آب زر سی لکھنے کے لائق اور پند ونصائح سے مملو تھی ۔ چنانچہ
اب ہم یہان پر ان اڈریسون کا خلاصہ (بوجہ طوالت) اور اعلیحضرت کی مکمل اسپیچین ناظرینون
کی دلچسپی اور معلومات کے لئے درج کرتے ہین جس سے اعلیحضرت کی رعایا پروری ۔ قدر نوازی ۔ رحم دلی
حق رسانی ۔ ہردلعزیزی ۔ فراست ۔ دانائی ۔ اور وقار الکاہی کا اندازہ اور سچا فوٹو نظر آئیگا ۔

خلاصۂ اڈریس اول منجانب رعایائی حیدرآباد بمقام بلغ عامہ

اے ہمارے بادشاہ عالم پناہ ۔ ہم حضور لامع النور کے نمک پرور دہ ۔ وفادار ۔ فرمانبردار ۔
رعایا بکمال ادب بارگاہ ابد پایدار مین اس عجز آگین اڈریس کی وساطت سے پیرومرشد حضور پرنور خلد اللہ سلطنتہ
کی تینتیسوین سالگرہ مبارک کی موقع پر قدمبوسی کی جرات کرتے ہین ۔ ہم جان نثار نمک خوار دینی کہ
ہر کہ ومہ کے دل مین جو جوش عقیدت واخلاص ۔ حضور انور کی عہد معدلت کی وجہ سے موجزن ہے
اسکا نہایت عاجزی کے ساتھ اس تقریب مین اظہار کرتے ہین ۔ چنانچہ ہم مختلف فرقے جو حضرت اقدس واعلی
کے زیر نگین مین ہین ۔ ہمکو حضور پرنور کی سرپرستی کا افتخار حاصل ہے ۔ جسکے ہم نہایت شکر گزار ہین ۔ اے
ہمارے رحمدل رعیت پرور بادشاہ چونکہ یہ پہلا ہی موقع ہے کہ حضور انور کی ہزار ہا رعایا نے ایک
اڈریس ملازمان بارگاہ پیرومرشد کی خدمت مین پیش کرنے کی جرأت کی ہے تیس سال کا زمانہ
منقضی ہوتا ہے کہ حضرت اقدس واعلیٰ اپنے خاندان شاہی کے تخت پر رونق افروز ہوئے ہین
اور پندرہ سال سے حکمرانی فرما رہے ہین ۔ اس زمانہ حکمرانی مین علی التسلسل عام طور پر امن
خلائق مین زیادتی اور حفاظت جان ومال مین ترقی ہوتی رہی ہے ۔ اور حضرت کے اقبال و
طفیل سے وہ فیض وبرکتین نصیب ہوئی ہین کہ جسکے باعث ہم اپنے پچھلے طبقات رعایا سے بدرجہا
سبقت لیجاتے ہین ۔

آپکا نظام انصاف و عدل عیب و نقص سے مبّرا ہی۔ طلبا کی اعلیٰ تعلیم۔ اور مذہب کی پوری پوری آزادی بجز ممالک محروسہ کی کہیں نہیں پائی جاتی۔ تمام ملک مین شفاخانہ جات اور دواخانہ جات کے قیام اور حفظان صحت کے تدابیر نے بوقت جانون کی تلف ہونیکا اعلیٰ درجہ پر انسداد کیا ہی۔ اور ہماری حفاظت جان و مال کے جو اسباب مہیّا کئے گئے ہین وہ ہماری سرسبزی ملک اور ہر قسم کی بہبودی کیلئے پیشین گوئی کر رہے ہین۔ اور اپنی پیاری رعایا و سلطنت کی حقوق و حفاظت کے لئے جو فرامین قلم خاص سے نافذ ہوتے ہین وہ ہمارے امن و آسائش کے پورے پورے سامان ہین۔ اے ہمارے بادشاہ آپکے عہد کے ان نعمتون اور برکتون کا تفصیل سے ذکر یا ادائے شکر بجا لانا ہمارے امکان سے باہر ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر ہم رعایا نے صرف ہی ہماری آسائش و آرام کے متعلق کسیقدر حالات کے عرض کرنے پر اکتفا کی ہی۔ اب ہم تمام تمدنی و معاشرتی برکتون کے لئے اپنے کریم النفس بیدار مغز حکمران بادشاہ عالم پناہ کے واسطے خدا سے دعا مانگتے ہین۔ جنکے عہد ہمایون مین ملک اون برکتون کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اے بادشاہ گیتی پناہ ہم نہایت مسرت انبساط و عبودیت و جان نثاری۔ وفاداری۔ دلی جوش و محبت کیساتھ اس مبارک موقعہ پر دست بستہ بارگاہ عرش پایگاہ مین مبارکباد عرض کرتے ہین۔ اور اُس رب العالمین سے دست بدعا ملتجی ہین کہ ہمارے بندگان عالی متعالی کو عمر خضر عطا فرما۔ تاکہ ملک و رعایائے وفادار کو ہمیشہ حضور اقدس کے سایہ عاطفت مین امن و آسائش سے دست بدعا ہین آمین ثم آمین۔

(این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد)

اسپیچ مبارک اعلیحضرت بجواب اڈریس رعایا

میری عزیز رعایا اور وفادار دوستو! تمہارے صدق عقیدت کا کچھ ایسا مقناطیسی اثر ہی کہ آج مین یہان آیا اور بہت محظوظ و مسرور ہوا۔ کہ میرے ملک کی مختلف قوم اور ملت والی بالاتفاق

اسقدر گرمجوشی کے ساتھ میری سالگرہ کی خوشیاں منا رہے ہیں۔ اور اسقدر محبت آمیز الفاظ میں مجھے مبارکباد کے اڈریس دے رہے ہیں۔

ہر حکمران کے لئے دنیا میں دو قسم کی خوشی سے زیادہ تر اور بہتر خوشی حاصل نہیں ہوسکتی ایک وہ خوشی ہے جو اُسکے دل میں فطرتی طور سے پیدا ہوتی ہے جب وہ اپنی رعایا کی فلاح اور بہبودی کی سعی میں مصروف ہوتا ہے۔ دوسری خوشی وہ ہے جب وہ اپنی سعی کو مشکور پاتا ہے۔ میں خدائے عزوجل کا شکر کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے ہر دو قسم کی خوشی حاصل ہے۔ کہ جو کچھ میں اپنی عزیز رعایا کے واسطے کر رہا ہوں اس سے وہ رضامند ہیں۔ اور اپنی رضامندی اور اطاعت کا اظہار اس موقع پر نہایت صداقت او محبت کی ساتھ کر رہے ہیں۔ میں تمہارے اس باہمی اتفاق اور جوش محبت کی بہت قدر کرتا ہوں اور میں تمکو اور تمہارے ذریعہ سے میرے ملک کی تمام باشندوں کو یقین دلاتا ہوں کہ تمہاری عام بہبودی کے کاموں میں ہمیشہ مجھے خاص طور سے دلچسپی ہے۔ اور تمہاری آسائش اور آسودگی کو دیکھنے سے مجھے ہر وقت کمال درجہ کی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ تمہارے باہمی اتحاد و اتفاق میں میری کامل رضامندی و اطمینان ہے۔ اور تمہاری اطاعت و شکرگزاری سے مجھے اپنی سعی کا معاوضہ ملتا ہے۔

پس جبتک کہ میری رگِ جان مثل قلم متحرک رہے اور میری دوات تن میں سرخی خون باقی رہے میں تمہارے ہر قسم کی ترقی اور بہبودی کے کاموں میں ہمہ تن مصروف رہونگا۔



زمشکلات طریقت عنان متاب اے دل
کہ مرد راہ نیندیشد از نشیب و فراز

اڈریس فیری مینان حیدرآباد بمقام باغ عامہ

حضور عالی! ہم دستخط کنندگان فیری مینان منجانب ہمہ لاجہائے ممالک محروسہ سرکار عالی

حضور پرنور کی سالگرہ مبارک کی موقع پر باادب مبارکباد دیا چاہتے ہین - اور بحیثیت فری میسنان سب سے پہلے ہمارے فرائض سے یہ ایک ہمارا فرض ہے کہ جس ملک مین ہم بود و باش رکہین اُس ملک کے قوانین و احکام کی اتباع کرنے کی ماسوائے جس بادشاہ وقت کی حفاظت مین ہم رہین اُس بادشاہ کے وفادار اور وفاکیش رعایا ہو رہین - اسلئے ہم پر فرض ہے کہ حضور پرنور کی درازی عمر اور اس ملک کی سرسبزی کے لئے دعا مانگین جسکے کریم النفس فرمانروا حضور پرنور ہین -

غالباً حضور پرنور کو روشن ہوگا کہ فری میسنی تمام دنیا مین پھیلی ہوئی ہے اور ہر مذہب و قوم کے لوگ اسمین شریک ہین - اور بہت سے ممالک مین بادشاہ بنفس نفیس ہمارے زمرہ مین شریک ہین گو کہ حضور پرنور کے شرکت کی ہمکو عزت حاصل نہین ہوئی لیکن ہمارے خیالات و فیلنگس فطرتی طور پر ہمکو یاد دلاتی ہین کہ حضور پرنور ہمارے حامی اعلےٰ درجہ مین ہین -

بہرحال ہمارا صرف یہ فرض ہی نہین ہے بلکہ ہمکو اس سے خوشی بہی ہوتی ہے - کیونکہ ہم گورنمنٹ سرکار عالی کے صرف حفاظت ہی مین نہین رہتے ہین - بلکہ بہت سے مواقع مین سرکار عالی سے ہم مورد عنایات و سرافراز ہوئے ہین - جس کے بابت حضور پرنور کے ہم نہایت مشکور ہین - اور ہم مین سے بہت سے ایسے ہین جو حضور پرنور کے نمکخوار اور چشمۂ فیض سے سیراب ہین - اسلئے ہم ہمارے ادب و وفاداری کی اقرار کے ذریعہ سے حضور پرنور کی بارگاہ مین یقین دلاکے ملتجی ہین کہ اس یوم مسعود کے بابت ہماری ناچیز مبارکباد کو شرف قبولیت دیجاوے اور ہمارے اس اظہار کو باور فرماوین کہ حضور پرنور کے ازدیاد عمر و اقبال کے لئے اور ملک و رعایا جو حضرت کے فیض آگین زیر حکومت ہین اُنکی سرسبزی و ترقی کے لئے درگاہ رب الجلیل مین ہم ہمیشہ دست بدعا رہینگے -

مناجات فری میسنان بمقام لاج مورلینڈ ٹمپل روس حیدرآباد دکن

اے خالق قدیر و رفیع اے بادشاہ ہونکے بادشاہ اور سلطانونکے حاکم ہم تیرے ناچیز بندے

تیرا مقدس و پاک نام لیکر تیری درگاہ مین نہایت عجز و انکسار کے ساتھ ملتجی ہین کہ تو اس سالگرہ مبارک کے موقعہ پر ہمارے آقائے ولینعمت **میر محبوبعلیخان بہادر بادشاہ دکن** پر اپنی رحمت کاملہ نازل فرما۔ اُن کو اُس قدرت۔ ثروت اور دانش سے مالامال فرما۔ جو تونے ہمارے جد اعظم حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی۔ تاکہ اُنکی حکومت عالیا۔ ملک کی واسطے جسپر تونے اِن کو حکمران فرمایا ہی باعث برکت و فلاح ہو۔

اے خداوند عالم و عالمیان ہماری یہ بھی دعا ہے کہ **اعلیحضرت** کی عمر مین برکت اور سال بسال اقبال و دانش مین ترقی ہو۔

اے احکم الحاکمین تو اعلیحضرت کے دودمان شاہی کو دائم و قرار فرما اور اون کے خاندان پر اپنی عنایت مبذول رکھ کہ وہ ابد تک تیری رحمت و برکت سی شادان و فرحان رہین۔ کیونکہ بغیر تیری امداد و اعانت کے ہم تیرے بندے بالکل ناچیز و ناکارہ ہین۔ آمین۔

خلاصہ اڈریس منجانب حکمائے سند یافتہ و سرکاری دکن میڈیکل اسوسی ایشن

ظل سبحانی اعلیحضرت قدر قدرت سکندر شوکت دارا حشمت خداوند نعمت سلطان ابن سلطان آصف سادس رستم دوران افلاطون زمان حضور پرنور والی دکن۔ جی۔ سی۔ یس۔ آئی۔

ہم جان نثار بصد ادب سر عبودیت کو آستانۂ مبارک پر رکھکر سجدۂ شکر منعم حقیقی ادا کرتے ہین کہ ہمارے شاہ ذیجاہ نے آج کے دن بمقتضائے فرط خداوندی و قدردانی ہم کو اظہار مسرت و ادائے تہنیت سالگرہ مبارک و سپاس گزاری کی اجازت سے عزت بخشی فرمائی۔

اے ہمارے پیارے مالک اس حیدرآباد مین یہ پہلا موقع ہے کہ ہماری خوش قسمتی اور بخت رسائے ہماری دلی تمنا کو آج کے دن پورا ظاہر کیا کہ ہمارے اہل فن نے بالاتفاق اپنے شاہ گیتی پناہ کی خدمت مبارک مین بصد ادب تہنیت سالگرہ مبارک کیساتھ اڈریس گذراننے کا افتخار حاصل کیا ہے

اگرچہ رعایا کی طرف سے متعدد سپاس گزاریاں جاری ہین۔ مگر بالتخصیص ایسے موقع مین اپنی زبان سے اپنے مالک کو (اے ہمارے بادشاہ) کے لفظ سے مخاطب کرنا اور اُسکے جواب مین اپنے کانون سے (اے ہماری رعایا) سننے کا اشتیاق ہمارے دلون مین ایک عرصہ سے متمکن تھا۔ بااین وجہ کہ توجہ خاص خداوندی اس فرقے پر مدام مبذول رہی اور ہے۔

ولولۂ سپاس گزاری جو ہمارے دلونمین نہان ہے اب عیان ہوا جاتا ہے کیونکہ اس سرکار ابد قرار نے ہمکو عہد طفلی او یتیمی کے زمانہ سے بہتر از مادر و پدر پرورش فرمایا۔ اور ہمکو چھوٹے سے بڑا کیا اور تحصیل علم و فن کا شوق و ذوق دلا کر مدرسہ مین اپنے ذاتی مصارف سے تعلیم فرمائی مزید بر آن بہ حکم اُطلبوا العلم ولو کان بالصین۔ جہان جہان ہمکو اپنے علم کے تکملہ کا خیال ہوا وہان وہان بھیجکر علم حاصل کرانے مین مصارف کثیر سے دریغ نہین فرمایا۔ اور ہمکو اس پیشہ کا رکن بنایا کہ جس کی شرافت مین حدیث شریف وارد ہے۔ العلم علمان علم الابدان و علم الادیان۔ اے ہمارے سلطان ذیشان آپ کی بدولت ہم عالم علم الابدان ہوئے۔

للہ الحمد جسنے ہمکو اشرف المخلوقات کیا۔ اور اشرف الانبیاء کی امت مین پیدا کیا اور اس فن اشرف کا ماہر بنایا جسکی شان مین من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ ارشاد فرمایا ہے اور اُس اشرف السلاطین کے زیر سایۂ عاطفت رکھا جسکو القاب ظل سبحانی سے ملقب فرمایا جسکے عہد مبارک مین ہر کہ و مہ فقیر و امیر اور ہر ناہم ملکی غیر ملکی مسلمان و غیر مسلمان امن و آسایش سے رہکر اپنے خاقان عظیم و سلطان کریم کا جان نثار اور اسکی ثنا گوئی اور دعائے ترقی عمر و اقبال و سلامتی تاج و تخت مین رطب اللسان و عذب البیان ہے۔ ہر ایک دل دادہ وجان باختہ ہے۔ اپنی اپنی جگہ عنایات شاہانہ و الطاف خسروانہ سے

اِترایا ہوا ہے۔ کیون نہو کہ اُس کریم کارساز نے ہمکو اُسکی رعایا بنایا کہ جو حق پرست وحق بین۔ عقیدت مند وشریعت پسند شجاعت کیش عالی حشم صاقبت اندیش ثابت قدم مستقل مزاج حلیم الطبع دریا دل کریم النفس سخن گو سخن سنج بکتہ دان وبختہ فہم۔ منتظم امور مملکت واضع قوانین سلطنت۔ رعایا پرور۔ عدل گستر سخی۔ ابن سخی۔ قدردان وقدرشناس ہمارا بادشاہ عادل وسلطان رحم دل ہے ارباب حق بین دیا چشم انصاف سے غور فرمائین تو ظاہر ہوگا کہ نصف صدی پہلے کے زمانہ مین ہمارے ملک اور ملکیون کی کیا حالت تھی اور اب کیسی ہے۔ تخمیناً پچاس سال سے پہلے دکن مین عموماً یہ خیال تھا کہ ڈاکٹر اپنے مریض کو غیر ممکن الشفا جانکر اُسکی جان لیلیتے ہین۔ اور یہ لوگ بیدردی اور بیرحمی مین یکتا سمجھے جاتے تھے۔ اور اِس زمانہ مین ڈاکٹر کو اپنا خیرخواہ ہمدرد وجانی دوست اور اپنی جانون کو تکلیفات امراض سے بچانیکی کوشش کرنے والا جانتے ہین۔

اُسوقت دوا اور ڈاکٹر عنقا تھے۔ یہ اگر کہین دکھائی دیتے تو بچشم حیرت مین تماشا سمجھا جاتے تھے اِس عہد مین جابجا اِن ادویات کے چرچے اور انکے جادو اثری کے شہرے ہر زبان پر ہین۔ جہان تازے ادویات ہروقت موجود رہتے ہین۔ بعض دکانین تو تمام شب کھلی رہتی ہین تاکہ دردمندون کو دوا بروقت ضرورت فی الفور ملجایا کرے۔

اس تھوڑے ہی زمانہ مین ان کمسٹ نے اپنی فروخت ادویات مین اِسقدر ترقی کی کہ آج کے دن اسکے بدولت ملک التجار بن گئے۔ اس سے صاف عیان ہے کہ ہمارے ملک مین کسقدر ادویات کی ضرورت تھی۔

اے جہان پناہ آپ ہی کے عہد مین رعایا کو آسایش نصیب ہوئی۔ اُس دورہ مین فن جراحی دیہاتی حجامون کے ذمہ تھا۔ اور یہی لوگ جرّاح کہلاتے تھے۔ اور اسی وجہ سے جرّاح بے وقعت متصور تھا۔ فقط فصد لینا زنبل چیرنا یا پھنسی پھوڑا مارنا مرہم پٹی کرنا فن جراحی سمجھا جاتا تھا۔

اور اکثر نشتر کا عمل بغیر بیہوش کئے نہایت بیدردی سے ہوا کرتا تھا۔ اسوقت جرّاحی فنِ ڈاکٹری میں
بہت بڑی اور ذی وقعت شاخ سمجھی جاتی ہے۔ اور جرّاح کے لقب کو ڈاکٹر کے لقب سے زیادہ افتخار حاصل ہے
اِندنون جرّاحی کی نسبت بڑے کسب عمدہ عمدہ نوایجاد آلات سے بیوقت اور بسہولت بیہوش کرکے کئے جاتے ہیں
سلطنت بادشاہ رحم دل آپنے فقط اپنی رعایا پر احسان فرمایا بلکہ جملہ جہان کو اپنا ممنون کر رکھا۔ حسب درخواست
ڈاکٹر لاری صاحب آپنے ہزارہا روپیہ کلوروفام کمیشن مین صرف فرمایا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ روئے زمین
کے اکثر بڑے بڑے ڈاکٹرون کا خیال اس طرف متوجہ ہوگیا۔ اُس زمانہ مین اضلاع و بلاد مین دوا اور
طبیب بروقت نہ پہونچنے اور پینے کے پانی اور صفائی کا اہتمام نہ ہونے کے سبب خفیف امراض مہلک
ہوجاتے تھے۔ اور امراض متعدی مثل ہیضہ وبائی وغیرہ سے ہزارہا جانین تلف ہوجاتی تھین۔

بفضل خداوندکریم۔ اس زمانہ مین شہر بشہر قریہ بقریہ بلکہ محلہ بمحلہ شفاخانجات کھولدئے گئے۔
اور چھنے ہوئے پانی کے نل گھر گھر لگادیئے گئے۔ اور تمام شہر مین جابجا صفائی کا اہتمام کیا گیا۔ جس سے
خلق اللہ کو امن و آسائش اور ان مہلک امراض سے نجات حاصل ہے۔ جو جو مقامات کہ معدن امراض
کے تھے جیساکہ دارالشفا رجو دارالوبا کہلاتا تھا اب دارالامن ہوگیا۔ چیچک براری سے اسوقت ہزارون
معصوم سیتلا کے صدمے سے محفوظ ہین۔ اسی دورۂ مبارک مین اکثر اشخاص اپنے آپ ضروری
اصولِ حفظانِ صحت سے واقف ہوکر اپنی خانہ اپانی اور خانگی صفائی کے نفع و ضرر سے آگاہ ہوگئے
مرض طاعون جس سے ہندمین تھوڑے ہی سے زمانہ مین ہزارون مکان بیچراغ ہوگئے آپنے
اپنی رعایا کی حفاظت جان کی غرض سے انسداد طاعون کے لئے ہزارہا روپیہ صرف فرمایا۔
افضل گنج کا دواخانہ اسی سرکار ابد پائدار کے عہد مین بہت کچھ ترقی یاب ہوا اور متعدد بیش قرار
ماہوار لیڈی ڈاکٹر اور خدمتی نرس بغرض آسایش مریضان پردہ نشین اسی زمانہ مین مقرر کئے گئے
اسی دورہ مین متعدد لیڈیز زنانہ معالجہ کے لئے ڈاکٹر بنادی گئین۔ جنکے پاس اکثر پردہ نشین مریضہ

بخوشی بے تکلفی رجوع ہو کر شفا پاتے ہیں۔

اے شہنشاہ رعایا پرور آپ ہی کے عہد میں مدرسۂ طب یونانی جاری کیا گیا۔ اور یونانی دواخانے بصرف کثیر شہر میں جا بجا کھولدے گئے۔ قدیم لائق حکمائے یونانی تعلیم طلبا اور علاج مرضا کے لئے مقرر کئے گئے۔ ادویات یونانی ہر وقت ان مطبوں میں موجود اور تیار ملا کرتے ہیں۔ پہلے غیر سند یافتہ طبیب۔ بدنام کنندۂ نکونامے چند کہیں دواسازی کرکے یا ایک دو کتابیں پڑھکر اپنی شکم پروری کے لئے ہزاروں جانیں لیا کرتے تھے۔ اس شائستہ انتظام سے خود پسند و غیر معقول خانگی اور عطائی علاجات سے ہر ایک کا دل باطل سے حق کی طرف پھر گیا۔ اور انکی جان بچنے کا باعث ہوا۔

اے سلطان ذیشان آپکے عہد سلطنت ابد مدت میں وہ کونسا سامان آسائش ہے جو رعایا کو نصیب نہوا۔ جسکی شرح حیطۂ تقریر و گنجایش تحریر سے خارج ہے۔

نہ فقط صیغۂ طبابت بلکہ ہر ایک صیغہ سابق سے الحال ہزار گونہ ترقی یافتہ ہے۔

اے آقائے نامدار۔ یہ احسان آپ کا آپکی رعایا کے دل سے بھولا ہے نہ بھولا جائیگا۔ عیاں را چہ بیان۔ ظہور آثار شادمانی جو عین مسرت دلی ہے ہر فرد بشر کے چہرہ سے ہر آن و ہر زمان ہویدا ہے۔

اب ہم ادائے تہنیت سالگرہ مبارک اور پیشکش گرامی کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں۔

الٰہی جب تک اس دنیا میں نام حکماء شفا باقی ہے اور اس جہان میں جبتک تاثیر دوا باقی ہے۔ الٰہی جبتک کہ نبض عالم متحرک ہے اور نبض اہل دنیا جاری ہے۔ اس تاج و تخت و کن کو قائم رکھ اور ہمارے فرمانروا و اخلاق ہیجانی کو صحت عمر عیسٰی عطا کر۔ اور نونہالان باغ آصفی کو انکے ہر یا خستر تک سبز اور بارور رکھ۔

آمین ثم آمین۔

ہم بھی حق سے دعا چاہتے ہیں

سب سے آمین سنا چاہتے ہیں

اسپیچ اعلیحضرت بجواب اڈریس ارکان سنٹی ایسوسی ایشن و حکماے حیدرآباد و ارکان صفائی بلدہ

تم کو یہان بلاکر تمہارے اڈریس لینے سے مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ مین ۔ تم ہر سہ گروہ علیا کے اڈریس ایک وقت اور ایک جگہ لینا اسلئے مناسب سمجھا کہ تمہارے حقوق و فرائض اگرچہ بادی النظر مین مختلف ہین مگر متحد المقصد ہین۔ تم سبھون کا ایک ہی مقصد ہے یعنے صفائی۔ سنٹی ایسوسی ایشن اخلاق کی صفائی و شائستگی کی طرف متوجہ ہے۔ حکمائے حیدرآباد انسان کے جسم کو امراض کی کدورت سے صفا کرنے کے لئے مستعد رہتے ہین۔ اور صفائی بلدہ کے ارکان شہر کی گلی کوچون کو صاف و پاک رکھنا اور شہر والون کو نفیس پانی پہنچانیکی فکر کرتے ہین۔ پس تم تینون کے مقاصد کے حصول سے میری عزیز رعایا کی بہبودی اور آسایش متصور ہے۔ لہذا مین تمہاری کوششون کی بہت قدر کرتا ہون۔ اور مجھے اسکے سننے سے بہت اطمینان ہوا کہ تم اپنے کوششون مین ایک حد تک کامیاب ہوئے۔ اور کامل کامیاب ہونے کی دلی خواہش رکھتے ہو۔ مین نے تمہارے ہاتون مین اپنی رعایا کے چند طبقون کی حفاظت ودیعت کی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم سب اس ودیعت کی ذمہ داریون کو بخوبی جانتے ہو۔ اور اُن کو پورا کرکے میری خوشنودی حاصل کرنے مین ہرگز دریغ نہ کروگے دل کا صاف کرنا یا صاف رکھنا اپنے سکے سے بڑھکر ہے پرائی جان کا خیال اپنی جان سے بہتر ہے۔

قطعہ

ہین مرے عہد حکومت مین اطبا حاذق	کسقدر شافیٔ مطلق کا ہے مجھپر احسان
کوئی نعمت نہین صحت سے جہان مین بڑھکر	عمر بھر اسکا طلبگار رہیگا انسان
نہ ہے بقراط نہ سقراط نہ ہے جالینوس	فی زمانہ مین یہی وقت کے اپنے لقمان

حافظ روح یہی لوگ ہیں اس عالم مین
منقسم چار عناصر پہ ہیں چاروں اخلاط
مختلف جمع ہوں امراض جو ضد ایک کی ایک
فکر بیمار میں ہوجاتے ہیں بیمار طبیب
بارک اللہ کہ ہے مجمع ارباب کمال
کیوں نہ پاکیزہ ہوں یہ اہل صفائی کے صفات
وہ خلل آب و ہوا کا کہیں ہرگز نہ رہا
باغباں ازلی کا ہے یہاں فضل و کرم
شکر صد شکر کہ ہے جوش پہ رحمت اُس کی
یہی آصف کی دعا تجھ سے ہے یا رب خدا

اب زمین پر ہے یہی فرقۂ مسیحائے زمان
جس میں نقصان ہو کرتے ہیں یہ اُسکا درمان
ایسی مشکل کو کیا کرتے ہیں یہ آسان
تا بہ صحت انہیں تکلیف ہے آرام کہاں
للہ الحمد کہ ایسے ہیں ہنرمند یہاں
ہر گلی کوچہ میں آئینہ کی صورت ہے عیان
ہر جگہ فضل خدا سے ہے بڑا امن امان
اب گلستاں ہے وہی پہلے جو تھا خارستان
شہر تو شہر کہ ہے ملک بھی سب آبادان
سب ہے ہر وقت رعایا میری شاد اکان

اڈریس کایستھ سبھا بمقام ملک پیٹھ

بحضور لامع النور رفعت پوسان آستان فلک نشان ملجا و ما وا غلامان مرجع و مآب شرف و افتخار خانہ زادان رستم دوران ارسطو زمان سلطان ابن السلطان اعلیحضرت قدر قدرت آصف جاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ فتح جنگ میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و ادام اللہ سلطنتہ جی۔سی۔ایس۔آئی۔

ہم کایستھ سبھا کے ممبر و بدولت حضرت سلطنت شوکت عزمیدون حشمت ظل سبحانی خلیفۂ رحمانی حضرت پیرو مرشد پر تینتیسویں سال کی سالگرہ کی مبارکباد ادا کرنے اور ازدیاد عمر و دولت و اقبال کی دعا دینے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

الٰہی در جہاں باشی بہ اقبال   جوان بخت و جوان دولت جوان سال

ہماری قومی سبھا کو زیر پرتو پادشاہ جمجاہ کے قائم ہوکر آج ۱۰ سال کا عرصہ ہوتا ہے اس اثنا میں
جو کچھ عنایات خسروانہ ہماری سبھا کے حال پر مبذول رہیں اوسکا شکریہ ادا کرنے کے لیے اگر ہمارا
ہر بن مو زبان ہو جائے تب بھی پورے طور پر سپاس و ستائش ممکن نہیں۔ کوئی الفاظ انسانی
لغات میں ایسے نہیں پائے جاتے جس کے ذریعہ سے ہم ٹھیک ٹھیک اپنے مالک کی شکرگزاری ادا
کرسکیں صرف زبان قال سے شکریہ ادا کر دینا تو آسان ہے مگر ہمارا دل تو یہ چاہتا ہے کہ زبان حال سے
نہ صرف شکریہ ادا کریں بلکہ اپنے مالک کے قدموں پر نثار ہو جاویں۔ ہمارے قومی سبھا کی غرض بالکل
اپنے بادشاہ کے غرض کے بموجب ہے یعنے ہم جد و جہد کرتے ہیں کہ ہماری قوم کی فضول خرچی مسدود ہو جاے
اور علوم و فنون اور حرفت اور دستکاری کو یوماً فیوماً ترقی ہو۔ اور ہماری قوم کا ہر ایک فرد اس
قابل بنے کہ اپنے مالک کے خدمتوں کو نہایت امانت اور وفاداری سے ادا کرے چنانچہ ہماری قوم کے
جو لوگ کہ اس وقت مختلف سررشتہ جات میں مختلف عہدوں اور خدمتوں پر مامور ہیں۔ اپنے فرائض کو
جان نثاری کیساتھ انجام دے رہے ہیں اور ہماری قوم کچھ آجکل سے اس در دولت سے وابستہ نہیں ہے
بلکہ ہمکو اس بات کا بھی افتخار حاصل ہے کہ ہمارے آبا و اجداد بھی نواب آصفجاہ نور اللہ مرقدہ کے عہد سے
سلسلۂ جاں نثاروں میں منسلک چلے آتے ہیں۔

اب ہم لوگ ہمارے اخلاف جو آئندہ ہنوز دنیا میں آنے باقی ہیں اسی آستانۂ فیض نشان کے
گرویدہ ہیں اور رہیں گے۔ ہمارے بادشاہ کا عہد میمنت مہد وہ ہے کہ جس میں مختلف مذہب کے
لوگ ایک ہی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور علے ہذا رعایا کی وہ حالت ہے کہ بلا لحاظ کیش و ملت
ہر ایک اپنے مالک کے قدموں پر جان نثاری کے لیے متمنی ہے۔

ہم جان نثار ہر آن مستعد ہیں کہ جو حکم اپنے آقا سے ملے ہم اسکی انجام دہی کو اپنا دین و ایمان

تصور کرتے ہیں جو اظہار عقیدت اور جوش مسرت کہ اس وقت پبلک کے جانب سے باعث ہر دل عزیزی
اس مبارک موقع پر ظاہر ہو رہا ہے رعایا کے حلقہ میں ہر ایک حکمران یا فرمانروا کو یہ حاصل نہیں ہو سکتا
پبلک کے طبقہ میں اپنے بادشاہ جمجاہ کے نسبت ہر دل عزیزی کا ہونا اپنے بادشاہ کی ... اور
کریم النفسی اور بے ارضی کا بین ثبوت ہی بہر شخص حضرت [illegible] تعالیٰ مدظلہ العالی
کا والہ و شیدا ... نظر آتا ہے۔ آخر میں ہم اس ناچیز اڈریس کو بہ تمنائے عمر و ... اقبال
ختم کرکے اپنے پریسیڈنٹ سے بصد ... [illegible] ... پیش
اور پھولوں میں بو اور موتی میں آب قائم ہے ہمارے بادشاہ جمجاہ کو ہمارے سر پر سلامت باکرامت
رکھے اور حضرت پیر و مرشد بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کے جان نثار خوش اور دشمن پامال
اور خوار رہیں آمین ثم آمین

(اسپیچ اعلیٰحضرت جواب کایستھ سبھا)

ارکان کایستھ سبھا۔ جس جوش صداقت اور وفاداری سے تم نے میری سالگرہ کی خوشی میں
اڈریس دئے ہیں۔ اس سے میں بہت خوش ہوا۔ اور اس کی بہت قدر کرتا ہوں۔

ہندوستان کی تاریخ کے ورقوں پر اور یہاں کے مختلف المذاہب باشندوں کی طرز معاشرت کی
ضرور تو نیز اگر غور سے نظر ڈالی جائے۔ تو صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ہمیشہ سے ہندو
مسلمانوں میں ترقی و ترفع حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کی معاونت اور باہمی میل جول
لازم و ملزوم رہے ہیں۔ علی الخصوص تمہاری قوم کایستھ کو ہمیشہ مسلمانوں سے بحیثیت ملازمت
و میل جول۔ ایک عجیب طرح کا غیر منقطع تعلق رہا ہے اور اس وقت تک ہی سلاطین مغلیہ کے
درباروں میں اور اسلامی ریاستوں میں ہر زمانہ میں اس تمہاری قوم والوں نے مالی و انتظامی دفاتر
کی ہر قسم کی ملازمتوں میں بہت بڑا حصہ لیا ہے اور اپنی حسن کارگزاری اور وفاداری کو اچھی طرح ثابت
کیا ہے۔ میری ریاست سے بھی جو تمہارے اہل قلم گروہ کو نسلاً بعد نسلٍ جیسے عمدہ تعلقات رہے ہیں

وہ ظاہر مین اور مین ہمیشہ تمہارے مطیعانہ خدمات اور تعلقات کو نہایت وقعت اور مسرت کی نظر سے دیکھتا ہون ۔ مین اپنے ممالک محروسہ کے ہندو و مسلمانون کے باہمی تعلقات اور اتفاق کو بہت ہی پسند کرتا ہون ۔ اور اُس کو نہ صرف حسن انتظام کی بلکہ اپنی خوش نصیبی کی عمدہ دلیل سمجھتا ہون اور فرط مسرت سے جناب باری کا شکریہ ادا کرتا ہون ۔

دولتِ آصف جو انسا نہین ہوا اُسکے آگے ہیچ ہین لعل و گہر ہیچ ہین دینار و درم
خیراندیش و وفادار نمکخوار جو ہون سلطنت کی ہے بنا اونہی ہی دم سے محکم
نہین آسان ہے کچھ منصب قانون گوئی حاصلِ ملک کی رکھین خبر بیش و کم
ہو اگر صدر محاسب متدین ۔ ہشیار ساری رقمون سے مگر بیش بہا ہے وہ قسم
خیرخواہی ہو کہ سرکار کی بدخواہی ہو دونون مشہور ہوا کرتے ہین عالم عالم
نہین ٹلتا نہین ٹلتا کبھی نافذ ہو کر حکم حاکم کا ہی ہے مثل قضائے مبرم
خیرخواہ اہل خزانہ بھی ہون اور اہلِ حساب متفق مثل زر و سکہ رہین یہ باہم
آرزو ہے یونہین بجسے ہو رعایا و شاہ مجھپہ جیسا ہے خداوند تعالےٰ کا کرم
یون نمکخوار بھی آقا کی محبت سے کمے جیسے قالب مین ہے قلب اور ہے قلب مین دم
دیتے ہین اہلِ قلم کارِ ریاست انجام شرط یہ ہے رہے ملحوظ دیانت ہر دم
اہل تدبیر کو حاجت نہو کیونکر آصف خط تقدیر کے بھی واسطے ہی لوح و قلم

اڈریس افواج باقاعدہ سرکار عالی بمقام ملک پیٹھ

یہ خانہ زاد سب اہالیان فوج باقاعدہ کیطرف سے اعلیحضرت قدر قدرت فریدون حشمت دارا شکوہ بہرام شوکت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کی اس عنایت و سرفرازی کا شکریہ ادا

کرتا ہے کہ حضور پرنور دام سلطنتہٗ نے براہ خاوندی و سپاہ نوازی اس جلسہ مین رونق افروزی فرماکر سب اہالیانِ فوج کی عزت افزائی فرمائی۔

یہ جلسۂ تہنیتِ سالگرہ مبارک وہ جلسہ ہے جسکو اعلیحضرت کے جان نثار سپاہ سنہ ۱۳۲۰ سے بجا بال خوش دلی و خلوص قلبی ادا کرتے آئے ہین۔ مگر آجکا جلسہ جو ہمارا پسندیدہ جلسہ ہے عجیب بخت یاور اپنے ساتھ لایا ہے کہ ہمارے خداوند نعمت آقائے نامدار بادشاہ جمجاہ نے بذات خاص رونق افروز ہوکر اسکا سر افتخار فلک الافلاک تک پہونچایا ہے۔

حضور عالی یہ سالِ مبارک ہم اہالیان فوج کے لئے نہایت خوشی اور اعزاز کا ہی۔ کہ اعلیحضرت نے اپنی رونق افروزی سے اپنے جان نثارون کو معزز فرمایا جس خوشی اور اعزاز کی ہم لوگ آپس مین ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہین۔ اور امیدر کھتے ہین کہ جس اعزاز کے ساتھ اعلیحضرت نے اپنی رونق افروزی سے آج ہمین سرفراز فرمایا ہے۔ ہر سال اسیطرح اس اعزاز و افتخار سے حضور پرنور اپنے جان نثارون کو معزز و مفتخر فرمایا کرینگے۔

حضور عالی آپ کا عہد مبارک روز افزون ترقی اور تہذیب و شائستگی کا زمانہ ہے۔ خصوصاً ریاست دکن نے جو اسوقت ترقی کی ہے۔ اگر اسکا پچھلے زمانہ کے ساتھ مقابلہ کیاجائے تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوگا۔ آپکے تخت نشینی کا آفتاب جسوقت ملک دکن پر چمکا تو اسکی سیویلیزیشن کی شعاعون نے ملک کے اندہیرا اور اکسٹیر پر کو مثل روز روشن کی منور کردیا۔ اور تہذیب کی ترقی ملک کے ہر ایک محکمہ اور ڈپارٹمنٹ مین بلکہ گھر گھر پہیل گئی ہے۔ حضور پرنور کا یہ عہد مبارک تاریخ دکن مین نہایت فخر کے ساتھ یادگار رہیگا۔ ملکی و مالی عدالت و کوتوالی۔ اہل قلم و اہل شمشیر ہر علاقہ مین اصلاح ہوئی میونسپالٹی آغاز ہوگئی۔ راستونپر روشنی اور آب پاشی شروع ہوئی۔ دواخانجات اور تعلیمات مین ترقی دیگئی۔ ریلوے کی افزائش سے تجارت کو ترقی اور رعایا کو آسائش ملی۔ خاص بلدہ

اور چارمینار کے اطراف جو خون ہوا کرتے تھے شہر اور گلیون مین جو تلوارین چلا کرتی تھین آپکے عہد معدلت مہد مین وہ انتظام ہوا کہ فتنہ و فساد بیخ و بنیاد سے جاتا رہا۔ مفسد و لٹیرا تمام و کمال استیصال کیا گیا
ہر چند کہ فوج باقاعدہ کا آغاز اعلیحضرت کی تخت نشینی سے چندے قبل ہوا لیکن یہ فوج اپنے ملک مین اُس اعزاز کی نظر سے نہین دیکھی جاتی تھی۔ جیسا کہ ایک مہذب فوج کو دیکھنا چاہیے۔ جب اعلیحضرت قدر قدرت نے توجہ خاص فوج کی اصلاح کیطرف مبذول فرمائی تو اول یہ اعزاز فوج کو بخشا گیا۔ کہ حضور پرنور نے سنہ ۱۳۱۱ھ مین افسران گولکنڈہ بریگیڈ کی آنریری کرنلی قبول فرمائی۔ یہ وہ اعزاز ہے کہ شاہ و شاہزادگان یورپ اپنی فوج کو بخشا کرتے ہین۔
چنانچہ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز مختلف چودہ رجمنٹون مین کرنل ہین۔ اور ہر مواقع اور ہر فنکشن کے وقت اُس رجمنٹ کا یونی فارم پہنتے ہین۔ ہمارے بادشاہ عالم پناہ نے سنہ ۱۳۰۶ھ مین گولکنڈہ لانسر کو یہ خطاب ہز ہائینس دی نظامس اون گولکنڈہ لانسر کے مخاطب فرمایا۔ یہ نہ فقط گولکنڈہ لانسر کے واسطے باعث عزت و آبرو ہے بلکہ سب فوج باقاعدہ کا سر افتخار فلک ہفتم کو پہونچا۔
حضور عالی۔ یہ امر مشہور ہی کہ جب خداوند عالم اپنے بندگان خاص سے کسیکو برگزیدہ کرتا ہے تب اُسکو حکومت اور بادشاہت عطا کرتا ہے۔ اور جب اُس بندۂ خاص کو اور نوازتا ہے تب اُسکو یہ مین صفتین بخشتا ہے۔ عدالت۔ سخاوت۔ شجاعت ہمارے بادشاہ ظل اللہ جہان پناہ آصف جاہ کے وجود باجود کو اللہ تعالے جلشانہ نے ان تمام صفتون کے زیور سے آراستہ کیا ہے۔ عدالت سخاوت۔ شجاعت ان تینون لفظون مین پانچ پانچ حرف ہین جسطرحسے کہ آدمی کو حواس خمسہ کی ضرورت ہی اسیطرح رئیس و ریاست کو ان صفات کی احتیاج ہے۔ اول عدالت (عین) سے عدل (دال) سے دلداری رعایا (الف) سے امن و امان (لام) سے لطف و کرم (تے) سے

تحمل و بردباری - یہ سب صفات ہمارے بادشاہ مین موجود ہین - سخاوت ہمارے حضور پرنور کی شہرۂ آفاق
اظہر من الشمس ہے شجاعت مین (شین) سے شہسواری (جیم) سے جمعیت خاطر (الف)
سے استقلال (عین) سے عزم - اور (ت) سے تدبیر - اللہ تعالے جلشانہ نے اپنی عنایت بیغایت
سے ہمارے حضور پرنور کو ان تمام خوبیونکا مجموعہ بنایا ہے - حضور کی شہسواری نہ فقط اس ملک مین
بلکہ تمام یورپ مین مشہور ہے - فن سپہگری اور تفنگ اندازی مین اعلیحضرت یکتائے زمانہ ہین
ٹنٹ پگ انگ میں حاضرین نے اکثر دیکھا ہوگا کہ ایک بھالہ پر اعلیحضرت تین میخین متواتر لیتے ہین
تفنگ اندازی مین بڑے بڑے نامور یورپین نشانہ اندازون سے اعلیحضرت سبقت لے گئے ہین
روپیہ پھینک کے گولی سے اڑانا - حضور پرنور کے سامنے ادنے بات ہے جمعیت خاطر و استقلال کی
ایک معمولی مثال مین گزارش کرتا ہون جسکو مین نے بارہا بچشم خود دیکھا ہے - یعنے جنگل مین شیر کے
شکار کے وقت زخمی شیر کے سامنے حضور پرنور کو ایسی جمعیت خاطر و استقلال سے دیکھا ہے کہ جیسی اسوقت
جلسۂ مبارک مین دلجمعی و اطمینان سے رونق افروز ہین -

حضور عالی - اس جشن سالگرہ مبارک مین سب اہالیان فوج کیطرف سے مجھے جو اس وقت
اڈریس پیش کرنیکا افتخار حاصل ہے کاش کے مین ایک بڑا فصیح اور بلیغ اور اعلے درجہ کا مقرر اور گویا
ہوتا تا کہ اس جوش دلی اور خلوص قلبی سے جو کہ اسوقت میرے دل مین موجزن ہے تمام مضامین
کو نہایت فصاحت اور بلاغت سے ادا کرتا - لیکن نہ مین فصیح نہ اسپیکر نہ اڈیٹر - اس لئے ممکن
ہے کہ یہ مضمون جو مین سرکار عالی کی فوج باقاعدہ کے طرف سے گزارش کر رہا ہون عذب البیانی
اور شیرین کلامی مین دوسرے اڈریسون سے جو گزرانے گئے ہین کم ہو -

لیکن دراصل اصول اڈریس کا جو اظہار جوش وفاداری و اطاعت شعاری ہے اسمین ہم
جان نثار ونکو سب سے زیادہ اعزاز حاصل ہے کیونکہ سپاہ کی خاص ڈیوٹی اور اسکا فرض منصبی ہے

کہ اپنے مالک پر ہروقت و ہر لحظہ جان نثار ہین اور اپنے خداوند نعمت کے قدمون پر جان نثاری کرنا سعادت دارین سمجھین۔ آخر مین ہم سب جان نثار اپنے خوش دلی کیساتھ حضور پر نور کی عمر و دولت و اقبال و صحت کیلئے بارگاہ ذو الجلال مین دعا کرتے ہین۔ خداوند عالم اپنے حبیب کے تصدق سے ہمارے حضور پر نور کی عمر و دولت و اقبال مین ترقی دے اور حضور پر نور کے خواہان دولت مسرور اور اعدا نامراد و مقہور رہین۔

این دعا از ما و از جملہ جہان آمین باد

اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلی بجواب افواج باقاعدہ

اے میرے جان نثار فوج والو مجھے تمہار او فادارانہ اڈریس لینے مین نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ تمہارے افسرون کے خیالات کے اظہار صداقت کی بھی مین بہت قدر کرتا ہون۔ اسوقت میری خوشی ایک خاص قسم کی ہے جسکی تصریح ٹھیک طور سے الفاظ مین نہین کیجا سکتی۔ میری موجودہ خوشی اس قبیل کی ہے جو ہر اہل فن کو اپنے فن کے مشاقون کے ساتھ کوئی دلچسپی کا کام کرنے یا دیکھنے مین حاصل ہوتی ہے اور تم جانتے ہو کہ فن سپاہ گری میرے آبا و اجداد کی میراث ہی۔ پس جب تمکو مین اس معزز فن مین ترقی کرتے دیکھتا ہون۔

اور اس ترقی کے نمایان آثار تمہاری قواعد و اسپورٹس مین پاتا ہون۔ تو فرط مسرت سے میرے دل مین یہ جوش پیدا ہوتا ہے۔ کہ مین تمہارے ساتھ شریک ہو کر محظوظ ہون۔ اور زبانی بیان کے علاوہ تمہارے اسپورٹس مین شامل ہو کر تم پر عملی طور سے اس امر کو حالی کرون۔ کہ مین تمہارے فن کو کس وقعت کی نظرون سے دیکھتا ہون۔ اور تمہاری ترقی اور وفاداری کی کس درجہ قدر کرتا ہون۔

اوراس قدردانی کے اظہار کے لئے مین نے بہت خوشی کے ساتھ گولکنڈہ برگیڈ کی آنریری کرنلی قبول کی۔ اور گولکنڈہ لانسرز کو اپنے نام سے موسوم کرنے کی اجازت دی۔ اوراب تمہارے اسپورٹس مین شریک ہوکر نہایت محظوظ ہوا۔

تمکو یاد ہوگا کہ سب سے پہلے مین نے تحریک کی تھی۔ کہ جناب کرمت مآب قیصرۂ ہند سلمہا اللہ تعالے جن کا مین تاریخی دوست ہون انکی تائید مین میری تلوار اور میری فوج (اگر وقت آجائے تو) اپنی صداقت شعاری بخوبی ظاہر کرسکے۔ اوراس تحریک کا خوش اسلوب نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان مین ہر طرف امپیریل سرویس ٹروپس قائم ہوگئی۔ اور مجھے آج اس امر کے مشاہدہ سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ کہ میری امپیریل سرویس ٹروپس بفضلہ تعالےٰ اپنی فوجی تہذیب وشائستگی مین ایسی ترقی کررہی ہے کہ جس سے اُسکے قیام کا اصل منشا رعندالموقع حاصل ہونے کی امید قوی کیجا سکتی ہے۔

افسرالدولہ بہادر۔ تم نے اس اڈریس مین اپنی لائلٹی کے اظہار کے لئے چند الفاظ کے حروف سے مستغرق معنے نکالے ہین۔ ان کے سننے سے مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا ؎

اسی اجمال کی تفصیل ہے دفتر دفتر　　چار حرفون کے سوا اور تو قسمت مین نہین

اس سے میرا منشا یہ ہے کہ ہر شخص کی قسمت مین جو کچھ کاتب حقیقی نے لکھا ہے وہی ظاہر ہوتا ہے۔ نہ کم نہ زیادہ۔ پس جو کچھ کہ مجھکو خدائیتعالی نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔ جسکا مین ہر لحظہ شکرگزار ہون۔ ؎

شکر اللہ کا کرتا ہے یہ آصف ہردم　　مجھسے ناچیز کو ایک چیز بنایا اُسنے

اسکو میری عزیز رعایا بو فور محبت میاگنی فئینگ گلاس سے دیکھتی ہے۔ لیکن مین تم سب کے لئے خدا سے ایسی قسمت عطا کئے جانے کی دعا کرتا ہون جس کے ق سے تمکو ہر طرح کی قوت بدنی ومالی حاصل رہے اور تم مین س سے سلیقہ ایسا پیدا ہوجائے کہ تم م سے محبت

اور ملاپ آپس میں ایک دوسرے سے اور رعایا سے رکھو تاکہ تم سب سے ترقی ہر قسم کی حاصل کرو

قطعہ

اے جان نثار فوج ظفر موج لشکر ہے
رخ رخ سے مرد مرد کی مردانگی عیاں
ایسے سپاہیکی سپاہی کو قدر ہے
فن سپہگری میری میراث جد کی ہے
عزت تمہاری ہے وہ میری عین آبرو
سرکار دونو رکھتے ہیں باہم جو اتحاد
مجھکو نہیں دریغ کبھی جان و مال سے
اے اہل فوج دل سے اطاعت وہ تم کرو
تم خیرخواہ دولت برطانیہ رہو
تا زندگی کریں گے اطاعت بجان و دل
طاعت کے بعد جو ہے اطاعت کا پائے بند
ماتحت مانے حاکم اعلے کے حکم کو
مالک سے کام سمجھے نہ رکھے کسی سے کام
لغزش نہو وگرنہ گریگا وہ سر کے بل
اسکو بھی ہو یقین عنایت اسیطرح
گر قاعدے سے ہو تو قواعد وجیہ ہے
اعضا یہی ہیں ہو چست یہ میں کام ہوں بہ سبت

جوہر ہیں تم میں صورت شمشیر آبدار
رگ رگ سے فرد فرد کی جرأت ہے آشکار
تعریف کیوں نہ آئے مرے لب پہ بار بار
اسہی میں میرا نام ہے اس سے ہے افتخار
رکھا میرے بزرگوں نے تمکو بصد وقار
یہ دوستی ہے سارے زمانے پہ آشکار
جانینگے اور جانتے ہیں اہل روزگار
سمجھیں خطاب قیصر ہند اپنا جان نثار
اس سے ہی کامگار ہو اس سے ہی نامدار
جو ہیں نمک حلال سپاہی وفا شعار
دنیا و دیں میں وہ نہ کبھی ہوگا شرمسار
یوں اہل روزگار کی ہو طرز روزگار
اسکا اسیں نفع اسیمیں ہے افتخار
تھامے سپہ عنان اطاعت کو استوار
سرکار کو ہے جیسے سپاہی کا اعتبار
کرتی ہے اسکی مشق پیادہ کو شہسوار
محنت سے جی چرائے سپاہی نہ زینہار

کاہل وجود ہو کے نہ غفلت کرے کبھی
یہ بات ہے ضرور سپاہی کیواسطے
مردونکا نام صفحۂ ہستی پہ رہ گیا
جو ہین جری شجاع وہ ابتک ہین نامور
کیا علم* ہے حضرت عباس کا علم
صف ہزار شکر ہے پروردگار کا

ہر دم ہو کیل کانٹے سے اپنے وہ ہوشیار
کب مستقل مزاج کو ہوتا ہے انتشار
افسانۂ تہمتن و بیژن ہے یادگار
شہرت پذیر سا ہے جہان مین ہے آنکا وار
نامی ہے کیسی حیدر صفدر کی ذوالفقار
دی مجھکو ایسی فوج وفادار و جان نثار

اڈریس منجانب ملازمان صرفخاص بمقام ملک پٹیہ

اے ہمارے شاہ عالم پناہ ظل اللہ فلک بارگاہ ہم جان نثاران قدیم در دولت جو بشرف ملازمت صرف خاص مشرف ہین پیشگاہ عالیجاہ حضرت ظل سبحانی مین یہ اڈریس پیش کرنیکا فخر حاصل کرتے ہین اس مبارک و مسعود موقعہ پر جبکہ پیر و مرشد ظل سبحانی نے تقریب ہمایون جشن سالگرہ مبارک اس جلسہ مین جو خانہ زادان صادق الاعتقاد کے اہتمام سے قایم کیا گیا ہے اپنے قدوم فیض لزوم سے زینت بخشکر اس کو رشک روضۂ رضوان و غیرت دہ بوستان جنان بنایا ہے اور خانہ زادان وفا پیشہ و جان نثاران اطاعت شیوہ کے فرق افتخار کو فلک الافلاک عزت اور سدرۃ المنتہائے وقعت تک پہنچایا ہے۔ اس اڈریس کے ذریعہ نہایت ادب و عجز سے اس تقریب میمنت نسب کی مبارکباد ادا کرتے ہین۔ اور اس ارادت و عقیدت کے اظہار کرنے کا شرف پاتے ہین جو مدت سے ہم خانہ زادان کے دل مین جان کیطرح متمکن اور ایمان کیطرح متیقن ہے۔ اے ہمارے آقائے نامدار اے ہمارے ولی النعم گردون وقار اس ناچیز ہدایا کو جو محبت و ارادت حضور سے ہے وہ کچھ نمایشی

*یہان علم کے معنے مشہور کے ہین ۱۲ مولف

اور خوشامدانہ نہین ہے اور نہ آج ہی ہمکو یہ عزت حاصل ہی بلکہ نہایت سچے دل سے اور خالص نیت سے
ابا عن جد بزرگون کی بیش بہا ملی ہوئی میراث مین یہ دولت جان نثاری و فرمانبرداری شامل ہے
جسکو ہم اپنے دل مین محبت خدا کی طرح ملحوظ رکھتے ہین اور نہایت وقعت کی نظر سے دیکھتے ہین جناب
ہمارے بادشاہ اسے ہمارے دین و دنیا کے پناہ اسوقت زیر سایۂ ظل خدا ہم نظارۂ انوار شمس معدلت
واضواء بدر نصفت بمصداق وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ
اُن عیون و بصیرت سے کر رہے ہین جو حضرت کے تجلیات ظل الٰہی سے منور ہین ہمارے قلب
بکمال صحف ایمان شاہد ہین کہ وا تعیٔ ظل خدا کا لقب ہمارے ہی بادشاہ کے شایان ہے ہم جتنے
جان نثار اسوقت حاضر ہین اور اپنے اپنے مقام پر نزدیک و دور ہین اعتراف کرتے ہین کہ ہمارے
بادشاہ اعلیٰحضرت وہی بے بہا نعمت ہین جسکے ذکر و شکر کا خداوند تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے اور
کلام ربانی مین یہ فرمان آیا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر
منکم - پس بحکم خدا ہم اپنے آقا کی فرمانبرداری اور جان نثاری و خیرخواہی مین
ہمیشہ حاضر ہین - اگر اُسکا سر مو خلاف ہوا تو جرم نافرمانی حکم خدا صاف ظاہر ہوا جب خدا کی نافرمانی
کی تو نہ ہمارا دین و ایمان صادق رہا نہ کوئی بشر عزت و وقعت کے لائق رہا - ایسی حالت
مین خسر الدنیا والاخرۃ کے مصداق ہوئے آبائے علوی و امہات سفلی
سے عاق ہے -

اس موقع پر یہ عرض کرنا بھی بیجا نہ ہوگا کہ حضرت ظل سبحانی کی ولادت باسعادت اور
تاریخ جلوہ افروزی مسند ریاست کو دیکھا جائے تو یہ ثابت ہے کہ مسند آرائی کے زمانۂ سعادت
نشانہ مین حضرت ظل الٰہی کے سن مبارک کا اکتیسوان مہینہ تھا اور آج زمانۂ حکمرانی کا اکتیسوان
سال ہے - پہر تاریخ مسند آرائی کو زمانۂ حکمرانی سے ملایا جائے تو سولہوان سال تھا - اور

آج اس سالگرہ مبارک کی تاریخ میں بھی فرمانفرمائی کا سولھواں سال ہے۔ اس (۱۶) سال کی مدت مین
حضرت اقدس نے ہر محل وہر موقعپر جو انتظامات ریاست فرمائے ہم نواب ویسرائے گورنر جنرل بہادر
کشور ہند جناب لارڈ رپن جیسے مدبر وتجربہ کار کے اسپیچ کے نتائج کو دیکھتے ہین جنھون نے حضرت
کے جشن حکمرانی کے وقت بیان کیا تہا اور اُسکے ساتھ اس قلیل مدت انتظام کو ملاتے ہین تو صاف
ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کے حکمرانون مین اُسکے نتائج کے مصداق مین حضرت ہی آپ اپنی نظیر ہین اور
خصوص جب اُس اسپیچ کا یہ فقرہ پڑہتے ہین کہ (آپکی حکمرانی مین اسبات کا پیدا کرنا ہے کہ جس قدر
زمانہ گزرتا جائے اُسیقدر رعایا کو آپسے سچی محبت پیدا ہوتی جائے) اور اُسکے ساتھ اس سولہ (۱۶) سالہ
عمدہ حکمرانی کے نتائج پر غور کرتے ہین اور رعایا کے ہر روز ہر ماہ ہر سال مین محبت اور وفاداری کی
زیادتی اپنے بادشاہ جہان پناہ کے ساتھ جو تمام دنیا کے نظارون مین جلوہ افروز ہی پاتے ہین تو
اس مسعود ساعت پر ہمکو فخر ہے اور اس محمود نتیجہ پر ہم کو ناز۔

انسان تو اشرف المخلوقات ہے اپنے عقل وتدبیر سے ہر کام کو انجام دیسکتا ہے اتفاق باہمی اور
اطاعت بادشاہ وقت ایسا امر لازمی ہے کہ انسان کی کوئی تدبیرین اسکے ہرگز حد کمال اور نتائج نیک
اعمال کو نہین پہونچ سکتین۔

جہانتک اس مسئلہ پر غور کیا گیا تو ثابت ہوا کہ یہ اتفاق باہمی اور اطاعت حاکم ایک فطرتی
شئے دلپذیر ہے۔ خدائے یکتا کا ہزار شکر کہ ہمارے خضر راہ ہدایت رہنمائے طریق سعادت یعنی
اعلیٰحضرت کے طفیل پرورش وعنایت سے ہم لوگون مین بھی باہم وہی پسندیدہ اتفاق ہے۔ اور ہر دل
اپنے ولی نعم پر جان نثاری کا مشتاق ہے جبکہ اعلیٰحضرت نے ہماری آسائش ودوام وامن وآرام کے لئے
مجموعہ سنگین محنت وافکار کا بار اپنی ذات خجستہ صفات پر اٹہایا ہے اور سوا کروڑ بندگان خدا اور
ہم غلامان باوفا کو بیفکر وبیتردد اپنے خوان نعمت سے رزق شایان اور اپنی معدلت سے امن وامان

عطا فرمایا ہے تو پھر کیون نہ اپنے جانون کو حضرت پر نثار کرکے جان نثاری کے بہترین خطاب کا ثبوت
دین ایسے ہی بادشاہ قالب سلطنت کی روح سمجھے جاتے ہین ایسے ہی فرمانروا ظل اللہ کہلاتے ہین
جسطرح نفس ناطقۂ انسانی کو جسم سے تعلق اور وہ انتظام جسمانی مین مصروف رہتا ہے اسیطرح ایک
قومی بادشاہ جیسے ہمارے اعلیحضرت ہین انتظام مہام سلطنت مین مصروف رہتے ہین جیسا کہ طبیعت
انسان کو بعض اوقات امراض لاحقہ کے دفعیہ کی فکر دامنگیر ہوتی ہے اسیطرح بادشاہون کو علاج
امراض سلطنت کے لئے فکر و تدبیر ہوتی ہے۔ کوئی قوم یا کسی ملک کے ترقی کے اسباب اگر دیکھے جائین
یہی دو امر پائے جاتے ہین ایک یہ کہ حاکم کا طرز عمل و حکم مدبرانہ ایسے اصول پر مبنی ہو جس سے رفاہ عام
اور امن و امان کا قیام پایا جائے۔ ہمارے ہی حضرت کے عہد مین ہر قوم و ملت کے لوگ آزادی سے
بسر کرتے ہین اور ہزارون ویرانہ و جنگل مین لاکھون روپیہ خلایق نے صرف کیا اور عمارتین تیار ہین
جس سے پوری دلیل ثابت ہی کہ کسقدر اطمینان اور امن و امان کو یہان یوماً فیوماً ترقی ہے۔ کہ
ویرانہ اور جنگل شہر کا نمونہ دکھائی دیتے ہین۔ دوسرا یہ کہ قوم و رعیت کے جانب سے تعمیل احکام حاکم
باتفاق و طیب خاطر بخوشنودی باطن فظاہر ظہور مین آئی اسکی تصدیق اکثر اوقات یہان ہوتی گئی
چنانچہ رعایائے دکن کے ان حالات کے نظر کرتے کہ جملہ ممالک مین قوانین و ضوابط کے واقف نہونے اور
خلاف عادات احکام کو مکروہ اور قانون کی بظاہر سختی کو داروئے تلخ کی طرح ناگوار احساس کرنے مین
ابتداً ان کی رعایا کی جانب سے اوس قانون کے پیشرفت و تعمیل مین مزاحمت و قیتین لاحق ہو
اور یہان رعایا ہر ایسے حکم کی تعمیل اور قوانین و ضوابط کے نفاذ مین کسیطرح مزاحم و مخل نہوئی بلکہ بخوشی
تمام قبول کی۔ لہذا یہ امر قبول کیا جاتا ہے کہ یہان کی رعایا اپنے مالک کی بے انتہا مطیع و فرمانبردار
اور وفادار ہے اور پورا بھروسہ اپنے مالک کے انتظام پر رکھتی ہے۔ جسکا کسیطرح اندازہ نہین
ہوسکتا۔ اسمین کچھ شک نہین کہ حضرت ظل الٰہی و جناب خلافت پناہی کی ہمت۔ ملکی رفاہ

ملکی آسایش - ملکی ترقی - ملکی سرسبزی - ملکی آبادی کی طرف بدل مصروف ہے جسکے روشن آثار دنیا کے
سامنے شاہد عادل موجود ہین - اس عام رعایا پروری مین خاص ملک دکن کے قدیم سوا کروڑ رعایا ہی
ممتاز اور سرفراز نہین ہے بلکہ جب ہم مردم شماری کے تختہ پر نظر ڈالتے ہین تو ہمین ناز کے ساتھ دعوی
کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے ظل اللہ کی امن پسند حکمرانی اور ہمارے جہان پناہ کی امان طلب بادشاہت
کا شہرہ دور و دراز ممالک کے رہنے والون کو بھی گرویدۂ مرحمت بنا لیا ہے - جو اس تھوڑے زمانہ مین
ممالک یورپ و ایشیا وغیرہ کے ہر قوم ہر ملت کے اور ہر پیشہ اور ہر کمال اور ہر فن کے لوگ اندر
از پچاس ہزار اپنے موروثی مولد و وطن کو خیرباد کہکے حضرت ظل الٰہی کے ملک کو مسکن بنائے
ہین اور سب کے سب عزت و آبرو اور دولت و ثروت و آرام و راحت کے ساتھ خدام عالی کے
سایہ عاطفت مین پرورش پا رہے ہین -

اس موقعہ جشن سالگرہ مبارک مین کافۂ انام جملہ خاص و عام یعنے عالم و جاہل امیر و فقیر ہندو
مسلمان - عیسائی - پارسی - دیسی - پردیسی - نے علے الاعلان بخودانہ جوش طبیعت سے اپنی خوشحالی
کو آشکارا اور مسرت کا اظہار کیا - اس عام خوشدلی نے ثابت کر دیا کہ ملک دکن کی خوش قسمتی سے یہ دونون
امر میسر ہین یعنے بادشاہ عدل پرور ہے اور اُسکی رعایا بجان و دل اُسکی نثار اور فرمانبردار -

ہم دیکھتے ہین کہ حضرت کے تصمیم تدابیر سے گلزار دکن سرسبز و شاداب اور الوان توجہ سے
چمن سلطنت گلزار ہے - رائحہ انتظام سے دماغ ملک و ملت معطر آبیاری عدل و داد سے شجر دولت
مثمر و بار ور -

قاعدہ ہے کہ جو عمل بے ریا ہوتا ہے اُسمین نمایش نہین ہوتی ہمارے اعلحضرت ظل اللہ مین اُنکو
کسی نمایش کی ضرورت نہین ہر کام اُن کا بے ریب و ریا خاص برائے امن و آسایش بندگان خدا
ہوتا ہے - اسلیے چمن سلطنت نتائج ثمرات نیک سے جلوہ نما ہوتا ہے - ہمارے ہی آقا

عالی تبارکے اس عہد مبارک حکمرانی شانزدہ سالہ مین چار وایسرائے بہادر سلطنت ہند ہر ایک اپنے زمانۂ حکومت مین یکے بعد دیگرے اور دو شہزادۂ جلیل القدر معزز خاندان شاہی علیۂ جنابہ ملکۂ قیصرۂ ہند ادام اقبالہا واجلالہا تشریف فرمائے حیدرآباد دکن ہوا ہوکر بخوشی وخرمی تمام مراجعت فرمائے - ہمیشہ دیکھا اور سنا گیا ہے کہ بادشاہ صرف اصول انتظامات اور کلیات مہام پر نظر غور فرماتے ہین -

ہمارے اعلیحضرت نہ صرف انتظام کلیات مہام پر نظر فرماتے ہین - بلکہ بذات خاص ہر کام کے کامل نتائج کو بھی ملاحظہ مین لاتے ہین کیبنٹ کونسل کی کارروائی کی رپورٹین حضرت کے ملاحظہ مین پیش ہوتی ہین اور اختلافی مسائل کا فیصلہ اعلیحضرت بذات خاص فرماتے ہین - امرائے جلیل کے باہمی تنازع کا فیصلہ حضرت ہی کے ذات تقدس سمات سے متعلق ہے - الغرض حضرت کے در دولت سے امیر وغریب صغیر وکبیر مستفید وبہرہ ور اور ہر محتاج وفقیر باب عالی پر بار یاب فیضان داد ودہش سے کامیاب وتونگر ہوتا ہے - ہر مستغیث اپنی داد کو ہر مستمند اپنی مراد کو پہونچتا ہے پیر ومرشد کے مدبرانہ حکمرانی کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ حضرت نے سواکڑور رعایا مختلف المذاہب کو جو آزادانہ بسر کرتے ہین اپنے حسن جہانبانی کا والہ وشیدا بنا لیا ہے - جو حضرت کے فرق مبارک سے اپنی جان ومال واولاد کو تصدق ونثار کرنے اپنا فخر جانتے ہین - اور ہر سر موئے زبان شکر گزار ہے ہم سب غلامان وجان نثاران صرف خاص بھی بحیثیت رعایا عموماً مساوی ہین - مگر خانہ زادان صرفخاص کو بتصدق قربت نعلین مبارک جو شرف خاص حاصل ہے - اور کسیکو نہین جس صیغہ سے معزز ارکان خاندان شاہی نبلوغ البالی وخوشحالی پرورش پاتے ہین ہم سب جان نثارون کو بھی اعلیحضرت اسی صیغہ سے علی قدر مراتب پرورش فرماتے ہین بہ نسبت دوسرے صیغہ جات کے ملازمین کے ہمارے عروج طالع نے یہ اختصاص خاص حاصل کیا ہے کہ حضرت نے اپنے خانہ زادان خاص مین ہمکو شامل فرمایا ہے اسکے علاوہ اور ہزارون طرح کی پرورشات ہین چنانچہ اس صیغہ مین بیوگان گھر بیٹھے پرورش

پاتے ہین بہت سے مفلس محتاج اور یتیم بچے اور وظیفہ خوار آسائش و آرام سے روٹیان کہاتے ہین۔
اگرچہ بادشاہان سلف کے وقت مین اس صیغۂ صرف خاص کی ترقی ہوئی مگر ہمارے خداوند نعمت کے عہد معدلت عہد مین جسقدر تہذیب و آراستگی کی تکمیل ہوئی اُسکے معائنہ سے ہم بدل و جان کہ سکتے ہین کہ اللھم زد فزد و لا تنقص۔ اس علاوہ مین جتنے صیغے جو ایک تہذیب سلطنت کو درکار ہین سب موجود ہین۔ یعنے۔ عدالت۔ مال۔ تعمیرات۔ طبابت۔ صفائی۔ تعلیمات۔ فوج۔ پولیس محاسبی منصب۔ وظیفہ۔ انعام۔ اوقاف وغیرہ وغیرہ۔ ان سب صیغہ جات کی نگرانی علاوہ انتظام امور سلطنت کے حضرت ہی کی ذات خاص پہ ہے اور توجہ خسروانہ سے سب کام کا انتظام بخوبی جلوہ گر ہے۔
الحاصل جسقدر نعم آلہی اور مراحم شاہنشاہی ہمیں سند ول ہین اُسکے اظہار کے لئے زبان ناتوان قاصر ہے اور قلم زبان منہ بند۔ اب بحکم فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون بعد ذکر مختصر تذکرہ ادائی شکر واجب اور ختم اس اڈریس کا فقرات دعائیہ پر مناسب۔
آلہی تو اپنے اس سایۂ رحمت کو تا قیام شمس و قمر ہمارے سر پر قائم رکھ۔ اے خدائے دوجہان آفرینندۂ زمین و آسمان و سہندۂ تخت و تاج ہمارے بادشاہ عالی وقار ہمارے آقائے بلند تبار ہمارے ولی نعمت و الی ملک و ملت اعلیحضرت قدر قدرت فلک رتبت کو تا دوران سریر سلطنت پر کامران اور مملکت دکن اس خسرو عادل و باذل کے زیر فرمان رکھ۔ اور اس جشن سالگرہ کو مانند عمر خضر و مسیح سال بسال جاودان رکھ۔ آلہی ہمیشہ ستارۂ اقبال و اجلال ہمارے بادشاہ رعایا پرور و انصاف گستر کا یوماً فیوماً عروج پر رہے۔ اور جو بدخواہ اعلیحضرت و سلطنت ہو وہ ہمیشہ آتش قہر ایزدی مین خاکستر رہے۔ آمین ثم آمین ثم آمین

قطعہ

شاہ کی جتنی مرادین ہون برآئین دلخواہ	جلوہ گر چرخ پہ جبتک ہو یہ خورشید یہ ماہ

شاہ آباد رہے تا بہ ابد یا اللہ		خسرو ملک دکن بادشہ ظل اللہ
	میر محبوب علیخان نظام آصف جاہ	

اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلی بجواب ملازمان حضور خاص

میرے خاص وفادار ملازمین۔

جب تم سبہوں نے یہ جلسہ کرکے مجھے اڈریس دینے کی خواہش ظاہر کی تو مین تمہاری محبتانہ خواہش کو پورا کرنا اس خیال سے مناسب سمجھا کہ تمکو میری سالگرہ کی خوشیان منانے کا دُھرا استحقاق حاصل ہے کیونکہ تم مین اکثر نہ صرف میری رعایا ہو۔ بلکہ میرے ملازمین بھی ہو اور بھی ایسے ملازمین جن کو زیادہ تر خاص مجھسے تعلق ہے۔ اور نیز تم مین اکثر ایسے ہین جنکے آبا و اجداد کو میرے بزرگون کی ساتھ ایسی ہی خیرخواہی و عقیدت تہی جیسے کہ (مجھے یقین ہے) تمکو میرے ساتھ ہے۔ اس تمہاری خوشی اور جوش صداقت کو دیکھکر مین بہت ہی خوش ہوا۔ کیونکہ ہر انسان مین ایک خلقی عادت ہے کہ جب وہ اپنے آس پاس رہنے والونکو خوش دیکھتا ہے تو خود بھی خوش ہوجاتا ہے۔ اور یہ امر لازم و ملزوم ہے کہ خوش رکھو۔ خوش رہو۔ تمنے اپنے اڈریس مین نواب وایسرائے بہادر کی ایک اسپیچ کا ذکر کیا ہے جسمین انہون نے اپنی امید قوی ظاہر کی تہی کہ میرے عہد حکومت مین میری رعایا کی وفاداری اور رضامندی روز افزون ہوگی۔ اور میری بھی اسوقت یہی امید تہی اور اس سالگرہ کے جلسونکے جوش صداقت سے بخوبی ثابت ہوگیا۔ (اور محل شکر ہے) کہ خدائے ذوالجلال نے اپنے فضل و کرم سے ہماری اُس امید کو اچہی طرح سے برلایا اور زیادہ تر خوشی مجھے اسوجہ سے بھی ہے کہ یہ جلسہ تمہارے باہمی اتفاق اور دوستی کا نمونہ ہے۔ مین یقین دلاتا ہون کہ میری خوشنودی ہمیشہ اسی مین ہے اور رہیگی کہ میری تمام رعایا اور علی الخصوص میرے تمام ملازمین مین بہرحال باہمی اتفاق رہے۔ جسطرح سے رنگ اور گل توام ہین اور جسطرح سے مشک اور بو فراہم ہین۔ ہر ایک اپنے اپنے جوش کو

مطابق نیک نیتی کے ساتھ اپنے فرائض کی ادائی مین مصروف ہے ہے

تلوار لیکا ہے پانی وہ گر پڑیگا او ٹھ کر	گر سرکشی پہ اپنے سرکش کو ناز ہوگا
باغ جہاں مین آصف مانند شاخ مثمر	جو سر فرو کریگا وہ سرفراز ہوگا

اڈریس صفائی چادر گہاٹ مقام ملک پیٹہ

اعلیحضرت سکندر شوکت جم مرتبت ولی نعمت خدایگان حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

بشرف عرض باریابان۔

حضرت کی جان نثار اور وفادار رعایا جو شمار زائد از یک لک احاطۂ چادر گہاٹ کے اندر آباد ہیں بوکالت و وساطت اراکین مجلس صفائی چادر گہاٹ اعلیحضرت کی چوتیسوین سالگرہ مبارک کے تیار سعادت اور مسعود موقعہ پر اپنی اس وفاشعاری و جان نثاری کے اظہار کی جو ہمارے دلوں مین حضرت کے نفس نفیس اور حضرت کی ریاست و حکومت کے ساتھ راسخ ہین بصد عجز و نیاز اجازت چاہتے ہین۔

حضرت کے پر فیض و برکت و پر جلال و ابہت عہد حکومت مین حضرت کے جان نثار رعایا کا ہر فرقہ اور ہر طبقہ اپنی زندگانی بلا خوف و خطر آرام و آسایش کیساتھ بسر کرتا ہے اور اپنے اپنے مشاغل مین مشغول رہتا ہے کیونکہ ہر کہ و مہ کو معلوم ہے کہ ہمارے سر و ن پر حضرت کی معدلت کا سایہ ہر وقت موجود ہے اور ہماری نیک و بد پر ہمیشہ اسیطرح حضرت کی نظر رہتی ہے جسطرح پدر شفیق اپنی اولاد پر نظر رکہتا ہے حضرت کی عہد مبارک عہد مین ہم رعایا کی حاجت روائی جسطرح پر فرمائی گئی ہے کبہی ہمارے بزرگون کو نصیب نہ تہی اور نہ نظیر اسکی ہماری تاریخ مین موجود ہمارے لئے عدالتہائے دیوانی و فوجداری معتبر فرمائی گئی ہین جن مین ہمارے قضایا رحم و معدلت کے ساتھ فیصل ہوتی ہین ہمارے بیماریون کے لئے شفاخانے اور دواخانے اور ہماری اولاد کی تعلیم کے واسطے مدارس ہماری معمورات کے حفظ صحت کی واسطے محکمات صفائی اور اسی قسم کے ہزارون وسیلے ہماری

آسایش کے مہیا فرمائے گئے ہین۔ جیسے ہم جان نثار رعایا شب و روز بلا امتیاز قوم و ملت متمتع ہوتے ہین اور جن نعمتون کے شکریہ مین ہم سب جان نثار بیک زبان ہمیشہ خداوند عالم و عالمیان و خالق کون و مکان کی درگاہ مین حضرت کی دولت و اقبال و ازدیاد عمر کی دعا مین مصروف رہتے ہین۔

آمین یارب العالمین

اڈریس تعلیمات بمقام ملک پیٹھ

اعلیحضرت قدر قدرت سکندر شوکت نوشیروان معدلت خداوند خدایگان حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

بہ شرف عرض اقدس — میر ساند

ہم تمام کم عمر رعایائے جان نثار جو حضرت کے تصدق سے مدارس ملک مین تعلیم پاتے ہین نہایت ہی عجز و نیاز کے ساتھ اسوقت موقف ادب مین استادہ ہو کر اپنے آقائے نعمت کو سلام اور اُن کے آگے کچھ عرض مدعا کرنے کی اجازت چاہتے ہین ہم جان نثار جو حضرت کے سایہ عاطفت مین پرورش پاتے ہین آج کے روز حضرت کی ولادت اور حضرت کی مسند ریاست کی خیرخواہی اُن کے دلون مین مثل دریائے مواج جوش زن ہے اور کیون نہو کہ ہر تقریب سالگرہ مبارک مین حضرت کے ہر جان نثار کو اس مسعود روز کا خیال گزرتا ہے جس روز انکی قسمتون کی خوبی سے ایسا کریم و رحیم پادشاہ انکے واسطے خداوند عالم نے مقرر فرمایا۔

ہم جان نثار اگر محامد و مکارم کا شمار کرنا شروع کرین تو نہ وقت اس کے واسطے مساعدت کر سکتا ہے اور نہ کاغذ و قلم کافی ہو سکتا ہے۔ مگر علاوہ ان تمام عنایتون کے جن سے حضرت کی تمام رعایا متمتع ہوتی ہے۔ ہم جان نثارون کو ایک خاص نعمت کا شکریہ ادا کرنا ہے جس مین حضور کے سوا ہمارا کوئی شریک نہین ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت کی شاہانہ رعایا پروری کے

طفیل سے ہم کم عمر رعایا کی اصلاح معاش و معاد کے واسطے جا بجا معتدبہ ذرائع تعلیم و تربیت مہیا ہو گئے ہین بحدیکہ کوئی تعلقہ اور کوئی معمورۂ کلان ایسا نہوگا کہ جہان حضرت کا صدقۂ جاریہ موجود نہو۔ پیر و مرشد کے عہد معدلت مہد مین علوم و فنون کو جسقدر ترقی ہوئی ہے اُسکو صرف تصرفات وجود باجود حضرت بادشاہی سمجھنا چاہیے یعنے ہر سال جسطرح مبارک گرہین سالگرہ کی شمار مین ترقی کرتی جاتی ہین اسیطرح یہان علم و فن کو بھی سال بسال نمو حاصل ہوتا جاتا ہے۔

اس امر کا مختصر بیان بے موقع نہوگا کہ گذشتہ چالیس سال کے عرصہ مین خصوصاً حضرت کے جلوس میمنت مانوس کی تاریخ سعید سے اسوقت تک تعلیم نے کسقدر ترقی کی سنہ ۱۲۶۴ف مین نواب سالار جنگ مرحوم اول نے ابتداءً اندرون بلدہ دارالعلوم کی بنیاد ڈالی اور مجلس تعلیمات بصدارت نواب علی محمد خان بہادر معتمد الدولہ قائم کی جب یہ خبر منتشر ہوئی تو اضلاع سے درخواستین آنا شروع ہوئین۔ بناءً علیہ سنہ ۱۲۶۹ف مین ایک اعلان بدین مضمون شائع ہوا کہ ہر ایک تعلقہ مین دو اور ہر ایک ضلع مین ۱ مدرسہ خفیف اجرت تعلیم کیا تہ زیر نگرانی مجلس موصوفہ کہولے جائینگے۔ چنانچہ اس طور پر تمام ممالک محروسہ مین تعلیم کی ترویج ہوئی سنہ ۱۲۷۰ف مین بذریعہ جریدۂ اعلامیہ تعلیمات کا تعلق صیغۂ متفرقہ کے معتمد سے کیا گیا اور قواعد منضبط ہوے اور معتمد و ناظم تعلیمات ملکی مقرر ہوے۔

سنہ ۱۲۸۰ف مین انجینرنگ کالج کا افتتاح تعلیم خاص کی اشاعت کے لئے بصدارت مسٹر ولکنسن ہوا سنہ ۱۲۸۲ف مین ایک انگلو ورنیکولر اسکول چادرگہاٹ بصدرمدرسی مسٹر شا فر کھولا گیا۔ اور سنہ ۱۲۹۰ف مین وہ اول درجے کا کالج بنگیا۔ جسنے رفتہ رفتہ انتہائے تعلیمی ضرورتون کو پورا کردیا اور اب اُسے نظام کالج کے نام افتخار حاصل ہے اور سال بسال شمار مدارس اور تعداد طلبا مین ترقی ہے۔

آخر مین ہم جان نثار طلبۂ مدارس اور ہمارے اساتذہ اور تمام اہالیان سررشتۂ تعلیم اپنے آقائے

نعمت اور اُن کے صاحبزادۂ بلند اقبال کے حق مین تو دل سے یہ دعا کرتے ہین کہ خداوند عالم و عالمیان جسنے اپنے
کلام مجید مین اجابت دعا کا وعدہ فرمایا ہے حضرت کو اور حضرت کے نونہال باغ سعادت و اقبال
کو صدوی سال سلامت رکھے اور ہمیشہ حضرت کے مقاصد بر لائے اور ہر مہم اور ہر ارادہ مین کامیاب
کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلی بجواب ارکان صفائی و طلبا

میرے بدل عزیز طلبا اور ارکان صفائی بیچارگیاں۔

تم طلبا کا اڈریس لینے مین مجھے ایک خاص قسم کی خوشی حاصل ہوئی۔ کیونکہ تمہاری ترقی علم و فضل
ہمیں بمقابل دیگر امور کے مجھے زیادہ دلچسپی ہے۔ مین تمکو اپنے گلشن ریاست کے ہونہار پودے سمجھتا ہون
اور جسطرح ہر باغبان اپنے باغ کے بڑے اشجار کی حفاظت سے زیادہ چھوٹے درختوں کی نشو و نما کی نگرانی
کرتا ہے اسیطرح میری توجہ اپنے نونہال و خیر طالب العلم رعایا کیطرف زیادہ تر مائل رہتی ہے
تمہاری ترقی علم اور تہذیب اخلاق سے میرے ملک کیلئے بہت کچھ فائدہ کی امید کیجا سکتی ہے۔ اور
یقیناً تم مین اکثر ایسے ہین جو آٹھ دس سال کے بعد اس ریاست کے لیق و کارگزار عہدہ دار خیر خواہ و
وفادار رعایا ہونگے۔ پس اسوقت تمہارے تعلیم مین جسقدر کوشش کیجاتی ہے اسکا نتیجہ صرف تمہاری
ذات پر منحصر رہیگا بلکہ اُس سے تجاوز کرکے تمہارے ذریعہ سے ملک کی عام بہبودی و ترقی کو مستحکم کرے گا
پس تمہارے لئے یہی وقت ہے کہ تم اپنی آئندہ بہبودی کا سرمایہ جسقدر جلد ہو سکے جد و جہد کے ساتھ
حاصل کرلین۔ مین نے تم ارکان صفائی کے اڈریس کو بھی بہت خوشی کے ساتھ سنا اور رعایا کی وفاداری
اور شکر گزاری کا اظہار جو اس میں کیا گیا ہے مین اُسکی بہت قدر کرتا ہون جب تم نے مدار المہام صاحب
کے ذریعہ سے اپنے اڈریس کو طلبہ کے اڈریس کیساتھ دینے کی درخواست کی تو مجھے بادی النظر مین گونہ
تعجب ہوا کہ طلبا کو صفائی سے کیا تعلق ہے جو دونوں اڈریس ایک وقت اور ایک جگہ دئے جاتے ہین

مگر تھوڑے تامل سے واضح ہوا کہ صیغۂ تعلیم رعایا کی قلب کی صحت کے طرف متوجہ ہے اور صیغۂ صفائی رعایا
کی جسمانی صحت کا نگران ہے غالباً صفائی کے اڈریس کو طلبار کے اڈریس کیساتھ شریک کرنے سے طلبا
کے لئے یہ اشارہ ہے کہ وہ علم حاصل کرنے کے شوق مین اپنی جسمانی صحت سے غافل نہون اپنی دماغی ریاضت
کے ساتھ بدنی ورزش کو فروگذاشت نہ کرین مین اس بات کو بہت پسند کرتا ہون اور یہ ظاہر ہے کہ
قلب و قالب مین کچھ ایسا تعلق ہے کہ ایک کی تہذیب دوسرے کی شایستگی کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے
اور تعلیم کے بھی دراصل یہی معنے ہین کہ انسان کے تمام قوے شائستہ ہوجائین پس جسم ضعیف کے
ساتھ پڑھنا لکھنا اچھی طرح حاصل ہونا ممکن نہین اور مجھے بخوبی یاد ہے کہ نظام کالج کے سابق پرنسپل
مسٹر ہڈسن (جنکی وفات کا افسوس ہنوز ہم سب کو ہے) اس بات پر بہت زور ڈالتے تھے اور انہین
کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ ہمارے کالج اور عام طور سے ہمارے صیغۂ تعلیمات مین طلبار کو علم کے شوق کے ساتھ
اسپورٹس کا شوق بھی ہے اور ہمارے کالج کے طلبا جسطرح کہ علم کے امتحانات مین کامیاب
ہونیکی خواہش رکھتے ہین اُسیطرح کرکٹ و دیگر اسپورٹس مین مشہور ہوا چاہتے ہین مین امید
کرتا ہون کہ اساتذہ اپنے طلبار کو ہر دو قسم کے تعلیم کی ہر طرح سے تحریص دلانے مین ہرگز دریغ نہ کرینگے
تقریباً چار سال قبل مین نے نظام کالج مین اسپیچ دی تھی اُسوقت مین نے مذہبی تعلیم کی ترغیب دلا کر
یہ ریمارک کیا تھا کہ "علم بے پابندی مذہب آئینۂ حلب بے صیقل ہے" مین بہت خوش ہوا کہ صیغۂ
تعلیمات نے اس ریمارک کا لحاظ اپنے موجودہ سلسلہ تعلیم مین رکھا ہے اور اکثر مدارس مین طلبا کے
مذہب و اخلاق کی درستی کی نگرانی کیجاتی ہے تعلیم نسوان کی ترقی جو طلبا کے اڈریس مین بتائی گئی ہے
اُس سے بھی مجھے کامل اطمینان حاصل ہوا۔

مین اخیر مین اپنے ملک کے مدرسون کے ذہن نشین یہ بات کیا چاہتا ہون کہ انکی ذمہ داری
طلبا کی تعلیم کی نسبت اس قدر بڑی ہے کہ جسکا اندازہ ممکن نہین۔ دیگر عہدہ دارون کا ذمہ

صرف یہی ہو کہ رعایا کی موجودہ حالت کو درست کرین اسکا اندازہ سرِدست کیا جاسکتا ہے - مگر اساتذہ کا ذمہ یہ ہے کہ آئندہ ہونہار رعایا کے خیالات وعادات کی درستی کیواسطے پیش بندی کرین - اُسکی حسن وقبح کا اندازہ فی الفور نہین کیا جاسکتا - دیگر عہدہ دار ملک کی گہڑی کے کانٹون کو اگر غلط چلین تو کھینچ کھانچ کر درست کردیتے ہین - مگر اساتذہ کا کام گہڑی کے اوزار کے پرزون کو اور رفتار کو درست کرنا ہے تاکہ تمام ملک گہڑی کو غلط چلنے نہ دین پس اساتذہ کو لازم ہے کہ اپنے اس اہم کام کو بہت دلدہی کے ساتھ انجام دین اور حتی المقدور اپنے طلبا کی علمی واخلاقی تعلیم مین ایسی کوشش بلیغ کرین کہ وہ اپنے خاندان کے فخر اور اپنی قوم کے ممتاز اور اپنے ملک کے باعث ناز ہوجائین - قطرہ ابر نیسان سے جیسے صدف مین گوہر ہوتا ہے شعاع مہر تابان سے جسطرح کوہ مین لعل احمر ہوتا ہے فیض علم سے اسیطرح انسان صاحب جوہر ہوتا ہے -

قطعہ

علم کی قدر کرو قدر کرو قدر کرو
سمجھو سمجھو وہ نکات اور وہ اسرار و رموز
علم ہے انکی دوا اور دوا بھی اکسیر
طالب علم ذکی اور ہو استاد شفیق
فہم و دانش کی ترقی کا یہی باعث ہی
قابل صحبت شاہان وسلاطین ہے وہی
دین و دنیا مین جو پہلی تو ایسی خوشبو
ایسی دولت کیلئے کوشش و محنت ہے ضرور
یہہ جو آصف نے کہا غور سے اسکو سمجھو

تمکو اللہ نے بخشی ہے اگر طبع سلیم
دیکھو دیکھو وہ کتب جو ہین جدید اور قدیم
کہ جہالت بھی ہے منجملہ امراض سقیم
کیون پسندیدہ نہون ایسے تعلم تعلیم
علم کی وجہ سے تہے حضرت لقمان حکیم
عزت اُسکی ہی زمانہ مین جو کہلائے فہیم
مشک اذفر کی نہ یہ عنبر سارا کی شمیم
گرچہ تقدیر عطا جو کرے رب کریم
علم وہ شئے ہی کہ اللہ کا ہے نام علیم

اڈریس* رعایائے حیدرآباد دکن بمقام ملک پیٹھ

خسروا سال نو از عیش و طرب معمور باد
تہنیت گویان عامت قیصر و فغفور باد

تا ازل سال کہن برگشتہ بہر تہنیت
جملگی در ساحت سال نوت محصور باد

میر محبوب علیخان آفتاب عز و جاہ
این مبارک نام یارب تا ابد مذکور باد

سبحان اللہ سبحان اللہ و حمد و شکر للہ آج وہ مبارک روز ہے کہ ہم ناچیز بندگان بارگاہ خداوند نعمت کو پیر و مرشد کے قدوم میمنت لزوم کی باریابی کا اعزاز و شرف حاصل ہے اور حیدرآباد کی تاریخ مین پہلا دن ہے کہ ہم خادمان آستان سپہر نشان بذات خود ہا و بہ نیابت عامۂ خلائق اپنے رعایا پرور عدل گستر قدر قدرت فلک شوکت آقائے ولی نعمت بادشاہ جمجاہ کی تقریب سالگرہ مبارک و مسعود مین عرض تہنیت کیلئے ہر سوئے تن زبان ہو کر نہایت ادب اور کمال عقیدتمندی کے ساتھ حاضر ہوگئے ہین نہ صرف ہمارا ہر موئے تن اس تہنیت مین تر زبان ہے بلکہ ہم مین سے ہر ایک کا دل عقیدت منزل پرجوش مسرت کے ساتھ بہزار زبان نغمہ خوان ہے اللّٰھم ایدہ بنصرہ واخذل اعدائہ وامد ظلہ علی مفارقنا یا من بیدک رقاب الملوک الزمان ہم ناچیز رعایا بمقابلہ اپنے اظہار عقیدت و سپاس گزاری کے اگر ان احسانات بے غایات کا اندازہ کرین جو پیر و مرشد کے عہد میمنت مہد مین عامۂ خلائق ملک دکن پر مبذول ہوئے ہین تو ہم بلا مبالغہ اس امر کے عرض کرنے سے کسیطرح باز رہ نہین سکتے کہ ہمارے اظہار عقیدت و سپاس گزاری کو ہمارے مجسم خیر و برکت آقائے ولی نعمت کے احسانات کے ساتھ وہ نسبت بھی نہین ہو سکتی جو پر کاہ کو نہایت بلند کوہ پر شکوہ کے ساتھ ہو سکتی ہے ہم جان نثار نہایت سچے دل سے عرض پرداز

* یہ اڈریس عالیجناب مہاراجہ کشن پرشاد مدار المہام سرکار عالی نے گزرانا تھا۔ ۱۲ موءلف

ہیں کہ خداوند نعمت کے تفضلات شاہانہ و مراحم خسروانہ کو تا دم زیست اپنے دلوں سے بھلا نہیں سکتے اور
نہ ہمارے اخلاف حضرت اقدس کی بار احسانات سے اپنے سر اٹھا سکیں گے۔ ہمارے جان و مال و
عزت و آبرو کی حفاظت ہماری دنیوی بہبودیوں اور روز افزوں ترقیوں کے واسطے جو جو غیر مترقبہ
نعمتیں عطا فرمائی گئی ہیں وہ ہرگز ایسے نہیں ہیں کہ ہماری زبان انکی شکر گزاری اسموقع پر ادا
کر کے خاموش ہو جائے بلکہ ہمارا ہر سر مو بھی زبان ہو کر ہماری زندگی تک ان نعمہائے بے پایاں کا شکریہ
ادا کرنے میں عذب البیان رہے تو اوسے فرائض میں قاصر ہی شمار کیا جائیگا ؎

شکر نعمت ہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو — عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

ہم فرمانبردار و جان نثار اہل ملک بکمال ادب و نہایت معذرت و انکسار کے ساتھ گزارش
کرتے ہیں کہ بلحاظ اصول تمدن و بنظر انتظام مملکت سب سے مقدم عدل گستری ہے جو سیاست و
انصاف رسانی اور احقاق حقوق کا ایک اہم صیغہ ہے پیر و مرشد کے مبارک زمانہ میں جسقدر ترقی
اسمیں ہوئی ہے محتاج بیان نہیں ہے۔ ہر تعلقہ و ہر ضلع ممالک محروسہ سرکار عالی میں منصفان
صدر منصف ناظمان عدالتہائے صوبہ مددگاران عدالت وغیرہم اور نیز بلدۂ فرخندہ بنیاد حیدر آباد
میں حکام و نظمائے عدالت انصاف رسانی اور عدل گستری کے واسطے مامور و مقرر فرمائے گئے
ہیں جنکے پرزور اور باقاعدہ دست و قلم سے اجرائے سیاست و احقاق حقوق عمل میں آتا ہے۔
اور مزید برآں مجلس عالیہ عدالت قائم ہے جسمیں عدالتہائے ماتحت کے فیصلہ جات کی اپیلیں سلسلہ بسلسلہ
ہوتی ہوئی با پابندی قواعد جاریہ دائر و سماعت ہوتی ہیں جنکو بیدار مغز حکام مجلس عالیہ عدالت
کافی توجہ اور مناسب حزم و احتیاط کے ساتھ فیصل کیا کرتے ہیں۔ پیر و مرشد کی کمال توجہ عدالت
و انصاف کو اسی حد تک محدود نہیں رکھا ہے بلکہ مقدمات فوجداری جنمیں پانچ سال سے زیادہ
سزائے قید تجویز کیجاتی اور مقدمات دیوانی جنمیں [illegible] روپیہ سے زائد ہو انکا انفصال

ازروئے قانونچہ مبارک بذریعہ جوڈیشیل کمیٹی بہ قدرت شاہی مین رکہا گیا ہے جس سے عامہ رعایا کو یہ امید ہوتی ہے کہ انکی قسمتونکا اخیر فیصلہ اُن کے بادشاہ اُنکے آقائے ولی نعمت کے مبارک ہاتہون سے صادر ہوگا۔

صیغہ طبابت جو بالکل محافظ جان رعایا ہے کسقدر اسمین توسیع ہوئی ہے ہر محلہ مین شفاخانہ یونانی اور یونانی مقرر موجود ہے ۔ ادویہ کے مصارف اور اطبا و عملجات کی تنخواہون کا بار خزانہ شاہی اُٹہاتا ہے اور ہر طرح سے صحت رعایا کا انتظام ترقی پذیر ہے۔

صیغہ انتظام صفائی سے جو مفید اور کارآمد تدبیرین کی گئین ہین وہ اظہر من الشمس ہین بلدہ حیدرآباد مین ہر فرد بشر کو ایسا پاک صاف پانی ملتا ہے جو سابقہ زمانہ مین غیر ممکن تہا ۔ خصوصاً وہ غربا کے مزارع قلوب پر باران رحمت ورشحات تفضلات شاہی نے وہ جانفزا اثر ڈالا ہے کہ وہ مثل ایک شاداب وسرسبز چمنستان کے تروتازہ ہوگئے ۔ اور انمین سے ہر ایک مانند بلبل خوش نوا زبان حال سے بکمال شکرگزاری اس طرح نغمہ پرداز ہے۔

مثنوی

اگر ہر موئے من گردد زبانے ۔ ز تو رانم بہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سفتن ۔ ہر موئے ز احسان تو گفتن

پولیس کا انتظام جس حسن وخوبی کے ساتھ ہو رہا ہے اگر اب اُسکا مقابلہ زمانہ سابق کے ساتھ کیا جائے تو کوئی مناسبت پیدا نہین ہوسکتی۔

فوج ظفر موج سے جو امن وآسائش عامہ رعایا کو حاصل ہے **ابین من الامس** ہے۔
باب خیرات ہر وقت کہلا ہوا ہے اسمین ذرا بہی شک نہین ہے کہ خداوند نعمت کی عام فیاضی اور

سخاوت نام حاتم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے والی ہے۔ پیر و مرشد کی دولت ابد مدت میں متعدد
ذرائع پرورش مثل جاگیر و منصب و متفرقات فوج وغیرہ وغیرہ موجود ہیں۔ جن صیغوں میں لاکھوں
مرد و زن و اطفال و بیوگان اپنے کریم النفس بادشاہ گردون پناہ کے ظل عاطفت میں امن و آسائش
کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔

علےٰ ہذا صیغۂ مال اور ہر ایک انتظام ملک کے باوجود عمدہ حالت میں ہونے کے پیر و مرشد
کی مدبرانہ توجہ اسکی مزید اصلاح و درستی پر بدرجۂ غایت مبذول ہے جس سے یقین کامل
ہے کہ انتظامات آئندہ ایسی ترقی حاصل کرینگے کہ اپنے آپ ہی نظیر ہونگے ہر ملک و ہر زمانہ میں یہ
دیکھا گیا ہے اور اخبارات سے بھی اسکا پتا چلتا ہے کہ مختلف طبقات رعایا میں سے اکثر
طبقات اگر فرمانروائے وقت کے خیر خواہ و موافق ہیں تو کوئی نہ کوئی فرقہ مخالف بھی موجود ہے۔
لاکن لاکھ لاکھ شکر خداوند عالم کا ہے کہ اوسکے فضل و کرم سے ہمارے بادشاہ ذیجاہ کی رعایا کا
ہر طبقہ ہر فرقہ اور ہر مذہب و ملت کا آدمی تہ دل سے اپنے بادشاہ پر جان نثار ہے اور بتقریب
سالگرۂ مبارک اظہار مسرت کرنے اور خوشی منانے میں خصوصاً رعایائے ملک دکن اور عموماً ایک خاص
دلچسپی ہو رہی ہے۔ ان امور سے پورا ثبوت اسکا ملتا ہے۔ کہ ہمارے آقائے ولی النعمت
اسقدر ہر دل عزیز ہیں کہ ہر خاص و عام کے دلمیں خلوص کے ساتھ ایک بحر محبت جوش زن ہے
درحقیقت یہ جوش محبت جو اسوقت دیکھا جا رہا ہے ایک قدرتی جوش ہے کسی شخص کے
امکان سے باہر ہے کہ ایسا جوش جسکا تعلق صرف قلوب عامۂ خلائق سے ہے خود
پیدا کر دے۔

پس بنظر حالات موجودہ ہم جان نثاران ملک و دولت پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکر بجا لاتے ہیں۔
کہ ہم کو ایسے ہر دل عزیز کریم النفس رعایا پرور عدل گستر بادشاہ عالم پناہ کا مبارک عہد

لی عبادت بادشاہ کی اطاعت برادرانہ محبت مصیبت زدوں کی اعانت اور راستبازی مین
پیر و مرشد مدظلہ العالی کے عہد میمنت عہد مین یہ فرقہ خیرخواہ سلطنت نہایت شادمانی اور سہبری
ستا مین ہے چنانچہ اسوقت گیارہ لاج اور چیپٹر وغیرہ ممالک محروسہ سرکار عالی مین یعنے بلدہ
بادہ سکندرآباد گلبرگہ رایچور مین قایم ہین جنمین ہر موقع پر حضرت خداوند نعمت کی ترقی عمر و
وجاہ و اقبال کی دعا نہایت صدق دل سے درگاہ باریتعالی مین کیجاتی ہے۔

یکو سال گذشتہ اور سال حال مین تہنیت نامہ پیش کرنیکی عزت ہی عطا نہین فرمائی گئی بلکہ تھوڑا ہی
واہے کہ ہمارے ہر دلعزیز بادشاہ نے اپنے مراحم خسروانہ سے ایک میانک لاج کو جو مقام
دایم ہوا ہے اپنے نام نامی سے موسوم کرنیکی اجازت صادر فرمائی اور اوسکی سرپرستی قبول
فرقہ فریمیسنا نکو اپنے ہمچشموں مین ناز کرنیکا موقع دیا۔

ہم نہایت ادب اور عجز کیساتھ بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوکر حضرت پیر و مرشد کی عنایتوں اور
ونکا شکریہ ادا کرتے ہین اور اس تہنیت نامہ کو ایک مشہور دعائیہ شعر پر ختم کرتے ہین۔

آلہی تا ابد باشی باقبال ۞ جوان بخت و جوان دولت جوان سال

اڈریس مالکان اخبارات و رسالہ جات و مطابع

سوقعہ پر جب کہ ملازمان حضرت نے اپنی عمر عزیز کے چونتیس سال بافضال آلہی پورے کرکے
بین سال مین قدم رکھا ہے اور اس تقریب سعید کی خوشی مین امیر و غریب ادنی و اعلی غرضکہ
دمہ اپنے اپنے طور پر اظہار مسرت اور شکرانہ درگاہ رب العزت مین مصروف ہے ہم مالکان
رات و رسالہ جات و مطابع بارگاہ خداوندی مین شرف حضوری حاصل کرکے اپنے دلی جوش
خالص جذبات شکرگزاری کا اظہار کرنا چاہتے ہین۔

اے جہان پناہ! یہ شرف ہمیشہ حضرت ہی کے عہد ہمایونکو شاہان سلف پر حاصل رہیگا کہ رفتار زمانہ کو
سمجھکر اور رعایا کے اصلی مفاد کو نظر غائر سے دیکھکر مطابع اور اخبارات کے قیام کی بنیاد قایم کیگئی جنکو ایک زمانہ بر
ملک و دولت اور مذہب و ملت کا دشمن سمجھتے تھے۔ اور اب بھی بعض تاریک خیال لوگونکا ایسا ہی میلان ہے مگر ذات
اقدس کے ضمیر روشن اور عقل خداداد نے حق کو باطل سے جدا کرکے سمجھ لیا کہ اخبار ہی علم کی اشاعت
رعایا کے خیالات مین وسعت پیدا کرنے اور عوام کی فریادونکو سرکار تک پہنچانے اور سرکار
مصالح کو اونکے ذہن نشین کرنیکا بہترین ذریعہ ہے۔ اسی وجہ سے یورپ مین جسکا قدم آج
خیالی مین سب سے آگے ہے اخبارات کو سلطنت کا سچا مشیر سمجھتے ہین۔
اگرچہ دنیا مین اور بھی سلاطین اسلام ہین لیکن بندگان حضرت شاہ کے عہد حکومت کو جسطرح پر کہ دو
امور مین اونپر تفوق حاصل ہے اوسی طرح اس امر مین بھی تفوق ہے کہ جیسی آزادی کہ اخبار
ممالک محروسہ سرکار عالی مین حاصل ہے ویسی کسی دوسرے خطہ اسلامیہ مین نہین ہے۔
حضرت اقدس کے بابرکت زمانہ کو غور کے ساتھ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کیطرح
پارسی۔ عیسائی۔ یہودی۔ سب کو کامل آزادی حاصل ہے جو چاہے اپنے رسوم مذہبی کو اسطرح
ادا کرے کہ دوسرے کو رنج و اشتعال نہ پیدا ہو کیا کرے۔ اور جسطریقہ سے مناسب ہو خالق برحق کی عبادت
معروف ہو۔ یہ فیاضی اسی حد تک محدود نہین ہے بلکہ جسطرح اسلامی مساجد وغیرہ کے
لیے۔ تو بت انعامات مقرر ہین اوسیطرح مندرون اور کلیساؤن اور آتشکدونکے لیئے بھی تنخواہین
اور ہر شخص بلا لحاظ ملت و مذہب اپنی قابلیت اور درجہ کے مطابق ملازمت سرکار عالی مین کامیاب
مناصب اعلیٰ سے فیضیاب ہو سکتا ہے۔ غرض کہ ملازمان حضرت نے اوس اعلیٰ بے تعصبی
جسکی اسلام تعلیم کرتا ہے ایک سچا نمونہ قایم فرمایا ہے۔ مذہب کے بعد جان و مال کا درجہ ہے ا
اونکی حفاظت کے لیئے سررشتہ جات کوتوالی و عدالت قایم ہین جو شب و روز مظلوم کو ظالم۔

ـــ بچانے اور جرایم کا انسداد کرنے اور حق دار کے حق دلانے مین مصروف ہین ہماری دنیوی ترقی
وہی نجات کا راستہ بتا سکنے کے لیئے ایک وسیع سررشتۂ تعلیم مقرر ہے جسمین دماغی و جسمانی تعلیم کیساتھ
[illegible] یات کا بھی خاص طور پر التزام کیا گیا ہے۔
[illegible] ے ہر دلعزیز بادشاہ! اگر ہم ان تمام برکتونکا تفصیل سے ذکر کرنا چاہین جو ہم کو حضرت کے سایۂ
[illegible] حاصل ہین تو شاید اوسکے لیئے ہماری تمام عمر بھی کافی نہوگی مگر مختصر یہ ہے کہ جملہ طبقہائے
[illegible] یت کی بابرکت حکومت مین تمام اون مراعات کے ساتھ جو ایشیائی حکومتونکے ساتھ مخصوص
[illegible] کی ہر دلعزیزی کا باعث ہے اون ساری نعمتونسے فیضیاب ہین جو یورپین حسن انتظام کو رعایا
[illegible] ہمیت آگہی بتاتے ہین۔
[illegible] ہم ان تمام بیش بہا نعمتون سے سیراب ہوکر دلی جوش اور خلوص قلب سے درگاہ مجیب الدعوات
[illegible] تے ہین کہ اے خدا تو ہمارے اس ہر دلعزیز رعایا پرور بادشاہ کے سایۂ دولت کو ہمارے سر پر
[illegible] سال تک قایم رکھ اور اوسکے دلی مقاصد برلا تاکہ دوست شادان اور دشمن پامال رہین۔
[illegible] آمین۔

اسپیچ اعلیحضرت بمقام باغ عامہ [illegible]

[illegible] عزیز رعایا اور وفادار دوستو۔
ـــ جذبۂ عقیدت نے دوبارہ اپنا اثر پیدا کیا کہ مین اس سال بھی خوشی کیساتھ یہان آیا
بارے باہمی اتفاق کے اظہار اور گرمجوشی کی اظہار سے نہایت محظوظ و مسرور ہوا۔
[illegible] ئے عزوجل کا شکریہ [illegible] دل سے ادا کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے وعدۂ دیسالہ پر
ثابت قدم رکھا کہ مین ابتک [illegible] تمہاری عام صلاح و فلاح کے کامونمیں مصروف رہا اور آیندہ

اس سے زیادہ مصروف رہتے کی ہین اپنے خدائیتعالی کے فضل وکرم سے ایک قدرتی طاقت پاتا ہون
مجھے اسوقت تمکو اون امور کے یقین دلانیکی ضرورت نہین جنکا مین نے سال گزشتہ تم سے ذکر کیا تہا
کیونکہ تمہارے اڈریس سے ظاہر ہے کہ تم بخوبی یقین کرتے ہو کہ مجھے تمہاری بہبودی و آسودگی بدل
مطلوب او تمہاری اطاعت و شکرگزاری بجان مرغوب ہے میری رائے مین رعایا و رئیس مین ایسے ہی
تعلقات ہونے چاہیین جنکا یہ جلسہ ایک عمدہ نمونہ ہے ہر سال رعایا کو ایک وقت موقع ملنا چاہیے
کہ وہ اپنے رئیس کے سامنے اپنا دل کہولکر اپنے خیالات ظاہر کرین اور رئیس کی زبان سے اسکے
خیالات سنین۔

اللہ جلشانہ جو اپنے بندونکی دلی خواہشات اور واقعی ضرورتون کا دانا بینا ہے اوسکی جناب مین دعا کرنا یا
اوس سے کسی چیز کا مانگنا استجابت کیواسطے شرط ہے مثل مطلع۔ **آصف**

خدا سے مانگو تو کیا کچہہ نہ پہر شتاب ملے　　اثر دعا کا ملے زہد کا ثواب سے ملے

مگر رئیس جو انسان ہے اوسکو اپنی رعایا کی دلی خواہشات کیونکر معلوم ہوسکتے ہین تا وقتیکہ رعایا کو اپنے
خیالات اپنے رئیس پر ظاہر کرنیکا موقع نہ ملے بقول۔ **آصف**

منہ نہ کھولے بحر مین جبتک صدف　　آب نیسان سے گہر ملتا نہین

کچہہ ایسے ہی خیال سے مین نے اس سال بھی تمہارے اڈریس کو لینا پسند کیا۔

اے میرے خیرخواہ احباب فریبین کے
مین نے تمہارے اڈریس کو بھی خوشی و دلچسپی کیساتہ سنا تمہاری سوسائٹی کا سلسلہ جو قدیم الایام سے
ابتک جاری ہے وہ یقیناً انہین اصول کی وجہہ سے ہے جو تمنے التزاماً اختیار کیا ہے۔ تمہارے
مقاصد کے حصول کیواسطے ان سے بہتر اصول نہین ہوسکتے کیونکہ جبتک بادشاہ وقت کی اطاعت پر
کامل آمادگی اور پولٹیکل معاملات سے پورا احتراز کیا جائے تو تم اپنی باہمی برادرانہ محبت اور مصیبت

زدہ ونکی اعانت راستبازی کیہ انتھہ نہین کرسکتے۔

اُون ملک ومالک کے بھی خواہ انبار والو"

مین تمہارے وفادارانہ اڈریس کی بھی قدر کرتا ہون۔ تمہارا خیال ٹھیک ہے کہ تم رئیس و رعایا کے درمیان ایک قسم کے آزاد وکیل ہو یہ مجھے یقین ہے کہ تم اس وکالت کے فرایض سے بخوبی واقف ہو آزادی جو تمہارے معزز پیشہ کے لیئے لازم ہے کوئی مطلق اضافی نہین ہے بلکہ ایک اعلیٰ و وقعت جسکو پورا کرنیکے لیئے شرط ہے۔ کہ کوئی افتراپردازی نہونے پائے مجھے کامل امید ہے کہ تم کامل احتیاط کرتے ہوگے کہ کوئی ایسی خبر مشہور نہونے پائے اور کوئی ایسی بات درج اخبار نہو جسمین رعایا سرکار سے بدظن یا سرکار رعایا سے رنجیدہ ہونے یا خود رعایا کے مختلف گروہ مین نفاق پیدا ہونیکا احتمال ہو۔

اگر تم ایسی احتیاط کروگے تو یہی آزادی جسکے بغیر تم اپنا کام نہین کرسکتے وہ بحال نہین رہ سکتی آجکل مین دیکھہ رہا ہون کہ چند اخبار ونمین میرے سفر کلکتہ کا غلغلہ ہے مین اسکو قبیر اپنی عزیز رعایا کے سامنے اسکی حقیقت بیان کرنیسے باز نہین رہ سکتا۔

ایک عرصہ ہوا کہ میرے عزیز دوست نواب وایسرائے بہادر نے بڑی گرمجوشی و اخلاق کے ساتھہ مجھے دعوت دی کہ اگر ہوسکے تو مین اس سال موسم سرما مین کلکتہ کی سیر کرون مین نے اس دعوت کو نہایت خوشی کیساتھہ قبول کیا کیونکہ یہ محض اخلاق و مروت کی بات تھی۔

اے میری عزیز رعایا اور وفادار دوستو"

اگر ہر کام کے نتائج اور مآل اوسکی کامیابی کے معیار ہین تو یہ جلسہ تمہارا تمہارے باہمی اتفاق و خلوص محبت کا نتیجہ ہے اوسکو مین بھی اپنی سعی کی کامیابی کا پیمانہ سمجھتا ہون کیونکہ اس سے مجھپر ظاہر ہوتا ہے کہ میرے ملک کے باشندے ہر قوم و ملت کے کن محبت آمیز نظرو نسے اور کن صداقت شعار خیالات سے اپنے رئیس کے کام کو دیکھتے اور سمجھتے ہین مین تمہاری اس اظہار وفاداری و خیرخواہی کی بڑی قدر کرتا ہون

اور پھر دوبارہ تم کو یقین دلاتا ہون کہ جبتک ایلائے روح کو میرے ہمل جسم سے تعلق رہے تب تک
میرا ابا قیکر تمہاری بہبودی و آسایش کے شاہراہ مین گرم رفتار ہو۔
آصف تو کبھی قول سے اپنے نہین پھرتا وہ اور کوئی ہوگا کہا اور کیا اور

اڈریس رام گوپال سیٹھ واقع فتح میدان

حضور اقدس کی سالگرہ مبارک کی جشن سعادت انتساب کی تقریب پر حال مین اخلاص عقیدت اور جان
نثاری و محبت کا جو اظہار ہر چہار طرف ہوا ہے اور جسمین ہم عبودیت شعار حضور عالی کی رعایا کے جملہ
طبقات کیساتھ شریک ہین وہ اسکا محرک ہوا ہے کہ ہم خدام بھی اپنی عقیدت کا ناچیز ہدیہ بارگاہ ملازمان
والا مین پیش کرین حضرت کے افواج ظفر امواج کے مقتدر سپہ سالار کے مشورہ سے ہماری پیشکش نے
اس عمارت کی شکل اختیار کی ہے۔ہم غلامونکو امید ہے کہ حضور عالی اس ہدیہ کو شرف قبولیت عطا فرما کر
منجملہ اون شاہانہ صفات کے جن سے خداوند عالم نے حضور عالی کی ذات مستجمع الکمالات کو متصف
کیا ہے اپنے شوق تنزہ و تفریح کا تازہ ثبوت دینگے۔ہم جان نثار اس امید کو اپنے دلمین جگہ دینے کی جرات
کرتے ہین کہ یہ حقیر عمارت بطور جمکھانا پویلین کے خلایق عامہ کی ضروریات کی متکفل ہوگی اور اوسوقت تک جبکہ
حضور عالی کی دارالسلطنت کی شان کی مناسبت کے لحاظ سے ایک زیادہ پرشکوہ عمارت نہ تیار ہو جائے
میجر افسر الدولہ بہادر کو کھیلون اور شرطونکے خاص خاص جلسونکے انعقاد کے لیے پبلک کو اوس کے
استعمال کی اجازت دینے کا اقتدار حاصل ہوگا۔

ہم ناچیز غلام تہ دل سے اس عنایت بیغایت کیلئے حضور عالی کا شکریہ ادا کرتے ہین جو خدام والا نے
اس عمارت کو اپنے نام سے ازراہ فیاضی خسروانہ اسکے معنون کیئے جانیکی اجازت مرحمت فرمائی اور
اس تقریب کو اس امتیاز و افتخار سے ریورس کے ساتھ متحلی کرنیسے پھر مبذول فرمائی ہے جس سے بندگانعالی کا

اعلیٰحضرت اقدس واعلیٰ"۔ شکریہ کیساتھ مین کہتا ہون کہ وہ مکانات میرے بہت ہی پسند ہین۔ مین معہ اپنے ہمراہیون کے بہ آرام ہون۔

وائیسرائے بہادر۔ ملک دکن مین قحط کے صدمہ سے بڑا افسوس ہے۔ حضور پرنور کے ملک کے کس حصہ مین قحط کا زیادہ اثر ہے۔

اعلیٰحضرت اقدس واعلیٰ"۔ مرہٹواڑی خصوصاً اورنگ آباد مین قحط سے زیادہ نقصان پہونچا ہے حتی المقدور قحط کے انتظام مین کوشش کیجاتی ہے۔

وائیسرائے بہادر"۔ حضور پرنور نے حیدرآباد مین کتنے وائیسراؤن کی مہمانی کی۔

اعلیٰحضرت اقدس واعلیٰ"۔ چار وئیسراؤن کی مہمانی کرنیکا مجھے نہایت مسرت سے موقع ملا۔

وائیسرائے بہادر"۔ کیا یہ چارون آپکی تخت نشینی کے بعد حیدرآباد آئے تھے۔ یا کوئی قبل از اسٹالیشن (مسند نشینی) کے بھی آئے تھے۔

اعلیٰحضرت اقدس واعلیٰ"۔ فقط لارڈ رپن صاحب اسٹالیشن (مسند نشینی) کے وقت تشریف لائے۔ اور تین بعد تخت نشینی کے۔

وائیسرائے بہادر"۔ حضور کے صاحبزادے کی عمر کیا ہے۔

اعلیٰحضرت اقدس واعلیٰ"۔ چودہ سال۔

وائیسرائے بہادر"۔ صاحبزادہ کی تعلیم کی نسبت کیا انتظام کیا گیا ہے۔

اعلیٰحضرت اقدس واعلیٰ"۔ ہر علم کے لحاظ سے ایک اتالیق۔

اس گفتگو کے بعد وائیسرائے بہادر نے فرمایا کہ شام کو تنہا طور مین حضوری ملاقات ہوگی۔ یہ کہکر فارن سکرٹری کیطرف اشارہ کیا۔ فارن سکرٹری نے رزیڈنٹ صاحب کو کہا کہ امراؤ اسٹاف اعلیٰحضرت کو وائیسرائے کی خدمت مین پیش کرین۔ چنانچہ نواب سرفقار الامرا بہادر اور نواب خورشید جاہ بہادر نے معہ دیگر ممبران

اسٹاف کے والیسرائے بہادر کو اشرفیان تقدمین پیش کین۔ پھر والیسرائے نے فارن سکرٹری کو عطر و پاندان لانیکا اشارہ کیا۔ ملازمان توشک خانہ گورنمنٹ ہو ز نے ایک بڑا پاندان اور ایک گلاب پاش حاضر کیا۔ والیسرائے نے حضور پرنور کو پاندان پیش کیا۔ اور گلاب آپکے رومال پر ڈالا۔ پھر شاہزادہ بہادر کو پان و گلاب دیا۔ فارن سکرٹری نے نواب مدارالمہام بہادر و نواب خورشید جاہ بہادر کو پاندان کی تواضع کی۔ اور والیسرائے بہادر کے ایک ایڈیگانگ نے ممبران اسٹاف کو پاندان دیا۔ اور گلاب رومالون پر چھڑکا۔ اسکے بعد دربار برخاست ہوا۔ والیسرائے بہادر نے لب فرش تک اعلیٰحضرت کی مشایعت کی۔ اور رخصت کے وقت کہا کہ کلکتہ کے مشہور مقامات و عجائب گھر و کمپنی باغ کو حضور ملاحظہ فرماکر محظوظ ہونگے۔ بعد ازان اعلیٰحضرت رخصت ہوئے۔

ساڑھے تین بجے اعلیٰحضرت اپنے خاص چوکڑے مین میدان یا شرطگاہ کو تشریف لیگئے سواری مبارک کے آگے دو سوار اور اونکے بعد آٹھ سوار اسکاٹش شاہی کے۔ اور سواری کے سیدھی جانب کپتان عثمان یار جنگ بہادر (فل ڈریس پہنے ہوئے) اور بائین جانب لفٹنٹ شاہ مرزا بیگ۔ اور سواری کے پیچھے آٹھ سوار اور اُنکے بعد فاصلہ سے دو سوار اور اونکے پیچھے مصاحبین کی گاڑیان تھین۔ اعلیٰحضرت کے بازو مین شہزادہ ولیعہد بہادر رونق بخش تھے۔ اور سامنے نواب افسرالدولہ بہادر مؤدب بیٹھے ہوئے تھے جب سواری بادبہاری شہر کے شاہراہو نکو طے کرتی ہوئی چلی تو سبکے سب شرطگاہ کے ناظرین اس سواری کے دیکھنے مین محو ہوگئے تھے۔ اور ہر طرف سے مرحبا کی آواز گونج رہی تھی۔ الغرض شرطگاہ پر پہنچتے ہی رزیڈنٹ بہادر حیدرآباد نے آپکو گرانڈ اسٹانڈ پر لے گیا۔ اور ایک خاص مقام پر جو آپکے لیئے رکھا گیا تھا آپ جلوہ افروز ہوئے۔ مصاحبین تمام ہمراہ موجود تھے۔ اسوقت والیسرائے کپ کی شرط ہوئی۔ جسمین نو گھوڑے شامل تھے۔ چہرمی نام گھوڑا بازی لیگیا۔ اسکے بعد اعلیٰحضرت بنگلہ سے نیچے تشریف فرما ہوکر کلکتہ کلب کے خیمہ کیجانب رونق بخش ہوئے۔ یہان خیمہ مین والیسرائے بہادر

پھر ایسی عمارت کہ جو ہو باعث فرحت	تعمیر عمارت ہے سبب نام و نشان کا
جنت مین نہو قصر تو بیکار ہے جنت ؛	انسان کو دارین مین آرام ہے اس سے

حاضرین محفل"۔ مین کمال مسرت کے ساتھ اس امر کا اعلان کرتا ہون کہ آج سے یہ محبوب گرانڈ عامۂ خلائق استعمال کے لیئے کھولدیا گیا۔

اڈریس کایستہ سبھا

اے ہمارے ہر دلعزیز بعد از خدا مہربان رعایا پرور پادشاہ ہم خانہ زادان موروثی و غلامان قدیمی جو کایستہ سبھا کے ممبر ہین بارگاہ حضرت پیر و مرشد ظل سبحانی مین بکمال ادب اس غرض سے حاضر ہوئے ہین کہ چونتیسوین سالگرہ کی مبارک تقریب مین اپنا ناچیز اڈریس پیش کرنیکی عزت حاصل کرین جان نثاران و دو مان آصفجاہی و اطاعت گزاران بندگان شاہی کے لیئے اس سے بڑھکر کونسا مبارک اور خوشی کا دن ہوسکتا ہے کہ اس جشن مسعود مین حیات ابدی کی دعا مستجاب دینے کے لیئے پایہ بوس اور تنک سلطانی چوپابوس تخت خسروانی ہورہے ہین جو عزت اور شرف آج ہمکو حاصل ہوا ہے سالگزشتہ بھی اس مبارک تقریب مین یہی عزت اور یہی شرف آقا و ولی نعمت نے عطا فرمایا تھا۔ نہ صرف یہ شرف ہی عطا فرمایا گیا بلکہ ہماری قوم کی خدمات اور وفاداری کے نسبت جن بے نظیر خیالات کو حضرت پیر و مرشد نے ظاہر فرمایا ہے اونسے نہ صرف ہم خانہ زادونکی عزت افزائی فرمائی گئی بلکہ تینتیس لاکھ کایستھونکو جو ہند کے مختلف مقامات اور بلاد مین متمکن ہین اپنے مراحم خسروانہ سے سرفراز اور سربلند فرمایا ہے۔ جسکا شکریہ ہم زبان حال و قال سے کسیطرح ادا نہین کرسکتے ۔

عہدۂ قانون گوئی کی وقعت کا اندازہ جو ہمارے ولی نعمت نے بہ اظہار خوشنودی وفاداری ملازمان قدیم فرمایا ہے اور اسکی اہم ... داریون کی ہدایت دیگئی ہے وہ ہمارے لیئے ایک دستور العمل ہے اور ہمکو

اس امر پر ناز ہے کہ عہدۂ جلیلہ قانون گوئی سے ہماری سبھا کے میر مجلس راجہ راجان راجہ شیوراج دھرم ونت
بہادر کو حضرت ظل سبحانی نے سرفراز فرمایا ہے ہم اپنے سے بڑہ کر کسی کو خوش نصیب نہیں سمجھتے کہ ہمارے
مالک ہمارے آقا۔ ہمارے خداوند مجازی نے ہمارے مطیعانہ خدمات کو وقعت اور مسرت کی نظر سے
ملاحظہ فرماکر بہت خوشی سے قدر کی اور منجملہ تمام ترقی خواہوں کے خصوصیت کے لفظ سے ہماری عزت افزائی
فرمائی۔ یہی ہماری خوش قسمتی کی بین دلیل ہے۔

جو کچھ جوش مسرت باظہار عقیدت اس سال بتقریب سالگرہ مبارک تمام رعایا اور ہر طبقہ وہر ملت کے اشخاص کی
جانب سے ظاہر ہوا ہے۔ وہ سال گزشتہ سے کہیں بڑہا چڑہا ہوا ہے ہر متنفس کی دلی خواہش یہی ہے کہ اپنے
مالک اپنے آقا کے قدموں پر نثار ہوجائے محبوب القلوب آقائے ولی نعمت ہی کی یہ ذات مبارک ہے
جس پر ہر شخص ہزار جان و دل سے فدا ہے۔

اب ہم جان نثاران دولت اور غلامان سلطنت بارگاہ شہنشاہ حقیقی میں دست بدعا ہیں کہ جب تک اعتقاد کا
سلسلۂ آرائش نور افشانی زیب جشن سالگرہ خدام اقدس یادگار حیات جاودانی رہے۔ **شعر**

حیات آصف جمجاہ میں یارب فزونی ہو   خضر کی زندگی جاودان سے عمر دونی ہو

اسپیچ اعلیحضرت

ائے میرے خیرخواہ ارکان کایستہ سبھا"

میں تمہارے اڈریس کو اس سال بھی بہت خوشی کیساتھ لیتا ہوں اور تمہارے عقیدت کیش جوش و
مسرت کی پوری قدر کرتا ہوں میں تمہاری قوم کی عمدہ کوششوں کو جو چند سال سے ہند میں چوطرف
ہوتی ہیں نہایت دلچسپی کے ساتھ دیکھتا رہا اور اس بابت کی سماعت سے مجھے بہت اطمینان ہوا
[illegible] نوں میں ترقی کرنے اور چند اپنے قومی مراسم و رسمیا مصارف کو دور کرنے کی سعی میں کامیاب

ہوتے جاتے ہو یہ نتیجہ یقیناً تمہارے قومی اتفاق و قومی ہمدردی کا ہے جسکی شاہد خود تمہاری سبھا کی ترقی پذیر وجود گی ہے تمت خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کو اپنے اڈریس کا دیباچہ بنایا ہے اور خلوص قلب کیساتھ اپنے مالک حقیقی کے احسانات کا شکریہ چند عام فن و پیشہ کی زبان میں ادا کیا ہے اس سے مجھپر بخوبی ظاہر ہوا کہ تم اپنے معزز پیشہ و ملازمت کے فرائض کی ادائی مین بھی عملی طور سے دیانت کیساتھ اپنے مالک مجازی کا شکریہ بھی ادا کرتے ہوگے۔ کیونکہ وہی لوگ فرمانروائے دنیاوی کے صادق مطیع و فرمانبردار ہو سکتے ہین جو عنایت باری کے سچے شکرگزار ہین۔

قطعہ آصف

کیا مبارک ہے مری سبھا کا یہ جلسہ ۔۔۔ دیکھتا ایک زمانہ کو ہون خوشدل خوشحال
آج ہین اہل قلم سامنے میرے حاضر ۔۔۔ ان حضوری سے نہ کیون دور ہے رنج و ملال
انکے چہرہ سے ہین آثار اطاعت پیدا ۔۔۔ نیک مین ان کے چلن نیک ہین سب انکے خیال
ایسی محنت کا نتیجہ ہے سراسر عزت ۔۔۔ آدمی ہو متوجہ طرف کسب کمال
جو نمک خوار ہین دعوی ہے قدامت کا جنہین ۔۔۔ مالک و ملک کے ہر آن وہ ہین خیرسگال
اور برعکس کرین اس کے اگر بر تقدیر ۔۔۔ اونکا یہ باعث نکبت ہے یہی وجہ زوال
جنکی طینت مین دیانت ہے وہ ہین مستغنی ۔۔۔ طمع خام کا کرتے نہین وہ خام خیال
انکی تحریر بھی تقریر بھی ہے مجھ کو پسند ۔۔۔ کہ دعاگو سے ترقی مین یہ جاہ و اجلال
کیون نہ آصف کو رہین ایسے نمکخوار عزیز ۔۔۔ جنکے ہین نیک چلن نیک روش نیک خیال

اڈریس مرشدزادگان ۱۲

لاکھ منت کثیر نثار علیہ خبیر و بصیر کہ بافضال و کرم اپنے حی قدیر نے برنا و پیر کی پرورش کے لیئے

آصف زمان نظام دوران سکندر صولت ناصر مملکت افضل سلاطین روزگار ظل سبحانی شہریار جناب حضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کو ملک دکن پر مانند آفتاب جہانتاب سایہ گستر کیا۔ کہ جملہ رعایا و برآیا متفق الآرا مختلف المشارب بعہد امن و عافیت مین ہموارہ زندگی اپنی بسر کر رہے ہین خصوصاً ہم وابستگان دامن دولت جو رشتہ عقیدت نسلاً بانسلاً رکھتے ہین بجز ذات ستودہ صفات ظل سبحانی کے ملجاو ماوا ہمارا کوئی نہین ہمکو فخر و ناز ہے کہ ہماری عزت ہمارا افتخار فقط ذات خجستہ صفات اعلیحضرت پر ہے کہ ہم آبا و اجداد سے پروردۂ اعلیحضرت ہین ہماری دولت و حشمت و وقعت اعلیحضرت ہی ہے ہم جان نثار بمنزلۂ قالب ہین روح ہماری اعلیحضرت ہین۔ ہر چند کہ خمس الاوقات دعائے عمر و دولت و اقبال مین موظف رہتے ہین مگر ایک عرصہ سے تمنا تھی کہ باریابی مین مشرف و مفتخر ہو اس شکرانے کا معروضہ پیش کرین۔ اتفاقاً بخت مساعد سے موقع بہ درست ہوا کہ جلسۂ سالگرہ مبارک مین ہماری دلی آرزو برآئی بفحوائے کل امر مرہون باوقاتہا آج سرفراز ہوے۔

رباعی

امروز جہان از تو منور گشتہ	اقبال و ظفر ہمدم و یاور گشتہ
آن چیز کہ شہا بدعا خواستہ	صد شکر کہ امروز میسر گشتہ

اعلیحضرت کے اوصاف حمیدہ و خصال ستودہ تحریر و تقریر سے باہر ہین۔ اعلیحضرت کی فرمان روائی مین ہمپر ایسے عنایات و احسانات مبذول ہین کہ والدین کے اشفاق کو ہمنے فراموش کیئے۔

رباعی

اے ز الطاف تو لاتے شے شدہ	ہمسر از اقبال تو کے کے شدہ
ہم خجل از عدل تو نوشیروان	ہم بساحہ حاتم طے طے شدہ

اب ہم العبد و بہزار عجز و نیاز اس معروضہ کو دعا پر ختم کرتے ہین۔ الٰہی ہمیشہ حاسدان اعلیحضرت مقہور رکھیو۔ مین اور خیرخواہان اعلیحضرت دایما مسرور رہین آمین ثم آمین۔

اسپیچ اعلیٰحضرت

"میر تلاوت علیصاحب"

مین امید کرتا تھا کہ یہ اڈریس نواب آصف یاور الملک بہادر پڑہین گے مگر نہایت افسوس کرتا ہون کہ وہ علالت
مزاج کی وجہ سے نہ آسکے اگر وہ بھی آسکتے تو مجھے بڑی خوشی حاصل ہوتی سال گذشتہ مجھے کسیقدر
افسوس ہوا تھا کہ عدم فرصت کیوجہ سے آپ صاحبونکا اڈریس لیکر آپکی عقیدت مندانہ خواہش کو پورا
نہ کرسکا مگر آج میرے عزیز قرابتدارونکا اڈریس سننے سے وہ افسوس نہ صرف میدل بخوشی ہوا۔ بلکہ
مجھے خوشی دوچندسہ چند حاصل ہوئی۔ مین آپ صاحبونکے اس جوش صداقت کے اظہار کی تہ دل سے
قدر کرتا ہون۔ اور آپکو یقین دلاتا ہون کہ جسقدر آپ صاحبونکو مجھسے رشتۂ اتحاد نسلاً بعد نسل رکھنے کا
فخر ہے اوسیقدر مجھے بھی آپ سبھونکی ترقی و بہبودی ہمیشہ مدنظر ہے کیونکہ (جیسا آپنے بیان کیا ہے)
آپ بجز میرے اور کسی کو اپنا دینا وی وسیلہ نہین قرار دیتے ہین اور مجھے بھی آپکی اس وابستگی کا ہمیشہ
خیال رہتا ہے۔

اور اسی خیال کا نتیجہ ہے کہ مین نے آپکی ذاتی آسایش و بود و باش کے بندوبست کے علاوہ آپمین سے
اکثر کمسن اور نوجوان صاحبونکی تعلیم کے لیئے خاص انتظام کیا ہے۔ آپ سب اس بات کو بخوبی جانتے ہونگے
کہ جو فائدہ اور لطف زندگی انسانکو کاروبار مین مصروف رہنے سے حاصل ہوسکتا ہے وہ بیکار زندگی مین
حاصل نہین ہوسکتا۔ چونکہ مجھے اپنے عزیز قرابتدارونکی سچی بہبودی مرغوب ہے لہذا میری خواہش ہے
کہ جہانتک ہوسکے آپ صاحبونکو کاروبار کی زندگی کا موقع دون اسی لحاظ سے مین نے اپنے مدارالمہام سے
ایک فہرست منگائی تھی جس سے مجھے معلوم ہوسکے کو میرے قرابتدارونمین سے۔ کون کہان کا رہنیوالے
ہین۔ اور کس نے کس درجہ کی لیاقت حاصل کی ہے۔ اسپر غور کرکے مین انشاءاللہ تعالی عنقریب

ایسے احکام مناسب جاری کرونگا جن سے (مجھے امید ہے) آپ مین سے اکثر کو کسی نہ کسی سودمند کام مین اوقات بسر کرنیکا عمدہ موقع ملیگا۔

اُسے میرے وابستہ عزیزو!

اسمین کوئی شک نہین کہ میری ریاست کے کام مین مصروف ہونیکا اگر کسی کو موروثی حق ہے تو آپ صاحبونکو ہے۔ مگر اس حق سے مستفید ہونیکے لیئے لیاقت حاصل کرنی شرط ہے۔ پس اس شرط کو پورا کیئے بغیر محض حقداری سے کوئی استفادہ نہین ہوسکتا مین یقین کرتا ہون کہ آپ اسباب کا بخوبی خیال رکھین گے اور اپنے کو زیور لیاقت سے آراستہ و پیراستہ کرکے اپنی حق رسی کیواسطے کوشش بلیغ کرینگے۔ تاکہ آپ نہ صرف اپنی زندگی کا سچا لطف اوٹھائین بلکہ اپنے خاندان کے فخر ہونیکے علاوہ اپنے ملک کی بہبودی کے باعث اور اپنے مالک کی خوشنودی کا سبب ہون۔

قطعہ آصف

آج کیا روز مبارک ہے کہ اس جلسہ مین
راستی انکی ہے طینت سے سراسر اظہر
استقامت ہے انہین مذہب آبائی پر
پاس ہر حال مین انکا نہو کیون کر مجھکو
ان کو واجب ہے اطاعت تو رعایت مجھکو
پرورش انکی نہ ہوگی تو نکی ہے مجھے ہو منظور
شرط یہ ہے کہ دیانت مین ہون یہ اعلے تر
شوق ہو نیک عمل کا تو وہ ہے شوق درست
خاندانی جو عمارت ہے ترقی پاسے
دولت آصفیہ کی ہے حفاظت لازم

جمع یکجا مین عزیز اپنے مثال اعضا
آشتی انکی طبیعت سے ہویدا پیدا
ہے یہ احسان خدا کیون نکرون شکر خدا
غیر ممکن ہے کہ ہو رنگ کبھی گل سے جدا
دور رعایت کہ نہو عدل سے باہر اصلا
جبکہ ینگا نے بھی ادنی سے ہوئے ہین اعلی
ہے دلیل ایک بھی صادق نہین آتا دعوے
صرف ہو کسب ہنر مین تو وہ ہے صرف بجا
صحبت اچھی ہو رہے حفظ مراتب اپنا
جانفشانی سے بزرگون نے یہ کی ہے پیدا

نام مشہور ہوا ناموروں کا کیا کیا	نیک نامی بھی عجب چیز ہے اس دنیا مین
باغ مین باد بہاری سے ہے سب نشو و نما	کیون نہو سلطنت و ملک کی مالک ہے بہار
یہی آصف کی تمنا یہی آصف کی دعا	تم پھلو پھولو رہو چال چلن مین اُس کے

اڈریس نوجوان امرایان سرکار آصفیہ

ہم جان نثاران بارگاہ خداوندی و غلامان قدیمی جو نوجوان اُمرا و دولت ہین جنکو نسلاً بعد نسل کر خطابات سے عزت حاصل ہے جنکو غلامی کا افتخار اور صدہا سال سے دولت کے جبہہ سائی کا شرف نصیب ہے آج بارگاہ خداوندی مین اس غرض سے حاضر ہوے ہین کہ اپنے آقا و ولینعمت ظل سبحانی نہمانیہ العدالۃ الرحمانیہ کی قدمبوسی کا فخر حاصل کرین اور چونتیسوین سالگرہ مبارک کے جشن ہمایونی کی تقریب مین اپنا ناچیز اڈریس پیش کرکے حقوق جان نثاری اور خانہ زادی کو ادا کرین۔

اسلیے ہمارے پادشاہ عالیجاہ بندگان عالی حضرت پیر و مرشد کے عہد میمنت مہد مین جو برکتین اور فیض عموماً تمام رعایا اور خصوص ہمارے طبقہ کو حاصل ہوئی ہین ہم کو اونکے اظہار کے لیے کوئی الفاظ انسانی لغات مین ڈھونڈھے سے نہین ملتے جو بیان کرین۔کیونکہ یہ ہم دیکھ رہے ہین کہ ہماری ترقی و بہبودی کے لیے جو وسایل کہ ضروری و لازمی ہین اونکو فراہم ہی نہین کیا گیا بلکہ ہمارے آقاے ولی نعمت بہ نفس نفیس ہماری ترقی کے ذرایع کی نگرانی فرمایا کرتے ہین یہ اوسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے طبقہ مین بہت سے لوگ اعلیٰ جوڈیشل کے امتحانات مین کامیاب اور بہت سے ایسے ہین کہ سول کے کامون مین پوری قابلیت اور بڑی بڑی ذمہ داریونکے کام سے سرفراز ہین یہ اعلیحضرت کی علم دوستی کا نمونہ ہے کہ ہمارے طبقہ مین اعلیٰ درجہ کی تعلیم کیطرف اب بھی بہت سے لوگ رجوع ہور بی۔اے۔اور ایف۔اے کلاس مین تعلیم پا رہے ہین۔

اے ہمارے شہریار گردون وقار یہ ہمارے طبقونکی بہت بڑی خوش قسمتی ہے کہ حضرت پیرومرشد صرف ہم لوگونکو اعلی درجہ کی تعلیم ممالک محروسہ کے کالجون مین دلانے پر اکتفا نہین فرماتے ہین بلکہ ہمارے زمرہ کے بہت سے نوجوان امرا یورپ مین تحصیل علوم وفنون کے لیئے منجانب گورنمنٹ بھیجے گیئے ہین جنکی تعلیم مین لاکھون روپیہ سرکار صرف فرماتے ہین۔ جو بعد فراغ تعلیم نہ صرف وہ ہمارے طبقہ مین معزز اور ممتاز سمجھے جاینگے بلکہ ہماری معزز اور پیاری گورنمنٹ کے اعلی درجہ کی خدمات کو ادا کرکے اپنی جان نثاری اور کارگزاری کا ثبوت دینگے۔

اے ہمارے خداوند مجازی ہم بخت رسا پر ناز کرتے ہین اور جامے مین پھولے نہین سماتے تعجب ہم حضرت پیرومرشد کے اون ارشادات کو جو ترقی تعلیم کی نسبت گزشتہ سال زبان گوہر فشان سے نکلے ہین یاد کرتے ہین۔

حضرت پیرومرشد کا یہ ارشاد کہ ہمکو اپنے گلشن ریاست کے ہونہار پودے سمجھتا ہون اور جسطرح ہر باغبان اپنے باغ کے بڑے اشجار کی حفاظت سے زیادہ چھوٹے درختونکے نشو ونما کی نگرانی کرتا ہے۔ اوسیطرح میری توجہ اپنے نوخیز طالب علم رعایا کیطرف زیادہ مائل رہتی ہے کہ جبکہ ہمارے اعلیحضرت کی توجہہ ہم لوگونکی تعلیمی نگرانی مین اسطرح مبذول ہو تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے اور آئندہ ہمارے اخلاف کی تعلیم مین ایسی کوشش کرین کہ جو مبارک خیال ہماری نسبت ہمارے آقا کا ہے (کہ تعلیم کا عمدہ اثر صرف تمہارے تک محدود نہ رہیگا بلکہ اوس سے تجاوز کرکے تمہارے ذریعہ سے ملک کی عام بہبودی اور ترقی کو تجسس کریگا) اوسکو پورا کرکے دکھلاینں اور ہر جان نثار کا حق غلامی یہی ہے کہ اپنے ملک مالک کی خدمت ایسی بجالائے کہ اوس سے عام بہبودی اور ترقی متصور ہے۔

اے ہمارے جہاندار ذوی الاقتدار۔ کیا ہم اور ہمارے آئندہ ہونہارون مین سے اوس اعزاز کو فراموش کرسکتے ہین جو حضرت پیرومرشد نے جاگیردارون منصبدارونکے اڈریس کے جواب مین

ہم غلامونکو قوت بازو کے معزز خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ہم جہانتک تاریخی صفحات پر نظر ڈالتے ہین
پچھلے کارنامونکو پڑہتے ہین کسی رئیس کی پیشگاہ سے اپنے جان نثارون اور نمکخوارونکو جو ہم اولی تھے
لوگون نے زمرۂ غلامونمین شریک ہوکر دوامی سعادت حاصل کی ہے یہ شرف اور یہ خطاب عطا نہین
فرمایا گیا۔یہ ہماری خوش نصیبی اور خوش اقبالی تھی کہ ہمین یہ فخر پیشگاہ سلطانی سے حاصل ہوا۔اب ہم اس اعزاز پر
ناز کرکے فخریہ یہ شعر عرض کرتے ہین۔ **شعر**

گرچہ خوردیم نسبتیست بزرگ ذرۂ آفتاب تابانیم ؎

اور ہم صدق دل سے دست بدعا ہین کہ یارب العالمین ہمکو اور ہماری آیندہ نسلونکو ہمیشہ حضرت پیرومرشد کی غلامی
وجان نثاری مین وفاداری کیساتھ ثابت قدم رکھ۔اور ہمارے آقائے ولی نعمت کا سایہ ہما پایہ
جبتک مہر مین ضو اور گلونمین بو اور بو مین مہک اور موتی مین چمک ہے ہمارے اور ہمارے اخلاف کے
سرونپر قایم رکھ۔اور حضرت پیرومرشد کے دوست اور ہواخواہ خوش اور دشمن پایمال رہین۔آمین۔آمین
ثم آمین۔؎

اسپیچ اعلیحضرت ؎

اے میرے نوجوان معززین

مین نے تمہارے اڈریس کو بھی بڑی دلچسپی کیساتھ سنا۔علی الخصوص تمہارا یہ بیان میری مسرت کا باعث
ہوا کہ تمنے اپنے علم کی ترقی کی نسبت میری نصیحت ورسالہ کو اپنا دستور العمل بنایا ہے اور تمہارے تعلیمی
شوق وذوق کے عمدہ آثار عام امتحانونکے نتایج سے نمایان ہین۔اس سے مین تمہاری اوس بات کا
کامل ثبوت پاتا ہون کہ تمہارے دلونمین میری نسبت عقیدت ایسی جاگزین ہے کہ میری نصیحت بفضلہ تعالے
فوراً کارگر ہوئی۔مین یقین کرتا ہون کہ تم اس بات کو بھی بخوبی جانتے ہوگے کہ انسان کے لیئے وہ قدرو
منزلت چندان مفید نہین ہوتی جو اوسکو اپنے خاندان کی وجہہ سے حاصل ہوتی ہے بلکہ وہ قدرومنزلت

زیادہ تر شایان ہوتی ہے جو ذاتی علم و لیاقت سے ملتی ہے - لہذا تمہاری کوشش ہمیشہ اس امر کی طرف مایل رہنی چاہیئے کہ تم مین سے ہر ایک عرفی شیراز کے مانند ہر وقت یہ فخر کر سکے کہ -

المنۃ للہ کہ نیازم بہ نسب نیست اینک بشہادت طلبم لوح و قلم را

مگر تحریر مین نیک و بد کا خیال اور احتیاط ضرور چاہیئے - یہی قلم راہ مقصود کیواسطے عصائے موسیٰ ہے ورنہ یہی کاتب کے حق مین تیغ قضا ہے - یہی سیاہی غیرت زلف شبگون ہے - ورنہ یہی تیرگی بخت و اژدہن ہے یہی کاغذ صفحۂ پیشانی اقبال ہے ورنہ یہی آسمان ادبار طال ہے -

قطعہ آصف

مجھکو فرصت ہوئی جو دیکھا آج
نونہالان باغ دہر مین یہ
اب وجد سے بھی اپنے ہون لایق
دُور ان سے رہے ہمیشہ کو
غیر کے دستگیر ہون نہ کبھی
چاہیئے جو امیرزادون کو
سلطنت کا ہو پاس اوس سے سوا
اسکا سبب باعث فروغ رہین
یہ ہدایت بھی ہے نصیحت بھی

نوجوانان ملک کا گلشن ہو
ان کو شاداب رکھے چرخ کہن
ان کو حاصل ہون وہ ہنر وہ فن
فتنہ و آفت زمین و زمن
اپنے آقا کا چھوڑ کر دامن
وہی زیبا ہے انکا چال چلن
جسقدر ہے دلون مین حب وطن
یہ ریاست ہے آفتاب دکن
رکھو آصف کا یاد دل سی سخن

اڈریس برہمنان دکن

اُسکے ہمارے بادشاہ ذیجاہ؟

ہم برہمنان ساکنان خوش باشان ریاست ابد مدت حضرت خداوند نعمت مدظلہ العالی متعالی کی حضور مین حاضر ہوکر چونتیسوین سالگرۂ مبارک کی تقریب مین پیشگاہ اقدس و اعلیٰ مین تہنیت نامہ گزرانیکی بی مثل وبے بہا عزت حاصل کرتے ہین اور اپنے اعلحضرت قدر قدرس کی شاہانہ عنایت اور خسروانہ شفقت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین کہ پیر و مرشد نے ہمکو اپنے اظہار جان نثاری اور وفاداری کا موقع خاص عطا فرمایا۔

ہمارے مذہب کے کتب مقدس کی رو سے عبادت الٰہی اور اپنے آقا و ولی نعمت کی ترقی عمر و جاہ و جلال کی دعاگوئی ہمارے اعلیٰ ترین فرایض قرار دئے گئے ہین۔ہماری قوم کے لکھوکہا اشخاص حضرت کے سایۂ عدل و انصاف مین اپنے اُن فرایض کے انجام دہی مین بلا مزاحمت غیرے وبلا مداخلت احدے نہایت امن و آسایش سے سرگرم و مصروف رہتے ہین حضرت نے اونکو دوسرے اشخاص کے دست رس ہی سے محفوظ نہین فرمایا بلکہ اکثر لکھو کہا بیگہ زمین بشکل انعام اگرہار و جاگیر عطا فرمائی ہے اور لکھو کہا سالانہ زر نقد اونکو خزانۂ شاہی سے دئے جاتے ہین تاکہ وہ اون اپنے اعلےٰ فرایض کے انجام دہی مین مصروف رہین۔اس طور پر فکر معاش سے فارغ البال ہوکر ہماری قوم کے یہ لوگ ہمیشہ خداوند نعمت کی ترقی عمر و دولت و قیام سلطنت کیواسطے بارگاہ ایزدی مین دست بدعا ہین حضرت کی ریاست ابد مدت مین ہندو۔مسلمان۔عیسائی۔پارسی۔وغیرہ کے معبدون اور دیوتونکی بلا امتیاز قوم و ملت زمین و زر سے اعانت ہوتی ہے عدالتون مین ہر فرقہ و ہر قوم کے حقوق کا تصفیہ اونکے خاص قوانین کے مطابق ہوتا ہے۔سررشتۂ تعلیم سے مدارس جملہ اقوام کے بچون کی تعلیم و تربیت کیواسطے کہلے ہوئے ہین۔

صیغۂ ملازمت مین ہر قوم کے لوگ بلا استثنا صرف بلحاظ حقوق و لیاقت داخل کئے جاتے ہین۔

ایک جانب تو اہل اسلام کی مسجدون خانقاہون اور درگاہون وغیرہ کیواسطے معاشین مقرر ہین اور دوسری جانب ہنود کے ہزارہا دیولون اور مٹھون کو جاگیرات و انعامات عطا کیئے گیئے ہین -

قوم برہمن کا وہ فرقہ بھی جسنے اہل قلم کا پیشہ اختیار کرلیا ہے حضرت کے عہد معدلت مہد مین اپنے ہمچشمون مین مفتخر و ممتاز ہے - حضرتِ خداوند نعمت کے فرقۂ امرا و جاگیرداروں مین متعدد برہمن شریک ہین لاکھو کہا اور ہزارہا روپیونکی جاگیرین عطا ہوئے ہین اِس فرقہ کے متعدد اشخاص اسوقت اعلیٰ ترین خدمات پر سرفراز ہین اور بہت سے لوگون کو خدمات سررشتہ داری جمعیت و منصب وغیرہ بطور میراث آبائی عطا فرمائے گئے ہین اور انکے سوا ہزارہا آدمی بڑی اور چھوٹی خدمتون پر مامور ہین اور یہ نہایت قوی دلیل اس امر کی ہے کہ حضرت اقدس و اعلیٰ کی نظر انور مین ہر طبقہ کی رعایا یکسان ہے -

جسطرح قوم برہمن کے ایک فرقہ کا کام یاد الٰہی مین مشغول رہکر اپنے بادشاہ کیواسطے دعا کرنا ہے اوسیطرح دوسرے فرقہ کا کام اپنے خدمات کو دیانت و امانت و لیاقت سے انجام دیکر اپنے بادشاہ کی نیکنامی اور ریاست کو ترقی دینا ہے اور اسطور پر دونون فرقون کے اغراض متحد ہین - ہم برہمن لوگ عموماً حضرت کی رعایا خاص اور نمکخوار آبائی ہین - ہمارے بزرگون نے جو حق نمک ادا کیا اور ناچیز خدمات انجام دین اونکے صلہ مین لکھو کہا روپیہ کے جاگیرات و مناصب عطا ہوئے ہین جو حضرت کے مراحم خسروانہ سے اسوقت تک ہمپر جاری ہین -

ہم اس موقع پر اون تین اعلیٰ خاندانون کا تذکرہ کافی خیال کرتے ہین جنکے خدمات کی قدر شناسی وقتاً فوقتاً سرکار ابد پایدار سے ہوتی رہی -

---

راجہ رائے رایان بہادر امانت ونت کے مورث اعلیٰ مورو پنڈت حضرت مغفرت مآب کے ہمراہ رکاب آئے تھے - اوسوقت سے یہ خاندان اپنے اعلیٰ درجہ کی خیرخواہی و جان نثاری و وفاداری کے صلہ مین مورد عنایات شاہان دکن رہا ہے اس خاندان کے متعدد راجگان خدمات پیشکاری سے سرفراز ہوئے

ایک موقعپر راجہ شام راج کو خدمت مدار المہامی سکے اہم فرایض کے انجام دینے کا فخر بھی عطا فرمایا گیا۔ اور دفتر دیوانی تو پشت ہاے پشت سے اس خاندان مین چلا آرہا ہے۔ غرض کہ یہ خاندان ہمیشہ اقسام کے جاگیرات و خدمات و مناصب و مراتب و نوازش شاہی اور وطن سردیسپانڈیہ گری وغیرہ سے ممتاز و مفتخر رہا ہے چنانچہ ابتک وہی نوازشات شاہانہ اور وہی مراعات خسروانہ منظور نظر انور خداوند نعمت ہین۔ راے و نایک راؤ صاحب کا خاندان بھی ابتدا سے مورد عنایت شاہی رہا ہے اس خاندان کے مورث اعلی راجہ وٹھل سندر پرتاب ونت راجہ بہادر نے جو بعہد نواب غفران مآب وزارت سے سرفراز تھے جنگ کھرلہ مین جو اہم خدمات انجام دین وہ تاریخ دکن مین یادگار رہین گے۔ دولت ابدمدت نے بھی اس خاندان کے خدمات کو ہمیشہ شاہانہ الطاف کی نظر سے دیکھا ہے چنانچہ دو راجگان یعنے راجہ چمنا راؤ پرتاب ونت بہادر و راجہ گنیش راؤ بہادر خدمت اعلی مدار المہامی سے سرفراز ہوے اور پیشکاری کی خدمت بھی اس خاندان مین رہی۔

راے رگھوتم راؤ صاحب کا خاندان بھی ہماری قوم کا ہمیشہ سے مورد عنایت خسروانہ رہا ہے چنانچہ راجہ رگھوتم راؤ بہادر پیشکاری کی خدمت سے بھی ممتاز ہوے تھے اور راجہ گوپال راؤ بہادر نے زمرۂ اتالیق مین شریک رہنے کا افتخار حاصل کیا تھا۔

غرض اس مراحم خسروانہ قدر پروری کا ایک مستقل اثر تمام قوم برہمن پر پڑا ہوا ہے اور ہم لوگ شب و روز صبح و شام حضرت پیر و مرشد مدظلہ العالی کی ترقی عمر و دولت و جاہ و جلال کے واسطے دست بدعا رہتے ہین جس قوم کے ارکان کی اسدرجہ عزت افزائی سرکار ابد پایدار سے ہوئی ہے جن لوگونکی رگونمین اون بندگانکا خون جوش زن ہے جنہون نے بادشاہان نامدار کی خدمت گزاری اور حق نمک ادا کرنے مین اپنی جان تک کو قربان کر دیا۔ اونکی اولاد بھی حضرت خداوند نعمت کے تخت سلطنت کی خیرخواہی و جان نثاری و وفاداری مین سر بسجود ہمہ تن حاضر ہے اور ہم پیشگاہ خداوندی مین نہایت عجز و ادب کیساتھ عرض پرداز ہین کہ ان امور مین ہم لوگ کسی دوسری قوم کے بھائیون سے جنکو حضرت اقدس و اعلی کی رعایا

ہونیکا فخر ہے پسپا نہین ہین۔ اور جسطرح حضرت پیرو مرشد کے ہمارے آبائی و قومی حقوق کے حفظ کا اسقدر خیال مد نظر رہتا ہے اوسیطرح ہم لوگ بھی نمک خواری و اطاعت گزاری ادا کرنے مین ساعی رہتے ہین۔ اب ہم اس دعانامہ کو اس دعا پر ختم کرتے ہین کہ یاالٰہی ہمارے بادشاہ ذیجاہ کو عمر خضر کی نصیب ہو اوسکی آل و اولاد شادان و فرحان رہے اوسکی دولت و ثروت جاہ و حشمت مین ترقی ہو۔ اوسکی رعایا سرسبز و شاداب رہے۔ اور اوسکی سلطنت تا ابد قایم رہے۔ آمین ثم آمین۔

اسپیچ اعلیحضرت

اُے میری دعاگو قوم برہمن"

مین تمہارے اڈریس کی بھی قدر کرتا ہون۔ مین اسبات کے سننے سے بہت خوش ہوا کہ تم اپنے آبا و اجداد کے عمدہ جادہ پر ثابت قدم ہو۔ اور عبادت الٰہی کے بعد اطاعت شاہی کو اپنا فرض عین سمجھتی ہو یہی جادہ تھا جسکی وجہہ سے ہند کی اکثر ریاستو نمین تمہاری قوم والے رئیس کے پاس سرفراز رہے اور حیدرآباد کی تاریخ مین بھی اس قسم کی سرفرازیون کے چند عمدہ نظائر خود تمنے بیان کیے ہین پس مین بطیب خاطر تمہارے اس صادق دعویکو قبول کرتا ہون کہ تم بھی اپنے فرض نمکخواری و اطاعت گزاری مین میری رعایا کے کسی دوسری قوم سے کچھہ کم نہین ہو۔

قطعۂ آصف

خوشی کی ہے ساعت خوشی کا زمانہ	بڑا خیر خواہون کا جلسہ ہے بھاری
مسرت سے ہر ایک پابند عشرت	ملالت سے ہر ایک کو رستگاری
مجھے کیون نہو پاس ملحوظ ان کا	کہ معلوم ہے انکی خدمت گزاری

شریفونکا شیوہ دیانت ہے بیشک | بغیر اسکے بدنام ہو اہلکاری
کرین مالک و ملک کی خیرخواہی | رہے خیرخواہونسے یہ خیر جاری
ہراک کام مین ہوشیاری ہے لازم | نہین خوب انجام غفلت شعاری
قلم کیا علم کیا اگر مشق ہوگی | نہوگی طبیعت کسی فن مین عاری
قلم ہاتھ سے اوسکے کب چھوٹتا ہے | دبیر فلک کا بھی ہے کام جاری
چلو اس طریقہ پر ایسی روش پر | کرے پرورش اور آصف تمہاری

اڈریس پارسیان

حمد و افزون ثنائے متکاثر واداریکتا و آفریدگار بے ہمتا و خداوند ارض و سمارا جل حال لایق و سزاوار کہ جمیع موجودات و مکونات ارضی و سماوی رابیک لفظ کن ایجاد از کمین عدم بجلوۂ شہود و بروز آورد و بقدرت کاملہ و حکمت شاملہ خویش ملوک عالیشان و سلاطین رفیع مکان را بر مثال روح در قالب وجود بجای سر بر فوق بدن قرار داده بر جمیع بندگان برتبہ سروری و برتری ممتاز و سرفراز فرموده۔ و ضمن آن چنین حکمت لطیف بکار برده کہ بندگان خدا سر بدایرۂ اطاعت و فرمان برداری نہاده در زیر سایۂ نصف و معدلت شان پرورش و تربیت پذیرند تا سعادت دنیوی و اُخروی بحصول انجامد۔ شاہد حال و موید این مقال حال فیروزی مآل ہمایون فال اعلیحضرت قدر قدرت قضا توامان دارا دربان فریدون حشمت سکندر شوکت کسرئے معدلت شاہنشاه جم جاه سلیمان بارگاه ملایک سپاه زیبندۂ تاج و تخت آصفیہ ممالک محروسہ دکن زینت بخش سریر و اقبال بے زوال ملخص کلام اینکہ بافضال الٰہی و الطاف ربانی درین زمان راحت افزائے دلکشائی مسرت اثمار جشن ہمایون فال یوم المیلاد با اسعاد نیک نہاد سعادت اندوز بزم فیروزی توام آنخداوند تاج و تخت ملک دکن بہر کوئے و برزن و بہر جائے و مسکن با ہزاران فروز زینت

مرتب گشته وبهر گوشه آوازهٔ مدحت وثنا وتحیت ودعاے این بادشاه جمجاه دولت پناه باوج مهروما
رسانیده - چنانچه شرح آن بیرون از حوصلهٔ قلم وزبانست - **بیت**

امروز این جشن مسرت بخش فرحت انتما آفتاب از آسمان گوید مبارکباد ها

سیما زہے طالع وسعادتمندی زمرهٔ فارسیان عبودت اقتران امت حضرت زردشتیه که از مدت ممتد
وعهد بعید یعنی از زمان معدلت اقتران حضرت مغفرت مآب انار الله برهانه - الیٰ این عهد فرخنده عهد مقدس
بندگانعالی متعالی مدظله العالی برمثال هر گروه وطایفه دیگر باارامل وایتام شان پرورش یافته الاخوان
احسان وامتنان دولت جاوید مدت آصفیه میباشد - وبعین نوازش بیدریغ خسروانی بعهدهٔ جلیله دولتی و
مناصب فخیمه ملکی سرفراز وکامیاب بوده ایام ولیالی را بشادکامی ورفاه تمام مصروف وارند - بهرحال
این چاکران ارادت سگال همگی دم بهواخواهی وفرمانبری واخلاص کیشی سرکار عالی میزنند وشب وروز
دست بدرگاه اقدس جناب باری بلند و وظائف دعاگوئی وثناخوانی این خدیو بے مثل وہمال بر
زبان جاری ودائر - **بیت**

تاجدار خانهٔ دنیا بماند مستقیم ⁂ شاه محبوب دکن باد یارب تاجدار

اپیچ اعلیحضرت

"اے وفاکیش عقیدت اندیش اعیان قوم پارسی"

بهر طیب خاطر که اڈریس شمارا پسندیده وبمیزان تصور سنجیده - ودرست یابیده ام - از ان برشما خود بخود ظاهر
وباهر خواهد بود که من این اظهار وفاداری وعقیدت شعاری شمارا تا چه قدر قدر میدانم - ومقدار وقع می نهم
من میدانم که دهوان شما علی العموم چنان قابل تحسین وآفرین ماده زحمت کشی - وریاضت کیشی موجود است
که بهر طرف روئے آورد - از جد وجهد خود در هر حرفه وپیشه خود رابیش وممتاز ودراقران سرفراز میسازد -

و من بسیار خوشم ازینکه در مملکت من سر برآوردہ وخاندانی مردمان شما از قدیم الایام مقیم اند و برجادۂ وفاکستری وعقیدت پروری مستقیم اند۔ گذشته از قومی اتفاق وعلاوہ برکثرت وفاق شما با دیگر رعایائے من بنهایت آمیزش وخلط وملطامی نمائید ازین جهت من بسیار از شما خوشم و زیادہ پسندیدۂ خاطر من است۔ همیشه مرا درین باب اطمینان کامل بود و از اڈریس شما مرا الیقین شد که در شما فطری بامادۂ محنت و ریاضت جبلی مادۂ وفاشعاری وتابعداری نیز موجود است و ازین خصال اربعه بهتری حال شما مشهود است من شمارا یقین میدهانم که تا شما باین خصال اربعه خود را موصوف مدارید همیشه مورد خوشنودی من خواهید بود و ترقیات و بهبودی شما و اثابدل منظور نظر خواهد ماند۔ **اشعار**

وفاداری وتابعداری وزحمت ریاضت را	ثمرہائیست درگیتی کز آنهنا برخورد انسان
گراز پیشینیان خواهی نگر در سیرت ایشان	وگر از همگنان پرسی نظر کن حالت اقران
باین اوصاف مردان خردمند و برومندان	هزاران گوئے از سبقت ربودستند از میدان
کسانے را که دادند از حواس باطنی بهره	خدا اتمام نعمت کردہ برایشان به از پیشیان
مرامنظور اوصاف اند کز اوصاف در عالم	شود ممتاز انسانی ز حیوان در همه اکوان
همه اولاد یک کس بوده انا از ریاضت شد	که شد زان در بر یعقوب یوسف یوسف اللخوان
بحسن ظاهری نے حسن باطن بین باوصافش	گزین اوصاف شد آخر عزیز خلق در کنعان

اڈریس حکما وڈاکٹران سندیافته شهر کائی دکن اسوسی ایشن

لله الحمد که همیم جان نثار و نمکخوار حکما و ڈاکٹران شہر کائے دکن میڈیکل اسوسی ایشن کو اپنے ولی نعمت کی چونتیسوین سالگرہ مبارک کی تقریب مین ادائے تہنیت کے اڈریس گذراننے کا افتخار حاصل ہوا۔ ہماری قدردان پادشاہ ایک مدت کی تمنائی تھا کیا دو سپاس گزاری جو ہمارے دلون مین ممکن تھی وہ سال گزشتہ اوس حسن وخوبی سے برآئی جس کا ابتک ہماری

چشم مسرت بین مین سمان بندھا ہوا ہے ۔ وہ جشن شاہانہ وہ الطاف کریمانہ اور وہ ہمارا ایک دل ایکزبان
ہوکر اپنے مالک کی ثناخوانی کرنی اور اوسکے جواب مین کمال مسرت وخوشنودی سے اپنے ہمایون
اسپیچ مین ہم ناچیزونکی قدردانی ومنزلت افزائی اور ہم ہیچدان اطباکو حاذق ولقمان وقت کے خطاب کی
سرفرازی سے ازبس وارفتہ وشیدا کردیا اوس روز سے آپکے دیدار کا انتظار بے حد پیدا ہوگیا ہمارے
دیدۂ نادیدہ نے اس موقع خوش منظر سے قطع نظر نہ کرکے اس امتداد زمان کو طرفۃ العین مین طے کردیا ۔
اے بادشاہ عدل گستر اس سال بھی اجازت تہنیت وثناخوانی نے ہمکو وہ شرف وافتخار بخشا ہے کہ جسکی
مسرت وشادمانی کا حال نہ فقط ہمارے بشرے سے عیان ہے بلکہ بفحوائے الظاہر عنوان الباطن
ہر ایک دل وجان سے ثناخوان ہے اے سلطان حق بین یہ ستایش ونیایش تکلف وتصنع نہین بلکہ واقعی ہے
ہرچند آپکی فرمان روائی سے ہرگروہ محظوظ ہے مگر بالتخصیص اس حظ اوٹھانیکا افتخار ہمارے ہی قسمت مین آیا
کیونکہ جب ہم نظم ونسق سلطنت پر نظر کرتے ہین تو اوس کو بالکل اوسی انتظام قدرت کے مطابق پاتے ہین
جو حضرت انسانکے جسم مین جاری وساری ہے ۔
جیسے کہ روح باعث حیات ذی روح ہے ویسا ہی آپکا مبارک وجود بھی وجہ قیام وثبات مملکت ہے
جسطرح طبیعت مدبر بدن ومعتدل مزاج ہے ۔
اے سلطان عادل آپکی معدلت بھی اوسی کے ہم پلہ ومنہاج ہے ۔ جیسے وجود انسان مین باوجود
اضداد وباہمی بامتزاج عناصر اربعہ وہر چہار اخلاط کی فراہمی موجود ہے اوسیطرح آپکے انتظام سلطنت نے
دوست دشمن مین اتفاق یگانہ وبیگانہ مین وفاق اور مختلف اقوام وفریق کو شیر وشکر فرما رکھا ہے جسسے سب مین
باہمی ایسی ہمدردی پیدا ہے جیسے کہ ایک عضو کو دوسرے عضو کے ساتھ ۔
جسطرح ہر تن موکی پرورش آناً فاناً خون سے ہوا کرتی ہے اوسی طرح اسے رزاق مجازی آپکے
خوان نعمت سے گھر بیٹھے ہر ایک ضعیف ونحیف کو آرام وآسایش کیساتھ ساتھ دوروراز تک

بے تکلیف و تکلف رزق پہنچکر باعث حیات ہوتا ہے - تدبیر مملکت انسانی کے لیے جسطرح حواس خمسہ یعنے - بصارت - سماعت - شامہ - لامسہ - ذائقہ ضرور و کار خود مامور ہین - اسیطرح انتظام سلطنت کیلئے یہ حکومت - عدالت - فراست - شجاعت - سخاوت - یہ پانچ چیزین آپکی ذات خجستہ صفات مین موجود ہین خدا نے اللہ تعالی نے جسطرح ہمکو بصارت و بصیرت کی وسعت دی ہے اوسی طرح ہم اپنی نظرونمین آپکے عرصۂ حکومت کو وسیع پاتے ہین چشم مروت و دوربینی و عاقبت اندیشی عین آپہی کی ذات مبارک کیلئے زیبا اور آپہی کی حکومت مین پیدا ہے - سماعت و عدالت باہدیگر لازم و ملزوم ہین - خداوند نعمت جو کان انصاف و معدن عدل ہین دادخواہ کی فریاد گوش حق نیوش سماعت فرماتے ہین انسان قوت شامہ سے ہر ایک شے کی حقیقت و ماہیت دریافت کرتا ہے اوسیطرح آپ اپنی قوت فراست سے ہر امر کو غور و خوض فرماکر حق و باطل کو امتیاز فرماتے ہین شجاعت کو حس لمس سے اس لیئے تعلق ہے کہ شجیع وہی ہے جو احساس نامرغوب و ناگواری گرم و سرد کا متحمل ہوکر اپنے جسم و جاں پر سختی و جفاکشی اوٹھائے اور آرام طلبی سے درکنار رہے - نفس کشی و جفاکشی عین دلیل دلیری و بہادری ہے جو اس ذات مبارک مین موجود ہے -

سخی کے لیئے سخاوت طعم خوشگوار ہے - زبان بذل کو ذائقہ کرم ہی متلذذ کرتا ہے - بحمد اللہ جس طرح آپکو ان پانچون اوصاف سے بہیئت مجموعی تلذذ حاصل ہے اوسی طرح آپکی رعایا بھی ہر ہر صفت سے محظوظ ہے -

خداوند نعمت حضور پرنور کی سالگرہ مبارک کی تقاریب اور جشن سعید نے اس عالم مین کس حسن و خوبی سے نیرنگیان پیدا کی ہین کہ ہر ایک کے خون و رگ و پے مین ایک فطرتی مادہ جوش زن ہوگیا جس سے آسایش خلق اللہ کے اغراض برآمد ہونیکا ذریعہ مل گیا اور ہر کس و ناکس کا خیال ہمدردی انسان و خوشنودی سلطان مین مصروف ہوگیا -

اعلیحضرت قدر قدرت نے گزشتہ سال اپنی، مبارک اسپیچ مین یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "مین تمہاری کوششون کی
قدر کرتا ہون اور مجھے اس کے سننے سے بہت اطمینان ہوا کہ تم اپنی کوششون مین ایک حد تک کامیاب
ہوے اور کامل کامیاب ہونیکی دلی خواہش رکھتے ہو" اور ایک جاے یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ "مجھے
یقین ہے کہ تم اپنی ودیعت کی ذمہ داریون کو پورا کرکے میری خوشنودی حاصل کرنےمین دریغ نکروگے"

اے سلطان قدرشناس ان جان بخش و روح فزا الفاظ کی معجون نے ہمارے دل و دماغ مین ایسا
کچھ مفرح و مقوی اثر پیدا کیا ہے کہ جس سے ہر لحظہ ہماری طاقت و توان کو ترقی نصیب ہے
چونکہ حکیم مطلق نے آپکو ظل سبحانی گردانا ہے تو آپکی ذات مبارک بھی حکمت سے خالی نہین جیسے
کہ آپ حاکم الحکام ہین ویساہی حکیم الحکما بھی ہین۔ شعر

ہمارے ہر مرض کیواسطے ایشاہ درمان ہو | مسیحا کے مسیحا اور لقمان کے بھی لقمان ہو

اسی ارشاد کے اصول پر بغرض بہبودی و آسایش خلق اللہ و افادۂ علمی و ترقی تجارت آپکی سالگرہ مبارک کی
تقریب مین ماہانہ رسالہ بنام (دکن میڈیکل جرنل) ممبران دکن الیسوسی ایشن نے بغایت شوق جاری
کیا ہے۔ جس مین ڈاکٹری و یونانی تجربات اور اخبارات طبی کے ماخذ اور موسمی کیفیات شامل ہین جو
ہنوز اس گلشن سلطنت کے چمنستان حکمت کا ایک نورستہ نہال ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ
بآبیاری قدرافزائی خسروانہ ایک درخت سرسبز و سربلند مثمر و سایہ دار ہوجائے گا جس سے نہ فقط
ملکی فیضیاب ہونگے بلکہ دوسرے ممالک کے حکما بھی اس سے پھل پائین گے۔ اور احسن نتیجہ
پاکر معذور دردمندونکی خدمت گزاری مین مصروف عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور رہین گے۔

اے شاہ بندہ پرور آپکے اوصاف اور آپکے احسانات کا شکریہ ادا کرنے کا زبان و قلم کو یارا نہین
اور یہ مقدور ہمارا نہین۔ بیت

از دست وزبانیکہ برآید | کز عہدۂ شکرت بدر آید

الٰہی جب تک طبیعت مدبّر ابدان ہے اور ترکیب عناصر سے مرکب کالبد انسان ہے۔ آیۂ رحمت فرق عالم پر سایہ گستر رہے۔ اور اعلیحضرت کا آفتاب دولت و اقبال تا ابد منور رہے اور نونہالان حدیقۂ آصفیہ اس نخل سلطنت کے سایہ مین تا قیامت شاداب و مثمر کامیاب رہین آمین ثم آمین۔

یہی مراد ہماری ہے دعا ہے یہی
خدا قبول کرے اتنی دعا ہے یہی

اسپیچ اعلیحضرت

اے میرے حاذق حکمائے دکن۔

تمہاری عقیدت کے پرجوش اڈریس سے میری مسرت بھی جوش زن ہوئی تمنے اس اڈریس مین نظام ملکی سے طبع انسانی کی خوش اسلوب مماثلت بیان کی ہے میرا خیال ہے کہ یہ محض شاعرانہ تشبیہ نہین ہے بلکہ ایک حدتک واقعی حالت ہے۔ اگر انسان انوار الٰہی کا مظہر سمجھا جاوے تو اوسکے بیرونی تعلقات جو اوسکو اپنے ہمجنسون کے ساتھ ہون اونکا اونکے طبعی اتحاد کے موافق ہونا لازم ہے۔

پس ہر فرمانروا کا اصل اصول یہی ہونا چاہیئے کہ انسان کے عام ذاتی صفات پر غور کر کے اون کے باہمی تعلقات (جسقدر سمجھ مین آئین) اون مطابق (جہانتک ہو سکے) اپنی رعایا کے باہمی تعلقات کا انتظام ایسا کرے کہ کوئی امر اپنی حد سے بڑھ نہ سکے پس بہت خوش ہونگا کوششین جو مین اپنی عزیز رعایا کی ترقی بہبودی کے واسطے کر رہا ہون اونکو تم اپنے فرایض پیشہ کے تجربہ سے کسیقدر انسانی قویٰ کے باہمی تعلقات کے مشابہ پاتے ہو۔"

انسان کے واسطے دنیا مین بڑی نعمت صحت ہے اوسکے لئے مقدم افضال الٰہی شامل ہوتا ہے جسقدر مریض کو پرہیز واجب ہے اوسیقدر معالج کو توجہ اور تشخیص ضرور ہے۔

دوا کی دیکھہ بھال اطبا اور ڈاکٹرونکا فرض منصبی ہے دو چیزین جاکر نہین آتین - ایک جان - دوسری
آبرو - جان ہے تو جہان ہے - آبرو ہے تو جان ہے - اہل دانش اُنکی احتیاط عمر بھر کرتے ہین -
مجھے اسبات کی سماعت سے بھی نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ تمنے اپنے فن مین ترقی کرنے کا
عمدہ ذریعہ قایم کیا ہے اور اوسکو میری سالگرہ کا یادگار بنایا ہے - تمہارا میڈیکل جرنل ایسا رسالہ ہے
جسکے ذریعہ سے تم اپنے تجربہ کی باتین ایک دوسرے پر ظاہر کرنیکے علاوہ عوام الناس کے خیالات
بھی اپنی رائے کے مطابق بنا سکتے ہین - اور مین بہت پسند کرتا ہون کہ تم اس رسالہ کو اردو اور
انگریزی ہر دو زبان مین شایع کرتے ہین -
اس سے یہ امید کیجاتی ہے کہ ایک فن طبابت کے مشرقی و مغربی دو طریقونکا آپسمین میل جول
ایسا ہوگا کہ ایک دوسرے کے حسن و قبح ظاہر ہوکر اصل فن مین ترقی ہوگی - اور تمہارے فن مین ترقی
ہونا دراصل عامۂ خلایق کی آسایش کی ترقی ہے جو مجھے بدل منظور ہے -
بہرطور تمہارے اڈریس سے ظاہر ہے کہ تم اپنے فن مین طاق ہونیکی اور اس سے میری رعایا کو
نفع پہنچانیکی کوششونمین سرگرم ہو -
مین تمہاری - ایسی کوششونکی بہت قدر کرتا ہون اور تمکو یقین دلاتا ہون کہ جسقدر تم میری عزیز رعایا کے
دکھہ درد کیساتھہ ہمدردی کرتے رہوگے - اور انکے جسمانی تکالیف کے گھٹانے - اور اونکی صحت کی
حفاظت کرنے مین مصروف رہوگے اوسی قدر بدرجۂ کمال میری خوشنودی تمکو حاصل رہے گی
اور خدا تعالی سے میری التجا یہی ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے تمکو تمہاری خیر خواہانہ کوششونمین
ہمیشہ کامیاب رکھے - قطعہ

درگاہ بے نیاز مین ہے لاکھہ لاکھہ شکر	صحت کی جا بجا سے چلی آتی ہے خبر
مصروف اپنے کام مین رہتے ہین اُٹھہ دن	حاذق جو ہین طبیب تو کامل ہین ڈاکٹر

یہ ہے اصول طب یہی اکثر سنا کئے	مفرد دوا ہو نسخہ مین یا چند مختص
اکسیر یون ہے دفع مرض کے لیئے دوا	تیغ اجل کیواسطے جیسے دعا سپر
نخوت کرے کمال پر اپنے نہ آدمی	کیسا ہی با کمال ہو کیسا ہی باہنر
ظنی ہے علم طب مگر ادراک ہو صحیح	لابد ہے یہ کہ چوک بھی جاتے ہین چارہ گر
آصف کا یہ عقیدہ ہے سُن رکھین حاضرین	شافی خدا ہے اوسکے کرم پر رہے نظر

اڈریس ارکان صفائی بلدہ وچادرگھاٹ

یہ دوسرا سال ہے کہ ہم عرض پرداز ان ذیل اراکین مجلس صفائی بلدہ کو تمام سکنائے بلدۂ حیدرآباد کیجانب سے وکالتاً اپنے آقائے ولی نعمت کی عالی پیشگاہ مین حاضر ہوکر بصد عجز وادب اپنا ناچیز اڈریس گزراننے کی عزت حاصل ہوئی ہے ہم جان نثار اپنی خوبی قسمت پر جسقدر ناز کرین وہ کم ہے کہ سب سے پہلے بلدۂ حیدرآباد فرخندہ بنیاد مین اس مبارک جلسہ کی بنا اسی مجلس نے ڈالی تھی۔ اے بادشاہ جمجاہ۔ سالگرہ کے جلسے جس خلوص اور جوش کیساتھ قلمرو دکن مین منائے جاتے ہین ایک بین ثبوت اس امر کا دیرہے ہین کہ اعلیٰحضرت کی رعایا کے تمام فرقے جسمین مسلمان۔ ہندو۔ پارسی عیسائی سب شامل ہین آپکے محبت کے سرور سے سرشار ہین۔ اگر یہ عرض کیا جائے تو مبالغہ نہوگا کہ تمام روئے زمین کی حکومتون مین کسی ملک کی رعایا بلاتمیز مذہب اپنے مالک کی جان نثاری مین ہماری ہمسری کا دعوے نہین کرسکتی اسوجہہ سے کہ خالق ارض وسما نے جو سب شاہونکا شہنشاہ ہے محض اپنے فضل وکرم سے ایسے ظل اللہ کو ہمارے سرونپر سایہ افگن فرمایا کہ جو شفقت۔ رحمدلی سخاوت۔ ہمدردی۔ اور سادگی طبیعت مین اپنا آپ ہی نظیر ہے۔

اے تاجدار نامدار وہ تمام برکتین جو کہ حضرت کے عہد مملکت مین ملک اور مملوک کو اونکی خوش قسمتی سے نصیب ہوئی ہین اگر ہم خانہ زاد اپنے ناقص خیال مین اوسکو شمار کرنا چاہین تو آپکے

بیش بہا وقت کو ضایع کرنا ہے۔ رعایا کی فلاح اور بہبودی کا کوئی صیغہ ایسا باقی نہیں ہے کہ جسکے طرف
بندگان عالی کی پوری توجہہ مبذول نہوئی ہو تعلیم۔ تربیت۔ مال۔ اور عدالت۔ پولیس اور حفظان
صحت کے لیئے تمام علاقونمین جسقدر ترقیان ہوئی ہین وہ سب اظہر من الشمس ہین خاصکر صیغۂ مینوسپالٹی
اگر عہد حمایت شاہی مین پرورش نہ پاتا تو یہ ترقی اوسکو میسر نہوتی جوکہ اسوقت حاصل ہے۔ جسوقت کہ محصولات
صفائی پہلی دفعہ حیدرآباد مین جاری کیا گیا اگر ملازمان والاشان کی طرفسے صاحبزادون اور امراؤن اور
معززون کی فہمایش نہوتی اور یہ ارشاد نہوتا کہ مابدولت واقبال خود اپنی املاک کا محصول ادا کرینگے آمادہ ہین
تو وہ کامیابی جوکہ اسوقت ہمکو حاصل ہے ناممکن تھی اسے خدا و نعمت۔ بادشاہان سلف نے داد و دہش
بہت فرمائی ہے لیکن حاجتمندونکے ساتھہ وہ سلوک جو پیر و مرشد نے اپنی کریم النفسی سے فرمایا ہے
کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ملک پٹنہ کے ایوان شاہی پر محتاجین کا ہجوم جسطرح دیکھا جاتا ہے اور کہین سنا ہے
اور بادشاہونکو یہ تحمل کہان کہ ہر روز کئی ہزار غربا۔ مرد۔ عورت۔ بچے۔ بڈہے۔ اور جوانونکو غل و شور کے
ساتھ اپنی خاص فرودگاہ پر بلاکر اپنے ذاتی اہتمام اور مبارک نگرانی سے اونکو مدعو فرماوین اور اونکو
پرشکم اور پرُدامن وہانسے واپس کرین کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ اور والیان تاج و تخت گدا پیشون اور
دریوزہ گرونکو دعوت دیکے اونکے ہاتھہ اپنے متبرک ہاتھونسے دُہلاتے ہین۔ رازق عالم نے یہ حصہ
آپ ہی کے لیئے عطا فرمایا ہے۔

اسے ہردلعزیز سلطان۔ حضرت ہی کے ہمایون عہد مین یہ دیکہا گیا کہ امرا۔ فقرا۔ مرد۔ عورت ملکی۔
غیر ملکی سب کے سب دست بدعا ہین اسے ہمارے بادشاہ عالیجاہ مختصر یہ ہے کہ وہاب مطلق نے
جو انواع واقسام کی خوبیان آپکی طبیعت مین ودیعت فرمائی ہین اون سے وہی پورا آگاہ ہے۔
انسان کا فہم وادراک اونکو احاطہ کرنیسے قاصر ہے۔ آپکا قلب تجلی آلہی کا مظہر ہے آپکو وہی جان
سکتا ہے جس کا باطن نور بصیرت سے منور ہے۔

اے مالک عرش برین اپنے حبیب پاک کے طفیل سے ہمارے والی ملک کو ہمارے سرون پر باحشمت وجلال وسلطنت واقبال تاقیامت سلامت رکھ اور اوسکو اپنے مقاصد دلی پر کامیاب مظفر ومنصور فرما آمین ثم آمین۔

رباعی

یہ سالگرہ جسکی ہے وہ شاد رہے اے خضر پئے تہنیت آنا ہرسال	تا روز ابد زندہ وآباد رہے وے رکھو گرہ تم کہ تمہین یاد رہے

اسپیچ اعلیحضرت

ارکان صفائی بلدہ وچادرگھاٹ۔

تمہارے اڈریسونکو مین نے بہت خوشی کیساتھ سنا حیدرآباد اور چادرگھاٹ کے جن باشندونکی طرفسے تم نیابتاً مجھے سالگرہ کی مبارکباد دیتے ہو مین اونکی اور تمہاری صداقت ووفاشعاری کی قدر کرتا ہون مجھے یقین ہے کہ جسطرح اون باشندونکی نیابت مبارکباد دینے مین کرتے ہو اوسیطرح اونکی حفظ صحت کے حقوق کی نگہبانی مین اونکی نیابت ایسی کرتے ہونگے گویا وہ خود اپنی آپ نگہبانی کرتے ہین۔ میری دلی امید یہی ہے کہ تم نائب اور تمہاری منیب رعایا مین ہمیشہ یکدلی رہے اور تمہاری مطلوبہ کامونسے انکی صحت وآسایش روزافزون ہو۔

قطعہ آصف

راہ پر ہین نہین موقوف صفائی والے قدردان اہل صفا کا ہو کیونکر آصف	دل کو نیت کو بھی رکھتے ہین بہت پاک سے پاک جو صفاکیش ہین کرتے ہین وہی خاک سے پاک

اڈریس جان نثاران صرف خاص بلدہ

ہزار شکر وسپاس کہ گلبند چمنستان زندگانی وآبیار سرابستان طفلی وجوانی کا ہمارے بادشاہ عادل ہمارے

ظل اللہ با دل کا نو نہال عمر لایزال پہ نسیم بہار آرائے ذو الجلال چونتیس سال کے خیابان مین جلوہ گر ہے اور شجر جہانبانی چونتیس ثمر کامرانی سے بار ور ہے بحساب جمل لفظ دل کے چونتیس عدد ہوتے ہین گویا ہمارے اعلیحضرت مانند رئیس الاعضا قالب سلطنت کے دل ہین اور خسرو عادل ہین دل کو زبان عربی مین قلب کہتے ہین اور قلب کی اکیسو تیس عدد ہین جو عمر طبیعی انسانی کہی جاتی ہے اور صد و سی سال کی دعا دیجاتی ہے پس ایک ہی لفظ دل اور قلب سے زمانۂ حال و استقبال مین ترقی مدارج عمر شریف کا تفاول ہے اور افضال جداوند لم یزل ولایزال سے ثبوت عمر طبیعی کا یقین بالکل ہے بلکہ ہر دل مین یہ تمنا اور ہر لب پر یہ دعا ہے کہ ہزار عمر طبیعی میسر ہو اور ترقی مدارج و اقبال کے مراتب افزون تر ہون اللھم زد فزد اللھم ومد ظلال احسانہ علی مفارق الناس وطال جبال حیاتہ بطول عمر الحصی والالیاس ہم خانہ زادان راسخ الاعتقاد نے سال گزشتہ تقریب جلسۂ سال گرہ مبارک مین جو اڈریس پیش کیا ہے اوسکے جواب مین ہمارے آقائے ولی نعمت نے اپنی زبان الہام بیان سے ہم ادنی خانہ زادونکو جو ان کلمات سے مخاطب فرمایا کہ "میرے خاص وفادار ملازمین تمکو میری سالگرہ کی خوشیان منانیکا وہرا تہرا حق حاصل ہے کیونکہ تم مین اکثر نہ صرف میری رعایا ہو بلکہ میرے ملازمین بھی ہو اور وہ بھی ایسے ملازمین جنکو زیادہ تر خاص مجھ سے تعلق ہے اور پھر تم مین اکثر ایسے بھی ہین جنکے آبا و اجداد کو میرے بزرگونکے ساتھ ایسی ہی خیر خواہی و عقیدت رہی جیسی مجھے یقین ہے کہ تم کو میرے ساتھ ہے۔

اے آقائے نامدار اے بادشاہ گردون وقار اس تمام جملہ کے ہر ایک حرف کے شکریہ مین اگر ہماری جانین نثار کردین اور اپنے خون دل کی مداد اور ہر ایک شریان کا قلم قرار دیکر اوسکے شکریہ مین حیات ابدی کے صفحہ پر تقاضائے عالم تک منشی نفس ناطقہ لکہتا رہے تو دفتر سے نقطہ اور دریا سے قطرہ وانہین ہو سکتا اے ہمارے بادشاہ و وعقیدت جان نثاری و وفاداری و خیر خواہی و نمک حلالی اس طور سے پشتینی خانہ زادونکے ہر رگ و ریشہ مین خمیر ہائی ہے کہ ہر حبیب خانہ زاد بہ ثابت قدمی عرض کر سکتے ہین کہ اگر

ہمارے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالیں اور اونکو خاکستر بناکر اوڑا دیں اور پھر جمع کرکے حیات تازہ اللہ تعالیٰ ہمکو مرحمت فرمائے تب بھی حضرت کی ہوو وفاداری و جان نثاری و خیر خواہی کے ولولے اب ہیں اس سے ہزار چند زیادہ ایکسیں پائیں گے۔

محبت سکے رود گر استخوانم توتیا گردو ٭ کہ از سائیدن صندل کجا نقصان شود بو را

اے ہمارے مالک و آقا ہمارے دل و دماغ میں اون پر اثر فقرات سے جو کیفیتیں اور جذبات دلی مشتعل ہوگی ہرکام و ہر امر میں ترقی پذیر ہوتی جاتی ہے ہمارے ناطقہ کو قدرت نہیں کہ ہم اوسکو بیان کریں اور نہیں محلّل کر دلی حالت ظاہر کرین ہمارے دلونکو اگرچہ کرکوئی دیکھے تو ہم بتا سکتے ہیں کہ کیا کیفیت ہمارے دلونکی ہے اور کسقدر عقیدت حضرت کی غلامی کی رکھتے ہیں جواب اڈریس کا دوسرا فقرہ مبارک جو ارشاد ہوا ہے "کہ اس تمہاری خوشی اور جوش عقیدت اور جوش صداقت کو دیکھکر میں بہت ہی خوش ہوا کیونکہ ہر انسان میں ایک خلقی عادت ہے کہ جب وہ اپنے آس پاس رہنے والونکو خوش دیکھتا ہے تو خود بھی خوش ہوجاتا ہے اور یہ امر لازم و ملزوم ہے کہ خوش رکھو خوش رہو"

اے ہمارے خداوند نعمت اے ہمارے پیارے ہر دلعزیز بادشاہ یہ پراثر روح کو تازہ کرنیوالا نادر فقرہ ابتدائے بنائے سلطنت عالم سے اجتک نہیں سنا گیا۔ اسوقت تک کسی بادشاہ کی زبان سے ایسے غلامونکی نسبت یہ پراثر قدردانی و عزت افزائی کے ارشادات بیان ہوئے اسکا شکریہ ہم کیونکر ادا کرسکیں اور کب کسی جان نثار کو ایسا بادشاہ ملا کہ اونکی خوشی کو اپنی خوشی سے مقابل اور لازم و ملزوم قرار دیا ہو۔ اور یہ فرمان اقدس و اعلیٰ کہ امر لازم و ملزوم ہے دخوش کہو خوش رہو اخداوند دو جہان حضرت کو ہمیشہ خوش رکہے اور یہ سرفروش جان نثار ہمیشہ حضرت کی خوشی کو دولت دوجہانی پر ہزار درجہ ترجیح دیا کریں۔ ہم خدائے واحد کو شاہد کرکے عرض کرتے ہیں کہ ہم کیا تھے اور آپکے تصدق میں اب کیا ہیں اور ہمیشہ خیر خواہی و وفاداری و جان نثاری و اطاعت کا حلقۂ غلامی اپنے گوشۂ دل میں آویزان کیے ہوئے ہیں

بعد خوشنودی اور فرمانبرداری خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت ہی کی خوشنودی و اطاعت و وفاداری اور جان نثاری کو ہر چیز پر مقدم جانتے ہیں اور جانیں گے۔

دوسرے بادشاہ جو باتیں کبرسنی میں اختیار کیئے ہیں اللہ تعالی کے فضل و کرم سے وہ سب صفتیں ہمارے اعلی حضرت میں فطرتی و ازلی پائی گئی ہیں کہ عنت شاقہ اپنی ذات خاص پر گوارا فرماتے ہیں کہ ہر مستغیث داد کو اور حاجت مند اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔ اور ہر مظلوم کو ظالم کے پنجہ سے حضرت ہی کی توجہ سے نجات ملتی ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ اسوقت تمام ملک میں امنیت حاصل ہے اور رعایا برایا شاد میں آرام سے بسر کرتے ہیں اور سرکار برطانیہ کے قدیمی تاریخی دوستی جسکو تخمیناً سوا سو برس کی مدت گزرتی ہے اسکے مستحکم رکھنے میں اس سرکار سے ہمیشہ امداد و کمک و رعایت اور ہر قسم کی خواہش پوری کرنے میں کبھی اور کسی وقت دریغ نہیں فرمایا گیا۔ بلکہ مزید برآن حضرت خداوند نعمت نے جو کچھ اسکو ترقی دی ہے اور پاس اتحاد قدیمی کا خیال فرمائے ہیں اور وہ تمام ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں بھی روز روشن سے زیادہ روشن ہے۔

اب تہ دل سے یہ دعا ہے اور بارگاہ مجیب الدعوات میں یہ التجا ہے کہ آلہی یہ بادشاہ رعایا پرور و قدر افزا۔ یہ نوشیروان عدل گستر۔ یہ آقائے بندہ نواز۔ یہ فرمانروائے کارساز کو تا دو جہان سریر سلطنت پر بترقی عمر و صحت و عافیت و اقبال کار فرما و کامران رکھ اور یہ جشن سالگرہ مبارک ہر سال آشکارا و نمایاں رہے اور بدخواہان اعلیحضرت و سلطنت آصفیہ ہمیشہ مخذول و منکوب رہیں۔ آمین ثم آمین آلہی آمین۔

تا رہے شاہی آلہی دہر میں		میر محبوب علیخان شاہ ہو	
ملک کا ہو تا زمانہ میں نظام		یہ نظام الملک آصف جاہ ہو	

ایضاً

آصف کی منادی کا نذائی پھر جائے		آصف کی طرف ساری خدائی پھر جائے	

سلے شرق سے تا غرب جہان مین یارب		محبوب علیخان کی دہائی پھر جائے

اسپیچ اعلحضرت

"اے میرے خاص وفادار ملازمین"

یہ دوسرا موقع ہے کہ مین تمکو میری سالگرہ کی خوشیان نہایت شوق وذوق کیساتھ مناتے ہوئے دیکھتا ہون اور تمہاری عقیدت مندانہ اظہار صداقت سے بہت خوش ہوتا ہون۔

تمنے اپنی وفاشعاری وجان نثاری کا عملی ثبوت ہر وقت ہرطرح سے دینے پر آمادگی پرجوش الفاظ مین ظاہر کی ہے اس سے مجھے بخوبی معلوم ہوا کہ تم اسبات کو اچھی طرح جانتے ہو کہ تمکو میرا قرب جسقدر حاصل ہے اور ہونیکی آرزو ہے اوسیقدر تمہارے خیرخواہانہ جان نثاری کا درجہ بھی زیادہ ہے اور ہونا چاہیئے اور اسکے واسطے تم اپنی نیت کی صفائی اور عمل کی خوبی کو بدرجۂ اولیٰ لازم سمجھتے ہو یہ بات تمہاری مجھے پسند آئی مین اسکی بہت قدر کرتا ہون۔ **رباعی آصف**

عدل کے لیئے واجب ہے ضیائے خورشید		لازم ہے کہ پانی ہو زراعت کو مفید
یہ لازم وملزوم ہمیشہ سے ہے		آقا سے ملازم کی برائے امید

مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ جسقدر تم اپنی خاص ملازمت کے اہم فرایض کی ادائی مین بدل وجان مصروف ہو اور ہوگے اوسیقدر تمہاری بہبودی وآسایش کی سچی خواہش کی ایک خاص جگہ میرے دل مین ہمیشہ ہے اور رہیگی۔ کیونکہ یہ تمہارے اور میرے باہمی تعلقات کی خصوصیت کا نتیجہ ہے کہ تمہارے اقوال وافعال کا اثر میرے دلپر جلدتر اور زیادہ تر ہوتا ہے اور دیرتک رہتا ہے اور مجھے کامل بھروسہ ہے کہ میرے قرب کے لحاظ سے تم اپنی نیت کو اسقدر صاف رکھو گے کہ ہر وقت تمہارے اقوال وافعال صداقت اور خوبی مین یکسان رہین گے۔ **رباعی آصف**

جو خاص مین سبنتے نہین وہ عام عوام ؛	پابند طمع ہو کے عبث ہو بدنام ؛
جو اہل دیانت ہین جو ہین خیر اندیش	ہر حال مین ہے اپنے اونہین کام سی کام

مجھے ہمیشہ وہی ملازم اچھا معلوم ہوتا ہے جو نیک نیت ہو اور جسکی نیک نیتی خود بخود اوسکے کام سے ظاہر ہوتی ہے۔ جیساکہ میرا ایک مطلع ہے۔

وہی ہے خوبرو جو نیک خو ہو وہی ہے پھول جسمین رنگ و بو ہو

اگرچہ تمکو اپنی خاص ملازمت اور میرے تقرب کا جسقدر فخر شایان ہے۔ لیکن مجھے تمسے توی امید ہے کہ تم محض اسکی بالائی نمایش کے درپے نہ ہوگے۔ تم جانتے ہو خدا تعالی کے پاس بھی وہی عبادت مقبول ہوتی ہے۔ جو بلا نمایش و ریا ہو۔ اور ہر قسم کا اوج حاصل کرنیکے لیئے اول افتادگی لازم ہے۔ دلین گھر کرنیکے واسطے خیرخواہی واجب ہے۔ دنیا کے کام کو آدمی دین کے کام سے اولی نہ جانے اچھا وہی ہے جو اپنے آپکو اچھا نہ جانے۔ نمایش کیساتھ کاہش ضرور ہے۔ بڑھ کر گھٹنا یہ بڑا قصور ہے۔

قطعہ آصف

صورت نکہت پریشان کیون ؛	اپنی حد سے کوئی نکل کے چلے ؛
کہین ایسا نہو لگے ٹھوکر ؛	چاہیئے آدمی سنبھل کے چلے ؛

اڈریس افواج باقاعدہ ؛

حضور عالی جو زمانہ جو وقت جو عمر راحت و آسایش و آرام و امن مین بسر ہو وہ اسقدر جلد گزر جاتی ہے کہ جب گزشتہ وقت پر خیال کیا جاوے تو ایک سال بمنزلہ ایک منٹ یا ایک لحظہ کے معلوم ہوتا ہے۔ گزشتہ سال ماہ حال میں جبکہ حضور عالی کی جان نثار فوج نے تینتیسوین سالگرہ مبارک کا جلسہ اسی جوش دلی اور خلوص قلبی سے منعقد کیا تھا اور آج جو روز ہم سب جان نثار چونتیسوین سالگرہ مبارک

جشن ہمایونکی مبارکباد ادا کرنے حضور عالی کے قدموںکے نزدیک حاضر ہوئے ہین۔ جب ہم اس گزشتہ مدت پر خیال کرتے ہین۔ تو وہ ہمکو ایک منٹ یا لحظہ تو کہان بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گزشتہ سال کا جشن مبارک جو اس جگہ اور اس موقعپر ہمنے اپنے مالک اپنے خداوند نعمت کی سلامتی مین منعقد کیا تھا یہ وہی جلسہ ہے اور جو اذریس کہ ہم جان نثارون سے خدمت ملازمان خداوندی مین گزرا تھا۔ وہ ہنوز ہماری زبانپر ہے۔ اور ہمارے بادشاہ ظل اللہ عالم پناہ کی تقریر دلپذیر جسمین حضور پر نور نے اپنی جان نثار فوج کو وہ عزت و آبروبخشی۔ اور اون خطابات سے مخاطب کیا کہ جب سے اس فوج کا وجود ہے اسکو یہ اعزاز کبھی حاصل نہین ہوا تھا۔ اور حضور پر نور کی صدائے نوازش آمیز و کلام عنایت انگیز ہمارے دلونمین ایک عجیب قسم کا جوش محبت اور خروش جان نثاری پیدا کر رہا ہے۔ اور ہمارے بادشاہ جمجاہ ان چند اشعار پر افتخار کی صدا ابھی تک ہمارے کانونمین گونج رہی ہے۔ ؎

اے جان نثار فوج ظفر موج شکر ہے	جو ہر مین تم مین صورت شمشیر آبدار
رخ رخ سے مرد مرد کے مردانگی عیان	رگ رگ سے فرد فرد کے جراءت ہے آشکار
ایسے سپاہیونکی سپاہی کو قدر ہے	تعریف کیوں نہ آئے میرے لب پہ بار بار
فن سپہ گری میری میراث جد کی ہے	اس سے ہی میرا نام ہے اس سے ہی افتخار
عزت تمہاری ہے وہ میری عین آرزو	رکھا مرے بزرگون نے تمکو بصد وقار

جس بادشاہ ظل اللہ کے عہد معدلت مہد مین اسکی رعایا اور سپاہ اس امن و امان و راحت و آسایش بسر کرین کہ جسکو ایک سال کی مدت ایک منٹ یا ایک لحظہ سے کم معلوم ہو تو ایسے بادشاہ معدلت پناہ کے عدل و انصاف و رعایا پروری و عدل گستری کی اس سے زیادہ کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ ہمارے حضور پر نور کا عدل و انصاف اظہر من الشمس ہے۔ اعلیحضرت کی توجہ جامع جسقدر اپنی رعایا اور تمام باشندگان ملک دکن کی بہبودی و رفاہ کی طرف مبذول ہے۔ اور اعلیحضرت کا جسقدر

بیش بہا اور عزیز وقت ملکی کاموںمین صرف ہوتا ہے - اس مختصر مضمون مین اوسکی تشریح کرنا گویا آسمانکے ستارے اور ریگ کا شمار کرنا ہے -

حضور عالی گزشتہ سال جشن سالگرہ مبارک کے اسپورٹس مین جو اعلیحضرت قدر قدرت نے بکمال عنایات شاہانہ و مرحمت خسروانہ اپنی جان نثار فوجکی قواعد اور اسپورٹس مین ترقی ملاحظہ فرماکر خوشنودی خاطر مبارک اظہار فرمائی - تو یہ ہم جان نثار ونکے لیئے نہایت موجب عزت اور افتخار کا ہوا - دراصل اس سے زیادہ ہم جان نثار ونکو کیا فخر ہوسکتا ہے - کہ ہمارا مالک اور ہمارا خداوند نعمت ہمارے خدمات کو پسند فرماوے -

ہم جان نثاران فوج کے اسپورٹس مین جب اعلیحضرت نے دست مبارک مین بھالا لیکر نیزہ بازی مین شرکت فرمائی - تو سب خاص و عام پر یہ ثابت کردیا کہ فن سپہ گری کیساتھ حضور پرنور کو کسقدر دلچسپی ہے - اور اپنی عزیز فوجکو اعلیحضرت کس وقعت کی نظر سے ملاحظہ فرماتے ہین -

اس موقعپر یہ خانہ زاد بکمال ادب خدمت ملازمان خداوندی مین یہ عرض کرنیکی جرات کرتا ہے کہ گزشتہ سال سے حضور پرنور کی فوج نے اپنے فن سپہگری مین - قواعد آموزی مین ہرطرح ترقی کی - گولکنڈہ بریگیڈ - کیولری پس - اور امپیریل سرویس - ٹروپس کے افسرون اور جوانونمین رابطۂ اتحاد و اتفاق روز بروز بڑہتا گیا - سنہ حال مین بہ نسبت سال گزشتہ مین کورٹ مارشل کی تعداد بھی بہت کم رہی - مائنڈمنٹ بھی بہ نسبت سابق کے جھگونمین دس فیصدی کم ہوے - ہفتہ واری نیزہ بازی - جسمین خوشی سے تمام افسر اور جوان ہر پنجشنبکی صبح کو جمع ہوکر کثرت کرتے ہین پہلے جہان پندرہ بیس جوان نظر آتے تھے اب وہان سیکڑون کی نوبت پہنچ گئی ہے - یہانتک کہ نیزہ بازی کیلیئے کافی وقت نہین ملتا - یہ امر تمام عالم پر ظاہر ہے کہ ہر مجسٹی دی امپرر کیساتھ اعلیحضرت قدر قدرت کا خلوص اور اتحاد موروثی ہے - ۱۸۵۷ء مین جبکہ تمام ہندوستان ایک حالت تزلزل مین تھا حضور پرنور کے جد امجد و والد ماجد دولت برطانیہ کے کیسے مضبوط اور مستقل دوست رہے - حضور پرنور کی فوج حیدرآباد کنٹنجنٹ ایام غدر مین برٹش فوجکے دوش بدوش باغیونکے

ساتھ کس جرات اور بہادری سے لڑی۔ اور داد شجاعت دیکر نیکنامی پیدا کی ۱۸۸۵ء مین امپیریل ڈفنس کے
بارہ مین سب سے پہلے اعلیحضرت قدر قدرت نے تحریک فرمائی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آجکے روز تمام ہندستان مین
بارہ ہزار امپیریل سرویس ٹروپس موجود ہے۔ اور ہر ایک نیٹیو پرنس کی خواہش ہے کہ اونکی فوج قواعد علم
اور تہذیب مین اعلیٰ درجہ کی لیاقت حاصل کرے۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے۔ کہ یہ فوج اپنے فارمیشن کیوقت سے
کچھہ بیکار نہین رہی بلکہ اول دفعہ ۱۸۹۶ء مین سرحدی جنگ مثل گلجت۔ درگائی۔ و چترال مین برٹش فوج کے
ہمراہ سرحدی اقوام کے مقابلہ مین نہایت بہادری و شجاعت کیساتھ لڑی اور نمونہ نیکنامی حاصل کیا۔ امپیریل
سرویس ٹروپس کے قایم ہونیسے نہ صرف یہ ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کو جنگ کیوقت کمک ملیگی بلکہ پیرامونٹ پاور
کو نیٹیو پرنس کے لائلٹی اور اتحاد کا پورا پورا الیقین ہوگیا۔ اور خصوصاً نیٹیو پرنس کو اپنی سچی دوستی اور محبت کی
اظہار کا موقع ملا اس موقعپر یہ امر محتاج بیان نہین ہے کہ امپیریل ڈفنس کیلیے سب سے پہلے اعلیحضرت نے
آفر کیا۔ اور آفر امپیریل سرویس ٹروپس کے فارمیشن کا باعث ہوا۔ اعلیحضرت نے جو امپیریل ڈفنس کیلئے
آفر کیا۔ تو یہ آفر گویا امپیریل سرویس ٹروپس کی عالیشان عمارت کا پایہ اور امپیریل ڈفنس کی کتاب کی بسم اللہ
ہوئی۔ اعلیحضرت نے ہر مجسٹی دی کوئین امپرس لائیلٹی اور وفاداری کی نسبت گزشتہ جشن سالگرہ مبارک مین
جو اپنی جان نثار فوج کو مخاطب فرماکر چند اشعار ارشاد فرمائے اون اشعار کو اگر امپیریل سرویس ٹروپس کی
کتاب کا رونق دیباچہ کہا جائے تو بجا ہے۔ وہ اشعار یہ ہین۔

اے اہل فوج دل سے اطاعت وہ تم کرو	سمجھین جناب قیصر ہند اپنا جان نثار
تم خیر خواہ دولت برطانیہ رہو	اس سے ہی کامگار رہو اس سے ہی نامدار

حضور عالی یہ خانہ زاد اباس تقریر کو دعائے ازدیاد عمر و دولت و اقبال پر ختم کرتا ہے۔ آلہی جبتک
آسمان و زمین اور جبتک ستارونمین چمک اور آفتاب مین روشنی باقی ہے حضور پرنور کا آفتاب دولت و
اقبال چمکتا رہے حضور پرنور کی عمر و دولت مین ترقی ہو۔ آمین یارب العالمین۔

اسپیچ اعلیحضرت

اے میرے جان نثار فوج والو!

مین خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہون کہ مین تمکو یہان دوبارہ میری سالگرہ کی خوشیان مناتے ہوے خیر خوبی کیساتھ دیکھتا ہون اور خوش ہوتا ہون جسطرح تمکو فرط خوشی سے ایک سال ایک منٹ سے بھی کم پایا جاتا ہے۔ اوسیطرح مین بکمال مسرت اس جلسہ مین اور اگلے جلسہ مین کوئی حد فاصل نہین پاتا ہون۔ کیونکہ آج مین بفضلہ تعالیٰ شانہ اوسی مقام پر۔ اوسی اپنے عزیز فوج والونکو اپنے سامنے وفاداری وصداقت کا اظہار کرتے ہوے دیکھتا ہون۔ جو مین نے سال گذشتہ دیکھا تھا۔ تمکو میری سالگرہ کی خوشی ہے۔ مگر مجھے تمکو دیکھنے کی خوشی ہے۔ تمہاری خوشی سے میری خوشی کچھہ کم نہین۔ بلکہ دوہری ہے۔ تمکو اسوقت پر جوش صداقت وعقیدت ہے۔ مجھے جوش محبت کے علاوہ جوش قدردانی بھی ہے۔

مین نے تمہارے کمانڈر کے اس بیان کو بہت اطمینان کیساتھ سنا کہ تم سال گذشتہ اپنی فوجی قواعد و ضوابط کے اسطرح پابند رہے کہ تادیب کی کارروائیان سالہاے سابقہ کے مقابل بہت کم ہوئین۔ اس سے مجھے یقین ہوتا ہے کہ سال آئندہ ایسی کارروائیان اور زیادہ کم ہوجائینگی جسطرح تمہارے بالا دستونکا پہلا فرض انصاف ہے۔ اوسیطرح تمہارا پہلا فرض اطاعت ہے۔ مگر ان دونون فرایض کی ادائی کا ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ تم مین سے ہر شخص سپاہی وافسر پوری پوری پابندی فوجی قواعد وضوابط کی کرے تم جیسے سپاہیونکو تمہارے فن مین طاق ہونیکے لیئے قواعد سے بہتر کوئی چیز نہین۔

یہ تمہاری آئین واطوار کی شائستگی کے لیئے ایسی ہے۔ جیسے تمہاری تلوارونکی زیبایش وصفائی کیلئے صیقل۔ اور اونسے تمہارے بالادست افسرونپر تمہاری اصلی حالت ایسی ہی ظاہر ہوتی ہے۔ جیسی انکو اپنی وردیونکی درستی آئینہ سے پائی جاتی ہے۔ مجھے اسکے سننے سے بھی مسرت ہوئی۔ کہ تم اسپورٹس مین ہفتہ وار بڑی دلچسپی کیساتھ شامل ہوتے ہو۔ اور اسباب مین تمنے قابل تحسین ترقی جو کچھہ کی وہ آ چکے

اسپورٹس مین نہایت عمدہ طور سے نمایان ہوئی - مین اس تمہارے شوق سپاہ گری و ذوق بہادری کو بہت پسند کرتا ہون اور یقین کرتا ہون کہ تم ایسی کامونمین روز افزون ترقی حاصل کرنیکی کوشش مین کبھی کوتاہی نہ کروگی

افسر الدولہ بہادر "

تمنے افسرونکی فیملیز کیطرف سے جو کچھہ بیان کیا اوسکو مین نے بہت خوشی کیساتھہ سنا - مین اونکے اس اظہار خلوص و وفاداری کی قدر کرتا ہون - انکی خواہش اپنے بچونکی بہبودی کی نسبت بالکل واجبی ہے مگر اسکی پورا ہونیکے لیئے دو باتین ضرورہین - ایک تعلیم و تربیت - دوسرے موقع و جائداد - بچونکی تعلیم و تربیت زیادہ تر اونکے مان باپ کے ذاتی توجہ پر منحصر ہے - اور تعلیم یافتہ نوجوان لڑکے کو خدمات دینے کیلیئے میری گورنمنٹ کے لیئے مناسب موقع اور خالی جائدادونکی ضرورت ہے - بازہم مین افسرونکی فیملیز کی درخواست کا ہمیشہ خیال رکھونگا - اور جب تمہاری طرف سے تعلیم یافتہ لڑکے پیش ہون - اور میری گورنمنٹ مین مناسب جائدادین نکلین تو مین تمہارے بچونکو دوسرونپر ترجیح دینے مین ہرگز دریغ نکرونگا - کیونکہ میری جان نثار فوجوالونکا حق مرجح ہے اسے میرے وفادار جان نثار فوجوالو مین تمکو اپنی فوجی قواعد و قوانین کی پابندی کیلیئے تاکید کرتا ہون - اور تمہارے آئین و اطوار کی شائستگی دیکھکر اسیلئے خوش ہوتا ہون کہ یہ ذرایع مین اوس اصلی مقصد کے جسکو حاصل کرنیکے لیئے مین نے تمکو سالگزشتہ ترغیب دی تھی یعنے مین تمکو اسواسطے تیار و شائستہ رکھا چاہتا ہون - کہ مین تمہارے ذریعہ سے اگر موقع آجائے تو اپنی تاریخی دوستی کا عملی ثبوت بار بار سلطنت برطانیہ کو بخوبی دی سکون - مین بہت خوش ہوا کہ تم اسبات کو اچھے طور سے سمجھہ گئی ہین - اور اپنے کو میری وفاداری - اور گورنمنٹ آف انڈیا کی خیرخواہی مین ہمہ تن مصروف رکھا چاہتے ہو -

قطعہ آصف

الٰہی ترا شکر ہے یہ سپاہ	دلیر و دلاور شجاع و جری
ہر ایک اپنے گوہر مین عالی گہر	ہر یک اپنے جوہر مین ہے جوہری

نمودار ہے چہرہ سے ان کے عیان ‖ بہادر ہے سر لشکر و لشکری ؛

وفادار ہو جو نمک خوار ہو ؛ ‖ اسی مین ہے بہبودی و بہتری

جہان تک ہو ممکن کرے میری فوج ‖ نگہبانی دولت قیصری ؛

رہے ہوشیاری جو مدنظر ؛ ‖ نہوگی کسی کام مین ابتری ؛

جو تدبیر صائب سے پائے فروغ ؛ ‖ مقدر کی اوسکی ہے نیک اختری ؛

بشر کی طبیعت مین ہو راستی ؛ ‖ خدا دے نہ کجرائی و خودسری ؛

بڑا ہے جو اعلی سے ادنے بنے ؛ ‖ مزا یہ ہے پستی سے ہو برتری ؛

ہنرمند ہونے کی خوبی یہ ہے ؛ ‖ سپاہی کرے ہمت افسری ؛

رہین ساز و سامان سے اپنے درست ‖ جو ہو تیغ بجلی تو گھوڑا پری ؛ ؛

کرے مشق اس فن کی جس فن مین ہو ‖ یہی آدمی کی ہے دانشوری ؛ ؛

ہنرور سے ہے سلطنت کا نمود ؛ ‖ ہنر ہی سے ہوتی ہے نام آوری ؛

بنایا حکیمون نے تھا آئینہ ؛ ‖ ہوئی شہرت صنع اسکندری

جو ہون تگے قواعد مین چالاک و چست ‖ تو پھر کیا نہوگی ہنر پروری ؛

تمہاری طرف سے وفاداریان ‖ ہماری طرف سے کرم گستری

دعا یہ ہے **آصف** کی اس فوج پر ‖ رہے سایہ دامن حیدری ؛ ؛

اڈریس مہدویان

البسملۃ والحمدلۃ کہنے اور سننے کو تو یہ دو لفظ ہین لیکن ان کے معنے یہین بسم اللہ الرحمن الرحیم اور الحمد للہ رب العالمین کہنا اور دوسری خوبی ان دو لفظون کے لکھنے اور زبان سے ادا کرنے مین

سرور کائنات صلواۃ اللہ علیہ وآلہ کے فرمان "کل امر ذی بال الخ" کی تعمیل بھی ہوجاتی ہے ؎

نعم الالہ علی العباد کثیرۃ　　　　واجلہن عدالت السلطان ؎

یعنے جہان خداوندکریم کی اپنے بندونپر بہت سی نعمتین ہین اون سب مین بزرگ ترین نعمت بادشاہ کی عدالت ہے۔

انسان کا خاصہ ہے کہ اپنے عزیز و اقارب اور مان باپ وغیرہم کی سفارش اور کہنے سننے پر غیر کے معاملہ مین جسکا فیصل ہونا یا طے پانا اوسکی ذات سے وابستہ ہوتا ہے۔ بیجا عمل کرجاتا ہے۔ اور باوجود علم کے سفارش کرنیوالو نکے تعلقات کے سبب سے جس کا اثر روحانی اور جسمانی ہوتا ہے۔ اس امر کو وہ مطلق نہین دیکھتا کہ اوسکے اس فعل مین کس حقدار کا حق تلف ہوتا ہے۔ جو تلف نہونا چاہیئے۔ اور کس غیر مستحق کی اعانت کیجاتی ہے۔ جو نہ کیجانی چاہیئے۔ اور اسحالت کو ہم اپنے نفوس کے روزانہ ضروری کاروبار مین محسوس کرتے ہین۔ لیکن ہمنے کبھی نہین سُنا اور کبھی نہین دیکھا کہ حضرت ظل سبحانی اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی نے کسی غیر مستحق کی اعانت کی ہو یا کسی حقدار کو اوسکے حق سے محروم رکھا ہو۔ چنانچہ حضرت کا شعر خود اسبات کا گواہ ہے ؎

مجھسے ہوگی نہ رعایت کبھی اس موقع پر　　　　ترک انصاف کرون یہ میری عادتین نہین

یہ مبارک مہینہ اور اوسکی یہ مبارک (۹) وین رات بھی کیسی منور اور کیسی فرحت افزا ہے کہ اسکے نور پر ایسے روز روشن کو بھی (اگر اوسکا وجود دنیا مین ہوسکے) ضرور رشک آئیگا۔ جسمین معمولی ایک آفتاب کے سوا بہت سے آفتاب مشرق سے طلوع ہونگے۔ خط نصف النہار پر چمکتے ہون۔ اور اوسکی فرحت افزائی اگر ساکنان خلد برین کو بھی اپنی دائمی خوشی ہیچ معلوم ہونے لگتی ہو۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لیکن یہ معلوم رہے کہ یہ رات ایسی منور اور ایسی مسرت بار صرف اسلیئے ہوئی ہے۔ کہ اس رات آقاء ولی نعمت اعلیحضرت بندگانعالی مدظلہ العالی کی چونتیسوین سالگرہ مبارک کی تقریب کا جلسہ ہم جان نثارون نے نہایت ہی

خلوص و عقیدت کے ساتھ منعقد کیا ہے۔ اور اس جلسہ مین ہمارے آقا و ولی النعمت اعلیحضرت خود بنفس نفیس
جلوہ افروز ہین جان نثار ونکی یہ عزت افزائی کچھ آج ہی نہین ہوئی۔ کہ اوسکو اتفاق پر محمول کرین بلکہ
ہمیشہ سے حضرت پیر و مرشد ظل سبحانی اعلیحضرت قدر قدرت کی نظر عنایت اور سرفرازی ہم نمکخوارونپر
مبذول رہی ہے۔ اور حضرت بندگانعالی کے مراحم خسروانہ سے ہمکو یقین واثق ہے۔ کہ حضرت
بندگانعالی آیندہ ہم وفاشعارونکی عزت افزائی نسلاً بعد نسل بطناً بعد بطن اسیطرح فرماتے رہین گے۔ اگرچہ
ہمارے بزرگونپر جیسے کہ میران یار جنگ تدبیر الدولہ و دلدار خان و رسول یار جنگ و شاہ عالم خان۔ و بہادر خان
و سردار خان۔ وغیرہم پر شاہان سلف کی خاص عنایت تھی جسکا ہمین فخر تھا۔ لیکن حضور انور کی عزت افزائی
نے ہمارے دل سے اوس موروثی فخر کو بہلا دیا۔ کیونکہ حضرت کی نظر عنایت اس قوم کے ادنیٰ ادنیٰ
سپاہی پر ہے ہمین جو فخر حاصل ہوا ہے۔ ہماری آئیندہ نسلونمین قیامت تک قایم رہیگا۔ ہم حضور فیض گنجور کے
اوصاف حمیدہ کا بیان کرتے ہین۔ اور اپنے سچے بیانکا ثبوت باسطرح سے دیتے ہین۔ کہ پھر کسیکو اوسکے
ماننے مین ذرا بھی تامل نہوگا۔ نواب لارڈ لینسڈون بہادر سابق وایسرائے کشور ہند۔ اپنے زمانہ
حکومت مین جبکہ وہ ریاست حیدرآباد مین ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی
مدظلہ العالی کی مہمان تھے۔ حضرت کے وسیع اخلاق مین لکھتے ہین کہ "مجھکو بعض اون لوگونسے ملنے کا
اتفاق ہوا ہے۔ جنکو اعلیحضرت قدر قدرت سے سرکاری طور پر تعلق رہا اور سب بالاتفاق اون
اوصاف کے شاہد ہین۔ جنکی وجہ سے اعلیحضرت اون لوگونکی ہمدردی۔ اور خوشنودی کو گرویدہ کرلیتے ہین
جن سے اونکو کام پڑتا ہے"۔ اور نیز نواب ممدوح حضرت ظل سبحانی اعلیحضرت کی عام نوع انسانیکی
ہمدردی کی نسبت یہ لکھتے ہین کہ "اعلیحضرت ہمیشہ انسانی ہمدردی کے اون دعوؤنکے تسلیم کرنیکو بھی نیز
مستعد ہین۔ جنکا اثر صرف ممالک محروسہ پر محدود نہین ہے"۔ مذکورۂ بالا ہر دو فقرونسے ہر ایک شخص
اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ کہ نواب وایسرائے بہادر نے ہمارے آقا و ولی نعمت اعلیحضرت کی نسبت

ایسا خیال ظاہر فرمایا ہے۔ کہ پھر اونکے حسن اخلاق کی وسعت اور نوع انسانی کی ہمدردی کس درجہ پر ہوگی یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی رعایا کے محبوب ہوگئے ہین۔ اور رعایا اونکی ایسی مطیع اور فرمان بردار ہے کہ اونکے ایک گوشۂ چشم کے اشارہ پر اپنے کو اور اپنی آل و اولاد کو۔ اور جان و مال کو نثار کرنے پر ہزار دل و جان سے آمادہ۔ اور اسکو اپنے لیئے موجب فخر و عزت جانتی ہے۔

حضور لامع النور اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کی فیاضیون۔ اور عنایتون کا شکریہ کسطرح ہم سے ادا ہو سکتا ہے۔ صرف اگر ہم اونکی اطاعت اور فرمانبرداری حسب دلخواہ کرلین تو ہم سمجھین گے۔ کہ ہمکو دونو جہانمین سرخروئی ہوئی۔ پس ہمپر واجب ہے کہ ہم حضرت بندگانعالی کی اطاعت کا اظہار زبان قلم سے ہاتھ سے۔ ذات سے۔ جان سے۔ مال سے کرین۔

تحمل اور صلح کل مین حضور پرنور "والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس" کے مورد ہوسکتے ہین۔ جب ہم ظل سبحانی کی تواضع اور انکساری کو دیکھتے ہین۔ تو ہمکو تعجب ہوتا ہے اور ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے ہین۔ کہ سالہا سال گوشۂ اعتکاف مین بیٹھکر ریاضت کیا ہوا اللہ کا طالب اور جذب الٰہی مین ڈوبا ہوا۔ بے ہوش خدا کا بندہ بھی ایسا متواضع اور منکسر المزاج نہوگا۔ جیسے کہ حضرت ظل سبحانی بندگانعالی ہین۔ ایک ایڈریس کے جواب مین وہ یہ فرماتے ہین جسکا مضمون یہ ہے۔ کہ یہ میری رعایا کا حسن ظن ہے۔ کہ وہ میرے کامونکو جسمین بہت کم خوبی ہوتی ہے۔ وہ اونکو اپنے مطیعانہ عادات سے میگنی فائنگ گلاس سے دیکھتی ہے جسمین چھوٹی چیز بڑی ہوکر دکھائی دیتی ہے۔ سبحان اللہ اس اقتدار مین کیسا تواضع اور خود بینی سے کتنی دوری ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے۔ ؎

تواضع کند ہوشمند گزین ٭ نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین ٭

امیر المومنین ظل سبحانی اعلیحضرت بندگانعالی کی شجاعت اور اونکے شجاعانہ اعمال کی تعریف نہین ہوسکتی اس خاص کام مین اونکو وہ مشق و مہارت ہے۔ کہ ملک دکن مین تو کیا اقلیم ہند مین اونکا کوئی نظیر نہین۔

جیسا کہ نشانہ اندازی اور شہسواری مین فرد فرید اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت کی ذات سبحانی کو
جامع العلوم والفنون بنایا ہے۔ ظل سبحانی اعلیحضرت بندگانعالی کے شاہانہ الطاف کی یون تو دکن کی
تمام رعایا مورد ہے۔ مگر ہم جان نثارونکو ایک اور بھی خصوصیت ہے۔ وہ خصوصیت ہماری جان نثاری
اور جانبازی ہے۔ کیونکہ سلطنت مین دو چیزین باوقعت اور اوسکے رکن اعظم ہین۔ اول اہل سیف دوسرے
دوم اہل قلم ہمکو خدا کا شکرگزار رہنا چاہیئے۔ کہ اوسنے ہمکو ایسے صاحب السیف والقلم بادشاہ سے بنا مرحمت
طبقۂ اہل سیف مین رکھا۔ اور وفاشعاری۔ اور جان نثاری کو ہمارے آباو اجداد سے وراثت مین آئی ہے
اور ہم خداوند عالم سے دعا کرتے ہین۔ کیونکہ وہ مجیب الدعوات ہے۔ کہ وہ ہمکو اور ہماری اولاد کو
اپنے بادشاہ کی اطاعت اور اوسکے حکم پر جان نثاری مین ثابت قدم اور سرخرو رکھے۔ اب ہم اس
مبارک اڈریس کو میر السلطین حضرت ظل سبحانی اعلیحضرت کی درازی حیات کی دعا پر ختم کرتے ہین
اور وہ ہماری دعا یہ ہے۔ اے مجیب الدعوات تو ہمارے بادشاہ میر محبوب علیخان بہادر کو امت محمدی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اطول العمر کر۔ آمین۔ ثم آمین۔ فآمین بحرمۃ النبی وآلہ واصحابہ الطاہرین۔

اسپیچ اعلیحضرت

میرے جان نثار نوجوانو۔

تمہارا اڈریس بھی سنکر مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اگرچہ مین عام رعایا کا اڈریس لے چکا اور نظم جمعیت کا
اڈریس بھی انشاء اللہ متعاقب لونگا۔ باز ہم جب تمنے خاص طور سے اڈریس دینے کی خواہش کی اور اپنی
عقیدتمندی کیساتھ اپنے وزیر صیغہ کے ذریعہ سے ظاہر کی تو مین اسکو پورا کرنا مناسب سمجھا کیونکہ
تمکو مجھ سے دوہرا تعلق ہے۔ تم نہ صرف میری رعایا ہو۔ بلکہ اس قدیم الایام کے زمرہ ملازمین مین ہو
جو میری ریاست کے موروثی نمکخوار اور جان نثار ہین مین جانتا ہون کہ تم مین اکثر ایسے ہین جنکے

باپ دادا نے میرے ابا و اجداد کی فرمانبرداری مین کبھی اپنی جان و مال سے ہرگز دریغ نہ کیا۔ تمنے اپنے اڈریس مین اپنے چند مشہور بزرگونکے نام لیئے ہین۔ اس سے مجھے وہ بات یاد آئی کہ سابق جمعدار پیشہ اور پولیس والون نے زمانہ ماضی مین راہزن ڈاکو وغیرہ کی سرکوبی مین کسقدر جانفشانی کی تھی۔ اور غالباً اسی جانفشانی کا ایک ثمرہ یہی ہے۔ کہ اب ہر طور سے چوطرف امن و امان قایم کیا گیا ہے۔ تمہارے اڈریس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ تمہارا ابھی میری نسبت وہی وفادارانہ خیال ہے۔ جو تمہارے سابق سررشتہ دارون اور جمعدارونکو میرے بزرگون کی نسبت تھا۔ مین تمہارے موجودہ اظہار صداقت و عقیدت کی قدر کرتا ہون اور میری خوشنودی اسمین ہے۔ کہ تم اپنے آبا و اجداد کے جادۂ اطاعت پر ہمیشہ ثابت قدم رہوگے۔ اور مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ میری کوشش یہی رہیگی۔ کہ ہر وقت تمکو ہر قسم کی آسایش و آسودگی حاصل رہے۔ اور تمہارے لیئے اس نصیحت پر عمل کرنا بہت مفید ہوگا۔

شعر

حافظ طریق بندگی شاہ پیشہ کن ۔۔۔ وانگاہ در طریق چو مردان راہ باش

قطعہ آصف

سپہگری کے یہ معنے ہین دل قوی رکھنا		جو ہین دلیر و دلاور انہین نے پایا اوج
درست چست رہو ہے یہ خواہش آصف		کہ جانتے ہین تمہین ہے یہ فتح جنگ کی فوج

اڈریس برمھ کہتریان

حضرت پیر و مرشد ما

ہم جان نثاران قوم برہم کہتری نہایت عجز و ادب و کمال انکساری و فروتنی سے جو ہمیشہ خیرخواہ و جان نثار رعایا کا شیوہ ہے۔ بذریعہ اڈریس ہذا پایۂ تخت خداوندی کو بوسہ دینے کا افتخار حاصل کرتے ہین اور امید کرتے ہین۔ کہ ہمارے ناچیز معروضہ کو خلعت سماعت سے سرفرازی بخش کر ہم لوگونکو ممنون و مشکور

وجہہم خدمات جلیلہ شاہی پر مفخر و ممتاز تھے - اور اپنی جان نثاری کا متعدد موقعونپر ثبوت دیا -
غرضکہ وہی الطاف خسروی وعطایا شاہی ابتک ہم خانہ زادونکے ساتھ مرعی ہین - اور تمانیدم ہم جان نثاران
موروثی جاگیرات ومنصب سررشتہ داری فوج و دیگر خدمات سے سرفراز ہین - ہماری زبانمین استقدر قوت
گویائی نہین کہ ان مراحم خسروانہ کا ایک شمہ بھی شکریہ ادا کرسکین لیکن ع شکر نعمت ہائی تو افزون نعمت ہائے تو
اور نہ ہمارے قلم مین اتنی طاقت - کہ حضرت ظل الٰہی کے اوصاف پسندیدہ وخصایل حمیدہ کی صفت وثنا
ذرا بھی عرض کرسکین - مصرع خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست
بالآخر ہم خانہ زادان موروثی اپنا مین فرض سمجھتے ہین - کہ حضرت باریتعالیٰ کی درگاہ بے نیاز مین سربسجود
ہوکر اپنے پیرومرشد برحق حضرت ظل سبحانی وصاحبزادہ بلند اقبال خجستہ خصال جنکا نمک ہم لوگ پشتہا
پشت سے کھاتے آئے - اور اب بھی اوسی خوان نعمت کے ذلہ ربا ہین - اور آیندہ بھی مورد عنایت
رہین گے بصدق دل وخلوص عقیدت دعا کرین -
اے پاک پروردگار آفرینندۂ عالم جبتک شمس وقمر اوج فلک پر قایم رہین - ہمارا بادشاہ جمجاہ مع
اپنی پیاری آل واولاد کے بعیش وکامرانی تخت شاہی پر جلوہ گر رہے - اور اپنے خیرخواہ وجان نثار
رعایا کے سرپر داد ودہش کیساتھ سایہ گستر رہین - آمین - ثم آمین -

اسپیچ اعلیحضرت

"اے میرے عزیز رعایائے قوم برہم کہتریان"
تمہارا ایڈریس جو تمہاری موروثی وفاداری کا صداقت نامہ ہے - اوسکو مین بہت خوشی کیساتھ سنا
میرے خیالات تمہارے نسبت بالکل ویسے ہی ہین جو تمہارے بزرگون کے نسبت میرے
بزرگونکے تھے - اور مین بہت خوش ہوا کہ تم بھی اسبات کو بخوبی جانتے ہو اور اوسکو اپنا موجب فخر

ناز سمجھتے ہوئے تھے کہ تمنے بوفور محبت مجھے اپنا محبوب بنا اسم بامسمیٰ قرار دیا ہے۔ مگر مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ مین بھی تمہارا سچا محب ہون۔ اور جیسے تم وفاداری اور اطاعت گزاری پر ہمہ تن آمادہ ہو۔ اوسی طرح مین بھی تمہاری بہبودی اور شکرگزاری کا بدل خواہان ہون۔

وفادار ہو جو نمک خوار ہو کر
رہے گا نہ ہرگز کبھی خوار ہو کر

اڈریس فوج بیقاعدہ

ہم جان نثار فوج بیقاعدہ جو حضور پر نور کے نمک پروردہ وفاشعار فرمانبردار رعایا ہین۔ بہزاران عجز و ادب در دولت سراپا فیض و برکت و آستانۂ مبارک پر سر عقیدت خم کر کے قادر ذوالجلال کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ کہ ہمارے جہان پناہ شاہ عالیجاہ رستم زمان خاقان کلاہ کی چونتیسوین سالگرہ مبارک کی تقریب جشن میمنت میں تہ دل سے اظہار مسرت و عقیدت کے لیئے ایک سال پہلے سے متمنی تھے اور گھڑیان گن رہے تھے کہ خدا یہ دن دکھائے کل امیدین ہون باوقا تھا۔ آج کی شب اعزاز و افتخار بخشا گیا۔ للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید :

اے ہاتف غیبی یہ کون سال ہمایون فال۔ اور کون ماہ مبارک۔ اور کون مسعود روز ہے کہ جسمین یہ دھوم دھام مچی ہوئی ہے۔ اور ہمارے دلونمین مسرت و انبساط کا جوش و ولولہ ہے۔ اور کون ہمایون تاریخ ہے۔ کہ چو طرفہ شادیانے بج رہے ہین۔ اور صدائین مبارک بادکی۔ و غلغلہائے تہنیت بلند ہو رہی ہین اور کون یہ شب ہے جو شب چہاردہم سے بدرجہا پر ضیا ہے۔ ہجوم قنادیل و بہار چراغان مثل ہجوم نجوم فلک نمایان۔ اور روشنی ٹٹیون وغیرہ کی مانند شعاع کہکشان آب و تاب میں آسمان سے ہے۔ یہ وہی شب و دن نیک گھڑی اور روز مبارک ہے۔ کہ ہمارے ولی نعمت آقائے نامدار کا جشن با سعادت سالگرہ مبارک ہے جسمین بادشاہ جہان پناہ ظل اللہ کا مقناطیسی اثر ہم جان نثارون کو یہانتک کھینچ لایا۔ اور

ہمکو اس عزت و حرمت کیساتھ قدم میمنت لزوم سے سعادت حاصل کرنیکا موقع ملا۔
اعلیحضرت کے ضمیر پرتنویر پر روشن ہوگا۔ کہ بفحوائے آیۂ کریمہ۔ لقد کرمنا بنی آدم اللہ تعالی نے انسانکو جملہ مخلوق پر بزرگی دی اور اشرف المخلوقات کے خطاب سے فرق بخشا۔ پھر اس زمرہ سے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر شرف بزرگی دیکر وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین کی خلعت سے مفتخر کیا اسی طرح صحابہ و تابعین جو بزرگی خلفاء اربعہ کو حاصل ہوئی وہ کسیکو نہین۔ سلسلہ وار اللہ تعالی نے ظل سبحانی خلد اللہ ملکہ کی ذات مجمع الصفات کو اپنے ماتحتین و محکومین رعایا پر جو شرف و بزرگی دی اظہر من الشمس ہے۔ در اصل یہ بات کیسکی میراث نہین ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء سچ تو یہ ہے

بیت

تو در سیرت بادشاہی خویش ❊ سبق بردی از بادشاہان پیش ❊

اے بادشاہ جہان پناہ۔ حضرت کی ذات بابرکات نہ صرف مجمع کمالات و ستودہ صفات ہے۔ بلکہ اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے وہ وہ خوبیان عطا فرمائی ہین۔ کہ ہم خانہ زاد بافتخار اور بلا دریغ سچ عرض کرتے ہین۔ کہ گذشتہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اوصاف کا آپکے ذات بابرکات مین پرتو ہے۔ چنانچہ منجملہ انکے صرف ایک ایک صفت و خوبی تمثیلاً عرض کیجاتی ہے۔ حضرت کے جود و سخا کا یہ حال ہے۔ کہ ہر کہ و مہ آپکی داد و دہش سے مالا مال ہے۔ کوئی شخص اسکا عوض و بدلہ نہین کرسکتا۔ اور نہ کسی مین اس امر کا یارا ہے۔ یہ صفت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے۔ جسکا پرتو حضرت کی ذات مین موجود ہے۔ جنکی شان مین یہ آیت قرآنی نازل ہوئی۔ ما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی۔ حق و باطل کے تمیز کرنے و پہچاننے کا ایسا مادہ قدرتی طور پر آپ مین ہے۔ کہ اسوقت آپ ہی اپنے نظیر ہین۔ یہ صفت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے جو اللہ تعالی نے انکو دی تھی۔ آپ مین بھی اس صفات کا نور ہے۔ جنکی نسبت یہ آیت نازل ہوئی جعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس۔ غیر محو کا یہ حال ہے۔ کہ ہم جان نثار اسکو زبان و قلم سے بیان نہین کرسکتے۔ یہ شان حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے جنکی تعریف مین یہ آیت نازل ہوئی۔ الذین

ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ۔ آپکی ذات بھی اس صفت سے موصوف ہے۔ ؎

زہے بحر بخشایشش وکان جود کہ مستظہر انداز وجودت وجود

شجاعت اور رحم وکرم کا یہ حال ہے۔ کہ کوئی آپکا مقابل نہین۔ یہ شان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے جنکی نسبت یہ آیت نازل ہوئی۔ الا المودۃ فی القربیٰ۔ یگانہ خویش کیساتھ حضرت کی صلۂ رحمی ومحبت ومودت وشفقت ایسی ہے جسکے باعث حضرت ہمہ وجوہ اس صفت سے متصف ہین۔ ؎

عدل وانصاف وشجاعت کرم وجود وعطا آنچہ شاہان ہمہ دارند تو تنہا داری

اے پادشاہ عالم پناہ۔ عادل زمان۔ رعایا پرور۔ عدل گستر۔ سکندر شوکت۔ دارا صولت۔ خاقان زمان حضور کی ذات قدسی صفات ستون ایوان شریعت۔ رکن قصر معدلت۔ جوہر شمشیر شجاعت۔ زینت سریر سخاوت۔ شہسوار عرصۂ بسالت۔ معدن صدق وصفا۔ مخزن مہر ووفا۔ کوہ تمکین جبل صبر وتحمل بحر جود وتبذل۔ دُرِ بے بہا دریائے حلم وعقل۔ ساقی سلسبیل ایمان۔ شمع کاشانۂ ایقان۔ مورد انوار الٰہی۔ غواص دریائے ناقتناہی معانی ؎

زہے دین ودانش زہے عدل وداد زہے ملک ودولت کہ پاینده باد

حضرت کا محب۔ محب خدا اور رسول۔ حضور کا عدو عدو ہے خیر البشر۔ حضور کی الفت وانسیت سرمایۂ سعادت۔ حضور کی پیروی وخوشنودی باعث رفع درجات۔ جہان پناہ کی مخالفت مورد ضلالت وشقاوت۔ پیرومرشد کی اطاعت وفرمانبرداری جملہ رعایا وجان نثارون پر واجب ولازم ہے۔ جسکے لیئے آیۂ قرآنی ناطق ہے۔ اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم۔ اے مرجع عالم فی بلاد محروسۃ القلم۔ سرکار کی ذات ان تمام صفت سے کیون نہ متصف ہو۔ اسلیئے کہ سرکار سلالۂ خاندان صدیقی وخلاصۂ دودمان مصطفوی ہین۔

اے بادشاہ جہان پناہ۔ آپکے عہد ہمایون مہد مین ہم جان نثاران فوج کی حق رسانی وفصل خصومات کیلیئے یہ محکمۂ نظم جمعیت مقرر کیا گیا۔ جسکی وجہ سے ہمارے حقوق کی نگہداشت اور خصومات کا اعلیٰ اصول انصاف فیصلہ ہوتا ہے۔ اسکی نگرانی کے واسطے محکمۂ معتمدی قایم ہوا۔ اور سب سے بڑھکر فخر کی یہ بات ہے۔

کہ خود بدولت و اقبال بھی سنگین و سترگ و انتظامی معاملات ہی کو نہین - بلکہ ہر خفیف معاملہ مین جسکی حق تلفی کا
احتمال ہو بنفس نفیس ملاحظہ فرماتے ہین - اور احکام صادر فرماتے ہین - قانونچہ مبارک مصدرہ غرہ رجب ۱۳۲۱ھ
مین اہالیان فوج کے حقوق کی حفاظت فرمائی گئی - اور صیغۂ فوج زیادہ باوقعت بنایا گیا - یہ فرقہ اسوجہ سے
کہ جان باز و جان نثار فرقہ ہے - ہمیشہ معزز و ممتاز رہا - بلکہ جسقدر امرائے نامدار و جاگیرداران اولوالعزم ہین
فوج ہی کے افسران اعلی مانے جاتے ہین - اور انکے مناصب و معاش و جاگیرات فوجی افسریت کے
اعتبار سے عطا ہوئے ہین - اور خود بدولت و اقبال نے سالگزشتہ باقاعدہ فوج کے جوابات مین
اپنے سلسلۂ عالیہ کو فوج کے ساتھ خاص خاص خصوصیت ہونیکا اظہار فرمایا ہے - جو ہمارے لیئے
ہزارون تفاخر کا موجب ہے - پیر و مرشد کی عام سپاہ نوازی کی وجہ سے ہم جان نثاران دولت کیلئے
وراثت کی قید ملحوظ رکھی گئی ہے - اور ورثہ اپنے آبائی حقوق مناصب پر سرفرازی پاتے ہین
ہموار کی تقسیم دست بدست کا طریقہ اسی ہمایون زمانے مین جاری ہوا - اور اسپر پوری کامیابی ہوئی
حق تو یہ ہے کہ ان اعلی درجے کے نعمتون کی تفصیل - اور آپکے پرجوش مسرتون کے کیفیات کا اظہار جنہین
اعلی سے اعلی جادو بیان سحر نگار کے زبان و قلم بھی قاصر رہے ہین - ہم جیسے اہل سیف سے کیسطرح
ممکن نہین - اب ہم جان نثاران فوج باقاعدہ نہایت عجز و ادب کے ساتھ اپنے اس طول کلامی کے
معافی کے خواستگار ہوکر خدام بارگاہ فلک اشتباہ کے حضور مین اس چونتیسوین سالگرۂ مبارک کی تہنیت
عرض اور اپنی تقریر اس دعا پر ختم کرتے ہین کہ -

اے خالق کون و مکان ہمارے بادشاہ جہان پناہ کو تاقیام گنبد گردون - و چرخ نیلگون جمیع حوادث
ارضی و سماوی سے محفوظ رکھ - الٰہی ہمارے رحمدل غریب پرور حضور اقدس کو جبتک کہ قیام
مہر و ماہ ہے - اور گل گلزار گیتی شگفتہ ہے - ہمارے سر پر معہ اولاد و احفاد و سلامت باکرامت رکھ
اور تخت سلطنت پر عدل گستر و فرمانروا رکھ - یا الٰہ العالمین جبتک کہ افواج نجوم فلک مستراکم ہین ہمارے

سلطان ذیشان کے ستارۂ اقبال کو درخشان رکھ۔ یارب العالمین جب تک شمشیر صبح نیام جعلنا اللیل لباسا سے برآمد ہو کر قبضۂ جعلنا النہار معاشا مین فاتح ابواب فتوح ہے۔ ہمارے آقائے ولی نعمت کو مظفر و منصور رکھ۔ یاخداوند عالم جبتک سپر قرص خورشید مانع جنگ آفات سماوی ہے۔ ہمارے شہنشاہ دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کو جمیع آفات و بلیات سے محفوظ رکھ۔ استجب من الداعی رب العلمین آمین ثم آمین

اسپیچ اعلیحضرت

"اَے میرے جان نثار فوج والو"

جس دلی خوشی کیساتھ تم میری سالگرہ کی خوشیان مناتے ہو۔ اور جن صداقت آمیز الفاظ مین تمہارا اڈریس مہاراجہ کشن پرشاد بہادر وزیر افواج نے پڑھا مین اسکی پوری قدر کرتا ہون۔ تمہارے اس اظہار وفاداری و جان نثاری کا اثر جو مجھپر ہوا وہ ع دل من داندو من دانم و داند دل من۔ مین تمکو اپنے بزرگون کی تاریخی شان و شوکت کے ظاہری آثار۔ اور قدیم بہادری و وفاداری۔ و وفاشعاری کی عمدہ یادگار سمجھتا ہون۔ اگرچہ کسیقدر زمانۂ دراز بھی گزر چکا ہو۔ مگر مین تمہارے آبا و اجداد کی ان جان فروشیونکو کبھی فراموش نہین کرسکتا جو حیدرآباد کے صفحۂ تاریخ مین ہمیشہ کے لیئے زیب نگار ہین۔ مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ میرے ایسے ہی خیال کا نتیجہ ہے۔ کہ میری ریاست کیساتھ تمہارے قابل فخر تعلقات نسلاً بعد نسلٍ قرار پاگیے ہین جنکا تمنے اپنے اڈریس مین شکر گزاری کیساتھ ذکر کیا ہے۔ مجھے کامل اطمینان ہے۔ کہ جس سچی وفاداری اور حسن خدمات کے جوہر نے تمہارے بزرگون کو آجتک قابل تحسین و آفرین بنا رکھا ہے۔ اسی لیٔ بہا صفت کو تم بھی اپنا موروثی شعار بنا رکھوگے۔ اور مین بھی مثل اپنے بزرگونکے تمہارے موروثی جوہر وفاداری و خیرخواہی کی ہمیشہ پوری قدر کرتا ہون۔ ع وگر گم گوکہ خواہم زد رگہت بازآئم تو برین و من برآنم کہ دل از تو بر ندارم۔

قطعہ آصف

شکر الحمد کہ ہے آج مبارک یہ گھڑی | جان نثاروں کی جماعت سے ہے بزم عشرت
اہل جمعیت انہین اس لیئے کہتا ہے بجا | کہ رہے پانچون حواس انکے جو باجمعیت
پشت ہا پشت سے ہے پرورش انکی اتبک | کہ یہی فوج قدیمی ہے قدیم الخدمت !!
خدمتی حق نمک اپنا ادا کرتے ہین | یہ مثل سچ ہے کہ خدمت سے ہے بیشک عظمت
شرط یہ ہے کہ ملازم رہے فرمان بردار | نہین کرتے ہین کمی دینے مین عالی ہمت
ظلمت بخت سے اللہ بچائے انکو | مین فروغ انکا سمجھتا ہون چراغ دولت
اپنے افعال کی کردار کی تہذیب رکہین | یہ ہدایت ہے یہ تدبیر ہے آگے قسمت
جو بجا حکم ہو افسر کا بجا لائین ضرور !! | نہ کرین دیر نہ انکار نہ کوئی حجت
دولت آصفیہ دولت برطانیہ سے | یون ہی توام کر رہے پہول مین جیسی نکہت
یہان کی ملک کی مالک کی نگہبانی مین | رہین مصروف دل و جان سے سب اہل خدمت
یہی آصف کی ہے خواہش یہی آصف کی دعا | رکہے عزت سے ہمیشہ انہین رب العزت

سب سے آخر مین عہدہ داران سرکار عالی اور وکلا کے اڈریس پیش ہوئے مگر باوجود تلاش کے اس مولف کو اڈریس ہائے مذکور دستیاب نہو سکے۔ مجبوری ہے۔ ورنہ مثل دوسرے اڈریسون کے انکا بھی خلاصہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا۔ ہان اونکے جواب مین جو اسپیچ کہ حضرت اقدس و اعلی نے فرمائی تہی وہ حسب ذیل ہے۔

اسپیچ اعلیحضرت بجواب اڈریس عہدہ داران سرکار عالی و وکلا

میرے اطاعت گزار عہدہ داران وفاشعار!

تمہارا اڈریس جو فخر الملک بہادر نے پڑہا اوسکو مین نے بہت دلچسپی کیساتھ سنا۔ اور تمہارے اس اظہار صداقت و اطاعت سے بہت خوش ہوا مین تمہاری قدر کسطور سے کرتا ہون۔ اوسکے تم خود معترف ہو۔

کہ مین نے تمکو بالخصوص میرے اور میری عزیز رعایا کے مابین واسطۂ اتحاد قرار دیا ہے۔ مجھے تمہاری
راستی و دیانت پر کسقدر بھروسہ ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مین نہ صرف رعایا کی آزادی و آسایش
تمہارے سپرد کی ہے۔ بلکہ اونکے جان و مال پر بھی تمکو ایک حد تک قایم کیا ہے۔ مجھے ہمیشہ قوی
اُمید تھی۔ اور اب تمہارے اڈریس سے یقین ہوا۔ کہ میری اس قدردانی او بھروسہ کی وجہ سے
اہم فرایض جو تمپر عاید ہوتے ہین۔ اونکو تم بخوبی سمجھتے ہو۔ اور اونکی ادائی مین اچھی طرح ساعی ہو۔
ہر رئیس کیلئے یہ امر کچھ آسان نہین ہے۔ کہ بذات خود عام اصول انتظام پر غور کرنیکے علاوہ نظم و نسق کے
چھوٹے چھوٹے امور مین بھی اپنے اوقات کا کوئی زیادہ حصہ صرف کر سکے۔ مگر جس والی ریاست کو
اپنی رعایا کی سچی پاسبانی کا دعویٰ ہو۔ وہ ایسے جزئیات سے بھی بالکل قطع نظر نہین کر سکتا۔ کیونکہ
اصول نافذہ جو تمام چھوٹے بڑے امور پر پورے طور سے حاوی نہون وہ محض بیکار ہوتے ہین۔
اسیواسطے امور ریاست کے فروعات وقت پر ٹھیک طور سے معلوم کر لینے کے ذرایع ہر فرمانروا کو
نہایت ضرور ہین۔ اور ایسے ذرایع تم جیسے خیر اندیش۔ اور وفادار عہدہ دارونکے سوا کون ہو سکتے ہین
پس تمہارے اہم فرایض مین ایک اہم فرض یہ بھی ہے۔ کہ تم میری معلومات کو جزئیات و فروعات تک
ٹھیک طور سے توسیع دیتے رہو۔ یا یون سمجھو کہ تمہارا فرض منصبی گویا دو طرفہ ہے۔ ایک طرف تمپر
لازم ہے۔ کہ تم احکام و قوانین مجریہ کے عمل و تعمیل مین مصروف ہو۔ اور دوسری طرف تمپر لازم ہے
کہ رعایا کی اصلی ضرورتین اور واجبی خواہشین دریافت کرکے اونکے کوائف تم اپنے بالادست کی وساطت سے
مجھ تک پہنچاتے رہو۔ کیونکہ تم میری گورنمنٹ کے نہ صرف ہاتھ پاؤن ہو۔ بلکہ آنکھہ کان بھی ہو۔ جیسے
ہر شخص کو چلنے پھرنیکے وقت اپنے آس پاس کی چیزونکو دیکھنا بھالنا ناگزیر ہے۔ ویسے ہی تمکو احکام کی
تعمیل کرنے کرانے کیوقت رعایا کی حالت دیکھنا۔ اور اونکی خواہشات دریافت کرنا لازم و ضروری
مین یقین کرتا ہون۔ کہ تم اپنے فرض منصبی کے اس اہم جزو کی ادائی مین کبھی دریغ نکرتے ہوگے

اور رعایا کی حق رسانی مین کبھی کوتاہی نہ کرتے ہوگے - تمنے اپنے اڈریس مین اون ترقیات واصلاحات کا ذکر کیا ہے - جو میرے عہد حکومت مین میرے ملک کی آبادی اور رعایا کے امن وآسایش کے باعث ہوئے اگر تم اسکو خدا کے فضل وکرم سے میرے نگرانی کا عمدہ نتیجہ سمجھتے ہو - تو مین یہ کہنے سے باز نہین رہ سکتا کہ اس کامیابی ونیکنامی مین تمہارا بھی حصہ ہے - کیونکہ میری نگرانی - اور تمہاری خیرخواہی - میرے اصلاحی احکام - اور تمہارے تعمیلی کام آپسمین لازم وملزوم ہین -

اے میرے خیراندیش وکلائے عدالت - مین تمہارے اڈریس کی بھی بہت قدر کرتا ہون - اسکو مین بخوشی اپنے عہدہ دارونکے اڈریس کیساتھ اسلیئے لیتا ہون - کہ مین تمہارے حقوق وفرایض کے لحاظ سے نیم سرکاری عہدہ دار سمجھتا ہون - قواعد احکام پر عمل کرنے - اور کرانے مین تمہارے اور عہدہ دارونکے فرایض یکسان ہین مگر عہدہ دار میرے عزیز رعایا کے مابین واسطہ داد رسانی ہین - تو تم اونکے اور رعایا کے درمیان واسطہ داد خواہی ہو - مین اسبات کی سماعت سے بہت خوش ہوا - کہ تم اپنے معزز پیشہ کے فرایض ایسے اچھے طور سے جانتے ہو کہ اپنے گروہ مین اون اشخاص کا کوئی شمار نہین کرتے ہو - جو نیک روش اور راستباز نہون - تمہارا یہ عمدہ خیال مجھے بہت پسند آیا - جو یقیناً تمہاری ترقی مدارج کا باعث ہوگا - ہمت بلند دار کہ واداربرکردگار ؛ بر ہمت بلند کند فضل خود نثار - شکر ہے کہ بخلاف ماضی میرے عہد مین وکلائے صاحب فہم وذکا امتحان مین پاس شدہ نمبراول کے ذی لیاقت اکثر ہین - انکا تقرر محکمہ عدالت مین رعایا کیواسطے پر ضرور سمجھا گیا ہے - وکیل کو معاملہ فہمی - اور راست شرط ہے - امانت کیساتھ دیانت - دیانت کیساتھ پاکی طینت لابد ہے - حقدار کا حق پہنچانا اوسکا فرض منصبی ہے جنکے ایمان مین درستی - مزاج مین راستی ہے - وہ سوچ سمجھکر جھوٹے مقدمہ سے پرہیز کرتے ہین - چہ جاکہ معاذ اللہ دروغ کو فروغ دین - احکام قانونی کی اشاعت اور برتاؤ اسی فرقہ سے ہے - جس سے جہلا بھی اپنا نفع ونقصان سمجھنے لگے - اور خطا وسزا سے واقف ہوگئے - اے میرے عہدہ داران کارگزار و وکلاء صداقت شعار - اگرچہ رعایا کی صلاح وفلاح مین ہماری کوششونکو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جسقدر کامیابی عطا فرمائی

وہ البتہ قابل ناز ہے - باہم اس کامیابی کو کافی سمجھکر ہمین اپنی کوششونکو چھوڑدینا نہ چاہیئے - بلکہ اور زیادہ دل
دہی کیساتھ رعایا کی رضامندی بہبودی آنافانا بڑہنے کیلیئے سعی بلیغ کرنی چاہیئے - ہنوز ہمارے ملک کے
انتظامی امور اور رفاہ عام کے کامونمین بہت کچھ ترقی کی گنجایش باقی ہے - ابھی ہمکو بہت کچھ کرنا ہے - اور
ابھی ہماری گورنمنٹ کے صیغہ جات کے بہت کچھ مدارج طے کرنے ہین - بس تمہارے لیئے بہت سی مواقع
موجود ہین - کہ تم اپنی خیرخواہانہ کوششونسے میرے احکام و قوانین اچھی طریقہ سے جاری کرکے اونسے
گورنمنٹ اور رعایا کو پورا نفع پہنچا سکتے ہو - اور تم اپنے انصافانہ نظرونسے رعایا کی اصلاح حال او رضیانت مالکی
جزئیات دیکھکر اونکی اطلاع وقتاً فوقتاً اپنے بالادست حاکمونکو دیسکتے ہو - لہذا مین تمسے امید کرتا ہون کہ تم
سرکاری کام مین کوئی ذاتی غرض - یا شخصی خصومت کو دخل نہ دیکر اپنے کو جادۂ خیرخواہی و دیانت و خداترسی پر
ثابت قدم رکھوگے - اور تمسے ہر ایک کی خواہش بھی ہوگی - کہ تم حتی الامکان رعایا کی رفاہ کے باعث - اور میری
خوشنودی کے مورد - اور خدا کی بخشش کے مستوجب بنے رہو - بقول سعدی علیہ الرحمہ -

حاصل نشود رضائے سلطان ؛ تا خاطر بندگان نجوئی ؛ خواہی کہ خدائے بر تو بخشد ؛ با خلق خدائے کن نکوئی ؛

قطعہ آصف

مجھکو مبارک اور میرے دوستون کو بھی ؛ سامان جشن عیش ہے فرحت کیواسطے
ہے لاکھ لاکھ شکر کہ سنتا ہون مین یہ بات ؛ لب وا نہین کسی کی شکایت کیواسطے
بیکار مین نہین ہون کہ سرگرم کار ہون ؛ بہبودی و فلاح رعیت کیواسطے ؛
رہتی ہے نیک و بد پہ نظر مجھکو رات دن ؛ آنکھین خدانے دی ہین بصارت کیواسطے
کجرو جو ہو تو لاؤن اوسے راہ راست پر ؛ میری زبان ہے پند و نصیحت کیواسطے
دریا بھی ایک قطرہ ہے کان گہر تو کیا ؛ اہل سخا و صاحب ہمت کیواسطے
بیداد جو کرے گا سزا پائیگا ضرور ؛ ہے میری ذات داد و عدالت کیواسطے
مخدوم کا ہو پاس تو خادم کا بھی لحاظ ؛ سب عہدہ دار ہین اسی خدمت کیواسطے

بے لوث و بےغرض کرین حکام اپنا کام	یہ مجکے نہین ہین رعایت کیواسطے
واجب ہے صبر و شکر قناعت شریف کو	لازم دیانت اہل شرافت کیواسطے
انسان ہر ایک حال مین ہو مستقل مزاج	ہے روزگار عسرت و عشرت کیواسطے
دولت تو یہ بڑی ہے کہ مجھکو خیال ہے	آسودگی کا اہل قدامت کیواسطے
جنت یہان بھی ہے اگر افعال ہون درست	انسان خواستگار ہے جنت کیواسطے
خوف خدا کیساتھ معالج رہے طبیب	یہ فرض منصبی ہے طبابت کیواسطے
ہے غور شرط اور پھر اوسپہ ہو تجربہ	ذہن رسا ضرور ہے حکمت کیواسطے
پروردگار چاہے تو کوئی مرض نہو	سامان سب درست ہین صحت کیواسطے
جو علم دوست ہے وہ خدا کا بھی دوست ہے	یہ دوستی ہے خوبی قسمت کیواسطے
پابندی قواعد و قانون کے ساتھ ہے	حکم نماز کار شریعت کیواسطے
اعلی کو چاہیئے کرے ادنی کی دیکھ بھال	اندازہ ہے ہر ایک طبیعت کیواسطے
کیونکر نہو یتیمون کی منظور پرورش	قرآن مین انکا ذکر ہے شفقت کیواسطے
آصف کو جان و مال سے اپنے نہین دریغ	اگر کام آئے خلق کی راحت کیواسطے

عطیہ خطابات جشن سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۷ھ

حضرت ظل سبحانی نے جلسونکے اختتام پر براہ خسروانہ صرف چند عہدہ داران پولیس کو خطابات خانی و بہادری سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔ مگر مناصب کا تعین کسی خطاب کیساتھ بھی جریدۂ اعلامیہ مین شایع نہوا۔ اور باقی امرا و اعزا و دیگر علاقہ جات کے عہدہ دار وغیرہ اس موقع پر خطابات سے محروم رہے۔ بمصداق اسکے

ع رموز مصلحت خویش خسروان دانند۔

نشان سلسلہ	نام مع عہدہ	خطابات وجاگیرات	مناصب
۱	۲ .	۳	۴
۱	میر وزیر علی مددگار دویم کوتوالی بلدہ وبیرون۔	میر وزیر علیخان بہادر	.
۲	میر صفدر علی سرکردہ اوّل کوتوالی بلدہ وبیرون۔	میر صفدر علیخان بہادر	.
۳	محمد عبد الکریم سرکردہ دوم کوتوالی بلدہ وبیرون۔	محمد عبد الکریم خان بہادر	.
۴	محمد افضل نورخان افسر خفیہ پولیس بلدہ	محمد افضل نورخان بہادر	.
۵	غلام احمد خان مددگار سمت غربی محکمہ نظامت کوتوالی اضلاع	غلام احمد خان بہادر	.
۶	خیرات حسین مہتمم خفیہ پولیس اضلاع و حال مقیم بلدہ۔	خیرات حسین خان بہادر	.
۷	مبارک علی مہتمم خفیہ پولیس اضلاع ضلع اورنگ آباد۔	مبارک علیخان بہادر	.

گل ہشتم

سفر مبارک کلکتہ۔ جنگ ٹرانسوال۔ موقوفی جلسہ ہائے سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۸ف بوجہ شیوع قحط سالی۔ انتقال ڈیوک آف ایڈنبرا۔ وفات حسرت آیات ملکہ معظمہ قیصرہ ہند۔ انعقاد میموریل فنڈ۔ مدار المہامی مہاراجہ یمین السلطنت بہادر۔ تقرر مسٹر کیاپٹن واکر بعہدہ معتمدی فنانس

سفر مبارک کلکتہ

اعلیحضرت حضور نظام کا سفر کلکتہ ایک ایسا اہم و تاریخی واقعہ ہے۔ کہ جسکی نظیر تاریخ حیدر آباد مین کہیں نہین ملتی۔ کیونکہ اسکے قبل جب کبھی فرمانروایان دکن نے اپنے دار السلطنت کو چھوڑا ہے۔ تو فوج کے ہمراہ اور جنگ کرنیکے قصد سے۔ چنانچہ حضرت مغفرت مآب آصف جاہ بہادر والی دکن نے جب آخری مرتبہ دہلی کا سفر فرمایا تو وہ وقت تھا۔ کہ نادر شاہ والی ایران نے ۱۷۴۰ء مین ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔ جسکو (۱۶۰) سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ اس عرصہ مدت مین کسی والی دکن نے وایسرائے یا گورنر جنرل سے جاکر ملاقات نہین فرمائی۔ گو ہمارے اعلیحضرت نے کلکتہ اور دہلی کا سفر فرمایا تھا۔ مگر وہ وقت ایسا تھا کہ خود بدولت حکمران نہین ہوئے تھے۔ اور سفر دہلی کیوقت سر سالار جنگ اعظم ہمراہ تھے۔ البتہ حکمرانی کے بعد اعلیحضرت۔ اوٹکمنڈ تشریف لیگئے تھے۔ مگر وہان کا جانا بالکل پرائیویٹ تھا۔ اور لارڈ رپن کے زمانہ سے تمام وایسرائے

یکے بعد دیگرے برابر تشریف لاتے رہے - اور سیر کلکتہ کا سفر صرف لارڈ کرزن بہادر کی دعوت پر اعلیحضرت نے قبول فرمایا تھا - الحاصل جب ہز اکسلنسی لارڈ کرزن بہادر گزشتہ دسمبر ۱۹۰۵ء مین ولایت سے ہندوستان تشریف لائے - تو بہادر ممدوح نے اعلیحضرت کو ایک محبت نامہ بدین مضمون تحریر فرمایا کہ "اگر آئندہ موسم سرما مین حضور پرنور چند روز کے لیئے کلکتہ تشریف لاکر ملاقات فرمائین - اور مہمان ہون تو کمال مسرت ہے - حضور پرنور نے بکمال خوشنودی اس دعوت کو قبول فرمایا - اس لیئے کہ لارڈ منٹو کی خوش اخلاقی - وخوش مزاجی وملنساری کا حال اعلیحضرت پہلے ہی سے سماعت فرما چکے تھے - اور خود اعلیحضرت کو بھی بہادر ممدوح سے ملاقات کرنیکا شوق پیدا ہوا - چنانچہ قصد سفر سے ایکماہ قبل اعلیحضرت نے نواب افسر الدولہ بہادر کو یاد فرماکر سفر کے متعلق ضروری احکام صادر فرمایا - ادہر اس سفر کے متعلق اکثر اخبارات نے ایسے لمبے چوڑے آرٹکل لکھکر مختلف قسم سے رائے زنی شروع کی - کہ جس سے عامۂ خلایق حیدرآباد مین ایک قسم کی پریشانی اور بےچینی پیدا ہوگئی - لیکن اس اثناء مین سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۵ف کے جلسے جو آغاز ہوگئے تو اعلیحضرت نے جلسہ منعقدہ عام رعایا واقع باغ عامہ مین بضمن جواب اڈریس اہل اخبار اپنے جان نثار رعایا کے دلون کو تشفی اور تسکین دینے کے لیئے یون ارشاد فرمایا کہ "آجکل مین دیکھہ رہا ہون کہ چند اخبارونمین میرے سفر کلکتہ کا غلغلہ ہے - مین اسکو قبل اپنی عزیز رعایا کے سامنے اوسکی حقیقت بیان کرنیسے باز نہین رہ سکتا - ایک عرصہ ہوا کہ میرے عزیز دوست نواب وایسرائے بہادر نے گرمجوشی و اخلاق کیساتھ مجھے دعوت دی کہ اگر ہوسکے تو مین اس سال موسم سرما مین کلکتہ کی سیر کرون - مین نے اس دعوت کو نہایت خوشی کیساتھ قبول کیا - کیونکہ یہ محض اخلاق ومروت کی بات تھی - سے آصف تو کبھی قول سے اپنے نہین پھرتا ÷ وہ اور کوئی ہوگا کہا اور کیا اور ÷ الغرض ان تسکین دہ الفاظ نے رعایا کے دلونکو شگفتہ کردیا تھا - مگر اس خوشی کیساتھ بھی اعلیحضرت کی چند روزہ جدائی رعایا ئے دکن کو بیحد ناگوار تھی - اور صدق دل سے دعائین کررہے تھے کہ بخیر وعافیت فائز المرام وشادکام بہت جلد رونق افروز بلدہ ہون - چنانچہ اعلیحضرت کی

روانگی کیوقت کا پرجوش نظارہ رعایائے دکن کی دلی محبت ورنج ومفارقت کا سچا فوٹو پیش نظر کیئے دیتا تھا۔
۵ شعبان ۱۳۲۱ھ م ۱۰ نومبر ۱۹۰۳ء روز سہ شنبہ کو نہل سبحانی آخر شب سے صبح کے آٹھ بجے تک اکثر بزرگان دین کی مزارات متبرک کی زیارت سے مستفیض ہوئے۔ پھر ٹھیک ساڑھے نو بجے عنان عزیمت اسٹیشن کی طرف منعطف فرمائے۔ دار الامارہ سے اسٹیشن تک دورویہ مخلوق کھڑی ہوئی تھی اور مسٹر آباد کی شاپ سے اسٹیشن تک ہر دو طرف امپیریل سرویس ٹروپس کے جوان صف بستہ ایستادہ تھے۔ اسٹیشن کے اندر گارڈ آف آنر افواج سکندرآباد کے تحت مین اعلیحضرت کی سلامی کے لیئے مودب کھڑا ہوا تھا۔ اور اسٹیشن کے باہر والنٹیر کا گارڈ آف آنر ایستادہ تھا۔ اتنے مین اعلیحضرت کی سواری بادبہاری مع شاہزادہ ولیعہد بہادر کے آپہونچی گارڈ نے فوراً سلامی اوتاری جب سواری مبارک داخل اسٹیشن ہوئی تو تمام امرا و اعزہ نے بگھی تک استقبال کر کے آداب بجالائے۔ اور شرف قدمبوسی حاصل کیا۔ اکثر امرا نے تو جوش محبت کی بیخودی مین اشک بار اپنے کو اعلیحضرت کے قدمون پر گرادیا۔ مگر اعلیحضرت نے سوار ہوتے وقت اپنے محبت آمیز الفاظ سے اونکے قلب مضطر کو تسکین وتشفی بخشی۔ اور ٹرین جو صبح سے اعلیحضرت کے آمد کی منتظر تھی۔ اس مبارک قدم کے آتے ہی خوشی اور مسرت کی نعرے لگاتی ہوئی روانہ ہوئی۔ اور تمام رعایا کی حالت یہ تھی کہ اسٹیشن نام پلی سے بیگم پیٹھ تک دورویہ صف بستہ اپنے شاہ کی جدائی مین خدا حافظ وناصر کے نعرے کرتی کھڑی تھی۔ اور یہ شعر ہر ایک بشر کے ورد زبان تھا۔ ع
بسفر رفتنت مبارکباد ٭ بسلامت روی وباز آئی ٭ جب اعلیحضرت نے یہ صورت دیکھی تو خود ٹرین کے دروازہ کے پاس برآمد ہو کر سب کو ہاتھ کے اشارہ سے روانہ فرمایا۔ یہانتک کہ ٹرین اونکی نظروں سے غائب ہوگئی۔

اب ہم یہانپر ہمارے کرم فرما مولوی حکیم۔ سید بادشاہ علی صاحب ضیا معتمد نواب بہرام الدولہ بہادر کا وہ دلچسپ ودلکش ترجیع بند اپنے معزز ناظرین کی دلچسپی کی لیئے ذیل مین درج کرتے ہین۔ جو مولوی صاحب

ممدوح نے اسموقعپر لکھا تھا۔

ترجیع بند دعائیہ

دعا ہم سب کی یہ مقبول رب ذی المعالی ہو — محبّ تیرے بڑین دشمن سے تیرے دہر خالی ہو
ہر اک ساعت سوا طبع ہمایون کی بحالی ہو — تیرا کلکتہ جانا نافع ملکی و مالی ہو

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

تیرا جانا کٹھن ہے کیونکہ تو جان رعایا ہے — تیرے جلوہ سے پورا ہر دم ارمان رعایا ہے
اگر تسلیم فعل شاہ شایان رعایا ہے — اسی خواہش مین خیر اب حرمت ہر کن رعایا ہے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

بہت گو شاق ہے دم بھر کا جانا بھی تیرا شاہا — تیری دعوت ہے روکا کب سکا جائز ہی چلا شاہا
مگر کلکتہ مین وقفہ نہ فرمانا ذرا شاہا — رعیت اتنے دن کرتی رہیگی یہ دعا شاہا

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسے رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

ہر اک چشم بشر ہے آبدیدہ تیرے جانے سے — ہر اک دل ہے رعایا کا تپیدہ تیرے جانے سے
ہر اک کی روح تن سے ہے کشیدہ تیری جانے سے — دعا گو ہے یہ ہر قلب کبیدہ تیرے جانے سے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا موسیٰ رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

کریگا کیا بھلا ہمراہ فوج اے بادشہ لیکر — چلا جا شان و شوکت سے رعایا کی دعا لیکر

تیرا دشمن تصدق تیرے ہو تیری بلا لیکر دعا گو ہے رعایا تیری یہ نام خدا لیکر

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسی رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

ملی جب سے حکومت تجھکو افضال الٰہی سے رعایا کب رہی ایسی جدا ظل الٰہی سے

لبوں پر جان ہے اک ہفتہ کی اس ہجر شاہی سے دعا ہر دم یہ اب مانگینگے تیری خیرخواہی سے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسی رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

نہایت ناگوار تیری اتنی ہی بھی فرقت ہے رعایا کو دل و جان سے زیادہ تیری چاہت ہے

جدائی جان کی دم بھر کے خاطر بھی قیامت ہے دعا یہ صدق دل سے سبکی پیش رب العزت ہے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسی رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

خیال ہجر سے دلگیر سارا شہر ہے شاہا جدا رہنا تیرا اتنے دنوں تک قہر ہے شاہا

تیرا پھر آنا ہے تریاق فرقت زہر ہے شاہا دعا یہ دمبدم ورد زبان دہر ہے شاہا

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسی رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

نہ کلکتہ سے تو جبتک بہ زیب و زین آئے گا نہ پھر جبتک بہ فضل خالق کونین آئے گا

نہ ہر دیدہ جو فرش آستانہ نعلین آئے گا تو بیچینونکو کب بے اس دعا کے چین آئیگا

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا موسی رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

تو پھر جلد آئے یہ ہر روز حق سے التجا کرین ہمارا فرض جو کچھ ہے اوسے ویسے ادا کرین
جدائی کے دنونکا کچھ تو پیدا مشغلہ کرلین ہم اپنی مسجدونمین یہ تیری خاطر دعا کرین

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا مونس رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

مسرت زا ملاقاتین ہون تیری لارڈ کرزن سی تو یون خوش آئے کلکتہ سو بلبل جیسی گلشن سی
کوئی خار ملال اولجھے نہ اصلا تیری دامن سے رعایا تیری کرتی ہے دعا یہ رب ذی المنن سی

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا مونس رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

کوئی ساعت تیری خالی نہین فکر رعایا سے تو حافظ ہے ہمارا ہر دم آفات و بلایا سے
رعایا ساری راضی ہے تیری حسن سجایا سے تو جاتا ہے دعا کرتے ہین ہم رب برایا سے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا مونس رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

سفر مین تیرا اک اک لحظہ شاہ انبیا حافظ تیرے اقبال و شوکت کا علی مرتضے حافظ
ہر ایک تکلیف و زحمت سے رعیت کی دعا حافظ مع الخیر اب سوئے کلکتہ راہی ہو خدا حافظ

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا مونس رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

نہ رنج و غم کا شاہا طبع پر تیرے غبار آئے نہ بھولے سی تیرے نزدیک الم ای شہریار آئے
پھرے تو کامیاب اے شاہ ہم سب کو قرار آئے تیرے قبضہ مین موروثی تیرا ملک برار آئے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو

تیرا سوسی رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو ؎

الہی جلد شہ تشریف با اقبال و فرلائے | نہال آرزوئے ملک گیری برگ و برلائے
برار آجائے واپس نخل نہضت یہ ثمر لائے | یہ امید ضیا حاجت برآر خلق بر لائے

بخیر و خوبی انجام سفر اے شاہ عالی ہو
تیرا سوسی رضا ضامن تیرا اللہ والی ہو

الحاصل حیدرآباد سے اسپشیل ٹرین پارچ ہوکر اسٹیشن تانڈور (جاگیر نواب شمشیر جنگ مرحوم) پر پہنچی۔ نواب عبد العلیخان بہادر خلف شمشیر جنگ مرحوم نے اپنی جاگیر مین اول ہی سے انتظام کر رکھا تھا ٹرین پہنچتے ہی توپونکی سلامی اوتاری گئی۔ اور نواب صاحب صغر نے معہ عملہ بارگاہ خسروی مین حاضر ہوکر پیشگاہ اعلیحضرت اور ولیعہد بہادر مین نذر گذرانی۔ دس منٹ کے بعد ٹرین پھر روانہ ہوگئی۔ اور چار بجے گلبرگہ تشریف فرما ہوئی۔ مولوی عبد الباقی صاحب صوبہ دار کا انتظام لایق تعریف تھا۔ پھر ۱۴ شعبان روز چارشنبہ کو گلبرگہ سے روانگی ہوئی۔ ۱۹ شعبان روز شنبہ کو (۵) بجے ہوڑہ اسٹیشن کلکتہ پہونچی اسٹیشن نہایت آراستہ و پیراستہ تھا پلیٹ فارم پر چوتھی انفنٹری کے سو جوان کا گارڈ آف آنر مع بیانڈ صف بستہ تھا۔ بیرون اسٹیشن ایکسا ور دستہ گارڈ آف آنر کا مودب کھڑا تھا۔ اور ریلوے پولیس دو طرفہ ایستادہ تھی پلیٹ فارم پر بہت سارے معززین و عہدہ دار و عمائدین کلکتہ استقبال کو حاضر تھے اسپشیل ٹرین کے پہنچتے ہی گارڈ آف آنر نے سلامی دی۔ اور بیانڈ نے مبارکباد اور خیر مقدم گایا۔ شام ہونیکی وجہ سے توپونکی سلامی ادا نہوسکی* بلکہ اوسکے بعد بھی دو روز تک بوجہ اسکے کہ پہلا روز اتوار کا اور دوسرا روز کرسمس ڈے تھا سلامی توقف رہی۔ البتہ سہ شنبہ کے روز (۲۱) توپ سلامی کی سر ہوئی۔ اون روزون نواب وائسرائے بہادر عید منانے

* بلحاظ قواعد فوجی بعد غروب ہونے آفتاب کے سوائے اتواپ مقررہ کے فیر ہونیکی ممانعت ہے علی ہذا روز یکشنبہ کرسمس (یعنی آج جو مذہب العقائد معین روز عید ہے) بھی سلامی اتواپ کا قاعدہ نہین ۱۲ مولف۔

لیئے بارکپور تشریف لیگئے تھی۔ اس لیئے سواری مبارک کے ہمراہ اسٹیشن سے محل فرودگاہ تک نواب والیسرائے بہادر کے دو ملازمان ایڈیکانگ وانڈر سکرٹری موجود تھے۔ ۱۰ شعبان روز یکشنبہ کو گیارہ بجے آنریبل اف ٹنی اور کیپٹن ناکس (ایڈیکانگ حضور والیسرائے بہادر) منجانب والیسرائے بہادر اعلیحضرت کی مزاج پرسی کو حاضر ہوئے۔ اسوقت اعلیحضرت دربار ہالمین برآمد تھے۔ اسد یار الدولہ بہادر (ایڈیکانگ حضور پرنور) نے دروازہ تک استقبال کر کے ان دونوں کو لا کے اور پیشگاہ خسروی مین پیش کیا۔ اعلیحضرت نے شیک ہینڈ (مصافحہ) کے بعد ان دونوں کو بیٹھنے کی اجازت عطا فرمائی اور چند لمحوں کی گفتگو کے بعد عطر و پان لیکر وہ دونوں رخصت ہو گئے۔ ۱۲ شعبان روز دوشنبہ کو عام تعطیل کی وجہ سے کوئی سرکاری کام انجام نہین پایا۔ البتہ انجمن ہائے اہل اسلام کی جانب سے اڈریس پیش ہونیکی اجازت چاہی گئی۔ اور سر شام اعلیحضرت معہ صاحبزادہ بلند اقبال ہواخوری کے لیئے رونق افروز ہوئے۔ ۲۲ شعبان روز سہ شنبہ بارہ کے بعد کیپٹن ووڈ (انڈر سکرٹری) دی آنریبل کیپٹن سیر نگ (ملٹری سکرٹری) کیپٹن ناکس (ایڈیکانگ) معہ اسٹیٹ کیاریج و باڈیگارڈ کے دیوڑھی مبارک پر پہنچے۔ اور اعلیحضرت اس ڈیپوٹیشن کے ہمراہ گورنمنٹ ہوس کو روانہ ہوئے۔ اسوقت اعلیحضرت کے ہمراہ رکاب (رزیڈنٹ بہادر حیدرآباد۔ نواب سر وقار الامرا بہادر (مدار المہام سرکار عالی) نواب سر خورشید جاہ بہادر امیر کبیر۔ نواب میجر افسر الدولہ بہادر (ایڈیکانگ) نواب لقمان الدولہ بہادر (اسٹاف سرجن) مولوی احمد حسین صاحب (پرویٹ سکرٹری اعلیحضرت) نواب فصیح الملک بہادر۔ نواب اسد یار الدولہ بہادر۔ نواب ناصر نواز الدولہ بہادر۔ نواب اقبال یار جنگ بہادر۔ نواب عثمان یار جنگ بہادر۔ نواب افضل یار جنگ بہادر۔ نواب ممتاز یار جنگ بہادر۔ مسٹر برائین ایجرٹن۔ (اوستاد و مرشد زادۂ آفاق) حکیم بادشاہ علی صاحب موجود تھے سواری مبارک گورنمنٹ ہوس مین داخل ہوتے ہی (۲۱) ضرب توپ سلامی کے سر ہوئے۔ اور بارہوین بنگال انفنٹری کا گارڈ آف آنر۔ (جو گورنمنٹ ہوز کے زینہ کے مقابل کھڑا تھا۔) سلامی اوتارا۔ بینڈ نے سُریلی آوازین خیر مقدم گایا۔ والیسرائے بہادر کے

فارن سکرٹری اور وو ایڈیکانگ - اعلیحضرت کی پیشوائی کو گاڑی تک آئے اور اعلیحضرت کو بڑے دربار ہال مین لے گئے - نواب والیسرائے بہادر نے مقام جلوس سے لب فرش تک جو تقریباً چالیس قدم ہوگا) استقبال کیا - اور شیک ہانڈ (مصافحہ) کے بعد اعلیحضرت نے صاحبزادہ صاحب کو حضور والیسرائے سے ملایا - بعدازان والیسرائے بہادر اور اعلیحضرت مقام جلوس کی جانب تشریف فرما ہوے - والیسرائے بہادر نے اپنے جلیل القدر مہمان کو اپنے سیدہے جانب بٹھایا - اور بائین جانب فارن سکرٹری - اندر سکرٹری معہ چند عہدہ داران فارن ڈپارٹمنٹ وہر سہ ایڈیکانگ والیسرائے بہادر اپنی اپنی کرسیون پر بیٹھے - سیدہی جانب اعلیحضرت کے شاہزادۂ ولیعہد بہادر اور سر مچل ہوڈن زینت افگن ہوئے - اونکے بعد یکے بعد دیگرے امرا و اعزہ کی نشستین تہین - ۱۵ منٹ تک فیمابین اعلیحضرت و والیسرائے بہادر حسب ذیل گفتگو ہوتی رہی -

والیسرائے بہادر" - یقیناً اس سفر مین بلحاظ درازی راہ حضور پر نور کے مزاج مبارک پر ضرور کسالت کا بار ہوا ہوگا -

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ" - آپکی شوق ملاقات مین ریل کا سفر بہت آرام سے گزرا -

والیسرائے بہادر" - گذشتہ والیسرائونکو جو آنجناب نے اپنا مدعو کیا تھا - اون حالات کے سننے سی مجھے آپکی خوش اخلاقی و مہمانداری کا پورا ثبوت ملچکا ہے - اور جب ہی سے مین آپکی ملاقات کا شائق ہوکر جناب کو اپنا مدعو کیا - پس آپ نے میری دعوت کو قبول فرماکر مجھے بیحد ممنون فرمایا -

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ" - جسقدر مین آپکی ملاقات کا خواہان تھا - اوس سے زیادہ مسرت مجھکو آپکی ملاقات سے حاصل ہوئی -

والیسرائے بہادر" - مین یقین کرتا ہون جو مکانات کہ مین نے حضور کے قیام کے لیئے تجویز کیا ہے - یقیناً حسب خواہش ہونگے -

[illegible] رعایا کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] اور شائستگی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] رعایا [illegible]

[illegible]

خوشنما کرتی ہے بلکہ جسم کو بخوبی سجاتی ہے پس عمدہ ورزش کیلئے اسپورٹس سے خوشتر کوئی چیز نہیں ہو سکتی
کیونکہ اسپورٹس ورزش کا مشغلہ نہ صرف ایک بے ضرر دل بہلانے کی چیز ثابت ہوتی ہے بلکہ خود بخود ان میں
ورزش کرنے اور اپنی صحت حاصل کرنے کی ترغیب دلاتی ہے جس سے ہر شخص کو کہ اپنی عزیز رعایا کا سچا بہی
خواہ تصور ہوتا ہے یہ دلی ہے کہ انکی جسمانی ورزش اور تفریح طبع کا سامان مہیا کیا جائے اسی خیال سے
میں نے رام گوپال سیٹھ کی درخواست کو جو نہایت قابل تحسین خواہش ہے قبول کیا اس گراونڈ اسٹانڈ کا
افتتاح کرنے کی بطور اپنی خوشنودی کا اظہار کرتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ اس مقام میں ایسا
گراونڈ اسٹانڈ دیکھنے میں ہم سب اور تمام باشندگان حیدرآباد و سکندرآباد میری مسرت میں پورے طور سے
شامل ہوں گے میں نے سنا ہے کہ رام گوپال سیٹھ نے علاوہ اس اسٹانڈ کے اور بھی دوسرے تعمیرات ملک
وال دھرم شالہ اور سرائے وغیرہ میرے ملک میں خلائق کی آسایش اور تعلیم کے لیے تیار کر کے وقف
کیے ہیں مجھے انکی فیاضی کے کاموں کی حالت سماعت کر کے بڑی خوشی حاصل ہوئی کیونکہ اس سے
مجھے قابل تحسین نتیجہ ایسا نکلتا ہے کہ میرے ملک کے باشندوں میں بھی ایک نیا پبلک مذاق پیدا ہوتا جاتا
جس سے وہ اپنے مال و دولت کو اعلیٰ اور عمدہ مصرف کو پا گئے ہیں اور ان کو عام قومی اور ملکی فائدے کے
موقع مناسب کرنے عنداللہ اس پر خیر ہو اور عنداللہ ماجور ہونے کی کوشش کر رہے ہیں اگرچہ گورنمنٹ کا
کام بہبودی عامہ رعایا ہے اور ہم گورنمنٹ کو مال کی صرف اس قدر وسیع اور کبھی کبھی اس قدر مخصوص ہوا کرتے ہیں
کہ بہت سے مقامی تفریح عام کے کام کا بھی گورنمنٹ کی رقم سے ہونا غیر ممکن ہوتا ہے مگر ایسے چھوٹے
چھوٹے مقامی تفریح و تفرج کے کام بھی ہونے ضروری ہیں تاکہ رعایا کی ترقی ہر قسم کی ہوا کرے لہذا اس قسم کی
تمام ترقیوں کے ہونے کے واسطے گورنمنٹ کا وارد اور رام گوپال سیٹھ جیسے افراد کی شخصی بہبودی
[illegible] اور ملکی ہمدردی پر بہت کچھ ہوتا ہے اس لحاظ سے بھی میں بہت خوشی کیساتھ اس کا
افتتاح کرتا ہوں تاکہ اس سے میری متمول رعایا کو ایسے عمدہ کام اور نیک نام کی ترغیب و تحریص ہو **فقط**

معہ اپنی لیڈی صاحبہ کے چاءنوشی مین مصروف تھے۔ اعلیحضرت کی تشریف آوری کی خبر پاکر استقبال کو
آئے اور خیمہ مین لائے۔ لیڈی صاحبہ سے اعلیحضرت و ولیعہد بہادر کا تعارف کرایا ہمہ چاءنوشی کی استدعا کی
اس مابین مین گھوڑدوڑ کی نسبت کچھ گفتگو رہی۔ بعد فراغ اعلیحضرت معہ ولیعہد بہادر بنگلہ پر تشریف لے گئے
جب شرطین ختم ہوئین تو سواری مبارک اوس تزک و احتشام کیساتھ مراجعت فرما ہوئی۔ رات کو گورنمنٹ
ہوز مین ڈنر ہوا جسمین (۸۰) معزز مہمان مدعو تھے۔ آٹھ بجے حضور پرنور و ولیعہد بہادر معہ اسٹاف گورنمنٹ ہوز
تشریف لے گئے۔ والیسرائے بہادر کے ایڈیکانگون نے گاڑی تک آکر استقبال کیا۔ اور ملاقاتی کمرہ مین
پہنچایا۔ استنے مین رزیڈنٹ بہادر نے حاضر ہوکر چند منٹ تک اعلیحضرت کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا۔
اسکے بعد ایڈیکانگ مذکور حاضر ہوکر آپکو دوسرے مقام پر لے گئے۔ جہان جملہ دعوتی جمع تھے۔ تھوڑا عرصہ
نہین گزرا تھا کہ لیڈی سانڈرسن صاحب گورنر بمبئی و لیڈی صاحبہ لفٹننٹ گورنر صاحب بنگال و ایڈیکانگ
والیسرائے بہادر آپکو معہ ولیعہد بہادر کے ڈنر کی میز پر لے گئے۔ اس ڈنر مین حضور پرنور کے اسٹاف سے
صرف نواب وقار الامرا بہادر۔ و نواب خورشید جاہ بہادر۔ و نواب افسر الدولہ بہادر شریک تھے۔ ڈنر کی
اختتام پر نواب والیسرائے بہادر نے اپنی کرسی سے اُٹھکر ایک دلچسپ و محبت آمیز تقریر (بزبان انگریزی) بیان فرمائی
اور حضور پرنور کا جام سلامتی و تندرستی نوش فرمایا۔

تقریر نواب والیسرائے بہادر

مجھے اُمید ہے کہ اعلیحضرت کلکتہ کو تشریف فرما ہونیسے ضرور مسرت حاصل ہوئی ہوگی۔ اور مجھے
یقین کامل ہے کہ دیگر حاضرین جلسہ کا بھی ایسا ہی خیال ہوگا۔ جیسا کہ میرا ہے۔ یقین ہے کہ جملہ لوگونکی
دلی خواہش ہے کہ حضور نظام کا کلکتہ مین قیام اونکے لیئے فرحناک ہو۔ شہر حیدرآباد۔ ہندوستان کی
کل ریاستونمین سب سے افضل ہے۔ اور یہ وہ شخص ہین جو بہت سے والیسرائونکو اور نائبان

سلطنت کو خود اپنے دارالسلطنت حیدرآباد مین مدعو کرتے رہے ہین - مین پہلا وایسرائے ہون جسکو
اسقدر فخر حاصل ہے کہ نظام حیدرآباد کو مدعو کیا - اور اپنا مہمان بنایا مجھے کامل اُمید ہے کہ حضور نظام کا
آیندہ زمانہ سلطنت سراسر شادمانی وخوش حالی سے مملو ہوگا - اور آیندہ نسلونکے لیئے آپکا نام مثل اون
لوگونکے نام کے یادگار رہیگا - جنہون نے اپنی سلطنت کو نہایت خوشحال بنانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا (چیرز) اس تقریر کے ختم پر بڑے زور سے تحسین کی آوازین گونجنے لگین - اب اعلیحضرت نے
اوسکے جواب مین حسب ذیل تقریر (بہ زبان انگریزی) ادا فرمائی -

تقریر اعلیحضرت خلد اللہ ملکہٗ

یور اکسلنسی - لیڈیز اینڈ جنٹلمین - جناب نے جس نہایت مہربان طریقہ سے میرا جام صحت تجویز کیا ہے
مین اوسکا شکریہ ادا کرنے کھڑا ہون - آپکے پہلے خط مین جو مجھکو آپنے بھیجا تھا سچی دوستی اور دلی خلوص کا
کچھ ایسا اثر تھا کہ مجھکو آپسے حتی الامکان بالمشافہہ ملاقات کی قربت حاصل کرنیکا اشتیاق پیدا ہوگیا - لہذا
جیسے ہی کہ آپنے بذریعہ دوسرے خط کے مجھکو دعوت دی - مین فوراً اوس دعوت کو بخوشی منظور کرلیا -
مجھے یہ کہنا بہت ضروری ہے کہ جو خیالات الفت آپکے خطوط نے میرے دلمین جمائے تھے - کلکتہ مین آکر
اونمین پختگی پیدا ہوگئی ہے - مین خیال کرتا ہون کہ میرے موروثی خطابون مین کوئی خطاب اوس تاریخی
خطاب سے بہتر نہین ہے - جسکے سبب مجھکو نہایت فخر ہے - کہ مین ملکہ معظمہ کا وفادار دوست کہلاتا ہون
میری دوستی تین چیزون پر مشتمل ہے میری (دولت) میری (سپاہ) میری (خاص تلوار) مین ان سبکو
ہر وقت آپکے قبض وتصرف مین دینے کو تیار ہون - جب کبھی آپ ملکہ معظمہ کی سلطنت کیلیے اسکو مانگین
(چیرز) خدا ملکہ معظمہ کو ہندوستان پر برکت وفیض جاری رکھنے کے لیئے مدتون تک قایم رکھے - (چیرز)
اس پرجوش و محبت آمیز تقریر پر حضار مجلس کمال مسرت سے اسقدر نعرہ ہائے آفرین آوازہائے تحسین

بلند کیئے کہ کانون آواز سنائی نہین دیتا تھا جب اس اسپیچ سے فراغت حاصل ہوچکی تو نواب ویسرای بہادر نے
اپنے معزز مہمان حضور پرنور کو وہان سے پلے - جہان ایوننگ پارٹی مین (۷۰۰) معزز یورپین اور
نیٹو جنٹلمین - اعلیحضرت کا شرف ملاقات حاصل کرنیکے لیے مدعو کیئے گئے تھے - روشنی اور آراستگی
اور انواع واقسام کے لباس قابل دید تھے - ہر ملک ہر مذہب کے معزز مہمانونکا عجیب وغریب مجمع تھا
اسوقت اعلیحضرت کا لباس بالکل سادہ ومہذب سیاہ بانات کا تھا جسپر تمغہ جی - سی - ایس - آئی - کا
آویزان - سر پر صندلی دستار جسمین سنہرا زرتار طرہ لگا ہوا تھا جسکو جملہ حاضرین نے نہایت پسند کیا - روسائے
ہند سے مہاراجہ کپورتھلہ - مہاراجہ مہارانی کوچ بہار - مہتر چترال مدعو تھے - الحاصل گیارہ بجے شب کے
جلسہ برخاست ہوا - دوسرے روز حضور پرنور کا مزاج کسیقدر سست رہا - اس لیئے سواری مبارک کہین
رونق افروز نہین ہوئی لیکن تمام دن اعلیحضرت حسب معمول امور ریاست کے کاغذات کو ملاحظہ فرماتی رہے -
۴ شعبان روز پنجشنبہ کو دو بجے نواب لفٹنٹ گورنر بنگال وسرجان وڈبرن اعلیحضرت کی ملاقات کیلیے
دارالامارہ آئے - اعلیحضرت نے دربار والے مکان مین ان صاحبونسے ملاقات فرمائی - (۱۵) منٹ تک
محبت آمیز گفتگو رہی - اور پھول - پان عطر کی تواضع کی گئی - بعد ازان اعلیحضرت ان صاحبونکو معہ اپنی اڈیکانگ
ہمراہ لیکر ریس کمپنی مین رونق افروز ہوئے - تقریباً بیس منٹ تک اس شاپ کا ملاحظہ ہوتا رہا - وہان سے
جانسن اینڈ ہاف فوٹوگرافر کے پاس پہونچے - یہان اعلیحضرت کا فوٹو معہ صاحبان مذکور کے لیا گیا - (۵) شعبان
روز جمعہ صبح کے گیارہ بجے حسب الحکم اعلیحضرت - نواب مدار المہام بہادر - نواب امیر کبیر بہادر - نواب میجر
افسر الدولہ بہادر بغرض استقبال نواب والیسرائے بہادر گورنمنٹ ہوز کو روانہ ہوئے - فارن سکرٹری اور
والیسرائے بہادر کے اڈیکانگ نے ان صاحبونکا گاڑی تک استقبال کیا - اور وہان سے لاکر والیسرائے
بہادر کی خدمت مین پیش کیا - ایک بجے والیسرائے بہادر - ان صاحبونکے ہمراہ معہ اپنے اسٹاف کے
اعلیحضرت کی بازدید کے لیئے دارالامارہ تشریف لائے - اسوقت ویسرائے بہادر کے ہمراہ مسٹر کننگہم

(فارن سکرٹری) مسٹر لارنس (پرائیویٹ سکرٹری) مسٹر بیننگ (ملٹری سکرٹری) کپتان وڈ (انڈر سکرٹری) کپتان بکر کار (ایڈیکانگ) کپتان ناکس موجود تھے۔ دار الامارہ شاہی کے دروازہ پر منجانب گورنمنٹ آف انڈیا سو سوار نیٹو انفنٹری کے بغرض ادائے سلامی ایستادہ تھے۔ والیسرائے بہادر کے پہنچتے ہی سلامی اوتار گئی۔ (۳۱) ضرب توپ کے سر ہوئے۔ حضور پر نور نے بالائی سیڑھیوں تک والیسرائے بہادر کا استقبال فرمایا۔ اور وہاں سے ہاتھ میں ہاتھ ملائے ہوئے مقام اجلاس تک تشریف لائے۔ اعلیحضرت نے اپنے معزز مہمان کو سیدھی جانب جگہ دی۔ اور والیسرائے بہادر کا اسٹاف اپنے اپنے مدارج سے کرسیوں پر بیٹھا بائیں طرف شہزادہ ولیعہد بہادر و رزیڈنٹ بہادر معہ کل اسٹاف شاہی کے متمکن ہوئے۔ اسکے بعد والیسرائے بہادر اور اعلیحضرت کے مابین بعد مزاج پرسی کے حسب ذیل مکالمہ آغاز ہوا۔

والیسرائے بہادر" کل کی گھوڑ دوڑ آپنے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔

حضور پر نور" ہاں میں نے دیکھا واقعی میں اچھی تھی۔

والیسرائے بہادر" ہر ہفتہ میں یکشنبہ کو اپنی دخانی کشتی میں بارک پور (جو سمت سمندر ہے) بغرض تفریح میں جایا کرتا ہوں۔ اگر حضور بھی سیر فرماویں تو باعث خوشنودی ہوگا۔

حضور پر نور" میں نہایت خوشی سے بوقت فرصت کسی شام کو بالضرور آپکی کشتی میں سوار ہو کر دریا کی سیر کرونگا۔

والیسرائے بہادر" منجانب اسٹاف اعلیحضرت ملاحظہ فرماکر) عالیجناب کے اسٹاف کا یونیفارم ڈریس اور افسروں کی وردیاں قابل تعریف ہیں۔ کیا یہ ڈیوڑھی مبارک کے خیاطوں کا تیار کیا ہوا ہے۔ یا یورپین خیاطوں کا۔

حضور پر نور" بعض نیٹو اور بعض یوروپین خیاطوں کا تیار کیا ہوا ہے۔

والیسرائے بہادر" حضور کا اسم مبارک نائے ظام صحیح ہے یا نظام۔

حضور پر نور" نظام صحیح ہے۔ مگر غلطی سے نائے ظام کہا کرتے ہیں۔

وائیسرائے بہادر۔ حضور کو ملازمین کیا کہا کرتے ہین۔

حضور پرنور۔ حضور یا سرکار کہا کرتے ہین۔

وائیسرائے بہادر۔ حضور نے کلکتہ کے مشہور مقامات کو ملاحظہ فرمایا ہے۔

حضور پرنور۔ ابھی مات تو نہین مگر کل عجائب گھر اور کمپنی باغ کو جانیکا ارادہ ہے۔

اس گفتگو کے بعد اعلیحضرت نے اپنے اسٹاف کی طرف اشارہ فرمایا کہ نذرین پیش کرین۔ رزیڈنٹ بہادر نے ہر ایک نذر گزار کے نام وعہدہ کا اظہار کرکے نذر پیش کرنا شروع کیا۔ جب نواب افسر الدولہ بہادر کا نام لیا گیا تو لارڈ صاحب نے یہ ارشاد فرمایا۔

وائیسرائے بہادر۔ افسر جنگ کو افسر الدولہ کیون کہا کرتے ہین۔

حضور پرنور۔ دولائی کا خطاب مین نے دیا ہے۔

وائیسرائے بہادر۔ کون خطاب کس خطاب سے بڑھا ہوا ہے۔

حضور پرنور۔ دولائی کا خطاب جنگی سے بڑھا ہوا ہے۔

وائیسرائے بہادر۔ جنگی کا خطاب شاید پہلے تھا۔ بعد دولائی کا دیا گیا۔

حضور پرنور۔ ہان۔

نذرونکے اختتام پر وائیسرائے بہادر رخصت ہونا چاہے۔ تو اعلیحضرت نے دست مبارک سے اپنے معزز مہمان کو پھول۔ پان۔ عطر کی تواضع فرمائی۔ اور ہمراہیونکو نواب مدار المہام نے پانذان وعطر دیا۔ اسکے بعد اعلیحضرت نے وائیسرائے بہادر کے مشایعت کے لیئے کچھ دور تک ہمراہ تشریف فرما ہوئے۔ رخصتی شیک ہینڈ کے وقت وائیسرائے بہادر نے حضور کیجانب متوجہ ہوکر فرمایا کہ جو صاحب لوگ میرے استقبال کے لیئے بھیجے گئے تھے۔ پھر اونکو گورنمنٹ ہوز تک آنیکی تکلیف ندیجائے۔ جسکو حضور نے قبول فرمایا۔ اس کے بعد اعلیحضرت ہواخوری کے لیئے کمال مسرت کیساتھ دریا کی

کنارے تشریف فرما ہوئے۔ ۲۴ شعبان روز شنبہ کو اعلیحضرت نے ویسرائے بہادر سے پرایویٹ ملاقات فرمائی۔ اسوقت صرف نواب افسر الدولہ بہادر ہمراہ رکاب تھے۔ مسٹر لارنس (پرایویٹ سکرٹری) ساڑھے گیارہ بجے اعلیحضرت کو وایسرائے بہادر کی آفس مین لے گئے۔ نواب افسر الدولہ بہادر اور وایسرائے بہادر کے دونون اے ڈی کانگ ڈرائنگ روم مین ٹھہر گئے مسٹر لارنس وایسرائے بہادر اور حضور پرنور کی ملاقات کے وقت باریاب تھے۔ کل چونتیس منٹ ملاقات رہی۔ واپسی کیوقت پرایویٹ سکرٹری کی خواہش پر اعلیحضرت نے اپنا دستخطی فوٹو عنایت کرنیکے لیے نواب افسر الدولہ بہادر کو حکم فرمایا۔ پھر وہانسے ڈو بجے سواری مبارک داخل محل شاہی ہوئی۔ اور ساڑھے چار بجے اعلیحضرت معہ اسٹاف تفرجگاہ کو تشریف لے گئے۔ قریب شام سیر سمندر کے لئے رونق بخش ہوئے اور اسی روز نواب ممتاز یار جنگ بہادر کو بنارس جانیکا حکم ہوا کہ مہاراجہ بہادر بنارس نے جو مہمانی کا انتظام کیا ہے اوسکو دیکھکر معروضہ کرین۔

۲۷ شعبان روز یکشنبہ نو بجے دن کے سواری مبارک میوزیم (عجائب خانہ) کلکتہ کے ملاحظہ کے لیئے روانہ ہوئی۔ اور وہانکے ملازمونکو پانچسو روپیہ انعام عطا کیاگیا۔ قریب ساڑھے دس بجے کے سواری مبارک روانہ جیگل گارڈن (کمپنی باغ) کو روانہ ہوئی۔ مراجعت کے وقت وہانکے ملازمونکو بھی تین ہزار روپیہ انعام سرفراز کیا۔ تین بجے مہاراجہ کوچ بہار معہ اپنے فرزند کے اعلیحضرت کی ملاقات کے لیئے تشریف لائے اسوقت اعلیحضرت دربار والے مکان مین معہ اشاف برآمد تھے۔ نواب افسر الدولہ بہادر نے استقبال کرکے مہاراجہ ممدوح کو بارگاہ اقدس مین حاضر کیا۔ ۵ا منٹ تک باریابی رہی۔ رخصت کیوقت عطر پھول پان کی تواضع کیگئی۔ ساڑھے تین بجے ایک ڈیپوٹیشن (جسمین چار ممبر اور سکرٹری مسٹر عبد الرحمن بیرسٹر ایٹ لا تھے) حاضر ہوا۔ اور سکرٹری کو نواب افسر الدولہ بہادر کے ذریعہ اعلیحضرت کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا سکرٹری نے ہر ایک ممبر کو یکے بعد دیگرے اعلیحضرت کے حضور مین پیش کیا۔ اور سکرٹری نے مسلمانونکی جانب سے یہ عرض کیا کہ اعلیحضرت کی کلکتہ مین رونق افروزی سے اس ملک کے

ہم مسلمانونکو ایک دلی خوشی حاصل ہوئی اور سب مسلمان اس ملک کے اعلیحضرت کی درازی عمر کی دعا کرتے ہین۔ اعلیحضرت نے سکرٹری سے فرمایا کہ وہ اعلیحضرت کی طرف سے ممبران سوسائٹی کو کہے کہ ہم حضور پرنور کو اونکے دیکھنے سے نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ اور حضور پرنور امید کرتے ہین کہ اونکی سوسائٹی جس مقصد کیلیے قایم کی گئی ہے اوسمین اونکو پوری پوری کامیابی حاصل ہوگی۔"

اسکے بعد دوسرا ڈیپوٹیشن بارگاہ خداوندی مین پیش ہوا۔ جسکے سکرٹری نواب امیرحسن خان بہادر تھے۔ سکرٹری کو نواب افسرالدولہ بہادر نے پیش کیا۔ اور سکرٹری نے ہر ایک ممبر کو نام بنام ملاحظہ مین لایا۔ اور نواب حیات محمد خان صاحب سی۔ آئی۔ ای نے ایک مختصر مضمون اعلیحضرت کے خیر مقدم مین بیان کیا اعلیحضرت نے اوسکے جواب مین اظہار مسرت فرمایا۔ بعد ازان ساڑھے چار بجے علیگڈہ کالج کے ٹرسٹیون کے طرف سے ڈیپوٹیشن پیش ہوا۔ نواب افسرالدولہ بہادر نے نواب محسن الملک بہادر سکرٹری کالج کو خدمت ملازمان خداوندی مین پیش کیا۔ پھر سکرٹری صاحب نے ہر ایک ممبر کو نام نام پکارکے بعد دیگرے روبرو لایا۔ اسکے بعد نواب محسن الملک بہادر نے ایک مختصر مضمون کالج کی متعلق عرض کیا جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ علیگڈہ کالج کا باغ خاص اعلیحضرت کا لگایا ہوا ہے۔ اور وہ اس امر کو نہایت خوشی سے عرض کرتے ہین کہ حضور پرنور کا لگایا ہوا باغ سرسبز اور شاداب ہے۔ اور اوسکی آیندہ کی ترقی و تازگی کے لیئے کالج کے ٹرسٹی ہرطرح کوشش کرتے ہین۔" الحاصل ان امور سے فارغ ہو کر اعلیحضرت معہ مصاحبین کے دریا کی سیر کو روانہ ہوسے۔ مرس رو کمپنی کی الکیٹرک خانی کشتی مین بیٹھ کر دریا کی سیر فرمائی۔ اور پانسو روپیہ مالک کشتی کو عطا کیا۔ ۲۰ شعبان روز دوشنبہ بجے صبح ... [illegible] ... ملاحظہ فرمانے ارث کمپنی کے طویلہ مین معہ مصاحبین کے رونق افروز ہوئے ... [illegible]

[illegible]

چند بار ولایت گئی تہین - لہذا اونکی طرز گفتگو اور اخلاق بالکل انگلش لیڈیو نکی طرح ہین - دو بجے کے
قریب پھر میوزیم کو گئے - وہان سے جانسن اینڈ ہاف مین کے تصویرخانہ مین جلوہ افروز ہوئے - اور گھنٹہ
سوا دو تین قسم کے فوٹو کھچوائے - پانچ بجے والیسرائے بہادر کی کشتی مین معہ مصاحبین سوار ہوکر کچھ تک
دریائے ہوگلی کی سیر فرمائی - اور کشتی کے کپتان کو پانچسو روپیہ انعام مرحمت کیا - اوس روز دس بجے
رات کے اعلیحضرت اسپیشل ٹرین مین سوار ہوکر راہی بنارس ہوئے - شہر بھر مین شہرت ہوگئی تھی کہ آج
شب کو حضور پرنور کی سواری بادبہاری روانہ ہوتی ہے - باشندگان کلکتہ شام ہی سے راستونپر جمع ہونا
شروع ہوئے محلسرائے سے اسٹیشن ہوڑہ تک دورویہ اسقدر لوگ جمع تھے کہ شمار سے باہر - ہرچند پولیس کا
بیحد انتظام تھا - مگر اون لوگونکے شوق کے روبرو سب بیکار تھا - نو بجے شب کو اعلیحضرت معہ شاہزادہ
والاتبار و اسٹاف سوار ہوکر اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے - راستہ پر لوگونکی کثرت ہونے سے گاڑی
مبارک بالکل آہستہ چلانیکے لیئے حکم ہوا - اوسوقت عجیب سمان تھا مسلمانونکے حسرت بھرے دلون سے
بیساختہ دعائین اور خدا حافظ و ناصر کے نعرے - امام ضامن کے سپرد کرنیکا زور وشور تھا - جس سے ہماری
ہردلعزیز رعایا پرور و عدل گستر کی ہردلعزیزی کا پورا پورا ثبوت ہویدا تھا - اور بلحاظ ہجوم مردم و کثرت خلایق
سواری بادبہاری آہستہ آہستہ قریب دس بجے کے اسٹیشن پر رونق افروز ہوئی - اسپیشل ٹرین تیار تھی
حضور پرنور و شہزادہ عالی تبار معہ اسٹاف زینت بخش ٹرین ہوئے - تقریباً ۱۱ بجے ٹرین مارچ ہوئی
۹ اوشعبان روز سہ شنبہ (چونکہ مہاراجہ بنارس نے بنارس مین آنیکی استدعا کی تھی) ۹ بجے شب کے
ٹرین بنارس پہونچی - اعلیحضرت گاڑی ہی مین استراحت فرمائے - غرۂ رمضان روز چہارشنبہ صبح مین
مہاراجہ بنارس معہ اسٹاف و پولیٹکل ایجنٹ کے بغرض استقبال حضور پرنور حاضر اسٹیشن ہوئے - اعلیحضرت برآمد ہوئے تو
مہاراجہ صاحب نے پیشقدمی کرکے دست بوسی کا شرف حاصل کیا - حضور پرنور و شہزادہ عالی تبار ایک
گاڑی مین رونق افروز ہوئے - سواری مبارک محل معینہ پر جلوہ افروز ہوئی - بیٹ دیر تک راجہ صاحب

اعلیحضرت کی خدمت مین حاضر رہے۔ اور خیر مقدم کا شکریہ ادا فرماکر روانہ ہوئے۔ پانچ بجے بازدید کی
لیئے حضور پرنور رام نگر مین (جہان راجہ صاحب کا مسکن ہے) تشریف فرما ہوئے۔ سواری مبارک کی
داخل ہوتے ہی راجہ صاحب معہ اپنے فرزند و اسٹاف کے گاڑی تک استقبال کر کے لیچلے اور مسند پر
بٹھلائے۔ تقریباً نصف گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ آٹھ بجے کے قریب رخصت ہوکر کیمپ کو واپس آئے
دس بجے بغرض روانگی اسٹیشن پر فائز ہوئے۔ سواری کی رونق افروزی کیوقت جو ہجوم باشندگان بنارس
کا تھا۔ علی ہذا واپسی کے وقت پر بھی نہایت اژدہام تھا۔ اسموقعپر امیر احمد صاحب مینائی نے ایک مسدس
مدحیہ اعلیحضرت کی خدمت مین پیش کیا جسکا ایک بند ہدیۂ ناظرین ہے۔

یہ سخن وہ ہے جو ہے روح سخن جان سخن — مدح سلطان کی ہے کیون نہو سلطان سخن
شان دربار یہ کہتی ہے بڑہے شان سخن — ہان سخنور بھی گو ہے یہی میدان سخن

ہون سب اشعار رسیلے کہ بنارس یہ ہے
شش جہت مین ہو یہ شہرہ کہ مسدس یہ ہے

۳ رمضان روز شنبہ کو ٹرین اسٹیشن ڈون سے روانہ ہوکر قریب دو بجے کے کلالی اسٹیشن پہونچی
اور یہان ٹرین کو توقف کرنا پڑا۔ کیونکہ بمبئی جانیوالی میل ٹرین (جو ایچور سے نکلی تھی) ابھی نہین آئی
تھی۔ عموماً اسٹیشن پر متعدد لین ہوا کرتے ہین تاکہ ایک گاڑی لین پر کھڑی رہے تو دوسری آنیوالی
گاڑی لین پر سے گزر جائے۔ اور ایسا ہی اعلیحضرت کی اسپیشل ٹرین ایک علیحدہ لین پر کھڑی ہوئی تھی
اور میل ٹرین جو بمبئی جانیوالی تھی۔ اوسکی گذر کے لیئے علیحدہ لین مقرر کی گئی تھی۔ اور اسکی اطلاع انیوالی
میل ٹرین کے گارڈ کو بھی دیدیگئی تھی۔ چنانچہ اوسکے انجن چلانے والے نے حسب الحکم گاڑی کی
ٹرین کو سیدہی لے آنے لگا۔ جسے کہ کلالی اسٹیشن تک وہی پوری رفتار سے انجن چلا رہا تھا۔
اسوجہ سے کہ اسٹیشن مذکور پر میل ٹرین نہین رکا کرتی تھی۔ سیدہی چلی جایا کرتی تھی۔ اوسی تیز رفتاری

نے لگا پائنٹ میان (اوس شخص کو کہتے ہین جو ایک لین کی گاڑی دوسری لین پر کرنیکا کام کیا کرتا ہے)
سے اور اسٹیشن ماسٹر سے شاید کچھ نااتفاقی تھی۔ عمداً اوسنے آنیوالی ڈاک گاڑی کو اوسی لین پر لے لیا جس
لین پر حضور پرنور کا اسپیشل ٹرین کھڑا تھا۔ مگر فضل خدا شامل حال تھا۔ اور مسلمانوں کی دعا کا اثر اور حضرت
خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی مدد سے تصادم ہونے نہ پایا۔ اکثر لوگون نے آنیوالی ٹرین کو حضور پرنور کی ٹرین کے
مقابل دیکھکر ایک ہنگامہ برپا کر دیا تھا۔ اور بہت سارے جوانمرد ریل سے کود پڑے مگر ہمارا رستم دل بادشاہ
اور صاحبزادۂ والا تبار اون لوگونکے حرکات دیکھکر بھی اپنی جگہ سے جنبش تک نہین فرمایا۔ موجودہ لوگونکے
شور وغل اور اسٹیشن ماسٹر کے ہاتھونکے اشارہ پر آنیوالی ٹرین کے ہانکنے والے نے بڑی اوستادی سے
بمشکل تمام دس قدم کے فاصلہ پر اپنی گاڑی کو روک لیکر دوسری لین پر واپس لے گیا۔ (خدایا تو ہمارا
شاہ و شاہزادہ کی صد وسی سال کی عمر بخش اور ہمیشہ اپنے حفظ وامان مین رکھ۔ آمین ثم آمین۔) فوراً اسٹیشن
ماسٹر۔ اور پائنٹ مین کو پولیس نے اپنی حراست مین لے لیا۔ اور بعد تحقیقات اسٹیشن ماسٹر کو چھ ماہ کی سزا
اور پائنٹ مین کو تین سال قید سخت کی سزا ملی۔ انجن ہانکنے والے کو اس اوستادانہ کارروائی پر حضور پرنور نے
بہت کچھ انعام سے سرفراز فرمایا۔ الحاصل اسکے بعد اعلیحضرت کی ٹرین اسٹیشن گلبرگہ شریف پر پہونچی۔ اور چند
روز تک اعلیحضرت کا گلبرگہ شریف مین قیام رہا اور حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی
زیارت اعلیحضرت نے فرمائی۔ تقریباً (۴۰) پلے بریانی و مزعفر پخت کراکر تمام غربا و مساکینونکو کھلا دیا گیا۔
۲۴ رمضان روز سہ شنبہ کو اعلیحضرت نے حکم صادر فرمایا کہ عہدہ دار و وکلاء و رعایائے گلبرگہ شریف اڈریس
پیش کرین۔ چنانچہ صوبہ دار صاحب نے اسکا انتظام اوسیوقت شروع کر دیا۔ اور اڈریس ہال بھی بہت کچھ
آراستہ کیا گیا۔ چار بجے جملہ عہدہ دار و رعایا فراہم ہوکر پیشگاہ خسروی مین اڈریس گذرانا۔ اب ہم یہان اوس
اڈریس کی نقل بلحاظ طوالت درج کرنا مناسب نہین سمجھتے ہین۔ البتہ اوسکے جواب مین اعلیحضرت نے
جو ہدایت ارشاد فرمائی تھی وہ بلحاظ کلام الملوک ملوک الکلام کے بجنسہ درج کیجاتی ہے۔

اسپیچ اعلیٰحضرت اقدس و اعلیٰ بجواب اڈریس

رعایا و عہدہ داران گلبرگہ شریف

اے میرے کارگزار عہدہ داران گلبرگہ شریف امین نے تمہارا صداقت شعار اڈریس بہت دلچسپی کیساتھ سنا جن ترقیونکا تمنے ذکر کیا ہے۔ مین نے اونکے نمایان آثار چوطرف یہانکے دیکھ کے بہت خوش ہوا اور خدا تعالیٰ کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہون کہ اوسنے اپنے فضل و کرم سے میرے عہد حکومت مین میری ریاست کے اس حصۂ رعایا کو اسقدر خوشحال فرمایا۔ اور اس خوشحالی کے ذرائع تم جیسے عہدہ داران لائق کرونا مجھے تمسے قوی امید ہے کہ تم اس ترقی کو اپنی آیندہ کوششونکی مقدمۃ الجیش سمجھوگے۔ اور جہانتک ہوسکے رعایا کی صلاح و فلاح کے کامونمین اور زیادہ ترقی کرنے اور کرانے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکروگے

اے مہاجنان و باشندگان صوبۂ گلبرگہ شریف امین تمہارے اڈریس کو بہت خوشی کیساتھ لیتا ہون۔ اور تمہارے حسن عقیدت کی بڑی قدر کرتا ہون۔ مجھے اسکے سماعت سے بہت اطمینان ہوا کہ تم میری گورنمنٹ کی قوانین و انتظام کو بہت سودمند سمجھتے ہو اور اس امن و آسایش سے اپنی اوقات بسر کرتے ہو۔

اے میرے ہونہار طلبار گلبرگہ شریف امجھے تمہارے اڈریس کے سننے سے بھی بڑی خوشی حاصل ہوئی جیسا کہ تمنے بیان کیا ہے۔ مجھے تمسے ایک خاص دلچسپی ہے۔ کیونکہ تمہاری اس عمر مین عمدہ تعلیم ہونے سے آیندہ کے لیے میری ریاست کے بہبودی کی مجھے بہت بڑی امید ہے۔

اے میری عزیز رعایا! اور وفادار عہدہ دار اس سال بارش کی کمی کے آثار اودھر اودھر راستہ مین دیکھکر مجھے بہت افسوس ہوا۔ کہ غریب رعایا کو گرانی غلہ کی وجہ سے غالباً تکلیف ہوگی۔ مگر مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ مین اور میری گورنمنٹ اس بات سے بے خبر نہین ہے۔ اپنی روانگی کے قبل مین نے غریب رعایا کو کام ملنے اور اوسکے کام سے بالآخر ریاست کو عام نفع حاصل ہونیکی غرض سے ذرایع آبپاشی کی تعمیر اور

مسرت چوطرف شروع ہونیکی اجازت دیدی ہے۔ اور خاص خاص مقامونمین متفرق سڑکین وغیرہ بنانیکی
تجاویز بھی منظور کیئے ہین۔ قلیل تنخواہ والے ملازمین کو بھی اضافہ حتی الامکان بطور امداد کے دیا جاتا ہے۔
محفوظ جنگلونمین اور میرے خاص شکارگاہونمین بھی زراعت کرنے اور مویشی چرانیکی اجازت بھی حتی الوسع
دی گئی ہے۔ اور تمام ایسے امدادی کامونکی عام نگرانی کے لیئے مسٹر ڈنلاپ جیسے تجربہ کار عہدہ دار متعین
کیئے گئے ہین۔ اور انشاءاللہ تعالیٰ حیدرآباد واپس پہنچنے بعد میری توجہ اس خاص کام کی طرف پورے
طور سے مایل رہیگی۔ بہرحال مجھے قوی امید ہے کہ انسان سے جسقدر بدانتظامی کے تکالیف رفع ہوسکتی ہین
اونکے رفع کرنیمین اور جسقدر عام آسایش کے ذرایع مہیا کیئے جاسکتے ہین اونکے بہم پہونچانے مین بعونہ تعالیٰ
شانہٗ مجھسے اور میرے عہدہ دارونسے کوئی کوتاہی ہرگز نہوگی۔ ہم اپنی کوششونمین سرگرم رہین گے۔
اور ان کوششونمین کامیاب ہونیکے لیئے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے امیدوار ہین۔ اور اوس کے
بزرگان دین سے مدد چاہتے ہین مجھے یقین کامل ہے۔ کہ ہماری کوشش کبھی بیکار نہوگی۔ کیونکہ
تمہارے اس متبرک شہر مین ایسے بڑے ولی اللہ کا مزار مقدس ہے۔ جنکی زندہ دلی ایک عالم مین مشہور ہے
اور جنکی تائید غیبی کا ہر اعلیٰ و ادنیٰ امیدوار ہے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ کبھی اپنے معتقدین کی خواہش
بر لانے اور اونکی دعاے دلی کو بارگاہ ایزدی مین مقبول کرانے سے باز نہ رہین گے جیسا کہ میرا مطلع ہے۔

فیض گستر ہے خواجہ بندہ نواز ؛؛

بندہ پرور ہے خواجہ بندہ نواز ؛؛

اسکے بعد ۹ ۲۰ رمضان ۱۳۱۸ھ روز چہارشنبہ کو ٹہیک چار بجے اعلیٰحضرت کی ٹرین رونق افروز اسٹیشن نامپلی
واقع بلدہ حیدرآباد دکن رشک چمن ہوئی۔ فوراً سلامی کی توپین سر ہوئین۔ اور سارے شہر مین ہل چل
پڑگئی۔ ہرطرف سے جوق جوق لوگ جوش مسرت سے دوڑ رہے تھے۔ تمام امراء جلہ معتمدین و افسران دفاتر
وغیرہ اسٹیشن پر حاضر تھے۔ پلیٹ فارم پر نہایت تزک و احتشام کیساتھ اعلیٰحضرت کے لیئے اجلاس مہیا تھا

چنانچہ اعلیحضرت رونق بخش ہوتے ہی رعایا کا اڈریس پڑہا گیا۔ جو بلحاظ طوالت قلم انداز کیا جاتا ہے۔
اور اعلیحضرت کی اسپیچ جو اڈریس مذکور کے جواب مین کمال مسرت کیساتھ ارشاد ہوئی درج ذیل ہے۔

اسپیچ اعلیحضرت اقدس واعلیٰ بجواب اڈریس رعایائے حیدرآباد دکن بمقام ریلوی اسٹیشن نامپلی

میری عزیز رعایا!! اور وفادار دوستو! میرے سفر سے خیر وخوبی کیساتھ واپس آنیکی نسبت تمکو خوشیان مناتے ہوئے دیکھکر میرے دل سے بے تحاشا یہی دعا نکلتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تمکو اسیطرح ہمیشہ خوش دیکھنے کی خوشی مجھے عطا کرتا رہے۔ اسموقعپر شاید تمکو اسبات کے سننے سے بھی خوشی ہوگی۔ کہ نواب والیسرائے بہادر نے خاص طور سے اور باشندگان کلکتہ نے عام طور سے میری خاطر ومدارات اور میری آسایش وسیر کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ اور مین اس سیر وسیاحت سے بہت مسرور ومحظوظ ہوا۔ میرے سفر کلکتہ کے متعلق تمہارے ابتدائی اضطراب واندیشہ نے مجھپر بخوبی ظاہر کیا کہ تمکو میرے ساتھ کیسی کمال درجہ کی محبت وعقیدت ہے۔ کیونکہ یہ محبت کا خاصہ ہی ہے۔ کہ اپنے محبوب کی نسبت ذری ذری بات بھی بہت بڑی سمجھی جاتی ہے۔ اگرچہ تمہارا اضطراب و اندیشہ تمہاری صداقت ووفاشعاری کو عملی طور سے مجھے بخوبی جتاتا تھا۔ بازہم اندیشہ تمہارا کوئی صحیح نہ تھا۔ اسکو رفع کرنیکے لیئے مین نے باغ عامہ مین اپنے سفر کا ذکر چھیڑکر تمکو اطمینان دلایا تھا۔ کہ یہ محض دعوت ومدارات۔ مروت واخلاق کی بات تھی۔ اب تمہارے اڈریس سے واضح ہے کہ تمنے ٹھیک طور سے معلوم کرلیا ہے۔ کہ میرے سفر کا مآل کیا تھا۔ میری بڑی خواہش تھی کہ مین بطور خود سلطنت برطانیہ کیساتھ اپنی تاریخی وفاداری کا اظہار نہ صرف عملاً کرون۔ بلکہ علانیہ تقریراً بھی ایسے مقام وموقعپر کرون کہ اوسکی شہرت دور دور تک پہونچنے کی وجہ سے میری دوست گورنمنٹ کی

تائید چوطرف ہوتی رہے ۔ عالیجناب ملکۂ معظمہ سلمہا اللہ تعالی کیساتھ میرا موروثی اتحاد جو ہمیشہ رہا ہے
انشاء اللہ تعالی آیندہ بھی روز افزون رہیگا ۔) اوسکا اقتضا یہی تھا جبکہ برطانیہ کو افریقہ مین اپنی رعایا کی حفاظت
کیلئے شر و فساد مٹانا ضرور ہے ۔ ایسے موقع مین جسقدر ہوسکے مین اپنے اقوال و افعال سے سلطنت
برطانیہ کو پوری کمک دینے پر آمادگی و مستعدی علانیہ ظاہر کرون ۔ سچا دوست وہی ہے جو وقت پر
کام آئے ۔ مین بہت خوش ہوا کہ تم بھی اسکو اچھے طور سے پا گئے ہو اور اپنے اڈریس مین میری
اسپیچ کلکتہ کا ذکر کے تم نے نہایت صداقت شعاری کیساتھ بیان کیا ہے کہ جس امداد کا مین نے وعدہ
کیا تھا ۔ اسمین تم اپنا حصہ لینے کے لئے بالکل تیار و آمادہ ہو مجھے تمسے یہی امید تھی ۔ (اور ہے)
کہ تم میرے ساتھ ہر امر مین شریک رہوگے ۔ میرے مقصد کو اپنا مقصد سمجھوگے ۔ اور میری خوشی کو
اپنی خوشی ۔ مین تمہاری اس بات کی بڑی قدر کرتا ہون ۔ اور تمکو یقین دلاتا ہون کہ جیسے وفادارانہ خیالات
تم میری نسبت رکھتے ہو ویسے ہی محبتانہ خیالات مجھے تمہاری نسبت ہین ۔ اور ہمیشہ رہینگے ۔ تمہاری
آسایش و عام بہبودی اور ہر حال مین تمہاری خوشی مجھے بدل منظور رہیگی ۔ قطعہ

اے میرے خیرخواہ رعایا سے رجان نثار — مجھکو ہوا تمہین بھی مبارک ہو یہ سفر
مین خوش ہوا اور ایک زمانیکو ہے خوشی — دعوت جو وایسرائے نے کی میری خوب تر
مین کیا کہون کہ کیسی مدارات میری کی — اعزاز و آبرو کا کیا پاس کسقدر
دعوت مین رات کے تھے ہزارون ہی خاص لوگ — ہر سال سے زیادہ یہ جلسہ تھا [illegible] پر
جو لطف وایسرائے سے ملکر سبھے ہوا — اوس کیفیت کے لکھنے کو زیبا ہے حرف [illegible]
مجھکو بھی یاد وہ مہمان نوازیان — کب ایسا میزبان ہو فراموش [illegible]
[illegible] سیر کا ہوگی مین نے جو سیر کی — میرے گمان سے لطف ملا [illegible]
[illegible]

میری زبان سے میرے قلم سے ہے مشتہر
رونق پذیر شہر ہے آباد گھر کے گھر ہوں پر
کچھ قدر بحر کی نہیں جس میں نہوں گہر ہوں
ہر ایک کے ہے دیدہ و دل پر مجھے نظر
لاکھوں دعائیں جب ہوں تو کیونکر نہو اثر
میری مراعتست سے نہ کیوں خوش ہو ہر بشر
خوشحال و خوش قماش و خوش اطوار و خوش سیر

جیسا ہوں دوست دولت برطانیہ کا میں
کلکتہ والیسرائے کے دم سے ہی فیضیاب
ہوتی ہے قدر کان جواہر سے کوہ کی
چھپتی نہیں کسی کی محبت کسی کے ساتھ
ہوتی ہے ایک کی بھی دعا دل سے مستجاب
بعد خزان بہار کا آنا ضرور ہے
آصف کی یہ دعا ہے رعیت میری رہے

الحاصل ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ کی تاریخ بھی حیدرآباد کے لیئے ایک یادگار و مسرت خیز تھی
اور یہ دن رعایائے دکن کے لیئے روز عید تھا۔ رعایائے دکن کا جوش و خروش شہر میں چہل
پہل۔ روشنی کا جابجا اہتمام قابل دید تھا۔ علاوہ سرکاری انتظام و اہتمام و خوش وضع کمانوں کے
یہاں نثاران دولت کے بنگلوں کی سجاوٹ اور روشنی کے پرتکلف تیاریاں کیا امیر کیا غریب کا
اپنے مکانوں کی آراستگی میں بجان و دل مصروف رہنا بخوبی بتلا رہا تھا کہ رعایائے دکن اپنے
بادشاہ جاہ عالم پناہ کی شیدائی اور فدائی ہے۔ حضور پرنور سرکار نظام خلد اللہ ملکہٗ بھی کمال درجہ کے
رعایا پرور اور عدل گستر بادشاہ ہیں کہ جسکا معترف برٹش انڈیا میں کوئی والی ریاست نہیں ہے بہرحال
اس مبارک موقعہ پر جو تیاریاں کیگئی تھیں اونکا حال اگر لکھا جائے تو ایک ضخیم دفتر ہو جائے۔ اور ہمارا
اصلی مطلب ناتمام رہجائے۔ اب ہم اس مقام پر ہمارے خاص کرمفرما مولوی حاجی محمد کاظم حسین صاحب
شیفتہ کنتوری کے اوس دلچسپ مسمط مربع کو (جو رسالہ جلوہ محبوب میں شایع ہوا تھا) درج کرکے
اس جلسہ کے واقعات کو ختم کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ ان اشعار میں اوس موقع کے انتظام و اہتمام کا
پورا پورا اسمان ہمارے کرمفرما نے موزون کیا ہے۔ وھو ہذا

آج ہر شخص کے دل مین ہے طرب کس ڈھنگ
قہقہہ بنکے نکلتا ہے زبانون سے سخن
خواب مین بھی نظر آتے نہین اندوہ ومحن ہو
کہین نغمہ کی صدا ہے کہین صوت ارگن
گل عشرت سے رعایا کے بھرے ہین دامن
شہر گلہائے مسرت سے بنا ہے گلشن

حیدر آباد مین پھر آتے ہین سلطان دکن

جمع ارکان ریاست کے ہین اسٹیشن پر
ریل کی راہ پہ دوڑی ہوئی ہے سبکی نظر
کہتے ہین ختم ہوا خیر سے خاقان کا سفر
اب کوئی دم مین پہنچتے ہین حضور انور
غل ڈربیون سے بجے ہین کہین سب افسر
سیٹیان دورسے ہر وقت یہ دیتی ہین خبر کہ

اب ٹرین آتی ہے نزدیک رہا اسٹیشن

ملک کے مالک ومختار حضور آتے ہین
غل ہے لوگون مین کہ ہشیار حضور آتے ہین
شاد ہوتے ہین نمکخوار حضور آتے ہین
لب سبھونکے ہین شکربار حضور آتے ہین
ریل والونکی ہے گفتار حضور آتے ہین
گارڈ کہتا ہے خبردار حضور آتے ہین کہ

کسقدر تیز چلاتا ہے ڈرائیور انجن کو

شاہ کے چہرۂ پرنور کو مین ماہ کہون کہ
دنگ قیصر ہو جو حال حشم وجاہ کہون
تجھکو اے پیک صبا شاہ کا ہوا خواہ کہون
منحرف شاہ سے جو ہو اوسے گمراہ کہون
کچھ کہے کوئی مگر مین یہی واللہ کہون کہ
نامناسب نہین گر شاہ کو نوشاہ کہون کہ

شکل دلہن کی ہے آراستہ ہوکر جنکشن

سرخ باناتکا ہے فرش بچھا کیا نایاب
جھالرین ہین کہین لٹکے ہوئے بوتونکا جواب
روشنی کا بھی ہے موجود بکثرت اسباب
زرخالص کی ہے ویلکم کے ہر اک حرف مین آب
نصب تصویر ہے سلطان کی بصد آب وتاب
گونڈے اشجار کے رکھے ہین نہایت شاداب

چشم نظارگیاں پاتی ہے لطف گلشن ؎

شہ کے دیدار کو ہے راستوں میں بھیڑ بڑی — کوتوالی ہے ہٹاتی لیئے ہاتھوں میں چھڑی
نہیں ہٹتے ہیں گھنسے آتے ہیں سنتے ہیں کڑی — وقت آمد کیلئے دیکھتے ہیں جیب گھڑی
خوشنما فوج کے سرداروں میں ہلچل ہے پڑی — پیدلوں اور سواروں کی قطاریں ہیں کھڑی

جا بجا فوج کی سڑکوں پہ بندھی ہے سکھشن

کہیں اسوار زرہ پوش چلے آتے ہیں — سب کے باہم ہیں سر و دوش چلے آتے ہیں
بانکیں تانے ہوئے باہوش چلے آتے ہیں — نیزے رکھے ہیں آغوش چلے آتے ہیں
گھوڑوں کے دل میں ہے اک جوش چلے آتے ہیں — ہنہناتے نہیں خاموش چلے آتے ہیں

سبزۂ چرخ بھی ناظر ہے جھکائے گردن

لشکر گوشہ محل کا ہے کسی جا دنگل ؎ — کہیں گلگنڈے کی فوج نکلے ہیں چھائے بادل
سیسرم کی بھی ہے پلٹن ہاتھ لیئے ہاتھوں میں رفل — حبشیوں نکلے ہیں رسالہ کے جوان سب کڑیل
توپخانہ سے پڑی گاڑیاں ہیں ہلچل ؎ — سب کی سب فوج یہ کرتی ہے قواعد پہ عمل ؎

تال پر بانڈ کے رکھتی ہے قدم ہر پلٹن

سین جشن کا تھا یہ آؤ چلیں شہر کو ہم — خوش نظر ایک نظر دیکھیں وہاں کا عالم
وہ کمانیں نئی فیشن کی وہ اونکا خم خم — خوشنما جنکا ہے خم صورت ابروئے صنم
سونے حرفوں میں کسی جا پہ لکھا ہے ویلکم — تہنیت کے کہیں اشعار ہیں برجستہ رقم

جھاڑ لٹکے ہیں کہیں شب کو جو ہونگے روشن

کہیں ہوتی ہے سفیدی کہیں استرکاری — رنگسازی کا کہیں کام ہوا ہے جاری
روشنی کے لیئے ہوتی ہے کہیں تیاری — شیشیاں تا روغن آویزاں ہیں پیاری پیاری

خوب آراستہ ہین آکنہ سرکاری ۔ استقدر ساز طرب مین ہے مسرت ساری

لوٹے جاتے ہین ستارونکے طرب سی نیدہین

پھر گئی ہے جو سفیدی تو چمکتے ہین مکان ۔ ریل سے شہر تلک جہاڑین ہین آویزان

حسن کیساتھ ہے آراستہ ہراک دُکان ۔ کاغذین باغ سے سڑکین ہوئی ہین گل افشان

پل ہے نزدیک بنالی ہے جگہدار کمان ۔ قابل دید ہے واللہ نئے پل کا سمان

اور دروازہ پل پر ہے نرالا جوبن

دونون جانب جو درختونکے دہرے ہین کونڈے ۔ بعضون مین مختلف اللون ہین عمدہ پتے

بعضوںمین پہول نفیس اور ہین خوش رنگ لگے ۔ جنکی خوشبو سے معطر ہوے ہین سب رستے

جہنڈیان نصب کسی جا ہین کسی جا بوٹے ۔ آہنی تارونکے ہین جہاڑ بہی اس کثرت سے

رات ہوجائے گی تنویر سے روز روشن

جہنڈیان نصب ہین دروازے پہ ایسی یکجا ۔ کسی جانب سے جو آتا ہے ہوا کا جہونکا

اہل نظارہ مین ہوتا ہے یہ باہم چرچا ۔ گلبدن ملتے ہین جہک جہک کے گلے سے گویا

دونون پہلو مین ہے دروازے کے نوبت خانا ۔ دور تک جس سے پہنچی ہے مسرت کی صدا

سنکے نقارونکی آواز کو ہین مست ہرن

شہر کا شہر ہے صہبائے طرب سے سرشار ۔ ایک حالت مین خوشی کے ہین غریب و زردار

خوبی و حسن و لطافت سے سجے ہین بازار ۔ خوب چہڑکاؤ ہے سڑکون پہ نہین گرد و غبار

جابجا لکہتے ہین کپڑون پہ دعا کے اشعار ۔ خیرہ کرتی ہے نگاہون کو کمانون کی بہار

جنبشین جہنڈیونکی کہینچ رہی ہین دامن

ریل گہر کا قدیم شہ نے بڑہایا اعزاز ۔ شاہ کے آنیسے یہ شہر ہوا ہے ممتاز

کوئی کرتا ہے نیازین کوئی پڑھتا ہے نماز کوئی کہتا ہے خدا سے یہ بصد عجز و نیاز
میر محبوب علی شاہ کی ہو عمر دراز لو وہ باجو نکلے سلامی کی ہے آئی آواز

کہ وہ نوبت یہ وہ چلنے لگین توپین دنادن

کوئی اسوقت رعایا کی مسرت دیکھو تازگی جسم کی چہرہ کی بشاشت دیکھو
لب پہ جاری ہے دعا جوش محبت دیکھو جان و دل سے ہین فدا شہ پہ اطاعت دیکھو
رونقین چھا گئی ہین شہر کی حالت دیکھو چمک اٹھے در و دیوار کی صورت دیکھو

آج ہے سب کی طبیعت مین طرب کا مسکن

کوئی کہتا ہے حضور آئے رعایا ہوئی شاد کوئی کہتا ہے حضور آئے ملی دل کی مراد
کوئی کہتا ہے حضور آئے مسرت ہے زیاد کوئی کہتا ہے حضور آئے ہوا غم برباد
کوئی کہتا ہے حضور آئے بصد جاہ و رشاد کوئی کہتا ہے حضور آئے ہوا شہر آباد

کوئی کہتا ہے حضور آئے ہین پھر سوئے وطن

شاہ کے سر پہ ہے ظلِ کرم ربِ قدیر شاہ کے نور فراست سے منور ہے ضمیر
شاہ کا ہاتھ ہے بخشش کے لیے ابر مطیر شاہ کی ذات سے رونق ہے پئے تاج و سریر
شاہ کے خوف سے خایف ہین ریاست کے شریر شاہ کی عقل سلیم اور ہے صائب تدبیر

شہ کا بہبود رعایا کیلئے ہے قصد غن

واہ کیا شاہ کے اخلاق ہین ماشاء اللہ مظہر رحمت خلاق ہین ماشاء اللہ
عدل مین شہرۂ آفاق ہین ماشاء اللہ جاہ مین دبدبہ مین طاق ہین ماشاء اللہ
جود و ایثار مین مشاق ہین ماشاء اللہ زہر افلاس کے تریاق ہین ماشاء اللہ

غربا کے لیئے ہے ذات مقدس کندن

چشم بد دور زمانے مین سخی ایسا ہو۔ شیر دل ایسا ہو شوکت مین قوی ایسا ہو

مارے تلوار سے شیرونکو جری ایسا ہو نیک ایسا ہو ذمایم سے بری ایسا ہو

رایج حکم خدا حکم نبیٔ ایسا ہو ؛ دوست ہو آل کا محبوب علی ایسا ہو

حب اصحاب پیمبر کا ہو سینہ مخزن

شاہ کی بخت مبارک ہین پسندیدہ خصال ؛ شاہ کا فہم خداداد ہے روشن ہے خیال

شاہ کے عہد مین فتنون کا ہوا استیصال شاہ کے رعب سے یکجا ہوئے ہین شیر و شغال

شاہ کے خادم دیرینہ ہین جاہ و اقبال شاہ کے عہد مین رہتی ہے رعایا خوشحال

کیون نہو شاہ پہ ہے سایۂ رب ذی المن

عفو تقصیر خطا سیرت سلطانی ہے بخشش وجود و عطا خصلت سلطانی ہی

خاکسارون پہ کرم طینت سلطانی ہے دل اعدا پہ رقم سطوت سلطانی ہی

دافع جور و جفا نصفت سلطانی ہے دہاک ہے ملک مین کیا صولت سلطانی ہی

عہد مین شاہ کے معدوم ہین آشوب فتن

شہ کے اوصاف معلی کا ہے مشکل احصا شیفتہ درگہ خالق مین کرو دل سے دعا

شہ کا اقبال ترقی پہ رہے صبح و مسا د۔ پہ مخلوق شب و روز رہے ناصیہ سا

ملک قایم رہے جبتک رہے قایم دنیا حکم جاری رہے جبتک رہی گردش مین سما

داغ دشمن کو ملے ماہ مین جبتک ہو گہن

شہ کے ہاتھ مین ہو مضبوط حکومت کی زمام خون بدخواہ ریاست سے رہے سرخ حسام

یہ ولیعہد سلامت رہین تا روز قیام ؛ سایۂ شاہ و ولیعہد کے سر پر ہو مدام

خاندان آپکا قایم رہے باعیش تمام دوست سب آپکے دنیا مین رہین شیرین کام

ملتجی ذلت و کربت مین رہین سب دشمن

سر سلطان پہ حکومت کا مزین رہے تاج | سکۂ خسرو ذیشان کا ہو تا عشر رواج
کرّ و فر جاہ و حشم کا رہے پر نور سراج | ملک اور مال مین توسیع و افزون ہو خراج
تیرہ آفات و علالت کے عدو ہون آماج | شاہ باذل کا رہے جادۂ صحت پہ مزاج

سیکڑون سال سلامت رہین سلطان دکن

۲۶ محرم ۱۳۱۸ھ کو گوداوری ریلوے کا افتتاح سکندرآباد سے باسر تک ہوا۔

جنگ ٹرانسوال

اکتوبر ۱۸۹۹ء م جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ مین جنگ ٹرانسوال کا آغاز ہوا تھا ابتداے جنگ مین بوئرون نے نہایت ثابت قدمی اور بہادری سے افواج برطانیہ کا مقابلہ کیا۔ اکثر مقامات پر شکستین دین۔ اور محاصرہ کرلیا۔ مگر یہ ثابت قدمی اور بہادری چندروزہ تھی۔ چنانچہ تھوڑے ہی زمانہ کے بعد جنرل کرانجی (متعلقہ افواج بوئر) گرفتار ہوگیا۔ اور لیڈی اسمتھ محاصرہ سے مخلصی پایا۔ اسوقت پر حضرت اقدس و اعلی نے کمال مسرت و شادمانی کیساتھ ۲۱ - ۲۱ ضرب توپونکے فیر کرنیکا حکم دیا۔ اور صاحب عالیشان بہادر کے ذریعہ ملکۂ معظمہ کی خدمت مین تہنیت کا تار روانہ فرمایا۔ اور اون ۵۰ گھوڑونکے علاوہ جو امپیریل ٹروپس سے امداداً دئے گئے تھے۔ اور گھوڑے حسب ضرورت معہ اخراجات دینے کا وعدہ کیا۔ اسکے علاوہ ۵ ہزار روپیہ نقد کی اعانت کی۔ اور امرا بلدہ نے بھی چندہ کرکے ہزارہا روپیہ مصیبت زدگان جنوبی افریقہ کے لیئے روانہ کیا۔ اور میفکنگ کی خلاصی پر وزیر جنگ کو مبارکباد کا تار بھیجا گیا الحاصل جب جون ۱۹۰۰ء مین پرٹوریہ (پایہ تخت ٹرانسوال) فتح ہوا تو اعلیحضرت نے کمال درجہ کی مسرت و خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور ایکسو ایک توپ سر کیئے گئے تمام دفاتر ممالک محروسہ سرکار عالی کو تاریخ ۹ صفر ۱۳۱۸ھ ایک روز کی عام تعطیل عطا ہوئی۔ گو اسکے بعد بھی بوئرون نے

چھوٹی چھوٹی لڑائیون کا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر کہانتک۔ آخر گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت کرنی پڑی۔ اور انجام کار مسٹر کروگر (پریسیڈنٹ) کی مٹی تباہ وبرباد ہوئی۔ ملک ٹرانسوال معہ مضافات ہو کا ہمیشہ طلاکے ہمیشہ کے لیئے برٹش گورنمنٹ کے قبضہ مین آیا۔

اسی سال اخبارات سے لیئے پاؤ آنہ کا ٹکٹ (مثل برٹش گورنمنٹ کے) جاری کیا گیا اور امیدواران امتحان وکالت درجہ اول و دوم کے لیئے لا کلاس کا افتتاح ہوا۔ او حسب تحریک ناظم صاحب ڈاک خانہ سرکار عالی رجسٹری کا وزن (جو لفافہ پوست مین جاینوالا ہو) ۴۰ تولہ سے ۶۰ تولہ تک بڑھا دیا گیا۔ اور قدیم طریقہ گھنگرو کا جو تھا وہ موقوف کیا گیا۔ انہین ایام مین حسب تحریک ناظم صاحب کوتوالی اضلاع سکھو چار سرغنے (آسا سنگھ رسالدار۔ ہیرا سنگھ رسالدار۔ کشن سنگھ رسالدار۔ مان سنگھ وفعدار) سرکشی و نافرمانی (احکام سرکاری) کے جرم مین بموجب فرمان خسروی ملازمت سے برطرف اور ملک سے بدر کیئے گئے۔

موقوفی جلسہ ہائے سالگرہ مبارک بابتہ ۱۳۱۸ھ ہجری بوجہ شیوع مرض قحط سالی

اس اثنا مین ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ کا مبارک مہینہ قریب آگیا تو جملہ رعایا و برایا نے اعلیحضرت اقدس اعلیٰ کی پینتیسوین سالگرہ مبارک کا جشن منانے اور اڈریس پیش کرنیکا قصد کیا۔ تو حضور پرنور نے قحط سالی کی وجہ سے بکمال مراحم خسروانہ انعقاد و تیاری جشن کی موقوفی کا حکم امتناعی جاری فرمایا۔ او ہدایت ذیل ارشاد فرمائی

میری عزیز رعایا سے جان نثار و احباب صداقت شعار کے ہر گروہ و طبقہ نے جس عقیدت و صداقت کیساتھ میری سالگرہ کی خوشیان منانے اور مجھے اڈریس دینے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اوسکی مین تہ دل سے قدر کرتا ہون۔ مگر چونکہ یہ سال قحط کا ہے۔ اور میری غریب رعایا بہت سی اس افسوس ناک

اثر مین مبتلا ہے۔ میرا دل بحالت موجودہ ہرگز پسند نہین کرتا کہ وہان درنج و تعب مین رہین۔ اور یہان جلسے ہوتے رہین۔ لہذا مین اپنے تمام خیرخواہون سے یہ امید کرتا ہون کہ وہ جسقدر رقم جلسونمین اور روشنی وغیرہ مین خرچ کرنیکی خواہش رکہتے ہون اوسکو سب محتاج خانونمین دینگے یا اور کسی طور سی خیرات مین صرف کرینگے۔ اسمین بڑا ثواب ہوگا۔ پس جسقدر رقم محتاجونکی امداد مین میری سالگرہ کے نام سے دیجاسکے اوسکی اطلاع کو مین امسال اپنی عزیز رعایا و عہدہ دارون کا بہترین اڈریس سمجہونگا" علاوہ برین اعلیحضرت اقدس و اعلی نے بمراحم خسروانہ (بوجہ گرانی غلہ) ایک ایک روپیہ ماہوار مدد خرچ ملازمان کم مواجب (یعنے بارہ روپیہ والے تک) و جملہ مستقل ملازمین ملکی و فوجی کے لیئے منظور فرمایا اور فرمان اقدس کا عام طور پر یہ اثر ہوا کہ جملہ امرا و جاگیرداران و عہدہ داران و ساہوکاران وغیرہ نے باتباع فرمان شاہی نے اپنے حسب مقدرت بذریعہ خیرات و مبرات غربا و مساکین و معذورین کی امداد و اعانت اچہی طرحکی۔ حتے کہ متوسط الحال اشخاص نے بہی اس کار خیر مین مختلف ذرائع سے دامے درمے محتاجون اور مفلوکونکی دستگیری کی۔ بہرحال ایک زمانہ تک بلدۂ حیدرآباد کے ہر ایک محلہ و کوچہ و بازار مین ہزارون بلکہ لاکھون مکانات و دوکانات پر صبح سے شام تک قحط زدہ محتاجونکا میلہ لگا رہتا تھا کہین زر نقد کی تقسیم ہوتی تھی تو کسی جگہ کہانا پکا کر کہلایا جاتا تھا۔ اور کہین خشک غلہ کا دان ہوتا تھا۔ ۵ اسر جمادی الاول ۱۳۱۸ھ کو ایک جلسہ بمقام بیگم پیٹھ بصدارت نواب مدار المہام بہادر منعقد کیا گیا جسمین اکثر امرا و عزہ نے اپنے حسب مقدور مساکین و معذورین قحط زدہ کی امداد کے لیے معقول چندہ دیا چنانچہ اس ایک ہی جلسہ مین مبلغ (للعہ سما عہ) روپیہ کا چندہ جمع ہوگیا۔ اسکے بعد بہی متعدد جلسے کیئے گئے جسمین اور بہی معتد بہ رقم وصول ہوئی اور بغلبۂ آرا یہ قرار پایا۔ کہ اس رقم وصول شدہ سی ایک بیت المعذورین قایم کیا جائے جس سے معذور و اپاہج آرام و چین پائمن۔ حالانکہ قحط کی ابتدا ۱۳۱۶ھ ہی ہو چکی تھی۔ مگر یہ زمانہ نہایت سخت قحط سالی کا تہا۔ الغرض اس قحط کے انسداد کی

سرکار عالی سے تقریباً ساٹھ لاکھ روپیہ کی معتدبہ رقم صرف فرمائی۔ اور لاکھوں غربا کو امدادی کام پر لگایا جس سے اکثر غربا فاقہ کشی کے صدمو نسے محفوظ جا نبر ہو ئے۔ قحط سالی کے انتظام و اہتمام مین مسٹر اے۔ جے ڈنلاپ سی۔ آئی۔ ای۔ معتمد مالگزاری سنے بہت بڑا حصہ لیا۔ اور نہایت کفایت شعاری و حوس اسلوبی سے اس کام کو انجام دیا۔ نواب مدار المہام بہادر وقت سے بھی اس کام مین نہایت دلچسپی اور ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے اس دلچسپی اور حسن انتظام کے صلہ مین نواب مدار المہام بہادر کو تمغۂ قیصر ہند درجہ اوّل۔ اور مسٹر الگزنڈر جانسٹن ڈنلاپ سی۔ آئی۔ ای کو درجہ دوم کا تمغۂ قیصر ہند اور آنریبل کا خطاب عطا فرمایا۔

اسی زمانہ مین سرکار عالی نے بلحاظ ضرورت و انسداد قحط دو کروڑ روپیہ کا قرضہ بشرح سود فیصدی پانچ روپیہ سالانہ گورنمنٹ آف انڈیا سے بدفعات لیا۔ اور اسکے بعد سرکار عالی نے ۲۵ یا ۳۰ لاکھ روپیہ کے پرامیسری نوٹس (مدتی بست سالہ) جاری فرمایا جسکو ممالک محروسہ سرکار عالی کی تمام رعایا نے نہایت خوشی سے خرید کیا۔ بلکہ رقم مقررہ سے زائد تقریباً ایک کروڑ روپیہ کی درخواستین وصول ہوئین جو بوجہ تکمیل و عدم ضرورت رقم مقررہ سے جسقدر زائد درخواستین آئین وہ نامنظور کر دیگئین۔ چنانچہ سرکار عالی کے پرامیسری نوٹس کی مقبولیت کی اس سے بڑھ کر کیا دلیل و صداقت ہوسکتی ہے۔ کہ اسوقت اوسکا نرخ سب سے دریلوے شیئرز۔ ڈیکن ریلوی حصص۔ عدنیات۔ کرنسی نوٹس۔ بل آف اکسچینج پرامیسری نوٹس سرکار عظمت مدار وغیرہ) بڑھا چڑھا فیصدی ایکسو اٹھارہ روپیہ ہے۔

جولائی سنہ ۱۹۰۰ء م ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ مین جنگ چین کا آغاز ہوا جسمین تمام دول یورپ نے چین پر چڑھائی کر کے اوسکے حصے بخرے کرلینا چاہا تھا چنانچہ انگریزی گورنمنٹ بھی ایک وہین سے تھی۔ الحاصل اسموقعہ پر اعلیحضرت

خلد اللہ ملکہ نے رزیڈنٹ کو تار دیا کہ مین جناب چین کے متعلق امپریل سروس ٹروپس کے خدمات گورنمنٹ ہند کو پیش کرتا ہون ہو لیکن بہت جلد چین سے صلح ہو گئی۔ اسیلئے گورنمنٹ اف انڈیا نے نہایت شکریہ کیساتھ ان خدمات کی عدم ضرورت ظاہر کی۔

انتقال ڈیوک آف ایڈنبرا

۳۰ر جولائی سنہ ۱۹۰۰ء م ۲ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ کو ہز رائل ہائنس پرنس الفرڈ الکزنڈر ولیم ارنسٹ البرٹ ڈیوک اف سیکس کوبرگ گوتھا۔ اینڈ فرسٹ ڈیوک آف ایڈنبرا۔ کے جی۔ کے ٹی۔ کے پی جی سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ ایم۔ جی (یہ ملکہ معظمہ کے منجھلے صاحبزادے تھے اور انکی زبانمین سرطان نکلا تھا) نے انتقال فرمایا۔ اعلیحضرت نے اس حادثہ جانکاہ کے موقعپر کمال رنج و افسوس قیصرۂ ہند کے پاس تعزیتی تار روانہ فرمایا۔ اور ایک روز کی تعطیل تمام دفاتر ممالک محروسہ سرکار عالی کو عطا کی۔

اگسٹ سنہ ۱۹۰۰ء م ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ کو گورنمنٹ آف انڈیا نے کرنل بارکو (جو سر ٹریور ملوڈون کی شش ماہہ رخصت کے زمانہ مین منصرم رزیڈنٹ ہوئے تھے) حیدر آباد دکن کی رزیڈنسی پر مستقل فرمایا۔ اور سر ٹریور ہمیشہ کے لیئے یہان سے رخصت ہو گئے۔

اس اثنا مین معلوم ہوا کہ ۳۱ر اگسٹ سنہ ۱۹۰۰ء م ۵ جمادی الاول ۱۳۱۸ھ کو بمقام قسطنطنیہ سلطان المعظم (والی روم) کی ۲۵ سالہ فرمانروائی کی سلور جوبلی نہایت آب و تاب کیساتھ ادا ہوئی۔ چنانچہ اس خبر کے سنتے ہی حیدر آباد دکن مین بھی جملہ عام و خاص مسلمانون نے بخلوص قلب نہایت مسرت کیساتھ جشن منایا۔ اور شہر کی ہر کوچہ و بازار و مکانات مین روشنی کیگئی۔ اکثر جلسونمین قصائد خوانی ہوئی۔ اسپیچین پڑہی گئین۔ بہرحال طبقہ اسلام نے اپنی محبت و خلوص کا ثبوت پورا پورا دیا۔ اور یہ کیا کم ثبوت ہی کہ اسوقت حجاز ریلوے کی تیاری پر ہزارون روپیہ کا چندہ حیدر آباد دکن سی قسطنطنیہ روانہ کیا جا رہا ہی جسمین اہل اسلام کے علاوہ بعض بعض ہندو اور عیسائیون نے بھی اس نیک کام مین حصہ لیا ہے۔ اور فراہمی چندہ کے متعلق ہمارے معزز عنایت فرما ملا محمد عبد القیوم

صاحب دسابق اول تعلقدار سرکار نظام) کی کوشش وجانفشانی نہایت قابل قدر ہی اور یہ امر بھی بیان قابل ذکر ہے کہ رقم کثیر کا
چندہ دینے والے اور فراہم کنندگان چندہ کو قسطنطنیہ سی منجانب سلطان المعظم حسب مقدار رقم طلائی نقرئی مسی تمغے بھی وصول ہوئے
الحاصل چونکہ ابھی اسوقت تک قحط سالی کی وجہ سے بہت سی لاوارث و قحط زدہ یتیم بچے ہر قوم و مذہب کے عدالت ہائے سرکار عالی کے
ذریعہ یتیم خانۂ سرکاری مین داخل ہو رہے تھے۔ یا اکثر اشخاص کی درخواستون پر پرورش کے لئے دئے جاتے تھے۔ اون یتیمونکی بقا رو ذات
مذاہب کی نسبت عام طور پر غلط فہمی پہیلی ہوئی تھی اوسکے رفع کرنیکی غرض سی اور اپنی عدم تعصبی مراحم شاہانہ کا ثبوت دینے
کیلئے اعلیحضرت نے (جسکی نظیر دوسری ریاستون مین ملنا سخت مشکل و اہم ہے) ۷ جمادی الاول ۱۳۱۵ھ کو یہ فرمان صادر
فرمایا کہ "لاوارث یا قحط زدہ اطفال جو عدالتہائے سرکاری مین داخل ہوتے ہین۔ اونمین مختلف قوم کی اطفال رہتے ہین
گو ابتک اس امر کا لحاظ رہا ہے کہ جس قوم کا لڑکا ہو وہ اُسی قوم کے اشخاص کی درخواست پر پرورش کیلئے دیا جاتا ہے
اور جو اطفال کہ ورنگل آرفنیج مین ہین اونکو اونہی کے مذہب پر رکھا گیا ہی لیکن بعض لوگ جو غلط فہمی سی بلا تفریق قوم فرزند
پرورش کی درخواست کرتے ہین۔ وہ آیندہ احتیاط رکہین۔ کہ جس قوم کا بچہ ہو اوس قوم کا شخص اوسکی پرورش کی درخواست کرے"
۲۴ جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ کو محمد ابو الحسن خان بہادر المخاطب شوکت جنگ حسام الدولہ خلف شوکت جنگ
مرحوم کی نسبت اعلیحضرت کا حسب ذیل فرمان نافذ ہوا جسکی رو سی اونکی خدمات و خطابات سب ضبط کر لئے گئے۔ اور افسوس ہے
کہ اونکے ناشایستہ حرکات و لایعنی کرتوتونسی ایک اعلیٰ خاندان کے نام پر ہمیشہ کیلئے کلنک کا ٹیکہ لگا
مین بہت افسوس کیساتھ لکھتا ہون کہ محمد ابو الحسن خان شوکت جنگ حسام الدولہ نے بلا وجہ دخل در معقولات دیکر یہ نالایق حرکت
کی ہی کہ آنریبل کرنل بار کے نام چند ایسے بیشرم و تہتک آمیز خط بہیجے جنمین میرے چند امرا و عمائدین کی حقارت ہی۔ اور خود میرے اور
رزیڈنٹ صاحبونکی نسبت غلیظ باتین لکھے ہین۔ حالانکہ میری رعایا مین سے کوئی شخص ایسا کرنا در اصل میرے دربار کی حقارت ہے
چونکہ ان دنون حیدرآباد مین اس قسم کی بدمعاشی در پردہ ہونا پایا جاتا ہی۔ لہذا لازم ہے کہ حسام الدولہ بہادر کو ایسی سزا دیجائے
کہ دوسرونکو اس سی عبرت ہو پس حسام الدولہ بہادر علاقۂ صرفخاص کی ملازمت سی برطرف کر دئے گئے۔ اگر انکو علاقۂ دیوانی مین کوئی
خدمت ہو تو اُس سی بھی فوراً برطرف کئے جائین۔ اور اونکے خطابات خانی بہادری شوکت جنگ حسام الدولہ جسکی لایق نہ ہو نا انہون

اپنے کو ثابت کر دیا ہے وہ منسوخ کر دیے گئی۔ اگرچہ انکی خطا اس قابل تھی کہ وہ پولٹیکل طور سے قیدی بنا رکھے جائین تاہم
مین اونکے خاندان پر رحم کرکے اور اُن کے آبا و اجداد کی خدمت کو مدنظر رکھ کر اونکو ایسی سزا دینے سے باز رہتا ہون"

قبل ازین بہت سے امرا و اعزا گواہی عدالت دیوانی سے محض سفارش و رسوخ کے باعث مستثنیٰ کیے گئے تھے۔ اور اکثر اس اعزاز سے جو لایق استثنا تھے محروم بھی تھے۔ چنانچہ اس تفریق و امتیاز کو اعلیحضرت کی انصاف پسند طبیعت نے ہرگز جایز نہ رکھا کہ چند امرا مستثنیٰ اور چند غیر مستثنیٰ ہون۔ الغرض (باستثنا معدودے چند اون امرائے عظام کے جو مدتوں سے آبائی و موروثی طور پر مستثنیٰ ہین) حضور پرنور نے بذریعہ فرمان مندرجہ ذیل مورخہ ۵ رجب ۱۳۱۱ھ اُس استثنا کو بالکلیہ اوٹھا لیا۔ اور جملہ احکامات سابقہ اس فرمان کی رو سے منسوخ کر دیے گئے۔

نواب مدار المہام صاحب"۔ چند معزز اشخاص کو عدالت دیوانی مین بحیثیت گواہ حاضر ہونے سے معافی کرنیکی نسبت آپکی عرضداشت مورخہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۱۱ھ ملاحظہ کیگئی جسمین آپنے عرض کیا ہے کہ عدالت فوجداری مین کوئی شخص بحیثیت گواہ حاضر ہونے سے معاف کیجانیکی ضرورت نہین۔ اگرچہ ایسا عملدرآمد عدالت نے ظاہر کیا ہے۔ لیکن عدالت کی دیوانی مین بحیثیت گواہ حاضر ہونے سے چند معززین معاف کیے جائین"۔ مین نے اسپر بخوبی غور کیا۔ مگر میرے نزدیک چند کی معافی اور چند کی نامنظوری درست نہین ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنے کو معزز سمجھتا ہے۔ ایسی حالت مین نامنظور شدہ اشخاص کی دلشکنی ہوگی۔ اسلیے مناسب ہے کہ عدالتونکا موجودہ عملدرآمد بحال رہے۔ عدالتونکو اختیار رہے کہ دیوانی اور فوجداری ہر دو مین اختیار تمیزی قابل مرافعہ دیا جائے کہ وہ کسی خاص مقدمہ مرجوعہ مین کسی معزز یا مقدس شخص کو بحیثیت گواہ اپنے اجلاس مین طلب کرنیکے عوض اُسکی شہادت بذریعہ کمیشن قلمبند کرا سکے۔ اور کمیشن کی اجازت دے۔ اگر احیاناً کسی خاص مقدمہ مرجوعہ مین کوئی عدالت کسی معزز یا مقدس شخص کی حاضری پر اصرار کرے۔ اور مرافعہ مین بھی وہ حکم بحال رہے تو اُسکو آپ بطور خاص فقط اُس مقدمہ مرجوعہ مین حاضر ہونے سے معاف کرکے اوسکی شہادت بذریعہ کمیشن قلمبند کرانیکے لیے حکم جاری کرسکتے ہین۔ انہین اصول کی بنا پر ڈھائی سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ مینے بتاریخ ۸ ذیحجہ ۱۳۱۵ھ ایک حکم جاری کیا تھا وہ اسکے ساتھ مرسل ہے ہر دو شایع کر دیے جائین۔ اور ابتک جسقدر احکام چند اشخاص کو عام طور سے عدالت کی حاضری سے خصوصی معاف کرنیکے لیے جاری ہوچکے ہین وہ سب اس حکم کی وجہ سے منسوخ ہوگئے۔ نواب مدار المہام صاحب عرضداشت مورخہ ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ مین جس فہرست اسمائے کی نسبت

اسکی کوئی ضرورت نہین - آپسی اور دیگر عہدہ داروں سی علی العموم مخفی نہین کہ کون میری خاص حسب منشا یا ملازم ہین اگر انہین مین سی کسی کی نسبت کبھی کسی مقدمہ مین آجائی - یا کسی کی شہادت کی ضرورت کسی عدالت کو واقع ہو جائی - یا کوئی شخص میری پاس حاضر رہنی کی وجہ سی حضوری عدالت سی متعذر ہو تو اسوقت اسکی متعلق آپ میری ملاحظہ مین معروضہ داخل کر کے مستثنٰی یا غیر مستثنٰی کا حکم حاصل کر سکتے ہین ابہی سی چند ملازمون کی نسبت کوئی ایسا حکم نافذ کرنا قبل از وقت اور بالکل غیر ضروری ہی

وفات حسرت آیات

ملکہ معظمہ قیصرۂ ہندوستان

اواسط جنوری ۱۹۰۱ء م اواخر رمضان ۱۳۱۸ھ مین ملکہ معظمہ کی علالت کی خبر معلوم ہوئی اعلیحضرت نی اوسیوقت نواب مدار المہام بہادر کے نام حسب ذیل حکم صادر فرمایا کہ۔

آنریبل رزیڈنٹ صاحب نے مجھکو اطلاع دی ہے - کہ ان دنون ہر مجسٹی کوئین ایمپرس کے دشمنوکا مزاج بہت علیل ہے - مجھے اس خبر وحشت اثر سے نہایت ہی فکر ہوئی - فوراً انتظام کیا جائے کہ ہمارے ممالک محروسہ مین کوئی مناسب روز شاید آیندہ عید کا دن مناسب ہوگا تمام معابد ومن عام طور سے ہر مجسٹی کی صحت اور ترقی عمر کی دعائین مانگی جائین ؎

چنانچہ تمام مساجد کے پیش امام اور دیولون کے پجاری - کلیساؤن کے پادری - اور آتشکدون کے معابد ونکو حکم دیا گیا کہ بلدہ مین عید الفطر کے روز اور اضلاع مین حسب روز جدیدہ وصول ہو - دعا کرین اسکے علاوہ اعلیحضرت نے ایک مجرم کا قصاص (جو اوس روز ہونیوالا تھا) بھی معاف فرمایا اور عید کے دربار کی موقوفی کا حکم صادر کیا - مگر افسوس ہے کہ قضا وقدر سے کسی کو چارہ نہین ہے اسکے تیسرے ہی روز خبر آئی کہ ملکہ معظمہ نی ۳ رمضان ۱۳۱۸ھ م ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء کی شام کو ایک ہفتہ کی علالت کے بعد ۹ گھنٹہ (۷) منٹ پر (۶۳) سال (۷) ماہ حکمرانی کرکے بعمر (۸۱) سال (۸) ماہ

بعد رحلت فاجع اس دار فانی کو الوداع فرمایا۔ حسب الحکم اعلیٰحضرت ایکسو ایک توپیں سر ہوئیں۔ اور
نواب مدار المہام بہادر نے ملاحظہ فرمان خسروی یہ حکم صادر کیا کہ "علیا حضرت ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند کے انتقال پُر
ملال کی خبر وحشت اثر سے ملازمان حضرت اقدس و اعلیٰ کو کمال تاسف اور دلی رنج ہوا۔ علیا حضرت ملکۂ
معظمہ قیصرۂ ہند کا عہد دولت عہد بلحاظ امن و آسایش و صلاح و فلاح رعایا و عروج و استحکام سلطنت تاریخ
عالم مین ہمیشہ یادگار رہیگا۔ دراصل علیا حضرت کی ذات بابرکات بلحاظ انتہائے اقبال مندی و وسعت
اخلاق اور کمال انسانی ہمدردی کے دنیا مین اپنی آپ ہی نظیر تہین۔ اور بلحاظ اون برکات کے
جو علیا حضرت کی ذات مستجمع صفات سے وابستہ تہین۔ اونکے سایۂ عاطفت کا اوس وسیع مملکت سے
جہان کبھی آفتاب غروب نہین ہوتا اوٹھ جانا ہوا خواہان تاج برطانیہ کے لیئے سخت تاسف خیز واقعہ
ملازمان اقدس و اعلیٰ اس اندوہگین موقعہ پر بلحاظ اوس قدیمی اتحاد کے جو تاج برطانیہ کیساتھ ہے۔ اور
جسکو علیا حضرت کی وفاشعاری و ہمدردی نے اور بھی مضبوط کردیا۔ اپنے دلی رنج و تاسف کا
اظہار فرماتے ہین۔ اور حکم فرماتے ہین کہ بوجہ اس حادثۂ عظیم کے تمام ممالک محروسۂ سرکار عالی مین
دفاتر سرکاری سات روز تک بند رہینگے"

اسکے بعد یہ معلوم ہوا کہ قیصرۂ ہند کے جنازہ کی تکفین ۲ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو عمل مین آئیگی۔ چونکہ یہ رنج
تمام ہوا خواہان سلطنت کے لیئے نہایت رنج و غم کا تھا اسلیئے حضرت اقدس و اعلیٰ نے حکم فرمایا کہ۔
(۱) اس روز بھی ایکسو ایک توپین ایک ایک منٹ کے فاصلہ سے بغرض اظہار غم و اندوہ سر کیئے جائین۔
(۲) تمام دفاتر سررشتہ جات بند رہین۔ (۳) تمام سرکاری اعلام کے پرچم سرنگون رکہے جائین۔
(۴) نوبت نقارخانہ ساکت و صامت رہین (۵) تمام کاروبار تجارت و بازارات بند رہین۔ (۶) رسوم خوشی و

* ملکۂ معظمہ کے تابوت پر لاطینی زبان مین جو عبارت کندہ کی گئی تھی اوسکا ترجمہ یہ ہے کہ "یہان نہایت حلیم۔ طاقتور اور نیک ملکہ
وکٹوریہ۔ عادل حامی دین۔ دہ بانوائے گریٹ برٹن و قیصرۂ ہند کی لاش رکھی ہوئی ہے" ۱۲ مولف

شادی موقوف رہین۔ (۷) تمام طبقہ جات رعایائے سرکار عالی اظہار ماتم کے مناسب طریقے اختیار کرین
چنانچہ اسکی پوری پوری تعمیل ہوئی۔ تمام بازار سنسان تھے اور ہر ایک آدمی کے چہرہ سے حزن و ملال
برس رہا تھا۔ ۹ شوال ۱۳۱۸ھ کو (حسب فرمان خسروی مرقومہ ۱۱ شوال ۱۳۱۸ھ) ہز موسٹ گریشیس
مجسٹی بادشاہ ایڈورڈ ہفتم بادشاہ گریٹ برٹن و آئرلینڈ و قیصر ہند کی تخت نشینی کا اشتہار شتبہ نشان مورخہ
۲۹ جنوری ۱۹۰۱ء) کا ترجمہ معہ اقرار کے۔ (جو ہز مجسٹی نے اعلان کے بعد کیا) عام اطلاع کے
لیے حسب ذیل شایع کیا گیا۔

اعلان

ہرگاہ قادر مطلق نے ہمارے فرمانروائے سابق علیا حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریہ کو جنکی مبارک اور
جلیل الشان یادگار ہمیشہ قایم رہیگی۔ اپنے جوار رحمت مین طلب فرمالیا ہے۔ اور جنکی وفات سے
سلطنت متحدہ گریٹ برٹن و آئرلینڈ کا تاج بلا شرکت غیرے وازروے استحقاق عالیمرتبت و رفیع الشان
شاہزادہ البرٹ اڈورڈ کو پہنچا ہے۔ لہذا ہم مملکت ہذا کے لارڈ اسپریچویل و ٹمپرل معہ علیا حضرت
مرحومہ کے پریوی کونسل کے ارکان و متعدد دیگر اصحاب ذی مرتبت و لارڈ میر و الڈرمن و باشندگان
شہر لنڈن اب بذریعہ ہذا ایک صدا ایک زبان اور ایکدل ہوکر اشاعت و اعلان کرتے ہین کہ ہماری
فرمانروائے سابق کی وفات سے صرف عالیمرتبت و رفیع الشان شاہزادہ البرٹ اڈورڈ ہمارے
جائز و حقدار بادشاہ ہوئے ہین۔ اور بفضل خدا ممالک متحدہ گریٹ برٹن و آئرلینڈ کے بادشاہ
ڈفنیڈر آف دی فیتھ و قیصر ہند ہین۔ اور جنکی اطاعت ہم وفاداری کیساتھ اپنی دلی اور ناچیز حیثیت سے
ہمیشہ کے لیے قبول کرتے ہین۔ اور خداوند تعالے سے (جس سے بادشاہونکو حکمرانی حاصل
ہوتی ہے) ہماری یہ التجا ہے کہ شاہزادہ اڈورڈ ہفتم سالہائے دراز تک بمسرت ہمپر فرمانفرما
رہین مارلبرا ہوس میں جمیس پیلیس مین بتاریخ ۲۳ جنوری ۱۹۰۱ء یہ اعلان کیا گیا۔)

اقرار

یور رائل ہائنس - مائی لارڈز و جنٹلمین - آپسے خطاب کرنیکا میرے لئے اس سے زیادہ دردناک موقع کبھی نہوگا - میرا مقدم اور رنج آمیز فرض یہ ہے کہ مین آپکو اپنی والدۂ ماجدہ ملکۂ معظمہ کے انتقال کی اطلاع دون - مین جانتا ہون کہ آپکو اور تمام قوم کو بلکہ میرا خیال ہے کہ تمام عالم کو اس ناقابل تلافی صدمہ مین جو ہم سب کو ہوا ہے - میرے ساتھ کیسی دلی ہمدردی ہے - مجھے اس امر کے اظہار کی ضرورت نہین ہے - کہ میری ہمیشہ یہ کوشش رہیگی کہ اوس بار عظیم کے اٹھانے مین جو مجھپر اب عائد ہوا ہے - ہمیشہ علیا حضرت موصوفہ کی اتباع کرون - میرا مصمم ارادہ ہے کہ مین کونسٹیٹیوشن کو پورے طور پر ملحوظ رکھون - اور جب تک میرے دم مین دم رہے اپنی رعایا کی بہبودی و ترقی کے لئے کوشش کرون - مین نے ایڈورڈ کا نام اختیار کیا ہے جس نام سے میرے اجداد مین سے چھ موسوم رہچکے ہین - اس نام کے اختیار کرنے مین مین البرٹ کے نام کی وقعت کم نہین کرتا ہون - جو نام مجھے اپنے عظیم الشان و دانشمند والد سے (جنکی وفات کا ہمیشہ رنج باقی رہیگا -) وراثتاً پہنچا ہے - اور جو میرے خیال مین باتفاق انام - البرٹ دی گڈ کے نام سے استحقاقاً ملقب ہین - میری خواہش ہے کہ یہ نام اوہنین کے لئے مخصوص رہے خاتمہ پر مجھے پارلیمنٹ اور قوم سے یہ توقع ہے کہ جو فرض عظیم اب مجھپر وراثتاً عاید ہوا ہے - اوسکی انجام دہی مین وہ میری امداد کریگی - اور میرا مصمم عزم ہے کہ اس بقیہ زندگی مین اپنی تمام قوت کو اسی فرض کے پورا کرنے مین صرف کرون "

افسوس ہے کہ انہین ایام مین دفعتاً شہزادۂ ولیعہد بہادر کے ہاتھ مین بندوق کی نالی پھٹ گئی جس سے عام طور پر خلایق مین پریشانی اور انتشار پیدا ہوگیا تھا - لیکن پروردگار عالم (جو حافظ حقیقی ہے) نے اس حادثۂ عظیم سے شہزادۂ بلند اقبال کو محفوظ و مصئون رکھا - چنانچہ اس مسرت کے

اظہار اور شکر بدرگاہ رب العزت بجا لانیکے لیئے نواب مدار المہام بہادر نے ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ کو بمقام سیفم پیٹہ ایک جلسہ منعقد فرمایا تھا۔ اور اس جلسہ مین جو رزولیوشن منظور ہوا تھا۔ اوسکی نقل معہ روئداد جلسہ پیشگاہ اعلیحضرت مین گذرانی گئی تھی اوسکے جواب مین بارگاہ شاہی سے براحم خسروانہ حسب ذیل فرمان نافذ ہوا۔

"مین اون تمام صاحبونکے جوش دلی اور خیرخواہی کی بہت قدر کرتا ہون جنہون نے اس جلسۂ عام مین شریک ہوکر اپنی محبت کا اظہار کیا۔ جو اونکو میرے اور میرے فرزند کیساتھ ہے۔ اور مین بھی اپنے تمام خیرخواہونکے ساتھ خدا ئے حافظ حقیقی کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہون جس نے میرے لڑکے پر اپنا فضل مبذول فرما کر حادثہ سے محفوظ و مصئون رکھا۔ میری اس اظہار خوشنودی کی اطلاع ارکان جلسہ کو کسی مناسب طور سے دیجائے"

انعقاد میموریل فنڈ

ملکہ معظمہ کے انتقال کے چند ہی روز بعد اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے ملکہ معظمہ کی یادگار قایم کرنیکے لیئے نواب مدار المہام بہادر کے نام حسب ذیل فرمان نافذ فرمایا۔

"مین آپکو یہ لکھنے کی ضرورت نہین۔ کیونکہ خود آپ بخوبی جانتے ہین کہ مرحوم ہر مجسٹی ملکہ وکٹوریہ قیصرۂ ہند میرے ممالک محروسہ مین کسقدر ہر دلعزیز اور محترم تہین۔ اونکو خصوصاً میری ریاست اور میری بہبودی سے کسقدر زیادہ خلوص کیساتھ دوستانہ دلچسپی تھی۔ اوسکے اندازہ کرنیکے لیئے صرف ایک ہی بات کافی ہے کہ خطوط جو ہر مجسٹی براہ عنایت مجھے اکثر بدست خاص تحریر فرماتی رہین۔ اونمین ایک خط یہ بھی ہے جسمین اونہون نے میرے فرزند کی تعلیم کے نسبت براہ کرم اپنی مسرت ظاہر فرمائی ہے۔ غرض ایسی ... اور ایسی اچھی ملکہ معظمہ کی وفات سے جو غم ہمارے دلونکو ہوا وہ ہمارے دل ہی جانتے ہین۔

حاجت بیان نہیں۔ اگرچہ ہز مجسٹی کا نام اور کام ایسا ہے جو دنیا کے صفحۂ تاریخ مین ایک نہایت درخشان
یادگار رہیگا۔ مگر ہمپر بھی لازم ہے کہ اوس تاریخی یادگار کی کیسقدر تائید مین کوئی ایسی یادگار قایم کرین۔
جو اونکے نام نامی سے خیر جاریہ بنی رہے۔ جہانتک مین اپنی عزیز رعایا کے خیالات وخواہشات سے
واقف ہون۔ مین کامل یقین کیساتھ کہہ سکتا ہون کہ اسباب مین میری عزیز رعایا میری راے سے
بالکل متفق ہے۔ مین تجویز کرتا رہا۔ اور آپسے اور چند امرا سے بھی راے لیتا رہا کہ کیا اور کیسی یادگار
قایم ہونا مناسب ہے۔ اس اثنا مین جب مجھے معلوم ہوا کہ میرے معزز دوست وایسرائے بہادر نے
عام اقلیم ہند کے لیئے ایک نیشنل یادگار (میموریل) کلکتہ مین قایم کرنیکی ابتدا کی ہے تو مین نے
فوراً اس موقع کو بھی ہاتھ مین لیکر بطیب خاطر اوس یادگار کا پیٹرن ہونا پسند کیا۔ اور ابتدائی
چندہ ایک لاکھ روپیہ دیکر وعدہ کیا کہ آیندہ اسمین معتدبہ اضافہ کیا جائیگا۔ اسکے علاوہ خود ریاست
حیدرآباد دکن مین بھی ایک مقامی یادگار قایم ہونا لازم ہے۔ کیونکہ مرحوم ہز مجسٹی کو یہان سے
ایک عمدہ خصوصیت رہی ہے۔ لہذا مین اس مقامی یادگار (میموریل) کے فنڈ کا پیٹرن ہونا بھی
پسند کیا تاکہ یہان بھی ایک ایسی مقامی یادگار قایم ہوجاے جو نہ صرف حیدرآباد دکن کے لیئے
شایان ہو بلکہ اوس بڑے نام کے لیئے بھی موزون ہو جس سے کہ وہ یادگار نامزد ہوگی۔ جب کہ
مین نے آپکو لکھا تھا میرے نزدیک بفضلہ تعالی شانہ یہ بالکل سہل ہے کہ ہر دو یادگارونکے قیام کے
واسطے جو کچھ خرچ ضروری ہو اوسکو مین اپنی طرف سے ادا کردون۔ لیکن مجھے یہ بات پسند نہ آئی
کہ اس خیر وبرکت کے کام مین صرف میرا ہی ایک نام ہو۔ اور میری عزیز رعایا جو فرط محبت اور وفاداری سے
میری خواہش کو اپنی خواہش۔ میرے کام کو اپنا کام سمجھتی ہے۔ اوسکو اس موجودہ کام مین میرے
نام کیساتھ اپنا نام شریک کرنیکا کوئی موقع نہ دیا جاے۔ پس مین نے یہ تجویز کی ہے۔ کہ کلکتہ کی
نیشنل میموریل کے واسطے جو رقم میری ریاست سے دیجائیگی اوسکا ایک حصہ اور نیز حیدرآباد کے

مقامی میموریل کیواسطے جو رقم صرف ہوگی اوسکا ایک حصہ میرے امرا اور جاگیردار اور علی العموم
ہر طبقہ کے تمام باشندگان ممالک محروسہ کے چندہ کی رقم کا ہو تو بہتر ہے۔ تاکہ ہر شخص اپنے مرضی
مطابق اپنے حتی المقدور اس خیر باریہ اور رفاہ عام کے کام مین شریک ہوسکے۔ اس چندہ کو
جمع کرنے اور مقامی میموریل کے تعمیر کرنیکے لئے انتظامی کمیٹی کے پریسیڈنٹ ہونیکے واسطے
مین نے آپکی اور نیز چند دیگر امراء کی خواہش کے مطابق اپنے دوست آنریبل کرنل بار کو دعوت
دی تھی جسکو اونہوں نے براہ کرم بہت خوشی کیساتھ قبول کیا ہے۔ اونکی زیر صدارت انتظامی کمیٹی کے
ارکان حسب ذیل ہونگے۔

امیر کبیر سر خورشید جاہ بہادر۔ سر وقار الامرا بہادر۔ آصف یاور الملک بہادر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر۔ خانخانان بہادر۔
میجر جنرل اوڈہوز۔ بریگیڈیر جنرل ڈننگ۔ (حیدرآباد کنٹنجنٹ) افتخار الملک بہادر۔ فخر الملک بہادر۔
مسٹر اے جے ڈنلاپ۔ مسٹر ہنکن۔ اکبر الملک بہادر۔ افسر الدولہ بہادر۔ مر لیمنو مہر آصف نواز جنگ بہادر

اس کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ حسب ضرورت چند دوسرے صاحبونکو بھی بحیثیت رکن اپنے ساتھ شریک
کرلے اور کسیکو اپنے معتمد اور اپنے خازن بنالے۔ کمیٹی کے ارکان مین سے پریسیڈنٹ صاحب
کسیکو نائب پریسیڈنٹ مقرر کرینگے۔ اور اضلاع مین کمیٹیان جو اس چندہ کے واسطے انتظامی کمیٹی
قایم کریگی۔ اوس کے چیرمین بھی پریسیڈنٹ صاحب مقرر کرینگے۔ انتظامی کمیٹی کا پہلا اجلاس سہ شنبہ
سلخ ذی قعدہ ۱۳۲۱ف م ۵ مارچ ۱۹۱۲ء کے شام کے پانچ بجے چادر گہاٹ رزیڈنسی مین ہوگا۔ اسکے
بعد کے اجلاسونکا انتظام خود پریسیڈنٹ صاحب مقرر کرینگے۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ مقامی میموریل کیا
اور کیسی ہونی چاہیئے۔ مین اوسکو پورے طور سے میری عزیز رعایا اور وفادار دوستونکی رائے پر
چھوڑ دیتا ہون۔ جو وہ علی العموم پسند کرینگے۔ اوسکو مین بھی خوشی کیساتھ پسند کرونگا۔ اور عام رائے
اور خواہش کے مطابق میموریل کے قیام و تعمیر کا بندوبست انتظامی کمیٹی کریگی۔ چونکہ مین نے

اس چندہ کا موقع میری رعایا اور دوستونکو محض اس خیال سے دیا ہے کہ اس کار خیر مین میری نام کے ساتھ وہ بھی شریک ہون - لہذا مین نے یہی تجویز کی - ہے کہ جسوقت حیدرآباد مین حسب مذکور مقامی میموریل قایم ہو جائیگی - اوسکی عمارت مین ایک تقطیع کونی مناسب جگہ پر لگائی جائے جسمین میرے نام انتظامی کمیٹی کے پریسیڈنٹ - ویس پریسیڈنٹ اور ارکان کے نامونکے ساتھ اون چندہ دہندہ لوگون کی نام بھی کندہ کیئے جاینگے جن کے لیئے بلحاظ تعداد رقم چندہ یا دیگر خدمات خاص انتظامی کمیٹی سفارش کریگی "

چنانچہ فرمان مندرجۂ بالا کے متعلق اکثر و بیشتر جلسے ہوئے - اور معتدبہ مقدار مین چندہ بھی جمع ہوا اور اس میموریل فنڈ کے لیئے اعلیحضرت اقدس و اعلی نے اپنا وسیع و رفیع شاہی محل واقع سرور نگر عطا فرمایا - اور رونگٹن آرفنیج کے لڑکے اور لڑکیان بھی اسی آرفنیج مین شامل و داخل کردئے گئے تہوڑا ہی زمانہ ہوتا ہے کہ اوسکا افتتاح بھی ہوگیا - جسکے تفصیلی حالات اور اسپیچین وغیرہ آیندہ موقع و محل پر لکھے جاینگے - انہین ایام مین معلوم ہوا کہ مسٹر ولیم کنگلی دپریسیڈنٹ امریکہ نے انتقال کیا - اجکا ماتم لندن مین برابر ایک ہفتہ تک کیا گیا - اور یہان بھی کل دفاتر ممالک محروسہ کو ایک روز کی تعطیل ۱۹ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ کو دی گئی -

سرفرازی خلعت و خدمت وزارت جبہ راجایان

سر کشن پرشاد یمین السلطنت مدار المہام پیشکار بہادر

۱۰ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ کو فرمان واجب الاذعان اعلیحضرت اقدس و اعلی بدینمضمون صادر ہوا - چونکہ نواب وقار الامرا بہادر نے چھ ماہ کی رخصت بلاتنخواہ کی درخواست کی ہے - اور خدمت مدار المہامی کی مسدواری سے اپنی سبکدوشی چاہی ہے لہذا بعد منظوری اونکی ششماہہ رخصت کے ایک ماہ بلا تنخواہ خدمت مدار المہامی سے سبکدوش کیئے گئے - اونکی جگہ مہاراجہ پیشکار کشن پرشاد بہادر بالفعل ماہوار موجودہ امتحاناً تا حکم ثانی پیشکار و منصرم مدار المہام مقرر کیئے گئے ہین - اور نئے

* مسٹر مکنلی کو بفلو کی نمایش مین ایک شخص مسمی الکمنز نے طمنچہ سے مارا - ایک ہفتہ زیر علاج رہا آخر جانبر نہو سکا - ۱۲ مولف

منصرم مدار المہامی سے کے زمانہ مین ظفر جنگ شمس الملک بہادر استحقاقاً تاحکم ثانی بالونس دو ہزار روپیہ ماہانہ منصرم معین المہام فوج و رکن کبینٹ کونسل مقرر کیئے گیے۔ قانونچہ و قواعد قانونچہ و احکام نافذہ مطابق منصرم مدار المہام کو اور منصرم معین المہام فوجکو وہ تمام اختیارات عطا کیئے گیے ہین جو اقتدارات کہ مستقل مدار المہام کو اور مستقل معین المہام فوج کو استعمال کرنیکی اجازت دیگئی تھی۔ تمام امراو اعزہ۔ جاگیردار۔ وعہدہ دار۔ رعایاے باشندگان ممالک محروسہ کو بذریعۂ ہذا حکم دیاجاتاہے کہ وہ منصرم مدار المہام (مہاراجہ کشن پرشاد بہادر) کی تابعداری اور اونکے احکام کی تعمیل پورے طور سے کرتے رہین ؎

اس عمدہ انتخاب سے اعلیحضرت کی مدبری۔ روشن دماغی۔ اور اولوالعزمی کا بین ثبوت ملتاہی۔ جولوگ یہاںکے پولیٹکل واقعات اصلی اور واردات حقیقی سے باخبر ہین اونپر منکشف ہے۔ کہ حضرت اقدس و اعلی کے عہد ہمایونین جو کچھہ تبدلات وزارتون مین واقع ہوے۔ کہانتک ناگزیر اور لازمی تھے۔ ہرایک وزارت کا زوال جداگانہ اسباب سے ہوا۔ جس سے واقفان حال اصحاب پر اعلیحضرت کی مدبرانہ پالیسی اور کمال حلم وتحمل۔ رعایت و رحمدلی کا حال کہل گیا ہوگا۔ سمین شک نہین ہے کہ عالیجناب مہاراجہ کشن پرشاد بہادر مدار المہام حال۔ اعلیحضرت کی خیرخواہی و جان نثاری۔ اطاعت و فرمانبرداری مین پہلے ہی سے ثابت قدم مانے جاتے ہین۔ اور پبلک یہ باور کرتی ہے۔ کہ آپکو اعلیحضرت کے ساتھہ کمال خلوص و محبت ہے۔ فی الواقع یہ کہنا بیجا نہوگا کہ آپکو بادشاہ پرستی کا شرف حاصل ہے۔ غالباً انہین اوصاف پسندیدہ کی وجہہ ہے کہ وزارت دکن کیلیئے آپکے انتخاب پر پبلک خوشیان مناتی ہے۔ چنانچہ اسی تشکر و تہنیت کا جلسہ باغ عام جو بصدارت نواب آصف یاور الملک بہادر و میر مجلسی راجہ اندر کرن بہادر ہوا۔ اور جلسۂ ٹی پارٹی جو بڑے اوسپہ سالار اے صاحب نبیرۂ راجہ رگہورام ستوتی سے کیا شاہد حال ہین۔ اونکے علاوہ جو جلسے کہ

نواب غلام جیلانی خان (اعتضاد جنگ بہادر) جاگیر دار اور مدرسۂ مفید الانام نے کیئے وہ اس امر کے پورے موید ہین۔ کچھ بلدہ ہی پر موقوف نہین ہے۔ اضلاع مین بھی یہی خوشیان۔ اور تہنیتین ہوئین۔ چنانچہ مولوی آغا شیخ محمد صاحب (اول تعلقدار نلگنڈہ و حال اول تعلقدار ورنگل) اور مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے اول تعلقدار بیڑ و حال معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی) نے اپنے اپنے مستقر پر اسی وزارت کی تہنیت اور مبارکباد مین جلسے منعقد فرمائے بلکہ کل محروسہ سرکار عالی کے جملہ اضلاع و تعلقات مین ہر ایک عہدہ دار مقتدر نے نہایت خلوص کیساتھ ٹی۔ پارٹی لمیٹ ہوم کی دعوتین ترتیب دین۔ اسپیچین پڑہین۔ الحاصل خوب ہی جشن منائے اور جلسے کیئے۔ ہم یہانپر اون جلسون کی روئداد دین اور اسپیچونکی نقلین محض طوالت کے لحاظ سے قلم انداز کرتے ہین۔ اگر وہ مکمل لکھی جاوین تو ایک اور ضخیم دفتر ہو جائے۔

اب یہانپر ہم کسیقدر مہاراجہ بہادر کے ذاتی حالات کا خلاصہ مجملاً بیان کرنا مناسب سمجھتے ہین۔ آپنے اپنے معزز نانا مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر بیکنٹہ باشی کی نگرانی مین تعلیم و تربیت حاصل فرمائی ہے۔ اور عربی۔ فارسی۔ مرہٹی۔ تلنگی مین مستند و لایق اساتذہ سے تعلیم پائی ہے۔ مدتون مدرسۂ عالیہ (نظام کالج) مین انگریزی پڑہی۔ جبلی جودت اور فطرت و ذہانت کے بدولت آپکا استعداد اور لیاقت روز بروز ترقی پذیر ہے۔ آپکی بیدار مغزی و بلند خیالی۔ فہم و فراست۔ وسعت معلومات منصفانہ نگاہ ہونین قابل تعریف و اطمینان ہین۔ شعر و سخن مین بھی آپکو اچھا مذاق ہے۔ خود اعلیحضرت سرکار نظام سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ آپکا ایک دیوان مطبوعہ اسوقت موجود ہے۔ نثاری مین بھی اعلیٰ درجہ کا ملکہ رکھتے ہین چنچل نار وغیرہ نام کے دو چار ناولس بھی آپکے زور قلم کا ثبوت دینے کے لیئے طبع ہو چکے ہین۔ سنہ ۱۳۱۴ھ مین آپ اپنی موروثی خدمت پیشکاری سے ممتاز ہوئے۔ پھر وزارت افواج سرکار عالی کا اعزاز آپکو ملا۔ اور آپکے معزز نانا کا موروثی خطاب راجۂ راجایان مہاراجہ بہادر۔ او ر

جملہ جاگیرات مع اختیارات عدالتی کے عطا ہوئے۔ اس سے پہلے بھی آپ دو ایک بار منصرم مدار المہام رہ چکے ہین۔ اور اپنے فرایض منصبی کو نہایت عمدگی اور شایستگی سے انجام دیا ہے۔ عموماً یہ مسلم ہے کہ مہاراجہ بہادر کو اپنے مالک و آقا کی خیرخواہی و اطاعت گزاری۔ مخلصانہ محبت اور وفاداری مین امتیاز و اختصاص حاصل ہے۔ جس سے آپ مختلف المذاہب وصفات کے وفادار و خیرخواہ رعایائے دکن مین ہردلعزیز ہین۔ اگرچہ آپ نسل و قوم کے اعتبار سے خاندانی ہندو ہین لیکن مثل مسلمانو نکے صاف و پاکیزہ کیرکٹر رکھتے ہین۔ اور اسلامی حمیت و غیرت سے بھی شرفیاب ہین۔ انکو تعصب سے بھی سخت نفرت ہی۔ اور وسیع المشربی سے الفت ہی۔ اور ہزہائنس حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے ساتھ آپکو خادمانہ تعلق اور وفادارانہ سچی محبت ہے۔ اور آیندہ بھی امید ہے کہ آپ اپنی اس عمدہ طرز روش اور ملک و مالک کی خیرخواہی اور وفاداری کو اسی مستعدی و جفاکشی کیساتھ انجام دینگے۔ اور ہرحال مین اپنے آقائے ولی نعمت کی فرمان برداری اور خوشنودی کے جویان رہین گے اور ملک وملت کے فلاح و بہبودی کے لیئے کوشش بلیغ فرمائینگے۔ جس سے یقین کامل ہی کہ مہاراجہ بہادر اپنے فرائض منصبی کی ادائی میں بمقابلہ اپنے گذشتہ اور سابق پیشرو اور جانشینونکی ضرور کامیاب نکلین گے۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔

۱۹ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ کو مجلس مالگذاری کے برخاست اور صوبہ دارونکے تقرر وغیرہ کے نسبت حسب ذیل فرمان خسروی مورخہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ نافذ ہوا۔

مہاراجہ مدار المہام پیشکار صاحب"۔ صوبہ دارون کے علاوہ مجلس مالگذاری کو بحال رکھنے یا نہ رکھنے کے مسئلہ پر میری توجہ ایک عرصہ سے مائل رہی۔ اور مین نے بہت سے تجربہ کار عہدہ دارونکی آرا کو ملاحظہ کیئے۔ اور اراکان کیبنٹ کونسل کے اور آپکے معروضات (جو میرے استفسار کے جوابات مین گزرانے گئے تھے) پر کامل غور کرکے مین نے یہ رائے قایم کی ہے۔ کہ مجلس

مالگزاری برخاست کرکے حسب سابق صوبہ داریان بھی بحال رکھنے کا حسب ذیل انتظام کیا جائے۔

(۱) ایک معین المہام مال متعاقب مقرر کیئے جاوینگے۔ بالفعل تاحکم ثانی آپ خود اپنے موجودہ کام کیساتھ معین المہام کا کام بھی کرتے رہینگے۔ (۲) مسٹر ڈنلاپ حسب سابق انسپکٹر جنرل مال رہینگے۔ اور آپ کے ماتحت تمام سررشتہ جات مال کی عام نگرانی کرتے رہنے کے علاوہ خاص طور سے صیغہ بندوبست کا انتظام اور سالار جنگ اسٹیٹ کا انتظام اونکے سپرد رہیگا۔

(۳) صوبہ داران حسب ذیل مقرر کئے جاوین۔

(۱) شبیر نواز جنگ بہادر مستقل صوبہ دار اورنگ آباد۔ بماہوار موجودہ (۲) مقتدر جنگ بہادر مستقل صوبہ دار بیدر بماہوار موجودہ (۳) رائے مرلیدہر صاحب مستقل صوبہ دار ورنگل بماہوار موجودہ۔ (۴) مولوی عبد القادر صاحب منصرم صوبہ دار گلبرگہ شریف بماہوار منصرمی (جواب پاتے ہین) صوبہ دار بیدر کا مستقر آئندہ بجائے حیدر آباد ہونا چاہیئے سابق مین جو مستقر تھا وہی رہنا چاہیئے۔ تاکہ صوبہ بیدر کی رعایا کو مالی مقدمات کیواسطے حیدر آباد آنیکی تکلیف حتے الامکان نہونے پائے۔

(۴) تمام صوبہ دارونکو وہی مالی اقتدارات دیئے جائین۔ جو اونکو مجلس مالگزاری کے تقرر کے قبل حاصل تھے صوبہ دارونکی تنخواہ آئندہ پندرہ سو روپیہ سے زیادہ نہونی چاہیئے۔ مگر مذکور صوبہ دارون مین سے جنکو اب پندرہ سو روپیہ سے زیادہ ماہوار ملتی ہے۔ وہ حسب حال بحال رہے۔ کسی صوبہ دار کو کوئی الوانس صوبہ داری کے الونس دینے کی ضرورت نہین ہے۔

(۵) مولوی سید غلام رسول صاحب۔ بالفعل تاحکم ثانی استحاناً منصرم معتمد مال مقرر کیئے جاوین۔ مستقل معتمد مال کی خدمت کی ماہوار الحال پندرہ سو روپیہ ہوگی۔ اوسکے حساب سے اونکو منصرمی کی ماہوار حسب قاعدہ دیجائے۔

(۶) احکام متذکرہ بالا کے مدنظر علاقہ جات وغیرہ مین جو تخفیف ہوتی ہے۔ اوسکے متعلق عہدہ داران مذکور سے رائے لیکر آپکی رائے کیساتھ ایک مکمل تختہ پیش کرکے منظوری لیجائے۔

افسوس ہے کہ اس اثنا مین امیر عبدالرحمن خان والی کابل کے انتقال کی کیفیت معلوم ہوئی۔ سرکار عالی نے ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ کو ایک یوم کی تعطیل تمام دفاتر ممالک محروسہ کو عطا فرمائی۔ اور ۵ رجب ۱۳۱۹ھ کو اعلیحضرت نے براہ خسروانہ کپتان نواب عثمان یار جنگ بہادر کو علاقہ باڈیگارڈ مین اعزازی کپتان کا عہدہ اور شاہ مرزا بیگ سب لفٹننٹ کو علاقہ باڈیگارڈ مین اعزازی لفٹننٹی کا عہدہ اور محمد گیسو دراز صاحب اعزازی لفٹننٹ کو رسالہ گولکنڈہ کے اعزازی کپتان کا عہدہ مرحمت فرمایا۔ ۱۸ رجب ۱۳۱۹ھ کو حسب فرمان خسروی مصدرہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ مولوی سید علی صاحب بلگرامی معتمدی تعمیرات عامہ کی خدمت سے وظیفہ پر ہٹائے گئے اور خدمت معتمدی پر مولوی کاظم علی صاحب صدر مہتمم صفائی بلدہ مقرر ہوئے۔ اور اسی ماہ مین آنریبل کرنل بار رزیڈنٹ کی مدت ملازمت مین (جبکہ ۱۲ نومبر ۱۹۰۱ء کو اونکی عمر ۵۵ سال کی ہوگی) دو سال کی توسیع سکرٹری آف اسٹیٹ ہند نے بسفارش گورنر جنرل بہادر منظور فرمائی۔ ۹ نومبر ۱۹۰۱ء م ۲۰ رجب ۱۳۱۹ھ کو جب ملک معظم قیصر ہند نے ساٹھ سال بخیر و خوبی ختم کرکے اکسٹھوین سال مین قدم رکھا تو اعلیحضرت نے اس تہنیت و مسرت مین تمام دفاتر ممالک محروسہ سرکار عالی کو ایک روز کی تعطیل عطا فرمائی۔ اور اسی تاریخ شب مین صاحب عالیشان بہادر نے کوٹھی مین بتقریب سالگرہ قیصری ایک عظیم الشان جلسہ ڈنر مقرر کیا جسمین تقریباً ۶۰ معزز و ممتاز مہمان مدعو تھے۔ اعلیحضرت ظل سبحانی بھی اس دعوت مین معہ ولیعہد بہادر و اسٹاف و معزز امرا و عہدہ دار رونق افروز ہوئے تھے۔ کھانے سے فارغ ہوتے وقت صاحب عالیشان بہادر نے پہلے ملک معظم کا جام صحت مسرت بار الفاظ مین تجویز کیا۔ اوسکے بعد مندرجہ ذیل تقریر کرکے اعلیحضرت ظل سبحانی کا جام صحت تجویز کیا۔

نوٹ۔ یورپین مہمانوں کے علاوہ اعلیحضرت کے اسٹاف و امرا وغیرہ جو اس جلسہ مین شریک تھے اونکے نام یہ ہین۔ مہاراجہ مدار المہام بہادر۔ نواب فخر الملک بہادر۔ نواب شمس الملک بہادر۔ نواب سر خورشید جاہ بہادر۔ نواب سر وقار الامرا بہادر۔ نواب بیجر افسر الدولہ بہادر۔ نواب ناظم الدولہ بہادر۔ نواب اسعد الدولہ بہادر۔ نواب ناصر نواز الدولہ بہادر۔ مسٹر فریدونجی جمشید جی۔ مسٹر اسے۔ جے ڈنلاپ وغیرہ وغیرہ ۱۲ مولف۔

تقریر آنریبل کرنل بار رزیڈنٹ بہادر

جنرل و و ڈیہاؤس ۔ لیڈیز اینڈ جنٹلمین "مین اپنے معززاور ممتاز میہمان ہزہائنس حضور نظام کا جام صحت نوش کرنیکے لیئے آپ صاحبونکی خدمت مین آپکو اپنے ساتھ شریک کرنیکی درخواست پیش کرتے وقت چند وہ باتین بیان کرنیکی اجازت چاہتا ہون جو غالباً سامعین کے لیئے خالی از دلچسپی ہونگے ۔ اور آپ مجھکو معاف کرینگے ۔ اگر مین پہلے اپنے ہی نسبت ذکر کرون ۔

گورنر جنرل باجلاس کونسل کی سفارش اور سکریٹری آف اسٹیٹ ہند کی منظوری سے اُس تاریخ سے میری مدت ملازمت مین توسیع فرمائی گئی ہے کہ جس تاریخ کو مین ۵۵ سال کی عمر کو پہنچونگا ۔ اور اسطرح پر دو سال تک مجھکو حیدرآباد مین بحیثیت رزیڈنٹ اور رہنا ہوگا ۔ گورنمنٹ سے میری نسبت جو اعتماد ظاہر کیا گیا ہے ۔ اوسکے لیئے مین اظہار فخر اور شکر گزاری سے باز نہین رہسکتا ۔ اور میرا یہ فخر اور میری یہ شکر گزاری اوسوقت اور بھی بڑہجاتی ہے ۔ جبکہ مجھکو اسبات کا اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ میرے وہ گذشتہ خدمات جو مین نے ہندوستان مین انجام دئے ہین اون کو اس بڑی ریاست کی ترقی اور خوشحالی سے جسپر حضور نظام حکمران ہین ۔ امتیاز اور وقعت حاصل ہوگی ۔ اور ان خوشگوار آئندہ تاریخ کی حاصل ہونیکے لیئے میری نظر اون کوششون پر نہین ہے کہ جو مین کرسکونگا ۔ بلکہ میری نظر اوس استقلال پر ہے کہ جس سے کام لیکر اعلیحضرت حضور نظام بذات خود ریاست کے انتظامی امور انجام دینگے اور نیز میری نظر ہے تمام پارٹیونکی اُس خیرخواہانہ اور وفادارانہ متفقہ کوشش پر جو اونکی طرف سے ریاست کے انتظامی امور مین عمل مین آئیگی ۔ گذشتہ (۲۰) مہینے کے عرصہ مین مجھکو حضور نظام کی قابلیت حکمرانی کا اندازہ کرنیکے بہت سے موقع ملے ہین ۔ اور مجھکو حضور نظام کا اعتبار اور بھروسہ حاصل کرنیکی عزت حاصل ہوئی ہے ۔ مین امید کرتا ہون کہ حضور نظام مجھکو یہ کہنے کی اجازت دینگے ۔ کہ مجھکو اونکی دوستی حاصل کرنیکا بھی فخر حاصل ہوا ہے ۔ میرے خیال مین اس بڑی کام کو کامیابی کیساتھ انجام کو پہونچانا

حضور نظام کی طاقت اور قابلیت کی حد امکان مین ہے - مین حضور نظام کو اسبات کا یقین دلاسکتا ہون کہ تمام کارروائیان جو حیدرآباد کے نظم ونسق کی ترقی اور اصلاح کی غرض سے اختیار کی گئی ہین اون سب کو حضور والیسرائے ہند پسند فرماتے ہین - اور وہ اون سب سے ہمدردی رکھتے ہین - اور مین حضور نظام کو اونکی اوس دانشمندی اور فہم وفراست پر مبارکباد دیتا ہون کہ جس نے اونکو گورنمنٹ ہند سے اوسکے ایک عہدہ دار کے خدمات اپنے ان معتمدی فنانس کیلئے مستعار طلب کرنے پر آمادہ کیا - اور ہز اکسلنسی والیسرائے ہند نے اس امر کی پوری توقع رکھکر کہ حکومت حیدرآباد نے بغرض اصلاح اور ملک کے ذرائع آمدنی کو ترقی دینے کی نظر سے اصلاح مصارف کا عزم بالجزم کرلیا ہے - حضور نظام کی درخواست کوجب کے جب منظور فرمایا - اور اونہون نے اس خدمت کے لیئے مسٹر کیاسن واکر سولین کا انتخاب کیا - اور ہم کو یقین ہے کہ جس شخص کو ہز اکسلنسی حضور والیسرائے ہند نے نامزد فرمایا ہے وہ ایسا شخص ہے کہ اوس سے بہتر کوئی دوسرا شخص ہندوستان مین نہین مل سکتا تھا - مسٹر واکر کو پورے اور مناسب اقتدارات عطا کیئے جاینگے - اور وہ حضور نظام کے مدارالمہام کے تحت مین رہینگے اور اونکی ماتحتی مین رہکر وہ کام انجام دینگے کہ جنکا ذکر مین اوپر کرچکا ہون یعنے اسٹیٹ کی فنانشل حالت کو قابل اطمینان بنانا - اصلاحین کرنا - اور آمدنی کے ذرایع ترقی کی تدبیرین سوچنا جو کام مسٹر واکر کے سامنے ہے وہ کوئی خفیف اور آسان کام نہین ہے - اگر اونکو حضور نظام کا اعتبار - مدارالمہام اور دیگر عہدہ داران ریاست کی دلی امداد اونکو حاصل ہوگی تو حضور والیسرائے کی امیدین رائگان نہین جاینگی - یہ حیدرآباد اور اوسکے حکمران اور اوسکی رعایا کی آیندہ سرسبزی اور بہبودی کا پراسپکٹ ہے جو مجھکو اون فرایض کی انجام دہی کے لیئے خوشی خوشی جرائت دلاتا ہے - جو آیندہ دو سال کے عرصہ مین مجھکو انجام دینے پڑینگے - مین اسٹیٹ کے فنانس کو مضبوط ومستحکم اور یقینی بنیاد پر مبنی

دیکھنا چاہتا ہون۔ مین حیدرآباد کے ذرائع آمدنی۔ اوسکے معادن آبپاشی کی اسکیم۔ ریلوے۔ تجارتی
کارخانونمین ترقی۔ اور اوسکے ذریعہ سے ریاست کے خزانہ اور نیز رعایائے دکن کے اون
تمام لوگونکو فائدۂ کثیر حاصل ہوتے دیکھنے کا مشتاق ہون کہ جو صنعت و حرفت مین حصہ لیتے مین
یا اوس سے کچھ تعلق رکھتے ہین۔ مین فی الحقیقت اپنے لیئے یہ امید نہین کر سکتا ہون کہ مین اپنی خدمت کے
بقیہ زمانہ مین اوس جدید زمانہ کی تکمیل دیکھہ سکونگا کہ حیدرآباد کے لیئے جسکے آغاز ہونیکی مجھکو قابل وثوق
امید ہے۔ لیکن اوس زمانہ کے نتائج یہی متیقن ہونیوالے ہین تو مین اپنی خدمت سے علیحدہ ہوتے
وقت سمجھونگا کہ ریاست کی "استحکام اور ترقی" کی مستحکم بنیاد پڑگئی ہے۔ اور میری ہمدردانہ امدادین مین
صرف اپنا فرض سمجھکر نہین بلکہ دلی مسرت کے طور پر جس سے حضور نظام واقف ہین ہر وقت حضور
نظام کو دینے کے لیئے تیار رہتا ہون رائیگان اور بیکار نہین گئی۔

جنرل دو ڈیہاؤس۔ لیڈیز اینڈ جنٹلمین۔ مین آپسے درخواست کرتا ہون کہ آپ حیدرآباد کی فلاح و بہبود۔
حضور نظام کی صحت اور خوشی و مسرت کا جام نوش فرمائین۔"

چنانچہ جام صحت نہایت گرمجوشی کیساتھہ قبول کیا گیا۔ اسکے بعد اعلیحضرت ظل سبحانی نے تقریر بالا کا جواب
حسب ذیل ارشاد فرمایا جسپر سامعین نے بار بار نہایت گرمجوشی کیساتھہ چیرز دیئے۔

جواب اعلیحضرت ظل سبحانی

کرنل بار۔ لیڈیز اینڈ جنٹلمین۔" مین آپ صاحبونکی اوس مہربانی کا تہ دل سے مشکور ہون کہ جس مہربانی سے
میرا جام اس خوشی کے موقع پر تجویز اور قبول کیا گیا۔ اور کرنل بار مین آپکی اوس ہمدردانہ امید کا بہت
مشکور ہوا کہ جسکا اظہار آپنے میری ریاست کی پراسپکٹس کے متعلق کیا ہے۔ مجھکو یہ کہنے کی ضرورت نہین ہے
کہ میرے اوپر میری رعایا کے بہت بڑے فرائض عاید ہین۔ اور مین اون فرائض کی انجام دہی مین

حتے المقدور ہمیشہ کوشان رہتا ہون۔ اگر میری سعی مشکور ہوئی تو مین اوسکی تعریف مین اپنے تمام مشیرون سمیت حصہ لونگا۔ مین اسموقعپر پبلک طور پر کرنل بار کی اوس امداد کا اعتراف کرتا ہون کہ جو وہ اپنی مہربانی سے مجھکو ہمیشہ ہز اکسلنسی وایسرائے ہند کے قائم مقام کی حیثیت سے سرکاری طور پر اور میرے وفادار دوست اور خیرخواہ ریاست ہونیکے لحاظ سے خانگی طور پر دیتے رہتے ہین۔ کرنل بار تو یہی کہتے ہین کہ اونہون نے میری دوستی اور میرا اعتبار حاصل کیا ہے۔ اور مین اوسمین اتنا اور ایزاد کرتا ہون کہ انہون نے اسیطرح میری شکرگزاری اور میری قدر و محبت بھی حاصل کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مین اپنے دربار مین اور دوسال تک اونکے رزیڈنٹ رہنے کی خبر کو سنکر کچھ کم خوش اور مسرور نہین ہوا مین ہز اکسلنسی وایسرائے ہند کا ممنون ہون کہ اونہون نے ہندوستان کی بہترین افسرون مین سے ایک افسر کی خدمات مجھکو میرے مستعار طلب کرنیکے ساتھہ ہی اپنی مہربانی سے عنایت کین۔ مجھکو یقین ہے کہ کرنل بار کے رزیڈنٹ اور مسٹر واکر کے معتمد فنانس ہونیکی صورت مین مجھکو اور میرے مدار المہام کو اون امیدونکے بہت جلد پورا کرنیکا موقع ملیگا جو کرنل بار نے اپنی مہربانی سے میری ریاست کی آئندہ فلاح و بہبود کے متعلق ظاہر کی ہین۔

لیڈیز اینڈ جنٹلمین۔ مین نہایت خوشی کیساتھہ آپ صاحبون سے اپنے معزز میزبان اور مسز بار کی صحت اور مسرت کا جام نوش کرنیکی درخواست کرتا ہون۔

اسکی تعمیل جام صحت نہایت گرمجوشی کیساتھہ نوش کیا گیا۔ اس کے بعد کرنل بار نے موزون اور مناسب الفاظ مین اس جام صحت کی تجویز کا شکریہ اپنے اور مسز بار کیجانب سے ادا کیا۔ اور جلسہ کے اختتام پر جملہ مہمان رخصت ہوگئے۔ اور اسی تقریب سالگرہ قیصر کے موقع پر گورنمنٹ آف انڈیا نے ڈاکٹر کلکٹ اور مسٹر ڈنلاپ کو سی۔ آئی۔ ای کے معزز خطاب سے ممتاز کیا۔

۳۰ رجب ۱۳۱۹؁ کو والی ریاست جاورہ حیدرآباد تشریف لائے۔ صاحب عالیشان بہادر نے

اسٹیشن پر آپکا استقبال کیا۔ دوسرے روز اعلیحضرت ظل سبحانی نے چو محلہ مبارک مین نواب صاحب جاورہ سے ملاقات فرمائی۔ پھر دو تین روز کے بعد نواب صاحب حیدرآباد سے رخصت ہو گئے اس اثنا مین حسب فرمان خسروی مورخہ ۱۱ شعبان ۱۳۱۹ھ بمصلحت انتظامی انسپکٹر جنرل مال کا عہدہ برخاست کر دیا گیا۔ کیونکہ اوسکے وجود سے صوبہ دار و نکے ذمہ داریون مین فرق آتا تھا۔ اور معتمدی مال کا عہدہ فضول ہو جاتا تھا۔ اور فرایض انسپکٹر جنرل مال کے تعین مین بہت سی عملی دقتین پیش آتی تھین۔ چونکہ صیغہ مالگزاری مین کام کی کثرت کیوجہ سے ایک معتمد کافی نہ تھا۔ اسلئے مسٹر ڈنلاپ بہا ہوار روالونس موجودہ معتمد مال مقرر کئے گئے۔ اور مولوی غلام رسول صاحب شریک معتمد مال قرار پائے۔ اور سررشتہ بندوبست و اسٹیٹ نواب سالار جنگ بہادر کا تعلق بھی حسب سابق معتمدی مال سے رکھا گیا۔ اور صیغہ کورٹ آف وارڈز جو اب تک معتمدی عدالت و کوتوالی و امور عامہ مین شامل تھا وہ اوس سے علیحدہ کر کے (حسب فرمان خسروی) معتمدی مالگزاری مین ضم کر دیا گیا۔

تقرر مسٹر جی کیاسن واکر ای سی ایس بر عہدہ معتمدی فنانس

قبل ازین مسٹر واکر کے معتمدی فنانس پر مقرر ہونیکی کیفیت رزیڈنٹ بہادر کی تقریر مورخہ ۲۶ رجب ۱۳۱۹ھ سے ظاہر ہو چکی ہے۔ چنانچہ ۲۷ شعبان ۱۳۱۹ھ کو مسٹر واکر نے (جو اسی ہفتہ مین حیدرآباد آچکے تھے) نواب عماد جنگ بہادر مشیر معتمد فنانس سے معتمدی فنانس کا جائزہ (حسب فرمان خسروی) حاصل کیا۔ چونکہ مسٹر موصوف کے خدمات خاص اعلیحضرت کی خواہش پر گورنمنٹ آف انڈیا نے براہ مہربانی مستعار دی تھی۔ اسلئے اونکے اقتدارات و تقرر کے قواعد بلحاظ مصلحت ملکی بہت کچھ وسعت کیساتھ حسب ذیل قرار پائے۔

قواعد متعلقہ تقرر معتمد فنانس منظورۂ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ

(۱) گورنمنٹ آف انڈیا نے فنانس سکرٹری کی خدمت کے لیئے تین سال کی مدت کے واسطے جس عہدہ دار کا انتخاب کیا ہے۔ اوسکو سرکار عالی قبول کرتی ہے۔ (۲) گورنمنٹ آف انڈیا نے عہدہ وار منتخب کے لیئے جو تنخواہ مقرر کی ہے اوسکو سرکار عالی دینے پر رضامند ہے۔ معہ اوس رقم کے جو عہدہ دار مذکور کی رخصت و وظیفہ کے الونس کی بابتہ ادا کرنیکی ضرورت ہو۔ (۳) فنانس سکرٹری کے لیئے ایک مناسب اور فرنیچر سے آراستہ مکان بغیر کرایہ کے مہیا کیا جائیگا۔ اور اونکے استعمال کے لیئے ایک گاڑی اور اسپ کی جوڑی رکھی جائیگی۔ (۴) سول سروس رگیولیشن کے بموجب معمولی شرح سے وہ سفر کا بھتہ لیا کرین گے۔ (۵) فنانشل سکرٹری بحیثیت سرکاری صرف مدار المہام اعلیحضرت کے ماتحت رہینگے۔ اور کسی عہدہ دار کو اونپر کوئی اختیار ہوگا۔ (۶) بماتحتی حکومت مدار المہام اعلیحضرت فنانشل سکرٹری کو ریاست کے فنانس پر کامل اور کافی ضبط حاصل رہیگا۔ اور انہین اختیار دیا جائیگا کہ حسابات کی تنقیح کرین۔ اور ریاست کے موجودہ فنانشل حالت سے بخوبی واقف ہوجائین۔ اور اونکو اختیار دیا جائیگا کہ موازنونکو ترتیب دین۔ اور ریاست کے ہر سررشتہ کے لیئے اونہین بمنظوری مدار المہام اعلیحضرت مقرر کرین۔ اور جملہ عہدہ دارونسے حساب طلب کیا کرین۔ (۷) ریاست کی ہر ایک سررشتہ کے لیئے جنمین مصارف ہوا کرتے ہین فنانشل سکرٹری ہی قواعد منضبط کرین گے جنکی تعمیل سررشتہ مذکور کو کرنی ہوگی۔ جب ان قواعد کو مدار المہام پسند اور اعلیحضرت بندگانعالی منظور فرمالینگے تو فوراً اونکا نفاذ ہوگا۔ اور اونکی بالکلیہ پابندی کیجائیگی۔ (۸) فنانشل سکرٹری ریاست کی فنانشل حالت کو تفصیل کیساتھ جانچکر بعد تجاویز بھی پیش کرینگے۔ اور اصلاحین بھی دینگے جو اونہین تخفیف مصارف و ترقی محاصل کے لیئے ضروری معلوم ہون۔ اور اصلاحات جاری کرینگے۔ حسب یہہ تجاویز اور اصلاحین مدار المہام کے پسند ہون اور اعلیحضرت بندگانعالی منظور فرمالین تو بطور قواعد وضوابط مرتب ہوکر بیانیہ موازنون مین تعمیل ہوگی۔ (۹) مدار المہام اعلیحضرت بندگانعالی ریاست کے جملہ سررشتون اور

عہدہ دارونکو حکم دیتے کہ فنانشل سکریٹری جو قواعد وضوابط بمنظوری مدارالمہام جاری کرین اونپر عمل کرین - اور ریاست کے مداخل اور مخارج کے جملہ ابواب کے متعلق اونہین مکمل اور صحیح کیفیت دیا کرین - (۱۰) ریاست کے ذرایع آمد کے انکشاف و توسیع کے لیئے جو معاملات ہون مثلاً حقوق معدنیات کا عطا کرنا - ریلوے کی تعمیر - کارخانجات کا قیام - روئی کی گرینو کا بنانا وغیرہ - اور موجودہ کمپنیوں اور تاجرون سے جنکو ریاست سے عہد وپیمان ہے - جو کچھہ کاروبار ہون - آئندہ اس قسم کے جو معاملات پیش آئین ان تمام مین فنانشل سکریٹری سے مشورت کیجائیگی - اور اونکے خیالات اور آراء قلمبند کئے جائینگے - اور بغیر علم فنانشل سکریٹری کے اور جبتک وہ سرکاری طور سے اپنی رائے اور اصلاح کو ہر ایک اسی قسم کے معاملہ یا معاہدہ کی نسبت تحریراً ظاہر نکرین اوسوقت تک کسی معاہدہ کا آغاز نہوگا نہ تکمیل اور نہ کوئی تبدل ہوسکیگا - (۱۱) فنانشل سکریٹری کا مرتبہ سرکار عالی کے عہدہ دارونسے بڑہکر اور معین المہامون یا کیبنٹ کونسل کے اراکین سے بعد ہوگا - اور اونکی یہ حیثیت و مرتبت بحکم مدارالمہام اعلیحضرت بندگانعالی محفوظ وقایم رہیگی - (۱۲) قواعد ہذا کے کسی بات کا اثر قانونچہ اور اوسکے قواعد پر نہوگا ؟

اسی زمانہ مین دفتر ملکی - دفتر پرویوٹ سکریٹری مین ضم کردیا گیا - اور چونکہ اکثر شکایتا اس قسم کی پیش آتی تھین کہ امرا و اعزا کی سواری کیساتھہ جو سوار اعزازی طور پر رہتے ہین - جب وہ شارع عام پر گذرتے ہین تو جنکی گاڑیان بالمقابل گذرتی ہین اونکے ساتھہ بہت سختی اور بدتہذیبی سے پیش آتے ہین - خواہ وہ دوسرے اعزا یا - جاگیردار یا صاحبان انگریز یا مستورات پردہ نشین کی گاڑیان اور لیڈیان جو بلا سوار رہتے ہین جنگ گلی کوچہ نہین نہین بلکہ عام راستونپر جو اپنا تزک و احتشام جتلانیکی غرض سے ایسا نامہذب طریقہ استعمال کرتے ہین جسکو ہمارے رحمدل اور غریب پرور حضور پرنور نے ناپسند اور خلاف آئین و نصفت تصور فرماکر اوسکے لئے بذریعہ فرمان عزیزہ ۲۱ شوال ۱۳۱۵ھ مناسب ہدایات نافذ فرمایا - جس سے اوس شکایت کا سد باب ہوگیا -

۷ شوال ۱۳۱۹ھ کو یونی فارم ڈریس کے متعلق (جو سرکاری و رسمی تقاریب مین استعمال کئی جاتی ہین) اطلاع و ہدایت کے لیئے حسب ذیل قواعد اجرا ہوئے۔

رسمی و سرکاری تقاریب مین لباس کے قواعد

(۱) تقاریب ذیل مین مدعو امرا و عہدہ داران و اعزا جو یونی فارم پہننے کے مجاز ہین اونپر لازم ہوگا کہ ہر تقریب کیواسطے جس قسم کے لباس یونی فارم کی صراحت کی گئی ہے وہی لباس یونی فارم پہنین۔

(۱) بنکویٹ یا ڈنر جو بتقریب سالگرہ ہز مجسٹی قیصر ہند یا بتقریب سالگرہ اعلیحضرت حضور پرنور یا بتقریب دعوت نواب والیسرائے بہادر۔ ڈیوڑہی مبارک مین یا رزیڈنسی مین ہو۔ **فلڈریس بانات**۔ (۲) متذکرہ بالا تقاریب کے سوا دوسری تمام تقاریب ڈنر جو ڈیوڑہی مبارک یا رزیڈنسی مین ہون **مس یونی فارم**۔ اگر کسی ایسی تقریب مین بھی فلڈریس پہننے کے لیئے منجانب اعلیحضرت حضور پرنور یا رزیڈنٹ صاحب۔ ایما بطور خاص نہوا ہو۔ (جو فوجی عہدہ دار نہین ہین وہ مس ڈریس کے موقع مین اپنا انڈریس پہننگے)

(۳) دعوت برکفسٹ۔ جو ڈیوڑہی مبارک مین یا رزیڈنسی مین ہو جسمین اعلیحضرت حضور پرنور شریک ہون تمام فوجی عہدہ دارونکے بیئے **ریویو یونیفارم سفید** امرا و اشاف اعلیحضرت اور رزیڈنسی اشاف کے لیئے **انڈریس یونیفارم** (۴) لنگر مبارک کی تقریب مین تمام فوجی عہدہ دارونکے لیئے **ریویو یونیفارم** (سفید یا باناتی حسب موسم و عادت) اور امرا و اشاف اعلیحضرت کے اور اشاف رزیڈنسی کے لیئے **انڈریس یونیفارم** (۵) پریڈ۔ ریویو وغیرہ جو ہز مجسٹی قیصر ہند کی افواج کا یا اعلیحضرت کی افواج کا ہو۔ تمام فوجی عہدہ دارون کے لیئے وہی یونیفارم ہوگا۔ جنکے لیئے کمانڈنگ افسر حکم دیا ہو۔ (۶) رسمی ملاقاتین۔ (سٹیٹ وزٹس) جو اعلیحضرت سے ڈیوڑہی مبارک مین ہون یا جنکے واسطے رزیڈنسی مین تشریف فرما ہون۔ **فلڈریس**۔

(۲) عہدہ دارون و رعایائے سرکار عالی مین سوائے اشخاص ذیل کے کوئی مجاز نہوگا کہ کسی قسم کا لباس یونیفارم حسب نمونہ جات منظورۂ اعلیحضرت کبھی پہنے۔

(۱) مرشدزادگان و امرائے دربار اعلیحضرت جنکو اعلیحضرت یونیفارم پہننے کی اجازت عطا فرمائین اسی قسم کا فلڈریس اور انڈریس یونیفارم پہنینگے جسکا نمونہ اعلیحضرت نے منظور فرمایا ہو۔ (مذکورہ اجازت اور نیز نمونۂ یونیفارم کی منظوری بذریعۂ افسر الدولہ بہادر ایڈیکانگ اعلیحضرت حاصل کیجاسکتی ہے) (۲) مدار المہام معین المہامان و ارکان کیبنٹ کونسل اسٹاف اعلیحضرت۔ اسٹاف مدار المہام۔ معتمدین سرکار عالی۔ صوبہ داران و ارکان عدالت العالیہ اس قسم کا فلڈریس اور انڈریس یونیفارم پہنینگے۔ جنکے نمونہ جات حسب مراتب بمنظوری اعلیحضرت مقرر ہونگے۔ (۳) عہدہ داران افواج اعلیحضرت کے فلڈریس یونیفارم کی وضع مین کوئی تغیر و تبدل بلا منظوری اعلیحضرت نہوگا۔ مگر مذکور فوجی عہدہ داران اپنے اپنے فوجی عادت اور کمانڈر کے حکم کے مطابق مس ڈریس اور انڈریس یونیفارم حسب موقع پہن سکتے ہین (۴) عہدہ داران کوتوالی و دیگر صیغہ جات جنپر حسب عادت مستمرہ یونیفارم یا وردی پہننا لازم ہے۔ وہ اپنے اپنے بالادست کے حکم کے مطابق یونیفارم یا وردی پہنا کرینگے (۵) جن صاحبونکو حسب قواعد بالا کسی قسم کا یونیفارم پہننے کا حق نہین ہے وہ تمام مواقع متذکرۂ فقرۂ یکم مین۔

(الف) اگر انگریزی وضع کا لباس پہنین تو یونیفارم ڈریس سوٹ پہنینگے۔ (ب) اگر مغلائی وضع کا لباس پہنین تو عمدہ سیاہ بانات کی شیروانی (سفید کف و کالر والی قمیص پر) معہ ٹکہ و گلوبس پہنینگے

۲۴ شوال ۱۳۱۹ھ کو حسب فرمان خسروی و فاتر کا محمد مہورو دارالضرب کا تعلق معتمدی عدالت سے علیحدہ کر کے معتمدی فنانس کے متعلق کیا گیا۔ اس اثنا مین خبر آئی کہ نواب سر وقار الامرا بہادر (فی ۳ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ کو اپنے علاقہ کے ایک تعلقہ مین جبکہ وہ دورہ و سیر و شکار مین مصروف تھے)

وفعتاً مرض فالج سے انتقال فرمایا۔ چنانچہ آپکی نعش بذریعہ اسپیشل ٹرین حیدرآباد لاکر دفن کیگئی۔ چونکہ آپ
اس ریاست کے رکن اعظم اور متانت۔ مروت۔ تواضع۔ حلم اور رحم میں بے نظیر تھے اسلئے سرکار عالی نے نہایت
افسوس کیساتھ اظہار رنج و غم کے لئے تمام دفاتر واقع بلدہ و اضلاع کو دو یوم کی تعطیل عطا فرمائی۔

۲۲ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ کو کرنل بار رزیڈنٹ بہادر کی دختر نیک اختر ایولن کانسٹنس بار کی شادی کپتان ایچ۔
والکن متعلقہ چوتھی حضار سے بمقام بلارم کلیسائے ہولی ٹرنٹی میں ہوئی۔ چنانچہ اس شادی میں اعلیحضرت
اقدس و اعلیٰ معہ شاہزادہ ولیعہد بہادر و نیز دیگر مصاحبین رونق افروز ہوئے اور عروس کو ایک نہایت
عمدہ و بیش قیمت تصویر کا فریم۔ (جسمیں اعلیحضرت کی تصویر نصب تھی) تحفہ دیا۔

گلِ نہم

رونق افروزی لارڈ کرزن وائسرائے بہادر۔ تقریر اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ۔ اسپیچ ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن
بہادر وائسرائے ہند۔ تقرر مسٹر کیاسن واکر بر خدمت معین المہامی فنانس۔ واپسی
مفارقت ثمرات از علاقہ سرکار نظام۔ مستقلی مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی۔ رونق
افروزی اعلیحضرت ظل سبحانی بغرض شرکت دربار تاجپوشی دہلی۔ فہرست عطیہ
خطابات عید الضحیٰ بابت سنہ ۱۳۱۲ف طغیانی رود موسی۔ سفر بمبئی اعلیحضرت اقدس و
اعلیٰ۔ جلسہ دعوت رزیڈنسی۔ تقریر کرنل بار رزیڈنٹ بہادر۔ اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ۔
جلسہ ضیافت قصر فلک نما۔ تقریر اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ۔ اسپیچ کرنل بار رزیڈنٹ بہادر۔ افتتاح

وکٹوریہ میموریل فنڈ، تقریر کرنل بارنز رزیڈنٹ بہادر، اسپیچ اعلیحضرت اقدس و اعلی، سکہ چارمیناری (جدید) کی تشکیک و ترویج ۔

رونق افروزی لارڈ کرزن والیسرائے بہادر

ہز اکسلنسی لارڈ کرزن بہادر ۲۹ مارچ ۱۹۰۲ء مطابق ۱۸ ماہ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ روز شنبہ کو صبح کے ساڑھے نو بجے بذریعہ اسپیشل ٹرین رونق افروز حیدرآباد ہوئے اعلیحضرت معہ شاہزادہ ولیعہد بہادر و اسٹاف و امرائے عظام و عہدہ داران اعلی اسٹیشن پر استقبال کے لئے موجود تھے چنانچہ مہمان میزبان کی نہایت تپاک کیساتھ ملاقات ہوئی۔ اسکے بعد والیسرائے بہادر معہ اپنے اسٹاف کے کوٹھی مین تشریف فرما ہوئے۔ اور اسی تاریخ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے اعلیحضرت اقدس و اعلی نے رزیڈنسی جاکر والیسرائے بہادر سے ملاقات فرمائی۔ پھر اسی روز مغرب کے ساڑھے پانچ بجے والیسرائے بہادر نے چو محلہ آکر اعلیحضرت کی بازدید کا رسم ادا کیا۔ شب کو ۸ بجے رزیڈنسی مین ڈنر ہوا جسمین اعلیحضرت اقدس و اعلی معہ امراء و عہدہ دار رونق افروز ہوئے۔ اور پونے دس بجے دربار لیوی منعقد ہوا۔ دوسرے روز بوجہ یکشنبہ (اتوار) کوئی رسوم ادا نہین ہوئی۔ البتہ شام مین بمقام رزیڈنسی ڈنر ہوا۔ تیسرے روز صبح کے آٹھ بجے لیڈی کرزن صاحبہ نے شفاخانۂ افضل گنج کا زنانی حصہ ملاحظہ فرمایا۔ اور شام پانچ بجے سے سات بجے تک والیسرائے بہادر اور لیڈی صاحبہ نے معہ اپنے اسٹاف کے ایوان فلک نما و تالاب میر عالم کی سیر فرمائی۔ شب کے آٹھ بجے چو محلۂ مبارک مین اسٹیٹ ڈنر ہوا جسمین لارڈ کرزن بہادر معہ لیڈی صاحبہ و اسٹاف کے تشریف لائے جملہ مہمانون کی تعداد (۱۸۲) تھی۔ تمام شہر مین کوٹھی تک دو رویہ روشنی کیگئی تھی۔ الحاصل اعلیحضرت اقدس و اعلی نے اس دعوت کے موقعہ پر والیسرائے بہادر و لیڈی صاحبہ کا جام صحت تجویز فرماتے وقت حسب ذیل تقریر فرمائی۔

تقریر اعلیحضرت اقدس و اعلی

یور اکسیلنسیز لیڈیز اینڈ جنٹلمین یہ بہت بڑی خوشی کیساتھ مین یور اکسیلنسیز کو اپنے ملک اور اپنی دارالسلطنت مین خیر مقدم کہتا ہون۔ جب سے کہ مین کلکتہ گیا تھا مین اس خوشی کا خواہان تھا۔ وہان میری مہمانی اس گرمجوشی اور مہربانی سے ہوئی تھی جو فراموش نہین ہوسکتی۔ میرے دلمین قدرتی طور پر یہ خواہش پیدا ہوئی کہ مین بھی یور اکسیلنسیز کی مہمانداری کرکے یور اکسیلنسیز سے ازسرنو تعارف پیدا کرون۔ میری موجودہ خوشی مین اسوجہہ سے کچھہ بھی کمی نہین آئی ہے۔ کہ وہ جلد نہین پوری ہوسکی۔

لیڈیز اینڈ جنٹلمین۔ جام صحت جسکی مین تحریک کیا چاہتا ہون اوسکی سفارش آپسے کرنیکے لیئے کوئی زیادہ الفاظ کی ضرورت نہین۔ ہز لارڈشپ کی عام ذکاوت و وسیع ہمدردی پختہ مدبری کے نسبت مجھے کچھہ کہنا نہین ہے۔ انکے ایسے عمدہ آئین اطوار کو تمام دنیا جانتی ہے۔ اور سراہتی ہے۔ مین اس موقعپر ہز اکسیلنسی کا شکریہ ادا کرتا ہون۔ کہ وہ میری ریاست کی اور میری بہبودی مین ہمیشہ اپنی بڑی دلچسپی ظاہر کرتے رہے۔ ہز لارڈشپ براہ راست و نیز میرے دوست کرنل بارس کے ذریعہ وقتاً فوقتاً جو نہایت مہربانہ مشورہ و کمک مجھے دیتے رہے۔ اوسکا مجھے صدق دل سے اعتراف کرنا چاہیئے۔ مین یقین کرتا ہون کہ تمام ہندوستان ہز اکسیلنسی لیڈی کرزن کا شکرگذار ہے۔ جنکی مصروفیت عام بھلائی و خیراتی کامونمین وہ بالکل اوس مصروفیت کے مساوی ہے۔ جو ہز لارڈشپ کو امور ملکی اور عمدہ انتظام مین ہے۔ مجھے ہر لیڈی شپ کا شکریہ خاص طور سے ادا کرنا چاہیئے کیونکہ اونہون نے اسقدر مہربانی سے موسم گرمی کا خیال نکرکے میرے ممالک مین چند دن بسر کرنیکے لیئے آنیکی تکلیف گوارا کی۔ مین صدق دل سے ۔ ۔ کرتا ہون کہ ور یور اکسیلنسیز میرے ۔۔۔ ساتھ قیام نکرینگے چند مسرت بخش خیالات اپنے ساتھ لیجائینگے۔

لیڈیز اینڈ جنٹلمین۔ اب بڑی خوشی کیساتھہ مین اپنے معزز مہمان لارڈ کرزن کا جام صحت نوش کرنیکی تحریک کرتا ہون۔ اور اوسکے ساتھہ ہی لیڈی کرزن کا نام بھی شریک کرتا ہون۔

اسپیچ ہزاکسلنسی لارڈ کرزن بہادر وایسرائے ہند

یور ہائنس۔ لیڈیز اینڈ جنٹلمین۔ مختلف مواقع پر جنہین سے میرے خیال مین غالباً یہ پانچوان موقع ہے ہزہائنس نے وایسرایان ہند کو اپنے پایہ تخت مین مدعو کیا ہے۔ اور نہایت خوش آیند اور مختصر و معنی خیز الفاظ مین اپنے اون مہمانونکا جام صحت تجویز فرمایا ہے۔ وایسرائونکو ہزہائنس کے برابر اپنے جوابون کے اختصار مین ہمیشہ کامیابی نہین ہوئی ہے۔ اور آجکی رات غالباً مین بھی اونکا ساتھ نہ دیسکونگا۔ ایسے موقع پر کہ جیسا یہ ہے اور ایسے مجمع کے سامنے اور ایسے میزبان کے روبرو بہت سی چیزین ایسی ہوتی ہین۔ کہ جنکے کہنے کو ہر ایک کاجی چاہا کرتا ہے۔ تاہم مین اس اس بڑے مجمع کی توجہ کو جسکو ہزہائنس نے یہان لیڈی کرزن اور مجھسے ملنے کے لیئے مدعو کیا ہے۔ اور جسنے بڑے تپاک سے اوس جام صحت کو قبول کیا جو کہ ہزہائنس نے تجویز کیا تھا زیادہ دیر تک مصروف نہین رکھونگا (چیرز) مین بیان کرچکا ہون کہ مین سلسلہ سے پانچوان وایسرائے ہون۔ جو حیدرآباد آیا ہون۔ اور مجھکو ایک وہ امتیاز حاصل ہے کہ میرے پیشرؤن مین سے کسیکو حاصل نہین ہوا تھا۔ یعنے یہ کہ یہان آنیسے قبل مین نے ہزہائنس سے تعارف پیدا کرنے اور اونکی دعوت کرنیکی عزت حاصل کی (چیرز) ہزہائنس نے اپنی تقریر مین اوس ملاقات کا ذکر نہایت مسرت خیز الفاظ مین فرمایا ہے کہ جو میرے مہمان کی حیثیت سے اونہون نے اب سے کچھ اوپر دو سال کے پیشتر کلکتہ مین مجھسے لی تھی مین ہزہائنس کو یقین دلاتا ہون کہ اوس موقع کی ہماری ملاقات اور گفتگو کی دوستانہ یاد جسطرح اونکے دلمین ہے اوسی طرح میرے دلمین بھی ہے (چیرز) مین نے اونکی اوس ملاقات کی نسبت صرف یہی نہین خیال کیا تھا کہ اوس سے مجھکو اوس مسلسل تاریخی اور موروثی دوستی کی تصدیق کا موقع ملیگا کہ جو گورنمنٹ ہند اور ریاست حیدرآباد کے درمیان قائم ہے۔ ایسی دوستی جو ہر ایک عملی فوائد پر اسیطرح مبنی ہے جیسا کہ زمانۂ قدیم مین اتحاد و

ایک مناسب ادھار لے پر مبنی تھی (چیرز) بلکہ اوس ملاقات سے مجھکو یہ فائدہ بھی حاصل ہوا کہ مین نے ہز ہائنس سے تعارف پیدا کیا۔ اور مین اونکے ذاتی دوستون مین شریک ہونیکی توقع کرسکا۔ (چیرز) ہز ہائنس نے اوسوقت سے اس وقت تک اس امید کو کامل طور پر پورا ہونے دیا ہے۔ مین سچ کہتا ہون کہ مین نے ہز ہائنس کو کبھی ایسا نہین پایا کہ وہ کسی معاملۂ زیر بحث پر اپنی عنایت مہربانی اور صاف دلی سے غور کرنیکے لیئے مستعد نہ پایے گئے ہون۔ (چیرز) اور نیز وہ ہمیشہ اوس صلاح کے منظور کرنے پر مستعد دیکھے گئے ہین۔ کہ جو اونکے اسٹیٹ اور اونکے انتظام کے فائدہ کے لیئے اونکو دیگئی ہے۔ (چیرز) ہز ہائنس سے تعلقات پیدا کرنیکے اثنا مین دو چیزون نے مجھکو اور بھی حیرت مین ڈالا مین امید کرتا ہون کہ اگر مین اونکا ذکر ہز ہائنس کے روبرو کرون تو وہ مجھکو معاف فرمائینگے۔ اول اونکی وہ دلی خواہش کو کہ جو کام اونکی ریاست اور اونکی رعایا کے فائدہ کا ہو۔ (چیرز) بلا لحاظ اسکے کہ دلچسپی رکھنے والے یا تشکی لوگ جو چاہین سمجھین یا جو چاہین کہین کیا جائے۔ (چیرز) دوسرے اونکی وہ انتہا درجہ کی راست بازی و وفاداری کہ جس سے ہز ہائنس اپنے قول و قرار کو پورا کرتے ہین۔ (چیرز) اگر وہ کسی بات کا وعدہ کرتے ہین تو اوسکا بدرجۂ غایت خیال رکھتے ہین (چیرز) ان تجربون سے مین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ہز ہائنس اپنے کیرکٹر (خصوصیات) اور اپنی فہم و فراست کے باعث اپنے مین اپنی ریاست کی اعلیٰ خدمت کرنیکی طاقت رکھتے ہین۔ (چیرز) جسقدر ہز ہائنس ذاتی طور پر ریاست کے نظم و نسق سے تعلق رکھینگے۔ اوسیقدر ریاست اور رعایا کے حق مین بہتر ہوگا۔ (چیرز) اور دوسری جگہ کیطرح حیدرآباد مین بھی اسکی ضرورت سمجھی جاتی ہے کہ ایک حکمران ایسا ہو کہ سب کے اوپر رہے۔ ہز ہائنس کو بڑا اقتدار اور بڑی عزت حاصل ہے۔ مین التجا کرتا ہون کہ اپنی ذمہ داریونکی ادائی مین وہ انمین سے کسی ایک کو نظرانداز نہ کرین۔ یہ دونون چیزین ایسی ہین کہ جو ان لکھوکہا لوگونکے لیئے بڑے بڑے فائدے پہنچا سکتی ہین۔ کہ جنپر ہز ہائنس حکمرانی فرماتے ہین

(چیرز) حیدرآباد کو گذشتہ سالون مین مالی دقتین بوجہ سختی قحط اور اون دوسرے مصائب کے باعث
برداشت کرنے پڑے ہین کہ جو دوسری دیسی ریاستون پر بھی نازل ہوئی تہین۔ بہت سی جگہ تخفیف کی
تقسیم کی ضرورت ہے۔ قرضہ کی ادائی ہونی چاہیئے۔ مالگزاری کے موجودہ ذرایع محتاج کفایت
شعاری ہین۔ اور نئے ذرایع آمدنی مین ترقی دینے کی حاجت ہے۔ ہزہائنس نے مجھکو اپنے
اس قصد کے متعلق یقین دلایا ہے۔ کہ جن لوگونکے سپرد یہ ذمہ داری کاکام کیا گیا ہے وہ انکی پوری
طور پر مدد فرماینگے۔ اور مین اون سب کے لیئے اونکی کوششونمین کامیاب ہونیکا خواہان
ہون۔ (چیرز) مین نے نہایت خوشی کیساتھ اوس ترقی کو دیکھا کہ جو ہزہائنس کے صاحبزادے کی
تعلیم مین ہوئی ہے۔ ہم سب کو یقین ہے کہ نوجوان صاحبزادے اون اعلیٰ سے اعلیٰ امیدونکو
پوراکرکے رہینگے کہ جو اونکے والد کی خواہشات نے اونکی نسبت پیدا کی ہونگی۔ اور ایک دور
دراز زمانہ مین وہ اپنے کو ناقابل جانشین نہین ثابت کرینگے (چیرز) ہزہائنس نے اپنی فرط عنایت سے
اپنے جام صحت مین لیڈی کرزن کانام بھی شریک کیا ہے۔ اور ہزہائنس نے اپنی مہربانی سے
موزون ومناسب الفاظ مین اوس رفاہ عام کے کام کابھی ذکر فرمایا ہے کہ جسمین لیڈی کرزن
نہایت دلچسپی رکھتی ہین۔ یہ اون حقوق مین سے ایکحق ہے۔ کہ جو وایسرائے کی بیوی کے
اوپر عاید ہوتے ہین۔ کہ وہ ڈفرن فنڈ اور ہندوستانی غربا اور مصیبت زدہ عورتونکے لیئے
کچھ کرینکے متعلق اور دوسرے انتظامات سے بھی تعلق رکھتی ہین (چیرز) اور مجھکو معلوم ہے
کہ لیڈی کرزن اس حق کی بڑی قدر کرتی ہین۔ اور یہ اس حق کو جس ایمانداری سے اداکرتی ہین مین
خیال کرتا ہون کہ اوس سے بھی دوسرے لوگ پورے طور پر یکسان واقف ہین۔ (چیرز)
خاتمہ پر مجھکو یہ خیال کرنیسے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ کہ جو دوستانہ تعلقات گورنمنٹ ہند اور ہزہائنس کے
درمیان قایم ہین۔ انکی نگہبانی موجودہ رزیڈنٹ کرنل بار کے لایق ہاتون مین ہے۔ (زورسے چیرز)

جب سے مین نے اونکو یہان ہپچا ہے۔ اونہون نے میرا اور نیز ہزہائنس کا اعتبار حاصل کرنیکے
لیے بہت کچھ کوشش کی ہے۔ مین یقین کرتا ہون کہ ہم دونون مین سے کسی ایک کو بھی اسسے
بڑھکر کسی دوسرے لایق درمیانی واسطہ کی خواہش نہین ہوسکتی۔ (چیرز) اور اب اے
لیڈیز اور جنٹلمین مین آپسے اپنے معزز میزبان کا جام صحت نوش کرنیکی درخواست کرتا ہون۔ اگرچہ
اونکو جانشین ہوکر ۳۳ اور مسند نشین ہوکر ۱۸ سال کا زمانہ گزرچکا ہے لیکن ہنوز وہ ایک نوجوان
آدمی ہین اور اونکے سامنے پبلک مین شہرت اور امتیاز حاصل کرنیکے بہت سے موقع ہین۔
(چیرز) میری دعا یہ ہے کہ اونکو برٹش گورنمنٹ سے جو دوستی اسوقت ہے اسمین کمی نہ آے
اور وہ اپنی رعایا کے محسنونمین شمار ہونیکے لیے زندہ رہین۔ (چیرز) مین آپ سبکو ہزہائنس کا
جام صحت پیش کرتا ہون" چنانچہ حاضرین نے نہایت گرمجوشی کیساتھ نوش کیا۔ اور تقریباً ۱۲ بجے
یہ جلسہ برخاست ہوا۔ چوتھے روز ۱۲ ذیحجہ ۱۳۱۹ھ کو صبح کے آٹھ بجے والیسرائے بہادر و
لیڈی کرزن نے قلعہ گولکنڈہ کا معائنہ کیا۔ اور ساڑہے گیارہ بجے اعلیحضرت نے رزیڈنسی مین
والیسرائے بہادر سے پریویٹ ملاقات فرمائی۔ شب کے آٹھ بجے رزیڈنسی مین ڈنر ہوا۔ اور
ساڑہے دس بجے والیسرائے بہادر معہ لیڈی کرزن صاحبہ کے اسپیشل ٹرین کے ذریعہ شکارگاہ
(نرسم پیٹھ) کو تشریف لیگئے۔ شکارگاہ مین حفاظت کا انتظام مسٹر ہنکن کے تفویض تھا اور نواب
افسر الدولہ بہادر بھی ہمراہ رکاب تھے۔ چنانچہ والیسرائے بہادر کا قیام شکارگاہ نرسم پیٹھ و ملکوٹہ مین
بارہ روز تک رہا۔ اور ۱۳ اپریل ۱۹۰۲ء م ۴ محرم ۱۳۲۰ھ کو حیدرآباد مراجعت فرما ہوئے
اور لیڈی کرزن صاحبہ تو گرمی کی وجہ سے تین روز قبل ۳ اپریل کو ہی حیدرآباد آگئی تھین۔ والیسرائے
بہادر نے قیام شکارگاہ کے زمانہ مین پانچ شیر ایک چیتل اور ایک بارہ سنگھے کا شکار فرمایا لیکن
افسوس ہے کہ اس شکار کے موقعپر ایک زخمی شیر نے قدیم شاہی شکاری فاضل بیگ کا کام

تمام کردیا۔ الحاصل دوسرے روز ۵ محرم کو والیسرائے بہادر معہ لیڈی کرزن صاحبہ کے
لنگر مبارک کا ملاحظہ مہاراجہ مدارالمہام بہادر کے ایوان سے کیا جہان اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ
معہ شاہزادہ ولیعہد بہادر کے رونق افروز تھے۔ دو ڈہائی گھنٹہ تک لنگر کا سلسلہ جاری رہا۔
اسکے بعد جملہ معزز مہمان میزون پر کھانے بیٹھے جنکی تعداد تقریباً (۲۵۰) تھی اور بعد فراغ
والیسرائے بہادر اور اعلیحضرت ایوان وزارت سے رخصت ہوئے۔ اور دوسرے روز
شام کے ساڑھے پانچ بجے والیسرائے بہادر معہ لیڈی صاحبہ کے حیدرآباد سے پرایویٹ طور پر
بذریعہ اسپیشل ٹرین رخصت ہوگئے۔ کہتے ہین کہ والیسرائے بہادر کی مہمانداری اور آرایش و
آتشبازی وغیرہ کے لیئے ۲ لاکھ روپیہ کی منظوری دیگئی تھی۔

تقرر مسٹر کیاسن واکر بخدمت معین المہامی فنانس

ابتک تو مسٹر واکر معتمدی فنانس پر مامور تھے جنکو تقریباً ۶ ماہ سے کچھ ہی دن زائد گذرے
ہونگے۔ اس مختصر زمانہ کے ہی کارگزاری نے اونکو معین المہامی فنانس کے لایق بنادیا۔
لیکن اس جدید خدمت کے وضع کرنیکے لیئے قانونچہ مانع تھا۔ چنانچہ مدارالمہام بہادر کی
عرضداشت مورخہ ۲۱ محرم ۱۳۲۰ھ کے بناپر فرمان خسروی مصدرہ ۱۴ صفر ۱۳۲۱ کی روسے قانونچہ مین
اسقدر ترمیم کی گئی کہ دفعہ ۱۴ مین الفاظ (سپرد رہینگے اور) کے بعد الفاظ (بجز اسکے جیسا کہ دفعہ
۱۸ مین بتایا گیا ہے) بڑہائے گئے۔ اور دفعہ ۱۸ کے اخیر مین یہ فقرہ ایزاد کیا گیا کہ "لیکن
ہنگامی طور سے اوس مدت تک جبکو اعلیحضرت پسند فرمائین مدارالمہام کو ایک فنانشل عہدہ
دار سے مدد ملتی رہیگی جو اگرچہ کیبنٹ کونسل کے رکن نہو سکینگے۔ لیکن معین المہام فنانس کہلائینگے
اور صیغہ فنانس مین ایسے انتظامی اقتدارات استعمال کرینگے جو اونکو مدارالمہام بمنظوری اعلیحضرت

بہرحال ترمیمات مذکورہ کے مدنظر مسٹر جارج کیاسن واکر معین المہام فنانس مقرر کر دئے گئے۔ اور انکی اقتدارات کا ایک دستور العمل بھی مرتب ہو گیا۔ جو بلحاظ طوالت قلم انداز کیا جاتا ہے۔

افسوس ہے کہ ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ روز پنجشنبہ شام کے ۴ بجے نواب سر خورشید جاہ بہادر نے انتقال فرمایا۔ دوسرے روز جمعہ کو تجہیز و تکفین ہوئی۔ چونکہ نواب صاحب موصوف اس ریاست کے رکن اعظم تھے۔ ذیمروت صاحب حلم و تواضع اور قدیم امرا سے تھے۔ اس لیئے سرکار عالی نے اظہار رنج و غم کے لیئے تمام دفاتر بلدہ و اضلاع کو دو روز کی عام تعطیل عطا فرمائی۔

دوامی مفارقت برار از علاقہ سرکار نظام

یون تو سنہ ۱۸۵۳ء مطابق ۱۲۶۹ھ سے گورنمنٹ آف انڈیا کا برار پر (بطور رہن) قبضہ تھا۔ لیکن اس اثنا مین لارڈ کرزن والیسرائے بہادر کے حیدر آباد آنے سے قبل ہی آنریبل کرنل بار رزیڈنٹ بہادر نے اعلیحضرت کی خدمت مین برار کے دوامی پٹہ کی نسبت یہ تجویز پیش کی تھی "کہ حیدر آباد کنٹنجنٹ توڑ دیجائیگی۔ اور باسوقت جو ساڑھے سات ہزار فوج ہے۔ (جسکا خرچ ۳۹ لاکھ روپیہ ہے) وہ آیندہ ساڑھے چار ہزار رکھی جائیگی۔ اور ابتک سرکار نظام کو جو بالاوسط سالانہ نو لاکھ روپیہ ملتا رہا ہے آیندہ ۲۵ لاکھ کی رقم سالانہ مدامی طور پر خزانہ آصفیہ مین داخل کیجائیگی۔ اور اوسکے ساتھ یہ شرط بھی ضروری ہے کہ سرکار نظام کو اپنی بیقاعدہ فوج گھٹا کر تقریباً دس ہزار یا بارہ ہزار کر دینا ہوگا۔ اور پچھلے قحط مین گورنمنٹ آف انڈیا نے جو ایک کروڑ چالیس لاکھ روپیہ کی رقم برار مین خرچ کی ہے۔ اور دو کروڑ روپیہ کا قرضہ جو بیوستہ سال ۱۳۱۸ھ مین قحط سالی کے موقعپر سرکار نظام کو دیگیا ہے۔ پس یہ دونون رقمین ابتداً اوس ۲۵ لاکھ سالانہ مدامی سے وضع کر لیئے جائینگے جسکی کامل ادائی تقریباً چودہ سال مین ہوگی۔ اسکے بعد وہ (۲۵ لاکھ روپیہ) برابر خزانۂ آصفیہ مین داخل ہوا کرینگے"۔ اسکا مختصر جواب اعلیحضرت نے یہ ارشاد

فرمایا تھا کہ میرے اجداد کرام برار سے قطعاً دست بردار ہو جائینگے - ہمیشہ مخالف رہے ہین - اسلئے
مین بھی آپکی اس تجویز کو پسند نہین کر سکتا علاوہ برین جب کنٹنجنٹ توڑ دیجاتی ہے تو پھر برار کیون رکھا جاتا ہے
جو صرف اوسکی کفالت مین تھا" گو اس معقول ارشاد نے رزیڈنٹ بہادر کو اوسکے خلاف جواب دینے مین
سخت متردد کر دیا تھا - لیکن اونہون نے اسکا جواب یہ دیا" کہ اس مجوزہ کارروائی مین ریاست کو تین فائدے
پہونچینگے - اول یہ کہ ریاست آصفیہ کی اس سے بڑھکر کیا عزت ہوسکتی ہے - کہ سرکار انگریزی جیسی جلیل القدر
سرکار اوسکی موروثی آسامی ہو - دوم ریاست کو جو ابتک صرف ۹½ لاکھ روپیہ ملتے رہے ہین -
اب آیندہ اس تجویز سے ۲۵ لاکھ روپیہ ملینگے - سوم ممکن ہے کہ سرکار انگریزی کو دو کروڑ روپیہ کے
قرضہ مین ساری رقم مجرا کرتے رہنے کے عوض صرف ۱۸½ لاکھ روپیہ سالانہ تا بیباقی وضع کرتی
رہے - اور باقی ۶½ لاکھ سالانہ ابھی سے ریاست کو ملنا شروع ہو جائے" الغرض رزیڈنٹ بہادر کی
یہ چھیڑ چھاڑ برار کی نسبت جاری ہی تھی کہ اتنے مین والیسرائے بہادر کی رونق افروزی حیدرآباد مین
ہوئی - اور حین قیام حیدرآباد - والیسرائے بہادر نے اعلیحضرت اقدس و اعلی سے دو چار تخلیہ کی ملاقاتین
بھی کین جس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس دامی پٹہ کا تصفیہ بھی فرمالیا ہوگا - لیکن طرفین کے سوال و جواب کی
کیفیت مطلق کسی پر ظاہر نہین ہوئی - اور اب اوسکے ۶ ماہ بعد ۳ شعبان سنہ ۱۳۲۰ کو اضلاع امانی برار کی
دایمی اجارہ کی کارروائی آخر مکمل ہو کر پبلک کی نظرون مین آگئی - چنانچہ ہم ذیل مین معزز ناظرین کی معلومات کے
لیئے صرف رزیڈنٹ بہادر کے دو چٹھیونکے نقول معہ عہدنامہ کی نقل کے درج کرتے ہین - اور
باقی کارروائی محض طوالت کے لحاظ سے قلم انداز کردیجاتی ہے -

(۱) منجانب آنریبل لفٹننٹ کرنل سر ڈیوڈ ڈبلیو - کے - بار - کے سی - ایس - آئی - رزیڈنٹ حیدرآباد -
بخدمت فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند - نشان (۶۷) حرف (سی) مقام حیدرآباد - مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۲ء
آپکی چٹھی نشان (۴۲۹۳) حروف (آئی - پی) مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۲ء موصول ہوئی - جسکے ساتھ

آپنے اوس باضابطہ عہدنامہ کی دو کاپیان میرے اور مدار المہام کی تعمیل کے لیئے ارسال
کی کی تعیین کہ جسمین برٹش گورنمنٹ کے نام ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ پر اماتی اضلاع برار کے دایمی اجارہ
آخری تصفیہ شدہ شرایط درج ہین - اب مین اوس عہدنامہ کی دونون کاپیان اپنی اور مدار المہام حضور
نظام کی تعمیل کے بعد آپکی خدمت مین واپس ارسال کرتا ہون - آجکے روز مینے اس عہدنامہ پر
بمواجہہ اپنے فرسٹ اسسٹنٹ میجر بیگ اور مدار المہام کے پرایویٹ سکرٹری مسٹر فرید ونجی کے
دستخط کیئے - اور اسکے ساتھ اپنی چٹھی نشان (۴۵) حرف (سی) مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء کی
نقل بھی ارسال خدمت کرتا ہون - جو مین نے مدار المہام کو بھیجی تھی - اور آپکی ہدایت کے مطابق
جسکے ساتھ مین نے آپکی چٹھی نشان (۲۹۲۴) حروف (آئی - پی) مورخہ ۳۰ سپتمبر ۱۹۰۲ء
مطبوعہ کی نقل حضور نظام کی اطلاع کی غرض سے راز کے طور پر روانہ کی تھی ۔"

(۲) منجانب آنریبل لفٹننٹ کرنل سرڈی - ڈبلیو - کے بار - کے - سی - ایس - آئی - رزیڈنٹ حیدرآباد
بخدمت مہاراجہ کشن پرشاد بہادر مدار المہام حضور نظام - نشان (۴۵) حرف - سی) مورخہ ۱۱
اکتوبر ۱۹۰۲ء -

مین نے گورنمنٹ ہند کے غور کے لیئے آپکی چٹھی نشان (۴) حرف (سی) مورخہ ۴ جولائی ۱۹۰۲ء
کی نقل بھیجنے کی عزت حاصل کی تھی جسمین حضور نظام کیجانب سے آپنے اون تجاویز کو باضابطہ
منظور کیا تھا - جو میری چٹھی نشان (۴) حرف (پی) مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۲ء کے فقرہ (۶) مین
اضلاع اماتی برار کے برٹش گورنمنٹ کے نام ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ معاوضہ مین دایمی اجارہ کے
متعلق درج تھین - اور اب مین بطور راز کے حضور نظام کے اطلاع کی غرض سے گورنمنٹ
ہند کے فارن سکرٹری کی چٹھی نشان (۲۹۲۴) حروف (آئی - پی) مورخہ ۳۰ سپتمبر ۱۹۰۲ء مین
کی نقل جو میرے نام آئی ہے - مع ملفوفہ جات یعنے اوس عہدنامہ کی نقل کہ جسکا ذکر چٹھی مذکور

کیاگیا ہے اور تخمینہ قرضہ برارؔ متعلقہ قحط ارسال خدمت کرتا ہون ۔ آپکو تکلیف دیجاتی ہے کہ یہ کاغذات حضور نظام کے ملاحظہ مین پیش فرما دیجئے ۔ اور اونکا حکم حاصل کرکے مجھکو اطلاع دیجئے کہ کون تاریخ آپ میرے ساتھ اوس باضابطہ عہدنامہ کی تکمیل کر سکینگے کہ جسمین اوس تصفیہ کے شرائط درج مین کہ جو آخری طور پر طے ہو چکا ہے ؀

(۳) یادداشت عہدنامہ مابین برٹش گورنمنٹ و گورنمنٹ نظام جسکی تکمیل ایک طرف تو لفٹننٹ کرنل سر ڈیوڈ ولیم کیتھ بار ۔ کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ ایس ۔ سی ۔ نے کی جنکو اسکے لئے وایسرائے و گورنر جنرل ہند باجلاس کونسل نے اختیار دیا تھا ۔ اور دوسری طرف ریاست حیدرآباد کیجانب سے مہاراجہ پیشکار کشن پرشاد بہادر مدارالمہام حضور نظام نے کی ۔

ا ۔ انجاکہ اون عہدنامجات کی رو سے جو ۲۱ مئی ۱۸۵۳ء و ۲۶ دسمبر ۱۸۶۰ء کو برٹش گورنمنٹ و ریاست حیدرآباد کے درمیان ہوے تھے ۔ اضلاع برار برٹش گورنمنٹ کو کنٹنجنٹ حیدرآباد اخراجات کے لیئے بطور امانی دئے گئے تھے ۔

بدین شرط کہ اگر اضلاع امانی سے کچھ رقم فاضل رہے تو وہ حضور نظام کو ایصال کیجائے ۔

اور از انجاکہ برٹش گورنمنٹ اور حضور نظام اس انتظام مین اصلاح کے خواہان ہین ۔

اور از انجاکہ بنظر کفایت شعاری یہ خلاف مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ اضلاع امانی کا انتظام مثل جداگانہ حکومت کے یا کنٹنجنٹ حیدرآباد کو مثل ایک جداگانہ فوج کے بدستور جاری رکھا جائے ۔

اور از انجاکہ یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضور نظام کو اضلاع امانی سے بجائے غیر معین اور کم و بیش آمدنی کے ایک معین رقم ایصال کیجائے ۔ مندرجۂ ذیل شرائط پر بذریعہ ہذا مابین وایسرائے و گورنر جنرل کشور ہند باجلاس کونسل اور نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام حیدرآباد معاہدہ کیا جاتا ہے ۔

(اوّل) ہز ہائنس دی نظام کو اضلاع امانی پر جنکی فرمانروائی کا اقرار ثانی کیا جاتا ہے۔ دایمی طور پر برٹش گورنمنٹ کو اون اضلاع کا اجارہ دیتے ہین۔ جسکے معاوضہ مین برٹش گورنمنٹ اونکو ہمیشہ کے لیئے ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ کی معینہ رقم دیتی رہیگی۔

(دوم) برٹش گورنمنٹ اضلاع امانی پر پورے عدالتی اختیارات اور کامل اقتدارات رکھنے کے ساتھ جو عہدنامجات ۱۸۵۳ء اور ۱۸۶۰ء کی روسے وہ رکھتی چلی آتی ہے۔ اون عہدناموں کے کسی چیز خلاف ہونیکی صورت مین بھی وہ اسبات کی مجاز ہوگی کہ اضلاع امانی کا حسب دلخواہ طریق سے انتظام کرے۔ اور نیز یہ کہ جو افواج اب حیدرآباد کنٹنجنٹ مین شریک ہین اونکو عہدنامہ ۱۸۵۳ء کے دفعہ (۳) کے عہد و پیمان کے مطابق ممالک محروسہ سرکار عالی کی حفاظت کے لیئے اونمین سے گنجایش نکالکر وہ حسب مناسب پھر سے ترتیب دے۔ کم کرے جسطرح چاہے اور نیز حکومت کر اور جسطرح چاہے اونکی تقسیم کرے۔

تاریخ ۵ نومبر ۱۹۰۲ء مطابق ۲ شعبان ۱۳۲۰ھ . شرح دستخط ڈبلیو کے بار   شرح دستخط کشن پرشاد

منظورہ و مصدقہ گورنمنٹ ہند حسب الحکم شرح دستخط نوٹس۔ ڈبلیو۔ ڈین۔ قایم مقام فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند۔ فورٹ ولیم۔ اس کے علاوہ از روے عہدنامہ یہ قرار داد بھی ہوا تھا کہ فوج بیقاعدہ مین تخفیف ہو۔ اور بجاے ۹ ہزار کے ۱۲ ہزار کی جمعیت باقی رکھی جاے۔ جسکے نسبت اعلیحضرت نے بتدریج تخفیف کرنیکا وعدہ فرمایا تھا۔ چنانچہ بعد مین اکثر کمیٹیان ہوئین۔ اور ایک بسیط رپورٹ مرتب کی گئی۔ آخر بامشارہ رزیڈنٹ بہادر و بمنظوری اعلیحضرت تخفیف فوج بیقاعدہ کی نسبت متعدد افواج سے ۱۵ رجب ۱۳۲۰ھ* سے احکام ذیل نافذ ہوے جس سے علاقہ نظم جمعیت مین ایک تہلکہ عظیم برپا ہوگیا تھا۔ جو رفتہ رفتہ فرو ہوا

(ف ۱) سر سالارجنگ مرحوم اول کے زمانہ مدار المہامی مین یعنے ۱۸۵۳ء (م ۱۲۷۰ھ) سے کے

* تخفیف فوج بیقاعدہ کے احکام اور سہ ہزار کے اتفاق کردہ واقعات سال ۱۳۲۰ھ کی بابت ہین مگر بوجہ تعلق سال ۱۳۲۱ھ کے حالات مین لکھدیگئے ہیں ۱۲ مولف

اقبال سے اجرا شدہ حسبقدر اتیازیان و ملازمان متفرق ہین وہ سب بلحاظ انکے تعلق کے منصبداری مین منتقل کئے جاوین۔

ف ۲ اتیازیان اور ملازمان متفرق جو سالارجنگ ثانی (عماد السلطنۃ) اور سر آسمانجاہ مرحوم و سر وقار الامرا مرحوم کے زمانہ مدار المہامی کے اجرا شدہ ہین۔ اور بیکار تنخواہ یاب ہین۔ اون سب کو حسب ذیل وظیفہ دیا جائے۔

(۱) ملازمان زمانۂ مدار المہامی سر سالارجنگ ثانی کو ماہوار موجودہ کا نصف حصہ (۲) ملازمان زمانۂ مدار المہامی سر آسمانجاہ مرحوم کو ماہوار موجودہ کا ثلث حصہ (۳) ملازمان زمانۂ مدار المہامی سر وقار الامرا مرحوم کو ماہوار موجودہ کا ربع حصہ۔

منجملہ اشخاص بالا فوج مین صرف وہی اشخاص رکھے جائین جو سرکاری خدمات انجام دیرہے ہین۔

ف ۳ فرقہ ہاے پیدل کے فرقۂ عرب وغیرہ وغیرہ مین جو ضعیف اور ناقابل ملازمت اشخاص موجود ہین بذریعہ ایک خاص کمیٹی کے انکا انتخاب کیا جائے۔ اونکی حیات تک اونکو اونکی نصف ماہوار کا وظیفہ دیا جائے۔

ف ۴ بعد کارروائی بالا جو نفری کہ فرقۂ عرب مین تخفیف شدنی نفری کے منجملہ باقی رہجائے وہ جمعیت نظام محبوب کے خالی شدہ جایدادپر وقتاً فوقتاً مامور کئے جائین۔ اور ان سب کی ماموری تک انکا تعلق نظم جمعیت سے ہی رہے گا اور یہ حسب دستور محکمۂ نظم جمعیت مین رہکر تنخواہ پاینگے۔

ف ۵ پہر فرقۂ کمسن اطفال کے جایدادیت عیوض موقوف کئے جائین۔ اور اصل ملازمونکو تنخواہ کی صرف اوسیقدر حصہ جو پاتا ہے اٹھارہ سال تک اونکو ایصال ہونا چاہئیے۔ پس ایسے اطفال کا اسمواری نقشہ بقید تنخواہ یافت مرتب کرکے بہیجدیا جائے اگر وہ اوس عمر کے بعد قابل ملازمت ہونگے تو فرقہ ہائے متعلقہ مین کسی خالی شدہ جایداد و پہر اونکا تقرر کیا جائیگا۔

ف ۶ علاقۂ نظم کے اکتالیس رواہل ناظم صاحب کوتوالی کے علاقہ مین منتقل کئے جائین۔

ف ۷ فرقہ مین بعد عطائے وظیفہ جو لوگ باقی رہجائین وہ لوگ فوج باقاعدہ و کوتوالی بلدہ

واضلاع سے کے خالی شدہ جائداد پر مامور کیئے جائین اسبارے مین عہدہ داران علاقہ جات مذکور کو سرکاری
ہدایت کیجاتی ہے۔

ف ۸ ہر کارگان موجودہ کے منجملہ ایکسو نفری جو اسوقت دوسرے دفاتر پر موجود و متعین اور
کارگزار ہین وہ اونہین دفاتر پر منتقل اور اونکے نام فوج بیقاعدہ سے خارج کردئے جائینگے۔ اور بعالیہ داک
اور برچی برادار نقیب وغیرہ شریک متفرقات مین منتقل کئے جائین۔

ف ۹ جو لوگ شکارگاہ خاص و شکارگاہ دیوانی مین متعین ہین وہ اونہین علاقہ جات مین منتقل کردئے
جائین تخفیف مذکورۂ بالا کی کارروائی جلد کیجائے۔ اور اوسکے متعلق تختہ جات بلاتعویق مرتب کرکے
دفتر ہذا پر بھیجدئے جائین۔ مذبورہ تخفیف و منتقلی بارہ ہزار فوج بیقاعدہ رہے تک عمل مین لائی جائیگی
ہان یہ امر بھی یہان قابل اظہار ہے کہ جس معاہدہ کے ذریعہ پٹہ دوامی برار کا عملدرآمد ہوا ہے اوسمین گورنمنٹ
انگریزی نے صرف دو باتین اپنی خوشی سے قبول و تسلیم کی ہین پہلی شرط یہ ہے کہ سالگرہ مبارک اعلیحضرت
اقدس و اعلی کے موقعپر برار کے صدر مقام پر حضور نظام کا فلاک (جھنڈا) اوڑایا جایا کریگا چنانچہ ایک
خوبصورت و شاندار فلاک (با و تاہیان) حیدرآباد دکن سے تیار کراکے روانہ کیا گیا۔ دوسری
شرط یہ ہے کہ ہر سال بتاریخ ۶ ربیع الثانی (جو سالگرہ مبارک کا روز ہے) اکیس ۲۱ توپونکی سلامی
دیجایا کریگی۔ ۳۰ اپریل ۱۹۰۳ء کو ہنگولی۔ جالنہ۔ مومن آباد۔ رائچور کی کنٹنجنٹ چھاونیان اوٹھالیگئین اور اوسی تاریخ
تینون کی حدود کا کامل جو رسند کشن حضور نظام کو واپس دیا گیا۔ اور دفتر برار بھی ناگپور کو منتقل کیا گیا۔ اور یکم ستمبر ۱۹۰۵ء
۲۰ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ کو صوبہ برار کا الحاق ممالک متوسط مین کر دیا گیا۔ اور سابق مین برار کے
جو چھ اضلاع (امراوتی۔ اکولہ۔ بلڈانہ۔ ایوت محل۔ ایلچپور۔ باسم) تھے اونمین سے اول الذکر
چار اضلاع قایم رکھکر باقی دو اضلاع (ایلچپور۔ باسم) شکست کردئے گئے۔ اور ایلچپور امراوتی مین
ضم کردیا گیا۔ باسم کے تین تحصیلات مین باسم و منگرول کو ضلع اکولہ مین اور تحصیل پوسد کو ضلع ایوت محل مین

شامل کر کے تحصیل مرزاپور کو امراؤتی سے نکالکر ضلع اکولہ مین اور کہام گاؤن وجل گاؤن ضلع اکولہ سے
خارج وبلڈانہ مین ملحق کیئے گیے جس سے اب امراؤتی اور اکولہ مین چہ چہ تحصیلات اور بلڈانہ وایوت
محل مین پانچ پانچ تحصیلات ہو گیے۔ بہرحال حسب سابق (۲۲) تحصیلات قایم وبحال رکہی گیے ہین۔
قبل ازین برار مین ایک کمشنر اور سات ڈپٹی کمشنر و اسسٹنٹ کمشنر مقرر تھے۔ اب عدالت سشن کے
اعتبار سے دو ڈویژن ایک امراؤتی دوسرا اکولہ یعنے ایک مشرقی دوسرا مغربی قرار دیئے گیے ہین۔
اور صیغۂ عدالت کو صیغہ مال سے بالکل جدا کر کے صیغۂ عدالت کا تعلق راست طور پر چیف کمشنر مالک
متوسط سے قایم کیا گیا ہے۔ اور ایک سول وسشن جج کی جگہ اب دو مقرر کیئے گیے ہین۔ علاوہ
اسکے ان دونون عہدہ دارونکو دیوانی کام کی امداد کے لیئے دو ایڈیشنل جج دئے گیے ہین۔
اور صاحب جوڈیشل کمشنر برار (جنکی حیثیت عدالت العالیہ کی تہی) کی عدالت ناگپور مین منتقل کردیگئی۔
جو آیندہ یہ عالیجناب صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر ناگپور کے اجلاس مین بحیثیت ایڈیشنل جج برار کام کو انجام
دین گے۔

اب ہم آخر مین اسقدر ضرور کہین گے کہ یہ کارروائی منصفانہ نہین ہوئی۔ بلکہ اس کارروائی نے
گورنمنٹ انگلشیہ کے بے لوث دامن پر جو فیاضی اور دریادلی سے ملو ہے۔ ایک دہنا دہبہ لگادیا
کیونکہ گورنمنٹ انگلشیہ کی فیاضی اور دریادلی کی سیکڑون نظیرین اس قسم کی ملین گین۔ چنانچہ یورپ مین جزائر
ایونین بہ کئی سال کے قبضہ کے بعد یونان کو واپس دے گیے۔ اور ہندوستان مین ٹیپو سلطان کو
غارت کر دینے کے بعد وہان کے کمسن راجہ کو جو بالکل کس مپرسی کی حالت مین پڑا ہوا تہا میسور کی ریاست
دیگئی۔ جو ابتک قایم وبحال چلی آرہی ہے۔ اور اگر وہ نہ دیجاتی تو بہی کوئی مدعی اوسکا نہین ہوتا تہا۔ اسکے
علاوہ گورنمنٹ انگلشیہ نے کابل کو ہزارون جانون کے اتلاف اور کروڑہا روپیہ کے اصراف سے
فتح وفیروز کیا۔ لیکن آخر مین وہان کے امیر کو واپس دیدیا۔ لیکن یہان برار کی صورت تو بالکل جدا گانہ

تھی کیونکہ ایک تو گورنمنٹ انگلشیہ کے پاس وہ بطور امانی تھا۔ دوسرا اضلاع کا مالک دسرکار نظام ہم
موجود اور متعدد وبار ایک زمانہ دراز سے اوسکی واپسی کا مطالبہ جاری تھا تیسرا جو تنخواہ کنٹنجنٹ کے
معاوضہ میں لیا گیا تھا۔ اوسکا وجود خود اسوقت بیکار و بغیر ضرورت تھا۔ چنانچہ اسوقت خود گورنمنٹ
انگلشیہ نے کنٹنجنٹ کو بغیر ضرورت سمجھکر برخاست کردیا۔ پس بلحاظ صورت ہائے بالا اگر برار سرکار نظام
خلد اللہ ملکہ کو بلا کسی عہدوپیمان کے واپس دیدیا جاتا تو کوئی خلاف انصاف ومنافی مصلحت نہ تھا مگر معلوم
نہین کہ گورنمنٹ انگلشیہ کی اسمین کیا مصلحت پنہان تھی۔ (رموز مصلحت خویش خسروان دانند) اصل بات
یہ ہیکہ زور شمشیر کے سامنے زور قلم کے کچھ پیش نہ گئی۔ اور زمانہ کو فقیہ عمادۂ یمنی کے قول نشعرۃ
السیف تستغنی عن القلم کا چشم دید ثبوت ملگیا۔

مستقلی مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی

۱۵ شعبان ۱۳۲۱ھ کو خلوت مبارک مین اعلیحضرت نے ایک عظیم الشان دربار منعقد فرما کر مہاراجہ بہادر کو بالاستقلال
مدار المہامی کے عہدۂ جلیلہ پر سرفراز فرمایا اور ۵ شعبان ۱۳۲۱ھ کو اسی مستقلی کی نسبت فرمان خسروی مرقومہ ۲۱ رجب ۱۳۲۱ھ جریدۂ اعلامیہ مین
شایع ہوا جسکی نقل ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

ابتک جس خوبی وصداقت ولیاقت کیساتھ آپنے عہدۂ جلیلہ مدار المہامی کے اہم فرایض کو ادا کرتے
رہے اوس سے مجھے کامل اطمینان ہوگیا کہ آپ آیندہ بھی ایسا ہی بلکہ اس سے بہتر اہم فرایض کو ادا
کرتے رہکر میری خوشنودی حکے اپنے کو ہمیشہ مورد بناتے رہینگے۔ لہذا اب مین آپکو میری ریاست کی
عہدۂ مدار المہامی پر باضابطہ طور سے مستقل کیا چاہتا ہون اور بالکل یقین کیساتھ امید کرتا ہون کہ آپ
اسکا شکریہ صدق ووفاداری کیساتھ میری ریاست ورعایا کی ترقی وبہبودی کے کامونمین مصروف رہکر ہمیشہ
ادا کرتے رہینگے۔

رونق افروزی اعلیحضرت ظل سبحانی بغرض شرکت دربار تاجپوشی دہلی

یون تو اعلیحضرت ظل سبحانی کو ملک معظم نے ۲۲ جون ۱۹۱۱ء کی تاجپوشی مین بمقام لنڈن مدعو
فرمایا تھا۔ مگر آپکا لنڈن جیسے دور دراز مقام پر تشریف لیجانا کوئی آسان امر نہ تھا۔ کیونکہ رعایائے
حیدرآباد دکن کو آپکا اسقدر طول طویل سفر سخت شاق اور ناگوار گذرتا۔ جیسا کہ اسکے قبل کلکتہ کے سفر کے
متعلق تجربہ ہو چکا ہے۔ پس اسی لحاظ سے ظل سبحانی نے لنڈن کا جانا ملتوی فرما دیا تھا۔ اسکے
بعد جب لارڈ کرزن بہادر ویسرائے ۱۹۰۲ء مین حیدرآباد تشریف لائے تو دربار تاجپوشی دہلی (جو یکم جنوری
۱۹۰۳ء کو ہونیوالا تھا) کی دعوت (زبانی) مکرر سکرر بلحاظ اتحاد و نہایت تاکید کے ساتھ دی تھی [illegible]
تحریری طور پر رسمی مدعو فرمایا تھا۔ اسلئے آپکا دہلی تشریف لیجانا نہایت ضروری تھا چنانچہ اعلیحضرت قبل از قبل
تاریخ جشن تاجپوشی سے آٹھ مہینے پیشتر صفر ۱۳۲۰ھ مین نواب افسرالدولہ بہادر اور مولوی میر لیاقت علی صاحب (نواب لیاقت جنگ بہادر
اول تعلقدار) کو دہلی روانہ کرکے اپنے خاص اقامت کیلئے ایک خوشنما و وسیع کوٹھی لڈلو کیسل نام (برعکس دوسرے والیان ریاست کے
جو تمام ہونگی رہائش دربار دہلی کے موقعہ پر خیمون مین تھی) ۵۰ ہزار روپیہ کرایہ سے (صرف دربار دہلی کے چند روزہ عرصہ کیلئے) تجویز فرمالیا تھا۔
اور اس معتدبہ رقم کرایہ کے علاوہ اور ۲۰ ہزار روپیہ کے صرف سے اوس کوٹھی کی تعمیر و مرمت حسب خواہش و ضرورت کرائیگئی تھی۔ الغرض
صرف مکان رہائش کیلئے ۷۰ ہزار کی کثیر رقم خرچ ہوئی تھی۔ اور باقی آمد و رفت و آرایش و زینت و خورد و نوش کی اخراجات کی رقم اس سے
تین حصہ زائد تھی۔ اور اعلیحضرت کے مصاحبین و امرا کی قیام کیلئے لڈلو کیسل کے اطراف و جوانب کی دوسری کوٹھیان بھی کرایہ سے
لیلی گئی تھین۔ اور ایوان شاہی (لڈلو کیسل) کا انتظام و اہتمام نواب افسرالدولہ بہادر سے متعلق تھا۔ حاصل ۲۸ رمضان المبارک
۱۳۲۰ھ کو حسب فرمان خسروی مرقومہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ عام اطلاع و اجرائی کار روائی ریاست کیلئے یہ اعلان کیا گیا کہ اعلیحضرت
رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ کو بغرض شرکت دربار کارونیشن (تاجپوشی) نہضت فرمائے دہلی ہونگے۔ چونکہ مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی بھی
اعلیحضرت کے ہمراہ رکاب ہونگے لہذا اونکی غیر حاضری کے زمانہ مین نواب افتخار الملک بہادر نگران کار مدار المہام مقرر کئے جاتے ہین۔ پس باستثنا
کل امورات ضروری و معمولی نواب ممدوح کے سامنے پیش کئے جائین۔ اور معاملات اہم و دیگر مستقل مدار المہام کی واپسی تک ملتوی کئے جائین
وغیرہ وغیرہ۔ اسکے بعد ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ م ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء روز شنبہ کو اعلیحضرت مع ولیعہد بہادر اسپیشل ٹرین مین سوار ہوکے

آپکے ہمراہ رکاب حسب ذیل امرا و مصاحبین عہدہ دار تھے - مہاراجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار مدارالمہام سرکار عالی - نواب آصف یاور الملک بہادر - نواب خورشید الملک بہادر* - نواب فخر الملک بہادر** - نواب حسام الملک خانخاناں بہادر - نواب افسر الدولہ بہادر - نواب غالب الملک بہادر - راجہ اصغر نواز ونت بہادر - مدا راجہ رائے رایان امانت ونت بہادر - راجہ سیسر راؤ دنانی - مہا بھوپال بہادر والی پستانشہ - مسٹر ولا سعید چیتا مسٹر کیاسن واکر معز ماجہ - نواب عماد الملک بہادر - مسٹر فرید ونجی جمشید جی - نواب لقمان الدولہ بہادر - نواب فصیح الملک بہادر داغ - نواب اقبال یار جنگ بہادر - نواب اسد یار الدولہ بہادر - نواب ناصر نواز الدولہ بہادر - نواب صادق جنگ بہادر - نواب افضل نواز جنگ بہادر - نواب عثمان یار جنگ بہادر - حکیم عبدالرزاق صاحب - مولوی احمد حسین صاحب چیف سکرٹری - مولوی میر تقی - نواب فیض جنگ بہادر - سردار پریم سنگھ صاحب - مسٹر بی الحرین آتالیق ولیعہد بہادر - مسٹر کی برنٹ اتالیق ولیعہد بہادر - نواب سیف نواز جنگ بہادر -***

بہرحال اعلیٰحضرت مع الخیر و الظفر دہلی پہونچے - اور یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو دربار جشن تاجپوشی میں تشریف فرما ہوئے - دربار ہال میں آپکی نشست (کرسی) تمام والیان ریاست سے اول نمبر پر تھی جب والیسرائے بہادر نے (دربار کے روز) اپنی تقریر ختم کی تو سب سے پہلے اعلیٰحضرت (مع ولی عہد بہادر و مدارالمہام سرکار عالی) اپنی جگہ سے اوٹھکر چبوترے کے پاس گئے - اور حضور والیسرائے ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کناٹ سے مصافحہ کرنیکے بعد حسب ذیل فقرات سے اظہار مبارکباد فرمایا۔

اس قابل وقعت تقریب سعید کی شمولیت سے جسقدر بعید و غایت خوشی مجھے حاصل ہوئی ہے غالباً

---

* نواب امام جنگ خورشید الملک بہادر بوجہ ناسازی مزاج مجبوراً قبل از آغاز مراسم تاجپوشی دہلی سے حیدرآباد واپس ہوگئے ۱۲ مولف

** نواب فخر الملک بہادر بھی بوجہ علالت طبع دربار کا لطف نہ اوٹھا سکے اور مجبوراً دہلی سے مراجعت فرمائی حیدرآباد ہوئے ۱۲ مولف

*** دراصل نواب سلطان نواز جنگ شمشیر الملک کو ہمراہ رکاب اعلیٰحضرت اقدس دہلی چلنے کا حکم ہوا تھا چونکہ آپکو گورنمنٹ آف انڈیا نے بحیثیت سلطان شحر و مکلا شرکت دربار تاجپوشی کی دعوت دی تھی - اس لیے آپ اپنے بجائے نواب سیف نواز جنگ بہادر کو اپنے معاوضہ میں اعلیٰحضرت کے ہمراہ رکاب بھیجا - اور خود بحیثیت سلطان شحر و مکلا شریک دربار ہوئے ۱۲ - مولف

**** دربار جشن تاجپوشی کے تفصیلی حالات کو ہم آئینہ ہندوستان کے حصہ عہد صلیبیہ میں درج کیا ہے - لہذا یہاں باختصار لکھا گیا ۱۲ مولف

خود بدولت اس سے ناواقف نہونگے۔ کیونکہ گورنمنٹ انگلشیہ کیساتھ مین نے جس عملی طور پر آجتک وفاداری اور جان نثاری کا ثبوت دیا ہے۔ اور جسطرح سرکاری خدمات کی بجاآوری کو ہماری خاندان نے اپنا باعث اعزاز سمجھا ہے وہ آپ سے کچھ پوشیدہ نہین۔ اور اب بھی اوسی خلوص اور ارادت کے اقتضا سے میری خواہش ہے کہ براہ مہربانی آپ شہنشاہ عالیجاہ کی خدمت عالی مین میری طرف سے عرض مبارکباد کیساتھ یہ بھی یقین دلائین گے کہ مین اور میری اولاد ہمیشہ بدستور شہنشاہ عالیجاہ کی وفاداری مین ثابت قدم رہیگی"۔

اسی دربار کے موقعہ پر اعلیحضرت کو منجانب ملک معظم آرڈر آف دی باتھ۔ نائٹ گرانڈ کراس سول ڈیویژن یعنی جی۔سی۔بی کا معزز خطاب* دیا گیا۔ اور مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار نظام کو انڈین امپائر۔ نائٹ کمانڈر یعنے کے۔سی۔آئی۔ای۔ مسٹر فریدونجی جمشیدجی پرایویٹ سکرٹری مدارالمہام سرکار عالی کو کمپانین یعنے سی۔آئی۔ای۔ کے خطابات عطا ہوئے۔

۵ جنوری کو اعلیحضرت اقدس و اعلی نے لارڈ کرزن کیسل مین چیدہ چیدہ اور منتخب والیان ریاست و یورپین عہدہ دارو نکو گارڈن پارٹی کی تقریب مین مدعو فرمایا۔ اسکے بعد ۹ جنوری ۱۹۰۳ء؁ تک جسقدر مراسم جشن تاجپوشی کے ادا ہوئے اوسمین آپ برابر شریک رہے۔ جب ۱۰ جنوری کو وائسرائے بہادر اور ڈیوک آف کناٹ دہلی سے رخصت ہوگئے اور تمام والیان ریاست و معزز مہمانون کو رخصتی اجازت دیدی تو ہمارے اعلیحضرت اقدس و اعلی تقریباً چار ہفتے اور دہلی مین قیام پذیر رہے۔ اور اکثر بزرگان دین کے مزارات کی زیارت فرمائی۔ پھر وہان سے اجمیر شریف بمبئی وغیرہ (جو نامی اور قابل دید شہر ہیں) مین پانچ چھے ہفتے رونق افروز رہکر ۱۰ ذیحجہ ۱۳۲۰ھ؁ روز چہارشنبہ کو (۲۰۹ دن یوم بعد) مع الخیر والظفر بمسرت و شادمانی مراجعت فرمائے دار السلطنت حیدرآباد ہوئے۔ چنانچہ اس مراجعت کی خوشی مین عام طور پر دو روز کی تعطیل تمام دفاتر کو دیگئی۔ اور ۱۱ ذیحجہ روز پنجشنبہ کو شب مین مقام باغ

* ۱۸۷۷ء؁ کے دربار قیصری مین اعلیحضرت کو تمغہ و نشان قیصری و خطاب فرزند خاص دولت انگلشیہ عطا ہوا تھا ۱۲ مولف

عامۂ اعلیحضرت نے رعایاے دکن کا اڈریس قبول فرماکر عزت بخشی - اب ہم یہان پر بلحاظ طوالت رعایا کا اڈریس قلم انداز کرتے ہین اور اعلیحضرت اقدس اعلی کا جواب حسب ذیل ہے -

میری عزیز رعایاے وفادار و ستودہ مجھے اسوقت یہ کہنے کی کوئی ضرورت نہین کہ تمہاری صدق عقیدت جو اس جلسہ و ایڈریس سے پائی جاتی ہے - اوسکی مین کسقدر قدر کرتا ہون - تم خود میری خوشنودی کا اندازہ اپنے دلونمے جوش عقیدت سے کر سکتے ہو - کیونکہ خداے تعالی کا شکر ہے کہ تمہاری اور میری ہمدلی اور ہمدردی نے ایک دوسرے کی راحت و رنج کا مقیاس و پیمانہ بنا دیا ہے - آصف

یکدلی سے ہی تو یکرنگ نشہ ہوتے ہین — ایک ہو جاتے ہین دو دل بھی اگر ہوتے ہین

اگرچہ مین نے یہان سے دہلی کو روانہ ہونیسے قبل قصد مصمم کر لیا تھا کہ مین سفر یا سفر کے بعد کوئی پبلک ایڈریس نہ لونگا - مگر تمہارے لیڈر مہاراجہ مدار المہام پیشکار صاحب نے اس ایڈریس کو لینے کے لیے اسقدر پر اثر معروضہ کیا کہ اونکا افسون بخوبی کارگر ہوا - اور میرے دل مین تمہاری محبت کچھ ایسی جوش مین آئی کہ مین نے اپنے قصد کو فقط اس پبلک ایڈریس کیواسطے فسخ کر دیا - اور مین نے مدار المہام کو کہدیا کہ اگرچہ مجھے ایسا ایڈریس لینے کی کوئی ذاتی خواہش نہین - لیکن اگر اسی مین میری عزیز رعایا کی خوشی ہے تو مجھے اونکی خوشی کو اپنی ذاتی خواہش پر ترجیح دینے مین کوئی عذر نہین - آصف تم خوش رہو ہر حال مین مطلب تو یہی ہے — آزردہ نہو کوئی بھی مذہب تو یہی ہے - جو تم نے اپنے ایڈریس مین ایک طور سے ظاہر کیا ہے کہ میرا اپنے ملک سے باہر سیر و سیاحت کو جانا تمہین چندان پسند نہین ہے - واقعی یہ تمہاری محبت کا تقاضا ہے کہ تمکو اپنے محبوب کی مفارقت ناگوار ہوتی ہے - اور مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ مجھے بھی اپنی پیاری رعایا سے ایک عرصہ تک دور رہنا پسند نہین ہوگا - مگر تاہم یاد رکھنا چاہیے کہ السفر وسیلۃ الظفر - اور علی الخصوص رؤسا کے لیئے (تفریح و تفنن کا باعث ہی کیون نہو) بہت مفید ہے کہ اسمین وہ گرم و سرد زمانہ سے واقف ہو کر متفرق قوم و ملت کے آئین و اطوار کے معاینہ سے بہت کچھ تجربہ حاصل کر سکتے ہین - جو میری راے مین حکمرانکو

نہایت ضرور ہے کہ احکام کا اثر عامۂ خلایق پر کیا ہوگا - اوسکا اندازہ حتی الامکان ٹھیک طور سے قبل از
قبل کیا جا سکے - اندنون ڈاک ٹیلگراف اور ریلو سے نے ہندوستان میں چوطرف سفر کرنا اسقدر آسان کردیا
ہے اگر چند ماہ کے لیئے کوئی رئیس سیر کیواسطے اپنی ریاست سے دور ہے تو اوسکو اپنی رعایا کی حالت سے
واقف رہنے اور دور سے اپنی ریاست کا کام چلاتے رہنے مین چندان دشواری نہین ہوتی بہرحال
(جیسا کہ مینے بیان کیا ہے) حال کا سفر محض تفریح و سیر کے لیئے نہ تھا - اور نہ اوسمین مجھے کوئی ذاتی
نمایش مقصود تھی - جیسا کہ تم بخوبی سمجھتے ہو - اور جیسا کہ مین نے اپنے آگے کی ایک اسپیچ مین کہا تھا کہ راست
بازی و سپہ گری میرا آبائی پیشہ ہے - لہذا مجھے اس سفر مین بڑی خوشی یہ حاصل ہوئی کہ اعلیحضرت قیصر ہند
عوام کرمہ کے دربار تاجپوشی مین شریک ہوکر اپنے اباو اجداد کی عادت کے مطابق بالکل سیدہے سادے
سپاہیانہ طور سے اپنی تاریخی دوستی و وفاداری کا اظہار عملاً و تقریراً کرنیکا موقع ملا - آصف ستی بزرگونکی
جو اپنے نمایش مطبوع ٭ مین نے چھوڑا نہ اب وجد کا طریقہ زنہار ٭

خدائے تعالیٰ عز و شانہ کے فضل و کرم سے مجھے سفر مین ہر طرح کی خوشی اور صحت حاصل رہی - دہلی مین
اگرچہ سردی یہانکی موسمی سردی سے زیادہ تھی مگر کسی طور سے گران تر نہین پائی گئی - جو برداشت نکر سکے
کوئی شخص تحمل کھڑا ہو - اور مین اپنے سفر کو مبارک اسلیئے سمجھتا ہون کہ دہلی مین - میرے ہمعصر رؤسا
اور اعلی عہدہ داروں سے ملاقات ہوئی مگر اس سفر کی سب سے زیادہ خوشگوار یادگار یہ ہوئی (جسکی خوشی
تم بھی مناتے ہو) کہ مجھے ہز مجسٹی کنگ امپرر نے اپنی ہند کی تاجپوشی کے روز جی - سی - بی - کا اعلی
تمغۂ امتیاز مرحمت فرمایا - جو کسی رئیس کو ابتک نہین ملا - مین اسموقعپر علانیہ طور سے نواب وائسرائے
بہادر کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ اونہون نے براہ مہربانی میرے لیئے اس تمغہ کی تجویز کی - اور اعلیحضرت
قیصر ہند کا بیدل شکرگزار ہون کہ اونہون نے براہ کرمت میرے واسطے پسند فرمایا - اور یہ بھی میرے
لیئے کچھ کم خوشی کی بات نہوئی کہ مدار المہام پیشکار صاحب جو اپنے اہم فرائض کی ادائی مین میری خوشنودی

خواہان وسامی ہین۔ اونکو بھی میرے ساتھ تمغۂ کے۔سی۔آئی۔ ای۔ ملا۔ ہین امید قوی رکھتا ہون کہ
اس سے اور بھی زیادہ میری مرضی کے مطابق تمہاری ترقی وبہبودی کے کاروبار مین بدل مصروف ہونگی
آج بفضلہ تعالیٰ تم اور مین یکسان خوش ہین تمکو میرے سفر سے مع الخیر واپس آنے کی خوشی ہے۔
لہذا تمہاری اور میری دلی دعا خداے لایزال سے یہی ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ہماری باہمی
خوشی ہمیشہ بحال رکھے۔ **آصف**

شکرے رعایاے وفادار دکن ہے یہ دعا ٭ شاد وآباد خدا رکھے تمہین لیل ونہار
ایڈریس یہ جو دیا تمنے خلوص دل سے ٭ جان نثاری کا کیا اپنے نہایت اظہار
جانتا ہون کہ وفادار وفاکیش ہو تم ٭ زر خالص کے لیئے چاہیئے کیا ہے معیار
کروسنے سب سر سے اللہ نے مجھپر آسان ٭ اس سفر مین نہ کوئی مرحلہ آیا دشوار
مجھکو اللہ تعالےٰ نے بصحت رکھا ٭ اس سے بڑھکر نہین آفاق مین نعمت زنہار
عزت افزا جو ہوئے خسرو ہند وانگلینڈ ٭ اس عنایت کا تہ دل سے مین ہون شکرگزار
لارڈ کرزن نے کیا جلسہ نہایت اچھا ٭ واقعی دید کے قابل تھا یہ انکا دربار ٭
جن رئیسون سے ملاقات ہوئی دلی مین ٭ ہین وہ پاکیزہ منش صاحب اعزاز ووقار ٭
سیر کوا وسکے بہت مین نے مقدم جانا ٭ نظر آئے کئی نامی جو بسے شہر و دیار ٭
غور سے خوب عمارات جدیدہ دیکھین ٭ اور شاہان گذشتہ کے بھی دیکھے آثار
بے سفر کے نہین ہوتا کبھی حاصل ہرگز ٭ کہ ہر انسان کو ہے تجربہ بیشک درکار
نیک وبد جبکہ نہ دیکھے تو بڑھے کیونکر عقل ٭ آدمی کا ہے فقط عقل ہی پر دارو مدار
اچھے ایجاد جو تھے مجھکو پسند آئے بہت ٭ اچھے انسان جو تھے آکے ملے سب اکبار
اس سفر مین بھی بہت مجھکو تمہارا تھا خیال ٭ ایک ساعت بھی کسی دن نہ رہا مین بیکار

کیوں نہ آباد رہے ملک و رعیت جو رہے	نیک خو نیک چلن نیک روش نیک اطوار
ملک و مالک کی جو تم چاہو صلاح اور فلاح	پرورش سے نہیں آصف کو ذرا بھی انکار

فہرست عطیہ خطابات عید الضحیٰ بابتہ ۱۳۲۲ھ

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے ۱۱ ذیحجہ ۱۳۲۲ھ کو دربار عید الضحیٰ کی تقریب میں صرف منتخب پانچ امرا کو خطابات و مناصب سے سرفراز فرمایا

نمبر سلسلہ	نام	خان بہادری	جنگی	دولہ	ملکی	سلطنتی	مناصب
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱	راجہ راجایان کشن پرشاد مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی	.	.	.	.	یمین السلطنت	از اصل و اضافہ نہ ہزاری منصب و پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار
۲	نواب افسر الدولہ بہادر	.	.	.	افسر الملک	.	از اصل و اضافہ سہ ہزار و پانصدی منصب دو ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ
۳	نواب ناظم الدولہ بہادر	.	.	.	ناظم الملک	.	از اصل و اضافہ سہ ہزار و پانصدی منصب دو ہزار و پانصد سوار و علم و نقارہ
۴	نواب عثمان یار جنگ بہادر	.	.	عثمان یار الدولہ	.	.	از اصل و اضافہ سہ ہزاری منصب و دو ہزار سوار و علم و نقارہ
۵	نواب ممتاز یار جنگ بہادر	.	.	ممتاز یار الدولہ	.	.	از اصل و اضافہ سہ ہزاری منصب دو ہزار سوار و علم و نقارہ

چونکہ صرفخاص کے حساب وکتاب کی ابتری اور خرابی روزافزون ترقی پر تھی (چنانچہ قبل ازین حسب الحکم اعلیحضرت صرف خاص کے حسابات کی جانچ پڑتال مسٹر کرولی کنٹرولر جنرل کے سپرد ہونیوالی تھی لیکن پھر کیا وجہ پیش آئی کہ یہ کارروائی ہونے نہ پائی۔ اور مسٹر کرولی بھی چلتے ہوئے) اس لئے ۲۳ صفر ۱۳۲۲ھ کو اعلیحضرت نے نواب عزیزالدولہ بہادر سے ناظم مخارجی کی خدمت لیکر نواب داورالملک بہادر کو اوسی خدمت سے سرفراز فرمایا۔ اور اسی ضمن مین نواب سیدالدولہ بہادر خلف نواب آصف نوازالملک مرحوم (جو منصرم معتمد صرفخاص تھے) بھی خدمت معتمدی صرفخاص سے موقوف ہوئے۔ اور نواب مشہورالملک بہادر معتمدی پر مامور ہوئے۔ بہرحال اسی تاریخ اور ماہ مین دوچار خدمات صرفخاص کا تغیر و تبدل حسب فرمان خسروی عمل مین آیا۔

قبل ازین سال ۱۳۲۰ف مین لباس یونیفارم پہننے کے نسبت حسب منظوری اعلیحضرت اقدس و اعلی، جو قواعد نافذ ہوئے تھے۔ اوسمین صرف تمام فوجی عہدہ دارونکے لیئے یہ بات تبلائی گئی تھی۔ کہ کس کسوقت یونیفارم سفید پہنینگے۔ اب ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ کو بمنظوری اعلیحضرت مرتبہ اوکان و امرار و اعزا و جاگیرداران و جمعداران و ملازمان سول کے لیئے بھی حسب ذیل صراحت کی گئی ہے۔

(۱) سفید یونیفارم فقط موسم گرما یعنے فبروری۔ مارچ۔ اپریل۔ مئی۔ اور دو مہینے برسات کے یعنے جون و جولائی مین پہنا جاوے۔ باقی چھ مہینے بانات لباس یونیفارم استعمال کرین (۲) سفید یونیفارم سے غرض سفید ڈرل کے کپڑے کا فراک کوٹ موافق نمونہ باناتی انڈریس کوٹ کے اور اسی کپڑے کا پتلون مین ٹراوزر ہے۔ باقی سب اسباب یونیفارم کا مثل تلوار۔ بگلوس۔ کمربند۔ گرگابی۔ ہیٹ وغیرہ جو باناتی یونیفارم کے کام مین لایا جاتا ہے۔ وہی سفید کے ساتھ استعمال کیا جائے (۳) اگر کسی خاص تقریب مین فلڈریس پہننے کی ضرورت سمجھی جائیگی تو حسب الحکم اس امر کی اطلاع دیجائیگی (۴) سفید یونیفارم فراک کوٹ مین سنہری گلٹ کی گھنڈیان موافق مقررہ نمونہ کے کام مین لاوین۔

یکم جمادی الاول ۱۳۲۱ھ کو چو محلہ مبارک مین انگریزی دربار ہوا جسمین صاحب عالیشان بہادر نے ملک معظم کی جانب سے خاص اعلیحضرت اقدس و اعلی کے لیئے دربار دہلی کے متعلق ایک طلائی تمغہ اور مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی وبعض دیگر امرا کے واسطے پانچ نقرئی تمغے ملاحظۂ اقدس مین پیش کیا۔ چنانچہ اون نقرئی تمغون مین سے اعلیحضرت نے ایک شاہزادہ ولیعہد بہادر۔ دوسرا مدار المہام سرکار عالی۔ تیسرا آصف یاور الملک بہادر۔ چوتھا نواب خانخانان بہادر۔ پانچوان مہاراج آصف نواز ونت بہادر کو مرحمت فرمایا۔

۱۱ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ کو اضلاع ممالک محروسہ کے لیئے مہتممان لوکل فنڈ کا تقرر عمل مین آیا اور ۱۵ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ کو مدرسۂ جنگلات کا افتتاح ہوا۔ اور حضرت بسم اللہ بیگم صاحبہ صاحبزادی نواب صمصام الملک مرحوم و محل نواب غلام محمد غوث خان بہادر نجم الہند پرنس آف ارکاٹ کو جو بتقریب دربار تاجپوشی دہلی ہز اکسلنسی نواب گورنر جنرل بہادر نے نواب بیگم کا خطاب عطا فرمایا تھا وہ اسی ماہ مین اطلاع عام کے لیئے شایع کیا گیا۔ دفتر دیوانی کا جایزہ جو قبل ازین راجہ راے رایان بہادر کو دیدیا گیا تھا وہ پھر حسب الحکم اعلیحضرت اقدس و اعلی واپس لے لیا گیا۔ اور مولوی حاجب الحق صاحب مہتمم دفتر دیوانی کے سپرد ہوا۔ اور رسوم سرو لیپا نذیہ گری و سیر حاصل بھی حق سرکار کر لی گئین۔

غرہ جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ کو (حسب منظوری اعلیحضرت) اون امرا کی ایک فہرست حسب ذیل شایع ہوئی جو تمام دفاتر سرکار عالی کو اونکے معتمدین کے نام سے مراسلت کرنی چاہیے۔ گو اسکے قبل بھی ۱۴ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ کو ان امرا کے نام درج ہوئے تھے۔ لیکن اب اون نامون مین تغیر و تبدل ہو گیا ہے۔ لہذا مکرر درج کی گئی۔

(۱) نواب سر خورشید جاہ بہادر۔ (۲) نواب سر وقار الامرا بہادر۔ (۳) نواب سر آسمان جاہ بہادر۔ (۴) مہاراجہ سر پیشکار یمین السلطنت بہادر۔ (۵) نواب سالار جنگ بہادر۔ (۶) نواب افتخار الملک بہادر (۷) نواب فخر الملک بہادر۔ (۸) نواب خانخانان بہادر۔ (۹) نواب شمشیر الملک بہادر۔ (۱۰) نواب سید عبد العلیخان خلف

نواب شمشیر جنگ بہادر مرحوم - (۱۱) راجہ راؤ مہاجیونت بہادر -

نوٹ عابد النسا بیگم صاحبہ - راجہ بلجیون راؤ بہادر - راجہ نانک پرشاد بہادر - احمد اللہ صاحب قادری - نواب منتظم جنگ بہادر - وقار النسا بیگم صاحبہ مرحومہ محمد عبد الغفور صاحب - نواب کلب علیخان صاحب - نواب محسن علیخان صاحب - داوی بیگم صاحبہ -

۷ - جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ کو محلہ گولی گوڑہ کا نام محبوب پورہ سے موسوم کیا گیا - اور کشنری انعام کا دفتر دبوجہ شکست کشنری انعام معتمدی مالگذاری مین منتقل ہوا -

۲۴ - جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ کو (حسب فرمان خسروی مرقومہ ۱۴ صفر ۱۳۲۱ھ) یہ حکم نافذ ہوا کہ جو عہدہ داران کوتوالی اپنے خدمات وفرایض کو لیاقت و دیانت کے ساتھ بجالائینگے اونکو بطور صلہ کے تین درجہ کے تمغے - طلائی - نقرئی - مسی - بلحاظ خدمات خود بدولت اقدس واعلیٰ اپنے دست مبارک سے عطا فرمائینگے -

طغیانی رود موسیٰ

۱۴ - رجب ۱۳۲۶ھ کو نصف شب کے وقت رود موسیٰ مین سخت طغیانی آئی جو سنہ سو سال آگے بھی کبھی نہین آئی تھی - کیونکہ اکثر سن اشخاص نے اس امر کی تصدیق کی کہ ایسی سخت طغیانی ہمنے کبھی نہین دیکھی نہ اپنے بزرگون سے کسی وقت سنی الحاصل اس طغیانی کے مختصر واقعات یہ ہین کہ دو تین روز سے لگاتار بارش ہورہی تھی - کہ یکایک ۱۲ رجب کو آدھی رات مین ندی کو طغیانی ہوئی کولسہ واڑی - والمنڈی - پتیلہ برج - کاروان ساہوان گلبل گوڑہ - عثمان شاہی وغیرہ کے محلون مین پانی بھر گیا ہزارون مکانات پختہ اور سفالی منہدم ہوگئے - ہزارہا آدمی خانمان برباد - آدھی رات کیوقت اپنی عورتون اور بچون کو لیکر دوسرے محلون کی مسجدون اور مندرون مین پناہ گزین ہوئے - اور یون دفعتاً آدھی رات کے وقت پانی کے آجانے سے سوائے جانون کے بچانے کے ایک تنکا بھی اسباب کا

کسی سے لیجا نہوسکا۔ تمام اسباب ہزارون روپیہ کا تباہ وبرباد ہوگیا۔ چنانچہ یہ طغیانی تین روز تک مسلسل رہی جس سے اون تباہ شدہ محلونمین تین روز تک چہاتے کے برابر پانی کھڑا رہا۔ افضل گنج کے پل کی نہایت مخدوش حالت تھی۔ کوتوالی نے آدمیون تک کی آمد و رفت پل پر بالکل بند کردی تھی۔ المختصر اعلیحضرت اقدس واعلی نے اس آفت آسمانی پر کمال درجہ تاسف فرماکر اون خانمان برباد و نکے مکانات کی تیاری کے لیئے بزاہم خسروانہ دولاکھ روپیہ کی منظوری صادر فرمائی جس سے اون بیچارو نکے تن مردہ مین جان آئی اور رہنے کا سہارا مل گیا۔

۱۷ رجب ۱۳۱۶ھ کو نواب مشیرالملک بہادر کی وہ ماہوار (السلہ) جو بطور مدد خرچ امیر کبیر مرحوم کی سفارش سے مختارالملک اعظم نے ۱۲۹۹ھ مین اجرا کی تھی حسب فرمان خسروی مسدود کردیگئی۔ اور اسی ماہ مین اعلیحضرت نے مدارالمہامی کی تنخواہ مہاراجہ بہادر کے نام دس ہزار روپیہ اجرا فرمائی۔

۲۷ شعبان ۱۳۱۶ھ کو دستورالعمل اقتدارات معین المہام فنانس (حسب فرمان خسروی مرقومہ ۲۴ شعبان ۱۳۱۶ھ) شائع ہوا۔ اور قواعد قانونچہ مبارک کے دفعات ۱۸۔ و ۱۰۸۔ کی ترمیم (حسب الحکم شاہی مصدرہ ۱۴ صفر ۱۳۱۶ھ) عمل مین آئی۔ چنانچہ دستورالعمل مذکور کا ملخص یہ ہے کہ ابتک صیغۂ فنانس مین کوئی معین المہام نہ تھا۔ اور یہ صیغہ بالراست مدارالمہام کے ماتحت تھا۔ اب اسمین بھی معین المہام کا تقرر ہوا ہے۔ اور دفاتر فنانس۔ محاسبی خزانۂ عامرہ۔ کاغذ مہور۔ دارالضرب۔ ریلوے۔ معدنیات۔ فرایش نسل چوپایہ دفتر تنقیح حسابات ریلوے ومعدنیات و دفتر دیوانی (ہنگامی طور سے) معین المہام فنانس کے ماتحت کیئے گئے ہین۔ پس اون دفاتر کی نسبت اونکو ڈہائی سو روپیہ تک کے عہدہ دارونکا تقرر۔ ترقی۔ جرمانہ۔ تنزل۔ تعطل۔ تبدیل۔ موقوفی کے اقتدارات دیئے جاتے ہین۔ اور اس سے زاید کی صورت مین اونکو چاہیئے کہ مدارالمہامی مین تحریک کرین۔ ۵ اسی ماہ شعبان مین بنظر اصلاح فنانس بہرام الدولہ بہادر کی ماہوار (السلہ) جو متفرقات سے اونکو ملتی تھی بند کردیگئی۔

سفر بمبئی اعلیٰحضرت اقدس و اعلیٰ

۶ شوال ۱۳۲۱؁ کو اعلیٰحضرت اقدس و اعلیٰ معہ محل محترمہ کے عازم سفر بمبئی ہوئے اور آپکے عارضی قیام بمبئی کے لیئے والکشورین کوسی کا بنگلہ نہایت آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ آپ ہفتہ عشرہ گلبرگہ شریف مین قیام فرمانیکے بعد رونق افروز بمبئی ہوئے۔ ہز اکسلنسی لارڈ لیمنگٹن گورنر بمبئی۔ اور ہز اکسلنسی اڈمرل وانسس بحری کمانڈرانچیف نے اعلیٰحضرت کے قیام گاہ پر آکر ملاقات کی۔ اور اعلیٰحضرت نے بھی اونکی بازدید فرمائی۔ ۱۹۔ ذیقعدہ کو حضور پرنور نے معہ زنانہ مسٹر سن شپ کمپنی کے جہاز کو و اوری مین سوار ہو کر بندرگاہ کی سیر کی۔ اور مہالکشمی کی گھوڑدوڑ دیکھی۔ نیو الفریڈ اور وکٹوریہ تھیٹریکل کمپنی کے تماشونکا ملاحظہ فرمایا۔ ۲۸۔ ذیقعدہ کو مدرسہ انجمن اسلام بمبئی کے ملاحظہ کے لیئے تشریف لیگئے۔ انجمن کی عمارت آپکی تشریف آوری کی مسرت مین اعلیٰ درجہ پر سجائی گئی تھی۔ اور وسط عمارت مین جو بڑا ہال ہے وہان اعلیٰحضرت کے لیئے ایک خوبصورت کرسی رکھی گئی تھی۔ جب آپ وہان پہونچے تو آنریبل مسٹر بدرالدین طیب جی۔ اور آنریبل مسٹر ابراہیم رحمت اللہ خان بہادر وغیرہ نے خیر مقدم کیا۔ اور قاضی کبیرالدین صاحب بیرسٹر نے کل حضرات کو اعلیٰحضرت سے انٹروڈیوس کرایا۔ انجمن اسلام کے بعض طالبعلمون نے خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھکر سنایا۔ اور چند طلباء گجراتی اور انگریزی کے مضامین پڑھے۔ انجمن اسلام کے ڈرائنگ ٹیچر نے جو بہت خوبصورت شبیہہ اعلیٰحضرت کی تیار کی تھی وہ انجمن کی طرف سے پیش کی۔ اسکے بعد قاضی صاحب نے اعلیٰحضرت کی تشریف آوری کے شکریہ مین ایک لمبی چوڑی تقریر کی (جو بوجہ طوالت قلم انداز کی گئی) جسکا جواب اعلیٰحضرت نے مختصر الفاظ مین یہ ادا فرمایا "کہ مجھے انجمن مین آنے اور اوسکے معزز رکنون سے ملکر بہت خوشی حاصل ہوئی۔ انجمن اسلام کی اس عالیشان عمارت اور اوسکے طلبہ جنکو سنکر مین بہت محظوظ ہوا۔ یہ ایسی چیزین تہین کہ جو خود اونکے دیکھنے کا مجھے شوق تھا۔ میرے بمبئی آنیکا سبب قاضی صاحب نے آپکو کہہ سنایا ہے۔

مگر مجھے یہ نہیں معلوم کہ وہ کیا چیز تھی کہ جس نے مجھے کھینچکر انجمن تک پہونچایا تعلیم سے مجھے دلچسپی ہے۔ اور اسکی ترقی کے لیے جہانتک ممکن ہوگا میں کسی بات سے دریغ نکرونگا" (چیرز) اعلیحضرت کی تقریر ختم ہوتے ہی آپکو پھولونکا ہار پہنایا گیا۔ اور معہ ممبران کمیٹی فوٹو لیا گیا۔ اسکے بعد اعلیحضرت [illegible] اعلیحضرت نے اپنے قیام بمبئی کے زمانہ میں (۲۵) گھوڑے نہایت عمدہ قیمتی ([illegible]) روپیہ میں خرید فرمایا۔ اور ایک خوبصورت ریلوی سیلون (جو جھانسی سے آپکے ملاحظہ کے لیئے لایا گیا تھا۔ اور سابق مہاراجہ دھولپور کی ملکیت سے تھا) اسی ہزار روپیہ میں خریدکر کے اپنی اسپیشل ٹرین میں لگایا۔ تقریباً دو ماہ کے قیام کے بعد اعلیحضرت ۱۲ ذیحجہ ۱۳۲۱ھ کو مراجعت فرمائے حیدرآباد دکن ہوئے۔

اسی سال اعلیحضرت نے وکٹوریا میموریل فنڈ میں چار لاکھ کا چندہ عطا فرمایا۔ اور حسب فرمان خسروی دارالشفا جدید عمارت واقع سیف آباد کی تعمیر کے لیئے چار لاکھ روپیہ۔ اور ضرب سکہ کی مشین کی خریدی کے واسطے چار لاکھ روپیہ منظور ہوئے۔

یکم محرم ۱۳۲۲ھ کو (حسب فرمان خسروی مرقومہ ۲۰ شوال ۱۳۲۱ھ) ملازمان علاقہ صرفخاص و دیوانی کو اس امر سے تنبیہ کیا گیا کہ اگر کوئی چیز سرکار کے واسطے سرکاری قیمت سے خریدی جائے تو بائع سے کوئی کمیشن یا تحریر اپنے واسطے لیا جائے۔ اگر ایسا کسی عادت کی وجہ سے کمیشن یا ڈسکونٹ قرار ہو تو وہ داخل خزانہ سرکار کیا جائے۔

۲۰ محرم ۱۳۲۲ھ کو (حسب فرمان شاہی) دفتر فنانس سے یہ اعلان شائع ہوا کہ قبل ازین کسی منصبدار کے انتقال پر اوسکی ماہوار سے کسیقدر حصہ مرحوم کی زوجہ کے نام جو اجرا ہوتا تھا وہ مشروط تا عقد ثانی ہوا کرتا تھا۔ اور مرحوم کی دختر کے نام اجرائی ہوتی تو اوسکے لئے شادی کی قید رہتی تھی۔ لیکن اب اعلیحضرت نے براہ خسروانہ بیواؤں کے منصب کی نسبت بلاقید نکاح ثانی اونکی زندگی بھر کے لیئے جاری رہنے کا حکم فرمایا۔ اور نا کتخدا لڑکیون کے واسطے یہ رعایت کی کہ شادی ہونیکی صورت میں منصب تو موقوف ہو۔

لیکن شادی کیوقت بطور جہیز کے سرکار کی طرف سے وہ سال کی تنخواہ کی مساوی نقد رقم دیجائے۔" بہرحال یہ فرمان خسروی جن مصلحتون اور ضرورتون سے نافذ ہوا ہے۔ اوس سے اعلیحضرت کے رحمدلی وفیاضی و دوراندیشی تشریح ہوتی ہے۔ اسی ماہ محرم ۱۳۲۲ھ مین مولوی محمد عبدالرحیم صاحب مہتمم بندوبست حیدرآباد کا تقرر حسب فرمان خسروی شریک معتمدی مال پر ہوا۔ اس اثنا مین مسٹر ڈنلاپ معتمد مال نے سات مہینے کی رخصت ولایت جانیکے لیے لی تو مولوی محمد عبدالرحیم صاحب منصرم معتمد مقرر ہوئے۔ اور مسٹر لیسٹن جی منصرم کمشنر کروڑگیری کو وظیفہ دیا گیا۔ مولوی امجد علیخانصاحب ڈپٹی کمشنر کروڑگیری کمشنری کروڑگیری پر مامور ہوگے۔ اور مسٹر کرنل بار رزیڈنٹ بہادر کی مدت ملازمت مین گورنمنٹ ہند نے ایک سال کی توسیع فرمائی۔ راجہ رائے رایان امانت ونت بہادر نے ایک زنجیر فیل بارگاہ خسروی مین نذر گزرانا۔

۲۹ صفر ۱۳۲۲ھ کو حسب فرمان شاہی (مصدرہ غرہ صفر ۱۳۲۲ھ) مسٹر واکر معین المہام فنانس دبوجہ انضمام صیغہ ریلوے ومعدنیات) ریلوے بورڈ کے افیشل ڈائرکٹر بھی مقرر ہوئے۔ اور اسی ماہ صفر کے اوائل مین بلدہ اور اوسکے اطراف واکناف کے اکثر حصون مین ٹڈیون کا دل اس کثرت کے ساتھ آیا کہ تمام درخت بے برگ وبار ہوگئے۔ اور تقریباً ایک ہفتہ سے زیادہ یہ ٹڈیون کا دل بلدہ کے اندر و باہر روزانہ چکر لگاتا رہا۔ عربون نے توخوب عید منائی۔ اور ہزارون بلکہ لاکھون ٹڈے سیخون پر چڑہا کر بھونا اور ہضم کر گئے۔

کرنیل نواب افسر الملک بہادر کو حضور پرنور نے اونکی کوٹھی پر فلاگ اسٹاف (باؤٹا) کھڑا کرنیکی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور قصر فلک نما پر بھی مثل حویلی قدیم کے ایک فلاگ اسٹاف لگایا گیا۔

۳ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ کو اعلیحضرت معہ خدم وحشم شکار شیر کے لیے زرسم پیٹھ روانہ ہوئے۔ اور ۱۲ ربیع الاول کو انجمن علم وعمل نے ایک روزانہ اخبار علم وعمل کے نام سے جاری کیا۔

۵ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ کے جریدۂ اعلامیہ میں یہ اعلان شایع ہوا کہ بربنائے تحریک سرکار عالی۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے اعلان نشان ۲۹۲۹ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۰۴ء م ۱۹ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ بدینمضمون جاری کیا ہے کہ علاقۂ سرکار عالی کے امرائے پائیگاہ او رجاگیرداران کلان (جنکی تفصیل ذیل مین درج ہے) کی عہدہ دار جب سرکار عالی کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ کو اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی کے لئے سفر کرین تو اپنے ساتھ ہتیار لیجا سکتے ہین۔ لیکن ہر ملازم علاقۂ ذیل کو رزیڈنسی کا پروانہ قبل از روانگی بتوسط محکمہ معتمدی عدالت حاصل کرنا چاہیئے۔

مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر۔ نواب سر وقار الامرا بہادر۔ نواب سر خورشید جاہ بہادر۔ نواب سر آسمان جاہ بہادر۔ نواب سالار جنگ بہادر۔ نواب فخر الملک بہادر۔ نواب افتخار الملک بہادر۔ نواب آصف یار الملک بہادر۔ نواب خانخانان بہادر۔ نواب غضنفر الدولہ بہادر۔ راجہ ستیارام بھوپال بہادر والی سمستان گدوال۔ راجہ رامیسر راؤ مہا بھوپال بہادر والی سمستان ونپرتی۔ نواب بہرام الدولہ بہادر۔ نواب سعید الدولہ بہادر۔ راجہ راؤ رنبھا جیونت بہادر۔ راجہ رائے رایان امانت ونت بہادر۔ راجہ تیلوراج دہرم ونت بہادر۔ راجہ مرلیدہر آصف نواز ونت بہادر۔ نواب مشیر الملک بہادر۔ نواب شمشیر الملک بہادر۔ نواب کرم الدولہ بہادر۔ نواب عبد العلیخان بہادر۔ نواب عزیز الدولہ بہادر۔

۲۹ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ کو حسب فرمان خسروی مرقومہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۲۱ھ وباتفاق رائے گورنمنٹ آف انڈیا یہ حکم شایع ہوا کہ ۷ جمادی الاول ۱۳۲۲ھ سے نقرۂ خام واشیاء نقرہ کی درآمد پر بجائے پانچ روپیہ کے فیصدی پچیس روپیہ محصول لیا جائے گا۔ لیکن آیندہ چلکر پھر وہی فیصدی پانچ روپیہ محصول کر دیا گیا۔ غرہ جمادی الاول ۱۳۲۲ھ کو بنظر شرف صدور فرمان اعلیحضرت مرقومہ غرہ صفر ۱۳۲۲ھ معتمدی عدالت سے یہ حکم نفاذ پایا کہ اگر کسی مرشدزادہ کی نسبت کوئی الزام فوجداری عاید ہو تو عدالت اور کوتوالی کو چاہیئے کہ پہلے اوسکی رپورٹ معتمدی عدالتین کیجائے تاکہ معتمد صاحب صرفخاص سے

دریافت کرکے ملزم کی خاندانی وقعت اور الزام کی اہمیت کے لحاظ سے باطلاع اعلیحضرت اوسکی تحقیقات کے متعلق کسی معمولی عدالت یا خاص عدالت و کمیشن کے تقرر کے لیئے حکم دیا جائیگا؟

۲۲ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ کو حیدرآباد دکن سے حسب فرمان شاہی دو یورپین اشخاص مسیان شیلٹن ایڈیٹر حیدرآباد کرانکل۔ و مسٹر نیوٹن وکیل کا اخراج (بغاوت آمیز مضامین شایع کرنیکے جرم مین) کیا گیا جسکی نظیر گذشتہ زمانہ مین ایک صدی تک نہین ملتی۔ اسی ماہ جمادی الاول مین جبکہ اعلیحضرت موسم پیلہ کے شکارگاہ مین رونق افروز تھے۔ ایک روز مع محلات شاہی گاڑیون مین سوار ہوکر ٹکنڈاہ تشریف لیجاتے وقت راستہ مین ایک گاڑی کے گھوڑے (جسمین حضور کی والدہ معظمہ سوار تھین) جھپک کر ایسے بھاگے کہ کوچبین کے قابو مین نر ہے۔ مگر اسوقت پر نواب عثمان یار الدولہ بہادر کی دلیری کیوجہ سے خدا نے خیر کردی۔ چنانچہ آپ اپنے گھوڑے کو دوڑا کر جب گاڑی کی متصل ہوگئے تو اپنے گھوڑے سے چھلانگ مار کر گاڑی کے ایک گھوڑے کی گردن پر ہو رہے۔ اور اونکو روکا۔ اعلیحضرت آپکی اس بہادری سے بیحد مسرور ہوکر ایک مرصع گھڑی دس ہزار روپیہ کی اوسیوقت مرحمت فرمائے۔

سکۂ محبوبیہ (جدید چارمیناری) کی تسکیک و ترویج

سکۂ محبوبیہ کی تسکیک (جسکے ایکجانب چارمینار کا نقشہ ثبت ہے) ایک عرصہ ہی تھی جب معتدبہ طور پر تیار ہوچکا تو ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۲۲ھ کو صیغہ فنانس سے یہ اعلان شایع ہوا کہ سکۂ جدید ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۲۲ھ م ۶ مہر ۱۳۱۲ف م ۲ ستمبر ۱۹۰۴ء روز پنجشنبہ سے رواج پذیر ہوگا۔ اور اسکو محبوبیہ سکۂ حالی۔ کے نام سے تعبیر کیا جائیگا۔

زمانۂ پیشین مین ممالک محروسہ سرکار عالی مین مختلف نام سے سکے رائج تھے۔ چنانچہ مومن پیٹھ۔ گدوال۔ سنگور۔ دھلی بیتن علی وغیرہ وغیرہ لیکن خاص حیدرآباد مین سکۂ چلنی کا رواج بہت تھا چنانچہ خال خال جگہ اب بھی رائج ہے۔ اور اکثر امور بلند کہ یہان حساب کتاب مین وسی سکۂ چلنی کا عملدرآمد ہے۔ الحاصل اسکے بعد بعہد وزارت سر سالارجنگ اعظم سکۂ حالی کی تسکیک و ترویج ہوئی۔ اور اب بعہد میمنت عہد اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر سکۂ جدید تجویز ہوا انشاءاللہ تعالیٰ ہم آیندہ کسی موقع پر ان سکوں کے نقشے وغیرہ بتلاینگے ۱۲ مولف

اور جبتک کہ دوسرا اعلان جاری نہو اس محبوبیہ سکہ کے ساتھ ساتھ وسکۂ حالی بھی بالفعل رائج رہیگا جو سنہ ۱۲۷۵ھ یا اسکے مابعد مین مسکوک ہوا ہو۔ الغرض اس سکۂ محبوبیہ کا رواج اسطرح ہوا کہ ۱۹ جمادی الثانی کو پانچسو روپیہ اعلیحضرت کے فرق مبارک پر نثار کرنیکے لیے خزانہ عامرہ سے روانہ کیے گئے۔ اور ۲۰ تاریخ کو ۱۲ لاکھ روپیہ خزانۂ صرفخاص مین بھیجے گئے۔ اور یہ حکم دیا گیا کہ ۲۱-۲۲-۲۳-۲۴ کو یہ جدید روپیہ خزانۂ عامرہ سے نہ نکالا جاوے تاکہ اولاً اسکا رواج علاقۂ صرفخاص مین ہوجائے۔ اسکے بعد ۲۵ تاریخ سے عام طور پر سکۂ محبوبیہ خزانۂ عامرہ سے دیا جائے۔ ۱۴ رجب سنہ ۱۳۲۲ھ کو ایک دوسرا اعلان یہ شایع ہوا کہ ۱۷ رجب سنہ ۱۳۲۲ھ م ۲۲ آبان سنہ ۱۳۱۳ف م ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء روز سہ شنبہ سے جدید پیسہ جسکے ایک جانب آصف جاہ نظام الملک بہادر بخط طغرا اور دوسری جانب جلوس میمنت مانوس ضرب فرخندہ بنیاد حیدرآباد و قیمت یعنے دو پائی کے الفاظ نقش ہین جاری کیا جائے گا۔ چنانچہ تاریخ مقررہ پر یہ جدید پیسہ بھی رواج پایا۔

۱۴ رجب سنہ ۱۳۲۲ھ کو راجہ صاحب ہستان دوم کنڈہ نے تین بچے شیر کے بارگاہ خسروی مین نذر گزرانے جو بعد ملاحظہ باغ عامہ مین بھیجدیئے گئے اور ۲۵ رجب کو حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب فیضی القادری نے انتقال فرمایا۔ ۴ شعبان کو حضرت بسم اللہ بیگم صاحبہ صاحبزادی صاحبہ نواب صمصام الملک مغفور و محل نواب غلام غوث خان نبیرۂ عظیم جاہ پرنس آف ارکاٹ نے بگذاشت یک دختر رحلت کی۔ اور درگاہ حضرت شاہ خاموش مین دفن ہوئین ۹ شعبان سنہ ۱۳۲۲ھ کو منجانب سرکار عالی حسب فرمان شاہی بربنا تحریک صاحب عالیشان جاد علاقہ داران چھاؤنی کو مواضعات (کیونکہ یہ مواضعات اندرون حدود چھاؤنی سکندرآباد واقع ہین) پداتوکنٹلا۔ چنتاتوکنٹلا۔ توائی پلہ کاکاگوڑہ۔ مرید پلی۔ موضع بہمان تر لگیری۔ رشول پور۔ بالمرائی۔ سیتارام پور۔ جنگل گوڑہ مین باستثنا اختیارات دیوانی کامل اختیارات فوجداری و کوتوالی دیئے گئے۔

اعلیحضرت ظل سبحانی کی چہل سالہ جوبلی کی کارروائی کا آغاز

چونکہ اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کو ۵ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۲ھ مین تخت نشین ہوئے پورے چالیس سال ہونیوالے تھے

اسلیئے اوسکے جلسون کی کارروائی کا آغاز اور فراہمی چندہ کی کمیٹیون کا افتتاح ڈہائی ماہ قبل کیا گیا*۔
چنانچہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ روز پنجشنبہ کی صبح کو ایوان وزارت کے خاص باغ مین بصدارت وزارت پناہی ایک جلسہ انتظام سالگرہ مبارک کے متعلق منعقد ہوا جسمین کمال عقیدتمندی کے ساتھ رعایا کے ہر طبقہ کے لوگ یعنے جاگیردار منصب دار۔ عہدہ دار۔ جمعدار۔ ساہوکار۔ وکلا وغیرہ شریک ہوئے۔
عالیجناب مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی نے ذیل کی تقریر ارشاد فرماکر حاضرین کے دلونکو گرمایا اور اونمین اعلیحضرت کی محبت و جان نثاری کی تازہ روح پہونکی۔ اور نواب کرنل افسر الملک بہادر نے برجستہ تقریر فرماکر ایک پروگرام کا مسودہ جوبلی کے مراسم کے متعلق پیش فرمایا۔ اور اوسی جلسہ مین یہ قرار پایا کہ ہر ایک طبقہ کی ایک ورکنگ کمیٹی منعقد کیجائے۔ اور ہر طبقہ کی کمیٹی اپنے طبقہ کے لوگونسے فراہمی چندہ کی کوشش کرے۔ اور صدر کمیٹی کے معتمد مولوی محمد عبد الرحیم صاحب منصرم معتمد مال مقرر ہوئے۔ اور پہلے ہی جلسہ مین ۸۰ ہزار کے وعدہ ہوئے۔

تقریر مہاراجہ مدار المہام سرکار عالی متعلق بجشن جوبلی

حاضرین! اسوقت آپ صاحبون نے جس لیئے تکلیف کی ہے۔ اور مین نے تکلیف دی ہے اوسکی باعث ایک مبارک اور نیک تقریب ہے۔ جسکے ابتدائی انتظامات کی اصلاح اور تجاویز قرار پانیکی ضرورت ہے۔ یہ تقریب چونکہ کوئی معمولی تقریب نہین ہے۔ بلکہ یون سمجھیئے کہ تقاریب مسرت کے دفتر مین سر دفتر اسی جشن ہمایونکا نام رہیگا۔ جو ابد الآباد آفتاب بنکر چمکیگا۔ قبل اسکے کہ اوسکی تفصیل و تشریح کے دروازے کھولے جائین اور مقصود کے متعلق مضبوطی کیساتھ اپنی رائے کا اظہار کیا جائے مین ایک مختصر سی تمہید جو بطور جملہ معترضہ کے ہے بیان کرنا چاہتا ہون۔ اللہ تبارک تعالی اپنی کتاب مین اپنے بندونکی طرف خطاب کرکے فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔

* لیکن یہ جلسے ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ مین نہو سکے بلکہ کامل ایک سال سو نو روز بعد ان جلسون کا آغاز ۱۹ شوال ۱۳۲۳ھ سے ہوا ۱۲ مولف

اس آیۂ کریمہ کی اقرار کرنی اور حکم کے ماننے مین تھوڑے مسلمان اسوقت جمع ہین ان کو ایک سیکنڈ کے لیے بھی تامل نہین ہوسکتا۔ بلکہ یہ ایسا جامع اور مستحکم ہے کہ کسی مذہب و ملت کے کسی فرد کو اسکی اصلی مطلب اور معنی سے انکار نہین ہوسکتا۔ اسلیے کہ سب اوسکو مانتے ہین۔ اور اوسکے حکم پر سر جھکائے ہوے ہین۔ اور میرا تو یہ ایمان ہے کہ کوئی خدا کا منکر نہین ہے۔ کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے ع زاہد نے صنم مین جلوہ پایا تیرا۔ آتش پہ مغان نے راگ گایا تیرا۔ دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے۔ انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا۔ جب یہ مان لیا گیا کہ کسی کو بھی خدا کی وحدانیت یا اوسکے واجب الوجود ہونیسے انکار نہین ہوسکتا۔ پس اول اوسی معبود مطلق کی طاعت ہم سب پر فرض ہوگی۔ بعد ازان اوسکی حکم کے مطابق اوسکے رسول برحق کا اتباع لازم ہوا۔ اور یہ ضرور ہے کہ خداوند عالم نے ہر قوم کے لیے ایک رہنما بھیجا ہے۔ خواہ اوسکو نبی کہین یا رسول یا پیغمبر یا بالفاظ دیگر اوتار دیوتا وغیرہ سے مخاطب کرتے ہین اسیطرح ہر قوم کے لیے ایک سرتاج حاکم یا پادشاہ شہنشاہ جو چاہیے کہیے۔ ابتداے عالم سے ضرور ہوتا آیا ہے جسکی فرمانبرداری کا بھی خدائی حکم فرمایا ہے۔ پس ان تینونکی اطاعت ہر قوم و ملت کے لوگونکے لیے فرض اور واجب کیا بلکہ فرض عین اور عین فرض ٹھہری۔ مگر ہان ایک غور طلب امر یہ ہے کہ اطاعت در اصل کیا معنی ہین۔ بظاہر یہی معنے سمجھے جاتے ہین۔ کہ اللہ کی طاعت نماز۔ روزہ۔ زکواۃ۔ حج یا پوجا پاٹ۔ دہرم کرم وغیرہ ادا کرنا ہے۔ اور رسول کی اطاعت اسکی سنت کی پیروی اور پادشاہ کی اطاعت جو خدمت تفویض کیجائے۔ اوسکو انجام دینا اور اپنے کو لفظ خانہ زاد جان نثار۔ فرمانبردار فدائی سے مخاطب کرنا یا غنیم سے برسر جنگ ہوکر جان نثار کہلانا۔ مگر بفضلہ تعالی انگریزی گورنمنٹ اور ہماری گورنمنٹ مین وہ دلی اتحاد و ارتباط ہے۔ اور ایک دوسرے کی مدد و معاون ہے۔ اور دونون گورنمنٹین ایسی متفق ہین کہ یک جان و دو قالب کہنا کچھ بیجا نہین۔ اس لیے یہانکے جان نثار ونکو جو اوسکی سبنے ہوے ہر وقت کمر بستہ رہتے ہین۔ یہ تو یقین ہے کہ قیامت کا آنا برحق مگر جنگ کی بلا دور۔ اسکی ہولناک صورت کبھی نظر نہ آئیگی۔ الغرض ان امور کے علاوہ اگر کسی نے اور بھی اطاعت شاہی کو

کچھ سمجھا ہے تو یہ سمجھا ہے۔ ~ اگر شہ روز را گوید شب است این ٭ بباید گفت اینک ماہ و پروین ٭ مگر حاضرین مجھے اس کہنے پر معاف کرین کہ طاعت و اطاعت کے صرف یہی معنی نہین ہین بلکہ یہ معنی ہین کہ ہمہ تن اوسکے ہوجانا۔ اور اوسکے دل مین راہ پیدا کرنا شعر تو در وگم شو وصال این است وبس ٭ گم شدن گم کن کمال این است وبس ٭ اپنی دولت۔ اپنی عظمت و عزت۔ جان۔ ایمان سب کو اوسی کی عطا سمجھنا اور بلا دریغ دامے۔ درمے۔ سخنے۔ قدمے۔ مالک کی راہ مین کام آنا اسی کا نام اطاعت ہے اسلئے کہ ہم جس سے عبارت ہے ہم کوئی چیز نہین نہ دولت ہماری۔ نہ جان ہماری۔ نہ عزت ہماری۔ کوئی چیز ہماری نہین سب اوسیکی ہے۔ کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے ~ این مستی تو ہست وگر است ٭ این دست تو آستین دست وگر است ٭ سر را بگریبان تفکر در کن ٭ کین مستی تو مستی مست وگر است ٭ دیگر طرز تو سینہ از تو دل و جان ہمہ زند ٭ از من چہ بود است کہ سازم فدائے تو ٭ اب رہا بندے کو مالک کے دل مین جگہ کرنا چاہیے۔ کسی شاعر نے کیا اچھا لطیفہ کہا ہے۔ اسکا پڑھنا بھی اسجگہ لطف سے خالی نہین ~ طاعت از دست نیاید گنہے باید کرد ٭ در دل دوست بہر حیلہ رہے باید کرد ٭ مگر حاضرین فقرۂ ثانی نہ سمجھین اور نہ کسی قانونی دفعہ سے اسکو تعبیر کرین یہ صرف شاعرانہ مبالغہ ہے۔ اور مقصود وہی ہے۔ جو بیان کیا گیا۔ معاف کیجئے مجھے کہنا کیا تھا اور کیا کہہ گیا ع کجا بودم کجا تاختم ٭ آمدم بر سر مطلب۔

مذکورہ تمہید کے بیان سے میرا یہی مقصود تھا کہ ہمارے (محبوب) پادشاہ ظل اللہ کے ساتھ جیسی خاص دلی عقیدت رعایائے دکن کو ہے۔ اور سچے دل سے اطاعت گذار ہے کہین اسکی نظیر نہین ملسکتی ہی اپنا تو یہی خیال ہے الا ماشاء اللہ چنانچہ اس دلی عقیدت کا حال اور آپ لوگونکی اطاعت و فرمانبرداری بارہا ثابت ہوئی جو وقتاً فوقتاً آپنے بہت سے مواقع پر ظاہر کی ہے چونکہ بعون اللہ کرم سال آیندہ ہمارے ظل اللہ کی چالیسوین سالگرہ ہوگی۔ حاضرین آمین کہنے کے لیئے مستعد ہوجائین۔ ~ ہر فرد ہے حسب ہوا بے فکر شہ کو یہ دعا سے ہے ٭ خلاق خدا عمر خضر تجھکو خدا دے ٭ آمین شاہا اسلئے عقیدتمندان ازلی

۷۸۶



مقدمہ

موقع

جزیرہ نماے ہند مین نربدا کے جنوب کے ملک کو دکن کہتے ہین۔ اور حیدرآباد کے پایہ تخت ہونیکے لحاظ سے ممالک محروسہ سرکارعالی کو ریاست حیدرآباد کے لقب سے ملقب کرتے ہین۔ دیسی ریاستون مین (بلحاظ رقبہ وآبادی ومحاصل کے) یہ سب سے بڑی (مسلمانون) ریاست ہے۔ اور یہ ریاست تقریباً ۲۰۰ سال سے خاندان آصفیہ (سرکار نظام) کی تحت حکومت ہے۔

صور طبعی

یہ ملک ایک مسطح وسیع خطّہ ہے۔ جسکی اوسط بلندی سمندر کی سطح سے (۱۲۵۰) فیٹ ہے گو بعض بعض مقامات کی بلندی (۲۵۰۰) فیٹ تک بھی ہے۔ چنانچہ قلعہ گولکنڈہ (جو مغرب مین حیدرآباد سے ۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے) سمندر کی سطح سے تقریباً (۲۰۲۴) فیٹ بلند ہے۔ یہ ملک بلحاظ تقسیم اراضی (جیالوجی) وتقسیم قومی (اتھنالوجی) دو بڑے اور تقریباً مساوی حصون پر منقسم ہے۔ اور دریاے گوداوری ومانجرا ان دونون کے درمیان حدفاصل ہین۔ اس کے حصۂ شمال ومغرب مین سبزی مایل سیاہ پتھرون کے ٹیلے ہین۔ اور حصۂ جنوب ومشرق مین سرخی مایل اور چونے کے پتھرونکی زمین ہے۔ پہلی قسمت مین

اقوام مرہٹہ اور کنٹرا اسکونت پذیر ہین۔ دوسری قسمت تلنگون کا مسکن ہے۔

رقبہ

یہ ملک درمیان ۱۵-۱۰- اور-۲۱-۵۰ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۴-۴۵- اور-۸۱-۳۵ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔ یعنے ممالک محروسہ سرکارعالی کا رقبہ (باستثنائے ملک مفوضہ برار) ۸۲۶۹۸ مربع میل ہے اِسس مین علاقہ جاگیر اور دیوانی دونون شامل ہین۔

حدود

شمال - خاندیس علاقہ صوبہ بمبئی- ملک امانی برار- اور ممالک متوسط ہند **جنوب** دریائے تنگ بہدرا و کرشنا جو بطور حد فاصل اضلاع کرنول- بلہاری- کرشنا اور احاطہ مدراس کے درمیان واقع ہین۔ **مشرق** دریائے وردہا- وگوداوری- **مغرب** صوبہ بمبئی کے اضلاع- دہاڑواڑ- کلاڈگی- شولاپور- احمدنگر۔

معدنیات

اِس ملک کی ارضی تحقیقات از روئے قواعد علم جیالوجی نہین ہوئی ہے۔ البتہ دسمبر ۱۸۸۶ء سے ممالک محروسہ کے مختلف اضلاع مین تحقیق معدنیات کا کام جاری ہے۔ اِس ملک کی معدنیات کا ٹھیکہ دکن مائننگ کمپنی کو دیا گیا ہے۔ رایچور و لنگسگور کے تعلقات مدگل- شوراپور- سکور ضلع ورنگل کے موضع کلور- غریب پیٹہ مین سیلانی تپھمر- پرتیال- بٹن پاڑ- اتکور- کڑ- کمال- اوستاپلی- میلی وغیرہ مین ہیرا- ضلع لنگسگور کے مواضع بودینی- تو پدور- قوبل ڈودی- وندلی مین- سونے کی قدیم کان برآمد ہوئی ہین- صرف ہیرے اور سونے کی قدیم کانون مین کمپنی کوئی ساڑھے تین ہزار مزدور کو اجرت دیتی ہے۔ اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ کام کس زور شور سے چل رہا ہے۔

آہنی دہات وادی دریائے گوداوری کے ادن رقبون مین بکثرت موجود ہے۔ جہان سنگ خارا اور ریگ آمیز پتھر ہین- کوئیلے کا مشہور معدن سنگارینی پر واقع ہے۔ اور سال بسال اُسکی پیداوار مین



ترقی ہوئی جارہی ہے- تقریباً چار ہزار سے زیادہ مزدور روزانہ اس معدن مین کام کرتے ہین-
اور کوئلہ اس افراط سے برآمد ہوتا ہے کہ اکثر ریلون متعدد گرنیون اور کارخانون کو اسی معدن کا کوئلہ بھیجا جاتا ہے
الغرض جمادات مین لوہا- تانبا- سونا- پتھر مین جیسے ہیرا- یاقوت وغیرہ- ابرق- کوئلہ- سرخ کھریا- مختلف
حصون سے اس ملک کے نکلتے ہین-

دریا

ممالک محروسہ سرکارعالی مین دریاؤن کی تعداد بہی معقول ہے- مشہور اور بڑے دریا اس ملک مین گوداوری کرشنا
اور ان کے شعبے تنگبہدرا- پورنا- پاین گنگا- مانجرا- بہیما اور مانیرہین- موسی- ونیڈی- منیر- یہ تینون
دریا سے کرشنا کی چہوٹی چہوٹی شاخین ہین علاوہ ان دریاؤنکے اس ملک مین بہت سی ایسی چہوٹی
ندیان ہین کہ جنپر ٹہیک طور سے دریاؤنکا اطلاق نہین ہوسکتا- کل دریا اور ندیون کی تعداد پچاس ہے-
جنمین ہرایک کا طول ۷ میل سے ۴۲ میل تک ہے-

جہیل اور تالاب

گو ممالک محروسہ سرکارعالی مین کوئی اتنا بڑا تختہ قدرتی پانیکا نہین ہے جو جہیل کہا جاسکے- تاہم اکثر ایسے
تختہ جات ہین کہ جو تالاب کے نام سے زبان زد عام ہین- اور یہ اسطرح حاصل کئے گئے ہین کہ وادی کے
نشیبی حصہ مین آڑا بند باندہ لیا گیا ہے- جسمین مختلف چہوٹی چہوٹی پہاڑی ندیون اور نالون سے پانی
جمع ہوتا رہتا ہے- یا پست مقامات مین- یا دو پہاڑیونکے درمیان کے نشیبی حصہ مین بند باندہ
لینے سے اطراف وجوانب کے وسیع رقبے کا پانی یکجا کیا جاتا ہے مشہور اور بڑے تالاب-
پاکہال- ابراہیم پٹن- ان صاحب- میر ساگر- (میرعالم) حسین ساگر- عمدہ ساگر- میر جلہ- سعد ساگر ہین
آخرالذکر پانچ تالاب تو دارالسلطنتہ حیدرآباد دکن سے بالکل ملحق ومتصل وقریب ہین حسین ساگر
و میر عالم کے تالابون مین تفریح وسیر کے لئے منجانب سرکار کشتیان چہوڑی گئی ہین- پاکہال کا

تالاب (جو تعلقہ پاکہال ضلع ورنگل مین واقع ہے) سب مین بڑا ہے۔ اس کے بند کا طول (۲۰۰) گز اور وہ خود (۸۰۰۰) گز طویل اور (۶۰۰۰) گز عریض ہے۔ تالاب بہر جانے کی حالت مین اس کا عمق توم کے قریب (۳۶) فیٹ اور پانی کی سطح (۱۳) مربع میل۔ محیط کم از کم (۳۰) مربع میل ہے۔ باقی سب چہوٹے بڑے تالاب اس ممالک محروسہ مین (۲۰۴۷۶) ہین۔

نہر و نالہ

اس ملک مین بڑی نہرین اور ایسے دریا کہ جنمین کشتی چل سکے معدوم ہین۔ بعض مقامات پر بسبب باربرداری کے عمدہ ذرایع بہم نہ پہونچنے کے معدنی قیمتی پیداوار نہین نکالی جاتی۔ کشتیان دریائے گوداوری مین چلتی ہین اور ملک کی پیداوار لے جانیمین بہت کام دیتی ہین۔ لیکن دریائے کرشنا مین بسبب اوسکی تیزی اور پتہریلے دہارے کے کشتیان نہین چل سکتین۔ نہر ابراہیم پٹن جسکا طول ۵۶ میل ہے۔ بصرف (۱۰۵۶۰۰) روپیہ بزمانہ نواب مختار الملک اولی وزیر اعظم حیدرآباد دکن۔ ابراہیم پٹن کے تالاب مین پانی لانے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اور نالہ مکاپور جسکا طول ۳۲ میل ہے۔ اِس نالہ سے موسیٰ ندی کا پانی تالاب حسین ساگر کو آتا ہے۔

آب گرم کے چشمے

یہ چشمے ماہورہ۔ ارجنڈ کاٹس۔ بیورا۔ وغیرہ مین شمالی پہاڑیون سے کچھ فاصلے پر پائے جاتے ہین۔ اور نیز بوگہا ضلع کہمم اور بہدراچل کے قریب دریائے گوداوری کے دہارے مین بہی اس قسم کے چشمے موجود ہین۔ بہدراچل کے چشمے اسوقت ظاہر ہوتے ہین۔ جبکہ دریائے مذکور اترتا ہے۔ ان چشمون کے پانی مین سوڈا اور چونے کے نمک شریک رہتے ہین۔

رودگہاٹ

دریائے گوداوری کے خاص گہاٹون کے نام ٹوکہ۔ پیٹہن۔ شاہ گڈہ۔ نیر۔ نانڈیڑ۔ نرمل۔ چنور سرونچہ ہین۔ اس دریا مین عموماً چوڑے پیندے کی کشتیان استعمال کیجاتی ہین۔ دریائے کرشنا

اور تنگ بہدرا مین جو کشتیان چلتی ہین عموماً مدور اور بانس سے بنے - اور چمڑے سے منڈہی ہوتی ہین - مشبھہ گہاٹ - ہمپی ساگر - اناگندی - بٹیال - ولار شیوارم - دردہا پلی ہین - فیروز آباد - افضل پور - بینکٹ - اور نیز ان دوسرے مقامات مین کہ جو دریا سے بہیما کے کنارے پر واقع ہین اس قسم کی کشتیان استعمال کیجاتی ہین - جنکو اہل دکن کی اصطلاح مین ٹوکرا کہتے ہین -

پہاڑ

ممالک محروسہ کے پہاڑون کے خاص بڑے سلسلے یہ ہین - سلسلۂ بالاگہاٹ - سلسلۂ شاہد ری پربت - جالنا کے پہاڑ - سلسلۂ بہی گڈہ - سلسلۂ کندیکل گٹہ - سلسلۂ راکہی گٹہ - اور باقی چہوٹے چہوٹے پہاڑونکی تعداد بہت زیادہ ہے - جو سلسلے کی تعریف مین نہین آسکتے -

گہاٹیان

اس ملک مین اجنٹا کا گہاٹ اور آنبہ کا گہاٹ سب سے زیادہ مشہور ہین - زمانہ قدیم مین ہندوستان اور دکن کی باہمی تجارت انہین کی راہ سے ہوتی تہی - غلّہ کی بار برداری کا کام عموماً بنجارے یا لمباڑے بیلون کے ذریعہ سے کرتے ہین -

جنگلات

اس ملک مین محفوظ جنگلون کا کہین نام و نشان ہی نہین ہے - البتہ وروڈ کے قریب ایک چہوٹا سا قطعہ محفوظ جنگل کا ضرور نظر آتا ہے - اصل مین یہہ ریل کے ایندہن کے لئے محفوظ کیا گیا تہا - آجکل ریل مین کوئلہ جلتا ہے - اسلئے اب اس لکڑی کی ضرورت باقی نہین رہی - اور جن جنگلات کے محفوظ رکہنے کی تجویز کیگئی ہے وہ حسب ذیل ہین -

(۱) امرآباد ضلع محبوب نگر (۸۰۰) رقبہ مربع میل (۲) مادہاپور ضلع ایلگندل (۷۵۰) رقبہ مربع میل
(۳) پاکہال ضلع ورنگل (۱۹۲۰) رقبہ مربع میل (۴) کنی گہیری ضلع ورنگل (۱۲۸) رقبہ مربع میل

ممالک محروسہ کے جنگلون مین خاص خاص لکڑیان کثرت سے پائی جاتی ہین - مثلاً - ایپا - آبنوس -
ستین - بیجاسال - نلمدّی - شیشم - ساگوان - ہٹنکوس - اندوکا -

ریلوی

ممالک محروسہ سرکارعالی مین تقریباً ۴۵۸ میل ریلوی ہے - جسمین سے ۲۱۲ میل واڑی سے لیکر
ایرو پلایم سے کچھ فاصلے تک اس گورنمنٹ کی - اور رایچور سے تنگبھدرا تک قریب ۲۳ میل کے
مدراس ریلوی کمپنی سے - تقریباً ۱۱۹ میل واڑی سے گوڈور اور رایچور تک جی آئی - پی ریلوی ہے
۵ اجولائی ۱۸۹۰ء مین ایک چھوٹی پٹری کی لائن موسوم بہ حیدرآباد گوداوری ویلی ریلوی کی بنیاد ڈالی گئی جو ممالک محروسہ کے اضلاع
نظام آباد (اندور) ناندیڑ - پربھنی - اورنگ آباد وغیرہ پر سے ہوتی ہوئی گئی ہے - جسکے افتتاح کی رسم
۱۹۰۰ء مین ادا ہوئی -
۱۸ - اکتوبر ۱۸۷۴ء کو جبکہ ریل واڑی سے سکندرآباد - حیدرآباد - اور نیز ایک چھوٹی سی شاخ ترمگری کی
چھاونی کو جاری ہوئی تو اس موقع پر حیدرآباد مین بیحد خوشی منائی گئی ۳ - اپریل ۱۸۸۶ء کو سکندرآباد سے
ورنگل تک ۸۷ میل ریلوی کا افتتاح حضور پرنور مدظلہ العالی نے اپنے دست مبارک سے فرمایا - بعدازان
۱۸۸۸ء مین ورنگل سے تورن گل اور ییلنداپہاڑ تک کوئلے کی تجارت کے لئے ریل جاری کیگئی -
پھر ۱۰ - فروری ۱۸۸۹ء کو بجواڑہ تک اور بڑہائی گئی - ممالک محروسہ مین اجرائی ریل کے بانی نواب
سرسالارجنگ اول ہین -
واڑی سے حیدرآباد تک کی لائن بحساب فی میل (۱۰۵۰۰) روپیہ افسران انگریزی کی نگرانی مین
تیار ہوی - اور کل خرچ ایک کروڑ ۲۳ لاکھ روپیہ ہوا افتتاح کے پہلے سال آمدنی بہت کم ہوئی -
لیکن بعد مین بہت کچھ آمدنی مین ترقی ہوئی - جب سرکارعالی نے بحساب پانچ روپیہ فیصدی
۲۰ سال تک سود کا دینا منظور فرمایا تو کمپنی نے دو کروڑ ۱۸ لاکھ روپیہ کو موجودہ لائن خریدی

اور یہ قرار کیا کہ بجواڑہ اور چاندہ تک ۳۷۰ میں ریل جاری کردیجائیگی۔

سڑکین

پیشتر اس ملک مین پختہ سڑکین مطلق نہ تہین۔ سوائے اون کے جن کو سرکار عظمت مدار نے اپنی فوج کی آمد و رفت کے لئے تیار کیا تہا۔ شمالی ہندوستان سے تجارت بذریعہ اجنٹا گہاٹ کے ہوتی تہی۔ جہان سے ایک سڑک اسقدر چوڑی تہی۔ کہ گاڑیان چل سکین۔ مگر اب نہایت ہی وسیع سڑکین دارالسلطنت کو دوسرے حصص مملکت سے ملاتے ہین۔ اور اکثر ندیون کے مقامات پر پل بھی تیار کئے گئے ہین تاکہ مرور و عبور مین آسانی ہو۔

مسافر خانے

سکندرآباد۔ تروره۔ حیدرآباد۔ بہونگیر۔ گلبرگہ۔ پدروڑه۔ دیوگانون۔ اورنگ آباد۔ جالنہ۔ مومن آباد۔ سیتخنہ۔ سلوڑ۔ پہلرائی۔ فردا پور وغیرہ مقامات مین مسافر خانے موجود ہین۔ اورنگ آباد۔ انبہ۔ بیدر مین اور نیز اُن سڑکون پر کہ جو حیدرآباد سے چہلی بیدر اور پونا کو جاتی ہین ہر ایک پڑاؤ کی جگہ پر بڑے بڑے مسافر خانے یا سرائین۔ دیسی مسافرون کے آرام کے لئے بنے ہوئے ہین یہ مسافر خانے اور سرائین اس عیسوی صدی کے اوائل مین میر عالم مرحوم نے تعمیر کرائی تہین۔

پیداوار

اس ملک کی پیداوار تل۔ جوار۔ ساوا۔ کدرو۔ منڈوا۔ ماش (اُڑد) سن۔ تور۔ روئی۔ کلتہی۔ لاکہہ۔ ارنڈی۔ مسور۔ مٹر۔ السی۔ کرڈی۔ چانول۔ نیشکر۔ پان باجرا۔ مونگ مٹہہ ملگا۔ گیہون۔ کنگنی۔ مکا۔ لوبیا۔ تنباکو۔ کرڑ۔ چنا۔ رائی۔ رالہ۔ ہلدی۔ مرچ۔ آلو۔ سولی۔ گاجر۔ بیگن۔ سنگہاڑا۔ آم۔ شفتالو۔ جام۔ جامون۔ بیر۔ سیتا پہل۔ انجیر۔ انگور۔ تربز۔ خربوزہ۔ کہیرا۔ رام پہل۔ سنبل۔ کینگل۔ حرفہ ریوڑی۔ وغیرہ ہین۔

علاوہ ان کے اور بہت سے خوردنی جڑین۔ بار آور نباتات اور اقسام ساگ۔ اور نیز مختلف اقسام کے میوہ جات مثل گٹھلی دار۔ مغز دار گورے وار۔ سخت چھلکے اور نرم چھلکے والے۔ اور نارنگی کی بھی بہت سے اقسام پیدا ہوتے ہین۔ ملک تلنگانہ مین قابل خوردنی اجناس جو پیدا ہوتے ہین وہ (۳۲) اقسام سے کم نہین ہوتے۔

جنگلی جانور

سیولئے میسور کے شاید ہندوستان مین اور کہین بھی اس قسم کے حیوانات اور پرند نہونگے۔ جیسے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی مین پائے جاتے ہین۔ اس ملک کے ہر حصے مین شیر اور چیتا موجود ہے۔ اور پاکھال کے جنگل مین ہاتھی۔ ارنا۔ بھینسا۔ پایا جاتا ہے۔ سکوٹا کے پہاڑیون اور ضلع ایلگندل مین بھی ہاتھی پیدا ہوتا ہے۔ بلند مقامات پر نیل گائے۔ ہرن۔ سانبھر۔ چکارے۔ پہاڑہ۔ بارا سنگا۔ سور۔ جنگلی سور۔ ترس۔ بھیڑیا۔ ساہی۔ ریچھ۔ سارس۔ خرگوش۔ شغال وغیرہ بکثرت پائے جاتے ہین۔

پالو جانور

فوجی اور دوسرے اغراض کے لئے ایک زمانہ مین گھوڑے اسی ملک سے بھیجے جاتے تھے۔ مگر اب عربی۔ اسٹریلین وغیرہ گھوڑون نے دکن کے گھوڑون کی وقعت گھٹا دی ہے۔ ہم بھی مالے گانون ضلع بیدر کی جاترا مین ہزارون گھوڑے اور یابو فروخت ہوتے ہین۔ ہر ضلع اور تعلقہ مین ہفتہ وار یا ماہانہ مویشی اور گھوڑون کا بازار لگتا ہے۔ الغرض اس ملک مین گائے۔ بھینس۔ بیل۔ گدہا۔ کہلگا۔ بکری۔ بھیڑ اور نیز دوسرے اہلی جانور بکثرت پائے جاتے ہین۔

پرند

پرند بھی مختلف اقسام کے تیتر۔ بٹیر۔ لوا۔ گنشور۔ کبوتر۔ ہریل۔ دہنچوڑی۔ سور۔ مرغابی۔

مرغی - قاز - بط - مینا - طوطا - ہزار داستان - سرخاب - لقلق - خرخرا - بگلا - کلنگ - کالی - اجلی - بیا - پدا - مینا - لال - شکرخورا - کبود - بانوا - شکرا - باز - ترمتی - بہری - شاہین وغیرہ کثرت کے ساتھہ موجود ہین -

اشیاے درآمد

شکر - نمک - صندل سپید - شیشہ - آلات اور دوسری ولایتی چیزین - کافی - چانٹے - مشک - شورہ - پارہ - کافور - افیون وغیرہ -

اشیاے برآمد

بیل پہل - قالین - غلہ - ارنڈی - روئی - شہد - موم - کمبل - بیدری برتن وغیرہ -

صنعت وحرفت ودستکاری

چونکہ آجکل یورپ کی ساخت کے کپڑے - اور نیز دوسری اشیا بکثرت استعمال کیجاتی ہین اسلئے حیدرآباد دکن کی دستکاری کی چندان وقعت باقی نہین رہی چنانچہ ورنگل کے قالین اورنگ آباد کے عام پسند زربفت بیدر کے خوشنما برتن - ناندیڑ کے سیلے - پٹن کا ریشمی کپڑا - یہ سب چیزین تنزل مین ہین اگر چندان اور یہی حالت رہی تو بالکل معدوم ہو جائینگے -

الغرض اب بھی یہان کی دستکاری مین ململ و باریک سوتی کپڑا ایلگندل - ونانڈیڑ - اپنے ورنگل مین قالین - (اونی - ریشمی - سوتی) کمخواب - زربفت - مشروع - ہمرو - تاشش - مالدہ - اورنگ آباد پٹن بیضاپور - زرین و ریشمی ساڑیان - ریشمی ولٹری پارچہ - ورنگل - ناراین پیٹھ - کوسگی - گدوال - سیواڑہ امرچنتہ - مناپور - ایلگندل مین - بیدر مین چاندی کے پہولدار برتن - تیار ہوتے ہین - علاوہ ان مقامات کے حیدرآباد و گلبرگہ شریف کے جیلون مین شطرنجی - قالین - کہادی - عمدہ چارخانے - پردے - ڈیرے - وغیرہ قیدیان بناتے ہین - کمبل تو ہر دیہات مین بُنے جاتے ہین - ادنے قسم کا نیل ہنگنڈہ - ایلگندل - میدک اور دوسرے مقامات پر بنتا ہے - اس ملک کے بعض حصون مین شورا بھی بنایا جاتا ہے - اور مختلف قسم کے کاغذ کہ جو عموماً اردو مراسلات مین استعمال کئے جاتے ہین - اندور - میدک -

حیدرآباد - گلبرگہ - اورنگ آباد مین تیار ہوتے ہین - نمک تمام ملک مین دستیاب ہوتا ہے - اور ایک ادنیٰ قسم کا نمک تیار کیا جاتا ہے - چونکہ ذایقہ مین کسیقدر تلخ ہوتا ہے - علاوہ برین عموماً تمام اضلاع مین مختلف اقسام کے مٹی کے برتن اور مختلف وضع کی چوڑیان اور لاک کے زیور بنتے ہین - ناریل - سرسون - ارنڈی - گہاسی - سیاہ تل - سیم کی پہلی - السی - کرڑ وغیرہ سے تیل نکالا جاتا ہے - اکثر مواضعات مہوہ کے پہول سے شراب کہنچی جاتی ہے - چمڑے کو دباغت دیکر دیسی جوتے اور اعلیٰ قسم کے چھاگلین بنائے جاتے ہین - کونا سمودرم مین فولاد اعلیٰ قسم کا ہوتا ہے - کولاپور - جگدیو پور وغیرہ مین تلوارین خنجر - بندوق - جبلے - ڈہال - قرابین - پستول - بکثرت تیار ہوتے ہین - چندراین گٹہ مین باروو سازی کا کارخانہ موجود ہے -

آب وہوا

اس ملک کی آب وہوا بالکل صحت بخش تو نہین ہے - مگر خوشگوار تو ضرور ہے - سال کے اکثر حصے مین موسم اعتدال پر رہتا ہے - گرمی اور سردی مین سختی نہین ہے - آندہی - اسں - پالا - وغیرہ جو شمالی ہند وغیرہ مین ہوتے ہین یہان مطلق نہین ہین -

قحط

قحط کے اسباب خشک سالی - جنگ - بارش کی کثرت ہین - قحط کا سب سے بڑا سبب خشک سالی ہے باقی جنگ وکثرت بارش کے قحط بہت کم وقوع پذیر ہوتے ہین - البتہ جنگ مین بمقابلہ خشک سالی وکثرت بارش کے مقامی نقصان بے انتہا پہونچتا ہے - اب ہم ممالک محروسہ کے گذشتہ اڈہائی سو سال کے قحط کی تفصیل واسباب تواریخ سے اخذ کر کے ایک نقشہ مین تبلاتے ہین -

۱	خشک سالی	۱۶۲۹ء - ۱۶۳۰ - ۱۶۵۹ - ۱۶۸۵ - ۱۷۱۳ - ۱۷۴۷ - ۱۷۸۷ - ۱۸۰۴ - ۱۸۱۳ - ۱۸۱۹ - ۱۸۳۳ - ۱۸۴۶ - ۱۸۵۴ - ۱۸۶۲ - ۱۸۶۶ - ۱۸۷۱ - ۱۸۷۶ - ۱۸۷۷ -
۲	جنگ	۱۶۳۱ - ۱۶۵۰ - ۱۶۸۲ - ۱۶۸۳ -
۳	کثرت بارش	۱۷۰۲ - ۱۸۲۵ -

نقشۂ بالا مین سترہوین اٹھارہوین۔ انیسوین صدی کے قحطون کی تفصیل تھی۔ مگر اس بیسوین صدی مین بھی دو تین سال قحط کی بلا ممالک محروسہ پر نازل رہی ہے۔

آبادی

بموجب مردم شماری ۱۸۹۱ء کل ملک کی مجموعی آبادی ایک کروڑ پندرہ لاکھ سینتیس ہزار چالیس ہے۔ جسمین مردون کی تعداد (۵۸۷۳۱۲۹) اور عورتون کا شمار (۵۶۶۳۹۱۱) ہے جملہ آبادی ملکی مین ملکیون کی تعداد مجموعی (۱۱۱۵۱۳۲۷) ہے جنمین (۵۶۷۸۴۳۴) مرد اور (۵۴۷۳۳۳۳) عورتین ہین۔ اور بقیہ آبادی (۳۸۵۲۷) مین غیر ملکی لوگ داخل ہین۔ جو کہ ہندوستان کے دوسرے صوبجات یا ممالک غیر سے آکر آباد ہو گئے ہین۔ غیر ملکیون مین مردون کی تعداد بقدر (۱۹۶۹۵) اور عورتون کی تعداد (۱۹۰۵۸) ہے۔ خاص شہر کی آبادی مین غیر ملکیون کی تعداد (۲۸۵۰۹) ہے جسمین مدراس کے (۲۱۵۸۰) ممالک مغربی وشمالی و اودہ کے (۴۹۱) ریاستہائے راجپوتانہ کے (۶۱۷۳) میسور کے (۲۱۱۱) بمبئی کے (۳۸۶۳) یورپ (۳۳۷۰) عرب (۲۷۰۵) ممالک متوسط ہند (۲۵۰۹) پنجاب (۲۳۰۶) برار (۱۰۳۴) ہے آبادی کی تقسیم بلحاظ مذہب حسب ذیل ہے۔

نام مذہب	قسم		میزان	نام مذہب	قسم		میزان	نام مذہب	قسم		میزان
	مرد	عورت			مرد	عورت			مرد	عورت	
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
ہندو	۵۱۶۸۴۳	۵۱۸۳۸۶	۱۰۳۵۲۲۹	سکھ	۲۵۵۶	۲۰۸۱	۴۶۳۷	گونڈ	۰	۰	۲۸۶۶۰
مسلمان	۵۸۴۹۶	۵۵۱۷۰	۱۱۳۶۶۶	پارسی	۶۲۸	۴۳۰	۱۰۵۸	بھیل	۰	۰	۴۷۰
عیسائی	۱۶۳۰	۸۷۹۹	۱۰۴۲۹	جین	۱۳۹۶۶	۱۲۸۷۹	۲۶۸۴۵	یہودی	۱۰	۱۶	۲۶

مذہب

ہندو - مسلمان - عیسائی - جین - سکھ - پارسی - یہودی - گونڈ - بھیل - وغیرہ -

جنگلی اقوام

گونڈ - بھیل - کویا - چنچواڑ - آندہ - اوڑہ - ان کے شعبے حسب ذیل ہین -

گونڈ = راج گونڈ - پردہان - کورکو - کولم - ڈہاروے - کوٹلا بہوٹ

بھیل = بھیلالا - کہلے میدان کے رہنے والے - پہاڑون اور جنگلون کے رہنے والے - مخلوط اقوام -

کویا = راجہ کویا - ماناکویا - انی کویا - ٹوٹو کویا -

چنچواڑ = بہیم - اڈپی - ڈیوا - اناڈی - گونڈو - انگی - کریا - بچہ - اودرا -

زبان

اس ملک مین جسقدر زبانین بولی جاتی ہین اونکی تفصیل حسب ذیل ہے -

خاندان	شعبۂ خاندان	زبان	شعبۂ زبان
۱	۲	۳	۴
آرین	ایرانی	پشتو - بلوچی - فارسی - ارمنی -	
	ہندی	کشمیری - پنجابی - سندہی - ہندی - ہندی گگری زبان - گجراتی - مرہٹی - بنگالی - اوڑیا	ہندی - ہندوستانی یا اردو - جغتائی
	ایطالیائی	ایطالیاتی - فرنچ - پرتگش -	
	ٹیوٹانک: جرمنی	جرمن - انگریزی - ڈچ -	
	ٹیوٹانک: اسکینڈینیوین	ڈنیش -	
	سلاوانیک	پولیش - بوہیمین	
دراویڑی	جنوبی	ٹامل - تلنگی - کنڑی - ملیالم - چنچو -	
	شمالی	گونڈ -	
کولاری		کور	
سیمیٹک		عربی - حبشی -	
اوسکی تھیان یورانی منگولین (مغل)	تاتاری	ترکی -	عثمانی - چغتائی
	چینی	چینی -	

ملکی زبان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

نام زبان	نام شعبہ
کنڑی	کنڑی۔ بڑبڑگی۔ بیڈر۔ سوارا۔ کروانی۔
مرہٹی	مرہٹی۔ کوکنی۔ گوانیز۔ (گوملگی) بالبودہی۔ (بشمول پراکرت وشیمی)
تلنگی	تلنگی۔ جولائی۔ منیواری۔
اردو	مسلمانی۔ دکہنی۔ ہندوستانی۔

زبان ہاے ملکی مین تلنگی کے بولنے والے (۵۰۳۱۰۶۹) مرہٹی (۳۴۹۰۸۵۸) کنڑی (۱۴۶۱۰۴۶) اردو (۱۰۹۸۳۸۲) ہین۔ اور ہندوستان کے دوسری زبانین اس ملک مین بولنے والے یہہ ہین۔ بگڑی ہندی (۱۵۶۱۹۳) ہندی (۷۷۵۵۸) گونڈ (۳۶۱۵۷) اردی (۲۹۲۶۲) گجراتی (۲۶۹۹۴) کر (۵۷۵۴) پنجابی (۲۴۳۹) ملیالم (۱۲۴۳) پنچو (۴۲۱) اوڑیا (۱۸۰) سندہی (۶۲) بنگالی (۳۸) کشمیری (۲۱) ۔

عمر

سب سے بڑے اور چہوٹی کی اوسط عمر (۲۴،۹۷) ہے جس سے ظاہر ہے کہ آبادی عملاً قریب قریب ایک ہی حال پر قایم رہے ہے۔

پیشہ

پیشون کی تعداد (۴۷۸) ہے۔ تفصیل کا بتلانا محض طوالت و بیضرورت ہے اسلئے قلم انداز کیگئی۔

مکانات

ممالک محروسہ کے مکانات کی تفصیل ضلع واری حسب ذیل ہے ہے۔

بلده (۲۱۰۰۸) بیرون بلده (۷۵۶۰۶۰) جملہ (۷۷۰۶۸) اطراف بلده (۷۵۸۷۷) محبوب نگر (۳۱۱۷۱) نلگنڈہ (۱۰۸۸۴۸) ورنگل (۱۵۶۴۰۳) الگندل (۱۹۶۹۸۷) نظام آباد (۱۲۸۴۶۱) میدک (۴۴۹۳۹) جملہ میزان تلنگانہ (۹۶۹۲۵۴) اورنگ آباد (۱۶۳۹۴۰) بیڑ (۱۲۸۶۱۴) ناندیڑ (۱۴۴۱۰۷) نلدرگ (۱۳۰۲۲۹) بیدر (۱۸۰۲۹۰) پربھنی (۱۶۰۲۲۸) سرپور تانڈور (عادل آباد) (۴۱۵۹۷) جملہ میزان مرہٹواڑی (۹۴۹۰۰۵) گلبرگہ شریف (۱۳۶۴۶۹) رائچور (۱۰۲۳۹۲) لنگسگور (۱۲۴۹۹۴) جملہ میزان کرناٹک (۳۶۳۸۵۵)۔

اب ذیل مین اختصار کے طور پر صوبہ واری تفصیل تبلائی جاتی ہے۔

صوبہ شمالی (۶۲۲۲۷۴) صوبہ شرقی (۳۹۶۴۲۲) صوبہ غربی (۵۹۶۸۸۹) صوبہ جنوبی۔ (۴۹۴۰۸۴) اطراف بلده (۱۷۲۵۴۵) ریلوے (۱۵۷۳) جملہ صدر میزان (۲۲۸۳۷۸۷)۔

قدیم حالت سلطنت

ہز اکسلنسی نواب سر سالار جنگ اول کے عہد مدار المہامی کے قبل اس ریاست کا رقبہ صرف ۲۶ ہزار مربع میل تہا۔ اور باقی حصہ ملک کا بعوض تنخواہ عموماً جمعداران (افسران فوج) کے پاس تہا۔ آمدنی کی حالت بہی بہت ہی غیر مطمئن۔ اور اخراجات وضروریات کو بہی ناکافی تہی۔

اصلاح ریاست

جب ہز اکسلنسی نواب سالار جنگ بہادر کا زمانہ وزارت آیا تو آپ نے پہلے جمعدارون کے پاس سے وہ تمام حصہ ملک کا واپس لے لیا۔ اور ان جاگیرات کو بہی ضبط فرمایا کہ جو جاگیردارون کے شرعی وارث نہ تہے۔ گر جاگیرات پر کسی نہ کسی حیلہ سے قابض ہو گئے تہے۔ اسکے بعد باضابطہ تدوین قوانین۔ اور مختلف سررشتون کے اصلاح کے جانب توجہ فرمائی چنانچہ اوائل ۱۸۶۷ع مین ایک خاص کمیٹی منتخب قانون دان مسلمانونکی اس غرض سے منعقد کیگئی کہ سرکار عظمت مدار کے

علاقۂ ہندوستان مین جو قوانین منضبط ہوئے ہین اوسی طرز پر یہان کے ممالک محروسہ کے لئے بھی
مرتب کئے جائین۔ جسکی محنتون کا خاتمہ اسی پر ہوا کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا فارسی مین جو اسوقت
یہان عدالت کی زبان تھی غیر مکمل ترجمہ کیا گیا۔ ۱۸۷۵ء مین ہندوستان سے ایک مسلمان وکیل
اسی کام کے لئے بلایا گیا۔ جس نے ایک دو چھوٹے ضوابط کی ترتیب دی۔ اسکے بعد بشرکت
اور دوسرے چار مسلمان عہدہ دارون کے اوس نے چند ضوابط اور گشتیات اور ہر فرقہ کے متعلقہ
ذاتی قوانین و دساتیر کی ترتیب دہی مین کامیاب ہوا۔ بعد ازان عمدہ قوانین کے ترتیب کی
غرض سے انگلستان کے تربیت یافتہ قانون دان اشخاص کو بلانیکا خیال ہوا۔ چنانچہ
مسٹر ٹریور اور مسٹر محمود بلائے گئے مگر ان کے تقرر سے کوئی اچھا نتیجہ نہ نکلا۔ خاص کر اس وجہ سے
کہ یہ تمامی حالات اور ضرورتون سے یہان کے محض ناواقف و نابلد تھے۔

کونسل آف اسٹیٹ

اعلیحضرت کی مسند نشینی کے زمانہ سے اس بارہ مین باقاعدہ کوششین کیگئین۔ چنانچہ بعہد وزارت
نواب عماد السلطنۃ بہادر کونسل آف اسٹیٹ (جسکے ارکان امرائے عظام ریاست اور صدر نشین
خود اعلیحضرت تھے) کا انعقاد ہوا۔ اور اس کام کے وسیع کرنے کے لئے ایک کمیٹی ناظمان عدالت کی
اس غرض سے قایم کیگئی کہ وہ اسکے بحث وفحوا کے لئے قانون کے مسودات تیار کرکے پیش کیا
کرین۔ چنانچہ اس کمیٹی نے قانون ضابطہ دیوانی مرتب کیا۔ جس کی اشد ضرورت تھی۔ اور
فوراً وہ اوسوقت تک کے لئے جاری بھی کردیا گیا۔ جبتک کہ مکمل قانون تیار ہو۔ آخر کار
اس قانون ضابطہ دیوانی کو کونسل آف اسٹیٹ اور اعلیحضرت نے بھی پسند فرمایا۔ اور نافذ
کیا گیا۔ خاص قانون جو کونسل آف اسٹیٹ سے صادر ہوا وہ قانون میعاد سماعت ہے۔ اسکا
نام حضرت اقدس واعلیٰ کے نام مبارک کی نسبت سے قانون محبوبیہ رکھا گیا۔ مگر اب یہہ قانون منسوخ

ہوگیا ہے۔ اور ایک دوسرا قانون میعاد سماعت مقدمات بابتہ ۱۳۱۳ف مرتب ہوا ہے۔ جو آجکل نافذالعمل ہے
ایک خاص قانون روہیلون کے اخراج اور نگرانی کے متعلق نافذ کیا گیا۔ جسکے باعث ملک کو ایسے لوگون سے
نجات ملی جو بدچلن تھے۔ محصولات صفائی و محصولات مقامی کے وصول کی بھی تمادیر منظور ہوئین۔
اور بعہد نواب سر آسمانجاہ بہادر کونسل آف اسٹیٹ کا اجلاس ہونا موقوف ہو گیا۔

فرمان خسروی در نفاذ قانونچہ مبارک

اصلاح مملکت و انتظام ریاست کے متعلق اعلیحضرت اقدس اعلی نے ۸ امرداد سفندار ۱۳۲۰ف م ۲ رجب ۱۳۱۱ھ کو
ایک فرمان نافذ فرمایا۔ جسکا ملخص حسب ذیل ہے۔

رعایا کی بہبودی اور اطمینان اور خزانہ کی افزونی ہی پر انتظام کی بھلائی اور برائی کا دارومدار ہے۔ مگر موجودہ
انتظام مین یہ اصلی مقصود ناپید ہین جسکی نقائص کی اصلاح ضروری ہے۔ اول چونکہ زیادہ تر ہمدردی
اہل ملک ہی کر سکتے ہین اسلئے زیادہ تر اونہین کو انتظام ملک مین موقع ملنا چاہئے۔ جس سے
وہ اتبک محروم کئے گئے ہین۔ دوم اتبک کل ذمہ داری مدار المہام پر تنہا منحصر رہی ہے۔
اب اوسکو کم کرنا چاہئے۔ سوم وزرا ماتحت اتبک بیکار رہے۔ اب وہ با اختیار کئے جائین۔
تاکہ اونکے وجود سے ریاست کو فائدہ پہونچے۔ مدار المہام اور وزرا ماتحت کے اختیارات ایک
دستورالعمل کے شکل مین منضبط کئے جائین۔ کونسل آف اسٹیٹ برخاست کرکے ایک مجلس
شوری (کبینٹ کونسل) منعقد کیجائے جس مین اہم مسائل متعلقہ عام اصلاح و فلاح ریاست
و رعایا و مسائل مختلف فیہ پیش ہوا کرین۔ اور مجلس سے طے ہونیکے بعد تصفیہ آخر کے لئے ابدولت کے
روبرو پیش ہو۔ پیشکاری کی خدمت پر راجہ کشن پرشاد بہادر (حال مدار المہام سرکار عالی) کا تقرر
کرکے صیغہ فوج باقاعدہ و بیقاعدہ بھی سپرد کیا جائے اور وزیر فوج کی کمک کے لئے ایک تجربہ کار
یوروپین معتمد اور ایک تجربہ کار نیٹو جائینٹ سکرٹری مقرر ہون۔ صیغہ مالگزاری نواب وقار الامرا کے

تفویض ہو۔ نواب فخرالملک بہادر معین المہام عدالت مع دفاتر ماتحت معتمدی عدالت اور نواب افتخار الملک بہادر پبلک ورکس وکوتوالی مقرر کئے گئے۔

مدارالمہام کی اعانت کے لئے حسب ذیل معتمدین رکھے گئے۔

(۱) فینانشل سکرٹری (۲) معتمد عدالت وکوتوالی وامور عامہ (۳) معتمد مالگزاری (۴) پرایویٹ سکرٹری (۵) معتمد تعمیرات مجلس وضع آئین و قوانین (لجسلیٹو کونسل) کا فوری انعقاد ہو۔ اور مجلس عالیہ عدالت مین ایک میر مجلس چار رکن ایک مفتی اور ایک شاستری مقرر ہو۔ اور تا قیام جوڈیشل کمیٹی مابدولت از روئے اختیارات شاہی۔ مقدمہ منفصلۂ اجلاس کامل مین اپنے شاہی اقتدارات استعمال کرینگے۔ زراعت وبندوبست وانعام کے صیغے حسب سابق انسپکٹر جنرل مال کے ماتحت رہین۔

عام حسابی حالت کی درستی کے لئے ایک لایق کنٹرولر جنرل آف اکونٹس (حسب انتخاب گورنمنٹ آف انڈیا) تین سال کے لئے مستعار طلب کیا جائے۔ اور بشرکت راجہ مرلیمنوہر بہادر محاسب کام انجام دے"۔ اس کے بعد ۲۹ اسفندار ۱۳۲۰ف م ۱۳ رجب ۱۳۲۱ھ کو فرمان اولی الکا حصۂ دوم موسوم بہ تجویز جدید نافذ ہوا۔ جسمین سابقہ فرمان کی کسیقدر ترمیم اور باقی طرز کارروائی بڑے بڑے عہدون کی تنخواہون کی وبیشی وغیرہ سے بحث کیگئی ہے۔

۱۸ اتیر ۱۳۲۱ف م ۸ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ کو قانونچہ مبارک شایع ہوا۔ اس مین مجلس کی ترتیب۔ طریق کارروائی مجلس۔ امور قابل پیشی کونسل۔ اقتدار وفرایض ارکان۔ قواعد متفرق تبلائے گئے ہین۔ بعد ازان قانونچہ کا دوسرا حصہ ۱۹ اتیر ۱۳۲۱ف م ۹ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ نافذ کیا گیا جسمین مدارالمہام بہادر معین المہامان۔ اور پیشکار صاحب کے اقتدارات عام وخاص کی تفصیل منضبط ہے بتاریخ آبان ۱۳۲۳ف قانونچہ مبارک متضمن اختیارات وزرا۔ وکیبنٹ کونسل مین کسیقدر ترمیم وتغیر بھی کیا گیا۔ مگر بہت بڑا حصہ اوس قانونچۂ مبارک کے مطابق قایم رہا۔ جو تا ہنوز انتظام

حکومت اوسی طرز و روش پر چلا آرہا ہے۔

کیبنٹ کونسل

کیبنٹ کونسل ریاست کی سب سے اعلیٰ ترین مجلس شوریٰ ہے۔ اس کے میر مجلس مدارالمہام ہین اور وہ اعلیحضرت کے پاس اس امر کے ذمہ دار ہین کہ کونسل سے اچھی طرح کام لیا جائے۔ اور کسی اہم اور اشد ضروری مقدمہ مین مدارالمہام مجاز ہین کہ اپنی ذمہ داری سے کسی تجویز کے نسبت جو کونسل نے اپنی اجلاس مین منظور کی ہو اوسکو منسوخ کرکے اپنی رائے کے مطابق احکام جو ضروری متصور ہون جاری کرین۔ بشرطیکہ اپنی کارروائی کی مفصل رپورٹ فوراً اعلیحضرت کے ملاحظہ مین داخل کرین۔ اعلیحضرت نے یہ اقتدارات اپنے لئے محفوظ رکھا ہے۔ کہ کسی وقت کونسل کی کسی کارروائی مین حکم کو ملتوی یا اسکی اصلاح۔ ترمیم یا تنسیخ فرمائین لیکن کونسل کے تمام احکام و کارروائیان جو باضابطہ طور سے ملاحظہ اقدس مین داخل ہوچکے ہون وہ قطعی متصور ہون گے۔ تاوقتیکہ اعلیحضرت ان کے خلاف کوئی صریح حکم صادر نفرمائین یعنے درحالیکہ کوئی تغیر و نامنظوری صادر نہو۔ یہ قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ کارروائی مذکورہ منظور ہوگئی اور پھر باضابطہ منظوری کا انتظار نہین رہتا۔ امور ذیل کیبنٹ کونسل مین پیش ہونا چاہئے۔

(۱) ہر آئندہ سال کا موازنہ (اندازہ فنانس) (۲) کوئی ایسا مقدمہ جسمین مدارالمہام نے کسی معین المہام کی رائے یا حکم کو نامنظور یا منسوخ کیا ہے۔ اور اُس معین المہام نے اُس کو کیبنٹ کونسل مین پیش کرنیکی خواہش ظاہر کی ہے۔ (۳) ہر امر جو اعلیحضرت بالخصوص کونسل مین غور کئے جانیکے لئے روانہ فرماوین (۴) اور دوسرے کل امور جنکو مدارالمہام کونسل مین پیش کرنا ضروری سمجھین۔

اختیارات مختص بذات اقدس اعلیحضرت

(۱) معین المہاموں کا تقرر - (۲) عہدہ ہائے درجۂ اول جنکی ماہوار ایکہزار پانسو روپیہ یا اوس سے زاید ہو - (۳) عہدہ ہائے درجہ دوم جنکی ماہوار پانسو روپیہ یا اوس سے زیادہ مگر ایکہزار پانسو روپیہ سے کم ہو - ان پر کسی کا تقرر مدار المہام اگر چہ کرینگے بشرطیکہ بلاحصول منظوری اعلیحضرت کوئی ایسا جدید عہدہ قایم نہ کیا جائے - جسکی ماہوار پانسو روپیہ یا زیادہ ہو اور نہ کسی موجودہ عہدہ کی ماہوار - پانسو روپیہ سے بڑہائی جائیگی (۴) کسی یوروپین کا تقرر کسی عہدہ پہ بجز مدار المہام کے اور کوئی عہدہ دار نکر سکیگا - اور اگر اوس عہدہ کی ماہوار پانسو روپیہ سے زائد ہو تو قبل تقرر مدار المہام پر لازم ہوگا کہ اوسکی منظوری اعلیحضرت سے حاصل کریں - (۵) اعلیحضرت کی فوج میں کوئی شخص بطور کمشنڈ افسر عہدۂ سب لفٹنٹ یا عہدہ ہائے مافوق پر بلاحصول منظوری اقدس مقرر نہیں ہو سکتا (۶) کوئی جدید ماہوار منصب یا ماہوار خاص یا کوئی خاص الاونس کسی قسم کا بلاحصول منظوری اعلیحضرت کسیکو نہیں دیجا سکتی - اور نہ کسی عہدہ دار یا دیگر شخص کو اوسکے خانگی استعمال کے لئے (باستثنا تقاوی) بلامنظوری اعلیحضرت کسی قسم کا قرضہ خزانۂ سرکار سے دلایا جاسکتا ہے

ان امور کے علاوہ اعلیحضرت کو جملہ اہم امور سے آگاہ کیا جاتا ہے - اور اعلیحضرت بنفس نفیس اکثر امور کی نسبت احکام نافذ فرماتے ہیں -

اختیارات مدار المہام

مدار المہام سرکار عالی کو اعلیحضرت نے ریاست میں (باستثناء امر مخصوص) صدر حکومت دے رکھی ہیں اور وہ کل سرکاری صیغہ جات کے مناسب انتظام کے لئے اعلیحضرت کے پاس کامل ذمہ دار ہیں - اور اون کا فرض ہے کہ وہ اعلیحضرت کو تمام اہم امور ریاست سے جو کچھ ہوں اچھی طرح پوری طور سے مطلع رکھیں - وزیر اعظم کے ماتحت چار وزرائے علاقہ ہیں - جو معین المہام کہلاتے ہیں (معین المہامی مال پر کوئی مامور نہیں ہے - مگر اب ایک جدید معین المہام فنانس مسٹر کیاسن ہوا کہ

مقرر ہوئے ہیں) وزراء کے تفویض اسقدر دوسرے صیغہ جات ہیں جسقدر کہ مدارالمہام بمنظوری اعلیٰحضرت وقتاً فوقتاً اون کے سپرد کریں۔ صیغہ جات پولیٹکل و فنانس خاص مدارالمہام کے سپرد ہیں۔

امور متعلقہ مدارالمہام سرکار عالی

(۱) سررشتہ فنانس (۲) سررشتہ مال (۳) سررشتہ کاغذ مہور (۴) دارالضرب (۵) وہ امور جو اختیارات معین المہامان سے خارج ہوں۔

امور متعلقہ وزیر افواج

(۱) امپیریل سروس ٹروپس (۲) فوج باقاعدہ (۳) فوج بیقاعدہ۔

امور متعلقہ وزیر عدالت

(۱) عدالت (۲) مجالس (۳) رجسٹری (۴) طبابت (ڈاکٹری و یونانی) (۵) تعلیمات (۶) ٹپہ خانہ (۷) امورات مذہبی (۸) مطابع و رجسٹری حفاظت حقوق کتب وغیرہ۔

امور متعلقہ وزیر کوتوالی

(۱) کوتوالی (۲) تعمیرات عامہ (۳) صفائی (۴) حفظان صحت۔

امور متعلقہ وزیر فنانس

(۱) ریلوی (۲) معدنیات (۳) دارالضرب (۴) مہور۔

امور متعلقہ وزیر مال

(۱) مالگزاری (۲) پیمایش و بندوبست (۳) انعام (۴) کروڑگیری (۵) آبکاری (۶) جنگلات (۷) توفیق زمینداری (۸) کورٹ آف وارڈز۔

معین المہام مال کی خدمت پر تاہنوز کسیکی ماموری نہیں ہوئی۔ معتمد مال بالراست مدارالمہام سرکار عالی کے ماتحت ہیں۔

(۱) افزائش نسل چوپایہ (۲) سررشتہ زراعت وتجارت یہہ دونون سررشتے تخفیف کردئے گئے - اب اوسکا کام بتوسط صوبہ داران معتمدی مال سے ہوتا ہے -

مجلس وضع قوانین

سنہ ۱۲۹۰ھ مین ایک کمیشن قانونی منعقد ہوئی - جسکے صدرنشین مولوی اقبال علی اور رکن نواب فتح نواز جنگ اور معتمد مستقل باہواریاب سید محمد علی مقرر ہوئے - اس کمیشن کے ماتحت ایک جداگانہ عملہ بھی مقرر کیا گیا - ابتداً یہہ حکم دیا گیا تہا کہ اسکے صدرنشین تمام ممالک محروسہ کا دورہ کرین اور اپنی تنقیحی رپورٹین اس کمیشن کے غور کے لئے پیش کرین - اور کمیشن اُن قوانین کے مسودے جنکی ضرورت ہے اس طور سے مرتب کرکے پیش کرے کہ بالآخر اون سے ایک مجموعہ تیار ہوسکے - ان مسودات کیساتہہ ایسی رپورٹین بھی پیش کیجاوین جنمین موجودہ قوانین پر مفصل بحث ہو - کہ اونکے عمل درآمد مین کیا نقایص ہین - اور اونکی اصلاح کسطرح ہونی چاہئے - مجلس عالیہ عدالت کو یہہ ہدایت بہی ہوئی تھی کہ وہ کل مسودات قانون جو اسکے زیر غور ہون اور وہ کل معاملات جنکے واسطے اسکے خیال مین نئے قوانین کی یا قوانین موجودہ مین ترمیم کی ضرورت ہو کمیشن کی اطلاع کے واسطے پیش کرے - دوسرے عہدہ دارون کو بھی لکہا گیا تہا کہ اگر اون کے نزدیک موجودہ قوانین مین کسی اصلاح کی ضرورت ہو تو اپنی رائے سے دفتر ہوم سکرٹری کو مطلع کرین - چنانچہ چند عہدہ داران ماتحت کے پاس سے ایسی رائین وصول ہوئین اور وقتاً فوقتاً اون پر غور کیا گیا - میر مجلس صاحب کو اپنے معمولی کام سے دورہ پر جانیکی فرصت نہین ملی - اور یہ قرار پایا کہ معتمد مسودات قانون مطلوبہ مرتب کرکے کمیشن کے روبرو پیش کرے مگر کام شروع ہوتے ہی وہ مستعفی ہوگئے - اور رائے حکم چند ناظم عدالت بلدہ معتمد اور ممبر کمیشن مقرر ہوئے - کامل مسودات ضابطہ فوجداری ڈسٹرکٹ ایکٹ کے اور ایک مسودہ ترمیم دستور العمل میعاد سماعت فوراً ہی مرتب ہوگیا - رائے حکم چند کے

انتقال پر مولوی نظام الدین احمد صاحب یم-اے-یل-یل-بی بیرسٹرایٹ لا نائب معتمد مقرر ہوئے چنانچہ اسوقت تک خدمت موصوفہ پر صاحب موصوف ہی کار گزار اور ہر سال دس پانچ قانونکے مسودے تیار اور پاس ہوجاتے ہین- بہرحال قانون مین بہت کچھہ ترقی ہوگئی ہے- اور متعدد قوانین و دساتیر مرتب ہوچکے ہین-

معتمدین سرکار

(۱) معتمد فنانس (۲) معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ (۳) معتمد تعمیرات (۴) معتمد فوج (۵) پرایویٹ سکرٹری مدار المہام سرکار عالی (۶) معتمد مالگزاری-

انتظام علاقہ جات

مالگزاری

ایک معتمد بماتحتی مدار المہام سرکار عالی جملہ علاقہ جات مال پر مقتدر ہے- بنظر اغراض انتظامی ملک چار صوبون پندرہ ضلعون پر منقسم ہے- ہر صوبہ مین ایک صوبہ دار ہے- جسکا عہدہ سرکار انگریزی کے عہدۂ کمشنری کے مساوی ہے- ہر ضلع مین ایک اول تعلقدار ہے- جسکا عہدہ سرکار انگریزی کے عہدہ کلکٹری یا ڈپٹی کمشنری کے برابر ہے- ان تعلقدارونکے مددگار بھی ہین جنکو دوم و سوم تعلقدار کے نام سے موسوم کیا گیا ہے- ہر تعلقہ یا حصہ ضلع مین ایک تحصیلدار ہے- اور بیشیات یا حصص تعلقات مین نائب تحصیلدار ہین- عہدہ داران سررشتہ مال کی تفصیل حسب ذیل ہے-

صوبہ دار (۴) اول تعلقدار (۱۵) دوم تعلقدار (۲۲) سوم تعلقدار (۳۸) تحصیلدار- (۱۰۱)

پیمایش و بندوبست

سررشتہ پیمایش و بندوبست مین مہتمم (۱۷) مددگار مہتمم (۱۵) نائب مددگار مہتمم اور چار مددگاران جمعبندی بھی

انعام

کمشنری انعام توڑ دیگئی - اور ڈپٹی کمشنر برخاست کردئے گئے - اور تہوڑا ساعلہ دفتر مالگزاری مین ضم کیاگیا باقی انعام وغیرہ پر علیحدہ کر دئے گئے -

جنگلات

سررشتۂ جنگلات ایک ناظم کے ذمہ ہے - جسکے چار مددگار ہین -

کروڑگیری

اس سررشتہ مین ایک کمشنر اور چار ڈپٹی کمشنر ہین -

سررشتۂ فنانس

اس سررشتہ مین ایک صدر محاسب ہے - سابق مین جو کنٹرولر جنرل تہا وہ برخاست کردیاگیا -

سررشتہ عدالت

اس سررشتہ مین ایک میر مجلس اور پانچ ارکان ہین -

کوتوالی ومجالس اضلاع

ناظم کوتوالی سررشتۂ کوتوالی اور مجالس اضلاع پر مقتدر ہین - لیکن اس اقتدار مین جہان تک کہ مجالس کا تعلق ہے - صوبہ داران اور اول تعلقداران اضلاع بھی شریک ہین - لیکن [illegible] صوبہ داران کا تعلق کوتوالی سے جاتا رہا ہے - البتہ اول تعلقدار اب بھی ناظم کوتوالی ضلع ہین -

کوتوالی بلدہ

کوتوالی بلدہ - کوتوال کے تحت مین ہے -

سررشتہ تعلیمات

ناظم تعلیمات کے سپرد سررشتہ ہے - جس کے ماتحت پانچ انسپکٹر ہین -

کاغذ مہر ودارالضرب

یہہ دفتر ایک یوروپین مہتمم کے سپرد ہے۔

ٹپہ خانہ

ٹپہ خانہ پر بھی ایک یوروپین ناظم ہے۔

سررشتہ طبابت

سررشتہ طبابت اور اوسکی شاخین۔ رزیڈنسی سرجن کی سپردگی مین ہین۔ جسکا عہدہ سرکار عالی مین ناظم دواخانجات کا ہے۔ اور اون کے تحت مین ہر دو صوبون کے لئے ایک ایک ناظر دواخانجات بھی ہے۔ سررشتہ طبابت کی شاخ یونانی ایک عہدہ دار کے تفویض ہے۔ جو افسر الاطبا کہلاتا ہے۔

سررشتہ تعمیرات

سررشتہ تعمیرات دو شاخون یعنے عامہ اور آبپاشی پر منقسم ہے۔ جنکے لئے ایک ایک چیف انجنیر مع عملہ معین ہے۔

سررشتہ کورٹ آف وارڈز

یہہ سررشتہ مالگزاری کے ماتحت ہے۔ اور سپرنٹنڈنٹ کورٹ آف وارڈز کے ذمہ انتظام سپرد ہے۔

سررشتہ ریلوی ومعدنیات

ریلوی اور معدنیات متعلقہ سرکار عالی علاقہ فنانس کے تحت مین ہین۔

عدل گستری

ممالک محروسہ سرکار عالی کے عدالتون کا شمار اور حاکمون کی تعداد حسب ذیل ہے۔

مجلس عدالت العالیہ (۱) عدالت ہائے دیوانی (۱۲۲) عدالت ہائے فوجداری (۱۹۵) دار القضائے بلدہ (۱) جج ہائے دیوانی (۱۳۹) مجسٹریٹ ہائے فوجداری (۲۱۵)

ہائی کورٹ

مجلس عالیہ عدالت ایک میر مجلس۔ چار ارکان اور ایک مفتی سے (قاضی شرع محمدی) مرکب ہے۔ سابق مین ایک شاستری (جج قانون ہنود) بھی تھا۔ مگر جبکہ ایک رکن اہل ہنود سے مقرر ہوگیا۔ تو عہدہ شاستری

تخفیف کیا گیا - اس مجلس مین تین اجلاس ہین (۱) ابتدائی (۲) متفقہ (۳) کامل -

جوڈیشل کمیٹی

معین المہام عدالت کے پاس وہ درخواستین آتی ہین - جنمین اعلیحضرت کے مراحم خسروانہ کی درخواست کیجاتی ہے - یا جہ استدعا کیجاتی ہے کہ ملازمان بندگانعالی کو جو اقتدارات مرافعہ مقدمات ذیل حاصل ہین - اون کا برتاؤ کیا جائے -

(الف) سزائے قید پانچ یا زاید از پانچ سال جو مجلس مالیہ سے دیگئی ہو -

(ب) مرافعہ بخلاف فیصلجات اجلاس کامل مجلس عالیہ عدالت اون کل مقدمات مین جنکی مالیت دس ہزار سے زاید ہو -

دارالقضا

اس محکمہ مین مقدمات متعلق بہ ازدواج وطلاق ووراثت (جو اہل اسلام کے نسبت ہوتے ہین) فیصل پاتے ہین -

عدالت دیوانی بلدہ

عدالت دیوانی بلدہ کے ناظم کو اختیار ہے کہ پانچہزار روپیہ تک کے مقدمات سماعت کرین اور اونکے دو مددگارونکو ایکہزار تک اختیار ہے - علاوہ ان کے آنریری جج بھی ہین

عدالت فوجداری بلدہ

مجسٹریٹ درجہ اول کے اختیارات ناظم عدالت اور اون کے دونون مددگارون کو حاصل ہین - یہان بھی بعض اعزازی مجسٹریٹ ہین جنکو درجہ دوم وسوم کے اختیارات حاصل ہین -

جوڈیشل انتظام اضلاع

چارون اسمات مین چار صدر مددگار عدالت اور ہر ایک ضلع مین ایک مددگار عدالت اور بعض تعلقات مین منصف موجود ہین - علاوہ برین اکثر تحصیلدارون کو اختیارات دیوانی وفوجداری حاصل ہین -

نوعیت اراضی

اراضی ممالک محروسہ سرکار عالی کی - چار اعلیٰ قسمین ہین - (۱) خالصہ (۲) صرفخاص (۳) پائیگاہ (۴) جاگیر -

اراضی خالصہ

وہ اراضی ہے جسکی مالگزاری سرکار مین وصول ہوتی ہے - اور جو کسی شخص کو بطور جاگیر یا انعام نہین دیگئی ہے اس مین وہ اراضیات بھی شامل ہین - جو زیر انتظام سرکار ہین -

صرفخاص

شاہی اراضیات کو کہتے ہین جنکا اعلیحضرت کی ذات سے تعلق ہے - اور جنکا محاصل خاص اعلیحضرت کے تصرف مین آتا ہے -

پائیگاہ

پائیگاہ کے لفظ کو بعضون نے بحذف یا - پاگاہ سے بھی تعبیر کیا ہے - اور پاگاہ کے معنے طویلہ کے ہین - پس لفظ پاگاہ کا استعمال بغیر یا اس موقع پر صحیح نہین رہے - اسلئے کہ غیر متناسب ہے - اور مقصود عطا کے اعتبار سے لفظ پائیگاہ ہی صحیح خیال کیا جاتا ہے - جس کی معنی منزلت کے ہین چونکہ یہہ عطا مخصوص ترین عطا ہے - اور افراد خاص سے اوسکی تخصیص رہی ہے - اور معزز ترین قسم جاگیر یعنے آل تمغا سے بھی زیادہ فضیلت کا اظہار معطی کو مقصود رہا ہے - لہذا یہ عطا اس نام سے موسوم کیگئی بعضون نے پائیگاہ کے الفاظ سے اس عطا کو تعلق بہ فوج سمجھا ہے - جو باعتبار مناسبت کے کسیقدر صحیح بھی ہوسکتے ہین -

جاگیر

جاگیر ایک عطیہ ہے جو امرا کو اونکے حسن خدمات و کارگذاری کے صلہ مین دیا جاتا ہے - اسکے تین اقسام ہین - (۱) آل تمغا یا انعام آل تمغا - یہہ جاگیرین موروثی اور دوامی ہوتی ہین (۲) ذات جاگیر - یہ جاگیرین ذاتی پرورش کے لئے دیگئی ہین - (۲) تنخواہ جاگیر - یہہ جاگیرین

اون رقمون کے معاوضہ مین دیگئی ہین) جنکا دینا سرکار پر واجب تھا۔

علاوہ برین حسب ذیل مقبوضات بھی قابل ذکر ہین۔ جنکا وجود ممالک محروسہ سرکار عالی مین موجود ہے۔ (۱) انعام۔ وہ اراضی ہے جو وسعت مین ایک موضع سے کم ہو۔ اور جو کسی شخص کی پرورش یا کسی ادائے خدمت یا کسی کار خیرات کیلئے دیگئی ہو۔ جسپر کلیتاً محاصل معاف ہو۔ یا کچھہ پن مقرر ہو۔ (۲) پیش کش وہ رقم ہے جو بعض بڑے زمیندارون یا سمتانون سے لیجاتی ہے۔ اسمین خرابی ہنگام کے باعث کوئی معافی نہین دیجاتی ہے۔ اور اس قسم کی اراضی کا انتظام خود زمیندار کرتا ہے (۳) سربستہ یا بالمقطعہ پیش کش سے کم درجہ کی اراضی ہے۔ مگر اور صورتون مین ہر طرح اوسکے مشابہہ ہے۔ اسکا پن دوامی طور پر مقرر ہوتا ہے اور خرابی ہنگام کے باعث کوئی معافی نہین دیجاتی (۴) پن مقطعہ۔ سربستہ کے مانند ہے۔ مگر اوسمین اراضی کا رقبہ کم ہوتا ہے۔ اور اوس سے جو آمدنی ہرسال وصول ہوتی ہے اوسمین سے ایک معین حصہ بطور پن لیاجاتا ہے اور کوئی سالانہ رقم مقرر نہین ہے۔ (۵) اگرہار۔ وہ اراضیات ہین جو صرف برہمنون کے قبضہ مین دیول وغیرہ کی مدد کے لئے دیگئی ہین۔ اون کا پن دوامی طور پر مقرر ہے (۶) مکاسا۔ وہ اراضیات ہین جنکے بابتہ پیشوا کے زمانہ مین آمدنی کا ایک معین حصہ سرکار مین وصول کیا جاتا تھا۔ (۷) اُملی۔ اراضی مکاسا کے مشابہ ہے۔ مگر فرق اتنا ہے کہ وہ صرف وطنداران پرگنہ کو دیگئی ہے۔

راجایان خراج گزار

ممالک محروسہ کے اضلاع متوسط اور جنوبی شرقی کنارے پر خراجگزار راجہ ہین۔ جو سرکار نظام کو پیشکش دیا کرتے ہین اور اپنے ملک کا انتظام بحکم سرکار عالی خود کرتے ہین خراج کی تخمینی رقم ۲۵ ہزار سے ایک لاکہ روپیہ تک ہے۔ اور جملہ رقم خراج کی پانچ لاکہہ روپیہ کے قریب ہے چند مشہور سمستان کے نام ذیل ہین (۱) سمستان گدوال (۲) سمستان ونپرتی (۳) سمستان اناگندی (۴) سگور (۵) جٹپولی (کولاپور)

(۶) گوپال پیٹھ (۷) امرچنتہ (۸) وردم کنڈہ (بالنواڑہ) (۹) بیدراچلم (۱۰) چنچولی (۱۱) گرگنڈہ (۱۲) ملاپور
(۱۳) راجہ پیٹھ (۱۴)

علاوہ ان کے اور بہت سے لوگ سنستہ مقطعہ دار - سردیسکھہ - دیسکھہ - سردیسپانڈیہ - دیسپانڈیہ وغیرہ کے نام سے مشہور ہین

تحصیل مملکت

* علاقہ دیوانی کی آمدنی چار کروڑ چھتیس لاکھ باون ہزار آٹھ سو چودہ روپیہ سالانہ ہے - ہر ایک باب کی آمدنی علیحدہ علیحدہ ذیل کے نقشہ مین ملاحظہ فرمائے -

نمبر شمار	باب	ذیلی مد	رقم	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۱	مالگزاری	مالگزاری رعیت واری - مقطعہ یا سرشتہ پیشکش امرائی - بنجرائی - متفرقات جاگیرات منضبطہ جرمانہ مالی -	دو کروڑ ۱۳ لاکھ ۴۲ ہزار ایکسو بیالیس روپیہ	مالگزاری کی حالت ہر ایک موسم پر بدلتی رہتی ہے - اگر ابتدائی بارش اچھی ہوی تو فصل خریف و آبی زیادہ ہوتی ہے - اگر آخری بارش اچھی ہوی تو فصل ربیع اور تابی زیادہ ہوتی ہے -
۲	کروڑگیری	درآمد برآمد - پیداوار متعلقات	۴۶ لاکھ ۸۷ ہزار ایکسو ستانوے -	اکثر امرا و جاگیردار و عہدہ داران سرکار عالی کو محصول معاف ہے - اور افواج علاقہ سرکار انگریزی کنٹنجنٹ اور برٹش افسر بھی محصول سے مستثنیٰ ہین - درآمد غلہ پر بھی کوئی محصول نہین لیا جاتا -
۳	آبکاری	شراب دیسی - سیندہی - مہوہ - شراب ولایتی -	۴۶ لاکھ ۶ ہزار اٹھارہ روپیہ -	حیدرآباد دکن مین ایک شکر کا کارخانہ ۱۲۹۶ف مین جاری کیا گیا تھا - جسمین اسپرٹ وغیرہ تیار ہوتی تھی مگر آجکل بند ہے -
۴	افیون		۵ لاکھ ۸۲ ہزار آٹھ سو چالیس روپیہ -	تمام افیون مالوہ سے درآمد کیجاتی ہے - ممالک محروسہ سرکار عالی مین خشخاش کی کاشت ممنوع کردیگئی ہے -

* اسس مین صرفخاص - پائیگاہ - جاگیرات - وغیرہ کی آمدنی شامل نہین ہے - اگر اون سب کو ملایا جائے تو اسس ریاست کا محاصل تقریباً سات کروڑ روپیہ ہوگا اور یہ آمدنی جو تبلائی گئی ہے وہ موازنہ ۱۳۰۷ف کے بابتہ ہے - ۱۲ مولف -

۵	چوبینہ	•	تین لاکھہ ۹۹ ہزار تین سو پندرہ روپیہ۔	
۶	ممہور	کاغذات ممہور۔ ٹکٹ مجادمنہ ممہور۔ ٹکٹ شبیہ لفافہ نشان شبیہ۔ پوسٹ کارڈ۔ ٹکٹ زرطلبانہ ٹکٹ رسید۔ کاغذات ہنڈی۔ ٹکٹ ہنڈی۔	۸ لاکھہ ۸۷ ہزار پانچسو پچپن روپیہ۔	
۷	معدنیات	کوئلہ سنگاریتی۔ طلائے ریچور	ایک لاکھہ دس ہزار ننانوے روپیہ۔	معدن طلا کا پٹہ ۹۹ سال کیلئے دیاگیا ہے۔
۸	رجسٹریشن	•	۴۴ ہزار نو روپیہ	
۹	رقم تعہد برار	•	۲۵ لاکھہ روپیہ	۲۵ لاکھہ سالانہ دوامی پٹہ دیدیا گیا ہے۔ ورنہ قبل ازین بعد وضع اخراجات جو کچھہ بچت ہوتی تھی وہ آتی تھی۔
۱۰	شبیہ خانہ	•	ایک لاکھہ ۴۰ ہزار آٹھہ سو اٹھاسی روپیہ	•
۱۱	دارالضرب	•	دس ہزار آٹھہ سو ننانوے روپیہ۔	•
۱۲	عدالت	•	ایک لاکھہ ۴۴ ہزار آٹھہ سو اکیانوے لاکھہ	•
۱۳	محابس	•	۶۵ ہزار اکیسو نو روپیہ	صدر محبس بلدہ مین ہے۔ اورنگ آباد۔ اندھر۔ گلبرگہ۔ ورنگل کے چار سنٹرل جیل کہلاتے ہین۔ باقی ۱۲ محابس اضلاع مین ہین۔
۱۴	کوتوالی	•	تین لاکھہ ۳۷ ہزار چار سو اڑتیس روپیہ	
۱۵	تعلیمات	•	۶۷ ہزار چار سو سینسٹھہ روپیہ۔	
۱۶	دفاتر جداگانہ	•	۵ ہزار پانچسو پچھتر روپیہ	
۱۷	دارالطبع	•	تین ہزار آٹھہ سو دس روپیہ۔	

۱۸	متفرقات	۰	۶۱ لاکھہ ۹۹ ہزار آٹھہ سو تریانوے روپیہ-	
۱۹	آبپاشی	۰	۴۰ ہزار تین سو اکیانوے روپیہ-	
۲۰	مکانات راستے وغیرہ	۰	۳۳ ہزار آٹھہ سو اکتیس روپیہ-	
۲۱	جمعیت	۰	۲۲ ہزار نو سو چھتیس روپیہ-	
۲۲	ریلوی	۰	۳۱ لاکھہ ۹۲ ہزار نوسو اسی روپیہ-	

اخراجات سلطنت

* اخراجات سلطنت کی تعداد چار کروڑ تیتیس لاکھہ بائیس ہزار چھہ سو اٹھتر روپیہ ہین- جسکی تفصیل نقشۂ ذیل مین ہدیۂ ناظرین ہے-

نمبر شمار	صیغہ	ذیلی مد	رقم	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۱	مالگذاری	انتظام اضلاع- پیمایش و بندوبست انعام- دیہہ صادر	۳۴ لاکھہ ۳۹ ہزار تین سو باون روپیہ نقد	انتظام اضلاع- پیمایش و بندوبست- انعام دیہہ صادر-
۲	کروڑگیری	بلدہ محصولخانہ جات اضلاع چھاونیات-	۶ لاکھہ ۶۳ ہزار دوسو اکتیس روپیہ	بلدہ- محصولخانہ جات اضلاع- چھاونیات ۱۵۱۸۶۳- ۲۶۸۸۲۵- ۲۴۲۵۵۳-
۳	آبکاری	۰	۱۵ ہزار پانچسو چتالیس روپیہ-	یہہ اخراجات گزشتہ کے زمانہ کے ہین- ورنہ

				امانی کے زمانہ مین ۴۳۰۷ ہزار دو سو ستائیس روپیہ تہا-
۴	افیون	۰	۴ ہزار سات سو چوبن روپیہ-	
۵	چوبینہ	۰	ایک لاکہہ ۲۶ ہزار تین سو اٹہارہ روپیہ	
۶	[illegible]	۰	۴۳۰۷ ہزار سات سو سینتالیس روپیہ-	
۷	معدنیات	۰	۲۹ ہزار چہ سو تیس روپیہ-	
۸	رجسٹریشن	۰	۴۴ ہزار تین سو بیانوے روپیہ-	
۹	تپہ خانہ	۰	۲ لاکہہ ۹۹ ہزار آٹہہ سو چوبن روپیہ	
۱۰	دارالضرب	۰	۴۹ ہزار پانچسو پچہتر روپیہ-	
۱۱	عدالت	۰	۸ لاکہہ ۲۷ ہزار ایک سو ستر روپیہ	
۱۲	مجالس	۰	۴ لاکہہ ۷ ہزار اکیاسی روپیہ	
۱۳	کوتوالی	۰	۳۶ لاکہہ ۱۳ ہزار تین سو سولہ روپیہ	

* یہ موازنہ اخراجات بابتہ سنہ ۱۳۰۵ف ہے- ۱۲ مولف- نوٹ متعلق صفحہ ۳۰

نمبر	مد		رقم	کیفیت
۱۴	تعلیمات	•	۷ لاکھ ۶۲ ہزار دو سو پچانوے روپیہ۔	ممالک محروسہ سرکار عالی مین (۳) کالج (۱۵) ہائی اسکول (۴۹) مڈل اسکول (۷۰۷) ابتدائی (۶۷) زنانہ اسکول (۴۷) مدارس نسوان (۱۷۰۹) خانگی مدارس ہین۔
۱۵	طبابت	•	۵ لاکھ ۶۰ ہزار چھہ سو اکسٹھ روپیہ	ممالک محروسہ سرکار عالی مین (۸۶) دواخانجات انگریزی اور (۹) شفاخانجات یونانی ہین۔
۱۶	دفاتر جداگانہ	•	۳ لاکھ ۱۹ ہزار ۶۵ روپیہ۔	
۱۷	امداد صناعی	•	۴ لاکھ ۵۵ ہزار تین سو بیاسی روپیہ	
۱۸	آب رسانی	•	•	بلدہ مین آب رسانی کی ابتدا۔ امداد ۱۳۰۵ف سنہ مین ہوی اور ۱۳۱۴ف سنہ مین کام ختم ہوا دس لاکھ چوبیس ہزار چھ سو چوبیس روپیہ صرف ہوے۔
۱۹	داخل حضور پرنور۔	•	۶۵ لاکھ ۲۷ ہزار تین سو پچانوے روپیہ۔	جمعیت علاقہ صرفخاص ۔ تنخواہ محلات مبارک ۱۹۳۵۹۲ ۔ ۱۶۱۵۶۳۲۔ ملازمان ذاتی و اخراجات معمولی۔ ۱۴۳۲۲۲۱ اخراجات غیر معمولی۔ ۳۳۲۵۳۵۰
۲۰	منصب	•	۱۳ لاکھ ۱ ہزار تین سو انچالیس روپیہ۔	
۲۱	رسوم	•	۶ لاکھ ۸۳ ہزار دو سو ستاون روپیہ۔	
۲۲	وظائف	•	۸ لاکھ ۱۳ ہزار چار سو سینتیس روپیہ	جاگیر پنشن ۔ وظائف و انعام ۱۰۷۸۱۸ ۵۰۶۱۱۹
۲۳	خاص شاہی مطابخات	•	۴ لاکھ ۳۳ ہزار تین سو چوالیس روپیہ۔	

۲۴	یومیہ و معمول	•	۵ لاکھ ۹۶ ہزار دو سو اکتالیس روپیہ	اخراجات مذہبی و یومیہ و معمول مین مقرر ہین-
۲۵	خلعت و تواضع		۵ لاکھ ۸۲ ہزار آٹھ سو ستتر روپیہ	
۲۶	دار الطبع	•	۴۵ ہزار ۶ سو ترسٹھ روپیہ	
۲۷	متفرق	•	۱۰ لاکھ ۲۵ ہزار بیانوے روپیہ	
۲۸	آبپاشی و تعمیرات	•	۲۲ لاکھ ۳۸ ہزار تین سو تیرہ روپیہ	انہار - بندھ - مکانات و راستے ۴۳۳۰۹۲ - ۶۱۲۰۱۵ - ۱۹۹۲۱۱۰
۲۹	جمعیت		۶۹ لاکھ چار سو چھیالیس روپیہ-	اسٹاف انتظامی - امپیریل سروس ٹروپس ۲ ۱۲۰۶۷۳ ۵۹۰۰۸۵ بیقاعدہ - باقاعدہ - گولکنڈہ برگیڈ ۴۴۴۸۸۸۵ - ۱۲۹۲۵۹۱ - ۴۲۵۱۱۴ کارخانہ باروت - ۲۳۱۶۷-
۳۰	ریلوی	•	۳۰ لاکھ ۶۹ ہزار آٹھ سو چھیالیس روپیہ	

واضح ہو کہ رقوم تصفیہ طلب و پیشگیات کا حساب بوجہ عدم ضرورت نہین بتلایا گیا- اس آمدنی وخرچ ریاست کے حساب سے بابتہ جمع وخرچ ۱۳۰۸ف کے تیس لاکھ اکتالیس ہزار تین سو چار روپیہ (بچت جمع) رہی-

فوجی قوت

چونکہ حضور نظام خلد اللہ ملکہ تمام رؤسا ہندوستان مین درجہ اول رکھتے ہین- اسلئے بہ نسبت دیگر رؤسا ہند تقریباً ایک لاکھ فوج کی تعداد ہوگی-

فوج باقاعدہ

فوج باقاعدہ کی تعداد چھ ہزار آٹھ سو چھہ ہے۔ جسمین (۳) توپخانے (۵) رجمنٹ سواران (۶) رجمنٹ پیدل ہین جسکا خرچ سالانہ ۱۴ لاکھ ۴۷ ہزار تین سو ستر روپیہ ہے۔ امپیریل سروس ٹروپس۔ گولکنڈہ برگیڈ۔ نظام محبوب فوج بھی اسمین شامل ہے۔ کل افواج باقاعدہ کرنل نواب افسر الملک بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای کے زیر کمانڈ ہے۔

رسالۂ جوش

اس رسالہ کے بانی راجہ صاحب ونپرتی تھے جنہون نے اپنے زرخرید سدی اور انکی اولاد کو بلوچی تعلیم دیکر رسالہ بنایا تہا۔ جس نے سنہ ۱۸۴۲ء مین راجہ صاحب کی مرتب کی ہوئی فوج کے ساتھہ شامل ہوکر معرکہ آرائی کی تھی۔ جب یہ رسالہ حیدرآباد کو واپس آیا تو اسکو حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے باڈیگارڈ کا کام دیا گیا۔ جس زمانہ مین سر سالار جنگ اولی اعلیحضرت کے جانب سے جو کلکتہ پرنس آف ویلز (حال شہنشاہ انگلنڈ) کے استقبال کو گئے تھے تو یہ رسالہ اون کے ہمراہ تھا۔ اور دہلی کے شاہی دربار مین بہی رسالہ اعلیحضرت کے ہمراہ رکاب رہا۔ تمام ہندوستان مین اس رسالہ کی بہت تعریف ہوی۔ اس رسالہ کی تعداد (۳۰۲) ہے اور ایک لاکھ ۳ ہزار ۸ سو چہیاسٹھ روپیہ سالانہ خرچ ہے۔

امپیریل سروس

جبکہ ۱۸۸۵ء مین ہندوستان پر روسی حملہ کا خوف تہا تو سرکار عالی نے سرحدی انتظام کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا کو ۲۰ لاکھہ روپیہ دینے کی تجویز پیش کی تھی۔ لیکن گورنمنٹ نے زر نقد لینے کے عیوض باقاعدہ فوج تیار کرنے اور غنیم کے حملہ کے وقت انگریزی فوج کے ساتھہ لڑنے کی رائے دی۔ بنا بر علیہ یہہ رسالہ تیار کیا گیا۔ جنکی

تعداد (۸۱۶) ہے اور ایک لاکھ ا ہزار چھپن روپیہ سالانہ خرچ ہے -

گولکنڈہ برگیڈ

کل تعداد ملازمین گولکنڈہ برگیڈکی ایکہزار ایکسو اکتالیس ہے - جن مین لینسر رجمنٹ کی تعداد (۴۰۰) ہے اور پیدل رجمنٹ کا شمار (۶۹۵) ہے - اور ایک توپخانہ بھی ہے - اور سیوائے ان دو رجمنٹون کے ایک رسالہ آفریکین سوارون کا بھی ہے - جسکی چہاونی ملک پیٹہ مین ہے -

اور چودہ سو سوارون کا نیزہ دار رسالہ قاسم علیخان مرحوم کے تفویض تہا ۱۲۸۱ھ مین گولکنڈہ لانسرز کر دیا گیا - بعد ازان نواب دلاور نواز جنگ مرحوم اور نیز دوسرے امراؤن کے بیقاعدہ سوار بھی بہرتی کئے گئے اور ۱۸۹۳ء مین گولکنڈہ برگیڈ اور گوشہ محل لانسرز سے دو سو جوان اور اون کے افسر حیدرآباد کے امپریل سرویس فوج مین بہیجے گئے - اس برگیڈ کا خرچ سالانہ دو لاکھہ ۳۵ ہزار تین سو سینتالیس روپیہ ہے -

نظام محبوب

یہہ رجمنٹ بہرم کی جمعیت کہلاتی ہے - اور اوسکے کپتان عوض بالیل الخا طب بہ نواب افسر الملک تہے - اور یہہ رجمنٹ اعلیحضرت کے محلات شاہی کے پہرہ و پہرہ متعین رہتی ہے - اس رجمنٹ کا باجہ قابل تعریف ہے - اسمین اکثر عرب شامل ہین جسکی تعداد (۱۰۷۹) اور خرچ دو لاکھہ ۲۳ ہزار ۴ سو چہپن روپیہ ہے -

تفصیل دستہ افواج باقاعدہ		تعداد	خرچ سالانہ
ا		۲	۳
توپخانہ فوج باقاعدہ	اسٹاف -	۲	[illegible]
	باٹری نشان -	۱۱۱	[illegible]
	باٹری نشان -	۱۱۱	[illegible]

توپخانہ گولکنڈہ برگیڈ۔	۱۲۰	[illegible]
امپیریل سروس ٹروپس نمبر اول۔	۴۰۸	[illegible]
" " نمبر دوم۔	۴۰۸	[illegible]
رسالۂ جوشن فوج باقاعدہ۔	۳۰۲	[illegible]
لانسر رجمنٹ فوج باقاعدہ۔	۳۰۲	[illegible]
گولکنڈہ لانسر رجمنٹ فوج باقاعدہ۔	۳۰۱	[illegible]
رجمنٹ نشان ۱ پیدل فوج باقاعدہ۔	۶۹۹	[illegible]
رجمنٹ نشان ۲ پیدل فوج باقاعدہ۔	۶۹۹	[illegible]
رجمنٹ نشان ۳ پیدل فوج باقاعدہ۔	۶۹۹	[illegible]
رجمنٹ نشان ۴ پیدل فوج باقاعدہ۔	۶۹۹	[illegible]
گولکنڈہ رجمنٹ پیدل۔	۶۹۵	[illegible]
رجمنٹ صرف خاص پیدل۔	۱۰۸۹	[illegible]
بیانڈ اعلیحضرت فوج باقاعدہ۔	۵۷	[illegible]
" " سواران "	۶۷	[illegible]
" گولکنڈہ "	۴۵	[illegible]
صدر میزان	۶۷۹۸	[illegible]

فوج بیقاعدہ

یہ وہ فوج ہے کہ جسمیں ہر قوم کے لوگ۔ مثلاً عرب۔ پٹھان۔ سندھی۔ سکھ وغیرہ شامل ہیں۔

اور یہہ وہ قدیمی فوج ہے کہ جو حضرت مغفرت مآب و غفران مآب کے ہمراہ رکاب ہمیشہ جنگ مین شریک رہی ہے - اور ان کے استحقاق ایسے ہین کہ ابتک وراثتاً وہ جائداد انکی اولاد پر چلی آتی ہے جسکی نظیر دوسری دیسی ریاستون مین ملنا سخت مشکل ہے - اس کا خرچ ۴۴ لاکھ ۸۹ ہزار ۸ سو پچاسی روپیہ سالانہ ہے - فوج بیقاعدہ کے کل امور کا انتظام محکمہ نظم جمعیت سے متعلق ہے اُسکے ناظم نواب وزیر یاور الدولہ بہادر ہین - فوج بیقاعدہ کی تعداد (۱۹۴۶۵) ہے اور جو سکہون کی فوج (۱۸۲) تہی وہ پولس اضلاع مین منتقل کردیگئی تفصیل حسب ذیل ہے -

قسم	تعداد	قسم	تعداد	قسم	تعداد	قسم	تعداد
۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲
سواران	۳۳۴	رواہل	۴۱	بیتنداز	۲۷۷	متفرق	۲۰۸
بارگیران	۵۲۵	جوانان بار	۶۵۸۲	راٹھور	۱۴۲	سوار تقرر	۲۲۳
عرب	۶۲۰۶	سندہی	۹۲۹	کمانی وغیرہ	۱۰۹	جملہ میزان	۱۹۴۶۵

علاوہ ببین اسپان (۲۷۰۵) آسامی (۴۷) زنجیر فیل (۴۳) مہار شتر (۲۴) نرگاوان (۴۶) میانہ و پالکی (۸۲) جملہ (۳۰۱۴) ہین -

افواج بیقاعدہ کی زیادہ تعداد اضلاع پر متعین اور مختلف خدمات پر مامور ہے - جسکی تعداد (۵۴۷۷) ہے منجملہ ان کے (۱۴۱۵) سوار - باقی پیدل ہین - جمعیت سکہان زیر حکم ناظم کوتوالی ہے اور تخنہ جات افواج بیقاعدہ مین وہ شریک نہین ہے -

اس جمعیت مین کل (۱۰۸۷) سکہ اور (۱۴۲) اسپ ہین - منجملہ ان کے (۹۷۹) پیادے اور

(۱۰۳) سوار (۷۶۶) سکنہ اضلاع میں اور (۳۴۱) بلدہ میں متعین ہیں۔

نوٹ فوج بیقاعدہ کی جو تفصیل و تعداد اوپر بتلائی گئی ہے وہ سابق کی ہے۔ کیونکہ آجکل تو اصلاح مصارف کے لئے اس فوج بیقاعدہ سے تقریباً ۱۲ ہزار کے تخفیف کے احکام نافذ ہو چکے ہیں۔ جنکی تعمیل وقتاً فوقتاً ہو رہی ہے۔ لاوارث و جدید اجرائی خدمت عیوض یک لخت موقوف ہے۔ اور کل ممالک محروسہ سرکارعالی میں بنظر پرورش ان تخفیف یافتوں کی ماموری کے لئے اعلحضرت اقدس و اعلی نے براہ خسروانہ فرمان نافذ فرمائے ہیں۔

جمعیت پولس

کوتوالی بلدہ و بیرون بلدہ کے جملہ ملازمین کی تعداد (۳۰۹۶) اور (۴۳۹۴۸۰) روپیہ سالانہ خرچ ہے۔ اور نواب میر وزیر علیخان سلطان یار جنگ بہادر منصرم کوتوال ہیں۔ جمعیت پولس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عام پولس (۲۵۹۱) عہدہ داران (۳۴) جوانان (۲۵۵۷)

سواران (۵۰) عہدہ داران (۲) جوانان (۴۸)

خفیہ پولس (۳۰) عہدہ داران (۲) جوانان (۲۸)

روہلہ (۳۲۵) عہدہ داران (۵۸) جوانان (۲۶۷)

عروب (۱۰۰) عہدہ داران (۱۰) جوانان (۹۰)

کوتوالی اضلاع

کوتوالی اضلاع کی تعداد ۱۰ ہزار ۲ سو اکسٹھ ہے۔ جسکے اخراجات ۱۴ لاکھ ۲۶ ہزار ۴ سو [illegible] روپیہ ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مہتمان (۱۲) مددگار مہتمم سرحدات (۱) امین تعلقات (۱۰۷) نائب امین (۹) پیدل

(۱۴۷۹۶) سواران (۳۸۹) کورٹ انسپکٹران (۱۲) عملہ مہتمان (۹۲) عملہ امین و نائب امین (۱۱۳) عملہ مددگار (۱) متفرق (۳۹) جملہ (۱۰۲۵۹)

کوتوالی دیہات

ان کی تعداد جسمین پٹیلان کوتوالی شامل ہین (۲۸۲۲۵) ہے اور خرچ سالانہ (۶۷۵۱۵۸) روپیہ ہے۔ کوتوالی دیہات کو حقیقتاً ایک بکار آمد جمعیت بنانے کیلئے بہت سی اصلاحون کی ضرورت ہے۔ باستثنا ان مقامات کے جہان کہ راموسی مقرر ہین یہ لوگ دیہات کی کوتوالی کہلاتے ہین۔ بہت کم کوتوالی کا کام کرتے ہین۔

جمعیت صرفخاص

اسکی تعداد تخمیناً (۱۸۰۰۰) ہے۔ ملازمان امتیازی۔ منصبداران رکاب اور ملازمان دیگر کارخانہ جات کا شمار اسکے علاوہ ہے۔

جمعیت پائیگاہ

اس کی تعداد تخمیناً (۶۰۰۰) ہے جسمین سے نواب سلطان الملک بہادر کے علاقہ مین تخمیناً ۱۵۰۰ ہوگی اور اس سے کچھہ زیادہ کا تعلق نواب شمس الملک بہادر سے ہے۔ اور نواب محمد معین الدینخان بہادر کے علاقہ مین ان ہر دو علاقہ ہائے متذکرہ صدر سے کسیقدر تعداد زیادہ ہے۔ اور نواب خانخانان بہادر و نواب مشیر الملک بہادر اور نواب شمشیر جنگ و نواب شاہ یار جنگ بہادر کے علاقونمین بھی فوج پائیگاہ کا کچھ حصہ ہے۔ بہرحال ان کل علاقون کی جمعیت پائیگاہ کا جملہ وہی تخمیناً چھہ ہزار ہوگا۔

فوج کنٹنجنٹ

حیدرآباد کنٹنجنٹ کو قایم ہوئے ایک سو برس سے زیادہ زمانہ گذرتا ہے۔ اسکی ابتدا ئین سنہ ۱۷۹۹ عیسوی

گورنمنٹ نے ٹیپو سلطان کے ملک پر چڑہائی کی تو سرکار نظام نے ایک فوج غیر قواعد دان سپاہیونکی
گورنمنٹ کی امداد کے لئے روانہ کی جسکا نام نظام کنٹنجنٹ تہا۔ اور کپتان ملکم کی ماتحتی مین کام
کرنا پڑا۔ اوس زمانہ مین ملکم صاحب حیدرآباد مین اسسٹنٹ رزیڈنٹ تھے۔ مگر میر عالم بہادر کی
بمواست پر اسمین شریک ہوے تھے۔ اس لڑائی مین اس فوج نے نہایت عمدہ کارروائیان
کین۔ اور اس لڑائی مین فتحمندی کا بڑا حصہ اسی فوج نے لیا۔ اور یہی فوج سرینگ پٹن
کی لڑائی مین انگریزی تیتسوین رجمنٹ کے ساتہہ لارڈ ولزلی (جو بعد مین ڈیوک آف ولنگٹن ہوے)
کے زیر کمان تھی۔ سرینگ پٹن کی فتح کے بعد کمانڈر انچیف نے اس کنٹنجنٹ کی خدمتونکی
بڑی تعریف کی سنہ ۱۸۰۰ء کے عہدنامہ کے مطابق (جو نظام اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے درمیان
ہوا تہا) سرکار نظام نے اس فوج کے اخراجات کے لئے بعوض روپیہ کے ایک بڑا
علاقہ سپرد کیا۔ اور نیز اسی عہدنامہ کے رو سے سرکار نظام پر لازم یہ ہوا کہ ہنگام وقوع جنگ
نو ہزار سوار اور چہہ ہزار پیدل امداد کمپنی کو دیا کرین۔ حضرت غفران منزل کے عہد اور سراج
کے دیوانی مین کرنل لو رزیڈنٹ کے ہاتہہ پر سرکار نظام اور کمپنی کے درمیان ایک عہدنامہ ہوا
جسکی رو سے برار اور دوسرے اضلاع جنکی سالانہ آمدنی پچاس لاکہہ روپیہ کی اوسوقت تھی
کمپنی کے حوالے کیگئے کہ اسکی آمدنی سے کنٹنجنٹ کے اخراجات وضع کر لئے جائین۔ اور باقی
داخل سرکار نظام ہو۔ اس تاریخ سے اس فوج کا نام حیدرآباد کنٹنجنٹ ہوا اور قرار پایا کہ اسمین
۵ ہزار پیدل دو ہزار سوار اور چار توپخانون سے کم نہون۔ اس کنٹنجنٹ نے ایام غدر مین
جو خدمات کین وہ تاریخ مین قابل یادگار ہین۔ غدر کے زمانہ مین اسی فوج نے باغیونکی
سرکوبی کرکے اور قلعہ گوالیار کی فتحیابی وغیرہ کے بعد ڈیڑہ مہینے کے عرصہ مین حیدرآباد دکن
کو واپس آئی۔

حیدرآباد کنٹنجنٹ ۔ بولارم ۔ اورنگ آباد ۔ ایلچپور ۔ رایچور ۔ ہنگولی ۔ مومن آباد ۔ جالنہ پر متعین ہے ۔ اور برٹش انڈیا مین یہہ دیسی رجمنٹ ایک نہایت مستند اور جری پائی گئی ہے ۔

امور مذہبی

سرکار عالی کی ہمیشہ اس باب مین شہرت رہی ہے کہ اسکے اصول مذہبی تعصب سے عاری ہین اور اسپنے مسلک آزادہ روی سے بلا تخصیص ہندو و مسلمان وقتاً فوقتاً اوقاف مذہبی اپنی رعایا کے واسطے قایم کئے ہین ۔ ممالک محروسہ سرکار عالی مین بڑا حصہ آبادی ہنود کا ہے ۔ پس نتیجہ لازمی یہہ ہے کہ اس ملک مین اہل ہنود کے دیولون اور مٹہون کی تعداد (جنکا خرچ سرکار سے دیا جاتا ہے) بمقابلہ اہل اسلام کے مساجد اور درگاہون کی زیادہ ہے ۔ بعض مدارس اور کلیسائے نصاریٰ اور معابد پارسی کو بھی سرکار سے امداد ملتی ہے مگر سررشتہ امور مذہبی کو صرف اون اوقاف سے تعلق ہے جو معابد ہنود و مسلمانان کے واسطے مقرر ہین ۔ اور اوس ۶ ہزار سالانہ سے بھی تعلق ہے ۔ جو چرچ آف انگلنڈ واقع چادر گہاٹ اور رومن کیتھولک چرچ کے ہر ایک پادری کو دیا جاتا ہے ۔ جن مختلف معابد مذہبی کی اس ریاست سے امداد کیجاتی ہے ۔ اور معافیات جو اونکو عطا ہوے ہین اوسکی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

مقام	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	عطیہ اراضی انعام و جاگیرات
بلدہ حیدرآباد	۲۶۰	۲۸۶	۷	۹۱	۲	۵۳ ہزار ۶ سو چوبیس روپیہ ۔

۵۵ لارڈ کرزن گورنر جنرل ہندوستان کی تشریف آوری حیدرآباد دکن کے موقع پر برار کا فیصلہ اور تصفیہ ہوگیا اور ہمیشہ کے لئے سرکار نظام کی عملداری سے جدا کیا گیا ۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا کو دوامی پٹہ دیدیا گیا ۔ اور سالانہ ۲۵ لاکھ روپیہ سرکار نظام کو دینا قرار پایا ۔ اور فوج کنٹنجنٹ مین بھی بہت کچھ تخفیف کرکے اورنگ آباد و جالنہ وغیرہ کی چہاؤنیان اوٹہا ڈالی گئین ۱۲ مولف

صوبہ اورنگ آباد	۲۹۴	۶۲۷	۵۱	۲۶۴۱	۰	ایک لاکھ ۶۸ ہزار ۴ سو تیس روپیہ۔
صوبہ گلبرگہ شریف	۵۱۰	۱۲۷۸	۹	۲۲۰۴	۰	ایک لاکھ ۱۲ ہزار ۷ سو چار روپیہ۔
صوبہ بیدر (میدک)	۴۱۲	۱۲۶۹	۲۱	۴۸۳۳	۰	نو ہزار ۸ سو اکتیس روپیہ۔
صوبہ ورنگل	۹۳	۱۴۵۷	۱۲	۱۵۸۴	۰	۹۷ ہزار اٹھاون روپیہ۔
اضلاع جدید	۶	۰	۰	۰	۰	نو سو بہتر روپیہ۔
جملہ	۱۵۰۲	۵۳۱۷	۱۰۴	۲۱۵۳۵۳	۲	۵ لاکھ ۴۴ ہزار چار سو ننانوے روپیہ۔

بلدۂ حیدرآباد مین (۸۳) مساجد (۷۲) درگاہین (۱) سراے (۲) دیول ہنود (۲) کلیسا نصاری ہین جو سرکار عالی سے نقدی عطیات جنکی مجموعی تعداد (۵۳۶۲۴) روپیہ ہے پاتے ہین۔
بلدہ مین (۷) ایسے مساجد ہین جنکا خرچ خود انکی آمدنی سے ہوتا ہے۔ انکو سرکاری طور سے کچھ امداد نہین ملتی۔ اور انکی سالانہ آمدنی ۳ ہزار ۶ سو چھیاسی روپیہ کرایۂ دوکانات وغیرہ سے جو اُن کی ملک ہین وصول ہوتی ہے۔ صرف ملازمین مکہ مسجد کا خرچ سالانہ ۴ ہزار ۳ سو ستتر روپیہ ہے اور ۲ ہزار ۴ سو چھبیس روپیہ تقریبات مثل عیدین وغیرہ کے واسطے دیا جاتا ہے اخراجات مرمت مکہ مسجد کا سالانہ اوسط زاید از دس ہزار روپیہ ہے۔ بعض اخراجات محرم شریف بلدۂ حیدرآباد کے واسطے ۱۰ ہزار ۶ سو پچاس روپیہ اور اضلاع اورنگ آباد بیڑ۔ ناندیڑ۔ گلبرگہ۔ ورنگل کے واسطے دو ہزار آٹھ سو روپیہ نقد سرکار عالی سے مقرر ہین۔
اضلاع مین ایسے بہت سے عاشورخانجات ہین جو اراضیات انعام وغیرہ پاتے ہین۔
حجاج مکہ معظمہ کی روانگی کا انتظام۔ سررشتۂ امور مذہبی کے تفویض ہے۔ ہر سال سیکڑون آدمی سرکار عالی کے اخراجات سے حج کو جاتے ہین اور حفظان صحت کے متعلق ایک ڈاکٹر بھی

ساتہہ رہتا ہے۔ چنانچہ امسال ۱۳۲۷ھ مین عازمان حج کے ہمراہ افت الحکما نواب افسر یار جنگ۔ فیاض الدولہ بہادر استاف سرجن مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی ہین۔

کتب خانہ جات

ممالک محروسہ مین پبلک کتب خانہ اور لائبریری کی ضرورکمی ہے۔ البتہ ایک کتب خانہ آصفیہ منجانب سرکار قایم ہے۔ مگر اوسمین کتابون کا ذخیرہ بہت کم ہے۔ بعض شوقین طبیعتون نے دوتین لائبریریان کہولے ہین۔ جنمین فیس مقرر ہے۔ چہل سالہ۔ سالگرہ مبارک کے موقع پر بمقام باغ عامہ ٹون ہال کا بنیادی پہتر رکہا گیا ہے۔ مگر تاہنوز اوسکی تکمیل نہین ہوئی مطبع دائرۃ المعارف جسمین نادر و مفید کتابین عربی اور انگریزی۔ فرانسیسی وغیرہ کا ترجمہ ہوتا تھا بند کردیا گیا۔ اور سررشتہ علوم وفنون کا دفتر برخاست ہوگیا۔ اگر یہہ دونون قایم رہتے تو چندسال مین بہت کچہہ علمی ذخیرہ جمع ہوجاتا۔

تصنیف وتالیف

اشاعت علم وتصنیف وتالیف کا اصلی فائدہ ملک کی علمی ترقی پر منحصر ہے۔ ۲۰ - ۲۵ برس پیشتر یہان تعلیم کا درجہ بہت گہٹا ہوا تہا۔ اوز بجز دوتین انگریزی پریس کے جو حدود رزیڈنسی مین ستھے۔ کوئی دوسرا اردو مطبع نہ تھا۔ البتہ ایک سرکاری دار الطبع موجود تھا اوسکا بڑا سبب یہی تہا کہ کسیکو تالیف وتصنیف کا شوق نہ تھا اگر کسیکو یہہ شوق ہوا بھی ہے تو فطرتاً اونکی نظر ہندوستان پر پڑتی تہی۔ جہان وہ اپنی کتابین چہپواکر شایع کرتے تھے نواب سرسالار جنگ ثانی کے عہد وزارت مین خاص توجہہ تدوین قوانین۔ تہذیب پیشہ قانون واشاعت علوم وادب مغربی کے طرف ہوئی۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ایکدم ملک مین بہت سے چہاپے خانے قایم ہوگئے۔ اور اکثر کتابین قانون اور دوسرے

مضامین کی طبع ہوکر شایع ہوئین - بعد ازان ملازمت کے لئے امتحان کی قید لگائے جانے سے اور بھی اس تصنیف کتب کے شوق کو ترقی ہوی - اور رفتہ رفتہ تھوڑے ہی عرصہ مین اس فن نے اسقدر ترقی کی کہ اکثر علم ادب کے متعلق ایسی کتابین تصنیف ہوئین جنکو وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے سنہ ۱۲۹۹ف مین حقوق تصنیف و تالیف کے محفوظ کرنے کا ایک دستور العمل ہوم آفس سے جاری ہوا -

اخبارات و رسالہ جات

پہلے اخبار و رسالہ کے اشاعت کے لئے کوی ضابطہ یا قید نہ تھی - مگر سنہ ۱۳۰۱ف مین مالکان اخبار و رسالہ جات سے ایک قسم کا اقرار نامہ لینا قرار پایا - اور سنہ ۱۳۱۵ف مین اوس سابقہ حکم مین علاوہ اقرار نامہ کے اور بھی سخت شرائط جاری کئے گئے - اور رہی سہی اخبارات کی آزادی چھین لیگئی - اسوقت خاص حیدرآباد دکن سے جو اخبار نکلتے ہین اونکے نام یہ ہین - مشیر دکن روزانہ - جلوہ محبوب - المحبوب ہفتہ وار - شوکت الاسلام مہینہ مین دو بار ان کے علاوہ ملک و ملت - آفتاب دکن - نظارۂ عالم - ہزار داستان - عزیز الاخبار - اخبار آصفی - جام جمشید - دکھنی - جو اخبارات نکلتے تھے وہ موقوف ہوگئے - ماہواری رسالہ جات کے نام یہ ہین - ہدیۂ آصفی - محبوب الکلام - تشریح القوانین - آئین دکن - مقنن دکن ان کے سوائے بھی اور رسالے نکلتے تھے - مثلاً افسر - معلم العنوان تکمیل الاحکام - نسیم دکن - ناظم التعلیم - مگر بند ہوگئے - گلبرگہ شریف مین ایک اخبار گلبرگہ سماچار - اور ایک رسالہ رفیق الطلبا شایع ہوتا ہے اورنگ آباد کا خبیر دکن - بیشر کا مرہٹی اخبار کسی زمانہ مین نکلتے تھے - مگر ناموافقتی آب و ہوا کے چکر مین آگئے -

تقسیم مملکت

قدیم زمانہ مین ملک سرکار نظام خلد اللہ ملکہ صوبہ۔ سرکار۔ محال مین تقسیم کیا گیا تہا۔ اور تعلقات کا گتّہ دیا جاتا تہا۔ بعض خرابیان واقع ہونے سے سرسالار جنگ مرحوم نے ۱۲۷۵ف مین تمام علاقہ کو اسمات۔ اضلاع۔ تعلقات۔ اور تحصیل مین تقسیم کیا۔ اس زمانہ کو ضلعبندی کے زمانہ سے موسوم کرتے ہین۔ بعد وفات مرحوم موصوف کے سمت کے عوض صوبہ قرار دیا گیا۔ اور صدر تعلقدار سمت۔ صوبہ دار کے نام سے موسوم ہو رہے۔ اقتدارات مین بھی توسیع ہوئی۔ چنانچہ ممالک محروسہ بنظر اغراض انتظامی چار صوبون (۱۶) ضلعون (ضلع اطراف بلدہ اسمین شامل ہے) اور ایک عملداری پر منقسم کیا گیا۔ اور کل اضلاع مین (۱۱۷) تعلقات (۱۹۷۶۳) مواضعات (۲۸۹۹) جاگیرات تھے صوبۂ غربی (اورنگ آباد) صوبۂ شرقی (ورنگل) صوبۂ شمالی (محمد آباد بیدر) صوبۂ جنوبی (حسن آباد گلبرگہ)۔

مگر اب حسب ضلع بندی جدید۔ رزولیوشن نشانی ۱ واقع ۱۶ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ م ۱۶ امرداد ۱۳۱۴ف اور ہی کایا پلٹ ہو گئی ہے۔ چنانچہ ایک عرصہ سے یہ تجویز در پیش تھی کہ ضلع لنگسگور۔ ضلع رائچور مین ضم کر کے صرف ایک ہی ضلع قایم کیا جائے جس سے سرکاری فائدہ (للعہ) روپیہ سالانہ بتلایا گیا تہا۔ چونکہ یہہ ایک اہم معاملہ تھا۔ اور اوسکا اثر نہ صرف مالی انتظامات پر محدود ہو سکتا تہا۔ بلکہ سررشتہ جات عدالت و کوتوالی۔ و آبپاشی و تعمیرات بھی متاثر ہوتے تھے۔ لہذا عہدہ داران سررشتہ جات مذکورہ سے رائے لینے کے بعد ایک کمیٹی مین یہہ معاملہ پیش کیا گیا۔ ارکان کمیٹی کی یہہ رائے ہوئی کہ موجودہ ضلعبندی ہو کر ایک عرصہ گذرا ہے اور بہت سارے تبدیلات کیوجہ سے وہ نظر ثانی کی محتاج ہے۔ ایسی حالت مین نہ صرف دو ہی ضلعون کے متعلق غور ہونا

چاہیئے۔ بلکہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے تمام اضلاع کی ضلعبندی پر نظر ڈالنی مناسب ہوگی۔ درحقیقت ابتدائے ضلعبندی سے اسوقت تک جسکو چالیس سال کا عرصہ ہوتا ہے تقسیم اضلاع و تعلقات مین تغیرات عظیم واقع ہوئے ہین۔ یعنے موجودہ زمانہ مین اکثر اراضیات کی پیمایش اور بندوبست ہوا ہے۔ اور بہت سا رقبہ زمین افتادہ و بنجر کا مزروع ہوگیا ہے۔ اور کئی مواضعات جاگیری خالصہ مین اور بعض خالصہ کے مواضعات بوجہہ بحالی جاگیر مین داخل ہوگئے ہین جس سے کسی تعلقہ کے مواضعات کی تعداد کہین کم ہے تو کہین بڑھگئی ہے۔ اور ریلوی وغیرہ کی سہولتون سے مقامی حالات بھی بدل گئے ہین چنانچہ کمیٹی نے اِس اہم مسئلہ پر غور کرنیکے لئے متعدد اجلاسین کین جسمین بلحاظ اغراض انتظام مالی و عدالتی وغیرہ ہر ایک تعلقہ مین مواضعات کی منہم۔ و میاکسم۔ کی تعداد قایم کی۔ اور ہر ایک تعلقہ و ضلع کی حد قایم کرنیمین موجودہ قدرتی حدود اور اسکے جغرافیہ کا بھی خیال رکھا۔ اور کفایت کا یہہ اندازہ بتلایا کہ خاص سررشتہ مال ہی مین (بلا لحاظ دیگر سررشتہ جات کے) بہ علاقہ دیوانی (للعہ بارہ لاکھ) اور بعلاقہ صرف خاص (معہ عہ) بچت ہوگی۔ ممالک محروسہ سرکار عالی علاقہ خالصہ (۱۵) اضلاع اور ایک علداری پر مشتمل ہے جنمین (۱۰۰) تعلقات (۵) پٹیات ہین۔ تعلقات پر تحصیلدار اور پٹیات پر نائب تحصیلدار مامور ہین۔ تحصیلات اورنگ آباد۔ و ناندیڑ مین بغرض امداد تحصیلداران ایک ایک نائب تحصیلدار بھی متقرر ہے علاوہ تعلقات بالا اضلاع خالصہ مین صرفخاص کے ۲۳ تعلقات شریک ہین جنمین سے (۸) تعلقات زیر انتظام دیوانی ہین اور (۵) تعلقات تعلقدارون کی نگرانی سے ہے۔ جنکے متعلق معتمدی صرفخاص سے راست کارروائی ہوتی ہے اب اس جدید انتظام سے صرف (۱۵) اضلاع قایم ہوئے ہین اور ایک علداری (۱۶) تحصیلات اور ایک پٹی تخفیف مین آئی ہے اور بجائے محمدآباد بیدر کے گلشن آباد

سیدک صوبہ قرار پایا ہے اور بعض اضلاع مین تعلقات کا اور بعض تعلقات مین مواضعات
کا ردو بدل کیا گیا ہے۔ یعنے اس ضلع کا تعلقہ اوس ضلع مین اور اس تعلقہ کا
موضع اوس تعلقہ مین شریک ہوا ہے۔ علاوہ برین بعض اضلاع کا بہی صوبجات
مین تغیر و تبادل عمل مین آیا ہے۔

اب ہم ذیل مین ایک نقشہ حسب ضلعبندی جدید صوبجات اضلاع تعلقات [illegible] مواضعات
تعداد رقبہ مزروعہ۔ غیر مزروعہ وغیرہ [illegible] ضلعبندی
جدید کے تغیر و تبدل کو بآسانی سمجھ سکینگے۔

نشان سلسلہ	تعلقہ وضلع		رقبہ و رقم مالگذاری بموجب ضلعبندی جدید					کیفیت
	نام ضلع	نام تعلقہ	تعداد دیہات	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	اورنگ آباد	اورنگ آباد	۱۷۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۲	"	انبڑ	۱۹۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۳	"	بھوکردن	۱۷۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۴	"	پٹن	۱۶۹	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۵	"	جالنہ پور	۱۵۹	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۶	"	کنڑ	۱۹۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۷	"	گنگاپور	۲۰۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

نمبر	ضلع	تعلقہ	تعداد					کیفیت
۸	اورنگ آباد	دیجا پور	۱۳۹	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۰	۰	میزان	۱۴۰۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۹	"	سلوڑ	۵۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	علاقہ صرفخاص
۱۰	"	خلد آباد	۳۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
۰	۰	میزان	۸۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۰	۰	میزان کل	۱۴۹۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱	پربھنی	پربھنی	۱۵۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۲	"	پاتھری	۱۵۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۳	"	بسمت	۲۱۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۴	"	کلمنوری	۲۱۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۵	"	ہنگولی	۲۰۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۶	"	جنتور	۲۸۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۷	"	پالم	۱۲۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	علاقہ صرفخاص
۰	۰	میزان	۱۳۴۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱	بیڑ	بیڑ	۱۶۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۲	"	منجلے گاؤں	۱۵۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۳	"	مومن آباد	۲۰۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۴	"	آشٹی	۱۲۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۵	"	گیورائی	۱۳۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

۶	بیڑ	پاٹودہ	۱۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	علاقہ صرفخاص
۰	۰	میزان	۸۵۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱	ناندیڑ	ناندیڑ	۱۹۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۲	؍	حدگاؤں	۱۸۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۳	؍	مدہول	۱۹۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۴	؍	بلولی	۱۲۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۵	؍	دگلور	۱۷۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۶	؍	قندہار	۱۹۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۰	۰	میزان	۱۰۶۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱	گلبرگہ شریف	گلبرگہ	۱۹۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۲	؍	چنچولی	۹۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۳	؍	سیڑم	۹۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۴	؍	کڑنگل	۱۳۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۵	؍	اندولہ	۱۲۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	علاقہ صرفخاص
۶	؍	شاہ پور	۱۱۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	؍
۷	؍	شوراپور	۱۴۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	؍
۸	؍	یادگیر	۱۲۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	علاقہ خالصہ (دیوانی)
۰	۰	میزان	۱۰۲۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱	رایچور	رایچور	۱۷۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

۲	رائچور	دیودرگ	۱۸۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۳	″	مانوی	۱۶۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۴	″	عالم پور	۴۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۵	″	لنگسگور	۱۴۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۶	″	سندھنور	۱۳۹	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۷	″	گنگاوتی	۱۱۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۸	″	کشتگی	۱۷۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۰	۰	میزان	۱۱۳۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱	عثمان آباد	عثمان آباد	۷۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	علاقۂ صرفخاص
۲	″	تلجاپور	۱۳۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۳	″	کلم	۱۳۹	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	علاقۂ صرفخاص
۴	″	پرینڈہ	۱۲۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	″
۵	″	اوسہ	۱۱۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	″
۰	۰	میزان	۵۷۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱	بیدر	بیدر	۹۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۲	″	راجورہ	۱۹۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۳	″	اودگیر	۱۲۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۴	″	بلنگہ	۱۳۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۵	″	کاراموںگی	۱۱۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	علاقۂ صرفخاص

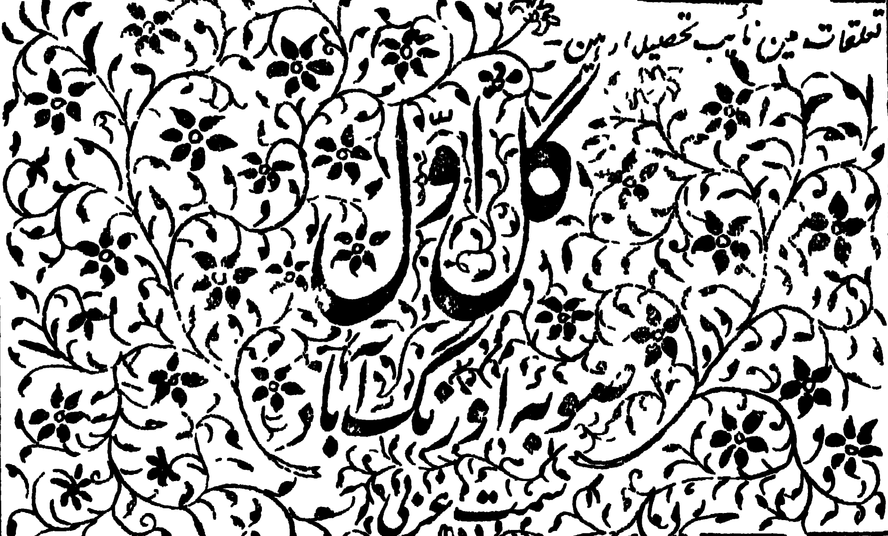
نمبر	ضلع	تعلقہ	تعداد					
۰	۰	میزان	۶۵۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱	گلشن آباد عرف میدک	میدک	۱۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۲	"	اندول	۱۳۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۳	"	کلپگور	۸۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۴	"	بانفات	۸۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۵	"	سدی پیٹھ	۱۳۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۰	۰	میزان	۵۲۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱	نظام آباد	نظام آباد	۷۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۲	"	بودہن	۶۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۳	"	آرمور	۱۳۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۴	"	کاماریڈی	۱۱۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۵	"	ییلاریڈی	۹۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۰	۰	میزان	۵۲۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱	نلگنڈہ	نلگنڈہ	۱۵۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۲	"	دیورکنڈہ	۱۸۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۳	"	بھونگیر	۱۲۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۴	"	مریال گوڑہ	۱۵۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۵	"	سوریاپیٹہ	۱۷۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۶	"	جنگاؤں عرف چریال	۱۵۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

۷	نلگنڈہ	پوچم چرلہ کوداڑ مستقر	۱۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۰	۰	میزان	۱۰۲۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱	محبوب نگر	محبوب نگر	۱۳۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	"	کلواکرتی	۹۹	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	"	ناگر کرنول	۱۱۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴	"	پرگی	۱۱۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵	"	کلتھل	۱۳۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶	"	امرآباد	۶۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۰	۰	میزان	۶۶۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱	ورنگل	ورنگل	۱۲۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	"	کھمم	۱۳۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	"	محبوب آباد	۱۳۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴	"	(ککور) مدہرہ	۱۳۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵	"	پاکھال	۱۴۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶	"	ایلندپاڈ	۴۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۷	"	پالونچہ	۵۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹	"	تاڑوائی	۱۵۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۰	۰	میزان	۹۲۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱	کریم نگر	کریم نگر	۱۴۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر	ضلع	تعلقہ	تعداد دیہات					کیفیت
۲	کریم نگر	سرسلہ	۱۵۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۳	”	جمی کنٹہ	۱۱۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۴	”	جگتیال	۱۷۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۵	”	سلطان آباد	۱۲۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۶	”	مہادیوپور	۱۳۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۷	”	پرکال	۱۳۹	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۰	۰	میزان	۹۰۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱	عادل آباد	عادل آباد	۳۹۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	عملداری کا رقبہ بہت وسیع (۱۱۷۶) مربع میل - نصف غیر زروع - نصف افتادہ ہے - ذرایع آبپاشی بکثرت ہین لہذا اسکو ضلع بنایا گیا - اور نظام آباد کے تعلقات نرمل و نرساپور اور ایلگندل کے تعلق چنور و لکشٹی پیٹھ اسمین شریک کر دیئے گئے نرمل و نرساپور کے شمالی دیہات حسب نقشا ہورپٹی مین ضم ہوکر جدید تحصیل ہو قایم ہو بقیہ قصبات نرمل و نرساپور باہم ضم ہوکر تحصیل بنام نرمل قایم کیجائیگی اور لکشٹی پیٹھ کے درمیان ایک جدید تحصیل قایم ہوگی جسکا مستقر جنگانون ہوگا - آیندہ ضلع کا مستقر جنگانون یا کوئی دوسرا تعلقہ ہوگا مگر بالفعل عادل آباد ہیگا یہ ضلع [illegible] شدہ ہے حدود وغیرہ کی کاروائی تعلقدار کی رپورٹ پر منحصر رکھی گئی ہے
۲	”	سرپور	۳۹۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۳	”	راجورہ	۱۱۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۴	”	نرمل	۱۴۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۵	”	چنور	۱۲۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۶	”	نرساپور	۱۵۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۷	”	لکشٹی پیٹھ	۱۲۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۰	۰	میزان	۱۴۳۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۰	۰	صدر میزان	۱۴۲۲۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

نقشہ مندرجہ مین ضلع اطراف بلدہ اور اوس کے تعلقات و دیہات مندرج نہین ہین - صرف دیوانی کی

فہرست دیگئی ہے۔ ہر صوبہ مین ایک صوبہ دار ہے۔ جسکا عہدہ سرکار انگریزی کے عہدۂ کمشنری کے
مساوی ہے۔ اور ہر ضلع مین ایک اول تعلقدار ہے۔ جسکا عہدہ سرکار انگریزی کے عہدۂ
کلکٹری یا ڈپٹی کمشنری کے برابر ہے۔ تعلقدارون کے مددگار بھی ہین۔ جنکو دوم و سوم تعلقدار کے
نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ہر تعلقہ یا حصہ ضلع مین ایک تحصیلدار ہے اور بٹیون یا حصص
تعلقات مین نائب تحصیلدار ہین۔



اورنگ آباد خجستہ بنیاد کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور یہہ شہر دریائے کام پر واقع ہے
جو کہ قریب کی پہاڑیون سے نکلکر گوداوری مین گرتا ہے۔ سنہ ۱۶۱۰ء مین اسکی بنیاد ملک عنبر حبشی
(جو نظام شاہی سلطنت کا سپہ سالار اور مختار کل تھا) نے قایم کی تھی۔ اور کھڑکی نام رکھا تھا۔ اور
اپنی صوبہ داری دکن کے زمانہ مین اسکا نام اورنگ آباد رکھا۔ اور حضرت آصف جاہ بہادر کے
عہد حکومت مین تمام مملکت ششن صوبۂ دکن کا یہی شہر دارالخلافہ (پایۂ تخت) رہا ہے۔ اورنگ آباد
معمولی بلندی کی پختہ دیوار سے محصور ہے۔ جسکی تیاری مین ۳ لاکھ روپیہ کا صرفہ ہوا تھا۔ مگر
اب جابجا شکستہ ہوگئی ہے باغات اور مکانات قدیم کے معاینہ سے (جو اب بالکل ویران ہین)
ثابت ہوتا ہے کہ پیشتر اسکی آبادی کثیر اور باشندے نہایت مرفہ الحال تھے۔ منجملہ اون کے

اورنگ زیب کا تعمیر کیا ہوا محل ہی اسوقت بالکل ویران اور تباہ ہو چکا ہے - اورنگ آباد مین سب سے زیادہ دلچسپ اور عمدہ عمارت وہ مقبرہ ہے جو مقبرۂ رابعہ درانی کے نام سے مشہور ہے اور اوسمین اورنگ زیب کی چاہتی بی بی مدفون ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ یہہ روضہ آگرہ کے تاج محل سے ملتا جلتا ہے - شہر سے جانب شرق تہوڑے سے ہی فاصلہ پر پچاس ارمنی قبرونکا مجمع نظر آتا ہے - جنپر عبرانی زبان مین کتبے کندہ ہین - اور اورنگ آباد سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ایک عمارت روضہ کے نام سے واقع ہے جسمین ایک گنبد لیے نیچے ملک عنبر بانی اورنگ آباد پڑا خواب عدم کے لطف اوٹھا رہا ہے - اور جانب غرب ایک میل کے فاصلے پر کنٹجنٹ کی چھاؤنی تھی جسمین رسالے پلٹنین - توپخانے - موجود تہے - مگر اب برخاست ہو گئے ہین اورنگ آباد کے غار جو سحل پہاڑیون مین واقع ہین وہ جانب شمال شہر سے قریب قریب (۲) میل کے فاصلے پر ہین - مسٹر برجس نے اونکا بیان آرکیولاجیکل سروے آف ویسٹرن انڈیا مین نہایت واضح طور پر کیا ہے - اورنگ آباد مین ایک بڑا گنج بہی بنا ہوا ہے - اور آب رسانی کے عمدہ ذرایع موجود ہین - جو کہ ملک عنبر اور اورنگ زیب کی توجہہ سے بنائے گئے تہے - سطح زمین کے نیچے پتھر کی چٹانون مین ایک آبگیر بنایا گیا ہے - ۱۸۸۶ء مین آبرسانی کے ذرایع شکستہ ہونیکی وجہہ سے قحط آب کا اندیشہ تہا - سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے اپنے صرفہ سے اوسکی معقول مرمت کرائی -

حدود و رقبہ

شمال - ناسک اور اضلاع برار - جنوب - بلدرگ اور بیدر - مشرق سرپور تانڈور - اور اندور مغرب اضلاع خاندیس اور احمد نگر - یہہ صوبہ درمیان ۱۸ - ۲۸ - اور ۲۰ - ۵۰ شمالی عرض بلد کے اور درمیان ۷۴ - ۶ - ۳ - اور ۷۸ شرقی طول بلد کے واقع ہے - اور رقبہ تخمیناً (۱۵۴۲۷) میل مربع

پہاڑ - دریا

شاہدری پربت - اجنٹا گہاٹ - جالنہ کے پہاڑ - انکے سیوا چہوٹے چہوٹے ٹکڑے جا بجا جیسے سیحلی اور ستارہ کی پہاڑیان واقع ہین اور دریاے تاپتی - گوداوری - پورنا - کنکالی - کہام ندی وغیرہ

آب وہوا - زبان آبادی

تمام ممالک محروسہ مین اس صوبہ کی آب وہوا نہایت نفیس ہے - مگر چند سال سے طاعون کے دورہ نے تہ وبالا کردیا ہے - کل صوبہ کی آبادی (۳۱۴۲۶۷۸) ہے منجملہ اسکے مسلمان تقریباً (۲۴۳۴۰۰) باقی ہندو اور دوسرے قومین قریب فیصدی (۸۰) کے مرہٹی بولتے ہین بڑے مقامات پر فارسی اور اردو کا رواج ہے - تلنگی - گجراتی - ماڑواڑی - وغیرہ زبانین بہی بولی جاتی ہین -

پیداوار صنعت وحرفت

گیہون اور روئی یہان بکثرت ہوتی ہے - جوار - باجرا - السی - مکی - نیشکر - وغیرہ بہی پیدا ہوتے ہین - دستکاری یہان کی مشہور ہے - کمخواب - مشروع - ہمرو - زربفت - تاش - بادلہ کا کام عمدہ ہوتا ہے -

تقسیم* اضلاع

اس صوبہ مین چار ضلع اورنگ آباد - بیٹر - پربہنی - ناندیڑ ہین -

ضلع اورنگ آباد

یہہ ضلع ممالک محروسہ سرکارعالی کے شمال وغربی گوشہ مین واقع ہے - درمیان ۱۹ - ۱۷ - ۳۰ اور ۲۰ - ۴۰ - ۱۰ شمالی عرض بلد کے اور درمیان ۷۴ - ۳۹ - ۳۰ - ۷۶ - ۰ - ۴۰ شرقی طول بلد کے - شمال

* ہم بتعداد اضلاع وتعلقات کی تفصیل اس موقع پر بتلائینگے وہ سب ضلعبندی جدیدہ کے مطابق ہوگی - ضلعبندی قدیم کی رو سے بتلانا بیکار ہے ۱۲ مولف

ومغرب مین احمدنگر ناسک اور خاندیس- مشرق اضلاع برار- کسیقدر حصہ ضلع پربہنی کا جنوب دریائے
گوداوری- بقیہ حصہ ضلع پربہنی و بیڑ و احمدنگر- رقبہ (۶۹۸۶) میل مربع اور آبادی کی تعداد (۳۳۴۸۸۷) ہے
دستکاری مین آلات حرب- لکڑی کا کام خاص کر کھڑاوین- چوڑیان- ریشمی اور سوتی کپڑے- کمخواب
ساڑی- مشروع- کاتبون- بادلہ- نیدہ- کاغذ بہت مشہور اور دیار دیار جاتے ہین-

تقسیم تعلقات

ضلع اورنگ آباد مین (۸) تعلقے ہین- اورنگ آباد- جالنہ پور- پٹن- انبڑ- بہوکردن- کنڑ- گنگاپور-
ویجاپور- بلوڑ- خلدآباد- ہین انمین (۶) اول الذکر علاقہ دیوانی- اور (۲) موخرالذکر علاقہ صرفخاص
مین ضلعبندی جدید مین اس ضلع کے تعلقات مین کوئی ردو بدل نہین ہوا ہے- ضلع اورنگ آباد
کے بعض تعلقات وقصبات قابل ذکر ہین جنکے مختصر واقعات و حالات ذیل مین درج کئے جاتے ہین-

دولت آباد- یہہ ایک مشہور پہاڑی قلعہ ہے- اسکا اصلی نام دیوگڈہ تہا- سنہ ۱۲۹۴ء مین علاءالدین نے
یہان کے راجہ رام دیو پر چڑہائی کی- اور راجہ کو شکست دیکر (۶۰۰) من سونا (۷) من موتی
(۲) من اور جواہرات (۵۰۰) تہان ریشمی اور زرین وصول کیا- اور ایلچپور پر قبضہ کرکے
راجہ سے سالانہ خراج مقرر کیا- جب راجہ مرگیا تو اوسکے بیٹے نے مخالفت پر کمر باندہی
اور علاءالدین نے ملک کافور کے ذریعہ گوشمالی دی ۷۳۹ھ مین سلطان محمد تغلق نے دہلی سے
دارالسلطنت کو دیوگڈہ منتقل کرکے اسکا نام دولت آباد رکھا- اور پہر دیوگڈہ سے دہلی کو
حسب سابق منتقل کیا- اس ردو بدل مین ہزارون جانین تلف ہوئین- دہلی اور دولت آباد
دونون تباہ ہوئے سنہ ۱۷۰۷ء مین بعد انتقال اورنگ زیب کے حضرت آصف جاہ بہادر کا
قبضہ ہوا- یہان علاءالدین کا منارہ ابتک موجود ہے- اور چینائی محل جسمین تاناشاہ کو
اورنگ زیب نے قید کیا تہا وہ بہی شکستہ حالت مین ہے- قلعۂ دولت آباد کی تفصیلی

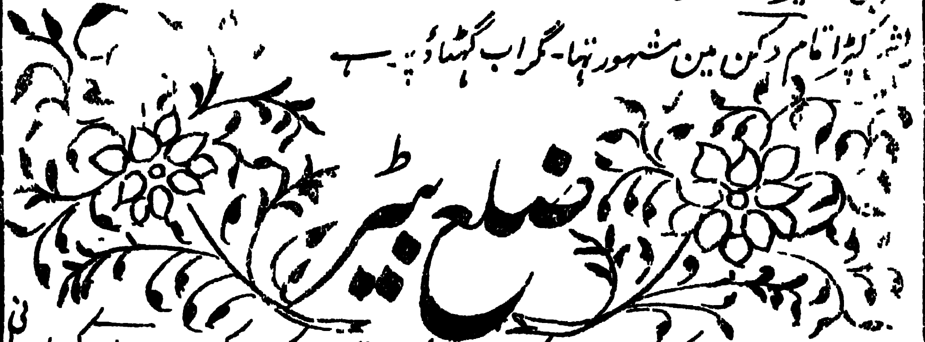
کیفیت کو ہم نے ہندوستان کے حالات مین درج کردیا ہے۔
غارہائے ایلورا۔ اورنگ آباد سے ۱۵ میل پر شمال غربی جانب مین واقع ہین۔ راجہ کرن کی بیٹی دیول دیبی (جو نہایت شکیلہ اور جمیلہ تہی) کو علاء الدین کے لوگ ہیم دیو کیا تہ لڑکر اسی مقام سے لیگئے تہے۔ جسکی شادی علاء الدین کے بڑے بیٹے خضر خان سے ہوی۔ ان غارون کی تعداد تقریباً (۲۹) ہے قصبۂ ایلورا۔ جسکو ان غارون کی وجہہ سے شہرت ہوی اورنگ آباد سے ۱۷ میل اور غارون سے ایک میل پر ہے۔ یہان ایک بزرگ کا مزار ہے جو سلب امراض کیا کرتے تھے۔ قصبہ اور غارونکے درمیان اہلیہ بائی رانی اندور کا مندر مشہور ہے۔ اسکے قریب راجہ یلّو کا تالاب ہے جسکا پانی شفابخش سمجھا گیا ہے۔
خلدآباد۔ اورنگ آباد سے ۱۴ میل شمال و غرب مین واقع ہے۔ چونکہ یہہ مقام سمندر کی بلندی سے (۲۰۰۰) فیٹ ہے اسکی آب و ہوا نہایت لطیف ہے۔ یہان اورنگ زیب اعظم شاہ۔ آصف جاہ۔ ناصر جنگ۔ ملک عنبر کی قبرین ہین۔ کل ۱۵ یا ۲۰ گنبد اور (۱۵۰) قبرین ہین۔ اورنگ زیب کا مقبرہ بہت وسیع اور عمدہ عمارت ہے۔ جسمین نقارخانہ۔ مسجد۔ مدرسہ موجود ہے۔ مگر قبر نقش و نگار سے بالکل معرّا ہے۔ چونکہ اورنگ زیب کو خلدمکان کہتے ہین۔ لہذا اس مقام کا نام خلدآباد ہوا۔ اورنگ زیب و اعظم شاہ کے قبرون کے درمیان سید زین العابدین کا مزار نہایت مکلف ہے۔ اوسکے قریب ایک حجرہ مین جبۂ شریف انحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقفل رہتا ہے۔ ہرسال ۱۲ ربیع الاول کو زیارت کرائی جاتی ہے۔ آصف جاہ بہادر کا مقبرہ بہی اورنگ زیب کے مقبرہ سے کم نہین ہے۔ یہان حضرت برہان الدین اولیا ندری زر بخش قدس سرہ العزیز کا مزار مبارک ہے۔ جسکا عرس ماہ ربیع الاول مین نہایت تکلف سے ہوتا ہے۔ دور دور سے لوگ آتے ہین

اجنٹا - قلعۂ اجنٹا اسی نام کی پہاڑی پر واقع ہے - اور یہہ سر سالار جنگ بہادر کی جاگیر ہے - سنہ ۱۱۴۱ھ مین نواب آصف جاہ بہادر نے اسکو بنا کیا تہا -

جالنہ پور - دریاے کینڈ لیکا کے داہنے کنارے پر قصبۂ قادر آباد کے محاذی واقع ہے ایمین کنٹونمنٹ کی چہاونی رہتی تہی - اس شہر کی تعمیر کو رام سے منسوب کرتے ہین - کہتے ہین کہ یہان رام - لچہمن - سیتا - رہتے تہے - او سوقت اسکا نام جانکی پور تہا - یہان صرف ایک سنگین سرا اور ایک مسجد ہے جسکو جمشید خان نے سنہ ۹۶۸ھ مین بنایا تہا - قلعۂ جالنہ کو قابل خان نے سنہ ۱۷۲۵ع مین تعمیر کرایا تہا - اور اکبر کے دور حکومت مین یہ تعلقہ ایک مغل جنرل کی جاگیر مین شریک تہا - سنہ ۱۸۰۳ع مین مرہٹون کے مقابلہ مین کرنل اسٹیونسن نے اسی جگہہ قیام کیا تہا - تین مندر ہنود کے بہی یہان موجود ہین - یہان کے قلعہ مین ایک عجیب و غریب صنعت کا کنوان بنا ہوا ہے - اسکے سب اطراف کہو کہلے ہین - اور اونمین کمرے اور خانے بنے ہوئے موجود ہین - غربی جانب مین اس تعلقہ کے ایک خوبصورت تالاب ہے جسکو موتی تالاب کہتے ہین - یہان کے باغات نہایت شاداب ہین - اور فواکہات نہایت عمدہ اور کثرت سے پیدا ہوتے ہین - جو بمبئی اور پونا وغیرہ کو جاتے ہین -

پٹن - یہ قصبہ دریائے گوداوری کے بائین کنارہ پر جانب جنوب اورنگ آباد سے (۳۰) میل کے فاصلہ پر واقع ہے - اسکو مونگی پٹن - اور برہمپوری پراتہستان بہی کہتے ہین - ایک زمانہ مین یہ ستاکی یا اندہرابہرتیا خاندان کا پایہ تخت تہا - جنکا دور حکومت دکن مین سنہ ۱۳۰ قبل مسیح سے سنہ ۱۸۰ع تک تسلیم کیا جاتا ہے - اور اون کی وسعت مملکت ایک وقت مین سوپارا (تہانہ) سے لیکر دہرنی کوٹ تک پہونچ گئی تہی - پٹن کے نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ وہی پٹن ہے کہ جسکا ذکر بطلیموس اور نیز

مصنف پری پلوس نے کیا ہے - کہتے ہین کہ پہلے اسکو اسوکا راجہ نے فتح کیا - بعد ازان راجہ سالیواہون نے قبضہ کیا - پہر یہہ شہر مسلمانون کے قبضہ مین آیا - قدیم زمانہ مین بڑی تجارت گاہ تہی - عمارات قدیم اب بالکل شکستہ اور خستہ ہین صرف ایک درگاہ شاہ مولانا صاحب کی ہے - اس قصبہ مین ہنود کے چند مندر ہین - اونمین کندہ کی ہوئی لکڑی کا کام ہے - ان مندرون مین اکناتہہ کی ایک دیول کہلاتی ہے - جسکی آمدنی بیس ہزار سالانہ ہوگی - اسکی جاترا ہر سال ۱۵ روز تک ہوتی ہے - جسمین روزانہ پچاس ساٹہہ ہزار آدمی جمع ہوتا ہے ہزار ہا روپیہ کا مال بکتا ہے - کرشنا بہاٹ جوکہ وہان چودہوین صدی مین ایک راجہ کا مذہبی مشیر تہا اوس نے گوسائیون کے ایک فرقہ نانکہاو کی بنیاد ڈالی - پٹن کا پیشتر کپڑا نام دکن مین مشہور تہا - مگر اب گہٹتا جاتا ہے



اسکا تاریخی حال بہت ہی کم معلوم ہے - لیکن یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ کسی ہندو راجہ کی راجدہانی تہہ جوکہ اول تو کلیانی کے راجہ چلوکیون کا باجگذار رہا - اور پہر دولت آباد (دیوگڈہ) کے راجہ یادہون کا خراجگذار ہوگیا تہا - یہان ایک بڑا مقبرہ ہے - جو ۱۳۴۲ء مین محمد تغلق نے تعمیر کراکر اپنا دانت بڑے تزک و احتشام کیساتہہ دفن کیا تہا - ویسی مورخ اکثر بیڑ کا نام اوس لڑائی کیساتہہ بیان کرتے ہین کہ جو شاہجہانی عہد کے شروع مین نظام شاہی شاہان بیجاپور اور پادشاہ دہلی کے درمیان لڑی گئی تہی

ضلع بیڑ کہ جسکا مستقر تعلقہ بیڑ ہی واقع ہے درمیان ۱۸-۲۷- اور ۹۹-۳۰ شمالی عرض

بلد کے اور ۵۷-۱۸-اور ۷۶-۴۲- شرقی طول بلد کے- اسکے شمال مین دریاے گوداوری جنوب مین دریاے مانجرا- مشرق مین تعلقات راجورا اور پالم- مغرب مین دریاے سینا اور پہاڑ پالکہہ ڈونگر ہے- اسکا رقبہ ۳۶۹۵ میل مربع شرقاً-غرباً ۱۰۸ میل اور شمالاً جنوباً ۸۷ میل ہے-

پہاڑ- دریا

ایک سلسلہ پہاڑیون کا پاترور ضلع بیڑ سے شروع ہوکر احمد نگر کے طرف چلا جاتا ہے دوسرا سلسلہ گوداوری- اور مانجرا کی گھاٹیون مین ہوکر- بیڑ- وہارور- مومن آباد- اودگیر مین گذرتا ہے- تیسرا سلسلہ مانجرا اور سینا کی گھاٹیون کو جدا کرتا ہے اور آشٹی سے شروع ہوکر بلدرگ گذر کر گابر گہ تک پہونچتا ہے- بالاگھاٹ کا سلسلہ تعلقہ آشٹی مین ختم ہوتا ہے-

دریاے سینا اور نیز اوسکے بائین کنارہ کی باج گزار ندیان تعلقہ آشٹی کو سیراب کرتی ہین- باقی ضلع مین گوداوری- سنفانا- مانجرا- معہ اپنی خراجگزار ندیونکے بہتی ہین- مثلاً بنڈسورا- کھنڈکا- سرسی- وان-

آب وہوا- آبادی- زبان

اب وہوا ایسی عمدہ نہین ہے- کل ضلع کی آبادی (۶۱۹۲۶۳) ہے منجملہ اسکے تقریباً ۴۲ ہزار مسلمان باقی ہندو جسمین برہمن- کنبی- چمار- اور نیز عیسائی- یہودی- سکہہ وغیرہ دوسرے اقوام شامل ہین- زبان مرہٹی ہے- اکثر مسلمان اردو بولتے ہین-

بیڑ مین چمڑے کا کام اچھا بنتا ہے- یہان کے چھاگل و مشکیزہ گرمیون کے لئے نہایت عمدہ ہین

تقسیم تعلقات

ضلع بیڑ مین (۶) تعلقات- بیڑ- منجلے گاؤن- مومن آباد- آشٹی- گیورائی- پاٹودہ- ہین انمین پانچ مقدم الذکر علاقہ دیوانی (خالصہ) اور ایک موخر الذکر علاقہ صرفخاص ہے

ضلع بندی قدیم مین (۷) تعلقے تھے۔ چنانچہ ایک تعلقہ کیج شکست کردیا گیا۔

موومن آباد۔ یہان کنٹجنٹ کا ایک رسالہ رہتا تہا۔ مگر جب براڈ کا دامی پٹہ گورنمنٹ انگریزی کو دیدیا گیا تو گورنمنٹ نے یہان کے رسالہ کو برخاست کردیا۔

آنبہ جوگائی۔ یہ قدیم شہر ہے۔ سابق مین چیت پال راجہ کا دار السلطنت تہا۔ شاہجہان و اورنگ زیب کے زمانہ مین اس شہر کے بہی عمارات تباہ و برباد ہوگئین۔ اسکی قدامت ۱۱۳۲ھ تک تو کتبہ وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے۔

ضلع پربہنی

اس ضلع کے تاریخی حالات ہم کو کسی تاریخ مین بہی نہین ملے۔ بہت کچھہ تلاش کیگئی مگر بیسود ہوئی۔ حالانکہ ہم نے مولوی سید امیر حسن صاحب اول تعلقدار پربہنی کو اس ضلع کے حالات بھیجنے کے لئے بہت کچھہ لکہا۔ مگر مولویصاحب موصوف نے بالکل توجہہ نفرمائی۔ بلکہ جواب تک ندیا۔

ضلع پربہنی درمیان ۱۹-۶ اور ۲۰-۱۱ شمالی عرض بلد اور ۷۵-۵۸ اور ۷۸-۶ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

اسکے شمال مین دریائے پائین گنگا اور اضلاع مفوضہ براڈ۔ جنوب مین دریائے گوداوری مشرق مین ضلع ناندیڑ مغرب مین ضلع اورنگ آباد ہے رقبہ (۴۳۳۵) میل مربع ہے۔

اس ضلع کی شکل ر کی سی ہے۔ زمین اکثر ہموار شاہدری پربت کا پہاڑ۔ اس ضلع کا حصہ شمال و جنوب پائین گنگا اور گوداوری سے سیراب ہوتا ہے اور وسط ضلع پورنا اور دُدھنا کار پار۔ اور ریگل گڈہ بہی اس ضلع مین ہین۔

آب و ہوا گرم و خشک۔ آبادی کل ضلع کی (۷۹۲۸۹۵) ہے منجملہ اسکے تقریباً پچاس ہزار

مسلمان ۶ لاکہہ سے زیادہ ہندو - ۲۰۰ عیسائی - ۲۰۰۰ - اقوام دیگر مثل یہودی - سکہہ وغیرہ ہین - اکثر لوگونکی زبان مرہٹی - مسلمان بیشتر اردو بولتے ہین -

تقسیم تعلقات

اسس ضلع مین (۷) تعلقات پربہنی - پاتہری - بسمت - کلمنوری - ہنگولی - چنتور - پالم - ہین - صرف ایک تعلقہ موخرالذکر علاقہ صرفخاص ہے - باقی چہہ تعلقے علاقہ دیوانی ہین - ضلعبندی جدید مین اسس ضلع کے تعلقات مین کوئی ردو بدل نہین ہوا ہے -

ہنگولی - یہ روئی کی بڑی تجارت گاہ ہے - بیشتر حیدرآباد کنٹنجنٹ کا مقام ہی تہا - سنہ ۱۸۳۲ء مین کپتان سلیمن نے یہان سے متعدد ٹہگون کو گرفتار کیا تہا - اسکے جانب جنوب و مغرب (۱۴) میل کے فاصلہ پر موضع ہنڈا واقع ہے - جسمین مہادیو کے عظیم الشان مندر کے کہنڈر پڑے نظر آتے ہین - آبادی (۱۴۸۹۹) نفوس کی ہے -

حدگانون - یہان مہدوی لوگون کا بڑا میلہ دو روز تک ہوتا ہے - تقریباً (۲۰۰) آدمی جمع ہوتے ہین -

ضلع نانڈیڑ

چودہوین صدی سکے اوسط مین جو راجۂ تلنگانہ یہان حکمران تہا - نانڈیڑ اوسکا دارالحکومت تہا یہ حیدرآباد اور ہنگولی کے درمیان سڑک پر دریا سے گوداوری کے بائین کنارہ پر واقع ہے - کسیوقت مین اسکے گرد ایک مضبوط شہرپناہ تہی - لیکن اب وہ شکستہ اور ریختہ پڑی ہے - نانڈیڑ کا مندر (گردوارہ) گرو گوبند کی یادگار کے طرز پر بنایا گیا تہا - جو کہ گرو نانک بانی سکہہ مذہب کی دسوین پشت مین ہے - کہتے ہین کہ گرو گوبند

بہادر شاہ کے ساتھہ دکن کے سفر مین ہمراہ تہا اس گرو گو بند نے دکن مین با با بندہ بیراگی کو اپنا چیلہ بنا کے سرہند مین اپنے بیٹون کے انتقام لینے کے لئے بہیجا - با با بندہ قوم کا راجپوت تہا - پہلے اسکا نام نراین داس بیراگی تہا - جب وہ ناندیڑ مین گرو گو بند کا چیلہ ہوا تو اپنا نام بندہ رکہا - گرو گو بند کے پیٹھہ مین اوسکے ایک مسلمان نوکر نے زخم لگایا - جس سے وہ جانبر نہ ہوا - چنانچہ کاتک سدی پنچمی سمت ۱۷۶۰ مین اس دنیا سے چل بسا - سکہون کے حالات ہم نے با لتفصیل ہندوستان کے حالات مین تحریر کر دئے ہین - الغرض ناندیڑ مین زیادہ تر سکہہ مذہب کے لوگ آباد ہین -

ضلع ناندیڑ درمیان ۱۸ - ۲۹ - ۱۹ - ۵۴ - شمالی عرض بلد اور درمیان ۷۶ - ۲۹ - ۷۸ - ۱۳ - شرقی طول بلد کے واقع ہے -

اسکے شمال مین ضلع پربہنی جنوب مین ضلع بیدر - جاگیر کراخیر (علاقہ راجہ رایان رایان امانت ونت بہادر) مشرق مین دریائے مانجرا اور گوداوری - اور ضلع اندور مغرب مین ضلع بیڑ ہے رقبہ کل (۴۱۲۲) مین مربع ہے - اس ضلع کی شکل مربع سے مشابہ - بالاگہاٹ کا سلسلہ اس ضلع مین گذرتا ہے - جنوبی حصہ دریائے لینڈی اور مانجرا سے تروتازہ اور وسط دریائے گوداوری سے سیراب ہوتا ہے - سندی - آسنا - سادہا - نام کے ندیان بہی اس ضلع مین ہین -

آب وہوا کے نسبت مشرقی حصے بہ نسبت شمالی حصون کے مرطوب ہین - گرمیون کا موسم اچھا ہوتا ہے - لیکن گرمی اور سردی شدت کی ہوتی ہے -

کل آبادی (۶۲۳۷۸۰) اوسمین سے تقریباً ۶۰ ہزار مسلمان (۵۶۲۰۰) ہندو (۰۰۰) اقوام دیگر - زبان اکثر مرہٹی ہے - مسلمان اردو بولتے ہین - یہان روئی کثرت سے

پیدا ہوتی ہے اور ناندیڑ کے سیلے مشہور ہین- علی العموم پارچہ بافی اچھی ہوتی ہے-

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۶) تعلقات- ناندیڑ- ہدگائون- مدہول- بلولی- دگلور- قندہار- ہین یہہ کل دیوانی تعلقات ہین- صرفخاص کا ایک بہی نہین ہے- ضلعبندی جدید مین اس ضلع کے دو تعلقے ہینسہ اور غنان ضلع نرمل مین شریک ہو گئے- اور ایک تعلقہ مدہول ضلع نظام آباد کا اسمین شریک کیا گیا- اور پیشتر تحصیل قندہار کا مستقر کہیڑ تہا- اور اب خود قندہار قرار پایا ہے- گر کچہریات تعمیر ہوئے تک کہیڑ ہی مستقر رہیگا- یہہ امر بہی قابل اظہار ہے کہ اکثر تعلقات کے مواضعات و دیہات کا ردوبدل ضلعبندی جدید کی رو سے بہت کچہہ ہوا ہے- جسکی تفصیل باعث طوالت و محض بیکار ہے- اسلئے قلم انداز کیگئی-

مدہول- مسلمانون کی بستی ہے- خوب آباد ہے- مکید- مین ہر سال ایک روز جاترا ہوتی ہے قصبۂ ہوا- مین اٹہوبا کی جاترا مین ہزارون آدمی جمع ہوتے ہین قصبۂ سداوا- مین بادشاہ مہدوی کا میلہ ہوتا ہے-

قندہار- یہہ نہایت قدیم شہر ہے- جسکو راجہ پانڈو کی اولاد مین سے راجہ کنہر نے بسایا تہا- پہلے اسکا نام کنہار تہا- اسکے بعد راجہ نند و دہادر کے ایک بیٹے سوما دیو راج نے قندہار کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا- پہر محمد تغلق کے زمانہ مین مسلمانون کا قبضہ ہوا- اسکے بعد خاندان بہمنیہ کے تصرف مین رہا- اور محمود شاہ بہمنی نے قندہار کو بطور جاگیر قاسم برید کو دیا تہا- بعد ازان خداوند خان ثانی حاکم ماہور کے حملہ نے قندہار کو تاراج کر دیا- جب خاندان بہمنیہ کا خاتمہ ہوا تو قندہار برید شاہیون کا پایہ تخت بنا- پہر نظام شاہیون کا قبضہ ہوا- وہان سے بیجاپور والون کے تصرف مین آیا- اسکے بعد شاہجہان کے علاقہ مین گیا- اور اکثر قلعدار مامور ہوتے رہے- جب آصف جاہ بہادر نے ششش صوبۂ دکن کو فتح کیا تو قندہار مملکت

آصفیہ مین داخل ہوگیا - بہرحال اسکی تفصیلی کیفیت اگر ناظرینون کو ملاخطہ کرنا ہو تو تاریخ قندہار دکن مولفہ منشی محمد امیر حمزہ صاحب نائیب سررشتہ دار محکمہ نظامت ٹپہ خانہ جات سرکار عالی مین ملاخطہ کرسکتے ہین - صاحب موصوف نے نہایت شرح و بسط کے ساتھہ قندہار کے حالات کو تحریر فرمایا ہے



گُلِ دوم

صوبۂ گلبرگہ شریف

سمت جنوبی

سابق مین یہ ایک ہنود کا بڑا شہر تھا - اور اسلامی فتح کے قبل راجگان ورنگل کی تحت حکومت تھا بعد مغلوب ہوجانے یادہوون کے مسلمانون نے ریاست ورنگل کو بھی تاراج کیا سنہ ۱۳۲۱ء مین شاہزادۂ الغ خان (جو بعد مین سلطان محمد تغلق ہوا) کو اوسکے باپ غیاث الدین تغلق نے راجہ رودر پرتاب (لدر دیو) والی ورنگل سے خراج وصول کرنیکے لئے بہیجا تہا - جسنے ورنگل پر قبضہ کرکے گلبرگہ اور بیدر پر بہی تصرف کیا - بیس برس بعد امیران صدہ علاقہ دکن نے سلطان محمد تغلق کے خلاف شورش کرکے اپنے طرف سے اسمعیل فتح کو ناصر الدین شاہ کا خطاب دیکر اپنا پادشاہ بنایا - اسکے بعد ناصر الدین نے حسن گانگوے بہمنی کو اپنے حقوق شاہی منتقل کردیا - چنانچہ حسن گانگو نے سلطان علاء الدین حسن گانگو

بہمنی کے خطاب سے ۷۴۸ھ مین بمقام گلبرگہ تخت نشین ہوا- اور گلبرگہ کا نام حسن آباد رکہا گیا- گلبرگہ ایک مدت تک سلاطین بہمنیہ کا دار الخلافہ رہا- پہر اسی خاندان بہمنی سے سلطان احمد شاہ بہمنی نے ۸۳۲ھ مین حصار بیدر کو آباد کر کے احمد آباد نام رکہا اور قلعہ وغیرہ بہی تعمیر کرایا اور اپنا دار الخلافہ مقرر کیا- جب دار الخلافہ گلبرگہ سے بیدر کو منتقل ہوا تو عمارات شاہی اور مساجد پر تباہی آئی- اور وہ منہدم ہو چلے- اسوقت تو بہمنی بادشاہون کے محل و باغات بالکل ویران اور تباہ ہین- قلعہ مین ایک عالیشان مسجد ہے جو مسجد قرطبہ واقع ملک سپین (اندلس) کے نمونہ پر تیار کیگئی تہی- اس مین مخصوص بات یہہ ہے کہ اس کی سطح اندرونی جو ۱۶-۳۸- مربع فیٹ ہے کل مسقف ہے اسوقت اس مسجد کی حالت بہی عدم تعمیر و ترمیم کیوجہ سے متنزلزل ہو رہی ہے-

شاہان بہمنی کے گنبدون کے تہوڑے فاصلہ سے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز حسینی کا مزار ہے- آپ کا اصلی نام میر سید محمد گیسو دراز تہا- اور آپ ۸۱۵ھ مین بعہد سلطنت فیروز شاہ بہمنی گلبرگہ تشریف لائے تہے- جب ۸۱۸ھ مین فیروز شاہ نے اپنے بیٹے حسن خان کو ولیعہد کیا- اور آپ سے دعا چاہی تو آپ نے کہا کہ مشیت ایزدی مین تیرے بہائی احمد خان کو تاج و تخت ملنا ہے- پہر اسکو تو ولیعہد کرنے سے کچھہ بہی فائدہ نہین ہے سید صاحب کی اس بیباکانہ گفتگو سے فیروز شاہ سخت مشتعل ہوا-

اور حکم دیا کہ شہر چہوڑ کر چلے جائین- چنانچہ آپ نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی- اور شہر سے نکل کر اوس مقام پر مقیم ہوئے کہ جہان آپکا مزار ہے- بالآخر فیروز شاہ کے بعد احمد خان تخت پر بیٹہا- اور احمد شاہ بہمنی لقب ہوا- اسی اثنا مین سید صاحب نے انتقال فرمایا- اور احمد شاہ نے گنبد وغیرہ تعمیر کرایا- آپ کا عرس ہر سال نہایت

تکلف واہتمام سے ہوتا ہے ہزارہا آدمی دور دور سے آتے ہین - (۵) روز تک خوب
چہل پہل رہتی ہے - اورنگ زیب نے یہان پر ایک مسجد و مدرسہ وسرا تعمیر کرائی ہے
نواب یار جنگ بہادر سابق صوبہ دار سرکار نظام خلد اللہ ملکہ نے گلبرگہ کو تعمیر عمارات و بازارات وسرا
وغیرہ سے بہت کچہہ رونق دی ہے - اور حیدرآباد کے نمونہ پر شہر کے اندر ایک حوض
مثل گلزار حوض کے بنایا گیا ہے - چارون طرف پختہ بنگلے ہین - آبادی سے ایک میل کے
فاصلہ پر جی - آئی - پی - ریلوی کا ایک اسٹیشن بہی ہے - اسٹیشن سے آبادی تک
دو طرفہ سڑکون کے کنارے درخت نصب کرائے گئے ہین - محبوب گلشن اور چند
عمارتین بہی نئی تیار ہوگئی ہین - شہر مین داخل ہونیکے آگے ایک شاندار دروازہ
بہی بنایا گیا ہے - جو محبس کے قریب ہے - محبس مین قالین - شطرنجیان اعلیٰ اور
ادنیٰ قسم کی بنتی ہین - مختلف قسم کا پارچہ - خیمے وغیرہ بہی تیار ہوتے ہین - پارچہ
بافی کی - ایک کل موسوم بہ محبوب شاہی مل بہی قایم ہے - مگر اسکی حالت ترقی پذیر
نہین - روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہے -

حدود ورقبہ

یہہ صوبہ درمیان ۱۵-۳-۱۷-۴۲ - شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۵ - ۴۷ - ۷۸ - ۱۵
شرقی طول بلد کے واقع ہے -
اسکے شمال مین دیہات بہالکی (جاگیر پائیگاہ) جنوب مین تنگبہدرا - اور ضلع کرنول مشرق
مین ضلع محبوب نگر جاگیر گدوال و تعلقہ پٹلور - مغرب مین اضلاع دہارواڑ و کلاڈگی (علاقہ بمبئی)
ہین - رقبہ (۱۲۶۳۲) مربع میل ہے -

دریا - آب وہوا - زبان - آبادی

بڑے دریا کرشنا۔ تنگبھدرا۔ بھیما۔ کاگنا ہین اور اونکی خوا مگذار ندیان اور تالاب کم ہین مگر باولیان ہین۔

آب وہوا گرم ہے۔ بارش کا کچھہ تعین نہین۔ آبادی کل اس صوبہ کی (۲۴۲۴۷۲۹) ہے زبان اکثر کنڑی اور مرہٹی۔ کہین ٹامل (اروی) بھی بولی جاتی ہے۔ مسلمان اکثر اردو بولتے ہین

تقسیم اضلاع

اس صوبہ مین چار ضلع۔ گلبرگہ۔ بیدر۔ عثمان آباد۔ رایچور ہین۔ ضلع بندی قدیم مین ضلع لنگسگور شریک تھا۔ مگر اب ضلع لنگسگور شکست کردیا گیا۔ اور بجائے اوسکے ضلع بیدر شریک کیا گیا۔

ضلع گلبرگہ

یہ ضلع درمیان ۱۶-۴۳-۱۷-۴۱- شمالی عرض بلد کے اور درمیان ۷۶-۱۹-۷۷-۵۲- شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

شمال مین ضلع بیدر۔ مشرق مین ضلع محبوب نگر اور حیدر آباد جنوب مین دریائے بھیما۔ مغرب مین کلاڈگی۔ شولاپور ہے۔ اسکا رقبہ (۳۲۰۰) مربع میل۔ شمالاً جنوباً ۶۶ میل شرقاً غرباً ۸۸ میل ہے۔ اسکی مردم شماری (۲۸۲۰۰) ہوئی ہے۔ گلبرگہ بسبب ریل کے بڑی تجارتگاہ ہوگیا ہے۔ اور آبادی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔

تقسیم تعلقات

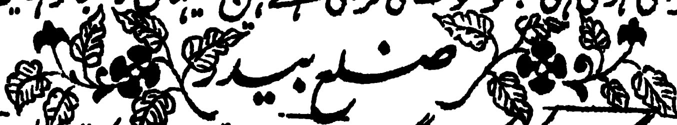
ضلع گلبرگہ مین (۷) تعلقات۔ گلبرگہ۔ چنچولی۔ سیڈم۔ کڑنگل۔ یادگیر۔ شوراپور۔ شاہپور اندول ہین تعلقہ اندول صرفخاص کا ہے۔ اور باقی تعلقات دیوانی کے ہین۔ ضلعبندی قدیم مین دو تعلقے مہاگانون اور گرمشکال تھے۔ جو ضلعبندی جدید مین شکست کردئے گئے اور شاہپور۔ و شوراپور تعلقات ضلع لنگسگور و یادگیر تعلقہ ضلع رایچور اسمین جدید شامل کیگئے ہین

ضلع گلبرگہ کے بعض تعلقات ودیہات قابل ذکر کی تفصیل ذیل مین ملاحظہ ہو۔

کلیانہ۔ یہ چلوکیا خاندان کا پایہ تخت تہا۔ جب سلاطین بہمنیہ گلبرگہ پر مسلط ہوسے تو کلیانہ اونکے قبضہ مین آیا۔ بعدہ عادل شاہیون کے قبضہ مین گیا ۱۴۳۵ء مین مغلون نے تاراج کردیا ۱۶۵۲ء مین اورنگ زیب نے محاصرہ کیا۔ یہان سے تہوڑی دور پر نارائن پور ہے۔ جو چلوکیا خاندان مین نہایت متبرک تہا۔ بہت سے بت اور کندہ کئے ہوئے پتہر حسب اجازت سرکار انڈین میوزیم کو بہیجے گئے ہین۔ اسکو ۱۴۳۵ء مین خاندوران نے تباہ کیا۔

سیڈم۔ یہان کا پتہر نہایت نرم ہوتا ہے۔ اس چہوٹے سے قصبہ مین تقریباً تین سو کے معابد ہونگے۔

چیتاپور۔ ۸۶۵ء مین بادشاہ دکن اور راجہ بیجانگر کے مابین اس قصبہ کے نواح مین ایک لڑائی ہوئی تہی جسکو ملکوٹ کی لڑائی کہتے ہین۔ یہان کا تنبا کو نہایت نفیس وعمدہ ہوتا ہے



یہہ شہر قدیم گوداوری کی ایک حزا جگذار ندی مانجرا پر واقع ہے اسکا قدیم نام ودربہا اور قدیم سلطنت کا پایہ تخت تہا۔ دمن (جو نل دمن کا قصہ مشہور ہے) یہین کے راجہ بہیم سین کی لڑکی تہی ۱۴۳۰ء مین سلاطین بہمنیہ کا دار السلطنت ہوا۔ چنانچہ احمد شاہ بہمنی۔ علاالدین شاہ بہمنی ہمایون شاہ بہمنی۔ نظام شاہ بہمنی وغیرہ نے اسی دار السلطنت مین تخت شاہی پر قدم اور سر پر تاج رکہا۔ برید شاہیون نے اس پر مختلف اوقات حکومت کی۔ اور بیدر ہمیشہ معرکہ آرائیون کا مرکز بنا رہا۔ سلاطین بہمنیہ کے تعمیر کئے ہوئے مساجد۔ حمام خانے دار الضرب۔ سلح خانہ۔ باغات وغیرہ اسوقت خراب وخستہ حالت مین ہین۔ جانب شمال ومشرق ۵ یا ۶ میل کے قریب احمد شاہ کا مقبرہ نہایت خوبصورت ہے یہہ بہی

احمد شاہ بہمنی [illegible] گلبرگہ سے بیدر [illegible] منتقل کیا۔ [illegible] شاہی [illegible]
قبر [illegible] اسی [illegible] بیدر [illegible] برٹش [illegible]
[illegible]
[illegible] اکبر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

پہاڑ - دریا - ندیان

بیدر [illegible]
تعلقہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
اکثر لوگ [illegible]
آب و ہوا [illegible]

تقسیم تعلقات

ضلع بیدر مین (۵) تعلقات بیدر [illegible] راجورہ - اور لیر نلنگہ [illegible] ہوتی ہین [illegible] مین [illegible]
علاقہ صرفخاص [illegible] تعلقات دیوانی ہین - سابق مین تعلقہ کوہیر [illegible] تعلقات
چنانچہ ضلع بندی جدید مین تعلقہ کوہیر (علاقہ دیوانی) شکست کرکے اوسکے دیہات بیدر مین

شامل کئے گئے۔ اور تعلقہ اوراد (علاقہ صرفخاص) شکست کرکے اوسکے دیہات کاراموگی مین
منسلک کئے گئے ہین۔ ضلع بیدر کے بعض قصبات وتعلقات قابل ذکر حسب ذیل ہین

اودگیر۔ سر تعلقہ حیدرآباد و جالنہ کی سڑک پر واقع ہے۔ اسکی آبادی (۷۲۳۲) ہے یہ قصبہ
دیوار سے گھرا ہوا ہے۔ اسمین ایک قلعہ بھی ہے۔ بادشاہان دہلی اور بیجاپور کی لڑائیون
اودگیر بہمنیہ و بیجاپور کا قلعہ تھا۔ اور اسیوجہ سے اکثر محاصرہ کیا جاتا تھا۔ سنہ ۱۲۳۵ھ مین
شاہجہان کے سردار افضل نے اسکو محاصرہ کرکے فتح کرلیا اور سنہ ۱۱۷۲ھ مین سرکار نظام
اور مرہٹون کے مابین ایک جنگ عظیم اسی مقام پر ہوئی۔ مرہٹے فتحیاب ہوئے
... روپیہ کی آمدنی کا ایک ملک ان کو دینا پڑا تھا۔

مالیگاؤن۔ یہ قصبہ ہے جہان بہت بڑا میلہ ہوتا ہے جسمین علاوہ ...
گھوڑے وغیرہ بیوپاری لاتے ہین۔ قدیم زمانہ مین پچاس ہزار گھوڑون کا تخمینہ تھا۔ مگر
اب محصول کی وجہ سے گھوڑون کی آمد کم ہوگئی۔ گو مدار المہام سرکار نے ...
محصول معاف بھی کردیا۔ مگر وہ سابقہ حالت باقی نہین رہی۔ بہرحال گھوڑون کی
تجارت کی تجارتگاہ ہے۔

کوہیر۔ یہان آم کے لاکھون جھاڑ ہین۔ اور شیرینی و ذائقہ مین یہان کے آم بہت
مشہور ہین۔ بلدہ حیدرآباد کو اسی مقام سے آم بکثرت آتا ہے۔

ضلع عثمان آباد

پہلے یہ ضلع نلدرگ کے نام سے موسوم اور ضلع کا مستقر دہاراسیون تھا۔ تھوڑا ہی
زمانہ ہوتا ہے کہ بجاے نلدرگ کے عثمان آباد نام رکھا گیا۔ افسوس یہ ہے کہ اس
ضلع کے تاریخی حالات بھی ہمکو دستیاب نہ ہوسکے۔ گو ہم نے مسٹر ابو رضا صاحب

بیارسٹر اٹ لا (جو اوسوقت ضلع عثمان آباد کے تعلقدار تھے) کو توجہہ دلائی تھی۔ مگر اونہوں نے سرکار کی اجازت کا عذر کر کے ٹالدیا۔ اور نہ ہم کو ایسی فرصت ملی کہ خود وہان جاکر تحقیقات کرتے بہر حال ہم انہین اسباب سے اس ضلع کے تاریخی حالات لکھنے سے معذور ہین۔

ضلع نلدرگ درمیان ۱۷-۴۲-۱۸-۴۳-شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۵-۱۸-۷۶-۴۰-شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

شمال مین دریائے مانجرا اور ضلع بیٹر۔جنوب مین جاگیر پایگاہ اور ضلع شولاپور (علاقہ بمبئی) مشرق مین تعلقہ بہالکی۔(جاگیر پایگاہ) اور تعلقہ دہاراسیون۔اور ضلع بیدر مغرب مین دریائے سینا۔ضلع احمدنگر (علاقہ بمبئی) ہے رقبہ (۳۲۷۱) میل مربع ہے۔

پہاڑ۔دریا۔زبان۔آبادی

بالاگہاٹ کے پہاڑ دریائے مانجرا کی گہاٹی کے برابر مشرق کیطرف واقع ہین۔دریائے مانجرا اور اوسکی خراجگزار ندیان۔ الیسرپا۔ نرنجا۔ توراج۔ پنترنا۔ بہاگوتی ضلع مین پہیلی ہوئی ہین۔ آب وہوا بالکل گرم۔ مگر تندرست۔ بارش کا تعین نہین۔ آبادی کل (۶۴۹۸۴۰) ہے زبان یہانکی بیشتر مرہٹی اور تلنگی۔ اردو مسلمان بولتے ہین۔ کنٹری۔ ماڑواڑی۔ گجراتی۔ بنجارہ زبانین بہی بولی جاتی ہین۔

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۵) تعلقات عثمان آباد۔ تلجاپور۔ کلم۔ پرینڈہ۔ اوسہ ہین۔ جنمین صرف تلجاپور علاقہ دیوانی اور باقی علاقہ صرفخاص ہین اس ضلع مین اور دو تعلقات۔ واسی اور نلدرگ بہی ستھے۔ مگر ضلع بندی جدید مین تعلقہ واسی (علاقہ صرفخاص) شکست ہوکر

تعلقہ کلم مین ضم ہوا اور تعلقہ نلدرگ (علاقۂ دیوانی) شکست کرکے اوسکے تعلقات تعلقہ تلجاپور
مین شامل کئے گئے۔

ضلع عثمان آباد کے قابل تذکرہ قصبات و تعلقات حسب ذیل ہین۔

تلجاپور۔ یہ تعلقہ بالاگھاٹ کے دامن مین واقع ہے۔ یہان تین مشہور عمارات ہین اول
مہادیو کا مندر۔ دوسرا جسمین تلجا دیبی کے کپڑے۔ خزانہ اور زیور رہتا ہے۔ تیسرا تلجا کا مندر
کہ جسکے نام سے خاص و عام مین یہ مقام مشہور ہے۔ یہہ دیبی بہت سے نام سے مشہور ہے
کالی بہوانی بھی اسیکا نام ہے۔ قصبہ سے مندر تک پہونچنے مین صدہا سیڑہیان
اترنی پڑتی ہین۔ مشہور ہے کہ اسی مقام پر بہوانی نے اسورا یا مہیشا کو قتل کیا۔ جو
بہینسے کی شکل مین لڑنے آیا تھا۔ ۱۶۵۷ء مین افضل خان نے اس مندر کو بہت
تاراج کیا۔ جب سیواجی نے افضل خان کو قتل کیا تو لوگون نے سمجھا کہ وہ اپنی سزا کو پہونچا

دہاراسیون۔ یہ مقام بسبب متعدد غارونکے مشہور ہے۔ کہتے ہین کہ یہہ غار
۱۶۵۰ء مین کہودے گئے ہین۔ اس قصبہ کی مردم شماری (۱۰۵۱۱) نفوس ہے۔

پرینڈا۔ احمدنگر کی سرحد پر یہہ ایک قدیم قلعہ ہے۔ اس مقام پر سلاطین دہلی اور نظام
شاہیون عادل شاہیون سے اکثر لڑائیان ہوی ہین جب ۱۶۰۵ء مین مغلون نے
احمدنگر پر قبضہ کیا تو نظام شاہیون نے اسکو اپنا پایہ تخت بنایا تہا۔ بہرحال دکن مین
یہ نہایت مشہور قلعہ ہے۔ جو کسی زمانہ مین ناممکن الفتح سمجھا جاتا تہا۔

ضلع رایچور

اس ضلع کی تاریخی حالات بہی ہم کو میسر نہوسے حالانکہ ہم نے نواب فرامرز جنگ بہادر
اول تعلقدار ضلع کو (جو اوسوقت اس ضلع پر مامور تہے) توجہ دلائی تہی۔ مگر اونہون نے

جواب تک ندیا -

ضلع رایچور واقع ہے درمیان ۱۵-۴۶-۱۶-۳۲- شمالی عرض بلد کے اور درمیان ۷۶-۳۸-۷۸-۱۵- شرقی طول بلد کے واقع ہے -

شمال مین دریائے کرشنا - جنوب مین دریائے تنگبھدرا اور ضلع کرنول (علاقہ مدراس) مشرق مین دریائے کرشنا اور ضلع محبوب نگر - مغرب مین ضلع لنگسگور اور بلوچستان گدوال ہے -

رقبہ (۷۹۶۹) میل مربع ہے - یہہ ضلع پہاڑی ہے - پہاڑ مسلسل نہین ہین - چونکہ یہہ ضلع دو دریاؤن کے بیچ مین واقع ہے - اسلئے اسکو رایچور دوآب کہتے ہین -

ضلع بندی جدید مین اضلاع رایچور و لنگسگور کا انضمام کر دیا گیا - اور ضلع لنگسگور ہمیشہ کے لئے شکست ہوا - اور اوسکے اکثر تعلقات ضلع رایچور مین شریک ہوگئے - تقسیم تعلقات مین ہم اوسکی تفصیل تبلائنگے -

دریا - زبان - آبادی

اس ضلع کے بڑے دریا - کرشنا - تنگبھدرا - اور انکی خراجگذار ندیان - کوان واگ - سکڈیواگ - نواگ - پلیا مواگ وغیرہ ہین - اور آبادی (۵۰۹۲۵۵) ہے - اب ضلع لنگسگور کے انضمام سے آبادی بہت زیادہ ہوگئی ہے - زبان مرہٹی - تلنگی - کنڑی بولی جاتی ہے - مسلمان اکثر اردو بولتے ہین - یہان کے ظروف گلی - اور کفش دیسی بہت مشہور ہین - آب وہوا نہایت گرم ہے - اکثر قحط وگرانی کا سامنا ہے -

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۸) تعلقات رایچور - دیودرگ - مانوی - عالم پور - لنگسگور - سندھنور - گنگاوتی - کشٹگی - ہین قبل ازین اسمین صرف (۶) تعلقات رایچور - عالم پور - دیودرگ - مانوی -

یادگیر- یرگرہ- تھے- ضلع بندی جدید مین- یرگرہ شکست کر کے اوسکے دیہات تعلقات رائچور- مانوی- دیودرگ مین شریک کردئے گئے- اور تعلقہ یادگیر ضلع گلبرگہ مین شامل کیا گیا باقی چار تعلقات حسب سابق اس ضلع مین قایم ہے- اور ضلع لنگسگور مین پیشتر (۶) تعلقات لنگسگور- گنگاوتی- کشٹگی- سندہنور- شاہپور- شوراپور تھے- جسمین سے شاہپور و شوراپور ضلع گلبرگہ مین شامل کئے گئے- اور باقی تعلقات لنگسگور- گنگاوتی- کشٹگی سندہنور- ضلع رائچور مین ضم کردئے گئے- چونکہ لنگسگور سرکار انگریزی کی سرحد سے ملحق ہونے سے بغرض انتظام سرحد اور خصوصاً باغراض انتظام کوتوالی ایک خاص ڈویژن ضلع قایم کر کے ایک دوم تعلقدار (جسکو اختیارات نظامت درجہ اول حاصل رہینگے) رکہا گیا ہے- اور ایک سب جیل بہی قایم ہے- اور کوتوالی کا ایک عہدہ دار (جسکا درجہ مددگار مہتمم کا ہوگا) بہی مقرر ہے-

ضلع رائچور و لنگسگور کے مشہور تعلقات و قصبات کا حال ذیل مین لکہا جاتا ہے-

رائچور- اس تعلقہ سے بہت قریب ریل کا اسٹیشن ہے- جو جی آئی- پی ریلوی- اور گریٹ انڈین پینن شولا ریلوی کا جنگشن کہلاتا ہے- بموجب عہدنامہ سنہ ۱۸۵۳ء (سنہ ۱۲۷۰ھ) رائچور گورنمنٹ انگریزی کے تفویض کیا گیا تہا- لیکن ہندوستان کے غدر کے بعد سنہ ۱۸۶۰ء (سنہ ۱۲۷۸ھ) مین سرکار نظام کو مسترد ہوا- اسکا قلعہ سنہ ۱۲۹۴ء سنہ ۶۹۴ھ مین تعمیر ہوا ہے- اسکی بندشن بہت نادر ہے- اور اسکی فصیل دوسری نہایت مستحکم و استوار ہے-

قلعہ کے غربی دروازہ کے تہوڑے فاصلہ پر ایک مضبوط اور پایدار محل کا ٹوٹا پہوٹا حصہ باقی رہگیا ہے- جسمین اب جیل خانہ ہے- اور شہر کے شرقی دروازہ کے باہر اب

پتھر کا تراشا ہوا ہاتھی ایستادہ ہے۔ مگر اوسکی سونڈ ٹوٹ گئی ہے۔ ایک باغ موسوم بہ محبوب باغ نہایت سرسبز و شاداب ریلوی اسٹیشن کے قریب ہے۔ رایچور مین حضرت شمس عالم صاحب کا عرس نہایت تکلف سے ہوتا ہے۔ اوسکے بعد ایک جاترا بھی بہت دہوم دہام سے ہوتی ہے۔

اناگندی ۔ یہ ایک قدیم اور مشہور ہندوستان ہے۔ یہان کے راجاؤن کا سلسلہ بیجاپور کے راجاؤن سے ملتا ہے۔ عبدالرزاق (جو ۱۴۴۲ء م ۸۴۶ھ مین شاہ ایران کے جانب سے سفارت پر آیا تہا) اپنی تاریخ مطلع السعدین مین لکہتا ہے۔ کہ اسکے فصیل کی سات دیوارین یکے بعد دیگرے ہین۔ اب یہان کا راجہ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کا خراجگذار ہے۔

دیودرگ ۔ رایچور سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر شمال و غرب کے جانب تین طرف پہاڑیون سے محصور راجہ پولی گار کا مسکن تہا۔ اسکی فصیل کو شوراپور کے راجہ نے برباد کیا۔ کہتے ہین کہ یہان کے اخیر راجہ نے اپنی حالت تنگ دیکھکر ایک تودہ باروت جمع کر کے معہ خاندان جل گیا۔ یہہ پولیگار ایک زمانہ مین بڑا صاحب قوت تہا۔

الپور ۔ یہ ایک دیوستان ہے۔ جہان جنگلون مین ہزارہا بت نہایت خوبصورت موجود ہین۔ راجہ رامچندر نے اس مقام پر بن باس کیا تہا۔

مدگل ۔ یہ لنگسگور کا قصبہ ہے سنہ ۵۰-۱۲۴۹ء تک یادہو کا دارالسلطنت رہا ہے۔ مدگل کا قلعہ نہایت مستحکم ہے۔ یادہوؤن کے بعد راجگان ورنگل نے اس پر قبضہ کیا۔ اور چودہوین صدی کے اوایل مین مسلمانون نے فتح کیا۔ یہان ایک زرگر کی لڑکی پرتہال ثانی نہایت حسین تھی جسکے لئے فیروزشاہ بہمنی اور بیجانگر کے راجہ مین سخت لڑائی ہوئی۔ اور فیروزشاہ نے اوس لڑکی کا عقد اپنے بیٹے حسن خان سے گلبرگہ بیجاگڑہی دہوم دہام سے کیا۔ بہمنیون کے بعد مدگل بیجاپوریون کے پاس رہا۔ اور اونکے بعد اورنگ زیب کے

تصرف مین آیا - یہان رومن کیتھولک عیسائیون کی ایک چھوٹی بستی ہے -

جلدرگ - مدگل سے ۱۶ میل شمال مین ایک پرانا قلعہ ہے - دریاے کرشنا مین ایک بڑا جزیرہ ہے - اوسکی پہاڑی پر یہہ قلعہ بنایا گیا ہے - شکم دریا سے (۳۰۰) فیٹ بلند ہے کتبہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہوین صدی کے آخر مین یا دہوون کے راجاؤن مین سے کسی نے بنایا تہا -

کپل - تنگگو مین اسی نام کا ایک پرانا قلعہ اور قصبہ ہے - یہہ خاندان نواب سرسالارجنگ کی جاگیر ہے - جو کہ سرکار نظام نے سابق سدارالمہام کو مرتضی پور واقع برار کے تبادلہ مین اوسوقت عطا کی تہی کہ جب ملک برار سنہ ۱۸۵۳ع کے عہدنامہ کی رو سے سرکار انگریزی کے تفویض ہوا تہا - لوگون کا خیال ہے کہ چند صدی گذرے ایک بدلیگار نے پہاڑ پر یہہ قلعہ بنایا - جسوقت سنہ ۱۷۸۶ع مین ٹیپو سلطان نے اسپر قبضہ پایا تو اوسوقت اوسکے فرانسیسی انجنیرون نے حصار کے زیرین حصہ کو از سرنو تعمیر کیا تہا - سنہ ۱۷۹۰ع مین انگریزون نے اوسکا محاصرہ کیا - جسکا سرکرنا بہت دشوار معلوم ہوا - اسکی قلعبندی مین دو قلعے شریک ہین سنہ ۱۸۵۸ع مین ایک باغی بہیم راؤ اسپر قابض ہوگیا تہا - کپل کی آبادی (۶۹۹۱) ہے اسکے مضافات سے پلٹن بہرتی کیگئی تہی - جو کپل رجمنٹ کے نام سے مشہور ہے -

اٹنگی - کپل سے شمال و غرب مین ایک قصبہ ہے جسمین ہنود کا دیول نہایت نفیس موجود ہے - سنگتراشی کا کام ایسی صنعت کا ہے کہ لوگ سیکہنے کی غرض سے آتے ہین - یہان ایک کتبہ ہے - جسکا مضمون یہہ ہے کہ ایک ہندو راجہ کے دیوان نے اس مندر کو اس غرض سے بنایا کہ تمام دوسرے معابد پر سبقت لیجائے - اس سے ایک میل پر قصبہ کولور ہے - جسمین بہت پرانا لنگایت کا دیول ہے -

گلبرگہ - ایک قدیم شہر کپل سے ۲۱ میل ہے - کہتے ہین کہ کسی زمانہ مین سیندھیا کا پایہ تخت رہا ہے -

شوراپور - دراصل سورپور تہا - اسمین زیادہ تر آبادی بیڈر لوگون کی تہی - جو نہایت جاہل وبدتمیز مگر جفاکش وجوانمرد مشہور ہین - یہ لوگ میسور کے طرف سے آئے تہے - اور راجہ گولکنڈہ و بیجاپور کے پاس ملازم ہوئے - انکے بڑے سردار کا نام بیم نایک تہا - اسکی اولاد ۱۸۵۸ء مین سرکار نظام کی مطیع ہوی - ۱۸۵۸ء تک ریاست بیڈر کا یہ شہر پایہ تخت تہا - یہانکی روئی اور جوار مشہور ہے -

سندہنور - پہلے یہہ قصبہ زمانہ سلف مین سندہو بلہال نامی راجہ نے آباد کیا تہا - کثرت استعمال کیوجہ سے (ن - ر) بڑہا دیا جاکر سندہنور کے نام سے موسوم ہوا - اس علاقہ مین ہرن کثرت سے ہین - یہان کے قلعہ مین ایک سفید پوش صاحب نے آثار شریف رکہے ہین - جنکو سرکار سے کچہہ زمین انعام بہی ہے - محرم شریف مین تعزیہ بہی بیٹہتا ہے - اور آبادی اس قصبہ کی (۸۰۶۶) ہے - پیداوار مین پہلی جوار - باجرہ - مونگ - تور - لوبیا - کنگنی وغیرہ ہوتی ہے - اس تعلقہ کی کل آمدنی (۱۱۳۴۳ کلدار) ہے - کہانس و روئی کا بیوپار زیادہ ہوتا ہے -



سمت شرقی

یہ ایک قدیم قلعہ اسی نام کے ضلع مین واقع ہے - اگرچہ مستقر ضلع قصبہ ہنمکنڈہ مین ہے لیکن
اسکے قریب کیوجہہ سے حال مین کل آبادی کو شہر ورنگل کے نام سے موسوم کردیا ہے
ورنگل زمانہ سابقہ مین تلنگانہ ریاست کا پایہ تخت تہا - جسکی بنیاد ناراتی اندہرون سے
منسوب کیجاتی ہے - اور دیو راجہ ورنگل کے عہد مین خراج نہ داخل کرنیکی وجہ سے ۱۲۰۷ع مین
سلطان علاءالدین خلجی نے بنگالہ کی راہ سے ورنگل پر لشکر جرار بہیجا - مگر ناکامیابی ہوئی
پہر ۷۰۹ھ مین دوبارہ ملک کافور نے لشکر جرار سے چڑہائی کی - آخر صلح ہوگئی - اور
غیاث الدین تغلق کے عہد مین اوسکے بیٹے محمد تغلق نے ورنگل پر حملہ کیا - اور شیخ زادہ دمشقی
و عبید شاعر کے بیجا حرکت سے فتح ممکن نہوی - اور مقبوضہ قلعے واپس دینے پڑے
لیکن جب دوبارہ محمد تغلق نے حملہ کیا تو قندہار و بیدر پر قبضہ کرکے ورنگل کو بہی لیا -
اور سلطان پور نام رکہا - اسکے بعد سلاطین بہمنیہ کا عروج ہوا تو احمد شاہ نے ۸۲۸ھ
مین خان اعظم عبداللطیف کو بہیجکر ورنگل و گولکنڈہ پر قبضہ کیا - ہزاروں ہندو مارے گئے
بیشمار خزانہ ہاتہہ آیا - اور راجہ کا بیٹا اسیر ہوکر مارا گیا - اسکے بعد خاندان قطب شاہیہ سے
ورنگل کا تعلق ہوا - جب اورنگ زیب نے ابوالحسن تانا شاہ کو قید کیا تو ریاست
گولکنڈہ کے ساتہہ ورنگل بہی تخت دہلی کا ماتحت بنا - آخر مین خاندان آصفیہ کے
قبض و تصرف مین آیا -

صوبہ ورنگل درمیان ۱۵-۵۵-۱۸ - ۴۰ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷ - ۱۲ -
۸۱ - ۲۶ - شرقی طول بلد کے واقع ہے -

شمال مین صوبہ شمالی - جنوب مین دریاے کرشنا - مشرق مین دریائے گوداوری اور اضلاع کرنول (علاقہ مدراس) مغرب مین ضلع اطراف بلدہ اور صوبہ جنوبی -

کل رقبہ اس صوبہ کا (۲۰۴۰۷) میل مربع ہے - آب وہوا نہایت مرطوب وناقص ہے - ایک سلسلہ پہاڑ کا نلگنڈہ اور ناگر کرنول مین گزرتا ہے - اور کندیکل گٹہ کا سلسلہ قریب ۵۰ میل کے ہے - اس صوبہ کے بڑے دریا گوداوری - کرشنا ہین - آبادی (۱۸۱۵۲۱۶) نفوس کی ہے - اکثر تلنگی - مرہٹی - کنڑی بولی جاتی ہے -

تقسیم اضلاع

اس صوبہ مین (۳) ضلع - ورنگل - کریم نگر - عادل آباد ہین - سابق مین ضلع نلگنڈہ اس صوبہ مین شریک تہا مگر ضلع بندی جدید مین ضلع نلگنڈہ صوبہ گلشن آباد میدک مین شامل کیا گیا - اور علاداری سرپور تانڈور کو ضلع عادل آباد کے نام سے موسوم کرکے ضلع مذکور اسی صوبہ مین داخل کردیا گیا -

ضلع ورنگل

یہ ضلع درمیان ۱۶ - ۴۰ - ۱۸ - ۴۰ - شمالی عرض بلد کے اور درمیان ۷۸ - ۴۵ - ۸۱ - ۲۶ - شرقی طول بلد کے واقع ہے -

شمال مین ضلع کریم نگر - جنوب دریاے کرشنا - اور ضلع گنٹور - مشرق دریاے گوداوری وضلع مچہلی بندر - مغرب اضلاع کریم نگر ونلگنڈہ ہے - ان حدود مین پرگنہ پانگاؤن علاقہ انگریزی بھی شامل ہے - رقبہ (۹۷۲۹) میل مربع - آب وہوا مرطوب - دریاؤن مین کرشنا - منیرا - دایرا - گوداوری - یدلاوار - موراد بہتے ہین - پاکہال کا تالاب جو سب سے بڑا اور قدرتی ہے اس ضلع کے بیچ مین ہے - یہان کے قالین

وشطرنجیان - لٹسری پارچہ مشہور مصنوعات سے ہین -

تقسیم تعلقات

ضلع ورنگل مین (۸) تعلقات ورنگل - کہم - محبوب آباد - مدہرہ (ککور) پاکہال ایلندا پہاڑ - پالونچہ - تاڑوائی - ہین - سابق مین (۱۱) تعلقات ورنگل - چریال - وردنا پیٹھ - محبوب آباد - پرکال - کہم - پٹی ایلندا پہاڑ - پٹی کوداڑ - مدہرہ - پالونچہ - پاکہال - ہتہے ضلع بندی جدید مین چریال مستقر جنگاؤن اور پٹی کوداڑ ضلع نلگنڈہ مین شریک کردئے گئے - اور پرکال ضلع کریم نگر مین شامل کیا گیا - وردنا پیٹھ کے تعلقات دوسرے تعلقون مین ضم ہوئے - شمالی حصہ کے (۱۵۵) دیہات پٹی ایٹوناگارم کی ایک تحصیل مستقر تاڑوائی قایم کرکے ضلع ورنگل مین شریک کئے گئے - ضلع ورنگل کے قابل ذکر قصبات ودیہات کی تفصیل ذیل مین ملاحظہ کیجے -

ہنمکنڈہ - یہ صوبہ ورنگل کا مستقر ہے - یہان قالین وشطرنجیان - تلوار وپیش قبض چاقو وغیرہ کی تجارت معقول طور پر ہوتی ہے - سوتی ریشمی - کپڑا بہی نہایت عمدہ بنتا ہے -

پاکھال - اسکا مستقر نرسایم پیٹہ ہے - یہان کی آب وہوا بارش مین نہایت زہر آلود رہتی ہے - کوسون کچلہ کی جھاڑی چلی گئی ہے -

متھواڑہ - اسوقت یہ مقام تجارت مین سب جگہ سے بڑہا ہوا ہے - یہان دو چار گرنیان روئی کو صاف کرنے اور گٹھے باندہنے کی بہی قایم ہوگئی ہین - یہان کے ساہوکار نہایت متمول اور مالدار ہین - ریشمی پارچہ نہایت عمدہ تیار ہوتا ہے -

ضلع کریم نگر

اس ضلع کا نام سابق مین ایلگندل تہا - مگر مستقر ضلع کریم نگر تہا - اسلئے ضلع بندی جدید مین

کریم نگر کے نام سے ضلع موسوم کیا گیا - یہ ایک قدیم شہر ہے - کہتے ہین کہ الگندل تلنگانہ کا پایہ تخت تہا - یہان ایک قلعہ بیضاوی شکل کا موجود ہے - لیکن اسوقت شکستہ وریختہ ہوگیا ہے - اطراف مین خندق اور بیچ مین ایک چہوٹی پہاڑی جسپر ایک خوبصورت مسجد ہے -

یہ ضلع درمیان ۱۷-۴۲-۱۹-۲۰ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۸-۲۰-۸۰-۱۹- شرقی طول بلد کے واقع ہے -

شمال مین ضلع عادل آباد - جنوب مین اضلاع ورنگل واطراف بلدہ - مشرق مین دریائے وردہا - ضلع سرونچہ - مغرب مین اضلاع میدک واندور واقع ہین - رقبہ (۵۴۸۰) میل مربع - آبادی کل ضلع کی (۱۰۷۴۳۲۲) ہے -

دریائے وردہا اسکے مشرقی حصہ کو سیراب کرتا ہے - مانجرا بالکل وسط سے آرپار گذرتی ہے - آب وہوا مرطوب - گوداوری کی گہاٹی مین متفرق پہاڑ ہین -

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۷) تعلقات کریم نگر - سرسلہ - جمی کنٹہ - جگتیال - سلطان آباد - مہادیوپور - پرکال ہین - سابق مین یہان (۹) تعلقے کریم نگر - جمی کنٹہ - سلطان آباد - جگتیال - سرسلہ - سدی پیٹہ - مہادیوپور - چنور - لکشٹی پیٹہ تھے - ضلع بندی جدیدہ مین چنور ولکشٹی پیٹہ ضلع عادل آباد مین منتقل کئے گئے - اور سدی پیٹہ ضلع میدک مین شریک کیا گیا - اور ضلع ورنگل کا تعلقہ پرکال اس ضلع مین شامل ہوا - چند قابل ذکر تعلقات دیہات کی تفصیل حسب ذیل ہے -

لمنگور - ضلع الگندل مین پہاڑی پر واقع ہے - اسکے قلعہ کو راجہ ورنگل نے بنایا تھا

اور قطب شاہ اول نے اسپر قبضہ کیا تھا۔

کجویل۔ یہ چھوٹی سی بستی۔ آباد و سرسبز۔ مسلمان قریب دو ثلث کے اکثر مشایخ رہتے ہیں اور ہندو ایک ثلث لیکن اکثر متمول۔ لکڑی۔ تانبا۔ پیتل کا کام یہان عمدہ ہوتا ہے۔

جگتیال۔ یہان پولاس کا قلعہ بہت مشہور ہے۔ اور یہہ قلعہ سرکار عالی کو محبس کا کام دیتا ہے۔

ضلع عادل آباد

اس ضلع کے بھی تاریخی حالات ہم کو معلوم نہو سکے۔ یہ ضلع درمیان ۱۸-۵۹-۲۰-۴ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۷-۴۹-۹-۷۸-۳-۵ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔

شمال مین دریائے وردہا اور پائین گنگا۔ جنوب مین اضلاع کریم نگر و اندور۔ مشرق مین دریائے وردہا۔ مغرب مین دریائے پائین گنگا۔ واقع ہین۔ رقبہ (۵۰۲۲) میل مربع کوئی مشہور پہاڑ اس ضلع مین نہین ہے۔ دریاؤن مین پائین گنگا۔ اور وردہا زیادہ مشہور ہین۔ آب و ہوا یہانکی بالکل ناقص ہے۔ زبان اکثر تلنگی۔ اور مرہٹی ماڑواڑی بولی جاتی ہے۔

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۷) تعلقات عادل آباد۔ سرپور۔ راجورہ۔ نرمل۔ چنور۔ نرساپور۔ لکشٹی پیٹہ ہین۔ سابق مین صرف تین تعلقے ایدلاباد۔ راجورہ۔ سرپور تانڈور تھے۔ ضلع بندی جدید مین ضلع الگنڈل سے تعلقات چنور و لکشٹی پیٹہ اس مین شامل اور ضلع نظام آباد سے نرمل و نرساپور خارج کر کے اس ضلع مین داخل کئے گئے۔

نرمل و نرساپور کے شمالی دیہات حسب نقشہ ماہور ٹپی مین ضم ہو کر جدید تحصیل ماہور قائم ہوگئی۔ بقیہ دیہات نرمل و نرساپور باہم ضم ہو کر تحصیل بنام نرمل قایم ہوی۔

سرپور اور لکشٹی پیٹہ کے درمیان ایک جدید تحصیل قایم کرکے اوسکا مستقر جنگا نون مقرر کیا گیا
اس ضلع کے مشہور و نادر قصبات و دیہات کے تفصیلی حالات ذیل مین درج کیے جاتے ہین
گنگا پور - تعلقہ سرپور مین راما سامی کی جاترا (۱۵) روز تک بڑی دہوم سے ہرسال
ہوتی ہے - جسمین ہزارہا آدمی جمع ہوتے ہین -
ایدلاباد - اس تعلقہ مین مویشی بکثرت ہین - جنگل اور جہاڑی بہت گھنی ہے -
نرمل - زمانہ قدیم مین یہ شاہان گولکنڈہ کا باجگزار تہا - اور اوسکے بعد سرکار نظام کا
خراجگذار رہا - اسکی قلعبندی خستہ و بوسیدہ ہو کر اب بالکل ابتر حالت ہے - اسکی
بسوط تاریخ موسوم بہ ضرب نرمل ہم نے چہپوائی ہے - اگر شایقین تفصیلی حالات دیکہنا
چاہین تو اوسکو ضرور دیکہین -

گل چہارم

صوبہ گلشن آباد میدک

سمت شمالی

سابق مین گلشن آباد میدک صوبہ محمد آباد بیدر کا ایک ضلع تہا - مگر ضلع بندی جدید مین صوبہ
بیدر کو شکست کرکے صوبہ میدک قرار پایا - گو اوسوقت بہی برائے نام بیدر صوبہ
کہلاتا تہا - لیکن مستقر صوبہ پٹن چرو (جو ضلع میدک کا ایک تعلقہ ہے) تہا - میدک

زمانہ سلف مین زیر حکومت راجگان ہنود تہا سنہ ۱۲۹۴ع مین علاءالدین خلجی نے دولت آباد کے
قلعہ کو فتح کیا۔ سنہ ۱۳۴۳ع مین سلاطین بہمنیہ کی عملداری شروع ہوئی۔ اسکے بعد سلاطین قطب شاہیہ کا
تسلط و تصرف تمام ملک تلنگ پر ہوگیا۔ تو میدک بہی قطب شاہیہ سلطنت مین داخل ہوا جب
اورنگ زیب نے گولکنڈہ فتح کیا تو یہہ تمام ملک سلطنت دہلی کے ماتحت ہوگیا سنہ ۱۷۲۴ع
مین نواب آصف جاہ بہادر نے شش صوبۂ دکن پر اپنا رنگ جمایا۔ چنانچہ اوسوقت سے
اتبک خاندان آصفیہ کے زیر نگین ہے۔ یہان کے اکثر تعلقات مین پردے۔ دسترخوان
جاجم۔ نہایت عمدہ رنگے جاتے ہین۔ کہادی اور کل بہت صاف و باریک ہوتے ہین۔
ریشمی کپڑا بہی عمدہ تیار ہوتا ہے۔ تانبے پیتل کے برتن راما یم پیٹھ کے زیادہ تر مشہور ہین
چمڑے کی دباغت کا کام بہی اعلی پیمانہ پر ہوتا ہے۔

میدک کا قلعہ بہت بڑی بلند پہاڑی پر واقع ہے۔ اسکو ورنگل کے کسی راجہ نے بنایا تہا۔
اس قلعہ کے چہہ دروازے ہین۔ ایک دروازہ پر جو کہٹ کے بازو مین دو شیر
پتہر پر کندہ ہین۔ جسکے باعث اوسکو شیر دروازہ کہتے ہین۔ اسی دروازہ کے
قریب برج پر ۱۴ فٹ لانبی توپ ہے۔ جسکے منہہ کا قطر ایک فیٹ ہوگا۔ اس
توپ پر رام نایک کا نام کہدا ہوا ہے۔ اور اوسکے سامنے بزبان اردو لکہا ہے
کہ کارکردۂ فرنگی باتبہ رنگمان یہان ایک چور دروازہ اور ایک سرنگ قصبہ مین جانیکے
لئے موجود ہے۔ اور ایک مسجد بہی ہے جسپر یہہ قطعہ لکہا ہوا ہے۔ قطعہ در آن
وقتیکہ مسجد ساخت سید٭ بہ ہجرت یکہزار پنجاہ و یک بود٭ کدامی سید سے یعنے عرب
خان٭ کہ کز اسلام تیغش دین بیفزود٭ زتیغ افگند بتخانہ بجایش٭ بنا فرمود مسجد را
خودش خود٭ بگفتا آفرین برجان پاکش٭ حدیث حیرت زدہر کہ بشنود٭

گفت این قطعہ مظہر فی البدیہہ از تجلیف عرب خان مرد محمود ؛ یہان ایک ہندو کا مندر تہا جسکو گراکر عرب خان نے ۱۰۵۱ھ مین مسجد بنائی - ایک جامع مسجد قطب شاہیہ زمانہ کی جسکو (۲۵۹) سال کا عرصہ ہوتا ہے موجود ہے - پنچکہی ہنومان - دیول گوپالا سامی دیول بالاجی شنکر سامی - دیول وینکٹیش سوامی - وغیرہ بہی بنے ہوئے ہین - ایک عیسائی مشنریون کا گرجا بہی تیار کیا گیا ہے -

یہ صوبہ درمیان ۱۷ - ۲۹ - ۲۰ - ۳۰ - شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۶ - ۳۰ - ۸۰ - ۱۹ شرقی طول بلد کے واقع ہے -

شمال مین پائین گنگا اور وردہا - اضلاع مفوضہ برار - جنوب اطراف بلدہ ضلع ورنگل - مشرق دریائے گوداوری - وردہا - مغرب پربہنی - ناندیڑ - دریائے مانجرا ہے - رقبہ (۲۱۶۱۴) میل مربع - آب وہوا مرطوب - دریاؤن مین وردہا - پائین گنگا - گوداوری مانجرا - مانیرا ہین - آبادی کل صوبہ کی (۲۹۲۴۵۶۸) ہے اکثر زبان تلنگی - مرہٹی - کنڑی بولی جاتی ہے -

تقسیم اضلاع

اس صوبہ مین (۴) ضلع - میدک - نظام آباد - محبوب نگر - نلگنڈہ ہین - سابق مین بیدر و علداری سرپور تانڈور کا بہی اسی صوبہ سے تعلق تہا - لیکن ضلع بندی جدید مین بیدر صوبہ گلبرگہ مین شامل اور علداری کو ضلع قرار دیکر صوبۂ ورنگل مین شریک کیا گیا اور ضلع نلگنڈہ جو سابق مین صوبۂ ورنگل سے تعلق رکھتا تہا - اس صوبہ مین داخل ہوا

ضلع میدک

یہہ ضلع درمیان ۱۷ - ۲۹ - ۱۸ - ۱۹ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۷ - ۴۷ - ۷۸ - ۳۲

شرقی طول بلد کے واقع ہے- شمال مین ضلع کریم نگر ضلع اندور جنوب ضلع اطراف بلدہ- مشرق حیدرآباد دکن مغرب ضلع بیدر و نارا ین کھیڑہ (علاقہ پائیگاہ) واقع ہین-

اس ضلع مین اکثر پہاڑ ہین- اور خاص میدک مین ایک بہت بڑا پہاڑ میدان مین واقع ہے دریاؤن مین مانجرا- پسپو ایر (ہلدی ندی) بہتی ہین- اور آبادی (۳۹۳۹۲۹) ہے- آب وہوا مرطوب رہتی ہے-

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۵) تعلقات میدک- اندول- کلبگور- باغات- سدی پیٹھ- ہین- سابق مین راماپیٹھ وٹیکمال بھی تھے- ضلع بندی جدید مین دونون تعلقے شکست کردیے گئے اور سدی پیٹھ ضلع کریم نگر سے اسمین شریک کیا گیا-

مشہور و نادر قصبات ودیہات کا تذکرہ حسب ذیل ہے-

اندول- یہان قطب شاہیہ وقت کی بنائی ہوی ایک پختہ مسجد موجود ہے- اور ایک پختہ دیول بھی ہے- مگر اوسکے بنانیوالے کا پتا نہین چلتا-

مشیرآباد- علاقہ باغات مین ایک مسجد پختہ بنی ہوئی ہے- مگر بانی کا پتا نہین چل سکتا-

ضلع نظام آباد

اسکا پہلا نام اندور تہا- تہوڑا ہی زمانہ ہوتا ہے کہ نظام آباد سے موسوم کیا گیا- یہ ضلع درمیان ۱۸-۱۵-۱۹-۳۷- شمالی عرض بلد اور درمیان ۷۷-۳۰-۷۹-۳- شرقی طول بلد کے واقع ہے-

اسکے شمال مین ضلع عادل آباد- جنوب مین ضلع میدک- مشرق مین ضلع کریم نگر-

مغرب مین دریائے مانجرا- گوداوری اور اضلاع ناندیڑ و پربہنی واقع ہین-
رقبہ (۴۰۴۲) مربع میل- آبادی ضلع کی (۶۴۷۲۴۳) ہے- آب و ہوا مرطوب- اہل بن
کثرت سے ہین-
مشہور پہاڑ بالاگہاٹ کا سلسلہ تعلقہ ٔبولی مین واقع ہے- شاہدری پربت کا پہاڑ تعلقہ ٔنرمل سے
شروع ہوکر ضلع پربہنی مین چلا جاتا ہے- چہوٹے چہوٹے پہاڑ متفرق طور پر ہین-
مانجرا- اور گوداوری اسکے بڑے دریا ہین- زبان علی العموم تلنگی ہے-

تقسیم تعلقات

ضلع نظام آباد مین (۵) تعلقات- نظام آباد- بودہن- آرمور- کاماریڈی- یلاریڈی- ہین
قبل ازین (۱۰) تعلقات تہے- یعنے تعلقات متذکرہ صدر کے علاوہ نرمل- نرساپور- بانسواڑہ
بہمگل ٹپی- مدہول- بہی اسی ضلع مین تہے- مگر ضلع بندی جدید مین تعلقات نرمل و نرساپور کو
ضلع عادل آباد مین شامل کیا گیا- اور مدہول ضلع ناندیڑ مین ضم ہوا- باقی بانسواڑہ و
بہمگل ٹپی شکست کرکے اونکے دیہات دوسرے تعلقات مین شریک کردئے گئے-
قابل ذکر تعلقات کی تفصیل حسب ذیل ہے-

بہیمگل - یہان ہر سال (۱۲) رجب کو نادار شاہ ولی کا عرس (۳) روز تک ہوتا ہے
اور نارائین سامی کی جاترا بہی تکلف سے ہوتی ہے-

اندور - اس تعلقہ مین خاصکر نیشکر موٹے اور شیرین ہوتے ہین- یہان کا سرکا
مصالح- تیل- اور عطر مشہور ہے- اور ہر سال وینکاتاش کی جاترا بڑی دہوم سے ہوتی ہے-

ضلع محبوب نگر

سابق مین اس ضلع کا نام ضلع ناگر کرنول تہا- ایک زمانہ ہوتا ہے کہ ضلع محبوب نگر سے

موسوم ہوا۔
یہ ضلع درمیان ۱۵-۵۵-۱۷-۲۷ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۷-۱۵-۷۹-۲۲- شرقی طول بلد کے واقع ہے۔
شمال مین ضلع اطراف بلدہ۔ جنوب مین دریائے کرشنا۔ مشرق مین ضلع نلگنڈہ۔ اور مغرب مین ضلع گلبرگہ۔ شوراپورا ور رایچور واقع ہے۔ رقبہ (۵۵۴۹) میل مربع۔ آب و ہوا مرطوب گرمی شدت کی پڑتی ہے۔
کتھل کے شمال مین یادگیر و کویل کنڈہ کی زمین تمام کہسار اور نیز کرشنا کی گہاٹی مین ابراہیم پٹن۔ ملکاپور۔ قاسم پیٹہ کے پاس پہاڑیون کے جہنڈ ہین۔
دریائے کرشنا۔ ڈنڈی۔ دیواگ۔ پداواگ اور دوسرے چھوٹی ندیان تمام ضلع کو سیراب کرتی ہین۔ اور تالابون کا جال تمام ضلع مین پھیلا ہوا ہے۔ انمین ابراہیم پٹن۔ چیرلاپلی۔ پالم بڑے تالاب ہین۔ آبادی (۶۷۹۵۵۰) نفوس ہے۔ تلنگی یہان کی خاص زبان ہے۔ گر کنڑی۔ مرہٹی۔ بنجارہ ہی بولی جاتی ہے۔ مسلمان اکثر اردو بولتے ہین۔

تقسیم تعلقات

ضلع محبوب نگر مین (۷) تعلقات۔ محبوب نگر۔ ناگر کرنول۔ کلواکرتی۔ پرگی۔ کتھل۔ امرآباد ہین۔ قبل ازین (۱۰) تعلقات تھے۔ جنین تعلقات متذکرہ صدر کے علاوہ نارایٔن پیٹہ۔ کویل کنڈہ۔ جڑچرلہ ابراہیم پٹن ہی تھے۔ گر ضلعبندی جدید مین یہ چارون تعلقات شکست کرکے اونکے دیہات دوسرے تعلقات مین شامل کردئے گئے۔ اور جو امرآباد و پرگی پٹیات کہلاتے تھے اونکو تحصیل بنایا گیا قابل ذکر قصبات و دیہات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
ابراہیم پٹن۔ یہان کا مشہور تالاب ابراہیم قطب شاہ نے تعمیر کرایا تھا۔ جسکے بھرنیکے واسطے

۵۶ میل کی نہر قصبہ سند نالا کے قریب سے دریائے الیا کی سے لائی گئی ہے۔
کوئل کنڈہ۔ یہان کا پہاڑی قلعہ پختہ اور مضبوط ہے۔ چند خستہ وشکستہ مساجد ومعابد نظر آتے ہین۔ یہان ہفتہ واری بازار لگتا ہے۔
نارائن پیٹھ۔ ۱۶ میل سیداپور ریلوی اسٹیشن سے بڑی تجارتگاہ ہے۔ آبادی قریب ۷ ہزار کے ہے۔ اسمین بنجارہ لوگ زیادہ رہتے ہین۔ ریشم کی تجارت کثرت سے ہوتی ہے۔

ضلع نلگنڈہ

یہ ضلع درمیان ۱۶-۲۱-۱۷-۴۷ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۸-۳۸-۷۹-۵۵ شرقی طول بلد کے واقع ہے۔ نلگنڈہ کی بستی دو طرف پہاڑون سے اور دو طرف مٹی کے پشتون سے گھری ہوئی ہے عرض مین بہت تنگ اور سراسر لمبی ہے۔ ان پہاڑونین سے ایک کا نام نلا۔ اور دوسرے کا گنڈا ہے۔ اور یہی اس بستی کی وجہ تسمیہ ہے۔ یہان بچھوؤنکی سخت کثرت ہے اسکے شمال مین ضلع ورنگل۔ جنوب مین دریائے کرشنا۔ مشرق مین ضلع محبوب نگر اور تعلقات صرفخاص مغرب مین اضلاع اطراف بلدہ محبوب نگر۔ واقع ہین۔
اس ضلع مین اکثر کہسار ہین۔ مگر پہاڑ مسلسل نہین ہین۔ اور دریاؤن مین صرف کرشنا۔ اور اوسکی خراجگذار ندیان موسی۔ دیکلیرو ندی۔ پداواگ وغیرہ بہتے ہین۔ تالاب قریب (۲۰۰) کے ہین۔ انمین دیول پلی۔ چیرو پلی۔ گوکاوارم۔ مدارم۔ من کنڈہ۔ اندوؤتی کے تالاب بہت بڑے ہین۔ آب وہوا مرطوب۔ گرمی شدت کی ہوتی ہے۔ آبادی کل (۷۲۲۹۹) ہے۔ زبان تلنگی۔ مرہٹی۔ بنجارہ بولی جاتی ہین۔ مسلمان اکثر اردو بولتے ہین۔

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین (۷) تعلقات نلگنڈہ۔ سوریاپیٹہ۔ مریال گوڑہ۔ دیور کنڈہ۔ بھونگیر چریال

مستقر (جنگانون) کو داڑ مستقر (بوچم چرلہ) ہین قبل ازین صرف مقدم الذکر پانچ تعلقات تھے- اب ضلعبندی جدید مین موخر الذکر دو تعلقات اور شریک کئے گئے ہین- کوداڑ و چریال پہلے ورنگل کے تعلقات تھے-

مشہور و قابل ذکر قصبات حسب ذیل ہین-

میسرم- حیدرآباد سے ۱۰ میل پر ایک قصبہ ہے- جہان میسرم کی فوج رہتی ہے- یہان اورنگ زیب نے ایک تبخانہ توڑ کر مسجد بنائی تھی-

دیورکنڈہ- یہان پہاڑی قلعہ ہے- جسکے دامن مین معمور بستی ہے- یہان کے رومال نہایت عمدہ ہوتے ہین- گو سوت اونکا موٹا ہوتا ہے- لیکن رنگ اور مضبوطی مین اعلی اور بہتر ہین-

بھونگیر- یہان غلہ اور تنباکو کثرت سے پیدا ہوتا ہے خانی خان نے لکھا ہے کہ یہان ایک مشہور ڈاکو پاپا رائے نامی ایک گروہ جمع کر کے قصبۂ شاہپور کو اپنا مسکن بنایا تھا- بھونگیر اور ورنگل وغیرہ مقامات کو تاراج کیا- آخرکار قتل ہوا- اوسکا سر اور ہاتھہ پانون کر حیدرآباد کے دروازہ پر عبرت کے لئے آویزان کئے گئے تھے- بھونگیر مین حضرت شاہ جمال بہار صاحبؒ کا عرس ماہ جمادی الاول مین نہایت تکلف و اہتمام سے ہوتا ہے- ہزارہا آدمی دور دور سے جمع ہوتے ہین-



جاگیرات صرفخاص جو بجائے نقد روپیہ دینے کے اخراجات متعلقۂ خاص حضور پرنور کے واسطے علیحدہ کئے گئے ہین۔ جنمین بعض تعلقات کا انتظام خود حضرت اقدس و اعلیٰ بذریعۂ معتمد صاحب صرفخاص انجام فرماتے ہین۔ اور چند تعلقات کا انتظام بتوسط تعلقداران اضلاع علاقۂ دیوانی ہوتا ہے اسمین ایک ضلع (جسکو اطراف بلدہ کہتے ہین) اور چند تعلقات ہین۔ اسکے علاوہ دو تین۔ ثبات منضبط جاگیرات کے بھی صرفخاص مین شریک ہین۔ مثلاً تحصیل جوکل (جاگیرات نواب امیر حیات علیخان اعتصام الدولہ مرحوم عرض بیگی) و پٹی عطاپور (جاگیر حضرت دلاور النسا بیگم صاحبہ مغفورہ) وغیرہ۔ اور حال ہی مین وہ تعلقات و باغات علاقۂ صرفخاص بھی جنکو حضرت نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان نے شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے تفویض فرمائے تھے۔ علاقۂ پائیگاہ سے بحکم اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ صرفخاص مین شامل و منتقل ہوگئے ہین۔ جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

از علاقۂ نواب سر خورشید جاہ مرحوم	از علاقۂ نواب سر وقار الامرا مرحوم
(۱) تعلقہ کھڑکہ باراہلی۔ (۲) پٹی ساستور۔ (۳) موضع حیات نگر (۴) موضع حیدر گوڑہ۔ (۵) موضع ناچوارم۔ (۶) موضع لالہ گوڑہ (۷) باغ حیات نگر۔ (۸) باغ لالہ گوڑہ۔ (۹) باغ بیرن علی آباد موسوم سلطان شاہی (۱۰) باغات سرورنگر۔	(۱) تعلقۂ اوپل۔ (۲) تعلقہ ہمنا آباد۔ (۳) موضع ناگورا۔ (۴) باغ منصور آباد۔ (۵) باغ ماسلے میان۔

علاقۂ صرفخاص کے صدر اعلیٰ کو معتمد صاحب صرفخاص کہتے ہین جنکے دو مددگار ہین اور ناظم تقسیم تنخواہ محلات و ناظم صاحب مخارج و مہتمم جمعیت صرفخاص بھی معتمد صاحب صرفخاص کے تحت مین ہین۔ ضلع اطراف بلدہ کا انتظام ایک اول تعلقدار کے سپرد ہے اور امداد کیلئے

ایک دوم تعلقدار ایک سیوم تعلقدار- ایک مددگار عدالت- ایک مددگار مال- ایک ناظم عطیات
ایک مددگار آبپاشی وصفائی وتعمیرات ایک مہتمم کوتوالی مقرر ہین- علاوہ ان کے تعلقات
پر پانچ پانچ تحصیلدار اور صیغہ کوتوالی مین چار پانچ امین بھی معین ہین- صرفخاص کے
جملہ ابواب کی آمدنی تخمیناً ۴۲ لاکھہ روپیہ ہے- اورحال مین جو تعلقات دباغات
پائیگاہ سے منتقل ہوئے ہین اونکی آمدنی علاوہ برین ہے-

ضلع اطراف بلدہ

ضلع اطراف بلدہ درمیان ۱۶-۴۷- اور ۱۷-۴۵ شمالی عرض بلد کے اور مابین ۷۷-۳۰- اور ۷۹
شرقی طول بلد کے واقع ہے-

حدود- رقبہ- پہاڑ- دریا

شمال مین بیدر- میدک- ایلگندل- جنوب مین ناگر کرنول- مغرب مین گلبرگہ- مشرق مین
نلگنڈہ اور کچھہ حصہ ناگر کرنول کا ہے رقبہ (۳۳۶۳) میل مربع- چھوٹی پہاڑیان ایسی واقع ہین
کہ گویا ایک طوفان عظیم نے اس سرزمین کو دہوڈالا ہے اور موسیٰ ندی سیوائے
تہوڑسے مغربی حصہ کے سراسر شرقاً- غرباً اس ضلع مین واقع ہے- اور اوسمین
ایک اور ندی پرگی شامل ہوکر غربی- جنوبی حصہ کو سیراب کرتی ہے- تانڈور کے نزدیک
ایک چھوٹی ندی ہے جو خود بھی اسی نام سے مشہور ہے- تالاب اس ضلع مین
بڑے اور وسیع ہین- آب وہوا ہمیشہ مرطوب اور آبادی تقریباً ۸ لاکھہ ہے-

تقسیم تعلقات

اس ضلع مین چار تحصیل ہین- تحصیل سمت شمالی (مستقر تعلقہ مڑچل) تحصیل سمت جنوبی
(مستقر تعلقہ منکال) تحصیل سمت شرقی (مستقر تعلقہ باغ عنبرپیٹہ) تحصیل سمت غربی

(مستقر تعلقۂ آصف نگر) ہے ان کے علاوہ تعلقۂ کیلور۔ پٹی پداپور۔ تحصیل جوکل پٹی عطاپور۔
تعلقۂ املکاپور۔ کا تعلق بھی ضلع اطراف بلدہ سے متعلق ہے۔ اور وہ تعلقات و باغات جو علاقۂ پائیگاہ
و صرفخاص مین منتقل ہوئے اونکی تفصیل ہم نے اوپر بیان کردیا ہے جو کر اعادہ کی ضرورت
ضلع اطراف بلدہ کے قابل ذکر مقامات و آثار قدیمہ کی تفصیل ذیل مین لکھی جاتی ہے۔

سکندرآباد۔ بلدۂ حیدرآباد سے ۶ میل شمال و شرق کی جانب سب سے بڑی چھاؤنی (۱۸۳۰
فیٹ سمندر سے بلند) آبادی تقریباً ۷۲ ہزار نواب سکندرجاہ مغفور کے نام سے موسوم ہے
اسمین مدراس کی فوج اور امدادی فوج رہا کرتی ہے۔ اس کے تہوڑے فاصلہ پر ترمل گیری
واقع ہے۔ یہان سولجرس کے لئے نہایت نفیس دو منزلہ بارکس بنی ہوئین ہین۔
اسکے شمال مین بلارم ہے جسکو الوال بھی کہتے ہین یہان پر انگریزی اور کنٹجنٹ کی فوج
رہتی ہے۔ یہان کی سالانہ جاترا مہاراجہ مدارالمہام بہادر سرکار کی جانب سے نہایت
دہوم دہام کیساتھہ ہوتی ہے۔

گولکنڈہ۔ حیدرآباد سے ۵ میل غرب کے جانب ایک پہاڑی پر یہہ قلعہ واقع ہے۔ ابتدا
مین یہہ ایک چھوٹا سا قلعہ پانگل نام تہا۔ بعد مین گولکنڈہ سے موسوم ہوا جسکو راجۂ ورنگل نے
بناکر ۷۶۵ھ م ۱۳۶۴ء مین محمد شاہ بہمنی کو دیا تہا۔ بعد مین قطب شاہیون کا پایہ تخت
ایک مدت تک رہا۔ جنہون نے اسکو مستحکم و وسیع کیا اور قلعۂ محمد نگر نام رکھا۔ اور
بعہد ابراہیم قطب شاہ نو مہینے کے عرصہ مین ۲۰ لاکھہ کے صرفہ سے قلعہ کا حصار تیار ہوا۔
اسکے حصار و حدود اسقدر وسیع ہین کہ اسکو ایک شہر کہنا چاہئیے۔ قلعہ کے اندر نو محل
نقارخانہ۔ عاشورخانہ۔ بہت سے شاہی مکان اسوقت بھی شکستہ حالت مین موجود اور
قلعہ کے باہر سلاطین قطب شاہیہ کے متعدد گنبد ایستادہ ہین۔

حیدر آباد دکن - تاریخ قطب شاہی مین لکھا ہے کہ محمد قلی قطب شاہ نے ۹۹۸ھ مین شہر
حیدر آباد کی بنا ڈالی - اور فرشتہ لکھتا ہے کہ محمد قلی قطب شاہ نے اپنی معشوق بھاگمتی کے
نام بھاگ نگر آباد کیا - اور ۷ اسال کے بعد پہلے نام کو بدل کر حیدر آباد سے موسوم کیا بعض
مورخون کا یہہ قول ہے کہ یہہ شہر سنہ ۱۰۰۰ھ م ۱۵۸۹ع مین بنایا گیا جسکی تاریخ بنا - یا حافظ - ۱۰۰۰
اور تاریخ اختتام مغز خندہ بنیاد ہے - ۱۰۹۷ جب خاندان قطب شاہیہ کا خاتمہ ہوا - اور اورنگزیب
بادشاہ دہلی کے قبضہ مین آیا تو اوس نے میر بہادر دل خان سبزواری المخاطب بہ جان سپار خان
کو حیدر آباد کا صوبہ مقرر کیا سنہ ۱۱۱۳ھ مین جان سپار خان کے انتقال پر اوسکا بیٹا رستم دل خان
صوبہ ہوا جسکو شہزادہ کام بخش نے سیکڑون تکلیفین دیکر مارا - اسکے بعد شاہزادہ کام بخش
بہادر شاہ سے جنگ کرکے مارا گیا تو بہادر شاہ نے یوسف خان روزبہانی کو صوبہ داری دی
جب یوسف خان مرگیا تو فرخ سیر نے خواجہ محمد المخاطب بہ بارز خان عماد الملک کو حیدر آباد
کا صوبہ بنایا اس نے حیدر آباد کی حصار بنوائی - مگر ناتمام رہگئی - چنانچہ اوس کے عہد مین
صرف دروازۂ چادر گھاٹ و دبیر پورہ کے جانب فصیل بالکنگرہ تیار ہوئی - بعد ازان
آصف جاہ بہادر کا قبضہ ہوا تو آپ نے باقی فصیل کنگرہ دار تعمیر کروائی - جسکا دور
۶ میل - رقبہ ۲ ۱/۴ مربع میل ہے -

پل کہنہ - سلطان ابراہیم قطب شاہ نے دو لاکھ ہون کے صرفہ سے تعمیر کروایا جسکی
تاریخ صراط المستقیم ہے ۹۸۱ھ اس پل کے تعمیر کے نسبت یہہ قصہ مشہور ہے کہ سلطان ابراہیم کا
بیٹا محمد قلی ایک طوائف بھاگ متی (جو موضع چچلم مین رہتی تھی) پر عاشق تھا - اور
اوس کی آمد و رفت روزانہ طوائف کے پاس رہتی تھی - ایک روز حسب عادت جانا
چاہا تو موسیٰ ندی طغیانی پر تھی - مگر اوسکی ملاقات کے شوق مین گھوڑا ندی مین ڈالا

اور پار ہوگیا۔ جب سلطان ابراہیم کو معلوم ہوا تو فوراً اس پل کی تیاری کا حکم دیا۔

پل چادر گھاٹ۔ یہہ پل بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر ۱۲۴۶ھ مین تیار ہوا جسکی تاریخ یہہ ہے ٪ ناصر الدولہ شاہ آصف جاہ ٪ کہ عدیلش گشتہ ندید نگاہ ٪ شد چو حکمش براجہ چندو لعل ٪ زود سازند پل بشام و پگاہ ٪ با سر عقل میجر اسٹورٹ ٪ پل بنا کرد مثل ہمرہ ماہ ٪۔

پل افضل گنج۔ یہ پل حسب الحکم نواب افضل الدولہ بہادر ۱۲۷۶ھ مین تعمیر ہوا۔ تاریخ حسب ذیل ہے
بعہد افضل الدولہ بہادر ٪ نظام الملک آصف جاہ دوران ٪ الٰہی تابود تابان مہ و خور ٪ بود خورشید اقبالش درخشان ٪ نکو دیوان او مختار ملک است ٪ کہ نیکی را بود ہر حال خواہان ٪ بود کرنیل ڈیوڈسن بہادر ٪ سفیر نیکدل ذی شوکت و شان ٪ مرادا مستقیم رود موسی ٪ زمعنی مصرعہ تاریخ برخوان ٪۔

پل چنپا دروازہ۔ اس پل کو نواب غالب الملک مرحوم نے رفاہ عام کے لئے بصرف زر ذاتی ۱۳۱۸ھ مین تعمیر کرایا۔ اور رسم افتتاح مین حضرت اقدس و اعلیٰ رونق افروز تھے اسکی تاریخ مولوی سید عبد القادر صاحب قانع نے یہہ کہی ہے ٪ عہد مین حضرت آصف کے بنا ٪ غالب الملک کا پل موسیٰ پر ٪ اسکی تاریخ کہی قانع نے ٪ واہ کیا خوب عمارت بہتر ٪

کوہ مولا علی۔ حیدرآباد سے ۸ میل پر ہے۔ ۱۶۔ ۱۷۔ رجب کو ہر سال عرس ہوتا ہے ہزارون آدمی آتے ہین۔ ۱۸ رجب کو پہاڑ کے واپسی پر لنگم پلی مین ایک بہت بڑا میلہ ہوتا ہے۔ تزک قطبیہ مین مرقوم ہے کہ ابراہیم قطب شاہ کا خواجہ سرا یاقوت نام بغرض تبدیل آب و ہوا اللہ گوڑہ مین مقیم تھا۔ خواب مین ایک عرب سبز پوش نے اوسکو کہا کہ حضرت علی نے تجھے یاد کیا ہے۔ اور یہہ حضرت کے روبرو گیا تو آپ اوس جگہہ کہ اب کوہ شریف پر آستانہ ہے۔ تشریف رکھتے تھے۔ جب اسکی آنکھ کھلی تو اوس نے

پہاڑ پر جاکر اشجار صحرائی کو صاف کیا - دیکہا کہ جس پتھر کو آپ تکیہ کئے ہوئے تھے اوس پر دست مبارک وپہلوے شریف کا نقش اوبہا ہوا تھا - الغرض اوس نے معمارون کو طلب کرکے چہوٹا سا رواق سنگ وآہک سے بنواکر اون نشانات کو اسمین نصب کیا - اور ابراہیم قطب شاہ نے اوسکے روبرو مسجد تعمیر کروائی - جو تا الی الآن موجود ہے - محبوب السلاطین مین لکہا ہے کہ ایک رات سلطان ابراہیم گولکنڈہ کے بالا حصار پر تفریحاً ٹہل رہا تھا - شمال کے جانب روشنی نظر آئی پوچہا کہ یہہ روشنی کیسی ہے رائے راؤ برہمن مصاحب نے عرض کیا کہ مولا علی کا علم ہے - اسلئے روشنی کیگئی ہے - سلطان نے جانیکا ارادہ کیا - کہتے ہین کہ وہان دراصل بت تھا اس برہمن نے فوراً اوسکو نکال کر علم استادہ کرادیا - جب بادشاہ گیا تو وہان جشن حیدری ترتیب دیا - اور غربا کو کہانا کہلوایا - اوس روز سے اتبک ہرسال عرس ہوتا ہے -

کوہ قدم رسول - کوہ مولا علی کے محاذی ایک پہاڑی ہے جو قدم رسول کے نام سے مشہور ہے - محمد شکر اللہ خان خانہ زاد سرکار آصفیہ نے بعہد حضرت غفرانمآب آثار شریف کو عمارات کہنہ قطب شاہیہ سے نکالکر یہان رکہا تہا - اور موضع ترملگیری وہان کے مجاورون کے اخراجات کے لئے جاگیر مقرر ہوئی - اس پہاڑی کے متصل ایک اور پہاڑی ہے - جہان ایک پتھر بالائے پتھر برابر مینار کے رکہا ہوا ہے - کہتے ہین کہ زمانہ سابق مین کسی راجہ کا یہہ قلعہ ارجن کے نام سے مشہور تہا - تاحال بنیاد دیوار وپتھر کا دروازہ موجود ہے -

سرور نگر - حیدرآباد سے ۴ میل جانب شرق واقع ہے - یہان کی آب وہوا نہایت مفرح وصحت بخش ہے - سنہ ۱۲۰۸ھ مین سرور افزا باغ منکوحہ نواب ارسطو جاہ مرحوم مدار المہام سرکار آصفیہ نے بنا کیا تھا - اوس زمانہ مین یہان ایک بازار نہایت تکلف کا ہوتا تھا جسمین ہاتھی - جواہر وغیرہ فروخت ہوتے تھے -

سلطان نگر - یہ پرانے قلعہ کے نام سے مشہور اور سرور نگر کے متصل ہے - سلطان محمد قطب شاہ نے ۱۰۲۳ھ مین اسکی بناڈالی تھی - مگر ناتمام رہگئی - اب بھی ویران قلعہ کے نشانات باقی ہین -

جامع مسجد - یہ مسجد باہتمام الف خان (جو امرائے قطب شاہیہ سے تہا) دو لاکھہ روپیہ کے صرفہ سے ۱۰۰۰ھ مین تعمیر ہوئی - اسکے متصل - خانقاہ - مدرسہ - حمام بھی تیار کئے گئے -

مکہ مسجد - سلطان محمد قطب شاہ نے اپنے ہاتہہ سے ۱۰۲۳ھ مین اسکی بنیاد کا پتھر رکھا - اور مسجد کا نام بیت العتیق رکھا گیا - جب اورنگ زیب نے گولکنڈہ فتح کیا تو بعہدہ مکہ مسجد کے نام موسوم ہوئی - اور اس عہد مین حصار - حوض دروازہ - برج - کلس وغیرہ تیار ہوئے - اور خانہ وسطی متصل منبر کے (جو وسیع تھا) دیوار کہینچ دیگئی - اسکا طول (۷۰) درعہ عرض (۴۳) درعہ - بلندی معہ کلس (۴۹) درعہ ہے -

شاہی عاشور خانہ - بعہد حکومت سلطان محمد قلی ۱۰۰۳ھ مین ساٹھہ ہزار روپیہ کے خرچ سے تیار ہوا - اور سلطان عبد اللہ کے زمانہ مین چینی کی نقاشی کیگئی -

لعل صاحب - کہتے ہین کہ آنحضرت کا خود مبارک جو معرکۂ کربلا مین جناب سید الشہدا کے سر مبارک پر تہا - اوسکی بینی کا ٹکڑا میدان کارزار مین گر پڑا - کسی زوّار نے پایا - اور وہ رفتہ رفتہ عادلشاہیون کے ہاتہہ آیا - سلطان عمر نے اوسکو نقرئی تعویذ مین بند کرکے اور اوپر صندل لپیٹ کر لفظ اللہ کی صورت علم بنواکر بمقام بیجاپور عشرہ شریف مین استادہ کرتا تھا - جب وہ سلطنت مغلون کے ہاتہہ آئی تو وہ علم حیدرآباد لایا گیا - اور اتبک عشرہ شریف مین غرہ کو استادہ ہوتا ہے اور نوین کو شب عاشورہ اوسکی سواری نہایت تزک واحتشام کیساتہہ اوٹھتی ہے -

حسینی علم - ایک شخص آغا علی نام نے ایک آہنی علم بنواکر ایک تلوار جو مدینہ منورہ مین

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منسوب تھی اوسکو اوس علم کے وسط مین نصب کرکے
بزمانۂ قطب شاہیہ حیدرآباد لیکر آیا۔ پادشاہ نے اوسکا استقبال کیا۔ اور اوسکو طلاکاری نشان
کرکے عشرہ شریف مین استادہ کرنیکا حکم دیا۔

علم بی بی۔ بی بی حیات ما صاحبہ ایک علم پنجتن پاک کے اسما متبرکہ کا طغرا بنوا کر حیدر خدمتگار کے
ذریعہ محرم شریف مین شہر کے باہر استادہ کرواتی تھین۔ اسلئے عوام مین اوسکا نام بی بی کا
علم مشہور ہوگیا چنانچہ تاحال اوس رسم قدیم کے موافق بروز عاشورہ نہایت ہی طمطراق سے
ہاتھی پر سواری نکلتی ہے تماشبین ومعتقدین ہزارون ساتھہ رہتے ہین۔ کسیقدر سرکاری
فوج بھی انتظام کیلئے ساتھہ رہتی ہے۔

لنگر۔ کہتے ہین کہ سلطان عبداللہ ۱۳ ذیحجہ کو من مورت ہاتھی پر سوار ہوکر نکلا تھا۔ دفعتاً ہاتھی
مست ہوکر جنگل کو نکل گیا۔ سلطان کی والدہ نے بیقرار ہوکر درگاہ ایزدی مین التجا اور
یہہ منت کی کہ شہزادہ سلامت آوے تو ایک لنگر (زنجیر) سونیکا ہاتھی کے لنگر کے ہموزن
بنواکر حسینی علم لیجاؤنگی پھر اوسکے ٹکڑے کرکے محتاجون مین تقسیم کرونگی۔ چنانچہ شہزادہ
صحیح وسالم آیا۔ بی بی نے اپنے وعدہ کو پورا کیا۔ اور اوس روز سے لنگر کا رسم شہر حیدرآباد
مین رواج پایا۔ محرم شریف مین ابتک ہزارون لنگر امیر وغریب کے گھرون سے
نکلتے ہین۔ یہانتک کہ خاندان آصفیہ مین بھی یہہ رسم جاری ہے۔ اور ۵ محرم کو جو لنگر
مشہور ہے وہ صرف شاہی فوج کا داخلہ ہے۔

چشمۂ بی بی۔ بخشی بیگم عرف حیات بی بی ما صاحبہ مادر سلطان عبداللہ قطب شاہ شہر کے
جنوب ایک صحرائے پرفضا مین جہان ایک چھوٹی سی پہاڑی پر ایک چشمہ تھا ہر پنجشنبہ سیر کو
جایا کرتی تھین۔ اوس زمانہ سے اوس چشمہ کا نام بی بی کا چشمہ مشہور ہوگیا۔ چونکہ ایک

اسم جسکا اطلاق کثیر پر آتا ہے اور وہ مطلق کہا جاوے تو ذہن سامعین کا فرد کامل کے طرف جاتا ہے
پس بدین لحاظ بی بی کے نام سے جناب سیدۃ النساء مراد لیکر مخلوق نے وہان چلہ بنایا
نی زمانناً اکثر کنواری لڑکیون کو وہان لیجاکر نہلاتے ہین۔ اور یہہ منت جلد شادی ہونیکے لئے کیجاتی
فلک نما۔ بی بی کے چشمہ کے متصل جو پہاڑی ہے۔ اوسپر ایک عالیشان محل نواب
سر وقارالامرا بہادر نے بنوایا تھا۔ جسکا نام فلک نما مشہور ہوا۔ اب یہہ مکان حضرت
اقدس و اعلی کی ملک ہے۔ کیونکہ نواب صاحب ممدوح نے اپنی زندگی مین یہ عالیشان
محل حضرت بندگانعالی کو فروخت کرڈالا تہا۔
بم رکن الدولہ۔ بلدہ سے ڈیڑہ کوس پر یہہ پانی کا چشمہ واقع ہے۔ جسکو نواب
رکن الدولہ مدارالمہام سرکار آصفیہ نے ۱۲؟؟ھ مین تعمیر کرایا تہا۔ جسکی تاریخ یہہ ہے (چون آن
رکن دولہ بنام حسین ٭ بنا کرد این چشمہ فیض عام ٭ پئے سال تاریخ گفتا خرد ٭ بخوار آب
سرو سے بیاد امام ٭ اس چشمہ کا پانی نہایت خوشگوار و لطیف ہے۔ چنانچہ ابتک
سلاطین آصفیہ اسی چشمہ کا پانی نوش فرماتے ہین۔ اور چشمہ پر ایک پہرہ ہمیشہ متعین رہتا ہے
اور کمال حفاظت کیساتھ سربمہر پانی آتا ہے۔
باغ جہان نما۔ بیرون دروازہ علی آباد بعہد نواب مغفرت منزل ۱۲۳۸ھ مین نواب
شمس الامرا امیر کبیر بہادر نے ایک دلچسپ و پر فضا باغ تیار کراکر متعدد مکانات بطرز جدید
و قطع عجیب بنوائے تہے کہتے ہین کہ باغ و مکانات کی تیاری مین تقریباً پانچ لاکھ روپیہ صرف ہوئے
بارادری مہاراجہ چندولال۔ دودباولی کے دروازہ کے باہر مہاراجہ چندولال نے
ایک بہت بڑا باغ اور بارادری بصرف زر کثیر تعمیر کرایا تھا۔ جو تاحال موجود ہے۔ اکثر
شایقین بسیر و تفریح کے لئے وہان جاتے ہین۔

باغ عامہ - جسکو محبوب باغ اور پبلک گارڈن بہی کہتے ہین شہر سے ۲ میل کے فاصلہ پر ایک نہایت وسیع باغ بعہد (نواب میر محبوب علیخان فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ بہادر) بصرف زر کثیر تیار کیا گیا اور اس باغ مین اقسام اقسام کے چرند و پرند موجود ہین - شیر چیتے بورنچے . وغیرہ بہی رکھے گئے ہین اور عین وسط مین ایک مختصر سا مکان جسکی دیوار و چہت و دروازے وغیرہ لوہے کے ہین بنایا گیا ہے اور اسی باعث وہ لوہے کے مکان سے موسوم بہی ہے حال ہی مین بیادگار جشن چہل سالہ سالگرہ مبارک حضور پرنور ٹون ہال کے تعمیر کا بنیادی پتھر بہی رکھا گیا ہے غالبا عنقریب مین تیار ہو جائیگا اور چہل سالہ سالگرہ مبارک کا جشن بہی اسی باغ مین انجام پایا تہا - چنانچہ اوس جشن کے لئے ایک درباری مکان یعنی تھیٹر کی طرز و روش پر تیار کیا گیا تہا جو ابتک موجود ہے - اور پرنس آف ویلز کی تشریف آوری کے موقع اور چہل سالہ سالگرہ مبارک کی یادگار مین - یہان ایک بہت بڑی نمایش گاہ قایم کیگئی تہی اس باغ کو مجموعی حیثیت سے اگر حیدرآباد کا عجایب خانہ کہین تو سزاوار ہے کیونکہ یہان پر سیر و تفریح کے کل اسباب مہیا اور موجود ہین اور حیدرآباد مین کسیوقت پر جو ناٹکون کا ورود ہوتا ہے تو اونکا تھیٹر اکثر اسی باغ مین قایم کیا جاتا ہے -

پہاڑی حضرت بابا شرف الدین صاحب قدس سرہ العزیز - یہ پہاڑی شہر سے تقریباً ۸ میل کے فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے اور حضرت کا مزار اس پہاڑی پر واقع ہونے سے آپ ہی کے نام سے موسوم ہے چنانچہ ہر سال ۲۰ شعبان کو حضرت کا عرس نہایت تکلف و اہتمام سے ہوتا ہے ہزارون آدمی جمع ہوتے ہین -

پہاڑی حضرت شاہ محمود صاحب قدس سرہ العزیز - یہ پہاڑی شہر سے تقریباً ۵ میل کے

فاصلہ پر ہوگی اور حضرت موصوف کی مزار کے لحاظ سے یہ پہاڑی حضرت ہی کے نام سے موسوم ہے ہر سال عرس نہایت دہوم دہام سے ہوتا ہے۔

جاترا کشن باغ - یہ باغ میر عالم کے تالاب کے متصل اور راجہ رگھو رام متوفی کا یہ باغ ہے اور یہ جاترا بھی راجہ صاحب معز کی بنا کردہ ہے اب اونکی اولاد مین راے کیانی لعل بہادر اور راے واسدیو. راے صاحب موجود ہین جنکے حسن انتظام سے یہہ جاترا ہر سال دہوم دہام کیساتھہ ہوتی ہے ہزار ہا ہنود جمع ہوتے ہین -

جاترائے رام باغ - اس جاترا کے بانی راجہ درگا پرشاد متوفی مشرف محلات مبارک تھے اور ہر سال بصرف زر کثیر یہہ جاترا انجام پاتی ہے ہزار ہا ہنود جمع ہوتے ہین

اب ہم یہان پر شہر حیدر آباد کے مشہور مقامات و آثار قدیمہ وغیرہ کی تفصیلی حالات کو ختم کرتے ہین اور ذیل مین اجمالاً بعض بعض مقامات کے اعراس و میلے و جاترا وغیرہ کے صرف نام لکھدیتے ہین کیونکہ اگر تفصیل سے کام لیا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہو جائیگی -

مقامات اعراس	حضرت برہنہ شاہ صاحب قدس سرہ - حضرت حسین شاہ ولی صاحب قدس سرہ - حضرت یکہ شاہ صاحب - حضرت میر نواب صاحب - حضرت شاہ خاموش صاحب - حضرت [illegible] - حضرت نور الدین شاہ صاحب - حضرت یوسف صاحب و شریف صاحب - حضرت محمد حسن صاحب - حضرت آغا داؤد صاحب - حضرت [illegible] صاحب - حضرت فرید صاحب - حضرت میر مومن صاحب - حضرت حبیب علی شاہ صاحب - حضرت بہادر علی شاہ صاحب - [illegible] زبردست خان - حضرت موسی قادری صاحب
جاترا	رادہا باغ - لچھمن باغ - جل گوڑہ - چندرائن گٹہ - الوال - باغ [illegible] - سیتا رام باغ -
میلے	تاڑبن - سنگیسر کی باولی - [illegible] - عنبر پیٹہ - چنچل پیٹہ - رلتا پور - سلطان باغ - باغ ٹولی چوکی - پیرزادہ گوڑہ - [illegible]
مساجد	مسجد چوک - مسجد دار الشفا - مسجد افضل گنج - مسجد عیدگاہ - موتی مسجد - مسجد ٹیپو خان - مسجد الماس - مسجد قطب عالم صاحب - مسجد کاروان -
[illegible]	لنگر کوٹھی - باغ عدن - باغ [illegible] - سرائے ٹیپو خان - کوٹھی محسن الملک -

گلِ ششم

ملکِ مفوضۂ برار

جب ۱۷۹۹ء مین سرینگ پٹن مفتوح ہوا۔ اور ملک میسور کی تقسیم کردیگئی تو سرکار عظمت مدار سنے
سرکار عالی سے یہہ اقرار کیا تہا کہ وہ اس سرکار ابد پائیدار کو اونکے نہایت خوفناک
دشمنون سے بچانیکے لئے ایک مستقل فوج ۸ ہزار پیدل اور ایک ہزار سوار کی یہان
رکہیگی واقعی یہہ وہ زمانہ تہا کہ سلطنت آصفیہ اپنے چند طامع و شریر دشمنون سے گھری ہوئی
تہی۔ یعنے پیشوا۔ سندہیا۔ ہولکر۔ بہونسلہ۔ یہ چارون مرہٹے اس کوشش مین تھے
کہ سلطنت آصفیہ کے ٹکڑے کرلین یا کم سے کم ریاست کا بہت بڑا حصہ چہین لین۔
الغرض ۱۸۰۰ء مین ایک عہدنامہ ترتیب پایا۔ اور اوسکے روسے سرکار عالی نے
سرکار عظمت مدار کو بہت بڑا حصہ ریاست میسور کا جو اون کے حصہ مین آگیا تہا بدین
وعدہ عطا فرمایا کہ اس عطیہ کے معاوضہ مین وہ اپنے ذاتی خرچ سے کم از کم نو ہزار کی
فوج ہر طرح مسلح اور مستعد یہان رکہا کرین۔ یہی اس فوج کی ابتدا و بنیاد ہے۔ جسکو حیدرآباد
سبسڈیری یا کمکی فوج حیدرآباد کہا کرتے ہین اس فوج کی ایجاد سے صرف یہی مطلب تھا
کہ فقط بیرونی دشمنون کے لئے کام آئے۔ چنانچہ عہدنامہ کے یہہ فقرے صاف تھے
کہ یہ فوج نہ سلحداری اور پولیس کا کام دیگی اور نہ محاصل کے وصول کرنے مین مدد کریگی

آخر ۱۸۰۵ع مین یہہ فوج قایم کیگئی مگر جب ایک یا دو وقت علاقہ برار مین چند معتد امرا کے مقابلہ مین
بہیجی گئی تو ایسی بغاوت ظاہر کی کہ آیندہ کے لئے انتظام مکرر ضرور معلوم ہوا - اور مسٹر ہنری
رسل صاحب رزیڈنٹ نے یہہ کام اپنے ذمہ لیا - اور ۱۸۱۳ع مین کئی پلٹنین قایم کرکے
ارن، بریورہ مین افسر مقرر فرمائے - سال بسال اس فوج کی تعداد بڑہتی گئی اور رسل
برگیڈ کے نام سے مشہور ہوئی ۱۸۱۷ع سے ۱۸۱۹ع تک اسکا شمار ۷ یا ۸ ہزار آدمی کے درمیان
رہا ہے - اور جنگ پنڈارون مین اس فوج نے نہایت دلیری سے کام کرکے اپنے کو ناموری
دبہادر ثابت کیا - اس زمانہ مین اس چہوٹی سی فوج کا سالیانہ خرچ ۴۰ لاکہہ روپیہ تہا جو سرکار
نظام دیتی تہی - مگر فوج صاحب عالیشان کے تحت کہلاتی تہی - اور تقررات بہی وہی کرتے تھے
اس فوج کے خرچ کا مالی انتظام ولیم پامر اینڈ کو کی بڑی دوکان سے متعلق تہا - جسکے تعلق
اورنگ آباد کے اطراف واکناف کے بڑے بڑے اضلاع سکئے گئے تہے - کیونکہ وہ اس
فوج کا مستقر قرار دیا گیا تہا - اگرچہ اس طریقہ سے اور خصوصاً اس وجہہ سے کہ پامر اینڈ
کمپنی کے سود کی شرح تیس سے چوبیس روپیہ فیصدی سالانہ تہی - سرکار عالی پر زیادہ
بار پڑتا تہا مگر جمعیت کی تنخواہ برابر دیجاتی تہی ۱۸۲۰ع مین مسٹر رسل کا تبادلہ ہوا اور مسٹر
چارلیس مٹکاف (جو بعد لارڈ ہوئے) اونکے قایم مقام قرار پائے - جب یہہ رزیڈنٹ ہوئے تو
انہون نے اس ساہوکار کو بری نظر سے دیکہا اور خیال کیا کہ اگر فوری تدارک نکیا جاتا تو
آگے چلکر یہہ لوگ ریاست مین ایک خوفناک پولیٹکل طاقت پیدا کرینگے - چنانچہ اس خیال سے
انہون نے اس دوکان کے مالی تعلقات کو جو ریاست کے ساتہہ تہے منقطع کردیا اور
۶۰ لاکہہ کا قرضہ جو اس دوکان نے اوندنون سرکار کو دیا تہا - معہ دوسرے ذمہ داریون کے
مدار کے ذمہ کرادیا - غرض کہ جملہ رقم قرضہ ایک کروڑ ساٹہہ لاکہہ روپیہ سرکار

عظمت مدار نے اپنے ذمہ لی اور اوسکی ادائی مین رقم خراج سرکار شمالی جو سرکار عظمت مدار سے
بحساب ۶۰ لاکھہ سالیانہ اس سرکار کو ملا کرتی تہی ہمیشہ کے لئے معاف کر دیگئی اس کارروائی کے
دو سال بعد پامر اینڈ کو نے دیوالہ نکالا یہہ زمانہ مہاراجہ چندو لال بہادر کے مدار المہامی کا تہا۔ مہاراجہ
بہادر نے صاحب عالیشان کو کنٹنجنٹ مین مداخلت کرنیکا پورا حق دیدیا اسلئے اب پانچ برگیڈیر رکہے
گئے۔ ہر ایک کے ساتہہ کامل اسٹاف مقرر کیگئی اور افسرون کو بہی خاص و معقول تنخواہ دیجانے لگی
جس سے کنٹنجنٹ کا ماہانہ خرچ تین لاکھہ سے بہی زیادہ ہوگیا چونکہ مہاراجہ بہادر کو سرکار عالی کی ضروریات
و کنٹنجنٹ کی تنخواہ کی ادائی کے لئے قرض لینے کی لامحالہ ضرورت واقع ہوتی تہی جو ہمیشہ بڑے بڑے ہوے
سود پر ساہوکارون سے لیا جاتا تہا۔ اور ادائی مین متفرق اضلاع اون کے نام منتقل کر دئے
جاتے تہے اس کارروائی کا ضروری نتیجہ یہی نکلا کہ محاصل ریاست مین رفتہ رفتہ کمی واقع ہوتی
گئی۔ اور مہاراجہ بہادر کو سال بسال کنٹنجنٹ کی خرچ کا روپیہ دینے مین دقت واقع ہونے لگی۔
کنٹنجنٹ کے خرچ کا کیا پوچھنا وہ تو بتدریج ۴۰ لاکھہ تک بڑہ گیا مگر تنخواہین علی حالہ زیر باقی مین
پڑتی گئین آخرش نوبت یہانتک پہونچی کہ ۱۲۱۸ء مین سرکار عظمت مدار نے ۵۰ لاکھہ کا
دعوے ہی کر دیا ۱۲ سال تک اسکی ادائی کے متعلق جہگڑا چلتا رہا۔ یہانتک کہ ۱۸۴۳ء مین
مہاراجہ بہادر کی دیوانی ختم ہوئی اونکے بعد ریاست مین مدار المہامون کا متواتر تغیر و تبدل
ہوتا رہا۔ کئے مہینون تک تو بالکل کوئی مدار المہام ہی نہ رہا۔ اور مالی حالت روز بروز
خراب ہوتی جاتی تہی۔ ایک طرف سے روپیہ کا تقاضا دوسرے جانب سے اقرار و حیلہ کیا
جاتا تہا کبہی یہ بہی ہوتا تہا کہ کچہہ روپیہ علی الحساب دیدیا جاتا اور پہر وہی ابتدائی حالت
ہوجاتی سیہ تو سب کچہہ ہوتا تہا مگر کنٹنجنٹ یا اوس کے خرچ مین تخفیف کرنیکی کوشش نہین
کیجاتی تہی اور نہ طرفین سے اس فوج کے توڑنیکی خواہش ظاہر ہوتی تا ۱۸۵۱ء تک

حالت رہی اور سرکار عظمت مدار کا قرضہ ستر لاکھ تک پہونچ گیا اس زمانہ مین لارڈ ڈلہوزی
گورنر جنرل ہوے انہون نے جنرل فریزر کو لکھا کہ سرکار عالی پر اس قرضہ کے نسبت
دباؤ ڈالا جائے اور یہہ تجویز ہوی کہ بعض اضلاع علاقہ برار چند سال کے لئے تا ادائی قرضہ
گورنمنٹ کے سپرد کئے جاین مگر یہہ بات حضرت بندگانعالی کو ناگوار گذری اور خزانۂ صرفخاص سے
نصف رقم قرضہ یکمشت ادا کر دیگئی اس سے کچھہ عرصہ تک امن رہا لیکن شدہ شدہ پہر حالت بد سے
بدتر ہوگئی پہر لارڈ ڈلہوزی نے لکھا کہ اگر سنہ ۱۸۵۲ء کے ختم تک مناسب انتظام نہوگا تو اس
قرضہ اور آئندہ کے خرچ کے نسبت کوئی معتدبہ ضمانت درکار ہوگی اب ہمکو دیکھنا یہہ ہے
کہ قرض کی حالت اور نوبت یہانتک پہونچ گئی مگر فوج کے تخفیف کے نسبت کوئی تجویز
پیش نہ کیگئی چنانچہ سنہ ۱۸۵۲ء کے آخر مین قرضہ ۷۰ لاکھ کے حد کو پہونچ گیا اس دفعہ لارڈ ڈلہوزی نے
مطلق رعایت نکرنے کا مصمم ارادہ کرلیا اور یہہ ٹہان لی کہ خواہ کچھہ ہو اون اضلاع پر جنہین
پہلے بتادیا گیا تہا قبضہ کرلیا جائے وہ تحریر جسمین گورنر جنرل نے اسکی تکمیل کا بیڑہ اوٹہایا ہے
ایک عجیب بلکہ حیرت انگیز کاغذ ہے چنانچہ گورنر جنرل لکھتے ہین کہ ”مین ایک ایماندار شخص
ہونیکی حیثیت سے مین خیال کرتا ہون کہ کنٹجنٹ کا وجود کسی عہدنامہ کے رو سے درست
نہین ہے سنہ ۱۸۰۰ء کے عہدنامہ کے مطابق ہم صرف زمانۂ جنگ مین ۶ ہزار پیدل اور
نو ہزار سوارون کی مدد کے مستحق ہین لیکن برخلاف اسکے صلح اور جنگ دونون
زمانہ مین پانچہزار پیدل دو ہزار سوار اور چوبیس توپین ہمیشہ رکھی گئی ہین ہمارا حق
ہز ہائنس کی فوجون سے کبہی کبہی کام لینے کا ہے مگر عملاً ہم نے انہین بالکل اپنی
فوج کی طرح رکہا ہے گذشتہ ۳۵ برس کے عرصہ مین نظام کی فوجین معاہدہ کی
رو سے کبہی طلب نہین کیجاسکتی تہین کیونکہ گورنمنٹ ہندوستان اور نظام دکن

ملک کبھی اس عرصہ مین کسی فریق سے جنگ نہین کی لیکن اس تمام زمانہ مین کنٹنجنٹ
مختلف قوتون کے ساتھہ برابر برابر رکھی گئی ہے فی الواقع کنٹنجنٹ کے اخراجات
غیر معمولی اور غیر ضروری طور سے بھاری رہے ہین لیکن بحیثیت ہندوستان کے گورنر
جنرل ہونے کے یہ میرے امکان سے باہر ہے کہ مین یہہ قرضہ آپ پر معاف کردون
اگر آپکو کنٹنجنٹ کا رکھنا منظور نہین تہا تو یہ بات سرکاری طور پر صاف صاف کہدینی چاہیے تہی
لیکن ایسا آپ نے کبھی نہین کیا لہذا ہم کنٹنجنٹ کے خرچ کے بابت ایک ایک پائی آپ سے
پانیکے مستحق ہین اور اسکے لئے ایک نئے معاہدہ کی ضرورت ہے جس سے فوج کی تنخواہ
ماہ بماہ ملنے کا معقول انتظام ہوجائے اور وہ اسطرح کہ چند اضلاع ہمیشہ کے لئے برٹش
قبضہ مین لیلئے جائین اگر ہز ہائنس منظور کرلینگے تو چالیس لاکھہ کا قرضہ معاف کردیا
جائیگا اور اگر اسکی منظوری سے انکار کیا گیا اور آیندہ کنٹنجنٹ کے قیام سے ناراضمندی
ظاہر کیگئی تو فوج علیحدہ کردیجائیگی لیکن یہہ رفتہ رفتہ ہوسکتا ہے کیونکہ گورنمنٹ ہندوستان
نظام کے اقرار کے بھروسہ پر اون افسرون اور سپاہیون کی نوکری کی ذمہ دار ہوچکی ہے
لیکن اضلاع کی تفویض کا دعوے اس صورت مین بہی قایم رہیگا تاکہ فوج کی اسوقت
تک کی باقاعدہ تنخواہ کا جبتک کہ وہ علیحدہ کیجائے انتظام ہوسکے اور اگر اوسکا کوئی
خیال نہ کیا گیا تو گورنمنٹ کو اون اضلاع پر فوجی قبضہ کرلینا لازمی ہوجائیگا الحاصل اس
مطلب برآری کے لئے گورنر جنرل نے جنرل لو کو (کیونکہ جنرل فریزر ان دنون حیدرآباد
مین نہ تہے) ۱۸۵۳ء مین حیدرآباد روانہ کیا اور جنرل لو نے ۱۳ اپریل ۱۸۵۳ء کو ہز ہائنس
نواب ناصرالدولہ بہادر سے ملاقات کی اور عہدنامہ پیش کیا جسمین علاقہ برار اور
دوسرے اضلاع رائچور دوآبہ وغیرہ دوام دینے کی تحریک تہی جسکے معاوضہ مین

قرضہ کا مطالبہ منسوخ اور کنٹنجنٹ قایم رکھنے کا وعدہ کیا گیا تھا مگر بندگان عالی نے اسبات کو بالکل نامنظور
فرمایا اور بہت کچھہ زور دار باتین کین اور اوس تقریر کا پہلا فقرہ یہہ تھا کہ خدا نے مجھے اس عزت تک
پہنچائے" اور خاتمہ کے الفاظ یہہ تھے کہ "مین کسی قسم کا کوئی نیا معاہدہ خواہ اوسمین تم میرا کتنا ہی
فائدہ بتاوین کرنا نہین چاہتا۔ اور امید ہے کہ گورنر جنرل آیندہ کسی قسم کا نیا معاہدہ کرنیکی بابت
پر مجھے مجبور نکرینگے"۔ مگر اسکا اثر رزیڈنٹ پر کچھہ بھی نہوا۔ اور معاہدہ کرنیکے لئے برابر زور ڈالا گیا۔
اور اسی دوران مین ۱۴ مئی کو کپتان کتھہ برت ڈیوڈسن صاحب نے (اول مددگار رزیڈنٹ)
نواب سراج الملک بہادر کو لکھہ بہیجا کہ صاحبعالیشان نے اونہین یہ اطلاع دینے کے لئے طلب کیا ہے
کہ "سرکار عالی کیساتھہ عہدنامہ کے متعلق کارروائی موقوف کردیگئی۔ اور یہ کہ اسی روز کے
ٹپہ مین نواب گورنر جنرل بہادر سے فوج کی حرکت دینے کے لئے درخواست کیجاتی ہے"
اور اسی خط مین کپتان ڈیوڈسن نے یہ بھی لکھا کہ اونکے بھتیجے نے پونہ سے لکھا ہے کہ "وہان کے
گورون کو حیدرآباد پر چڑھائی کرنیکے لئے مستعد رہنے کا حکم دیدیا گیا ہے"۔ اب اسکے بعد
مجبوراً حضور پرنور نے ۲۱ مئی سنہ ۱۸۵۳ع کو اوس نئے عہدنامہ پر دستخط فرمادی جسکے رو سے
برار کے چند اضلاع عرایچور دوآب اور اضلاع شلہ پور و احمدنگر کے حدود علاقۂ نظام سے
نکل کر برٹش مقبوضات مین شامل ہوگئے جسکی خالص آمدنی ۵۰ لاکھہ سالانہ تھی البتہ
اوس معاہدہ مین اسقدر ترمیم کیگئی کہ استمراری کا لفظ اوڑادیا گیا اور امانی کا لفظ
داخل ہوا اور اسی عہدنامہ مین ایک فقرہ یہ بھی تھا کہ جو کچھہ رقم بعد وضع خرچ بچ جایا کریگی
وہ واپس دیجائیگی اور اسکا سالانہ حساب بھی پابندی کیساتھہ پیش ہوگا اور رزیڈنٹ
بہادر نے ہز ہائنس کو معاہدہ کے وقت یہ بھی یقین دلایا کہ یہہ انتظام عارضی ہے
مگر حقیقتاً یہہ انتظام ہمیشہ کے لئے تھا اور اس عہدنامہ کے تعمیل کے پہلے ہی سال

کنٹنجنٹ کے خرچ مین گورنمنٹ نے تخفیف کردی اور جو خرچ کہ ۱۸۵۳ء مین قریب (۴۰) لاکھہ کے تھا
دو سال کے بعد (۲۴) لاکھہ تک گھٹا دیا گیا مگر یہہ تخفیف اسکے قبل ہنین ہوگئی اگر کیجاتی تو یہہ نوبت نہ آتی
اسکے بعد نواب ناصرالدولہ بہادر نے تقریباً چہہ مرتبہ اضلاع مقبوضہ کی واپسی اس شرط پر چاہی کہ تنخواہ
ماہ بماہ دینے کا معقول انتظام کردیا جائیگا مگر گورنمنٹ نے ہمیشہ نامنظور کیا اسی اثناء مین نواب
ناصرالدولہ بہادر نے ۱۸۵۷ء مین انتقال فرمایا اور اسی سال ہندوستان مین غدر کا منحوس
چہرہ نظر آیا اور چارون طرف سے بغاوت و سرکشی کے آثار پیدا ہوگئے گورنمنٹ انگریزی
طرح طرح کے جان گسل مصائب مین پہنس گئی مگر اس برے وقت مین سرکار نظام کے
جانب سے سرسالارجنگ اعظم نے گورنمنٹ کی اس خوبی کے ساتھہ امداد و اعانت کی
کہ ہر ایک دوست و دشمن کی زبان سے صدائے احسنت و مرحبا نکلی- اور حیدرآباد کنٹنجنٹ نے
بہی بلوہ کے فرو کرنیمین نہایت دلیری اور جرأت سے کام لیا- چنانچہ کرنل ڈیوڈسن
لکہتے ہین کہ نظام کے وزیر نے جس مستعدی و استقلال اور بیدری کیساتہہ برٹش
گورنمنٹ کی مدد کی وہ تعریف سے باہر ہے" سر رچرڈ ٹیمپل کے الفاظ یہہ ہین کہ "نظام
اور اونکے وزیر کے خدمات لاجواب تہین" الحاصل شروع مین اپنی مشکوری ظاہر کرنیکے واسطے
کورٹ آف ڈائرکٹرس نے گورنمنٹ ہندوستان کو لکہا کہ نظام کی خدمات کا سب سے
اچہا معاوضہ کسطرح ہوسکتا ہے لیکن اس قسم کے خیالات عرصہ تک قایم نرہے ۲۲- دسمبر ۱۸۶۰ء
کو غدر سے دو برس بعد سرکار نظام کی خیرخواہی کا معاوضہ اسطرح دیا گیا کہ پچاس لاکھہ کا
قرضہ معاف کرکے ایک نئے معاہدہ کی رو سے اضلاع رائچور دوآبہ و نلدرگ (عثمان آباد)
محاصلی بارہ لاکھہ روپیہ مسترد کر دئے گئے اور ایک چھوٹا سا سمستان شوراپور کا (جو بغاوت
کی وجہہ سے شریک گورنمنٹ انگریزی ہوگیا تہا) کامل اقتدارات کے ساتھہ حوالہ کیا گیا-

اور انکے عیوض مین ایسے اضلاع جو برار مین انگریزی مقبوضہ اضلاع سے ملے ہوئے تھے
لیلئے گئے جنکی خالص آمدنی ۳۲ لاکھہ روپیہ کلدار سالانہ تہی غرض اس کارروائی مین سرکار
نظام کو کچھہ بہی نہین ملا۔ چنانچہ کرنل ڈیوڈسن رزیڈنٹ کو اقرار کرنا پڑا کہ اگر دیکھا جائے تو
ہم نے کچھہ ہی واپس نہین کیا۔ علاوہ اسکے اس جدید معاہدہ کے ذریعہ وہ سابقہ شرط جو برار کا
حساب سالانہ تبلانیکے متعلق تہی یک لخت اڑا دیگئی اور ۱۸۵۳ء سے ۱۸۶۰ء تک برار کے
محاصل مین تبدریج ترقی بھی ہوتی گئی اور اس سات سالہ مدت مین بعد وضع اخراجات (۲۵ لاکھہ
۵۰ ہزار) بچت ہوئی جو سرکار نظام کو ملنی چاہیئے تہی مگر معاملہ برعکس نکلا کیونکہ صدر محاسب صاحب
سرکار عظمت مدار نے دو ابواب غیر منفصلہ ملکی اور فوجی اخراجات کا بقایا (۳۵ لاکھہ ۷ ہزار پانچسو
چالیس) نکالکر اوس بچت کی رقم کا مجموعہ خرچ کر لیا اور جو کمی رہی وہ دوسرے سال کی بچت سے
وصول کیگئی بہرحال سرکار نظام کو کچھہ بہی نہ دیا اسکے علاوہ ۱۸۱۲ء سے ۱۸۵۳ء تک (جو ۴۱
سال کا زمانہ ہوتا ہے) چھاؤنی سکندرآباد و جالنہ کی آبکاری کا محاصل ہی سرکار عظمت
مدار کے قبضہ مین تہا جو سالانہ ایک لاکھہ روپیہ کے حساب سے اکتالیس لاکھہ روپیہ ہوتا ہے
وہ بہی سرکار نظام کو واپس نہین کیا گیا اور نہ اوسکا کبھی حساب تبلایا چنانچہ ۱۸۵۳ء کے
عہدنامہ سے دو سال قبل جب سرکار عالی نے کہا کہ وہ رقوم بہ تصفیہ رقم بقایا منہا کردئے
جائین تو جنرل فریزر صاحب نے یہہ لکھکر انکار کر دیا کہ ایک مشتبہ دعوے کو اصل رقم کے
تصفیہ مین دخل نہین دیا جا سکتا مگر آیندہ یہہ اونکا انکار قائم نرہا اور ۱۸۵۳ء کے عہدنامہ کے
بعد کرنل ڈیوڈسن نے لکھا ہے کہ سرکار عالی پر جو ۴۳ لاکھہ بقایا کا دعوے کیا جاتا ہے
وہ صحیح نہین ہے کیونکہ سکندرآباد و جالنہ کے بچت آبکاری کی رقم بحساب سالانہ ایک لاکھہ
روپیہ کے ۴۱ سال کے اکتالیس لاکھہ روپیہ جو سرکار نظام کے نام جمع ہونیکے تھے

ہم نے اونکو اپنے یہان جمع کر لیا ہے وہ لایق و ایسی ہین اگر اوسکا سود لگایا جائے تو رقم اور
بہی زیادہ ہوتی ہے کیسلئے کہ ہم نے اوس رقم کا جو کنٹنجنٹ کی ماہوار مین دیگئی ہے فیصدی
چہہ روپیہ سود لگا کر سرکار نظام سے وصول کیا ہے مزید برآن برار کے محاصل مین آمدنی
کروڑگیری بہی شریک تہی جسکو سرکار عظمت مدار نے باین خیال کہ عملاً یہ ضلع سرکار ہند کا
ایک حصہ ہے موقوف کر دیا جس سے ۷ سال کے عرصہ مین سرکار عالی کے اٹہارہ لاکہہ
روپیہ کا نقصان ہو گیا حالانکہ یہہ بہی از روئے عہدنامہ ۱۸۵۳ء سرکار نظام کے نام جمع
ہونا تہا اب ایک اور امر یہان قابل ذکر ہے کہ جنرل لو نے مدارالمہام وقت کو یہہ یقین
دلایا تہا کہ انتظامی خرچ فی روپیہ دو آنہ کے قریب یا تخمیناً ساڑہے بارہ روپیہ فیصدی ہوگا
اور ۱۸۶۰ء مین جب دوسرا عہدنامہ لکہا گیا اس خرچ انتظامی پر بحث چہڑی گورنمنٹ آف انڈیا نے
کہا کہ اگر یہہ خرچ ساڑہے بارہ روپیہ فیصدی سے زیادہ ہو جائیگا تو وہ اپنے جیب سے
دیگی مگر حضور پرنور کو یہہ بات ناگوار گذری اور اپنی دریادلی کو کام فرما کر ارشاد فرمایا کہ ایسی
سخت پابندی کی ضرورت نہین ہے پہر کیا تہا تہوڑی اور گفت و شنید کے بعد یہہ مسئلہ
قطعی طور پر طے ہو گیا اور کرنل ڈیوڈسن نے اوسیوقت بتاریخ ۱۲- اکتوبر ۱۸۶۰ء
گورنمنٹ آف انڈیا کو بذریعہ تار اطلاع دی کہ خرچ انتظامی پچیس روپیہ فیصدی (یعنے فی روپیہ
چار آنہ) مقرر کیا جاسکتا ہے لیکن ہمکو عہد کرنا چاہئے کہ اس فیصدی سے آیندہ تجاوز
نکرین مگر اسکی پابندی بالکل نہین کیگئی اور خرچ انتظامی پچیس روپیہ فیصدی سے بہی
بڑہتے بڑہتے پچاس روپیہ فیصدی (یعنے آٹہہ آنہ فی روپیہ) بلکہ بعض سنین مین باون و
چوپن روپیہ فیصدی (یعنے آٹہہ آنہ فی روپیہ سے بہی زیادہ) ہو گیا لیکن ۱۸۹۲ء و ۱۸۹۳ء
مین پچاس روپیہ فیصدی رکہا گیا اس تمام کارروائی کا نتیجہ یہہ نکلا کہ سرکار عالی کو جو بچت

یجاتی ہے اوسمین کمی ہوتی گئی اور سنہ ۱۸۶۲ء سے تو محاصل برار مین جلد جلد ترقی ہونے لگی اور ہر سال بچت کی رقم
بڑہتی گئی مگر جہانتک دیکھا جاتا ہے اسبات کا کہین پتا نہین ملتا کہ سنہ ۱۸۶۷ء و سنہ ۱۸۶۸ء تک سرکار آصفیہ کو
اصل رقم بچت دیگئی ہو حالانکہ اوسوقت رقم بچت ۲۵ لاکہہ سے کم نہ تہی لیکن اسی سال پہلے پہل سرکار عالی کو
صرف ۵ لاکہہ روپیہ دئے گئے اسکے بعد سات سال تک ہر دوسرے سال مین رقم بچت دیگئی ہے یعنے
تین وقت کرکے ۱۰ لاکہہ روپیہ دئے بہرحال کسی سال بھی پوری بچت نہین دیگئی سنہ ۱۸۷۷ء مین ۱۴ لاکہہ
روپیہ اور سنہ ۱۸۷۸ء مین ۱۲ لاکہہ روپیہ بچت کی رقم ملی اسکے دوسرے سال سنہ ۱۸۷۹ء مین صرف ایک لاکہہ پچاس
ہزار روپیہ بچت سرکار عالی کو وصول ہوئی اور رقم بچت کی تعداد ہمیشہ متفاوت المقدار رہی ہے
حالانکہ سنہ ۱۸۹۵ء سے برار کی آمدنی ایک کروڑ سے زاید ہو گئی مگر سرکار عالی کو جو بچت وصول ہوئی
اوسکی مقدار ایک لاکہہ - دو لاکہہ - پانچ لاکہہ - چہہ لاکہہ رہی چنانچہ سنہ ۱۸۵۳ء سے سنہ ۱۸۹۵ء تک سرکار عالی کو
رقم بچت کے بابتہ تبیس (۳۲) لاکہہ چالیس ہزار ستائیس پونڈ وصول ہوئے اب واپسی برار کے متعلق جو بیانات
کیگئین وہ قابل ملاحظہ ہین ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ء کو سر سالارجنگ اعظم نے ایک خط رزیڈنٹ کو لکہا کہ ہمین
برار کی واپسی کنٹنجنٹ کی تنخواہ باقاعدہ ماہ بماہ ادا کرنیکا معقول انتظام کردینے کے معاوضہ مین نہین چاہئے
بلکہ اون حقوق کے عوض مین جو گورنمنٹ کے ذمہ نظام کے واجب تہے وہ یہہ ہین کہ تیسری جنگ میسور کے
خاتمہ پر سنہ ۱۷۹۹ء مین ہندوستانی خاندان کا ایک شخص میسور کی ریاست کا مالک کر دیا گیا تہا جو سنہ ۱۸۶۶ء
مین ضعیف ہو گیا چونکہ اوسکا کوئی وارث نہ تہا اسلئے برٹش گورنمنٹ نے اوسکے الحاق کا ارادہ
کیا اور اس تجویز پر سوائے راجہ کی رعایا کے کوئی اعتراض کرنیوالا بھی نہین تہا لیکن اس معاملہ مین
آپ سمجہہ سکتے ہین کہ کہانتک اونکی شنوائی ہونیکی امید کیجا سکتی تہی صرف نظام سنہ ۱۷۹۹ء کے
معاہدۂ تقسیم کے بموجب روپیہ کی صورت مین حصہ پانیکے مستحق تہے جنکی تعداد ساڑہے ۱۴ لاکہہ
روپیہ سالانہ ہوتی تہی علاوہ برین سنہ ۱۸ء کے معاہدہ کی تیسری پوشیدہ شرط کے مطابق

گمسور کا نصف آمدنی اور کرنول کی پوری آمدنی (اس رقم کو منہا کرنیکے بعد جو نظام گورنمنٹ کو بطور
پیشکش کے دیتے تھے) جسکی تعداد ساڑے اٹھارہ لاکھہ روپیہ ہوتی تہی - پانیکے مستحق تھے اس لئے
سر سالار جنگ نے ان دعوؤن کی تکمیل مین جو ساٹھہ لاکھہ روپیہ سالانہ پر پہونچتے تھے
برار واگذاشت کئے جانیکی جو ۲۷ لاکھہ روپیہ سالانہ کے معاوضہ مین گورنمنٹ کے قبضہ
مین تہا درخواست کی سر سالار جنگ کی یہہ درخواست بالکل درست تہی لیکن چونکہ
ریاست میسور کا ملحق ہونا ابہی دقت کی بات تہی اسلئے سر سالار جنگ باقی ½ ۰ لاکھہ
روپیہ کا جو گمسور و کرنول کا لگان منہا کرنیکے بعد ہی کنٹنجنٹ کی تنخواہ کے بابتہ نظام کے ذمہ باقی
رہتے تھے نہایت معقول انتظام کرنیکو تیار تھے لیکن یہہ درخواست نامنظور کیگئی اور لکہا گیا
کہ آیندہ سے دربار حیدرآباد کی تحریکین زیادہ سنجیدہ اور درست ہونی چاہئین اور جن
دعوؤن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اونہین محض باطل قرار دیا گیا - البتہ گورنر جنرل نے
رزیڈنٹ کے ذریعہ یہہ لکہا کہ درخواست اوس وقت تک قابل پذیرائی نہین ہو سکتی جبتک کہ
حیدرآباد کنٹنجنٹ کی تنخواہ کا دوسرے ذریعہ سے قابل اطمینان انتظام نہ کر دیا جائے
اب سر سالار جنگ نے دوسرا انتظام کرنا شروع کیا - اتنے مین سنہ ۱۸۶۹ء مین نواب افضل الدولہ
بہادر نے وفات پائی اور حضور پرنور کی کمسنی کیوجہہ سے سر سالار جنگ اور امیر کبیر
شمس الامرا ریجنٹ مقرر ہوئے سنہ ۱۸۷۲ء مین ریجنٹون نے (۸۰) لاکھہ پونڈ کی رقم جسکے سود سے
کنٹنجنٹ کی تنخواہ نکل سکتی تہی گورنمنٹ کو پیش کی اور برار کی واپسی چاہی لیکن گورنمنٹ نے
ایک سال غور کرنیکے بعد یہہ جواب دیا کہ سنہ ۱۸۵۳ء و سنہ ۱۸۶۰ء کے معاہدہ کا اصل اصول ملکی گارنٹی
ہے اور نیز یہہ کہ انگریزی یا دوسرے مہاجنون سے اتنا بڑا قرضہ لینا سخت قابل اعتراض
بات ہے لیکن سرکار عالی نے اس خیال کی زور سے تردید کر دی اب لارڈ سالسبری

وزیراعظم نے اس مقدمہ کی پوری پوری کیفیت طلب کی اور یہان سے مکمل روئداد بھیجی گئی
اور اوسمین صاف صاف تبلا دیا گیا کہ اگر یہ ضمانت قبول نہ ہوگی تو یہ ریاست گورنمنٹ کے
اوس وعدہ کے بموجب جو کرنل لو کے ذریعہ کیا گیا تھا کنٹنجنٹ کو علیحدہ کر دیگی تاکہ برار کی
واپسی ہوجائے کیونکہ بجز اسکے کوئی دوسرا علاج باقی نہین رہا اسکے جواب مین وزیر ہند نے
وہی اپنا پرانا خیال (کہ یہ انتظام منظور نہین ہوسکتا) ظاہر کر دیا اور مسٹر سی بی سنڈرسن
رزیڈنٹ نے ریچمنڈ شون اور دیگر امراء دولت کو مدعو کرکے دعوت کے ختم پر کہا کہ چونکہ حضور ملکہ معظمہ کی
گورنمنٹ نے برار واپس نہ ہوسکنے کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے اسلئے مین اٰیندہ سے کوئی مراسلہ
اس بارہ مین روانہ کرنیکے لئے نہ لونگا اور یہہ بہی کہا کہ وقار الامرا (جو سر سالار جنگ سے
ہمیشہ برسر پرخاش تھے) گورنمنٹ کی رائے سے متفق ہین اس سے رزیڈنٹ صاحب کا
یہہ منشا تہا کہ سر سالار جنگ اپنے ارادہ سے باز آجائین لیکن سر سالار جنگ اس قسم کے
آدمی ہی نہ تہے کہ ایسی ذرا ذرا سی باتون کی پروا کرتے ایک ہفتہ کے بعد ریچمنڈ شون نے
رزیڈنٹ کے نام ایک مراسلہ بہیجا جسمین اونہون نے منجملہ اور باتون کے ایک بات
یہہ بہی لکہی کہ موجودہ جواب محض دعوؤن کے جا و بیجا ہونے پر بحث کرنیسے انکار کے
برابر ہے حالانکہ انکی واجبیت مین مطلق اعتراض کی گنجائش نہین ہے مگر رزیڈنٹ
یہہ کہکر واپس کیا کہ وائسرائے کی صریح ہدایتین مجہے اس تحریر کو آگے بہیجنے سے روکتی
ہین اب ریچمنڈ شون نے کہا کہ اسکو سکرٹری آف اسٹیٹ کے پاس بہیجدیا جائے لیکن رزیڈنٹ نے
پہر واپس کرکے یہہ لکہا کہ اُن باتون سے سوائے اسکے کہ آپ اور امیر کبیر دونون کے
اور برٹش گورنمنٹ کے تعلقات مین جنہین نظام کی نابالغی کے زمانہ مین قایم رکہنے کی
گورنمنٹ نہایت آرزومند ہے فرق آجائے ریاست کو کچھ فائدہ نہوگا اس پر سر سالار جنگ نے

اور اونکے ہم منصب* نے وہ کارروائی کی جواب اگر کوئی راجہ یا نواب وغیرہ انکی جرأت کرے تو
اس سے نہ صرف انگلو انڈینس ہی مین ہل چل پڑجائے بلکہ کرنیوالے کو اسکا خمیازہ اچھی
طرح بھگتنا پڑے ۔ لیکن سر سالار جنگ کے جی سے لگی ہوئی تھی کہ وہ اوس دھبّہ کو دہو ڈالین
جو اونکے چچا کی وزارت کے آخری دور مین برار کے معاملے کیوجہہ سے اونکے خاندان پر
پڑگیا تہا ۔ دو برس قبل اونہون نے خود کرنل لمسڈن سے بیان کیا تہا کہ "مین اس غرض کی
تکمیل کے لئے ہر ایک کام کرنیکو تیار ہون خواہ اوس سے میرے اور برٹش گورنمنٹ کے
دوستانہ تعلقات ہی کیون نہ منقطع ہوجائین" چنانچہ اب براہ راست وزیر ہند کو لکہا اور صاحب
موصوف نے اسپر کوئی اعتراض ہی نہین کیا ۔ اسکے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد پرنس
آف ویلز (موجودہ ملک معظم) بغرض سیاحت ہندوستان تشریف لائے مگر پروگرام
مین حیدرآباد کی سیاحت نہین رکھی گئی تھی جب سر سالار جنگ نے سرکار نظام کو شہزادہ
بہادر سے کلکتہ لیجاکر شرف ملاقات حاصل کرانا چاہا تو رزیڈنٹ بہادر نے بلحاظ کم سنی و کمزوری
(اوسوقت اعلیحضرت کی طبیعت علیل تھی) وہان جانیکی اجازت نہ دی اور ڈاکٹر (ڈاکٹر؟)
رزیڈنسی سرجن نے بھی ممانعت کی اب صرف سر سالار جنگ شہزادہ بہادر سے ملنے
گئے اور شہزادہ ممدوح نے سر سالار جنگ کو انگلستان آنیکی دعوت دی چنانچہ سر سالار جنگ
۱۸۷۶ء مین انگلستان گئے اور آپکا استقبال وہان پر نہایت دہوم دہام سے کیا گیا ۔
اور محل بکنگہم مین ملکہ معظمہ کے ساتھہ کہانا کہانیکا شرف بھی حاصل ہوا انگلستان کے سربرآوردہ
اخبارات ٹائمز، سپاٹرڈی ریویو، ہیلڈ نے مسئلہ برار کو نہایت زور شور سے اوٹھایا ۔
اور جلد واپس کردینے کی سفارش کی جسکا فوری اثر یہہ ہوا کہ وزیر ہند نے سر سالار جنگ بہادر
کو ہندوستان واپس جانے پر برار کے متعلق از سر نو تحریک کرنیکی اجازت دی

دسمبر ۱۸۷۶ء مین جب سر سالار جنگ و امیر کبیر نے برار کے متعلق نئی درخواست دی تو رزیڈنٹ نے
اوسکے لینے سے انکار کیا اس اثنا مین جنوری ۱۸۷۷ء مین ایک دربار دہلی مین منعقد ہوا
جسمین تمام رؤسائ ہندوستان مدعو کئے گئے اور اعلیحضرت و سر سالار جنگ بہی اوس
دربار مین شریک ہوئے اور لارڈ لٹن والیسرائے ہند کو برار کے واگذاشت کے متعلق
درخواست دی جسکو والیسرائے بہادر نے وزیر ہند کی خدمت مین روانہ کردیا اور لارڈ
سالسبری وزیر اعظم انگلستان نے ۱۸ مہینے تک اوسکو بیکار ڈال رکہا۔ اور یہان ۱۲ اپریل ۱۸۷۷ء
کو امیر کبیر شمس الامرائے وفات پائی۔ مسٹر رچرڈ میڈ رزیڈنٹ نے نواب سر وقار الامرا کو اونکی
جگہہ نامزد کیا۔ اور ۲۹ ستمبر ۱۸۷۷ء کو نواب وقار الامرا ریجنٹ دوم مقرر ہوگئے اور رزیڈنٹ
نے ایک معاہدہ یہہ تیار کیا کہ ریجنٹ و دیوان نظام کے سن بلوغ کو پہونچنے تک برار کے
معاملہ مین خاموش رہینگے چونکہ وقار الامرا بہادر پہلے ہی اوس پر دستخط کرچکے تہے
اسلیئے اب سر سالار جنگ کو بہی اونکی اتباع مین دستخط کرنا پڑا۔ اور اپریل ۱۸۷۹ء
وزیر ہند کا یہہ مراسلہ آیا کہ نظام کی نابالغی کے زمانہ مین برار کے مسئلہ پر غور نہین کیا
جاسکتا۔ اس سے برار کے معاملے کا ہمیشہ کے واسطے خاتمہ ہوگیا۔ اسکے بعد ۱۸۸۰ء و
۱۸۸۱ء مین مسٹر رابرٹ نائٹ نے اخبار لنڈن اسٹیٹس مین حیدرآباد کی طرفداری
مین برار کے متعلق بہت پرزور مضامین لکہے جس سے ہندوستان اور انگلستان مین
کہلبلی سی پڑگئی۔ اور حکام بہی چونک اوٹہے اور وزیر ہند نے اسکی تحقیقات در
دریافت کا بہی وعدہ فرمایا مگر چند روز کے بعد وہ تمام حالات رفت و گذشت ہوگئے
اور حیدرآباد کو اس سے بہی کوئی نفع نہین پہونچا۔ اور برار بدستور برٹش گورنمنٹ کے
قبضے مین رہا۔ ۱۸۸۳ء مین خود سر سالار جنگ اعظم راہگرائے عالم جاودانی ہوئے اور اپنے

دل کی آرزو دل ہی مین لیکے ان کے ساتھہ ہی برار کی واپسی کے امید کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ گو اوسکے دوسرے ہی سال سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کو گورنمنٹ نے پوری اختیارات سلطنت عطا فرمائے اور مکرر رسم مسند نشینی بھی عمل مین آئی۔ اور اسکے بعد نواب عماد السلطنۃ نواب سر آسمانجاہ۔ نواب سر وقار الامرا مہاراجہ بہادر یمین السلطنت یکے بعد دیگرے خدمت وزارت سے سرفرازی پائے مگر یہہ نہ معلوم ہوا کہ کسی ایک زمانہ مین برار کے واپسی کے لئے کوشش بھی کیگئی اور سر سالار جنگ اعظم کے قدم بقدم چلنے اور اونکے ارادون کے تکمیل کا ارادہ بھی کیا گیا یا نہین الحاصل سنہ ۱۹۰۲ء مین جب لارڈ کرزن والیسرائے بہادر حیدرآباد تشریف لائے تو برار کی امید ونکا پورا پورا خاتمہ ہوگیا اور جو کسیقدر امید وابستہ تہی وہ بھی نسیاً منسیاً ہوگئی اور نئے معاہدہ کے رو سے برٹش گورنمنٹ نے برار کا استمراری ٹھیکہ لے لیا یکم نومبر سنہ ۱۹۰۲ء سے انگریزی مقبوضات مین شمار ہونے لگا۔ اور سرکار نظام کے برار کے متعلق حسب ذیل حقوق باقی رکھے گئے مین۔

(۱) ۲۲ لاکھہ روپیہ سالانہ کی آمدنی سرکار نظام کو اوسوقت دیجائیگی جبکہ کوئی آیندہ والیسرائے اوسے ناقابل عمل خیال نکرے۔

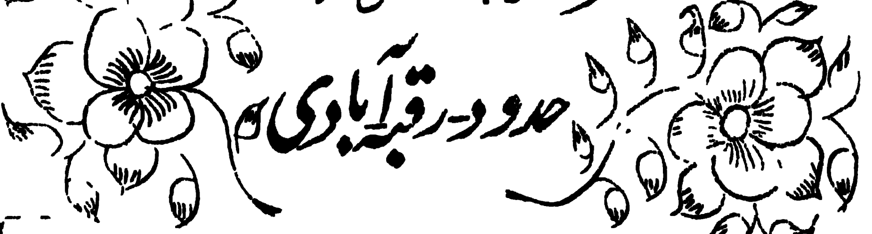
(۲) عید کے موقعہ پر سال مین ایک مرتبہ سرکار نظام کا جھنڈا اوڑایا جائے گا۔

اب تو برار ممالک وسطی اور ناگپور مین ضم کردیا گیا ہے اور مستقر برار مین جو کمشنر علاحدہ تہا وہ موقوف کردیا گیا کنٹجنٹ کی چھاؤنیان جو مومن آباد۔ لنگسگور۔ بولارم وغیرہ مین تہین وہ برخاست کردیگئین بہرحال تخفیف و کفایت شعاری کے تمام کار روائیان عمل مین لائے گئے ہین۔

اب ہم بھی یہان پر برار کی جغرافیائی حالت وغیرہ کی صراحت کرکے اس مضمون کا خاتمہ کردیتے ہین —



برار - درمیان ۱۹-۲۶- اور ۲۱-۴۶ شمالی عرض بلد ار مابین ۷۵-۵۸-۴۵-۷۹-۱۱-۱۳ مشرقی طول بلد کے واقع ہے -



شمال و مشرق مین ملک متوسط (سنٹرل پراونسیز) جنوب مین ملک سرکار عالی مغرب مین احاطہ بمبی ہے رقبہ (۱۷۷۱۷) آبادی (۲۸۹۷۰۴۰) نفوس کی ہے -

ست پڑے کے پہاڑون کا سلسلہ شمال مین اور اجنٹا کے پہاڑ جنوب مین واقع ہین - ست پڑے کے دامن کو پائین گہاٹ اور اجنٹا کے کہسار زمین کو بالا گہاٹ کہتے ہین -

پورنا - تاپتی - وردہا - پائین گنگا بڑے دریا ہین - چھوٹی چھوٹی پہاڑی ندیان بھی شمال و جنوب کے پہاڑیون سے نکلی ہین قدرتی جھیل صرف ایک لونار ہے جسکا پانی بہت مشہور ہے - پیداوار مین جوار - تل - روئی - معدنیات مین کوئلہ اور لوہا نکلتا ہے - آب و ہوا اعتدال پر ہے برار کے دو حصے کئے گئے ہین - شرقی اور غربی - ہر ایک حصہ مین

ایک کمشنر رہتا ہے اسمین چھہ ضلع ہین جنکے رقبہ وغیرہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام ضلع	تعداد تعلقات	رقبہ میل مربع	تعداد دیہات	آبادی	جملہ داخل	جملہ مخارج	بچت
امراوتی	۴	۲۷۵۹	۱۰۱۵	۵۷۵۳۲۸	ایک کروڑ نو لاکھ ستانوے ہزار روپیہ کلدار	بیانوے لاکھ اکتیس ہزار روپیہ کلدار	سترا لاکھ چھیانوے ہزار روپیہ کلدار
اکولہ	۵	۲۶۶۰	۹۷۰	۵۹۲۴۹۲			
ایلچپور	۳	۲۶۲۳	۷۳۳	۳۱۳۸۰۵			
بلڈانہ	۳	۲۸۰۴	۸۸۷	۴۳۹۷۶۳			
وُن	۴	۳۹۰۷	۱۱۳۹	۳۹۲۱۰۲			
باسم	۳	۲۹۵۸	۸۴۱	۳۵۸۸۸۳			
جملہ	۲۲	۱۷۷۱۱	۸۵۸۵	۲۶۷۲۹۷۳			

فہرست [illegible]

[illegible]

٧٨٦

مقدمہ

کارآمد و مفید معلومات

دلچسپ و اہم واقعات

ہم اپنے معزز ناظرین کی معلومات کو وسیع اور ضروری یادداشتوں سے استفادہ حاصل کرنے کیلئے ذیل میں چند کارآمد و مفید معلومات و دلچسپ و اہم واقعات کا خلاصہ درج کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ نوٹ نہایت اختصار کے ساتھ لکھے گئے ہیں مگر حاوی المطالب ضرور ہیں۔

گل اول

دلچسپ معلومات متعلق بہ ممالک غیر

(۱) دنیا کی بڑے بڑے ممالک کے رائج الوقت سکے

نام ملک	مختلف سکوں کے نام	ہندوستانی قیمت		
		روپیہ	آنہ	پائی
۱	۲	۳	۴	۵
امریکہ	ایگل (۱۰ ڈالر)	۲۰	۱۳	۴
امریکہ	ہاف ایگل (۵ ڈالر)	۱۰	۶	۸

امریکہ	ڈالر (۱۰۰ سنٹ)	۲	۱	۴	فرانس	سلورہ فرانک پیس	۲	۰	۲
آسٹریا	سوورن ڈی آر	۱۳	۱۵	۰	،،	فرانس ۱۰۰ اسنٹائیم	۰	۶	۴
،،	ڈوکٹ	۴	۱۱	۴	،،	شو	۰	۰	۴
،،	فلورن یا گلڈن	۱	۰	۴	ہمبرگ	گولڈ ڈوکٹ	۴	۱۰	۱۰
،،	نوین بگیر (۲۰ کریوئس)	۰	۵	۶	،،	رکس ڈالر	۲	۴	۰
انگلستان	پونڈ (۲۰ شلنگ)	۱۰	۰	۰	،،	ڈبل مارک (۲۰ شلنگ پیس)	۱	۲	۱۰
،،	گنی (۲۱ شلنگ)	۱۰	۱۰	۰	،،	مارک (بینکو)	۰	۱۱	۸
،،	شلنگ (۱۲ پنس)	۰	۸	۰	ہالینڈ	گولڈ رائڈر	۱۲	۶	۶
،،	پنس	۰	۰	۸	،،	گولڈ ۱۰ فلورن پیس	۸	۴	۰
بلجیم	فرانس کے سکے چلتے ہیں	۰	۰	۰	،،	سنہری فلورن پیس	۲	۸	۲
برازیل	پیپر ملریز	۱	۲	۰	،،	فلورن یا گلڈر	۰	۱۳	۴
،،	گولڈ پیس (۲۰ ملریز)	۲۲	۸	۰	،،	سیٹور (۵ سنٹ)	۰	۰	۸
،،	سلور پیس (۲ ملریز)	۲	۴	۰	جاپان	اچیبو	۰	۱۴	۸
چلی	ڈالر (۸ ریلز)	۲	۱	۴	ناروے	ڈالر	۲	۳	۲
چین	ٹیل (۱۰ میس ۱۰۰ کینڈرین)	۰	۰	۰	،،	سپیسیر ڈالر (۵ مارک یا ۱۲۰ سکلنگ)	۲	۰	۰
،،	۰۰۰ ایکش	۳	۰	۰	پرتگال	گولڈ ملریز	۲	۴	۰
ڈنمارک	کرسچن ڈی اور	۸	۴	۲	،،	سلور ہاف ملریز	۱	۲	۰
،،	رکس ڈیلر	۲	۴	۰	،،	کروسیڈو (۴۰۰ ریس)	۰	۱۴	۵
[illegible]	گولڈ نپولین	۷	۱۵	۰	پرشیا	ڈبل گولڈ فریڈرک	۱۶	۵	۲

پرشیا	گولڈ فرڈرک	۸	۲	۴	ہسپانیہ	ڈالر (ہارڈ)	۲	۱	۴
״	تھیلر	۱	۷	۲	״	ڈالر (پلینٹ)	۱	۹	۱۰
״	سلور گروشن	۰	۰	۹	״	ریل (ویلن)	۰	۱	۹
روس	گولڈ امپیریل (۱۰ روبل)	۱۶	۱	۶	سویڈن	گولڈ ڈوکٹ	۴	۹	۶
״	ہاف گولڈ امپیریل	۸	۰	۸	״	رکس ڈالر	۲	۳	۰
״	سلور روبل	۱	۹	۰	״	رکس ڈالر بنیکو	۰	۱۳	۳
״	۱۰ کاپک پیس	۰	۲	۶	ٹرکی	گولڈ زیکن	۲	۱۲	۰
״	۵ کاپک پیس	۰	۲	۶	״	سلور اپیا پٹر لیس	۰	۱۴	۰
ہسپانیہ	ڈبلون	۳۲	۰	۸	״	پیاسٹر (۴۰ پارہ)	۰	۱	۶
״	پسٹول	۸	۰	۰					

نوٹ ۔ واضح ہو کہ مندرجہ بالا قیمتیں جو دنیا کے مختلف ممالک کے سکون کی درج کی گئی ہین یہ تب صحیح ہو سکتی ہین ۔ جبکہ پونڈ ۱۰ روپیہ ڈبل کا سمجھا جاوے ۔ اور ایسا ہی پہلے تھا ۔ مگر چونکہ آجکل سونیکی قیمت بہت گران ہے اور پونڈ چودہ اور پندرہ روپیہ کے درمیان اکسچینج کے مطابق بدلتا رہتا ہے ۔ اسلئے حسب ضرورت اوس حساب سے قیمت لگا سکتی ہین ۔

(۲) مکہ مکرمہ اور مصر القاہرہ اور قسطنطنیہ کے سکون کی انگریزی روپیہ مین قیمت مقابلہ

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲	۱	۲
ریال مجیدی	ے	ریال پرم	عمانی	ریال مصری	۱۲ آنے	لیرۂ عثمانیہ	اشرفی	غرش صاغ	۲۰ ر	غرش صاغ مصری	۳ ر

یال غرا	عان سہم	ریال اجادی یا سیکہ یا ڈالر	۱۲ آنہ سے	جینی انگریزی (پونڈ)	رسوت کا معلوم تخمین	بتیتو (۲۰ فرانک)	ایک فرانک سکہ ۱۳ آنہ کا	غرش چرک	چرک کا غرش	غرش لغتہ	شر

(۳) ناموَر مسلمانون کی مہرین

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ سے مصر مین خاتم یعنے مہر کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت سلیمان کی مہر یہودیون کے نزدیک نام والی مشہور ہے غرض مہر کا رواج مجمیون اور تمام دوسرے مصری قومون مین مدت سے چلا آتا ہے۔ مہرین قسم قسم کے پتھرون اور دہاتون پر کہودی جاتی تھین اور ادن پر نام۔ تصویر۔ نشان قومی۔ بیت۔ یا ضرب المثل وغیرہ کندہ کرائے جاتے تھے۔ رومیون مین جسکو مہر سپرد کی جاتی تہی۔ اسکے حق مین بے انتہا محبت اور اہمیت کا اظہار کیا جاتا تھا۔ قدیم اقوام یورپ چابیون اور ازین قبیل دوسری حفاظت سے رکھی جانیوالی چیزون پر موم لگا کر مہر کر دیتی تھین۔ مہرون پر نام لکہنے کی مطلق عادت نہ تھی۔ ہر شخص اپنی مہر کے لیئے ایک خاص علامت شناخت مقرر کر لیتا تھا۔ جولیس قیصر کی خاتم پر زہرہ کی شکل کہدی ہوئی تھی۔ قیصر آغسطس کی مہر پر ابوالہول کی تصویر تھی۔ پومپی آئی کی کھدی ہوی ایک مہر پر ایک کُتّے کی تصویر تھی۔ سلاطین یورپ کے مہرون پر مختلف نقش اور تصاویر ہوتین۔ یہانتک کہ بعضون کے نگینون پر خود اپنی ہی شکلین کندہ ہوتین۔ پاپاے (پوپ) روم کی دو مہرین ہوتی تھین۔ ایک مین سینٹ پیٹر کی مچھلی پانی سے نکالنے کی تصویر ہوتی۔ جو پاپا کے جاری ہونیوالے احکام پر لگائی جاتی۔ اور دوسرے پر ایک جانب سینٹ پیٹر اور سینٹ پال کے سرون کے مابین ایک صلیب۔ اور دوسری جانب پوپ کا اپنا نام ہوتا۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین آپ کے جانب سے جن سلاطین کے

پاس نامہ سعادت بغرض دعوت اسلام جاتا تھا۔ اوس پر کلمہ شہادت ہوتا۔ یا مہر رسالت زینت بخشتی تھی۔ ایک دفعہ ایسے ایک نامہ پر مصر ہونے پر ایکنے صحابہ کرام سے اعتراض کیا تھا تو اس پر مہر ثبت کی گئی۔ یہ کیفیت سنہ ہجری کے چھٹے سال مین وقوع مین آئی۔ خاتم نبوی چاندی کی تھی۔ اور نگینہ عقیق حبشی کا تھا۔ (عقیق سرخ کو یمانی اور سیاہ کو حبشی کہتے ہین) صحابہ کرام مین سے حضرت انسؓ کے بیان کے مطابق خاتم نبوی مین محمد الرسول اللہ ثبت تھا۔ پہلی سطر مین اسم نبوی اور کل تین سطور مین تھی۔ ابن عمرؓ اس روایت کی تصدیق کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ حضرت خاتم الانبیا کے سفر آخرت کے وقت یہ انگوٹھی آپ کے دست راست مین تھی بعدہٗ حضرت ابوبکرؓ اور اُنکے ارتحال کے بعد حضرت فاروق رض اور پھر حضرت عثمانؓ کو پہونچی۔ اور اونکے ہاتھ مین سے اریسہ نامی کنوین مین گر پڑنی بیان کیجاتی ہے۔

حضرت پیغمبر علیہ السلام کے طرح داہنے ہاتھ پر خلفائے راشدین بھی انگشتری پہنتے رہے صرف حضرت معاویہؓ نے بائین ہاتھ پر انگوٹھی پہنی۔ اور اوسی کی تقلید خاندان امویہ مین ہوتی گئی۔

خلفائے عباسیہ مین پہلے خلیفہ سفاح نے داہنے ہاتھ مین انگوٹھی پہنی تھی۔ اور ہارون رشید تک خلفائے عباسیہ اسی کی تقلید کرتے رہے لیکن ہارون رشید نے بائین ہاتھ مین پہنی۔ اور باقی خلفا بھی بائین ہاتھ مین پہنتے رہے۔ چنانچہ اب سب لوگ بائین ہاتھ مین پہنتے ہین۔

خاتم سعادت بیر اریسہ مین گرنے تک خلفائے راشدین نے اسکے بعد دو مہرین بنوائین۔ ایک پر "امنت باللذی خلق فسوی" اور دوسری پر "لتصبون او لتندمن" عبارت

کندہ کرائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی دو نگینوں پر یہ دو عبارتیں۔ "الملک للہ الواحد القہار" اور "ربی اللہ مخلصاً" لکھوائیں۔ حضرت حسنؓ نے اسیطرح "لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین" اور "العزۃ للہ عزوجل وحدہ" یہ دو عبارتیں دو مہروں پر لکھوائیں۔

(۴) خلفائے امویہ کی مہریں

حضرت معاویہؓ کی تین مہریں تھیں۔ (۱) "لکل عمل ثواب" (۲) "لا قوۃ الا باللہ" (۳) "ربی اغفرلی" اسکے بیٹے یزید کی مہر "ربنا اللہ" معاویہ بن یزید کی "الدنیا غرور" مروان بن الحکم کی۔ "اللہ ثقتی ورجائی" اوسکے بیٹے عبدالملک کی "آمنت باللہ مخلصاً" اسکے بیٹے ولید کی "یا ولید انک میت ومحاسب" اسکے بھائی سلیمان کی "آمنت باللہ وحدہ" عمر بن عبدالعزیز کی "عمر یومن باللہ مخلصاً" یزید بن عبدالملک کی "قنی السیئات یا عزیز" اوسکے بھائی ہشام کی "الحکم للحکم الحکیم" اور "الحکم للہ" ولید بن یزید کی "یا ولید احذر الموت" اوسکے بیٹے یزید کی "یا یزید قم بالحق" اوسکے برادر ابراہیم کی "توکلت علی الحی القیوم" مروان الحمار بن محمد بن مروان کی "اذکر اللہ یا غافل"۔

(۵) خلفائے عباسیہ کی مہریں

سفاح کی مہر "اللہ ثقۃ عبداللہ وبہ یومن" اوسکے بھائی منصور کی "اتق اللہ تتر فتعلم"۔ اوسکے بیٹے مہدی کی "حسبی اللہ" اوسکے بیٹے موسی الہادی کی "موسی یومن باللہ" اوسکے بھائی ہارون الرشید کی "العظمۃ والقدرۃ للہ عزوجل" اور "کن من اللہ علی حذر" اوسکے بیٹے امین کی مہر "واثق باللہ" اور "لکل عمل ثواب" اوسکے بھائی مامون کی "سل اللہ

یعطیک" اور "الموت حق" معتصم کی۔ "الله ثقه ابی اسحٰق بن الرشید وبه یومن"۔ اوسکے بیٹے واثق کی۔ "الله ثقه واثق" اوسکے بہائی جعفر المتوکل کی "علی الحی الکالی" اور "المتوکل علی اب"۔ اوسکے بیٹے محمد المنتصر کی۔ "و فی الحذر من ما منہ"۔ اور "انا من آل محمد الله لی ومحمد"۔ احمد المستعین بن معتصم کی "فی الاعتبار غنا عن الاختبار" زبیر بن المعتز بن متوکل کی "الحمد لله رب کل شی وخالق کل شی"۔ محمد المهتدی بن واثق کی "من تعدی الحق ضاقت مذاهبه" احمد بن متوکل کی "السعید من وعظ بغیره"۔ احمد المعتضد بن طلحه الموفق بن المتوکل کی۔ "الاضطرار یزیل الاختیار" اوسکے بیٹے علی مکتفی کی "علی بن احمد یثق بالله"۔ اوسکے بھائی جعفر المقتدر کی "الحمد لله الذی لیس کمثله شی وهو خالق کل شی"۔ اوسکے بھائی محمد القاهر کی "محمد رسول الله صلے الله تعالی علیه وسلم"۔ محمد الرضی بن مقتدر کی "من بالرضی"۔ اُسکے بہائی ابراہیم متقی کی "المتقی الله"۔ اوسکے بہائی مستکفی کی۔ "المستکفی بالله یثق"۔

ترکون کی مہرون پر ایک ایسی بیت یا مصرع لکہنے کا دستور تہا جسمین اونکا نام شامل ہوتا۔ اور تمام ممالک اسلامیہ مین اس دستور کا رواج تہا۔ کچھ مدت بعد صرف نام اور تخلص لکہنے لگے اسوقت ترکون مین مہر پر اپنے نام کیساتھ باپ کا نام اور اپنے قبیلہ کا نام لکہنے کا دستور عام ہے۔ ۱۵۰۶ء مین گرجستان کے حاکم الکساندر (الگزینڈر) نے دولت عثمانیہ سے التجا کی تہی کہ مین اپنے نگینہ مین حافظ شیرازی کا یہ شعر کندہ کراؤن۔ شعر۔ شد نشر بماند نہ ملک اسکندر۔ بہ نزاع بر سر دنیائے دون مکن درویش۔ بہادر مشہور شاعر باقی کا یہ شعر بہی انگشتری پر لکہا ہوا تہا۔ شعر۔ فانی است جہان در و وفا نیست۔ باقی ہمہ اوست جملہ فانی است۔

(۶) دُنیا کی تمام بڑی بڑی سلطنتون کے تمغے

الدولۃ العالیہ۔ خاندان آل عثمان۔ اس کی بنیاد جولائی ۱۸۹۵ء مین ڈالی گئی۔ درجۂ اول کا اور ہیرے سے مرصع تمغہ ہے۔ شاہی خاندان کے ممبرون کے لیے مخصوص ہے۔ ابتک ۳۹۔ اشخاص کو ملچکا ہے۔ جن مین سے شاہ پرشیا۔ اور خدیو معظم بھی ہین۔

نشان الامتیاز۔ اس کی بنیاد ۲۱ ستمبر ۱۸۷۹ء کو سلطان حال کے زمانہ مین ڈالی گئی۔ اولی قابل اور مستحق اشخاص کو دیا جاتا ہے۔ یہ بھی ہیرے سے مرصع ہے اور صرف ایک درجہ رکھتا ہے۔

وسام عثمانی۔ ۴۔ جنوری ۱۸۶۲ء کو سلطان عبد العزیز کے عہد مین قایم کیا گیا پہلے تین درجے تھے ۱۸۶۷ء سے ۴ درجے ہو گئے۔

نشان الافتخار۔ ۱۹۔ اگسٹ کو سلطان محمود ثانی کے عہد مین قایم کیا گیا۔ یہ بھی مرصع ہے اور ایک درجہ رکھتا ہے۔

المجیدی۔ اگسٹ ۱۸۵۱ء مین سلطان عبد المجید کے عہد مین قایم ہوا پانچ درجے ہین۔

نشان الشفقۃ۔ عورتون کے ساتھ مخصوص ہے سلطان حال کے زمانے مین ۱۸۷۸ء مین قایم ہوا۔ تین درجے ہین جن مین سے پہلا درجہ اور دوسرا درجہ مرصع ہے۔

نشان اللیاقت۔ اس کی دو قسمین ہین ایک طلائی دوسرا نقرئی سلطان عبد المجید نے ۱۸۵۱ء مین قایم کیا۔ اس کی ترتیب کو ۱۸۸۸ء مین بدلا گیا۔

نشان التخلیص۔ ۱۸۷۲ء مین سلطان عبد العزیز نے قایم کیا اور ۱۸۹۲ء مین اس کے تین درجے کیے گئے۔

مدالیۃ الفنون و صنایع - اس کی دو قسمین ہین - ایک نقرئی اور دوسرا طلائی ۱۸۸۸ء مین قایم کیا گیا۔

آسٹریا - التوزان طلائی - خلپ مری گڈ نے ۱۰ جنوری ۱۸۲۹ء کو قایم کیا۔

میریا تھریسیا - فوجی - ملک تھریسیا نے ۱۳ مئی ۱۷۵۷ء کو قایم کیا۔

سان اتیین الہتکاری - اسی ملکہ نے ۵ مئی ۱۷۶۴ء کو قایم کیا - لیوپولڈ فرنسو اول نے ۸ جنوری ۱۸۰۸ء کو قایم کیا یہ ۳ درجے ہین - فرنسو جوزف - ۲ دسمبر ۱۸۴۹ء کو شاہ فرنسو جوزف اول نے قایم کیا یہ ۳ درجے ہین۔

تاج آہنی نپولین اول نے ۵ جون ۱۸۰۵ء کو قایم کیا - یصابات تیریز شاہ شارل ششم کی بیوہ یصابات کرسٹینا نے قایم کیا صلیب الاستحقاق فرنسو دویم نے ۲۳ نومبر ۱۸۰۱ء کو قایم کیا صلیب الاستحقاق فوجی فرنسو جوزف نے ۱۸ اگست ۱۸۴۷ء کو قایم کیا۔

تو تونی - ڈیوک فریڈرک نے ۱۹ نومبر ۱۱۶۰ء کو قایم کیا - صلیب نجمی - عورتون کیلئے مخصوص ہے - لونیور نے ۱۸ ستمبر ۱۶۶۸ء کو قایم کیا - یصابات - فرنسو جوزف اول نے ۱۷ ستمبر ۱۸۹۸ء کو قایم کیا - ان عورتون کو ملتا ہے جو علوم و فنون مین ماہر ہوتے ہین۔

اٹلی - انونسیادہ - امیدیہ ششم کونٹ سانو چہار دہم نے ۱۳۶۲ء مین اس کو قایم کیا۔

سینٹ موریس و عازار - امیدہ ہشتم اول ڈیوک سانو نے ۱۶ اکتوبر ۱۴۳۴ء مین قایم کیا - اور ساردینیا کے بادشاہ وکٹر عمانویل اول نے ۲۷ دسمبر ۱۸۱۶ء مین اس کی تجدید کی - اور اس مین بہت سی تبدیلیان کین جن مین سے آخری تبدیلی وہ ہے جو ۱۱ فبروری ۱۸۵۷ء مین ہوئی - سانو العسکری وکٹر عمانویل اول نے ۱۴ اگست ۱۸۱۵ء مین اس کی بنیاد ڈالی - اور وکٹر عمانویل دویم نے ۸ مارچ ۱۸۵۵ء مین اس کے (۵)

درجے مقرر کئے۔ تاج اٹلی ۲۰ فبروری ۱۸۶۸ع کو وکٹر عمانویل نے قایم کیا اور ۵ درجے
مقرر کئے۔ الاستحقاق الزراعی والصاعی والتجاری۔ وکٹر عمانویل سوم نے ۹ می ۱۹۱۰ع
کو قایم کیا۔

اسپین۔ التوزان الذہبی (آسٹریا کے بیان مین دیکھو) المطلی العسکری۔ ہاسپال
ماریوحنا کی تقریب مین گیارہوین صدی کے وسط مین قایم کیا گیا اور پوپ پسکال دوم
نے اسکی تائید کی سینٹ فرڈننڈ عسکری النواب المملکت نے اسکو ۳۱ اگست ۱۸۱۱ع
مین قایم کیا اور ۱۸ می ۱۸۹۲ع مین اسکے ۵ درجے مقرر کئے۔ سان جاک دو لپیہ عسکری
۵ جولائی ۱۱۷۵ع مین پوپ اسکندر سوم نے اسکو منظور کیا ۳ درجے ہین۔ القنطرۃ العسکری
۱۱۵۶ع مین دون سویر گومیز فرننڈو نے اس کو قایم کیا اور پوپ اسکندر ثالث نے
۲۹ دسمبر ۱۱۷۷ع مین اس کو منظور کیا۔ کالاترافا العسکری کیسٹایل کے بادشاہ سانشو دی نے
۱۱۵۸ع مین قایم کیا۔ اور اسکندر سوم نے ۲۹ دسمبر ۱۱۷۷ع مین اسکو منظور کیا۔ نوتردام
دومنوتیزا العسکری ۲۲ جولائی ۱۳۱۷ع مین شاہ جاک دوم وال ارگران وبلنشیا نے قایم کیا۔
سینٹ ارمینجلد۔ شاہ فرڈننڈ سابع نے ۲۸ نومبر ۱۸۱۴ع مین قایم کیا۔ ۳ درجے ہین۔ ازبلا الکا
تولکیہ الملوکی الامریکی۔ شاہ فرڈننڈ ہفتم نے ۲۴ مارچ ۱۸۱۵ع مین قایم کیا ۳ درجے ہین۔
ازبیلا دویم۔ فرڈننڈ ہفتم نے ۱۹ جون ۱۸۳۳ع مین قایم کیا ۳ درجے ہین۔ شارل سوم ملوکی
شارل سوم نے ۱۹ ستمبر ۱۷۷۱ع مین قایم کیا پہلے اس کے ۲ درجے تھے بعد مین ۴ کردئے گئے
الاستحقاق العسکری ۳۰ اگست ۱۸۶۴ع مین قایم کیا گیا ۵ درجے ہین۔ الاستحقاق البحری ۳
اگست ۱۸۶۶ع مین قایم ہوا ۵ درجے ہین۔ میری وکٹوریا۔ شاہ امیدیہ نے ۷ جولائی ۱۸۷۱ع
مین قایم کیا ۳ درجے ہین۔ احسان۔ ملکہ ازبیلا دویم نے ۷ می ۱۸۵۶ع مین قایم کیا ۳ درجے ہین

میری کرشین سنہ ۱۸۹۹ء مین قایم ہوا۔ ۳۔ درجے ہین یہ تمغہ صرف پولیس والون کے لیے ہے اس کا درجہ اول صرف فوجی افسرون کو دیا جاتا ہے۔

میری لویزہ ۱۱۔ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء مین قایم ہوا۔ صرف عورتون کو دیا جاتا ہے۔

امریکیہ۔ مدالیۃ الشرف۔ کانگرس نے ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۶۲ء مین قایم کیا۔ ذاتی قابلیت رکھنے والون کو دیا جاتا ہے۔ مدالیۃ التخلیص ۲۰۔ جولائی سنہ ۱۸۷۲ء مین قایم ہوا۔ اس کے دو درجے ہین۔

برطانیہ۔ ماریوحنا الاورشلیمی سنہ ۱۸۳۳ء مین شاہی حکم کے بموجب انگلستان مین بھی رائج کیا گیا۔ گارٹر آف سینٹ جارج ایڈورڈ سویم نے ۱۹ جنوری سنہ ۱۳۵۰ء مین قایم کیا۔ صرف بادشاہون کو دیا جاتا ہے اور شرفا اشخاص مین سے صرف ۲۵ کو دیا جاتا ہے۔ لحمام ہنری چہارم نے سنہ ۱۳۹۹ء مین قایم کیا۔ ان لوگون کو دیا جاتا ہے جو ملکی یا فوجی خدمات بجا لاتے ہین۔ گارڈن آف سینٹ اینڈریو کہتے ہین کہ سنہ ۱۶۸۷ء مین قایم ہوا تھا لیکن پھر متروک ہوگیا بعد مین جاک ہفتم نے اسکو ۲۹ مئی سنہ ۱۶۸۷ء مین ازسرنو جاری کیا اور البیقوسہ کے اشراف سے اسکو مخصوص کیا۔

سینٹ پیٹرک۔ جارج سویم نے ۵۔ فبروری سنہ ۱۷۸۳ء کو قایم کیا اور اشراف آیرلینڈ کے ساتھ اسکو مخصوص کیا۔ سینٹ میکائیل وسینٹ جارج۔ جارج سویم نے ۲۷۔ اپریل سنہ ۱۸۱۸ء کو جزایر یونان و مالٹا اور رعایائے سلطنت برطانیہ کے لئے قایم کیا اور بحسب قرارداد ۳۱۔ جنوری سنہ ۱۸۶۸ء اس کو بیرونجات اور نوآبادیون کے مستحق اور قابل باشندون کیلئے بھی عام کردیا گیا۔ سٹار آف انڈیا ۲۳۔ فبروری سنہ ۱۸۶۱ء مین قایم ہوا۔ انڈین امپایر۔ یکم جنوری سنہ ۱۸۷۸ء کو قایم ہوا۔ الخدم الممتازۃ و الاستحقاق العسکری ۶۔ ستمبر سنہ ۱۸۸۶ء کو

قایم ہوا۔ اس کا صرف ایک درجہ ہے اور فوجیون کے ساتھ مخصوص ہے۔ وکٹوریہ۔
کراس ۲۹۔ جنوری ۱۸۵۶ء کو ان لوگون کے لئے قائم کیا گیا جو لڑائی مین قابل قدر
خدمات بجالائین۔
البرٹ ۱۰ می ۱۸۶۶ء کو ان لوگون کے لئے قائم کیا گیا۔ جو غیرون کو آفات سے بچائین
رائل وکٹوریا ۲۳۔ اپریل ۱۸۹۶ء کو ان لوگون کے لئے قایم کیا گیا جو ملکہ معظمہ کے
ذاتی خدمات بجالائین۔ وکٹوریا اور البرٹ ۱۰ فبروری ۱۸۶۲ء کو قایم کیا گیا اور عورتون
سے مخصوص کیا گیا۔ رایل ایڈ کراس ۲۳ فبروری ۱۸۸۳ء کو عورتون کے لئے قایم کیا گیا
الاستحقاق لخدم الممتازة الموداة فی زمن الحرب لنغری ہے۔ ایڈورڈ ہفتم نے ۱۵
جون ۱۹۰۱ء کو قایم کیا۔
بلجیم۔ لیوپولڈ۔ لیوپولڈ اول نے ۱۱ جولائی ۱۸۳۲ء کو قایم کیا۔ ۵ درجے ہین۔
النشان الوطنی ۲۱ جولائی ۱۸۶۷ء کو قایم ہوا۔ ملٹری کراس ۱ فبروری ۱۸۸۵ء کو قائم
ہوا اس کے گیارہ درجے ہین۔
بخارا۔ اسکندر ثالث ۱۸۹۲ء مین قایم ہوا۔ ایک درجہ ہے۔
تاج تادش۔ ایک درجہ ہے ۱۸۸۱ء مین قایم ہوا۔ اور اوس نے اسکو منظور کیا۔ کوکب بخارا
نقرئی اور طلائی ہے ۳ درجے ہین ۱۸۸۱ء مین قایم ہوا۔
برازیل۔ الوسام الامبراطوری لصلیب الجنوب۔ شاہ پیٹر اول نے یکم دسمبر ۱۸۲۲ء
کو قایم کیا۔ پیٹر اول۔ اسی بادشاہ نے ۱۶۔ اپریل ۱۸۲۶ء کو قایم کیا۔ الوردۃ الامبراطوری
۱۷۔ اکتوبر ۱۸۲۹ء کو قایم ہوا چھ درجے ہین اس کا بانی پیٹر ثانی تھا۔ المسیح سینٹ بنوادا وس
اور سینٹ جاک دراصل پرتگال کے تمغے ہین ۹ ستمبر ۱۸۴۳ء کو برازیل مین داخل ہوگئے

کرستون کولب ۶ جون سنہ ۱۸۹۰ء کو قایم ہوا۔ مدالیۃ الاستحقاق والاسعاف ۲۸ دسمبر سنہ ۱۸۸۹ء کو قایم ہوا۔ دو درجے ہین۔

بلگیریا۔ وسام عسکری بزمانۂ جنگ مین بہادری دکہلانیوالون کے لیئے پرنس اسکندر نے ۱۷ اپریل سنہ ۱۸۷۹ء کو قایم کیا ۴ درجے ہین۔ دو نقرئی اور ۲ طلائی سینٹ الیگزینڈر۔ پرنس الیگزینڈر اول نے ۲۵ دسمبر سنہ ۱۸۸۱ء مین قایم کیا تاکہ اُن لوگون کو دیا جائے جو میدان جنگ مین داد شجاعت دین۔ مدالیۃ الفنون والصنایع ۲۴ مارچ سنہ ۱۸۸۳ء کو قایم ہوا۔ اس کے دو درجے ہین۔ ایک طلائی اور ایک نقرئی۔ استحقاق مدنی۔ پرنس فرڈننڈ نے ۲۔ اگست سنہ ۱۸۹۱ء کو قایم کیا ۶ درجے ہین۔ استحقاق عسکری ۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۰ء کو قایم ہوا۔ ۲۰ سالہ دیانتدارانہ فوجی خدمات کی صلیب۔ پولیس افسرون کے لیئے نقرئی اور سپاہیون کے لیئے برونز ہے۔

پرشیا۔ نسر اسود۔ فریڈرک اول نے ۱۸ جنوری سنہ ۱۷۰۱ء کو قایم کیا۔ استحقاق تاج پرشیا۔ غلیوم دوم نے ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو قایم کیا۔

استحقاق عسکری مدنی۔ مئی سنہ ۱۸۴۲ء مین قایم ہوا۔ علماء اور اہل فن کو دیا جاتا ہے۔ نسر احمر جارج غلیوم نے ۱۷ نومبر سنہ ۱۷۰۵ء مین بنا ڈالی اور غلیوم ثانی نے اسپر التاج الملوکی کو ۱۲ جون سنہ ۱۸۹۲ء کو بڑہایا۔ التاج الملوکی غلیوم اول نے ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۸۶۱ء کو قایم کیا۔ الوسام الملوکی خاندان ہوہنزلرن کے لیئے ۵ دسمبر سنہ ۱۸۴۱ء کو قایم ہوا۔ مدالیۃ الانقاذ فریڈرک غلیوم سوم ۱۱ اگست سنہ ۱۸۳۳ء مین قایم ہوا۔ الصلیب الحدیدی۔ اس بادشاہ نے ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۱۳ء کو قایم کیا۔ وسام غلیوم ثانی نے ۱۸ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء کو قایم کیا۔ مدالیۃ الصلیب الاحمر یکم اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ء کو قایم ہوا۔ ۳ درجے ہین۔

ایک طلائی ایک نقرئی۔ ایک برونز صلیب مدالیتہ الشرف ۲۲ جنوری ۱۹۰۰ء کو قایم ہوا
اس کا ایک درجہ ہے۔ وسام یونیورفریڈرک غلیوم سوم نے ۲۰۔ اگست ۱۸۱۴ء کو قایم کیا۔
صلیب الاستحقاق۔ غلیوم اول نے ۲۳ مارچ ۱۸۷۱ء کو قایم کیا متاخرالذکر دونوں عورتون
کے لئے ہین۔

پرتگال۔ وسام المسیح۔ شاہ مینس نے ۱۴۔ اگست ۱۳۱۸ء کو قایم کیا سینٹ بنو اکا دسام
عسکری ۱۱۶۲ء مین قایم ہوا۔ البرج والسیف۔ الفونسو پنجم نے ۱۴۵۹ء کو قایم کیا۔ نوتر دام
دولاکونسیپون۔ جنا چہارم نے ۶۔ ستمبر ۱۸۱۹ء کو قایم کیا۔ المدنی الاستحقاق الزراعی والعلمی
کارلوس اول نے ۴ جون ۱۸۹۳ء کو قایم کیا۔ سینٹ ازیبلا جنا ششم نے ۴ نومبر ۱۸۱۹ء
کو قایم کیا۔

پارگوئی وپیرو۔ وسام الاستحقاق۔ لوپز دوم نے ۱۸۶۴ء مین قایم کیا۔ پیرو کر دون الشرف
پریزیڈنٹ نے ۵ جون ۱۸۶۶ء مین قایم کیا۔

جاپان۔ اخوان اسمی۔ میکادو موتسوہیتو نے ۲۷ دسمبر ۱۸۷۶ء کو قایم کیا صرف ایک درجہ
ہے۔ آفتاب بولودینا۔ ۳ جنوری ۱۸۸۸ء کو قایم ہوا اس کا بھی ایک درجہ ہے۔ آفتاب
تابان۔ موتسوہیتو نے ۱۰۔ اپریل ۱۸۷۵ء کو قایم کیا۔ آٹھ درجے ہین۔

جبل اسود۔ استقلال ۵۔ درجے ہین ۵ مئی ۱۸۵۵ء کو امیر انیلو اول نے قایم کیا۔ مار
بطرس ۱۸۵۲ء مین قایم ہوا اس کا ایک درجہ ہے۔
مدالیتہ او لمبش العسکریہ طلائی ہے ۱۸۴۱ء مین قایم کیا گیا۔ بہادرون کو دیا جاتا ہے۔
مدالیتہ الشجاعۃ۔ نقرئی ہے ۱۸۴۷ء مین بشپ پیٹر ثانی نے قایم کیا۔ مدالیتہ الاخلاص طلائی
اور نقرئی ہے۔ پرنس نکولس اول نے ۱۸۹۵ء مین قایم کیا۔

چین۔ ڈبل ڈراگون۔ فغفور کو انگسو نے ۷ فبروری سنہ ۱۸۸۲ء کو قایم کیا۔ اس کے پانچ درجے ہین

حمایت تونس۔ وسام حسینی۔ سید احمد باے نے ایجاد کیا۔ ایک درجہ ہے۔ عہدۃ الامان۔ ۱۶۔ جنوری سنہ ۱۸۶۰ء کو قایم ہوا۔ ۱۲۔ نومبر سنہ ۱۸۷۲ء کو بای محمد صادق کے عہد مین اسکے دو درجے کردیے گئے۔ نشان الافتخار سید احمد باے نے سنہ ۱۸۵۰ء مین قایم کیا۔

ڈنمارک۔ وسام الفیل۔ کرسٹین اول نے سنہ ۱۴۶۲ء مین قایم کیا۔ دابروج۔ ولادمار دویم نے سنہ ۱۲۱۹ء کو ایجاد کیا۔ مدالیۃ التخلیص۔ ۲۹۔ اگسٹ سنہ ۱۷۹۳ء کو قایم ہوا۔ مدالیۃ الاستحقاق کرسٹین ہشتم نے ۲۴ جولائی سنہ ۱۸۴۵ء کو قایم کیا۔ مدالیۃ المکافات۔ کرسٹین نہم نے ۲۶ مئی سنہ ۱۸۸۶ء کو قایم کیا۔ مدالیۃ الفنون والصنایع۔ کرسٹین ہشتم نے ۳۱۔ اگسٹ سنہ ۱۸۴۱ء کو قایم کیا۔

روس۔ سینٹ انڈریو۔ ۳۰ نومبر سنہ ۱۶۹۸ء کو پیٹر اعظم نے قایم کیا۔ ایک درجہ ہے سینٹ کیتھراین۔ پیٹر اول نے عورتون کے لیے ۲۴ نومبر سنہ ۱۷۱۴ء کو قایم کیا۔ دو درجے ہین۔ سینٹ الیگزینڈر نیوسکی۔ قیصرہ کیتھراین اول نے ۱۲ مئی سنہ ۱۷۲۵ء کو قایم کیا۔

نسر ابیض۔ فلادسلاس نجم شاہ بولون نے سنہ ۱۳۲۵ء کو قایم کیا۔ سینٹ جارج عسکری۔ قیصرہ کیتھراین دویم نے ۲۶ نومبر سنہ ۱۷۶۹ء کو قایم کیا۔ اس کے ۴ درجے ہین۔ سینٹ فلاڈیمیر۔ کیتھراین دویم نے اس کو ۲۲ ستمبر سنہ ۱۷۸۲ء کو قایم کیا۔ اس کے ۴ درجے ہین اور روسی رعایا اور روس کے ملازمین سے مخصوص ہے۔ سینٹ اینا۔ چارلس فریڈرک نے ۱۴ فبروری سنہ ۱۷۳۵ء کو ایجاد کیا۔

سان ستانسلاس۔ خاندان بولون کے آخری بادشاہ ستانسلاس دویم نے ۷ مئی سنہ ۱۷۶۵ء کو قایم کیا۔ تمغۂ الشرف الصلیب الاحمر۔ نکولس دویم نے جو یادگاری تمغے قایم کیے وہ حسب ذیل ہین۔

یادگار حکم الکزینڈر سویم ۲۶ فبروری ۱۸۹۶ء نقرئی ہے اور دو درجے ہین۔ یادگار نکولس اول ۲۵۔ اپریل ۱۸۹۶ء طلائی اور نقرئی ہے ۳ درجے ہین۔ یادگار تاجپوشی۔ ۱۴ مئی ۱۸۹۶ء نقرئی ہے ۲۶ مئی کو قایم ہوا ۳ درجے ہین۔ یادگار جنگ سنٹرل ایشیا از ۱۸۵۳ء تا ۱۸۹۵ء نقرئی اور برانز ہے ۱۴ جولائی ۱۸۹۶ء کو قایم ہوا۔ یادگار مردم شماری روس ۱۸۹۶ء ۱۶ نومبر ۱۸۹۶ء کو قایم ہوا۔

رومانیا۔ کوکب رومانیا۔ ۱۰ مئی ۱۸۷۷ء کو قایم ہوا۔ تاج رومانیا ۱۴ مارچ ۱۸۸۱ء کو قایم ہوا ان دونون کے پانچ پانچ درجے ہین۔ فوجی قابلیت کا تمغہ ۱۳ مئی ۱۸۷۲ء کو قایم ہوا علوم و فنون کا تمغہ ۲۱ فبروری ۱۸۷۶ء کو قایم ہوا اور دو درجے ہین۔ وفادارانہ خدمات کا تمغہ ۱۰ اپریل ۱۸۷۸ء کو قایم ہوا۔

زنجبار۔ کوکب ساطع ۲۲ ڈسمبر ۱۸۷۵ء کو سلطان برغش بن سعید نے قایم کیا۔

سویڈن وناروے۔ سویڈن کے تمغے۔ کردوسیرافن۔ نیلگون ۱۲۸۵ء مین قایم ہوا اور فریڈرک اول نے ۲۸ اپریل ۱۷۴۸ء کو اس کی تجدید کی۔ کردون اصفرا جستاف اول نے ایجاد کیا۔ کردون اسود السام النجمۃ القطبیہ فریڈرک اول نے ۲۸ اپریل ۱۷۴۸ء کو قایم کیا۔ کردون احمر السام واز اجستان سیوم نے ۲۸ مئی ۱۷۷۲ء کو قایم کیا۔ چارلس ہشتم اس بادشاہ نے ۲۷ مئی ۱۸۱۱ء کو قایم کیا۔
ناروے کے تمغے۔ سینٹ اولاف نرویجی۔ ۲۱ اگسٹ ۱۸۴۷ء کو شاہ آسکار نے قایم کیا۔ اس کے ۵ درجے ہین۔

سرویا۔ سان دلازار۔ بادشاہون سے مخصوص ہے۔
عقاب ابیض شاہ ملان نے ۲۳ جنوری ۱۸۸۳ء کو قایم کیا۔ تاکوفو۔ پرنس میشل اور بنوفنش سیوم نے ۲۲ مئی ۱۸۶۵ء کو قایم کیا۔ اور شاہ ملان نے ۲۳ جنوری ۱۸۸۳ء مین اسکو درجے کردئے۔ میکوس اکبر الکزینڈر اول سے ۱۷

دسمبر ۱۸۸۱ء کو اون لوگون کے لیے قایم کیا جو شاہی خاندان سے اخلاص رکہتے ہین۔

فارس ۱۔ شیر و خورشید۔ فتح علیشاہ نے ۱۸۰۸ء مین قایم کیا ۵ درجے ہین۔ آفتاب عورتون سے مخصوص ہے۔ ناصر الدین شاہ نے ۱۸۷۳ء مین قایم کیا۔ نشان علمی ۱۸۸۵ء مین قایم کیا گیا۔ علما اور اہل فن سے مخصوص ہے۔

فرانس ۱۔ اللیجیون دونور۔ بوناپارٹ نے ۱۹ مئی ۱۸۰۲ء مین قایم کیا۔ ۱۶ مارچ ۱۸۵۲ء سے اس کے ۵ درجے ہو گئے ہین۔ فوجی تمغہ نپولین سویم نے قایم کیا۔ تمغۂ شرافت پریزیڈنٹ میکموہن نے قایم کیا۔ وسام الاستحقاق الزراعی۔ پریزیڈنٹ گریفی نے قایم کیا ۳ درجہ ہین نو آبادیون کا تمغہ ۲۶ جولائی ۱۸۹۳ء کو اون لوگون کے لیے قایم ہوا جو فرانسیسی نو آبادیون اور اون مقامات مین جو فرانس کے زیر حمایت ہین بہادری دکہائین۔ تمغۂ شرافت جو اموال غیر مقررہ سے تعلق رکہتا ہے ۹ دسمبر ۱۸۹۷ء کو قایم ہوا۔ بہادری کا تمغہ برونز کا ۲۳ جون ۱۸۹۹ء کو قایم ہوا شرافت کا تمغہ نقرئی۔ عمال الاسواق کے لیے ۲۲ جون ۱۹۰۱ء مین قایم ہوا۔ **نو آبادیان فرانس** کے تمغے حسب ذیل ہین ۱۔ وسام الکوکب۔ انجون واقع جزایر القومور مین۔ دارغون ملک انام مین۔ رایل کمبوج۔ کمبودیا مین۔ شاہ نورودیم نے ۸ فروری ۱۸۶۴ء کو قایم کیا۔ ۵ درجے ہین۔

نشان انور۔ شہر تاجرن مین۔

کونغو ۱۔ کوکب افریقی۔ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۸ء کو لیوپولڈ ثانی شاہ بلجیم نے قایم کیا ۶ درجے ہین اسد ملوکی ۱۹۔ اپریل ۱۸۹۱ء کو قایم ہوا۔ کوکب خدمت۔ ۱۶۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو قایم ہوا۔ التاج۔ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو قایم ہوا یہ چھ درجے ہین۔!

ہالینڈ ٹلیوم کا وسام عسکری۔ ٹلیوم اول نے ۳۰۔ اپریل ۱۸۱۵ء کو قایم کیا۔ اس کے

۴ درجے ہین۔ ہالینڈ۔ بہادرون کے لیئے استحقاق مدنی ۹ ۲۴ ستمبر ۱۸۱۵ء کو قایم ہوا۔ ۳ درجے ہین۔ اورانج ناسو۔ ملکہ ایمانی ۴ اپریل ۱۸۹۲ء کو قایم کیا اس کے ۵ درجے ہین۔ مدالیۃ الشرف تین قسم کے ہین۔ علیوم سویم نے ۵ مئی ۱۸۴۴ء کو قایم کیئے۔ مدالیۃ التخلیص ۱۹ فروری ۱۸۲۲ء کو قایم کیا گیا۔ اس کے تین درجے ہین۔

یونان۔ السوفور الملوکی۔ ۳۱۔ جون ۱۸۲۹ء کو قایم ہوا۔ ۵ درجے ہین۔

۷ دنیا کے بادشاہوں کی سالگرہ کی تاریخ

نمبر شمار	نام	تاریخ	نمبر شمار	نام	تاریخ
۱	۲	۳	۱	۲	۳
۱	بادشاہ انگلینڈ و قیصر ہند	۹ نومبر	۱۰	شہنشاہ آسٹریا	۱۸ اگسٹ
۲	سلطان المعظم ٹرکی [۱]	ولادت ۱۶ شعبان ۱۲۵۸ھ م ۲۱ ستمبر ۱۸۴۲ء جلوس ۱۱ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ	۱۱	شاہ پرتگال	۱۸ ستمبر (۱۸۶۳ء)
۳	زار روس [۲]	۱۹ دسمبر (بحساب روس ۶ دسمبر)	۱۲	شاہ کجکلاہ ایران	۳ جمادی الثانی ۱۲۶۹ھ م ۵ آذر
۴	قیصر جرمنی	۲۷ جنوری	۱۳	ملکہ ہالینڈ	۳۱۔ اگسٹ ۱۸۸۰ء
۵	بادشاہ سویڈن و ناروے	۲۱ جنوری	۱۴	بادشاہ اٹلی	۱۱۔ نومبر
۶	شاہ ڈنمارک	۷۔ اپریل	۱۵	پوپ روم	۱۸۱۰ء تولد ۲ فروری تخت نشینی ۲۰ فروری ۱۸۷۸ء (عید جلوس ...)
۷	شاہ بلجیم	۹۔ اپریل	۱۶	سلطنت جمہوریہ فرانس	۱۴ جولائی
۸	شاہ یونان	۶۔ مئی	۱۷	سلطنت اضلاع متحدہ امریکہ	۴۔ جولائی
۹	شاہ ہسپانیہ	۱۷ مئی			

[۱] ولادت کی یادگار ہجری تاریخ کے مطابق منائی جاتی ہے۔ اور تخت نشینی کی خوشی انگریزی تاریخ کے موافق کیجاتی ہے ۱۲ مولف

[۲] زار روس اور شاہ یونان کے سوا باقی سلاطین کی سالگرہ اونکے تولد کے روز ہوتی ہے۔ ۱۲ مولف

۸ تفصیل سفرائے ممالک غیر در ہندوستان

متعینہ بمبئی = اٹلی - آسٹریا - یا ہنگری - امریکہ اضلاع متحدہ - ایران - بلجیم - پرتگال - ٹرکی - جرمنی - چلی - ڈنمارک - سویڈن ناروے - سیام - فرانس - ہندرلینڈ - ہسپانیہ ۔

متعینہ کلکتہ = اٹلی - آسٹریا یا ہنگری - امریکہ - ایران - بلجیم - پرتگال - جرمنی - ڈنمارک - سویڈن ناروے - سیام - فرانس - ہندرلینڈ - ہسپانیہ - یونان ۔

متعینہ مدراس = اٹلی - آسٹریا یا ہنگری - امریکہ پرتگال - جرمنی - ڈنمارک - سویڈن ناروے فرانس - ہندرلینڈ - ہسپانیہ ۔

متعینہ کراچی = ایران - ٹرکی ۔

۹ دنیا کی زبانیں باعتبار حروف تہجی

۱ — برہما کی زبان میں ۹ احروف ہیں				۸ — ہسپانی زبان میں ۲۷ حروف ہیں			
۲ —	اٹلی	۲۰	"	۹ — عربی	"	۲۸	"
۳ —	بنگالی	۲۱	"	۱۰ — فارسی	"	۲۲	"
۴ —	عبرانی	۲۲	"	۱۱ — اردو	"	۳۶	"
۵ —	فرانسیسی	۲۳	"	۱۲ — روسی	"	۴۱	"
۶ —	یونانی	۲۴	"	۱۳ — سنسکرت	"	۵۲	"
۷ —	لاطینی	۲۵	"	۱۴ — سلہلہ روکی	"	۱۰۳	"

۱۵	سنہ	〃	انگریزی	〃 ۳۴	〃		
۱۶	〃	〃	جرمن	〃 ۲۶	〃		
۱۷	برہما	〃	۲۰۲	〃			
۱۸	ابی سینیا یعنی حبشستان	۲۰۸	〃				

ہفتہ کے سات دنونکے نام مختلف زبانون مین

نام زبان	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
انگریزی	سنڈے	منڈے	ٹیوزڈے	وینسڈے	تھرسڈے	فرائیڈے	سٹرڈے
ڈچ	زنڈیگ	مانڈیگ	ڈینسڈیگ	وئنسڈیگ	ڈنڈرڈیگ	ورج ڈیگ	زسٹرڈیگ
جرمن	سونٹیگ	مونٹیگ	ڈینی اٹیگ	مٹ وچ	ڈونرشٹیگ	فرئیٹیگ	سمیٹیگ
سوئیڈن	سونڈاگ	مانڈانگ	تھارسڈاگ	تسڈاگ	انسڈاگ	فریڈاگ	لورڈاگ
ڈنمارک	سونڈاگ	مانڈاگ	تھرسڈاگ	انسڈاگ	مارسڈاگ	فریڈاگ	لورڈاگ
فرانسیسی	ڈیمانشی	لنڈے	مارڈے	مرکریڈے	جیوڈے	وینڈریڈے	سامیڈے
اطالین	ڈومنیکا	لونیڈے	مارٹیڈے	مرکولیڈے	گیوویڈے	وینیرڈے	ساباٹو
ہسپانی	ڈومنگو	لونیس	مارٹیس	میئرکولیس	جوئیس	ویئرنیس	سابڈو
پرتگالی	ڈومنگو	سیکنڈا فیر	ٹرسا فیرا	کوارٹا فیرا	کوانٹا فیر	سکسٹا فیر	سیاب باڈو
رومانی	ڈومینگا	لونی	مارٹی	مرکری	جوئی	وینیری	سام باٹا
لاٹینی	ڈومینیکے	ڈائز لولی	ڈائز مارٹس	ڈائز مرکوبائی	ڈائز جووس	ڈائز وینیرس	ڈائز سائرنی
برمین	ڈسول	ڈلون	ڈمیسیرس	ڈمبروک ہٹرا	ڈرڑو	ڈگونیر	ڈ ساڈورن
روسی	ڈوسکریسنی	پونی ایڈلنیگ	ڈٹوزیک	سٹریڈا	شیٹورغ	پیاٹنٹسا	سبوٹا
پولینڈی	نیڈریلا	پونیلاڈنالیک	ڈٹوریگ	سیروڈا	شتروارٹک	پیاٹک	سوبوٹا
ہنگری	وسارنپ	ہیٹفو	[illegible]	سزرڈا	کشٹورٹوک	پینٹک	سزومبٹ

فارسی	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
ہندوستانی	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	سنیچر
اردو	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
سندھی	آرتواردو	سومرو	منگلور	بھودرو	ورسپتی	جمہو	چھانچھرو
بنگالی	روبی باز	سومبار	مونگل بار	بودہ باز	برہستپار	شوکرابار	شنیبار
مرہٹی	رویوارا	سوماوارا	منگلوارا	بودھ وارا	گرووارا	شکروارا	شنیوارا
گجراتی	رویوار	سوموار	منگلوار	بدہ وار	گروار	شکروار	شنیوار
تامل	نیائیرکیئذم	تنگلکیئذزم	اکیئذزنم	بودان کیئذم	ویاوزکیئذرنم	پلیکیئذزنم	شنکیئذزنم
تلنگو	آدیوارمو	سوموآرمو	منگلوارمو	بودھاوارمو	گورووارمو	شکروارمو	شنی وارمو
کنڑی	آدیتیاوارا	سوماوارا	منگلوارا	بدہ وارا	گورووارا	شکلوارا	شنی وارا
ملیالا	آئیوریچا	تنگالایچا	چووایچا	بدہ نایچا	ویاپایچا	ویلیاپاچا	شنی پایچا
ملاکا	ہری منگو	ہری سنین	ہری ثلاثہ	ہری ربو (دربعہ)	ہری خمیس (خمیس)	ہری جمات	ہری سپتو

مختلف ممالک میں سزائے موت کے طریقے

ملک	طریقہ	صورت	ملک	طریقہ	صورت
اضلاع متحدہ امریکہ	برقی رو سے	پرائیویٹ	اٹلی	تلوار یا پھانسی سے یا سنتری ہوا میں بندوق کے گولی سے	پبلک
آسٹریا	پھانسی	پبلک	اولڈن برگ	بندوق	پبلک
ایکویڈور	بندوق	پبلک	برنسوک	کلہاڑی	پرائیویٹ
بلجیم	گلیوٹین (سر کاٹنے کی کل)	پبلک	بویریا	گلیوٹین (سر کاٹنے کی کل)	پرائیویٹ

ملک	طریقہ	پبلک/پرائیویٹ	ملک	طریقہ	پبلک/پرائیویٹ
پرتگال	پھانسی	پبلک	پرشیا	تلوار	پرئیوایٹ
چین	تلوار یا رسی	پبلک	ڈنمارک	گیلوٹین	پبلک
روس	بندوق پھانسی یا تلوار	پبلک	سکسنی	گیلوٹین	پرائیویٹ
فرانس	گیلوٹین	"	ہالینڈ	پھانسی	پبلک
ہسپانیہ	گیرٹ	"	ہینور	گیلوٹین	پرائیویٹ
ہندوستان	پھانسی	"	افغانستان	تلوار وغیرہ	"
سوئزرلینڈ ۱۵ اضلاع	تلوار	"	سوئزرلینڈ ۲ اضلاع	گیلوٹین	پبلک
ر ر ۲ اضلاع	گیلوٹین	پرائیویٹ			

خلاصہ

گیلوٹین	۱۰	بندوق	۳	رسی	۱
تلوار	۲۰	گیرٹ	۱	پبلک	۲۹
پھانسی	۶	کلہاڑے	۱	پرائیویٹ	۷

تعداد حروف و ہجات و حرکات و سکنات قرآن شریف

(موافق قول عبد العزیز بن عبداللہ کذا فی البستان للفقیہ ابو اللیث سمرقندی)

کلمات	۸۶۴۳۰	اعشار کوفی	۴۲۳
حروف	۳۲۰۲۶۷۰	اعشار بصری	۶۲۳
فتحات	۳۵۲۴۳	اخماس کوفی	۸۴۷
ضمات	۴۰۸۰۴	اخماس بصری	۱۲۴۶

کسرات	۳۹۵۸۲	آیات کوفی	۶۲۳۶
نقاط	۱۰۵۶۸۴	آیات بصری	۶۲۱۶
مدات	۱۷۷۱	آیات شامی	۶۲۵۰
تشدیدات	۱۲۵۳	آیات مکی	۶۲۱۲
سورت ہا	۱۱۴	آیات عراقی	۶۲۱۴
رکوع ہا	۵۴۰	آیات عامہ	۶۶۶۶
ا	۴۸۸۷۲	ط	۱۲۷۴
ب	۱۱۴۴۵	ظ	۸۴۲
ت	۱۱۹۹	ع	۹۲۲۰
ث	۱۲۷۶	غ	۲۲۰۸
ج	۳۲۷۳	ف	۸۴۹۹
ح	۹۷۳	ق	۶۸۱۳
خ	۲۴۱۶	ک	۹۵۲۲
د	۵۶۶۲	ل	۳۴۳۲
ذ	۴۶۹۷	م	۲۶۵۳۵
ر	۱۱۷۹۳	ن	۲۲۵۶۰
ز	۱۵۹۰	و	۲۵۵۳۶
س	۵۸۹۱	ہ	۱۹۰۷۰
ش	۲۲۵۳	لا	۳۷۲۰

ص —	۲۰۱۴	ی —	۲۰۵۱۹
ض —	۱۶۰۷		
۱۴ع	عندالمتاخرین	بجے ۱۶ سلہ	اتفاقی
۱۲ع	عندالمتقدمین	بجے ۱۵ سلہ	اختلافی

۱۴ شاہان وقت کی سالانہ تنخواہون کا شمار

(۱) زار روس ۳۳ لاکھ ۵ ہزار گنی (۲) قیصر جرمنی ۷ لاکھ (۳) شاہ آسٹریا ۳ لاکھ ۲۰ ہزار ۵ سو دو (۴) شاہ جاپان ۳ لاکھ (۵) شہنشاہ چین ۲ لاکھ ۵۲ ہزار (۶) شہنشاہ بلجیم ایک لاکھ ۲۳ ہزار (۷) شاہ ڈنمارک ۷۰ ہزار ایکسو نشتر (۸) پریسیڈینٹ فرانس ۲۷ ہزار (۹) سلطان روم ۷ لاکھ ۴۹ ہزار دو سو ۵۹ (۱۰) شہنشاہ انگلینڈ ۴ لاکھ ۷۰ ہزار (۱۱) شاہ ہسپانیہ ۳ لاکھ ۸۳ ہزار (۱۲) خدیو مصر ۲ لاکھ ۵۵ ہزار ۳ سو ۱۶ (۱۳) شہنشاہ اٹلی ایک لاکھ ۷۵ ہزار (۱۴) شاہ ہالینڈ ۷۰ ہزار ۷ سو ستر۔ (۱۵) شاہ یونان ۳۵ ہزار (۱۶) پریسیڈنٹ اضلاع متحدہ ۱۰ ہزار۔ ٭

۱۴ افواج ہند کی تفصیل

گورنمنٹ ہند کی فوج		دیسی ریاستون کی فوج	
یوروپین —	۷۰۰۰۰	ہندو ریاستونکی —	۲۷۵۰۰۰
دیسی — جملہ	۱۵۰۰۰۰	اہل اسلام ریاستونکی — جملہ	۴۰۰۰۰

اور اسکے علاوہ ۱۵۰۰۰۰ پولیس کی تعداد ہے ٭

۱۵ دنیا کی مختلف زبانون مین سال کے بارہ مہینون کے نام

انگریزی	عربی	ہندی	فارسی	ترکی	یہودی	تامل	کناری	برہمی	جرمنی	فرانسیسی	اٹالی	مرہٹی	گجراتی	یونانی	قبطی	عرب بے دینی	افرنجی	سوریہ	کلدانی	عبرانی
جنوری	محرم	بیساکھ	فروردین	کانون ثانی	تشری	تائی	پوشم	پیاستہن	جنیوار	جنیویر	جیناجو	پوش	پوشس	نیوآمریس	طوبہ	افریل	اپریل	نیسان	نیسان	نیسان
فروری	صفر	جیٹھ	اردی بہشت	شباط	حیسوان	ماسی	گلہم	تابندوے	فیبروار	فوریر	فیراجو	ماگھ	مایا	فیروآریس	امیشر	مایو	مئی	ایار	ایار	ایار
مارچ	ربیع الاول	اساڑھ	خورداد	مارت	کیلیو	پنگنی	پوگنم	تابونگ	مارز	مارس	ماندو	فالگن	پھاگن	مارٹیس	برہات	یوینو	جون	خزیران	حزیران	سیلوان
اپریل	ربیع الثانی	ساون	تیر	نیسان	تبت	چتری	چترم	تاگو	اسپرل	ایورل	اپریل	چیترا	چیتر	ایرلیس	پرموده	یولیو	جولائی	تموز	تموز	تموز
مئی	جمادی الاول	بھادوں	امرداد	مایس	سیت	ویکاسی	بیناکم	کت نونگ	مئی	مائے	میگور	ویشاکو	ویساکھ	می اس	بشنش	اوغسطس	اگست	آب	آب	آب
جون	جمادی الثانی	اسوج کنوار	شہریور	خزیران	ادہار	ادنی	چیتسرم	نگالونگ	جونائی	جوئن	گی اگنو	جیشٹھ	جیٹھ	یونیس	باؤنہ	سبتمبر	ستمبر	ایلول	ایلول	ایلول
جولائی	رجب	کاتک	مہر	تموز	نیسان	اودی	اشادم	وہت سو	جولائی	جولیٹ	لکلیٹو	اشاڑہ	اساؤ	پولی اس	ابیب	اکتوبر	اکتوبر	تشرین اول	تشرین قدیم	تشرین
اگست	شعبان	اگہن	آبان	افلتوس	ایار	اودنی	سرادنم	دہ گونگ	اگسٹ	ایئٹ	اگوشتو	شراون	اشراون	اگسٹس	مسری	نومبر	نومبر	تشرین ثانی	تشرین آخری	مرحشوان
ستمبر	رمضان	پوہ پہاپوس	آذر	ایلول	شیوان	پرتسی	بھادرپم	توتعان	سپٹمبر	سپٹمبر	سیٹمبر	بھادرپد	بھادرو	سپٹمبریس	اباتمن یاتوت	دسمبر	دسمبر	کانون اول	کانون قدیم	کیسلو
اکتوبر	شوال	ماگھ	دے	تشرین اول	تموز	لوپسی	ابسوجم	تاپین گ	اکٹوبر	اکٹوبر	اوٹوبر	اشوین	آشو	اکٹوبریس	بابہ	نیایر	جنوری	کانون ثانی	کانون آخری	طیبت
نومبر	ذیقعدہ	پھاگن	بہمن	تشرین ثانی	آب	ارتگی	کارتگم	نسونک مونک	نومبر	نومبر	نومبر	کارتک	کارتک	نومبریس	ہاتور	فرایر	فروری	شباط	شباط	شباط
دسمبر	ذی الحجہ	چیت	اسفندار	کانون اول	ٹیبل	مرگلی	مارگسام	نت وو	ڈسمبر	ڈیسمبر	ڈیسمبر	مارگشرش	ماگشر	ڈیسمبریس	کیہک	مارس	مارچ	اذار	اذار	اذار

نقشہ احوال ہدایت اشتمال چہاردہ معصوم علیہم الصلوۃ والسلام ۱۶

اسما	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم	حضرت فاطمہ علیہا السلام	حضرت علی علیہ السلام	حضرت حسن علیہ السلام	حضرت حسین علیہ السلام	حضرت علی علیہ السلام	حضرت محمد علیہ السلام
کنیت	ابو القاسم	ام الحسن وام الحسین	ابو الحسن وابو تراب	ابو محمد	ابو عبد اللہ	ابو محمد	ابو جعفر
القاب	مصطفیٰ	زہرہ وزکیہ ومریم الکبریٰ	مرتضیٰ	مجتبیٰ اوزکی	شہید والشہدا	زین العابدین وسجاد	باقر
مقام ولادت	سوق ابیطالب	مکہ معظمہ	خانہ کعبہ	مدینہ طیبہ	مدینہ طیبہ	مدینہ طیبہ	مدینہ منورہ
ولادت سنہ	۱۲ ربیع الاول ۵۳ سال قبل از ہجرت	۲۰ جمادی الآخر ۸ سال قبل از ہجرت	۱۳ رجب ۲۳ سال قبل از ہجرت	۱۵ رمضان ۳ سال قبل ہجرت	۳ شعبان ۴ سال قبل از ہجرت	۵ جمادی الآخر در ۳۸ھ	۳ ماہ صفر در ۵۷ھ
حاکمان وقت ولادت	نوشیروان عادل	یزدجرد	شہریار	حضرت رسول خدا	حضرت رسالتماب	حضرت علی بن ابیطالب	امیر معاویہ رض
اسمائے آبا	حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب	حضرت محمد مصطفیٰ	ابیطالب	حضرت علی مرتضیٰ	حضرت علی مرتضیٰ	حضرت امام حسین	حضرت علی بن حسین
اسمائے امہات	حضرت آمنہ بنت وہب	حضرت خدیجہ کبریٰ	فاطمہ بنت اسد	حضرت فاطمہ زہراؓ	حضرت فاطمہ زہراؓ	شہربانو دختر یزدجرد	فاطمہ بنت الحسن
کلمات مہر	لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ	امن المتوکلون	الملک للہ الواحد القہار	العزۃ للہ	ان اللہ بالغ امرہ	حسبی اللہ نکل ہم	ظنی باللہ حسن وبالنبی المومن
تعداد ازواج	پانزدہ ازواج مطہرات	زوج حضرت علی مرتضیٰ	حضرت فاطمہ بعد وفاتش چند	مختلف فیہ	پنج زوجہ وچند کنیزان	یک زوجہ و چند کنیزان	دو زوجہ
تعداد اولاد	سہ فرزند و چہار دختر	دو پسر و دو دختر	ہیجدہ پسر و ہفدہ دختر	پانزدہ پسر وچہار دختر	چہار پسر و دو دختر	پانزدہ پسر و دو دختر	شش فرزند و سہ دختر
مدتہائے عمر	شصت و سہ سال	ہیجدہ سال	شصت و سہ سال	چہل و شش سال	پنجاہ و ہفت سال	پنجاہ و ہشت سال	پنجاہ و سہ سال و چند ماہ
تاریخ و سنہ وفات	۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	جمادی الثانی سنہ ۱۱ھ	رمضان سنہ ۴۰ھ	ماہ صفر سنہ ۵۰ھ	۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ	محرم الحرام سنہ ۹۵ھ	ذی الحجہ سنہ ۱۱۴ھ
مقام شہادت یا وفات	مدینہ طیبہ	مدینہ طیبہ	کوفہ	مدینہ طیبہ	میدان کربلا	مدینہ منورہ	مدینہ طیبہ
حاکمان وقت وفات	ہرقل	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	امیر معاویہ بن ابی سفیان	امیر معاویہ رض	یزید پلید	ولید بن عبد الملک	ہشام بن عبد الملک
مدافن	مدینہ منورہ حجرہ حضرت	جنۃ البقیع	نجف اشرف	جنۃ البقیع	میدان کربلا	جنۃ البقیع	جنۃ البقیع

اسما	حضرت جعفر علیہ السلام	حضرت موسیٰ علیہ السلام	حضرت علی علیہ السلام	حضرت محمدؐ علیہ السلام	حضرت علی علیہ السلام	حضرت حسن علیہ السلام	حضرت مہدی علیہ السلام
کنیت	ابو عبداللہ	ابو ابراہیم	ابو الحسن	ابو جعفر	ابو الحسن	ابو محمدؐ	ابو القاسم
القاب	صادق	کاظم	رضا	جواد و تقی	نقی	عسکری	الحجۃ القایم یا حق
ولادت مقام	مدینہ طیبہ	ابوا مابین مدینہ و مکہ	مدینہ طیبہ	مدینہ منورہ	حوالی مدینہ منورہ	مدینہ منورہ	×
سنہ ولادت	۱۷ ربیع الاول سنہ ۸۳ھ	صفر سنہ ۱۲۸ھ	۵ ذیقعدہ سنہ ۱۴۸ھ	۱۰ رجب سنہ ۱۹۵ھ	۲ رجب سنہ ۲۱۲ھ	۴ ربیع الآخر سنہ ۲۳۲ھ	×
حاکمان وقت ولادت	عبدالملک بن مروان	مروان حمار	منصور دوانقی	محمد امین	مامون	واثق بن معتصم	×
اسمائی ابا	حضرت امام محمد باقرؑ	حضرت امام جعفر صادقؑ	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ	حضرت امام رضاؑ	حضرت امام محمد تقیؑ	حضرت امام محمد نقی	×
اسمای امہات	ام فروہ بنت قاسم	حضرت حمیدہ	حضرت ام البنین	خیزران	سمانہ	حدیثہ	×
کلمات مہر	اللہ خالق کل شیٔ	الملک للہ وحدہ	ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ	المہیمن عضدی	من اخلاق المعبود وحفظ المعبود	انا للہ شہیدٌ	انا حجۃ اللہ و خاصتہٗ
تعداد ازواج	دو زوجہ	کنیزان بسیار	ایک زوجہ و چند کنیزان	ام الفضل و چند کنیزان	حدیثہ	حضرت نرجس و لبس	العلم عنداللہ
تعداد اولاد	ہفت پسر و سہ دختر	سی ہفت پسران و دختران	سیاشش	چہار	نہ فرزند و یک دختر	یک دختر و یک پسر	العلم عنداللہ
مدتہائی عمر	شصت پنج سال و چند ماہ	پنجاہ و پنج سال و چند ماہ	پنجاہ و چہار سال و چند ماہ	بست و پنج سال	چہل و دو سال	بست و ہشت سال	×
تاریخ و سنہ وفات	رجب سنہ ۱۴۸ھ	رجب سنہ ۱۸۳ھ	صفر سنہ ۲۰۳ھ	رجب سنہ ۲۲۰ھ	رجب سنہ ۲۵۴ھ	ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ	×
مقام شہادت یا وفات	مدینہ منورہ	بغداد	خراسان	بغداد	سر من رائے	سر من رائے	×
حاکمان وقت وفات	منصور دوانقی	ہارون رشید	مامون رشید	معتصم باللہ	معتز عباسی	معتمد عباسی	×
مدفن	جنۃ البقیع	مشہد کاظمین	مشہد خراسان	مشہد کاظمین	سر من رائے	سر من رائے	×

۱۷ ہندوستان کے اعلیٰ احکام کے مشاہرے

نام عہدہ	تنخواہ ماہوار بحساب روپیہ	نام عہدہ	تنخواہ ماہوار بحساب روپیہ
گورنر جنرل وسیرائے ہند	۲۵۸۰۰۰	چیف جسٹس بمبئی	۵۰۰۰
اسٹاف و اخراجات خانگی	۳۲۴۹۳	چیف کمشنر آسام	۴۱۶۶
گورنر مدراس	۱۰۰۰۰	چیف کمشنر ممالک متوسط	۴۱۶۶
بھتہ و اخراجات سفر	۸۰۰۰	چیف کمشنر برہما	۶۶۶۶
گورنر بمبئی	۱۰۰۰۰	ہر ممبر کونسل مدراس	۵۱۱۶
بھتہ و اخراجات سفر	۸۰۰۰	ہر ممبر کونسل بمبئی	۵۱۲۰
پریزیڈنٹ کونسل آف گورنر جنرل	۶۴۰۰	رزیڈنٹ حیدرآباد دکن	۴۸۴
لفٹنٹ گورنر بنگال	۸۳۳۳	ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ	۴۰۰۰
اخراجات خانگی و سفر خرچ	۲۷۲۹	ایجنٹ گورنر جنرل وسط ہند	۴۰۰۰
لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی	۸۳۳۳	ایجنٹ گورنر جنرل بڑودہ	۲۵۰۰
اخراجات خانگی و سفر خرچ	۸۰۰۰	ایچ۔ ای۔ کمانڈر انچیف	۵۸۳۴
لفٹنٹ گورنر پنجاب	۸۳۳۳	ایڈیشنل ممبر کونسل بمبئی	۴۴۳۵
اخراجات خانگی و سفر خرچ	۶۱۸۸	چیف سکرٹری بمبئی	۳۷۵۷
چیف جسٹس بنگال	۶۰۰۰	پولیٹیکل سکرٹری	۳۱۲۵
ہر ایک ممبر کونسل آف گورنر جنرل	۹۳۰۰	جنرل کمانڈنگ ... ڈویژن	۳۵۰۰
چیف جسٹس مدراس	۵۰۰۰	جنرل کمانڈنگ ... ڈویژن	۳۵۰۰

نام عہدہ	تنخواہ ماہوار بحساب روپیہ	نام عہدہ	تنخواہ ماہوار بحساب روپیہ
ہرج ہائیکورٹ	۳۷۵۰	پولیٹکل ایجنٹ کولہاپور	۲۲۰۰
کمشنر ریونیو وغیرہ	۳۵۰۰	منٹ ماسٹر	۳۰۰۰
سروے اینڈ سٹلمنٹ کمشنر	۳۰۰۰	کمشنر سالٹ ریونیو	۲۵۰۰
فرسٹ گریڈ جج و سیشن جج	۲۷۵۰	ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم	۲۵۰۰
پولیٹکل ریذیڈنٹ عدن	۳۰۰۰	سرجن جنرل	۲۵۰۰
پولیٹکل ایجنٹ کاٹھیاواڑ	۲۵۰۰		

۱۸ خاندان شاہی کے وظائف

حضور قیصرہ ہند بسبب خاص ۰۰۰ ۶۵ پونڈ۔ تنخواہ ملازمان خانگی ۰۰۰ ۲۳۱ پونڈ خرچ خانگی۔ ۰۰۰ ۳۰۰ پونڈ۔ شاہی فیاضی ۰۰۰ ۱۳ پونڈ۔ ڈچی آف لنکاسٹر وغیرہ وغیرہ مدات سے بچت ۰۰۰ ۵۵ پونڈ سالانہ کل میزان قریب ۰۰۰۰۰ ۵ پونڈ سالانہ۔

پرنس آف ویلز ۰۰۰ ۴ پونڈ سالانہ اپنے لیئے اور ۰۰۰ ۳۲ پونڈ سالانہ بچون کے لیئے۔ انکی بیگم صاحبہ ۰۰۰۰ ۱ پونڈ سالانہ۔ ڈیوک آف ایڈنبرگ ۰۰۰ ۲۵ پونڈ سالانہ۔ پرنس کرسچین شلوگ ہولسٹین ۰۰۰ ۶ پونڈ سالانہ۔ پرنسس لوئس ۰۰۰ ۶ پونڈ سالانہ۔ ڈیوک آف کناٹ ۰۰۰ ۲۵ پونڈ سالانہ ڈیوک آف کیمبرج ۰۰۰ ۱۲ پونڈ سالانہ۔ علاوہ تنخواہ وجی و دیگر مراعات کے۔ ڈچیز آف ٹک ۰۰۰ ۳ پونڈ سالانہ۔ پرنس ہنری آف بٹینبرگ ۰۰۰ ۶ پونڈ سالانہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۱۹ یورپین عہدہ دارونکیلئے توپونکی سلامی ممالک محروسہ گورنمنٹ ہند کے درمیان ؛؛

ہز میجسٹی ملکہ مملکت انگلستان دائرلینڈ وقیصر ہندوستان کی منظوری سے بذریعہ اس کے اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم جنوری ۱۸۷۶ء کے بعد برٹش انڈیا کے اندر حضور ممدوحہ ملکہ وقیصر ہندوستان کی سلامی ایک سو ایک ضرب توپون سے ہوا کریگی۔ اور نشان شاہی اور گورنر جنرل ووایسرائے ہندمین سے ہر ایک کی سلامی اکتیس ۳۱ توپین ہونگی ؛؛

وائسرائے وگورنر جنرل ہند۔ ہندوستان کی خشکی کے قلعون اور توپخانون اور سمندرون کے جہازونسے یا اگر اتفاقاً ان حدود مین ملکہ معظمہ کے جہازون کے پاس سے گذرنے یا اون کے دیکھنے کی نوبت آوے تو اونسے ۳۱ توپین۔

سفیران۔ حدود ہندوستان کے درمیان ملکہ معظمہ کے قلعون اور توپخانون سے اور ہندوستانکی سمندرون مین ہرمجسٹی کے جہازون سے انکے دیکھنے اونپر سوار ہونے یا اون سے اوترنیکے وقت .. .. اونیس ۱۹ توپین

احاطون کے گورنر کونسل ہند کا پریسیڈنٹ مقبوضات پرتگال واقعہ ہند کا گورنر جنرل پونڈی چری کا گورنر۔	حدود ہندوستان کے قلعون اور توپخانون سے۔ اور ہندوستانکے سمندرونکے جہازون مین سے ہر ایک سے۔	۱۷ توپین

حضور ملکہ معظمہ کی نوآبادیون کے گورنر۔ خواہ اپنے علاقون مین ہون یا باہر کہین ڈیوٹی پر ہون

... ... ۷ اتوپین

صوبجات ہندوستان کے لفٹنٹ گورنر۔ خواہ اپنے علاقون مین ہون یا باہر کہین ڈیوٹی پر ہون

... ... ۱۵ توپین

کمانڈر انچیف صاحبان۔ فوجی درجہ کے مطابق مقدار مقررہ سے دو توپین زیادہ (علاقہ بحرے و بری ہندوستان مین)

کمانڈر انچیف صاحبان بحری افواج حضور ملکہ معظمہ بحری درجہ کے مطابق مقدار مقررہ سے دو توپین زیادہ (علاقہ بحری و بری ہندوستان مین) صوبجات کے کمانڈر انچیف فوجی درجہ کے مطابق مقدار مقررہ سے دو توپین زیادہ (صرف اپنے احاطہ کے اندر)

جنرل اور امیر البحر یا اُن کے نشان (ہندوستان یا علاقہ یا سمندرون مین یکسان)

ممبران کونسل قلعون۔ توپخانون اور حضور ملکہ معظمہ کے جہازون سے اپنے اپنے صوبو نکے اندر ... ... ۱۵ اتوپین

ہندوستان کی افواج بحری کا کمانڈر انچیف۔ بحری رتبہ کے مطابق مقدار مقررہ سے دو توپین زیادہ (علاقہ بحری و بری ہندوستان مین) ... ... ۱۵ اتوپین

سفرا و وکلاءے دول وغیرہ۔ جس علاقہ کے وہ متعلق ہون اس مین ... ... ۱۵ "

حضور ملکہ معظمہ کی نوآبادیونکے لفٹنٹ گورنر اپنے علاقہ مین یا جب باہر ڈیوٹی پر ہون یکسان۔ ۱۵ "

نائب امیر البحر یا لفٹنٹ جنرل یا اونکے نشان ہندوستان کے ممالک محروسہ اور سمندرونمین یکسان۔ ۱۵ "

ایجنٹان گورنر جنرل خشکی اور تری پر یکسان۔ اپنے علاقونمین یا جب کہین خدمت پر ہون۔ ۱۳ توپین

رزیڈنٹان ریاستہائے دیسی چیف کمشنران صوبجات و کمشنران	اپنے علاقون مین یا جہان خدمت پر ہون۔ ہر ایک کو	۱۳ "

قسمت ۱۵ ریٹایرڈ میڈیل میجران جنرل یا اونکے نشان ہندوستان بحرون اورعلاقونمین یکسان - ۱۱ توپیں

کموڈران درجہ اول و بریگیڈیر جنرلان - ہندوستان بحرون اور علاقونمین یکسان .. .. .. ۹ ایضاً

دسن کا پرتگالی گورنر - وگورنر ڈایو - دبریک ہندوستان بحرون - اور علاقون مین یکسان .. .. ۹ ؍؍

بریگیڈیر جنرل سے کم درجہ کے افسر جو فوج کے ڈیویژن یا ڈسٹرکٹ فیلڈ فورس کے کمان انگریزی سرحد پر یا اسکے پار مستقل اسٹاف کے ساتھ کرتے ہون انکو بمبئی - مدراس و بنگال مین دویم درجہ کے فوجی عزت کی سلامی ملیگی

نوٹ وایسرائے ہند کو اختیار ہے کہ جن حالات مین مناسب سمجھے سلامی کی توپین مقرر کرے یا سول ملٹری حکام کی ہدایت کے لیئے سلامی کی توپون کے متعلق مناسب قواعد منضبط کرے -

سالگرہون یا خاص موقعونپر توپونکی سلامی

سالگرہ ملکہ معظمہ - بادشاہ وقت کی تخت نشینی یا تاجداری کی رسم پر تمام مقامات پر کہ جہان توپین ہین - .. .. یکصد و یک

(۱) بادشاہ وقت کے تولد پر (۲) افواج انگریزی کی فتوحات پر - (۳) تمام شاہی فسانون کے پڑہے جانے پر صرف احاطون کے صدر مقامونمین - کیونکہ یہ خاص تقریبین ہین ۱۰۱

تاجدارون کی وفات پر - یا ایسے عہدہ دارون کی وفات پر جو توپون کی سلامی کے حقدار تہے (جنازہ کی توپین) .. .. .. جسقدر توپین زندگی مین ملتیں

اگر مرحوم کی عزت کے خیال سے گورنر جنرل بمعیت کونسل منظور کرے .. .. اوسکی عمر کے سالونکے برابر تعداد مین -



۲۰ تمام دنیا کے مسلمانون کی تعداد

دولت عثمانیہ اور یورپ مین ۶ کروڑ ۳۰ لاکھ۔ جزیرہ سکوٹری مین ۴۰ لاکھ۔ سلطنت ایران مین ۹۰ لاکھ
غلیبار ۱۰ لاکھ۔ دولت افغانستان ۴۰ لاکھ۔ دولت مصر ۶۰ لاکھ۔ حکومت بخارا ۵۰ لاکھ ۶۰ ہزار۔
سوڈان یعنی حبش مشرقی ایک کرور ۸۰ لاکھ۔ خیوا ۵۰ لاکھ۔ اوگڈا ۱۰ لاکھ۔ سلطنت روس ۷۰ لاکھ۔ سلطنت
زنجبار ۴۰ لاکھ۔ چینی تاتار ۲۰ لاکھ۔ سلطنت چین خاص ۳ کرور ۱۰ لاکھ۔ جرمن واقع مشرقی افریقہ
۸۰ لاکھ۔ بلوچستان ۵ لاکھ۔ موزنبیق ۲ لاکھ ۵۰ ہزار۔ ہندوستان ۵ کرور ۸۰ لاکھ۔ سلطنت
مراکو ۸۰ لاکھ۔ سلطنت الجیریا ۴۰ لاکھ۔ سلطنت سردینی ۴۰ لاکھ۔ سلطنت ٹونس ۱۵ لاکھ۔ طرابلس
۱۰ لاکھ۔ افریقہ صحرا ۱۵ لاکھ۔ سلطنت وادی ۲۶ لاکھ۔ جزیرہ پورتو ۵ لاکھ۔ میزان کل اہل اسلام
دنیا ۲۲ کرور ۶ لاکھ چار ہزار ہے۔ اور میزان کل عیسائی ۲۰ کرور ۸۰ لاکھ۔ اور یہودی ۔
۵ کرور ۱۰ لاکھ۔ اور غیر اہل کتاب ۹۲۴۹۱۷۰۰ ہے۔

۲۱ روسا ہند کی توپونکی سلامی کا شمار

۲۱ ضرب

نظام حیدرآباد۔ مہاراجہ میسور۔ مہاراجہ بڑودہ۔

۱۹ ضرب

مہاراجہ ہولکر اندور۔ مہاراجہ کشمیر۔ خان قلات۔ مہاراجہ کولہاپور۔ مہارانا او دیپور میواڑ۔
مہاراجہ ٹراونکور۔ بیگم بھوپال۔ مہاراجہ سندھیا گوالیار۔

۱۷ ضرب

نواب بہاولپور - مہاراجہ بھرتپور - مہاراجہ بیکانیر - مہاراجہ بوندی - راجہ کوچین - مہاراجہ جے پور
مہاراجہ قرولی - مہاراؤ کوٹہ - راؤ صاحب کچھ - مہاراجہ جودہ پور - مہاراجہ پٹیالہ - مہاراجہ ریوان -
نواب ٹونک -

۱۵ ضرب

مہاراجہ الور - مہاراول بانسواڑہ - مہاراجہ دتیا - مہاراجہ دیواس کلان - مہاراجہ دیواس خورد
راجہ دہار - مہاراج رانا دہولپور - مہاراول ڈونگرپور - مہاراجہ ایدر - مہاراول جیسلمیر - مہاراجہ رانا
جہالاوار - امیر خیرپور - مہاراجہ کشن گڈھ - مہاراجہ اورچہ - مہاراول پرتاب گڈھ - مہاراجہ سکم -
مہاراؤ سروہی -

۱۳ ضرب

راجہ بنارس - نواب جاورا - مہاراجہ کوچ بہار - نواب رامپور - راجہ پٹرا -

۱۱ ضرب

مہاراجہ اجے گڈھ - نواب صاحب باونی - ٹھاکر صاحب بھاؤنگر - مہاراجہ صاحب بجاور - نواب صاحب
کیمبے - راجہ صاحب چمبہ - مہاراجہ صاحب چترکہاری - مہاراجہ صاحب چھترپور - راجہ صاحب
دہرنگدرا - راجہ صاحب فریدکوٹ - ٹھاکر صاحب گونڈل - راجہ صاحب جھابوا - راجہ صاحب جہند
نواب صاحب جوناگڈھ - راجہ صاحب بلاسپور - راجہ صاحب کپورتھلہ - راجہ صاحب منڈی
راجہ صاحب منی پور - ٹھاکر صاحب موروی - راجہ صاحب نرسنگھ گڈھ - جام صاحب نوانگر -
دیوان صاحب پالن پور - مہاراجہ صاحب پدوکوٹہ - نواب صاحب رادہن پور - راجہ صاحب
راج گڈھ - راجہ صاحب راج پیپلا - راجہ صاحب رتلام - راجہ صاحب سیلانہ - مہاراجہ سمتھر
راجہ صاحب سکیت - راجہ صاحب ناہن سرمور - راجہ صاحب سیتامؤ - راجہ صاحب ٹہری گڑھوال

۹ ضرب

رانا صاحب علی راجپور۔ نواب صاحب بالاسنور۔ مہاراول بانسدہ۔ راجہ صاحب برونده۔ راجہ صاحب بریہ۔ رانا صاحب بروانی۔ راجہ صاحب چھوٹا اودیپور۔ رانا صاحب دہرم پور۔ ٹھاکر صاحب دہرول۔ سلطان فضلی۔ نواب صاحب جنجیرہ۔ راجہ صاحب کروند۔ رانا صاحب کھلچی پور۔ سلطان لاہج۔ ٹھاکر صاحب لیمبر۔ راجہ صاحب ناگود۔ نواب صاحب مالیرکوٹلہ۔ ٹھاکر صاحب پالیتانہ۔ ٹھاکر صاحب راجکوٹ۔ نواب صاحب سچین۔ راجہ صاحب ساونت واڑی۔ راجہ صاحب ستنا۔ ٹھاکر صاحب دہوان۔ راجہ صاحب دنکانیر۔ ٹھاکر صاحب لمری۔

ذاتی اعزاز کیطور پر رئیسان ذیل کے لیئے حسب ذیل سلامی مقرر ہے۔

(۱) ہزہائنس مہاراجہ سوائی سرمادہو سنگھہ والی جیپور ۲۱ ضرب (۲) ہزہائنس مہارانی میسور ۱۹ ضرب (۳) ہزہائنس مہاراجہ مہندر سوائی سر پرتاب سنگھہ والی اورچہ ۱۷ ضرب (۴) ہزہائنس راجہ سرمان سنگھہ جی زمل سنگھہ جی والی دہرنگدرا ۱۵ ضرب (۵) ہزہائنس مہاراجہ سرہیرا سنگھہ والی نابہ ۱۳ ضرب (۶) ہزہائنس راجہ سرشمشیر پرکاش والی ناہن سرمور ۱۳ ضرب (۷) ہزہائنس فضل بن علی سلطان لاہج ۱۱ ضرب (۸) ہزہائنس نواب محمد ابراہیم علیخان والی مالیرکوٹلہ ۱۱ ضرب (۹) علی بن عبداللہ سلطان قشن وسقوطرا ۹ ضرب (۱۰) ہزہائنس نواب شمشیر الملک بہادر والی تہرونگلہ ۹ ضرب

۲۱ ضرب کی سلامی توپ مندرجہ ذیل والیان ریاست کیلیئے اونکے حدود ریاست کے اندر سرہوتی ہے۔

(۱) ہزہائنس بیگم صاحبہ بھوپال۔ (۲) ہزہائنس مہاراجہ گوالیار۔

(۳) ہزہائنس مہاراجہ اندور۔ (۴) ہزہائنس مہاراجہ صاحب جموں وکشمیر۔

۲۲ بعض افسر و والیان ملک کے القاب بزبان انگریزی

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند۔ ہر امپیریل میجسٹی ملکہ انگلستان و قیصرہ ہندوستان =

دنیا کے بادشاہون کے نامونکے ساتھ۔ = ہز رائل ہائنس۔

حضور ویسرائے ہند و دیگر ممالک کے وزرائے عظام۔ ہز اکسلنسی

ججون کو عدالت مین۔ ہز لارڈشپ۔

تمام شہنشاہون کے نامونکے ساتھ۔ ہز امپیریل مجسٹی۔

یورپ کے شاہی خاندان کے عزیزون اور ہندوستان کے والیان ملک۔ ہز ہائنس

گورنران و لفٹنٹ گورنران صوبجات۔ ہز آنر۔

ممبران کونسل کو = آنریبل

۲۳ بادشاہونکی آمدنی (بحساب فی منٹ اوسط)

شہنشاہ روس (۶ پونڈ ۲ شلنگ) شہنشاہ اسٹریلیا (۷ پ ۱ ش) شاہ اٹلی (۴ پ ۷ ش) شہنشاہ جرمنی (۳ پ ۱۰ ش) شہنشاہ انگلستان (۲ پ ۱ ش) شاہ اسپین (۲ پ ۷ ش) شاہ سویڈن (۱ پ ۸ ش) شاہ بویریا (۱ پ ۵ ش) شاہ سیکسنی (۹ ش) شاہ بلجیم (۹ ش) شاہ ڈنمارک (۴ ش) شاہ ورٹمبرگ (۱۳ ش) پریسیڈنٹ فرانس (۷ ش) شاہ رومانیا (۵ ش) شاہ یونان (۶ ش) شاہ سرویا (۵ ش) پریسیڈنٹ امریکہ (۱½ ش)

۲۴ انگریزی خطابون کی تفصیل

موسٹ اگزالٹڈ آرڈر آف دی اسٹار آف انڈیا

یہ نائٹ ہڈ کا شاہی خطاب یعنی اعزازی نشان پیشگاہ حضور قیصر ہند سے ۲۲ فروری ۱۸۶۱ء کو قایم ہوا تاکہ خاص خاص خدمات ملکی و قومی - اور خاص لیاقتو نکے لیئے لایق اور ممتاز اشخاص کو عطا کیا جاوے اس مین تین درجے رکھے گیئے ہین - (۱) نائٹ گرینڈ کمانڈر اسٹار آف انڈیا (جی - سی - ایس - آئی) (۲) نائٹ کمانڈر اسٹار آف انڈیا - (کے - سی - ایس - آئی) (۳) کمپینین اسٹار آف انڈیا (سی - ایس - آئی)

آرڈر آف دی انڈین امپائر (سی - آئی - ای)

یہ تمغہ اور خطاب - سی - آئی - ای - کا پیشگاہ حضور قیصر ہند سے یکم جنوری ۱۸۷۸ء کو مقرر ہوا جو خدمات ہندوستان کے متعلق اصحاب سے یادگار خطاب قیصری مین ظہور پذیر ہوئین اونکو یہ اعزازی خطاب عطا ہوا ہے - تقریب جوبلی سے اس خطاب کے طبقہ مین ایک اور ترقی کی گئی ہے - یعنی لفظ (کے) بڑھا دیا گیا ہے - جس سے اب یہ خطاب دو طرح پر منقسم ہے ایک (کے - سی - آئی - ای -) دوسرا (سی - آئی - ای) -

امپیریل آرڈر آف دی اسٹار آف انڈیا

یہ خطاب اور تمغہ حضور قیصر ہند نے اپنے خطاب قیصری کی یادگار مین یکم جنوری ۱۸۷۸ء کو قایم کیا - شاہی خاندان اور ہندوستانی والیان ریاست کے شہزادیون اور ویسرائے وگورنران صوبجات کی لیڈیونکو حضور قیصرہ کی خوشنودی سے دیا جاتا ہے -

خطاب فضیلت علوم مشرقی

شمس العلما - اہل اسلام کیلیئے - اور مہا مہوپا دہیایہ اہل ہنود کے لیئے بہ تقریب جوبلی ۱۶ فروری ۱۸۸۷ء کی یادگار مین قایم کیئے گئے -

۲۵ دنیا کی آبادی

اہل اسلام	۲۰ کرور ۲۰۰۰۰۰۰۰۰	کیتھلک دس کرور پچاس لاکھ	۱۰۵۰۰۰۰۰۰
پروٹسٹنٹ چودہ کرور اُناسی لاکھ	۱۴۷۹۰۰۰۰۰	آرتھوڈوکس ۸ کرور چالیس لاکھ	۸۴۰۰۰۰۰۰
باقی مذاہب اسّی لاکھ	۸۰۰۰۰۰۰	برہمن بودھ مذہب و دیگر مذاہب ایشیائی چہتر کرور	۷۴۰۰۰۰۰۰۰
یہودی اسّی لاکھ	۸۰۰۰۰۰۰	بت پرست گیارہ کرور ساٹھ لاکھ	۱۱۶۰۰۰۰۰۰

میزان کل۔ ایک ارب اڑتالیس کرور نواسی لاکھ ۱۴۸۸۹۰۰۰۰۰

۲۶ دنیا میں مسلمانوں کی آبادی

یورپ

ولایت روم ایلی شاہانیہ	۲۹۹۳۷۱۰	بلغارستان روم ایلی شرقی	۶۶۸۱۸۳
یونان	۲۴۱۶۵	جبل اسود	۱۳۰۰۰
سرویہ	۱۸۴۰۰	رومانیا	۲۹۰۰
روسی یورپ قافقاسیا سائبریا	۷۰۰۰۰	میزان کل	۱۶۷۱۹۴۸۵

ایشیا

اناطولیہ شاہانی	۱۱۸۰۱۴۸۵	کریٹ	۸۸۴۸۷
سعدیا فلسطین	۱۰۰۰۰۰۰	حجاز یمن	۱۰۵۰۰۰۰
عربستان	۱۲۰۰۰۰۰۰	ایران	۹۰۰۰۰۰۰۰
افغانستان	۴۰۰۰۰۰۰	بلوچستان	۷۰۰۰۰۰

نام	تعداد	نام	تعداد
ہندوستان	۵۸۸۰۰۰۰۰۰	ہند چینی	۶۰۰۰۰۰۰۰
چین	۲۱۰۰۰۰۰۰۰	ترکستان مشرقی	۲۰۰۰۰۰۰۰
ترکستان افغانی	۹۵۰۰۰۰	مرو	۱۰۰۰۰۰۰۰
حکومت بخارا	۲۱۳۰۰۰۰	حکومت خیوا	۷۰۰۰۰۰۰۰
ترکستان روسی	۲۰۰۰۰۰۰۰	میزان ایشیا	۱۳۳۴۳۹۹۷۲

افریقہ

نام	تعداد	نام	تعداد
حکومت خدیو مصر	۶۵۶۰۰۰۰	سوڈان مشرقی	۱۰۸۳۴۰۰۰
حکومت طرابلس غربی	۱۰۰۰۰۰۰	حکومت ٹونس	۲۰۰۰۰۰۰
جزائر	۳۵۰۰۰۰۰	حکومت فارس	۸۰۰۰۰۰۰
صحرای کبیرہ	۵۰۰۰۰۰	دامائی	۳۶۰۰۰۰۰
بورنیو	۵۰۰۰۰۰۰	سقوطرا	۴۰۰۰۰۰۰۰
باسینیا	۱۰۰۰۰۰۰	سوڈان فرانسیسی	۴۰۰۰۰۰۰
سندغاپیا	۱۶۸۰۰۰	کبنہ علیا	۱۵۰۰۰۰۰۰
فونغو	۲۰۰۰۰۰۰۰	ادنماٹدا	۵۰۰۰۰۰۰
داونی پورد	۵۰۰۰۰۰	مقبوضات	۱۲۰۰۰
موزلبیک	۵۰۰۰۰۰	افریقہ شرقی	۸۰۰۰۰۰۰
زنگبار	۳۰۰۰۰۰۰	مملکت [illegible]	۸۰۰۰۰۰
مملکت سومالی	۱۰۰۰۰۰۰	حبشستان	۲۰۰۰۰۰۰۰

میزان کل ۱۰۱۰۳۱۰۰۰

بحر محیط ہندی

مڈغاسکر	۳۰۰۰۰۰۰	جزیرہ سقوطرہ	۱۲۰۰۰
جزائر کومر	۸۰۰۰۰	جزائر سیشل	۱۵۰۰۰
جزیرہ ماسقار بنی جزائر سائرہ	۲۰۰۰۰۰	وکٹیر لزد مقبوضات انگلینڈ	۳۵۰۰۰۰
جزائر جاوا	۲۳۵۰۰۰۰۰	جزائر بالی لومبک	۸۵۰۰۰۰
جزائر ملیوا	۲۰۰۰۰۰۰	جزائر تیمور	۱۱۰۰۰۰۰
جزائر فلپین	۳۶۰۰۰۰۰	میزان کل	۳۷۰۳۵۰۰۰

میزان کل آبادی - ۲۸۲۲۲۵۴۲۰

۲۷ پریسیڈنٹان بورڈ آف کنٹرول

یعنی جماعت نگران حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی کے میر مجلس

نام	تاریخ ابتدائی عہدہ	نام	تاریخ ابتدائی عہدہ
وکاونٹ لیوی شم	۲۵ اپریل ۱۸۰۱ء	ارل آف ہیرو بی	۱۱ جولائی ۱۸۰۹ء
وکاونٹ کیسل ریگ	جولائی ۱۸۰۲ء	رائٹ آنریبل رابرٹ ڈنڈس	۷ نومبر ۱۸۰۹ء
ارل آف منٹو	۱۱ فروری ۱۸۰۶ء	ارل آف بکنگہیم شائر	۴ اپریل ۱۸۱۲ء
رائٹ آنریبل ٹامس گرینول	۱۵ جولائی ۱۸۰۶ء	رائٹ آنریبل جارج کیننگ	۴ جون ۱۸۱۶ء
رائٹ آنریبل جارج ٹرنی	۳۰ ستمبر ۱۸۰۶ء	رائٹ آنریبل سی باتھرسٹ	۱۲ جنوری ۱۸۲۱ء
رائٹ آنریبل رابرٹ ڈنڈس	۴ اپریل ۱۸۰۷ء	رائٹ آنریبل سی ڈبلیو ون	۵ فروری ۱۸۲۲ء

مقدمہ

دیسی ریاستین

دیسی ریاستون کا انتظام براہ راست انگریزی افسرون کے اختیار مین نہین ہے - بلکہ اس مین سپریم گورنمنٹ کی رائے اور ہدایت لینی پڑتی ہے - اور یہ ہدایت حسب موقع اور بے محل ہوتی ہے والیان ریاست کو اختیار نہین ہوتا کہ وہ ایلچی ایک دوسرے کے پاس یا باہر کی ریاستون میں بھیج سکین - فوج ان کی نہایت محدود ہوتی ہے - ان کے دربار مین یوروپین بلا اجازت گورنمنٹ نہین رہ سکتا - درصورت بد انتظامی سپریم گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ والی ریاست کو موقوف یا معطل کر دیوے - بعض ریاستین باجگذار ہین - اور بعض خراج نہین ادا کرتین عام طور پر دیسی والیان ریاست اپنی ریاست مین حکمران ہین - اور اون کے وزیر و مدارالمہام مشیر ہوتے ہین - اور وہ اوس انگریزی افسر (رزیڈنٹ) کی رائے لیتے ہین جو اون کی ریاست مین گورنمنٹ کے طرف سے مقرر ہوتا ہے ان ریاستون مین ایک خاص بات یہ ہوتی ہے کہ وہان انگریزی قانون جو علاقہ گورنمنٹ مین رائج ہے نافذ العمل نہین ہوتا - اور اون پر

ہائیکورٹ یا چیف کورٹ کا کچھہ اختیار نہین ہوتا۔ برار و بنگلور اور قلات ابھی تک دیسی ریاستین سمجھی جاتی ہین۔ اور افغانستان و نیپال اور بھوٹان خودمختار ریاستین ہین۔ اگرچہ ان مین سرکاری رسوخ کو دخل ہے۔

ہندوستان کی جملہ دیسی ریاستون کا رقبہ (۷۹۳۰۰) میل مربع ہے (۷۰۰۰۰۰۰) آدمیون کی آبادی ہے۔ اور تمام ریاستون کی فوجی طاقت (۴۰۰۰۰) ہے۔ کل آمدنی یا محاصل تمام والیان ریاست کا (۲۰۵۰۰۰۰۰) ہے۔ اس مین مبلغ (۷۵۰۰۰۰) سالانہ گورنمنٹ کو بطور خراج دیا جاتا ہے۔ ریاستون کی حیثیت ایک دوسرے کے مقابلہ مین بہت کچھہ فرق رکھتی ہی۔ حیدرآباد دکن کی ریاست سلطنت اٹلی کے برابر ہے۔ کاٹھیاوار (جہان تقسیم ہوگئی ہے) مین کئی راجہ ایک ایک گاؤن کے ہی مالک ہین۔ چھوٹی بڑی ریاستون کی تعداد (۶۹۰) ہے مگر دوسو ریاستین واقعی قابل لحاظ ہین۔ یہ ریاستین (۱۴) اقسام پر منقسم ہین۔

نمبر شمار	اقسام	نمبر شمار	اقسام
۱	ہندوستانی چھپی ریاستین جنمین بہت سے پہاڑی ریاستین بھی شامل ہین	۸	اضلاع متوسط کی ریاستین
۲	ریاستہائے اقوام گونڈ و کول و راجپوت	۹	گجرات اور کاٹھیاوار کی ریاستین
۳	ہمالہ کی پہاڑی ریاستین جنمین کشمیر بھی شامل ہے	۱۰	جنوبی مرہٹون کی ریاستین
۴	افغانی اور بلوچی ریاستین	۱۱	بڑودہ کی ریاست
۵	سکھون کی سرحدی ریاستین	۱۲	حیدرآباد دکن کی ریاست
۶	مسلمانی شمالی ریاستین	۱۳	میسور کی ریاست
۷	قدیمی راجپوتانہ کی ریاستین	۱۴	ٹراونکور و کوچین کی ریاستین

ریاستون کی قدر و منزلت اونکی سلامی اتوپ سے ظاہر ہے۔ جن راجاؤن کی سلامی گیارہ توپون کی یا اس سے زیادہ ہے۔ وہ اس بات کے مستحق ہین کہ اون کے نام کے ساتھ ہز ہائنس کا لفظ لگایا جاوے۔ بعض راجاؤن نے کسی خاص امر کے باعث خاص عزت حاصل کی ہے اور اون کی سلامی بڑہائی گئی ہے۔ مگر یہ عزت ذاتی ہے۔ جو اونکی وفات کے بعد اون کے جانشین کو حاصل نہین ہو سکتی۔



ہز ہائنس فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ آنریری میجر نواب محمد حامد علی خان بہادر

ستہرہوین صدی کے آخر مین دو افغان بہائی شاہ عالم اور حسین خان ہندوستان وارد ہوگے شاہ عالم کو دو فرزند داؤد خان اور رحمت خان تہے۔ داؤد خان نے محاربات مرہٹہ مین بڑی ناموری حاصل کی۔ جنکو بدایون کے متصل ایک سیر حاصل جاگیر ملی۔ اون کے فرزند متبنیٰ

علی محمد خان نے بارہہ کے سیدون کے خلاف شاہی خدمات انجام دین ۔ جس کے صلہ مین
نواب کا خطاب عطا ہوا ۔ اور جاگیر کی توثیق ہوئی ۔ انتزاع سلطنت مغلیہ کے کچھہ زمانہ
قبل اون کی زندگی راجہ کمایون نواب وزیر اودہ اور کبھی کبھی شاہی افواج کے مقابلہ و
مقاتلہ مین بسر ہوئی ۔ آخر ان کو اپنے علاقہ سے دستکش ہونا پڑا ۔ لیکن جب شہنشاہ دہلی اور
نواب وزیر کی توجہ احمد شاہ درانی کے حملہ کو روکنے پر مصروف تھی تو علی محمد خان نے اپنے
سابقہ علاقہ پر قبضہ کر لیا ۔ اور چند سال کے عرصہ مین خوب ترقی کی ۔ آخر سنہ ۱۱۶۱ھ مین انتقال ہو گیا
مرحوم کو آٹھہ لڑکے تھے ۔ جن مین سے دو (عبد اللہ خان اور فیض اللہ خان) تو احمد شاہ کے
قید مین تھے ۔ اور باقی چھہ لڑکے ریاست مین موجود تھے ۔ مگر خرد سال ہونیکی وجہہ سے علاقہ
کا انتظام علی محمد خان کے چچا حافظ رحمت خان کے سپرد تھا ۔ اسکے بعد جب عبد اللہ خان اور
فیض اللہ خان رہا ہو کر آئے تو تمام علاقہ آپس مین تقسیم کیا گیا ۔ فیض اللہ خان کو رامپور کٹھر کی
جاگیر ملی ۔ جس کی آمدنی ۶ لاکھہ روپیہ سالانہ تھی ۔ گو علاقہ آپس مین تقسیم تو ہوا مگر حافظ رحمت خان
کی نگرانی اور ہدایت بحال رہی ۔ استنے مین مرہٹے مغربی سرحد مین گھس پڑے اور سرداران
روہیلکھنڈ کو اودھ کی مدد تلاش کرنی پڑی ۔ چنانچہ انگریزون کی رضامندی سے سرداران اور
نواب وزیر مین ایک حفاظتی اتحاد ہوا ۔ اور مرہٹون کو چالیس لاکھہ روپیہ کے وعدہ پر روہیلکھنڈ
خالی کر دینے کی ترغیب دی گئی ۔ حافظ رحمت خان بالآخر کٹھرہ کے جنگ مین ہلاک ہوئے
اور سنہ ۱۷۸۳ع مین فیض اللہ خان اپنے علاقہ رامپور پر اس شرط سے قابض کئے گئے کہ وہ
ضرورت کے وقت نواب وزیر کو فوجی امداد دین ۔ جو بعد کو ۵ لاکھہ روپیہ کی نقد ادائی مین منتقل
ہوئی ۔ جب فیض اللہ خان نے انتقال کیا تو اون کے دو بیٹون مین سے بڑے بیٹے محمد علی خان
کو چھوٹے بیٹے غلام محمد خان نے ہلاک کر ڈالا ۔ اور ریاست پر قبضہ کر لیا ۔ مگر نواب وزیر نے

انگریزون کی مدد سے غلام محمد خان کو خارج کرکے مقتول کے خردسال بیٹے احمد علیخان کو علاقہ تفویض کیا۔ اور ۱۸۰۱ء مین نواب وزیر نے روہیلکھنڈ کو معہ رامپور کی انگریزون کے حوالہ کیا جس سے احمد علی خان انگریزون کے باجگزار قرار پائے۔ اور ۱۸۴۰ء مین قضا کی۔ اب قاتل بھائی (غلام محمد خان) کے فرزند محمد سعید خان وارث ہوئے جن کا انتقال ۱۸۵۵ء مین ہوا۔ پھر مرحوم کے فرزند اکبر نواب سر محمد یوسف علی خان (جو غدر مین انگریزون کے بڑے خیرخواہ مانے گئے ہین) مسندنشین ہوئے۔ اور حسن خدمات کے صلہ مین گورمنٹ آف انڈیا سے۔ کے۔ سی۔ یس۔ آئی کا خطاب اور ۱۴۶ موضع عطا ہوئے۔ اور انواب کی سلامی مین بھی اضافہ ہوا۔ جب ۱۸۶۵ء مین ان کا انتقال ہوگیا تو نواب سر کلب علیخان بہادر جانشین ہوئے۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے خطاب پائے۔ آخر ۲۳ مارچ ۱۸۸۷ء مین سفر آخرت کیا۔ اور مرحوم کے بیٹے نواب مشتاق علی خان ۱۸ اپریل ۱۸۸۷ء کو سریرآرا ہوئے۔ ۲۵ فروری ۱۸۸۹ء کو ان کا بھی انتقال ہوگیا اور مرحوم کے فرزند نواب محمد حامد علی خان بہادر تخت نشین کئے گئے۔

آپ (نواب حال) ۳۱ اگست ۱۸۷۵ء کو پیدا ہوئے ۲۷ فروری ۱۸۸۹ء کو نواب مشتہر ہوئے۔ ۴ اپریل ۱۸۹۴ء کو مسندنشین اور یکم جون ۱۸۹۶ء کو حکومت کے پورے اختیارات آپ کے تفویض کئے گئے۔ ۶ فروری ۱۸۹۵ء کو ہز مجسٹی کی بڑی افواج کے آنریری کپتان اور ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو آنریری میجر قرار پائے۔ ریاست کا رقبہ ۹۴۱ مربع میل۔ آبادی تقریباً ۶ لاکھ۔ آمدنی تخمیناً تیس لاکھ ہے۔ برٹش گورمنٹ کو کوئی خراج نہین دیا جاتا۔ ۱۳ ضرب التواپ کی سلامی مقرر ہے۔ فوجی قوت مین ۲۰۷ توپچی ۴۷۰ سوار ۱۹۰۰ پیدل۔ موجود ہین۔

بہاولپور

ہز ہائنس نواب محمد بہاول خان عباسی رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک بہادر

اس ریاست کے حکمران داؤد پوترہ کے لقب سے مشہور ہین - جس کے ماخذ داؤد خان ثانی ہین -
جو سلطان احمد دوم عباسی کے نسل سے تھے - امیر صادق محمد خان (مورث اعلی) نے اس
مقام کو آباد کیا - اور ریاست قایم کی - جنکا انتقال ۱۷۴۶ء مین ہوا - اون کے فرزند محمد بہاول خان
اول جانشین ہوئے - جنہون نے بہاولپور کو ۱۷۴۸ء مین آباد کیا تہا - ۱۷۴۹ء مین اون کی
وفات پر اون کے بھائی مبارک خان تخت پر بیٹھے - ۱۷۷۲ء مین مبارک خان نے رحلت
کی - اور اون کے بھتیجے بہاول خان ثانی سریر آرا ہوئے شاہ عالم شہنشاہ دہلی نے رکن الدولہ
نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک خطاب عطا کیا - اور یہی خطاب ابتک خاندان مین چلا آتا ہے
۱۸۰۸ء مین گورنمنٹ انگلشیہ سے رسم وراہ آغاز ہوئی - اور ۱۸۰۹ء مین بہاول خان ثانی
عدم کو سدہارے - اونکے بیٹے صادق محمد خان جانشین ہوئے - اور ۱۸۲۵ء مین خانہ جنگیون
کی بدولت جان گنوائی - بہاول خان ثالث نے تخت پر قدم رکہا - اتنے مین سکہون کے یورش
کی خبر گرم ہوئی - جو لارڈ ولیم بنٹنگ کی امداد سے روکی گئی - اور گورنمنٹ انگلشیہ سے عہدنامہ ہوگیا
چنانچہ اس عہدنامہ کے باعث اس ریاست نے ضرورت کیوقت گورنمنٹ کو فوج و سامان
حرب سے اکثر مدد دی - جسکے صلہ مین قطعات ملک عطا ہوئے - ایک مرتبہ نواب بہاول خان
نے جنگ ملتان مین گورنمنٹ کو بڑی بیش قیمت مدد دی تہی - جب گورنمنٹ کا پنجاب پر قبضہ
ہوگیا تو اوس بیش قیمت مدد کے معاوضہ مین ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی پنشن نواب صاحب کے نام

تاحین حیات جاری کی گئی۔ آخر ۱۸۵۲ء مین ان کا انتقال ہوگیا۔ اور مرحوم کے خلف اصغر سعادت یارخان حسب وصیت صادق محمد خان ثالث کے خطاب سے جانشین ہوئے۔ لیکن اون کے بڑے بھائی فتح خان نے اونکو داؤد پوترون کی مدد سے بیدخل کردیا اور گورنمنٹ نے نواب فتح خان کی جانشینی تسلیم کی۔ غدر کے زمانہ مین فتح خان نے گورنمنٹ کو بہت مدد دی اور ۱۸۵۸ء مین انتقال کیا اب اون کے بیٹے نواب بہاول خان رابع مسند نشین ہوئے اور ۸ سالہ حکومت کے بعد ۱۸۶۶ء مین سفر آخرت کیا۔ اون کے بیٹے صادق محمد خان رابع (جو ۴ سال ۵ ماہ کے تھے) ۱۸۶۶ء مین باختیارات کامل تخت پر بٹھائے گئے۔ جنکا انتقال ۱۸۹۹ء مین ہوا۔ اور اونکے فرزند نواب بہاول خان خامس (نواب صاحب حال) ۱۰ مارچ ۱۸۹۹ء کو جانشین ہوئے۔ آپکا تولد ۲۲ اکٹوبر ۱۸۸۳ء ہے۔ اور ابتدائی تعلیم لاہور چیفس کالج مین ہوئی سنہ ۱۹۰۰ء مین مڈل اسکول اسٹینڈرڈ اور ۱۹۰۱ء مین انٹرنس کے امتحان مین کامیاب ہوئے۔ ۱۷ ضرب توپ کی سلامی ہے۔ اور رؤساء پنجاب مین آپکا تیسرا درجہ ہے ریاست کی آبادی (۷۲۰۶۶۲) رقبہ (۱۵۹۱۸) مربع میل۔ مجموعی محاصل ۲۲ لاکھ۔ فوج بشمول پولس (۵۱۶) ہے اس ریاست مین ۳۲ ابتدائی اور ۱۷ اینگلو ورنیکلر مدرسے۔ ایک ہائی اسکول ایک صنعتی کالج ہے۔ گورنمنٹ کو کوئی خراج نہین دیا جاتا۔ بلکہ خود گورنمنٹ دوستانہ امداد کرتی ہے

بھوپال

ہزہائنس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ گرون آف انڈیا ریل وار اعظم طبقہ اعلائے ستارہ ہند

اس خاندان کے فرمان روا دوست محمد خان (افغان میرازئی خیل) کے نسل سے ہین۔ جو اورنگ زیب

کے عہد مین ضلع بیرسیہ کے ناظم تھے۔ جب اورنگ زیب کی وفات پر انقلاب و تغیرات واقع ہوئے تو وہ بھوپال اور اوس کے قرب وجوار کے ملک کے مالک ہوگئے۔ اور ۱۷۲۳ء مین انتقال کیا اونکے نابالغ فرزند سلطان محمد خان کو افغان سرداروں نے تخت پر بٹھایا۔ مگر نظام الملک آصف جاہ بہادر والی دکن نے یار محمد خان کو (جنکو دوست محمد خان نے اپنی زندگی مین آصف جاہ بہادر کے ساتھہ کردیا تھا) خلعت و ماہی مراتب و نقارہ و نشان وغیرہ۔ سامان امارات دیکر لشکر جرار کیساتھہ بھوپال بھیجا جس سے سلطان محمد خان کو تخت شاہی سے کنارہ کشی کرنی پڑی اور یار محمد خان سریر آرا ہوئے۔ ان کہ چار بیٹے تھے۔ جب ۱۱۶۷ھ مین یار محمد خان کا انتقال ہوا تو بڑے بیٹے فیض محمد خان قایم مقام ہوئے۔ اس موقع پر سلطان محمد خان نے پھر تخت حاصل کرنیکے لئے جنگ پر کمر باندہی اور آخر شکست کھاکر ایک جاگیر پر قناعت کرنا پڑا اس اثنا مین باجی راؤ پیشوا نے بھوپال پر حملہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ چند قصبات کے سوا مالوہ کے تمام مقبوضات بھوپال سے جاتے رہے۔ اور ۱۱۔ ذی قعدہ ۱۱۹۱ھ کو فیض محمد خان کا انتقال ہوگیا۔ چونکہ لاولد تھے اسلئے اون کے بھائی یٰسین* محمد خان جانشین ہوئے۔ مگر چند روز مین ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ اور اون کے بھائی حیات محمد خان تخت پر بیٹھے۔ اٹھارہوین صدی کے اواخر مین پنڈاروں اور راگھوجی بھونسلہ نے علاقہ بھوپال کو تباہ و تاراج کرنا شروع کیا تھا۔ مگر اس موقع پر وزیر** محمد خان خلف شریف محمد خان (جو نواب کے بھتیجے اور

---

* اختر اقبال (تاریخ بھوپال) مولفہ محمد رفیع رضوی صاحب مین بعد فیض محمد خان کے انتقال کے حیات محمد خان تخت نشین ہوے لکہا ہے۔ اور یٰسین محمد خان کا نام اور تذکرہ بالکل نہین ہے۔ ۱۲ مولف

** صاحب اختر اقبال نے یہہ لکہا ہے کہ حیات محمد خان کے بعد اون کے بیٹے غوث محمد خان تخت پر بیٹھے اور سندھیا و بھونسلہ نے بھوپال کو لوٹنا شروع کیا تو وزیر محمد خان نے اپنی جوانمردی سے اونکو شکست دی۔ اور غوث محمد خان کو معزول کرکے خود تخت پر بیٹھے ۱۲ مولف

وزیر ریاست کی مخالفت سے فرار ہو گئے تھے) نے اپنی شجاعت و مردانگی سے اس دستبرد
وغارت گری کو روکا - اور جو قطعات کہ نکل گئے تھے اون کو مرہٹون سے پہر واپس لیلیا
اس کے بعد حیات محمد خان کو حکومت سے معزول کر کے خود تخت نشین ہوئے - اور گورنمنٹ
انگریزی سے اتحاد و دوستی پیدا کی - آخر ۱۸۱۶ء مین وفات پائی - اور مرحوم کے دوسرے
بیٹے (کیونکہ امیر محمد خان جو خلف اکبر تھے اونہون نے ریاست کے جانب توجہ نہ کی) نذر محمد خان
(نظیر محمد خان) قایم مقام ہوئے - اور غوث محمد خان کی بیٹی قدسیہ بیگم (گوہر بیگم) سے شادی
کی - پنڈارون کے استیصال کے وقت جب جنرل اودم صاحب ہوشنگ آباد آئے تو اپنے
فوج و رقم سے بہت کچھ مدد دی - جسکے صلہ مین گورنمنٹ نے پانچ پرگنے اور قلعۂ اسلام نگر
کی سند آل تمغا کے طور پر عطا کی - ایک عہد نامہ ترتیب دیا گیا اور قصبہ سیہور مین پولیٹکل ایجنٹ
کا تقرر ہوا - جسکے ماتحت بہوپال کی فوج سے ۶۰۰* سوار اور ۴۰۰ پیادے کر دیے گئے - مگر افسوس
ہے کہ ۲۲ محرم ۱۲۳۵ھ کو نذر محمد خان سے تپنچہ** کے چل جانے سے سفر آخرت کیا - چونکہ نواب
کو صرف ایک صاحبزادی سکندر بیگم کے کوئی اولاد نہ تہی - اس لئے گورنمنٹ کی منظوری سے
یہہ طے پایا کہ قدسیہ بیگم کے ریجنسی (تولیت) مین منیر محمد خان خلف امیر محمد خان سکندر بیگم سے
عقد کر کے تخت نشین ہون - چنانچہ منگنی کا رسم بہی ہوگیا - مگر منیر محمد خان کی خانہ جنگیون نے

* ان کی تنخواہ ماہ بماہ ریاست سے دیجاتی تہی - مگر قدسیہ بیگم صاحبہ کے زمانہ مین ایک لاکہہ تیس ہزار روپیہ سالانہ دینا قرار پایا - پہر نواب جہانگیر محمد خان کے
عہد مین ہزارون کی زیادتی ہوئی - اور سکندر بیگم صاحبہ کے وقت مین دو لاکہہ روپیہ سالانہ کا تقرر ہو گیا - جو تا ہنوز برابر دیا جاتا ہے - ۱۲ مولف

** کہتے ہین کہ نواب نے اپنے کان کو تپنچہ سے کہجلایا - اور وہ چل گیا - گولی سر سے نکل گئی - دوسرا قول یہہ ہے کہ اپنی بیٹی سکندر بیگم کو زانو پر
لئے کہلا رہے تہے کہ نواب کا سالا فوجدار محمد خان آیا اور جو تپنچہ کہ بازو مین رکہا تہا اوسکو اوٹہا لیا - اتنے مین وہ چل گیا - اور نواب کا کام تمام ہوا ۱۲ مولف

اون کو ناکام رکہا - اور اون کے چہوٹے بہائی جہانگیر محمد خان سے سکندر بیگم کی شادی ہو گئی
اسکے بعد چند روز پہر خانہ جنگیون کا بازار گرم ہو گیا - آخر گورنمنٹ نے قدسیہ بیگم کو پنشن کردی
اور جہانگیر محمد خان کو اختیارات ریاست عطا کی - ۹ر دسمبر سنہ ۱۸۴۴ع کو جہانگیر محمد خان کا بگذاشت
یک دختر شاہجہان بیگم (جو سکندر بیگم کی بطن سے تہین) انتقال ہو گیا - اب سکندر بیگم والیہ اور
شاہجہان بیگم والیہ بہوپال قرار پائین - چند روز تک فوجدار محمد خان نے امورات ریاست کو انجام
دیا - پہر گورنمنٹ نے ریاست کا تمام انتظام سکندر بیگم کے تفویض کر دیا - سنہ ۱۸۵۵ع مین شاہجہان بیگم
کی شادی بخشی باقی محمد خان نصرت جنگ سے کی گئی - جب غدر کے موقع پر سکندر بیگم نے گورنمنٹ کی
عمدہ خدمات بجالائین تو اوس کے صلہ مین اسٹار آف انڈیا (ستارۂ ہند) کا خطاب اور
بیرسیہ کی جاگیر گورنمنٹ کے جانب سے عطا ہوئی - اور سنہ ۱۸۵۹ع مین سکندر بیگم باضابطہ طور پر مسند نشین
کی گئین - اور شاہجہان بیگم ولیعہد قرار پائین - سنہ ۱۸۶۷ع مین باقی محمد خان نے بگذاشت یک دختر
سلطان جہان بیگم (جو شاہجہان بیگم کے بطن سے ہین) انتقال کیا - اور اوسکے دوسرے
سال ۳۰ر اکتوبر سنہ ۱۸۶۸ع کو نواب سکندر بیگم نے بہی وفات کی - ۱۶ر نومبر سنہ ۱۸۶۸ع کو شاہجہان بیگم
مسند نشین ریاست ہوئین - اور سنہ ۱۸۷۱ع مین مولوی محمد صدیق حسن خان[*] امیر الملک والاجاہ سے
عقد ثانی کیا - شاہجہان بیگم کے دور حکومت مین مدرسے - شفاخانے - خیرات خانے - زنانہ اسپتال
وغیرہ تعمیر پائے - اور بہت کچہہ ریاست مین اصلاحین ہوئین - اور سلطان جہان بیگم کی شادی
نظیر الدولہ احتشام الملک عالیجاہ نواب احمد علی خان سے کمال تکلف کے ساتہہ عمل مین آئی - جب
شاہجہان بیگم نے سنہ ۱۹۰۱ع مین انتقال کیا - اور سلطان جہان بیگم (رئیسہ حال) مسند ریاست

[*] صحیفۂ زرین مرتبہ منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع نول کشور مین - جی - سی - آئی - ای - درج ہے ۱۲ مولف

پہنچگئی ہوئی ہیں۔ آپ (رئیسۂ حال) ۲۰ ذی قعدہ ۱۲۷۴ھ میں پیدا ہوئیں۔ اور ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء کو تخت نشین کی گئیں۔ آپ بھی مثل اپنی مادر گرامی قدر کے نہایت منتظم۔ بیدار مغز۔ مدبر۔ تعلیم یافتہ خاتون ہیں۔ اور مہمات ریاست کو بنفس نفیس انجام دیتی ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ کے شوہر نے ۱۹۰۲ء میں انتقال کیا۔ آپ کو تین صاحبزادے نواب نصر اللہ خان (ولیعہد) نواب عبید اللہ خان نواب حمید اللہ خان ہیں۔ ریاست کا رقبہ (۶۹۰۹) میل مربع۔ آبادی (۶۶۵۹۶۱) آمدنی تخمیناً (۴۰ لاکھ) ہے اور ۱۹ ضرب توپ کی سلامی مقرر ہے۔



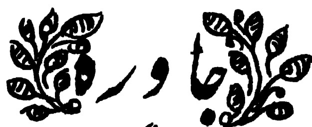
ٹونک

ہزہائنس امین الدولہ وزیر الملک نواب سر محمد ابراہیم علیخان بہادر صولت جنگ جی سی ایس آئی

ہزہائنس قوم افغان فرقہ بنیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور امیر محمد خان کی اولاد میں ہیں جنکے دادا طالع خان نے ملک بنیر سے آکر محمد شاہ غازی کے عہد میں روہیلکھنڈ میں ملازمت اختیار کی تھی۔ طالع خان کے بیٹے حیات خان نے مراد آباد میں ایک زمینداری پیدا کی اور اون کے فرزند امیر خان افواج ہلکر کے سپہ سالار مقرر ہوئے۔ ۱۸۰۸ء میں مہاراجہ ہلکر سے ریاست ٹونک حاصل کی جب مالوہ میں سطوت انگریزی قایم ہوگئی تو امیر خان نے گورنمنٹ سے حمایت کی درخواست کی اور گورنمنٹ نے اون مقبوضات پر جو ہلکر سے ملے تھے حق فرمانروائی تسلیم کرلیا۔ اور زائد فوج کی برخاست کی ہدایت کی۔ نومبر ۱۸۱۷ء میں ایک عہدنامہ ترتیب پایا۔ اور ضلع رامپورہ

٭ صحیفۂ زرین مرتبۂ منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع نولکشور میں ہے جی سی آئی ای درج ہے۔ ۱۲ مولف

قلعہ کے ریاست کو عطا ہوا - اس کے بعد ضلع پلول بطور جاگیر جین حیاتی اون کے بیٹے کو گورنمنٹ
نے عطا کی - آخر ۱۸۳۴ء مین امیرخان نے رحلت کی - اور بعد اون کے فرزند وزیر محمد خان جانشین
ہوئے - جنہون نے ایام غدر مین گورنمنٹ کے ساتہہ حق وفاداری ادا کیا - ۱۸۶۲ء مین سند
جانشینی حاصل ہوئی - ۱۸۶۴ء مین وزیر محمد خان نے بہی سفر آخرت کیا - اور مرحوم کے فرزند
محمد علیخان تخت نشین ہوئے - مگر افسوس ہے کہ بعض ناشدنی وجوہ سے ۱۸۶۷ء مین معزول
کئے گئے - اور ۶۰ ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر ہوئی - ۲۰ دسمبر ۱۸۶۷ء کو اون کے فرزند
نواب سر محمد ابراہیم علیخان (رئیس حال) جن کی ولادت ۱۸۴۹ء ہے مسند نشین ہوئے تین سال
تک کونسل آف ریجنسی کے ذریعہ ریاست کا انتظام ہوا ۱۸۷۰ء مین نواب صاحب کو گورنمنٹ نے
کامل اختیارات عطا کئے - اور ۱۸۹۰ء مین - جی - سی - آئی - ای - کا خطاب بہی ملا - ریاست کا
رقبہ (۱۱۱۴) مربع میل - آبادی تخمیناً (۱۴۳۰۰۰) آمدنی تقریباً (۱۵ لاکہ) روپیہ ہے - یہہ ریاست
گورنمنٹ کو کوئی خراج نہین دیتی اور نہ ریاست کے روپیہ سے کوئی مقامی کنٹجنٹ قایم ہے
سترہ ضرب توپ سلامی مقرر ہے -



جاورہ

ہز ہائنس نواب افتخار علی خان صولت جنگ فخر الدولہ بہادر

اس ریاست کے مورث اعلےٰ غفور خان (نواب امیرخان کے برادر نسبتی) تھے - جنکو مہاراجہ
ہلکہ نے یہہ ملک عطا کیا تہا - ۶ جنوری ۱۸۱۸ء کو جب مندسور کا عہد نامہ مرتب ہوا تو گورنمنٹ نے
نواب غفور خان کو مالک ریاست تسلیم کیا - اور اون کے انتقال پر ۱۸۲۵ء مین غوث محمد خان

تخت نشین ہوئے۔ جب اون کا بھی پیمانۂ عمر لبریز ہوا تو ۱۸۶۵ء مین نواب میجر محمد اسمٰعیل خان احتشام الدولہ فیروز جنگ مسند آرا ہوئے۔ جن کا انتقال ۱۸۹۵ء مین ہوا۔ اور مرحوم کے فرزند نواب افتخار علیخان بہادر (نواب حال) جانشین ہوئے رقبہ ریاست (۵۶۸) مربع میل۔ آبادی (۸۴۲۰۲) محاصل تخمیناً (۹ لاکھ) روپیہ اور سلامی ۱۳ ضرب توپ مقرر ہے۔



قلات

ہز ہائینس میر محمود خان۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای

خان قلات قوم عرب قبیلہ میرواری سے ہین۔ اس قبیلہ نے قدیم الایام مین اس ملک کو بزور شمشیر فتح کیا تھا۔ پندرہوین صدی کے اواسط مین فرقہ میرواری نے قلات مین سکونت اختیار کی۔ اور اس خاندان کے سلسلہ ناصر خان کو نادر شاہ نے ۱۷۳۹ء مین خطاب بیگلر بیگی عطا کیا۔ اور خان موصوف احمد شاہ ابدالی کے معتمد علیہ اور سپہ سالار تھے۔ جب ۱۷۹۵ء مین ناصر خان نے انتقال کیا تو اون کے بڑے بیٹے محمود خان تخت نشین ہوئے۔ محاربہ اول افغانستان کے زمانہ مین محراب خان والی قلات اپنے وزیر کے بیجا اتہام کے باعث ناکردہ گناہ مقتول ہوئے ۱۸۴۱ء مین اونکے فرزند ناصر خان کو گورنمنٹ نے تخت پر بٹھایا۔ اور ۱۸۵۴ء مین گورنمنٹ و خان قلات کے مابین ایک عہد نامہ مرتب ہوا۔ اس کے بعد ۱۸۵۶ء مین ناصر خان نے سفر آخرت کیا۔ اور اون کے بھائی سر محمد خداداد خان سریر آرا ہوئے۔ اس اثنا مین عہد نامہ کی

تجدید ہوئی۔ اور ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری مین جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب مرحمت ہوا ۱۸۷۸ء
مین جنگ افغانستان کے موقع پر خان قلات نے گورنمنٹ کو جان ومال سے امداد کی
اور حق وفاداری ادا کیا۔ نومبر ۱۸۹۳ء مین میر خداداد خان نے ریاست سے کنارہ کشی
کر کے اپنے فرزند میر محمود خان (خان حال) کو تخت نشین کیا۔

آپ (خان حال) ۱۸۶۴ء مین پیدا ہوئے۔ اور ۱۰ اگست ۱۸۹۳ء کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای
کا خطاب حاصل کیا۔ ریاست کا رقبہ (۹۰ ہزار) مربع میل۔ آبادی (۶۰۴۷۲) محاصل
(۹۲۵۰۰) روپیہ۔ فوجی قوت ۲۹ ضرب توپ دو سو پچاس سوار۔ پانچسو پیادے۔ سلامی
انیس ۱۹ ضرب توپ ہے۔



ہز ہائینس نواب محمد ابراہیم علی خان بہادر

اس ریاست کا فرمانروا خاندان شیروانی افغان ہی ہے جو کابل سے ۱۴۶۷ء مین داخل
ہندوستان ہوا تہا۔ اور اس خاندان کے مورث اعلےٰ شیخ صدرالدین کو ۶۸ مواضع لدہیانہ
کے متصل سلطان بہلول لودہی نے (اپنی بیٹی کا نکاح اون سے کر کے) عطا کیا تہا۔ ۱۶۵۷ء
مین بایزید خان (جو شیخ کے پانچوین پشت مین تھے) کو عالمگیر نے نوابی کا خطاب مرحمت کیا
اور انہین کے عہد مین مالیر کوٹلہ کی بنیاد پڑی۔ انیسوین صدی کے آغاز مین نواب مالیر
کوٹلہ نے لارڈ لیک کی شرکت کی۔ اور برٹش حفاظت مین آ گئے۔ ۱۸۵۷ء مین نواب
سکندر علیخان اپنے والد محبوب علی خان کے جانشین ہوئے۔ جب ۱۸۷۱ء مین سکندر علیخان

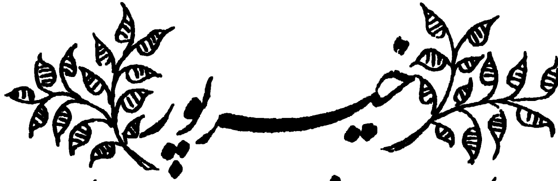
نے رحلت کی تو نواب محمد ابراہیم علی خان (رئیس حال) تخت نشین ہوئے۔ مگر افسوس ہے کہ
آپ دماغی امراض مین مبتلا ہین۔ جسکے باعث گورنمنٹ نے انتظام ریاست کے لئے ایک
سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا ہے۔ رقبہ ریاست (۱۶۵) مربع میل۔ آبادی (۷۰۵۰۶) محاصل
(۱۵۱۰۰۰) روپیہ اور فوج مشمول پولیس (۳۶۸) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔ اور صاحبزادہ
احمد علی خان ولیعہد ریاست ہین۔



ہز ہائینس اعظم الامرا فخر الدولہ معین الملک صاحب جاہ مین سردار نواب ریاض الحسن خان ظفر جنگ بہادر

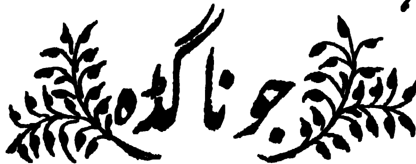
یہ ریاست ملک بندیلکھنڈ مین واقع ہے۔ آپ کے جد اعلےٰ نواب غازی الدین خان (جو
نواب آصف جاہ اوّل کے پوتے تھے) نے پیشوا سے ۵۲ مواضع کا ایک علاقہ کالپی کے
متصل حاصل کیا تھا۔ جب بندیلکھنڈ پر گورنمنٹ کا قبضہ ہوا تو نواب نصیر الدولہ فرزند نواب
غازی الدین خان کے قبضہ مین ۴۹ مواضع تھے۔ سنہ ۱۸۰۶ء مین اس ریاست نے گورنمنٹ
سے توسل پیدا کیا۔ نصیر الدولہ کے بعد سنہ ۱۸۱۵ء مین اون کے بیٹے امیر الملک اور
اون کے بعد سنہ ۱۸۳۳ء مین اون کے فرزند نواب محمد حسین خان مسند نشین ہوئے
جب سنہ ۱۸۵۹ء مین اون کا انتقال ہوا تو اون کے فرزند نواب محمدی حسین خان تخت
نشین ہوئے۔ اور سنہ ۱۸۶۲ء مین سند وراثت حاصل کی۔ بعد ازان سنہ ۱۸۸۳ء مین ریاست
سے کنارہ کشی کر کے اپنے فرزند محمد حسین خان کو جانشین کیا۔ اون کی وفات پر
نواب ریاض الحسن خان (نواب حال) سریر آرا ہوئے۔ ریاست کا رقبہ (۱۲۴) مربع میل

آبادی (۱۹۷۰۸۰) آمدنی تقریباً (ایک لاکھ) روپیہ۔ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔



ہزہائینس میر فیض محمد خان جی سی آئی ای

آپ پانچ برس کی عمر مین ۸ مر اپریل ۱۸۹۴ء کو اپنے والد علی مراد خان ٹالپر کی وفات پر تخت نشین ہوئے۔ آپ اوس تاریخی بلوچ خاندان کے قایم مقام ہین جس نے ۱۷۸۳ء مین سندہ فتح کیا تھا۔ اور اسی سال میر فتح علی خان ٹالپر نے اپنے کو رئیس سندہ قرار دیا۔ بعدازان اون کے بھتیجے میر سہراب خان ٹالپر نے معہ اپنے دو بیٹون میر رستم اور میر علی مراد کے ٹالپر کے فرمانروایان سندہ کی شاخ خیرپور کی بنیاد ڈالی۔ آخرالذکر خیرپور کے سابق فرمانروا تھے۔ میر سہراب خان نے رفتہ رفتہ مشرق مین صحراے جیسلمیر سے مغرب مین کچھہ۔ گنڈاوا واقع بلوچستان تک اپنی حکومت کو وسعت دی۔ اور ۱۸۱۲ء مین افغانستان کو خراج دینا موقوف کیا ۱۸۳۲ء مین گورنمنٹ کے ساتھہ معاہدہ ہوگیا۔ اور خیرپور ایک جداگانہ ریاست قرار دی گئی ۱۸۹۷ء مین آپ کو (میرحال) جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب عطا ہوا۔ رقبہ (۶۱۰۹) مربع میل۔ آبادی تخمیناً (سوالاکھہ) آمدنی تخمیناً (۲۴ ہزار) روپیہ۔ پندرہ توپ کی سلامی مقرر ہے۔



ہزہائینس نواب محمد رسول خان بہادر کے سی ایس آئی

آپ کے مورث اعلیٰ حضرت ہمایون شہنشاہ ہند کے زمرۂ امرا مین بڑے شجاع
سردار تھے - اور شاہ جہان کے عہد مین آپکے اجداد مین محمد بہادر خان شہنشاہ
کے مقرب خاص اور معتمد علیہ تھے - کہتے ہین کہ ایک دفعہ انہون نے بادشاہ عالیجاہ
کی جان بھی بچائی تھی - اُنکے تین بیٹون جعفر خان - صلابت خان - شیر خان کو جو جاگیرات
تخت دہلی سے عطا ہوئی تھین اون مین جونا گڑھ بھی تھا صلابت خان نے اپنے زور
بازو کے ذریعہ روساء کاٹھیاواڑ سے خراج لینا شروع کیا تھا سنہ ۱۷۳۱ء مین اونکا
انتقال ہوگیا اور اون کے بڑے بیٹے بہادر خان عرف محمد شیر خان بہادر (بانی ریاست)
نے مرہٹون کے حملون کے وقت تخت دہلی کو بہت کچھ مدد دی تھی - اور ڈودہ کو
دہلی کے مضافات مین شامل کر دیا تھا جسکے صلہ مین بادشاہ نے نوابی کا خطاب عطا کیا سنہ ۱۷۵۸ء
مین جب وہ انہون نے رحلت کی تو اونکے فرزند اکبر نواب محمد مہابت خان اول تخت پر بیٹھے اور عالم
شباب سنہ ۱۷۷۴ء مین انتقال کیا - پھر اونکے فرزند نواب حامد خان اول بعمر ۱۳ سالہ سریر آرا ہوے - اور
سنہ ۱۸۱۱ء مین قضا کی - اونکے بیٹے بہادر خان ثانی فرمانروا ہوے - اور سنہ ۱۸۱۶ء مین گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا جسکے
ذریعہ یہ طے پایا کہ ہر سال جو فوجکشی کر کے خراج وصول کیا جاتا ہے وہ بتوسط گورنمنٹ
وصول ہو کر داخل ریاست ہوگا - پھر سنہ ۱۸۲۱ء مین دوسرا معاہدہ یہ قرار پایا کہ وصول
خراج کے مصارف مین اوس خراج کا ربع حصہ گورنمنٹ لیا کرے گی" سنہ ۱۸۴۰ء مین بہادر خان
ثانی کے رحلت پر اون کے فرزند نواب محمد مہابت خان ثانی قایم مقام ہوئے جب
اون کا بھی انتقال ہوگیا تو مرحوم کے خلف الرشید نواب محمد رسول خان بہادر
(نواب صاحب حال) ۲۳ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء کو سریر آرا ہوئے - آپ ۳۰ جولائی
سنہ ۱۸۵۸ء کو پیدا ہوئے - ۳ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء کو کے - سی - ایس - آئی کا خطاب

حاصل کیا۔ آپ نے مشہور و معروف امصار و بلاد ہند کی خوب سیاحت کی ہے اور کمال درجہ کے فیاض ہین۔ مذہب کی پابندی بھی بہت ہے۔ رفاہ عام کے کامون مین بڑی دلچسپی رکھتے ہین۔ لاکھون روپئے کے صرف سے آپ نے زنانہ اسپتال و کالج قایم فرمایا ہے ۶۷ میل تک ریاست کے رقم سے ایک ریل بھی نکالی گئی ہے۔ آپ کو تین صاحبزادے ہین جن مین محمد شیر زمان خان بہادر ولیعہد ریاست ہین۔ رقبہ (۳۲۸۳) مربع میل آبادی (۳۹۵۴۲۸) محاصل (۱۵ لاکھ) روپیہ اور فوجی قوت ایک ہزار نوسو اٹھارسی و ۱۳۱ ضرب توپ ہے۔ حدود ریاست کے اندر ۲۱ ضرب کی سلامی اور باقی حصص ہندوستان مین ۱۷ ضرب توپ مقرر ہے۔



ہزہائینس نواب جعفر علیخان نجم الدولہ ممتاز الملک مومن خان بہادر دلاور جنگ

اس خاندان کے بانی مرزا جعفر نظام ثانی ہین۔ جو مومن خان کے نام سے مشہور اور گجرات کے صوبہ دار تھے۔ اون کے داماد نظام خان کھمبایت کے حکمران تھے۔ جب ۱۷۴۲ء مین مومن خان نے قضا کی تو اون کے بیٹے مفتخر خان عرف نورالدین نے نظام خان کو ہلاک کر کے کھمبایت پر قبضہ کر لیا۔ نورالدین کے انتقال پر اون کے داماد محمد قلی قایم مقام ہوئے۔ اور اون کے بعد اون کے بیٹے فتح علی والی ریاست قرار پائے معاہدہ بسین کی رو سے نواب فتح علی نے پیشوا کی چوتھہ اور تمام حقوق (جو کھمبایت کے متعلق

تھے۔) برٹش گورمنٹ کے حوالے کئے۔ چنانچہ یہ حصہ اب بھی بطریق خراج گورمنٹ کو دیجاتی ہے۔ ۲۸ اکتوبر ۱۸۲۳ء کو نواب فتح علی نے انتقال کیا اور اون کے بہائی نواب بندہ علی خان نے زمام حکومت ہاتہہ مین لی۔ جب اون کا انتقال ہوا تو اون کے بہتیجے نواب حسن یاور خان ۱۸۴۱ء مین مسند نشین ہوئے۔ اپریل ۱۸۸۰ء مین حسین یاور خان کے وفات پر نواب جعفر علی خان (نواب صاحب حال) تخت پر بیٹھے۔ ہز ہائنس (نواب صاحب حال) ۱۸۴۲ء مین پیدا اور ۳۱ مئی ۱۸۸۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کے عہد مین بہ علاوہ دیگر ترقیات کے تارہ پور سے کہمبایت تک ایک ریلوی تعمیر ہوئی ہے۔ رقبہ (۳۵۰) مربع میل۔ آبادی (۷۵۲۲۵) آمدنی (۵ لاکہہ) روپیہ ہے۔ فوجی قوت مین (۲۵) سوار (۲۱۱) پیدل اور گولنداز ہین۔ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔



رادہن پور

ہز ہائنس نواب محمد شیر خان جی بابی

اس خاندان کے بانی بہادر خان (قوم افغان) اصفہان سے ہندوستان آئے تہے جن کو شاہجہان نے بہرّاد کا فوجدار مقرر کیا تہا۔ اور اون کے بیٹے نواب شیر خان شاہزادہ مراد کی کمک کے لئے گجرات کے گورنر مقرر ہوئے۔ اور اون کے بیٹے جعفر خان بابی کو ۱۶۹۳ء مین رادہن پور اور دیگر اضلاع کی فوجداری ملی اور صفدر خان کا خطاب عطا ہوا ۱۷۰۳ء مین بیجاپور اور ۱۷۰۶ء مین پٹن کے گورنر مقرر ہوئے۔

بیٹے خان جہان کو شہنشاہ دہلی نے جوانمرد خان کا خطاب اور رادھن پور معہ دیگر اضلاع کی جاگیر مرحمت کی۔ اون کے بعد اون کے بیٹے کمال الدین خان بابی اس خطاب ومنصب سے مستفید رہے۔ جب اورنگ زیب کا انتقال ہوا تو انہون نے صوبہ احمد آباد پر قبضہ کیا مگر مرہٹون کی حکومت مین یہ صوبہ جاتا رہا۔ البتہ باقی مقبوضات قایم رہے۔ اور ۱۸۲۰ء مین باقرار امداد فوجی وادائے خراج گورنمنٹ کی ظل حمایت مین داخل ہوئے۔ نواب شیر خان کی وفات پر ۱۸۲۵ء مین نواب زور آور خان اور اون کے انتقال پر ۱۸۷۴ء مین نواب بسم اللہ خان جانشین ہوئے۔ جب اون کا بہی انتقال ہوگیا تو نواب محمد شیر خان (نواب صاحب حال) سریر آرا ہوئے۔ رقبہ (۱۱۵۰) مربع میل آبادی تقریباً (۹۸۰۰۰) محاصل تخمیناً (۵ لاکھ) روپیہ۔ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔



ہزہائنیس زبدۃ الملک دیوان سر شیر محمد خان جی بہادر جی سی آئی ای

ہزہائنیس لوحانی پٹہان ہین جو اپنے تئین بیٹن (پٹہان) نامی حضرت سلیمان علیہ السلام کے سپہ سالار فوج اور حضرت خالد بن ولید کی نسل سے بیان کرتے ہین۔ اس خاندان کے مورث اعلے غور اور نواح خراسان سے صوبۂ بہار مین آئے۔ اور سلاطین تغلق کے عہد مین کمال عروج پایا۔ مگر ملک خرم خان (بانی ریاست) بہار سے جالور مارواڑ مین چلے آئے اور اپنی حکمت عملی سے جالور پر مسلط ہوگئے۔ ان کی چوتھی پشت مین ملک عثمان خان تھے جنکو ہم

قلعہ اسیر گڈھ کے قابل قدر خدمات کے صلہ مین سلطان محمود والی گجرات نے سنہ ۱۵۰۶ء
مین زبدۃ الملک کا خطاب عطا کیا۔ انہین کے زمانہ مین حضرت سید محمد مہدی موعود جونپوری
جالور آئے۔ اور ملک عثمان خان نے مذہب مہدویہ اختیار کیا۔ چنانچہ اب تک تمام
والیان ریاست مذہب مہدویہ کے پیرو ہین۔ زبدۃ الملک کے آٹھوین پشت مین غزنی خان
ثانی تھے۔ جن کو شہنشاہ اکبر نے مہم گجرات و کنک کے صلہ مین منصب چار صدی ذات
کے علاوہ دیوان کا خطاب بھی مرحمت فرمایا تھا۔ جب غزنی خان نے اکبر کی رضاعی بہن
بانو بیگم سے شادی کی تو بارگاہ شاہی سے علاوہ موروثی ریاست کے پالن پور۔ ڈلیسہ دانتی واڑہ
چراگاہ تلواڑہ۔ بطور جہیز عطا ہوئے۔ شہنشاہ اورنگ زیب کے عہد مین کمال خان عرف
کرن کمال کو جالور کے عوض مین پالن پور کی مستقل حکومت سرفراز ہوئی۔ ہز ہائنس کے دادا
فتح خان نے سنہ ۱۸۱۷ء مین برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تعلق حاصل کیا۔ اور اون کی وفات
پر دیوان زور آور خان مسند نشین ہوئے۔ غدر کے موقع پر وفاداری اور خیرخواہی
ظاہر کی۔ جب اون کا بھی انتقال ہو گیا تو شیر محمد خان (نواب صاحب حال) ۱۰ اگست
سنہ ۱۸۷۷ء کو سریر آرا ہوئے۔

آپ کی ولادت ۲ جنوری سنہ ۱۸۵۲ء ہے۔ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۷۷ء کو مسند نشین ہوئے۔ جنگ
افغانستان کے موقع پر گورنمنٹ کو قابل قدر مدد دی۔ محکمہ حفظان صحت عدالت ہائے
انصاف وغیرہ کے اجرا سے رعایا مین ہر دل عزیزی پیدا کی۔ گورنمنٹ عالیہ نے
سنہ ۱۸۷۷ء مین علم شاہی سنہ ۱۸۸۰ء مین ہز ہائنس کا لقب سنہ ۱۸۹۳ء مین کے۔ سی۔ آئی۔ ای
سنہ ۱۸۹۸ء مین۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے معزز خطاب سے سرفراز کیا۔ آپ کو دو صاحبزادے
ہین۔ بڑے صاحبزادے سردار طالع محمد خان (ولیعہد) ریاست۔ علم دوست بیدار مغز

امپیریل کیڈٹ کور مین شریک ہین - چھوٹے صاحبزادے یاورحسین خان تحصیل علم مین مصروف ہین - رقبہ ریاست (۳۱۷۰) مربع میل- آبادی (۲۲۲۶۲۰) آمدنی ساڑھے چار لاکھ روپیہ سلامی گیارہ ضرب توپ ہے۔



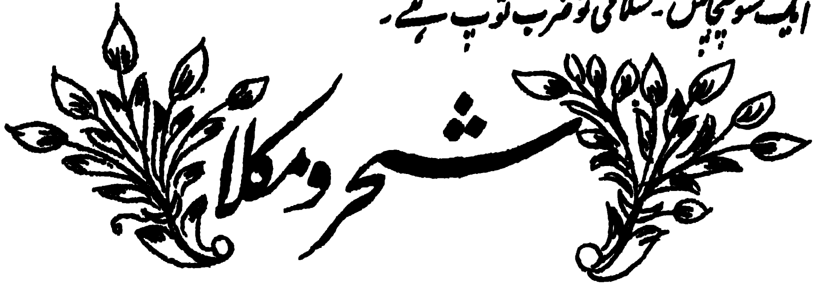
نواب سیدی نجف علی خان بہادر

یہ خاندان حبشی سیدیان ڈنڈاراجہ پوری اور جنجرہ کے نام سے مشہور ہے - اس خاندان کے بزرگ شاہان احمدنگر اور بیجاپور کے بیڑۂ جہازات کے امیرالبحر تھے - ۱۶۶۰ء مین شہنشاہ اورنگزیب نے بھی ان کو اوسی عہدہ پر ممتاز فرمایا۔ ۱۸۴۸ء مین بالومیان سیدی وارث ریاست جنجرہ کو اسی خاندان کی ایک چھوٹی شاخ نے ملک سے جلاوطن کردیا۔ جن کے پاس اب بھی جنجرہ کی ریاست ہے - پیشوا نے ان کو حقوق ریاست جنجرہ کے عوض مین سچین عطا کیا - لیکن پیشوا ان حقوق کو کبھی کام مین نہ لا سکے - اور وہ ملک اب تک سیدی خاندان مین ہے - بالومیان نے ۱۸۰۲ء مین قضا کی اور اون کے بیٹے ابراہیم محمد یاقوت خان وارث ہوئے - جب ۱۸۵۳ء مین اون کا انتقال ہوا تو اون کے فرزند اکبر سیدی عبدالکریم خان مسند ریاست پر بیٹھے - اور ۱۸۶۸ء مین سفر آخرت کیا - اون بیٹے ابراہیم محمد یاقوت خان کو گورنمنٹ نے جانشین تسلیم کیا - جن کا انتقال ۱۸۷۳ء مین ہوگیا - اور اونکے بیٹے عبدالقادر خان سریرآرا ہوئے - اور اون کی رحلت پر اون کے فرزند نواب سیدی

شجعت علی خان (نواب صاحب حال) فروری ۱۸۸۷ء مین مسند نشین ہوئے۔

آپ (نواب صاحب حال) کی ولادت ۱۸۸۶ء ہے۔ رقبہ (۴۲) میل مربع۔ آبادی وانبراُ

ایک سو پچاس۔ سلامی نوضرب توپ ہے۔



ہزہائینس سلطان عوض بن عمر القعیطی سلطان نواز جنگ شمشیر الملک شمشیر الدولہ بہادر

ہزہائینس سلطان عوض کے والد عمر بن عوض قبیلۂ قعیطی کے ایک رکن تھے۔ قبیلہ قعیطی اصل مین قبیلۂ یافعی کی ایک شاخ اور عرب کے مشہور قبائل مین سے ہے۔ اون کا وطن شبام تھا جو فی الحال ریاست شحر و مکلا کا ایک حصہ ہے۔ اوائل صدی گزشتہ مین وہ حیدرآباد دکن آئے۔ اور تمام عمر یہین رہے ۱۸۶۵ء مین انتقال کیا۔ مرحوم کو سرکار نظام سے جانباز جنگ شمشیر الدولہ کا خطاب ملا تھا۔ اور پانچسو عرب ولایتی منجانب سرکار نظام آپکے ماتحت تھے اونہون نے کوتن حضرموت مین بہت سی جائداد پیدا کی تہی۔ جسکو بذریعۂ وصیت نامہ کے اپنے پانچ فرزندون پر تقسیم کردیا۔ منجملہ پانچ فرزندون کے تین کو اپنا وصی قرار دیا کارخانہ اور ثلث جائداد اپنے اوصیا کو دی۔ اور باقی جائداد علی اور محمد دو بیٹون پر تقسیم ہوگئی۔ بنادر شحر و مکلا کے علاوہ بہت سا ملک قبیلۂ یافعی کے قبضہ مین تھا مگر گذشتہ ۱۸۵۵ء مین اون کے دشمن قبیلہ کافری نے اون کو ملک مقبوضہ سے باہر نکال کر قبضہ کرلیا۔ صرف کوتن قبضہ مین رہ گیا۔ آپ (سلطان نواز جنگ بہادر) نے بذات خود اپنے قبیلہ کو

لیکر شبام اور حورا کو فتح کیا۔ بعدہ آپ اپنے بھائی عبد اللہ کو اپنا قایم مقام کر کے خود ہندوستان چلے آئے۔ ۱۸۶۶ء مین شحر کو غالب بن حسن کا ثری نے افواج ترک متعینہ مکہ معظمہ کی مدد سے علی بن ناژی گورنر سے چہین لیا۔ اوسوقت آپ کا وہان جانا ضرور ہوا۔ آپ خود مکلا تشریف لے گئے۔ اور وہان سے جبل یافعی پر فوج جمع کی اور ۱۸۶۷ء مین شحر پر گولہ باری کر کے اوسے فتح کر لیا۔ اوس کے بعد آپ ۱۸۶۹ء مین ہندوستان کو واپس آئے۔ اور اپنے بھائی عبد اللہ کو مثل سابق حکومت گوتن شبام اور حورا پر بطور اپنے قایم مقام کے چہوڑا۔ ۱۸۷۷ء کے دربار دہلی مین آپکے لئے ۱۲ ضرب توپ سلامی مقرر ہوی۔ جس مین تین ضرب بطور ذاتی اعزاز کے ہے۔ عبد اللہ نے ۱۸۸۸ء مین انتقال کیا۔ اس واقعہ پر ماتم پرسی کا ایک خط رزیڈنٹ عدن کے طرف سے آپکے نام آیا۔ اور آپ سے استفسار کیا گیا کہ عبد اللہ کی جگہہ کس کو مقرر کیا جائے آپ نے اوس مراسلہ کے جواب مین جو خط تحریر کیا اوس مین ظاہر کیا کہ عبد اللہ کے بجائے آپ کے ایک فرزند حسین بمقام شحر و مکلا نائب مقرر ہون اور دوسرے فرزند مناصر شبام وغیرہ مین نائب کئے جائین اسکے بعد دسمبر ۱۸۸۸ء مین ایک مراسلہ رزیڈنٹ عدن کے جانب سے آپکے نام آیا۔ اور دریافت کیا گیا کہ صلحنامہ ۱۸۸۲ء کے موافق جو رقم بطور مشاہرہ عبد اللہ کو دیجاتی تہی۔ اب کسکو دیجائے۔ آپ نے تحریر کیا کہ وہ میری جانب سے میرے نایب حسین کو دیجائے۔ چنانچہ اسی تحریر کے موافق عملدرآمد ہوا۔ مگر بعدہ ثابت ہوا کہ دونون نایب سرتابی کے طرف مائل ہین۔ اور آپکے دشمنون سے سازش کرتے ہین۔ لہذا آپ خود عرب تشریف لے گئے۔ اور اون دونون کو معزول کر دیا۔ اور اپنے بڑے فرزند غالب بن عوض جانباز جنگ بہادر کو اپنا قایم مقام مقرر کیا۔ اور ان دونون باتونکی بہی اطلاع رزیڈنٹ عدن

کو دیکر ہندوستان واپس آ [illegible] اندرونی حرفی

زبان میں ایک معانی [illegible]

کی [illegible]

مگر بلحاظ [illegible]

[illegible] سلطان محمود [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نواب [illegible] سیدی احمد خان صاحب [illegible]

یہ ریاست سابق میں احمد نگر کے نظام شاہی بادشاہوں کی سلطنت کا ایک حصہ تھی [illegible]

سنہ ۱۶۰۰ء میں مغل احمد نگر پر قابض ہوئے اور [illegible]

بادشاہ کا علاقہ واپس کر لیا گیا۔ [illegible] سنہ ۱۶۱۷ء تک

مغلوں کے جانب سے جنجیرہ کے گورنر مقرر ہوا کرتے تھے [illegible]

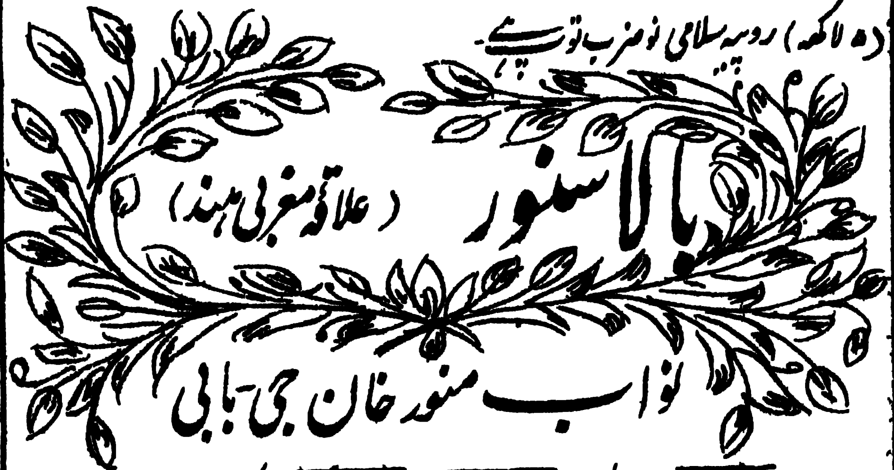
منصب گورنری پر مامور ہوئے۔ سنہ ۱۶۲۰ء میں سیدی یاقوت خان اور دوسرے سال

سیدی عنبر جو سنک کے نام سے مشہور تھے جانشین ہوئے۔ سیدی عنبر سنک ہی نے پہلی

آزادی قایم کی جو اس خاندان کے بانی تھے - اس خاندان کے فرمانروا نواب کہلاتے
ہین - اور یہ خطاب شہنشاہ اورنگ زیب نے ان کو عطا کیا تھا - سیدی عنبر سنک نے
۱۶۴۲ء تک حکومت کی - اون کی وفات کے بعد سیدی یوسف خان سیدی فتح خان
سیدی خیرات خان - سیدی یعقوب خان سیدی سرور خان - سیدی سنبل خان - سیدی عبدالرحمن
سیدی حسن خان - سیدی سید خان - سیدی ابراہیم خان - سیدی محمد خان - سیدی جوہر خان
سیدی قمر [illegible] خان - سیدی محمد خان سیدی ابراہیم خان یکے بعد دیگرے مسند نشین ہوے
۱۸۶۷ء مین سنیچ [illegible] جنجیرہ نے [illegible] سازش کرکے سیدی سردارون کی
ریاست کو بہت کمزور کردیا - اور از روے معاہدہ [illegible] محال سے ساڑھے چار محال
دینے پڑے - دسمبر ۱۸۷۱ء مین گورنمنٹ انگریزی سے معاہدہ ہوا - اور ۱۸۵۹ء
مین ریاست جنجیرہ نے جعفرآباد پر قبضہ حاصل کیا ۱۸۳۴ء مین اس ریاست کے
[illegible] گورنمنٹ سے [illegible] آزادی [illegible] ریاست [illegible] ہے - گورنمنٹ کو کوئی خراج
وغیرہ نہین دیتی - [illegible] اسکے [illegible] ۱۸۶۸ء مین نواب
[illegible] سیدی محمد خان نے ۲۲ سال تک [illegible] حکومت کرکے انتقال کیا
اور اون کے فرزند سیدی ابراہیم خان مسند نشین ہوے چند سال کے بعد ان مین اور جنجیرہ
کے سردارون مین جھگڑا ہوا - اور گورنمنٹ نے انتظام کی خرابی ملاحظہ کرکے ۱۸۶۸ء مین
فوجداری اختیارات چھین لی - اور ریذیڈنٹ کو یہ اختیارات عطا کی - ۱۸۷۰ء مین سیدی
سردارون نے نواب کے عدم موجودگی مین (جو [illegible] بمبئی مین تھے) [illegible] کو معزول کرکے
نواب صاحب حال کو بحالت نابالغی گدی پر بٹھادیا - بالآخر نواب صاحب سابق چند شرایط کے ساتھ
گدی پر بٹھادیے گئے - اور ۱۸۷۳ء مین سیدی سردارون نے نواب صاحب کی اطاعت

قبول کی۔ ۱۸۷۹ء میں نواب سیدی ابراہیم خان نے قضا کی۔ اور تین بیٹے چھوڑے۔ سیدی احمد خان منکوحہ بی بی (فاطمہ بی بی) سے ہیں۔ الغرض نواب کی وفات پر جانشینی کے لئے جھگڑا ہوا۔ اور گورنمنٹ نے سیدی احمد خان کو جایز وارث قرار دیکر بڑی دہوم دہام سے مسندنشین کیا۔

آپ (نوابصاحب حال) ۳۱ر اگسٹ ۱۸۶۲ء کو پیدا ہوئے۔ اور راج کمار کالج مین تعلیم پائی۔ انگریزی۔ مرہٹی۔ گجراتی۔ فارسی۔ اردو مین اچھی دستگاہ ہے۔ ۱۱ر اکٹوبر ۱۸۸۳ء کو گورنمنٹ نے آپ کو ریاست کے پورے اختیارات عطا کردئے ۱۸۹۵ء مین گورنمنٹ نے کے سی۔ ائی۔ ای کا خطاب عطا کیا۔ آپ کی شادی خاندان طیب جی مین مسٹر حاجی حسن علی فیضی کی دختر سے ہوئی ہے۔ رقبۂ ریاست (۳۲۴) مربع میل۔ آبادی (۵۰۳۹۲) محاصل (۵ لاکھ) روپیہ سلامی نو ضرب توپ ہے۔



یہ خاندان سردار محمد خان پسرکلان بہادر خان (جو شیر خان بابی کی نوین پشت مین تھے) کی نسل سے ہے۔ سترہوین صدی مین آپکے بزرگ شہنشاہ دہلی کے دربار مین حاجب الباب کی خدمت پر مامور تھے۔ اور یہی وجہہ اس بابی لقب کی ہے۔ بہادر خان جی کے چھوٹے بیٹے مہابت خان جی کی نسل سے۔ ایک دوسری شاخ والیان ریاست جوناگڈہ کی مورث

اسٹلامتی۔ سردار محمد خان کے بعد بالاسنورا ور سبر پور کے مسند ریاست پر اون کے بیٹے جمیعت خان متمکن ہوئے۔ اون کے بعد صلابت خان جانشین ہوئے۔ صلابت خان نے مئی سنہ۱۸۰۲ع مین انتقال کیا۔ اور اون کے چچازاد بھائی عابد خان تخت پر بیٹھے۔ بالاسنور کی ریاست سرکار پیشوا اور گیکواڑ کی باجگزار تھی۔ جب پیشوا کے حقوق گورنمنٹ انگریزی کے طرف منتقل ہوئے تو یہہ ریاست بھی گورنمنٹ کے زیر حمایت آگئی سنہ۱۸۲۲ع مین عابد خان ریاست سے علیحدہ کئے گئے اور اون کے بھائی عیدل خان سریرآرا ہوئے۔ سنہ۱۸۳۱ع مین اون کا انتقال ہوا تو نور خان تخت نشین ہوئے۔ اور سنہ۱۸۸۲ع مین اون کی وفات پر اون کے فرزند اکبر منور خان جی (نواب صاحب حال) تخت حکومت پر بیٹھے آپ (نواب صاحب حال) کی ولادت سنہ۱۸۴۴ع ہے۔ اس ریاست کا رقبہ (۱۷۹) میل مربع آبادی (۱۲۲۴۹) محاصل ایک لاکھ بیالیس ہزار سات سو پچاس روپیہ۔ سلامی نو ضرب توپ ہے۔ یہہ ریاست گورنمنٹ کو بطور خراج بارہ ہزار چھہ سو چہانوے روپیہ دیتی ہے۔



سلطان احمد

سنہ۱۸۳۹ع مین قبضۂ عدن کے بعد گورنمنٹ انگریزی نے اس ریاست سے معاہدہ کیا۔ جو نواح عدن کی ایک زبردست اور جنگجو قوم ہے۔ سلطان لاہج عرصہ تک قرب وجوار کے اون قومون کو (جن مین فضلی بھی شامل ہے) جن کی عملداری مین اہل لاہج تجارت کرتے تھے

کچہہ روپیہ سالانہ بطور مدد کے دیا کرتے تھے - ابتداً گورنمنٹ بھی یہ وظایف اونکو دیتی رہی - لیکن جب سلطان فضلی کا برتاؤ قابل اطمینان نہ دیکھا تو وظیفہ بند کردیا - آخر احمد بن عبد اللہ جانشین ہوئے - اور ۱۸۷۰ء مین اون کی وفات پر اون کے بیٹے حیدر التخت پر بیٹھے - جو اگست ۱۸۸۲ء مین ہلاک کرڈالے گئے - قبیلہ فضلی نے اونکے بیٹے احمد کو اپنا سردار مقرر کیا - اور گورنمنٹ نے بھی یہ جانشینی منظور کی - سلطان فضلی کی آمدنی معہ اوس وظیفہ کے جو گورنمنٹ دیتی ہے دس ہزار ڈالر* سالانہ اور سلامی نو توپ ہے



سلطان فضل بن محسن

لاہج عدن کا ایک ضلع ہے - جسکے باشندے ابدالی کہلاتے ہین - ان کے سردار کا لقب سلطان لاہج ہے - سرداران عدن کے ساتہہ اول پولیٹکل تعلقات ۱۷۹۹ء مین قایم ہوئے یہ اوس زمانہ کا ذکر ہے جب گورنمنٹ برطانیہ نے ایک بحری فوج ہندوستانی افواج کا ایک دستہ لیکر جزیرۂ پیرم پر قبضہ کرنے اور بحیرۂ ہند مین براہ بحر قلزم مصر کے فرانسیسیون کی آمد و رفت کے روکنے کے لئے بھیجی تھی - جزیرۂ پیرم افواج کیلئے ناموزون ثابت ہوا - اور سلطان لاہج نے کچہہ دنون تک فوج کو عدن مین مقیم رکہا

* ڈالر دو روپیہ آٹھ آنہ کا ہوتا ہے (عیاں) ۱۲ مولف

اونہون نے معاہدہ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اور عدن کو بطور ایک مستقل اسٹیشن کے
دینا چاہا۔ مگر گورنمنٹ نے اوس کے لینے سے انکار کیا۔ آخر ۱۸۰۲ء مین گورنمنٹ کے ساتھ ایک
معاہدہ ہوا۔ اس وقت سے ۱۸۳۷ء تک عدن کے ساتھ کسی قسم کی راہ و رسم نہ تھی لیکن
گورنمنٹ کی توجہ ساحل عدن پر برٹش جہازات کے لوٹے جانے اور ملاحون کے ساتھ
بدسلوکی ہونے پر مائل ہوئی۔ کپتان ہنس صاحب کو ہدایت کی گئی کہ وہ اس کا جواب حاصل
کرین۔ اسکے ساتھہ ہی اون سے چاہا گیا تھا کہ وہ ہندوستان اور بحرۂ قلزم کے مابین
آنے جانیوالے جہازون کے کوئلہ کا ڈپو بنانے کے لئے عدن کو خرید لین۔ سلطان محسن
نے جو ۱۸۲۷ء مین اپنے چچا سلطان احمد کے جانشین ہوئے۔ اولاً لوٹ کی شرکت سے
انکار کیا۔ اور نقصان مال کا کچھہ حصہ دینے اور باقی کا معاوضہ ادا کرنے پر راضی ہوگئے
حوالگی عدن کے بارے مین ایک مسودۂ معاہدہ سلطان کے روبرو پیش کیا گیا جس کو
انھون نے زبانی منظور کیا۔ اور وعدہ کیا کہ باقاعدہ منظوری اپنے سردارون سے مشورہ
لیکر دینگے اس مسودہ مین زر معاوضۂ عدن کی تعداد غیر مشخص تھی۔ لیکن بعد کو طے پایا کہ
اسکے متعلق ۸ ہزار ۷ سو روپیہ سالانہ ادا کیا جائے۔ ۲۲ جنوری ۱۸۳۸ء کو سلطان محسن نے
ایک خط بھیجا جس مین دو مہینے بعد عدن کو انگریزون کے حوالہ کردینے کا وعدہ کیا۔ مگر ابتک
عدن پر سلطان کی حکومت قایم رہنے کی شرط کی۔ برٹش ایجنٹ نے یہ شرط نامنظور کی۔ اس موقع
پر سلطان کے فرزند احمد کی نازیبا کارروائیون کیوجہ سے سلطان کو دہمکانیکی تیاریان کیگئین
آخر ۱۹ جنوری ۱۸۳۹ء کو عدن گولون سے اڑا کر شہر پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور سلطان معہ خاندان
کے لاہج کو چلے گئے ۲ فروری کو سلطان کے داماد نے سلطان کے نام سے صلح کا معاہدہ
کیا۔ اور ۱۸ جون کو سلطان نے خود ایک دستاویز پر دستخط کئے جس کی رو سے انہون نے

برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ صلح و دوستی رکھنے کا اقرار کیا - اور گورنمنٹ نے اون کو اور اون کے وارثون کو چھہ ہزار پانسو ڈالر سالانہ دینے اور اسیطرح اون وظائف کو ادا کرنیکا ذمہ لیا - جو سلطان لاحج - فضلی - قبائل یافعی - حوشبی - اور عمیر کو دیا کرتے تھے - سنہ ۱۸۳۹ء مین چونکہ سلطان محسن نے عدن پر مکرر قبضہ کرنے کی کوشش کی - جس کی وجہ سے روپیہ کی ادائی موقوف کر دی گئی - اونہون نے دو مرتبہ اور کوشش کی - مگر تیسرے حملہ کے بعد سنہ ۱۸۴۳ء مین سلطان محسن نے عدن مین آکر صلح کی درخواست کی - ۱۱ فروری سنہ ۱۸۴۳ء مین ایک معاہدہ ہوا - جس کی رو سے پانسو اکتالیس ڈالر کا ماہواری وظیفہ بحال کیا گیا - اور ایک سال کی بقایا بھی دی گئی - سلطان محسن نے سنہ ۱۸۴۷ء مین قضا کی - اور اون کے بڑے بیٹے احمد جانشین ہوئے - سلطان احمد نے ۱۸ جنوری سنہ ۱۸۴۹ء مین وفات پائی - اور اون کے دوسرے بھائی علی بن محسن مسند نشین ہوئے انہون نے سنہ ۱۸۶۳ء مین قضا کی - اور اون کے بیٹے فضل بن علی - سلطان ہوئے - لیکن خاندانکے اور لوگون نے ان کو تخت سے اوتارنے کی سازش کی - اور آخر سلطان محسن کے چوتھے بیٹے فضل بن محسن مسند نشین ہوئے - اون کو سنہ ۱۸۶۶ء مین سرکاری اعانت کے صلہ مین پانچہزار ڈالر عطا ہوئے - لاحج کی آبادی ۲۰ ہزار اور آمدنی ۵۰ ہزار روپیہ سالانہ سلامی نو ضرب توپ ہے -

قشن و سقوطرا (علاقۂ مغربی ہند)

سلطان علی بن عبد اللہ

اس جزیرہ کی فرمان روائی عربون کے قبیلہ مہری کے خاندان اہل عفریر کو حاصل ہے - جو قشن

مین آباد ہین سقوطرا کے ساتھہ گورنمنٹ کا تعلق سنہ ۱۸۳۴ء مین قایم ہوا۔ جس کی روسے
اونہون نے برٹش گورنمنٹ کے اس جزیرہ مین اترنے اور کوئلہ جمع کرنے پر رضامندی
ظاہر کی۔ سنہ ۱۸۷۶ء مین سلطان سقوطرا کے ساتھہ ایک عہدنامہ ہوا۔ جس کی روسے تین ہزار
ڈالر کے معاوضہ اور تین ہزار ساٹھہ ڈالر کی سالانہ ادائی پر سلطان نے اپنے اور اپنے
وارثون اور جانشینون کو اس بات کا پابند کیا کہ وہ سوا برٹش گورنمنٹ کے اور کسیکو اپنے
جزیرہ یا اوس کے کسی ماتحت حصے پر قبضہ نہ دین گے۔ نہ بیع و رہن کرین گے۔ سنہ ۱۸۸۸ء مین
بہی اسی قسم کا ایک معاہدہ سلطان علی بن عبد اللہ کے ساتھہ منعقد ہوا اور اکیسو بیس ڈالر کا
سالانہ وظیفہ ان کو بحیثیت سردار قبیلۂ مہری کے عطا کیا گیا ــــ رقبہ ایک ہزار مربع میل
آبادی (جس مین زیادہ تر بدو ہین) تقریباً پانچہزار۔ محاصل (جو زیادہ تر جنس مین وصول کیا جاتا ہے)
علاوہ برٹش امداد کے تین سو بیس ڈالر۔ نو ضرب توپ سلامی مقرر ہے۔

کوروائی (علاقہ

ہز ہائینس نواب محمد منور علی خان بہادر

یہ ریاست افغان اور کرزئی کے خاندان کی ہے۔ اسوقت نواب محمد منور علی خان رئیس ہین۔ سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے

کیمبی (علاقہ بمبئی)

ہز ہائینس نواب جعفر علی خان بہادر

یہ ریاست احاطہ بمبئی میں واقع ہے۔ اور خاندان افغان سے تعلق ہے۔ اسوقت نواب جعفر علیخان مسند نشین ہیں۔ یہ ریاست گورنمنٹ کو کوئی خراج نہیں دیتی۔ رقبہ (۳۵۰) مربع میل۔ آبادی (۱۷۵۰۰۰) آدمی تین لاکھ پچاس ہزار۔ سلامی گیارہ ضرب توپ مقرر ہے۔ سنہ ۱۶۷۱ء میں گورنمنٹ انگریزی سے اس ریاست کے مابین عہدنامہ ہوا ہے۔

وہ رؤسا اہل اسلام جنکو گورنمنٹ برطانیہ ہز ہائنس کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ اور حسب وجاہت و وقعت خاندانی توپوں کی سلامی کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ اون کے حالات مختصر طور پر نمبروار اوپر لکھدیے ہیں۔ اب ذیل میں چند اسلامی ریاستوں کا ایک نقشہ اختصار کی غرض سے دیا جاتا ہے یہ وہ ریاستیں ہیں کہ جنکے رئیسوں کو ہز ہائنس کا خطاب اور توپوں کی سلامی گورنمنٹ برطانیہ کے جانب سے حاصل نہیں ہے۔ مگر صاحب اعزاز و وقعت ضرور ہیں۔

نمبر شمار	نام ریاست	نام رئیس معہ خطاب والقاب	تاریخ ولادت	تاریخ تخت نشینی	[illegible]	آبادی	آمدنی	تعداد فوج	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	لسبیلہ	جام میر کمال خان صاحب بہادر	سنہ ۱۸۶۹ء	۱۴ مئی سنہ ۱۸۹۶ء	۱۲۰۰۰	۵۶۱۰۹	۳۰۰۰۰	لیوی سوار ۱۵۰ پیادہ ۲۶	اسکو پانچ صاحبزادے ہیں
۲	دیر سوات جندول	نواب محمد شریف خان صاحب بہادر	سنہ ۱۲۶۶	سنہ ۱۳۰۱	۰	۰	۰	پیادہ سوار ۳۰۰۰-۵۰۰	
۳	لوہارو	آنریبل نواب سر امیر الدین احمد خان فخر الدولہ کے سی۔ آئی۔ ای۔	سنہ ۱۸۶۰ء	۰	۰	۱۸۰۰۰	۷۲۰۰۰	۰	۰
۴	خاران	سر نوروز خان نوشیروانی۔ کے سی آئی۔ ای۔	۰	سنہ ۱۸۸۶ء	۱۵۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	۰	گورنمنٹ ... ہزار روپیہ سالانہ کی امداد کرتی ہے
۵	دوجانہ	نواب ممتاز علیخان بہادر جلال الدولہ مستقل جنگ	سنہ ۱۸۶۳ء	سنہ ۱۸۷۹ء	۸۹	۲۵۰۰۰	۷۲۰۰۰	۰	۰

۶	پاٹودی	نواب محمد مظفر علی خان	سنہ ۱۸۷۰ء	۰	۵۳	۲۲۴۰۰	۸۵۰۰۰	۰	۰
۷	ساچلور	مہربان نواب عبدالمجید خان دلیر جنگ	۱۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۱ء	۲۲ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء	۷۰	۱۸۴۴۴	۸۸۰۰۰	۰	۰
۸	ممدوٹ	نواب قطب الدین خان	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۹	محمود آباد	نواب راجہ علی محمد خان بہادر	سنہ ۱۸۸۱ء	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۱۰	جہانگیر آباد	آنریبل محمد تصدق رسول خان سی۔ ایس آئی	۰	۰	۰	۰	۱۳۰۹۶۴	۰	۰
۱۱	نان پارہ	راجہ محمد صدیق خان	سنہ ۱۸۷۰ء	۰	۰	۰	۱۶۶۹۲۵	۰	۰ ۰
۱۲	پہاسو	نواب محمد فیاض علیخان ممتاز الدولہ	سنہ ۱۸۵۱ء	سنہ ۱۸۹۴ء	۰	۰	۰	۰	۰
۱۳	بلہرہ	نواب راجہ کاظم حسین خان بہادر	۰	سنہ ۱۸۷۱ء	۰	۰	۰	۰	ایک صاحبزادہ
۱۴	سلیم پور	حاجی سید راجہ شعبان علی خان بہادر	سنہ ۱۸۵۹ء	سنہ ۱۸۷۹ء	۰	۰	۰	۰	ایک صاحبزادہ

اب ذیل میں چند معزز اراکین اور ذی وقعت امرائے ہندوستان کا بھی ایک نقشہ ہمارے معزز ناظرین کے معلومات کیلئے درج کیا جاتا ہے۔

نمبر شمار	نام مع خطاب و القاب	ولدیت	تاریخ ولادت	سکونت	اولاد
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱	شہزادہ سلیمان قدر مرزا محمد حسن علی خان بہادر	محمد امجد علی شاہ مغفور چارم شاہ اودھ	۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۳۹ء	لکھنؤ	
۲	ہز ہائینس آغا سلطان محمد شاہ آغاخان کے سی آئی ای جی سی آئی ای	ہز ہائینس آغا علی شاہ	۲ نومبر سنہ ۱۸۷۷ء	بمبئی	
۳	سر محمد منور علیخان بہادر کے سی۔ آئی۔ ای امیر ارکاٹ	خان بہادر معز الدولہ	سنہ ۱۸۵۹ء	امیر محل مدراس	چار صاحبزادے تین
۴	نواب سید حسن علیخان احتشام الملک رئیس الدولہ امیر الامرا محبت جنگ جی سی آئی ای نواب مرشد آباد	نواب سید منصور علیخان بہادر نصرت جنگ محمد الدولہ منتظم الملک فریدون جاہ نواب ناظم صوبہ	۲۵ اگست سنہ ۱۸۴۶ء	مرشد آباد	پانچ صاحبزادے تین
۵	سلیم اللہ خان نواب ڈھاکہ	خواجہ سر احسن اللہ خان	۰	ڈھاکہ	۰
۶	آنریبل پرنس محمد بختیار شاہ سی۔ آئی۔ ای۔ نبیرہ ٹیپو سلطان	شہزادہ محمد انور شاہ	سنہ ۱۸۶۲ء	ٹالی گنج کلکتہ	۰
۷	مرزا شجاعت علی بیگ خان بہادر مدار المہام و داماد بیگم مرشد آباد	مرزا سلامت علی بیگ	سنہ ۱۸۶۰ء	مرشد آباد و کلکتہ	۰



میجر جنرل ہز ہائنس مہاراجہ سر پرتاب سنگھ اندر مہندر بہادر سپر سلطنت جی سی ایس آئی

علاقہ جموں و کشمیر کے مشہور حصے - جموں - لداخ - بالتستان - کشمیر - گلگت اور اسکردو ہیں - جموں ایک زمانۂ نامعلوم سے ڈوگرا راجپوتوں کے خاندان کا دار السلطنت رہا ہے - اٹھارہویں صدی کے آخر راجہ رنجیت دیو کے عہد میں جموں نے کسیقدر نمود اور شہرت حاصل کی - گرد و نواح کا ملک - مختلف چھوٹی چھوٹی

ریاستون مین منقسم تہا۔ جو آپس مین ایک دوسرے سے لڑا کرتی تہین۔ لیکن گذشتہ صدی کے آغاز
مین مہاراجہ رنجیت سنگہ کی گورنمنٹ کی کم و بیش مطیع ہوگئین۔ اوس زمانہ مین راجا رنجیت دیو کے پرپوتے
گلاب سنگہ۔ دہیان سنگہ اور سوچیت سنگہ اون کے شریک ہوئے۔ اونہون نے بہت جلد اوج
عروج حاصل کیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے گلاب سنگہ کو راجہ کے خطاب کے ساتہہ یہ ریاست عطا کی۔
اسی طرح دہیان سنگہ اور سوچیت سنگہ نے قرب و جوار کے علاقے حاصل کئے۔ غرض سترہ برس کے
عرصہ مین تینون بہائیون خصوصاً گلاب سنگہ نے اطراف کے تمام کوہستانی ریاستون کو مطیع کرلیا۔ جب
سنہ ۱۸۴۳ء مین دہیان سنگہ و سوچیت سنگہ نے انتقال کیا تو اون کا کل علاقہ باستثناء پونچہ کے
(جو راجہ دہیان سنگہ کے فرزند راجہ جواہر سنگہ کے قبضہ مین رہا) راجہ گلاب سنگہ کو ملا۔ سنہ ۱۸۴۶ء
مین جب گورنمنٹ نے لاہور پر قبضہ کیا اور سکہہ مطیع ہوئے تو راجہ گلاب سنگہ مصالحت کے کام پر مقرر ہوئے
اور اوس کا انجام یہ ہوا کہ لاہور سے ساتہہ پہلا معاہدہ ہوا۔ ان خدمات کے صلہ مین راجہ گلاب سنگہ کو گورنمنٹ
نے جمون اور کشمیر کا کوہستانی علاقہ مرحمت فرمایا۔ اور ایک جداگانہ معاہدہ مرتب کیا گیا۔ ۱۶ مارچ
سنہ ۱۸۴۶ء کو اوس پر دستخط ہوے۔ اور اس معاہدہ کے رو سے یہ قرار پایا کہ وہ پچہتر لاکہہ روپیہ نذر کرکے
اوس حصہ ملک پر متصرف رہین۔ جنپر سکہون کے عہد مین قابض تہے۔ راجہ گلاب سنگہ نے یہ اقرار کیا کہ
ہنگام ضرورت گورنمنٹ کو فوجی مدد دین گے۔ اور ہمسایہ ریاستون کی نزاعات کا تصفیہ گورنمنٹ کریگی
چنانچہ غدر سنہ ۱۸۵۷ء کے موقع پر راجہ نے اپنی فوج و توپخانہ سے گورنمنٹ کی بیش بہا مدد کی۔ اگست سنہ ۱۸۵۷ء مین
مہاراجہ گلاب سنگہ نے قضا کی۔ اور اون کے بڑے بیٹے مہاراجہ رنبیر سنگہ مسندنشین ہوئے۔ اور
جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب حاصل کیا۔ اور گورنمنٹ سے ایک کوہی توپخانہ بہی ملا۔ سنہ ۱۸۷۷ء مین دربار
دہلی کے موقع پر مہاراجہ۔ افواج انگلشیہ کے جنرل اور مشیر قیصر ہند کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ ستمبر سنہ ۱۸۸۵ء
کو مہاراجہ رنبیر سنگہ کا انتقال ہوا تو متوفی کے بیٹے ہز ہائینس مہاراجہ سر پرتاب سنگہ (رئیس حال)

سند آرا ہوئے۔ آپ ۱۸۵۰ء مین پیدا ہوئے۔ اور آپکے عہد مین ایک رزیڈنٹ مقرر ہوا۔ ۱۸۸۵ء مین مہاراجہ نے ریاست کے انتظامی حالت درست کرنے کے لئے انتظامی امور سے کنارہ کشی کی۔ اور گورنمنٹ نے ریاست کے نظم و نسق کو ایک کونسل کے سپرد کیا۔ جس مین مہاراجہ کے دونون بہائی اور کچہہ چیدہ انگریزی افسر شریک کئے گئے۔ اور یہ قرار پایا کہ کونسل اہم کام مین رزیڈنٹ کا مشورہ لیا کرے۔ نومبر ۱۸۹۱ء مین مہاراجہ کو (اون کی خواہش پر) اقتدارات حاصل ہوگئے۔ اور سابقہ کونسل مہاراجہ کے زیر صدارت ہوگئی۔ لیکن رزیڈنٹ کے صلاح و مشورہ کی شرط قایم رہی۔ جسکو مہاراجہ نے بھی بخوشی منظور کیا۔ ۱۸۹۲ء مین جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب آپکو عطا ہوا۔ اور برٹش فوج کے آنریری میجر جنرل کے عہدہ سے ممتاز کئے گئے۔ جمون اور کشمیر کا رقبہ ۸۰ ہزار میل۔ اور آبادی بشمول گلگت وغیرہ تخمیناً پچیس ۲۵ لاکھ۔ محاصل ۷۴ لاکھ روپیہ۔ فوج تخمیناً دس ہزار رسالہ ۱۹ ضرب توپ۔ مگر حدود ریاست مین ۱۲ اشلاک ہے۔



ہز ہائنس فرزند خاص دولت انگلیشیہ منصور زمان امیر الامراء مہاراجہ دہراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان مہاراجہ بہوپندر سنگہ صاحب بہادر

پنجاب مین یہ سب سے بڑی سکہ ریاست ہے۔ ہز ہائنس سکہون کے فرقہ سدہو جاٹ سے تعلق رکہتے ہین۔ ریاست کی بنیاد ۱۷۶۲ء مین سردار آلا سنگہ نے ڈالی تہی۔ وہ چودہری پہول کے دوسرے بیٹے رام کی اولاد سے تہے۔ چودہری پہول کے بڑے بیٹے کی اولاد مین راجگان نابہہ و جہیند ہین۔ آلا سنگہ۔ احمد شاہ درانی کے ہمعصر تہے۔ جانشینون نے بہت کچہہ فتوحات حاصل کین۔ اور ریاست کی بنیاد قایم کردی۔ ۱۸۱۴ء مین مہاراجہ کرم سنگہ (جو آلا سنگہ کی چوتہی پشت مین تہے) نے جنگ گورکہا مین جنرل اکٹرلونی صاحب کو مدد دی تہی۔

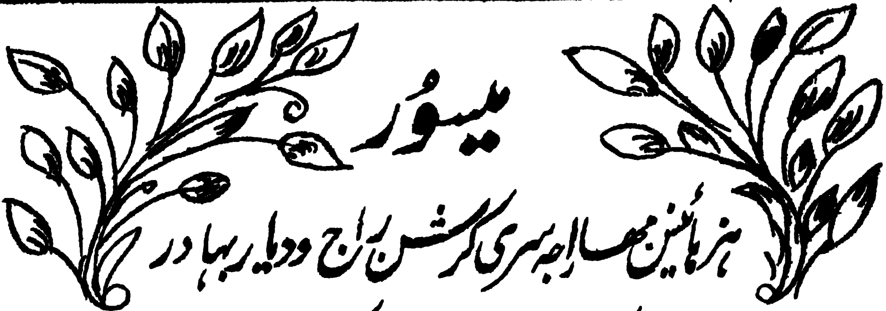
کیونتھل و بگھاٹ کے کچھ قطعات اون کو صلۂ خدمت مین دیئے گئے۔ گورنمنٹ نے ۱۸۳۰ء مین شملہ کا کچھ علاقہ پرگنہ بروالی کے تین مواضع کے عوض مین حاصل کیا۔ اور سکھون کی اول جنگ مین مہاراجہ کے حسن خدمات کے صلہ مین ایک دوسرے راجہ کا منضبط علاقہ گورنمنٹ نے مرحمت کیا۔ ۱۸۴۷ء مین ایک سند کے ذریعہ اون کے قدیم و جدید علاقے کے مع اوس کے حقوق کے توثیق کی گئی۔ مہاراجہ کرم سنگہ کے بعد اون کے بیٹے مہاراجہ نریندر سنگہ گدی نشین ہوئے۔ انھون نے غدر مین گورنمنٹ کے خدمات انجام دین۔ جسکے صلہ مین علاقہ جھجر کا حصہ نارنول عطا ہوا۔ جس کی آمدنی ۲ لاکھ روپیہ تھی ۱۸۶۰ء مین فرمانروایانہ اختیارات اور ۱۸۶۲ء مین اختیار تبنیت کی سند عطا ہوئی۔ انھون نے ۱۸۶۲ء مین دفعتاً انتقال کیا۔ اور مہاراجہ مہندر سنگہ جانشین ہوئے۔ اور اون کے زمانۂ نابالغی مین چھ برس تک کونسل آف ریجنسی کا انتظام رہا۔ اور ۱۸۷۰ء مین اختیارات عطا ہوئے۔ اور دوسرے سال جی سی ایس آئی سے سرفرازی پائی۔ اور ۱۴ اپریل ۱۸۷۶ء کو قضا کی۔ متوفی بڑے فیاض تھے۔ چنانچہ نہر سرہند کی تعمیر مین ایک کروڑ بتیس لاکھ روپیہ دیا۔ الغرض مہاراجہ مہندر سنگہ کی وفات پر مہاراجہ راجندر سنگہ مالک ریاست ہوئے۔ اور ۱۸۷۹ء مین اختیارات ریاست عطا کئے گئے۔ ۱۸۷۸ء مین جنگ افغانستان کے موقع پر آپنے گورنمنٹ کو فوج سے مدد دی۔ مگر افسوس ہے کہ راجندر سنگہ نے عین عالم شباب مین ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو انتقال کیا۔ اور ہز ہائنس مہاراجہ بھوپندر سنگہ بہادر (رئیس حال) جانشین ہوئے آپکی ولادت ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء ہے۔ ریاست کا رقبہ (۵۴۱۲) مربع میل۔ آبادی (۱۵۰۶۰۳۰) فوج بشمول پولیس (۶۰۷۹) محاصل ۶۶ لاکھ روپیہ سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔

بڑودہ (۵)

ہز ہائنس مہاراجہ سیاجی راؤ گیکوار فرزند خاص دولت انگلشیہ خیل ... شمشیر بہادر جی سی ایس آئی

ہزہائنس مغربی ہندوستان کے طبقۂ والیان ملک مین رئیس اعظم ہین - آپ اوس نامی مرہٹہ سردار
داماجی گیکواڑ کی نسل سے ہین جو سترہوین صدی کے آخر بالاپور کے جنگ مین بمقابلۂ افواج مغلیہ داد
شجاعت دی تہی - اور اوس کے صلہ مین ساہو راجہ والی ستارہ نے شمشیر بہادر کا خطاب عطا کیا تہا
۱۷۲۱ء مین داماجی کا انتقال ہوا - اور اون کے (بہتیجے) یعنی پیلاجی گیکواڑ جانشین ہوئے - جب
پیشوا کے ساتہ جنگ کا خاتمہ ہو چکا تو ساہو راجہ نے پیلاجی کو سینا خاص خیل کا خطاب عنایت کیا
مگر افسوس ہے کہ ۱۷۳۱ء مین پیلاجی مارے گئے - اور داماجی دوم مسندنشین ہوئے - یہ چالیس برس تک
جدال و جنگ مین مصروف رہے - اور انہین کی ہمت و جوانمردی سے گجرات کے سارے علاقہ اور
مغربی ہند کے متصلہ اضلاع مین گیکواڑ کی حکومت قایم ہوئی - اور بڑودہ دارالامارت گجرات مغلیہ صوبہ دار
سے فتح کر کے مستقر ریاست قرار دیا گیا - ۱۷۶۱ء کے جنگ پانی پت مین آپ ایک فوج کے
سپہ سالار تھے - چنانچہ کاٹہیاوار پر آپ نے یلغار کر کے اکثر راجاؤن کو خراج ادا کرنے پر مجبور کیا تھا
اور قدیم شہر انہلواڑا وپٹن اور احمد آباد قدیم پایہ تخت گجرات کو فتح کر لیا - اون کے بعد اون کے
دو بیٹے گوبند راؤ اور فتح سنگہ یکے بعد دیگرے مسند آبائی پر متمکن ہوئے - اور فتح سنگہ کے بعد
گوبند راؤ کے بیٹے انند سنگہ مسندنشین ہوئے - ۱۸۰۳ء مین گورنمنٹ کے ساتہ - ایک عہد نامہ
ہوا - جس کے رو سے دربار بڑودہ مین رزیڈنٹ مقرر کیا گیا - اور یہ شرط قرار پائی کہ دربار بڑودہ ایک
جرار معاون فوج قایم رکھے - انند سنگہ کے بعد سیاجی راؤ اول گدی نشین ہوئے - اون کے بعد
اون کے تین بیٹے گنپت راؤ - کہانڈے راؤ - ملہر راؤ یکے بعد دیگرے ریاست پر بیٹھے - ان مین سے
کہانڈے راؤ نے غدر کے زمانہ مین گورنمنٹ کی بیش بہا خیرخواہی کی - لیکن ملہر راؤ کا انجام
اچہا نہوا معزول ہوئے - اون کے بعد ۲۷ مئی ۱۸۷۵ء کو ہزہائنس مہاراجہ سیاجی راؤ (حال
مہاراجہ) مسندنشین ہوئے - اور بوجہ نابالغی کچہہ روزون گورنمنٹ کا انتظام رہا - ۱۸۸۱ء مین کامل

اختیارات حاصل ہوئے۔ آپ کا تولد ۱۷ مارچ ۱۸۶۳ء ہے۔ نہایت تعلیم یافتہ روشن خیال
رئیس ہیں۔ مبداء فیاض نے آپ کو قابلیت وعالی دماغی۔ معدلت وعدل گستری۔ وقار وتحمل کے
بیش بہا جواہر عطا کئے ہیں۔ جس سے رعایائے بڑودہ نہایت مرفہ الحال اور کمال آسودہ رہتی ہے
آپ نے اپنی ریاست میں رعایا کی آسودگی اور فلاح کے لئے صدہا مفید ذرائع جاری کئے ہیں
چنانچہ ایک کالج (جس میں بمبئی یونیورسٹی کے جملہ امتحانات کے متعلق تعلیم دیجاتی ہے) (۱۲۹)
مدرسے قائم ہیں۔ اور صنعت وحرفت کی تعلیم کے لئے بھی ایک مدرسہ موسوم بہ کلابھون جاری ہے
علاوہ بریں ۶۲ زنانہ مدارس بھی ہیں۔ اور رسل ورسائل۔ آمد ورفت کی سہولت کے لئے ملکی ریلوں کا جال
بھی بچھایا گیا ہے۔ حفظان صحت کے متعلق ایک عمدہ لیڈی ڈفرن ہسپتال کھولا گیا ہے۔ ۱۸۷۶ء میں آپکو
فرزند خاص دولت انگلشیہ کا خطاب عطا ہوا۔ اور ۱۸۸۷ء میں آپنے مع مہارانی صاحبہ یورپ کا
سفر کیا۔ اور لنڈن میں علیا حضرت ملکہ مرحومہ کی مہمانی کا شرف حاصل ہوا۔ اور جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا
تمغہ آپ کو خاص علیا حضرت نے اپنے دست مبارک سے مرحمت فرمایا۔ اور اپنی ایک شبیہ مع جواہر
عنایت کی۔ اور مہارانی صاحبہ کو کراؤن آف انڈیا کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اسکے بعد بھی آپنے
مین چار مرتبہ یورپ کا سفر کیا ہے۔ ۱۸۸۰ء میں تانجور کی ایک شہزادی سے جو آپنے بیاہ کیا تھا اس سے
ایک فرزند فتح سنگھ ۱۸۸۳ء میں اونکا انتقال ہوگیا۔ پھر اوس سال آپنے دوسری شادی دیوگی کے
ایک مشہور خاندان میں کی جن سے دو صاحبزادے جے سنگھ راؤ۔ شیواجی راؤ اور ایک صاحبزادی
پیدا ہوئیں۔ رقبہ ریاست (۸۵۷۰) میل مربع۔ مردم شماری (۲۴۱۵۳۹۶) آمدنی تقریباً
ایک کروڑ تریپن لاکھ روپیہ سالانہ۔ فوج میں (۳۰۶۲) سوار (۴۹۰۸) پیدل (۳۸) توپ
اور سلامی اکیس ۲۱ ضرب توپ ہے۔



میسور

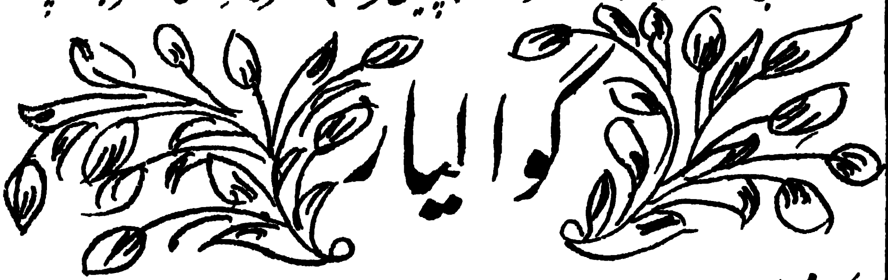
ہز ہائینس مہاراجہ سری کرشن راج ودیار بہادر

ہز ہائینس راجپوت چھتریون کے خاندان سے ہین۔ آپکے اجداد دوارکا واقع کاٹھیاوار سے آئے تھے۔ چنانچہ دو بھائی بجے راج اور کرشن راج چودہوین صدی کے آخر مین قلمرو میسور کے حصئہ اسٹ گرام مین توطن پذیر ہوئے۔ ایک بھائی نے موضع ہدنار وسکے رئیس کی دختر سے شادی کی۔ اور اس ذریعہ سے صوبہ جات میسور مین اپنا علاقہ قایم کیا۔ اون کی اولاد مین ایک شخص جادو رائو نے سنہ ۱۳۹۹ء سے سنہ ۱۴۲۳ء تک حکومت کی۔ اوسکے بعد اون کے بیٹے ہر بتود چمراج گدی پر بیٹھے۔ ان کے پوتے راجہ ہیر (یا اربیرل) چمراج تھے۔ انکی چھے انگلیان تھین اسلئے ہیر سے موسوم ہوئے۔ ان کے بیٹے ہربتود چمراج ثانی کے زمانے مین قلعہ میسور اوس مقام پر تعمیر ہوا تھا جو سابق مین پرا گر کھلاتا تھا۔ میسور کے مہاراجہ ودیار کھلاتے ہین۔ اودیار۔ اودیا کی جمع بالفظ تعظیم ہے۔ جسکا معنے کناری زبان مین۔ لارڈ۔ مالک۔ آقا کے ہین۔ ہیربتود چمراج کی گدی پر یکے بعد دیگرے ان کے دو بیٹے تخت پر بیٹھے۔ چھوٹے بیٹے کا نام بول چمراج تھا۔ ان کے پوتے راج ودیار اپنے پیشرو راجاؤن پر حکومت مین سبقت لے گئے تھے۔ چنانچہ یہ سنہ ۱۵۷۸ء سے سنہ ۱۶۱۷ء تک بر سر حکومت رہے۔ سنہ ۱۶۱۰ء مین قلعہ سرنگاپٹم پر قبضہ کر لیا۔ جو سابق مین راجگان بیجانگر کے ایک نائب کی حکومت مین تھا۔ راجہ دودا کرشن راج کی وفات کے بعد سنہ ۱۷۳۱ء مین ناسطہ لوا منصب ریاست کا سلسلہ جاتا رہا۔ اور اوس زمانے سے اصلی قوت افواج کی موروثی جنرلون کے ہاتھہ مین رہی۔ جو میسور کے راجاؤن کا انتخاب کرتے تھے۔ راجہ دودا کرشن کے متبنٰی صاحبزادہ

برسنت نگال چمراج تھے۔ جنھون نے ۱۷۳۳ء مین قضا کی۔ اون کے متبنےٰ بیٹے چکا کرشن راج
نے ۱۷۳۴ء سے ۱۷۶۵ء تک حکومت کی۔ لیکن اون کی سلطنت براے نام تھی۔ کیونکہ یہان
اون دنون حیدر علی کی دہاک بندہی ہوئی تھی۔ جو بعد کو میسور کے فرمانروا بھی ہو گئے۔ برٹش گورنمنٹ
اور میسور کے مابین پہلی راہ و رسم اوسوقت ہوئی جب کرناٹک کی حکومت کے لئے جھگڑا ہو رہا تھا
اور میسور ہندو فرمانرواؤن کے تحت مین تھا۔ مہاراجہ چکا کرشن راج کے دو بیٹون مین ایک
بیٹے کو جو برائے نام اوس کا جانشین تھا۔ سلطان ٹیپو نے ہلاک کر ڈالا۔ دوسرا بیٹا لاوارث
مرا۔ اسپر حیدر علی نے ہندو نسل کا سایہ قایم رکھنے کے لئے چکا کرشن کی تیسری بیوی کو ایک کمسن
رشتہ دار چمراج کو متبنےٰ کرنے کی اجازت دی۔ جب برٹش گورنمنٹ نے ٹیپو سلطان کو شکست دی
اور ۱۷۹۹ء مین سرنگا پٹم کو فتح کیا تو اوس سے چند روز پہلے مہاراجہ چمراج قید مین مر گئے تھے
اوس وقت برٹش گورنمنٹ نے میسور کو اوس کے قدیم فرمانروا کو واپس دینے کا قطعی عہد کر لیا۔ چنانچہ
کرشن راج گدی نشین ہوئے۔ اور ان کی نابالغی کے زمانہ مین ۱۷۹۹ء سے ۱۸۱۰ء تک سلطنت
کا کام اچھا چلتا رہا۔ ۱۸۶۵ء مین انھون نے چمراج حیدر ودیار کو متبنےٰ کیا۔ جو چکا کرشن ارا سو کے
تیسرے بیٹے تھے۔ ۱۸۶۸ء مین مہاراجہ کرشن راج کی وفات پر گدی نشین ہوئے۔ اور ۱۸۹۵ء
مین انتقال کیا۔ اون کی وفات پر مہارانی صاحبہ ریجنٹ اور مہاراجہ صاحب حال والی ملک
قرار پائے۔ اور انتظام ریاست کے لئے بصدارت سر شیشادری آئر۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای
ایک کونسل مقرر ہوئی۔

آپ (مہاراجہ حال) ۴ جون ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۴ جون ۱۹۰۰ء مین کاٹھیاواڑ
کی ایک شاہزادی سے شادی ہوئی۔ ۸ اگست ۱۹۰۲ء کو ریاست کے پورے اختیارات حاصل ہوئے
رقبہ تقریباً ۲۸ ہزار مربع میل۔ آبادی ۵۴ لاکھ۔ آمدنی تقریباً ایک کروڑ اکاون لاکھ ساٹھہ ہزار روپیہ

سالانہ - فوجی قوت (۹۵۹) سوار (۲۲۰۲) پیدل (۲۵) آرٹلری ۲ سلامی ۲۱ ضرب توپ کے



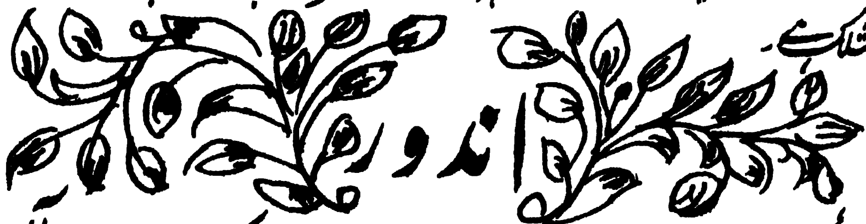
ہزہائنس مختار الملک عظیم الاقتدار رفیع الشان والا شکوہ محتشم دوران عمدۃ الامرا مہاراجہ سراج لیجاہ

حسام السلطنت مہاراجہ مادہو راؤ سیندیہ بہادر سری ناتھ منصور زمان فدوی حضرت ملکہ معظمہ رفیع الدرجہ



ہزہائنس کے آباے کرام کا وطن اصلی مضافات پونا مین تھا - اس ریاست کے بانی رانوجی جو قدیم الایام مین پیشوا کے باڈی گارڈ کے جنرل تھے - اٹھارہوین صدی عیسوی کے اوایل مین وسط ہند مین آئے اور ملک مالوہ کے ایک حصہ پر بحیثیت جاگیرداری قابض ہو کے اجین کو اپنا دار الریاست مقرر کیا رانوجی کے فرزند مادہوجی عرف مادہو راؤ نے ریاست کو بہت بڑی ترقی دی - اس بہادر جنرل نے جنگ پانی پت کے بعد پیشوا سے اپنی آبائی جاگیر کو حاصل کیا - اور تہوڑے ہی عرصہ مین ایک مستقل وسیع ریاست قایم کر دی - غیر منتظم طریقۂ جنگ کو ترک کر کے باقاعدہ رسالے اور پلٹنین تیار کین اگرچہ ابھی تک پیشوا کی نیابت براے نام باقی تھی مگر درحقیقت ایک وسیع قطعہ مین ان کی حکومت قایم ہو چکی تھی - جس مین ملک وسط ہند کا بہت بڑا حصہ اور دریاے چنبل کے شمالی مغربی اضلاع شامل تھے - جو دہلی تک پہیلے ہوئے تھے - ۱۷۹۴ع مین ان کا انتقال ہوا تو دولت راؤ جانشین ہوئے

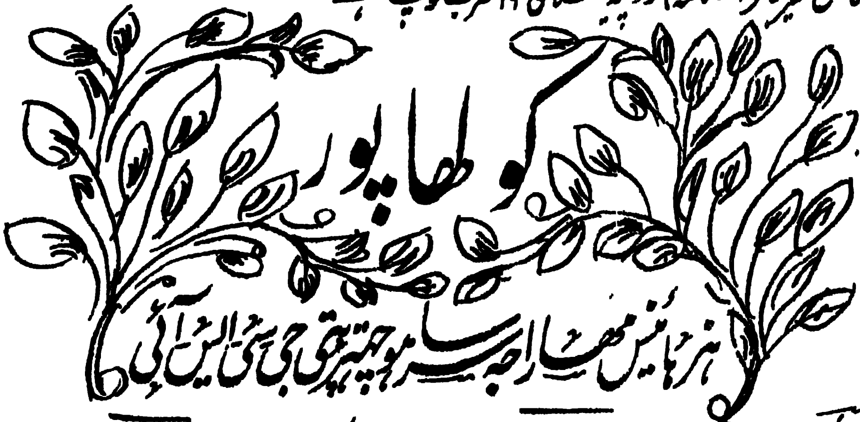
ان کے زمانہ مین بعض وجوہ سے وہ قطعات ملک جو دریائے چمبل کے شمال اور کوہستان اجانتی کے جنوب مین واقع تھے ہاتھ سے نکل گئے - اور صرف اوس حصۂ ملک پر قبضہ رہا جو آج تک باقی ہے ۱۸۱۸ء مین یہ ریاست گورنمنٹ کے ظل حمایت مین آئی - یہ وہ زمانہ تھا کہ پیشوا کا خاتمہ ہو چکا تھا - اور پنڈاروں کا زور گھٹ چکا تھا سلطنت مغلیہ ہچکولے لگ چکی تھی - اور مرہٹون کے باہمی تنازعات نے وسط ہند مین بدعملی پھیلا رکھی تھی - مہاراجہ دولت راؤ نے ۱۸۲۷ء مین لاولد قضا کی - اور حسب وصیت ایک ۱۱ گیارہ سالہ لڑکا متبنے لیا گیا - جو بعد مین عالیجاہ جنکو جے راؤ سیندھیا کے نام سے مسند نشین ہوا - ۷ فروری ۱۸۴۳ء کو ان کا بھی انتقال لاولد ہو گیا - مہاراجہ کی بیوہ رانی تارا بائی ایک ۸ سالہ لڑکے بھاگیرتہ راؤ کو گود لیا - جو عالیجاہ جیاجے راؤ سندھیا سے ملقب ہوئے مہاراجہ جیاجے راؤ نے غدر کے زمانہ مین گورنمنٹ کی بہت بڑی مدد کی جسکے صلہ مین اضلاع بیچھا اور اجھیرا عطا ہوئے - جب اون کا انتقال ہوا تو سرمادہوراؤ (مہاراجۂ حال) ۳ جولائی ۱۸۸۶ء کو مسند نشین ہوئے - آپ کا تولد ۱۸۷۶ء مین ہے آپ نہایت لایق اور ہوشیار رئیس ہین - فوج انگریزی مین آپ کو کرنل کا عہدہ ہے - محاربۂ چین مین آپ بنفس نفیس موجود تھے - آپنے اس موقع پر ۱۵ - لاکھ کی لاگت کا ایک جہاز گورنمنٹ کے نذر کیا تھا ہزہائنس اپنی ریاست مین متعدد مدارس اور ہاسپتال وغیرہ رفاہ عام کے لئے قایم کئے ہین - آپ کی فوجی قوت تخمیناً ۱۱ ہزار ۴۰ پیادے - اور ۵ ہزار ۵ سو چار سوار ہے - رقبہ ۲۵ ہزار مربع میل آبادی ۲۹ - لاکھ آمدنی ایک کروڑ ۴۷ - لاکھ ۸۰ ہزار - سلامی ۱۹ ضرب توپ - اور اپنے علاقہ مین ۲۱ شلک ہے -



ہزہائنس مہاراجہ دہیراج راج راجیشور سوائی سری شیواجی راؤ ہلکر بہادر جی سی ایس آئی

اس ریاست کے بانی ملہر راؤ ہلکر سنہ ۱۶۹۳ء مین بمقام موضع ہول (جو ملک دکن مین دریائے نیرا کے کنارے
واقع ہے) پیدا ہوئے تھے۔ جنہون نے اوّل اوّل مرہٹون کی سرکار مین فوجی ملازمت اختیار کی
اور چند ہی روز مین پانچسو سوارون کے افسر ہوگئے۔ اس کے بعد اوس قطعۂ اراضی کو بطور انعام
حاصل کیا جو زمانۂ حال کی دارالریاست کے گرد و نواح مین ہے۔ انہون نے سنہ ۱۷۳۲ء مین بحیثیت
سپہ سالاری پیشوا۔ صوبہ دار مالوہ کو شکست دی۔ اور اوس قطعۂ ملک کا ایک بڑا حصہ فوجی مصارف کے
واسطے بطور جاگیر اون کو دیا گیا۔ سنہ ۱۷۳۵ء مین افواج مرہٹہ متعینۂ شمالی دریائے نربدا کے کمانیر مقرر
ہوئے۔ اور ۱۲ سال تک مختلف فوجی خدمات مین مصروف رہے۔ پانی پت کے مشہور معرکہ آرائی کے بعد
وسط ہند مین واپس آئے۔ اور اپنے متصلہ ملک کا انتظام کیا۔ سنہ ۱۷۶۵ء مین ان کا انتقال ہوگیا۔ اون
اون کے پوتے مالی راؤ جانشین ہوئے۔ جنکا عین شباب مین انتقال ہوا۔ اور راؤ متوفی کی والدہ
اہلیہ بائی کے ہاتھ مین عنان حکومت آئی۔ چنانچہ مہارانی صاحبہ نے ۳۰ برس فرمان روائی کر کے
سنہ ۱۷۹۵ء مین انتقال کیا۔ اور تکاجی راؤ سپہ سالار مالک ریاست ہوئے۔ مگر بہت جلد وفات
پائی۔ اسکے بعد خاندانی جھگڑے پیدا ہوئے۔ مگر تکاجی کے بیٹے مہاراجہ جسونت راؤ نے ریاست کو
سنبھالا۔ اور رقیب ریاستون سے مقابلہ کر کے حیثیت کو قائم رکھا۔ جب سنہ ۱۸۱۱ء مین جسونت راؤ نے
قضا کی تو ملہر راؤ نابالغ جانشین ہوئے۔ اور مہارانی تلسی بائی امور ریاست کو انجام دینے لگین۔ اور مہارانی
نے گورنمنٹ کے ظل حمایت مین آنا چاہا۔ اسی اثنا مین خبر آئی کہ ریاست کو پیشوا سے جنگ ہونیکا
احتمال ہے۔ یہ خبر سنکر اندور نے بھی مخالفانہ پہلو اختیار کیا۔ ممکن تھا کہ گورنمنٹ سے معاہدہ ہو جاتا
مگر باغی فوج نے ایک اور انقلاب پیدا کر دیا۔ آخر تلسی بائی مرہٹون کی فوج کے ہاتھ مقتول ہوئین اون کے
قتل کے بعد سنہ ۱۸۱۸ء مین مندسور کا عہدنامہ ہوا جس پر آجتک عملدرآمد ہے۔ ملہر راؤ نے سنہ ۱۸۳۳ء مین
لاولد انتقال کیا۔ بیوہ رانی نے مرتند راؤ کو متبنیٰ کیا۔ چونکہ یہ تبنیت عام رائے کے خلاف تھی لہٰذا

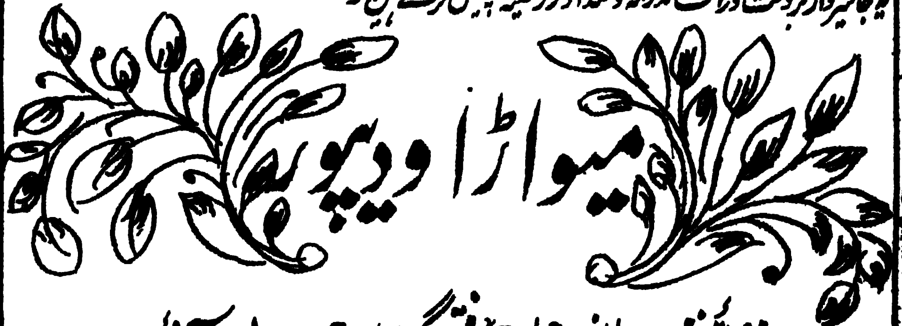
مرتبہ راگوگدی سے علیحدہ کئے گئے - اور راجہ متوفی کے چچازاد بھائی مہاراجہ ہری راؤ برسر حکومت ہوئے - ان کا انتقال ۱۸۴۳ء مین ہوا اون کی وفات کے ایکسال بعد اون کے متبنے کھانڈے راؤ نے بھی نابالغی مین قضا کی پس ہز ہائنس مہاراجہ دیہراج تکاجی راؤ ہلکر جی - سی - ایس - آئی خلف ثانی بھاؤ راؤ ہلکر جانشین ہوئے - مسند نشینی کے وقت اون کی عمر صرف گیارہ سالہ تھی ۱۸۵۲ء مین اختیارات حکومت اون کے سپرد ہوئے ۱۸۵۷ء مین اندور کی فوج باغی ہوگئی - مگر ہز ہائنس خیرخواہ رہے - انھون نے ۱۸۸۶ء مین وفات پائی - اور شیواراؤجی ہلکر (مہاراجہ حال) ۱۲ جولائی ۱۸۸۶ء مین مسند نشین ہوئے - آپکی ولادت سنہ ۱۸۵۹ء ہے - آپ تعلیم یافتہ ہین - بلاد یورپ کی بھی سیاحت فرمائی ہے فوجی قوت (۳۲۰۳) سوار (۶۱۲۸) پیدل (۶۰) توپین - رقبہ (۸۰۷۵) میل مربع - آبادی ۹۰۶۰۵۰ محاصل تقریباً (۵۶ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۹ ضرب توپ ہے -



ہز ہائنس - راجہ رام خلف اصغر سیواجی اعظم بانی سلطنت مرہٹہ کی اولاد مین ہین - راجہ رام نے ۱۷۰۰ء مین قضا کی - اون کی بیوہ نے اپنے بیٹے سیواجی کو کولھاپور مین تخت نشین کیا - لیکن ۱۷۰۷ء مین جب ساہو خلف سنبھاجی فرزند اکبر سیواجی قید سے رہا ہوا تو اپنے دادا کے تمام مقبوضات پر استحقاق حکومت ظاہر کیا - اور ستارہ کو اپنا دارالخلافت بنایا - ساہوجی اس خاندان کے اصلی بانی ہین - عرصہ تک خاندان کی دونون شاخون مین تنازع رہا - آخر ۱۷۳۱ء مین ایک معاہدہ ہوا جسکی رو سے خاندان کولھاپور

نے ساہو کی سرداری منظور کی۔ اور ساہو نے کولھاپور کو ایک خود مختار ریاست تسلیم کیا۔ سنہ ۱۷۶۰ء مین راجہ رام
کے بیٹون کی وفات پر سیواجی کی نسل معدوم ہوگئی۔ اور سیواجی ثانی کے نام سے خاندان بھونسلہ کا ایک
لڑکا متبنے لیا گیا۔ آخرکار سنہ ۱۷۶۵ء اور سنہ ۱۷۹۲ء مین انگریزون کو کولھاپور پر بوجوہ چڑھائی کرنی پڑی۔ سنہ ۱۸۱۲ء
مین گورنمنٹ و کولھاپور کے مابین ایک عہدنامہ ہوا۔ جس کی رو سے چند قلعہ گورنمنٹ کو دئے گئے۔ اور گورنمنٹ
نے بیرونی حملون کی ذمہ داری لی۔ جب باجی راؤ پیشوا سے گورنمنٹ نے جنگ کی تو کولھاپور نے سامان حرب سے
گورنمنٹ کو بہت مدد دی۔ سیواجی ثانی کے بعد ملک مین بدنظمی پھیلی۔ اور سنہ ۱۸۲۲ء اور سنہ ۱۸۲۹ء مین انگریزون کو پھر
فوجکشی کرنی پڑی۔ سیواجی ثالث کے زمانہ مین نظم و نسق ریاست کے لئے ایک کونسل آف ریجنسی قایم ہوی لیکن
اندرونی نااتفاقیون کے سبب یہ کونسل ناکامیاب رہی۔ اور گورنمنٹ نے ایک مدارالمہام ریاست مقرر کیا جسکے
انتظام سے عام ناراضی اس حد تک پھیلی کہ شورش برپا ہوگئی۔ گورنمنٹ نے یہ ہنگامہ فرو کیا۔ ریاست کے سارے
قلعہ مسمار اور فوج برخاست کر کے ایک مقامی جمعیت قایم کردی۔ سنہ ۱۸۶۲ء مین سیواجی ثالث اور گورنمنٹ کے
مابین پہلا عہدنامہ ہوا۔ یہہ ایسا مبارک عہدنامہ ہوا کہ پھر نئے عہدنامہ کی ضرورت نہ پڑی۔ سنہ ۱۸۶۶ء مین سیواجی
ثالث نے انتقال کیا۔ اور متوفی کے بھانجے مہاراجہ راجہ رام (جو متبنے تھے) مسندنشین ہوئے۔ سنہ ۱۸۷۰ء
مین آپ انگلستان و یورپ کی سیاحت کے لئے روانہ ہوئے۔ اور بوقت مراجعت فلارنس مین دفعتاً
انتقال کیا۔ آپ کی مہارانی نے ایک متبنے لیا جو سیواجی رابع کے نام سے تخت نشین ہوئے۔ گورنمنٹ نے
آپ کو دربار قیصری مین رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلائے ستارہ ہند (جی سی ایس آئی) سے سرفراز فرمایا مگر
آپ مین نقص دماغی تھا اس لئے کونسل آف ریجنسی قایم ہوئی۔ اور جیا سنگہ راؤ آبا صاحب گھٹگے (رئیس کاگل کے)
جو سیواجی رابع کے برادر عمزادہ ہین کونسل کے ریجنٹ منتخب ہوئے۔ دسمبر سنہ ۱۸۸۳ء مین سیواجی رابع کا انتقال
ہوگیا۔ اور شاہو چھترپتی (مہاراجہ حال) مسندنشین ہوئے۔ آپ آبا صاحب گھٹگے کے فرزند ہین۔ آپ
سنہ ۱۸۷۴ء مین پیدا ہوئے۔ اور دھارواڑ مین تعلیم پائی۔ تین بار ہندوستان و سیلون کا بھی آپ نے

مقرر کیا ہے۔ آپ نہایت عالی دماغ اور رعیت پرور رئیس ہین۔ جسمانی ورزشون مین آپ نے بڑا نام پیدا کیا ہے۔ اشاعت علوم کا کمال شوق ہے۔ گورنمنٹ سے (جی۔سی۔ایس۔آئی) کا خطاب بھی ملا ہے۔ یکم اپریل سنہ ۱۸۹۲ع کو آپ کی شادی مہاراجہ گنپت راؤ متوفی گیکواڑ بڑودہ کی بہن کی پوتی لکشمی بائی کے ساتھ ہوئی ہے۔ تبنیت کا اختیار بھی حاصل ہے۔ رقبہ (۲۰۲۵) مربع میل۔ آبادی تخمیناً (۱۳۱۳۱ ۹) آمدنی (۳۳۰۹۰۹۰) روپیہ ہے۔ جس مین سے ۰ لاکھ اون جاگیردارون کے ہین جو خود مختار رہتے ہین۔ ۱۹ ضرب سلامی مقرر ہے۔ فوجی قوت معہ ریاست اسئے باجگذار ۱۷۰ توپ۔ ۱۵ توپچی۔ ۲۵۵ سوار۔ ۵۳۰ پیدل۔ ۱۳۷۲ پولیس ہے۔ اس وقت تک بہت سی بڑی بڑی جاگیرین ریاست کے قدیم وزرا کے جانشینون کے قبضہ مین ہین۔ جنکو وہ عطا ہوئی تہین یہ جاگیردار بروقت وراثت نذرانہ و تعداد زر معینہ پیش کرتے ہین۔



ہز ہائینس مہارانا دہیراج سر فتح سنگہ بہادر جی سی ایس آئی۔

خاندان اودیپور راجپوتون کے ۳۶ فرقون کا سرغنہ ہے۔ اور فرمانروایان ریاست راجہ رام چندر کے جانشین سمجھے جاتے ہین۔ جن کی اولاد مین کنک سین نے سنہ ۱۴۴ع مین اس خاندان کی بنیاد ڈالی تہی سنہ ۱۴۵ع مین کنک سین نے لوہ کوٹ (لاہور) سے ترک وطن کرکے سوراشٹر (سورت) مین سکونت اختیار کی اون کی اولاد مدتون تک بڑی شان و شوکت اور جاہ و جلال کے ساتھہ بلبھی پور مین حکومت کرتی رہی سنہ ۵۲۴ع مین وہ شہر تاخت و تاراج ہوگیا۔ اور راجہ سلاوت اور اون کے تمام آدمی ہلاک کر ڈالے گئے۔ صرف ایک حاملہ رانی ہسپتی زندہ بچی۔ جو اوس زمانہ مین بھوانی جی کے مندر کی زیارت کو گئی تھی۔ یہہ رانی

راجپوتون کے پرمار فرقہ کی شہزادی تھی - ملیا کے پہاڑون مین اسکے ایک لڑکا پیدا ہوا
رانی نے اپنے بچے کو ایک برہمن کی دختر کملا وتی کے سپرد کیا - اور یہہ ہدایت کی کہ جب بچہ بڑا
ہو تو کسی راجپوتنی سے شادی کر دیے اسکے بعد رانی اپنے شوہر کی چتا پر جل گئی - اسی طرح
چند نسل قایم رہی - اس ہی لڑکے نے جسکا نام گوہا تہا ایدر کی قدیم ریاست کی بنیاد
ڈالی - اس کی آٹھوین پشت مین ناگ دت تھے جنکو بھیلون نے مار ڈالا - اور راج ایدر درہم
برہم کر دیا - لیکن اون کے خورد سال بچے باپا کو وفادار کملا وتی کی ایک اولاد نے بچا لیا
یہہ لڑکا ایک بھیل خاندان مین پلا - اور بعد کو چیتوڑ کا فرمانروا ہوا - چنانچہ آجتک جب اودیپور
مین مسندنشینی کی رسم ادا کی جاتی ہے تو رانا اودی کو نا پتورا جو ایک بہومیا بہیل ہے اپنے انگوٹھے
سے شہزادے کی پیشانی پر خون کا ٹیکا لگاتا ہے - اور اوس کا ہاتھ پکڑ کر گدی پر بٹہاتا ہے چیتوڑ
مین باپا راول کے قبضہ اور تسلط کی تاریخ سنہ ۷۲۸ع ہے - شہاب الدین غوری کے حملہ کے وقت باپا
جانشین سمرسی چیتور کی راول تھے - اونھون نے پرتھی راج آخری ہندو راجہ دہلی کے ہمشیرہ سے
شادی کی تھی - اور اون کے خاص معین و مددگار تھے چند شاعر کے بیان کے بموجب چوہانون
تورون اور گہلوت راجپوتون کی متفقہ افواج نے شہاب الدین کو شکست دی لیکن سنہ ۱۱۹۲ع مین
شہاب الدین نے سمرسی - اور اون کے بیٹے کلیان اور پرتھی راج اور تمام بہادر راجپوتون کو
ہلاک کیا - رانی پرتھا سمرسی کی چتا پر جل گئین - لیکن سمرسی کی ایک دوسری رانی کرم دیوی نے جو پٹن
کے سولنکی راجپوتون کی شہزادی تہین اپنے بیٹے کرن کی نابالغی مین ریاست چیتور کا انتظام کیا -
اور سمرسی کے بڑے بیٹے نے ترک وطن کر کے ڈونگر پور کی ریاست قایم کی - کہرن سنہ ۱۱۹۳ع مین
گدی پر بیٹھے مگر اون کے بیٹے مہوپ چیتور چھوڑ کر اپنے ننہیال مین رہنے لگے - اور کرن کے پوتے
بھائی رہوپ چیتور کے حکمران ہوئے - انہون نے مندور کے پرہار رانا موکل کو زیر کیا - اور رانا باپا

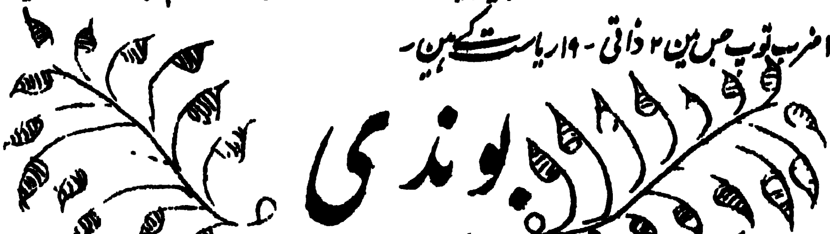
مہارانا کا لقب اختیار کیا۔ جو اوس زمانہ سے ابتک چلا آتا ہے رہوپ کی نوین پشت مین رانا لکہمسی
ہوئے۔ جو ۱۲۷۵ء مین مسند نشین ہوئے۔ ان کے عہد حکومت مین چتور پر علاء الدین کا مشہور حملہ ہوا۔ [illegible]
کہتے ہین کہ بہیم سنگہ کی چوہان رانی پدمنی کا دلفریب حسن اس جنگ کا باعث ہوا۔ لیکن پدمنی اور چتور کی
کل عورتین ایک عظیم الشان آگ کے کنڈ مین جلکر مرگئین۔ اور اون کے بہائیون بیٹون نے لڑکر جان دی اس
قتل عظیم مین صرف رانا اجے سنگہ زندہ رہے۔ ۱۳۰۳ء مین ان کے بہتیجے رانا ہمیر اون کے جانشین ہوئے
ہمیر نے چتور پر پہر قبضہ کرلیا۔ اور ساٹہہ سال کی طولانی حکومت سے اپنے خاندان کی جاہ و ثروت کو
بحال کردیا۔ اسکے بعد ریاست وقتاً فوقتاً بیرونی جنگون اور اندرونی تنازعون مین مبتلا رہی۔ آخر
۱۸۱۸ء مین برٹش گورنمنٹ کیساتھہ ایک معاہدہ ہوا۔ جس نے ان تمام جہگڑون کا خاتمہ کردیا۔ مہارانا
بہیم سنگہ کے زمانہ سے اودے پور مین کامل امن و امان ہے۔ مہارانا شمبہو سنگہ نے ۱۸۷۴ء مین
انتقال کیا۔ اور اون کے چچازاد بہائی مہارانا سجن سنگہ گدی نشین ہوئے۔ اور ۱۸۸۴ء مین قضا کی
اب اون کے متبنی فرزند مہارانا فتح سنگہ (مہارانا حال) ۴ مارچ ۱۸۸۵ء کو مسند نشین ہوئے اور
اگست ۱۸۸۵ء مین ریاست کے پورے اختیارات حاصل ہوگئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۴۹ء سے فروری
۱۸۸۷ء مین آپنے جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب حاصل کیا۔ اسی سال مہارانی کو تمغہ ارڈر آف دی
کروان آف انڈیا عطا ہوا۔ ریاستہائے ڈونگرپور۔ بانسواڑہ۔ پرتاب گڈہ۔ اور سروہی اسی خاندان کی
شاخین ہین۔ اور بہونسلہ اور سیواجی بانی حکومت مرہٹہ بہی خاندان اودیپور کی نسل مین ہین۔ رقبہ (۱۲۶۷۰)
مربعہ میل مردم شماری (۱۰۳۰۰۰۰) آمدنی (۳۰ لاکہہ) روپیہ فوجی قوت (۶۰۰۵) سوار (۲۹۳۴۴) پیدل (۴۶۴) توپ
سلامی ۲۱ ضرب توپ جنمین دو ذاتی باقی ۱۹ اعزاز ریاست کے ہین۔

[illegible]

ہز ہائنس اوس چھتری خاندان سے تعلق رکھتے ہین جس کی حکومت جنوبی ہند مین غالباً اوس وقت سے
شروع ہوئی ہے جب ملیبار کے راجہ چیرامن پیرومل سنہ ۳۵۲ء مین اپنا تخت چھوڑ کر بنارس چلے گئے
اور علاقہ اپنے معاونون کو تقسیم کردیا تھا۔ ان مین سے ریاست کے بانی کو وہ جنوبی حصہ ملا جس کا دارالریاست
ترووان کوڈ یعنی موجودہ ٹراونکور تھا ۱۷۵۸ء تک ٹراونکور مین فرمانروایون کا ایک طولانی سلسلہ
حکومت کرتا رہا۔ آخر راما ورما پیرومل کی نوبت آئی جنہون نے ۱۷۵۸ء تک حکومت کی۔ ان کی اولاد مین
راجہ ونجی مارتنڈ پیرومل اور راجہ ونجی بالا پیرومل نے ٹراونکور کی ریاست کو پہلے انتہا وسعت دی ٹیپو سلطان
کی جنگون مین راجہ ٹراونکور نے انگریزون ہی کا ساتھ دیا اور ۱۷۹۵ء مین راجہ ٹراونکور اور
برٹش گورنمنٹ کے مابین ایک معاہدہ منعقد ہوا۔ اور گورنمنٹ نے ٹراونکور کی حفاظت اپنے ذمہ لی
۱۷۹۹ء مین راجہ رام ورما پیرومل۔ ونجی بالا پیرومل کے جانشین ہوئے۔ اونہون نے ۱۸۱۰ء مین
قضا کی۔ اور خاندان ٹراونکور کے دستور کے موافق لچھمی رانی نے زمام ریاست اپنے ہاتھ مین لی
انہون نے ۱۸۱۴ء تک حکمرانی کی لچھمی رانی کا جانشین اون کا بڑا بیٹا ہوا۔ اور اون کی نابالغی کے
زمانہ مین اون کی ہمشیر نے بطور ریجنٹ کے ریاست کا انتظام کیا۔ ۱۸۲۹ء مین راجہ بالغ ہو کر مسندنشین ہوئے
انہون نے ۱۸۴۶ء مین قضا کی۔ اور اون کے بھائی مارتنڈ راؤ جن کی وفات ۱۸۶۰ء مین واقع ہوئی
ان کے جانشین قرار پائے۔ اسکے بعد ریاست ان کے دوسرے ہمشیرزادہ راجہ رام ورما کو ملی۔ اور
اون کو ۱۸۶۶ء مین جی سی ایس آئی کا خطاب عطا ہوا۔ اور گورنمنٹ نے مہاراجہ کے لقب سے ملقب کیا
۱۸۶۲ء مین سند تبنیت بھی ملی۔

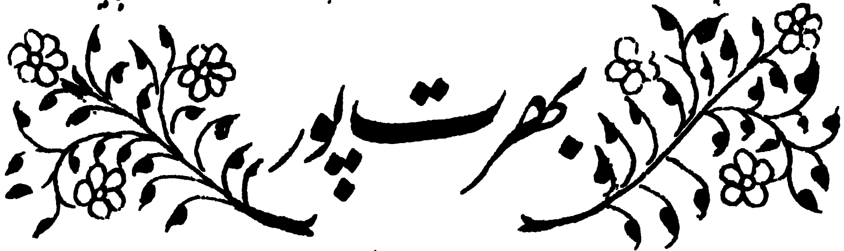
ریاست ٹراونکور مین وراثت کا قانون عجیب و غریب ہے۔ ساحل مغرب کے نائرون کے دستور کے مطابق
ہمشیر کی اولاد وارث ہوتی ہے مثلاً ایک راجہ کی وفات پر ریاست اوسکے بیٹون کے ہاتھ مین نجاسکے گی
(وہ کسی حالت مین والی ریاست نہو سکے) بلکہ ان کے ایک اخیافی بھائی کو ملے گی۔ اگر کوئی اخیافی

بھائی نہ ہوگا تو اوس کی وفات پر اوس کی بہن کے بیٹے مالک ریاست ہون گے۔ اگر بہن کے بھی کوئی بیٹا نہ ہوگا تو بہن کی بیٹیون کے بیٹے وارث ہون گے۔ وقس علیٰ ہذا۔ اگر بالواسطہ نسل اناث کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے تو خاندان کے اون بالواسطہ رشتہ دارون کی دو یا زیادہ عورتین منتخب اور متبنے کیجائینگی۔ جو ٹراونکور مین ایک خاص مقام پر رہتی ہین۔ جو عورتین اس طرح متبنیٰ کیجاتی ہین وہ مبورتی یا اٹنگا کی رانیان کہلاتی ہین۔ اور ٹراونکور کے قوانین و دستورات کے وافق اونکے لئے ممتاز درجہ مقرر کیا جاتا ہے جس سے صرف وہی ریاست کے وارث پیدا کرنے کے مستحق ہوتے ہین اور اون کو بہت سے مفید حقوق اور مراعات حاصل ہوتے ہین۔ اسی قسم کی ایک تمبنیت ۱۷۸۸ء مین اوسوقت ہوئی تھی۔ جب دو بہنین بطور اٹنگا کی رانیون کے منتخب اور متبنے ہوئی تھین۔ چھوٹی بہن لاولد مرگئی۔ ٹراونکور کی موجودہ نسل بڑی بہن سے ہے۔ کیونکہ مارتنڈ ورما ان کے نواسے تھے۔ اور راجہ رام ورما اون کی نواسی کے بیٹی کے بیٹے تھے۔ ۱۸۸۰ء مین مہاراجہ رام ورما نے قضا کی۔ اونکے جانشین اون کے ہمنام بھائی ہوئے۔ انہون نے بھی ۱۸۸۵ء مین قضا کی۔ اون کی جگہ ہز ہائنس مہاراجہ بلرام ورما (مہاراجہ حال) مسند ریاست پر جلوس فرما ہوئے۔ ولادت ۱۸۵۷ء مسند نشینی ۴ اگست ۱۸۸۵ء ہے۔ ۱۸۸۸ء مین جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب ملا۔ آپ بہت بڑے منتظم اور روشن دماغ۔ رعایا پرور رئیس ہین رقبہ (۶۷۳۰) مربع میل۔ آبادی (۲۵۵۰۰۷۴) آمدنی (۶۸۴۸۰۰۰) روپیہ۔ فوجی قوت پیدل (۶۱) سوار (۳۰) گولہ انداز (۵) توپین ہین جو صرف سلامی کی غرض سے کام مین لائی جاتی ہین سلامی ۲۱ ضرب توپ جس مین ۲ ذاتی۔ ۱۹ ریاستی ہین۔



ہز ہائنس مہاراؤ راجہ سر رگھبیر سنگھ بہادر کے سی ایس آئی جی سی آئی ای

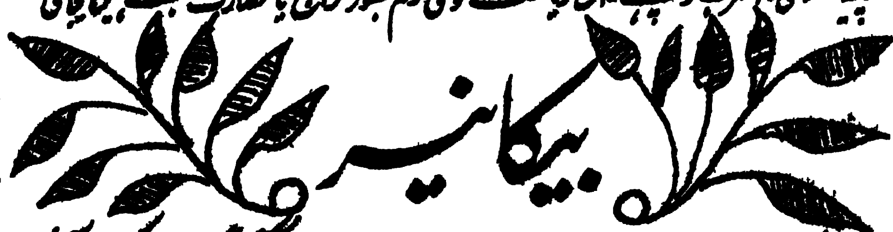
ہزہائینس مہاراؤ راجہ چوہان راجپوت کے فرقہ ہاڑا سے تعلق رکھتے اور راؤ دیو سنگہ کی نسل مین ہین
۱۳۴۲ء مین راؤ بجنت سنگہ دیو خلف راؤ دیو سنگہ نے اس ریاست کی بنا ڈالی تہی ۱۸۰۴ء مین
برٹش گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا۔ اس زمانہ مین مہاراؤ بید سنگہ فرمانروا تہے جنہون نے کرنل مالسن صاحب
کی فوج کو قابل قدر مدد دی۔ ہزہائینس مہاراؤ سر رگہبیر سنگہ (مہاراجہ حال) ۲۸ مارچ ۱۸۸۹ء کو مسند نشین
ہوئے۔ ولادت ۱۸۶۸ء ہے۔ گورنمنٹ نے کے سی۔ ایس۔ آئی۔ اور جی سی۔ آئی۔ ای کے خطابات
عطا فرمائے۔ رقبہ (۲۳۰۰) مربع میل۔ آبادی (۱۷۱۲۲۷) آمدنی تخمیناً ۸ لاکھ روپیہ سلامی ۱۷ فیر توپ ہے



ہزہائینس مہاراجہ شری برجندر سوائی کشن سنگہ بہادر بہادر جنگ

ہزہائینس جاٹ قوم سے ہین۔ اس خاندان کے بانی برج تہے جو موضع سنسنی پرگنہ ڈیگ کے مالک تہے
خاندان مغلیہ کے زوال کے زمانہ مین اس خاندان نے خاصکر ترقی کی۔ اور بانی خاندان کے پڑپوتے
سورج مل نے اراضی مقبوضہ کو وسعت دی۔ سورج مل ۱۷۶۳ء مین مقتول ہوئے۔ اون کے ۵ لڑکے تہے
جن مین سے تین یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے۔ تیسرے بیٹے نول سنگہ کے عہد مین رنجیت سنگہ چوتہے
بیٹے نے بغاوت کر کے نجف خان سے مدد طلب کی۔ نجف خان تمام مقبوضات پر خود متصرف ہوگئے
صرف قلعہ بھرتپور رنجیت سنگہ کے قبضہ مین رہا۔ لیکن سورج مل کی بیوہ رانی کی کوشش سے نجف خان نے
۹ لاکھ کی آمدنی کا علاقہ واپس دیا۔ نجف خان کی وفات کے بعد مہاراجہ سیندہیا تمام علاقہ پر جس مین
بھرتپور بہی شامل تہا قابض ہوگئے۔ مگر سورج مل کی بیوہ کی سعی سے دس لاکہہ روپیہ کی آمدنی کے

۱۱ پرگنے رنجیت سنگھ کو واپس دئے گئے۔ اور بعد کو بجلدوے اُن خدمات کے جو انھون نے جنرل
لیک کے حق مین انجام دین ۴ لاکھ کا ملک اور اضافہ ہوا۔ اٹک دہی ۱۴ پرگنے اس ریاست مین
شامل ہین ۱۸۰۳ء مین گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا۔ اور اسی سال ضلع کشن گڈھ۔ کنام وہ۔ ریواڑی
گوکل ساہر عطا ہوئے۔ ڈیگ کی لڑائی کے بعد مہاراجہ ہولکر نے بہرتپور مین پناہ لی۔ لارڈ لیک نے
مہاراجہ کی حوالگی چاہی۔ لیکن رنجیت سنگھ نے دینے سے انکار کیا۔ قلعہ کا محاصرہ ہوا۔ دو چار لڑائیون کے
بعد بالآخر قلعہ حوالہ کردیا۔ ۱۸۰۵ء مین ایک جدید معاہدہ ہوا۔ رنجیت سنگھ کو ۲۰ لاکھ ہرجانہ دینا پڑا
جن مین ۷ لاکھ بعد کو معاف ہوئے۔ اور تمام علاقون پر قبضہ دیدیا گیا۔ پہر گورنمنٹ نے رنجیت سنگھ
کے پوتے بلونت سنگھ نابالغ کو مسندنشین کیا۔ اور انتظام ریاست پولیٹکل ایجنٹ کے زیر نگرانی رہا۔
۱۸۳۵ء مین مہاراجہ بلونت سنگھ کو کامل اختیارات عطا ہوئے۔ ۱۸۵۳ء مین اون کا انتقال ہوا
اور اون کے بیٹے مہاراجہ جسونت سنگھ تخت پر بیٹھے۔ اور بوجہ نابالغی انتظام ریاست کونسل کے سپرد
ہوا۔ ۱۸۷۲ء مین کامل اختیارات عطا کئے گئے۔ مگر ۱۹۰۰ء مین بعض ناشدنی امور سے ہزہائنس معزول
کئے گئے۔ اور اون کے خردسال فرزند مہاراجہ کشن سنگھ (مہاراجہ حال) مسندنشین ہوئے۔ ریاست
کا انتظام گورنمنٹ کے ہاتھ ہے۔ رقبہ۔ (۱۹۸۲) مربع میل۔ آبادی (۶۲۶۶۶۵) محاصل (۳۲۷۰۵۰۰)
روپیہ سالانہ۔ ۱۷ ضرب توپ ہے۔ اس ریاست سے کوئی رقم بطور خراج یا مصارف کنٹنجنٹ نہیں جاتی۔



ہزہائنس مہاراجہ راج راجیشور نریندر شرومنی سری مہاراجہ سر گنگا سنگھ جی بہادر جی سی آئی ای
ہزہائنس راٹھور راجپوت ہین۔ اس ریاست کے بانی بیکا سنگھ فرزند راجہ جودہ سنگھ والی جودہپور ہین

راجگان کوچن چھتری الاصل اور چیرامن پیرومل کی اولاد مین ہین۔ جو اوس حصۂ ملک کے آخری
فرمانروا تھے۔ جو گوکار واقع شمالی کنارہ سے کیپ کمورن تک پھیلا ہوا تھا۔ سنہ ۱۷۷۶ء مین حیدر علی نے
کوچن پر حملہ کرکے اوس کو اپنا باجگزار بنایا۔ سنہ ۱۷۹۱ء مین یہہ ریاست گورنمنٹ کی حمایت مین آئی۔ سنہ ۱۸۰۹ء
مین برٹش سلطنت کے خلاف ایک بغاوت ہوگئی۔ جسکے فرو ہونے پر ایک جدید معاہدہ ہوا۔ جس کی
رو سے علاوہ ایک لاکھ کی سالانہ رقم کے ایک بٹالین فوج کا مصارف اور اضافہ کیا گیا۔ جس سے راجہ صاحب
کوچن کو دو لاکھ ۷۶ ہزار روپیہ گورنمنٹ کو دینا پڑتا تھا۔ بعدازان یہ رقم گھٹا کر دو لاکھ ۴۰ ہزار روپیہ
کردی گئی۔ جو اب تک قایم ہے۔ ہز ہائنس روی ورما سابق راجہ کوچن نے جو سنہ ۱۸۵۳ء مین اپنے بھائی
کے وفات پر حکمران قرار پائے تھے۔ سنہ ۱۸۶۲ء مین حق تہنیت حاصل کیا۔ انھون نے سنہ ۱۸۶۴ء مین
قضا کی۔ اور بجائے اون کے راجہ رام ورما مسندنشین ہوئے۔ راجہ رام ورما نے سنہ ۱۸۸۸ء مین انتقال
کیا۔ اور اون کے بھائی راجہ ویر کیرال ورما تخت پر بیٹھے۔ اور اون کی وفات پر اون کے فرزند
راجہ سری رام ورما (راجۂ حال) سنہ ۱۸۹۵ء مین تخت نشین ہوئے۔ سنہ ۱۸۵۲ء مین آپ پیدا ہوئے
۲۲ جون سنہ ۱۸۹۷ء کو (ملکۂ معظمہ کے جوبلی مین) کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا ہوا۔ رقبہ (۱۳۶۸)
مربع میل۔ آبادی (۷ لاکھ) آمدنی (۱۷ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔

جیپور

ہز ہائنس آرامدہ راجہ ہندوستان راج راجندر سری مہاراجہ دھیراج سوائی سر مادھو سنگھ بہادر جی سی ایس آئی جی سی آئی ای
ہز ہائنس راجپوتون کے فرقہ کچھواہہ کے سردار ہین۔ جو راجہ رامچندر جی والی اجودھیا کے بیٹے کش کی اولاد

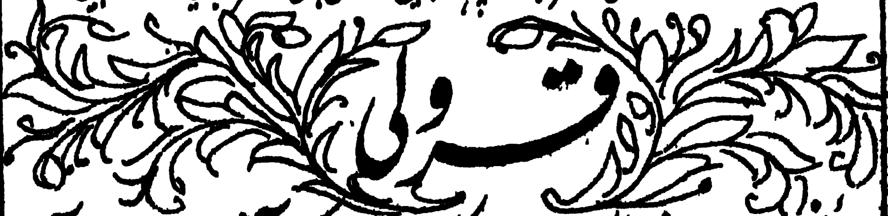
جنہون نے اس ملک کو فتح کیا تھا۔ انہون نے اس قطعۂ ملک مین قدم جانے کے بعد باگر کو جبلیہ کے بہائیون سے فتح کرکے بیکانیر کی بنیاد ڈالی۔ بیکا سنگہ نے ۱۵۰۴ء مین انتقال کیا۔ اون کی چوتھی پشت مین رائے سنگہ ۱۵۷۳ء مین مسندنشین ہوئے۔ اس زمانہ مین شاہان دہلی سے بیکانیر کا تعلق قایم رہا۔ وہ اکبر بادشاہ کے رسالہ کے افسر مقرر ہوئے۔ اور دربار شاہی سے ۵۲ پرگنون کی معافی عطا ہوئی جس مین ہانسی حصار بھی داخل تہا۔ ۱۸۰۰ء مین جب جودہپور اور دیگر ریاستون نے بیکانیر پر حملہ کیا تو مہاراجہ سورت سنگہ نے جو اس زمانہ مین برسرحکومت تھے گورنمنٹ کی امداد چاہی۔ ۱۸۱۸ء مین بلاکسی معاوضہ کے گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا۔ ۱۸۲۸ء مین سورت سنگہ نے قضا کی۔ اون کے فرزند رتن سنگہ تخت پر بیٹھے۔ رتن سنگہ کے بعد ۱۸۵۲ء مین اون کے فرزند سردار سنگہ جانشین ہوئے۔ انہون نے غدر کے موقع پر باغیان ہانسی حصار کے استیصال مین گورنمنٹ کی فوجی اعانت بہت کچہہ کی کہ جسکے صلہ مین ۴۱ مواضع بطور معافی مرحمت ہوئے۔ مہاراجہ سردار سنگہ نے مئی ۱۸۷۲ء مین لاولد وفات پائی۔ مہارانی نے ڈونگر سنگہ کو (جو سورت سنگہ کے بھائی چہتر سنگہ کی اولاد مین تھے) جانشین کیا۔ اگست ۱۸۸۷ء کو ڈونگر سنگہ نے بھی لاولد قضا کی۔ اور اون کے حقیقی بھائی گنگا سنگہ (مہاراجہ حال جنکو متوفی نے متبنے کیا تھا) مسندنشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۰ء ہے۔ میو کالج اجمیر مین آپ نے تعلیم پائی۔ چونکہ آپ ابھی نابالغ مین اسلئے ریاست کا انتظام کونسل کرتی ہے۔ چین کی فوج کشی مین آپ بھی اپنی فوج لیکر شریک ہوئے تھے اور شہنشاہ ایڈورڈ کے تاجپوشی کے موقع پر لنڈن مین آپ موجود تھے۔ رقبہ (۲۳۳۱۱) مربع میل۔ آبادی (۵۸۴۶۲۷) محاصل (۱۴۳۰۰۰) سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔

کوچین

ہز ہائینس راجہ سری رام ورما کے سی ایس آئی

سے ہین - آپ کے بزرگون نے اجودھیا سے نقل و حرکت کرکے اول گوالیار مین حکومت کی بنیاد ڈالی - اور تقریباً آٹھہ سو برس تک اس ملک مین حکمرانی کی - بعد اس ملک کے اس حصہ سے نکل کر امبر پر قبضہ کر لیا - جو مینو کا ایک زبردست مقام تھا اور اوسکو اپنا دار الحکومت قرار دیا - سنہ ۱۸۲۸ء تک امبر جے پور کا دار الریاست رہا - حتے کہ راجہ جے سنگھ نے شہر جے پور اپنے نام پر آباد کیا - راجہ جے سنگھ علم و ہنر کے بڑے قدر دان تھے - خصوصاً علم ہئیت مین بڑا نام پایا تھا - چنانچہ ایران کے مشہور شاعر قاآنی کا یہہ مصرعہ اوس کی تصدیق کرتا ہے ع چون خط جدا اول بر صد خانہ جے سنگھ

ہزہائنس (مہاراجہ حال) سابق مہاراجہ رام سنگھ کے عزیز اور متبنٰے ہین - آپ ۱۸۶۱ء مین پیدا اور ۱۸۸۰ء مین مسند نشین ہوئے - ریاست کا انتظام ایک کونسل انجام دیتی ہے - آپ کے زمانہ مین ریاست نے نمایان ترقی کی ہے - ۱۸۸۸ء مین جی - سی - ایس - آئی - اور ۱۹۰۱ء مین جی - سی - آئی - ای کے خطابات گورنمنٹ نے آپ کو عطا کی - ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء کے قحط مین آپ نے رعایا کو بہت کچہہ مدد دی - اور قحط کے دفعیہ کے لئے ایک مستقل فنڈ قایم کرنے کی تجویز کرکے ۱۶ لاکہہ روپیہ مرحمت کیا اور گورنمنٹ کے اعانت کی غرض سے آپ نے ایک ٹرنیسورٹ کور بھی قایم کی ہے - ریلوی کی شاخ بھی زیر تعمیر ہے - مہاراجہ کالج - البرٹ ہال - زندہ یادگار ہین - رقبہ (۱۵۵۷۹) مربع میل - آبادی (۲۸۲۵۶۵۵) محاصل تخمیناً (۴۷۵۰۰۰۰) سلامی ۲۱ ضرب توپ ہے جسمین دو ذاتی باقی ۱۹ ضرب ریاست کے ہین -



ہزہائنس مہاراجہ سر بہنور پال دیو بہادر یدوکل چندر بہال کے سی آئی ای جی سی ایس آئی

ہزہائنس چندر بنسی راجپوتون کے فرقہ جادون کے راس الرئیس ہین - اس خاندان مین مدت مدید سے

مهاراجه کا لقب چلا آتا ہے - خاندان کے مورث اعلے مهاراجه بیجے پال تھے - جنھون نے سنه ۹۹۵ء
مین قلعه بیانه تعمیر کیا تھا - مهاراجه ارجن دیو نے سنه ۱۳۴۸ء مین ریاست قایم کی - اور قرولی کو اپنا دار الحکو
مت بنایا - مهاراجه دہرم پال سنه ۱۶۴۴ء مین فرمانروا ہوئے - پہلے یه ریاست پیشوا کی خراجگذار تھی - اور
۲۵ ہزار سالانه رقم دیتی تھی - جب عہد نامه سنه ۱۸۱۷ء کے موافق حقوق باج ستانی گورنمنٹ کے جانب
منتقل ہوئے تو وه مواضع جو بالعوض رقم خراج پیشوا کے انتظام مین دیدیئے گئے تھے - سرکار انگریزی
نے واگذار کر کے ریاست کو اپنے حمایت مین لیا - اور بالعوض رقم کے قرار پایا که عند الحاجت فوج سے
مدد دیجائے - اوسوقت مهاراجه ہربخش پال فرمانروا تھے - مهاراجه ہربخش پال نے سنه ۱۸۳۸ء مین قضا کی
اور اون کے متبنے پرتاب پال مسند نشین ہوئے - اونھون نے سنه ۱۸۴۸ء مین انتقال کیا - یه لا ولد تھے
وراثت کے نسبت تنازعات پیدا ہوئے - آخر الامر خاندانی انتخاب سے نرسنگه پال تخت پر بٹھائے گئے
انہون نے سنه ۱۸۵۲ء مین وفات پائی - اونھون نے انتقال کے ایک روز قبل ایک دور کے رشته دار
بہرت پال کو متبنی کیا تھا - اولاً تجویز ہوئی که ریاست منقضی سمجھی جائے - مگر ایک قریب تر رشته دار مدن پال
کے حقوق کی - ایک بڑی ذی اثر جماعت نے تائید کی آخر مدن پال سنه ۱۸۵۴ء مین فرمانروا ہوئے
اونھون نے غدر کے موقع پر گورنمنٹ کو بہت کچھه مدد دی - اسکے صله مین وه قرضه جو ریاست پر ایک
عرصۂ دراز سے چلا آتا تھا معاف کر دیا گیا - اور ایک خلعت گران بہا بھی عطا ہوا - اور ۱۵ ضرب کی
سلامی مین ۲ ضرب کا اضافه کر کے ۱۷ ضرب سلامی مقرر ہوئی - سنه ۱۸۶۲ء مین سند تبنیت بھی عطا ہوئی -
مهاراجه نے سنه ۱۸۶۹ء مین انتقال کیا - اون کے متبنے بھتیجے مهاراجه لچھمن پال وارث ہوئے - لیکن وه
قبل از مسند نشینی فوت ہو گئے - اور بیجے سنگه پال جو مهاراجه دہرم پال کے اولاد مین سے تھے تخت پر بیٹھے
سنه ۱۸۷۵ء مین ان کا انتقال ہوا - اور ارجن پال راؤ ہارڈی کی جانشینی گورنمنٹ نے تسلیم کی - مهاراجه بیجے سنگه
کے دوسرے عمزاد برادر بھجن پال نے پہلے قرولی کی حکومت اور بعد کو ہارڈی کی ریاست پر اپنا استحقاق

ظاہر کیا۔ مگر بالآخر حسب راے ٹھاکران ریاست بھیم پال برادر زادہ راؤ ارجن پال ریاست ہاروتی کے راؤ مقرر ہوئے۔ مہاراجہ ارجن پال نے سنہ ۱۸۵۶ء مین رحلت کی۔ اور اون کے بھتیجے ہز ہائنس مہاراجہ بھنور پال راؤ ہاروتی (مہاراجہ حال) مسند نشین قرار دئے گئے۔ سنہ ۱۸۸۹ء تک پولیٹکل ایجنٹ کی نگرانی مین اسسٹنٹ کونسل نے ریاست کا انتظام کیا۔

آپ (مہاراجہ حال) ۲۴ فروری سنہ ۱۸۶۲ء کو پیدا ہوئے۔ اور ۱۴ اگست سنہ ۱۸۸۶ء کو مسند نشین کئے گئے۔ سنہ ۱۸۹۴ء مین کے سی آئی ای اور سنہ ۱۸۹۹ء مین جی سی ایس آئی کے خطابات سے ممتاز ہوئے۔ رقبہ (۱۲۴۲) مربع میل۔ آبادی (۱۵۶۷۸۶) محاصل ۴ لاکھ ۶۵ ہزار۔ سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔



ہز ہائنس مہاراؤ امید سنگھ بہادر کے سی ایس آئی

ہز ہائنس چوہان راجپوت فرقۂ ہاڑا سے تعلق رکھتے ہین۔ اس ریاست کو قایم ہوئے تقریباً ۲۵۰ سال گزرے۔ خاندان کوٹہ کے مورث اعلیٰ مادہو سنگھ راؤ رتن فرمانرواے بوندی کے دوسرے فرزند تھے۔ انہون نے سنہ ۱۶۲۵ء کے قریب دربار جہانگیری سے حسن خدمات کے صلہ مین یہ ریاست بطور جاگیر حاصل کی تھی۔ اٹھارہوین صدی کے اوائل مین ریاست ہذا کی حالت عمدہ نہ تھی۔ مگر وزیر ریاست ظالم سنگھ کی غیر معمولی قابلیت نے سنبھال لیا۔ ظالم سنگھ نے اپنے عہد وزارت مین جو ۴۵ سال رہا۔ ریاست کو بہت ترقی دی۔ ظالم سنگھ کی اولاد کو ایک علیحدہ ریاست عطا ہوئی۔ اور اس طرح ریاست جھالاوار کی بنیاد قائم ہوئی۔ سنہ ۱۸۱۷ء مین ریاست کوٹہ اور گورنمنٹ کے مابین ایک ضمنی معاہدہ ہوا جسکی رو سے

انتظام حکومت ظالم سنگہ اور اون کی اولاد کے اور سرداری والی کوٹہ اور اون کے جانشینون کے سپرد کی گئی۔ مہاراؤ امید سنگہ کے بعد اون کے بیٹے مہاراؤ کشور سنگہ اور اون کے بعد اونکے بھتیجے مہاراؤ رام سنگہ فرمانروا ہوئے۔ اون کے زمانہ مین مدن سنگہ نبیرہ ظالم سنگہ وزیر تھے مدن سنگہ اور مہاراؤ رام سنگہ مین اتفاق نہ تھا۔ اور اسلئے بمنظوری والی کوٹہ یہ تجویز ہوئی کہ ریاست جہالاوار کوٹہ سے علیحدہ قایم کیجائے۔ مہاراؤ رام سنگہ کو سنہ۱۸۶۲ء مین سند اختیار تبنیت عطا ہوئی انہون نے سنہ۱۸۶۶ء مین انتقال کیا۔ اور اون کے فرزند بھیم سنگہ (جنہون نے خاندانی نام چھتر سال اختیار کیا تھا) جانشین ہوئے۔ مہاراؤ چھتر سال نے ۱۱ جون سنہ۱۸۸۹ء کو قضا کی۔ اور اون کے متبنے فرزند اودے سنگہ جنہون نے خاندانی نام امید سنگہ اختیار کیا جانشین ہوئے۔

ہزہائینس حال سنہ۱۸۷۳ء مین پیدا اور ۱۱ جون سنہ۱۸۸۹ء کو مسندنشین ہوئے۔ رقبہ (۵۶۸۴) مربع میل آبادی (۵۴۴۸۷۹) محاصل ۳۴ لاکھ ۵۰ ہزار سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔

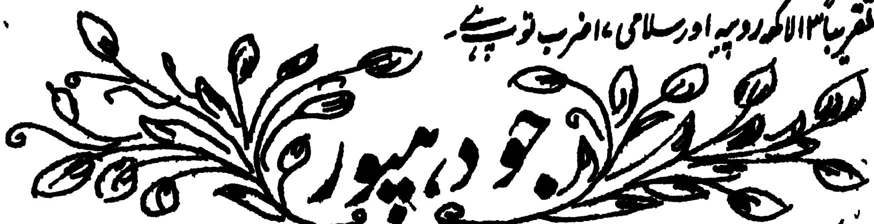


ہزہائینس مہاراؤ سری مرزا راجہ سوائی کھنگار جی بہادر جی۔ سی۔ آئی۔ ای

آپ اون جاریجا راجپوتون کے سردار ہین جو اوائل چودہوین صدی مین سندھ سے بسرغنائی اپنے مورث جام لاکھا پھولانی کے کچھ کو آئے تھے۔ جام لاکھا پھولانی جاڑا کے فرزند تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جام نے سنہ۱۳۲۰ء مین کچھ کو بخوبی فتح کر لیا تھا۔ اون کی اولاد مین ایک چھ سالہ لڑکے کھنگار نے شکار مین اپنی تلوار سے ایک شیر کو ہلاک کیا۔ اوس کی اس دلیرانہ کارروائی سے شاہ احمد آباد

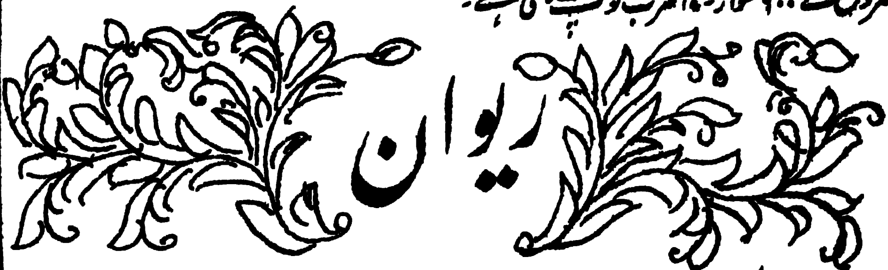
اس قدر خوش ہوئے کہ اونہون نے نوجوان شہزادہ کو موردی کا علاقہ اور راؤ کا خطاب عطا کیا اسکے بعد راؤ کھنگار نے تمام کچھ پر قبضہ کرلیا۔ اور سنہ ۱۵۴۸ء مین بھوج کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا۔ کھنگار کے چچا جام راول نے کاٹھیاوار مین بھاگ کر نوانگر کی ریاست قایم کی۔ جسکے فرمانروا جام کہلاتے ہین اون کے جانشین راؤ بھارمل اوّل کے عہد مین گجرات شاہان احمد آباد کی حکومت سے نکل کر مغلیہ شہنشاہی کے قبضہ مین آیا۔ سنہ ۱۸۰۱ء مین راؤ کچھ نے گورمنٹ سے امداد طلب کی۔ اس زمانہ مین راؤ رائے دھن ثانی گدی پر بیٹھے۔ لیکن ریاست کا انتظام وزیر فتح محمد کے سپرد تھا۔ اسی سال ایک معاہدہ ہوا سنہ ۱۸۱۲ء مین دوسرے معاہدہ پر دستخط ہوئے سنہ ۱۸۱۳ء مین وزیر اور راؤ دونون نے قضا کی۔ راؤ بھارمل ثانی کے عہد مین بوجہ بدنظمی کے برٹش قوت کو مداخلت کرنی پڑی۔ اور راؤ موصوف گدی سے اوتار دئے گئے اور اون کے بیٹے راؤ دیسل جی ثانی اون کے جانشین ہوئے۔ انہون نے چالیس سال سنہ ۱۸۶۰ء تک بنہایت امن وعافیت سے حکومت کی۔ اون کے جانشین مہاراؤ پراگ مل جی ہوئے۔ انہون نے سنہ ۱۸۷۵ء مین قضا کی۔ اور ہز ہائینس سر کھنگار جی (راجہ حال) سنہ ۱۸۷۵ء مین جانشین ہوئے۔ آپکی ولادت سنہ ۱۸۶۶ء مین ہوئی اور سنہ ۱۸۸۴ء کو اختیارات کامل عطا ہوئے۔ اور ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۸۴ء کو مسند نشین کئے گئے۔ دوسرے سال سوائی بہادر کا خطاب گورمنٹ سے عطا ہوا۔ سنہ ۱۸۸۷ء مین جوبلی کے موقع پر آپ انگلستان تشریف لیگئے ملکہ معظمہ کی حضوری مین باریابی کا فخر حاصل ہوا۔ اور علیا حضرت نے جی۔ سی۔ آئی۔ ای کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

رقبہ (۶۵۰۰) مربع میل۔ آبادی (۵۰۰۴۱۵) فوجی قوت (۳۴۵) سوار (۱۴۲۵) پیادہ (۱۶۴) توپین۔ محاصل تقریباً ۱۳ لاکھ روپیہ اور سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے۔



ہز ہائینس راج راجیشور مہاراجہ دھیراج سر آمد راجگان ہندوستان سری سردار سنگھ صاحب بہادر جی سی ایس آئی

اس ریاست کے فرمانروا قوم راجپوت فرقہ راٹھور سے ہین۔ جن کا نسب بلاواسطہ مستقیم راجہ رام چندر جی سے ملتا ہے۔ یہ خاندان مثل سیسودیہ اودیپور و کچواہہ جےپور کے سورج بنسی ہے۔ اس خاندان کے مورث اعلےٰ جودہ راجہ فرمانروایان قنوج سے تھے۔ انہون نے ۱۴۵۹ء مین اس ریاست کی بنیاد ڈالی۔ اور ۱۸۱۸ء مین گورنمنٹ سے تعلقات پیدا ہوئے۔ سر جسونت سنگھ نے ۱۸۹۵ء مین قضا کی۔ اور مہاراجہ سردار سنگھ (مہاراجۂ حال) ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپکی ولادت ۱۱ فروری ۱۸۸۰ء ہے۔ آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے عم نامدار میجر جنرل مہاراجہ سر پرتاب سنگھ بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ بی کے زیر نگرانی انجام پائی ہے۔ آپ کو فنون سپہ گری خصوصاً شہسواری مین کمال حاصل ہے۔ ۱۸۹۸ء مین آپ کو اختیارات کامل عطا ہوئے۔ ۱۸۹۹ء کے قحط مین آپ نے رعایا کو لاکھون روپیہ صرف کر کے فاقہ کشی سے نجات دلوائی۔ امپریل سروس ٹروپس کا رسالہ مہم چین پر بھیجا گیا اور ایک رسالہ شمالی مغربی سرحد پر مہم مہمند و تیراہ کی شرکت کے لئے روانہ کیا۔ ریاست کی ٹکسال کو موقوف کر کے انگریزی روپیہ کو رواج دیا۔ ۱۹۰۱ء مین ممالک فرانس۔ جرمنی۔ اٹلی۔ آسٹریا وغیرہ کی سیر کی۔ شہنشاہ معظم کی حضوری کا بھی شرف حاصل کیا۔ پولو کے کھیل مین آپ کو بڑا شوق ہے۔ چنانچہ کرسٹل پیلس کے مقام پر آپ اور آپکے ہمراہیون نے بمقابلہ لنڈن ٹیم نمایان کامیابی حاصل کی۔ رقبہ (۳۴۹۶۳) میل آبادی (۱۹۳۵۵۶۵) محاصل (۵۵۸۵۰۰۰) روپیہ۔ فوجی قوت (۷۵) توپ (۲۵۶) توپچی (۳۱۴۲) سوار (۳۶۵۳) پیادہ۔ امپریل سروس کے ۶۰۰ سوار۔ ۱۷ ضرب توپ سلامی ہے۔



ہز ہائینس سری مہاراجہ وینکٹ رمن سنگھ بہادر جی سی ایس آئی

آپ چولکیا دیو کی نسل سے ہین۔ جن کی نسبت روایت ہے۔ کہ اون کو برہما نے ظالم راجپوتون کے ہلاک کرنے کے لئے خلق کیا تھا۔ اون کی اولاد چولکیا راجپوت کے نام سے موسوم ہے۔ اسی نسل مین بیاگھر دیو نے جو گجرات کے سولنکی شاہی خاندان مین پیدا ہوئے تھے ریاست ریوان کی بنیاد ڈالی۔ اور باندہو گڑہ کو دارالریاست قرار دیا۔ ایک دو موقع پر والیان ریوان نے سلاطین مغلیہ کو بھی سپاہ و امداد دی تھی۔ سنہ ۱۶۱۸ء مین بکرمادت گدی پر بیٹھے۔ انہون نے دریائے بچھاپور بہار کے اتصال پر شہر ریوان کی بنیاد ڈالی۔ اور ایک عالیشان قلعہ تعمیر کیا۔ بکرمادت کی تیسری پشت مین بہاؤ سنگہ ہوئے جن کی یادگار جگ بنش جی کا مندر۔ موتی محل اور قلعہ امرپٹن ہے۔ اون کے جانشین انرودہ سنگہ ہوئے۔ لیکن دس برس کے بعد ایک ناگہانی حادثہ سے انتقال ہوگیا۔ اون کی وفات پر ریاست مین سخت بدنظمی پھیلی۔ وارث ریاست اودھوت سنگہ ایک ششماہہ بچے تھے۔ راجہ پنّا نے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھہ ریوان پر یورش کی۔ اور رانی اپنے بچہ کو لیکر میکے چلی گئین۔ محمد بہادر شاہ عالمگیر ثانی شہنشاہ دہلی نے رانی کی اعانت کی۔ اور ایک بہت بڑی فوج پنّا کو روانہ کرکے حکم دیا کہ ریاست پنّا بھی چھین کر اودھوت سنگہ کو دیدیجائے مگر اس خبر کے سنتے ہی بندیلہ سردار (پنّا والے) ریوان سے بھاگ گئے۔ اور اودھوت سنگہ مسندنشین ہوئے۔ اون کے بعد اجیت سنگہ جانشین ہوئے۔ سنہ ۱۷۹۶ء مین پیشوا کے ایک پوتے علی بہادر نے جسونت راؤ کی سرغنائی مین ایک بہت بڑی فوج ریوان پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کی۔ لیکن رانی کنول کنواری کی ہمت و جرات نے حملہ آورون کو شکست دی۔ جسونت راؤ مارا گیا۔ پھر سنہ ۱۸۰۰ء مین خود علی بہادر نے ریوان پر یورش کی۔ مگر ایک لاکھہ روپیہ تاوان دینے سے یہ بلا اوپر کا اوپر ٹل گئی۔ سنہ ۱۸۰۹ء مین اجیت سنگہ نے قضا کی۔ اور جے سنگہ جانشین ہوئے۔ اسی زمانہ مین گورنمنٹ سے راہ و رسم پیدا ہوا۔ چند روز کے بعد معاہدہ بھی ہوگیا۔ سنہ ۱۸۳۵ء مین مہاراجہ نے انتقال کیا۔ اور بشوناتھہ سنگہ سریر آرا ہوئے۔ سنہ ۱۸۴۳ء مین انھون نے خلع حکومت کی اور اپنے بیٹے رگھوراج کو ریاست سپرد کردی۔

رگھوراج جی نے ایک راج کی سیاحت کر کے وہان کے سرداروں سے دختر کشی کے مذموم رسم کو
چھوڑنے کے لئے حلف لی۔ اور اپنے ریاست سے ستی کے رسم کو اوٹھا دیا۔ اور غدر کے موقع پر
گورمنٹ کی بہت مدد کی جسکے صلہ مین اضلاع سہاگ پور وامرکنٹک عطا ہوئے۔ سنہ ۱۸۶۴ء مین
جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا اور سنہ ۱۸۷۷ء مین بجائے ۱۷ ضرب کے ۱۹ ضرب توپ کی سلامی مقرر ہوئی
آخر مہاراجہ نے بعمر ۶۵ سالہ سنہ ۱۸۸۰ء مین وفات پائی۔ اور اون کے بیٹے مہاراجہ وینکٹ رمن سنگھ
(مہاراجہ حال) اکٹوبر سنہ ۱۸۸۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۷۶ء کو ہوئی
گدی نشینی کے وقت ہز ہائنیس کی عمر تین برس کی تھی۔ پولیٹیکل ایجنٹ بگھیلکھنڈ منتظم ریاست مقرر
ہوئے۔ اور ۱۵ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء مین آپ کو اختیارات کامل عطا ہوئے۔ گورنمنٹ سے جی۔ سی۔ ایس۔ آئی
کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ کو سیر و سیاحت کا بھی بہت شوق ہے۔ اکثر مشہور مقامات آپکے نظر سے
گذر چکے ہین۔ رقبہ (۱۳۰۰۰) مربع میل۔ آبادی (۱۳۲۶۴۵۴) آمدنی ۲۴ لاکھہ) سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے
فوجی قوت مین (۷۵۹) سوار (۲۱۴۹) پیدل (۲۳) توپچی۔ (۵۷) توپین ہین۔ ریوان مین کوئلہ کی کانین
بکثرت ہین سنہ ۱۸۸۵ء مین معاون واقع امریا برٹش گورنمنٹ کو پیدا وار پر کسی قدر حق مالکانہ لیکر تفویض
کر دی گئین تھین۔ لیکن یکم جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو ریاست نے پھر واپس لے لین۔ اور ریاست خود اون سے
کوئلہ برآمد کراتی ہے۔ جس کی وجہہ سے محاصل ریاست مین معقول ترقی ہوگئی ہے۔



ہز ہائنیس مہاراجہ سوائی جے سنگھ بہادر

یہ خاندان فرقہ نروکہ قوم راجپوت سے ہے۔ اس خاندان کے بانی راؤ پرتاب سنگھ تھے۔ اونکے

اون کے بیٹے راو بختاور سنگھ مسند نشین ہوئے۔ اونھون نے گورنمنٹ سے توسل پیدا کیا۔ اور ۱۸۰۳ء مین ایک معاہدہ ہوا۔ ۱۸۱۵ء مین ان کا انتقال ہوگیا۔ جانشینی کے متعلق نزاع پیدا ہوئی۔ راجپوت سابق مہاراو کے برادرزادہ اور متبنّیٰ بنّے سنگھ کے طرفدار تھے۔ اور مسلمان ارکان ریاست بہ سر غنائی نواب احمد بخش خان رئیس لوہارو بلونت سنگھ کے جانب تھے۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ بنّے سنگھ کو خطاب راجگی۔ اور بلونت سنگھ کو انتظام ریاست سپرد ہو۔ دونون وارث نابالغ تھے آخر باہمی نزاع اس حد تک پہونچی کہ ریاست تقسیم ہوگئی۔ مگر بلونت سنگھ نے لاولد انتقال کیا۔ اس لیے ریاست بنّے سنگھ کی اولاد کے طرف منتقل ہوئی۔ ۱۸۵۷ء مین بنّے سنگھ نے قضا کی۔ اور انکے بیٹے شیودان سنگھ تخت پر بیٹھے۔ انھون نے ۱۸۷۴ء مین وفات پائی۔ مگر بوجہہ لاولدی باتفاق اراکین خاندان مہاراو راجہ منگل سنگھ منتخب ہوئے۔ ۲۲ مئی ۱۸۹۲ء کو ان کا انتقال ہوگیا۔ اون کے اکلوتے بیٹے سوائی جے سنگھ (مہاراجہ حال) سریرآرا ہوئے۔ بوجہ نابالغی ریاست کا انتظام کونسل کے سپرد ہے۔

رقبہ (۳۱۴۱) مربع میل۔ آبادی (۸۲۸۴۸۷) محاصل (۳۰ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔



یہ ریاست ابتداً ریاست میواڑ کا ایک جزو تھی۔ لیکن سلطنت برطانیہ کے تعلقات سے پہلے خود مختار ہوگئی تھی۔ ۱۸۱۲ء مین اس ریاست کے والی نے گورنمنٹ کا باجگذار ہونا اس شرط کیا تھا منظور کیا کہ مرہٹون کو اس ملک سے خارج کردیا جائے۔ چنانچہ ۱۳ فروری ۱۸۱۹ء کو گورنمنٹ سے معاہدہ ہوا۔

ہز ہائنس (مہاراول حال) مہاراول بہادر سنگھ متوفی کے متبنیٰ ہین جو سابق مہاراول بھوانی سنگھ کے
متبنیٰ تھے۔ مہاراول سوائی سنگھ مہاراول امید سنگھ کے بیٹے اور جانشین تھے۔ جن کے ساتھ
سنہ ۱۸۱۹ع مین عہدنامہ منعقد ہوا تھا۔

ہز ہائنس (مہاراول حال) سنہ ۱۸۳۰ع مین پیدا۔ اور سنہ ۱۸۴۱ع مین مسند نشین ہوئے۔ سنہ ۱۸۶۲ع مین خریطہ
تبنیت عطا ہوا۔ رقبہ (۱۶۰۶) مربع میل۔ آبادی (۱۲۰۰۰۰) محاصل تقریباً (تین لاکھ) روپیہ سلامی
۱۵ ضرب توپ ہے۔

دیتا

ہز ہائنس مہاراجہ سر لوکندر بھوانی سنگھ بہادر کے سی ایس آئی

ہز ہائنس بندیلہ راجپوت ہین۔ اس خاندان کے مورث اعلےٰ راجہ بیر سنگھ تھے۔ اس خاندان سے
والیان اورچھہ اجی گڑھ اور پنا وغیرہ مین اکبر و جہانگیر کے عہد مین مہاراجہ بیر سنگھ دیو فرمانروائے اورچھہ
تھے۔ اور اون کے دوسرے بیٹے بھگوان رائے دتیا کے اوّل فرمانروا ہوئے۔ عہدنامہ بسین
(سنہ ۱۸۰۲ع) کے بعد یہ ریاست بھی مثل اور ریاست ہائے بندیلکھنڈ کے گورنمنٹ کے حمایت مین آئی
اوس زمانہ مین راجہ پرکیت والی تھے۔ سنہ ۱۸۰۴ع مین گورنمنٹ سے ایک خاص معاہدہ ہوا۔ اور محاربات
مرہٹہ مین یہ ریاست گورنمنٹ کی طرفدار و معاون رہی۔ اس حسن خدمت کے صلہ مین راجہ پرکیت سے
سنہ ۱۸۱۷ع مین ایک جدید معاہدہ ہوا۔ اور جاگیر مین اضافہ کیا گیا۔ اون کے وفات کے بعد سنہ ۱۸۳۹ع
مین اون کے متبنیٰ راجہ بجے بہادر اور اون کے انتقال پر سنہ ۱۸۵۷ع مین اون کے متبنیٰ بھوانی سنگھ

(مہاراجہ حال) فرمانروا ہوئے۔
ہز ہائینس ۱۸۷۸ء مین پیدا۔ اور ۲۰ نومبر ۱۸۹۵ء کو مسند نشین ہوئے۔ ۱۸۷۷ء مین مہاراجہ اور کونسلر
اور ۱۹۰۱ء مین کے سی۔ ایس۔ آئی کے خطابات عطا ہوئے۔ رقبہ (۹۱۱) مربع میل۔ آبادی ۱۴۳۵۶۰
محاصل (۱۰ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔

ایدر

ہز ہائینس مہاراجہ دہراج کرنل سر پرتاب سنگھ بہادر جی سی ایس آئی کے سی بی ایل ایل ڈی

آپ اوس مشہور راٹھور راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ جو راجہ رام چندر جی کی اولاد مین تھے اور اودیپور کے سسودیون اور جے پور کے کچھواہون کی طرح سورج بنسیون کی شاہی نسل کے قایم مقام ہین ۱۷۲۹ء مین جب مشہور راجہ ابھے سنگھ والی جودھپور شہنشاہ محمد شاہ کے عہد مین گجرات کے صوبہ دار تھے اور اون کے بھائی بخت سنگھ نے ناگر فتح کیا تھا تو انند سنگھ اور رائے سنگھ راٹھور اون کے دو دوسرے بھائیون نے بزور شمشیر ایدر پر اپنی حکومت قایم کی۔ پیشوا اور گیکواڑ نے ریاست کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ راجہ شیو سنگھ خلف انند سنگھ کو اپنے علاقہ کے کچھ حصے سے دست کش کرنا اور گیکواڑ بڑودہ کو خراج دینا پڑا۔ یہہ خراج والی ایدر کو اب بھی دینا پڑتا ہے۔ اور اون کو خود دوسری چھوٹی ریاستون سے خراج ملتا ہے شیو سنگھ کی جگہ اون کے بیٹے بھون سنگھ وارث ہوئے۔ اور اون کے انتقال پر راجہ گمبھیر سنگھ نابالغی کے زمانہ مین مسند نشین کئے گئے اون کی وفات پر مہاراجہ جوان سنگھ کے سی۔ ایس۔ آئی۔ (جو بمبئی کے لیجسلیٹو کونسل کے ممبر تھے) جانشین ہوئے جنھون نے ۱۸۶۸ء مین قضا کی

اور اون کے فرزند کیسری سنگھ سریر آرا ہوئے۔ جب مہاراجہ کیسری سنگھ نے لاولد انتقال کیا تو گورنمنٹ نے
مہاراجہ سرپرتاب سنگھ (مہاراجہ حال) کو ایدر کی ریاست مرحمت کی۔ آپ مہاراجہ جودھپور کے چچا ہین۔ آپ سے
پہلے جودھپور کے وزیر اعظم تھے۔ آپ نے اپنے فرایض کو اس خوبی سے انجام دیا کہ مہاراجہ اور گورنمنٹ
دونون خوش رہے۔ آپ کو سپہگری مین ید طولےٰ حاصل ہے۔ پولو مین اپنا نظیر نہین رکھتے۔ گورنمنٹ کے
بہت بڑے خیر خواہ ہین۔ جنگی موقعون پر آپ نے گورنمنٹ کو اکثر مدد دی ہے۔ چنانچہ جنگ تیراہ و مہم چین مین
آپ نے نمایان خدمت انجام دی ہے۔ آپ کی ہر دلعزیزی اور قدر و منزلت ہندوستان و انگلستان
دونون مقامات پر بیحد کیجاتی ہے۔ ملکۂ معظمہ کے ہر دو جوبلیون اور ملک معظم کی تاجپوشی کے جشن مین آپ
شریک تھے۔ حال مین لارڈ کرزن نے جو امپیریل کیڈٹ کور قایم کی ہے۔ آپ اوسکے کمانیر ہین۔ رقبہ (۱۹۰۰)
مربع میل۔ آبادی (۳ لاکھ) محاصل (۶ لاکھ) فوجی قوت ۱۴ جنگی اور تین دیگر توپین (۴۷) سوار (۱۱۵)
پیدل۔ اکیس (۲۱) ضرب سلامی ہے۔



ہز ہائینس مہاراجہ دھیراج پرتھوی بیر بکرم جنگ بہادر شاہ رانا بہادر شمشیر جنگ

ہز ہائینس سسودیہ راجپوت اور اوس خاندان سے متعلق ہین جو ادیپور کے فرمانروا ہین۔ گورنمنٹ کے
ساتھ نیپال کے تعلقات اول مین محض تجارتی تھے۔ پولیٹکل روابط اوس زمانہ سے قایم ہوے کہ جب راجہ
پرتھی نراین نے اپنی گورکھا فوج سے کٹھمانڈو پر چڑھائی کی۔ ۱۷۶۷ء مین جب کٹھمانڈو کے نوار راجہ کو گورکھون
نے شکست دیا تو اوسنے گورنمنٹ سے مدد چاہی۔ کپتان کنلاک عین برسات مین ایک مختصر فوج لیکر روانہ

حکمرانی کے ملک طوبت سے واپس آنا پڑا۔ اور گورکھا سردار نے نیپال پر قبضہ کر لیا۔ اور خاندان نواتر کو تباہ کر ڈالا جسکو بعد ازان گورنمنٹ نے نیپال کا راجہ تسلیم کیا۔ چونکہ گورکھون نے مکھوان پور کا کوہستانی ملک فتح کر لیا تھا۔ اسلئے انھون نے مزروعہ نشیبی ملک پر بھی اوسی ادائے خراج کیبابتہ اپنا استحقاق ظاہر کیا۔ جو راجہ مکھوان پور گورنمنٹ کو دیتے تھے۔ گورکھون کا یہ دعوےٰ منظور ہوا اور وہ ۲۰ سال تک ایک جسیم وقد آور ہاتھی خراج کے طور پر دیتے رہے۔ من بعد معاہدہ سنہ ۱۸۰۱ع کے روسے یہ خراج چھوڑ دیا گیا۔ کپتان کنلاک کی ناکامی کے بعد نیپال کے ساتھ پھر کوئی تعلق قایم نہین ہوا حتی کہ لارڈ کارنوالس کا زمانہ آیا اور گورکھون نے بنارس کے رزیڈنٹ مسٹر ڈنکن کی معرفت گفتگو کی جسکا انجام ایک تجارتی معاہدہ ہوا جسپر مارچ سنہ ۱۷۹۲ع مین دستخط ہوئے۔ اس سے کئے برس پہلے سے گورکھے اپنی حکومت تبت کی جانب بڑہا رہے تھے۔ ڈگرکے مقدس مندرون مین گورکھون کی لوٹ مارسے غضبناک ہوکر فغفور چین نے راجہ نیپال کی تنبیہ وتادیب کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ اس فوج کی مدافعت کے لئے والی نیپال نے گورنمنٹ سے فوجی مدد چاہی۔ لارڈ کارنوالس نے باہم مصالحت کرانے کا وعدہ کیا۔ مگر قبل اس کے کہ میجر کرک پٹرک (جو اس کام پر متعین ہوئے تھے) سرحد نیپال پہونچین۔ گورکھون نے حملہ آور چینی جنرل سے عہد وپیمان کر لیا۔ اوس زمانہ سے سنہ ۱۸۰۰ع تک نیپال کے ساتھ گورنمنٹ کے تعلقات گاہ گاہ دوستانہ خطوط اور خراج مکھوان پور پر محدود رہے۔ اسی سال مہاراجہ رن بہادر نوجوان والی نیپال کو (جو سنہ ۱۷۹۵ع مین حکمران ہوئے تھے اور اپنے چچا نائب کو قتل کر کے پانچ برس تک ظالمانہ حکمرانی کی تھی) اپنے فرزند مہاراجہ گروان جودہ بکرم کے حق مین تخت چھوڑ دینا پڑا۔ اور اپنی ایک رانی کو ایجنٹ مقرر کر کے بنارس چلے آئے۔ جہان ایک پولٹیکل ایجنٹ ان کی حاضرباشی کے لئے مقرر ہوا۔ گورنمنٹ نے ان کی بہت بڑی تعظیم وعزت کی۔ اور اون کے اخراجات کے لئے بھی زر کثیر دیا۔ کیونکہ مرشد علاقہ مین ان کی موجودگی دربار نیپال کے ساتھ زیادہ قریبی تعلقات پیدا ہونیکا ایک عمدہ موقع خیال کی گئی تھی

معزول مہاراجہ کے معاملہ کے تصفیہ اور برٹش تعلقات کی ترقی کی غرض سے سنہ ۱۸۰۱ء مین ایک معاہدہ ہوا
اور کپتان ناکس اول رزیڈنٹ مقرر ہوکر وہان بھیجے گئے۔ رانی ریجنٹ نے رزیڈنٹ کا نہایت تپاک
سے استقبال کیا۔ مگر مہاراجہ رن بہادر کی بڑی رانی (جو اون کے ساتھ بنارس کو آئی تھین) دفعتاً
کھٹمنڈو کو واپس گئین۔ نوجوان راجہ ریجنسی کو توڑکر ریاست پر قابض ہوگئے اور رزیڈنٹ کو وہان سے
چلاآنا پڑا۔ ۲۴ر جنوری سنہ ۱۸۰۳ء کو لارڈ ولیسلی نے باضابطہ دربار نیپال کے تعلقات فسخ کردئے۔ اس
تنسیخ سے رن بہادر کو بنارس سے نیپال جانے کی اجازت ملگئی۔ اور یہہ نیپال جاکر اپنے مخالف جماعت کے
سرغنہ کو ہلاک کرکے تخت پر پھر قبضہ کرلیا۔ اور بہیم سین تہاپا۔ (جو آپ کی جلاوطنی مین آپ کے ہمراہ تھے)
رن بہادر کی خاص رانی کے ایما سے وزیر ہوگئے۔ سنہ ۱۸۱۱ء مین گورکھون نے برٹش سرحد عبور کرکے
بٹول اور بنیا کی سرحد کی بعض اراضیات پر قبضہ کرلیا۔ اس لئے گورنمنٹ نے یکم نومبر سنہ ۱۸۱۴ء کو جنگ کا
اعلان کیا۔ اس جنگ مین گورکھے خوب لڑے۔ اور انگریزون کو کالی کی مغربی پہاڑیون تک
قابض چھوڑکر صلح کے خواہان ہوئے۔ ترائی کے قبضہ سے دست کش ہونے سے دودفعہ گورکھون
نے مداخمت کی۔ لارڈ ہیسٹنگس نے ترائی کی تخمینی سالانہ قیمت دینے کا وعدہ کیا۔ اسکے بعد اور چند
مراعات بھی کین۔ جنسے نیپال کے کمشنرون نے ۲۸ نومبر کو سگولی کے معاہدہ پر دستخط کئے۔ اور بعد ازان
۴ر دسمبر سنہ ۱۸۱۶ء کو باقاعدہ معاہدہ سگولی پر راجہ کے بھی دستخط ہوگئے۔ اس معاہدہ کی رو سے نیپال
مین اول رزیڈنٹ مسٹر گارڈنر مقرر ہوئے۔ انہون نے بہیم سین تھاپا کو برسرحکومت پایا۔ مہاراجہ
گروان جودھ بکرم مرچکے تھے۔ وہ سنہ ۱۸۳۰ء تک نیپال پر پورے طور سے قابض ومتصرف رہے مہاراجہ
رن بہادر اور وزیر کے مابین مخالفت کا جوش روز بروز بڑہتا گیا سنہ ۱۸۳۷ء مین مہاراجہ رن بہادر
کے سب سے چھوٹے بیٹے نے دفعتاً قضا کی۔ اور یہ خبر مشہور ہوئی کہ بہیم سین یا اون کے طرفدارون مین
کسی نے زہر دیا۔ اس لئے بہیم سین اور اون کے بھتیجے پابزنجیر قید مین ڈال دئے گئے۔ مگر بعد

کو رہائی مل گئی۔ مقدم الذکر نے گوشہ نشینی اختیار کی اور آخر الذکر پنجاب کو روانہ ہوئے۔
اور دربار لاہور مین ملازم ہو گئے۔ دو برس بعد وزیر کے خاندان کے ساتھ پھر مخالفت بڑھی۔ اور
انجام کار اونہون نے خودکشی کر لی۔ سنہ ۱۸۴۳ء مین معتبر سنگھ پنجاب سے بلوا کر وزیر اعظم مقرر کئے گئے
مگر ۱۸۴۵ء مین مہارانی کے اشارہ سے ہلاک کئے گئے۔ ان کی ہلاکت نے وزارت کے لئے راجہ جنگ بہادر
کی ترقی کا رستہ کھول دیا۔ رانی نے اون کی ہلاکت کی بھی کوشش کی تھی۔ لیکن اس مین ناکامی ہوئی
اور مع اپنے دو فرزندون کے ملک سے نکال دی گئین۔ اور بنارس مین آکر سکونت اختیار کی
مہاراجہ بھی اون کے ہمراہ آئے۔ اور دوسرے سال نیپال کو واپس گئے۔ لیکن ۱۲ مئی ۱۸۴۷ء
کو اپنے ولیعہد مہاراجہ بکرم شاہ کے حق مین تخت چھوڑ دینا پڑا۔ سنہ ۱۸۵۰ء مین مہاراجہ جنگ بہادر کے
سفر ولایت سے انگریزون کے ساتھ زیادہ دوستانہ مراسم پیدا ہوئے۔ مہاراجہ جنگ بہادر اپنی
وفات تک جو ۱۸۷۷ء مین واقع ہوئی نیپال کے وزیر اعظم رہے۔ اون کو فرمانروائے نیپال نے مہاراجہ
کا خطاب اور دو اضلاع کی حکومت بھی عطا کی تھی۔ اسکے علاوہ اونہون نے اپنے ایک لڑکے اور دو لڑکیون
کی شادیان بھی نیپال کے حکمران خاندان مین کی تھین۔ غدر ۱۸۵۷ء مین انہون نے برٹش گورنمنٹ کو بہت
بڑی مدد دی جسکے صلہ مین اون کو جی۔سی۔بی کا خطاب عطا ہوا۔ اور یکم نومبر ۱۸۶۰ء کے ایک معاہدہ کے
بموجب سرحد بیلی بہیت و مغربی اودہ کا علاقہ جو ۱۸۱۵ء مین گورنمنٹ نے لیا تھا نیپال کو واپس کر دیا گیا
علاوہ اسکے دیگر خطابات اور اعزاز بھی اون کو عطا کئے۔ اون کی وفات پر اون کے بھائی سر رندیپ سنگھ
کے سی۔ایس۔آئی۔ کو فرمانروائے نیپال نے نیابتہ وزارت عنایت کیا۔ ترلوک بیر بکرم ساہ ولیعہد نے
جو مہاراجہ جنگ بہادر کے داماد تھے ۱۸۷۸ء مین قضا کی۔ ان کی وفات کے بعد ۱۸۸۱ء مین اون کے والد
مہاراجہ دہیراج سریندر بکرم ساہ نے وفات پائی۔ اسی سال سابق مہاراجہ دہیراج راجندر بکرم ساہ
نے انتقال کیا۔ اور ہزہائینس مہاراجہ سریندر بکرم شاہ کے پوتے موجودہ فرمانروا ہزہائینس پرتھوی بیر بکرم ساہ

(جن کی ولادت [illegible] ہے) ۱۲ مئی [illegible] کو جانشین ہوئے۔ اور یکم دسمبر [illegible] مین مسند نشین کئے گئے۔ ۲۲ نومبر [illegible] کو سر دیب سنگہ کو اون کے مخالفون نے مار ڈالا۔ اور سر شمشیر شنگ پساکبر دہمیر شمشیر جنگ نے وزارت اور خطابات حاصل کئے۔ ۲۳ نومبر کو مہاراجہ نے اون کی وزارت کا اعلان کیا۔ جب کوئی جدید ویسرائے ہندوستان مین آتا ہے تو دربار نیپال کے جانب سے ایک اعلے درجہ کا نیپالی سردار پیغام وتحایف لیکر کلکتہ کو بھیجا جاتا ہے۔ ریاست کا رقبہ (۵۴۰۰) مربع میل۔ آبادی کی کوئی صحیح تعداد نہین معلوم ہوسکتی۔ مگر تخمیناً پچاس لاکھ ہے۔ سالانہ آمدنی ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ اور سلامی ۲۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

دیواس پانتی کلان

ہزہائینس راجہ تکاجی راؤ پنوار باپا صاحب

یہ خاندان اور خاندان دادا صاحب فرمانروائے پانتی خرد دونون ایک جدی پنوار راجپوت ہین۔ راجہ کالوجی کے دو لڑکے تھے۔ تکاجی اور جیواجی۔ دونون نے اس ریاست کی مشترکہ سند پیشوا سے حاصل کی۔ تکاجی کی اولاد سے پانتی کلان کے راجہ اور جیواجی کے نسل سے پانتی خرد کے راجہ ہوتے چلے آئے ہین۔ تکاجی کے بعد اون کے بیٹے کرشناجی اور اون کے بعد اون کے بیٹے تکاجی دوم مسند نشین ہوئے۔ انھون نے رکمنگد راؤ کو متبنے کیا۔ جو خاصے صاحب کے لقب سے مشہور اور ۲۴ [illegible] مین اون کے جانشین ہوئے [illegible] مین اون کا انتقال ہوا۔ اون کے بھتیجے راجہ کرشناجی متبنا واسطے ہوئے۔ انھون نے غدر کے موقع پر گورنمنٹ کے نمایان خدمات انجام دیے۔ اون کے بعد

ہز ہائنس راجہ تکاجی راؤ (والی حال) مسند آرا ہوئے۔ رقبہ (۴۰۲۵) مربع میل۔ آبادی (۶۲۳۱۲) محاصل تخمیناً (۶۱۱۸۹۰) روپیہ سالانہ ۱۵ ضرب توپ ہے۔



ہز ہائنس راجہ ملہار راؤ پوار دادا صاحب

آپ پوار راجپوت ہیں۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ سابوجی تھے جنکے بیٹے راجہ کالوجی کے دو بیٹے تھے۔ تکاجی اور جیواجی۔ انھوں نے باجے راؤ پیشوا سے ریاست دیواس بالاشتراک پائی تھی۔ تکاجی کی اولاد سے فرمانروایان پانتی کلاں اور جیواجی کی اولاد سے فرمانروایان پانتی خرد ہوئے۔ ۱۸۴۱ء سے یہ دونوں ریاستیں برٹش حمایت میں داخل ہوئیں۔ اوس زمانہ میں تکاجی راؤ اور آنند راؤ فرمانروا تھے۔ زمانۂ غدر میں دونوں راجاؤں نے سرکار انگلشیہ کو کما حقہ مدد دی۔ دونوں راجہ شہر دیواس میں رہتے ہیں۔ لیکن ہر راجہ کی حکومت اپنے اپنے حدود میں الگ الگ ہے۔ ریاست دیواس پانتی خرد کا رقبہ (۴۴۰) مربع میل آبادی (۵۴۹۰۴) محاصل تقریباً ۱۱۸۹۰۰ روپیہ سالانہ ۱۵ ضرب توپ ہے۔



ہز ہائنس تکاجی راؤ پوار



یہ خاندان جادو بنسی راجپوت اور براہ راست سری کرشن جی کی نسل تک منتج ہوتا ہے۔ یہ خاندان بھی
نسل اودے پور سے قدیم ہے۔ اس خاندان میں سب سے پہلے دیوراج نے جو ۸۳۶ء میں پیدا ہوئے
راول کا لقب اختیار کیا۔ اور شہر دیوراول کی بنیاد ڈالی۔ ان کی اولاد میں راول جیسل نے شہر
جیسلمیر کو آباد کیا۔ اور ۱۱۵۶ء میں ایک مستحکم قلعہ تعمیر کرایا۔ ۱۲۹۴ء میں سلطان علاء الدین کی خونریز جنگ
کے وقت راول مولراج اور ان کے بھائی سپاہی اپنے بیوی بچون کو قتل کرکے مخالفین پر جا پڑے
اور بیشمار آدمیون کو قتل کرکے خود بھی میدان جنگ مین کام آئے۔ بالآخر راول سبل سنگھ کے عہد میں
ریاست کو شاہ جہان کا خراجگذار ہونا پڑا۔ ۱۸۱۸ء مین یہہ ریاست گورنمنٹ کے حمایت مین آئی
فتح سندھ کے بعد ۱۸۴۴ء مین قلعجات شاہ گڑھ و گرسیہ و گھوٹرو جو اس ریاست کے قبضہ سے نکل
گئے تھے گورنمنٹ کے حکم سے واپس دیئے گئے۔ راول گج سنگھ کی وفات پر بیوہ رانی نے رنجیت سنگھ کو
متبنے کیا۔ جنہون نے ۱۸۶۴ء مین انتقال کیا۔ اور راول کی رانیون نے حسب صوابدید سلطنت عظمی راول
شام سنگھ (والی حال) کو متبنے کیا۔ اور خاندانی نام سالباہن سے موسوم کیا۔ آپ ۱۸۸۶ء مین پیدا
اور ۱۲۔ اپریل ۱۸۹۱ء کو مسند نشین ہوئے۔ ہز ہائینس میو کالج مین تعلیم پا رہے ہین اور ریاست کے
دیوان راؤ بہادر [illegible] ہوت جیون مین۔ رقبہ (۱۶۰۶۲) مربع میل۔ آبادی (۷۳۳۷۰) محاصل تقریباً ایک لاکھ
روپیہ۔ سلامی [illegible] توپ ہے۔

کشن گڈھ

ہز ہائینس مہاراجہ دھیراج مہاراجہ مدن سنگھ بہادر

کشن گڈھ خاندان جودھپور کی ایک شاخ ہے۔ ریاست کے بانی مہاراجہ کشن سنگھ فرزند ثانی مہاراجہ اودے سنگھ والی جودھپور تھے جنھوں نے اپنے وطن مالوف سے نکل کر اس علاقہ ملک کو فتح کیا جو فی الحال کشن گڈھ سے مشتمل ہے۔ سنہ ۱۶۱۱ء میں شہنشاہ اکبر نے اس کے متعلق ایک فرمان عطا فرمایا۔ سنہ ۱۸۱۸ء میں مہاراجہ کلیان سنگھ اور گورنمنٹ کے مابین ایک معاہدہ ہوا۔ ازان بعد مکھم سنگھ، پرتھی سنگھ مہاراجہ یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے۔ ان کے بعد مہاراجہ سردول سنگھ جانشین ہوئے۔ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء میں ان کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا ہوا۔ ۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو انتقال ہوا۔ اور ان کے فرزند مہاراجہ مدن سنگھ (والی حال) فرمانروا ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲ نومبر سنہ ۱۸۸۴ء ہے۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو امپیریل کیڈٹ کور میں شرکت کی اجازت لارڈ کرزن نے آپ کو عطا کی۔ اس ریاست میں عقیق کی کانیں ہیں۔ رقبہ (۸۵۸) مربع میل۔ آبادی (ایک لاکھ) حاصل تقریباً (۱۳ لاکھ) سلامی ضرب ۱۵ توپ۔

سروہی

ہز ہائینس مہاراؤ سر کیسری سنگھ بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی

آپ راجپوت چوہان فرقہ دیورہ سے ہیں۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ دیوراج برادر پرتھی راج دہلی کے

[illegible] ریاست [illegible] آپ [illegible] راجپوت [illegible] بیان [illegible] ریاست مین واقع ہے۔ آپ
[illegible] سالانہ [illegible] ۱۸۶۲ء مین برٹش پولیٹیکل ایجنٹ کی
[illegible] پولیٹیکل [illegible] کے بعد فرمانروا اون نے
[illegible] ریاست [illegible] سنہ [illegible] سردار [illegible]
[illegible] ۱۸۶۲ء [illegible] تعلق [illegible]
[illegible] معاف کیا گیا
[illegible] ثابت [illegible]
[illegible] سے ۱۸۹۶ء
انتقال کیا [illegible] سنگھ [illegible]
[illegible] ۱۸۹۰ء [illegible] ۱۸۹۸ء [illegible] مین [illegible] عطا ہوا۔ اور
۱۸۹۸ء [illegible] (۱۹۲۷) مربع میل آبادی (۴۴۵۴۴ [illegible]) محاصل
(لاکھ) [illegible]

پرتاب گڈھ

ہز ہائینس مہاراوت [illegible] سنگھ بہادر

ہز ہائینس کا خاندان سسودیہ راجپوت [illegible] کی ایک چھوٹی شاخ ہے۔ ملک مالوہ مین حکومت چتوڑ کے
قائم ہونے کے زمانہ سے فرمانروایان پرتاب گڈھ ریاست ہلکر کے باجگزار تھے ۱۸۱۸ء مین گورنمنٹ سے

تعلقات پیدا ہوئے۔ اوسوقت مہاراجہ جسونت سنگھ فرمانروا تھے۔ اونہون نے ۱۸۹۳ء مین انتقال کیا اور اون کے بیٹے مہاراجہ رام سنگھ وارث ہوئے۔ ۱۹۰۰ء مین ان کا انتقال ہوگیا۔ اونکے بیٹے اور دوسرے مسند نشین ہوئے۔ انہون نے ۵ مرفروری ۱۹۰۰ء کو انتقال کیا۔ اور مہاراجہ کشن سنگھ (فرمانروائے حال) جو سابق فرمانروا کے پوتے [illegible] ۱۸۹۹ء مین پیدا ہوئے تھے۔ جانشین ہوئے ۱۰ فروری ۱۹۰۰ء کو جانشین ہوئے [illegible] ۱۹۰۰ء [illegible] ریاست کا رقبہ (۱۹۸۲) مربع میل

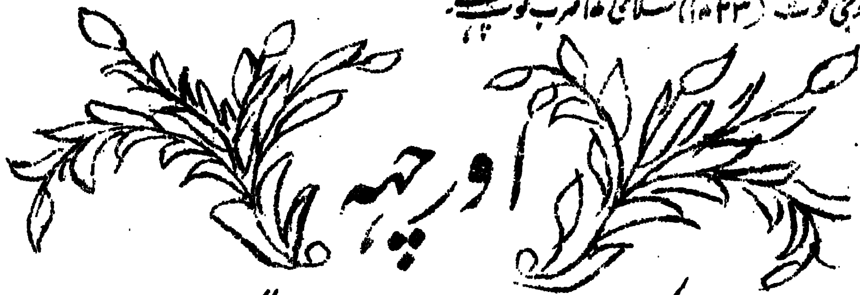
آبادی (۶۲۶۶۶۵) آمدنی تین لاکھ روپیہ سالانہ [illegible]

دھولپور

ہز ہائینس رئیس الدولہ سپہدار الملک مہاراج دھیراج سری سوائی مہاراج رانا رام سنگھ لوکیندر بہادر دلیر جنگ دیو

ہز ہائینس خاندان جاٹ سے تعلق رکھتے ہین۔ آپکے [illegible] بارہوین صدی عیسوی مین [illegible] گوہد کے رئیس [illegible] تھے۔ بعد ازان انھون نے چنبل کے کنارے [illegible] حاصل کیا۔ دھولپور کے اول رئیس رانا لوکیندر سنگھ معروف بہ رانا گوہد تھے جن سے گورنمنٹ انگلشیہ نے تعلقات پیدا کئے۔ رانا کا لقب [illegible] لیکن ۱۷۷۹ء مین گورنمنٹ نے بجائے رانا کے مہاراج [illegible] تسلیم کیا۔ پانی پت مین مرہٹون کی شکست کے بعد رانا لوکیندر سنگھ نے بجائے قلعہ گوالیار پر قبضہ کر لیا۔ اور جنگ مرہٹہ مین [illegible] گورنمنٹ نے لوکیندر سنگھ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس کا مقصد برٹش عملداری پر بیرونی حملون کا سدباب تھا۔ مہاراج رانا نے اس جنگ مین برٹش افواج کی شرکت کی۔ معاہدہ ۱۸۰۵ء کے مطابق لارڈ کارنوالس نے گوہد اور گوالیار مہاراجہ دولت راؤ سیندھیا کو منتقل کردیا۔ اور دھولپور باڑی راجہ کھیڑا

رانا کیرت سنگھ کو عنایت ہوئے۔ اس طرح دریائے چنبل سیندھیا اور دھولپور میں حد فاصل بنا۔ کیرت سنگھ نے ۱۸۳۶ء میں قضا کی۔ اور رانا بھگونت سنگھ جانشین ہوئے۔ انہوں نے غدر میں گورنمنٹ کو بخوبی مدد دی۔ مگر اون کے وزیر دیوان نے ضلع آگرہ کے مواضع میں لوٹ مار کی جسکے باعث گورنمنٹ کے عتاب میں آئے۔ بھگونت سنگھ کو ۱۸۶۲ء میں حق تبنیت اور خطاب جی سی ایس آئی عطا ہوا۔ انہوں نے فروری ۱۸۷۳ء میں قضا کی۔ اور اون کے پوتے نہال سنگھ (جنکے والد ۱۸۶۹ء میں فوت ہوچکے تھے) جانشین ہوئے۔ جب جولائی ۱۹۰۱ء میں ان کا انتقال ہوا تو اون کے فرزند رام سنگھ (والی حال) ۲۰ جولائی ۱۹۰۱ء کو مسند پر بیٹھے۔ مگر بوجہ نابالغی ریاست کا انتظام گورنمنٹ کرتی ہے۔ آپ کی ولادت ۲۰ جون ۱۸۸۳ء ہے۔ رقبہ (۱۱۵۵) مربع میل آبادی (۲۷۰۹۷۳) محاصل (۹۹۳۶۶۳) ہے۔ فوجی قوت (۱۵۳۲) سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔



ہز ہائنس سرامد راجہائے بندیلکھنڈ مہاراجہ مہندر سوائی پرتاب سنگھ بہادر جی سی آئی ای

اس ریاست کے فرمانروا۔ خاندان گڑھوار بندیلہ راجپوتون کے راس الرئیس ہیں۔ والیان دتیا۔ اجے گڈہ چرکھاری۔ اس خاندان کی شاخین ہیں۔ اگلے وقتون مین گڑھوار راجپوت بنارس کے فرمانروا تھے جب اُس ملک پر مسلمانون کا تسلط ہوا تو خاندان کے سرگروہ ہیم کرن عرف پنچم نے مغربی سمت سے نقل حرکت کی اون کے بیٹے بیر سنگھ نے بندیلہ کا لقب اختیار کیا۔ اوس وقت سے یہ ملک بندیلکھنڈ کے نام سے مشہور ہے اونھون نے تیرھوین صدی میں بمقام مئو مہونی دارالریاست قائم کی۔ بعدہ اس خاندان نے سولہوین

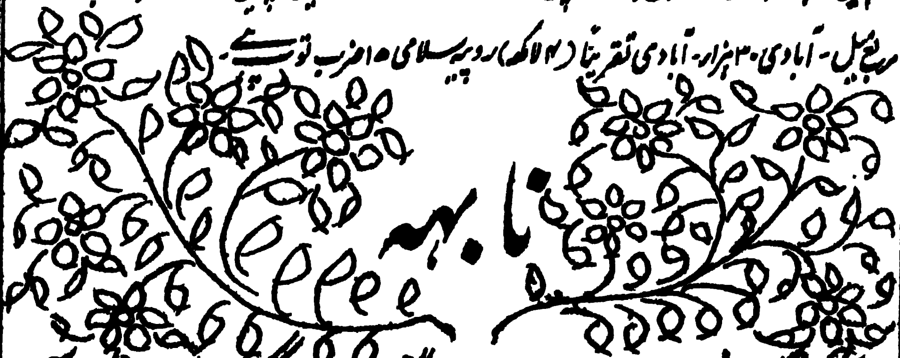
جنوب کیجانب سے علاقہ کو وسعت دی۔ حتے کہ راجہ چمپنا اسنے چودہوین صدی مین گرو ڑتک قبضہ کرلیا
جو جہانسی کے مشرق مین ہے ۱۵۳۲ء مین راجہ رودر پرتاب نے جو اون دونون بندیلون کے سردار
تھے اورچھہ کو آباد کیا۔ اون کے چھوٹے لڑکے اودے جیت کی اولاد سے مشرقی بندیلکھنڈ کے
اکثر فرمانروا پیدا ہوئے۔ مدہکر شاہ بڑے بیٹے ریاست اورچھہ۔ دتیا اور دیگر مغربی ریاستون
کے مورث اعلے تھے۔ اون کے بیٹے راجہ بیر سنگہ دیو نے اکبر اعظم اور جہانگیر کے عہد مین
بہت بڑی ناموری اور شہرت پیدا کی۔ جب بندیلکھنڈ مین گورنمنٹ کی عملداری ہوئی تو اوسوقت راجہ
بکرماجیت مہندر اورچھہ کے فرمانروا تھے ۱۸۱۲ء مین عہدنامہ ہوا۔ اونہون نے ۱۸۳۴ء مین قضا کی
اور راجہ تیج سنگہ جانشین ہوئے۔ اور اون کی وفات کے بعد رانی نے ہمیر سنگہ کو متبنی کیا جو اسی
خاندان مین سے تھے۔ اون کے بعد ۱۵ مارچ ۱۸۷۴ء کو اون کے چھوٹے بھائی سر پرتاپ سنگہ (فرمانروائے
حال) مسندنشین ہوئے۔ ۱۸۵۴ء مین آپ پیدا ہوئے۔ ۱۸۸۲ء مین سوائی کا خطاب حاصل کیا۔ اور
۱۸۸۶ء مین سرآمد راجہاے بندیلکھنڈ کا معزز خطاب یکم جنوری ۱۸۹۴ء کو کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ اور
بعد کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے خطابات عطا ہوئے۔ رقبہ (۲۰۸۰) مربع میل۔ آبادی سوا تین لاکھ محاصل
(نو لاکھ روپیہ) سلامی ۱۷ ضرب توپ جن مین دو ذاتی باقی ۱۵ ریاست کے مقررہ مین۔

سکم

ہز ہائینس مہاراجہ تھوتھب نام گیل

آپ کا تعلق تبت کے اوس خاندان سے ہی جو قدیم الایام مین لہاسا کے نواح سے آکر گنٹوک مین توطن پذیر

ہوا تھا۔ سولھوین صدی کے اواسط مین پنچو نام گیل نے تین تبتی ساہیون کی مدد سے جو بودھون کے
فرقہ دپکا (یعنے سرخ کلاہ والے) کے پروفیسر تھے۔ سکم کے لوگون کو بودھ مذہب کی تبلیغ کی اور خود یہانکے
راجہ بن بیٹھے۔ سترھوین صدی مین نیپال کے گورکھے دو مرتبہ سکم پر حملہ آور ہوئے۔ مگر دوسرے
حملہ مین تبتیون اور چینیون نے ایک بیشمار فوج کی مدد سے گورکھون کو صرف نکال ہی نہین دیا بلکہ
اونہون نے نیپال پر حملہ کیا۔ اور چین کھٹمنڈو کے پھاٹک پر اون سے اپنے مفید مطلب معاہدہ پر
دستخط کرا لیئے۔ جنگ نیپال مین راجہ سکم نے گورمنٹ کو مدد دی۔ جسکے صلہ مین ۱۸۱۶ء مین اختتام جنگ پر
اون کو نیپال کے منضبطہ علاقہ کا ایک بہت بڑا حصہ دیدیا۔ اور برٹش نے اون کی محافظت کی
ذمہ داری کی۔ ۱۸۴۱ء مین راجہ سکم نے دارجلنگ کا پہاڑ گورمنٹ کو دیدیا۔ جسکے معاوضہ مین گورمنٹ
ابتداءً تین ہزار روپیہ سالانہ دیتی رہی۔ لیکن ۱۸۴۶ء سے اس کی تعداد ۶ ہزار روپیہ ہوگئی ہے۔ بعض
ناگوار وجوہ سے یہ معاوضہ بند ہوگیا تھا۔ مگر ۱۸۶۲ء مین پھر جاری کردیا گیا۔ اور ۱۸۷۱ء مین اوسکی
تعداد بارہ ہزار روپیہ کردی گئی۔ ۱۸۷۴ء مین راجہ سکیونگ تھوتھب کی وفات پر مہاراجہ تھوتھب
نام گیل (مہاراجہ حال) مسند نشین ہوئے۔ آپکی ولادت ۱۸۶۰ء اور مسند نشینی اپریل ۱۸۷۴ء ہے رقبہ (۲۸۱۸)
مربع میل۔ آبادی ۳۰ ہزار۔ آمدنی تقریباً (۲ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔



ہزہائینس راجہ راجگان فرزند ارجمند عقیدت پیوند دولت انگلشیہ راجہ ہیرا سنگہ مہندر بہادر جی سی ایس آئی

ہزہائینس مدہو جاٹ کے خاندان سے ہین۔ جو اپنے بانی پھول کے نام سے پھولکیان مشہور ہے۔ والیان پٹیالہ

وجہند اسی خاندان سے ہین۔ سردار ہمیر سنگہ نے اس کی بنیاد ڈالی تھی جو اٹھارہوین صدی کے اواخر مین
اپنے بھائی بندون کے ساتھہ سرہند پر قابض تھے۔ اس کے صلہ مین ان کو پرگنہ املوہ ملا۔ مگر انھون نے متروکہ
جدی جائداد مین بھی بہت سے گانون اضافہ کئے۔ اور کچھہ عرصہ تک خودمختاری کے ساتھہ بسر کی۔ سنہ ۱۸۰۹ع
مین یہہ ریاست گورنمنٹ کے حمایت مین آئی۔ اوس زمانہ مین نابہہ کا محاصل ڈیڑھ لاکھہ سالانہ تھا۔ جنگ گورکھا
مین والی نابہہ نے اکٹرلونی کو رسد پہونچائی اور سنہ ۱۸۳۸ع کی مہم کابل کے اخراجات مین ۶ لاکھہ روپیہ دیئے
سنہ ۱۸۴۰ع مین جسونت سنگہ کے بیٹے دیویندر سنگہ مسندنشین ہوئے۔ مگر زمانے نے اون کے ساتھہ موافقت نہ کی
اور اون کے بجائے اون کے بیٹے بھرپور سنگہ (جو اوسوقت نابالغ تھے) مسندنشین ہوئے۔ غدر مین انہون نے
گورنمنٹ کی سپاہ ورسد سے قابل قدر مدد دی۔ جسکے صلہ مین گورنمنٹ نے جہجر کے ضلع مین ایک وسیع علاقہ مرحمت کیا
جس کی آمدنی ایک لاکھہ روپیہ سے زیادہ تھی۔ سنہ ۱۸۶۳ع مین اون کی وفات پر اون کے بھائی بھگوان سنگہ
سریرآرا ہوئے۔ سنہ ۱۸۷۱ع مین اون کا انتقال ہوا۔ اور بوجہہ لاولدی راجہ سرہیرا سنگہ (راجہ صاحب حال)
جو ایک حسبی رشتہ دار ہین۔ ۱۰ اگست سنہ ۱۸۷۱ع کو مسندنشین ہوئے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۸۴۳ع ہے۔ آپ نے
جنگ افغانستان مین اپنی فوج سرحد پر بھیجی۔ اور امپریل سروس کے لئے ایک سو پچاس سوار اور چھہ سو پیدل کی
فوج تیار کی۔ سنہ ۱۸۷۹ع مین آپ کو رئیس ولاور اعظم طبقہ اعلاے ستارۂ ہند کا خطاب عطا ہوا۔ اور سلامی مین
بھی اضافہ ہوا۔ رقبہ (۹۲۸) مربع میل۔ آبادی (۲۹۷۹۴۹) محاصل تیرہ لاکھہ پچاس ہزار روپیہ فوجی قوت
بشمول پولیس (۱۵۱۲) سلامی پندرہ ضرب توپ ہے۔ آپکے صاحبزادے اور ولیعہد کا نام ٹکہ ریپودمن سنگہ
بہادر ہے جو مارچ سنہ ۱۸۸۳ع کو پیدا ہوئے ہین

بنارس

ہز ہائنس مہاراجہ سر پربھو نراین سنگہ بہادر جی سی آئی ای۔ کاشی نریش و بچھراج

مہاراجہ صاحب بہو ئنہار برہمن ہین - اس خاندان کے بانی راجہ منسارام شجاع الدولہ نواب وزیر اودہ
کے زمانہ مین بنارس کے ناظم تھے ۱۷۳۱ء مین اون کا انتقال ہوا - اور اون کے بیٹے بلونت سنگہ
جانشین ہوئے - انھون نے بہت بڑا علاقہ فتح کیا - جنگ بکسر کے بعد لارڈ کلایو نے قائم رکھا - راجہ
صاحب نے انگریزون کو فوجی مدد دی تھی - بلونت سنگہ کو شہنشاہ دہلی نے بھی ایک فرمان عطا کیا تھا -
۱۷۷۰ء مین بلونت سنگہ کی وفات پر اون کے فرزند چیت سنگہ فرمانروا ہوئے - مگر انھون نے ایسٹ انڈیا
کمپنی کی حکومت سے انحراف کیا - اس وجہ سے وارن ہسٹنگز گورنر جنرل نے راجہ بلونت سنگہ کے نواسے راجہ
مہیب نراین کو برسر حکومت کر دیا - لیکن صوبہ کا انتظام فوجداری اور شہر بنارس کا انتظام دیوانی فوجداری
اور اختیار ضرب سکہ اون سے لے لیا گیا - ۱۷۹۴ء مین اونھون نے اپنے علاقہ کا بیشتر حصہ برٹش گورنمنٹ
کو اس شرط حوالہ کر دیا کہ وہ توفیر اون کو دیا کرے - مفوضہ علاقہ مین اضلاع بنارس مرزاپور - غازی پور
بلیا اور جونپور شامل ہین - باقی ماندہ علاقہ راجہ صاحب کے انتظام مین خاندانی علاقہ کے نام سے موسوم رہا اور
اب بھی مہاراجہ بنارس کے قبضہ مین ہے - راجہ مہیپ نراین سنگہ نے ۱۷۹۵ء مین قضا کی - اور اون کے بیٹے راجہ
اودت نراین سنگہ جانشین ہوئے - ان کا انتقال ۱۸۳۵ء مین ہوا - اونکے بھتیجے و متبنٰی فرزند راجہ ایشری پرشاد
نراین سنگہ بہادر مسند نشین ہوئے - راجہ نراین سنگہ کو غدر کی خیر خواہانہ خدمات کے صلہ مین مہاراجہ بہادر
کا خطاب - اور سلامی مین دو توپ کا اضافہ کیا گیا - یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو جی - سی - ایس - آئی کا خطاب عطا ہوا
انھون نے ۱۸۸۹ء مین وفات پائی - اون کے بھتیجے اور متبنٰی سر پربھو نراین سنگہ (والی حال) ریاست پر
بیٹھے - ہز ہائینس کا لقب اور مہاراجہ بہادر کا خطاب بھی گورنمنٹ سے عطا ہوا - آپ ۲۶ نومبر ۱۸۵۵ء کو تولد ہوئے اور
۱۳ جون ۱۸۸۹ء کو مسند نشین ہوئے - غدر کے موقع پر نمایان خدمات آپ سے سرزد ہوئے اوس کے
صلہ مین گورنمنٹ نے آپ کو جی - سی - آئی - ای کا خطاب مرحمت کیا - رقبہ (۹۰۵) مربع میل - آبادی (۵ لاکھ
آمدنی تقریباً (۵ لاکھ) روپیہ فوجی قوت (۱۵۰) سوار (۵۰۰) پیادہ (۵۰) توپچی سلامی تیرہ ضرب توپ ہے

آپ کے صاحبزادہ اور ولیعہد کنور راجندر نراین سنگہ (جو ۲۶ نومبر ۱۸۸۵ع مین پیدا ہوئے)
الہ آباد یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس مین کامیاب ایک ہونہار نوجوان ہین۔

کوچ بہار

لفٹنٹ کرنل ہزہائنس مہاراجہ نرپندر نراین بھوپ بہادر جی سی آئی ای سی بی

آپ مہاراجہ نرندر نراین بھوپ بہادر کے فرزند ہین۔ جن کے انتقال کے بعد آپ اگسٹ ۱۸۶۳ع مین وارث ریاست ہوئے۔ آپکی ولادت ۴ اکتوبر ۱۸۶۲ع اور مسند نشینی ۸ نومبر ۱۸۸۳ع ہے۔ راجگان کوچ بہار غالباً فرقۂ کوچ سے تعلق رکھتے ہین۔ جو تبتی یا ڈراوڑی نسل کے ہین۔ تین صدی سے زیادہ زمانہ گذرا کہ بشو سنگہ اور سسو سنگہ دو بھائیون نے اپنی فتوحات کے ذریعہ سے ہندوستان کے شمالی مشرقی حصہ مین ایک حکومت قایم کی۔ بشو سنگہ راجگان و وزرائے کوچ بہار کے خاص مورث ہین۔ اور اونکی اولاد اوس زمانہ سے ابتک علے الاتصال حکومت کرتی چلی آتی ہے۔ ۱۸۷۳ع مین راجہ کوچ بہار نے بھوٹانیون کی دست درازی سے تنگ آکر ایسٹ انڈیا کمپنی سے اعانت چاہی۔ چنانچہ ۱۸۷۳ع مین ایک معاہدہ ہوا جس مین راجہ نے گورنمنٹ کی اطاعت قبول کی۔ اور کوچ بہار کو بنگال مین ملحق کرنے اور اوس کا نصف محاصل ہمیشہ کے لئے گورنمنٹ کو دینے کی اجازت دی۔ اس کے معاوضہ مین گورنمنٹ نے ملک کی حفاظت کے لئے فوج وسپاہ سے مدد دینے کا اقرار کیا۔ مگر اوس کے مصارف راجہ صاحب کو برداشت کرنا پڑا۔ اپنے والد کے انتقال کیوقت ہزہائنس صرف دو برس کے تھے۔ سنہ ۱۸۸۰ع مین مہاراجہ بہادر کا خطاب عطا ہوا ۱۸۸۳ع مین یہ سوال پیدا ہوا کہ کوچ بہار۔ ریاست یا علاقہ باجگزار سمجھا جائے جسکا فیصلہ

ہوا کہ ریاست سمجھی جائے۔ موجودہ مہاراجہ کے نابالغی میں کمشنر کوچ بہار در اج شاہی منتظم ریاست تھے ہز ہائینس نے ابتدا ؤ وارڈ انسٹیٹیوٹ بنارس میں۔ پھر مسٹر ایچ جے بیلر سے تعلیم پائی۔ اور کلکتہ میں قانون کی تحصیل کی ۱۸۷۸ء میں کلکتہ کے مشہور ریفارمر بابو کیشب چندر سین کی دختر سے شادی کی۔ اسکے بعد تکمیل تعلیم کے لئے ولایت کو گئے۔ جون ۱۸۸۴ء میں گورنر جنرل بہادر نے مہاراجہ بہادر ہز ہائینس اور ہو بہادر کے خاندانی خطاب والقاب کو موروثی قرار دیا۔ ۱۸۸۷ء کی جوبلی میں آپ معہ مہارانی اور فرزندوں کے ولایت تشریف لے گئے۔ جہاں ہز مجسٹی اور خاندان شاہی نے بڑے تپاک سے ملاقات کی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا اعزاز بھی عطا کیا گیا۔ اور مہارانی کو کرون آف انڈیا کا تمغہ مرحمت کیا مہاراجہ صاحب بنگال رسالہ کی چھٹی رجمنٹ کے آنریری لفٹنٹ کرنل اور ہز امپیریل مجسٹی شاہ انگلستان کے ایڈیکانگ بنگال فری میشن لاج کے ڈسٹرکٹ ماسٹر ہیں۔ کمپانین آف دی باتھ (جو ہندوستان و ولایت میں صرف معدودے چند کو ملتا ہے) کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ ۱۸۸۸ء میں آپ نے اپنی ریاست میں برہمو سماج کی بنیاد ڈالی۔ اور وکٹوریہ کالج قایم کیا۔ شہنشاہ اڈورڈ ہفتم کی جشن تاجپوشی میں ولایت گئے جہان آپ کا بہت بڑا احترام ہوا۔ رقبہ (۱۳۰۷) مربع میل۔ آبادی (۶ لاکھ) محاصل (دس لاکھ) روپیہ سلامی تیرہ ضرب توپ مقرر ہے۔ یہ ریاست (۶۷۷۰۰) روپیہ پندرہ آنہ مالگزاری ادا کرتی ہے۔ جو ۱۷۸۰ء میں ہمیشہ کے لئے مقرر ہوئی تھی۔



ہز ہائینس راجپوت خاندان سے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کا خاندان تاریخی زمانہ سے پہلے چندر

حکمران تھا۔ چندرا کی اٹھائیسوین پشت مین راجہ ہبراج تھے۔ جنھون نے ٹپرہ کا سمبت جاری کیا۔ جو
راج مالا یعنے راجگان ٹپرہ کی تواریخ ٹپرہ کی تواریخ مین استعمال ہوتا ہے۔ اس تاریخ کا پہلا حصہ دہرما مانکیا
کے عہد مین تالیف ہوا۔ جو سنہ ۱۴۰۷ء مین گدی نشین ہوئے۔ اور چندرا کی اکسو اڑتالیسوین پشت مین بیان
کئے جاتے ہین۔ ابتداءً عرصۂ دراز تک ایک بہت بڑا اور وسیع رقبہ اس خاندان کے ماتحت رہا ہے
اور سولھوین صدی مین اس کی وسعت مغرب مین دریائے ہگلی سے مشرق مین برہما اور شمال مین کامروپ
تک تھی۔ سنہ ۱۵۱۲ء مین راجہ نے چاٹگانون کو فتح کیا۔ اور اون کے جانشینون نے اپنی آزادی اور خودمختاری
قایم رکھی۔ سنہ ۱۶۲۰ء مین جہانگیر کے عہد مین نواب فتح جنگ نے ٹپرہ پر حملہ کیا۔ اور راجہ جسو کو گرفتار کر کے
دہلی لے گئے۔ اسکے تھوڑے ہی دنون کے بعد افواج مغلیہ ایک عالمگیر وبا کی وجہ سے راجہ کلیان مانکیا
کے زمانہ مین جو راجہ جسو کے جانشین تھے۔ ملک چھوڑ دینے پر مجبور ہوئی۔ اگرچہ مسلمانون نے آخر مین اس
ریاست کے نشیبی علاقون پر جو اب برٹش ٹپرہ واقع بنگال کے نام سے موسوم ہے قبضہ کر لیا۔ مگر پہاڑی ملک
راجاؤن ہی کے تصرف مین رہا۔ سنہ ۱۷۶۵ء مین گورنمنٹ نے بنگالہ کی دیوانی حاصل کی۔ اور معمولی نذر جانشینی ادا
کرنے پر ان راجاؤن کو نسلاً بعد نسلٍ یہ اختیارات دیتی رہی۔ سنہ ۱۸۵۷ء مین چٹاگانون کے باغی گریزان فوج نے
اس ریاست کے دارالصدر اگرتلا پر قبضہ کر لیا۔ مگر راجہ ایشان چندرا مانکیا نے گورنمنٹ کو ممکن امداد دی
سنہ ۱۸۶۲ء مین راجہ ایشان چندرا کے اپنے بھائی راجہ بیر چندرا مانکیا کے جانشین ہوئے۔ وہ اپنے بھائی کے حیات
ہی مین جبراج کے لقب سے ملقب تھے۔ خاندانی قانون وراثت یہ ہے کہ راجہ اپنے خاندان مین جس شخص کو
چاہے نامزد کر سکتا ہے۔ ولیعہد کا لقب جبراج ہوتا ہے۔ اور جبراج کا قائم مقام بڑا ٹھاکر ہوگا۔ اگرچہ راجہ کا اصلی وارث
بھی ہو لیکن وہی حکومت پاتا ہے۔ اگر کوئی شخص نامزد نہین ہوتا تو بڑا بیٹا وارث ریاست ہوتا ہے
راجہ ایشان چندرا کی وفات پر سنہ ۱۸۶۲ء مین واقع ہوئی۔ جانشینی کی بابت تنازع ہوا۔ مگر بالآخر سنہ ۱۸۷۰ء مین
سانحۂ مرحوم کے بھائی راجہ بیر چندر مانک کے حق مین تصفیہ ہوا۔ سنہ ۱۸۷۱ء مین ایک پولیٹیکل ایجنٹ ہز ہائنس کی دار اگرتلا

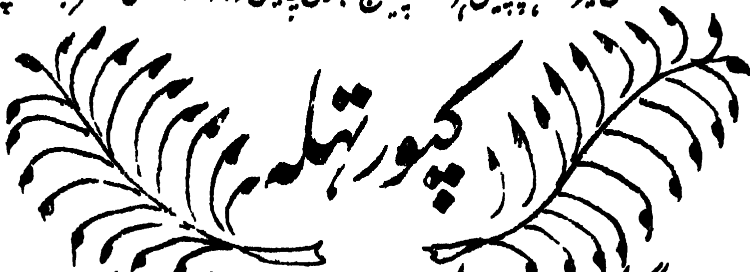
انگرنڈ مین رہنے کے لئے مقرر ہوا۔ ۱۸۹۶ء مین راجہ بیر چندر امانک کا انتقال ہوگیا۔ اور راجہ
رادہا کشور دیب (راجہ صاحب حال) مسند نشین ہوئے۔ آپ ۱۸۵۷ء مین پیدا اور ۲ر فروری ۱۸۹۷ء کو
مسند نشین ہوئے۔ پٹرہ کے ساتھ گورنمنٹ کا کوئی معاہدہ معین ہے۔ اور نہ وہ کوئی خراج دیتا ہے صرف
جانشینی کے وقت نذرانہ دینا پڑتا ہے۔ رقبہ (۴۰۸۶) مربع میل۔ آبادی دو لاکھ۔ آمدنی دس لاکھ روپیہ
سلامی ۱۳ ضرب توپ مقرر ہے



ہز ہائینس راجہ راجگان فرزند دلبند راسخ الاعتقاد دولت انگلشیہ راجہ رنبیر سنگہ بہادر

ہز ہائینس بھی اسی خاندان سے ہین۔ جس مین مہاراجگان پٹیالہ نابہہ ہین۔ مگر آپ کا تعلق شاخ کلان سے ہے
اس خاندان کے بانی راجہ گجپت سنگہ تھے۔ جنکے نواسے مہاراجہ رنجیت سنگہ والی لاہور تھے۔ ۱۷۷۲ء مین
شاہ عالم کے دربار سے اون کو راجہ کا خطاب مرحمت ہوا تھا۔ اون کے مرنے پر اون کے بیٹے راجہ بہاگ سنگہ
مسند نشین ہوئے۔ جنکو لارڈ لیک نے بصلہ خیر خواہی ریاست کو بنا پر بحال رکھا۔ اور دیگر عطایا سے بھی سرفراز
کیا۔ ۱۸۱۹ء مین بہاگ سنگہ نے اور ۱۸۲۲ء مین اونکے جانشین فتح سنگہ نے قضا کی۔ اون کے قایم مقام
راجہ سنگت سنگہ ہوئے۔ مگر وہ بھی ۱۸۳۴ء مین لاولد فوت ہوگئے۔ ان کے بجائے راجہ بہاگ سنگہ کے بہائی
بہوپ سنگہ کے پوتے سروپ سنگہ مسند نشین ہوئے۔ لیکن اس انتظام مین صرف دو لاکھ ۳۶ ہزار کے محاصل کا
ملک راجہ گجپت سنگہ کی میراث قرار پایا۔ اور رئیس کو ملا۔ اور ایک لاکھ ۸۲ ہزار سالانہ کا ملک گورنمنٹ نے
لے لیا۔ سکہون کی اول جنگ مین راجہ سروپ سنگہ نے گورنمنٹ کی مدد کی۔ جس کے صلہ مین گورنمنٹ نے تین پ

سالانہ کی جاگیر عطا کی اور ایک ہزار روپیہ سالانہ کی ایک رقم واجب یافتنی معاف کر دی بسنہ ۱۸۴۷ء
مین ایک سند کے ذریعہ گورنمنٹ نے وعدہ کیا کہ خراج یا نذرانہ یا فوجی اخراجات کے نام سے کوئی
رقم کبھی نلیجائے گی - اور راجہ صاحب نے ہنگام جنگ جان و مال سے مدد کرنے کا اقرار کیا - غدر کے
موقع پر انھون نے اعلی درجہ کے خدمات گورنمنٹ کے انجام دئے - کمانڈر انچیف نے ایک توپ مرحمت
کی - گورنمنٹ نے اس حسن خدمت کے صلہ مین داوری کا علاقہ عطا کیا - گیارہ ضرب سلامی مقرر ہوئی سند
تبنیت ملی - بعد حسینکہ رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلاسئے ستارۂ ہند مرحمت ہوا - انھون نے ۱۸۶۴ء مین انتقال
کیا - اون کے بیٹے راجہ رگھبیر سنگھ مسندنشین ہوئے - انہون نے جنگ افغانستان مین سات سو سپاہی
گورنمنٹ کی مدد کو بھیجے ۱۸۷۸ء مین انہون نے قضا کی - چونکہ اون کے بیٹے بلبیر سنگھ اون کے حین حیات
قضا کر گئے تھے - اسلئے اون کے پوتے راجہ رنبیر سنگھ (راجۂ حال) ۱۸۸۷ء مین جانشین ہوئے
آپ کی ولادت ۱۸۷۹ء ہے - آپ کی نابالغی کی وجہہ چندے ریاست کا انتظام کونسل کے نگرانی مین
رہا - ۱۰ نومبر ۱۸۹۹ء کو آپ کے بلوغ پر اختیارات کامل عطا ہوئے - رقبہ (۱۲۷۸) مربع میل - آبادی
(۱۵۰۲۰۲۸۲) محاصل تیرہ لاکھ پچیس ہزار روپیہ فوج لشمول پولیس (۱۷۲۶) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے

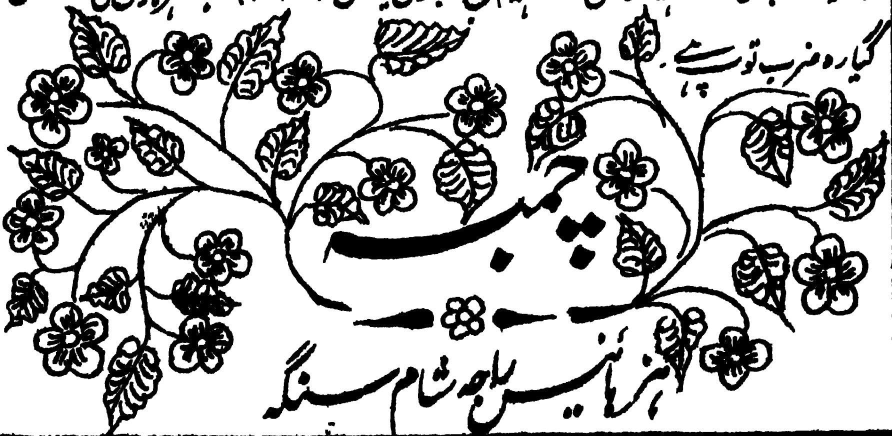


ہزہائینس راجہ جگان فرزند دلبند راسخ الاعتقاد دولت انگلیشیہ مہاراجہ سر جگت جیت سنگھ صاحب بہادر کے سی ایس آئی

کپورتھلہ کی بنیاد نواب جسا سنگھ نے ڈالی تھی جن کی ساتوین پشت مین مہاراجہ صاحب حال ہین - نواب
جسا سنگھ موضع اہلووال ضلع لاہور کے اصلی باشندے تھے - اسیوجہہ سے اس خاندان کا نام اہلووالیہ مشہور

ہوا۔ آپ کا سلسلۂ نسب راجگان چندر بنسی بھٹی راجپوت والیان جیسلمیر سے ملتا ہے۔ زوال سلطنت
مغلیہ کے وقت جب سکھون نے ملک گیری شروع کی تو انھون نے دریائے راوی سے جمنا تک بہت سا
حصہ ملک فتح کر کے دوآبۂ جالندھر مین قصبہ کپور تھلہ کو اپنا مستقر حکومت بنایا۔ ان کے بعد سردار
بھاگ سنگھ ۱۷۸۴ء سے ۱۸۰۱ء تک ان کے بعد مہاراجہ فتح سنگھ ۳۶ سال تک فرمانروا رہے
۱۸۰۶ء مین گورنمنٹ نے جو پہلا عہدنامہ سکھون سے کیا تھا۔ وہ لارڈ لیک اور سردار رنجیت سنگھ
و فتح سنگھ اہلو والیہ کے مابین ہوا تھا۔ ۱۸۳۷ء مین راجہ نہال سنگھ مسند آرا ہوئے۔ جنگ ملتان کے
امداد کے صلہ مین گورنمنٹ نے ۵ ہر دسمبر ۱۸۴۹ء کو خطاب راجہ بہادر کی سند عطا کی۔ اون کے بیٹے
رندھیر سنگھ (جو ۱۸۳۱ء مین پیدا ہوئے تھے) نے غدر کے موقع پر بسر کردگی اپنی فوج کے ملک
پنجاب سے اودھ تک گورنمنٹ کے خدمات انجام دین۔ اسکے صلہ مین ان کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب
اور وسیع ایک علاقہ بوندھی۔ بھٹولی بطور استمراری جاگیر و علاقہ جات اکونہ و درگا پور بطور زمینداری
دوام مرحمت ہوئے تھے۔ ۱۸۷۰ء مین وہ ملکہ معظمہ کی ملاقات کے لئے لندن روانہ ہوئے۔ لیکن اثنائے
راہ مین بمقام عدن انتقال کیا۔ اون کی یادگار مین بمقام ناسک ایک مسادہ اور کپور تھلہ مین ایک مدرسہ
کالج اور ہسپتال تعمیر و قایم کئے گئے۔ اون کے بعد اونکے فرزند اکبر مہاراجہ کھڑک سنگھ ۱۸۷۰ء مین
مسند نشین اور ۱۸۷۷ء مین انتقال کئے۔ اون کے بعد ہز ہائینس سر جگت جیت سنگھ بہادر (والی حال) جا
نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲۴ نومبر ۱۸۷۲ء اور مسند نشینی ۱۸۹۰ء ہے۔ آپ نے مختلف السنہ و علوم مین تعلیم پائی ہے
چنانچہ آپ علاوہ فارسی و اردو کے زبان انگریزی و فرانسیسی مین بھی بے تکلفی سے گفتگو کرتے ہین
۱۸۹۴ء مین آپ نے قاہرہ۔ اٹلی۔ لنڈن۔ امریکہ۔ پیرس وغیرہ کی سیاحت کی۔ اس سفر مین بمقام
فلارنس ملکہ معظمہ کی شرف حضوری بھی حاصل ہوئی۔ امپیریل انسٹیٹیوٹ کی رسم افتتاح مین آپ نے شرکت کی
جہازگاہ وسکا کو ملاحظہ فرمائی۔ شاہ اٹلی۔ شاہ بلجیم۔ شہنشاہ آسٹریا سے ملاقاتین کین۔ دوبارہ ۱۸۹۷ء

مین آپ ڈائمنڈ جوبلی کے شرکت کے لئے لنڈن گئے۔ ملکہ معظمہ نے اپنے دست مبارک سے کے سی۔ ایس۔ آئی کا تمغہ آپ کو پہنایا۔ اور ایک طلائی تمغہ جوبلی مرحمت فرمایا۔ روم مین بادشاہ اٹلی نے آپ کو کھانے پر مدعو فرمایا۔ ہز ہائینس سوئٹزرلینڈ برلن ہوتے ہوئے سنٹ پیٹرسبرگ تشریف لیگئے اور شہنشاہ روس سے ملاقات کی پھر ماسکو۔ اڈیسہ۔ قسطنطنیہ۔ ویانا۔ میونک دیکھتے ہوئے واپس آئے تیسری بار سنہ ۱۹۰۲ء مین پھر آپ نے انگلستان کا سفر کیا۔ اور ملکہ معظمہ کی ملازمت حاصل کی۔ علیا حضرت کے ارشاد کے بموجب ان کے مصور خاص نے آپ کی رنگین تصویر دستی تیار کی۔ جو بطور یادگار ڈائمنڈ جوبلی ایوان مین آویزان کی گئی۔ اس سفر مین آپ نے سوئٹزرلینڈ اور شوموکی سیر کی۔ اور پیرس ہوتے ہوئے مراجعت فرما ہوئے۔ سنہ ۱۸۸۰ء کے ہنگامہ کابل مین آپ کی ریاست کی فوج چیدہ افسرون کی ماتحتی مین بھیجی گئی اور کامیاب و نیکنام واپس آئی۔ مہم تیراہ مین بھی آپ نے فوج روانہ کی۔ چنانچہ مہم مذکور مین کیپٹن تھلیمہ کنٹنجنٹ کا ایک دستہ مع ایک صوبہ دار کے غنیم کے نرغہ مین گھر گیا۔ اور کام آیا۔ علیا حضرت نے اس موقع پر بذریعہ تار برقی آپ کے ساتھ اظہار تاسف فرمایا۔ ان جانباز سپاہیون کی یادگار مین بمقام کیپور تھلہ ایک سنگین مینار تعمیر کیا گیا ہے۔ جنگ جنوبی افریقہ کے موقع پر بھی ریاست نے (۵۰) گھوڑے نذر کئے۔ ہز ہائینس کو ۱۸ مئی سنہ ۱۸۹۲ء مین ایک فرزند تولد ہوا۔ کل ریاست پنجاب و ممالک متحدہ آگرہ و اودہ کا رقبہ (۱۳۵۲) مربع میل۔ آبادی (۵ لاکھ) محاصل (۲۰ لاکھ) فوج مشمول پولس (۱۵۴۲) ہے۔ ہز ہائینس کی سلامی گیارہ ضرب توپ ہے۔



والیان چمبہ راجپوت ہین۔ جو ابتداءً اس ملک مین مارواڑ سے آئے تھے۔ ریاست کی بنیاد راجہ اوگر سنگھ نے ڈالی تھی۔ جنہون نے سنہ ۱۸۳۵ء مین وفات پائی۔ سنہ ۱۸۴۶ء مین ملک کا کچھہ حصہ غلطی سے مہاراجہ گلاب سنگھ والی کشمیر کے ہاتھہ مین چلا گیا تھا۔ لیکن ایک سال بعد راجہ سری سنگھ جو حقدار تھے دیا گیا۔ انہون نے سنہ ۱۸۷۰ء مین لاولد انتقال کیا۔ اون کے بھائی گوپال سنگھ مسند نشین ہوئے اسوقت اون کے چھوٹے بھائی سوچیت سنگھ نے ریاست کا دعوی کیا۔ لیکن صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ نے اون کا دعوے باطل گردانا۔ سنہ ۱۸۷۳ء مین راجہ گوپال سنگھ نے کنارہ کشی اختیار کی اور راجہ شام سنگھ (راجہ چمبال) جانشین ہوئے۔ آپ سنہ ۱۸۶۶ء مین پیدا۔ ۷ جولائی سنہ ۱۸۷۴ء کو مسند نشین ہوئے۔ اور ۱۰ نومبر سنہ ۱۸۸۴ء کو کامل اختیارات عطا ہوئے۔ رقبہ (۳۱۲۶) مربع میل۔ آبادی (۱۲۸۰۰۰) محاصل ۴۵۰۰۰۰ روپیہ فوج بشمول پولس (۳۰۶) سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

سرمور ناہن

ہزہائنس مہاراجہ سر سریندر بکرم پرکاش بہادر کے سی ایس آئی

ہزہائنس ایک راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ سلطنت اسلامیہ کے پہلے یہ ریاست خود مختار تھی مگر اوسوقت کا کوئی تفصیلی حال معلوم نہین ہے۔ شاہجہان کے زمانہ سے اس ریاست کا تعلق سلطنت مغلیہ سے ہوا۔ اوسوقت یہان کے رئیس راجہ اور قدوۃ الامثال کے خطاب سے لکھے جاتے تھے سنہ ۱۸۱۵ء مین راجہ کرم پرکاش کے وقت مین گورکھے اس حصہ ملک سے باہر نکالے گئے۔ ۲۱ ستمبر سنہ ۱۸۱۵ء کو گورنمنٹ نے اون کے فرزند اکبر فتح پرکاش کو مسند نشین کیا۔ سنہ ۱۸۵۰ء مین اون کے

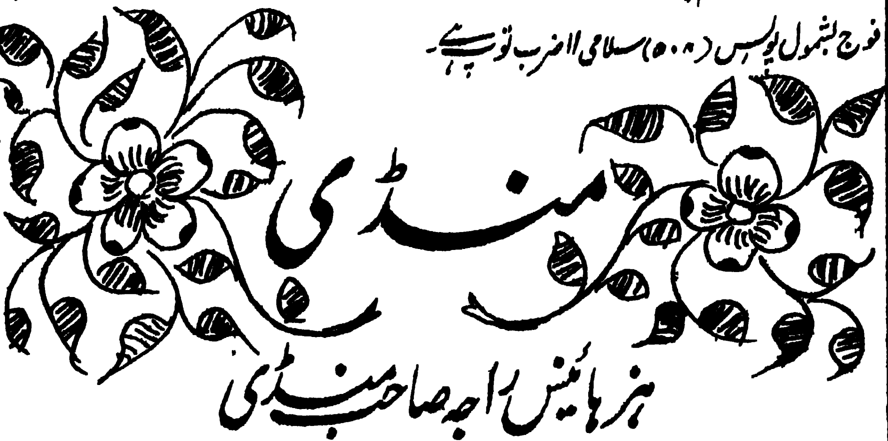
خلف اکبر راجہ شمشیر پرکاش جانشین ہوئے۔ اونہون نے ریاست کو رونق دی۔ اور جنگ افغانستان
مین دو سو پیدل گورنمنٹ کی مدد کو بھیجے۔ جسکے صلہ مین رئیس والا ور اعظم طبقہ اعلاے ستارۂ ہند
عطا ہوا۔ اور ذاتی اعزاز مین اضافہ ہو کر ۱۳ توپ سلامی مقرر ہوئی۔ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو ان کے خلف
اکبر مہاراجہ بکرم پرکاش (مہاراجہ حال) مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۸۸ء ہے آپ کو
انگریزی مین اچھی لیاقت ہے۔ اور ریاست مین رفاہ عام کے کامون کو ترقی دی ہے۔ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء مین
آپ کو خطاب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ عطا ہوا۔ اور آپکے بھائی میجر بکرم سنگھ بہادر کو (جو افواج سرمور کے
کمانڈر انچیف اور بنگال سائپرس مین آنریری کرنل ہین) سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا۔ آپ کی شادی راجہ صاحب
سکیت کی دختر سے ہوئی ہے۔ جنکے بطن سے ٹیکا امر سنگھ تولد ہوئے۔ رقبہ (۱۰۴۷) مربع میل۔ آبادی
(۱۳۶۶۶۸) محاصل (۵۱۳۰۰۰) روپیہ فوج بشمول پولیس (۵۵۷) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔



ہز ہائینس مہاراجہ بلبیر سنگھ بہادر فرزند سعادت نشان حضرت قیصر ہند برار بنس

والیان فریدکوٹ فرقہ برار جاٹ سے تعلق رکھتے ہین۔ ان مین ایک صاحب بیلن نامی نے شہنشاہ اکبر کے
زمانہ مین کمال عروج پایا تھا۔ سولہوین صدی کے وسط مین چودھری کپور فریدکوٹ کے حکمران خاندان کے
بانی ہوئے۔ اون کا مسکن کوٹ کپور تھا۔ ایک صدی بعد اون کے پوتے سردار حمیر سنگھ نے خود مختاری
حاصل کی اور فریدکوٹ کو اپنا دار الحکومت قرار دیا۔ ۱۸۲۶ء مین سردار پہاڑ سنگھ کے زمانہ مین ریاست کو
بہت ترقی ہوئی۔ جب ۱۸۴۶ء مین دربار لاہور سے جنگ چھڑی تو انھون نے گورنمنٹ کو رسد و باربرداری

سے مدد دی - اسکے صلہ مین راجہ کا خطاب اور کچھہ حصہ ملک حاصل کیا - اسی کے ساتھہ کوٹ کپور کی ریاست بھی واپس پائی - ۱۸۴۹ء مین پہاڑ سنگہ کے جانشین اون کے بیٹے وزیر سنگہ ہوئے - انہون نے غدر مین گورنمنٹ کو مدد دی - اسکے صلہ مین سلامی کا اضافہ اور خراج موقوف ہوا - اون کے بعد اون کے فرزند راجہ بکرما سنگہ مسندنشین ہوئے - انہون نے جنگ ثانی افغانستان مین ڈہائی سو سوار و پیدل سے گورنمنٹ کی مدد کی - جسکے صلہ مین فرزند سعادت نشان حضرت قیصرۂ ہند کا خطاب عطا ہوا - اون کے بعد مہاراجہ بلبیر سنگہ (مہاراجہ حال) ۱۶ر دسمبر ۱۸۹۸ء کو تخت پر بیٹھے - آپ کی ولادت ۱۸۶۹ء ہے - آپنے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی ہے - رقبہ (۶۴۳) مربع میل - آبادی (۱۱۵۰۰۰) محاصل (۴۲۵۰۰۰) روپیہ فوج بشمول پولیس (۵۰۰) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے -



ہز ہائینس راجہ صاحب منڈی

ہز ہائنس چندر بنسی منڈیال راجپوت ہین - تیرہوین صدی کے آغاز مین سرداران منڈی موجودہ حکمرانان سکیت کے گھرانے سے الگ ہوئے - اور گیارہ نسلون کے بعد بالاخر دریائے بیاس کے ساحل پر منڈی کے متصل ایک مقام پر اقامت گزین ہوئے - ۱۵۲۷ء مین اجبر سین نے موجودہ ریاست کی بنیاد ڈالی - منڈی کے اول راجہ بھی یہی تھے - ۱۷۹۰ء مین ایسری سین اپنے باپ راجہ شب مان سین کے جانشین ہوئے ان کے عہد حکومت مین یہ ریاست گورکھون اور سکھون وغیرہ کی جولانگاہ رہی - بالاخر معاہدہ لاہور منعقدہ ۱۸۴۶ء کی رو سے یہ ریاست انگریزون کے قبضہ مین آئی - اور ۲۴ر اکتوبر ۱۸۴۶ء کو گورنمنٹ نے راجہ

بلبیر سین - کو مسند حکومت اور اختیارات کامل عطا فرمائے - ریاست کے جانب سے ایک لاکھ سالانہ خراج اور ہنگام جنگ سامان حرب و ضرب اور معافی محصول راہداری کا اقرار کیا گیا - انفصال مقدمات مین صرف یہ شرط کی گئی کہ سزائے موت کا نفاذ منظوری صاحب کمشنر قسمت جالندھر ہوگا - سنہ ۱۸۵۱ء مین راجہ بلبیر سین کے وفات پر اون کے بیٹے راجہ بجے سین تخت پر بیٹھے - اوسوقت ان کی عمر ۴ سالہ تھی - اس زمانہ مین طوائف الملوکی کا عالم تھا مختلف نزاعات وخصومات پیدا ہو گئے تھے - آخر کار سنہ ۱۸۵۳ء مین ایک کونسل مقرر ہوئی جس سے شورش دبی - سنہ ۱۸۶۶ء مین راجہ نے زمام حکومت ہاتھ مین لی - لیکن مصلحتاً گورنمنٹ نے نظم ونسق ریاست مین مدد دینے کے لئے ایک یوروپین عہدہ دار مقرر کیا - جس سے راجہ صاحب کو حکومت سنبھالنے اور کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی - شروع سنہ ۱۸۸۹ء مین پھر ایک انگریزی عہدہ دار (حسب درخواست راجہ صاحب) گورنمنٹ نے مقرر کیا - سنہ ۱۸۷۸ء مین ہز ہائنس نے دریائے بیاس پر منڈی کے قریب ایک جھولے کا پل بنوایا - اور کئے سڑکین تعمیر کین - اب منڈی سے برٹش انڈیا تک تار و ریلوے کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا ہے راجہ بجے سین نے ۱۰ر دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء مین انتقال کیا - رقبہ (۱۱۳۱) مربع میل - آبادی (۱۷۴۰۴۵) محاصل (۱۹۴۲۲۸) روپیہ فوج بشمول پولس (۶۶۷) سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے -

سکیت

ہز ہائنس راجہ دشت نکندن سین

ریاست ہائے منڈی و سکیت موجودہ حکمرانون کی مشترکہ مورث اعلیٰ کی ملکیت تھین - شروع تیرھوین صدی سے راجہ منڈی کے مورث اعلیٰ نے جن کی اولاد اکبر کی نسل مین والیان سکیت مین علیحدگی

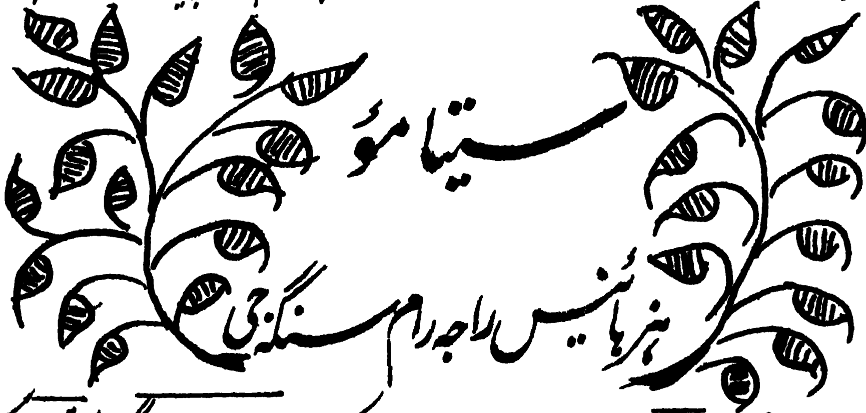
راجاؤن مین منقسم تھا۔ اجے پال نے اپنا خاندانی مسکن چاندپور چھوڑ کر دیول گڈھ کو دارالریاست قرار
دیا۔ مگر مہیت ساہ نے اوسکو سری نگر منتقل کر دیا۔ گڑھوال کی قوت بتدریج ڈیرہ ڈون پیسر اور
ٹہری تک پہونچ گئی۔ اور دیپ چند راجہ کمایون سے اکثر جنگ ہوا کی۔ سنہ ۱۷۹۰ء مین گورکھون نے
کمایون پر حملہ کر کے المورڑہ پر قبضہ کر لیا۔ اور راجہ پردمن ساہ والی گڑھوال پر اون کی قوت کا
ایسا زبردست اثر پڑا کہ وہ نیپال کو ۲۵ ہزار روپیہ سالانہ خراج دینے پر مجبور ہوئے۔ سنہ ۱۸۰۴ء مین
نیپالیون نے گڑھوال تک اپنی فتوحات بڑھالین۔ اور پردمن ساہ کو نکال دیا۔ پردمن ساہ نے ۱۲ ہزار
آدمیون کی جمعیت سے ایک مرتبہ پھر اپنی سلطنت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس مین اوکو ناکامی
ہوئی۔ اور کھور بڑہ کی جنگ مین معہ اپنے ہمراہیون کے ہلاک ہوئے۔ اون کے بیٹے سودرشن ساہ نے
گورکھون سے بچکر گورنمنٹ کے شریک ہوئے جب گورنمنٹ نے گورکھون کو شکست دی اور کمایون کا
الحاق ہوا سنہ ۱۸۱۶ء مین مغربی گڑھوال راجہ سودرشن ساہ کو دیدیا گیا۔ اونہون نے ٹہری کو اپنا مستقر بنایا اور
سنہ ۱۸۵۹ء مین انتقال کیا۔ اون کو کوئی اولاد نہ تھی اس لئے ان کا ملک گورنمنٹ کے قبضہ مین آیا۔ لیکن
گورنمنٹ نے راجہ سودرشن ساہ کی وفادارانہ خدمات غدر کے صلہ مین علاقہ مذکور بھوانی ساہ کو دیدیا۔ اور
سند تبنیت بھی عطا کی۔ سنہ ۱۸۷۱ء مین اونہون نے قضا کی۔ اون کے بیٹے پرتاب ساہ وارث ہوئے
اون کے بعد راجہ کرتی ساہ (راجہ حال) ۶ فروری سنہ ۱۸۸۶ء مین جانشین ہوئے۔ آپ کی ولادت
۱۹ جنوری سنہ ۱۸۷۴ء ہے۔ آپ کے نابالغی کے زمانہ مین کونسل آف ریجنسی بصدارت رانی جگریا قایم
کی گئی۔ ۱۶ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء کو کامل اختیارات عطا ہوئے۔ ۱۳ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء کو سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب
ملا۔ سنہ ۱۹۱۰ء مین آپ نے یورپ کا سفر کیا۔ رقبہ (۴۱۸۰) مربع میل آبادی (۲۵۰۰۰۰) آمدنی (۱۵۰۰۰۰)
روپیہ سالامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔ گورنمنٹ کو کوئی خراج نہین دیا جاتا۔ مگر بہنگام ضرورت امداد کا اقرار ہے

جہالاوار

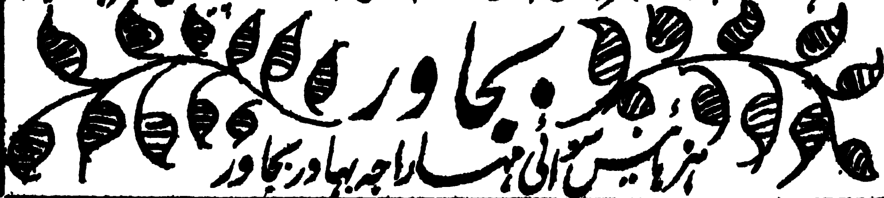
ہزہائینس راج رانا بہوانی سنگه

جہالاوار کا فرمانروا خاندان راجپوت فرقہ جہالا سے تعلق رکہتا ہے۔ آپکے مورث اعلی مقام ہلواڈ واقع جہالاوار (کاٹہیاوار) کے حکمران تہے۔ سرغنہ خاندان کے ایک چہوٹے فرزند بہاو سنگه اپنے وطن سے کوٹہ آئے۔ جہان اون کے بیٹے مادہو سنگه نے ترقی کرکے عہدہ فوجداری حاصل کیا۔ مادہو سنگه کے فرزند مدن سنگه اور اون کے جانشین مشہور ظالم سنگه ہوئے۔ اس زمانہ میں اون کی عمر ۱۰ سال کی تہی۔ کچہہ دنون مہاراو کوٹہ اور ظالم سنگه کے مابین کشیدگی پیدا ہوئی۔ ظالم سنگه کوٹہ سے اودیپور چلے آئے جسوقت مہاراو بستر مرگ پر تہے۔ تو اونہون نے ظالم سنگه کو بلایا اور اپنے بیٹے امید سنگه اور ریاست کوٹہ کے انتظام کو اون کے تفویض کیا۔ چنانچہ ظالم سنگه نے ۴۴ سال تک ریاست کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے کیا۔ اون کی وفات پر اون کے بیٹے مادہو سنگه وزیر ہوئے۔ مگر آیندہ یہ انتظام قایم نرہا سنہ ۱۸۳۹ء مین کوٹہ سے جہالاوار کا ملک علیحدہ کرکے ظالم سنگه کے اولاد کے لئے ایک جداگانہ ریاست قرار دی گئی۔ اور رانا مدن سنگه (جو ظالم سنگه کے پوتے تہے) اوسکے اول فرمانروا ہوئے اون کے بعد رانا پرتہی سنگه تخت پر بیٹہے۔ اہنون نے غدر مین نمایان خدمات انجام دین۔ اون کے بعد سنہ ۱۸۷۵ء مین اون کے متبنی بخت سنگه مسند نشین ہوئے۔ اور اپنا نام ظالم سنگه رکہا۔ مگر اہنون نے ریاست کا انتظام گورنمنٹ کے حسب منشا نہ کیا۔ اسلئے ۲ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو معزول ہوئے۔ اب اون کا قیام بنارس مین ہے۔ اس کے بعد گورنمنٹ نے حکم دیا کہ جہالاوار کی ریاست قایم کرنے کے لئے جو کوٹہ نے علاقہ دیا تہا

وہ کوٹہ کو سپرد کیا جائے۔ اور باقی اضلاع سے ایک جدید ریاست قایم کیجائے۔ جس سے اول راج رانا ظالم سنگھ کے خاندان کی پرورش ہو۔ چنانچہ ۱۰ نومبر ۱۸۹۷ء کو اسی خاندان کے ٹھاکر چھتر سال کے فرزند کنور بھوانی سنگھ (راجہ حال) جدید ریاست جہالاوار کے فرمانروا مقرر کئے گئے۔ اور ۲ فروری ۱۸۹۹ء کو آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل بہادر نے آپ کو تخت نشین کیا۔ اور اختیارات کامل بھی عطا ہوئے۔ آپکی ولادت ۴ ستمبر ۱۸۷۴ء ہے آپ نے اپنی ریاست کا انتظام اعلےٰ پیمانہ پر کیا ہے۔ کتب بینی کا آپ کو بہت شوق ہے۔ رقبہ (۸۱۰) مربع میل۔ آبادی (۹۰۱۷۵) محاصل تقریباً (۱۶ لاکھ) روپیہ سلامی الضرب توپ مقرر ہے



آپ اوس مشہور راٹھور راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو راجہ رام سنگھ والی رتلام کے چھوٹے بیٹے کشور داس کے نسل سے ہے۔ سنہ ۱۶۳۱ء میں راجہ رتن سنگھ رکن اعظم خاندان جودھپور نے شاہجہان سے راجہ کا لقب اور ریاست رتلام حاصل کی جس میں اس زمانہ میں سیلانہ اور سیتامؤ بھی شامل تھے۔ راجہ رام سنگھ والی رتلام کی وفات پر اون کے چھوٹے بیٹے کشور داس سیتامؤ کے جاگیردار ہوئے۔ اسکے بعد یہ ریاست گورنمنٹ کے تحت آئی۔ ہزہائنس رام سنگھ (راجہ حال) راجہ بہادر سنگھ کے وارث ہوئے۔ رقبہ (۳۵۰) مربع میل آبادی (۲۳۸۴۷) محاصل (۱۵۰۰۰۰) روپیہ سلامی الضرب توپ ہے



فرمانروایان ریاست بجاور مثل فرمانروایان چرکھاری و راجگڈھ کے راجہ جگت راج کی نسل مین ہین جو مہاراجہ چھترسال کے دوسرے بیٹے تھے۔ جگت راج کے دوسرے بیٹے بیر سنگھ دیو بجاور کے بانی اور فرمانروا ہوئے۔ اون کے فرزند کیسری سنگھ نے اوس زمانہ مین جب بندیلکھنڈ انگریزی گورنمنٹ کی عملداری مین شامل ہوا۔ سرکار سے توسل پیدا کیا ان کا انتقال سنہ ۱۸۱۰ء مین ہوا۔ ان کے فرزند رتن سنگھ مسند نشین ہوئے سنہ ۱۸۱۱ء مین سند عطا ہوئی۔ ۷ دسمبر سنہ ۱۸۳۳ء کو انھون نے قضا کی۔ اون کے بھتیجے لچھمن سنگھ فرزند کیپت سنگھ مسند آرا ہوئے۔ اون کے بعد سنہ ۱۸۴۷ء مین اون کے فرزند بہان پرتاب سنگھ تخت پر بیٹھے انھون نے غدر مین عمدہ خدمات کین۔ لھذا خلعت عطا ہوا۔ اور ۱۱ ضرب توپ کی سلامی موروثی قرار دی گئی۔ سنہ ۱۸۶۶ء مین مہاراجہ کا خطاب بطور موروثی ملا۔ دربار قیصری سنہ ۱۸۷۷ء مین سوائی کے خطاب کا اضافہ ہوا۔ رقبہ (۹۶۵) مربع میل۔ آبادی (۸۰۸۷۹) محاصل (۲۲۵۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

جھابوا

ہز ہائینس راجہ گوپال سنگھ

آپ راٹھور راجپوت ہین اور مہاراجہ جودھپور کے خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ سلطان علاءالدین شاہ دہلی نے اس خاندان کے مورث اعلےٰ کشن داس کو راجہ کا خطاب عطا کیا تھا جنہون نے محاربات بنگالہ مین کارہائے نمایان انجام دئے تھے۔ راجہ بہیم سنگھ بوجہ بدنظمی حکومت سے کنارہ کش ہوئے۔ اس لئے اون کے بیٹے پرتاب سنگھ جانشین ہوئے۔ پہلے یہ ریاست اندور کی باجگذار تھی۔ مگر اب گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ رقبہ (۱۳۳۶) مربع میل۔ آبادی (۸۰۸۷۹) محاصل (۲۲۵۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

رتلام

ہز ہائینس راجہ سجن سنگھ بہادر

راجگان رتلام سورج بنسی راٹھور راجپوت ہین۔ آپ کا سلسلۂ نسب سری رام چندر جی سے ملتا ہے ہز ہائینس
مشہور خاندان جودہپور کے ایک رکن کی اولاد مین ہین۔ جب آپکے مورث اعلیٰ دلیپت سنگھ کے برادر اکبر
سورج سنگھ مارواڑ کی گدی پر متمکن ہوئے تو انہون نے اپنے بھائی دلیپت سنگھ کو ایک بہت بڑی جائداد
عطا کی جس مین جالور۔ بلہرہ وغیرہ شامل تھے۔ راجہ دلیپت سنگھ کے بیٹے مہیش داس سمت ۱۶۶۶ مین جانشین
ہوئے یہ مستقل مزاج اور بہادر شخص تھے۔ شاہجہان نے ان کی جاگیر مین اضافہ کیا تھا۔ سمت ۱۷۰۱ مین ان کا
انتقال ہوا۔ اون کے بیٹے رتن سنگھ جانشین ہوئے۔ اور دربار شاہی مین اعلےٰ درجہ کا رسوخ حاصل کیا تھا ایک
دفعہ انہون نے شاہجہان کے روبرو ایک فیل دمان کو کٹار سے زخمی کیا۔ وہ کٹار اب تک رتلام کے سلاح خانہ
مین موجود ہے۔ شاہجہان نے اس دلیری کے صلہ مین علاوہ منصب سہ ہزاری و دیگر اعزاز و مراحم خسروانہ
کے مالوہ مین ۵۳ لاکھہ کی جاگیر بھی عطا کی۔ اسکے بعد انہون نے رتلام کی بنیاد ڈالی اسکے بعد راجگان رام سنگھ
شیو سنگھ۔ چتر سال۔ کیسری سنگھ۔ مان سنگھ۔ پرتھی سنگھ۔ پدم سنگھ۔ پربت سنگھ۔ نے یکے بعد دیگرے فرمانروائی
کی۔ آخر الذکر راجہ کے زمانہ مین مرہٹون کے سخت حملے شروع ہوئے۔ اوسی عہد مین گورنمنٹ سے تعلق قایم
ہوا۔ سنہ ۱۸۱۹ء مین معاہدہ ہوگیا۔ راجہ پربت سنگھ کے بعد بلونت سنگھ اور بھیرون سنگھ نے حکمرانی کی۔ ۲۷ جنوری
سنہ ۱۸۶۴ء کو بھیرون سنگھ نے وفات پائی۔ اون کے دو سالہ فرزند راجہ رنجیت سنگھ جانشین ہوئے۔ اور خان بہادر
شہامت علی سی۔ ایس۔ آئی سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔ جن کے باعث ریاست مین نمایان ترقی ہوئی۔ آخر رنجیت سنگھ

کے سی۔ آئی۔ ای۔ نے ۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء کو قضا کی۔ اون کے جانشین راجہ سجن سنگہ (راجہ حال) ہوئے آپ کی ولادت ۱۸۸۰ء اور مسند نشینی ۱۵ دسمبر ۱۸۹۹ء ہے۔ ہز ہائنس نے ڈیلی کالج اندور مین تعلیم پائی ہے، انتظام ریاست مین بہت دلچسپی ہے۔ رقبہ (۹۰۲) مربع میل۔ آبادی (۸۳۷۷۳) آمدنی (۱۳ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔



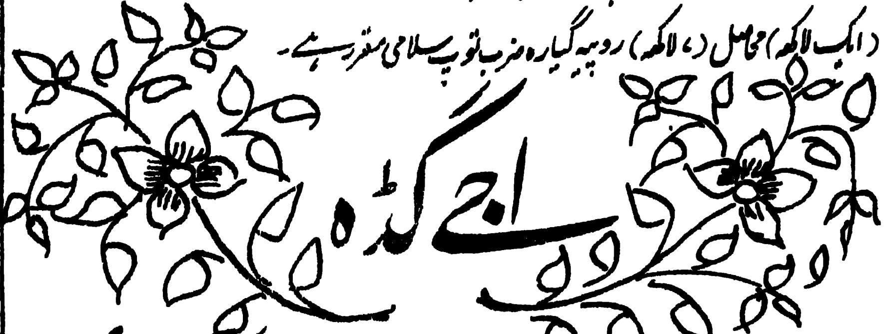
ہز ہائنس مہاراجہ وشناہتہ سنگہ بہادر

آپ پنوار راجپوت کنور سونی ساہ کی اولاد مین ہین جب بندیلکھنڈ مین برٹش گورنمنٹ کا تسلط ہوا تو کنور سونی ساہ چھترپور کی ریاست پر قابض تھے سنہ ۱۸۰۶ء مین سند عطا ہوئی۔ اون کے بعد اون کے بیٹے پرتاب سنگہ جانشین ہوئے۔ ۱۸ جنوری ۱۸۲۷ء کو راجہ بہادر کا خطاب ملا۔ ۱۸۵۴ء مین اون کا انتقال ہوا اور جگت راج (جو اون کے چھوٹے بھائی کے پوتے تھے) متوفی کے متبنٰے جانشین ہوئے۔ اور مہاراجہ کا خطاب حاصل کیا۔ انہون نے ۱۸۶۷ء مین قضا کی۔ اور مہاراجہ وشناہتہ سنگہ (مہاراجہ حال) ۳ فروری ۱۸۶۷ء کو جانشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۹ اگست ۱۸۶۶ء ہے۔ آپکے نابالغی کے وجہ سے ریاست کا انتظام گورنمنٹ کے ذمہ رہا۔ ہز ہائنس کی شادی سوائی مہندر مہاراجہ پرتاب سنگہ بہادر سرآمد راجہائے بندیلکھنڈ کی دختر سے ہوئی۔ اور ۱۹ اگست ۱۸۹۴ء کو اختیارات ریاست اور ۳ جنوری ۱۸۹۲ء کو جام ینگین کے انفصال کے اختیارات عطا ہوئے۔ ۲۵ مئی ۱۸۹۹ء مین مہاراجہ کا خطاب حاصل کیا۔ آپنے ریاست کو بہت ترقی دی ہے اور رعایا کو نہایت امن وچین مین رکھا ہے۔ رقبہ (۱۱۱۰) مربع میل۔ آبادی (۱۵۶۶۳۹) محاصل (۴۲۵۰۰۰)



اس ریاست کے حکمران پنوار بنس ہین۔ جس کی ابتدا راجہ پرمار سے ہے۔ جو راجہ بکرماجیت سے چند پشت پہلے گذرے ہین۔ اس خاندان نے تین سو برس تک اجین و دھار مین حکومت کی تھی۔ جب مسلمانون کے عہد مین چوہان راجپوتون نے غلبہ پایا تو وہ ملک ان لوگون کے ہاتھ سے نکل گیا۔ راجہ سارنگ سین اس خاندان سے پہلے راجہ تھے جنہون نے بعہد سلطان غیاث الدین محمد تغلق مالوہ مین آکر دہار مین اپنی راج دہانی قایم کی۔ اور بصلۂ حسن خدمات دربار شاہی سے راوت کا خطاب حاصل کیا۔ سترہوین صدی کے اواخر مین اس ریاست کے دو حصّے ہو گئے۔ پرسرام سنگھ نے نرسنگ گڈہ کے قلعہ کی بنیاد ڈالی۔ جب مغلیہ سلطنت مین ضعف پیدا ہوا تو انہون نے ہلکر کو خراج دینا شروع کیا۔ ۱۸۰۸ء مین سوبھاگ سنگھ صدرنشین ہوئے۔ ان کے عہد مین سرجان ملکم کی وساطت سے رؤسا مالوہ کے عہدنامے ہوئے۔ اور سیہور کی چھاؤنی مین وکیل ریاست رہنے لگا۔ سنہ ۱۸۲۷ء مین ٹھاکر ہنونت سنگھ بہاکھیڑہ کو گورنمنٹ نے مسندنشین کیا۔ انہون نے ریاست کو ترقی دی۔ اور غدر مین نمایان خدمات بجا لائے۔ جسکے صلہ مین ۱۱ ضرب توپ کی سلامی اور راجہ کا خطاب عطا ہوا۔ ۳۱ مارچ ۱۸۷۳ء کو ان کا انتقال ہوا۔ اون کے بیٹے کنور پرتاب سنگھ جانشین ہوئے۔ ان کو ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری مین نشان عطا ہوا اور ۱۸۸۷ء مین لنڈن جاکر ملکہ معظمہ کی باریابی کا اعزاز حاصل کیا۔ وہان۔ ڈی۔ سی۔ ایل کا خطاب ملا۔ ۲۴ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء کو لاولد وفات پائی۔ گورنمنٹ نے اونکے چچا راجہ مہتاب سنگھ کو مسندنشین کیا۔ ۲ نومبر ۱۸۹۵ء مین انہون نے

بھی لاولد قضا کی۔ اون کے چچازاد بھائی راجہ ارجن سنگھ (راجہ حال) بعمر ۹ ساله ۲۹ جنوری ۱۸۹۷ء کو مسندنشین کئے گئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۴ء ہے۔ آپ فی الحال ڈیلی کالج اندور مین تعلیم پارہے ہین۔ ریاست کا انتظام سپرنٹنڈنٹ و پولیٹکل ایجنٹ بھوپال کے زیرنگرانی ہے۔ رقبہ (۷۲۰) مربع میل۔ آبادی (ایک لاکھ) محاصل (۷ لاکھ) روپیہ گیارہ ضرب توپ سلامی مقرر ہے۔



ہز ہائینس مہاراجہ سوائی سر رنجور سنگھ بہادر کے سی آئی ای

آپ بندیلہ راجپوت خاندان سورج بنسی سے تعلق رکھتے ہین آپ کا سلسلہ نسب راجہ رام چندر جی کے جانب منجر ہوتا ہے۔ اس ریاست کے بانی چھترسال تھے۔ پہلے اسکے فرمانروا راجہ باندہ کے لقب سے مشہور تھے۔ راجہ بخت سنگھ یا بخت بلی۔ بنیرہ چھتر راج کے وقت مین علی بہادر نے اس ریاست کو تاراج کیا۔ جب بندیلکھنڈ کی حکومت گورنمنٹ کے قبضہ مین آئی تو یہہ ریاست پھر سرسبز ہوئی۔ ۱۸۰۸ء مین سند عطا ہوئی راجہ بخت بلی نے ۱۸۳۷ء مین انتقال کیا۔ اون کے بڑے بیٹے مادھو سنگھ جانشین ہوئے۔ اون کا انتقال ۱۸۴۹ء مین ہوا اون کے بھائی مہیپت سنگھ تخت پر بیٹھے۔ انہون نے ۱۸۵۳ء مین قضا کی۔ اون کے بیٹے بجے سنگھ بعمر ۱۱ سال سریر آرا ہوئے۔ مگر ۱۸۵۵ء مین انتقال ہوگیا۔ اتنے مین غدر ہوگیا۔ چنانچہ غدر کے موقع پر اس ریاست نے (خصوصاً مہیپت سنگھ متوفی کی رانی) گورنمنٹ کو بہت مدد دی۔ جس کے صلہ مین گورنمنٹ نے سر رنجور سنگھ (والی حال) کو جانشین کیا۔ آپ کی ولادت ۱۸۵۹ء اور مسندنشینی ۱۸۶۸ء ہے۔ آپ کی نابالغی کے زمانہ مین رانی موصوفہ بحیثیت ولیہ حکمرانی کین۔ مگر ۱۸۶۸ء مین رانی صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔ اور مہاراجہ صاحب کو اختیارات بھی

عطا ہو گئے۔ سنہ ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری مین سوائی کا موروثی خطاب بھی ملا۔ سنہ ۱۸۸۹ء مین فوجداری کے اعلے اختیارات مرحمت ہوئے۔ آپ نے ریاست کو قرضہ سے سبکدوش کیا۔ ریاست مین متعدد مدارس۔ شفاخانے قائم کئے سرکین بنوائین۔ باغات لگائے۔ قحط سالی مین رعایا کی پرورش کی۔ اس خوش نظمی کے صلہ مین کے سی آئی ای کا خطاب پایا۔ اس وقت آپ کو چار فرزند ہین۔ رقبہ (۲۰۲) مربع میل۔ آبادی (۲۸۲۰۰) محاصل (۲۵۰۰۰) سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔



ہز ہائنیس مہاراجہ مہندر سوائی جدوندرا سنگہ بہادر

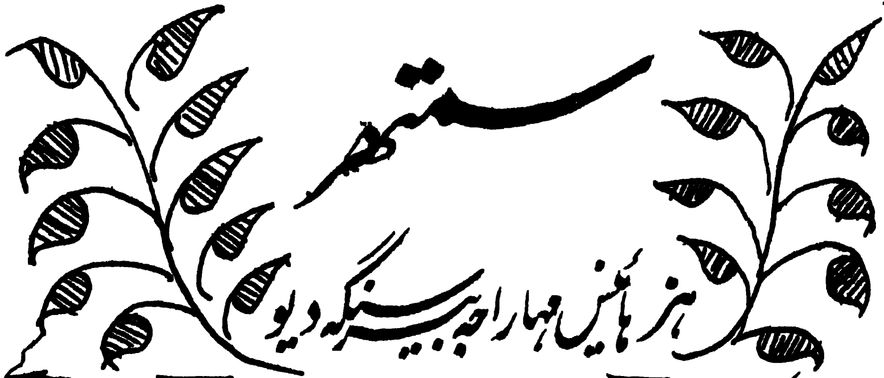
اس ریاست کے فرمانروا بندیلہ راجپوت اور اودے جیت پسر دوم رودر پرتاب بانی ریاست اورچھہ کی نسل سے ہین۔ اودے جیت کے پوتے چھپت رائے خود مختار رئیس تھے۔ اون کے بیٹے چھتر سال نے شمالی اور مشرقی ملک بندیلکھنڈ مین وسیع ریاست حاصل کی۔ اون کے بڑے بیٹے ہردی ساہ فرمانروائے پنا ہوئے۔ دوسرے بیٹے خاندانہائے راج گڈھ۔ چرکھاری۔ بجاور اور سریلہ کے مورث اعلے تھے تیسرے بیٹے والی ریاست جگنی۔ اور چوتھے بیٹے فرمانروایان جاسو کے بزرگ تھے۔ جب بندیلکھنڈ مین گورنمنٹ کا قبضہ ہوا تو راجہ کشور سنگہ اس ریاست کے فرمانروا تھے۔ انہون نے سنہ ۱۸۰۷ء مین سند ریاست حاصل کی سنہ ۱۸۳۴ء مین انہون نے قضا کی۔ اون کے لڑکے راجہ ہربنس رائے (جو اپنے والد کے زمانہ سے حکمران تھے) جانشین ہوئے انہون نے سنہ ۱۸۴۹ء مین لاولد انتقال کیا۔ اون کے بھائی راجہ نرپت سنگہ مسندنشین ہوئے۔ ان کے عہد مین ستی کی رسم ممنوع ہوئی۔ سنہ ۱۸۶۲ء مین سند تبنیت اور سنہ ۱۸۶۹ء مین مہندر کا خطاب عطا ہوا۔ اور یہ خطاب

۱۸۷۵ء مین موروثی ہوگیا۔ انہون نے جون ۱۸۸۰ء مین وفات پائی۔ اون کے فرزند مہاراجہ ودّے پرتاب سنگھ تخت پر بیٹھے۔ انہون نے لاولد قضا کی۔ اون کے بھائی مہاراجہ لوکھان سنگھ سریر آرا ہوئے۔ اون کے مرنے پر مہاراجہ مادھو سنگھ مسند نشین ہوئے۔ مگر اپنے چچا راجہ راؤ کہان سنگھ کی زہرخورانی کی علت مین معزول ہوئے۔ اور اونکی جگہ راؤ راجہ کہان سنگھ کے فرزند اکبر مہاراجہ چندا سنگھ جانشین ہوئے۔ رقبہ (۲۶۹۲ مربع میل) آبادی (۲ لاکھ) محاصل (۵ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔



ہز ہائینس اومت راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ اور مشہور راجہ بھوج اور بکرماجیت کی اولاد مین ہین۔ سلطنت مغلیہ کے زوال کے زمانہ مین ملک اومت واڑہ کو جس مین ریاست ہائے راجگڈھ اور نرسنگڈھ شامل ہین اومت راجپوتون نے فتح کیا تھا۔ ۱۶۴۰ء مین والی اومت واڑہ نے خطاب راوت حاصل کیا۔ ۱۶۸۱ء مین حکمران راوت کے بیٹے نے جو اوسکے دیوان اور وزیر اعظم تھے۔ ریاست کو دو حصون مین تقسیم کرالیا۔ چنانچہ دیوان ریاست نرسنگڈھ کے مالک ہوئے۔ جو اوسوقت سے ایک جداگانہ ریاست ہے۔ جب مرہٹون نے ملک مالوہ فتح کیا تو راجگڈھ گوالیار کی باجگذار ہوئی۔ اور نرسنگڈھ اندور کے تحت مین آئی۔ ۱۸۰۸ء مین راوت نول سنگھ راجگڈھ پر حکمران تھے۔ جب وسط ہند پر گورمنٹ کا تسلط ہوا تو اس ریاست سے ایک عہدنامہ ہوگیا۔ نول سنگھ نے ۱۸۳۱ء مین لاولد قضا کی۔ اون کے بھتیجے راوت موتی سنگھ جانشین ہوئے۔ جنہون نے ۱۸۷۱ء مین مذہب اسلام قبول کیا۔ اور باجازت گورمنٹ نواب کا خطاب اور عبدالواسع خان

نام اختیار کیا۔ سنہ [illegible]ء مین اون کے انتقال کے بعد اون کے بیٹے راجہ راوت مل بہادر سنگھ مسند نشین ہوئے
انہون نے سنہ ۱۹۰۲ء مین لاولد قضا کی۔ اور راوت بنے سنگھ (راجہ حال) جو راوت موتی سنگھ کے چھوٹے بھائی
مین۔ مالک ریاست ہوئے۔ رقبہ (۸۸۰) مربع میل۔ آبادی (۸۸۳۷۶) محاصل (۳۵۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱
ضرب توپ مقرر ہے۔



سمتھر

ہز ہائینس مہاراجہ بیر سنگھ دیو

اس ریاست کے فرمانروا قوم گوجر ہین۔ اور اس خاندان کے مورث اعلےٰ نونی شاہ ریاست دتیا کے
دیوان تھے۔ اون کو دتیا سے ایک جاگیر ملی تہی۔ اور سمتھر اوس کا ایک جزو تھا۔ جب وسط ہند مین
گورنمنٹ کا تسلط ہوا تو راجہ رنجیت سنگھ ثانی فرمانروا تھے۔ سنہ ۱۸۱۷ء مین عہد نامہ منعقد ہوا۔ سنہ ۱۸۲۷ء مین انکا
انتقال ہوگیا۔ اون کے بیٹے راجہ ہندوپت مسند نشین ہوئے۔ سنہ ۱۸۵۸ء مین دماغی امراض کے سبب سے راجہ موصوف
کی رانی صاحبہ ولیہ ریاست مقرر ہوئین۔ راجہ ہندوپت کے دو لڑکے تھے۔ راجہ چہتر سنگھ اور راجہ
ارجن سنگھ (عرف علی بہادر) سنہ ۱۸۶۴ء مین راجہ چہتر سنگھ نے ریاست کا دعویٰ کیا۔ اور اون کے
جانشین تسلیم کئے گئے۔ راجہ چہتر سنگھ کو خطاب مہاراجہ بطور اعزاز ذاتی مرحمت ہوا تھا۔ اون کے بعد
مہاراجہ بیر سنگھ دیو (مہاراجہ حال) ۸ جون سنہ ۱۸۹۶ء مین مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۸ نومبر
سنہ ۱۸۶۵ء ہے۔ سنہ ۱۸۹۸ء مین مہاراجہ کا خطاب عطا ہوا۔ رقبہ (۱۸۰) مربع میل۔ آبادی (۳۲۳۴۷۲)
محاصل (۴۰۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے۔

چرکھاری

ہز ہائینس مہاراجہ دہراج سپہدار الملک ملکھان سنگھ

اس ریاست کے فرمانروا بندیلہ خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ جس کی بنیاد بیر سنگھ نے تیرہوین صدی مین ڈالی تھی یہ پہلے شخص تھے۔ جنہون نے بندیلہ کا لقب اختیار کیا۔ ان کی نسل سے اکثر نامور والیان ملک ہوئے فرمانروایان اورچہہ۔ پنا۔ دتیا۔ اجے گڈہ۔ بجاور۔ سریلہ۔ جگنی۔ جاسو۔ لگہاسی۔ اسی نسل سے ہین فرمانروایان بندیلہ مین بجے بہادر نے سب سے پہلے گورنمنٹ سے توسل پیدا کیا۔ سنہ ۱۸۱۲ء مین سند ریاست حاصل کی۔ راجہ کے فرزند گومند داس نے جنکو بہ نسبت اور فرزندون کے ترجیحی حق وراثت حاصل تھا۔ سنہ ۱۸۲۲ء مین انتقال کیا اوس وقت راجہ نے اپنے پوتے رتن سنگھ کو (جو رنجیت سنگہ کے بیٹے تھے) انتخاب کیا۔ سنہ ۱۸۲۹ء مین جب راجہ نے انتقال کیا تو خاندانی تنازعات برپا ہوئے۔ مگر بالآخر رتن سنگھ جانشین ہوئے۔ اور بعض دیگر اقربا کے گزارے مقرر ہو گئے۔ راجہ رتن سنگھ نے غدر کے موقع پر گورنمنٹ کو بہت مدد دی۔ جسکے صلہ مین ۲۰ ہزار سالانہ کی جاگیر معہ خلعت فاخرہ و سند تبنیت عطا ہوئی۔ اور موروثی سلامی نو ضرب قرار دی گئی۔ سنہ ۱۸۶۰ء مین انہون نے وفات پائی۔ اون کے بیٹے جے سنگھ دیو جانشین ہوئے۔ اور بوجہ نابالغی اون کی والدہ رانی بخت کنور ولیہ مقرر ہوئین سنہ ۱۸۸۰ء مین راجہ نے لاولد انتقال کیا۔ رانی نے ملکھان سنگھ (راجہ حال) فرزند جوجہار سنگھ کو (جو اونکے ایک رشتہ دار تھے۔) متبنیٰ کیا۔ اور ۱۰ر جولائی سنہ ۱۸۸۰ء کو رسم مسندنشینی ادا ہوئی۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۸۷۲ء کی ہے۔ چونکہ راجہ نابالغ تھے۔ اس لئے جوجہار سنگھ منتظم مقرر ہوئے۔ آخر جنوری سنہ ۱۸۹۲ء مین راجہ صاحب کو کامل اختیارات عطا ہوئے۔ سنہ ۱۸۸۸ء مین گورنمنٹ نے سپہدار الملک کا خطاب تسلیم کیا۔ رقبہ (۷۰۳) مربع میل آباد

(۴۷۵۹۳۲۱) محاصل (۶ لاکھ) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

سیلانہ

ہز ہائینس راجہ دولہ سنگھ

آپ راجہ جے سنگھ کے سلسلہ سے جو راجہ مان سنگھ والی رتلام کے چھوٹے بھائی تھے مشہور راٹھور راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین سنہ ۱۶۳۱ء مین راجہ رتن سنگھ نے جو شاہی خاندان جودھپور کے ایک رکن تھے مغل جہان سے راجہ کا خطاب اور ریاست رتلام حاصل کی۔ جس مین اوسوقت ریاست ہائے سیلانہ اور سیتامئو بھی شامل تھین۔ جب راجہ کیسری سنگھ والی رتلام نے سنہ ۱۷۰۹ء مین انتقال کیا تو اون کے بڑے بیٹے مان سنگھ راجہ رتلام اور اون کے چھوٹے بیٹے جے سنگھ راجہ سیلانہ ہوئے۔ جے سنگھ کی اولاد سندھیا کی باجگزار ہو گئی مگر بعد مین گورنمنٹ کے حمایت مین آئی۔ الغرض راجہ دولہ سنگھ سنہ ۱۸۵۰ء مین مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۸۴۱ء ہے۔ رقبہ (۵۰۰) مربع میل۔ آبادی (۲۵۷۳۱) محاصل (۱۲۱۴۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

گونڈل

ہز ہائینس بھگوت سنگھ جی جی سی آئی ای ایم ڈی ایف آر سی پی ای ایل ایل ڈی ڈی سی ایل

گونڈل ایک اول درجہ کی دیسی ریاست ہے۔ جو مغربی ہند مین سوراشٹر کے عین وسط مین واقع ہے۔ ہز ہائینس

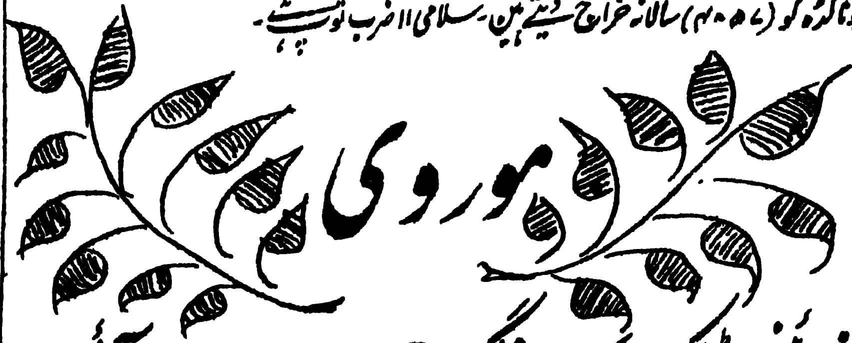
سر بھگوت سنگھ جی (موجودہ فرمانروا) جاریجہ راجپوت ہین۔ اور اس وجہ سے اوس چندربنسی خاندان سے
تعلق ہے۔ جس کی بنیاد سری کرشن جی نے ڈالی تھی۔ خاندان گونڈل کے بانی کمبھو جی اول تھے۔ جنہون نے
اپنے بھائی صاحب جی سردار راجکوٹ سے اپنے موروثی علاقہ کا ایک حصہ ترکہ مین پایا۔ اور لیاقت و قابلیت
سے علاقہ کو بیحد وسعت دی)۔ موجودہ ٹھاکر صاحب اون کی بارہوین پشت مین ہین۔ ٹھاکر صاحب کی
عمر صرف چار برس کی تھی جب اون کے والد ٹھاکر سنگرام جی نے انتقال کیا۔ چنانچہ آپ کی ولادت ۲۴ اکتوبر
۱۸۶۰ء اور مسند نشینی ۴ امر دسمبر ۱۸۶۹ء ہے۔ ہز ہائنس کو ابتدا سے تحصیل علم کا بیحد شوق تھا۔ ۹ برس کی
عمر مین آپ راجکمار کالج مین داخل ہوئے۔ اور تعلیم کا سلسلہ پورے ۹ برس جاری رہا۔ آپ ہمیشہ درجہ مین
سر برآوردہ اور سالانہ انعام پاتے رہے۔ علم انگریزی مین اچھا ملکہ حاصل کیا۔ اسکے بعد آپ انگلستان گئے
اور تقریباً چار مہینے انگلستان و اسکاٹلنڈ مین رہے۔ کچھ دنون براعظم کی بھی سیر کی۔ اس اثنا مین پیرس
برسلس۔ ہمبرگ۔ لیوسرن۔ سوئزرلینڈ۔ وینس۔ فلورنس۔ روم۔ نیپلس۔ وغیرہ کی سیاحت کی۔ اور ۱۳ نومبر
۱۸۸۳ء کو برنڈزی کی راہ ہندوستان آئے۔ اور ایک سفرنامہ اپنے تجربات و مشاہدات کا قلمبند فرمایا
اور انگریزون کے عادات رسم ورواج سے معقول واقفیت حاصل کی۔ ۲۵ اگست ۱۸۸۴ء کو اپنی ریاست کا
پورا انتظام و اہتمام اپنے ہاتھہ مین لیا۔ اسی سال بمبئی مین یونیورسٹی کے فیلو نامزد ہوئے۔ ۱۸۸۶ء کے
اوائل مین مکرر اسکاٹلنڈ کو تشریف لے گئے۔ اور اڈنبرا یونیورسٹی مین بحیثیت طالبعلم کے پندرہ مہینے تک
سائنس کی تعلیم پائی۔ اور اسکاٹش یونیورسٹی نے آپ کو ایل ایل ڈی۔ کی امتیازی ڈگری عطا کی۔ ہز ہائنس
ملکہ معظمہ کی جوبلی کی تقریبات مین بطور اوس ڈیپوٹیشن کے ممبر کے ولایت مین موجود تھے۔ جو کاٹھیاواڑ
کے سردارون کے جانب سے انگلستان کو بھیجا گیا تھا۔ اس موقع پر آپ نے ہز مجسٹی کے ہاتھہ سے نائٹ کمانڈر آف
دی موسٹ ایمی ننٹ آرڈر آف دی انڈین امپائر کا تمغہ حاصل کیا۔ پھر ۱۳ اگست ۱۸۸۷ء کو ہندوستان
واپس آئے۔ اسی سال قیصرۂ وکٹوریہ نے ازراہ خوشنودی گونڈل کو بجلدوے حسن انتظام درجۂ اول کی ریاست قرار دیا

اور ۱۱ ضرب توپ کی سلامی کا اعلان دیا۔ ۱۹۰۹ء مین اپنی رانی صاحبہ کی صحت کی غرض سے یورپ تشریف لے گئے۔ اور دو برس قیام کرنا پڑا۔ رانی صاحبہ کی صحت مین نمایان ترقی ہوئی۔ اور اس عرصہ مین آپ نے بحیثیت ایک مستعد طالب العلم کے اڈنبرا یونیورسٹی مین شریک رہے۔ اور تمام نصاب پڑھا۔ پہلے ایم بی اور سی۔ ایم کے امتحانات پاس کئے۔ اسکے بعد ایم ڈی کا درجہ حاصل کیا۔ اور اڈنبرا کے رایل کالج اطبا کی ممبری کا امتحان بھی پاس کیا۔ اب آپ اوس کے فیلو ہین۔ جون ۱۹۲۰ء مین یونیورسٹی آف آکسفورڈ نے اپنی سالگرہ کے موقع پر آپ کو ڈی۔ سی۔ ایل (ڈاکٹر آف سول لاز) کی اعزازی ڈگری عطا کی۔ اسکے بعد آپ ۱۹۲۳ء کے آغاز مین۔ امریکہ۔ جاپان۔ چین۔ آسٹریلیا۔ لنکا ہوتے ہوئے ہندوستان آئے۔ رانی صاحبہ کو بھی قیصرۂ مرحومہ نے کرون آف انڈیا کی ممبری عطا فرمائی۔ آپ نے ایک کتاب ہسٹری آف دی آرین میڈیکل سائنس تصنیف کی۔ جوبلی کے موقع پر آپ کو ہز مجسٹی کوئین کے ہاتھ سے۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا اعلیٰ تمغہ حاصل ہوا۔ آپ نے اپنی ریاست مین ایک گرد آور ڈاکٹر کا عہدہ قایم کیا ہے جو گاؤن والون کو (جو بڑے شہرون سے دور رہتے ہین) طبی امداد پہونچاتا ہے۔ آپ نے اپنی عقلمندی سے بہت بڑا سرمایہ بہاؤنگر۔ گونڈل اور گونڈل۔ پوربندر کے ریلون کے تعمیر مین لگا رکھا ہے۔ اور ریاست مین بہت کچھ اصلاحین فرمائی ہین۔ اور ہمیشہ توفیر آمدنی ورفاہ عام کی کوشش وتجویز مین رہتے ہین۔ آپ کو بوڈاپسٹ کی آٹھوین انٹرنیشنل کانگرس آف ہیجین اور ڈیموگرافی کی منتظم کمیٹی نے ایک مفید شاخ کا آنریری پریسیڈنٹ مقرر کیا تھا۔ آپ انڈین میڈیکل اسوسی ایشن کے وائس پریسیڈنٹ بھی ہین۔ آپ کو چار بیٹے اور دو بیٹیان ہین۔ ولیعہد بھوجراج (جو ۱۴ سالہ ہین) ولایت مین تعلیم حاصل کر رہے ہین۔ رقبہ (ـــــ اور ـــــ) آبادی کی تعداد معلوم نہوئی محاصل (۸۰۰۰۰۰) روپیہ سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

نوانگر

ہز ہائینس جام سری جسونت سنگہ جی

آپ جاریجہ راجپوت اوراوس خاندان سے تعلق رکھتے ہین - جن مین والیان ریاست کچھ - دھرول
گونڈل - راجکوٹ وغیرہ ہین - جام راول نے جو اوس زمانہ کے جام کچھ کے بڑے بھائی تھے کچھ سے
آکر ۱۵۴۲ء مین نواںگر کی بنیاد ڈالی ۱۸۰۷ء مین گورنمنٹ سے اول معاہدہ ہوا - اوس زمانہ مین جام جسا جی
حکمران تھے - اونہون نے ۱۸۱۴ء مین انتقال کیا - اون کو کوئی اولاد نرینہ نہ تھی اونہون نے جام وبھاجی سابق
فرمانروائے ریاست نواںگر کے والد جام رنمل جی کو متبنے کیا - جام رنمل جی کی وفات پر جام وبھاجی مسند
نشین ہوئے ۱۸۶۲ء مین سند تبنیت ملی ۱۸۷۹ء مین اونہون نے کنور رنجیت سنگہ کو جو ولایت مین
کرکٹ بازی مین یکتا اور فرد سمجھے جاتے ہین - منظوری گورنمنٹ متبنے کیا - مگر ۱۸۸۲ء مین جام جسونت سنگہ
(رائج حال) پیدا ہوئے - اور گورنمنٹ نے اون کو وارث ریاست قرار دیا - جام وبھاجی کے وفات پر
جسونت سنگہ مسند نشین ہوئے - آپ کی ولادت ۱۸۸۲ء ہے - رقبہ (۳۷۹۱) مربع میل - آبادی - (۳ لاکھ)
آمدنی (۲۴ لاکھ) روپیہ ہے - آپ گورنمنٹ کو (۵۰۳۱۲) روپیہ - گیکواڑ بڑودہ کو (۶۴۹۲۴) روپیہ اور
جوناگڑہ کو (۴۰۵۷) سالانہ خراج دیتے ہین - سلامی ۱۱ ضرب توپ ہے -



هز ہائینس ٹھاکر صاحب واگہ جی راواجی - جی - سی - آئی - ای

آپ جاریجہ راجپوت اوراوس خاندان سے تعلق رکھتے ہین جس مین راؤ صاحب کچھ - جام نواںگر ہین
مگر آپ کا نسب اوس قوم کی بڑی شاخ سے ملتا ہے - علاوہ اس ریاست کے آپ علاقہ امروی واقع کچھ کے
جاگیر دار بھی ہین - ایک مشہور بندرگاہ موسومہ جنگی آپ کی جاگیر مین واقع ہے - جوبلی ملکہ معظمہ کی تقریب مین

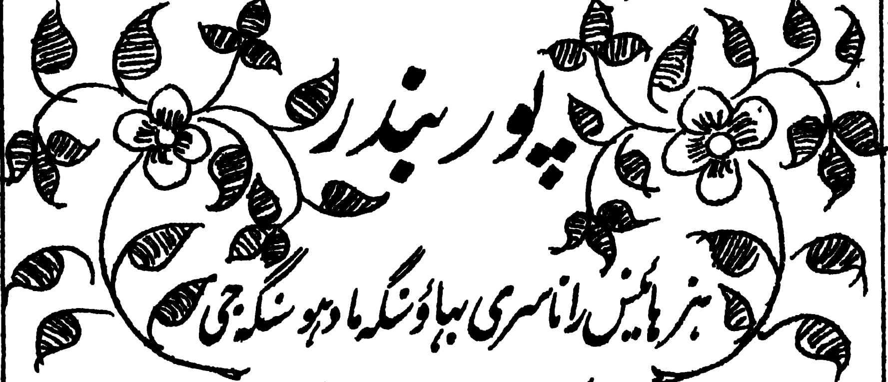
آپ اپنی خاندان سے پال دیو جی کی نسل میں ہیں۔ جو تیرھویں صدی میں اپنے والد کیسر دیو کی ہلاکت پر جو والی سندھ کے ساتھ ایک جنگ میں واقع موہنی میں واقع گجرات کے فرمانروا کرن سولنکی کے دربار میں چلے آئے راجہ کرن نے ان کی خدمات کے صلہ میں ان کو اٹھارہ سو مواضع عطا کئے۔ جو بعد کو ریاست جھالاوار کے نام سے مشہور ہوئے۔ دارالریاست جو پہلے پاٹڈی میں تھا ۱۸۱۲ء میں دہرنگدرہ کو منتقل ہوا۔ کرنل واکر کے بندوبست کے زمانہ میں امر سنگھ جی دہرنگدرہ کے رئیس تھے۔ انہوں نے ۱۸۴۳ء میں قضا کی۔ اونکے بیٹے رنمل سنگھ جی جانشین ہوئے۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب حاصل کیا اور ۱۸۶۵ء میں قضا کی۔ اون کے فرزند مہاراجہ مان سنگھ جی تخت پر بیٹھے۔ ان کو بھی کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ اور ۱۵ ضرب ذاتی سلامی قرار پائی۔ جب اون کا انتقال ہوا تو اون کے پوتے مہاراجہ سری اجیت سنگھ جی (مہاراجہ حال) یکم دسمبر ۱۹۰۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸ جنوری ۱۸۶۲ء ہے۔ آپنے علاوہ انگریزی تعلیم کے فوجی تعلیم بھی اعلے پیمانہ پر حاصل کی ہے۔ تمام ہندوستان کی بھی آپنے سیر فرمائی ہے۔ آٹھ صاحبزادے ہیں۔ رقبہ (۱۱۶۷) مربع میل۔ آبادی (ایک لاکھ) محاصل (۷ لاکھ روپیہ ہے نو لاکھ روپیہ تک ہے) سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے۔

راج پیپلا

ہز ہائینس مہارانا سری چھتر سنگھ جی

آپ گہیل راجپوت ہیں۔ یہ خاندان راجہ سالباہن کی نسل میں ہے ۱۲۰۰ء میں چہوکا رانا فرزند سیداوت راجہ اوجین اپنے والد سے کسی بات پر آزردہ ہو کر راجدہانی سے نکل آئے۔ اور مقام پیپلا میں آکر قیام کیا

اور ایک جدید راج کی بنیاد ڈالی - اون کی اکلوتی لڑکی کی شادی جزیرہ گوپریم واقع کھمبایت کے ایک
گھیل راجپوت لکھی راج سے ہوئی - اس ازدواج سے دو لڑکے ہوئے - ایک ڈونگر جی بانی ریاست
بہاؤنگر دوسرے جیر سنگ جی جو بانی راج پیپلا کے بعد فرمانروا ہوئے - انہین کی اولاد سے اس راج
تک رانا اور مہارانا ہوتے چلے آئے ہین اور اوس وقت سے آجتک وہی خاندان فرمانروا ہے - یہ ریاست
زمانۂ اکبر اعظم مین سلطنت دہلی کی خراج گزار تھی - سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد یہ ریاست فرمان مرہٹہ
گیکواڑ کی معاون اور خراجگزار ہوئی - سنہ ١٨١٣ع سے گورنمنٹ کے ساتھہ تعلقات پیدا ہوئے - اور مہارانا نے
گورنمنٹ کی توسط سے گیکواڑ کو ٦٥ ہزار روپیہ خراج دینا منظور کیا - سنہ ١٨٢١ع مین گورنمنٹ نے مہارانا
ویری سال جی کو مسند نشین کیا - سنہ ١٨٦٠ع مین اون کا انتقال ہوا - اون کے فرزند مہارانا گمبھیر سنگھ تخت پر بیٹھے
اون کی وفات پر مہارانا سری چھتر سنگھ (مہارانا حال) ٢٠ مئی ١٨٩٧ع کو سریر آرا ہوئے - آپکی ولادت
سنہ ١٨٦٢ع ہے - رقبہ (١٦٠٠) مربع میل - آبادی (١١٧١٧٥) محاصل تقریباً (٥ لاکھہ) روپیہ - سلامی ١١ ضرب توپ مقرر ہے



والی ریاست جیٹھوار راجپوت ہین - آپکا سلسلۂ نسب سری ہنومان جی سے ملتا ہے - اس خاندان مین پانچہزار
ستر برس کی صحیح تاریخ موجود ہے - سنہ ١٨٠٧ع مین یہ ریاست گورنمنٹ کے حمایت مین آئی - اور معاہدہ منعقد
ہوا - سنہ ١٨٦٩ع مین سند تبنیت بھی عطا ہوئی - ہزہائنس رانا سری بہاؤ سنگھ جی ایک روشن ضمیر اور بلند خیال
رئیس ہین - آپکے عہد مین ریاست بہت کچھہ ترقی پائی ہے - رقبہ (٦٣٦) مربع میل - آبادی (٥٠٧٥٥)

محاصل (۵ لاکھ) روپیہ سے زیادہ ہے جس مین ۲۱ ہزار بطور خراج گورنمنٹ کو اور ۷ ہزار ایک سو چھیانوے روپیہ گیکواڑ بڑودہ کو اور پانچہزار ایک سو چھ روپیہ جوناگڈہ کو دینا پڑتا ہے سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے



ہز ہائنس راجہ مارتنڈ بھیرو ٹونڈمین بہادر

ہز ہائنس ایک قدیم کلر خاندان سے تعلق رکھتے ہین - جن کے مورث زمانہ نامعلوم سے ٹونڈمین راجہ کے خطاب سے ممتاز اور پڈوکوٹہ کے فرمانروا تھے سنہ ۱۷۵۲ء مین محاصرۂ ترچناپلی کے وقت گورنمنٹ سے اس ریاست کے معاہدہ ہوا - اسکے بعد انہون نے حیدر علی کے جنگون مین گورنمنٹ کی بڑی رفاقت کی سنہ ۱۸۰۳ء مین اس خدمات کے صلہ مین گورنمنٹ نے قلعہ و ضلع کیلانیلی واقع جنوبی تنجور عطا کیا - اس کی آمدنی ۳۰ ہزار سالانہ ہے عطیہ کے شرط مین ایک ہاتھی کا نذرانہ داخل ہے - مگر اسپر کبھی زور نہین دیا گیا سنہ ۱۸۳۶ء مین وہ باقاعدہ طریق سے معاف کر دیا گیا - اور یہ ریاست خراج سے بھی معاف ہے - سنہ ۱۸۰۷ء مین راجہ وجے رگھوناتہہ ورلیا نے انتقال کی ادن کے بڑے فرزند راجہ وجے رگھوناتہہ رائے ٹونڈمین بہادر جانشین ہوئے - انہون نے سنہ ۱۸۲۵ء مین انتقال کیا - ادن کے چھوٹے بھائی راجہ رگھناتہہ ٹونڈمین وارث ہوئے - ان کی وفات سنہ ۱۸۳۹ء مین ہوئی ان کے بیٹے راجہ ٹونڈمین مسندنشین ہوئے - جب سنہ ۱۸۸۶ء مین ان کا انتقال ہوا تو راجہ مارتنڈ بھیرو ٹونڈمین (راجہ صاحب حال) ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۸۶ء کو سریرآرا ہوئے - آپکی ولادت سنہ ۱۸۷۵ء ہے - رقبہ (۱۳۸۰) مربع میل آبادی - (۳۷۳،۰۰۰) آمدنی (۷ لاکھ) روپیہ - فوجی قوت (۱۳۶) پیدل - (۱۲) سوار (۶) توپین (۵) گولنداز سلامی ۱۱ ضرب توپ مقرر ہے -

منی پور آسام

ہائینس راجہ چورا چند

آپ ایک چہتری خاندان سے تعلق رکہتے ہین۔ اور راجہ چورا سے رومبا کی اولاد مین ہین۔ جنہون نے اس ریاست کو اوائل اٹھارہوین صدی مین حاصل کیا تہا۔ ۱۷۱۴ء مین راجہ چوراسے رومبا کے متبنی بیٹے راجہ غریب نواز کے لقب سے والی منی پور ہوئے۔ انہون نے ملک برہما پر متعدد حملے کئے جن مین انہین نمایان کامیابی حاصل ہوئی۔ اون کے پوتے راجہ جے سنگہ کے زمانہ مین برہمنون نے منی پور پر حملہ کیا۔ اوس وقت اون راجہ نے گورمنٹ سے مدد طلب کی۔ ۱۴ ستمبر ۱۷۶۲ء کو ایسٹ انڈیا کمپنی سے معاہدہ ہوا۔ اور گورمنٹ نے فوجی امداد دی۔ ۱۸۲۴ء مین گمبہیر سنگہ کے زمانہ مین برہمی پہر منی پور پر حملہ آور ہوئے اور ملک کو تاراج کردیا۔ مگر برٹش فوج کی مدد سے نکال دئے گئے۔ اور ۱۸۲۶ء مین جب صلح ہوگئی تو گمبہیر سنگہ نے اپنے علاقہ کو بہت وسعت دی۔ اور وادی کبو کو اپنے مقبوضات مین شامل کیا۔ مگر یہ حصہ ۱۸۳۴ء مین اہل برہما کو واپس دیدیا گیا۔ اوسی سال گمبہیر سنگہ نے انتقال کیا۔ اور اون کے نابالغ بیٹے چندر کرتی سنگہ جانشین ہوئے۔ ان کے زمانہ مین خانگی جہگڑون اور ملکی فسادات مین بہت ترقی رہی۔ جس سے ریاست کو سخت نقصان پہونچا۔ اون کے بعد بہت سے ناقابل برداشت واقعات پیش آئے۔ گورمنٹ نے مجبور ہوکر ۱۸۹۱ء مین اون جہگڑون کی بیخکنی کا قصد کرلیا۔ پہلی کوشش مین ناکامی ہوی۔ اوس مین بہت سے فوج اور اعلےٰ حکام مقتول ہوئے۔ مگر دوسری مرتبہ بلوائیون اور قاتلون کو بہت سزائین دی گئین۔ اور مہاراجہ سورچندر سنگہ معزول ہوئے۔ اور ہز ہائنس راجہ چورا چند (راجہ حال) ۲۸ ستمبر ۱۸۹۱ء کو مسند

نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۶ء ہے۔ گدی نشینی کے وقت آپ بہت صغیر سن تھے۔ اس ریاست مین گیارہ توپون کی سلامی موروثی ہے۔ اور اولاد اکبر کو گدی ملتی ہے۔ رقبہ (۷ ہزار اور ۸ ہزار مربع میل کے درمیان ہے) مردم شماری کے کاغذات نائرۂ غدر مین نیست و نابود ہو گئے ۱۸۸۱ء مین ریاست کی آبادی (۲۲۱۰۷۰) محاصل (۵۰۰۰) روپیہ ہے۔

کروندیا کالاہانڈی

راجہ صاحب کروند

آپ کی عمر ابھی صرف پانچسال کی ہے۔ آپ ایک قدیم ناگ بنسی راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین جو مادری جانب کروند کے اصلی گنگا بنسی اور پدری جانب بستر نگڈہ واقع چھوٹا ناگپور کے راجگان کی نسل سے ہین۔ سابق راجہ اودت پرتاب دیو کو اون کی عمدہ خدمات کے صلہ مین گورنمنٹ نے نو ضرب توپ کی سلامی مقرر کی تہی۔ جو آپ کو بھی حاصل ہے۔ آپ سے پہلے راجہ رگھو کیشر دیو۔ راجہ اودت پرتاب دیو کے متبنیٰ تھے۔ اونہون نے جبلپور راجکمار کالج مین تعلیم پائی تھی۔ رقبہ (۳۷۴۵) مربع میل۔ آبادی (تین لاکھ سے زیادہ) آمدنی تقریباً سوا لاکھ روپیہ ہے۔ سند تبنیت بھی حاصل ہے۔

کھلیچی پور

راؤ راجہ سری بھوانی سنگھ جی بہادر

یہ خاندان اگنی بنس چوہان ہے۔ بانی خاندان چتربھج چوہان کی نسل میں راجہ گھر پرتہان نے سنبھل مرادآباد
سے اپنا توطن موضع اجیاپوری میں منتقل کیا۔ اور اپنے چھوٹے بھائی راجہ پال کے نام سے اجمیرآباد کیا
اور اوسیکو اپنا راجدہانی بنایا۔ ان کی نسل میں راجہ دگر سین شیرشاہ بادشاہ دہلی کے عہد میں کھیچرپور کی
جاگیر سے سرفراز اور دیوان کے خطاب سے ممتاز ہوئے جسکے بعد اونہوں نے اسکا نام کھیچی پور رکھا جو اب
کثرت استعمال سے کھیلچی پور کے نام سے زبان زد ہے۔ ان کے پوتے راجہ کرن سنگھ نے شاہی دربار میں
رسوخ حاصل کیا۔ اور سمت ۱۲۹۶ میں مہم بنگالہ پر بھیجے گئے۔ اور کامیاب آئے دوبارہ جب گئے تو راجہ بنگالہ نے
اپنی بیٹی کے ساتھہ شادی کردی۔ اور خراج شاہی بھی ادا کیا۔ چند روز کے بعد ان کا انتقال بنگالہ میں ہو گیا
دربار شاہی نے اظہار تاسف کیا۔ ان کے فرزند راجہ بہٹے سنگھ جانشین ہوئے۔ اور شہر کا کوٹ بنوایا۔ ان کی کئی
پشتوں کے بعد راجہ شیر سنگھ جی خلف راجہ درجن سال نے شہر کی آبادی اور رقبہ میں ترقی دی۔ اور غدر میں
گورنمنٹ کا ساتھہ دیا۔ ان کے فرزند راجہ امر سنگھ جی سمت ۱۹۲۶ میں مسند نشین ہوئے۔ اور جدی خطاب راجہ بہادر
حاصل کیا۔ اور ریاست کے نو ضرب سلامی میں ذاتی دو ضرب کا اضافہ ہوا۔ آپ مذہب کے نہایت پابند تھے
اون کے بڑے فرزند سری بھوانی سنگھ (راجہ حال) سمت ۱۹۵۰ میں مسند نشین ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت
سمت ۱۹۲۳ ہے۔ آپ کو سنسکرت فارسی۔ گجراتی۔ انگریزی میں مہارت تامہ حاصل ہے۔ سپہگری۔ موسیقی شہسواری
میں بھی کامل دخل ہے۔ ریاست کو بہت کچھہ ترقی دی ہے۔ رقبہ (۲۷۲) مربع میل۔ آبادی (۳۱۱۲۵)
محاصل (۱۷۵۰۰۰) روپیہ سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے۔



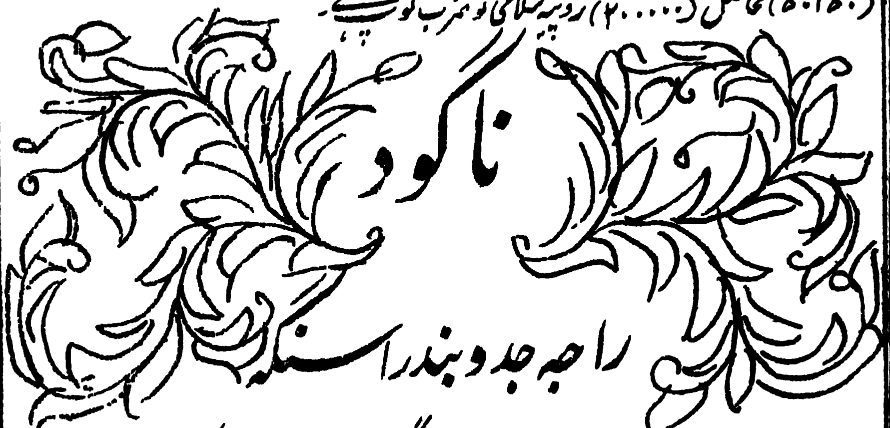
اس ریاست کا فرمانروا خاندان ہندو جوگی فرقہ سے تعلق رکہتا ہے۔ اس کے مورث اعلے بینی حضوری جو راجہ پٹیالہ کے یہان ایک ممتاز عہدہ پر مامور تھے۔ اونکو جاگیر مہرا و رئیس کا خطاب عطا ہوا۔ سنہ ۱۸۰۲ع مین جب ملک ہندپر گورنمنٹ انگلشیہ کا تسلط ہوا تو اوسوقت درجن سنگہ نے چہوٹے بیٹے پر سر حکومت سے تھے پہلی سند سنہ ۱۸۰۶ع مین اور دوسری سنہ ۱۸۱۴ع مین عطا ہوئی۔ اون کی وفات پر اون کے دو بیٹون مین ریاست تقسیم ہوگئی۔ لیشن سنگہ بڑے لڑکے مہیر پر اور پراگ داس بجے دوسرے لڑکے راکہوگڈہ پر قابض ہوئے دوسرا حصہ سنہ ۱۸۴۱ع مین بوجہ بغاوت سرجو پرشاد ولد پراگ داس ضبط ہوگیا۔ لیشن سنگہ نے سنہ ۱۸۵۰ع مین وفات کی۔ ان کے بیٹے موہن پرشاد جانشین ہوئے۔ یہ بہی سنہ ۱۸۵۲ع مین فوت ہوگئے۔ اون کے بیٹے راجہ رگہبیر سنگہ (راجہ حال) سنہ ۱۸۵۲ع مین مسندنشین ہوئے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۸۴۳ع ہے۔ سنہ ۱۸۶۵ع مین آپ کو کامل اختیارات عطا ہوئے۔ سنہ ۱۸۶۹ع مین راجہ کا خطاب ملا۔ یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ع کو بطور اعزاز ذاتی نو ضرب کی سلامی مقرر ہوئی۔ رقبہ (۴۰۰) مربع میل آبادی (۶۳۷۰۲) محاصل (۷۴۰۰۰) روپیہ ہے۔

علی راجپور

رانا پرتاب سنگہ

ابتدائے عہد تسلط گورنمنٹ برطانیہ مین یہ ریاست سافرنگرانی کے تحت مین تہی۔ رانا پرتاب سنگہ کے انتقال پر اون کے بہتیجے کیسری سنگہ نے پرتاب سنگہ کے بیٹے جسونت سنگہ کو جو اون کی وفات کے بعد پیدا ہوئے تہے محروم الارث کرنا چاہا تہا۔ مگر سافرنگرانی نے کیسری سنگہ کو پسپا کردیا۔ اور جسونت سنگہ کے زمانہ نابالغی مین پرتاب سنگہ منتظم رہے۔ کیونکہ سابق مین بہی یہی منتظم تہے۔ ۱۷ مارچ سنہ ۱۸۶۲ع کو جسونت سنگہ نے قضا کی

اور ایک وصیت کے رو سے ریاست کو دو بیٹون مین تقسیم کیا۔ لیکن گورنمنٹ نے اس وصیت کو منظور نہین کیا
اور اون کے بڑے بیٹے گنگا دیو جانشین ہوئے۔ جب اونہون نے بھی انتقال کیا تو رانا پرتاب سنگہ
والی حال ۱۸۹۱ء مین سریر آرا ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۱ء سے ہے رقبہ (۸۳۶) مربع میل۔ آبادی
(۵۰۱۵۰) محاصل (۲۰۰۰۰) روپیہ سلامی نو ضرب توپ ہے۔



فرمانروایان ریاست پرہار راجپوت ہین۔ یہ خاندان گذشتہ نوسو برس سے حکمران ہے۔ سابق مین یہ
ریاست پنا کے ماتحت تھی۔ مگر ۱۸۰۹ء مین راجہ لال شیوراج سنگہ نے گورنمنٹ سے سند حاصل کی۔ اور اونکے بعد
اون کے بیٹے بلبھدر سنگہ ۱۸۱۸ء مین جانشین ہوئے۔ بعد ازان اون کے بیٹے راگھیندر سنگہ ۱۸۳۱ء مین
قایم مقام ہوئے۔ انھون نے غدر مین گورنمنٹ کی بہت خدمت کی۔ اس کے عوض گورنمنٹ نے ۱۸۵۹ء
مین جائداد منضبطہ بیجے راگھو گڈھ سے اموا نبع عطا کئے ۱۸۶۲ء مین سند تبنیت بھی ملی جب ۱۸۷۴ء
مین اون کا انتقال ہوا تو اون کے فرزند جدوبندراسنگہ (والی حال) ۱۲ جون ۱۸۷۴ء کو مسند نشین
ہوئے۔ آپ کی ولادت ۳۰ دسمبر ۱۸۵۵ء ہے۔ فروری ۱۸۸۲ء مین کامل اختیارات مرحمت ہوئے
رقبہ (۵۰۱) مربع میل۔ آبادی (۶۷۰۹۲) محاصل (۱۵۰۰۰۰) روپیہ منجملہ اس کے ستر ہزار جاگیرات و
معافیات مذہبی مین وضع ہوتے ہین۔ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

بروندھہ

راجہ ٹھاکر پرشاد سنگہ

آپ کہنبی راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ آپ کے مورث اعلی گورہی چند بروندھہ کے فرمانروا تھے
جنھون نے ۱۸۴۹ء مین انتقال کیا۔ اون کی اولاد مین راجہ موہن سنگہ نے گورنمنٹ سے توسل پیدا کیا۔ اور
۱۸۰۶ء مین سند ریاست حاصل کی۔ ۱۸۲۷ء مین اونھون نے قضا کی۔ اون کے متبنے بھتیجے وارث قرار
پاے۔ ۱۸۶۷ء مین ان کا انتقال ہوا۔ اور راجہ چہترپال سنگہ جانشین ہوئے۔ جب ۱۸۷۴ء مین اونکی
وفات ہوئی تو راجہ گمبھیر دیال سنگہ سریر آرا ہوئے۔ ان کو راجہ بہادر کا خطاب اور نو ضرب توپ کے
سلامی کا اعزاز حاصل ہوا۔ دوسرے سال یہ سلامی موروثی ہوگئی۔ جولائی ۱۸۸۶ء مین انہون نے
انتقال کیا۔ اور راجہ ٹھاکر پرشاد سنگہ کو راجہ حال گورنمنٹ نے منتخب کیا۔ جانشینی کے وقت انکی
عمر ۸ سال کی تھی۔ رقبہ (۲۱۷) مربع میل۔ آبادی (۱۵۷۲۴) آمدنی (۱۶ ہزار) روپیہ سلامی نو ضرب توپ کے

بڑوانی

ہزہائینس رانا رنجیت سنگہ

آپ سیسودیہ راجپوت اور فرمانروایان اودیپور کے رشتہ دار ہین۔ آپ کے مورث اعلی نے تقریبا

چودہوین صدی مین ریاست جودہپور سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اس ریاست کے قلعون شہرپناہ اور کارخانجات آبپاشی کے کہنڈر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم الایام مین یہ ریاست نہایت سرسبز و شاداب ہوگی۔ اٹھارہوین صدی کے ابتدا مین مرہٹون نے اس ریاست کی طاقت کو کمزور اور اسکی وسعت مین بہت کچھہ کمی کر دی۔ لیکن اس ریاست کے فرمانروا سردار مالوہ کے باجگزار نہین ہوئے سنہ ۱۸۶۰ء مین جسونت سنگہ حکمران تھے۔ انہون نے ۱۵ اگست سنہ ۱۸۸۰ء کو انتقال کیا۔ اون کے بھائی اندر جیت سنگہ مسند نشین ہوئے۔ جنکے انتقال پر رانا رنجیت سنگہ (والی حال) سریر آرا ہوئے۔ رقبہ (۱۱۷۸) مربع میل۔ آبادی (۷۶۱۳۶) محاصل (۸۷۰۰۰) روپیہ۔ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

پالیتانہ

سرمان سنگہ جی سورسنگہ جی کے سی ایس آئی

آپ گوہیل راجپوت شہاجی کے نسل سے ہین۔ جنکو رائے جوناگڈہ ستان کی ہمشیرہ ولم کنور بیہ کی شادی کی تقریب مین مانڈوی کا ایک ضلع عطا کیا تھا۔ شہاجی اس ریاست کے بانی اور ٹھاکر سورسنگہ جی کے فرزند اکبر تھے سنہ ۱۸۸۵ء مین اون کا انتقال ہوا۔ اور سرمان سنگہ جی (والی حال) ہمر دسمبر سنہ ۱۸۸۵ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۸۶۲ء ہے۔ آپ نے پرائیویٹ اتالیق سے تعلیم پائی ہے انگریزی مین بخوبی مہارت ہے۔ فن بیطاری اور فوٹوگرافی مین نہایت مشتاق ہین۔ ولیعہد ریاست کا نام کنور سری بہادر سنگہ جی ہے سنہ ۱۸۹۶ء مین آپ کو کے سی ایس آئی کا خطاب عطا ہوا۔ کوہ سترنجے جو جینیون کی رفیع و عالیشان منادر کے لئے مشہور ہے وہ اسی ریاست مین واقع ہے۔ رقبہ (۹۷۲) میل مربع

آبادی (۲۸۵۶۰) محاصل (۴ لاکھ پچتیر ہزار روپیہ) ہے۔ سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے۔

دھرول

ٹھاکر صاحب شری ہری سنگھ جی

قدیم روایت کے مطابق اس حکمران خاندان کو نسباً خاندان جام نگر سے تعلق ہے۔ جسکو جام اول جی برادر بجھم ہردورجی نے آباد کیا تھا۔ یہ دونون نبرد آزما بھائی اوائل سولہوین صدی مین قسمت آزمائی کے لئے گھر سے باہر نکلے۔ اور بزور شمشیر دو ریاستین قایم کین۔ جنپر دونون جداگانہ طور پر حکمران ہوئے۔ ہردورجی کے بعد ان کے بیٹے جسوجی جانشین ہوئے۔ جن کی پانچوین پشت مین کالوجی گذرے ہین۔ جو شجاعت و بہادری مین مشہور ہین۔ ۱۸۴۵ء مین جے سنگھ گدی پر بیٹھے۔ اون کے بعد ہری سنگھ جی (والی حال) ۱۲ نومبر ۱۸۸۶ء کو سریر آرا ہوئے۔ آپکی ولادت ۲۴ جون ۱۸۴۴ء ہے۔ آپ نے ریاست مین بہت کچھ اصلاحین کین۔ در ریاست مین کلاک ٹاور۔ زنانہ اسکول۔ اسپتال۔ تارگھر وغیرہ قایم کئے۔ ولیعہد کا نام کنوار شری دولت سنگھ جی ہے۔ رقبہ (۲۸۳) مربع میل۔ آبادی (۲۱۹۰۶) آمدنی (۱۵ لاکھ) روپیہ سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے۔

سونٹھ

مہارانا شری زور آور سنگھ جی

آپ پنوار راجپوت ہین۔ آپ کا اصلی وطن اجین تھا۔ آپ اُس خاندان سے تعلق رکھتے ہین۔ جن میں

راجہ بکرماجیت اول صدی مین اور راجہ بہوج والی اجین گیارہوین صدی مین پیدا ہوئے تھے۔ اِس خاندان نے دسوین صدی مین اجین سے نکل کر جہالور مین سکونت اختیار کی۔ پہر تیرہوین صدی مین رانا ظالم سنگہ کے بیٹے سونتھہ نے اپنے نام سے اس ریاست کی بنیاد ڈالی ۱۸۰۳ء مین گورنمنٹ سے توسل پیدا ہوا ۱۸۱۹ء مین سندہیا نے سونتھہ پر حملہ کیا تہا۔ مگر گورنمنٹ نے مداخلت کی۔ مہارانا بہون سنگہ نے ۱۸۷۲ء مین لاولد انتقال کیا۔ رانی نے حسب اجازت گورنمنٹ پرتاب سنگہ کو منتخب کیا۔ گورنمنٹ نے منظوری دی۔ ایکسال کا محاصل بطور نذرانہ تجویز ہوا ۱۸۹۰ء مین سند تبنیت ملی۔ اون کی وفات پر زور آور سنگہ (والی حال) ۳۱ اگست ۱۸۹۶ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲۴ مارچ ۱۸۵۱ء ہے۔ رقبہ (۳۹۴) مربع میل۔ آبادی (۷۴۲۷۸) محاصل (۲ لاکہ) روپیہ۔ سلامی نو ضرب توپ ہے۔

راجکوٹ

ٹھاکر لکھاجی راج باواجی

آپ جاریجہ راجپوت ہین۔ اور اپنے والد ٹھاکر صاحب باواجی کے وفات پر ۱۶ اپریل ۱۸۹۰ء کو مسند نشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۵۶ء ہے۔ گورنمنٹ نے سند تبنیت بہی عطا کی ہے۔ آپ کا دار الریاست اکثر شہزادگان مغربی ہندوستان کی تعلیم گاہ ہے۔ کیونکہ راجکوٹ مین راجکمار کالج ہے۔ او راسی کالج مین آپنے بہی تعلیم پائی ہے سنہ ۱۸۹۰ء مین آپنے راجکوٹ کے سول اسٹیشن کے لئے ایک تالاب تعمیر کیا ہے جسکے معاوضہ مین کاٹہیاوار ایجنسی سے آپکو پانچسو روپیہ ملتے ہین۔ رقبہ (۲۸۱) مربع میل آبادی (۵۰۰۰۷) محاصل (۲ لاکہ) روپیہ ہے۔ برٹش گورنمنٹ کو (۱۸۹۹۱) روپیہ اور نواب جوناگدہ کو

(۲۳۳۰) روپیہ سالانہ خراج دیاجاتاہے سلامی نو ضرب توپ مقرر ہے۔

لمڑی

ٹھاکر صاحب سر جسونت سنگہ جی کی سی آئی ای

آپ راجپوتون کے فرقۂ جہالا سے تعلق رکہتے ہین۔ آپ کا سلسلۂ نسب منگو جی خلف ثانی ہرپال دیو سے ملتا ہے جنہون نے دسوین صدی کے آغاز مین پٹیادی مین حکومت کی تہی۔ منگو جی نے جمبو کو اپنا مستقر قرار دیا۔ اور خاندان لمڑی کی بنیاد ڈالی۔ سر جسونت سنگہ جی۔ (والی حال) منگو جی کے چوبیسوین پشت مین ہین۔ جب آپ تین برس کے تہے تو آپ کے والد نے ۱۸۶۲ء مین قضا کی۔ اور آپکی نابالغی کے زمانہ مین ریاست کا انتظام گورنمنٹ نے انجام دیا۔ انگریزی۔ سنسکرت۔ فارسی۔ وغیرہ مین آپنے بخوبی مہارت حاصل کی ہے۔ آپ یکم اگست ۱۸۷۷ء کو مسندنشین ہوئے۔ آپ کی ولادت ۲۳ مئی ۱۸۵۹ء ہے۔ پرنس آف ویلز نے آپ کو ایک موقع پر نقرئی تمغہ عطا کیا۔ اور فرمایا کہ "مین ان نوجوان مہاراجہ کو کبہی نہ بہولون گا" ۱۸۷۶ء مین آپنے انگلستان کا بہی سفر فرمایا۔ اور ہز امپریل مجسٹی امپرس جرمنی سے ملاقات کی ۱۸۸۲ء مین مجلس واضعان آئین وقوانین کے ممبر منتخب ہوئے۔ اور ۱۸۸۷ء مین جوبلی اول کے موقع پر آپ بہی منجملہ ان تین رئیسون کے جو روسائے کاٹہیاوار کے قائم مقام بنکر انگلستان گئے تہی تشریف لیگئے۔ علیا حضرت نے انکو باریابی کا شرف بخشا۔ اور اپنے دست مبارک سے کے سی۔ آئی۔ ای۔ کا تمغہ عطا کیا۔ اور اپنی ایک شبیہ خاص بہی مرحمت کی۔ اس سفر مین آپنے اسکاٹلینڈ۔ آئرلینڈ وممالک متحدہ امریکہ کی بہی سیر فرمائی۔ ہمپرڈ۔ واشنگٹن۔ نیویارک۔ بوسٹن۔ شکاگو۔ نیاگرا۔ سین فرانسسکو ہوتے ہوئے

اس زمانہ تک رگ ... [illegible] ... رو پیہ ... [illegible]

... [illegible] ... [illegible]

... [illegible] ... (۱۱) ... میں ... [illegible]

... [illegible] ...

... [illegible] ...

... [illegible] ...

بزرگوار ... [illegible] ...

... [illegible] ...

... [illegible] ...

... [illegible] ...

... [illegible] ...

... آپ کی ولادت ... [illegible] ...

... [illegible] ... حاصل ... [illegible] ...

... سالانہ ... [illegible] ...

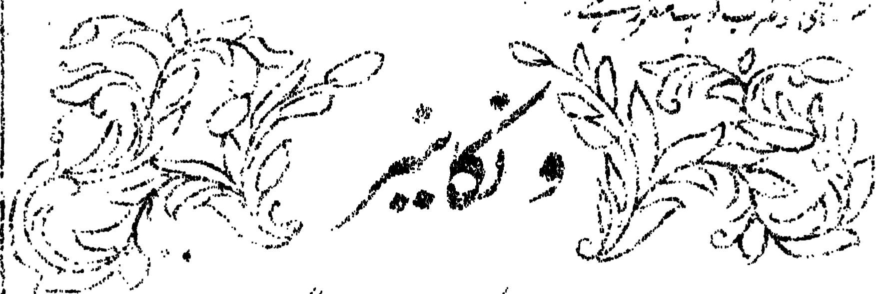
[illegible]

[illegible]

ٹھاکر صاحب [illegible] سنگھ جی

آپ [illegible] جھالا راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں [illegible]
آپ چندیا [illegible] کے [illegible] آپ کی ولادت [illegible] میں [illegible] آپ

راجکمار کالج راجکوٹ مین تعلیم پائی ہے۔ سنہ ۱۸۹۰ع مین آپ نے کالج چھوڑا از آپکے پدر معظم نے مختلف خدمات ریاست آپکو تفویض کین۔ چنانچہ دیوان ہوا آپ [illegible] بھائی انگلستان اور دیگر ممالک یورپ کی سیاحت کو روانہ ہوئے سنہ ۱۸۹۵ع کو اختیارات کامل عطا ہوئے۔ آپکے بھائی [illegible] لاولد انتقال کیا۔ [illegible] آپ مسندنشین ہوئے۔ ۳۰ نومبر سنہ ۱۸۹۸ع کو اختیارات کامل عطا ہوئے۔ آپنے اپنی ریاست کو بہت کچھ ترقی دی ہے۔ رقبہ (۲۳۴۱) مربع میل آبادی (۲۲۳۲۰) محاصل (۱۲۱۰۰۰) روپیہ سلامی ۹ ضرب توپ مقرر ہے۔



راج صاحب امر سنگھ جی بنی سنگھ جی

آپ جھالا راجپوت ہین۔ اور والیان ریاست دھرانگدھرہ۔ لمری [illegible] وغیرہ کے ہم جد ہین۔ سابق راج صاحب کا نام بنی سنگھ جی تھا جب سنہ ۱۸۸۱ع مین انکا انتقال ہوا تو ۱۲ جون سنہ ۱۸۸۱ع کو آپ دو سال کی عمر مین مسندنشین ہوئے۔ آپکی ولادت سنہ ۱۸۷۹ع کی ہے۔ زمانہ نابالغی مین انتظام ریاست ایک کارباری کے سپرد بہ منظوری گورنمنٹ کے جانب سے مقرر تھا۔ سنہ ۱۸۹۹ع مین آپکو مسند ریاست عطا ہوئی۔ رقبہ (۴۱۴) مربع میل آبادی (۲۹۳۳۹) محاصل (۲۳۰۰۰۰) روپیہ سلامی ۹ ضرب توپ ہے۔



آپ [illegible] خاندان [illegible] کی ایک شاخ سے تعلق رکھتے ہیں آپ کے مورث [illegible] ساونت [illegible] جیون [illegible]
[illegible] قربت سلطنت [illegible] آزادی قائم تھی۔ انسانی [illegible]
[illegible] ساونت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] ریاستوں کی [illegible] انتظار [illegible]

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت [illegible]
۱	امیر [illegible]	[illegible]	[illegible] بہادر	[illegible]	۰	۵۳	۱۰۰۰۰		[illegible]

نمبر	نام ریاست	قوم	نام رئیس	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۲	باگھل	[illegible]	راجہ دھیان سنگھ بہادر	[illegible]	[illegible]	۱۲۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	بگھاٹ	،،	راجہ دلیپ سنگھ بہادر	[illegible]	۔	[illegible]	۹۰۰۰	۳۰۰۰۰	[illegible] روپیہ خراج گورنمنٹ کو دیتا ہے
۴	کیونتھل	،،	راجہ [illegible]	[illegible]	۔	۳۵۰	۸۰۰۰	۸۰۰	[illegible]
۵	[illegible]	،،	راجہ [illegible] سنگھ	۔	۔	۲۵۰	۱۲۰۰۰	۲۵۰۰۰	گورنمنٹ کو [illegible] خراج دیا جاتا ہے
۶	[illegible]	،،	راجہ [illegible]	[illegible]	۔	۲۰۰	۳۲۰۰۰	۲۲۰۰۰	[illegible]
۷	[illegible]	،،	سردار [illegible]	[illegible]	۔	۱۲۹	۶۰۰۰	[illegible]	[illegible]
۸	جوبل	،،	رانا [illegible]	[illegible]	۔	[illegible]	۱۰۰۰۰	[illegible]	[illegible] روپیہ خراج گورنمنٹ کو دیتے ہیں
۹	[illegible]	،،	رانا [illegible] سنگھ	[illegible]	۔	۱۳۰	۲۰۰۰	۲۵۰۰۰	[illegible]
۱۰	[illegible]	،،	رانا [illegible] سنگھ	[illegible]	۔	۹۰	۱۲۰۰	[illegible]	[illegible]
۱۱	بلسن	،،	رانا [illegible] سنگھ	[illegible]	۔	۵۱	۷۰۰۰	۹۰۰۰	[illegible]
۱۲	[illegible]	،،	رانا [illegible] سنگھ	[illegible]	۔	۱۹	۴۰۰۰	۱۱۰۰۰	[illegible]
۱۳	[illegible]	،،	رانا [illegible] سنگھ	[illegible]	۔	۲۶	۲۵۰۰	۱۵۰۰۰	راجپوت [illegible]
۱۴	[illegible]	،،	ٹھاکر [illegible] سنگھ	۔	۔	۔	[illegible]	۴۰۰	[illegible] راجپوت [illegible]
۱۵	[illegible]	،،	رانا [illegible] سنگھ	[illegible]		۱۴	۱۲۰۰	۴۰۰	رانا [illegible] سنگھ [illegible]
۱۶	بیجہ	،،	ٹھاکر [illegible]	۔	۔	۴	۱۱۰۰	۵۰۰	گورنمنٹ کو [illegible] خراج دیا جاتا ہے
۱۷	[illegible]	،،	رانا [illegible] سنگھ	۔	۔	۵	۴۰۰	۴۰۰	باقی رانا [illegible] خراج [illegible]
۱۸	[illegible]	،،	ٹھاکر صاحب [illegible]	۔	۔	۔	۔	۱۰۰	[illegible]
۱۹	ترہوچ	،،	ٹھاکر کدار سنگھ	۔	۔	۶۰	۳۰۰۰	۴۰۰۰	[illegible]
۲۰	سانگری	،،	رائے ہری سنگھ	۔	۔	۱۶	۲۸۸۴	۲۴۰۰	راجپوت

نمبر	مقام		نام							کیفیت
۲۱	[illegible]	[illegible]	ٹھاکر [illegible]				۰	۲۵	۰۰	[illegible]
[illegible]	[illegible]	'	[illegible]		۰	۰	۳۶	۹	۳۱۰۰	[illegible]
[illegible]	[illegible]	'	ٹھاکر [illegible]					۹	۵۰	'
[illegible]	[illegible]	'	[illegible]		۰		[illegible]	[illegible]	۲۰۰۰	'
[illegible]	[illegible]	'	ٹھاکر صاحب [illegible]		۰	۰	—	۲۰۰۰	۰	
۳۲	[illegible]	'	ٹھاکر صاحب [illegible]				[illegible]	[illegible]		'
[illegible]	[illegible]	[illegible]	ٹھاکر [illegible]					[illegible]		[illegible]
[illegible]	[illegible]	۰	ٹھاکر صاحب [illegible]				۰	[illegible]	۰۰	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		۰		۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	'	[illegible]	[illegible]	۰		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]		صاحب [illegible]							[illegible]
[illegible]	[illegible]	'	راجہ [illegible]				[illegible]	[illegible]	۱۹	[illegible]
[illegible]	[illegible]	'	[illegible]		۰	۰	[illegible]	۸	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]		ٹھاکر [illegible]			۰	۲۵	[illegible]	۳۲	[illegible]
[illegible]	[illegible]	'	[illegible]			۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	'	[illegible]	[illegible]	[illegible]		۲۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	۰	صاحب [illegible]				[illegible]	[illegible]	[illegible]	
[illegible]	[illegible]	'	[illegible]		۰		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]		لال [illegible] سنگھ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

۵۶	لاٹھی	سوراشٹر	ٹھاکر سود سنگھ جی تخت سنگھ جی۔	سنہ ۱۸۶۰ء	سنہ ۱۸۷۸ء	۴۲	۸۰۰۰	۱۵۰۰۰۰	خاندان سارنگ جی۔
۵۷	مولی	؍؍	ٹھاکر سلطان سنگھ جی پرمار	سنہ ۱۸۴۳ء	سنہ ۱۸۷۰ء	۱۳۳	۱۴۷۶۳	۱۰۰۰۰۰	برٹش گورنمنٹ و جوناگڑھ دونوں کے خراج گذار ہیں۔
۵۸	[illegible]	؍؍	ٹھاکر سود اجی	۔	۔	۲۹	۶۳۰۶	۴۱۰۰۰	ایضاً
۵۹	[illegible]	؍؍	ٹھاکر ملوجی	سنہ ۱۸۶۳ء	سنہ ۱۸۸۶ء	۷۴	۱۰۴۲۱	۹۵۰۰۰	
۶۰	جیت پور	؍؍	۔	۔	۔	۰۳۴	۱۱۵۴۹	۶۸۲۰۰	اس ریاست میں ۱۰ حصہ دار ہیں گورنمنٹ برٹش و جوناگڑھ کو خراج دیتے ہیں
۶۱	[illegible]	؍؍	[illegible] زوراور سنگھ جی	سنہ ۱۸۲۶ء	سنہ ۱۸۵۰ء	۳۰	۱۳۳۸	۱۵۰۰۰	قوم کنبی
۶۲	[illegible]	پالنپور ایجنسی	ٹھاکر صاحب تھراد و مرواڑا	۔	۔	۹۶۴	۵۸۹۴	۹۲۰۰۰	بگھیلا راجپوت۔
۶۳	واؤ	؍؍	رانا صاحب واؤ	۔	۔	۳۸۰	۲۰۰۲۵	۵۰۰۰۰	چوہان راجپوت۔
۶۴	سوئی گام	؍؍	ٹھاکر صاحب سوئی گام	۔	۔	۲۲۰	۱۱۵۲۱	۱۰۰۰۰	؍؍ ؍؍
۶۵	دیودار	؍؍	ٹھاکر صاحب دیودار	۔	۔	۲۴۰	۲۴۰۷۱	۲۵۰۰۰	یہ ریاست پالنپور گجرات کی پولیٹکل ایجنسی کے ماتحت ہے۔
۶۶	بھابھر	؍؍	ٹھاکر صاحب بھابھر	۔	۔	۸۰	۲۵۰۰	۶۲۲۲	؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍
۶۷	[illegible]	؍؍	۔	۔	۔	۴۴۰	۳۱۰۰۰	۲۰۴۹۲	اس ریاست میں متعدد حصہ دار ہیں جو پالنپور ایجنسی کے ماتحت ہیں
۶۸	کانکریج	؍؍	۔	۔	۔	۵۲۰	۵۱۹۴	۲۴۰۰۰	یہ ۲۶ ریاستوں کا مجموعہ پالنپور ایجنسی کے ماتحت ہے اس میں سب سے بڑا علاقہ تھارا ہے۔
۶۹	[illegible]	ریواکانٹھا	مہارانا سری جیت سنگھ جی [illegible]	۱۵ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء	سنہ ۱۸۹۶ء	۴	۔	[illegible]	یہ ریواکانٹھا ایجنسی کی چھوٹی ریاستیں ہیں [illegible] ہندو و مسلمان کل ۴۶۰۵۵
۷۰	جوہر	ایجنسی	راجہ پتنگ شاہ چہارم	۔	۱۲ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء	۳۱۰	۱۴۵۱۴۸	۲۰۰۰۰	ہندو و مسلمان جملہ ۵۵۔ خراج دیا جاتا ہے [illegible]
۷۱	اکلکوٹ	ستارہ جاگیردار	شری مت راجہ صاحب [illegible]	۔	سنہ ۱۸۹۵ء	۴۹۹	۸۲۰۰۰	۲۲۵۰۰۰	+
۷۲	بہور	؍؍	شنکر راؤ چمناجی پنت سچیو	۔	سنہ ۱۸۵۴ء	۱۴۹۱	۵۵۴۸۸	۲۲۴۳۶	+
۷۳	اوندھ	؍؍	پنت پرتی ندھی	۔	۔	۴۴۷	۶۸۰۰۰	۲۰۰۰۰۰	آٹھ مختلف ریاستیں ہیں۔

نمبر	نام									کیفیت
۷۴	جھٹیہ	ماکیرواڑا ستارہ	[illegible] معرفت [illegible] صاحب [illegible]	.		.		۸۰۰	۲۸	[illegible]
۷۵	[illegible]	"	[illegible] جان [illegible] مانک [illegible]	.			۱۰۸۱		۱۳ / ۵۸	[illegible]
۷۶	[illegible]	[illegible]	[illegible] صاحب [illegible]							[illegible]
۷۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible]		۰۰	۴۰		[illegible]
۷۸	[illegible]	"	[illegible]				[illegible]	۱۳۰	۵	
۷۹	[illegible]		[illegible] معرف [illegible]		[illegible]		[illegible]	۰۰	۵	[illegible]
۸۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		۱۷		۱۰۰	[illegible]
۸۱	[illegible]	"	[illegible]	.			۱۳۰			[illegible]
۸۲	[illegible]	"	[illegible]				۱۶۸	۳۵	۹۶۱	
۸۳	دھول		[illegible]				۳۰	[illegible]	۱۹	
۸۴	[illegible]	رر	[illegible]		اکتوبر ۱۸۶۷		۲۰۶	۹۵۰۰۰	۱۱۹م	[illegible]
۸۵	[illegible]	.	.		.		۱۲۱	۳۰۰۰۰	۱۹۱	اس رئیس کا لقب [illegible] (۵۹۴۵) خراج ہے۔
۸۶	بولوا	رر	.	.	.		۱۳۷	۴۴۰۰	[illegible]	اس رئیس کا لقب [illegible] (۴۴۲۰) خراج ہے
۸۷	کاگل	"	.	.	.		۱۴۸	۵۲۰۰۰	۱۸۱۰۱۴	اس رئیس کا لقب [illegible] دو ہزار روپیہ خراج ہے۔

۱۰۷	پل‌ہارا	[illegible]	راجہ جگیشور پال	[illegible]	[illegible] ۱۰۳۲	۴۵۲	۲۹۵۰۰	۱۷۳۳۴	[illegible]	گورنمنٹ [illegible]
۱۰۸	رنبیر	"	راجہ سر کرشن چندر سنگھ [illegible]	•	•	۵۰۳	۴۱۵	۳۰۶۴۱	[illegible]	"
۱۰۹	[illegible]	"	راجہ [illegible] سنگھ [illegible]	[illegible]	[illegible]	۳۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
۱۱۰	[illegible]	"	راجہ [illegible]	•	•	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
۱۱۱	[illegible]	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۹۰۶	[illegible]	۱۰۰۰	[illegible]	"
۱۱۲	[illegible]	"	راجہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۰۰۰۰	[illegible]	"
۱۱۳	[illegible]	"	[illegible]	•	•	[illegible]	[illegible]	۱۵۰۰۰	[illegible]	"
۱۱۴	[illegible]	"	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۲۵	[illegible]	[illegible]	گورنمنٹ [illegible]	
۱۱۵	[illegible]	"	راجہ [illegible]	•	•	۱۲۳۵	[illegible]	[illegible]	گورنمنٹ [illegible]	
۱۱۶	[illegible]	"	راجہ [illegible] بہادر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱۱۷	[illegible]	"	مہاراجہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۵۵	[illegible]	۳۰۰۰۰	گورنمنٹ [illegible]	
۱۱۸	[illegible]	"	راجہ [illegible] سنگھ [illegible]	•	•	۱۰۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
۱۱۹	آسام	"	•	•	•	•	•	•	[illegible] آسام [illegible] ۲۶ [illegible] ۲۲ [illegible]	
۱۲۰	[illegible]	"	[illegible] سنگھ [illegible]	•	[illegible]	•	[illegible]	[illegible]		
۱۲۱	[illegible]	"	مہاراجہ [illegible] پرشاد سنگھ	[illegible]	[illegible]	۱۳۰۰	۹۲۰۰	۲۲۰۰۰۰		
۱۲۲	[illegible]	"	مہاراجہ سر [illegible] سنگھ بہادر [illegible]	[illegible]	[illegible]	•	•	•		
۱۲۳	[illegible]	"	مہاراجہ سر [illegible] سنگھ بہادر [illegible]	•	•	۲۴۱۰	۱۰۰۰۰۰	۲۹۰۰۰۰		

ذیل میں ایک اور نقشہ چھوٹی چھوٹی ہنود کے ریاستوں کا دیا جاتا ہے
اس میں صرف رئیس اور جاگیر کا نام لکھدینا ہمنے کافی تصور کیا ورنہ بہت کچھ طوالت ہے

[illegible]	نام رئیس	[illegible]	[illegible]	نام رئیس	[illegible]	[illegible]	نام رئیس	[illegible]
۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳
۱	راجہ نروتم سنگھ	[illegible]	۱۴	راجہ آنند [illegible] سنگھ [illegible]	[illegible] "	۲۷	راؤ کرن [illegible] سنگھ	[illegible]
۲	راجہ شیام سنگھ	[illegible] "	۱۵	راجہ کیسری سنگھ جودھو	[illegible] "	۲۸	رانی [illegible] کنور	[illegible]
۳	راجہ بھوپندر بہادر سنگھ	کنت "	۱۶	رانی [illegible] کنور	[illegible]	۲۹	راجہ [illegible] سنگھ بہادر	[illegible]
۴	راجہ بھوپت [illegible] سنگھ [illegible] تعلقدار	[illegible] "	۱۷	[illegible] تعلقدار	[illegible] "	۳۰	راجہ [illegible]	[illegible] "
۵	راجہ [illegible] سنگھ	[illegible] "	۱۸	راجہ پرتاب بہادر سنگھ	[illegible]	۳۱	راجہ [illegible]	[illegible]
۶	راجہ [illegible] بخش سنگھ	[illegible] "	۱۹	مہاراؤ راجہ [illegible] سنگھ	[illegible] "	۳۲	راجہ بہادر [illegible] سنگھ تعلقدار	[illegible]
۷	راجہ [illegible] دت سنگھ	[illegible] "	۲۰	رانی [illegible] کنور تعلقدار	[illegible]	۳۳	راجہ [illegible] سنگھ	[illegible]
۸	راجہ [illegible] بخش	[illegible] "	۲۱	راجہ [illegible] سنگھ	[illegible] "	۳۴	راجہ گوبند سنگھ	[illegible] "
۹	راجہ [illegible] تعلقدار	[illegible]	۲۲	راجہ [illegible] سنگھ	[illegible]	۳۵	راجہ [illegible] سنگھ	[illegible]
۱۰	راجہ [illegible] سنگھ [illegible]	[illegible] "	۲۳	راجہ [illegible] سنگھ تعلقدار	[illegible]	۳۶	راجہ [illegible]	[illegible] "
۱۱	رانی [illegible] کنور	[illegible] "	۲۴	[illegible]	[illegible] "	۳۷	راجہ [illegible] سنگھ	[illegible]
۱۲	رانی [illegible]	[illegible]	۲۵	راجہ [illegible] سنگھ تعلقدار	[illegible]	۳۸	راجہ [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام
[illegible]	راجہ [illegible] سیال سنگھ	مراد [illegible]	۵۲	راجہ مہاراجہ [illegible]	جھیلی [illegible]	۶۲	راجہ [illegible]	پرتاپ پور
۴۱	راجہ [illegible] سنگھ	[illegible]		[illegible] سنگھ [illegible] بہادر		۶۳	مہاراجہ [illegible]	[illegible] علاقہ بنگال آسام
۴۲	راجہ [illegible] سنگھ	مرودی		[illegible] کے سی، آئی ای		۶۴	مہاراجہ [illegible] نراین سنگھ بہادر	[illegible]
۴۳	مہاراجہ [illegible] بخش سنگھ	[illegible] پور	۵۳	راجہ [illegible] سنگھ [illegible]	[illegible]	۶۵	مہاراجہ [illegible]	[illegible] پور
۴۴	رانی [illegible] کنور	[illegible]	۵۴	راجہ [illegible] راجہ	[illegible]	۶۶	راجہ [illegible]	[illegible]
۴۵	راجہ [illegible] سنگھ سی آئی ای	[illegible]	۵۵	راجہ بہادر [illegible]	[illegible]	۶۷	راجہ [illegible] سنگھ بہادر	[illegible]
۴۶	راجہ [illegible] سنگھ سی آئی ای	آقا	۵۶	راجہ [illegible]	[illegible]	۶۸	مہاراجہ [illegible] چندر رائے بہادر	[illegible]
۴۷	راجہ اودت نراین سنگھ	رام نگر		[illegible] راجہ [illegible]		۶۹	راجہ نرپت سنگھ دیو	[illegible]
۴۸	راجہ پرتاپ بہادر سنگھ	[illegible]	۵۷	راجہ [illegible]	[illegible]	۷۰	راجہ [illegible] سنگھ بہادر	[illegible] پور
۴۹	راجہ [illegible] رام [illegible]	[illegible]	۵۸	راجہ [illegible]	[illegible] پور	۷۱	راجہ [illegible]	[illegible]
	مہاراجہ [illegible]	[illegible]	۵۹	راجہ [illegible]	[illegible]		دیال سنگھ	[illegible]
	راجہ [illegible] بہادر	—		راجہ [illegible] بہادر [illegible]		۷۲	راجہ [illegible] نراین سنگھ	[illegible]
۵۰	مہاراجہ [illegible]	[illegible]		کے سی، آئی ای		۷۳	راجہ [illegible] نراین دیب	[illegible]
۵۱	[illegible]	[illegible]	۶۰	راجہ [illegible]	[illegible]	۷۴	رانی [illegible] دیبی	[illegible]
	[illegible] سی آئی ای		۶۱	رانی [illegible] بائی	[illegible]		—	

۸۹۴

اس سے قبل ہمنے چند رؤساء اسلام کا نقشہ جو درج کیا تھا اوس میں چند
رؤساء اسلام کے نام سہواً باقی رہ گئے تھے ذیل میں ان کی تفصیل [illegible] کی جاتی ہے

١	٢	٣	٤ نام رئیس [illegible]	٥	٦	٧	٨	٩	١٠ کیفیت خراج وغیرہ
١	جعفرآباد	مغربی ایجنسی کاٹھیاواڑ	جناب حبشی [illegible]	•	•	٤٢	١٢٣٨٩	٦٠٠٠٠	یہ ریاست مجیرہ سے متعلق ہے
٢	منشوا	"	باپی فتح دین خان جی	•	•	•	٤٢١٠٥	١٥١	اس ریاست کے دو حصہ دار ہیں
٣	بجانا	"	ملک بجانا	•	•	•	١٦٠٤٢	١٠٠٠٠٠	اس کا میسے گورنمنٹ خراج لیتی ہے
٤	گوا	"	•	•	•	•	•	١١٤٣٠٠	اس ریاست کے مالک پانچ مسلمان ہیں۔ اس کی آبادی میں اکثر حصہ مسلمانوں کا ہے
٥	تروارہ	پالنپور ایجنسی	ٹھاکر صاحب تروارہ	•	•	١٢٥	٥٥٤٦	١٢٠٠٠	یہ ٹھاکر مسلمان ہیں اور یہ ریاست پالنپور کے ماتحت ہے
٦	وڑی یا ورائی	"	ملک	•	•	٤٣٠	٢١٣٧٦	٦٧٠٠٠	اس ریاست کے رئیس جاٹ مسلمان ہیں۔
٧	سکینی ملی	مدراس	نواب فتح علی خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔	١٨٤٩ع	١٨٦٨ع	٢٥٥	٢٥٠٠٠	٢٧٢٢٥	اس ریاست سے بہت بڑا حصہ ارکان خاندان کے جاگیروں میں نکل جاتا ہے۔ مگر اب یہ ریاست قایم نہیں رہی کیونکہ گورنمنٹ نے نواب کی ظلم و بیجا زیادتیوں سے تنگ آکر ضبط کر لیا۔ اور نواب موصوف معزول و بیدخل کر دیئے گئے۔
٨	بیاہ دریگم	مالک متحدہ آگرہ	[illegible] بیگم صاحبہ	•	•	•	•	•	
٩	جہانگیرآباد	واودھ "	زیب النساء بیگم صاحبہ	•	•	•	•	•	
١٠	پاسپٹر	"	نواب امت فاطمہ بیگم صاحبہ	•	•	•	•	•	